تحریک آزادی میں

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

اور اکابرین جمعیت علمائے ہند کی زریں خدمات معہ فتویٰ نصرۃ الابرار

حصہ اوّل

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ

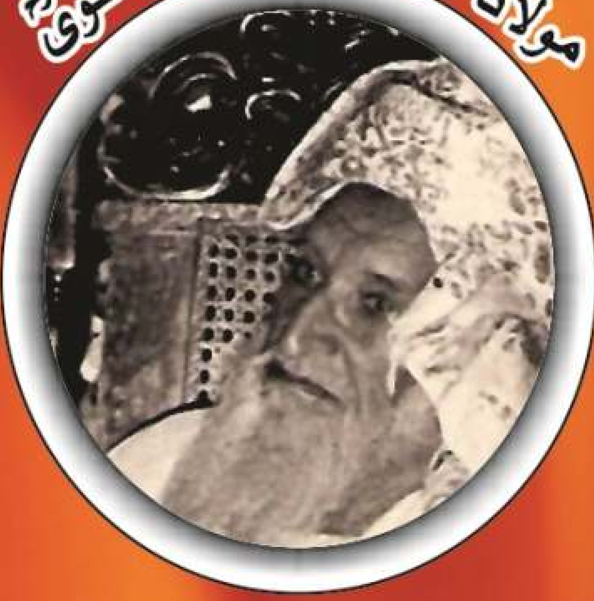

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

مولانا احمد سعید دہلویؒ

مولانا نثار احمد کانپوریؒ

مولانا احمد علی لاہوریؒ

مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ

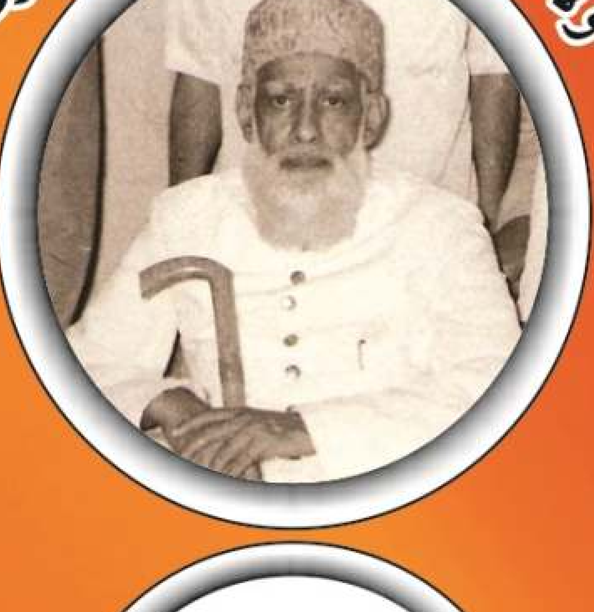

مولانا عبید اللہ سندھیؒ

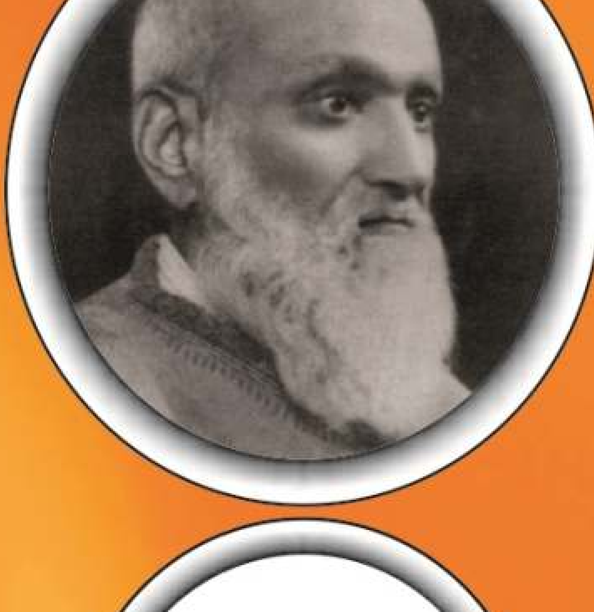

مولانا سید گل بادشاہؒ

مولانا عبد الحلیم صدیقیؒ

مولانا عبد الصمد رحمانیؒ

مولانا محمد صادقؒ

مولانا نور الدین بہاریؒ

مولانا مبارک حسینؒ

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

مولانا عبد الحق مدنیؒ

مولانا بشیر احمد بھٹہؒ

مولانا سید حمید الدینؒ

مولانا یوسف بنوریؒ

مولانا عبد الودود سرحدیؒ

مولانا حسرت موہانیؒ

مولانا معین الدین اجمیریؒ

مولانا ابو المحاسن سجادؒ

مولانا عبد الباری فرنگی محلؒ

مولانا عرفانؒ

مولانا عبد الحنانؒ

مولانا عبدل عماد مونگیریؒ

مولانا قاضی محمد عبد الربؒ

مرتب: ایم مفتی

کیمبرج یونیورسٹی انگلینڈ کے تعاون سے

تحریک آزادی میں

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

اور اکابرین جمعیت علمائے ہند کی زرّیں خدمات معہ فتویٰ نصرۃ الابرار حصہ اوّل

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اور
اکابرین جمعیت علمائے ہند کی زرّیں خدمات معہ فتویٰ نصرۃ الابرار (حصہ اوّل)

مرتب: ایم مفتی

اشاعت: اوّل 2017ء

ناشر: اسلامی تعلیمی ادارہ

فہرست مضامین

1) مختصر تعارف — 1

2) اوّلین عرض — 4

3) جمعیۃ علماء پر ایک تاریخی تبصرہ (مولانا حفیظ الرحمٰن واصف دہلویؒ) — 13

4) مختصر تعارف: مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند) — 106

5) الجمعیۃ اخبار 1927ء سے 1938ء تک — 164

6) فتاویٰ قادریہ — 608

7) منٹگمری سے ساہیوال تک — 711

8) مختصر معلومات علماء لدھیانہ — 770

9) علماء لدھیانہ اور 1857ء کی تحریک آزادی — 775

10) فتویٰ نصرۃ الابرار — 849

11) اضافہ جات — 873

12) تصاویر — 900

مختصر تعارف

تحریک آزادی میں

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

اور اکابرین جمعیت علمائے ہند کی زرّیں خدمات معہ فتویٰ نصرۃ الابرار حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر اًتعارف

تحریک آزادی میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علمائے ہند کی زرّیں خدمات معہ فتویٰ نصرۃ الابرار (حصہ اوّل) حاضر خدمت ہے۔اس میں مختلف ادوار میں میسر مواد کو اکٹھا کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔جس کا سلسلہ حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسن صاحب لدھیانویؒ ساہیوال کی وفات 1983ء سے شروع ہوا اور 2008ء میں حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسین صاحب لدھیانویؒ سے ملاقات میں اُن کی طرف سے اس کو یکجا کرنے اور کتاب کی شکل میں مکمل کرنے کی ہدایت بھی تھی۔اس کے لیے انہوں انے اپنی کتاب ''1857ء کی جنگ آزادی اور علماء لدھیانہ'' بھی عنایت کی۔میرے لیے اس ساری تحریک وکوشش کا ماخذ ان کی کتاب بھی تھی۔ان کی کتاب کو آخر میں حوالہ جات کے سیکشن میں شامل کر دیا ہے۔

آپ دونوں بیان کردہ حضرات حضرت مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔موخرالذکر مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ 2010ء میں وفات پائی اور مدینۃ المنورہ جنت البقیع میں دفن ہیں۔

کتاب میں پہلا حصہ الجمعیۃ اخبار دہلی پر مبنی ہے۔ جس کے لیے پروفیسر کیون گرین بینک کیمبرج یونیورسٹی ARCHIVIST AT CENTRE OF SOUTH ASIAN STUDIES CAMBRIDGE UNIVERSITY ENGLAND کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے 1928ء اور 1937ء تک الجمعیۃ اخبار دہلی کا ریکارڈ مہیا کیا۔لیکن 1938ء سے 1947ء تک کا وقت جو سیاسات ہند کا بہت اہم وقت تھا وہ ان سے نہیں مل سکا۔ہندوستان کی یونیورسٹیز اور اداروں سے رابطوں کے باوجود نہیں مل سکا۔کوشش جاری ہے اُمید ہے کہ کہیں سے مل سکے۔ان شاءاللہ۔

الجمعیۃ اخبار دہلی کے بعد کچھ حوالہ جات حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ کی دو کتابیں ''جمعیت علماء کیا ہے'' اور ''علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے'' شامل ہیں۔ان کے علاوہ پروین روزینہ صاحبہ کی کتاب ''خطبات جمعیۃ علماء ہند'' سے کچھ حوالہ جات شامل کتاب ہیں۔مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جامیؒ کی کتاب ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' سے قاری طیبؒ صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے تاثرات مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور علماء لدھیانہ کے بارے میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سابقہ صدر جمعیت علماء ہند کی کتاب نقش حیات سے حوالہ جات بھی شامل ہیں۔

جن میں مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا سیف الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ کا 1857ء میں جاری کیا ہوا فتویٰ آزادی اور مولانا عبدالقار صاحب لدھیانویؒ کے صاحبزادوں مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ مولانا عبداللہ صاحب لدھیانویؒ اور مولانا عبدالعزیز صاحب لدھیانویؒ کے مشہور فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر بھی موجود ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں فتویٰ نصرۃ الابرار اور فتاویٰ قادریہ (مرزا غلام قادیانی کے کفر پر اوّلین فتویٰ) کا مختصراً ذکر ہے۔

مفتی ضیاء الحسین صاحب لدھیانویؒ کی کتاب "1857ء کی جنگ آزادی" علماء لدھیانہ کے بارے میں کچھ خطوط جو مختلف علمی دینی و سیاسی شخصیات کی جانب سے علماء لدھیانہ کے بارے میں لکھے گئے جن میں پنڈت نہرو، مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا سالم قاسمی صاحب کے خطوط بھی شامل ہیں۔ ہوم منسٹر اور گورنر یوپی مسٹر کے ایم منشی کا اپنی کتاب میں مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کا ذکر، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا خط، ڈاکٹر تارا چند اور کچھ دوسرے غیر مسلم مصنفین کی کتابوں سے کچھ اکتسابات جن میں مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کی 1857ء کی جدوجہد آزادی میں شمولیت اور کردار کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے بھی شاملِ کتاب ہیں۔

ہندوستان کی تقریباً دوسو سالہ تاریخ کے مشہور فتاویٰ علماء لدھیانہ سے منسوب ہیں۔ آخر میں مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کے خاندان کا شجرہ، مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اور مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانویؒ کی تصاویر معہ ان کے خاندان کی مختلف شخصیات کی تصاویر اور ان کے دینی وفلاحی اداروں کی تصاویر شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان تمام بزرگوں پر رحم فرماتے ہوئے ان کو معاف کردیں اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔

بندہ: ایم مفتی عفا اللہ عنہ

نوٹ:

جن حضرات کے پاس مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مضامین پمفلٹ، تحریریں اور تصاویر ہوں ان سے گزارش ہے کہ ان کو مندرجہ ذیل اِی میل پر بھیج دیں۔ شکریہ

jamiatiulama@gmail.com

اس خاندان رفیع الارکان (علماء لدھیانہ) کی دینی، سیاسی اور قومی ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

(ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری)

(حوالہ: علماء حق اور اُن کے مجاہدانہ کارنامے۔ صفحہ ۱۱۹)

مفتی محمد نعیمؒ صاحب دارالعلوم کے فاضل قدیم، متحدہ ہندوستان و پاکستان میں علمی و دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز و مشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمت خلق میں گزرا اور ہمیشہ دینی وقومی جدوجہد میں مصروف رہے۔

(روائیداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

اولین عرض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوّلین عرض

انگریز استعمار کے خلاف طویل جدو جہد آزادی کی تحریک کا آغاز اندازاً 1803ء سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے فتویٰ آزادی سے شروع ہوا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آغاز جدو جہد آزادی میں اَن گنت رہنماؤں اور جماعتوں کا حصہ تھا لیکن قید و بند کی صعوبتوں، شہادتوں اور جائیدادوں کی قرقی کے حوالے سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اور اُن کے خاندان کے حضرت شاہ اسماعیل صاحب دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے شاگرد حضرت سیّد احمد صاحب رائے بریلیؒ اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کا ثانی نہیں ہے۔

1857ء کی جدو جہد آزادی کی جنگ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے شاگرد حضرت مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ نے اپنے چار صاحبزادوں مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ (اوّلین فاتح قادیانیت) اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کے ساتھ شرکت کی اور جان و مال کی قربانیاں دیں۔ قاری طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس کا ذکر اپنے خط مولانا عزیز الرحمٰن لدھیانویؒ (صدر احرار ہند مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے صاحبزادے) کے نام ان الفاظ میں کیا ہے۔

خاندانِ عُلمائے لدھیانہ کے متعلق حکیم الاسلام کے تاثرات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب "مہتمم دار العلوم دیوبند نے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر علمائے لدھیانہ کی خدمات کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے اس مضمون میں سے کچھ کلمات یہاں پر درج کیے جاتے ہیں۔ (از مؤلف)

از قاری محمد طیب : دارالعلوم دیوبند

احقر کے سامنے اس وقت تذکرہ بزرگان مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی حال مقیم دہلی دام مجدہٗ مرتبہ عزیز محترم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب جامعی ابن مولانا ممدوح، کے اوراق کھلے ہوئے ہیں جو عزیز موصوف نے خاندانی تعارف کے طور پر بڑی محنت سے لکھے ہیں۔ اہل اللہ کے ذکر میں قدرتاً قلبی کشش اور جاذبیت ہوتی ہے کہ اسے شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت نہیں مانتی، بلکہ ختم کرنے ہی کی طرف نہیں آتی، وہی کیفیت ان اوراق کے مطالعہ کے وقت مجھ پر طاری ہے۔ ہر پچھلا ورق اگلے ورق کی دعوت دیتا جارہا ہے اور جی نہیں چاہتا کہ اس تذکرہ میں کوئی آخری ورق آئے۔ بہر حال دہلی سے دیوبند تک پنج ساعہ سفر ریل میں میرا مشغلہ صرف اس تذکرہ کا مطالعہ رہا اور میں نے اول سے آخر تک اس تذکرہ کے تمام مسودہ کو غور سے پڑھا۔

حالانکہ اہل اللہ کے واقعات واحوال پڑھ کر تبصرہ کے جذبات نہیں ابھرتے بلکہ تذکرہ کے دواعی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایسی داستانیں جو حقیقتاً زندگی اور اجتماعی زندگی کی داستانیں ہوتی ہیں کسی تقریظ کی غرض سے نہیں دیکھی جاتیں کہ رسمی طور پر اس پر کچھ سطریں لکھ دی جائیں بلکہ عقیدت ومحبّت کی نگاہ سے پڑھی جاتی ہیں کہ سیپارہ دل پر خود انہیں کو نقش کیا جائے۔

اس خاندان کے موجودہ اخلاف کرام سے تو میرے مُخلصانہ اور دوستانہ تعلقات عرصہ دراز سے قائم ہیں جیسا کہ میرے اکابر خاندان کے اس خاندان کے اکابر سے گہرے مراسم رہے ہیں۔ اور آج اس تصور سے لدھیانہ کی آمد ورفت، علمی اجتماعات اور مُخلصانہ علمی مجلسیں آنکھوں میں پھر گئیں۔ لیکن اس خاندان کے اسلاف کرام سے تفصیلی تعارف اس داستان حیات ہی کے پڑھنے سے اس سفر میں میسر ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ ولی اللّٰہی خاندان کی شاخ جہاں بھی چلی گئی، شاخ طوبیٰ ہی ثابت ہوئی۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ حضرت جد امجد قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند جب پہلے حج کے لئے کراچی سے حجاز مقدس روانہ ہوئے تو بادبانی جہاز ہوا ناموافق ہونے کی وجہ سے بصرہ میں لنگر انداز ہوگیا اور کئی دن تک ٹھہرا رہا۔ مسافر بصرہ کی سیر کرنے کے لئے اتر گئے۔ حضرت قاسم العلوم بھی اُترے مگر تفریح طبع کے لئے نہیں بلکہ بصرہ کے اُس دور کے ایک مشہور ومعروف محدث سے سندِ حدیث حاصل کرنے کے لئے۔ محدث ممدوح نے حضرت قاسم العلوم سے دریافت کیا کہ آپ کی سند حدیث کہاں سے ہے؟ فرمایا شاہ عبد الغنی محدث دہلوی سے۔ فرمایا کون شاہ عبد الغنی؟ عرض کیا کہ شاہ اسحٰق دہلوی کے تلمیذ۔ فرمایا کون شاہ اسحٰق؟ عرض کیا کہ شاہ ولی اللہ کے تلمیذ۔ تو جھوم کر فرمایا کہ ہاں ولی اللہ شجرۂ طوبیٰ ہے۔ جس طرح اہل جنّت کا کوئی قصر اور محل نہ خالی ہوگا کہ اس میں شجرہ طوبیٰ کی شاخ پہنچی ہوئی نہ ہو۔ اسی طرح ہندوستان میں علم کا کوئی گھرانہ نہ ملے گا جس میں خاندان ولی اللّٰہی کی کوئی شاخ نہ آئی ہو۔ اور یہ فرماکر بڑی شَفقت کے ساتھ حضرت قاسم العلوم کو سند عطا فرمائی۔ بہر حال اسی طوبائی خاندان جنت نشان کی ایک علمی شاخ لدھیانہ کا علمی خاندان بھی ہے جو ولی اللّٰہی علوم اور ولی اللّٰہی جذبات کی امانت سینوں میں لئے ہوئے ہے۔

ان ساری ولی اللّٰہی شاخوں میں علم اور اخلاق کے ساتھ جو چیز سب سے زیادہ ابھری ہوئی نظر آتی ہے وہ مجاہدانہ اسپرٹ، راہِ حق میں ایثار وفنائیت، بے باکانہ حق گوئی ہر رسمی اقتدار سے نڈر ہو کر اعلان حق اور ساتھ ہی اس راہ میں کسی بھی قربانی سے نہ گھبرانا ہے۔ یہ موجود اوصاف لدھیانوی خاندان میں بہت ہی نمایاں اور خصوصی طور پر نظر آتا ہے اور نہ صرف اسلاف خاندان ہی تک محدود ہے بلکہ آج کے اخلاف میں بھی اس کی وہی جھلک قائم ہے اور بلاشبہ یہ ایک فضل خداوندی ہے کہ کسی خاندان کی اعلیٰ روایات اور مستحسن خصوصیات پشتوں تک

خاندان کاساتھ نہ چھوڑیں اور اخلاف اپنے اسلاف کے سانچوں میں ڈھلتے رہیں۔

یہ خاندان باطل کے مقابلہ میں ہمیشہ سینہ سپر رہا۔ باطل اور طاغوت کے سامنے کہیں سر نہ جھکایا اور اس پر خار راہ کی ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا اور برضا و تسلیم مصائب کا سامنا کیا۔ فتنہ خواہ حکومت و سیاست کی لائن سے آیا یا مذہب و دنانت کے حلقوں سے، مادیت کے راستوں سے نمودار ہوا یا روحانیت کے ناموں سے، انہوں نے ہر دور میں اسے پہچانا اور جلد پہنچانا۔ اس کی سرکوبی کی اور مُسلمانوں کو اُس سے آگاہ کرکے اُس سے محفوظ رکھا۔ برطانوی حکومت کی لائن سے جس قدر فتنے اٹھے اور جس رنگ میں بھی اٹھے ان کے خلاف اس خاندان کے اسلاف بھی اٹھے اور پھر اخلاف نے بھی وہی کچھ کیا جو اسلاف نے کر دکھایا تھا۔ اور ساتھ ہی غربت و تشدد کے تمام مصائب بھی جھیلے جو اس راہ کے خواص آثار میں سے ہیں مگر کلمۂ حق کی تبلیغ و ترویج نہ چھوڑی اور نہ ہی اس میں کسی اپنے اور بیگانے کی ذرہ برابر رعایت کی، بلکہ بلا خوف لومۃ لائم اعلامن حق کیا، خواہ اس کی پاداش میں اپنا کچھ بھی کھو دینا پڑا۔ ہوسکتا ہے کہ عملی جزئیات میں ان سے کسی کو اختلاف ہو مگر دنیا کا کوئی بھی حق پرست انسان ان جذبات حقہ کی قدر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

"اوّل بآخر نسبتے دارو" کے اصول پر جس طرح اس خاندان کے اسلاف پر اعلان حق کی بدولت وہ وقت بھی آیا کہ انہیں وطن مالوف اور گھربار چھوڑ کر غربت کی زندگی اختیار کرنی پڑی اور ان کی غیبت میں دشمنان حق نے ان کے گھروں ہی کو نہیں ان کی عبادت گاہوں تک کو جلا ڈالا۔ اسی نہج سے اخلاف خاندان کو بھی آج راہ محبت کی یہ تمام تلخیاں سہنی پڑ رہی ہیں۔ وطن مالوف چھوٹا۔ گھربار ہاتھ سے نکلا۔ خاندان کے کتنے ہی مردوں عورتوں نے حیات غربت کے ساتھ موت غربت اختیار کی۔ مدارس ہاتھ سے گئے۔ معاہد اور مساجد قبضہ سے نکل گئیں جن میں برسوں سے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں اٹھتی رہیں اور نہ معلوم کہ وہ باقی ہیں یا یکسر دوسرے نقشوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ مگر ان سارے فتنوں کی گرم بازاری میں یہ امانت داری کس درجہ پُر عظمت ہے کہ جسطرح ان انتہائی مصائب میں اسلاف کے پیروں کو ذرہ برابر جنبش نہیں ہوئی تھی اور انہوں نے نہ صرف صبر وخیر بلکہ رضاء و تسلیم کے جذبات دکھلائے تھے، اسی طرح آج کل درد ناک مصیبتوں اور ہولناک پریشانیوں میں اخلاف کے پائے استقلال کو بھی ادنیٰ جنبش نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے چہروں پر کسی ادنیٰ سی بدحواسی یا اداسی کی کوئی لکیر دکھلائی دیتی ہے۔

بہر حال نوعی حیثیت سے اس علمی خاندان میں جو چیز قدر مشترک کے طور پر اسلاف و اخلاف میں نمایاں نظر آتی ہے اور ساتھ ہی اُس کے آثار بھی مشترک ہیں، وہ راہ حق میں بے خوفی و بے باکی، اعلاء کلمۃ اللہ، اطفاء فتن اور دنیوی زندگی میں تحمل شدائد و مصائب مگر بصد تسلیم و رضا ہے حکومتی فتنہ ہی نہیں بلکہ ہر وہ فتنہ جو مذہب، قوم، فرقہ تمدن اور معاشرہ و سیاست کی راہ سے نمودار ہوا، ان حضرات کی نگاہ دوربین نے ہر رنگ میں اس کے انداز قد و قامت کو پہچانا اور مخلوق کو اس سے خبردار کیا۔ فتنہ مرزائیت کو اولاً اسی خاندان نے بھانپا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفساد سے علمی طور پر ملک کو آگاہ کیا جس سے لاکھوں انسان گمراہی کے اس جال سے بچ گئے حتیٰ کہ اس سلسلہ کی عملی تکمیل بھی بالآخر اسی خاندان کے ہاتھوں ہوئی۔ مجلس احرار، نے امیر الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کی امارت وقیادت میں اس فتنہ کا عملی طور پر مقابلہ کیا اور اس سے زبردست ٹکر لی جو ظاہر میں قادیانیت سے ٹکر تھی مگر بلحاظ حقیقت یہ ٹکر برطانیہ کی طاقتور حکومت سے تھی۔ اس لئے ان حضرات کو قید و بند کے سارے ہی تشدد آمیز مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن بالآخر سیاسی پہلوؤں سے اس جماعتِ باطل کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روک دینے بلکہ محدود کر دینے میں امیر الاحرار اور ان کے رفقاء کار کامیاب ہوئے جو ایک تاریخی کارنامہ ہے اور زندۂ جاوید رہ کر جریدہ عالم پر سنہرے حرفوں سے بطور یادگار ثبت رہے گا۔ فتنہ نیچریت و آزادی، فتنۂ بدعات ومحدثات، فتنۂ بے قیدی واطلاق اور فتنہ تمدن و تعیش نے ان بزرگوں کے دور میں مختلف روپوں سے ابھرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے اعلیٰ ترین استقامت سے اس زیغ باطل پرور کا مقابلہ کیا' اور اسے شکستوں پر شکستیں دیں۔"

اس لئے اس خاندان کا اثر و رسوخ ہمہ گیر رہا۔ پنجاب میں خصوصاً اور بیرون پنجاب میں عموماً اس علمی گھرانے کو عزت و وقعت اور مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ان کے کلمات موعظت وہدایت کو دل کے کانوں سے سنا گیا۔ یہ اثرات پبلک سے گزر کر درباروں تک بھی

پہنچے اور سلاطین وقت نے بھی ان بزرگوں کے سامنے سر عقیدت خم کیا!

بہر حال مجموعی حَیثیّت سے یہ خاندان پنجاب کا ایک ممتاز علمی خاندان اور علم و فضل نیز جوہر عمل کے لحاظ سے ایک مانا ہوا قبیلہ رہا ہے جس نے ہمیشہ مُسلمانوں کی علمی اور دینی خدمت انجام دی ہے۔ آج کا دور دین و تقویٰ کا دور نہیں اور نہ ہی دین کے لئے آج کے ناساز گار احوال مساعدۃ کر رہے ہیں۔ دین پر قائم رہنے والا غریب اوپرا اور کالقابض علی الجمر (ہاتھ میں جنگاری پکڑنے والا) کا مصداق ہے جس کا مادی ماحول میں کوئی وقار نہیں۔ غیرتِ خداوندی نے نہ چاہا کہ دین و دیانت کے ایسے پاک نمونے ایسے ناپاک ماحول میں رکھے جائیں۔ اس لئے انہیں اٹھالیا گیا اور عالم بالا کو ان سے زینت دی گئی۔ اس لئے جہاں اس دور کی بد بختی ہے کہ یہ نمونے اس میں نہ رہے وہیں ان حضرات کی ارجمندی اور سربلندی کی نشانی تھی! کہ دنیا کی اس عام زبوں حالی سے پہلے ہی انہیں اٹھالیا گیا: رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ۔ لیکن پھر بھی انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ اخلاف نے اسلاف کا نقش قدم نہیں چھوڑا اور ان کے پاک جذبات کی امانت محفوظ ہے جس میں کوئی خیانت نہیں ہوئی۔

خصوصیات زمانہ نے گو نقشے بہت کچھ بدلے ہیں مگر شباہت نہیں مٹی۔ آب و ہوا نے مزاجوں میں تبدیلیاں بہت کچھ پیدا کر دیں مگر افتاد طَبیعت نہیں بدلی۔ باد سموم نے نونہالوں کو مرجھا ضرور دیا ہے مگر پھلوں کا ذائقہ پھر بھی وہی ہے۔ بہر حال عوارض و خصوصیاتِ وقت نے تبدیلیاں ضرور کی ہیں مگر بنیاد و اساس پر تعمیر وہی کھڑی ہوئی ہے جو پہلے سروں پر سایہ کئے ہوئے تھی۔

انقلابات زمانہ سے یہ خاندان بھی ملک کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہو گیا! مولانا حَبیب الرحمٰن صاحب کا گھرانہ ہندوستان میں آباد رہا اور ان کے دوسرے بھائی اور مولانا مُفتی نعیم صاحب کا خاندان پاکستان میں بس گیا۔ لیکن خدمات و جذبات کے سلسلہ میں افراد خاندان کی پوزیشن اور اس کے آثار بدستور نمایاں ہیں۔ بالخصوص مولانا حَبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں جس سیاسی بصیرت کا ثبوت دیتے رہے ہیں ان کی وفات کے بعد بھی ان کے مبصرانہ کلمات انہی کا سا کام کر رہے ہیں۔ ملک کے انقلابی احوال و مسائل کے سلسلہ میں مرحوم نے جن جن رایوں کا اظہار کیا تھا آج ملک ہی نہیں حکومت کے حلقوں سے بھی ان کی تائیدی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے جو ان کی دور بینی اور سیاسی بصیرت کا کھلا ثبوت ہے، جیسا کہ اس کتاب میں اس کے بعض شواہد و نظائر پیش کر دیئے گئے ہیں"۔

بہر حال یہ زیر نظر تاریخی جائزہ اس خاندان کی اگلی پچھلی اور ماضی و مستقبل کی خدمات سیاسی جوش اور مذہبی ہوش کا آئینہ دار ہے جو اس خاندان کے ایک چشم و چراغ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی، ابن مولانا حَبیب الرحمٰن لدھیانوی، فاضل دیوبند مرحوم نے کافی عرق ریزی اور کاوش کے ساتھ فراہم کیا ہے۔ ان قیمتی حالات و خدمات کی محض اس لئے ضرورت نہ تھی کہ وہ ایک خاندان کی تاریخی حقیقتیں ہیں جن کا کاغذوں میں تحفّظ ہو جائے بلکہ اس لئے ضرورت تھی کہ ان میں نمونۂ عمل اور حل مشکلات کا اسوہ موجود ہے جس کا تحفّظ قومی نقطۂ نظر سے ضروری تھا اور جو آنے والی نسلوں کے لئے قابل تقلید مثال بن سکتا ہے اور مستقبل میں اس سے لائحہ عمل کا کام لیا جا سکتا ہے۔

بزرگوں کا نقش قدم ہی در حقیقت بزرگوں کا قائم مقام ہوتا ہے اور وہ انہی کی طرح اگلوں کے لئے مربی اور فانوس رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے بزرگوں کی تاریخیں مدون کی جاتی ہیں اور اسی درس عبرت کے لئے قرآن حکیم نے تاریخ اور قصص اسلاف کا باب قائم کیا ہے۔

لقد کان فی قصصھم عبرۃ اولی الالباب۔

مولوی عزیز الرحمٰن صاحب اس سعی جمیل پر مستحق مبارک باد ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرمائے اور اولوالالباب کو اس سے درس عبرت لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

محمد طیب غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۷ رجمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کی وفات 1860ء کے بعد اُن کے چار صاحبزادوں میں سے تین نے لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا کی بنیاد 1860ء میں رکھی۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ 1864ء میں قاری طیب صاحبؒ سابقہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دادا مولانا قاسم صاحبؒ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ آگے چل کر انہیں دو اسلامی اداروں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے سیاسی، دینی اور قومی وملی خدمات انجام دیں۔

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ اور ان کے چاروں صاحبزادوں مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا خاندان صدیوں سے انگریزوں کا باغی رہا جس کی ایک مستقل تاریخ ہے۔ ان کے فتاویٰ نے ہندوستان کی آزادی کی جنگ اور تحریک میں لازوال کردار ادا کیا۔ اس کا ذکر مشہور مؤرخ مولانا سید محمد میاں صاحبؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری، ڈاکٹر تارا چند، مسٹر کے ایم منشی (سابقہ ہوم منسٹر و گورنر یوپی) نے اپنی مختلف کتب میں کیا جن کا ذکر آگے تفصیل سے آئے گا۔

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کے تین صاحبزادوں کا 1888ء میں مشہور فتویٰ نصرۃ الابرار مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شمولیت اور دوسرے قوموں کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کی مشترکہ جدوجہد میں شرکت کے لیے تھا۔ فتویٰ نصرہ الابرار ہندوستان کی آزادی کی تحریکوں میں بہت اہم تھا۔ اس فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے اپنی کتاب نقش حیات میں صفحہ 482 پر کیا ہے۔

مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ، مولانا قاسم صاحبؒ، حاجی امداداللہ صاحبؒ، مولانا رشید احمد صاحبؒ اور بہت سے علماء حق کے دور کے بعد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا کی ریشمی رومال تحریک، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی کابل کو ہجرت، حضرت شیخ الہندؒ کی حجاز میں گرفتاری اور مالٹا میں جیل کا زمانہ تھا۔

1919ء میں جمعیت علماء ہند قائم ہوئی۔ حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو کر 1920ء میں ہندوستان میں

آئے اور جمعیت علماء ہند کے پہلے اجلاس کا خطبہ صدارت حضرت شیخ الہندؒ کا ہی تھا۔اس دور میں تحریک آزادی ہند کے لیے مسلمانوں کی سیاسی جماعتیں جمعیت علماء ہند، مجلس احرار اسلام ہند اور مسلم لیگ تھیں ۔ جب کہ کانگریس میں ہندو، مسلم اور سکھ مشترکہ طور پر آزادی ہند کے لیے سرگرم حصہ لیتے رہے۔مولانا ابوالکلام آزادؒ، خان عبدالغفار خانؒ اور ڈاکٹر خان صاحبؒ کانگریس کے پلیٹ فارم سے شامل تھے۔

آزادی ہند کی تاریخ کا یہ حصہ تمام جماعتوں سے منسلک مؤرخین نے محفوظ کیا۔جن میں مولانا سید محمد میاں صاحبؒ اور ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہ جہان پوری نے جمعیت علماء ہند کے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا۔ان دونوں حضرات کی کتب کے تفصیلی مطالعے کے بعد میرا تجزیہ یہ تھا کہ جمعیت علماء ہند کی تاریخ کا زیادہ تر حصہ سامنے نہیں آسکا۔اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں ۔سیاسی وتحریکی حالات کا ناموافق ہونا، سرمائے، وقت اور معلومات تک رسائی کا نہ ہونا بھی ہوسکتے ہیں ۔

اس کے علاوہ ان مصنفین کے ذوق ومناسبت، تعلق وتعارف، علم ومطالعہ اوران کے دائرہ محبت وعقیدت کے علاوہ عوام الناس کی محبت ورجحان اور دِلی عقیدت کا بھی عمل دخل بھی ہوسکتا ہے۔

مولانا سید محمد میاں صاحبؒ تو ظاہر ہے بہت پہلے وفات پا چکے تھے لیکن ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری صاحب سے متعدد بار گفتگو کا شرف حاصل ہوا۔ان کے اخلاص نے بہت متاثر کیا۔انہوں نے جمعیت علماء ہند کی مشہور شخصیات شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے متعلق متعدد کتب شائع کیں اور لاتعداد مقالے لکھے اور پڑھے۔خاندان علماء لدھیانہ کے بارے میں اور ان کے فتاویٰ کے بارے میں جانتے ہیں لیکن مجھے ان سے دوران گفتگو احساس ہوا کہ ان کو جمعیت علماء ہند سے وابستہ مشہور دینی وسیاسی چند شخصیات کے بارے میں تو یاد ہے اوران کے بارے میں لکھ بھی چکے ہیں ۔لیکن جمعیت علماء ہند سے وابستہ لاتعداد دینی وسیاسی علماء کرام اور رہنماؤں کی معلومات ان کے حافظے میں نہیں ہیں ۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کے بارے میں تاریخی معلومات تلاش اور اکٹھا کرنے کے دوران

لاتعداد علماء کرام جن کو ہندوستان و پاکستان میں بھلایا جاچکا تھا ان کی معلومات اور ریکارڈ مجھے الجمیعۃ اخبار دہلی کی صورت میں کیمبرج یونیورسٹی سے میسر ہوا اور جو تحقیق صرف مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ کے لیے شروع ہوئی تھی۔ وہ باقی حضرات علماء کرام جو جمعیت علماء ہند کے اول درجہ کے اکابرین میں سے تھے۔ اس کا دائرہ ان تک بھی وسیع ہوگیا۔ یہاں پر یہ بھی ریکارڈ پر رہے کہ مجھے صرف 1928ء سے 1937ء تک کا الجمیعۃ اخبار دہلی مل سکا ہے اور اس میں سے صرف کچھ حصہ اس کتاب کے حصہ اول میں شامل کرسکا ہوں۔ امید ہے کہ حصہ دوم میں باقی ریکارڈ اور اگر 1938ء سے 1947ء تک کا اخبار الجمیعۃ دہلی مل سکا تو وہ حصہ دوم میں شامل کرنے کی کوشش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان اکابرین علماء حق پر رحم فرمائیں اور ان کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ راقم اور اس کے والدین اور بزرگوں کو بھی معاف فرمادیں اور اپنے مقبول بندوں میں شامل کریں۔ آمین یارب العالمین

بندہ: ایم مفتی عفااللہ عنہ

(نوٹ: راقم اور کتاب کے ٹائپسٹ میں ہزاروں میل کا فاصلہ اور راقم کی سخت بیماری کی وجہ سے 1928ء سے 1937 کے اخباروں میں تاریخوں کی ترتیب نہ بن سکی۔ اپنی پرانی بیماری وجہ سے کوشش کی ہے کہ جلد از جلد اس کتاب کو شائع کروں اور انشاءاللہ حصہ دوم میں اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔)

جمعیت علماء ہند کے بانی و معمار اول کون تھے

جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جمعیت علماء ہند کی تاریخ ان اصحاب کی طرف سے مرتب کی گئی تھی جنہوں نے اپنے ذاتی جذبات، عقیدت اور رجحانات کو مدنظر رکھا۔ اس وجہ سے جمعیت علماء ہند کی حقیقی تاریخ سامنے نہ آ سکی۔

مجھے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کے خاندان کا فرد ہونے کی وجہ سے اس کا اندازہ تو تھا لیکن جمعیت علمائے ہند کی مستند تاریخ مجھے بھی نہیں مل سکی۔ سوائے خاندانی یاداشتیں جو ملیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کراچی سے یا ہندوستان سے مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ کی تصنیف "جمعیت علمائے ہند کیا ہے" مل جائے لیکن پوری کوشش کے باوجود نہ مل سکی۔ کیمبرج یونیورسٹی سے الجمیعۃ اخبار کا ریکارڈ تو مل گیا لیکن موجودہ جمعیت علمائے ہند سے کچھ نہ مل سکا۔

موجودہ جمعیت علمائے ہند تو دو حصوں میں بٹ چکی، جس کی وجہ بظاہر مولانا سید ارشد مدنی کے بھتیجے محمود مدنی کی اختیارات اور جمعیت علمائے ہند پر قبضے کی جنگ ہے۔ موجودہ جمعیت علمائے ہند کو وراثتی جماعت بنا دیا گیا۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا اسعد مدنیؒ مرحوم اس کے صدر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شیخ الحدیث مولانا سید ارشد مدنی جمعیت علماء ہند کے ایک حصے کے صدر ہیں اور ان کے بھتیجے محمود مدنی دوسرے حصے کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ محمود مدنی مولانا سید اسعد مدنیؒ کے صاحبزادے ہیں۔ کسی بھی جماعت کی قیادت وراثت میں جانا قطعی قابل قبول نہیں ہو سکتا اور مجھے یقین ہے کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ بھی ہوتے تو سخت ناپسند فرماتے۔

بہر حال موجودہ جمعیت علماء ہند کا جو حال ہوا ہے اور پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی جماعت جمعیت علماء اسلام کا جو حال ہو رہا ہے۔ اس پر پھر کبھی لکھوں گا۔

میں اپنی کتاب کی طباعت کے آخری مراحل میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن واصفؒ کی کتاب جمعیت علماء پر ایک تاریخی تبصرہ مل گئی۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب واصفؒ دہلوی کا اتنا تعارف ہی کافی ہے کہ آپ مفتی

اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی مشہور تصنیف ''کفایت المفتی'' ہے۔ جو کہ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے مشہور فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب واصفؒ دہلوی کا مونوگرام ڈاکٹر ڈاکٹر محمد قاسم دہلوی نے تحریر فرمایا ہے جو کہ اردو اکادمی دہلی کی طرف سے شائع کیا گیا، آپ کے حالات زندگی اس میں تفصیلاً پڑھے جاسکتے ہیں۔

''جمعیت علمائے ہند کے بانی کون تھے''۔ مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب واصف دہلویؒ کی کتاب ''جمعیۃ علماء پر ایک تاریخی تبصرہ'' جمعیۃ علماء ہند کی صحیح تاریخ جاننے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کتاب کے کچھ اقتسابات شامل کتاب کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جمعیت علماء ہند کی مسخ شدہ تاریخ کی حقیقت کو ظاہر کرنے کا موقع عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب دہلویؒ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ اگر آپ یہ کتاب تصنیف نہ فرماتے تو شاید کبھی بھی جمعیت علمائے ہند کی صحیح تاریخ سامنے نہ آتی۔

ایم مفتی

عفا اللہ عنہ

نوٹ:

جن حضرات کے پاس مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

کے مضامین پمفلٹ، تحریریں اور تصاویر ہوں

ان سے گزارش ہے کہ ان کو مندرجہ ذیل اِی میل پر بھیج دیں۔ شکریہ

jamiatiulama@gmail.com

جمعیۃ علماء پر ایک تاریخی تبصرہ

(مولانا حفیظ الرحمٰن واصف دہلویؒ)

جمعیۃ علما پر ایک تاریخی تبصرہ

حفیظ الرحمان واصف

جمعیۃ علما پر ایک تاریخی تبصرہ

پیش کردہ
خلیق انجم

مؤلف و ناشر

حفیظ الرحمان واصف
مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی۔

قیمت ایک روپیہ پچاس نئے پیسے

"مفتی اعظم کی یاد"

حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر یہ ایک بڑا عمدہ مجموعہ ہے۔ اس میں وہ تمام مقالات، مضامین، نظمیں، قطعات تاریخ یکجا کردیئے گئے ہیں جو حضرت موصوف کی وفات پر ہند اور بیرون ہند کے مشاہیر اہل علم نے سپرد قلم فرمائے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت موصوف کی سوانح عمری کے علاوہ آپ کے عام اخلاق و عادات پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ عالم اسلام میں آپ کا مرتبہ اور قدر و منزلت کس قدر بلند تھی۔ آخر میں ایک بہت مفصل و مبسوط مقالہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب مرحوم و مغفور کے بھی حالات زندگی پر درج کیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے گلہائے رنگارنگ کا ایک قابل قدر گلدستہ ہے۔ جلد طلب فرمایئے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہونے والا ہے۔ سائز متوسط، کاغذ عمدہ سفید، قیمت پانچ روپے۔ مندرجہ ذیل پتوں میں سے کسی ایک پتے سے طلب فرمایئے۔

(۱) الجمعیۃ بکڈپو۔ گلی قاسم جان دہلی

(۲) مکتبہ برہان۔ اُردو بازار دہلی

(۳) سنٹرل بکڈپو۔ اُردو بازار دہلی

(۴) کتب خانہ اعزازیہ۔ دیوبند

فہرست مضامین

جمعیۃ علما پر ایک تاریخی تبصرہ	۵	حضرت شیخ الہند کی نظر بندی	۴۱
عریضۂ واصف بنام مولانا اسعد میاں	۶	قصیدۂ فراقیہ	۴۲
تاریخی دستاویز	۱۵	انعقاد جمعیۃ علمائے ہند بمقام دہلی	۴۴
کون ذمہ دار ہے؟	۱۷	دیوبندی گروپ	۴۷
جمعیۃ علما کب بنائی گئی؟	۱۸	بانی و معمار اول کون ہے؟	۴۹
تحریک کیا چیز ہے؟	۲۰	حق شناسی	۵۲
دعوت اور تحریک میں کیا فرق ہے؟	۲۲	دستور اساسی اور پہلی مجلس منتظمہ	۵۶
کیا جمعیۃ علمائے ہند مختلف زمانوں میں منقسم ہے؟	۲۳	ترک موالات کا فتویٰ	۵۸
دعوت و بلاغ کے طریقے	۲۵	جمعیۃ علمائے ہند کا دوسرا اجلاس دہلی	۶۰
دار العلوم دیوبند اور سیاست ملکی	۲۶	حضرت شیخ الہند کی مدت اسیری	۶۲
کیا جمعیۃ الانصار سیاسی جماعت تھی؟	۲۷	حضرت شیخ الہند کا خیر مقدم (نظم)	۶۳
دار العلوم دیوبند کا ذکر لندن میں	۲۸	پہلی مجلس عاملہ	۶۵
عیب ما ہنر باید	۳۰	چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	۶۵
نظارۃ المعارف	۳۳	پہلے تولو پھر بولو	۶۸
مولانا عبید اللہ سندھی کا استعفا	۳۵	پچیس یا ستائیس	۶۹
بنائے اختلاف	۳۹	ناحق فیصلہ	۷۵

خاتمۂ کلام	۷۶	مولانا محمد قدیر بخش بدایونی	۱۱۱
تعارف	۷۸	مولانا تاج محمود سندھی	۱۱۱
حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی	۷۸	مولانا محمد ابراہیم دربھنگوی	۱۱۲
مدرسہ امینیہ میں تعزیتی جلسہ	۸۰	مولانا خدا بخش مظفر پوری	۱۱۴
مولانا سلامت اللہ فرنگی محلی	۸۲	مولانا مولا بخش امرتسری	۱۱۵
مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری	۸۳	مولانا عبد الحکیم گیاوی	۱۱۵
مولانا پیر محمد امام شاہ سندھی	۸۶	مولانا محمد اکرم خاں کلکتہ	۱۱۸
مولانا اسد اللہ شاہ حسینی (ٹھٹری)	۸۸	مولانا منیر الزماں خاں کلکتہ	۱۱۸
مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی	۸۸	مولانا مفتی محمد صادق کراچی	۱۱۹
مولانا محمد انیس صاحب نگرامی	۹۱	مولانا سید داؤد غزنوی	۱۲۲
مولانا خواجہ غلام نظام الدین بدایونی	۹۱	مولانا سید محمد اسمٰعیل غزنوی	۱۲۲
حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہؒ	۹۹	مولانا محمد عبد اللہ	۱۲۳
مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	۱۰۵	مولانا آزاد سبحانی	۱۲۳
سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی	۱۰۷	اصرار	۱۲۴
مولانا سید کمال الدین احمد جعفری الہ آبادی	۱۱۰	ایں گنا ہیست کہ در شہر شما نیز کنند	۱۲۷

چند احباب کے اصرار اور مالی اعانت سے حفیظ الرحمان واصف نے کتاب ہذا کو کمال پریس دہلی میں طبع کرا کر شائع کیا۔

جمعیۃ علماء پر ایک تاریخی تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نور اللہ مرقدہٗ ناظم عمومی جمعیۃ علمائے ہند کی وفات کے بعد اور جمعیۃ علمائے ہند کی قیادت کے بدلنے کے بعد جماعت کے اندر ایک عجیب اور افسوسناک ذہنی انقلاب پیدا ہوگیا ہے اور کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ پالیسی طے کرلی گئی ہے کہ جماعت کی گزشتہ تاریخ کو نہ صرف یکسر بدل دیا جائے بلکہ متبادل تاریخ کا مسلسل پروپیگنڈہ پوری قوت و شدت سے کیا جائے۔ تاکہ اصل حقیقت نسیاً منسیاً ہوکر ایک نئی مسخ شدہ تاریخ سامنے آئے۔ یہ خیال کسی بدگمانی یا اختلاف کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ اختلاف میرا کسی سے نہیں نہ کوئی وجہ اختلاف ہے۔ اس لئے بدگمانی کی بھی کوئی وجہ نہیں، بلکہ وہ مسلسل نظائر جو نگاہ کے سامنے سے گزر رہے ہیں ان کا مشاہدہ یقین کرنے پر مجبور کر رہا ہے کہ یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم ہے جو بروئے کار لائی جارہی ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند اُن چند مقدس، مخلص اور ایثار پیشہ علماء کی قائم کی ہوئی جماعت ہے جن کو نہ عزت و شہرت کی خواہش تھی نہ نام و نمود کی۔ یہ تمام ہندوستان کے علماء کی نمائندہ جمعیت ہے۔ (اور جس وقت ۱۹۱۹ء میں یہ بنائی گئی تھی اُس وقت غیر منقسم ہندوستان میں برہما بھی شامل تھا)، اس کی آواز سنجیدہ، رائے باوقار اور قول صادق ہونا چاہئے، اور یہی اوصاف ہمیشہ اس کا طرۂ امتیاز رہے ہیں۔ لیکن اگر اس کے آرگن میں بے سروپا افسانے اور غلط روایات شائع ہوں۔ اس کے ذمہ دار

ارکان غیر مستند اور غلط واقعات اپنی تقریروں میں بے دھڑک کہنے لگیں تو یہ جماعت ایک باوقار جماعت کہلانے کی مستحق نہیں۔

یہی وہ احساسات ہیں جن کی بنا پر میں نے مورخہ ۳ مئی ۱۹۶۶ء کو برادر محترم مولانا سید اسعد میاں ناظم عمومی جمعیۃ علمائے ہند کی خدمت میں مندرجہ ذیل عریضہ بھیجا تھا۔

عزیز محترم مولینا سید اسعد میاں

اسعدکم اللّٰہ فی الدارین:

السلام علیکم۔ کئی دفعہ سوچا کہ آپ سے ملوں اور کچھ باتیں کروں مگر بندہ بھی کثرتِ کار اور ہجومِ افکار کی وجہ سے مجبور اور آپ بھی اپنے اسفار کی وجہ سے معذور، ملاقات ہو تو کیونکر ہو۔

واں وہ خیالِ عز و نازیاں یہ حجابِ پاسِ وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں

اس وقت باعث تصدیعہ یہ امر ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۵، ۶، ۷ اپریل ۱۹۶۶ء بمقام گیا کی کارروائی اخبار الجمعیۃ میں جو شائع ہوئی اور تقاریر و مضامین اور خطبۂ صدارت خطبۂ استقبالیہ اور خاکہ جمعیۃ علماء سب میرے پیش نظر ہیں۔ ابھی یہ جو خاص نمبر شائع ہوا ہے اتنا رو کھا پھیکا کوئی خاص نمبر پہلے نہیں نکلا۔ زیادہ اہم اور قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام لٹریچر بے انتہا تضاد بیانی اور پراگندہ خیالی کا مرقع ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند تمام ملک کے عالی مرتبت علما اور عالی مقام صلحا کی مقدس جماعت ہے۔ اس کے پلیٹ فارم سے جو بات کہی جائے اور شائع کی جائے وہ آئندہ

نسلوں کے لئے ایک تاریخی دستاویز کا حکم رکھتی ہے۔ آپ کے دورہ میں جمعیتہ کی ایک نئی تاریخ مرتب ہو رہی ہے چونکہ آپ اس کے ذمہ دارانہ عہدے پر فائز ہیں۔ اس لئے ہر معاملے میں آپ ہی مسؤل ہیں۔

ہمارے عرب مورخین تاریخی واقعات وسانحات کو بھی حدیث کی طرح سند کے ساتھ روایت کیا کرتے تھے ابن خلدون۔ ابن خلکان۔ بلاذری۔ ابن ہشام۔ ابن اثیر ابن سعد۔ واقدی وغیرہ تمام مسلم مورخین نے مورخانہ دیانت واحتیاط کا جو بلند مقام اور بلند معیار قائم کیا تھا۔ اسی وجہ سے علمی دنیا نے ان کو فن تاریخ کا امام اور معلم اول اور موجد تسلیم کیا۔

میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اس تضاد بیانی اور بدحواسی کی طرف جو اجلاس گیا کے لٹریچر میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ ذیل کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) جس جماعت کی تاسیس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور ان کے فیض یافتہ اکابر اور علما کا ہاتھ ہوا الخ (مقالہ افتتاحیہ جمعیتہ علما نمبر ۱۶ ر اپریل ۶۶ء)

(۲) ۲۳ نومبر ۱۹۱۹ء کو دلّی میں علماء کے اجتماع میں جشن صلح میں شرکت کے خلاف فتویٰ تیار ہوا۔ اسی اجتماع میں جمعیتہ علمائے ہند کا قیام عمل میں آیا۔

(جمعیتہ علما نمبر صفحہ ۳ کالم ۱)

(۳) ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں جمعیتہ علمائے ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ (حوالہ ایضاً)

(۴) ۶ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کلکتے میں خاص اجلاس منعقد ہوا۔ (ایضاً)

(۵) ۱۹، ۲۰ر نومبر سنہ ۲۰ء دہلی میں جمعیۃ علما کا دوسرا اجلاس جس میں حضرت شیخ الہند نے مالٹا سے رہا ہو کر صدارت فرمائی۔ (ایضاً)

(۶) جمعیۃ علمائے ہند کا مشاورتی جلسہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں ہوا۔

(جمعیۃ علما نمبر صفحہ ۶ کالم ۳)

(۷) چنانچہ علما اس میں پیش پیش رہے اور اپنے پیروؤں کی صحیح رہنمائی کی غرض سے انھوں نے جمعیۃ علمائے ہند کی تنظیم کی۔ (ایضاً)

(۸) جمعیۃ کے بانیوں میں مندرجہ ذیل حضرات نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ مولانا عبیداللہ سندھی۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری مولانا محمد سجاد صاحب بہاری۔ مولانا احمد سعید صاحب۔ (جمعیۃ علما نمبر صفحہ ۶)

(۹) جمعیۃ علمائے ہند ہی وہ پہلی مذہبی سیاسی جماعت ہے جس نے وطن عزیز کی مکمل آزادی کو اپنا نصب العین قرار دیا اور یہ بات ۱۹۱۹ء کی ہے جب اس کا قیام عمل میں آیا تھا (جمعیۃ علما نمبر صفحہ ۷ کالم ۱) پہلے اجلاس میں۔ (ایضاً زیر عنوان خدمات)

(۱۰) جمعیۃ علمائے ہند نے اجلاس ۱۹۲۱ء منعقدہ لاہور میں ہندوستان کی مکمل آزادی کی تجویز پاس کرکے ہندوستان کی آئینی جد و جہد کا نقش اولین قائم کیا۔

(سنڈے ایڈیشن ۲۲ر اپریل ۶۲ء صفحہ ۸ کالم ۱)

(۱۱) ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علمائے ہند کا باضابطہ قیام امرتسر میں عمل میں آیا (ایضاً کالم ۲)

(۱۲) جمعیۃ علمائے ہند کے اکابر اور بانی حضرات نے ۱۹۱۳ء میں انقلابی تحریک چلائی

جو ریشمی خطوط کی تحریک کے نام سے مشہور ہے ۱۹۱۲ء میں اس تحریک کے سب سے بڑے رہنما شیخ الہند حضرت مولنا محمود الحسن صاحب شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مولنا عزیز گل صاحب اور ان کے رفقا کو حجاز سے گرفتار کر کے پانچ سال تک مالٹا میں نظر بند رکھا گیا۔ اور مولنا عبید اللہ سندھی۔ مولنا محمد میاں منصور انصاری کا ہندوستان میں داخل ممنوع قرار دیا گیا۔ (جمعیۃ علما نمبر صفحہ، خدمات)

(۱۳) جمعیۃ علمائے ہند کی تحریک آزادی کے چار دور ہیں۔ پہلا دور شاہ ولی اللہ رحمۃ محدث دہلوی سے ۱۸۵۷ء تک۔ دوسرا دور ۱۹۱۲ء تک تیسرا دور ۱۹۱۹ء تک چوتھا دور تقسیم ہند تک پہلے تینوں دوروں میں جمعیۃ علمائے ہند کی انقلابی جدوجہد غیر آئینی مسلح اور تشدد کے ذریعہ تھی

(جمعیۃ علما نمبر صفحہ ۲ الکالم ۱)

(۱۴) مالٹا سے رہائی کے بعد شیخ الہند ہندوستان واپس آئے تو گاندھی جی جو ابھی نئے نئے افریقہ سے آئے تھے۔ علی برادران۔ مسلمان ہندو اور ملک کے سبھی فرقوں کے لیڈروں نے بمبئی میں شیخ الہند کا استقبال کیا۔ چونکہ حریت وطن کی تمام غیر آئینی جدوجہد اب تک ناکام ہو چکی تھی لہٰذا ۱۹۱۹ء میں شیخ الہند نے آئینی جدوجہد کے لئے جماعتی شکل میں جمعیۃ علمائے ہند کی تشکیل فرمائی (ایضاً صفحہ ۷، کالم ۱)

(۱۵) ایک خلافت کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میں بعض اہل علم نے یہ مشورہ کیا کہ ہندوستان کے علما کی تنظیم ہونی چاہیئے (آگے لکھتے ہیں) جمعیۃ علمائے ہند قائم ہوئی اور اس کا پہلا جلسہ امرتسر میں خلافت کانفرنس کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی کے متعلق ایک تجویز پاس ہوئی۔ (آگے لکھتے ہیں) اس اجلاس کے صدر مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (ایضاً ص ۱۳ بیان مولنا احمد سعید)

(۱۶) ذیل میں اُن بزرگوں کے اسمائے گرامی درج ہیں جو جمیعۃ علمائے ہند کے بانی اور اس کے معمار ہیں۔

حضرت شیخ الہند۔ مولٰنا حسین احمد۔ مولٰنا مفتی کفایت اللہ۔ مولٰنا ابوالکلام آزاد۔ مولٰنا عبدالباری فرنگی محلی۔ مولٰنا احمد سعید۔ مولٰنا ثناء اللہ۔ مولٰنا محمد انور شاہ۔ مولٰنا محمد سجاد۔ مولانا سید محمد فاخر۔ مولٰنا عبیداللہ سندھی۔ حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر انصاری مولٰنا حبیب الرحمٰن دیوبندی۔ مولٰنا معین الدین اجمیری۔ مولٰنا سید سلیمان ندوی۔ مولٰنا ابوالقاسم سیف بنارسی۔ مولٰنا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔ مولٰنا عبدالماجد بدایونی۔ مولٰنا محمد صادق کراچی۔ مولٰنا عبدالحق مدنی مولٰنا بشیر احمد۔ مولٰنا نورالدین بہاری۔ مجاہد ملت مولٰنا حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔

(۱۷) اسارت مالٹا کے بعد جب شیخ الاسلام مولٰنا حسین احمدؒ ہندوستان واپس تشریف لائے تو اس وقت یہاں ایک نئی فضا پیدا ہو چکی تھی (آگے لکھا ہے) ہندوستان کی آزادی کی تحریک اور خلافت کی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ اسی اثنا میں جمیعۃ علمائے ہند کا قیام بھی عمل میں آیا۔ آپ اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ (جمیعۃ علما نمبر صفحہ ۱۹ کالم ۱)

(۱۸) حضرت شیخ الہند اسارت مالٹا سے رہائی کے بعد ۲۲ مئی ۱۹۲۰ء کو بمبئی پہنچے ہندوستان میں جمیعۃ علما قائم ہو چکی تھی۔ آپ اس کی روح رواں بن گئے۔ اور اس کی باگ ڈور آپ نے سنبھال لی۔ (ایضاً کالم ۴)

(۱۹) جب تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو) اسی کے ساتھ علمائے کرام کے اتفاق سے حضرت شیخ الہند مولٰنا محمود الحسن اسیر مالٹا کی قیادت میں ۱۹۱۹ء میں جمیعۃ علمائے ہند کا قیام عمل میں آیا۔ (ایضاً صفحہ ۲۳ کالم ۲)

(۲۰) جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاسِ عام۔ پہلا اجلاس دسمبر ۱۹۱۹ء بمقام امرتسر زیرِ صدارت حضرت مولانا عبدالباری صاحب۔ (جمعیۃ علما نمبر ص۳ وسہ صفی)

(۲۱) جمعیۃ علمائے ہند کے سب سے پہلے اجلاس عام کے صدر شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب چند ماہ پہلے مالٹا کی پانچ سالہ اسارت کے بعد ہندوستان تشریف لائے تھے (سنڈے ایڈیشن ۱۷ اپریل ۶۶ء صفحہ اول کالم ۵)

(۲۲)۔ (حضرت شیخ الہند نے) آخری پیغام میں جو اجلاس کے اختتام پر آپ کی جانب سے بوجہ آپ کی شدید علالت کے پڑھا گیا تھا۔ (ایضاً ص کالم ۵)

(۲۳) حضرت شیخ الہند نے مالٹا میں اسارت کے زمانے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے مشترکہ جدوجہد کی جانی چاہیئے۔ چنانچہ واپسی پر ان کی رہنمائی میں پانسو علمانے ترک موالات کا فتویٰ دیا۔ اور اسی وقت جمعیۃ علمائے ہند کا قیام عمل میں آیا۔ (الجمعیۃ ۲۲ر اپریل ۶۶ء صفحہ اول کالم ۱)

(۲۴) لیکن جمعیۃ علما کے نئے دور کا آغاز اور باضابطہ تشکیل حضرت مولانا محمود الحسن قدس اللہ سرہٗ اسیر مالٹا حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ وغیرہم کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ سنڈے ایڈیشن ۲۴ر اپریل ۶۶ء صفحہ ۸ کالم ۲)

منقولہ بالا چوبیس اقتباسات جو آپ کے سامنے ہیں۔ ان پر سنجیدگی سے غور فرمایئے۔ ان کا تضاد رفع فرمایئے۔ اور مندرجہ ذیل تنقیحات کے جوابات مرحمت فرمایئے۔ آپ کا ہر لفظ تاریخی حوالے اور دستاویزی ثبوت کے ساتھ مستند ہونا چاہیئے۔ آپ وقت کی عدالت میں ایک شاہد عادل کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ اگر غیر ذمہ دارانہ طور پر بلا ثبوت افسانہ گوئی

کریں گے تو آنے والی نسلیں آپ کو ہرگز معاف نہیں کریں گی۔ تاریخی واقعات سیدھے سادے لفظوں اور سلیس عبارت میں بیان کیے جاتے ہیں۔ الفاظ کا گورکھ دھندا۔ طرزِ بیان میں ہیر پھیر اور ناجائز تاویلات تاریخ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔

یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ حوالہ اور ثبوت میں مولانا عبید اللہ سندھی کی فلسفیانہ داستان گوئی قابلِ حجت نہیں ہے۔ نیز ان کے بعض مقلدین کی تصانیف بھی ساقط الاعتبار ہیں جنھوں نے خاص اپنے ذاتی جذبات و رجحانات کی ترجمانی کا نام تاریخ رکھا ہے۔ (بُرا نہ مانیے گا یہ اکابر میرے بھی اکابر ہیں)

(۱) مذکورہ اقتباسات میں جمعیۃ علمائے ہند کے قیام کیلئے چند الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ تاسیس۔ قیام۔ تنظیم۔ باضابطہ قیام۔ تشکیل۔ جماعتی شکل میں تشکیل باضابطہ تشکیل ان الفاظ کی تشریح کیجئے ان کا باہمی فرق واضح کیجئے۔ اور پوری اخلاقی جرات کے ساتھ اصل واقعات کا ذکر فرمایئے اور [آتفِ غیبی کے ذریعے سے ان مسافرانِ عدم کی آواز بھی سُنتے جایئے جن کی روحیں ہرگز آرزو مند نہیں ہیں آپ کی یاد آوری کی۔

باں گروہ کہ غافل زیاد ما ہستند
سلام ما برساند ہر کجا ہستند (بتصرف واقف)

(۲) تحریک کسے کہتے ہیں؟ اگر یہ انگریزی لفظ موومنٹ کا ترجمہ ہے تو یہ واضح کیجئے کہ یہ اصطلاح کب ایجاد ہوئی۔ اور کب سے ہندوستان میں اس کا استعمال شروع ہوا۔ اور کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

(۳) کیا "جمعیۃ علمائے ہند" کے نام سے کوئی آل انڈیا جماعت ۱۹۱۹ء سے پہلے موجود تھی۔ اگر تھی تو کہیں سے اس کا دستور العمل یا پاس شدہ تجاویز یا کوئی شائع شدہ

گوشوارۂ آمدو صرف یا اور کوئی نشانی دستیاب ہو سکتی ہے؟ نیز شاہ ولی اللہؒ کے وقت سے ۱۹۱۹ء تک تین دوروں میں کون کون اس کے صدر رہے؟ ناظم عمومی وغیرہ کون حضرات تھے؟ سالانہ کانفرنسیں اور ان کی صدارتیں؟ غرض کچھ تو بتائیے۔

(۴) اگر نہیں تھی تو فرمائیے جمعیۃ علمائے ھند کب اور کہاں قائم ہوئی؟ امرتسر کا جلسہ مشاورتی تھا یا عام؟ اور حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے واپس آچکے تھے یا نہیں؟ اور مولانا عبید اللہ سندھی اس کے قیام کے وقت کہاں تھے؟

(۵) کیا انگریزی عہد سے پہلے بھی سیاسی و عوامی جماعتیں بنائی جاتی تھیں؟ کیا علمائے امت کو بھی ایسی ہی سیاسی جماعتوں کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی؟ دفتر قائم کیے جاتے تھے؟ سالانہ کانفرنسیں ہوتی تھیں؟ سند صحیح کے ساتھ نشاندہی کیجئے۔

(۶) کیا حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر حضرت شیخ الہندؒ تک تمام علمائے سلف کی عظمت ناقص رہے گی؟ جب تک کہ ایک سیاسی جماعت کو کھینچ تان کر کے ان کے ساتھ وابستہ نہ کر دیا جائے؟ اور ان کو اس کا بانی و موجد قرار نہ دے دیا جائے؟ کیا ان کی حقیقی خدمات کے اظہار کیلئے دعوت الی الحق، اعلائے کلمۃ اللہ، جہاد فی اللہ کے الفاظ کافی نہیں ہیں؟ کیا اُن کے یہ مجاہدانہ کارنامے جو وظائفِ نبوت میں سے ہیں چھپے رہیں گے جب تک کہ ان کا نام سیاسی تحریک نہ رکھا جائے؟

(۷) جمعیۃ علمائے ہند نے اپنے قیام کے وقت ۱۹۱۹ء میں مکمل آزادی کو اپنا نصب العین قرار دیا تھا؟ یا اجلاس ۱۳۴۰ھ منعقدہ لاہور میں ہندوستان کی مکمل آزادی کی تجویز پاس کی؟

(۸) جمعیۃ علمائے ہند کے بانیوں میں جو بیس حضرات کے اسمائے گرامی لکھے گئے ہیں شاید بھول ہو گئی۔ حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند۔ حضرت مولانا سید

محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسۂ امینیہ دہلی۔ حضرت مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری حضرت مولانا سید اسعد میاں صاحب مدنی۔ اور بھی بہت سے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج ہونے سے رہ گئے۔

(۹) اقتباس نمبر ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۹ء سے جمعیۃ علمائے ہند کا چوتھا دور شروع ہوتا ہے۔ اور کتاب "جمعیۃ علما کیا ہے" حصہ اول صٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچواں دور ہے۔ نیز اقتباس مذکورہ میں پہلا دور حضرت شاہ ولی اللہؒ سے شروع ہوتا ہے اور کتاب مذکور میں حضرت سید احمد شہید اور مولانا اسمٰعیل شہید سے۔

(۱۰) حضرت شیخ الہند کی اسارت مالٹا کا زمانہ پانچ سال ہے یا کچھ کم؟

(۱۱) اقتباس نمبر ۲۲ آخری پیغام کے حالات کی تحقیق کیجئے۔ اور وہ کس نے پڑھ کر سنایا تھا؟

(۱۲) حضرت شیخ الہند اور اُن کے رفقا جب زمانے میں مالٹا میں نظر بند تھے کیا ان کو ہندوستان کے سیاسی موجودہ کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کیا اُن کو وہاں یہ علم تھا کہ دہلی میں جمعیۃ علمائے ہند نام کی ایک سیاسی جماعت قائم ہوئی ہے۔ اور اس کا صدر اُن کے ایک شاگرد کو بنایا گیا ہے؟ تاریخی شواہد پیش کیجئے۔

مندرجہ بالا تنقیحات کا شافی جواب اگر آپ نے پوری مورخانہ دیانت و احتیاط کے ساتھ مرتب فرمایا تو انشاء اللہ صحیح نقشہ سامنے آجائے گا اور پھر مزید جرح قدح کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اختصار کی کوشش کے باوجود عریضہ طویل ہوگیا مگر اس سے زیادہ اختصار ممکن

نہ تھا۔

بماہ کرم میرا عریضہ تو من وعن اخبار الجمعیۃ میں اب شائع فرما دیجئے۔ اپنا جواب بعد میں شائع فرما دیجئے گا۔ اور اگر شائع کرنا منظور نہ ہو تو فوراً مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ انتظار کی زحمت میں مبتلا نہ کریں۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ فقط والسلام

دعا گو۔ حفیظ الرحمان واصف

۳ رمئی ۱۹۶۶ء

مگر افسوس نہ تو میرا عریضہ اخبار الجمعیۃ میں شائع کرنے کے قابل سمجھا گیا نہ جواب کے قابل گردانا گیا۔ اور مجبوراً اخبار نیا سہارنپور میں بھیجنا پڑا۔ (جو ۳ رجون ۶۶ء کے پرچے میں آچکا ہے) اگر میرے سوالات کے تحقیقی جوابات دینے کی زحمت گوارا فرمائی جاتی تو مجھے مزید کچھ لکھنے کی اور وہ باتیں کھولنے کی ضرورت پیش نہ آتی جن کو بہت افسوس کے ساتھ کھولنا پڑا۔ ذمہ داران جمعیۃ کی اس بے اعتنائی کی وجہ سے چونکہ اصل معاملہ اُلجھا کا اُلجھا ہی رہا۔ اس لئے بعض احباب کے توجہ دلانے پر کچھ عرض کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ میری گستاخیوں پر ناراض ہونے سے پہلے اس معاملہ پر غور فرمایا جائے گا۔

تاریخی دستاویز

برعکس نہند نام زنگی کافور

۱۵ رتا ۱۷ ر اپریل ۱۹۶۶ء کو جو جمعیۃ علمائے ہند کا بائیسواں سالانہ اجلاس گیا شہر میں منعقد ہوا اس کے پروپیگنڈے کے سلسلے میں ایک خاص نمبر نکالنے کا بھی کئی ہفتے پہلے سے اخبار الجمعیۃ میں اعلان کیا جارہا تھا اور بتایا جا رہا تھا کہ یہ خاص نمبر ایک مکمل تاریخ

ہوگی۔ جمعیۃ علمائے ہند کی۔ ملاحظہ ہو اس کا شاندار اشتہار :۔

اجلاس عام کے موقع پر ـــــ جمعیۃ علما نمبر ـــــ جمعیۃ علمائے ہند کے متعلق ایک تاریخی دستاویز ـــــ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد کی خدمات ـــــ ہندوستانی مسلمانوں کی رہنمائی اور کارنامے ـــــ اس نمبر میں پیش کئے جائیں گے ـــــ یہ نمبر گھروں میں بطور ریکارڈ محفوظ رہے گا ـــــ مشتہرین حضرات اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

(روزنامہ الجمعیۃ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۶۶ء)

اس تاریخی دستاویز کا جمعیۃ علمائے ہند سے عقیدت رکھنے والوں کو سخت انتظار تھا اور وہ علمائے حق کی اس واحد مقتدر جماعت کے فرمودات اور انکشافات کو بطور ریکارڈ اپنے گھروں میں محفوظ رکھنے کے لئے بیتاب تھے۔ جس جماعت کی صداقت اور راستی و سنجیدگی کا ڈنکا تمام عالم اسلام میں بجتا رہا ہے لیکن افسوس جب وہ عظیم الشان تاریخی دستاویز سامنے آئی تو "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"۔ شروع سے آخر تک تضاد بیانی کا مرقع اور "دروغ گو را حافظہ نباشد" کا مصداق۔

ان امور کی طرف توجہ دلانے کے لئے میں نے عریضہ مذکورہ لکھا تھا اور وہ اب تک جواب کے قابل نہ سمجھا گیا۔ بلکہ اس خیال کا ثبوت بھی مہیا ہو گیا کہ تاریخ کو مسخ کرنے کی جو پالیسی طے کی جا چکی ہے اس میں سر مو فرق نہیں آئے گا۔ چنانچہ جمعیۃ علما ضلع مظفر نگر کی سہ روزہ کانفرنس منعقدہ ۲۱ تا ۲۳ جون ۱۹۶۶ء میں حضرت صدر جمعیۃ علمائے ہند مدظلہ اپنی افتتاحی تقریر میں فرماتے ہیں :۔

جمعیۃ علما شاہ ولی اللہؒ بلکہ اس سے پہلے سے کام کر رہی ہے۔ مختلف احوال کے

کے مطابق مختلف صورتوں میں جمعیۃ علما کام کرتی رہی ہے۔ جمعیۃ علما ہر زمانے کے مطابق آزادی کی جدوجہد کرتی رہی ہے لیکن اس کی موجودہ شکل میں اس کے موسس حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (روزنامہ الجمعیۃ مورخہ ۲۵؍جون ۱۹۶۶ء)

پھر ایک ماہ کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کی بڑی صاحبزادی کی خبر وفات شائع ہوئی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:-

"یہ خبر انتہائی رنج والم کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت شیخ الہند مولانا سید محمود الحسن صاحب بانی جمعیۃ علمائے ہند کی بڑی صاحبزادی تقریباً ستر سال کی عمر میں دیوبند میں وفات پاگئیں۔"

(الجمعیۃ مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۶۶ء)

لیجئے یک نہ شد دو شد۔ شاید موجودہ ذمہ داران جمعیۃ کے خیال میں حضرت شیخ الہندؒ کی عظمت اب تک ناقص تھی۔

کون ذمہ دار ہے؟

میں حضرت صدر جمعیۃ علمائے ہند (مولانا سید فخرالدین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی منزلت و مقام سے واقف ہوں۔ ان کا سا علم و فضل، ورع و تقویٰ، فضائل و کمالات اور کہیں نظر نہیں آتے۔ حدیث اور علوم نبویہ میں وہ خود ہی اپنی نظیر ہیں۔ ان کے افادات امت کے لئے حجت اور ان کے فرمودات طالبین کے لئے نعمت ہیں۔ میں ان کی تعلیمی مصروفیت سے بھی خوب واقف ہوں۔ ایک ایسا بزرگ جو رات دن تعلیم و تدریس میں منہمک ہو۔ تقریر کرتے کرتے گلا بیٹھ جائے، ضعف طاری ہو جائے پھر بھی درس جاری رہے۔ ظاہر ہے کہ وہ سیاسی مشاغل کے لئے وقت نہیں نکال سکتا اور سیاسی کانفرنسوں کے خطبۂ صدارت نہیں لکھ سکتا مجھے

خوب معلوم ہے کہ اجلاس گیا کا خطبۂ صدارت جو ایک پراچین بھارتی پیغمبر کی مدح و ثنا سے شروع ہوتا ہے اور جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند کا سب سے پہلا اجلاس حضرت شیخ الہند کی صدارت میں ہوا تھا: یہ خطبۂ صدارت حضرت ممدوح کا لکھا ہوا نہیں ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مظفر نگر کانفرنس میں جو کچھ فرمایا وہ ان کا ذاتی علم و تحقیق نہیں ہے، بلکہ پارٹی کی طے کردہ پالیسی ہے جو ان کو پڑھا دی گئی ہے اگر حضرت موصوف اپنا خطبہ خود اپنی ذاتی تحقیق سے تحریر فرماتے تو اپنے اسی خطبے میں سابق اجلاس گیا (بصدارت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم) کو چوتھا نہیں بلکہ تیسرا اجلاس لکھتے اور جبکہ حضرت شیخ الہند کی صدارت میں پہلا اجلاس ہوا تو اس حساب سے موجودہ اجلاس گیا کو بائیسواں نہیں بلکہ اکیسواں قرار دیتے۔

یقیناً حضرت شیخ الحدیث کو اپنی اُس ذمہ داری کا احساس اور علم ہے جو ایک محدث اور امانت بردارِ علوم نبویہ ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن پر عائد ہوتی ہے۔ حاشا وکلا میں حضرت کے بارے میں ہرگز کوئی بدگمانی نہیں کر سکتا۔ ان کا مرتبہ ان سیاسی خرافات سے بلند تر ہے لیکن بہت ادب سے ایک خوردانہ گزارش ضرور ہے کہ جو کچھ اُن کے نام سے شائع ہو اس کو پہلے ملاحظہ فرما لیا کریں۔ اور جو کچھ ارشاد فرمائیں اپنی ذاتی تحقیق کے بعد فرمایا کریں۔ ایک ایسی جماعت جو علمائے امت کے مختلف الخیال اور متباین المسلک عناصر کا مجموعہ اور گلہائے رنگارنگ کا ایک گلدستہ ہو اس کے عظیم المرتبت صدر کو پارٹی فیلنگ سے بالاتر ہونا چاہیئے۔

اب میں اُن تنقیحات کی وضاحت کرتا ہوں جو میں نے اپنے عریضے میں قائم کی ہیں۔

جمعیۃ علمائے ہند کب بنائی گئی؟

"جمعیۃ علمائے ہند" جس جماعت کا نام ہے وہ ایک باضابطہ منظم جماعت ہے۔ اُس کی مُہر ہے،

دفتر ہے۔ رجسٹر ہیں یہ جماعت ۱۹۱۹ء میں بنائی گئی۔ اس سے پہلے اس نام کی کوئی جماعت ہندوستان میں موجود نہیں تھی۔ "جمعیۃ علمائے ہند" اس جماعت کا علَم ہے۔ اور علَم اقسام معرفہ میں سے قوی تر قسم ہے۔ اس لئے جب کبھی اور جہاں کہیں لفظ جمعیۃ علمائے ہند لکھا جائے گا یا بولا جائے گا اس کا مدلول یہی جماعت ہوگی۔ کوئی اور معنی ہرگز مراد نہیں لیئے جا سکتے۔ اگر کسی شخص کا نام عاقل ہو اور وہ ایک بڑے مجمع میں موجود ہو اور کوئی پکارنے والا عاقل کہکر پکارے تو وہی شخص بولے گا جس کا نام عاقل ہے۔ حالانکہ عاقل سب ہیں۔ مجمع میں سے کوئی شخص مجنون نہیں لیکن علمیت کی وجہ سے لفظ عاقل کا مدلول ایک ہی فرد ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے وجود میں آنے سے پہلے اس قدر وسیع اور ہمہ گیر آل انڈیا جماعت ہندوستان کی تاریخ میں اور کسی نام سے بھی کبھی قائم نہیں ہوئی۔ پس جمعیۃ علمائے ہند کے لفظ سے لغوی یا صفتی معنی مراد لینا اور یہ کہنا کہ ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علمائے ہند کا باضابطہ قیام ہوا یا باضابطہ تشکیل ہوئی یا جماعتی شکل میں تشکیل ہوئی۔ یہ سب لغو ہے۔ اس کے بنائے جانے کے لئے تاسیس و قیام اور بنانے والے کے لئے مؤسس و بانی کے الفاظ ہی بہترین الفاظ ہیں جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے جمعیۃ کے آغاز پر مکمل طور سے صادق آتے ہیں۔

باضابطہ قیام، جماعتی شکل میں تشکیل، باضابطہ تشکیل، تنظیم وغیرہ الفاظ کا استعمال نتیجہ ہے اُس غلط تصور کا جو اس باب میں ہمارے بعض اکابر نے قائم کیا ہے اور اُسی تصور کے اوپر ایک طویل من گھڑت فلسفیانہ تاریخ مرتب کی گئی ہے۔ اور اُسی کی بنیاد پر خالص تعلیمی ادارے (مثلاً دارالعلوم دیوبند) کے قیام و تاسیس کو بھی سیاسی مقاصد کے زمرے میں پہنچا کر شامل کر لیا گیا ہے اور اس کے معمولی جلسہ دستار بندی (کانووکیشن) کو بھی سیاسی کانفرنس قرار دیا گیا ہے وغیرہ۔

مولانا سید محمد میاں صاحب کی خالص سیاسی کتاب "شاندار ماضی" جلد پنجم کا عنوان ہے "تحریک دار العلوم دیوبند" اور کتاب میں دکھایا گیا ہے کہ دار العلوم دیوبند بھی ایک سیاسی تحریک تھی۔ جلسۂ دستار بندی منعقدہ ۱۳۲۸ھ بھی سیاسی جلسہ تھا۔ اور جمعیۃ الانصار بھی جدوجہد آزادی کے لئے ایک سیاسی تحریک تھی۔ اس قسم کے غلط تصورات میں اور حضرات بھی مبتلا ہو گئے اور بعض اہلِ قلم نے بھی اپنے افکار و خیالات کو اسی راہ پر ڈال دیا۔

تحریک کیا چیز ہے؟

تحریک ترجمہ ہے انگریزی لفظ موومنٹ کا۔ لفظ موومنٹ ہندوستان میں اس وقت استعمال ہوا جب یہاں انگریزوں کے خلاف سازشیں، بغاوتیں شروع ہوئیں۔ سلطنت مغلیہ کے زوال سے پہلے ہندوستان کی تاریخ اور لٹریچر میں لفظ موومنٹ یا لفظ تحریک کہیں نہیں ملتا۔ آکسفورڈ ڈکشنری حصہ اول مطبوعہ ۱۹۵۵ء۔ ایضاً مطبوعہ ۱۹۶۲ء۔ چیمبرس بیسویں صدی ڈکشنری مطبوعہ ۱۹۵۶ء۔ ویبسٹرس تھرڈ نیو انٹرنیشنل ڈکشنری مطبوعہ ۱۹۵۹ء۔ اور انگریزی کی دوسری ڈکشنریوں میں لفظ موومنٹ کی تشریح اور مفصل تاریخ موجود ہے۔ خلاصہ ان تشریحات کا یہ ہے:-

"کسی خاص مقصد کیلئے اشخاص کی اجتماعی طور پر مشترکہ جدوجہد، جذبہ، جوش، تشویق، ہیجان، عام رجحان۔ جماعت کا عمل خواہ منظم ہو یا اتفاقی اور غیر منظم حالات کی رفتار کی وجہ سے ہو یا قدرتی رجحانات کی وجہ سے۔ مشین کے تمام پرزوں کا اجتماعی طور پر یک وقت حرکت میں آجانا۔ ساز میں تمام سُروں کا ساتھ ساتھ چلنا" وغیرہ غرضیکہ پندرہ سولہ معانی ہیں۔ اور سب میں جماعت کا مفہوم شامل ہے اور عوامی سیاسی تحریکات کے لئے اس لفظ کا استعمال

یورپ میں ۱۸۴۸ء میں شروع ہوا۔ ہندوستان میں اس لفظ کا ترجمہ تحریک کیا گیا جو ۱۹۲۲ء میں اخبارات میں استعمال ہوا۔ اور عوام میں رائج ہوا۔

نفسیاتِ اجتماع کی رو سے تحریک کا مفہوم یہ ہے:۔

"عوام کے جذبات کا بھڑک جانا کسی لیڈر کے اشارے سے یا خود بخود کسی حادثے سے یا سخت ناقابلِ نفرت حالات کے پیش آتے رہنے سے۔ جماعت مشتعل ہونے کے بعد قوت متسلط کے مقابل آ جاتی ہے اور متصادم ہوتی ہے۔ جماعت کے عمل میں جذبات غالب، اور عقل مغلوب ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اس کا رجحان تخریب کی طرف ہوتا ہے۔ تحریک میں عوام کا سعی و عمل عوام کے اپنے طبعی جذبات کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں کارفرمائی زیادہ تر جذبہ انتقام کی ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنی خواہش اور رغبت سے کرتے ہیں۔ اگر ان کا عمل ان کے جذبات و خواہشات کے مطابق نہ ہو تو وہ عمل کی طرف راغب اور قوت متسلط سے متصادم نہیں ہو سکتے۔ عوامی تحریک میں مقصد کی تعیین بھی عوام خود ہی کر لیتے ہیں اور معین مرتب مقصد متعین ہوتا بھی نہیں ہے اور جماعت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ان کا لیڈر بھی انھیں کا ہم خیال اور انھیں میں سے ایک فرد ہوتا ہے اور اس کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ اپنے زورِ خطابت سے جماعت کے جذبات کو شدت کے ساتھ ابھارتا رہے اور ساتھ ہی ساتھ کنٹرول بھی رکھے (مزید تفصیل کے لئے روح الاجتماع وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے۔)

یہ تو ہوئی سیاسی تحریک کی تشریح۔ اس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ پیغمبر (اور ریفارمر) کا طریقہ کار آیا یہی ہے، یا اس سے کچھ مختلف؟

پیغمبر آتا ہے (یا ریفارمر اٹھتا ہے) تو پہلے سے ایک متعین مقصد لے کر آتا ہے۔ وہ عوام کے جذبات کو ابھارتا نہیں بلکہ انھیں پہنچاتا ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے عوام کی خواہشات اور

پسند کے خلاف کہتا ہے اور عوام خود اسی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ان کو جس چیز کی طرف بلاتا ہے وہ عوام کو اس قدر ناگوار ہوتی ہے کہ وہ اس داعی کو گالیاں دینے اور پتھر مارنے اور قتل کردینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کو جن چیزوں کے چھوڑنے کی تلقین کرتا ہے وہ اس کو کسی طرح چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کاموں کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ پیغمبر کو کسی مددگار یا رفیق کی خواہش اور پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ عوام کے جذبات سے کام لینے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ خود عوام سے ٹکر لیتا ہے۔ اور اس کے ٹکر لینے کی صورت کچھ ایسی ہوتی ہے جیسے ہوا برف کی سخت چٹان سے ٹکراتی ہے اگرچہ برف کی چٹان کو ہلا نہیں سکتی مگر اس کی لطیف و نرم موجیں برف کو پگھلاتی رہتی ہیں۔ عوام کے جوشِ انتقام، غیظ و غضب اور ظلم و ستم کے جواب میں وہ یہ کہتا ہے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ اور کامل غلبہ و تسلط، قوت و اقتدار اور جاہ و جلال حاصل ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے: لا تثریب علیکم الیوم۔ پیغمبر کامیاب ہوتا ہے اُس وقت جبکہ عوام کے جذبات مغلوب ہوں اور عقل غالب۔ پیغمبر کی جماعت کا رجحان اور مزاج تخریبی و انتقامی نہیں تعمیری ہوتا ہے۔

دعوت اور تحریک میں کیا فرق ہے؟

دعوت اور تحریک کا آپس میں ایک دوسرے سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں۔ یہ دو متباین اور متضاد حقیقتیں ہیں۔ قوم یا جماعت کے اُن خیالات کو بدلنا جو صدیوں سے ان کے دلوں میں راسخ ہو کر عقیدہ بن جاتے ہیں آسان کام نہیں ہے۔ یہ زحمت سیاسی لیڈر کو برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ لیڈر تو عوام کے خیالات و جذبات کا ترجمان ہوتا ہے۔

ہم نے لفظ پیغمبر استعمال کیا ہے اور چونکہ علمائے امت نائبانِ رسول اور پیغمبروں کے کام کو لیکر چلنے والے ہیں اس لئے وہ بھی اسی زمرے میں شامل ہیں۔ علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل۔ اب ہم بجائے لفظ پیغمبر کے علما کا لفظ استعمال کریں گے۔

ان تشریحات کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ علمائے امت نے دین کی بقا کے لئے جو کام کیے اور فریضۂ دعوت و بلاغ کو جن طریقوں سے انجام دیا ان کو تحریک کہنا ان کے کارناموں کی ایک گھٹاؤنی تعبیر ہے اور اُن کی قدر و منزلت کو گھٹانا اور اصلی مقام سے نیچے گرانا ہے۔ اور نہ صرف تحریک کہنا بلکہ سیاسی تحریک کہنا اور بھی زیادہ نازیبا ہے۔ اس قسم کی غلط تعبیرات نے حضرت شاہ ولی اللہ سے لیکر حضرت شیخ الہند تک تمام علمائے امت کو سیاسی لیڈر اور ان کی خالص علمی و دینی اور اصلاحی کتابوں کو سیاسی کتابیں اور ان کی درسگاہوں کو سیاسی دفاتر بناکر رکھ دیا۔ ایسی فلسفیانہ داستانوں کو پڑھ کر ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ تصور قائم ہوتا ہے کہ یہ تمام علمائے امت محض سیاسی لیڈر تھے۔ اپنی درسگاہوں میں بیٹھے سیاست لڑاتے اور سیاسی پارٹیاں بناتے رہتے تھے۔ اور انھوں نے دارالعلوم دیوبند کو بھی سیاسی مقصد کے لئے قائم کیا تھا۔ حالانکہ اُن حضرات کو کسی قسم کی جماعتیں انجمنیں اور سیاسی پارٹیاں بنانے اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا ہرگز شوق نہیں تھا۔ تعجب ہے کہ ہمارے ان مورخین نے دارالعلوم دیوبند کو سیاسی بناکر دکھا دیا۔ لیکن مدرسہ شاہی مرادآباد مدرسہ امینیہ دہلی ندوۃ العلما لکھنؤ اور دوسرے بہت سے تعلیمی ادارے جن کے متعلقین و اکابر نے بڑی بڑی سیاسی خدمات انجام دیں وہ ان کی نظرِ عنایت سے محروم رہ گئے۔

کیا جمعیۃ علمائے ہند مختلف زمانوں میں منقسم ہے؟

یہ ایک تصنیف کیا ہوا تصور ہے جو ایک خاص قسم کی ذہنیت کی پیداوار ہے اور جس کیلئے

نہ کوئی تاریخی حوالہ ہے نہ کوئی دستاویزی ثبوت کہ جمعیۃ علمائے ہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے زمانے میں قائم ہوئی تھی اور اس کے چار یا پانچ دور ہیں۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے مفروضے قائم کیئے جا سکتے ہیں اور ایک نئی فلسفیانہ داستان تصنیف کر کے اس کا نام سیاسی تاریخ رکھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی یوں کہے تو ہمارے یہ مورخین ناراض تو نہیں ہوں گے ؟ کہ:۔

آل انڈیا خلافت کمیٹی کے پانچ دور ہیں۔ پہلا دور خلافتِ راشدہ۔ دوسرا دور خلافت بنی امیہ۔ تیسرا دور خلافت عباسیہ۔ چوتھا دور خلافتِ عثمانیہ۔ پانچواں دور آل انڈیا خلافت کمیٹی (سلطان عبدالمجید خان کو جب کمال پاشا نے معزول کیا تھا تو انھوں نے خلافت کو ہندوستان روانہ کر دیا تھا)

اور اگر کوئی یوں کہے کہ آل انڈیا نیشنل کانگریس کمیٹی کے اصل موسس حضرت آدم علیہ السلام ہیں جبکہ وہ سراندیپ سے بیل پر سوار ہو کر ہندوستان تشریف لائے تھے۔ پھر اس میں دو گروپ ہو جانے کی وجہ سے پھوٹ پڑ گئی اور جماعت ختم ہو گئی۔ پھر اس کی نشاۃ ثانیہ سامری کے زمانے میں ہوئی۔ اس کے مرنے کے بعد وہ یوروپ و امریکہ کے ملکوں میں بے یار و مددگار پھرتی رہی۔ پھر اس کو مسٹر اے او ہیوم انگلستان سے ہندوستان میں لے آئے۔

اور اگر کوئی یوں کہے کہ۔ اگرچہ علمانے ہر دور میں تعلیمی خدمات انجام دیں اور درسگاہیں قائم کیں۔ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ شاہی مراد آباد بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں لیکن موجودہ شکل میں دارالعلوم کے موسس حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ہیں اور مدرسہ شاہی کے موسس حضرت مولانا فخرالدین صاحب ہیں۔ تو کیا آپ اس تاریخی اکتشاف کی تصدیق کریں گے ؟"

اور جمعیۃ علمائے ہند کو حضرت شاہ ولی اللہؒ تک ہی کیوں محدود رکھا جائے۔ اگر

پڑھا اور اپنے فریضے کو ادا کرنے کے لئے دیوبند کے ایک چھوٹے سے مدرسے میں جا بیٹھے جو پہلے سے مسجد چھتہ میں جاری تھا۔

دارُالعلُوم دیوبند اور سیاستِ ملکی

مدرسہ دیوبند کے قائم کرنے والوں کا مقصد کوئی سیاسی مقصد نہ تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے ادارہ کی طرف سے ہمیشہ اور متواتر اعلان ہوتا رہا کہ یہ خالص مذہبی اور تعلیمی ادارہ ہے۔ ملکی معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ سنہ ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کا جو عظیم الشان جلسۂ دستاربندی منعقد ہوا تھا اس کی ضرورت اور فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے شمس العلماء مولانا حافظ محمد احمد صاحب اپنے خطبۂ صدارت میں فرماتے ہیں:۔

انعقاد جلسۂ دستاربندی میں ادھر تو یہ فائدہ کہ اہلِ دستار کی لیاقت اور مسلمانوں پر ان کی قابلیت کا اظہار ہو جائے۔ دوسرے طلبہ کو ترغیب و تحریص ہو اور تیسرا فائدہ یہ کہ مسلمان اپنی اعانت کے عملی نتائج کو دیکھ کر مطمئن اور امداد مدرسہ میں زیادہ کوشاں ہوں۔

(مدرسہ اسلامی عربی دیوبند کا زریں ماضی اور مستقبل صفحہ ۲۷)

اسی میں صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں:۔

"ہم پختہ مسلمان ہو کر امن و رفاہ عام کے ذمہ دار بن سکتے ہیں اور گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری اور جاں نثاری کر سکتے ہیں۔ ہم کو شریعت نے ہرگز یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم غدر و بیوفائی یا نقض امن کریں۔"

صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:۔

مدرسہ دیوبند کے قیام سے پہلے مسلمانوں کو مدارس قائم کرنے، چندہ وصول

یہ کہا جائے کہ آل انڈیا جمعیۃ علمائے ہند حضرت شیخ طاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بنا کر بھیجی تھی تو کیا حرج ہے؟ مگر مورخانہ دیانت کہاں تک اس قسم کے افسانوں کی اجازت دے سکتی ہے۔؟

دعوت و بلاغ کے طریقے

فریضۂ دعوت کو ادا کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ مثلاً وعظ و تبلیغ، ارشاد و ہدایت، تعلیم و تدریس، اور تصنیف و تالیف وغیرہ علماء نے ہر دور میں اپنے اس فریضے کو مختلف طریقوں سے ادا کیا ہے۔ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو کسی خاص وقت یا زمانے یا حالات کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ سیاسی حالات کچھ بھی ہوں۔ اسلامی حکومت ہو یا غیر اسلامی۔ زوال کا زمانہ ہو یا ترقی کا۔ محکومیت ہو یا فرماں روائی ہر حال میں یہ فریضہ امت کے اوپر عائد ہوتا ہے اور علمائے امت کبھی اس سے غافل نہیں رہے۔ اسی احساس فرض کی بنا پر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد نے مدرسہ رحیمیہ جاری کیا۔ شاہ صاحب اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیزؒ اس میں تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ پھر اورنگ زیب کے پڑپوتے محمد شاہ نے شاہجہاں آباد میں شاہ عبدالعزیزؒ کو ایک وسیع مکان مرحمت فرما کر پرانی دلی سے بلالیا۔ وہ مدرسہ شاہ عبدالعزیزؒ کے نام سے مشہور رہا۔ شاہ صاحب نے اپنی زندگی میں اپنے نواسوں حضرت شاہ محمد اسحاقؒ اور حضرت شاہ محمد یعقوبؒ کو علیحدہ ایک مکان خرید کر عطا فرمادیا تھا۔ یہ تعلیم و تدریس کا سلسلہ وہاں جاری رہا اور وہ مدرسہ شاہ محمد اسحٰق کے نام سے مشہور ہوا۔ ان سے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے اور ان سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے

کرنے، روئدادوں کے شائع کرنے، مسلمانوں کو جمع کرکے عملی نتائج دکھلانے کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ مسلمان اپنی اسی سابقہ عظمت اور تفوق کے غرہ میں تھے۔ حالانکہ ان کے اندر گھن لگنا شروع ہوگیا تھا۔ وہ زمانہ آہی گیا تھا کہ پرانے علماء اٹھ جاتے اور درس و تدریس کا سلسلہ گم ہو جاتا۔ بانیانِ مدرسہ کی فراستِ ایمانی نے اس آنے والی حالت کا ادراک اور اندازہ کرکے فوراً اس مدرسے کی بنیاد محض چندہ اور وہ بھی دیوبند جیسی گمنام اور غریب بستی کے چندہ سے ڈال دی۔"

کیا جمعیۃ الانصار سیاسی جماعت تھی؟

آپ نے دیکھا کہ یہ اکابر اپنی دینی درسگاہ کو کس طرح ملکی و سیاسی معاملات سے بچاتے ہوئے لیکر چل رہے تھے۔ یہ مدرسہ ایک گمنام مقام پر قائم ہوا تھا۔ اس کو متعارف کرانے اور مسلمانوں کو اس کی مالی اعانت کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایک منظم جدوجہد کی ضرورت تھی۔ کیونکہ سلطنت اسلامیہ کے زوال کی وجہ سے دینی اداروں کو چلانے کی ذمہ داری مسلم عوام پر ہی تھی۔ اس مقصد کے لئے پہلے ایک انجمن ثمرۃ التربیت قائم کی گئی۔ اس کا نام ہی بتاتا ہے کہ یہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرز کی کوئی انجمن ہوگی۔ اور اس کے ختم ہوجانے کی وجہ سے جمعیۃ الانصار قائم کی گئی۔ اس انجمن کے قیام کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ مدرسہ کی تعلیمی خدمات کو مسلم عوام میں پیش کرکے مالی اعانت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مولانا عبیداللہ سندھی اسکے ناظم اعلیٰ تھے۔ اس کے اغراض و مقاصد خود ہی واضح فرماتے ہیں:۔

"جمعیۃ الانصار مدرسہ عربی دیوبند کے فارغ التحصیل طلبہ کی اس مددگار جماعت کا نام ہے جو مخصوص شرائط کی پابند ہوکر مدرسے کی ہمدردی میں ہر طرح پر حصہ لے یا بالفاظ دیگر سرپرستانِ مدرسہ دیوبند کے دست و بازو بن کر کام کرے۔ اس جمعیۃ کی غرض مدرسے کے مقاصد کی

تائید و حمایت اور اس کے پاک اثر کی ترویج و اشاعت ہے۔ ملکی معاملات سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اس جماعت کے ارکان مدرسہ عالیہ دیوبند کے سابق تعلیم یافتہ حضرات ہیں جن میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ مدرسے کی تعلیمی انتظامی اور مالی ترقی میں انتہائی کوشش کرے۔"

(ماہنامہ القاسم دیوبند جلد ۱ شمارہ ۹)

پھر اس کے اجلاس مراد آباد منعقدہ ۱۵ تا ۱۷ اپریل ۱۹۱۱ء کی پانچویں نشست میں جو سات خالص دینی و تعلیمی تجاویز پاس ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:۔

"ایسے چھوٹے چھوٹے رسائل بکثرت شائع کرنا جن میں عقائد اسلام کی تعلیم فرق آریہ کے جوابات اور وفاداری گورنمنٹ کی ہدایات ہوں" (القاسم جلد اول نمبر ۹)

مؤتمر الانصار کا دوسرا اجلاس میرٹھ میں ۶، ۷، ۸ اپریل ۱۹۱۲ء جمعیۃ الانصار اہل علم و صلاح کی وہ جماعت ہے جس نے دار العلوم دیوبند کی تکمیل کے ضمن میں مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پورا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ الانصار نے اپنے مقصد کی تکمیل کے ذرائع و وسائل میں مشورہ لینے اور مسلمانوں کے مذہبی مقتداؤں کے اتفاق سے مذہبی تعلیم کا راستہ معین کرنے کے لئے ایک سالانہ جلسہ قرار دیا ہے۔ (القاسم جلد دوم شمارہ ۸ ص۲۳)

دار العلوم دیوبند کا ذکر لندن میں

بجواب ایک سوال کے جو لفٹنٹ کرنل جیمس نے دار العوام میں کیا، مسٹر مانٹیگو وزیر ہند نے فرمایا:۔

جب سے کہ حجاز گورنمنٹ نے دار العلوم دیوبند کے علامہ کو گرفتار کیا تھا جو مالٹا میں نظر بند کئے گئے تھے اس وقت سے اور جب تک کہ وہ مالٹا سے روانہ ہوئے۔ مدرسے

عربی دیو بند کی کوئی باغیانہ تبلیغ کی شکایت جہاں تک انھیں علم ہے نہیں ہوئی۔ اور اس لئے اس تجویز پر عمل کرنے کی کہ مدرسۂ موصوف کو بند کر دیا جائے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔"

(القاسم جلد ۱۱ نمبر ۱)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

غالباً ۱۳۲۵ھ یا ۱۳۲۶ھ میں ایک ایسے مجمع میں جس میں دارالعلوم کی علمی ترقی پر غور و خوض ہو رہا تھا۔ حضرت حافظ احمد صاحب مرحوم نے حضرت شیخ الہندؒ سے کہا کہ اگر مولوی انور شاہ کشمیری۔ مولوی عبید اللہ سندھی، مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری۔ مولوی سہول بھاگلپوری۔ مولوی عبدالصمد کرنیوری اور حسین احمد یہاں آکر جمع ہو جاتے تو دارالعلوم کی علمی ترقی بڑے اعلیٰ پیمانے پر پہنچ جاتی۔ اس زمانے میں حضرت مولانا انور شاہ دہلی چھوڑ کر کشمیر میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ مولانا عبید اللہ عرصے سے سندھ ہی میں مقیم تھے۔ دیو بند کی آمد و رفت بھی عرصے سے منقطع تھی۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگہ میں مدرس اول اور بہت بڑے صاحب نفوذ تھے۔ مولانا محمد سہول صاحب مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بڑی تنخواہ پر ملازم تھے۔ مولانا عبدالصمد صاحب مدرسہ رحمانیہ رڑکی میں مدرس اول تھے۔ حضرت شیخ الہند کو یہ بات پسند آئی اور اگرچہ بظاہر سکوت کیا مگر خدا جانے کیا باطنی تصرف کیا کہ یہ سب اشخاص بغیر کسی ظاہری جد و جہد اور خط و کتابت کے یکے بعد دیگرے دیو بند پہنچ گئے۔ ممکن ہے کہ بعض بعض اشخاص سے کچھ ظاہری جد و جہد کی نوبت آئی ہو۔ مگر اکثروں کو کسی قسم کی خط و کتابت اور طلب و فہمائش کی نوبت نہیں آئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اجتماع حضرت شیخ الہند کے باطنی تصرف سے واقع ہوا تھا۔ اس وقت مولانا عبید اللہ کا تشریف لانا کسی سیاسی اور پولیٹیکل جذبے کے ماتحت بالکل نہیں تھا۔ بلکہ ان کا نصب العین دارالعلوم

کو ترقی دینا اور تمام ملک میں اس کی ساکھ کا قائم ہو جاتا، طلبائے قدیم (جو کہ دارالعلوم سے فارغ ہو چکے ہیں) کا ان میں یک جہتی اور مکمل تنظیم اور دارالعلوم کی ہر قسم کی بہبودی اور ترقی اعلیٰ پیمانے پر قائم ہو جاتی۔ یہی امور ان کے پیش نظر تھے اور اسی نصب العین کے ماتحت انہوں نے جمعیۃ الانصار وغیرہ حسب ارشاد حضرت شیخ الہندؒ قائم کی تھی؟ (نقش حیات جلد اول ص۱۲)

عیب را ہنر باید

مذکورۂ بالا اقتباسات معدودے چند ہیں اُن بے شمار دلائل و شواہد میں سے جن سے یہ امر بغیر کسی ابہام اور بغیر کسی پس منظر کے ثابت ہے کہ دارالعلوم دیوبند نہ تو خود کسی سیاسی مقصد کو لے کر چلا تھا نہ اس کا جلسۂ دستار بندی کوئی سیاسی کانفرنس تھی۔ نہ جمعیۃ الانصار کوئی سیاسی جماعت تھی۔ پھر جمعیۃ علمائے ہند کو ان جماعتوں کی نشاۃ ثانیہ قرار دینا اور یہاں سے لیکر شاہ ولی اللہؒ تک ایک مربوط سلسلہ سیاسی جدوجہد کا قائم کرنا کہاں تک درست ہے؟

مولانا محمد میاں صاحب (سابق ناظم جمعیۃ علمائے ہند) اپنی سیاسی تصنیف میں دارالعلوم دیوبند کو سیاسی تحریکات کے سلسلے کی ایک کڑی قرار دیتے ہوئے اور اس کو ریشمی رومال کی خفیہ تحریک کا مرکز بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء کا ہنگامہ خیز دور جس میں بقول سر ڈینزل ایبٹسن لفٹنٹ گورنر پنجاب ہر جگہ لوگ کسی تبدیلی کے متوقع تھے۔ ان کے دماغوں میں نئی ہوا بھری ہوئی تھی۔ وہ منتظر تھے کہ اس تحریک کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت شیخ اور آپ کی جماعت کے لئے ایک حیات بخش دور تھا۔ جس کی تمہید خفیہ طور پر تیس سال پیشتر سے کی جا چکی تھی۔

چنانچہ رمضان ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں اس کو منظرِ عام پر لانے کا تہیہ کیا گیا جمعیۃ الانصار کے نام سے ایک ہمہ گیر نظام کا خاکہ مرتب کیا گیا۔ جس کی مقبولیت بھی اسی طرح ہمہ گیر ہوئی۔

دارالعلوم کا جلسۂ دستار بندی۔ اس نظام کو عام ذہنوں تک پہنچانے کے لئے مناسب سمجھا گیا کہ سب سے پہلے خالص مذہبی پیرایہ میں اس کا ظہور ہو۔ جو اس وقت کی سیاست کے لحاظ سے نہایت ہی مبصرانہ اقدام تھا۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ جس میں ہندوستان کے اطراف و اکناف سے تقریباً تیس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔"

(علمائے حق حصہ اول ص۱۳۰)

اس کے بعد مورخ علام مؤتمر الانصار کے سب سے پہلے جلسے منعقدہ اپریل ۱۹۱۱ء کا ذکر فرماتے ہیں:۔

"اس جلسے کے صدر حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہوی قدس سرہٗ تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا:۔ بعض نئی روشنی کے شیدائی کہتے ہیں کہ جمعیۃ الانصار اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی نقل ہے لیکن یہ بات ہرگز صحیح نہیں۔ جمعیۃ الانصار کی تحریک غالباً اب سے تیس برس پہلے شروع ہو گئی تھی اور اس تحریک کے بانی مدرسۂ عالیہ کے وہ طالب علم تھے جو آج علوم کے سرچشمہ اور آفتابِ فنون ہیں اور جن کی ذاتِ بابرکات پر آج زمانہ جس قدر ناز کرے بجا ہے لیکن یہ تحریک اُس وقت ضروریاتِ زمانہ سے متعلق نہ تھی اس لئے رُک گئی اور آخر اس کلیہ کی بنا پر کہ ضرورت ہر چیز کو خود بخود پیدا کر لیتی ہے۔ ۱۳۲۷ھ سے اس انجمن کو دوبارہ زندہ کر کے جمعیۃ الانصار نام رکھا گیا۔ جمعیۃ الانصار ہرگز کسی انجمن کی نقل نہیں ہے۔ اور نہ کسی کے ذاتی مقاصد سے بحیثیت دنیاداری اُس کا تعلق ہے بلکہ اُس کے مقاصد وہ ضروری مقاصد ہیں جن کی آج بہت کچھ ضرورت ہے۔" (علمائے حق حصہ اول ص۱۳۳)

اس پر مورخ علام کا ریمارک ملاحظہ ہو:۔

• الفاظ کی جامعیت خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے۔ یہی ہیں وہ علما جن کو کہا جاتا ہے سیاست کیا جانیں۔" (علمائے حق)

سبحان اللہ! کیا بات پیدا کی ہے! گویا مولانا احمد حسنؒ کے ان چند الفاظ میں خفیہ تحریک اپنے پورے ہمہ گیر نظام کے ساتھ پوشیدہ ہے۔ حالانکہ مولانا موصوف کی افتتاحی تقریر کا ایک ایک لفظ بالکل واضح اور صاف ہے۔ اُن کی تقریر میں کوئی فلسفہ نہیں ہے اور اگر کوئی فلسفہ ہے تو وہ یہ ہے کہ مولانا احمد حسنؒ صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ جمعیۃ الانصار کے اغراض و مقاصد اور اس کا خالص علمی تعلیمی، اصلاحی اور دینی لائحہ عمل بالکل واضح طور پر شائع ہو چکا ہے۔ یہ جماعت نہ تو کوئی پوشیدہ تنظیم ہے نہ کسی کے ذاتی و دنیاوی مقاصد اور سیاسی جدو جہد سے اس کا کوئی تعلق ہے اور اگر کوئی خفیہ جدو جہد ہے تو ادارہ یا انجمن اس کی ذمہ دار نہیں۔ مولانا موصوف کی افتتاحی تقریر کا ابتدائی حصہ شاید مورخ علام کی نظر سے رہ گیا۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ اس جلسے کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مولانا احمد حسن صاحب قبلہ امروہی صدر جلسہ نے اپنی افتتاحی تقریر کا خطبہ عربی زبان میں جو نہایت فصیح و بلیغ تھا پڑھا۔ لیکن مولانا نے بوجہ تکان سفر وغیرہ کے پوری تقریر بجائے خود سنانے کے عبید اللہ ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند کو مرحمت کر کے سنانے کی اجازت دی۔ بندہ ناظم نے باقی ماندہ تقریر بڑی خوشی سے پڑھی۔ اس تقریر میں مولانا احمد حسن صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے قیام اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ کے دلچسپ حالات بیان کیے اور مدرسہ دیوبند اور جمعیۃ الانصار کے قیام کے متعلق بہت سے اکابر علما کی آرا کا اقتباس دیا گیا تھا۔ جو گویا اس بات کا ثبوت تھا کہ بانیؒ کا خیال بناء و قیام

مدرسے سے مسلمانوں کی دینی و مذہبی تعلیم کو معراجِ ترقی پر پہنچانے کی کوشش سے متعلق تھا۔ جو خدا کے فضل و کرم سے آج عملاً کر کے دکھا دیا گیا ہے۔" (القاسم جلد اول شمارہ ۹)

علمائے حق کے مورخ علام آگے چل کر جلسہ موتمر الانصار کی کامیابی کا ذکر فرماتے ہیں:۔

"جلسہ انتہائی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ مگر اس نے انگریزوں کو چونکا دیا۔"

(علمائے حق حصہ اول ص ۱۳۴)

یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس جلسے نے انگریزوں کو چونکا دیا؟ اس کا کوئی ثبوت اور حوالہ؟ اور انگریز تو مسلمانوں کے نماز روزے سے بھی چونکتے تھے!

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"اس موقع پر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے بیان کے چند فقرے حضرت شیخ الہند کے کارناموں کے نشان بتاتے ہیں۔ ۱۳۲۷ھ میں حضرت شیخ الہند نے مجھے دیوبند طلب فرمایا اور مفصل حالات سن کر دیوبند رہ کر کام کرنے کے لئے حکم دیا۔ چار سال تک جمعیۃ الانصار میں کام کرتا رہا۔ اس تحریک کی تاسیس میں مولانا محمد صادق صاحب سندھی اور مولانا ابو محمد صاحب لاہوری اور عزیزی مولوی احمد علی میرے ساتھ شریک تھے۔ پھر حضرت شیخ الہند کے ارشاد سے میرا کام دیوبند سے دہلی منتقل ہوا۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں نظارۃ المعارف قائم ہوئی۔"

(علمائے حق جلد اول ص ۱۳۵)

یہ جو کچھ کارروائی کی گئی ہے اس کے بارے میں مورخ علام کی یکارگی بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

"ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ علمائے ملت کے مخلصانہ تلریب پروپگنڈا سے عموماً متنفر رہے۔ اسی لئے اس زمانے کی جد و جہد منظرِ عام پر نہ آسکی اور آج بھی ہم اس

کے متعلق مطبوعہ کتابوں کا حوالہ نہیں پیش کر سکتے۔" (علمائے حق اول ص۱۱۲)

پھر آپ تک کن ذرائع سے یہ روایات پہنچیں، مخطوطہ یا سینہ بہ سینہ؟ حوالہ اور سند بہرصورت ایک مورخ کے ذمے ہے۔

نظارۃ المعارف

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا عبید اللہ دیوبند سے منتقل ہو کر دہلی کیوں آ گئے؟ حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی قائم مقام ناظم جمعیۃ الانصار تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولانا عبید اللہ جمعیۃ الانصار کی نظامت چھوڑ کر ۱۹۱۳ء میں دہلی چلے گئے اور اور نظارۃ المعارف قائم کر لی۔ جمعیۃ کے اراکین مجلس انتظامیہ نے اپنا جلسہ منعقد کیا۔ اور بہت کچھ گفت و شنید کے بعد یہ طے ہوا کہ جمعیۃ دار العلوم کی فرع ہے اور اصل کی بقا سے فرع باقی رہ سکتی ہے۔ نیز دار العلوم کی مالی امداد کرنا جمعیۃ کا اولین فرض ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ طلباء اور جناب ناظم صاحب کی اولوالعزمیوں سے قطع نظر کر کے اُن تجاویز پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ جن سے دار العلوم اپنی امتیازی شان کے ساتھ اپنے مالی نقصانات کی جبر و مکافات کر لے اور جمعیۃ کا وجود باقی رہے۔ چنانچہ اراکین انتظامیہ اور قائم مقام ناظم نے حضرات سرپرستان جمعیۃ کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی کہ ہم خدام دار العلوم چاہتے ہیں کہ ہم کو برائے چندے تعلیمی خدمات سے سبکدوش فرمایا جائے کہ ہم اپنا وفد لے کر چند مقامات کا سفر کریں اور دار العلوم کے نقصانات کی کچھ مکافات کر سکیں۔ چونکہ زمانہ امتحان سالانہ قریب تھا۔ اس لئے سب کو تو اجازت نہ مل سکی مگر جناب مولانا مولوی شبیر احمد صاحب۔ مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا

مولوی عبدالسمیع صاحب مولانا مولوی ظہور الدین صاحب۔ اور قائم مقام ناظم اس خدمت پر مامور ہوئے۔

یہ بالکل غلط ہے کہ جمعیۃ الانصار بند ہوگئی۔ اور یہ بھی بالکل غلط ہے کہ جناب مولوی عبیداللہ صاحب کی دہلی کی انجمن جمعیۃ الانصار کا شعبہ ہے یا دارالعلوم کی ساختہ اور ماتحت ہے۔ اور یہ بھی بالکل غلط ہے کہ دارالعلوم یا جمعیۃ الانصار نے انگریزی داں طلبہ کی دینی تعلیم و تربیت سے انکار کردیا۔ مولوی عبیداللہ صاحب دارالعلوم میں تعلیمی و تدریسی جماعت کے جزو اور رکن نہیں تھے کہ ان کے چلے جانے سے یہ دقت پیش آئی ہو۔ بعض انگریزی داں طلبہ اس وقت بھی دارالعلوم میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اور دارالعلوم ہر وقت نہایت مسرت اور خندہ پیشانی سے گریجویٹ حضرات کی دینی تربیت کی کفالت کے لئے مستعد ہے مگر جیسے کہ عربی خواں طلبہ اپنے خورد و نوش کی خود کفالت کرتے ہیں یا دارالعلوم کی معمولی کفالت پر قناعت کرتے ہیں۔ ایسے ہی اگر گریجویٹوں کا طرز عمل ہو تو پھر کوئی دقت نہیں۔ پچ یہ ہے کہ جمعیۃ الانصار میں اب مالی روح باقی ہے نہ وظائف میں ایسا امتیاز مناسب ہے۔ اور مشاہدہ کے بعد اب کسی میں جرأت بھی باقی نہیں ہے۔ الخ (القاسم جلد ۴ شمارہ ۵)

مولانا عبیداللہ سندھی کا استعفا

۱۳۳۱ھ میں مولانا عبیداللہ نے دہلی جاکر نظارۃ المعارف قائم کرلی۔ اور اخبار رفیق دہلی میں جمعیۃ الانصار سے اپنا سہ حرفی استعفا شائع کرادیا۔ جمعیۃ الانصار کی طرف سے چند امور کے بارے میں ان سے جواب طلب کیا گیا تھا۔ اس کا بھی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی تفصیل مولانا سراج احمد صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

مطالبات کے جواب میں حضرت ناظم کا اب تک سکوت اور بعض اراکین جمعیۃ و

دیگر اہلِ اسلام کے استفسارات محرک ہیں کہ حضرت ناظم کا استعفا اور ارکین مجلس انتظامیہ کی اس پر تجویز القاسم میں شائع کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد اگر اور تفصیل کی ضرورت باقی رہی تو مطالبات کے جوابات کا آئندہ انتظار نہ کرکے کسی دوسرے پرچے میں اور کچھ واقعات کی واقعی تصویریں کھینچ دی جائیں اور ناظرین ان کے معائنے سے تحیّر کے عالم میں حقیقت کو سمجھتے رہیں۔

نقل استعفا مولانا موصوف۔ اما بعد۔ بخدمت شریف جناب مولانا امیر جمعیۃ الانصار دامت برکاتہم۔ بعد سلام مسنون معروض آنکہ جلسۂ انتظامیہ کے تمام ممبر جہاں تک مجھے معلوم ہوا میری نسبت اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ اگر الجمعیۃ القاسمیہ تک معاملات کا مرافعہ کیا جائے اور میں اپنی برات ثابت کرلوں تو بھی اتفاق سے کام چلنا مشکل ہے۔ لہٰذا جمعیۃ الانصار کی خدمت سے استعفا پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے جمعیۃ الانصار کے کسی شعبے سے تعلق نہ ہوگا۔ اور اپنے معاملے کا ذاتی حیثیت سے ذمہ دار ہوں گا۔ جناب والا جس قدر جلد ممکن ہو منظور فرما کر اعلان کی اجازت مرحمت فرمادیں گے۔ تاکہ مجھے اپنے طور پر کام کرنا آسان ہو سکے۔ والسلام۔

عبید اللہ عفی عنہ دیوبند۔ ۳ جمادی الثانیہ۔ ۱۳ مئی۔

حضرت ناظم نے یہ استعفا جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سرپرست اور امیر الجمعیۃ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دیوبند سے پنجاب کو تشریف لے گئے۔"

آگے لکھتے ہیں:۔

" اور جمعیۃ کو زیر باری کی حالت میں چھوڑ کر قطع تعلق گوارا کر لیا۔ جو ان کی اولوالعزمی، عالی حوصلگی، ہمہ گیری، بلند پروازی، روشن خیالی، تحمل، وقار، اطمینان کے کسی طرح

شایاں نہیں۔ استعفا کا آخری جملہ (تاکہ مجھے اپنے طور پر کام کرنا آسان ہو سکے۔) غالباً استعفا کے اصلی راز کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت امیر الجمعیۃ نے یہ استعفا مجلس انتظامیہ میں بھیجا۔ مجلس انتظامیہ منعقدہ ۷ رجب ۱۳۳۱ھ روز جمعہ کے فیصلے کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) مولانا مولوی عبید اللہ صاحب کا استعفیٰ پیش ہوا۔ مولانا نے اپنے استعفا کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اراکین جلسہ انتظامیہ ان کی نسبت اچھے خیالات نہیں رکھتے اور یہ کہ بصورت ثبوت صفائی کے بھی وہ اتفاق سے کام چلانے کو مشکل خیال کرتے ہیں۔ اس کے متعلق غور و بحث کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ فی الواقع اراکین جلسہ انتظامیہ کو ناظم صاحب سے بوجوہ ذیل اختلاف ہے:-

الف، ب۔ (حسابات وغیرہ کے متعلق ہیں)

ج جمعیۃ الانصار کے ضوابط مسلّمہ کے خلاف اُن سے بعض ایسے امور سرزد ہوئے جن سے مدرسہ دیوبند کے قدیمی اثر کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ کیا جاتا ہے حالانکہ جمعیۃ الانصار کا نصب العین یہ تھا کہ مدرسہ دیوبند کے قدیمی اثر کی ترویج اور اس کی تعلیم کی مزید اشاعت کی جائے گی۔

(د) جمعیۃ الانصار کے متعلق مولانا کے تساہل کا یہ بیّن ثبوت ہے کہ جمعیۃ الانصار اس وقت مبلغ کئی سو روپے کی مقروض ہے۔ اس قرض کی رقوم اکثر ایسی رقمیں ہیں، جو مولانا نے محض اپنی رائے سے خلاف ضوابط امور کے لئے بطور خود حاصل کی ہیں اور نظامت کی وجہ سے جمعیۃ الانصار کے حساب میں لکھی گئیں۔ ورنہ فی الحقیقت ان کی اصلی ذمہ داری اُن پر عائد ہونی چاہیئے۔

ہ۔ یہ بھی بات قابل لحاظ ہے کہ جمعیۃ جس قسم کے لوگوں سے مرکب ہے اور جن

سے مرکب ہے بغیر جمعیۃ الانصار کا حقیقی مفہوم باقی نہیں رہتا۔ ان کے عملیات بلکہ اعتقادیات میں بھی مولانا عبید اللہ کی جانب سے مختلف مواقع میں خلاف کا اظہار واقع ہوا ہے۔ جو پہلے سے بالکل نامعلوم تھا۔ اور جس سے اب تک بھی بلاواسطہ بعض اراکین کو واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔ اس کی تفصیل عند الضرورۃ اُن اراکین سے معلوم ہو سکتی ہے جن کو بکثرت مولوی صاحب موصوف سے دینی مسائل میں گفتگو کرنے کے مواقع ہاتھ آئے ہیں۔

ق۔ مولانا عبید اللہ صاحب کی جمعیۃ الانصار کے امورِ مہمہ میں مداہنت اور تساہل اور ان کی اپنی رائے پر گزشتہ صلابت کو دیکھتے ہوئے ہم بھی انھیں کے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں (اگر الجامعۃ القاسمیہ تک معاملات کا مرافعہ کیا جائے اور میں اپنی براءت ثابت کر لوں تو بھی اتفاق سے کام چلانا مشکل ہے) اگرچہ اشکال کی وجہ ہم میں اور ان میں مختلف ہو مگر عبارا تنا شتی وحسنک واحداً نتیجہ ایک ہے۔

لہٰذا وجوہ مذکورۂ بالا کی بنا پر مولانا موصوف کا استعفا آج بتاریخ ۲ رجب ۱۳۳۱ھ روز جمعہ منظور کیا جاتا ہے۔ الخ

مذکورہ فیصلے پر مندرجہ ذیل حضرات کے دستخط ہیں:۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن غفرلہٗ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ محمد انور عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ شبیر احمد عثمانی مدرس دارالعلوم دیوبند۔ محمد کفایت اللہ عفی عنہ مدرس اول مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبدالسمیع عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ محمد عقیل عفی عنہ کاندھلوی۔ محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ میرٹھ۔ محمد شہول غفرلہٗ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

حضرت ناظم نے اب تک استفسارات اور مطالبات کا کوئی جواب عنایت نہ فرمایا۔ ناچار آج ان کی علیحدگی کا اعلان شائع کیا جاتا ہے اور حسابی کارروائی اور

وجوہ مخالفت کی تفصیلی روئداد اِنشاءاللہ تعالیٰ بعد کو شائع کی جائیگی۔ خاکسار سراج احمد قائم مقام ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند۔ (ملخصاً و ملتقطاً۔ (القاسم جلد چہارم شمارہ ۲ صفر ۱۳۳۲ھ)

بنائے اختلاف

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں:۔

واقعہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام کے سامنے دارالعلوم کا بقاء و تحفظ سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ ۱۸۵۷ء کے واقعات اور اس کے بعد انگریزی پالیسی اُن کے سامنے تھی۔ انھوں نے مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگرمیوں کو نہ صرف دارالعلوم دیوبند بلکہ عام مسلمانوں کے لئے بھی خطرناک تصور کیا اور اپنے خیالات کے مطابق ضروری سمجھا کہ مولانا سندھی کا تعلق اس مرکز سے نہ رہے۔ اسی زمانے میں اتفاق سے چند علمی مسئلوں میں مولانا سندھی اور دارالعلوم کے دوسرے علما کے درمیان اختلاف پیدا کرادیا گیا اسی اختلاف کو وجہ قرار دیکر مولانا سندھی کو دارالعلوم سے علیحدہ کر دیا گیا۔ چنانچہ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔" (نقش حیات جلد دوم ص ۱۴۳)

مگر القاسم کی تحریرات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مولانا سندھی خود بخود دہلی چلے گئے اور وہاں جاکر اخبار رفیق دہلی میں اپنا استعفا شائع کرادیا۔

(القاسم جلد ۴ شمارہ ۲ صفحہ ۳)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے علما کون تھے؟ اختلاف پیدا کرانے والے کون حضرات تھے؟ اور وہ علمی مسئلے کیا تھے؟ مولانا مدنی نے اسکی کوئی وضاحت نہیں فرمائی

لیکن مجملاً پہلے اعلان فرما چکے ہیں:-

بنا بریں تمام اہلِ فہم اور ارباب قلم و علم سے پُر زور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کی کسی تحریر کو دیکھ کر اس وقت تک اس پر کوئی حتمی رائے قائم نہ فرمائیں جب تک کہ اس کو اصول اور مسلمات اسلامیہ اور ضروریات دین اور عقائد و اعمال اہلِ سنت والجماعت کے زرین قواعد و تالیف پر پرکھ نہ لیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس مولانا کے کسی کلام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلاف و اکابر دیوبند کا مسلک بھی نہ سمجھیں جب تک کہ اسی کسوٹی پر اس کو کس نہ لیں۔ یہ حضرات اکابر جملہ عقائد و اعمال میں خواہ وہ فروع سے تعلق رکھتے ہوں یا اصول سے سلف صالحین اور ان کے اصول و قوانین مسلمہ اہل سنت والجماعت ہی کے تابع ہیں اور اسی کی تعلیم و تلقین کرتے رہے ہیں۔ واللہ الموفق (بیان حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ مندرجہ مولانا عبید اللہ کی ذاتی ڈائری، شائع کردہ ادبستان لاہور ۱۹۴۶ء صفحہ ۵۰)

مذکورہ بالا اقتباسات کو بغور ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے بھی سرپرست تھے اور جمعیۃ الانصار کے بھی۔ (نقش حیات جلد اول صفحہ ۱۲۱) جمعیۃ الانصار کے اس فیصلے کی موجودگی میں وہ کیا کام مولانا عبید اللہ کے سپرد تھا، جو حضرت شیخ الہند کے حکم سے دہلی منتقل ہوا، اور نظارۃ المعارف کے نام سے جاری ہوا؟ شاید بنائے اختلاف یہی ہو کہ مولانا عبید اللہ جمعیۃ الانصار کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔

جمعیۃ الانصار کے اغراض و مقاصد بالکل واضح اور بیّن تھے۔ ان کے

عملی اقدامات اور اس کی کارگزاریوں کی مفصل روئدادیں خود مولانا موصوف کے قلم سے شائع ہوچکی تھیں۔ ان تمام حقائق کے بعد یہ تصور قائم کرلینا کہ جمعیۃ الانصار کے پس منظر میں حضرت شیخ الہند کی خفیہ تحریک پوشیدہ تھی بالکل لغویات ہے۔

حضرت شیخ الہند کی خفیہ جدوجہد کا راز کیونکر کھلا؟ مولانا سندھی کو بغیر کوئی مقصد اور پروگرام بتائے ہوئے کابل کیوں بھیجا گیا؟ وغیرہ۔ ہم اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے اور اپنے موضوع کلام کی طرف واپس آتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نظربندی

مولانا عبید اللہ اگست ۱۹۱۵ء (شوال ۱۳۳۳ھ) میں کابل روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ الہندؒ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو بمبئی سے روانہ ہوکر حجاز پہنچے اور صفر ۱۳۳۵ھ میں مکہ معظمہ سے گرفتار ہوکر مالٹا لیجاکر نظربند کردیے گئے۔ اور حکومت برطانیہ نے مولانا عبید اللہ کی ہندوستان میں واپسی کو ممنوع قرار دے دیا۔ اس طریقے سے خفیہ تحریک بھی ختم ہوگئی۔ اور یہ حضرات ہندوستان کے ملکی و سیاسی حالات سے بھی بے خبر اور بیگانہ ہوگئے۔ حضرت شیخ الہند کے ساتھ مولانا عُزیر گل، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا وحید احمد، مولانا حکیم نصرت حسین بھی مالٹا میں نظربند تھے۔ نگرانی کا یہ حال تھا کہ جگہ جگہ جامہ تلاشی اور خط و کتابت کے اوپر سخت سنسر اور ہر جگہ شدید نگرانی اور پہرہ (دیکھئے نقش حیات جلد دوم ص ۲۱۶ تا ص ۲۲۲ اور رسالہ شیخ الہند مؤلفہ حضرت مفتی کفایت اللہ ص ۴ اور حیات شیخ الہند وغیرہ)

اور اس قدر بعید مقام پر جاکر کسی کا ملاقات کرنا اور سیاسی گفتگو کرنا اس کا

تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غرضکہ گھر اور اعزہ و اقربا و احباب کے حالات سے بھی بے خبر تھے۔ چہ جائیکہ ہندوستان کے سیاسی و ملکی حالات۔

اِدھر ہندوستان کی سیاست پلٹا کھا رہی تھی۔ خفیہ سازشوں اور باغیانہ تحریکوں کے بجائے آئینی حرکت اور رائے عامہ کے اندر سیاسی شعور اور بیداری پیدا ہو رہی تھی۔ اور جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست اور برطانیہ کی بدعہدی کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت ہیجان تھا۔ جگہ جگہ احتجاجی جلسے اور مظاہرے ہو رہے تھے۔ اور علماء بھی اُن میں پوری دلچسپی لے رہے تھے۔

قصیدہ فراقیہ

(از حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب)

ألا يا مالنا! طوبى وبشرى — تولّى بك من محا آثار كفر
ولم تك قبله إلا خرابا — خمولاً غير معروف بخير
فلما حلّها عادت رياضا — منضّرة من التقوى وذكر
مكلّلة بأزهار المزايا — وأزهارا لمن أبا لخير زهر
ألا يا مالنا! كوني سلاما — على محمودنا الراضي بقدر
إمام الخلق قدوتهم جميعا — له كرم إلى الآفاق يسري
جنيد العصر سرّي الزمان — غيوث فيوضه تهمي وتجري
فريد في خلائقه العذاب — وحيد في التقى من غير فخر
أشدّ الناس أمثلهم بلاء — فيا شمس الهدى يا طود صبر
ذكرنا يوسف الصديق لما — أسرت بغير استحقاق أسر

تَحِنُّ الیہِ فِی صَدْرِ الْکَئِیْبِ　　تَفِیْضُ دُمُوْعُہُمْ حَسْرَۃَ الْحَبِیْبِ

سَیُنْزِلُکَ الْعَزِیْزُ مَحَلَّ عِزٍّ　　وَیَنْصُرُکَ النَّصِیْرُ اَعَزَّ نَصْرٍ

سَیَکْفِیْکَ الْاِلٰہُ فَاَنْتَ مَسُوْءٌ

کَفَاکَ اللّٰہُ قَدْ مَا کُلَّ شَرٍّ

ترجمہ از واصف

(۱) سُن اے مالٹا! مُبارک ہو تجھے یہ مژدہ کہ تیرے اندر کفر کا مشگاف ڈالنے والا ایک مرد مجاہد مقیم ہوا ہے۔ (۲) اور اس سے پہلے تیری حیثیت ہی کیا تھی۔ تو ایک گمنام و ویرانہ تھا کہ تیرا ذکرِ خیر دُنیا میں کہیں بھی نہ تھا (۳) جب مالٹا میں اُس مقدس ہستی نے ورود فرمایا تو وہ تقویٰ اور ذکر اللہ کا ایک ایسا سرسبز باغ بن گیا (۴) جس میں فضائل و معالی کے پھول کھلے ہوئے ہیں، اور حقیقی بہار تو فضائل و معالی کی ہی بہار ہے (۵) ہاں اے مالٹا! سلامتی ہو جا! ہمارے محمود پہ جو راضی برضائے الٰہی (ہو کر) تیرے اندر جلوہ افروز ہوا ہے۔ (۶) جو عصرِ حاضر میں پوری قوم کا امام اور پیشوا ہے اور اس کی عظمت کا آوازہ تمام عالم میں پہنچا ہوا ہے (۷) وہ زمانے کا جنیدؒ اور وقت کا سری سقطیؒ ہے، اس کے فیوض کی بارشیں برستی اور سیل رواں بنتی ہیں۔ (۸) اپنے شیریں خصائل میں یگانہ اور تقویٰ میں یکتائے زمانہ اور منکسر المزاج ہے۔ (۹) جو انسان برگزیدہ اور عالی مرتبہ ہوتا ہے اس پر آزمائشیں بھی سب سے زیادہ سخت آتی ہیں۔ تو اے آفتابِ ہدایت اور اے کوہِ تحمل! (۱۰) جب تجھکو بغیر اثباتِ جرم کے

قید کر دیا گیا تو ہمیں حضرت یوسف علیہ السلام یاد آ گئے۔ (۱۱) آہ ایک مضطرب کے سینے میں غم و فراق کی جو آگ بھڑک رہی ہے اس کی وجہ سے اس کے سُرخ آنسو انگاروں کی طرح دہکتے ہوئے نکل رہے ہیں۔ (۱۲) عنقریب آپ کو خدا نے عزیز مقامِ عزت پر فائز فرمائے گا اور بڑی زبردست مدد فرمائے گا (۱۳) اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کی مکمل حمایت و نصرت فرمائیگا کیونکہ آپ ہی وہ مردِ مجاہد ہیں جسے خدا نے ہمیشہ ہر قسم کے شر سے بچایا ہے۔

انعقاد جمعیۃ علمائے ہند بمقام دہلی

نومبر ۱۹۱۹ء میں یعنی حضرت شیخ الہند کے ہندوستان سے روانہ ہونے کے چار سال کے بعد خلافت کانفرنس کی تقریب سے تمام اقطارِ ہند کے علما کی ایک معتدبہ جماعت دہلی میں جمع ہو گئی تھی۔ خلافت کانفرنس کے اجلاسوں سے فارغ ہونے کے بعد تمام علمائے موجودین نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں صرف حضرات علما ہی شریک ہوئے۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کی تحریک اور مولانا منیر الزماں صاحب و دیگر حاضرین کی تائید سے جناب فاضل علامہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب اس جلسے کے صدر قرار پائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ تمام حاضرین جلسہ نے باتفاق طے کر دیا کہ علما کی ایک جمعیۃ قائم کی جائے اور اس کا نام جمعیۃ علمائے ہند رکھا جائے۔ اس کے حلقے کو تمام ہندوستان کے لئے وسیع کر دیا جائے۔ چنانچہ اُسی وقت تمام حاضرین نے جمعیۃ کی رکنیت منظور فرمائی۔ اور جمعیۃ علمائے ہند قائم ہو گئی۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اور مولوی سید محمد داؤد صاحب نے جمعیۃ علمائے ہند

کے موجودہ اراکین کو امرتسر میں تشریف لائے گئے اسی وقت دعوت دیدی۔ اور بالاتفاق طے ہوگیا کہ جمعیۃ کا جلسہ آئندہ دسمبر میں بمقام امرتسر منعقد ہوگا۔ مولانا ثناء اللہ کی تجویز و دیگر حضرات کی تائید سے مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب جمعیۃ علمائے ہند کے عارضی صدر اور مولانا حافظ احمد سعید صاحب عارضی ناظم بنائے گئے۔ مولانا محمد اکرم خاں اور مولانا کفایت اللہ کو جمعیۃ کے مقاصد و ضوابط کا مسودہ تیار کرنے اور اجلاس امرتسر میں پیش کرنے کیلئے منتخب کیا گیا۔ دہلی کے اس جلسے میں علمائے ذیل موجود تھے۔

[1] حضرت مولانا عبدالباری صاحب۔ [2] مولانا سلامت اللہ صاحب۔ [3] مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب۔ [4] حضرت پیر محمد امام صاحب سندھی۔ [5] مولانا اسد اللہ صاحب سندھی۔ [6] مولانا سید محمد فاخر صاحب۔ [7] مولانا مولوی محمد انیس صاحب۔ [8] مولانا خواجہ غلام نظام الدین صاحب۔ [9] مولانا محمد کفایت اللہ صاحب۔ [10] مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ [11] مولانا حافظ احمد سعید صاحب دہلوی۔ [12] مولانا سید کمال الدین صاحب۔ [13] مولانا قدیر بخش صاحب۔ [14] مولانا تاج محمد صاحب۔ [15] مولانا محمد ابراہیم صاحب دربھنگہ۔ [16] مولانا خدا بخش صاحب مظفر پوری۔ [17] مولانا مولا بخش صاحب امرتسری۔ [18] مولانا عبدالحکیم صاحب گیاوی۔ [19] مولانا محمد اکرم صاحب۔ [20] مولانا منیر الزماں صاحب۔ [21] مولانا محمد صادق صاحب۔ [22] مولانا سید محمد داؤد صاحب۔ [23] مولانا سید اسمٰعیل صاحب۔ [24] مولانا محمد عبداللہ صاحب۔ [25] مولانا آزاد سبحانی صاحب۔ (اقتباس از مختصر حالات انعقاد جمعیۃ علمائے ہند مطبوعہ انڈین پریس دہلی۔ شائع کردہ ناظم جمعیۃ باجازت صدر جمعیۃ علمائے ہند)

یہ ہیں وہ پچیس علما جو آپس کے سالہا سال کے اختلافات اور متعصبانہ گروہ بندیوں کو نظر انداز کرکے ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھے۔ حالات کی نزاکت کو محسوس کیا اور جمعیۃ علمائے ہند قائم کی۔ یہی حضرات جمعیۃ کے بانی اور معمار اول ہیں۔ اور سب سے پہلے ارکان بھی یہی حضرات ہیں۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا حسین احمدؒ مالٹا میں نظر بند تھے اور مولانا عبید اللہ سندھی ہندوستان سے باہر جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے ہندوستان کے لوگ اُن حضرات کے کوائف و حالات سے بیخبر تھے اور وہ حضرات ہندوستان کے حالات اور حالات کی رفتار سے قطعاً لاعلم تھے لیکن آج ذمہ داران جمعیۃ فرماتے ہیں کہ جمعیۃ کی تاسیس میں حضرت شیخ الہند کا اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد کا ہاتھ تھا۔ کبھی کہا جاتا ہے موجودہ شکل میں جمعیۃ کے مؤسس حضرت شیخ الہند تھے اور ایک نئی فہرست گھڑ کر پیش کی جاتی ہے اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ہیں جمعیۃ علمائے ہند کے بانی اور معمارِ اوّل۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے یہ فہرست بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ملاحظہ ہو مولانا سید محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علما کا ایک کتابچہ جس کا نام ہے "تعارف" شائع کردہ الجمعیۃ بکڈپو دہلی (مطبوعہ ۱۹۵۴ء)

سب سے پہلے اُن بزرگانِ دین رہنمایانِ قوم اور زعمائے ملک کے اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں جو جمعیۃ علمائے ہند کے بانی اور معمارِ اوّل ہیں:۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب۔ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند۔ مولانا محمد عبدالباری صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب۔ مولانا محمد انور شاہ صاحب۔ مولانا محمد سجاد صاحب۔ مولانا سید محمد فاخر صاحب۔ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی۔ حکیم اجمل خاں صاحب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی۔ مولانا معین الدین صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ مولانا محمد صادق صاحب۔

اصل روئداد میں تو وضاحت کی گئی ہے کہ "صرف حضرات علما ہی شریک ہوئے" لیکن فہرست مذکورۂ بالا میں دو لیڈر بھی شامل ہیں۔ نیز حضرت مولانا حسین احمد صاحب

مدنی کا نام اس میں نہیں ہے۔

اور اب لیگ کے بائیسویں اجلاس کے موقع پر جو تاریخی دستاویز (جمعیۃ علما نمبر) شائع ہوا تو اس میں بانیانِ جمعیۃ علما کی مندرجہ ذیل فہرست درج ہے:۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا کفایت اللہ صاحب۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا عبد الباری صاحب۔ مولانا احمد سعید صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب۔ مولانا محمد انور شاہ صاحب۔ مولانا محمد سجاد صاحب۔ مولانا محمد فاخر صاحب مولانا عبید اللہ سندھی۔ حکیم اجمل خاں صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی۔ مولانا معین الدین صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا ابو القاسم صاحب سیف۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی۔ مولانا محمد صادق صاحب۔ مولانا عبد الحق صاحب مدنی۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا نور الدین صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔

لیجئے سترہ افراد سے چوبیس ہو گئے۔ اور اب آئندہ کوئی فہرست تصنیف کی گئی تو دیکھنا ہے کہ اس میں کتنے ہوں گے اور کس کس کے نام کا قرعہ نکلے گا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست!

دیوبندی گروپ

یہ امر خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس اجتماع میں جمعیت کی تاسیس ہوئی اس میں دیوبندی گروپ میں سے کوئی صاحب شامل نہیں ہیں۔ پھر امرتسر میں جو پہلا اجلاس بصدارت حضرت مولانا عبد الباری منعقد ہوا اس میں بھی کوئی صاحب شریک

نہیں ہوئے۔ اس جلسے میں حضرت شیخ الہند کی عدم رہائی پر اضطراب کا اظہار کیا گیا۔ اور وائسرائے کو اس مقصد سے تار دیا گیا۔

پھر ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں خاص اجلاس بصدارت حضرت مولانا تاج محمود صاحب سندھی منعقد ہوا جس میں دو سو علماء شریک تھے۔ اس میں مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا عزیر گل صاحب شریک ہوئے۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی باوجودیکہ مالٹا سے واپس آچکے تھے مگر اس جلسہ میں شریک نہ تھے۔ اور مولانا موصوف تو حضرت شیخ الہند کی خفیہ تحریک میں بھی شریک نہ تھے۔ (نقش حیات جلد دوم ص ۲۱۱ حضرت اقدس کے ساتھ عقیدت ومحبت اور ان کی خدمت کی آرزو آپ کی اسیری کا سبب بنی۔ (سفر نامہ اسیر مالٹا مطبوعہ اسٹار پریس دہلی ص ۴۱ اور حیات شیخ الہند مطبوعہ قاسمی ص ۹۴ اور رسالہ شیخ الہند مؤلفہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہؒ ص ۱۱۲) اس خاص اجلاس میں ترک موالات کی تجویز اور دہلی میں ہونے والے دوسرے اجلاس جمعیۃ کے لئے حضرت شیخ الہند کی صدارت کی تجویز پاس ہوئی (اخبار زمانہ کلکتہ شمارہ نمبر ۵۵ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء)

غرضکہ حضرت شیخ الہند کی تشریف آوری سے قبل دیوبندی گروپ کو جمعیۃ علمائے ہند سے کوئی دلچسپی نہ تھی حالانکہ جمعیۃ کوئی خفیہ یا باغیانہ تحریک نہ تھی اور اس کی رکنیت میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ لیکن یہ حضرات حضرت شیخ کی گرفتاری کے بعد سے شاید بہت زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔ جب حضرت رہا ہو کر تشریف لائے اور اس وقت کے تمام بڑے بڑے ہندو مسلم لیڈروں نے بمبئی میں آپ کا استقبال کیا تو آپ کو ہندوستان کے سیاسی حالات اور تحریک خلافت کا علم ہوا۔ (نقش حیات جلد دوم ص ۲۲۳) اور جب آپ کو بتایا گیا کہ علما نے بھی جمعیۃ علمائے ہند کے نام سے اپنی ایک تنظیم قائم کی ہے تو آپ نے بے انتہا مسرت اور قلبی توجہ و شغف کا اظہار فرمایا

اور ارکان جمعیۃ کی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور حضرت کے بعض شاگرد جن کی مقبولیت و شہرت کی وجہ سے جمعیۃ علما کو خاص تقویت کی امید تھی۔ جب بالکل یکسوئی اور بے تعلقی کے ساتھ شرکت سے علیحدہ اور مجتنب رہے تو آپ کو نہایت حسرت ہوئی اور غایت افسوس کے ساتھ اپنے ایک ہمنام الہ آبادی کی زبان سے گویا یہ فرمایا:-

کسی کا میری بزم غم سے اے محمود یوں اٹھ کر
قیامت ہے شریک محفل اغیار ہو جانا

(حیات شیخ الہند مولفہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب صفحہ ۱۴۳)

جمعیۃ کے ساتھ حضرت کی دلچسپی اور دوسرے حضرات کی بے تعلقی کی ایک مثال یہ ہے کہ دہلی میں اجلاس جمعیۃ کے انتظامات اور ہجوم کار کا سارا بار چونکہ مولانا کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید پر تھا۔ حضرت اقدس نے مولانا شبیر احمد صاحب اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کو خطوط لکھ کر ان کے گھروں سے دہلی بلایا اور حکم دیا کہ اجلاس کے کاموں میں ان دونوں کا ہاتھ بٹاؤ۔

(نقش حیات جلد دوم صفحہ ۲۶۴)

لیکن موجودہ ذمہ داران جمعیۃ کی مورخانہ دیانت ملاحظہ ہو کہ بانیوں میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم اور مولانا محمد انور شاہ صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی وغیرہ کے نام بھی درج کیے گئے ہیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لکھا گیا ہے۔ حالانکہ وہ بھی اس وقت نظر بند تھے۔ وقس علیٰ ہذا!

بانی و معمار اول کون ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جمعیۃ کا قیام یا انعقاد جن بیس علما کی موجودگی میں ہوا کیا یہ سب کے سب اس کے بانی ہیں؟ بانی تو در اصل ایک ہی ہوتا ہے یہ بات ناممکن نہیں لیکن

عام تجربہ اور مشاہدہ کے تو خلاف ہے کہ ایک خیال اتنے کثیر اشخاص کے دماغ میں بیک وقت پیدا ہو جائے اور سب کے سب ایک ہی خیال کو لیکر بیک وقت ایک جگہ مجتمع ہو جائیں۔

تو پھر وہ کون ہے؟ مختصر حالات انعقاد جس کا خلاصہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ اس میں کسی شخصِ واحد کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ بس اتنا لکھا ہے کہ "تمام علمائے موجودین نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں جملہ حضرات علما ہی شریک ہوئے۔" یہ نہیں ظاہر کیا گیا کہ کس کی دعوت پر یہ جلسہ منعقد ہوا تھا یا خود بخود ایک ہی جگہ ایک ہی مقصد لیکر سب اکٹھے ہو گئے تھے۔

یہ ایک قدرتی سوال تھا جو راقم الحروف کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا۔ اور اس وقت حضرت والد ماجدؒ وفات پا چکے تھے۔ میں نے حضرت مولانا احمد سعیدؒ کی طرف رجوع کیا۔ اُن کا بیان پوری ذمہ داری کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں:-

"میاں مفتی صاحب! اس کا اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں علما سے ملوں اور ایک مشاورتی اجتماع کی دعوت دیدوں۔ حضرت مفتی صاحب مولانا عبدالباریؒ اور مولانا ثناء اللہؒ کو اس معاملے میں اپنا ہمخیال بنا چکے تھے کہ علما کو علحدہ اپنی تنظیم قائم کرنی چاہیئے اور ایک وسیع ترجماعت بنانی چاہیئے۔ اور مفتی صاحب کی یہ رائے اس وقت سے تھی جبکہ وہ ۱۹۱۸ء میں حضرت شیخ الہندؒ کے حالات پر ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے۔ اُس کتاب کی تصنیف کا مقصد یہ تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کی اور ان کے رفقا کی بیگناہی ظاہر ہو جائے اور گورنمنٹ پر یہ واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کے دلوں میں حضرت کی کس قدر عظمت و عقیدت ہے اور ان کی نظربندی سے کس قدر مضطرب ہیں۔ لہٰذا حکومت ان کو رہا کر کے مسلمانوں کے مجروح جذبات کے لئے تسکین کا سامان بہم پہنچائے۔ مفتی صاحب فرماتے تھے کہ حضرت کی رہائی کے لیے علما کی طرف سے ایک متفقہ مطالبہ ہونا چاہیئے اور ایسی ہی ضروریات کے لئے تمام علما کو اپنی ایک علحدہ

تنظیم قائم کرنی چاہیے۔ یہ خیال ۱۹۱۸ء سے مفتی صاحب کے دماغ میں موجزن تھا۔ اور اکثر احباب سے اس کا تذکرہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ آخر کار نومبر ۱۹۱۹ء میں آپ کی آرزو بر آنے کا وقت آیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ موجودہ سیاسی حالات میں دینی و ملی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کی شدید ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی سیاسی لیڈر شپ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو اصول شرعیہ اور امور دینیہ سے واقف نہیں تھے۔ اگرچہ علما دوسری سیاسی جماعتوں میں انفرادی طور پر شریک تھے لیکن ان کی حیثیت عام ممبروں جیسی تھی۔ مفتی صاحب نے محسوس کیا کہ علما کی آواز میں قوت اور وزن پیدا کرنے کے لئے جماعتی تنظیم ضروری ہے۔ آپ نے حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنا ہم خیال بنایا۔ مفتی صاحب نے مجھے اور مولانا عبدالباری نے مولانا آزاد سبحانی کو حکم دیا کہ تمام علما سے مل کر چپکے چپکے ایک مشاورتی جلسے کی دعوت دے آئیں۔ چنانچہ اکثر تو میں اور مولانا آزاد سبحانی ساتھ ساتھ جا کر بات چیت کرتے تھے مگر چونکہ وقت بہت کم تھا اور سب سے ملنا ضروری تھا۔ اس لئے کہیں ہم دونوں الگ الگ بھی ملاقات کرنے کے لئے گئے۔ دہلی میں اس وقت خلافت کانفرنس کی شرکت کے لئے اگرچہ بہت سے علما آئے تھے مگر ہماری میٹنگ میں صرف اتنے ہی علما شریک ہوئے جتنے رپورٹ مطبوعہ میں درج ہیں۔ یہ سب کارروائی پرائیویٹ اور زبانی تھی۔ کوئی تحریری دعوت نامہ نہیں تھا۔

جس روز میٹنگ ہونے والی تھی اس روز صبح کو بعد نماز فجر مولانا عبدالباریؒ نے چند علما کو دہلی کی ایک مشہور درگاہ سید حسن رسول نماؒ میں جمع کیا تھا۔ وہاں سب نے یہ عہد کیا:۔

"ہم سب دہلی کے مشہور و مقدس بزرگ کے مزار کے سامنے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ مشترک قومی و ملی مسائل میں ہم سب آپس میں متحد و متفق

رہیں گے اور فروعی و اختلافی مسائل کی وجہ سے اپنے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ نیز قومی وملکی جدو جہد کے سلسلے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہم پر جو سختی اور تشدد ہوگا اس کو صبر و رضا کے ساتھ برداشت کریں گے۔ اور ثابت قدم رہیں گے۔ جماعت کے معاملات میں میں پوری رازداری و امانت سے کام لیں گے:"

مولانا نے فرمایا کہ اس عہد و پیمان میں کون کون حضرات شریک تھے اب سب کے نام یاد نہیں ہیں۔ ہاں مولانا عبدالباری، مولانا منیرالزماں، مولانا آزاد سبحانی کی موجودگی تو یاد ہے۔ میں نے وہاں سے آکر پوری سرگزشت حضرت مفتی صاحب کو سنائی۔ آپ نے مسرت و اطمینان کا اظہار فرمایا۔ غرضکہ بعد نماز عشا کرشنا تھیٹر کے ہال میں میٹنگ ہوئی۔ احتیاط اس قدر مدنظر تھی کہ کسی صاحب نے اثنائے گفتگو میں انگریزوں کے خلاف کوئی بات کہی تو مولانا ثناءاللہ نے فرمایا بھئی ذرا آہستہ بولیے:"دیوار ہم گوش دارد"

راقم الحروف نے سوال کیا کہ آپ نے جو انعقاد جمعیۃ کے مختصر حالات شائع کیے تھے اس میں یہ تفصیل کیوں نہیں دی گئی ہے؟ فرمایا میاں! دکھانا یہی تھا کہ یہ جمعیۃ کسی شخص واحد نے نہیں بنائی بلکہ بہت سے مختلف الخیال علما نے مل کر اپنی متفقہ رائے سے بنائی ہے۔ اور بھئی! عہد و پیمان والی بات تو ویسے بھی کھولنے کی بات نہیں تھی ــ یہ تھا بیان حضرت مولانا احمد سعید کا! اب دیکھئے اور حضرات کیا کہتے ہیں:ــ

مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی بغیر کسی تفصیلی واقعہ کے مجملاً فرماتے ہیں:۔

حضرت مولانا عبدالباری نے خدام کعبہ، خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علما کا سنگ بنیاد رکھا اور یہ ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جمعیۃ العلما اور خدام کعبہ کے بانی اور موسس حضرت استاذ

ہی تھے (تذکرۂ علمائے فرنگی محل ص۱۱۱) امرتسر میں پہنچکر مولانا موصوف نے اُن علمائے جو تمام ہندوستان سے وہاں جمع ہوئے تھے مشورہ کیا اور پہلے پہل علما کی سیاسی انجمن جمعیۃ علما قائم ہوئی۔ (حسرۃ الآفاق ص۲۶)

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ تحریر فرماتے ہیں:-

دہلی میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس میں میں بھی شریک تھا۔ بعد فراغت خاص احباب کی مجلس میں میں نے یہ تحریک کی کہ ہمیشہ کے لیے علما کی ایک جماعت منظم ہونی چاہیے اس جلسے میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی کے علاوہ اور کئی اصحاب میرے ہم رائے شریک تھے۔ انھوں نے میری تائید کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلما کا ایک خام سا ڈھانچہ تیار ہو گیا۔ جس کے صدر مولانا کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولوی احمد سعید صاحب مقرر ہوئے (اخبار اہلِ حدیث امرتسر مورخہ ۲۶ محرم ۱۳۶۱ھ م ۱۳ فروری ۱۹۴۲ء)

بظاہر ان تینوں بیانوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے اور وجہ توافق ان میں یہ ہے کہ ایک طبقے کو حضرت مولانا عبدالباری نے ہموار کیا اور ایک طبقے کو مولانا ثناء اللہ نے سنبھالا۔ اور خلوص و للٰہیت کے ساتھ سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اب کیا فرماتے ہیں راویانِ تاریخی دستاویز جمعیۃ علما نمبر! فرمایئے کون ہے موجودہ شکل میں جمعیۃ علمائے ہند کا مؤسس؟

وہ علما جو صدیوں سے ایک دوسرے کے خلاف اختلافی و فروعی مسائل میں نبرد آزما تھے۔ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی کرتے اور مناظروں کے اکھاڑے جاتے تھے اور انھیں اختلافات کے نتیجے میں دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر قتل و خون تک نوبت پہنچی۔ ان سب کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا اور ایک جماعت میں منسلک ہو جانا آسان نہ تھا۔ جیسا کہ "مختصر حالات انعقاد" میں اس کی وضاحت کی گئی ہے

اور کوئی جماعت نہیں بنتی جب تک کہ خارج میں اس کے اسباب و دواعی اور دلوں میں اس کی ضرورت کے جذبات و احساسات پیدا نہ ہو جائیں۔

اور رب العزۃ اپنی رحمت سے نوازے اُن نفوسِ قدسیہ کو جنھوں نے وقت کی نزاکت کو پہچانا اور اتنی بڑی قربانی پیش کی۔ اور آنے والوں کے لئے ایک راہ بنا گئے۔ مگر پھر بھی اصل بانی و مؤسس جو کوئی بھی تھا وہ معاملے کی پیچیدگی اور علما کی نازک مزاجی کو سمجھتا تھا۔ اور وہ اس جماعت کو مسلمانوں کی ایک متحدہ طاقت بنانا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ جماعت کسی ایک گروہ کی طرف منسوب ہو کر رہ جائے۔ ورنہ دوسرے مکاتیبِ خیال کے علما ذوق و شوق کے ساتھ جماعت میں شامل نہیں ہوں گے۔ ان وجوہ کی بنا پر بانی نے عمر بھر اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیا اور اپنے نام کا پروپیگنڈا نہیں کیا۔ ظرف کی یہ گنجائش کیا قابلِ داد نہیں ہے؟

اور جبکہ اصل بانی و مؤسس کا نام مطبوعہ روداد "مختصر حالات انعقاد" میں ظاہر نہیں کیا گیا اور اس کا نام دائر ہے۔ انھیں پچیس میں جس طرح صلوۃ وسطیٰ دائر ہے پانچ اوقات میں تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ وہ پچیس علما سب کے سب جمعیۃ علمائے ہند کے بانی و مؤسس ہیں۔

حق شناسی

آج جبکہ ان میں سے اکثر اس عالمِ ناپائدار سے جا چکے ہیں ذمہ داران جمعیۃ کا فرض تھا کہ ان کا تعارف کراتے اور ان میں سے ہر ایک کے حالات مرتب کرتے۔ ان میں سے بعض مشہور و متعارف ہیں اور بعض گمنام و غیر مشہور۔ آپ کا فرض تھا کہ سب کی یاد تازہ کرتے افسوس! آپ اپنے محسنوں کو بھول گئے۔ ان کے جسموں کے ساتھ آپ نے ان کی یادوں کو

بھی درج کر دیا۔ اور آج ان میں سے چند نام منتخب کر کے اور چند نئے نام شامل کر کے ایک نئی فہرست مرتب کرلی۔ یہ طرزِ عمل ایک سنجیدہ باوقار، اہلِ علم اور حاملِ شریعت جماعت کے افراد کی شان کے لائق نہ تھا۔

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت پائدار

اگر یہ کہا جائے کہ جن حضرات کی عظمت اور محنت و جانفشانی کی بدولت جمعیۃ علما نقطۂ عروج پر پہنچی ہے اُن کو اگر بانی و معمارِ اوّل کہہ دیا جائے تو کیا گناہ ہے؟ تو حضور والا اور بھی بہت سے بانی و معمارِ اوّل ہیں جن کو آپ نے فہرست میں شامل نہیں کیا۔ مثلاً حضرت مولانا شبیر احمد صاحب۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ مولانا عبدالقادر قصوری۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی۔ مولانا عمر دراز بیگ۔ مولانا احمد علی لاہوری۔ مولانا ابوالوفا شاہجہانپوری۔ مولانا سید داؤد غزنوی۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری۔ مولانا مفتی عتیق احمد صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی۔ مولانا عبدالصمد رحمانی۔ مولانا منت اللہ مونگیری۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا فضل الحسن حسرت موہانی۔ مولانا محمد عرفان ناظم جمعیۃ و مدیر اوّل اخبار الجمعیۃ۔ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب۔ مولانا سید محمد میاں صاحب مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب اور موجودہ بانی و معمارِ اوّل مولانا سید اسعد صاحب مدنی۔ وغیرہم۔

اور بانی و معمارِ اوّل کے الفاظ کے یہ معنیٰ بھی قابلِ داد ہیں! اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ لفظ "بانی" کو بھی بعض تحریرات میں دو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صفِ اول کے بانی صفِ دوم کے بانی وغیرہ۔

دستورِ اساسی اور پہلی مجلسِ منتظمہ

غرضکہ "جمعیۃ علمائے ہند" کے نام سے علما کی یہ پہلی جماعت تھی جو ہندوستان کی تاریخ میں ایک ہمہ گیر نظام کے ساتھ عصرِ جدید کے تقاضوں اور رجحانات کے مطابق قائم ہوئی۔ اس کے اوّلین اغراض و مقاصد جو حضرت مفتیٔ اعظم مولانا کفایت اللہؒ نے مرتب فرماکر پہلے اجلاس امرتسر میں پیش کیے تھے اور طے ہوا تھا کہ اسی صورت میں مسودہ کو طبع کراکر شائع کر دیا جائے۔ اور علما کی آرا وصول ہونے کے بعد آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔ اور وہ دہلی کے دوسرے اجلاس بصدارت حضرت شیخ الہند میں پیش ہو کر منظور ہو گئے۔ وہ یہ ہیں:-

اساسی اصول۔ دفعہ ۱۔ اس انجمن کا نام "جمعیۃ علمائے ہند" ہوگا۔

دفعہ ۲۔ اس جمعیۃ کا صدر دفتر دہلی میں رہے گا۔

دفعہ ۳۔ جمعیۃ کی ایک مہر ہوگی جس پر الجمعیۃ المرکزیۃ لعلماء الھند کندہ ہوگا۔

اغراض و مقاصد۔ دفعہ ۴۔ اس جمعیۃ کے اغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہوں گے:-

الف۔ ہر قسم کے خارجی اثرات کا جن سے مذہبِ اسلام یا مشترکہ اسلامی قومیت کی تزئین یا تضعیف ہوتی ہو، شرعی احکام کے مطابق مدافعت کرنا۔

ب۔ مشترکہ مذہبی حقوق کی نگہداشت اور مشترکہ مذہبی و ملّی ضروریات کی تحصیل میں کوشش کرنا۔

ج ۔ عامۂ اہلِ اسلام کی مذہبی نقطۂ نظر سے سیاسی رہنمائی کرنا۔

د ۔ مشترکہ مذہبی و قومی اغراض میں مسلمانوں کے متفق رہنے کی کوشش کرنا۔

ھ ۔ دیگر غیر مسلم برادرانِ وطن کے ساتھ بمقتضائے فطرت و باتباع احکام شریعت ہمدردی و اتفاق کو ترقی دینا۔

و ۔ شرعی ضرورتوں کے لحاظ سے فصل خصومات کے لئے محکمۂ دار القضا قائم کرنا۔

(جمعیۃ علمائے ہند کے اساسی اصول و آئین و ضوابط مطبوعہ غنی المطابع دہلی ۱۳۳۹ھ)

اور سب سے پہلی مجلس منتظمہ جو اجلاس اوّل امرتسر میں بنی۔ اس کے ۲۳ ارکان تھے۔ وہ مندرجۂ ذیل ہیں :۔

دہلی سے ۔ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب۔ مولانا احمد سعید صاحب۔ حکیم محمد اجمل خاں صاحب۔

یو۔پی سے ۔ مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی۔ مولانا سید محمد فاخر صاحب الہ آبادی۔ مولانا سلامت اللہ صاحب۔ مولانا حسرت موہانی۔ مولوی منظہر الدین صاحب۔

بنگال سے ۔ مولانا محمد اکرم خاں صاحب۔ مولانا منیر الزماں صاحب۔

بہار سے ۔ مولانا محمد سجاد صاحب۔ مولانا رکن الدین صاحب دانا۔ مولوی خدا بخش صاحب۔

سندھ سے ۔ مولوی پیر تراب علی صاحب۔ مولوی عبد اللہ صاحب۔ مولوی محمد صادق صاحب۔

پنجاب سے ۔ مولانا ثناء اللہ صاحب۔ مولوی سید داؤد صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔

بمبئی سے ۔ مولوی عبد اللہ صاحب۔ مولوی عبد المقتدر صاحب بانکٹہ۔ مولوی سیف الدین صاحب۔ حکیم ابو یوسف اصفہانی۔

ترکِ موالات کا فتوےٰ

جمعیۃ علمائے ہند نے سب سے پہلی دفعہ ترک موالات کی تجویز اپنے خاص اجلاس کلکتہ منعقدہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء زیر صدارت حضرت مولانا تاج محمود صاحب سندھی میں پاس کی تھی۔ جس میں دو سو علما شریک تھے۔ یہ تجویز مولانا ابوالکلام آزاد نے پیش کی تھی۔ (اخبار زمانہ کلکتہ شمارہ ۵۵ جلد ۱ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء) اس کے بعد پانسو علما کے دستخطوں سے ترک موالات کا فتویٰ شائع ہوا۔ یہ فتویٰ (یعنی جواب استفتا) حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نائب امیر الشریعت صوبہ بہار نے تحریر فرمایا تھا۔

اور ترک موالات یا عدم تعاون کی بنیاد تو جمعیۃ علمائے ہند کے قیام سے بھی ایک دو دن پہلے پڑ چکی تھی جبکہ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۹ء کو خلافت کانفرنس میں مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ نے جشن فتح کے خلاف رزولیوشن پیش کیا تھا۔ اس کی مختصر روداد مندرجہ ذیل ہے:۔

خلافت کانفرنس میں ہر ایک صوبہ کے نمائندے اور ہر ایک طبقے اور خیال کے تمام علما موجود تھے۔ علمائے کرام کی جانب سے رزولیوشن کی تحریک پیش کی گئی اور اس کی تائید ہر ایک خیال اور طبقے کے مسلمانوں نے کی۔ مولانا کفایت اللہ صاحب دہلی نے تحریک پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

چونکہ ایسی حالت میں کہ مقامات مقدسہ خلیفۃ المسلمین کے قبضے سے باہر ہیں اور بغداد شریف و بیت المقدس و نجف اشرف وغیرہ غیر مسلموں کے قبضے میں ہیں، مسلمان کسی طرح ایسی صلح کی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتے۔ جس کا نتیجہ اس وقت تک اس کے سوا کچھ نہیں نکلا کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کے قبضۂ اقتدار سے ان کے ممالک نکال لیے گئے ہیں اور اسلام کی

دنیوی طاقت اور اقتدار کو زائل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں طبقۂ علما سے ہوں۔ اور شرعی نقطۂ نظر سے کہتا ہوں کہ مسلمان کسی طرح ایسی صلح کی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتے اور اگر ہوں گے تو شرعاً گنہگار ہوں گے۔

رزولیوشن یہ ہے :۔ (یہ جلسہ اُن واردوز واقعات کو پیشِ نظر رکھ کر جو سلطنت ترکی، خلافت، مقاماتِ مقدسہ اور سلطنت ایران کے متعلق اس صلح کے نتیجے کے طور پر پیش آئے، مذہبی نقطۂ نظر سے تجویز کرتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو جشنِ فتح میں کوئی حصّہ دلینا چاہیئے۔)

مذکورہ رزولیوشن کی تائید میں مندرجۂ ذیل حضرات نے بڑی پُر جوش تقریریں کیں اور بالاتفاق رائے پاس ہوا۔ مولانا شاہ ولایت حسین الہ آبادی۔ نواب حاجی محمد موسیٰ خاں صاحب شروانی، مولانا محمد داؤد صاحب امرتسری۔ مسٹر محمد حسین بیرسٹر میرٹھ۔ مولانا سید محمد فاخر صاحب الہ آبادی۔ سیٹھ میاں محمد حاجی جان محمد صاحب چھوٹانی بمبئی۔ قاری عباس حسین صاحب ایڈیٹر قوم۔ مہاتما گاندھی وغیرہ۔

اس کے بعد مندرجۂ ذیل فتویٰ بھی شائع کیا گیا۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ چونکہ صلح کا مسئلہ معرضِ التوا میں پڑا ہوا ہے۔ مقاماتِ مقدسہ خطرے میں ہیں۔ بیت المقدس اور بغداد شریف غیر مسلموں کے قبضے میں ہیں۔ مسلمانوں کے قبضے سے مرکزِ خلافت یعنی قسطنطنیہ کو نکالنے کی تدابیر پیہم ہو رہی ہیں۔ کیا بحالاتِ موجودہ مسلمانوں کو جشنِ صلح یا فتح کی خوشی میں شریک ہونا جائز ہے؟ خصوصاً جبکہ خلافت کے اقتدار زائل ہونے اور حرمین شریفین کی حرمت زائل ہونے اور اُن پر غیر مسلم سیادت قائم ہونے کا جانگاہ خطرہ پیشِ نظر ہے۔ المستفتی آصف علی سکریٹری خلافت کمیٹی دہلی۔

جواب۔ بحالاتِ موجودہ مسلمانوں کو تا وقتیکہ معاملات کا فیصلہ شرعی نقطۂ نظر سے اا

کے جذبات کے موافق نہ ہو جائے جشن صلح یا فتح کی خوشی اور مسرت میں شریک ہونا قطعاً ناجائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ۔

الجواب صحیح۔ احمد سعید واعظ۔ محمد انیس عفا اللہ عنہ نگرامی۔ خواجہ غلام نظام الدین قادری مفتی بدایونی۔ سید محمد فاخر بیخود فخری اجملی الٰہ آبادی۔ سید کمال الدین احمد جعفری الٰہ آباد۔ محمد قدیر بخش عفا اللہ عنہ۔ مولوی تاج محمد امروٹ۔ محمد ابراہیم عفی عنہ انجمن اسلامیہ دربھنگہ۔ خدا بخش مظفر پوری۔ محمد سلامت اللہ فرنگی محلی۔ محمد امام صاحبزادہ حضرت پیر صاحب العلم سندھ۔ اسد اللہ حسینی مخدوم سندھی۔ مولا بخش مدرس تقویۃ الاسلام امرتسر۔ ابراہیم سیالکوٹی۔ محمد عبد الحکیم مدرس دوم جی مدرسہ انوار العلوم گیا۔ محمد صادق عفی عنہ کراچوی۔ سید محمد داؤد غزنوی امرتسر۔ سید اسمٰعیل غزنوی امرتسر۔ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ محمد عبد اللہ عفی عنہ (مسئلہ خلافت و جشن صلح مطبوعہ جے اینڈ سنز پریس دہلی)۔

جمعیۃ علمائے ہند کا دُوسرا اجلاس

اجلاس دوم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں بمقام نُورگنج دہلی یعنی پل بنگش اور باڑہ ہندو راؤ کے درمیان ہوا تھا۔ بتاریخ ۱۹، ۲۰، ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء مطابق ۷، ۸، ۹ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ مگر حضرت ممدوح اُن ایام میں سخت علیل تھے۔ ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی واقع دریاگنج میں مقیم تھے۔ خطبۂ صدارت آپ کے حکم سے مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا تھا (نقش حیات جلد دوم ص ۲۵۹) حکیم اجمل خاں صاحب صدر مجلس استقبالیہ تھے۔ انہوں نے اپنا خطبۂ صدارت سنانے کے بعد اعلان فرمایا کہ اگرچہ اس کانفرنس کی صدارت کے لئے حضرت شیخ الہندؒ کا اسم گرامی

آپ سب حاضرین نے باتفاق رائے منظور کیا ہے لیکن افسوس کہ وہ اپنی شدید علالت کی وجہ سے اجلاس میں تشریف نہیں لا سکتے۔ اس لئے خطبۂ صدارت ہمارے فاضل علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب پڑھ کر سنائیں گے اور صدارت کی خدمت بھی انجام دینگے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے خطبۂ صدارت سنایا اور کانفرنس کی صدارت بھی کی ــــ (مفصل روئداد کارروائی اجلاس دوم دہلی قلمی غیر مطبوعہ) حضرت شیخ الہند کے مطبوعہ خطبے کے ٹائیٹل پر بھی لکھا ہے کہ "مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نائب صدر جمعیۃ نے پڑھ کر سنایا۔" اور روئداد مدرسہ امینیہ دہلی ۳۷ء تا ۴۲ء صفحہ ۸۰ پر بھی اس کا ذکر ہے۔ مولانا مدنی سے تسامح ہو گیا ہے۔ نقش حیات میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ کا خطبۂ صدارت مولانا شبیر احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا تھا۔ یہ غلط فہمی غالباً اس وجہ سے ہوئی کہ ۹ ربیع الاول کے آخری اجلاس میں مولینا شبیر احمد صاحب نے ترک موالات پر ایک طویل مضمون پڑھ کر سنایا تھا۔ پھر جلسے کے اختتام پر حضرت شیخ الہند کی اختتامی تقریر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مرادآبادی نے پڑھکر سُنائی۔

حضرت اقدس کا جسم مبارک تو ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی میں تھا۔ مگر ساری توجہ اور قلب اجلاس میں رہتا تھا۔ پہلی نشست کے بعد مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب حاضرِ خدمت ہوئے تو بیتابانہ لہجے میں اجلاس کی کیفیت دریافت فرمائی اور مفتی صاحب کے اس جواب پر کہ حضور کے انفاس طیبہ اور توجہات قدسیہ کی برکت سے اجلاس نہایت کامیاب ہوا۔ بیساختہ الحمد للہ فرمایا اور کچھ دیر سکوت کا عالم رہا پھر فرمایا کہ میری یہی تمنا تھی کہ جمعیۃ علما کا اجلاس کامیاب ہو اور تمام علماء امت مرحومہ کی کشتی کو پار لگائیں اور مسلمانوں کو غلامی کی ذلت سے نکالیں (روئداد مدرسہ امینیہ دہلی ۳۷ء تا ۴۲ء)

حضرت شیخ الہند کی مدت اسیری

آپ جب ہندوستان سے روانہ ہوئے تو بمبئی سے ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ کو جہاز روانہ ہوا تھا اور ۲۰ رمضان ۱۳۳۸ھ کو واپس بمبئی تشریف لائے یعنی تقریباً چار سال دس ماہ حضور اقدس ہندوستان سے باہر رہے۔ جس میں سے مدت اسیری تین سال دو ماہ ہے۔ (جمعیۃ علما نمبر میں جو مدت اسیری پانچ سال لکھی گئی ہے وہ غلط ہے) حضرت اقدس کے ہندوستان سے باہر تشریف رکھنے کے زمانے میں ہندوستان میں جمعیۃ علما قائم ہوئی اور اس کے کلکتے کے اجلاس میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ جمعیۃ علما کا اجلاس سالانہ دہلی میں منعقد کیا جائے اور اس کی صدارت کے لئے بالاتفاق حضرت اقدس کا نام نامی تجویز کیا گیا۔ (روئداد مدرسہ امینیہ دہلی ۱۳۳۸ھ ۲۱ تا ۲۲ صفحہ)

ان تمام دلائل و شواہد کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کرنا کہ جمعیۃ علما حضرت شیخ نے مالٹے سے واپس آکر قائم کی تھی۔ اور موجودہ شکل میں اس کے مؤسس حضرت شیخ الہند یا مولانا حسین احمد مدنی تھے۔ روایۃً بھی اور درایۃً بھی کسی طرح درست نہیں اور حضرت مولانا مدنی خود بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جمعیۃ کا انعقاد حضرت شیخ کی رہائی سے پہلے ہو چکا تھا (نقش حیات جلد دوم ص ۲۷۵) معلوم نہیں اس قسم کے دعاوی سے موجودہ ذمہ داران جمعیۃ کا مقصد کیا ہے؟ نہ تو اس سے حضرت اقدس کی تعظیم و تکریم میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ جمعیۃ کی توقیر میں۔ بلکہ حقیقی توقیر و تعظیم تو اصل حقیقت کے اظہار میں ہے کہ جس کی اعلیٰ تربیت اور توجہ باطنی نے ایسے باکمال اور جلیل القدر تلامذہ پیدا کیے وہ خود کتنا باعظمت انسان ہوگا!

ابتدا ہی سے دیا درس جنوں یہ بصیرت تھی مرے استاد کی

حضرت شیخ الہند کا خیر مقدم

(از مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ قدس سرہٗ)

قدوۂ اہلِ یقیں و زبدۂ اربابِ دیں
پیشوائے سالکین و مقتدائے عارفیں

محرمِ اسرارِ وحدت ہادیٔ مسترشدیں
قافلہ سالارِ عرفاں رہبرِ راہِ یقیں

جاں نثارانِ جمالِ لم یزل کے رہنما
رازدارانِ بقا کے صدرِ مجلس بالیقیں

حافظ و شیخ الحدیث و رحلہ و حجت امام
وقت کے ابنِ مبارک ثانیٔ ابنِ معیں

مایۂ صد ناز اہلِ ہند فخرِ مومناں
فخرِ جانبازانِ ملت فخرِ خیلِ صادقیں

چہرۂ حقانیت و اخلاص کے مہرِ منیر
افتخارِ ملک و ملت حامیٔ دینِ مبیں

اہلِ ایماں کے لئے کافی ہے ان کا اتباع
اُن کی الفت مخلصوں کے واسطے حصنِ حصیں

آپ کا چہرہ ہے یا آئینۂ حقانیت
قلب ہے حضرت کا یا اللہ کا عرشِ بریں

قلبِ مومن میں سماتا ہے خدائے ذوالجلال
مخلصوں کے دل ہیں عرشِ پاکِ رب العالمیں

دورِ حاضر میں صداقت استقامت کی مثال
ان سے بہتر تم کو مل سکتی نہیں ہرگز کہیں

خوفِ غیر اللہ کا دل میں گزر ہو کیا مجال
پاک ظاہر، پاک باطن پاک دل اور پاک بیں

وعدہ ہائے وصلِ محبوبِ ازل پیشِ نظر
جس کے ہو جائیں وہ پالے سے ڈرے ممکن نہیں

ضیغمِ حقانیت شیرِ وغا مردِ خدا
نام ہی سے جس کے بھاگے فوجِ شیطانِ لعیں

استقامت وہ دکھائی جس سے ششدر رہ گئے
دشمنانِ بدگہر اور حاسدانِ کاشمیں

جبر و استبداد کی قوتیں جتنی چیرہ دستیاں
نقشِ سطحِ آب سے زیادہ نہ قائم رہ سکیں

چیرہ دستی جبر و استبداد کی ہے بادِ دشت
مرز و شانِ رضا پر اس کا کچھ قابو نہیں

جبر و استبداد کی اس تلملاتی دھوپ میں — سایۂ طوبیٰ تھا بیشک ان کا ظلِ آستیں
آپ کی ہی مخلصانہ کوششوں سے آج ہیں — جبر و استبداد قعرِ رنج و غم میں تہ نشیں
خوفِ حاکم خوفِ عزت خوفِ فقر و خوفِ جان — کر دیا سب کو فنا ئے خوفِ ربّ العالمیں
حبِ جان و حبِ جاہ و حبِ اہل و حبِ مال — سب کی سب ہی حبِ مولیٰ پہ سے قرباں ہو گئیں
نقشِ تقویٰ نقشِ حقانیت و نقشِ عمل — نقشِ اخلاص و وفا سب آپ کے ہیں نقشِ نگیں
فیضِ علمی سے تمہارے ہی بنا تھا دیوبند — رشکِ گلزارِ جناں و غیرتِ خلدِ بریں
چہچہاتے رہتے تھے ہر وقت مرغانِ چمن — رات دن بیدار تھی نرگس کی چشمِ خوابگیں
مامنِ حق سے چلے جب صبحِ کل ہو کر اسیر — کیوں نہ لرزے آسماں اور کیوں نہ تھرائے زمیں
جو خدا کے گھر میں اسکے دوست کو کر کے اسیر — دشمنانِ حق کو دیدے کون ہے اے مومنیں
مالٹا میں علم و عرفاں کا سمندر تھا اسیر — کیا جزیرے میں سمندر تم نے دیکھا ہے کہیں
نسبتِ خاصانِ حق کا یہ اثر ہے دوستو! — مالٹا جو ایک مکاں تھا ہو گیا دل میں مکیں
گلبنِ ایماں کے خوش رنگ اور تازہ پھول — جس کی فرقت سے تھے سارے اہلِ ہند اندوہگیں
مخصوص البشریٰ لکم! مردانِ حق کا قافلہ — ہیبتِ حق جس کی آوازِ جرس کے ہے قریں
آ رہا ہے سوئے ہندستاں نرالی شان سے — نورِ حق چہروں سے روشن دل میں ایمان و یقیں
جس نے سوتوں کو کیا بیدار گہری نیند سے — مالٹا سے آ رہا ہے پھر وہی شیرِ عریں

قم باذن اللہ کہہ کر خلق کو زندہ کیا

پھونک دی مُردہ تنوں میں روحِ ایماں بالیقیں

پہلی مجلسِ عاملہ

جمعیۃ کی تاسیس کے بعد سے مجلس منتظمہ ہی تمام کام انجام دیتی تھی۔ پھر مجلس منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۱۱، ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ م ۹، ۱۰ر فروری ۱۹۲۲ء بمقام دہلی میں پہلی مرتبہ مجلس عاملہ بنائی گئی اور اس کے لئے مندرجہ ذیل نو ارکان منتخب کئے گئے۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ، مولانا عبدالحلیم صدیقی۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی۔ مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، مولانا مظہر الدین مدیر الامان۔ مولانا عبدالقادر قصوری۔ مولانا فضل الحسن حسرت موہانی، مولانا احمد اللہ پانی پتی۔ اس کے بعد اجلاس منتظمہ منعقدہ ۳، ۴، ۵ر رجب ۱۳۴۰ھ م ۳، ۴، ۵ر مارچ ۱۹۲۲ء بمقام اجمیر میں ارکان مجلس عاملہ کی تعداد بڑھا کر بارہ مقرر کی گئی اور مندرجہ ذیل تین ارکان کا اضافہ کیا گیا۔ مولانا آزاد سبحانی۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔ (ہفتہ وار مسلم جلد ۱ شمارہ ۱۵، ۱۹)

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہاں تک مقالہ لکھا جا چکا تھا کہ اخبار الجمعیۃ سنڈے ایڈیشن مورخہ ۷ر اگست ۱۹۶۶ء سامنے آیا۔ اس میں ایک بڑی مزیدار تازہ تصنیف داستان نظر سے گزری۔ اخبار میں ایک سرکلر ۲۶/۹۹ شائع ہوا ہے جو ممبر سازی کے سلسلے میں مولانا اسعد مدنی ناظم عمومی جمعیۃ علمائے ہند نے جاری کیا ہے۔ اس میں آپ کو جمعیۃ کی تاریخ بیان فرمانے کی بھی ضرورت پیش آئی۔ تمہید میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت شیخ الہند مالٹا کے جیل خانے میں بھی اپنے ملکی حالات سے پوری طرح باخبر رہے۔ مالٹا میں اس وقت ترکی جرمنی وغیرہ کے مشاہیر رہنما بہت بڑی تعداد میں نظر بند کئے گئے تھے۔

ان رہنماؤں سے حضرت شیخ الہند کا تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔ اس تبادلۂ خیال کے نتیجے میں یہ طے کیا گیا کہ اب ہندوستان میں جنگ آزادی عدم تشدد اور ہندو مسلم اتحاد کے ساتھ لڑی جائے۔ جنگ آزادی کا یہ پروگرام ترکی پہنچایا گیا اور ترکی سے یہ پروگرام ڈاکٹر انصاری صاحب ہندوستان لائے۔ ڈاکٹر انصاری صاحب نظر بندانِ اسلام کی امداد کے سلسلے میں ترکی تشریف لے گئے تھے۔ ہندوستان میں انھوں نے انجمن نظر بندانِ اسلام قائم کی تھی۔ اور اسی انجمن کی طرف سے وہ ترکی گئے تھے۔ ڈاکٹر انصاری صاحب نے یہاں واپس پہنچ کر مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب، مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب اور دوسرے حضرات کو جمع کیا اور اس اجتماع میں یہ طے کیا گیا کہ ملک کی آزادی کے لئے مشترک پلیٹ فارم ہونا چاہیئے اور اس پلیٹ فارم کو مضبوط اور مؤثر بنانے کے لئے علمائے کرام کی تنظیم بھی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اسی پروگرام کے مطابق آگے چل کر مہاتما گاندھی جی کی رہنمائی میں تحریک ترک موالات چلائے جانے کا فیصلہ ہوا۔ علما کی تنظیم کے سلسلے میں جمعیۃ علمائے ہند کا پہلا اجلاس بصدارت حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۹ء تا یکم جنوری ۱۹۲۰ء امرتسر میں منعقد ہوا۔"

ناظم عمومی صاحب بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں مگر اس تاریخی تمہید میں انھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ اُس کے خلاف ہے جو وہ پہلے کہہ چکے ہیں۔ آپ نے اجلاس گیا کے آخری دن اپنی تقریر میں کہا تھا کہ حضرت شیخ الہند جب مالٹا سے رہا ہو کر تشریف لائے تب جمعیۃ کا قیام عمل میں آیا تھا (اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء)

یہ تازہ تصنیف کہانی مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر غلط اور مضحکہ خیز ہے:۔

(۱) ڈاکٹر انصاری طبی مشن لے کر نومبر ۱۹۱۲ء میں بزمانۂ جنگ بلقان ترکی گئے تھے۔

اور کچھ ماہ بعد یہ مشن واپس آگیا تھا (روشن مستقبل طبع اول ص۳۰۴) اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۵ء میں ہندوستان سے روانہ ہوئے۔ اور ڈاکٹر صاحب ہی نے حضرت کو مطلع کیا تھا کہ آپ کے متعلق سی آئی ڈی کی رپورٹیں نہایت سخت ہیں۔ عنقریب گرفتار ہو جائیں گے۔ اس لئے جلد از جلد حدودِ ہندوستان سے باہر ہو جائیں۔ ڈاکٹر صاحب ہی نے حضرت کی روانگی کے ضروری انتظامات کئے تھے (نقش حیات ص۲۳)

(۲) ڈاکٹر صاحب نظر بندانِ اسلام کی امداد کے لئے نہیں بلکہ ترک مجروحین جنگ بلقان کے علاج معالجہ کے لئے طبی وفد لے کر گئے تھے۔ وفد کے دیگر معزز ارکان غالباً ڈاکٹر کرنل سید عبدالرحمٰن اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری اور مسٹر شعیب قریشی بھی تھے اور انجمن اعانت نظر بندان اسلام ہندوستان کے گرفتار شدہ رہنماؤں کے حالات شائع کرنے ان کی رہائی کے لئے آئینی جدوجہد کرنے اور ان کی مالی اعانت کے لئے فنڈ جمع کرنے کے سلسلے میں ۴ نومبر ۱۹۱۶ء کو قائم ہوئی تھی۔ راجہ سر محمد علی محمد خاں آف محمود آباد اس کے صدر رہے تھے۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور ڈاکٹر کرنل سید عبدالرحمٰن جنرل سکریٹریان تھے۔ شروع شروع میں یہ انجمن پوشیدہ طور پر کام کرتی رہی۔ ۲۹ جنوری ۱۹۱۸ء کو جنرل سکریٹریان نے اس کے باقاعدہ اغراض و مقاصد اور پروگرام اور فہرست ارکان شائع کی۔ ڈاکٹر صاحب جب ترکی گئے تھے اس وقت انجمن مذکورہ کا وجود بھی نہ تھا۔

(۳) مالٹا میں حضرت شیخ الہند کا سیاسی حالات سے باخبر رہنا اور ترکی و جرمنی رہنماؤں سے تبادلۂ خیال کر کے ہندوستان کی آزادی کے لئے جدید پروگرام بنانا اور پھر اس پروگرام کا ترکی پہنچ جانا وغیرہ ان امور کا تاریخی ثبوت نہیں پیش فرمایا گیا، اور ڈاکٹر صاحب تو ہندوستان میں تھے وہ کب ترکی سے پروگرام لائے؟ اور کب انہوں نے مولانا کفایت اللہ وغیرہ کو جمع

کر کے علماء کی تنظیم کا مشورہ دیا؟ اور وہ کون ترک تھے جن کے ذریعے سے پروگرام ترکی پہنچا اور حضرت کو جیل خانے میں ہندوستان کے سیاسی حالات سے باخبر رکھنے والے بھی ترک ہی ہوں گے؟

اور ترکی و جرمنی رہنماؤں سے تبادلۂ خیال اور مشورے کے بعد ہندوؤں کے ساتھ اشتراکِ عمل کا نظریہ قائم کیا گیا تو راجہ مہندر پرتاب جو حضرت شیخ الہند کے ساتھ پہلے سے شریکِ کار تھے وہ کون تھے؟

پہلے تولو پھر بولو

اسی سرکلر میں آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

سابق دستور کے مطابق جماعت کا مستقل صدر جماعت کے اجلاس عام کی صدارت نہیں کرتا تھا بلکہ اجلاس عام کی صدارت کے لئے ملک کے قابل صد احترام مشاہیر علمائے کرام میں سے کسی ذات گرامی کا انتخاب کیا جاتا تھا جمعیتہ علماء کے گیارہویں اجلاس منعقدہ دہلی ۱۹۳۹ء کے بعد دستور اساسی میں تبدیلی ہوئی اور یہ طے پایا کہ جو بزرگ اجلاس عام کی صدارت فرمائیں وہی اگلے اجلاس عام تک جمعیتہ علمائے ہند کے صدر رہیں"۔ الخ۔

اس کا کوئی حوالہ اور سند پیش نہیں کی گئی۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ایسا کوئی قانون بنایا گیا تھا جس کی رُو سے جماعت کے صدر کے لئے اجلاس عام کی صدارت ممنوع تھی۔ ہمارے سامنے جو مطبوعہ دستور اساسی ہے اس میں تو ایسی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔

اور یہ تو دیکھئے کہ پہلے جو طرز عمل تھا وہ زیادہ جمہوری تھا جس میں دس گیارہ مشاہیر داعیان قوم کے دقیع ارشادات اور خطبات ذہن نصیب ہوئے اور جماعت کے صدر نے محض

خدمت کو اپنا شعار اور نصب العین بنائے رکھا، یا یہ دوسرا طرزِ عمل جو دستور میں ترمیم کے بعد قانون کی طاقت سے اختیار کیا گیا زیادہ جمہوری ہے ؟

میرے بھائی! ہیر پھیر کی باتیں کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اجلاس مراد آباد منعقدہ ۱۹۳۹ء میں دستور کے اندر جو ترمیمات کی گئیں اس کے پس منظر اور ما لہ و ما علیہ کی ریسرچ کیجئے۔ نادان دوستوں کے بہکائے میں نہ آیئے۔ بلکہ خود اپنے اندر سوجھ بوجھ حق شناسی۔ راست بازی اور وسعتِ خیال پیدا کیجئے۔ آپ بہت بڑی ذمہ داری کی جگہ پر فائز ہیں با اشاروں میں بات کو سمجھ لیجئے۔ آگے حد ادب۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ کہہ گئے ہیں۔ ہر کہ سخن نسنجد از جواب برنجد۔

تا نیک ندانی کہ سخن عین صوابست | باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی | بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی

پچیس یا ستائیس

"مختصر حالات انعقاد" میں جن علمائے کرام کی موجودگی ظاہر کی گئی ہے۔ ان کی تعداد پچیس ہے لیکن ان کے علاوہ دو حضرات ایسے بھی ہیں جن سے ہم کسی طرح صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ ایک مولوی مظہر الدین ایڈیٹر الامان۔ دوسرے حضرت ابو المحاسن مولانا محمد سجاد قدس سرہٗ (نائب امیر الشریعت صوبہ بہار)

اول الذکر کا کردار بعد کے زمانے میں کچھ بھی رہا ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ ابتدائی مذاکروں اور مشوروں میں ان کی شرکت ثابت ہے۔ اگرچہ آخری نشست جس میں جمعیۃ علمائے ہند کی تاسیس ہوئی۔ اس میں اتفاق سے وہ شریک نہ تھے۔ مختصر

حالات انعقاد میں ان کا نام اس طرح مذکور ہے :-

"مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے تحریک کی کہ جمعیۃ علمائے ہند کے لئے بالفعل کوئی عارضی صدر اور عارضی ناظم مقرر کردیا جائے۔ تاکہ امور ضروریہ کے انصرام کی ایک آسان سبیل میسر ہو جائے۔ اور صدارت کے لئے میں مولانا مولوی محمد کفایت صاحب کا نام اور نظامت کے لئے مولانا حافظ احمد سعید صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ مولانا مولوی محمد کفایت اللہ صاحب نے قبول صدارت سے بہت کچھ عذر کیا لیکن حضرات حاضرین نے اس تحریک کو جس کی تائید مولانا سلامت اللہ صاحب و مولانا مظہر الدین صاحب و مولانا محمد اکرم خاں صاحب و دیگر علما کر چکے تھے منظور کردیا۔" الخ

حضرت مولانا محمد سجاد قدس سرہٗ المتوفی ۱۷ شوال ۱۳۵۹ھ بمقام پھلواری شریف اگرچہ اس موقع پر دہلی تشریف نہیں لاسکے۔ مولانا عبد الحکیم گیاوی جو ان کے خاص شاگرد اور معتمد رفیق کار تھے۔ ان کے نمائندے اور قائم مقام کی حیثیت سے خلافت کانفرنس کی شرکت کے لئے دہلی تشریف لائے تھے۔ اور جمعیۃ کی تاسیس والے اجتماع میں بھی شریک ہوئے تھے لیکن ابتدائی تخیل میں مولانا سجاد کا بھی عظیم الشان کردار ہے۔ چنانچہ مندرجۂ ذیل اقتباسات سے ان امور پر روشنی پڑتی ہے :-

مولانا ثناء اللہ اپنے خطبۂ استقبالیہ جمعیۃ کانفرنس امرتسر منعقدہ ۳ ار فروری ۱۹۲۰ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

جن دنوں وزیر ہند مار لے ہندوستان میں آئے جن کی یاد میں منٹو مارلے اسکیم مشہور ہے۔ لکھنؤ میں علما کی ایک مجلس حسب تحریک مولانا عبد الباری صاحب منعقد ہوئی۔ پنجاب سے مجھے بلایا گیا۔ مجلس مذکور میں تجویز پاس ہوئی کہ علما کا ایک وفد

وزیر ہند کی خدمت میں مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پیش کرے۔ چنانچہ یہ وفد پیش ہوا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی مجلس علما میں میں نے یہ تجویز پیش کی کہ سیاسیات میں مذہبی رہنمائی کرنے کے لئے علما کی ایک جماعت ہمیشہ کے لیے منظم ہونی چاہیئے۔ متواتر دو روز اس تجویز پر بحث ہوتی رہی مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد دہلی میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس میں میں بھی شریک تھا۔ بعد فراغت خاص احباب کی مجلس میں میں نے یہ تحریک کی کہ ہمیشہ کے لئے علما کی ایک جماعت منظم ہونی چاہیئے۔ اس جلسے میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی کے علاوہ اور کئی اصحاب میرے ہم رائے شریک تھے۔ انہوں نے میری تائید کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلما کا ایک خام ساڈھانچا تیار ہو گیا جس کے صدر مولانا کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولوی احمد سعید صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد امرتسر میں مسلم لیگ کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اسی امید پر میں ان دونوں صاحبوں کو جمعیۃ العلما کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے امرتسر آنے کی دعوت دے آیا۔ تاکہ امرتسر میں اعیان اسلام کو جمعیۃ العلما میں شرکت کی تحریک کی جائے۔ اسلامیہ اسکول کی ایک کوٹھری میں ان دونوں صاحبوں کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ ان کے ساتھ تیسرا میں داعی ہوتا۔ یہ کوٹھری کیا تھی گویا غار ثور کا نمونہ تھی۔ ہاں ان دونوں مقاموں میں امتیاز یہ تھا کہ وہاں دو پاک ہستیاں تشریف فرما تھیں اور یہاں دو تین گنہگار مغفرت کے امیدوار بیٹھے تھے۔ جمعیت کے اسی شوری اجلاس میں پہلا ریزولیوشن مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہ کے متعلق پاس ہوا۔ اور طے پایا کہ حضرت ممدوح کی رہائی کے لیے وائسرائے کو تار دیا جائے۔ تار کے خرچ کا اندازہ تین روپے کیا گیا۔

ے اس تبلیغی جلسے کا مجھے سراغ نہ مل سکا (واصف)

تار کا سارا خرچ میں نے برداشت کیا۔ تقبل اللہ سعینا۔ یہ تھی جمعیۃ العلما کی پہلی میٹنگ اور پہلا ریزولیوشن جو در اصل آئندہ کے لئے ایک بنیادی پتھر تھا۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۶ر محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۳ر فروری ۱۹۴۲ء)

مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی نے راقم الحروف (واقعت) سے ایک ملاقات میں فرمایا:۔

۱۹۱۷ء میں جبکہ لارڈ مانٹیگو ہندوستان میں آئے تھے۔ انجمن مویدالاسلام لکھنؤ کی طرف سے حضرت مولانا عبدالباری قدس سرہٗ نے ہندوستان کے علما کو دعوت دی تھی تاکہ مختلف الخیال علما کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ اس میں حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب اور مولانا عبدالقدیر بدایونی اور ہندوستان کے دیگر مشاہیر علما تشریف لائے تھے۔ شیعہ علما بھی شریک جلسہ تھے۔ فروعی اختلافات کی وجہ سے اس جلسے کی صدارت کے بارے میں سخت اختلاف ہوا۔ بریلوی علما دیوبندی کی صدارت اور دیوبندی علما بریلوی کی صدارت منظور نہ کر سکتے تھے۔ آخر مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا عبدالقدیر بدایونی نے مولانا عبدالباری سے صدارت منظور فرمانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ میری حیثیت داعی کی ہے اور یہ جلسہ محض ایک مجلس مشاورت ہے۔ اس کے لئے صدر کی ضرورت بھی نہیں۔ لہٰذا مجھے معذور رکھئے۔ اس کے علاوہ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ عرض کیا گیا کہ آپ جامع المتفرقین ہیں اور اس جلسے کی صدارت آپ ہی فرمائیں گے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ جلسہ ناکام ہو جائیگا۔ غرضکہ بڑے اصرار کے بعد آپ نے جلسے کی صدارت فرمائی۔"

(یہ بیان میں نے ۱۹۴۵ء میں لکھنؤ میں مولانا قطب الدین عبدالوالی کی خدمت میں حاضر ہو کر قلم بند کیا تھا۔ (واقعت)

خط حضرت مولانا عبدالباری بنام ڈاکٹر انصاری صاحب ۔ دہلی ۔ مورخہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ م ۴؍ فروری ۱۹۱۹ء)

مکرمی دام مجدہٗ ۔ السلام علیکم ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مجھے لکھا ہے کہ موجودہ حالت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ علما کا ایک خاص جلسہ دہلی میں ہو جس میں ہم لوگ اور علمائے دیوبند اور دیگر علما بھی شریک ہوں تاکہ نہایت خلوص اور اتحاد سے اس وقت مناسب رائے مسلمانوں کے لئے قائم کی جائے ۔ ایسے وقت جلسے کا انعقاد تو شاید دشوار ہو مگر مفید ضرور ہوگا ۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو میں لکھتا ہوں میرے نزدیک کوئی معتدل رائے کا شخص اگر ایسا جلسہ تجویز کرے تو امید ہے کہ علما شریک ہوں ورنہ دشواری سے خالی نہیں ہے ۔ جیسا مناسب ہو اطلاع کیجئے ۔ فقط ۔

پھر مولانا موصوف نے مولانا محمد سجاد صاحب کو بھی اسی قسم کا خط لکھا ہوگا ۔ جس کا مولانا محمد سجادؒ نے مندرجۂ ذیل جواب دیا :۔

از دفتر انجمن علمائے بہار ۔ بمکان مدرسہ انوار العلوم ۔ شہر گیا ۔ مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

تجویز اجتماع علمائے ہند نہایت اہم اور ضروری تجویز ہے ۔ بلا ریب ایسا ہی ہونا چاہئیے اور اظہار صداقت میں کسی تردد کو سامنے نہ آنے دینا چاہیئے ۔ عرصہ ہوا کہ ایک مرتبہ اسی کے متعلق جناب سے بذریعہ عریضہ میں نے عرض بھی کیا تھا ۔ مگر اب تو اس وقت سے بڑھ کر حالت نازک ہو گئی ہے ۔ غرض میں نہایت صدق دل سے خوشی کے ساتھ لبیک کہتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ اس ناچیز کا نام داعیوں کی فہرست میں درج فرما لیں ۔ لیکن مقام جلسہ بلحاظ وسط لکھنؤ زیادہ مناسب ہے ۔ تاکہ علمائے بنگالہ کو بھی شرکت میں سہولت ہو ۔ اگر وائسرائے بہادر[1] کا قیام ، جلسے تک دہلی میں ہو تو وفد کے فوری پیش ہونے کے لحاظ سے

---

[1] اس زمانے میں لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند تھے ۔ (واقف)

دہلی انسب ہے۔ (از یادداشت مخطوطہ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ)

یہی وہ زمانہ ہے جس کا تذکرہ حضرت مولانا احمد سعیدؒ کے بیان میں حضرت مفتی اعظمؒ کے متعلق بھی موجود ہے کہ ۱۹۱۹ء میں رسالہ شیخ الہند کی تالیف کے وقت آپ نے یہ خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ علما کی تنظیم ہونی چاہیے مگر اس وقت کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ آخر میں یہ شرف دہلی کے لئے مقدر تھا۔ خلافت کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے دور دور سے علما تشریف لائے اور اس سے فارغ ہو کر صرف علما کا جلسہ بھی منعقد کیا گیا اور جشن صلح کے مقاطعہ کا فتویٰ مرتب کیا گیا۔ پھر اسی جلسے میں بڑے پیمانہ پر علما کی ایک آل انڈیا جماعت بنانے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اور بڑی بحث و تمحیص کے بعد جمعیۃ علمائے ہند وجود میں آگئی۔ اور حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ کو عارضی صدر اور مولانا احمد سعید کو عارضی ناظم بنایا گیا۔

اس کے بعد دوسرے اجلاس منعقدہ نومبر ۱۹۲۰ء بمقام دہلی میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کو مستقل صدر اور مفتی صاحب کو مستقل نائب صدر بنایا گیا اور مولانا احمد سعید کو مستقل ناظم عمومی بنایا گیا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو حضرت شیخ الہند کی وفات ہو گئی حضرت مفتی اعظم ان کے قائم مقام اور نائب صدر کی حیثیت سے امور صدارت انجام دیتے رہے پھر ضابطہ میں مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بہ اجلاس مجلس منتظمہ منعقدہ لکھنؤ تیسرے اجلاس سالانہ تک کے لئے آپ کو صدر منتخب کر لیا گیا۔ پھر تیسرے اجلاس سالانہ منعقدہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء بمقام لاہور میں آئندہ کے لئے بھی آپ کی صدارت کی توسیع کر دی گئی۔ اس طرح آپ نے جمعیۃ کے بارھویں اجلاس عام منعقدہ ۷، ۸، ۹ جون ۱۹۴۰ء بمقام جونپور زیر صدارت حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے پہلے پہلے تقریباً پونے بیس سال تک فرائض صدارت انجام دیئے۔ (روئداد ہائے مطبوعہ جمعیۃ علمائے ہند)

اسی اجلاس جونپور میں شکریۂ سابق صدر کی تجویز پاس ہوئی۔

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس عام حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کی ان خدمات جلیلہ کا صدق دل کے ساتھ اعتراف کرتا ہے جو انھوں نے ابتدائے قیام جمعیۃ علمائے ہند کے وقت سے بحیثیت مستقل صدر جمعیۃ علمائے ہند مذہبی و ملی خدمات مخلصانہ طور پر انجام دی ہیں۔ اور جمعیۃ علمائے ہند کو یقین ہے کہ حضرت ممدوح کی خداداد قابلیت صلاحیت اور حسن تدبر سے ہمیشہ مستفید ہوتی رہے گی۔"

پیش کردہ
خلیق انجم

ناطق فیصلہ

(تجویز تعزیت منظور کردہ مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند با جلاس منعقدہ ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء بمقام بمبئی)

"مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وفات حسرت آیات پر اپنے انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی وفات کو نہ صرف کسی ایک جماعت یا کسی ایک فرقے کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام اور جمیع انسانیت کے لئے حادثۂ جانکاہ اور ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے حضرت مفتی صاحب کو خداوند عالم نے علم و عمل، زہد و تقویٰ اتباع سنت اور تفقہ فی الدین کی جامع صفات کے ساتھ حسن اخلاق، اعلیٰ کردار، بہترین تفکر اور اعلیٰ تدبر کا مقدس پیکر بنایا تھا۔ مذہبی اور دینی خدمات کے ساتھ ہندوستانی سیاست اور آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں آپ کی ساعی جمیلہ آپ کی بار بار کی اسارت اور آپ کی قربانیاں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جمعیۃ علمائے ہند آپ کے حسن تدبر کا زندہ کارنامہ ہے۔ آپ اس کے بانی اور

معمار اوّل ہیں۔ بیس سال تک آپ کے دورِ صدارت میں جمعیۃ علمائے ہند نے وہ عظیم الشان تاریخ مرتب کی جو آج نہ صرف جمعیۃ علمائے ہند بلکہ ملت اسلامیہ کے لئے باعث فخر ہے۔ آپ کی یہی خدمات اور یہی عظیم الشان قربانیاں ہیں جن کی وجہ سے ہر ایک حلقہ آپ کی وفات سے متاثر ہے اور موت العالِم موت العالَم کا صحیح نقشہ سامنے ہے۔

یہ اجلاس آپ کی وفات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ خداوند عالم آپ کو علی علیین میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور آپ کے پس ماندگان کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔"

مذکورہ تجویز تعزیت جس اجلاس میں بالاتفاق رائے منظور کی گئی اس میں مندرجہ ذیل حضرات شریک تھے۔

ارکان مجلس عاملہ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (صدر اجلاس) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی۔ مولانا نور الدین صاحب بہاری۔ مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی مونگیری۔ مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔ مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلی۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء جلد ۳۸ شمارہ ۹۳)

خاتمۂ کلام

یہ جو کچھ عرض کیا گیا محض تاریخی تحقیق کے طور پر عرض کیا گیا۔ اور مجھے افسوس ہے کہ

بعض ایسی حقیقتوں کو آشکارا کرنا پڑا جن کا انکشاف یقیناً بعض حضرات پر سخت گراں گزرے گا۔ لیکن بغیر اس کے چارہ کار بھی نہیں تھا۔

جمعیۃ علما کی اور جدوجہد آزادی کی جو تاریخ ہمارے فاضل مورخین جمعیۃ اور بعض دیگر اہل قلم حضرات نے مرتب فرمائی ہے اس کے پڑھنے کے بعد ہم کس منہ سے شکایت کریں ان غیر مسلم مورخین کی جو اسلامی عہد کی تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں اور اسکولوں اور کالجوں میں پڑھا رہے ہیں۔ اور جو کہتے ہیں کہ لال قلعہ، تاج محل، قطب مینار وغیرہ کو بھارت کے ہندو راجاؤں نے تعمیر کیا تھا اور جو کہتے ہیں کہ اردو زبان ہندوستان کے کسی خطے میں نہیں بولی جاتی۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

اگر تاریخ کو مسخ کرنے کی اسکیم نہ بنائی جاتی اور میری پہلی ہی گزارش پر صحیح بات ارشاد فرمادی جاتی تو مجھے اس کاوش کی ضرورت پیش نہ آتی۔ کیا اچھا ہوتا کہ میرے بجائے دوسرے اہل قلم یہ خدمت انجام دیتے اور کیا اچھا ہوتا کہ یہ بے ادبی مجھ سے سرزد نہ ہوتی۔ اور خود ذمہ داران جمعیت پارٹی فیلنگ میں گرفتار نہ ہوتے اور صحیح بات کو چھپانے کی کوشش نہ کرتے مگر وہاں تو اس کمزور آواز کی رسائی ہی مشکل ہے کہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

افسانۂ اصحاب کہن خواندم و رفتم
دریاب کہ لعل و گہر افشاندم و رفتم

راقم حفیظ الرحمٰن واصف
۱۵ر اگست ۱۹۶۹ء

سحبان الہند مولانا مولوی حافظ احمد سعید دہلوی صدر جمعیت علماء ہند

جمعیۃ علمائے ہند کے اولین ناظم عمومی، ہندوستان کے اعلیٰ ترین شیریں مقال واعظ مقرر، اور مناظر، حضرت مفتی اعظم کے خاص تربیت یافتہ شاگرد اور دست و بازو اور معتمد رفیق کار۔

آپ کی رفاقت کا زمانہ تقریباً ۱۹۱۲ء سے شروع ہو کر ۱۹۵۲ء میں حضرت مفتی اعظم کی وفات پر ختم ہوتا ہے۔ اس طویل عرصے میں آپ اُن کی زندگی میں پورے دخیل رہے۔ سفر و حضر میں قومی و سیاسی کاموں میں علمی مشاغل میں غرضکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہر وقت رفاقت رہی۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات (دسمبر ۱۹۵۶ء) کے بعد آپ کو جمعیۃ علمائے ہند کا صدر منتخب کیا گیا۔ مگر سالانہ اجلاس کی صدارت فرمانے سے قبل آپ نے دُنیائے فانی کو چھوڑ دیا۔

آپ کا سن پیدائش ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء اور مولد و منشا کوچہ ناہر خاں علاقہ دریا گنج دہلی ہے۔ آپکے والد کا اسم گرامی نواب مرزا تھا جو زینت المساجد میں امام تھے اور مکتب بھی پڑھاتے تھے۔

آپ کے دادا خواجہ نواب علی دہلی کے ایک صوفی اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ اکبر بادشاہ کے زمانے میں عرب سے کشمیر میں آئے۔ پھر شاہجہاں بادشاہ کے زمانے میں یہ خاندان کشمیر سے آگرے آیا۔ کچھ عرصے وہاں رہ کر دہلی میں منتقل ہوا۔ آپ کے آبا و اجداد کو مغل دربار میں رسائی حاصل تھی۔ اور خواجہ زادہ مغل کا خطاب عطا ہوا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولوی عبدالمجید مصطفےٰ آبادی سے حاصل کی۔ اور تکمیل حفظ قرآن کی دستار بندی مدرسہ حسینیہ بازار مٹیا محل دہلی میں ہوئی۔ مدرسہ حسینیہ میں مناظرے کی بھی مشق کرائی جاتی تھی۔ آپ نے حفظ قرآن سے فارغ ہوتے ہی مناظرے کی بھی کچھ مشق شروع کر دی اور

چونکہ مولانا عبدالرحمٰن راسخ اور مولانا محمد ابراہیم واعظ دہلوی کا وعظ سنتے تھے خود بھی وعظ کہنے لگے۔ اس وقت تعلیمی قابلیت حفظِ قرآن سے زیادہ نہ تھی۔

جب آپ کی عمر تقریباً بائیس برس کی تھی۔ والد محترم کا انتقال ہو چکا تھا۔ شادی بھی ہو چکی تھی۔ گھر کا سارا بار آپ ہی کے اوپر تھا۔ ذریعہ معاش یا تو تارکشی کا کام تھا یا دودھ کا نذرانہ۔ اس وقت حضرت مفتی اعظم کے ایک شاگرد خاص حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب ساکن رآبادی ثم رائپوری سے آپ نے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر [illegible]ھ میں باقاعدہ مدرسہ امینیہ (سنہری مسجد) میں داخلہ لے کر پڑھا اور ۱۳۳۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

فارغ التحصیل ہونے سے پہلے بھی آپ بطور معین مدرس مدرسے میں پڑھاتے تھے۔ اور بعد میں کافی عرصے تک پڑھاتے رہے۔ پھر آپ نے کٹرہ ہدو محلہ فراش خانے میں تقریباً چودہ برس تک ترجمۂ قرآن بیان فرمایا۔

آپ کا تعلیم کا اور فارغ التحصیل ہونے کا زمانہ مناظروں کا زمانہ تھا۔ آپ نے بڑے بڑے زبردست مناظرے کئے۔ مناظرے میں آپ مناظر ہوتے تھے اور آپ کے مربی و استاد حضرت مفتی اعظمؒ معین ہوتے تھے۔

جمعیۃ علما کے قیام کے ساتھ ہی آپ کی سیاسی زندگی شروع ہو گئی۔ ۱۹۲۱ء میں آپ پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔ اور میانوالی جیل میں رکھے گئے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء کو رہائی ہوئی۔ تحریکات آزادی کے دور میں آپ کو آٹھ مرتبہ گرفتار کیا گیا۔ ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۲ء کی تحریک میں علی الترتیب دو مرتبہ آپ حضرت مفتی اعظمؒ کے ساتھ گجرات جیل میں اور ملتان جیل میں بھی رہے۔ آپ ۱۹۳۹ء میں حضرت مفتی اعظم کے ساتھ ہی جمعیۃ علمائے ہند کی نظامت سے مستعفی ہوئے تھے۔

آپ نہایت اعلیٰ درجے کے مقرر خطیب اور شیریں بیان واعظ تھے۔ تین ساڑھے تین گھنٹے تک وعظ کہنا آپ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ شیریں بیانی اور خاص دلی کی زبان کی وجہ سے آپ کا وعظ بہت مؤثر اور تقریر نہایت دلچسپ اور پُر مغز ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے اہل ہند نے آپ کو سحبان الہند کا خطاب دیا (سحبان نام کا ایک مشہور خطیب و مقرر تھا۔ عرب میں جس کی فصاحت و بلاغت اور قوت بیان دنیائے اسلام میں ضرب المثل ہے۔

حضرت مفتی اعظم کی وفات کے بعد تقریباً ڈھائی سال تک آپ مدرسہ امینیہ کے اعزازی مہتمم رہے۔ پھر راقم الحروف کی عزت افزائی فرما کر اگرچہ ضابطے کے طور پر خود مستعفی ہو گئے۔ مگر زندگی کے آخری لمحات تک اس کی منتظمہ کے رکن رکین اور نگران و سرپرست رہے۔

شرکت مؤتمر حجاز کے لئے آپ بھی ۱۹۲۶ء میں وفد جمعیۃ علماء کے ایک رکن کی حیثیت سے حضرت مفتی اعظم کے ساتھ حجاز تشریف لے گئے تھے۔ ۱۹۴۷ء کی قیامت صغریٰ جو ہندوستان کے مسلمانوں پر برپا ہوئی۔ اس میں اور اس کے بعد تا دم واپسیں آپ نے بمعیت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک عظیم الشان اور سنہرا باب ہے۔

آپ کو جوانی میں مرض سل لاحق ہوا تھا۔ اور ڈاکٹروں نے آپ کو تقریر کرنے سے منع کیا تھا۔ اس زمانے میں لاؤڈ اسپیکر بھی نہیں آیا تھا۔ بولنے میں قوت بھی زیادہ صرف ہوتی تھی مگر عمر بھر تقریریں کرتے رہے اور خوب تندرست رہے۔ علم و فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وجاہت اور تن و توش بھی عطا فرمایا تھا۔ کچھ عرصے کے

بعد بڑا نامرض جاتا رہا تھا مگر بڑھاپے کا دور شروع ہونے پر اختلاج وغیرہ کی شکایت رہتی تھی۔

مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب حرکت قلب بند ہوگئی اور وہ بلبل ہزار داستان جس کی شیریں بیانی کا نصف صدی تک ڈنکا بجتا رہا ساتے بج کر دس منٹ پر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔

دوسرے دن بروز ہفتہ آپ کے مردانہ مکان (واقعہ کٹرہ مہر پرور) سے جنازہ مہرولی لے جایا گیا اور حضرت مفتی اعظمؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(مزید حالات کتاب "مفتی اعظم کی یاد" میں ملاحظہ فرمایئے)

مولانا کی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً خدا کی باتیں۔ تقریر سیرت۔ جنت کی کنجی۔ دوزخ کا کھٹکا وغیرہ۔ لیکن سب سے اہم آپ کی اردو تفسیر قرآن ہے۔ آپ نے ایک اہلیہ چار فرزند اور چار صاحبزادیاں چھوڑیں۔ فرزندوں کے نام یہ ہیں۔ مولوی حافظ محمد سعید۔ مسٹر منظور سعید۔ مسٹر محمود سعید۔ مسٹر حامد سعید۔ افسوس کہ مولوی حافظ محمد سعید میونسپل کونسلر بھی اس عالم فانی میں نہیں ہیں۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ مولوی صاحب مرحوم بھی صورت شکل میں تن و توش میں۔ عادات و خصائل میں بالکل اپنے والد کا نمونہ تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ قدس سرہٗ

چودھویں صدی ہجری کے سب سے بڑے مفتی اور فقیہ جمعیۃ علمائے ہند کے بانی و
مؤسس، مدرسہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث و مہتمم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہٗ
کے معتمد۔ جمعیۃ الخلافۃ کے روح رواں مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری
کے دل و دماغ، ورع و تقویٰ، صبر و تحمل، حمیت و غیرت اور کمالات و فضائل میں اسلاف
کے مکمل نمونہ۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ عنایت اللہ بن فیض اللہ بن خیر اللہ بن عباد اللہ ہے۔
اور اس سے دو چار پشت اوپر آپ کا سلسلۂ نسب شیخ جمال یمنی سے جا ملتا ہے جن کے والد
یمن کے باشندے تھے اور وہاں سے موتی لاکر ہندوستان میں فروخت کرتے تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں بمقام شہر شاہجہانپور ہوئی۔ عربی کی تعلیم مولانا عبید الحق
خاں شاہجہاں پوری سے شروع کی۔ پھر تقریباً دو برس مدرسہ شاہی مراد آباد میں پڑھا۔ پھر
دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر مندرجہ ذیل اساتذہ سے حدیث پڑھی۔ حضرت مولانا عبد العلی
میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور مندرجہ ذیل اساتذہ
سے دیگر علوم و فنون پڑھے۔ مولانا منفعت علی دیوبندی۔ مولانا حکیم محمد حسن دیوبندی (برادر
خورد حضرت شیخ الہند) مولانا غلام رسول ہزاروی۔ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری
رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے اولین استاد مولانا عبید الحق خاں کے اصرار کی وجہ سے شاہجہانپور گئے۔ وہاں مولانا موصوف نے جو مدرسہ عین العلم کے مہتمم تھے آپ کو مدرسہ مذکور میں صدر مدرس بنا دیا اور دفتری نظام بھی سارا آپ کے سپرد کر دیا۔ اسی زمانے میں آپ نے شاہجہاں پور سے ایک رسالہ بنام **البرھان** اپنی ادارت میں جاری کیا تھا۔ جس میں قادیانیت کے رد میں ایک مستقل و مسلسل مضمون بعنوان "احسن البیان" آپ خود تحریر فرماتے تھے۔ یہ رسالہ آپ کے دہلی تشریف لے آنے کے بعد زیادہ عرصے جاری نہ رہ سکا۔ رسالہ کے منیجر حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند کے بڑے بھائی منشی سلطان حسن میاں تھے۔

۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں آپ مدرسہ امینیہ دہلی میں بعہدۂ صدر مدرس و مفتی مامور ہو کر تشریف لائے جبکہ کچھ عرصے قبل حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن چلے گئے تھے۔

مدرسہ امینیہ آپ کے ایک ہم سبق ہم جماعت رفیق حضرت مولانا امین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں مسجد روشن الدولہ چاندنی چوک دہلی میں جاری کیا تھا۔ ان کے شریک کار اور پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری تھے۔

رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں جبکہ حضرت مفتی اعظم اپنے شیخ و استاد مولانا محمود حسن اسیر مالٹا قدس سرہٗ کی رہائی کے بعد ان کے استقبال کے لئے ساحل بمبئی پر تشریف لے گئے تھے مولانا امین الدین بانی و مہتمم مدرسہ کی وفات ہوئی۔ جدید انتظام و اہتمام کا فیصلہ کرنے کے لئے مدرسے کے سرپرستوں اور دیگر معززین شہر کی درخواست پر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۹ شوال ۱۳۳۸ھ کو دیوبند سے دہلی تشریف لائے۔ مدرسے میں معززین شہر کی میٹنگ ہوئی۔ حضرت نے سرپرستان مدرسہ سے مشورہ فرما کر حضرت مفتی اعظم کو مدرسے کے انتظام و

اہتمام کی ذمہ داری بھی سونپ دی۔

مسجد پانی پتیاں جو نواب لطف اللہ خاں صادق پانی پتی نے ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء میں بنائی تھی بہت بوسیدہ ہو گئی تھی۔ اور نشیب میں آگئی تھی۔ آپ نے اس کو از سر نو ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں بعض اہل خیر مسلمانوں کے چندے سے نہایت خوبصورت اور سنگین تعمیر کرایا۔ آپ نے ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں مدرسے کی ایک منتظمہ کمیٹی بنائی جس کے اولین ارکان مندرجہ ذیل حضرات کو نامزد فرمایا:۔

حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہؒ بحیثیت مہتمم، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حاجی شیخ رشید احمد تاجر اسلحہ، حکیم حاجی شریف الدین بقائیؒ۔ حاجی مولوی عزیز الرحمٰن مجتبائیؒ۔ حاجی حافظ احسان الٰہی۔

جمعیۃ علمائے ہند کی تاسیس کے وقت آپ کو نائب صدر بنایا گیا تھا۔ اور جمعیۃ کی صدارت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی جو اس وقت مالٹا میں نظر بند تھے۔ چنانچہ جمعیۃ کے دوسرے اجلاس منعقدہ دہلی کی صدارت حضرت شیخ الہند نے فرمائی۔ اگرچہ علالت کی وجہ سے جلسہ میں تشریف نہ لا سکے۔ اور اجلاس کے بعد ہی حضرت کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۹ء تک حضرت مفتی صاحب جمعیۃ کے صدر رہے آپ کی بے نفسی و خلوص کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اپنی صدارت کے طویل زمانے میں آپ نے سالانہ اجلاسوں کی صدارت نہیں کی بلکہ بہت سے گوشہ نشین علماء کو صدارت کے ذریعے عوام میں روشناس اور سیاسی دنیا میں متعارف کرایا۔

سلطان ابن سعود کی دعوت پر جو مؤتمر عالم اسلامی مکہ معظمہ میں مورخہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء کو علامہ شریف عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی۔ آپ اس میں جمعیۃ علمائے ہند

کا وفد لے کر بحیثیت رئیس الوفد شریک ہوئے۔ مجلس مضامین کے لئے جو ارکان نامزد کئے گئے ان میں مفتی اعظم فلسطین الحاج علامہ سید امین الحسینی کے بعد آپ ہی کا اسم گرامی تھا۔ آپ نے سلطان ابن سعود سے مطالبہ کیا کہ مؤتمر میں حجاز کے لئے تشکیل حکومت کا مسئلہ بھی زیر بحث آنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ مسئلہ ایجنڈا میں شامل کر لیا گیا۔ کانفرنس میں آپ نے انسداد غلامی کی تجویز پیش کرکے پاس کرائی۔ اس کے علاوہ ایک اور نہایت اہم تجویز پیش کرکے پاس کرائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "عالم اسلام کے ہر عقیدے کے مسلمان اپنے عقائد کے مطابق اعمال حج و زیارت میں آزاد ہوں گے۔ حکومت حجاز اپنے معتقدات کی رُو سے کسی پر کوئی پابندی عائد نہیں کریگی۔ آپ نے کانفرنس میں نمایاں طور پہ آخر تک عملی حصّہ لیا اور مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔

آپ نے سارداایکٹ کے خلاف مجلس تحفظ ناموس شریعت سنہ ۱۹۲۹ء میں بنائی اور جمعیۃ علما کی طرف سے عام ایجی ٹیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا اور خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ ساردا بل پر بڑی معرکۃ الآرا تنقید شائع کی۔

پھر سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ نے نہرو رپورٹ پر ایک مفصل و مدلل تنقید شائع کی۔ آپ نے ۱۹۳۶ء / ۱۳۵۷ھ میں تقسیم فلسطین کے خلاف تمام ہندوستان میں زبردست مظاہرہ کرایا۔ اور ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء کو جو مصر میں علامہ علی علوبہ پاشا کی صدارت میں مؤتمر منعقد ہوئی۔ اس میں بھی جمعیۃ علمائے ہند کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔

ملکی سیاست اور قومی و ملی مسائل میں آپ کی دلچسپی اُسی وقت سے شروع ہو گئی تھی جبکہ آپ ۱۹۰۳ / ۱۳۲۱ھ میں دہلی تشریف لائے۔ دہلی میں آپ کے قریب ترین رفیق کار حکیم اجمل خاں تھے۔ بعد میں ڈاکٹر انصاری اور مولانا محمد علی بھی آپ کے سیاسی رفقاء میں

شامل ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۸ء کا زمانہ جبکہ مسلمانوں کی لیڈرشپ مسلم لیگ کے ہاتھ میں تھی۔ علما بالعموم گوشہ نشین تھے۔ معدودے چند علما مثلاً مولانا شبلی اور مولانا آزاد وغیرہ سیاسیات میں کچھ دلچسپی لے رہے تھے۔ مسلمانوں کے قومی و ملی حقوق کے بارے میں کوئی مطالبہ کرنا یا آزادی کا نام لینا بہت ہی خطرناک کام تھا۔ ایسے زمانے میں وہ سب سے پہلی آواز جو اس بارے میں بلند ہوئی وہ مفتی اعظم کی آواز تھی۔ لارڈ مانٹیگو کی آمد کے موقع پر آپ نے میثاق لکھنؤ پر ایک مفصل تنقید بصورت پمفلٹ شائع کی۔ اس کی تمہید میں مسلمانوں کے مذہبی و قومی مطالبات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

آزادی کی خواہش انسان کی طبعی خواہش ہے۔ کوئی فرد بشر بجا طور پر حکومت خود اختیاری کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ صاحب وزیر ہند بہادر ہوم رول کے متعلق ہندوستانیوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کی قومیں ہوم رول کی خواہش کریں اور آزادی کی نعمت حاصل کرنے کی کوشش کریں تو ان کی یہ خواہش اور کوشش حق بجانب ہوگی۔"

آگے میثاق لکھنؤ پر مفصل تنقید کی ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ "ایسی خود مختار حکومت جس میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے تحفظ کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔ درحقیقت بے اختیاری کے مساوی ہے بلکہ رہی سہی آزادی بھی کھو بیٹھنا ہے۔"

غرضکہ اپنے معاصرین میں آپ کی ہستی ایک جامع الکمالات ہستی تھی۔ فقہ و افتا میں تو خاص طور پر آپ کو بالاتفاق امام العصر اور ابوحنیفۂ وقت تسلیم کیا گیا اور تمام عالم اسلامی میں آپ کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ عربی ادب میں بھی آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ ایک عرب عالم جو ہندوستان میں اپنے کسی کام سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے

آپ سے ملاقات کرنے کے بعد کسی مجلس میں فرمایا کہ ہندوستان کے علماء میں سے مفتی کفایت اللہ کو میں نے نہایت فصیح اور عالمانہ عربی زبان میں بولتے ہوئے دیکھا۔

جامعہ ازہر کے امیر اور شیخ علامہ مصطفیٰ المراغی نے آپ کی ملاقات سے متاثر ہو کر فرمایا تھا۔ یتلبلج العلم والوقار من جبینہ یعنی آپ کی پیشانی سے علم اور وقار ابل رہا ہے۔

آپ کے دو نکاح ہوئے۔ پہلی اہلیہ محترمہ سے ایک لڑکا ہوا تھا مگر صغیر الحسن فوت ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد اہلیہ محترمہ بھی وفات پا گئیں۔ دہلی تشریف لانے سے کچھ قبل دوسرا نکاح ہوا۔ یہ اہلیہ محترمہ (یعنی راقم الحروف کی والدۂ ماجدہ) بحمد اللہ بقید حیات ہیں۔ ان کا پہلا فرزند صغیر الحسن فوت ہوا۔ پھر ۱۳۲۵ھ میں راقم الحروف کی ولادت ہوئی۔ والدۂ محترمہ کی سات اولادوں میں سے اب ہم دو بھائی اور دو بہنیں موجود ہیں۔

مدرسہ امینیہ کی صرف انتظامی خدمت راقم الحروف انجام دے رہا ہے۔ نیز حضرت کے فتاویٰ کے عظیم الشان ذخیرے کی تبویب بھی کر رہا ہے۔ جس کا مسودہ مکمل ہو چکا ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مورخہ ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۵۲ء (۱۳۷۲ھ) رات کو ساڑھے دس بجے آپ نے سفرِ آخرت اختیار فرمایا اور یکم جنوری سنہ ۱۹۵۳ء کو درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے اور ظفر محل کے درمیان مدفون ہوئے۔

(مزید حالات کتاب "مفتی اعظم کی یاد" میں ملاحظہ فرمائیے)

اصرار

موجودہ ارباب اقتدار کی طے کردہ پالیسی کے مطابق بار بار دہرایا جارہا ہے۔
اسی مسخ کردہ تاریخ کو جو ایک خاص ذہنیت کے ماتحت طے کرلی گئی ہے۔ گویا

اہم قومی خدمت انجام دی جارہی ہے کہ چند بے ثبوت افسانوں اور چند من گھڑت کہانیوں کا نام تاریخی دستاویز رکھ کر اس قدر اس کو دہرایا جائے کہ اصل تاریخ محو ہوجائے۔ چنانچہ اخبار الجمعیۃ میں متعدد مرتبہ اس کو دہرایا جاچکا ہے۔ اسی سلسلے میں مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء کے الجمعیۃ (جمعہ ایڈیشن) میں ایک مضمون دیکھ کر میں نے ہفت روزہ کے ایڈیٹر مولانا وحیدالدین خاں کو مندرجہ ذیل عریضہ لکھا:۔

مکرمی جناب مولانا وحیدالدین خاں صاحب۔ ایڈیٹر ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی

السلام علیکم! الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء میں صفحہ ۲ پر جناب کا ایک مضمون حضرت مولانا عبدالحلیم صدیقی مرحوم کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ نے مولانا مرحوم کے متعلق بحوالہ مولانا اسعد میاں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"مولانا موصوف جمعیۃ علما کے صف اول کے بانیوں میں سے تھے" یہ تاریخی انکشاف صحیح نہیں ہے۔ مولانا اس وقت تک دہلی نہیں آئے تھے۔

جمعیۃ علمائے ہند کا انعقاد نومبر ۱۹۱۹ء کے آخری ہفتہ میں بمقام دہلی عمل میں آیا۔ جس جلسے میں جمعیۃ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس میں پچیس علما شریک تھے۔ ان میں مولانا عبدالحلیم صدیقی کا اسم گرامی نہیں ہے۔ اس کے بعد جمعیۃ کی پہلی کانفرنس بمقام امرتسر ہوئی۔ اس کی پہلی نشست منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء میں بھی مولانا موجود نہیں تھے۔ البتہ دوسری اور تیسری نشست منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۹ء و یکم جنوری ۱۹۲۰ء میں شریک ہوئے۔ اس زمانے میں مولانا کا قیام بھوپال میں تھا۔ پھر غالباً ۱۹۲۱ء میں آپ دہلی آکر آباد ہوئے اور جب اسی سال مولانا احمد سعید جنرل سکریٹری جمعیۃ علمائے ہند گرفتار ہوئے تو آپ نے ان کی جگہ بحیثیت سکریٹری . بہر حال مولانا کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جمعیۃ کے صف اول کے بانیوں میں سے تھے

تاریخی حیثیت سے ناقابلِ اعتبار ہے۔ آپ کو مضمون لکھتے وقت حوالہ کو پرکھ لینا چاہیئے تھا۔

(۲)

معلوم ہونا چاہیئے کہ جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد انگریزوں نے شریف حسین کی عملداری کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ فلسطین، عراق، شرق اردن، حجاز اول الذکر کو اپنے انتداب میں لے لیا۔ عراق اور شرق اردن پر شریف حسین کے دو بیٹوں کو حکمراں بنایا۔ حجاز شریف حسین کو دیا۔ پھر سلطان ابن سعود نے اس پر حملہ کر کے باقاعدہ جنگ لڑ کر حجاز کو فتح کر لیا۔ موتمر عالم اسلامی جو ۱۹۲۶ء میں حجاز میں منعقد ہوئی تھی وہ سلطان ابن سعود کی بلائی ہوئی کانفرنس تھی جمعیۃ علمائے ہند کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ جمعیۃ کا وفد مندرجۂ ذیل تھا۔

صدر وفد۔ حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ سکریٹری وفد۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔ پرائیویٹ سکریٹری صدر وفد۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی۔ ارکانِ وفد۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد سعید صاحب۔ مولانا مفتی نثار احمد صاحب۔

(۳)

" جرمن لیڈروں نے مولانا محمود حسن صاحب سے کہا کہ ابھی تک آپ آزادی کی جدوجہد کو تنہا مسلم قوم کے بل پر چلا رہے ہیں مگر اب آپ اس کو متحدہ محاذ کی شکل دے دیجئے۔" آگے جناب کی تشریح یہ ہے کہ "ریشمی رومال کی تحریک صرف مسلمان چلا رہے تھے۔"

یہ ریشمی رومال کی تحریک کیا چیز ہے؟ مولانا صدیقی نے جو کچھ فرمایا اس کو تاریخی حیثیت سے جانچنے کے بجائے آپ نے اس کی جو تشریح فرمائی وہ قابلِ داد ہے۔ آزادی کی جد[...] میں خبر رسانی کے لئے اگر کہیں ریشمی رومال یا چاپاق کو استعمال کیا گیا تو اس کا نام ریش[...]

تحریک یا چپاتی کی تحریک رکھ دینا بڑی عجیب تشریح ہے۔ راجہ مہندر پرتاب کا مولانا عبیداللہ سندھی اور شیخ الہند سے کوئی تعلق کچھ علم میں ہے یا نہیں؟ اُس زمانے میں سارے ہندوستان میں خفیہ سازشوں کی آگ سلگ رہی تھی۔ تنہا مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں کوئی تحریک چلائی ۱۸۵۷ء کے بعد۔ (سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے) انگریزوں کے خلاف بیزاری عوام کے ہر طبقے اور ہر فرقے میں موجود تھی۔ پہلے خفیہ سازشیں تھیں جن کا دَور شیخ الہند کی گرفتاری کے بعد رولٹ ایکٹ کی دار و گیر کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ پھر اس نے آئینی عوامی تحریک کی صورت اختیار کی۔ رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاجی جلسے، تحریکِ خلافت اور گاندھی جی کی رہنمائی جمعیۃ علما کا انعقاد۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ الہند کی عدم موجودگی میں ہوا۔ ملک کی اس سیاسی کروٹ اور نظریہ کی تبدیلی کا جرمن لیڈروں کے مشورے سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ روایۃً اور درایۃً یہ بالکل بے ثبوت اور ساقط الاعتبار بات ہے۔ اُس وقت ملک میں جو لیڈر تھے وہ ملکی حالات اور اس کے تقاضوں کو خود سمجھ رہے تھے۔ یہ کروٹ رائے عامہ کی بیداری کی بنا پر تھی۔ کسی جرمنی مفکر کے مشورے یا ہدایت کی منتظر نہیں تھی۔ فقط:-

گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

دعاگو۔ حفیظ الرحمان واصف

مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

۱۷ فروری ۱۹۶۹ء

مذکورہ بالا عریضہ کا کوئی جواب نہیں ملا۔ عرصے کے بعد مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی۔ یاد دہانی کرائی تو غضبناک ہوکر تحقیر کے انداز میں فرمایا کہ میں اس قسم کی بحث کو قطعاً فضول۔ یہ نہایت گھٹیا قسم کی ذہنیت ہے کہ محض اس پر بحث کی جائے کہ فلاں جماعت یا

تحریک یا چپاتی کی تحریک رکھ دینا بڑی عجیب تشریح ہے۔ راجہ مہندر پرتاب کا مولانا عبیداللہ سندھی اور شیخ الہند سے کوئی تعلق کچھ علم میں ہے یا نہیں؟ اُس زمانے میں سارے ہندوستان میں خفیہ سازشوں کی آگ سلگ رہی تھی۔ تنہا مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں کوئی تحریک چلائی ڈرا کے بعد۔ (سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے) انگریزوں کے خلاف بیزاری عوام کے ہر طبقے اور ہر فرقے میں موجود تھی۔ پہلے خفیہ سازشیں تھیں جن کا دور شیخ الہند کی گرفتاری کے بعد رولٹ ایکٹ کی داروگیر کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ پھر اس نے آئینی عوامی تحریک کی صورت اختیار کی۔ رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاجی جلوسے، تحریک خلافت اور گاندھی جی کی رہنمائی جمعیۃ علما کا انعقاد۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ الہند کی موجودگی میں ہوا۔ ملک کی اس سیاسی کروٹ اور نظریہ کی تبدیلی کا جرمن لیڈروں کے مشورے سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ روایۃً اور درایۃً یہ بالکل بے ثبوت اور ساقط الاعتبار بات ہے۔ اُس وقت ملک میں جو لیڈر تھے وہ ملکی حالات اور اس کے تقاضوں کو خود سمجھ رہے تھے۔ یہ کروٹ رائے عامہ کی بیداری کی بنا پر تھی۔ کسی جرمنی مفکر کے مشورے یا ہدایت کی منتظر نہیں تھی۔ فقط:۔

گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

دعاگو۔ حفیظ الرحمان واصف

مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

۱۱؍ فروری ۱۹۶۹ء

مذکورہ بالا عریضہ کا کوئی جواب نہیں ملا۔ عرصے کے بعد مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی۔ یاد دہانی کرائی تو غضبناک ہوکر تحقیر کے انداز میں فرمایا کہ میں اس قسم کی بحث کو قطعاً فضول سمجھتا ہوں۔ یہ نہایت گھٹیا قسم کی ذہنیت ہے کہ محض اس پر بحث کی جائے کہ فلاں جماعت یا

مدرسے کو کس نے قائم کیا اور اس کا اصل بانی کون ہے۔ یہ کوئی اہم قومی خدمت نہیں ہے۔ ہمارے سامنے اس وقت بہت اہم مسائل ہیں۔ ہمیں فرصت نہیں ہے کہ ایسی فضول بحثوں میں اپنا وقت ضائع کریں۔ (او کما قال)

مولانا وحیدالدین خاں نے جو جواب ارشاد فرمایا یہ غیر متوقع نہیں تھا۔ میں خاموشی کے ساتھ واپس گھر چلا آیا۔

پیش کردہ

انجم

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

دہلی میں مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ۵ بجے شام خان عبدالغفار خاں (عرف بادشاہ خان) کے استقبالیہ جلسہ منعقدہ متصل درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ میں جناب نورالدین احمد صاحب بیرسٹر نے بادشاہ خان کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ اس پر صاحب اقتدار مورخین کے آرگن کا ریمارک ملاحظہ فرمایئے :۔

• اس سپاسنامہ کا سب سے افسوسناک پہلو جس کی سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ اس میں بادشاہ خان کے بارے میں لفاظی مزور ہے مگر ان کی مجاہدانہ اور بہادرانہ زندگی پر روشنی نہیں پڑتی اور ان کی زندگی کے کئی اہم گوشے جن پر سے پردہ اٹھانے اور آج کی نسل کو بتانے کی ضرورت ہے۔ وہ اس میں نمایاں نہیں کیے گئے۔ خاص طور پر قصہ خوانی بازار کے تاریخی واقعہ کا کوئی ذکر نہیں جس میں سینکڑوں پٹھانوں نے سینہ پر گولیاں کھائی تھیں۔

سپاسنامے میں بادشاہ خان کو گاندھی جی کا دست راست، مولانا محمد علی، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں کا ترجمان، مفتی کفایت اللہ۔ ابوالکلام آزاد اور جواہرلال نہرو کا شریک کار دکھلایا ہے لیکن شیخ الہند کا ذکر نہیں کیا جن سے بادشاہ خان متاثر ہوئے اور ...

مختصر تعارف مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علماء ہند

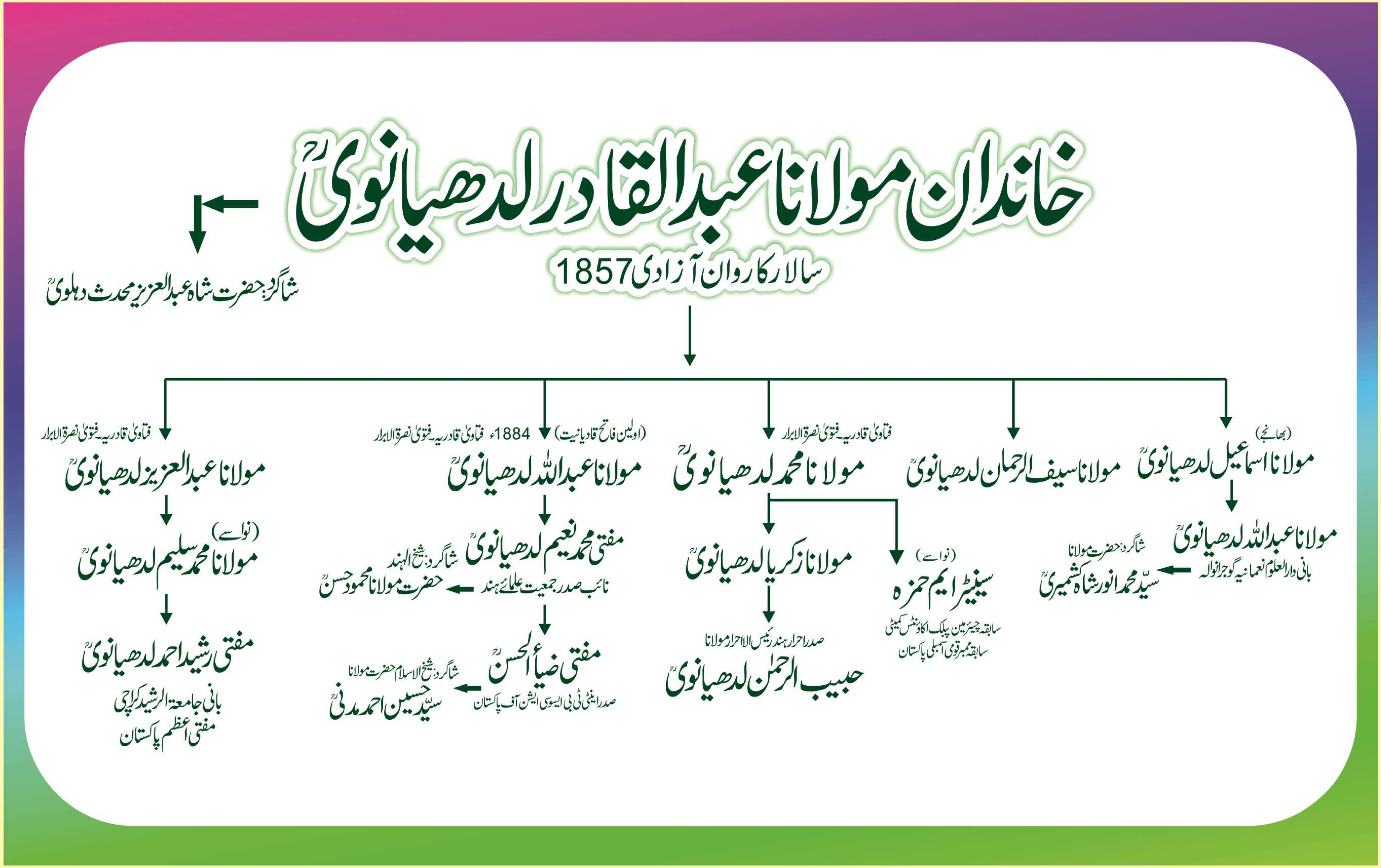
خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ
سالار کاروان آزادی 1857
شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
(بھانجے)
مولانا اسماعیل لدھیانویؒ
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
شاگرد حضرت مولانا
سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ
مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ
فتاویٰ قادریہ۔ فتوی نصرۃ الابرار
مولانا محمد لدھیانویؒ
مولانا زکریا لدھیانویؒ
صدر احرار ہند رئیس الاحرار مولانا
حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ
(نواسے)
سینیٹر ایم حمزہ
سابقہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی
سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان
(اولین فاتح قادیانیت) 1884ء فتاویٰ قادریہ۔ فتوی نصرۃ الابرار
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
شاگرد شیخ الہند
نائب صدر جمعیت علمائے ہند
حضرت مولانا محمود حسنؒ
مفتی ضیاء الحسنؒ
صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان
شاگرد شیخ الاسلام حضرت مولانا
سیّد حسین احمد مدنیؒ
فتاویٰ قادریہ۔ فتوی نصرۃ الابرار
مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ
(نواسے)
مولانا محمد سلیم لدھیانویؒ
مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بانی جامعۃ الرشید کراچی
مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا مُفتی مُحمد نعیم لدھیانویؒ

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ بن محمد عبداللہ بن عبدالقادر لدھیانہ میں ۸۔۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اس خانوادے نے حصولِ آزادی کی تحریکوں میں جان و مال کی پرواہ کیے بغیر بھرپور قربانی دی۔ ان کے دادا مولانا عبدالقادر نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں شرکت کی تھی۔ اُن کا جذبۂ حریت ان کی اولاد میں جاری وساری رہا۔ دورِ آخر میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے کافی شہرت حاصل کی۔ آپ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ سے اکتسابِ فیض حاصل کیا۔ فارغ التحصیل ہوئے تو لدھیانہ میں ''انجمن اصلاحِ دارین'' کے زیرِ اہتمام ایک دینی مدرسہ اللہ والا قائم کیا۔ جو قیامِ پاکستان تک دینی تعلیم کا مرکز رہا۔ اس کے بعد آپ ساہیوال آ گئے۔ یہاں مدرسے کی تجدید کی اور علمی و دینی خدمات میں مصروف رہے۔

آپ کی پوری زندگی اسلام کی سربلندی، اشاعتِ دین اور آزادیٔ وطن کی وجدوجہد میں گزری۔ سیاسی طور پر جمعیت علمائے ہند سے وابستہ رہے۔

پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کے رفقاء میں شمار ہوتے تھے۔ جنوری ۱۹۷۱ء کو ساہیوال میں فوت ہوئے۔ دوسرے روز ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دفنائے گئے۔ دارالعلوم دیوبند کی سالانہ رپورٹ میں اُن کی وفات پر تعزیتی نوٹ لکھا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

تالیف
حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری

''مفتی محمد نعیمؒ صاحب دارالعلوم کے فاضل قدیم، متحدہ ہندوستان و پاکستان میں علمی و دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز و مشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمتِ خلق میں گزرا اور ہمیشہ دینی و قومی جدوجہد میں مصروف رہے۔

(روائیداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی ۱۹۱۱ء میں دورۂ حدیث فراغت حاصل کی

آزادئ وطن کے لیے حضرت شیخ الہند کی خفیہ تحریک ریشمی رومال میں گرفتار ہوئے اور تین سال جیل کاٹی

مولانا منظور احمد نعمانی لکھنویؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا عبدالرشید انصاری حضرت مفتی صاحبؒ مرحوم کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

1857ء کی جنگ آزادی اور علماء لدھیانہ سے ماخوذ

از. حضرت مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ ۱۸۸۸ء میں مفتی محمد عبداللہؒ بن علامہ عبدالقادر لدھیانویؒ کے گھر پیدا ہوئے اور ۱۰ سال کی عمر میں مدرسہ اللہ والا میں مولانا محمد صاحبؒ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال مولانا نور احمد کے مدرسہ امرتسر میں تعلیم حاصل کی۔

چودہ سال کی عمر میں دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ صاحب کے خاص تلامذہ میں شمار ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت شیخ الہند سے دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ دیوبند کی سند کے علاوہ حضرت شیخ الہند نے آپ کو اپنی طرف سے خاص سند بھی عطا فرمائی۔ پھر ایک سال افتاء میں لگایا اور ۱۹۱۲ء میں دیوبند سے فارغ ہوئے۔ شیخ الہند نے آپ کو اس وقت کے مشہور مدرسہ مٹوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں صدر مدرس متعین فرمایا اور آپ نے استاد کے حکم کی تعمیل میں چھ برس تک وہاں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر لدھیانہ تشریف لائے اور اپنے مدرسہ اللہ والا میں مہتمم مقرر ہوئے۔ جب شیخ الہند نے ریشمی رومال کی تحریک شروع کی تو اپنے استاد کے حکم پر اس میں شامل ہوئے اور پشاور جاتے ہوئے مخبری ہونے پر گرفتار ہوئے اور تین سال سزا کاٹی۔ آپ شروع سے ہی جمعیت علماء ہند میں شامل تھے اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ میں جب وہ جمعیت علماء ہند کے صدر تھے۔ آپ تقسیم ملک تک جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔

۱۹۳۰ء میں امروہہ کے اجلاس میں جمعیت نے ہندوستان کی مکمل آزادی کا ریزویشن منظور کیا، اس اجلاس میں یہ ریزویشن آپ نے پیش کیا اور منظور ہوا۔ اجلاس کے بعد آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور دو سال کی قید ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں انگریز ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں آپ گرفتار ہوئے اور بغیر مقدمہ چلائے انبالہ جیل میں دو سال نظر بند رہے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ خاندان کے ساتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائے۔ ۱۹۵۱ء میں اہلیہ کے انتقال کے بعد جامع مسجد منڈی بہاؤالدین میں بطور خطیب آپ کے تقرر کی تجویز پیش کی۔ منڈی بہاؤالدین والے آپ کو چھوڑ آنے پر تیار نہیں تھے کیونکہ آپ روزانہ درس قرآن دیا کرتے تھے کچھ آپ کی رغبت طبع اور کچھ فیصل آباد والوں کے اصرار پر ۱۹۶۱ء

میں آپ جامع مسجد جناح کالونی میں بطور خطیب سرانجام دینے کے لیے تشریف لائے۔
ماہنامہ ''نور علےٰ نور'' کے مدیر مولانا عبدالرشید انصاری کو یہیں پر عرصہ تین سال تک حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ کے فکری اور علمی فیوض و برکات سے کسب فیض کا موقع ملا اور مولانا انصاری نے حضرت مفتی صاحبؒ کے آخری شاگرد کے طور پر آپ سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھنے کے علاوہ خبر نویسی کا فن آپ سے سیکھا۔
آپ متبحر عالم دین تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مشہور عالم دین لکھنؤ میں مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کراچی شامل ہیں اور چونکہ دارالعلوم دیوبند سے افتاء کی سند بھی آپ کے پاس تھی اس لیے فتوی کا کام بھی بغیر کسی معاوضہ تاحیات ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جنوری ۱۹۷۱ء میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند اور خاندان قاسمی سے لدھیانہ کے معزز خاندان علماء کا تاریخی مخلصانہ تعلق رہا ہے پنجاب کے بہت سے شہر ہیں، لیکن تقسیم ملک سے قبل اپنے علمی اخلاقی اور سیاسی دائروں میں علمائے لدھیانہ بایں معنی خصوصیت وامتیاز کے حامل رہے ہیں، کہ حالات ملک کی سازگاری اور ناسازگاری کے دونوں زمانوں میں ان کی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی کے ساتھ ملی خدمات کی ہمت وعزیمت ایمانی میں کبھی ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔

راقم الحروف نے اپنے عہد طالب علمی میں اور کچھ عرصے تک اس کے بعد بھی جن بزرگان لدھیانہ کو بار بار دیکھا اور اپنی نوعمری کے باوجود ان کی ہمت وعزیمت کا اندازہ کیا ان میں خاص طور پر حضرت مولانا محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وقتاً فوقتاً اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سے اکثر بیشتر ملنے کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ کی بزرگان دیوبند کے ساتھ جو تعلق ہیں غیر معمولی پختگی تھی سیاسی خدمات کے دوران بھی اس کی برقراری کبھی متاثر نہیں ہوئی، ان کے شریک عمل حضرات علماء کی جانب سے کسی پیش آمدہ سیاسی مسئلے میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو اگر کوئی کمی محسوس ہوئی تو وہ اس کی مصلحت کو اور اس سے حاصل ہونے والے وقتی مفاد کو کسی قیمت پر انگیز کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے، اور دوسری جانب اس اختلاف کے باوجود ان کا رابطہ اخلاص حسب سابق مکمل طور پر برقرار رہتا تھا، چنانچہ حصول آزادی کی جنگ میں جب ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ نے وسعت اختیار کی اور مسلمان زعمائے وقت میں سے بیشتر اس کے مؤید بن گئے لیکن حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ اس ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ پر خاموش رہے، جس کا بڑی حد تک عامۃ المسلمین پر یہ اثر پڑا کہ وہ بھی اس کی تائید سے باز رہے مسلم زعمانے حضرت تھانویؒ کے سکوت کے وسیع پیمانے پر ملک میں اثرات کو دیکھ کر تشویش محسوس کی ان کی اس بارے میں مساعی کی تفصیل کے بغیر قابل ذکر یہ ہے کہ علمائے کرام کا ایک بڑا طبقہ حضرت کے سکوت سے یہ سمجھ گیا کہ حضرت تھانویؒ اس کے مؤید نہیں ہیں جبکہ کچھ عرصہ بعد حضرت تھانویؒ نے لوگوں کے اصرار پر فرمایا کہ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ ہی بنیادی طور پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اتحاد کے معنی یہ ہیں کہ دونوں قوموں کی یکتائی کی خصوصیت ختم ہو جائے، یعنی نہ ہندو ہندو رہے اور نہ مسلم مسلم رہے، اور یہ اتحاد جب ہی ممکن ہے کہ جب شرک وتوحید میں اتحاد ہو جائے، اور یہ ممکن نہیں ہے تو وہ اتحاد بھی ممکن نہیں، اس لئے نعرہ اتحاد کے بجائے تعبیری فرق کر کے ''ہندو مسلم اتفاق'' کی دعوت دی جانی چاہئے تھی، اس کے بعد مسلک حق سے وابستہ علمائے لدھیانہ وغیرہ نے اس تعبیر سلیم کا پورا پورا حق اپنی حدود میں اس خوبصورتی سے ادا کیا کہ ہندو مسلم اتفاق کے ذریعہ مقصد بھی پورا ہو گیا، اور اسی بنیاد پر مسلک سے کسی انحراف کا خدشہ بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں یہ بھی شامل تھا، اپنے افراد سے کسی رائے میں اختلاف ہوتا تو اپنی رائے کی ترجیح میں یہ فرمایا کرتے تھے، جب میٹھی دہی سے اچھا ذائقہ آسکتا ہے تو کھٹی کیوں لیجائے۔

راقم الحروف کو حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب سے دور طالب علمی ہی میں کئی بار شرف ملاقات ملا اور ان کے لطائف بھی سنے مگر اب وہ یادداشت میں محفوظ نہیں، ایسے ہی حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب سے قریبی رابطہ ان کے دو چھوٹے صاحب زادگان مولوی سعید الرحمٰن مرحوم اور مولوی محمد احمد مرحوم کا طالب علمی کے زمانہ میں احقر اور احقر کے گھرانے سے قدیم خاندانی روابط کے تحت بہت اپنائیت کا تعلق رہا، انہی دونوں کے واسطے سے ان کے والد محترم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے جبکہ وہ دہلی میں مقیم تھے ملنا جلنا وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا۔

ایک بار مولوی سعید الرحمٰن کے ذریعہ مولانا حبیب الرحمٰن نے احقر کو دہلی بلایا اس وقت احقر کے والد ماجد حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حج کے لئے تشریف لے جا چکے تھے، اوران کی عدم موجودگی میں احقر سے کافی کام متعلق تھے، چنانچہ میں ان کے ساتھ مولانا حبیب الرحمٰن کی دعوت پر حاضر ہوا حسب عادت بزرگانہ شفقت سے ملے پھر فرمایا کہ یہ الکشن کا زمانہ ہے، میں نے آپ کا نام کانگریس پارٹی کی الکشن پبلیسیٹی کے لئے لکھوادیا ہے، اور سعید الرحمٰن کے ساتھ رہیگا، آپ کو حیدرآباد کے علاقے میں مختلف مقامات پر کانگریس کی تائید میں تقریریں کرنا ہونگی، میں یہ سن کر ان سیاسی دھندوں سے قطعاً بے علاقہ ہونے کی وجہ سے بڑا حیران ہوا اور میں نے باادب عرض کیا کہ حضرت میرا تو کوئی تعلق سیاسیات سے کبھی رہا ہی نہیں، نہ میں کسی پارٹی کا ممبر ہوں اور نہ مجھے اس بارے میں معلومات ہیں، اور نہ میں نے آج تک کسی سیاسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے کوئی تقریر کی، اس لئے میں باادب اس سے معذرت خواہ ہوں، تو جواباً مولانا نے فرمایا کہ اگر یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا تو اب کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر میں نے دوبارہ بڑی قوت سے اس کو قبول کرنے سے بوضاحت وقوت معذرت کردی تب مولانا نے معذرت قبول فرمائی، اور میں دیوبند واپس آگیا، اس واقعہ کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن کا یہ عمل اور یہ فرمانا احقر کے گھرانے سے اسی محبانہ اپنائیت کے تحت تھا جو ہمیشہ سے ان کے معزز خاندان لدھیانہ سے قائم تھا، اور تقسیم ملک سے قبل یہ مخلصانہ تعلق طرفین میں کبھی الحمدللہ مضمحل نہیں ہوا، یہ مذکورہ باتیں جو حاشیہ خیال میں موجود تھیں اوران کو کبھی قرطاس وقلم سے آشنائی حاصل نہیں ہوئی تھی، اب آپ کے فرمانے پر یہ بھولی بسری یادیں زیر قلم آگئیں، اللہ طرفین کے ان آسودہ رحمت اکابر رحمھم اللہ کی مبنی براخلاص یادوں کو ہمارے قلب ودماغ کے نہاں خانوں میں محفوظ رکھے، اس مرحلے پر یہ پرخلوص دعا نے شعری صورت اختیار کرلی ہے کہ:-

یہ یادیں کچھ مجھے مانوس سی محسوس ہوتی ہیں
خلوص دل کی ان میں کچھ نمی محسوس ہوتی ہے

(مولانا) محمد سالم قاسمی (صاحب)
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

اس خاندان رفیع الارکان (علماء لدھیانہ) کی دینی، سیاسی اور قومی ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

(ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری)

(حوالہ: علماء حق اور اُن کے مجاہدانہ کارنامے۔ صفحہ ۱۱۹)

حضرت مولانا مفتی محمدؒ نعیم صاحبؒ لُدھیانوی

مکرّم و محترم مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ ——— آپ کا ارسال کردہ مطبُوعہ نمونہ حواشی قرآن کریم موصول ہُوا۔ اس سے قبل مولانا محمدؐ چراغ صاحب کی معرفت آپ کے تحریر کردہ قلمی حواشی کا قرآن کریم کے مختلف مقامات سے بالاستیعاب دیکھنے کا بھی اتّفاق ہُوا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اسلوبِ بیان، خلاصہ آیت ربطِ مضامین اور تفسیر آیات میں جس حُسنِ نظم سے کام لیا گیا ہے موجُودہ عنوان اور صورت میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ گو اصُولاً متفرّق طور پر تمام مواد متعلّقہ کتب میں دستیاب ہوسکتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس شاندار خدمت کو قبول فرمائے اور مُسلمانوں کو اس سے نفع اُٹھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ میرے ناقص خیال میں اگر آپ اسے حواشی کی بجائے تفسیر کی شکل میں طبع فرماتے تو زیادہ مناسب تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے انگریزی دان احباب کو یہ حواشئ قرآن کریم اُنھیں دیگر زمانۂ حال کی تمام تفاسیر سے بالکل مُستغنی کر دیں گے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ از لودھیانہ 25/11/36

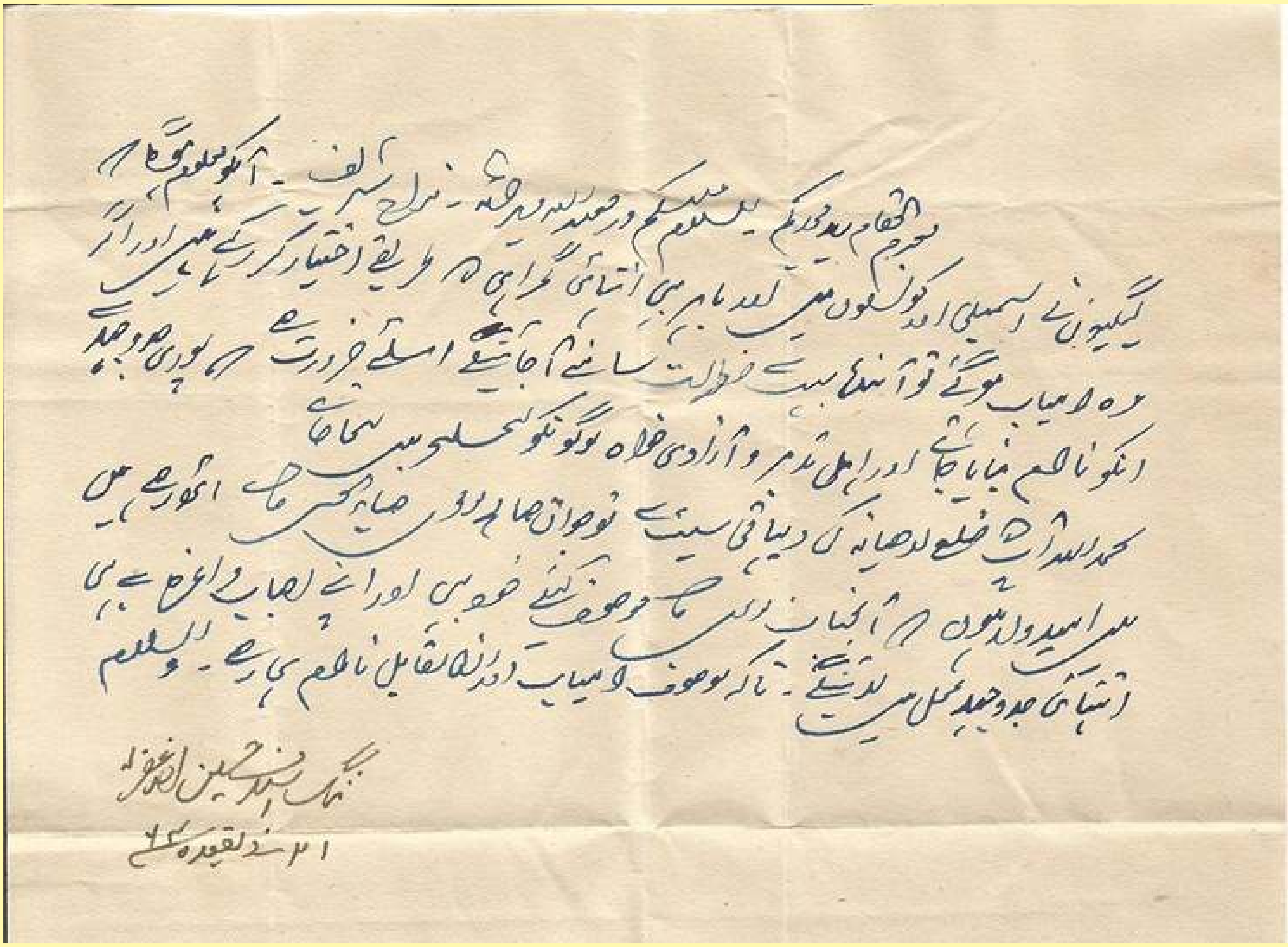

محترم المقام زید مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نوازشنامہ شریف ۔ آپکو معلوم ہو گا کہ

لیگیوں نے اسمبلی اور کونسلوں میں اندر باہر کی اشتہاری تحریک کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے اور اگر

وہ کامیاب ہو گئے تو آئندہ بہت خرابیاں سامنے آجائیں گے اسلئے ضرورت ہے کہ پوری جدوجہد

انکو ناکام بنایا جائے اور اہل بدر و آزادی خواہ لوگوں کو تفصیل سے سمجھایا جائے

محمد اسد اللہ ضلع لدھیانہ کی دیہاتی سیٹ سے نوجوان صاحب پروین مجاہد کھڑے ہو گئے ہیں۔ انکو [illegible]

بہت امیدوار ہوں کہ آنجناب ان کی مدد فرمائیں گے حضرت اور اپنے احباب و اعزہ سے بھی

اشتہار جد وجہد عمل میں لائیں گے۔ تاکہ موصوف کامیاب اور لیگی مقابل ناکام ہو جائے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۱ ذی القعدہ ۶۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا المحترم ایدکم اللہ بنصرہ العزیز السلام علیکم

اس لیے نہیں کہ "میں بہت بڑا ہو گیا ہوں" آپ کا خیال حافظہ میں محفوظ نہیں رہ سکا،

بڑے بڑے ہونے والے کو تو آسمان پر بھی جگہ نہیں ملی۔ زمین میں بھلا اس کا ٹھکانا کیا ہو گا

"ولیس لک ان تتکبر فیہا"۔ آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ سیدنا الامام الکشمیری جب صدر ہو گئے

اس وقت آپ نے دورہ پڑھا ہے۔ اس سے خیال آیا کہ حقیر نے دورہ تو اس زمانے

میں ختم کیا ہے۔ جب حضرت مرشدی و مولائی مولانا شیخ الہند مسند صدارت پر رونق افروز

تھے ... رہے ہوں۔ اس وقت حقیر دیوبند میں مقیم ہو ... تھا

کی صدارت کے ایام میں مجھے دیوبند میں رہنے کا کم ہی موقعہ ملا ہے۔ صحیح مسلم البتہ ان کے

سے میں نے دورہ کے سلسلہ میں پڑھی ہے۔ کیا آپ صحیح مسلم میں حقیر کے ساتھ تھے

بخاری اور ترمذی تو میری حضرت شیخ الہند سے ہوئی تھی۔ بہرحال اسکی فرو گذاشت کیا۔

آپ سے یوں ہی ہزاروں رشتے ہیں۔ میرے بھائی ہیں۔ اسلامی بھائی ہیں۔ دیوبندی بھائی ہیں

ہندی بھائی ہیں۔ اور تمام رشتوں سے زیادہ اہم رشتہ تو وہ بھی ہے مخصوص قطعی رشتہ

انما المؤمنون اخوۃ

گیا ہے

آپ کی ساری چیزیں پہونچ گئی ہیں۔ میں نے آپ کی کل تحریروں کو غور سے پڑھا اور اس کے

جزاکم اللہ احسن الجزاء عن الاسلام خیر جزاء۔ باقی آپ کی دیکھ ریکھ ... طور پر تحیہ میں ...

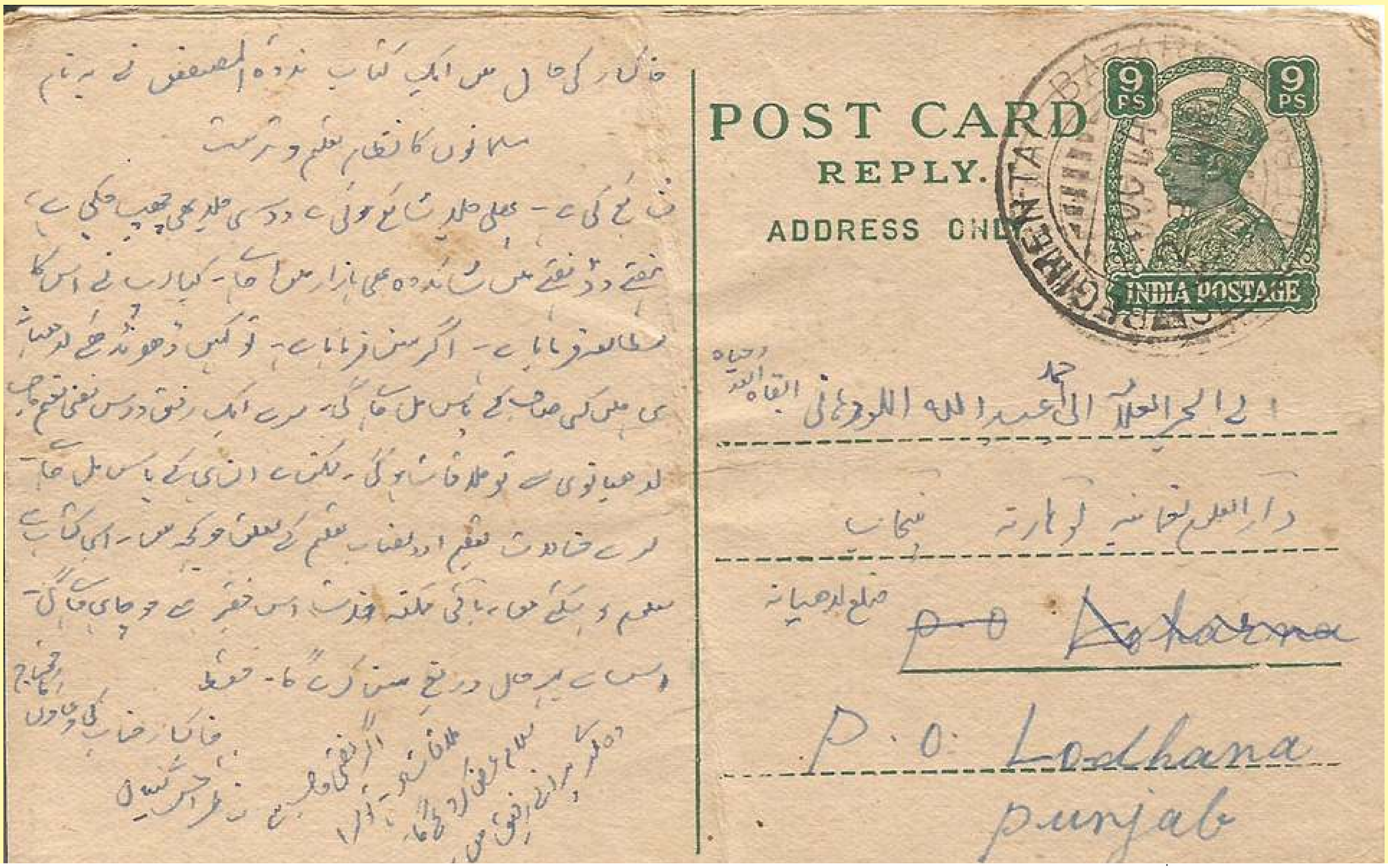

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی کی مقدمہ بہاولپور میں شرکت

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ نام علماء لدھیانہ میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے جب بھی یہ نام لوگوں کی زبان پہ آتا ہے تو یہ ایک گہری سنجیدہ اور دور اندیش سیاست کا پتہ دیتا ہے سیاسی اور مذہبی اعتبار سے مفتی صاحب مرحوم ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے علمی فقاہت اور سیاسی ذہانت ان کے چہرے سے عیاں تھی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی مرحوم مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو (جب وہ لدھیانہ آیا تھا اس کی بھری مجلس میں اس کے سامنے اس کو سب سے پہلے کافر کہہ دیا تھا اس بات کو مولانا محمد لدھیانوی نے فتاویٰ قادریہ میں تفصیلاً ذکر کیا ہے اس کو ہم گزشتہ صفحات میں ذکر بھی کر چکے ہیں بہر حال حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اس لحاظ سے بڑی اہمیت کے حامل تھے کہ وہ ایسے باپ کے بیٹے ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دینے میں پہل کی تھی اس لئے نہایت فقیہ تھے قادیانیت کے خلاف زندگی بھر سینہ سپر رہے تقسیم ملک سے پہلے جمعیۃ علمائے ہند پنجاب کے صدر بھی رہے تحریک ریشمی رومال میں بھی شریک رہے حضرت شیخ الہند کے حکم پر تحریک کے سلسلہ میں پشاور جاتے ہوئے گرفتار ہوئے تین سال سزا کاٹی۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستان تشریف لے آئے منڈی بہاؤالدین میں قیام فرمایا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شامل رہے ۱۹۶۱ء میں فیصل آباد جناح کالونی مسجد میں حضرات لدھیانہ کے اصرار پر تشریف لے آئے یہیں مقیم رہے انتہائی متبحر عالم تھے۔ مقدمہ بہاولپور میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عدالتی کاروائی میں حوالہ جات پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب پاکستان میں آکر علماء لدھیانہ میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکے تھے اُن کی رائے کو بعض اوقات قول فیصل کا درجہ بھی دیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۱ء جنوری میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہو گیا اور وہین دفن ہوئے۔

الفراغ من المدرسة العربية العالية الاسلامية الديوبندية

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله الذي جعل الشريعة المطهرة مقياسا للحلال والحرام وأنار لها نجوما وأعلاما يهتدي بها المتخبطون في غياهب الظلام وأقام لها أمة قائمين
بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا يخافون في الله مصيبات الملام ثم خلفهم في كل عصر جماعة يحفظون الدين وينقلون الأحكام فيا لهم من حملة العلوم
وطوبى لهم من ورثة الأنبياء العظام والصلوة والسلام على من أرسله حين ما ظلمت الدنيا وأحاطت بها حنادس الكفر ورجس الأصنام ليقيم الملة
العوجاء ويطهرها عن درن الشرك ونجاسة الأنصاب والأزلام فمهد صلوات الله عليه وسلامه للشريعة أصولا وبين لها فروعا وفصولا حتى صارت منيعة الأركان
وعلى آله وأصحابه الذين هم قدوة الأنام وسائر الأئمة المجتهدين خصوصا سيدنا أبي حنيفة النعمان وأصحابه الكرام وبعد فإن العلوم شأنها رفيع وجنابها منيع
لا سيما العلوم الدينية الحقيقية فإنها [illegible] الألسن وتفقه في الدين وهديا إلى معالم الحق واليقين وبعد فإن الأخ الصالح الموفق
من الله الكريم المولوي محمد نعيم ابن مولانا المولوي المفتي محمد عبد الله الدهيانوي نور الله مرقده قد دخل هذه المدرسة العربية العالية
الاسلامية الديوبندية التي هي مركز العلوم الدينية ومدارها ومنبع [illegible] أنهارها وبحارها الثاني عشر من شوال المكرم سنة ثمان وعشرين بعد ألف
وثلاثمائة من الهجرة النبوية على صاحبها ألف ألف سلام وتحية فقرأ من علم التفسير الجلالين والبيضاوي ومن علم الحديث صحيحي الإمامين الهمامين البخاري ومسلم
وسنن أبي داود وابن ماجه والترمذي وشمائل الترمذي والموطئين للإمامين العادلين مالك ومحمد ومعاني الآثار للإمام الطحاوي رحمهم الله تعالى ومشكوة المصابيح
ومن علم أصول الحديث نخبة الفكر ومن علم الفقه المجلدين الأولين والأخرين من الهداية ومن علم أصول الفقه نور الأنوار ومختصر الحسامي والتوضيح والتلويح
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته للخيالي ومبحث الأمور العامة من شرح المواقف والتعليقات الزاهدية على الأمور العامة من شرح المواقف و
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمطول ومن علم الأدب المقامات للحريري وديوان المتنبي وديوان الحماسة ومن علم الفرائض السراجي ومن علم المناظرة
الرشيدية ومن علم المعقول شرح السلم للعلام لمولانا محمد حسن ولمولانا حمد الله ولمولانا القاضي المبارك والتعليقات الزاهدية على الرسالة القطبية وحاشيتها
لمولانا غلام يحيى وشرح التهذيب لجلال الدين الدواني وحاشية السيد الزاهد الهروي ومن علم الفلسفة الميبذي وصدرا والشمس البازغة ومن علم العروض
عروض المفتاح ومن علم الصيغ التصريح وشرح الجغميني والسبع الشداد و[illegible] على طريقة حسنة رضي عنها الأساتذة وأركان المدرسة وهو عندنا سليم الطبع مستقيم الفهم
ذو استعداد مناسب ومناسبة تامة بالعلوم والآن لما طلب الإجازة أجزناه وكتبنا له هذه الورقة لتكون سندا وتذكرة عند من الحاجة ونوصيه
بالله التوفيق أن يتقي الله سرا وعلانية ويتبع السنة السنية ويشتغل بنشر الأحكام الشرعية مكبا على مطالعة الكتب الدرسية مجدا في ترويج العلوم
الدينية وأن يكون مقتفيا لآثار السلف الصالحين مجتنبا [illegible] المبتدعة من الاختراع في الدين [illegible] أن يجري على ما مضى عليه القرون
المشهود لها بالخير من الصحابة والتابعين والأئمة [illegible] في دعواته الصالحة والله الموفق والمعين وآخر دعوانا أن الحمد لله
رب العالمين وكان ذلك لثلث أيام [illegible] وثلاثمائة وثلث وثلثين من الهجرة النبوية صلى الله عليه وسلم

امضاءات الأراكين والمدرسين

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

از: احمد یعقوب قادری رائے پوری

جناح کالونی فیصل آباد چھوٹی ہوزری فیکٹریوں کی مارکیٹ ہے۔ تقریباً 61-1960 میں میرے والد صاحب نے بھی ہوزری کا ایک چھوٹا کا یونٹ دو شراکت داروں کے ساتھ مل کر اسی مارکیٹ میں لگایا۔ میں ان دنوں تعلیم سے فراغت کے بعد لاہور پرانی انارکلی میں اپنے حقیقی ماموں کے ساتھ مل کر ہوزری کا ایک چھوٹا سا یونٹ چلا رہا تھا۔ والد صاحب کے حکم پر تقریباً 63ء میں فیصل آباد آ گیا اور والد صاحب کے زیرسایہ جناح کالونی میں کام شروع کر دیا۔ نماز کے لیے قریب کی بجائے ذرا دور جامع مسجد جانا شروع کیا تو حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میری اور ان کی عمر کے درمیان تقریباً 55 سال کی دوری تھی۔ مگر اس کے باوجود ہم دونوں کے درمیان قربت بڑھی اور بڑھتی رہی۔ مجھے چونکہ بچپن سے مطالعہ کا شوق تھا۔ کبوتر بازی، پتنگ بازی یا دیگر کھیل تماشا کا نہ پتہ تھا اور نہ شوق، سکول کے زمانہ میں ہی میں نے چھوٹے رسائل و اخبارات کچھ نہ کچھ لکھنا شروع کر دیا تھا اور اپنے اسکول کی بزم ادب کا سیکرٹری بھی رہا۔ مفتی صاحب ایک بڑے علمی خانوادے سے تعلق رکھنے والے خود علامہ، ان کو میرے شوق مطالعہ کا سن کر بہت خوشی ہوئی اور مجھے اپنے برخوردار دوستوں میں شامل کر لیا۔ ان کا فلسفہ تھا کہ اپنی لائبریری سے کوئی کتاب کسی کو مت دو کہ اگر کسی کو دی تو کتاب گئی۔ اس معاملے میں عموماً سختی ہوا کرتی تھی۔ مگر میرے لیے ان کا چھوٹا مگر قیمتی کتب خانہ کھلا ہوا تھا۔ ان سے پوچھ کر یا ان کو بتا کر کوئی کتاب بھی گھر پڑھنے کے لیے لے جا سکتا تھا اور جب مرضی واپس کروں روک ٹوک نہ تھی۔

مزید شفقت یہ کہ اگر کتاب کے مطالعہ میں کچھ مشکلات پیش آتیں تو پھر ان مشکلات کا حل بھی انہی سے دریافت کیا جاتا اس طرح میں ان کا بہت سا وقت ضائع کرتا مگر کبھی چہرہ پر شکن نہ آئی حالانکہ میں بہت غبی تھا بات سمجھنے میں دیر لگاتا مگر شفقت میں کمی نہ آتی۔ حلیم الطبع تھے بڑی محبت سے سمجھاتے کہ مشکل سے مشکل بات بھی سمجھ میں آ جاتی۔ جب میرا اور ان کا ساتھ ہوا تو اس وقت میری عمر تقریباً 20 سال اور ان کی عمر 75 کے پیٹے میں تھی۔ عمر کے اس فرق کو انہوں نے کبھی آڑے نہ آنے دیا۔ ہمیشہ دوستی کے لہجے میں بات کرتے جس سے مجھ جیسے کم علم اور کم فہم نوجوان کو بات کرنے اور پوچھنے کا حوصلہ ہوتا۔ ان دنوں گاڑیاں کم تھیں۔ تانگوں کا چلن تھا۔ کبھی کبھار شام کے وقت بلا لیتے کہ آ جاؤ کہیں چلنا ہے۔ کھلے تانگے پر پچھلی سیٹ پر خود بیٹھتے اور اگلی سیٹ پر مجھے بٹھاتے اور جہاں جانا ہوتا وہاں ایسا رویہ اختیار کرتے کہ وہ لوگ

نہ صرف میرا احترام کرتے بلکہ مجھے اہمیت دیتے۔ یہ حضرت مفتی صاحب کی شان تھی کہ اپنے ساتھی خواہ یہ ساتھی ان کے بچوں سے بھی کم عمر کا کیوں نہ ہو کو کہہ کر احترام دلواتے۔

لکھنے لکھانے کا اس کمتر کو شوق تھا مگر تحریر میں کچا پن تھا۔ مفتی صاحب نے اس کمی کو محسوس کیا مگر ٹوکا نہیں بلکہ بڑے احسن انداز میں میری اصلاح شروع کر دی۔ باقاعدہ درس و تدریس یا استاد شاگرد کا رشتہ قائم کیے بغیر اس فن میں میری رہنمائی کی یہ انہی کی کرم فرمائی ہے کچھ نہ کچھ لکھ لیتا ہوں۔ وہ ایک سیاست دان بھی تھے۔ وہ جمعیت علمائے ہند کے بہت عرصہ نائب صدر رہے۔ سیاست میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

اس بارے میں ان کا اپنا ایک نکتہ نظر تھا۔ لچر سیاست یا کسی کی کردار کشی پر یقین نہ رکھتے تھے۔ میرے سیاسی رجحان کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں بھی میری سرپرستی فرمائی اور ان کی تربیت میرے بہت کام آئی۔ وہ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ ایک دفعہ ایک ہال میں بڑی محفل تھی۔ فرمایا کہ ہم جس چھت کے نیچے بیٹھے ہیں اگر یہ خطرہ لاحق ہو جائے کہ ابھی یہ چھت گر جائے گی تو ہم میں ایک شخص بھی ایک لمحہ کے لیے یہاں نہ ٹھہرے اور ایسے افراتفری میں بھاگ کر باہر نکلے کہ دوسرے کی بالکل پرواہ نہ کرے۔ روزِ قیامت کا ہمیں علم ہے کہ قیامت آئے گی اور ہمارے اعمال کا حساب ہو گا مگر ہم اس کے باوجود فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ رسول کریم ﷺ کی سنت کو ترک کرتے ہیں۔ یہ سب یقین کی کمی ہے۔ ہمارا ایمان مکمل نہیں ہم وقت کو ٹالتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات ایسے انداز میں بتلائی اور سمجھائی کہ اکثریت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کچھ لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی کا چلن بدلا اور نماز روزے کی فکر میں لگ گئے۔ میں اپنے مربی اپنے دوست استاد کی کس کس بات کو یاد کروں۔ وہ بہت بڑے آدمی تھے۔

ان کی وفات کو آج تقریباً 40 سال ہو گئے ہیں۔ مگر وہ بھولتے نہیں ان کا وصال جنوری 1971ء کو ہوا۔

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مرکزی قبرستان میں مدفون ہیں جب بھی اس طرف جانا ہوتا ہے تو میں اپنے مربی، اپنے دوست، اپنے استاد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے ہاں حاضری ضرور دیتا ہوں تو اس فقیر کی آنکھیں تر اور دل پرانی یادوں میں کھو جاتا ہے۔

نذر اشک بے قرار ازمن پذیر
گریہ بے اختیار ازمن پذیر

****

۳۷

شہداء پشاور

۱۹۳۰ء کی تحریک آزادی میں پشاور میں قصہ خوانی بازار کا جب سنگین واقعہ پیش آیا۔ اور سینکڑوں مسلمان بہادری کے ساتھ شہید ہوئے۔ اور بہت سے لوگوں پر بے پناہ مظالم ہوئے۔ تو کانگریس کے مقرر کردہ آزاد تحقیقاتی کمیٹی میں حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ

۳۸

صاحب شریک ہوئے اور ان کی رفاقت میں جناب مفتی محمد نعیم صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند بھی برابر شریک ہوتے رہے۔ حکومت نے پشاور جاکر تحقیقات کرنے کی اجازت نہیں دی تو راولپنڈی میں بیٹھ کر تحقیقات کی گئی اور اہل پشاور نے وہیں پہنچ کر کمیٹی کے سامنے شہادتیں دیں۔ اور اس کمیٹی کی رپورٹ جب طبع ہو کر شائع ہوئی تو حکومت نے اس کو ضبط کر لیا۔

یہ خدمت جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور رکن نے اسلام اور اہل اسلام کے مفاد ہی کے لئے انجام دی۔ اور اس سے مسلمانوں کی ایک عظیم الشان تاریخ مرتب ہو گئی۔

اہل ہند کو یہ بات یاد ہو گی کہ اس خونی واقعہ کے موقعہ پر تقریباً مسلمانوں کے تمام لیڈر اس وقت مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام لینے میں یا خاموش تھے۔ یا حکومت کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ حالانکہ مسلمانان صوبہ سرحد کی یہی وہ بہادرانہ شہادت اور مظلومی تھی جس کی وجہ سے صوبہ سرحد کو دیگر صوبجات کی طرح آئینی صوبہ قرار دیا گیا۔ صوبہ سرحد کو اس پوزیشن تک پہنچانے میں گول میز کانفرنس لندن میں شریک ہونے والے مسلمان اور پشاور کے بہادر مسلمانوں کی شہادت کو حرام موت قرار دینے والوں کو کوئی دخل نہیں ہے۔

الغرض جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانان پشاور کی اس وقت جو کچھ شاندار خدمات انجام دیں وہ مسلمانان ہند کی جماعتوں میں اسی کے لئے مخصوص ہیں۔

نذرِ عقیدت

تحریر: غازی عبدالعزیز لدھیانوی مرحوم

عالموں کا خاندان ہے لدھیانہ میں مقیم
فخر ہے جس کا حبیب اور ناز ہے جس کا نعیم

نسل میں سے اس مجاہد کے ہیں یہ سب باوقار
اپنے دشمن سے جو میدان میں لڑا مردانہ وار

دین حق کا عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰؐ کا نام نامی ان کے دل کا چین ہے

رات دن اسلام کی خاطر یہ کرتے ہیں جہاد
اہلِ دل کہتے ہیں ان کو شادباش زندہ باد

لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اُڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

نیک ہیں پُرجوش ہیں مزدور کے حامی ہیں یہ
جھوٹ کو نیچا دکھانے میں بڑے نامی ہیں یہ

ان کی خواہش ہے کہ پھر ہندوستان آزاد ہو
از سر نو ملک کی تعمیر کا آغاز ہو

(۱۔۔رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ ۲۔۔مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علمائے ہند

ایک دفعہ ایک ہال میں بڑی محفل تھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نے فرمایا کہ ہم جس چھت کے نیچے بیٹھے ہیں اگر یہ خطرہ لاحق ہو جائے کہ ابھی یہ چھت گر جائے گی تو ہم میں ایک شخص بھی ایک لمحہ کے لیے یہاں نہ ٹھہرے اور ایسے افراتفری میں بھاگ کر باہر نکلے کہ دوسرے کی بالکل پرواہ نہ کرے۔ روزِ قیامت کا ہمیں علم کہ قیامت آئے گی اور ہمارے اعمال کا حساب ہوگا مگر ہم اس کے باوجود فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے، رسول اکرم ﷺ کی سنت کو ترک کرتے ہیں۔ یہ سب یقین کی کمی ہے۔ ہمارا ایمان مکمل نہیں ہم وقت کو ٹالتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات ایسے انداز میں بتلائی اور سمجھائی کہ اکثریت کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے اور کچھ لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی کا چلن بدلا اور نماز روزے کی فکر میں لگ گئے۔ میں اپنے مربی اپنے استاد کی کس کس بات کو یاد کروں۔ وہ ایک سیاست دان بھی تھے وہ جمعیت علمائے ہند کے بہت عرصہ نائب صدر رہے۔ سیاست میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اس بارے میں ان کا اپنا ایک نکتہ نظر تھا لیکن سیاست یا کسی کی کردارکشی پر یقین نہ رکھتے تھے۔ وہ بہت بڑے آدمی تھے۔ ان کی وفات کو آج تقریباً 40 سال ہو گئے ہیں مگر وہ بھولتے نہیں ان کا وصال جنوری 1971ء کو ہوا۔

مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مرکزی قبرستان میں مدفون ہیں جب بھی اس طرف جانا ہوتا ہے تو میں اپنے مربی، اپنے دوست، اپنے استاد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے ہاں حاضری دیتا ہوں تو اس فقیر کی آنکھیں تر اور دل پرانی یادوں میں کھو جاتا ہے۔

نذر اشک بے قرار ازمن پذیر
گریہ بے اختیار ازمن پذیر

از: احمد یعقوب قادری رائے پوری۔ فیصل آباد

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتي محمد تقي العثماني
نائب رئيس جامعة دار العلوم كراتشي۔ باكستان

باسمہ سبحانہ

مکرمی جناب مشہود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ حضرت مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اتنا تو بچپن سے یاد ہے کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ سے انکا تعلق تھا، لیکن اس سے زیادہ کوئی تفصیل بندہ کے علم یا حافظے میں محفوظ نہیں ہے۔ نیز بندہ کے علم میں یہ بھی نہیں ہے کہ ہمارے دادا حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لدھیانہ میں پڑھایا ہو۔ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے انکا جو تذکرہ "میرے والد ماجد" کے نام سے لکھا ہے، اسمیں بھی انکے لدھیانہ میں پڑھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

والسلام

بندہ

۲۶-۳-۳۷ھ

(از: جناب رحمت میرٹھی نمائندہ خصوصی روزنامہ الجمعیتہ دہلی)

حضرت مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمان صاحب سیوہارویؒ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اِس عالم فانی میں مجاہد ملتؒ خطیب جادو بیان حضرت مولانا محمد حفظ الرحمان صاحبؒ کا وجود علامہ اقبالؒ کے مندرجہ بالا شعر کا صحیح معنوں میں آئینہ دار تھا۔ وقت ضرورت کے اعتبار سے قدرت مجدد مجاہد پیدا کرتی ہے جو پورے عزم وہمت اور پورے صبر واستقلال کے ساتھ ملتِ اسلامیہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجدھار سے نکال کر سلامتی کے کنارے پر لگاتے ہیں۔ اُٹھتے ہوئے طوفانوں اور بڑھتی ہوئی لہروں کے تھپیڑوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔

حضرت مجاہد ملتِؒ کی زندگی کے آخری پینتالیس سال انگریزی سامراج اور ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی کے طوفانوں سے مسلسل جہاد کرتے ہوئے گزرے اس دوران میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا کہ حضرتؒ کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہو یا اُن کی قوتِ ارادی اور صبر واستقلال نے ان کو جواب دے دیا ہو۔ آپ پوری مجاہدانہ شان کے ساتھ ملک دشمن عناصر کا مقابلہ کرتے رہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب قدس اللہ سرہ کا یوں تو پورے ملک سے خاص تعلق تھا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کی سرگرمیاں برابر جاری رہیں وہ موسم کی گرمی وسردی اور اپنی صحت کی بحالی و بیماری کی پرواہ کیے بغیر ہندوستان کے ہر حصہ میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کے عوام کی مشکلات میں اُن کی خاطر خواہ مدد کرتے اور ہاتھ بٹاتے تھے۔ لیکن موصوف کو میرٹھ سے ایک خصوصی لگاؤ آخری وقت تک جاری رہا اور آپ میرٹھ کو اکثر اپنا گھر فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دہلی و میرٹھ میرے لیے دو نہیں ہیں اور ہم لوگ بھی حضرتؒ کو اپنی ہر مشکل کے وقت یاد کرتے اور ان کو تکلیف دیتے رہتے تھے وہ باوجود اپنی انتہائی مصروفیات اور بیماری کے بھی ہماری درخواست کو ردنہ فرماتے تھے۔ یوں تو حضرت مجاہد ملتؒ کو میرٹھ سے یہ خصوصی تعلق ۱۹۳۰ء سے ہوا جبکہ آپ جیم خانہ میدان میرٹھ کے ایک عظیم الشان جلسہ عام میں جمیعتہ علماء ہند کی امروہہ کانفرنس کی کانگریس میں غیر مشروط شرکت کی تجویز کی

کی وضاحت فرمانے کے واسطے تشریف لائے تھے۔

۱۹۳۰ء میں امروہہ کے اجلاس میں جمعیت نے ہندوستان کی مکمل آزادی کا ریزولیشن منظور کیا۔ اس اجلاس میں یہ ریزولیشن حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ نے پیش کیا اور منظور ہوا۔ اجلاس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کو گرفتار کرلیا گیا۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب اس جلسے کے خاص مقرر تھے، کہتے ہیں کہ یہ جلسہ مولانا محمد اسد اللہ خان صاحب بدایوانی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اس جلسے کی تقریروں پر حضرت مجاہد ملتؒ اور صدر جلسہ کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔ حضرت مجاہد ملتؒ کو قصبہ سیوہارہ سے گرفتار کر کے لایا گیا تھا، چنانچہ میرٹھ ہی کی جیل میں آپ نے اسیری کے دن گزارے اور میرٹھ کے سیاسی دوستوں سے خصوصی رابطہ پیدا ہوا۔ حضرت مجاہد ملت اپنی خوش مزاجی کے علاوہ وضع کے بہت پابند تھے جن حضرت سے آپ کے مراسم قائم ہوجاتے تھے اُن کو کبھی فراموش نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ جب بھی میرٹھ تشریف لاتے تو یہاں کے مخصوص حضرات سے ملنے ضرور تشریف لے جاتے تھے اور میرٹھ کے حضرات کو بھی آپ کی ذات سے بے حد وابستگی قائم رہی اور وہ مولانا کی ذات پر فخر کرتے تھے، آپ جس وقت تشریف لاتے تو احباب ودوستوں میں اچانک مسرت کی لہر دوڑ جاتی اور جو سنتا وہ آپ کی جانب غیر اختیاری طور پر کھینچا چلا آتا اور آپ کو دیکھ کر اُس کے چہرے پر مسرت وشادمانی رقص کرنے لگتی اور مجاہد ملتؒ بھی ایک ایک کو دیکھ کر خوش ہوتے اور ہر ایک کا مختصر حال معلوم کرتے، حاضرین سے غائبین کی کیفیت مزاج معلوم فرماتے۔

حق تو یہ ہے کہ میرٹھ کے تمام لوگ آپ کو اس طرح عزت وعظمت کی نظروں سے دیکھتے جس طرح ملک کے نوجوان پنڈت نہرو کو دیکھتے ہیں اور ان کو موجودہ دور میں ہندوستان کا واحد مسلم رہنما سمجھتے تھے۔ حضرت مجاہد ملتؒ جب بھی یہاں تشریف لاتے تو اپنی وضع کے مطابق اپنے احباب ودوستوں پر خصوصی کرم فرماتے اور جس قدر بھی موقع ملتا اکثر سے ملنے اُن کے مکانوں پر جاتے اور خیریت معلوم کرتے۔ حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب مرحوم کٹھوری تا حیات دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے۔ حضرت مجاہد ملتؒ حکیم صاحب مرحوم کی حیات تک برابر اُن کے مکان پر قیام فرماتے تھے۔ حضرت مولانا مبارک حسین صاحب مرحوم مدرسہ دارالعلوم اندرکوٹ میرٹھ کے بانی تھے۔ حضرت مجاہد ملتؒ کو موصوف مدرسہ کے سالانہ جلسوں میں بلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اُسی زمانہ سے آپ جب بھی میرٹھ

تشریف لائے تو مدرسہ دار العلوم بھی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا سید لائق علی صاحب قاسمی وغیرہ حضرات سے ملاقات فرماتے اور یہاں بھی اکثر قیام فرماتے۔

حضرت مجاہد ملتؒ کے مخصوص احباب میں جناب حافظ عبدالحمید صاحب قریشی کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ اکثر وبیشتر موصوف کے مختصر سے بالا خانہ پر بے تکلفانہ قیام پذیر ہوتے یہ قیام اپنی نوعیت اور وضع داری کی ایک عظیم مثال ہے۔ حضرت مجاہد ملتؒ کو میرٹھ کے کباب بہت مرغوب تھے حافظ صاحب کے یہاں آپ اکثر کباب تناول فرماتے تھے، آپ کبھی کبھی حکیم ظہور الحسن صاحب کے یہاں لال کرتی ہیں بھی قیام فرما لیتے تھے، حکیم ظہور الحسن صاحب، مولانا حکیم محمد میاں صاحب مرحوم کے داماد ہیں، حکیم صاحب مرحوم کے تعلق سے اکثر حضرت مجاہد ملتؒ اُن کے انتقال کے بعد بھی مکان پر تشریف لے جاتے رہے، ویسے آپ کے مخصوص احباب میں خان بہادر بھیا مظفر الدین صاحب، رئیس لال کرتی بھی شامل ہیں اور اُن کے یہاں بھی اکثر تشریف آوری ہوا کرتی تھی، شیخ محمد اصغر صاحب چاندی والوں سے بھی حضرت کے تعلق کا ایک سبب یہ بنا کہ اگست ۱۹۴۷ء کے خونی انقلاب کے بعد پنجاب کی تباہ حال اور اپنوں سے بچھڑی ہوئی تین مسلمان لڑکیاں انسانی درندوں کے ظلم وستم سہتی ہوئی محافظ انسانیت وشرافت مجاہد ملتؒ کے سایہ عاطفت میں آ کر رہنے لگیں۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے ان تینوں لڑکیوں کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا اور یہ لڑکیاں حضرت مجاہد ملتؒ کی شفقت سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ بے اختیار ''ابا جان'' کے باعظمت نام سے مخاطب کرنے لگیں۔ وہ مجاہد اعظمؒ نے جو کہ پوری ملتؒ کے باپ اور محسن تھے۔ ان لڑکیوں کے بخوشی باپ بن گئے جوان لڑکیوں کے باپ کو جو فکر ہوتا ہے وہ ہی اس پیکرِ اخلاص کے قلب پر طاری ہو گیا، اُن ہی دنوں آپ کی میرٹھ تشریف آوری ہوئی ایک خصوص نشست میں ان لڑکیوں کے نکاح کے لیے آپ نے اپنے فکر کا اظہار فرمایا۔ ڈاکٹر نظام الدین صاحب نے اس سلسلہ میں کوشش کا وعدہ فرمایا اور کچھ ہی دنوں میں بعد تینوں لڑکیوں کے نکاح ہو گئے۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے حقیقی باپ کی طرح پوری دیکھ بھال اور اطمینان کرنے کے بعد اپنی نگرانی میں اُن کی شادیاں کرائیں اور تاحیات ایک مشفق باپ کی طرح برابر خیریت معلوم کرنے اور اُن کو دُعائیں دینے کے لیے اُن کے یہاں جاتے رہے۔ ان لڑکیوں میں سب سے چھوٹی لڑکی حلیم بانو کا نکاح شیخ محمد اصغر صاحب چاندی والوں سے ہوا تھا۔ حضرت مجاہد ملتؒ میرٹھ کے جماعتی معاملات میں مولانا سید لائق علی صاحب قاسمی، مفتی عبدالخالق صاحب صدیقی، ڈاکٹر نظام الدین صاحب وغیرہ

حضرات کے مشوروں کو زیادہ اہم تصور فرماتے تھے۔ حضرت مجاہد ملتؒ کا قاضی شہر میرٹھ حضرت الحاج قاضی زین العابدین صاحب سجاد سے بھی خاص تعلق تھا۔

اہل میرٹھ کو حضرت مجاہد ملتؒ کی جس قدر جادو اثر تقریریں سننے کا شرف حاصل ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے کسی اور خطہ کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا ہوگا۔ میرٹھ شہر کے علاوہ قصبات و دیہات اور وہاں کے عربی مدارس بھی حضرت کی ذات سے برابر فیض حاصل کرتے رہے ہیں۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے میرٹھ میں متعدد کانفرنسوں کو خصوصیت سے شرکت فرما کر نوازا ہے۔ جن میں آل انڈیا مسلم نیشنلسٹ کانفرنس منعقدہ ۱۹۳۳ء۔ یہ کانفرنس ڈاکٹر سید محمود صاحب کی صدارت میں موجودہ نگار سینما کی بلڈنگ کی جگہ پر ہوئی تھی اور جس میں خان عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی۔ ڈاکٹر خان صاحب مرحوم خان عبدالصمد خاں، شیخ الاسلام سید حسین احمد صاحب مدنیؒ، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، جیسے رہنمایان ملت نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ ۱۹۳۸ء میں فلسطین کانفرنس جس کی صدارت رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ لدھیانوی نے فرمائی اور ٹاؤن ہال کے میدان میں حضرت مجاہد ملتؒ نے اس کانفرنس کو خطاب فرماتے ہوئے اپنی جادو بیان تقریر میں جن خیالات و جذبات کا اظہار فرمایا تھا وہ آج ماضی کی ایک یادگار ہیں جن کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔

۱۹۴۱ء میں جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ کی تبلیغی کانفرنس جو کہ گڈھ مکٹیشر میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ صاحب لدھیانوی کی صدارت منعقد ہوئی تھی اور حضرت مجاہد ملتؒ اس کانفرنس کے خاص مقرر تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا کانفرنس سیشن جو کہ وکٹوریہ پارک میرٹھ میں منعقد ہوا تھا اور اسی دوران کے فرقہ وارانہ فسادات پر حضرت مجاہد ملتؒ نے بہت ہی اہم تقریر فرمائی۔ ان کانفرنسوں کے علاوہ حضرت میرٹھ کی جمعیۃ علماء انجمن تبلیغ الاسلام، مدرسہ عربیہ دارالعلوم جامع مسجد میرٹھ اور شہر و صدر اور رجین و موتی گنج کے مسلمانوں کے قائم کردہ سیکڑوں جلسوں کی روح حضرت مجاہد ملتؒ کا وجود سمجھا جاتا تھا۔

تقسیمِ وطن کے بعد پہلی بار آپ نے ۱۹۴۸ء کے شروع میں میرٹھ ٹاؤن ہال کے میدان میں ایک نہایت اہم اور تاریخی تقریر فرمائی جس میں مقامی کانگریس نیتاؤں کے علاوہ ہندو مسلمان اور سکھ تقریباً بیس پچیس ہزار کی تعداد میں موجود تھے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ ملک میں شر و فساد کے طوفان اٹھ رہے تھے قتل و غارت گری کا بازار ابھی سرد نہیں پڑھا تھا۔

انسانی خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی۔

مسلمانوں پر مایوسیوں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے اس جلسے میں ایک کامل مرد مومن کی طرح بڑے مجاہدانہ انداز و جوش میں فرقہ پرستوں کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ میں ''مسلم لیگی'' کے نام مسلمانوں کا خون نہیں بہانے دوں گا اور اگر مسلمانوں کے خون سے بھی تمہاری پیاس نہیں بجھی ہے تو میں مسلم نیشنلسٹوں کو تمہارے سامنے پیش کرنے کو تیار ہوں تم ان کے خون سے اپنی پیاس بجھا سکتے ہو اور اگر تمہاری پھر بھی پیاس نہ بجھے تو مجھے بتاؤ میں سرحد سے خدائی خدمت گاروں کو بلا کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گا ان کے خون سے اپنی پیاس بجھا لینا، لیکن اب یہ نہیں ہوسکتا کہ تم مسلم لیگی کا نام لے کر کسی مسلمان کا خون بہاؤ۔ یہاں اب کوئی مسلم لیگی نہیں مسلم لیگی پاکستان جا چکے۔ یہاں جتنے مسلمان ہیں وہ سب ہندوستانی ہیں اور ہندوستان ہی کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ دوسری جانب حضرت مجاہد ملتؒ نے نیشلسٹ مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ اب وہ کسی بھی مسلمان کو لیگی نہ کہیں اور نہ اُن سے کوئی غیرت برتیں۔ اس طعنے کو اب میں ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ میں نے مراد آباد کے ایک صاحب کو بھی یہی بات کہی ہے جبکہ وہ کسی کو لیگی لیگی کہہ کر طعن کر رہے تھے۔

اس کے بعد جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ کی ایک عظیم الشان سیرت کانفرنس میں حضرت مجاہد ملتؒ نے ۱۹۵۹ء میں شرکت کی یہ کانفرنس بھی میرٹھ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے کیونکہ تقسیم ملک کے بعد میرٹھ میں مسلمانوں کا یہ سب سے بڑا اور عظیم الشان اجتماع تھا۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے جس اجلاس کو خطاب فرمایا اُس کی صدارت سعودی عربیہ سفیر برائے ہندوستان آنریبل شیخ یوسف النوزان نے فرمائی تھی۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے اپنی زندگی کی آخری تقریر بھی اسی میرٹھ میں کی ہے۔ آپ سیرت النبیؐ کے ایک جلسہ میں تقریر کرنے کے لیے ۲ جنوری ۱۹۶۲ء کو موضع مسئلہ ضلع میرٹھ تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر ۳ جنوری کو میرٹھ تشریف لائے۔ اوّل میرے غریب خانہ پر ہمشیرہ کی وفات کے سلسلہ میں عیادت کے لیے تشریف لائے کچھ دیر قیام فرما کر اور تسلی تشفی کی باتیں فرما کر فیض عالم کالج میں مجھے ہمراہ لے گئے۔ کالج کی جانب سے آپ کو عصرانہ دیا گیا جس میں معززشہر موجود تھے۔ آپ کو اُس وقت نزالہ اور کھانسی کے علاوہ معمولی حرارت بھی تھی آپ کی پسندیدہ غذا میرٹھ کے مشہور کباب بھی پیش کیے گئے جن کو آپ نے بڑے شوق سے تناول فرمایا۔ حضرت مجاہد ملتؒ کی میرٹھ میں یہ آخری تقریر جو مفتی عبدالخالق صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ضلع کی

کی صدارت میں ہوئی بطور یادگار رہے گی۔

حضرت مجاہد ملتؒ نے میرٹھ والوں پر بڑے احسانات کیے ہیں۔ میرٹھ کے مسلمانوں پر جب بھی کسی ظلم یا زیادتی کی خبر آپ کو ملتی تو بے چین ہو جاتے تھے اور ان کی مشکلات کو اپنی مشکل جان کر بڑے عزم اور ہمت کے ساتھ میرٹھ پہنچ جاتے اور حالات کا مقابلہ جواں مردی اور صبر و شکر کے ساتھ کرنے کی تلقین فرمانے کے ساتھ ساتھ ہی ہر ممکن امداد فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء میں گڈھ کمٹیشر کے فساد کے موقع پر اور جبکہ پنجاب سے آئے ہوئے فسادیوں نے کوتانہ تحصیل باغپت میں مسلمانوں پر اچانک آفت نازل کر دی تھی۔ اس وقت آپ نے نیچے سے اوپر تک ذمہ داران حکومت کو مظلوموں کی فریاد پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا اور اس سلسلہ میں آپ بار بار میرٹھ تشریف لائے اور مظلوموں کے لیے اور مظلوموں کے لیے امدادی مشن کو جاری کرایا۔ مرکزی جمعتہ علماء ہند سے ہزاروں روپے کی امداد دلائی۔

۵ اکتوبر کو علی گڑھ کے واقعہ پر طلباء نے ایک جلوس یہاں بھی نکالا اور بے گناہ مسلمانوں کی دُکانوں کو لوٹا اور نذر آتش کیا گیا۔ فیض عام انٹر کالج کو بھی برباد کیا گیا۔ میں نے جس وقت حضرت مجاہد ملتؒ کو فون پر اس واقعہ سے باخبر کیا تو آپ علی گڑھ سے اسی روز واپس لوٹے تھے بخار کی شکایت تھی، اس کے باوجود آپ فوراً ہی میرٹھ تشریف لے آئے اور سب سے پہلے دارالعلوم تشریف لے گئے اور حالات و خیریت معلوم کی۔ دارالعلوم میں مفتی عبدالخالق صاحب اور شہر کے دوسرے معزز حضرات سے واقعات معلوم کیے۔ اس کے بعد آپ دفتر جمیعۃ علماء شہر تشریف لائے اور وہاں سے مجھے ساتھ لے کر متاثرہ علاقوں کا دورہ فرمایا۔ بعد میں افسران سے مل کر دہلی واپس تشریف لے گئے۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ کو بڑے پیمانے پر فساد ہوا اور شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ دوپہر کے وقت مَیں نے پھر حضرت مجاہد ملتؒ کو فون پر تازہ صورت حال سے مطلع کیا۔ آپ کو اس وقت بخار تیز تھا۔ آپ نے فون پر فرمایا کہ مجھے کافی تیز بخار ہے میں یہاں سے جنرل شاہ نواز خاں کو بھیج رہا ہوں لیکن شام کو کیا دیکھتے ہیں کہ جنرل شاہ نواز سے پہلے آپ آ گئے۔

انتہائی ناسازی کے باوجود حالات کا مرکزی حکومت کے ذمہ داران کو آگاہ فرمایا۔ اس کے بعد دوران فساد حضرت موصوف اپنے دل میں انتہائی کرب و بے چینی لیے ہوئے بار بار میرٹھ تشریف لائے اور مسلمانوں کو صبر و شکر کی تلقین فرمائی اور اُن کو ہر طرح دلاسا دیا تو دوسری طرف پنڈت نہرو، لال بہادر شاستری اور جنرل شاہ نواز کو حالات

سے آگاہ کر کے اُن کو متحرک کرتے اور حکومت کی ذمہ داریوں کی جانب توجہ دلاتے رہے۔ مقامی کانگریسی نیتاؤں سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔ حضرت مجاہد ملتؒ کی یہ سرگرمیاں جو محض مظلوموں کی حمایت اور حکومت کو بدنامی سے بچانے کے لیے تھیں مقامی فرقہ پرستوں کو ایک آنکھ نہ بھائیں اور ایک حقیقت شناس مرد مجاہد پر بھی فرقہ پرستی کا الزام لگائے بغیر نہ رہ سکے۔

دوران فساد کرفیو کے اوقات میں آپ میرٹھ کے سرکٹ ہاؤس پہنچے، جہاں یو۔ پی کے وزیر اعلیٰ چندر بھان گپتا ہوم منسٹر یو۔ پی چودھری چرن سنگھ، نائب وزیر ریلوے جنرل شاہ نواز، کیلاش پرکاش وغیرہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ مولانا نے اُن سے ملاقات کی۔ حضرت مجاہد ملتؒ کی چودھری چرن سنگھ سے جھڑپ ہوگئی جس کے بعد چودھری چرن سنگھ نے اپنا رنگ بدل دیا اور حضرت مجاہد ملتؒ و جمعیۃ علماء ہند کے خلاف اخبارات میں بیانات دیے، جن کے ترکی بہ ترکی ہندوستان بھر کے اخبارات نے جوابات دیے اور بعض اونچے رہنماؤں نے بھی چودھری چرن سنگھ کے بیان کی مذمت کی۔

حضرت مجاہد ملتؒ نے فساد کے دوران میرٹھ کی شہید کی ہوئی مسجدوں کی تعمیر کے لیے حکومت یو۔ پی سے مطالبہ کیا اور وزیر اعلیٰ یو۔ پی شری چندر بھان گپتا سے ان مسجدوں کو دوبارہ تعمیر کرائی۔ اس کے علاوہ آپ نے میرٹھ کے فساد میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے وارثان کو چار چار سو روپے کی امداد دلائی اور مجروحین و لٹے ہوئے مظلوموں کو بھی حکومت سے روپیہ دلایا۔ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے بھی آپ نے کئی ہزار روپیہ مقتولین کے وارثان مجروحین و مظلومین میں تقسیم کرایا۔

ملت کے محبوب رہنما سے میری آخری ملاقات

امریکہ سے واپسی پر حضرت مجاہد ملت مولانا محمد حفظ الرحمان صاحبؒ سے میری آخری ملاقات ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء کو صبح ۹ بجے حضرت کی نئی دلی کی قیام گاہ پر ہوئی۔ کوٹھی کے باہر ملاقاتیوں کا ہجوم تھا۔ چنانچہ میں اور میرے ساتھی اُس کمرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں ملت اسلامیہ کا محبوب رہنما مجاہد اعظم بستر علالت پر دراز تھا، حضرت مجاہد ملتؒ کو میں نے سلام کیا آپ نے مجھے دیکھتے ہی اشارے سے اپنے قریب بلا کر چارپائی پر بٹھالیا۔ اشارہ سے ہی خیریت معلوم کی اور ساتھی ہی اہل میرٹھ کی خیریت بھی معلوم فرمائی اور آہستہ سے فرمایا کہ سب سے میرا سلام کہہ دینا۔ یہ فرماتے وقت

حضرت کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ جن کو دیکھ کر میرے دل پر بے حد اثر ہوا اور میرے اندر ایک بے چینی سی پیدا ہوگئی۔

۲ اگست کی صبح کو آفتاب کی پہلی کرن نکلنے کے ساتھ ہی میرٹھ والوں نے اپنے محسن اور محافظ انسانیت و شرافت مجاہد ملتؒ کی وفات کی اندوہناک خبر سُنی تو جو جس جگہ تھا کچھ دیر کے لیے وہیں ساکت ہوگیا بازار بند ہوگئے، اسکول اور کالج بند کردیے گئے۔ ایصال ثواب کی محفلیں شروع ہوگئیں اور اسپیشل بسوں کے ذریعے ہزاروں شہریوں نے پہنچ کر اپنے محبوب رہنما کے آخری دیدار کیے اور آغوش رحمت کے سپرد کرنے کے بعد واپس لوٹے۔

آہ! حضرت مجاہد ملتؒ کی شخصیت، آپ کی شفقت، آپ کا خلوص ہمدردی، آپ کی ملک وملت کے لیے مسلسل جدوجہد، ایثار وقربانی اور مجاہدانہ جرأت وہمت یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت مجاہد ملتؒ کی ذات اس دور میں ملت اسلامیہ کے لیے ایک آخری سہارا تھی۔ افسوس کہ قدرت کے ہاتھ نے ہم سے اُس کو بھی چھین لیا۔ اس قحط الرجال کے دور میں ہماری نگاہیں سارے ملک میں تلاش کر رہی ہیں۔ لیکن ایسے شخص پر نظر نہیں پڑتی۔ جس کو حضرت مجاہد ملت مولانا محمد حفظ الرحمان صاحبؒ کا صحیح جانشین سمجھا جائے۔

''روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے خصوصی نمبر میں شائع کیا گیا۔''

مولانا عبیداللہ سندھی (مرحوم)

یہ گرمیوں کی ایک صبح تھی۔ مسجد دو منزلی لدھیانہ میں فجر کی اذان ہو چکی تھی اور دس بارہ نمازی رکی ہوئی نماز میں تھے۔ میری خوش قسمتی کہ میں بھی موجود تھا۔ مفتی محمد نعیم صاحب نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور نماز شروع ہو گئی۔ نماز ختم ہوئی۔ دعا کے بعد مفتی صاحب کھڑے ہوئے اور نماز میں موجود ایک شخص سے سلام دعا کے بعد حیران ہو کر عرض کی کہ حضرت آپ کب تشریف لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رات کی گاڑی سے آیا تھا مسجد کا دروازہ کھلا تھا۔ رات گئے کیا تکلیف دیتا مسجد میں سو رہا۔ رات گئے اسطرح آکر مسجد میں سو جانے والی ہستی امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی (سادگی کا ایک عملی نمونہ) ہمارے درمیان موجود تھے۔ مفتی صاحب کی گزارش پر مولانا عبیداللہ صاحب نے اسی وقت چند لوگوں کے سامنے مختصر سا بیان فرمایا گو میں کم عمر اور نا سمجھ تھا لیکن ان کا پرجوش لہجہ اور ولولہ مجھے اب تک یاد ہے۔ ان کے بیان کا موضوع تھا جدوجہد آزادی اور علماء کا کردار۔ کچھ دیر بعد شہر میں ان کی آمد کی اطلاع پل میں گشت کر گئی اور بے شمار لوگ ان کی زیارت کے لئے آنے شروع ہو گئے۔ مختصر سے قیام کے بعد مولانا سندھی لدھیانہ سے روانہ ہو گئے۔

اس مرد مجاہد نے ایک سکھ گھرانے میں جنم لیا تھا۔ والد کی وفات کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے دو سال بعد دادا بھی فوت ہو گئے۔ والدہ انہیں نانا کے پاس لے کر چلی گئیں۔ نانا بھی کٹر سکھ تھے مڈل سکول میں تعلیم پا رہے تھے کہ ایک ہندو لڑکے سے تحفۃ الہند کتاب ملی جسے پڑھ کر اسلام کی صداقت پر یقین بڑھا۔ اس کے بعد مولانا اسماعیل شہید رحمۃ کی تقویۃ الایمان ہاتھ آئی۔ انہی دو کتابوں کا مطالعہ ان کے اظہار اسلام کا باعث بنا۔ 15 سال کی عمر میں اسلام کی خاطر گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا۔ اسلامی تعلیمات دہلی میں مکمل کیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور حکمت سے بہت متاثر ہوئے۔ حضرت شیخ الہند (مرحوم)

کے تابع ہوئے اور انہی کے حکم پر کابل ہجرت کر گئے۔ افغانستان، ترکی، روس اور دیگر ممالک میں رہ کر حضرت شیخ الہند کی تعمیل حکم بجا لاتے رہے۔ ان ممالک میں ۱۱ سال کام کیا اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچے جہاں تقریباً ۱۳ سال مقیم رہے اور تقریباً ۲۴ سال بعد سنہ ۱۹۳۹ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی انتہائی پُرجوش اور متحرک سیاسی اور عملی زندگی گزار کر سنہ ۱۹۴۴ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین ان کی سیاسی زندگی پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مولانا عبداللہ لغاری صاحب نے مولانا کی سرگزشت کابل ایک کتاب تحریر کی جس میں تمام حالات درج ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم نے قرآنی آیات کی تفسیر سیاسی رنگ میں اور اپنے درس قرآن کی صورت "قوۃ رحمانی عبیدہٗ" کے نام سے قلمی تحریر ہے (غیر مطبوعہ ہے)۔ ایسی تفسیر شاید ہی کسی عالم دین نے اتنی عیاں کی ہو گی۔

مولانا عبیداللہ جیسی شخصیت دنیا میں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔

مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی مرحوم

مفتی محمد نعیم صاحب (مرحوم) لدھیانوی میرے نانا مرحوم (مفتی محمد رمضان صاحب) کے چھوٹے بھائی تھے۔ بہت چھوٹے ہی تھے کہ والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں اور انکی پرورش مفتی محمد رمضان صاحب نے ہی کی۔ اس رشتہ کے ناطے مفتی صاحب بھی ہمارے نانا ہوئے۔ مفتی صاحب حضرت شیخ الہند مرحوم کی شاگردی میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کانگرس اور جمعیۃ العلماء ہند میں شمولیت اختیار کرکے آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں تمام تر زندگی گزاردی لیکن پاکستان آنے کے بعد عملی سیاست سے کنارہ کش ہوگئے تھے۔

مفتی صاحب نے درس قرآن جو لدھیانہ میں شروع کیا تھا یہاں آکر بھی آپ نے تا دم حیات جاری رکھا وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے ہمارے ہاں ٹھہرتے۔ اس بہانے ہمیں بھی انکی صحبت سے لطف اندوز ہونیکا موقع میسر آتا رہتا۔ بہت ہی لطیف انداز میں لطیفے فرماتے۔ انکی ہر بات بھی تلی ہوئی۔ ہم نے کبھی انہیں دنیاوی باتوں میں الجھتے نہ دیکھا۔ نہایت ہی کم گو اور عالم باعمل تھے۔ زندگی بھر کھدر ہی پہنا۔ عمدہ چائے کے رسیا تھے۔ ایک مرتبہ انکے پاس فیصل آباد میں وائٹ یاسمین پینے کو ملی۔ یہ تحفہ نہ جانے کہاں کہاں سے ہوکر ان کے پاس پہنچا تھا۔

میری خوش قسمتی کہ جب ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں لدھیانہ میں تھا تو مجھے باقاعدگی سے انکا درس قرآن سننے کا شرف حاصل ہوا۔ گو اسوقت میں نو عمر ہی تھا لیکن انکا انداز بیان اتنے سادہ الفاظ میں ہوتا کہ ہر کس و ناکس کی سمجھ میں آجاتا۔ جمعہ کے دن انکا خطبہ سننے کا موقع بھی ملتا رہا۔ ایسا بیان پھر کبھی سننے میں نہ آیا جو لطف انکی امامت میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا آیا آج تک نصیب نہ ہوسکا۔

مفتی صاحب مرحوم ایک جید عالم باعمل تھے۔ وہ جدوجہد آزادی ہند میں حضرت مدنی رحمۃ کے ساتھیوں میں سے تھے لیکن افسوس یہ انکی اولاد میں سے کسی ایک نے بھی مفتی [illegible].

زندگی اگر تحریری شکل میں آجائیں

ی کہ حالت پر کیا نہ تھی ۔ ایسے ہی بہت سے حالاتِ

تو آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہو سکتے ہیں ۔

یہ چند اشعار مفتی محمد نعیم صاحب مرحوم کی ڈائری سے ملے جو کہ مرحوم نے وفات سے قبل تحریر کیے تھے

1۔ الٰہی جب ہوں رخصت میں جہاں سے
ترا ہی نام ہو جاری زباں سے

2۔ طفیل حضرت خیر الوریٰ کے اور انبیاء کے
جو الفت محبت میں اور میری جاں سے

3۔ ہوں آسان مشکلیں میری دمِ مرگ
تیری رحمت سے اور تیرے احساں سے

اللہ مفتی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں آمین ۔ ثم آمین ۔

مولانا حسین احمد مدنی مرحوم رحمتہ

علم وبصیرت اور ایمانی فراست کا ایک متحرک پیکر ۔ آپ کا فیضان نہ صرف ہندوستان ہی کی چار دیواری تک محدود رہا بلکہ عرب و عجم تک پھیلا ۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر حرم نبوی (صلعم) میں درس قرآن وحدیث کا آغاز فرمایا اور 18 سال تک علوم نبوت کی خدمت کی ۔ عمر کے آخری حصہ میں 33 برس دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس پر فائز رہے اور مشرق ومغرب کے لوگوں کو علوم کے آب حیات سے سیراب فرمایا ۔ جمعیۃ علمائے ہند کے صدر بھی رہے ۔ اسوۂ رسول (صلعم) کی پیروی میں اپنی دشوار گذار راہوں میں طعن و تشنیع کے تیر بھی کھائے ۔ مگر انکی زبان اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہ رہی ۔ مولانا مدنی کے حلقہ درس اور مقبولیت کا اندازہ کچھ اس طرح ہے کہ آج تک جتنے طلبہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر نکلے ان میں سے نصف سے زائد قریباً 4 ہزار صرف آپ کے شاگرد ہیں ۔ جن طلبہ نے 18 برس تک مدینہ منورہ میں ان سے پڑھا ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے ۔ ان علماء میں سے بیشتر دین اسلام کو سکھانے سمجھانے اور پھیلانے میں خوب معروف ہیں ۔ حضرت مدنی کا فیضان علم قیامت تک جاری رہے گا ۔ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم کی تحریک کے دیگر مقاصد جدوجہد کا ثمرہ ہے ۔

حضرت مدنی مرحوم کی زندگی علم وعمل ۔ زہد و تقوا ۔ توکل اور پاکبازی کی ایک ایسی مرتب کتاب ہے جس کی ہر ایک سطر آنے والوں کیلئے درس عمل ہے ۔ آپ نے ہر فن میں ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔

مولانا مدنی اللہ پاک کی ایک رحمت کی حیثیت سے اس دنیا میں تشریف فرما تھے - اللہ تعالیٰ نے
ان ہی کے رشد وہدایت کی ایک شمع دارالعلوم دیوبند میں روشن کی تھی جس کی
کرنیں اس دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنے لگی تھیں - بڑے بڑے علماء کے درمیان وہ
اس طرح ممتاز تھے جیسے آفتاب - کیا آفتاب کی روشنی سے انکار کیا جا سکتا ہے؟
آج دنیائے اسلام انکو شیخ الاسلام کے لقب سے پکارتی ہے اور یاد کرتی ہے -
مولانا کی شخصیت اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی جس سے مسلمان محروم ہو گئے ہیں -

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے ۔

(میں اگر زندگی میں کسی شخصیت سے متاثر ہوا تو وہ حضرت مولانا (رحمۃ) مرحوم ہی تھے)

ایم احمد

- 76 -

محمد منیف

ایم احمد

31 مارچ 1986

سند الفراغ من المدرسة العربية العالية الاسلامية الديوبندية

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

٥٥٣

الحمد لله الذي جعل الشريعة المطهرة مقياسا للحلال والحرام وانار لها معالم واعلاما يهتدي بها المتخبطون في غياهب الظلام واقام لها ائمة قائمين
بامر الله لا يضرهم من خذلهم لا يخافون في الله مصميات الملام ثم خلفهم في كل عصر جماعة يحفظون الدين وينقلون الاحكام فيا لهم من حملة العلوم
وطوبى لهم من ورثة الانبياء العظام والصلوة والسلام على من ارسله حين اظلمت الدنيا واحاطت بها حنادس الكفر ورجس الاصنام ليقيم الملة
العوجاء ويطهرها عن دنس الشرك ونجاسة الانصاب والازلام فمهد صلوات الله عليه وسلامه للشريعة اصولا وبين لها فروعا وفصولا حتى صارت منيعة لا ترام
وعلى اله واصحابه الذين هم قدوة الانام وسائر الائمة المجتهدين خصوصا سيدنا ابي حنيفة النعمان واصحابه الكرام وبعد فان العلوم شانها رفيع وجنابها منيع
لا سيما العلوم الدينية الحقيقية فانها ابت ان تناصح الا لمن وفقه الله في الدين وهداه الى معالم الحق واليقين وبعد فان الاخ الصالح الموفق
من الله الكريم المولوي محمد نعيم ابن مولانا المولوي المفتي محمد عبد الله الدهيانوي نور الله مرقده قد دخل هذه المدرسة العربية العالية
الاسلامية الديوبندية التي هي مركز العلوم الدينية ومدارها ومنها تتفجر انهارها وبحارها الثاني عشر من شوال المكرم سنة ثمان وعشرين بعد الف
وثلثمائة من الهجرة النبوية على صاحبها الف الف سلام وتحية فقرأ من علم التفسير الجلالين والبيضاوي ومن علم الحديث صحيحي الامامين الهمامين البخاري ومسلم
وسنن ابي داود وابن ماجه والترمذي والنسائي وشمائل الترمذي والموطائين للامامين العادلين مالك ومحمد ومعاني الآثار للامام الطحاوي رحمهم الله تعالى ومشكوة المصابيح
ومن علم اصول الحديث نخبة الفكر ومن علم الفقه جلدين الاولين والاخرين من الهداية ومن علم اصول الفقه نور الانوار ومختصر الحسامي والتوضيح والتلويح
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته للخيالي ومبحث الامور العامة من شرح المواقف والتعليقات الزاهدية على الامور العامة من شرح المواقف و
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمعاني والمطول ومن علم الادب المقامات للحريري وديوان المتنبي وديوان الحماسة ومن علم الفرائض السراجي ومن علم المناظرة
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته لحسن ولمولانا حمد الله ولمولانا القاضي لمبارك والتعليقات الزاهدية على الرسالة القطبية وحاشيته
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمعاني والمطول وملا سيد الزاهد الهروي ومن علم الفلسفة الميبذي وصدرا والشمس البازغة ومن علم العروض
الرشيدية ومن علم المعقول شرح السلم للعلام لمولانا محمد حمد الله ... على طريقة حسنة رضي عنها الاساتذة واركان المدرسة وهو عندنا سليم الطبع مستقيم الفهم
لمولانا علام يحيى وشرح التهذيب لجلال الدين الدواني وحاشيته ... اجزناه وكتبنا له هذه الورقة لتكون سندا وتذكرة عند مس الحاجة ونوصيه و
عروض المفتاح ومن علم الصيغة التصريح وشرح الجغميني والسلم ... سنية مشتغلا بنشر الاحكام الشرعية مكبا على مطالعة الكتب الدرسية في ترويج العلوم
ذو استعداد مناسب ومناسبة تامة بالعلوم والان لما ... المبتدعة من الاختراع في الدين ... على ما مضى عليه القرون
بالله التوفيق ان يتقي الله سرا وعلانية يتبع السنة ال... في دعواته الصالحة والله الموفق والمعين واخر دعونا ان الحمد لله
الدينية وان يكون مقتفيا لآثار السلف الصالحين ... ثلثمائة وثلث وثلثين من الهجرة النبوية صلى الله عليه وسلم
المشهود لها بالخير من الصحابة والتابعين الائمة ...
رب العلمين وكان ذلك لثلث ايام

... كين والمدرسين

امضأت الاراكـ...

بنده محمد احمد ... بنده عزيز الرحمن عفي عنه ... بنده محمد حسن عفا الله عنه ... فقير اصغر حسين عفي عنه ... محمد انور ...

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ ملک کی آزادی تک جمعیت علماء ہند کے نائب صدر اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے قریبی رفقاء اور جمعیت علماء ہند کے ساتھیوں میں درج ذیل حضرات تھے۔ اِن میں آپ کے اُستاد

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ (جمعیت علماء ہند کے پہلے صدر)

(۱) امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ

(۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

(۳) حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ مفتی اعظم ہندوستان

(۴) مولانا عبیداللہ سندھیؒ

(۵) مولانا احمد علی لاہوریؒ

(۶) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

(۷) مولانا احمد سعید دہلویؒ

(۸) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۹) قاری محمد طیبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(۱۰) مولانا محمد میاںؒ (ناظم جمعیت علماء ہند)

(۱۱) مولانا گل بادشاہؒ (صدر جمعیت علماء سرحد)

''مفتی محمد نعیمؒ صاحب دارالعلوم کے فاضل قدیم، متحدہ ہندوستان و پاکستان میں علمی و دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز و مشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمتِ خلق میں گزرا اور ہمیشہ دینی و قومی جدوجہد میں مصروف رہے۔

(روائیداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

مولانا محمد نعیم صاحب

آپ نے کہا مسلمانوں
میں اسلام کا درد اور مذہبی حمیت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسلام
آباؤ اجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور جس طرح مال متروکہ کی قدر اولاد کو نہیں
ہوا کرتی اسی طرح ان مسلمانوں کو اس اسلامی ترکہ کی قدر نہیں۔

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علمائے ہند — شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

(1888 - 1971)

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice-President Jamiat Ulama e Hind

پنجاب کے انقلابی عالم! مولانا محمد نعیم صاحب

ہندوستان کے جلیل القدر متبحر عالم، خاندان علمائے لدھیانہ کے سب سے بڑے فاضل ملک کی آزادی کے بہادر جرنیل مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ گھر کا علمی ماحول تھا ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اس کے بعد دیوبند میں ہندوستان کے نامور انقلابی رہنما مولانا شیخ الہند اسیر مالٹا سے تعلیم و تربیت حاصل کی ۱۹۲۱ء سے ملک میں تحریکات کا آغاز ہوا۔ آپ بہادر سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ خلافت اور کانگرس کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ اور کانگرس کے پورے وفادار رہے

پٹیل کمیٹی

صوبہ سرحد میں حکومت نے سرخپوش مجاہدین آزادی پر ۱۹۳۰ء میں جو بے پناہ مظالم کئے اور قصہ خوانی بازار میں نوکر شاہی نے تشدد و بربریت کا جو انسانیت سوز مظاہرہ کیا۔ اس سلسلہ میں انڈین نیشنل کانگرس نے سردار وٹھل بھائی پٹیل کی زیر قیادت آزاد تحقیقاتی کمیشن پٹیل کمیٹی کے نام سے بٹھایا مفتی صاحب اس میں شریک تھے۔ آپ نے بڑی جانفشانی اور محنت سے تمام حقائق جمع کئے۔ اور اس رپورٹ کی ترتیب و تکمیل میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔ حکومت نے اپنے جرائم کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لئے اسے ضبط کر لیا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو اب وہ رپورٹ صحیح حالت میں لوگوں کے سامنے آجائے گی۔

آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے بعد ساتویں ڈکٹیٹر قرار پائے اور دہلی میں ایک عظیم الشان جلوس کی رہنمائی کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔

مصر میں گرفتاری

۱۹۳۴ء میں آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے اور ساتھ ہی مصر، فلسطین، عراق وغیرہ کی سیاحت کا بھی پروگرام بنایا۔ حکومت آپ کو پاسپورٹ دینے میں کافی پس و پیش کرتی رہی۔ کافی جدوجہد کے بعد پاسپورٹ دیدیا۔ اور جب آپ حج سے فارغ ہو کر مصر افریقہ کی بندرگاہ سویز پر پہنچے تو آپ کا پاسپورٹ منسوخ کر دیا گیا۔ اور برطانوی اشارہ پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور خطرناک باغی قرار دیکر آپ کا داخلہ مصر میں ممنوع قرار دیا۔ اور آپ کو گرفتاری کی حالت میں فلسطین لا کر چھوڑ دیا۔ ہندوستان میں تو گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا لیکن مصر میں بھی انہوں نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا

دور سکندری

مفتی صاحب ہمیشہ سچائی پسند ہے۔ اور آپ کا طرز عمل بہت صاف اور واضح رہتا ہے۔ کسی شخص کو آپ کی ذات کے

جمعیتہ علما اور کانگرس

جمعیتہ علما ہند نے ہمیشہ کانگرس کے دوش بدوش ہو کر آزادی کی جدوجہد میں جانفروشانہ خدمات انجام دیں خواہ وہ ۱۹۲۱ء کی سول نافرمانی ہو ۱۹۳۰ء کی جنگ یا ۱۹۴۲ء کی انقلابی لڑائی۔ اس سلسلہ میں مفتی صاحب ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ اور آپ نے ان فیصلوں میں سرگرم حصہ لیا ہے۔ جمعیتہ علما ہند نے اپنے تاریخی اجلاس امروہہ میں کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل کی جو مشہور تجویز منظور کی تھی۔ اور اس کے مطابق جنگ آزادی لڑنے کیلئے جو وار کونسل بنائی گئی تھی۔ مفتی صاحب اس کے سرگرم رکن تھے۔ اور آپ نے اس پروگرام کی تکمیل میں نمایاں حصہ لیا تھا۔

پہلا یوم آزادی

لدھیانہ میں ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء کو پہلا یوم آزادی منانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ شہر کی تمام پبلک جگہوں پر پولیس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ رجعت پسند طبقہ حکومت کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو اس قدر ڈرایا گیا تھا کہ جو شخص آزادی کا پرچم لہرائے گا۔ شاید وہ پولیس کی سنگینوں کی نذر ہو جائے اور جس جگہ لہرایا جائے وہ ہمیشہ کے لئے حکومت کے قبضہ میں چلی جائے۔ ان نازک حالات میں مفتی محمد نعیم صاحب کی ذات گرامی تھی۔ جنہوں نے لدھیانہ کی سرزمین پر اللہ کے گھر شاہی مسجد میں پہلا پرچم آزادی پوری جرات جوانمردی کیساتھ سربلند کیا۔ پولیس کی مسلح گاردیں محاصرہ کے لئے کھڑی تھیں۔ نوکر شاہی کے ایجنٹ بھی لوگوں میں خوف پیدا کر رہے تھے۔ لیکن حریت پسندوں کے بہادرانہ اقدام پر نوکر شاہی دم بخود ہو کر رہ گئی۔ اور پرچم آزادی پوری شان کے ساتھ لہرانے لگا۔

انگریز کی ضمانت

آپ نے ملک کی ہر لڑائی میں سرگرم حصہ لیا۔ اور جب بھی قربانی کی ضرورت ہوئی آپ مردانہ وار سامنے آگئے اور تقریباً ہر تحریک میں قید و بند اور نظر بندی کی مشکلات برداشت کیں آپ پر ۱۹۳۱ء میں لدھیانہ میں ۱۲۴ الف بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا وہاں مجسٹریٹ نے آپ سے ضمانت کیلئے کہا۔ آپ نے اس پیشکش کا ایسا مدلل جواب دیا۔ جس پر مجسٹریٹ شرمسار ہو کر رہ گیا آپ نے فرمایا کہ حکومت مجھے یقین دلا سکتی ہے کہ وہ ایک سال تک ملک میں رہے گی تو مجھ سے ایک سال کے لئے ضمانت طلب کرتی ہے۔

جمعیتہ کی سول نافرمانی

۱۹۴۲ء میں ایک جانب کانگرس انگریز کے خلاف میدان جنگ میں کھڑی تھی۔ دوسری طرف جمعیتہ علماء ہند نے دہلی میں مورچہ لگا دیا۔ آل انڈیا جمعیتہ کی تحریک سول نافرمانی میں

[illegible] صحیح سمجھتے ہیں پوری صداقت سے اس کی حمایت کرتے ہیں جسے غلط خیال کرتے ہیں۔ اس کی مخالفت سے گریز نہیں کرتے کوئی وجاہت قدرت یا لالچ آپ کی راہ میں حائل نہیں ہوتا انگریز اور انگریزی ایجنٹوں کے متعلق آپ [illegible] جانتے ہیں ان کی [illegible] دوری ہی اختیار فرماتے ہیں پنجاب میں ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں یونینسٹ پارٹی کامیاب ہوئی۔ اور عنان اقتدار سر سکندر حیات کے ہاتھ میں آئی۔ آپ انہیں انگریزی روحوں سے تعبیر کرتے رہے جو ہندوستانی جسموں میں داخل ہو گئی ہیں آپ ان سے نفرت پر تیار تھے۔ سر سکندر حیات نشۂ اقتدار سے مست ہو کر لدھیانہ آئے۔ اور اپنے سیاسی مخالفین خصوصاً مفتی صاحب کو اپنی طاقت اور اقتدار سے ہموار کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن منکسرانہ انداز میں آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ مجھے سکندر حیات سے کوئی کام نہیں۔ سر سکندر حیات اس جواب سے غصہ میں بھر گیا۔ اور اس نے آپ کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ بنا کر آپ کو ایک سال کیلئے جیل میں بھجوا دیا۔ سر سکندر حیات بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جیل کی میعاد بھی پوری ہو گی۔ لیکن دونوں کی تاریخ رہتی دنیا تک باقی رہیگی

۱۹۴۲ء کی نظر بندی

اگست ۱۹۴۲ء میں آزادی کا نعرہ بلند ہوا۔ اور ملک میں برطانوی ظلم و تشدد کا دور شروع ہو گیا۔ ۱۰ اگست کے روز سرزمین لدھیانہ پر آپ سب سے پہلے گرفتار کر لئے گئے اور ڈھائی برس تک پنجاب کی مختلف جیلوں میں نظر بند رہے نظر بندی کے زمانہ میں آپ انتہائی شدید طور پر بیمار ہو گئے اور تقریباً چھ ماہ تک بستر مرگ پر پڑے رہے۔ بعض اوقات بالکل مایوسی کی حالت بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ لیکن آپ کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ پورے متانت کے ساتھ آپ نے نظر بندی کے ایام پورے کئے۔

آپ پنجاب کانگرس میں خاص احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں مخالف و موافق آپ کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ آپ صوبہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی، آل انڈیا کانگرس اور صوبہ کانگرس کمیٹی کے متعدد بار ممبر رہے۔ شہر کانگرس کمیٹی اور ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی لدھیانہ کے برسوں صدر رہے۔ پر آشوب زمانہ انقلاب ۱۹۴۲ء میں آپ ہی لدھیانہ ڈسٹرکٹ کانگرس کے صدر تھے۔ مذہبی طور پر آپ ہندوستان کے آزاد خیال، قوم پرور علماء کی جماعت جمعیتہ علماء ہند کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ یہاں خاص حیثیت کے مالک ہیں۔ برسوں سے ورکنگ کمیٹی کے ممبر چلے آرہے ہیں۔ اور آجکل نظامت کے عہدہ پر مامور ہیں۔

آپ ایک سچے محب وطن اور صحیح الخیال کانگرسی رہنما ہیں۔ آپ کی ثابت قدمی اور کانگرس کے ساتھ وفاداری بے مثال ہے۔ ملک میں سینکڑوں طوفان آئے اور فرقہ وارانہ آندھیاں چلیں اور بڑے بڑے پہاڑ اس رو میں بہہ گئے آپ نے ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر قسم کا بہتان برداشت کیا۔ اور مخالفت قبول کی۔ مگر اپنی صحیح جگہ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑی۔

یوم آزادی

ایک وہ روز تھا ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء کو پہلا یوم آزادی منانے پرچم آزادی لہرانے کے لئے سرزمین لدھیانہ تنگ تھی۔ مفتی صاحب آپ کے ساتھی مضبوط ہاتھوں سے پرچم آزادی لئے کھڑے ہوئے۔ آج ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں یہ خلوص قربانیاں رنگ لائیں وہی پرچم سرکاری عمارتوں پر لہرا رہا ہے۔ جو سنگینیں بندوقیں کل مخالف تھیں۔ وہی آج محافظ ہیں۔ اور نوکر شاہی کے ایجنٹ دست بستہ اس کو سلامی کر رہے ہیں۔ اور اس کی سلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

Daily NewsPaper Haqiqaat 15-08-1947

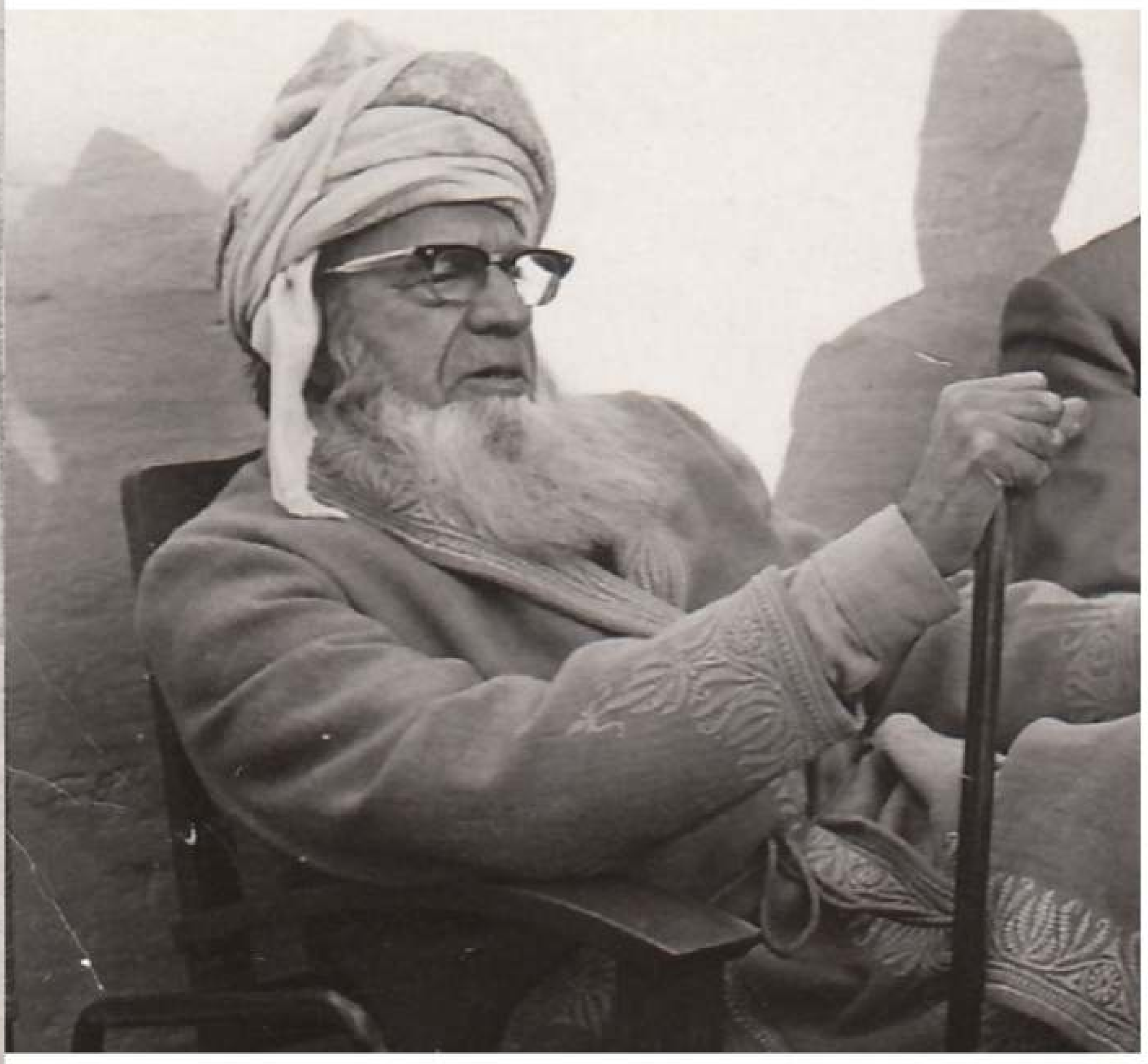

حضرت مولانا

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علمائے ہند — شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

(1888 - 1971)

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice-President Jamiat Ulama e Hind

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

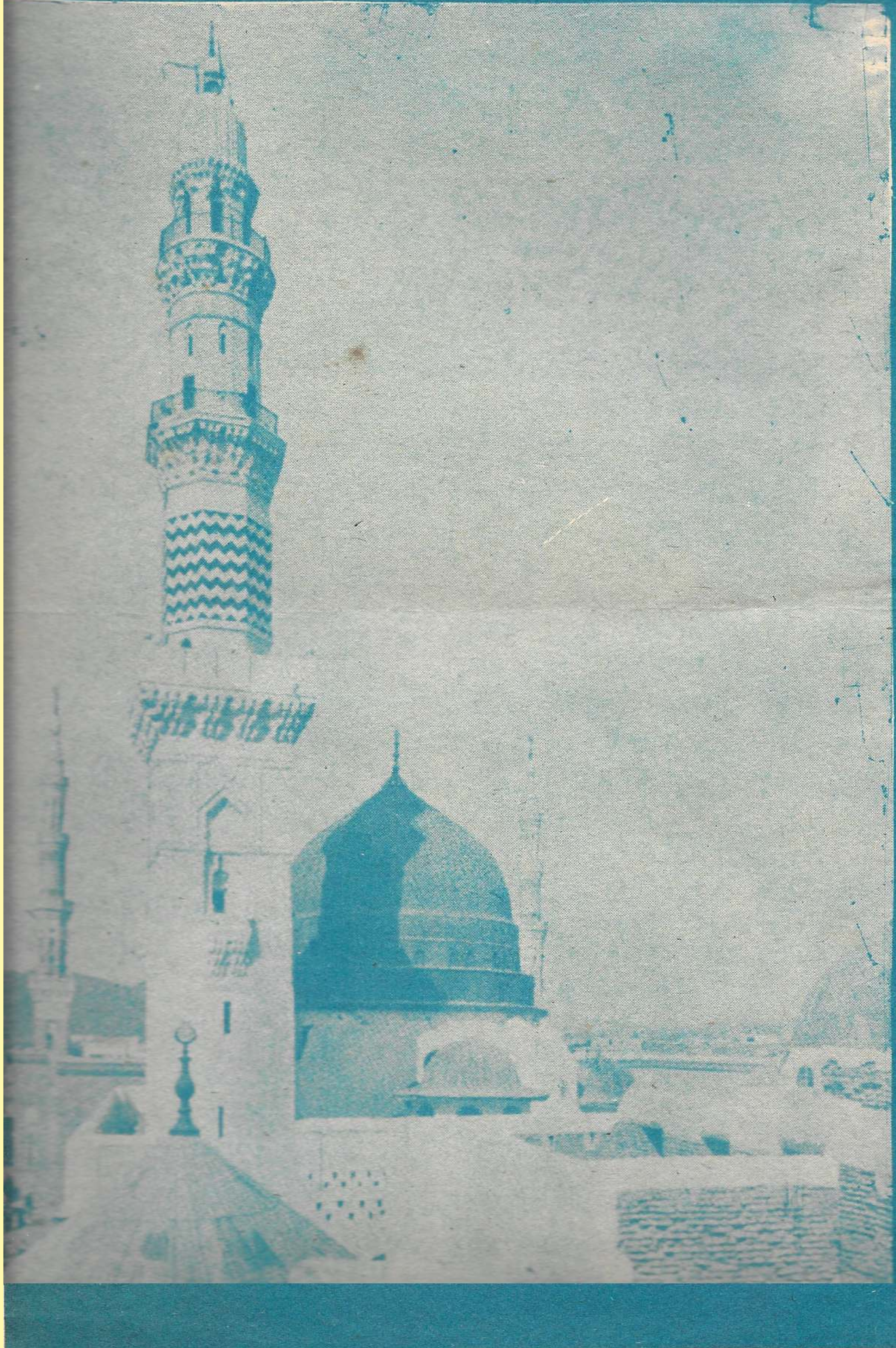

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبیداللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۲۴ ذیقعد ۱۳۹۰ھ ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان غربی

۳۵ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۴ر ذیقعد ۱۳۹۰ھ

۲۲ر جنوری ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶

شمارہ ۳۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

•

★ احادیث الرسولؐ
★ اداریہ
★ مولانا سید اسعد مدنی کیساتھ چند روز
★ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی
★ اسلام کا نظام حکومت
★ درس قرآن
★ حنین ابن اسحاق
★ پاکستان کے آئین سازوں سے
★ تصوف کی انقلابی حیثیت
★ اسلامی تعلیمات
اور
★ دوسرے مضامین

مولانا مفتی محمد نعیم لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدانہ کارناموں — اور اسلامی خدمات پر ایک نظر

آپ کے دادا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتوےٰ صادر کیا

★ عُلماءِ لدھیانہ کی علمی و قومی خدمات کا تذکرہ ! ★

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی کا گذشتہ دنوں ساہی وال میں انتقال ہوگیا —— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥ مفتی صاحب مرحوم جامع مسجد جناح کالونی لائلپور کے خطیب اور پاکستان کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے تحریکِ آزادی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و استقامت کی توفیق بخشے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم رح اُس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو قرونِ اُولیٰ اور سلفِ صالحین کی یادگار تھا۔

یہ وہ خاندان تھا جس کے مورثِ اعلیٰ مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالقادر رح درویش صفت اور ولیٔ کامل تھے جو کہ ضلع لودھیانہ کے ایک موضع تلبھیّے وال میں سکونت پذیر تھے۔

یہ وہ خاندان تھا جس کو شاہ شجاع الملک والئے کابل کے بھائی شاہ زمان صاحب مذکورہ گاؤں سے خاص شہر لودھیانہ میں بصد منّت و سماجت اس شرط پر لائے تھے کہ مَیں موذّن کے فرائض ادا کروں گا اور ایک غریب ترین محلہ میں آپ کو آباد کیا جائے گا۔

افغانستان کے دو قبیلوں میں جنگ ہونے کی وجہ سے سدوزئی قبیلہ کو شکست ہوئی تھی اور وہ قبیلہ انگریزوں کا حلیف تھا شاہ شجاع الملک تو قتل کر دیا گیا تھا اور شاہ زمان کو اندھا کر دیا گیا تھا۔ اور لودھیانہ میں ان کو پناہ گزین بنایا گیا تھا۔

یہ وہ خاندان ہے جس نے کتاب و سنّت کی اشاعت میں اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ اور اپنے مواعظ حسنہ سے شرک و بدعت کا قلع قمع کر رہے تھے۔ یہ خاندان رُشد و ہدایت کا مینار تھا

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (۲) حضرت مولانا محمد صاحب اور (۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب۔ بفضلہٖ تعالیٰ تینوں ہی یکتائے روزگار اور ہمہ صفت موصوف تھے اور تینوں ہی ضرب المثل "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق تھے۔ تصوّف، فقاہت اور فلسفہ و منطق میں بے مثال اور بے نظیر تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادہ تھے اور وہ لودھیانہ میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے ایک بھتیجے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بن مولانا محمد زکریا ابن مولوی محمد صاحب تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم تو گھر ہی میں حاصل کی اور بعدازاں فاضل دیوبند بنے۔ ۱۹۲۰ء سے ہی ہر دو حضرات نے علاوہ دینی خدمت کے سیاسیات میں حصّہ لینا شروع کر دیا تھا۔ کسی شاعر نے ہر دو حضرات کے حق میں چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں ؎

عالموں کا خاندان ہے لودھیانے میں مقیم
فخر جس کا ہے حبیب اور ناز جس کا ہے نعیم
دینِ حق کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰ کا نام نامی ان کے دل کا چین ہے
لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اُڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

یہ اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنی روحانی قوت اور کشف و الہام کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا تھا۔ استخارہ کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دنیا دار شخص ہے۔ چنانچہ بعد ازاں ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کا دجل و فریب، مجددیّت اور نقلی نبوّت کا کھلّم کھلاّ انکشاف ہو گیا اور وُہ انگریزوں کا خود کاشت پودا تھا۔ چنانچہ عدالتوں نے بھی حال ہی میں اس کے کفر کا فیصلہ دیا۔

مفتی محمد نعیم صاحب نے ہمیشہ کلمۂ حق کا اعلان کیا جس میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں پیش آتی رہیں لیکن انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرنے میں مطلق کوتاہی نہیں کی۔ آج ملّتِ اسلامیہ ایک عالمِ باعمل اور مجاہد فی سبیل اللہ سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ کا انتقال ۲۰ر شوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام ساہیوال ہوا اور آپ کی تدفین بتاریخ ۲۱ر دسمبر بمقام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی ہے۔ ہر دو مقامات پر ہزارہا لوگوں اور علمائے کرام نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ

ہر ہر کروٹ پر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مفتی محمد نعیم لدھیانوی کی ایک ایسی شخصیت تھی جس کو ایک تو خاندانی نسبت سے بفضلہٖ تعالیٰ وافر حصہ خدا نے بخشتا تھا اور دوسری وجہ یہ ہوئی کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان کو استادِ کامل دیا جو علاوہ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل ہونے کے مردِ مجاہد اور بطلِ حریت کے شہسوار تھے جن کی زیرِ تعلیم و تربیت کے تقریباً دس سال گزارے جنہوں نے اپنے شاگرد خاص کے دل میں آزادی کی روح پھونک دی تھی ـــــ اور قرآن فہمی و تبلیغ کتاب و سنت کا ایسا رنگ چڑھا دیا تھا جس کی نظیر بمشکل ملتی ہے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا نے آپ کے قلب میں قرآن کا جذبہ موجزن کر دیا تھا چنانچہ آپ نے قرآن کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔ قریباً پچاس برس آپ نے لودھیانہ، راولپنڈی، منڈی بہاء الدین اور جناح کالونی لائلپور میں نہایت عمدگی سے مسلمانوں کو قرآن کا درس دے کر ان کی علمی تشنگی بجھائی اور روحانی تسکین فرمائی۔ ہزاروں عوام نے آپ سے قرآن سمجھا اور سینکڑوں علماء نے آپ کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر معارفِ قرآنی کے جواہر سے جھولیاں بھریں۔ راقم السطور بھی تقریباً دس سال آپ کے درسِ قرآن میں شریک ہوتا رہا۔ جو کہ لودھیانہ میں دومنزلی مسجد میں نماز فجر کے نصف گھنٹہ بعد ہوا کرتا تھا۔ اور آپ ہی کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کی برکت سے بندہ نے بھی اپنی مسجد میں یہی سلسلہ جاری کیا جو ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔

مفتی محمد نعیم نے جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد دومنزلی میں درس قرآن جاری رکھا ہوا تھا۔ جمعہ کے وقت سینکڑوں لوگوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔ ایک گھنٹہ میں قرآنی آیات کے اسرار و رموز بیان کئے جاتے تھے اور حاضرین قرآنی احکام سن کر روحانی خوراک حاصل کرتے تھے۔

ماہ رمضان میں ستائیسویں اور انتیسویں راتوں کو شبینہ، ختم القرآن دومنزلی مسجد اور مدرسہ عربیہ محمودیہ میں ہوا کرتا تھا جن میں چیدہ چیدہ حفاظ اور قراء قرآن خوانی میں شرکت فرماتے تھے۔

مفتی صاحبؒ کو اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ سے اتنی محبت تھی کہ انجمن اصلاح دارین کی زیرِ سرپرستی ایک عالی شان دینی مدرسہ قائم کیا تھا جس میں مقامی اور غیر مقامی طلبہ کو قرآن حفظ کرایا جاتا تھا اور مبلغین اور علماء پیدا کئے جاتے تھے۔

طالبات کے لئے بھی آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام "مدرسہ بنات الاسلام" رکھا گیا ـــ سب سے پہلے آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو خود قرآن و حدیث پڑھایا۔ بعد ازاں ان کی وساطت سے یہ فیض عام جاری کیا تاکہ مستورات بھی دینی علم اور کتاب و سنت سے محروم نہ رہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مذکورہ مدرسہ ساہیوال میں منتقل ہو گیا اور یہ مدرسہ عرصہ ۲۳ سال سے باقاعدہ جاری ہے اور اس نے شان دار کامیابی حاصل کی ہے۔

لائلپور جناح کالونی کی جامع مسجد میں بھی آپ متواتر عرصہ دس سال درس قرآن دیتے رہے۔

ایک تو آپ کے دادا مرحوم حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ مجاہدِ ملت تھے اور انہوں نے اپنے وطن مالوف لودھیانہ شہر کو اسی مطمحِ نظر سے چھوڑا تھا اور جنگ آزادی کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس نہیں لوٹے۔

دوسرے آپ کے استاد مکرم اعلیٰ درجہ کے سیاست دان تھے اور انہوں نے استخلاص وطن کے لئے جزیرہ مالٹا میں قید کی صعوبتیں جھیلیں۔ ان دو بناء سے حضرت مفتی صاحب پر سیاست کا رنگ غالب تھا۔

آپ حضرت حسین احمد صاحب مدنیؒ کے دل و جان سے شیدائی اور ان کے مسلک کے فدائی تھے۔ جمعیت علماء ہند کے امیر رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی، اشاعتِ دینِ متین اور استخلاص وطن کی جدّ و جہد کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا طرزِ بیان بالکل انوکھا تھا اور دلوں پر گہرا اثر ڈالتا تھا۔ آپ کانگرس کے پلیٹ فارم پر سیاسی تقاریر کے دوران ہندوؤں اور سکھوں کے مجمعوں میں مذہب اسلام کی سچائی بیان کیا کرتے تھے۔

حق تعالیٰ نے ایک طرف آپ کو آفتابِ شریعت بنایا تھا اور دوسری طرف آپ کو میدانِ سیاست کا ایک بہترین شاہسوار اور جنگِ آزادی کا ایک قابل ترین سپہ سالار، اور تسلط اغیار کے مقابلہ میں مجاہد اعظم بنایا تھا تاکہ مذہب اور سیاست کے ہر دو میدانوں میں آپ مسلمانوں کی بہترین رہبری اور قیادت فرما کر سلفِ صالحین کا ایک زندۂ جاوید نمونہ بنیں۔

مرحوم نے اپنی پوری زندگی دین اور وطن کے لئے وقف کر دی تھی ایک ہی وقت جہاں آپ ایک طرف مسندِ درس پر علوم کے دریا بہاتے ہوئے نظر آتے تھے تو دوسری طرف آزادیِ وطن کے سیاسی پلیٹ فارم پر ظالم انگریزوں کے خلاف ترکِ موالات کے پیغام بھی سناتے ہوئے دیکھے جا رہے تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا علماء دیوبند سے خاص تعلق و رابطہ تھا۔ وہ گاہے بگاہے لودھیانہ میں اپنے سفروں کے دوران میں ان کے ہاں ضرور قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ بڑے اعلیٰ میزبان تھے وہ ان حضرات کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔

آپ کو حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ اور مولانا قاری محمد طیب صاحب کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت قاری صاحب موصوف جب کبھی تشریف لاتے تو آپ ضرور ان کی زیارت اور صحبت سے

مستفیض ہوتے۔ آپ وقتاً فوقتاً تبلیغی و اصلاحی پمفلٹ وغیرہ بھی شائع فرماتے رہتے۔ آڑے وقت کئی دفعہ آپ نے قنوتِ نازلہ طبع کرا کر لوگوں میں مفت تقسیم کرائی۔ شب برأت، رمضان مبارک، زکوٰۃ اور عیدین کے احکام بھی رسائل کی شکل میں چھپوا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے

دینی مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرما کر اپنے فصیح و بلیغ مواعظِ حسنہ سے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پہ چلنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور مذاہب باطلہ کے عقائد کی سخت مذمت کیا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر میں وہ اثر ہوتا تھا کہ ہزاروں قلوب پہ رقت طاری ہو جاتی تھی۔

آہ رخصت ہو گئے دنیا سے وہ شیخِ زمن
جامع الاوصاف یکتا مصلح دورِ فتن
بوئے قاسم بھی تھی ان میں خوئے محمود حسن
پھول وہ مرجھا گیا گلزار تھا جس سے چمن

◎

سند الفراغ من المدرسة العربية العالية الاسلامية الديوبندية

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

٥٥٣

الحمد لله الذي جعل الشريعة المطهرة مقياساً للحلال والحرام وأنار لها معالم وأعلاماً يهتدي بها المتخبطون في غياهب الظلام وأقام لها أمة قائمين
بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا يخافون في الله مصميات الملام ثم خلفهم في كل عصر جماعة يحفظون الدين وينقلون الأحكام فيا لهم من حملة العلوم
وطوبى لهم من ورثة الأنبياء العظام والصلوة والسلام على من أرسله حين أظلمت الدنيا وأحاطت بها حنادس الكفر ورجس الأصنام ليقيم الملة
العوجاء ويطهرها عن دنس الشرك ونجاسة الأنصاب والأزلام فمهد صلوات الله عليه وسلامه للشريعة أصولاً وبين فروعاً وفصولاً حتى صارت منيعة لا ترام
وعلى آله وأصحابه الذين هم قدوة الأنام وسائر الأئمة المجتهدين خصوصاً سيدنا أبي حنيفة النعمان وأصحابه الكرام بعد فإن العلوم شأنها رفيع وجنابها منيع
لا سيما العلوم الدينية الحقيقية فإنها أبواب تناصح الإسلام وفقه الله في الدين وهداية إلى معالم الحق واليقين وبعد فإن الأخ الصالح الموفق
من الله الكريم المولوي محمد نعيم ابن مولانا المولوي المفتي محمد عبد الله الدهيانوي نور الله مرقده قد دخل هذه المدرسة العربية العالية
الاسلامية الديوبندية التي هي مركز العلوم الدينية ومدارها ومنها تتفجر أنهارها وبحارها الثاني عشر من شوال المكرم سنة ثمان وعشرين بعد الألف
وثلاثمائة من الهجرة النبوية على صاحبها ألف ألف سلام وتحية فقرأ من علم التفسير الجلالين والبيضاوي ومن علم الحديث صحيحي الإمامين الهمامين البخاري ومسلم
وسنن أبي داود وابن ماجه والترمذي والنسائي وشمائل الترمذي والموطائين للإمامين العادلين مالك ومحمد ومعاني الآثار للإمام الطحاوي رحمهم الله تعالى ومشكوة المصابيح
ومن علم أصول الحديث نخبة الفكر ومن علم الفقه مجلدين الأولين والأخيرين من الهداية ومن علم أصول الفقه نور الأنوار ومختصر الحسامي والتوضيح والتلويح
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته للخيالي ومبحث الأمور العامة من شرح المواقف والتعليقات الزاهدية على الأمور العامة من شرح المواقف و
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمعاني والمطول ومن علم الأدب المقامات للحريري وديوان المتنبي وديوان الحماسة ومن علم الفرائض السراجي ومن علم المناظرة
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته لحسن ولمولانا أحمد الله ولمولانا القاضي لمبارك والتعليقات الزاهدية على الرسالة القطبية وحاشيته
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمعاني والمطول مع حاشية السيد الزاهد الهروي ومن علم الفلسفة الميبذي وصدرا والشمس البازغة ومن علم العروض
الرشيدية ومن علم المعقول شرح السلم للعلامة لمولانا محمد حمد الله [illegible] على طريقة رضي عنها الأساتذة وأركان المدرسة وهو عندنا سليم الطبع مستقيم الفهم
لمولانا علام محي وشرح التهذيب لجلال الدين الدواني [illegible] أجزناه وكتبنا هذه الورقة لتكون سنداً وتذكرة عند مس الحاجة ونوصيه و
عروض المفتاح ومن علم الصيغة التصريح وشرح الجغميني والسبع [illegible] سنية مشتغلاً بنشر الأحكام الشرعية مكباً على مطالعة الكتب الدرسية في ترويج العلوم
ذو استعداد مناسب ومناسبة تامة بالعلوم والآن [illegible] بأعمالها المبتدعة من الاختراع في الدين [illegible] على ما مضى عليه القرون
بالله التوفيق أن يتقي الله سراً وعلانية ويتبع السنة [illegible] في دعواته الصالحة والله الموفق والمعين وآخر دعونا أن الحمد لله
الدينية وأن يكون مقتفياً لآثار السلف الصالحين [illegible] ثلثمائة وثلث وثلثين من الهجرة النبوية صلى الله عليه وسلم
المشهود لها بالخير من الصحابة والتابعين الأئمة [illegible]
رب العلمين وكان ذلك لثلثة أيام [illegible]

امضات الاراكين والمدرسين

فقير اصغر حسين عفي عنه

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ
اور جماعتِ شیخ الہند
حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ
حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(ناظم جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ
(ناظم جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا بشیر احمد بھٹہؒ
(ممبر مجلس عاملہ جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
(نائب صدر جمعیت علمائے ہند)
حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند پنجاب)
حضرت مولانا سید گل بادشاہ
(صدر جمعیت علمائے ہند سرحد)
حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری
ممبر مجلس عاملہ جمعیت علمائے ہند

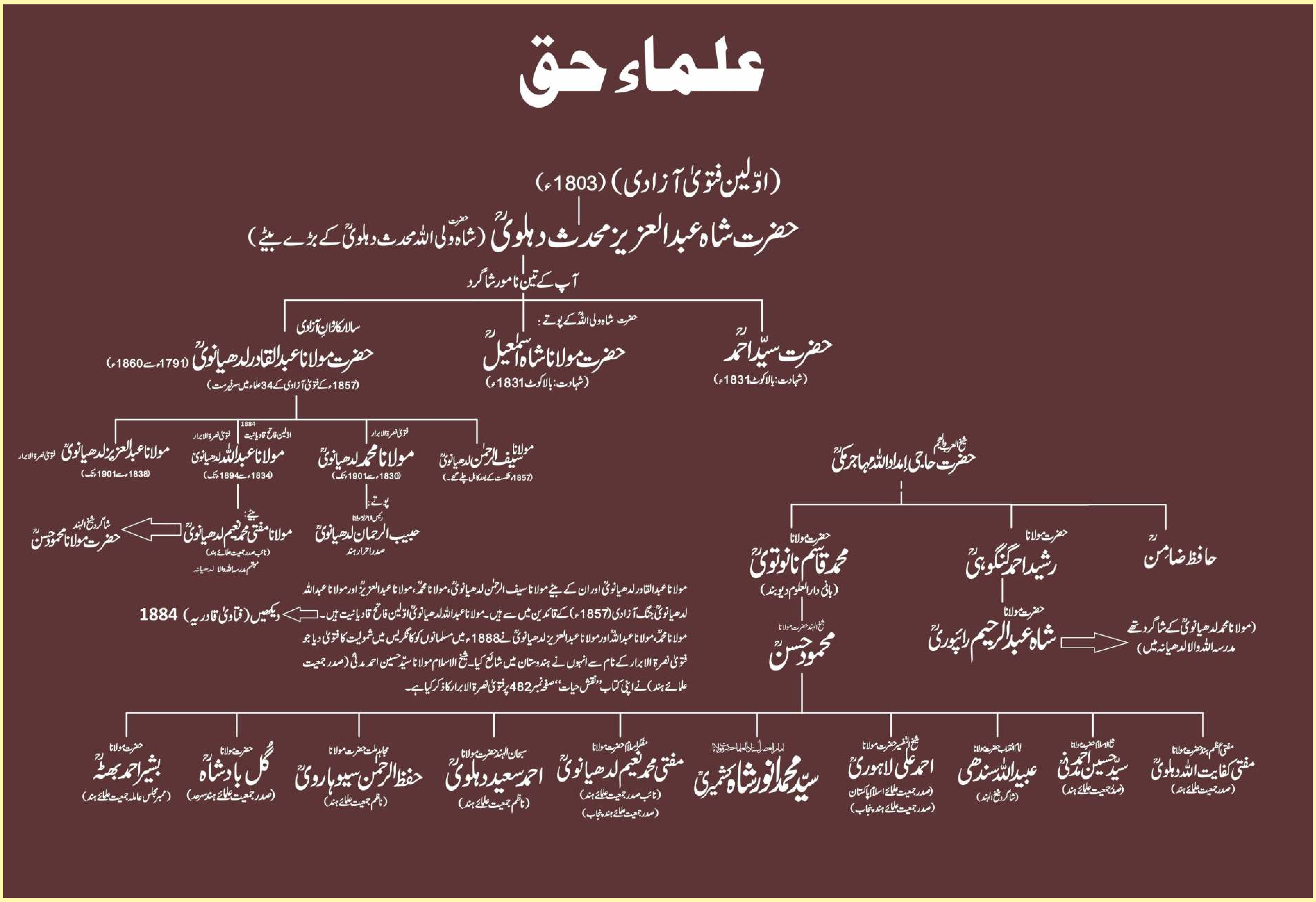
علماء حق
(اوّلین فتویٰ آزادی) (1803ء)
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بڑے بیٹے)
آپ کے تین نامور شاگرد
سالار کاروانِ آزادی
حضرت مولانا عبد القادر لدھیانویؒ (1791ء سے 1860ء)
(1857ء کے فتویٰ آزادی کے 34 علماء میں سرفہرست)
حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے:
حضرت مولانا شاہ اسمٰعیلؒ
(شہادت: بالاکوٹ 1831ء)
حضرت سیّد احمدؒ
(شہادت: بالاکوٹ 1831ء)
فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبد العزیز لدھیانویؒ
(1838ء سے 1901ء تک)
1884
اوّلین فاتح قادیانیت
فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ
(1834ء سے 1894ء تک)
فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا محمد لدھیانویؒ
(1830ء سے 1901ء تک)
مولانا سیف الرحمٰن لدھیانویؒ
(1857ء شکست کے بعد کابل چلے گئے۔)
بیٹے
مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
(نائب صدر جمعیت علمائے ہند)
مہتمم مدرسہ اللہ والا لدھیانہ
شاگرد شیخ الہند
حضرت مولانا محمود حسنؒ
پوتے:
رئیس الاحرار مولانا
حبیب الرحمان لدھیانویؒ
صدر احرار ہند
مولانا عبد القادر لدھیانویؒ اور ان کے بیٹے مولانا سیف الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا محمدؒ، مولانا عبد العزیزؒ اور مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ جنگ آزادی (1857ء) کے قائدین میں سے ہیں۔ مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ اوّلین فاتح قادیانیت ہیں۔ مولانا محمدؒ، مولانا عبد اللہؒ اور مولانا عبد العزیز لدھیانویؒ نے 1888ء میں مسلمانوں کو کانگریس میں شمولیت کا فتویٰ دیا جو فتویٰ نصرۃ الابرار کے نام سے انہوں نے ہندوستان میں شائع کیا۔ شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ (صدر جمعیت علمائے ہند) نے اپنی کتاب ''نقشِ حیات'' صفحہ نمبر 482 پر فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔
دیکھیں (فتاویٰ قادریہ) 1884
شیخ العرب والعجم
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ
حضرت مولانا
محمد قاسم نانوتویؒ
(بانی دار العلوم دیوبند)
حضرت مولانا
رشید احمد گنگوہیؒ
حافظ ضامنؒ
شیخ الہند حضرت مولانا
محمود حسنؒ
حضرت مولانا
شاہ عبد الرحیم رائپوریؒ
(مولانا محمد لدھیانویؒ کے شاگرد تھے مدرسہ اللہ والا لدھیانہ میں)
حضرت مولانا
بشیر احمد بھٹہؒ
(ممبر مجلس عاملہ جمعیت علمائے ہند)
حضرت مولانا
گل بادشاہؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند سرحد)
مجاہد ملت حضرت مولانا
حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(ناظم جمعیت علمائے ہند)
سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ
(ناظم جمعیت علمائے ہند)
مفکر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
(نائب صدر جمعیت علمائے ہند)
(صدر جمعیت علمائے ہند پنجاب)
امام العصر استاد العلماء حضرت مولانا
سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ
شیخ التفسیر حضرت مولانا
احمد علی لاہوریؒ
(صدر جمعیت علمائے اسلام پاکستان)
(صدر جمعیت علمائے ہند پنجاب)
امام انقلاب حضرت مولانا
عبید اللہ سندھی
(شاگرد شیخ الہند)
شیخ الاسلام حضرت مولانا
سیّد حسین احمد مدنیؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند)
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا
مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند)

9 December 1933

۹ دسمبر ۱۹۳۳ء

مولانا احمد سعید اور پنڈت جواہر لال نہرو کا زلزلہ انگیز اعلان

حکومت پرستوں اور فرقہ پروروں کی صفوں میں کھلبلی

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی اہم تصریحات

کچھ عرصہ ہوا کہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے مسلم کانفرنس کی حکومت نواز پالیسی کے خلاف بلاخوف لومۃ لائم جو اعلان حق کا ہمیشہ سے طغرائے امتیاز رہا ہے۔ ایک زبردست حریت آموز اور حقیقت افروز بیان اخبارات میں شائع فرمایا تھا جس نے حکومت کے کاسہ لیسان ازلی و لابہ گران سرمدی کے جذبۂ قوم پرستی کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ چند حکومت پرست اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے تمام قوم پرست اخبارات نے بلا اختلاف مذہب و ملت ناظم صاحب موصوف کے بیان کی تائید میں مقالات لکھے اور مولانا کی غیر جانبدارانہ روش کو ہر حیثیت سے قابل تحسین قرار دیا۔ بلکہ موصوف کی اس جرأت نے بہتیرے مخالفین جمعیۃ کو محو حیرت بنا دیا۔

اسی قسم کا جب ایک اعلان جواں بخت نوجوان پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے مسلم کانفرنس کی بڑی بہن ہندو مہاسبھا کے خلاف شائع ہوتا ہے تو تمام قدامت پسند اور اوہام پرست ہندو دیرینہ اس نوجوان کی کامل مخالفت پر قلمی اور زبانی جہاد کے لئے میدان کارزار میں اتر آتا ہے۔ اس اعلان سے پہلے جو جواں بخت نوجوان ہندوستان کا بہترین دل و دماغ قرار دیا جاتا تھا جس کی جرأت و دلیری اور ایثار و قربانی پر مقالات لکھے جاتے تھے جس کو نہ صرف ہندو قوم بلکہ تمام باشندگان ہند کا نجات دہندہ مانا جاتا تھا جس کی قوت و طاقت نیز اثر و رسوخ کے پردہ میں ایوان حکومت کو اپنی ذاتی ہر جائز و ناجائز خواہشات پورا کرنے کے لئے مرعوب کیا جاتا تھا جس کی ملاقات کے لئے گاندھی جی اور مالوی جی ہر وقت آرزومند رہتے تھے جس کے جذبۂ حریت نے ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۳ء کو لاہور میں راوی کے کنارے علم آزادی بلند کر کے تاریخ ہند میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا تھا جو باشندگان ہند کے لئے بالعموم اور برادران وطن کے لئے بالخصوص صد فخر و امتنان کا موجب تھا۔

افسوس آج وہی جواں بخت نوجوان نومبر سنہ ۳۳ء میں جبکہ ملک و ملت کو اغیار کی دست برد سے بچانے کے لئے بنارس یونیورسٹی میں ہزاروں جوانوں کے سامنے ہندو قوم کے ایک واجب الاحترام اور قابل اعتماد ستر سالہ بزرگ کی زیر صدارت اپنی قوم کی ان خوفناک سازشوں کا پردہ چاک کرتا ہے جو آج تک ہندو قوم کو بالخصوص اور دیگر اقوام ہند کو بالعموم قعر مذلت میں گرا کر دائمی غلامی کا موجب ثابت ہو رہی ہیں۔ تو ہندوستان کا وہ قدامت پسند اور اوہام پرست طبقہ جس کا وجود ہی دائمی غلامی کے خمیر سے کتم عدم سے منصہ شہود پر آیا ہے۔ اپنے سوقیانہ اور دلآزارانہ حملوں سے اس جواں بخت نوجوان کو مرعوب کر کے شکست دینے کے لئے میدان کارزار میں اتر آیا ہے۔

لیکن دوسری طرف ہندوستان کے نوجوان طبقہ نے دراصل جن کے کندھوں پر ہندوستان کے مستقبل کا دار و مدار ہے۔ جواں بخت نوجوان کی ہر ممکن اور جائز امداد کا ملک و ملت کو آزاد کرانے کے لئے عزم بالجزم کر لیا ہے نیز بلا اختلاف مذہب و ملت نوجوانان ہند کو اس امر کا پورا احساس ہو چکا ہے کہ ہماری کامیابی میں تاخیر کا موجب اگر کوئی امر قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ ان اغراض پرستوں اور سرکار پرستوں کی حکومت نواز پالیسی ہے جو ہمیشہ ہماری خیر خواہی کے پردے میں ہماری تباہی کا باعث ثابت ہوئی ہے یہی وہ جماعت ہے جو قومیت اور مذہبیت کا نہایت مبارک جامہ پہن کر ایک غیر ملکی حکومت کے قیام اور بقا ہی میں اپنی نجات یقین کرتی ہے۔

ناظم جمعیۃ العلماء حضرت مولانا احمد سعید صاحب مسلمانان ہند میں سب سے پہلے وہ حساس مرد میدان ہیں جنہیں اس پردے کے چاک کرنے کا سب سے پہلے احساس ہوا۔ اس کے بعد وہ جواں بخت نوجوان پنڈت جواہر لال جو نوجوانوں کے محبوب ترین قومی رہنما ہیں جنہیں ہندو سبھا کی ان خطرناک سازشوں کو بے نقاب کرنے کا موقع ملا جو ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے قعر مذلت میں ڈال کر تباہ کرنے والی ہیں۔

ہم خدائے لایزال سے دست بدعا ہیں کہ وہ نوجوانان ہند کو استقامت اور استقلال دے جو انہیں اس غلامی کی لعنت سے نکال کر دنیا کی ممتاز قوموں میں کھڑا ہونے کے قابل بنا دے۔ قدامت پسند اور اوہام پرست باشندگان ہند کا آہ و بکا انہیں جادۂ حق سے گمراہی کی طرف لے جانے کا باعث نہ بن جائے۔

مجھے کامل امید ہے کہ اگر ہندوستان کی دونوں قومیں نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں گی اور اپنی اپنی غلطیوں پر مطلع ہو کر صراط مستقیم کی طرف آنے کی کوشش کریں گی تو آزادی کی منزل نہایت قریب ہے اور ہندوستان کا وہ لاینحل مسئلہ ہندو مسلم اتحاد نہایت آسان طریق پر حل ہو سکتا ہے۔

مسلم کانفرنس اور ہندو مہاسبھا نیز دیگر وہ معزز حضرات جو مولانا احمد سعید صاحب اور پنڈت جواہر لال نہرو کے عائد کردہ الزامات کو غلط خیال کرتے ہیں۔ بزعم خود وہ بھی پکے اور سچے قوم پرست ہیں۔ مولانا احمد سعید اور پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح متحدہ قومیت کے حامی ہیں تو انہیں تمام فرقہ وارانہ اقدامات کو فوراً خاتمہ کر کے متحدہ ہندوستان کا سنگ بنیاد رکھ دینا چاہئے جسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمارے پنڈت مدن موہن مالوی سخت دکھ اور تکلیف محسوس فرما رہے ہیں۔

محمد نعیم

01-04-1937

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا حقیقت افروز بیان

لدھیانہ میں یکم اپریل کو آئین جدید کے خلاف مکمل ہڑتال

برادران اسلام تقریباً عرصہ ڈیڑھ سو سال سے ہندوستان پر باشندگان ہند کی مرضی کے خلاف ایک بدیشی حکومت قائم تھی۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی پچاس سالہ جدوجہد نے بتدریج یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو اسے ناقابل عمل قرار دے دیا۔ اندریں حالات انگریزی حکومت نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے فوراً ایک نئے نظام حکومت کو ترتیب دیکر یکم اپریل کو ہندوستانیوں سے تجدید عہد کا مطالبہ کیا جسے ملک کی نمایاں اکثریت نے نہایت جرأت کے ساتھ ٹھکرا کر اپنی ملکی و ملی غیرت کا کامل ثبوت دیا۔

چونکہ مسلم انڈیا قطعاً کسی ایسے قانون کو قبول نہ کر سکتا تھا جو اس کے مذہب کے خلاف مرتب کیا گیا ہو نیز جس میں اس کے پرسنل لاء کی حفاظت کی کوئی ضمانت موجود نہ ہو اس کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا یا اقلیت کو کنارہ پر پہنچا دیا گیا ہو۔ اس کے ہم مذہب اور ہم قوم ہمسایوں کی حفاظت کا کوئی سامان موجود نہ ہو۔ اس کی ہر قسم کی ترقی اور آزادی کو ایک انگریز کے پنجہ میں جکڑ دیا گیا ہو وہ اہل وطن کی بھوک پیاس مٹانے اور دیگر ضروریات زندگی کا سامان مہیا کرنے سے قاصر ہو۔ امن کی بجائے ہر وقت نقض امن کا اندیشہ لگا رہتا ہو اور ملک کی اپنی آمدنی اپنی فوج اور اپنی تجارت پر کوئی اختیار نہ ہو۔

اس لئے مسلم انڈیا نے جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق نئے قانون سے اپنی کامل بیزاری ظاہر کرکے تجدید عہد کا انکار کر دیا چونکہ مسلم انڈیا کا ایک مذہبی فریضہ تھا۔ ملک کا ایک حکومت پرست طبقہ جسے عام مسلمانوں کی کسی جماعت کی بھی نمائندگی کا حق حاصل نہیں ہے مسلمانان ہند کے خلاف نہایت غلط پروپیگنڈہ کر رہا ہے جس کا منشاء اسلام دشمنی اور انگریز دوستی کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ عام اہل اسلام ان کی غلط فہمیوں کا قطعاً شکار نہ ہو سکیں بلکہ آزادی ہند کی جدوجہد میں کسی دوسری قوم سے پیچھے نہ رہیں گے اور کثرت سے کانگریس میں شامل ہو کر آزادی ہند کو قریب تر لانے کی پوری کوشش کریں گے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ، صدر کانگریس کمیٹی لودھیانہ و رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند

یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ مسلمانوں نے نئے آئین کا جنازہ نکالا جس کے جلوس میں ہزارہا ہندو مسلمان شریک ہوئے۔ منڈی قیصر گنج میں مفتی محمد نعیم صاحب صدر کانگریس و رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں صدارت کی طرف سے دہلی کنونشن کا پاس کردہ ریزولیوشن نئے آئین کے خلاف پڑھا گیا جو کہ بالاتفاق پاس ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر احرار نے بھی کانگریس سٹیج پر سے آئین کے خلاف اور مخلوط انتخاب کے حق میں تقریر کی جو کہ جذبات سے لبریز تھی۔

میونسپل کمیٹی لودھیانہ کے منتخب ممبران نے جن میں زیادہ تعداد مسلمان ممبروں کی ہے صرف ۳ سرکاری ممبروں کی مخالفت اور سوائے منتخب کی موافقت سے نئے آئین کے خلاف یکم اپریل کو کمیٹی کے دفاتر اور سکول بند کرنے کا ریزولیوشن بھی پاس کر دیا تھا جسے بابا نانک سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکھ کر مسترد فرما دیا ہے کہ اس سے نقض امن کا خطرہ ہے۔ فہمیدہ طبقہ میں اس پر تعجب کیا جا رہا ہے کہ سردار صاحب کو دفتر کمیٹی میں نقض امن کا خطرہ ہے یا شہر میں لیکن ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہوا۔ اندریں حالات ان نامہ نگاروں کو شرم کرنی چاہئے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ لودھیانہ کے مسلمان ہڑتال میں شریک نہیں ہوئے۔ (نامہ نگار)

01-10-1937

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری نے علمی طبقوں کو مضطرب کر دیا ہے

سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو انتباہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

صوبہ پنجاب سے قومی کارکنوں کی گرفتاری کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں وہ سخت افسوس ناک ہیں بالخصوص مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری نے ملک کے علمی طبقہ کو مضطرب کر دیا ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب کا طرز عمل سخت جابرانہ اور تدبر و دانشمندی سے بعید ہے۔

میں سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی وزارت نے اس سلسلہ میں اپنی پالیسی کو فوراً تبدیل نہ کیا اور قومی کارکنان کے خلاف جو مقدمات زیر سماعت ہیں انھیں جلد حکومت کی جانب سے واپس نہ لے لیا گیا تو اس کا نتیجہ خود ان کی حکومت کے لئے تباہ کن ہوگا۔ اور ان کی مخالف جماعت یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوگی کہ وہ آزاد خیالی اور رواداری کے بجائے جبر و تشدد سے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اور موجودہ دور گذشتہ انگریزی راج سے کچھ بہتر نہیں۔

احمد سعید کان اللہ لہ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند دہلی 27-9-37

یکم فروری [illegible]ء

مسلم حقوق کا مسئلہ

کانگریس اور گاندھی جی کی دوسری غلطی

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا بیان

یکم فروری [illegible]ء

مسٹر محمد علی جناح کے بعد مسلم حقوق کا تصفیہ کرنے کے لئے آپ سر آغا خاں صاحب [illegible] تشریف لائے ہیں اس سلسلہ میں گاندھی جی اور دیگر ارکان کانگریس سے آپ تبادلہ خیالات بھی فرما چکے ہیں اور اخبارات کی ایک اطلاع کے مطابق آپ دیگر اسلامی جماعتوں سے بھی بہت جلد تبادلہ خیالات کا ارادہ رکھتے ہیں چونکہ سر آغا خاں صاحب کو حکومت کا اور حکومت کو آپ کا کامل اعتماد حاصل ہے اور حکومت کے نقطۂ نگاہ کی حفاظت آپ کے لئے ایک ضروری امر ہے اور حکومت فیڈریشن کے نفاذ کے لئے اس وقت نہایت بے چین ہے سر آغا خاں حکومت کے ایما پر اس مہم کو سر کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اس لئے ہمارے خیال میں ملک اور قوم کے لئے اس نئی گفتگو کا نتیجہ شاید مسٹر جناح کی گفتگو سے بھی بدتر ثابت ہو کیونکہ جناح براہ راست وہ [illegible] حکومت کے [illegible] ہیں جیسا کہ سر آغا خاں صاحب ہیں

بنا بریں ہم گاندھی جی اور دیگر ارکان ورکنگ کمیٹی سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلم حقوق کے آخری اور قطعی تصفیہ کے متعلق جمعیۃ علماء کی ورکنگ کمیٹی سے بات چیت کریں جس نے ملکی معاملات میں ہمیشہ قومی نقطۂ نگاہ سے تائید کی ہے اور عملاً ہر قومی تحریک میں پیش پیش رہی ہے جو کہ اس جمعیۃ میں ہندوستان کی ہر آزاد خیال اور ترقی پسند جماعت کے ارکان شامل ہیں اس لئے اسے ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کہلانے کا بھی ہر طرح حق حاصل ہے مسلمانان ہند نے بالعموم اور مسلمانان سرحد نے بالخصوص کانگریس اسٹیج سے جو قربانیاں کی ہیں وہ صرف جمعیۃ علماء ہند ہی کی جد و جہد اور صحیح رہنمائی کا نتیجہ ہے

ان حالات میں ہم حیران ہیں کہ گاندھی جی اور دیگر ذمہ داران کانگریس جب کبھی بھی اس قسم کی گفتگو کا وقت آتا ہے تو سرکاری آدمیوں کو مسلمان قوم کا نمائندہ بنا کر تصفیہ حقوق کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن جب قربانی کا وقت آتا ہے تو جمعیۃ علماء ہند ہی قوم کی صحیح رہنما اور نمائندہ جماعت ثابت ہوتی ہے مسلمانوں کی وطن پرور اور آزادی خواہ جماعتوں [illegible] گاندھی جی اور [illegible] کانگریس کے اس طریق کار سے قطعاً اتفاق نہیں ہے ہمیں کامل امید ہے کہ گاندھی جی جلد از جلد اس کا تدارک فرما کر جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس دہلی سے پہلے جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی سے مسلم حقوق کے متعلق کوئی آخری اور قطعی فیصلہ کریں گے ایک اور غلطی کا اضافہ نہیں کریں گے

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کیے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت (جو مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی) ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

گرفتاری کے وقت حضرت مولانا نے ذیل کا بیان دیا ہے:۔

میں تمام مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو پہنچانیں اور جہاں تک ممکن ہو مذہب، وطن اور قوم کو جاہ خراب ہونے سے بچائیں اور ان کی عزت کو چار چاند لگائیں۔

بالخصوص طلباء کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قلق و اضطراب اور جزع و فزع سے بالکل کنارہ کش رہیں اور مردانہ وار باشور و شغب اپنے فرائض مذہبی اور ملکی کو انجام دیں۔ جو کام بھی کیا جائے محض لوجہ اللہ اور لاعلاء کلمۃ الاسلام عالی حوصلگی اور استقلال سے ہو۔ واللہ ولی التوفیق

ننگ اسلاف

(مولانا) حسین احمد غفرلہ

۱۶ اگست ۱۹۳۲ء

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کا اعلان

اعلاء کلمۃ الحق کی دعوت

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک بیان اخبارات کو بغرض اشاعت بھیجا ہے جس میں فرمایا ہے کہ "حکومت نے بطل حریت مجاہد ملت شیخ الحدیث حضرت علامہ حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند و ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علمائے ہند کو گرفتار کر کے اپنی کوتاہ اندیشی کا نہایت افسوسناک مظاہرہ کیا ہے اور اپنی اس غیر دانشمندانہ حرکت سے دنیائے اسلام کے ان ہزاروں فرزندان توحید کے قلوب مجروح کر دیے ہیں جو علامہ موصوف کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہو کر مختلف مقامات پر لاکھوں مسلمانوں کی مذہبی و ملکی رہنمائی فرما رہے ہیں۔" حضرت مولانا نے ان حالات میں ہر فرزند اسلام بالخصوص ہر مذہبی ادارہ کا یہ فرض بتایا ہے کہ وہ بے خوف ہو کر "اعلاء کلمۃ الحق" کے لئے آمادہ ہو جائے۔

28-08-1932

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

وزیر اعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کا جو اعلان کیا ہے اس پر مباحث موجودہ ... جنگ جاری ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما جیلوں میں بند ہیں یا اسیری نے ان کی صحتوں کو خراب کر دیا ہے ... ایک شورش بھی ناقابل التفات ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر قوم کے فرقہ پرست اس ناقابل التفات اعلان کی بنا پر گمراہی پھیلا رہے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس لا یعنی بحث میں الجھ کر قوم کو حقیقی نصب العین سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ رضا طلب سکھوں اور ہندوؤں کے اکثر افراد اپنی جبلی عادت کے موافق بہت زیادہ گمراہی پھیلانے ہوئے انگریزوں کی غلامی کی دعوت دے رہے ہیں جو انگریزوں کی سب سے بڑی خدمت اور ملک کے ساتھ انتہائی غداری ہے۔ اسلئے اس وقت میں چند حقایق کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ہندوستان جس چیز کے لئے بے چین ہے اور جس مقصد کے لئے برطانوی حکومت سے جنگ کر رہا ہے وہ کونسلوں کی سیٹیں نہیں ہیں۔ بلکہ برطانیہ کے جابرانہ اقتدار کا خاتمہ ہے اور مالیات وفوج اور سیاست خارجہ پر ہندوستان کا قبضہ ہے۔ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتی ہیں تو کونسلوں کی نیابت بے نتیجہ ہے۔ ملک وملت کو ایسی نیابت سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور غلامی کی لعنت بدستور قائم رہیگی۔ غربا زیادہ تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔

(۲) اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان اپنے مخصوص مفاد کی حفاظت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں وہ صرف صوبجاتی کونسلوں کی نیابت پر منحصر نہیں ہے۔ اسلئے صرف نیابت کے اعلان کو فرقہ وارانہ حقوق کا نام دینا انتہا درجہ کی ستم ظریفی ہے اور ہندوستانیوں کو محض احمق بنانا ہے۔

(۳) اس اعلان سے ظاہر ہے کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی کو مزید تقویت پہونچائی گئی ہے ۱۹۲۰ء کے ریفارم میں ہندوؤں سے سکھوں کو علیحدہ کیا گیا، اور اب مزید ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ اچھوت پست قوم دیسی عیسائی اینگلو انڈین یورپین کو غیر مسلموں کے حلقہ سے نکال کر اب جداگانہ انتخاب سے علیحدہ علیحدہ نمائندگی اسی مقصد سے دی جا رہی ہے تاکہ آئندہ وہ اس استحقاق کی بنا پر ایک مستقل حیثیت حاصل کرلیں اور اس فرقہ بندی کی بنا پر انگریزوں کی ثالثی کی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا جاسکے۔

(۴) مجوزہ فرقہ وارانہ نمائندگی کی تقسیم کسی ایک صحیح اصول پر مبنی نہیں ہے۔ نہ مذہبی تقسیم صحیح ہے اور نہ سیاسی۔ مثلاً مذہبی تقسیم میں دیسی عیسائی، اور اینگلو انڈین اور یورپین کو ایک فرقہ میں شمار ہونا چاہئے تھا۔ مگر تین ٹکڑے کرکے آبادی سے زائد نیابت دے کر انگریزی حکومت کا استحکام مضبوط کیا گیا۔ یہاں تقسیم میں مخصوص مفاد کے لحاظ سے صنعت وحرفت تعلیم، زمینداری مزدوری کے لئے علیحدہ علیحدہ نیابت دی گئی ہے۔ حالانکہ ان طبقوں کے لوگ بھی کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہیں۔ اس سلسلہ مذہبی تقسیم کے بعد یہ تقسیم نہایت غیر ضروری اور بیکار ہے اور اگر تعلیمی اور اقتصادی مفاد کے لئے کچھ مخصوص نیابت کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو بحیثیت سے کاشتکاروں کی مخصوص نیابت کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کیونکہ ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کاشتکاری سے وابستہ ہے اور نہایت قابل رحم ہے مگر اس کا خیال نہیں کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ صنعت وحرفت کے بہانے سے یورپینوں کو زیادہ سیٹیں ملیں۔ چنانچہ خود وزیر اعظم کے اعلان سے ظاہر ہے کہ تمام صوبجات میں اس طبقہ کو جس قدر سیٹیں دی گئی ہیں۔ انمیں تقریباً ۶۰ فیصدی یورپینوں کو ملیں گی۔

(۵) نیابت کے مجوزہ اعلان میں مسلمانان بنگال اور پنجاب کی نہ صرف قدرتی ترقی کو روک دیا گیا ہے بلکہ موجودہ قلیل اکثریت کو اقلیت سے بدل دیا گیا ہے۔ مسلمانان پنجاب کی عملی اکثریت کا جو لوگ وظیفہ پڑھ رہے ہیں وہ محض وہمی ہے اور محض قلیل وناقابل التفات ہے۔ اگر مخلوط حلقوں سے مسلمان تین سیٹیں حاصل کرلیں تو پورے ہاؤس میں ان کی نسبت ۵۰۰۸ فیصدی ہوگی، حالانکہ ان کی آبادی ۵۶ فیصدی سے زیادہ ہے اور اگر دو حاصل کرسکے تو ۵۰۰۵ فیصدی کی نسبت حاصل ہوگی اور اگر ایک ہی حاصل کی جس کے حصول کا اغلب قرینہ ہے تو اقلیت میں ہوجائیں گے جب تک وہ مجوزہ مخلوط حلقوں سے چار سیٹیں حاصل نہیں کرتے ۵۱ فیصدی تک بھی ان کی رسائی ناممکن ہے اور اگر حاصل ہی ہوجائے تو اتنی قلیل اکثریت جداگانہ انتخاب سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ نہ معلوم ۵۲ – ۵۳ فیصدی کا حساب کس طرح لوگ لگا رہے ہیں۔ بنگال کے مسلمانوں کو یورپینوں کے ہاتھ فروخت کردیا گیا ہے اور انہیں مجبور کردیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے لیتی میں رہیں اور انگریزوں کی غلامی کرتے رہیں۔

(۶) مجوزہ فیصلہ میں کس قدر ظلم ہے کہ ہر صوبہ کی کونسل میں سرمایہ داروں کو مزدوروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں کہیں تین گنی اور کہیں دوگنی۔ کیا اس طریقہ سے جمہوریت کی حکومت کبھی قائم ہوسکتی ہے۔

(۷) مدراس، صوبہ متحدہ، بہار واڑیسہ صوبہ متوسط کے مسلمانوں کو مجوزہ فیصلہ میں میثاق لکھنؤ سے بھی کم نیابت دی گئی ہے۔ ان چند حقائق کے انکشاف کے بعد کون ہندوستانی ہوگا جو اس ذلیل فیصلہ کی کسی درجہ میں بھی حمایت کرے گا۔ بلاشبہ قابل اطمینان فیصلہ تو وہی ہوسکتا ہے جس کو ہندوستانی قومیں باہمی مشورہ سے خود طے کریں۔ مجھے امید ہے کہ ان حقائق کے انکشاف کے بعد سب لوگوں کو ہوش آجائے گا اور اب آئندہ عقل وہوش سے کام لیکر خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے زریں اصول پر کاربند ہوکر کوئی متفقہ فیصلہ کرینگے۔ ممکن ہیں اس وقت ان سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں سے جو اس کے حسن وقبح پر بحث کرکے وقت ضائع کررہے ہیں اور محض اپنے فرقہ وارانہ حقوق کے لئے جنگ کی تیاریاں یا ارادہ کررہے ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سردست اس قصہ کو ختم کرکے رکھ دیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ صاف صاف اعلان کردے کہ حقیقی نمائندہ حکومت یعنی کامل خود مختاری اور مالیات اور فوج وسیاست خارجہ کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ ہمارے تحفظات اور کچھ مدت وغیرہ کے پرپیچ الفاظ کے گورکھ دھندے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہندوستان کی تمام ملتوں اور ہر سیاسی خیال کے لوگ متفقہ طور پر صرف اسی ایک امر کیلئے میدان عمل میں نکل آئیں اور ہر شخص اپنی ہمت وجرأت کے مطابق کام کرے۔

نا انصافی انگریز کرے اور سر پٹیول آسمین کیجائے

فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ اپنی قوت سے ہوگا

مولانا مفتی محمد نعیم ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق سرکاری فیصلہ سے جو صورت حال پیدا ہوگی اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے مولانا فرماتے ہیں:۔

"جن لوگوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ برطانیہ کے سپرد کردیا ہے اور وہ اب تک منتظر تھے کہ ان کی منہ مانگی مراد دیدی جائے گی اور اسی توقع پر انہوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا یقیناً انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اگر ان کو اب مایوسی ہورہی ہے تو وہ برطانیہ کے خلاف اعلان جہاد کردیں یا بغیر کامل وفاشعاری کا ثبوت دیتے ہوئے جو کچھ بخشش ہوا اس کو شکریہ کے ساتھ قبول کریں۔

"لیکن یہ حق تو انہیں کسی طرح نہیں پہنچتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے الجھ کر ملک کی فضا کو مکدر وخراب کریں یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ نا انصافی انگریز کریں، اور سر پٹیول آسین ہی کی جائے۔

"سب سے زیادہ حیرت خالصہ جی کے رویہ پر ہے کہ جن کو صرف پنجاب میں مسلمانوں کی معمولی اکثریت پر مسلم راج کا تصور حواس باختہ کئے ہوئے ہے اور وہ اس کو برداشت نہیں کرسکتے لیکن انہیں انگریزی راج پسند ہے اس سلسلہ میں جس قدر باتیں وہ کہہ رہے ہیں وہ عقل ودانش سے کوسوں دور ہیں۔ اگر وہ بہادر ہیں تو سب سے پہلے انہیں انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے میں سب سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے مگر آج تک کسی ہندوستانی نے نہیں سنا کہ انہوں نے انگریزی راج سے نجات حاصل کرنے کے لئے جان اٹھایا ہو۔ کاش خالصہ جی وطنی تحریک میں حصہ لیکر اپنی بہادری کی داد دیتے تو ان کے شایان شان تھا اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ان کے حقوق ان کے قدموں کے نیچے ہیں آج تک جو حضرات انگریزی فیصلہ کے منتظر تھے نہ معلوم وہ اب تک، ازنتائج کے انتظار میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ حکومت ہند نے اعلان کردیا ہے کہ اس کا فیصلہ مایوس کن ہوگا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی انتظار کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

"بہر حال اگر انتظار کرنا ہے تو کریئے اب ایک دن باقی ہے مگر خدارا اپنی قوت اور اللہ تعالےٰ کی توفیق ونصرت پر اعتماد کیجئے مسلمانوں کو تمام دنیا کی مادی طاقتوں سے بے نیاز ہوکر حق کی راہ میں گامزن ہونا چاہیئے لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ جن لوگوں نے ہماری آنکھ کے بہت سے افراد کو بے حس وحرکت بنا دیا ہے وہ ضرور کوئی فریب کارانہ چال چل کر گمراہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ پُر فریب چال یہ ہوگی کہ ہر اطراز تاریخ کو اعلان کیا جائے گا کہ ہر کونسل اور اسمبلی کی تمام سیٹوں پر قبضہ کرکے مزاحمت کی پالیسی اختیار کرکے حکومت کو پریشان اور دستور کو ناکامیاب کیا جائے اور اس مقصد کے لئے دوسرا پروگرام بنے گا جس کا مقصد یہ ہوگا کہ گدے دار کرسیوں پر بدستور قبضہ رہے اور آخر کار پھر تعاون کی پالیسی جاری ہوجائے اس لئے میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ انگریزی حکومت کے مقابلہ میں براہ راست عملی جدوجہد کرنے کے بجائے اس قسم کا پُر فریب چال چلیں تو ان سب سے اپنی کامل بیزاری وبیزاری کا اظہار کریں کیونکہ اس کے بعد تو ہر احمق سے احمق شخص کو یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ انگریزوں کے مقابلہ میں جدوجہد کرنے اور مصائب برداشت کرنے کی ہمت ہی نہیں رکھتے۔

الجمعیۃ دہلی — 09-09-1932

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کا بیان

۹ ستمبر کو یوم احترام مساجد منانے کی اپیل

جامع مسجد میں جلسوں کو بند کرانے کی جدوجہد کے خلاف احتجاج

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کا ایک اعلان اخبار زمیندار میں شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے ۹ ستمبر کو یوم احترام مساجد منانے کی اپیل کی ہے۔ آپ جامع مسجد دہلی میں [illegible] تقریر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا غزوہ تبوک و حنین [illegible] جنگ کے لئے مال جمع فرمانا، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۴۵ قبیلہ مضر کے آدمیوں کی خستہ حالی سے پریشان ہو کر مجمع عام میں ان کی امداد و اعانت کے لئے تقریر فرمانا اور مالی چندہ [illegible] مشکوٰۃ شریف صفحہ [illegible] خلفاء راشدین کا مقدمات اور [illegible] میں فیصلہ فرمانا [illegible] حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کا مجمع عام میں اپنی خدمات اسلام بیان فرما کر صحابہ کرام کو گواہ بنانا [illegible] صفحہ [illegible] حضور علیہ السلام کا مال غنیمت تقسیم [illegible] فرمانا [illegible] حضرت عائشہ کی برأت [illegible] بیان فرمانا۔ خرید و فروخت کے احکام بیان فرمانا [illegible] قرآن کو مخاطبہ [illegible] ذکر و شغل کی مجالس [illegible] شرکت فرمانا یہ تمام امور مسجد کے علاوہ اور جگہ موجود ہونے کے باوجود مسجد ہی میں انجام دیئے گئے ہیں جو نماز، ذکر و شغل وغیرہ کے علاوہ ہیں۔ پھر آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ مسجد میں ان امور سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ مسلمانوں کے متعلق کسی فرد یا جماعت کا کوئی ایسا معاہدہ جو احکام شریعہ کے خلاف [illegible] میں آیا ہو اور عام مسلمان [illegible] نہ صرف [illegible] کی مخالفت [illegible] بلکہ [illegible] کسی حالت میں قابل [اعتبار؟] نہیں ہے۔

آخر میں مولانا نے مسلمانان دہلی سے خصوصاً اور دیگر مسلمانان ہند سے عموماً احترام آزادی مساجد کے نام پر پرزور اپیل کی ہے کہ ۹ ستمبر [illegible] بروز جمعہ تمام مساجد میں یوم احترام آزادی مساجد منایا جائے اور جامع مسجد میں جلسوں کی بندش کے متعلق جو جدوجہد کی جا رہی ہے اس کے خلاف پرزور احتجاج کیا جائے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء 13-09-1932

دار الحکومت

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عام جلسہ

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم کی گرفتاری

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں جلوس کا گشت

دہلی ۱۰ ستمبر۔ کل چونکہ آرڈیننس ڈے تھا اور اس کے ساتھ ساتھ یوم احترام مساجد بھی تھا اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور جامع مسجد میں بھی نمازیوں کی تعداد بہت زائد تھی۔

بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو باوجود پولیس کی سخت نگرانی کے دہلی پہنچ گئے تھے صدر منتخب کئے گئے۔

چند پرجوش نظموں کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے واقعات حاضرہ پر ایک نہایت مفصل و مبسوط تقریر ارشاد فرمائی۔ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ اعلان اور مسلم کانفرنس کے طرز عمل کو با وضاحت بیان فرمایا۔ احترام مساجد کے متعلق شرعی نکات بیان فرمائے اور چیف کمشنر کی چٹھی و نیز جامع مسجد کی منیجنگ کمیٹی کے رویہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جب چیف کمشنر نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جامع مسجد کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ حکومت اس کو ایسی کیا امداد دے سکتی ہے جس سے وہ ان سیاسی جلسوں کو جامع مسجد میں ہونے سے روکے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو اب وہ چٹھی پرائیویٹ کب رہی اور بالخصوص جبکہ جلسہ منعقدہ میں بھی اس چٹھی کی بنا پر طلب کیا گیا تو پھر چٹھی شائع کرنے سے منیجنگ کمیٹی کیوں گریز کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی اس کے بعد حضرت مولانا نے چند تجاویز پیش کیں جو باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

پہلی تجویز: مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ عام حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اس نے احترام مساجد اور معاہدہ [illegible] کے پردہ میں جامع مسجد کی آزادی کو سلب کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے [illegible] قرار دیتے ہوئے نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس نے یا اس کی کسی خود ساختہ کمیٹی نے خدانخواستہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی پر عائد ہوگی۔

دوسری تجویز میں جناب مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء مراد آباد کی گرفتاری پر جو گذشتہ جمعہ کو گرفتار کئے گئے تھے جناب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔

ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

تیسری تجویز میں مولانا حفیظ احمد اور مولانا منت اللہ و نیز ان کے چند رفقاء کو ان کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور جن حضرات کو دہلی سے علاحدہ البلد کیا گیا ہے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا کی قیادت میں جامع مسجد سے ایک جلوس نکلا جس میں آگے جمعیۃ علماء ہند کا جھنڈا تھا اس کے پیچھے ایک شاندار موٹو تھا جس پر "مساجد آزاد ہیں اور آزاد رہیں گی" لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد رضاکار جمعیۃ کا بیج لگائے ہوئے قطار میں تھے۔ ان کے پیچھے پبلک کا بہت زبردست ہجوم تھا جلوس جامع مسجد سے لال کنواں کی طرف مختلف نعرے لگاتا ہوا روانہ ہوا اور پولیس کی ایک بھاری جمعیت مع سٹی مجسٹریٹ کے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی جس وقت جلوس [illegible] پر پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ نے حضرت مولانا کو بلایا اور پبلک میں جوش بڑھ گیا۔ اس پر حضرت مولانا نے رضاکاروں اور پبلک کو بیٹھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا اس کے بعد مولانا نے مجمع کو ہدایت فرمائی کہ [illegible] دیکھو اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو میرے کام کو جاری رکھنا۔ اس مختصر تقریر کے بعد مجمع میں کچھ سکون ہوا اور حضرت مولانا کشادہ پیشانی پولیس لاری میں اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان سوار ہو گئے اس کے بعد جلوس منتشر ہوگیا۔ گو پولیس نے جلوس منتشر کرنے کی معمولی کوشش بھی کی لیکن جلوس اپنی ترتیب سے پھر [illegible] پہنچ گیا اور [illegible] نے جلسہ کیا جس میں پرجوش تقریروں کے بعد حضرت مولانا کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور جلسہ و جلوس دونوں کو منتشر کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

جمعیۃ علماء ہند کے آٹھویں ڈکٹیٹر کا تقرر

جمعیۃ علماء ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے اپنی گرفتاری کے وقت حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب کو اپنا قائم مقام نامزد کیا۔

۱۳ ستمبر ۱۹۴۳ء

مسلمانان لدھیانہ اور تصفیہ حقوق

لدھیانہ آج مورخہ ۹ اگست ۱۹۴۳ء کو محلہ جندوسی سڑک میں مسلمانان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند نے راجیہ اعظم کے اعلان تصفیہ حقوق پر ایک زبردست تبصرہ فرمایا اور ان تمام فرقوں کی مذمت کی جو ایسے اعلان کو قابل التفات قرار دیکر فی زمانہ بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ جنگ آزادی کے تمام ذمہ دار رہنما جیلوں میں بند ہیں

آپ نے خاتمہ تقریر پر لوگوں سے جنگ آزادی کو جاری رکھنے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ کم سے کم اس تحریک کا خاص فائدہ جو مسلمانوں کو ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس تحریک نے تقریباً عرصہ دس سال سے انگریزی دماغ کو ہندوستان میں مصروف کر دیا ہے جس کی بدولت نظام اسلامی ممالک حکومت برطانیہ کی اندرونی ریشہ دوانیوں سے بالکل محفوظ ہو رہے ہیں اور اپنے اندرونی نقائص دور کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

(ضیاء الحسن لدھیانوی)

۲۱ ستمبر ۱۹۴۳ء

جمعیۃ علمائے دیوبند کا عظیم الشان جلسہ

علمائے کرام کی زبردست تقریریں اور قرار دادوں کی منظوری

دیوبند ۱۸ ستمبر۔ منجانب جمعیۃ العلماء دیوبند ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر ہشتم جمعیۃ علمائے ہند جامع مسجد دیوبند میں منعقد ہوا جس میں حسن اتفاق سے مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری ڈکٹیٹر دوم جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ڈکٹیٹر سوم۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ڈکٹیٹر ہفتم بھی تشریف لے آئے تھے جلسہ میں امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب بھی باوجود شدید تکلیف کے موجود تھے۔ ان تمام حضرات نے آزادی ہند گاندھی جی کے برت اور فرقہ وارانہ اعلان پر زبردست تقاریر کیں، اور بتلایا کہ گاندھی جی کے برت سے جو خطرناک صورت پیدا ہوگی اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ آخر میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ایک نہایت پرجوش اور زبردست تقریر کی اور دو تجویزیں بالاتفاق منظور ہوئیں۔ پہلی قرار داد میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا کہ اگر گاندھی جی کے مطالبہ کو پورا کر کے فاقہ کشی کی موت سے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی تو یقین ہے کہ اس کا انجام حکومت کے حق میں بھی نہایت درجہ خطرناک ہوگا۔ دوسری تجویز میں مولانا بشیر احمد صاحب ڈکٹیٹر دوم و مولانا محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کی صحت کیلئے دعا

امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کے پاؤں کی تکلیف ابھی تک جاری ہے اس لئے قارئین کرام سے استدعا ہے کہ آپ کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رہا کر دیئے گئے

صوبہ دہلی میں داخل نہ ہونے کا نوٹس

میرٹھ ۱۸ ستمبر۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند میرٹھ تشریف لائے۔ حضرت مولانا ۹ ستمبر کو آرڈیننس ڈے کے سلسلے میں ایک اسلامی جلوس کی قیادت فرماتے ہوئے دہلی سے گرفتار کئے گئے تھے اور دفعہ ۲۶ آرڈیننس جدید کے ماتحت دہلی ڈسٹرکٹ جیل میں اسیر تھے لیکن آج صبح نو بجے جیل سے آپکو رہا کر دیا گیا۔ اور پولیس نے اپنی نگرانی میں غازی آباد پہنچا دیا جہاں پر پہنچ کر آرڈیننس جدید کی دفعہ ۴ کے ماتحت دہلی سے اخراج کا چیف کمشنر دہلی کی جانب سے "نوٹس" دیا گیا۔

ایک جلسہ کی شرکت کیلئے مولانا آج ہی شام کو دیوبند تشریف لے جا رہے ہیں۔

14-12-1934

حصول آزادی کیلئے مسلمان اپنی مساعی جاری رکھیں

حجاز مقدس کو جاتے ہوئے مفتی محمد نعیم صاحب کا پیغام

کل مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۴ء میں ایک مذہبی فرض کی ادائیگی نیز مقامات مقدسہ کی زیارت اور سیاحت بلاد اسلامیہ کے لئے وطن پیدائش ہندوستان کو چھوڑ کر ارض پاک ماوفہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اپنے وطن پیدائش کو چھوڑتے وقت اہل ملک بالخصوص برادری اسلام کو میں یہ آخری پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آزادی ملک اور اس کی سعی چونکہ اس وقت فرائض انسانیہ سے ہے اس لئے ہر ہندی کا یہ انسانی فرض ہے کہ بلا اختلاف مذہب و ملت ہر اس چیز کو جسے وہ اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کے لئے قربان کر سکتا ہے اسے قربانی کرتے ہوئے اپنی انسانیت کا ثبوت دے اور اس راستہ کی ہر تکلیف کو خدا کی رحمت قرار دے۔ پوری ہمت و استقلال سے اس کا مردانہ وار مقابلہ کرے جس کا بہترین طریق کار موجودہ حالات میں کانگریس کے طریق کار کی عملی حمایت ہے۔

کانگریس نے اہل ملک اور تمام متمدن اقوام عالم پر اس امر کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ ہندوستان کی رائے عامہ کا جہاں تک تعلق ہے کانگریس اس میں حکومت کے مقابلہ میں ہر طرح کامیاب ہے۔ جیسا کہ پارلیمنٹری بورڈ کی الیکشنوں میں شاندار کامیابی سے ظاہر ہے۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ نئی اسمبلی کے پریذیڈنٹ کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ حکومت اور کانگریس اپنی اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے میدان میں دوسری مرتبہ قدم رکھے گی۔

تیسرا پردہ اس وقت چاک ہو جائے گا جب کانگریس اپنے مرتب کردہ پروگرام کو عمل میں لائے گی جس سے پبلک اور ممبران اسمبلی دونوں لطف اندوز ہوں گے۔ حکومت کے لئے وہ وقت نہایت نازک ہوگا جب کہ اس کے سابقہ اعمال کو ممبران اسمبلی تمام دنیا پر بے نقاب کر دیں گے۔

(محمد نعیم لودھیانوی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ العلماء ہند)

13-05-1935

۱۳ مئی ۱۹۳۵ء

کوہ طور سے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا مکتوب گرامی

داخلہ مصر و فلسطین کی اجازت نہیں ملی

ہندوستانی حجاج کے ساتھ انگریزی حکومت کا ظلم

کوہ طور سے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا مکتوب گرامی

الحمد للہ احکام حج سے فارغ ہو کر چند روز مکہ معظمہ میں قیام کر کے جدہ آیا اور جدہ میں داخلہ مصر اور فلسطین کے لئے بیحد کوشش کی لیکن اجازت نہ ملی آخر صرف مصر کی اجازت پر براستہ سویز مقام لد جو کہ فلسطین کا پہلا شہر ہے اور بیت المقدس سے قریب تر مقام ہے کا ٹکٹ تقریباً آٹھ روپے میں حاصل کیا اور مورخہ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء کو دن کے بارہ بجے طائف جہاز پر جو کہ انگریز خدیو کمپنی کا جہاز ہے سوار ہو کر آج کوہ طور پر جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے سے ہمکلام ہوئے تھے پہنچا۔ مصری حکومت کی طرف سے یہاں قرنطینہ ہے تین روز یہاں قیام کرنا پڑتا ہے۔ سمندر کے تموج کی وجہ سے اکثر حجاج جہاز میں دوران سر میں مبتلا ہو گئے۔ بحمد اللہ میں اس مرض سے محفوظ رہا لیکن تو ضعف ضرور ہوا۔

قرنطینہ سمندر کے کنارہ پر ایک کھلا میدان ہے۔ بارگیں بنی ہوئی ہیں۔ تمام حجاج کو ایک [illegible]

تک رکھا جاتا ہے۔ آج ہمارا پہلا یوم ہے انشاء اللہ اتوار کی صبح یہاں سے سویز کو روانہ ہو جائیں گے۔ سویز پہنچ کر داخلہ مصر کی کوشش کروں گا اگر کسی طرح ممکن نہ ہوا تو انشاء اللہ قدس پہنچکر قدس کے قیام اور داخلہ مصر کی اجازت بہت ممکن ہے مل جائے گی ورنہ دمشق کو روانہ ہو جاؤں گا، وہاں سے بیروت اور بیروت سے پھر واپس دمشق ہو کر عراق کی طرف روانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ ہر مقام سے روانگی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اگر آپ خط لکھنا چاہیں تو بیت المقدس زاویۃ ہندیہ معرفت شیخ ناظر حسن مہتمم زاویۃ ہندیہ کی معرفت روانہ کر سکتے ہیں۔ اگر مصر کی اجازت مل گئی تو قدس میں مجھے خط مل جائے گا اگر خدانخواستہ نہ ملی تو جہاں پر میں جاؤں گا وہاں کا پتہ شیخ زاویۃ لکھا دوں گا۔ یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ انگریزی حکومت کے علاوہ ہر حکومت ہمارے داخلہ کو بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ جہاں انگریزی حکومت ہے یا اس کا عمل اثر موجود ہے وہاں ہمارا داخلہ ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ انگریزی رعایا ہونے کی وجہ سے ہمارا حق اور لوگوں پر فائق ہے نہ معلوم ہندوستان سے پاسپورٹ جاری کرنے کے بعد اس تشدد کا کیا مطلب ہے۔ امور سلطنت خویش خسرواں دانند کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

سلطان ابن سعود پر عین طواف کی حالت میں ۱۰ ذی الحجہ کو صبح کے وقت چند یمنیوں کی طرف سے حملہ ہوا۔ اس ذلیل حرکت کے خلاف احتجاج بلند کرنے کے لئے جملہ اقوام عالم سے اہل ہند نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں [illegible]

اس فعل شنیع کے خلاف میں نے قرارداد پیش کی اور مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کی تائید نیز دیگر حضرات مثل حسرت موہانی، آزاد سبحانی وغیرہ کی تائید سے قرارداد پاس ہوگئی۔ نیز یہ بھی تجویز ہوا کہ ایک وفد یہ قرارداد لے کر سلطان مدظلہ کی خدمت میں جائے اور دیگر مطالبات متعلقہ حج بھی پیش کرے۔ چنانچہ دس ہزار حجاج ہند کے نمائندہ اجتماع نے تقریباً ۱۹ آدمی کا انتخاب کیا۔ روانگی سے قبل مولوی اسمٰعیل وغیرہ کے مشورہ سے چند مطالبات میری قیام گاہ پر مرتب کئے گئے۔ چنانچہ یہ وفد وقت مقررہ پر سرکاری موٹروں پر اول مالیہ اس کے بعد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا وزیر مالیہ کی خدمت میں تمام مطالبات وفد کی طرف سے میں نے پیش کئے جن کی منظوری کا پورا وعدہ کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کی خدمت میں مولوی طیب صاحب نے جلسہ سابق کی کارروائی عربی میں لکھی ہوئی پڑھ کر سنائی اور میں نے وفد کی طرف سے تبلیغ کے متعلق عربی زبان میں ایک تجویز پیش کی جس کی تفصیل مولوی اسمٰعیل غزنوی نے فرمائی جس پر غور کرنے کا سلطان نے حتمی وعدہ فرمایا۔ یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ ملاقات سے تیسرے روز سلطان کی طرف سے ہر شخص کو ایک مشلہ (عباء) بطور ہدیہ دیا گیا اور جملہ اشخاص کو جن میں یہ خاکسار بھی شامل ہے۔ تقریباً دو دو سو روپے کی مطبوعہ کتابیں بطور ہدیہ ملیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ سے مراجعت

لدھیانہ میں شاندار استقبال اور بصیرت افروز تقریر

بتاریخ ۱۹ مئی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ کی فراغت کے بعد پھلور پہنچے۔ لدھیانہ کے صدہا احباب نے مئی کی شدت حرارت کو برداشت کرتے ہوئے پھلور سٹیشن پر عقیدت کے پھول پیش کئے۔ وہاں سے موٹروں کے ذریعہ لدھیانہ وارد ہوئے۔ اور بعد نماز عصر شاہی مسجد سے ایک عظیم الشان جلوس مرتب ہو کر شہر کے مختلف بازاروں و محلوں سے ہوتا ہوا گھنٹہ گھر روڈ پر آ کر اختتام پذیر ہوا۔ چوڑے بازار میں لالہ گھسیٹا رام صاحب نے ہنود کی طرف سے ہدیہ تہنیت پیش کیا۔ شہر کے بازار آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور اکثر مقامات پر رضاکاروں کے لئے شربت وغیرہ کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ جلوس کے اختتام پر مولانا نے اہالیان شہر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر فرمائی۔

بتاریخ ۲۲ مئی بعد نماز عشاء اہالیان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت خواجہ محمد یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ سی و صدر بلدیہ انعقاد پذیر ہوا جس میں پنڈت منی لال صاحب کالیہ سے نائب صدر بلدیہ نے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کو بعافیت مراجعت فرمائے ہند ہوتے پر اہالیان شہر کی جانب سے ہدیہ تہنیت پیش کیا جس کے جواب میں مولانا الحاج نے حج بیت اللہ کی اہمیت و بلاد اسلامیہ کے تاثرات بیان فرماتے ہوئے ایک ایمان افروز و باطل شکن تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کی موجودہ خطرناک روش یعنی اپنی ضروریات اپنے اندر سے پیدا کرنا یورپ کے لئے سم قاتل ہے انہیں وجوہات کی بنا پر ہندوستان نہ صرف غلام بلکہ ان ممالک سے جہاں اندرونی آزادی حاصل ہے صف اول میں جلوہ گر ہے اگر چند سال تک اہالیان ہند نہایت شد و مد کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے تو وہ دن دور نہیں کہ برطانیہ بصد منت و سماجت ہندوستان چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کے بعد پنڈت منی لال صاحب کالیہ نے مولانا کے داخلہ مصر کی ممانعت و سیاحت بلاد اسلامیہ کی قیودات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پیش کیا جو باتفاق آراء منظور ہوا۔

"اہالیان لدھیانہ کا یہ عظیم الشان اجتماع گورنمنٹ کے اس طرز عمل کی پر زور مذمت کرتا ہے کہ اس نے مولانا الحاج مفتی محمد نعیم صاحب کو مصر و فلسطین وغیرہ کا پروانہ راہداری عطا کرنے کے باوجود داخلہ مصر ممنوع قرار دیا۔ محرک منی لال کالیہ۔ موئید ۔ سردار گربخش سنگھ صاحب۔

الجمعیۃ دہلی ۱۴ ؍ اکتوبر ۱۹۳۲ء

ہندوستان کے طول و عرض میں پورٹ حج و احترام مساجد و اوقاف

لدھیانہ

مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق مسلمانان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مفتی شہر جامع مسجد دو منزلی میں آج بوقت ۹ بجے شب منعقد ہوا جس میں صدر موصوف نے مسودہ متعلقہ پورٹ حج کمیٹی اور ان مساجد و اوقاف کے متعلق جو بالواسطہ یا بلا واسطہ حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ ایک زبردست اور مدلل تقریر فرماتے ہوئے ان ممبران اسمبلی کے طرز عمل پر اظہار افسوس کیا جو ان معاملات میں حکومت کے دست راست بنے ہوئے ہیں۔ خاتمہ تقریر پر آپ نے تین قرار دادیں پیش فرمائیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں لوگوں میں اپنے مذہب کی ہر قسم کی حفاظت اور صیانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ (نامہ نگار)

۲۸ اگست ۱۹۳۳ء

28-08-1933

الجمعیۃ دہلی

سرحد کے آزاد قبائل پر بمباری

حکومت افغانستان کا اسلامی فرض

قونصل جنرل افغانستان کے نام مکتوب

(از جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

۹ اگست کو ہم نے مندرجہ ذیل تحریر کی انگریزی کرا کر اخبارات نیز قونصل افغانستان کی خدمت میں شملہ روانہ کر کے ۱۷ اگست تک جواب کا مطالبہ کیا جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء کو دفتر قونصل جنرل کی طرف سے موصول ہوا۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جنرل موصوف جشن استقلال کے لئے افغانستان تشریف لے گئے ہیں جواب میں مذکور تھا کہ جناب کا مکتوب عیناً جنرل موصوف کی خدمت میں کابل روانہ کر دیا گیا ہے اور ان سے جلد جواب کی خواہش کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ امید ہے کہ دفتر قونصل جنرل کی طرف سے جلد جواب عنایت فرما کر مسلمانان ہند کو مطمئن کیا جائے گا۔ مکتوب حسب ذیل ہے:-

ملت ابراہیمی اور دین قیم کے زریں اصول "انما المومنون اخوۃ" کے مطابق تمام دنیا کے مسلمان انسان واحد کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا رنج و غم آرام و راحت ایک ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو بقیہ مسلمانوں کا اپنی اخوت اسلامی کی وجہ سے اس تکلیف کو محسوس کرنا ایک قدرتی امر ہے جس سے کوئی ایسا شخص کبھی انکار نہیں کر سکتا جسے اسلامی روایات سے ادنیٰ درجہ کی بھی واقفیت حاصل ہے۔

بنا بریں علی ہذا حکومت انگریزی کے پُر اسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کی حوالگی کے ضمن میں جس کے کرنل لارنس جیسی پُر اسرار شخصیت نہ ہونے کے کوئی تردیدی وجوہات ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں جیسا کہ انگریزی حکومت کے سابقہ سیاسی اعمال سے ظاہر ہے۔

آزاد قبائل پر جو بفنس ٹیریٹری کے نام سے مشہور ہیں جن پر برطانیہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آج تک اپنا باقاعدہ نظام حکومت قائم کرنے سے قاصر رہی ہے اور ان قبائل نے بھی برطانیہ کو کبھی حکمران حکومت تسلیم نہیں کیا جیسا کہ اس کی ہندوستانی تاریخ سے ظاہر ہے) بم برسانے سے جن میں بے شمار بے گناہ عورتیں بچے اور دیگر افراد شامل ہیں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کا مشتعل ہو جانا بھی ایک قدرتی امر ہے جس کے خطرناک نتائج و عواقب کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنے سیاسی اغراض کی خاطر اس قسم کے نامناسب اور ناروا افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ حکومت افغانستان نے انگریزی حکومت سے پُر اسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کے علاقہ غیر سے موجودہ طریق پر نکالے جانے کا کوئی واضح مطالبہ بھی نہیں کیا اور نہ ہی حکومت افغانستان ایک اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کے متعلق کوئی ایسا مطالبہ کر سکتی ہے جس سے علاقہ غیر کی تمام اسلامی آبادی ایک کافر نصرانی حکومت کے ذریعہ بلا امتیاز موافق و مخالف بمباری سے نیست و نابود کر دی جائے خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ وہ اسلامی آبادی حکومت افغانستان کی انگریزی حکومت کے مقابلہ میں قرنہا قرن سے وفادار ثابت ہو چکی ہو۔ اور اس کی حفاظت و صیانت نیز ایک کافر حکومت کی مدافعت میں سد سکندری کا کام دیتی ہو۔ ایسے حالات میں حکومت افغانستان کا کوئی مخالف اگر ان قبائل میں موجود ہے تو حکومت افغانستان اپنے اثر و رسوخ اور قوت و طاقت نیز اخوت اسلامی سے کام لے کر نہایت آسانی سے اسے گرفتار کر سکتی ہے اور انہی قبائل کی معرفت اسے گولی کا نشانہ بھی بنا سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انگریزی حکومت کا محض انہی تین شخصوں کی گرفتاری اور قبیلہ حلیم زئی کی نام نہاد امداد کے پردے میں جنہوں نے بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے کبھی بھی آج تک انگریزی حکومت کو اپنی حکومت تسلیم نہیں کیا۔ ہر قسم کے جنگی ساز و سامان کا سرحد حکومت افغانستان تک پہنچا دینا اور کئی روز کی متواتر بمباری کے باوجود کسی مخالف قبیلے کا کوئی جواب نہ دینا۔ اور کسی جان کا نقصان بھی نہ ہونا۔ اس کے باوجود ہندوستانی خزانے کو تباہ و برباد کئے جانا کسی نہایت اہم اور خطرناک خفیہ مہم کو ظاہر کرتا ہے جو آزاد قبائل کی اسلامی آبادی کی تباہی کے پردہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔

ان خیالات کے پیش نظر اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت افغانستان ان حالات سے بے خبر ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا بحیثیت ایک اسلامی حکومت ہونے کے وہ ان مسلمانوں کی موجودہ تباہی کو پسند کرتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس نے اس کا کیا تدارک کیا۔

اگر اس قسم کے معاملات میں وہ کسی اندرونی معاہدہ کی بناء پر مداخلت کرنے سے معذور ہے تو مسلمانان افغانستان کے لئے خصوصاً اور مسلمانان عالم کے لئے عموماً وہ اپنی معذوری اور مجبوری کو ظاہر کرے تاکہ وہ بدگمانی جو اس کی کفر دوستی اور اسلام دشمنی کے متعلق ظاہر کی جا رہی ہے دور ہو جائے۔ ورنہ مسلمانان عالم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حکومت افغانستان نہ صرف مسلمانان سرحد بلکہ مسلمانان عالم کی تباہی میں انگریز قوم کے شریک حال ہے جس کے عواقب و نتائج کی تمام ذمہ داریاں حکومت افغانستان پر عائد ہوں گی۔ مسلمانان افغانستان نیز مسلمانان عالم اس کے ہرگز جواب دہ نہ ہوں گے بلکہ انہیں مجبوراً اپنی حفاظت و صیانت کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور لازمی طور پر تمام مسلمانوں کی ہمدردی ہر اس شخص یا قوم یا جماعت کے ساتھ وابستہ ہو گی جو مسلمانان سرحد کو اس جبر و تشدد اور مسلمانان افغانستان کو اس معذوری و مجبوری سے نجات دلانے کا موجب ثابت ہو گی۔

کیا سفیر افغانستان محولہ بالا امور پر غور فرما کر اپنی حکومت کی طرف سے کوئی بیان دیگر مسلمانان عالم کو مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے؟ اسلامی اخوت اسلامیہ کے زریں اصول کے مطابق کیا ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتیں مسلمانان سرحد کی تباہی ہی میں اپنی کامیابی کو مضمر سمجھتی ہیں۔ جیسا کہ ان کی خاموشی سے ظاہر ہے۔ کیا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آپ سے مذکورہ بالا دینی اصول کے ماتحت اپنے بیکس و بے بس مجاہدین سرحد کی امداد و اعانت کا پُر زور مطالبہ نہیں کر رہی کیا مقام تعجب نہیں ہے اس بے معنی سکوت کے باوجود آپ کو مسلمانان ہند کی رہنمائی میں [illegible] حق باقی رہتا ہے؟

کیا مسلمانان ہند [illegible] ہو چکے ہیں کہ آپ کی اس ناقابل معافی خاموشی کے باوجود آپ کو اپنا رہنما تسلیم کریں گے [illegible] مرحومہ کا خدا ہی حافظ و ناصر ہے وہ پردۂ غیب سے خود اپنے بندوں کی ضرور امداد فرمائے گا اور اس امتحان سے منافق و مومن کا امتیاز قائم فرما کر اپنے بندوں کو منافقین کے شر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا۔ آخر میں ہم جمعیۃ علماء ہند کے ناظم صاحب سے یہ پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنی سابقہ روش کے مطابق آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے دلی جذبات سے دنیائے اسلام میں سب سے پہلے حکومت وقت کو اس کے جبر و تشدد سے آگاہ فرما کر اپنا نیز اپنی جماعت کا اسلامی فرض ادا فرمایا ہے اسی طرح بہت جلد مجلس عاملہ کا ایک ضروری اجلاس طلب فرما کر مسلمانان سرحد نیز دیگر ملکی معاملات میں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ تمام باشندگان ہند کو اپنے اور اپنی جماعت کے صحیح ارادوں سے مطلع فرما کر ان کی رہنمائی فرمائیں۔

جن لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس فرما کر باشندگان سرحد سے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے جن میں مدراس کونسل کے معزز ارکان اور پنجاب کے علامہ سر اقبال و مولانا ظفر علی خان و دیگر جرائد ہند شامل ہیں ہر حالت میں شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بروقت اپنے انسانی اور اسلامی فرض کے احساس کا سب سے پہلے ثبوت پیش کیا ہے۔

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عام جلسہ

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب و ڈکٹیٹر ہفتم کی گرفتاری

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں جلوس کا گشت

دہلی ۱۸ ستمبر کل چونکہ آرڈیننس ٹوٹے [illegible] تھا اور اس کے ساتھ ہفتہ یوم احترام مساجد بھی تھا اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور جامع مسجد میں بھی نمازیوں کی تعداد بہت زائد تھی۔

بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو باوجود پولیس کی سخت نگرانی کے دہلی پہنچ گئے تھے صدر منتخب کئے گئے۔

چند پُر جوش نظموں کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے واقعات حاضرہ پر ایک نہایت مفصل و مبسوط تقریر ارشاد فرمائی۔ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ اعلان اور مسلم کانفرنس کے طرز عمل کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ احترام مساجد کے متعلق شرعی نکات بیان فرمائے اور چیف کمشنر کی چٹھی و نیز جامع مسجد کی منیجنگ کمیٹی کے معیوب رویہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ چیف چیف کمشنر نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کیا ہے کہ جامع مسجد کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ نمازیوں کو ایسی کیا امداد دی جا سکتی ہے جس سے وہ ان سیاسی جلسوں کو جامع مسجد میں ہونے سے روک سکے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو اب وہ چٹھی پرائیویٹ کیوں رہی اور بالخصوص جبکہ جلسہ منعقد ہی اس چٹھی کی بناء پر طلب کیا گیا تو پھر چٹھی شائع کرنے سے منیجنگ کمیٹی کیوں گریز کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی اس کے بعد حضرت مولانا نے چند تجاویز پیش کیں جو باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

پہلی تجویز مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اس نے احترام مساجد اور معاہدہ [illegible] کے پردہ میں جامع مسجد کی آزادی کو سلب کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے [illegible] قرار دیتے ہوئے [illegible] نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس نے یا اس کی خود ساختہ کمیٹی نے خدانخواستہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی پر عائد ہو گی۔

دوسری تجویز میں جناب مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء مراد آباد کی گرفتاری پر جو گذشتہ جمعہ کو گرفتار کئے گئے تھے جناب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔

ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

تیسری تجویز میں مولانا سعید احمد اور مولانا منت اللہ رحمانی کے جیل جانے پر ان کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور جن حضرات کو دہلی سے خارج البلد کیا گیا ہے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا کی قیادت میں جامع مسجد سے ایک جلوس نکلا جس میں آگے جمعیۃ علماء ہند کا جھنڈا تھا اس کے پیچھے ایک شاندار موٹر تھا جس پر "مساجد آزاد ہیں اور آزاد رہیں گی" لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد رضاکار جمعیۃ کا بیج لگائے ہوئے قطار میں تھے۔ ان کے پیچھے پبلک کا بہت بڑا زبردست ہجوم تھا جلوس جامع مسجد سے [illegible] کی طرف مختلف نعرے لگاتا ہوا روانہ ہوا اور پولیس کی ایک بھاری جمعیت مع سٹی مجسٹریٹ کے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی جس وقت جلوس [illegible] پر پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ نے حضرت مولانا کو بلایا اور ایک [illegible] پیش کیا۔

اس پر حضرت مولانا نے رضاکاروں اور پبلک کو بیٹھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا اس کے بعد مولانا نے مجمع کو ہدایت فرمائی [illegible] دیکھئے اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو آپ کے کام کو جاری رکھئے اس مختصر تقریر کے بعد مجمع میں کچھ سکون ہوا اور حضرت مولانا گرفتار ہو گئے [illegible] نعرہ ہائے اللہ اکبر اور تقریروں کے درمیان سوار ہو گئے اس کے بعد جلوس [illegible] روانہ ہو گیا۔ کیونکہ پولیس نے جلوس کو منتشر کرنے کی معمولی کوشش بھی کی لیکن جلوس اپنی ترتیب پر رہا نتیجہ یہ ہوا کہ جلوس [illegible] پہنچ گیا اور پھر [illegible] نے جلسہ کیا جس میں پُر جوش تقریروں کے بعد حضرت مولانا کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور جلسہ و جلوس دونوں کو منتشر کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

بقیہ مضمون صفحہ ۴ کالم ۴

اہل حق کی امداد و اعانت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ولا یخذلہ (الحدیث) ترجمہ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم اور نہ اس کو دشمن کے پنجہ میں چھوڑے اور نہ اس کی مدد سے منہ موڑے یعنی اس طرح اعراض نہ کرے کہ جس سے وہ دنیا میں ذلیل اور رسوا ہو جائے" کے مطابق کسی قسم کی کوتاہی نہ فرمائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ارشاد:

الفرق بین المسلم والمنافق ترک الجہاد

(ترجمہ) مسلمان اور منافق کا فرق ترک جہاد ہے" کے مطابق زمرہ منافقین سے نکلنے کی پوری سعی کریں گے اور مجاہدین فلسطین کی ہر قسم کی امداد فرما کر انگریزی حکومت کو بتلا دیں گے کہ مسلمانان ہند کی کون نمائندہ جماعت ہے جو بے کس اور بے بس مظلوم مسلمانوں کی لاشوں کو خاک و خون میں تڑپانے کا کیا نتیجہ ہے

خاندان ولی اللہی کے طبقات

یہ شرف بھی دنیا کے عجائبات میں سے ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ کو مرحمت فرمایا گیا۔ یعنی آپ کی اولاد میں جو بھی ہوا وہ ولی اللہ اور قطب وقت، علوم دین کا بہترین عالم دنیا کے لئے نمونہ زہد و تقویٰ۔ معیار رشد و ہدیٰ۔

یہاں پر اس سلسلہ کو قلم بند کرنا مضمون کو طویل کرنے کے علاوہ خارج از بحث بھی ہوتا ہے لیکن چونکہ دارالعلوم کی کڑی کا سلسلہ یا دھا ضروری ہے اس واسطے اس سلسلہ کو بطور طبقات تقسیم کر کے ممتاز حضرات کے اسمائے گرامی پیش کر دینے کافی ہیں۔

(۱) طبقۂ اولیٰ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پیدائش ۱۱۱۴ھ یعنی چار سال قبل وفات عالمگیرؒ ۱۱۱۸ھ وفات ۱۱۷۶ھ بزمانہ گوہر علی عرف شاہ عالم

(۲) طبقۂ ثانیہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے صاحبزادگان یعنی شاہ عبد العزیز صاحب رح حضرت شاہ عبد القادر صاحب رح حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رح حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رح والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید

ان سب بھائیوں میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب بڑے تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی وفات سب کے بعد ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔

(۳) طبقۂ ثالثہ۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحبؒ حضرت مولانا شاہ عبد الحی صاحبؒ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ

(۱) حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے بعد سلسلہ درس میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کو جانشین مانا گیا۔ آپ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے نواسے ہیں اور تمام تلامذہ میں ارشد [illegible] ۱۲۵۸ھ میں آپ نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی۔

(۲) حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحبؒ حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ کے صاحبزادے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے پوتے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کو اپنے اس بھتیجے سے بہت زیادہ انس تھا۔

(۳) حضرت شاہ محمد یعقوب صاحبؒ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کے بھائی ہیں اور آپ نے بڑے بھائی کے ساتھ ۱۲۵۸ھ ہجری میں ہجرت فرمائی

(۴) حضرت شاہ مولانا عبد الحی صاحبؒ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے داماد تھے اور حضرت مولانا سید احمد صاحبؒ کی بیعت میں ایک عرصہ تک کوہستان اور اس کے اطراف میں رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا (حیات ولی ص۳۳۵)

(۵) حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ایام جہاد حریت ۱۸۵۷ء میں آپ نے بروایت تذکرۃ الرشید غدر کے قضیہ میں ہجرت فرمائی حرم پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاور ہو کر ۶ محرم ۱۲۹۶ھ کو بعمر ۹۰ سال وفات پائی اس خاندان کے آپ نواسے ہیں

مباحثِ امروز

فلسطین کے مظالم ——— اور ——— فوجی بل

سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب سے سول نافرمانی کی پرزور درخواست

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

کچھ عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب میں کام [illegible] سر سکندر حیات خاں کی گورنمنٹ ہو کے بار بار مرکزی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ان رنگروں کے متعلق [illegible] کارروائی کرنے کا بل پیش ہوا جو [illegible] کانگریس کی [illegible] مسلم لیگ کی امداد و اعانت [illegible] انگریزی حکومت کے [illegible] ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے [illegible] آزاد ممالک کو اپنے [illegible] غلام بنانے کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ اور [illegible] جبکہ حکومت برطانیہ ظلم میں فلسطین کو محض حق آزادی کے مطالبہ پر [illegible] کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے [illegible] انگریزی حکومت کو [illegible] ہندوستانیوں بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے اس کی امداد و اعانت کے اعلان کی سند ضرورت تھی [illegible] کانگریس کمیٹی [illegible] جنگ چھڑ جانے کی صورت میں حکومت کی کسی قسم کی امداد کرنے کا فیصلہ تھا۔ [illegible]

اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی نے جو کر کانگریس پارٹی کی مخالفت کا سرمایہ [illegible] [illegible]

سر سکندر اور فوجی بل

چونکہ یہ معاملہ سر سکندر حیات خاں کے ایما پر مرکزی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے پیش ہوا تھا [illegible]

سکندر و جناح میں رقابت

[illegible]

لیگ اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے میں ناکام رہی

[illegible]

فلسطین میں انگریزی حکومت کے مظالم

[illegible]

واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کا سکوت

[illegible]

لیگ کی حرکتوں کا نتیجہ

[illegible]

سر سکندر حیات سے سول نافرمانی کا مطالبہ

[illegible]

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کی قبر

”مولانا عبداللہ لدھیانویؒ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ دیا تھا آپ کی قبر پنجاب سے اگر سہارنپور کا سفر کیا جائے تو مین روڈ کے کنارے سہارنپور سے کچھ کلومیٹر پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کی پرانی مسجد اور خانقاہ موجود ہے اور ساتھ ہی ان کی قبر بھی ہے۔ انہی کے ساتھ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ بھی مدفون ہیں“

الجمعیۃ اخبار

1927ء سے 1938ء تک

۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء

جمعیۃ علماء ہند کا آٹھواں سالانہ اجلاس پشاور (صوبہ سرحد)

بصدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا مولوی سید انور شاہ صاحب قبلہ

جو بتاریخ ۲، ۳، ۴ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۷، ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ روز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ شاہی مہمان خانہ میں منعقد ہوگا جس میں صوبہ سرحد اور تمام ہندوستان کے علماء کرام و مشائخ عظام و رہنمایان ذوی الاحترام کا عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ شریعت مطہرہ اور ملت بیضا کی روشنی میں قومی و مذہبی معاملات پر غور و بحث ہوگی اور ان کا تصفیہ کیا جائیگا ہندوستان کی موجودہ حالت اور معاملات حاضرہ کی نزاکت۔ بالخصوص صوبہ سرحد کی مذہبی اور قومی اہمیت اس امر کی متقضی ہے کہ اجلاس کو پوری ہمت اور استقلال کے ساتھ کامیابی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچایا جائے ہمیں تمام حلقہ گوشان توحید اور فرزندان ملک و ملت سے کامل توقع ہے کہ وہ پورے شوق اور اخلاص کے ساتھ جوق در جوق شریک ہوں گے اور اتحاد کو اتحاد اسلامی کا دلفریب منظر بنائیں گے خصوصاً مسلمانان صوبہ سرحد انتہائی دلچسپی کا ثبوت دیں گے۔

امور زیر بحث یہ ہوں گے

صوبہ سرحد میں اصلاحی سکیم مسلمانوں کی اقتصادی اصلاح مسئلہ توریث بنات رسوم مہلک کا ترک۔ اتحاد بین المسلمین مسئلہ اوقاف۔ تجاویز اتحاد کانفرنس دہلی منعقدہ ۲۷ء پر غور۔ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا انتظام تحفظ حقوق اسلامی۔ تجاویز اتحاد کانفرنس کلکتہ پر غور۔

اطلاعات

(۱) ارکان مجلس عاملہ کو چاہیے کہ ۲۹ نومبر کی صبح تک پشاور پہنچ جائیں تاکہ حسب ضرورت مجلس عاملہ کا جلسہ منعقد ہو سکے (۲) ارکان جمعیتہ و معززین مدعوین کے قیام و طعام کا انتظام جمعہ کی صبح سے یکشنبہ کی شام تک مجلس استقبالیہ کے ذمہ ہوگا بشرطیکہ ۳۰ نومبر تک تشریف آوری کی اطلاع بتعیین تاریخ و وقت دفتر استقبالیہ میں موصول ہو جائے۔ (۳) اراکین جمعیتہ سے مراد وہ حضرات ہیں جو جمعیتہ مرکزیہ کے ممبر ہوں۔ یا کسی صوبہ اور ضلع کی جمعیتہ علماء کے رکن ہوں۔ یا انکو صوبہ اور ضلع کی جمعیت علماء نے شرکت اجلاس کے لیے منتخب کیا ہو بشرطیکہ انکے پاس سند رکنیت یا سند انتخاب موجود ہو) معززمدعوین سے مراد صوبہ سرحد کے علماء اور بیرون صوبہ سرحد کے وہ حضرات ہیں جنکی خدمت میں دعوتی خط بھیجا گیا ہو (۴) جو حضرات قیام و طعام کا بطور خود انتظام کریں وہ بھی ۳۰ نومبر تک مجلس استقبالیہ کو مطلع کریں (۵) جو صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں وہ ۳۰ نومبر تک سکرٹری مجلس استقبالیہ کے نام روانہ کر دیں۔ (۶) تمام حضرات کو بستر اور سردی کا پورا سامان اپنے ہمراہ لانا چاہیے پشاور میں دسمبر سخت سردی کا مہینہ ہے (۷) تشریف آوری کی اطلاع نہ دینے والے حضرات کے قیام و طعام کی ذمہ دار مجلس استقبالیہ نہ ہوگی (۸) رکنیت مجلس استقبالیہ کی فیس ۵ روپیہ مقرر کی گئی ہے لیکن ۲۰ نومبر کے بعد کوئی شخص مجلس استقبالیہ کا ممبر نہ ہو سکیگا۔ (۹) اجلاس عام کا داخلہ قیمتی ٹکٹ سے ہوگا لیکن جمعیت علماء کے اراکین اور معزز مدعوین اس سے مستثنیٰ ہوں گے

نوٹ۔ وزیٹر ٹکٹ کی قیمت بشرح ذیل مقرر کی گئی ہے۔ درجہ اول ۵ روپیہ درجہ دوم ۲ روپیہ درجہ سوم ۱ روپیہ

دفتر استقبالیہ کا پتہ

دفتر استقبالیہ کمیٹی اجلاس جمعیۃ علماء ہند پشاور شہر

الداعی

۱۔ نواب سر صاحبزادہ عبدالقیوم خاں صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ صدر مجلس استقبالیہ جمعیۃ علماء ہند۔
۲۔ نواب ارباب دوست محمد خاں صاحب ایم۔ بی۔ ای۔ او۔ بی۔ آئی۔ چیف آف تہکال۔ (نائب صدر)
۳۔ نواب زادہ خان صاحب ارباب محمد اکرم خاں صاحب چیف آف ہند۔ لنڈی " "
۴۔ خان بہادر حاجی سیٹھی کریم بخش صاحب۔ ایم۔ بی۔ ای۔ رئیس پشاور " "
۵۔ مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب صدر خلافت کمیٹی پشاور خطیب مسجد قاسم علی خاں " "
۶۔ خان بہادر کریم داد خاں صاحب سردار [illegible] مجسٹریٹ وائس پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن بنوں " "
۷۔ مولانا احمد گل صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی کوہاٹ " "
۸۔ خان بہادر نواب ۔۔۔ سیف اللہ خان صاحب ۔۔۔ پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ " "
۹۔ قاضی محمد عظیم خان صاحب صدر انجمن اسلامیہ ہزارہ " "
۱۰۔ ابو الوفا حافظ محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد۔
۱۱۔ خان بہادر حاجی احمد یار خاں صاحب سردار [illegible] ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔
۱۲۔ قاضی امیر احمد صاحب بیلنگ وکیل وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی پشاور۔
۱۳۔ حاجی فضل الٰہی صاحب گورنمنٹ آنریری مجسٹریٹ و ممبر ۔۔۔ پشاور۔
۱۴۔ سید محمد اشرف شاہ صاحب وکیل و وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی کوہاٹ۔
۱۵۔ سردار محمد اورنگ زیب خاں صاحب (بیلنگ) وکیل رئیس ۔۔۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔
۱۶۔ خان عبدالرب خاں صاحب نشتر (بیلنگ) وکیل شہر پشاور۔
۱۷۔ خان محمد جان خان صاحب۔ ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا میونسپل کمشنر و سکرٹری انجمن اسلامیہ بنوں
۱۸۔ خان عبدالغفار خاں صاحب مہتمم و سکرٹری آزاد مدرسہ اسلامیہ اتمان زئی چارسدہ۔
۱۹۔ قاضی محمد اسلم خاں صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ (بیلنگ) وکیل پشاور۔
۲۰۔ خان صاحب محمد اسلم خاں صاحب ۔۔۔ آنریری مجسٹریٹ مردان۔
۲۱۔ آغا سید فضل بادشاہ صاحب جنرل سکرٹری مجلس استقبالیہ جمعیۃ علماء ہند۔
۲۲۔ حکیم عبدالجلیل صاحب ندوی } سکرٹریان
۲۳۔ حاجی علی گل خان صاحب }

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی

جمعیۃ علمائے ہند کا واحد ترجمان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۲

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

ایڈیٹر
ابوالاعلیٰ مودودی

جلد ۶ | دہلی یوم جمعہ ۶ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۶ ہجری مطابق ۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء | نمبر ۳۸

خطبۂ صدارت

اجلاس ہشتم جمعیۃ علمائے ہند

منعقدہ ۶، ۷، ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۶ھ بمقام پشاور

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب دام فیوضہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قامت له القامات و ركعت له الظهور و سجدت له الجباه و خشعت له القلوب و الابصار و الاصوات و نطقت بحمده الالسن و تحركت بذكره الشفاه. الذی خلق آدم على صورته و جعله خليفة فی الارض حاكما على الطول و العرض و نفخ فيه من روحه و سواه و اسجد له الملائكة و خلق له ما فی الارض جميعا و اياه ليعرف ربه الذی رباه. والصلوٰة والسلام على رسوله النبی الامی محمد الهاشمی خاتم النبيين و سيد ولد آدم الذی خصت لواء الحمد فی يده و على آله و صحابه الذين [illegible] اتبعوهم باحسان ما بلغ الله هلاله

ضرورت نظام ملی و تقسیم عمل

اما بعد حضرات علمائے کرام! رہبران ملت و قوم و برادران اسلام!

سب سے پہلے میں آپ حضرات کی اس کرم گستری کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھ جیسے ناچیز کو اپنے عظیم الشان جلسہ کی صدارت عطا فرما کر اپنے اعتماد و توقع کی عزت بخش کر آپ نے ظاہر فرمائی ہے میں گو جیسا اس قابل نہ تھا کہ ایسے اہم اور نازک موقعہ پر اس اہم ترین ذمہ داری کو پورا کر سکتا مگر ایک تو خدائے قدوس کے فضل و کرم دوسرے آپ کے اعتماد اور توجہ پر بھروسہ کر کے آپ کے ارشاد کی تعمیل کیلئے حاضر ہو گیا ہوں۔ امید کہ جب آپ نے میرے ضعیف کاندھے پر یہ بار گراں رکھا ہے تو بمقتضائے فان كلفتموهم ما يغلبهم فاعينوهم آپ بھی اپنے خادم کی پوری مدد فرمائیں گے۔ اور اپنی دلی محبت اور اخلاص کے جذبات سے مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل کرنے کے قابل بنا دیں گے۔ یہ بھی حکمت الٰہیہ کا ایک کرشمہ تھا کہ اس نے صوبہ سرحد کے اجلاس جمعیۃ علما کی صدارت میرے نام پر مقدر فرمائی تھی تاکہ میں اپنے پڑوسیوں کی حسب مقدرت خدمت کر کے حق جوار ادا کر سکوں۔ اور اگر ادائے خدمت میں کچھ تقصیر ہو جائے تو میرے پڑوسی حق جوار کی رعایت کر کے درگزر فرمائیں

اور نکتہ گیری نہ کریں۔ اور میری معروضات کو اپنے ہی مخلص اور بادہ فام آشنا کی معروضات خیال فرما کر گوش دل سے سنیں اور اس پر عمل کی سعی کریں۔ ولا اوجد الی انتم فان الدین النصیحة وما التوفیق الا من عند اللہ العزیز الحکیم

[illegible] عالم کی بنیاد تغیر و تبدل پر رکھی ہے اور اس کی کائنات فضا انقلابات و حوادث سے معمور ہے۔ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے ؎

کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

تاہم اس نے نظام کو مصالح کلیہ کے مناسب ایک نظم لڑی میں منسلک کر دیا ہے اور جملہ مسببات عالم کو سلسلۂ اسباب کی وابستگی سے خالی نہیں چھوڑا۔ قدرت کا یہ لطف پوشیدہ اس لئے مقرر کیا ہے کہ اگر عالم میں گوناگوں تغیرات و انقلابات نہ ہوتے اور روز روشن شب تاریک کے ساتھ پیدا ان سابقہ میں اس طرح نمودار نہ ہوتا تو کوئی شخص بقدر کا جو کہ ان کا پیدا تمام موجودات پر حاکم اور اس میں کارفرما ہے قائل نہ ہوتا اور عالم کی یکساں حالت کو دیکھ کر اس کی حقیقت اصلیہ کا نہ سمجھتا اور کبھی نہ جانتا کہ اس بہترین نظام میں کوئی اور قوت کارفرما ہے خیال فرمایئے کہ اگر آفتاب عالمتاب میں طلوع و صعود، زوال و غروب اور اس کی شعاعوں میں ترقی و تنزل نہ ہوتا اور تاریکی کے بعد نور کا ظہور اور جلوہ گری نہ ہوتی اور نور کے بعد تاریکی نہ آتی اور فضائے عالم ہر وقت نورانی رہتی تو کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا تھا کہ عالم کی یہ نورانیت چشمۂ خورشید کی مرہون منت ہے بلکہ وہ اس یقین کرنے پر مجبور ہوتا کہ طبیعت عالم ہمیشہ سے اسی طریق پر قائم ہے اور اس نورانیت کی مقتضی ہے۔ بقول قائل ؎

نابود زمانہ این چنین بود

عارف جامی قدس اللہ سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں ؎

ظہور جملہ اشیا بضد است
ولے حق را نہ ضد است و نہ ند است
اگر خورشید بر یک حال بودے
شعاع او بیک منوال بودے
ندانستے کسے کیں پرتو ست
نہ بودے ہیچ فرق از مغز تا پوست

الحاصل فطرت الٰہیہ نے اس لئے عالم کو تغیر و تبدل کے بھیکر میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ انقلاب و تحول اہل بصیرت کیلئے اس بات کی دلیل ہو جائے کہ اس کے تمام مظاہر و شیون میں دست قدرت کارفرما ہے اور سطح عالم اس بات پر شاہد ہے کہ اس کا وجود خود بخود نہیں ہے بلکہ کسی دوسری قوت کا دست نگر اور کسی قوت قاہرہ کا تابع فرمان ہے۔ عقلاء و حکماء نے عالم کی اس منقادانہ حیثیت کو بہت سے دل پسند طریقوں سے بیان کیا ہے۔ خاکسار نے بھی اسکو ایک قطعہ میں ظاہر کر دیا ہے جو یہ ہے ؎

جہاں چو نقش و نگارے است از ید قدرت
کہ بہر خویش چو نمود بے بود است
سمات عجز ز تخیئہ ہر یکے پیدا
بقید محنت و رہن قید خانہ مسدود است
نہ خود بخویش کہ برآمدہ ز دست دگر
چنانکہ نقش کہ حیران و دیدہ بکشودہ است

یعنی تمام عالم جو بجز تجلی قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں کا جیرہ [illegible] نگار ہے جبکہ خود اپنے لئے نہیں ہے تو پھر وہ ایک تراش اور دکھاوا ہے اسلئے کہ کارخانۂ عالم کی تمام اشیاء ید قدرت میں مسخر اور اس قید خانہ کی قید محنت میں گرفتار اور عاجز ہیں اس کا وجود اور اس کی ہستی اپنے ہاتھوں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا وجود ایک دوسرے ہاتھ سے کتم عدم سے نکل کر منصۂ شہود پر اس طرح جلوہ نما ہوا ہے جس طرح کہ تصویر آنکھیں پھاڑے ہوئے بشکل حیران اپنے مصور و نقاش کا پتہ دیتی ہے لیکن عالم کی نیرنگیوں اور بوقلمونیوں کے باوجود اس میں نظام و ترتیب کا ہونا اسلئے ضروری تھا کہ اگر یہ جہاں بہترین نظم کیساتھ منظم نہ ہوتا اور اشیاء عالم کے درمیان ارتباط و رشتۂ اتحاد قائم نہ کیا جاتا تو عالم کی تمام اشیاء میں باہمی تجاذب و تصادم کا ایک طوفان برپا ہو جاتا اور زمین و آسمان اور تمام اجسام ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہو جاتے اور عالم کی پیدائش اور وجود میں آنے پر کوئی فائدہ مترتب نہ ہو سکتا۔

حضرات! مجموعۂ عالم جس کو عالم کبیر یا شخص اکبر سے تعبیر کرتے ہیں اس کی ترتیب و تنظیم کو عالم صغیر یا شخص اصغر یعنی انسان پر قیاس کرنا چاہیے۔ پس جس طرح شخص اصغر یعنی وجود انسانی کا نظم قلب و دماغ اور جوارح کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ تمام ملکات و اخلاق کا حامل و منبع قلب ہے۔ اور معارف و علوم کا حامل دماغ اور تمام اعمال و افعال کے مظاہر جوارح ہیں۔

ترک و اختیار کی تمام حرکات پہلے قلب سے اسی طرح صادر ہوتی ہیں جس طرح کہ بادشاہ کی جانب سے احکام و فرامین صادر ہوتے ہیں۔ پھر قلب کی اس جنبش کا دماغ پر اثر پڑتا ہے اور دماغ اس کی صحیح تصویر اور موزوں نقشہ کھینچتا ہے۔ اس کے بعد اعضاء و جوارح انسانی اسکے امتثال میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں گویا یوں کہنا چاہئے کہ قلب ایک بادشاہ ہے۔ دماغ اس کا وزیر اور اعضاء اسکے خدم و حشم ہیں۔ اسی لئے تمام موارد انسانیہ کے صلاح و فساد کا مدار تنہا قلب ہے

ہے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ان فی الجسد مضغۃ — یعنی جسم انسانی میں ایک گوشت کا ٹکڑا
اذا صلحت صلح الجسد — ہے جب تک وہ صحیح رہتا ہے
کلہ و اذا فسدت فسد — تمام جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب کبھی خلل
الجسد کلہ — آ جاتا ہے تو کل جسم فاسد ہو جاتا ہے۔

اور دماغ بجائے مشیر خیر یا مشیر شر کے ہے اور اعضاء و جوارح رفیق نیک یا رفیق بد۔ ٹھیک اسی طرح شخص اکبر (مجموعۂ عالم) کیلئے بھی قلب اور دماغ اور اعضاء و جوارح ہیں۔ اس شخص اکبر کا قلب تو وہی ہے جس کو اصطلاح شریعت میں اولی الامر یا اصحاب حل و عقد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا دماغ حکماء و علماء شریعت غرا ہیں۔ اور اس کے اعضاء و جوارح عامۂ افراد خلق۔

پس اگر عمارات ملیہ و دماغ کو باحسن وجوہ انجام دیتے رہیں یعنی علوم و معارف حقہ کا صحیح نشر و ابلاغ کرتے رہیں۔ اور رہنما عمومیہ و خصوصیہ میں صحیح رہنمائی کا فرض انجام دیتے رہیں۔ تو افراد خلق بھی اعمال [illegible] کا کام دیتے ہیں۔ وہ نظام عالم نہایت منظم اور صحیح طور پر قائم رہتا ہے۔ یہی واضح رہے کہ تمام مجموعۂ عالم یعنی شخص اکبر کا چونکہ فاعل اور خالق ایک ہی ذات واحد لاشریک لہ ہے۔ اسلئے اسکا تمام رجحان صرف ایک غایت اور ایک ہی نتیجہ کی طرف ہے اور وہ نتیجہ رجوع الی اللہ ہے ؎

ہمہ از سر حکمتش بود بے بود نہ فلک
ماندہ سرگردان بگرد آستانش ماہ و سال

له الامر كله و اليه يرجع الامر كله یعنی تمام امور اسی ایک ذات واحد [illegible] تمام [illegible] کہ ایک ہی منزل مقصود کی طرف جا رہی ہے۔

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم — مسلمان مسلمان کے لئے مثل عمارت کی اینٹوں کے ہے جس کا استحکام ایک

قیمت اخبار الجمعیۃ

	ہندوستان	بیرون ہند
سالانہ	۷ر	۸ر
ششماہی	۴ر	۵ر
فی پرچہ	۱ر	

تاریخہائے اشاعت اخبار الجمعیۃ

ہر انگریزی مہینہ کی ۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۲۹
تاریخ کو پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۲

تار کا پتہ الجمیعۃ دہلی

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

ایڈیٹر
ابو الاعلیٰ مودودی

جلد ۶ | دہلی - یوم سہ شنبہ ۱۰ رجمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۴۶ ہجری - مطابق ۶ ردسمبر سنہ ۱۹۲۷ء | نمبر ۳۹

خطبہ صدارت

اجلاس ہشتم جمعیۃ علماء ہند

منعقدہ ۶، ۷، ۸ رجمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۴۶ھ بمقام پشاور

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب دام فیوضہم

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرات! یہ حالات ہیں جنہوں نے باشندگان سرحد کو اس نظام حکومت سے سخت نالاں کر دیا ہے۔ یوں تو وہ ابتدا ہی میں اس سے ناراض تھے اور ۱۹۰۱ء سے تو علانیہ انہوں نے ناراضی کا اظہار شروع کر دیا تھا لیکن ۱۹۱۹ء کے حالات نے جس طرح ہندوستان کی عام ذہنیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا، اسی طرح اہل سرحد میں بھی بیداری کی ایک نئی روح پھونک دی اور اسوقت سے سرحد اور ہندوستان کے بقیہ صوبوں میں اس نظام کے خلاف سخت تحریک شروع ہوگئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فروری ۱۹۲۱ء میں لیجسلیٹو اسمبلی میں صوبہ سرحد کے مسئلہ پر ایک زبردست مباحثہ ہوا۔ اور حکومت کو اپنی قدیم حکمت عملی کے مطابق عام ناراضگی کو فرو کرنے کے لیے مجلس تحقیقات سرحد کے نام سے ایک کمیٹی مقرر کرنی پڑی جس کا مقصد زیادہ تر یہ تحقیق کرنا تھا کہ آیا صوبہ سرحد کو ایک الگ صوبہ کی حیثیت سے اصلاحات دینا زیادہ مناسب ہوگا یا صوبہ پنجاب سے ملحق کر دینا۔ ۱۹۲۲ء میں اس کمیٹی کی باقاعدہ تکوین ہوئی۔ سر ڈینس بیرے حکومت ہند کے وکیل امور خارجیہ اس کے صدر مقرر کئے گئے اور سر نارمن بولٹن جو اب سرحد کے چیف کمشنر ہیں، سکرٹری قرار پائے۔ اس مجلس نے تمام صوبہ کا دورہ کیا۔ اور با اثر لوگوں کی شہادتیں لیں تو اسے تسلیم کرنا پڑا کہ صوبہ سرحد بہ حیثیت آئینی اصلاحات کا مستحق ہے۔ اور موجودہ نظام حکومت کے خلاف اس کی شکایات بالکل بجا ہیں اس کی اکثریت نے جس میں سر ڈینس بیرے اور سر نارمن بولٹن بھی شامل ہیں اپنی رپورٹ میں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ:-

"باشندگان سرحد لیاقت و ذہانت اور اپنے امور کے انصرام و انتظام کی اہلیت میں بقیہ ہندوستان کے لوگوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اصلاحات کے لیے ان میں پر زور طلب و خواہش پیدا ہوگئی ہے اور وہ ان اصلاحات کے ذرہ برابر کم پر بھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔ جو ملک کے دوسرے صوبوں کو عطا کی گئی ہیں۔ اس صوبہ میں خواہ کسی قسم کی کونسل قائم کی جائے۔ اس کا ایک منتخب اور طاقتور مجلس ہونا ضروری ہے۔ محض مجلس مشاورت کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اب ایک مجلس واضع قوانین قائم کرنے کی ضرورت ہے۔"

نیز اس نے لکھا ہے کہ:-

"اگر پٹھان قومیت کا حق حکومت خود اختیاری تسلیم کر لیا گیا اور اسکو سلطنت ہند میں ریفارم اسکیم کے ماتحت خود اختیاری دیدیا گیا تو وہ موقع پیدا ہو جائیگا جس کے لیے وہ زبردست جد و جہد کر رہی ہے، اور یقین ہے کہ ایک مطمئن سرحدی آبادی کے ساتھ ہندوستان اس مستقبل کا زیادہ مفید طور پر مقابلہ کر سکے گا جو سرحد میں اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔"

"اگر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری کا کوئی بھی موقع دیا جائے تو یقیناً پٹھان قوم اس کی مستحق ہے جسے قدرت نے ہندوستان اور غیر ملکی حملہ آوروں کے درمیان دیوار بنا رکھا ہے۔"

"اگر پٹھانوں کے مطالبہ حکومت خود اختیاری کو ٹھکرا کر ایک نہایت قلیل التعداد جماعت کے مفروضہ مفاد کی حمایت کی گئی تو سرحد میں اس کے وہ نتائج پیدا ہوں گے جن کا تصور بھی ہمیں لرزہ براندام کر دیتا ہے۔"

"اگر پٹھانوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے انہیں اپنے علیحدہ صوبہ میں ترقی اور حکومت خود اختیاری کے حق سے محروم رکھا گیا تو ان کے مغرب کی جانب متوجہ ہونے کا خطرہ مبدل بہ حقیقت ہو سکتا ہے۔"

حضرات! یہ اس مجلس کے خیالات ہیں جس کے صدر اور سکرٹری حکومت ہند کے نہایت ذمہ دار ارکان تھے۔ اور جو اسوقت صوبہ سرحد کے تمام اختیارات پر حاوی ہیں، انہوں نے جس صفائی کے ساتھ سرحدیوں کے مطالبہ اصلاح کو حق بجانب تسلیم کیا ہے اور جس زور کے ساتھ اسے قبول کرنے کی سفارش کی ہے، اسے آپ نے دیکھ لیا۔ مگر افسوس ہے کہ ان اعترافات کے بعد بھی حکومت اپنے موقف سے ایک انچ نہ ہٹی۔ اول تو اس نے ایک عرصہ تک رپورٹ ہی کو دبائے رکھا، اور ۱۹۲۴ء کے آغاز تک بھی اسے شائع نہ کیا، حالانکہ تحقیقات جون ۱۹۲۲ء کے اواخر ہی میں ختم ہو چکی تھی لیکن آخر پبلک کے شدید مطالبہ کے بعد مارچ ۱۹۲۴ء میں اسے شائع کیا بھی گیا تو اس کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی کوئی کوشش نہ کی گئی، حتی کہ کوئی ایسا اظہار رائے بھی نہیں کیا گیا جس سے کم از کم یہی معلوم ہو جاتا کہ آیا وہ کسی وقت میں اصلاحات نافذ کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے یا نہیں۔

حکومت کی اس سرد مہری نے اہل سرحد کے جذبہ طلب میں ایک نئی حرکت پیدا کر دی اور ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء کو ایک نمائندہ وفد نے چیف کمشنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اجرائے اصلاحات کے لیے ایک باضابطہ اور متفقہ مطالبہ پیش کیا اس کے بعد صوبہ میں جگہ جگہ جلسے ہونے شروع ہو گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک متفقہ قومی مسئلہ بن گیا۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۲۶ء میں مدراس کے سید مرتضیٰ بہادر نے اسمبلی میں اس کے متعلق باقاعدہ تجویز پیش کر دی لیکن حکومت کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ جب اسکے پاس کسی جائز مطالبہ سے اعراض کرنے کا کوئی معقول یا نامعقول عذر باقی نہیں رہتا تو وہ اسکو ایک فرقہ وارانہ سوال بنا کر مختلف جماعتوں کے اختلافات کا عذر پیش کر دیتی ہے، کیونکہ یہی وہ آخری جائے پناہ ہے جہاں وہ اس ملک کی قومی خواہشات کے مقابلہ میں اپنے استبداد کی سب سے زیادہ کامیاب مدافعت کر سکتی ہے۔ چنانچہ سرحدی اصلاحات کے معاملہ میں بھی آخر اس کو اسی تفرقہ کے حربہ کی طرف میں پناہ لینی پڑی۔ اور بدقسمتی سے اسکو ہندوؤں کی ایک کوتاہ اندیش جماعت اس غرض کی تکمیل کے لیے ہاتھ بھی آگئی۔ اس جماعت نے مسلمانان سرحد کی زبان سے اصلاحات کا مطالبہ سنتے ہی نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ پنجاب اور صوبہ متحدہ تک میں بھی اسکے خلاف شور مچانا شروع کر دیا۔ اور جگہ جگہ ہندو مہا سبھا کی قیادت میں جلسے کر کے نہایت لجاجت کے ساتھ حکومت سے درخواستیں کرنے لگے کہ سرحدی پٹھانوں کو اصلاحات ہرگز نہ دی جائیں۔ ورنہ وہ ہندوؤں کو کھا جائینگے۔ بلکہ سرحد پار کے مسلمانوں کو ہندوستان پر چڑھا لائیں گے۔ پھر جب اسمبلی میں سید مرتضیٰ بہادر کا رزولیوشن پیش ہوا تو لالہ لاجپت رائے اور پنڈت مالوی کی رہنمائی میں ہندوؤں کی ایک بڑی جماعت نے اس کی سخت مخالفت کی اور مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سوراجی جماعت نے بھی جس سے ملک کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اس موقع پر حد درجہ افسوسناک ذہنیت کا ثبوت دیا۔ ہندو جماعت اپنے اس غیر معقول طرز عمل کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے عذر پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی تمام مخالفانہ جد و جہد کی تہ میں صرف ایک جذبہ کام کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ سرحد کی مسلمان اکثریت کو وہ با اختیار حکومت کی کرسی پر نہیں دیکھنا چاہتی۔ اگر سرحد میں مسلمانوں کے بجائے ہندوؤں کی اکثریت ہوتی تو آج یہی لوگ اصلاحات کے لیے زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ مگر چونکہ اکثریت مسلمانوں کی ہے اس لیے وہ اس کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور اپنے ہم وطن مسلمانوں کے مقابلہ میں اجنبی انگریزوں کی حمایت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

سرحدی اصلاحات کے خلاف اب تک جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان سب کا احاطہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اصلی اور بنیادی اعتراض صرف چار ہیں۔ اولاً وہ کہتے ہیں کہ سرحد میں ہندوؤں کی تعداد بہت کم ہے۔ اگر وہاں شورائی حکومت قائم کی گئی جس میں لازماً اکثریت کو فیصلہ کن اقتدارات حاصل ہوں گے تو ہندوؤں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ ثانیاً ان کا خیال ہے کہ سرحدی پٹھان ماوراء سرحد کے پٹھانوں سے گہرا رابطہ رکھتے ہیں اگر حکومت کی باگیں ان کے ہاتھ میں دیدی گئیں تو خوف ہے کہ وہ کہیں ہندوستان کے دروازوں کو شمالی حملہ آوروں کے لیے نہ کھول دیں۔ ثالثاً سرحد کے باشندے اتنی قابلیت نہیں رکھتے کہ ان میں شورائی نظام حکومت رائج کیا جائے۔ ان میں انتخابی اداروں کے ساتھ اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ رابعاً یہ بہت چھوٹا صوبہ ہے اگر اس میں اصلاحی حکومت قائم کی گئی تو وہ مصارف برداشت نہ کر سکیگا۔

یہ چاروں اعتراض مختلف طریقوں سے پیر پھیر کر پیش کئے جاتے ہیں مگر ان کا جوہر یہی ہے کہ [illegible] اصلاحات کے جائز مطالبہ کے سامنے [illegible] متعلق میں عرض کروں گا کہ ایک صوبہ کو حکومت خود اختیاری نہ دینے کی یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہاں ایک جماعت

(باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

قیمت اخبار الجمعیۃ

	ہندوستان	بیرون ہند
سالانہ	عـــہ	[illegible]
ششماہی	[illegible]	صہ
فی پرچہ	[illegible]	

تاریخہائے اشاعت اخبار الجمعیۃ

ہر انگریزی مہینہ کی ۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰-۲۹ تاریخ کو پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۲

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر
ابو الاعلیٰ مودودی

جلد ۶ | دہلی یوم شنبہ ۱۴ جمادی الاخری ۱۳۴۶ ہجری مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۰

خطبۂ صدارت

اجلاس ہشتم جمعیۃ علماء ہند

منعقدہ ۶، ۷، ۸ جمادی الاخری ۱۳۴۶ھ بمقام پشاور

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب دام فیوضہم

(گذشتہ سے پیوستہ)

البتہ آپ شبہ کر سکتے ہیں کہ اگر مادہ موجود نہ تھا تو پھر عدم سے وجود کیسے بنا لیکن یہ مغالطہ کوئی دشوار اور امر لاینحل نہیں اس لیے کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ کوئی فاعل اپنے فعل میں مادہ کا محتاج نہیں ہوتا۔ انسان و حیوان کو دیکھیے کہ وہ کبھی حرکت کرتے ہیں اور کبھی ساکن رہتے ہیں وہ یہ حرکت و سکون ان کا فعل ہوتا ہے [illegible] ایک انسان کبھی بیٹھا ہوتا ہے [illegible] اور کبھی کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ یہاں ان تمام افعال میں کسی مادہ یعنی لکڑی پتھر لوہے کا محتاج نہیں ہے کہ جب تک وہ نہ ہو یہ شخص ان حرکات کو نہ کر سکے۔ ہاں کوئی فاعل مادہ کا محتاج اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس کا فعل کسی دوسرے فاعل کے مفعول پر واقع ہو اسکو اس طرح سمجھیے کہ ایک بڑھئی تخت کو بنانا چاہتا ہے تو اس وقت جبکہ وہ تخت کو بنائیگا چار چیزیں موجود ہوں گی۔ ایک بڑھئی۔ دوسری نجارت یعنی اسکا عمل یا فعل جو اسکے ہاتھ کی حرکت ہے۔ تیسری لکڑی۔ چوتھی تخت کی وہ صورت و ہیئت جو بننے کے بعد پیدا ہوتی ہے، تو بڑھئی اپنے اس فعل و عمل میں جس کو ہم اس موقع پر نجر یا گھڑنے سے تعبیر کرتے ہیں کسی مادہ کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اس کی فاعلیت کے لیے صرف ہاتھ کی حرکت کافی ہے لکڑی ہو یا نہ ہو۔ البتہ جب کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ لکڑی کو تخت بنائے تو اس وقت وہ مادہ یعنی لکڑی کا محتاج ہے اور ظاہر ہے کہ خود لکڑی اس کا مفعول نہیں ہے اور نہ بحیثیت اسکا فاعل بلکہ اس کا فاعل دوسری ہستی ہے اسکا مفعول جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں صرف اس کی حرکت ہے۔ اسکا حاصل کوئی فاعل جب ان چار چیزوں میں سے دوسری چیز کو پیدا کرے یعنی اپنے فعل کو تو وہ کسی اور چیز کا محتاج نہیں ہو سکتا اس لیے کہ فاعل حقیقی اور اسکے مفعول کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں ہو سکتی ورنہ وہ فاعل حقیقی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر وہ چوتھی چیز بنانا چاہے تو بے شک وہ بغیر تیسری چیز کے چوتھی چیز نہیں بنا سکتا۔ اس لیے کہ چوتھی چیز سے پہلے تیسری کا ہونا ضروری ہے۔ جب آپ اس اہم مقدمہ کو سمجھ گئے اور یہ امر آپ کے دل نشین ہو گیا تو اب آپ خود سمجھ لیں گے کہ یہ سارے کا سارا عالم جواہر ہوں یا اعراض فاعل حقیقی یعنی خدائے قدوس کا فعل ہے اور جس طرح انسان اپنی حرکت و سکون بغیر مادہ کے پیدا کر لیتا ہے اسی طرح احد لم یلد نے عالم کو کتم عدم سے نکال کر موجود کر دیا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ یعنی فاعل حقیقی کے لیے عالم دوسری چیز تھا نہ کہ چوتھی چیز اس لیے وہ تیسری شے سے قطعاً مستغنی رہا اور اسکو کسی اور شے کی کوئی احتیاج نہ پڑی۔

نیز جب کہ ہر مذہب و ملت اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ بارگاہ صمدیت حدود زمانہ سے منزہ اور برتر ہے یعنی زمانہ کی حدود میں محدود و محصور نہیں اور اس جناب میں زمانہ معدوم ہے تو پھر اس میں ہی کیا حرج ہے کہ اس طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ زمانہ کبھی سرے سے معدوم تھا۔ اور اسکا وجود عالم کے وجود کے ساتھ ساتھ آیا ہے۔ احقر نے اسی کے متعلق لکھا ہے۔ ؎

آنکس کہ بابداع زماں رفت نہ تمہید [illegible] حصہ مخلوق بہ بخشید
چوں واحد حق است بہر مرتبہ بایدش [illegible] گفت بہ توحید

وہ شخص کچھ بھی نہ سمجھا جس نے زمانہ کو قدیم مان لیا اس لیے کہ اس نے اپنے عقیدہ کے ماتحت خدائے قدوس کی صفت قدم کا حصہ زمانہ کے حوالہ کر دیا۔ جب خدائے قدوس کو واحد مانتے ہو تو پھر اس کی وحدت صحیح معنی میں جب ہو گی کہ ہر مرتبہ میں اسکو واحد مانا جائے۔ ورنہ ذاتی مرتبہ میں اسکو واحد کہنا۔ اور پھر زمانہ کو اس کی صفات میں شریک بتانا گنتی میں ایک کہنا ہے کہ حقیقت میں اور شہادت میں تو ہر چیز دوسری چیز کے مقابلہ میں اول کہلائی جا سکتی ہے۔ قدم تو صفات کمالیہ میں سے ایک ہے۔ اور حق سبحانہ اس میں کسی کو شریک بنانا عقل و روایات دونوں سے بعید ہے۔ اور اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اگر عالم کو ہم قدیم نہ مانیں تو خدائے قدوس کا غیر متناہی وقت میں معطل ہونا لازم آتا ہے تو یہ بھی سوء فہم اور عقل کی نارسائی ہے وہ اس وقت صفات ربانیہ میں سے وحدت مطلقہ کا ظہور حق تعالیٰ کو تعطیل سے منزہ اور برتر ثابت کرتا ہے۔ اور یہ بجائے خود ایک عظیم الشان امر ہے۔ عدم تعطیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمام صفات کے مظاہر موجود ہوں۔

علماء محققین نے اس رابطہ حادث یا قدیم کے مسئلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔

چنانچہ عارف جامی جو صوفیائے کرام میں سے بہت جلیل القدر ہیں یہاں فرماتے ہیں۔ ؎

[illegible]
[illegible]

ہم نے کائنات عالم کی کتاب کو ایک ایک ورق کر کے سبق کی طرح پڑھا ہے تو سچ یہ ہے کہ ہم نے ذات حق اور کل یوم ھو فی شان کے مظاہر کے سوا کچھ اس میں دیکھا اور نہ پڑھا۔

اور شیخ مجدد سرہندی کہ صوفیائے [illegible] میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ ؎

[illegible]
[illegible]

[illegible] کائنات میں باہم عقل و فہم اور قوت نظری کے ساتھ بہت دوڑے اور بیری کی طرح اس میں اس طرح گھومتے کہ سر تا پا چشم حیرت بن گئے۔ لیکن بجز صفات کے پرتو اور اسکی پرچھائیں کے اور کچھ بھی حاصل نہ کر سکے اور وہ بھی پوری طرح حاصل نہ ہو سکی۔

اس خاکسار نے بھی اپنی بے بضاعتی کے باوجود بقدر ہمت اس بارہ میں کچھ کہا ہے۔ ؎

مجموعہ کون بود و گفتم عدم [illegible]
[illegible]

یہ ملتے کا سارا عالم پہلے پردہ عدم میں تھا اس کے بعد کن کے اشارہ سے یہ وجود میں جلوہ گر ہوا۔ یہ خدائے قدوس کا ایک فعل ہے جو اس کے دست قدرت سے بغیر مادہ کے ظاہر ہوا ہے۔ اس لیے کہ اگر وجود کو عدم میں ضرب دیں تو حاصل ضرب قدم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حادث ہی نکلیگا۔ یا یوں سمجھیے کہ جب عدم ذاتی ممکن کو وجود واجب ذاتی میں ضرب دیں یعنی اول کا ثانی سے تعلق اور ربط پیدا کریں تو حاصل ضرب یا نتیجہ تعلق حدوث زمانی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ یہ ایک طویل بحث ہے اس جگہ تو صرف اس قدر گزارش کرنا ہے کہ جن مذاہب و ملل کا یہ حال ہو کہ نہ ان میں توحید کا پتہ ہے اور نہ ان کے مذہبی اصول کے مطابق خدا کے وجود کا ثبوت ہو سکتا ہے تو پھر وہ کیا تبلیغ حق اور پیغام الٰہی پہونچا سکتے ہیں۔ یہ حق اگر ہے تو فقط مذہب اسلام ہی کو ہے۔

خدائے قدوس مسلمانوں کو توفیق نیک عطا فرمائے کہ وہ اس اہم فریضہ کی طرف پوری قوت سے متوجہ ہوں اور اپنی تمام سعی کو اس کام کے لیے وقف کر دیں۔

حضرات! حقیقتہً اس اہم فریضہ کی اولین خدمت علماء کرام کا حق ہے اور یہ کام انہی کے سپرد ہونا چاہیے تھا۔ اور قوم کا فرض یہ تھا کہ وہ علماء کا ہاتھ بٹاتے اور اس عظیم الشان مقصد کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہاتے ہر طرح امداد کرتے اور اپنے اطمینان کے لیے ان سے برابر حساب لیتے رہتے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ اور تقسیم کار کو ترک کر کے ہر شخص اور ہر جماعت ہر ایک کام میں دخیل ہو جاتی ہے اور نتیجہ بجز انتشار و پراگندگی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

اصول تبلیغ

حضرات! جو لوگ اسلام کے اس فریضہ کے لیے تیار ہوں ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ پیغام دین متین اور نشر و ابلاغ حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاق حسنہ اور ملکات فاضلہ اور خلوص نیت اور فراخ حوصلگی اور حسن مقال اور سلاست و شیریں کلامی وسعت صدر [illegible] جیسی صفات سے متصف ہوں اور ایک مبلغ کے لیے یہی اس کا کمال ہے۔ حرص و طمع، غرض نفسانی، ریاکاری، [illegible] سے [illegible] جو شخص ان امور کا لحاظ نہیں رکھتا اس کی [illegible]

(باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

قیمت اخبار الجمعیۃ

	ہندوستان	بیرون ہند
سالانہ	[illegible]	[illegible]
ششماہی	[illegible]	صہ
فی پرچہ	ار	

تاریخہائے اشاعت اخبار الجمعیۃ

ہر انگریزی مہینہ کی ۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰ [illegible] تاریخ کو پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

قال المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ۔ متفق علیہ

دوسرے کے ساتھ بندش و اتحاد پر موقوف ہے۔ یہ فرما کر آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر بطور تمثیل بتا دیا۔

وعن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترى المومنین فی تراحمہم وتوادہم [illegible] کمثل الجسد اذا اشتکی عضواً تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمى۔ متفق علیہ

یعنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو مسلمانوں کو باہمی محبت و مودت اور رشتۂ اخوت و ہمدردی میں مثل اس جسم کے پائیگا کہ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم اس سے متاثر ہو کر بیخوابی اور بخار کی بے چینی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔ رواہ مسلم

یعنی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمان مثل ایک انسان کے ہیں کہ اگر اس کی ایک آنکھ دکھ جائے تو تمام جسم کو مرض ہو جاتا ہے یا اگر اس کے سر میں درد ہو جائے تو بھی تمام جسم اس سے بے چین ہو جاتا ہے۔

حضرات! یہ ہیں [illegible] اعضاء و جوارح عالم اور اس شخص اکبر یعنی مجموعۂ عالم کی حیات کلمۂ اسلام اور خدائے قدوس کا نام ہے [illegible] نام عالم میں باقی ہے [illegible] قیامت بلکہ شخص اکبر کی موت ہے [illegible] اور جب نام حق اس میں باقی نہیں رہیگا مجموعۂ عالم پر موت طاری ہو جائیگی اسی کا نام قیامت کبری ہے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ وفی روایۃ قال لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ اللہ۔ رواہ مسلم

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک شخص بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے۔

محترم بزرگو! عالم کی نیرنگیوں اور اسکے نظام کے لیے [illegible]

[illegible]

کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کا کوئی امیر نہ ہو۔ اور جب جاہل خود سردار بن بیٹھیں تو درحقیقت تمام لوگ خود سر اور بیاہ رو ہو جائیں گے۔ بہرحال بغیر نظام کے ملک، اقلیم، شہر اور ملت اور اقوام کی بقاء و حیات تو کیا، ایک گھر یا شخص واحد کی بقاء بھی نہیں رہ سکتی ہے۔ آج اگر اہل اسلام کو اپنی زندگی و حیات اور بقاء و تعاون کا سبب قرآن کو سمجھنا چاہیے کہ بغیر نظام درست و صحیح تعلیم کے ان کا وجود کسی طرح ممکن نہیں اور [illegible] غالب ہے کہ ہمارا موجودہ انتشار و افتراق ہمارے وجود کو صفحۂ ہستی سے [illegible] افسوس کہ آج ہم اسی کی [illegible] گرنے کی وجہ سے ذلت و نکبت کے گڑھے میں جا گرے ہیں۔ اور دوسری قومیں اسی اصول پر کاربند ہونے کی وجہ سے عروج اور شوکت و سطوت پر ترقی کر رہی ہیں۔

مفہوم اولی الامر کی تشریح

حضرات! میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اس عالم کو ایک جماعت اولی الامر ہے۔ شرعی اصطلاح میں اولی الامر سے مراد ولات امور، حکام، اعلام، علماء، و مجتہد، ارباب حل و عقد ہیں جن کی رائے پر تمام امور کا انتظام و انجام ہوتا ہے۔ اور آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

واولی الامر منکم میں بھی عموم مراد ہے اس لیے کہ اس آیۂ کریمہ کے سیاق میں واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل اور سیاق میں یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔ نیز حتی یحکموک فیما شجر بینہم فرمایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات میں والی اور حکام اسلام مراد ہیں اور اسکے بعد فرمایا گیا ہے واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اس میں علم و استنباط کی نسبت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولی الامر سے علماء و مجتہدین مراد ہیں۔

اور صحیح مسلم میں اس آیہ کا شان نزول وہ واقعہ بتایا گیا ہے جس میں فاروق اعظمؓ نے دوبارہ تخییر و ایلاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنباط فرمایا ہے۔ بہرحال دور جاہلیت میں تو اولی الامر کا منصب قبائل کے سرداروں اور امیروں کے لیے مخصوص تھا لیکن اسلام نے قومی عصبیت اور تفاخر بالآباء کو مٹا کر کے یہ منصب بلحاظ اہل حل و عقد و اہل اجتہاد و استنباط اور علماء و اہل امت کے سپرد کر دیا۔ لہذا یہ اولی الامر کے معنی کا انقلاب قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اسلام نے ایک گروہ کی جگہ دوسرے گروہ کو دیدی اور ایک کے کام کو دوسرے سے انجام دیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ولاۃ امور موجود نہ ہوں تو علماء اور اعیان ملت ہی ان کا تمام تعاون کے مستحق ہیں۔

اسی لیے امام تفسیر حافظ ابن جریرؒ نے بھی اسی عموم کو اختیار کیا اور اسی بنا پر فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ شریعت مقدسہ کے اصول اربعہ پر حاوی ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول سے کتاب و سنت اور اولی الامر سے اہل اجماع مراد ہیں جو ارباب حل و عقد بھی کہلاتے ہیں اور فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول سے اجتہاد و مجتہدین مراد ہیں جو مسائل فروعیہ کو بعد تخریج کے مناط کے اصل سے ملحق کرتے یا اور کسی طریقہ اجتہاد سے کوئی جانب اختیار کر لیتے ہیں

اس جگہ شریعت سے اجتہاد مجتہدین مراد لینے کی نفیس توجیہ یہ ہے کہ تنازع سے مراد صرف باہمی مخاصمت اور جنگ و جدل نہیں ہے کیونکہ صرف باہمی مخاصمت اور جنگ و جدل کا واحد علاج اس منازعت اور جنگ و جدل کا ترک ہی ہوتا ہے۔ بلکہ منازعت سے مراد یہاں اصول شرعیہ کا تجاذب اور تنازع ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اصول شرعیہ متجاذب ہوں یعنی اس مسئلہ کو مختلف اصول اپنی اپنی طرف کھینچتے ہوں اور اس تجاذب اصول کی وجہ سے مجتہد کو اس کے حکم کی تعیین میں تردد ہو تو اس کے لیے ارشاد ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں مجتہد اس فرع کو کتاب یا سنت کی جانب علی الترتیب لوٹا اور کتاب و سنت کی مدد سے اسکا حکم مستنبط کرے۔ صرف اپنے ذاتی قیاس اور شخصی رائے سے حکم نہ دے۔

نبوت و نظام تشریعی اور مسئلہ ختم نبوت

حضرات! اب تک جو کچھ میں نے گزارش کیا ہے وہ نظام کائنات اور نظام ملت و قوم کے متعلق ہے لیکن خدائے قدوس نے ان ہر دو نظام سے بالاتر ایک اور نظام بھی مقرر فرمایا ہے اور وہ بھی نظام تعلیم و معاد کی [illegible] ہے جس کو نبوت اور نظام تشریعی کہا جاتا ہے۔ یہ نظام حق تعالی نے انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچایا ہے۔ تاکہ اس کی روشنی اور ہدایت کے ماتحت مخلوقات اپنے رب کی رضا و ناراضی سے واقف ہو سکے۔ اور مطلق العنان اور بیکار نہ رہ جائے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حق تعالی کی قدرت اور اسکا ارادہ اور صفت خلق جملہ کائنات عالم کے حرکت و سکون اسی خیر و شر پر حاوی ہے اور دنیا کا ایک ذرہ بھی اس کی ان صفات جلیلہ کے تعلق سے باہر نہیں۔ تمام خیر و شر اس کی صفت خالقیت کے ماتحت ہیں اس کی اس صفت کا تعلق صرف خیر ہی کیساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق تمام کائنات کیساتھ علی السویہ ہے یہاں جبکہ بندہ اپنے لیے راہ ہدایت سوچتا ہے اور اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ حق تعالی کی صفت ارادہ کو [illegible] اور ہدایت کے لیے رہبر نہیں بنا سکتا اور نہ یہ استدلال کر سکتا ہے کہ چونکہ فلاں طریقہ ارادہ خداوندی کے ماتحت داخل ہے اس لیے وہ خیر ہی ہوگا۔ کیونکہ ارادہ کا تعلق خیر و شر دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے اسکو ضرورت پڑتی ہے کہ حق تعالی کی دوسری صفات سے مدد لے اور انکے ذریعہ سے اپنے مقصد تک پہنچ جائے۔ [illegible] صفات [illegible] [illegible] صفت کلام حق ہے [illegible] [illegible] [illegible]

ہونے کوئی دوسرا احتمال ہی اس راہ پا سکے۔ لہذا یہی کلام ربانی تمام مذاہب انسانی کے لیے موجب استفادہ و ہدایت ہے اور یہی صفت عالم انسانی کو رابطہ پیدا کرنے سے نکال کر نجات ابدی تک پہنچانے کی کفیل ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جس طرح سے دنیا کے بادشاہ امراء و سلاطین کے ساتھ ہمکلامی کی لیاقت نہیں رکھتا تو خدائے قدوس احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین کے ساتھ بھی ہمکلامی کا ہر شخص اہل نہیں تھا۔ اسلیے اللہ تعالی نے بھی اپنی ہمکلامی کے لیے خاص خاص نفوس قدسیہ کو منتخب فرمایا اور انکو اپنی بارگاہ میں مقرب بنا کر عالم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا یہی وہ جماعت ہے جس کو ہم انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام کے مبارک خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور یہی وہ مبارک جماعت ہے جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو صفات ربانیہ اور افعال الہیہ اور عقائد حقہ اور حقائق عالیہ اور اخلاق عالیہ و شرائع عادلہ اور سیاست فاضلہ سے روشناس کراتی اور انکو ذلت و نکبت کی تاریکی سے نکال کر رفعت و شوکت کی روشنی میں لاتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون	یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنو اسرائیل کا نظام انبیاء کے ہاتھ میں تھا اور ان کی انتہائی تربیت انکے انبیاء کے سپرد تھی جب ایک نبی دنیا سے گذر جاتے تو دوسرے نبی انکی جگہ لیتے اور یاد رکھو کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا اور قریب ہے کہ امت کا یہ نظام خلفاء کے سپرد ہو جائیگا

محترم بزرگو! یہ نظام تشریعی جس کا میں نے ابھی ابھی اجمالی طور پر ذکر کیا ہے عالم کے نظام تکوینی سے بہت بلند اور عالی ہے اس لیے کہ یہ نظام اپنے ماننے والوں کو سلک تہذیب میں منسلک کرتا اور جہل و تاریکی سے نکال کر علم و نور تک پہنچاتا ہے عالم جو کتاب ہستی پر از دانش و داد، صحائف قضا و قدر جلد اول و معاد شیرازہ او شرع و مذاہب اوراق آن امت بہ منزلہ دبیر استاد یعنی تمام عالم مثل ایک کتاب کے ہے جو فہم و دانش سے پر ہے تقدیر و قدر اسکی کاتب اور ابتداء و انجام یا دنیا و آخرت اسکی جلد اور اسکا شیرازہ شریعت ہے اور اسکے اوراق شریعت کے ماتحت مذاہب ہیں اور تمام امت اس صحیفۂ عالم کی تعلیم کے لیے شاگرد۔ اور انبیاء علیہم السلام بمنزلہ استاد کے ہیں۔

حق تعالی نے نظام تشریعی کے اس سلسلۂ مبارکہ کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا۔ اور قصر نبوت کی تکمیل کیلئے ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی آپ کی ذات اقدس سے اسکو پورا کر دیا۔ البتہ خصائل نبوت میں سے اب بھی بعض چیزیں باقی ہیں جن کو بعض ملاحدہ نبوت سمجھ کر دھوکا کھا گئے اور بعض جہال براہ تلبیس خود مدعی نبوت و رسالت بن بیٹھے اور چونکہ علامات قیامت میں سے نصاری اور مسلمانوں کے باہم قتل و قتال اور عظیم الشان ہولناک جنگیں اور ابتلاء عظیم حق تعالی نے مقدر کر دیا تھا جیسا کہ وقوع میں آچکا ہے اور آرہا ہے تو ساتھ ہی مشیت حق نے یہ بھی مقدر کر رکھا ہے کہ ایسے آڑے وقت مسلمانوں کی ہدایت و رشد کے لیے تو امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں اور حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں تا کہ ان کے ذریعہ سے نصاری کی اصلاح و انجام پائے اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی الانبیاء ہیں جیسا کہ آیت کریمہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کو باوجود اس امر کے کہ بعض ان میں سے رسول بھی تھے نبیا کر کے خود ہی آیت کے جملہ من کتاب سے ظاہر ہوتا ہے بھی کے مقابلہ میں [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کے لقب سے ملقب فرمایا نیز آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی اسی کو ظاہر کرتی ہے اور حضرت عرباض بن ساریہؓ کی حدیث میں ہے جس کی تصحیح ابن حبان نے کی ہے

قلت متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد	جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کس وقت نبی بنائے گئے ارشاد فرمایا اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام روح و خمیر ہی میں تھے۔

پس جبکہ آیات قرآنی اور احادیث اس امر کو واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم در حقیقت نبی الانبیاء ہیں تو حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اس حیثیت سے ہے کہ بلحاظ دنیا میں تشریف لائے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونگے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے متعلق تمام انبیاء علیہم السلام وعدہ کر چکے اور جا بجا [illegible]

عن قتادۃ انہ اخذ اللہ میثاقہم یصدق بعضہم بعضاً والا علان بان محمداً رسول اللہ والاعلان رسول اللہ بان لا نبی بعدہ لکن اخذ اللہ المیثاق وغیرہ	حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حق تعالی نے انبیاء علیہم السلام سے اس بارہ میں میثاق اور عہد لیا ہے کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں اور اپنے اپنے زمانہ میں اس بات کا بھی اعلان کریں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ اعلان کریں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

بلکہ مہر نبوت جسی طور پر خود ختم نبوت کی علامت ہے جیسا کہ مسند طیالسی کی روایت سے ثابت ہے اور صرف حدیث ہی میں نہیں بلکہ توراۃ میں بزبان عبری حضرت موسی علیہ السلام کی پیشینگوئی میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔

نابی مقربخ مآحیخ کامونی یاقیم لخ الوہیخا لاو لیشما عون اور لغت عبرانی عربی سے قریب ہے لہذا عربی میں اسکو یوں پڑھنا چاہیے۔

نبی من قربک من اخوتک کمثلی یقیم لک اللہ الہک لہ تسمعون	ایک نبی تیرے قریب تیرے بھائیوں میں سے مجھ جیسا تیرا خدا تیرے لیے مبعوث کریگا اس کی سنیو۔

اور جو اکثر تراجم میں لفظ ”مقربخ“ کا ترجمہ ”درمیان“ سے کر دیا ہے ناظرین اسلام کو یہ بشارت آپ کی ذات اقدس پر منطبق کرنے میں مشکل پیش آئی لیکن جو اس کی حقیقت ہے اس خاکسار نے اسکو صاف کر دیا ہے۔ بہر حال یہ توراۃ کی آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صریح اور واضح دلیل ہے

[illegible]

[illegible]

قومیت اہل اسلام اور رابطۂ دینی

حضرات! یہ امر مسلم ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کی اساس و بنیاد بجز رابطۂ دینی اور اخوت مذہبی اور کسی چیز پر قائم نہیں ہے سوائے قوم عرب اور قوم ترک اور قوم افغان کے جو بحیثیت نسل ہی مسلمان ہیں۔ اور کوئی قوم بحیثیت نسل یا بحیثیت وطن اسلام میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ہر ملک کی ہر ایک قوم میں مسلم و غیر مسلم دونوں ہیں پس اسلامی قومیت کا مدار اتحاد نسل یا اتحاد وطن پر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں اسلامی قومیت کی زندگی اور بقاء صرف دین مذہب اور ملت کے احیاء اور بقاء میں منحصر ہے اگر یہ رابطہ درمیان سے اٹھ جائے تو قوم مسلم اسی روز تباہ و فنا ہو جائے اور اس کا وجود من حیث القوم برقرار نہیں رہ سکتا۔ وکم حسرات فی بطون المقابر

[illegible]

جمعیۃ علماء کا وجود

اسی اہم مقصد کے انصرام کے لیے ہندوستان کے علماء کرام نے چند سال سے اپنے دائرہ میں ایک نظام قائم کیا ہے جس کا نام جمعیت علماء ہند ہے۔ تاکہ موجودہ زمانہ کے ہجوم مصائب آلام میں جو حادثات و حالات پیش آئیں، خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں خواہ مذہب یا اخلاق سے اور خواہ معاشرت و تمدن سے متعلق ہوں، یا اتصالات سے ان کے متعلق باہمی بحث تمحیص اور تحقیق کے بعد جمہور اہل اسلام کے لیے راہ عمل نکالیں اور انکو صحیح راستے پر چلائیں۔ شریعت غراء کی یہی تعلیم ہے اور سلف صالحین کی یہی سیرت مبارکہ تھی

عن علی قال قلت یا رسول اللہ ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نہی فما تامرنی قال شاوروا الفقہاء والعابدین ولا تمضوا فیہ رای خاصۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون من اہل الصحیح کذا فی الزوائد	حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے سامنے کوئی ایسا امر پیش آ جائے جس میں شریعت کی اجازت یا ممانعت واضح نہ ہو تو حضور ہمیں کیا حکم دیتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ علماء اور عبادت گزاروں سے مشورہ کر لیا کرنا۔ اور کسی شخص کی رائے کو نافذ نہ کرنا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت میں مذکور ہے

فان اعیاہ ذلک دعا رؤوس المسلمین وعلماءہم فاستشارہم فاذا اجتمع رایہم علی امر قضی بہ وعن عمر بن الخطاب کان یفعل ذلک فان اعیاہ ان یجد فی القرآن والسنۃ نظر ہل کان لابی بکر	کہ اگر آپ کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کتاب سنت میں اسکا حکم نہ ملتا تو آپ رؤساء و علماء امت کو بلا کر مشورہ کرتے اور جب سب کسی رائے پر متفق ہو جاتے تو اسی کے موافق فیصلہ فرماتے۔ اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب سے منقول ہے کہ اگر کوئی دشواری پیش آتی اور کتاب و سنت میں حکم نہ ملتا تو حضرت ابوبکر صدیق کے فیصلوں

فیہ قضاء ذالک وجلی ... کو تلاش کرتے۔ اگر مدینہ میں کسی کو کوئی
ابالکہ قد اقضی فیہ ... فیصلہ ملتا تو اسی کے موافق فیصلہ
بقضاء قضی بہ ... فرماتے ورنہ رؤسا و علماء کو بلا کر مشورہ
الا دعا رؤس المسلمین ... فرماتے۔ اور جب وہ کسی رائے پر
وعلماءھم واستشار ... متفق ہو جاتے تو اسی کے موافق
ھم فاذا اجتمعوا علی ... فیصلہ صادر فرماتے۔
امر قضی بینھم
(سنن دارمی)

جمعیۃ علماء کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت زعماء امت سے قومی مسائل میں کسی قسم کی مذہبی فروگذاشت ہو جائے تو احکام شرعیہ کا اظہار و اعلان کرے، یا عامۃ المسلمین سے ادائے وظائف [illegible] میں غفلت اور تساہل ظاہر ہو تو وعظ و پند کے ذریعہ انکو آمادہ عمل کرے اور انہیں بیدار کرے اور مسلمانوں کی روح پھونکے۔

جمعیۃ علماء کی قومی و ملی خدمات

حضرات! جمعیۃ علماء ہند نے اپنی سات آٹھ سالہ چھوٹی سی عمر میں جو قومی و ملی خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل کے لئے بڑا وقت درکار ہے۔ میں اس کی تفصیل میں آپ کا زیادہ وقت صرف کرنا مناسب نہیں سمجھتا تاہم انکا اجمالی نقشہ پیش کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ آپ کو اس ادارہ کی وقعت اور ضرورت اور اس کے بقاء و اعانت کی صحیح حالت کا اندازہ ہو جائے۔ اور آپ اپنا فرض بھی پہچانیں اور اسکے ادا کی جانب متوجہ ہوں۔

(۱) آپ کو معلوم ہے کہ یورپین غیر مسلم سلطنتوں نے اپنے مرض جوع الارض یا استحکام اقتدار کے باعث جس حد تک اسلامی ممالک پر ہجوم کیا اور معاہدوں سے اسلامی عالم کے بچے کھچے ممالک کے حصے بخرے کرنے کے لئے آمادہ ہوئے اس وقت مسلمانان ہندوستان کے لئے اپنے مذہبی بھائیوں کی امداد و اعانت مذہبی فرض کے طور پر عائد ہو گئی۔ مگر ہندوستان کے مسلمان اپنی بے بسی اور بیچارگی کے باعث کسی قسم کی مادی امداد سے عاجز تھے۔ اسوقت زعماء قوم نے ترک تعاون کا طریقہ اختیار کرنا چاہا اور جمعیۃ علماء نے تمام حالات و واقعات پر نظر ڈال کر ترک تعاون کا مشہور فتویٰ صادر کیا اور لاکھوں کی تعداد میں اسے چھپوا کر ملک میں شائع کیا۔ گورنمنٹ نے اس فتویٰ کو بھی اپنی ستمگرانہ پالیسی کا نشانہ بنا کر ضبط کر لیا۔ مگر مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا ہو چکی تھی کہ انہوں نے باوجود حکم ضبطی کے لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا۔ اور ہزاروں جانبازوں نے [illegible] سے شائع کیا اور [illegible] ترک موالات و ترک تعاون کا مسئلہ ایک حقیقت ثابتہ کی طرح جمہور اہل اسلام کے دل نشین ہو گیا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسی طرح واضح اور روشن رہے گا۔

(۲) جمعیۃ علماء ہند نے اس امر کو بھی واضح طور پر مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ مسلمانوں کو کسی غیر مسلم کی اعانت و نصرت کے لئے مسلمانوں سے لڑنا حرام ہے [illegible] پرستاران توحید پر حرام ہے کہ وہ اعلاء کلمۃ الکفر میں شریک ہوں یا اس کے ذرائع و وسائل کو مضبوط کریں۔

(۳) جمعیۃ العلماء نے جزیرۃ العرب کو تسلط غیر مسلم سے محفوظ رکھنے [illegible] کا اعلان کیا اور جہاں تک امکان [illegible] کا تعلق تھا [illegible] پیش کیں [illegible]

(۴) خلافت اسلامیہ کے تحفظ و بقاء و استحکام میں جمعیۃ علماء نے جمعیۃ خلافت مرکزیہ کے ساتھ پوری ہمنوائی کی اور اس کے متعلق تمام احکام شرعیہ اور نصوص مذہبیہ [illegible] مسلمانوں کو سرگرم عمل کیا۔

(۵) مسلمانوں کو باہمی تناصر و تعاون اور ملی و مسلمی کی حمایت و نصرت کا سبق دیا اور [illegible] مسلمانوں کو باہمی الفت و مودت قائم رکھنے کی ضرورت اور وجوب سے آگاہ کیا۔

(۶) جمعیۃ علماء نے ہندوستان کے مسلمانوں کے قلوب میں روح ملی تازہ کر دی اور انکو خواب غفلت سے جگا دیا اور حقوق مذہبیہ اور قومیہ کے حصول کیلئے تحمل مصائب و شدائد [illegible] اور ابتلا میں علماء صادقین کی بہت بڑی جماعت نے قید و بند کی مصیبتیں برداشت کیں۔ کراچی کے مشہور مقدمہ میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اور مولانا نثار احمد صاحب اور جناب پیر غلام مجدد صاحب، مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی و ڈاکٹر سیف الدین کچلو [illegible] کو ایک ہی پیالے اقتدار و استبداد کی شراب سے [illegible] پلائے گئے۔

(۷) مظلوم موپلوں کی اعانت و امداد میں جمعیۃ علماء نے پوری سعی کی اور مسلمانان ہند کی فراخدلی اور اعانت سے تقریباً ۳۰ ہزار روپیہ [illegible] مدراس کے [illegible] جمعیۃ [illegible] قوم کی بیواؤں اور یتیموں [illegible]

اور مسلم رہنماؤں تک پہنچائے اسی طرح مظلومین سہارنپور کی امداد و اعانت میں کافی حصہ لیا۔

(۸) شدھی کا شور بلند ہونے پر جمعیۃ علماء ہند نے ناواقف و سادہ لوح مسلمانوں کو ارتداد کے جال سے بچانے کیلئے بروقت باقاعدہ توجہ کی اور اپنی پوری ہمت اور اخلاص کے ساتھ نہ صرف ارتداد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا بلکہ جو لوگ اپنی سادہ لوحی اور ناواقفیت کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے ان کی بڑی تعداد کو دوبارہ مشرف باسلام کیا۔

(۹) سب سے زیادہ روشن کارنامہ جمعیۃ علماء کا یہ ہے کہ اُسنے مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں باہمی مصالحت و رواداری پیدا کی اور علماء اسلام کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں نمایاں کام کیا۔ ایسے اصول وضع کئے جن سے علماء اسلام باوجود اپنے اپنے مذہبی خیالات و معتقدات پر قائم رہنے کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مسلمانوں کی مشترکہ ضروریات پر غور کریں اور مشترکہ مفاد کی تحصیل میں کنفس واحدہ شریک عمل ہوں۔

یہ صرف اُن خدمات کے عنوانات ہیں جو جمعیۃ علماء نے انجام دی ہیں ان میں سے ہر ایک عنوان کی تفصیل کیلئے بڑا وقت درکار ہے جو بزرگان قوم تفاصیل پر مطلع ہونا چاہیں وہ دفتر میں تشریف لا کر ہر ایک خدمت کے متعلق کام کا غذات و مسائل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

استحسان معاہدہ مسلمین با غیر مسلمین

بزرگان محترم! جمعیۃ علماء ہند کا جس زمانہ میں انعقاد ہوا تھا اسوقت ہندوستان میں مسلموں اور غیر مسلموں کے باہمی معاہدہ کا معاملہ بھی درپیش تھا۔ اجنبی حکومت سے اپنے وطن کی آزادی کے مشترکہ مقصد میں دونوں قومیں شریک اور متحد تھیں۔ اسی بنا پر مسلم اور غیر دونوں ایک متحدہ متفق پلیٹ فارم پر کام کرتے تھے۔ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی باک اور کوئی تامل نہیں ہے کہ مسلمانوں نے عہد شکنی نہیں کی ساتھیوں سے ملک قوم کے ساتھ کوئی غداری اور ہمسایہ اقوام کے اوپر کوئی تعدی نہیں کی مگر باوجود اسکے بعض حوادث نے دونوں قوموں نے باہمی ربط و ضبط اتفاق و رواداری سے جہاں تک تھی کچھ دیرپا ثابت نہیں ہوئی۔ اور آج ملک کی حالت اس سے بھی زیادہ بدتر ہے جو کہ ۱۹۲۲ء سے پہلے تھی۔ میں اس وقت اس امر پر کوئی ریمارک کرنا نہیں چاہتا کہ اسکے اسباب و دواعی کیا ہوئے۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ مسلمانوں کا اسمیں شمہ بھر بھی قصور اور زیادتی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اپنے مذہب مقدس کے احکام کے ماتحت ہمیشہ رواداری اور حسن اخلاق کا برتاؤ کرنے پر مجبور ہیں۔

میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر برادران وطن آج بھی رواداری اور اتفاق کی جانب مائل ہوں تو مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم صلح جو اور وفادار اور حسن اخلاق کا معاملہ کرنے والی نہ ہوگی۔ اگر دونوں قوموں کے زعماء ملکر کوئی ایسا منصفانہ معاہدہ مرتب کرلیں جو دونوں کیلئے موجب اطمینان ہو اور دونوں قومیں اپنی اپنی جگہ عزت اور آزادی کیساتھ اپنے اپنے مذہبی فرائض پورے کرسکیں [illegible] ہو سکتا ہے۔

ایسے معاہدہ کا موضوع صرف یہ ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کا پورا پورا احترام کرے اور ایک دوسرے کے جان و مال عزت و آبرو پر حملہ آور نہ ہو۔ ایذا دہی کو حرام سمجھے اور اپنے مذہب پر عمل کرنے کیلئے آزاد ہو۔ دوسرے مذہب پر دل آزار حملے نہ کرے۔ مسلمان احکام اسلام اور حدود شریعت بیضا کے اندر اپنے معاہدہ کا سب کو پہلے خیر مقدم کرینگے بلکہ اپنے مذہبی احکام کے بموجب وہ اپنی معاہد قوم کی جان و مال کے بھی محافظ بن جائیں گے۔

دنیا کی تاریخ میں ہر ملک میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی قوت و شوکت کے زمانہ میں اپنی معاہد غیر مسلم قوم کی جان و مال کی حفاظت کی ہے۔ اور اپنی جانیں دیدی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا طرز عمل بالکل اس شعر کے موافق رہا ہے ؎

آئین ما است سینہ چو آئینہ داشتن
کافر بود هر آنچه دید فراموش می کند

میں یہ بھی صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام سے ایک انچ بھی ہٹ کر کوئی معاہدہ کر لیں تو یہ ناممکن ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت مذہبی ناواقفیت یا مذہبی مداہنت کی وجہ سے کوئی ایسا معاہدہ کر بھی لے تو نہ وہ قابل قبول ہو سکتا ہے اور نہ وہ مستحکم و پائیدار رہ سکتا ہے۔ مسلمان کا کوئی کام طلب رضاء خداوندی کے دائرہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور جس معاہدہ کی بنیاد لوگوں کی رضاجوئی اور خالق کی ناراضگی پر ہو وہ کسی طرح پائیدار نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی ناراضی کے طریقوں کو لوگوں کی رضامندی کیلئے اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسکی بربادی کیلئے مسلط کر دیتا ہے۔

مجھے یہاں یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان جس طرح ہندوؤں کا وطن ہے اسی طرح مسلمانوں کا بھی وطن ہے۔ انکے بزرگوں کو ہندوستان آئے ہوئے اور رہتے ہوئے صدیاں گذر گئیں۔ انہوں نے اس ملک پر صدیوں حکومت کی۔ آج بھی ہندوستان کے چپہ چپہ پر مسلمانوں کی شوکت و عظمت کے آثار موجود ہیں جو زبان حال سے ان کی عظمت و بزرگی کی شہادت دیتے ہیں۔ موجودہ نسل کا ہر ہندوستانی کی پشت ہا پشت سے یہاں ہندوستان میں انکی مذہبی اور ملی عظیم الشان یادگاریں ہیں۔ کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں ہیں۔ عالی شان تعمیریں اور وسیع قطعات زمین کے وہ مالک ہیں۔ اُن کو ہندوستان سے ایسی ہی محبت ہے۔ جیسی کہ ایک سچے محب وطن کو ہونی چاہئے اور کیوں نہ ہو جبکہ اُنکے سامنے اپنے سید و مولیٰ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حب وطن میں اسوۂ حسنہ ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جور و ستم سے مجبور ہو کر حکم خداوندی کے ماتحت اپنے پیارے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کے بعد اپنے وطن مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا خدا کی قسم ہے کہ خدا کی تمام زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ پیارا شہر ہے اور اگر میری قوم تیرے اندر سے مجھے نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا۔ اسکے بعد جب حکم الہی سے آپ نے مدینہ طیبہ میں سکونت فرمائی اور ہجرت کے بعد دارالہجرۃ سے منتقل ہونا محبوب و مستحسن نہ تھا اسلئے گو یا مدینہ طیبہ آپ کا وطن ہوگیا اور اس میں بحیثیت وطن رہنا تھا اسلئے اسکے لئے دعا فرمائی۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد۔	یا رب ہمارا مدینہ کو ہمارے قلوب میں ایسا محبوب بنا دے جیسا ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے
اللھم بارک لنا فی صاعنا و فی مدنا واجعل ... ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔	یا اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد اور ہماری کھجوروں میں برکت عطا فرما۔ اور مکہ میں جتنی برکت ہے وہ دو چند ہم کو لے کر مدینہ میں عطا فرما۔
اللھم ان ابراھیم عبدک و خلیلک دعا لاھل مکۃ بالبرکۃ وانا محمد عبدک و رسولک ادعوک لاھل المدینۃ ان تبارک لھم فی مدھم و صاعھم مثلی ما بارکت لاھل مکۃ مع البرکۃ برکتین۔	یا اللہ بیشک تیرے بندے اور خلیل ابراہیم نے اہل مکہ کیلئے برکت کی تجھ سے دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول محمد ہوں اور اہل مدینہ کیلئے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ ان کے مدوں اور صاعوں میں اس برکت جو اہل مکہ کو عطا فرمائی ہے دو چند برکت دے ایک برکت کیساتھ دو برکتیں نازل فرما۔

پیدا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات حب وطن یہ ہیں اور اُن کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ مسلمان سچا مسلمان ہو کر اس جذبہ حب وطن سے خالی ہو۔ پس یقین رکھئے کہ مسلمانوں کے قلوب میں جذبہ مذکورہ بالا کی بنا پر ہندوستان کے ساتھ پوری محبت ہے اور چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دوسری قومیں بھی آباد ہیں اور ہندوستان اُن کا بھی وطن ہے ان کو بھی طبعی طور پر ہندوستان کیساتھ محبت ہونی چاہئے۔ اسلئے تمام ہندوستانیوں کے قلوب میں ہندوستان کی آزادی کی خواہش ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی درجہ پر ہونی لازم ہے۔ مگر چونکہ ہندوستان کی قوموں میں کثرت تعداد ہندو قوم کو حاصل ہے اور اس کے اعتبار سے مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اسلئے انکے قلوب میں اپنے مذہبی حقوق اور وطنی مفاد کی حفاظت کا خیال لازمی طور پر پیدا ہونا چاہئے اور ان کے نزدیک اسکی بہترین صورت یہی ہے کہ دونوں قومیں ایک ایک منصفانہ معاہدہ کرلیں تاکہ کسی کے دل میں کوئی خطرہ باقی نہ رہے کہ آزادی کے زمانہ میں کثیر التعداد قوم قلیل التعداد کو نقصان پہنچا سکے۔ اگر منصفانہ معاہدہ کے ذریعے مسلمانوں کو مطمئن کر دیا جائے تو پھر ان کیلئے کوئی وجہ تشویش باقی نہیں رہتی۔ وہ حب وطن اور حب مذہب کے دلدادہ ہیں۔ اور معاہدہ کی پابندی اور رواداری انکا شعار ہے۔ اگر انکو اپنی کثرت کی تعدی کے خطرہ سے محفوظ کر دیا جائے تو وہ ہندوستان کی جانب سے ایسی ہی مدافعانہ طاقت ثابت ہونگے جس طرح اپنے وطن سے کوئی مدافعت کرتا ہے۔

یہ خطرہ کہ آزادی کے وقت اگر کسی مسلمان حکومت نے ہندوستان پر حملہ کیا تو مسلمانوں کا رویہ کیا ہوگا۔ نہایت پست خیال ہے اور اسکا نہایت سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے ہمسایوں کی طرف سے کسی معاہدہ کی وجہ سے مطمئن ہونگے اور ہمسایوں کی تعدی کا شکار نہ ہونگے۔ تو انکا رویہ اسوقت وہی ہوگا جو کسی شخص کا اُسکے گھر پر حملہ کرنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اگرچہ حملہ آور اسکا ہم قوم اور ہم مذہب ہی ہو۔ اس سے زیادہ ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہے کہ جب مسلمانان ہندوستان اپنے معاہدہ کی وجہ سے پابند ہوں اور غیر مسلم اقوام سے ان کا معاہدہ برتا گیا جب ہو تو ایسی حالت میں کسی مسلمان بادشاہ کو حق نہیں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے معاہدے کو توڑ کر ہندوستان پر حملہ آور ہو بلکہ اس پر واجب ہوگا کہ وہ مسلمانان ہند کے اس معاہدہ کا پورا پورا احترام کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ذمۃ المسلمین واحدۃ یسعی بھا ادناھم	کہ مسلمانوں کا عہد اور ذمہ داری ایک ہے ان میں سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی کوئی عہد کرے تو دوسروں پر اسکا احترام لازم ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد ہے۔ فرمایا

کل صلح جائز الا صلحا احل حراما او حرم حلالا	یعنی سوائے اس صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام کردے ہر قسم کی صلح جائز اور درست ہے۔

میں نہایت صفائی کیساتھ برادران وطن کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ معاہدہ کر لیں تو اس معاہدہ کو وہ پابندی اور خلوص کیساتھ پورا کریں۔ ہم ان سے چاہتے ہیں اور [illegible]

سے کام لیں تو مسلمانوں کو پورا وفادار مخلص ہمسایہ پائیں گے کیونکہ مسلمان بحیثیت مذہب کے قرآن پاک کے حکم کے بموجب معاہدہ کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین۔ وقال فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین۔	یعنی حضرت حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جن غیر مسلموں سے تم نے معاہدہ کیا اور انہوں نے زمانہ عہد میں تمہارے ساتھ کمی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی کو مدد نہیں دی تو تم بھی معاہدہ کی مدت تک معاہدہ پورا کرو بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا کہ جبتک غیر مسلم تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تو تم بھی سیدھے رہو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

دارالاسلام، دارالحرب، دارالامان

حضرات علمائے کرام! اس موقعہ پر ایک اور بات بھی قابل لحاظ اور لائق غور ہے جس کے پیش نظر نہ رکھنے سے بسا اوقات شدید غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

وہ بات یہ ہے کہ مسائل شرعیہ تین قسم کے ہیں اول وہ جو اسلامی حکومت اور اُس کی شوکت کے ساتھ متعلق ہیں۔ دوسرے وہ جو دارالامان کے ساتھ مختص ہیں۔ تیسرے وہ جو دارالحرب میں جاری ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی موجودہ حالت کو دیکھنا ہے کہ وہ دارالاسلام ہے یا دارالامان یا دارالحرب۔ جہاں تک غور و فکر اور اصول شرعیہ کا تعلق ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کو دارالامان کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ دارالاسلام کے احکام جاری ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ محدث دہلوی نے تصریح فرما دی ہے کہ ہندوستان ہرگز ہرگز دارالاسلام نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحب کا یہ خیال اور یہ فتویٰ اسوقت کا ہے جبکہ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ہندوستان میں اسلامیت کا رنگ بہت زیادہ گہرا تھا اور شعائر اسلامیہ کا اہتمام اور وقعت بہت اچھی حالت میں تھی تو آج تو اس کا دارالاسلام ہونا اس سے زیادہ واضح اور روشن ہونا چاہئے۔

دارالاسلام اور دارالامان اور دارالحرب کے احکام کی پوری تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے مگر جو اہل علم اس کی تفاصیل معلوم کرنا چاہیں وہ در منتقی کے اس باب کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں جس میں اختلاف دار کے احکام کی بحث ہے۔

ہندوستان کے دارالاسلام نہ ہونے کی حالت میں ہمارا فرض ہے کہ ہم دارالامان کے احکام کتب مذہب میں تلاش کریں اور ان احکام کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دیں اگرچہ میں اس مختصر خطبہ میں دارالامان کے تمام احکام پر روشنی نہیں ڈال سکتا تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ کچھ اشارات ضرور کروں اس کیلئے بہتر ہے کہ میں آپ کو سید الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس معاہدہ کی بعض دفعات کی طرف توجہ دلاؤں جو حضور انور نے ابتدائی زمانہ ہجرت میں باہم مسلمانوں اور یہود مدینہ کے ساتھ کیا تھا۔ ان دفعات کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ مسلمان دارالامان یا دارالحرب میں غیر مسلم اقوام کیساتھ کس قسم کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

معاہدۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم با یہود مدینہ

چونکہ معاہدہ کی عبارت بہت طویل ہے اور عربی عبارت کے نقل کی چنداں حاجت نہیں ہے اسلئے میں صرف قابل ذکر دفعات کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک معاہدہ ہے جو مسلمانان قریش اور مسلمانان مدینہ اور اُن لوگوں کے درمیان نافذ ہوگا جو مذکورہ جماعتوں کے ساتھ متفق و حلیف ہونگے ہیں۔ اور انکے ساتھ جہاد میں شریک رہے ہیں۔

(۱) یہ تمام معاہد جماعتیں (مہاجرین قریش، انصار، یہود معاہدین) دوسری غیر مسلم غیر معاہد جماعتوں کے مقابلہ میں ایک جماعت اور ایک قوم شمار ہوگی۔ (اس کے بعد مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے متعلق دفعات ہیں مثلاً)

(۲) مہاجرین قریش بجائے خود ایک جماعت ہیں اور وہ اپنے مجرموں کی جانب سے دیت کے ذمہ دار ہونگے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ خود ادا کرکے چھڑائینگے۔ یہ سب کام دیانت و انصاف کے اصول کے ماتحت ہونگے۔

اسکے بعد انصار کے مختلف قبائل کے نام مثلاً بنی عوف بنی ساعدہ بنی الحارث بنی جشم۔ بنی النجار وغیرہم کے نام لیکر انمیں سے ہر ایک کے متعلق یہی ذکر فرمایا کہ ان میں سے ہر قبیلہ بجائے خود ایک جماعت ہے اور وہ اپنے مجرموں کی جانب سے ادائے دیت اور فدیہ اسیران ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا اور یہ تمام کام اصول دیانت و انصاف کے ماتحت انجام پائیں گے۔

(۳) مسلمانوں میں اگر کوئی شخص کوئی ایسا جرم کرے جس سے دیت واجب ہوتی ہے یا قید ہو جائے اور فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہوگا کہ وہ اس کی جانب سے دیت ادا [illegible]

کہ آج سندھ کی علیحدگی کے خلاف جو آواز بلند کی جا رہی ہے اس کی تہ میں کونسا جذبہ کارفرما ہے بہرحال میں اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ اب سندھ کی ۲۳ لاکھ آبادی کے مفاد سے ہم کو ہرگز غفلت نہ کرنی چاہئے اور بالاتفاق یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ اسے ایک علیحدہ صوبہ کے ماتحت ترقی کرنے کا موقع دیا جائے۔

ضروریات اسلامیہ حاضرہ

حضرات! یہاں تک تو ان مسائل کا ذکر تھا جو ہندوستان کے مشترک ملکی مفاد سے متعلق تھے اب میں مختصر طور پر ان ضروریات کا ذکر کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں جو خاص اسلامی معاشرت کے بقا و ترقی کی کفیل ہیں اور ان کے انصرام و تکمیل کے بغیر مسلمانوں کے بہت سے کام ناقص اور نظام منتشر ہے۔

دار القضاء شرعی کا فقدان اور مسلمانوں کی مصیبت

سب سے بڑی اور اہم مصیبت ہندوستان کے مسلمانوں کی یہ ہے کہ ہندوستان میں دار القضاء شرعی مفقود ہے۔ مذہبی احکام و معاملات میں بہت سے امور ایسے ہیں جن میں قاضی شرعی کے فیصلہ کی ضرورت ہے اور بغیر اس کے فیصلہ اور حکم کے وہ نافذ بلکہ جائز اور حلال نہیں ہوتے نکاح طلاق خلع میراث وغیرہ کے بہت سے معاملات ہیں جو بنا بر ناواقفی مذہبی تعلیم اور مذہبی تربیت نہ ہونے اور رسم و رواج کے اتباع کی وجہ سے ایسے الجھے ہوئے ہیں کہ بدون تنفیذی قوت کے ان کا سلجھاؤ نہیں ہو سکتا۔ علماء و مفتیان دین کا کام صرف حکم شرعی ظاہر کر دینا ہے۔ لیکن اس حکم کو جاری کرنے کی کوئی طاقت علماء اور مفتیوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

اس لئے تمام ایسے معاملات جن کو قاضی شرعی کی عدالت سے فیصل ہونا چاہئے تھا۔ غیر مسلم ججوں کی عدالتوں سے فیصل ہوتے ہیں اور شرعی احکام کے موافق وہ فیصلہ نافذ اور جائز اور حلال نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں موجودہ قانون مسلمانوں کی ضرورت کیلئے ناکافی یا ان کی ضرورت کے بالکل منافی واقع ہوا ہے اور اس لئے حکومت کی عدالتوں سے ایسے فیصلے ہو جاتے ہیں جو مصالح اسلامیہ کے بالکل خلاف اور احکام مذہبیہ سے متضاد واقع ہوتے ہیں۔

ان تمام وجوہ پر نظر کرکے جمعیۃ علماء ہند کئی سال سے متواتر جمہور مسلمین کو متنبہ کر رہی ہے کہ وہ جلد از جلد اس فریضہ کو ادا کریں کہ اپنے معاملات و مقدمات کے فیصلہ کیلئے شرعی قاضی مقرر کریں اور تمام ایسے معاملات جن میں قاضی شرعی کے فیصلہ کی ضرورت ہے اس کی عدالت ... [illegible] ... کے شرعی فیصلے کا راستہ کھولیں۔

[illegible] حکومت وقت کی کوئی مخالفت ... [illegible] ... کسی دوسری ... [illegible] ... دیتا ہے اور اس کے فیصلے نافذ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ... [illegible] ... کے لوگ بھی تمام مذہبی معاملات پنچایت کے سامنے پیش کرتے اور اس کے فیصلے پر کاربند ہوتے ہیں اور حکومت وقت کی جانب سے کوئی مزاحمت نہیں کی جاتی۔

پس ہندوستان کے جمہور مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ... [illegible] ... حکومت سے مطالبہ کریں کہ مسلمانوں کے لئے معاملات ... [illegible] ... کے مسلمانوں کے انتخاب سے قاضی مقرر کئے جائیں اور ان کو فیصلے کا اختیار دیا جائے ... [illegible] ... اگر مسلمانوں نے متفقہ طور پر ... [illegible] ... موجود اور رائج ہے ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... مسلمانوں کیلئے شیخ الاسلام کا عہدہ ... [illegible] ... متعین ہوتا ہے اور مسلمانوں کے تمام مذہبی معاملات کے فیصلے ... [illegible] ... اور اس کے فیصلے قانوناً نافذ ہوتے ہیں۔

لیکن جب تک کہ حکومت اس کو منظور نہ کرے اس وقت تک کیلئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود اپنے اتفاق یا کثرت رائے سے امیر منتخب کریں ... [illegible] ... اور پھر ان امور کے اتفاق یا کثرت رائے سے تمام ہندوستان کیلئے ایک امیر اعظم ہو ... [illegible] ... اور امیر اعظم کی کوئی سیاسی حیثیت نہ ہوگی ... [illegible] ... ان کے فیصلوں ... [illegible] ... کے مسلمانوں کا ایک مذہبی فرض ... [illegible] ... اور ان کی اہم مصیبت کا حل ... [illegible] ...

مسلمان عورتوں کی بیکسی اور فتنۂ ارتداد

[illegible]

خاوندوں کے جور و ستم کی تختۂ مشق بنی ہوئی ہیں یا خاوندوں کے مفقود اور لاپتہ ہو جانے کی وجہ سے نان شبینہ کو محتاج ہیں یا ظالم خاوندوں نے ان کو معلقہ بنا کر چھوڑ رکھا ہے۔ لاکھوں تک پہونچتی ہے۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ میں ہر مرض کی دوا اور ہر ظلم و ستم کا علاج موجود ہے۔ وہ تمام انسانی ضروریات کیلئے کافی اور ہر مصیبت کا دفعیہ جانتی ہے۔ مگر افسوس کہ انگریزی حکومت میں جو محمڈن لا یعنی قانون شرع محمدی زیر عمل ہے وہ اس قدر ناقص ہے کہ اسکو قانون شرع محمدی کہنا شریعت اسلامیہ کی توہین کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کے نقصان کو دیکھ کر ایک ناواقف شخص شریعت محمدیہ کے متعلق قصور و نقصان کا عقیدہ جما سکتا ہے۔

ایسی مظلوم عورتیں جبکہ کسی طرح اپنے خاوندوں کے جور و ستم سے خلاصی حاصل نہیں کر سکتیں تو وہ بے بسی اور بیکسی کے عالم میں بدحواس ہو کر ارتداد کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں اس قسم کے ... [illegible] ... ہو چکے ہیں جو مسلمانوں کی بدبختی میں ایسا اضافہ کرتے ہیں جس کا جبر ناممکن ہے۔ ایک مسلمان کا مرتد ہو جانا بھی مسلمانوں کیلئے مصیبت کبریٰ ہے پھر بالخصوص عورتوں کا ارتداد معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نہایت سخت مہلک ہے۔

خدا نہ کرے کہ عورتوں میں اس قسم کی تحریک سرایت کرے کیونکہ ان کی مذہبی ناواقفیت اور فطری کم عقلی نہ جانے کیا رنگ لائیگی اور مسلم قومیت کو کس قدر نہایت اور برباد کرکے رکھ دیگی۔ ... [illegible] ... کا سب سے بڑا فریضہ اس وقت یہ ہے کہ وہ ان بیکس اور بے بس مظلوم عورتوں کی گلوخلاصی کا جلد از جلد سامان کریں اور اس کی ایک ہی سبیل ہے کہ ملک ... [illegible] ... کی کوشش کریں اور ... [illegible] ... ان بیچاریوں کے مصائب کا علاج کرے اور جب تک کہ حکومت اس اسکیم کو منظور کرے خود امیر کا انتخاب کرکے اس سے فیصلہ کرائیں۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا منتخب کیا ہوا امیر بھی اس مصیبت کا علاج ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس کو زوج کے نفقہ نہ دینے اور معلقہ بنا دینے یا مفقود ہونے کی صورت میں حکم فسخ کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور اس صورت میں یہ مصیبت بحالہا باقی رہیگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

منتخب امیر یا قاضی کے اختیارات

میں اگرچہ ائمہ کا اختلاف ہے۔ مگر ہندوستان کی موجودہ حالت اور دار الاسلام ... [illegible] ... کے فیصلہ کی ضرورت ... [illegible] ... تمام باتوں پر نظر رکھتے ہوئے علماء نے ... [illegible] ... مشکل کو حل کر سکتے ہیں کیونکہ کوئی ... [illegible] ... شریعت ... [illegible] ... نہیں چھوڑی گئی ہے۔

[illegible]

کو تمام گرد و پیش کے حالات کو مد نظر رکھ کر فتویٰ دینا لازم ہے۔

دیکھئے اگرچہ ہمارے فقہائے احناف رحمہم اللہ کا یہ اصول ہے کہ یتیم کے مال کی نگرانی اور تولیت صرف وصی یا قاضی کر سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے مفتیان حقیقت شناس نے ضرورت کے مواقع میں اس اصول سے تنزل کرکے فتوے دیدیا ہے۔

والمالم مختص بالتصرف فی الوصی اشارة الی جواز تصرف غیرہ کما اذا خاف موت اصحی علی مال الی مال الصغیر فانہ یجوز لواحد من اہل السکان ان یتصرف فیہ ضرورة استحسانا وعلیہ الفتویٰ قہستانی	تصرف کو وصی کے متعلق مسئلے مختص نہیں کیا تا کہ وصی کے علاوہ دوسروں کے تصرف کا جواز معلوم ہو جائے جیسا کہ اگر کبھی یہ خوف ہو کہ قاضی یتیم کا مال ضائع کر دیگا تو محلہ والوں میں سے کسی خیر خواہ یتیم کو جائز ہے کہ وہ یتیم کے مال میں اس کی بھلائی کیلئے تصرف کرے کیونکہ بسا اوقات ایسی ضرورت پیش آجاتی ہے اور استحساناً
(رد المحتار من آخر باب الوصی)	اس پر فتویٰ بھی دیدیا گیا ہے۔

اور مسلمان جب کہ باہمی اتفاق سے اپنا امیر اور قاضی منتخب کرلیں گے تو ان پر ان کے احکام و فیصلوں کا تسلیم کرنا بھی لازم ہوگا اور ان امیروں اور قاضیوں کو فیصلہ دینے کا شرعی حق ہو جائیگا اور اس طرح مسلمانوں کے شرعی معاملات قضاء شرعی سے انجام پذیر ہونے لگیں گے۔ جمعیۃ علماء ہند نے اپنے گذشتہ اجلاسوں میں بھی اس مسئلہ پر ... [illegible] ...

[illegible]

فریضۂ تبلیغ

[illegible]

کہا ہے تو وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ عقائد نصرانیت کے اکثر اصول ڈشینوں اور بت پرستوں سے مستفاد ہیں بلکہ ان مسائل کی تعبیر اور محاورات تک بھی یہ امر بداہت کے درجہ میں ثابت ہے۔

اس کے علاوہ مروجہ انجیلوں سے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت زمانے بعد کی تالیف ہیں بلکہ حسب تحقیق آج تک ان کے مؤلفین کا بھی حال معلوم نہیں کیا کوئی مستفید ہو سکتا ہے اور کیا ان سے مذہب و ملت کے اصول معلوم ہو سکتے ہیں جن میں بجز اس کے تم کچھ اور نہ پاؤ گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلاں گروہ کے درمیان سے اس طرح گذرے اور فلاں گروہ کے درمیان اس طرح اور لوگوں کی بھیڑ ان کے درپے اس طرح ہوئی اور اس طرح کیا ان جیسی داستانوں کی نقل تسلیوں سے کسی عاقل اور محقق کا کوئی کام نکل سکتا ہے یا اس کو کوئی صحیح راستہ مل سکتا ہے!!

نیز اگر آپ ان کلمات پر غور فرمائیں گے جو کہ ان کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور جن کو مقالات علیبات شمار کیا گیا ہے تو آپ خود بخود کہہ اٹھیں گے کہ ان میں وہ نورانیت جو وحی الٰہی اور حدیث نبوی میں ہوتی چاہئے قطعاً موجود نہیں ہے اور ہرگز کسی طرح یہ ملفوظات مشکوٰۃ نبوت سے نکلے ہوئے نہیں اور ان کے مطالعہ سے بجز کوہ کندن و کاہ برآوردن کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

نصاریٰ کے مذہب کا تو یہ حال ہے باقی رہا وہ فرقہ جو مادہ اور روح کو قدیم بالذات مانتا ہے اور اس کو مذہب و ملت سے تو کیا ... [illegible] ...

[illegible]

کرتا ہے کہ خدا نے بر بنائے میت کے ترکہ میں مردوں اور عورتوں کے جو حقوق معین فرمائے ہیں ان کی تسلیم اور ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے ہندوستان کے جن صوبوں میں شرعی قانون میراث کے خلاف اس رواج پر عمل کیا جا رہا ہے کہ عورتوں کو میراث نہ دی جائے وہاں کے علمائے کرام سے جمعیۃ کا یہ اجلاس پرزور طریقے سے استدعا کرتا ہے کہ مسلمانوں کو اس قانون الٰہی کی خلاف ورزی کے سخت عذاب اور قہر خداوندی سے آگاہ کریں۔

اور تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ اس رواج کو مٹانے اور اس کی جگہ شرعی قانون میراث کو جاری کرنے کے لئے متفقہ کوشش شروع کر دیں۔

اور جس قدر جلد ممکن ہو اس بندوانہ رواج اور دور جاہلیت کے سیاہ داغ کو مسلمانوں کے چہروں سے مٹا دیں۔

محرک۔ مرتد ملا صاحب

موئدین۔ مولوی سراج الدین نوشہرہ

مولوی لطف اللہ بنوں

واعظ بہاں صاحب چارسدہ

۱۰۔ لڑکیوں کی شادی پر روپیہ لینے کی رسم

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ لڑکیوں کی شادی پر روپیہ لینے کی رسم کو بہت جلد مٹا دیں۔ اور متفقہ طور پر فیصلہ کر دیں کہ لڑکی کے معاوضہ میں شوہر سے کوئی رقم وصول نہ کی جائے اور شادیوں میں اسلامی سادگی اور شریعت مقدسہ کی پابندی کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

اں اگر نکاح کے وقت شوہر سے مہر معجل کے طور پر کوئی رقم لی جائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر اس کا لحاظ رکھا جائے کہ مہر کی رقم لڑکی کا حق اور خالص اس کی ملک ہے۔ لڑکی کے اولیا کو ہرگز یہ حق نہیں کہ وہ مہر معجل وصول کر کے برادری کو کھلا دیں یا لڑکی کی رضامندی کے بغیر کسی دوسرے کام میں لائیں۔ اگر ایسا کریں گے تو یہ صریح ظلم ہوگا۔

محرک۔ مولانا احمد سعید صاحب

موئد۔ خان ملا صاحب مل

۱۱۔ کفایت شعاری اور صنعت و حرفت کی ترویج

عموماً ہندوستانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اقتصادی پستی اور مذہبی بیکاری اور طرح طرح کے جرائم کے ارتکاب کا بڑا سبب ان کا روز افزوں افلاس ہے۔

اس لئے یہ اجلاس تمام باشندگان ہند خصوصاً مسلمانوں سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ وہ زراعت اور صرف تجارت اور صنعت کیلئے ہاتھ میں لیں اور اسکو فروغ دینے کی پوری سعی کریں۔ نیز ممالک اس میں وہ دیسی کپڑا استعمال کریں۔ سوت ہندوستان کی غریبوں اور بیواؤں اور غریب کے ہاتھوں کا تیار کیا ہوا ہو یعنی ملکی مال کا ہر شخص کی زندگی کا اہم جز بنائیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اپنے تاجروں کی ہمت افزائی کریں جو دیسی تجارت و صنعت کو فروغ دے رہے ہوں۔

محرک۔ مولانا معین احمد صاحب مدنی

موئد۔ مولانا عبدالحکیم صاحب صدیقی

۱۲۔ صوبہ سرحد میں دینی تعلیم کا انتظام

جمعیۃ علماء ہند نے اس امر کو نہایت افسوس کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ صوبہ سرحد میں باوجود بیس لاکھ مسلمان آبادی کے کوئی عربی دارالعلوم جو مسلمانان صوبہ کی مذہبی اعلیٰ تعلیم کی کفالت کر سکے موجود نہیں ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ مسلمانان صوبہ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ جلد از جلد بڑے پیمانہ پر ایک اعلیٰ دینی درسگاہ قائم کرنے کا اہتمام کریں۔ اور چھوٹے چھوٹے عربی مدارس کو اس کے ساتھ ملحق کر دیں۔ اسی کے ساتھ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کیلئے بھی ایک شعبہ قائم کیا جائے۔ جو دین حنیف میں شامل ہونیوالوں کی تعلیمی ضرورت کو پورا کرے۔ اور ان کی ضروری کفالت کر سکے ضروری ہے کہ اسکی تاسیس کے ابتدائی مراتب پر غور کرنے کیلئے جلد از جلد ایک کمیٹی منتخب کر کے فوراً کام شروع کر دیا جائے تاکہ پانچ چھ مہینے کے اندر دارالعلوم کے قیام کی توقع کی جا سکے۔

محرک۔ مولانا احمد سعید صاحب

مئویدین۔ مولانا محمد نعیم راولپنڈی

مولانا احمد گل صاحب کوہاٹ

مولانا حکیم عبدالجلیل صاحب ندوی

۱۳۔ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ

جمعیۃ علماء ہند کے اس جلسہ کی رائے میں اصلاحی سکیم کی نفس اور حالت جو کچھ بھی ہو تاہم صوبہ سرحد کو اس سے محروم رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ صوبہ اپنی جغرافیائی اور سیاسی اقتصادی اور تعلیمی غرض ہر حیثیت سے اصلاحات کے استحقاق میں دوسرے صوبوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اس صوبہ کے باشندوں کی طرف سے اصلاحات کا مطالبہ بالکل حق بجانب ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد صوبہ سرحدی کو مکمل آئینی اصلاحات دیدے۔ اور باشندگان صوبہ سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے اس فطری حق کا برابر مطالبہ کرتے رہینگے۔ اور جب تک اسے حاصل نہ کر لیں اسوقت تک نہایت زوردار آئینی ایجیٹیشن جاری رکھیں گے۔

۱۴۔ اسلامی اخبارات پر تشدد

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ صوبہ پنجاب کی حکومت کے اس متشددانہ رویہ کو سخت غم و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے جو اس نے اسلامی اخبارات کی گلوگیری اور انکو تباہ کرنے کیلئے اختیار کیا ہے۔ زمیندار، سیاست پر اسکے دار ہو چکے ہیں۔ اور اب ایک ہونہار نوخیز جریدہ شہاب کی باری ہے۔ جلسہ کو سید حبیب شاہ اور سید عنایت شاہ سید فضل شاہ کے ساتھ ان مصائب میں پوری ہمدردی ہے۔ جوان پر حکومت کی سخت گیری سے ڈالے گئے ہیں۔ اس جلسہ کی قطعی رائے ہے کہ حکومت کا یہ طرز عمل اخبارات کی آزادی کا افسوسناک گلا گھونٹنا ہے اور ایسی سخت گیری سوائے بے چینی پھیلانے کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔

۱۵۔ قضاء شرعی کا مطالبہ

چونکہ مسلمانوں کے بہت سے مذہبی معاملات ایسے ہیں جن میں حاکم مسلم کا فیصلہ ضروری ہے۔ اور غیر مسلم حاکم کا فیصلہ شرعی طور پر نافذ نہیں ہوتا۔ اور حکومت موجودہ نے مسلمانوں کی اس ضرورت کو اب تک پورا نہیں کیا اس بنا پر مسلمان سخت مذہبی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ مثلاً ظالم اور جاہل شوہروں سے ان کی مظلوم و درزندہ درگور عورتوں کی گلوخلاصی نہیں ہو سکتی۔ مرتدہ کے نکاح فسخ ہونے میں اس کے شوہر کے حقوق زائل ہو جاتے ہیں۔ خیار بلوغ میں شرعی طور پر حکم فسخ حاصل نہیں ہو سکتا۔ طلاق کے بہت سے مسائل الجھے رہ جاتے ہیں۔

اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کی ان مذہبی مشکلات کے حل کے لئے بااختیار شرعی قاضی مقرر کرے۔ جن کے انتخاب کا حق مسلمانوں کو ہو تاکہ ان قضاۃ کی عدالتوں میں ایسے معاملات کا شرعی فیصلہ ہو سکے۔ جمعیۃ علماء کا یہ جلسہ حسب ذیل حضرات کی کمیٹی مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس قسم کے تمام مسائل کو معین کر کے ان قضاۃ کی حدود عمل معین کر دیں تاکہ ان مسائل میں گورنمنٹ سے اختیارات دینے کا مطالبہ کیا جا سکے۔

مولانا معین احمد صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب مولانا محمد سجاد صاحب۔ مولانا محمد انور شاہ صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب مولانا قطب الدین صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی مولانا ظہیر احمد صاحب۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مولانا اکرم خان صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب پشاوری۔

۱۶۔ سرحد میں بیت المال کا قیام

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ جمعیۃ علماء صوبہ سرحد کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ زکوٰۃ و عشر و صدقات و خیرات کیلئے ایک شرعی بیت المال قائم کرے جس میں مذکورہ بالا مدات کی آمدنی جمع کی جائے اور جمعیۃ صوبہ کی نگرانی میں پورے اہتمام سے اپاہجوں، بیکسوں، یتیموں، لاوارث بچوں، مدارس دینیہ کے طلباء کے وظائف اور سامان تعلیم و نومسلموں کی تعلیم و کفالت میں ضرورت اور استحقاق کی رعایت کے ساتھ صرف کی جائے۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ سے استدعا کی جاتی ہے کہ لاوارثی ترکہ کو وہ اس شرعی بیت المال میں داخل کرنے کی اجازت دیدے تاکہ لاوارث بچوں کی کفالت و تعلیم میں خرچ کیا جا سکے۔

نیز جمعیۃ صوبہ کو لازم ہے کہ ایک تبلیغی جماعت قائم کرے جس کے ذریعہ سے سرحدی مقامات کے باشندوں کی معاشرت اور اخلاق و اعمال کی اصلاحی خدمت انجام دی جائے۔

۱۷۔ قرآن مجید کی اشاعت

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ قرآن مجید تمام اسلامی برکات کا سرچشمہ اور دین و مذہب کا اصل الاصول ہے مسلمانوں کا سب سے مقدم فرض اسکی اشاعت و تبلیغ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو قرآن مجید کے نشر و تبلیغ کے ساتھ چنداں شغف و اہتمام نہیں ہے۔ ہندوستان میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں غیر مسلم مطابع کے چھپے ہوئے قرآن مجید پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف تجارتی اغراض کیلئے چھاپے جاتے ہیں۔ سادہ اور صحیح اور محترم ہونے کو ہرگز چھاپنے والوں کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ جمعیۃ علماء ہند اس حالت کو رنج و افسوس کی نظر سے دیکھتی ہے اور مسلمانوں سے توقع رکھتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی صحت و صفائی کا پورا لحاظ رکھ کے صاف و صحیح قرآن مجید چھپوائیں اور مسلمان ان قابل اعتماد مطابع سے خرید کر قرآن کو تعلیم و تلاوت کے کام میں لائیں۔ نیز جمعیۃ علماء ہند کے اس اجلاس کی رائے میں ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تبلیغ کیلئے دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے صحیح و مستند ترجمے شائع کئے جائیں تاکہ اسلام اور زندگی کے دور میں لوگ

اس آسمانی روشنی سے مستفید ہوں۔ سب سے زیادہ ضرورت انگریزی ترجمے کی ہے جو مسلمان انگریزی خواں نوجوانوں کی تعلیم و تصحیح خیال کیلئے بیحد ضروری ہے۔ جمعیۃ اس مہتم بالشان کام کو پوری مستعدی کے ساتھ انجام دینے کو تیار ہے اور کلکتہ کے اجلاس میں اپنے اس ارادے کا اظہار کر چکی ہے۔ مگر اس عظیم الشان کام کیلئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے اور جب تک کم از کم پچاس ہزار روپیہ کے سرمایہ کا اطمینان نہ ہو جائے کام شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مسلمان اس نہایت ضروری اور اعلیٰ دینی خدمت کیلئے توجہ کریں تو جمعیۃ اس کا اہتمام کرنے کیلئے تیار ہے۔

۱۸۔ حصول آزادی وطن کا مذہبی فرض

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اپنی منظور شدہ تجویز کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ تمام باشندگان ہند بالخصوص مسلمان پرامن طریقے سے حصول آزادی کی پوری کوشش کریں۔ ہم انکا دائمی اور فطری حق ہونے کے علاوہ انکے روز افزوں افلاس غیر منظم قحط و گرانی بیکاری و فاقہ کشی اور گداگری کثرت تعداد اموات پیدا وار و تعلیم کی کمی ٹیکسوں اور قرضوں کی گرانباری اور صنعت و حرفت کے انحطاط صنعت و تجارت کی بربادی اور ہزاروں قسم کے مالی نقصانوں اور تباہیوں کا واحد علاج ہے پس مسلمانوں پر تحصیل آزادی کی کوشش نہ صرف وطنی بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے جو انکو پوری تندہی اور سرگرمی سے انجام دینا چاہئے۔

۱۹۔ پابندی شریعت کی تاکید

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں کی خدمت میں نہایت دلسوزی اور خلوص کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ وہ اپنی روز افزوں پستی اور انحطاط کو تیقظ اور عبرت کی نظر سے دیکھیں اور ضرورت کا ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنی نجات کا راستہ تلاش کریں اور یقین کریں کہ انکی تباہ حالی کے اسباب میں سے جو سبب کہ زیادہ مہلک اور پوری تباہی اور بربادی لا رہا ہے وہ انکی مذہبی بے پرواہی یعنی احکام مذہب کی خلاف ورزی اور بری عادتوں اور بداخلاقیوں میں مشغولی اور انہماک ہے۔ آپس میں بغض و کینہ و دور جاہلیت کے انتقامی جذبات جو پشتہا پشت تک باقی رہتے اور اصل مجرم سے گذر کر اسکے اعزا و اقارب تک تعدی اور ظلم کے باعث ہوتے ہیں۔ آپس میں قتل و خونریزی، جوا کھیلنا، مسکرات کا استعمال کرنا۔ دوسروں کی جائدادیں غصب کرنے کیلئے عدالتوں میں مقدمات لیجانا اور جھوٹی گواہیاں دینا اور جھوٹے گواہ بنانا۔ اور اسی قسم کی بہت سی خرابیاں ہیں جنہوں نے قوم کے اندر جڑ پکڑلی ہے اور اندر ہی اندر تباہ کئے ڈالتی ہے سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر سالانہ عرسوں میں بداخلاقیوں بالخصوص قمار کا پورا مظاہرہ کیا جاتا ہے جیسا کہ زیارت کاکا صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اہالیان سرحد کیساتھ مسلمانوں کو ان بداخلاقیوں کے عواقب بد سے متنبہ کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد سے جلد ان تباہیوں اور بربادیوں کے خلاف پوری جدوجہد شروع کر دیں اور اسلامی اخوت و مناصرت کا طریقہ اختیار کر کے قوم کے مفلس افراد کی اعانت کریں۔ اور پیشہ ور یا نادار گداگروں کو خیرات و صدقات ہرگز نہ دیں۔ اسقاط کا غیر شرعی طریقہ جو بہاں اکثر مقامات میں رائج ہے موقوف کر دیں۔ ان تمام امور کی انجام دہی کیلئے موثر علماء و عقلاء کی جماعتیں بنا کر ان کے فیصلوں پر کاربند ہوں۔

۲۰۔ تیراہ کے شیعوں اور سنیوں کی مخاصمت

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ تیراہ میں سنیوں و شیعوں کی باہمی مخاصمت پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور دونوں فریق سے بہت زور سے استدعا کرتا ہے کہ وہ ان اختلافات کو باہمی صلح سے جلد از جلد رفع کریں۔ مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گورنمنٹ مداخلت کرے اور تیراہ کی آزادی بھی دوسرے علاقوں کی طرح انگریزی اقتدار میں آ جائے۔

۲۱۔ سرحد میں اعلیٰ تعلیم کے انتظام کا مطالبہ

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں باوجود مسلمانوں کی اکثریت اور تعلیمی پستی کے گورنمنٹ نے ان کی اعلیٰ تعلیم کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی اور نسبتاً انکو تعلیمی امداد بھی بہت کم دی جاتی ہے۔

تمام صوبہ میں صرف ایک اسلامیہ کالج اعلیٰ تعلیم کا کفیل ہے اور وہ بھی مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے اسی طرح اسلامیہ سکول شہر بھی تنگی کی حالت میں ہے۔

یہ جلسہ گورنمنٹ کا فرض سمجھتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کا انکی کثرت آبادی و شدت حاجت کے لحاظ سے بندوبست کرے اور اعلیٰ تعلیم کیلئے آسانیاں بہم پہنچائے۔

۲۲۔ ضروریات جدیدہ کے مطابق شرعی رہنمائی

چونکہ مغربی تہذیب و تمدن کا سیلاب بغداد تیزی سے بڑھتا آ رہا ہے اور اسی اقتصادی ترقی نے نئی شان معاملات اور مذہبی احکام سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہیں۔ مسلمان بھی اسلامی تہذیب اور قرآن وضع کو ترک کر کے یہی تہذیب اور وضع اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

عورتوں کی بے پردگی بے حیائی کے درجہ تک پہنچ رہی ہے۔ ایک طرف انگریزی خواں طبقہ میں یہ باتیں نہایت سرعت کیساتھ سرایت کر رہی ہیں۔ دوسری طرف یورپین تجارتی تعلقات نے تجارتی معاملات میں طرح طرح کی الجھنیں پیدا کر دی ہیں جن سے سود اور انشورنس اور اسی قسم کے بہت سے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اسلئے جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ علماء کرام سے پرزور استدعا کرتا ہے کہ اس آنے والے خطرہ کا پورا احساس کریں اور اپنی منتشر قوت کو جمعیۃ علماء کی مرکزی دائرہ میں جمع کر کے پوری طاقت کیساتھ دہریت و الحاد کا مقابلہ کریں۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اس اعلان کیساتھ کہ سود کی حرمت قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے اور کوئی شخص کسی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ علماء و محققین معاملات تجارت کی حسب ذیل کمیٹی منتخب کرتا ہے جو حالات حاضرہ کی تنقیح و تحقیق کرے۔ اور شرعی تیسیر کا لحاظ رکھتے ہوئے کتاب و سنت کی روشنی میں جمہور مسلمین کی رہنمائی کرے اور ظاہر کرے کہ حوادث جدیدہ میں کتنے امور جائز اور حلال ہیں اور کتنے ناجائز اور حرام۔ کمیٹی کے ارکان یہ ہونگے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب۔ مولانا سید حسین احمد صاحب۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا عبد الجبار صاحب (مرادآباد) مولانا عبدالحکیم صاحب پشاوری۔ مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی۔ مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی۔ مولانا قطب الدین صاحب فرنگی محلی۔ مولانا نثار احمد صاحب کانپوری۔ مولانا سید ابوالکلام صاحب اجمیری۔ مولانا محمد علی صاحب۔ سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب۔ جناب حاکم غلام محمد مصطفٰے صاحب۔

جمعیۃ علماء ہند کے صدر و سکرٹری اس کمیٹی کے صدر اور سکرٹری ہونگے۔ اور کمیٹی کو اضافہ ممبران کا اختیار ہوگا۔

۲۳۔ اوقاف کی اصلاح

وقف اسلامی خصوصیات میں سے ہے اور اوقاف مسلمین کے ساتھ مذہب و قوم کے بڑے بڑے مصالح وابستہ ہیں اس لئے مسئلہ اوقاف خاص طور پر توجہ کا مستحق ہے۔ شریعت اسلامیہ میں وقف کے احکام پوری صراحت کے ساتھ موجود اور اس کی حدود متعین ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے اوقاف متولیوں کی دستبرد میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کی آمدنی حقیقی مصرف میں صرف ہونے کی بجگہ متولیوں کے ذاتی مصارف میں صرف ہوتی ہے۔ اس لئے جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ جمہور اہل اسلام کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اوقاف کی نگرانی کیلئے عام انتخاب کے ذریعہ سے ایسی کمیٹیاں مقرر کریں جن کے ممبروں میں معتبر علماء اور باخبر اہل الرائے اصحاب شامل ہوں وہ تحقیق کریں اور جس متولی کی خیانت اور نااہلیت ثابت ہو۔ اس کے قبضہ سے وقف کو نکالکر کسی متدین صالح شخص کو متولی مقرر کریں کسی ایسی کمیٹی کو جس میں معتبر علماء و صلحاء شامل نہ ہوں اور اسکے فیصلے وقف کے احکام شرعیہ اور شرائط واقف کے موافق نہ ہوں تو اسکو وقف کی نگرانی کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور متولیوں کو اس کے احکام کی پابندی ضروری ہوگی۔

۲۴۔ شاہی کمیشن کا مقاطعہ

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اپنے اس اذعان و یقین کا اعلان کرتا ہے کہ آزادی عطا نہیں کی جاتی۔ بلکہ اپنی جدوجہد سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور یہ کہ ہندوستان کی حکومت کا دستور اساسی وضع کرنیکا حق صرف ہندوستانیوں کو ہے اور کسی اجنبی قوم کو ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے ہندوستانی آل پارٹیز کانفرنس کے مطالبہ کے جواب میں برطانی پارلیمنٹ نے جس اساس و اصول پر رائل کمیشن مقرر کیا ہے۔ اس سے ہندوستان کی عزت اور خودداری کی سخت توہین و تذلیل کی گئی ہے۔

برطانیہ کی طرف سے یہ کارروائی محل تعجب نہیں ہے۔ اس کا سبب ایک قدرتی تازیانہ ہے کہ ہمارے باہمی کشمکش و خون اور بے اعتمادی کا یہی نتیجہ تھا جو اسوقت انتہائی ذلت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اب ہندوستان کی طرف سے اس تذلیل کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ پہلے ہندوستانی جلد از جلد باہمی سمجھوتہ کر کے حکومت خود اختیاری کی ایسی اسکیم مرتب کر لیں جس میں اقلیت کے حقوق کا تحفظ انکے اطمینان کے موافق کر دیا گیا ہو۔ اور پھر اس مسلم اصول کے ماتحت کہ ہندوستان کی حکومت کا دستور اساسی بنانے کا حق صرف ہندوستانیوں کو ہے ہندو مسلمان سب ملکر متفقہ قوت کے ساتھ سائمن کمیشن کا مقاطعہ کریں۔

لیکن اگر بدقسمتی سے باہمی سمجھوتہ نہ ہو سکے اور یہ صورت واقع ہو کہ کانگریس اس خلاف اصول اور ناقص کمیشن کے سامنے مسلم مطالبات کے خلاف مطالبات پیش ہونے کا خطرہ ہو تو اجلاس معاملہ کی اہمیت کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے یہ ضروری سمجھتا ہے

(باقی صفحہ ۶ پر دیکھو)

گھر بار مال و اسباب اور جائدادیں ہنود کے قبضہ میں دیدیں۔ اور ان کو قعر ذلت و رسوائی میں گرا دیا اور ہنود کو اوج ثروت و رفعت پر پہنچا دیا۔ غرض کہ دنیا کی تمام مصیبتیں اور آفتیں جنکی بدولت آئیں وہ وہ قرض ہے جو ہندوؤں سے سود دیکر لیا جاتا ہے یہی وہ قرض ہے جو ہمکو بجائے عیش و آرام کے ہلاکت کی طرف لیئے جا رہا ہے اور ہماری خودداری و غیرت و حمیت کو فنا کئے ڈالتا ہے

حضرات! سود کی مثال مرض جذام جیسی ہے کہ جس بدن پر چڑھتا ہی رہتا ہے اور کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ اور درحقیقت یہ معاملہ حسب قواعد شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لعنت ہے جو سود دینے والے اور لینے والے۔ کھانے والے اور کھلانے والے، پھر گواہی کرنے والے اور اسکو لکھنے والے سب پر مساوی تقسیم ہوتی ہے اور دنیا میں روحانی و اخلاقی جذام اور آخرت میں جہنم کا سبب ہے، سنا جاتا ہے کہ صرف صوبہ پنجاب میں کئی کروڑ روپیہ مسلمانوں کے ذمہ اہل ہنود کا بسلسلہ سود واجب ہے۔ اگر آپ سوچیں اور غور کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ ایک بلائے بے درماں اور قہر الٰہی محض انکی ناعاقبت اندیشی اور شریعت غرا کے احکام سے انحراف کرنے اور دین و عمل سے بیگانہ ہو جانے سے ہم پر نازل ہوئی ہے کہ فضول رسموں اور بیہودہ کاموں پر طیاری اور غمی میں بیجا روپیہ خرچ کرتے ہیں یا عیاشی اور باطنی میں چند دن کے اندر کھو بیٹھتے ہیں آخرکار زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور زندگی کی جگہ موت پسند کرنے لگتے ہیں۔ اگرچہ وقت ہاتھ سے گذر گیا لیکن اب بھی علماء، خطباء، ائمہ مساجد، رہبران ملت، ہیئت قوم کے ذمہ واجب و لازم ہے کہ وہ اس آخری وقت اور آخری لمحوں میں مسلمانوں کو اس کی نصیحت و وصیت کرتے رہیں اور صاحب شریعت مقدسہ نے جو وعیدیں فرمائی ہیں وہ انکے کانوں تک پہنچاتے رہیں بالخصوص شادی و غمی کے وقت سلف صالحین کی سیرت انکو سنائیں۔ اور کفایت شعاری کی تعلیم دیں جسکو اجزاء نبوت میں سے ایک جز بتایا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ابھی ان کی قسمت میں بھلائی کا کوئی حصہ ہو اور وہ ان باتوں کو سنکر اس خودکشی سے باز آجائیں اور اپنے آپ کو زندہ درگور نہ کریں۔

ہمارے ایک معاصر کا یہ قول ہے کہ خدا کے ساتھ جنگ کرنے اور قہر الٰہی نازل ہونے کے آثار میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش سلاطین اسلام نے اپنے ملکوں پر نصاریٰ سے قرضے لیا اور اسپر کثیر رقم سود کی مقرر کی چونکہ سود جذام کی طرح بڑھتا رہتا ہے اور وہ کسی طرح ادا ہونے میں نہیں آتا۔ سلاطین بھی ادا نہ کرسکے اور بالآخر نصاریٰ نے ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور رفتہ رفتہ ان مقامات سے اسلامی شان و شوکت کا بالکل استیصال ہو گیا۔ صدق اللہ و رسولہ۔

رہبران قوم! اپنی قوم کو اس عالمگیر آگ سے بچاؤ اور اس کے شعلوں کو جلد از جلد بجھا دو۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

[illegible]
اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

تحفظ اوقاف مسلمین

اس وقت جن مسائل کی طرف ہمیں توجہ کی فوری ضرورت ہے ان میں سے ایک مسئلہ اسلامی اوقاف کی صحیح تنظیم کا ہے۔ کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ اسلامی اوقاف کی لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ سالانہ آمدنی اپنے صحیح مصرف میں صرف ہونے کے بجائے خود غرض متولیوں کے تنور شکم کی آگ بجھا رہی ہے یا امور خیر کی جگہ فواحش و معاصی میں بیدریغ صرف کیجا رہی ہے۔

علمائے اسلام نے بیان کیا ہے کہ طریقہ وقف اسلامی خصوصیات میں سے ہے دور جاہلیت میں اس کا وجود نہیں تھا۔ اور وقف کی حقیقت یہ ہے کہ واقف اپنی ملک جائداد کو خدا تعالیٰ کے پاس امانت رکھدے اور اسکی آمدنی کو صدقہ کر دینے کی منت مان لے کہ قیامت تک وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا رہے اور اسلامی جماعت کی مدد کی خدمت سے انجام پذیر ہوتی رہیں مسجدیں تعمیر کیجائیں خانقاہیں مہمان خانے۔ مسافر خانے مدارس اسلامیہ کنوئیں پل اور ہر قسم کی رفاہ عام کی چیزیں بنائی جائیں اور مسلمانوں کی اس فائدہ رسانی کے ساتھ ساتھ واقف کو ہمیشہ ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے

علماء نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ واقف کے منشاء کی حفاظت نص شارع کی طرح ضروری ہے۔ وقف کی اسی عظیم الشان حیثیت کی وجہ ہے کہ آج بھی عالم اسلامی میں باوجود ہمہ نکبت و افلاس کروڑوں روپیہ کی جائیداد کے اوقاف موجود ہیں اور مسلمانوں کی فراخ دلی اور بلند حوصلگی کی زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں۔

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

مگر افسوس کہ اسلام کی اس عظیم الشان قربانی کی یادگاروں یعنی اوقاف اسلامیہ کو طامع اور حریص متولیوں اور خود غرض سجادہ نشینوں نے اپنی خواہشات نفسانیہ کا جولانگاہ بنا رکھا ہے اور اغراض واقفین کو درہم برہم کردیا ہے یا تاج اوقاف کی یہ حالت ہے کہ ان متولیوں کے خودغرضانہ تصرفات میں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں پہچان سکتا کہ یہ اوقاف ہیں یا شخصی اور خالص ملک جائدادیں۔

ہم نے ایک مقولہ سنا تھا کہ وقف تین پشتوں کے بعد ملک بنجاتا ہے ہم نے تو اپنی عمر میں اوقاف کی یہ حالت بلکہ صریح یہ حالت دیکھی ہے شکم پرور متولی اوقاف کے مصارف واقعیہ کے بارہ میں بالکل شاعر کے اس قول پر عامل ہیں۔

ہیزم ز من و آرد و روغن از تو
خوردن ز من و لقمہ شمردن از تو

اسی خیال اور اسی طرز عمل سے اکثر اوقاف ذاتی جائداد بنگئے ہیں۔ اور اگر مسلمانوں نے قومیت اسلامیہ کے مقومات یعنی اوقاف کی طرف سے اسی طرح غفلت برتی تو وہ دن دور نہیں کہ اوقاف کی عجیب وقف کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

تاہم ابھی وقت ہے کہ اگر اوقاف کی صحیح تنظیم کر لی جائے اور متولیوں کو حساب رکھنے اور پھر حساب فہمی کا طریقہ متعین ہو جائے اور بیجا تصرفات سے متولیوں سے باز پرس کی قدرت ہو اور متولیوں کا تعین اہلیت استحقاق کی بنا پر کیا جائے اور جب کوئی نیا متولی بالفعل معلوم ہو تو اُن سے کو بعض کے اختیارات چھین لئے جائیں یا تولیت ہی موقوف کر دی جائے یا کسی اور موزوں ہاتھ سے سال نیا متولی منتخب کیا جائے۔ اور اوقاف کیلئے اہل صلاح و علم میں سے ارکان منتخب کرکے نگران مجالس مقرر کی جائیں جو اغراض واقف کی رعایت اور وقف کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیں۔

چونکہ وقف میں عبادت اور صدقہ کی حیثیت ہے اسلئے یہ خالص مذہبی حیثیت رکھتا ہے اور اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے انتظام میں اہل اسلام اور اہل علم کے سوا اور کوئی طاقت دخیل نہ ہو۔ تاکہ اسلامی احکام کی مخالفت کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

اسلامی اخوت
اور
مسلمانوں کا باہمی تعاون

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون	تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ۔ اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تمہارے اوپر رحم کیا جائے۔
عن سہل بن سعد الساعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المومن من اہل الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد یالم المومن لاہل الایمان کما یالم الجسد لما فی الراس (رواہ احمد)	سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی مثال اہل ایمان مسلمانوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے کہ سر کی باقی جسم کے ساتھ۔ مسلمان کو مسلمان کے درد سے ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ سر کے درد سے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ	حضور نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے دشمن کے حوالہ کرتا ہے۔
وقال صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ	اور حضور نے فرمایا کہ خدا اسوقت تک بندہ کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے۔

ان نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے صاف ثابت ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اسلام اور ایمان کا ایسا مضبوط رشتہ قائم ہے جس نے تمام مختلف افراد و اشخاص کو جسم واحد کے حکم میں کر دیا ہے۔ اور جسقدر یہ تعلق قوی اور مضبوط ہوتا جاتا ہے اسی قدر جسم وحدت کے آثار اسپر متفرع ہو جاتے ہیں۔

اسلامی قومیت کے مختلف اعضاء و ارکان اپنی اپنی جگہ کام میں مشغول ہوں مگر ایمان و اسلام کی ایک مشترک قوت ان سب پر حاکم رہے اور سب اسی کے اشارہ پر کام کریں تو یہ شیرازہ محفوظ رہ سکتا ہے جس طرح جسم کے تمام اعضاء باوجود علیحدہ علیحدہ اپنا کام کرنے کے ایک قوت واحدہ کے ماتحت رہتے ہیں اور اسی کے حکم پر کام کرتے اور اسی کے اشاروں پر چلتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو لازم ہے کہ اسلام اور ایمان کی قوت کے ماتحت رہکر کام کریں اور تمام مسلمانوں کو ایک ہی جسم کے اعضاء و جوارح کی طرح سمجھیں۔ ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کریں چھوٹے بڑوں کا احترام اور توقیر اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کریں۔ مظلوم کی حمایت کریں ظالم سے ظلم کا انتقام دلوائیں دوسرے کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھیں اپنے سینہ کو کینہ اور بغض و حسد سے پاک و صاف رکھیں۔ و ایک دوسرے کے معین و مددگار رہیں۔

میں پھر بھی یہ عرض کرونگا کہ یہ صفات فاضلہ اور اخلاق کاملہ بغیر اس پابندی دین اور شریعت کے حاصل ہونے مشکل ہیں اسلئے تمام مسلمانوں کو رب العزت کی پابندی اور شرعی احکام کی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ ان تمام خوبیوں کی اصل جڑ ایمان ہے۔

اگر آج بھی مسلمان ان صفات ایمانیہ کے ساتھ متصف ہو جائیں تو ان کو وہی عروج وہی ترقی وہی رفعت وہی بلندی حاصل ہو جائے جو قرون اولیٰ میں حاصل تھی۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران نیز کنند آنچہ مسیحا میکرد

کتب سیر میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک صحابیہ کے والد اور بھائی اور لڑکا اور شوہر چاروں شہید ہو گئے وہ صحابیہ بھی خبر لینے کیلئے میدان جنگ کی طرف گئیں۔ راستہ میں ہی کسی شخص نے ان کو خبر دی کہ تمہارے والد شہید ہو گئے۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر شوہر کو پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ غرض ایک ایک کرکے چاروں کا شہید ہونا معلوم ہوا مگر وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتی رہیں اور نہایت استقامت اور صبر کے ساتھ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سلامت ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہاں حضور سلامت اور بعافیت ہیں۔ انہوں نے الحمد للہ کہا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی سلامتی کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔ یہ کیا تھا صرف قوت ایمانیہ کا کرشمہ جس کی نظیر آج ملنی مشکل ہے۔

غزوہ یرموک میں جو فاروق اعظم کے زمانہ میں ہوا تھا مسلمانوں کا لشکر صرف ۴۰ ہزار اور کافروں کا ساٹھ لاکھ کے قریب تھا جس معرکہ کارزار گرم ہونے کی حالت میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو اس وقت ضعیف اور بوڑھے بھی ہو گئے تھے صفوں کے درمیان میں جاکے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ لوگو یہ موقع دوبارہ نصیب نہیں ہوگے تم اپنے دین کی مدد کرو۔ خدا تمہاری مدد کرے گا کہا جاتا ہے کہ ان کے ان کلمات سے لشکر اسلام ثابت قدم رہا اور خدا نے دشمنوں پر فتح دی۔

الحاصل اگر مسلمانوں کو اپنی قومی زندگی مطلوب ہے تو آپس کے اتفاق و اتحاد اور تعاون و تناصر میں منحصر ہے۔ بہت سا وقت غفلت میں گزر گیا تاہم ابھی بیداری اور عمل کا وقت باقی ہے خدارا جاگو۔ اور اسلامی کشتی کو تباہی کے گرداب سے اپنی متفقہ جد و جہد سے نکالو۔

یہ چند کلمات نہایت مختصر طور پر سخت مشغولی اور تنگ وقت میں لکھکر حاضرین کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ اس میں طویل طویل بحثیں اور بلند پایہ تجاویز نہیں ہیں صرف ایک درد مند دل کے پریشان خیالات ہیں۔ تجاویز پیش کرنا اور امداد کے طریق کا انتخاب آپکی مجلس کا کام ہے۔

جمعیۃ علماء ہند نے جن ملی اور مذہبی مشکلات میں مسلمانوں اور اسلام کی خدمت انجام دی ہے وہ لائق صد تبریک و تہنیت ہے۔ اور اس کا ان مشکلات میں ایک تمام و کمال حضرت صدر جناب مستطاب عالم ربانی مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی کی تدبر اور دور اندیشی اور دوسرے تجربات اور جناب مولانا حافظ احمد سعید صاحب اور حضرت مولانا محمد عرفان صاحب کی محنت اور ایثار کا نتیجہ ہے۔ اگر تمام اعضاء و ارکان جمعیۃ ذرا بھی امداد اور توجہ فرمائیں تو یقیناً جمعیۃ وہ کارہائے نمایاں کرسکتی ہے جو ابد الآباد تک قائم رہیں اور مسلمانوں کی بہتری اور فلاح کے کفیل ہوں۔

تاہم جناب صدر و ناظم کے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے جمعیۃ کو کسی نہ کسی طرح یہاں تک پہنچایا اور انہوں نے فی الحقیقت اپنا فریضہ ادا کر دیا۔

در دسر ما این سر ما ست
یا سر کہ بدوش ہست دوش است

میں آخر میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جلسہ میں تشریف لاکر اجلاس کو رونق و عزت بخشی اور اس اجلاس کی صدارت کیلئے یہ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

میری آخری دعا یہ ہے [illegible] وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر الورٰی محمد انور شاہ غفرلہ
[illegible]

مومن کی شاعری پر ایک انعامی مضمون

جنوری [illegible] کا رسالہ نگار ۱۲۰ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اور اسکا بڑا حصہ حکیم مومن خاں کی شاعری پر ایک بسیط تنقید کے لئے وقف کر دیا گیا ہے تاکہ مومن کی طرف سے جو غفلت اہل قلم نے اسوقت تک اختیار کی ہے اس کی پوری تلافی ہو جائے۔

سب سے بہتر مضمون کے لیے پچاس روپیہ کا حقیر ہدیہ نگار کی طرف سے پیش کیا جائیگا۔

اس رسالہ میں اور بھی وہ تمام خصوصیات ہوں گی جنکو نگار نے اسوقت تک قائم رکھا ہے۔

اس کی قیمت غیر خریداران نگار سے ایک روپیہ۔ علاوہ محصول مقرر کی گئی ہے۔

منیجر رسالہ نگار۔ لکھنؤ

۱۷؍ دسمبر ۱۹۲۷ء

جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس ہشتم منعقدہ پشاور کی مکمل تجاویز

۱۔ تعزیت

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حضرت مولانا شاہ محمد علی صاحب مونگیری و حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث و مدرس اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے انتقال پر ملال پر اپنے دلی رنج و غم اور ان کے اعزا و متوسلین کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے علمی و روحانی فیوض سے مسلمانوں کو تا دیر مستفید رکھے۔

منجانب صدر

۲۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور خواجہ عبدالرحمن غازی کی گرفتاری

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ مجاہدان اسلام و عاشقان رسول مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری و خواجہ عبدالرحمن غازی و مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کے ساتھ حکومت کی سخت گیری اور بغیر کسی جرم کے جیل کے مصائب میں ڈال دینے کو صرف جبر و تشدد کا مظاہرہ سمجھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس قسم کی جابرانہ کارروائی جاں نثاران مذہب اور فدا کاران رسول کے دلوں میں حکومت کے خلاف غصہ اور ناراضی کے جذبات کو بھڑکانے کا قوی سبب ہو جاتی ہے۔

محرک۔ مولانا ظفر علی خاں۔
موید مولوی عبدالصمد

۳۔ مولانا محمد عرفان اور مولانا محمد اسحٰق مانسہروی کی جلاوطنی

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حکومت صوبہ سرحدی کی اس مصلحت شناسی کو نظر استحسان سے دیکھتا ہے جو اس نے مولانا محمد عرفان صاحب ناظم الٰہیات جمعیۃ علماء ہند کو شرکت اجلاس کی اجازت دیکر ظاہر کی ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی مولانا محمد اسحٰق صاحب مانسہروی کو اجازت نہ دینے پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور توقع رکھتا ہے کہ حکومت ان دونوں مذہبی پیشواؤں کے متعلق جلاوطنی کے حکم کو جلد از جلد واپس لیکر اپنی معاملہ فہمی اور مزید دوراندیشی کا ثبوت دیگی۔

محرک۔ مولوی محمد نعیم صاحب
موید۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب ایبٹ آبادی

۴۔ گڈھ مکتیشر کی غارتگری

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ ہندوؤں کی اس غارتگری اور لوٹ پر جو گنگا اشنان کے میلہ گڈھ مکتیشر میں مسلمانوں کی دکانوں پر منظم طریقے سے کر کے ان کو شدید نقصان پہنچایا ہے نفرت و ملامت کا اظہار کرتا ہے۔ مزید افسوس کا باعث یہ ہے کہ لوٹ عین اس وقت پر ہو رہی تھی جبکہ صاحب گورنر بہادر یو۔ پی کی سواری میلہ میں سے گذر رہی تھی۔ لاکھوں جاتریوں کے انبوہ میں قلیل التعداد مسلمانوں میں جو خوف و ہراس اور ابتری پیدا ہو گئی ہوگی اس کا تصور ہی تکلیف دہ ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس غارتگری کے اسباب اور واقعات کی غیر جانبدارانہ طریق سے مکمل تحقیقات کرے۔ اور اصلی مجرموں اور جرم پر برانگیختہ کرنے والوں کو قرار واقعی سزائیں دے۔ اور مسلمانوں کے مالی نقصانات کا معاوضہ دلوائے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی شرارتوں کی جرأت نہ کی جا سکے۔

محرک۔ مولانا بشیر احمد صاحب
موید۔ حکیم عبدالجلیل صاحب ندوی
〃 محمد واذ بیگ صاحب

۵۔ بتیا کا ہنگامہ

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ بتیا کے ہولناک واقعہ پر اپنے رنج و الم اور نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ بتیا کے ہندوؤں نے جس سفاکی اور بے رحمی کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان کے گھر جلا دیئے۔ اور مسجد اور قرآن پاک کی بے حرمتی کی وہ ہندوستان کے فسادات میں ایک خاص اور اہم واقعہ ہے۔

بتیا کے مسلمان اس ظلم و سفاکی کے نتائج سے مدت تک چین نہ لیں گے۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ میں پوری بیدار مغزی اور کامل تحقیق سے کام لیکر مجرموں کو عبرتناک سزائیں دے۔ اور مسلمانوں کے شدید نقصانات کے معاوضہ دلا کر اس کی تلافی کرے۔

۶۔ دینی تعلیم کی اصلاح

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ مدارس عربیہ اسلامیہ کے بانیوں۔ منتظموں اور کارکنوں کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کراتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی مشغولیت اور کم فرصتی اور ضروریات زمانہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مدارس عربیہ دینیہ کے نصاب کو ایسے طور پر مرتب کریں جو ان کی مذہبی اور حالت کو درست کرنے اور مذہبی واقفیت بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ زمانہ کی ضرورتوں کو بھی ایک حد تک پورا کر سکے اور تمام مدارس عربیہ دینیہ کا ایک نظام ہو۔ اور سب اسی نظام کی پابندی کریں۔ تاکہ یہ تفرق اور انتشار جو مذہب و قوم کے لیے سب سے زیادہ مضرت رساں ہے دور ہو اور منظم طور پر دینی تعلیم عام ہو جائے۔ اور تعلیم کا حقیقی فائدہ حاصل ہو۔ اس رزولیوشن کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ اجلاس مفصلہ ذیل حضرات کی کمیٹی معین کرتا ہے کہ وہ نصاب تجویز کر کے جمعیۃ علماء کے سامنے پیش کریں۔ اگر جمعیۃ اسے منظور کر کے مدارس عربیہ میں رائج کرنے کی سعی شروع کرے۔

کمیٹی کے ارکان یہ ہوں گے۔

مولانا سید محمد انور شاہ صاحب
مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
مولانا سید سلیمان صاحب ندوی
مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت بہار
مولانا ظفر علی خاں صاحب
ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب
مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی
مولانا فضل حق صاحب رامپوری

اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ اگر ضرورت سمجھے تو دوسرے ماہرین تعلیم کا اضافہ کرلے۔

محرک۔ مولوی سید شمس الحق صاحب ترنگ زئی
موید۔ مولوی محمد نعیم صاحب خطیب جامع مسجد

Rawalpindi

۷۔ مدارس عربیہ میں جسمانی ورزش

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس عربی مدارس کے با اختیار کارکنوں سے درخواست کرتا ہے کہ طلبہ کی جسمانی صحت کے قیام و ترقی کے لیے جسمانی ورزش لینے کا طریقہ جاری کریں۔ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ ورزش بھی لازم کر دی جائے۔ تاکہ طلبہ کا بڑھتا ہوا شوق اساتذہ کی نگرانی میں شرعی حدود میں رہے۔ جو جائز حدود اور ان کی صحت اور تقویت کے لیے [illegible] ورزش کا بہترین کفیل ہو۔

محرک۔ مولوی حفظ الرحمن صاحب سہارنپوری
موید۔ مولوی عبدالحلیم صاحب صدیقی۔

۸۔ بدعیات و منہیات شرعیہ کی روک تھام

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ مسلمانان صوبہ سرحدی سے عموماً اور علماء کرام صوبہ سرحد سے خصوصاً پر زور استدعا کرتا ہے کہ مذہبی احکام کی تعلیم اور اشاعت کو اپنی مذہبی اور قومی نجات کا واحد ذریعہ سمجھیں۔ اور تمام ان مہلک اور تباہ کن رسوم کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہو جائیں جنہوں نے مسلمانوں کی دینی اور معاشرتی اور مالی حالت کو تباہ کر رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کو تباہی اور بربادی۔ اور افلاس و فلاکت کے گڑھے میں دھکیل رہی ہیں۔

شادیوں میں دعوتوں اور جہیزوں کی حد و معین کر دی جائیں اور ان حدود سے کوئی تجاوز نہ کر سکے۔

اسی طرح غمی کی رسوم میں قوم کی مالی حالت اور احکام مذہبیہ کے موافق اصلاح کی جائے۔

ان رسوم کی ادائیگی کے لیے سودی اور غیر سودی قرض لینے کا طریقہ قطعاً بند کر دیا جائے۔

اور تمام فضول اور لایعنی امور جو محض عار و ننگ کے خیال یا محض نام و نمود کی نمائش کے لیے لازم کر لیے گئے ہیں ترک کر دئیے جائیں۔ غیر مشروع تماشوں اور تھیٹروں اور ہر قسم کی بداعمالیوں اور بد اخلاقیوں کے خلاف منظم طور پر جد و جہد کی جائے۔

ان تمام امور کی انجام دہی اور نگرانی اور ضبط قائم رکھنے کے لیے قومی کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ اور مشروعہ اور غیر مشروعہ کے امتیاز کے لیے علماء کرام ان کمیٹیوں میں داخل ہوں اور ان کی رہنمائی کریں۔ کمیٹی کے فیصلے قوم کی متفقہ طاقت سے نافذ کئے جائیں اور ان فیصلوں کا خلاف کرنے والے قومی مجرم قرار دئیے جائیں۔

محرک۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی۔ موید۔ مولانا نثار احمد صاحب

۹۔ عورتوں کی شرعی میراث

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اس آسمانی فیصلے اور الٰہی حکم کا اعلان

۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۶ھ

جمعیۃ علماء ہند کا خطبہ صدارت

اس مرتبہ حسن اتفاق سے جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس پشاور کی صدارت ایک ایسے بزرگ کو پیش کی گئی ہے جو اہل سرحد کیساتھ وطنی رشتہ کے علاوہ جوار و ہمسایگی کا رشتہ بھی رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کے وطن کشمیر کو صوبہ سرحد سے جو عمیق جغرافی و تاریخی تعلق ہے اسکے اعتبار سے حضرت موصوف اجلاس پشاور کی صدارت کے لئے موزوں ترین شخص تھے کیونکہ اپنے ہمسایوں کے احوال و ضروریات اور جذبات و احساسات کو وہ دوسروں سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مشیت الٰہی نے ان کے حق میں اس شرف و امتیاز کو خاص اسی موقعہ کے لئے اٹھا رکھا تھا ورنہ اپنی بلند پایہ شخصیت کے لحاظ سے وہ پہلے ہی اس کے مستحق تھے۔ بہرصورت سرحد کیلئے یہ بات بڑے فخر و مباہات کی موجب ہے کہ اسکی رہنمائی کیلئے مولانا محمد انور شاہ صاحب جیسے جلیل القدر عالم کا انتخاب کیا گیا۔ علماء ہند میں مولانا کو جو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے اس سے اہل نظر ناواقف نہیں ہیں۔ انکا علمی تبحر ان کی وسعت نظر، ان کی جامعیت معقول و منقول اور اس کے ساتھ ان کی پاکیزہ سیرت اور اخلاقی فضیلت علمی حلقوں میں پوری طرح مشہور و معلوم ہے اور عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ آج ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام میں بہت کم ایسی ہستیاں ہیں جو حدیث، تفسیر، فقہ، ادب اور معقولات پر شاہ صاحب کی سی وسیع اور جامع نظر رکھتی ہوں۔ پس یہ مسلمانان سرحد اور عامۂ مسلمین ہند کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ایسے برگزیدہ عالم نے ان کی خاطر اپنے گوشۂ درس و تدریس کے سکون کو چھوڑ کر ملکی و ملی سیاسیات کے ہنگامہ زار میں قدم رکھنا گوارا کیا اور اپنے بیش قیمت خیالات سے انکو مستفید فرمایا۔

مولانا کے خطبۂ صدارت کی سب سے بڑی نمایاں خصوصیت جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] ہندوستان کے [illegible] مصالح کے ساتھ اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور مختلف سیاسی مسائل پر نہایت بصیرت افروز بحث فرمائی ہے۔ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے مسلمانوں کی وطن دوستی اور امن پسندی کے متعلق جو تصریحات کی ہیں، ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق نہایت فراخدلی و وسعت نظر کے ساتھ جو اصول پیش کئے ہیں، بیرونی حملہ کی صورت میں مسلمانوں کے طرز عمل کی جس طرح وضاحت فرمائی ہے [illegible] اتحاد کا نقشہ اور سائمن کمیشن پر ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اور صوبہ سرحد و سندھ کے سیاسی مسائل اور دہلی کی تجویز مفاہمت پر جو عالمانہ تبصرہ کیا ہے۔ اسکو دیکھکر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان کے علماء دین تنگ نظری و تاریکی میں مبتلا ہیں اور اپنے ملک کے سیاسی و اقتصادی معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان مسائل پر مولانا کے خیالات کا مطالعہ کرنے سے صرف ان کی گہری دلچسپی اور وسیع معلومات ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ملک کے سیاسی و حقائقی معاملات میں ان کی رائے بہت سے ان سیاسی لیڈروں سے زیادہ صائب اور زیادہ معقول و مدلل ہے جو سالہا سال سے اسی دشت کی سیاحی کر رہے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو جمعیۃ علماء سلف کی ایک بڑی خصوصیت تھی جس کے باعث وہ ایک ہی وقت میں درس و تدریس کے مسند نشین، حکمت و سیاست کے صدر انجمن اور جہاد و قتال کے علمبردار سب کچھ ہوتے تھے اور اسی کی بدولت ابتدائے اسلام میں عروج اور عظمت کی وہ تقسیم و تفریق نہیں ہوئی تھی جو [illegible] مغربیت کی گمراہی و ضلالت کا سرچشمہ رہی ہے اور جس کو بعض علم و دانش کے مدعی آج مسلمانوں کی نجات و فلاح کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔ بہرحال وہ وقت آگیا ہے جب علماء [illegible] خود ہی [illegible] خود اپنی زندگی اختیار کریں [illegible] اور [illegible] طرح علوم و [illegible] اسرار شریعت کو [illegible] نکال [illegible] اسی طرح [illegible] اس [illegible] ہوگی۔

عالم کا کام صرف نکاح و طلاق اور طہارت و استنجا کے مسائل بیان کرنا یا زیادہ سے زیادہ فرقہ بندی کی چھوٹی سی دنیا میں تکفیر و تفسیق کے فتووں سے ہنگامے برپا کرتے رہنا ہے۔ لیکن الحمد للہ کہ اب علماء حق زمانہ کی ضروریات سے بیدار ہو کر پھر سلف کے طریقے کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور ان میں ایسے وسیع النظر اور روشن خیال لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو ہر میدان میں اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کرسکتے ہیں۔

اتحاد کی دعوت اور اصولی شرائط

خاص ملکی مسائل کے سلسلہ میں سب سے پہلے جس چیز کی طرف اپنے ہندو ہم وطنوں اور ان کے ذمہ دار سیاسی لیڈروں کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں وہ ہندو مسلم اتحاد کے متعلق مولانا کی اہم تصریحات ہیں جمعیۃ علماء ہند کے صدر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے پوری صفائی کے ساتھ اعلان کردیا ہے کہ مسلمان صلح و اتحاد کے دل سے حامی ہیں اور اگر منصفانہ شرائط پر مفاہمت کرنا منظور ہو تو دوستی و صلح کی طرف بڑھنے کے لئے ان کا ہاتھ ہر وقت تیار ہے۔ صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

> اگر برادران وطن آج بھی رواداری اور اتفاق کی جانب مائل ہوں تو مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم صلح جو اور وفادار اور حسن اخلاق کا معاملہ کرنے والی نہ ہوگی۔ اگر دونوں قوموں کے زعما ملکر کوئی ایسا منصفانہ معاہدہ مرتب کریں جو دونوں کے لئے موجب اطمینان ہو اور دونوں قومیں اپنی اپنی جگہ عزت اور آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مذہبی فرائض پورے کرسکیں تو اس سے زیادہ ہندوستان کے لئے خوش نصیبی کا اور کیا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

اور یہ کہ:۔

> مسلمان احکام اسلام اور حدود شریعت میں رہ کر کے اندر ایسے معاہدے کا سب سے پہلے خیرمقدم کریں گے۔ بلکہ اپنے مذہبی احکام کے بموجب وہ اپنی معاہد قوم کی جان و مال کے بھی محافظ بن جائیں گے۔

یہ الفاظ کسی کانگریسی لیڈر یا نیشنلسٹ مسلمان کے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی مقتدا اور مستند عالم کے ہیں جو تمام ہندوستان کے علماء کی جمعیۃ کا صدر اور گروہ علماء و مسلمانوں کی جمعیۃ کا سربراہ ہے پس مسلمانوں کی طرف سے صلح پسندی و اتحاد خواہی کا یہ سب سے زیادہ معتبر اور واضح اظہار ہے اور اسکے بعد جہاں تک وطن کی خیر طلبی کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری سے بالکل سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ اب یہ ہندو ہم وطنوں پر منحصر ہے کہ وہ اس دعوت پر کس حد تک لبیک کہتے ہیں۔

مولانا جس معاہدہ کو منصفانہ معاہدہ قرار دیتے ہیں اس کی اصولی شرائط بھی انہوں نے بیان کردی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ ایک قوم دوسری قوم کا پورا احترام کرے۔
۲۔ ایک دوسرے کے جان و مال اور عزت و آبرو پر حملہ آور نہ ہو۔ اور ایذا دہی کو حرام سمجھے۔
۳۔ ہر قوم اپنے مذہب پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہو۔ اور
۴۔ ایک دوسرے کے مذہب پر دل آزار حملے نہ کئے جائیں۔

یہ چاروں شرائط ایسی ہیں جنکو اصول موضوعہ کے طور پر تمام منصف مزاج ہندو مسلمان، سکھ، پارسی وغیرہ لوگوں نے تسلیم کرلیا ہے اور بجز [illegible] ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس ملک میں اگر کوئی قابل اطمینان سمجھوتہ ہوسکتا ہے تو انہی شرائط پر ہوسکتا ہے۔

اسکے ساتھ ہی مولانا نے یہ حقیقت بھی کھول کر بیان کردی ہے کہ اگر کوئی جماعت مسلمانوں سے ایسی شرائط تسلیم کرانا چاہتی ہو جو ان کے مذہب کے خلاف ہوں تو اس کی یہ خواہش ہرگز پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ مسلمانوں کے لئے ایسی کوئی شرط قبول کرنا قطعاً ناممکن ہے اس بارے میں تمام ہندو مہاسبھائی لیڈروں اور شدھی و سنگھٹن کے علمبرداروں کو مولانا کے یہ الفاظ اچھی طرح کان کھول کر سن لینے چاہئیں۔

> میں یہ بھی صاف کہدینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام سے ایک انچ بھی ہٹ کر کوئی معاہدہ کریں تو یہ ناممکن ہے اور اگر کوئی جماعت مذہبی ناواقفیت یا مذہبی مداہنت کی وجہ سے کوئی ایسا معاہدہ کر بھی لے تو خود وہ قابل قبول ہو سکتا ہے اور نہ وہ مستحکم و پائدار ہو سکتا ہے۔

صدر جمعیۃ نے ایک اور مسئلہ کو بھی صاف کردیا ہے مسلمان ہندو اکثریت [illegible] الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ہندوستان سے کوئی دلچسپی اور لگاؤ نہیں رکھتے ان کے ذہن میں اس ملک کی ترقی و فلاح کے لئے کوئی خواہش نہیں ہے اور ان کی آنکھیں ہمیشہ بیرونی مسلمانوں کی طرف لگی رہتی ہیں۔ اس لئے ان کی دوستی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر ہندوستان انگریزی اقتدار سے آزاد ہو کر ایک مشترکہ ہندوستانی سلطنت بنا دیا گیا تو مسلمان اس سے بیوفائی کریں گے اور افغانستان کے مسلمانوں کو اس ملک پر چڑھا لائیں گے۔ یہ الزام اگرچہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے اتنا لغو اور بے بنیاد تھا کہ اس پر سنجیدگی کے ساتھ کسی بحث کی ضرورت ہی نہیں تھی لیکن بدقسمتی سے ہندوؤں اور ملک کی دوسری قوموں میں اسکو اتنی اشاعت دی گئی ہے کہ عملاً وطنی اتحاد کے راستہ میں یہ ایک بڑی روک بن گیا ہے اسلئے یہ بہت مناسب تھا کہ ایک ذمہ دار جماعت کی طرف سے اسکی تردید کرکے مسلمانوں کی پوزیشن پوری طرح واضح کردیجائے۔ مولانا انور شاہ صاحب نے اسی ضرورت کو مدنظر رکھکر اپنے خطبہ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں تین اہم امور کو بصراحت بیان کردیا ہے۔

اولاً انہوں نے فرمایا کہ ہندوستان جس طرح ہندوؤں کا وطن ہے اسی طرح مسلمانوں کا بھی وطن ہے مسلمان یہاں صدیوں سے بستے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں یہاں آباد ہیں جا بجا یہاں ان کی یادگاریں ہیں وہ ذرہ ذرہ سے انکی روایات وابستہ ہیں اور روحانی روابط کے علاوہ مادی علائق بھی اتنے وسیع ہیں کہ ہندوستان سے انکا رشتہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا اسلئے یہ بالکل خلاف فطرت ہے کہ اس ملک سے جو ان کا وطن ہے انہیں محبت نہ ہو اور اسکے مفاد کو وہ اپنا مفاد نہ سمجھیں۔ اسکے علاوہ مولانا نے مذہبی حیثیت سے حب وطن کی اہمیت بیان کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن سے جو محبت تھی اسے مثال کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

> ناممکن ہے کہ مسلمان سچا مسلمان ہوکر اس جذبۂ حب وطن سے خالی ہو ایس یقین رکھیے کہ مسلمانوں کے قلوب میں وجوہ مذکورۂ بالا کی بنا پر ہندوستان کے ساتھ پوری محبت ہے۔

ثانیاً۔ انہوں نے صفائی کے ساتھ یہ بھی بتادیا ہے کہ اس جذبۂ حب وطن کے اظہار اور متحدہ قومیت کی تعمیر میں عملی حصہ لینے سے جو چیز مسلمانوں کو مانع ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اقوام ہند کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے جس میں ہر قوم کے حقوق کی تعیین کردی گئی ہو۔ اور جس کی بنا پر قلیل التعداد قومیں اپنے مذہبی و سیاسی اور تمدنی حقوق کی طرف سے مطمئن ہوسکیں نیز ہندو اکثریت کا رویہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے قلیل التعداد مسلمانوں کو ان پر اعتماد ہوسکے اور ان کی تعدی سے [illegible] کی جرات ہوسکے پس اگر ایک منصفانہ معاہدہ کے ذریعہ اس اندیشہ سے مسلمانوں کو مطمئن کردیا جائے تو پھر وہ اپنی پوری قوت کیساتھ ہندوستان کی فلاح و بہبود کے لئے جد و جہد کرنے میں ہندوؤں کے شریک کار بن جائیں گے۔

ثالثاً یہ سوال کہ ہندوستان پر کسی اسلامی حکومت کے حملہ کی صورت میں مسلمانوں کا رویہ کیا ہوگا؟ سو اس کے متعلق مولانا نے صاف کہدیا ہے کہ:۔

> اگر مسلمان اپنے ہمسایوں کی طرف سے کسی معاہدہ کی وجہ سے مطمئن ہوں گے اور ہمسایوں کی تعدی کا شکار نہ ہوں گے تو ان کا رویہ اسوقت وہی ہوگا جو کسی شخص کا اس کے گھر پر حملہ کرنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اگرچہ حملہ آور اس کا ہم قوم اور ہم مذہب ہی ہو۔

نیز انہوں نے یہ شرعی مسئلہ بھی بیان کردیا کہ اگر کسی قوم سے مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا ہو تو پھر کسی اسلامی سلطنت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس پر حملہ کرے۔ ان روشن تصریحات کے بعد جو کسی معمولی آدمی کی جانب سے نہیں بلکہ جمعیۃ علماء ہند کے صدر کی جانب سے کی گئی ہیں مسلمانوں کی پوزیشن کے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور اگر اس پر بھی کسی کا شک باقی رہے۔ تو مسلمانوں کے پاس اسکا کوئی علاج نہیں ہے (باقی)

رائل کمیشن اور مسلمان

انگریزی حکومت نے رائل کمیشن کی اسکیم سے ہندوستان کی خوش آزادی پر ایک کاری ضرب لگانے کی جو کوشش کی ہے اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی آنکھیں کھل جاتیں اور وہ اپنے مشترکہ مفاد کو تباہ و برباد ہوتے دیکھکر متفقہ مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے۔ ابتک تو وہ اس بنا پر ایک دوسرے کے خلاف جد و جہد کررہے تھے کہ انہیں حکومت سے تعاون کرکے کچھ خاص فوائد حاصل ہو جانے کی امید تھی لیکن اب اس رائل کمیشن کے اعلان سے [illegible] ظاہر ہوگیا ہے کہ انگریزی حکومت دونوں میں سے [illegible] ہی بلکہ دونوں کے خلاف [illegible] خود فائدہ اٹھانا چاہتی ہے [illegible]

کے بعد کوئی ساست منتظرہ باقی نہیں رہی تھی اور وہ تمام امیدیں ختم ہوگئیں تھیں جو حکومت کے ساتھ تعاون کرنے سے دونوں قوموں نے اپنی اپنی جگہ قائم کررکھی تھیں۔ مگر سخت افسوس ہے کہ ہندوستان کی ان دو بدنصیب قوموں کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں، اور انکے بعض طبقے اب بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف حکومت کے ساتھ تعاون کرکے کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس معاملہ میں ہم کو سب سے زیادہ رنج اور بڑی افسوس مسلمانوں کے ایک گروہ کے طرز عمل پر ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کچھ ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جنہوں نے ساری عمر انگریزوں کی غلامی اور خوشامد میں بسر کی ہے۔ ان کے ساتھ کچھ دوسرے سادہ لوح مسلمان بھی مل گئے ہیں جن کے نزدیک ہر موقع سے فائدہ اٹھانا اور اس کی مضرتوں سے آنکھیں بند کرلینا انتہائی تدبر و دانشمندی ہے اور یہ سب لوگ ملکر مسلمانوں کو یقین دلا رہے ہیں کہ کمیشن سے تعاون کرکے وہ ناقابل تصور فائدہ اٹھائیں گے، اور اگر اس کا بائیکاٹ کرکے انہوں نے سرکار برطانیہ کو ناراض کردیا تو ان کے سارے حقوق چھین لیے جائیں گے۔ اسلامی مفاد کے ان محافظوں میں بعض وہ بزرگ بھی ہیں جنہوں نے مسلمانان ہند کی سب سے بڑی دینی تحریک کو کچلنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کیا تھا اور ان میں سے بعض لوگ اب بھی حکومت کے تنخواہ دار ملازم ہیں یہ حضرات ہندوؤں اور مسلمانوں کی لڑائی میں خواہ کتنے ہی پرجوش حامی اسلام ہوں لیکن انگریزی حکومت کے مقابلہ میں اسلام یا ہندوستان کے مفاد کی محافظت کرنے کی نہ انہوں نے کبھی کوشش کی ہے اور نہ کرسکتے ہیں، بلکہ اسکے برعکس وہ ہمیشہ مسلمانوں کو غلامی کی طرف لیجانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر یہ محض ملک کے فرقہ وارانہ اختلافات کا نتیجہ ہے کہ آج وہ لوگ مسلمانوں کے رہبر بننے کی جرات کررہے ہیں جنکو کبھی سیاسی پلیٹ فارم پر منہ دکھانے کی بھی جرات نہیں ہوتی تھی۔ اس حامی کمیشن طبقہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر مسلمانوں نے کمیشن سے مقاطعہ کیا تو ہندو اس سے ملکر مخلوط انتخاب کے حق میں فیصلہ کرالینگے لیکن اس سوال سے قطع نظر کرکے کہ آیا ہندوستان کی کوئی حکومت سات کروڑ مسلمانوں کی متفقہ خواہش کے خلاف آئین حکومت میں کوئی ترمیم کرنے کی جرات کر بھی سکتی ہے یا نہیں ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کی کونسی جماعت ہے جس سے کمیشن سے تعاون کرنے کا تمہیں اندیشہ ہے، کانگریسی جماعت تو بہرحال غیر مشروط مقاطعہ کرچکی ہے اب ہی ہندو مہاسبھا تو اس کی صف اول کے تمام لیڈر بالاتفاق مقاطعہ کا اعلان کرچکے ہیں، پنڈت مالویہ، لالہ لاجپت رائے، ڈاکٹر مونجے، مسٹر کیلکر، مسٹر جیکر سبھی اپنی رائے ظاہر کرچکے ہیں اور انکے اظہار رائے کے بعد اس امر کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا ہے کہ [illegible] درجہ کے لیڈروں سے متاثر ہوکر ہندو مہاسبھا کمیشن کے ساتھ تعاون کریگی، پھر بتاؤ کہ وہ کونسی جماعت ہے جس سے تم ڈرتے ہو؟ اگر ایسی کوئی باثر ہندو جماعت نہیں ہے جس کا تعاون گورنمنٹ کے لئے کوئی قیمت رکھتا ہو تو کیا تم مسلمانوں کو تعاون پر آمادہ کرکے حکومت کی تفریقی سیاست کا آلہ کار بنانا چاہتے ہو؟ اور کیا تمہارا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو غلامی کی حالت میں رکھنے کے لئے گورنمنٹ کے تمام منصوبوں میں مسلمان تھوڑی تھوڑی رشوت لیکر اسکے دست و بازو بن جایا کریں۔؟

مقاطعہ کے خلاف ایک دوسری دلیل جسکو غالباً بڑے تحقیق و تدبر کے بعد تلاش کیا گیا ہو یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہندو مہاسبھائی لیڈر محض اس وجہ سے کمیشن کے مخالف ہیں کہ اس میں ان کی جماعت کا کوئی نمائندہ نہیں لیا گیا پس اسکے ساتھ مقاطعہ میں شریک ہونا کیا ضرور ہے۔ گویا اگر کمیشن میں پنڈت مالوی یا ڈاکٹر مونجے کی قسم کا کوئی ہندو شامل کرلیا جاتا تو [illegible] اسلامی مفاد کو نقصان پہنچا [illegible] حالانکہ [illegible] معلوم ہوکہ کمیشن کے متعلق ہندو مہاسبھائی جماعت کو کیا توقعات تھیں اور ان کی موجودہ ناراضگی میں کس امید کا خون شامل ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر مقاطعہ کی جد و جہد کو فرو کرنے کے لئے حکومت پنڈت مالوی یا ڈاکٹر مونجے کی قسم کا کوئی ہندو شامل کر بھی لیا تو کیا وہ سر محمد شفیع یا سر عبدالرحیم کی قسم کا کوئی مسلمان شامل نہ کریگی؟ اور تمہارے کان میں آکر یہ کونسا فرشتہ (یا شیطان) پھونک گیا ہے کہ گورنمنٹ ہندوؤں میں سے تو ایک نفاق پسند کو منتخب کرے گی اور مسلمانوں میں سے کسی بڑے اتحاد پرور کو لے گی۔؟

بہرحال ہمیں نہیں معلوم کہ ان حضرات کا اصلی منشا کیا ہے لیکن ہم یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر ہندو مہاسبھا نے کمیشن سے مقاطعہ کیا اور مسلم لیگ تعاون پر آمادہ ہوگئی تو اس سے سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ایک رجعت پسند اقلیت کی ذلیل حیثیت حاصل ہو جائیگی اور آئندہ کے لئے آزادی ہند کی کسی جد و جہد میں ہندو مسلمانوں کے اشتراک عمل کا کوئی امکان باقی نہ رہیگا۔ باقی رہا مسلمانوں کے لئے کسی غیر معمولی منفعت کا حصول تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کی کوئی حکومت ۲۲ کروڑ ہندوؤں کو ناراض کرکے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ

بسلسلہ صفحہ اوّل

"قلیل التعداد ہے اور اسے کثیر التعداد جماعت سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر یہ دلیل سیاسی ترقی کے خلاف ایک وزنی دلیل قرار دیا جائے تو اسی ہی وزنی دلیل کے ساتھ ہم مسلمان بھی بجا طور پر یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ بمبئی۔ بہار۔ صوبہ متحدہ۔ صوبہ متوسط۔ صوبہ مدراس۔ صوبہ آسام سے اصلاحات چھین لی جائیں۔ کیونکہ ان صوبوں میں مسلمانوں کی تقریباً ویسی ہی اقلیت ہے جیسی سرحد میں ہندوؤں کی ہے اور اس مسلم اقلیت کو زیادہ معقول وجوہ کی بنا پر اکثریت سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے لیکن ظاہر ہے کہ اقلیت کو اکثریت کے پاؤں میں بیڑی اور گلے میں طوق ڈالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ جس چیز کا مطالبہ کر سکتی ہے وہ اپنے قومی حقوق کا تحفظ ہے اور جب اکثریت اس کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہو تو محض موہوم خطرات کی بنا پر اصلاحات کی مخالفت کرنا کسی طرح جائز اور معقول نہیں ہے۔ امر دوم کے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر سرحدی پٹھان فی الحقیقت بیرونی پٹھانوں کی طرف میلان رکھتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے تو یہ سرحد میں نفاذ اصلاحات کے خلاف کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ایسی حالت میں اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ انہیں اصلاحات دے کر مطمئن کر دیا جائے انسان کی فطرت ہے کہ اگر اس کا حق اسکو دیا جائے تو وہ غیروں ہی سے نہیں بلکہ خود اپنے بھائیوں سے بھی اس کی حفاظت کرتا ہے اور اگر اسے اس کے حق سے محروم کر دیا جائے تو قدرتی طور پر وہ اسکو حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائیوں اور دوستوں کی طرف توجہ کرتا ہے پس اگر تم کو بیرونی حملہ آوروں سے کسی حملہ کا اندیشہ ہے تو عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ تم سرحدی پٹھانوں کو ہر طرح خوش اور مطمئن رکھو۔ اور ان کے حق سے بھی کچھ زیادہ تاکہ وہ اس ملک کو اپنا ملک کہیں اور اس کی حفاظت میں ہر قوت کے سامنے سینہ سپر ہوں۔ تاریخ کا یہ سبق تم کو یاد ہوگا کہ جس زمانہ میں پٹھان اس ملک کے مالک تھے تو انہوں نے افغانی پٹھانوں کے ہر حملہ کا مقابلہ کیا اور شدید کشت و خون کے بغیر بھی ان کو ایک قدم آگے نہ بڑھنے دیا لیکن جب مرہٹوں کا غلبہ ہونے لگا اور انہیں ملک ہاتھ سے جاتا نظر آیا تو پھر یہی پٹھان تھے جنہوں نے خود احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی اور بڑھ کر استقبال کیا۔

تیسرا اعتراض واقعہ کے اعتبار سے بھی غلط ہے اور اصول کے اعتبار سے بھی حکومت خود اختیاری کے لئے سرحدیوں کی اہلیت کو خود حکومت کی مقرر کردہ مجلس تحقیقات نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے جس کے اقتباسات میں اوپر پیش کر چکا ہوں۔ تعلیم کے اعتبار سے یہ صوبہ اتنا پسماندہ نہیں کہ حکومت کا انتظام چلانے کے لئے کافی آدمی مہیا نہ کر سکے۔ اس وقت یہاں تین کالج قائم ہیں جن میں سب سے زیادہ اسلامیہ کالج پشاور اعلیٰ تعلیم کی اشاعت کر رہا ہے۔ علوم و فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں سرحدیوں نے کافی ترقی نہ کی ہو۔ انتظامی حیثیت سے بھی یہاں کے باشندے اپنے معاملات کے انصرام کی بہترین قابلیت رکھتے ہیں جس کا ثبوت انہوں نے ہر موقع پر پیش کیا ہے بلکہ اگر تعلیم کی کمی اور شورائی ادارات کا تجربہ نہ ہونا سرحدیوں کے مطالبہ اصلاحات کو رد کرنے کے لئے کافی ہو تو پھر ہم کو ہندوستان کے مطالبہ حکومت خود اختیاری کے خلاف حکومت برطانیہ کا یہ عذر بھی بلا چون و چرا تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہندوستانیوں میں ابھی اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کی قابلیت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ مگر [illegible] کو سامنے رکھ کر اعلان [illegible] کو اہلیت کی دلیل قرار دے کر سرحدیوں کے خلاف ڈگری دیتے چلے جانا دوست نادانستہ خود اپنے خلاف ایک خطرناک فیصلہ صادر کرتے ہیں جس پر شاید وہ کسی حال میں بھی راضی نہ ہوں گے۔

چوتھے اعتراض میں متعدد غلطیاں ہیں۔ سب سے پہلے تو یہی خیال غلط ہے کہ صوبہ سرحد ایک چھوٹا سا صوبہ ہونے کی وجہ سے ایک مستقل ترقی یافتہ حکومت نہیں چلا سکتا۔ بڑودہ کی آبادی ۲۱ لاکھ ہے اور وہ ایک مستقل ترقی یافتہ حکومت کو چلا رہا ہے۔ جے پور کی آبادی ۲۳ لاکھ ہے اور آمدنی ایک کروڑ ہے۔ جودھ پور کی آبادی ۱۸ لاکھ اور آمدنی سوا کروڑ ہے۔ گوالیار کی آبادی ۳۱ لاکھ اور آمدنی ۲ کروڑ ہے۔ کشمیر کی آبادی ۳۱ لاکھ اور آمدنی ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ ہے۔ پٹیالہ تقریباً ۱۵ لاکھ کی آبادی اور ایک کروڑ ۱۵ لاکھ کی آمدنی رکھتا ہے اور یہ سب اپنی مستقل حکومتیں چلا رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ۲۲ لاکھ کی آبادی رکھنے والا صوبہ سرحد جس کی مالگذاری ۹۹ لاکھ ہے ایک ترقی یافتہ حکومت کو نہ چلا سکے۔ حالانکہ اس کی ذمہ داریاں ان خود مختار ریاستوں سے بہت کم ہیں یہ تو ایک حکومت کا محض ایک ماتحت صوبہ ہے جس کو اپنے داخلی امور کے سوا اور کسی چیز کا انتظام کرنا نہیں ہے لیکن دنیا میں بعض ایسی آزاد سلطنتیں بھی ہیں جو تقریباً اتنی ہی آبادی رکھنے کے باوجود اپنے تمام داخلی و خارجی امور کا انتظام بہترین طریقے کے ساتھ کر رہی ہیں اور پھر اپنے تحفظ کے لئے [illegible] رکھتی ہیں۔ [illegible] ۲۲ لاکھ ۹۱ ہزار ہے۔ البانیہ صرف ۱۲ لاکھ کی آبادی رکھتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی آبادی ۳۸ لاکھ ہے اور یونان جب ترکی سے الگ ایک خود مختار سلطنت بنایا گیا ہے تو صرف ۹ لاکھ آبادی رکھتا تھا۔ پھر کیا محض رقبہ اور آبادی کی کمی ان سلطنتوں کو اعلیٰ پیمانہ پر اپنا انتظام۔ بلکہ اپنی مدافعت بھی آپ ہی کرنے میں مانع ہوتی ہے؟

مگر سوال تو یہ ہے کہ اصلاحی حکومت قائم ہونے سے مصارف میں ایسی کونسی عظیم الشان زیادتی ہو جاتی ہے جسے صوبہ سرحد کا خزانہ برداشت نہیں کر سکتا۔ مجلس تحقیقات سرحد نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر اس صوبہ میں ریفارم اسکیم کے مطابق کونسل قائم کی جائے اور وزراء کے ماتحت جدید محکمے مرتب کئے جائیں تو اس سے مصارف میں صرف ایک لاکھ ۲۰ ہزار کا اضافہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ رقم اتنی زیادہ نہیں ہے کہ صوبہ سرحد کا خزانہ اسے پورا نہ کر سکے اسکے لئے مزید ٹیکس عائد کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ صوبہ کے پولیٹیکل فنڈ سے سرحد پار کے خوانین کو جو گرانقدر پنشنیں یا وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اور قبائل کو خوش رکھنے کے لئے جو روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے صرف اس کا بار حکومت ہند کے خزانہ پر ڈال دیا جائے تو صوبہ سرحد تنہا ریفارم اسکیم ہی کے لئے نہیں بلکہ تعمیری محکموں کی ترقی اور فلاحیت کے لئے بھی کافی رقم نکال سکتا ہے۔ یہ اس صوبہ کی کوئی مدد نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے ساتھ انصاف ہوگا کیونکہ جو دولت تمام ملک کے جلی تحفظ پر خرچ کی جاتی ہے اسے تنہا صوبہ سرحد سے وصول کرنا کسی طرح حق بجانب نہیں ہو سکتا۔

اس موضوع میں کلام کی بہت گنجائش ہے ایک قوم کا حق حکومت خود اختیاری ایک ایسی چیز ہے جس کی مخالفت میں کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور موافقت میں دلائل و براہین کے انبار لگائے جا سکتے ہیں۔ مختصر طور پر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں اصلاحات کا نفاذ صرف اہل سرحد ہی کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمان اور تمام غیر مسلم منصف بھی اس میں شریک ہیں۔ اور اسکے متعلق ہمارے جذبات اتنے قوی اور شدید ہیں کہ اگر مسائل ہند کا کوئی ایسا تصفیہ کیا جائے جس میں صوبہ سرحد کے اس حق کو تسلیم نہ کیا گیا ہو تو یقیناً ہم اسکو کبھی قبول نہیں کریں گے۔

دہلی کی تجویز مفاہمت

برادران ملت! مجھے اجازت دیجئے کہ مختصر طور پر ان مسائل کے متعلق بھی اپنے خیالات عرض کروں جو اس سال کی ابتدا سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے درمیان سیاسی و اجتماعی اور مذہبی امور میں مفاہمت پیدا کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے مسلمان لیڈروں کی وہ تجویز قابل ذکر ہے جو انہوں نے مسئلہ انتخاب کے متعلق ۲۰ مارچ کو دہلی میں پیش کی تھی اور جسے ۱۶ مئی کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے بمبئی میں منظور کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں جداگانہ انتخاب کے متعلق ہندو مسلمانوں کے درمیان ایک عرصے سے اختلاف چلا آ رہا ہے ہندو اس طریق انتخاب کے سخت مخالف ہیں اور مسلمان اسکو اپنے مفاد کے لئے نہایت ضروری سمجھتے ہیں دونوں قوموں کو اپنے اپنے نقطۂ نظر پر اس قدر اصرار ہے کہ یہ مسئلہ سیاسی اختلافات میں سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے۔ ابتداً تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ دونوں قوموں کے ارباب فکر ایک دوسرے کو اپنے نقطۂ نظر کی طرف لانے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر ان مجادلوں اور مناظروں سے سوائے اسکے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا کہ دونوں کے تعصبات تیز تر اور زیادہ گہرے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ یہ امید باقی ہی نہیں رہی کہ دونوں میں سے کوئی ایک اپنے نقطے سے ہٹ کر دوسرے کے نقطے پر آ جائیگا۔ آخر مسلمان لیڈروں نے صلح پسندی، دور اندیشی اور دانشمندی کے طور پر بیچ کی راہ لی یعنی دونوں انتہائی نقطوں کے درمیان توسط و اعتدال کی ایک راہ نکالنے کی کوشش کی اور مخلوط انتخاب کے طریقہ کو چند ضمانتوں کے ساتھ منظور کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی وہ ضمانتیں یہ ہیں (۱) سندھ کو ایک جداگانہ صوبہ قرار دیا جائے۔ (۲) صوبہ سرحد و بلوچستان کو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح اصلاحات دی جائیں (۳) بنگال اور پنجاب میں نمائندگی کا تناسب آبادی کے تناسب کے مطابق ہو۔ (۴) مرکزی مجالس وضع قوانین میں مسلمانوں کی نیابت ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

ان پانچ ضمانتوں کا صاف منشا یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی قوت میں اس قسم کا توازن پیدا کر دیا جائے کہ مشترکہ انتخاب رائج ہونے کی صورت میں ایک جماعت کی اکثریت دوسری جماعت کی اقلیت کو نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے مشترکہ انتخاب کے طریقہ میں قلیل التعداد جماعت ہمیشہ کثیر التعداد جماعت کے رحم پر رہتی ہے اگر کثیر التعداد جماعت میں عصبیت موجود ہو اور کوئی ایسا دباؤ بھی نہ ہو جو اسکو اقلیت کے حقوق کا لحاظ رکھنے پر مجبور کر سکے تو اس طریق انتخاب میں وہ عملاً اقلیت کو نمائندگی کے حق سے محروم کر دیگی۔ اور اسکے سیاسی حقوق سلب کرنے میں کامیاب ہو جائیگی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں میں عصبیت نہ ہونے کا دعویٰ [illegible] پانچ چھ سال کے ہولناک منافرات کو دیکھتے ہوئے کوئی بیوقوف آدمی ہی کر سکے گا ورنہ اس سے انکار نہیں کر سکتا پس یہاں مشترکہ انتخاب رائج کرنے کے لئے دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ اکثریت پر اس قسم کا کوئی دباؤ رکھا جائے جو اگر انصاف پسندی کی بنا پر نہیں تو کم از کم انتقام اور جوابی کارروائی کے خوف ہی سے ہم کو اقلیت کے حقوق پر تعدی کرنے سے باز رکھے۔ چنانچہ مسلم لیڈروں نے اسی غرض کے لئے یہ دباؤ تجویز کیا ہے کہ ہندوستان کے پانچ صوبوں میں مسلمانوں کو بھی اکثریت کے حقوق دئے جائیں تاکہ ہندو ملک کے چار بڑے اور تین چھوٹے صوبوں میں مسلمان اقلیت کے ساتھ وہی سلوک کرنے پر مجبور ہوں جو دو بڑے اور تین چھوٹے صوبوں میں وہ خود اپنی ہم قوم اقلیت کے ساتھ مسلمانوں سے کرانا چاہتے ہیں اس اسکیم کے مطابق ہندوستان عملاً دو حصوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ ایک حصہ میں ساڑھے تیرہ کروڑ ہندو حاکم ہوں گے۔ اور پونے دو کروڑ مسلمان محکوم اور دوسرے حصہ میں ساڑھے چار کروڑ مسلمان حاکم ہوں گے اور پونے تین کروڑ ہندو محکوم ہندوؤں کو اپنے مسلمان محکوموں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں ہر وقت اسلامی صوبوں کی ہندو اقلیت کا خیال رکھنا پڑیگا۔ اور مسلمانوں کو بھی اپنے محکوم ہندوؤں سے معاملہ کرنے میں یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں ان کے مسلمان بھائی ہندوؤں کے زیر اثر ہیں اور ان کے ہر فعل کا رد عمل ان قلیل التعداد مسلمانوں کی قسمت پر منعکس ہو نے والا ہے۔ اس مجوزہ نظام توازن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی جدید مطالبہ پیش نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی صورتیں تجویز کی گئی ہیں جن کو اس سے پہلے بھی تسلیم کیا جا چکا ہے۔ سندھ کو کانگریس ایک الگ صوبہ قرار دے چکی ہے۔ اور ۱۴-۱۵ سال پہلے خود ہندو اس کا مطالبہ کر چکے ہیں صوبہ سرحد پہلے سے ایک مستقل صوبہ ہے اور اس میں اصلاحات کی ترویج کو اس حیثیت سے ہندوؤں نے بھی حق بجانب تسلیم کر لیا ہے کہ گذشتہ فروری کے مباحثہ میں وہ اسکو پنجاب سے ملحق کرنے کے موید تھے۔ اسی طرح بنگال اور پنجاب میں بھی تناسب نیابت کو تناسب آبادی پر قائم کرنے کو اصولاً تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس اجتماع کے صدر کی حیثیت سے میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ جن امور میں آپ کو غور و فکر کے بعد فیصلہ کرنا ہے ان پر پہلے ہی سے ایک قطعی رائے ظاہر کر دوں لیکن شخصی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر دہلی کی تجویز مفاہمت کے مطابق سندھ کی علیحدگی سرحد بلوچستان میں نفاذ اصلاح اور پنجاب و بنگال میں تناسب آبادی کے لحاظ سے تناسب نیابت قائم کرنے کو مشترکہ انتخاب کے لئے ایک لازمی شرط کے طور پر تسلیم کر لیا جائے اور جداگانہ انتخاب کی منسوخی سے پہلے ان شرائط کے ایفا کا انتظام ہو جائے نیز ہندو مسلمانوں کے درمیان سیاسی و تمدنی اور مذہبی حقوق کے متعلق ایک اطمینان بخش میثاق مفاہمت مرتب ہو جائے تو ایسی صورت میں مشترکہ انتخاب کو تسلیم کر لینے میں مسلمان بھی تامل نہ کریں گے اور چونکہ ایک اہم اختلافی مسئلہ کے حل سے ملک کی سیاسی ترقی کا راستہ صاف ہو سکتا ہے تو مسلمان اس کے لئے اتنا ایثار کر سکیں گے۔

لیکن حضرات! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس صلح پسندانہ تجویز کا جو جواب ہندو ہموطنوں کی طرف سے دیا گیا ہے وہ کسی طرح بھی ہمت افزا نہیں ہے انہوں نے ۲۰ مارچ کی تجویز شائع ہونے کے تیسرے ہی دن ایک جوابی تجویز شائع کی جس میں توازن قوی کے اصول کو قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیا مشترکہ انتخاب کو بغیر کسی شرط کے منظور کرنے کا مطالبہ کیا اور مسلمانوں کی پیش کردہ شرائط کو آئندہ کے غور و بحث کے لئے ملتوی کر دیا۔ اسکے بعد مئی میں بھی ہندو مہاسبھائی اراکین عاملہ نے دہلی کی تجویز اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے فیصلہ کے ساتھ کچھ اسی قسم کا سلوک کیا اس طرز عمل کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسلمان لیڈر اپنے نقطہ نظر سے ہٹ گئے ہیں اس طرح وہ ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں اپنے نقطہ پر کھینچ لانے یا بصورت دیگر نزاع و اختلاف کو بدستور جاری رکھنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

سندھ کی علیحدگی

حضرات! تجویز دہلی کے سلسلہ میں سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ ہماری توجہ کا مستحق ہے تاریخ کے اعتبار سے اس صوبہ کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق ہندوستان کے تمام صوبوں سے زیادہ گہرا ہے کیونکہ اسلام نے سب سے پہلے ہندوستان کی جس سرزمین سے رشتہ جوڑا ہے وہ یہی سندھ کی زمین ہے اسی طرح آبادی کے لحاظ سے بھی سندھ ان چند صوبوں میں سے ایک ہے جس میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے یہاں تقریباً ۷۵ فی صدی مسلمان آباد ہیں اور ان کا مفاد مسلمانان ہند کے مجموعی مفاد کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے نسل زبان روایات، جغرافی حالات انتظامی ضروریات۔ غرض ہر حیثیت سے یہ ایک جداگانہ صوبہ ہے اور اس میں مستقل اقلیمی خصوصیات ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے انگریزی حکومت نے اسکو صوبہ بمبئی میں ضم کر رکھا ہے جس کا باعث صرف یہی نہیں کہ اس کی اسلامی اکثریت بمبئی کی عظیم الشان ہندو اکثریت میں فنا ہو کر رہ گئی ہے۔ بلکہ تعلیمی انتظامی اور سیاسی حیثیات سے بھی وہ بے توجہی اور سرد مہری کا شکار ہو رہا ہے۔ حکومت بمبئی کی توجہ زیادہ تر مہاراشٹر اور گجرات کی طرف منعطف رہتی ہے اور سندھ اس کے مرکز سے سینکڑوں میل دور ہونے کے باعث اصلاح و ترقی کی اکثر سرگرمیوں سے محروم رہتا ہے۔ چند سال ہوئے کہ اسی وجہ کی بنا پر اہل سندھ نے بمبئی سے علیحدگی کا مطالبہ کیا تھا اور اسوقت مسلمانوں سے زیادہ ہندو سیاسیین اس تحریک میں پیش پیش تھے مگر اب جو مسلمانوں کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے تو حیرت ہے کہ اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کی جاتی ہے۔ اور پٹنہ سے لیکر سکھر تک ایک آواز بلند ہو رہی ہے کہ سندھ کو ہرگز بمبئی سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے۔ ان لوگوں سے جب اس مخالفت کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو مسئلہ سرحد کی طرح بہت سے سیاسی و اقتصادی عذرات بیان کرتے ہیں۔ مگر حقیقت اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ سندھ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور ہمارے یہ ہندو دوست کسی چھوٹے سے چھوٹے صوبہ میں بھی اسلامی اکثریت کو با اختیار دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔

سندھ کی علیحدگی پر ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا صوبہ ہے اور ایک علیحدہ حکومت کے مصارف برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ اعتراض وارد کرتے وقت وہ آسام کی مثال بھول جاتے ہیں جو رقبہ اور آبادی میں سندھ سے زیادہ اور آمدنی میں اس سے کم ہونے کے باوجود ایک مستقل حکومت کے مصارف برداشت کر رہا ہے۔ سندھ کا رقبہ ۴۶۰۰۰ مربع میل ہے اور آسام کا ۵۲۹۵۹۔ سندھ کی آبادی ۳۲۷۹۳۷۷ ہے اور آسام کی آبادی ۷۶۰۶۲۳۰۔ مگر اس کے باوجود سندھ کی آمدنی تقریباً ۴ کروڑ ہے اور آسام کی آمدنی صرف ۲ کروڑ ۴۳ لاکھ۔ پھر جب آسام اپنی حکومت آپ چلا رہا ہے تو سندھ کیونکر نہیں چلا سکتا اس تقابل سے مالیات کے متعلق ان معترضین کے عذر لنگ کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ آج جو لوگ سندھ کی علیحدگی کے سب سے زیادہ مخالف ہیں کل وہی اسکی موافقت میں سب سے زیادہ سرگرم تھے میں خصوصیت کے ساتھ مسٹر ہرچند رائے وشن داس کا حوالہ دوں گا جو لیجسلیٹو اسمبلی میں سندھ کے غیر مسلم حلقہ کی نمائندگی کرتے ہیں اور آج کل علیحدگی کی تجویز کے سب سے بڑے مخالف ہیں انہوں نے ۱۹۱۳ء میں کانگریس کے اٹھائیسویں اجلاس منعقدہ کراچی کے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے جو خطبہ دیا تھا اس میں اسی مسئلہ کے متعلق یہ خیالات ظاہر فرمائے تھے "۱۸۴۳ء میں برطانیہ نے سندھ کو فتح کر لیا تو سر چارلس نیپیر کی گورنری میں اس صوبہ کا الگ انتظام ہوا تا آنکہ ۱۸۴۷ء میں اسے بعد اسے بمبئی کے صوبہ سے ملحق کر دیا گیا۔ جو اب تک ہے گو سندھ کے کمشنر کو صوبہ بمبئی کے دوسرے کمشنروں کے خلاف لوکل گورنمنٹ کے بہت سے اختیارات حاصل ہیں۔ صوبہ سندھ اسوقت بھی باعتبار جغرافیہ اور باعتبار اپنے باشندوں کے اس قسم کی تمام خصوصیات رکھتا ہے جو اس کے ایک الگ صوبہ بننے کے لئے کافی ہیں۔ صوبہ پنجاب کی سندھ پر للچائی ہوئی نگاہیں پڑ رہی ہیں اور وہ اسے اپنے ساتھ شامل کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ دہلی دربار کے بعد سے اور پر زور صورت اختیار کر لی ہے لیکن سندھ نے ان تمام مطالبات کی مخالفت کی اور صوبہ بمبئی سے ملحق رہنا پسند کیا تاوقتیکہ اسکے اچھے دن نہ آ جائیں اور وہ الگ ایک صوبہ کے تمام فوائد کو حاصل کر لے"

پھر ۱۹۱۷ء میں ابھی مسٹر ہرچند رائے نے اپنی سندھ پراونشل کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے مسٹر مانٹیگو اور لارڈ چیمسفورڈ کو ایک یادداشت پیش کی تھی جس کے دستخط کرنے والوں میں انہوں نے سندھ کی علیحدگی کا اس طرح پر زور مطالبہ کیا تھا "ہم بہ کمال ادب پیش کرتے ہوئے آپ کے سامنے اس خیال کو پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کا مقصد ساڑھے تین لاکھ باشندگان سندھ کے لئے جو ستر سال سے ایک ایسی مطلق العنان حکومت کے ماتحت ہیں جو صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سوا اور کہیں نہیں ہے کوئی حقیقت رکھتا ہے تو ضرورت ہے کہ اگر اس صوبہ کو ایک آزاد و خود مختار صوبہ بنانا اور اسے ایک مستقل عدالت عالیہ دینا منظور نہیں ہے تو کم از کم اسے حکومت بمبئی کے براہ راست ماتحت کر دیا جائے۔ اور ان تمام قواعد و ضوابط کو جن کی رو سے کمشنر سندھ کو اختیارات خصوصی حاصل ہیں اس طرح ترمیم کر دیا جائے۔ یا انہیں اس طرح بدل دیا جائے کہ کمشنر سندھ کا درجہ اس صوبہ میں وہی ہو جو صوبہ بمبئی کے دوسرے کمشنروں کا ہے اور جو اختیارات انہیں حاصل ہیں وہ کمشنر سندھ کو بھی ہوں۔ نیز گورنر بمبئی سال کا کچھ کراچی میں بسر کیا کریں۔ گورنر کی مجلس منتظمہ کے ارکان سندھ میں دورہ کرنے کے لئے اب سے زیادہ وقت نکالیں اور بمبئی کونسل کا کم از کم ایک اجلاس ہر سالی کراچی میں ہوا کرے۔"

یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں اور ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے

کریں یا اس کا فدیہ ادا کرکے اس کو چھڑائیں خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق نہ رکھتا ہو صرف اسلام میں شریک ہو۔

(۴) مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ وہ ہر ایسے شخص کی کھلی الاعلان مخالفت کریں جو کہ فتنہ و فساد برپا کرتا اور مخلوق سے ظلماً تاوان وصول کرتا اور خلق خدا کو ستاتا ہو۔ تمام مسلمانوں کو متفق ہوکر اسکے خلاف کام کرنا لازم ہے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا فرزند ہی کیوں نہ ہو۔

(۵) کسی مسلمان کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم محارب کو مدد دے اور اس کی اعانت کرے۔

(۶) خدا تعالیٰ کی پناہ اور ذمہ داری اور عہد ایک ہے یعنی اگر کسی ایماندار بندے نے کسی کو خدا کی پناہ دیدی تو دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا پورا کرنا لازم ہے خواہ وہ پناہ دینے والا ادنیٰ درجہ کا مسلمان کیوں نہ ہو۔

(۷) اگر کوئی قوم مسلمانوں کی کسی جماعت کے خلاف برسر پیکار ہو تو مسلمانوں کو مسلمانوں کی اعانت واجب ہے۔

(۸) جن یہود نے ہمارے ساتھ معاہدہ کرلیا ہے ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مدد اور انکے ساتھ مواسات کا برتاؤ کریں اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے اور نہ انکے خلاف کسی ظالم کی مدد کی جائے۔

(۹) چونکہ تمام مسلمانوں کی صلح ایک ہے اسلئے کسی کو مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ صرف اپنی جانب سے کسی قوم کے ساتھ بدون مشورہ باقی مسلمانوں کے صلح کرلے۔ مگر جبکہ اس نے تمام قوم کے رجحان اور تمام قوم کے ساتھ انصاف اور مساوات حقوق کا خیال کرلیا ہو تو خیر۔

(۱۰) جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو جائیں انکے پسماندگان کا تکفل باقی مسلمانوں پر واجب ہے۔

(۱۱) مسلمانوں کو پابندی عہد میں تمام بہترین اور ارفع ترین مکارم اخلاق کا ثبوت دینا اسلامی فرض ہے۔

(۱۲) جن مسلمانوں نے اس معاہدہ کو مان کر اس کی پابندی کا اقرار کرلیا ہے اور خدا نے قدوس پر ایمان رکھتے ہیں ان کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ اس کے دفعات میں تغیر یا کوئی نئی بات پیدا کریں اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص سے معاملہ رکھیں جو عہد نامہ کا احترام نہ کرتا ہو۔

(۱۳) اگر کسی امر میں تمہارے آپس میں اختلاف ہو جائے تو خدا (قرآن مجید) اور رسول (حدیث شریف) کی طرف رجوع کرکے اس کا فیصلہ کرا لو۔

(۱۴) اس معاہدہ کے بعد یہود پر بھی لازم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کی اس وقت مالی امداد کریں جبکہ وہ کسی قوم کے ساتھ برسر پیکار ہوں۔

(۱۵) یہودی عوف مسلمانوں کے حلیف اور معاہد ہیں۔ یہود اپنے مذہب کے پابند رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب کے۔ مذہب کے سوا باقی امور میں مسلمان اور یہود بنی عوف ایک جماعت شمار ہوں گے۔ ہاں جو ظلم اور بدعہدی یا کوئی جرم کریگا وہ اسکی سزا کا مستحق ہوگا۔

اسکے بعد حضور نے یہود کی دوسری جماعتوں کے نام لیکر مثلاً یہود بنی النجار، یہود بنی الحارث، یہود بنی ساعدہ، یہود بنی جشم، یہود بنی الاوس کے متعلق بھی تشریح فرمادی ہے کہ ان تمام یہود کے (چونکہ سب نے معاہدہ قبول کرلیا تھا) یہود بنی عوف کی طرح حقوق ہونگے۔

(۱۶) اگر مسلمان اور یہود معاہدین کے خلاف کوئی تیسری قوم جنگ کرے تو ان تمام معاہدین کو متفق ہوکر لڑنا ہوگا۔ اور مسلمان لشکر اپنے مصارف کا اور یہود لشکر اپنے مصارف کا ذمہ دار ہوگا۔

(۱۷) معاہد فریقین پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا برتاؤ کریں اور کوئی معاہد اپنے معاہد کے ساتھ ظلم اور ناانصافی نہ کرے اور مظلوم کی مدد کی جائے۔

(۱۸) اپنے پڑوسیوں کو اپنی جان کے برابر سمجھو بشرطیکہ وہ پڑوسی بھی ضرر رسانی اور جرائم کا ارتکاب نہ کریں۔

(۱۹) اگر کوئی عورت بھاگ کر آجائے تو اسکو اسکے اعزا کی اجازت بغیر اپنی پناہ میں نہ لیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان تاریخی معاہدہ کا یہ خلاصہ ہے۔

ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ نے اس معاہدہ متبرکہ کو سامنے رکھکر دارالحرب اور دارالامان کے بہت سے احکام و مسائل اس سے اخذ کئے ہیں۔

فقہاء احناف رحمہم اللہ نے دارالحرب میں عقود فاسدہ کے جواز کا حکم دیکر یہ ظاہر کردیا ہے کہ دارالحرب اور دارالاسلام کے احکام میں بہت فرق ہے۔ عقود فاسدہ کے جواز کی اصل امام کے نزدیک یہ آیت کریمہ ہے۔

فان کان من قوم عدو لکم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة۔ یعنی اگر کسی مسلمان مہاجر کے ہاتھ سے کوئی ایسا مسلمان مقتول ہو جائے جو کہ دارالحرب میں رہتا تھا اور اسنے ہجرت نہ کی تھی تو اس قاتل پر کفارہ واجب ہوگا نہ دیت۔

اس مسئلہ کی دلیل یہ ہے کہ اسلام سے اسلام لانے والے کی جان معصوم اور محفوظ ہو جاتی ہے مگر عصمت کی دو قسمیں ہیں ایک عصمت مؤثمہ یعنی عصمت جس کے توڑنے والے پر گناہ ہوتا ہے دوسری عصمت مقومہ یعنی اس کے توڑنے والے پر تاوان یعنی قصاص یا دیت بھی واجب ہوتا ہے۔

ہر مسلمان کی جان اسلام لاتے ہی معصوم، واجب الحفظ ہوجاتی ہے اور مسلمان کے قتل کرنے والے کیلئے حضرت حق تعالیٰ نے نہایت صاف و صریح حکم نازل فرمایا ہے۔

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم۔ یعنی جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کریگا تو اسکی جزا جہنم ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں جزا سے جزائے اخروی مراد ہے جو عصمت مؤثمہ کے توڑنے پر واجب ہوتی ہے اور اسی قاتل پر اس مقتول کی جان کا بدلہ یعنی قصاص یا دیت بھی واجب ہوتا ہے جو مقتول کی جان کی عصمت مقومہ توڑنے کی وجہ سے عائد ہوتا ہے۔ لیکن اگر مقتول مسلمان دارالاسلام کا رہنے والا تھا تو اسکو عصمت مؤثمہ اور عصمت مقومہ دونوں حاصل تھیں اسلئے اس کا اخروی بدلہ جہنم ہے اور دنیوی جزا قصاص یا دیت ہے لیکن اگر یہی مقتول مسلمان دارالحرب کا رہنے والا تھا تو شریعت مطہرہ نے اس کے قاتل پر قصاص یا دیت واجب نہیں کی بلکہ صرف کفارہ واجب کیا جس سے معلوم ہوا کہ دارالحرب میں رہنے والے مسلمانوں کی جانیں عصمت مقومہ نہیں رکھتیں۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عصمت مؤثمہ تو صرف اسلام لے آنے سے حاصل ہو جاتی ہے گر عصمت مقومہ کے لئے دارالاسلام اور حکومت و شوکت اسلامیہ ہونا شرط ہے۔

اور میرا مقصود اس بحث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ دارالاسلام اور دارالحرب کے احکام کا فرق واضح ہو جائے اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے ممالک غیر مسلموں اور ہمسایہ قوموں سے کس طرح اور کتنی مذہبی رواداری اور تمدنی و معاشرتی شرائط پر صلح و معاہدہ کرسکتے ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ ہندوستان میں ہی دونوں قوموں کو رہنا اور زندگی بسر کرنا ہے اور دونوں کا وطن یہی ہے اسلئے ہر فرد ہندوستانی کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرے جس سے یہ روز کا جدال و قتال مندفع ہو اور ہر شخص امن و اطمینان سے زندگی بسر کرسکے۔

تجاویز اتحاد کانفرنس کلکتہ

ہندوستان کے اہل الرائے اور اہل علم دلگداز کشاکش اس صورت حال کے علاج سے غافل نہیں ہیں جو تین چار سال سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو مسلمانوں کے درمیان قائم ہورہی ہے اور بدقسمتی سے روز بروز بڑھتی جارہی ہے ایک قوم کے افراد دوسری قوم کے افراد کے سر پھوڑنے اور جان لینے میں مشغول ہیں۔ اور رات دن ایسے منصوبے باندھے جاتے ہیں اور ایسی کارروائیاں کی جاتی ہیں جو آتش فساد کو اور زیادہ بھڑکانے کا کام دیتی ہیں آج سے دس بارہ سال پہلے تک تو زیادہ تر فتنے اور فساد گائے کی قربانی کے بہانہ سے یا تعزیوں وغیرہ کی مزاحمت سے پیش آتے تھے مگر یہ دونوں چیزیں سال بھر میں صرف ایک ایک مرتبہ فتنوں کو فساد کا موقعہ بہم پہنچاتی تھیں اب چند سال سے ایک ایسی چیز کا اضافہ کرلیا گیا ہے جس سے سال کے ۳۶۰ دنوں اور شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں سے ہر روز اور ہر گھنٹہ میں جگہ جدال اور قتل و قتال کا موقعہ مل سکے۔

میں بھی اکثر سمجھدار ہندو لیڈروں کی اس مقولہ کی صحت تسلیم کرتا ہوں کہ مساجد کے سامنے باجے کا مسئلہ گذشتہ دور میں نہ تھا یہ انہیں قریب کے دو تین سال کی پیداوار ہے مگر اس کے ساتھ ان سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ مساجد کے سامنے باجے کا

کے متعلق جھگڑے ہونے کی وجہ کیا تھی۔

(۱) آیا ہندو مساجد کے سامنے ہمیشہ اسی طرح باجے بجاتے تھے جیسے کہ وہ اب بجاتے ہیں یا جانا جاتا ہے کہ عین نمازوں کے وقت خاص مسجد کے سامنے جلوس کو روک کر اتنی زور سے باجے بجانا کہ مسجد کے نمازیوں کو بھی کان پڑی آواز نہ سنائی دے اور نہ مقتدی امام کی آوازیں سنکر رکوع و سجدہ میں اتباع کرسکیں۔ بیہودہ اور فحش نمازیوں کی طرف اشارہ کرنا اور اشتعال انگیز و منافرت خیز نظمیں گا گا کر طعن و تشنیع کرنا یہ تمام باتیں پہلے بھی ہوتی تھیں یا اور مسلمان یہ سب دیکھتے اور سنتے تھے اور اس سے راضی اور خوش رہتے تھے اور نہ باجے بجانے کو منع کرتے تھے اور نہ ان ناشائستہ حرکات کی شکایت یا اسکے خلاف احتجاج کرتے تھے اب صرف چند دنوں سے انکو مزاحمت کا سودا سوار ہوا۔

(۲) یا یہ صورت تھی کہ پہلے مساجد کے سامنے باجہ بجانے کا ہندوؤں کے دل میں خیال بھی نہ آتا تھا اول تو جلوس بھی شاذ و نادر ہی نکلتے تھے دوسرے وہ خود مسجدوں کا احترام کرتے اور بغیر کسی درخواست یا مزاحمت کے مسجد کے سامنے باجا بند کردیتے تھے اور اگر کسی جگہ کبھی سال دو سال میں کوئی جلوس مسجد کے سامنے بھی باجا بجاتا ہوا گزر جاتا تو یا تو نماز کا وقت ہی نہ ہوتا تھا یا ہوتا تھا تو جلوس کیلئے منٹ میں اتنی دور ہٹ جاتا تھا کہ نمازیوں کو تکلیف نہوتی تھی اسلئے کوئی جھگڑا اور مزاحمت پیش نہیں آتی تھی اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور واقعات کی تحقیقات دیانت اور انصاف اور نیک نیتی سے کرینگے تو آپکو یقین ہو جائیگا کہ دو تین سال قبل باجے پر جھگڑا نہ ہونے کی وجہ اتنی تھی جو میں نے نمبر ۲ میں ذکر کی ہے یعنی کہ کبھی یہ قصہ ہی ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ پہلے ہندو مسجد کے سامنے باجے بجاتے ہوئے گذرتے ہوں اور اب وہاں کے مسلمانوں نے مزاحمت شروع کردی ہو۔ بلکہ مسلمانوں کی مزاحمت کے عذروں میں نماز کے اندر خلل اندازی اور احترام مسجد کی مخالفت کے ساتھ ساتھ یہ بھی عذر کیا جاتا ہے کہ پہلے کبھی یہاں سے جلوس باجے کے ساتھ نہیں نکلا۔ اور بہت سے مقامات میں ہمارے ہندو بھائیوں نے خود اسے تسلیم کرلیا ہے کہ وہاں باجے کیساتھ جلوس نکالنے کا رواج نہیں تھا اگر ملک معظم کی سڑکوں پر اپنے جلوس آزادی کیساتھ باجے بجاکر نکالنے کے حق پر زور دیتے ہیں۔ بس جس طرح یہ صحیح ہے کہ مسجد کے سامنے باجا بجانے کا مسئلہ پرانے مابہ النزاع مسائل میں نہیں تھا ابھی کی پیداوار ہے اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ اس کا آغاز ابتداءً مسلمانوں نے نہیں کیا ہے بلکہ اس مسئلہ کی نزاعی حیثیت ہندو زعماء کی مساعی کی مرہون منت ہے۔

دہلی کانفرنس کی طے کردہ تجاویز جس میں مالوی جی اور لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر مونجے اور سوامی شردھانند اور بڑے بڑے ہندو زعماء شریک تھے غالباً اسلئے پھینک دی گئیں کہ اسمیں رواج سابق کا لحاظ اور پابندی لازم کردی گئی تھی اور اس قید کی وجہ سے باجے کے سینکڑوں کیس ہندوؤں کی زیادتی ثابت کرتے تھے۔ مجھے یہاں پر اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں ہے مگر میں آپ حضرات کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ مذہبی احکام اور مذہبی اعمال اس قدر مختلف واقع ہوئے ہیں کہ ان میں آسانی سے تطابق پیدا کرلینا محال ہے ایک مذہب کے عقائد دوسرے سے متباین اور ایک کے اعمال دوسرے مذہب کے اعمال سے متضاد واقع ہوتے ہیں۔

اصل ہندو مذہب کی رو سے تو ہو یا نہ ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ ہندو دنیا کے عمیق مذہبی جذبات گائے کا جسقدر احترام اور عظمت کرتے ہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کا معاملہ گائے کے ساتھ بالکل اسکے برعکس واقع ہوا ہے۔ اگر ہندو یہ ارادہ کریں کہ مسلمان بھی انکی طرح گائے کی عظمت اور احترام کریں تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں کے نزدیک مسجد کے سامنے باجہ بجانا مسجد کی توہین اور مسلمانوں کی دل آزاری ہے تو وہ اس خیال کو ہندوؤں کے ذمے لازم نہیں کرسکتے۔

مختلف العقائد آبادی میں صلح اور نباہ کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہر مذہب کے معتقد اپنے مذہبی عقائد و اعمال کی بجا آوری میں آزاد ہوں اور کوئی دوسرا فریق انکی آزادی میں خلل انداز نہ ہو، ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے اعمال کو ایسی صورت سے ادا کریں کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچے اور انکے حقوق میں دست اندازی نہ ہو۔ مثلاً مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنی مملوکہ گائے کو اپنے مکان میں یا اپنی زمین پر مذہبی عمل (قربانی) کے طور پر یا تحصیل غذا کیلئے ذبح کرے۔ لیکن اگر وہ ہندوؤں کے سامنے ذبح کرتا ہے ہندوؤں کو تکلیف ہوتی ہے تو اسکی رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی جگہ ذبح کرے جو ہندوؤں کی نظر سے اوجھل ہو اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو خواہ مخواہ اشتعال پیدا کرتا ہو۔ مگر ہندوؤں کو مزاحمت کا اس وقت تک حق نہیں جب تک انکی حق تلفی نہ کی جائے۔

اسی طرح ہندوؤں کو حق ہے کہ وہ اپنے مواشرتی یا مذہبی اغراض کیلئے سڑکوں پر جلوس نکالیں اور باجا بجائیں لیکن اگر نماز اور جماعت کے وقت باجہ بجانے سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے اور انکی نمازوں میں خلل آتا ہے تو ہندوؤں کی رواداری یہ ہے کہ وہ مسجد کے سامنے باجہ بند کردیں یا اس قدر آہستہ سے بجاتے ہوئے جلد گذر جائیں کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ مسلمانوں کو مزاحمت کا اسوقت تک حق نہیں جب تک کہ وہ ان کی حق تلفی نہ کریں۔

پس جس قدر ہندو مسلمانوں سے گائے کے معاملے میں رواداری کے طالب ہوں اسی قدر انکو باجے کے معاملہ میں رواداری کیلئے تیار ہونا چاہئے اور جس قدر مسلمان ہندوؤں سے باجے کے معاملے میں رواداری کا تقاضا کریں اسی قدر ان کو گائے کے معاملہ میں رواداری کیلئے تیار ہونا چاہئے۔ اگر ایک فریق کو دبایا گیا اور اس پر تحکم کیا گیا تو کبھی نباہ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہندوؤں کو ملک معظم کی سڑکوں پر باجا بجاتے ہوئے جلوس نکالنے کا حق ہے تو مسلمانوں کو ان سڑکوں پر گائے لے جانے اور قابل ذبح مقامات میں گائے ذبح کرنے کا بھی حق ہے۔ اور اپنے مملوکہ مکان یا زمین میں گائے ذبح کرنے کا حق ڈبل ہوجاتا ہے اور اس میں تو مزاحمت کی کوئی وجہ ہی باقی نہیں رہتی۔ اگر انکو ذبیحہ گاؤ کے دیکھنے یا صرف گائے کو قربانی کرنے کیلئے جاتے ہوئے دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے تو نماز میں باجہ سننے اور عبادت میں خرابی پڑنے سے مسلمانوں کی تکلیف کا وہ کیوں احساس نہیں کرتے۔

بہرحال فیصلہ ایک ہی اصول پر ہوسکتا ہے یا تو استیفاء حق کو بنائے فیصلہ قرار دیا جائے اور کوئی قید عائد نہ کی جائے یا رواداری کو مدار فیصلہ قرار دیا جائے اور دونوں فریق کیلئے حدود رواداری معین کردی جائیں۔

کلکتہ کانفرنس نے بنیادی طور پر مذہبی حقوق کی آزادی کا اعتراف کیا ہے مسلمانوں کے لئے اس نے تسلیم کیا ہے کہ ان کو قربانی کیلئے ہر جگہ گائے ذبح کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کیلئے تسلیم کیا ہے کہ انکو سڑکوں پر جلوس نکالنے اور باجہ بجانے کا حق حاصل ہے، یہ اعتراف حق صحیح اصول پر مبنی ہے مگر اس میں اتنی خامی رہی ہے کہ جیسے ہندوؤں کے جلوسوں میں مذہبی اور معاشرتی اغراض کی تعمیم کردی گئی ہے ذبیحہ گاؤ میں یہ تعمیم نہیں کی گئی۔ قربانی میں تو عموم کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر دوسری تقریبات میں اگر مسلمان گائے ذبح کرنا چاہے تو اس کو مقامی میونسپلٹیوں کے قانون کے ماتحت ذبیحہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ اس فیصلہ میں ذبیحہ کے ساتھ یہ قید نہ لگائی جاتی۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہندو مسلمانوں کا باہمی سمجھوتہ تھا۔ ان کو کھلے دل سے ایک دوسرے کے پورے پورے حقوق کا اعتراف کرلینا چاہئے تھا۔ اور کسی تیسری طاقت (مثلاً میونسپلٹی قانون) کی مزاحمت کو اس فیصلے میں داخل کرنا مناسب نہیں تھا۔

ورنہ پھر لازم تھا کہ اسی طرح باجے کے ساتھ بھی یہ قید لگائی جاتی کہ مقامی افسروں کے لائسنس کے ماتحت باجہ بجانے کا حق ہے۔

قربانی کے سوا دوسری تقریبات (مثلاً عقیقہ، ولیمہ، دعوت عام وغیرہ) میں گائے کے ذبیحہ میں ایک قسم کی مزاحمت کا امکان (خواہ وہ میونسپلٹی کے ذریعہ سے ہی کرایا جائے) باقی رہتا ہے۔

تاہم مسلمان بہت روادار قوم ہے اس نے اس فیصلہ کو نہایت رواداری کے ساتھ قبول کیا ہے اور بہت خوشی سے وہ اس سے زیادہ رواداری کے لئے تیار ہے جس قدر برادران وطن مسلمانوں کے ساتھ رواداری کرینگے۔

اس میں شک نہیں کہ اعتراف حق کے بعد معاملہ باہمی رواداری کا آجاتا ہے اور پھر ہر قوم کی شرافت کے جذبات میں سابقت کا رجحان ہوتا ہے۔ اور ہر قوم کے شریف النفس اپنے ہمسایوں کو اپنی شرافت کا مسحور کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہندوستان میں یہ وقت جلد آجائے اور دونوں قومیں امن و اطمینان سے زندگی بسر کرسکیں۔

آئینی کمیشن

ہندوستان بھی ان بدقسمت ملکوں میں سے ایک ملک ہے جو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کے حق سے مدتہائے دراز سے محروم ہے اور ایسے لوگوں کے استبداد و استعمار کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے جن کو طبعی طور پر ہندوستانیوں کے ساتھ انس و رفق یگانگت و ارتباط کا تعلق نہیں ہوسکتا۔ دولت، تعلیم، تہذیب، اخلاق ملکات غرض ہر لحاظ سے ہندوستان بہت سے ان ممالک سے آگے ہے جو مستقل اور آزاد ہیں اور ان کی آزادی کو تمام مہذب اور متمدن حکومتیں تسلیم کرتی اور ان کو مستحق سمجھتی ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان اس نعمت سے محروم اور دوسروں کا دست نگر ہے۔ اس محرومی و بدنصیبی کے اسباب و دواعی کی داستان بہت طویل ہے اور مجھے اس پر آپ کا زیادہ وقت صرف کرنا منظور نہیں کیونکہ اس خطبہ میں قصہ ہائے پارینہ کا دہرانا کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا البتہ اس وقت ایک چیز ہے جو سارے ملک کی توجہ اپنی طرف جذب کئے ہوئے ہے۔

آپنے یہ مقولہ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے سنا ہوگا۔ "آزادی عطا نہیں کی جاتی بلکہ وہ طاقت اور جدوجہد سے حاصل کی جاتی ہے۔"

ہندوستان کے لئے بھی نعمت آزادی سے بہرہ اندوز ہونے کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنی قوت اور طاقت سے اس کو حاصل کرتا۔ قوت اور طاقت کیلئے ضروری نہ تھا کہ وہ مادی ہی ہو بلکہ روحانی اور فکری قوت بھی اس کے لئے کافی تھی۔ اگر تمام ہندوستان کے باشندے ہم خیال اور ہم آہنگ ہوکر آزادی کا مطالبہ کریں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی ان کے مطالبہ کو ٹھکرا نہیں سکتی اور اعلیٰ سے اعلیٰ سطوت و جبروت رکھنے والی قوتیں اس مطالبہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہوں۔

مگر جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے ہندوستان جس طرح کہ اپنی وسعت اور کثرت آبادی کے لئے ممتاز ہے اسی طرح کثرت مذاہب اور مختلف خیالات میں بھی انتہائی نقطہ پر پہنچا ہوا ہے۔ یوں تو ہر ملک میں کچھ نہ کچھ مختلف الخیال اور مختلف المذاہب لوگ آباد ہیں مگر ہندوستان جیسا مذہبی افتراق کا گہوارہ کوئی ملک نہیں ہے۔ مذہبی افتراق بھی کچھ زیادہ مضر نہ ہوتا اگر اس کو اپنی حدود میں رکھا جاتا مگر وائے بدقسمتی کہ ہندوستانیوں نے نہ مذہبی حدود کو قائم رکھا اور نہ اقتصادیات و معاشیات میں توازن کا خیال کیا اور نہ قومی حمیت اور استقلال و خودداری کی قیمت پہچانی اور باہمی جنگ و جدال شقاق و نفاق کے باعث اپنے علم و دولت تہذیب و تمدن کو بٹہ لگادیا جن لوگوں نے دوسرے اجنبی ممالک کی سیاحت کی ہے ان کو ہندوستانیوں کی قدر و قیمت کا خوب تجربہ ہوچکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ ہم طلوع صبح آزادی کے متوقع تھے اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ آنے والے کمیشن سے ان کی تمنائے آزادی کی صبح جھلک نظر آئے گی وہ ان کے خیالات و توقعات کے لئے پیام موت تھا کیونکہ ابھی قریب میں انھوں نے خونخواری اور جہالت کے وہ منظر پیش کئے کہ ان کے ہوتے ہوئے ایک حلیم قوم کے سامنے اس سے زیادہ بہتر موقعہ ان کی تذلیل و توہین کا کیا ہوسکتا تھا۔

حقیقت شناس طبقہ تو پہلے دن ہی سے سمجھ رہا تھا کہ آزادی عطا نہیں ہوتی اور خصوصاً انگلستان کی پالیسی سے یہ توقع کرنا کہ وہ ہندوستانیوں کو آزادی بخش دیگا فضول ہے اور اسلئے کوئی کمیشن ہندوستان

کی قسمت کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ فیصلہ وہی ہوگا جو ہندوستانی خود کریں گے۔

مگر تاہم ہندوستانیوں کا ایک طبقہ ایسا بھی تھا جس کو بہت سے تلخ تجربوں کے باوجود برطانیہ کی جانب سے توقعات تھیں اور وہ اس امید میں تھا کہ کمیشن میں شامل کر کے اس کی عزت افزائی کی جائیگی اگرچہ ایسے حضرات کی شرکت بھی ہندوستان کی آزادی کے لئے کوئی نیک فال نہ ہوتی کیونکہ ان کی حیثیت بالکل اس شعر کا مصداق ہوتی ؎

مرا صورتے بر نیاید ز دست — کہ نقش طلسم بالا نہ بست

مگر تاہم ہندوستانیوں کی بھولی بھالی طبیعتوں کے بہلانے کا ایک ذریعہ ضرور ہو جاتا وہ تو قدرت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ اس طلسم کو توڑ دے اسلئے اب معاملہ بالکل صاف ہو کر سامنے آگیا۔ ہندوستان کو اپنی عزت تو قیر معلوم ہوگئی۔ اور برطانیہ کی ہندوستان کیساتھ خیر خواہی اور عطائے آزادی کا بھرم کھل گیا ہز اکسیلنسی وائسرائے کے بیان نے تو خیر اندیشانِ حکومت کو بھی یاس و نا امیدی سے دو چار کر دیا۔ بہرحال کمیشن کی ہئیت ترکیبیہ اس کے فرائض اور اس کے ارکان کے نام اور اس ہئیت ترکیبیہ کے انتخاب کے وجوہ سب شائع ہو چکے ہیں اور ہندوستانیوں کے خیالات بھی روزانہ اخبار میں پڑھ چکے ہیں معاملہ روز روشن میں آگیا ہے۔ اب ہندوستانیوں کو اپنی قسمت پر رونے اور رو کر بیٹھ رہنے کا وقت نہیں ہے ابھی بد نصیبی اور بد قسمتی کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں چھوڑا کمیشن کے بارے میں ابھی وہی کثرت آراء اور اختلاف ظاہر ہو رہا ہے اور جیسا کہ جمعیۃ علماء کے محترم صدر مولانا نے اپنے اعلانوں میں ظاہر کیا ہے ملک کی انتہائی بد قسمتی ہوگی کہ وہ ہندوستانی زندگی کے اس اہم ترین اور نازک ترین موقعہ پر بھی اپنے اختلافات کو چھوڑ کر اور باہم معاہدہ و اتفاق کا راستہ پیدا کر کے کمیشن کے متعلق متفق و یک زبان ہو کر کوئی فیصلہ نہ کریں۔

میں ابھی کوئی قطعی رائے اسلئے ظاہر کرنا نہیں چاہتا کہ اس اجلاس جمعیۃ میں زعماء مسلمین کو خاص اس مسئلہ میں غور و بحث کرنے کے لئے مدعو کیا گیا ہے اور بہت بہتر ہوگا کہ پورے غور و فکر اور بحث و مباحثہ کے بعد کوئی متفقہ فیصلہ کیا جائے مگر ہاں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اگر ہندوستان اپنی زندگی اور موت کا فیصلہ دوسروں کے ہاتھ سے کرانا چاہتا ہے اور انگریزوں کے اس نظریہ کی تصدیق کرنے پر آمادہ ہے کہ ہندوستانیوں کی حیات و موت کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے تو تو ابھی اس نے آزادی اور غلامی کے مفہوم کو ہی نہیں سمجھا ہے۔

صوبۂ سرحدی کی سیاسی حالت

حضرات! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ اس مرتبہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس اس شہر میں خاص طور پر اسلئے کیا گیا ہے کہ انگریزی حکومت کی اس بے مہری کے خلاف نہ صرف اہل سرحد بلکہ تمام مسلمانان ہند کی متفقہ آواز بلند کی جائے جو وہ سرحد ہند کی نصف کروڑ آبادی کے ساتھ روا رکھ رہی ہے یہ پچاس لاکھ انسان جو باستثناء چند سب کے سب مسلمان ہیں اپنی بہت سی اخلاقی و ایمانی خصوصیات کے دنیا کے بہترین مسلمانوں میں سے ہیں ان کی شجاعت و بسالت ان کی پابندی عہد ان کی غیرت و حمیت ان کی بلند حوصلگی و فراخدلی اور سب سے زیادہ ان کی وہ ایمانی قوت جو انہیں اسلام کی حرمت پر دنیا کی ہر چیز کو قربان کر دینے کے لئے ہر وقت مستعد رکھتی ہے۔ ایسی معروف اور مسلم ہے کہ ان کا کوئی دشمن بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا ان اعلیٰ اوصاف کے علاوہ ذہنی و دماغی قابلیتوں کے لحاظ سے بھی وہ اپنے بقیہ اہل وطن سے کسی طرح کم نہیں ہیں ان میں انضباط و انتظام کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے۔ جمہوریت کا فطری نظام ان کے اندر نامعلوم زمانہ سے رائج ہے اپنی معاملات کو خود طے کرنے کی قابلیت ان میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور اگر بیرونی مداخلت ان کے سد راہ نہ ہو تو یقیناً وہ نہایت عمدگی سے سیاسی ترقی کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ لیکن ان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ قدرت نے انہیں دو ملکوں کی سرحد پر پیدا کیا ہے اور ایک ایسی حکومت کے زیر اثر کر دیا ہے جس کی سیاسی خود غرضی ان کو ہر وقت شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتی اور اپنی آہنی بندشوں میں جکڑنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ محض اس جغرافی اور سیاسی موقف کی بدولت اسلامی ہند کے یہ ۵۰ لاکھ افراد اور براعظم ہند کے قدرتی محافظ اس قسم کے استبداد کا تختۂ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ جن کی مثال ہم کو عہد تاریک کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ ہندوستان کی دوسری قومیں تعصب یا فریب خوردگی کے باعث اپنے ان ہموطن بھائیوں کی مصیبت سے چاہے کتنی ہی بے اعتنائی برتیں۔ لیکن ہم مسلمان ان کی ہمدردی اور ان کے استخلاص کی سعی سے ہرگز باز نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ ہماری اسلامی برادری کے ایسے لاینفک جزو ہیں جن پر ہمیں بجا فخر و ناز ہے۔

حضرات! اس شمالی مغربی علاقہ کو انگریزی اثر کے ماتحت آئے ہوئے تقریباً ۸۰ برس گذر چکے ہیں۔ حکومت انگلشیہ نے سب سے پہلے ۱۸۴۹ء میں یہاں قدم رکھا ہے اور اسی زمانہ سے اس المناک سرحدی سیاست کی ابتدا ہوتی ہے جس کی تاریخ کا کوئی ورق بھی جنگ و پیکار کے سیاہ داغوں سے خالی نہیں ہے۔ انگریزی حکومت کی یہ مستقل پالیسی ہے کہ وہ اپنے قدرتی حدود پر کبھی قانع نہیں رہتی اور ہمیشہ اپنی سرحدی امن و سکون کی حفاظت کیلئے دوسری ہمسایہ قوموں کی آزادی سلب کرنے کی فکر میں لگی رہتی ہے [illegible] کو ہندوستان کی کی گئی ۱۲۰۰ میل سے فاصلہ تک تحفظ ہند کیلئے خطرات ہی خطرات نظر آتے ہیں اور ان کا سد باب کرنے کیلئے وہ کبھی مصر پر قبضہ کرتی ہے کبھی سواحل عرب پر اپنا تسلط قائم کرتی ہے کبھی خلیج فارس اور عراق و موصل کو مسخر کرتی ہے کبھی ایران کو اپنے دائرۂ نفوذ میں لانے کی کوشش اور کبھی کابل پر اپنی سیاسی نگرانی قائم کرنے کی سعی کرتی ہے گویا اسکے نزدیک ایک ہندوستان کی حفاظت کیلئے گرد و پیش کے تمام ممالک کو تابع کرنا ضروری ہے اور اگر وہ سب تابع ہو جائیں تو پھر ان کے حدود کا تحفظ بھی بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ ان سب کے گرد جو ملک واقع ہیں انکو مسخر کیا جائے اور اس طرح شاید تحفظ اور ملک گیری کا متلازم سلسلہ اسی وقت ختم ہو جب تمام دنیا پر انگریزی حکومت قائم ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ جب انگریزوں کا طریق تحفظ مملکت ایسا ہے تو وہ قومیں کیونکر اسکی زد سے بچ سکتی تھیں۔ جو ہزاروں میل دور نہیں بلکہ عین سرحد ہند پر آباد ہیں اگر سرحد پر انگریزی تسلط کو ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ اسے ان قوموں کو مسخر کرنے یا بالفاظ دیگر اصطلاح میں مہذب بنانے کی ضرورت لاحق ہوگئی۔ اور اس سلسلہ میں ۱۸۵۰ء سے کیبنیری اور تعزیری مہموں کا ایک لا انتہا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ پہلے دس سال میں دس دفعہ لڑائی ہوئی پھر ۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۰ء تک پندرہ مرتبہ جنگ ہوئی اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۰ء تک ۱۲ مرتبہ ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۵ء تک چار مرتبہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۰ء تک گیارہ مرتبہ اور ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۰ء تک پانچ مرتبہ ان علاقوں پر چڑھائی کی گئی۔ پھر ۱۹۱۰ء کے بعد وزیرستان میں جنگ کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ جو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تقریباً سات سال تک جاری رہا ۱۹۱۹ء میں افغانستان کی جنگ نے تمام سرحدی علاقہ میں آگ لگا دی اور افغانستان سے صلح ہو جانے کے بعد بھی وہ فرو نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ نے اپنا اثر قائم کرنے کے لئے بعض آزاد علاقوں میں اپنی زبردست فوجی چوکیاں قائم کر دیں جو ہر وقت قبائل کی سرکوبی کے لئے مستعد رہتی ہیں۔

یہ آزاد سرحد کا علاقہ تقریباً ۲۶ ہزار مربع میل ہے جس میں ۴۰ لاکھ پٹھان آباد ہیں۔ انگریزی حکومت ان کے نصف سے زائد حصہ کو اپنے زیر اثر لا چکی ہے۔ دیر، سوات، امب اور چترال کی ریاستیں جن کی مجموعی آبادی ۱۶ لاکھ ۲۲ ہزار ہے ایک حد تک ریاستہائے ہند کی طرح حکومت ہند کی تابع فرمان ہیں بقیہ حصہ میں بھی آفریدی اور ورکزئی قبائل عملاً انگریزی اثر قبول کر چکے ہیں اب وزیرستان خصوصیت کیساتھ حملوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے اور اس کی حریت پسند آبادی کو خواہ مخواہ مجبور کیا جاتا ہے کہ اپنی اس آزادی کو انگریزی روپے اور انگریزی طاقت کے مقابلہ میں تسلیم کرے جو ہزار ہا برس سے اسکو حاصل رہی ہے۔ ان آزاد علاقوں پر انگریزی اخباروں اور سرکاری بیانات میں اکثر وحشت و بہیمیت اور جرائم پیشگی کے شدید الزام عائد کئے جاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان کی بربریت ہمیں ان علاقوں کی حفاظت کیلئے اختیار اٹھانے پر مجبور کرتی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ان کو وحشیانہ عادات اختیار کرنے پر خود انگریزی حکومت نے مجبور کیا ہے اور ایک پوری قوم کو وحشی و بہائم کی جماعت بنا دینے کی ساری ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے جو قوم پوری تین ربع صدی سے مسلسل حالت جنگ میں زندگی بسر کر رہی ہو جس کو ایک لمحہ بھی امن و سکون کے ساتھ رہنے کا موقع نہ دیا جائے جس کو متواتر جنگ و پیکار سے اتنی فرصت ہی نہ ملے کہ کسب معاش کے پر امن طریقے اختیار کر سکے جس کو پیٹ بھرنے اور اپنے ملک کی آزادی محفوظ رکھنے کیلئے لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے سوا کوئی اور وسیلہ استعمال کرنے کی حالت ہی نہ دی جائے کیا وہ قوم تہذیب و تمدن میں کوئی ترقی کر سکتی ہے؟ کیا اس سے امن پسندانہ زندگی بسر کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے؟ کیا اسکا جنگجو، وحشی اور خونخوار ہو جانا کسی حیثیت سے بھی قابل تعجب ہے؟ تھوڑی دیر کے لئے ایسے حالات میں دنیا کی کسی مہذب سے مہذب قوم کو رکھ دیجئے آپ دیکھیں گے کہ ۸۰ سال تک پیہم جنگ میں مصروف رہنے کے بعد اس میں بھی لازمی طور پر وہی خصائل پیدا ہوں گے جن کی سرحدیوں سے ہماری گورنمنٹ کو شکایت ہے۔

انگریزی مدبرین میں ابتدا سے ایک دانشمند طبقہ ایسا رہا ہے جو اقدام کی پالیسی کا مخالف ہے اس کی رائے میں سرحد افغانستان تک پیشقدمی کرنے کی بجائے تحفظ مملکت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کی قدرتی سرحد کے اندر رہکر ایسے استحکامات تیار کئے جائیں جن سے بیرونی علاقہ کی کسی طاقت کو ملک کے امن و سکون میں خلل ڈالنے کا موقعہ نہ ملے لیکن بد قسمتی سے حکومت ہند پر ہمیشہ ان لوگوں کا غلبہ رہا ہے جو اقدام کی طرف زیادہ مائل ہیں اور انہی لوگوں کا اثر ہے کہ ایک طرف ہندوستان کا کروڑوں روپیہ سرحد کی تعزیری یا تسخیری مہموں میں فضول برباد کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف آزاد سرحدی قبائل کو دائمی حالت جنگ میں رکھ کر اخلاقی، اقتصادی، تمدنی، سیاسی غرض ہر حیثیت سے ان کی زندگی برباد کی جا رہی ہے اس معاملہ میں ہمارا مطالبہ بالکل صاف ہے ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اقدام کی پالیسی کو چھوڑ کر اپنی قدرتی سرحد کی پالیسی اختیار کرے۔ اور ان تمام قبائل کو امن و سکون کے ساتھ ترقی کرنے کا موقع دے۔ اگر قبائل اور ہوائی جہاز کے بجائے انگریزی علاقہ کی تعلیم یافتہ پٹھانوں کو امن کی دعوت میں مادر ارض سرحدی اصلاح کا موقع دیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ایک قلیل عرصہ ہی میں وہاں تہذیب و مدنیت کی روشنی پھیل جائے گی اور موجودہ وحشت و بربریت کی جگہ ایک ایسی متمدن زندگی شروع ہو جائے گی جو حقیقۃً سرحد کے لئے امن و تحفظ کی بہترین ضمانت ہوگی۔

حضرات! اب میں سرحدی علاقہ کے اس حصہ کی طرف توجہ کرتا ہوں جو حدود ہند کے اندر واقع ہے اور باضابطہ انگریزی حکومت کے زیر انتظام ہے یہ علاقہ پانچ اضلاع پر مشتمل ہے جن کی مجموعی آبادی ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار ہے ۱۹۰۱ء تک وہ صوبہ پنجاب سے ملحق رہا اور ان فوائد سے متمتع ہوتا رہا جو ایک آئینی حکومت سے بہرحال حاصل ہوتے ہیں لیکن ۱۹۰۱ء میں لارڈ کرزن نے محض اپنی مخصوص پالیسی ہندوستان اور ممالک اسلام کو بہت سی مشکلات میں مبتلا کر چکی ہے اس پر امن علاقہ کو بھی جنگی سیاست کا آلۂ کار بنانے کا فیصلہ کر لیا اور اسے منفصل صوبہ قرار دیکر بقیہ ہندوستان سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ نظام حکومت کا مالک بنا دیا اس وقت سے اب تک [illegible] وزیروں کا بالکل الگ [illegible] ہندوستان [illegible] خواہ کتنا ہی تغیر و تبدل ہو اور سیاسی و انتظامی حیثیت سے وہ ترقی کے کتنے ہی مدارج طے کر لے مگر اس بدنصیب صوبہ کو اس میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں ہے فوجی خدمات میں یہاں کے باشندے سب سے بڑھ کر ہیں۔ جنگ میں فداکاری و جان نثاری کے لئے سب سے پہلے تیار ہوں۔ جنوبی افریقہ سے لیکر چین تک اور فرانس کے میدانوں سے لیکر فلسطین و عراق تک ہر جگہ انگریزی حکومت کی جہانگیرانہ تشنگی بجھانے کے لئے سب سے زیادہ ان کا خون کام آئے لیکن متمدن زندگی کے نو ایجاد نظام حکومت کے منافع اور سیاسی و عدالتی امور کی ترقی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے اور اس معاملہ میں وہ سب سے پیچھے رکھے جاتے ہیں یہاں کے قوانین بالکل الگ یہاں کا طرز حکومت بالکل مختلف یہاں کا طریق عدل و انصاف بالکل جداگانہ۔ غرض یہاں کی ہر چیز ہندوستان کے بقیہ علاقوں سے بالکل متباین ہے۔

ہندوستان میں منٹو مارلے اصلاحات نافذ ہوئیں مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحی اسکیم رائج کی گئی۔ کونسلیں بنیں۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول پر میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو وسیع اختیارات دیئے گئے۔ مطابع اور مجالس کی آزادی کو ایک خاص حد تک تسلیم کیا گیا۔ ۲۶ سال تک یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر غریب صوبہ سرحد کو ان تغیرات کی ہوا بھی نہ لگنے پائی۔ اور وہ بالکل الگ تھلگ ایک تاریک فضا میں زندگی بسر کرتا رہا حقیقی معنوں میں یہاں کوئی آئینی حکومت ہی نہیں ہے آئینی حکومت تو اسکو کہتے ہیں جس میں عمال و حکام کچھ مخصوص و متعین قاعدہ کی پابندی پر مجبور ہوں اسلئے خلاف کوئی عمل نہ کر سکیں لیکن یہاں اسکے برعکس چیف کمشنر اور ڈپٹی کمشنروں کو اپنی رائے اور مرضی پر عمل کرنے کی اتنی وسیع آزادی حاصل ہے جتنی شاید نادر شاہ کو اپنی حکومت میں حاصل تھی۔ ان سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے کوئی کونسل یا مجلس مشاورت نہیں ہے جو انہیں مشورہ دے یا انکے اعمال کی نگرانی کرے، کوئی نمائندہ جماعت نہیں ہے جو اہل سرحد کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرے مطابع اور مجالس کو کسی قسم کی آزادی ہی نہیں کہ عام رائے اور پبلک کی شکایات کا اظہار کیا جا سکے کوئی ایسی بالاتر انتظامی قوت بھی نہیں ہے جو انکے اعمال کی نگرانی کرے لے دیکر ایک حکومت ہند کا محکمہ سیاسیات ہے جو صوبہ کی حکومت پر نگرانی رکھتا ہے۔ مگر اسکو اپنی جنگی و سیاسی اغراض کے سوا عملاً کسی انتظامی مسئلہ سے واسطہ نہیں ہے اور مقامی حکومت کو اس نے رعایا سے معاملہ کرنے میں بالکل مطلق العنان چھوڑ رکھا ہے یہ مطلق العنانی بھی شاید اتنی مہلک نہ ہوتی اگر حکومت کی باگیں اعلیٰ تربیت یافتہ ملکی منتظمین کے ہاتھ میں دی گئی ہوتیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ حکومت اور عدالت کے سارے اختیارات آنریری سب ججوں۔ آنریری ریذیڈنشل و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور فوج سے نکلے ہوئے اکثر ڈپٹی کمشنروں کے سپرد کر دیئے گئے ہیں جو ان کو پوری آزادی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

مجلس تحقیقات سرحد کی رپورٹ میں مسٹر رنگا چاریہ نے ان کے استبداد کی مثالیں پیش کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھا ہے کہ احمد آباد کانگریس کے موقع پر ہزارہ کے کرنل جونز نے تمام ان لوگوں کو جنہیں کانگریس کیلئے مندوب منتخب کیا گیا تھا صاف طور پر یہ اطلاع دیدی کہ اگر وہ کانگریس میں شریک ہوئے تو انہیں قانون جرائم سرحد کی دفعہ ۴۰ کے ماتحت جلاوطن کر دیا جائیگا

یہ قانون جرائم [illegible] سرحد کی [illegible] اصل سرحدی [illegible] اور یہاں [illegible] جاری ہے [illegible] خاص طور پر اس صوبہ میں رائج ہے

ہیں وہ مقامی حکام کو رعایا کی جان و مال اور عزت و آزادی پر غیر محدود اختیارات دیتا ہے۔ اور اسکے ماتحت وہ پورا حق رکھتے ہیں کہ ایک شخص کو سخت سے سخت سزا دیدیں۔ بغیر اسکے کہ اس پر اسکا جرم ظاہر کیا جائے۔ بلا صفائی کا موقع دیا جائے۔ کوئی مقدمہ چلانے کی۔۔۔ ضرورت نہیں کسی وکیل یا گواہ کی ضرورت نہیں کسی محکمہ اور عدالتی تحقیقات کی ضرورت نہیں محض پولیس کی رپورٹ اور مجسٹریٹ کی رائے ضبطی جائداد۔ جلا وطنی۔ طویل مدت کی سزائے قید با مشقت۔ غرض ہر سخت سے سخت سزا کا مستوجب ثابت کرنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔

سرحد میں اس قسم کی بے رو رعایا حکومت قائم کرنے کی وجہ تو یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے جرائم کا انسداد مقصود ہے لیکن درحقیقت یہ صرف اس کا نتیجہ ہے کہ انگریزی حکومت کو سرحدیوں کی اتنی فداکاریوں کے باوجود ان پر اعتماد نہیں ہے اور وہ اپنے شکوک و شبہات کی بنا پر انہیں اس طرح دبائے رکھنا چاہتی ہے کہ انہیں کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو ورنہ اگر محض جرائم کا انسداد مقصود ہے تو گذشتہ ۲۶ سال کے تجربات سے بخوبی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ اس غیر آئینی طرز حکومت نے جرائم کو روکنے کے بجائے ان کو بڑھانے اور حد سے زیادہ بڑھانے کی خدمت انجام دی ہے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۲۰ء تک جرائم نے جس تیزی سے ترقی کی ہے اس کا اندازہ مسٹر رنگا چاریہ کے نقشہ سے ہو سکتا ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے

سال	مجموعہ جرائم	قتل	ڈاکے
۱۹۰۱ء یہ وہ سال ہے جب سرحد کو پنجاب سے الگ کیا گیا	۔	۱۹۰	۔
۱۹۰۲ء	۔	۲۰۱	۔
۱۹۰۳ء	۔	۲۰۸	۔
۱۹۰۴ء	۔	۱۵۱	۔
۱۹۰۵ء	۔	۱۶۷	۔
۱۹۰۶ء	۲۴۵۸	۱۹۰	۳۱
۱۹۰۷ء	۲۵۲۰	۱۹۲	۵۶
۱۹۰۸ء	۲۸۰۵	۱۸۵	۹۹
۱۹۰۹ء	۳۱۰۱	۲۵۵	۱۵۹
۱۹۱۰ء	۳۳۱۹	۲۷۲	۱۱۳
۱۹۱۱ء	۳۸۲۷	۳۲۲	۱۴۱
۱۹۱۲ء	۳۶۶۳	۳۱۶	۱۹۵
۱۹۱۵ء	۳۹۹۰	۳۹۴	۳۴۵
۱۹۱۶ء	۳۵۶۱	۴۱۶	۳۹۲
۱۹۱۷ء	۳۹۳۸	۴۰۰	۲۱۳
۱۹۱۸ء	۳۷۷۷	۳۵۳	۱۸۹
۱۹۱۹ء	۵۰۹۴	۳۸۴	۶۱۱
۱۹۲۰ء	۵۴۶۹	۴۴۴	۳۹۱

اس نقشہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نظام حکومت کی خرابی محکمہ عدل و انصاف کی بدنظمی اور بیرونی غارتگروں کے مقابلہ میں صوبہ کے پر امن باشندوں کی بے بسی و کمزوری سے ۲۰ سال کے عرصہ میں جرائم کو گھٹنا اور چوگنا بڑھا دیا ہے اور اس نظام حکومت سے کوئی فائدہ پہنچنے کی بجائے بالکل برعکس نتائج رونما ہوئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۶ کالم ۴

چھوٹی جماعتیں ہوں جو مرکزی ہدایات کے ماتحت کام کرتی ہیں یہ میں جانتا ہوں [illegible] وقت میں ایک مشکل کام ہوتا ہے اور [illegible] لیکن آپ حضرات ایک تو یا گھر پر ہیں۔ اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب موسم بہار میں [illegible] کے لئے اس صوبہ کیواسطے اپنی خدمات وقف کر دیں۔ مولانا موصوف کم و بیش اس صوبہ کی حالت سے واقف ہو چکے ہیں یہاں کے لوگ بھی ایک حد تک ان کے پند و نصائح سے مانوس ہیں اگر تمام جمعیۃ تین ماہ۔ فروری، مارچ، اپریل کے لئے اس صوبہ کو اپنا عزیز وقت دیدیں تو یہاں کے مسلمان صحیح معنی میں مسلمان ہو سکتے ہیں۔

مسلمانان صوبہ سرحد سے گذارش

صوبہ کے مظلوم مسلمانوں سے میں آخر میں نہایت مودبانہ لیکن پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مرتبہ کو جو ان کی زندگی میں پہلا موقع ہے غنیمت جانیں اور ہندوستان کے بہترین علماء شریعت کی تشریف آوری یہاں گران بزرگوں کے پند و نصائح سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو تمام عمر افسوس کرنا پڑیگا۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری طرح قسمت کے گھر بیٹھے یہ دولت عنایت کی ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو اس کو خیال رہے کہ تم کو ہمیشہ پچھتانا پڑے گا اور ایسے موقع بار بار نہیں آتے [illegible] زندہ کر کے دکھا دو۔ انسانوں کی تاریخیں ہمیشہ ماتم کے کارنامہ سے زندہ رہتی ہیں اپنے معزز مہمانوں کی جان نوازی کیلئے کمربستہ ہو جاؤ۔ ان بزرگوں کی حقیقی مہمان نوازی یہی ہے کہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۴ر جمادی الاخری ۱۳۴۶ھ

جمعیۃ علمائے ہند کا خطبۂ صدارت

(۲)

[illegible] مخدوم [illegible] صاحب کی حد درجہ ضرورت ہی پر زور نہیں دیا ہے ہندوستان میں مسلمانوں کی موجودہ شرعی حیثیت واضح کرکے یہ بھی [illegible] ہے کہ وہ اس ملک کی مختلف قوموں کے ساتھ کس قسم کا معاہدہ [illegible] سکتے ہیں اور ان [illegible] مذہبی [illegible] معاملات میں [illegible] [illegible] اصول پر ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر انہوں نے ایک [illegible] [illegible] مشکل ہے مگر ان کا مطالعہ ان لوگوں کے لئے بہت ضروری [illegible] ہندو مسلم [illegible] کیلئے عملی کوشش کر رہے ہیں۔

اتحاد کانفرنس کلکتہ کی تجاویز

[illegible] اس [illegible] مسئلہ پر اظہار خیال [illegible] خصوصیت کے ساتھ باجہ کے معاملہ میں مسلمانوں کی پوزیشن [illegible] طرح واضح کر دیا ہے۔ یہ دونوں مسئلے اپنی اصلیت کے اعتبار [illegible] خفیف اور ادنیٰ درجہ کے ہیں کہ انہیں دو عظیم الشان [illegible] کے درمیان وجہ نزاع سمجھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے لیکن [illegible] ہے کہ اس ملک میں انہوں نے وہ اہمیت اختیار کر لی ہے جو [illegible] سے مسئلہ کو بھی کہ ۳۲ کروڑ ہندوستانیوں کی قسمت کے اہم [illegible] کو بھی حاصل نہیں ہے۔ پس ان کی موجودہ اہمیت کو پیش نظر [illegible] ہوتے ضروری تھا کہ مسلمانوں کی ایک ذمہ دار جماعت کی طرف [illegible] صاف طور پر بتا دیا جائے کہ ان مسائل میں ان کا نقطۂ نظر کیا ہے۔ [illegible] مولانا [illegible] صاحب نے بعض جزئیات پر تبصرہ کرنے [illegible] ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے جو درحقیقت تمام مذہبی اختلافات [illegible] بنیاد ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اگر ملک میں کوئی دائمی [illegible] تصفیہ ہو سکتا ہے تو صرف اسی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ وہ [illegible] ہیں کہ

"اگر ہندو یہ ارادہ کریں کہ مسلمانوں [illegible] کی طرح [illegible] کی عظمت [illegible] نا ممکن ہے [illegible] اسی طرح اگر مسلمان [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] اور مسلمانوں کی دل آزاری [illegible] لازم نہیں [illegible] مختلف العقائد آبادی میں صلح [illegible] بنیاد کا [illegible] ایک ہی راستہ ہے کہ ہر مذہب کے معتقدین [illegible] عقائد و اعمال کی بجا آوری میں آزاد ہوں اور [illegible] کوئی دوسرا فریق ان کی آزادی میں خلل انداز نہ ہو۔ [illegible] پھر سب کو اپنے اعمال کی ادائی میں [illegible] [illegible] کو تکلیف نہ پہنچے اور ان کے [illegible] [illegible] دست اندازی نہ ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ [illegible] فیصلہ [illegible] اصول پر ہو سکتا ہے یا تو ہندوؤں [illegible] کو ان کا فیصلہ [illegible] جائے اور کوئی قید عائد [illegible] جائے یا دونوں کو [illegible] دونوں فریق کے لئے حدود رواداری معین کر دئے [illegible] ہیں۔"

[illegible] بالکل وہی اصول ہے جو کلکتہ کی اتحاد کانفرنس میں تصفیہ [illegible] کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ اگرچہ عملاً کلکتہ کانفرنس کی تجاویز [illegible] اس معیار پر پوری نہیں اتریں کیونکہ اس میں ہندوؤں کو [illegible] ہر وقت [illegible] پر باجہ بجانے کی آزادی دی گئی ہے۔ [illegible] آزادی ذبح گاؤ کو میونسپل قوانین کے تابع [illegible] [illegible] گیا ہے لیکن اس کے باوجود مولانا نے کھلے دل سے [illegible] کی تجاویز کا خیر مقدم کیا ہے اور نہایت صحیح فرمایا ہے کہ [illegible] اس سے زیادہ رواداری کے لئے تیار ہے جتنی برادران [illegible] ہندوؤں کے ساتھ کریں گے۔

آئینی کمیشن

[illegible] مولانا نے وہی تبصرہ کیا ہے جو [illegible] [illegible] مسلمان کے شایان شان ہے۔ انہوں نے لارڈ برکن ہیڈ [illegible] کچھ تنگ نظر [illegible] نہیں کیا اور نہ اقلیتوں کے حقوق کی

حفاظت کے بلند بانگ دعووں پر ایمان لا کر اس تفریقی سیاست کی کامیابی کے لئے راستہ صاف کرنے کی کوشش کی ہے جس کا انجام مسلمانوں کے لئے بھی اتنا ہی مہلک ہے جتنا ہندوستان کی دوسری قوموں کے لئے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کمیشن ہندوستان کی تمنائے آزادی کا خون کرنے والا ہے اور دراصل ایک حیلہ جو قوم کی جانب سے ہندوستان کی تذلیل و توہین کرنے کی ایک ایسی کوشش ہے جس کا موقع خود اہل ہند نے اپنی باہمی جنگ و جدال سے اس کو دیا ہے۔ ان کی رائے میں یہ "اس ملک کی انتہائی بدقسمتی ہوگی کہ وہ ہندوستانی زندگی کے اس اہم ترین اور نازک ترین موقع پر بھی اپنے اختلافات کو نہ چھوڑیں اور باہم معاہدہ و اتفاق کا راستہ پیدا کرکے کمیشن کے متعلق متفق و یک زبان ہو کر کوئی فیصلہ نہ کریں۔" اس کے ساتھ ہی وہ صاف طور پر ان لوگوں کے غلط خیال کی بھی تردید کرتے ہیں جو کمیشن کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی محض ہیئت ترکیبی پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک کمیشن کا اصلی نقص یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہندوستان کے مستقبل کا فیصلہ ایک اجنبی ملک کی پارلیمنٹ کرنا چاہتی ہے اور خود ہندوستانیوں کے حق [illegible] حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار [illegible] [illegible] یہ الفاظ ایک [illegible] محب وطن کے الفاظ ہیں :-

"اگر ہندوستان اپنی زندگی اور موت کا فیصلہ دوسروں کے ہاتھ سے کرانا چاہتا ہے اور جنہوں نے اس نظریہ کی تصدیق کرنے پر آمادہ ہے [illegible] کی حیات و موت کی باگ انکے ہاتھ میں ہے تو [illegible] اس نے آزادی اور غلامی کے مفہوم ہی کو نہیں [illegible] ہے۔"

ماورائے سرحد کی مظلومی

آگے چل کر مولانا نے ماورائے سرحد کے مسلمانوں کی [illegible] حالت پر تبصرہ کیا ہے۔ سرحد ہند و افغانستان کے درمیان بسنے والے پٹھانوں پر تین ربع صدی سے انگریزی حکومت نے جو ظلم و ستم برپا کر رکھا ہے اس کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ آج ان آزاد سرحدی باشندوں میں جنگجوئی و خونخواری اور وحشت و بربریت کی جو عادات پائی جاتی ہیں ان کی ساری ذمہ داری انگریزی حکومت پر عائد ہوتی ہے جس نے ایک ایسی دائمی حالت جنگ میں انہیں مبتلا کر رکھا ہے جو دنیا کی مہذب سے مہذب قوم کو بھی یقیناً اسی طرح وحشی و خونخوار بنا دیگی۔ مولانا نے اقدام کی پالیسی (Forward Policy) کی [illegible] کے ساتھ مذمت کی ہے اور [illegible] بند سرحد کی پالیسی (Close Border) کی حمایت کرتے ہوئے یہ راستہ ظاہر کی ہے کہ اگر انگریزی حکومت آزاد علاقہ میں توپوں اور ہوائی جہازوں کے بجائے تعلیم یافتہ پٹھانوں کو اسکولوں کے ساتھ اشاعت تہذیب کا کام کرنے کی اجازت دے [illegible] وہاں ایسی امن [illegible] زندگی شروع ہو جائیگی جو [illegible] سرحد ہند کے تحفظ کی بہترین ضمانت ہوگی۔

[illegible] ایک ایسی [illegible] ہے جس کی تائید صرف مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ تمام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے نکلا ہوا ہے۔

سرحدی اصلاحات کا مسئلہ

مقام اجلاس کی رعایت سے سب سے زیادہ ضروری مسئلہ صوبہ سرحد میں اصلاحات کی تنفیذ کا تھا۔ پشاور میں جمعیۃ علماء [illegible] کے اجلاس کی ایک اہم غرض یہ بھی تھی کہ اصلاحات کیلئے سرحد کی [illegible] آواز کی مطالبہ [illegible] کے ساتھ پیش کیا جائے اور گورنمنٹ پر [illegible] ظاہر کر دیا جائے کہ صوبہ سرحد کے باشندوں کی حق تلفی کی جا رہی ہے اس [illegible] اہل سرحد ہی کو شکایت نہیں ہے بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمان بھی اس مدنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے نہایت تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور [illegible] شواہد لیبا نہرہ ثابت کیا ہے کہ صوبہ سرحد کو اصلاحات سے محروم اور دائمی مارشل لا کے تابع رکھنے میں ہندوستان، حکومت، اور اہل سرحد کسی کا بھی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ سراسر ایک احمقانہ پالیسی ہے جس کا نقصان ممکن ہے کسی وقت تمام ہندوستان کو برداشت کرنا پڑے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہندوؤں کے اس رویہ پر بھی اظہار افسوس کیا ہے جو گذشتہ سال اسمبلی میں انہوں نے سرحدی اصلاحات کے ریزولیوشن پر اختیار کیا تھا اور ان تمام اعتراضات کے نہایت مدلل اور معقول جواب [illegible] جو اس مطالبہ کے خلاف ہندوؤں کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں۔ آخر میں انہوں نے یہ حقیقت اچھی طرح واضح کر دی ہے کہ صوبہ سرحد میں اصلاحات کا نفاذ صرف اہل سرحد ہی کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمان اور تمام غیر مسلم منصف بھی اس میں شریک ہیں اور حکومت ہند و اہل ہند دونوں کو صاف طور پر متنبہ کر دیا ہے کہ :

"اگر مسائل ہند کا کوئی ایسا تصفیہ کیا جائے جس میں صوبہ سرحد کے اس حق کو تسلیم نہ کیا جائے تو یقیناً ہم اس کو کبھی قبول نہیں کرینگے۔"

یہ ایک قطعی اور حتمی فیصلہ ہے جس کا وزن ہمارے حکمرانوں اور برادران [illegible]

وطن کو پوری طرح محسوس کر لینا چاہئے۔

سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ

صوبہ سرحد تو اس معنی میں پھر بھی خوش قسمت ہے کہ اس کی آواز ہندوستان کے طول و عرض میں بلند ہو رہی ہے، اور خود اس میں کافی بیداری اور اپنے حقوق کا پورا پورا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن غریب صوبۂ سندھ کو اتنی خوش نصیبی بھی میسر نہیں آئی۔ اس کی ۳۲ لاکھ آبادی کو ابھی خود بھی اپنی حق تلفی کا پورا احساس نہیں ہوا ہے، اور بیرونی دنیا نے بھی اس کے حقوق کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ سندھ دینیات سے ہمارے اوپر سندھ کے حقوق صوبہ سرحد سے بھی زیادہ ہیں۔ اب تک اس کی طرف جو کچھ توجہ کی گئی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ دہلی کی تجویز مفاہمت میں ضمنی طور پر صوبہ سندھ کی علیحدگی کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے ضرورت تھی کہ سندھ کے مسئلہ کو ایک مستقل سیاسی مسئلہ کی حیثیت سے اٹھایا جاتا [illegible] اس ضرورت کو جناب صدر جمعیۃ علماء ہند نے پورا کیا ہے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایک آل انڈیا اسلامی جماعت کی طرف سے صوبہ سندھ کا حق ادا فرمایا ہے۔ مولانا نے [illegible] [illegible] کہ [illegible] [illegible] اصلی طرف توجہ دلائیں [illegible] [illegible] اور علیحدگی کیا تھ صاف طور پر ظاہر کی ہے کہ :

"اب سندھ کی ۳۲ لاکھ آبادی کے مفاد [illegible] [illegible] کر لی چاہئے اور بالاتفاق یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ [illegible] ایک علیحدہ صوبہ کے ماتحت ترقی کرنیکا موقع دیا جائے۔"

ہماری رائے میں تمام اسلامی جمعیتوں کا فرض ہے کہ سندھ کی ۷۵ فیصدی اسلامی اکثریت کو [illegible] کی [illegible] ہندو اکثریت کے تسلط سے نکالنے کیلئے متفقہ آواز بلند کریں اور اس سے دہلی کے میثاق مفاہمت کی ایک ضمنی تجویز کہہ کر [illegible] نہ کریں۔ جب یہ مسئلہ کا اصول مسلمہ [illegible] میں تسلیم کیا جا چکا ہے کہ کسی صوبہ کی اکثریت کو کسی حال میں اقلیت نہ بنایا جائیگا تو کیا وجہ ہے کہ سندھ کی اسلامی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنا جائز رکھا گیا۔ اس مطالبہ کیلئے [illegible] سندھ کو منظم کرنیکی ضرورت ہے۔

(باقی)

مسلمانان دہلی کی شرافت

۲ر دسمبر کو نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا جو جلسہ منعقد ہوا تھا، اس کی ایک مختصر کیفیت اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ دی جاتی ہے۔ اس جلسہ میں بالاتفاق ان حرکات پر رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا جو [illegible] انتظامی حکومت کے احکام کے خلاف [illegible] نے قاضی عبدالرشید مرحوم کے جنازہ کے ساتھ کیں جن لوگوں نے جنازہ کو بیت کے اعزہ سے چھین کر شہر میں گشت کرایا اور قریب کے قبرستان کو چھوڑ کر جہاں پہلے سے اعزہ نے قبر تیار کرا لی تھی کئی میل کے فاصلہ پر [illegible] قبرستان کی طرف لے گئے، جنازہ کیساتھ شور [illegible] ہنگامہ برپا کیا اور حکام کے انتظامی احکام کی خلاف ورزی کی، ان کے بیہودہ افعال پر ملامت کی گئی اور حکام کی اس شرافت کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے جنازہ کی حرمت کا لحاظ رکھ کر [illegible] خلاف ورزی احکام کے باوجود مجمع پر گولی نہیں چلائی۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ مسلمانوں نے کھلے دل کے ساتھ اپنے ان ہندو ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جن کو اس ہنگامہ میں مالی یا جسمانی نقصان پہنچا اور ان کے نقصانات کی تلافی کیلئے ایک فنڈ قائم کیا جس میں اسی وقت نقد چندہ [illegible] جمع ہو گئے۔ یہ ایک ایسی کارروائی ہے جو گذشتہ چند سال کے ہنگاموں میں [illegible] حق پسندی [illegible] شعاری اور فراخ دلی کی [illegible] [illegible] [illegible] تو دستور تھا کہ ہر قوم اپنے ہم مذہبوں کی بیجا حمایت کیا کرتی تھی، اور اسی وجہ سے روز بروز دونوں قوموں کے تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جا رہی تھی لیکن اب دہلی کے مسلمانوں نے تمام ہندوستان کے سامنے شریفانہ طرز عمل کی پہلی مثال قائم کی ہے کہ خود اپنے ہم مذہبوں کو ان کے برے افعال پر ملامت کی ہے۔ [illegible] ہمسایہ قوم کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اگر ہی طریقہ ہر قوم اپنے مفسد طبقوں کو ملامت کرتی رہے اور نقصان رسیدہ قوم کے ساتھ زبانی اور عملی ہمدردی کر کے اسکے نقصان کی تلافی کر دیا کرے تو بہت جلدی ان ناگوار جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے جنہوں نے ہندوستان کو نکبت و ذلت کی پستی میں گرا دیا ہے۔

انصاف اور تدبر و دانشمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس جذبہ کی قدر کی جاتی جس نے مسلمانان دہلی کو اس طریق عمل کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا ہے، اور اس عمدہ مثال کی تحسین و تعریف کرکے دوسرے مقامات کے لوگوں کو اس کی پیروی کرنے کی ترغیب دی جاتی لیکن یہ دیکھ کر ہمیں سخت افسوس ہوا کہ ہمارے مقامی معاصر تیج نے حسب عادت اس میں بھی برے پہلوؤں کو تلاش کیا ہے اور اس کی قدر گھٹانے کے لئے طرح طرح کی موشگافیاں کی ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ کے ذیل میں وہ لکھتا ہے کہ :-

"ہم یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ یہ تحریک ایک اخلاقی فرض کو پورا کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے اور اس میں مصلحت کو دخل نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں جو لوگ اسکے حامی ہیں انہیں زیادہ تر شکایت انہیں لوگوں کا ہے جنہوں نے سرکاری احکام کے خلاف [illegible] ڈالی ہے۔ اور جو انکے سامنے سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے جو اپنے اخلاقی فرض سے محرک ہو کر اسمیں شریک ہوئے ہیں۔"

اس مضمون میں مسلمانوں کے اس شریفانہ طرز عمل کی جو توجیہ کی گئی ہے، اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، شاید ہمارے معاصر نے اس جلسہ کے تمام حاضرین کے دلوں کو چیر چیر کر دیکھ لیا ہوگا کہ کون کون لوگ حکام کی "جھاڑ" (؟) سے ڈر کر مصلحتاً اس تحریک پر آمادہ ہوئے اور کن کن لوگوں نے محض اپنے اخلاقی فرض کو محسوس کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر ان موشگافیوں اور توجیہوں سے فائدہ ؟ ایک جماعت اس فرقہ دارانہ تعصب و تنگ نظری کی فضا میں انصاف پسندی و فراخ حوصلگی کے ایک نئے طریقہ کی ابتدا کر رہی ہے، ہٹ دھرمی اور بیجا ضد کی اس رسم کو چھوڑ رہی ہے جو اب تک ہندو مسلمانوں میں رائج تھی، اور اخلاقی جرأت سے کام لیکر اعتراف اور اظہار حق کا وہ طریقہ اختیار کر رہی ہے جس میں اب تک دونوں قومیں شرم محسوس کرتی تھیں۔ ایسے موقع پر تمہارا فرض تھا کہ اسکی ہمت افزائی کرو اس کے جذبہ حق پسندی کی قدر کرو اور اپنی قوم کو مشورہ دو کہ وہ بھی [illegible] تازہ [illegible] کی پیروی کرے۔ لیکن تم اس کے اس نیک کام کی تو [illegible] [illegible] [illegible] آبیاری کرنے کے بجائے کوشش کر رہے ہو کہ وہ [illegible] [illegible] تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو کہ اس وقت مسلمانوں کے ایک بڑے حصہ نے مصلحت ہی کی خاطر یہ تحریک اٹھائی ہے، تب بھی کیا ہندوستان کے بے شمار ہنگاموں کی تاریخ میں ایسی مصلحت پسندی کی کوئی مثال ملتی ہے ؟ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر یہ دل سے نہیں، مگر از کم مصلحت ہی کی خاطر ہندو مسلمان انصاف پسندی اور اعتراف حق کا طریقہ اختیار کر لیں تو یہ بھی غنیمت ہے، اور توقع کی جا سکتی ہے کہ رفتہ رفتہ یہی مصلحت پسندی، صدق دلی و اخلاص کی صورت اختیار کر لیگی۔

مگر اس بغض و حسد کا برا ہو کہ یہ تمہیں دوسری قوم کی کسی اچھی بات کی بھی قدر نہیں کرنے دیتا۔ آج اگر یہی کام ہندوؤں نے کیا ہوتا تو چاہے اس میں کتنی ہی مصلحتیں پوشیدہ ہوتیں، اسکی تعریف و توصیف میں تمہاری زبانیں خشک ہو جاتیں لیکن اب چونکہ تمہاری بدنصیبی سے مسلمانوں کو یہ نیک کام کرنے کی توفیق ہوئی ہے، تو خواہ اس میں کتنا ہی صدق و اخلاص نہ ہو، تمہارا فرض ہے کہ اس کی قدر و قیمت کم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ جب آپس کے بغض و نفاق کی یہ حالت ہے تو کیونکر امید کی جا سکتی ہے کہ اس ملک میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات درست کرنے اور انکے اندر انصاف پسندی و رواداری کو ترقی دینے کی کوئی کوشش پھل پھول سکیگی۔

لالہ لاجپت رائے کے قتل کی سازش!

قارئین کرام نے وہ دلچسپ داستان پڑھی ہوگی جو ہندو اخبارات لالہ لاجپت رائے کے مکان پر ایک فرضی مسلمان کے جانے اور ان پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش یا ارادہ کرنے کے متعلق شائع کی ہے۔ ہم نے بوقت یہ پورا قصہ پڑھا تھا اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ یہ سب محض دماغ کی خلاقی ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کا بیوقوف قاتل آج تک کبھی نہیں دیکھا گیا جو اپنے ہتھیار کو صندوقچی میں بند رکھے [illegible] شکار کو سامنے بیٹھا دیکھ کر حملہ کرنے کے بجائے اپنے [illegible] [illegible] دانے کر [illegible] اور اپنے مسلمان نہ ہونے کی دلیلیں پیش کرنے لگے، اور جب وہ اس پر بھی مطمئن نہ ہو تو اپنی پگڑی کھول کر سر دکھانے میں وقت ضائع کرے۔ [illegible] واقعہ کی یہ بیان کردہ صورت خود ہی اس داستان کی لغویت کو ظاہر کر رہی تھی لیکن اب اصل حقیقت سے جو پردہ اٹھا ہے تو اس نے سنگھٹنی جماعت اور اس کے ایک [illegible] لیڈر کی اخلاقی ذہنی کیفیت کا نہایت ہی مضحک اور شرمناک مرقع پیش کر دیا ہے۔ وہ شخص جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مسلمان تھا اور پونکہ برہمن کا بھیس بدل کر لالہ جی کو قتل کرنے گیا تھا، دراصل ایک معزز ہندو تھا اور لالہ جی کو قتل کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان سے گورکشا اور ہندو مسلم اتحاد پر تبادلۂ خیال کرنے گیا تھا۔ اس غریب کو خبر نہیں تھی کہ لالہ لاجپت رائے پر ہر وقت قاتلانہ حملہ کا خوف سوار رہتا ہے اور وہ ہر نووارد کو خونی قاتل سمجھ کر سہم جاتے ہیں۔ اسلئے وہ بغیر کسی رسمی تعارف کے اپنی قوم کے معزز لیڈر کی خدمت میں چلا گیا، اور آخر اس مہمان نوازی کا مزا چکھ کر واپس آیا جو لالہ لاجپت رائے کیلئے قابل فخر ہو تو ہو، مگر ایک شریف آدمی کے لئے تو ڈوب مرنے کی بات ہے۔ اس فسانہ کے اصلی ہیرو ٹھاکر داس سوالی نہار اج نے جو واقعات حکیم اجمل خاں صاحب اور جناب شعیب قریشی وغیرہ معززین کے سامنے بیان کئے ہیں انہیں پڑھ کر ان ہندو اخبارات کو ذرا شرم آنی چاہئے جنہوں نے اس واقعہ کو بڑی بڑی ہیجان انگیز سرخیوں کے ساتھ شائع کیا اور "قاتلانہ حملوں کی مہم" اور "A Suspicious Visitor" وغیرہ عنوانات سے پرزور مقالات لکھنے شروع کر دئے۔ یہ لگ ہندو لیڈروں کے قتل کی ایک باقاعدہ سازش کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے ہیں اور ذرا سا اشارہ پا کر ہی چیخ اٹھتے ہیں اور ہندوستان کے طول و عرض میں شور مچانے لگتے ہیں۔ مگر اس کی کبھی پرواہ نہیں

بسلسلہ صفحہ اول

کا اگر نہیں ہوتی ہے اور اس کے کلام کا سامعین پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بحاصل مبلغ کو چاہیے کہ جو کچھ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے خود بھی اس پر کاربند ہو۔ اگر ایسا نہ کریگا تو اس کی ہر ایک بات لوگوں کی نظروں میں دروغ بافی اور بیہودہ سرائی سے زیادہ وقیع نہ ہوگی۔ خدائے قدوس نے پیغمبر برحق حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کے سلسلہ میں ان کا مقولہ نقل فرمایا ہے

وما ارید ان اخالفکم	میں یہ نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے
الی ما انھاکم عنہ ان	تم کو منع کرتا ہوں وہ خود کرنے لگوں
ارید الا الاصلاح ما	میرا ارادہ تو سوائے اصلاح کے اور
استطعت وما توفیقی	کچھ نہیں جہاں تک میرے امکان میں
الا باللہ علیہ توکلت	ہوگا (اصلاح کروں گا) اور صرف
والیہ انیب	خدا کی طرف سے ہی مجھے توفیق ہوگی

اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور دوسری جگہ اس طرح ارشاد ہے۔

اتامرون الناس بالبر	کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے اور
وتنسون انفسکم	اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لم	ایمان والو ایسی باتیں کیوں کہتے ہو
تقولون ما لا تفعلون	جو کرتے نہیں خدا کے نزدیک بڑے غصہ
کبر مقتا عند اللہ ان	کی بات ہے کہ جو باتیں کرتے نہیں
تقولوا ما لا تفعلون	وہ کہو۔

تربیت نومسلمین

نیز یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ جب نومسلموں کے تعلقات اپنی قوم سے منقطع ہو جاتے ہیں اور اہل اسلام کی طرف سے کوئی دستگیری نہیں ہوتی تو وہ بسا اوقات اپنے پہلے مذہب اور اپنی قوم کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اگر مسلمان تھوڑی سی توجہ ادھر فرمائیں اور جس طرح یتیم بچوں کے لیے یتیم خانہ قائم کرتے ہیں۔ اسی طرح نومسلموں کے لیے بھی کسی جائے قیام کا انتظام کر دیں اور نومسلم خانے بنا دیں تو اس وقت یہ بات روشن ہو جائے گی کہ دین متین اور ملت حنفی کی قوت کیا ہے۔

ہم نے سنا ہے کہ بعض لوگ اپنے مال کی حفاظت کے لیے بنک میں روپیہ جمع کرتے ہیں اور دینداری کے سبب اس کا سود نہیں لیتے اور بنک اس روپیہ پر جو سود لگاتا ہے وہ سب کا سب تبلیغ اسلام میں خرچ ہوتا ہے۔ اگرچہ احتیاط اسی میں ہے کہ وہ سود نہ لیا جائے۔ کیونکہ مسئلہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب مختلف فیہ ہے اور اکثر ائمہ اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔ لیکن بقاعدہ من ابتلی ببلیتین یختار اھونھما جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہوتا ہے تو ہلکی کو اختیار کر لیتا ہے۔

ضروری ہے کہ اپنی رقوم کا سود وصول کر کے نومسلم خانوں میں دیدیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس پر روم کے غالب آنے کے متعلق جو شرط کفار سے باندھی تھی جب وہ شرط پوری ہو گئی۔ اور بروم بدر میں رومی فارس پر غالب آگئے تو ابی بن خلف سے حضرت صدیق اکبرؓ نے شرط میں ٹھیرے ہوئے اونٹ لے لیے لیکن چونکہ یہ مال خبیث تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اگر لوگ اپنے خبیث مال سے اس مصرف میں کچھ مدد کریں تو بلی زمانہ خدا کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ اور کونسا ذخیرۂ آخرت اس سے بہتر ہوگا۔ اور کیا چیز اس سے زیادہ خدا و رسول کی خوشنودی کا موجب ہوگی۔

اصلاح رسوم مہلکہ

اس کے بعد میں آپ حضرات کا تھوڑا سا وقت اور لینا چاہتا ہوں تاکہ رسوم قبیحہ مہلکہ کی اصلاح کے متعلق کچھ عرض کر سکوں۔ مسلمانوں میں بہت سی ایسی رسمیں رواج پا گئی ہیں۔ جو ان کی مذہبی اور معاشرتی حالت کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہیں اور افسوس کہ وہ اس تباہی اور بربادی کا احساس بھی نہیں رکھتے۔ ایسی مہلک اور تباہ کن رسمیں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بہ تبدیل ہیئت یا تھوڑے تھوڑے فرق سے پھیلی ہوئی ہیں اور ہر جگہ کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے مٹانے میں پوری مستعدی اور سرگرمی سے کام لیں اور خدا و رسول کے احکام کے آگے اپنی رسم و رواج کو نہ پکڑیں۔ بعض رسمیں تو کھلم کھلا احکام شرعیہ سے بغاوت کے برابر ہیں مثلاً

عورتوں کو میراث سے محروم کرنا

یہ انتہائی ظلم اور گناہ ہے کہ اس کی سزا جہنم ہے اور غضب یہ کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں مسلمانوں نے اس کو بطور قانون اختیار کر لیا ہے اور کھلے طور پر قانون الٰہی سے بغاوت کرتا اور خدا اور رسول سے جنگ کرتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ رسم اسلامی عمل اور اسلامی کفایت اور مسلمانوں کے قومی توارث اور تواتر کے خلاف ہے ہندوستان کے مسلمانوں میں یہ رسم ہندوؤں کی رسوم میں سے داخل ہو گئی ہے اور زمانہ جاہلیت کی طرف رجعت قہقری ہے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ والدین اپنی لڑکیوں کو میراث سے محروم کر دیتے تھے۔ لیکن اسلام نے اپنے دور میں اس ظالمانہ رسم کو مٹا کر میراث و فرائض کا قانون پیش کیا قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے اس کے لیے صریح آیات نازل فرمائیں علماء اسلام نے اس علم کا ایسا اہتمام کیا کہ فن میراث و فرائض ایک مستقل فن بن گیا۔ کتاب الفارق بین المخلوق والخالق میں جو ردِ نصرانیت میں نہایت گران قدر تصنیف ہے لکھا ہے کہ بعض اوقات یورپ کے لوگوں نے میراث کے متعلق اسپانی مسلمان علماء سے فتوے دریافت کئے اور شریعت اسلامیہ کے قانون فرائض کے موافق اپنے یہاں عمل کیا۔ کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ جس چیز میں عقلائے یورپ نے اسلام کی طرف رجوع کیا۔ اور اس سے مدد لی اور اسکے موافق عمل کیا ہو اسی میں مسلمان دورِ جاہلیت کی طرف رجعت قہقری کریں اور ہندوستان کی بت پرست قوموں کے قانون و رواج کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

پھر جائے غور ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو انہیں ماں باپ کی اولاد اور انہیں کے اجزا ہیں اور ان کے ساتھ یہ سنگدلی کا برتاؤ کس طرح جائز رکھا جاتا ہے۔

عن جابر قال جاءت	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
امرأۃ سعد بن الربیع	ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی رسول اللہ
الی رسول اللہ صلی	صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
اللہ علیہ وسلم فقالت	ہوئی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یا رسول اللہ ھاتان	یہ دونوں لڑکیاں سعد بن ربیع کی
ابنتا سعد بن الربیع	بیٹیاں ہیں ان کا باپ آپ کے ساتھ
قتل ابوھما معک یوم	جنگ احد میں شہید ہو گیا۔ اور ان کے
احد شھیدا وان	چچا نے اپنے بھائی کا تمام ترکہ لے لیا۔
عمھما اخذ مالھما فلم	ان لڑکیوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔
یدع لھما مالا ولا	اور بغیر مال کے تو ان کا نکاح بیاہ بھی
تنکحان الا ولھما مال	نہیں ہو سکتا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا
قال فقال یقضی اللہ	تعالیٰ اسکے بارے میں کوئی حکم نازل
فی ذلک فنزلت آیۃ	فرمادیگا۔ پھر آیت میراث نازل ہوئی
المیراث فارسل رسول	تو حضورؐ نے سعد کے بھائی کو بلایا اور
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا کہ سعد کے ترکہ میں سے آٹھواں
الی عمھما فقال اعط	حصہ بیوی کو اور دو تہائی دونوں
ابنتی سعد الثلثین	لڑکیوں کو دیدو اور باقی تم لیلو
واعط امھما الثمن وما بقی	
فھو لک۔	

(رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الذہبی)

اس رسم کا سب سے زیادہ خطرناک پہلو یہ ہے کہ جو لوگ مسئلہ شرعیہ کو جانتے ہوئے عدالتوں میں یہ کہتے ہیں کہ ہم شریعت کے مقابلہ میں اپنے رواج کو مانتے ہیں۔ ان کے ایمان کے باقی رہنے میں بھی خطرہ ہے کیونکہ اس میں ایک صریح قرآنی حکم کا انکار لازم آتا ہے اور انتہائی ظلم اور سنگدلی ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے۔ پس علماء کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں تمام امکانی کوشش صرف کر دیں۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس قبیح رسم کو جلد از جلد مٹانے میں سرگرم عمل ہو جائیں اور عورتوں کے حقوق غصب کر کے اپنے لیے نار جہنم نہ خریدیں۔ تحفظ جائداد کا عذر ایسا لغو اور بیہودہ ہے کہ اسکے متعلق خامہ فرسائی کرنا عبث ہے اول تو احکام دنیا کی مقابلہ احکام خدا و رسول حقیقت ہی کیا ہے۔ دوسرے لڑکیوں کے حقوق غصب کرنے والوں سے کون قیامت تک تحفظ جائداد کا پٹہ لکھوا لیا ہے۔ ان کے لڑکے جائدادوں کو ایسا تباہ اور برباد کر دیتے ہیں کہ نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح ایک دوسری ظالمانہ رسم

لڑکیوں کی شادیوں پر روپیہ لینے کی رسم

ہے یہ رسم تو احکام شرعیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ شرافت انسانیت کے بھی خلاف ہے اور اسلام مسلمانوں کے لیے موجب عار و ننگ ہے کس قدر غضب اور ظلم کی بات ہے کہ جوان لڑکیوں کو اس لیے روکے رکھتے ہیں کہ جب تک اس دولہا کے اوپر ایک معقول رقم دینے میں نکاح نہ کریں۔ خدا معلوم لڑکیوں کی جوانی کا بہترین زمانہ کیسا اذیت میں گذرتا ہے اور ان کے حرص و طمع اور ظلم و سنگدلی کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ اور وہ بیچاری دیں میں گھٹ گھٹ کر مرتی رہتی ہیں۔ ان ظالموں کو شریعت کا پاس ہوتا ہے نہ ذرا شرافت اور عزت کا۔ ایک طرف تو ان کو میراث سے محروم کرتے ہیں گویا یہ ان کی اولاد ہی نہیں ہیں۔ دوسری طرف جب تک ان پر بھاری رقم نہ لے لیں نکاح نہیں کرتے گویا یہ ان کی لونڈیاں ہیں۔ اگرچہ اس حرکت کو قانونی طور پر بردہ فروشی نہ قرار دیا جائے مگر اس کا طرز عمل اخلاقاً بردہ فروشی کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر جو آزاد شخص بیچ کر قیمت وصول کریں جو لعنت فرمائی ہے اس لعنت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ان لوگوں کو ضرور پہنچتا ہے جو یہ عمل کرتے ہیں۔ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

اخذ اھل المرأۃ شیئا	یعنی اگر عورت کے اولیا شوہر سے کچھ
عند التسلیم فللزوج	مال رخصتی کے وقت لے لیں تو شوہر
ان یسترده لانہ رشوۃ	کو اسکی واپسی کا حق ہے کیونکہ یہ لیا
	ہوا مال رشوت ہے۔

مسلمانوں کی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شوہر میں صرف دیانت کا لحاظ رکھیں، اور شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ شرافت تلاش کرتے اور انسانیت کا تقاضا یہ تھا کہ وصف مروت اور اخلاق حسنہ کی جستجو ہوتی۔ مگر افسوس کہ دیانت و شرافت و انسانیت سب کو بالائے طاق رکھکر روپیہ وصول کرنے کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور لڑکیوں کو سامان تجارت بنا لیا ہے لڑکیوں پر روپیہ لینے کی رسم نے ایک طرف تو لڑکی والوں کی دیانت و شرافت و انسانیت کو تباہ کیا۔ دوسری طرف لڑکوں کے نکاح میں ایک زبردست رکاوٹ پیدا کر دی۔ وہ بیچارے جب تک کافی رقم جمع نہ کر لیں اس وقت تک بیوی نہیں مل سکتی۔ خیال کیجئے کہ اس کے نتائج کس قدر خطرناک ہیں۔

اس لیے زعمائے قوم کا دینی فرض ہے کہ اس رسم بد کے استیصال میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور اسلامی سادگی اور شرعی طریقۂ ازدواج کو اپنا دستور العمل بنا کر دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کریں۔

شادی اور غمی کی قبیح رسمیں

بزرگان محترم! ہماری بدقسمتی کی داستان بہت طویل ہے ہم نے خود اپنے ہاتھوں اپنی شادیوں کو اپنے لیے پھانسی کا پھندا بنا رکھا ہے اور غمی کی طبعی اور وقتی مصیبت کو اس سے زیادہ خطرناک اختیاری اور دائمی مصیبتوں سے گھیر رکھا ہے شادیوں میں اسراف اور تبذیر کی کوئی حد و انتہا نہیں رکھی اور محض شہرت و نمود۔ گھمنڈ اور غرور۔ نمائش و طربیہ کے لیے ہزاروں روپیہ برباد کر کے بحکم قرآن کریم اخوان الشیاطین کی فہرست میں شامل ہوتے ہیں اور گھر پھونک تماشہ دیکھنے کی مثل صادق ہو جاتی ہے۔

برادری میں ناک کٹ جانے کے ڈر سے بڑی بڑی شاندار دعوتیں دی جاتی ہیں۔ لڑکیوں کے جہیز میں حد طاقت سے زیادہ سامان دیا جاتا ہے جس کا اکثری حصہ اس غریب کے کام نہیں آتا۔ یا تو یونہی رکھے رکھے خراب ہو جاتا ہے یا دوسروں کے کام آتا ہے۔

وقت پر تو اس فضول خرچی کا خیال نہیں آتا۔ یا آتا بھی ہے تو برادری کا رسم و رواج مجبور کرتا ہے۔ مگر بعد میں اسکے نتائج وبال جان ہو جاتے ہیں۔

میرے سامنے کتنی ہی مثالیں ہیں کہ بڑے بڑے صاحب جائداد و ثروت اپنے بیٹے کی یا بیٹی کی شادی کر کے نان شبینہ کو بھی محتاج ہو گئے۔ اور ساری عمر تباہی و فلاکت میں گذارنی پڑی۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے دینی نجات کے راستوں کو چھوڑ دیا ہے اور ہلاکت کے گڑھے خود اپنے ہاتھ سے اپنے لیے کھود رکھے ہیں۔

حالانکہ قرآن کریم میں ایسے صاف اور کھلے الفاظ میں ان کو بتا دیا گیا تھا کہ

وآت ذا القربی حقہ	قرابت داروں اور مسکینوں۔ اور
والمسکین وابن السبیل	مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول
ولا تبذر تبذیرا ان	خرچی نہ کرو بے شک فضول خرچی
المبذرین کانوا اخوان	کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔
الشیاطین وکان	اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے
الشیطان لربہ کفورا	اور اگر تم کسی رحمت کے انتظار میں
واما تعرضن عنھم	جس کی خدا کی طرف سے امید ہو
ابتغاء رحمۃ من ربک	ان لوگوں سے اعراض کرو تو ان سے
ترجوھا فقل لھم	نرمی کے ساتھ بات کرو۔ اور نہ تو
قولا میسورا ولا تجعل	اپنے ہاتھوں کو گردن کی طرف سمیٹ
یدک مغلولۃ الی عنقک	لو۔ اور نہ بالکل دراز کر دو۔ ورنہ
ولا تبسطھا کل البسط	تہیدست اور ہدف ملامت ہو کر بیٹھ
فتقعد ملوما محسورا	جاؤ گے۔
ان ربک یبسط الرزق	بے شک تمہارا پروردگار جس کو چاہتا
لمن یشاء ویقدر انہ	ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور جسے
کان بعبادہ خبیرا	چاہتا ہے کم دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے
بصیرا	حالات سے خوب واقف اور نگراں
	رہتا ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

یا بنی آدم خذوا زینتکم	اے اولاد آدم ہر مسجد کے پاس تم اپنی
عند کل مسجد وکلوا	زینت کا اظہار کرو اور کھاؤ پیو
واشربوا ولا تسرفوا	اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ
انہ لا یحب المسرفین	فضول خرچی کرنیوالوں کو دوست
	نہیں رکھتا۔

غالباً حق تعالیٰ جل شانہ کو مساجد کے علاوہ دوسری جگہ زینت کرنے کا امر اور تصریح فرمانا منظور نہ تھا۔ اگرچہ دوسرے مواقع میں بھی زینت جائز ہے۔ مگر اس کا اتنا اہتمام مدنظر نہیں تھا کہ اسکو ذکر فرمایا جاتا۔ اس لیے اس کو اصل اباحت پر چھوڑ دیا گیا۔ اور عند کل مسجد فرما کر عموم کے مزید اہتمام کو موکد قرار دیا جس سے معلوم ہوا کہ زینت مساجد کے حقوق و آداب میں سے ہے۔ ورنہ فی حد ذاتہ زینت کوئی مامور بہ نہیں ہے۔

الحاصل مجھے تو یہ عرض کرنا تھا کہ رسوم میں انہماک اور تعدی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی اور مذہبی حالت تباہ و برباد ہوتی جا رہی ہے اور یہ مسلمانوں کی مذہبی و قومی موت ہے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد یا ماورائے سرحد کے بعض مقامات میں یہ رواج ہے کہ کسی گھر میں موت ہو جانے پر تجہیز و تکفین سے پہلے اہل میت کو برادری کی دعوت کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ اور جب تک دعوت کا سامان اس کے دروازہ پر نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک جنازہ اٹھانے ہی نہیں دیتے اہل میت اپنے ننگ و ناموس یا شہرت و نمود کی وجہ سے سودی قرض لے لیکر بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں اور اس کے بعد عمر بھر مصیبت و تباہی اٹھاتے ہیں یہ صریح طور پر خدا و رسول کا مقابلہ ہے امام احمدؒ نے اپنے مسند میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں اس رسم کے عمل کو ہم نیاحت میں داخل سمجھتے تھے۔ جو شرعاً ناجائز اور عمل جاہلیت میں داخل ہے۔

اور یہ مسئلہ کتب فقہ حنفیہ میں صاف و صریح طور پر موجود ہے فتح القدیر اور دوسرے معتبرات کو ملاحظہ فرمائیے۔ علماء ربانیین نے ہمیشہ اس پر انکار فرمایا ہے۔ مگر مسلمانوں کی بدبختی عمل کرنے کی توفیق نہیں دیتی۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ	اہل میت کا لوگوں کی دعوت کرنا
من الطعام من اھل	مکروہ (تحریمی) ہے۔ کیونکہ دعوت
المیت لانہ الدعوۃ	خوشی کے موقعہ پر مشروع ہے
شرعت فی السرور	نہ غمی میں۔ اور یہ بدعت قبیح
لا فی الشرور وھی	ہے۔
بدعۃ مستقبحۃ	
شرح الامام احمد و	امام احمد اور ابن ماجہ نے سند صحیح
ابن ماجہ باسناد صحیح	کے ساتھ جریر بن عبد اللہ صحابی سے
عن جریر بن عبد اللہ	نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم
البجلی قال کنا نعد	(یعنی صحابہ کرام) اہل میت کے گھر
الاجتماع الی اھل المیت	کھانے کے لیے جمع ہونے۔ اور
وصنعھم الطعام من	دعوت کرنے کو نیاحت ممنوعہ میں
النیاحۃ۔	داخل سمجھتے تھے۔

اسی طرح شوافع اور حنابلہ کا مذہب بھی یہی بیان کیا ہے ہاں میت کے ایصال ثواب کے لیے اخلاص کے ساتھ حدود شرعیہ کے اندر اپنی استطاعت کے موافق صدقہ و خیرات کرنا ہر وقت جائز اور مستحسن ہے اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو اس اسراف و نمود کو روکنا ہے۔ جو محض نام و نمود کے لیے ہزاروں روپیہ برباد کر دیا جاتا ہے اور پیسہ نہ ہونے کی صورت میں سودی قرض لے لیکر خرچ کیا جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی مول لی جاتی ہے۔ ترمذی شریف میں ہے،

عن عبد اللہ بن سرجس	عبد اللہ بن سرجس مزنی سے روایت
المزنی ان النبی صلعم	ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
قال السمت الحسن و	فرمایا ہے کہ نیک سیرت اور سہولت
التؤدۃ والاقتصاد	اخلاق اور میانہ روی نبوت کے
جزء من اربعۃ و	چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ
عشرین جزءا من	ہے۔
النبوۃ	

الغرض جب تک یہ رسوم مہلکہ قبیحہ ترک نہ کی جائیں گی اور میانہ روی اور کفایت شعاری اختیار نہ کی جائے گی اسوقت تک مسلمانوں کی حالت نہ سنبھلیگی۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

سودی قرض اور مسلمانوں کی بربادی

بزرگان محترم! مسلمانوں کی ہلاکت اور ان کی تباہی کے اسباب میں سے ایک جو ہلاکت کا سبب جس نے کہ عالم اسلامی کو زیر و زبر کر دیا اور مسلم قومیت کی جڑوں کو کھوکھلا بنا رہا اور ان کی کمر ہمت کو توڑ دیا۔ اور سود خوار زمینداروں سے ۱۲ مارکر گرم خاکستر پھر اور گھروں کو بنا لیا ملکوں کو ویران کر دیا۔ اور نہیں سے اپنے مسلمانوں کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۸ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۶ھ

جمعیۃ علمائے ہند کا خطبۂ صدارت

(۳)

ہندوستان کے مختلف مسائل پر مولانا نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان کے اہم نکات کی طرف ہم گذشتہ دو اشاعتوں میں اہل ملک کو توجہ دلا چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ جناب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے خطبہ صدارت کا مستقل چند کالموں میں خلاصہ بھی دیا ہے اور جریدہ نگاروں کو بھی دکھا دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے اصل خیالات معلوم کر سکیں اور وہ غلط فہمیاں رفع ہوں جو عدم تفاہم سے پیدا ہو گئی ہیں اب ہمیں خطبہ کے اس حصہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے جو خاص مسلمانوں کی دینی و ملی ضروریات سے تعلق رکھتا ہے۔

نصب امارت

اس سلسلہ میں مولانا نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیا ہے وہ نظام جماعت کا قیام ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:-

"شریعت غراء اور ملت بیضاء کے نظام میں سب سے پہلی چیز مقصد یہ ہے کہ مسلمان ایک نظام کے ماتحت رہیں۔ حدیث میں ہے کہ اگر دو تین آدمی بھی ساتھ مل کر سفر کریں تو ایک کو امیر بنا لیں … بغیر نظام کے ملک، اقلیم، شہر اور ملت اور اقوام کی بقا و حیات تو کجا ایک گھر بلکہ ایک شخص واحد کی بقا بھی نہیں۔ پس آج اگر اہل اسلام کو اپنی زندگی و حیات اور بقاء و ارتقاء مطلوب ہے تو ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ بغیر نظام درست کیے تنظیم کا ملک ان کا وجود و بقا کسی طرح ممکن نہیں۔

اس نظام جماعت کے قیام کی صورت یہی ہونی چاہیے کہ اس اولین صدی میں ایک امیر منتخب ہو جس کے احکام کی پیروی تمام جماعت پر واجب ہو اور جس کی آواز تمام قوم کی آواز ہو۔ تمام قوتیں مجتمع ہو جائیں اور تشتت و تفرق اور پراگندگی کی حالت ختم ہو۔ اسی لحاظ سے مولانا نصب امارت کو سب سے زیادہ ضروری چیز قرار دیتے ہیں کہ:-

"مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود اپنے اتفاق یا کثرت رائے سے امیر منتخب کریں۔ ایسے امور جو مہتم بالشان ہوں اور جن میں اُمراء کے اتفاق یا کثرت سے تمام ہندوستان کے لیے ایک امیر اعظم ہو۔"

یہ وہ نہایت اہم مسئلہ ہے جو بار بار جمعیۃ العلماء کے پلیٹ فارم سے بلند ہوتا رہا ہے … جمعیۃ کا اجلاس اس امر پر زور دیتا ہے کہ نصب امارت اور قیام جماعت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا پس اب ضرورت ہے کہ ملک کے اہل الرائے جمع ہو کر کوئی صورت نکالیں کہ جن جن صوبوں اور حلقوں میں نظام جماعت قبول کرنے کی صلاحیت ہو وہاں امیر منتخب کر لیے جائیں۔ اور تمام قومی امارت کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش شروع کی جائے اگر صوبوں کی موجودہ تقسیم کے اعتبار سے ایک ایک صوبہ کو ایک ایک امیر کے ماتحت لانا ممکن نہ ہو تو ایک صوبہ میں دو تین حلقے بنائے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر صوبہ متحدہ کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور صوبہ مشرقی اضلاع کے امیر مولانا عبدالماجد بدایونی منتخب کیے جائیں۔ دیوبند اور اس کے زیر اثر حصہ میں مولانا حسین احمد مدنی کو امیر بنا لیا جائے۔ اور آگرہ، بدایوں، بریلی وغیرہ میں مولانا عبدالقدیر بدایونی یا مولانا نثار احمد کانپوری کے ماتحت امارت قائم کر دی جائے۔ اسی طرح دہلی، انبالہ، میرٹھ اور رہتک و کرنال وغیرہ کو ایک صوبہ بنا کر اس کی امارت مولانا محمد علی صاحب کے سپرد کی جائے۔ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسا ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے بعد یہ ممکن ہے کہ صوبہ کے امراء باہمی سے کوئی امیر اعظم بھی منتخب کر لیا جائے۔ بہرحال چاہیے کہ اس اہم دائم کام کی طرف اب عملی اقدام کی ضرورت ہے اور اس بارے میں عقدہ کو جلد از جلد اس مرکز پر ہی کوششوں کو شروع کرنا چاہیے۔

قضا شرعی کی ضرورت

نصب امارت کے ضمن میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہندوستان میں شرعی دارالقضا قائم کیا جا سکیگا۔ قضاء شرعی کے فقدان سے جو مشکلات اور شرعی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان پر جمعیۃ کے مسلسل پانچ نمبروں میں ہم تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کر چکے ہیں اور مولانا محمد انور شاہ صاحب نے بھی اپنے خطبہ میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی تمدنی زندگی کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں غیر مسلم ججوں اور منصفوں کا فیصلہ شرعاً صحیح نہیں ہے۔ نکاح، طلاق، خلع، میراث، تولیت وغیرہ کے معاملات میں قضاء شرعی لازمی ہے اور اگر قاضی شرع نہ ہو تو ان معاملات کا فیصلہ جائز طریقہ سے ہو ہی نہیں سکتا اس کمی کے مفاسد بیشمار ہیں جن میں سے ایک اہم ترین مفسدہ مسلمان عورتوں کا ارتداد بھی ہے مسلمان ایسی موجودہ حالت میں ان کے سدباب سے عاجز ہیں اور علاج کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ مسلمانوں کی کثرت رائے سے امیر منتخب ہو اس کے ماتحت شرعی دارالقضا قائم کیا جائے اور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ شرعی معاملات میں اس محکمہ کے حقوق، اجرا و تنفیذ کو منظور کرے۔

دارالقضا کے قیام میں لوگ بہت سی شرعی اور سیاسی مشکلات محسوس کرتے ہیں لیکن مولانا نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ شرعی مشکلات کو خود شریعت حل کر رہی ہے۔ اور سیاسی مشکلات کو مسلمانوں کا اتفاق دور کر سکتا ہے۔ اس وقت بھی صوبہ مدراس میں اہل سنت کے لیے قاضی شریعت مقرر ہے اور نکاح و طلاق کے معاملات میں اس کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ اسی طرح سرحد کے علاقوں میں قوم ہی کے علماء تمام معاملات میں اپنے اسلام کے فیصلوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور حکومت اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔

فاضلہ اور خلوص نیت اور فراخ حوصلگی اور حسن مقال اور راست بازی اور شیریں کلامی، وسعت صدر، ایثار، جانفشانی، اور جفاکشی کے اوصاف حمیدہ متصف ہوں۔ اور ایک لمحہ کے لیے بھی ان کے دل میں حرص و طمع، غرض نفسانی، ریاکاری، شوق حصول دنیا نہ آنے پائے …… مبلغ کو چاہیے کہ جو کچھ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے خود بھی اس پر کاربند ہو۔"

یہ اسلام کے اصول تبلیغ کی سچی تشریح ہے جس سے ایک طرف تشہیر، تبلیغ دین کا راستہ بند ہی کے اور پرچار سے ممتاز ہو جاتا ہے جس میں سب شور، تحریص، اطماع، اور تخویف و ترہیب سب کچھ شامل ہو۔ اور دوسری طرف اشتہار بازی کی اس جھوٹی تبلیغ سے بھی الگ ہو جاتا ہے جو بعض مسلمانوں نے محض روپیہ کمانے اور اپنا اثر بڑھانے کیلئے اختیار کر رکھی ہے۔

نومسلموں کی تربیت

اس موضوع پر ہم صراحت سے پہلے بھی اپنے دو مقالات افتتاحیہ میں کچھ کہہ چکے ہیں اسی طرف مولانا نے بھی توجہ دلائی ہے اور ایسے نومسلم قائم کرنے کی ضرورت ظاہر کی ہے جہاں نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ مولانا کی یہ رائے خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہے کہ جو لوگ ان میں سے ہنگامی جوش رکھتے ہیں انہیں اسلام کا سو فیصد زائد کر کے صرف جوش کرتا چاہیے کیونکہ ہمیشہ کا سو چھوڑ دینا اسلامی مصلحت کیخلاف ہے اور

خیر مقدم

ہم دلی اخلاص و عقیدت کیساتھ اپنے اس غربت کدہ وطن میں اعلیٰ حضرت سلطان الاسلام والمسلمین ناصر الملۃ والدین شاہ امان اللہ خان غازی خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اس غلام سرزمین کے کہاں ایسے نصیب کہ دولت مستقلہ افغانستان کا پادشاہ ذی جاہ اس پر قدم رکھے۔ اپنے عالیقدر مہمان کی تشریف فرمائی سے مسرور و شادماں ہونا تو بہرحال ایک فطری امر ہے۔ لیکن شرم و ندامت کا یہ احساس ہمارے لیے سوہان روح ہے کہ ہم غلامی کا طوق پہنے ہوئے اس شجاع و غیور فرمانروا کا استقبال کر رہے ہیں جس نے اپنے ملک و ملت کی آزادی کو عطیہ یا ورثہ میں نہیں پایا۔ بلکہ خود اپنی قوت بازو سے حاصل کیا ہے کاش! آج ہم بھی آزاد ہوتے اور آزاد انسانوں کی طرح اپنے آزاد ہمسایہ کو خوش آمدید کہہ سکتے۔

اعلیٰحضرت کی ذات والا کی تشریف بخیب قوم سے ہم ہندی مسلمانوں کو جو محبت ہے اس کی محض ایک جھلک بمبئی کی ان ہزارہا آنکھوں میں نظر آئی گی جو شوق دید کی بیتابی کے ساتھ اعلیٰحضرت کی طرف لگی ہوئی ہیں اور سب جذبات کی ترجمانی کریگی ہم جانتے ہیں کہ اس بیکسی و کم دری کی حالت میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی کوئی خدمت ہم سے بن نہیں آ سکتی۔ مگر اس عالم حزن و یاس میں صرف یہ چیز ہمارے لیے سرمایہ سکون و اطمینان ہم پہنچاتی ہے کہ ہمارے پہلو میں ایک ایسی بہادر قوم موجود ہے جو اپنے مضبوط ہاتھوں سے شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے علم کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور اپنے گرم خون سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کے چمن کو سینچنے کے لیے مستعد ہے ہم سب ملکر بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں کہ ملت افغانیہ اپنے پادشاہ کیساتھ خدمت دین حنیف میں ثابت قدم رہے۔ اور ہم اہل ہند کو بھی اتنی قوت و ہمت عطا ہو کہ اپنی غلامی کی زنجیریں توڑ کر اسلام اور ملت اسلامیہ کی عملی خدمت کر سکیں۔ آمین

پس اگر مسلمان بالاتفاق اپنا محکمہ قضا قائم کریں اور اپنے شرعی معاملات کو قاضی شرع سے طے کرنے پر اصرار کریں تو حکومت کو اس کی منظوری پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

تبلیغ اسلام

اس کے بعد مولانا نے اس اہم فریضہ کی طرف توجہ فرمائی ہے جو مسلمانوں کے اہم ترین فرائض میں سے ہے اور ایک عالمانہ انداز میں ثابت کیا ہے کہ مسلمان چاہیے ہر قوم کو اس چیز کے نشر و تبلیغ کا حق ہو جسے وہ اپنے نزدیک صحیح سمجھتی ہے لیکن اصولاً یہ صرف اس جماعت کا خاص حق ہے جو توحید کی حامل اور دین فطرت کی پیرو ہے اس مضمون پر مولانا نے نہایت لطیف بحث فرمائی ہے جو اہل علم کے دیکھنے کے قابل ہے۔

علماء کو تبلیغ دین الٰہی کی اہمیت جتانے کے بعد مولانا نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس فرض کی انجام دہی کے لیے کیسے آدمی موزوں ہیں۔ اور کونسے طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"جو لوگ اسلام کے اس اہم فریضہ کے لیے تیار ہوں انکو سمجھ لینا چاہیے کہ پیغام دین متین اور نشر و ابلاغ حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاق حسنہ اور ملکات

سو ورکنگ کمیٹی سرحد میں کام شروع کر دیا جائے۔

اصلاح رسوم

مسلمانوں میں جو ہلاک اور بیشتر کافرانہ رسمیں رائج ہیں ان کے خلاف مولانا نے شریعت کے احکام نہایت وضاحت سے بیان فرمائے ہیں۔ عورتوں کو میراث سے محروم کرنا، لڑکیوں کی شادی پر روپیہ لینا، شادیوں میں بدعات و منہیات پر فضول روپیہ خرچ کرنا اور میت کے قرب و جوار برادری کی دعوت کرنا یہ ایسی رسمیں ہیں جن کی تردید مولانا نے ایسے واضح دلائل کے ساتھ فرمائی ہے کہ کوئی شخص جس کے دل میں اسلام اور اسلام کے احکام کی عزت موجود ہو انہیں پڑھنے کے بعد ان رسموں کا پابند نہیں رہ سکتا۔ بلدی سٹی میں خطبہ کے اس حصہ کو الگ چھپوا کر عام مسلمانوں میں نہایت کثرت کیساتھ تقسیم کرنا چاہیے اور ان برادریوں میں جہاں یہ رسمیں ہوں انہیں تعلیم یافتہ لوگوں کو خود جا کر بہر کرنا چاہیے۔

سودی قرض

افسوس ہے کہ خطبہ کے زیادہ طویل ہو جانے کی وجہ سے جناب صدر اس اہم اور ضروری مسئلہ پر زیادہ تفصیل کیساتھ اظہار خیال نہ فرما سکے تاہم انہوں نے تجارت و صنعت کے متعلق اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ خدا را اس عالمگیر آگ سے اپنی قوم کو بچاؤ کیونکہ یہ مرض جذام کی طرح مسلمانوں کی قوت حیات کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی اقتصادی اصلاح کے سلسلہ میں سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ انہیں سودی قرض کی بری عادت سے روکا جائے۔ اور اس کے پنجہ سے چھڑانے کیلئے محض زبانی ہی نہیں بلکہ عملی کام شروع کر دیا جائے۔ اس مسئلہ پر ہم آئندہ کسی صحبت میں چند عملی تجاویز پیش کریں گے۔

جمعیۃ العلماء پر ایک شرمناک بہتان

دنیا میں دغا و فریب کے جتنے طریقے رائج ہیں ان میں نشر و اشاعت کے ذریعہ پبلک کو دھوکا دینے کا طریقہ سب سے زیادہ خطرناک اور شرمناک ہے اور غالباً شیطانی گروہ میں ان لوگوں سے زیادہ بے باک اور بے غیرت کوئی نہیں ہے جو اپنی اغراض کے لیے اس طریقہ کو استعمال کرتے ہیں حال کا واقعہ ہے کہ کسی شخص نے ملک کے بعض جرائد کو پشاور سے ایک تار بھیجا جس میں جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ پہلے ہی دن مولانا انیس احمد صاحب سکرٹری آل انڈیا مسلم فیڈریشن نے مسلمانان سرحد کے ایک جلسہ عام میں کمیشن کے مقاطعہ کی تحریک سے اختلاف کرنے کا اعلان دیا … اور اعلان کیا کہ سرحد کے مسلمان بھی مقاطعہ کے خلاف ہیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ مقاطعہ کی قرارداد پر جلسہ عام میں بحث نہیں ہو گی۔ اسلئے مولانا اس امر کے خلاف کرنا ملتوی کر دیا آگے چلکر اس شخص نے مقاطعہ کے متعلق جمعیۃ کا فیصلہ اس طریق سے بیان کیا تھا کہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ اجلاس میں مخالفین مقاطعہ کو جن کی رہنمائی مولانا احمد سعید صاحب کر رہے تھے حامیان مقاطعہ پر زبردست فتح حاصل ہوئی اور بالآخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر ہندو ہمارے مطالبات کو منظور کریں تو کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائیگا ورنہ نہیں۔

اس بیان میں اول تو انیس احمد صاحب کا ذکر اسطرح کیا گیا ہے کہ گویا وہ بھی کوئی عالم اور جمعیۃ کے رکن ہیں جنہیں اجلاس عام میں اظہار رائے کرنے کا حق حاصل تھا۔ حالانکہ ان "مصنوعی مولانا" کی حقیقت جو کچھ ہے وہ سب واقف کار لوگوں کو معلوم ہے اور پشاور میں انہیں اپنی بیہودہ حرکات کی وجہ سے جسقدر ذلیل ہونا پڑا اس کی کیفیت بھی شرکاء جلسہ میں سے کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن اس جھوٹی تاربازی کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس میں ملک کو نہایت بددیانتی کے ساتھ جمعیۃ کی طرف سے بدگمان کیا گیا اور تحریف و تلبیس کر کے اسکے فیصلہ کو ایسے رنگ میں پیش کیا گیا جو ہرگز اس کا اصلی رنگ نہ تھا۔ قارئین کرام اسی اشاعت میں جمعیۃ کی تجویز نمبر ۲۳ کو پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ اس خبر کاذب کے بیان سے جمعیۃ کا فیصلہ کس قدر مختلف ہے۔ اور یہ کیسی شرمناک حرکت ہے جو کسی بھی حالت سے صرف ناجائز نفع حاصل کرنے کیلئے کی گئی ہے۔

حکومت سرحد کی فیاضی

صوبہ سرحد کی حکومت نے اجلاس جمعیۃ علماء ہند کے موقع پر جس "وسیع دماغی" کا ثبوت دیا ہے اسکی تعریف نہ کرنا یقیناً انصاف پر ظلم ہوگا۔ اس نے پہلی مرتبہ اپنے حدود میں ایک ایسی سیاسی و مذہبی جماعت کو عام اجتماع کی اجازت دی جو کھلے طور پر حکومت کے موجودہ نظام کی مخالف ہے اور آزادی کے ساتھ حکومت اور اسکے اعمال پر نکتہ چینی کرتی رہی ہے۔ یہ اپنی قدیم استبدادی پالیسی سے اس کا پہلا انحراف ہے۔ اور ابتدا ہی میں اس نے ایسی فراخ دلی اور وسعت نظر سے کام لیا ہے جس کی مثال ہندوستان کے کسی آزاد سے آزاد صوبہ کی حکومت میں بھی نہیں مل سکتی۔ ایک عالیشان سرکاری عمارت کو ملک کے سیاسی لیڈروں کی مہمانی کے لئے وقف کر دینا، شرکت اجلاس کے لئے سرکاری ملازموں کو عام اجازت دیدینا اور فرائض باضابطہ تعطیل کرنا اور بڑے بڑے ذمہ دار افسروں کا خود اجلاس میں شریک ہونا، یہ ایسی باتیں ہیں جو "سرزمین بے آئین" تو درکنار ان صوبوں میں بھی کبھی نہیں دیکھی گئیں جو "سرزمین با آئین" کہلائے جاتے ہیں اس لئے حکومت سرحد تمام ہندوستانیوں کی جانب سے دلی مبارکباد کی مستحق ہے لیکن اس روشن کارنامہ میں تنگ دلی کا ایک بدنما داغ بھی ہے جو ان سیاسیوں کے پہلو میں اور بھی زیادہ تاریک معلوم ہوتا ہے۔ سرحد کے چند مظلوم باشندے جنکو اپنے وطن محبوب سے نکلے ہوئے تقریباً سات سال ہو چکے ہیں ابھی تک جلا وطنی کی حالت میں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ اور حکومت نے اس موقع پر بھی ان احکام کو منسوخ نہیں کیا ہے جو ترک موالات کی تحریک کے زمانہ میں اگر کسی حد تک مبنی بر عقل و مصلحت تھے بھی تو کم از کم اب نہیں باقی رکھنے کے لیے کوئی ذرہ برابر بھی معقول وجہ نہیں رہی ہے۔ مولانا ابوالعارف محمد عزیز صاحب کے ساتھ صرف اتنی رعایت کی گئی کہ ایک ہفتہ کے لئے انہیں سرحد میں جانے اور صرف ایک دن کے لئے اپنے گھر ہو آنے کی اجازت دیدی گئی۔ لیکن اس کو کسی طرح بھی کافی نہیں کہا جا سکتا۔ ضرورت ہے کہ سرحد کے حکام جلد سے جلد جلاوطنی کے احکام کو منسوخ کر دیں اور مولانا محمد عرفان صاحب اور مولانا محمد اسحاق وغیرہ حضرات کو اپنے وطن میں رہنے کی عام اجازت دیدیں۔ چونکہ سرحد کے حکام نے اس موقع پر ثابت کر دیا ہے کہ انہیں عقل و تدبر اور انصاف کی لطیف حس باشعور موجود ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری اس گذارش پر ضرور توجہ کرینگے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر ہلال احمد زبیری بی۔ اے

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ (")
ایک کالم (")
½ کالم (")
¼ کالم (")

جلد ۱۰ | دہلی یوم جمعہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ ہجری مطابق یکم نومبر ۱۹۲۹ء عیسوی | نمبر ۳۲

شاردا ایکٹ کے متعلق مجلس شوریٰ کا اجلاس

ہندوستان کی مختلف جمعیتوں کے نمائندوں اور دیگر زعماء کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں سول نافرمانی کی تیاری

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کے اجلاس کے ساتھ ذمہ دار مسلم جمعیتوں کے نمائندوں اور مقتدر علماء ہند کی جو مجلس مشاورت طلب کی گئی تھی اس کا اجلاس ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ۹ بجے صبح فتحپوری ہال دہلی میں زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ جمعیۃ علماء ہند کے محترم اراکین کے علاوہ تقریباً دو سو نمائندگان اور علماء و زعماء شریک جلسہ تھے۔

جن میں مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ایم ایل اے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی۔ مولانا ظفر علی خاں (مالک زمیندار) مولانا سید حبیب صاحب مالک سیاست۔ مولانا محمد علی صاحب (انجمن خادم الدین لاہور)۔ مولانا سید علی زینبی صاحب (نمائندہ ندوۃ العلماء) مولانا احمد اللہ صاحب (نمائندہ اہلحدیث کانفرنس)۔ مولانا عنایت اللہ صاحب (نمائندہ فرنگی محل) خواجہ مختار احمد صاحب۔ حکیم محمد جمیل خاں صاحب۔ مولانا محمد عبداللطیف صاحب (نمائندہ مظاہر العلوم) مولانا غلام حسن صاحب ہوم ممبر بہاولپور۔ رضا مرزا صاحب وکیل۔ مرزا اعجاز حسین صاحب وکیل۔ خواجہ غلام السبطین صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولانا ریاض انور صاحب (دہلی) مولانا محمد زکریا صاحب۔ مولانا نثار احمد صاحب۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔ مولانا عثمان غنی صاحب (ایڈیٹر امارت)۔ مولانا مہدی حسن صاحب۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا سراج احمد صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا افضل صمدانی صاحب۔ مولانا محمود راز بیگ صاحب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا عبدالرحمن صاحب۔ مولانا فرخند علی صاحب۔ مولانا سیف (احمد) صاحب۔ مولانا محمد صاحب جوناگڈھی۔ مولوی مجید حسن صاحب (مالک مدینہ بجنور)۔ صاحب ایڈیٹر مدینہ)۔ قاضی بدرالحسن صاحب (آل انڈیا خلافت)۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب۔ شیخ رشید الدین صاحب۔ خواجہ عزیز حسن صاحب نقائی (ایڈیٹر پیشوا)۔ محمد جعفری صاحب (ایڈیٹر ملت)۔ ہلال احمد صاحب زبیری (ایڈیٹر الجمعیۃ)۔ مولانا لطف اللہ صاحب۔ مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی اور دیگر حضرات شریک تھے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا نام صدارت کیلئے پیش کیا جس کی متعدد حضرات نے تائید کی حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے جلسہ کی نوعیت کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ مولانا کے بعد مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی، مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی، مولانا محمد نعیم صاحب، مولانا حبیب الرحمن صاحب، مولانا محمد علی صاحب اور بعض دیگر مقررین نے تقریریں فرمائیں۔ اس دوران میں مولانا محمد علی صاحب کا نام بھی صدارت کیلئے پیش کیا گیا۔ مگر مولانا نے اپنا نام واپس لے لیا اور حضرت مفتی صاحب قبلہ باتفاق رائے صدر منتخب ہوئے۔

پہلی نشست میں سارداایکٹ کے خلاف مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل پر مختلف حضرات نے اظہار خیال فرمایا۔ اور کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔ نشست ۱۲ بجے ختم ہوگئی۔

دوسری نشست ۲½ بجے شروع ہوئی جس میں مولانا حفظ الرحمن کی تحریک اور مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تائید سے مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی:۔

"مسلمانان ہند کے تمام طبقات کے برگزیدہ نمائندوں کا یہ جلسہ جو علمائے کرام کی دعوت پر دہلی میں منعقد ہوا ہے سارداایکٹ کو جسے لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ نے سات کروڑ فرزندان توحید کے پیہم اور مسلسل احتجاج کے باوجود پاس کردیا اور جس پر گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اس احتجاج کو سرپائے استحقار سے ٹھکراتے ہوئے آخری مہر توثیق ثبت کردی اور اسے یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے طول بلد عرض ہندوستان میں نافذ العمل قرار دیا، شریعت مقدسہ اسلامیہ کی کھلی ہوئی توہین اور مسلمانوں کی مجلسی زندگی کے مقدس ترین شعبہ میں ایک دل آزار اور ناقابل برداشت مداخلت تصور کرتا ہے اور اپنی ذمہ داری کے کامل احساس کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ مسلمانان ہند اس قانون کو تسلیم کرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اور اگر اس آخری فیصلہ کن اعلان کے بعد حکومت نے اس قانون کو جو ہندوؤں کی غالب اکثریت کیلئے بھی دل آزار اور ناقابل قبول ہے منسوخ نہ کردیا اور مسلمانوں کے شخصی قانون شریعت میں آئندہ کے لئے آئینی طور پر مداخلت سے محترز رہنے کا بنیادی اصول تسلیم نہ کرلیا، تو پھر ناموس اسلام اور تحفظ شریعت مطہرہ کے لئے مسلمانوں کو ایک مجلس کی قیادت میں جو جمعیۃ علمائے ہند خاص اس غرض سے جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس جاریہ میں قائم کرے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قانون کی مخالفت میں حسب ذیل لائحہ عمل پر کاربند ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے:۔

(۱) تمام ہندوستان میں ایک روز مقرر کرکے ہڑتال کرائی جائے اور جلسوں کے ذریعے سے تمام مسلمانوں کی طرف سے اس قانون سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔ ایک تجویز کا مسودہ شائع کردیا جائے جو ہر جلسہ میں متفقہ طور پر پاس کی جائے۔

(۲) جمعیۃ کی طرف سے تمام ملک میں وفود دورہ کریں اور مسلمانوں کو قانون مسترد نہ ہونے کی صورت میں سول نافرمانی کے لئے تیار کریں۔

(۳) اگر اپریل سے پہلے یہ قانون مسترد نہ کردیا جائے تو جمعیۃ علماء اواخر مارچ میں سول نافرمانی کا پروگرام مرتب کرے اور پوری قوت سے مسلمان اسپر عمل کریں اور اسوقت تک دم نہ لیں جبتک کہ آئندہ اس قسم کی مذہبی مداخلت کا سد باب نہوجائے۔"

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس

مسائل حاضرہ کے متعلق مسلمانان ہند کی صحیح رہنمائی

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو فتحپوری ہال دہلی میں زیر صدارت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ٹھیک سوا دو بجے شروع ہوا۔ مندرجہ ذیل حضرات اراکین جمعیۃ شریک جلسہ تھے۔

مولانا احمد سعید صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا نورالدین صاحب۔ مولانا نصیرالدین صاحب۔ مولانا خدا بخش صاحب۔ مولانا عبدالجبار صاحب۔ مولانا مظہرالدین صاحب۔ مولانا ریاض انور صاحب۔ نواب محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا نثار احمد صاحب۔ مولانا عبدالجبار صاحب۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی۔ مولانا ریاض احمد صاحب۔ مولانا عثمان غنی صاحب۔ مولانا عبدالغنی خانصاحب۔ مولانا مہدی حسن صاحب۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا معظم حسین صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب۔ مولانا سراج الرحمن صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب۔ مولانا افضل صمدانی صاحب۔ مولانا فخرالدین صاحب۔ مولانا محمود راز بیگ صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد عبدالرحمن صاحب۔ مولانا عبدالمجید صاحب۔ مولانا ابوالحسن صاحب۔ مولانا فضل رحیم صاحب۔ مولانا حبیب الحق صاحب۔ مولانا فرخند علی صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب۔ حاجی عبدالغفار صاحب۔ مولانا محمد لطف اللہ صاحب۔ مولانا حکیم جمیل الدین صاحب۔ مولانا حکیم قطب الدین صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا سید آل نبی صاحب۔ مولانا محمد صاحب جوناگڈھی۔ مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی۔ مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا عبدالرحمن صاحب رحمانی۔

سب سے پہلے مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی نے گذشتہ اجلاس مراد آباد کی کارروائی پڑھ کر سنائی جو مختصر بحث تمحیص اور جزوی اضافہ کے بعد منظور کی گئی اور جناب صدر نے اس پر دستخط ثبت فرمادئے۔

انتداب فلسطین اور اعلان بالفور کی تنسیخ کا مطالبہ

پہلی تجویز فلسطین کے متعلق مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی نے پیش کی جس پر مولانا محمد نعیم صاحب مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے موافق و مخالف تقریریں کیں مندرجہ ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی۔

"جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا یہ اجلاس فلسطین پر برطانیہ کے انتداب کو احکام اسلام اور حرم محترم کے تقدس اور اہل فلسطین کی فطری آزادی کے منافی سمجھتا ہے اور جمعیۃ الاقوام (لیگ آف نیشنز) اور برطانیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً اعلان بالفور کی منسوخی اور انتداب ہٹالینے کا صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اعلان کردے جلسہ کو یقین ہے کہ فلسطین کے گذشتہ خونی واقعات صیہونی تحریک اور اعلان بالفور اور قوت انتداب کی یہود نواز پالیسی کے اندوہناک نتائج ہیں۔ اور ان کا واحد سبب یہودیوں کا وہ غاصبانہ وظالمانہ رویہ ہی ہے جو انہوں نے قدیم الایام کے دستور کے خلاف اختیار کیا ہے۔ اور برطانیہ کے افسروں نے ان کے جور و اعتداء کی عملی ہمت افزائی کی ہے۔

یہ جلسہ اس کمیشن کو ہرگز قابل اعتماد نہیں سمجھتا جو برطانیہ نے مقرر کیا ہے۔ قابل اعتماد وہی کمیشن ہوسکتا ہے جس کو خود اہل فلسطین قابل اعتماد سمجھیں اور اس کی تحقیقات پر مطمئن ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان اسوقت تک مطمئن نہوں گے جب تک کہ فلسطین کی آبادی اپنی مرضی کے موافق قائم نہوجائے گی اور وہ پورے طور پر آزاد نہوجائیں گے۔"

محرک۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی
مؤید۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب

فتح کابل پر اظہار مسرت

فلسطین کی تجویز کے بعد جلسہ نماز عصر کیلئے ملتوی کردیا گیا دوسری نشست نماز کے بعد سوا پانچ بجے شروع ہوئی۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب نے افغانستان کے متعلق ایک تجویز پیش کی جس کی تائید و تائید مزید مولانا حفظ الرحمن صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب نے کی۔ مولانا محمد علی صاحب نے تجویز پر تقریر کرتے ہوئے بعض شقوں سے اختلاف کیا حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے بھی بحیثیت رکن جمعیۃ بحث میں حصہ لیا اس تجویز پر ابھی تقریریں جاری تھیں کہ نماز مغرب کا وقت ہوگیا اور جلسہ ملتوی کردیا گیا۔

مجلس مرکزیہ کے اجلاس کی تیسری نشست ۲۸ اکتوبر ۲۹ء کو ۸½ بجے صبح شروع ہوئی۔ جس میں مولانا حبیب الرحمن صاحب نے اپنی زیر بحث تجویز پڑھ کر سنائی۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے اس پر ایک تقریر کی۔ جس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی۔

(الف) جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا یہ اجلاس جنرل نادر خاں کے زیر قیادت فتح کابل پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ یہ فتح افغانستان کی اسلامی سلطنت واحترام شریعت و بحالی امن وامان و انسداد خانہ جنگی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

(ب) اس تجویز کی نقل غازی نادر خاں کی خدمت میں ارسال کردی جائے۔

محرک۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی
مؤید۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب

ساردا ایکٹ کے متعلق سب کمیٹی کا قیام

افغانستان کی قرارداد کے بعد مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کی مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی:۔

(الف) جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ سارداایکٹ کو قطعاً اسلامی اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے جیسا کہ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس مراد آباد میں طے ہوچکا ہے ہندوستان میں تحفظ ناموس اسلام کے لئے اسکے استرداد کو لازمی سمجھتا ہے۔ اس سلسلے میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے جلسہ شوریٰ کے فیصلے کو پوری اہمیت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ضروری سمجھتا ہے کہ بل کو مسترد کرانے کی غرض سے عملی جدوجہد کو بروئے کار لانے کے لئے ایک کمیٹی معین کردی جائے جو اپنی صوابدید کے موافق پروگرام بناکر کارروائی شروع کردے۔ اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہونگے۔

مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا عبدالمجید صاحب دہلوی۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب جوناگڈھی۔

(ب) کمیٹی میں صدر و ناظم جمعیۃ کے علاوہ سات ارکان ہونگے اور کمیٹی کو حق ہوگا کہ وہ ضرورت سمجھے تو اور ارکان کا اضافہ بھی کرلے اور ارکان جمعیۃ کے علاوہ دوسرے حضرات کا انتخاب بھی کرسکیگی۔ اور سہولت کیلئے اپنی طرف سے ایک یا متعدد سب کمیٹیاں بھی بنا سکیگی کمیٹی کا کورم پانچ ہوگا اور اگر ارکان کی تعداد اضافہ کی صورت میں پندرہ سے زائد [illegible]

20-07-1929

راجپال کے مصنفہ قاتل کی اپیل نامنظور

مسٹر محمد علی جناح کی باطل شکن تقریر

لاہور ۱۷ جولائی ... راجپال کے قتل کے جرم میں مسٹر ٹیپ سیشن جج لاہور کی عدالت سے پھانسی کی سزا ہوئی تھی اس کی مرافعہ مسٹر جسٹس براڈوے اور مسٹر جسٹس جانسٹن کے ڈویژنل بنچ میں پیش ہوا۔

صبح ۸ بجے سے لوگ جوق در جوق جمع ہونے شروع ہو گئے اور ... بجے تک ... ہو گئی عدالت عالیہ کے بڑے دروازے ... پر پولیس کا زبردست پہرہ ...

جرم کا اقبال غیر قدرتی ہے

مسٹر جناح نے فرمایا کہ گواہ کا بیان ہے کہ جب ملزم کو پکڑا گیا تو اس نے کہا میں نے کوئی چوری نہیں کی ڈاکہ نہیں مارا۔ میں نے صرف اپنے پیغمبر کا بدلہ لیا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ملزم بھاگا جاتا تھا۔ اس کا تعاقب بھی کیا گیا۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی فوراً اس طرح اقبال جرم کرے۔ یہ شہادت بھی پیش کی گئی ہے کہ وہ متواتر اقبال جرم کرتا رہا ...

[illegible]

دکانداروں کے بیان میں شدید اختلاف

[illegible]

شور و غل نہ ہونا چاہئے

[illegible]

چھری فروخت کنندہ نیا گواہ ہے

[illegible]

پولیس کی شہادت پر مسٹر جناح کی جرح

[illegible]

خون کے نشانات میں غلطی

[illegible]

سیشن جج نے فیصلہ میں غلطی کی

[illegible]

کی رائے فرقہ پرستانہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ فاضل جج نے شہادتوں سے بھی غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

رحم کی استدعا۔ اپیل نامنظور

آخر میں مسٹر جناح نے کہا کہ ملزم نوجوان ہے راجپال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا اس لئے سزائے موت سخت سزا ہے۔ ملزم پر رحم کیا جائے۔

ریفرنس کے بعد عدالت نے سرکاری وکیل کا جواب سننے کے بغیر حاضرین کو باہر نکال دیا۔ اور فیصلہ محفوظ رکھا۔ سرکاری وکیل کی جوابی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

معلوم ہوا ہے کہ چار بجے کے قریب عدالت نے فیصلہ سنا دیا۔ اور اپیل نامنظور کر دی۔

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

اظہار حقیقت

۱۱ ماہ رواں کو جریدہ زمیندار میں بعنوان "غفرلہ کی خرافات" میری قلم کا ایک مراسلہ شائع ہوا تھا جس کو مولانا غفرلہ الامان اس قدر چراغ پا ہو گئے کہ شاید عمر بھر میں ان کیلئے یہ پہلا موقع ہے۔ آپ نے عنوان مندرجہ بالا کے ہم قافیہ "نجم العارفین کی اکڑ فوں" کے عنوان سے ایک فرضی نامہ نگار کے نام سے مراسلہ شائع کیا میں نے تو غفرلہ کی رعایت سے خرافات کا عنوان تجویز کیا تھا اگر آپ کی سرشت قافیہ بندی ملحوظ ہوتی تو بجائے غفرلہ کی خرافات کے "غفر اللہ رسوائے خلق اللہ" عنوان قائم کرتا۔ میں نے تو آپ کی شان میں کوئی کلمہ ایسا استعمال ہی نہیں کیا جس میں ذم کا پہلو ہو مگر کیا آپ بلبلا اٹھے ہیں۔ آپ ایک فاختہ کی طرح کبھی مولانا احمد سعید صاحب کو لپٹ پڑے تو کبھی ظفر علی خاں کی پگڑی اچھال دی اور کبھی نجم العارفین کو گالیاں دینے لگے۔ آپ غصہ میں اندھے کی لکڑی کی طرح دیوانہ وار ہر طرف برسنے لگے۔ ایک اخبار کے کہنہ مشق مدیر ہو کر بھی آپ اہل قلم کے رنگ سے ناآشنا ہیں۔ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم ...

[illegible]

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

[illegible]

جمعیۃ علما ہند اور شعبۂ تبلیغ پر ناپاک الزامات

کذب و افترا کی باطل شکن تردید

(از حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علما ہند)

(۱)

الامان مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۹ء میں صفحہ ۶ پر مراسلات کے عنوان کے ماتحت ایک مراسلہ چھپا ہے جس کی سرخی یہ ہے "خداوند الجمعیۃ کی فتنہ انگیزیاں"۔

اس طویل و عریض مضمون میں شخصیات سے گذر کر جمعیۃ علماء اور اس کے صیغوں اور شعبوں پر بھی ایسے سنگین الزام لگائے گئے ہیں جن کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کو ہندوستان کی اس محترم جمعیۃ اور اس کے شعبہ جات سے بدظن کر دیا جائے۔ اور اس طرح اس جمعیۃ اور اس کے شعبوں کا خاتمہ ہو جائے، چونکہ میں جمعیۃ کا ایک خادم ہوں اور میرا منصبی فرض ہے کہ میں ان الزامات کی جو بالکل غلط اور کذب و افترا ہیں اور جن سے جمعیۃ کی زندگی معرض خطر میں پڑ جاتی ہے صاف صاف تردید کر دوں اور اصل حقیقت ظاہر کر دوں اسلئے میں ان چند سطروں کے لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔

مضمون مذکور میں پہلا الزام یہ لگایا گیا ہے۔ "مجھے وثوق کے ساتھ معلوم ہے کہ یہ شخص جب جیل سے چھوٹ کر آیا تو اس نے مولانا فنڈ سے جو کمیٹیوں اور بیواؤں کا حق تھا دو ہزار روپیہ اپنے اخبار مسلم مرحوم کے لئے منظور کرا لیا لیکن مسیح الملک اور مولانا منظہر الدین صاحب کی مخلصانہ سعی سے وہ روپیہ اسکو نہ مل سکا" اس الزام کی حقیقت یہ ہے کہ ...

[illegible]

جمعیۃ کا مستقل اخبار نہ نکالا جائے، الامان موجود ہے اسی سے کام لیا جائے، اور دوسرے اخبار بھی ہیں ان کی خدمات حاصل کر لیجائیں۔ مگر جبکہ تجویز مذکورہ بالا جلسہ میں منظور ہو گئی تو مولانا منظہر الدین نے فوراً دوسری تجویز پیش کر دی جو یہ تھی۔

جمعیۃ منتظمہ کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ اجراء اخبار العلما کے متعلق جو تجویز منظور ہو چکی ہے اس کا انتظام ایک ایسی کمیٹی کے ماتحت ہونا چاہیے جس کے ممبر پریس کے کام کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اور یہ کمیٹی پانچ ارکان جمعیۃ پر مع صدر و ناظم صاحبان کے مشتمل ہو کورم تین ہوگا۔ ساتھ ہی یہ جلسہ اس کمیٹی کے لئے حضرات ذیل کے نام تجویز کرتا ہے۔

(۱) مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر (۲) حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب (۳) مولوی احمد سعید صاحب ناظم (۴) مولوی منظہر الدین صاحب (۵) مولوی ثناء اللہ صاحب۔

یہ تجویز بھی جلسہ میں منظور ہو گئی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اس سب کمیٹی کے ایک دو جلسے ہوئے مگر ان میں اخبار کی نوعیت کا مسئلہ ہی ختم نہ ہوا کبھی عربی اخبار نکالنے کی تجویز پیش ہوئی کبھی رسالہ کا منصوبہ پیش ہوا کبھی اردو اور عربی کا مشترک اخبار تجویز کیا گیا غرض اسی طرح اخبار ملتوی ہوتا رہا اور آٹھ مہینے کامل گذر گئے۔

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

ذبیح نمبر

قیمت ۲ر

دہلی

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ ۔ عہ
ششماہی ۔ ۳ ۸
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ ۔ عہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ دو آنہ

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
۱ ۵ ۹ ۱۳
۱۷ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شایع ہوتا ہے
نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایکبار) ۳۰
نصف صفحہ (") ۱۶
ایک کالم (") ۱۰
½ کالم (") ۶
¼ کالم (") ۳

ایڈیٹر
ابو البیان اویسی

جلد ۹ | دہلی یوم پنجشنبہ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۷ ہجری مطابق ۱۶ مئی سنہ ۱۹۲۹ عیسوی | نمبر ۳۴

من اول شستہ ام اے محتسب از آبرو دستے

مولانا گرامی (رحمۃ اللہ علیہ) کا غیر مطبوعہ کلام

ہم اپنے دوست صوفی بشیر صاحب کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے جریدہ الجمعیۃ کیلئے مولانا گرامی مرحوم کی ایک غزل مرحمت فرمائی ہے گذشتہ دنوں جب صوفی صاحب موصوف اپنے والد کو حج بیت اللہ کیلئے رخصت کرنیکی غرض سے دہلی تشریف لائے تھے تو حسن اتفاق سے ہکو بھی صوفی صاحب کی ملاقات کا موقع ملگیا تھا۔ اور اسی ملاقات ہی کے دوران میں یہ غزل ہکو صوفی صاحب سے موصول ہوگئی تھی ہماری دلی خواہش تو یہی تھی کہ غزل پہلے ہی شایع کر دیجاتی لیکن چونکہ یہ غزل ایسے شخص کی معرفت وصول ہوئی تھی جو اپنے والد بزرگوار کو سفر حج کیلئے رخصت کرنے آیا تھا۔ اسلئے اس غزل کو بھی ایک گونہ حج کیساتھ مناسبت ہوگئی ہے اور ہمنے یہی مناسب سمجھا کہ گرامی کی یہ غزل ایسے پرچہ میں شایع کیجائے جو ذی الحج میں شایع ہو رہا ہو ہکو خدا کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ جبکہ صوفی بشیر اپنے ہدیہ کو ذبیح نمبر میں پڑھ رہے ہونگے تو انکے والد حج کیلئے مکہ معظمہ سے احرام باندھے منیٰ کیطرف جا رہے ہونگے یا منیٰ میں مقیم ہوں گے یا عرفات کیطرف روانہ ہوچکے ہوں گے اجل رحمت کیطرف بڑھ رہے ہونگے خدا سے دعا کر رہے ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

من اول شستہ ام اے محتسب از آبرو دستے
زدم آنگاہ بیباکانہ بر جام و سبو دستے

چو عقرب بر سر مژگاں بچشم میزند نشتر
اگر بینم شبے در کاکل آں ماہرو دستے

کدامیں میدہد تعلیم بے رحمی باں ظالم
من از دنبال نالاں غیر را در دست او دستے

الٰہی کو شب مہتاب و ذوق مے پرستیہا
بدستے دستۂ نرگس بدست ماہرو دستے

خوشا رندے کہ میدارد بہ بزم بادہ پیمایاں
بدستے ساغر صہبا و بر دوش سبو دستے

من گمنامی و دشت جنوں شہ در تغافلہا
ز پا افتادگاں را اے وزیر ناجود دستے

بقول عرفیم ممنون منتہائے یک منعم
کشایم کے بحاجت چوں گدائے کو بکو دستے

گرامی بزم وصل عاشقاں را در تماشائی
بدست حیلہ جو دستے بدست آرزو دستے

خطبۂ صدارت

اجلاس جمعیۃ العلمائے صوبہ متحدہ

منعقدہ ۳-۴-۵ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ بمقام مرادآباد

از

مولانا الحاج محمد عمر دراز بیگ صاحب صدر مجلس استقبالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

علمائے کرام و بزرگان ملت!

منجانب کمیٹی مجلس استقبالیہ اجلاس جمعیۃ العلمائے صوبہ متحدہ نیز منجانب عام مسلمانان ضلع مرادآباد میں نہایت خلوص اور عقیدت کیساتھ علمائے کرام و اکابر قوم کا خیر مقدم کرتا ہوں، مرادآباد کو اس سے پیشتر بھی جلیل القدر بزرگان ملت اور اکابر قوم کو خیر مقدم کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے، تقریباً ۵۰ سال کا عرصہ گزرا کہ دور حاضرہ کے مجدد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرادآباد میں تشریف لائے اور انہوں نے یہاں ایک مدرسہ جو ان کے نام نامی سے موسوم ہے جاری فرمایا اسکے بعد سے مسلسل مرادآباد علمائے دین کے شرف قدوم سے بہرہ اندوز ہوتا رہا ہے اور علاوہ جمعیۃ العلماء کے جلسوں کے موتمر الانصار وغیرہ کے جلسے بھی نہایت عظیم الشان ہمارے شہر میں پوری کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئے ہیں جمعیۃ العلماء ہند کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۳۳۹ھ میں منعقد کرنے کی مرادآباد کو عزت حاصل ہوئی، اور اس جلسہ کی کامیابی پر مسلمانان مرادآباد بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، نیز جمعیۃ العلماء روہیلکھنڈ کا ایک جلاس بھی نہایت شان و شوکت کے ساتھ مرادآباد میں منعقد ہو چکا ہے، لیکن اس زمانہ میں اور اسوقت جمعیۃ العلماء صوبہ متحدہ کا یہ جلسہ ایک خاص اہمیت اور وقعت رکھتا ہے

سیاسیات دور حاضرہ

اگرچہ علمائے کرام نے تبلیغ اور علمائے رحمۃ اللہ کو اپنے نظام کار میں سب سے پیشتر و مقدم رکھا ہے لیکن چونکہ زمانہ آغاز اسلام سے سیاست اور مذہب دونوں پہلو بہ پہلو رہے ہیں اور تلوار اور قلم دونوں کو جنبش دینے والے ایک ہی نفوس قدسیہ پائے جاتے ہیں اس لئے زمانہ حال کی ضروریات اور حالات کو مد نظر رکھکر دور حاضرہ کے علمائے کرام نے ملک کی سیاسیات میں بھی ایک ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل کیا ہے اور ماضی قریب میں جبکہ اسلام کی عظمت اور اسکا اقتدار معرض خطر میں تھا ہندوستان کے علمائے کا ایثار اور ان کی قربانیاں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ اس ضمن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت شیخ الہند مولانا الحاج سید محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قابل قدر جانشین حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی کے اسمائے گرامی خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

جنگ عظیم کے زمانہ میں اسلام جن مصائب میں مبتلا تھا ان میں تمام دنیائے اسلام متحد و مشترک تھی لیکن آج جس سیاسی جنگ کا ہندوستان کے مسلمانوں کو مقابلہ کرنا ہے اس میں تنہا و منفرد ہیں اور اس لئے اسوقت ہماری دشواریاں پہلے سے بھی کچھ زیادہ ہیں اسکے علاوہ جنگ عظیم کے زمانہ میں ہمارے برادران وطن جو اسوقت ہمارے پہلو بہ پہلو میل رہے تھے آج وہی ہمارے معاند اور مقابل ہیں، نہ میں میدان سیاست کا مرد میدان ہوں اور نہ اس پر خطر اور پیچیدہ مرحلہ کی راہ و رسم منزل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں لیکن اسقدر عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندوستان کے واسطے جو نظام حکومت مرتب کیا جائے تاوقتیکہ اس میں مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کا مکمل انتظام نہ ہو اسوقت تک وہ قابل قبول نہیں ہو سکتا، کوئی حکومت ۸ کروڑ باشندگان ملک کو غیر مطمئن اور بے سکون رکھکر ملک میں حکومت نہیں کر سکتی۔ حال میں جو ایک مسودہ نظام حکومت نہرو رپورٹ کے نام سے شائع ہوا ہے وہ اصولاً مسلمانوں کے قومی مذہبی اور سیاسی حقوق کو پامال کرنے والا ہے اور مسلمانوں کا کوئی طبقہ اسکے اصول کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم برادران وطن سے ہمیشہ کیلئے برسر پیکار رہنا چاہتے ہیں، ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ ہندوستان کی دونوں بڑی قومیں یعنی ہندو اور مسلمان برادرانہ تعلقات کے ساتھ رہ کر ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے میں پہلو بہ پہلو کوشش کریں، البتہ ہم کسی مصالحت اور مفاہمت پر رضامند نہیں ہو سکتے جس سے ہمارا قومی وجود اور ہماری قومی ہستی اکثریت میں جذب ہو جائے۔ البتہ ایک منصفانہ اور باعزت صلح کے واسطے ہم ہر وقت آمادہ و تیار ہیں افسوس ہے کہ مسلمانوں میں ایک جماعت اگرچہ اس کی تعداد بہت کم ہے ایسی پیدا ہو گئی ہے جو خواہ اپنی غیر صائب رائے کی وجہ سے یا کسی دوسرے اثر سے قومی مفاد کو برباد کرنے پر آمادہ ہے مسلمانوں کو اس قسم کے اصحاب سے متنبہ اور ہوشیار رہنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے

گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں خنجر کھلا

اسوقت آپ کے فیصلوں پر اسوقت تمام مسلمانان ہندوستان چشم براہ ہیں اور مجھے کامل امید ہے کہ جس طرح آپ حضرات نے ہمیشہ استقامت حق گوئی اور حق پسندی کا ثبوت دیا ہے اسی طرح اسموقع پر بھی آپ کی مشعل ہدایت مسلمانوں کیواسطے دلیل راہ ہوگی۔

لامذہبیت کا دور

شعبہ سیاسیات کے علاوہ مذہبی دائرہ کے اندر بھی بہت سے اہم معاملات ہیں جو خاص طور پر آپ کی توجہ کے محتاج ہیں آپ نے اور نیز تمام ان مسلمانوں نے جو اسلام کا واقعی درد اپنے دل میں رکھتے ہیں کلکتہ کی ایک انجمن کی روئداد دیکھی ہوگی جس میں نہایت دریدہ دہنی کے ساتھ علمائے دین سے مقاطعہ کا اعلان کیا گیا ہے مسلمانوں کے واسطے اس سے بدتر اور کوئی زمانہ نہیں ہو سکتا جبکہ وہ لوگ جو ملت بیضا کے اتباع کا ادعا کرتے ہیں اپنے کو مذہب سے علیحدہ کرلیں، عام طور سے یہ ایک غلط نظریہ مشہور ہو گیا ہے کہ سیاست اور مذہب علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور اسی خیال نے مسلمانوں کو ایک بڑی حد تک نقصان پہنچایا ہے جو لوگ مذہب کے دائرہ سے خارج رہ کر مسلمان ہونے کا دعوے کرتے ہیں وہ ایک خیال خام میں مبتلا ہیں اور اور ان کی ترقی اور ترسیع درحقیقت مسلمانوں کے تنزل اور انتشار کا باعث ہے، جو لوگ اپنے مذہبی عقائد میں مضبوط اور مستحکم ہیں انکو بار بار ایک ہی قسم کے نصائح اور وعظ سنانے کی اسوقت علمائے کرام کو چنداں ضرورت نہیں ہے، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلکتہ کی طرح کی اور جو جماعتیں ملک میں پیدا ہوں اور جو گروہ مذہب کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا ہے اس کی تشفی اور تسلی کی طرف تمام تر توجہ مبذول اور منتقل کی جائے تاکہ لامذہبیت کی جو رو مغربی تہذیب کے ساتھ ساتھ ایک عالم سوز طوفان کیطرح بڑھ رہی ہے اس سے ہندوستان کے مسلمانوں کا تحفظ ہو سکے۔ جس طرح ہم دیکھتے ہیں [illegible] آپ زمانہ حال کے [illegible] جنگ میں کام نہیں دے سکتے اسی طرح پرانے طریقے کے وعظ اور طرز استدلال زمانہ حال کی سرکشی اور لامذہبیت کو روکنے کے واسطے کارآمد نہیں ہو سکتے اس لئے ضرورت ہے کہ دور حاضرہ کے فخر الدین رازی اور امام غزالی پیدا ہوں اور لامذہبیت کے نئے حملوں کا مقابلہ نئے دلائل کے ساتھ کیا جائے۔

تنظیم مدارس عربی

جمعیۃ العلماء کے فرائض میں ایک اہم فرض اسلامی مدارس کی تنظیم اور اصلاح کا ہونا چاہیے یہ اظہر من الشمس ہے کہ مذہبی ماحول قائم رکھنے کے واسطے عربی تعلیم اور عربی مدارس کا قیام ضروری اور لابدی ہے لیکن جس بے ترتیبی اور انتشار کی حالت میں اسوقت ہمارے عربی مدارس چل رہے ہیں وہ پورے طور پر قوم کے واسطے مفید اور کارآمد نہیں ہیں اور جس قدر روپیہ ان مدارس پر خرچ ہوتا ہے اس کی قیمت کا سواد حاصل نہیں ہوتا۔ ہر صوبہ میں جمعیۃ العلماء کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنے صوبہ کے تمام عربی مدارس کو ایک سلسلہ انتظام میں منسلک کرے اور نصاب تعلیم اس طرح کا جاری کیا جائے کہ جو زمانہ حال کی ضروریات کے لحاظ سے مفید اور کارآمد ہو جس طرح پر اسوقت سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں جن کے ماتحت دیگر اسکول اور کالج کام کرتے ہیں اور ان سب کے امتحان اس یونیورسٹی کے ماتحت ہوتے ہیں اسی طرح ضرورت ہے کہ ہر صوبہ میں کسی صدر مقام پر عربی کے ایک مدرسہ کو یونیورسٹی کے درجہ پر رکھا جائے اور اس صوبہ کے تمام مدارس اس کے ساتھ منسلک اور وابستہ ہوں۔

تبلیغ

مندرجہ بالا امور سے اہم اور ضروری مسئلہ جسے جمعیۃ العلماء کے نظام عمل میں سب سے مقدم جگہ ملنا چاہیے وہ اعلاء کلمۃ اللہ ہے ہر مسلمان کا عموماً اور علمائے کرام کا خصوصاً فرض اولین ہے اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسی فرض کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ غالباً آپ سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ حامیان شدھی کسقدر جوش اور تنظیم کے ساتھ دیہات کے جاہل اور مبتلائے اوہام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جابجا بجائے یدخلون فی دین اللہ افواجا کے یخرجون من دین اللہ افواجا کی ہولناک اور رنجدہ صدائیں کان میں آتی ہیں لہذا سب سے ضروری اور مقدم کام جمعیۃ علماء کا یہ ہونا چاہیے کہ وہ تبلیغ کے کام کو پورے جوش اور قوت کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لے اور ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پر عمل پیرا ہو عام طور سے میں دیکھتا ہوں کہ شہروں میں اور مسلمانوں کے ایسے طبقوں میں جو بفضل ایزدی احکام مذہب سے واقف اور اپنے عقائد میں پختہ ہیں انہی کے بڑے بڑے مجمعوں میں علمائے کرام وعظ و نصیحت کے واسطے تشریف لیجاتے ہیں، حالانکہ ایسے لوگوں کو وعظ سنانا تحصیل حاصل کا حکم رکھتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قسم کے وعظ اور نصیحت کے جلسے دور افتادہ دیہات میں منعقد کئے جاویں اور اسلام کی صداقت اور افضلیت کی روشنی ان مقامات پر ڈالی جاوے جو تاریکی اور ضلالت کے حلقہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ کہ مستحق کرامت گنہگارانند

(باقی صفحہ ہذا کالم دو کے نیچے)

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس

حضرات علمائے کرام اور دیگر زعماء کی آمد

دہلی ۲۶ اکتوبر۔ حسب اعلان جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس کی کارروائی آج ٹھیک ۲ بجے فتحپوری ہال میں شروع ہو جائیگی۔ اجلاس کی شرکت کیلئے ملک کے ہر طبقہ ہر فرقہ اور ہر خیال کے حضرات کو دعوت دی گئی ہے اب تک جسقدر اطلاعات موصول ہو چکی ہیں ان سے یہ توقع ہے کہ یہ اجتماع نہایت کامیاب ہوگا۔ اسوقت تک جمعیۃ علماء کے اراکین میں سے حضرت مولانا سید محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ جامع مسجد امروہہ، مولانا محمد عرفان صاحب، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی صدر مدرس مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند۔ مولانا محمد علی صاحب، مولانا خدابخش صاحب مظفرپوری، مولانا ریاض احمد صاحب۔ مولانا معظم حسین صاحب امروہی۔ مولانا بشیر احمد صاحب بہاری، مولانا سراج احمد صاحب مولانا حفظ الرحمٰن صاحب، مولانا نورالدین صاحب بہاری، مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی، مولانا عمر دراز بیگ صاحب مرادآبادی، مولانا مہدی حسین صاحب شاہجہانپوری، مولانا عبدالغنی خان صاحب شاہجہانپوری مولانا ابوالضیاء ریاض النور صاحب۔ حکیم محمد قطب الدین صاحب گیاوی، مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی، مولوی حکیم فضل رحیم صاحب، بمبئی۔ مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ مولانا محمد فرخند علی صاحب سہسرامی، مولانا لطف اللہ صاحب مونگیری، مولانا محمد عثمان غنی صاحب پھلواروی، مولانا فخرالدین صاحب مرادآبادی، مولانا عبدالصمد صاحب مونگیری، مولانا انیس الدین صاحب ناظم جمعیۃ علماء کلکتہ، مولانا عبدالجبار صاحب، کلکتہ۔ حضرت مولانا قطب الدین صاحب عبدالوالی لکھنوی مولانا محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی، مولانا فضل صاحب ہمدانی، مولانا عبدالحلیم صاحب بیناوری، مولانا مبارک حسین صاحب میرٹھی اور ... پنجاب کے حضرات میں سے مولانا داؤد صاحب غزنوی۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مولانا محمد نعیم صاحب [illegible] آئے ہیں پنجاب [illegible] حضرات کے اس وقت پہنچنے کی اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔

جلسہ شوریٰ کیلئے آل انڈیا جماعتوں اور دینی مراکز کو خصوصاً شرکت کیلئے دعوت دی گئی ہے۔ نمائندگان و مدعوین میں سے جناب حاجی عبدالحق صاحب جلالی ڈپٹی خلافت، مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، محمد عثمان صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی [illegible] تشریف لاچکے ہیں۔ مولانا الطاف الرحمٰن صاحب لکھنوی، سر رحیم بخش صاحب، شیخ محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریزیڈنٹ اسمبلی، کنور جمشید علی خاں صاحب ایم ایل سی کنور محمد اسمٰعیل خاں صاحب، کنور عبدالوہاب صاحب، مولانا محمد عنایت اللہ صاحب لکھنوی، مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی۔ مولانا محمد صاحب جوناگڈھی مولانا سید علی صاحب زینبی، کنور عبدالمجید صاحب اور انجمن تبلیغ الاسلام کے چار نمائندوں کی اطلاعات اسوقت تک موصول ہو چکی ہیں، دیگر حضرات کی تشریف آوری کی توقع ہے + (عبدالرزاق)

لدھیانہ

لدھیانہ ۲۹ نومبر۔ مسلمانان لدھیانہ نے ساردا ایکٹ سے بیزاری اور ناراضگی کے اظہار کے لئے جمعیۃ علماء کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے حسب ہدایت نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی، اور بعد نماز جمعہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مفتی محمد نعیم صاحب منعقد ہوا، جس میں کئی ہزار مسلمانوں کے علاوہ معتبر ہندو حضرات بھی شریک تھے اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ساردا ایکٹ کے خلاف تمام تجاویز میں حصہ لیا۔ اور اس ایکٹ کے منسوخ کرانے میں مسلمانان لدھیانہ کے ساتھ ہر اس پروگرام میں جو جمعیۃ علمائے ہند آئندہ مقرر کرے گی شرکت کرنے اور ساتھ دینے کا اعلان و عہد کیا۔

خاتمہ کلام

حضرات میں نہیں چاہتا کہ اپنی زولیدہ بیانی کو طول دیکر آپکا وقت عزیز ضائع کروں اور صدر جلسہ کے دلکش اور دلچسپ خطبہ کے سننے کی جو قلق اشتیاق آپ کے دلوں میں بھڑک رہا ہے اسکو زیادہ عرصہ تک تشنہ کام رکھوں لیکن قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر کو ختم کروں اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کمیٹی استقبالیہ اس امر کو بخوبی محسوس کرتی ہے کہ اس گرمی اور برسات کے موسم میں آپ نے سفر کی غیر معمولی زحمت کو گوارا فرما کر ہم لوگوں پر جو احسان کیا ہے اس کے شکریہ سے ہم کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے آپ کے آرام و آسائش کے واسطے کمیٹی استقبالیہ نے اپنی محدود وسعت کے مطابق انتظام کیا ہے، ظاہر ہے کہ سفر کی حالت میں ایک ایسے تکلیف دہ موسم میں جیسا کہ آج کل ہے اور ایک چھوٹے شہر میں جیسا کہ مرادآباد ہے آپ کو پوری آسائش نہیں ملسکتی لیکن ہم کو امید ہے کہ آپ حضرات اپنے خلق عظیم سے ہماری فروگذاشتوں کو نظرانداز فرمائیں گے۔

آخر میں دوبارہ آپ حضرات کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی ناچیز تقریر کو ختم کرتا ہوں اور درگاہ مجیب الدعوات میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہمارے جلسوں کو کامیاب اور مسلمانوں کے واسطے باعث رحمت و برکت کرے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خادم ملت

محمد عمر دراز بیگ عفی عنہ، ۳ صفر ۱۳۴۸ھ

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ... [illegible]
نصف صفحہ (") ... [illegible]
ایک کالم (") ... [illegible]
½ کالم (") ... [illegible]
¼ کالم (") ... [illegible]

جمعیۃ علماءِ ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔اے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

قیمتِ اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۳ روپے
سہ ماہی [illegible]
ممالکِ غیر کے لئے
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۱۰ | دہلی یوم جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۸ ہجری مطابق ۱۶ اگست ۱۹۲۹ع | نمبر ۱۳

خمسہ بر مناجات حضرت مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب ماسٹر رحمت اللہ صاحب رحمت میرٹھی ثم الدہلوی)

جناب ماسٹر رحمت اللہ صاحب رحمت میرٹھی نے مندرجہ ذیل خمسہ بہ حاجی عبد الغنی فضل حق تنویر حنیف بیلماران دہلی کی معرفت خاص الجمعیۃ کیلئے ارسال فرمایا ہے جسے ہم شکریہ کیساتھ درج کرتے ہیں

قاصر از گفتنِ وصفت چو ہمہ شیخ و صبی ... ادّعا گر بکنم نیست بجز بے ادبی
شاہدِ رتبۂ والائے تو شد کُنتُ نبی ... مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یافتہ بہرِ تو ترتیب چہ ارض و چہ سما ... نہ فقط ارض و سما بلکہ ہمہ ما فیہما
آں نتیجہ تو سبب چیست تقابل شاہا ... نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

کے توانم کہ کنم وصفِ تو شاہِ لولاک ... رتبہ و جاہِ تو بالاست ز فہم و ادراک
چیست امکانِ ثنائے تو ازیں مشتِ خاک ... شبِ معراج عروجِ تو گزشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

موسیٰ و عیسیٰ و داؤد بہ قومے مامور ... زیں جہت شد صحفِ شاں بزبانے مسطور
چونکہ بد فیضِ قدومت بہمہ عالم منظور ... ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

شجر با تو ہمیں کرد بہ حکمِ تو خرام ... سنگہا در کفِ بوجہل بہ امرِ تو کلام
آشکار است ازیں آنچہ ترا ہست مقام ... نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

گو سگِ کوئے تو خود را بہ تفاخر خواندم ... راست گویم کہ بداں نیز سزاوار نیم
زشت کردم خجلم سخت پریشاں حالم ... نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

حسرتا نامۂ دارم کہ تمامی ست سیاہ ... چہ ہمہ عمر نہ کردم بجز عصیان و گناہ
جز بہ لطفِ تو شہا نیست مرا ہیچ پناہ ... عاصیانیم ز ما نیکئ اعمال مخواہ
سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

ایکہ مثلت نبود ہیچ بہ ذات و بصفات ... ذاتِ پاکِ تو شہا جامعِ جملہ درجات
نگراں سوئے لقایت ہمہ عاصی فئات ... ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگزرد تشنہ لبی

شانِ اللہ جمیل است بہ پیشِ نظرم ... مطلع و مظہرِ ذاتی و توئی نورِ قدم
متحیر کہ چساں حسنِ تو اندازہ کنم ... من بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

بارِ عصیاں ست مرا کردہ زبس زیر و زبر ... نتوانم کہ بزیرش بکنم راست کمر
نظرِ لطف بحالِ منِ خستہ سرور ... چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

لی مع اللہ کہ شنیدم ز لبت اے ممتاز ... چوں توانم کہ کشایم ز رخت پردۂ راز
چیست امکاں کہ از کنہِ تو من گویم باز ... بر درِ فیضِ تو استادہ بہ صد عجز و نیاز
رومی و طوسی و زنگی یمنی و عربی

باد قربانِ قدومِ تو رسولِ عربی ... ایں سرِ حسرت مجانہائے ز امی و ابی
آمدہ جاں بلبم سرورِ عالی نسبی ... سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس منعقدہ مراد آباد

مفصل کارروائی

پہلی نشست

اسمائے گرامی شرکائے اجلاس

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ (۲) مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ (۳) مولانا سید حسین احمد صاحب۔ (۴) مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب۔ (۵) مولانا احمد علی صاحب۔ (۶) سید حبیب شاہ صاحب۔ (۷) مولانا سید محمد لطف اللہ صاحب رحمانی۔ (۸) مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب۔ (۹) مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ (۱۰) مولانا مفتی محمد حبیب الرحمن صاحب بدایونی۔ (۱۱) مولانا حسرت موہانی صاحب۔ (۱۲) مولانا محمد نعیم صاحب۔ (۱۳) مولانا محمد منظہر الدین صاحب۔ (۱۴) مولانا بشیر احمد صاحب۔ (۱۵) مولانا مبارک حسین صاحب۔ (۱۶) مولانا محمد عبدالرحمن صاحب۔ (۱۷) مولانا سید معظم حسین صاحب۔ (۱۸) مولانا محمد فخرالدین صاحب۔ (۱۹) مولانا عمر دراز بیگ صاحب۔ (۲۰) مولانا الحافظ احمد سعید صاحب۔ (۲۱) مولوی ظفر حسین صاحب ایم۔اے۔ وکیل۔ (۲۲) مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب۔

ان حضرات کے علاوہ عمائدین شہر و دیگر علمائے کرام صوبہ متحدہ بھی بطور روزیٹر شریک جلسہ تھے۔

کارروائی

اول مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ، مراد آباد۔ دہلی کی کارروائی جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس میں پڑھی گئی اور نہرو رپورٹ کی تنقید و تبصرہ کے سوائے چونکہ اس پر مستقل گفتگو ہوگی جیسا کہ رپورٹ میں درج ہے باقی تمام کارروائی منظور کی گئی۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ مجھے بعض چیزیں بحیثیت رکن پیش کرنی ہیں اس لئے اس جلسہ کی صدارت کیلئے کسی دوسرے صاحب کو منتخب کرلیا جائے۔ اور خود ہی مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب کو منتخب فرمایا، جسے ارکان نے منظور کرلیا فرائض صدارت تفویض کرنے کے بعد مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے صدارت سے اور مولانا احمد سعید صاحب نے عہدۂ نظامت سے استعفا پیش کیا۔ ارکان نے واپسی استعفا کے لئے اصرار کیا لیکن دونو حضرات نے واپسی سے انکار کردیا۔ اجلاس نے قائم مقام صدر صاحب سے کہا کہ آپ استعفے لیکر رکھ لیں۔ اس پر ابھی غور نہ کیا جائے۔ اور ایجنڈے کے بموجب حضرت مفتی صاحب کی صدارت میں کارروائی شروع کی جائے۔ اس بنا پر پھر حضرت مفتی صاحب نے فرائض صدارت کو انجام دینا شروع کیا اور سب سے پہلے اجلاس کانپور کی دعوت و صدارت کا مسئلہ پیش ہوا۔ کثرت رائے سے حضرت العلامہ مولانا محمد معین الدین صاحب اجمیری کو اجلاس کانپور کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔

اس کارروائی کے بعد جلسہ کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کیلئے ملتوی ہوا۔

دوسری نشست

۱۱ اگست ۱۹۲۹ء کی شام کو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مولانا عبدالغنی صاحب شاہجہانپوری اور سید بدرالدین صاحب وکیل بھی تشریف لے آئے تھے۔

جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس کی دوسری نشست مغرب کی نماز کے بعد شروع ہوئی جس میں باتفاق رائے حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ جمعیۃ کے محترم رکن اور زعیم الہند مولانا محمد علی صاحب کی صاحبزادی کے انتقال پُرملال پر دلی رنج و صدمے کا اور مرحومہ کے محترم والدین سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اعزا و اقارب کو صبر جمیل کی توفیق اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

منجانب صدر
باتفاق منظور

(۲) جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حضرت مولانا نواب محی الدین احمد خاں صاحب اور حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب کے انتقال پُرملال پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے دونوں حضرات کی وفات سے اہل مراد آباد ... مقدس و بابرکت بزرگوں کے ظاہری فیوض سے محروم ہوگئے ہیں۔ جلسہ کی دعا ہے کہ ان دونوں حضرات کو جنت الفردوس میں جگہ دے ... ان کے اعزا و احباب و مستفیدین کو صبر جمیل کی توفیق اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

منجانب صدر
باتفاق منظور

(۳) جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم اور مولانا حافظ حکیم رحیم اللہ صاحب اور مولانا عبدالعلی صاحب کی وفات پر اپنے دلی رنج و قلق کا اظہار کرتا ہے اور ان اکابر کی موت کو علمی دنیا کیلئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے جملہ متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی توفیق عنایت فرمائے۔

منجانب صدر
باتفاق منظور

(۴) ازدواج بین الملل

اسلام نے کافرہ غیر کتابیہ عورتوں سے مسلمان مردوں کے نکاح کو اور مسلمان عورتوں کے غیر مسلم مردوں سے نکاح کو قطعاً ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اسلئے ازدواج بین الملل کا مسودۂ قانون اسلام کے صریح خلاف ہے اور مسلمانوں کے حق میں اسے وضع کرنا مذہبی مداخلت ہوگی۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اس قانون کی پرزور مخالفت کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو متنبہ کردینا چاہتا ہے کہ وہ اس مذہبی مداخلت کا ارتکاب نہ کرے ورنہ نتائج کی وہ ذمہ دار ہوگی۔

محرک۔ مولانا سید شاہ لطف اللہ صاحب رحمانی
مؤید۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب

(۵) فسخ نکاح مرتدہ

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ اس تجویز کے متعلق جو پنجاب کونسل میں مسٹر دین محمد بی۔اے پیش کرنے والے ہیں کہ زوجین میں سے کسی کے ارتداد کو موجب فسخ نکاح قرار نہ دیا جائے۔ یہ قطعی رائے رکھتا ہے کہ اس عام صورت سے یہ تجویز اصول اسلام کے خلاف ہے۔ یہ جلسہ جناب صدر کو اختیار دیتا ہے کہ مسٹر دین محمد صاحب سے مکاتبت یا بالمشافہ گفتگو کرکے ان کو صحیح صورت میں تجویز پیش کرنے پر آمادہ کریں۔

محرک۔ مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب
مؤید۔ مولانا مبارک حسین صاحب

(۶) تحدید عمر ازدواج و مباشرت

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ کمیٹی تحدید عمر ازدواج و مباشرت کی سفارشات کو شریعت اسلامیہ کے اصول کے سراسر مخالف سمجھتا ہے اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان سفارشات کو مسلمانوں کے حق میں ہرگز قانونی شکل نہ دی جائے۔ ورنہ مسلمان اس قانون کو ہرگز تسلیم نہ کرینگے اور جن صورتوں میں کوئی شرعی اجازت موجود ہوگی اس میں قانون کی مزاحمت کی ہرگز پروا نہ کریں گے۔

محرک۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب
مؤید۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب

دوسرے دن کے لئے جلسہ ملتوی کیا گیا۔

تیسری نشست

۱۲ اگست ۱۹۲۹ء کو دن کے تین بجے جلسہ شروع ہوا۔ مولانا محمد نعیم صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ نہرو رپورٹ کا تنقیدی تبصرہ حرفاً حرفاً پڑھ کر سنایا جائے۔ چنانچہ وہ پڑھا گیا اور اس پر بحث شروع ہوئی۔ شام تک بحث کا سلسلہ جاری رہا۔ اور نماز مغرب کے لئے جلسہ ملتوی کردیا گیا۔

چوتھی نشست

مغرب کی نماز کے بعد پھر جلسہ کا انعقاد ہوا اور حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(۷) تنقیدی تبصرہ کی منظوری

نہرو رپورٹ کا تنقید و تبصرہ جس کو مجلس عاملہ نے مراد آباد میں منظور کیا تھا حرفاً حرفاً پڑھی گئی اور بالاتفاق منظور کی گئی۔

محرک مولانا حسین احمد صاحب
مؤید۔ مولانا احمد علی صاحب۔

(۸) مسلمان اور کانگریس کی شرکت

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اس طرز عمل کو جو برادران وطن نے نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کی بر بنائے مطالبات منظور نہ کرکے ظاہر کیا ہے۔ نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسکو ہندوستان کی آزادی کے لئے سخت مضرت رساں خیال کرتا ہے اسلئے جلسہ کی قطعی رائے ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے کانگریس میں شریک ہونے کی ایک ہی صورت رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جمعیۃ خلافت جمعیۃ علماء مسلم لیگ کا ایک مشترک جلسہ جس میں ہر جمعیۃ کے مساوی نمائندے شریک ہوں دسمبر ۱۹۲۹ء سے پہلے منعقد کیا جائے۔ اور منعقدہ اور ہر ہر جمعیۃ کے نمائندوں کی اکثریت کی رائے سے ایک مطالبہ مرتب کیا جائے۔ اور تینوں جمعیتوں کے مساوی التعداد نمائندے اس مطالبہ کو کانگریس میں پیش کریں۔ اگر کانگریس اس متفقہ مطالبہ کو منظور کرلے یا بصورت اختلاف اگر مشترک جلسہ نے ان نمائندوں کو مفاہمت کی اجازت دی ہو تو مفاہمت کے اصول پر گفتگو کریں۔ اور جبکہ ہر ہر جمعیۃ کے نمائندوں کی اکثریت مطمئن ہوجائے۔ تو کانگریس سے اشتراک عمل کریں ورنہ تمام نمائندے متفقہ طور پر کانگریس سے بچے آئیں۔ مسلمانوں کی کانگریس میں انفرادی شرکت یا مسلمانوں کے مذکورہ بالا مطالبہ کا دوسرے ڈھنگ سے فیصلہ کسی طرح موثر اور مفید نہ ہوگا۔

نیز یہ جلسہ طے کرتا ہے کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مزید کارروائی جلد از جلد شروع کردی جائے۔

محرک مولانا محمد نعیم صاحب۔
مؤید مولانا بشیر احمد صاحب۔

(۹) ریاست الور کی مسجد

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ قصبہ بہروڑ ریاست الور کی اس قدیم شاہی مسجد کے متعلق جس میں ہندوؤں نے بعیدراں کا بت میں محراب میں نصب کرکے مسجد کو بت خانہ بنا رکھا ہے اور مسلمانوں کو نماز خدا میں ادائے نماز وغیرہ سے روک دیا ہے اپنے دلی رنج و صدمہ کا اظہار کرتا ہے اور فرمانروائے ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد مسجد کو خالی کرنے اور مسلمانوں کے حوالے کردینے کے احکام صادر فرمادیں۔ تاکہ ان کی مسلمان رعایا۔ ان کی حاکمانہ شفقت و نصفت طرازی کی شکر گزار ہو۔

اس تجویز کی نقل مہاراجہ الور کو بھیجدی جائے۔ اور اگر ضرورت ہو تو صدر کو اختیار ہے کہ ایک وفد مرتب کرکے منجانب جمعیۃ مہاراجہ کی خدمت میں روانہ کردیں۔ ارکان وفد کے انتخاب کا اختیار صدر اور ناظم کو ہوگا۔

محرک مولانا مبارک حسین صاحب
مؤید مولانا مرتضیٰ حسن صاحب

(۱۰) موضع کراولی میں ہندوؤں کے مظالم

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ موضع کراولی کے ہندوؤں کے ان جانگداز مظالم پر جو نہتے مسلمانوں پر توڑے گئے ہیں اور انکو مبتلائے مصائب کردیا ہے اپنے دلی رنج و غم و غصے کا اظہار کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ و صوبہ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد مسلمانوں کی دادرسی اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا معقول انتظام کرے

محرک مولانا بشیر احمد صاحب
مؤید مولانا حفظ الرحمن صاحب

(۱۱) حج کمیٹی کے سوالات کے جوابات

حج کمیٹی کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے حسب ذیل سب کمیٹی مقرر کی گئی اور اسکو اختیار دیا گیا کہ جواب مرتب کرکے جمعیۃ کی جانب سے حج کمیٹی کے سکرٹری کے پاس بھیجدے

ارکان

صدر جمعیۃ علماء ہند۔ ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا حسین احمد صاحب

محرک مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب
مؤید مولانا احمد علی صاحب

(۱۲) چوتر داسٹلمنٹ (بہار)

چوتر داسٹلمنٹ (بہار) جسکو حکومت بہار نے عرصہ دراز سے سالویشن آرمی کی نگرانی میں دے رکھا ہے اس کے انتظام کے متعلق اہل بہار کی طرف سے متعدد شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں۔

جو لوگ اس میں رکھے جاتے ہیں ان کی حالت قیدیوں سے بھی زیادہ زبوں اور ردی بتائی جاتی ہے اور ان پر ناقابل برداشت سختیاں روا رکھی جاتی ہیں۔ اہل بہار کے عموماً اور مسلمانان بہار کے خصوصاً بار بار توجہ دلانے پر گورنمنٹ نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی مگر اس کمیٹی نے بھی جو نقصانات تسلیم کئے تھے ان کی تلافی بھی آج تک نہیں کی گئی۔ جمعیۃ علماء کا یہ جلسہ گورنمنٹ صوبہ بہار کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ جلد از جلد چوتر داسٹلمنٹ کے متعلق واقعی شکایات کو رفع کرے اور صوبہ بہار کے مسلمانوں کے مطالبہ کے موافق اسکو سالویشن آرمی کی تنہا اجارہ داری سے نکالکر کسی اور منتظم اور معتمد ادارہ کے سپرد کردے

محرک مولانا عمر دراز بیگ صاحب
مؤید سید بدرالدین صاحب وکیل

اس تجویز کی منظوری کے بعد مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے اپنا قائم مقام مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب امروہوی کو صدر مقرر کردیا۔ اور باقی کارروائی مولانا موصوف کی صدارت میں انجام پائی۔

(۱۳) دفتری حسابات کی منظوری

جمعیۃ علماء ہند کے حسابات کے گوشوارے پیش کئے گئے۔ روزنامچہ رسیدیں اور دیگر کاغذ بھی پیش کی گئیں۔ تمام ممبران دیر تک حسابات کو جانچتے رہے۔ مولانا مبارک حسین صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب نے کچھ سوالات کئے جن کے جوابات دفتر کے محاسب مولوی محمد شفیع صاحب نے دیئے۔

ارکان جمعیۃ نے ملازمین دفتر کی تعداد اور ان کی تنخواہوں کے متعلق بھی تحقیقات کی۔ جمعیۃ کی موجودہ مالی حالت بھی معرض بحث میں آئی۔ ان امور پر بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل تجویز باتفاق آرا منظور کی گئی۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ دفتری حسابات و انتظامات پر اپنا کلی اعتماد ظاہر کرتے ہوئے حسابات ۱۹۲۸ء کے گوشواروں کو منظور کرتا ہے اور ناظم کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ان حسابات کو رپورٹ کی صورت میں شائع کردیں۔

محرک مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری
مؤید مولانا احمد علی صاحب لاہوری

(۱۴) سیاسی قیدیوں کا مقاطعہ جوعی

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس سیاسی قیدیوں کے ان مطالبات کو جن کی بنا پر انہوں نے مقاطعہ جوعی اختیار کر رکھا ہے معقول اور جائز قرار دیتا ہے اور گورنمنٹ کو مطلع کردینا چاہتا ہے کہ اگر وہ مطالبات منظور نہ کئے گئے تو ملک میں نہایت ہی خطرناک نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جن کی ذمہ داری ہر اعتبار سے گورنمنٹ پر عائد ہوگی۔

محرک مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید مولانا حسین احمد صاحب
مزید مؤید مولانا مرتضیٰ حسن صاحب۔

(۱۵) دعوت اتحاد

یہ جلسہ صدر سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جمعیۃ کی جانب سے ایک اپیل شائع کردیں کہ مسلمانان ہندوستان اور مسلم پریس اس نازک دور میں آپس کے شقاق و نفاق کو دور کرکے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے متفقہ جد و جہد کرنے کے لئے ہمہ تن سرگرم عمل ہوجائیں۔

محرک۔ مولانا حسین احمد صاحب
مؤید۔ مولانا فخرالدین صاحب

(۱۶) کارکنان جمعیۃ پر کامل اعتماد

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ جناب مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی مساعی جمیلہ اور ایثار و قربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ مسلمانان ہند نہایت نازک دور سے گذر رہے ہیں اور جمعیۃ علماء ہند کی رہنمائی کی ان کو سخت حاجت ہے۔ جمعیۃ کو اپنی مخلصانہ خدمات سے محروم نہ کریں اور اپنے اپنے استعفے واپس لیکر ارکان جمعیۃ کو ممنون فرمائیں۔

محرک۔ مولانا حسین احمد صاحب
مؤید۔ مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی
مزید مؤید۔ مولانا عبدالرحمن صاحب امروہوی
" مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری
" مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت بہار
" مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور
" مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی
" مولانا لطف اللہ صاحب مونگیری جانشین حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ناظم ندوہ۔

اس تجویز کے منظور ہوجانے کے بعد صدر اور ناظم کی جانب سے مندرجہ ذیل درخواست پیش کی گئی:۔

"ہم نہایت خلوص سے جلسۂ مرکزیہ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس نے تجویز اعتماد پاس کرکے ظاہر فرمائی ہے، مگر نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ استعفے منظور فرمالئے جائیں، ورنہ کم از کم ریکارڈ کرلئے جائیں اور ان پر آئندہ کسی مناسب موقعہ پر جلد از جلد غور کیا جائے۔

دستخط۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
۱۲ اگست ۱۹۲۹ء　" مولانا احمد سعید صاحب

اس درخواست پر جمعیۃ مرکزیہ کی جانب سے جناب صدر نے تحریر فرمایا کہ

"یہ اجلاس جمعیۃ کا باتفاق آرا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں کے استعفے ریکارڈ کرلئے جائیں اور ان پر لکھدیا جائے کہ منظور نہیں ہیں"۔

دستخط۔ مولانا عبدالرحمن صاحب امروہوی (صدر اجلاس)
۱۲ اگست ۱۹۲۹ء

(۱۷) مجلس استقبالیہ کا شکریہ

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس مجلس استقبالیہ اور مسلمانان مراد آباد کی ان خدمات جلیلہ کا جو جمعیۃ مرکزیہ کے اس اجلاس کے سلسلہ میں کامیاب بنانے میں انہوں نے انجام دی ہیں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

محرک۔ مولانا احمد سعید صاحب
مؤید۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

جمعیۃ مرکزیہ خلافۃ کا اجلاس

جمعیۃ مرکزیہ خلافۃ کا اجلاس گزشتہ شنبہ کی سہ پہر کو اور یکشنبہ کی دوپہر کو محلسرائے فرنگی محل میں جاری رہا۔ جمعیۃ مرکزیہ کے ارکان کافی تعداد میں احاطہ بمبئی و مدراس اور صوبجات بہار، پنجاب، دہلی و ممالک متحدہ سے اس کی شرکت کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مولانا محمد علی صاحب چونکہ اپنی صاحبزادی کی وفات کے باعث دہلی میں رہنے پر مجبور ہوئے اس لئے ان کی غیر حاضری میں سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب اور مولوی محمد شفیع داؤدی نائبان صدر وقتاً فوقتاً فرائض صدارت ادا کرتے رہے۔ اجلاس پریس کے لئے کھلا ہوا نہیں تھا۔ مگر سکرٹری صاحب کی طرف سے اس کی باضابطہ رپورٹ اخبارات کو بھیجی جائیگی۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہوسکا۔ جمعیۃ نے پنجاب کی پرانی خلافت کمیٹی کے مخالفانہ طریق عمل پر غور کیا اور جدید خلافت کمیٹی کی طرف سے جو دعوت آل انڈیا خلافت کانفرنس کا سالانہ اجلاس بماہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں بمقام لاہور منعقد کرنے کی بابت موصول ہوئی تھی اس کو قبول کرکے قرار دیا گیا کہ صوبجاتی خلافت کمیٹیوں کو اس کی اطلاع دیکر آئندہ خلافت کانفرنس لاہور کے لئے نمائندگان منتخب کرنے اور انتخاب صدارت کے لئے کسی مناسب شخص کی سفارش کرنے کی ہدایات بھیجی جائیں۔ یکشنبہ کے اجلاس میں کارخانہ چوب کے حسابات بھی پیش ہوئے اور اس امر پر اظہار اطمینان کیا گیا کہ اب کارخانہ میں نقصان بالکل موقوف ہوچکا ہے اور ۱۹۲۹ء کی ابتدائی ششماہی میں لکڑی کاٹنے کے کام اور لکڑی کی خرید و فروخت دونوں سے منافع ہوا ہے۔ "دارالخلافت" کی خریداری اور تیاری اور خلافت پریس و اخبارات کے حسابات پر بھی غور کیا گیا اور بعض تجاویز اس بارہ میں پاس ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی قرار پایا کہ مجلس عاملہ کا ایک مخصوص اجلاس صرف جمعیۃ کے مالی امور پر غور کرنے کے لئے جلد سے جلد بمبئی میں منعقد کیا جائے۔

افغانستان کی عورتیں

دست بدست جنگ

شملہ ۱۰ اگست۔ آج کل افغانستان کی خانہ جنگی کے سلسلہ میں عورتیں جو اہم حصہ لے رہی ہیں اسکے متعلق ایک عجیب واقعہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

ایک مقام پر جب ایک فوج نے ایک شہر کا محاصرہ کیا تو عورتوں کی ایک تعداد جو کلہاڑیوں سے مسلح تھی محصورین کیلئے سامان رسد اور پانی لیکر پہنچی۔ دوسرے فریق کی عورتوں نے جو خود کلہاڑیوں سے مسلح تھیں ان کا مقابلہ کیا اور عورتوں کی ان دونوں جماعتوں میں اچھی خاصی دست بدست جنگ شروع ہوگئی۔ اس میں فریقین کی متعدد عورتیں ہلاک ہوئیں۔

مجالس سیرۃ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب کا اعلان

مختلف مقامات سے احباب کے خطوط اس استفسار کی غرض سے آئے ہیں کہ کیا تو مجالس میلاد اور ان بے عنوانیوں کے متعلق جو بعض نادان غلط کاروں نے جاری کر دی ہیں اجازت اور ترغیب دے رہا ہے کیونکہ تیرا نام بھی ترغیب اور اجازت دینے والوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں اور بزرگان اسلام کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے سیرۃ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ پوچھا گیا تھا کہ اگر مسلمانوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ ہندوستان میں ایک تاریخ پر تمام ملک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے جلسے کریں۔ صحیح احوال بیان کئے جاویں اور لوگوں کو حضور کے اسوۂ حسنہ کی ترغیب دی جائے تو تیرا کیا خیال ہے۔ فلاں فلاں حضرات اس کے موید ہیں۔ میں نے جواباً لکھا کہ میرے نزدیک ملک میں ایسے جلسے بہت زیادہ مفید اور ضروری ہیں۔ اگر ہمیشہ ہونے چاہئیں۔ اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اہل ملک کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح صحیح احوال اور اخلاق بتلائے جائیں۔ تاکہ عام مسلمانوں میں جذبہ اقتدار نبوی اعلیٰ پیمانہ پر پیدا ہو آپ سے تعلق اور محبت بڑھے۔ جو جو بہتانات پادری اور آریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھتے ہیں انکی غلطی معلوم ہو۔ اسلام کی حقانیت اور صداقت لوگوں پر ظاہر ہو وغیرہ وغیرہ جس اعلان کو میرے سامنے پیش کیا گیا تھا اور جس پر میں نے ایک مختصر عبارت اسکے متعلق لکھکر دستخط کئے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی اشاعت نہیں کی گئی۔ میں نے مضمون مذکور کو اس مختصر سی عبارت میں بھی ظاہر کر دیا تھا جو کہ میں نے جناب قریشی صاحب کے پاس برائے اخبارات کی طلب پر بھیجی تھی اور اپنے پرائیویٹ خط میں بھی لکھدیا تھا کہ سال میں فقط ایک مرتبہ ایسے جلسوں کے کرنے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بکثرت بار بار ایسے جلسے ہونے چاہئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور واقعی حالات ظاہر کرنے چاہئیں۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور بہتانوں کو صاف طور سے حل کیا جائے، غرضکہ میں فقط اس امر کو مفید بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ بلا کسی جلسے منعقد کئے جائیں اور کوئی متبحر اور محقق عالم کھڑا ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال زندگی آپ کے اخلاق آپ کی تعلیمات کو صحیح طور پر بیان کرے۔ تمام اہل جلسہ اسکو سنیں اور آپ کی اقتدا پر عہد کریں اور اپنے عقائد و اعمال کو درست کریں ایسے مفید اور کارآمد جلسوں کو ان تمام غلطیوں سے پاک و صاف رکھنا چاہیے جو نادان لوگوں نے اپنی غلطیوں اور دیگر مذاہب کی اقتدا سے جاری کر دی ہیں۔ نہ میں چراغاں کا حامی ہوں نہ علم نکالنے کا نہ مزامیر اور سرود وغیرہ وغیرہ نا جائز امور کا اور نہ تعیین تاریخ بارہویں ربیع الاول کا جو کہ یوم میلاد ہونے کے ساتھ یوم وفات بھی ہے۔ ہاں اگر ایک سال میں ایک تاریخ ملک کے اتفاق عمل کے لئے مقرر ہو جائے اور دوسرے سال کوئی دوسری تاریخ کسی دوسرے مہینہ میں تو مجھکو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ غرضکہ میں کسی غیر شرعی یا نا جائز کارروائی کا ہرگز ہرگز مجوز اور حامی نہیں ہوں۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
خادم العلم بالجامعۃ الاسلامیۃ الدیوبندیہ
مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ

جمعیۃ علماء کے جلسوں کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کی غلط بیانی

مولانا محمد فراز بیگ صاحب کی تردید

جمعیۃ العلماء کے مراد آباد میں دو جلسے ہوئے تھے۔ ایک مرکزی جمعیۃ کا۔ اور دوسرا صوبہ متحدہ کی جمعیۃ کا۔ مرکزی جمعیۃ کے اجلاس کی پہلی نشست میں ۲۲ ممبر شریک تھے۔ پھر کچھ چلے گئے اور جدید آگئے۔ یہ کہ عام طور پر ہوتا رہتا ہے، اس جلسے سے کوئی اختلاف یا ناراضی پیش نہیں آئی۔

صوبہ متحدہ کی جمعیت کا جلسہ بھی ارکان کی صوابدید اور ان کی تجویز تائید سے منعقد ہوا۔ صرف تین چار ممبر اس سے اختلاف رکھتے تھے۔ مگر انہوں نے اجلاس میں آکر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا اور نہ اس امر کو فیصلہ کے لیے اجلاس میں پیش کیا۔ بلکہ باہر باہر ہی چلے گئے۔ اجلاس میں کارروائی باقاعدہ ہوتی رہی۔

اس میں علماء دیوبند اور دوسرے علماء کے اختلاف کو کوئی دخل نہیں ہے اور رجعت پسندی کا الزام جو جناب بہادر مسعود حسن صاحب نے لگایا ہے وہ اجلاس کی منظور کردہ تجاویز سے خود بخود دور ہو جائیگا۔ مفصل روئداد اخبارات میں اشاعت کے لیے بھیجی جا رہی ہے۔ ناظرین اس کے ملاحظے سے پہلے رائے قائم نہ کریں۔

دہلی میں سیرت کمیٹی کا قیام

۱۲ ربیع الاول کو یوم النبی منانے کی تیاریاں

دہلی ۱۱ اگست۔ ۱۲ ربیع الاول کو دہلی میں یوم النبی منانے کے لئے مقامی سیرت کمیٹی کا قیام ہو گیا ہے، ۹ اگست ۲۹ء کو حاجی محمد یوسف صاحب پانی والوں کے مکان پر معززین شہر کا اجتماع ہوا تھا جس میں سیرت کمیٹی کے عہدہ داران کا انتخاب اور جلسہ کے متعلق ابتدائی انتظامات کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ شیخ نجم العارفین صاحب۔ حاجی محمد یوسف صاحب پانی والے نواب ابو الحسن خاں صاحب حکیم ناصر الدین صاحب کمیٹی کے ناظم منتخب کئے گئے ہیں اور یہ طے پایا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو صبح ۷½ بجے پریڈ کے میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند منعقد کیا جائے، اس سلسلہ میں ایک پوسٹر بھی شائع کیا گیا ہے۔

حج کی تحقیقاتی کمیٹی کراچی میں

کراچی ۱۲ اگست۔ حج کی تحقیقاتی کمیٹی یہاں آگئی ہے۔ اور اپنا کام شروع کر دیا۔ کمیٹی کا قیام یہاں ۲۲ اگست تک رہیگا۔

اعلانِ تعطیل

۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ کو دفتر الجمعیۃ میں بتقریب عید میلاد النبی تعطیل رہے گی اسلئے قارئین کرام ۲۰ اگست کے پرچہ کا انتظار فرمائیں

منیجر

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک:۔ قاضی زین العابدین صاحب ۔ مؤید:۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

۵ ستمبر ۱۹۲۹ء

مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

مسلمانان فلسطین کی ہولناک مصیبت پر احتجاج

فلسطین کی آزادی اور اعلان بالفور کی واپسی کا مطالبہ

دہلی ۴ ستمبر گذشتہ شب ۷ بجے مسلمانان دہلی کا ایک جلسہ کمپنی باغ میں ٹاؤن ہال کے پیچھے منعقد ہوا۔ شرکاء جلسہ کی تعداد نہایت غیر معمولی تھی اور مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی شریک تھے۔ حاضرین میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب، صدر جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد، مولانا عبدالماجد صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب، شیخ نجم العابدین صاحب، ہلال احمد صاحب زبیری اڈیٹر الجمعیۃ، محمد جعفری صاحب اڈیٹر "ملت" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قرآن کریم کی قرأت کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جلسہ منتخب کیے گئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی تقریر

حضرت مولانا نے اپنی ابتدائی تقریر میں جو تقریباً نصف گھنٹے تک جاری رہی جلسہ کی غرض و غایت کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ فلسطین کے مسلمانوں پر یہودیوں نے جو مظالم ڈھائے ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مولانا نے دیوار گریہ کی تاریخ نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی اور یہ بتایا کہ یہودیوں کو اس دیوار پر یا اس کے سامنے کی زمین پر کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ محض مسلمانوں کی رواداری تھی کہ وہ انہیں مخصوص تاریخوں پر اس دیوار کے سامنے کھڑے ہو کر گریہ و بکا کرنے کی اجازت دے دیتے تھے۔ اور یہودی اس زمین کو جو مستند قانونی دستاویزات کے مطابق مسلمانوں کی ایک موقوفہ زمین ہے صرف مقررہ مدت کیلئے استعمال کر سکتے تھے۔ جناب صدر نے صلیبی جنگوں کے بعد سے ترکان آل عثمان کی حکومت تک کے واقعات سے یہ ثابت کیا کہ یہودیوں کا عمل کبھی اسکے خلاف نہیں ہوا اور انہوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انہیں اس دیوار پر یا اس کی ملحقہ زمین پر کسی قسم کا حق تملک حاصل ہے۔ یہ سوال ابھی حال ہی میں پیدا کیا گیا ہے اور براہ راست اس تحریک کا نتیجہ ہے جو تحریک صہیونیت کے نام سے مشہور ہے اور جسے لارڈ بالفور کے اس اعلان نے تقویت پہنچا دی ہے جس میں یہ اطمینان دلایا گیا ہے کہ فلسطین کو وطن الیہود بنانے کے لئے برطانیہ یہودیوں کی امداد کرے گی۔ برطانیہ کی یہی وہ پالیسی ہے جس نے چند سال کے اندر فلسطین میں چھ ہزار یہودیوں کے بجائے ایک لاکھ ستر ہزار یہودی دنیا بھر سے لا کر آباد کر دیئے ہیں اور جو فلسطین کے عربوں کا حق وطنیت سلب کر کے یہودیوں کو فلسطین کا مالک بنانا چاہتی ہے۔

حضرت مولانا ابوالکلام صاحب کی تقریر

جناب صدر کی تقریر کے بعد حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے ایک موثر تقریر ارشاد فرمائی آپنے فرمایا کہ مشرق کے تمام ممالک کی بیماری ایک ہی ہے اور ان کا علاج بھی ایک ہی ہے۔ حقیقتاً اس وقت دنیا برطانوی شہنشاہیت کی حرص کا شکار ہو رہی ہے۔ اور جب تک اس شہنشاہیت کا خاتمہ نہیں ہوتا اس قسم کے مصائب میں مختلف ممالک برابر مبتلا رہیں گے۔ دیوار گریہ تو حقیقت میں ایک بہانہ ہے۔ یورپین قوتوں نے جزیرۃ العرب میں شام اور فلسطین کو اپنی قوت کے استحکام کی خاطر منتخب کر لیا ہے۔ برطانیہ اس قسم کی تدابیر اختیار کر رہا ہے کہ اگر کسی وقت مصر ہاتھ سے جاتا رہے تو نہر سویز کے کنارے پر ایک دوسرا ساحل برطانوی افواج کے قبضہ میں رہے۔ یہودیوں کی حکومت قائم کرنے میں یہی راز مضمر ہے۔ مولانا کی تقریر کافی طویل تھی اور دیر تک جاری رہی۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل تجویز مولوی عبدالمجید صاحب نے پیش کی جو مولانا عبدالماجد صاحب کی تائید کے بعد بالاتفاق منظور ہو گئی:-

(الف) مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ اپنے اس علم و یقین کی بنا پر کہ براق شریف کی دیوار گریہ پر یہودیوں کو کسی قسم کا حق تملک حاصل نہیں ہے اور یہ کہ وہ دیوار زمانہ قرن سے مسلمانوں کے قبضے میں ہے اور مختلف حکومتوں کا دستور بھی یہی چلا آتا ہے کہ یہودیوں کو سوائے اس کے کہ وہ دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر دعا پڑھ لیں اور گریہ کر لیں اور کسی قسم کے تصرف کا موقع نہیں دیا جاتا تھا۔ یہودیوں کی موجودہ تعدی کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور یہودیوں کی ان تمام کارروائیوں کو جو وہ ناحق دیوار پر قبضہ جمانے اور اپنی ملکیت قرار دینے کے لئے کر رہے ہیں موجودہ فساد و خونریزی کا اصل باعث سمجھتا ہے۔

(ب) جلسہ کو یقین ہے کہ اگر حکومت انتداب اس فتنہ کی روک تھام پہلے سے کرنا چاہتی تو کر سکتی تھی۔ مگر اس کی غفلت یا تساہل انگاری نے یہودیوں کو جرأت دلائی کہ وہ مسلمانوں کا ناحق خون بہائیں۔

یہ جلسہ پوری قوت کے ساتھ فلسطین میں برطانیہ کی یہود نواز حکمت عملی کے خلاف احتجاج کرتا ہے اور برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد فلسطین کے باشندوں کی آزاد حکومت کے قیام کی کارروائی شروع کر دے تاکہ وہاں حقیقی طور پر امن و امان قائم ہو سکے۔

(ج) - یہ جلسہ برطانیہ کی اس جنگی مہم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے، جو اس نے فلسطین میں بحری اور ہوائی جنگی جہازوں کو وہاں کے عرب باشندوں کو دبانے کے لئے بھیجکر ظاہر کی ہے اور برطانیہ کو بتا دینا چاہتا ہے کہ فلسطین کی بے چینی کا علاج جنگی کارروائیوں اور آلات حرب کے مظاہرے سے نہ ہوگا بلکہ اس کا حقیقی علاج صہیونی غیر منصفانہ پالیسی کو ختم کر دینا ہے۔ اور یہ کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کی دلی ہمدردی مظلوم مسلمانان فلسطین کے ساتھ ہے۔

آخر میں جناب صدر نے تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ یہودیوں کے ان مظالم اور برطانیہ کی حمایت کے خلاف پر زور احتجاج کریں۔ جس کے بعد جلسہ ۹ ½ بجے شب کو ختم ہوا۔

الجمعیۃ دہلی ۲۴ اگست ۱۹۲۹ء ۳

جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ کا اجلاس

مولانا عمر دراز بیگ ناظم جمعیۃ کا مفصل بیان

۱۱، ۱۲ اگست ۱۹۲۹ء کو جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا اجلاس زیر صدارت مولانا حسین احمد مدنی مرادآباد میں منعقد ہوا۔ چونکہ ایک ماہ پیشتر سے اجلاس کی صوبہ میں تکمیل و اشاعت کرائی گئی تھی اس لئے سو سے زائد صوبہ کے علماء نے اس جلسوں میں شرکت کی۔ ہندوستان کے مشہور علماء و فداکاران ملت مثلاً مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا عبدالرحمن صاحب امروہوی، مولانا عبدالحق صاحب مدنی، مولانا قاری طیب صاحب، مولانا مبارک حسین صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا حفیظ الرحمن صاحب، سید جالب صاحب دہلوی وغیرہم نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں ۸ تجویزیں منظور کی گئیں جو اخبارات کو بھیجی جا رہی ہیں۔ اس اجلاس کے متعلق معمولی بے ضابطگی کا اعتراض کیا گیا تھا جس کو تحریرات پیش کردہ و ضابطہ کی رو سے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور نہ کوئی بے ضابطگی قرار دی گئی اور پورے جلسہ نے جس میں جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کے سابقہ اراکین و دیگر صوبہ کے علماء تھے اس جلسے کے انعقاد کو صحیح اور جائز طور پر منعقد ہونا تسلیم کیا اور باضابطہ کارروائی عمل میں آئی۔

جمعیۃ علماء صوبہ نے ایک تجویز میں یہ طے کیا ہے کہ چونکہ پہلی جمعیۃ عرصہ سے معطل ہے اور باوجود ممبران کے بار بار اصرار کے جلسہ بھی نہیں کیا جاتا اسلئے یہ جلسہ جو جمعیۃ سابقہ کے اراکین اور علماء صوبہ پر مشتمل ہے جمعیۃ سابقہ کے تعطل اور جدید نظام کے ساتھ جمعیۃ صوبہ کے قیام کا فیصلہ کرتا ہے۔ نیز ایک تجویز میں اس کا دفتر مرادآباد میں رہنا تجویز کیا اور اس کا ناظم راقم الحروف عمر دراز بیگ اور صدر مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کو منتخب کیا۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کا یہ خیال غلط ہے کہ جمعیۃ علماء دیوبندی جماعت پر مشتمل ہے بلکہ جمعیۃ علماء میں ہر خیال اور ہر عقیدہ کے لوگ شامل ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ جمعیۃ علماء تنگ خیال ہے۔ جمعیۃ علماء کا شروع سے اب تک کا طرز عمل اس کا شاہد ہے کہ جمعیۃ علماء با وجود اسکے کہ ہندوستان میں بوجہ دیوبندی عالموں کی کثرت کے دیوبندی جماعت کا عنصر غالب ہے تنگ نظر نہیں۔ ان ہی اجلاسوں میں اجلاس کلکتہ پشاور کے لئے مولانا معین الدین اجمیری کی صدارت اور جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کے لئے مولانا عبدالقدیر کی صدارت۔ (حالانکہ ان دونوں حضرات کے عقائد دیوبندی جماعت کے خلاف ہیں) جمعیۃ علماء کی وسعت نظری کی کافی دلیل ہے۔ نیز جو تجاویز صوبہ کی جمعیۃ اور مرکزیہ جمعیۃ علماء میں منظور ہوئی ہیں مثلاً جبریہ ابتدائی تعلیم، انتخابات، قیام ادارہ شریعت، سیاسی مفاہمت وہ اس جماعت کی وسعت نظر و اہتمام تنظیم پر بین دلیل ہے۔

مسٹر مسعود الحسن صاحب نے جو اعلان ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ شائع کرایا ہے کہ مولوی یعقوب صاحب نے جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ کے اجلاس کو بے ضابطہ قرار دیا سراسر غلط ہے۔ کوئی تحریر مولوی صاحب کی ہمارے پاس ایسی نہیں آئی ہے جس میں انہوں نے اس اجلاس کو بے ضابطہ قرار دیا ہو۔ نہ کوئی ان کا ایسا ارشاد ہے۔

دیوبندی خیال کے علماء کے متعلق افغانستان کے واقعات سے دلیل لانا ایک خاص قسم کا پروپیگنڈا ہے۔ جس کی تفصیل ہم آئندہ شائع کریں گے۔

مسعود الحسن صاحب کا سرسید جیسی ہستی کے مسلمانوں کی مذہبی تنظیم کے متعلق حوالہ دینا قطعاً بے محل ہے۔

سرسید نے اپنی رائے سے مذہب میں جو اختراع کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تعلیمیافتہ پارٹی مذہب سے اس قدر دور ہے اور اسی مادیت نے یہ روز بد مسلمانوں کو دکھایا ہے اور حکومت اور برادران وطن کو مسلمانوں کے مذہب اور دینی معاملات میں مداخلت کرنے کی جرأت دلائی ہے۔ اگر کوئی سرسید ثانی پیدا ہو جائے تو ہمیں یقین ہے کہ با آسانی سے مذہبیت لامذہبیت سے بدل جائے گی۔

صوبہ متحدہ کی جمعیۃ علماء کے اجلاس میں جو تجاویز منظور ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:-

ایوان کی صحیح نمائندگی

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا یہ اجلاس موجودہ ایوان کو صوبہ متحدہ کا صحیح اور جائز نمائندہ تسلیم کرتا ہے۔
محرک - مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید - مولانا مبارک حسین صاحب

صوبہ کی جمعیۃ کا جدید نظام

چونکہ صوبہ ہذا کی پہلی جمعیۃ عرصہ سے معطل ہے اور کوئی کام نہیں کرتی اور باوجود ممبران کے بار بار اصرار کے جلسہ بھی نہیں کیا جاتا اس لئے یہ جلسہ جو جمعیۃ سابقہ کے اراکین اور علماء صوبہ پر مشتمل ہے جمعیۃ سابقہ کے تعطل اور جدید نظام کے ساتھ جمعیۃ صوبہ کے قیام کا فیصلہ کرتا ہے اس جدید نظام کے عارضی عہدہ داروں کا انتخاب کر لیا جائے اور جمعیۃ صوبہ کا دفتر مرادآباد میں قائم کیا جاوے۔
محرک - مولانا بشیر احمد صاحب
مؤید - مولانا حمید الدین صاحب گلاؤٹھی

انتخاب عہدہ داران

یہ جلسہ جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا تحریک کرتا ہے کہ جمعیۃ صوبہ کے لئے حسب ذیل عہدہ دار منتخب کئے جاویں۔

صدر - مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی
نائبین صدر - مولانا بشیر احمد صاحب - مولانا مسعود علی صاحب ندوی - مولانا ناظم علی صاحب - مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی - مولانا فخرالدین صاحب - مولانا نثار احمد صاحب
ناظم - مولانا عمر دراز بیگ صاحب
نائبین ناظم - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب - مولانا اکبر شاہ صاحب
تنخواہ دار ناظم - . . . .
خزانچی - قاضی ثروت حسین صاحب رئیس -
محرک - مولانا محمد صدیق صاحب نجیب آبادی
مؤید - مولوی معظم حسین صاحب

کمیٹی تحدید عمر ازدواج کی سفارشات

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا یہ اجلاس کمیٹی تحدید عمر ازدواج و مباشرت کی ان سفارشات کو جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے اصول کے سراسر مخالف سمجھتا ہے اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان سفارشات کو مسلمانوں کے حق میں ہرگز قانونی شکل نہ دی جائے ورنہ مسلمان اس قانون کو ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔ اور جن صورتوں میں شرعی اجازت موجود ہوگی ان میں قانون کی مزاحمت کی ہرگز پرواہ نہ کریں گے ان ناعاقبت اندیش اور مذہبی قانون سے ناواقف مسلمانوں کو کہ جنہوں نے اس قانون کی موافقت میں اظہار رائے کیا ہے کسی طرح مسلمانوں کا نمائندہ تسلیم نہیں کرتا۔
محرک - مولانا بشیر احمد صاحب
مؤید - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب

مذہبی مداخلت کے خلاف احتجاج

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا یہ اجلاس اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اسلامی روایات کی مطابق ان کے خصوصی حقوق مثلاً عبادات ازدواج - طلاق - خلع - مذہبی تعلیم کسی غیر مسلم حکومت کے قوانین کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا وہ قانونی پابندیوں سے آزاد رہنے چاہئیں اور اگر یہی موجودہ صورت حال باقی رکھی گئی تو اس عاقبت نااندیشانہ طرز عمل سے جو بے چینی مسلمانوں میں پیدا ہوتی جا رہی ہے، اس کی تمامتر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔
محرک - مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید - مولوی اسد اللہ خاں صاحب

محکمہ قضاء کے قیام کی ضرورت

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا یہ جلسہ مسلمانوں کے مخصوص مذہبی معاملات کے شرعی احکام کے مطابق فیصلے کرنے کیلئے محکمہ قضاء کا قیام ضروری سمجھتا ہے اور اس حقیقت کا اظہار بھی کرتا ہے کہ جو شخص شرعی معیار کے موافق فصل مقدمات کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ شرعی قاضی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ایسے قضاۃ کا انتخاب اور تقرر مسلمانوں کے مذہبی علمی ادارات کی صوابدید سے کیا جانا لازمی ہے۔
محرک - مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید - مولانا اسمٰعیل صاحب

دینی مدارس و مکاتیب

جمعیۃ علماء صوبہ ہذا کا اجلاس جدید ابتدائی تعلیم کو اصولاً تسلیم کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے اور لازمی قرار دیتا ہے کہ دینی مدارس اور مکاتیب کے طلباء کو بلا لحاظ نصاب تعلیم و بلا مداخلت سررشتہ تعلیم لوکل باڈیز سے مستثنیٰ کیا اور رکھا جاوے۔
محرک - مولوی بدر الدین صاحب وکیل
مؤید - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب

قانون ازدواج بین الملل

اسلام نے کافرہ غیر کتابیہ عورتوں سے مسلمان مردوں کے نکاح کو اور مسلمان عورتوں کے غیر مسلم مردوں سے نکاح کو قطعاً ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اسلئے ازدواج بین الملل کا مسودہ قانون اسلام کے صریح خلاف ہے۔ نیز رجسٹری نکاح و طلاق و تعدادت العمر شادی کے انسداد کے قانون بھی اسی مداخلت کی ایک شاخ ہیں لہٰذا جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا یہ اجلاس ان قوانین کی پر زور مخالفت کرتا ہے اور گورنمنٹ کو متنبہ کر دینا چاہتا ہے کہ وہ اس مذہبی مداخلت کا ارتکاب کرے ورنہ وہ تمامتر نتائج کی ذمہ دار ہوگی۔
محرک - مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید - مولانا سعید احمد صاحب

(مولانا) عمر دراز بیگ
ناظم جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا اجلاس مرادآباد

حضرت مولانا حسین احمد صاحب جانشین حضرت شیخ الہند کا بصیرت افروز

خطبۂ صدارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ اما بعد

معزز حاضرین بزرگان قوم! [illegible]

مادیت اور دنیا پرستی کا طوفان

میرے محترم بزرگو! جس طوفان سے اس وقت تمام عالم انسانی خصوصاً [illegible] اور مسلمانان ہند بالخصوص [illegible]

نوبین	۵۶
حملہ تبرانہ	۲۶
مجموعہ	۶۹۲

یہ واقعات صرف ایک اس پارک کے ہیں جو کہ آبادی میں واقع ہے اور جس میں ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ پولیس کا پہرہ ہر وقت موجود رہتا ہے اور جو کہ عام پبلک کے لئے تفریح گاہ بنی ہوئی ہے۔ یہ بدمعاشوں کا اڈہ نہیں ہے۔ کوئی غار اور ترخانہ اور [illegible] نہیں ہے۔ اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

لہٰذا یہ کہ صرف ایک باغ ہائڈ پارک میں ایک سال کے اندر یعنی یکم اپریل ۱۹۲۰ء سے ۱۳ مارچ ۱۹۲۱ء تک حسب ذیل [illegible] جرائم پولیس کے ہاتھ لگے جن پر [illegible] قانون پولیس کو [illegible] نافذ کرنے پر مجبوری ہوئی

بے حیائی	۱۰۵
جرائم [illegible]	۲۶۹
خیانت جرم [illegible]	۳۶
[illegible]	۱
بد چلنی	۱
زنا بالجبر	۱

[illegible]

کہا جاتا ہے کہ عورتوں کی اصلاح کا اصلی نسخہ تعلیم ہے۔ امریکہ کے بہ اعداد زیادہ تر زیر تعلیم لڑکیوں ہی کے ہیں۔ کیا اس نسخۂ تعلیم کی آزمائش ہندوستان میں کرنے کے لئے اس قدر [illegible]

[illegible] امریکہ کی جدید تہذیب پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

سال بسال قتل کی خوفناک وارداتیں سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہیں [illegible] امریکی تہذیب پر ایک بدنما داغ ہیں۔ جرائم کی نوعیت روز بروز انتہا پیچیدہ ہوتی گئی ہے جس سے سراغرسانی مشکل ہوتی جاتی ہے ۱۹۲۶ء میں تو بعض قتل اتنے خوفناک ہوئے ہیں کہ جس کی نظیر تاریخ جرائم کی تاریخ میں ملنی محال ہے تیس سال کے اعداد جرائم حسب ذیل ہیں۔

سال	تعداد شہر	آبادی	قتل	شرح فی لاکھ
۱۹۰۰ء	۳۱	۱۱۹۸۱۰۳۴ کروڑ	۶۰۹	۵۱
۱۹۰۵ء	۳۱	۱۴۰۲۴۴۲۲ ”	۶۶۰	۶۶
۱۹۱۰ء	۳۱	۱۶۸۰۴۲۲۳ ”	۱۶۶۵ ہزار	۸۱
۱۹۱۵ء	۳۶	۸۰۴۴۲۴۱۲ کروڑ	۱۹۱۴ ہزار	۸۹
۱۹۲۰ء	۳۱	۲۰۵۰۲۸۹۴ ”	۱۷۵۴ ”	۸۵
۱۹۲۵ء	۲۸	۲۱۵۰۰۲۰۴ ”	۲۳۹۰ ”	۱۱۱
۱۹۲۶ء	۳۰	۲۲۹۱۳۵۰۰ ”	۲۳۰۲ ”	۱۰۰
۱۹۲۷ء	۳۰	۲۲۱۹۶۴۰۳ ”	۲۳۴۰ ”	۱۰۶

(ہمدم ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

باوجودیکہ امریکہ میں محکمہ جرائم پر ۱۹۲۷ء میں ۲۸ ارب روپیہ صرف ہوا۔ مگر اس پر بھی پولیس کی تعداد ناکافی خیال کی جاتی ہے چنانچہ اب اضافہ کی تجویز ہے۔ اس پر بھی صرف شہر نیویارک میں قتل اور قتل عمد کے واقعات ایک سال میں (۲۲۲) تک پہونچے ہیں

لندن میں لٹ جانے اور ڈاکوؤں کے ہاتھ پڑ جانے کے جتنے احتمالات ہیں نیویارک میں ۳۷ گنا زائد ہیں اور شکاگو میں اس سے سو گنا زائد ہیں۔

(دانشی کلکتہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۸ء)

مذہب کے خلاف جہاد

[illegible]

بل الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء

علماء ملت کو دعوت عمل

محترم حضرات! یہ روحانی وبا اور مذہبی سموم اس زور سے روز افزوں ترقی پذیر ہے کہ اگر آپ حضرات نے اس طرف عنان توجہ کو جلد نہ پھیرا تو عالم اسلام اور چمنستان محمدی کی بربادی یقینی ہے جس طرح امراض کی شدت ہوا کی خرابی۔ موسم کے تغیر کے زمانہ میں اطباء پر سرگرمی بہت زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ حضرات کا فریضہ اس زمانہ میں کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ اپنے فروعی اختلافات کو چھوڑیئے نفسانی جذبات پر خاک ڈالیے شخصی جھگڑوں کو زیر خاک دفن کر دیجئے۔ اور ملت بیضا کے احیاء اور عامہ خلائق کی اصلاح کے لئے تیزی کے ساتھ گامزن ہو جیئے۔ دیکھیئے زمانہ فقط اسی کی خرابیئے اسلام اور مسلمانوں کو فنا نہیں کر رہا ہے بلکہ اس نے سیاسی

[illegible]

نہ پیچیدہ کیا اور ایسی ایسی راہیں ڈال دی ہیں اندرونی خود اسلام ان میں یہ منکر فنا ہوتا جاتا ہے۔ افریقہ سے اسلامی حکومتوں کا جنازہ نکلوا دیا گیا۔ یورپ سے اسلامی باقیات اور لمحات مٹ گئے۔ فقط دو ضلعے اڈریانوپل اور استانبول اسلامی شاہی میں باقی رہ گئے ہیں۔ مگر وہ بھی اسلامیت کی حیثیت سے تقریباً کوئی متمیز فرق ان ملکوں سے نہیں رکھتے جو کہ زیر سایہ کفر آ چکے ہیں ایشیا میں اسلامی قوت اور سطوت تقریباً کالعدم کر دی گئی ہے۔ افغانستان کا جو کچھ حال ابھی قریبی زمانہ میں ہوا آپ سب صاحبوں کو معلوم ہے ایک نہایت مختصر عرصہ میں ترکوں نے حکومت کو سنبھالا تو جس طرح اسلامیت کی مخالفت کی وہ اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانان ہند پر مصائب کا ہجوم

یہ ہمارا پیارا وطن ہندوستان جو کہ قریباً قرن سے اسلامی حکومت کے زیر سایہ چلا آ رہا تھا اس میں جو کچھ معاملات مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں ان سے کون سا دل ہے جو مجروح نہیں ہے فلک کوزہ پشت کو اس پر صبر نہ آیا کہ اس نے ہماری [illegible] کے چراغ کو بجھا دیا اور نے ہماری دولت اور ثروت [illegible] کو خشک کر دیا [illegible]

[illegible]

ہزاروں قسم کے بہ ظرف سے بہتر۔ ایک مصیبت کا خاتمہ نہیں ہوتا ہے کہ خلاف امید دوسری مصیبتوں کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ (باقی آئندہ)

جمعیۃ علماء ہند کا قیام

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ خوابیدہ مسلمانوں کو حریت و آزادی کی راہ پر چلانے کے لئے سب سے پہلے ضرورت تھی کہ ان میں سیاسی بیداری پیدا کی جائے۔ لیکن مسلمانوں کو بیدار کرنا مغربی سیاسیوں کے بس کی بات نہ تھی۔ ان کے اسلامی خون میں اگر کوئی آواز جوش پیدا کر سکتی تھی تو وہ ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کی وہی بیٹری تکبیر تھی جس نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو لرزہ براندام کر دیا تھا۔ علماء کرام مسلمانوں کے حقیقی نباض تھے انہوں نے اس ضرورت کو فوراً محسوس کیا۔ اور سنی مقلد، غیر مقلد۔ وہابی حنفی کے قدیم اختلافات و عقائد کے باوجود مسلمانوں کو بیدار کرنے اور وادیٔ حریت میں بڑھا لے چلنے کے لئے سب کے سب متحد ہو گئے۔ اور جمعیۃ علماء ہند کے نام سے علماء کی ایک متحدہ جمعیت وجود میں آ گئی۔ اس جمعیت سے مختلف العقائد مسلم جماعتوں میں جو بیم النظیر اتحاد کی روح پیدا ہو گئی اس کا بہترین منظر جمعیۃ العلماء ہند کا وہ جلسہ تھا جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی زیر صدارت دہلی میں منعقد ہوا تھا۔ اس جمعیۃ کے قیام کے بعد ہی عام مسلمانوں میں بیداری کی ایک برقی رو دوڑ گئی۔ پبلک میں زندگی کی لہر پیدا کر دینا سہرا صرف جمعیۃ علماء ہند کے سر ہے اور اس سے غالباً کوئی منصف مزاج سیاسی رہنما بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں کے سیاسی رہنماؤں کی آواز میں بھی اسی وقت قوت اور اثر ہوا جب انہیں علماء کرام کی تائید اور حمایت حاصل ہو گئی علماء کا یہی ایک احسان اتنا عظیم الشان ہے جسے سیاسی رہنماؤں کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ (مہاجر)

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا اجلاس مراد آباد

حضرت مولانا حسین احمد صاحب (جانشین حضرت شیخ الہند رح) کا بصیرت افروز

خطبۂ صدارت

(گزشتہ سے پیوستہ)

مسلمانوں کو مٹا دینے کی سعی

برادران وطن کو کسی طرح بھی نہیں بھاتا کہ کسی صوبہ میں بھی مسلم کو اکثریت ہو۔ ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ پیکٹ میں صوبہ پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت کو جس طرح فنا کیا گیا وہ سب صاحبوں کو معلوم ہے اسکے بعد مسلم قوم جب جاگی اور اس نے اپنی حق تلفیوں کو ملاحظہ کرکے اپنے مطالبات واقعیہ کا مطالبہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور وہ اس پیکٹ۔ لاجپت رائے اور انصاری پیکٹ وغیرہ درمیان میں لانے گئے تو جو کچھ ان کا حشر کوہاٹ وغیرہ میں ہوا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۲۷ء میں مسلم نمایندوں نے دہلی پرپوزل نا کو کانگریس کے سامنے پیش کردیا۔ اور مخلوط انتخاب چند شروط کے ساتھ قبول کرکے اپنی صحیح حب الوطنی کا ثبوت دیدیا۔ یہ وہ شرط تھیں جن کو ہر محب وطن منصف مزاج نے انتہائی استحسان کی نظر سے دیکھا جن کی بنا پر تمام ہندوستان میں نہ صرف امن وامان کا دورہ ہوتا بلکہ ہندوستان کی بسنے والی قوموں میں ایک کو دوسرے پر اعتماد بڑے پیمانہ پر پیدا ہوجاتا۔ ہندوستانی مشترکہ قومیت جلد از جلد ظہور پذیر ہوجاتی۔ وہ توازن ہندوستانی قوموں میں پیدا ہوجاتا کہ کہیں کی بھی اکثریت اقلیت پر ظلم وستم نہ کرسکتی۔

بعض صوبوں میں اگر مسلم اکثریت مجالس قانون ساز میں ہندو اقلیت پر ظلم وستم اور حق تلفی کی جرأت کرتی تو دوسرے صوبوں میں خطرہ بھی آجاتا کہ اگر ہم نے یہاں قوانین میں ایسے قوانین بنائے جن سے اقلیت کو نقصان پہنچے گا تو ہندو اکثریت اپنے صوبوں میں مسلم اقلیت کی جڑ بنیاد اکھاڑ ڈالے گی۔ اس بنا پر تمام ملک میں اس دستور العمل میں صوبوں کے لیے داخلی آزادی تسلیم کی گئی تھی۔ چونکہ بنا توازن و اعتدال تھی۔ یہ ایک کھلی ہوئی منصفانہ تجویز تھی کہ جس سے اعلیٰ کوئی تجویز ہندوستان کے لیے اب تک میدان ظہور میں نہیں آئی تھی۔ اسی بنا پر کانگریس کمیٹی نے بھی بمبئی میں اس کو منظر استحسان دیکھا۔ اور مدراس کانگریس کے کھلے اجلاس میں اسکو پاس کیا تھا۔ اور پھر فروری ۱۹۲۸ء میں بمقام دہلی پھر اسی بنیاد پر بنا قائم رکھنے کے لیے اجتماع ہوا۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ اگرچہ مسلمانوں نے انتہائی ایثار اور حب الوطنی کا ثبوت دیا تھا۔ ہندو مہا سبھا نے اس کی سخت مخالفت کی اور اپنے اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۲۸ء سے نہایت زور و شور سے غل مچایا۔ اور بلا مخالفت و بیانیت کا اظہار شروع کردیا۔ مہا سبھا کو کسی طرح نہیں بھایا کہ اگرچہ مجموعہ ہندوستان میں ہندوؤں ہی کی اکثریت ہے اور اگرچہ ہندو مالی، اقتصادی، تعلیمی، ملکی جملہ حیثیات سے فوقیت رکھتے ہیں۔ مگر چار پانچ صوبوں میں فقط تعدادی حیثیت سے ہی مسلمانوں کا زور ہوجاتا۔ اور ان صوبوں میں اپنی سیٹوں کی زیادتی کی بنا پر مجالس وضع قوانین میں اقلیت پر اپنی آرا کا منوانا تو تسلیم کیا جائے بلکہ پکار پکار کر کہنے لگے کہ یہ تو مسلم راج کے مرادف ہوا جاتا ہے جیسے قانون اعتبار آبادی اور علیحدگی سندھ و اصلاح صوبہ سرحدی و بلوچستان کو کسی طرح تسلیم نہ کرنا چاہیے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر کہیں بھی مسلمانوں کو ان کی آبادی کی حیثیت سے سیٹیں دی گئیں اور صوبہ جات اپنے داخلی امور میں آزاد رکھے گئے تو نہ صرف اس صوبہ کے ہندوؤں کو مسلمانوں سے دبنا پڑیگا بلکہ تمام ہندوستان کے بسنے والے ہندوؤں کو اگرچہ وہ ان صوبوں کے باشندے ہوں جن میں مسلمان بہت زیادہ اقلیت میں ہیں، بھی اپنی جگہ پر دبنا پڑیگا۔ اس لیے جس طرح بھی ہو ان دونوں چیزوں کو یعنی (اول) نشست بحیثیت آبادی (دوم) صوبہ جات کی داخلی خودمختاری مٹا دینا چاہیے۔ جس کے لیے یہ خیال نہ کیا گیا کہ اقلیتوں کے لیے نشستوں کو ریزرو کرنا تسلیم کیا جاتا ہے مگر اکثریتوں کے لیے نہیں تاکہ اقلیتوں کو ترقی کا موقعہ ہاتھ آسکے۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ بھی معمولی ہے یعنی یوپی میں ۸۵ فیصدی۔ مدراس میں ۸۸ء۹۰۔ صوبہ متوسط و برار میں ۸۲ء۶۶۔ بہار و اڑیسہ میں ۸۲ء۲۰۔ بمبئی میں ۷۶ء۹۰۔ آسام میں ۵۴ء۳۳ ان صوبوں میں اگر اقلیت یعنی مسلمانوں نے کوشش بلیغ کرکے چند سیٹیں اپنے تناسب سے زائد بھی حاصل کرلیں تو کسی طرح اکثریت میں نہیں آسکتے۔ بلکہ اول تو وہ ابھی ریزرو سیٹوں سے زائد ڈھونڈ بھی نہیں سکتے۔ اور اگر ان کی سیٹیں ریزرو نہ ہوں تو وہ محفوظ بھی نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے پاس مال، تجارت، زمینداری حکومت و مال و دولت تقریباً ۰۰۰ ہیں اور اگر کچھ باقی ہیں تو وہ بھی روزانہ فنا ہوتے جاتے ہیں چپہ چپہ ان پر قرضہ کا بوجھ اتنا عظیم الشان ہے کہ مہاجنوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی کی طرح پھنسے ہوئے ہیں جس طرف وہ کھینچیں گے مسلمان ووٹ دینا پڑیگا ہم نے مسلمان افتقار و فاقہ میں مبتلا ہوتے اور بھوکے جاتے ہیں کیا دنیوی توقع پر بھی اپنے ووٹوں کو فروخت کر ڈالیں گے۔ کیونکہ ہم اگر بعد وجہد کرکے مسلمان کچھ آگے بڑھے اور ہندو اکثریت کی نشستوں پر نازکی بھی ہوگئے تو غایۃ ما فی الباب دو چار دس سیٹ اکثریت

کی لے سکیں گے جس کی وجہ سے ہندو اکثریت کو کچھ نقصان ہوگا اور نہ مسلم اقلیت کو کوئی فائدہ۔ ہاں صوبہ آسام میں البتہ کچھ خطرہ ہوگا۔ سو وہ صوبہ اپنی آبادی کی اقلیت وغیرہ سے کوئی قابل اعتبار چیز نہیں۔ ہاں مسلمانوں کی اکثریت صوبہ بنگال اور پنجاب میں محض معمولی اکثریت ہے یعنی صوبہ بنگال میں ۵۲ء۷ اور صوبہ پنجاب میں ۵۴ء۸۱۔ اس لیے اگر مسلمانوں کی سیٹیں ریزرو نہ ہوں گی تو ہندوؤں کو سکھوں سے ملکر اور علیحدہ علیحدہ بھی مسلمانوں کی چند نشستوں کو چھین لینا اور مسلم اکثریت کو اقلیت میں لے آنا کچھ مشکل امر نہ ہوگا۔ خصوصاً جبکہ مسلمانان پنجاب تقریباً ساٹھ کروڑ روپیہ کے ہندو مہاجنوں کے قرضدار ہیں اور خصوصاً جبکہ عموماً پیشہ وران پنجاب کی باگ ہندو تاجروں کے ہاتھ میں ہے اور خصوصاً جبکہ سکھ آبادی جو کہ دیہی ہے گیارہ مردم شماری رکھتی ہوئی ۲۶ فی صدی زمینداری کی مالک ہو اور اسی کے قریب قریب حالت بنگال کی ہے لہٰذا ان دو بڑے صوبوں میں مسلم اکثریت اس طرز پر فنا ہوجائے گی البتہ صوبہ سندھ جس میں مسلمان تقریباً ۷۳ فی صدی ہیں اور صوبہ سرحد اور بلوچستان جن میں مسلم آبادی ۹۰ فی صدی سے زائد ہوتی ہے، مسلمانوں کی اکثریت کو فنا کرنا دشوار ہے۔ اس لیے سندھ کو علیحدہ کرانے کی سخت مخالفت کی جانے لگی حتیٰ کہ وہ لوگ جو کہ پہلے سے علیحدگی کے حق میں تھے آج آزادی کے زمانہ میں مخالف بن گئے اور مہاسبھا کے مخالف بن گئے۔ سندھ کی آمدنی اور خرچ کا سوال اٹھایا گیا مختلف نقشے بنائے گئے اور کوشش کی گئی کہ صوبہ سندھ کسی طرح بمبئی سے علیحدہ نہ کیا جائے ورنہ مسلمانوں کی اکثریت ہو جائیگی۔ اور ہندو ازم فنا کے گھاٹ اتر جائیگا۔ حالانکہ اگرچہ صوبہ سندھ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر تمول تہیدست اور فقیر ہیں۔ اسی لیے دو شہروں کی تعداد ہندوؤں میں مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ یعنی اگر مسلمان یوپی میں لاکھ ۶ ہزار تعداد میں ہیں اور غیر مسلم تو لاکھ سے بھی کم ہیں مگر مسلمان وہاں کل ۵۹۰۰۰ ہزار میں اور غیر مسلم و شہر ۷۶۰۰۰ ہزار۔ عام طور پر زمینداری مسلمانوں سے نکلکر ہندو مہاجنوں اور عاملوں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ اب سے تقریباً سو برس پہلے یعنی ۱۸۴۲ء میں جبکہ انگریزی قبضہ سندھ پر ہوا تھا۔ ایک ایکڑ زمین بھی غیر مسلموں کے پاس نہ تھی مگر آج صوبہ سندھ کی زمینیں ۸۰ فی صدی غیر مسلم کے قبضہ میں چلی گئی ہیں۔ اسی طرح تجارت بھی تمام غیر مسلم کے قبضہ میں ہے، ان امور کا دوسرے پر جو کچھ اثر پڑتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے مگر ہندو سبھا کو اس پر بھی چین نہ آیا اور صوبہ سندھ کی علیحدگی کے خلاف برابر پروپیگنڈا کرتی رہی۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے متعلق اول تو اصلاحات ہی کی مخالفت کی گئی۔ پھر وہاں بھی زمیندار و مالیات، تجارت کا وہی حال ہے جو کہ دوسرے صوبوں میں موجود ہے، علاوہ ازیں اس امر کا یقین ہے کہ برٹش گورنمنٹ جس کی سیادت اور حکومت ڈومینین اسٹیٹ میں تسلیم کی جارہی ہے کبھی بھی اپنی مصالح سرحدیہ کی بنا پر ان دونوں صوبوں کو اصلاح (ریفارم اسکیم) نہیں دے سکتی۔ لہٰذا اس میں بھی کوئی خوف انکو نہیں تھا۔ غرضکہ مذکورہ بالا امور کے ذریعہ سے اول تو مسلم اکثریت کو جہاں پر وہ اکثریت میں ہے بھی مٹا دیا گیا، اور حقوق نشست کو بحیثیت آبادی اکثریت کے لیے غیر قابل تسلیم قرار دیا گیا۔ اس مقام پر یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے انتخابات میں مسلمان اپنی اکثریت کو محفوظ رکھ سکے ہیں اور ان دونوں صوبوں میں مسلمان ہندوؤں سے مغلوب نہیں ہوئے، حالانکہ حقیقۃً جو سیٹیں مسلمانوں کو حاصل ہونی چاہئیں تھیں ان میں سے بہت سی ضائع ہوچکی ہیں۔ خصوصاً شہری آبادیوں میں۔ اور پھر یہ کامیابی بھی سر فضل حسین کے کارنامہ کی وجہ سے ہوئی کیونکہ انہوں نے انتخابات کے حلقے ایسے بنائے جن میں مسلمانوں کو غلبہ بالضرور کامیابی ہوا اسی کی شکایت بعض ہندو لیڈروں نے سائمن کمیشن کے سامنے کی تھی۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری ایسی ذی وقعت نہیں جس کے لیے بڑی جد وجہد کی جائے بخلاف کونسلوں اور اسمبلی کے۔ لہٰذا ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں۔ دوسری بڑی کاری اور موثر یہ تدبیر کی گئی کہ صوبوں کی داخلی خودمختاری فنا کردی گئی۔ اور ایسے اصول پر مرتب کی گئی جن میں وحدانیت (یونیٹری سسٹم) ہو نہ کہ طرز فیڈرل سسٹم۔ نہ ہو مرکزی مجلس قانون ساز کو جملہ اختیارات دے گئے۔ اور صوبہ جات کو محض معمولی اختیار کا اختیار دیا گیا تاکہ اگر مسلمان کسی صوبہ میں خدانخواستہ اکثریت حاصل بھی کرلیں تو اس سے انکو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اور ہندو اکثریت کو کسی جگہ ان سے دیگر مسلمانوں کے حقوق کی رعایت لازم ہوجائے قطعی طور پر معلوم ہے کہ مرکزی کونسل میں ممبروں کی تعداد ہندوؤں ہی کی زیادہ ہوگی کیونکہ مسلمان برٹش انڈیا میں تقریباً ۲۴ فی صدی ہیں۔ باقی غیر مسلم ہیں ۱۹۲۱ء کے شمار کے موافق تعداد حسب ذیل ہیں۔

ہندو	مسلمان	بودھ	عیسائی
۶۵٫۱۹	۲۴٫۴۱	۴٫۶۴	۱٫۲۲
سکھ	دوسرے لوگ	کوہستانی	جینی
۱٫۰	۰٫۱۲	۲٫۶۸	۰٫۲

اور جبکہ مرکزی اکثریت ہندوؤں ہی کی ہوگی اور اختیارات بھی سب مرکزی ملکے ہوں گے تو لا محالہ جملہ امور کی باگ ہندو سبھا کے ہاتھ میں ہوگی مسلمانوں یا دوسری اقلیتوں کو کوئی قوت حاصل نہ ہوگی۔ اور موجودہ ذہنیت کسی طرح بھی اقلیتوں کے حقوق کی محافظ نہ ہوگی، چونکہ ڈومینین اسٹیٹس میں حکومت کا اصلی حصہ انگریزوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور مجالس وضع قوانین کا فیصلہ محض کثرت رائے یعنی ممبروں کی تعداد مبنی ہوا کریگا۔ اس لیے جو فریق اکثریت رکھے گا وہ ہی ہمیشہ کامیاب ہوا کریگا۔ ہاں اگر یہاں فیصلہ ممبروں کے کٹنے سے ہوا کرتا تو ممکن تھا کہ کوئی اقلیت بہت سے ممبروں کو کاٹ کر اپنے حقوق کا تحفظ کرلے، خلاصہ یہ کہ ان دو اصولوں کی بنا پر مہا سبھا اور برادران وطن نے اپنے اطمینان کو حاصل کیا۔ اور اس طرح مدراس کانگریس، بمبئی کانگریس کمیٹی کے فیصلوں اور دہلی پرپوزل پر پانی پھیر دیا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ مکمل آزادی جو کہ خلافت کمیٹی جمعیۃ العلماء اور مسلمانان ہند کا ہمیشہ سے مطمح نظر رہا تھا اور اسی کو مدراس کانگریس نے دسمبر ۱۹۲۷ء میں پاس کیا تھا اور جس کو مذہبی نظرتی، انسانی، اقتصادی، جملہ وجوہ سے ضروری اور لازم سمجھا جاتا تھا۔ اور جس کے لیے بار بار اپنے اجلاسوں میں جمعیۃ نے پرزور تقریروں اور تحریروں سے فرضیت کا اعلان کیا تھا محض چند خطرات کی بنا پر مختلف حیلوں سے اڑا دیا گیا، اور ڈومینین اسٹیٹس جیسی ذلیل اور کمزور چیز کو مختلف حیلوں سے اہل وطن سے منوا دیا گیا جس کی بنا پر آزادی مطلق کے خواستگاروں کے لیے نہایت خطرناک گھاٹیوں کا سامنا ہوگیا۔ اور مسلمانوں کی جد وجہد کرنے والی جماعتوں کی تمام آرزوؤں اور گذشتہ تمام قربانیوں پر پانی پھیر دیا۔

کانگریس کی موجودہ حیثیت

میرے محترم بزرگو! یہ وہ اصولی امور ہیں جن کی بنا پر نہایت زیادہ بے چینی ان ایام میں پھیلی ہوئی ہے ایک طرف تو کانگریسی قومی کارکنوں نے اپنے ہتھیار مہا سبھا کے سامنے ڈالدیے ہیں اور گھٹنے ٹیک کر در حقیقت سب کے سب مہا سبھائی بن گئے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر اپنے آپ کو وطنی کارکن بتلاتے ہیں مگر وہ اصلی معنوں میں صرف فرقہ پرست لیڈر ہیں اور دوسری طرف مسلمان آزاد خیال محبان وطن کو جو کہ آزادی وطن کے لیے ہر وقت سر بکف رہتے تھے برادران وطن اور کانگریس پر سے بالکل اعتماد اٹھ گیا ہے اور یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ برادران وطن مسلم قوم کے ساتھ کوئی منصفانہ معاملہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان کے حقوق کو بالکل ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے قومی کارکن محض ہندو کارکن ہیں اور اپنے ہی فرقہ کو ہندوستان میں زندہ رکھنا چاہتے ہیں کانگریس اب وطنی جماعت نہیں رہی بلکہ محض مہا سبھا سے عبارت ہے، انہیں خدشات کو دیکھکر خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء نے لکھنؤ آل پارٹیز میں چند ترمیمیں نہرو رپورٹ میں پیش کی تھیں جنہیں کسی طرح بھی مسلمانوں نے کسی بے انصافی اور بے اعتدالی کا معاملہ نہیں کیا تھا اور نہ اپنے حقوق سے زیادہ کا عموماً سوال کیا۔ مگر افسوس ہے کہ کانگریس اور برادران وطن نے ان کی طرف اصلا التفات نہیں کیا۔ کلکتہ کانگریس کے اجلاس میں بھی جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی، جناح مسلم لیگ وغیرہ نے اپنی اپنی ترمیمات نمایندوں وغیرہ کے ذریعہ سے پیش کیں۔ مگر کنونشن اور کانگریس دونوں نے ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد مسلم آل پارٹیز دہلی میں قائم ہوئی اور اس نے اپنے پہلے اور دوسرے ریزولیوشن کے بعد وہ فیصلے کئے جو کہ شائع ہوچکے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اب مسلمان جب تک ان کی ترمیمیں منظور نہ ہوں کسی طرح بھی ساتھ نہیں دیسکتے کیونکہ یہ مطالبات ان کے کم سے کم ہیں جب تک کانگریس اپنی ہٹ سے علیحدہ نہ ہوجائے اور اقلیتوں کے حقوق پر منصفانہ غور نہ کرے مسلم جماعتوں کی ترمیمیں منظور نہ ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کانگریس سے جدا رہیں، وہ کسی طرح آل انڈیا کانگریس نہیں ہے وہ صرف ہندو مہا سبھا ہے۔ جو مسلمان اس وقت بھی قومی جماعتوں کے فیصلوں کو چھوڑ کر کانگریس سے ملے ہوئے ہیں اور انہوں نے کنونشن اور کانگریس کے اہم معاملات کو معاندانہ کرنے کے بعد بھی کانگریس سے اشتراک عمل کر رکھا ہے جو کہ کلکتہ وغیرہ میں ظہور میں آئے وہ نہایت افسوسناک رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان کا یہ رویہ جو مسلمان قوم کی اکثریت کے خلاف ہے کس طرح مسلمانوں کی صحیح نمایندگی قرار دئے جانے کے قابل ہے۔

مشترکہ انتخاب

معزز حضرات! میری رائے بھی مخلوط انتخاب کی نسبت وہی ہے جو کہ مولانا محمد علی صاحب ابھی اپنی بمبئی میں ظاہر کرچکے ہیں۔ اور جس کو کلکتہ لیگ اور پشاور کی جمعیۃ کے اجلاس وغیرہ میں تسلیم کیا گیا تھا۔ ہندوستان کو مشترکہ قومیت کی طرف آنا چاہیے ہر مذہب والے کو اپنے مذہبی امور میں آزاد رہتے ہوئے سیاسی اور ملکی اور اقتصادی حقوق کے لیے مشترک طور پر جد وجہد کرنی چاہیے ان امور میں جملہ ہندوستان کے بسنے والے ایک نظر سے دیکھے جائیں ان میں فرقہ واری اصول کو ہرگز ہرگز جگہ نہ دینی چاہیے۔ اس طریقہ پر امن وامان قائم رہ سکتا ہے اور بغیر اسکے نہ ملک آزادی حاصل کرسکتا ہے اور نہ اس میں امن حاصل ہوسکتا ہے اور نہ یہ ملک بام ترقی پر پہنچ سکتا ہے۔

میرے محترم بزرگو! ہندوستان دوسرے ملکوں جیسا نہیں ہے اس میں بہت سی ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں ہیں جس طرح یہ جغرافی حیثیت سے مختلف الاحوال قطعات پر مشتمل ہے اسی طرح مختلف نسلوں مختلف زبانوں مختلف رنگوں مختلف مذہبوں، مختلف رسوم اور احوال و عادات پر بھی مشتمل ہے۔ اس ملک کے ہر صوبہ کے خصوصیات ہیں۔ جو کہ دوسرے صوبہ میں نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر صوبہ کو مستقل مملکت کی صورت عطا کی جائے اور مشترکہ ہند میں احکام مشترکہ نافذ کئے جائیں۔ تمام ہندوستانیوں میں مشترکہ قومیت یعنی ہندوستانیت پیدا کی جائے، اس حیثیت سے مشترکہ امور میں سب لوگ مشترکہ جد وجہد کریں اور اس اپنے پیارے وطن کے سچے خادم بنجائیں۔ مگر یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک فرد دوسرے کے ساتھ خالص ہمدردی رکھے اور ہر ہندوستانی کو خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو سکھ ہو یا پارسی، یہودی ہو یا نصرانی۔ امور ملکیہ اور سیاسیہ میں ایک نظر اور ایک آنکھ سے دیکھے مگر افسوس ہے کہ نہرو رپورٹ نے مشترکہ قومیت کی راہ میں نہایت آزار دہ روڑے اٹکا دئے، اور امن وامان کے لیے مہلک اور زہریلی فضا پیدا کردی، جس کی بنا پر ہمیشہ اکثریت جبر واکراہ کرتی ہوئی اقلیت کو دباتی رہے گی اور اقلیت بالآخر مجبور ہوکر امن وامان پر برسر پیکار رہے گی۔ نہ مشترکہ قومیت پیدا ہوگی، اور نہ اعتماد ایک کو دوسرے پر ہوگا۔ اور انگریزی قوت تمام ہندوستان کو اپنے آہنی پنجوں سے ہمیشہ ہمیشہ برباد کرتی رہیگی خلاصہ یہ کہ مشترکہ انتخاب ضرور بالضرور بہ نسبت فرقہ وارانہ انتخاب کے مفید اور کارآمد ہے مگر اسی صورت میں جبکہ وہ شرائط مانی جائیں جن کو دہلی پرپوزل میں تسلیم کیا گیا تھا۔ اور جن کو جمعیۃ العلماء کے اجلاس پشاور نے تسلیم کیا تھا اور جن میں سے بعض کو مولانا محمد علی صاحب نے بمبئی میں پیش کرچکے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہر ممبر اپنے ووٹوں کا بڑا حصہ اپنی قوم سے لائے اور ایک معتد بہ حصہ دوسری قوم سے بھی لائے، صرف اپنی قوم یا صرف دوسری قوم کے ووٹوں پر اس کے انتخاب کا مدار نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں بھی بعض خطرات موجود ہیں مگر فرقہ وارانہ انتخاب میں جو جو خرابیاں ہیں ان سے یہ اہون ہے۔

مکمل آزادی ہند

میرے محترم بزرگو۔ مکمل آزادی ہند اسلام اور مسلمانوں کا ہندوستان میں فریضہ ہے۔ یہ جملہ مسلمانوں کا ہمیشہ مطمح نظر ہونا چاہیے۔ قواعد شرعیہ کی بنا پر بھی اگر مسلمان اس سے غافل ہوئے تو عند اللہ ماخوذ ہوجانے کے مستحق ہوں گے مسلمانوں پر حسب طاقت ضروری ہے کہ اس راہ میں گامزن رہیں۔ اور کبھی بھی اس فریضہ کو نہ بھولیں عزت اور انصاف کے ساتھ ہم ہر وقت صلح اور اتحاد کے لیے برادران وطن کے سامنے موجود ہیں اور مشترکہ جد وجہد کے ساتھ ہندوستان کو آزاد کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر ہمارے حقوق تلف کئے جائیں۔ ہم پر ظلم وستم کیا جائے۔ ہمکو ذلیل و خوار سمجھا جائے، ہمارے مطالبات ٹھکرا دئے جائیں۔ اس طرح نہ مسلم قوم کبھی رہی ہے اور نہ وہ کسی کے ساتھ شرکت عمل کرسکتی ہے، ہم جب تک جان میں جان ہے اپنی طاقت کے موافق آزادی کے لیے سعی کریں گے۔ خواہ کوئی ہمارا ساتھ دے یا نہ دے۔ اللہ ہمارا والی ہے۔

تبلیغ

اسی طرح مسلمانوں کا نہایت قوی فریضہ ہے کہ جملہ اقوام و افراد عالم کو ہدایت کرنے کی ہمیشہ کوشش بلیغ کریں زمین کے تمام بسنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت ہیں اور مسلمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ سب پر ضروری ہے کہ حسب طاقت دوسرے لوگوں اور دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچانے اور عذاب دوزخ سے بچانے میں کمی اور غفلت کو راہ نہ دیں۔ یہ فریضہ کسی خاص فرقہ یا کسی خاص خاندان کا نہیں ہے سب ہی پر لازم ہے کہ تا دم مرگ حسب امکان اس میں کوشاں رہے۔ اشدھی کی تحریک کرنے والے تو فی الحقیقت ایک سیاسی غرض سے اس راہ میں کھڑے ہوئے ہیں یعنی اس لیے کہ مسلمانوں کی تعداد کم یا فنا ہوجائے اور ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہو، مگر مسلمانوں کا فریضہ تبلیغ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر قوم میں رہا ہے اور قیامت تک رہے گا اسکو محض لوجہ اللہ پورے پیمانہ پر ادا کرنا چاہیے۔ ہاں اس راہ میں ناجائز اور خلاف قانون طریقوں سے محترز رہنا چاہیے۔

تنظیم

نیز مسلمانوں پر از حد ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کردیں اور جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حیثیت سے مسلمانوں کو منظم کرتے ہوئے ان میں قوت اجتماعی کی نہایت مضبوط بنیاد رکھدی ہے اور ان کیلئے طرق عمل اور اصول ایسے بنا دئے ہیں جن سے ہر قسم کی اجتماعی قوت روز افزوں ترقی کرتی جائے ان شعبوں کا احیا کرنا اور نشو ونما سے ان پر عامل ہونا چاہیے، اسکو تنگ نظری کا مقابل سمجھنا غلط ہے۔ ہم میں ہر شعبہ کی تنظیم اور ہر قسم کی اجتماعی قوتوں کی تکمیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جب تک مسلمان ان پر عامل رہے ہر طرح صاحب قوت و سطوت رہے۔ ہم میں سے اس تنظیم کے فنا ہوجانے نے ہمکو ہر طرح کمزور کردیا۔

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ ہو۔)

بسلسلہ صفحہ ۴

ہمکو اپنا بھولا ہوا تیرہ سو برس والا سبق یاد کرنا چاہیے اور اسوۂ رسول علیہ السلام پر قوت کے ساتھ گامزن ہونا چاہیے۔ ہمکو بھی اللہ ہی کی طرح ایک سپاہیانہ زندگی بسر کرنی چاہیے ... اور ہمیں ہونا چاہیے کہ نقشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانی ہوئے بنگشیں پر [illegible]

تعلیم

میرے محترم بزرگو! انسان کی حقیقی زندگی اور مذاہب و اقوام کا اصلی عروج صرف علم پر ہی ہے بغیر حقیقی روحانی علم اعلیٰ اور اکمل ہوگا۔ ابقدر اس شخص کی زندگی اور اس قوم کا عروج بلند پایہ ہوگا۔ علم الہیات کو علم مخلوقات کہاں پہنچ سکتا ہے اور علم نفس کو علم جمادات کہاں ٹکر مار سکتا ہے۔ جو علوم بارگاہ رب العالمین تک پہونچا سکیں انکو وہ علوم کہاں پہنچ سکتے ہیں جن کے ذریعہ سے بادشاہوں اور حکام تک پہونچایا جا سکتا ہے۔ مگر خیر ہر چہ باداباد علم الغنی خیر من جہلہ۔ قومی احتیاجات اور ملکی ترقیات کے لیے حسب قاعدہ تقسیم عمل ہر علم کے ماہر ہونے ضروری ہیں۔ اور اسی طرح معمولی نوشت و خواند اور ضروری علوم دینیہ و دنیا دیہ ہر فرد میں موجود ہونے لازم ہیں۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں مسلم قوم ہندوستان میں اس زیور سے بہت ہی زیادہ عاری ہوگئی ہے تا اینکہ جملہ اقوام ہند میں مسلمانوں کا درجہ بہت ہی پست ہے تازہ اعداد و شمار کی بنا پر تعلیم یافتہ خواندہ لوگوں کا نقشہ حسب ذیل ہے

پارسی	جین	بدھ	عیسائی	ہندو	سکھ	مسلمان
۸	۹	۱۲	۳۰	۴۸۱۴	۵۱۴	۶۸۹

بلکہ جہاں پر مسلمانوں کی مردم شماری زیادہ ہے وہاں ہی پر ان کی تعلیمی حالت بہت ہی زیادہ گری ہوئی ہے چنانچہ صوبہ پنجاب فرنٹیر بلوچستان سندھ کے مسلمانوں کی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے۔ فی صدی اعداد ذیل ملاحظہ ہوں۔

صوبہ پنجاب	بلوچستان	صوبہ سرحد	صوبہ سندھ
۱٫۸	۱٫۶۲	۱٫۷	۴٫۰

یہ حالت معمولی نوشت و خواند کی حیثیت سے ہے۔ انگریزی تعلیم کی خصوصیت اس میں نہیں ہے سبق یہ ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہونا چاہیے۔

جبریہ تعلیم

عرصہ دراز تک کوشش کرنے پر گورنمنٹ جبری تعلیم کی طرف قدرے متوجہ ہوئی ہے اگرچہ دیگر ترقی یافتہ ممالک عرصہ دراز سے اس طرف متوجہ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج جرمنی اور ڈنمارک میں فی صدی سو تعلیم یافتہ عورت اور مرد موجود ہیں اور دوسرے ملکوں میں بھی تعلیم یافتہ اشخاص بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ تازہ اعداد فی صدی حسب ذیل ہیں۔

	جاپان		فرانس		امریکہ	
	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں
	۹۸	۹۲	۹۶	۱۴	۹۵٫۵	۹۳

	انگلستان		فلپائن		ہندوستان	
	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں	مرد	عورتیں
	۹۳٫۴	۹۱	۵۵٫۰	۶۱	۹٫۵	۱۱٫۷

ان اعداد سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ ہندوستان کو تعلیم دینے میں گورنمنٹ نے کسقدر مہلک تغافل اختیار کیا ہے۔ اور کس طرح اپنے فرائض ادا کرنے میں قاصر رہی ہے جس سے بجز اس نتیجہ کے اور کیا نکالا جا سکتا ہے کہ قصداً ہندوستانیوں کو جاہل رکھا جانا ہی ہے اور ان کا تعلیم یافتہ ہونا اپنی اغراض و مصالح کے خلاف خیال کرتی ہے ورنہ اس تغافل کے کوئی معنی نہیں۔ بہر حال تقریباً ۲۰ سال کی کوششوں اور صدہا صفحات پر گورنمنٹ نے اس طرف توجہ کی ہے کہ شہر بلاد متمدنہ میں ابتدائی جبری تعلیم جاری کی جائے۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ایسے طریقے اختیار نہیں کئے گئے جو کہ اطمینان دہ ہو سکیں خصوصاً مسلمانوں کو اس ابتدائی اور جبری تعلیم کی طرف سے بہت زیادہ شکایتیں ہیں۔

ابتدائی تعلیم میں نقائص

چونکہ مسلمانوں کو از حد ضروری ہے کہ وہ اپنے دین سے بھی واقف ہوں۔ اگر مسلمان اسلامیت سے نا آشنا یا خلاف ہوکر ترقی کریں تو وہ کسی طرح بھی اسلام یا مسلمانوں کی ترقی نہیں ہے اسلئے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان بچے ابتدا ہی سے اپنی دینیات سے بھی واقف ہو جائیں۔ گورنمنٹ کی جانب سے بے پروائی مشاہدہ میں ہے

اور وہ اپنے نزدیک معذور بھی ہے اسی بنا پر مسلمانوں نے عرصہ دراز سے بہت سے مکاتب اور مدارس قائم کر رکھے ہیں جو کہ بڑے پیمانہ پر تعلیمی خدمات انجام دیتے ہیں اسلئے اعتبار نکرنا اور ان کے زیر تعلیم بچوں کو مستثنیٰ قرار نہ دینا سخت کوتاہ اندیشی ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے بالخصوص بہت ہی ضرر رساں ہے اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر زور احتجاج اس رویہ پر کریں اور گورنمنٹ کو متوجہ کریں کہ وہ بہت جلد ان بچوں کو اس جبری تعلیم سے مستثنیٰ کرے جو کہ کسی باقاعدہ مکتب یا مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں اور جن کی حاضری پوری طرح ہوتی رہتی ہے ورنہ یہ طریقہ مسلمانوں کی مذہبیت اور ان کی مذہبی تعلیم میں صریح مداخلت کے ہم معنی ہوگا۔

فاضل حدیث وغیرہ کا اجراء

نیز اس زمانہ میں جو نیا طرز تعلیم مذہبی مدارس کا اختیار کیا ہے نہایت ہی قابل نفرت ہے کہ حدیث تفسیر وغیرہ کی تعلیم اور اس کی سندیں گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہیں۔ بیقاعدہ تعلیم پر کسی کو فاضل حدیث کسی کو مولوی فاضل وغیرہ بنا دیا جاتا ہے جو کہ نہ صرف مذہبی تعلیم میں حارج ہے بلکہ مذہبیت کی امہرٹ کے لیے تباہ کن بھی ہے البتہ جن علوم کو مذہبی حیثیت سے زیادہ اہمیت نہیں ہے جیسے نحو، صرف، ادب، معانی، بیان، ہیئت وغیرہ ان کے ہاتھ میں رہتے ہیں۔ اور فاضل ادب وغیرہ کی ڈگری دیتے ہیں چنداں مضائقہ نہیں اس لیے مسلمانوں کو اس بارہ میں بھی پرزور صدائے احتجاج بلند کرنی چاہیے۔

نیا فتنہ تحدید عمر ازدواج

عرصہ سے ایک جماعت گورنمنٹ سے درخواست کر رہی ہے کہ ازدواج اور رخصتی وغیرہ کی عمریں مقرر ہونی چاہئیں اور مخالفت کرنے والوں کو مجرم قرار دینا چاہیے۔ بے شک ہندو ازم اپنی کمزوریوں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لیے ایسے قوانین کا محتاج بھی ہے اور ایسے قوانین کے پاس ہونے سے اس کے مذہب میں کوئی خرابی بھی لازم نہیں آتی۔ مگر مذہب اسلام جو کہ ہر حیثیت سے ایک مکمل مذہب ہے اور جس نے معاشرت اور سیاست اور تہذیب اخلاق وغیرہ کے جملہ پہلوؤں پر پوری طرح غور و فکر کیا ہے۔ اور نہایت عمدہ قوانین سے تمام دنیا کی رہنمائی کی ہے وہ ایسے قوانین تحدید عمر وغیرہ سے نہ صرف مستغنی اور ساکت ہے۔ بلکہ صریح مخالف ہے اسلئے کسی مسلمان کو بھی ایسے قوانین کی اجازت نہیں دینی چاہیے معاذ اللہ معاذ اللہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جبکہ ان کی عمر ۶ برس کی تھی۔ شادی کرنی ناجائز یا غیر صحیح اور غیر معقول تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ۹ برس کی عمر میں رخصتی ناجائز یا غیر صحیح یا خلاف عقل و حکمت تھی۔ حاشا و کلا۔ اسلام میں ہزارہا نظیریں موجود ہیں۔ قرآن صریح الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم دوسری آیت میں ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع الآیۃ۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے کوئی قانون ایسی تحدید کا بنانا اور لوگوں پر ہر طرح سے تشدد کرنا اور اس قانون پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مجرم قرار دیکر سزا دینا سراسر مداخلت فی الدین ہے جس سے ۱۸۵۸ء کے اعلان میں کوئن وکٹوریہ نے تبری کا اظہار کیا تھا۔ اور جس کی تائید کنگ ایڈورڈ ہفتم اور کنگ جارج پنجم اپنے اپنے اعلانوں میں کر چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ چند ناعاقبت اندیش مذہب سے ناواقف جاہلوں کے قول پر اعتبار کر کے ایسا مسودہ ملک میں پاس کرنے پر اب گورنمنٹ تیار ہوگئی ہے حالانکہ مذہبی جماعتوں کی طرف سے برابر اسکا خلاف کیا گیا جن لوگوں نے گورنمنٹ کے سامنے اس مسئلہ میں تجویز پیش کی ہے وہ محض ان کی ذاتی رائے ہے نہ مذہب اس کی اجازت دیتا ہے نہ مسلمان انہیں راضی ہیں نہ مسلمانوں کی یہ رائے ہے۔ اس لیے ہم تمام مسلمانوں سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ پرزور احتجاج اس مسودہ پر کریں اور گورنمنٹ کو متنبہ کر دیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسا مسودہ اور قانون مسلم قوم کے لیے تیار نہ کرے۔ ہندو ازم جو چاہے اپنے لیے پاس کرائے مسلمانوں کے مذہب اور اصولوں میں گورنمنٹ کو دخل ہرگز نہ دینا چاہیے۔ اور جلد از جلد ایسی تجویزوں کو ٹھکرا دینا چاہیے۔

عہدۂ قضاء

عرصہ دراز سے مسلم قوم کا مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کے متعدد ضروری مسائل کے لیے مذہبی حیثیت سے ہر ضلع میں قاضی کا ہونا لازمی ہے جمعیۃ العلماء کی طرف سے بارہا اس ضرورت کا اظہار

کیا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک گورنمنٹ نے اس طرف توجہ نہیں کی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تکمیل طور سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں دور حاضرہ میں زوجین متعنتو والخیر، نفقہ، طلاق، نکاح وغیرہ وغیرہ کے ایسے بہت سے واقعات پیش آ رہے ہیں جنکا موثر اور فیصلہ کن حل بجز ایسے مسلمان قاضی کے نہیں ہو سکتا۔ جو کہ بادشاہ وقت کی طرف سے نصب کیا گیا ہو اور جو کہ مسائل دینیہ اور مذہب اسلام سے واقف بھی ہو اور نیک اور متقی صاحب عدالت بھی ہو مسلمانوں کے لیے ایسے قاضی نہ ہونے کی وجہ سے اسقدر سخت مشکلات درپیش ہیں جو کہ حد بیان سے باہر ہے روس نے قزان ترکی وغیرہ ممالک میں اس طرف توجہ کی، فرانس نے الجیریا تونس وغیرہ میں اسکو قائم رکھا۔ مگر افسوس ہے کہ برٹش گورنمنٹ اس طرف سے بالکل کان میں تیل ڈالے ہوئے ہے اسلئے مسلمانوں کو ضروری اور لازم ہے کہ اس طرف گورنمنٹ کو زور دار طریقہ پر توجہ دلائیں اور ایسے قاضی کو نصب کرائیں جو علوم دینیہ میں ماہر صاحب علم و تقویٰ ہو اور جس کا انتخاب محض مسلمانوں کی رائے اور مراکز تعلیم دینی کی سارٹیفکٹوں کی بنا پر ہوا کرے۔

محترم بزرگو! آپکو اپنی وصنیعت اور ملک اور دیگر اقوام کی حالت کا پر زور احساس کرنا چاہیے، اور دیکھنا چاہیے کہ ہماری زندگی مستقبل میں کس طرح باقی رہ سکتی ہے ہمت کو بلند کیجیے۔ اور مردانہ وار اپنی اور اپنی قوم کی خبر گیری کیجیے شریعت مطہرہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑیے، گذشتہ گناہوں سے توبہ کیجیے۔ آئندہ کو اتباع شریعت کا عہد کیجیے جمعہ اور جماعت کو قائم کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرنے کے لیے کمر ہمت باندھیے۔ اور اپنے اپنے اختلافات پر خاک ڈالتے ہوئے اتفاق کی روشنی سے تمام عالم کو جگمگا دیجیے۔ تبلیغ اور تنظیم، تعلیم اور تجارت و صنعت وغیرہ کی طرف پوری طرح توجہ فرمایئے۔

میرے محترم بزرگو! میں کوئی خطیب لکچرار، واعظ نہیں ہوں فقط آپ حضرات کے علم سے موافق اپنے منتشر خیالات کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، میرے نزدیک یہ قابل عمل ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے ہمکو دینی اور دنیوی نجات حاصل ہو سکتی ہے اب میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوا رخصت ہوتا ہوں اور سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔

مسلمانان لدھیانہ کا رفیع الشان جلسہ
شاردا بل کے خلاف مذمت آمیز تقریریں

لودھیانہ۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء سہ شنبہ کی شب کو مسلمانان لدھیانہ کا ایک شاندار جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس خلافت لدھیانہ میدان ناگی میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد خلاف توقع غیر معمولی تھی۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام مجید و نعت خوانی سے ہوا حضرت مولانا محمد نعیم صاحب نعتی اور ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی نے شاردا بل کے خلاف پرزور تقریریں فرمائیں اور مسلمانوں کو بل کی حقیقت سے آگاہی بخشی۔

بعد صاحب صدر نے اسلامی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالتے ہوئے اس قانون کے خلاف ذیل کا ریزولیوشن پیش کیا جو اتفاق رائے سے پاس ہوا۔

مسلمانان لدھیانہ کا یہ عام جلسہ شاردا بل کو سخت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اسلامی قانون کے ہوتے ہوئے کسی دنیوی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت ہند کا فرض ہے۔ کہ وہ اس بل کو جلد از جلد نا منظور کرے۔ یا مسلمانوں کو اس کی زد سے مستثنیٰ قرار دے۔ ورنہ مسلمانان ہند اس غیر مشروع قانون کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن کریں گے۔ یہ جلسہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند سے استدعا کرتا ہے کہ وہ ان احتجاجی تاروں سے ہٹ کر مسلمانوں کے سامنے کوئی عملی تجویز پیش کریں۔ نیفن

فلسفہ عید قربان

اس نام کا ایک رسالہ انجمن خدام الدین نے بڑے بڑے علمائے کرام کی تصدیقات سے شائع کیا ہے جس میں قربانی کی ابتدا۔ ابراہیمی قربانی کے نتائج۔ فلسفہ عید قربان کا ذکر ہے۔ علاوہ اس کے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر مسلمان صحیح معنوں میں قربانی کی رسم ادا کریں۔ تو ان کے اندر وہ روح پیدا ہو سکتی ہے جس سے سارے دنیا میں سرفراز ہو جائیں۔ اور دوسری قوموں کو اپنی مقناطیسی کشش سے دائرہ اسلام میں کھینچ لائیں۔ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک و پیکنگ بندریعہ ذیل پتہ پر بھیجکر رسالہ مفت منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔ ... ٹکٹ بھیجکر یا وی پی زائد تعداد میں منگوا کے دوست احباب میں تقسیم فرما کر اشاعت و تبلیغ کا ثواب حاصل کریں۔

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ہندوستان کی ایک جلیل و عظیم ہستی کا ارتحال

مولانا مولوی سید تاج محمود صاحب امروٹی شریف ... عمر ۸۵ سال ... ۵ ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ کو اس دنیائے فانی سے دار البقا کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف صوبہ سندھ کے ایک جید متبحر عالم ... کامل اور ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ تھے ... سندھ کے علماء اور مسلمانوں کی خدمت میں گزری ... مرحوم زندگی اور جماعت آزادی کی صف اول میں تھے اور صوبہ سندھ کے تمام سیاسی بزرگ آپ ہی کی ذات سے وابستہ تھے۔

ترک موالات کے زمانے میں آپ نے اپنی ضعف و پیری کے باوجود جو کار نمایاں انجام دیئے۔ اس کا احساس وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو موصوف سے ذرا سا بھی تعلق رہا ہے۔ حضرت شیخ الہند کی ترتیب مرحوم کے دولت کدہ پر تشریف لیگئے۔ دردیں بیٹھ کر بہت سے بڑے کام انجام دیئے۔ مرحوم کی متعدد تصنیفات کے علاوہ سندھی زبان میں ترجمۃ القرآن بھی ہے جو کئی بار چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ مرحوم کی آخری جد و جہد اور مساجد کے تحفظ میں جاری رہی جو سکھر کنیال کے درمیان آ گئی تھیں اور جن کو حکومت نے زمین دوز کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر مغفور کی بروقت مداخلت نے حکومت کو اس خوفناک اقدام سے باز رکھا۔ غرض مرحوم کیا تھے ہندوستان کا چشم و چراغ تھے۔ افسوس ہندوستان بالخصوص صوبہ سندھ ایک ایسی جلیل و عظیم ہستی سے محروم ہو گیا جس کے فیوض و برکات نے گلستان سندھ کو سرسبز و شاداب بنا رکھا تھا۔ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان صبر و شکر کی توفیق سے مالا مال کرے۔ آمین۔

اعلان ضروری متعلق دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور
منجانب حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب

(۱) شب جمعہ ۳ رجب ۱۳۴۸ھ کو عشاء کے وقت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ موصوفہ دار آخرت کی طرف رحلت فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۲) عامہ مومنین سے عموماً اور حضرات معاونین و محبین مدرسہ سے خصوصاً استدعا ہے کہ حضرت مرحوم کے لئے دعا مغفرت و رحمت و رفع درجات اور مدرسہ کے لئے دعا بقا و حفاظت و برکت ظاہری و باطنی صدق دل سے فرمائیں اور مدت مدید تک ان دونوں دعاؤں کو جاری رکھیں۔

(۳) نیز سب ہوا خواہان مدرسہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اگرچہ حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہونا ایک عظیم الشان دردناک واقعہ ہے مگر اس کا اثر صرف اہل تعلق کی ذات تک ہے مدرسہ پر بفضلہ تعالیٰ اس کا کوئی اثر نہ سمجھا جائے۔ مدرسہ اسی امن و سکون و فیض رسانی کے ساتھ جاری ہے سب کو مطمئن رہنا چاہیئے اور بدستور بلکہ پہلے سے زیادہ اس کی اعانت و خدمت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔

(۴) مصالح مدرسہ پر نظر کر کے حتی الامکان جلد سے جلد تجویز ہے کہ ارکان شوریٰ کا جلسہ منعقد کر کے نسبت تقرر مہتمم مستقل و دیگر ضروریات وقتیہ کے فیصلہ کیا جاوے۔

(۵) جب تک جلسہ میں معاملات مدرسہ طے ہوں مصالح مدرسہ پر نظر کر کے مناسب معلوم ہوا کہ مولوی محمد طیب صاحب کو جو کہ اس وقت تک نائب مہتمم ہیں فوری طور پر عارضی مہتمم مقرر کر دیا جاوے پھر جلسہ جو کچھ قاعدہ طے کرے اس کا دوبارہ اعلان کر دیا جاوے۔

(۶) بمزید احتیاط اس کی بھی ضرورت محسوس ہوئی کہ انعقاد جلسہ اور مسئلہ اہتمام کے طے ہونے تک قائم مقام مہتمم کی امداد و تقویت کے لئے حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا اور حضرت میاں صاحب سید اصغر حسین صاحب مدرس مدرسہ اور حضرت مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ کو ان کا مشیر مقرر کیا جاوے کہ معمولی کاموں کے علاوہ جو امر اہم پیش آوے ان تینوں حضرات سے مشورہ کر کے عمل کریں۔ اگر اتفاقاً باہم اختلاف ہو تو سرپرست ایک شق کو ترجیح دے سکے گا۔

(۷) پھر جب جلسہ منعقد ہوگا ان سب امور پر باقاعدہ ارکان نظر کر کے جو کچھ طے کریں گے وہی فیصلہ اخیر ہوگا۔

(۸) جلسہ کی کارروائی شائع ہونے تک جملہ خط و کتابت یا ترسیل رقم وغیرہ اس پتہ سے ہونی چاہیے۔

مولوی طیب صاحب قائم مقام مہتمم مدرسہ دار العلوم دیوبند۔ ضلع سہارنپور۔ کتبہ اشرف علی ۶ رجب ۱۳۴۸ھ

۱۲ھ ہجری مطابق ۹ ستمبر ۱۹۲۹ء ۶ | نمبر ۱۹

معاصرین کے افکار و آرا

اجلاس جمعیۃ العلماء کی صدارت

جمعیۃ العلماء کے گذشتہ اجلاس منعقدہ مرادآباد میں مولانا محمد علی جمعیۃ کے اجلاس کے صدر اسلئے منتخب نہ ہوسکے کہ جمعیۃ کے دستور اساسی کی دفعہ ۳ ہ ان کے انتخاب میں مانع تھی ہم نے نہایت تفصیل کے ساتھ زمیندار کے ایک افتتاحیہ میں اس موضوع پر بحث کی تھی، چاہیے تو یہ تھا کہ اسکے بعد یہ فتنہ دب جاتا لیکن باوجود اس کے بعض افتراق پسند لوگ اس مسئلہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے اور عامۃ المسلمین کو جمعیۃ کے خلاف ابھارنے میں مصروف ہیں یہ دیکھکر مولانا اخلاق صاحب قادری نے الجمعیۃ کی اشاعت مورخہ یکم ستمبر میں ایک طویل مضمون لکھا ہے۔ اور جن امور پر ہم نے اپنے محولہ فوق افتتاحیہ میں روشنی ڈالی تھی انہیں زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے، امت مسلمہ کے افتراق و انشقاق کے علل و اسباب پر روشنی ڈالنے کے بعد مسئلہ زیر بحث کے متعلق آپ لکھتے ہیں

اس بات کا علم و یقین رکھتے ہوئے کہ مولانا محمد علی عالم نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو مولانا کا نام جمعیت کی صدارت کے لیے پیش ہی نہ کرنا چاہیے تھا یہ غلط ہے کہ مولانا محمد علی یا کوئی اور غیر عالم جمعیت کی صدارت کرچکا ہے نہ ایسا کبھی بریلی میں ہوا نہ مرادآباد میں۔ میں نے جمعیۃ کی جسقدر رپورٹیں پڑھی ہیں۔ ان کو دیکھنے کے بعد۔ اور جمعیت کے ساتھ ایک مخصوص دلچسپی رکھنے کے باعث اپنے ذاتی علم کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام پوچ دلائل محض ... لیے الٹے گئے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی قوی دلیل موجود نہ تھی اگر یہ ثابت بھی ہو جاتا کہ پہلے ایسا کیا گیا ہے تو کیا ... اس غلطی کا اعادہ کرنا غلطی نہ ہوتا۔

جو حضرات محض مولانا محمد علی کی شخصیت یا دوسری سطحی باتوں پر بنائے استدلال رکھکر مولانا کے صدر منتخب نہ ہونے پر اعتراض کررہے ہیں اور جمعیت کے اس قانون کو پس پشت ڈال رہے ہیں انہیں مولانا اخلاق احمد صاحب کے ان الفاظ کو بغور پڑھنا چاہیے۔ اور مسلمانوں میں جو پہلے ہی منتشر ہیں مزید انتشار پیدا کرنے کی کوششوں سے باز آجانا چاہیے۔ کیونکہ اس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا۔

(زمیندار)

آنے والا خطرہ

یوتھ لیگ کا نام آگیا تو نام کے ساتھ اسکے کام کو بھی جان لینا چاہیے حال میں اس کا جلسہ الہ آباد میں پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں ہوا۔ اور لیگ کا مقصد یہ قرار پایا کہ

"ہندوستانیوں میں ایک بہتر جدید تر اور تازہ نظام پیدا کرنے کی غرض سے الہ آباد کے نوجوانوں میں اتحاد پیدا کیا جائے"

اس مقصد کے حصول کی پہلی دفعہ یہ طے پائی کہ

"فرقہ داریت کی ہر شکل و قالب کو مٹایا جائے، اور نظر میں وسعت رواداری و ہمہ گیری پیدا کی جائے"۔

گو "فرقہ داریت (کمیونزم)" کی تعریف کہیں درج نہیں! اور دوسری تعبیر قرار پائی "پرانے معاشری اور مذہبی رسوم کو جنکا مفید ہونا مدت ہوئی ختم ہوچکا ہے مٹانے کی کوشش کرنا"۔

گویا جس مذہبی قید سے آزاد ہونے کو جی چاہیگا اسے ایک کہنہ و فرسودہ مذہبی رسم قرار دیکر اور زمانہ سے اسکے غیر متعلق ہونے کا فتویٰ لگا کر۔ بالشویکوں کی بخشی ہوئی "عقل" کی روشنی سے مدد لیکر اس پر جواہر لال، اور سبھاش چندر بوس کی کمان میں لشکر لیکر دھاوا بول دیا جائیگا اور چونکہ کام ایک باضابطہ نظام (یوتھ لیگ) کی ماتحتی میں ہوگا اسلیے اکیلے رہ جانیکا خوف اور سوسائٹی میں ذلت و رسوائی کا ڈر بھی نہ ہوگا۔ ! ہائے علماء کرام جو سوقت اپنے اپنے حجروں اور اپنی اپنی ٹوپیوں کو اسلام ...

حاملین علم نبوت کے استیصال کی ناکام کوشش

جمعیۃ علماء کی رواداری اور سیاسی خدمات

جمعیۃ علماء نے آزادی وطن کی جد و جہد میں کبھی تنگدلی اور تعصب کا ثبوت نہیں دیا۔ اس نے کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی کہ جو امور اس کی معلومات سے خارج ہوں ان میں بھی خواہ مخواہ رہنمائی کا دعویٰ کرکے اپنی ہی بات منوائی جائے، بلکہ اس نے ایسے امور میں جن کی معلومات کا تعلق مغربی علوم و سیاست کے جاننے والوں سے تھا نہایت فراخدلی کے ساتھ ان کا اقرار کیا لیکن برخلاف اسکے سیاسی رہنماؤں نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ عوام کی مذہبی رہنمائی بھی ہمارے ہی قبضہ میں رہے اور لوگ ہمیں کو دین و دنیا دونوں کی فلاح و بہبود کا راستہ بتانیوالا سمجھنے لگیں یہ کوشش نہایت مبارک ہوتی اور اس میں کوئی مضائقہ نہ تھا اگر ان حضرات میں مذہبی رہنمائی کی صحیح استعداد اور صلاحیت موجود ہوتی لیکن واقعہ یہ تھا کہ ان کی مذہبی رہنمائی لوگوں کو نجات کی طرف لیجانے کی بجائے گمراہ کردینے والی تھی کیونکہ یہ خود ہی اس وادی کے نشیب و فراز سے قطعاً ناواقف تھے علماء ان کے ان فروعی اقدامات پر بھی خاموشی اور صبر سے کام لیتے رہے اور محض معمولی احتیاط پر ہی اکتفا کیا لیکن یہ نہیں جانتا کہ جب شدھی اور سنگھٹن کا فتنہ اس عزم و ارادہ کیساتھ اٹھا تھا کہ ہندوستان سے مقدس اسلام کو نیست و نابود کرنے اور فرزندان توحید سے بجبر آستانہ ضلالت و گمراہی پر جبیں سائی کرانے تو مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی وغیرہ سیاسی جماعتیں اس نازک وقت میں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئیں اور ... دین و مذہب کی محبت ان میں کوئی حرکت پیدا نہ کرسکی، اسوقت صرف جمعیۃ علماء ہی تھی جس نے ملک کی سیاسی حالت سے قطع نظر کرکے اپنے حقیقی فرض کو پہچانا۔ اور تبلیغ کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر جو نمایاں خدمات انجام دیں انہیں دنیا جانتی ہے ہمارے بعض سیاسی رہنماؤں نے اس نازک ترین دور میں کیا بھی تو یہ کیا کہ علماء کی جماعت تبلیغ کی جو خدمت کررہی ہے اسے ہماری ماتحتی اور ہماری رہنمائی میں انجام دے، انہیں جمعیۃ علماء کی آزادانہ خدمات بھی پسند نہ آئیں۔ اور انھوں نے جمعیۃ علماء کی حیثیت اور اقتدار کو تباہ و برباد کرنے کی کوئی کوشش باقی نہیں چھوڑی، اس حقیقت سے وہ حضرات خوب واقف ہیں جنہوں نے اس نامسعود ارادہ کی تکمیل کے لیے تبلیغ الاسلام اور نمائندگان تبلیغ وغیرہ کے نام سے مختلف ڈھانچے پیش کئے، بایں ہمہ چونکہ جمعیۃ علماء کو وقت کی نزاکت اور اپنے فرائض کی اہمیت کا کامل احساس تھا اس لیے اس نے کبھی ان جھگڑوں کی طرف متوجہ ہونا گوارا نہ کیا۔ اور خاموشی کے ساتھ اپنے کام میں لگی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے ارتداد زدہ علاقہ میں نہایت شاندار اور غیر معمولی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنا صرف جمعیۃ علماء کا کام تھا لیکن جمعیۃ علماء نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ وہ سیاسی مسائل کی پیچیدگیوں کو سلجھانے اور کامل تدبر اور فراست سے کام لینے میں بھی ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتوں میں ممتاز رہی بارہا ایسا ہوا ہے کہ ہندوستان کے مشترکہ سیاسی مسائل میں ایسی الجھنیں پڑگئی ہیں جن کا سلجھانا سیاسی جماعتوں کے بس سے باہر ہوگیا ہے اور انجام کار اس گتھی کو علماء ہی کی جماعت نے سلجھایا ہے جسے آج ہمارے روشن خیال دوست، جاہل، متعصب، تنگ نظر عدوئے ملک، اور دشمن ملت ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ (مہاجر)

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کیے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر نہم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت درجہ مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی، ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

جلد ۱۰ | دھلی یوم یکشنبہ ۱۶ رجمادی الاول ۱۳۴۸ھ ہجری مطابق ۲۰ راکتوبر ۱۹۲۹ء عیسوی | نمبر ۲۹

ساردا بل کے خلاف ہندوستان کے طول و عرض میں ہیجان

صدر جمعیۃ علمائے ہند کی آواز کا اثر

مسلمانان گیا کا عظیم الشان جلسہ

۱۱ ر اکتوبر ۲۹ء کو مسلمانان گیا کا عظیم الشان جلسہ بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں زیر صدارت عالی جناب حکیم سید شاہ عبدالمجید صاحب فردوسی منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرار دادیں باتفاق آرا منظور ہوئیں:-

ا۔ مسلمانان گیا کا یہ عظیم الشان جلسہ ساردا بل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہوا گورنمنٹ کو آگاہ کرتا ہے کہ یہ بل اسلامی قانون کے خلاف ہے اور مذہب میں صریح مداخلت ہے اسلئے مسلمانوں کو اس سے بری کر دیا جائے۔ اور جو مسلمان اس کی حمایت کرتے ہیں وہ مذہب سے بے پرواہ یا بے تعلق ہیں۔ نیز گورنمنٹ کو تنبیہ کر دینا چاہتا ہے کہ اس قانون کو موجودہ حیثیت میں پاس کر دینے سے جو خطرات ملک میں رونما ہونگے اُس کی ذمہ دار خود گورنمنٹ ہوگی۔

۲۔ افسوسناک واقعات فلسطین نے چونکہ مسلمانوں میں سخت بے چینی اور تشویش پھیلادی ہے اسلئے یہ جلسہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے ذی اقتدار اراکین کو بزور توجہ دلاتا ہے کہ وہ فلسطین میں مسٹر بالفور کی غیر منصفانہ پالیسی کو قطعًا ترک کر دیں اور وہاں کے عرب باشندوں کو فطری حقوق کے حاصل کرنے سے نہ روکیں۔ نیز یہ بھی جتلا دینا چاہتا ہے کہ بیت المقدس مسلمانوں کے محترم مقامات میں سے ایک مقام ہے اور اس کی حرمت مسلم ہے۔

تجاویز ۱ و ۲ بذریعہ تار حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

مسلمانان شہر پٹنہ کا عظیم الشان جلسہ

۱۸ اکتوبر بروز جمعہ مسجد محمدی جامع میں مسلمانان شہر پٹنہ کا ایک عظیم الشان جلسہ بسعی و کوشش خاکسار کے منعقد ہوا جس میں ہر خیال اور ہر طبقہ کے لوگ تھے۔ واقفکاروں کی بے چینی اور اس قانون کے پاس ہو جانے پر مسلمانوں کا بجا اضطراب قابل دید تھا۔ عام طبقہ جو اس قانون کے زہریلے اثر اور نفوذ و بھید سے ناواقف تھا ان کے چہروں کو حسرت و استعجاب کی نظر سے دیکھتا تھا۔ [illegible] جناب مولوی سید شاہ صبیح الحق صاحب صدر نے ساردا بل کی حقیقت اور اس کے نقصانات پر دوران تقریر میں تفصیلی نظر ڈالی اور شریعت اسلامی میں صریح مداخلت ارشاد فرمایا۔ اُس وقت کا منظر اور لوگوں کا جوش و خروش اسلامی روایات کو تازہ کر رہا تھا۔ مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق منظور کی گئیں۔

۱۔ یہ جلسہ مسلمانان شہر پٹنہ کا ساردا بل کو شریعت مقدسہ اسلامیہ میں مداخلت صریح سمجھتا ہے۔ اور حضور وائسرائے کا اس بل پر دستخط کر دینا نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پرزور احتجاج کرتا ہے کہ اس بل سے مسلمانوں کو مستثنےٰ کر دیا جائے۔

۲۔ اس جلسہ کی قطعی رائے ہے کہ چند مسلمان ممبروں نے اس بل کی موافقت میں رائے دی ہے اُن کی رائیں ناعاقبت اندیشی اور اسلامی مسائل سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ نیز اُن کی ذاتی رائے مسلم رائے عامہ کے بالکل خلاف ہے۔ اسلئے اُن سے اظہار نفرت کرتا ہے۔

۳۔ اس جلسہ کی کارروائی بذریعہ تار وائسرائے بہادر کی خدمت میں بھیجی جائے۔ اور اخباروں میں شائع کیا جائے۔

المرسل خاکسار حافظ عبدالکریم مدرس مدرسہ محمدیہ شہر پٹنہ

جمعیۃ علماء ہند کے فیصلہ پر عمل کرنیکا عزم بالجزم

آج ۱۱ ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کو بروز جمعہ قصبہ بنام ضلع ہوشیارپور میں جلسہ عام ہوا۔ مولوی عنایت اللہ خاں مبلغ نے ایک زبردست تقریر کے دوران میں ساردا بل کی اہمیت واضح کی۔ مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی:-

باشندگان قصبہ بنام کا یہ جلسہ ساردا بل کو جو مسلمانوں کی عام و پرزور مخالفت کے باوجود اسمبلی میں کثرت آرا سے پاس کر دیا گیا شریعت اسلام

کے سراسر منافی سمجھتا ہے اور مسلمانوں پر اس کے نفاذ کو صریح مداخلت مذہبی قرار دیتا ہے اس جلسہ کی قطعی یہ رائے ہے کہ مسلمانان ہند کو اس قانون سے مستثنےٰ کیا جائے۔ اگر حکومت کے ارباب حل و عقد نے مسلمانوں کے اس متفقہ مطالبہ کو منظور نہ کیا تو تمام مسلمانوں میں سخت ہیجان و اضطراب پیدا ہوگا۔ جس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت ہند کے اس غلط طرز عمل پر عائد ہوگی۔ یہاں کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ جمعیۃ علماء ہند جو بھی حکم دیگی اس پر عمل کریں گے۔ ……… (ورنہ) ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

تین ہزار مسلمانان کرتپور کا احتجاج

۱۱ ر اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ جامع مسجد کرتپور میں زیر صدارت جناب حکیم داؤد خاں صاحب عام مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ساردا بل کے خلاف اظہار بیزاری کیا گیا۔ اور گورنمنٹ کو صاف طور پر بتا دیا کہ چونکہ یہ قانون ہمارے مذہب کے خلاف ہے اس لئے ہم کو اس سے مستثنےٰ کر دیا جائے۔ ورنہ ہر مسلمان اس کی خلاف ورزی پر مجبور ہوگا اور حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) مسلمانان کرتپور کا یہ جلسہ ان ارکان اسمبلی پر اظہار نفرت کرتا ہے جنہوں نے ساردا بل کی موافقت کر کے اس امر کا ثبوت دیا کہ وہ شریعت حقہ کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔

(۲) مسلمانان کرتپور کا یہ جلسہ ساردا بل کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور اس قانون کو مذہبی مداخلت کے مرادف سمجھتا ہے۔

یہ ہر دو تجویزیں تین ہزار مسلمانان کرتپور کی ہم آہنگی کے ساتھ پاس ہوئیں۔

نصیرآباد ضلع اجمیر شریف کا جلسہ

مورخہ ۱۳ ر اکتوبر بوقت شب نصیرآباد ضلع اجمیر شریف میں ساردا بل کے متعلق بصدارت جناب منشی محمد بخش صاحب عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علامۃ العصر فخر الاسلام حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری دامت برکاتہم نے ساردا بل کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور اس کے نقائص اور خرابیوں کو خوب واضح کیا اور اس کو مذہبی مداخلت بتاتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ ساردا بل یقینًا اس اختیار کو زائل کرتا ہے جو اسلام کی رو سے مسلمانوں کو حاصل ہے۔ تقریر کے بعد جلسہ نے بالاتفاق تجاویز ذیل منظور کیں۔

(۱) یہ جلسہ ساردا بل کی منظوری کو مذہب اسلام میں صریح مداخلت تصور کرتا ہے اور اُس اعلان کے خلاف سمجھتا ہے جو ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی جانب سے ہوا تھا کہ کسی مذہب اور اُس کے احکام میں کوئی مداخلت نہ کی جائے گی جس کا اعادہ برطانوی حکمرانوں نے بارہا کیا ہے۔ یہ جلسہ لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند سے استدعا کرتا ہے کہ ساردا بل کو منسوخ قرار دے یا کم از کم مسلمانوں کے حق میں اس کو نافذ نہ کرے۔ ورنہ اس سے تلخ نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوگی۔

(۲) یہ جلسہ حکام بیاور کے اس طرز عمل پر اظہار نفرت و حقارت کرتا ہے جس کی رو سے قصبہ جوموں علاقہ بیاور میں اذان اور کلمہ طیبہ کا باآواز بلند کہنا جرم قرار دیدیا گیا اور اسپر مسلمانوں کو مبتلائے قید و بند کیا گیا یہ جلسہ لوکل گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے کہ اس ظالمانہ اور جابرانہ سلوک کا قطعی طور پر انسداد کرے ورنہ یہ فتنہ قصبہ جوموں تک محدود نہ رہے گا بلکہ اندیشہ ہے کہ اس کے مضر اثرات تمام ہندوستان میں کہیں نہ پھیل جائیں۔

(۳) یہ جلسہ حکام ریاست الور کے طرز عمل پر اظہار نفرت کرتا ہے جنہوں نے تعلیم قرآن مجید پر بیجا پابندیاں عائد کر کے حقیقتًا تعلیم قرآن مجید کو روکنا چاہا۔ مسلمان کسی طرح یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی مذہبی کتاب پر پابندیاں عائد ہوں۔ اس کو وہ مذہبی مداخلت تصور کرتے ہوئے لوکل گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکام ریاست الور کے ان جابرانہ [illegible]

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی تجاویز

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس دہلی کی مجلس شوریٰ نے مندرجہ ذیل تجاویز منظور کی ہیں:-

ا۔ چونکہ قانون عمر نکاح سراسر شریعت اسلام کے خلاف ہے بموجب فتوی علماء اسلام چنانچہ یہ مجلس شوریٰ کا اجلاس اس قانون کو مداخلت مذہب اسلام سمجھتا ہے اور اُس کے خلاف پرزور صدائے احتجاج کرتا ہے (اور یہ قانون اعلان ملکہ معظمہ صاحبہ کے بھی خلاف ہے) اس وجہ سے یہ جلسہ گورنمنٹ سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ وہ بہت جلدی مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ فرما کر اس فتنہ کا سد باب کرے۔

۲۔ بعض افراد اہل اسلام پر جنہوں نے بوجہ لاعلمی وغیرہ اس کی موافقت کی ہے اُن پر افسوس کرتا ہے۔

۳۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ کے مضمون پر افسوس ظاہر کرتا ہے اور اس کو مدیر صاحب کی شخصی رائے اور قیاس مع الفارق سمجھتا ہے اور اُن سے مستدعی ہے کہ اس مضمون پر مکرر غور فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور بنینگے۔

مسلم حامیان ساردا بل سے

(مولوی محمد نبی اللہ مخزون - مدرس مدرسہ اسلامیہ کنز العلوم ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی)

ہے رسم ازدواج اسلام میں یورپ سے شائستہ
کوئی اس امر سے انکار کر سکتا ہے مشکل سے
مگر ہے فہم عاجز یہ سمجھنے سے کہ آخر کیوں
کرے اظہار خوشنودی مسلماں ساردا بل سے
کسی قانون سے اصلاح اپنی، اس حکومت میں
کبھی ممکن نہیں، یہ پوچھ لو، ہر مرد عاقل سے
ترستا تھا جسے قیس، ایک عالم اس کو دیکھے گا
عدالت میں پکڑ کر لائیں گے لیلے کو محمل سے

عجب شے ہے یہ عادت بھی، غلامی کا جو خوگر ہو
اسے اک اُنس ہو جاتا ہے پھر طوق و سلاسل سے
پڑہا دو جتنی کڑیاں اس کی زنجیروں میں، خوش ہوگا
کہ دلچسپی سی ہے اس کو اسیری کے مشاغل سے

یہ بل ہندو کو گر مرغوب ہے مرغوب ہونے دو
مگر ہو مسلم آزاد حامی اس کا کس دل سے

مسلمانوں پہ خنجر چل رہا ہے آپ کے ہاتھوں
یہ کہدے کوئی، مسلم حامیان ساردا بل سے

کریں، رہبری جس کے، رہزنوں سے سازشیں مخزن
ہوا ایسا قافلہ کس طرح ہم آغوش منزل سے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

قیمت اخبار

ہندوستان کیلئے

سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی

ممالک غیر کے لئے

سالانہ ... ششماہی

نمونہ مفت

فی پرچہ ایک آنہ

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر ہلال احمد زبیری بی۔ اے

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی

یکم ۵ ۹ ۱۳

۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸

کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار) ...

نصف صفحہ (") ...

ایک کالم (") ...

½ کالم (") ...

¼ کالم (") ...

جلد ۱۰ | دہلی۔ یوم جمعہ ۲۸ رجمادی الاول ۱۳۴۸ھ ہجری مطابق یکم نومبر ۱۹۲۹ء عیسوی | نمبر ۳۲

شاردا بل کے متعلق مجلس شوریٰ کا اجلاس

ہندوستان کی مختلف جمعیتوں کے نمائندوں اور دیگر زعماء کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں سول نافرمانی کی تیاری

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کے اجلاس کے ساتھ ذمہ دار مسلم جمعیتوں کے نمائندوں اور مقتدر علماء ہند کی جو مجلس مشاورت طلب کی گئی تھی اس کا اجلاس ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ۹ بجے صبح فتح پوری ہال دہلی میں زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ جمعیۃ علماء ہند کے محترم اراکین کے علاوہ تقریباً دو سو نمائندگان اور علماء و زعماء شریک جلسہ تھے۔

جن میں مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ایم ایل اے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی۔ مولانا ظفر علی خاں مالک زمیندار۔ مولانا سید حبیب صاحب مالک سیاست۔ مولانا محمد علی صاحب (انجمن خادم الدین لاہور)۔ مولانا سید علی زینبی صاحب (نمائندۂ ندوۃ العلماء) مولانا احمد اللہ صاحب (نمائندۂ اہلحدیث کانفرنس)۔ مولانا عنایت اللہ صاحب (نمائندۂ فرنگی محل) خواجہ مختار احمد صاحب۔ حکیم محمد جمیل خاں صاحب۔ مولانا محمد عبداللطیف صاحب (نمائندۂ مظاہر العلوم) مولانا غلام حسن صاحب ہوم ممبر بہاولپور۔ رضا مرزا صاحب وکیل۔ مرزا اعجاز حسین صاحب وکیل۔ خواجہ غلام السبطین صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولانا ریاض احمد صاحب (دہلی) مولانا محمد زکریا صاحب۔ مولانا نثار احمد صاحب۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔ مولانا عثمان غنی صاحب (ایڈیٹر امارت)۔ مولانا مہدی حسن صاحب۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا سراج احمد صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا افضل صمدانی صاحب۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا عبدالرحمن صاحب۔ مولانا فرخند علی صاحب۔ مولانا سیف احمد صاحب۔ مولانا محمد صاحب جوناگڈھی۔ مولوی مجید حسن صاحب (مالک مدینہ بجنور)۔ صاحب ایڈیٹر مدینہ)۔ قاضی بدرالحسن صاحب (ایڈیٹر خلافت)۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب۔ شیخ رشید الدین صاحب۔ خواجہ عزیز حسن صاحب نقائی (ایڈیٹر پیشوا)۔ محمد جعفری صاحب ایڈیٹر ملت)۔ ہلال احمد صاحب زبیری (ایڈیٹر الجمعیۃ)۔ مولانا لطف اللہ صاحب مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی اور دیگر حضرات شریک تھے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا نام صدارت کیلئے پیش کیا جس کی متعدد حضرات نے تائید کی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے جلسہ کی نوعیت کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ مولانا کے بعد مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب اور بعض دیگر مقررین نے تقریریں فرمائیں۔ اس دوران میں مولانا محمد علی صاحب کا نام بھی صدارت کیلئے پیش کیا گیا۔ مگر مولانا نے اپنا نام واپس لے لیا اور حضرت مفتی صاحب قبلہ باتفاق رائے صدر منتخب ہوئے۔

پہلی نشست میں ساردا بل کے خلاف مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل پر مختلف حضرات نے اظہار خیال فرمایا۔ اور کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔ یہ نشست ۱۲ بجے ختم ہوگئی۔

دوسری نشست ۲½ بجے شروع ہوئی جس میں مولانا حفظ الرحمن کی تحریک اور مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تائید سے مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی:۔

"مسلمانان ہند کے تمام طبقات کے برگزیدہ نمائندوں کا یہ جلسہ جو علمائے کرام کی دعوت پر دہلی میں منعقد ہوا ہے سارڈا ایکٹ کو جسے لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ نے سات کروڑ فرزندان توحید کے پیہم اور مسلسل احتجاج کے باوجود پاس کردیا اور جس پر گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اس احتجاج کو سراپائے استحقار سے ٹھکراتے ہوئے آخری مہر توثیق ثبت کردی اور اسے یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے طول و عرض ہندوستان میں نافذ العمل قرار دیا، شریعت مقدسہ اسلامیہ کی کھلی ہوئی توہین اور مسلمانوں کی مجلسی زندگی کے مقدس ترین شعبہ میں ایک دل آزار اور ناقابل برداشت مداخلت تصور کرتا ہے اور اپنی ذمہ داری کے کامل احساس کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ مسلمانان ہند اس قانون کو تسلیم کرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اور اگر اس آخری فیصلہ کن اعلان کے بعد حکومت نے اس قانون کو جو ہندوؤں کی غالب اکثریت کیلئے بھی دل آزار اور ناقابل قبول ہے منسوخ نہ کردیا اور مسلمانوں کے شخصی قانون شریعت میں آئندہ کے لئے آئینی طور پر مداخلت سے محترز رہنے کا بنیادی اصول تسلیم نہ کرلیا، تو پھر ناموس اسلام اور تحفظ شریعت مطہرہ کے لئے مسلمانوں کو ایک مجلس کی قیادت میں جو جمعیۃ علمائے ہند خاص اس غرض سے جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس جاریہ میں قائم کریگی . . . . اس قانون کی مخالفت میں حسب ذیل لائحہ عمل پر کاربند ہونے کے لئے تیار ہونا چاہیئے:۔

(۱) تمام ہندوستان میں ایک روز مقرر کرکے ہڑتال کرائی جائے اور جلسوں کے ذریعے سے تمام مسلمانوں کی طرف سے اس قانون سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔ ایک تجویز کا مسودہ شائع کردیا جائے جو ہر جلسہ میں متفقہ طور پر پاس کی جائے۔

(۲) جمعیۃ کی طرف سے تمام ملک میں وفود دورہ کریں اور مسلمانوں کو قانون مسترد نہ ہونے کی صورت میں سول نافرمانی کے لئے تیار کریں۔

(۳) اگر اپریل سے پہلے یہ قانون مسترد نہ کردیا جائے تو جمعیۃ علماء اواخر مارچ میں سول نافرمانی کا پروگرام مرتب کرے اور پوری قوت سے مسلمان اس پر عمل کریں اور اس وقت تک دم نہ لیں جبتک آئندہ اس قسم کی مذہبی مداخلت کا سدباب نہوجائے۔"

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس

مسائل حاضرہ کے متعلق مسلمانان ہند کی صحیح رہنمائی

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو نیچوری بال دہلی میں زیر صدارت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ٹھیک سوا دو بجے شروع ہوا۔ مندرجہ ذیل حضرات اراکین جمعیۃ شریک جلسہ تھے۔

مولانا احمد سعید صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا نورالدین صاحب۔ مولانا انیس الدین صاحب۔ مولانا خدا بخش صاحب۔ مولانا عبدالجبار صاحب۔ مولانا مظہر الدین صاحب۔ مولانا ریاض الانور صاحب۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا مختار احمد صاحب۔ مولانا عبدالحامد صاحب۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی۔ مولانا ریاض احمد صاحب۔ مولانا عثمان غنی صاحب۔ مولانا عبدالغنی خان صاحب۔ مولانا مہدی حسن صاحب۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا معظم حسین صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب۔ مولانا سراج الرحمن صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب۔ مولانا افضل صمدانی صاحب۔ مولانا فخرالدین صاحب۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد عبدالرحمن صاحب۔ مولانا عبدالمجید صاحب۔ مولانا ابوالحسن صاحب۔ مولانا افضل رحیم صاحب۔ مولانا حبیب الحق صاحب۔ مولانا فرخند علی صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب۔ حاجی عبدالغفار صاحب۔ مولانا محمد لطف اللہ صاحب۔ مولانا حکیم جمیل الدین صاحب۔ مولانا حکیم قطب الدین صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا سید آل نبی صاحب۔ مولانا محمد صاحب جوناگڈھی۔ مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی۔ مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا عبدالرحمن صاحب رحمانی۔

سب سے پہلے مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی نے گذشتہ اجلاس مرادآباد کی کارروائی پڑھ کر سنائی جو مختصر بحث تمحیص اور جزوی اضافہ کے بعد منظور کی گئی اور جناب صدر نے اس پر دستخط ثبت فرمادیے۔

انتداب فلسطین اور اعلان بالفور کی تنسیخ کا مطالبہ

پہلی تجویز فلسطین کے متعلق مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی نے پیش کی جس پر مولانا محمد نعیم صاحب مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے موافق و مخالف تقریریں کیں مندرجہ ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی۔

"جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا یہ اجلاس فلسطین پر برطانیہ کے انتداب کو احکام اسلام اور حرم محترم کے تقدس اور اہل فلسطین کی فطری آزادی کے منافی سمجھتا ہے اور جمعیۃ الاقوام (لیگ آف نیشنز) اور برطانیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً اعلان بالفور کی منسوخی اور انتداب ہٹا لینے کا صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اعلان کردے جلسہ کو یقین ہے کہ فلسطین کے گذشتہ خونی واقعات صیہونی تحریک اور اعلان بالفور اور توسیع انتداب کی یہود نواز پالیسی کے اندوہناک نتائج ہیں۔ اور اُن کا واحد سبب یہودیوں کا وہ غاصبانہ و ظالمانہ رویہ ہی ہے جو انہوں نے قدیم الایام کے دستور کے خلاف اختیار کیا ہے۔ اور برطانیہ کے افسروں نے اُن کے جور و اعتدا کی عملی ہمت افزائی کی ہے۔

یہ جلسہ اس کمیشن کو ہرگز قابل اعتماد نہیں سمجھتا جو برطانیہ نے مقرر کیا ہے۔ قابل اعتماد وہی کمیشن ہوسکتا ہے جس کو خود اہل فلسطین قابل اعتماد سمجھیں اور اس کی تحقیقات پر مطمئن ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان اسوقت تک مطمئن نہوں گے جبتک کہ فلسطین کی آبادی اپنی مرضی کے موافق قائم نہوجائے گی اور وہ پورے طور پر آزاد نہوجائیں گے۔"

محرک۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی

مؤید۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب

فتح کابل پر اظہار مسرت

فلسطین کی تجویز کے بعد جلسہ نماز عصر کیلئے ملتوی کردیا گیا دوسری نشست نماز کے بعد ساڑھے پانچ بجے شروع ہوئی۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب نے افغانستان کے متعلق ایک تجویز پیش کی جس کی تائید اور تائید مزید مولانا حفظ الرحمن صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب نے کی۔ مولانا محمد علی صاحب نے تجویز پر تقریر کرتے ہوئے بعض شقوں سے اختلاف کیا حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے بھی بحیثیت رکن جمعیۃ بحث میں حصہ لیا اس تجویز پر ابھی تقریریں جاری تھیں کہ نماز مغرب کا وقت ہوگیا اور جلسہ ملتوی کردیا گیا۔

مجلس مرکزیہ کے اجلاس کی تیسری نشست ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ۸½ بجے صبح شروع ہوئی۔ جس میں مولانا حبیب الرحمن صاحب نے اپنی زیر بحث تجویز پڑھ کر سنائی۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے اس پر ایک تقریر کی۔ جس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی۔

(الف) جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا یہ اجلاس جنرل نادر خاں کے زیر قیادت فتح کابل پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ یہ فتح افغانستان کی اسلامی سلطنت، احترام شریعت و بحالی امن و امان و انسداد خانہ جنگی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

(ب) اس تجویز کی نقل غازی نادر خاں کی خدمت میں ارسال کردی جائے۔

محرک۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی

مؤید۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب

ساردا بل کے متعلق سب کمیٹی کا قیام

افغانستان کی قرارداد کے بعد مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کی مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی:۔

(الف) جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ ساردا بل کو قطعاً اسلامی اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے جیسا کہ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس مرادآباد میں طے ہوچکا ہے ہندوستان میں تحفظ ناموس اسلام کے لئے اسکے استرداد کو لازمی سمجھتا ہے۔ اس سلسلے میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے جلسۂ شوریٰ کے فیصلے کو پوری اہمیت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ضروری سمجھتا ہے کہ بل کو مسترد کرانے کی غرض سے عملی جدوجہد کو بروئے کار لانے کے لئے ایک کمیٹی معین کردی جائے جو اپنی صوابدید کے موافق پروگرام بناکر کارروائی شروع کردے۔ اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہونگے:۔

مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا عبدالمجید صاحب دہلوی۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب جوناگڈھی۔

(ب) کمیٹی میں صدر و ناظم جمعیۃ کے علاوہ سات ارکان ہونگے اور کمیٹی کو حق ہوگا کہ وہ ضرورت سمجھے تو اور ارکان کا اضافہ بھی کرلے اور ارکان جمعیۃ کے علاوہ دوسرے حضرات کا انتخاب بھی کرسکیگی۔ اور سہولت کیلئے اپنی طرف سے ایک یا متعدد سب کمیٹیاں بھی بنا سکیگی کمیٹی کا کورم پانچ ہوگا اور اگر ارکان کی تعداد اضافہ کی صورت میں مندرجہ بالا سے زیادہ [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس

مسائل حاضرہ کے متعلق مسلمانان ہند کی صحیح رہنمائی

(بسلسلہ صفحہ اول کالم ۴)

مجلس استقبالیہ کانپور کی دعوت کا استرداد

مجلس استقبالیہ کانپور کا معاملہ پیش ہوا جناب صدر نے شروع سے لیکر اب تک کے تمام واقعات پر روشنی ڈالی اور مجلس استقبالیہ کی خط وکتابت کا خلاصہ بیان کیا نیز وہ پمفلٹ جس پر ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۸ء کی تاریخ ثبت ہے اور جو مولانا حسرت موہانی، مولانا عبد الکافی، سید ذاکر حسین عہدہ داران مجلس استقبالیہ کانپور کی جانب سے شائع کیا گیا ہے اور جس میں جمعیۃ علماء ہند اور عہدہ داران جمعیۃ پر افسوسناک اتہامات لگائے گئے ہیں تمام وکمال پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اجلاس کانپور کے صدر منتخب حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری کی [illegible] خط وکتابت جلسہ کے سامنے پیش کی گئی۔

[illegible]

رضاکاران عسکر اسلامیہ کا شکریہ

[illegible]

ذ ہیل بنانے میں کوئی خوبی نہیں [illegible]

[illegible]

دغلط بیانی وکتمان حق کا بدترین نمونہ تھی اور اس کے ساتھ بعض ارکان جمعیۃ کی شورش پسندی اور فساد انگیزی اور آپ کی طرف سے اُن کے اس طرز عمل کی اپنی خاموشی سے ہمت افزائی غایت قابل تاسف تھی اور اس جلسہ کی صدارت پر جس کے آپ خود داعی تھے۔ آپ نے انتہائی افسوسناک طرز عمل سے بلا حصول [illegible] فیصلہ کرکے خود یہ دیکھ لیا کہ نہ صرف وہ تمام حضرات جو اس شوریٰ کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے آئے تھے بلکہ انصاف پسند ارکان جمعیۃ ودیگر زعماء بھی متنفس اور بیزار ہوگئے اور آئندہ شرکت نہ کرنے کا انہوں نے فیصلہ کرلیا۔

ہم نے اس امر کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ اور آپ کے ہمنوا ایک خاص سیاسی غرض اور ایک خاص مسلک ہی رکھتے اور جمعیۃ علماء کو اپنا آلہ کار بنانا چاہتے ہیں اور ہم کو قطعاً مایوسی ہوگئی کہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے جمعیۃ کے سالانہ اجلاس کی سعی بیکار ہے لہٰذا ہم نے اب آپ کی اور آپ کے ہمنواؤں کی ذہنیت اور طرز عمل سے ذاتی واقفیت حاصل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنا مزید وقت ضائع نہ کریں آپ مسلمانان ہند اس کا فیصلہ کرینگے۔ والسلام

سید ذاکر علی
سکرٹری مجلس استقبالیہ کانپور

ان تمام واقعات اور خطوط پر غور وخوض کرنے کے بعد مندرجہ ذیل تجویز بالاتفاق منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ علماء ہند کے اس اجلاس کی رائے میں جمعیۃ کے مجوزہ اجلاس کانپور کی صدارت کے مسئلہ کے سلسلہ میں مجلس استقبالیہ کے عہدہ داران مولانا حسرت موہانی، مولانا عبد الکافی اور سید ذاکر علی نے جو روش اختیار کی ہے وہ بیحد قابل افسوس ہے ان حضرات نے جمعیۃ کے اجلاس کانپور کی کامیابی کو مولانا احمد علی کی صدارت کے ساتھ وابستہ قرار دیکر جنہیں وہ اس منصب کے لئے خود ہی انتخاب فرما چکے ہیں اور مولانا معین الدین صاحب منتخب شدہ صدر کو اجلاس کانپور کی صدارت سے دست بردار ہونے پر جن تخویف وتہدید آمیز طریقوں سے کام لیا ہے وہ مسلمانان کانپور کے مسلمہ اخلاقی شہرت کی کھلی ہوئی توہین ہے اور یہ ظاہر کرکے کہ اگر مولانا معین الدین نے صدارت قبول کرلی تو سب وشتم بلکہ ہاتھا پائی تک کی نوبت پہنچ جائے گی گویا یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مسلمانان کانپور اس قسم کی بازاری حرکات کے عادی ہیں۔ اس جلسہ کی رائے میں مسلمانان کانپور اور مجلس استقبالیہ کانپور کے عہدہ داران کا یہ الزام بالکل بے بنیاد اور ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ نیز عہدہ داران مجلس استقبالیہ کے ۲۲ اکتوبر کے پمفلٹ اور ۲۸ اکتوبر کے خط کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن میں جمعیۃ علماء ہند اور اسکے عہدہ داران پر نہایت بے بنیاد اتہامات درج ہیں یہ جلسہ موجودہ مجلس استقبالیہ کی دعوت کو مسترد کرنے پر مجبور ہے اور مسترد کرتا ہے“

محرک مولانا حفظ الرحمن صاحب
مؤید مولانا محمد نعیم صاحب

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کیلئے سب کمیٹی کا قیام

مولانا عمر دراز بیگ صاحب نے صوبہ متحدہ کی جمعیۃ علماء کا مسئلہ پیش کیا جس پر تھوڑی دیر تک بحث وتمحیص ہوتی رہی آخر میں مندرجہ ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی کمیٹی کا یہ جلسہ صوبہ متحدہ کی جمعیۃ علماء کے جدید قدیم کے باہمی تصفیہ کو ایک سب کمیٹی کے سپرد کرتا ہے اور اس سب کمیٹی کے لئے حسب ذیل حضرات کو منتخب کرتا ہے:۔

مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب“

محرک۔ مولانا ظفر علی خاں
مؤید۔ مولانا نذیر احمد صاحب خجندی

اتحاد اسلامی کے نام اپیل

مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب نے مندرجہ ذیل تجویز پیش کی جو بالاتفاق منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ علماء ہند کا یہ اہم جلسہ تمام اسلامی انجمنوں سے اتحاد اسلامی کے مقدس اصول کے نام پر پرزور اپیل کرتا ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ اکابر وبزرگان ہند کے نمائندہ مشاورتی جلسے نے سارد اایکٹ کے خلاف سول نافرمانی یا دیگر مظاہرات کے تمام پروگرام کو جمعیۃ علماء ہند کے سپرد کردیا ہے۔ تو یہ اس اہم اور نازک مسئلہ کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کو بھی جمعیۃ کے ساتھ شرکت عمل اور باہمی مشاورت سے اس کام کو سرانجام دینا چاہئے ورنہ کسی انجمن یا کسی فرد خاص کا جداگانہ جدوجہد کا انتشار وتشتت کا باعث بنکر اس اہم فریضہ اسلامی میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا باعث ہوگا اور اس سے اصل مقصد کو سخت نقصان پہنچیگا“

محرک محمد حفظ الرحمن

قرآن مجید کی تعلیم کا تحفظ

مندرجہ ذیل تجویز بالاتفاق منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ اُن بچوں کے لئے جو کسی قسم کی تعلیم میں مشغول نہ ہوں اور بیکار پھرتے ہیں، جبری تعلیم کو ناقابل اعتراض سمجھتے ہوئے اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ مسلمان بچوں کیلئے قرآن مجید کی تعلیم حفظ ہو یا ناظرہ مذہبا ضروری ہے اور وہ اس کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کرسکتے اسلئے جو بچے کہ دینی مکاتب میں قرآن مجید یا دیگر مذہبی تعلیم حاصل کررہے ہیں اُن کو جبری تعلیم کے قانون سے مستثنٰی کردیا جائے۔ اور ایسے مکاتب اور اُن میں پڑھنے والے بچوں اور ان کے سرپرستوں اور ان کے معلمین سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے“

محرک۔ مولانا حسین احمد صاحب
مؤید۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب

جموں ریاست جیپور کے واقعات پر رنج وغصہ کا اظہار

مندرجہ ذیل تجویز بالاتفاق منظور کی گئی۔

”جمعیۃ مرکزیہ کا یہ جلسہ نصبہ جھونجھنوں ریاست جے پور کے اس واقعہ پر کہ وہاں کے حکام نے مسجد کی ضرورت میں اسلئے کہ وہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے گزر رہے تھے مبتلائے مصائب کردیا اور پیر زادہ محمد حسین کو اسی جرم میں سزائے قید دیدی۔ دلی رنج وغصے کا اظہار کرتا ہے اور ریاست جیپور کے حکام بالا اور دربار سے توقع رکھتا ہے کہ وہ معاملہ کی پوری تحقیقات کرکے حکام کے غیر منصفانہ رویہ کا انسداد اور مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کرینگے“

محرک۔ مولوی محمد نعیم صاحب
مؤید۔ مولوی فرخند علی صاحب

مسیحی مشنریوں کے امن سوز رویہ پر احتجاج

جناب صدر کی جانب سے مندرجہ ذیل تجویز پیش ہوکر بالاتفاق منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ کتاب ممو کو یا لیو کے مسیحی مشنری مصنف کی نہایت ذلیل حرکت کے خلاف سخت نفرت وحقارت اور غم وغصے کا اظہار کرتا ہے وہ یہ کہ اس نے آقائے نامدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کرکے آقائے نامدار اور اسلام کی توہین کی ہے اور چالیس کروڑ فرزندان اسلام کا دل دکھایا ہے۔ یہ جلسہ گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس قسم کی حرکات کا سدباب کرنے میں اپنی پوری قوت کو کام میں لائے اور مسیحی مشنریوں کے اس امن سوز رویہ کا انسداد کرے“

منجانب صدر

مولوی مظہر الدین صاحب اور سید حبیب صاحب کا اخراج

مولوی حفظ الرحمن صاحب نے مولوی مظہر الدین صاحب مالک الامان اور سید حبیب شاہ صاحب مالک سیاست کے متعلق ایک تجویز پیش کی جس کو سنکر تمام ارکان نے اس سے اتفاق ظاہر کیا اور فرمایا کہ ہم نے خود الامان اور سیاست کے مضامین کو نہایت رنج وتکلیف کے ساتھ پڑھا ہے اور ہمیں ان کی حقیقت معلوم ہے مگر مولانا حفظ الرحمن نے مزید معلومات کے لئے اخبار الامان اور اخبار سیاست کی جلدوں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے جنہیں تمام ارکان نے خود بھی پڑھا اس کے بعد مندرجہ تجویز بالاتفاق منظور کی گئی

”چونکہ مولوی مظہر الدین صاحب مالک اخبار الامان وسید حبیب شاہ مالک اخبار سیاست نے عرصہ سے جمعیۃ علماء ہند عہدہ داران جمعیۃ کے متعلق اپنے اخبار میں ایسے مضامین شائع کرنے کا مذموم طریقہ اختیار کیا ہوا ہے جس سے براہ راست جمعیۃ اور شعبہ تبلیغ اور ان کے فنڈوں پر عام بدظنی پیدا ہوجاتی ہے اور جمعیۃ کے وقار اور مالی حالت اور اس کے مقاصد کو سخت نقصان پہنچا اور انہوں نے رکن جمعیۃ ہونے کی حالت میں یہ کام کیا ہے حالانکہ ان کا حیثیت رکن ہونے کے فرض تھا کہ وہ جمعیۃ مرکزیہ کے سامنے لانے سے قبل کسی ایسے مضمون کو شائع نہ کرتے جو جمعیۃ کی تباہی کا ذریعہ بن سکے۔ اس لئے یہ جلسہ ان دونوں صاحبوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان تمام بیانات کی اشاعت پر ختم شدہ تحریری معذرت دفتر میں بھیجیں اور اس کو اپنے اخبار میں بھی شائع کردیں ورنہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء سے ان دونوں کا نام حسب دفعہ ۸ دستور اساسی ممبر ارکان جمعیۃ میں سے خارج کردیا جائے۔ اس رزولیوشن کی نقل ان کو یکم نومبر تک بھیجدی جائے۔

اس تجویز کے پیش ہونے پر تمام ارکان نے باتفاق تائید کی اور سیاست اور الامان کے پرچوں سے اقتباسات پڑھکر سنائے گئے۔ اس کے بعد تجویز اتفاق منظور ہوئی“

محرک۔ مولانا حفظ الرحمن
مؤیدین مولانا شبیر احمد۔ مولانا مبارک حسین

جوائنٹ کمیٹی وقف حاجی جیون بخش مرحوم کا شکریہ

جناب صدر کی جانب سے پیش ہوکر مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ مرکزیہ کا یہ جلسہ جوائنٹ کمیٹی وقف حاجی بخش مرحوم فتحپوری دہلی کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اُس نے جلسے اور مہمانوں کے قیام کے لئے فتحپوری کے دونوں وسیع ہال عطا فرمائے اور مہمانوں کے قیام اور جلسہ کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں۔ جلسہ حاجی جیون بخش مرحوم کے لئے بھی دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے آمین“

منجانب صدر

رضاکاران عسکر اسلامیہ کا شکریہ

مولوی محمد نعیم صاحب کی تحریک اور مولانا محمد سجاد صاحب کی تائید سے مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی:۔

”جمعیۃ کا یہ جلسہ رضاکاران عسکر اسلامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اجلاس کو کامیاب بنانے اور مہمانوں کو راحت وآرام پہنچانے میں نہایت محنت اور خلوص سے کام کیا اور جلسہ کو کامیاب بنایا“

محرک مولوی محمد نعیم صاحب
مؤید مولانا محمد سجاد صاحب

مخلص میزبانوں کا شکریہ

جناب صدر کی جانب سے پیش ہوکر مندرجہ ذیل تجویز بھی منظور کی گئی ہے:۔

”یہ جلسہ شیخ شفیق الدین صاحب، شیخ محمد رفیع صاحب ملتانی، حاجی محمد شفیع صاحب بیرسٹری والے، سید [illegible]، حاجی عبد الستار صاحب پیو نیل فنسر اور حافظ عبد الحمید تیرا ہے والے کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان حضرات نے مہمانوں کی نہایت خلوص ومحبت سے میزبانی کی اور اسلامی نیت کا پورا عملی ثبوت بہم پہنچایا“

منجانب صدر

خریداران الجمعیۃ کو چاہئے کہ خط وکتابت کے وقت ۔۔۔ نمبر خریداری جو ان کے نام سے پہلے لکھا ہوا ہوتا ہے حوالہ ضرور دیا کریں۔ بعض حضرات بجائے نمبر خریداری کے رجسٹری ڈیل نمبر کا حوالہ دیدیتے ہیں جس سے باعث دفتر کی بیحد تلاش کرنے میں سخت پریشانی ہوتی ہے۔ (منیجر)

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا پہلا قدم

آخری قربانی کے لئے تیاری

جمعیت علماء ہند نے ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانے اور ناموس شریعت کی حفاظت کے لئے ایک مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے قائم کر دی ہے اور اس کے سامنے ایک موثر لائحہ عمل رکھ دیا ہے جس کے ماتحت وہ کام کرے گی چنانچہ اس مجلس نے اپنا کام شروع کر دیا اور یہ مجلس ایک نظم کے ساتھ آخری قربانی کے لئے تیار ہو گئی ہے جس کے ساتھ تمام مسلمانوں کی جماعتی طاقت ہو گی سب سے پہلے اس نے ملک میں ساردا بل سے بیزاری کا اعلان کرنیکا تہیہ کیا ہے اور اس کے بعد ایک وسیع اور نہایت اہم قدم اٹھائے گی جمعیۃ علماء ہند اور اس کے ماتحت مجلس کے سامنے اب صرف ایک ہی اصول ہے کہ مسلمانوں کو صرف خدا پر بھروسہ کر کے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہئے اور ناموس شریعت کی حفاظت اپنی پیش از پیش ایثار و قربانی کے ذریعہ حاصل کرنی چاہئے صدر جمعیۃ علماء ہند کے تاروں اور ممبران اسمبلی کے معزز وفد کے معروضات کو ٹھکرایا جا چکا ہے۔ اس لئے اب اس غرور و نخوت کا جواب مسلمانوں کو اپنی ایمانی قوت سے دینا ہے۔ تاہم جو سرکاری اور غیر سرکاری مسلمان دوبارہ لارڈ ارون وائسرائے ہند کے پاس وفد لیکر جانا چاہتے ہیں وہ خوشی سے جائیں اور ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ جماعت علماء اگرچہ وفد کی تجویز سے متفق نہیں ہے لیکن جمعیۃ علماء ہند کی پوری طاقت اس وفد کی پشت پر ہے اور رہے گی اور ہم کو امید ہے کہ اگر اس دفعہ کو بھی وائسرائے نے ناکام واپس کیا تو حامیان وفد بھی اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے جو جمعیت علماء ہند نے طے کیا ہے۔ یا آئندہ طے کرے گا۔

میاں علم دین کی شہادت کے متعلق واقعات

میانوالی جیل کے حکام کا جابرانہ رویہ

بغیر نماز جنازہ کے نعش کو جیل کے قبرستان میں دفن کیا گیا

لاہور میں اضطراب و ہیجان

[illegible]

ڈپٹی کمشنر میانوالی اور بعض دیگر حکام اعلیٰ کو برقی پیغامات بھیجے گئے ضروری بھیجے گئے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ میاں علم دین کے ورثا کو ان کی نعش لاہور لانے کی اجازت دیدیں۔

مجلس خلافت پنجاب کا تار

مجلس خلافت پنجاب (الحاق شدہ مرکز) نے حسب ذیل برقی پیغام گورنر چیف سکرٹری حکومت پنجاب۔ وزیر مال کو بھیجا۔

ڈپٹی کمشنر میانوالی نے میاں علم دین کی میت کو ان کی وصیت کے مطابق لاہور واپس لانے کے لئے ان کے ورثا کو دینے سے انکار کر دیا ہے گورنر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ میت مذکور کو لاہور میں دفن کرنے کی اجازت دے دیں۔

ڈاکٹر سلطان محمود سکرٹری مجلس خلافت پنجاب

ہڑتال کا فیصلہ

نیز جلسہ میں فیصلہ کیا گیا کہ کل مسلمان سارے شہر میں ہڑتال کریں معلوم ہوا ہے کہ تمام تجارتی منڈیوں کے کاروبار بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کے نام،

علم الدین کے والد کا تار

میانوالی۔ ۳۱ اکتوبر۔ علم الدین کو آج پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا اور ان کی نعش کو ان کی وصیت کے خلاف جیل کے قبرستان میں بغیر نماز جنازہ پڑھائے ہوئے دفن کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گورنر اور دیگر حکام کو برقی پیغامات

[illegible]

برندویس۔ گول میز کانفرنس کے نمایندے ہی ایسے منتخب ہوں گے جو ہندوستانیوں کے نزدیک قابل اعتماد ہوں گے۔ اور اس انتخاب میں فرقہ وارانہ تنگ نظری کو دخل نہ ہوگا۔ اس طرح گول میز کانفرنس کا فیصلہ تمام ہندوستان کے لئے مفید ہوگا۔

وائسرائے کے تازہ اعلان پر اظہار رائے

سرتیج بہادر سپرو کی مدح سرائی

[illegible]

چاندنی چوک میں خوفناک آتشزدگی

نو دکانیں جلکر خاک سیاہ ہو گئیں

دہلی یکم نومبر۔ پرسوں شام کو دریبہ کلاں کے قریب چاندنی چوک میں آتشزدگی کا ایک تباہ کن حادثہ ہوا یعنی ایک ربڑ وغیرہ کے کھلونوں کی دوکان میں یک بیک گیس کا ہنڈا اوٹ گیا۔ اور ربڑ اور گٹا پارچہ وغیرہ کی اشیاء میں پٹ لگتے ہی آگ مشتعل ہو گئی۔ اور آنا فانا اتنی بھڑک اٹھی کہ بے قابو ہو گئی۔ آتشزدگی کے شور و غل کے باعث کوتوالی کے افسران فوراً موقعہ پر پہونچ گئے اور تمام تھانوں کی پولیس کو بذریعہ ٹیلیفون بلا لیا۔ حکام بالا اور فائر انجن کو بھی فوراً اطلاع دی گئی۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر و ڈپٹی کمشنر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ موقع پر پہونچ گئے۔ قلعہ سے فوجی گورے بھی بلا لئے گئے۔ اور انتظام میں مصروف ہو گئے۔ فائر انجن نے آگ کو بجھانا شروع کر دیا۔ لیکن آگ برابر بڑھتی ہی گئی۔ اور چونکہ تمام دکانیں ایسی چیزوں کی تھیں جن میں آگ بہت جلد اثر کر جاتی ہے فوراً نو دکانوں میں آگ پہونچ گئی فائر انجن نے جید جانب چھوڑ رکھے تھے مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوئے تمام بازار میں سنسنی پیدا ہو گئی دریبہ کلاں وغیرہ کی تمام دکانیں بند ہو گئیں۔ فائر انجن کے تین آدمی اس اضطراب اور بیقراری میں بیہوش ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک دیوار سے گر کر زخمی ہو گیا۔ تقریباً تین گھنٹے کے بعد آگ قابو میں آئی۔ اور چھ بجے شام کی لگی ہوئی کوئی دو بجے رات کو بجھی مگر مختلف مقامات سے دھواں دوسرے دن تک نکلتا رہا اس رات کو دریبہ کلاں کا راستہ کالا دھرسے بند رہا۔

اس آتشزدگی سے نو دکانیں بالکل خاک سیاہ ہو گئیں۔ نقصان سرمایہ کا اندازہ کئی لاکھ کا کیا جاتا ہے اس افسوسناک سانحہ سے تمام شہر کو افسوس ہے۔ چار مسلمان دوکانداروں کا بہت سخت نقصان ہوا ہے اور ایک شیشے والے کا تمام سرمایہ جل کر خاک ہو گیا ہے۔ (نامہ نگار)

علم الدین شہید کی نعش کے متعلق حکومت کا شرمناک رویہ

علم الدین کے والد کا مفصل بیان

لاہور یکم نومبر۔ دہلی دروازہ کے باہر جو جلسہ عام آج رات ہوا اس میں مسٹر عبدالرشید نے میاں علم الدین شہید کے والد بزرگوار میاں طالعمند کا بیان پڑھکر سنایا جو درج ذیل ہے۔

(۱) قبل ازیں اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ حکومت نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے میاں علم الدین کی نعش کو ان کی وصیت کے خلاف لاہور لانے کی اجازت نہیں دی۔

(۲) چہارشنبہ کی شام کے چار بجے مجھے سپرنٹنڈنٹ جیل کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ کل صبح تمہارے لڑکے کو پھانسی دی جائے گی لیکن نعش تمہارے حوالے کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اس اطلاع سے مجھے سخت صدمہ ہوا اور میں نے لاہور کے پانچ سرکردہ اصحاب کے نام برقی پیغام بھیجے تاکہ لاہور کے مسلمانوں کو حکومت کے جابرانہ حکم کے متعلق علم ہو جائے۔

(۳) میانوالی میں علم الدین کے شہید ہونے کی خبر آناً فاناً میں مشہور ہو گئی۔ چہارشنبہ کی شب کو موسیٰ خیل عیسیٰ خیل اور داؤد خیل کے مسلمان شہید کی آخری زیارت کرنے اور نماز جنازہ میں شامل ہونے کی غرض سے میانوالی پہنچنے شروع ہوئے۔ جیل سے لیکر نہر تک ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کا ایک سمندر لہریں مارتا نظر آتا تھا۔

(۴) شہید کی وصیت کے مطابق وہ لوگ اپنے ساتھ ڈھول لائے ہوئے تھے اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں اس زور سے ڈھول بجاتے تھے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ وہ لوگ رتیلے میدان میں رات بھر درود شریف پڑھتے رہے۔ اور ان کی صرف یہ تمنا تھی کہ وہ صبح اول ہی اول شہید کے چہرہ مبارک کی زیارت کریں۔

(۵) جمعرات کی صبح کے آٹھ بجے کے قریب علم دین کو جام شہادت پلایا گیا۔ شہید کے چہرہ سے مسرت ٹپکتی تھی۔ اور وہ اللہ اکبر کے نعرے لگا رہا تھا۔ اس کی ہم آہنگی کرتے ہوئے دوسرے قیدیوں نے اس قدر زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ باہر تک آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

(۶) شہید کو اس کے ورثا سے آخری ملاقات کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ پونے نو بجے اسے دار سے اتارا گیا۔ بیرون جیل ہجوم شہید کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ ان کی نگاہیں جیل کے دروازہ پر لگی ہوئی تھیں دس بجے کے قریب شہید کی نعش کو ایک چارپائی پر ڈال کر جیل سے باہر لایا گیا۔

(۷) میانوالی کی تمام پولیس شہر کے مختلف حصوں اور جیل کی سڑک پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سپرنٹنڈنٹ جیل۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک تھانیدار نعش کے ساتھ باہر آئے۔

(۸) ۳۰ اکتوبر کی شام کو ایک وفد زیر سرکردگی خان محمد اکبر خان صاحب اعظم جیبوتیل کمشنر میانوالی علم الدین کی شہادت کی خبر سن کر ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ ہمیں حکام جیل سے اطلاع ملی ہے کہ میاں علم الدین کی نعش کو لاہور بھیجنے کی اجازت نہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ غازی صاحب کا جنازہ جیل کے سامنے لاکر رکھ دیا جائے گا آپ ورثا کو لے کر پہلے ہی وہاں پہنچ جائیں اور صفوں کو درست کر رکھیں اور وہیں نماز جنازہ ادا کریں اور پھر ان کو جیل کے قریب لاوارثوں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا جائے گا۔ خان محمد اکبر خان صاحب نے ڈپٹی کمشنر کو یقین دلایا کہ میں بذات خود اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ نعش کو بغیر کسی شور و غوغا کے لاہور پہنچا دیا جائے گا۔ آپکو چاہئے کہ آپ نعش ورثا کے حوالے کر دیں تاکہ وہ غازی صاحب کی وصیت کے مطابق اسے لاہور لے جائیں لیکن ان کی ہر ایک آرزو کو ڈپٹی کمشنر نے ٹھکرا دیا۔ آخر میں خان صاحب نے کہا کہ اچھا نعش کو شہر والے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس بات کی بھی پرواہ نہ کی گئی۔ اور اس نعش کو جس کے وارث دنیا کے بیالیس کروڑ مسلمان ہیں ظالم حکومت نے لاوارثوں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۹) حکومت کی طرف سے ظلم و تشدد کے باوجود ہجوم شہید کا چہرہ دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ گردو کے گرد اس میدان کی طرف بڑھے جہاں شہید کی نعش پڑی ہوئی تھی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ نعش کو اٹھا کر لے چلو۔ ہجوم کلمہ شہادت پڑھتا ہوا پرامن طریقے سے اس کے پیچھے ہو لیا۔ جب شہید کے جنازے کو لاوارثوں کے قبرستان میں بچا کر رکھ دیا گیا تو اس وقت تمام ہجوم قبرستان کے سامنے سڑک پر اس عاشق رسول کے چہرہ کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حکام نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ گھروں کو نہیں جاتے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے پولیس کے سپاہیوں کو پرامن ہجوم پر پتھر برسانے کا حکم دیا پھر حکم دیا کہ گولی چلاؤ۔ لیکن مجسٹریٹ نے اجازت نہ دی۔ آخر پولیس کو لاٹھیاں برسانے کا حکم دیا گیا اور سپاہیوں نے بے پناہ ہجوم پر خوب پتھر برسائے۔

(۱۰) ادھر پولیس مظاہرہ بہیمیت میں مشغول تھی۔ ادھر ڈپٹی کمشنر نے شہید کے لاشے کو ایک گڑھے میں رکھوا دیا جو اس نعش کے لئے ناکافی تھا۔ تاہم نعش کو بغیر کفن اسی گڑھے میں ڈال دیا گیا اور نماز جنازہ کی بھی اجازت نہ دی گئی۔

(۱۱) تختہ دار پر جاتے وقت علم الدین نے جو وصیت سپرنٹنڈنٹ جیل کو لکھوائی تھی اس کی حوالگی سے بھی انکار کر دیا گیا۔

(۱۲) غازی علم الدین کو جب کوٹھڑی سے نکال کر تختہ دار پر لے گئے تو آپ کلمہ شریف اور اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے۔ آپ نے جلاد سے کہا کہ تو مسلمان نہیں ہے اس لئے تو اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں رسی نہیں ڈال سکتا۔ جلاد نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں۔ غازی صاحب نے سپرنٹنڈنٹ سے پوچھا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ یہ مسلمان ہے اس نے یہ جواب دیا کہ ہاں یہ مسلمان ہے۔ اس پر میاں علم الدین صاحب مسکرائے اور جام شہادت پینے کے لئے تیار ہو گئے۔ خود کو حوالہ جلاد کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس،

شرکاء اجلاس کی مکمل فہرست

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کے اجلاس میں جو ارکان شریک ہوئے تھے ان میں سے بعض ارکان کے نام شائع کئے جا چکے ہیں۔ اب ہمیں دفتر جمعیۃ سے حاضرین کی مکمل فہرست موصول ہوئی ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب ناظم بالیات جمعیۃ علمائے ہند۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی ادیب ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند۔ حضرت مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعۃ صوبہ بہار و اڑیسہ۔ مولانا محمد عبدالرحمن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم امروہہ۔ مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی۔ مولانا محمد علی صاحب صدر مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک زمیندار اخبار لاہور۔ مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی۔ مولانا محمد قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل لکھنؤ۔ مولانا عنایت اللہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ۔ مولانا ناصر الدین احمد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بنگال۔ مولانا عبدالجبار صاحب انصاری ڈھاکہ۔ مولانا سید فضل صمدانی صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ۔ مولانا عثمان غنی صاحب نائب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار۔ مولانا سید محمد لطف اللہ صاحب جمالی۔ سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر۔ مولانا الحاج عمر دراز بیگ صاحب مراد آباد۔ مولانا محمد فخر الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد۔ سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست لاہور۔ مولانا ابو الوفاء صاحب ثناء اللہ امرتسر۔ مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ پنجاب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مفتی اچھرہ۔ مولانا عبدالغفار صاحب سیف مرزا ملا۔ مولانا محمد زکریا صاحب لدھیانہ۔ مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی امرتسر۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی۔ مولانا نذیر احمد صاحب جنڈی بھلوی۔ مولانا عبدالمجید صاحب نعمانی دہلوی۔ مولانا حکیم محمد فضل کریم صاحب دہلوی۔ مولانا محمد فاروقی صاحب بلگامی۔ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب فاروقی بلند شہری۔ مولانا نثار احمد صاحب مفتی۔ جامع مسجد آگرہ نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی۔ مولانا محمد مبارک حسین صاحب مہتمم دارالعلوم جامع مسجد میرٹھ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری۔ مولانا حکیم محمد اسحق صاحب کٹھوری۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔ مولانا غلام مصطفے صاحب فرخ آبادی۔ مولانا ابو القاسم صاحب سیف بنارسی۔ مولانا الحاج محمد سراج احمد صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ مولانا سید آل نبی صاحب فرخ آبادی۔ نواب محمد اسمعیل خان صاحب ایم۔ ایل۔ اے میرٹھ۔ مولانا سید مہدی حسن صاحب مفتی راندیر۔ مولانا سید منظور حسین صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ امروہہ۔ مولانا عبدالغنی خاں صاحب صدر المدرسین مدرسہ عین العلم شاہجہانپور۔ مولانا محمد مظہر الدین صاحب مالک الامان اخبار۔ مولانا سلطان محمود صاحب صدر المدرسین مدرسہ فتحپوری دہلی۔ مولانا عبدالاحد صاحب دہلوی ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی۔ مولانا سید ابو الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی۔ مولانا محمد بن ابراہیم صاحب جوناگڑھی۔ مولانا حکیم جمیل الدین احمد صاحب نگینوی۔ حاجی عبدالغفار صاحب خازن جمعیۃ علمائے ہند دہلی۔ حاجی محمد اسحق صاحب ناظم انجمن ہدایت الاسلام دہلی۔ مولانا حکیم قطب الدین صاحب گیا۔ مولانا خدا بخش صاحب مہتمم ... فیض عام مظفرپور بہار۔ مولانا ... صاحب مہتمم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام۔ مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی جامع مسجد مونگیر۔ مولانا نور الدین صاحب بہار۔ مولانا ریاض احمد صاحب بتیا۔ مولانا محمد اسحق صاحب انصاری بھاگلپور۔ مولانا محمد نعمت اللہ صاحب انصاری بھاگلپور۔

وزیر اعظم برطانیہ کے نام مسٹر جناح کا مکتوب

بمبئی ... مسٹر جناح نے وائسرائے کی خدمت میں قبل از روانگی انگلستان جو تجاویز بھیجی تھیں جن کی نقل وائسرائے نے وزیر اعظم میکڈانلڈ کی خدمت میں مرسل کر دی تھی مسٹر جناح کی تجاویز یہ ہیں کہ گورنمنٹ اپنی پالیسی کا اعلان کر دے اور رہنمایان ملک کو طلب کر کے آپس میں گفت و شنید کر کے طے شدہ تجاویز پارلیمنٹ میں پیش کر دے مسٹر جناح نے اپنے خط میں مسٹر میکڈانلڈ کو مسٹر مانٹیگو کی اسپیچ کا حوالہ دیا ہے جس سے ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے مطلب ... واضح ہوتے ہیں ... اصلاحات کے دیباچہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان کو نو آبادیات کی سی حکومت خود اختیاری دینے کا ... تھا۔ ...

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کا مکتوب وائسرائے ہند کے نام

جناب والا

مسودہ قانون جو پہلی منزل میں سارداابل کے نام سے مشہور تھا اب ہز ایکسلنسی وائسرائے کی منظوری کے بعد ایکٹ ۱۹ بابتہ ۱۹۲۹ء بن چکا ہے۔ [illegible]

سارداابل (ایکٹ ۱۹ بابتہ ۱۹۲۹ء) سے مسلمانوں کی بیزاری کے وجوہ

[illegible]

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی پہلی جہت

[illegible]

(۱) مذہبی مداخلت کی پہلی صورت یعنی کسی فرض یا واجب سے روکنا

[illegible]

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

فقہ اسلامی

[illegible]

(۲) دوسری صورت یعنی کسی اسلامی شعار سے روکنا

[illegible]

(۳) مذہبی مداخلت کی تیسری صورت یعنی جن امور کو مذہب نے مؤکد یا مستحسن قرار دیا ہے ان سے روکنا

قرآن کریم

وانکحوا الایامی منکم (سورہ نور) ترجمہ [illegible]

[illegible]

بیوی نہ ہو ایسی عورت کے لئے جس کا خاوند نہ ہو بولا جاتا ہے خواہ یہ بالکل ہی بن بیاہے ہوں یا بیاہے ہوں مگر پھر تنہا ہو گئے ہوں۔

مفردات راغب میں ہے الایم ھی المراۃ التی لا بعل لھا وقیل للرجل الذی لا زوج لہ۔

ترجمہ۔ یعنی جس عورت کا خاوند نہ ہو اور جس مرد کی بیوی نہ ہو دونوں کو ایم کہا جاتا ہے۔

لسان العرب صفحہ ۳۰۵/۱۲ میں ہے الایامی الذین لا ازواج لھم من الرجال والنساء ورجل ایم سواء کان تزوج قبل اولم یتزوج۔ والایم من النساء التی لا زوج لھا بکرا کانت او ثیبا۔

ترجمہ۔ ایامی ان مردوں کو جن کی بیویاں نہ ہوں اور ان عورتوں کو جن کے شوہر نہ ہوں کہا جاتا ہے۔ مرد کو خواہ اس نے شادی کی ہو یا نہ کی ہو مگر بغیر بیوی کے رہ جائے ایم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کو خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ مگر بے خاوند کی ہو ایم کہا جاتا ہے۔

آور انکحوا امر کا صیغہ ہے جو یہاں پر کم از کم استحباب مؤکد کے لئے ہے۔

تفسیر خازن میں ہے والامر المذکور فی الآیۃ امر ندب واستحباب لاجماع السلف علیہ صفحہ ۵۹/۵

ترجمہ۔ صیغہ امر اس آیت میں ندب واستحباب کے لئے ہے کیونکہ سلف کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے۔

فہی ای صیغۃ الامر فی قولہ وانکحوا علی الندب لا علی الاباحۃ (مقدمات ابن رشد صفحہ ۲۲/۲)

ترجمہ۔ یعنی اس آیت میں امر کا صیغہ ندب کے لئے ہے نہ اباحت کیلئے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من تزوج فقد استکمل نصف الایمان (جمع الفوائد)

ترجمہ۔ یعنی جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنا آدھا ایمان کامل کر لیا۔

(۲) اور فرمایا من تزوج ثقۃ باللہ واحتسابا کان حقا علی اللہ ان یعینہ وان یبارک لہ (طبرانی کذا فی جمع الفوائد)

ترجمہ۔ یعنی جو شخص خدا تعالے پر بھروسہ کر کے بہ نیت ثواب نکاح کرے گا خدا تعالے ضرور ہی اس کی امداد فرمائے گا اور برکت دیگا۔

(۳) یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوۃ اذا آنت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا (رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ)

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تین چیزیں ایسی ہیں جن میں تاخیر اور دیر کرنا۔ نماز جب اس کا وقت آجائے۔ جنازہ جب تیار ہو جائے۔ اور بے خاوند کی عورت جب اس کے لائق رشتہ میسر ہو جائے۔

ان حدیثوں کے علاوہ وہ حدیثیں بھی ملاحظہ کی جائیں جو دوسری صورت کے بیان میں اوپر لکھی جا چکی ہیں۔ ان تمام احادیث اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث سے نکاح کی فضیلت اور اس کا مستحب مؤکد ہونا صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت علی کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مناسب رشتہ اور کفو میسر ہونے پر نکاح میں تاخیر اور دیر کرنی ناجائز ہے۔ کیونکہ لڑکیوں کے لئے سب سے زیادہ اہم بات یہی ہے کہ اچھے اور لائق خاوند مل جائیں اور یہ ہر وقت میسر نہیں ہوتے اسلئے ایسا رشتہ ملنے کی صورت میں نکاح کر دینے اور تاخیر نہ کرنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔

روایات فقہیہ

(۱) ولیس حالۃ الاعتدال (البرہان شرح مواہب الرحمان)

یعنی نکاح حالت اعتدال میں بھی یعنی اگرچہ شدت حاجت نہ ہو مسنون ہے۔

(۲) ویکون سنۃ مؤکدۃ فی الاصح فیاثم بترکہ (درمختار)

یعنی نکاح سنت مؤکدہ ہے پس اس کے ترک سے گنہگار ہوگا۔

(۳) فھو انہ فی حالۃ الاعتدال سنۃ مؤکدۃ (فتاوی عالمگیری)

یعنی درمیانی حالت میں نکاح سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) قال الحنفیۃ ھو عبادۃ (فتح الملہم) یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک عبادت ہے۔

(۵) لیس لنا عبادۃ شرعت من عہد آدم الی الآن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان (درمختار) یعنی ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہو کر اب تک قائم رہی ہو اور پھر جنت میں بھی برقرار رہے مگر نکاح اور ایمان۔

پس قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی سے نکاح کا مسنون اور کم از کم مستحب مؤکد ہونا ثابت ہوتا ہے اور سارداابل کے ذریعہ سے ایک مدت معینہ تک اس کی ممانعت اور بندش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مذہبی مداخلت کی تیسری صورت میں داخل ہے۔

تنبیہ

واضح رہے کہ اگر لڑکا اور لڑکی نابالغ اور ناقابل مباشرت بھی ہوں جب بھی ان کے عقد نکاح کو منع کرنا اور جرم قرار دینا مذہبی مداخلت ہے۔ اور اگر بالغ ہوں مگر ۱۴ اور ۱۸ سال سے کم عمر رکھتے ہوں تو پھر عقد نکاح اور مباشرت دونوں پر بندش عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔

(باقی آئندہ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو نے نیب کا درخت لگایا ہے اور اس میں روزانہ دو ڈول بھنگ پیس کر ڈالتا ہے کہ اس میں ٹھنڈک رہے تو اس کی بتی یا مسواک مسلمان کو استعمال کرنا کیسا ہوگا۔

الجواب

اس درخت کی مسواک استعمال کرنا جائز ہے۔

احمد سعید عفی عنہ

گوجرانوالہ کے ہزارہا مسلمانوں کا فیصلہ

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعہ جامع مسجد گوجرانوالہ میں ہزارہا مسلمانوں کے اجتماع نے زیر صدارت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مفصلہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق جمیع حاضرین پاس کئے گئے:

(۱) مسلمانان گوجرانوالہ کا یہ عظیم الشان جلسہ سارداابل کو شریعت مقدسہ اسلامیہ کے احکام کے خلاف سمجھتا ہے۔ اور مسلمانوں پر اس کا اطلاق یقیناً مذہبی مداخلت ہے جو ملکہ وکٹوریہ کے مشہور اعلان اور ان کے جانشینوں کی جانب سے اس کی پیہم ومتواتر تصدیق وتوثیق کی صریح خلاف ورزی ہے۔

(۲) اس حقیقت واضحہ کے لحاظ سے کہ جمعیۃ علمائے ہند نے اپنے اجلاس مراد آباد میں سارداابل کے مخالف شریعت ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کی منظور کردہ تجویز وائسرائے اور صدر اسمبلی کو بھیج دی گئی۔ اور صدر جمعیۃ علمائے ہند نے اپریل ۱۹۲۹ء میں بل کے اسمبلی میں پیش ہوتے ہی اور پھر ستمبر ۱۹۲۹ء میں مکرر وائسرائے ہند اور پریزیڈنٹ اسمبلی اور مسلم ارکان اسمبلی کو تار کے ذریعہ سے مطلع کیا کہ اس بل کا مسلمانوں پر اطلاق مذہبی مداخلت ہے۔ اور مسلمان اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔ اور ہندوستان کے مقتدر رہنما اور تقریباً تمام مسلم پریس نے اس کو مذہبی مداخلت قرار دیا ہے۔ گوجرانوالہ کے مسلمانوں کا یہ جلسہ قطعی رائے رکھتا ہے کہ اس پرزور مسلم مخالفت کے باوجود حکومت نے اس بل کے عام اطلاق کی حمایت کر کے اپنی مشہورہ عدم مداخلت مذہبی کی پالیسی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ جو یقیناً افسوسناک بلکہ خطرناک ہے۔

(۳) اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو تجویز ۲ میں واضح کی گئی ہے مسلمانان گوجرانوالہ کا یہ جلسہ اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت کے اس رویہ کو جو اس نے اپنی کثرت سے مسلمانوں کے شخصی قانون (پرسنل لاء) کے خلاف سارداابل کو پاس کر کے ظاہر کیا ہے۔ ہندوستان کی آئندہ فلاح وبہبود کیلئے سخت مضر سمجھتا ہے۔ اور اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

(۴) اس جلسہ کی قطعی رائے ہے کہ جن معدودے چند مسلمانوں نے بل کی موافقت میں رائے دی ہے ان کی رائے ناعاقبت اندیشی اور اسلامی شریعت (پرسنل لاء) سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ نیز انہوں نے مسلم رائے عامہ کی صحیح نمائندگی کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ بلکہ مسلم رائے عامہ کو اپنی رائے پر قربان کر دیا ہے اس لئے ان کا یہ فعل مسلمانوں کے حق میں ناقابل اعتبار ہے۔

(۵) چونکہ سارداابل کا مسلمانوں پر اطلاق شریعت اسلامیہ میں مداخلت ہے۔ اور چونکہ اس سے مسلمانوں کی اسلامی معاشرت کی سد ہو جانے کا قوی خطرہ ہے [illegible] آئندہ سینکڑوں مذہبی احکام میں مداخلت کی راہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ اس کا مسلمانوں پر نفاذ ملکہ وکٹوریہ اور ان کے جانشینوں کے پیہم اعلانات کے خلاف ہے۔ اور چونکہ اسمبلی نے جس طرح اس کو پاس کیا ہے وہ قانونی حیثیت سے بھی مسلمانوں کے حق میں آئینی نہیں بلکہ جبری اور غیر منصفانہ ہے۔ اور ان وجوہات سے اس کا نفاذ مسلمانوں کے مذہبی وقومی احساسات کو سخت مجروح ومشتعل کر دیگا اسلئے مسلمانان گوجرانوالہ کا یہ جلسہ ہز ایکسلنسی وائسرائے کو توجہ دلاتا ہے کہ اس بل کے نفاذ سے مسلمانوں کو مستثنےٰ کر دیا جائے۔

(۶) قرار پایا کہ ان تجاویز کی نقول ہز ایکسلنسی وائسرائے وگورنر جنرل ہند ولیجسلیٹو اسمبلی کو بھیجی جائیں۔

مولانا داؤد غزنوی سے ایک سوال
سلطان ابن سعود کی تحریر سارداابل کے خلاف

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ علمائے نجد یا خود حضرت سلطان نجد نے بعض غزنویوں کے پاس سارداابل کے خلاف کوئی تحریر بھیجی ہے جس کو حضرات شائع نہیں کرتے اور کتمان حق کے جرم عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں اگر یہ اطلاع صحیح ہے یعنی سلطان ابن سعود ملک الحجاز ونجد یا علمائے نجد سے غزنوی خاندان کے بعض افراد کو اس قسم کی تحریر پہونچی ہے تو اس کو شائع نہ کرنیکا سبب کیا ہے اور اگر یہ خبر غلط مشہور ہوئی ہے تو مہربانی فرما کر جلد از جلد اس کی تردید کر دی جائے تاکہ غلط خبر کی شہرت سے جو نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ نہ ہونے پائیں ہمیں امید ہے کہ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسمٰعیل غزنوی صاحبان اپنی پوزیشن صاف کرنے میں عجلت سے کام لیں گے۔

(نامہ نگار از دہلی)

بعض ارکان جمعیۃ علمائے ہند سے گذارش

جمعیت علمائے ہند کی مرکزی جماعت کے بہت سے ذمہ دار ارکان سارداایکٹ کے حق میں پروپگنڈا کر رہے ہیں۔ حالانکہ جمعیت العلمائے ہند نے مراد آباد اور دہلی کے سردو اجلاسوں میں سارداایکٹ کو شریعت اسلامیہ میں صریح مداخلت قرار دیا ہے۔ جمعیت العلمائے ہند نے اپنے اجلاس دہلی میں ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانے کے لئے سول نافرمانی تک کا پروگرام منظور کر لیا ہے میرے خیال میں جمعیت العلماء کے جو ارکان جمعیت کے ان فیصلوں کے بعد بھی ساردا ایکٹ کی حمایت میں ہیں، ان کا آئینی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ جمعیت کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں اور بالخصوص مولانا محمد داؤد غزنوی کو تو آل انڈیا لیگ کے ممبر بننے سے پہلے جمعیت علماء ہند سے مستعفی ہو جانا چاہئے تھا۔ مجھ کو امید ہے کہ میری اس گذارش کے بعد تمام وہ حضرات جو ساردا ایکٹ کے حق میں پروپگنڈا کر رہے ہیں، جمعیت کی رکنیت سے مستعفی ہونے کا اعلان کر دیں گے۔

حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ رکن جمعیت العلمائے ہند

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا مکتوب

وائسرائے ہند کے نام

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴) مذہبی مداخلت کی چوتھی صورت یعنی ایسے امور کو کالعدم کرنا جو صرف جائز ہیں مگر مذہبی حق سمجھے جاتے ہیں

چھوٹے بچوں اور چھوٹی بچیوں کے نکاح کو اگرچہ ضروری اور لازمی نہیں ہے مگر اسلام نے اسے جائز رکھا ہے اس لئے اس کو منع کرنا ... حق کا ابطال ہے۔ اس کے ثبوت میں دلائل ذیل ملاحظہ ہوں

قرآن کریم

(۱) واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلاثۃ اشھر واللائی لم یحضن۔ (سورۂ طلاق)

[illegible]

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

افعال صحابہ کرامؓ

[illegible]

روایات فقہیہ

[illegible]

یتیمہ بچیوں کے ساتھ نکاح ... (اور یتیمہ وہی بچی ہے جو نابالغہ ہو)

اجمع المسلمون علی تزویجہ بنتہ البکر الصغیرۃ

(نووی شرح مسلم)

یعنی مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ باپ اپنی چھوٹی بچی باکرہ کا نکاح کر سکتا ہے۔

وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ان ینکحھما ابن غندی کذا فی الفتاوی العالمگیریۃ

یعنی صغیر اور صغیرہ کے ولی کو یہ حق ہے کہ ان دونوں کا نکاح کر دے

سواء کانت بکرا او ثیبا کذا فی العینی شرح الکنز۔ خواہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔

اسی طرح تمام کتب فقہیہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے ان سب کی عبارتیں نقل کر کے میں اس مکتوب کو طویل کرنا نہیں چاہتا۔

پس قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی نے اولیاء کو یہ حق دیا ہے اور یہ حق ان کا شرعی اسلامی حق ہے اس کو سلب کرنا ایسی ہی مداخلت ہے جس طرح کہ ایک سے زیادہ بیویوں سے نکاح کرنے کے شرعی حق کو، گائے کی قربانی کرنے کے شرعی حق کو یا برلب شوارع مسجد تعمیر کرنے کے شرعی حق کو قانون کے ذریعہ سے جرم قرار دینا مذہبی مداخلت ہے۔

یہ بیان پر یہ بھی واضح کردوں کہ تمام مسلمانوں کا مذہبی اعتقاد یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا قانون ایسا کامل اور مکمل قانون ہے کہ اس میں قیامت تک کسی ترمیم تبدیل اضافہ یا کمی کی گنجائش نہیں ہے۔ غیر مسلم کو کجا کسی مسلمان کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسلامی قانون کے مقابلے میں کوئی دوسرا قانون وضع کرے یا اس کی تائید و حمایت کرے۔ پس اس اعتقاد و یقین کے ہوتے ہوئے وہ ایک آن کے لئے بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی ایسی جماعت جس میں مسلم و غیر مسلم شریک ہوں اور غیر مسلموں کی اکثریت ہو مسلمانوں کے لئے کوئی قانون وضع کر کے ان کے اسلامی حقوق میں دست اندازی کرے۔

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دوسری جہت

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دوسری جہت یہ ہے کہ مسلمانوں کو قانون کے ذریعہ سے کسی ایسے امر پر مجبور کیا جائے جو ان کے مذہب میں ناجائز ہے۔

میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ بعض حالات میں ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے اور ۱۴ سال سے کم عمر لڑکی کا نکاح کرنا شرعاً واجب اور فرض اور ترک نکاح ناجائز و حرام ہو جاتا ہے اور یہ قانون ان کو تکمیل عمر قانونی سے پہلے ترک نکاح پر مجبور کرے گا جو مذہباً ناجائز اور حرام ہوگا اور اس دوسری جہت سے بھی یہ ممانعت مذہبی مداخلت ہوگی۔

۳۔ مسلمان قوم کی نارضامندی کے باوجود اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا گیا ہے

اس کے ثبوت کے لئے مجھے زیادہ تطویل کی حاجت نہیں ہے ہز ایکسلینسی سے یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ

(۱) مسلم ممبران اسمبلی کی اکثریت نے ستمبر ۱۹۲۸ء میں ایک یادداشت جس پر ۲۲ مسلمان ارکان کے دستخط تھے ہوم ممبر کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور بل سے اپنا اختلاف اس بنا پر ظاہر کیا تھا کہ اس بل سے شریعت اسلامیہ میں مداخلت ہوتی ہے۔

(۲) منتخبہ کمیٹی کے دو مسلمان ممبروں مسٹر محمد یعقوب و مسٹر محمد رفیق صاحبان نے اپنے اختلافی نوٹ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ اس بل سے مسلمانوں کے پرسنل لا پر اثر پڑتا ہے اسلئے یہ بل کے اصول کے خلاف ہے

(۳) مسٹر غزنوی نے اسی مرحلے پر علماء اسلام کا ایک فتویٰ بھی ہوم ممبر کو دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بل مذہب اسلام کے اصول و احکام پر اثر ڈالتا ہے۔ اسلئے شرعاً قابل قبول نہیں۔

(۴) فروری ۱۹۲۹ء میں بھی اس بل کے پیش ہونے کے وقت مسلمانوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ بل اسلامی اصول کے مخالف ہے۔

(۵) ستمبر ۱۹۲۹ء میں ۲۲ مسلمان حاضر ارکان میں سے ۱۶ مسلمان ممبروں نے بل کو مخالف اصول اسلامی بتاتے ہوئے اس سے اپنی بیزاری کا تحریری بیان ہوم ممبر کو دیا۔

(۶) مولانا محمد شفیع داؤدی نے ترمیم پیش کی کہ مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے تو مسلمان منتخب شدہ ارکان میں سے ۱۲ نے ترمیم کے موافق اور صرف ۵ مسلمان ارکان نے مخالف رائے دی۔

مسلمان منتخب شدہ ۲۹ ارکان میں سے صرف ۵ نے بل کی موافقت میں رائے دی ہے۔

(۷) کونسل آف اسٹیٹ کے تمام مسلمان (باستثنا گورنمنٹ کے مسلم ارکان کے) ممبروں نے بل کے خلاف تحریری بیان دیا۔

(۸) ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو روزنامہ ہمدرد میں مولانا محمد علی کا ایک بسیط مضمون بل کے خلاف شائع ہوا۔

(۹) ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء کے اخبار الجمعیۃ میں اس کے خلاف مضمون لکھا گیا اور اس کو مذہبی مداخلت بتایا گیا۔

(۱۰) میں نے اپریل ۱۹۲۸ء میں ۲۲ سے پہلے تمام ارکان اسمبلی کو تار دیا کہ اس قسم کے قوانین مذہب اسلام میں ناجائز مداخلت ہیں۔ یہ تار ۲۲ اپریل ۱۹۲۸ء کے الجمعیۃ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۱۱) ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء جمعیۃ علمائے ہند کے اخبار الجمعیۃ میں اس پر بسوط لیڈر لکھا گیا جس کی دوسری قسط ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء کے الجمعیۃ میں شائع ہوئی اس میں پوری وضاحت اور دلائل کے ساتھ بتایا گیا کہ اس قسم کے بل اسلامی پرسنل لا پر اثر انداز ہیں اسلئے قابل قبول نہیں۔

(۱۲) ۶ مئی ۱۹۲۸ء الجمعیۃ میں نہایت بسوط مدلل لیڈر لکھا گیا جس کی دوسری قسط ۱۰ مئی ۱۹۲۸ء کے الجمعیۃ میں شائع ہوئی۔

(۱۳) ۱۸ مئی ۱۹۲۸ء، ۲۲ مئی ۱۹۲۸ء، ۲۶ مئی ۱۹۲۸ء کے الجمعیۃ میں بھی اس کے خلاف مضامین چھپے۔

(۱۴) ۱۶ اپریل ۱۹۲۸ء کے الانصار دیوبند نے اس کے خلاف

مضمون لکھا اور اس کو اسلامی شخصی قانون کے خلاف بتایا۔

(۱۵) ۱۱ راگست ۱۹۲۸ء کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ کے اجلاس منعقدہ ... نے اس کے خلاف تجویز پاس کی اور وہ والیسرائے اور پریسیڈنٹ اسمبلی اور اراکین اسمبلی کو بھیجی گئی۔

(۱۶) ۱۳ و ۱۶ راگست ۱۹۲۸ء کے الجمعیۃ میں میرا ایک طویل مضمون دو قسطوں میں شائع ہوا جس میں اس قانون کی مخالفت کی گئی۔

(۱۷) اس کے بعد الجمعیۃ میں متواتر یکم ستمبر ۱۹۲۹ء، ۵ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۹ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۲۸ ستمبر ۱۹۲۹ء اس کے خلاف مضامین لکھے گئے۔ تار دئے گئے اور صراحتہً بتایا گیا کہ یہ بل اسلامی پرسنل لا کے خلاف ہے اس لئے مسلمان اسے ہرگز قبول نہ کریں گے۔

(۱۸) پھر اکتوبر میں یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء، ۵ اکتوبر، ۹ اکتوبر، ۱۳ اکتوبر، ۱۶ اکتوبر، ۲۰ اکتوبر، ۲۴ اکتوبر، ۲۸ اکتوبر کے الجمعیۃ کی اشاعتوں میں برابر اس سے اختلاف اور بیزاری کا اظہار کیا گیا۔ یہ اگرچہ بل کی منظوری کے بعد کے مضامین ہیں مگر میں نے اس لئے ذکر کر دئے ہیں کہ جناب والا کو مسلمانوں کی عام بیزاری کی اطلاع بخوبی ہو جائے۔

(۱۹) تمبر کے وسط سے تمام مسلم پریس اس کی مخالفت اور اظہار بیزاری میں ہم آہنگ ہے جن اخباروں کے مضامین میں نے خود دیکھے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

ہمدرد دہلی۔ الجمعیۃ دہلی۔ ملت دہلی۔ انقلاب لاہور۔ زمیندار لاہور۔ سیاست لاہور۔ سچ لکھنؤ۔ صراط شیعہ اخبار لکھنؤ۔ ہمت لکھنؤ۔ الامان دہلی۔ مہاجر دیوبند۔ الانصار دیوبند۔ عصر جدید کلکتہ۔ خلافت بمبئی۔ حقیقت لکھنؤ۔ امارت پٹنہ۔ ترجمان سرحد۔ شہاب راولپنڈی۔ اتحاد پٹنہ۔ الخلیل میرٹھ۔

(۲۰) بالعموم رہنمایان مذہب اور مقتدایان قوم نے اس سے بیزاری کا اعلان کیا۔ مثلاً مولانا محمد علی۔ مولانا ظفر علی خان۔ ڈاکٹر سر اقبال۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعت صوبہ بہار۔ مولانا محمد عرفان صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی۔ میر غلام بھیک صاحب نیرنگ سکرٹری تبلیغ الاسلام انبالہ۔ مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ شمس العلماء سید نجم الحسن صاحب مجتہد۔ مولانا سید ناصر حسین صاحب مجتہد۔ شمس العلماء مولانا سبط حسن صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا عبیداللہ صاحب بچھرایونی۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ۔ مولانا سید ولایت حسین صاحب الہ آبادی وغیرہم

(۲۱) مذہبی حلقوں اور مذہبی اداروں نے بھی اس کو مذہب کے خلاف قرار دیا اور اس سے بیزاری کا اعلان کیا۔ مثلاً جمعیۃ علماء ہند۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ دارالعلوم دیوبند۔ مظاہر العلوم سہارنپور۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ اہل حدیث کانفرنس وغیرہ

(۲۲) ہندوستان کے بہت سے شہروں اور قصبوں میں جلسے ہوئے جن میں ہزارہا مسلمانوں نے مجمع عام میں بالاتفاق اس بل کے مسلمانوں پر اطلاق سے ناراضگی ظاہر کی اور اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ان مقامات اور جلسوں کی روداد بہت طویل ہے۔ اخبارات میں یہ اطلاعات پیہم شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(۲۳) ابھی حال میں ۲۷ اکتوبر کو دہلی میں ہندوستان کی متعدد مجالس اسلامیہ اور جمعیتہائے قومیہ کے نمائندوں کا ایک جلسہ ہوا ہے اس میں بالاتفاق اس بل سے ناراضی اور بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے اور اس سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرانے کے لئے انتہائی قربانی تک کا تہیہ کر لیا گیا ہے یہ تجویز جناب والا کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔

ان تمام حقائق و واقعات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس بل کا اطلاق مسلمان قوم کی ناراضی اور اظہار بیزاری اور عدم قبول کے اعلان کے باوجود مسلمانوں پر کیا گیا ہے۔ جو اصول انصاف کے خلاف ہے۔

۴۔ مسلمانوں کے حق میں اس کی حیثیت آئینی نہیں بلکہ جبری ہے

اس کا بیان یہ ہے کہ فروری ۱۹۲۸ء میں اس بل کو رائے صاحب مسٹر ہربلاس سارڈا نے اپنے مسودے کی صورت میں پیش کیا تھا جو ہندو قوم کے ساتھ مخصوص تھا۔

اس کے بعد جب مجلس منتخبہ نے اس کو عام کر دیا اور دوبارہ یہ اسمبلی میں فروری ۱۹۲۹ء میں پیش ہوا تو اسی پر یہ بجا اعتراض کیا گیا کہ چونکہ یہ بل مسلمانوں کے (پرسنل لا) پر اثر انداز ہے اسلئے بغیر وائسرائے کی منظوری جدید کے زیر غور نہیں آ سکتا اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۷ ضمن (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن باوجود اسکے اس پر غور کیا گیا حتیٰ کہ پاس کر دیا گیا۔

میری گزارش یہ ہے کہ یہ کارروائی دفعہ ۶۷ ضمن (۱) کی صریح خلاف ورزی ہے اور جبکہ اصولی طور پر یہ اسمبلی میں وائسرائے کی منظوری کے بغیر پیش نہیں ہو سکتا تھا تو اس کے بعد کی تمام کارروائی مسلمانوں کے حق میں آئینی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ ان پر نافذ کیا گیا تو یہ نفاذ آئینی نہیں بلکہ جبری ہوگا۔

میں یہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ستمبر ۱۹۲۹ء میں ۲۲ مسلمان ممبروں نے اس کو اپنے تحریری بیان میں اسلامی پرسنل لا کے خلاف قرار دیا تھا اور مسٹر غزنوی نے ستر علماء کا دستخطی فتویٰ بھی اسی مقصد کے لئے پیش کر دیا تھا تو اس کے بعد فروری ۱۹۲۹ء کی یہ کارروائی کہ اس کو بغیر جدید منظوری گورنر جنرل کے اسمبلی میں پیش کیا گیا کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے۔

اگر اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت اس امر کا فیصلہ کرنے کی بھی مجاز بنا دی جائے کہ کوئی بل اسلامی پرسنل لا کے خلاف ہے یا نہیں تو مسلمانوں کے لئے اس کے سوا چارہ نہ ہوگا کہ وہ ہندوستان میں اپنے مذہب کے غیر محفوظ ہو جانے کا یقین کر لیں۔ اور اس قسم کے یقین تو کیا سرسری خیال کے نتائج بھی جناب والا سے مخفی نہ ہونگے۔

۵۔ اس قانون کے پاس ہو جانے سے ایک ایسا خطرناک اصول قائم ہو گیا ہے جس سے مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت کا دروازہ کھل گیا ہے

میں جناب والا کی توجہ اس گہرے اور عمیق راز کی طرف منعطف کرانا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اس قانون کے پاس ہو جانے سے مذہبی آزادی اور ہر ...

پرسنل لا کی حفاظت کے مضبوط دیوار میں پڑ گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے مذہب اور مذہبی احکام کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور انہیں اس کا بھی یقین ہے کہ اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے اس کا قانون الٰہی قانون ہے جس میں کسی قسم کی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ان کے لئے اس قانون کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اسلام کے قوانین اور احکام نے ان کو ایسے امور کی بابت قانون ساز مجالس کے مرہون منت ہونے سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز کر دیا ہے۔

اگر آج اس رخنہ کو بند نہیں کیا گیا تو پھر جس نظریہ کو پیش نظر رکھ کر یہ قانون بنایا گیا ہے اور حفظان صحت اور خیر خواہی بنی نوع انسان کا جو شریف جذبہ اس کا محرک بتایا جاتا ہے اسی نظریہ اور اسی جذبہ کی بنا پر ایسے ایسے بل پیش ہو سکتے ہیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جائے گا کہ ایک مرد کے لئے ایک سے زائد زوجہ کا ہونا صنف نازک پر ظلم اور بیہ مرد کی صحت کیلئے بھی مضر ہے۔ سوسائٹی کے لئے تعدد ازدواج نہایت خطرناک ہے اسلئے اس کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ حالانکہ معلوم ہے کہ اسلام میں تعدد ازدواج جائز ہے اور نص قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اسی طرح مستورات کیلئے بے حجابی کی بابت کسی بل کا پیش ہونا کوئی مستبعد نہیں ہے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ حجاب اور برقعہ پوشی سے مستورات کی صحت خراب ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے اولاد کی صحت بھی اچھی نہیں رہتی۔ مستورات کی خرابی صحت کا اثر مرد کے مزاج و صحت پر پڑتا ہے سوسائٹی اس سے تباہ ہوتی ہے اسلئے مستورات کو حجاب اور پردہ میں رکھنے کو جرم قرار دیا جائے اور اس کے لئے بھی سزائیں تجویز کی جائیں۔

اور کچھ مدید زمانہ کے بعد کسی ایسے بل کا آنا بھی ممکن ہے جس کا منشا یہ ہو کہ شہر کی عام گذرگاہوں اور لب سڑک کسی قوم کے لئے معابد نہ بنائے جائیں بلکہ جو تعمیر شدہ ہیں ان کو وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ شہر کی آمد و رفت اور عمدہ عمدہ سڑکوں کے بنانے میں ان سے رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں اور شہر کے مکانات جو معابد سے متصل ہوتے ہیں ان کے رہنے والوں کو اس آواز سے تکلیف ہوتی ہے جو عبادت کیلئے ان معابد سے بلند کی جاتی ہے بالخصوص علی الصباح نہایت سویرے جو اذان مسجدوں میں دی جاتی ہے وہ بہتوں کی نیند کو خراب کرتی ہے اسلئے کوئی وجہ نہیں کہ شہری آبادی کے آرام و آسائش کے لئے اذان پر قانونی پابندیاں عائد نہ کی جائیں اور شہر اور سڑکوں کی زینت کے لئے اندرون شہر مساجد اور معابد کا بنانا جرم قرار نہ دیا جائے۔ اور ختنہ جو ایک شعار اسلامی ہے اس کو بھی بچوں پر ظلم قرار دے کر کیا عجب ہے کہ قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ روشن خیال اور شریعت اسلامیہ سے ناواقف اشخاص نہایت زور شور سے اس قسم کے تمام بلوں کی تائید کریں گے جیسا کہ اس قانون کی حمایت بھی اسی قسم کے ... ہیں۔ اور اس کے بعد جو فتنہ برپا ہوگا اس کا ... اس وقت ناممکن ہے۔

اور یہ کہ نکاح صغار ابھی تک قانونی طور پر بھی مسلمانوں کے پرسنل لا میں داخل رکھا گیا تھا تو اگر آج اس قانون کے اسمبلی میں آنے اور پاس ہو جانے کی موجودہ صورت کو قبول کر لیں تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے تمام اسلامی قانون (پرسنل لا) کو اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ ہندوستان کی اسمبلی میں مسلمانوں کی اکثریت بظاہر حالات ناممکن ہے اور اس امر کے تصور سے بھی ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔

میں جناب سے درخواست کروں گا کہ اس معاملے کو صرف اس نظر سے نہ دیکھیں کہ یہ قانون بچوں کی شادی کے انسداد کیلئے بنایا گیا ہے بلکہ اس کے عواقب و نتائج پر پورا غور فرما کر اس قانون کے ساتھ اس خطرناک اصول کا بھی آئندہ کیلئے سد باب کر دیں کہ مسلمانوں کے (پرسنل لا) کے متعلق کوئی قانون بھی اسمبلی میں بغیر مسلمان قوم کی متفقہ منظوری کے پیش کیا جا سکے۔

اس قانون کے لئے فرقہ شیعہ کی جانب سے کوئی قابل اعتنا شہادت ہی نہیں لی گئی۔ اور سنی فرقہ کی شہادت بھی نہایت کم اور ناقابل اعتنا ہے۔ کیونکہ مذہبی اداروں اور اسلامی آزاد حلقوں کی شہادت کا عدم ہے۔

معترضین بعض دیگر اسلامی حکومتوں کی نظیر پیش کرتی ہیں اس لئے فضول ہے کہ اسلامی حکومت ... غیر مسلم اکثریت کے احکام میں تباین ہے جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔

اس وقت اس طویل مکتوب کے ملاحظہ کرنے کی جناب کو تکلیف دینے کی مجھے ضرورت اسلئے محسوس ہوئی کہ سارڈا بل نے آخری مرحلہ آپ کی تنفیذ میں طے کیا اور اس وقت اس بل کے خلاف جتنی آئینی اور قانونی کارروائیاں ہو سکتی ہیں سب اختیار کی گئیں اور بار بار مختلف طریقوں سے توجہ دلائی گئی مگر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب جبکہ آپ تشریف لے آئے ہیں تو میرا فرض ہے کہ میں جناب کے علم کیلئے تمام واقعات کو پیش کر دوں۔ اسی کے ساتھ وہ تمام دلائل و براہین بھی اختصار کے ساتھ درج کر دوں جن کی بنا پر مسلمان اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اور بحق اہل اسلام اسے منسوخ کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ جناب والا ان تمام امور پر غور کر سکیں اور ملاحظہ فرما سکیں کہ مسلمانوں کی اس قانون سے مخالفت کس قدر مضبوط اور مستحکم اصول و دلائل پر مبنی ہے۔ اور یہ کہ جمعیۃ علمائے ہند اور مجلس مشاورت نے جو ایک آخری فیصلہ اس قانون کے خلاف کیا ہے وہ کن ناگزیر احوال و اسباب کی بنا پر ہے۔ اس فیصلہ کی نقل جناب کی خدمت میں روانہ کی جا چکی ہے۔

آخر میں اس مکتوب کی طوالت کی بابت معافی چاہتا ہوں کہ اظہار حقیقت کیلئے اتنی طوالت ناگزیر تھی۔ اور جناب کی منصفت پذیری، رعایا نوازی اور فرامین شاہی کی حرمت پر مجھے یہ امید رکھتا ہوں کہ جناب اس قانون کو بحق اہل اسلام منسوخ فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں گے اور کسی ایسے ابتلاء و آزمائش کا موقع نہ آنے دیں گے جس کی کسی انصاف پسند فرمانروا سے توقع ہی نہیں ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

صدر جمعیۃ علمائے ہند

۷ نومبر ۱۹۲۹ء

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ضرور آنا چاہئے ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔ (منیجر)

ضمیمہ اخبار الجمعیۃ

جمعیۃ علمائے ہند

کی

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا اعلان

سارداایکٹ کو منسوخ کرانے کیلئے

پہلا قدم

ائمہ مساجد اور مدرسین مدارس اور قومی کارکنوں کا فرض ہے کہ ہر نماز کے بعد عموماً اور نماز جمعہ کے بعد خصوصاً ہر مسلمان تک یہ آواز پہنچا دیں کہ سارد ابل کو مسترد کرانے کے واسطے انتہائی قربانی کیلئے تیار ہو جائیں اور

۲۹ر نومبر ۱۹۲۹ء روز جمعہ کو مکمل پُر امن ہڑتال کریں

اور عظیم الشان جلسے منعقد کر کے بل کے خلاف اظہار بیزاری کا زبردست مظاہرہ کریں۔ جلسوں کی کارروائی اور تجویز کے لئے بڑے بڑے پوسٹر مجلس تحفظ ناموس شریعت "دفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی سے ۱۵ر نومبر کے بعد شائع کریگی ؎

نوٹ:۔ (۱) سارد ابل کے خلاف ٹریکٹ اور پوسٹر صرف ایک کارڈ بھیج کر ناظم جمعیۃ علمائے ہند دہلی سے مفت طلب کیجیے۔ (۲) اس پوسٹر کو چسپاں کرا کر حفاظت ناموس شریعت کا ثواب حاصل کیجیے ؎

(مولانا) احمد سعید
ناظم جمعیۃ علمائے ہند دہلی

(مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی)

مسلم وفد کو وائسرائے کا جواب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا اعلان

مسلمانوں کے لئے راہ عمل

۹ رنومبر ۱۹۲۹ء کو پچیس سربرآوردہ مسلمانوں کا ایک وفد مولانا محمد علی کی قیادت میں ہزایکسلنسی وائسرائے کی خدمت میں باریاب ہوا تھا۔ رئیس وفد مولانا محمد علی نے ایک مبسوط بیان پیش کیا جس میں سارد اایکٹ کی خرابیاں بیان کی گئی تھیں۔ وائسرائے نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ بھی اخبارات میں آچکا ہے۔ مجلس تحفظ ناموس شریعت نے اس کارروائی کا بغور مطالعہ کیا ہے اس کی رائے میں ہزایکسلنسی کی ان تصریحات سے پوری تشفی نہیں کی جا سکتی جو سارد اایکٹ کی بابت کی گئی ہیں کیونکہ ان تصریحات کا تعلق تمام مسلمانوں کے متحدہ مقصد کے ساتھ ہے جو ہندوستان میں شریعت مقدسہ کی آزادی اور حفاظت کے ساتھ متعلق ہے۔ ہزایکسلنسی نے قانون کی حمایت میں فرمایا ہے کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو معاشرت اور مذہب کی مشترکہ حدود پر واقع ہوتے ہیں ان امور میں معاشرتی حیثیت سے اصلاحی قوانین وضع کرنے پر حکومت مجبور ہوتی ہے اور اس فرض کی ادائیگی سے اس کو مذہبی وجوہات کی بنا پر روکا نہیں جا سکتا۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہزایکسلنسی کے اس خیال نے مسلمانوں کے اس خطرے کو اور زیادہ قوی کر دیا ہے کہ سارد اایکٹ نے مذہبی مداخلت کا دروازہ کھول دیا۔ اس خیال کے ماتحت خالص سے خالص مذہبی عمل کو بھی مذہب اور معاشرت کی مشترکہ حدود کے اندر لایا جا سکیگا اور اس کے لئے قانون بن سکیں گے۔ مثلاً نماز جیسے خالص مذہبی عمل کو بھی کہا جا سکیگا کہ گورنمنٹ کے ملازموں کا ڈیوٹی کے اوقات میں نماز ادا کرنا اسی حد مشترکہ پر واقع ہے کیونکہ گو نماز فی نفسہ مذہبی عمل ہے لیکن ڈیوٹی کے وقت اس کی ادائیگی معاشرتی و تمدنی حقوق کی حیثیت رکھتی ہے اسلئے اگر یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ کوئی ملازم ڈیوٹی کے اوقات میں نماز ادا کرے گا تو سزا پائے گا تو معاشرتی و تمدنی حیثیت سے جائز قرار دیا جا سکیگا اور اسی طرح حج۔ زکوٰۃ۔ میراث۔ قربانی۔ تعدد ازدواج۔ طلاق وغیرہ کے اسلامی قوانین کو مجالس قانون ساز کے ذریعہ باطل کرا دیا جائے گا۔ ابھی تک تو امتحان قانون کی طرف سے صرف جائز اور مباح امور پر پابندی عائد کرنے کا عذر بیان کیا جاتا تھا ہزایکسلنسی کے اس اظہار خیال نے تو فرائض کی آزادی کو بھی مزید خطرے میں ڈال دیا ہے۔

دوسرا خیال ہزایکسلنسی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ آپ نے (یعنی مولانا محمد علی نے) یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ یہ قانون کسی ایسے امر سے روکتا ہے جو اسلام نے فرض کیا ہو۔

ہمارے سامنے مولانا محمد علی کا پورا ایڈریس نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ اس میں اس حیثیت کو واضح کیا گیا ہے یا نہیں مگر ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ یہ قانون اپنے بعض اطلاقات میں یقیناً فرض اور واجب سے روکتا ہے جس کی تفصیل مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے اپنے مکتوب میں جو ہزایکسلنسی کے نام اسی وقت روانہ کر دیا تھا بیان کر دی ہے۔

ہزایکسلنسی کا یہ فرمانا بھی صحیح نہیں ہے کہ مسلمانوں نے من حیث القوم اس کی مخالفت نہیں کی۔ کیونکہ صدر جمعیۃ علماء نے اپنے مکتوب میں یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ معدودے چند افراد کے سوا تمام مسلمان علماء اور زعماء اور انجمنیں اور مسلم پبلک اس سے بیزار ہے۔ اور ابھی تک کسی ایک معتمد اسلامی جمعیۃ یا انجمن نے بھی اس کی تائید نہیں کی۔

بہرحال ہزایکسلنسی کا یہ جواب اسلامی اصول و قوانین کی ناواقفیت پر مبنی ہے اور ان کی اس عاقبت اندیشی اور انجام بینی کے بھی سراسر خلاف ہے جس کی ان سے توقع تھی۔ مجلس تحفظ ناموس شریعت مسلمانوں سے استدعا کرتی ہے کہ شریعت مقدسہ کی آزادی کی حفاظت کیلئے وہ ہمہ تن مستعد اور مجلس تحفظ ناموس شریعت کی رہنمائی میں انتہائی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ ۲۹ رنومبر ۱۹۲۹ء کو مکمل ہڑتال کریں۔ اور عام جلسے کر کے اس قانون سے بیزاری کی وہ تجویز پاس کریں جو مجلس تحفظ ناموس شریعت کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ مقامی کمیٹیاں قائم کریں جو مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے پروگرام کے موافق ہر جگہ کام کریں اور ضبط و نظام قائم رکھیں۔

مسلمان یاد رکھیں کہ ان کا جذبۂ عمل اور شوق قربانی ہی ہندوستان میں شریعت مقدسہ کی آزادی اور عزت کی بقا کے لئے کفیل ہوگا۔

دستخط کنندگان

(مولانا) حسین احمد (صاحب)۔ (مولانا) ابوالمحاسن محمد سجاد (صاحب۔ نائب امیر شریعت صوبہ بہار)۔ (مولانا) محمد نعیم (صاحب۔ ناظم جمعیۃ علماء پنجاب)۔ (مولانا) عبدالمجید (صاحب)۔ (مولانا) عبدالحلیم الصدیقی (صاحب۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔ (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا) احمد سعید (صاحب۔ ناظم جمعیۃ علماء ہند)۔

مجلس تحفظ ناموس شریعت کی کارروائی

تمام ہندوستان میں مقامی کمیٹیاں قائم کرنے کی اپیل

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا ایک اہم جلسہ ۱۷ رنومبر بروز یکشنبہ دفتر جمعیۃ علماء ہند میں منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل حضرات شریک جلسہ تھے۔

مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا محمد نعیم صاحب ناظم جمعیۃ علماء پنجاب۔ مولانا عبدالمجید۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔

(۱) اول کارروائی جلسہ منعقدہ ۲۹ راکتوبر ۱۹۲۹ء پڑھکر سنائی گئی۔ اور اس کی تصدیق کی گئی۔

(۲) تجویز کیا گیا کہ عام اپیل شائع کر دی جائے۔ کہ فوراً ہر مقام پر مقامی کمیٹیاں قائم کر لی جائیں اور وہ مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت دہلی کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اپنے عہدہ داروں کی فہرست مرکزی دفتر کو جلد از جلد بھیج دیں۔ اور جن مقاموں میں ۲۹ رنومبر سے پہلے ایسی کمیٹیاں قائم نہ ہو سکیں تو ۲۹ رنومبر کے عام جلسے میں ضرور قائم کر لی جائیں۔

(۳) مجلس تحفظ ناموس شریعت کی جانب سے وہ بیان پڑھا گیا جو مسلم وفد کو وائسرائے کے جواب کی تنقید سے متعلق تھا وہ بالاتفاق پاس کیا گیا۔ اور تجویز ہوا کہ سکو موجودہ اراکین کے دستخطوں سے شائع کر دیا جائے۔ (اس بیان کو ہم اسی صفحہ پر دوسری جگہ شائع کر رہے ہیں۔ الجمعیۃ)

اسلامی پریس اور اسلامی انجمنوں سے اپیل

(۴) مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ اسلامی پریس کی ان مساعی حسنہ کو جو اسنے سارد اایکٹ کی مخالفت میں انجام دی ہیں بہ نظر استحسان و تشکر دیکھتا ہے اور جرائد اسلامیہ کے مدیروں سے استدعا کرتا ہے کہ وہ آئندہ بھی سارد اایکٹ کو منسوخ کرانے کیلئے پوری طاقت سے کام کریں۔ اور مجلس کی تجاویز اور پروگرام کو بروقت شائع کرتے اور مسلمانوں تک پہنچاتے رہیں۔ اسی طرح مجلس تمام اسلامی انجمنوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ناموس اسلام کی حفاظت کے اس نازک ترین موقعہ پر باہمی اتحاد و اشتراک عمل سے کام لیں اور تمام باہمی اختلافات کو پس پشت ڈالکر اس مقصد وحید کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔

مولانا حسرت موہانی کے استعفے

مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کو بھی چھوڑ دیا

وائسرائے ہند سے مولانا محمد علی کی دوسری ملاقات

ہزایکسلنسی کا صاف جواب اور مولانا محمد علی کا الٹی میٹم

مسلمانان دہلی کا عظیم الشان اجتماع

سارد اایکٹ کے خلاف جدوجہد

لاہور میں علم الدین شہید کے جنازہ کی نماز

چار لاکھ مسلمانوں کا اجتماع

غازی علم الدین شہید کی وصیت

مسلمانان لدھیانہ کا عظیم الشان جلسہ

جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا عزم

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکۃ الآراء بیان

۲۹ نومبر کو مکمل اور پُر امن ہڑتال

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے ساردا ایکٹ سے اظہار بیزاری کیلئے ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء یوم جمعہ کو مکمل ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے، اس دن تمام مسلمان ایک مکمل اور پُر امن ہڑتال کریں۔ تمام شہروں اور قصبوں میں جمعہ کی نماز کے بعد بڑے بڑے جلسے منعقد کیے جائیں اور جلسوں میں ذیل کی تجویز منظور کی جائے۔

تجویز

"یہ جلسہ ساردا بل کے اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہونے اور وائسرائے کے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دینے کو گورنمنٹ کے قدیم معاہدوں اور اعلانوں کے قطعاً خلاف سمجھتا ہے، اور اس سے مسلمانوں کے شخصی قانون (پرسنل لاء) میں یقیناً مذہبی مداخلت ہوتی ہے۔ اور باوجود مسلم ممبران اسمبلی کی اکثریت اور جمعیۃ علماء اور مسلم رہنماؤں اور تمام مسلم قوم کی صریح مخالفت کے اس کو مسلمانوں پر نافذ کرنا آئینی نہیں بلکہ جبری نفاذ ہے۔ یہ جلسہ اس قانون سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور معاہدہ کرتا ہے کہ اس کے مسترد کرانے کے لئے جو پروگرام جمعیۃ علماء ہند کی "مجلس تحفظ ناموس شریعت" مرتب کریگی اس پر ہم سب دل و جان سے عمل کرینگے۔"

جلسے کے صدر کی جانب سے یہ تجویز بذریعہ تار کے وائسرائے ہند کے نام بھیجی جائے، ہڑتال کی مکمل کیفیت اور جلسے کی مفصل روداد جمعیۃ علماء ہند کے دفتر اور اخبارات میں روانہ کر دی جائے۔

مسلمانو! ہندوستان میں شریعت مقدسہ کے اسلامی قانون (پرسنل لاء) کی حفاظت کا یہ پہلا قدم ہے، اس مقدس فرض کو انجام دینے کی غرض سے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہو۔

اسی دن (۲۹ نومبر) اپنے اپنے مقامات پر مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے کمیٹیاں قائم کرو اور ان کمیٹیوں کا براہ راست جمعیۃ علماء سے تعلق قائم کرنے کی غرض سے کمیٹی کے عہدہ داروں کے نام اور ان کا پورا پتہ دفتر جمعیۃ علماء ہند میں روانہ کر دو تاکہ آئندہ طریق کار کے متعلق مرکزی مجلس تحفظ کی جانب سے ہدایات جاری کی جاسکیں۔

ارکان جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند: (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا الحافظ) احمد سعید (ناظم جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا الحاج) ابو المعارف محمد عرفان (ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا) ابو المحاسن سید محمد سجاد (نائب امیر شریعت صوبہ بہار و اڑیسہ)۔ (مولانا السید) حسین احمد مدنی (جانشین شیخ الہند)۔ (مولانا الحافظ) محمد عبد الحلیم الصدیقی (ادیب ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔ (مولانا) سید محمد انور شاہ (شیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ ڈابھیل)۔ (مولانا الحاج) شبیر احمد عثمانی (شیخ التفسیر جامعہ عثمانیہ ڈابھیل)۔ (مولانا) ظفر علی خاں (مالک زمیندار اخبار لاہور)۔ (مولانا پیر) غلام مجدد (سندھ)۔ (مولانا حکیم) ابو البرکات محمد عبد الرؤف (دانا پوری، کلکتہ)۔ (مولانا) محمد نعیم (لدھیانوی ناظم جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب)۔ (مولانا) ابو الوفا محمد ثناء اللہ (امرتسری)۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمن (صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ)۔ (مولانا) محمد فاخر (الہ آبادی)۔ (مولانا) عبد الماجد (دریابادی مدیر سچ اخبار)۔ (مولانا) غلام محی الدین (دریم گم)۔ (مولانا) احمد دین (سجادہ نشین زیارت مولوی صاحب گھمکے)۔ (مولانا) اللہ بخش (بہاولنگر)۔ (السید) غلام بھیک نیرنگ (سکریٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ)۔ (مولانا) محمد صادق (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ سندھ)۔ (مولانا) چراغ الدین (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط برار)۔ (مولانا) احمد علی (ناظم انجمن خدام الدین لاہور)۔ (مولانا) سید محمد لطف اللہ رحمانی (سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر)۔ (مولانا الحاج) محمد یٰسین (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط و برار)۔ (مولانا) محمد فضل اللہ (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ مدراس)۔ (مولانا) ابو القاسم سیف (بنارس)۔ (مولانا) عبد المجید (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی)۔ (مولانا) ابو الضیاء ریاض النور صدیقی (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی)۔ (مولانا) سید محمد عثمان غنی (نائب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار و اڑیسہ)۔ (مولانا) عمر دراز بیگ (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ آگرہ)۔ (مولانا) محمد عبد الرحمن (صدر مدرس مدرسہ عالیہ امروہہ)۔ (مولانا) سلطان محمود (صدر مدرس مدرسہ فتحپوری مسجد دہلی)۔ (مولانا) محمد حسن (رکن مجلس العلماء بھوپال)۔ (مولانا) محمد فخر الدین (صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد)۔ (مولانا) محمد عبد الغنی (صدر مدرس مدرسہ عین العلم شاہجہانپور)۔ (مولانا) سید ابو الحسن (صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی)۔ (مولانا) سید مہدی حسن (شاہجہانپوری مفتی راندیر)۔ (قاضی) سید احمد حسین (ایم، ایل، سی، گیا)۔ (قاضی) سید نور الحسن (پھلواری شریف)۔ (السید) علی بادشاہ (صدر مجلس خلافت پشاور)۔ (مولانا الحاج) سراج احمد (مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)۔ (مولانا حکیم) محمد جمیل الدین (نگینوی)۔ (مولانا) احمد گل (صدر خلافت کمیٹی کوہاٹ)۔ (مولانا) عبد الرحیم (پوپلزئی پشاور)۔ (مولانا) عبد الوہاب (مہتمم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ)۔ (مولانا) محمد فرخند علی (مہتمم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام)۔ (مولانا) سید معظم حسین (مہتمم مدرسہ عالیہ امروہہ)۔ (مولانا) محمد حسین (مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور پنجاب)۔ (مولانا حکیم) رحیم اللہ صدیقی (احمد آباد)۔ (مولانا) ثناء اللہ خاں (پانی پتی)۔ (مولانا) حبیب الرحمن قادری (مفتی بدایوں)۔ (مولانا) عبد الحق مدنی (کراچی)۔ (مولانا) محمد اسمٰعیل (بارہ بنکی)۔ سید ظفر حسین واسطی ایم، اے (وکیل مراد آباد)۔ (مولانا حکیم) عبد العزیز (دربھنگہ)۔ (مولانا) سید معظم علی (نجیب آبادی)۔ (مولانا) محمد یحییٰ (لدھیانوی)۔ (مولانا) عبد اللطیف (مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم مئو)۔ (مولانا) محمد فاروق (بہاری)۔ (مولوی) بدر الدین (وکیل مراد آباد)۔ (مولانا) محمد نور الدین (بہاری)۔ (مولانا حکیم) قطب الدین (گیا)۔ (مولانا) سید واصل میاں (گجرات)۔ (مولانا الحاج) محمد حفظ الرحمن (سیوہاروی)۔ (مولانا) سید آل نبی (فرخ آبادی)۔ (مولانا) محمد ابراہیم میر (سیالکوٹی)۔ (مولانا) محمد عمر سرہندی (سندھ)۔ (مولانا) سخاوت علی نبیا (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ آسام)۔ (مولانا) حبیب الرحمن (مہتمم دار العلوم دیوبند)۔ (مولانا) سید مرتضیٰ حسن (نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند)۔

ارکان و مؤیدین مجلس تحفظ ناموس شریعت: (مولانا) محمد قمر الدین (سجادہ نشین سیال شریف)۔ (پیر) سید صدر عالم گیلانی، (کالا باغ)۔ (مولانا) غلام رسول مہر (اڈیٹر "انقلاب" لاہور)۔ خان بہادر عبد القدوس بادشاہ (مدراس)۔ (مولانا) اشفاق الرحمن (مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی)۔ (مولانا حکیم) سید محمد راحت حسین (کلکتہ)۔ (حاجی) جان محمد (پشاور)۔ (مولانا) حفیظ عالم جنیدی (اڈیٹر "العزیز" اخبار الہ آباد)۔ (مولانا) محمد میاں (مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی)۔ (مولانا حافظ) عبد الحکیم (گیا)۔ (مولانا) محمد عزیر (مدرسہ اسلامیہ نواکھالی)۔ (مولانا) سید علی زینبی (نائب مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔ (مولانا حکیم) سید مخدوم اشرف (مدراس)۔ (مولانا) محمد طیب (نائب مہتمم دار العلوم دیوبند)۔

ضروری ہدایات: (۱) ۲۹ نومبر کو جمعہ کی نماز کے بعد احکم الحاکمین رب العالمین کی مقدس بارگاہ میں خضوع و خشوع سے دعا کرو کہ رب العزت اسلام کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھے۔ اور مسلمانوں کے قلوب میں ایمانی قوت پیدا کرے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں (۲) امن قائم رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونے پائے (۳) تمام مسلم انجمنیں اور جماعتیں اس متفقہ مقصد میں اتحاد کے ساتھ سرگرم عمل رہیں (۴) مسلم پریس مجلس تحفظ ناموس شریعت کی آواز اور تجاویز کو مسلمانوں تک پہنچانے میں مجلس کی اعانت کرے (۵) ہر مقام میں وہاں کے جلسے کی اطلاع پوسٹر کے ذریعہ سے بڑے پیمانے پر کر دی جائے جس میں جلسے کے مقام اور وقت کی صاف صاف اطلاع درج ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ اجتماع ہو سکے۔

احمد سعید
ناظم جمعیۃ علمائے ہند

(مولانا) محمد نعیم (لدھیانوی ناظم جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب)۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمن (صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ)۔ (مولانا) محمد یحییٰ (لدھیانوی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

جمعیۃ علماءِ ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یدُ اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

ایڈیٹر

ہلال احمد زبیری بی۔ اے

قیمتِ اخبار

ہندوستان کیلئے

سالانہ

ششماہی

سہ ماہی

ممالک غیر کے لئے

سالانہ

ششماہی

نمونہ

مفت

فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی

یکم ۵ ۹ ۱۳

۱۷ ۲۱ ۲۴ ۲۸

کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار)

نصف صفحہ (")

ایک کالم (")

½ کالم (")

¼ کالم (")

جلد ۱۰ | دہلی یوم پنجشنبہ ۲۵ر جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ ہجری ۔ مطابق ۲۸ر نومبر ۱۹۲۹ء | نمبر ۳۹

۲۹ر نومبر کو مکمل اور پُرامن ہڑتال

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے ساردا ایکٹ سے اظہار بیزاری کے لئے ۲۹ر نومبر ۱۹۲۹ء یوم جمعہ کو مکمل ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے۔ اس دن تمام مسلمان ایک مکمل اور پُرامن ہڑتال کریں۔ تمام شہروں اور قصبوں میں جمعہ کی نماز کے بعد بڑے بڑے جلسے منعقد کئے جائیں اور جلسوں میں ذیل کی تجویز منظور کی جائے۔

تجویز

"یہ جلسہ ساردا بل کے اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہونے اور وائسرائے کے اس پر مہر تصدیق ثبت کردینے کو گورنمنٹ کے قدیم معاہدوں اور اعلانوں کے قطعاً خلاف سمجھتا ہے، اور اس سے مسلمانوں کے شخصی قانون (پرسنل لار) میں یقیناً مذہبی مداخلت ہوتی ہے۔ اور باوجود مسلم ممبران اسمبلی کی اکثریت اور جمعیۃ علماء اور مسلم رہنماؤں اور تمام مسلم قوم کی صریح مخالفت کے اس کو مسلمانوں پر نافذ کرنا آئینی نہیں بلکہ جبری نفاذ ہے۔ یہ جلسہ اس قانون سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ اور معاہدہ کرتا ہے کہ اس کے مسترد کرانے کے لئے جو پروگرام جمعیۃ علماء ہند کی "مجلس تحفظ ناموس شریعت" مرتب کرے گی اس پر ہم سب دل و جان سے عمل کریں گے۔"

جلسے کے صدر کی جانب سے یہ تجویز بذریعہ ڈاک وائسرائے ہند کے نام بھیجی جائے۔ ہڑتال کی مکمل کیفیت اور جلسے کی مفصل رُوداد جمعیۃ علماء ہند کے دفتر اور اخبارات میں روانہ کردی جائے۔

مسلمانو! ہندوستان میں شریعت مقدسہ کے اسلامی قانون (پرسنل لار) کی حفاظت کا یہ پہلا قدم ہے، اس مقدس فرض کو انجام دینے کی غرض سے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہو۔ اسی دن (۲۹ر نومبر) اپنے اپنے مقامات پر مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے کمیٹیاں قائم کرو اور ان کمیٹیوں کا براہ راست جمعیۃ علماء سے تعلق قائم کرنے کی غرض سے کمیٹی کے عہدہ داروں کے نام اور ان کا پورا پتہ دفتر جمعیۃ علماء ہند میں روانہ کردو تاکہ آئندہ طریقۂ کار کے متعلق مرکزی مجلس تحفظ کی جانب سے ہدایات جاری کی جاسکیں۔

ارکان جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا الحافظ) احمد سعید (ناظم جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا الحاج) ابوالمعارف محمد عرفان (ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا) ابوالمحاسن سید محمد سجاد (نائب امیر شریعت صوبہ بہار و اڑیسہ) (مولانا السید) حسین احمد مدنی (جانشین شیخ الہند)۔ (مولانا الحافظ) محمد عبدالحلیم الصدیقی (ادیب ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔ (مولانا) سید محمد انور شاہ (شیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ ڈابھیل)۔ (مولانا الحاج) شبیر احمد عثمانی (شیخ التفسیر جامعہ عثمانیہ ڈابھیل) (مولانا) ظفر علی خاں (مالک "زمیندار" اخبار لاہور)۔ (مولانا) پیر غلام مجدد (سندھ)۔ (مولانا حکیم) ابوالبرکات محمد عبدالرؤف (دانا پوری کلکتہ)۔ (مولانا) احمد نعیم (لدھیانوی ناظم جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب)۔ (مولانا) ابوالوفا محمد ثناء اللہ (امرتسری)۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمن (صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ)۔ (مولانا) محمد فاخر (الہ آبادی)۔ (مولانا) عبدالماجد (دریابادی مدیر "سچ" اخبار)۔ (مولانا) خام تقی الدین (دیرم گام)۔ (مولانا) محمد دین (سجادہ نشین زیارت مولوی صاحب مکھڈ)۔ (مولانا) اللہ بخش (بہاول نگر)۔ (السید) غلام بھیک نیرنگ (سکرٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ)۔ (مولانا) محمد صادق (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ سندھ)۔ (مولانا) سراج الدین (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط برار)۔ (مولانا) احمد علی (ناظم انجمن خدام الدین لاہور)۔ (مولانا) سید محمد لطف اللہ رحمانی (سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر)۔ (مولانا الحاج) محمد یٰسین (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط و برار)۔ (مولانا) محمد فضل اللہ (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ مدراس)۔ (مولانا) ابوالقاسم سیف (بنارسی)۔ (مولانا) عبدالماجد (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی)۔ (مولانا) ابوالضیاء ریاض الدین صدیقی (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی)۔ (مولانا) سید محمد عثمان غنی (نائب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار و اڑیسہ)۔ (مولانا) عمر دراز بیگ (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ آگرہ)۔ (مولانا) محمد عبدالرحمن (صدر مدرس مدرسہ عالیہ امروہہ)۔ (مولانا) سلطان محمود (صدر مدرس مدرسہ فتحپوری مسجد دہلی)۔ (مولانا) محمد حسن (رکن مجلس العلماء بھوپال)۔ (مولانا) محمد فخر الدین (صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد)۔ (مولانا) محمد عبدالغنی (صدر مدرس مدرسہ عین العلم شاہجہانپور)۔ (مولانا) سید ابوالحسن (صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی)۔ (مولانا) سید مہدی حسن (شاہجہانپوری مفتی راندیر)۔ (قاضی) سید احمد حسین (ایم ایل سی گیا)۔ (قاضی) سید نور الحسن (پھلواری شریف)۔ (السید) لعل بادشاہ (صدر مجلس خلافت پشاور)۔ (مولانا الحاج) سراج احمد (مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)۔ (مولانا حکیم) محمد جمیل الدین (نگینوی)۔ (مولانا) احمد گل (صدر خلافت کمیٹی کوہاٹ)۔ (مولانا) عبدالرحیم (پوپلزئی پشاور)۔ (مولانا) عبدالوہاب (مہتمم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ)۔ (مولانا) محمد فرخند علی (مہتمم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام)۔ (مولانا) سید معظم حسین (مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور پنجاب)۔ (مولانا حکیم) رحیم اللہ صدیقی (اجمیری)۔ (حمد آباد)۔ (مولانا) لقاء اللہ عثمانی (پانی پتی)۔ (مولانا) حبیب الرحمن قادری (مفتی بدایوں)۔ (مولانا) عبدالحق مدنی (کراچی)۔ (مولانا) محمد اسمٰعیل (بارہ بنکی)۔ سید ظفر حسین واسطی ایم اے (وکیل مرادآباد)۔ (مولانا حکیم) عبدالعزیز (دربھنگہ)۔ (مولانا) سید معظم علی (نجیب آبادی)۔ (مولانا) عبداللطیف (مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم مئو)۔ (مولانا) محمد یحییٰ (لدھیانوی)۔ (مولوی) بدرالدین (وکیل مرادآباد)۔ (مولانا) محمد فاروق (بہاری)۔ (مولانا) محمد نور الدین (بہاری)۔ (مولانا حکیم) قطب الدین (گیا)۔ (مولانا) سید واصل میاں (گجرات)۔ (مولانا الحاج) محمد حفظ الرحمن (سیوہاروی)۔ (مولانا) سید آل نبی (فرخ آبادی)۔ (مولانا) محمد ابراہیم میر (سیالکوٹ)۔ (مولانا) محمد عمر سرہندی (سندھ)۔ (مولانا) سخاوت الانبیاء (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ آسام)۔ (مولانا) حبیب الرحمن (مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔ (مولانا) سید مرتضیٰ حسن (نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند)۔

ارکان و مؤیدین مجلس تحفظ ناموس شریعت (مولانا) محمد قمر الدین (سجادہ نشین سیال شریف)۔ (پیر) سید صدر عالم گیلانی (کالاباغ)۔ (مولانا) غلام رسول مہر (اڈیٹر "انقلاب" اخبار لاہور)۔ (خان بہادر) عبدالقدوس بادشاہ (مدراس) (مولانا) اشفاق الرحمن (مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی)۔ (مولانا حکیم) سید محمد راحت حسین (کلکتہ)۔ (حاجی) جان محمد (پشاور)۔ (شاہ) حفیظ عالم جنیدی (اڈیٹر "العزیز" اخبار الہ آباد)۔ (مولانا) محمد میاں (مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی)۔ (مولانا حافظ) عبدالحکیم (گیا)۔ (مولانا) محمد عزیر (مدرسہ اسلامیہ فوا کھالی)۔ (مولانا) سید علی زینبی (نائب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔ (مولانا حکیم) سید مخدوم اشرف (مدراس)۔ سی عبدالحکیم (مدراس)۔ (مولانا) محمد طیب (نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔

ضروری ہدایات (۱) ۲۹ر نومبر کو جمعہ کی نماز کے بعد احکم الحاکمین رب العالمین کی مقدس بارگاہ میں خضوع و خشوع سے دعا کرو کہ رب العزت اسلام کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھے، اور مسلمانوں کے قلوب میں ایمانی قوت پیدا کرے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ (۲) امن قائم رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونے پائے (۳) تمام مسلم انجمنیں اور جماعتیں اس متفقہ مقصد میں اتحاد کے ساتھ سرگرم عمل رہیں۔ (۴) مسلم پریس مجلس تحفظ ناموس شریعت کی آواز اور تجاویز کو مسلمانوں تک پہنچانے میں مجلس کی اعانت کرے۔ (۵) ہر مقام میں وہاں کے جلسے کی اطلاع پوسٹر کے ذریعہ سے بڑے پیمانہ پر کردی جائے جس میں جلسے کے مقام اور وقت کی صاف صاف اطلاع درج ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ اجتماع ہوسکے۔

احمد سعید

ناظم جمعیۃ علماء ہند

۲۹ نومبر کو مکمل اور پُرامن ہڑتال

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس ناموس شریعت نے ساردا ایکٹ سے اظہار بیزاری کے لئے ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء یوم جمعہ کو مکمل ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے اس دن تمام مسلمان ایک مکمل اور پُرامن ہڑتال کریں۔ تمام شہروں اور قصبوں میں جمعہ کی نماز کے بعد بڑے بڑے جلسے منعقد کیے جائیں اور جلسوں میں ذیل کی تجویز منظور کی جائے

تجویز

"یہ جلسہ ساردا بل کے اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہونے اور وائسرائے کے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دینے کو گورنمنٹ کے قدیم معاہدوں اور اعلانوں کے قطعاً خلاف سمجھتا ہے اور اس کو مسلمانوں کے شخصی قانون (پرسنل لا) میں یقیناً مذہبی مداخلت ہوتی ہے۔ باوجود مسلم ممبران اسمبلی کی اکثریت اور جمعیۃ علماء اور مسلم رہنماؤں کو تمام مسلم قوم کی صریح مخالفت کے اس کو مسلمانوں پر نافذ کرنا آئینی نہیں بلکہ جبری نفاذ ہے۔ یہ جلسہ اس قانون سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور معاہدہ کرتا ہے کہ اس کے مسترد کرانے کے لئے جو پروگرام جمعیۃ علماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت مرتب کرے گی اس پر ہم سب دل و جان سے عمل کریں گے۔"

جلسے کے صدر کی جانب سے یہ تجویز بذریعہ ڈاک وائسرائے ہند کے نام بھیجی جائے۔ ہڑتال کی مکمل کیفیت اور جلسے کی مفصل روداد جمعیۃ علماء ہند کے دفتر اور اخبارات میں روانہ کر دی جائے۔

مسلمانو! ہندوستان میں شریعت مقدسہ کے اسلامی قانون (پرسنل لا) کی حفاظت کا یہ پہلا قدم ہے اس مقدس فرض کو انجام دینے کی غرض سے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہو

اسی دن ۲۹ نومبر کو اپنے اپنے مقامات پر مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے کمیٹیاں قائم کرو اور ان کمیٹیوں کا براہ راست جمعیۃ علماء سے تعلق قائم کرنے کی غرض سے کمیٹی کے عہدہ داروں کے نام اور ان کا پورا پتہ دفتر جمعیۃ علماء ہند میں روانہ کر دو تاکہ آئندہ طریقہ کار کے متعلق مرکزی مجلس تحفظ کی جانب سے ہدایات جاری کی جا سکیں۔

ارکان جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علمائے ہند)، (مولانا الحافظ) احمد سعید (ناظم جمعیۃ علمائے ہند)، (مولانا الحاج) ابو المعارف محمد عرفان (ناظم مالیات جمعیۃ علمائے ہند)، مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد (نائب امیر الشریعت صوبہ بہار و اڑیسہ)، (مولانا السید) حسین احمد مدنی (جانشین شیخ الہند)، (مولانا الحافظ) محمد عبد الحلیم (صدیقی رکن ندوۃ العلماء لکھنؤ)، (مولانا) سید محمد انور شاہ (شیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ ڈابھیل)، (مولانا الحاج) شبیر احمد عثمانی (شیخ التفسیر جامعہ عثمانیہ ڈابھیل)، مولانا ظفر علی خاں (مالک "زمیندار" اخبار لاہور)، (مولانا پیر) غلام مجدد (سندھ)، (مولانا حکیم) ابو البرکات محمد عبد الرؤف (دانا پوری کلکتہ)، (مولانا) محمد نعیم (لدھیانوی ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ پنجاب)، (مولانا) ابو الوفا محمد ثناء اللہ (امرتسری)، (مولانا) محمد حبیب الرحمن (صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ)، (مولانا) محمد فاخر (الہ آبادی)، (مولانا) عبد الماجد دریابادی (مدیر "سچ" اخبار)، (مولانا) غلام محی الدین (ویرم گام)، (مولانا) احمد دین (سجادہ نشین زیارت مولوی صاحب گکھڑ)، (مولانا) اللہ بخش (بھاول نگر)، (السید) غلام بھیک نیرنگ (سکریٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ)، (مولانا) محمد صادق (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ سندھ)، (مولانا) چراغ الدین (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط برار)، (مولانا) احمد علی (ناظم انجمن خدام الدین لاہور)، (مولانا) سید محمد لطف اللہ رحمانی (سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر)، (مولانا الحاج) محمد یٰسین (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ متوسط و برار)، (مولانا) محمد فضل اللہ (صدر جمعیۃ علمائے صوبہ مدراس)، (مولانا) ابو القاسم سیف (بنارسی)، (مولانا) عبد الماجد (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی)، (مولانا) ابو الضیاء ریاض انور صدیقی (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی)، (مولانا) سید محمد عثمان غنی (نائب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار و اڑیسہ)، (مولانا) عمر دراز بیگ (ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ آگرہ)، (مولانا) محمد عبد الرحمن (صدر مدرس مدرسہ عالیہ امروہہ)، (مولانا) سلطان محمود (صدر مدرس مدرسہ فتحپوری مسجد دہلی)، (مولانا) محمد حسن (رکن مجلس العلماء بھوپال)، (مولانا) محمد فخر الدین (صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد)، (مولانا) محمد عبد الغنی (صدر مدرس مدرسہ عین العلم شاہجہانپور)، (مولانا) سید ابو الحسن (صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی)، (مولانا) سید مہدی حسن (شاہجہانپوری مفتی راندیر)، (قاضی) سید احمد حسین (ایم ایل سی گیا)، (قاضی) سید نور الحسن (پھلواری شریف)، (السید) لعل بادشاہ (صدر مجلس خلافت پشاور)، (مولانا الحاج) سراج احمد (مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)، (مولانا حکیم) محمد جمیل الدین (نگینوی)، (مولانا) احمد گل (صدر خلافت کمیٹی کوہاٹ)، (مولانا) عبد الرحیم (پوپلزئی پشاور)، (مولانا) عبد الوہاب (مہتمم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ)، (مولانا) محمد فرخند علی (مہتمم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام)، (مولانا) سید معظم حسین (مہتمم مدرسہ عالیہ امروہہ)، (مولانا) محمد حسین (مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور پنجاب)، (مولانا حکیم) رحیم اللہ صدیقی (اجمیری احمد آباد)، (مولانا) ثناء اللہ عثمانی (پانی پتی)، (مولانا) حبیب الرحمن قادری (مفتی بدایوں)، (مولانا) محمد حسین (راندیر)، (مولانا) عبد الحق مدنی (کراچی)، (مولانا) محمد اسمٰعیل (بارہ بنکی)، سید ظفر حسین واسطی ایم اے (وکیل مراد آباد)، (مولانا حکیم) عبد العزیز (دربھنگہ)، (مولانا) سید معظم علی (نجیب آبادی)، (مولانا) محمد یحییٰ (لدھیانوی)، (مولانا) عبد اللطیف (مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم مئو)، (مولانا) محمد فاروق (بہاری)، (مولوی) بدر الدین (وکیل مراد آباد)، (مولانا) محمد نور الدین (بہاری)، (مولانا حکیم) قطب الدین (گیا)، (مولانا) سید واصل میاں (گجرات)، (مولانا الحاج) محمد حفظ الرحمن (سیوہاروی)۔ (مولانا) سید آل نبی (فرخ آبادی)۔

ارکان و مؤیدین مجلس تحفظ ناموس شریعت (مولانا) محمد قمر الدین (سجادہ نشین سیال شریف)، (پیر) سید صدر عالم گیلانی (کالاباغ)، (مولانا) غلام رسول مہر (اڈیٹر "انقلاب" لاہور)، (خان بہادر) عبد القدوس بادشاہ (مدراس)، (مولانا) اشفاق الرحمن (مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی)، (مولانا حکیم) سید محمد راحت حسین (کلکتہ)، (حاجی) جان محمد (پشاور)، (شاہ) حفیظ عالم جنیدی (اڈیٹر "العزیز" اخبار الہ آباد)، (مولانا) محمد میاں (مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی)، (مولانا حافظ) عبد الحکیم (گیا)، (مولانا) محمد عزیز (مدرسہ اسلامیہ لواکھالی)، (مولانا) سید علی زینبی (نائب مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)، (مولانا حکیم) سید محمد مخدوم اشرف [illegible]

ضروری ہدایات (۱) ۲۹ نومبر کو جمعہ کی نماز کے بعد احکم الحاکمین رب العالمین کی مقدس بارگاہ میں خضوع و خشوع سے دعا کرو کہ رب العزت اسلام کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھے اور مسلمانوں کے قلوب میں ایمانی قوت پیدا کرے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں (۲) امن قائم رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونے پائے (۳) تمام مسلم انجمنیں اور جماعتیں اس متفقہ مقصد میں اتحاد کے ساتھ سرگرم عمل رہیں (۴) مسلم پریس مجلس تحفظ ناموس شریعت کی آواز اور تجاویز کو مسلمانوں تک پہنچانے میں مجلس کی اعانت کرے (۵) ہر مقام میں وہاں کے جلسے کی اطلاع پوسٹر کے ذریعہ بڑے پیمانے پر کر دی جائے جس میں جلسے کے مقام اور وقت کی صاف صاف اطلاع درج ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ اجتماع ہو سکے۔

(مطبوعہ جید برقی پریس بلیماران دہلی)

احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۲

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ
ایک کالم
½ کالم
¼ کالم

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔ اے

جلد ۱۰ | دہلی یوم پنجشنبہ ۳ رجب المرجب ۱۳۴۸ ہجری مطابق ۵ دسمبر ۱۹۲۹ء | نمبر ۴۱

۲۹ نومبر کو تمام ہندوستان میں مکمل ہڑتال و جلسے

ساردا ایکٹ کے خلاف مسلمانوں کا جوش و خروش

مجلس تحفظ ناموس شریعت کے پروگرام کی پہلی کامیابی

امرتسر

امرتسر ۲۹ نومبر۔ انجمن خادم الاسلام کٹرہ حکیمان کی جانب سے امرتسر کے ہزاروں مسلمانوں کا ایک اہتم بالشان جلسہ جناب مفتی غلام رسول صاحب کی صدارت میں بوقت دس بجے دن منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانے میں جمعیۃ علمائے ہند کی ہر آئیندہ ہدایات پر جان و مال کی قربانی پیش کرنے اور آمادگی کا اعلان و عہد کیا گیا۔

لدھیانہ

لدھیانہ ۲۹ نومبر۔ مسلمانان لدھیانہ نے ساردا ایکٹ سے بیزاری اور ناراضگی کے اظہار کے لئے جمعیۃ علماء کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے حسب ہدایت نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی۔ اور بعد نماز جمعہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مفتی محمد نعیم صاحب منعقد ہوا۔ جس میں کئی ہزار مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں ہندو حضرات بھی شریک تھے اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ساردا ایکٹ کے خلاف تمام تجاویز میں حصہ لیا۔ اور اس ایکٹ کے منسوخ کرانے میں مسلمانان لدھیانہ کے ساتھ ہر اُس پروگرام میں جو جمعیۃ علمائے ہند آئیندہ مقرر کرے گی شرکت کرنے اور ساتھ دینے کا اعلان و عہد کیا۔

فیروز پور

فیروز پور ۲۹ نومبر۔ مسلمان تاجروں نے مکمل ہڑتال کی اور تمام ضروری کاروبار ترک کرکے مسجد چھون والی میں بوقت دس بجے دن مسلمانان فیروز پور کا ایک بہت بڑا اجتماع بصدارت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہوا۔ جمعیۃ علمائے ہند کے فیصلہ کا متفقہ طور پر احترام کرتے ہوئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کے آئیندہ پروگرام پر کامل مستعدی کے ساتھ کاربند ہونے کی اور ہر ممکن طریقہ پر ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانے کی اہم تجاویز پاس ہوئیں۔

چونڈہ باجوا (سیالکوٹ)

چونڈہ باجوا ۲۹ نومبر۔ انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ باجوا ضلع سیالکوٹ کی کوشش سے مسلمانوں کی نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال ہوئی اور جمعہ کے بعد ایک عظیم الشان جلسہ۔ زیر صدارت مولوی محمد عبداللہ صاحب منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ منسوخ کرانے کی اہم تجویز پاس کی گئی۔ نیز ایک کمیٹی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے قائم کی گئی۔

ملیان ضلع جالندھر

ملیان ۲۹ نومبر۔ تمام مسلمانان موضع نے نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی اور بعد نماز جمعہ قریب قریب تمام مسلمانان موضع و گرد و نواح کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ کے منسوخ کرانے میں جمعیۃ علمائے ہند کے تمام آئیندہ احکامات پر جان نثارانہ عمل کی آمادگی اور مستعدی ظاہر کی گئی۔

چوموں ریاست جیپور

چوموں ۲۹ نومبر۔ چوموں ریاست جیپور کے تمام با حمیت مسلمانوں نے ساردا ایکٹ کے منسوخ کرانے کیلئے احتجاجی ہڑتال کی اور ایک زبردست جلسے میں وائسرائے سے ایکٹ مذکور کے منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور دعائیں مانگی گئیں۔

قصبہ مانا ضلع آکولہ (برار)

قصبہ مانا ۲۹ نومبر۔ حسب ہدایت جمعیۃ العلماء ہند ساردا ایکٹ کے خلاف احتجاجی جلسے کئے جا رہے تھے اور ۲۹ نومبر کو مسلمانان قصبہ نے مکمل ہڑتال کرکے ایک عام جلسہ کیا جس میں یہ عہد کیا گیا کہ جب تک حکومت مسلمانوں کو اس خلاف شریعت قانون سے مستثنیٰ نہ کرو گی اس وقت تک جمعیۃ علمائے ہند کی ہدایت کے مطابق قانون مذکور کو مسترد کرانے میں جان و مال سے دریغ نہ کریں گے۔

پھلواری شریف

پھلواری شریف ۲۹ نومبر۔ مسلمانان پھلواری شریف نے نہایت مشتاقانہ طور پر مجلس تحفظ ناموس شریعت کی ہدایت کا احترام کرتے ہوئے نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال منائی۔ اور بعد نماز جمعہ پھلواری شریف اور گرد و نواح کے ہزاروں مسلمانوں کا ایک اہتم بالشان جلسہ زیر صدارت مولانا سید شاہ عزیز الدین صاحب منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ سے بیحد نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اس قانون کو منسوخ کرانے کے لئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کے ہر آئیندہ پروگرام پر ہمہ تن عمل پیرا ہونے کا زبردست معاہدہ اور اعلان کیا گیا۔ اور اسی غرض کیلئے ایک مجلس تحفظ ناموس شریعت قائم کی گئی جس کی صدارت حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت نے قبول فرمائی۔ اور مولانا شاہ محمد نور صاحب و مولانا حکیم عبد المنان صاحب بالترتیب نائب صدر و ناظم منتخب ہوئے۔

سنبھل

سنبھل ۲۹ نومبر۔ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے فیصلہ کے مطابق ساردا ایکٹ سے ناراضگی کا اظہار کرنے کیلئے مسلمانان سنبھل نے نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال منائی۔ اور جناب مولانا مولوی محمد صاحب اسرائیلی کی صدارت میں پانچ چھ ہزار مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ کو انتہائی غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس ایکٹ کو منسوخ کرانے میں جمعیۃ علمائے ہند کے ہر آئیندہ احکامات پر کاربند ہونے کا زبردست عہد و پیمان کیا گیا۔

دیوبند

دیوبند ۲۹ نومبر۔ انجمن تہذیب الاخلاق دیوبند کی جانب سے مسلمانان قصبہ دیوبند کا ایک عام جلسہ بوقت ۱۱ بجے دن زیر صدارت مولوی ظل الرحمٰن صاحب ساردا ایکٹ کے خلاف منعقد ہوا جس میں ایکٹ مذکور سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اس کو مسترد کرانے میں مجلس تحفظ ناموس شریعت کے ہر لائحہ عمل میں دل و جان سے شرکت کا معاہدہ کیا گیا۔

موضع بہرام پور ضلع میرٹھ

بہرام پور ۲۹ نومبر۔ بعد نماز جمعہ بہرام پور اور گرد و نواح کے تمام مواضعات کے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ ساردا ایکٹ کے خلاف منعقد ہوا جس میں تمام حاضرین نے نہایت زبردست معاہدہ کیا کہ ساردا ایکٹ چونکہ ہماری شریعت حقہ کے خلاف ہے اس لئے ہم اسلام و بانی اسلام کے قانون کی حفاظت میں اپنی جان فدا کردیں گے۔ اور ہرگز اس خلاف شریعت قانون کو نافذ ہونے دیں گے۔ جمعیۃ علمائے ہند اس کے مسترد کرانے میں ہمیں جو حکم دیگی وہ سب منظور ہے۔

قصبہ گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور

گڑھ شنکر ۲۹ نومبر۔ مولانا مفتی محمد مظفر شاہ صاحب کی معقول تحریک سے مسلمانان قصبہ نے جمعیۃ علمائے ہند کے اعلانات کے مطابق نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی اور بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں حضرت پیر مولوی علی مظفر صاحب کی صدارت میں زبردست جلسہ کیا گیا۔ اور ساردا ایکٹ کو خلاف شریعت یقین کرکے مسلمانوں کو اُس سے مستثنیٰ کرانے کی بذریعہ تار اپیل وائسرائے کی گئی۔

منصوری

منصوری ۲۹ نومبر۔ تمام چھوٹے بڑے مسلمان دوکانداروں نے ساردا ایکٹ سے ناراضگی اور بیزاری کے اظہار کیلئے نہایت مکمل اور پرامن طور پر دوکانیں بند رکھیں۔ اور بعد نماز جمعہ تقریباً ۴ بجے ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوی محمد میاں صاحب منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ کو یقینی خلاف شریعت قرار دیکر اعلان کیا گیا کہ مسلمان ہرگز اس خلاف شریعت قانون کو منظور نہ کریں گے اور جمعیۃ علماء ہند کے فیصلہ کے مطابق ایکٹ مذکور کے مسترد کرانے میں ہر قسم کے ایثار و جانفروشی سے کام لیں گے۔

شاہجہان پور

شاہجہان پور ۳۰ نومبر۔ الحمد للہ کہ انجمن اصلاح المسلمین شاہجہانپور کی گذشتہ پیہم مساعی جمیلہ اور بروقت سرگرمی عمل سے ۲۹ نومبر کو حسب ہدایت جمعیۃ علمائے ہند شاہجہانپور کے مسلمانوں نے نہایت عدیم المثال اور مکمل ہڑتال منائی۔ اور متعدد جلسے مختلف مقامات پر منعقد ہوئے جن میں نہایت وثوق و اعتماد کے ساتھ تمام ذمہ داران حکومت کو یقین دلایا گیا کہ ساردا ایکٹ سے مسلمانوں کے ہر طبقے اور ہر خیال کے قلوب پر سخت مجروح کن اثر پڑا ہے۔ اور ہر فرد اس خلاف شریعت قانون سے بے انتہا بیزار ہے اس لئے حکومت کو جلد از جلد اس خلاف شریعت قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کردینا چاہیے ورنہ مسلمان جمعیۃ علمائے ہند کی ہدایت کے مطابق قانون مذکور کو مسترد کرانے میں کسی قسم کی جانی و مالی قربانیوں سے سر مو گریز نہ کریں گے۔ سب سے زیادہ اہتم بالشان جلسہ سبزی منڈی کا تھا جس میں تقریباً پندرہ ہزار فرزندان توحید کا مجمع تھا اور بڑے بڑے علمائے کرام و زعمائے عظام نے تقریریں کیں جس سے مجمع پر ایک عجیب جوش و خروش تھا۔ ۔۔۔ آخر میں جلسہ نے یک زبان ہو کر ایکٹ مذکور کو منسوخ کرانے میں جمعیۃ علمائے ہند کے ماتحت ہر طرح کے مصائب و آلام کے برداشت کرنے کا نہایت مؤثق و مصمم معاہدہ کیا۔

قصبہ اوجھاری ضلع مراد آباد

اوجھاری ۳۰ نومبر۔ قصبہ اوجھاری پرگنہ حسن پور کے تمام مسلمان دوکانداروں نے ۲۹ نومبر کو نہایت مکمل ہڑتال کی اور ساردا ایکٹ سے انتہائی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے مدارس بھی بند رکھے گئے۔ بعد نماز جمعہ تقریباً پانچسو مسلمانوں کا ایک عام اجتماع ہوا جس میں مجلس تحفظ ناموس شریعت کی پاس کردہ تجویز کو بالاتفاق پاس کیا گیا اور اس پر آمادگی عمل کا اعلان کیا گیا۔

موضع برلہ ضلع علی گڑھ

برلہ ۲۹ نومبر۔ مسلمانان برلہ کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوی محمد الیاس خاں صاحب بعد نماز جمعہ منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ مخالف شریعت قانون سے تنفر کا اظہار کرتے ہوئے ایکٹ مذکور کو منسوخ کرانے کے لئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کی ہر آئیندہ تجاویز پر ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا عہد کیا گیا۔

کیتھل

کیتھل ۳۰ نومبر۔ بمطابق فیصلہ جمعیۃ العلمائے ہند یہاں کیتھل میں ۲۹ نومبر کو مکمل ہڑتال کی گئی اور بعد نماز جمعہ زیر صدارت حکیم محمد یوسف صاحب ساردا بل کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کیلئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ شرکاء جلسہ کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی جس میں کثیر التعداد دیہات کے نمائندہ بھی شامل تھے۔ ہڑتال اور جلسہ کی کارروائی سے وائسرائے کو مطلع کردیا گیا۔

قصبہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر

گلاوٹھی ۲۹ نومبر۔ حسب تجویز مجلس تحفظ ناموس شریعت آج قصبہ گلاوٹھی میں مسلمانوں نے نہایت پرامن اور مکمل ہڑتال کی یہاں تک کہ دوکانوں کے علاوہ یکے اور تانگے وغیرہ بھی بند رہے اور نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ایک عام جلسہ ہوا جس میں قصبہ کے لوگوں کے علاوہ اطراف و اکناف کے بھی سینکڑوں مسلمان ہر طبقہ کے شریک تھے۔ جس میں ساردا ایکٹ کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے منسوخ کرانے کی ہر مؤثر تدبیر جمعیۃ علمائے ہند کے ماتحت اختیار کرنے کا اعلان کیا گیا۔

منگلور ضلع سہارن پور

منگلور ۲۹ نومبر۔ بعد نماز جمعہ مسلمانان منگلور کا ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب قاضی سید محمد قاسم صاحب ساردا ایکٹ سے ناراضگی اور بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے اسے مسترد کرانے کے لئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کے آئیندہ مرتب کردہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا عہد و اعلان کیا گیا۔ اور حسب ہدایت سابقہ نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کرکے ایکٹ مذکور سے نفرت کا مظاہرہ کیا گیا۔

ابوہر منڈی ضلع فیروز پور

ابوہر منڈی ۳۰ نومبر۔ ۲۹ نومبر کو مسلمانان ابوہر منڈی نے ساردا ایکٹ سے اظہار ناخوشی کے لئے نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال منائی اور بعد نماز جمعہ جناب حافظ مولا بخش صاحب کی صدارت میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مجلس تحفظ ناموس شریعت کی اعلان کردہ تجویز منظور کرکے ایکٹ مذکور کو منسوخ کرانے میں مجلس مذکور کی آئیندہ تجاویز کی اقتدا و اتباع کا مؤثق معاہدہ اور اعلان کیا گیا۔

باغپت ضلع میرٹھ

باغپت ۲۹ نومبر۔ باغپت اور قرب و جوار کے تمام مسلمانوں نے حسب ہدایت جمعیۃ علمائے ہند کامل طور پر ہڑتال منائی۔ اور عالی جناب رائے بہادر حاجی محمد عبد الحمید خاں صاحب کی صدارت میں بعد نماز جمعہ ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر وائسرائے سے مسلمانوں کو ساردا ایکٹ کی زد سے محفوظ رکھنے کی استدعا کی گئی۔

جھابوہ

جھابوہ ۳۰ نومبر۔ موافق اعلان جمعیۃ علماء ہند قصبہ جھابوہ و مضافات کے تمام مسلمانوں نے ۲۹ نومبر کو مکمل ہڑتال کرکے بصدارت جناب مولانا مولوی استاذی حکیم انوار الحق صاحب ناظم مدرسہ و خطیب و امام جامع مسجد میں جلسہ منعقد کیا اور حسب ہدایت مجلس تحفظ ناموس شریعت تجویز پاس کراکر وائسرائے کو روانہ کی گئی۔

فاضلکا

فاضلکا ۲۹ نومبر۔ جملہ ہندار مسلمانان فاضلکا کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حکیم سید محمود شاہ صاحب بعد نماز جمعہ منعقد ہوا جس میں ساردا ایکٹ سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کی مرتب کردہ تجویز پاس کی گئی۔ اور آئیندہ مجلس مذکور کی قیادت میں ایکٹ مذکور کے منسوخ کرانے کا مکمل اور مؤثق معاہدہ کیا گیا۔

نواب شاہ (سندھ)

نواب شاہ ۲۹ نومبر۔ بعد نماز جمعہ جامع مسجد نواب شاہ میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ وہ ساردا ایکٹ کی زد سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کردے۔

جمال پور

جمال پور ۲۹ نومبر۔ مسلمانان جمال پور کا ایک عام احتجاجی جلسہ ساردا ایکٹ کے خلاف بعد جمعہ منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کو قانون مذکور سے مستثنیٰ کرانے کا وائسرائے سے پرزور مطالبہ کیا گیا۔

۲۹ نومبر کی مکمل اور پرامن ہڑتال کیلئے تیاریاں

مختلف مقامات پر مجالس تحفظ ناموس شریعت کا قیام

قصبہ مؤ آئمہ ضلع الہ آباد میں ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء کو مؤ آئمہ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا حکیم شاہ نعمت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں سارد ایکٹ کے منسوخ کرانے میں ہر قسم کے مصائب کے برداشت پر مستعدی کا اظہار کیا گیا۔ اور مجلس تحفظ ناموس شریعت کے ماتحت ایک سب کمیٹی قائم کی گئی۔ کمیٹی کے صدر شیخ محمد ایوب صاحب اور مولوی ظہیر الدین و شمس الدین سکریٹری و نائب سکریٹری قرار پائے۔

ٹانڈہ سے جناب سید محمد بشیر صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ فیض آباد سارڈا ایکٹ کے خلاف مسلمانان ٹانڈہ کے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء کو زیر صدارت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی لکھنوی مسلمانان ٹانڈہ و گرد و نواح کے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علمائے ہند کے ماتحت ایک ... کرانیکا عہد کیا گیا مجلس تحفظ ناموس شریعت کے ماتحت ایک سب کمیٹی قائم کی گئی۔ اور بصورت عدم تنسیخ ایکٹ مذکور جمعیۃ علمائے ہند کی تجویز سول نافرمانی سے اتفاق کرکے آمادگی عمل کا اعلان و عہد کیا گیا۔

گیا۔ ۱۰ جمادی الثانی جناب قطب الدین صاحب گیا سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۰ جمادی الثانی کو مسلمانان گیا کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولانا خیر الدین صاحب منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علمائے ہند کی ہدایات کے مطابق سارڈا ایکٹ کو منسوخ کرانیکی تجویزیں پاس کی گئیں۔ اور ایک سب کمیٹی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے ماتحت قائم کی گئی جس کے ارکان یہ ہیں ...

فیض آباد ۲۸ نومبر ۱۹۲۹ء مسلمانان فیض آباد کی طرف سے ایک مطبوعہ ہینڈ بل شائع ہوا ہے جس میں مجلس تحفظ ناموس شریعت کے مطبوعہ ہینڈ بل "ہر جمعہ کی نماز کے بعد" کو نقل کرکے مسلمانان فیض آباد سے پرزور اپیل کی گئی ہے کہ وہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو حسب ہدایت مجلس تحفظ ناموس شریعت مکمل اور پرامن ہڑتال کریں۔

دیوبند ۲۷ نومبر ۱۹۲۹ء جناب منشی امداد حسین کی صدارت میں ۲۴ نومبر کو مسلمانان دیوبند کا ایک عظیم الشان جلسہ سارڈا ایکٹ کی مخالفت میں منعقد ہوا جسمیں حضرت مولانا احمد حسین صاحب و دیگر علمائے کرام کی بصیرت افروز تقریریں ہوئیں۔ قرار پایا کہ جمعیۃ علمائے ہند کے فیصلہ کے مطابق ۲۹ نومبر کو پرامن اور مکمل ہڑتال کیجائے چنانچہ انجمن امداد الاسلام دیوبند کی طرف سے ایک پوسٹر بھی شائع کر دیا گیا۔ جس میں جمعیۃ علمائے ہند کے فیصلہ کے مطابق، ۲۹ نومبر کو مکمل اور پرامن ہڑتال کرنیکا اعلان کیا گیا۔ اور انجمن امداد الاسلام دیوبند کی مجلس منتظمہ کی جانب سے ۲۹ نومبر کو ایک عظیم الشان جلسہ کی اطلاع بھی دی گئی ہے۔ جو زیر صدارت شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب، جانشین شیخ الہند منعقد ہوگا۔

نجیب آباد ۲۷ نومبر ۱۹۲۹ء جناب اکبر شاہ خان اپنے مکتوب خصوصی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نجیب آباد میں سارڈا بل کے خلاف پوری سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ جمعیۃ علماء کے ہر ایک حکم کی تعمیل بحسن و خوبی کی جائیگی۔ پرسوں ... حبیب اللہ صاحب فاروقی صدر انجمن رفاہ المسلمین لال گنج اطلاع دیتے ہیں ...

[illegible]

دہلی میں ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کی مکمل ہڑتال

جامع مسجد میں چالیس ہزار مسلمانوں کا اجتماع

سارڈا ایکٹ کے خلاف عدیم المثال مظاہرے

ہڑتال کی تیاریاں

دہلی ۲۹ نومبر دہلی میں تقریباً ایک ہفتہ سے برابر مختلف محلوں میں عام جلسے منعقد کئے جا رہے تھے۔ صدر العلماء مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند اپنی بصیرت افروز تقریروں سے مسلمانوں کو سارڈا ایکٹ کے خلاف ۲۹ نومبر کو پرزور احتجاج کرنے کیلئے تیار کر رہے تھے۔ اس دوران میں برابر مسلمان تاجر ہڑتال کیلئے دفتر جمعیۃ علماء ہند میں آکر اپنی خواہش اور آمادگی ظاہر کرتے رہے۔ نان بائیوں نے خاص طور پر علیحدہ ایک پوسٹر کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ ان کی تمام دوکانیں جمعہ کے روز صبح سے شام تک بند رہیں گی کوئی شخص نہاری وغیرہ کا انتظار نہ کرے۔ جمعیۃ علماء ہند کے شائع کردہ پوسٹر کے علاوہ خاص دہلی میں چاندنی چوک اور صدر بازار کے سربر آوردہ تاجروں اور علماء و زعماء کے دستخطوں سے ایک بڑا پوسٹر شائع ہوا اور ۲۸ نومبر کو تمام دوکانوں پر ہینڈ بل تقسیم کر دئے گئے۔

۲۹ نومبر کا دن

۲۹ نومبر کا دن ... مسلمانوں کی دوکانیں بند تھیں ... [illegible]

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے وائسرائے کے اس جواب پر بھی تنقید فرمائی۔ جو انہوں نے مسلم وفد کو دیا ہے۔ اور اسکو مسلمانوں کے لئے غیر اطمینان بخش بتایا اور دفعہ ۶ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ قانون مذکور بالکل خلاف قانون منظور کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ قانون نافذ ہو گیا۔ تو مذہبی مداخلت کا دروازہ کھل جائیگا اور کتنے ہی مذہبی احکام سے مسلمانوں کو ہاتھ دھونے پڑینگے۔

تقریر کے آخر میں مولانا حسین احمد صاحب کی صدارت کے لئے تحریک فرمائی۔ مولانا سلطان محمود صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری نے تائید کی۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں حکومت کے طرز عمل کو جو اسنے مذہبی مداخلت کے متعلق اختیار کر رکھا ہے نہایت واضح طور سے بیان فرمایا۔ اور ہندوستان کی تاریخ اور انگریزوں کی ہندوستان پر حکومت کے متعلق مختصر سا خاکہ پیش فرمایا آزاد خیال طبقہ کے دلائل پر جو وہ سارڈا ایکٹ کے خلاف پیش کر رہے ہیں اور اصلاحی نقطہ نظر کو ... سارڈا بل کے نقصانات اور مضرات نہایت وضاحت سے بیان فرمائے۔ اس کے بعد مولانا سلطان محمود صاحب نے مندرجہ ذیل تجویز پیش کی ...

[illegible]

رضا کاران عسکر اسلامیہ کی مساعی

[illegible]

جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ

[illegible]

... دہلوی نے نظمیں پڑھیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے اپنے فاضلانہ انداز میں نہایت جامع اور مدلل تقریر فرمائی۔

مولانا نے سارڈا ایکٹ کے مضار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ قانون مذکور ملکہ وکٹوریہ اور ان کے جانشینوں کے اعلان کے خلاف ہے اور اس سے مذہب میں مداخلت ہوتی ہے۔ ... گورنمنٹ نے سارڈا ایکٹ کو منظور کرکے مسلمانوں کو مذہبی تحفظ کے وعدے سے غیر مطمئن کر دیا ہے۔

... عصر کے بعد مولانا عبد الماجد صاحب دہلوی مولانا محمد ابراہیم صاحب شاہ محمد شفیع صاحب دارانی کے علاوہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے ایک نہایت پرجوش اور مفصل تقریر کی جسمیں سارڈا ایکٹ کے خلاف مسلمانوں کے نقطہ نگاہ کی وضاحت کرتے ہوئے آئندہ عزائم پر روشنی ڈالی۔

مغرب کے متصل جلسہ اللہ اکبر کے پرجوش نعروں میں ختم ہوا کہا جاتا ہے کہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے یہ جلسہ مسلمانان دہلی کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ (نامہ نگار خصوصی)

بجنور ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء جامع مسجد چاہ شیرین میں مسلمانان بجنور کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوی عبد الرحمن صاحب منعقد ہوا جس میں سارڈا ایکٹ کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو ایکٹ مذکور سے مستثنیٰ کرنے کی پرزور اپیل کی گئی۔ درمیان سارڈا ایکٹ سے نفرت کا اظہار کیا گیا۔

مراد آباد ۲۸ نومبر ۱۹۲۹ء مولانا عمر دراز بیگ صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ کی طرف سے ایک مطبوعہ ہینڈ بل موصول ہوا ہے جس میں، صوبہ متحدہ کی تمام مقامی جمعیۃ العلماء کے ناظموں۔ اسلامی انجمنوں اور مہتممان مدارس و ائمہ مساجد سے پرزور اپیل کی گئی ہے کہ وہ جمعیۃ علمائے ہند کے فیصلہ کے مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو پرامن و مکمل ہڑتال کرانے کی غرض سے ہڑتال کمیٹیاں جلد از جلد ہر قصبہ و ضلع میں قائم کریں۔ اور ہڑتال کو کامیاب بنانیکی جان توڑ کوشش کی جائے۔

ناظم جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی کا اعلان

علمائے ملت کے فیصلہ کو یاد رکھو

بمبئی ۲۸ نومبر ابو الفضل ... احمد صاحب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی نے ہڑتال کے لئے ... ذیل اعلان شائع کیا ہے جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی جمعیۃ مرکزیہ کے اس فیصلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سارڈا قانون (تحدید عمر نکاح) کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو پرامن ہڑتال کی جائے اور ایک جلسہ عام میں اس امر کو روشن کر دیا جائے کہ یہ قانون دین اسلام میں مداخلت بیجا ہے۔ اور مسلمان ہرگز اس کو گوارا نہیں کرسکتے۔ یہ تمام مقامی (بمبئی شہر کی) اسلامی انجمنوں، جماعتوں اور مخلصوں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ بالاتفاق جمعیۃ علماء کے اس فیصلہ پر عمل پیرا ہوں۔ مخلوں اور انجمنوں کو متحدہ طور پر ایک جلسہ عام بڑے سے بڑے پیمانہ پر کرنا چاہیئے۔ اور جماعتوں کو اپنا اپنا بھائی بھیج کر جماعت والوں کو ہڑتال اور شرکت جلسہ عام کے لئے تیار کرنا زیادہ آسان اور موزوں تدبیر ہوگی۔

جمعیۃ علماء جلسہ کی تیاری کر رہی ہے جس کا اعلان آئندہ کیا جائیگا

کمپنی باغ میں ۲۹ نومبر کی شب کا عظیم الشان جلسہ

دہلی والوں کا عزم بالجزم

دہلی ۲۹ نومبر مسلمانان دہلی کا ایک جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا ... [illegible]

... ہیں۔ گو چونکہ سارڈا ایکٹ نابالغوں کے نکاح کو جو اسلام میں جائز ہے روکتا اور جرم قرار دیتا ہے اور حق ولایت کو باطل کرتا ہے۔ اور مذہبی آزادی میں اس سے مداخلت ہوتی ہے۔ اور آئندہ بھی مداخلت کا دروازہ کھلتا ہے ان وجوہ سے ہم سارڈا ایکٹ کو مسلمانوں کے حق میں ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ (مفتی) محمد کفایت اللہ (مولانا) احمد سعید

سارڈا ایکٹ کے مخالفوں سے ہماری مخالفت صرف اس بنا پر تھی کہ ہمارا خیال تھا کہ ان کے پروپیگنڈا کا اثر عام مسلمانوں پر ... شادیوں کو بہر صورت اچھا سمجھتے ہیں۔ چونکہ اعلان بالا میں جناب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے صراحت کے ساتھ مسئلہ کو صاف کر دیا ہے اس لئے اب ہمیں ان سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ (خواجہ حسن نظامی از دکتر اسعید احمد (محمد) داعی)

تجویز دوم

مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ سارڈا ایکٹ کو شریعت اسلام کے خلاف اور اس کے نفاذ کو مذہبی مداخلت سمجھتا ہے مسلمان کسی طرح اس کے قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس قانون سے بیزاری ظاہر کرنے کے لئے مجلس تحفظ ناموس شریعت کی ہدایت کے بموجب ہم تمام مسلمانان ۲۹ نومبر کو مکمل ہڑتال کریں گے اور جب تک مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ نہ کر دیا جائیگا ... جہاد کو برابر جاری رکھیں گے۔

مفتی صاحب اور خواجہ صاحب کی گفتگو

اختلافات کا خاتمہ

سارڈا ایکٹ کی مخالفت کرنے والوں کی اگر یہ غرض سمجھی گئی ہے کہ وہ نابالغوں کی شادی کی ترغیب دیتے یا اسکو رواج دینا چاہتے یا اسکو ہر حالت میں بہتر قرار دیتے ہیں تو ہم اس کا اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے ہم اس کی تشریح کئے دیتے ہیں۔ کہ شریعت کے صریح احکام کے بموجب نابالغ اور غیر مستطیعہ کے ساتھ مباشرت کرنی ہی ممنوع ہے۔ اور خاص حالات و ضروریات کو مستثنیٰ کرکے عام طور پر بلوغ کے بعد کی شادی بہتر ہے اور ... [illegible]

مسلمانان دہلی کا بازار لال چاہ میں جلسہ عام

سارڈا ایکٹ کیخلاف بیزاری کا اعلان

دہلی ۲۸ نومبر گزشتہ شب مسلمانان دہلی کا ایک جلسہ عام بازار لال چاہ دہلی میں منعقد ہوا حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر تھے جناب محمد ابراہیم صاحب تاجر ... [illegible]

... مولانا سلطان محمود صاحب۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا عبد الماجد صاحب دہلوی۔ اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء نے نہایت پرجوش تقریریں فرمائیں۔ شاہ محمد شفیع صاحب وارثی ... نے آخر میں تائیدی وعظ فرمایا۔

گمشدہ کی تلاش

میرا لڑکا مسمی غلام محمد عمر ۱۲ برس رنگ گندمی، قد لانبا، چہرہ کتابی، زبان میں کچھ لکنت ہے سہسرام ضلع شاہ آباد کے مدرسہ میں شرح ... قدوری وغیرہ پڑھتا تھا، نہ معلوم کس وجہ سے اپنے تمام اسباب حتی کہ استعمال کے کپڑے جوتی، ٹوپی وغیرہ چھوڑ کر کہیں چلا گیا، کچھ پتہ نہیں اسکی بوڑھی ماں روز و شب گریہ میں مبتلا ہے۔

اور یہ بھی لکھ دیں کہ جس صاحب کو اسکی خبر لگے براہ کرم ... کارڈ مطلع فرمائیں۔ خدا اسکا اجر خیر دے گا۔

پتہ: شیخ الٰہی بخش ... (ملک بہار)

جامع مسجد دہلی میں چالیس ہزار فرزندان اسلام کا اجتماع

مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی ولولہ انگیز تقریر

(از نامہ نگار)

۲۹ نومبر کو جامع مسجد دہلی کے عظیم الشان جلسہ میں چالیس ہزار فرزندان اسلام کے درمیان مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے مندرجہ ذیل تقریر کی:-

جناب صدر اور معزز حاضرین!

۱۸۵۷ء کے مظالم سے ہندوستان اتنا پامال ہو گیا تھا کہ اس میں کسی حرکت کا سکت ہی باقی نہ رہا تھا۔ ہماری سیاست کا دارومدار صرف چند تجاویز ...

سنائیں۔ اگر آپ کے میلاد خوانوں کی یہی تنگ خیالی رہی تو وہ زمانہ دور نہیں ہے جبکہ مسلمان اپنے آقا و مولا کی حیات طیبہ سے بالکل ناآشنا ہو جائیں گے۔ بہرحال یہ موقع تفصیل کا نہیں ہے۔ مدینہ منورہ میں ابوسفیان کی لشکر کشی اور کثرت افواج کی خبریں برابر موصول ہو رہی تھیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دشمنوں کے دفاع کی تیاری شروع کی۔ صحابہ کے ایک مجمع میں آپ نے ایک تقریر فرمائی تو لوگ دشمن کے منصوبے سے مطلع فرمایا اور ...

سائمن کمیشن اور دہلی کی ہڑتال

مسلمان خود اعتمادی سیکھیں

بدر صغریٰ کا واقعہ

معاصرین کے افکار و آراء

اسلامی کانفرنس کانپور

الحمدللہ کہ مسلمانوں کی خصوصیات انتشار و تفریق انتہا کے عبرت انگیز تجربات کے بعد بھی علی حالہ قائم ہیں۔ اُن کو تہ زمانے کے بے پناہ حوادث بدل سکے ہیں اور نہ گذشتہ ناکامیاں اور پریشانیاں ان میں کوئی تغیر رونما کر سکی ہیں۔ مسلمان ہر جدید مسئلے پہ ایک نئی انجمن کی بنا ڈالتے ہیں اور ہر نئی تحریک پر ایک جدید کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں۔ اُن کی تعلیم، سیاست، معاشرت ...

مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ

"عربوں کا تمدن"

کچھ عرصہ ہوا مکتبہ جامعہ ملیہ سے ایک جرمن کتاب کا ترجمہ "عربوں کا تمدن" شائع ہوا تھا۔ غالباً اس بات کے باور کرانے کی توضیح نہیں ہے کہ جامعہ نے یہ کتاب نیک نیتی سے شائع کرائی تھی۔ کارکنان جامعہ کا خیال تھا کہ مستشرقین یورپ نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اسے دکھا دیا جائے اور اردو دان طبقہ کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ وہ تحریریں جو جرمنی، انگریزی، فرانسیسی میں شائع ہو کر جدید تعلیم یافتہ طبقہ پر برابر اثر ڈال رہی ہیں اور ...

لودھیانہ

جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کے مطابق سارڈا ایکٹ کی مخالفت میں آج مورخہ ۸ر جنوری شنبہ کو بھاکا روں کی ایک زبردست جماعت نے سیاہ جھنڈے لیکر ساتھ تمام شہر میں کمیٹی باغ کے اندر نماز جمعہ پڑھی اور اس کے بعد جلسہ کرکے جلوس نکالنے کا زبردست اعلان کیا جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہزارہا لوگ کمیٹی باغ میں جمع ہوگئے۔ رفیق محترم مفتی محمد نعیم صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی نماز کے بعد مفتی صاحب محمد ح کی زیر صدارت سارڈا ایکٹ کے خلاف ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس میں ہزارہا مسلمانوں کے علاوہ کافی تعداد میں برادران وطن بھی شریک تھے۔ رفیق بشیر احمد کی تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب صدر نے ایک زبردست بصیرت افروز تقریر شروع فرمائی جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک برابر جاری رہی جس میں آپ نے مسلم رعایا کی انتہائی وفاداری اور حکومت کی انتہائی بے وفائی جس کا ادنیٰ نمونہ سارڈا ایکٹ اور مسودہ انسداد ذبیحہ گاؤ وغیرہ اور سندھ کی مسجدوں کا خرید کر منہدم کر دینا بیان فرمایا۔

اور آخر میں آپ نے شریعت مقدس کی حفاظت کے لئے ایسی زبردست اپیل فرمائی کہ تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اور ہزارہا مسلمانوں نے بیک زبان متفق اللفظ ہو کر ہر خلاف شریعت قانون کو جمعیۃ کے جاری کردہ احکام کے ماتحت توڑنے کا عہد کیا اور سب نے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش فرمائیں۔

گو عہد نامہ کے فارم نہ ہونے کی وجہ سے ایک سو سے زیادہ رضا کار باقاعدہ بھرتی نہیں کئے جا سکے۔

جناب صدر کی درخواست پر جناب مولوی عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ عزیزیہ نے یہ تجویز پیش فرمائی مختصر تقریر کے بعد جمعیۃ کی شائع کردہ

قرارداد پیش فرمائی۔ جو سید ابن شاہ صاحب کی مختصر لیکن جامع تائیدی تقریر کے بعد بالاتفاق پاس ہوئی۔ اس کے بعد صدر کی طرف سے دو اور قراردادیں جن میں بصورت عدم تنسیخ سارڈا ایکٹ سول نافرمانی اور انسداد ذبیحہ و قربانی گاؤ کے خلاف احتجاج کا اظہار کیا گیا تھا۔ پیش ہوکر پاس ہوئیں ایک اور قرارداد منظور کی گئی جس میں سارڈا ایکٹ کے سلسلے میں جمعیۃ العلماء ہند کی جلیل القدر خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

۱۳ر مارچ [illegible]

دارالحکومت

دہلی میں ولبھ بھائی پٹیل کو مبارکباد کا جلسہ

مولانا ظفر علی خاں کی تقریر

دہلی ۱۱ر مارچ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کی سول نافرمانی اور گرفتاری پر کانگریس کمیٹی دہلی کی طرف سے ایک جلسہ ۹ر مارچ کو کمپنی باغ میں زیر صدارت مولانا عارف ہسوی منعقد ہوا۔ متعدد مقررین کے علاوہ گاندھی جی کے صاحبزادے دیوداس گاندھی نے بھی تقریریں کیں۔ ایک تجویز مبارکباد کی پاس ہوئی۔ جلسہ میں مولانا ظفر علی خان بھی شریک تھے آپ نے ایک مفصل تقریر کی جس میں فرمایا کہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء کا دن تاریخ ہند میں سرخی سے لکھا جائے گا۔ جبکہ ہندوستان نے ہزارہا کامل آزادی کا اعلان کرکے اپنی زندگی کا ثبوت بہم پہنچایا اور فرانس امریکہ جرمنی اور دیگر آزاد ممالک میں ہندوستان کی صحیح عزت کا اندازہ کیا گیا۔

مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حاضرین کو یقین دلایا کہ آزادی کی جنگ میں مسلمان کسی سے پیچھے نہیں رہ سکتے۔ یہ صحیح ہے کہ اسوقت اختلافات میں مبتلا ہیں مگر جس وقت وطن کی آزادی کیلئے مردانہ وار میدان میں اترنے کا سوال پیدا ہوگا اسوقت لاکھوں مسلم نوجوان سامنے آجائیں گے۔ اور ان کے قدموں کی دھمک سے تمام جنگ میں آزادی کی لہر پھیل جائے گی۔ ہندو دنیا کے انتہا آزادی کے ٹھیکہ دار نہیں ہیں مسلمان ان سے زیادہ آزادی کے لئے بیتاب اور مضطرب نظر آتے ہیں۔ مولانا کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی مسز سروجنی نائیڈو کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ روز زندگی اور موت سے بے خوف ہو کر آزادی کی جنگ میں شریک ہو جائیں۔ مجمع تقریباً پانچ ہزار تھا۔ تجویز کی منظوری کے بعد ۸ بجے منتشر ہو گیا۔

۱۳ر جنوری [illegible]

آتشبازی کی تباہ کن رسم

علمائے کرام کا فتویٰ

انجمن شفیق المسلمین دہلی نے ایک پوسٹر کے ذریعہ مندرجہ ذیل فتاویٰ شائع کئے ہیں۔

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا بموقع شب براءت آتشبازی کا استعمال اسراف میں شامل ہے یا نہیں۔ اور اگر اسراف میں شامل ہے تو حرام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ھو الموافق :- آتشبازی میں شرعی اور اقتصادی اور اخلاقی ہر قسم کی برائیاں جمع ہیں۔ اس لئے اسکا بنانا اور چھوڑنا اور اسکی اعانت کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔ شرعی برائی تو اسلئے کہ یہ فعل محض اسراف ہے اور اسراف و تبذیر کے حق میں اللہ تعالیٰ کا صاف حکم موجود ہے —

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین - یعنی اسراف اور فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں۔ مطلب یہ کہ فضول خرچی شیطانی کام ہے اور جو شیطانی کام ہے وہ شیطان کا بھائی یعنی خود بھی شیطان ہے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وان المسرفین هم اصحٰب النار یعنی اسراف کرنیوالے بیشک دوزخی ہیں۔ نیز لیلۃ القدر جیسی افضل اور بہتر رات میں بجائے اسکے کہ حق تعالیٰ کی عبادت کی جاتی اپنے سال بھر کے گزشتہ گناہوں سے توبہ اور استغفار کیا جاتا۔ آئندہ کے لئے اخلاق کی درستی اور اعمال صالحہ کرنے کا عہد کیا جاتا۔ اسراف جیسے شیطانی کام اور جہنمی معصیت میں مشغول رہنا سخت بدنصیبی اور حق تعالیٰ کے غضب اور غصے کو جوش میں لانیکا ذریعہ ہے۔

اقتصادی - خرابی یہ ہے کہ باوجود مسلمان قوم کی تہیدستی اور تنگ حالی کے سالانہ کئی کروڑ روپیہ انکے ہاتھوں سے جلا پھوک دیا جاتا ہے۔ پیسے پیسے اور آنے دو آنے ہی کا مجموعہ لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بغرض نام و نمود اور مقابلہ کیلئے مالداروں میں سے تو ایک ایک آدمی سینکڑوں روپیہ کی آتشبازی جلا پھونک دیتا ہے۔ کاش کہ یہ روپیہ قوم کے یتیموں۔ بیواؤں کی امداد یا مسلمان غرباء کی تعلیم پر خرچ کیا جاتا۔

اخلاقی - خرابی یہ ہے کہ سالانہ سینکڑوں جانیں بیوں عمر والوں کی اس سے ضائع ہوجاتی ہیں آنکھیں جاتی رہتی ہیں۔ انگلیاں اڑ جاتی ہیں ہاتھ غائب ہوجاتے ہیں۔ اور دوسرے اعضا کو بھی نقصانات اور صدمے پہنچتے ہیں۔ پڑوسیوں کو تکلیف ہوتی ہے راستہ چلنے والوں کو صدمات پہنچتے ہیں۔ غرضکہ یہ آتشبازی کی رسم بد از سرتا پا برائیوں اور نقصانات قبائح کا مجموعہ ہے حق تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں توفیق دے کہ اس سے توبہ کریں۔ اور خدا اور رسول کے غضب سے بچیں۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

آتشبازی شرعاً حرام ہے مال کو برباد کرنا ہے اسمیں مال کے خرچ کرنیوالے اور اس کی اعانت کرنیوالے دونوں عاصی ہیں۔ آیۃ کریمہ قرآن شریف ناطق و شاہد ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین حق تعالیٰ شانہٗ مال بیجا خرچ کرنے والوں زمرۂ شیاطین سے فرماتا ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ہر معصیت کو عموماً و آتشبازی کو خصوصاً ترک کریں۔ شب براءت جو شب عبادت ہے اسکو شب معصیت نہ بناویں۔ ورنہ بجائے رحمت کے غضب الٰہی کے مستحق ہونگے اور اس کے قلع و قمع کرنے میں جو بندہ ار کوشاں ہوں گے وہ مستحق اجر بے حساب کے ہوں گے ایک رسم جہالت کو محو و معدوم کریں اور راہ راست پر لائے ہیں حضرت خوشنودی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ہونگے۔ بقول علیہ السلام۔ الدال علی الخیر کفاعلہ گناہ بے لذت رسم جہالت وقت و مال کو برباد کرنا چھوڑ صراط مستقیم و اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کریں۔ آمین۔

نور الحسن عفی عنہ۔ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔

الجواب صحیح بندہ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

الجواب حق شفاعت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

آتشبازی ہندوستان کی ان رسوم قبیحہ میں سے ایک رسم ہے جسکے نقصانات بالکل ظاہر ہیں۔ اضاعت مال اور اسراف تو اسقدر بدیہی ہے کہ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ مسلمانوں کا لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ اس رسم کی بدولت ہر سال تباہ ہوتا ہے۔ مسرفین کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ اہل نار ہیں۔ بدقسمتی سے یہ گناہ بھی ایسے مہینے میں کیا جاتا ہے۔ جو مہینہ عبادت الٰہی کے لئے مخصوص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایکبار دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ اس مہینہ میں روزے کیوں رکھا کرتے ہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے روبرو بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اس مہینہ کی پندرھویں شب میں بندوں کا رزق اور موت مقرر کیے جاتے ہیں اس لئے میری خواہش ہے۔ کہ جب میرے اعمال کا تذکرہ ہو تو میں روزے دار ہوں۔ اس روایت سے ماہ شعبان کی جو خصوصیت ظاہر ہوتی ہے اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ مسلمان اس مہینے میں اپنے اعمال کی اصلاح کرتے لیکن مسلمان بجائے اصلاح کے ایک حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ بھی علی الاعلان۔ گناہ اگرچہ معمولی بھی ہو تو زمان و مکان کے اعتبار سے اسمیں زیادتی ہوجاتی ہے مثلاً مسجد یا حرم پاک میں کوئی شخص گناہ کرے تو وہ اس شخص سے زیادہ بدتر ہے جو دوسرے مقامات پر کوئی گناہ کرے اسیطرح شعبان اور رمضان کے گناہ کرنے والے ان لوگوں سے زیادہ مجرم ہیں جو ان متبرک مہینوں کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں گناہ کرتے ہیں۔ نیز آتشبازی کا فعل ایک ایسا گناہ ہے کہ جب بھی کیا جائے حرام ہے۔ بالخصوص ایک متبرک مہینے میں اس گناہ کے ارتکاب کی حرمت اور بھی اشد ہے۔ اضاعت مال کے علاوہ اس فعل میں اتلاف نفس اور ہلاکت اعضا کا بھی خوف ہے۔ قتل نفس اور خودکشی کا حرام ہونا بھی پوشیدہ نہیں ہے الغرض آتشبازی شرعی و اقتصادی اور اخلاقی ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ" میں اس رسم کو بدعت قبیحہ اور مشرکین کی رسم لکھا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ آتشبازی ہندوستان کی ان بدترین بدعتوں میں سے ایک بدعت ہے جسکی کسی صحیح ضعیف بلکہ موضوع حدیث سے بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ رسم محض ہندوؤں کے تعلقات کی وجہ سے مسلمانوں میں داخل ہوگئی ہے ورنہ مسلمانوں کے مقدس مذہب کا اس بدعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ هذا ما عندی والله اعلم۔ راقم ابی خیر احمد سعید کان اللہ لہٗ

جواب صحیح ہے آتشبازی خصوصاً شب براءت میں حرام ہے ایک تو اسراف دوسرے رسم جاہلیۃ یعنی رسم مجوس و کفار ہے اس کا مرتکب عنداللہ نہایت مبغوض ہے (بخاری شریف) جو لوگ بچوں کو پیسہ دیکر اعانت کرتے ہیں یا باجمعہ قدرت نہیں روکتے وہ اسمیں شریک ہوکر ظلم کرتے ہیں۔

راقم ابو سعید محمد شریف الدین صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب مرحوم دہلی۔

الجواب صحیح - محمد مظہر اللہ غفرلہٗ امام مسجد فتحپوری دہلی - محمد اسحاق مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی - محمد یحییٰ غفرلہٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - خادم العلماء سلطان محمود مدرسہ فتحپوری دہلی - محمد اسحاق عفی عنہ میرزا علی جان مدرس اول مدرسہ رحیمیہ - عبدالوحید عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی - ولایت احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری اشفاق الرحمٰن مدرس فتحپوری - احقر حشمت علی عفا اللہ عنہ مدرسہ صدیقیہ پھاٹک حبش خاں دہلی - رؤف الحسن غفرلہٗ مدرسہ صدیقیہ دہلی - بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی - محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلی - عبدالرحمٰن عفی عنہ مدرس مدرسہ صدیقیہ پھاٹک حبش خاں دہلی - محمد ادریس غفرلہٗ مدرس مدرسہ صدیقیہ دہلی - محبوب الٰہی غفرلہٗ مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب دہلی - عبدالوہاب مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلی۔

جمعیۃ مقننہ میں پیش ہونے والے بل

انسداد ذبیحہ گاؤ کا مسودہ قانون

جمعیۃ مقننہ کے ۲۲ر جنوری کے اجلاس میں غیر سرکاری قراردادوں کی قرعہ اندازی میں حسب ترتیب حسب ذیل تجاویز نکلی ہیں پہلی تجویز تو ڈاکٹر ایل کے حیدر اور کمار مہاراج سنگھ کی کرنسی آفس کے ملازمین کی شکایت کے متعلق اس کے بعد راجہ رگھو نندن پرشاد کی ایک اہم تجویز ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ذبیحہ گاؤ کو روکا جائے۔ اس تجویز کے بعد مسٹر لاجپند نولرائے نے سیاسی قیدیوں کی رہائی کی تجویز پیش کی ہے۔

پانچویں تجویز مسٹر انوار العظیم کی ہے جو پوسٹ ماسٹروں کی ترقی کے متعلق ہے مسٹر انوار العظیم کے بعد مسٹر کے۔ سی رائے کی تجویز قرعہ میں نکلی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ محکمہ فوج کے اخراجات میں تخفیف کی جائے اس کے بعد مسٹر امرناتھ دت اور مسٹر جوگیہ کی تجاویز ہیں جو اس وجہ سے پیش نہ ہوسکیں گی۔ کہ وہ جمعیۃ کی رکنیت سے مستعفی ہورہے ہیں۔

مندرجہ بالا تجویزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو اراکین جمعیۃ کس طرح اپنی اکثریت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ملازمین "ریاست" کی خانہ تلاشیاں

نواب صاحب بھوپال کیخلاف پمفلٹ

دہلی ۶ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ دہلی پولیس نے باامداد بھوپال پولیس تھانہ فیض بازار کے علاقہ میں تین جگہ ایسے لوگوں کے مکانات کی تلاشیاں لیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اخبار "ریاست" اور ریاست پریس میں ملازم تھے تلاشی میں ایک نہایت ہی فحش پمفلٹ کا مسودہ۔ اس کی لکھی ہوئی کاپیاں اور ریاست بھوپال کے سلسلہ میں خط و کتابت اور دیگر کاغذات ملے ہیں۔

عملۂ ریاست کی خانہ تلاشیاں

مزید تفصیلات

تلاشیوں کی مختصر اطلاع شائع کی جاچکی ہے مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں:-

تلاشیاں چوہدری عبدالستار صاحب، سب انسپکٹر انچارج تھانہ فیض بازار کی سرکردگی میں لی گئیں۔ تلاشی کے وارنٹ ریاست بھوپال کی طرف سے دفعات ۵۰۰ اور ۵۰۴ (توہین وغیرہ) کے ماتحت جاری ہوئے تھے اور مسٹر ایف بی پول اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ان پر تصدیق تھی مسٹر فخر الدین، سب اڈیٹر "ریاست" کی قیام گاہ واقع حقانی منزل (بلیماران) دہلی کی بھی تلاشی ہوئی جہاں سے پولیس کو چند خطوط کی نقلیں ملیں ہندوستان ٹائمس کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ یہ خطوط معاملات ریاست بھوپال کے متعلق تھے۔ تصدق حسین صاحب فورمین ریاست پریس کے گھر کی بھی تلاشی ہوئی لیکن وہاں سے کچھ نہیں ملا۔ اظہر حسین کاتب کے مکان کی تلاشی میں دو سال کا پرانا ایک خط ملا جو بھوپال ہی کے متعلق ہے قمرالنبی کے مکان سے ایک پمفلٹ کا مسودہ اور لکھی ہوئی کاپیاں ملیں جو بھوپال کے متعلق ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ قمرالنبی کے مکان کی تلاشی کا وارنٹ نہ تھا۔

"ہندوستان ٹائمس" کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ تلاشیاں اسی مقدمہ کے سلسلہ میں ہوئی ہیں۔ جو "ریاست" کے خلاف ہوشنگ آباد میں علیاحضرت بھوپال کی طرف سے دائر ہے۔

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون، مالک اخبار "ریاست" دہلی میں نہیں ہیں۔ باہر گئے ہوئے ہیں۔

۶ر جنوری کے حادثہ موٹر کی تفصیلات

دہلی ۷ر جنوری۔ موٹر اور موٹر لاری کے درمیان حادثہ کی اطلاع کل دیجا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ موٹر لاری غازی آباد سے آرہی تھی جبکہ وہ جمنا پل نزد کلکتہ دروازہ سے ریلوے پل کشمیری دروازہ کے اوسط میں پہونچی تو لنگٹن روڈ سے الگزنڈر روڈ کو جانے والی موٹر سے ٹکرائی موٹر لاری میں معہ موٹر ڈرائیور سات سواریاں تھیں۔ موٹر کا کلینر

۱۳ر فروری [illegible]

حرم محترم میں فاتحہ خوانی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم کی روح کو ایصال ثواب

بخدمت شریف مدیر الجمعیۃ دہلی۔

سلام مسنون۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن کی خبر وفات سے متأثر ہوکر احقر نے ارادہ کیا کہ حرم شریف میں بیت اللہ کے سامنے فاتحہ خوانی کا ایک مختصر جلسہ منعقد کردوں جس میں استاذ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

الحمد للہ کہ ۱۰ر شعبان کو باب ابراہیم و باب الوداع کے درمیان مخلصین جمع ہوئے۔ میں نے دارالعلوم دیوبند کی خدمات دینیہ اور مولانا حبیب الرحمٰن کی مساعی جمیلہ سے حاضرین کو واقف کرنے کے لئے عربی میں تقریر کی۔ اس کے بعد مرحوم کے لئے مغفرت اور ان کے جانشین کے لئے توفیق خیر کی دعا مانگی گئی تاکہ دارالعلوم مذکور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

محمد السندی المدنی

مدرس الحرم الشریف المکی۔ مکہ مکرمہ

۱۰ر شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

۳

مسلمانان ہند کی زندگی و موت کا سوال

گزشتہ دس سال میں ہندوستان کے مسلمانوں کی جو مذہبی و قومی خدمات جمعیۃ علماء ہند نے انجام دی ہیں ان سے اس ملک کا بچہ بچہ واقف ہے ہر شخص جانتا ہے کہ علماء کرام کی یہ مقدس جماعت جس دن سے وجود میں آئی ہے اس دن سے لیکر آجتک کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا کہ وقت کی اہم ترین ضرورتوں پر اسکی توجہ مرکوز نہ رہی ہو۔ فرزندان اسلام میں مذہبی و سیاسی بیداری پیدا کرنا۔ حقوق مسلمین کی حفاظت کیلئے عملی جد و جہد جاری رکھنا۔ جاہل مسلمانوں کو فتنہ ارتداد کی آگ سے محفوظ رکھنے کی سعی کرنا۔ دیہات میں مبلغین و مدرسین کو بھیجکر تبلیغ و اشاعت اسلام کے فریضہ کو ادا کرنا۔ تعلیمات اسلامی کو نومسلموں تک پہنچانا۔ شدھی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا۔ حکومت اور ہندوؤں کے مقابلہ میں بے خوف ہوکر اسلامی مفاد کی حمایت کرنا۔ تحفظ ناموس شریعت کے لئے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرنا۔ سارڈا ایکٹ کی منظوری سے مداخلت فی الدین کا جو دروازہ کھل گیا ہے اس کو ہمیشہ کے واسطے بند کرانیکی موثر تدابیر اختیار کرنا۔ اور ملک کے سامنے ایک عملی پروگرام پیش کرکے فداکار مسلمانوں کو میدان عمل میں اتر آنے کی دعوت دینا۔ اور اس تحریک کو برابر جاری رکھنے کا عزم بالجزم کرلینا وہ چند امور ہیں جنہیں جمعیۃ کی گزشتہ تاریخ سے بطور نمونہ کے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اسکے بعد مسلمان خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان کیلئے ایک ایسی جماعت کے بقاء و استحکام کا مسئلہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے جو انکی جملہ مذہبی و قومی ضروریات کی کفیل ہو۔ بالخصوص اسوقت جبکہ امت مسلمہ پر چاروں طرف سے حملے کئے جارہے ہیں اور ان حملوں کی مدافعت ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن گئی ہے مجھے ہرگز یہ توقع نہیں ہے کہ مسلمان اس جمعیۃ کی طرف سے اپنی غفلت اور بے حسی کا ثبوت بہم پہنچائینگے بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ پہلے سے زیادہ فراخدلی اور بلند حوصلگی کیساتھ جمعیۃ کے خزانہ کو اپنی مالی امداد سے پر کرکے اسے اس کا موقع دینگے کہ وہ آزادی کیساتھ قومی و مذہبی خدمات انجام دیتی رہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اہل خیر حضرات کیلئے ایک خصوصیت رکھتا ہے اور وہ اپنی وسعت کے مطابق صدقات و خیرات کرکے ثواب آخرت حاصل کرتے ہیں اس لئے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمعیۃ کی طرف بنظر دست اعانت دراز کریں اور جس قدر امداد ان کے امکان میں ہے اس سے دریغ نہ فرمائیں زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کا بہترین مصرف بھی یہی ہے کہ اس سے جمعیۃ علماء ہند کے شعبۂ تبلیغ و اشاعت اسلام کی امداد کی جائے۔ لیکن اس قسم کی رقوم کی ترسیل کے وقت اس کا اظہار ضروری ہے کہ وہ کس مد سے تعلق رکھتی ہیں۔

(مولانا) محمد سعید (صاحب)

ناظم جمعیۃ علمائے ہند دہلی

الجمعیۃ دہلی — ۲۰ فروری ۳۰ء

مسلمانانِ ہند کی سیاسی خودکشی کا نقشہ

جمعیۃ علمائے ہند سے مکمل سول نافرمانی کا مطالبہ

(از مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی)

جب کانگریس نے گزشتہ سال اجلاس کلکتہ میں نہرو رپورٹ کو ہندوستان کا دستورِ اساسی قرار دیا تھا تو ہندوستان کی بعض اسلامی اور غیر اسلامی جماعتوں نے اس رپورٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مسلم جماعتیں اس انکار کی جو وجوہ بیان کرتی تھیں ان کا ماحصل یہ تھا کہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔

جمعیۃ علمائے ہند نے اس رپورٹ کو بعض خاص ترمیموں کے بعد قابلِ قبول قرار دیا تھا اور اسی طرح آل مسلم پارٹیز کانفرنس دہلی نے بھی اپنے خیال میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے ترمیمات کا ایک مجموعہ مرتب کیا جسے شرکائے کانفرنس اسلامی حقوق کے تحفظ کا ایک مستقل ضابطہ بھی تصور کرتے تھے۔

ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے کسی جماعت کی بھی پروا نہ کی اور ہندوستان کے اندرونی نفاق کو جو بڑی حد تک اسی کی نظرِ التفات کا مرہونِ منت ہے منظرِ عام پر لانے کیلئے گول میز کانفرنس کا ڈھونگ رچایا اور جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کی ہیئتِ ترکیبی اس قسم کی رکھنی چاہی کہ اس کے فیصلے بہرحال حکومت کے حق میں ہوں اور قوم پرست ہندوستانی انہیں کسی طرح قبول نہ کر سکیں تاکہ ہندوستانیوں پر یہ الزام لگایا جاسکے کہ وہ درحقیقت اصلاحات کے طالب نہیں ہیں بلکہ ان تسکینی اور شورش پسندی کے خوگر ہیں۔ ان کے خلاف تشددانہ پالیسی اختیار کرنے میں حکومت کو حق بجانب ثابت کیا جاسکے۔

حکومت کا یہ حربہ بھی کارگر نہ ہوا اور ہندوستانی حکومت کی حکمت عملی کو اچھی طرح سمجھ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور کی طرح وہ پھر ایک مرکز پر جمع ہوگئے اور پہلا انتہائی مذہب و ملت انہوں نے آزادیٔ وطن کے مقدس مقصد کیلئے جدوجہد کرنے کا تہیہ کرلیا۔ نیشنل کانگریس نے مکمل آزادی کا اعلان کر دیا اور نہرو رپورٹ کو زائد المیعاد قرار دے کر ہمیشہ کے لئے گوشۂ گمنامی میں دفن کر دیا۔

ان حالات میں ہمیں جمعیۃ علماء ہند اور جمعیۃ خلافت سے یہ دریافت کرنا ہے کہ جب ان کا نصب العین پہلے ہی سے مکمل آزادی ہے، اور لکھنؤ کی طرح تصفیۂ حقوق کے لئے ان کے پیشِ نظر کوئی دستورِ اساسی بھی نہیں ہے تو ضرورتِ تصفیۂ حقوق کو کانگریس سے علیحدگی کا بہانہ بنا کر کانگریس کی مخالفت کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ اور جمعیۃ خلافت اپنا نصب العین مکمل آزادی قرار دینے کے بعد گول میز کانفرنس کی شرکت پر آمادہ ہونے میں کہاں تک حق بجانب ہے، اور کہاں تک اپنے نصب العین کا احترام کر رہی ہے۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس دہلی جس کا وجود خاص حالات میں کتمِ عدم سے بقعۂ وجود میں آیا ہے اور جس کا کوئی خاص کریڈٹ بھی اب تک متعین نہیں ہے، اگر حکومت کی ہر قسم کی حکمہ داری کو تسلیم کرتے ہوئے اس قسم کی مذبوحی حرکات کا ارتکاب کرے تو ہرگز قابلِ افسوس امر نہیں ہے کیونکہ آزادی حاصل ہو جانے کے بعد بھی ملک میں ہر مذہب و ملت کی ایک سرمایہ پرست جماعت ضرور قائم رہے گی جو ہر حکومت کے مظالم کی تائید کرنا اور رعایا کو کسی ایک نقطہ پر جمع نہ ہونے دینا اپنا طغرائے امتیاز سمجھے گی لیکن اگر ہر دو مذکورہ جمعیتیں بھی اس قسم کے مطالبات میں آل پارٹیز کی ہمنوا ہیں تو ان کی خدمت میں باادب درخواست ہے کہ ان کے موجودہ مطالبات ڈومینین اسٹیٹس مل جانے کی صورت میں تو کسی حد تک قابلِ اعتنا رہی سکتے تھے لیکن اب جبکہ کسی ذمہ دار ہندوستانی جماعت کا یہ کریڈ نہیں ہے ان کے مقرر کردہ کریڈ کے مطابق بھی یہ مطالبہ درست نہیں ہے تو پھر وہ اس ہمنوائی میں اپنی دانائی اور سلامت روی کا ثبوت نہیں دے رہی ہیں۔

ہمارے خیال میں تو ان کے لئے یہ مناسب تھا کہ وہ ایسی جماعتوں کو مالوی اور منجے کی فتنہ پردازی کا جواب سمجھ کر ان سے احتراز کرتیں اور اگر تصفیۂ حقوق کا کوئی جدید مطالبہ ہے تو کا فیصلہ مکمل آزادی حاصل ہونے یا اس جنگ میں شریک ہونے سے پہلے نہایت ضروری ہے اور یہ خوف ہے کہ برادرانِ وطن آزادی حاصل ہونے کے بعد مسلمانوں کے تمام حقوق غصب کرلیں گے اور یہاں ہندو راج قائم ہو جائے گا تو اس کے متعلق ہم اس امر کے سمجھنے سے ہی قاصر ہیں کہ اگر برادرانِ وطن آپ کے مطالبہ پر ہر سو بیسی صد فیصدی حقوق بھی آپ کو دینے کا وعدہ کرلیں اور ان کی اکثریت جس سے آپ ہر وقت لرزہ براندام ہیں آزادی حاصل ہونے کے بعد بھی ویسی ہی قائم رہے تو اس کی ضمانت کیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا معاہدات پر قائم بھی رہیں گے۔ کیوں اپنی اکثریت سے آپ کو شکست نہ دے سکیں گے اور اس کاغذ کے پرزے میں ایسی کونسی طاقت ہوگی کہ اکثریت کی مخالفت کے باوجود آپ کے حقوق کی حفاظت کر سکے گی آزادی حاصل ہونے کے بعد حقوقِ مسلمین کی حفاظت کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ صرف قوتِ قربانی اور جذبۂ شہادت ہے جو در اصل عزمِ راسخ اور قوتِ ایمانی کا لازمی نتیجہ ہے جس کو کوئی اکثریت کسی حالت میں مٹا نہیں سکتی جس کی سینکڑوں مثالیں تاریخِ اسلام علی رؤس الاشہاد پیش کر رہی ہے اور یہی وہ جذبۂ قربانی ہے جس کی آرزو احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری وقت کرۃً بعد کرۃٍ جذبۂ شہادت کے رنگ میں ظاہر فرما کر مسلمانوں کے لئے کامیابی و کامرانی کا بہترین ذریعہ تجویز فرما دیا ہے۔ مسلمانوں کا اس سے وہی "وہن" ہے جس کی وضاحت مسلمانوں کی کثرت کے باوجود آپ نے ایک صحابی کے سوال پر دنیا کی محبت اور خوفِ موت سے خود بیان فرما دی تھی جو آج مسلمانوں میں جبن و فشل کا ذریعہ بن کر اس کی تباہی کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اگر ہمارے رہنماؤں میں ایسی سچی قربانی کا جذبہ پیدا نہ ہوا بلکہ "وہن" میں مبتلا ہو گئے تو انہیں دوسری قوم کے مٹانے سے پہلے خود مٹ جانا چاہیئے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے بدنام کرنے والوں میں تو ان کا شمار نہ ہو اور مسلمان بھی اپنی نجات کا کوئی اور راستہ خود تلاش کرلیں۔

تصفیۂ حقوق

کسی قوم سے تصفیۂ حقوق کا مطالبہ کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مطالبہ کرنے والی قوم اپنا کوئی متفقہ مطالبہ یا ایسا مطالبہ جو اس قوم کی اکثریت نے منظور کیا ہو دوسری قوم کے سامنے پیش کرے تاکہ دوسری قوم بصورتِ انکار تصفیۂ حقوق کی ملزم قرار دی جائے۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی بے شمار جماعتیں ہیں اور ہر جماعت کے مطالبات الگ الگ ہیں پھر لطف یہ کہ ان میں سے کوئی ایک جماعت بھی ایسی نہیں ہے جو اپنے تئیں آٹھ کروڑ مسلمانوں کا نمائندہ نہ خیال کرتی ہو اور ہر دوسری جماعت کو ناحق پر خیال نہ کرتی ہو۔ اگرچہ جمعیۃ علماء ہند میں بھی عملی کمزوریاں ہیں لیکن اس معاملہ میں اس کا دامن بالکل پاک ہے اس نے ہر خیال کے مسلمانوں کو ہمیشہ ایک مرکز پر جمع کرنے کی سعی کی اور ہمیشہ ملک کی وقت پر صحیح رہنمائی کی جس کی زندہ مثال مجلس مشاورت دہلی ہمارے سامنے موجود ہے جبکہ جمعیۃ نے مسلمانوں کو اپنے مطالبات میں ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے اپنی تجویز اجلاس مرادآباد کے مطابق مسلم آل پارٹیز مسلم لیگ جناح، مسلم لیگ سر شفیع مجلس مرکزیہ خلافت وغیرہ تمام ذمہ دار جماعتوں کو دعوت نامے روانہ کئے تاکہ تمام جماعتوں کے نمائندے مسلمان قوم کی طرف سے کوئی متفقہ مطالبہ مرتب کرکے کانگریس کے سامنے پیش کریں اگر کانگریس بحث و مباحثہ کے بعد اسے قبول نہ کرے یا مسلمانوں کی اس نمائندہ جماعت کو مطمئن نہ کر سکے تو کانگریس سے قطع تعلق کر لیا جائے اور آزادیٔ ہند اور مسلم قوم کے تحفظِ حقوق کا کوئی اور راستہ اختیار کیا جائے لیکن جمعیۃ کی اس دعوت کو کسی جماعت نے درخورِ اعتنا نہ سمجھا ان حالات میں ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ دوسری قوم موردِ الزام کیسے قرار دی جاسکتی ہے کہ وہ تصفیۂ حقوق کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی متفقہ مطالبہ پر معاہدہ ہو جانے کی شکل میں مسلمانوں کے اس وہم کا کیا علاج ہے کہ آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ہندو قوم اس معاہدہ کو پورا نہ کرے گی بلکہ انگریز کو ہندوستان سے نکال کر ہندو راج قائم کرنے کا ایک فریب ہے جیسا کہ ہمارے بعض مشہور مدبران جرائد ایک جماعت کی ترجمانی میں تحریر فرما رہے ہیں اور اگر آپ نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر کوئی ایسی صورت پیدا ہی کرلی جو آپ کو مطمئن کر دے تو اگر یہی وہم اس حالت میں ہندو قوم میں ڈاکٹر منجے اور پنڈت مالویہ جیسوں نے پیدا کر دیا کہ مسلمان ہندوستان میں ہمیں ساتھ ملا کر انگریز کو یہاں سے نکال کر مسلم راج قائم کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہم نے پھر انگریز کو بلانا چاہا تو یہ افغانستان اور ایران کو دعوت دے کر تمام ایشیا کو یورپ کے مقابلہ میں کھڑا کر دیں گے اور ہمیں پیس کر رکھ دیں گے لہٰذا اس آزادی سے تو انگریزی ہی اچھا ہے تو پھر آپ کے پاس کیا جواب ہوگا سوائے آپ کا یہ وہم کسی حالت میں دور نہ ہو تو کم از کم یہ تو بتلایا جائے کہ کیا ہندو راج کے خوف سے انگریزی راج کی امداد کی جائے گی یا باہر سے کسی مسلمان حکومت کو بلایا جائے گا یا خود ہی تنہا اپنی طاقت سے ہندو اور انگریز دونوں طاقتوں کا مقابلہ کیا جاوے گا اور اس کا کیا پروگرام ہوگا بہرحال ہوگا کیا ظاہر کیا جائے تاکہ ہم غریب مسلمان آپکے اس مرتب کئے ہوئے پروگرام پر چلنے کی سعی کریں ورنہ اب تک تو ہمارے ان اختلافات کا لازمی نتیجہ جو معرضِ وجود میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان قوم ہمارے ان اختلافات سے بددل ہو کر سیاسیات سے بالکل الگ ہو رہی ہے۔

مجھے کامل امید ہے کہ ہر جماعت کے ذمہ دار حضرات میری ان دردمندانہ معروضات پر غور فرما کر اس کا کوئی تسلی بخش حل ضرور تجویز فرما دیں گے رفیق محترم ظفر علی خاں کی تجویز کے مطابق ذمہ دار ارکین جمعیۃ علماء ہند سے میری یہ مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ بلا خوف لومۃ لائم احکامِ اسلام کی لامحدود وسعت اور رواداری کو عمل میں لاکر اور عواقب و نتائج سے بے پروا ہو کر اٹھیں اور متوکلاً علی اللہ اپنے مقرر کردہ نصب العین مکمل آزادی کے لئے بہت جلد سول نافرمانی کا مکمل پروگرام مرتب کرکے اس پروگرام کے متعلق مسلمانانِ ہند کی صحیح رہنمائی فرمائیں تاکہ کانگریس سے اشتراکِ عمل کے باوجود قیادتِ غیر مسلم سے احتراز کی صورت بھی پیدا ہو جائے جو مسلم قوم کا مسلم مذہبی فریضہ ہے اور اسلام کی مذہبی اور تاریخی روایات کے مطابق دوسری قوموں کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ بھی اپنے ہاتھ میں لیکر ان کو مطمئن کر دیا جائے۔ تصفیۂ حقوق کی الجھنوں میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں مکمل آزادی کے لئے قربانی کرنا ہی تمام بیماریوں کا واحد علاج ہے جو قوم قربانی میں سب سے آگے ہوگی اسی کے ہاتھ میں فتح کا جھنڈا ہوگا وہی سو فیصدی حقوق کی مالک و محافظ ہوگی یہ یاد رکھیں کہ ہندوستان آزاد ہوگا اور ان شاء اللہ ضرور آزاد ہوگا آزادی کا جذبۂ قربانی کا جذبہ، اجنبی حکومت سے گلو خلاصی کا جذبہ اب تصفیۂ حقوق اور گول میز کانفرنس جیسی فریب کاریوں سے رک نہیں سکتا اور وہی قوم حقوق کی مالک اور محافظ ہوگی جو ان جذبات میں دوسری ہمسایہ قوموں سے آگے ہوگی۔

لہٰذا کلہ برادرانِ اسلام سے میری یہ دردمندانہ گزارش ہے کہ تحفظِ ناموسِ اسلام یعنی آزادیٔ ہند کے اہم فریضہ کی خاطر جمعیۃ علماء ہند کو مجبور کر دیں کہ وہ ایسے نازک اور بیکوہ وقت میں سول نافرمانی کا مکمل پروگرام مرتب کرکے مسلمانانِ ہند کی رہنمائی کرے اور اپنے فرائضِ مذہبی اور منصبی کو پوری طرح ادا کرے ورنہ مسلمانانِ ہند کی تباہی اور بربادی کی وہ عند اللہ جواب دہ ہوگی۔ (زمیندار)

گاندھی جی کے نام کھلا مکتوب

بعد تسلیم چند سطور آپ کے جدید طرزِ عمل کو سمجھنے کیلئے ہدیۂ خدمت ہیں جن کی ایک نقل بغرضِ اطلاع باشندگانِ ہند اخبارات کو بھی روانہ کر دی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ میرے ان شبہات کا ازالہ فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اکثر باشندگانِ ہند کو مطمئن فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ اور وہ شبہات یہ ہیں:۔

جبکہ انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے سالانہ اجلاس لاہور میں ڈومینین اسٹیٹس منظر کی وجہ سے اپنا کریڈ مکمل آزادی قرار دے کر گو دروازۂ مصالحت تو بند نہیں کیا لیکن اپنی طرف سے درخواستِ مصالحت کا دروازہ یقیناً بند کر دیا ہے تو اب کسی ذمہ دار رکن کانگریس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حکومت یا اس کے کسی ذمہ دار رکن کے سامنے ایسی شرائطِ مصالحت کا اقدام کرے جو ڈومینین اسٹیٹس یا اس سے کم درجہ کی ہوں۔ تا وقتیکہ خود کانگریس اپنے کریڈ یا اس کے حاصل کرنے کے طریق کار میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرے۔ ورنہ کانگریس ایک شخص کے ذاتی خواہشات پورا کرنے کا آلہ ہوگی۔ گو ایسا شخص کتنا ہی قابلِ اعتماد کیوں نہ ہو اور اصولاً کانگریس ملک کی نمائندہ جماعت کہلانے کی مستحق نہ ہوگی۔

بناءً علیٰ ہذا ہم آپ سے آپکے ہر قسم کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس کے کہ آپ مستحق ہیں اس امر کے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا آپ نے اپنے پیش کردہ رزولیوشن اجلاس لاہور کے خلاف لارڈ ارون کے سامنے گیارہ شرائطِ مصالحت کا اقدام فرما کر اصولاً کانگریس کے متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔ اگر یہ درست ہے تو آپ کے لئے یہ لازم ہے کہ کانگریس کے احترام میں فوراً ان شرائط کی واپسی کا اعلان فرما کر اپنی اس عظیم الشان غلطی کا اعتراف فرمائیں۔ اور اگر آپ کے خیال میں ملک کی کامیابی کا راز انہیں شرائط میں مضمر ہے، حالانکہ ایسا نہیں جس کا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے تو ایسی شرائط کا اقدام سے پہلے کانگریس کے کریڈ مکمل آزادی یا اس کے ذرائع حصول میں تبدیلی ضروری ہے۔ اور اگر کانگریس اس کے لئے تیار نہ ہو اور جیسا کہ ہونا چاہیئے تو اس جدید طرزِ عمل کے آپ جوابدہ ہیں۔ اور آپ کے لئے ان حالات میں دو راستوں میں سے صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ یا تو ان شرائط کی واپسی کا اعلان فرما کر ملک کو کانگریس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق سول نافرمانی کیلئے تیار کریں۔ یا کانگریس سے مستعفی ہو کر کانگریس کو میدانِ آزادی میں آگے بڑھنے کا موقع دیں۔

اس کی ایک نقل گاندھی جی کی خدمت میں بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئی ہے جسے ایک ہفتہ ہو چکا ہے لیکن اب تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

ناظم جمعیۃ علماء پنجاب۔ لدھیانہ

پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء قائم کرنے کی دعوت

جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید نمائندوں کا انتخاب

چونکہ جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس بمقام امروہہ ضلع مراد آباد ماہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ہونیوالا ہے۔ جس میں مسلمانوں کیلئے صحیح راہِ عمل کی اہم توقع ہے۔ نیز اس اجلاس میں جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید اراکین اور عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں لایا جائے گا۔ اسلئے عام مسلمانانِ پنجاب سے بالعموم اور علماء کرام و رہنمایانِ پنجاب سے بالخصوص پر زور درخواست ہے کہ بہت جلد پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء ضلع قائم فرما کر اپنے فرائضِ مذہبی اور منصبی کو ادا فرمائیں۔ اور جمعیۃ علماء صوبہ کیلئے ہر ضلع سے دو نمائندے منتخب فرما کر عہدہ داران اور نمائندگان کے اسماء گرامی سے بھی ناظم جمعیۃ علماء پنجاب کو یکم مارچ ۱۹۳۰ء تک مطلع فرما دیں۔ تاکہ یکم مارچ کو جمعیۃ مرکزیہ کیلئے نمائندگان کا انتخاب عمل میں لایا جا سکے۔ اگر آخر فروری تک اضلاع کی کمیٹیوں نے نمائندوں کا انتخاب نہیں کیا تو پھر اراکین عام کو طلب کرکے مرکزی جمعیۃ علماء ہند کیلئے تیس نمائندوں کا انتخاب کر دیا جائے گا۔ اور اگر وقت نے مساعدت نہ کی تو اراکین عام سے تحریری رائے کے ذریعہ انتخاب کی کارروائی کی جائیگی۔ بہرحال حسبِ ہدایت ناظم جمعیۃ علماء ہند مارچ کے پہلے ہفتے میں جمعیۃ علماء پنجاب کے نمائندوں کا انتخاب ضروری ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ آنریری ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

از دائرۃ العلماء لودھیانہ

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکۃ الآراء بیان

آج کی اشاعت میں ہم کسی اور سرخی کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر مفتی جمعیۃ علماء ہند کا وہ معرکۃ الآراء بیان شائع کر رہے ہیں ... [illegible]

[illegible]

وائیسرائے کو مجلس تحفظ ناموس شریعت کا اعلان جنگ

۳۱ مارچ کے بعد مسلمان سول نافرمانی کے لئے آزاد ہونگے

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو مخصوص اختیارات تفویض کر دیئے گئے

دہلی ۸ مارچ آج سہ پہر کو مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کا اجلاس دفتر جمعیۃ علماء ہند میں زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا کئی گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں :۔

وائیسرائے کو آخری پیغام

۱۔ مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ طے کرتا ہے کہ مجلس کی طرف سے ایک آخری مکتوب وائیسرائے کے نام بھیجدیا جائے۔ صدر صاحب اس مکتوب کا مضمون لکھیں جس میں ساردا ایکٹ سے مسلمانوں کی عام بیزاری اور ناراضی کے مظاہرات اور اتمام حجت کے مدارج کو واضح کر دیا جائے۔ اور بتادیا جائے کہ اگر ۳۱ مارچ تک یہ قانون منسوخ نہ کیا گیا تو یکم اپریل سے "مجلس تحفظ ناموس شریعت" اسلامی شریعت (پرسنل لاء) کی حفاظت کے لئے سول نافرمانی کی کوئی مؤثر صورت اختیار کرنے میں آزاد اور حق بجانب ہوگی۔

مجالس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا جلسہ

۲۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ سول نافرمانی کی مختلف صورتوں میں سے کوئی مؤثر صورت متعین کرنے کے لئے مجالس تحفظ ناموس شریعت کے ایک ایک نمائندے کو ۲۰ مارچ سے پہلے کی کوئی تاریخ معین کر کے مدعو کیا جائے۔ نیز ملک کی دیگر معتمد مسلم مجالس کے ایک ایک نمائندہ کو بھی بغرض مشورہ دعوت دی جائے اور اس اجتماع میں باہمی مشورہ سے قانون شکنی کی صورت معین کر کے اس کا اعلان کیا جائے۔

۲۵ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت

۳۔ اس مجلس کی رائے ہے کہ مجالس تحفظ ناموس شریعت کے ذریعے سے رضاکاروں کی بھرتی کا کام سرگرمی سے انجام دیا جائے۔ اور اپیل کی جائے کہ یکم اپریل سے پہلے کم از کم پچیس ہزار روپیہ مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے دفتر میں جمع ہو جائے تاکہ سول نافرمانی شروع ہونے پر مالی مشکلات کا سامنا نہ ہو۔

وفد کا دورہ اور دعوت عمل

۴۔ مجلس ہذا کی رائے ہے کہ آئندہ اس مہم کو سر انجام دینے کے لئے مرکزی مجلس کی طرف سے ایک وفد مناسب مقامات کا دورہ کرے اور زعماء مسلمین و مجالس کے ذمہ دار اشخاص کو پیغام عمل دے۔

صدر جمعیۃ کے اختیارات

۵۔ یہ جلسہ صدر کو اختیار دیتا ہے کہ اگر کوئی فوری ضرورت پیش آئے اور مجلس کو بلانے کا وقت نہ ہو تو وہ مجلس کے اصول معہودہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب کارروائی اپنے اختیار سے کریں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الزجر والاعلام للعلماء الاعلام على المنع عن التبليغ والاسلام

ذیل کا فاضلانہ مضمون مولانا خلیل احمد صاحب [illegible] عربی میں لکھا گیا ہے ہم مولانا کا مضمون بجنسہٖ درج کرتے ہیں [illegible] (ایڈیٹر)

ايها العلماء انكم لستم من العلماء الا ان تخشوا الله و [illegible] الى [illegible] عليكم و [illegible] على ما فرطتم في جنب الله وان كنتم لمن الساخرين - ويلزم من خشية الله العمل على احكامه وامتثال اوامره والاجتناب عن نواهيه - ومن اعظم اوامر الله متابعة رسوله المصطفى عليه الصلوات والبركات العلى وهو امر تبليغ الاحكام واحياء الاسلام بطريق ما بلغ الاحكام واحيى الاسلام رسوله صلى الله عليه وسلم وهو الوعظ والانذار باللسان - وهذا طريق جامع للانذار ومسنون من جميع الانبياء ومن سيد الابرار صلى الله عليهم بل هو مقصود من تحصيل علوم الدين والفراغ من تكميل الدرسيات لقوله تعالى لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم الاية - وانتم اتخذتم طريقا آخر من التدريس والتاليف وزعمتم انها التبليغ والتذكير حاشا وكلا - ليس هذا التبليغ وخدمة الدين بطريق سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم الطريقة المامورة من القرآن الوعظ والانذار بهذه الايات العشرة - فذكر انما انت مذكر - وذكر فان الذكرى تنفع المومنين - يا ايها المدثر قم فانذر - ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن - وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون - يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك الخ - ولتكن منكم امة يدعون الى الخير الخ - ومن قوم موسى امة يهدون بالحق وبه يعدلون - واذ اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه - ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى الخ - وغير ذالك من النصوص الكثيرة الدالة على وجوب التبليغ والوعظ والتذكير - ولهذا الامر كان النبي صلى الله عليه وسلم يبلغ ويعظ في العكاظة وذي المجاز من اسواق المدينة كما في البخاري - وصرفت عمره الشريف في الوعظ الى ثلثة وعشرين سنة - والآيات والاحاديث المتلوة جاءت في ذم العلماء السوء الكاتمين للعلم والتاركين للانذار والوعظ والمنهمكين في الهوى والمشترين الدين بالدنيا لا يامرون بالمعروف ولا ينهون عن المنكر [illegible] فكيف انتم ايها العلماء

[illegible]

[illegible] يوم يقوم الناس لرب العالمين - فاخشوا من غضب الله وعذابه لانه [illegible] والهدى الخ - نعوذ بالله من ذالك - وكيف لا يكون هذا كلام ان الله [illegible] والوعظ وخصكم بها فعليكم العمل على احكامه تعالى - والسلام

حرره خليل احمد البستوي تجاوز ربه عن ذنبه الخفي والجلي

گاندھی جی کے نام کھلا مکتوب

بعد تسلیم چند سطور آپ کے جدید طرز عمل کو سمجھنے کیلئے ہدیہ خدمت ہیں جس کی ایک نقل بغرض اطلاع باشندگان ہند اخبارات کو بھی روانہ کر دی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ میرے ان شبہات کا ازالہ فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اکثر باشندگان ہند کو مطمئن فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ اور وہ شبہات یہ ہیں :۔

جبکہ انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے سالانہ اجلاس لاہور میں ڈومینین سٹیٹس نہ ملنے کی وجہ سے اپنا کریڈ مکمل آزادی قرار دیکر گو دروازہ مصالحت تو بند نہیں کیا لیکن اپنی طرف سے درخواست مصالحت کا دروازہ یقیناً بند کر دیا ہے تو اب کسی ذمہ دار رکن کانگریس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حکومت یا اس کے کسی ذمہ دار رکن کے سامنے ایسی شرائط مصالحت کا اقدام کرے جو ڈومینین اسٹیٹس یا اس کے ہم درجہ کی ہوں۔ تاوقتیکہ خود کانگریس اپنے کریڈ یا اس کے حاصل کرنے کے طریق کار میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرے۔ ورنہ کانگریس ایک شخص کے ذاتی خواہشات پورا کرنے کا آلہ ہو گی۔ گو ایسا شخص کتنا ہی قابل اعتماد کیوں نہ ہو اور اصولاً کانگریس ملک کی نمائندہ جماعت کہلانے کی مستحق نہ ہو گی۔

بنا بریں ہذا ہم آپ کے ہر قسم کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس کے کہ آپ مستحق ہیں اس امر کے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا آپ نے اپنے پیش کردہ رزولیوشن اجلاس لاہور کے خلاف لارڈ ارون کے سامنے گیارہ شرائط مصالحت کا اقدام فرما کر اصولاً کانگریس کے متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔ اگر یہ درست ہے تو آپ کے لئے یہ لازم ہے کہ کانگریس کے احترام میں فوراً ان شرائط کی واپسی کا اعلان فرما کر اپنی اس عظیم الشان غلطی کا اعتراف فرمائیں۔ اور اگر آپ کے خیال میں ملک کی کامیابی کا راز انہیں شرائط میں مضمر ہے حالانکہ ایسا نہیں جس کا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے تو ایسی شرائط کا اقدام سے پہلے کانگریس کے کریڈ مکمل آزادی یا اس کے ذرائع حصول میں تبدیلی ضروری ہے۔ اور اگر کانگریس اس کے لئے تیار نہ ہو اور نہ اسے ہونا چاہئے تو اس جدید طرز عمل کے آپ جو یدہ ہیں۔ اور آپ کے لئے ان حالات میں دو راستوں میں سے صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ یا تو ان شرائط کی واپسی کا اعلان فرما کر ملک کو کانگریس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق سول نافرمانی کیلئے تیار کریں۔ یا کانگریس سے مستعفی ہو کر کانگریس کو میدان آزادی میں آگے بڑھنے کا موقعہ دیں۔

اس کی ایک نقل گاندھی جی کی خدمت میں بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئی ہے جسے ایک ہفتہ ہو چکا ہے لیکن اب تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

ناظم جمعیۃ علماء پنجاب۔ لدھیانہ

لودھیانہ

جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کے مطابق ساردا ایکٹ کی مخالفت میں آج مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء کو رضا کاروں کی ایک زبردست جماعت نے سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ تمام شہر میں گشت لگایا اور جامع مسجد میں جمعہ پڑھا اور اس کے بعد جلسہ کر کے جلوس نکالنے کا زبردست اعلان کیا جس کا خوش کن اثر یہ ہوا کہ ہزارہا لوگ پٹیالی باغ میں جمع ہو گئے۔ رئیس محترم مفتی محمد نعیم صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی نماز کے بعد مفتی صاحب ممدوح کی زیر صدارت ساردا ایکٹ کے خلاف ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس میں ہزارہا مسلمانوں کے علاوہ کافی تعداد میں برادران وطن بھی شریک تھے۔ منشی نذیر احمد کی تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب صدر نے ایک زبردست بصیرت افروز تقریر شروع فرمائی جو تقریباً ۲ گھنٹہ تک جاری رہی جس میں آپ نے مسلم رضا کاروں کی انتہائی وفاداری اور علماء سے انتہائی عقیدت ہونا اور جمعیۃ کے فرائض ساردا ایکٹ اور مسودہ انسداد ذبیحہ گاؤ وغیرہ اور سندھ کی مسجدوں کا خرید کر منہدم کر دینا بیان فرمایا۔

اور آخر میں آپ نے شریعت مقدس کی حفاظت کے لئے ایسی پر زور زبردست اپیل فرمائی کہ تمام لوگ زار زار رو دیئے۔ اور ہزارہا مسلمانوں نے بیک زبان متفق اللفظ ہو کر بر خلاف شریعت قانون کو جمعیۃ کے جاری کردہ احکام کے ماتحت توڑنے کا عہد کیا اور سب نے اپنی رضا کارانہ خدمات پیش فرمائیں۔

مگر عہد نامہ کے فارم نہ ہونے کی وجہ ایک سو سے زیادہ رضا کار باقاعدہ بھرتی نہیں کئے جا سکے۔

جناب صدر کی درخواست پر جناب مولوی عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ عزیزیہ نے بعد مختصر تقریر کے بعد جمعیۃ کی شائع کردہ قرار داد پیش فرمائی۔ جو سید حسین شاہ صاحب کی مختصر لیکن جامع تائیدی تقریر سے بالاتفاق پاس ہوئی۔ اس کے بعد صدر کی طرف سے دو اور قرار دادیں جن میں بصورت عدم تنسیخ ساردا ایکٹ سول نافرمانی اور انسداد ذبیحہ و قربانی گاؤ کے خلاف احتجاج کا اظہار کیا گیا تھا۔ پیش ہو کر پاس ہوئیں ایک اور قرار داد منظور کی گئی جس میں ساردا ایکٹ کے سلسلے میں جمعیۃ العلماء ہند کی جلیل القدر خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

دہلی کے ایک جید عالم کا انتقال

علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت قلق و افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ دہلی کے ایک مشہور عالم حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب جو مولانا محمد حسین صاحب فقیر کے بڑے صاحبزادے اور مولانا عبدالرحمٰن مرحوم کے بڑے بھائی تھے ۶ اور ۷ مارچ کی درمیانی شب میں اس عالم فانی سے عالم عقبیٰ کی جانب رحلت فرما گئے۔

مولانا مرحوم کی تقریباً ۷۵ سال کی عمر ہوئی۔ رمضان کے آخر عشرے میں وعظ سے فارغ ہونے کے بعد موصوف پر فالج کا اثر ہوا۔ چند روز تک مختلف اطباء کے زیر علاج رہے درمیان میں تخفیف کے آثار ظاہر ہو گئے تھے لیکن ۴ مارچ کو مرض دفعتہً بڑھ گیا۔ اور آخر مولانا اس مرض سے جانبر نہ ہو سکے۔

مولانا مرحوم اکابر کے دیکھنے والوں میں سے تھے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاگرد تھے۔

ایک عرصے تک مدرسہ حسینیہ میں درس دیتے رہے کئی بار قرآن شریف کا ترجمہ بھی بیان کر چکے تھے۔

اب آخر عمر میں مسجد حقیت فروشان واقع چوڑیوالان میں صبح کی نماز کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دیا کرتے تھے۔ اور ہر دوشنبہ کو اپنے مکان میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ بہت ضعیف ہو گئے تھے لیکن وعظ کا سلسلہ برابر جاری تھا۔

بزرگی تقوی اور زہد کی حیثیت میں اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بقدم تھے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(نامہ نگار)

---

۹ جنوری ۱۹۳۰ء — ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء

انجمن خدام الدین لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی ہفت سالہ خدمات کی فہرست اسقدر طویل ہے کہ ہم اسے ان کالموں میں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے مسلمانان ہند سے اس انجمن کا تعارف کرانے کے لئے غالباً یہی عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ اشاعت قرآن کا اہم ترین کام اس انجمن نے اپنے ذمہ لے کر اس خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا ہے کہ مولانا احمد علی شیخ ناظم انجمن کے لئے بے ساختہ دل سے دعا خیر نکلتی ہے ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عربی کے فارغ التحصیل طلباء کو مخصوص اوقات میں بالالتزام تفسیر کا درس دینا اور ان میں قرآن کے حقائق و معارف کے سمجھنے کی استعداد پیدا کرنا۔ ایک نہایت عظیم الشان خدمت ہے پھر یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ تبلیغ تعلیم اصلاح رسوم اور بہت سے ایسے مفید کام ہیں جنہیں یہ انجمن نہایت خاموشی کیساتھ کر رہی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان حتی الامکان ہر قسم کی امداد اس انجمن کو پہنچائیں اور اس کے مالیہ کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے دائرہ عمل کو اور زیادہ وسیع رکھے ناظم انجمن کی طرف سے ایک ضمیمہ اشاعت ہذا میں شائع ہو رہا ہے جس سے قارئین کرام کو تفصیلی حالات معلوم ہو سکیں گے اور جس کو پڑھنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ایک خالص اصلاحی خدمت کے لئے آمادہ پائیں گے۔

وائسرائے کے نام گاندھی جی کا مکتوب

ہندوستان کی مفلسی اور برطانیہ کی غارتگری کا دردناک افسانہ

۱۱ مارچ کو آزادی کی مہم کا آغاز

احمد آباد ۲ مارچ - مہاتما گاندھی کے وائسرائے کے نام مکتوب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

عزیز دوست !

سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے اور اس خطرہ میں کودنے سے پیشتر جس سے میں گزشتہ سالوں بچتا رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے مصالحت کے متعلق گفتگو کروں ، میرا ذاتی عقیدہ بالکل واضح ہے ، میں کسی جاندار چیز کو جان بوجھ کر ایذا نہیں پہنچا سکتا ، اس لئے بنی نوع انسان کو [illegible] کی بابت تو غور کرنا بھی عبث ہے ، خواہ وہ میرے اور میرے [illegible] کے درپے آزار ہی کیوں نہ ہوں - گو میں حکومت برطانیہ کو ایک لعنت خیال کرتا ہوں لیکن میرا ارادہ کسی ایک انگریز کو نقصان پہنچانے کا نہیں ہے ، نہ میں ہندوستان میں اس کے جائز مفاد کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں [illegible] ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت کو ایک لعنت سمجھتا ہوں ، مگر میں عام طور پر انگریزوں کو دنیا کے دوسرے لوگوں سے بدتر نہیں سمجھتا ، مجھے فخر حاصل ہے کہ بہت سے انگریز میرے عزیز ترین دوست ہیں ، بلکہ حکومت برطانیہ کی برائی کے متعلق میری بہت سی معلومات ان دلیر انگریزوں کی تحریروں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے ، جو اس حکومت کے متعلق ناگوار حقیقت کا اظہار کرنے سے دریغ نہیں کرتے -

حکومت برطانیہ کیوں لعنت ہے ؟

میں حکومت برطانیہ کو لعنت کیوں سمجھتا ہوں ؟ اس لئے کہ اس حکومت نے کروڑوں بیکسوں کو [illegible] افلاس تک پہنچانے کے لئے [illegible] فوج اور سول کے اخراجات [illegible] نہیں لا سکتا [illegible] ، اس نے ہمیں سیاسی طور پر غلامی کے درجہ پر پہنچا دیا ہے ، اس نے ہماری تہذیب کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے ، اور اسلحہ چھیننے کی حکمت عملی پر کاربند ہو کر ہماری روحانی طاقت چھین لی ہے [illegible] روحانی طور پر ذلیل کر دیا ہے [illegible] بے کسی کے درجہ تک پہنچا دیا گیا ہے -

گول میز کانفرنس کی وضاحت ضروری ہے

اپنے دوسرے ہم وطنوں کی طرح مجھے بھی اس امید پر بھروسہ تھا کہ مجوزہ گول میز کانفرنس میں صورت حالات کا حل ہو جائے گا ، لیکن جب آپ نے صاف طور پر بتا دیا کہ آپ کسی طریقہ سے [illegible] کی حمایت کرنے کا وعدہ نہیں کرسکتے تو گول میز کانفرنس اس مسئلہ کا کوئی حل پیش نہیں کر سکتی [illegible] والے دانستہ اور کروڑوں بے زبان نادانستہ طور پر [illegible] پارلیمنٹ کے فیصلے کے پیش بینی کا کوئی سوال درمیان میں آتا [illegible] کی نظیریں موجود ہیں جن میں [illegible] کا پہلے سے وعدہ کر دیا ہے -

آزادی اور درجۂ مستعمرات واحد چیز ہیں

چونکہ دہلی کی ملاقات سے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا تھا اس لئے پنڈت موتی لال نہرو اور میرے لئے کوئی اور چارہ کار نہ تھا کہ کانگریس کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھائیں [illegible] اجلاس کلکتہ میں منظور کی گئی تھی [illegible] باعث نہیں [illegible] اعلان میں قابل قبول [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] -

حکومت کا ارادہ درجۂ مستعمرات دینا بھی نہیں

لیکن جس بات کا مجھے خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کو مستقبل قریب میں اس قسم کا درجۂ مستعمرات دینے کا ارادہ ہی نہیں ، لیکن اب یہ سب کچھ تاریخ کا جزو ہے [illegible] واقعات [illegible] طرح سے [illegible] ہے کہ برطانیہ کی حکمت عملی [illegible] ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلقات [illegible] جو برطانیہ ہندوستان سے کاروباری تعلقات کے متعلق [illegible] ہندوستان [illegible] اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ خون [illegible] -

وزیر مالیات کی حکمت عملی

وزیر مالیات ایک شلنگ چھ پنس کے تناسب کو ایک فیصلہ شدہ حقیقت [illegible] ہندوستان کو [illegible] نقصان اٹھانا پڑتا ہے [illegible] فیصلہ شدہ ثابت کرنے کے [illegible] کی جا رہی ہے تو [illegible] زمینداروں کی [illegible] امن کا مکمل [illegible] -

وہ لوگ جو قوم پر کام کرتے ہیں اس بات کو نہ سمجھیں اور اپنے پیش نظر مقصد کو [illegible] اس بات کا خطرہ ہے کہ آزادی [illegible] تبدیل شدہ حالت میں پہنچے [illegible] بے زبان [illegible] آزادی کے اصلی معنی کیا ہونے چاہئیں -

حکومت کے مظالم کی تفصیل

میں اس کے متعلق آپ کے سامنے بعض اہم امور پیش کرتا ہوں :- آزاد ہندوستان میں آمدنی کے مالیہ کی بہت زیادہ [illegible] کل آمدنی کا بہت بڑا حصہ ہے [illegible] میں مستقل بندوبست بھی [illegible] زیادہ [illegible] ایک [illegible] طرح [illegible] تبدیلی [illegible] مالیہ کے [illegible] کو حاصل ہو [illegible] کا مقصد [illegible] تباہ کر دی جائے -

نمک کا محصول

نمک کی طرح بھی [illegible] استعمال رعیت کی زندگی کے لئے ضروری ہے [illegible] اس قدر [illegible] ہے [illegible] جو انفرادی اور اجتماعی دونوں [illegible] ہی ایک [illegible] زیادہ استعمال کرتا ہے [illegible] بوجھ اور بھی [illegible] معلوم ہوتا ہے -

شراب کے محصول کا اثر

شراب وغیرہ کا مالیہ بھی زیادہ تر غریبوں ہی سے حاصل کیا جاتا ہے - یہ ان کی صحت اور اخلاق دونوں کے لئے تباہ کن ہے - اور اس کی انفرادی آزادی کے جھوٹے عذر کے ماتحت حمایت کی جاتی ہے لیکن حقیقت میں اس کا مطلب اپنا فائدہ ہے -

۱۹۱۹ء کی اصلاحات کا مسودہ تیار کرنے والوں نے کمال کیا کہ اس مالیہ کو حکومت دو عملی کے ذمہ دار شعبے کے ماتحت کر دیا - تاکہ امتناع مسکرات کے منافع کے لئے وہی ذمہ دار ہو - اور اگر اس کو ہٹانے کی کوشش بھی کی جائے تو کوئی اثر نہ ہو کیونکہ موجودہ صورت میں وزیر متعلقہ بالکل بے بس ہے - اگر وہ اسے دور کرنا چاہے تو اسے تعلیم کے مفاد کو قربان کرنا پڑے گا کیونکہ اس کو پورا کرنے کے لئے اور کوئی ذریعہ نہیں - ایک طرف تو غریبوں کو محصولات کا بوجھ تباہ کر رہا ہے - دوسری طرف ملک کی ضروری صنعت (ہاتھ سے کاتنا) کی روک ٹوک نے دولت پیدا کرنے کے ذرائع مسدود کر دیے ہیں - ہندوستان کی تباہی کی داستان مکمل نہیں ہو سکتی اگر ان ذمہ داریوں کا ذکر نہ کیا جائے جو ہندوستان کے نام پر اٹھائی جاتی ہیں - ان کی بابت اخبارات میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے آزاد ہندوستان کا یہ فرض ہوگا کہ ایسی تمام ذمہ داریوں کے متعلق تحقیقاتیں کی جائیں - اور غیر متعصبانہ طور پر فیصلہ کرنے پر جو نامناسب اور ناحق قرار پائیں - ان کا ازالہ کیا جائے -

وائسرائے اور وزیراعظم کی تنخواہوں کا مقابلہ

ان سب باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ غیر ملکی نظام کو قائم رکھا جائے جس پر دنیا کی تمام حکومتوں سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے - آپ اپنی ہی مثال لیجئے - آپ کی تنخواہ اکیس ہزار روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے - علاوہ بہت سی دوسری آمدنیوں کے اور برطانیہ کے وزیراعظم کو پانچ ہزار پونڈ سالانہ یعنی پانچ ہزار چار سو روپے ماہوار سے کچھ زیادہ ملتے ہیں تبادلہ کے موجودہ نرخ کے مطابق آپ ہندوستان کی اوسط آمدنی دو آنے یومیہ کے مقابلے میں سات سو روپے روزانہ لے رہے ہیں - وزیراعظم برطانیہ اوسط آمدنی کے دو روپے یومیہ کے مقابلے میں ایک سو اسی روپے روزانہ لیتے ہیں - پس آپ ہندوستان کی اوسط آمدنی سے پانچ ہزار گنا سے زیادہ لیتے ہیں - برطانیہ کے وزیراعظم برطانیہ کی اوسط آمدنی سے صرف نوے گنا زیادہ لے رہے ہیں -

مقصود نظام کے نقائص کا اظہار

میں آپ سے بہ ادب درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں - میں نے صرف ایک تکلیف دہ حقیقت کے اظہار کے لئے آپ کی ذات کی مثال دی ہے ، تاکہ معاملہ اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے - ورنہ میرے دل میں آپ کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ میں آپ کی دل شکنی گوارا نہیں کر سکتا - مجھے معلوم ہے کہ آپ کو اس تنخواہ کی جو آپ حاصل کر رہے ہیں چنداں ضرورت نہیں - غالباً آپ کی تنخواہ تمام تر خیرات کے کاموں میں صرف ہوتی ہے - لیکن وہ سسٹم جس کے ماتحت جو انتظامات عمل میں آئے ہیں - اس قابل ہے کہ اسے فی الفور مٹا دیا جائے - وائسرائے کی تنخواہ کی طرح ہی عام نظام حکومت کے دیگر اخراجات ہیں - اس لئے مالیہ میں نمایاں تخفیف کرنا نظام حکومت کے اخراجات میں تخفیف پر مبنی ہے - اور اس کا مطلب ہے حکومت کی

تبدیلی اور یہ تبدیلی آزادی کے بغیر ناممکن ہے اسی لئے ۲۶ جنوری کے مظاہروں میں ہزاروں دیہاتی خود بخود شریک ہوئے - کیونکہ ان کے نزدیک آزادی کے معنی ناقابل برداشت بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے -

ہندوستان کو موت سے بچانے کی ضرورت

میرا خیال ہے - برطانیہ کی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں میں سے ایک بھی ہندوستان کی لوٹ کو ہاتھ سے دینے کے لئے تیار نہیں ، جو برطانیہ ہندوستانی رائے عامہ کی متفقہ مخالفت کے باوجود روز بروز جاری ہے - تاہم اگر ہندوستان کو من حیث القوم زندہ رہنا ہے ، اگر اس کے لوگوں کو افلاس کی تدریجی موت سے بچانا ہے تو فوری علاج کی ضرورت ہے اس کا علاج مجوزہ گول میز کانفرنس یقینی ہے یہ دلائل کے ذریعے سے یقین دلانے والا معاملہ نہیں ، برطانیہ عظمیٰ اپنی ہندوستانی تجارت اور اپنے مفاد کے تحفظ کے لئے اپنی تمام تر طاقت صرف کر دیگی - اس لئے ہندوستان بھی کافی طاقت استعمال کرے گا ، تاکہ موت کے منہ سے بچ سکے -

تشدد پسند جماعت

یہ مشترکہ معاملہ ہے خواہ ہندوستان کتنا ہی غیر منظم اور غیر اہم ہو - تشدد پسند جماعت اپنے پاؤں جما رہی ہے - اور اس کا اثر محسوس کیا جا رہا ہے اور اس کا مقصد بھی وہی ہے جو میرا ہے - لیکن میرا یقین یہ ہے کہ یہ جماعت کروڑوں بے زبان انسانوں کے لئے راحت مہیا نہیں کر سکتی اور میرے اس یقین کو روز بروز تقویت پہنچ رہی ہے کہ محض عدم تشدد ہی حکومت برطانیہ کے منظم تشدد کی روک تھام کر سکتا ہے -

عدم تشدد کا عقیدہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عدم تشدد ایک عملی طاقت نہیں ہے میرا تجربہ اگرچہ محدود ہے ظاہر کرتا ہے کہ عدم تشدد سے بے انتہا عملی قوت کا مظاہرہ ہو سکتا ہے - میری تجویز یہ ہے کہ میں اس عدم تشدد کی قوت کو حکومت برطانیہ کے منظم تشدد اور تشدد پسندوں کی بڑھتی ہوئی جماعت کے غیر منظم تشدد کے مقابلہ میں لاؤں - خاموشی سے بیٹھنا ان دونوں طاقتوں کو کھلا چھوڑنا ہے - چونکہ میں عدم تشدد کے فوائد پر پورا یقین رکھتا ہوں اس لئے مزید انتظار گناہ ہے - اس عدم تشدد کا اظہار سول نافرمانی کی صورت میں کیا جائے گا جو فی الحال ستیاگرہ آشرم کے رہنے والوں تک محدود ہوگی ، لیکن بعد میں تمام لوگ جو اس میں شامل ہونا چاہیں گے شامل ہو جائیں گے -

خطرے کے بغیر کامیابی ناممکن ہے

میں جانتا ہوں کہ عدم تشدد کی مہم شروع کرنے کو بجا طور پر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا کہا جائے گا - لیکن سچ کی فتح خطرہ برداشت کئے بغیر کبھی نہیں ہوئی - اور بعض اوقات تو نہایت شدید خطرہ برداشت کرنا پڑتا ہے - ایک ایسی قوم کو تبدیل کرنا جو دوسری قوم پر دانستہ یا نادانستہ طور پر مسلط ہو - اور جو اس سے تعداد میں بہت زیادہ قدامت میں زیادہ پرانی اور تہذیب میں اس سے کم نہیں ہے - خطرے کا موجب ہونا ہی چاہئے - میں نے جان بوجھ کر لفظ تبدیل کرنا استعمال کیا ہے - کیونکہ میری خاص یہی خواہش ہے کہ برطانیہ کے لوگوں کو عدم تشدد کے ذریعے سے تبدیل کیا جائے اور تب انہیں دکھایا جائے کہ انہوں نے ہندوستان کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے -

میں انگریزوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں

میں انگریزوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا بلکہ میں ان کی خدمت بھی اسی طرح کرنا چاہتا ہوں جس طرح اپنے ملک کے باشندوں کی کرنا چاہتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میں ہمیشہ انگریزوں کی خدمت کرتا رہا ہوں ۱۹۱۹ء تک میں نے ان کی اندھا دھند خدمت کی لیکن جب میری آنکھیں کھلیں تو میں نے عدم تعاون شروع کیا - اور یہ بھی انہیں کی خدمت تھی میں نے ان کے خلاف بھی وہی حربہ استعمال کیا جو میں نے اپنے کنبہ کے عزیز ترین اشخاص کے خلاف کیا تھا - اگرچہ مجھے آپ لوگوں سے بھی وہی محبت ہے جو اپنے لوگوں سے ہے تو یہ زیادہ عرصہ تک پوشیدہ نہیں رہے گی ، وہ لوگ بھی اس کا اعتراف اسی طرح کریں گے - جس طرح میرے کنبہ کے ارکان نے کئی سال تک میرا تجربہ کرنے کے بعد کیا - اگر لوگوں نے میرا ساتھ دیا - اور مجھے امید ہے کہ وہ میرا ساتھ دیں گے تو وہ جو تکالیف برداشت کریں گے اگر اس برطانیہ نے صحیح راستہ اختیار نہ کیا تو ان سے سخت ترین پتھر کا دل بھی موم ہو جائے گا -

خرابیوں کا ازالہ

سول نافرمانی کے ذریعے سے جو تجویز میں نے پیش کی ہے اس سے ان خرابیوں کا مقابلہ کیا جائے گا جن کی مثال میں نے اوپر دی ہے - ہم انہیں خرابیوں کی وجہ سے برطانی تعلق قطع کرنے پر مجبور ہونگے - اگر یہ دور کر دی گئیں ، تو راستہ صاف ہو جائے گا - اس وقت دوستانہ مفاہمت کا راستہ کھل جائے گا - اگر ہندوستان میں برطانی تجارت طمع اور لالچ سے پاک ہو گئی ، تو آپ کو ہماری آزادی تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا - اس لئے میں آپ کو مؤدبانہ دعوت دیتا ہوں کہ ان خرابیوں کو فی الفور دور کر دیں - اور اس طرح مساوی حیثیت رکھنے والی دو ایسی اقوام کے درمیان ایک اصلی کانفرنس کا راستہ کھول دیں - جو باہمی میل جول اور باہمی امداد کے ذریعے سے بنی نوع انسان کی مشترکہ بہبودی کو ترقی دینے اور ایسی تجارت کا راستہ کھولنے میں جو دونوں کے لئے فائدہ بخش ہو - مساوی دلچسپی رکھتی ہوں -

فرقہ وار مسائل کا بہانہ

آپ نے بلاوجہ فرقہ وار مسائل پر جو بدقسمتی سے اس ملک پر نازل ہیں زور دیا ہے - اگرچہ حکومت کی کسی سکیم پر غور کرنے کیلئے یہ بلا شک ضروری ہیں ، لیکن وہ زیادہ اہم مسائل کے ساتھ جو اقوام کے دائرے سے بالاتر ہیں

کوئی اثر نہیں رکھتے کیونکہ وہ سب پر اثر پذیر ہیں -

۱۱ مارچ کو مہم شروع ہو جائے گی

لیکن اگر آپ ان خرابیوں کو دور کرنے کا کوئی راستہ نہیں پاتے - اور میرا مکتوب آپ کے دل پر کوئی اثر نہیں کرتا تو میں اس مہینہ کی گیارہ تاریخ کو آشرم کے ایسے رفقائے کار کو جو قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے کو تیار ہوں ، ساتھ لیکر روانہ ہو پڑوں گا - میں اس محصول کو غربا کے نقطۂ خیال سے سب سے زیادہ بے انصافی خیال کرتا ہوں - کیونکہ تحریک آزادی بھی ملک کے مفلس ترین طبقہ کے لئے لازمی طور پر مخصوص ہے - آغاز اس خرابی کے تدارک سے کیا جائے گا - تعجب ہے کہ ہم نے اسقدر عرصہ تک اس ظالمانہ اجارے کے سامنے سر تسلیم خم کئے رکھا -

میری گرفتاری پر مہم جاری رہیگی

میں جانتا ہوں کہ آپ میرے اس ارادہ کو توڑنے کیلئے مجھے گرفتار کر سکتے ہیں - لیکن میں امید کرتا ہوں کہ کروڑوں انسان ایسے ہیں جو میرے بعد اس کام کو منظم طریقہ پر جاری رکھنے کیلئے تیار ہونگے - اور قانون نمک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہ ایسے قانون کی تمام تعزیرات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں گے جنہیں کتاب قانون کو ہرگز بدنما نہیں کرنا چاہئے تھا -

مفاہمت پر آمادگی

جہاں تک ممکن ہے میں آپ کو غیر ضروری بلکہ کسی قسم کی پریشانی میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا - اگر آپ دیکھتے ہیں کہ میرے مکتوب میں کوئی جان ہے اور اگر آپ میرے ساتھ بحث کرنے کے خواہاں ہیں اور اس غرض کے لئے آپ چاہتے ہیں کہ میں اس مکتوب کی اشاعت کو ملتوی کر دوں تو اس کے پہنچنے کے بعد آپ فوراً بذریعہ برقی پیغام مجھے اطلاع دیں - میں خوشی سے رک جاؤں گا - لیکن اگر آپ اس مکتوب کے مضمون کی تائید نہیں کر سکتے تو براہ مہربانی مجھے اپنے راستے سے نہ روکیں - اس مکتوب سے دھمکی دینا ہرگز مقصود نہیں - بلکہ یہ ایک مستقل مزاج اور مستعد سول نافرمانی کرنے والے کا ایک سادہ اور مقدس فرض ہے - اسی لئے میں ایک نوجوان انگریز دوست جو ہندوستان کے مطالبہ پر اعتقاد اور عدم تشدد پر کامل یقین رکھتا ہے اسے خاص طور پر آپ کے حوالے کرنے کے لئے بھیجتا ہوں - خدا جانے اس نے کس طرح اس کو اسی مقصد کے لئے میرے پاس بھیجا ہے -

میں ہوں آپ کا صادق دوست

ایم - کے گاندھی

وائسرائے کا جواب

نئی دہلی ، ۷ مارچ - وائسرائے کی طرف سے مہاتما گاندھی کے پیغام کا جو جواب دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے -

"پیارے مسٹر گاندھی"

ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند آپ کی ۲ مارچ کی چٹھی کی رسید وانہ کرتے ہیں اور انہیں اس بات کے علم سے افسوس ہوا ہے کہ آپ ایسی کار روائی کرنے کا خیال رکھتے ہیں جس کا نتیجہ قانون اور امن عامہ کی بین خلاف ورزی کا [illegible]

آپ کا صادق (دستخط) جی کنگھم :- پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے ہند

۱۲ مارچ کو تمام ہندوستان میں مظاہرے

الہ آباد ۷ مارچ - پنڈت جواہر لال نہرو نے اخبارات کے نام مندرجہ ذیل پیغام ارسال کیا ہے :-

"بارہ مارچ کے دن مہاتما گاندھی ستیہ گرہ شروع کر دیں گے اور جنگ آزادی کا آغاز ہو جائے گا - اس تاریخ کے روز مادر ہند کے کروڑوں فرزندوں اور دختروں کی نگاہیں مہاتما جی اور ان کے بہادر ہمراہیوں پر لگی ہوں گی - اور ان لوگوں کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اس روز اس عظیم الشان دن کو منانے کیلئے ملک بھر میں جلسے اور موزوں مظاہرے کئے جائیں اور مکمل آزادی کا جو عہد ہم نے ۲۶ جنوری کو کیا تھا - اس کو دہرایا جائے اور آزادی کے سپاہیوں کی کامیابی کے لئے دعا مانگی جائے - مجھے خاص طور پر امید ہے کہ اس روز ہر جگہ ستیہ گرہ کیلئے رضاکار بھرتی کئے جائیں گے -

گاندھی جی کی سول نافرمانی کا پروگرام

احمد آباد ۷ مارچ معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے ستیہ گرہی دستہ کو ۱۲ مارچ کو نکلنے [illegible] ۱۲ مارچ مقرر کی ہے یہ قافلہ گاندھی جی کے زیر قیادت روانہ ہوگا - وہ ضلع کیرا کے بلیات میں سے گذرے گا - اور پھر ضلع بھڑوچ میں داخل ہو جائے گا - وہاں سے وہ ضلع سورت کو روانہ ہو جائیں گے اور جلال پور تعلقہ میں داخل ہو جائیں گے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقام ان کی منزل مقصود ہے اس سفر کے دوران میں یہ قافلہ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ٹھہرے گا - اور گاندھی جی دیہاتوں کو اس جنگ کے مقاصد سمجھائیں گے - اور پروپیگنڈا کا کام کریں گے امید کی جاتی ہے کہ ۲۰ روز میں پہنچ جائیں گے پھر ساحل سمندر پر کوئی جگہ نمک بنانے کے لئے منتخب کر لی جائے گی اس بات کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا کہ مہاتما جی نمک بنانے کیلئے ساحل بحر کا کونسا مقام منتخب کریں گے -

بمبئی کے ہڑتالیوں کی سول نافرمانی

بمبئی ۷ مارچ - آج صبح ہڑتالیوں کے ایک جلسہ میں مسٹر ردھیکار نے لوگوں سے کہا کہ وہ بھی ۱۲ تاریخ سے جب مہاتما گاندھی ستیہ گرہ شروع کریں تو وہ بھی ستیہ گرہ شروع کر دیں -

پچاس ہزار روپیہ کا عطیہ

دھولان ، ۷ مارچ - شری سیٹھ منی لال کوٹھاری کو ایک محب وطن [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۸ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ

وائسرائے ہند کو آخری پیغام

(از حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند)

یور ایکسیلنسی۔

ساردا ایکٹ کا قوانین اسلامیہ کے خلاف ہونا اور اس کے نفاذ سے مذہبی مداخلت کا متحقق ہونا میں اپنے پہلے مکتوب مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۹ء میں جناب پر واضح کر چکا ہوں ۔ مولانا محمد علی رئیس مسلم وفد نے اپنے ایڈریس میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ۔ آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ ، ایچ غزنوی نے تقریباً ستر علماء اسلام کا دستخطی فتویٰ ستمبر ۱۹۲۹ء میں اسی پہلو کو روشن کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ ہندوستان کے تمام سنی و شیعہ علمی مرکزوں نے اس کو خلاف شریعت قرار دیا اور حکومت کو اپنے رزولیوشنوں اور جلسوں کی روئدادوں کے ذریعہ سے مطلع کیا کہ تمام علماء اسلام اور تمام ملت اسلامیہ اس ایکٹ کو مذہب کے خلاف اور اس کے نفاذ کو مذہبی مداخلت سمجھتی ہے مسلم ارکان اسمبلی کی اکثریت نے تحریری بیانوں کے ذریعہ سے حکومت کو بتلایا کہ یہ ایکٹ خلاف شریعت اسلامیہ ہے ۔ اسلامی اخبارات نے اس کے خلاف پرزور مضامین لکھے ۔ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے اظہار ناراضی کے لئے مکمل ہڑتال کی ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء کو تمام صوبوں میں عظیم الشان احتجاجی جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے ۔ ہندوستان کے ہر گوشہ سے آپ کی خدمت میں اس مضمون کے تار ، خطوط ، رزولیوشن جلسوں کی روئدادیں بھیجی گئیں کہ مسلمانوں کے تمام طبقات اس قانون کو شریعت کے خلاف اور اس کے نفاذ کو مذہبی مداخلت سمجھتے ہیں اور وہ ہرگز اسے تسلیم نہ کریں گے اور اگر انہیں مستثنیٰ نہ کیا گیا تو وہ اپنے مذہب کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہونگے ۔ مگر ان تمام مظاہرات اور احتجاجات کے باوجود آپ کی حکومت نے اس مذہبی مداخلت کو روکنے کیلئے کوئی کارروائی نہ کی ۔ اسکے برخلاف مسلم ارکان اسمبلی کی اکثریت کے احتجاج اور علماء اسلام کے فتوے کے باوجود سرکاری ارکان اسمبلی نے اس کے موافق ووٹ دئے اور آپ کے قائم مقام وائسرائے نے مسلم وفد کی معروضات اور جمعیۃ علماء ہند اور دوسرے مقتدر مسلمانوں اور مسلم انجمنوں کے انتباہات کے باوجود اس پر آخری منظوری ثبت کر دی ۔ پھر میرے مکتوب سابق اور مولانا محمد علی کے ایڈریس میں ایکٹ کے خلاف شریعت ہونے کے ناقابل انکار دلائل کے علاوہ قانونی سقم پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۷ ب کے خلاف پاس کیا گیا ہے گر مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسے شریف النفس مدبر مذہب دوست وائسرائے کی جانب سے بھی اب تک ایکٹ مذکور سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی ۔ یہی نہیں بلکہ میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی جب کہ میں نے لبرل فیڈریشن بمبئی اور تعلقہ داران اودھ کے ایڈریس کے جواب میں آپ کے وہ فقرات پڑھے جن میں آپ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ ساردا ایکٹ کے مخالف صرف چند افراد ہیں اور وہ بھی جب اس کے فوائد پر نظر کریں گے تو مخالفت چھوڑ دیں گے ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ جیسے باخبر وائسرائے کو اس عالمگیر مخالفت اور احتجاجی مظاہرات کے طوفان کا علم نہ ہوا جو مسلمانوں کی تمام معتمد انجمنوں اور علمی مرکزوں اور تمام مسلم پبلک کی جانب سے ہندوستان کی فضا پر چھایا ہوا ہے یا علم ہوا مگر حکومت کے وقار اور استبداد کی خاطر آپ نے اسکو نظرانداز کر کے یہ الفاظ ارشاد فرما دئے ۔

میں دوسری شق کو ہی صحیح سمجھتا ہوں کیونکہ مسلمانوں کے مذہبی معاملات کے ساتھ اس حکومت کا یہ معاندانہ برتاؤ پہلا معاملہ نہیں ہے ۔

اگر گزشتہ تاریخ پر سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو حکومت کی صریح وعدہ شکنیوں اور اپنی اغراض کے خاطر صاف و صریح معاہدوں کی پامالیوں کی اس قدر مثالیں سامنے آ جائیں گی کہ ان کی داستان بہت طویل ہو جائیگی شاہ عالم بادشاہ کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کے معاہدے سے لیکر اس وقت تک تمام معاہدات جن میں ہندوستان کے اندرونی اور ہندوستان کے باہر مقامات مقدسہ جزیرۃ العرب شام و فلسطین و عراق وغیرہ کے سینکڑوں معاملات ہیں جن کا اعادہ کرنا میں اس وقت ضروری نہیں سمجھتا ۔

مذہبی آزادی اور عدم مداخلت مذہبی کا دل خوش کن وعدہ بھی انہیں وعدوں میں سے ایک وعدہ ہے جن کی کاغذ کے پرزوں سے زیادہ کوئی وقعت اس حکومت نے نہ سمجھی اور موجودہ ساردا ایکٹ کا معاملہ اس کی ایک زندہ مثال آپ کے سامنے ہے کہ مسلمان قوم نے من حیث القوم اس کی مخالفت اور اس سے ناراضی کے اظہار اور اسکو مذہبی مداخلت ثابت کرنے کے آئینی ذرائع میں سے کوئی ذریعہ اٹھا نہیں رکھا ۔ اس کے باوجود آپ کی حکومت نے جس استغنا اور تحقیر کے ساتھ مسلم قوم کے جائز مطالبے کو ٹھکرا یا وہ حکومت کے عدم خلوص اور عدم ایفائے وعدہ کے لئے روشن ترین ثبوت ہے ۔ میں اگرچہ آپ کی حکومت کے سامنے اپنا آئینی اور اخلاقی فرض پہلے مکتوب کے ذریعہ سے ادا کر چکا تھا ۔ مگر اب کہ یکم اپریل جو ایکٹ کے نفاذ کی مقررہ تاریخ ہے قریب آ گئی ہے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے مکارم اخلاق اور تدبر کے روبرو آخری مرتبہ پھر عرض کر دوں کہ مسلمان اپنے مذہبی قانون کو خدائے رب العزت کا بھیجا ہوا کامل مکمل قانون سمجھتے ہیں اور اس کی آزادی اور عزت کو قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ ہیں ۔

اگر آپ اس مذہبی مداخلت کے اقدام کو جو ساردا ایکٹ کے ذریعہ سے کیا گیا ہے اور جس کے مذہبی مداخلت ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا ہے روکنا اور شاہی فرامین اور وعدوں کا احترام کرنا پسند فرماتے ہیں تو یکم اپریل سے پہلے مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ کر دینے کے لئے کوئی مؤثر کارروائی کیجئے اور مجھے مطلع فرمایئے کہ مسلمان اس سے مستثنیٰ کر دئے گئے یا کر دئے جائیں گے ۔ لیکن اگر جناب والا نے یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے پہلے انہیں مطلع نہ کر دیا کہ ساردا ایکٹ سے وہ مستثنیٰ کر دئے گئے تو یکم اپریل سے مجلس تحفظ ناموس شریعت مسلمانوں کو سول نافرمانی کرنے کی اجازت دیدیگی اور اس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوگی ۔ تمام ہندوستان میں مجلس مذکور کی قائم شدہ شاخوں کے نمائندوں کا جلسہ عنقریب ہونا ہے ۔ وہ سول نافرمانی کی صورت اور اس کا پروگرام طے کرے گا ۔

آخر میں مکتوب کی طوالت سے معافی چاہتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ مجھے احترام شریعت کی حفاظت کے ادائے فریضہ میں مجبور اور حق بجانب سمجھیں گے ۔

مکتوب بنام وائسرائے ہند

(از مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار)

[illegible]

جناب والا

[illegible] میں نے نہایت غور سے پڑھا ۔ ان تقریروں میں ساردا ایکٹ کی بابت جناب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس نے مجھے نہایت حیرت و تعجب میں ڈالدیا ہے ۔ جناب کا ارشاد ہے کہ اس قانون کو مسلمان بحیثیت قوم گویا پسند کرتے ہیں ۔ یا وہ اس سے ناراض نہیں ہیں ۔ ہاں بیشک ایک محدود طبقہ غلط فہمی میں مبتلا ہے اور وہ غلط فہمی کچھ دنوں کے بعد دور ہو جائے گی ۔ میں حیران ہوں کہ جناب کے ان ارشادات کی بابت کیا رائے قائم کی جائے ۔ جبکہ تمام ہندوستان میں ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو تمام مسلمانان ہند نے اس ناپاک قانون کے خلاف عام مظاہرہ کیا ۔ ہر جگہ مکمل ہڑتالیں ہوئیں عام جلسوں میں ان کے خلاف تجویزیں پاس ہوئیں جن کی رپورٹیں اخبارات بالخصوص الجمعیۃ دہلی میں نہایت اہمیت کے ساتھ شائع ہوئیں اور اکثر شہروں کی کارروائی بذریعہ خطوط یا تار آپ کے پاس بھی بھیجی گئی ۔ پھر ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء کو تمام ہندوستان میں اس قانون کے خلاف ہر شہر و قصبات بلکہ گاؤں تک میں مسلمانوں نے جلوس نکالے اور بڑے بڑے جلسے ہوئے جن میں اس قانون کے خلاف سخت غصہ و نفرت کا اظہار کیا گیا ۔ اور یہ اعلان کیا گیا کہ اگر مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا تو سول نافرمانی کی جاوے گی ۔ اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت سول نافرمانی کا جو پروگرام بنائے گی اس پر عمل کیا جائے گا اور یہ کہ مسلمانان ہند اپنے مذہبی و قومی حقوق و ناموس شریعت کی حفاظت کیلئے بیش از بیش قربانی کرنے کیلئے طیار ہیں ۔ اس دن کی کارروائی بھی دیگر اخبارات کے علاوہ الجمعیۃ دہلی میں خصوصیت کے ساتھ شائع ہوئیں اور اس دن کی کارروائی بھی اکثر جگہوں سے جناب کے نام بذریعہ خطوط و تار روانہ کی گئی ۔ ان تمام مظاہرات کے بعد جناب کا ارشاد کہ مسلمان بحیثیت قوم ..... اس قانون کو پسند کرتے ہیں یا اس کے خلاف نہیں ہیں یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کسی واقف کار اور شریف النفس انسان کی زبان سے نکلنا نہایت مستبعد معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جناب جان بوجھ کر حالات و واقعات سے آنکھ کان بند کر کے اصل حقیقت کا انکار کر رہے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے یا تو آپ کے رفقاء کار اور ماتحت واقعات و حالات سے جناب کو بے خبر رکھتے ہیں اور صحیح اطلاع نہیں دیتے اور جو خطوط و تار آپ کے نام پبلک کی طرف سے جاتے ہیں ان کی بھی جناب کو خبر نہیں دی جاتی اور وہ آپ کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت کا انکار کرتے ہیں جس سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے اور اس بنا پر سلطنت برطانیہ کے سب سے بڑے نمائندے کے متعلق جو رائے تمام ہندوستانی قائم کر سکتے ہیں اس کو آپ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں [illegible] میں آپ سے باادب ملتجی ہوں کہ آپ اپنے رفقاء کار اور ماتحتوں سے ایک دفعہ نہایت سختی کے ساتھ کیفیت طلب کریں کہ ان لوگوں نے کیوں آج تک آپ کو اصل حقیقت سے بیخبر رکھا جس کی وجہ سے آپ کی تقریر نہایت مضحکہ انگیز ہو گئی اور یہ کہ صوبہ کی حکومتوں اور محکمہ پولیس سے بھی ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء و ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء کی ہڑتالوں و جلسوں کی مفصل رپورٹ طلب کریں اور ان تمام خطوط و تاروں کی جو مسلمانوں کے پبلک جلسوں کی طرف سے آپ کے نام گئے ہیں ان سب کا ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہندوستان میں اسلامی آبادی کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں ہے جہاں کے مسلمانوں نے بحیثیت جماعت اس قانون سے بیزاری کا اظہار نہ کیا ہو ۔ اگر آپ کو تمام واقعات و حالات کا علم ہے اور اس علم کے باوجود جناب کا وہ ارشاد ہے جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں ، تو پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے خیال میں بحیثیت قوم اظہار بیزاری کے ثبوت کیلئے مکمل ہڑتالیں ، سیاہ جھنڈے فلک شگاف نعرے کافی نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے طریق سے اس کا ثبوت ہونا چاہئے کیونکہ یہ کیونکر باور کیا جائے کہ آپ مکمل ہڑتالوں عام جلسوں جلوسوں کو بحیثیت قوم اظہار بیزاری کے لئے کافی سمجھتے ہوں اور پھر قصداً جان بوجھ کر اس حقیقت ثابتہ سے انکار کر دیں اس لئے جناب والا سے مخلصانہ گزارش ہے کہ اگر وہ سب طریقے ناکافی ہیں تو مہربانی فرما کر مسلمانوں کو اس طریقے سے آگاہ کریں جس سے آپ کے خیال میں بحیثیت قوم اظہار بیزاری کا ثبوت ہو سکیگا اس صورت میں آپ اپنے اس طرز عمل سے پر جوش مسلمانوں کو اس امر کی دعوت نہیں دے رہے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر اپنے مرکزی نظام کے صبر آزما ہدایتوں کو چھوڑ کر کوئی ایسی راہ اختیار کریں جو نہایت خطرناک ہو خواہ ان کا انجام ان کے حق میں کچھ ہی ہو ملک کیلئے مفید ہو یا مضر لیکن حکومت کے لئے یقیناً مزید مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے اگر جناب والا کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے تلعب کا شوق ہو تو خیر ۔ اس کو اپنی جگہ پر قائم رکھ کر جو جی چاہے کیجئے لیکن اس قسم کی تقریروں سے جذبات کو زیادہ برانگیختہ تو نہ کیجئے بالآخر میں آپ پر یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں ۔ کہ مسلمانان ہند صغر سنی کی شادیوں کو رواج دینا چاہتے ہیں یا بہر حال اسکو مستحسن سمجھتے ہیں جیسا کہ مغربی دنیا اپنی ناواقفیت سے سمجھ رہی ہے بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ عموماً مسلمانوں میں شادیاں بعد بلوغ ہوتی ہیں لیکن بعض ظروف و احوال میں مصالح و منافع خلق کے لئے صغر سنی کے عرفاً نکاح کو شریعت اسلامیہ نے جائز رکھا ہے اور یہ جائز ہے اور جائز رہے گا یہ بالکل خالص مذہبی معاملہ ہے اگر کوئی جاہل و نااہل مسلمان اس اجازت شرعی کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کی اصلاح مسلمان خود اپنے قومی نظام کے ذریعہ کر سکتے ہیں کسی غیر مسلم کو اس میں دخل دینے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے اور اگر وہ دخل دے تو وہ باطل ہے اور یہ بھی خالص مذہبی مسئلہ ہے اس میں بھی کسی غیر مسلم حکومت کو دخل دینے کا کسی حال میں کوئی حق نہیں ہے اور چونکہ آپ کی حکومت نے اپنی حدود سے تجاوز کر کے اس قانون کے ذریعہ مسلمانوں کے خالص مذہبی حقوق میں دست اندازی کی ہے اس لئے تمام مسلمان بحیثیت قوم اس کے خلاف ہیں مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں کی مخالفت کی حقیقت کو اسی روشنی میں دیکھیں گے اور اس غلط فہمی سے بہت جلد نجات پائیں گے جس میں آج تک آپ مبتلا ہیں ۔

ابوالمحاسن محمد سجاد کان اللہ لہ

۶ فروری ۱۹۳۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۸ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ

وائسرائے ہند کو آخری پیغام

(از حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند)

جمعیۃ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیۃ علماء پنجاب نیز جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لئے جملہ ارکین جمعیۃ صوبہ و دیگر علماء پنجاب ۔ ۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو ضرور لاہور پہنچ جائیں ۔ اور اپنی آمد کی اطلاع معرفت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن مذکور دیجئے ۔

محمد نعیم عفا اللہ عنہ سکریٹری ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

از دفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی

پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء قائم کرنے کی دعوت

جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید نمائندوں کا انتخاب

چونکہ جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس بمقام امروہہ ضلع مرادآباد بماہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ہونیوالا ہے جس میں مسلمانوں کیلئے صحیح راہ عمل کی اہم توقع ہے ۔ نیز اسی اجلاس میں جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید اراکین اور عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں لایا جائے گا ۔ اسلئے عام مسلمانان پنجاب سے بالعموم اور علماء کرام و عمائدین پنجاب سے بالخصوص پرزور درخواست ہے کہ بہت جلد پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء ضلع قائم فرما کر اپنے فرائض مذہبی اور منصبی کو ادا فرمائیں ۔ اور جمعیۃ علماء صوبہ کیلئے ہر ضلع سے دو نمائندے منتخب فرما کر عہدہ داران اور نمائندگان کے اسماء گرامی سے بھی ناظم جمعیۃ علماء پنجاب کو یکم مارچ ۱۹۳۰ء تک مطلع فرما دیں ۔ تاکہ یکم مارچ کو جمعیۃ مرکزیہ کیلئے نمائندگان کا انتخاب عمل میں لایا جا سکے ۔ اگر آخر فروری تک اضلاع کی کمیٹیوں نے نمائندوں کا انتخاب نہیں کیا تو پھر اراکین عام کو طلب کر کے مرکزی جمعیۃ علماء ہند کیلئے تیس نمائندوں کا انتخاب کر دیا جائے گا ۔ اور اگر وقت نے مساعدت نہ کی تو اراکین عام سے تحریری رائے کے ذریعہ انتخاب کی کارروائی کی جائیگی ۔ بہر حال حسب ہدایت ناظم جمعیۃ علماء ہند مارچ کے پہلے ہفتے میں جمعیۃ علماء پنجاب کے نمائندوں کا انتخاب ضروری ہے ۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ سکریٹری ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

از دائرۃ اعلائے لودھیانہ

حکومت کے خلاف مسلمانانِ ہند کی سول نافرمانی

مجالس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا فیصلہ

جمعیۃ علماء ہند کا مبارک اقدام

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو فتحپوری ہال دہلی میں تمام ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت اور دیگر متفقہ جمعیتوں کے نمائندوں کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف گوشوں سے دو سو نمائندے تشریف لا کر شریک ہوئے۔ ان حضرات نے پورے غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی ہیں جو عام اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ہر مسلمان ان پر عمل کر کے اپنے مذہبی فرض کو ادا کریگا۔

سول نافرمانی کا پروگرام

ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت و دیگر اسلامی مجالس کے نمائندوں کا یہ جلسہ اس بنا پر کہ باوجودیکہ مسلمان قوم اور تمام مسلم مذہبی مرکزوں اور علمی اداروں نے متفقہ طور پر سارڈا ایکٹ کے نفاذ کو مذہبی مداخلت قرار دیا اور گورنمنٹ کو پوری طرح مطلع کر دیا اور آئینی احتجاجات و مظاہرات کے انتہائی مدارج طے کر لئے مگر گورنمنٹ نے کچھ پرواہ نہ کی اور عدم مداخلت مذہبی کے مستحکم وعدوں اور مذہبی قوانین کو عملی طور پر پارہ پارہ کر دیا۔ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی شریعت اور اسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کی اب بجز اس کے کوئی صورت نہیں رہی کہ مسلمان سول نافرمانی کے میدان عمل میں آئیں اور اپنے مذہب کی حفاظت کے سلسلہ میں ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ...

(الف) اگر سارڈا ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے پہلے پہلے مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ کر دینے جانے کا اعلان نہ ہوا تو مسلمان خلاف ورزی قانون شروع کر دیں ...

(ب) ہر مقام کے مسلمان اپنی مقامی مجلس تحفظ ناموس شریعت یا کسی دوسری مجلس کے ماتحت ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کا انتظام کریں ...

(ج) اگر کسی نکاح کا مجلس کے منتظم و متولی ...

(د) یہ جلسہ ہندوستان کے مختلف صوبجات اور اضلاع کی مجالس تحفظ ناموس شریعت کو اس امر کا اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنے مقامی حالات کے لحاظ سے قانون نکاح کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی خلاف ورزی کا لائحہ عمل تیار کریں اور مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کی منظوری اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل شروع کر دیں۔

(ہ) یہ مجلس ان تمام مسلمانوں کو جو ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں آئیں اور قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں پورے زور کے ساتھ عدم تشدد کی ہدایت کرتی ہے ...

(و) چونکہ اس قانون کے ماتحت مقدمہ چلایا جائے تو متعلقہ اشخاص کے لئے جائز نہ ہوگا کہ خلاف ورزی قانون کے ارتکاب سے انکار کریں بلکہ یہ اقرار کرنا ہوگا کہ ہم نے قصداً سارڈا ایکٹ کی خلاف ورزی کی ہے اور اس امر کا اظہار ضروری ہوگا کہ چونکہ یہ قانون مسلمانوں کے اسلامی پرسنل لاء کے خلاف ہے نیز گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۷ ضمن ب کے خلاف پاس کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے مسلمانوں کے حق میں نافذ نہیں سمجھتے۔

محرک: مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی - مؤیدین: مولانا محمد نعیم صاحب - مولانا حفظ الرحمن صاحب - مولانا احمد سعید صاحب - مولوی عبدالسلام صاحب زیارت کاکا صاحب - محمد اسلم صاحب فرنگ لاہور - مولانا بشیر احمد صاحب - مولانا محمد قاسم صاحب

جماعت منتخبہ کا تقرر

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا یہ جلسہ سول نافرمانی کی مہم کو منضبط و منظم کرنے کے ساتھ انجام دینے کیلئے حسب ذیل اصحاب کی جماعت منتخب کرتا ہے اس جماعت کو باہمی مشورہ سے اس مہم کا نظام مرتب کرنے اور مجالس تحفظ ناموس شریعت کو ہدایات بھیجنے اور اہم کے متعلق تمام امور سرانجام دینے کا اختیار ہوگا جماعت کے ارکان حسب ذیل ہوں گے: صدر - سکرٹری مولانا محمد سجاد صاحب - مولانا حسین احمد صاحب اور ایک ممبر کے انتخاب کا اختیار صدر و سکرٹری کو ہوگا اور اس کمیٹی کو بوقت ضرورت مزید ارکان کے اضافہ کا حق ہوگا۔

محرک: مولانا محمد نعیم صاحب - مؤید: مولانا حفظ الرحمن صاحب

اسلامی مجالس اور علماء و زعماء سے پرزور اپیل

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ نمائندہ جلسہ ہندوستان کی تمام اسلامی مجالس نیز بااثر علماء و زعماء اور سجادہ نشینان و متولیان سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ اس نازک مرحلہ پر مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کی اعانت اور اس کے ساتھ اشتراک عمل کر کے اسلام کی عزت و حرمت کو اغیار کی دستبرد سے بچانے کا فریضہ ادا کریں۔ اگر مسلمانوں کے اس وقت اجتماعی قوت سے کام لیا تو ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے اسلامی ناموس محفوظ ہو جائے گا اور مسلمان خدا و رسول کے سامنے سرخرو ہوں گے۔

محرک: مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی - مؤید: مولانا بشیر احمد صاحب کرتپوری

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک: قاضی زین العابدین صاحب - مؤید: مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

فراہمی سرمایہ کی ضرورت

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علمائے ہند نے پچیس ہزار روپیہ کی اپیل کی ہے۔ درحقیقت واقعہ بھی یہی ہے کہ کوئی تحریک بغیر سرمایہ کے انجام نہیں پا سکتی۔ اس لئے فوری ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ جلسہ تمام ماتحت مجالس تحفظ ناموس شریعت کو توجہ دلاتا ہے کہ سرمایہ کے لئے کوشش کریں اور اپیل کے پہلے ہفتہ کے اندر نہایت گرمجوشی کے ساتھ جس قدر سرمایہ فراہم ہو سکے دفتر مرکزیہ جمعیۃ علمائے ہند دہلی میں روانہ کریں۔

محرک: بشیر محمد خان صوفی لکھنہ ضلع لدھیانہ - مؤید: مولانا بشیر احمد صاحب

۲۸ مارچ کو عام جلسے

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ نمائندگان مجالس تحفظ ناموس شریعت و نیز دیگر مجالس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء روز جمعہ کو ہر مقام پر جلسے منعقد کریں اور جمعہ کی نماز کے بعد جلوس میں سارڈا بل نیز اسلامی مقاموں پر اور بھی بڑے بڑے جلوس کا انتظام کریں اور جلسہ تحفظ ناموس شریعت کے وفود کو اپنے جلسوں کے لئے دعوت دیں۔

محرک: مولانا محمد نعیم صاحب - مؤیدین: مولانا اختر حسین صاحب - مولانا بشیر احمد صاحب - بشیر محمد خان صاحب لکھنہ ضلع لدھیانہ

عہدہ داران پر اعتماد

مجلس تحفظ ناموس شریعت و دیگر مجالس کے نمائندوں کا یہ جلسہ جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند و مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے صدر محترم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب و مولانا احمد سعید صاحب پر اپنے پورے اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور اس پر جو بے بنیاد پروپیگنڈا ان کے خلاف جاری کیا گیا ہے اس کے لئے کامل ہمدردی اور ان کی خدمات پر انتہائی صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔

محرک: مولانا سید اختر حسین صاحب پٹنہ - مؤیدین: مولانا شاکر اللہ صاحب نوشہرہ - مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد ڈیرہ اسماعیل خان - مولانا اسد اللہ خان صاحب میرٹھ - منشی محمد یونس صاحب ... دیرہ دون - مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی - مولانا محمد حیات صاحب ڈیرہ اسماعیل خان - مولانا حبیب احمد صاحب پشاور - محمد اسلم صاحب فرنگ لاہور - مولانا حمید الدین صاحب گلاؤٹھی - منظر جمیل صاحب لدھیانہ - مولانا بشیر احمد صاحب - قاضی زین العابدین صاحب - مولانا عبدالسلام صاحب زیارت کاکا صاحب - مولانا حفظ الرحمن صاحب

مجالس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا اجلاس

مذہبی مداخلت کے خلاف تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ترجمانی

فتح پوری ہال دہلی کے اجتماع کی کیفیت

دہلی ۱۰ مارچ - اجلاس میں شریک ہونے والے نمائندوں کی تعداد تقریباً دو سو ہے جن میں سے قابل ذکر حضرات مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند (دہلی) - مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند (دہلی) - مولانا محمد علی صاحب (دہلی) - مولانا سلطان محمود صاحب (دہلی) - مولانا اشفاق الرحمن صاحب (دہلی) - مولانا ولایت احمد صاحب (دہلی) - مولانا محمد شریف اللہ صاحب (دہلی) - مولانا عبدالقادر صاحب (دہلی) - مولانا سید ابوالحسن صاحب نمائندہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (دہلی) - مولانا عبدالسلام صاحب مدرس (دہلی) - مولانا عبدالغفار صاحب تیری (دہلی) - مولانا احمد اللہ صاحب صدر مدرس دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) - مولانا محمد دین صاحب (دہلی) - حاجی فخرالدین صاحب (دہلی) - شیخ محمد یحییٰ صاحب سوداگر صدر بازار (دہلی) - شیخ شجاع الحق صاحب (دہلی) - حاجی محمد انوار الحق صاحب سوداگر کلاہ چاندنی چوک (دہلی) - مولوی محمد زبیر صاحب اڈیٹر الواعظ (دہلی) - مولانا عبداللہ صاحب (دہلی) - شیخ اخلاق احمد صاحب سوداگر جفت (دہلی) - مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب سوداگر گوٹہ (دہلی) - ننھے میاں صاحب سوداگر (دہلی) - حاجی کلن صاحب (دہلی) - شیخ رحیم الدین صاحب (دہلی) - منشی فضل الٰہی صاحب (دہلی) - قاضی خلیق صاحب (دہلی) - محمد عثمان صاحب آزاد (دہلی) - سید محمد جعفری صاحب اڈیٹر ملت (دہلی) - جناب ہلال احمد صاحب زبیری اڈیٹر الجمعیۃ (دہلی) - مولوی عبدالمجید صاحب نعمانی (دہلی) - مولوی خورشید حسن اڈیٹر الخلیل (دہلی) - حافظ عبدالغفار صاحب (دہلی) - قاری حافظ محمد اسمٰعیل صاحب (دہلی) - مولانا حکیم کریم بخش صاحب پہاڑ گنج (دہلی) - حافظ عبدالعزیز صاحب پہاڑ گنج (دہلی) - حاجی حافظ فخرالدین صاحب قصاب پورہ (دہلی) - حافظ عبدالوہاب صاحب (دہلی) - حافظ عبدالاسحاق صاحب (دہلی) - مولانا محمد زکریا صاحب (دہلی) - مولانا حشمت علی صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ (دہلی) - مولانا محمد ادریس صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ (دہلی) - حاجی محمد امین صاحب سوداگر پانی (دہلی) - مولانا ظہور محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ رحمانیہ (رڑکی) - مولانا محمد حسن صاحب مدرس مدرسہ رحمانیہ (رڑکی) - مولانا غلام سرور صاحب امام جامع مسجد بجھیال ضلع راولپنڈی - شیخ محمد اعظم صاحب صدر انجمن اسلامیہ (مدراس) - محمد زکریا صاحب (مدراس) - علامہ مولوی محمد حیات صاحب (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) - مولانا عبدالسلام صاحب (زیارت کاکا صاحب) - سید علی متقی صاحب (امروہہ) - مولوی سید حسن متقی صاحب (امروہہ) - مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب مدرس جامع اسلامیہ (ڈابھیل) - ڈاکٹر محمد یاسین صاحب (کرنال) - منشی محمد یونس صاحب (دہرہ دون) - مولوی سید اختر حسین صاحب (پٹنہ) - حکیم مشیت اللہ صاحب (جوالاپور) - مولانا احمد علی صاحب (جوالاپور) - مولانا فخرالدین صاحب صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد (مرادآباد) - مولوی ضیاء الحق صاحب (سنبھل) - آغا محمد یعقوب صاحب (مرادآباد) - حکیم محمد محبوب علی صاحب (نگینہ) - منشی محمد عبدالرحمن صاحب (ہاپوڑ) - مولانا حافظ محمد ایوب صاحب (دیوبند) - مولانا سلطان الحق صاحب (حبیب والا) - مولانا محمد قاسم صاحب (شاہجہانپور) - مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی ادیب ندوۃ العلماء (لکھنؤ) - مولانا محمد نعیم صاحب ناظم جمعیۃ علمائے پنجاب (لدھیانہ) - مولانا حبیب الرحمن صاحب (لدھیانہ) - مظہر جمیل صاحب (لدھیانہ) - مولانا محمد عرفان صاحب ناظم مالیات جمعیۃ علمائے ہند - ماسٹر غلام نبی صاحب جنجوعہ (قلعہ دیدار سنگھ) - مولوی شیر محمد خاں صاحب صوفی (کھنہ) - مولوی سید افتخار علی صاحب (پرتاب گڑھ) - ڈاکٹر حکیم محمد اسداللہ خاں صاحب (پلکھوہ) - منشی بدرالدین صاحب (پلکھوہ) - چودھری کرم علی خاں صاحب (مڈاپور) - چودھری محمد علی خاں صاحب (مڈاپور) - منشی محمد خلیل صاحب (سونی پت) - مولانا شاکراللہ صاحب (نوشہرہ) - مولوی احمد علی صاحب (منٹگمری) - مولانا مفتی احمد صاحب قریشی امام جامع مسجد (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) - ابوالسرور مولانا میاں محمد اسلم صاحب چشتی (منٹگمری لاہور) - محمد افضل خاں صاحب (بہاولپور) - عبدالحکیم صاحب (بہاولپور) - غلام محمد صاحب (بہاولپور) - مولانا مولوی محمد مسلم صاحب (لائلپور) - مولوی محمد حبیب اللہ صاحب (کوٹ اسمٰعیل زئی پشاور) - مولوی محمد یوسف صاحب (شاہدرہ) - سید آل حسن صاحب (ہاپوڑ) - حافظ حاجی محمد صدیق خاں صاحب (اعظم پورہ ہیسہ) - مولوی عبدالغفور صاحب (سیوہارہ) - چودھری تلازم خاں صاحب (کمال پور) - منشی امیر بخش صاحب (اعظم پورہ ہیسہ) - چودھری شہزادہ خاں صاحب (کمال پور) - چودھری بنیاد خاں صاحب (ہمت نگر) - عبداللطیف صاحب (دہسیم) - صوفی عبداللہ صاحب (کمال پور) - مولانا محمد اسداللہ خاں صاحب (میرٹھ) - مولوی شیر محمد صاحب (سوال) - مولانا شبیر احمد صاحب (میرٹھ) - قاضی زین العابدین صاحب (میرٹھ) - حکیم عبدالغفور صاحب (افضلہ) - قاضی محمد عثمان صاحب (پشاور) - مظفر علی صاحب (پالپور) - مولانا سید حمید الدین صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ (گلاؤٹھی) - قاضی عبدالمجید صاحب (سکیٹرہ) - مولوی معراج احمد صاحب (وسیٹ) - مولانا یعقوب علی صاحب ([illegible]) - غلام محمد صدیق صاحب (سرہند) - حکیم شوکت بیگ صاحب (سرہند) - منشی عبدالرحمن صاحب (سرہند) - مولانا شوکت علی صاحب (بستی) -

پہلی نشست

دہلی ۱۰ مارچ - آج ۹ بجے صبح قرآن پاک کی تلاوت کے بعد مولانا محمد نعیم صاحب کی تحریک سے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ اول جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے مجلس کے گزشتہ اجلاس منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۳۰ء کی تجاویز اور مفتی صاحب کا وہ مکتوب جو وائسرائے کے پاس ۱۰ مارچ کو بھیجا گیا ہے پڑھ کر سنائے۔ اسکے بعد جناب صدر نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اب سوال صرف سارڈا ایکٹ کا باقی نہیں رہا۔ بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ ہم اپنے پرسنل لا کی محافظت کی فکر کریں۔ اکتوبر سے لیکر اب تک باوجود پیہم احتجاج اور مظاہرات کے حکومت نے اشارتاً کنایتاً بھی کوئی بات ایسی نہیں ظاہر کی جس سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا کہ حکومت ہمارے پرسنل لا کی حفاظت کرنا چاہتی ہے۔ اسکے برخلاف ہمیں یہ تجربہ ہوا کہ ہمارے مذہب کی باگ قانون ساز مجالس کے ہاتھ میں ہے، اور وہاں کی اکثریت ہمارے جس قانون میں چاہے جب چاہے کسی بہانہ سے ترمیم کر سکتی ہے۔ آریہ میرج بل کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس قانون کے پاس ہوجانے کا یہ برا اثر ظاہر ہوگا کہ اب ہندوؤں کو کسی مسلمان عورت کو قابو میں لانے کیلئے اسکے شدھی ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ اسی قسم کے اور بھی مذہبی مسائل مستقبل قریب میں پیش ہونگے اور وہاں کی غیر مسلم اکثریت سے پاس ہوجائیں گے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا پرسنل لا محفوظ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس وقت نہ صرف سارڈا ایکٹ کو منسوخ کرانا ہے بلکہ ہمیشہ کیلئے اپنے مذہب کی آزادی حاصل کرنی ہے اور یہ جلسہ اسی مقصد کے لئے منعقد کیا گیا ہے کہ اسمبلی کی مداخلت کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ اور اسی لئے تمام ماتحت مجالس ناموس شریعت اور دیگر انجمنوں کے نمائندوں کو طلب کیا گیا ہے تاکہ ہر مقام کے ماحول اور مسئلہ کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک آخری پروگرام تیار کرلیا جائے جس سے ہمارے مذہب میں مداخلت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مسدود ہوجائے۔ اس کے بعد آپ نے حاضرین کو [illegible] اظہار خیال کی درخواست کی۔

سید اختر حسین صاحب

سب سے پہلے سید اختر حسین صاحب (پٹنہ) کھڑے ہوئے اور آپنے فرمایا کہ مسلمانان پٹنہ کی [illegible] ثابت ہوجائے [illegible] سارڈا ایکٹ [illegible] اور تمام ملک کے تمام اسلامی فرقے [illegible] مذہب اسلام [illegible] آپ نے کہا کہ [illegible] ضروری سمجھتا ہوں [illegible] سارڈا ایکٹ کے خلاف [illegible] کوشش کرنے کیلئے آمادہ ہیں۔ البتہ میری درخواست ہے کہ جمعیۃ علماء اپنے مبلغین کے ذریعہ سے بہار میں اور زیادہ بیداری پیدا کرے تاکہ ان میں ناموس شریعت کی حفاظت کا سچا ولولہ پیدا ہو۔ آپ نے اسلامی اصول کی پابندی اور تنظیم قوم پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں مساجد کی تعمیر، دینی تعلیم کی ترویج اور احکام شرعیہ کی تبلیغ کا اس طرح اہتمام کرنا چاہئے کہ ہمیں اسلام دبانے اور اسلام پر کسی مخالف حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی خاص ایجی ٹیشن یا کوئی جوش و بیداری پیدا کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ ہم میں ہر وقت خود ایسی اسپرٹ موجود ہونی چاہئے جو مخالفین کی مدافعت کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔

مولانا عبدالسلام صاحب

مولانا عبدالسلام صاحب (زیارت کاکا صاحب) نے اردو زبان میں عدم مہارت کا عذر پیش کرتے ہوئے نہایت مختصر مگر نہایت پرجوش الفاظ میں اپنے قلبی جذبات کا اظہار فرمایا کہ مجھے میرے بھائیوں نے اسلئے بھیجا ہے کہ میں جمعیۃ العلماء کو خبر کر دوں کہ اس بات کا یقین دلا دوں کہ ہم سب لوگ جمعیۃ العلماء کے تمام احکام بالخصوص ناموس شریعت کی حفاظت کے متعلق ہر قسم کے قوانین پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں اردو زبان پر قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنے اہل ملک کے صحیح جذبات کی ترجمانی نہیں کر سکتا لیکن اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کو اپنی اور [illegible] کی طرف سے آمادگی عمل کا یقین دلا دوں اور اس سلسلے میں اس کے آخری فیصلہ سول نافرمانی پر مستعدی کا اظہار کردوں۔

مولانا محمد حیات صاحب

مولانا محمد حیات صاحب (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) نے کہا کہ ہمارے یہاں بھی ہر شخص بلا لحاظ مذہب و ملت مرکزی مجلس کی تجویز پر عمل کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہے۔ انہوں نے مجھے اس امر کی ہدایت کی ہے اور پورا اطمینان دلایا ہے کہ میں جمعیۃ العلماء کو ان کی طرف سے کامل اطمینان دلا دوں کہ وہ شریعت حقہ کی حفاظت کیلئے مرکزی مجلس کے ماتحت ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ ہیں۔ انہوں نے میرے ذریعہ سے اس امر کی درخواست کی ہے کہ جمعیۃ العلماء ہند اپنے مبلغین کو بھیج کر ان کی سرپرستی اور رہنمائی کرے۔

مولوی حبیب اللہ صاحب

مولوی حبیب اللہ صاحب (اسمٰعیل زئی پشاور) نے فرمایا کہ میری زبان پشتو ہے اس لئے میں چند الفاظ میں اپنے اور اپنے ہموطنوں کے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ ہمارے یہاں چھوٹے بڑے ہر طبقہ اور ہر ملت کے لوگ اور تمام اکابر و رؤساء و علماء کی جماعت جمعیۃ علماء ہند پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اسکے فرامین پر عمل کرنے کیلئے تیار ہے اور وہ مرکزی مجلس کے فیصلہ پر بالکل مطمئن ہیں اور رہیں گے۔

مولوی محمد مسلم صاحب

مولوی محمد مسلم صاحب لائل پوری نے فرمایا کہ ناموس شریعت کی حفاظت اور اسلام کے احکام کی نشر و اشاعت اور مدافعت وغیرہ کا منصب علماء کرام کا ہے۔ وہ ہمیں اس کی حفاظت کی جو تدبیر بتائیں ہم کو اس پر کاربند ہونا چاہئے۔ اسی سلسلے میں آپ نے یہ بھی کہا کہ مسلم ممبران اسمبلی کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر مذہبی چیز کو علماء سے استصواب کئے بغیر ہرگز پیش نہ کریں اور نہ کبھی اس کے متعلق اظہار خیال کریں۔

آپ نے کہا کہ چونکہ ہمیں بھی اظہار خیال کا اختیار دیا گیا ہے اسلئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف بچوں کے نکاح کر کے قانون شکنی کرنا زیادہ دیرپا اور موثر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سول نافرمانی کی دوسری شکل جو ہمارے مذہبی جنگ کے منشاء کے مطابق ہو اختیار کرنی چاہئے۔

مولوی محمد یعقوب علی صاحب

مولوی محمد یعقوب علی صاحب (نگینہ) نے فرمایا کہ ہم صرف اسلئے نمائندہ بنا کر بھیجے گئے ہیں کہ ہم یہاں سے واپس جا کر مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کا متفقہ اور آخری فیصلہ لوگوں کو سنا دیں اور اس پر نہایت امن و سکون کے ساتھ عمل پیرا ہوجائیں۔

آپ نے کہا کہ ہمیں ملک کی فضا دیکھنے کی ضرورت نہیں، اور جب ناموس شریعت کی حفاظت کا سوال پیش نظر ہے تو پھر کسی پس و پیش اور ملک کی حمایت و ہمدردی کی فکر کرنا ہمارے ایمان کی کمزوری ہے میرا خیال ہے کہ اگر ایک شخص بھی اسلامی درد رکھتا ہو تو وہ تنہا اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ جس کو حضور کا عشق اور حضور کی سنت کا احترام ہے وہ ہرگز کسی قسم کی لیس و پیش نہ کرے گا۔ آپ نے کہا کہ میں اپنے قصبہ کی طرف سے ذمہ لیتا ہوں کہ ہم میں ہر بچہ سے لیکر بوڑھے تک تحفظ ناموس شریعت پر مرمٹنے کے لئے آمادہ اور مستعد ہے۔ آپنے صحابہ کرام کے ایثار و قربانی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مجھے حیرت ہے ان مقامات پر جو کسی قسم کی حمایت و ہمدردی کے خواستگار ہیں۔

منشی محمد خلیل صاحب

منشی محمد خلیل صاحب (سونی پت) نے نہایت جوشیلے اور جاذبانہ الفاظ میں اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا کہ ہماری قوم و برادری اور قصبہ کے تمام اقوام کا ایک ایک فرد مذہب پر جان و مال قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ آپنے نہایت ہی اشعار پڑھے اور انتہائی جذبات خالصہ کا اظہار فرمایا۔

آپ نے کہا کہ ہمارے قصبہ کا ہر مرد و زن اپنی اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھے ہوئے جمعیۃ العلماء کے حکم کے منتظر ہیں۔ آپنے کہا ہم نے تو یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر زندہ رہے تو مذہب کو آزاد کر کے چھوڑینگے ورنہ پھر ہماری زندگی ہی عبث ہے۔ موصوف نے اس امر کی جانب بھی توجہ دلائی کہ جمعیۃ علمائے ہند کی طرف سے اگر کچھ علمائے کرام وہاں تشریف لے آئیں تو یقیناً اسکا بہت اچھا اثر ہوا ہے وہ لوگ جو اپنے دنیوی مفاد کی بنا پر سول نافرمانی کی اہمیت نہیں سمجھتے ہیں۔ وہ بھی مستقل اور مستعد ہوجائیں۔ اسلئے میں جمعیۃ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کوئی اپنا نمائندہ وہاں بھیجے۔ اور ہماری پشت پناہی کرے۔

مولانا شاکر اللہ صاحب

اس کے بعد علامہ محمد حیات صاحب (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) پھر کھڑے ہوئے اور آپنے مولانا شاکر اللہ صاحب (نوشہرہ) کی جانب سے ان کے خیالات کی ترجمانی فرماتے ہوئے فرمایا کہ مولانا موصوف اگرچہ مولانا یہاں تشریف رکھتے ہیں لیکن اردو زبان سے عدم مہارت کی وجہ سے پورے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں۔ لیکن آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ ان کی نمائندگی کروں کہ میں ان کی اور ان کے اہل قصبہ و مضافات کی طرف سے جمعیۃ العلماء ہند کے فیصلہ پر آمادگی عمل کا یقین دلا دوں۔ آپنے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ سول نافرمانی نہ کرنے کیلئے یہ عذر پیش کرنا کہ ملک تیار نہیں یا ملک کے اکثر طبقات کی ہمدردی و حمایت ہمیں حاصل نہیں، بیجا اور غیر مناسب ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملک میں بہت سے افراد موجود ہیں جو اسلام کے دوست و دشمن پر بھی گویا عمل پیرا نہیں ہیں تو کیا اس خیال سے کہ ملک کے افراد اسپر کاربند نہیں ہیں گے شرعی احکام کی نشر و اشاعت بند کی جائیگی۔ یہاں احکام کے مختلف ذرائع ہیں گے میرے خیال میں حفاظت اسلام کا مسئلہ ایک فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس کی حفاظت کیلئے بغیر کسی ہمدرد و حامی کے تلاش کئے ہوئے آمادہ ہوجائے پھر اگر کوئی اسکے ساتھ ہو تو بہتر ہے ورنہ وہ اپنے فرض سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے اور بس۔

مولانا اسد اللہ خاں صاحب

مولانا اسد اللہ خاں صاحب (میرٹھ) نے ایک نہایت دلولہ خیز تقریر فرمائی۔ آپنے کہا کہ ہمیں تحفظ ناموس شریعت کے معاملہ میں اس وقت کیا بلکہ کبھی اظہار خیال کرنے کا حق نہیں ہے۔ علماء کرام اس فرض کے ذمہ دار ہیں۔ اور وہی اس کی اہمیت اور طریق مدافعت کی کیفیت و نوعیت سے واقف ہیں۔ آپنے کہا، بہتر ہوتا کہ جو کچھ جمعیۃ علماء فیصلہ کرتی اس پر ہم لوگ لبیک کہتے اور جس طرح پہلے مظاہرات جلسے اور جلوسوں کی کل کامیابی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام ملک جمعیۃ علمائے ہند کے قدم بقدم چلنے کیلئے آمادہ و مستعد ہے اسی طرح اس وقت بھی ایک اعلان شائع کردیا جاتا کہ مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ فیصلہ ہے اور اسی پر ہر شخص عملدرآمد کرتا۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس معاملے میں رائے عامہ حاصل کی جاتی۔ ملک کی فضا کے متعلق آپنے فرمایا کہ اگر اس بات کا انتظار کیا جائے تو میں بیقین کیساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کبھی ملک کے فرد فرد کی ہمدردی و حمایت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور نا طریاق از عراق آوردہ شود

مار گزیدہ مردہ شود کا مصداق ہوجائے گا۔ آپنے کہا لیکن چونکہ مجھے بھی اظہار خیال کا حق دیا گیا ہے اسلئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نکاح کرانے کی شکل میں سول نافرمانی کرنا میرے نزدیک ہمارے حصول مقصد کیلئے ناکافی ہے۔ کیونکہ اگر حکومت نے اس پر خاموشی اختیار کی اور کوئی قانونی چارہ جوئی نہ کی تو پھر ہمارے لئے آئندہ کا دروازہ بند ہے۔ اور ہمارے پرسنل لا کے تحفظ کی کوئی موثر صورت باقی نہ رہیگی اسلئے میری یہ تجویز ہے کہ سول نافرمانی کیلئے کوئی ہنگامی شکل اختیار کی جائے۔ جس سے حکومت کے ساتھ تصادم ہو۔ آپنے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں کہ ہم صرف اسی قانون کی مخالفت کے پابند رہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ معاملہ محض سارڈا ایکٹ ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے بعد بہت سے مسائل کا سوال پیدا ہوچکا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم نہ صرف سارڈا ایکٹ کے منسوخ کرانے کا تہیہ کریں۔ بلکہ ہمیں کلیۃً اپنے پرسنل لا کی حفاظت کیلئے اپنی قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔

میرے ایک دوست نے یہ بتایا کہ ہمیں مذہب کے حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہئے اور سیاسی رنگ اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہئے لیکن غلط خیال یہ ہے کہ مذہب و سیاست دو الگ چیزیں نہیں ہے کیونکہ کوئی مذہب اس وقت تک محفوظ نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ کامل آزادی نہ حاصل کرے۔ آپنے کہا کہ اب ہم کو عملی قدم اٹھانا چاہئے۔ اب محض زبانی لن ترانی کا وقت نہیں۔ کسی کام کیلئے ملک پہلے سے تیار نہیں رہتا، ہم قدم بڑھائیں ملک خود بخود تیار ہوجائے گا۔ اور کم سے کم میں اپنے ضلع کی طرف سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ ہر طرح تیار ہے۔ جمعیۃ علماء آگے بڑھے ہم تیار ہیں۔ آپ نے کہا میری رائے ہے کہ موجودہ لوگ بھی فضا کو تیار کرنے کیلئے کافی ہیں۔

آپ نے تحریک ترک موالات کی مثال دیتے ہوئے فرمایا اسوقت بھی پہلے ملک کو تیار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی بلکہ پہلے ہی بتا دیا تعارف چند مخلص متحد شخصیتوں کا آواز پہنچی اور تمام ملک اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی طرح آج مذہب کی حفاظت کے لئے بھی یہ فضا تیار ہوسکتی ہے۔ چند بااثر آگے بڑھنے والی ہستیوں کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی کسی ایجی ٹیشن کی ضرورت نہ تھی بلکہ صرف حضور کا ایک سرسری سا ارشاد کافی ہوتا تھا اسی طرح اگر جمعیۃ علماء آواز اٹھائے تو سارا ملک لبیک کہنے کو تیار ہے۔

مسٹر محمد اسلم صاحب

مسٹر محمد اسلم صاحب (منٹگمری لاہور) نے فرمایا کہ ہمارے یہاں کی مقامی مجلس اور قدیم انجمن اصلاح مسلمین کا ہمیشہ سے یہ اعتقاد رہا کہ وہ حفاظت اسلام و اشاعت احکام اسلام کے بارے میں جمعیۃ العلماء ہند کی تابع رہی ہے۔ اسی طرح آئندہ بھی مرکزی مجلس کے فیصلہ پر مستعدی اور ثابت قدمی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ ہے۔ مجلس مذکور نے گزشتہ مہینوں سے سارڈا ایکٹ کے خلاف پیہم احتجاجات کئے ہیں۔ جلسے کئے ہیں، جلوس نکالے ہیں اور ہر مرتبہ وائسرائے کو باقاعدہ اپنی دیگر عام مسلمانوں کی بیزاری و ناراضگی کا اظہار کردیا ہے لیکن باوجود اس کے گورنمنٹ نے کوئی شنوائی نہیں کی۔ اور وائسرائے نے اس کی کوئی وقعت نہیں سمجھی جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ہم کو سول نافرمانی کے لئے مرکزی مجلس کے آخری حکم کے مطابق تیار ہوجانا چاہئے۔ چنانچہ میں اپنی مجلس اسلامیہ منٹگمری کی طرف سے اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ ہر طرح کی قربانی اور سول نافرمانی کیلئے تیار ہیں۔ ساتھ ہی میں ایک تجویز بھی پیش کرنی چاہتا ہوں اور میں نے اپنے یہاں اس کا انتظام بھی کرلیا ہے کہ ہر مقام پر کم اپریل کو کم سے کم دو دو ڈھائی ڈھائی سو نکاح ۱۳ اور ۱۴ برس کے لڑکی لڑکوں کا کیا جائے ممکن نہیں کہ اگر یہ انتظام کرلیا جائے تو گورنمنٹ اس قانون کے منسوخ کردینے پر مجبور نہ ہوجائے۔

مولانا غلام سرور صاحب

مولانا عبدالسلام صاحب (زیارت کاکا صاحب) نے مولوی غلام سرور صاحب (بجھیال ضلع راولپنڈی) کی طرف سے فرمایا کہ چونکہ مولانا موصوف اردو زبان سے ناواقف ہیں اس لئے میں آپ کی ترجمانی کرتا ہوں۔ آپنے مجھے اس امر کے اعلان کرنے کی اجازت دی ہے کہ میں مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت اور دیگر خادمگان کو مولانا کے قصبہ و مضافات کے مسلمانوں کی طرف سے اس امر کا اطمینان دلا دوں کہ وہ سب کے سب جمعیۃ علماء ہند کے فیصلہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ ہیں۔ ساتھ ہی مولانا موصوف کی یہ بھی خواہش ہے کہ چونکہ ہمارے علاقہ میں پیروں اور سجادہ نشین بزرگوں کا اثر زیادہ ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جمعیۃ کی جانب سے کوئی تحریر یا کوئی تحریری تحریک اس قسم کی تمام سجادہ نشینوں کے پاس بھیجی جائے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں حفاظت اسلام کے لئے لوگوں کو تاکید کریں تو میں یقین کرتا ہوں کہ عوام میں ایک خاص مذہبی احساس پیدا ہوجائے گا اور پھر یہ تحریک نہایت کامیاب رہیگی۔

مولانا محمد قاسم صاحب

مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہاں پوری نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ سول نافرمانی کیلئے قوم کی فضا تیار نہیں کیونکہ اگر قوم سے مراد سرمایہ دار کا طبقہ یا حکام پرست لوگ ہیں تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ نہ تو کبھی تیار ہوئے ہیں اور نہ آئندہ تیار ہوسکتے ہیں۔ البتہ اگر غرباء اور جہلاء مراد ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں علماء کے فرمان پر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے نہایت زور دار الفاظ میں فرمایا کہ جمعیۃ علماء کو سول نافرمانی کے لئے تیار ہوجانا چاہئے۔ قوم اور بالخصوص شاہجہانپور کے مسلمان چشم براہ ہیں اور اس پر آمادہ ہیں کہ علماء قدم بڑھائیں قوم سر سے کھیلیں۔ آپ نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے تمام اکابر قوم مولانا محمد علی وغیرہ اور جمعیۃ علماء سے اتحاد و اتفاق اور اشتراک عمل کی اپیل کی۔ آپنے فرمایا کہ اگر رہنمایان قوم میں نا اتفاقی رہی تو پھر قوم کس کے ہو کے رہیگی اور کامیابی کی کیا صورت ہوگی۔

(باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

اخبار الجمعیۃ دہلی — ۲۴ مارچ ۱۹۴۲ء

کمپنی باغ میں مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

حکومت کے خلاف اعلان جنگ

تحفظ ناموس شریعت کی خاطر قربانیاں کرنیکا عہد

دہلی ۲۴ مارچ ۱۹۴۲ء گزشتہ شب کو مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے زیر اہتمام کمپنی باغ میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں بکثرت علمائے کرام اور ملک کی تمام ماتحت جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ جلسے میں حاضرین کی تعداد تقریباً (۵۰۰۰) ہزار تھی۔

جناب صدر کی تقریر

جناب صدر نے فرمایا کہ جس مقصد کے لئے آپ لوگ یہاں تشریف لائے ہیں وہ اس سے پہلے بارہا سن چکے ہیں۔ اس وقت میں صرف یہ کہنا …

مقصود ہوتا ہے تو اس سے خواہ مخواہ ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں جن سے عام رعایا میں تنفر بڑھ جائے اور پھر جب جام صبر لبریز ہو جاتا ہے تو حاکم محکوم و مظلوم اور محکوم حاکم ہو جاتا ہے اس سلسلے میں آپ نے فرعون کے قصہ کا استشہاد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ فرعون کے اقتدار گھٹنے کی وجہ بھی یہی ہوئی۔ آپ نے مسلمانوں کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی مظلومیت کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو بھی موسیٰ علیہ السلام کی اس تلقین (استعینوا باللہ واصبروا) پر عمل پیرا ہونا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ خدا ہماری مدد کرے گا اور ان کا اقتدار ختم کر دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ ہے ان اللہ یورث …

جناب اختر حسین صاحب

مولانا بشیر احمد صاحب

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

مولانا محمد نعیم صاحب

مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی

مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند

فارم پر دستخط کیجئے۔

اس کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ بخیر و خوبی نہایت کامیابی اور سکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (نامہ نگار خصوصی)

جمعیۃ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیۃ علمائے پنجاب نیز جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند کے لئے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لئے جملہ اراکین جمعیۃ صوبہ و دیگر علمائے پنجاب ۲۰ مارچ کو ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ اور اپنی آمد کی اطلاع معرفت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن ہذا کو دیں۔

محمد نعیم عفا اللہ عنہ سکرٹری ناظم جمعیۃ علمائے پنجاب

از دفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی

مولانا محمد نعیم صاحب

جناب مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے تجویز مذکور کی تائید میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ صدر و ناظم کی جامع و مانع تقریروں کے بعد پھر …

…

سول نافرمانی کے آغاز کرنے میں بھی پیش قدمی کر دیں گے جس پر تمام لوگوں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد جناب ناظم صاحب نے تحفظ شریعت کے لئے نہایت خلوص کے ساتھ دعا کی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (نامہ نگار خصوصی)

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کئے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت بوجہ مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی، ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

گرفتاری کے وقت حضرت مولانا نے ذیل کا بیان دیا ہے:-

میں تمام مسلمانوں سے پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو پہنچانیں اور جہاں تک ممکن ہو مذہب، وطن اور قوم کو حفاظہ خدا جوں بجائیں اور ان کی عزت کو چار چاند لگائیں۔

بالخصوص علماء کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قلق و اضطراب اور رنج و فزع سے بالکل کنارہ کش رہیں اور مردانہ وار بلا خوف و تذبذب اپنے فرائض مذہبی اور ملکی کو انجام دیں جو کام بھی کیا جائے محض لوجہ اللہ اور لاعلاء کلمۃ الاسلام عالی حوصلگی اور استقلال سے ہو۔ واللہ ولی التوفیق

ننگ اسلاف

(مولانا) حسین احمد غفرلہ

فلسفۂ عید قربان

اس نام کا ایک رسالہ انجمن خدام الدین نے بڑے بڑے علمائے کرام کی تصدیقات سے شائع کیا ہے جس میں قربانی کی ابتدا۔ ابراہیمی قربانی کے نتائج۔ فلسفۂ عید قربان کا ذکر ہے۔ علاوہ اس کے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر مسلمان صحیح معنوں میں قربانی کی رسم ادا کریں۔ تو ان کے اندر وہ روح پیدا ہو سکتی ہے۔ جس سے ساری دنیا میں سرفراز و ممتاز بن جائیں۔ اور دوسری قوموں کو اپنی مقناطیسی کشش سے دائرہ اسلام میں کھینچ لائیں۔ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک و پیکنگ مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجکر رسالہ ہذا منگوا کر ملاحظہ فرمایئے بلکہ ہو سکے تو زیادہ ٹکٹ بھیجکر زیادہ تعداد میں منگوا کے اپنے دوست احباب میں تقسیم فرما کر اشاعت و تبلیغ کا ثواب پائیں۔

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

الجمعیۃ

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

دہلی

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی

یکم	۵	۹	۱۳
۱۷	۲۰	۲۴	۲۸

کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار) ... ۵۰
نصف صفحہ (") ... ۳۰
ایک کالم (") ... ۲۰
½ کالم (") ... ۱۵
¼ کالم (") ... ۸

قیمت اخبار

ہندوستان کیلئے

سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۳ روپے
سہ ماہی ۲ روپے

ممالک غیر کے لئے

سالانہ ۹ روپے
ششماہی ۵ روپے

نمونہ مفت

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

نمبر ۲۱		دہلی یوم جمعہ - ۲۶ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ ہجری مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء		جلد ۱۱

نکتۂ ایماں کی تفسیریں

(از علامہ محمد اقبال)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیا کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

چہ باید مرد را طبعِ بلندے مشربِ نابے
دلِ گرمے نگاہِ پاک بینے جانِ بیتابے!

مسلمان اور سول نافرمانی

شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خان کے خیالات

"سیاست میں عشق و محبت نہیں ہوتی اور نہ سیاست میں بھیک ملتی ہے۔ مسلمان اپنے حقوق کو ہندوؤں سے نہ دعوے کر لے سکتے ہیں اور نہ ہاتھ پھیلا کر حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر بالفرض انہیں اس طرح حقوق ملے بھی تو وہ انہیں باقی نہیں رکھ سکتے۔ کوئی قوم سیاسی حقوق اس سے زیادہ نہیں رکھ سکتی جتنے رکھنے کی اس کے پاس سیاسی قوت نہیں ہوگی۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب نے ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء کے جلسہ میں فرمائے تھے۔ جو وہ جنگ آزادی کی ابتدا کے اس تاریخی دن کو منانے کیلئے جامعہ میں منعقد ہوا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کی موجودہ روش کے متعلق فرمایا کہ ان کی صرف دو ہی پوزیشن ہو سکتی ہے ایک تو یہ کہ السٹر (آئرلینڈ کا وہ صوبہ جو انگریزوں کے زیر سایہ رہنے کا حامی تھا) کی طرح انگریزوں کے پاؤں پکڑ کر بیٹھ جائیں اور انہیں اس ملک سے جانے نہ دیں پھر جو سیاسی مراعات اور حقوق انگریز انہیں اس سلسلہ میں دے سکتے ہیں وہ لیں۔ لیکن انگریز ایسے بیوقوف نہیں ہیں اور ہندوؤں کی بیدار قومیں انہیں زیادہ عرصہ تک ایسی بیوقوفی کرنے کا موقعہ دیں گی۔ انہوں نے اس ملک میں جمہوری ادارے قائم کر کے مسلمانوں کی اس توقع کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا کہ یہاں اقلیت بھی حکمراں ہو سکے گی۔ اب اس قوم کو زیادہ سیاسی حقوق مل سکتے ہیں جس کے پاس زیادہ سیاسی قوت ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اس جنگ آزادی میں بغیر کسی شرط کے ہندوؤں کا ساتھ دیں اور جب جنگ ختم ہو جائے اسوقت اپنے سیاسی حقوق ان سے بزور قوت لیں۔ مسلمانوں کی یہ بہت بڑی غلطی ہے جو اسوقت وہ ہندوؤں سے اپنے نیابتی حقوق کے لئے اصرار کر رہے ہیں۔

[illegible]

معاصرین کے افکار و آراء

ہندوستان کے وائسرائے کو آخری پیغام (انقلاب)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے وائسرائے کو جو آخری مکتوب روانہ کیا ہے، اس میں مسلمانوں کی ہمہ گیر مخالفت کو پھر ایک مرتبہ وائسرائے کے سامنے پیش کر دیا ہے، اور توقع ظاہر کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات و حسیات کا جائز احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی حکومت کے ایک غلط فیصلے کو بدل دیں اور جس شئے کو مسلمان اپنے مذہب میں مداخلت سمجھتے ہیں، اس کے نفاذ پر اصرار نہ فرمائیں۔

ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ کسی حکم یا ضابطہ یا قانون کے حق یا خلاف احکام اسلام ہونے کا فیصلہ لارڈ ارون نہیں کر سکتے، ان کی مخلوط اسمبلی نہیں کر سکتی، ان کی مخلوط ایگزیکٹو کونسل نہیں کر سکتی یا وہ "مقتدرین" نہیں کر سکتے جن کا سارا اندوختہ "علم و تحقیق" یورپ کی تحقیق علم پر موقوف ہے، اس امر کا فیصلہ علمائے کرام سے تعلق رکھتا ہے، وہ جس شئے کو مطابق اسلام فرمائیں ہمارے مطابق اسلام سمجھا جائے گا اور جس ضابطہ یا قانون کو خلاف اسلام قرار دیں، اسے خلاف اسلام تصور کیا جائے گا۔ ممکن ہے، بعض مسلمانوں نے پرائیویٹ ملاقاتوں میں وائسرائے سے کہا ہو کہ ساردا ایکٹ مداخلت فی الدین نہیں، مسٹر تصدق شروانی نے خاص طور سے بعض مضامین بھی اس ایکٹ کے حق میں لکھے تھے، لیکن نہ مسٹر شروانی اس باب میں فیصلہ و تحکیم کے حقدار ہیں، نہ وائسرائے سے ملاقاتیں کرنے والے بعض مسلمان شریعت کے احکام کی نسبت محققانہ رائے دینے کے مجاز ہیں، وہ لوگ اپنے ذاتی اطمینان کے لئے جو چاہیں کریں، اور جس طریق عمل کے خواہاں ہوں اختیار کریں، لیکن انہیں یہ حق نہیں ہے کہ عام مسلمانوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل کریں جسے مسلمانوں کے واجب التعظیم علماء خلاف مذہب قرار دے چکے ہیں۔

اگر کوئی ایسا قانون ہو، جس سے کسی دینی حکم پر مخالفانہ اثر نہ پڑتا ہو تو اس کے متعلق اختلاف محض رائے کا اختلاف قرار دیا جائیگا، اگرچہ اکثریت کے اختلاف کی حالت میں اسے بھی نافذ نہیں ہونا چاہئے، مگر اس کا نفاذ زیادہ سے زیادہ ایک غلطی سمجھا جائیگا، ساردا ایکٹ کا معاملہ اس سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے، اس ایکٹ کو وہ بزرگ گروہ مداخلت فی الدین قرار دے چکا ہے، جسے مذہبی معاملات میں رائے دینے کا حق حاصل ہے، پس اس حالت میں وائسرائے کیلئے صرف ایک راستہ باقی رہ گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ حکومت کی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اگر وائسرائے اس طریق عمل پر گامزن ہونے میں تامل کریں تو مسلمانوں کیلئے بھی صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس قانون کی خلاف ورزی کریں، اور شریعت کو مداخلت سے بچائیں۔

اسیران سازش کاکوری (زمیندار)

اسیران مقدمہ سازش کاکوری سے جیل میں افسوسناک سلوک کیا جا رہا تھا جس سے تنگ آ کر انہوں نے فاقہ کشی شروع کر دی۔ اب ان میں سے دو کی حالت نہایت خطرناک ہے اور وہ قریب مرگ ہیں۔ یہ صورت حالات بے حد تکلیف دہ اور الم انگیز ہے۔ حکومت کو لازم ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کی شکایات کا ازالہ کرے اور انہیں درجہ خاص کے حقوق عطا کرے۔ اگر حکومت انہیں درجہ "الف" میں رکھنا چاہتی تو کم از کم وہ درجہ "ب" میں رکھے جائیں۔ پچھلے دنوں حکومت قیدیوں کے برتاؤ کے متعلق ایک اعلان شائع کر چکی ہے جس میں امتیاز نسلی کی تنسیخ پر زور دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ جو قیدی بلند مرتبہ ہوں یا ایسے قیدی جنہوں نے متشددانہ افعال کا ارتکاب نہ کیا ہو درجہ "الف" میں رکھے جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان سے کسی قدر کم درجہ کے قیدیوں کے لئے درجہ "ب" قائم کیا گیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ آخر اسیران مقدمہ سازش کاکوری نے کیا قصور کیا ہے کہ انہیں ان رعایات سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ اگر حکومت کی غفلت شعاری اور بے پروائی کا یہی عالم رہا تو بہت ممکن ہے کہ اسیران سازش کاکوری میں سے بعض ہلاک ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو حکومت کے خلاف ملک میں ہیجان عظیم پیدا ہو جائے گا۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد سے جلد فاقہ کشی کا خاتمہ کرائے اور فاقہ کشوں کے جائز مطالبات کو جلد سے جلد تسلیم کرے۔ ہم رہنمایان قوم کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ فاقہ کشوں کی زور شور کے ساتھ حمایت کریں۔ تاکہ حکومت اپنے افسوسناک طرز عمل کو بدلنے پر مجبور ہو جائے۔

پولیس کا ہنٹر اور ڈنڈا (انصاف)

ہندوستان کا محکمہ قیام امنیت عامہ اپنے ان مخصوص ذرائع کی بدولت جو وہ اپنے فرض منصبی کی بجا آوری کے سلسلہ میں استعمال کرنے کا عادی ہو چکا ہے۔ دنیا بھر میں بدنام ہو چکا ہے۔ تمام مہذب اور ترقی یافتہ سلطنتوں کی پولیس عامۃ الخلق کی خدمت بجا لانے کے وظائف انجام دیتی ہے۔ لیکن ہندوستان کی پولیس عامۃ الناس پر حکومت کے دبدبہ سکندری کا سکہ بٹھانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ چوروں، ڈاکوؤں، بدمعاشوں، اٹھائی گیروں کی ایذا رسانی کے انسداد کے لئے تو یہاں کی پولیس نہایت تلطف اور بعض مقامات پر اغماض اور چشم پوشی سے پیش آتی ہے۔ لیکن جہاں کہیں ہندوستان کے پرامن باشندے محض اظہار خیال کرنے کے لئے یکجا ہوتے ہیں، پولیس کے ہنٹر اور ڈنڈے فی الفور حرکت میں آنے لگتے ہیں۔ امریکہ، انگلستان اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی ہنگامے برپا ہوتے ہیں سیاسی جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جن میں حکومت پر شدید سے شدید نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ مظاہرے ہوتے ہیں۔ جن پر وہاں کی پولیس کو نقض امن کے اندیشہ کا بہانہ تراشنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وہاں بھی جلسوں اور مظاہرین کو منتشر کیا جاتا ہے لیکن وہاں مشین گنوں اور بندوقوں کی گولیوں، پستول کے فائروں، لاٹھیوں، ڈنڈوں اور ہنٹروں کی بے پناہ مار کے بجائے، آگ بجھانے والے فائر انجن یا رلانے والی گیس استعمال کی جاتی ہیں۔ ایک ہندوستان ہی ایسی سرزمین ہے جہاں نہایت معمولی سے معمولی بہانہ پر بلکہ بسا اوقات خود بخود بہانہ پیدا کر کے پولیس عام مجمعوں اور گروہوں پر لاٹھیوں، ہنٹروں اور ڈنڈوں کی بارش شروع کر دیتی ہے۔ اور اس امر کی مطلقاً پروا نہیں کرتی کہ جس بھیڑ کو وہ ہانکنا

ضرورت نہیں تھی۔ جامعہ تو فوراً جنگ آزادی کے لئے سپاہی تیار کر رہی ہے کارکنان جامعہ کی یہ چھوٹی سی جماعت اس ایک کام میں لگی ہوئی ہے اب اس کو کسی اور طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ خود ایک قومی اور مذہبی کام ہے۔ لیکن اس وقت جس حالت میں ہم ہیں اس کی بنا پر اندیشہ ہے کہ کہیں ہمارے طرز عمل سے طرح طرح کی غلط فہمیاں نہ پیدا کی جائیں اس لئے ہم میں سے کچھ کی شرکت ضروری ہے۔ جامعہ بہ حیثیت ایک خاندان کے ہے جس کے طلباء اور اساتذہ دونوں رکن ہیں۔ ہم میں سے جو شخص خواہ بڑے طلباء کی جماعت سے تعلق رکھتا ہو یا اساتذہ کی، بخوشی اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے، وہ اپنی مرضی سے ہمیں مطلع کرے اور پھر جامعہ یہ فیصلہ کرے گی کہ آیا وہ اپنے کنبہ میں کس کس کو اور کتنے لوگوں کو دے سکتی ہے تاکہ اس کے کام پر بھی اثر نہ پڑے۔ (ملت)

جمعیۃ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیۃ علماء پنجاب نیز جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لئے جملہ ارکین جمعیۃ صوبہ و دیگر علماء پنجاب ۳۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ اور اپنی آمد کی اطلاع معرفت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن ہذا کو دیں۔

محمد نعیم عفا اللہ عنہ مرکزی ناظم جمعیۃ علماء پنجاب
از دفتر جمعیۃ علمائے ہند۔ دہلی

مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

تحفظ شریعت کے لئے عہد و پیمان

حضرات علمائے کرام کی بصیرت افروز تقریریں

دہلی یوم مارچ۔ آج محلہ رودگران میں تقریباً دس بارہ ہزار مسلمانوں کا جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور حکیم نذیر احمد صاحب کی نظم کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

مولانا احمد سعید صاحب

آپ نے فرمایا کہ آج دہلی میں یہ دوسرا جلسہ ہے۔ غالباً آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ جمعیۃ علماء کے ارکین کل کے جلسے میں تقریریں کر چکے ہیں۔ اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے تحفظ ناموس شریعت کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اور جمعیۃ علماء ہند کے فیصلہ کے مطابق اس قانون کو توڑنے اور اپنے مذہب کی حفاظت کا عہد بھی کر لیا تھا۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے بلکہ اسلام مسلمانوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اگر تو آپ اسلام کے کسی مسئلہ کی حفاظت کے لئے تیار ہیں تو آپ کو نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے عہد پر قائم رہنا چاہئے۔ اور اپنی مساعی کو اسوقت تک جاری رکھنا چاہئے جب تک کہ مقصد میں کامیابی نہ حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جلسہ بسنت کے سلسلے میں ہے۔ اور آپ لوگوں نے یہ تہیہ کیا تھا یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بسنت کو ترک کر کے وعظ کرائیں گے۔ چنانچہ اسی غرض کیلئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کی بسنت کا میلہ تمام شہر میں مشہور تھا۔ آپ نے کہا لیکن میں پوچھتا ہوں کیا یہ کوئی تعریف کی بات تھی۔ دیکھو بری چیز کی شہرت حقیقت میں بری ہے۔ مثلاً دیکھو میں تمہیں بتاؤں کہ اگر کوئی شخص کسی کی یہ تعریف کرے کہ بھئی فلاں شخص تو اتنا شاہ خرچ ہے کہ مہینے میں چار پانچ ہزار کی تو کوکین کھا جاتا ہے تو تم یہی کہو گے بھئی لاحول ولا قوۃ یہ بھی کوئی تعریف کی بات ہے یا اگر کوئی کہے بھئی فلاں شخص شراب پینے میں یا زناکاری وغیرہ وغیرہ فسق و فجور میں بہت مشہور ہے تو تم کہو گے کہ بھئی استغفر اللہ تم تعریف کر رہے ہو یا برائی کر رہے ہو۔ ایسی ہی مثال اس محلے کی ہے کہ لوگ اگر یہ تعریف کریں کہ بھئی محلہ رودگراں میں بسنت کا ناچ ایسا اچھا ہوتا ہے کہ صبح ہو جاتی ہے تو تمہیں غور کرو یہ کوئی تعریف کی بات ہے یا کلنک کا ٹیکہ ہے۔ میں کہتا ہوں تعریف کیا ہے اگر کہا جائے۔ جناب محلہ کے لوگ ایسے نمازی ہیں کہ کبھی مسجد میں جگہ ہی نہیں ملتی۔ جب دیکھو مسجد بھری رہتی ہے تو یہ تعریف ہے یا یہ تعریف ہے کہ وہاں تو ناچ بہت اچھا ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں بھائی صاحب ہر چیز کا وقت ہوتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس قسم کے میلے تماشوں کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے تھے اور کچھ پرواہ نہ ہوتی تھی۔ اگرچہ اسوقت بھی یہ چیزیں قابل تعریف نہیں کہی جا سکتی تھیں لیکن پھر بھی لوگ کرتے تھے۔ مگر میں اسوقت کو کہتا ہوں جب کہ ہر طرف آپ اپنی غربت و ناداری کا رونا رو رہے ہیں۔ اس قسم کی فضول خرچی کر کے آپ کوئی اچھا نائیٹل حاصل کر سکتے ہیں؟

اب سے نو برس پہلے سرکاری خطابات کا حاصل کرنا اتنا برا تھا جیسے کسی نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا۔ خان بہادروں اور رائے بہادروں کو کتنی ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لوگ یہی کہتے تھے کہ یہاں مسلمانوں پر یہ مصیبت آئی ہے۔ قسطنطنیہ اور عراق عرب وغیرہ پر کافروں کا قبضہ ہوا جا رہا ہے۔ ان کو اپنے اقتدار اور خطابات کی پڑی ہے۔ لیکن ایک زمانہ تھا کہ خطابات کو ایک بڑی چیز سمجھا جاتا تھا فخریہ خطابات کا تذکرہ کیا جاتا تھا لائڈ جارج کی خلاف عہدی کے بعد سے لوگوں نے اس کو معیوب سمجھنا شروع کر دیا۔ جب یہ مثال آپ سمجھ گئے تو اب سمجھئے کہ یہ وقت بھی اب کسی قسم کی خوشی و مسرت کا نہیں ہے۔ اور اگر کوئی کریگا تو یہی کہیں گے بھئی دیکھو تو صحیح انگریز ظلم پر ظلم کرتے جا رہے ہیں۔ مذہب پر روز بروز قیدیں بڑھاتے جاتے ہیں اور انہیں ناچ رنگ کی سوجھی ہے۔ اور دیکھئے میں آپ کو اور بتاؤں پنکھے جو چڑھائے جاتے ہیں تو اب دیکھئے ہندو مسلمان سب ہی جاتے ہیں اور کہتے کیا ہیں۔ یہاں، بدھ کو تو چڑھتا ہے جوگمایہ پر اور جمعرات کو چڑھتا ہے۔ خواجہ صاحب پر۔ ذرا غور تو کیجئے یہ کیا چیز ہے۔ جوگمایہ کا جوڑ آپنے کس سے ملایا ہے۔ خواجہ صاحب کی رفعت شان کا کیا کہنا۔ آپ دیکھئے میں آپ کو ایک واقعہ سے سمجھاؤں کہ آج کل کے پیروں اور حضرت خواجہ صاحب میں کیا فرق تھا۔ آج کل کے پیروں کا اثر اپنے مریدوں پر نہیں پڑتا۔ اور پڑتا بھی ہے تو محض روپیہ وصول ہو جاتا ہے مگر اصلی اثر یعنی مذہب کی پابندی۔ یاد کار و اشتغال کی پابندی یہ ان سے نہیں ہو سکتی۔ مگر بس خواجہ صاحب کا ایک قصہ سناؤں۔ آپ حیرت کرینگے کہ آپ کا جب وصال ہوا تو آپ نے اپنے مرید سلطان شمس الدین التمش کو بلایا اور وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کی نماز وہ شخص پڑھائے جس کی عصر کی سنتیں اور تہجد کی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔ بادشاہ نے ایسے آدمی کی تلاش میں بہت دور دور تک آدمی بھیجے اور اسوقت ریل کی سواری تو تھی نہیں۔ وہ منزلوں پر دو دو سو میل سو جہت طرف تلاش کر کے محروم واپس آ گئے۔ تو بادشاہ نے کہا حضرت کو آج میں ایسا پردہ فاش کرنا تھا۔ دیکھا آپ نے اتنا بڑا بادشاہ اور ادھر سے زہد و اتقاء کی یہ حالت کہ کبھی تمام عمر نہ عصر کی سنتیں قضا ہوئیں اور نہ تہجد کی نماز۔ یہ شان تھی خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی جن کے لئے مسلمان پنکھا چڑھانے جاتے ہیں اور جوگمایہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ استغفر اللہ۔ اس زمانے میں ایسی پھول والوں کی سیر کرنے کے لئے بادشاہ وقت نے دولاکھ کی کوٹھی بنوائی تھی۔ اس وقت کے لئے یہی چیزیں باعث فخر سمجھی جاتی تھیں لیکن آج جب کہ پریشانی اور فلاکت کا یہ عالم ہے کہ ان شاہان اولوالعزم کی اولاد خود نان شبینہ کی محتاج ہے۔ اس قسم کی فضول خرچیاں کہاں تک جائز ہو سکتی ہیں۔ تو بھائی صاحب میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہر چیز کا وقت ہوتا ہے اور جب ایک ایسی چیز جو اپنے وقت پر بھی کوئی قابل تعریف چیز نہیں ہے تو پھر بے محل اور بے موقعہ تو بالکل ہی غیر مناسب ہے۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ جلسہ مبارکباد دینے کے لئے منعقد ہوا ہے اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محلہ والوں میں اتفاق ہے کیونکہ ایک بری چیز کو جب چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا۔ اور ایک اچھی چیز یعنی وعظ کو اختیار کیا تو سب نے اختیار کیا۔ میں اسوقت بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح کسی بری رسم کو چھوڑنا برا ہے۔ اسی طرح کسی بری چیز کو شروع کرنا اور جاری کرنا بھی برا ہے۔ اسی طرح یہ بھی سمجھو کہ مذہب میں مداخلت کرنے کی برائی کو بھی جاری نہ ہونے دو۔ اور اسی اتفاق و اتحاد کے ساتھ مذہب کی حفاظت کرو۔

آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا اب میں پوچھتا ہوں کہ کسی وجہ سے بھی ہو۔ ممبروں کی غلطی کہئے یا حکومت کا ظلم سمجھئے کچھ بھی ہی سارداایکٹ سے مداخلت تو ہوئی۔ اور ہوئی کس کے ہاتھ سے۔ ایک طاقتور ہاتھ سے۔ ایسے ہاتھ سے جس کے ایک قلم کی جنبش سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھئے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔ وہی قانون جو بڑی سے بڑی لیجسلیٹو اسمبلی اور بڑی سے بڑی کونسلوں کے اراکین مدتوں کے بعد بناتے ہیں اور پھر بھی پوری طرح نہیں سمجھتے اور ترمیمیں کرتے رہتے ہیں آج ۱۳ سو برس پہلے ہمارے آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر بجائے ہی کو دیدیے جن کے ماننے سے پہلے بھی تھی۔

آپ نے تاجداران مغلیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا انگریز یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمیشہ ہندوستان انہیں کے قبضے میں رہیگا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یہ ملک جس پر وہ اب قابض ہیں کبھی اس پر وہ لوگ حکومت کرتے تھے جن کے ایک اشارہ پر سب کچھ ہو جاتا تھا۔ لیکن آج وہ فاقوں کے محتاج ہیں۔ جن کے دست و کرم سے ہزاروں فقیر دولتمند ہو جاتے تھے آج ان کی اولاد کو بھیک مانگتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ مولانا نے اسی قسم کے بہت سے عبرتناک واقعات بتانے کے بعد فرمایا ان تمام واقعات سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں قوت و طاقت عزت و ذلت، ملک و حکومت، سب خدا ہی کے لئے ہے پھر کسی چیز پر غرور کرنا کہاں تک زیبا ہو سکتا ہے۔ مولانا نے اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کو پریسٹیج کا خیال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہٹ دھرمی کرنا اور اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرنا کونسی شرافت ہے۔ اور اس سے پریسٹیج کیا قائم رہ سکتا ہے صاف بات ہے کہ لوگ غلطی کا اقرار کر لینے والے کی عزت کرتے ہیں۔ میں ہی اگر کسی صحیح چیز کو خواہ مخواہ غلط کہنا چاہوں تو آپ کیا کہیں گے۔ مولانا نے اس موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رعب و جلال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود اس عظمت و اقتدار کے آپ کی شریف النفسی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کسی راستے میں اندھیرے کی وجہ سے ایک شخص کے پیر پر آپ کا پیر پڑ گیا تو اس نے کہا اندھا ہے۔ کہتا نہیں آپ نے فرمایا بھائی اندھا نہیں ہوں قصوروار ہوں۔ یہ ہیں وہ باتیں جن سے حقیقی پریسٹیج قائم ہو گیا۔ پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ سوال پریسٹیج کا ہے تو کیا اس وقت صرف لارڈ ارون ہی کا پریسٹیج خطرہ میں ہے۔ کیا ہمارا پریسٹیج برباد نہیں ہو رہا ہے ہم نے ایک مذہبی مطالبہ کے متعلق آئینی ایجی ٹیشن کیا لیکن حکومت نے ہماری چیخ پکار کا مذاق اڑایا، اور اب تک تغافل سے پیش آ رہی ہے۔ کیا اس طرح مسلمانوں کی قوم کا پریسٹیج خطرہ میں نہیں ہے۔ کیا رسول اللہ کے پریسٹیج کو خاک میں نہیں ملایا جا رہا ہے۔ مسلمانو! حکومت سے کہدو کہ وہ اس خدا سے ڈرے جس نے لال قلعے کو برباد کر کے رائے سینا کو آباد کیا ہے۔ کیا وہ خدا اس کے خلاف کرنے پر قادر نہیں۔ اس تقریر کا مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ مولانا نے لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا کہ سارداایکٹ مذہبی مداخلت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو خدا اور رسول کے [illegible]

لہٰذا ہم اپنے مذہب کی حفاظت کیلئے ہر آواز سے بالکل بے پرواہ [illegible]

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

[illegible]

تمام ہندوستان کے تقریباً دو سو علمائے دین نے بڑے غور و تحقیق اور تجسس و تمحیص کے بعد یہ طے کیا ہے کہ اگر حکومت نے مسلمانوں کے تمام مطالبات کی کوئی پرواہ نہیں کی تو ہمیں بھی اب اس کی حکومت و قوانین کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ اور پوری قوت کے ساتھ اپنی مذہبی آزادی کا اعلان کر کے اس کے بنائے ہوئے قانون کو شریعت کے قانون کے مقابلہ میں بے دھڑکی کے ساتھ ٹھکرا دینا چاہئے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل صغیر السن بچوں کی شادیاں کی جائیں۔ نہیں بلکہ ایسی عمر جو قانون کی مقرر کردہ عمر سے کم ہو مثلاً تیرہ ساڑھے تیرہ پونے چودہ برس کی لڑکی اور سترہ ساڑھے سترہ پونے اٹھارہ یا دو چار دس پندرہ روز کم کے لڑکوں کے نکاح کرائے جائیں۔ تاکہ قانون کی خلاف ورزی بھی ہو جائے اور بلا ضرورت کمسن بچوں کی شادیاں بھی نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ اگر اس پر لوگوں نے بااستقلال عمل کیا تو ضرور یہ قانون منسوخ ہو جائیگا۔ مفتی صاحب قبلہ نے آگ پانی نمک گھاس کے مباح الاصل یعنی آزاد الملک ہونے کے مسئلہ کی تشریح فرمائی۔ اور بتلایا کہ اس کا یہ مطلب نہ سمجھ لینا چاہئے کہ جو شخص ان چیزوں کو اپنے تحت و تصرف میں لا چکا ہے وہ اس کی بھی ملک نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ یہ چیزیں اپنے منبع یا مخزن میں آزاد ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص دریا سے پانی یا نمک کی کان سے نمک یا جنگل سے گھاس لیکر اپنے صرف کے لئے اپنے تصرف میں لے آئے تو ہر شخص اس کو بلا اجازت متصرف استعمال نہیں کر سکتا۔ آپ نے گاندھی جی کی مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ گورنمنٹ اس مہم سے لرزہ [illegible] تو پھر اس کا دفاع ہی نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے سامنے مذہب شریعت اور سنت رسول کی حفاظت کا سوال ہے۔ اور اس کے بعد اس کا تصفیہ آپ خود کر لیجئے کہ جب ایک قوم محض ملک کے لئے اسقدر قربانیاں کر رہی ہے۔ تو آپ کو اس منحوس قانون سے نجات حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ چونکہ آپ کی مہم اور آپ کا نصب العین گاندھی کی مہم سے بہت بالاتر ہے اسلئے آپ کو بہت زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ نے تھوڑے سے ایثار و قربانی سے بھی کام لیا تو آپ کا کام پورا ہو گا۔ اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔

مولوی عبد المجید صاحب

اس کے بعد مولوی عبد المجید صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ نے حسب ذیل تجویز پیش کی۔

"مسلمانان دہلی کا یہ پبلک جلسہ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے اس فیصلے کو کہ شریعت مقدسہ اسلامیہ کو سارداایکٹ کی لعنت سے آزاد کرانے کے لئے سول نافرمانی کی جائے نہایت صدق دلی سے قبول کرتا ہے اور اس پر عمل کرنے اور ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہے۔"

مسلمانوں کی مذہبی مہم کے خلاف ایک جماعت کا پروپگنڈا

حکومت کے مفاد کو تقویت پہنچانے کی سعی

صدر جمعیۃ علمائے ہند کا اعلان

دہلی ۲۵ مارچ۔ ایک جماعت نے مسلمانوں کی اس اہم کو نقصان پہنچانے کے لئے [illegible] ۲۰ مارچ کو پاس کی ہے اسکا مضمون اس امر کی کافی دلیل ہے کہ یہ مہم صرف حفاظت شریعت کے لئے اٹھائی گئی ہے۔ جو لوگ اس کے متعلق غلط فہمی پھیلا کر اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں وہ حکومت کے مفاد کو تقویت اور اسلام کو شکست دینے کی دانستہ یا نادانستہ سعی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس پروپگنڈے سے متاثر نہ ہونا چاہئے۔

(دستخط) محمد کفایت اللہ
صدر جمعیۃ علمائے ہند

ایک مہمان میں رہتیلی زمین پر بلاشرکت غیرے بنا لیا تھا۔ میں کہتا ہوں بڑے بدقسمت ہیں ہندو اور گاندھی جو اس روشنی اور نورانیت کے زمانے میں مسلمان نہیں ہوئے۔ آج وہی بات جو گاندھی کی سمجھ میں آئی ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما چکے ہیں۔ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ نمک کو خدا نے اپنی مخلوقات کے لئے عام کر دیا ہے اس پر کوئی شخص قابض نہیں ہو سکتا۔

دیکھئے میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ جب کبھی اور جہاں کہیں اسلام کے خلاف قانون بنایا گیا اس نے ہمیشہ ٹھوکریں کھائیں۔ اور بھائی کیوں اسلام کے قوانین کو ایسی چولوں پر بٹھایا گیا ہے کہ اس میں ذرا بھی کسی ترمیم کی گنجائش نہیں۔ مولانا نے نمک کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے اب نہایت سخت صورت اختیار کر لی ہے۔ اگر تو اس جنگ میں انگریز گرا۔ اور بظاہر صورت یہی نظر آ رہی ہے تو دیکھئے گا کہ نقشہ کیا ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ سین گپتا کو بغاوت کے جرم میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف صرف دس دن کی قید محض دی گئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت دب رہی ہے۔ اس کے برخلاف وہ مسلمانوں کو الٹا دباتی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب اسمبلی نے نمک پر ٹیکس کو نامنظور کیا تھا تو لارڈ ریڈنگ نے اپنے اختیار سے نمک پر ٹیکس لگا دیا تھا۔ اب جبکہ سارداایکٹ اسمبلی نے منظور کیا وائسرائے فوراً خود بھی منظوری دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگر وہ چاہتے تو مسترد کر سکتے تھے مگر انہوں نے مسلمانوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وائسرائے اپنے اختیار سے نامنظور نہیں کر سکتا تھا ہم سب کو معلوم ہے کہ حکومت نے آج تک کسی معاملے میں مسلمانوں سے مفاہمت کی کوئی گفتگو نہیں کی۔ اگرچہ اسوقت مسلمان جنگ آزادی سے من حیث القوم الگ ہیں۔ لیکن حکومت باوجود اس وفاداری کے مسلمانوں سے کوئی مصالحت نہیں کرتی۔ اور مصالحت تو درکنار ان کے مذہب کی آزادی کا مطالبہ بھی تسلیم نہیں کرتی جس میں کسی قسم کا سیاسی اقتصادی سوال بھی نہیں ہے اس سے بڑھکر ہماری کسمپرسی اور کیا ہو سکتی ہے۔ میری غرض ان تمام واقعات کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اب مسلمان اپنے مذہب کی توہین کو کسی طرح برداشت کریں۔ کسی کی قوت سے ہرگز مرعوب نہ ہونا چاہئے۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ انگریزوں کی قوت خدا کی عطا کی ہوئی ہے۔ وہ جب چاہے چھین لے۔ وہ خدا جس نے تمہارے بادشاہوں کے زبردست ہاتھوں سے حکومت چھین کر دوسروں کے ہاتھوں میں دی ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ دوسروں سے حکومت

دین کی عزت کو بچانے کے لئے۔ اٹھو۔ اور اگر نہیں ہے تو کہدو کہ نہیں ہے۔ جانے دو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ کل قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملنا ہوگا اور خدا کے سامنے جانا ہوگا اس وقت کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی بدبختی کی کسی صورت چھپانہ سکو اور شفاعت سے محروم رہ جاؤ کیا آج تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ گاندھی جی سے ہیں کیا مطلب وہ تو ملک کے لئے لڑ رہے ہیں۔ میں تم کو بتا چکا کہ ملک خدا کا ہے اور ہم خدا کے ہیں تو پھر ملک ہمارا ہے۔

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

غور تو کرو کہ بجز تمہارے خدا کی عبادت کرنے والا کوئی اور تو نہیں ہے۔ پھر اس کو جانے دو۔ اب یہ بتاؤ کہ انگریزوں سے پہلے اس ملک کا مالک کون تھا مسلمان ہی تو تھے پھر کہاں ہیں اپنا ملک حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے۔ پھر کیوں نہیں کرتے۔ مولانا نے کہا کتنے غضب کی بات ہے کہ ملک ہمارا تھا ہم سے انگریزوں نے لیا اور ہم ہی سب سے زیادہ پست ہمت ہیں۔ ہمیں چاہئے تھا کہ پہلے ہم انگریزوں سے اس ملک کو چھینتے اسکے بعد جس کو چاہتے دیتے یا نہ دیتے۔ مگر ہے کیا کہ ہم سے تو انگریزوں نے لیا اب انگریزوں سے لے رہے ہیں ہندو۔ جن کی چیز ہے وہ بیٹھے کھڑے کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ اچھا اس کو بھی چھوڑو جانے دو ملک کے لئے نہ لڑو مگر خدا کے لئے مذہب کے لئے تو لڑو۔ میں کہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بچانے کے تو ذمہ دار ہو۔ اسی کو بچالو۔ تم ملک کیلئے کچھ نہ کرو نہ کریگا جس کو کرنا ہوگا۔ اور لیگا جس کی قسمت میں پانا ہوگا۔ یہ مذہب تو تمہارا ہے۔ اس میں تو کسی کا کچھ ساجھا نہیں ہے۔ تم اسی کو بچالو۔ اسی کی حرمت و ناموس کا پاس رکھ لو۔

میرے بھائیو! گو تم ایک گئے گزرے وقت میں پیدا ہوئے ہو لیکن شریعت کے نام لیوا تو تم بھی ہو۔ لہٰذا اٹھو اور ناموس شریعت کی حرمت رکھ کر خدا و رسول کے نزدیک سرخروئی حاصل کرو۔ میں آخر میں یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ علماء کی عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہے بچاؤ چاہے نہ بچاؤ۔ اگر محض میری عزت کا سوال ہوتا تو بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔ میں کیا اور میری عزت کیا۔ پاس ہے تو صرف سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کا اور آپ کی شریعت کے ناموس کا۔ تمہارے لیڈروں کا تو یہ سال ہے کہ وہ عنقریب بھاگنے والے ہیں۔ میں نے بتا دیا کہ اب وہ میدان میں نہیں ٹھہر سکتے۔ خود بھی بھاگے ہیں اور تمہیں بھی بھگا دیں گے

مولانا محمد نعیم صاحب

جناب مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے تجویز مذکور کی تائید میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ صدر و ناظم کی جامع و مانع تقریروں کے بعد پھر کسی تقریر کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن محض تعمیل حکم کے طور پر کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔ اندر وغیرہ کی گرفتاری کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا مجھے ہندوؤں کے جذبات دیکھکر رشک آتا ہے کہ وہ بات جو ہمارے اندر ہونی چاہئے وہ ہندوؤں میں پیدا ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا مسلمانوں میں اسلام کا درد اور مذہبی حمیات نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسلام آبا و اجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور جس طرح مال متروکہ کی قدر اولاد کو نہیں ہوا کرتی اسی طرح ان مسلمانوں کو اس اسلامی ترکہ کی قدر نہیں۔ اسلام کی قدر حضرت بلال، صدیق اکبر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے پوچھو جنہوں نے دنیا کی سخت سے سخت مصیبتوں کو برداشت کر کے اسلام کو حاصل کیا ہے۔ آپ نے نمک کے متعلق بتایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اس پر کسی شخص کا قابض ہونا اور کوئی محصول عائد کرنا جائز نہیں تو پھر اس پر محصول لگانے والا دین میں مداخلت کرنے والا ہوگا یا نہیں اور جب دین میں مداخلت کرنے والا ہوا تو دین کی حفاظت کیلئے اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا مسلمانوں کا شرعی فرض ہوگا یا نہیں۔ مسلمانوں نے کہا ضرور ہوگا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم کانگریس کے ساتھ مگر قانون نمک کی خلاف ورزی کیوں نہیں کرتے اور ہم کو کانگریس میں شریک ہونے کا الزام کیوں لگاتے ہو اور اگر ہم کانگریس میں اس نیت سے شریک ہو کر نمک بنائیں تو کوئی اعتراض تو نہ کرو گے۔ آپ نے اپنی تمام تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ اب مذہب کی حفاظت کا موقعہ ہے اور بلا کسی لیت و لعل کے جمعیۃ علماء کے ساتھ ہو کر ناموس شریعت کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اسکے بعد آپ نے تجویز کے متعلق لوگوں سے رائے لی۔ تمام مجمع نے متفقہ طور پر اس تجویز کو منظور کیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس پر

مولانا محمد نعیم صاحب

جناب مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے تجویز مذکور کی تائید میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ صدر و ناظم کی جامع و مانع تقریروں کے بعد پھر کسی تقریر کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن محض تعمیل حکم کے طور پر کچھ عرض کرنے کو آیا ہوں۔ انڈر وغیرہ کی گرفتاری کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا مجھے ہندوؤں کے جذبات دیکھ کر رشک آتا ہے کہ وہ بات جو ہمارے اندر ہونی چاہئے وہ ہندوؤں میں پیدا ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا مسلمانوں میں اسلام کا درد اور مذہبی حمیت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسلام آباؤ اجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور جس طرح مال متروکہ کی قدر اولاد کو نہیں ہوا کرتی اسی طرح ان مسلمانوں کو اس اسلامی ترکہ کی قدر نہیں۔ اسلام کی قدر حضرت بلال، صدیق اکبر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے پوچھو جنہوں نے دنیا کی سخت سے سخت مصیبتوں کو برداشت کر کے اسلام کو حاصل کیا تھا۔ آپ نے نمک کے متعلق بتایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اس پر کسی شخص کا قابض ہونا اور کوئی محصول عائد کرنا جائز نہیں تو پھر اس پر محصول لگانے والا دین میں مداخلت کرنے والا ہوگا یا نہیں اور جب دین میں مداخلت کرنے والا ہوا تو دین کی حفاظت کیلئے اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا مسلمانوں کا شرعی فرض ہوگا یا نہیں۔ مسلمانوں نے کہا ضرور ہوگا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم کانگریس کے ساتھ قانون نمک کی خلاف ورزی کیوں نہیں کرتے اور ہم کو کانگریس میں شریک ہونے کا الزام کیوں لگاتے ہو اور اگر ہم کانگریس میں اس نیت سے شریک ہو کر نمک بنائیں تو کوئی اعتراض نہ کرو گے۔ آپ نے اپنی تمام تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ اب مذہب کی حفاظت کا موقعہ ہے اور بلا کسی لیت و لعل کے جمعیۃ علماء کے ساتھ ہو کر ناموس شریعت کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس کے بعد آپ نے تجویز کے متعلق لوگوں سے رائے لی۔ تمام مجمع نے متفقہ طور پر اس تجویز کو منظور کیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس پر

بجان و دل عمل کریں گے۔ ایک ضعیف العمر صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم بھی ہر طرح کی سول نافرمانی کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں کم سے کم پوسٹر چسپاں کرنے کا کام تو ضرور کروں گا۔

آخر میں ناظم صاحب نے پھر ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح آپ لوگوں نے اس بسنت کی بری رسم کو ترک کرنے میں شہر والوں پر سبقت حاصل کی ہے اسی طرح رضاکاروں کی بھرتی کرنے میں اور سول نافرمانی کے آغاز کرنے میں بھی پیش قدمی کریں گے۔ سب نے اس پر تمام لوگوں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد جناب ناظم صاحب نے تحفظ شریعت کے لئے نہایت خلوص کے ساتھ دعا کی۔

اس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (نامہ نگار خصوصی)

اخبار الجمعیۃ دہلی — ۸ مارچ ۱۹۳۰ء — ۶

مجالس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا اجلاس

مذہبی مداخلت کے خلاف تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ترجمانی

فتح پوری ہال دہلی کے اجتماع کی کیفیت

(گزشتہ سے پیوستہ)

مولانا شوکت علی صاحب

مولانا شوکت علی صاحب نے فرمایا کہ دنیا کا ہر مسلمان کسی خلاف شریعت قانون کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ آپ نے اس پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ ہر مسلمان ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے ہر موقع پر تمام دوسری قوموں سے زیادہ قربانیاں کرنے کو تیار ہے۔ اور مذہب کے معاملے میں تو شاید ہی کوئی مسلمان ہوگا جو کسی چیز کی قربانی سے دریغ کرے۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں اگرچہ اس کا قائل ہوں کہ سول نافرمانی سے پہلے قوم کی تنظیم ہونی چاہئے۔ اور تاوقتیکہ قوم منظم نہ ہو جائے سول نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔ مگر مذہب کے موقعہ پر میرا ابھی خیال ہے کہ بہرصورت و بہرحال سول نافرمانی شروع کر دینی چاہئے۔ آپ نے زیادہ تر اس بات پر زور دیا کہ ہم کو انگریزوں کے ساتھ ساتھ دوسری دشمن اسلام قوتوں کا بھی مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپ نے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی اس تجویز سے مخالفت ظاہر کی کہ ساردا ایکٹ کی خلاف ورزی کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی سول نافرمانی بھی کی جائے۔

مولانا عبدالمجید صاحب

مولانا عبدالمجید صاحب دہلوی نے فرمایا کہ سول نافرمانی کیلئے جو تجویز بھی پاس کی جائے اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایسے لوگوں کو چنیں جو یکطرفہ ہو کر کام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک طرف تو پبلک سے تعلق رکھیں اور دوسری طرف ...

... کوشش کی۔ اور دوسری جانب وائسرائے اور حکام سے اس کے لئے کوششیں کیں۔ آپ نے کہا کہ میں بمبئی اور دہلی دونوں مقامات کے گزشتہ اور موجودہ حالات سے واقف ہوں اس لئے آپ ایسے شخص کو صدر و مقتدا بنائیں جو بے لوث ہو کر ایک طرف کام کریں۔

مولانا محمد نعیم صاحب

مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے فرمایا کہ ۹ مارچ کے جلسے کی تجویز کے مطابق آج کا جلسہ سول نافرمانی کیلئے آئندہ لائحہ عمل مرتب کرنے کی غرض سے طلب کیا گیا ہے لیکن اب تک جو تقریریں ہو چکی ہیں ان میں سے صرف دو تقریریں ایسی ہوئی ہیں جن میں سول نافرمانی کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے دو صورتیں تجویز کی ہیں۔ اور جناب محمد اسلم صاحب منٹگمری لاہور نے صرف ایک ہی شکل بیان کی ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب نے مولوی حفظ الرحمٰن صاحب کی دوسری تجویز سے اختلاف کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ کسی ایسی تجویز پر عمل درآمد کرنا جس میں ساردا ایکٹ کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی خلاف ورزی کی جائے جس سے کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کی شکل پائی جائے اسلامی نظریہ سے خارج ہے۔ میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ سیاست و مذہب دو الگ چیزیں نہیں ہیں۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے اسکو ثابت کیا کہ جب ہمارا نصب العین مذہب کی محافظت ہے تو پھر اگر اتفاقاً کسی کا فرسے اشتراک عمل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے یہ کہ حنفی مسلک کے مطابق مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ ہر اس ملک کو آزاد کرائیں جس پر مسلمانوں کا قبضہ ...

(گزشتہ سے پیوستہ — دوسرا کالم)

... کرنے کی کوشش کریں۔ ہم کو اس لئے خاموش ہو کر نہ بیٹھ جانا چاہئے کہ ہم قلیل ہیں یا کانگریس سے اشتراک عمل ہو جاتا ہے۔ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ ۱۲ ہزار مسلمان بھی اقلیت کی بنا پر شکست نہیں کھا سکتے۔ ہمیں اپنے پرسنل لا کی محافظت کیلئے صرف استبداد اور جابری حکومت کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپ نے کہا ہم ہندوؤں کو کچھ نہیں سمجھتے، اور نہ ہمیں ہندوؤں سے کوئی خدشہ ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے فرمایا جیسا کہ جناب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں واقعات و حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ اب ہمارا مطالبہ صرف ساردا ایکٹ تک محدود نہیں ہے بلکہ ہمارے پرسنل لا کی حفاظت کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے آریہ میرج بل وغیرہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا۔ ایسی حالت میں ہمیں کلیتہً اپنے پرسنل لا کی محافظت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور بتا دینا چاہئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے مذہب کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتی۔ آپ نے اسلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج ہم میں ان کے جیسے جذبات موجود ہوں تو کسی کی مجال نہیں کہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ اندلس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان حقیقت میں ان ہی جذبات کے مدوجزر کا نتیجہ تھی۔ اس مسئلہ کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپس میں اتحاد و اتفاق نہیں تو پھر حکومت کے مقابلہ میں کامیابی کیونکر ہو سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہندوؤں سے نہ کبھی آج تک اتفاق و اتحاد ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ اگر کبھی ہوا بھی ہے یا ہو سکتا ہے تو وہ اشتراک عمل ہے۔ آپ نے کہا ہمارے دوست مولوی حفظ الرحمٰن صاحب اتحاد و اتفاق کی بیکار کوشش کرتے ہیں کون اتفاق و اتحاد کرتا ہے۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ اتفاق و اتحاد کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں مسلمانوں کے کثیر التعداد ...

کہ ہم کو چاہئے کہ ہم جمعیۃ العلماء کے اسی دفعہ کو اپنا ایکٹ اور نصب العین بنا کر اٹھیں۔ اور ہمیشہ کے لئے مذہب کی مداخلت کا دروازہ بند کر دیں۔ مولانا کی تقریر کے بعد پہلی نشست ختم ہو گئی۔

دوسری نشست

دوسری نشست نماز عصر کے بعد شروع ہوئی اور نماز مغرب کے وقت کے علاوہ تقریباً ۱۰ بجے تک جاری رہی اس نشست میں وہ تمام تجاویز منظور کی گئیں جو گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہیں۔

نامہ نگار خصوصی

---

۵ اپریل ۱۹۳۰ء

جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب کا اجلاس عام

ارکان جمعیۃ کا انتخاب

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت پر اظہار اعتماد

لاہور ۳ مارچ۔ جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب کا ایک اجلاس عام انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر منعقد ہوا اس اجلاس میں حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں

ارکان مجلس مرکزیہ

جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان عام کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل حضرات کو جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے نمائندہ مقرر کرتا ہے:-

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانہ۔ (۲) مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ (۳) مولانا عبدالحق صاحب عباس جالندھر (۴) مولانا محمد زکریا صاحب لدھیانوی۔ (۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب نکودر (۶) مولانا عبدالقادر صاحب قصوری (۷) مولوی احمد علی صاحب لاہور۔ (۸) مولوی محمد یحییٰ صاحب لدھیانہ۔ (۹) مولوی غلام مرشد صاحب لاہور (۱۰) مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب امرتسر۔ (۱۱) مولوی عبدالمجید صاحب۔ لدھیانہ (۱۲) مولوی ثناء اللہ صاحب۔ امرتسر (۱۳) مولوی ظفر علی خان صاحب۔ لاہور (۱۴) مولوی عبدالمجید صاحب سالک لاہور۔ (۱۵) مولوی عبداللہ صاحب۔ لدھیانہ (۱۶) خواجہ عبدالحئی صاحب گوردا سپور (۱۷) پیر کرم علی شاہ صاحب مظفرگڑھ۔ (۱۸) مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ (۱۹) مولانا نذیر حسین صاحب جہلم (۲۰) مولانا عبداللہ صاحب بٹالہ (۲۱) مولانا عبدالعزیز صاحب چھاؤنی لاہور۔ (۲۲) پیر حضرت شاہ صاحب کیمل پور (۲۳) مولوی شہاب الدین صاحب۔ راولپنڈی۔ (۲۴) خواجہ عبدالرحمٰن صاحب غازی امرتسر۔ (۲۵) حضرت قبلہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیر۔ (۲۶) ملک عبدالقیوم صاحب گوجرانوالہ۔ (۲۷) مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی امرتسر (۲۸) مولانا مسعود احمد صاحب سیالکوٹ۔ (۲۹) شاہ قمرالدین صاحب سیال شریف۔ (۳۰) ملک خدا بخش صاحب قریشی مظفرگڑھ۔

محرک: مولانا ظفر علی خان صاحب
مؤید: مولانا محمد نعیم صاحب

عہدہ داران صوبہ

جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان عامہ کا یہ اجلاس حسب ذیل حضرات کو آئندہ کے لئے جمعیۃ علماء پنجاب کے عہدہ دار مقرر کرتا ہے:

صدر: مولانا احمد علی ناظم انجمن خدام الدین لاہور۔
نائبین صدر: مولانا غلام مرشد صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔
ناظم: مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی
نائبین ناظم: مولانا عبدالعزیز صاحب چھاؤنی لاہور۔ مولوی عبدالمنان صاحب لاہور۔
خازن: مستری فیروزالدین صاحب لاہور
اور عہدہ داران کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کو ارکان مجلس منتظمہ مقرر کرتا ہے۔

ارکان مجلس منتظمہ

مولانا ظفر علی خان صاحب۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا آقا غلام مرتضیٰ احمد خان صاحب درانی مدیر انصاف۔ مولانا شیخ عبداللہ صاحب ملک گجرات۔ مولانا شاہ قمرالدین صاحب۔ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ۔ مولانا داؤد غزنوی۔ مولوی عبدالمجید لدھیانوی۔ مولوی عبداللہ صاحب بٹالوی۔ مولوی عبدالرحمٰن نکودر۔ مولانا مسعود صاحب سیالکوٹ۔ پیر حضرت شاہ صاحب کیمل پور۔ مولانا عبدالقادر صاحب قصوری۔ ارکان منتظمہ عہدہ داروں سے مل کر اکیس ارکان کی جمعیۃ عاملہ ہوگی۔

محرک: مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی ادارہ زمیندار
مؤید: مولانا قاضی نور محمد صاحب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کی حمایت اظہار ملامت

جمعیۃ علماء کے پنجاب کے اجلاس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی ہے۔

مسلمانان لاہور اور جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان کا یہ عام اجلاس مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کی ان تمام تجاویز پر کامل اعتماد ظاہر کرتا ہے جو اسلامی قانون پرسنل لا کی حفاظت کے لیے ...... ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء کے اجلاس میں پاس کی ہیں۔ اور ان تمام طاقتوں کے مخالفانہ طرز عمل کو بہ نگاہ عدم استحسان دیکھتا ہے جو جمعیۃ علماء ہند کو ناکام بنانے کے لئے خرچ کی جا رہی ہیں۔

محرک: مولانا مفتی محمد نعیم صاحب
مؤید: مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء قائم کرنے کی دعوت

جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید نمائندوں کا انتخاب

چونکہ جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس بمقام امروہہ ضلع مراد آباد ۱۱ مارچ ۱۹۳۸ء میں ہو رہا ہے جس میں مسلمانوں کیلئے صحیح راہ عمل کی اہم توقع ہے نیز اس اجلاس میں جمعیۃ مرکزیہ کیلئے جدید اراکین اور عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں لایا جائے گا۔ اسلئے عام مسلمانان پنجاب سے بالعموم اور علماء کرام و رہنمایان پنجاب سے بالخصوص پرزور درخواست ہے کہ بہت جلد پنجاب کے ہر ضلع میں جمعیۃ علماء ضلع قائم فرما کر اپنے فرائض مذہبی اور منصبی کو ادا فرمائیں۔ اور جمعیۃ علماء صوبہ کیلئے ہر ضلع سے دو نمائندے منتخب فرما کر عہدہ داران اور نمائندگان کے اسماء گرامی سے بھی ناظم جمعیۃ علماء پنجاب کو یکم مارچ ۱۹۳۸ء تک مطلع فرما دیں۔ تاکہ یکم مارچ کو جمعیۃ مرکزیہ کیلئے نمائندگان کا انتخاب عمل میں لایا جا سکے۔ اگر آخر فروری تک اضلاع کی کمیٹیوں نے نمائندوں کا انتخاب نہیں کیا تو پھر اراکین عام کو طلب کر کے مرکزی جمعیۃ علماء ہند کیلئے تیس نمائندوں کا انتخاب کر دیا جائے گا۔ اور اگر وقت نے مساعدت نہ کی تو اراکین عام سے تحریری رائے کے ذریعہ انتخاب کی کارروائی کی جائیگی۔ بہر حال حسب ہدایت ناظم جمعیۃ علماء ہند مارچ کے پہلے ہفتے میں جمعیۃ علماء پنجاب کے نمائندوں کا انتخاب ضروری ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ آنریری ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

از دائرۃ العلماء لودھیانہ

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک:۔ قاضی زین العابدین صاحب ۔ مؤید:۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

---

۹ جنوری ۱۹۳۸ء

انجمن خدام الدین لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی ہفت سالہ خدمات کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ ہم اسے ان کالموں میں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے۔ مسلمانان ہند سے اس انجمن کا تعارف کرانے کے لئے غالباً یہی عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ اشاعت قرآن کا اہم ترین کام اس انجمن نے اپنے ذمہ لے کر اس خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا ہے کہ مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن کے لئے بے ساختہ دل سے دعا خیر نکلتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عربی کے فارغ التحصیل طلباء کو مخصوص اوقات میں بالالتزام تفسیر کا درس دینا اور ان میں قرآن کے حقائق و معارف کے سمجھنے کی استعداد پیدا کرنا۔ ایک نہایت عظیم الشان خدمت ہے پھر یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ تبلیغ تعلیم اصلاح رسوم اور بہت سے ایسے مفید کام ہیں جنہیں یہ انجمن نہایت خاموشی کیساتھ کر رہی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان حتی الامکان ہر قسم کی امداد اس انجمن کو پہنچائیں

اور اس کے مالیہ کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے دائرہ عمل کو اور زیادہ وسیع کر سکے۔ ناظم انجمن کی طرف سے ایک ضمیمہ اشاعت ہذا میں شائع ہو رہا ہے جس سے قارئین کرام کو تفصیلی حالات معلوم ہو سکیں گے اور جس کو پڑھنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ایک خالص اصلاحی خدمت کے لئے آمادہ پائیں گے۔

Al-Jamiat NewsPaper - Delhi

مولانا محمد نعیم صاحب

مولانا محمد نعیم صاحب نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حکومت ایکٹ کو واپس لینا چاہے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے لیکن پھر کیوں واپس نہیں لیتی اس میں ایک راز ہے حکومت سمجھتی ہے کہ اگر مسلمانوں کا یہ مطالبہ پورا کر دیا گیا تو کل وہ اپنے دوسرے مذہبی حقوق کا مطالبہ کریں گے اور چونکہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ من حیث الفرقہ اور من حیث المذہب ہے اس لئے حکومت کے اقتدار پر اثر پڑتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ حکومت ایک محکوم طاقت سے شکست کھا گئی آئندہ کے لئے ہمیشہ اس کو دبنا پڑے گا۔ اسی کے بالمقابل اگر مسلمانوں نے اس ایکٹ کو منسوخ نہ کرایا تو حکومت کی فتح ہوگی اور مسلمان من حیث الجماعت شکست کھا جائیں گے اور پھر آئندہ ان کا پرسنل لاء اور زیادہ خطرے میں رہے گا۔

لہذا اب بات حکومت اور مسلمانوں کے مذہبی اقتدار پر آ پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ اس وقت ملک میں ہر قوم اپنے اپنے اقتدار کی کوشاں ہیں مگر مسلمان غافل اور خاموش ہیں آپ نے فرمایا کہ حنفی مسلک کی تمام کتب متداولہ میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ ملک جس کو مسلمانوں نے فتح کیا ہو اگر اس پر کوئی کافر حکومت کرتا ہو تو مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ وہ اس کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کریں۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی اقلیت کو دیکھ کر بے دل نہ ہونا چاہئے

کیونکہ ترمذی شریف میں صاف طور پر لکھا ہے کہ بارہ ہزار مسلمانوں کی جماعت کبھی اقلیت کی وجہ سے کبھی شکست نہیں کھا سکتی آپ نے حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ حضور کی پیشین گوئی کے مطابق ہماری کمزوری کا راز حب دنیا اور کراہیت موت میں مضمر ہے آپ نے دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ الکفر ملۃ واحدۃ کے بموجب ملک کی دوسری قوموں سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔ لیکن ہمارے حقوق کے غاصب صرف انگریز ہیں لہذا بالفعل ہمارا محاذ جنگ صرف حکومت ہے۔

جمعیۃ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیۃ علماء پنجاب نیز جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لئے جملہ اراکین جمعیۃ صوبہ و دیگر علماء پنجاب ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ اور اپنی آمد کی اطلاع حضرت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن ہذا کو دیں۔

محمد نعیم عفا اللہ عنہ آنریری ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

از دفتر جمعیۃ علمائے ہند۔ دہلی

مولانا محمد نعیم صاحب

مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے فرمایا کہ ۹ مارچ کے جلسے کی تجویز کے مطابق آج کا جلسہ سول نافرمانی کیلئے آئندہ لائحہ عمل مرتب کرنے کی غرض سے طلب کیا گیا ہے لیکن ابتک جو تقریریں ہو چکی ہیں ان میں سے صرف دو تقریریں ایسی ہوئی ہیں جن میں سول نافرمانی کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ مولوی حفظ الرحمن صاحب نے دو صورتیں تجویز کی ہیں۔ اور جناب محمد اسلم صاحب مزنگ لاہور نے صرف ایک ہی شکل بیان کی ہے مولانا شوکت علی صاحب نے مولوی حفظ الرحمن صاحب کی دوسری تجویز سے اختلاف کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ کسی ایسی تجویز پر عمل درآمد کرنا جس میں شاردا ایکٹ کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی خلاف ورزی کی جائے جس سے کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کی شکل پائی جائے اسلامی نظریہ سے خارج ہے۔ میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ سیاست و مذہب دو الگ چیز نہیں ہیں آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے اسکو ثابت کیا کہ جب ہمارا نصب العین مذہب کی محافظت ہے تو پھر اگر اتفاقاً کسی کا فرسے اشتراک عمل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے یہ کہ حنفی مسلک کے مطابق مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ اس ملک کو آزاد کرائیں جس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد حکومت کافرہ کا تسلط ہو گیا ہو اس حیثیت سے مولانا محمد نعیم نے نہایت مدلل تقریر فرماتے ہوئے بتایا کہ پرسنل لاء کی حفاظت مذہب کی کامل آزادی پر موقوف ہے۔ اور مذہب اسوقت تک آزاد نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ مسلمانوں کو کامل آزادی نہ حاصل ہو۔ آپ نے کہا کہ محکوم قوم کبھی اپنے مذہب کی صحیح محافظت نہیں کر سکتی۔ آپ نے مولانا شوکت علی صاحب کے اس معارضہ کا کہ انگریزوں کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کے ایک دشمن ہندو بھی ہیں۔ جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں ۔ ۔ ۔ کو دوست نہیں سمجھتا ۔ ۔ ۔ بیشک الکفر ملۃ واحدۃ ۔ ۔ ۔ ہندو بھی ہمارے زبردست دشمن ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج زمام حکومت کس کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں آج تحفظ حقوق کا مطالبہ ہندوؤں سے نہ کرنا چاہئے کیونکہ ہمارے حقوق۔ ہندوؤں کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ یہ دوسری صورت ہے کہ ہمارے حقوق کی پامالی میں ان کا بھی زبردست ہاتھ ہے لیکن حفاظت حقوق ان کے قبضہ و قابو سے باہر ہے۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم مکمل آزادی کی کوشش کریں۔ تاکہ ہمارے تمام مذہبی اور ملکی حقوق خود بخود محفوظ ہو جائیں۔ آپ نے دوبارہ یہ فرمایا کہ ہمارے حقوق انگریزوں کے اختیار و قبضہ میں ہیں۔ اسلئے اپنے حقوق کا مطالبہ براہ راست انگریزوں سے کرنا چاہئے۔ آپ نے سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ خیال کہ ہم ہندوؤں کے بہ نسبت قلیل التعداد ہیں۔ اسلئے حقوق کے غصب ہونے کا اندیشہ ہے۔ غلط ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں یہ فرما دیا کہ مسلمان کبھی بھی صرف اقلیت کی بناء پر مغلوب نہیں ہو سکتے۔ البتہ حکومت ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے حقوق کو غصب کر سکتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے ہاتھوں سے حکومت جاتی رہی۔ ہمارے حقوق تلف ہوگئے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر طرح کی سول نافرمانی کریں اور اپنے مذہب کو کفر کے پنجہ سے آزاد کر کے ہم کو چاہئے کہ ہم جمعیۃ العلماء کے اسی دفعہ کو اپنا مقصد اور نصب العین بنا کر اٹھیں۔ اور ہمیشہ کے لئے مذہب کی مداخلت کا دروازہ بند کر دیں۔

مولانا کی تقریر کے بعد پہلی نشست ختم ہو گئی

حکومت کے خلاف مسلمانانِ ہند کی سولِ نافرمانی

مجالسِ تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا فیصلہ

جمعیۃ علماءِ ہند کا مبارک اقدام

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو فتحپوری ہال دہلی میں تمام ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت اور دیگر مقتدر جمعیتوں کے نمائندوں کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف گوشوں سے دو سو نمائندے تشریف لا کر شریک ہوئے۔ ان حضرات نے پورے غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی ہیں جو عام اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ہر مسلمان ان پر عمل کر کے اپنے مذہبی فرض کو ادا کریگا۔

سول نافرمانی کا پروگرام

ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت و دیگر اسلامی مجالس کے نمائندوں کا یہ جلسہ اس بنا پر کہ باوجودیکہ مسلمان قوم اور تمام مسلم مذہبی مرکزوں اور علمی اداروں نے متفقہ طور پر ساردا ایکٹ کے نفاذ کو مذہبی مداخلت قرار دیا اور گورنمنٹ کو پوری طرح مطلع کر دیا اور آئینی احتجاجات و مظاہرات کے انتہائی مدارج طے کر لئے مگر گورنمنٹ نے کچھ پرواہ نہ کی اور عدم مداخلت مذہبی کے مستحکم وعدوں اور وراثتی فرمانوں کو عملی طور پر پارہ پارہ کر دیا اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی شریعت اور اسلامی پرسنل لا کی حفاظت کی اب بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ مسلمان سر بکف میدان عمل میں آئیں اور اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے خوشدلی اور فراخ حوصلگی سے ہر قسم کی قربانیاں کریں اور شرعی قانون کو ہمیشہ کے لئے حکومت کی مخالفانہ دست برد سے آزاد کرالیں۔ اس یقین کو کہ انگریزی حکومت کو مسلمانوں کے پرسنل لا کا کوئی پاس نہیں ہے اور عدم مداخلت مذہبی کا وعدہ محض طفل تسلی اور کاغذی گھوڑا ہے۔ دل میں لیکر اٹھیں اور رب العزت کی مدد پر بھروسہ کر کے اسلام کے لئے اس وقت تک برابر قربانیاں پیش کرتے رہیں جب تک کہ ہندوستان میں خدا اور اس کے رسول کا دین اور اسلامی شریعت [illegible] اسمبلی جیسی کافر اکثریت غیر مسلم کی اور حکومت کی مداخلت سے آزاد نہ ہو جائے۔ اس لئے یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ

(الف) اگر ساردا ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے پہلے پہلے مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ کر دئے جانے کا اطمینان نہ دلایا جائے تو مسلمان خلاف ورزی قانون شروع کر دیں اور شرعی عذروں کے ماتحت شرعی اجازت پر عمل کرنے میں ساردا ایکٹ کی مطلق پروا نہ کریں اور اپنے سرفروشانہ جذبہ عمل سے ثابت کر دیں کہ مسلمان خدا اور رسول کے احکام کے مقابلہ میں دنیا کی کسی طاقت کے حکم کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور اس کو اپنے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔

(ب) ہر مقام کے مسلمان اپنی مقامی مجلس تحفظ ناموس شریعت یا کسی دوسری مجلس کے ماتحت ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کا انتظام کریں جن کی عمریں قانونی عمر سے کم ہوں یا جن چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینے میں کوئی الہی مصلحت یا ضرورت ہو جو شرعاً قابل اعتبار ہو۔ ایسے نکاحوں کے لئے فہرستیں مرتب کر لی جائیں اور ہر نکاح کے لئے ان فارموں پر دستخط کرائے جائیں جو مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے تیار کئے ہیں اور ان فارموں پر اولیاء کے علاوہ دو اصحاب وکیل یا گواہ مقامی مجلس کے بھی دستخط کریں۔ اور ایسے تمام نکاحوں کی فہرستیں مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کو بھیجی جائیں۔ نکاح اعلان کے ساتھ کیا جائے اور مقامی حکام کو بھی نکاح کی اطلاع دیدی جائے۔

(ج) اگر نکاح یا نکاح کا مجمع اس کے متعلق وعظ یا تقریر یا کسی مقام کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام جاری کئے جائیں تو اس حکم کی بھی خلاف ورزی کی جائے۔

(د) یہ جلسہ ہندوستان کے مختلف صوبجات اور اضلاع کی مجالس تحفظ ناموس شریعت کو اس امر کا اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنے مقامی حالات کے لحاظ سے قانون نکاح کے علاوہ عملی کسی دوسرے قانون کی خلاف ورزی کا لائحہ عمل تیار کریں۔ اور مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کی منظوری اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل شروع کر دیں۔

(ہ) یہ جلسہ ان تمام مسلمانوں کو جو ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں آئیں اور قربانی کے لئے اپنے آپکو پیش کریں پورے زور کے ساتھ عدم تشدد کی ہدایت کرتا ہے کیونکہ ہندوستان میں خلاف ورزی آئین کی کامیابی عدم تشدد سے وابستہ ہے۔

(و) جبکہ اس قانون کے ماتحت مقدمہ چلایا جائے تو متعلقہ اشخاص کے لئے جائز نہ ہوگا کہ خلاف ورزی قانون کے ارتکاب سے انکار کریں بلکہ یہ اقرار کرنا ہوگا کہ ہم نے قصداً ساردا ایکٹ کی خلاف ورزی کی ہے اور اس امر کا اظہار ضروری ہوگا کہ چونکہ یہ قانون اسلامی پرسنل لا کے خلاف ہے نیز گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۷ ضمن ب کے خلاف پاس کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے مسلمانوں کے حق میں نافذ نہیں سمجھتے۔

محرک: مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی - موئدین: مولانا محمد نعیم صاحب - مولانا حفظ الرحمن صاحب - مولانا [illegible] صاحب - مولوی عبد السلام صاحب زیارت کاکا صاحب - محمد اسلم صاحب فرنگ لاہور - مولانا بشیر احمد صاحب - مولانا محمد [illegible] صاحب

جماعت منتخبہ کا تقرر

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نمائندوں کا یہ جلسہ سول نافرمانی کی مہم کو ضبط و نظم کے ساتھ انجام دینے کیلئے حسب ذیل اصحاب کی جماعت منتخب کرتا ہے اس جماعت کو باہمی مشورہ سے اس مہم کا نظام مرتب کرنے اور مجالس تحفظ ناموس شریعت کو ہدایات بھیجنے اور مہم کے متعلق تمام امور سرانجام دینے کا اختیار ہوگا

جماعت کے ارکان حسب ذیل ہوں گے صدر [illegible] سکرٹری مولانا محمد سجاد صاحب - مولانا حسین احمد صاحب اور ایک [illegible] کے انتخاب کا اختیار صدر و سکرٹری کو ہوگا و اس کمیٹی کو بوقت ضرورت مزید ارکان کے اضافہ کا حق ہوگا۔

محرک: مولانا محمد نعیم صاحب - موئید: مولانا حفظ الرحمن صاحب

اسلامی مجالس اور علماء و زعماء سے پرزور اپیل

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ نمائندہ جلسہ ہندوستان کی تمام اسلامی مجالس نیز باثر علماء و زعماء اور سجادہ نشینان و مشائخ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ اس نازک مرحلے پر مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کی اعانت اور اس کے ساتھ اشتراک عمل کر کے اسلام کی عزت و حرمت کو اغیار کی دستبرد سے بچانے کا فریضہ ادا کریں۔ اگر مسلمانوں نے اس وقت اجتماعی قوت سے کام لیا تو ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے اسلامی ناموس محفوظ ہو جائے گا اور مسلمان خدا و رسول کے سامنے سرخرو ہوں گے۔

محرک: مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی - موئید: مولانا بشیر احمد صاحب کرتپوری

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک: قاضی زین العابدین صاحب - موئید: مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

فراہمی سرمایہ کی ضرورت

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند نے پچیس ہزار روپے کی اپیل کی ہے - درحقیقت واقعی یہی ہے کہ کوئی تحریک بغیر سرمایہ کے انجام نہیں پاسکتی - اس لئے فوری ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ جلسہ تمام مجالس تحفظ ناموس شریعت کو توجہ دلاتا ہے کہ سرمایہ کے فراہم کرنے کی کوشش کریں اور اپریل کے پہلے ہفتہ کے اندر نہایت گرمجوشی کے ساتھ جس قدر سرمایہ فراہم ہو سکے دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند دہلی میں روانہ کریں۔

محرک: بشیر محمد خان صوفی [illegible] ضلع لدھیانہ - موئید: مولانا بشیر احمد صاحب

۲۸ مارچ کو عام جلسے

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ نمائندگان مجالس تحفظ ناموس شریعت و نیز دیگر مجالس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء روز جمعہ کو ہر مقام پر جلسے منعقد کریں اور جمعیۃ کی تجاویز ان جلسوں میں سنا دیں نیز اپنے اپنے مقاموں پر اور بیرونی مقامات پر بڑے بڑے جلسوں کا انتظام کریں اور ان جلسوں کے لئے مرکزیہ تحفظ ناموس شریعت کے وفود کو اپنے جلسوں کی دعوت دیں۔

محرک: مولانا محمد نعیم صاحب - موئیدین: مولانا اختر حسین صاحب - مولانا بشیر احمد صاحب - بشیر محمد خان صاحب [illegible] ضلع لدھیانہ

عہدہ داران پر اعتماد

مجلس تحفظ ناموس شریعت و دیگر مجالس کے نمائندوں کا یہ جلسہ جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند و مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے صدر محترم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب و مولانا احمد سعید صاحب ناظم پر اپنے پورے اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور اس پروپیگنڈے کو جو بعض لوگوں نے ان محترم بزرگوں کے خلاف جاری رکھا ہے مسلمانوں کے لئے مضر خیال کرتا ہے اور اس پر اپنے صدمہ کا اظہار کرتا ہے

محرک: مولانا سید اختر حسین صاحب پٹنہ - موئدین: مولانا شاکر اللہ صاحب نوشہرہ - مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد ڈیرہ اسماعیل خان - مولانا اسد اللہ خان صاحب میرٹھ - منشی محمد یونس صاحب تمندار ڈیرہ دوکن - مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی - مولانا محمد حیات صاحب ڈیرہ اسماعیل خان - مولانا حبیب احمد صاحب پشاور - محمد اسلم صاحب فرنگ لاہور - مولانا حمید الدین صاحب کلکوٹھی - منظر جمیل صاحب لدھیانہ - مولانا بشیر احمد صاحب - قاضی زین العابدین صاحب - مولانا عبد السلام صاحب زیارت کاکا صاحب - مولانا حفظ الرحمن صاحب

۴ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک :- قاضی زین العابدین صاحب - مؤید :- مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

مسلمانان لودھیانہ کا عظیم الشان جلسہ

جمعیۃ علماء ہند کے احکام کی پابندی کا اعلان

یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

شراب کی دوکانوں پر پہرہ

۔۔۔ در شنبہ ۔۔۔ مارچ سنہ ۔۔۔ بعد نماز مغرب ۔۔۔ اسلامیان لودھیانہ کا ایک عظیم الشان پبلک جلسہ زیر صدارت رفیق محترم مفتی محمد نعیم صاحب میدان ٹانگی ۔۔۔ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور رفیق مظہر جمیل قریشی کی ایک جوشیلی نظم ۔۔۔ بعد جناب صدر نے ایک زبردست مدلل تقریر فرمائی جو برابر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس میں حکومت کی بد عہدیوں اور غداریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو سارداایکٹ کی مخالفت میں حق بجانب ثابت کیا۔ اور اس قانون کی مخالفت کے علاوہ امام الخبائث شراب کی دوکانوں پر جمعیۃ علماء ہند سے اجازت لیکر پکٹنگ کا اعلان فرمایا۔ جسے حاضرین نے نہایت جوش و خروش سے منظور کیا اور سب سے پہلے چودھری محمد یعقوب صاحب نے اپنا نام پہلے جتھہ کے لئے پیش کیا۔ آپ نے ان تمام جماعتوں کی مذمت کی جو اس معاملہ میں جمعیۃ کے بدنام کرنے کی کوشش کر رہی ہیں کہ جمعیۃ دھوکے سے مسلمانوں کو کانگریس میں لیجانا چاہتی ہے۔ آپ کے بعد رفیق محترم حبیب الرحمٰن نے سارداایکٹ کی مخالفت اور سول نافرمانی کے حق میں ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اور مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جو مولانا عبد الرشید صاحب کی تائید سے بالاتفاق پاس ہوئی۔

دوسری تجویز رفیق مظہر جمیل قریشی نے مختصر الفاظ میں پیش کی جو چودھری محمد یعقوب صاحب کی تائید سے بالاتفاق پاس ہوئی۔ اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں جلسہ برخاست ہوا۔

(الف) مسلمانان لودھیانہ کا یہ پبلک جلسہ مجلس مرکزیہ تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کی ان تمام تجاویز سے دلی اتفاق ظاہر کرتا ہے جو ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو دہلی میں مجلس مرکزیہ نے تمام ملک کے نمائندگان کے مشورہ سے پاس کی ہیں۔ اور جمعیۃ علماء ہند کو یہ اطمینان دلاتا ہے کہ اس کے جاری کردہ احکام کے مطابق مسلمانان لودھیانہ یکم اپریل سے سول نافرمانی شروع کر دینگے۔

(ب) نیز یہ جلسہ ہر اس جماعت اور شخص کو انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو موجودہ حالات میں جمعیۃ علماء ہند کے خلاف مختلف قسم کے خیالات پھیلا کر اس خالص مذہبی اسلامی تحریک کو ناکام کر کے اسلام کو شکست اور حکومت کو کامیاب بنانے کی سعی کرتا ہے۔

(ج) مسلمانان لودھیانہ کا یہ پبلک جلسہ سارداایکٹ کی مخالفت کے علاوہ اپنے اسلامی قانون پرسنل لا کی حفاظت کے لئے تجویز کرتا ہے کہ مجلس مرکزیہ سے اجازت حاصل کر کے یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے شراب کی دوکانوں پر پہرہ لگا کر اس ام الخبائث سے باشندگان لودھیانہ کو نجات دلائی جائے اور اس کام کو انجام دینے کے لئے رضاکار بھرتی ۔۔۔ جائیں۔

مظہر جمیل قریشی لودھیانہ

الجمعیۃ دہلی — یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا فتویٰ

کانگریس کی تحریک سول نافرمانی کے متعلق بدقسمتی سے ملک میں دو پارٹیاں ہو گئی ہیں یہ تقسیم صرف مسلمانوں ہی میں نہیں ہے بلکہ بعض ہندو بھی اس وقت اس تحریک کے مخالف ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہندوؤں کی مخالف جماعت باوجود مخالف ہونے کے گاندھی اور ان کے رفقاء کی حمایت کر رہے ہیں اور گاندھی جی کی کامیابی کو دل سے چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی مخالف جماعت کا عجیب حال ہے۔ مسلمانوں کے مخالف صرف یہی نہیں کہ اس تحریک کے مخالف ہیں بلکہ ہر وقت اس امر کی کوشش کرتے ہیں کہ گاندھی جی کی تحریک فیل ہو جائے اور حکومت کو کسی نہ کسی طرح فتح حاصل ہو جائے۔

اگر ان قاعدین کی صرف اتنی ہی خواہش ہوتی تب بھی اس کمزوری ضمیر کو برداشت کر لیا جاتا۔ لیکن افسوس تو اس کا ہے کہ جو مسلمان آزادی ضمیر کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوتے ہیں ان کو بھی سخت سست کہا جاتا ہے۔ اور اب ایسے ضمیر فروشوں کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا انور شاہ صاحب کے خلاف بھی لب کشائی کرتے ہوئے غیرت و حیا کا پاس نہیں ہوتا۔

حسن اتفاق سے حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے مظفر گڈھ کے جلسے میں ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے نمک، پانی، گھاس اور آگ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ ان پر ٹیکس لگانا حرام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کو جنگ آزادی میں حصہ لینا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور انگریزی حکومت کے خلاف اپنے استاد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم خیال ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں علی سبیل التذکرہ اس حدیث کا بھی ذکر کر دیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو مباح الاصل فرمایا تھا۔ لیکن بعض اخبارات کے اس رویہ پر ہم کو سخت افسوس ہوا کہ انہوں نے حضرت شاہ صاحب کے خلاف موشگافیاں شروع کر دیں اور چونکہ مفتی صاحب قبلہ نے بھی اپنی ایک تقریر میں اس حدیث کو ذرا وضاحت سے بیان فرمایا تو ان اخبار نویسوں نے صدر جمعیۃ علماء ہند کے خلاف بھی بے سروپا اعتراضات کی بھرمار شروع کر دی۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسوقت ان احادیث کی ضرورت کیا تھی۔ ۱۳۰۰ سو برس سے یہ احادیث موجود ہیں یہ کس قدر افسوسناک ذہنیت ہے۔

حالانکہ جب ایک حکم شرح کتب متداولہ میں موجود ہے تو یہ حدیث یقیناً زیر بحث آئی ہوگی۔ اور شارحین نے ۱۳۰۰ سو برس میں کتنی بار یہ حدیث ۔۔۔ کی بحث میں آئی ہوگی۔

جب کبھی کسی مسلمان بادشاہ نے نمک یا پانی وغیرہ پر ٹیکس لگانے ۔۔۔ ہوگا ۔۔۔ وقت علماء ۔۔۔ حدیث سے ۔۔۔ محصول کے ۔۔۔ لال کیا ہوگا۔ آج بھی جبکہ ایک ناجائز اور جابرانہ محصول کے خلاف ایک جد و جہد ہو رہی ہے اس حدیث ۔۔۔ ضرورت کے مطابق ہے۔ اس سے زیادہ ۔۔۔ بیان کرنے کا اور کونسا موقع ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص محض اس نیت سے نمک کی تحریک میں شریک ہوتا ہے کہ ۔۔۔ نمک کے معادن کو آزاد کیا ۔۔۔ اس نمک کو آزاد کرا دوں تو اس شخص کے اجر و ثواب سے کون بدقسمت انکار کر سکتا ہے۔ اسی طرح صدر جمعیۃ علماء پر یہ اعتراض کہ نلوں کے ٹیکس کو انہوں نے کیوں نہیں روکا ایسا جاہلانہ اعتراض ہے جس کی اہل علم کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے کیونکہ دریا سے پانی نکال کر اگر کوئی شخص اپنے برتن میں بھر لیتا ہے تو یہ پانی اس کی ملک ہو جاتا ہے۔ کما لا یخفی علی اہل العلم۔

(ایک مسلمان)

۔۔۔سری مطابق ۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء — نمبر ۲۳

موتمر اسلامی اور علی برادران کی دورخی پالیسی

درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق — درکفرہم کامل نئہ زنار را رسوا مکن

(از مولانا حسرت موہانی)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ موتمر اسلامی کا نپور کے انعقاد میں مولانا حسرت موہانی نے خاص طور پر دلچسپی لی تھی اور ان ہی کی مخصوص سعی سے یہ جماعت سارداایکٹ کے خلاف جد و جہد کرنے کیلئے معرض وجود میں آئی تھی۔ لیکن اس جماعت کی موجودہ روش سے تنگ آکر مولانا نے موصوف نے نہایت صاف الفاظ میں حقیقت حال کا اظہار کر دیا ہے اور اپنے اخبار مستقل میں موتمر اسلامی اور علی برادران کی پالیسی کو حکومت پرستی، اور "آدھا تیتر آدھا بٹیر والی پالیسی" سے یاد کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولانا کا یہ مضمون عامۃ المسلمین کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی سے زیادہ ثابت ہوگا۔ (الجمعیۃ)

ہندوستان میں عامۃ المسلمین کے لئے اس وقت دو اہم مرحلے در پیش ہیں۔ یعنی ایک قانون ساردا سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرانے کا نیم مذہبی مسئلہ اور دوسرا گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر بزعم خود مسلمانوں کے حقوق سیاسی کی حفاظت کا سوال۔ ظاہر ہے کہ مسائل ہر دو نہایت اہم ہیں مگر بدقسمتی سے صورت حال کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو کارروائی ایک معاملے میں مفید بنتی نظر آتی ہے اس سے دوسرے معاملے کی کامیابی میں خلل کا اندیشہ بھی ساتھ ہی ساتھ موجود ہو جاتا ہے۔ مثلاً قانون ساردا کی تردید و تنسیخ اگر سول نافرمانی کی طلب گار ہے تو گول میز کانفرنس میں شرکت کی خواہش حکومت برطانیہ و ہند کے ساتھ تملق و مداہنت کی پالیسی اختیار کرنے کی متقاضی ہے۔ اس کشمکش کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اہل اسلام اپنے کمزور اور گم کردہ راہ لیڈروں کے تذبذب اور پست ہمتی کی بدولت نہ قانون ساردا سے مستثنیٰ ہو سکیں گے نہ ان سے اپنے حقوق کی حفاظت ہی کا کوئی بندوبست ہو سکیگا۔ حکومت کی خوشامد یا طرفداری ہمارے نزدیک مذہب سیاست کی اصطلاح میں کفر قرار پانے کی یقیناً مستحق ہے۔ تاہم اگر علی برادران کے نزدیک اسوقت گول میز کانفرنس کی شرکت ہی زیادہ اہم اور ضروری ٹھہرتی ہے تو پھر ہمارے خیال میں ان کیلئے مسلم لیڈر شپ بمبئی کے حکومت پرست سکریٹری مسٹر انیس احمد کا مشورہ زیادہ قابل قبول ہونا چاہیے جس کا مفاد یہ ہے کہ فی الحال قانون ساردا کے خلاف ایجی ٹیشن چند ماہ کے لئے یک قلم ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ حکومت کو گاندھی جی کے مقابلہ یکسوئی کے ساتھ کارروائی کا موقع مل سکے اور مسلمان اپنی اس برمحل امداد کا صلہ سیاسی مراعات کی صورت میں حاصل کرنے کے یقیناً متوقع بن سکیں۔ موتمر اسلام اور علی برادران کی آدھی تیتر اور آدھی بٹیر والی پالیسی پر مصرعۂ عنوان "درکفرہم کامل نئہ زنار را رسوا مکن" پورے طور پر صادق آتا ہے یعنی تائید کانگریس و سیتاگرہ گاندھی کا خوف دلا کر اگر مسلمانوں کو عام قانون شکنی سے روکنا ہی منظور ہے تو پھر ان سے صرف قانون ساردا کی خلاف ورزی کرا کر آپ اس کفر کو بھی کیوں ناقص کئے دیتے ہیں۔ اگر حسب ایمائے انیس احمد اسی کی تکمیل ہو جائے تو ممکن ہے کہ آخرکار اس سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ پہنچ سکے ورنہ موجودہ شکل میں خوف ہے کہ کہیں آپ کی حکومت پرستی گناہ بے لذت بنکر نہ رہ جائے۔ بہرحال ہماری پختہ رائے، جس کا اظہار اس سے قبل بھی کئی بار ہو چکا ہے، اب بھی یہی ہے کہ اگر واقعی مسلمان قانون ساردا سے مستثنیٰ ہونا چاہتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ قانون شکنی کو صرف قانون ساردا تک محدود رکھنے کی مضحکہ انگیز کوشش نہ کریں بلکہ حکومت کے بعض اور ایسے قوانین کے توڑنے پر آمادہ ہو جائیں جن کے ٹوٹنے سے حکومت پر سخت سے سخت ضرب پڑ سکتی ہو۔ اس سلسلے میں مسلمان گول میزی لیڈروں اور اخباروں کی یہ منطق حد درجہ گمراہ کن اور سراسر غلط ہے کہ دیگر قوانین کی خلاف ورزی سے چونکہ کانگریس اور گاندھی جی کی تائید کا اندیشہ ہے اسلئے مسلمانوں کو اس سے دور بھاگنا لازم ہے یا یہ کہ اسوقت اگر انہوں نے کسی دوسرے قانون کی بھی خلاف ورزی کی تو ان کی کوشش کانگریس تحریک میں مدغم ہو کر بیکار و بے اثر ہو جائے گی۔

ہم کہتے ہیں کہ اس باب میں آپ زیادہ سے زیادہ احتیاط یہ کر سکتے ہیں کہ گاندھی جی کی تحریک پر نمک بنانے کی سعی میں مصروف نہ ہو جئیے۔ اسکے سوا دیگر قوانین کی خلاف ورزی کی تحریک کو کم سے کم فی الحال گاندھی تحریک سے دور کا بھی علاقہ نہیں ہو سکتا اور ہو بھی تو یہ امر آپ کے حق میں مضر ہونے کے بجائے یقیناً مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ یوں کہ گاندھی کی آئینہ عام قانون شکنی کے خطرے میں حکومت ہند کو اقوام ہندمیں سے صرف مسلمانوں ہی سے اپنی تائید کا خیال ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو بھی دریلے انکار پاکر اور اپنی آخری جائے پناہ کو بھی ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر قانون ساردا کی تنسیخ تو کوئی شے نہیں ہے۔ گورنمنٹ اس سے بہت زیادہ اہم اسلامی حقوق کے تسلیم کرنے پر بے چون و چرا آمادہ ہو جائے گی۔

...ری۔ مطابق ۹؍اپریل سنہ ۱۹۳۰ عیسوی || نمبر ۲۴

دعوتِ سرفروشی

خطاب بہ مسلم و علمائے اسلام

(از حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی پروفیسر ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مسلمِ افسردہ مت سو ہوش میں آنے کے بعد
چھوڑ دے غفلت کو غفلت کی سزا پانے کے بعد

ربِّ ابراہیمؑ و احمدؐ کا سہارا ہے تجھے،
پھر یہ کیا افسردگی مسلم لقب پانے کے بعد؟

سعئ پیہم فرض تیرا، تو اسے انجام دے
بھول جا ذکرِ عواقب فرض اتر جانے کے بعد

سوختہ سینہ کی گرمی الاماں! والحفیظ!!
شعلہ بن کر جل اٹھے ہیں داغ مرجھانے کے بعد

وقت دو ہی ہیں مناسب دل جلوں کے وعظ کے
جیل میں جانے سے پہلے جیل سے آنے کے بعد

گرچہ خونِ دلِ مسلم، مجھے درکار ہے
ابرِ غم چھٹ جائے جس سے جوش میں آنے کے بعد

پاسِ ناموسِ شریعت کے لئے ہو سر بکف
لطف جینے کا تمہیں آئے گا مر جانے کے بعد

موت ہو یا زندگی جو کچھ بھی ہو عزت کی ہو
یہ شرف ملتا ہے ملک و دیں پہ مٹ جانے کے بعد

پیرویِ بوحنیفہؒ کی سند زنداں میں ہے
حنبلیؒ ہوتا ہے دُرّے پیٹھ پر کھانے کے بعد

حق کی خاطر ہاتھ شل ہو جائیں، تب ہو مالکیؒ
شافعیؒ بنتا ہے، پر گھر سے نکل جانے کے بعد

حضرت واعظ سرِ منبر نصیحت آپ کی
راست آئیگی، ہمیں سولی پہ چڑھ جانے کے بعد

مستحقِ دست بوسی ہے جو پہنے ہتکڑی
ہیں قدم لینے کے قابل، بیڑیاں پانے کے بعد،

ہار پھولوں کے کریں وہ شوق سے زیبِ گلو
ہاں مگر گردن میں اپنی طوق پڑ جانے کے بعد،

مرنے والوں کو ذرا دیکھئے فداکاری کا درس
شمع دیں پر جلکے، جو زندہ ہوں پروانے کے بعد

پاسبانِ شرع! لٹنے کو ہے پونجی دین کی
یہ جو لٹتی ہے لٹے پر تیرے کام آنے کے بعد

مسلمِ ہندی نہ ہونے دے ذلیل اسلام کو
اپنی خونیں داستاں دنیا میں دہرانے کے بعد

دیکھنا زندہ نہ رہنا تو بہائم کی طرح
سرزمینِ ہند میں اسلام مٹ جانے کے بعد

حرمتِ دینِ محمدؐ پر نہ آنے پائے حرف
سرفروشی کا صلہ لے سر اتر جانے کے بعد

مسلکِ حق پر مسلماں گر رہے ثابت قدم
پھر چمک اٹھے گا مذہب ماند پڑ جانے کے بعد

۵؍اپریل ۱۹۳۰ء

جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب کا اجلاسِ عام

ارکان جمعیۃ کا انتخاب

مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت پر اظہار اعتماد

لاہور ۳۰ مارچ۔ جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب کا ایک اجلاس عام انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر منعقد ہوا اس اجلاس میں حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

ارکان مجلس مرکزیہ

جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان عام کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل حضرات کو جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے نمائندہ مقرر کرتا ہے۔

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانہ۔ (۲) مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ (۳) مولانا عبدالحق صاحب عباس جالندھر۔ (۴) مولانا محمد زکریا صاحب لدھیانوی۔ (۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب نکودر۔ (۶) مولانا عبدالقادر صاحب قصوری۔ (۷) مولوی احمد علی صاحب لاہور۔ (۸) مولوی محمد یحییٰ صاحب لدھیانہ۔ (۹) مولوی غلام مرشد صاحب لاہور (۱۰) مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب امرتسر۔ (۱۱) مولوی عبدالمجید صاحب۔ لدھیانہ (۱۲) مولوی ثناء اللہ صاحب۔ امرتسر (۱۳) مولوی ظفر علی خاں صاحب۔ لاہور (۱۴) مولوی عبدالمجید صاحب سالک لاہور۔ (۱۵) مولوی عبداللہ صاحب لدھیانہ (۱۶) خواجہ عبدالحئی صاحب گورداسپور (۱۷) پیر کرم علی شاہ صاحب مظفر گڑھ۔ (۱۸) مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ (۱۹) مولانا نذیر حسین صاحب جہلم (۲۰) مولانا عبداللہ صاحب بٹالہ (۲۱) مولانا عبدالعزیز صاحب چھاؤنی لاہور (۲۲) پیر حضرت شاہ صاحب کیمل پور (۲۳) مولوی شہاب الدین صاحب۔ راولپنڈی۔ (۲۴) خواجہ عبدالرحمٰن صاحب غازی امرتسر۔ (۲۵) حضرت قبلہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری۔ (۲۶) ملک عبدالقیوم صاحب گوجرانوالہ۔ (۲۷) مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی امرتسر (۲۸) مولانا مسعود احمد صاحب سیالکوٹ۔ (۲۹) شاہ قمر الدین صاحب سیال شریف۔ (۳۰) ملک خدا بخش صاحب قریشی مظفر گڑھ۔

محرک۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب

مؤید۔ مولانا محمد نعیم صاحب

عہدہ داران صوبہ

جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان عامہ کا یہ اجلاس حسب ذیل حضرات کو آئندہ کے لئے جمعیۃ علماء پنجاب کے عہدہ دار مقرر کرتا ہے۔

صدر۔ مولانا احمد علی ناظم انجمن خدام الدین لاہور

نائبین صدر۔ مولانا غلام مرشد صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔

ناظم۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی

نائبین ناظم۔ مولانا عبدالعزیز صاحب چھاؤنی لاہور۔ مولوی عبدالمنان صاحب لاہور۔

خازن۔ مستری فیروز الدین صاحب لاہور

اور عہدہ داروں کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کو ارکان مجلس منتظمہ مقرر کرتا ہے۔

ارکان مجلس منتظمہ

مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ مولانا آقا غلام مرتضیٰ احمد خاں صاحب درانی مدیر ”انصاف“ مولانا شیخ عبداللہ صاحب ملک گجرات۔ مولانا شاہ قمر الدین صاحب۔ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی سر شیخ الجامعہ عباسیہ۔ مولانا داؤد غزنوی۔ مولوی عبدالمجید لدھیانوی۔ مولوی عبداللہ صاحب بٹالوی۔ مولوی عبدالرحمٰن نکودر۔ مولانا مسعود صاحب سیالکوٹ۔ پیر حضرت شاہ صاحب کیمل پور مولانا عبدالقادر صاحب قصوری۔ ارکان منتظمہ عہدہ داروں سے ملاکر اکیس ارکان کی جمعیۃ عاملہ ہوگی۔

محرک۔ مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی ادارہ زمیندار

مؤید۔ مولانا قاضی نور محمد صاحب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کی مخالفت پر اظہار ملامت

جمعیۃ علماء پنجاب کے اجلاس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مسلمانان لاہور اور جمعیۃ علماء پنجاب کے ارکان کا یہ عام اجلاس مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کی ان تمام تجاویز پر کامل اتحاد ظاہر کرتا ہے جو اسلامی قانون پرسنل لا کی حفاظت کے لئے . . . . . . ۳۰ مارچ ۱۹۳۰ء کے اجلاس میں پاس کی ہیں۔ اور ان تمام طاقتوں کے مخالفانہ طرزِ عمل کو بہ نگاہ عدم استحسان دیکھتا ہے۔ جو جمعیۃ علماء ہند کو ناکام بنانے کے لئے خرچ کی جا رہی ہیں۔

محرک۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

مؤید۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

۵؍اپریل ۱۹۳۰ء

پندرہ ہزار مسلمانان لدھیانہ کی سول نافرمانی

ساردا ایکٹ کے خلاف برات اور نکاح

لدھیانہ یکم اپریل۔ آج حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی زیر قیادت پندرہ ہزار باشندگان لدھیانہ کی ایک عظیم الشان برات جلوس کی صورت میں محلہ اقبال گنج سے شام کے چار بجے روانہ ہوئی۔ اور شہر کے مختلف بازاروں اور محلوں سے گزر کر محلہ اقبال گنج میں ختم ہوئی۔

راستہ میں مختلف مقامات پر دردمند مسلمانوں اور ہمدرد ہندو بھائیوں نے دودھ اور شربت سے جلوس کی تواضع کی۔ پھول برسائے اور عطر کی بارش کی۔ رضاکاروں نے راستہ میں ”اسلام زندہ باد“ ”ساردا ایکٹ برباد“ اور ”اللہ اکبر“ کے فلک شگاف انداز نعرے لگائے کہ آسمان گونج اٹھا۔

محلہ اقبال گنج میں پندرہ ہزار اشخاص کے مجمع میں مسماۃ جنت بی بی نابالغہ سے اجازت لے کر محمد حسن نابالغ سے اس کا عقد کیا گیا۔ لڑکی اور لڑکے کے ولی الدین نے یہ نکاح قبول کر لیا۔

جلسہ میں ساردا ایکٹ کے خلاف انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا۔

شہر میں بھی ساردا ایکٹ کے خلاف بہت جوش پایا جاتا ہے

(چودھری محمد یعقوب رضاکار مجلس تحفظ ناموس شریعت)

۵؍اپریل ۱۹۳۰ء

ناظم جمعیۃ علما پنجاب کا اعلان

خلاف قانون نکاحوں کی اطلاع

علماء کانفرنس منعقد کرنیکی تجویز

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ناظم جمعیۃ علماء پنجاب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

میں صوبہ پنجاب کے ہر ضلع کے علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ناظم جمعیۃ علماء پنجاب لاہور کو ایسی شادیوں کی تعداد سے مطلع کریں جو معززانہ ساردا ایکٹ کے خلاف منعقد کی جا رہی ہیں۔ علماء پنجاب کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے اس لئے تمام علماء کو اپنے اسماء بھی گرامی جمعیۃ ؂ پنجاب لاہور کے پتہ پر ارسال کر دینے چاہئیں۔

جریدۂ نوجوان سرحد کے تمام پرچے ضبط

پشاور یکم اپریل۔ حکومت صوبۂ سرحد نے اپنے گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ ہفتہ وار اخبار ”نوجوان سرحد“ پشاور کے تمام پرچے نقلیں ترجمے اور اقتباسات بحق ملک معظم لائق ضبطی قرار دیئے جاتے ہیں۔ اس اخبار کے مدیر و طابع و ناشر کا مسٹر عبدالغفور آتش تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جریدۂ مذکور کے تمام مضامین باغیانہ تھے۔

دہلی میں ساردا ایکٹ کی انتہائی ذلت کا مظاہرہ

یکم اپریل کو قانون کے خلاف چار نکاح

تیس ہزار مسلمانوں کی سول نافرمانی

ایک عرصہ سے عمل ہو رہا تھا کہ حکومت باوجود مسلمانوں کے مسلسل احتجاجات کے ابھی تک اپنی ضد پر اڑی ہوئی ہے اور وہ یکم اپریل سنہ ۳۰ء سے ساردا ایکٹ کو ہندوستان کے طول و عرض میں نافذ کردے گی اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھ بیٹھے گی کہ اس کے قانون نے نعوذ باللہ شریعت حقہ کو دبا لیا۔ لیکن دہلی میں جب یکم اپریل کی صبح طلوع ہوئی تو یہاں کے تمام باشندوں نے یہ دیکھ لیا کہ اس منحوس قانون کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑ رہی ہیں اور کوئی مسلمان اس کی مطلق پرواہ نہیں کرتا کہ گورنمنٹ نے شادی کے متعلق ...

اکتفا کیا۔ دوسرے نکاح سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب باڑہ ہندو راؤ تشریف لے گئے۔ وہاں بھی مجمع بہت کافی تھا۔ نکاح مولوی کرامت اللہ خاں صاحب مرحوم کی مسجد میں پڑھایا گیا جس کے متعلق تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

دولہا۔ محمد یامین ولد دین محمد سبزی منڈی محلہ پیرزادگان عمر ۱۵ سال

دولہن۔ ہاجرہ بی بی بنت محمد اسحاق باڑہ ہندو راؤ۔ عمر ۱۲ سال

...

چوتھا نکاح

پہلا نکاح

دوسرا نکاح

تیسرا نکاح

۱۴ اپریل کو پانچواں نکاح

سونی پت میں چالیس نکاح

ساردا ایکٹ کے نفاذ سے قبل مسلمانان دہلی کا عظیم الشان اجتماع

بیس ہزار مسلمانوں کے اجتماع میں علماء امت کی ولولہ انگیز تقریریں

علمائے بھاگلپور کی گرفتاری پر مبارکباد

دہلی یکم اپریل گذشتہ شب کو کمپنی باغ میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ مجلس تحفظ ناموس شریعت کی زیر سرپرستی مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی زیر صدارت منعقد ہوا تقریباً ۲۰ ہزار آدمیوں کا اجتماع تھا مفتی محمد یونس صاحب کی نظم کے بعد جناب صدر کی تقریر شروع ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی تقریر

جناب صدر نے فرمایا۔ آج ۳۱ مارچ ہے اور ساردا ایکٹ یکم اپریل سے نافذ ہوگا۔ ...

کہ وہ کیا کرتے ہیں یہ کوئی پولیٹیکل مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک خالص مذہبی معاملہ ہے اور تنگ احتیاطی کا سوال در حقیقت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حفاظت کا سوال ہے اس وقت اگر مسلمانوں نے پوری طرح اپنی حمیت دینی کا ثبوت ...

مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

...

ناموس شریعت کی حفاظت کے سلسلے میں گورنمنٹ کی اس جابرانہ کاروائی پر یہ جلسہ اظہار نفرت کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مذہبی جوش کو اس خفیف الحرکتی سے ہرگز نہ دبا سکے گی اور بالآخر شریعت حقہ کی فتح ہوگی۔

آخر میں مولانا سلطان محمود صاحب مولانا عبدالغفار صاحب اور دیگر حضرات نے بھی تقریریں کیں۔

شریعت کے خلاف قانون بنا رہی ہے جو تمام عالم کی اصلاح کیلئے وضع کی گئی ہو اور جس کا واضع کوئی انسان نہیں ہے بلکہ خود زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے ساردا ایکٹ جس طرح پاس کیا گیا ... اور اس کی مخالفت میں مسلمانان ہند کی طرف جو پرزور جلسے اور مظاہرے کئے گئے۔ سب کی کیفیت مجھ کو معلوم ہے لیکن باوجود اس کے حکومت اپنی ضد پر اڑی ہوئی ہے۔ ... حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا مکتوب جا چکا ... اتمام حجت کے تمام مدارج ختم ہو گئے۔ اب مسلمانوں کو یہ سوچنا ہے

کو توجہ دلاتا ہے کہ اپنے حلقہ میں اس تحریک کو عملی صورت میں لانیکی پوری قوت صرف کریں۔

آزادی کامل کا اعلان

۱۶۔ جمعیۃ علماء بہار کا یہ اجلاس اپنا نصب العین ہندوستان کیلئے آزادی کامل کا اعلان کرتے ہوئے مسلمانان بہار کو اس وقت جد و جہد میں عملاً مصروف کار ہو جانیکی ہدایت کرتا ہے نیز ساردا ایکٹ کیخلاف مسلمانوں کے تمام صدائے احتجاج اور گورنمنٹ ہند کی متکبرانہ بے التفاتیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ اجلاس سفارش کرتا ہے کہ مسلمانان بہار مذکورہ بالا مقاصد کے ماتحت ... اقتدار کے تخریب اور قانون مروجہ کی عملی نافرمانی پر مبنی ہو، اور جمعیۃ علماء ... (نصب العین) سے متضاد نہ ہو پوری طاقت کیساتھ حصہ لیں۔ تاکہ مسلمانان ہند خصوصیت کے ساتھ اپنے شرعی معاملات میں آئے دن کی ... فتنہ پردازیوں سے اور مسلمانان عالم عموماً غیر ملکی شہنشاہیت کے ریشہ دوانیوں سے قطعاً محفوظ ہو جائیں اور شریعت حقہ کیخلاف آئندہ ہر طرح کی قانونی مداخلت کا سد باب ہو جائے۔

صدر محترم کا شکریہ

۱۷۔ جمعیۃ علماء بہار و اڑیسہ کا یہ جلسہ جناب صدر اجلاس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے اپنے مزدری اشتغال کو ترک کرکے اور دور دراز کی صعوبت سفر برداشت کرکے اپنی تشریف آوری سے عزت افزائی کی اور مسلمانان بہار ...

عہدہ داران مجلس استقبالیہ کا شکریہ

۱۴۵

عہدہ داران جمعیۃ علماء صوبہ بہار

۱۸۔ جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا یہ جلسہ حسب ذیل اشخاص کو جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا عہدہ دار انتخاب کرتا ہے مولانا عبدالوہاب صاحب۔ صدر، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ ناظم، مولانا سید محمد عثمان غنی صاحب نائب ناظم، مولانا شاہ محمد قمر الدین صاحب خازن

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ

۱۹۔ جمعیۃ علماء بہار کا یہ جلسہ حسب ذیل حضرات کو جمعیۃ علماء بہار کی مجلس عاملہ کا رکن منتخب کرتا ہے ... صدر و ناظم بحیثیت عہدہ دار ضابطہ رکن ہونگے۔ مولانا شاہ محمد نور الحسن صاحب پھلواری شریف۔ مولانا شاہ محمد عثمان غنی صاحب مولانا عبدالصمد رحمانی (مونگیر) مولانا حکیم عبدالعزیز صاحب مولانا فرخند علی صاحب ... قاضی احمد حسین صاحب مولانا سید لطف اللہ صاحب رحمانی ... وکیل ہے۔

ارکان جمعیۃ مرکزیہ

۲۰۔ جمعیۃ علماء بہار کا یہ اجلاس حسب ذیل اصحاب کو جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کیلئے رکن منتخب کرتا ہے ۲۵ نام (جو کہ طوالت کے خوف سے درج نہیں کئے گئے)۔

کارکنان بھاگلپور کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت

غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا اجلاس ششم

بمقام دربھنگہ بتاریخ ۲۰، ۲۱ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء

زیر صدارت حضرت مولانا حسین احمد صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا یہ اجلاس حسب اعلان ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو بمقام مدرسہ امدادیہ دربھنگہ منعقد ہوا۔ اور بحمد اللہ نہایت کامیابی کیساتھ اختتام کو پہنچا۔ ۲۰ شوال کی صبح ۸ بجے حضرت صدر منتخب تشریف لائے ... مستقل صدر جناب مولانا عبدالوہاب صاحب نے صدارت فرمائی اور تلاوت قرآن مجید سے اجلاس کا افتتاح کیا گیا۔ دو صاحبان نے نظمیں پڑھیں اس کے بعد جناب مولانا مقبول احمد صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا مطبوعہ خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں دربھنگہ کے مذہبی اور علمی خصوصیات اور مسلمانوں کی نکبت اور پریشانی کی اصلاح کے طریق علاج کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی ہوا۔ اور تمام ارکان و حاضرین حضرت مولانا حسین احمد کے استقبال کیلئے دربھنگہ تشریف لے گئے ...

ساردا ایکٹ کیخلاف سول نافرمانی

۱۔ چونکہ ساردا ایکٹ کی لعنت کو ... مسلمانوں سے دور کرنے کے لئے وائسرائے اور حکومت نے اب تک کوئی کاروائی نہیں کی۔ اور مسلمانان ہند کے متفقہ مطالبہ سے انتہائی بے اعتنائی برتی گئی ہے۔ اب بجز اس کے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ علی الاعلان سول نافرمانی شروع کردی جائے۔ اور چونکہ جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت سول نافرمانی کا پروگرام شائع کرکے دعوت عمل دیگی۔ اسلئے جمعیۃ علماء بہار و اڑیسہ کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ متعدد و مؤثر صوبہ کے صدر مقامات میں حسب ذیل اصحاب کے دورہ کرکے بھرتی شدہ رضاکاروں کا جائزہ لے ...

خالص اسلامی نظام کی ضرورت

... کے ذریعہ اسلامی احکام کے ماتحت معاشرتی احکام کا اجراء اور ان کے نزاعات کا فیصلہ ہو۔ (ج) ایک خالص اسلامی نظام ہو جس کی نگرانی میں مسلمانوں کے خاص معاملات صحیح طور پر انجام دئے جائیں۔

اور چونکہ اس قسم کے نظام کا قائم کرنا خود مسلمانوں پر واجب ہے اور چونکہ حکومت کا نظام دستور اور استعماری پالیسی اس نظام کو پورے طور پر کامیاب ہونے میں مزاحم ہوگی۔ ... اور مذہبی مداخلت کا دروازہ اس طور پر بند ہو سکتا ہے اور بجز اس کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کہ ایک طرف مسلمانان ہند اور خود تمام ہندوستان میں اس نظام کے قیام کی کاروائی شروع کردیں اور دوسری طرف حکومت کو مجبور کریں۔ کہ وہ اس نظام کو تسلیم کرلے۔

اسلئے جمعیۃ علماء بہار کا یہ جلسہ حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی بناتا ہے کہ وہ مذکورۃ الصدر امور کو پیش نظر رکھ کر ایک مسودہ اسلامی قانون کا تیار کریں۔ اور جلد از جلد مجلس منتظمہ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ تمام ہندوستان کے علماء و اہل الرائے قانون داں حضرات کے غور کے بعد حکومت کو دعوت دیجائے کہ وہ اسکو قبول کرلے۔

... مونگیر۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب عظیم آباد۔ مولانا عبدالاحد صاحب دربھنگہ۔ مولانا مقبول احمد صاحب دربھنگہ۔ مولانا عبدالعزیز صاحب دربھنگہ۔ مولانا محمد اسحاق صاحب بھاگلپور۔ مولانا عبدالحکیم صاحب گیا۔ مولانا شاہ محمد قمر الدین صاحب پھلواری شریف۔ مولانا عبدالصمد صاحب مونگیر۔ مولوی حافظ محمد ثانی صاحب بتیا۔ شاہ محمد عمیر صاحب رئیس گیا وغیرہم۔

حسب ذیل تجاویز باتفاق رائے پیش ہو کر منظور ہوئیں۔

مسئلہ اوقاف

جمعیۃ علماء صوبہ بہار و اڑیسہ مسلم وقف بل مجوزہ قاضی احمد حسین صاحب اور بہار و اڑیسہ مسلم وقف بل مجوزہ حکومت پر غور کرکے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ سابق الذکر بل حکومت بہار نے مخالفت کرکے صرف اس لئے رد کردیا کہ حکومت مسلمانوں کے خاص اپنے مذہبی امور کے انتظام میں بھی ان کے آزاد ہاتھوں کو ہمیشہ کمزور رکھنا چاہتی ہے اور وہ یہ نہیں چاہتی کہ مسلمانوں کے ہر قسم کے اوقاف جس سے آمدنی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے محفوظ ہو جائیں۔ ... ثانی الذکر بل بہت سے نقائص سے پر ہے اسلئے تمام مسلم ممبران کونسل سے یہ جلسہ درخواست کرتا ہے۔ ... ان نقائص کی اصلاح کیلئے انتہائی کوشش کریں ...

اسلامی مدارس کو حکومت سے درخواست

مسودۂ قانون ازدواجی

اظہار تعزیت

۱۔ جمعیۃ علماء صوبہ بہار و اڑیسہ کا یہ اجلاس اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری و جناب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمانی کے وصال پر ملال کو اہل اسلام و اہل علم کیلئے ایک مصیبت عظمیٰ تصور کرتا ہوا ان حضرات کے اعزہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ ان بزرگوں کو جنت فردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

۲۔ جمعیۃ علمائے صوبہ بہار و اڑیسہ کا یہ اجلاس حضرت مولانا حافظ احمد صاحب و حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتممین دارالعلوم دیوبند و جناب مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کے وصال کو تمام اہل اسلام بالخصوص علمی دنیا کیلئے ایک عظیم حادثہ اور مصیبت کبریٰ تصور کرتا ہے اور ان بزرگوں کے اعزہ و اقارب کیساتھ کامل ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان بزرگوں کیلئے نہایت خلوص کیساتھ دعاء مغفرت کرتا ہے۔

۳۔ جمعیۃ علماء صوبہ بہار و اڑیسہ کا یہ اجلاس فخر قوم و زعیم ملت جناب مولوی سید مظہر الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کے انتقال پر ملال پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کے اعزہ کیساتھ مخلصانہ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے۔ مرحوم کیلئے نہایت اخلاص کیساتھ دعاء مغفرت کرتا ہے۔

...

۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

مولانا حبیب الرحمن صاحب ناظم جمعیۃ علماء پنجاب کے اعلانات

ہندو پریس کو انتباہ

جب سے مسلمانان ہند نے جمعیۃ العلماء ہند کے ماتحت ساردا ایکٹ کی مخالفت شروع کی ہے اس وقت سے ہندو پریس نے مسلمانوں اور علماء کی اس سلسلے میں ہر قسم کی توہین کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے

ہم جانتے ہیں کہ ہندوؤں کے یہاں طلاق نہیں ہے نہ خلع (عورت مرد سے جس طریقے سے طلاق حاصل کر سکتی ہے اس کو شریعت اسلام میں خلع کہتے ہیں) اور نہ بیوہ کا نکاح۔ اس لئے ہندو مجبور ہیں کہ وہ اپنی سوشل اصلاح کے لئے ایسے قوانین بنائیں اور ہم خوش ہیں کہ ہندو بھی اپنی عورتوں کے حقوق تسلیم کرنے لگے ہیں مگر اسلام نے طلاق خلع بیوہ کا نکاح غرضیکہ ہر وہ انسانی حقوق جو عورت کو دئے جا سکتے ہیں وہ دے رکھے ہیں اس لئے کوئی مسلمان اب کسی ایسے قانون کو تسلیم نہیں کر سکتا جو اس کی ہندو بن زندگی کو بدتر بنانے والا ہو۔ اس لئے میں ہندو پریس سے کہتا ہوں ... کہ وہ مسلمانوں کے اس جائز مطالبے کی کہ وہ ساردا ایکٹ سے مستثنیٰ ہونا چاہتے ہیں مخالفت نہ کریں۔ اگر مسلمان اس قانون سے مستثنیٰ ہو کر کوئی نقصان اٹھاتے ہیں تو اس میں بھی ہندوؤں کا کیا حرج ہے؟ رہی یہ بات کہ مسلمانوں کی بہت سی قومیں عورتوں کے حقوق کو تسلیم نہیں کرتیں اس کے متعلق میں اس قدر عرض کرونگا کہ یہ قصور اسلام کا نہیں بلکہ مسلمانوں کا قصور ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے رسم رواج کو قانون اسلام کے مقابلے میں اختیار کر رکھا ہے موجودہ حالات بھی اس بات کے مقتضی ہیں کہ کوئی فرقہ کسی فرقہ کو بلا ضرورت برا بھلا کہنے سے بالکلیہ پرہیز کرے مجھ کو امید ہے کہ ہندو پریس کے ذمہ دار ارکان ساردا ایکٹ کے معاملے میں مسلمانوں کی مخالفت سے پرہیز کریں گے۔

ساردا ایکٹ کو خاک میں ملا دو

۳۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے ساردا ایکٹ کو نامنظور کرانے کیلئے سول نافرمانی کا اعلان کر دیا ہے کہ یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے ساردا ایکٹ کے نفاذ کا حکم حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے انگریزی حکومت اس بات کی عادی ہو چکی ہے کہ جب تک اس کے خلاف زبردست عملی ایجی ٹیشن نہ کیا جائے وہ کسی بات کے سننے اور ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی اس حکومت کے قوانین سے ہندوستان کی دوسری قوموں کو شاید کوئی نفع پہنچا ہو لیکن ڈیڑھ سو سال سے اس حکومت نے مسلمانوں کی ہندوستانی تہذیب کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر رکھا ہے خدا کا شکر ہے کہ ساردا ایکٹ نے مسلمانوں کو بیدار کر دیا ہے میں پنجاب کے ہر مسلمان سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایک مہینے کے اندر اندر اس قانون کو خاک میں ملا دے اور حکومت کو بتا دے کہ اب ہندوستان کے اندر کوئی قانون اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمانوں کی رائے عامہ متفقہ طور پر اس کو منظور کرنے کے لئے تیار نہ ہو اگر مسلمانوں نے اس وقت غفلت سے کام لیا اور وہ ساردا ایکٹ کو منسوخ نہ کرا سکے تو ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ آئندہ کے لئے ان کے تمام مذہبی قوانین میں کھلے بندوں حکومت مداخلت کرے گی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔

سول نافرمانی کے متعلق جو صورت آئندہ اختیار کی جائے گی مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کی اجازت سے اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔

(۳۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء)

لوگوں کو باغی بنانا میرا مذہبی فرض ہے

مولانا حبیب الرحمن کی ولولہ انگیز تقریر

لدھیانہ ۱۱ اپریل۔ آج کمیٹی باغ میں رفیق محترم مولانا حبیب الرحمن کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ رفیق محترم نے تقریر کرتے ہوئے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ ستیہ گرہ کے لئے رضاکار کے طور پر بھرتی ہوں۔ ایک سو سے زائد رضاکار بھرتی کئے گئے۔ رفیق محترم نے کہا کہ میں موجودہ حکومت کے خلاف پرامن بغاوت پھیلانا اپنا مذہبی فرض خیال کرتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری نجات ایک اسی بات سے ہو جائے گی کہ میں موجودہ حکومت کے خلاف لوگوں کو باغی بناؤں۔

(نامہ نگار)

مولانا حسرت موہانی کا اعلان

مجھے یقین ہو گیا کہ گاندھی جی کی تحریک مکمل آزادی کیلئے ہے

میں آخر وقت تک ان کیساتھ رہونگا

کانپور ۷ اپریل۔ آج شام کو یہاں دس ہزار انسانوں کے مجمع نے سرکاری حکام کے سامنے نمک کا قانون توڑا گیا۔ ایک زبردست جلوس نکلا اور ولولہ انگیز تقریریں کی گئیں۔ مولانا حسرت موہانی پر اس تمام کارروائی کا بہت زیادہ اثر پڑا اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ یہ مہم کامل آزادی کے لئے شروع کی گئی ہے گاندھی جی نے غیر منصفانہ قوانین کو توڑ کر جس جدوجہد کا آغاز کیا ہے وہ مکمل آزادی کے حصول سے قبل اور کسی مرحلہ پر نہیں رک سکتی۔ اس لئے میں سب کے سامنے کھلم کھلا یہ کہتا ہوں کہ میں دل سے اس تحریک کے ساتھ ہوں اور میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آخر وقت تک اس کے ساتھ رہوں گا۔

اخبار الجمعیۃ دہلی ۔ ۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

مسلمانان پنجاب کی تنظیم

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر علماء اور عوام کی بیعت

لاہور ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے دوران تقریر میں لوگوں سے سوال کیا کہ آیا وہ اس انگریزی تہذیب کے مقابلہ میں جو خمر و خنزیر سے پیدا کی گئی ہے۔ اسلامی تہذیب کو بہتر سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اس پر دس بارہ ہزار کے مجمع کے مسلمانوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے اس کہنے میں کچھ صداقت ہے تو تم بتاؤ کہ تم اسلامی تہذیب کے قائم رکھنے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہو؟ تمام حاضرین نے کہا کہ بیشک جو کچھ آپ ہمیں حکم دیں گے ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ اس مرحلہ پر مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی ناظم جمعیۃ العلماء پنجاب نے کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ اگر تم سچے دل سے شاہ صاحب کا حکم ماننے کے لئے تیار ہو تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرو اور انہیں اپنا امیر بناؤ۔ یہ جو حکم دیں اسے مانو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ ہم اسی وقت شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شاہ صاحب خاموش ہو گئے۔ اور دو منٹ کے بعد فرمایا کہ اگر حضرت استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا سید انور شاہ صاحب مدظلہ العالی مجھے اس کی اجازت دیں تو میں یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر حضرت استاذ العلماء نے اسی وقت کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی دیانت اور کام پر اعتماد ہے انہوں نے قربانیاں کی ہیں۔ اس لئے میں خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں چنانچہ حضرت استاذ العلماء نے اپنا ہاتھ سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی طرف بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ اس پر سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ سید انور شاہ صاحب کے ہاتھوں میں دے کر رونا شروع کر دیا۔ اور مجمع پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ اس طریقہ سے حضرت موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو لوگوں سے بیعت لینے کی اجازت دی۔ اسی وقت ہزارہا لوگ شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے بھی کہا کہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور انہیں اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں۔ اور بھی ہزارہا مسلمانوں نے بیعت کی خواہش کی لیکن سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کسی دوسرے وقت یہ کام کیا جائے گا۔

شب کے اجلاس میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ آج جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس کے متعلق میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس کا اہل نہیں۔ مجھ سے بہت زیادہ صاحب تقویٰ و علم حضرات یہاں موجود ہیں میری خواہش ہے کہ یہ امانت کسی ایسے شخص کے سپرد کی جائے جو اس کا اہل ہو لیکن اس سے یہ سمجھا جائے کہ میں خدمت سے پہلوتہی کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور صاحب اس کے لئے تیار نہ ہوں تو میں جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے تیار ہوں آپ حضرات کی دعائیں میرے شامل حال ہوں۔ اس کے بعد استاذ العلماء حضرت سید انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ جو کچھ آج ہوا ہے یہ محض سماوی طور پر ہوا ہے۔ میں ہر پہلو پر غور کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو اس کام کا اہل سمجھتا ہوں اور اگر مجھے اجازت دینے کا حق حاصل ہے تو میں انہیں اجازت دیتا ہوں۔

جلسے کے اختتام پر بعض علماء نے اصرار کیا کہ چونکہ ہمیں صبح واپس جانا ہے اس لئے ابھی ہم سے بیعت لی جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل علماء نے اسی وقت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر چند دیگر حضرات نے بھی ان علماء کرام کے بعد بیعت کی:-

(۱) مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔ (۲) قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ۔ (۳) مولوی عبدالوحید صاحب نائب مدیر اخبار زمیندار لاہور۔ (۴) مولوی عبدالحق صاحب ہزاروی مانسہرہ۔ (۵) مولانا محمد شریف صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہوشیارپور۔ (۶) مولانا محمد فاضل چکوال ضلع جہلم۔ (۷) مولوی عبدالواحد صاحب جامع مسجد گوجرانوالہ۔ (۸) مولوی نور احمد صاحب خطیب جامع مسجد ضلع گوجرانوالہ۔ (۹) مولوی عبدالرزاق صاحب ریاست بہاولپور۔ (۱۰) مولوی محمد عالم صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ۔ (۱۱) مولوی فتح محمد صاحب آزاد۔ لورالائی۔ (۱۲) مولوی عبدالرحمن صاحب پشاوری۔ (۱۳) مولوی عبدالجلیل صاحب ضلع ہزارہ۔ (۱۴) مولوی قمر علی صاحب مسجد آسٹریلیا بلڈنگ۔ (۱۵) حافظ فقیر محمد صاحب مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ۔ (۱۶) مولوی قمر الدین صاحب مدرسہ شمس العلوم ریاست بہاولپور۔ (۱۷) مولوی حکیم عبدالرشید صاحب مفتی باقر لاہور۔ (۱۸) مولوی نور حسن صاحب گوجرانوالہ۔ (۱۹) مولوی رحمت اللہ صاحب جامع مسجد گوجرانوالہ۔ (۲۰) مولوی عبداللہ صاحب واعظ ضلع گجرات حال مقیم کوٹکی لوہاران شرقی۔ (۲۱) مولوی محبوب شاہ صاحب تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور۔ (۲۲) مولوی محمد اکبر صاحب فاروقی جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ (۲۳) مولوی محمد یوسف صاحب پشاوری۔ (۲۴) مولوی عبدالستار صاحب پشاوری۔ (۲۵) مولوی مرید احمد شاہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ ! یہ فہرست بہت طویل ہے اس لئے انہی اسماء گرامی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(انصاف)

[illegible] اپریل ۱۹۳۰ء

جمعیۃ علماء ہند کا نواں سالانہ اجلاس امروہہ

بصدارت حضرت علامہ مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب اجمیری دام فیضہم

جو تاریخ ۳-۴-۵ مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۳-۴-۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ روز شنبہ۔ یکشنبہ۔ دوشنبہ۔ امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی) میں منعقد ہوگا۔ اور جس میں تمام ہندوستان کے علماء کرام، مشائخ عظام اور محترم رہنمایان ملک کا عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ کی روشنی میں تمام مسائل حاضرہ پر غور اور مسلمانان ہند کیلئے لائحہ عمل معین کیا جائے گا۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت اور مسلمانوں کی قومی و ملی ضروریات پر بحث کیجائے گی۔ اس لئے تمام دردمندان ملت و قوم سے کامل توقع ہے کہ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ اور پورے شوق اور جوش کے ساتھ جوق در جوق شریک ہوکر اتحاد ملت کا روشن ثبوت مہیا کریں گے۔

امور زیر بحث یہ ہوں گے

ہندوستان میں قانون شرعی اسلامی (پرسنل لا) کے تحفظ کے ذرائع پر غور۔ شاردا ایکٹ کو منسوخ کرانے کے سلسلے میں دیگر قوانین کی سول نافرمانی پر غور۔ مجوزہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلمانوں کی شرکت۔ کانگریس کی سول نافرمانی کے متعلق مسلمانوں کا رویہ۔ مجلس تحفظ ناموس شریعت کی کارگزاری اور حسابات۔ سنہ ۱۳۴۸ھ کے حسابات کی منظوری۔ مسلمانوں کی اقتصادی اصلاحات۔ انتخاب عہدہ داران جمعیۃ علماء ہند۔ جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ کا معاملہ۔ دستور العمل میں بعض ترمیموں پر غور۔ بعض اراکین کے استعفوں پر غور۔ انتخاب ارکان مجلس عاملہ۔ دیگر امور باجازت صدر

اطلاعات

(۱) ۳ مئی کو اجلاس عام شروع ہونے سے پہلے جمعیۃ مرکزیہ کا جلسہ ہوگا۔ (۲) ارکان جمعیۃ اور مدعوین کے قیام وطعام کا انتظام شنبہ کی صبح سے دوشنبہ کی شام تک مجلس استقبالیہ کے ذمہ ہوگا۔ بشرطیکہ ۳۰ اپریل تک تشریف آوری کی اطلاع بقید تاریخ و وقت دفتر استقبالیہ میں پہنچ جائے (۳) اراکین جمعیۃ سے وہ حضرات مراد ہیں جو جمعیۃ مرکزیہ کے رکن ہوں یا کسی صوبہ یا ضلع کی جمعیۃ علماء کے ممبر ہوں (سند رکنیت ساتھ لانی چاہیئے) مدعوین سے وہ معزز اصحاب مراد ہیں جن کی خدمت میں دعوتی مکتوب بھیجا گیا ہو (براہ کرم دعوتی مکتوب ہمراہ لائیں) (۴) جو حضرات اپنے قیام وطعام کا انتظام بطور خود فرمائیں وہ ۳۰ اپریل تک براہ کرم اس کی اطلاع بھی دفتر استقبالیہ کو دیدیں۔ (۵) جو صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں وہ اپنی تجویز ۲۵ اپریل تک دفتر استقبالیہ میں بھیجدیں۔ (۶) بستر وغیرہ ساتھ لانا چاہیئے۔ (۷) جن حضرات کی تشریف آوری کی اطلاع تاریخ مقررہ تک موصول نہ ہوگی مجلس استقبالیہ ان کے قیام وطعام کے انتظام سے معذور ہوگی۔ (۸) مجلس استقبالیہ کے اراکین کی فیس پانچ روپیہ مقرر ہے اور وزیٹرز کے لئے مخصوص جگہ کی معمولی فیس ہوگی اور باقی حضرات کے لئے اجلاس عام کا داخلہ بغیر قیمتی ٹکٹ کے ہوگا۔ (۹) غیر مدعو حضرات کیلئے ایسے ہوٹلوں کا انتظام کردیا جائیگا جو واجبی قیمت پر عمدہ کھانا مہیا کریں گے۔ ایسے حضرات کے صرف قیام کا انتظام مجلس استقبالیہ کریگی بشرطیکہ ۲۵ اپریل تک ان کی تشریف آوری کی اطلاع پہنچ جائے۔

دفتر مجلس استقبالیہ کا پتہ: سید علی متقی خاں سکرٹری مجلس استقبالیہ اجلاس جمعیۃ علمائے ہند
امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی)

الداعیان

(حکیم) ابو النظر سید طفیل حسن رضوی (رئیس امروہہ صدر مجلس استقبالیہ)۔ (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)۔ (نواب) محمد عاشق حسین رئیس و چیرمین میونسپل بورڈ سنبھل۔ (مولانا الحافظ الحاج) احمد سعید (ناظم جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا) ابو المعارف محمد عرفان (ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند)۔ محمد ہدایت علی خاں (رئیس مراد آباد)۔ (قاضی) محمد ثروت حسین (رئیس مراد آباد)۔ (حاجی) محمد اکبر (رئیس مراد آباد)۔ (مولوی) محمد عبد الحفیظ (رئیس بچھرایوں)۔ (نواب) محمد ابراہیم خاں (رئیس حسن پور)۔ (حاجی) سید شاہ عبد الرحمن مکی (امروہہ) نائبان صدر۔ سید علی متقی خاں (ناظم عمومی جمعیۃ استقبالیہ)۔ (حکیم سید) حسن مثنی رضوی ندوی (ناظم مالیات مجلس استقبالیہ)۔ (حکیم) نسیم احمد (نائب ناظم)۔ (حاجی) محمد ریاض الحق (خازن)۔ (مولوی) محمود احمد عباسی (ناظم نشر و تبلیغ)۔ (مولانا حافظ) عبد الرحمن (صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ)۔ (مولوی حاجی سید) معظم حسین (مہتمم مدرسہ اسلامیہ رئیس امروہہ)۔ (مولوی سید) اعجاز حسین (امروہہ)۔ سردار احمد عباسی (امروہہ)۔ (حکیم) محمد اسمٰعیل (مہتمم مدرسہ اسلامیہ چلہ امروہہ)۔ (مولوی) سردار احمد خاں (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) (امروہہ)۔ (حکیم سید) علی رضا رضوی (امروہہ)۔ (حکیم سید) آل محمد رضوی (امروہہ)۔ (مولوی) سید عبد النور۔ (سید) محمد الطاف (دربار کلاں امروہہ)۔ (حافظ) محمد علی (امروہہ)۔ محمد جلیل اللہ عباسی (امروہہ)۔ (سید) محمد ذکی الدین۔ (مولوی) فضل احمد (محلہ قریشی امروہہ)۔ (حکیم) مسعود عالم۔ (مرزا) سراج الساجدین۔ (منشی) رفیق احمد۔ (چودھری) محمد عثمان۔ (چودھری) عبد العزیز۔ نصیر احمد۔ (مستری) حکمت اللہ۔ (مستری) رحمت اللہ۔ (حافظ) تمیز الدین۔ (حکیم) محمد حسن (سنبھل)۔ منشی محمد انوار الحق۔ (چودھری) سعید حسن جعفری (چاہ شور امروہہ)۔ (خلیفہ) نظام الدین (امروہہ)۔ (حاجی شیخ) رضی الدین۔ (مولوی) محمد اسحٰق انصاری (ملانہ امروہہ)۔ (حکیم) نور احمد (کنکوئی)۔ (سید) علی اجتبیٰ خاں (رئیس امروہہ)۔ محمد قطب الدین خاں۔ منظور احمد خاں (محلہ کنکوئی امروہہ)۔ (حاجی شاہ) ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی (امروہہ)۔ (مرزا) کفایت بیگ (امروہہ)۔ (حکیم سید) نور الحسن (امروہہ)۔ (مولوی) فخر الدین (صدر جمعیۃ علماء مراد آباد)۔ (مولوی) محمد عمر دراز بیگ (مراد آباد)۔ (حاجی سید) مرتضیٰ علی (مہتمم شاہی مسجد مراد آباد)۔ (مولوی حکیم) قاسم علی (امام جامع مسجد مراد آباد)۔ (چودھری) نظیر احمد خاں (رئیس بچھراؤں)۔ (مولوی حافظ) علی مدد بیگ (مراد آباد)۔ (مولوی حکیم) اظہر الدین (رئیس قصبہ اوجھاری)۔ (مولوی) داؤد علی خاں (رئیس سنبھل)۔ (مولانا مولوی) منظور احمد (مدرس مدرسہ چلہ)۔ (چودھری) جعفر حسین خاں (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) (رئیس بچھراؤں)۔ (مولوی) تسلیم احمد (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل بچھراؤں)۔ (شیخ) عبد المجید (رئیس امروہہ)۔ (شیخ) تسلیم احمد (شاہی چبوترہ امروہہ)۔ (چودھری) محمد ظہور خاں (رئیس قصبہ اوجھاری)۔ (مولوی حکیم) محمد یوسف خاں (رئیس حسن پور)۔ محمد سمیع اللہ خاں (رئیس حسن پور)۔ اسد اللہ خاں (ممبر دار قصبہ اوجھاری)۔ محمد چاند بیگ (محلہ بٹوال امروہہ)۔ (حکیم سید) ضیاء العارفین عارف (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ امروہہ)۔ (حکیم) سبط حسن صدیقی (امروہہ)۔ (مولانا حافظ شاہ) عبد الرحمن نقشبندی توکلی (مراد آباد)۔ محمد جعفر خاں (محلہ کوٹ امروہہ)۔ (قاری) محمد عزیز الحق عباسی (امروہہ)۔ (حاجی) عبد السلام (سوداگر ظروف مراد آباد)۔ (حافظ) عبد المجید (محلہ چاہ غوری امروہہ)۔ ممبران استقبالیہ۔

...ری۔ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۲۷

جمعیۃ علماء ہند کا نواں سالانہ اجلاس امروہہ

بصدارت حضرت علامہ مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب اجمیری دام فیضہم

جو تاریخ ۳-۴-۵ مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۳-۴-۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ روز شنبہ۔ یکشنبہ۔ دوشنبہ۔ امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی) میں منعقد ہوگا اور جس میں تمام ہندوستان کے علماء کرام، مشائخ عظام اور محترم رہنمایان ملک کا عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ کی روشنی میں تمام مسائل حاضرہ پر غور اور مسلمانان ہند کے لئے لائحہ عمل معین کیا جائے گا۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت اور مسلمانوں کی قومی و ملی ضروریات پر بحث کی جائے گی۔ اسلئے تمام دردمندان ملت و قوم سے کامل توقع ہے کہ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے اور پورے شوق اور جوش کے ساتھ جوق در جوق شریک ہوکر اتحاد ملت کا روشن ثبوت مہیا کرینگے۔

امور زیر بحث یہ ہوں گے

ہندوستان میں قانون شرعی اسلامی (پرسنل لا) کے تحفظ کے ذرائع پر غور۔ ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانے کے سلسلے میں دیگر قوانین کی سول نافرمانی پر غور۔ مجوزہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلمانوں کی شرکت۔ کانگریس کی سول نافرمانی کے متعلق مسلمانوں کا رویہ۔ مجلس تحفظ ناموس شریعت کی کارگزاری حسابات۔ سنہ ۱۳۴۸ھ کے حسابات کی منظوری۔ مسلمانوں کی اقتصادی اصلاحات۔ انتخاب عہدہ داران جمعیۃ علماء ہند۔ جمعیۃ علمائے صوبہ متحدہ کا معاملہ۔ دستور العمل میں بعض ترمیموں پر غور۔ بعض اراکین کے استعفوں پر غور۔ انتخاب ارکان مجلس عاملہ۔ دیگر امور باجازت صدر

اطلاعات

(۱) ۳ مئی کو اجلاس عام شروع ہونے سے پہلے جمعیۃ مرکزیہ کا جلسہ ہوگا۔ (۲) ارکان جمعیۃ اور مدعوین کے قیام وطعام کا انتظام شنبہ کی صبح سے دوشنبہ کی شام تک مجلس استقبالیہ کے ذمہ ہوگا بشرطیکہ ۳۰ اپریل تک تشریف آوری کی اطلاع بقید تاریخ و وقت دفتر استقبالیہ میں پہنچ جائے (۳) اراکین جمعیۃ سے وہ حضرات مراد ہیں جو جمعیۃ مرکزیہ کے رکن ہوں یا کسی صوبہ یا ضلع کی جمعیۃ علماء کے ممبر ہوں (سند رکنیت ساتھ لانی چاہیئے) مدعوین سے وہ معزز اصحاب مراد ہیں جن کی خدمت میں دعوتی مکتوب بھیجا گیا ہو (براہ کرم دعوتی مکتوب ہمراہ لائیں) (۴) جو حضرات اپنے قیام وطعام کا انتظام بطور خود فرمائیں وہ ۳۰ اپریل تک براہ کرم اس کی اطلاع بھی دفتر استقبالیہ کو دیدیں (۵) جو صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں وہ اپنی تجویز ۲۵ اپریل تک دفتر استقبالیہ میں بھیجدیں۔ (۶) بستر وغیرہ ساتھ لانا چاہیئے۔ (۷) جن حضرات کی تشریف آوری کی اطلاع تاریخ مقررہ تک موصول نہ ہوگی مجلس استقبالیہ ان کے قیام وطعام کے انتظام سے معذور ہوگی۔ (۸) مجلس استقبالیہ کے اراکین کی فیس پانچ روپیہ مقرر ہے اور وزیٹرز کے لئے مخصوص جگہ کی معمولی فیس ہوگی اور باقی حضرات کے لئے اجلاس عام کا داخلہ بغیر قیمتی ٹکٹ کے ہوگا۔ (۹) غیر مدعو حضرات کے لئے ایسے ہوٹلوں کا انتظام کردیا جائیگا جو واجبی قیمت پر عمدہ کھانا مہیا کریں گے۔ ایسے حضرات کے صرف قیام کا انتظام مجلس استقبالیہ کرے گی بشرطیکہ ۲۵ اپریل تک ان کی تشریف آوری کی اطلاع پہنچ جائے۔

دفتر مجلس استقبالیہ کا پتہ: سید علی متقی خاں سکرٹری مجلس استقبالیہ اجلاس جمعیۃ علماء ہند
امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی)

الداعیان

(حکیم) ابو النظر سید طفیل حسن رضوی (رئیس امروہہ صدر مجلس استقبالیہ)۔ (مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)۔ (نواب) محمد عاشق حسین رئیس و چیرمین میونسپل بورڈ سنبھل۔ (مولانا الحافظ الحاج) احمد سعید (ناظم جمعیۃ علماء ہند)۔ (مولانا) ابو المعارف محمد عرفان (ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند)۔ محمد ہدایت علی خاں (رئیس مراد آباد)۔ (قاضی) محمد ثروت حسین (رئیس مراد آباد)۔ (حاجی) محمد اکبر (رئیس مراد آباد)۔ (مولوی) محمد عبد الحفیظ (رئیس بچھرایوں)۔ (نواب) محمد ابراہیم خاں (رئیس حسن پور)۔ (حاجی) سید شاہ عبد الرحمن مکی (امروہہ)۔ (حاجی مرزا) محمد کفایت بیگ (امروہہ) نائبان صدر مجلس استقبالیہ۔ سید علی متقی خاں (ناظم عمومی جمعیۃ استقبالیہ)۔ (حکیم سید) حسن مثنی رضوی ندوی (ناظم مالیات مجلس استقبالیہ)۔ (حکیم) نسیم احمد (نائب ناظم)۔ (حاجی) محمد ریاض الحق (خازن)۔ (مولوی) محمود احمد عباسی (ناظم نشر و تبلیغ)۔ (مولانا حافظ) عبد الرحمن (صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ)۔ (مولوی حاجی سید) معظم حسین (مہتمم مدرسہ اسلامیہ رئیس امروہہ)۔ (مولوی سید) اعجاز حسین (امروہہ)۔ سردار احمد عباسی (امروہہ)۔ (حکیم) محمد اسمٰعیل (مہتمم مدرسہ اسلامیہ چلہ امروہہ)۔ (مولوی) سردار احمد خاں (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی امروہہ)۔ (حکیم سید) علی رضا رضوی (امروہہ)۔ (حکیم سید) آل محمد رضوی (امروہہ)۔ (مولوی) سید عبد النور۔ (سید) محمد الطاف (دربار کلاں امروہہ)۔ (حافظ) محمد علی (امروہہ)۔ محمد خلیل اللہ عباسی (امروہہ)۔ (سید) محمد ذکی الدین۔ (مولوی) فضل احمد (محلہ قریشی امروہہ)۔ (حکیم) مسعود عالم۔ (مرزا) سراج الساجدین۔ (منشی) رفیق احمد۔ (چودھری) محمد عثمان۔ (چودھری) عبد العزیز۔ نصیر احمد۔ (مستری) رحمت اللہ۔ (مستری) حکمت اللہ۔ (حافظ) تمیز الدین۔ (حکیم) محمد حسن سنبھل۔ (منشی) محمد انوار الحق۔ (چودھری) سعید حسن جعفری (چاہ شور امروہہ)۔ (خلیفہ) نظام الدین (امروہہ)۔ (حاجی شیخ) رضی الدین۔ (مولوی) محمد اسحٰق انصاری (ملانہ امروہہ)۔ (حکیم) نور احمد (کنکوئی)۔ (سید) علی اجتبیٰ خاں (رئیس امروہہ)۔ محمد قطب الدین خاں۔ منظور احمد خاں (محلہ کنکوئی امروہہ)۔ (حاجی شاہ) ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی (امروہہ)۔ (حکیم سید) نور الحسن (امروہہ)۔ (مولوی) فخر الدین (صدر جمعیۃ علماء مراد آباد)۔ (مولوی) عمر دراز بیگ (مراد آباد)۔ (حاجی سید) مرتضیٰ علی (مہتمم شاہی مسجد مراد آباد)۔ (مولوی حکیم) قاسم علی (امام جامع مسجد مراد آباد)۔ (چودھری) نظیر احمد خاں (رئیس بچھراؤں)۔ (مولوی حافظ) علی مدد بیگ (مراد آباد)۔ (مولوی حکیم) اظہر الدین (رئیس قصبہ اوجھاری)۔ (مولوی) داؤد علی خاں (رئیس سنبھل)۔ (مولانا مولوی) منظور احمد (مدرس مدرسہ چلہ)۔ (چودھری) جعفر حسین خاں (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی رئیس بچھراؤں)۔ (مولوی) تسلیم احمد (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل بچھراؤں)۔ (شیخ) عبد المجید (رئیس امروہہ)۔ (شیخ) تسلیم احمد (شاہی چبوترہ امروہہ)۔ (چودھری) محمد ظہور خاں (رئیس قصبہ اوجھاری)۔ (مولوی حکیم) محمد یوسف خاں (رئیس حسن پور)۔ محمد سمیع اللہ خاں (رئیس حسن پور)۔ اسد اللہ خاں (ممبر دار قصبہ اوجھاری)۔ محمد چاند بیگ (محلہ بٹوال امروہہ)۔ (حکیم سید) ضیاء العارفین عارف (بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی امروہہ)۔ (حکیم) سبط حسن صدیقی (امروہہ)۔ (مولانا حافظ شاہ) عبد الرحمن نقشبندی توکلی (مراد آباد)۔ محمد جعفر خاں (محلہ کوٹ امروہہ)۔ (قاری) محمد عزیز الحق عباسی (امروہہ)۔ (حاجی) عبد السلام (سوداگر ظروف مراد آباد)۔ (حافظ) عبد المجید (محلہ چاہ غوری امروہہ)۔ (حافظ) فقیر اللہ۔ ممبران استقبالیہ

حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

ساردا ایکٹ کے توڑنے اور اس کی قانونی عزت کو پامال کرنے میں مسلمانوں نے پورے جوش سے کام لیا۔ ہندوستان کے ہر صوبہ سے بکثرت اطلاعات آرہی ہیں کہ اس قانون کے خلاف مسلمانوں نے نکاح کیے اور کررہے ہیں۔ مگر میں پھر پورے زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرنے میں تو ساردا ایکٹ کا خوف نہ کیا جائے مگر کمسن نابالغ بچوں کی شادی بغیر کسی شرعی ضرورت کے ہرگز نہ کی جائے۔

اور اگر گورنمنٹ نے اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ نہ کیا تو اس کیلئے کوئی دوسری مؤثر قانون شکنی مجلس تحفظ ناموس شریعت خود تجویز کرے گی اور جب تک یہ قانون مسلمانوں کے حق میں منسوخ نہ ہوگا مجلس چین سے نہ بیٹھے گی۔

محمد کفایت اللہ

(صدر جمعیۃ علماء ہند، دہلی)

ہجری مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۳۰ء — نمبر ۲۸

میرٹھ میں بیس ہزار ہندو مسلمانوں کا اجتماع عظیم

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی بصیرت افروز تقریر

"یا انگریز کے غلام بنو یا جنگ آزادی کے سپاہی بن جاؤ"

معزز حاضرین! مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ کے شہر میرٹھ میں ایک پارٹی ایسی پیدا ہوئی ہے جو قانون نمک کے احترام کے لئے گورنمنٹ کی امداد کررہی ہے۔ یہ پارٹی ہندو بھائیوں کی اس جنگ کو جو انہوں نے اپنی غلطی سے قبل از وقت ...

باتوں کو فراموش کردیا اور ایسے لوگوں کے ساتھ ہولئے جو تم سے قانون نمک اور قانون نکاح دونوں کا احترام کرانا چاہتے ہیں۔

میں نے اپنی ابتدائی تقریر میں دو لفظ کہے تھے ایک اپنے متعلق اور ایک اس فوج کے متعلق جو اس وقت آزادی کے نام پر جنگ کررہی ہے ...

ہندوؤں سے خطاب

پنڈت جواہر لال نہرو کی گرفتاری

فلسفہ عید قربان

۹ جون ۱۹۳۰ء

پٹیل کمیٹی اپنا کام ختم کرچکی

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی مراجعت

(نامہ نگار خصوصی)

دہلی ۹ جون۔ حادثات پشاور کی تحقیقات کے لئے کانگریس کی طرف سے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی تھی وہ اپنا کام ختم کرچکی ہے۔ مقررہ ارکان میں سے مسٹر پٹیل صدر کمیٹی، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رکن کمیٹی اور مولانا محمد نعیم صاحب کل راولپنڈی سے لاہور پہنچے۔ مسٹر پٹیل امرتسر تقریر کرنے کی غرض سے گئے ہوئے ہیں اور حضرت مفتی صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب آج صبح دہلی واپس تشریف لے آئے ہیں۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب کی گرفتاری

شہر میں ہڑتال

مولانا حبیب الرحمن صاحب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب کو زیر دفعہ ۱۰ تعزیرات ہند گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس انہیں ڈپٹی کمشنر کے پاس لے گئی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ ضمانت دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ مگر آپ نے ضمانت دینے سے انکار کردیا۔ سیدھے جیل میں بھیج دئے گئے۔ آپ کے ساتھ مجمع بہت کثیر تعداد میں تھا۔ شہر میں سخت ہیجان ہے کل ہڑتال ہوگی۔ آپ کے علاوہ منشی عمر دین، رکالی چرن شرما، مسٹر جگدیش سکرٹری سٹوڈنٹس یونین، کھر عبدالعزیز، کامریڈ محمد رمضان، سوامی وشوانند، سردار گوربخش صدر نوجوان بھارت سبھا اور کامریڈ عبدالغنی امرتسری بھی گرفتار کر لئے گئے۔ ان سب کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ انہیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔

تمام ہندوستان کے طول و عرض میں بیچینی کی لہر

حکومت کا تشدد اور عوام کا جوش

فسادات چٹگاؤں کے بعد صوبہ بنگال کے حالات

سب انسپکٹر پولیس اور دو حکام زخمی کر دیے گئے

قینی ۲۳ اپریل، چٹگاؤں کے قریب جنجیا ایک مقام ہے جہاں سے ایک تار موصول ہوئے ہیں کہ مسٹر جتندر ناتھ رائے سینئر سب انسپکٹر پولیس ٹرین کی تلاشی لے رہے تھے کہ یکایک ان کے داہنی جانب گولی کا نشانہ مارا گیا۔ اور دو کانسٹیبل بھی زخمی کئے گئے۔ اول الذکر کو چٹگاؤں کے شفاخانہ میں اور موخر الذکر کو فینی کے شفاخانہ میں داخل کر دیا گیا ہے۔ مجرمین ایک ریوالور چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حملہ آوروں کا محاصرہ

چٹگاؤں ۲۳ اپریل، معلوم ہوا ہے کہ ہاٹھی گری روڈ کے قریب پہاڑیوں پر تقریباً ۳۰ حملہ آور گھیر لئے گئے ہیں شہر میں مکمل سکون ہے اور کاروبار حسب معمول جاری ہے۔

عوام الناس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نو بجے رات کے بعد اپنے گھروں سے نہ نکلیں۔

کالج کے ایک طالب علم کی گرفتاری

انقلابی اشتہارات کی ضبطی

حکومت کے خلاف سنگین الزامات

جیل کے حکام کا بیان

سپرنٹنڈنٹ جیل کا استعفیٰ

ہوڑہ میں تیس گرفتاریاں

پولیس اور مجمع کا تصادم

علی پور جیل پر ہزار ہا انسانوں کا جم غفیر

کلکتہ ۲۳ اپریل، مسٹر جے ایم سین گپتا اور مسٹر سبھاش چندر بوس کے متعلق نہایت وحشتناک افواہیں آگ کی طرح پھیل گئیں۔ یہ سنا گیا کہ بنگال کے یہ دونوں لیڈر مر گئے ہیں۔ ہزار ہا انسانوں کا جم غفیر علی پور جیل کے چاروں طرف جمع ہوگیا اور چلانے لگا کہ "ہمیں ان کی لاشیں ہی دکھا دو" شام تک راستے بالکل مسدود ہوگئے۔ پولیس نے آخر مجمع کو بمشکل منتشر کیا۔

گورنمنٹ کا قصور یہ ہے کہ اس نے غیر جانبدار شاہدوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی مسز سین گپتا نے جو ایک انگریز خاتون ہیں بیان کیا کہ وہ اپنے شوہر کو دیکھنے کے لئے اندر نہیں جا سکیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ سین گپتا اور سبھاش چندر بوس کے ہتھکڑیاں ڈالی گئی ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ تمام رات جیل کے باہر پڑی رہیں۔

حکومت کا سرکاری بیان

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ گورنمنٹ نے ان افواہوں کی وجہ سے ایک کمیونک بھی شائع کیا ہے جس میں شروع سے لیکر اب تک کے تمام واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ ۲۲ اپریل کو ۷ بجے صبح تازہ آئے ہوئے ستیہ گرہیوں نے عملہ جیل کے احکام ماننے سے انکار کر دیا۔ جب بعض ایسے سیاسی قیدیوں نے جن کے مقدمات زیر سماعت ہیں شور مچایا تو وہ چھتوں پر چڑھ گئے اور انہوں نے انقلابی نعرے لگانے شروع کر دیے انہیں نیچے اترنے کا حکم دیا گیا مگر انہوں نے نہیں مانا اس کے بعد وہ کوٹھڑیوں میں بند کر دیے گئے۔

اس دوران میں اسپیشل کلاس کے قیدی جنہوں نے زیر سماعت مقدمات والے قیدیوں کو منتقل کئے جاتے ہوئے دیکھا تھا جوش میں آگئے انہوں نے دھمکیاں دینی شروع کیں اور پتھر پھینکے اس پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے حکم دیا کہ جن اسپیشل کلاس والے قیدیوں نے پتھر پھینکے ہیں انہیں قید تنہائی میں بند کر دیا جائے۔ جیلر اس حکم کی تعمیل کیلئے صحن میں داخل ہوا اور جیسے ہی اس نے ایک قیدی کو ہٹایا اس پر اسپیشل کلاس کے تمام قیدی ٹوٹ پڑے۔ جیخ پکار کی آواز سنکر بم کیس کے قیدی بھی اس غرض سے دیوار پر چڑھ گئے کہ اسپیشل کلاس کے قیدیوں کی امداد کریں۔

اس موقع پر جیلر نے الارم دیدیا۔ سپرنٹنڈنٹ فساد کے موقع پر پہونچا اور بم کیس کے قیدیوں کو دیوار سے اترنے کا حکم دیا انہوں نے یہ حکم مان لیا اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ نے انہیں کوٹھڑیوں میں جانے کا حکم دیا انہوں نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور ایک شخص نے سپرنٹنڈنٹ پر حملہ کیا اور اسے مارا۔ قیدی افسروں کی امداد سے یہ لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں بند کئے جا سکے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس پھر اسپیشل قیدیوں کے پاس گیا اور وہاں پھر اس کے احکام کا مقابلہ کیا گیا۔ بہت دشواری کے بعد یہ قیدی بند کئے گئے۔ اسپیشل کلاس کے قیدیوں کے پاس گیا اور وہاں پھر اس کے احکام کا مقابلہ کیا گیا۔ بہت دشواری کے بعد یہ قیدی بند کئے گئے۔ اسپیشل کلاس کے قیدیوں کے متعلق چوٹ نہیں آئی۔ البتہ کشمکش میں سبھاش چندر بوس گر پڑے۔ انہیں فوراً اٹھا لیا گیا۔ اور کوٹھڑی میں لیجایا گیا بم کیس کے جن قیدیوں نے حملے کئے تھے ان کے البتہ تھوڑی چوٹیں آئیں مگر ان کی دیکھ بھال بھی کی جا رہی ہے۔ اسی قدر جبر استعمال کیا گیا جتنا کہ ضروری تھا۔

سبھاش چندر بوس اور مسٹر سین گپتا زندہ ہیں اور ان کی صحت اپنی اصلی حالت پر ہے یہ بیان غلط ہے کہ ان دونوں پر تمام وارڈ اسٹاف نے حملہ کر دیا تھا۔ مسٹر جے ایم سین گپتا نے اپنا بیان دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور سبھاش چندر بوس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کل بیان دیں گے۔

ان قیدیوں کی بھوک ہڑتال کے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ بھی غلط ہیں۔

چٹگاؤں کے قریب فوج اور باغیوں میں معرکہ

بارہ آدمی جان سے مارے گئے

چٹگاؤں ۲۴ اپریل، تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ آج صبح کو ہاتھ ہزاری روڈ کے قریب فوج اور باغیوں میں جنگ ہوئی موخر الذکر کے بارہ آدمی مارے گئے فوجی کارروائی اب تک اس علاقہ میں جاری ہے۔ پہاڑیوں کو فوج نے گھیر لیا ہے۔ اصل باغی اب تک قبضہ میں نہیں آئے۔

ایک وکیل کے لڑکے کی گرفتاری

بریسال ۲۴ اپریل۔ گوپال سنگھ وکیل چٹگاؤں کے فرزند اننت سنگھ کو ہنگامہ چٹگاؤں کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا ہے۔

پشاور میں خونریزی کے ہولناک مناظر

شہر میں مشین گنوں اور مسلح گاڑیوں کی تباہ کاری

لاہور ۲۴ اپریل۔ فسادات پشاور کے متعلق جو خبریں "انقلاب" کو موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں صورت حال بہت نازک ہے لیکن کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی خبر باہر نہ نکلنے پائے۔

فساد کانگریس کے لیڈروں کی گرفتاری پر شروع ہوا جن مقدس محترم رہنماؤں کو لاری میں بٹھا کر جیل لیجایا جا رہا تھا مجمع چاروں طرف جمع ہوگیا اور اس نے لاری کے پہیوں میں پنکچر کر دیا جس سے وہ بیکار ہوگئی پولیس موقعہ پر پہونچی تو انہیں پرسائی گیس ماس کے بعد مجمع نے ڈاکخانہ اور تار گھر پر حملہ کیا اور اسے کچھ نقصان پہونچایا۔

"ٹربیون" کی اطلاع یہ ہے کہ صبح تک امن تھا مگر لیڈروں کو ہٹا دینے پر آگ لگ گئی۔ لوگوں نے مظاہرے کرنے چاہے مگر انہیں اجازت نہیں دی گئی۔ مسلح فوجیں، مسلح گاڑیاں اور مشین گنیں لوگوں کو منتشر کرنے کے واسطے طلب کر لی گئیں دو مسلح گاڑیوں نے مجمع کے درمیان سے گذرنے کی کوشش میں تین آدمی مار دیے۔ اس اقدام سے مجمع مشتعل ہوگیا۔ اور اس نے مسلح گاڑیوں پر حملہ کر دیا جن میں سے دو میں ان لوگوں کے جو اندر بیٹھے ہوئے تھے جلا دی گئیں۔ مجروحین و مقتولین کی تعداد کا اندازہ بچاس کیا جاتا ہے کسی کو شہر میں داخل ہونے یا باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ نیم مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے زبردست ہیجان پھیلا ہوا ہے۔

گولیاں چلائی گئیں

کہا جاتا ہے کہ جس وقت گرفتار شدگان میں سے بعض لیڈران ایڈورڈ گیٹ کے تھانہ میں موجود تھے وہاں زبردست مجمع ہوگیا۔ گولیاں چلائی گئیں جس سے متعدد لوگ زخمی ہوئے اور مارے گئے اور کہا جاتا ہے کہ ایک گورا سپاہی بھی چھرے سے قتل کیا گیا ایک عورت کے بھی زخم آئے ہیں۔ مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

عبد الغفار خاں اتمان زئی کی گرفتاری

لاہور میں اطلاع آئی ہے کہ خان عبد الغفار خاں اتمان زئی اپنے موضع سے دس ہزار رضاکاروں کو ستیہ گرہ کرنے کیلئے پشاور آ رہے تھے کہ پولیس نے انہیں روک لیا۔ یہ بھی افواہ ہے کہ ان کو مع ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔

آگرہ میں پولیس کے وحشت انگیز مظالم

معزز خواتین کو زدوکوب کیا گیا

آگرہ ۲۳ اپریل آج تقریباً ۳۰ کانسٹبلوں نے خلاف قانون نمک پر اپنا قبضہ کر لیا اور تمام برتن وغیرہ اٹھا کر لے گئے۔ ستیہ گرہیوں کے کپڑے بھی انہوں نے نہیں چھوڑے۔

ایک رضا کار کو زد و کوب بھی کیا گیا جس کے چوٹیں آئیں۔ شام کو جب خواتین کی ایک تعداد والنٹیروں کے دیکھنے کے لئے گئی تو ان پر بھی پولیس نے حملہ کر دیا۔ بعض معزز خواتین کے چوٹیں بھی آئیں۔ ایک دس برس کے لڑکے اور ۶۰ برس کے بوڑھے آدمی کے سخت زخم آئے ہیں اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔

عظیم الشان جلسہ

بارہ ہزار باشندگان آگرہ کا ایک عظیم الشان جلسہ آج شام کو منعقد ہوا۔ شریمتی پاربتی دیوی اور مسز راوت نے تقریریں کیں اور پولیس کے مظالم کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔

پٹنہ میں پولیس کے حکم کی خلاف ورزی

حکومت نے ہتھیار ڈال دئے

پٹنہ ۲۳ اپریل بغیر لائسنس کے جلوسوں کو روکنے کے متعلق پولیس کا جو اعلان شائع ہوا ہے اس کی خلاف ورزی کے واسطے رضاکاروں کے جتھے آج پھر نکالے گئے۔ حکام نے اب اپنے طریقے بدل دیئے ہیں سوار پولیس واپس لے لی گئی ہے۔ صرف معمولی پولیس موجود تھی۔ دو جتھے ایک صبح کو اور ایک دوپہر کو گرفتار کر لئے گئے اور ان کا مقدمہ پیش ہوکر انہیں عدالت برخاست ہونے تک کی سزا دی گئی۔ سید حسن امام جو ہندوستان کے مشہور وکلا میں سے ہیں اس وقت عدالت میں موجود تھے۔ جبکہ دوسرے جتھے کا مقدمہ ۱۲ بجے دوپہر کو پیش ہوا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ غیر کانگریسی لوگوں کے احتجاج کا اثر پڑا اور گورنمنٹ اس تشدد سے باز آگئی جو اس نے شروع کیا تھا۔

سید حسن امام پر گذشتہ واقعات کا بہت زیادہ اثر ہے اور وہ آج ایک پبلک جلسہ کی صدارت کریں گے جو سر علی امام مسٹر سچدانند سنہا اور خان بہادر محمد اسمٰعیل کی طرف سے طلب کیا گیا ہے۔

دس ہزار کے مجمع پر پولیس کا حملہ

لدھیانہ میں مکمل ہڑتال

لدھیانہ ۲۳ اپریل۔ ایک عام جلسہ میں ایسے لوگوں نے انتشار برپا کیا جو اپنے آپ کو کھلم کھلا کانگریس کا مخالف بتلاتے ہیں۔ پولیس نے یہ دیکھ کر دس ہزار کے مجمع پر حملہ کر دیا۔ اور پچاس آدمیوں کو سخت زخمی کیا سردار جگت سنگھ کے باپ سردار کشن سنگھ کو زدوکوب کیا گیا اور ان کی حالت بہت خراب ہے۔ آدھی رات گذرنے پر انہیں زیر دفعہ ۱۵ اتعزیرات ہند گرفتار بھی کر لیا گیا۔ شہر میں مکمل ہڑتال ہے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب کی گرفتاری

شہر میں ہڑتال

مولانا حبیب الرحمن صاحب ناظم جمعیۃ علما صوبہ پنجاب کو زیر دفعہ ۱۰ اتعزیرات ہند گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس انہیں ڈپٹی کمشنر کے پاس لے گئی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ ضمانت دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ مگر آپ نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا اسلئے جیل میں بھیجدیے گئے۔ آپ کے ساتھ مجمع بہت کثیر تعداد میں تھا۔ شہر میں سخت ہیجان ہے کل ہڑتال ہوگی۔ آپ کے علاوہ منشی عبد الرحمن، کالی چرن شرما، مسٹر جگدیش سکرٹری سٹوڈنٹس یونین، کامریڈ عبد العزیز، کامریڈ محمد رمضان، سوامی وشوانند، سردار گور بخش صدر نوجوان بھارت سبھا اور کامریڈ عبد الغنی امرتسری بھی گرفتار کر لئے گئے، ان اصحاب کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔

مدراس میں چالیس گرفتاریاں

نمک کی ستیہ گرہ جاری رکھنے کا فیصلہ

مدراس ۲۳ اپریل۔ کل کی ہڑتال کے سلسلہ میں چالیس گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں جن میں سے ۲۷ کو چھوڑ دیا گیا اور باقی کو عدالت میں پیش کیا گیا ان میں سے بھی دو کو تو ایک ایک ہفتہ کی سزائیں دیدی گئیں اور باقی کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔ نمک کی ستیہ گرہ جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

بھرپور میں تین ستیہ گرہیوں کی سزایابی

بھرپور ۲۴ اپریل، تین ستیہ گرہی رضاکاروں کو پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔ عدم ادائے جرمانہ کی صورت میں ایک ایک ہفتہ قید محض بھگتنی ہوگی۔

کراچی میں گدھوں کا جلوس

کراچی ۲۴ اپریل۔ کل شہر میں گدھوں کو فرنگی لباس پہنا کر جلوس نکالا گیا۔ اور بہت سے غیر ملکی کپڑے بھسم کئے گئے۔

حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

ساردا ایکٹ کے توڑنے اور اس کی قانونی عزت کو پامال کرنے میں مسلمانوں نے پورے جوش سے کام لیا۔ ہندوستان کے ہر صوبہ سے بکثرت اطلاعات آرہی ہیں کہ اس قانون کے خلاف مسلمانوں نے نکاح کئے اور کر رہے ہیں۔ مگر میں پھر پورے زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرنے میں تو ساردا ایکٹ کا خوف نہ کیا جائے مگر کمسن نابالغ بچوں کی شادی بغیر کسی شرعی ضرورت کے ہرگز نہ کی جائے۔

اور اگر گورنمنٹ نے اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ نہ کیا تو اس کیلئے کوئی دوسری مؤثر قانون شکنی مجلس تحفظ ناموس شریعت خود تجویز کرے گی اور جب تک یہ قانون مسلمانوں کے حق میں منسوخ نہ ہوگا مجلس چین سے نہ بیٹھے گی۔

محمد کفایت اللہ

(صدر جمعیۃ علمائے ہند دہلی)

گرفتار شدگان کی فہرست

پشاور میں جو قومی کارکن گرفتار ہوئے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے سید ظل بادشاہ صدر صوبہ خلافت کمیٹی نائب صدر کانگریس کمیٹی و ممبر جنگی کونسل، مولانا عبد الرحیم دیو بندی سکرٹری جمعیۃ علما سوبہ سرحد و ممبر جنگی کونسل مولانا غلام ربانی سکرٹری خلافت کمیٹی، خان میر ہلالی سکرٹری کانگریس، رحیم بخش غزنوی نائب ناظم خلافت کمیٹی۔ اللہ بخش برقی نائب ناظم، پیر اخان سکرٹری صوبہ کانگریس و ممبر جنگی کونسل۔ عبد الرحمان ربا منتظم نوجوان بھارت سبھا اور رحیم کپور رضا کار۔ ان سب حضرات نے اپنے آپ کو شراب کی دوکان پر پہرہ لگانے کے لئے پیش کیا تھا۔ شراب کی دوکانوں پر پہرہ اب تک جاری ہے۔

سڑکوں پر مورچہ بندی

لاہور کے اینگلو انڈین اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کا بیان ہے کہ جب ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر کو زخمی کر دیا گیا اور فوج بلائی گئی تو مجمع نے سڑکوں پر مورچہ بندی کر لی۔ گورکھا فوج موقعہ پر پہونچی تو بعض نے ایک گورکھے پر حملہ کیا اور اس کی رائفل چھین لی۔ اور مسلح گاڑیوں میں سوار جنٹ جو موٹر سائیکل پر جا رہا تھا مارا گیا۔ فوج نے پہونچکر مجمع پر بندوقوں اور مشین گنوں سے فائر کئے۔ بیس آدمی جان سے مارے گئے۔

شہر کے دروازوں پر پہرہ

پشاور میں داخل ہونے کے لئے جس قدر دروازے ہیں ان پر بہت سخت پہرہ لگا ہوا ہے تاکہ وہ قبائل جو ایسے موقع کے منتظر رہتے ہیں کہیں حملہ نہ کر دیں۔

سرکاری بیان

پشاور ۲۳ اپریل۔ مندرجہ ذیل سرکاری بیان شائع کیا گیا ہے آج پشاور شہر میں ایک زبردست فساد رونما ہوا۔ آج علی الصبح متعدد سیاسی شورش پسند گرفتار کئے گئے تھے جن پر مختلف الزامات ہیں اسی دوران میں مجمع بہت زیادہ ہوگیا اور پولیس کے قبضہ سے نکل گیا۔ فوج کو امن قائم کرنے کیلئے بلانا پڑا جسے آخر میں مجمع پر گولیاں برسانی پڑیں۔ ۶ بجے شام تک امن قائم ہوگیا۔ اور اب حالت پرسکون ہے، سرکاری ملازمین میں سے مسٹر میٹکاف ڈپٹی کمشنر اور مسٹر گیرڈ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی زخمی ہوئے ہیں۔ موخر الذکر کے زخم خطرناک ہیں۔ ایک برطانوی سپاہی مارا گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ مجمع میں سے ۱۲ آدمی مارے گئے ہیں اور تقریباً اسی قدر تعداد ہسپتال میں بھرتی کی گئی ہے۔

پشاور کے ہولناک فسادات

صرف ۶۵ لاشیں مل سکیں

۶ ہندو اور ۵۹ مسلمان

پشاور سے ہندوستان ٹائمس کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے :- بے شمار مقتولین میں سے صرف ۶۵ لاشیں مل سکی ہیں باقی لاشوں کو حکام نے اس طرح غائب کر دیا کہ ہمیں اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ زخمیوں کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا غیر ممکن ہے ان میں سے بعض بعد میں مر گئے ہیں مقتولین میں سے ۶ ہندو ہیں اور باقی مسلمان ہیں۔ ہم نے پیرائے پورے غور و خوض کے بعد قائم کی ہے کہ اگر مسلح گاڑیاں اور دوسرے فوجی مظاہرے نہ ہوتے تو فسادات ہرگز برپا نہ ہوسکتے۔

پشاور میں ۶۵ آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں

قومی کارکنوں کا بیان

لاہور ۲۶ اپریل۔ فسادات پشاور کے متعلق مقامی اخبارات کے اندر مختلف بیانات دیکھنے میں آرہے ہیں۔ پشاور کانگریس کمیٹی کے دو اراکین سید محمد قاسم جان اور سردار امر سنگھ خالصہ نے "ٹریبیون" کے ایک نمائندے کو بیان دیا ہے اور کہا ہے کہ اس فساد میں مقتولین اور مجروحین کی تعداد علی الترتیب ۶۵ اور ۱۵۰ ہے۔ نمائندہ "ٹریبیون" نے خود بھی مقتولین اور مجروحین کی تعداد کا اندازہ مبالغہ کے ساتھ لگایا ہے مگر اس کا قول ہے کہ صحیح تعداد بتانا مشکل ہے۔

سرکاری طور پر اس تخمینے کی تصدیق نہیں کی جاتی۔ کیونکہ حکام کی رائے میں مقتولین و مجروحین کی تعداد بہت کم ہے اور یہ ہے صورت حال پر فوج نے قابو پالیا ہے۔

پشاور میں جلسے اور جلوس روک دیئے گئے

ہڑتال برابر جاری ہے

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

پشاور ۲۶ اپریل۔ پشاور میں اب تک ہڑتال ہے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ جلوس جلسے اور پانچ آدمیوں کا ایک ساتھ باہر نکلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

شہیدوں کے جنازے

تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ متین گنوں کے دو مقتولین کے جنازے شہر میں نکالے گئے۔ باوجود پابندی کے شراب کی دوکانوں پر پہرہ جاری ہے جس وقت یہ البیٹر ہندو دوکانوں پر پہرہ دے رہے تھے تو نجمۃ الثیرون کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر پھر چھوڑ دیا گیا۔

تحصیل سوابی میں فساد

افواہ ہے کہ سوابی تحصیل میں بھی فسادات ہونے جہاں کہ مولانا عبدالغفور خان اتمان زئی لیڈر افغان جرگہ مع ان کے رضاکاروں کے رو کا گیا تھا۔ موصوف کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ اور چارسدہ علاقہ کے باشندوں نے ان مظاہروں میں پوری پوری طرح حصہ لیا۔

چیف کمشنر نے جلسہ طلب کیا ہے

چیف کمشنر نے معززین شہر کا ایک جلسہ اس غرض سے طلب کیا ہے کہ صورت حال پر بحث کی جائے پولیس اور فوج کا شہر پر پہرہ ہے۔ کوئی شخص سرکاری اجازت کے بغیر باہر نکلنے اور داخل ہونے کا مجاز نہیں ہے۔

پشاور کے تاجران پارچہ کا فیصلہ

پشاور ۲۶ اپریل۔ پشاور شہر کی پیپل منڈی کے تاجران پارچہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ۱۸ اپریل سے لیکر چھ مہینہ تک کوئی بدیشی کپڑا نہیں منگائیں گے۔

شہدائے پشاور کیساتھ ہمدردی

راولپنڈی میں مکمل ہڑتال

راولپنڈی ۲۶ اپریل۔ پشاور میں گولی چلنے کی خبر کل رات کو اول وقت مشہور ہو گئی۔ شہر میں لوگوں نے خود بخود ہڑتال کر دی تاکہ وہ پشاور کے مصیبت زدگان سے اظہار ہمدردی کریں ہڑتال مکمل تھی آج شام کو ... آدمیوں کا اجتماع میونسپل باغ میں ہوا انجمنی انباشی رام صدر جلسہ تھے۔

ہڑتال میں مقامی اسکولوں اور کالجوں کے طلباء بھی شامل تھے یہ ہڑتال اسقدر مکمل تھی کہ مقامی دیانند کالج کے دو لڑکے بھی باہر نکل آئے جو سالانہ امتحان دے رہے تھے جلسہ میں جو تجویز منظور کی گئی اس میں مصیبت زدگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کے بعد حکومت کے قتل عمد کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔

ایک دوسری تجویز میں پشاور کے ان فوجی سپاہیوں کو مبارکباد دی گئی تھی جنہوں نے غیر مسلح پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا بدیشی کپڑوں کے انباروں میں آگ لگا دی گئی۔

سرحد پر شورش کے آثار

کوہ دامن میں جنگ شروع ہوگئی

پشاور ۲۵ اپریل۔ کوہ دامن میں پھر لڑائی شروع ہو جانے کی خبر آئی ہے سرکاری فوج کا باغیوں سے مقابلہ ہوا جن میں سے کئی گرفتار کر لئے گئے جنہیں توپ سے اڑا دیا گیا ان علاقوں میں جہاں بغاوت پھیلی ہوئی ہے مزید فوج بھیجی گئی ہے کالاکان اور کاساباغ میں بھی لڑائی ہو رہی ہے جہاں یہ خبر آئی ہے کہ باغیوں کو پسپا کر دیا گیا۔

مسٹر پٹیل کا استعفی منظور کر لیا گیا

شملہ ۲۶ اپریل۔ ہز ایکسلینسی گورنر جنرل نے پریسیڈنٹ پٹیل کا استعفی منظور کر لیا۔

لارڈ ارون نے ایک خط میں مسٹر پٹیل کو لکھا ہے کہ وہ جلد کے راستے کو مسترد کر کے سخت غلطی کر رہے ہیں۔

تمام صوبہ سندھ میں ہڑتال

حیدرآباد۔ تمام صوبہ سندھ سے اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ ہرجگہ کراچی میں گولی چلنے اور مسٹر جیرام داس دولت رام کی گرفتاری پر احتجاجی ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔

غازی آباد کے تاجروں کا فیصلہ

بدیشی کپڑا نہیں منگائیں گے

غازی آباد ۲۶ اپریل۔ غازی آباد کے تاجران پارچہ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ چار مہینے تک بدیشی کپڑا نہیں منگائیں گے عنقریب پہرہ مقرر ہونے والا ہے۔

ستیہ گرہ کیمپ پر پولیس کا حملہ

تین ستیہ گرہی زخمی کیے گئے

کلکتہ ۲۵ اپریل۔ سین چندر داس گپتا نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سارجنٹوں مسلح گورکھوں اور پولیس کے ہمراہ ستیہ گرہ کیمپ میں منگل کے دن داخل ہوا اور ہر ستیہ گرہی کو پانچ پانچ کانسٹبلوں نے جگہ سے ہٹایا۔

بڑا بازار میں پولیس نے جھنڈے کو ان رضاکاروں سے لے کر پھاڑ ڈالا جو ستیہ گرہ کر رہے تھے۔ یعنی پیٹنے گئے بعض بے ہوش ہوگئے اور تقریباً تین آدمیوں کے زخم آئے۔

جنرل سکریٹری آل انڈیا کانگریس کو چھ ماہ قید محض

بنارس ۲۵ اپریل۔ بابو سری پرکاش جنرل سکریٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو آج چھ ماہ قید محض کی سزا دے دی گئی۔ آپ نے اپنے بیان میں اس کا اقرار کیا کہ میں نے نمک کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ بابو سری پرکاش آل انڈیا کانگریس کے علاوہ صوبہ کی کانگریس کمیٹی اور ستیہ گرہ کمیٹی کے بھی جنرل سکریٹری تھے۔

بنارس میں پولیس کا حملہ

بنارس ۲۵ اپریل۔ چوک کے تھانہ کے سامنے پولیس نے ستیہ گرہیوں پر حملہ کیا جس سے بہت سے رضاکار زخمی ہوئے رضاکار نمک بنا رہے تھے کہ لوگوں کا مجمع بڑھ گیا۔ پولیس نے نمک بنانے کے سامان کو چھین لیا بابو بھگوان داس، بابو سری پرکاش اور شری پت سندر و لونو آموقعہ پر پہنچ گئے اب ہر طرح سکون ہے۔

کلکتہ میں گولی چلنا ایک معمولی بات ہے

دو ہزار پرامن انسانوں پر پولیس کا حملہ

کلکتہ ۲۶ اپریل۔ پرسوں شام کو ڈائمنڈ ہاربر کے قریب میں نیلا میں دو ہزار آدمی جو بس کے سب گاؤں کے رہنے والے تھے نمک بنانے کے لئے جمع ہوئے۔ مجمع نمک بنا رہا تھا کہ پولیس نے اگر اسے ناجائز قرار دیا تاکہ منتشر ہو جائے۔ مجمع نے پولیس کے اس حکم کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پولیس پر اینٹیں ماریں جس کی وجہ سولہ آدمی جن میں ایک سب انسپکٹر صاحب بھی شامل ہیں سخت زخمی ہوئے پولیس نے معمولی طریقوں سے مجمع کو قابو میں کرنا چاہا جب وہ اس میں ناکام ہوئی تو گولی چلائی اور دو بیٹیاں ختم کر دیں جن میں تین آدمی زخمی ہوئے جو شفاخانہ بھیج دیئے گئے۔ اس کے بعد فوج بھی موقع پر آگئی۔

شملہ میں مسٹر پٹیل کا جلوس نکالا جائے گا

اہل شملہ کو کھدر کا پیغام

شملہ ۲۸ اپریل۔ مسٹر پٹیل نے استعفے کی خبر جونہی شہر میں پہنچی، مقامی کانگریس کارکن ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ وہ انہیں اس کی اجازت دیں کہ ان کا جلوس نکالا جائے چنانچہ طے پایا ہے کہ شہر میں جلوس نکالا جائے گا اور جلوس ہی کے ساتھ آپ اسٹیشن آئیں گے اور شملے سے رخصت ہوں گے۔ آپ نے مقامی کانگریس کمیٹی کے ذریعہ اہل شملہ کے نام جو پیغام دیا ہے۔ اس میں کھدر پہننے کی درخواست کی ہے۔

پریسیڈنٹ پٹیل کا مکتوب وائسرائے کے نام

اسمبلی قوم کی نمائندہ نہیں ہے

"میں ملک کی آواز پر مستعفی ہوتا ہوں"

شملہ ۲۸ اپریل۔ آج پریسیڈنٹ پٹیل نے اسمبلی کی صدارت اور رکنیت سے استعفے دیدیا تاکہ وہ ہندوستانیوں کے ساتھ تحریک آزادی میں عملی حصہ لے سکیں۔

مسٹر پٹیل نے اپنے استعفے میں ان تمام مشکلات کا ذکر کیا ہے جو اگست ۱۹۲۵ء سے اب تک انہیں اسمبلی کے سب سے پہلے منتخب شدہ صدر ہونے کی حیثیت سے پیش آئی ہیں۔ اس عرصہ میں نوکرشاہی کا جو طرز عمل ان کے ساتھ رہا وہ ان کی آزادی کیلئے نہایت مستبدانہ تھا لیکن انہوں نے سب کچھ برداشت کیا۔ انہوں نے صدر کے اختیارات کو تباہ کرنا چاہا۔ انہوں نے طرح طرح سے اسمبلی کے اسپیکر کی رسوائی کے لئے سامان بہم پہنچائے۔ انہوں نے میرا سوشل بائیکاٹ تک کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گورے چمڑے والے کی آنکھوں میں پریسیڈنٹ اسمبلی کا وجود کھٹکنے لگا۔ میری نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کی گئیں اور مجھے بہت سے طریقوں سے تنگ کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ میں پریشان ہو کر استعفے دیدوں اور پھر یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہندوستانی حکومت خود اختیاری کی اہلیت نہیں رکھتے۔

ان دشواریوں کے باوجود بھی وہ بڑی حد تک صدر اور ہاؤس کا احترام قائم رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اب جبکہ سوراج کے بعد پنڈت مالویہ اور ان کے رفقاء بھی اسمبلی سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اسمبلی کی حیثیت ہرگز نمائندہ حیثیت نہیں رہی ہے جبکہ اس پر صدارت کرنا بالکل بیکار اور تضیع اوقات ہے۔ نوکرشاہی ترجیح کے مقابلہ میں جو کچھ ہوا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اب صدر اس درجہ کی آزادی کا بھی قطعی نہیں ہو سکتا جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے مطابق مسلم ہے۔ ان کے ظاہر کرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آئندہ سے اسمبلی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے اشاروں پر عمل کرے گی اس لئے اس کی صدارت کرنا قوم کی خدمت کی بجائے اس کی دشمنی ہوگی۔

مسٹر پٹیل نے اعتراف کیا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ درجۂ نوآبادیات کا ذکر اور دل کی تبدیلی محض ڈھکوسلا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حکومت انصاف کرنے کے بجائے انتہائی تشدد پر اتر آئی ہے۔ مہاتما گاندھی جو کچھ کر رہے ہیں وہ بالکل درست ہے اور کانگریس کے لئے راؤنڈ ٹیبل میں شرکت کرنا بیکار ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس

اراکین جمعیۃ کو دعوت

حضرت ناظم صاحب جمعیۃ علماء ہند نے مندرجۂ ذیل پیغام اخبارات کو روانہ فرمایا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس ... کو امروہہ میں منعقد ہوگا جمعیۃ اور ... کا ... بھیجا جا چکا ہے جس سے ... اراکین جمعیۃ مرکزیہ کی ... ایجنڈا بھیجا گیا ہے۔ مجلس استقبالیہ مساعی ہے کہ اراکین مرکزیہ کے مصارف سفر ادا کر سکے۔ اگرچہ اس کا ابھی حتمی وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔ معاملات کی اہمیت ہر مسلمان کی شرکت کی داعی ہے۔ امید ہے کہ تمام اراکین جمعیۃ اور ہمدردان ملت شریک اجلاس ہوں گے۔

تمام اطلاعات سید علی متقی خاں سکریٹری مجلس استقبالیہ جمعیۃ علماء ہند امروہہ کو دینی چاہئیں۔

(مولانا) احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند

چٹگاؤں کے حملہ آور

فوج کے دوسرے دستہ کی روانگی

ایک پل کے نیچے دو بنگالی نوجوانوں کا پولیس سے مقابلہ

چٹگاؤں ۲۴ اپریل۔ صورت حال بدستور ہے آج صبح فوجی سپاہیوں کا ایک اور دستہ بھیجا گیا ہے اور باغیوں کو دوبارہ گھیر لینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک باغیوں کا پتہ نہیں لگا کیونکہ وہ اور زیادہ شمال کی طرف چلے گئے ہیں مسٹر ... دستہ دار جو بہت زخمی ہو کر پکڑے گئے تھے۔ گذشتہ شب مر گئے معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے پل کے نیچے دو نوجوانوں کو مشتبہ حالت میں دیکھ لیا۔ اور ان کو گھیر لیا مگر ان میں سے ایک نے خودکشی کرلی اور دوسرا بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا اور ابھی تک نہیں ملا۔ مسلح گورے سڑکوں پر پہرہ دے رہے ہیں نیم مارشل لاء کا اعلان کر دیا گیا۔

ایک باغی کو گولی سے مار دیا

کلکتہ ۲۴ اپریل۔ چٹگاؤں کی تازہ ترین اطلاعات کے متعلق حکومت بنگال نے مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع کیا ہے۔ "گذشتہ شب شہر میں امن تھا فرنٹیر رائفلس پہاڑیوں پر سرگردانی کے بعد واپس آگئیں ایک باغی کو جس کے پاس دو ریوالور تھے شہر میں گولی سے مار دیا گیا"

دس باغی گولیوں کا نشانہ بنائے گئے

چٹگاؤں ۲۴ اپریل۔ کل ہاتھ ہزاری کے قریب جو معرکہ ہوا تھا اس کے بعد لڑائی کا میدان آٹھ میل کے فاصلہ پر جم گیا کل جو دس باغی مارے گئے تھے ان کے فوٹو لینے کے بعد انہیں جلا دیا گیا۔ زخمی باغیوں میں سے ایک ہسپتال میں مر گیا۔

ایک محل سے دس بندوقیں برآمد ہوئیں

مدنا پور ۲۴ اپریل۔ مہاجولے کے کمار دیو بیندر لال خان کے محل سے ایک ریوالور اور دس بندوقیں برآمد ہوئیں۔

دار الحکومت

تحریک آزادی میں مسلمانوں کی شرکت

مولانا شفیق الرحمن صاحب پروفیسر جامعہ کا اقدام

قومی کارکنوں کا مرکز قائم کرنے کی تجویز

دہلی ۲۴ اپریل۔ آج سے مولانا شفیق الرحمن صاحب قدوائی بی۔ اے استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ سے الگ ہو کر اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ تحریک آزادی میں شریک ہو گئے ہیں آپ کل شام کو جامعہ سے رخصت کئے گئے۔ آج سے آپ نے مقامی قومی کارکنوں کے ساتھ مل کر کام شروع کر دیا ہے۔ اور آپ دہلی کے ان مخلص مسلمانوں سے بھی ملاقات کرنے والے ہیں جن ولوں میں آزادی کے لئے ایک تڑپ موجود ہے اور جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو آزاد کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے جو تمام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔ دہلی میں اس وقت مسلمانوں کے اندر جو تعطل پیدا ہو گیا ہے اس کو دور کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہے کہ مخلصین کی مستقل جماعت وجود میں آئے جو مسلمانوں کے اختلافات کو دور کر کے ان کی خدمت کو اپنا مطمح نظر بنائے ہمیں امید ہے کہ مولانا شفیق الرحمن صاحب کی قیادت میں ایک ایسی جماعت بہت جلد قائم ہو جائے گی جو قوم کے اندر ایک نئی زندگی پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوگی۔

مسجد فتحپوری میں انجمن جمعیۃ الطلباء افغان کا

عظیم الشان جلسہ

پشاور کے بہادر رہنماؤں کو مبارکباد

غازیان اسلام کا اتباع کرنے کی تلقین

دہلی ۲۵ اپریل ... آج مسجد فتحپوری میں جناب مولوی عبدالعظیم صاحب نوشہروی کی کوشش سے انجمن جمعیۃ طلباء افغان کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مولانا مولوی ولایت احمد صاحب منعقد ہوا۔ جلسے میں علاوہ افغانی طلباء کے ہندوستانی طلباء اور شہر کے دوسرے مسلمان بھی بکثرت شریک تھے۔

جناب صدر نے جلسے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے پشاور کے گرفتار شدہ رہنماؤں کی اولوالعزمی اور بلند حوصلگی کی داد دی اور ایک تجویز پیش کی جس میں گرفتار شدہ حضرات کو ان کی فداکاری پر مبارکباد پیش کی گئی۔ اور حکومت کے مستبدانہ رویہ پر نفرت و ملامت کا اظہار کیا گیا۔ تجویز جناب مولوی نہال احمد صاحب کی پرزور تائید کے بعد نہایت جوش و خروش کے ساتھ منظور کی گئی۔

مولانا کی تائید کے بعد مولوی عبدالعظیم صاحب پشاوری، مولوی عزیز الدین صاحب وغیرہ نے تقریریں کیں ... کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة کی تلاوت فرما کر مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ پست ہمتی سے کام نہ لیکر اپنے ملک و مذہب کی آزادی میں نہایت مستعدی کے ساتھ کوشاں رہیں۔ اس کے بعد جناب مولوی فضل حق صاحب و مولوی حاسب گل صاحب کی نظمیں پڑھی گئیں۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

مسٹر پٹیل دہلی آرہے ہیں

دہلی ۲۷ اپریل۔ کل صبح ۲۸ اپریل کو مسٹر پٹیل سابق پریسیڈنٹ اسمبلی دہلی پہونچ رہے ہیں۔ دہلی کانگریس کمیٹی کی دعوت انہوں نے قبول کر لی ہے کل صبح کو ان کا دہلی میں جلوس نکلے گا۔ اور شام کو ایک جلسہ ہوگا۔ (دہلی انفرمیشن بیورو)

نریلہ میں سرکار کے خوشامدیوں کا جلسہ

حلوے اور پوری کا انتظام

دہلی ۲۷ اپریل۔ آج نریلہ صوبہ دہلی میں سرکار کے خوشامدیوں کی امن سبھا کا ایک جلسہ ہے جس میں ارد گرد کے چھ سات گاؤں کے لوگوں کو بلایا گیا ہے یہ بھی سنا ہے کہ ان کے لئے حلوا پوری کچوری کا انتظام بھی کیا ہے۔ دہلی کانگریس کمیٹی کی طرف سے لوگ وہاں جوق جوق لاریوں میں پہونچ رہے ہیں (مفصل آئندہ)۔ (دہلی انفرمیشن بیورو)

کمپنی باغ میں باشندگان دہلی کا جلسہ

حکومت کے رویہ پر اظہار نفرت

دہلی ۲۶ اپریل۔ کل شب کو ۸ بجے کانگریس کمیٹی صوبہ دہلی کا ایک عام جلسہ کمپنی باغ میں زیر صدارت مسٹر فرید الحق صاحب انصاری بیرسٹر ایٹ لا منعقد ہوا۔ جناب صدر، ارجن لال سیٹھی اجمیر، سوامی کرشن چندر اچوتا سیوہ دتی، مولانا تاج الدین لدھیانوی، لیڈی ڈاکٹر دویدی کی تقریریں ہوئیں۔ ستیہ وتی نے دو تجاویز پیش کیں۔ اول تجویز میں مسٹر سین گپتا اور سوبھاش چندر بوس کے بارے میں حکومت کے رویہ پر اظہار نفرت اور ان کو مبارکباد دی گئی۔ دوسری تجویز میں نرائن داس گرگ کی سزایابی اور مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی، مہادیو ڈیسائی اور ٹی پرکاشم کی گرفتاری پر ان کو مبارکباد دی گئی۔ ستیہ وتی نے اپنی دوران تقریر میں کہا کہ غلام ہندوستان کی یہ حالت ہے کہ حکومت ہمارے بے تاج بادشاہ جواہر لال نہرو سوبھاش چندر بوس خواہ کوئی ہو کسی کی پروا نہیں کرتی۔ ہمارے زندہ رہتے ہوئے ہمارے سرتاجوں کو ستایا جائے شرم کی بات ہے جب کسی حکومت کی تباہی

الجمعیۃ دہلی — یکم جون سنہ ۱۹۳۰ء

صوبہ سرحد میں عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے

مختلف قبائل کے لشکر نقل و حرکت میں مشغول ہیں

ضلع پشاور، کوہاٹ، بنوں اور چارسدہ میں سخت کارروائیاں کی گئی ہیں

(ایسوسی ایٹیڈ پریس کا تار)

شملہ ۳۰ مئی۔ پشاور کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن علاقوں میں فساد کے آثار بہت نمایاں طور پر ظاہر ہوئے تھے۔ وہاں حکومت اپنا اثر دوبارہ قائم کر رہی ہے۔ ۲۹ مئی کو بہت سی فوج اور پولیس نے موضع تنگی تحصیل مردان کا محاصرہ کر لیا اور ۲ گرفتاریاں کیں۔ موضع تنگی کو فوج گھیرے ہوئے پڑی تھی اس پر دوسرے مواضعات کے لوگوں نے جمع ہو کر کچھ گولیاں چلائیں۔ فوج کے سپاہی زخمی نہیں ہوئے۔ "سرخ قمیص والے" اب تک بہت زیادہ سرگرم ہیں اور خصوصاً تحصیل چارسدہ میں ان کا بہت زور ہے اور وہاں اب تک بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ آفریدیوں کے دو گروہ ضلع پشاور کی سرحد کی جانب بڑھ رہے ہیں تاکہ شورش پسندوں سے آکر مل جائیں لیکن ابھی تک کوئی وہاں پہنچا نہیں ہے۔ بادشاہ گل اپنے والد کے پاس وادی گندب میں چلے گئے ہیں۔ مخصوص متعین مقامات پر ان لوگوں کے خلاف ہوائی جہازوں سے گولہ باری کی گئی۔ اطلاع ملی ہے کہ ان کے پاس سامان رسد بہت کم ہے اور کچھ رسالے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ پشاور شہر میں حالات بسرعت تمام معمولی صورت اختیار کر رہے ہیں آفریدی خاموش ہیں۔ ضلع کوہاٹ کے اُرک زئیوں میں کوئی واقعہ پیش نہیں ہوا ہے اطلاع ملی ہے کہ بنوں کے ضلع میں بعض دیہات کے خلاف ہوائی جہازوں سے جو کارروائی کی گئی ہے اس کا اثر اچھا پڑا ہے اور اب بنوں میں صورت حال روبہ اصلاح ہے۔ خود شہر میں امن و امان ہے۔ شمالی وزیرستان میں ڈیرہ اسمٰعیل سے شورش زیادہ ہو جانے کی خبر موصول ہوئی ہے ملا خیل کے خلاف ہوائی جہازوں کا استعمال بہت کامیاب ثابت ہوا۔ ملا خیل نے دتا خیل کی چوکی پر بغیر اشتعال کے جو حملہ کیا تھا اس کے متعلق شرائط صلح کا اعلان کر دیا گیا ہے جن میں جرمانہ کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ جن ملکوں نے اپنے آپ کو بطور ضمانت سپرد کر دیا تھا اور جو میراں شاہ کے قلعہ میں زیر حراست ہیں وہ اب یہ شرائط پیش کر رہے ہیں کہ رہا ہی کی بجائے ان سے رائفلیں لے لی جائیں۔ اور انہیں اپنے قبیلے میں واپس جانے دیا جائے تاکہ وہ برانگیختہ لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔ محسودی علاقہ سے یہ خبر آئی ہے کہ شبی خیل اور کیکاڑی محسودیوں کا لشکر بعض ان محسودی دیہات کے خلاف جا رہا ہے جنہوں نے سرکاری حکام کی امداد کی تھی۔ لشکر کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اگر وہ منتشر نہ ہوا تو ہوائی جہازوں کو اس کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ لشکر نے بہرحال ابھی تک کوئی جارحانہ رویہ اختیار نہیں کیا ہے۔ ٹوانا پرسکون ہے خاصہ دار اپنا کام اچھی طرح کر رہے ہیں۔

پشاور کی سرکاری تحقیقاتی کمیٹی

سرکاری حکام کے بیانات

(ایسوسی ایٹیڈ پریس کا تار)

پشاور ۳۰ مئی۔ آج صبح سلیمان کمیٹی کے سامنے کیپٹن گیٹ ہاؤس اور میجر بینی کی شہادتیں ہوئیں اور انہوں نے فسادات کے دوسرے مرحلہ کو بیان کیا جبکہ دوسری مرتبہ گولی چلائی گئی تھی۔ گیٹ ہاؤس نے بیان کیا کہ ستہ بیس ہینچکس نے دیکھا کہ ایک گنجان مجمع مسلح گاڑی کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا اور دوسری مسلح گاڑی جل رہی تھی۔ مجمع اگرچہ جارحانہ رویہ اختیار کئے ہوئے نہیں تھا مگر اس کا طرز عمل دوستانہ بھی نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد ہی مجمع نے مورچہ بندی شروع کر دی اور ایک مورچہ بالکل مسلح گاڑی کے قریب بنایا۔ گاڑی میں جو لوگ موجود تھے ان کی جان بچانے کے واسطے میں اس کی اجازت نہ دے سکتا تھا۔ اور مسٹر ائس انسپکٹر جنرل پولیس کی رضامندی سے میں نے گاڑی کو آگے بڑھایا اور تمام مورچوں کو منہدم کر دیا۔ اس سے مجمع میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور اب اس نے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور ایک شخص نے گاڑی کی ایلیٹن پر کلہاڑا مارا گواہ نے پھر ائس سے کہا کہ میں ایسی باتوں کو گوارا نہیں کر سکتا اور اس تجویز پر کیپٹن رکٹیس کو حکم دیا کہ وہ گاڑی کے چاروں طرف گڑھ سوالیوں کا گھیرا باندھ لیں۔ لیکن مقصد کو حاصل کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں لیکن کیپٹن رکٹیس جو مجمع کو پیچھے ہٹا لینے کے لیے بڑھا مجمع میں غائب ہو گیا اور اس کے بعد پتھر گویا مجمع کے لیے اشارہ تھا جو لاٹھیاں لے کر آگے بڑھا اور ائس نے گولی چلانے کا حکم دے دیا۔ گواہ نے مسلح گاڑی میں جا کر گولیوں کے دس چکر مارے جس سے مجمع جادو کی طرح منتشر ہو گیا۔ اس کے بعد وہ پولیس اسٹیشن گیا اور کرنل سودر لینڈ کی کمان میں اور فوج کے ساتھ اس نے شہر کا گشت لگوایا۔

میجر بینی کی شہادت

میجر بینی نے بیان کیا کہ وہ ۲۳ اپریل کو تقریباً ۱۲ بجے اپنے آدمیوں کے ہمراہ شہر میں پہونچا۔ پولیس کی درخواست پر اس نے اپنے آدمیوں کو پولیس کے پیچھے کھڑا کرنے کے لیے پھیلا دیا مجمع اب تک خاموش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ مجمع نے اپنے آپ کو لاٹھیوں سے مسلح کر لیا ہے۔ اس کے بعد میجر بینی نے وہ واقعہ بیان کیا جو کیپٹن رکٹیس کے زخمی ہونے پر منتج ہوا تھا۔ گواہ نے کہا کہ مسلح گاڑی کے علاوہ فوج نے بھی گولیاں چلائی تھیں۔ فوجی نقطہ نگاہ سے گولیاں چلانا بالکل حق بجانب تھا ان کے لیے کچھ اور چارہ کار ہی نہ تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو مجمع تمام فوج کو دو دو اور چار چار کی جماعتوں میں ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیتا۔ مجمع گولی چلنے کے بعد غائب ہو گیا اور سڑکیں صاف نظر آنے لگیں۔ گواہ نے کہا کہ کل ۸۶ چکر گولیوں کے چلائے گئے اور ۷ چکر ریوالوروں کے مارے گئے۔

سرحد پر کیا ہو رہا ہے

حاجی صاحب ترنگ زئی کی رسد کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا

(ایسوسی ایٹیڈ پریس کا تار)

پشاور ۳۰ مئی۔ سامان خوراک کی قلت کے باعث حاجی صاحب ترنگ زئی کے آدمی انہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ شب قدر میں جو ہندوستانی فوجیں موجود ہیں وہ پشاور سے حاجی صاحب ترنگ زئی کے سامان رسد کا سلسلہ منقطع کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

موضع تنگی میں سکون ہے اسی طرح کوہاٹ اور بنوں بھی خاموش ہیں۔

غازی محمد نادر خاں کا کارنامہ

سلیمان خیلوں کی بغاوت ختم کر دی گئی

(ٹائمز آف انڈیا کا بیان)

پشاور ۲۰ مئی۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ حال ہی میں غزنی کے علاقہ میں سلیمان خیلوں کے گرفتار کرنے کے متعلق کابل کے ایک مسافر کا بیان ہے کہ غازی امان اللہ خاں کے دستبرداری کرنے کے بعد غزنی سے نکلنے کے بعد سلیمان خیلوں نے حکومت کابل کا جوا بھی اتار دیا اور بچہ سقہ کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جب اعلیٰحضرت غازی محمد نادر شاہ بادشاہ ہوئے تو انہوں نے ان کی بھی برائے نام متابعت اختیار کی اور مالیہ اراضی اور دیگر محصولات ادا کرنے سے انکار کر دیا اعلیٰحضرت نے انہیں وسیع میدان دیا کہ وہ شنواریوں اور خوگیانیوں کا فیصلہ کرنے تک موقع کا انتظار کرتے رہے۔ انہیں کامل طور پر مطیع کرنے کے بعد اعلیٰحضرت سلیمان خیلوں کی طرف متوجہ ہوئے محصولات طلب کئے گئے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ آمادۂ فساد ہو گئے۔ انہوں نے ٹیلیفون اور تار کے سلسلے کاٹ دیئے اور آمد و رفت بھی ناممکن بنا دی۔

سلیمان خیلوں پر یورش

غازی موصوف نے سید عبد اللہ شاہ نوجوان قندھاری کی سرکردگی میں جنہوں نے نورخم میں شنواریوں کی تازہ سرکشی کا کامیاب اور فوری انسداد کر کے ناموری حاصل کی تھی سوار اور پیدل فوج کے دستے بھیجے۔ انتہاء کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی سلیمان خیل اپنے قلعوں اور چوکیوں میں مورچہ لگا کر بیٹھ گئے۔ تین مہینے جنگ کے بعد شاہی نائب سپہ سالار اعظم نے سلیمان خیلوں کا قلع قمع کر دیا۔ بہت سے سلیمان خیل جنگ میں کام آئے اور ان کی تعداد کثیر گرفتار کر کے کابل لائی گئی۔ مسافر نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے سرغنوں کے سر کاٹ کر کابل لے گئے جہاں انہیں شہر کے دروازوں پر آویزاں کیا گیا۔

کئی ہزار بندوقیں اور بہت سا خزانہ بھی سرکاری عساکر کے ہاتھ آیا اب اس علاقہ میں امن قائم ہے۔ لوگوں کو غیر مسلح کرنے کے لئے ایک مستقل تحریری پولیس بٹھا دی گئی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سرحد کے کرنیل صالح محمد خان نے شنواریوں کو مطیع کرنے میں جو نمایاں خدمات انجام دی تھیں ان کے صلہ میں انہیں جنرل کے عہدہ سے سرفراز کر کے صدر مقام میں متعین کیا گیا ہے۔

تار کا پتہ: "الجمعیۃ دہلی"
ٹیلیفون نمبر ۵۶۲۵

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ... ۵۰
نصف صفحہ (") ... ۳۰
ایک کالم (") ... ۲۰
½ کالم (") ... ۱۱
¼ کالم (") ... ۶

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان
سہ روزہ
ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر ہلال احمد زبیری بی۔ اے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ مفت
فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۱۱ | دہلی یوم شنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ ہجری۔ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۰

گول میز کانفرنس کے متعلق اعلانات

تاریخ انعقاد اور طریق انتخاب کا فیصلہ

وائسرائے کا اعلان

شملہ ۱۲ مئی۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون نے ایک اہم اعلان شائع کیا ہے جس میں سیاسی حالت پر تنقید کرتے ہوئے برطانی حکمت عملی کی ازسرنو تصدیق اور گول میز کانفرنس کی تاریخ انعقاد کا اعلان کیا گیا ہے۔ اعلان حسب ذیل ہے:۔

تاریخ ہند کے اس نازک موقع پر میں اہل ہند کی توجہ ان بڑے بڑے واقعات کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جن سے موجودہ حالت پیدا ہوئی۔

گزشتہ یکم نومبر کو میں نے ملک معظم کی حکومت کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ ۱۹۱۷ء کے اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی آئینی ترقی کا لازمی نتیجہ درجہ مستعمرات قرار دے رکھا تھا۔ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ جب آئینی کمیشن (سائمن کمیشن) اور ہندوستان کی مرکزی سائمن کمیٹی اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ اور یہ سفارشات شائع ہوجائیں گی اور جب ملک معظم کی حکومت حکومت ہند سے مشورہ کرنے کے بعد اس قابل ہوجائیگی کہ جو مواد اس وقت بہم پہنچ چکا ہوگا اس کے پیش نظر وہ برطانوی ہند کی مختلف جماعتوں اور مفادات کے نمائندوں اور ہندوستانی ریاستوں کے نمائندوں کو حالات کے ماتحت علیحدہ علیحدہ یا یکجا برطانوی ہند اور تمام ہندوستانی مسائل پر غور کرنے کیلئے کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت دیگی۔

۲۳ نومبر کو میں نے مسٹر گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو سے ملاقات کی انہوں نے صاف کہدیا کہ وہ سوائے جدید شرائط کے جن کا ذکر میرے اعلان میں نہیں تھا گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ کانگریس نے اجلاس لاہور میں مکمل آزادی کے کریڈ کا اعلان کردیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستانی خیال کی کوئی جماعت ملک معظم کی حکومت کی دعوت کو مسترد کرے۔ میں نے ایک موقعہ پر پہلے کہا ہے جن لوگوں نے ایسا کیا ہے انہوں نے ایک ایسے موقعہ کو لات ماردی ہے جس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے مستقبل ہند کے تصفیہ میں ایک مادی حصہ لینے کے اہم موقعہ کو ضائع کردیا ہے۔ ملک معظم کی حکومت کی تجاویز کو شکست دینے کے لئے انہوں نے ایسے ذرائع اختیار کرنے پسند نہیں کئے جن سے معقول پسند اشخاص مطمئن ہوسکتے بلکہ انہوں نے علانیہ سول نافرمانی کا ایسا راستہ اختیار کیا۔ جو خطرات سے لبریز تھا اور ناممکن ہے کہ اس تحریک کے بانی اس سے بے خبر ہوں۔

قرارداد کانگریس کی پیروی میں مسٹر گاندھی نے ۲ مارچ کو مجھے ایک مکتوب ارسال کیا اور اسے وسیع پیمانہ پر اشاعت دی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ ۱۱ مارچ کو قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے کیلئے سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنے اس فیصلہ کی یہ دلیل پیش کی کہ تشدد پسند جماعت زور پکڑ رہی ہے۔ اور منزل عدم تشدد کی کامیابی پر۔ جو سول نافرمانی کے ذریعے سے کی جائے گی انہیں مسلمہ اور غیر متزلزل ایمان ہے۔ اور اگر مزید انتظار کریں تو وہ گنہگار ٹھہریں گے۔ آخر میں انہوں نے اس بات کے علم کو تسلیم کیا کہ سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے سے سخت خطرے کا احتمال ہے۔ اس مکتوب کا جو جواب میں نے ارسال کیا اس میں [illegible] افسوس کا اظہار کیا [illegible] اختیار کر رہے ہیں جس کا لازمی نتیجہ قانون شکنی اور امن عامہ کے [illegible] خطرناک ہوگا۔ ۲۵ [illegible] کو اسمبلی میں جو آخری خطبہ میں نے دیا اس میں [illegible] سوچ رہے ہیں [illegible] قانون [illegible]

طریقہ اختیار کرنے کے نتائج ناگزیر طور پر اچھے نہیں ہوں گے۔ میں نے یہ بھی واضح کردیا کہ اگرچہ میری اور ملک معظم کی حکومت کی دلی خواہش یہی ہے کہ موجودہ مشکلات کے حل کے لئے برطانیہ عظمی اور ہندوستان میں اتحاد عمل پیدا کرکے مفاہمت کیلئے ہر ممکن کوشش کی جائے لیکن مجھ پر اور میری حکومت پر یہ فرض بھی عائد ہوتا تھا کہ آئین و نظام کے تحفظ اور قانون کے قیام کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرائیں۔

گزشتہ تین ہفتہ کے واقعات سے میرے وہ خطرات صحیح ثابت ہوگئے۔ جو میں نے گاندھی کے نام اپنے مکتوب میں ظاہر کئے تھے۔ پشاور مدراس بمبئی کلکتہ چٹاگانگ کراچی۔ دہلی اور شولا پور کے ایک دوسرے سے دور افتادہ مقامات سے عوام کے تشدد، مسلح اور قاتلانہ حملوں اور حکام مجاز کی عام بے حرمتی کی ہولناک داستانیں موصول ہوئی ہیں۔ افسوس کے ساتھ لیکن مجبوراً میری حکومت نے ہندوستانی پبلک کے تحفظ اور بہبود کے لئے جو ترقی پذیر خطرہ تھا اس کے پیش نظر اپنے آپ کو اور صوبجاتی حکومتوں کو ایسے اسلحہ سے آراستہ کیا جو ہم دنیا کے نزدیک ہندوستان کے نیک نام کو قائم رکھنے کیلئے ضروری اور لازمی سمجھیں۔ دوسروں کے افعال اور حالات سے مجبور ہوکر میں اور میری حکومت ایسی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگئی ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ عنقریب عقل غالب آجائے گی جو ایسے ذرائع کے جاری رکھنے کو غیر ضروری بنادے گی۔

میں اس بات کو واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میرے ارادہ اور مقاصد میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور میری یا ملک معظم کی حکومت ان ناخوشگوار واقعات سے متاثر ہوکر اس حکمت عملی کے مستحکم ارادے سے باز نہیں آئے گی جس کا اعلان میں نے یکم نومبر کو کیا تھا۔

گول میز کانفرنس ۲۰ نومبر یا اس کے قریب منعقد کرنے کی تجویز ہے۔ اور رہنماؤں کو لندن میں جمع کرنے کے انتظامات بڑی سرگرمی سے عمل میں لائے جارہے ہیں۔ اگرچہ یہ تاریخ بعض امور کے لحاظ سے [illegible] لیکن اس سے ہندوستانی مندوبین کو مستعمرات کے نمائندوں سے ذاتی تعلقات قائم کرنے کا موقع مل جائیگا۔ کیونکہ وہ بھی ان دنوں امپیریل کانفرنس کے سلسلے میں جو ماہ ستمبر کے آخر میں منعقد ہوگی۔ لندن میں موجود ہوں گے۔ ہندوستانی کانفرنس کا انعقاد امپیریل کانفرنس کے خاتمہ کے بعد فوراً عمل میں آئے گا۔ [illegible] اس بات پر غور کرے [illegible] کا انحصار ہے۔ [illegible] بھر کے تمام اشخاص سے اپیل کرتا ہوں [illegible] سے غور کریں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان میں عام خواہش پائی جاتی ہے کہ [illegible] سیاسی ترقی حاصل کی جائے۔ مجھے ہندوستان سے اس قدر محبت ہے [illegible] ہندوستان کی سیاسی زندگی کی حقیقی [illegible] ترقی کیلئے [illegible] کی کوششوں سے ترک نہیں کرسکتا۔ ایسا انتقال [illegible] مسائل کے حل پر منحصر ہے جن میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ اقلیتوں کو آئندہ [illegible] جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے۔ [illegible] اطمینان بخش خیال نہیں [illegible] آئندہ دستور کے ماتحت زندگی بسر کرنی ہے۔ اور [illegible] حفاظت اور سلامتی کا احساس پیدا ہونا [illegible]

لیکن جب تک سول نافرمانی کے ذمہ دار اشخاص حقائق کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ [illegible] گویا سب سے ضروری کام یہی ہے کہ [illegible] قوانین کو توڑ [illegible]

متعرض التوا میں ڈال رہے ہیں جن کی تکمیل ان کے نزدیک ہندوستان کیلئے ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ دوسرے لوگ جو ان کی طرح واقعات و حقائق کو پس پشت ڈالنے کے خواہاں نہیں ہیں اب تک ان مقاصد کے حصول کے لئے اچھی خاصی منزل طے کرچکے ہوں۔

۱۲ مئی ۱۹۳۰ء (دستخط لارڈ ارون)

وزیر اعظم برطانیہ کا خط وائسرائے کے نام

شملہ ۱۳ مئی۔ وزیر اعظم انگلستان اور وائسرائے کے درمیان گول میز کانفرنس کے انعقاد کے متعلق جو خط و کتابت ہوئی وہ شائع ہوگئی ہے وہ حسب ذیل ہے:

مائی ڈیر وائسرائے!

چونکہ آئینی کمیشن کی رپورٹ عنقریب شائع ہونے کی توقع ہے۔ اسلئے اب ممکن ہوگیا ہے کہ اس کانفرنس کے متعلق بعض عملی مسائل پر غور کیا جائے جسے ملک معظم کی حکومت نے سر جان سائمن کی تجویز پر منعقد کرنا منظور کرلیا ہے۔

حکومت ملک معظم کی خواہش ہے اور یہ خیال کرتی ہے کہ اس خواہش کو وسیع قبولیت بھی حاصل ہے کہ جو کچھ مواد اس وقت بہم پہنچ سکے ان کے پیش نظر اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے حکومت ہند کا مشورہ لینے میں حکومت ملک معظم کو جس قدر وقت کی ضرورت ہو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے کانفرنس بلا مزید تاخیر منعقد کرائی جائے۔ مجھے امید ہے کہ اس مقصد کے لئے امسال موسم خزاں کے اوائل میں کافی موقعہ ملے گا۔ اسلئے میں تجویز کرتا ہوں کہ اگر آپ اس سے متفق ہوں اور ان کے لئے آرام دہ ہو تو امپیریل کانفرنس کے خاتمہ پر اس کانفرنس کا اجلاس فی الفور منعقد کیا جائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ امپیریل کانفرنس کا اجلاس ۳۰ ستمبر کو شروع ہوگا۔ اس لئے اگر ہندوستانی نمائندے ۲۰ اکتوبر تک لندن پہنچ جائیں تو اس وقت تک امپیریل کانفرنس کا کام کافی ترقی کرچکا ہوگا۔ ممکن ہے کہ ہندوستان سے آنے والے نمائندے ایسے وقت لندن آنا پسند نہ کریں جب امپیریل کانفرنس کا اجلاس شروع ہو لیکن ہندوستانی کانفرنس کا باقاعدہ کام شروع کرنے سے پیشتر جو تھوڑا بہت وقفہ ہوگا اس میں غیر سرکاری گفت و شنید شروع کی جاسکتی ہے۔

کانفرنس کی ہیئت ترکیبی کے سلسلے میں یہ امر واضح ہے کہ اس اصولی مقصد کے حصول کے لئے جو ملک معظم کی حکومت کے پیش نظر ہے کہ جو لوگ برطانی ہند کی نمائندگی کریں وہ مختلف متعلقہ جماعتوں اور متعلقہ اغراض و مقاصد کے خاص نمائندے ہوں ارکان کانفرنس کی تعداد ضرورت سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ضروری مشورہ کے بعد جو تجویز آپ پیش کریں گے۔ ملک معظم کی حکومت اس کا خیر مقدم کرے گی۔ والیان ریاست اور شاہزادگان کے خیالات معلوم کرنے کے لئے ہندوستانی ریاستوں کی نیابت کا مسئلہ بھی ایک امر ہے جس کی آپ بھی تائید کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض دیگر امور بھی ایسے ہیں جن پر بعد میں غور کیا جائے گا لیکن تاریخ انعقاد اور ہندوستانی نمائندوں کے تقرر کے مسائل فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ اسلئے یہ امر موجب مسرت ہوگا کہ آپ بہت جلد مطلع کریں کہ کیا مجوزہ تاریخ ہندوستانیوں کے لئے موزوں ہوگی یا نہ۔ نیز آپ یہ بھی لکھیں کہ کانفرنس کے ہندوستانی نمائندوں کے انتخاب کیلئے کونسا طریقہ سب سے زیادہ مناسب ہوگا۔

آپکا اخلاص مند
جے ریمزے میکڈانلڈ

وائسرائے ہند کا جواب

مائی ڈیر وزیر اعظم!

جس مسئلہ کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر کیا ہے میں کچھ عرصہ سے اس پر قدرتی طور پر غور کر رہا ہوں۔ میں نے ان مسائل کے متعلق معلومات بہم پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ حوالی تحقیقات کے نتائج اور عام مباحثات سے جو مجالس قانون ساز اور دیگر مقامات پر ہوئے یہ بات بوضاحت بالکل ثابت ہوگئی ہے اور ہندوستانی رائے عامہ کی غالب اکثریت جو کانفرنس کی حمایت کرنے کو آمادہ ہے اس بات کی خواہشمند ہے کہ کانفرنس حتی الامکان بہت جلد منعقد کی جائے۔ ہر ایک یہی امید باندھے ہوئے تھا کہ کانفرنس بہت جلد منعقد ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ اس امر کے پیش نظر کہ امپیریل کانفرنس کی تاریخ پہلے سے مقرر ہوچکی ہے۔ ہندوستان کی اس قسم کی رائے عام طور پر اس امر کو تسلیم کرے گی کہ جو تاریخ آپ نے تجویز کی ہے اس سے پیشتر عملاً کوئی اور تاریخ مقرر نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر کانفرنس میں شامل ہونے والے ہندوستانی نمائندے ۲۰ اکتوبر کے نزدیک لندن میں جمع ہوجائیں۔ تو میرے خیال میں ان کو اس درمیانی وقفہ میں جو ہندوستانی کانفرنس کا باقاعدہ کام شروع ہونے میں ہوگا غیر سرکاری مباحث سے مستفید ہونے کی صورت میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

میرے پاس یہ باور کرنے کے دلائل موجود ہیں کہ والیان ریاست بھی اسی توقع میں ہیں کہ کانفرنس موسم خزاں میں ہوگی۔ اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ جو تاریخ آپ نے تجویز کی ہے وہ برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں دونوں کے لئے یکساں قابل قبول ہوگی۔ لہٰذا اسی کو ہمیں اپنی آئندہ تجاویز کی بنیاد قرار دینا چاہیئے۔

یہ ضروری ہے کہ کانفرنس میں ہندوستانی نمائندگی کو ایسے طریق پر تقسیم کیا جائے کہ تمام وہ جماعتیں جو خیال کرتی ہیں کہ ان کو بھی شرکت کا حق حاصل ہے کافی نمائندگی حاصل کرسکیں متعدد متبادل طریقوں پر غور کرنے اور وسیع اختلافات رکھنے والے اشخاص کے ساتھ آزادانہ بحث و تمحیص کرنے کے بعد مجھے اکثریت کی یہ رائے معلوم ہوئی ہے کہ نیابت کی صحیح تقسیم سوائے اس کے اور کسی طریقہ سے نہیں ہوسکتی کہ جہاں ممکن ہوسکے متضاد مقاصد کے حامیوں کے مشورے سے دعوت دی جائے۔ بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔

ہندوستانی ریاستوں کی نیابت کے متعلق کسی فیصلہ پر پہنچنے میں مجھے کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔ اسے عموماً سب منظور کرلیں گے۔

اگر جیسا کہ مجھے امید ہے ملک معظم کی حکومت ان تجاویز سے عام اتفاق رکھتی ہے تو میں مناسب موقعہ پر اسی اصول کے ماتحت اپنی تجاویز پیش کردوں گا۔

آپکا مخلص
(لارڈ) ارون

مولانا حسرت موہانی کا تبصرہ

اپنے اعلان میں اقلیتوں کے تحفظ حقوق کی جانب ایک مجمل اشارہ کرکے لارڈ ارون نے ایک پتھر سے دو چڑیوں کو مارنا چاہا ہے مسلمانوں کی نسبت تو خطا ہے کہ اس اعلان سے ان کے گول میز کی ایڈوری کی آتش شوق تیز تر ہوجائیگی۔ رہے نیشنلسٹ اور انڈیپنڈنٹ ہندو جن کی ترجمانی کا حق اسمبلی کے ایک جلسے میں پنڈت مدن موہن مالوی نے یہ کہکر ادا کیا تھا کہ مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے بعد کون ایسا بے حمیت ہندوستانی ہوگا جو گول میز کانفرنس میں شریک ہوگا۔ شاید ان کے قدم بھی اس اندیشے سے ضرور ڈگمگا جائیں گے کہ جب مسلمانوں کا گول میز کانفرنس میں جانا اور وہاں اپنے مطالبات کا منظور کرالینا بظاہر یقینی معلوم ہوتا ہے تو اس کے مقابلے میں ہنود کے تحفظ حقوق کی خاطر ہمارا بھی شریک کانفرنس ہونا ضروری ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب زعمائے اسلام مہاتما گاندھی یا پنڈت موتی لال نہرو کے اس مجمل وعدے پر کہ آئندہ ایسا کوئی دستور اساسی منظور نہ کیا جائیگا جس سے اقلیتوں کا پورا پورا اطمینان نہ ہوگیا ہو، اعتبار نہیں کرتے اور جبتک تفصیلی سمجھوتا نہ ہوجائے اسوقت تک کانگریس کی ہر تحریک سے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ لارڈ ارون کے مجمل وعدے پر کیوں اعتبار کرتے ہیں اور کیوں حکومت برطانیہ سے بھی صاف صاف نہیں کہدیتے کہ جب تک ہمارے اہم مطالبات میں سے کم از کم مندرجہ ذیل تین اہم مطالبات کے متعلق آپ ہمارا اطمینان نہیں کردیتے اس وقت تک آپ کی تسلیاں ہم کو [illegible] نہیں سکتیں اور ہم گول میز کانفرنس میں جانا منظور نہیں کرسکتے۔

(۱) ہندوستان کا دستور اساسی [illegible]

(۲) اس وفاقی حکومت میں سب صوبے بشمول صوبہ سرحد کامل طور پر آزاد ہوں۔ (۳) حکومت مرکزی کے اختیارات انہیں معاملات تک محدود ہوں

۷ محرم الحرام ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۵ جون ۱۹۳۰ء

فکرِ وطن

(از علامہ اقبال)

بیابانِ محبت دشتِ غربت بھی، وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی آشیانہ بھی چمن بھی ہے

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے، صحرا بھی
جرس بھی، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے

مرض کہتے ہیں سب اس کو، یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کہن بھی ہے

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے

وہی اک حسن ہے لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا بیستوں بھی، کوہکن بھی ہے

اجاڑا ہے تمیزِ ملت و آئیں نے قوموں کو
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے؟

سکوت آموز طولِ داستانِ درد ہے، ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

"نمی گردید کوتہ رشتۂ معنی، رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم"

الجمعیۃ دہلی 23-05-1930 ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء

جمعیۃ علماء ہند کا نواں سالانہ اجلاس

امسال جمعیۃ علماء ہند کا نواں سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب اجمیری امروہہ ضلع مراد آباد میں ۳-۴-۵-۶ مئی کو منعقد ہوا۔ اجلاس میں علاوہ ارکان مرکزی کے مندوبین کی تعداد بھی بہت کافی تھی۔ سالہائے ماسبق کے مقابلے میں امسال کا اجلاس نہایت شاندار اور کامیاب رہا۔ ذیل میں حضرات علماء کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

ارکان مجلس مرکزیہ

حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب اجمیری۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعۃ صوبہ بہار۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانہ۔ مولانا محمد فخر الدین صاحب مراد آباد۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب مراد آباد۔ مولانا ریاست حسین صاحب رائے بریلی۔ سید ظفر حسن صاحب داسعلی وکیل مراد آباد۔ سید بدر الدین صاحب وکیل مراد آباد۔ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب پرتاب گڑھ۔ مولانا قمر الدین صاحب کلکتہ۔ مولانا مفتی مہدی حسن صاحب راندیر۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مدرس جامعہ ڈابھیل ضلع سورت۔ مولانا شاہ فضل صمدانی صاحب پشاور۔ مولانا سراج احمد صاحب مدرس ڈابھیل ضلع سورت۔ مولانا عبداللہ صاحب بٹالہ۔ مولانا عثمان غنی صاحب پھلواری شریف۔ مولانا شاہ فخر الدین صاحب۔ مولانا عبدالعزیز دربھنگہ۔ مولانا امیر حسن صاحب۔ مولانا نور الدین صاحب۔ مولانا عبدالغنی صاحب شاہجہانپور۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد اسحاق صاحب۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مکودر۔ حکیم سید حسن مثنی صاحب امروہہ۔ مولانا سید معظم حسین صاحب امروہہ۔ مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب امروہہ۔ مولانا احمد علی صاحب لاہور۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ۔ مولانا محمد زکریا صاحب لودھیانہ۔ مولانا عبدالسلام صاحب دہلی۔ مولانا نعمت اللہ صاحب بھاگلپور۔ مولانا عبدالحنان صاحب لاہور۔ مولانا ولایت احمد صاحب۔ مولانا سلطان محمود صاحب۔ مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیر۔ مولانا سید لطف اللہ صاحب حقانی مونگیر۔ مولانا محمد عبدالعزیز صاحب خطیب گوجرانوالہ۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دیوبند۔ مولانا محمد اسحاق صاحب بھاگلپور۔

حضرات مندوبین

مولانا قائم علی صاحب مراد آباد۔ مولانا محمد میاں صاحب مراد آباد۔ قاضی ثروت حسین صاحب مراد آباد۔ مولانا خلیل احمد صاحب مراد آباد۔ مولانا محمد فاضل صاحب مراد آباد۔ مولانا محمد عمر صاحب رائے بریلی۔ مولانا عزیز الدین صاحب رائے بریلی۔ سلطان خاں صاحب رائے بریلی۔ محمد مستقیم خاں صاحب رائے بریلی۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سیوہارہ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کرتپور۔ مولانا ظہور محمد صاحب کرتپور۔ مولانا سید حسن صاحب سیوہارہ۔ مولانا مقبول احمد صاحب نظامی بجنور۔ مولانا حامد الانصاری صاحب بجنور۔ کاوش صاحب بجنور۔ قاری خلیل احمد صاحب لکھنؤ۔ مولانا عبدالمجید صاحب ہردوئی۔ مولانا عبدالخالق صاحب شاہجہانپور۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپور۔ مولانا کفایت اللہ صاحب شاہجہانپور۔ قاضی غوث علی صاحب شاہجہانپور۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپور۔ مولانا حکیم جمیل خاں صاحب شاہجہانپور۔ مولوی حمید الدین صاحب شاہجہانپور۔ مولوی سعید الحسن صاحب شاہجہانپور۔ منشی سلطان حسن میاں صاحب شاہجہانپور۔ حاجی صدیق احمد صاحب شاہجہانپور۔ معصوم علی خاں صاحب شاہجہانپور۔ حبیب اللہ خاں صاحب شاہجہانپور۔ مولانا محمد اسد اللہ خاں صاحب میرٹھ۔ حکیم عمر دراز علی کیتھور۔ تفضل حسین صاحب نمبردار جڑودہ۔ مولوی عبدالغفور صاحب ویٹ۔ مولوی حکیم اسد اللہ صاحب پلکھوہ۔ مولوی یعقوب علی صاحب میرٹھ۔ مولوی غلام محمد صاحب میرٹھ۔ مولوی غلام محمد صاحب میرٹھ۔ منشی مشتاق احمد صاحب میرٹھ۔ شیخ کریم الدین صاحب میرٹھ۔ حافظ غفران صاحب میرٹھ۔ مولوی فہیم الدین صاحب ہاپوڑ۔ مولوی فیض الحسن صاحب کٹھور۔ مولانا سراج احمد صاحب فیض آباد۔ مولوی مسعود علی صاحب فیض آباد۔ حافظ سید سرفراز علی صاحب فیض آباد۔ مولوی محمد میاں صاحب۔ حافظ مولوی محمد حسن صاحب سیوہارہ۔ مولوی عبدالرشید صاحب سیوہارہ۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب دھامپور۔ قاضی نثار علی صاحب سہسپور۔ تمیز علی صاحب سہسپور۔ مولانا ابوالجلال صاحب ندوی مدراس۔ مولانا محمد علی صاحب ہوشیارپور۔ مولانا ارشاد صاحب ہوشیارپور۔ مولانا محمد شریف صاحب ہوشیارپور۔ مولوی عبدالحنان صاحب لاہور۔ مولوی سید عبدالرؤف صاحب امروہہ۔ مولانا انوار الحق صاحب امروہہ۔ حکیم سید علی رضا صاحب امروہہ۔ مولوی منظور احمد صاحب امروہہ۔ مولوی اعجاز حسین صاحب امروہہ۔ حکیم مسعود عالم صاحب امروہہ۔ منشی نسیم احمد صاحب فاروقی امروہہ۔ مولوی عبدالقدوس صاحب امروہہ۔ مولانا معظم حسین صاحب امروہہ۔ مولوی سراج احمد صاحب میرٹھ۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب مونگیر۔ مولانا حمید الدین صاحب اختر گلاؤٹھی۔ مولانا حافظ نذیر احمد صاحب کٹھور۔ حکیم حافظ مشتاق احمد صاحب کٹھور۔ حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کٹھور۔ مرغوب احمد صاحب بجنور۔ مولوی محبوب علی صاحب سیوہارہ۔ مولوی حیات صاحب سیوہارہ۔ مولوی محمد سعید صاحب سیوہارہ۔ مولوی مجید حسن صاحب سیوہارہ۔ محمد منیر صاحب مظفرپور۔ پروفیسر عبداللہ صاحب آرہ۔ مولانا حکیم سرفراز علی صاحب فیض آباد۔ مولانا سید شوکت علی صاحب میرٹھ۔ مولوی قاضی زین العابدین صاحب میرٹھ۔ مولوی سید عزیز الحق صاحب میرٹھ۔ امیر الحق صاحب میرٹھ۔ منشی سید احمد صاحب میرٹھ۔ حافظ ظفر احمد صاحب جڑودہ۔ حافظ محمد خلیل احمد صاحب کیتھور۔ منشی فدا حسین صاحب رنولپور۔ حافظ حکیم مشتاق احمد صاحب اجڑاڑہ۔ حافظ محمد غفران صاحب ہاپوڑ۔ مولوی حبیب اللہ صاحب میرٹھ۔ مولانا حافظ احمد حسن مہتمم مدرسہ اسلامیہ سیوہارہ۔ شیخ غضنفر علی صاحب سیوہارہ وغیرہم

تجاویز انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں شایع کی جائیں گی۔

پشاور کی سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کا اپیل

پبلک سے امداد کی درخواست

(ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار)

پشاور ۵ مئی۔ جسٹس سلیمان اور مسٹر جج اراکین پشاور تحقیقاتی کمیٹی جو کل رات کو یہاں پہنچے ہیں۔ آج تمام دن قواعد و ضوابط اور طریق کار بنانے میں مشغول رہے اور تفصیلات کے متعلق دیگر امور کا تصفیہ کرتے رہے انہوں نے مواقع واردات کا معائنہ بھی کیا۔ اخبارات کے نام ایک مشترکہ پیغام میں ان لوگوں سے کہا ہے کہ حکومت ہند نے ہمیں ۲۳ اپریل کے صحیح حالات معلوم کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہم نہایت خوشی کیساتھ ان تمام لوگوں کا خیر مقدم کرینگے جو اس قسم کے واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں جو ۲۳ اپریل کو یا اس تاریخ کو قریب کے زمانہ میں رونما ہوئے ہیں اور جنکا اثر فسادات پر یا ان ذرائع پر جو فسادات کو فرو کرنے کیلئے اختیار کئے گئے براہ راست پڑتا ہے۔ چونکہ تمام گواہوں کے لئے پوری طرح حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ کسی اقبال و اعتراف کی بنا پر مقدمہ چلائے جانے کے مستوجب نہیں ہو سکتے اور نہ ان کے بیانات کسی فوجداری مقدمہ میں بطور شہادت کے استعمال کئے جا سکتے ہیں اسلئے ہم سنجیدگی کے ساتھ امید کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو صحیح متعلقہ واقعات معلوم ہیں۔ وہ شہادت دینے سے نہ خوفزدہ ہونگے اور نہ قصداً اس سے احتراز کرینگے۔ بلکہ ہم رضاکارانہ طور پر صحیح حالات معلوم کرنے میں امداد دینگے۔ ہم اس امر سے خوش ہونگے کہ ہمیں مختلف واقعات کے متعلق مختلف بیانات بتائے جائیں تاکہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہر بیان کی حمایت میں معتبر شہادت کہاں تک موجود ہے۔ اور یہ فیصلہ کر سکیں کہ کون سا بیان قابل قبول ہے اور کون سا قابل تردید۔ ہمیں امید ہے کہ پبلک سے ہم نے امداد کے لئے جو اپیل کیا ہے وہ بیکار نہ جائے گا۔

حادثات پشاور کی تحقیقات

پٹیل کمیٹی کے ارکان میں حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کا اضافہ

(مقامی نامہ نگار)

دہلی ۲۶ مئی۔ آل انڈین نیشنل کانگریس کی طرف سے حادثات پشاور کی تحقیقات کیلئے جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے اس کی رکنیت کے لئے مسٹر پٹیل صدر کمیٹی نے مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کو نامزد کیا ہے۔ اور مولانا ممدوح نے اسے منظور فرما لیا ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ مفتی صاحب قبلہ مسٹر پٹیل کے ہمراہ تحقیقات کی غرض سے کل راولپنڈی روانہ ہو جائیں گے۔

پریسیڈنٹ پٹیل کا مکتوب وائسرائے کے نام

اسمبلی قوم کی نمائندہ نہیں ہے

”میں ملک کی آواز پر مستعفی ہوتا ہوں“

شملہ ۲۵ اپریل۔ آج پریسیڈنٹ پٹیل نے اسمبلی کی صدارت اور رکنیت سے استعفیٰ دیدیا تاکہ وہ ہندوستانیوں کے ساتھ تحریک آزادی میں عملی حصہ لے سکیں۔

مسٹر پٹیل نے اپنے استعفے میں ان تمام مشکلات کا ذکر کیا ہے جو اگست ۱۹۲۵ء سے اب تک انہیں اسمبلی کے سب سے پہلے منتخب شدہ صدر ہونے کی حیثیت سے پیش آئی ہیں۔ اس عرصہ میں نوکر شاہی کا جو طرز عمل ان کے ساتھ رہا وہ ان کی آزادی کیلئے نہایت مستبدانہ تھا۔ لیکن انہوں نے سب کچھ برداشت کیا۔ انہوں نے صدر کے اختیارات کو تباہ کرنا چاہا۔ انہوں نے طرح طرح سے اسمبلی کے اسپیکر کی رسوائی کے لئے سامان بہم پہنچائے۔ انہوں نے میرا سوشل بائیکاٹ تک کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گورے چمڑے والے کی آنکھوں میں پریسیڈنٹ اسمبلی کا وجود کھٹکنے لگا۔ میری نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کی گئیں اور مجھے بہت سے طریقوں سے تنگ کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ میں پریشان ہو کر استعفےٰ دیدوں اور پھر یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہندوستانی حکومت خود اختیاری کی اہلیت نہیں رکھتے۔

ان دشواریوں کے باوجود بھی وہ بڑی حد تک صدر اور ہاؤس کا احترام قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن اب جبکہ سوراجسٹ کے بعد پنڈت مالویہ اور ان کے رفقاء بھی اسمبلی سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اسمبلی کی حیثیت ہرگز نمائندہ حیثیت نہیں رہی ہے بلکہ اس پر صدارت کرنا بالکل بیکار اور تضیع اوقات ہے۔ رشاہی ترجیح کے مقابلہ میں جو کچھ ہوا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اب صدر اس وقت کی آزادی کا محافظ بھی نہیں ہو سکتا جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے مطابق مسلم ہے۔ اس کے ظاہر کرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آئندہ سے اسمبلی وائسرائے کی ایگزیکٹو کمیٹی کے اشاروں پر عمل کریگی اس لئے اس کی صدارت کرنا قوم کی خدمت کی بجائے اس کی دشمنی ہوگی۔

مسٹر پٹیل نے اعتراف کیا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ درجۂ نوآبادیات کا ذکر اور دل کی تبدیلی محض ڈھکوسلا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حکومت انصاف کرنے کے بجائے انتہائی تشدد پر اتر آئی ہے۔ مہاتما گاندھی جو کچھ کر رہے ہیں وہ بالکل درست ہے۔ کانگریس کے لئے رکن مسٹر پٹیل جو شرکت کرنا بیکار ہے۔

شملہ میں مسٹر پٹیل کا جلوس نکالا جائے گا

اہل شملہ کو کھدر کا پیغام

شملہ ۲۵ اپریل۔ مسٹر پٹیل کے استعفے کی خبر جونہی شہر میں پہنچی، مقامی کانگریس کارکن ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ وہ انہیں اس کی اجازت دیں کہ اتوار کو ان کا جلوس نکالا جائے چنانچہ طے پایا ہے کہ سہ پہر میں جلوس نکالا جائے گا اور جلوس ہی کے ساتھ آپ اسٹیشن آئیں گے اور شملے سے رخصت ہوں گے۔ آپ نے مقامی کانگریس کمیٹی کے ذریعہ اہل شملہ کے نام جو پیام دیا ہے۔ اس میں کھدر پہننے کی درخواست کی ہے۔

مسٹر پٹیل کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا

شملہ ۲۶ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل نے پریسیڈنٹ پٹیل کا استعفیٰ منظور کر لیا۔

لارڈ ارون نے ایک خط میں مسٹر پٹیل کو لکھا ہے کہ وہ عمل کے راستے کو مسترد کر کے سخت غلطی کر رہے ہیں

مسٹر پٹیل دہلی آرہے ہیں

دہلی ۲۰ اپریل۔ کل صبح ۲۸ اپریل کو مسٹر پٹیل سابق پریسیڈنٹ اسمبلی دہلی پہونچ رہے ہیں۔ دہلی کانگریس کمیٹی کی دعوت انہوں نے قبول کر لی ہے کل صبح کو ان کا دہلی میں جلوس نکلے گا۔ اور شام کو ایک جلسہ ہوگا۔ (دہلی انفرمیشن بیورو)

سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کے کام کا آغاز

(ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار)

پشاور ۶ مئی۔ آج جسٹس سلیمان اور مسٹر جج نے فسادات پشاور کی تحقیقات شروع کر دی۔ استغاثہ اور فوج کی جانب سے وکلا موجود تھے۔ اسسٹنٹ کمشنر کی شہادت پیش ہوئی جس کا خلاصہ ہم آئندہ اشاعت میں پیش کریں گے۔

٩ جون ۱۹۳۰ء

پٹیل کمیٹی اپنا کام ختم کر چکی

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی مراجعت

(نامہ نگار خصوصی)

دہلی ۶ جون۔ حادثات پشاور کی تحقیقات کے لئے کانگریس کی طرف سے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی تھی وہ اپنا کام ختم کر چکی ہے۔ تقریباً ۵۰ شہادتیں قلمبند کی گئی ہیں۔ مسٹر پٹیل صدر کمیٹی، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رکن کمیٹی اور مولانا محمد نعیم صاحب کل راولپنڈی سے لاہور پہنچے۔ مسٹر پٹیل امرتسر تقریر کرنے کی غرض سے گئے ہوئے ہیں اور حضرت مفتی صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب آج صبح دہلی واپس تشریف لے آئے ہیں۔

کانگریس تحقیقاتی کمیٹی نے کام شروع کر دیا

ڈاکٹر انصاری بھی یکم جون تک پہنچ جائینگے

راولپنڈی ۸ مئی۔ آج ۱۲ بجے کانگریس تحقیقاتی کمیٹی نے جس کے صدر مسٹر پٹیل ہیں اپنا کام شروع کر دیا۔ اس کمیٹی میں علاوہ صدر کے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب، لالہ دنی چند اور سردار سردول سنگھ شامل ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب نے بھی اس کمیٹی کی رکنیت منظور فرما لی ہے اور وہ یکم جون تک راولپنڈی پہنچ جائیں گے اور اس طرح کمیٹی کے ارکان کی تعداد پانچ ہو گی۔

ہندوستان کے طول و عرض میں یوم احتجاج و احترام مساجد و اوقاف

(بھیانہ)

مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق مسلمانان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مفتی شہر جامع مسجد و منزل میں آج بوقت ۹ بجے منعقد ہوا جس میں صدر موصوف نے مسودہ متعلقہ پورٹ ٹرسٹ کمیٹی اور ان مساجد و اوقاف کے متعلق جو بالواسطہ یا بلا واسطہ حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ ایک زبردست اور مدلل تقریر فرماتے ہوئے ان ممبران اسمبلی کے طرز عمل پر اظہار افسوس کیا جو ان معاملات میں حکومت کے دست راست بنے ہوئے ہیں۔ بعد ختم تقریر آپ نے تین قراردادیں پیش فرمائیں جو بالاتفاق منظور ہو گئیں لوگوں میں اپنے مذہب کی ہر قسم کی حفاظت اور عملیات کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ (نامہ نگار)

[illegible]

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب پر زمیندار کا بہتان عظیم

صدر جمعیۃ علماء ہند کا جواب

(زمیندار مورخہ ۷، ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء میں صفحہ ۵ پر زیر عنوان)

"کیا مفتی کفایت اللہ صاحب نے مسجد کی دکان دبالی ہے

صدر جمعیۃ علماء ہند سے اہم سوالات"

کسی دہلوی مسلمان کی طرف سے چند سوالات شائع کرکے مجھ سے ان کا جواب طلب کیا گیا ہے۔ اس قسم کی لایعنی تحریرات اور غلطی میں مبتلا کردینے والے مضامین کی اشاعت سے نامہ نگار (اگر واقعی کوئی نامہ نگار ہے) اور زمیندار کی اصلی غرض تو وہی علیم بذات الصدور بہتر جانتا ہے جو ہر شخص کو اسکے ظاہری اعمال پر نہیں بلکہ نیتوں کے موافق بدلہ دیگا۔

میرا فرض صرف اسقدر ہے کہ میں سوالوں کے واقعی جواب دیدوں، اس فرض کی ادائگی میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے۔ اسلئے نامہ نگار صاحب یا مولانا ظفر علی خان یا مدیر زمیندار کے متعلق ایک حرف بھی لکھے بغیر جواب عرض کرتا ہوں۔

سوال اول

کیا دہلی میں مغل سلطنت کے زمانہ کی کوئی سنہری مسجد ہے، جہاں نادر شاہ نے دہلی کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔

جواب

یہ سوال تو محض آئندہ سوالوں کی اہمیت کو بڑھانے کے لیے کیا گیا ہے۔ مگر خیر اسکا جواب یہ ہے کہ ہاں چاندنی چوک دہلی میں کوتوالی سے متصل اور فوارہ کے سامنے یہ تاریخی سنہری مسجد موجود ہے۔

سوال دوم

کیا اس تاریخی مسجد کے تحت میں کچھ دکانیں ہیں۔ اور چاندنی چوک میں ہونے کے سبب انکا بہت معقول کرایہ ہے۔

جواب

اس مسجد کے نیچے کئی دکانیں ہیں جو غالباً غدر میں نیلام کردی گئیں تھیں، اور ہندؤوں نے خرید لی تھیں ان میں سے ایک دکان پر ابتک غالباً ایک ہندو ہی کا قبضہ رکھا ہے اور دوسری کسی مسلمان کے ملکانہ قبضے میں ہے، تیسری دکان وہ ہے جس کے متعلق نامہ نگار نے تلبیس آمیز سوال کیا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بھی پہلے ایک ہندو کے پاس تھی، تقریباً بائیس تیئیس سال کا عرصہ ہوا کہ عالیجناب نواب صاحب منگرول دہلی آئے تھے، انہوں نے مدرسہ امینیہ دہلی کا جو سنہری مسجد کے متصل جنوبی جانب قائم اور جاری تھا معائنہ فرمایا۔ اور مدرسہ کی علمی حالت کو قابل اطمینان پاکر خوشنودی کا اظہار کیا اور معائنہ کی کتاب پر معائنہ تحریر فرمایا۔ انہوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی ہے یا نہیں، جواب نفی میں تھا۔ اس لئے انہوں نے مولوی محمد امین صاحب سے جو مدرسہ امینیہ کے مہتمم تھے، اور حاجی محمد اسحٰق صاحب سے جو مدرسہ کے سرپرست تھے فرمایا کہ کوئی جائداد تلاش کردیں، دو ہزار روپیہ دوں گا اس سے جائداد خریدی جائے، تاکہ مدرسہ کے لیے فی الجملہ ایک مستقل آمدنی کی صورت ہو جائے، حاجی محمد اسحٰق صاحب سرپرست مدرسہ نے حاجی عبد الغفار صاحب مالک فرم حاجی علی جان مرحوم اور کئی حضرات سے مشورہ کیا، اور انہوں نے باہمی مشورہ سے طے کیا کہ بجائے دوسری جگہ جائداد خریدنے کے مسجد کی یہ دکان جو ہندو کے پاس ہے مدرسہ کے لیے خرید لی جائے، چنانچہ یہ دکان تین ہزار چھ سو روپیہ کو خرید لی گئی۔ دو ہزار روپے نواب صاحب منگرول نے دئے۔ اور باقی رقم ان حضرات نے بہم پہنچائی، دکان مدرسہ کے لیے خریدی گئی۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ پر خرچ ہوتی رہی۔ اس وقت اس دکان کا کرایہ بہت کم غالباً سات آٹھ روپیہ ماہوار تھا۔ اب ۲۵ روپیہ ماہوار ہے۔ چوتھی دکان سنہری مسجد کی منتظمہ کمیٹی کے قبضہ میں ہے اور وہی اسکا کرایہ وغیرہ وصول کرتی ہے۔

سوال سوم

کیا ان دکانوں میں سے کوئی دکان ایسی بھی ہے جس کو آپ نے اپنے نام کرالیا ہے اور کرایہ لینے والوں سے اگریمنٹ اپنے نام کرالیا ہو۔

جواب

مذکورہ بالا دکان جو مدرسہ کے لیے خریدی گئی تھی اسکو حاجی محمد اسحٰق صاحب سرپرست مدرسہ یا مولوی محمد امین الدین صاحب مہتمم مدرسہ کرایہ داروں سے سرخط لکھوا کر دیتے رہے اور کرایہ وصول کرکے مدرسہ میں خرچ کرتے رہے چونکہ مولوی محمد امین الدین صاحب مہتمم تھے مجھے آمد و صرف کے متعلق کچھ علم نہ ہوتا تھا اور نہ مجھے اس میں دخل دینے کی ضرورت تھی۔ میں تو مدرس داخلی کام پر مامور تھا۔ اسلئے یہ طرز عمل عرصہ تک جاری رہا۔ ایک وقت آیا کہ مجھے اس واقعہ کا علم ہوا تو میں نے مولوی امین الدین صاحب سے کہا کہ یہ دکان چونکہ مسجد کے نیچے ہے اور مسجد کے اوقاف میں ہے، اس لیے اسکی آمدنی مسجد ہی پر خرچ ہونی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ مدرسہ کے روپے سے خریدی گئی ہے اور خریدنے والوں نے مدرسہ کے لیے ہی خریدی ہے۔ مگر آپ اس کی آمدنی مسجد پر خرچ کریں۔ انہوں نے میرے خیال سے اتفاق کیا اور مدرسہ کی ایک روداد میں اس کا ذکر بھی کر دیا۔ جب مولانا کا انتقال ہوگیا اور مدرسہ کے اہتمام کا بار بھی سرپرستان مدرسہ نے میرے ضعیف کاندھوں پر رکھدیا تو میں نے یکم محرم ۱۳۴۳ھ سے باقاعدہ اسکا تمام کرایہ مسجد کو دینا شروع کر دیا ہے اور اسوقت تک دو ہزار آٹھ سو اکتالیس روپیہ سنہری مسجد کی منتظمہ کمیٹی کو ادا کرچکا ہوں جس کی رسیدیں میرے پاس موجود ہیں اور جو رقم وصول ہوتی جاتی ہے وہ برابر دیتا رہتا ہوں۔ اور جو رقم کرایہ داروں پر باقی ہے وہ سب کمیٹی منتظمہ کمیٹی کے علم میں ہے اور اب میں نے ایک سوداگر کے نام دکان مذکور کا اگریمنٹ بحیثیت مہتمم مدرسہ امینیہ و متولی دکان مذکور کے کیا ہے اور یہی مضمون اگریمنٹ میں لکھا گیا ہے اور عدالت میں بھی یہی بیان دے چکا ہوں۔

واضح ہو کہ سنہری مسجد کی ایک منتظمہ کمیٹی مدرسہ امینیہ سے علیحدہ ہے اور وہ ان تمام حالات سے واقف اور مطلع ہے میں بھی اس کا ایک رکن ہوں آٹھ نو ممبر میرے علاوہ بھی ہیں۔

سوال چہارم

اگر یہ سچ ہے تو کیا حضرت مولانا اسکی وجہ شائع فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کہ مسجد کی دکان پر قابض ہونے اور اپنے نام کرانے کی کیا وجہ ہے۔

جواب

تصریحات بالا سے معلوم ہوگیا کہ یہ سچ نہیں ہے کہ میں نے کوئی دکان اپنے نام کرالی ہے۔

سوال پنجم

اسی سلسلہ میں چوبیس سو روپیہ کی ایک رقم کی نسبت بھی دریافت کرتا ہے جو کسی بندہ خدا نے خدا کے نام پر آپ کو دی تھی۔ کیا اس رقم کا مصرف آپ بتائیں گے (دالی تولہ) کیا اس رقم کی وصولی اور دکان پر قبضہ کا زمانہ ایک ہی ہے۔

جواب

یہ بالکل غلط ہے مجھے کسی نے چوبیس سو روپیہ کی رقم نہیں دی۔ اگر آپ کو فی الحقیقت کوئی اطلاع ملی ہے تو دینے والے کا نام بتائیے اور اسی کے ذریعہ سے مطالبہ کرائیے کہ مجھ سے اپنی رقم کا مصرف دریافت کرے، ہاں اگر پبلک میں ایک غلط خیال میری طرف پھیلانا ہی آپ کا مقصد ہے تو میں اسکو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

الحاصل نہ میں نے کسی دکان پر قبضہ کیا ہے۔ اور نہ مجھے کسی نے یہ رقم دی ہے جس کا مصرف بتانے کا میں ذمہ دار ٹھیرایا گیا ہوں۔ یہ سب ان مہربانوں کی نوازش ہے جو پبلک میں مجھے بدنام کرنے کیلئے اس قسم کی کارروائی کررہے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، ۹ مئی ۱۹۲۹ء

تار پتہ "الجمعیۃ دہلی"
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ

دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ۔۔۔ ۵۰
نصف صفحہ (") ۔۔۔ ۳۰
ایک کالم (") ۔۔۔ ۲۰
½ کالم (") ۔۔۔ ۱۵
¼ کالم (") ۔۔۔

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ ۔۔۔ ۶ روپے
ششماہی ۔۔۔ ۳ روپے
سہ ماہی ۔۔۔
ممالک غیر کے لئے
سالانہ ۔۔۔
ششماہی ۔۔۔
نمونہ مفت
فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

جلد ۱۱ | دہلی یوم جمعہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۳۵

ماہِ محرم

یہ وہ مہینہ ہے جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے اس مہینہ کا نام شہر اللہ یا ماہ الٰہی بھی ہے۔ بی بی صدیقہ فرماتی ہیں کہ رمضان کی فرضیت سے پیشتر عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ مگر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کا احترام جاتا رہا۔ جو چاہے رکھے یا نہ رکھے۔ ایام جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے اور اس روز عید مناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کو جب مدینہ تشریف لائے تو اس روزے کا حکم دیا۔

مدینہ منورہ کے یہودیوں سے آپ نے دریافت کیا کہ آج روزہ کیسا اور خوشی کیسی ہے انہوں نے کہا کہ آج کا دن نیک ہے۔ آج ہی اللہ نے موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو دشمنوں سے نجات دی۔ موسیٰؑ نے اس شکریہ میں یہ روزہ رکھا تھا ہم بھی انہیں کی اتباع کرتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ سے زیادہ میں حقدار ہوں۔

بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کی صبح انصاریوں کے گاؤں میں جو مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں تھے، کہلا بھیجا جس نے کھانا نہ کھایا ہو وہ اپنا روزہ تمام کرے۔ اور جس نے کھا لیا ہو۔ وہ اب کچھ نہ کھائے۔ ہم اس ارشاد کے بعد سے عاشورہ کے دن روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی رکھواتے۔ جب مسجد جانے لگتے تو ان کے لئے کپڑے کا کھلونا بنا جاتے۔ اگر کوئی بچہ کھانے کے لئے روتا تو وہ کھلونا ان کے سامنے رکھ دیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔

وعن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام یوم عاشوراء انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ۔ ابو قتادہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یوم عاشورہ کے روزے سال گزشتہ کا کفارہ ہیں مجھے خدا کی ذات سے ایسی ہی امید ہے۔

وفی روایۃ حین صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء وامر بصیامہ قالوا یا رسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاریٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان العام القابل انشاء اللہ صمنا الیوم التاسع فلم یأت العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلعم۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور دوسروں کو روزے کا حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم یہ وہ دن ہے جس کی یہود اور انصاری تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ سال زندہ رہا تو انشاء اللہ میں نویں محرم کو روزہ رکھوں گا۔ مگر آپ محرم آنے سے پہلے ہی رفیق اعلیٰ سے متواصل ہو گئے۔

حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم عاشورہ کا روزہ ذی الحجہ کے عشرہ کے نو روزے اور ایام بیض ہر ماہ کی (۱۳۔۱۴۔۱۵) کے روزے رکھتے اور فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال افضل الصیام بعد شھر رمضان شھر اللہ المحرم وافضل الصیام بعد المکتوبۃ صلوٰۃ اللیل وفی روایت قال مثل ای صلوٰۃ افضل بعد المکتوبۃ قال صلوٰۃ اللیل وای الصیام بعد شھر رمضان قال صیام شھر اللہ المحرم۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا رمضان کے بعد سب سے بہتر اور افضل ماہ محرم یا ماہ الٰہی کے روزے ہیں۔ اور فرض نماز کے بعد افضل تہجد کی نماز ایک روایت میں ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا فرض نماز کے بعد کونسی نماز بہتر ہے۔ فرمایا تہجد کی نماز۔ پھر کہا کہ رمضان کے روزوں کے بعد کون سے روزے افضل ہیں فرمایا محرم کے روزوں کے بعد کون سے روزے افضل ہیں فرمایا محرم کے روزے افضل ہیں۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محرم کا مہینہ ہے اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن اوروں کی توبہ قبول ہوگی۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عاشورہ کے دن روزہ رکھو۔ ایک دن قبل ایک دن بعد تاکہ یہود کی مخالفت ہو۔

ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر فراخی کی وہ سال بھر فراخی میں رہیگا۔

یوم عاشورہ یہودیوں کی عید کا دن اور حدیث میں یوم الزینۃ آیا ہے اس لئے محدثین اور ابجہ سے لوگوں نے اس روز سرمہ لگانے۔ نہانے۔ مہندی لگانے مختلف قسم کے کھانے پکانے قیمتی پوشاک پہننے۔ اور سرور کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح اس بارے میں مروی نہیں اور نہ کسی اصحاب سے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اس کو پسند کیا۔ سوائے حدیث توسیع علی العیال کے باقی سب موضوع ہیں۔

وہ باتیں جو اردو کی کتابوں میں مسطور ہیں یا سینہ بسینہ چلی آتی ہیں۔ مختصراً یہاں درج کی جاتی ہیں تاکہ عوام متنبہ ہوں۔ اور من گھڑت باتوں پر اعتقاد نہ رکھیں۔

(۱) جس نے عاشورہ کے دن سرمہ لگایا اس کی آنکھ سال بھر تک دکھنے نہیں آئے گی۔

(۲) جو شخص اس روز نہایا وہ سال بھر بیمار نہ ہوگا۔

(۳) جس نے شروع محرم کے نو دن روزے رکھے تو اللہ اس کے لئے ہوا میں ایک قبہ میل در میل بنائے گا اس کے چار دروازے ہوں گے۔

(۴) جس نے اس روز روزہ رکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی صوم و صلوٰۃ کی عبادت لکھے گا۔

(۵) جس نے اس دن روزہ رکھا اس کو دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب اور دس ہزار حاجیوں کے حج کا ثواب اور دس ہزار شہیدوں کا ثواب ملیگا۔

(۶) جس نے اس روز روزہ رکھا اس کو ساتوں آسمانوں کے برابر ثواب ملے گا۔

(۷) جس نے اس دن کسی بھوکے کو کھانا کھلایا گویا تمام امت کے فقراء کو سیراب کیا۔

(۸) جس نے اس روز کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کو ہر بال کے بدلے جو اس کے سر پر ہیں جنت میں درجہ بلند ملے گا۔

(۹) اسی دن اللہ نے آسمان زمین۔ لوح۔ قلم۔ جبرئیل فرشتے آدم حضرت ابراہیمؑ پیدا کئے۔ اور ان کو اسی دن آگ سے بچایا۔

(۱۰) اسی دن حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ آیا۔ فرعون کو ڈبویا۔ بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑ حضرت ادریسؑ کو آسمان پر بٹھایا۔ حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی۔ حضرت داؤدؑ کی خطا معاف کی۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا رسول اللہ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کئے حضرت ایوبؑ کی مصیبت دور کی۔ حضرت یوسفؑ کو قید خانہ سے نکالا۔ حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔

(۱۱) پہلا دن دنیا میں عاشورہ بنایا گیا۔ پہلے پہل اسی دن آسمان سے مینہ برسا۔ اسی دن تمام انبیا نے روزہ رکھا۔

(۱۲) شب عاشورہ کی بیداری ساتوں آسمان کی عبادت کے برابر ہے۔ جو شخص اس شب میں چار رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد پچاس بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے پچھلے اور پچاس برس کے اگلے گناہ بخشدے گا۔ اس کے لئے ملاء اعلیٰ میں نور کا منبر بنے گا جس نے اس روز ایک گھونٹ پانی پلایا گو اس نے لمحہ بھر خدا کی نافرمانی نہیں کی وغیرہ

اس قسم کی بہت سی باتیں الحاقی اور اضافی ہیں جن کے موضوع ہونے میں کلام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اسلام میں اسی ماہ کا اہم ترین واقعہ امام الاولیاء نبیرہ اس الاصفیا جگر گوشہ سیدۃ النساء سیدنا امام حسینؓ کا واقعہ شہادت ہے یہ وہ حادثہ جانکاہ ہے جس کے بیان کرنے کی نہ زبان میں طاقت ہے نہ قلم میں۔ امام عالی مقام کی مظلومانہ شہادت اہل بیت رسول اللہ صلعم کی بیکسانہ حالت غربت پر آسمان و زمین رو رہے جنہوں نے نوحہ کیا۔ اور قیامت تک ہر مسلمان کا بچہ بچہ جس کو ابن رسول اللہ صلعم سے کچھ بھی تعلق ظاہری یا باطنی ہے روتا رہے گا۔

خریداران الجمعیۃ کو چاہیئے کہ خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(مینیجر)

جمعیۃ علماء پر کانگریس کی سازش کا بہتان

(از حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند)

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے راولپنڈی میں انقلاب کا وہ مضمون پڑھا تھا جس میں حیرت ناک سازش کا انکشاف کر کے جمعیۃ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے ۷ جون کو ایڈیٹر انقلاب کو مرقومہ ذیل خط لکھ دیا تھا اور درخواست کی تھی کہ وہ اس خط کو بھی انقلاب میں شائع فرما دیں۔ مگر افسوس کہ ۹ جون تک انقلاب میں وہ شائع نہیں ہوا۔ اب چونکہ دہلی میں بھی جمعیۃ علماء کے مہربانوں نے انقلاب کے مضمون کو پمفلٹ پر شائع کیا ہے اسلئے ہم اس خط کو نقل شائع کر کے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خود انصاف کریں۔

۷ جون ۱۹۳۰ء (ایڈیٹر)

مکرمی جناب مدیر انقلاب دام مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب نے انقلاب مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۰ء میں جمعیۃ علماء کے عہدہ داروں کی جس سازش کا انکشاف کیا ہے اور اس جوتقاریر نظم فرمایا ہے مجھے افسوس ہے کہ وہ صحیح نہیں ہے۔

میں مسلمانوں کے ملی حقوق کی نوعیت اور ان کی حفاظت کی ضرورت کے بارے میں کسی مخلص اور خیر خواہ اسلام سے پیچھے نہیں ہوں۔ نہرو رپورٹ پر جمعیۃ علماء کی طرف سے جو تنقید کی گئی تھی اور تبصرہ لکھا گیا تھا وہ میرے اس بیان کا شاہد ہے۔ ایسی تنقید اور ایسا تبصرہ مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت اور انجمن کی طرف سے شائع نہیں کیا گیا وہ بدستور اب بھی تک قائم ہے۔ جمعیۃ علماء نے اسے منسوخ یا مسترد نہیں کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان اپنے حقوق صرف قوت عمل سے حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ ہندوؤں کی خوشامد کر کے پورے حقوق منوا سکتے ہیں۔ نہ گورنمنٹ کی چاپلوسی اور وفاداری سے یہ کچھ لے سکتے ہیں۔ جبکہ ان کی ہمسایہ قوم میں ایک سیلاب کی طرح قوت عمل اور بیداری پیدا ہو رہی ہے تو ان کا جمود اور بے حسی ان کے لئے ہندوستان کے مستقبل میں ان کی سیاسی ملی موت کا پیش خیمہ ہے۔

میں نے مولانا ابوالکلام کو ایک مسودہ ضرور دیا تھا اور اس کی غرض صرف یہ تھی کہ جو بعض مسلمان اسپر اڑے ہوئے ہیں کہ ذمہ داران کانگریس سے کوئی تصریح کرائیں۔ ان کے تقاضے عمل کو بھی حرکت میں لانے کا وسیلہ ہو جائے۔ لیکن میں نے یہ عبارت ہرگز نہیں لکھی تھی جو آپ کے کانگریسی دوست نے میری طرف منسوب کی ہے اور آپ نے ان الفاظ میں سے تحریر فرمایا ہے۔ (اور یہ لکھا کہ اگر ذمہ داران کانگریس سے اسپر دستخط کرادو تو جمعیۃ علماء شرکت کانگریس کا فتویٰ دیدے گی) مجھے اس کا کوئی حق ہی نہ تھا کہ کسی شرط پر میں جمعیۃ علماء کی طرف سے فتویٰ دیدینے کی ذمہ داری لیتا۔ آپ کے کانگریسی مخبر دوست نے یہ صریح تہمت لگائی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ آپ نے بھی بغیر تحقیق کے اسے شائع کر دیا اور اسے سازش کی بنیاد قرار دیکر ایک حیرت انگیز سازش کے انکشاف کے عنوان سے اشاعت کر کے بلاوجہ جمعیۃ کو بدنام کیا۔

مولانا ابوالکلام کے جس خط کا اقتباس نقل کیا گیا ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ اقتباس صحیح ہے یا غلط اس کے متعلق مولانا ابوالکلام خود روشنی ڈالیں گے۔

آخر میں اسقدر اور عرض کر دوں کہ اسی پرچے میں ضمیر کی آواز کا اثر کے عنوان کے ماتحت آپ نے جمعیۃ کی تجویز کا آخری حصہ جو نقل فرمایا ہے اس میں سے لفظ (بعض) دانستہ یا نادانستہ طور پر حذف کر دیا گیا ہے یہ تجویز میں اصل عبارت یوں ہے "اگر کانگریس ان بعض مسلمانوں کے شکوک" الخ۔ اگر لفظ بعض حذف نہ کر دیا جاتا تو پھر آپ کو اس تجویز میں باہمی تضاد کا اعتراض کرنے کا موقعہ نہیں ہوتا۔

امید ہے کہ براہ کرم آپ میرے اس خط کو انقلاب کی قریبی اشاعت میں شائع فرمادیں گے۔

آپکا مخلص
محمد کفایت اللہ

مدیر انقلاب کی حیرت انگیز سازش اور اسکا فیصلہ کن جواب

(از حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مفتی لودھیانہ)

۱۳ مئی ۱۹۳۰ء کو میں نے راولپنڈی میں انقلاب مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء اور مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۰ء کے دونوں پرچے دیکھے۔ پہلے پرچے میں اس کی اطلاع درج ہے کہ مدیر انقلاب کو اس حیرت انگیز سازش کے اسرار معلوم ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے جمعیۃ علماء نے کانگریس کی شرکت کی حمایت کی ہے اور لکھا گیا ہے کہ کل اس سازش کا انکشاف کیا جائے گا۔

۳۱ مئی کے افتتاحیہ میں اس "حیرت انگیز سازش" کا راز فاش از بام کیا گیا ہے۔ اور مدیر انقلاب نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد کو چیلنج دیا ہے کہ اگر مدیر انقلاب کا یہ بیان اور تحریروں کے اقتباسات غلط ہیں تو یہ حضرات حلف شرعی اٹھا کر مدیر انقلاب کی غلط بیانی کا اعلان کر دیں۔

مجھے مولانا ابوالکلام کے خط کے متعلق تو کوئی علم نہیں مگر جمعیۃ علماء کے پوزیشن سے میں واقف ہوں اسلئے میں مدیر انقلاب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا بیان غلط ہے۔ آپ نے اپنے بیان میں مفتی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے مولانا ابوالکلام کو لکھا کہ اگر یہ بیان کانگریس سے دستخط کرادو تو جمعیۃ علماء شرکت کانگریس کا فتویٰ دیدے گی" یہ افترا اور خالص جھوٹ ہے۔ مفتی صاحب کا اس مضمون کا خط اگر ثابت کر دیا جائے تو جو سزا تجویز کی جائے میں اس کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ بصورت عدم ثبوت آپ اور آپ کے کانگریسی دوست کو اس غلط بیانی کا اعتراف کرنا ہوگا۔

صدر جمعیۃ جمعیۃ علماء کی طرف سے فتویٰ دیدینے کی ذمہ داری کس طرح لے سکتے تھے۔ ان کی احتیاط کا تو یہ عالم ہے کہ اگر انہیں یقینی طور پر بھی علم ہو جائے کہ فلاں مسئلہ کے متعلق جمعیۃ کی اکثریت ہمخیال ہے جب بھی وہ اس وقت تک کسی کو اطمینان نہیں دلاتے جب تک کہ اجلاس میں اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ صدر جمعیۃ نے ایک مضمون کا مسودہ مولانا ابوالکلام کو دیکر یہ کہا تھا کہ اگر کانگریس کے ذمہ دار لوگ اس قسم کا اعلان کر دیں تو ان بعض مسلمانوں کی تشفی کے لئے بہتر ہوگا جو لاہور کانگریس کی قرارداد کو کافی نہیں سمجھتے اور اس طرح کانگریس مسلمانوں کی متفقہ تائید حاصل کر سکے گی۔ جمعیۃ علماء کے اجلاس امروہہ میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ جمعیۃ مرکزیہ کے ۳۴ ارکان میں سے صرف دو کے اختلاف اور ایک رکن کی غیر جانبداری باقی تمام ارکان کی بڑی بھاری اکثریت سے کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا حضرات کی تعداد اس تعداد کے علاوہ ہے جو بالکلیہ اس فیصلہ سے متفق تھے۔ اور جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس میں تو کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا حالانکہ ارکان جمعیۃ عمومیہ کی تعداد تقریباً ڈھائی سو تھی۔ جمعیۃ علماء نے اس تجویز میں یہ لکھا تھا کہ اگر کانگریس ان بعض مسلمانوں کے شکوک کا ازالہ کر دے۔ مدیر انقلاب نے اس فقرے میں سے لفظ بعض کو اڑا دیا ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ یہ مسامحت ہے یا فساد نیت بہرحال جمعیۃ کی تجویز کے مضمون میں کسی قسم کا باہمی تضاد نہیں ہے۔ ہاں لفظ بعض کو اڑا کر تضاد پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مدیر انقلاب جیسے متین صحیفہ نگار سے یہ بات مستبعد تھی۔ حالانکہ خود انقلاب مورخہ ۱۳ مئی میں جمعیۃ کی یہ تجویز صفحہ ۳ پر درج ہے جس میں یہ لفظ بعض موجود ہے۔ بہرحال یہ امر واضح ہے کہ جمعیۃ علماء نے کسی سازش کی بنا پر شرکت کانگریس اور مسلمانوں کو میدان عمل میں لانے کی تجویز پاس نہیں کی۔ بلکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کا سیاسی تعطل و جمود ہندوستان کی آئندہ حکومت میں ان کی سیاسی موت کا باعث تھا اسلئے جمعیۃ نے یہ تجویز منظور کی تھی۔

اگر مولانا ابوالکلام کے خط میں یہ الفاظ درج ہیں جو مدیر انقلاب نے نقل کئے ہیں تو ہمیں افسوس ہے کہ ان کا یہ فقرہ "جمعیۃ علماء صرف اس صورت میں کانگریس کی شرکت منظور کر سکتی ہے کہ اس اعلان پر دستخط ہو جائیں"، صریح طور پر غلط ہے اور صدر جمعیۃ کی تصریح کی صحیح ترجمانی نہیں ہے۔ اور اگر یہ الفاظ بھی مولانا ابوالکلام کے خط میں موجود ہیں (۱) اور ہمارے نزدیک علماء کا یہ مطالبہ نہ صرف غیر اہم بلکہ قطعاً غیر ضروری ہے۔ لیکن اس غرابت کا کیا علاج کیا جائے کہ نو مسلمانوں کی بدقسمتی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ ابوالکلام جیسا عالی قدر انسان جمعیۃ علماء کی طرف ایک غلط مطالبہ منسوب کرتا ہے اور پھر جمعیۃ علماء کو احمق بتاتا ہے، اور تو فی الحال سے اپیل کرتا ہے کہ اس

الجمعیۃ دہلی — ۱۳؍جون [illegible]

حضرت مولانا احمد سعید صاحب پر چند غنڈوں کا بزدلانہ حملہ

تمام ہندوستان کے طول و عرض میں سنسنی

مسلمانان بمبئی کو حضرت مولانا کی تلقین صبر

بمبئی سے برقی پیغام اور ٹیلیفون کی گفتگو

دہلی، ۱۱؍جون۔ اتوار کے روز تمام دیگر اخبارات میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی موٹر پر بمبئی کے بعض غنڈوں کے حملہ کی خبر پڑھ چکے ہیں۔ آج ہمیں مختلف ذرائع سے اس حملہ کے متعلق تفصیلات موصول ہوئی ہیں جنہیں ہم عام اطلاع کے لئے شائع کرتے ہیں۔ دفتر الجمعیۃ میں یہ خبر اتوار کے دن دوپہر کے قریب موصول ہوئی تھی چنانچہ سب سے پہلے ایسوسی ایٹڈ پریس اور فری پریس سے اس خبر کی تصدیق کی گئی مگر ان خبر رساں ایجنسیوں کے مقامی دفاتر اس وقت تک کوئی صحیح اطلاع بہم نہ پہنچا سکے۔ البتہ شام تک بمبئی کرانیکل اور دیگر اخبارات سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ رات کو حضرت مولانا کے پتہ پر ایک تار بھیجا گیا جس میں مفصل حالات سے مطلع کرنے کی درخواست کی گئی اور مولانا محمد نعیم صاحب نے کارکنان جمعیۃ علماء ہند کی خدمات پیش کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ اگر ہماری ضرورت ہو تو ہم حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں۔

یہ تار جنٹ اور جوابی دیا گیا تھا مگر دوسرے دن باوجود شدید انتظار کے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ متعدد بار اس امر کی کوشش کی گئی کہ ٹیلیفون کے ذریعہ حضرت مولانا کی قیام گاہ سے گفتگو کی جائے مگر ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ لائن خراب ہے۔ بالآخر شام کے وقت خلافت کمیٹی کے دفتر سے ٹیلیفون ملانے کے لئے کہا گیا۔ اس مرتبہ ٹیلیفون ملا دیا گیا۔ اور مولانا عرفان صاحب نے وہاں سے اطمینان دلایا کہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ بالکل درست ہے اور کوئی بات پریشانی کی نہیں ہے۔ زخم کی مرہم پٹی کر دی گئی ہے اور اس کے جلد مندمل ہو جانے کی امید ہے۔ اس کے بعد پھر مولانا کی قیام گاہ سے ٹیلیفون ملانے کی سعی کی گئی مگر لائن پھر خراب تھی اور حضرت مولانا سے براہ راست کوئی گفتگو نہ ہو سکی۔ گزشتہ شب میں حضرت مولانا کا مندرجہ ذیل تار موصول ہوا:-

"میں بالکل صحیح و سلامت ہوں، اور عنقریب دہلی پہنچنے والا ہوں، آپ حضرات تکلیف نہ فرمائیں۔ آپ کی تشریف آوری غیر ضروری ہے۔ تمام بمبئی مضبوطی کے ساتھ میری حمایت کر رہا ہے۔ احمد سعید"

آج ہندوستان کے دیگر انگریزی اخبارات میں بھی یہ خبر غیر معمولی اہمیت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

معاصر اجمل نے جو بمبئی کا ایک مسلم روزنامہ ہے حضرت ناظم صاحب جمعیۃ علماء ہند کا مندرجہ ذیل بیان بھی شائع کیا ہے:-

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا بیان

"جون کی آٹھویں شب کو دو بجے جبکہ میں بھائی محلہ میں تقریر کر کے واپس ہو رہا تھا میری موٹر پر حملہ کیا گیا۔ میری موٹر جب نیا ناگپاڑہ روڈ کے موڑ پر پہنچی تو ایک دوسری موٹر جس کا نمبر ۹۲۳ (X) تھا اور جس میں آٹھ دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے میری موٹر کے برابر سے نکلی۔ میرے موٹر کے ڈرائیور نے اس موٹر کو دیکھ کر اپنی موٹر روک لی۔ اور میرے ہمراہیوں نے اپنے موٹر ڈرائیور کو فہمائش کی کہ وہ اپنی موٹر چلائے۔ جتنی دیر میں ہمارے ڈرائیور نے گاڑی کو چلایا دوسری موٹر سے چند آدمی نکل آئے جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ ان آدمیوں نے میری گاڑی پر حملہ کر دیا۔ میرے ہمراہی برابر ان حملوں کو اپنے ہاتھوں پر روکتے رہے۔ لیکن حملہ آور کی ایک لاٹھی میرے سر پر لگی جس سے سر میں تقریباً آدھ انچ کا زخم ہو گیا۔ اور سر سے خون جاری ہو گیا۔ ہماری موٹر روانہ ہو چکی تھی اور میرے ہمراہی ڈاکٹر گور کے مکان پر پہنچے۔ لیکن حملہ آوروں کی موٹر نے ہمارا تعاقب کیا اور جس وقت کہ میں ڈاکٹر گور کے مکان کے بالائی حصہ میں داخل ہو رہا تھا [illegible] مکان میں داخل ہو چکا تھا حملہ آور پھر مکان میں داخل ہونا چاہتے تھے لیکن میرے ہمراہیوں نے پوری قوت کے ساتھ ان کو روکا، اور وہ مکان میں داخل نہ ہو سکے۔ حملہ آوروں کی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی ڈاکٹر گور کے دروازہ میں رہ گئی۔ میرے ہمراہیوں میں سے عبدالستار صاحب کے بھی مختلف چوٹیں آئی ہیں۔

بمبئی میں کچھ عرصہ سے اس قسم کی افواہیں مشہور ہو رہی ہیں کہ بعض لوگ نہ صرف ہندو مسلمانوں میں بلکہ خود مسلمانوں میں باہمی جنگ کرانے کے لئے ایک گہری سازش کر رہے ہیں۔ میں اس ناگوار واقعہ پر مسلمانوں سے [illegible] درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان سازشوں میں کوئی اصلیت ہے تو مسلمان اس قسم کی سازشوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں۔ آج جو تحریک جنگ آزادی [illegible] سے ملک میں جاری ہو گئی ہے اس کی کامیابی مسلمانوں کی ہمت پر موقوف ہے۔ بیرون ہند کے مسلمانوں کی آنکھیں اس وقت باشندگان ہند پر لگی ہوئی ہیں۔ تمام ممالک اسلامیہ کی آزادی ہندوستان کی آزادی سے وابستہ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کی باہمی جنگ کا نہیں۔ باوجود خلاف مسلک ہر شخص اپنے اپنے مسلک پر عمل کر سکتا ہے۔ وہ آپس میں جنگ نہ کریں۔ اور باہمی رواداری سے کام لیں۔"

مولانا کی قیام گاہ پر مسلمانوں کا ہجوم

ایک اٹھارہ سالہ نوجوان کی بہادری کا حیرت انگیز مظاہرہ

(از نمائندۂ بمبئی کرانیکل)

ہفتہ کی صبح کو بمبئی کرانیکل کا نمائندۂ خصوصی حضرت مولانا احمد سعید صاحب سکرٹری جمعیۃ علماء ہند کی خدمت میں حاضر ہوا اور حملہ کے متعلق اس نے مولانا سے مندرجہ بالا بیان حاصل کیا۔ مولانا کے سر میں داہنی جانب کان کے ایک انچ اوپر سخت زخم آیا۔ چونکہ حضرت مولانا پر یہ حملہ رات کے دو بجے کیا گیا تھا اس لئے طلوع آفتاب سے قبل بہت سے لوگوں کو اس کے متعلق کوئی علم نہ ہو سکا۔ جیسے ہی کہ بمبئی کرانیکل میں ایک مختصر سی اطلاع شائع ہوئی۔ تمام شہر میں اس بزدلانہ حملہ کے متعلق سنسنی اور جوش پھیل گیا اور مسلمانوں کے قلوب غم و غصہ سے لبریز ہو گئے۔

حضرت مولانا کا قیام ڈاکٹر گور کی قیام گاہ پر ہے بعض حضرات کو اسی وقت بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیدی گئی تھی۔ چنانچہ ان میں سے اکثر حضرات ڈاکٹر گور کے مکان کی طرف مولانا کو دیکھنے کے لئے بسرعت تمام روانہ ہو گئے۔ سیٹھ میاں جان محمد چھوٹانی، مسٹر عثمانی ترپانی اور متعدد دیگر اصحاب رات ہی میں مولانا کی عیادت کے واسطے تشریف لائے جس وقت مولانا ڈاکٹر گور کے ہاں پہنچے ہیں تو زخم سے خون جاری تھا۔ اسی وقت فوراً پٹی باندھی گئی اور باقاعدہ ڈریسنگ ہو گیا۔

صبح سے ڈاکٹر گور کے مکان پر مسلمانوں کا ہجوم شروع ہو گیا۔ ہر شخص مولانا کی صحت کے متعلق پریشان تھا اور صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین نظر آتا تھا جس وقت یہ "بمبئی کرانیکل" کا نمائندہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ممدوح کے گرد ایک جم غفیر موجود تھا۔ اگرچہ بہت زیادہ خون بہہ جانے اور سر میں شدید درد ہونے کے باعث مولانا کی طبیعت گری ہوئی تھی مگر وہ اس پر بھی بہت خوش تھے۔ جو شخص مولانا کے پاس آتا تھا وہ اپنی انتہائی ہمدردی کا اظہار کرنے کے بعد ان لوگوں کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا تھا جنہوں نے یہ بزدلانہ اور کمینہ حملہ کیا۔ صبح کے وقت جو لوگ آئے تھے ان میں مولانا محمد علی کینٹب اور مولانا محمد عرفان بھی تھے۔

مولانا نے اس حملہ کو ایک معمولی سا واقعہ قرار دیا ہے اور بمبئی کرانیکل کے نمائندے سے کہا ہے کہ وہ اپنے پروگرام کو بمبئی میں برابر جاری رکھیں گے۔

گواہوں کے چشم دید بیانات

بمبئی کرانیکل کے نمائندہ نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی جو حضرت مولانا کے ہمراہ موٹر میں سوار تھے اور ان سے حملہ کے متعلق بعض مزید تفصیلات حاصل کیں۔ حضرت مولانا اور ڈرائیور کے علاوہ موٹر کار میں چار آدمی اور تھے جیسے ہی کہ حملہ آوروں نے لاٹھیاں برسانا شروع کیں مولانا کے ساتھی ان کو بچانے کی انتہائی سعی کرنے لگے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں پر لاٹھیوں کو بچایا۔ حملہ آور یہ چاہتے تھے کہ مولانا کے سر پر ضرب ماریں۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص کی لاٹھی مولانا کے سر پر لگ ہی گئی۔ جس وقت مولانا کے پہلی لاٹھی لگی تو ان کے دو ساتھیوں نے ان کے سر کو اپنے جسموں سے ڈھک دیا اور برابر اپنی پیٹھ پر لاٹھیاں کھاتے رہے۔ اس عرصہ میں موٹر حملہ آوروں کی زد سے باہر نکل گئی۔

ایک نوجوان لڑکے کی بہادری

مسٹر عبدالقدیر نے جو ۱۸ سال کا ایک نوجوان لڑکا ہے۔ مولانا کی حفاظت میں سب سے زیادہ چوٹیں کھائیں۔ اور اپنی حیرت انگیز جرأت و شجاعت کا ثبوت بہم پہنچایا جس وقت کہ ڈاکٹر گور کے مکان پر پہنچ گئے ہیں تو اس وقت بھی اسی لڑکے کے چوٹیں آئیں۔ اس نوجوان لڑکے کی وہ ہمت و جرأت قابل داد ہے جس سے اس نے مسلمانوں کے اس عظیم المرتبت لیڈر کو بدمعاشوں کی لاٹھیوں سے بچایا۔

زبردست جلوس

گزشتہ شب مسلمانوں کا ایک زبردست جلوس مولانا کو ممدوح کی قیام گاہ سے بھائی محلہ تک لے گیا جہاں پر کہ مولانا کی تقریر ہوئی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار

ہندوستان کیلئے
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]
سہ ماہی [illegible]

ممالک غیر کے لئے
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]

نمونہ مفت
فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۷ ۲۱ ۲۵ ۲۹
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار) [illegible]
نصف صفحہ [illegible]
ایک کالم [illegible]
نصف کالم [illegible]
چوتھائی کالم [illegible]

جلد ۱۱ | دہلی یوم شنبہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۹

سائمن رپورٹ کے متعلق مختلف آراء

زعمائے ہند

سر ذوالفقار علی اور سر اقبال

لاہور ۲۷ جون۔ صوبجات کی مسلم جمعیتوں نے جو مراعات منظور کی تھیں، سائمن رپورٹ نے سر ذوالفقار علی خاں رکن ہندوستانی مرکزی کمیٹی اور سر محمد اقبال کو ان سے ناامید کر دیا ہے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ جب تک مسلم مطالبات کے حل کیلئے کوئی توجہ نہ کی جائے اس وقت تک مسلمانوں کی لندن کی گول میز کانفرنس میں شرکت مفید نہیں ہے۔ مسلم آؤٹ لک نے بھی سخت مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ مگر ہندو ہیرلڈ لکھتا ہے کہ اہل کمیشن نے مسلم مطالبات کے لئے وہ سب کچھ کیا جو ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ دیسی اخبارات نے سختی کے ساتھ سائمن رپورٹ کی مذمت کی ہے۔

مہاراجہ ٹیگور

کلکتہ ۲۴ جون۔ سائمن رپورٹ کی سفارشات پر تبصرہ کرتے ہوئے مہاراجہ ٹیگور نے فرمایا کہ ہندوستان کے زمینداروں کے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے اور ان کے نظام حقوق کیلئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ اس بات کے سدباب کے لئے سفارش کی اور فرمایا کہ ہندوستان میں ہندوستانی فوج کا تقرر عمل میں لایا جائے۔

مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

بعض رہنمایان ملک کو مدت مدید سے جس مغربی صحیفہ (سائمن رپورٹ) کا نہایت بے تابی کے ساتھ انتظار تھا وہ ۲۴ جون ۱۹۳۰ء کی صبح کو منصۂ شہود پر آ چکا ہے۔

صحیفہ ہذا کے مدون اعظم مسٹر سائمن نے برطانیہ عظمیٰ کی تدبرانہ روایات کے پیش نظر ہندوستانیوں کی ہر جماعت کے نہایت اہم مطالبات کو ٹھکرا کر موجودہ نظام حکومت میں جن جزوی تبدیلیوں کی فریبانہ سفارش کی ہے اس نے ہندوستانیوں کے لئے بلا اختلاف مذہب و ملت گول میز کانفرنس کے بائیکاٹ اور شرکت جنگ آزادی کے امکانات کو پہلے سے قریب تر کر دیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ جو حضرات جنگ آزادی میں جمعیۃ علماء ہند کے تجویز کردہ پروگرام [illegible] بند نہیں فرماتے تھے کہ سائمن اپنی رپورٹ میں مسلمانوں کو جو مراعات دینا چاہتے ہیں وہ ضائع نہ ہو جائیں، اب وہ حضرات اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھکر جمعیۃ کے نظام ملی کے ماتحت جنگ آزادی کی شرکت پر مجبور ہونگے۔

سر فیروز سیٹھنا

سر فیروز سیٹھنا صدر لبرل فیڈریشن نے فرمایا کہ جب تک مرکزی حکومت میں ترقی نہ کی جائے ملک میں امن و امان قائم نہیں رہ سکتا۔ گورنروں کے جدید اختیارات اتنے وسیع ہیں کہ یہ صوبہ کی خود مختاری کو محض نمائش بنا دیں گے۔

سر چمن لال سیتلواد

[illegible]

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی

[illegible]

پنڈت موتی لال نہرو

[illegible]

اپیل کی کہ وہ اس رپورٹ کا جواب کانگریس کی آواز پر لبیک کہکر دیں۔

سر شیوا سوامی آئر

اوٹاکمنڈ ۲۴ جون۔ سر شیوا سوامی آئر نے سائمن کمیشن کی رپورٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ سفارشات بالکل غیر اطمینان بخش ہیں اور کل اسکیم ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے۔ انہوں نے کہا کہ رپورٹ سے ملک کی بے اطمینانی اور بھی بڑھ جائے گی اور مہاتما گاندھی کے اتباع کو اور قوت پہنچے گی۔ اختتام پر آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی امید ملک کی موجودہ صورت حال کی تبدیلی کی نہیں معلوم ہوتی جب تک پورے مسئلہ پر شاہی حکومت خود غور نہ کرے اور کشادہ دلی کے ساتھ سائمن رپورٹ کے اثر سے محفوظ رہکر حل کی صورت پیدا نہ کرے۔

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی ۲۴ جون۔ لبرل اور نیشنلسٹ لیڈروں نے سائمن کمیشن کی سفارشات کی مذمت کی ہے۔ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ فرماتے ہیں کہ ان سفارشات کو نہ مسلمان قبول کر سکتے ہیں نہ ہندو۔ وہ اس رپورٹ کو زیادہ اہمیت نہیں دینا چاہتے کیونکہ فیصلہ لندن کانفرنس میں [illegible]

برطانوی حکومت اور پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔

مسٹر اے کے فضل حق

مسٹر اے کے فضل حق سابق وزیر نے کہا کہ سفارشات مجموعی طور پر مایوس کن اور بہت سی صورتوں میں ناکافی ہیں۔ البتہ مسلمانوں [illegible]

مسٹر سنتوش کمار ڈپٹی میئر کلکتہ

[illegible]

لفٹننٹ کرنل گڈنی

[illegible]

سائمن کمیشن کی سفارشات

صدر جمعیۃ علماء ہند کا بیان

سر جان سائمن کے کمیشن کی یہ سفارشات غیر متوقع نہیں ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ برطانوی حکومت اور اس کے عمال کی ذہنیت کا اس رپورٹ سے پورا ظہور ہو گیا ہے۔

کمیشن آئینی ترقی کے وسائل سوچنے کے لئے معین ہوا تھا مگر اس نے ہندوستان کو موجودہ اصلاحات سے بھی پیچھے ڈھکیل دینے کی سفارش کی ہے۔ اور ایک ایسی اسکیم تیار کر دی ہے کہ آئندہ حکومت کے تمام اختیارات برطانوی افسروں کے ہاتھ میں رہیں اور وہ جس طرح چاہیں خود سری سے ہندوستان پر حکومت کریں۔ اہل ہند کی حکومت خود اختیاری کی خواہشات کی جس مہذب پیرایہ میں کمیشن نے توہین کی ہے وہ برطانوی ڈپلومیسی کا مخصوص حصہ ہے اور ہندوستانیوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

مسلمانوں کے حقیقی اور متفق علیہ مطالبات کو جس بے پروائی سے ٹھکرایا گیا ہے اور صوبہ سرحد کو اس کے مساویانہ حقوق سے جس طرح محروم رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ سندھ کی علیحدگی کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے علیحدگی پر جو پابندی عائد کی گئی ہے بلوچستان کی موجودہ حالت قائم رکھکر جو ناانصافی کی گئی ہے وہ ناقابل قبول ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ سفارشات کسی محب وطن ہندوستانی کو خواہ وہ کسی طبقہ اور کسی ملت کا ہو مطمئن کر سکتی ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

جے۔ این۔ باسو (لبرل لیڈر)

مسٹر جے این باسو (لبرل لیڈر) نے کہا کہ جو اسکیم رپورٹ میں تیار کی گئی ہے۔ شاید پچھلی صدی کے اواخر میں مفید ہوتی لیکن موجودہ وقت میں بالکل غیر مفید ہے۔

معاصرین

"لیڈر"

ہندوستانی نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے سائمن رپورٹ ناقص و لایعنی ہے۔ کوئی صوبجاتی خود مختاری نہ ہوگی اور جو سفارشات سائمن رپورٹ میں اس قسم کا ظاہری رنگ لئے ہوئے ہیں وہ فریب ہیں اور آئندہ اگران پر عملدرآمد کیا گیا تو یہ دوسرا قدم پہلے قدم سے بھی زیادہ خراب ثابت ہوگا۔ مستقبل کی اسمبلی کے متعلق کمیشن نے جو تجویز پیش کی ہے اسے کوئی شخص بغیر غصہ کے نہیں پڑھ سکتا۔ مرکزی حکومت پر آئندہ مجلس مقننہ کو اس سے کم اختیار حاصل ہوگا جتنا کہ اس وقت حاصل ہے اور اس چیز کی اہمیت بہت زیادہ ہے! فوج کو ہندوستانی بنانے کے مسئلہ کا کیا حشر ہوا؟

فوج مجلس مقننہ کی پابندی سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دی گئی ہے۔ اب آئندہ سے اس فوج کی حیثیت نہایت واضح طور پر یہ ہوگی کہ وہ ہندوستان کی آبادی کو دائمی غلامی میں رکھنے کے لئے مسلط کی گئی ہے۔

اور ہندوستان کو کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نکالنے کے حق کے بغیر ۵۵ یا ۶۰ کروڑ روپیہ اس فوج کے انتظام کے لئے برطانیہ کو دینا پڑے گا۔

اس کے علاوہ اور سفارشات ہیں جو کچھ کم غیر منصفانہ، ذلت آمیز اور طیش دلانے والی نہیں! سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسے شخص کا دماغ [illegible]

کرنا چاہئے۔

ہم کو اعتماد ہے کہ وائسرائے اور وزیر ہند اس امر کو صاف کر دیں گے کہ حکومت اس کی ملزم نہیں ٹھیرائی جا سکتی اور اس کا ارادہ اور مقصد ایسے کمیشن کی خیالی اور بیہودہ سفارشات کے ذریعے معلوم نہیں کیا جا سکتا جو ہندوستانیوں کی مرضی کے خلاف بحث وتمحیص کے باوجود ان کے اوپر نازل کی گئیں اور جن کا مقاطعہ ہندوستان نے کیا، اور جواب بے نقاب اور بے حجاب ہو کر صرف رجعت پسندی نہیں بلکہ اثباتی طور پر حقیقت میں شر انگیز باعث ہے، دنیا کے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ ایسے ذمہ دارانہ اعلان میں جو ہندوستان کو سلطنت کی حیثیت تک بلند کر دینے کے مناسب طریق کار کو قبول کرتا ہو تعاون اور مستقبل کی امید پنہاں ہے۔

"ملت"

سائمن کمیشن کی جن سفارشات کا عرصہ سے انتظار تھا، آخرکار وہ آج قارئین کرام کے سامنے موجود ہیں۔ اس گراں خرچ کمیشن نے ہندوستان کی قسمت کا جو فیصلہ کیا ہے اس کی سفارشات اپنی زبان سے خود اپنی نوعیت کا اظہار کر رہی ہیں۔ بہتوں کو جو سائمن کمیشن سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کئے ہوئے تھے اور یہ سمجھے تھے کہ ہندوستان کو بس اگر کل سوراج نہیں تو کم سے کم مستعمراتی درجہ کی حکومت ہی مل جائے گی، ہمارا خیال ہے کہ ان سفارشات کو پڑھ کر سخت مایوسی ہوگی اور بہتوں کو جو سیاسی خیالات میں بہ نسبت دوسروں کے معتدل اور پست ہیں، ممکن ہے خوشی بھی ہوئی ہو لیکن ان لوگوں کو تو یقیناً ان سفارشات سے نہ خوشی ہوئی ہوگی اور نہ مایوسی جنہوں نے پہلے ہی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ کمیشن ہندوستان کی قسمت کا کیا فیصلہ کرے گا! سفارشات پر سرسری طور پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندوستان کو بحالات موجودہ کسی طرح مطمئن نہیں کر سکتیں اور باوجود یکہ کمیشن نے دوعملی کا بالکل خاتمہ کر دیا ہے لیکن وزراء کے تقرر میں صوبہ کے گورنروں اور گورنر جنرل کو کامل اور کلی اختیارات دیکر ہندوستان کو مونٹیگو چیمسفرڈ اصلاحات سے بھی ایک قدم پیچھے ہٹا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وفاقی (فیڈرل) طرز کی حکومت کا قائم کرنا، جس میں تمام صوبے اندرونی معاملات میں پورے طور پر بااختیار ہونگے، صوبوں کی آزادی (پراونشل اٹانومی) کی راہ میں ایک بڑھتا ہوا قدم ہے لیکن ان کی مجالس قانون ساز کے اختیارات کو یک قلم سلب کر لینا اور سب کچھ گورنر کے ہاتھ میں دیدینا، ...... تمام عطا کردہ اختیارات کو معطل کر دیتا ہے۔ اسی طرح مرکزی حکومت میں بھی مجلس قانون ساز جو اب فیڈرل اسمبلی کہلائے گی، گورنر جنرل باجلاس کونسل کا پورا اثر و اقتدار قائم رکھنا حقیقتاً صحیح معنوں میں پارلیمنٹری طرز حکومت کے بالکل خلاف ہے۔ اور بڑی حد تک مطلق العنان حکومت کا ایک نمونہ ہے۔ دنیا کی عام روش کی طرح، کم و بیش ہندوستان کے باشندوں کا رجحان بھی جمہوریت اور عمومیت کی طرف ہے۔ ہندوستان کی سیاسی اور آئینی نشو و نما اس روش کے خلاف کسی طرح نہیں ہو سکتی معاملات حکومت میں باشندگان کو، بہرحال کچھ نہ کچھ اختیارات دینے پڑینگے، اور وہ جس قدر زیادہ دئے جائیں گے اسی قدر حاکم و محکوم کے تعلقات خوشگوار اور اطمینان بخش ہونگے۔

چالیس آفریدیوں کا ضلع پشاور میں حملہ

بیس ہزار روپیہ لے کر چلے گئے

(ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار)

پشاور ۲۴ جون۔ پچھلی شب کو چالیس مسلح آفریدیوں کے ایک گروہ نے جو خاکی وردی میں اپنے آپ کو کانسٹبل ظاہر کرتے تھے موضع اکبرپورہ ضلع پشاور میں حملہ کیا۔

بعد ازیں یہی لوگ غازیوں کی حیثیت سے چندہ جمع کرنے کے لئے آگے۔ مزید انہوں نے کچھ ہندوؤں کی دوکانوں کو لوٹا اور پولیس آنے سے پہلے بیس ہزار روپیہ لے کر بھاگ گئے۔ دو ہندوؤں سے کچھ دھینگا مشتی بھی ہوئی۔

تحفظ حقوق اور حصول آزادی

(از مولانا حسرت موہانی صاحب)

شنبہ و دوشنبہ عرصہ دو سال کی کشمکش اور بحث مباحثے کے بعد مسلمانوں کا جو صحیح سیاسی مسلک نرم وگرم و سرد غرضکہ جملہ مسلمان زعمار کے اتفاق رائے سے پہلے مسلم کانفرنس کا پورا اور اس کے بعد آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی میں طے پایا تھا اس کے استوار و صائب ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک اس سے علانیہ روگردانی کی ہمت کسی کو نہیں ہوئی۔ علانیہ کا استعمال ہم نے دیدہ و دانستہ اس لحاظ سے کیا ہے کہ در پردہ سرد و نرم گروہوں کے علاوہ علی برادران کے مانند بعض گرم سمجھے جانے والے زعمار بھی اس صحیح پالیسی کو پس پشت ڈال کر اب صرف تحفظ حقوق اسلام ہی کو اپنا مطمح نظر قرار دے لینا چاہتے ہیں۔ اور اس مسلک کے دوسرے اور اہم تر جزو یعنی حصول آزادی کو گول میز کانفرنس کی شرکت کے شوق میں خیرباد کہہ دینے پر بخوشی آمادہ نظر آتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جمہور کی طرف سے ایسے کل خطاکاران سیاسی سے باز پرس کی جاتی اور ان سے مطالبہ کیا جاتا کہ جس طرح سے آپ نے قبل از تصفیہ حقوق ہنود کے ساتھ تعاون عمل سے انکار کر دیا ہے اسی طرح سے اور انہیں حقوق کے کم از کم عالی تعین کے بغیر حکومت کے ساتھ بھی بلا شرط صلح نہ کیجئے مگر پبلک کے قصور حافظہ کا حال قابل صد عبرت و افسوس ہے۔ مسلمانوں میں ان خطاکاروں کے پیدا کردہ افتراق و اختلاف کو دور کرنے کی ایک اخبارات میں طمانچے کے ذریعے سے کی جاتی ہے تو کسی ... لوگوں سے جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے تجویز کردہ مسلک پر ہنوز مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں اور اس لئے مسلمانوں کی موجودہ پریشان خیالی کے ہرگز ہرگز ذمہ دار نہیں ہوسکتے۔

بہرحال اب کہ دو چار دن میں سائمن رپورٹ کی اشاعت کے بعد لکھنؤ و شملہ میں مسلم لیڈروں کے اجتماع کا مرحلہ درپیش ہے ہم ایک بار پھر مسلمانوں کو یاد دلائے دیتے ہیں کہ ان کے صحیح سیاسی مسلک کا خلاصہ مندرجہ ذیل دو نقروں میں آج سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔

تحفظ حقوق مسلمین ... آزادی ... فقط

علیگڈھ میں علمار جمعیتہ کا ورود

مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۳۰ء انجمن اصلاح المسلمین علیگڈھ کی درخواست پر جمعیتہ علمار ہند کی طرف سے مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانوی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاری کو انجمن کے اجلاس عامہ کی شرکت کے لیے روانہ کیا اسی رات بعد نماز مغرب لائل کلب کے میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ہر مذہب و ملت کے تخمیناً دس ہزار آدمی شریک تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور ساغر صاحب کی دل ہلا دینے والی نظم آزادی اور مسٹر سردار حسین صاحب اور سکریٹری انجمن کی مختصر تقریر کے بعد مولانا حفظ الرحمن صاحب نے آزادی اور اسلام کے عنوان سے ایک محققانہ تقریر فرمائی جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔

آپ کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانوی نے ایک زبردست عبرت آموز تقریر فرمائی اور مخالفین جمعیتہ علمار ہند کے تمام شکوک کا مکمل ازالہ فرمایا جس سے سامعین بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

دوران تقریر میں بعض لوگوں نے دو مرتبہ جلسہ کو درہم برہم کرنے کی پوری کوشش کی لیکن انہیں نہایت ذلت انگیز طریق پر پسپا ہونا پڑا۔ سنا جاتا ہے کہ اس جماعت کی رہنمائی ایک ایسے بزرگ فرما رہے تھے کہ جو گذشتہ ہفتہ سے پہلے جمعیتہ اور کانگریس کے پورے حامی تھے لیکن اس کے بعد نامعلوم وجوہ کی بنا پر لعنت کرنے لگے ہیں۔ اللہ اکبر کے نعروں میں حاضرین کے صبر و تحمل اور برداشت کے شکریہ پر جلسہ برخاست ہوا کانگریس کمیٹی نے دونوں رہنماؤں کو دوسرے روز کانگریس کے جلسہ کی شرکت کے لیے بے حد مجبور کیا لیکن جمعیتہ کے کام کی مصروفیت کی بنا پر مجبوراً ہر دو رہنماؤں نے انکار کر دیا اور صبح ہی کو دہلی واپس چلے آئے۔ (نامہ نگار)

دہلی میں جمعیتہ علمار کے محترم اراکین کی تشریف آوری

مابہ النزاع مسجد کے متعلق تحقیق حالات

مسلمانوں کو باہمی رواداری کی تلقین

(نامہ نگار دہلی کا مراسلہ)

۱۲ر جون آج جمعیتہ علمار ہند کے مؤقر ارکان ۹ بجے دہلی تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علمار ہند۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا حافظ حاجی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمار ہند۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ارکان جمعیتہ کے علاوہ عسکر اسلامیہ کے چند رضاکار بھی کرنل محمد اسحاق صاحب کے ہمراہ تھے۔

ان حضرات نے مسجد مابہ النزاع کو جا کر دیکھا۔ سید مشتاق حسین صاحب اور سید حافظ محمد ہلال صاحب نے ان کو تمام واقعات بتائے۔ مسجد کا شاخچہ فوٹو جو ۱۹۲۳ء میں لیا گیا تھا۔ وہ بھی ان بزرگان ملت کو دکھایا گیا۔ ان سب حضرات نے سید مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ پر جو مسجد کے بالکل قریب ہے فاتحہ خوانی کی اس کے بعد یہ تمام مؤقر حضرات اوپار تشریف لے گئے جہاں سید مشتاق حسین اور حافظ محمد ہلال صاحب سے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ درگاہ کے خدام نے ان حضرات کو ہندو مسلم تعلقات کے متعلق اطمینان دیدیا اور صاف طور پر بتایا کہ مقامی معاملات پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے یہاں کے تمام مسلمانوں کا رویہ نرم ہے ان سب حضرات نے چلتے وقت مسلمانوں کو اطمینان دلایا اور باہمی رواداری کی تلقین کی ان معزز ارکان نے اس امر کی بھی امید ظاہر کی کہ معاملہ پر ہر ممکن طریقے سے سلجھانے کی کوشش کی جائے گی۔

پنجاب کونسل میں ایک خلاف شریعت مسودہ قانون

حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور دیگر علمار کا فتویٰ

مکرم و محترم جناب اڈیٹر صاحب اخبار الجمعیتہ زادت الطافکم

کالرہ بل شرعی حیثیت کے متعلق چند فتاوی طول و عرض ہند کے مستند اور مشہور علمار کرام و مفتیان عظام کے اخبارات میں شائع بھی ہو چکے ہیں ان میں حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ بھی داخل ہے جن کا حاصل یہ ہے کہ کالرہ بل قانون اسلام کے بالکل برخلاف اور صریح ظلم ہے۔

اس کے محرک اور مؤیدین کے ایمان کا خطرہ ہے اور گذشتہ سالانہ اجلاس جمعیتہ العلمار ہند منعقدہ کراچی میں بھی اس کو خلاف شریعت قرار دیا جا چکا ہے۔

بل مذکور کے متعلق ہم آپ کی خدمت میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب شیخ الحدیث سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جن کی فقاہت فی الدین اور تبحر علمی تمام ہندمیں مسلم ہے۔ اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ التفسیر سابق مدرس دار العلوم دیوبند جن کے کمالات علمیہ پر دار العلوم کو ناز ہے ان ہر دو محترم عالموں کا تائیدی فتویٰ بھیجتے ہیں۔ اس کو اپنے مؤقر اخبار میں فوراً شائع کر کے اعانت اور نصرت دین کا بروقت ثواب حاصل فرما دیں تاکہ آپ کا مؤقر جریدہ مشتمل بر فتویٰ دیگر مسلم ممبران کونسل کی خدمت میں پیش کر کے بروقت ان کو ان کے فریضہ مذہبی سے مطلع کیا جاوے۔

خاکسار حافظ محمد عبداللہ مہتمم مدرسہ دار العلوم فتح الدین
عبداللہ پور نمبر ۲ متصل لائل پور شہر

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علمار دین اس مسئلہ میں کہ ایک ایسے بل کو (اور وہ کالرہ بل ہے) جس میں حسب ضابطہ (رواج) لڑکیوں کو قطعاً جائیداد سے محروم کیا گیا ہے۔ اور بڑے لڑکے کے علاوہ باقی تمام لڑکے اور لڑکیوں کو بحیثیت میراث کچھ بھی حصہ نہیں دیا گیا نیز ان تمام وارثوں کو محروم کر دیا گیا ہے جن کو قانون شریعت حصہ دلاتا ہے۔ ایک مسلمان ممبر کا کونسل پنجاب میں پاس کرانے کی خاطر پیش کرنا اور دوسرے مسلمان ممبروں کا اس قانون کی تائید اور حمایت کرنا از روئے شریعت محمدیہ حلال اور جائز ہے یا حرام اور ناجائز۔ قانون شریعت سے منکر ہو کر رواج پر فیصلہ کرنا اور اس کی حمایت اور تائید اور سعی کرنا کرانا ایمان ہے یا کفر۔

جواب میں اس امر کی رعایت کی جاوے کہ مقصود منتظم اس بل کا پرائیویٹ جائداد کا تحفظ اور پنجاب کے ایک مشہور اور پرانے خاندان کا وقار قائم رکھنا بتایا جاتا ہے یعنی اس کا تعلق ایک شخصی جائداد سے ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہر ایسا قانون (خواہ اس کی حیثیت عمومی ہو یا خصوصی) جس کی رو سے لڑکیوں اور چھوٹے لڑکے اور دوسرے وارث مورث کے ترکہ کے اس حصہ سے محروم قرار پائیں جو شریعت غرار کے اٹل قانون نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اسلام اور اس کی تعلیمات اور اس کے احکام کے بالمقابل ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ جس کے محرک جس کے مؤید اور جس کی حمایت میں کسی حیثیت سے بھی حصہ لینے والے سب اخلاقی الدین کے گناہ عظیم کے مرتکب ہیں۔ قوانین شریعت کی توہین و تذلیل کا یہ انتہائی المناک منظر ہے کہ خود پیروان اسلام قوانین الٰہیہ کو توڑ کر طاغوتی قوانین کی بنیاد استوار کر رہے ہیں۔ یہ سیاہ بخت۔ اسلام اور اس کے نافذ کئے ہوئے قوانین و حدود کے بدترین دشمن ہیں۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس بے غیرت و بیحیا جماعت کی اسلام دشمنی کا احکام الٰہیہ کے ناموس اور قوانین اسلامی کے تحفظ کے نام پر مردانہ وار مقابلہ کریں۔ اور اپنے متفقہ اسلامی مظاہروں سے یہ ثابت کر دیں کہ سرزمین پنجاب میں جب تک فرزندان توحید آباد ہیں۔ ایسے ناجائز قانون کو جس کی بنیاد قانون شریعت کے انہدام پر استوار کی گئی ہے اور جس کا اثر شدہ شدہ عمومی حیثیت اختیار کرے گا کسی حال میں نافذ نہ ہونے دینگے۔

جو مدعی اسلام اس بدبخت قانون کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ اور جو لوگ اس کی حمایت کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان ان سے تمام تعلقات منقطع کر دیں۔ ہندوستان کی موجودہ زندگی میں اہل اسلام کے پاس ایک یہی حربہ ہے جس سے وہ اسلام کے کسی باغی کی اسلام دشمنی کا جواب دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عتیق الرحمن عثمانی دیوبندی مفتی
(جامعہ ملیہ) مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل ضلع سورت

الجواب صواب	الجواب صحیح	الجواب حق
محمد انور عفا اللہ عنہ	شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ	محمد حفظ الرحمن عفا اللہ عنہ

دار العلوم دیوبند میں تقسیم انعام کا جلسہ

سات سو طلبار کو انعام تقسیم کیا گیا

اکابر علمار امت کا اجتماع

یکم نومبر۔ آج صبح دار الحدیث کے بڑے ہال میں تقسیم انعام کے جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اکابر دار العلوم کے علاوہ جلسہ میں تمام مدرسین موجود تھے۔ دیگر مقامات کے علمار بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا عبداللطیف صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مظاہر العلوم سہارنپور۔ مولانا مبارک حسین صاحب مہتمم و صدر مدرس دار العلوم میرٹھ مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب کٹھوری ضلع میرٹھ مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمار ہند دہلی مولانا حکیم جمیل الدین صاحب دہلی۔ مولانا عزیز گل صاحب حضرات علمار کے علاوہ دہلی میرٹھ اور سہارنپور کے روسا نے بھی جلسے میں شرکت فرمائی۔ اول چند قرار نے قرآن شریف کی تلاوت کی اس کے بعد طلبار نے عربی۔ فارسی اور اردو قصائد پڑھ کر سنائے پھر مولانا قاری حافظ محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم نے مدرسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں مدرسہ کی ستر سالہ زندگی پر اجمالی تبصرہ کیا گیا تھا۔ رپورٹ کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔

عشار کی نماز کے بعد ناظم جمعیتہ علمار ہند کے وعظ کا اعلان کیا گیا تھا لیکن مولانا موصوف کی طبیعت ناساز تھی اور شام کو آپ کانگریس کے جلسے میں تقریر کر چکے تھے اس لئے بجائے شب کے صبح کے لئے مولانا کا وعظ ملتوی کر دیا گیا۔ اور شب میں بعض طلبہ نے تقریریں کیں اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند نے ان تقریروں پر تبصرہ فرمایا مولانا کی تقریر کے بعد پھر انعام تقسیم کیا گیا۔ تقریباً سات سو طلبار کو انعام تقسیم کیا گیا۔

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک:۔ قاضی زین العابدین صاحب ۔ مؤید:۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

سائمن کمیشن کی سفارشات

ہندوستان کی آئندہ حکومت کا خاکہ

مسلمانوں کے تقریباً تمام مطالبات مسترد کر دیئے گئے

صوبہ سرحد اور بلوچستان کی تبدیلی صوبہ سندھ کی علیحدگی میں رکاوٹیں

اسلامی پرسنل لا کی حفاظت پر سکوت

وائسرائے اور گورنروں کے وسیع اختیارات

تقسیم الابواب

سائمن کمیشن رپورٹ کی دوسری جلد جو ۳۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور جس میں ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے متعلق سفارشات کی گئی ہیں شائع ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ میں بارہ ابواب ہیں۔

پہلے باب میں کمیشن کی تجاویز پر ایک عام تبصرہ ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رپورٹ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک کل انڈیا فیڈریشن کے تدریجی قیام کو نشوونما دی جائے۔

دوسرا باب گورنروں کے صوبجات سے متعلق ہے اور اس میں زیادہ وسیع کونسلوں کی سفارش کی گئی ہے جو موجودہ جداگانہ انتخابات کے اصول پر ہوں گی۔ اسی باب میں صوبوں کے حدود کو از سر نو مقرر کرنے کے لئے ایک کمیشن کے تقرر کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

تیسرا باب صوبہ سرحد اور مخصوص علاقوں کے متعلق ہے جس میں صوبہ سرحد میں مجلس مقننہ قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

چوتھا باب مرکزی حکومت کے متعلق ہے اور اس میں ۲۸۰ اراکین کی ایک فیڈرل اسمبلی بنانے کی تجویز ہے۔ یہ اراکین بلاواسطہ انتخاب سے منتخب ہو کر نہیں آئیں گے بلکہ انہیں وہ صوبے جو فیڈریشن کے ممبر ہوں گے اپنی کونسلوں سے منتخب کرکے بھیجیں گے۔

پانچواں باب فوج کے متعلق ہے جس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ ہندوستان کی مدافعت اور قیام امن کے لئے ایک مستقل شاہی فوج رکھی جائے اور اسے ایک مخصوص مقررہ رقم ادا کی جائے اور کمانڈر انچیف آئندہ سے حکومت ہند کا ممبر نہ رہے۔

چھٹا باب برما کے متعلق ہے جس میں اس صوبہ کو ہندوستان سے علیحدہ کر دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

ساتواں باب دیسی ریاستوں کے متعلق ہے جس میں ایک کمیٹی بنانے کی سفارش کی گئی ہے جو ہندوستان کی ریاستوں اور برطانوی ہند کے مشترکہ مفاد پر غور و بحث کیا کرے۔

آٹھواں باب مالیات کے متعلق ہے جس میں حکومت مرکزی اور صوبجات کے درمیان مالی تعلقات قائم رکھنے کی اسکیم بتائی گئی ہے۔

نواں باب ملازمتوں کے مستقبل سے متعلق ہے جس میں موجودہ سول سروس اور پولیس سروس کو قائم رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔

دسویں باب میں ہائی کورٹ بدستور رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔

گیارہواں باب ہندوستانی اور برطانوی حکومتوں کے درمیان آئندہ تعلقات اور مجلس ہند کے آئین میں تبدیلیوں کے متعلق ہے۔

بارہواں باب عام نتائج اور تلخیص کے متعلق ہے اور اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ جب تک پوری طرح فیڈریشن قائم نہ ہو جائے اس وقت تک مرکزی حکومت مجلس مقننہ کے سامنے ذمہ دار نہ ہو گی البتہ صوبوں میں ترقی کے تجربے کئے جائیں گے۔

تعیین میعاد

اراکین کمیشن نے اس امر پر زور دیا ہے کہ مانٹیگو اصلاحات میں دس سال کی مدت معین کرکے نہایت سنگین غلطی کی گئی تھی اور اس سے بہت زیادہ نقصانات ہوئے اس لئے ہم آئندہ دستور کے متعلق جو سفارشات کرتے ہیں ان کو کسی وقت کے ساتھ محدود نہیں کرتے بلکہ ہم ایک ایسا دستور وضع کرنا چاہتے ہیں جس میں خود بخود ایسی رعایتیں موجود ہوں جو آئندہ ترقی کی کفیل ہو سکتی ہوں ہماری اسکیم کے لئے یہ ضروری نہیں کہ دس سال کے بعد ان پر غور کیا جائے اور کوئی دور اس دستور کے خاتمے کا ہو کیونکہ اس اسکیم میں ایسے تدریجی مواقع رکھے گئے ہیں جن سے تدریجاً ترقی ہو سکتی ہے۔

صوبوں کی ترجیح کا سوال

کمیشن کی رائے یہ ہے کہ صوبوں کو ان کی حیثیت کے مطابق ایک دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں ہے اور سیاسی حیثیت سے غیر ممکن بھی ہے ہم نے جو دستور صوبہ وار حکومتوں کے لئے بنایا ہے وہ تمام حالات میں یکساں ہوگا۔ البتہ خود اس دستور کے اندر ایسی رعایتیں رکھی گئی ہیں جو مختلف حالات میں مختلف صورتیں پیدا کر سکیں گی اور اگر بعض صوبے ترقی کر سکتے ہیں تو انہیں ترقی کے مواقع بہم پہنچا سکیں گی۔

برطانوی ہندوستان اور دیسی ریاستیں

کمیشن کی رائے میں باوجود اختلافات کے ہندوستان کے اندر ایک وحدت موجود ہے اور اس کے جغرافیائی اور سیاسی اتحاد کے علاوہ اس کا اقتصادی اتحاد بھی ضروری اور لازمی ہے اس لئے مختلف صوبوں کی طرح ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو بھی ایک نہ ایک دن فیڈریشن میں شریک ہو کر متحدہ ہندوستان کو تقویت پہنچانا ہے اس واسطے ہم نے ہندوستانی ریاستوں کے لئے یہ راستہ کھلا رکھا ہے اور اگرچہ اس وقت والیان ملک اس پر مجبور نہیں کئے جا سکتے کہ وہ ہندوستان فیڈریشن میں شریک ہو جائیں گے ان کی مرضی پر یہ بات چھوڑ دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔

فیڈرل طرز حکومت

فیڈرل طرز حکومت کے متعلق اراکین کمیشن نے لکھا ہے کہ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ طرز حکومت عام نہیں ہے مگر ہندوستان کے مخصوص حالات اس کے متقاضی ہیں کہ یہاں اس قسم کی حکومت قائم ہو۔ صوبوں کی خود مختاری کے لئے جو عام مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کی صرف یہی وجہ نہیں ہے کہ صوبوں میں جداجدا طور پر خودی کا ایک احساس پیدا ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے وجوہ ہیں مثلاً دہلی کا دور ہونا اور مختلف صوبوں کی اکثریتوں کا اپنی پوزیشن سے فائدہ اٹھانے کی آرزو وغیرہ۔

انگریزی پارلیمنٹ کا نمونہ

اراکین کمیشن نے لکھا ہے کہ ہندوستانیوں نے انگلستان کی پارلیمنٹ کو اپنے لئے نمونہ قرار دے کر جو توقعات قائم کر رکھی ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ انہیں یہ امید نہیں کرنی چاہئے کہ ہندوستان میں بھی ابھی مرکزی حکومت قائم ہو جائے گی جیسی کہ انگلستان میں ہے جو براہ راست رائے دہندگان کی نمائندہ ہوتی ہے اور اس کی ایک پارٹی جس کی اکثریت ہوتی ہے اپنی وزارت مرتب کرتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ اپنے لئے کوئی اور نمونہ تلاش کریں اور وہ فیڈرل طرز حکومت ہی ہے۔

حقیقی بنیاد

ہمیں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ خواہ ہم اس اصول کے کتنے ہی مداح کیوں نہ ہوں کہ اچھی حکومت آئینی حکومت کی قائم مقام نہیں ہو سکتی مگر ہمیں یہ دیکھ کر رام کر لینا چاہیئے کہ کہیں ہم حکومت کی بجائے خوبصورت کاریگری کو نہیں لے رہے ہیں۔ سب سے پہلی بنیاد جو حکومت خود اختیاری کی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ خود نظام حکومت مضبوط اور طاقتور ہو۔

ہندوستان کے اندرونی و بیرونی خطرات

ہندوستان کی مدافعت کا سوال سب سے زیادہ اہم سوال ہے جس سے اندرونی خطرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ سفارشات کرنے کے لئے تیار ہیں مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ کمیشن تجربہ کی نیت بہایت گراں اور کرنے لیسے اور ملک میں نہ ہزار ہا لاکھوں انسانوں کی جانوں کے واسطے سخت ترین خطرہ پیدا ہو جائے اس واسطے ضروری ہے کہ جو کچھ دیا جائے ایسے تحفظات کے ساتھ دیا جائے معمولی حالات میں حکومت اختیار خاص سے یوں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ جب غیر معمولی حالات ہوں

تو گورنر جنرل اور گورنروں کو اختیارات کلی حاصل ہونے چاہئیں کہ وہ حکومت کا نظام قائم رکھ سکیں۔

صوبوں کی جدید تقسیم

صوبوں کی جدید تقسیم کے سلسلے میں اراکین کمیشن نے سندھ اور اڑیسہ بولنے والے علاقہ کا ذکر کیا ہے کہ سندھ کے متعلق یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہاں فی الحال برما علیحدگی کمیٹی کی طرح ایک کمیٹی قائم کر دی جائے۔ اور حکومت ہند ایک کمیشن مقرر کرکے تحقیقات کرائے کہ متفقہ سمجھوتہ سے کون سی اسکیم کامیاب ہو سکتی ہے۔

صوبوں کی حکومت میں تبدیلیاں

اراکین کمیشن صوبہ وار حکومتوں میں دو عملی کے خاتمہ کی سفارش کی ہے اور لکھا ہے کہ کابینہ کا ہر رکن حکومت کی مجموعی پالیسی کا ذمہ دار قرار دیا جائے اور کابینہ پر صوبہ کے انتظام کا بار ڈال دیا جائے اس کابینہ کے وزراء کا انتخاب گورنر خود کرے۔ اراکین کمیشن نے لکھا ہے کہ ہمارا یہ تجویز نہیں ہے کہ ہر صوبہ میں تمام وزارتی شعبہ جات ان وزراء کی ہی زیر نگرانی ہوں جو کونسل کے منتخب شدہ ارکان ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد یہ ہے کہ آئینی حیثیت سے کسی غیر منتخب شدہ وزیر کے لئے کسی شعبہ کا دیا جانا ناجائز نہ رہے گورنر کابینہ میں ایک یا ایک سے زیادہ غیر منتخب شدہ اشخاص کو بھی شامل کر سکتا ہے اور انہیں گورنر جنرل کے ماتحت اور ان کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہے جب وہ کابینہ میں شامل ہو جائے تو ذمہ داری میں برابر کے شریک ہوں۔ وزراء کی تنخواہوں میں تخفیف یا ان کی بیخ کونسل کے ووٹ پر نہیں ہو سکے گی بلکہ تنخواہ میں جو کچھ رد و بدل ہوگا وہ صوبہ سے قانون کے مطابق ہوگا ملامت کا ووٹ تمام کابینہ پر من حیث الکل پاس کیا جاسکے گا اور اس کا کافی نوٹس دینا ہوگا۔ ہر ایسے معاملہ میں جو اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل ہوگا کہ کابینہ کے سامنے بغرض بحث پیش کیا جا سکے کابینہ کا فیصلہ مشترکہ فیصلہ ہوگا۔

گورنر کے اختیارات

گورنر کو آئینی طور پر یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ وزیر متعلقہ کے مشورہ کے خلاف بھی مندرجہ ذیل اغراض کے لئے کارروائی کر سکے۔

(۱) صوبہ کی حفاظت اور فلاح و بہبود قائم رکھنے کے لئے

(۲) اگر کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ دوسری قوم یا فرقہ کی طرف سے زبردست تعصب کیا جائے تو اس کو روکنے کے لئے

اس کے علاوہ مالی تخفیفات اور بعض خاص قسم کے قوانین کی توضیع کے متعلق بھی گورنر کو اختیارات خصوصی حاصل ہونے چاہئیں۔ حکومت کے بعض اور بھی فرائض ایسے ہیں جن کے متعلق گورنر کے اختیارات کو پوری طرح دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ کابینہ کا صدر گورنر ہوگا۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر اجلاس میں موجود ہی ہو۔ ایک سول سروس کا ملازم جو کابینہ کا سکریٹری ہوگا ہر وقت گورنر کے پاس آ جا سکے گا اور گورنر کو اس سے تمام حالات معلوم ہوتے رہیں گے۔ جن اختیارات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کو استعمال کرنے کی غرض سے گورنر کو یہ طاقت بھی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے دستخط سے قابل منظوری رقومات کے خرچ کی اجازت دیدے اور مسودات قانون منظور کرے۔

وزارت میں اقلیتوں کے تحفظ سے انکار

اراکین کمیشن نے اقلیتوں کے اس مطالبہ کو غیر ممکن کہکر مسترد کر دیا کہ کابینہ میں اقلیتوں کے وزراء کو شامل کرنے کے متعلق بھی حفاظتی قانون بنایا جائے۔

وزیر اعظم

عام طور پر ایک وزیر اعظم بھی ہونا چاہیئے جس کے مشورہ سے گورنر وزراء کا انتخاب کرے گا لیکن قانون میں اس کا کوئی ذکر نہیں آنا چاہیئے کیونکہ بعض مواقع پر اقلیتوں کے ارکان سے وزارت کا ترتیب دینا اسی صورت میں آسان ہوگا کہ وزیر اعظم نہ ہو۔

امن و امان کا سوال

یہ سوال کہ پولیس کو بھی وزراء کے ماتحت کر دیا جائے ایک ایسا سوال ہے جس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور بہت کچھ کہا جا چکا ہے مگر اراکین کمیشن کی رائے ہے کہ اب اس شعبہ کو بھی کابینہ ہی کے سپرد کر دیا جائے۔

غیر معمولی حالات میں بے پناہ اختیارات

لیکن اگر کبھی ایسا ہو کہ وزارت مرتب نہ کی جا سکی یا دستور اساسی پر عمل کرنے سے عام طور پر انکار کر دیا جائے تو گورنر کو آئینی طور پر اختیار حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ ملک معظم کی حکومت کو چلائے اور وہ اختیارات کو جو اسے اور اس کابینہ کو حاصل ہیں استعمال کرے اور کوئی ایسا کارکن مقرر کر دے جو اس کی امداد کر سکے اور مجلس مقننہ کا ممبر ہو۔ یہ صورت حال صرف ایک سال تک رہ سکتی ہے اس کے بعد بھی اگر اس کو جاری رکھنے کی ضرورت ہو تو برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی رائے درکار ہوگی۔

صوبہ کی مجلس مقننہ

صوبہ کی مجلس مقننہ کی عمر پانچ سال ہو جائے گی اور زیادہ اہم صوبے جو ہیں ان کے اراکین کی تعداد اس وقت دو سو سے لیکر دو سو پچاس تک کافی ہوگی۔

جداگانہ نیابت

مانٹیگو رپورٹ میں لکھنؤ پیکٹ کی رعایت سے جداگانہ نیابت رکھی گئی تھی اس کے بعد سے ابتک اور کوئی جدید معاہدہ نہیں ہوا ہے اور مسلمان جداگانہ نیابت کو چھوڑنے کے واسطے تیار بھی نہیں ہیں اس لئے اب فرقہ وارانہ نیابت جاری رہنی چاہیئے۔

سکھوں کی نیابت کا مسئلہ

پنجاب میں سکھوں نے جو تیس فیصدی نیابت مانگی تھی اس سے قطعی انکار کر دیا گیا لیکن اگر سکھ جداگانہ انتخاب کو سیٹوں کے تحفظ سے بدلنے کے واسطے تیار ہوں تو ممکن ہے کہ انہیں کچھ زیادہ ارکان مل جائیں۔

غیر برہمن

مدراس کے غیر برہمنوں کی جو سیٹیں محفوظ تھیں ان کو جاری رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی گئی اور انہیں عام ہندوؤں کے ساتھ ملا دیا گیا۔

بمبئی کے مرہٹے

لیکن بمبئی کونسل میں مرہٹوں کی جو سیٹیں محفوظ تھیں وہ برقرار رکھی گئیں آئندہ بھی اُن کی سیٹوں کا تحفظ کیا جائے گا۔

پس ماندہ اقوام

پس ماندہ اقوام کے لئے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کا مطالبہ بھی منظور نہیں کیا گیا لیکن ان کے واسطے سیٹیں محفوظ کرنے کی سفارش کی گئی اور گورنر کو ان کے امیدواروں کے متعلق بعض مخصوص اختیارات دیئے گئے۔

یوروپین

یوروپینوں کے سامنے بھی جداگانہ نیابت کا اصول طے ہوا اور اراکین کمیشن نے یہ امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ زیادہ بہتر نمائندہ بھیجا کریں گے۔

اینگلو انڈین

اینگلو انڈینوں کے لئے کمیشن یہ بہتر سمجھتا ہے کہ وہ نامزدگی پر انتخاب کو ترجیح دیں مدراس اور بمبئی میں اینگلو انڈینوں کے لئے دو دو سیٹوں کی سفارش کی گئی ہے باقی سوائے سی پی کے اور سب صوبوں میں بدستور نمائندگی رکھی گئی ہے سی پی میں انہیں علیحدہ ایک سیٹ دی گئی ہے۔

ہندوستانی عیسائی

ہندوستانی عیسائیوں کے واسطے سیٹوں کا تحفظ جداگانہ انتخاب سے زیادہ بہتر سمجھا گیا ہے مدراس میں ان کی نمائندگی بدستور رہے گی اور دوسرے صوبوں میں ایک ایک سیٹ کی دو دو ہو جائیں گی۔ اور سی۔ پی میں ایک سیٹ زائد۔

مسلمان

مسلمانوں کی نیابت کے متعلق لکھا ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کو اپنی تعداد سے زائد جو چانس کے طور پر جو سیٹیں حاصل ہیں وہ اب انہیں ہرگز نہیں ملنی چاہئیں البتہ پنجاب اور بنگال میں ان کی اکثریت قائم ہو جانی چاہیئے۔ لیکن اگر بنگال اور پنجاب کے مسلمان مخلوط انتخاب کے واسطے تیار ہو جائیں تو مسلمانوں کی ان زائد سیٹوں سے محروم نہیں کیا جائے گا جو انہیں دوسرے صوبوں میں حاصل ہیں۔

مخصوص مفاد

یونیورسٹی سیٹوں کا تحفظ اور ہندوستانی تاجروں اور صناعوں کی نیابت موجودہ تناسب کے ساتھ برقرار رکھی گئی ہے۔ مزدوروں کی نمائندگی کا معاملہ دوسرے کمیشن پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ زمینداروں کو جو تحفظ دیا گیا تھا وہ واپس لے لیا گیا ہے۔

عورتوں کی نمائندگی

چونکہ انتخاب میں عورتیں بھی حصہ لیں گی اس لئے ان کا رکن مجلس مقننہ ہونا بھی ضروری ہے اور اگر ان کی منتخب شدہ تعداد کافی نہ ہو تو گورنر کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ مزید اضافہ کر دے تمام سیٹوں میں سے عورتوں کا کم سے کم ۵ فی صدی اور زیادہ سے زیادہ دس فیصدی ہونا ضروری ہے۔

دستور اساسی میں ترمیم

دس سال کے بعد صوبوں کی حکومتوں کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ مندرجہ ذیل امور کے متعلق قرارداد منظور کر سکیں۔

(۱) حلقہ ہائے انتخاب کی تقسیم یا حدود یا ان کے ارکان کی تعداد میں تخفیف و اضافہ۔

(۲) طریق انتخاب میں تبدیلی

(۳) مخصوص اقلیتوں کے طریق نمائندگی میں تبدیلی

البتہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے سے قبل گورنر کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اسے مخصوص صورتوں میں ان کے ناقابل نفاذ قرار دیئے جانے کا بھی حق حاصل ہوگا۔

مسودات قانون

صوبہ کے مسودات قوانین کے متعلق گورنر جنرل کا یہ اختیار کہ وہ ان کی منظوری میں تاخیر رکھا جائے۔ اور اس سلسلہ میں گورنروں کے موجودہ اختیارات میں وہ بھی بجنسہ برقرار رہیں۔

رائے دہندگان

اراکین نے ایک کمیٹی مقرر کرنے کی سفارش کی ہے جو رائے دہندگان کے متعلق ایک اسکیم تیار کرے اور تمام آبادی میں سے تقریباً بیس فی صدی کو حق رائے دہندگی دیدے اسی طرح موجودہ تعداد سے ان کی تعداد تین گنی زائد ہو جائے گی۔ عورتوں کے رائے دہندگان کے

لئے دو تہائی [illegible] جائیں۔ (۱) پچیس سال کی عمر ہو اور کسی ایسے خاوند کی زوجہ ہو جو اپنی جائیداد کے حق رائے دہندگی رکھتا ہے یا (۲) پچیس سال سے زائد کی ہو اور اس کا شوہر زندگی میں رائے دہندگی کا حق رکھتا ہو۔ پندرہ سال کے بعد ایک دوسری کمیٹی اس غرض کے لئے مقرر کی جائے اور وہ رائے دہندگان کی تعداد میں اضافہ کی تدابیر پر غور کرے۔

صوبہ سرحد

رپورٹ میں چیف کمشنری کی موجودہ دوہری حیثیت کو قائم رکھا گیا ہے اور صوبہ سرحد کی آزادی کے متعلق جو مطالبہ کیا جاتا ہے اس کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ ایک مخلوط کابینہ بنائی جائے [illegible] ارکان کی بنائی جائے جس کے نصف ارکان منتخب شدہ ہوں اور نصف نامزد کردہ ہوں اور اول الذکر ان اراکین پر مشتمل ہوں جو ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اراکین اور سابق فوجی سپاہی منتخب کریں اور موخر الذکر دیگر اہم عناصر کی نمائندگی کریں مثلاً ہندو، اور سکھ کی اقلیتیں۔ اس کونسل کو قیام امن و امان اور محصول آراضی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ فیڈرل اسمبلی میں ایک صوبہ کی طرف سے تین مسلمان اور ایک ہندو نمائندہ ہو۔ مجلس مقننہ کو اخراجات اور محصولات کے متعلق رائے دینے کا حق حاصل ہو اور وہ پالیسی پر اثر انداز ہو سکے۔

دہلی کی بدقسمتی

بلوچستان، دہلی، اجمیر اور اجمیر و میواڑ کی حالت بدستور رہے گی پس ماندہ علاقے آئندہ سے مستثنیٰ علاقے کہلائیں گے اور ان کی ذمہ داری مرکزی حکومت پر عائد ہوگی۔

فیڈرل اسمبلی

لیجسلیٹو اسمبلی کی جگہ ایک فیڈرل اسمبلی ہوگی جسکے ارکان کا انتخاب براہ راست نہیں ہوگا بلکہ مختلف صوبے اپنے اپنے نمائندے منتخب کرکے بھیجیں گے ان کی تعداد بلحاظ آبادی ہوگی اور اس میں تناسب کا خیال رکھا جائیگا ہر وہ مرد یا عورت جسکو حق رائے دہندگی حاصل ہوگا اپنے صوبہ کی طرف سے فیڈرل اسمبلی کے لئے کھڑی ہوسکے گی۔ اگر کوئی ایسا امیدوار منتخب ہو گیا جو پہلے سے صوبہ کی کونسل کا ممبر ہو اور وہ اپنے دوہرے فرائض انجام دینے کے لئے تیار ہو تو وہ دونوں مجالس کا رکن رہیگا۔ فیڈرل ممبروں کی تنخواہیں صوبوں کے فنڈ سے ادا کی جائیں گی۔ صوبہ کی کونسل کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ صوبہ کے لئے نمائندے منتخب کرے۔ فیڈرل اسمبلی کی عمر ۵ سال ہوگی اسمبلی کے ارکان ۲۵۰ اور ۲۸۰ کے درمیان ہوں گے اور جب کسی زمانے میں ہندوستانی ریاستیں بھی فیڈریشن میں شریک ہو جائیں گی تو یہ تعداد تین چار سو تک پہونچ سکتی ہے۔ گورنر جنرل کی ایگزیکٹیو کونسل کے ممبر اسمبلی کے ممبر باعتبار عہدہ ہوں گے اور ان کے علاوہ گورنر جنرل کو اختیار رہیگا کہ زیادہ سے زیادہ بارہ اور ممبروں کو بھی نامزد کردے۔ صوبہ وار نمائندوں کے علاوہ صوبہ سرحد کی طرف سے چیف کمشنر بلوچستان کا نامزد کردہ ہوگا۔ ایک چیف کمشنر اجمیر مارواڑ کا۔ دہلی کے نمائندے کو میونسپل کونسل اور ڈسٹرکٹ بورڈ مل کر منتخب کرینگے۔ گورنر جنرل پس ماندہ علاقوں کی نمائندگی کے لئے نامزد کریں گے۔ اراکین کمیشن کا یہ اندازہ ہے کہ اسمبلی میں نمائندوں کا تناسب حسب ذیل ہوگا۔

(۱) غیر مسلم (پس ماندہ اقوام کے علاوہ)	۵۰ فی صدی
(۲) پس ماندہ اقوام	۱۰ فیصدی
(۳) سکھ	۲ فیصدی
(۴) مسلمان	۳۲ فیصدی
(۵) ہندوستانی عیسائی اور اینگلو انڈین تقریباً	۱ فیصدی
(۶) یوروپین	۱ فیصدی

کونسل آف اسٹیٹ

کونسل آف اسٹیٹ اپنی موجودہ صورت میں باقی رہیگی لیکن اس کا انتخاب بھی بالواسطہ ہوگا اور صوبہ وار تقسیم ہوگا۔ اس کی عمر سات سال ہوگی۔

مالیات

اراکین کمیشن نے مالیات کے انتظام کے لئے تقریباً ایسے اصول رکھے ہیں جن سے صوبوں اور مرکزی حکومت کے تعلقات صحیح طور پر قائم رہ سکیں اور صوبوں کی آزادی میں فرق نہ آئے۔ گورنر جنرل کے مخصوص اختیارات باقی رکھے گئے ہیں۔

گورنر جنرل با جلاس کونسل

گورنر جنرل حکومت کا حقیقی و عملی حاکم اعلیٰ ہوگا اور اپنے کابینہ کے ارکان کو جو اب تک شاہی منظوری سے مقرر کرائے جاتے تھے خود مقرر کرے گا آئینی ضوابط پارلیمنٹ میں پیش کئے جایا کریں گے اور ایک قرارداد کی ان کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ کمانڈر انچیف کا عہدہ اور درجہ باقی رہیگا۔ لیکن وہ حکومت ہند و مجلس مقننہ کے رکن نہیں رہیں گے وائسرائے کی کونسل کا ایک نیا ممبر ہوگا جو فیڈرل اسمبلی کا لیڈر کہلائے گا۔

ہندوستان کی مدافعت کیلئے فوج

اراکین کمیشن کا خیال ہے کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اس کو حل کرنے کے لئے بہت زیادہ تدبر و دانشمندی کی ضرورت ہے۔ جو فوج .... ہندوستان کی حفاظت کے لئے مقرر کی جائے گی اس کے واسطے یہ قطعی غیر ممکن ہوگا کہ وہ برطانوی عنصر کے بغیر ایک ہوسکے ہندوستانی فوج کا زیادہ حصہ تمام ہندوستان سے بھرتی نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بعض مخصوص جنگجو قوموں میں بھرتی کی جاتی ہیں۔ جو ہندوستان کے گذشتہ حاکموں کی نمائندہ ہیں اس لئے ان پر غیر برطانوی افسروں کی کمان ایک عجیب و غریب شکل میں مبتلا کردینے والی چیز ہے۔ پارلیمنٹ کی ذمہ داری بہت زبردست ہے اگرچہ ۱۹۱۷ء کا اعلان اپنی جگہ پر قائم ہے اور پارلیمنٹ اس کی پابند رہنا چاہتی ہے لیکن جو مشکلات اس کے سامنے ہیں وہ نہایت سخت ہیں یہ قطعی غیر ممکن ہے کہ فوج میں برطانوی عنصر موجود ہوتے ہوئے اس پر کسی منتخب شدہ مجلس مقننہ کے ذمہ دار وزراء کو اختیار دیدیا جائے اس قسم کی تبدیلی اسی وقت ہو سکتی تھی۔ جب ہندوستانی فوج میں شاہی حکومت کے مصرف کئے ہوئے برطانوی افسر موجود نہ ہوتے۔ ایسا کب ہوگا یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن ہمیں اس کے آثار نظر نہیں آتے کہ آئندہ سالہا سال تک ایسا ہو سکے۔

داخلی امن وامان

ہندوستان کی داخلی حفاظت کے لئے بھی برطانوی فوج کی موجودگی نہایت ضروری ہے کیونکہ وہ ایک غیر جانبدار محافظ ہیں اور پیاں گذشتہ چند سال کے اندر فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں۔ یہ کسی طرح خیال نہیں کیا جاسکتا کہ برطانوی فوج فسادات کو فرو کرنے کے لئے پبلک کے منتخب کردہ وزراء کا حکم مانیگی۔

دیسی ریاستوں پر دباؤ

ایک اور نہایت زبردست مشکل پیش ہے جسکو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تاج کے لئے یہ قطعی غیر ممکن ہے کہ ایسے آلہ کو اپنے ہاتھ سے نکل جانے دے جسکو وہ اس موقعہ پر استعمال کر سکتا ہے جبکہ ریاستیں ان فرائض کی ادائیگی سے گریز کرنے لگیں جو ان پر تاج کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔

فوج کا مقصد

ہندوستان میں جس مقصد کے لیئے فوج رکھی جاتی ہے وہ خارجی حملہ کی مدافعت اور داخلی امن کا قیام ہے۔ فوج کا توت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی کہ ضروری ہے۔ ہندوستان اور برطانیہ کے تعلقات ایسے ہیں کہ ہندوستان کے تحفظ کا مسئلہ اب یا مستقبل قریب میں صرف انگلستان ہی سے تعلق نہیں رکھتا ایسی فوج شاہی حکومت کے اختیار میں رہنی چاہیئے۔ ان مشکلات کی بنا پر کمیشن نے سفارش کی ہے کہ برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جانا چاہیئے اور شاہی فوج باقی رہنی چاہیئے۔

صوبہ برہما کی علیحدگی

کمیشن نے یہ سفارش کی ہے کہ صوبۂ برہما کو ہندوستان سے علیحدہ کردیا جائے۔ کیونکہ خود اس کی بھی یہی خواہش ہے اور اسکو ہندوستان کی مرکزی حکومت سے وابستہ رہنے دینے میں بھی دقتیں ہیں کمیشن نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ برہما کی علیحدگی فوراً عمل میں لائی جائے تاکہ ہندوستان کے ساتھ ساتھ اسکو بھی دستور اساسی دیا جاسکے۔

دیسی ریاستوں کے ساتھ آئندہ تعلقات

ہندوستان کا آخری نصب العین یہ ہے کہ چونکہ فیڈرل حکومت قائم ہو اس لیئے دیسی ریاستوں کی شرکت برطانوی ہندوستان کے ساتھ ضروری ہے جس کا اعتراف والیان ملک نے بھی کیا ہے اور پورا فیڈرل

مسلمانوں کے مطالبات کیا تھے؟

مسٹر جناح کے نکات چہاردہ گانہ

ہم ذیل میں مسٹر جناح کے وہ چودہ نکات درج کرتے ہیں جو موصوف نے آل پارٹیز کانفرنس میں پیش کئے تھے اور جن کو مسلمانوں کے متفقہ مطالبات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ناظرین کرام انہیں غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ نے کس طرح ذبح کیا ہے۔ ہم آج ہی کی اشاعت میں اس رپورٹ پر مبسوط تبصرہ کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کر رہے ہیں۔

(۱) ہندوستان کی آئندہ حکومت کا دستور اساسی وفاقی (یا فیڈرل) ہوگا جس میں صوبوں کی حکومتوں کو خود مختار اور فیصلہ کن اختیارات حاصل ہوں،

(۲) ہندوستان کے ہر صوبہ کو مساوی خود مختاری حاصل ہو،

(۳) ملک کی تمام مجالس قانون ساز اور منتخبہ جماعتوں کی تاسیس از سر نو اس اصول کے مطابق کی جائے کہ ہر صوبہ میں اقلیت کی مؤثر اور کافی نمائندگی ہو اور کہیں کسی اقلیت کی اکثریت اقلیت یا مساویانہ حیثیت میں تبدیل نہ ہو جائے،

(۴) مرکزی مجالس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی کسی حالت میں ایک تہائی سے کم نہ ہو،

(۵) فرقہ وارانہ جماعتوں کی نمائندگی موجودہ طریقہ کے مطابق جداگانہ نیابت کے ذریعہ بدستور قائم رہے لیکن ہر ملت کے لئے ہر وقت یہ کھلا رہنا چاہئے کہ وہ جس وقت چاہے جداگانہ انتخاب کو ترک کر کے مشترکہ اختیار کرلے،

(۶) اگر کسی زمانہ میں کسی صوبوں میں از سر نو حلقہائے انتخاب بنائے جائیں تو صوبجات بنگال پنجاب اور سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے،

(۷) ہر ملت کو کامل مذہبی آزادی یعنی عقائد، عبادت کی، مراسم، تبلیغ، ادارت اور تعلیم کی آزادی حاصل ہو،

(۸) کسی مجلس قانون ساز یا انتخابی جماعت میں کوئی ایسا مسودہ قانون، قرارداد، یا تجویز یا اس کا کوئی حصہ منظور نہ کیا جائے۔ اگر کسی ملت کے تین چوتھائی نمائندوں نے یہ شکایت کی کہ اس سے ان کی قوم کو نقصان پہنچیگا یا اسی قسم کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس پر عمل کرنے میں کوئی دقت نہ ہو،

(۹) سندھ کو صوبہ بمبئی سے الگ کردیا جائے،

(۱۰) صوبہ سرحد میں بھی اسی پیمانہ پر اصلاحات نافذ کی جائیں جس پیمانہ پر دیگر صوبوں میں نافذ ہوں،

(۱۱) دستور اساسی میں اس قسم کی کوئی تجویز ہونی چاہئے جس کے مطابق سرکاری ملازمتوں میں اور مقامی اداروں میں مسلمانوں کو بھی قابلیت وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے کافی حصہ ملے،

(۱۲) دستور اساسی میں مسلمانوں کے مذہب، تمدن اور شریعت (پرسنل لا) کے تحفظ کا خاص خیال ہونا چاہئے، اور مسلمانوں کی تعلیم، زبان، مذہب، شریعت، خیراتی اداروں کے لئے سرکاری یا مقامی حکومت کی امداد میں کافی حصہ ہونا چاہئے،

(۱۳) وزارتوں میں خواہ وہ صوبہ کی ہو یا مرکزی، مسلمان وزراء ضرور رہیں اور کسی صورت میں ایک تہائی سے کم نہ ہوں،

(۱۴) مرکزی حکومت دستور اساسی میں بغیر ماتحت حکومتوں کی رضامندی کے کوئی ترمیم نہ کرسکے گی۔

کانفرنس ہونے والی ہے اس میں آئندہ تعلقات پر بحث کی جائے گی۔ ابتداء کے طور پر کمیشن نے سفارش کی ہے کہ مشترک مفاد کے معاملات پر غور کیا جائے اور ہندوستان کے دستور اساسی کی تمہیدی فیڈرل حکومت کے قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کردیا جائے اور ایک مستقل مشاورتی کمیٹی برطانوی ہندوستان اور ہندوستانی ریاستوں کے نمائندوں کی بنائی جائے۔ جو عام معاملات کے متعلق بحث کرے۔

محصولات کے سسٹم پر تبصرہ

مسٹر لیٹن نے محصولات کے موجودہ سسٹم پر جو تبصرہ کیا ہے اس کی نقل کرنے کے بعد ارکان کمیشن نے اس سے اتفاق ظاہر کیا ہے اور اس کے مطابق محصولات میں بعض تبدیلیاں اور جدید سسٹم کے مطابق از سر نو تعین کی سفارش کی ہے اور بعض شعبہ جات کے متعلق لکھا ہے کہ ہندوستانیوں میں ان کے انتظام کی اہلیت نہیں ہے صرف یوروپین رنگروٹ ہی ان کو چلا سکتے ہیں۔

سرکاری ملازمین

فرقہ وارانہ کشیدگی کی بنا پر یوروپین حکام کو غیر جانبداری اور نوعی خصوصیت کے باعث ترجیح حاصل ہے اس کا اعتراف کیا گیا ہے ہندوستانیوں میں فرقہ وارانہ جانبداری کے جذبات یا اس کا خوف کہ انہیں جانبدار کہا جائیگا انہیں اس قابل نہیں رکھتا کہ وہ پوری طرح فرائض انجام دے سکیں۔ لی کمیشن کی رپورٹ کا حوالہ دینے کے بعد اراکین نے آل انڈیا سروس سے توقع ظاہر کی ہے کہ وہ زیادہ قابلیت کے ساتھ کام کرے گی سیاسیات سے الگ رہنے کے متعلق بھی ہدایت کی ہے اور یہ سفارش کی ہے کہ ہر صوبہ میں ایک پبلک سروس کمیشن مقرر کردیا جائے جو وزراء کے کام کو ہلکا کردے۔

حکومت ہند اور ہوم گورنمنٹ کے تعلقات

گورنر جنرل اور گورنر جنرل با جلاس کونسل بدستور وزیر ہند کے ماتحت رہیں گے جو پارلیمنٹ کے سامنے ذمہ دار ہوگا۔ وزیر ہند کو گورنروں سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ البتہ گورنران کے حالات سے جو وزیر ہند کی ذمہ داری سے مستفیض ہوں انہیں مطلع کرتے رہیں گے۔ انڈیا کونسل (مجلس ہند) کے اراکین میں تخفیف کردی جائے گی۔

حکومت برطانیہ کی برکات

آخر میں ان فوائد کا ذکر کیا گیا ہے جو برطانوی حکومت سے ہندوستان کو پہونچے ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ اس سے کسی شخص کو بھی اختلاف نہ ہوگا۔

فرقہ وارانہ تنازعات کا ذکر کرنے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ ان تنازعات کے ختم کرنے ہی میں ہندوستان کی نجات مضمر ہے۔

مہرولی میں جمعیۃ علماء کے محترم اراکین کی تشریف آوری

مابہ النزاع مسجد کے متعلق تحقیق حالات

مسلمانوں کو باہمی رواداری کی تلقین

(نامہ نگار مہرولی کا مراسلہ)

۲۱ جون۔ آج جمعیۃ علماء ہند کے مؤقر ارکان ۹ بجے مہرولی تشریف لائے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا حافظ حاجی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمٰن صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ارکان جمعیۃ کے علاوہ لشکر اسلامیہ کے چند رضا کار بھی کرنل محمد اسحاق صاحب کے ہمراہ تھے۔

ان حضرات نے مسجد مابہ النزاع کو جا کر دیکھا۔ سید مشتاق حسین صاحب اور سید حافظ محمد ہلال صاحب نے ان کو تمام واقعات بتائے۔ مسجد کا شکستہ فوٹو جو ۱۹۲۳ء میں لیا گیا تھا۔ وہ بھی ان بزرگان ملت کو دکھایا گیا۔ ان سب حضرات نے سید مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر جو مسجد کے بالکل قریب ہی فاتحہ خوانی کی اس کے بعد یہ تمام مؤقر حضرات اولیاء تشریف لیگئے جہاں سید مشتاق حسین اور حافظ محمد ہلال صاحب سے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ درگاہ کے خدام نے ان حضرات کو ہندو مسلم تعلقات کے متعلق اطمینان دیدیا اور صاف طور پر بتایا کہ مقامی معاملات پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے یہاں کے تمام مسلمانوں کا رویہ نرم ہے ان سب حضرات نے چلتے وقت مسلمانوں کو اطمینان دلایا اور باہمی رواداری کی تلقین کی ان معزز ارکان نے اس امر کی بھی امید ظاہر کی کہ معاملہ پر ہر ممکن طریقہ سے سلجھانے کی کوشش کی جائے گی۔

مدراس میں کانگریس کمیٹیوں کے خلاف کارروائی

مجالس خلاف قانون قرار دیدی گئیں

(ایسوشی ایٹڈ پریس کا تار)

اوٹاکمنڈ۔ ۲۳ جون۔ حکومت نے ضلع کانگریس کمیٹی اور بیزواڈا جنگی کونسل کو زیر دفعہ ۱۶ ضابطہ فوجداری مجمع خلاف قانون قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ ان جمعیتوں نے تحریک سول نافرمانی کو ستیہ گرہی رضا کاروں کے ذریعے تقویت دی چاہی۔ اسی طرح گنٹور ضلع کانگریس کمیٹی، اندھرا پرادنشل کانگریس کمیٹی، مشرقی و مغربی کشنا کانگریس کمیٹی اور مغربی گوداوری ضلع کانگریس کمیٹی بھی مجالس خلاف قانون قرار دیدی گئی ہیں۔

ہجری مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء نمبر ۵

صوبہ سرحد میں جمعیۃ علماء کا احیاء

مذہبی اور سیاسی اصلاحات کیلئے علماء کرام کے اہم اقدامات

انگریزی قوانین کے بجائے شرعی احکام کے نفاذ کا مطالبہ

یوم دوشنبہ ۲۲ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۵ صفر ۱۳۵۰ھ شہر پشاور مسجد قاسم علی خاں میں صوبہ سرحد کے مقتدر علماء کرام کا واقعات حاضرہ پر غور کرنے کے لئے ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں ملک کے مختلف اطراف سے ڈیڑھ سو علماء موجود تھے۔ واقعات حاضرہ پر مباحثہ اور ملک کے نہایت اہم واقعات پر تبصرہ کرنے کے بعد حسب ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) اس جمعیۃ کی رائے میں قوم کی موجودہ تباہی کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی مخالفت اور موجودہ انگریزی قانون کا نفاذ ہے [illegible] جس میں دادرسی کے لئے احکام کا غیر [illegible] فیصلے کرنے [illegible] کرنے میں بے انصافی کی تو یہ شکل معلوم ہوتی [illegible] کہ [illegible] میں شریعت محمدیہ کا فطرتی اور سادہ [illegible] دستور العمل بنایا جائے جیسا کہ مطالبہ بدولت [illegible] میں ہے۔ اہل سرحد نے یک زبان ہو کر پیش کیا ہے اور دس ہزار دستخطوں سے ایک درخواست اس مضمون کی پیش کی گئی ہے۔

(۲) اس جمعیۃ کی رائے میں موجودہ کساد بازاری اور مفلسی زراعتی حالت میں زمینداروں اور کسانوں میں مالیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ اور گورنمنٹ کے لئے لازم ہے کہ وہ موجودہ مالیہ میں ساٹھ فیصدی تخفیف کرے۔ حالیہ مشتہر تخفیف بالکل ناکافی ہے۔ نیز غیر زراعت پیشہ لوگوں کو حیثیت ٹیکس معاف کر دیا جائے۔

(۳) یہ جمعیۃ قوم آفریدی کے ساتھ اتحاد مذہب کی وجہ سے اظہار ہمدردی کرنے پر مجبور ہے۔ اور برطانیہ کے موجودہ اقدامات پر غیظ و غضب کا اظہار کرتی ہے اور گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ اپنی فوجوں کو جلد واپس بلا کر سرحد کی پرامن فضا کو مکدر و مشوش نہ بنائے۔ نیز بعض لیڈروں کی اس رائے پر اظہار نفرت کرتی ہے جو اخبار سرحد میں بحوالہ ڈیلی میل شائع ہوئی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ آفریدی فی الحال کھجوری کے میدان کو برطانیہ کے حوالے کر دے اور جب ہم سوراج حاصل کر لیں تو ان کو دیدینگے۔

(۴) یہ جمعیۃ تمام مسلم سیاسی و غیر سیاسی انجمنوں سے استدعا کرتی ہے کہ ان تمام کارروائیوں میں شریعت کے حدود سے تجاوز نہ کریں۔ اور تمام اہم معاملات میں مرکزی جمعیۃ علماء سرحد سے مشورہ کریں۔ بصورت دیگر اگر مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو جائے تو اس کی ذمہ داری خود ان انجمنوں پر عائد ہوگی۔ نیز علماء کرام سے گزارش کرتی ہے کہ وہ موجودہ انقلابات کا غور سے مطالعہ کر کے امور شرعیہ کی پوری نگرانی رکھیں۔ بصورت دیگر اگر مسلمان بسبب جہالت حدود شرعیہ سے تجاوز کریں تو احکم الحاکمین کے ہاں خود وہ علماء مسئول ہونگے۔

(۵) یہ جمعیۃ اوقاف کمیٹی سے استدعا کرتی ہے کہ اوقاف کے مصارف کو علماء جمعیۃ کے مشورہ کے خلاف صرف نہ کریں۔ ورنہ وہ قوم میں خائن متصور ہو کر خدائے تعالیٰ کے ہاں قیامت میں اور قوم کے ہاں دنیا میں جواب دہ ہونگے۔ نیز چونکہ صوبہ سرحد کے مسلم اوقاف خالص مذہبی اوقاف ہیں۔ اس لئے اس کے انتظام و انصرام کا حق مسلمانوں ہی کو پہنچتا ہے اور گورنمنٹ کی کسی قسم کی مداخلت گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اور گورنمنٹ کے سب کمیٹی کے تقرر پر اظہار ناراضگی کرتی ہے۔ اور پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ گورنمنٹ اس کو منسوخ کر کے سابق کمیٹی اوقاف کے حوالہ کر دے۔ نیز اپنے مطالبات کو منظور کرانے کے لئے مناسب سمجھتی ہے کہ فی الحال علماء اور بعض اعیان کا ایک وفد حکام اعلیٰ کے پاس جا کر بالمشافہہ اپنے مطالبات پیش کریں۔

(۶) یہ جمعیۃ علماء کرام سے استدعا کرتی ہے کہ مسلمانوں کو حسب ذیل اخلاقی و اقتصادی نقصانات پر متوجہ کر کے کوشش سے ان کو روکیں۔ اور چند مقتدر حضرات کی ایک کمیٹی مقرر کر کے ان کو اختیار دیگی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان قبائح پر پکٹنگ شروع کر دیا جائے۔ اور علماء ملک کی طرف سے اس کام کے لئے رضاکار بھرتی کریں۔ اور عام مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کار خیر میں ہماری اعانت کریں گے۔ وہ قبائح یہ ہیں:- تھیٹر، سینما، قحبہ خانہ، شراب

(۷) یہ جمعیۃ مسلمانوں کو مسئلہ حجاب اور تصویر کشی اور سود خوری کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتی ہے۔ [illegible] آزادی کے ان دلدادہ عورتوں کو جو کفار کے تقلید میں حجاب کو ترک کر کے مختلف مجمعوں کی زینت بڑھاتی ہیں۔ ان کی اس حرکت کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس کو دہریت کا مقدمۃ الجیش تصور کرتی ہے اور مسلمانوں کو خود ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے [illegible] کہ فتنہ عورتوں سے اٹھا تنبیہ کرتی ہے اور علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ پردہ اسلام کا ضروری جزو اور عورتوں پر فرض ہے۔

(۸) یہ جمعیۃ گورنمنٹ سے پرزور الفاظ میں درخواست کرتی ہے کہ وہ فی الفور ہماری جماعت کے ایک مقتدر رکن مولانا حاجی محمد امین شاعر افغانی و دیگر علماء مالاکنڈ ایجنسی و ہاتھی خیل علاقہ بنوں کو فی الفور رہا کر دے۔ اور گورنمنٹ کو تنبیہ کرتی ہے کہ علماء ایک عالم کے ساتھ اس نازیبا و خلاف انصاف سلوک پر زبردست صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں کہ گاندھی ارون معاہدہ کی رو سے تمام سیاسی اسیروں کو تو رہا کر دیا گیا۔ مگر ایک ایسے فرد کو جس پر جرم تشدد کا ثبوت کوئی نہ تھا تا حال قید رکھا گیا۔

(۹) یہ جمعیۃ یوتھ لیگ اتمانزئی کو تنبیہ کرتی ہے کہ مستند ذرائع سے اور بعض چشم دید واقعات سے معلوم ہوا کہ سرخ پوشوں کے بعض ذمہ دار افراد بیجا زیادتی و دست درازی اور علماء کی توہین کر کے اپنے مرکزی اصول سے مخالفت کر رہے ہیں۔

یہ جمعیۃ مرکزی یوتھ لیگ کے ارباب حل و عقد سے مطالبہ کرتی ہے کہ فی الفور تحقیق و تفتیش کر کے ان سرخ پوشوں کو سخت تنبیہ دیکر آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا سد باب کریں اور غیر مصلح افراد کو اس نظام سے نکال کر اپنی تحریک کو برباد ہونے سے بچائیں۔

(۱۰) یہ جمعیۃ سب علماء کی خدمت میں گزارش کرتی ہے کہ حسب تعین تاریخ انعقاد مجلس عاملہ تمام اطراف میں ان تجاویز کا اعلان کر کے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پرخلوص کوشش شروع کریں۔ اور اس کی اطلاع مرکزی جمعیۃ کو دیں۔

جمعیۃ علماء صوبجات متحدہ کا اجلاس میرٹھ

بصدارت جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

(خاص تار بنام الجمعیۃ)

مرادآباد ۱۲ جولائی۔ مولانا عبد العزیز بیگ صاحب ناظم یوپی جمعیۃ علماء مرادآباد سے بذریعہ برقی پیغام مطلع فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں ۱۹، ۲۰ جولائی کو بصدارت جناب مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند صوبجات متحدہ کی جمعیۃ علماء کا اجلاس منعقد ہوگا۔ توقع ہے کہ ہندوستان کے سرکردہ رہنما اجلاس کی شرکت فرمائیں گے۔ ضلع لیڈروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی طرف سے دو دو نمائندے بھیجیں۔ جو حضرات شرکت کا ارادہ رکھتے ہوں انکو چاہیئے کہ وہ اپنی آمد کی تاریخ اور وقت سے قاضی نجم الدین صاحب صدر مجلس استقبالیہ میرٹھ کو مطلع کرا دیں۔ ایجنڈا عنقریب شائع کیا جائے گا۔

مسائل کو مصالحتی بورڈ کی طرف رجوع کر دیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ریلوے بورڈ نے تخفیف کے متعلق جو حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔ اگر وہ حق بجانب ہے تو اسے تمام نزاعی مسائل کو ایک غیر جانبدار مصالحتی بورڈ کی طرف رجوع کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس طریق پر ریلوے بورڈ اپنے دعاوی کو حق بجانب ثابت کرنے میں کامیاب ہو سکے گی۔ بہرحال اب کہ بورڈ اس معاملہ میں صحیح اقدام سے گریز کر رہی ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ فوری مداخلت کرے اور مزدوروں کے معقول مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

ہجری مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء نمبر ۵

صوبہ سرحد میں جمعیۃ علماء کا احیاء

مذہبی اور سیاسی اصلاحات کیلئے علماء کرام کے اہم اقدامات

انگریزی قوانین کے بجائے شرعی احکام کے نفاذ کا مطالبہ

یوم دوشنبہ ۲۲ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۵ صفر ۱۳۵۰ھ شہر پشاور مسجد قاسم علی خاں میں صوبہ سرحد کے مقتدر علماء کرام کا واقعات حاضرہ پر غور کرنے کے لئے ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں ملک کے مختلف اطراف سے ڈیڑھ سو علماء موجود تھے۔ واقعات حاضرہ پر مباحثہ اور ملک کے نہایت اہم واقعات پر تبصرہ کرنے کے بعد حسب ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) اس جمعیۃ کی رائے میں قوم کی موجودہ تباہی کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی مخالفت اور موجودہ انگریزی قانون کا نفاذ ہے [illegible] جس میں دادرسی کے لئے احکام کا غیر [illegible] فیصلے کرنے [illegible] کرنے میں بے انصافی کی تو یہ شکل معلوم ہوتی [illegible] کہ [illegible] میں شریعت محمدیہ کا فطرتی اور سادہ [illegible] دستور العمل بنایا جائے جیسا کہ مطالبہ بدولت [illegible] میں ہے۔ اہل سرحد نے یک زبان ہو کر پیش کیا ہے اور دس ہزار دستخطوں سے ایک درخواست اس مضمون کی پیش کی گئی ہے۔

(۲) اس جمعیۃ کی رائے میں موجودہ کساد بازاری اور مفلسی زراعتی حالت میں زمینداروں اور کسانوں میں مالیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ اور گورنمنٹ کے لئے لازم ہے کہ وہ موجودہ مالیہ میں ساٹھ فیصدی تخفیف کرے۔ حالیہ مشتہر تخفیف بالکل ناکافی ہے۔ نیز غیر زراعت پیشہ لوگوں کو حیثیت ٹیکس معاف کر دیا جائے۔

(۳) یہ جمعیۃ قوم آفریدی کے ساتھ اتحاد مذہب کی وجہ سے اظہار ہمدردی کرنے پر مجبور ہے۔ اور برطانیہ کے موجودہ اقدامات پر غیظ و غضب کا اظہار کرتی ہے اور گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ اپنی فوجوں کو جلد واپس بلا کر سرحد کی پرامن فضا کو مکدر و مشوش نہ بنائے۔ نیز بعض لیڈروں کی اس رائے پر اظہار نفرت کرتی ہے جو اخبار سرحد میں بحوالہ ڈیلی میل شائع ہوئی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ آفریدی فی الحال کھجوری کے میدان کو برطانیہ کے حوالے کر دے اور جب ہم سوراج حاصل کر لیں تو ان کو دیدینگے۔

(۴) یہ جمعیۃ تمام مسلم سیاسی و غیر سیاسی انجمنوں سے استدعا کرتی ہے کہ ان تمام کارروائیوں میں شریعت کے حدود سے تجاوز نہ کریں۔ اور تمام اہم معاملات میں مرکزی جمعیۃ علماء سرحد سے مشورہ کریں۔ بصورت دیگر اگر مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو جائے تو اس کی ذمہ داری خود ان انجمنوں پر عائد ہوگی۔ نیز علماء کرام سے گزارش کرتی ہے کہ وہ موجودہ انقلابات کا غور سے مطالعہ کر کے امور شرعیہ کی پوری نگرانی رکھیں۔ بصورت دیگر اگر مسلمان بسبب جہالت حدود شرعیہ سے تجاوز کریں تو احکم الحاکمین کے ہاں خود وہ علماء مسئول ہونگے۔

(۵) یہ جمعیۃ اوقاف کمیٹی سے استدعا کرتی ہے کہ اوقاف کے مصارف کو علماء جمعیۃ کے مشورہ کے خلاف صرف نہ کریں۔ ورنہ وہ قوم میں خائن متصور ہو کر خدائے تعالیٰ کے ہاں قیامت میں اور قوم کے ہاں دنیا میں جواب دہ ہونگے۔ نیز چونکہ صوبہ سرحد کے مسلم اوقاف خالص مذہبی اوقاف ہیں۔ اس لئے اس کے انتظام و انصرام کا حق مسلمانوں ہی کو پہنچتا ہے اور گورنمنٹ کی کسی قسم کی مداخلت گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اور گورنمنٹ کے سب کمیٹی کے تقرر پر اظہار ناراضگی کرتی ہے۔ اور پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ گورنمنٹ اس کو منسوخ کر کے سابق کمیٹی اوقاف کے حوالہ کر دے۔ نیز اپنے مطالبات کو منظور کرانے کے لئے مناسب سمجھتی ہے کہ فی الحال علماء اور بعض اعیان کا ایک وفد حکام اعلیٰ کے پاس جا کر بالمشافہہ اپنے مطالبات پیش کریں۔

(۶) یہ جمعیۃ علماء کرام سے استدعا کرتی ہے کہ مسلمانوں کو حسب ذیل اخلاقی و اقتصادی نقصانات پر متوجہ کر کے کوشش سے ان کو روکیں۔ اور چند مقتدر حضرات کی ایک کمیٹی مقرر کر کے ان کو اختیار دیگی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان قبائح پر پکٹنگ شروع کر دیا جائے۔ اور علماء ملک کی طرف سے اس کام کے لئے رضاکار بھرتی کریں۔ اور عام مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کار خیر میں ہماری اعانت کریں گے۔ وہ قبائح یہ ہیں:- تھیٹر، سینما، قحبہ خانہ، شراب

(۷) یہ جمعیۃ مسلمانوں کو مسئلہ حجاب اور تصویر کشی اور سود خوری کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتی ہے۔ [illegible] آزادی کے ان دلدادہ عورتوں کو جو کفار کے تقلید میں حجاب کو ترک کر کے مختلف مجمعوں کی زینت بڑھاتی ہیں۔ ان کی اس حرکت کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس کو دہریت کا مقدمۃ الجیش تصور کرتی ہے اور مسلمانوں کو خود ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے [illegible] کہ فتنہ عورتوں سے اٹھا تنبیہ کرتی ہے اور علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ پردہ اسلام کا ضروری جزو اور عورتوں پر فرض ہے۔

(۸) یہ جمعیۃ گورنمنٹ سے پرزور الفاظ میں درخواست کرتی ہے کہ وہ فی الفور ہماری جماعت کے ایک مقتدر رکن مولانا حاجی محمد امین شاعر افغانی و دیگر علماء مالاکنڈ ایجنسی و ہاتھی خیل علاقہ بنوں کو فی الفور رہا کر دے۔ اور گورنمنٹ کو تنبیہ کرتی ہے کہ علماء ایک عالم کے ساتھ اس نازیبا و خلاف انصاف سلوک پر زبردست صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں کہ گاندھی ارون معاہدہ کی رو سے تمام سیاسی اسیروں کو تو رہا کر دیا گیا۔ مگر ایک ایسے فرد کو جس پر جرم تشدد کا ثبوت کوئی نہ تھا تا حال قید رکھا گیا۔

(۹) یہ جمعیۃ یوتھ لیگ اتمانزئی کو تنبیہ کرتی ہے کہ مستند ذرائع سے اور بعض چشم دید واقعات سے معلوم ہوا کہ سرخ پوشوں کے بعض ذمہ دار افراد بیجا زیادتی و دست درازی اور علماء کی توہین کر کے اپنے مرکزی اصول سے مخالفت کر رہے ہیں۔

یہ جمعیۃ مرکزی یوتھ لیگ کے ارباب حل و عقد سے مطالبہ کرتی ہے کہ فی الفور تحقیق و تفتیش کر کے ان سرخ پوشوں کو سخت تنبیہ دیکر آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا سد باب کریں اور غیر مصلح افراد کو اس نظام سے نکال کر اپنی تحریک کو برباد ہونے سے بچائیں۔

(۱۰) یہ جمعیۃ سب علماء کی خدمت میں گزارش کرتی ہے کہ حسب تعین تاریخ انعقاد مجلس عاملہ تمام اطراف میں ان تجاویز کا اعلان کر کے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پرخلوص کوشش شروع کریں۔ اور اس کی اطلاع مرکزی جمعیۃ کو دیں۔

جمعیۃ علماء صوبجات متحدہ کا اجلاس میرٹھ

بصدارت جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

(خاص تار بنام الجمعیۃ)

مرادآباد ۱۲ جولائی۔ مولانا عبد العزیز بیگ صاحب ناظم یوپی جمعیۃ علماء مرادآباد سے بذریعہ برقی پیغام مطلع فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں ۱۹، ۲۰ جولائی کو بصدارت جناب مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند صوبجات متحدہ کی جمعیۃ علماء کا اجلاس منعقد ہوگا۔ توقع ہے کہ ہندوستان کے سرکردہ رہنما اجلاس کی شرکت فرمائیں گے۔ ضلع لیڈروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی طرف سے دو دو نمائندے بھیجیں۔ جو حضرات شرکت کا ارادہ رکھتے ہوں انکو چاہیئے کہ وہ اپنی آمد کی تاریخ اور وقت سے قاضی نجم الدین صاحب صدر مجلس استقبالیہ میرٹھ کو مطلع کرا دیں۔ ایجنڈا عنقریب شائع کیا جائے گا۔

مسائل کو مصالحتی بورڈ کی طرف رجوع کر دیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ریلوے بورڈ نے تخفیف کے متعلق جو حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔ اگر وہ حق بجانب ہے تو اسے تمام نزاعی مسائل کو ایک غیر جانبدار مصالحتی بورڈ کی طرف رجوع کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس طریق پر ریلوے بورڈ اپنے دعاوی کو حق بجانب ثابت کرنے میں کامیاب ہو سکے گی۔ بہرحال اب کہ بورڈ اس معاملہ میں صحیح اقدام سے گریز کر رہی ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ فوری مداخلت کرے اور مزدوروں کے معقول مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۶

احرار کانفرنس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا خطبۂ صدارت

موجودہ سیاسیات اور مسلم حقوق کے تحفظ پر ناقدانہ تبصرہ

ذیل کا صدارتی خطبہ جناب مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے بہ تقریب احرار اسلام کانفرنس پنجاب بمقام لاہور حبیبیہ ہال میں بتاریخ ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو پڑھا۔

جس جماعت کے زیر اہتمام یہ کانفرنس ہو رہی ہے میرا فرض ہے کہ اس کی مختصر زندگی پر تبصرہ کروں۔ جنگ عظیم کے بعد حکومت برطانیہ نے ترکی حکومت کے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تو ۱۹۱۹ء میں ترکوں کی امداد کے لئے ہندوستان میں مرحوم خلافت کمیٹی کے نام سے ایک جماعت قائم کی گئی جس کی تمام زندگی کے ابتدائی اور آخری مراحل آپ خود دیکھ چکے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں جن مسلمانوں کے دل میں اسلام اور ہندوستان کی آزادی کا سچا درد تھا وہ سب کے سب اپنی زندگیوں کے آرام و راحت کو چھوڑ کر خلافت کمیٹی اور کانگریس پروگرام کے ماتحت کام کرنے لگے۔ حالات اور واقعات نے ملک میں بہت پلٹے کھائے۔ مگر پنجاب کی جماعت احرار ہمیشہ ہندوستان کی آزادی کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر کام کرتی رہی۔ احرار کی جماعت کوئی نئی جماعت نہیں ہے اور نہ یہ نیا نام ہے بلکہ ۱۹۱۹ء سے جن مسلمانوں نے تحریک خلافت اور کانگریس ...

صلح کے بعد جبکہ نیا آئین و قانون ہندوستان کے لئے کانگریس انگریزی حکومت کے ساتھ مل کر تیار کر رہی ہے۔ اس وقت ہر قوم کی یہ کوشش ہے کہ وہ اس آئین میں اپنے لئے بہتر سے بہتر مقاصد حاصل کرلے۔ پنجاب کے سکھوں کی قوم جن کی نمائندگی کا دعویٰ ماسٹر تارا سنگھ کو ہے مسلمانوں کے خلاف ...

[illegible]

نزل ... سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری میں قائم ہوئی۔ اس مجلس کے قائم ہونے کے اعلان کی دیر تھی کہ پنجاب کے اکثر ضلعوں میں اس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ اگر ہم صدق دل سے کام کرتے رہے تو میرا یقین ہے کہ عنقریب پنجاب کے ہر گوشہ میں مجلس احرار کا نظام پھیل جائے گا۔

احرار کانفرنس کی ضرورت

احرار کانفرنس کے بلانے کی ضرورت کیوں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی ...

(باقی صفحہ ... پر ملاحظہ فرمائیے)

احرار کانفرنس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا خطبۂ صدارت

بقیہ صفحہ اول

یعنی اس میں اعلان کیا گیا ہے کہ پنجاب میں افغان کو رائے دہندگی نہ دیا جائے اور ... اگر پنجاب کی مسلم اکثریت کی جگہ ہم انگریزی کی حکومت کو بہتر سمجھتے ہیں اس وقت پنجاب کے ہندو اور سکھوں کی متحدہ کوشش ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت قائم نہ ہونے دیں۔ اور اگر کوئی مسلمان جس نے ملک و وطن کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کی ہو اور اگر وہ یہ کہہ دے کہ پنجاب میں مسلمانوں کو اکثریت دی جائے تو اسی وقت ہندو پریس اس کو بدترین شہری اور فرقہ پرست کے نام سے بدنام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ میں ہندوستان کی تمام غیر اقوام کو کھلے الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعت احرار کسی قوم کے ساتھ بے انصافی نہیں چاہتی مگر اس کے ساتھ ہندوستان میں وہ اچھوت بن کر رہنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ مسلمان ہندوستان میں برابر کے حقدار ہیں اور وہ ہندوستان کی حکومت میں برابر کے حصہ دار ...

[illegible]

فرقہ پرست کون ہے

[illegible]

کانگریسی اور غیر کانگریسی مسلمان

[illegible]

(باقی آئندہ)

مسلمانان لدھیانہ کا عظیم الشان جلسہ

جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کو عملی جامہ پہنانے کا عزم

۱۴ نومبر ۱۹۳۱ء کو جامع مسجد ... میں سارڈا ایکٹ کو منسوخ کرانے کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علماء لدھیانہ اور ائمہ ... کو ۴ بجے شام جمع ہونے کی دعوت دی گئی۔ ... علماء کرام اور ائمہ مساجد تشریف لائے۔ غور و خوض کے بعد جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ۵ ارکان کی ایک سب کمیٹی بنام مجلس تحفظ ناموس شریعت بنائی گئی جس کے صدر مولانا عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ ...

[illegible]

احرار کانفرنس میں مولانا حبیب الرحمن صاحب کا خطبہ صدارت

موجودہ سیاسیات اور مسلم حقوق کے تحفظ پر ناقدانہ تبصرہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

مسلم نیشنلسٹ کانفرنس لکھنؤ کی قرارداد

[illegible]

ہندو مذہب میں کوئی فرق نہیں وہ صرف سیاسی حقوق کے لئے الگ ہیں ورنہ باہم رشتے ناطے ہوتے ہیں [illegible]

کرے گا ایسی حالت میں سکھ، اور ہندو تو علیحدہ سمجھنے کے علاوہ ان سے کسی نیکی کی امید رکھنا مسلمان کے لئے ناممکن ہے کہا جا سکتا ہے کہ جب دوسرے صوبوں میں مسلمان اقلیت ایک خاص قسم کے حفاظتی حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے تو پنجاب میں اقلیتوں کو اس حفاظت سے کیوں محروم کیا جاتا ہے۔ معترض اس حقیقت کو نظرانداز کر جاتا ہے کہ پنجاب میں اکثریت برائے نام اکثریت ہے جس سے صورت حال بالکل بدل جاتی ہے برائے نام اکثریت کے مقابلے میں جیسا کہ پنجاب میں ہے اقلیت اپنے زور بازو سے نشستوں کو حاصل کر سکتی ہے جہاں اکثریت اور اقلیت میں زیادہ فرق ہے وہاں بجز اکثریت کی خوشنودی مزاج کے کسی نشست پر قابض نہیں ہو سکتیں۔ یو۔پی۔ سی۔ پی۔ مدراس کہ جہاں مسلمان چودہ فی صدی چھ اور سات فی صدی کی اقلیت ہیں وہاں اتنی ہندو اکثریت کے مقابل ہو کر ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے ان صوبوں میں خاص شخصیت کا مسلمان خاص حالات میں وہ بھی صرف ہندوؤں کے بل بوتے پر ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں وہ حالت نہیں، یہاں اکثریت برائے نام ہونے کی وجہ سے صورت حال دوسری ہے یہی وجہ تھی کہ کسی ہندو رہنما کے ذہن میں اس سے قبل یہ نہ آیا تھا کہ پنجاب میں اقلیتوں کی حفاظت ہونی چاہیے اور نہ کبھی دوسرے صوبوں کے مسلمانوں پر اعتراض کیا گیا تھا کہ وہ مزید نشستوں پر قبضہ کرنے کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہیں۔

چھوت

ہندو مسلم اختلافات کے دور کرنے کے لئے نہ تو مسلم نیشنلسٹ کانفرنس لکھنؤ کی قرارداد ممد و معاون ہو سکتی ہے۔ نہ مخلوط انتخاب کی چیخ و پکار اس کے لئے مفید ہو سکتی ہے ہندو مسلم میں اختلافات کی خلیج جو روز بروز وسیع ہوتی چلی جا رہی ہے اس کو پاٹنے کے لئے کوئی بہتر سے بہتر قرارداد بھی کارآمد نہیں ہو سکتی، جب تک اس متعصبانہ ذہنیت کا خاتمہ نہ کیا جائے جس کا نتیجہ وہ چھوت چھات ہے جو ہندو اکثریت اقلیتوں کے ساتھ کر رہی ہے اس نقطے میں کہوں گا سب سے پہلے تبدیلی دل کی ضرورت ہے جس کے ساتھ اکثریت اقلیت کا اعتماد حاصل کر سکے جس کے ذریعہ رواداری فراخ حوصلگی باہمی اعتماد اور محبت کی فضا پیدا ہو سکے اس وقت تک ہندو مسلم اتحاد کے لئے جس قدر کوششیں کی گئی ہیں تقریباً سب کی سب ناکامیاب ثابت ہوئی ہیں عام طور پر مخلوط انتخاب کو ہندو مسلم اتحاد یا متحدہ قومیت کے لئے ایک موثر اور فیصلہ کن تجویز کے طور پر پیش کیا جاتا ہے لیکن پورے غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہندوستان کی ذلت اور تباہی کا راز بہت بڑی حد تک اس امر میں مضمر ہے کہ ہندوستان کی اکثریت رکھنے والی قوم مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ذلت آمیز سلوک چھوت کی شکل میں پیش کرتی ہے جس کے بعد محبت اور اتحاد باہمی کا پیدا ہونا قطعاً ناممکن ہو جاتا ہے۔

قریباً ایک ہزار برس سے مسلمان ہندوستان میں بس رہے ہیں یہی ان کا وطن یہی ان کا مسکن یہی ان کا مدفن ہے۔ بلکہ دیوار بدیوار ہندوؤں کے ہمسائیگی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مسلمان نہایت فراخ حوصلگی سے تمام کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ لیکن باوجود اس رواداری اور فراخ حوصلگی اور شریفانہ سلوک کے ہندو کی ذہنیت یہ ہے کہ وہ ایک ہزار برس گذر جانے کے بعد بھی مسلمان سے پورا سوشل بائیکاٹ کئے ہوئے ہے اور اسی ذہنیت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندو کا پانی الگ روٹی الگ محلے الگ اور ایسی متعصبانہ ذہنیت زندہ اور قائم رکھنے کے لئے ہندوؤں نے تمام تجارتی شہروں کے گرد ایک ایسا حصار کھینچ رکھا ہے کہ کسی مسلمان کو گھسنے نہیں دیا جاتا، حکومت کے مختلف اداروں میں ملازمتوں کے سلسلے میں مسلمانوں کے راستے میں کانٹے بچھا رکھے ہیں۔ پھر ان تمام جدائیگیوں کے ہوتے ہوئے صرف جداگانہ انتخاب کو متحدہ قومیت کے منافی بیان کرنا کیا معنی رکھتا ہے ہم سمجھتے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ مخلوط انتخاب متحدہ قومیت کے لئے ازبس ضروری امر ہے لیکن جداگانہ قومیت کو قائم رکھنے کے لئے چھوت چھات کی زہر جو زندگی کے مختلف شعبوں میں پھیلا رکھی ہے اس کا جب تک خاتمہ نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک مخلوط انتخاب کبھی بھی تریاق کا کام نہیں دے سکتا اگر آج ہندو اکثریت چھوت چھات کے اس ذلت آمیز اور نافرت انگیز سلوک کو چھوڑ دے تو میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان بغیر کسی غور کے مخلوط انتخاب کو منظور کر لیں گے۔

اس لئے متحدہ قومیت کے عہد مبارک کو قریب تر کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں آج ہر ہندوستانی کا بالخصوص ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ چھوت کی لعنت کو ملک سے نکالنے کے لئے زبردست جہاد کرے

متحدہ قومیت کے لئے یہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ اچھے سے اچھا تعلیم یافتہ ہندو بھی جس نے قوم پرستی کے بلند بانگ دعاوی کے شور سے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ وہ پاک و صاف مسلمان کے ہاتھ سے کھانے پینے کی کوئی چیز لے کر کھا لینے کو تیار نہیں ہے صرف اس تصور کی بنا پر کہ وہ ہندو کا ہم مذہب یا ہم عقیدہ نہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر تعصب اور فرقہ وارانہ ذہنیت کا اور کوئی مظاہرہ ہو سکتا ہے؟ اسلام نے تیرہ سو سال پیشتر یہ اعلان کر دیا تھا کہ سئور الآدمی طاھر (انسان کا جھوٹا پاک ہے) یعنی تمام انسان بلا امتیاز مذہب و ملت ایک ہی حکم رکھتے ہیں کسی انسان کی کسی انسان سے چھوت چھات نہیں۔ اور اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ مسلمان ہندو کے اس سلوک کے باوجود بھی اس کے ساتھ عام طور پر چھوت نہیں کرتا۔ کانگریس یا کمیٹی آریہ سماجین۔ اچھوت ادھار کا جو کام کر رہی ہیں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ نوع انسانی کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کام نہیں کرتیں۔ بلکہ سیاسی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ہندو ووٹروں کی تعداد بڑھانے کے لئے اچھوت کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ اگر ان تمام مساعی کا مقصد واقعی نوع انسان کی خدمت ہوتی۔ تو مسلمان کو بھی اسی طرح اپنے کنوؤں پر بلایا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ سے پانی پینے کا مظاہرہ عام طور پر کیا جاتا ہے ان کی کھانے پینے کی دوکانوں سے اشیاء خوردنی وغیرہ خرید کر تمام ہندوستانی بھائیوں میں سے چھوت کی لعنت کو دور کیا جاتا ہے لیکن اچھوت ادھار تحریک کی تمام تاریخ کو پڑھ جائیے تمہیں ایک واقعہ بھی ایسا نظر نہ آئے گا جس میں مسلمان کے خلاف چھوت کو مٹانے کے لئے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مظاہرہ بھی کیا گیا ہو بلکہ مجھے نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ اس حقیقت کو بے نقاب کرنا پڑتا ہے کہ گاندھی جی جیسی شخصیت کے ساتھ ہر وقت رہنے کا جن ہندوؤں کو شرف حاصل ہے وہ بھی مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں کیا ان حقائق کے بعد میں انصاف پسند ہندوؤں سے پوچھ سکتا ہوں کہ آخر قول و عمل کے مطابق کا یہ افسوسناک مظاہرہ کب تک کرتے رہو گے اپنے اعمال سے تم جداگانہ قومیت کی دیواریں ہر روز استوار کرتے ہو اور زبان سے قوم پرستی کا شور بلند کرتے ہو تو کہ نوع انسانی اور قوم و ملک کی سچی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر تمام ہندوستانی بھائیوں سے محبت و عزت اور مساوات کا سلوک برتتے ہوئے تمام حقارت آمیز اور منافرت انگیزیوں کا خاتمہ کر کے متحدہ قومیت کے لئے راستہ صاف کرو [illegible] آزادی وطن کا جو [illegible] حراد کیا جا سکے۔

عارضی صلح

حکومت نے مجبور ہو کر گاندھی جی کے ساتھ سمجھوتہ کیا جس کو عارضی صلح کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ عارضی صلح سے ملک کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ میں چونکہ کانگریس کا وفادار سپاہی ہوں اس لئے میں ان کی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر حکومت شروع دن سے ہی سمجھوتہ پر قائم نہیں ہے۔ میں بلا کسی شک و شبہ کے کہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے ہاتھ عارضی صلح سے بندھے ہوئے نہ ہوتے تو کانگریس ہندوستان کے غربا کو ہمراہ لے کر آزادی کے دروازہ میں داخل ہو گئی ہوتی اور اس ملک میں یہ فرقہ وارانہ کشمکش کا وجود بھی نہ ہوتا میرے نزدیک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جانا اس وقت بالکل بے سود ہے۔

کسان، مزدور اور سرمایہ دار

میرے نزدیک ہندوستان کی تمام مشکلات کا حل صرف ایک ہے کہ ہندوستان کے تمام سمجھدار قوم پرست کسانوں اور مزدوروں کی تنظیم کریں اور ہندوستان میں بجائے ایک سرمایہ دار حکومت کے غربا کی حکومت قائم کریں میں اگرچہ کانگریسی ہوں اور میں نے ہمیشہ کانگریس کے جھنڈے تلے کام کیا ہے۔ مگر مجھے اس کے کہنے میں پس و پیش نہیں ہے کہ کانگریس کی محنت اور قربانی کا نتیجہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کی حکومت انگریزی سرمایہ داروں کے ہاتھ سے نکال کر ہندوستان کے سرمایہ داروں کے ہاتھ میں دیدی جائے بلکہ ڈومینین اسٹیٹس کی شکل میں تو جو حکومت ہندوستان پر قائم ہوگی۔ اس میں ہندوستانی اور انگریزی سرمایہ دار مل کر یہاں کے غربا کو کچلنے کی کوشش کریں گے اس کا ایک حل یہ ہے کہ مزدور اور کسان پوری منظم طاقت سے کانگریس پر قبضہ کریں۔ اور کانگریس سے تمام سرمایہ دار عنصر کو ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے۔ مسلم احرار اگر کوئی کام کر سکتے ہیں اور ان کو کرنا چاہیئے تو وہ پنجاب کے کسانوں اور مزدوروں کی تنظیم کریں اور ان میں احساس پیدا کریں کہ وہ ملک کی سیاسیات میں حصہ لیں اور کانگریس نے جو مکمل آزادی کا ریزولیوشن لاہور میں منظور کیا اس کو عملی جامہ پہنائیں۔

آخری التماس

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں کوئی قوم اکثریت اور اقلیت کی وجہ سے نہ جیتی ہے اور نہ مرتی ہے۔ دنیا میں صرف وہی قوم زندہ رہتی ہے جس کے افراد نیک نیت بہادر صاحب عقل اور ایثار ہوں دنیا میں چند مسلمان تھے مگر وہ ان اوصاف کی وجہ سے تمام دنیا پر غالب آگئے مجھے یہ سن کر بے حد تکلیف ہوتی ہے جب کوئی مسلمان کہتا ہے کہ ہم اس لئے کمزور ہیں کہ ہم ہندوستان میں اقلیت میں ہیں میرے نزدیک ہندوستان میں اس لئے کمزور ہیں کہ آج ہم میں دوسرے مسلمان کیلئے ایثار اور قربانی کا مادہ موجود نہیں۔ خود غرضی اور خود پسندی نے ہم کو تباہ کر رکھا ہے مسلمانوں کی ہر گروہ جماعتوں کے علماء اور مشائخ اور امراء کی اکثریت عیش اور سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے غربا میں ایثار اور بہادری کا مادہ موجود ہے مگر ان سے کام لینے والا کوئی نہیں، اٹھو اپنے اندر زندگی پیدا کرو اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دو، کیونکہ جس قوم کے ہاتھ سے ہندوستان کو آزادی نصیب ہوگی وہی سربلند ہو کر رہے گی۔ اللہ اکبر

حبیب الرحمن
لودھیانوی

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کئے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت وجہ مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

پندرہ ہزار مسلمانان لدھیانہ کی [illegible]

ساردا ایکٹ کے خلاف [illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
ممالک غیر کیلئے

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی

نرخنامہ اشتہارات

مدیر مسئول
ہلال احمد زبیری (بی-اے)

معاون
محمد عثمان فارقلیط

جلد ۱۴ | دہلی یوم جمعہ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ ہجری مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء | نمبر ۷

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا عظیم الشان اجلاس

حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا خطبۂ صدارت

مذہبی و سیاسی حقائق کا بہتا ہوا دریا

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کے اجلاس منعقدہ کیرانہ میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے ذیل کا بصیرت افروز اور حقائق آگاہ صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا:-

الحمد لاھلہ حمداً یرتضیہ والصلوٰۃ علی انبیاء الجلیل النبیہ وآلہ وکل من یحبہ ویتقیہ۔

حیرت و استعجاب

علماء کرام اور معزز حاضرین! صدارتی تقریروں کی ابتدا میں انتخاب کرنے والوں کے شکریہ کی ایک رسم جاری ہوگئی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپنے ایک نااہل شخص کو اپنی معزز جمعیۃ علماء کا صدر منتخب کرنے میں حسن ظن کی سرحد سے تجاوز کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی مکرم و موقر شخصیتوں کے بعد امت میں علماء ہی کے وجود کو ذی عزت و احترام تسلیم کیا گیا ہے یہی جماعت ہے جس کو پیغمبری وراثت اور امت مسلمہ کی ہدایت کا صحیح استحقاق حاصل ہے۔ آپ خیال کیجئے کہ ایسی موقر و ممتاز جماعت کی صدارت کے لئے مجھ جیسے نالائق کا انتخاب کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے میں آپ حضرات کی اس عزت افزائی کو ممکن تھا ایک حد تک برداشت کر لیتا لیکن آپ نے مجھے خدمت ایک ایسے صوبہ میں تفویض کی ہے کہ جو صدیوں سے اہل علم اور علمی مراکز کا گہوارہ رہا ہے۔ دارالعلوم فرنگی محل دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء کے علاوہ صدہا مدارس عربیہ اس وقت آپ کے صوبے میں موجود ہیں۔ ایک ایسے صوبے میں جو علمی حیثیت سے ہندوستان کا ممتاز صوبہ ہے میرے لئے صدارت کا انتخاب یقیناً بیجا انتخاب ہے۔

کی موت سے مسلمانوں کو جسقدر نقصان پہنچا ہے وہ کسی مزید تشریح و توضیح کا محتاج نہیں ہے۔ مولانا مرحوم کے ایثار و قربانی کا یہ اثر ہے کہ آج لاکھوں مسلمانوں کی آنکھیں اپنے محبوب رہنما کی یاد میں پرنم ہیں۔ مسلمان ایک عرصہ سے آزادی وطن کے سبق کو فراموش کر چکے تھے لیکن مولانا مرحوم کے صحیح جذبے نے ہزارہا مسلمانوں کے قلوب میں آج احساس عمل کو از سر نو پیدا کر دیا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان بھی ہندوستان کی دیگر اقوام کی طرح اپنے وطن کو اغیار کے تسلط سے جلد آزاد کرانے کے خواہشمند ہیں۔

ملک میں انقلابی دور

صوبہ متحدہ کی حالت

یاد رفتگان

سول نافرمانی اور جمعیۃ علماء ہند

حقوق کا سوال

ہندو مسلم فساد

مسلمانان کشمیر پر ظلم

انگریزوں کا طرز عمل

[illegible]

کے کہیں کہ مسلمانوں کو اس سے نجات ... آپ کی جمعیۃ کو اپنے
کام پروگرام میں فوراً کام شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں سب سے
پہلی چیز یہ ہے کہ جمعیۃ کو ... تمام صوبے میں پھیلا دینا چاہئے۔
[illegible]

(۲) مراسم غیر شرعیہ کے ترک کا عہد

[illegible]

مدارس عربیہ اور طریقہ تعلیم

[illegible]

سارڈا ایکٹ

[illegible]

[illegible]

محمد بن ملک کا مسودۂ قانون

[illegible]

مسلمانان طرابلس پر وحشتناک مظالم

[illegible]

مجاہد ہے وہ ان مظالم کا کم سے کم حصہ بھی نہیں ہے جو اٹلی کی طرف سے یہاں کے مسلمانوں پر برپا کئے جا چکے ہیں۔ سید عمر کے مکتوب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ کل ما ذکرتموہ عما اقترفتہ ایدی الایطالیین ھو قلیل من کثیر وانما ... کما للعالم کل ما لقع من الایطالیین لا تجدا انا تسمعا ... بروتہ من استحالۃ وقوعہ والحقیقۃ واللہ وملائکتہ شہود انہ صحیح ... (۱۹ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ)

اس شہادت کے بعد واقعہ کی اصلیت میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ خود اٹلی کے اخبارات نے ان مظالم کو کسی نہ کسی پیرایہ میں تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ جریدۃ الشوریٰ نے ان اخبارات کے بعض اقتباسات درج کئے ہیں جن میں سے ایک ذیل میں درج ہے۔ ... تقول ان نزع السلاح السکان بطرابلس وبرقۃ وحل الآیات الجنود الوطنیین وانزال القبائل الرحل فی اماکن معینۃ کل ذالک اقتضتہ ضرورۃ انحصار الثورۃ وتحدید نطاقہا (الشوریٰ ۱۸ر صفر ۱۳۵۰ھ) یعنے طرابلس اور برقہ کے باشندوں سے اسلحہ کا چھین لینا۔ فوج کا حملہ کرنا اور قبائل کا کسی دوسری جگہ منتقل کر دینا ہنگامہ پر قابو پانے کے لئے ضروری تھا لیکن باوجود اس کے طرابلس کے عرب بھاگ بھاگ کر دور دراز مقامات میں پہونچے۔ خود سید عمر مختار نے اس کی تصدیق کی اور اٹلی کے اخبارات نے ان مظالم کا اعتراف کیا پھر بھی اٹلی کے سفیر کا بے باکی سے یہ اعلان کرنا کہ یہ واقعات سر اسر بے بنیاد ہیں۔ یہ مسلمانان عالم کے زخموں پر نمک پاشی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ طرابلس کے غیور اور مجاہد مسلمان کتنا ہی فنا کیوں نہ ہو جائیں لیکن وہ حریت و استقلال کے لئے برابر حرکت کرتے رہیں گے اور جب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائیں گے اس وقت تک وہ اپنے خون کا سیلاب بہانے میں دریغ نہ کریں گے۔ امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان حکومت کی مزاحمت کا خیال کئے بغیر اسلامی شوکت کے علمبردار طرابلسی مسلمانوں کی مظلومی کے خلاف مؤثر احتجاج کرتے رہیں گے اور اٹلی کے مال کا بائیکاٹ کر کے دنیا پر ظاہر کر دیں گے کہ مسلمانان ہند کے قلوب اپنے طرابلسی مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہیں۔

صوبۂ سرحد کی آزادی

حضرات! اب میں اس بدنصیب صوبہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو ہندوستان کے شمال مغربی سرحد پر واقع ہے۔ اس صوبہ کی مجموعی آبادی کم و بیش ۲۴ لاکھ ہے جس میں ۹۵ فیصدی مسلمان ہیں۔ یہ مسلمان تقریباً تمام پٹھان ہیں۔ ان کی زبان پشتو ہے سوائے شمالی علاقہ یعنی چترال کی زبان چترالی ہے لیکن وہاں بھی پشتو اچھی طرح بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سرحدی اقوام کی سیرت کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ فطرتاً جمہوریت پسند ہیں۔ ان کی مذہبی حالت تمام دنیا کے مسلمانوں سے بہتر ہے اور ان کی بہادری، شجاعت، پاس عہد، بلند حوصلگی، عزت اور مہمان نوازی ایسی چیزیں ہیں جن سے کوئی منصف مزاج انسان انکار نہیں کر سکتا۔ ذہنی اور فکری قابلیتوں میں بھی وہاں کے باشندے ہندوستان کے دوسرے حصوں کے باشندوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ غرض ایک مہذب قوم کے لئے جن خصوصیات اور اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کی سب ان میں موجود ہیں لیکن باایں ہمہ یہ پچیس لاکھ سے زیادہ توحید پرست غلام ہندوستان میں سب سے زیادہ بدقسمت انسان ہیں۔ ان کے لئے تمام ہندوستان سے جدا قانون ہیں۔ ان کے لئے جو طریقہ حکومت اختیار کیا گیا ہے وہ ہندوستان کے تمام صوبوں سے مختلف ہے۔ اور انہیں ان بڑے نام آئینی حقوق سے یکسر محروم رکھا گیا ہے جو ہندوستان کے ہر حصہ کو حاصل ہیں۔ مثلاً اصلاحات کا نفاذ مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحی اسکیم کا رواج، کونسلوں کا قیام، لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول پر میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اختیارات اور ان کے علاوہ دوسرے بہت تغیرات یہ تمام امور ایسے ہیں جن کی اہل سرحد کو ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی ہے۔ حالانکہ صوبۂ سرحد کے پٹھانوں نے انگریزوں کے ساتھ سب سے زیادہ وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ ان کا خون دنیا کے ہر حصہ میں انگریزی تسلط و اقتدار کے قیام و تحفظ کے لئے بیدریغ کام آتا رہا ہے اور اپنی شجاعت و بسالت کی وجہ سے جنگی خدمات کے سلسلہ میں سرحد کا پٹھان سب سے پیش پیش رہا ہے۔ غرض ۱۸۴۹ء سے (جب سے کہ انگریزوں نے اس علاقہ پر اپنا تسلط قائم کیا ہے) اب تک سرحد کے باشندوں کو سکون و اطمینان کی زندگی نصیب نہیں ہوئی۔ ۱۹۰۱ء تک یہ علاقہ پنجاب میں شامل تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی اس علاقہ کی طرف ہمیشہ تسخیری اور تعزیری مہموں کا سلسلہ جاری رہا لیکن پھر بھی وہ ان حقوق سے جو پنجاب کو حاصل تھے کسی حد تک متمتع ہوتا رہتا تھا۔ لیکن جب سے کہ لارڈ کرزن کی اسلام کش پالیسی نے اس علاقہ کو پنجاب سے الگ کر کے ایک مستقل صوبہ بنایا۔ اسی وقت سے اسے تمام آئینی سہولتوں سے بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ اور اس نئے صوبہ کی حکومت کلیۃً مطلق العنان چیف کمشنر اور اس کے ماتحت فرعون مزاج ڈپٹی کمشنروں، آنریری ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور آنریری سب ججوں کے سپرد کر دی گئی جو یہاں کے نادر شاہی قوانین کا دل کھول کر استعمال کرتے ہیں اور جن کے ذریعہ اہل سرحد پر عرصۂ عافیت تنگ ہے۔

منجملہ دوسرے وحشیانہ قوانین کے سرحد میں ایک قانون ہے جس کا نام قانون جرائم سرحد ہے۔ اس قانون کی غرض و غایت یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سرحد میں جرائم کا انسداد کیا جائے۔ مقامی حکام کے پاس یہ قانون ایک زبردست حربہ ہے جسے وہ ہر وقت ہر شخص کے خلاف بلا تکلف استعمال کر سکتے ہیں۔ حکام کو اس قانون کی موجودگی میں یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسے چاہیں بغیر مقدمہ چلائے اور بغیر جرم کا اظہار کئے سخت سے سخت سزا دیدیں لیکن اس جابرانہ قانون کے اثرات و نتائج کا جہاں تک تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ اس سے جرائم کا انسداد ہونے کی بجائے انہیں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء میں جبکہ یہ صوبہ پنجاب سے الگ کیا گیا یہاں قتل کی ۱۹۷ وارداتیں ہوئی تھیں۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۶۴۴ تک جا پہنچی۔ یہی حال دوسرے شدید جرائم کا بھی ہے۔ جرائم میں اس حیرت انگیز اضافہ کا مطلب اس کے سوا اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ حکومت اپنے قوانین کے ذریعہ اس صوبہ کی اخلاقی حالت کو زیادہ سے زیادہ پست بنانے کی کوشش میں نہایت انہماک کے ساتھ مصروف ہے۔

حضرات! فرنٹیئر ریگولیشنز (سرحد کے سیاہ قوانین) نے اہل سرحد کو موجودہ نظام حکومت سے بہت زیادہ بددل اور متنفر کر دیا ہے۔ ان میں حیرت انگیز بیداری پیدا ہو گئی ہے جس کا ثبوت ۱۹۳۰ء کی جنگ آزادی سے مل رہا ہے اور وہ اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان حقوق و اصلاحات کو جو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کو حاصل ہیں، حاصل کئے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے۔ وہ کسی طرح تیار نہیں ہیں کہ چند لاکھ سرحدیوں کی قسمت کا فیصلہ ۳۰ کروڑ ہندوستانیوں سے الگ کیا جائے۔

حضرات! اہل سرحد میں حصول آزادی اور اصلاحات کی جو زبردست خواہش پیدا ہو چکی ہے اس سے خود حکومت کے ذمہ دار ارکان کو بھی مجال انکار نہیں ہے۔ ۱۹۲۲ء میں مجلس تحقیقات سرحد کے نام سے جو کمیٹی سر ڈینس برے حکومت ہند کے وکیل امور خارجہ کی صدارت میں مقرر ہوئی تھی اور جس کے سکرٹری سر نارمن بولٹن تھے جو بعد میں سرحد کے چیف کمشنر مقرر ہوئے۔ اس کمیٹی کی رپورٹ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ

"باشندگان سرحد لیاقت و ذہانت اور اپنے معاملات کے انصرام و انتظام"
"کی اہلیت میں بقیہ ہندوستان کے لوگوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔"
"اصلاحات کے لئے ان میں زبردست خواہش پیدا ہو چکی ہے اور"
"وہ ان اصلاحات سے ذرہ برابر کم پر مطمئن نہیں ہو سکتے جو ملک کے"
"دوسرے صوبوں کو عطا کی گئی ہیں"

آگے چل کر یہ کمیٹی لکھتی ہے کہ

"اگر پٹھانوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے انہیں اپنے علیحدہ صوبہ میں"
"ترقی اور حکومت خود اختیاری کے حق سے محروم رکھا گیا تو ان کے"
"مغرب کی جانب متوجہ ہونے کا خطرہ مبدل بہ حقیقت ہو سکتا ہے"

ان واقعات و حقائق کے سامنے آجانے اور اہل سرحد کی زبردست خواہش آزادی کا علم ہو جانے کے بعد بھی فرنٹیئر ریگولیشنز کو باقی رکھنا اور اس صوبہ کے لئے ہندوستان سے الگ کوئی دستور حکومت مرتب کرنا نہ صرف انتہائی ناانصافی اور ظلم ہوگا بلکہ انتہا درجہ عاقبت نااندیشی ہوگی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اس خواہش کا اظہار نہ صرف اہل سرحد کی طرف سے کیا جا رہا ہے اور اس کی تائید نہ صرف مسلمانان ہند کر رہے ہیں بلکہ ہندوستان کی مشترکہ اور نمائندہ جماعت کانگریس بھی اس کی حمایت میں ہے۔ اور اپنے اجلاس منعقدہ کراچی میں اُن کے حقوق آزادی و مساوات کو غیر مبہم الفاظ میں تسلیم کر چکی ہے۔ ان حالات میں حکومت کی یہ انتہائی دانشمندی ہوگی کہ وہ گول میز کانفرنس کے نتائج کا انتظار کئے بغیر وہ تمام ریفارم صوبۂ سرحد کو دیدے جو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کو اس وقت حاصل ہے۔

آزاد علاقہ میں جارحانہ اقدام

حضرات! اب ہمیں صوبہ سرحد کے مغربی علاقہ پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہئے۔ خیبر پار کا علاقہ آزاد علاقہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس علاقہ کے باشندے فطرتاً آزادی پسند ہیں اور ہزاروں سال سے وہ اس نعمت سے متمتع ہو رہے ہیں انہوں نے نہ کبھی ہندوستانی سلطنتوں کے سامنے سر اطاعت خم کیا اور نہ افغانی حکومت کے ... [illegible] ہیں۔ اس علاقہ کا رقبہ تقریباً ... ہزار مربع میل ہے جس میں کم و بیش ... لاکھ پٹھان آباد ہیں۔

انگریزی حکومت کی یہ مشہور پالیسی ہے کہ وہ اپنی قدرتی حدود پر کبھی قانع نہیں رہتی۔ اور سرحد کی حفاظت کے بہانے سے اقدام و پیشقدمی کی پالیسی پر عمل کرتی رہتی ہے۔ اور ہمسایہ اقوام کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرنے کی سعی میں مصروف رہتی ہے۔ چنانچہ صوبۂ سرحد پر قابض ہوتے ہی اس نے آزاد علاقہ پر اپنا تسلط جمانے کی کوششیں شروع کر دیں اور ۱۸۵۰ء سے لیکر اس وقت تک اس مقصد کے لئے بہت سی لڑائیاں لڑی جا چکی ہیں اور ہندوستان کا بیشمار روپیہ ان مہموں پر صرف کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ انگریزوں نے ان مہیب جنگوں سے آزاد علاقہ کی تقریباً ستر لاکھ آبادی کو اپنے زیر اثر کر لیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس جارحانہ پیشقدمی کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء کے واقعات ہمارے سامنے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ریسے آزاد قبائل کی آزادی کو کچل ڈالنے کے لئے صرف ۵۰ لاکھ پونڈ کے بم ہوائی جہازوں کے ذریعہ اس علاقہ کے باشندوں پر گرا دئیے گئے ہیں اور کھجوری میدان میں انگریزی فوجوں نے مستقل طور پر اپنی چھاؤنیاں ڈال دی ہیں۔ اس پیشقدمی کا مقصد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھجوری میدان کے علاقہ کو ایک نیا برطانی صوبہ بنا کر اہل قبائل کی آزادی کو سلب کر لیا جائے اور افغانستان و ہندوستان کے درمیان آزاد علاقہ کی جو حد فاصل قائم ہے اسے ختم کر دیا جائے۔

حضرات! ملک گیری کا یہ مذموم طریقہ ایسا نہیں ہے جس کی مذمت میں کوئی سنجیدہ اور منصف انسان پس و پیش کرے گا۔ آج جبکہ دنیا کی ان قوموں میں بھی جو صدیوں سے غلامی کی عادی ہو چکی ہیں حریت طلبی کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو چکا ہے۔ ایک ایسی قوم کو غلام بنانے کی کوشش کرنا جو ہزاروں سال سے آزاد ہے اور جس کے نزدیک غلامی ایک ایسی لعنت ہے جس کا تصور بھی قابل نفرت ہے۔ قابل مذمت نہیں تو اور کیا ہے۔ نہ صرف اپنے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ آزاد قبائل ہمارے ہم مذہب ہیں میرے خیال میں ہندوستان کے ہر مسلمان کو ان کے ساتھ دلی ہمدردی ہونی چاہئے اور اُن کے خلاف انگریزی حکومت کی جارحانہ پیشقدمی کو لائق نفرت و مذمت سمجھنا چاہئے۔

میں حکومت کو دوستانہ مشورہ دونگا کہ وہ جلد از جلد اپنی جارحانہ پیشقدمی کو ختم کر دے اور آزاد علاقہ سے اپنی تمام فوجی چوکیاں ہٹالے۔ کھجوری میدان سے اپنی فوجوں کو واپس بلالے۔ اور آزاد قبائل کو اسی طرح آزادی کی زندگی بسر کرنے دے جیسی کہ وہ صدیوں سے بسر کر رہے ہیں۔ ورنہ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی یہ غیر دانشمندانہ حکمت عملی اس کے لئے کبھی مفید نہیں ہو سکتی۔ (باقی آئندہ)

ٹرکی اور مصر میں اشتراکی پروپیگنڈہ

اشتراکیت کو ختم کرنے کیلئے سخت تدابیر

مصر ۱۱ر جولائی۔ مصر اور ٹرکی کو کمیونسٹ پروپیگنڈا کی وجہ سے بہت سی مصیبتوں کا سامنا درپیش ہے۔ مصر نے اس پروپیگنڈا کو ختم کرنے کے لئے سخت تدابیر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ کمیونسٹ انجمنوں کے مصر میں پیدا شدہ ممبران کو اُن کی قومیت سے محروم کر دیا جائے نیز انہیں روس میں جلاوطن کر دیا جائے۔

"اسٹیٹس مین" کا قاہرہ کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ ٹرکی میں کمیونسٹ پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور روسی سرحد پر فوجی تیاریوں سے ٹرکی کو بہت تشویش ہو گئی ہے۔

تار کا پتہ: "الجمعیۃ دہلی"

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

تاریخہائے اشاعت: ہر عیسوی ماہ کی ۱، ۵، ۹، ۱۳، ۱۶، ۲۰، ۲۴، ۲۸ کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات: ایک صفحہ (ایک بار)، نصف صفحہ، ایک کالم، ۱/۲ کالم، ۱/۴ کالم

قیمت اخبار: ہندوستان کیلئے — سالانہ، ششماہی، سہ ماہی، فی پرچہ — نمونہ مفت — ممالک غیر کیلئے — سالانہ، ششماہی

معاون: محمد عثمان فارقلیط

مدیر مسئول: ہلال احمد زبیری (بی-اے)

جلد ۱۴ — دہلی یوم سہ شنبہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۰ ہجری - مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء — نمبر ۸

جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ کا عظیم الشان اجلاس

حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا خطبہ صدارت

مذہبی و سیاسی حقائق کا بہتا ہوا دریا

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہندو مسلم مفاہمت

حضرات علماء کرام! ہندوستان میں آج کل ہندو مسلم مسئلے نے خاص صورت اختیار کر رکھی ہے۔ عام طور سے یہ مسئلہ باشندگان ہندوستان کے لئے دلچسپی کا سبب بنا ہوا ہے۔ ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا تھا اس وقت مسلمانوں کی ایک ہی سیاسی جماعت تھی۔ مسلمانوں میں سیاسی بیداری بھی نہ تھی۔ حکومت خود اختیاری کا بہت زیادہ امکان بھی نہ تھا اسلئے اسوقت اس پیکٹ کے متعلق کچھ زیادہ چرچا تھا اور نہ کسی قسم کے جھگڑے تھے۔ لیکن شاید یہ سنکر آپ کو تعجب ہوگا کہ اسوقت باوجودیکہ علماء نے میدان سیاست میں قدم بھی نہ رکھا تھا اور جمعیۃ علماء کا وجود تک نہ تھا ان کا کوئی سیاسی پلیٹ فارم تھا مگر جونہی کانگریس اور مسلم لیگ کا سمجھوتہ شائع ہوا فوراً علماء کی تمام جماعت میں سے صرف ایک ہی شخص اٹھا تھا اور اس نے مسلم لیگ کے سمجھوتہ میں وہی خامیاں بیان کی تھیں جن کی بنا پر آج تمام ہندوستان کے مسلمان اس سمجھوتہ کو ناپسند اور ناقابل قبول سمجھتے ہیں۔ وہ دور بین اور غائر النظر اور ہمدرد اسلام و مسلمین ہستی حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی ہے۔ حضرت محترم نے اس وقت ایک اعلان بعنوان "مسلمانوں کے مذہبی اور قومی اغراض کی حفاظت" شائع کیا اور مسلمانوں کو حکومت خود اختیاری کے حصول میں کوشش کرنے کی تاکید کے ساتھ ہی مسلم لیگ کانگریس کے سمجھوتہ کی خامیاں بتلائیں۔

۱۹۱۶ء سے لیکر اب تک نہ معلوم مسلمانوں میں کتنی آل انڈیا جماعتیں بن چکی ہیں مسلمانوں میں تو اب یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ چند حضرات اکٹھا جمع ہوئے اور انہوں نے ایک جماعت بنا لی۔ دس پانچ اخبارات میں تار شائع کرائے اور انجمن کو ...

کیا فرقہ پرستی مفقود ہے؟

ہر شخص گھبرایا ہی کرتا ہے۔

حضرات! جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ تو اصولی طور پر ہے۔ اب میں آپ سے واقعین کے طور پر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کے ملک میں اسٹیشنوں پر ہندو پانی اور مسلمان پانی کی آوازیں نہیں لگتیں۔ کیا مسجدوں کے سامنے باجا بجانے اور پیپل کی حفاظت، اذان کی بندش اور آرتی کی آزادی پر فساد نہیں ہوتے۔ پیپل اور گائے تو بجائے خود ہے اینگلو ویدک مدرسہ اور سائنٹفک سائن بورڈ اور تعزیوں تک پہنچ گئی ہیں۔ کیا آپ یہ نہیں سنا کرتے کہ فلاں دفتر میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو نکال دیا اور فلاں دفتر کے مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا۔ فلاں دفتر میں ہندو راج اور فلاں محکمے میں مسلم راج کی بحث روزمرہ اخبارات میں آپ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ کیا آپ نے کبھی ریل کے سفر میں یہ دیکھا ہے کہ ایک ہندو عورت کا بچہ پیاس سے پھڑک رہا ہے اور ایک مسلمان اس کو اپنی صراحی سے ٹھنڈا پانی دینا چاہتا ہے لیکن اس بچہ کی ماں شکریہ کے ساتھ پانی کو یہ کہکر واپس کر دیتی ہے کہ میاں صاحب آپ مسلمان ہیں۔ میں اپنے بچے کو آپ کا پانی نہیں پلا سکتی۔ اگر یہ واقعات ہیں اور آپ شہادت دیتے ہیں کہ یہ واقعات ہیں تو کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے کہ اس ملک میں مختلف فرقے موجود نہیں ہیں یا اس ملک میں مختلف الخیال اور مختلف مذاہب کے لوگ نہیں ہیں۔ اگر براعظم ہندوستان میں مختلف تمدن اور مختلف تہذیبیں ہیں تو پھر اس ملک میں کس طرح آنکھیں بند کر کے مطلقاً ایسی قومیت کی تائید کی جا سکتی ہے جس میں ہندو مسلمانوں کا سوال ہی پیش نہ ہو یا ہندو مسلمانوں کا ذکر ہی نہ آئے۔

جمہوریت کی حمایت

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند اور مسلم حقوق

[illegible]

سمجھوتے کی مختلف تجاویز

[illegible]

پنجاب و بنگال کی اکثریت

[illegible]

ہم انصاف چاہتے ہیں

[illegible]

سمجھوتے کا اصول جمہوری ہو یا فرقہ وارانہ

[illegible]

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء

مباہلہ کانفرنس امرتسر

متعدد علماء و زعماء قوم کا عظیم الشان اجتماع

۱۹، ۲۰ اکتوبر کو مولانا ظفر علی خاں صاحب کے زیر صدارت امرتسر میں جو مباہلہ کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اس میں شریک ہونے کے لئے ملک کے بہترین اور مشاہیر علماء کرام و دیگر زعماء قوم تشریف لائیں گے جن میں سے چند ایک حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب، مولانا احمد سعید صاحب، مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا اسعد اللہ صاحب مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ، مولانا احمد علی صاحب لاہوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی، مولانا داؤد صاحب غزنوی، مولانا عبدالحق صاحب ... مولوی مظہر علی صاحب اظہر، قاضی احسان اللہ صاحب بی۔ اے ... ان کے علاوہ بہت سی اسلامی انجمنوں کے نمائندے بھی تشریف لا رہے ہیں۔ ...

سپاسنامہ منجانب ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ

بعالی خدمت حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب

ذیل کا سپاسنامہ ۱۹ر جولائی کو میرٹھ ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند و صدر اجلاس جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ منعقدہ میرٹھ کی خدمت عالی میں پیش کیا گیا:۔

ہم ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ آپ کی خدمت اقدس میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ان بے پایاں جذبات مسرت کا اظہار کریں جو ضلع میرٹھ کے ہر متنفس کے دل میں آپ کی تشریف آوری کی توجہ سے سمندر کی موجوں کی طرح لہریں مار رہی ہیں اور جن کی بے پناہ رعنائی میں تفکرات و ترددات کی صبر آزما اور ہمت شکن چٹانیں خس و خاشاک کی طرح بہتی ہوئی چلی گئی ہیں۔

آپ نے اس تکلیف دہ موسم میں اپنے راحت و آرام کو قربان کر کے اپنی اہم مصروفیتوں کو پس پشت ڈال کر ہمارے شہر میں تشریف لا کر جس عنایت اور محبت کا ثبوت دیا ہے اس نے ہمارے دلوں کو موہ لیا ہے اور ہماری زبانیں اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

...

کے ساتھ رعایا پروری کا سلوک کیا گیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اگر ہر بالغ کو حق رائے دہندگی دیا جائے یا تناسب آبادی کے لحاظ سے ہر ملت کو ووٹر بنایا جائے تو جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں یقیناً مسلمانوں کے لئے مخلوط انتخاب مفید ہے۔ میں آپ حضرات سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا صوبہ سرحد و بلوچستان میں جہاں ۹۵ فی صدی مسلمان ہیں وہاں بھی مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے مضر ہے؟

کیا صوبہ سندھ جہاں ۷۵ فی صدی مسلمان ہیں وہاں بھی مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہے۔ کیا پنجاب و بنگال میں بھی مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے ضرر رساں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی کم ہو جہاں مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے بجز مخصوص صورت کے نقصان رساں ہو اس امر کا دعویٰ کرنا کہ مخلوط انتخاب ہندوستان کے تمام صوبوں میں ہر حالت کے اعتبار سے مسلمانوں کے لئے مفید ہے، صحیح نہیں جس طرح یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ مخلوط انتخاب تمام صوبوں میں ہر حالت کے اعتبار سے مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔

مخلوط انتخاب کی شرائط

میرے معزز بزرگو! جداگانہ انتخاب کتنا ہی مضر ہو اور مخلوط انتخاب کتنا ہی مفید ہو یہ واقعہ ہے کہ جداگانہ انتخاب مسلمانوں کا قانونی حق ہے اور یہ حق مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر ان سے نہیں لیا جا سکتا۔ ...

اکثریت ہے وہاں ہم نے نہایت خندہ پیشانی سے اکثریت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے جس طرح ہم نے ہندو اکثریت پر اعتماد کرنے میں کوئی عذر نہیں کیا ہے اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ مسلم اکثریت پر ہندوؤں کی جانب سے بھی اسی خوشدلی کے ساتھ اعتماد کا اظہار ہو۔ ہم اس کو پسند نہیں کرتے کہ پنجاب و بنگال کی اکثریت پر محض اس لئے اعتراض کیا جائے کہ ان دو صوبوں کی اقلیت اکثریت کی حکومت نہیں چاہتی۔ میں ہندو ذہنیت کو کوئی طعنہ نہیں دینا چاہتا بلکہ مسلمانوں کے ساتھ انصاف کا مطالبہ کرتا ہوں۔ پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت کے تحفظ کا سوال ایسا سوال ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

کیا آئینی اکثریت جمہوریت کے منافی ہے؟

حضرات! اکثریت کے ساتھ آئینی کا لفظ استعمال کر کے مسلمانوں کے مطالبے کو نامعقول بتایا جاتا ہے۔ میں عرض کروں گا اگر اکثریت کو آئینی (اقلیت بنانا) غیر معقول نہیں ہے تو مجھے افسوس ہے کہ میں اس منطق کے سمجھنے سے معذور ہوں کہ ۵۶ کی آبادی کو چھیالیس یا باون کی تعداد میں زیر کرنا تو معقول ہے لیکن ۵۶ کی آبادی کو پچاس یا اکیاون کی تعداد میں زیر کر دینا غیر معقول ہے۔ آخر معقول اور غیر معقول کا معیار کیا ہے؟ کیا ہر بالغ کو حق رائے دہندگی دینا یا تناسب آبادی کے موافق حق ووٹ قائم کرنا بھی غیر معقول ہے۔ اگر کسی اکثریت کو آئینی بنانا جمہوریت کے نقطۂ نظر سے کوئی ایسا گناہ ہے جو کسی وقت بھی معاف نہیں کیا جا سکتا تو کیا ہر بالغ کو حق رائے دہندگی (جو جمہوریت کی انتہائی منزل ہے) ...

...

اقلیت کو رعایت

...

مسئلۂ انتخاب

...

حکایات الانبیاء

...

گول میز میں مذہبی طبقے کی نمائندگی

...

طریقۂ انتخاب

...

(بسلسلہ کالم ۲)

...

معذرت

...

دعاء

...

کمپنی باغ میں باشندگان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی زبردست تقریر

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی بیعت کا اقرار

دہلی ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء - آج آزاد گراونڈ واقع کمپنی باغ دہلی میں بعد نماز عشاء مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔

اول قاری خادم حسین صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی پھر جناب صدر نے ایک مبسوط تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ میرا تعلق جماعت احرار سے ہے جس نے ہمیشہ آزادی وطن کے لئے سرفروشانہ خدمات انجام دیں لیکن ہندو پریس نے ہمیں فرقہ پرور کا خطاب دیا ہے۔ حالانکہ یہ کسی طرح درست نہیں ہوسکتا کیونکہ جس طرح ہم آزادی وطن کے لئے سرفروشانہ خدمات انجام دے رہے ہیں اسی طرح اپنی ملت کے جائز مفاد کو بھی نظرانداز نہیں کرسکتے آزادی وطن کے لئے مسلمانوں کو ہر قسم کی قربانی و ایثار کی تلقین کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور فرمایا کہ موجودہ تعلیم ہندو کو حکومت سے عداوت اور مسلمان کی دشمنی پر آمادہ کرتی ہے اور مسلمانوں کو حکومت کی وفاداری اور ہندو کی عداوت کی ترغیب دیتی ہے۔ اگر ہندو مسلمانوں میں حقیقی اتحاد ہوتا تو ہندوستان اب سے بہت پہلے آزاد ہوچکا ہوتا۔ فاضل صدر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ایک امیر پر متحد ہونے کی ہدایت کی اور ان کی تمام کامیابیاں کو بیعت امیر میں منحصر بیان فرماتے ہوئے مسلمانان دہلی سے اپیل کی وہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کریں آپ کے بعد مجاہد کبیر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں میں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے آپ کی تقریر نہایت مدلل تھی سامعین پر کیفیت وجد طاری ہوگئی۔ مجمع نعرۂ تکبیر سے اپنے جوش کا اظہار کر رہا تھا۔ آپ نے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ جناب صدر نے جماعت احرار ذکر کیا ہے میں ان غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہتا ہوں جو کہ ہمارے متعلق پیدا ہوگئی ہیں۔ میرا گیارہ سال سے یہی عقیدہ تھا اور آج بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب تک ہندوستان آزاد نہ ہوگا مسلمانوں کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ البتہ آج اتنا اور اضافہ کرتا ہوں کہ جب تک مسلمان کے ہاتھ سے وطن آزاد نہ ہوگا مجھے اطمینان نہیں ہوسکتا آپ نے فرمایا کہ چونکہ ملک ہمارے ہاتھ سے گیا ہے اس لئے ہم کو ہی واپس لینا چاہئے آپ نے دہلی۔ بنگال۔ میسور۔ مرشد آباد کی اسلامی حکومتوں کے استیصال کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ تمہارا فرض ہے کہ جو ملک تمہارے ہاتھ سے غیروں کے ہاتھ میں گیا ہے اس کو اپنی قوت سے واپس کرو آپ نے فرمایا کہ اخبارات کے ایڈیٹر بہت سی ایسی خبریں شائع کرتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا میرے متعلق بھی بہت سی گمراہ کن غلط فہمیاں پھیلائی گئیں لیکن میں تو ایک سپاہی آدمی ہوں اب بھی اپنی جان قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کو اس ملک میں رہنا ہے اور [illegible] اپنے مطالبہ آزادی سے دست بردار ہوجائیں۔ جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں اور ایثار کے شہیدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا مسلمان کسی قوم سے پیچھے رہے آپ نے امید ظاہر کی کہ اگر اب جنگ شروع ہوئی تو مسلمان انشاء اللہ پہلے سے زیادہ ایثار کا ثبوت دیں گے۔ اور پہلے بارہ ہزار جیل گئے تھے اور پانچ شہید ہوئے تھے تو آئندہ چوبیس ہزار مسلمان جیل جائیں گے اور ہزاروں شہید ہونے کے لئے تیار ہوں گے اس کے بعد آپ نے مسلمانان دہلی سے خطاب کیا کہ اگر آپ لوگ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور صرف ان کی رہنمائی تسلیم کرلیں تو تمام ہندوستان کے مسلمان مولانا جیسی مقدس اور متقی سیاست داں اور صدر دار اسلام ہستی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا کوئی کام بغیر نظام کے نہیں چل سکتا۔ آپ نے حضرت مفتی صاحب کی امارت پر بیعت پر زور دیا۔ اور فرمایا کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے آپ کو عالم الدنیا والدین کہا ہے اور آپ چودھویں صدی کے ابوحنیفہ ہیں جو مسلمانان دہلی کی خوش قسمتی سے یہاں ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر مسلمان اپنی غفلت کے باعث ان کے صحیح مرتبہ سے ابھی تک واقف ہی نہیں ہوتے ہیں۔ حاضرین جلسہ نے ہاتھ اٹھا کر اقرار کیا کہ ہم بیعت کے لئے آمادہ ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے دعا فرمائی اور ایک بجے جلسہ ختم ہوا۔

سہارنپور میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

کانگریس کے فرقہ وارانہ فارمولا پر بحث و تمحیص

جمعیۃ کی جانب سے امور متنازعہ فیہ کا بہترین حل

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس سہارنپور ۱۹۳۱ء کو سہارنپور منعقد ہوا [illegible]

[illegible]

روداد اجلاس مجلس عاملہ

[illegible]

پہلی نشست

[illegible]

دوسری نشست

[illegible] بعد نماز مغرب حسب ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد چند تجاویز اور منظور ہوئیں، جو درج ذیل ہیں گیارہ بجے اجلاس ختم ہوا۔

تجویز نمبر ۱

چونکہ ہندوستان کی مختلف ملتوں نے اس نازک ترین موقعہ پر اس وقت تک کوئی متفقہ فیصلہ نہیں کیا۔ جس کو کانگریس ہندوستان کے متحدہ فیصلہ کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں پیش کرسکتی۔ اس لئے کانگریس کی مجلس عاملہ نے وقت کی انتہائی نزاکت کے لحاظ سے مختلف ملتوں کے غور و فکر کے لئے ایک فارمولا پیش کیا ہے اور اس کی تصریح کردی ہے کہ یہ آخری فیصلہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر اس سے بہتر کوئی سکیم مختلف ملتوں کے اطمینان کے ساتھ کانگریس کے سامنے آئے تو اسے کانگریس بخوشی منظور کرلے گی۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت خود اختیاری کے دستور اساسی کی بنیاد آزادی اور ایسے اصول پر ہونی چاہئے جس سے تمام ملتوں کے جائز حقوق اور مفاد محفوظ ہوجائیں اور اقلیتوں کو اکثریتوں کی جانب سے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ رہے اور ہندوستان کے لئے ترقی اور خوشحالی اور امن و اطمینان کا راستہ کھل جائے نیز اس امر کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ موجودہ حالات میں قومیت کے اعلےٰ تخیل پر دستور کی بنیاد رکھنی ناممکن ہے۔ جیسا کہ کانگریس نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ تاہم قومیت متحدہ کے لئے جہاں تک ممکن ہو راستہ صاف کیا جائے۔

مجلس عاملہ نے کانگریس کے فارمولا پر غور کیا مجلس کی رائے میں کانگریس فارمولا کی دفعہ ا کا ضمن (ح) اور دفعہ ۲ کے ماتحت نوٹ کی عبارت کا ابہام اور دفعہ ۳ کا ضمن (ب) اور دفعہ ۴ کی مجمل و غیر معین عبارت اور دفعہ ۲ لفظ بشرطیکہ سے آخر تک اور دفعہ میں الا سے آخر تک موجودہ صورت میں ناقابل قبول ہے۔

اس جلسہ کی رائے میں مسلمانوں کے اطمینان اور تمام ملتوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے حسب ذیل فارمولے کی منظوری ضروری ہے۔

یہ فارمولا دستور اساسی میں بنیادی دفعات کے طور پر درج کیا جائیگا اور دستور اساسی کا لازمی جزو ہوگا۔

فارمولا

(۱) ہندوستان کی مختلف ملتوں کے کلچر، زبان، رسم الخط، پیشہ، مذہبی تعلیم، مذہبی تبلیغ، مذہبی ادارے، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال، عبادتگاہیں، اوقاف آزاد ہوں گے۔ حکومت ان میں مداخلت نہ کرے گی

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لا کی حفاظت کے لئے خاص دفعہ رکھی جائیگی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالس مقننہ اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت نہ کی جائے گی۔ اور پرسنل لا کی مثالیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکام نکاح، طلاق، رجعت، عدت، خیار بلوغ، تفریق زوجین، خلع، عنین و مفقود، نفقہ زوجیت، حضانت، ولایت نکاح و مال، وصیت، وقف، وراثت تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لئے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائیگا اور ان کو اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔

(۴) صوبوں اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کے سیاسی اور دیگر حقوق کی حفاظت کے متعلق شکایات سننے اور فیصلہ کرنے کے لئے سپریم کورٹ قائم کیا جائیگا۔ جو مختلف ملتوں کے ارکان پر مشتمل ہوگا۔ اس کے فیصلوں کی تنفیذ فیڈرل حکومت کرے گی

(۵) صوبہ سرحد اور بلوچستان اور ان صوبوں میں جو نئے قائم کئے جائیں طرز حکومت وہی ہوگا جو دیگر صوبوں کا قرار دیا جائے گا۔

(۶) سندھ کو علیحدہ مستقل صوبہ بنا دیا جائے گا اور اس کا نظم اس طرح قائم کیا جائے گا کہ اس کی آمدنی اس کے مصارف کو کافی ہوجائے۔

(۷) حق رائے دہی تمام بالغوں کو دیا جائیگا اور کسی صورت میں کوئی ایسا طریقہ قبول نہ کیا جائیگا جس سے کوئی ملت اپنے تناسب آبادی کے مطابق رائے دہندگی کے حق سے محروم رہ جائے۔

(۸) طریقہ انتخاب مخلوط ہوگا۔

(۹) پنجاب و بنگال میں کسی ملت کے لئے ریزرویشن نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی اقلیت ریزرویشن کے لئے اصرار کرے تو تمام ملتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے اعتبار سے ریزرو کردی جائیں گی۔ باقی صوبوں کی انتخابی مجالس اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے مطابق ریزرو کردی جائیں گی اور مزید نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

(۱۰) طرز حکومت وفاقی ہوگا تمام صوبے کامل خود مختار ہوں گے۔ فیڈرل اسمبلی کو صرف وہی اختیارات دئے جائیں گے جن کا تعلق تمام ہندوستان کے ساتھ یکساں ہوگا۔ غیر مفوضہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں گے الا یہ کہ تمام صوبے بالاتفاق تسلیم کریں کہ غیر مفوضہ اختیارات فیڈرل اسمبلی کو دئے جائیں۔

(۱۱) ملازمتوں پر تقرر ایک غیر جانب دار پبلک سروس کمیشن کی طرف سے کیا جائے گا جو لیاقت کا کم از کم معیار مقرر کرکے اس امر کا لحاظ رکھیگا کہ اس معیار کے ماتحت ہر ملت اپنے تناسب آزادی کے موافق حصہ پانے سے محروم نہ رہے نیز ماتحت ملازمتوں میں بھی کسی خاص فرقہ کی اجارہ داری نہ ہوگی۔ تمام فرقوں کو ان کا واجبی حصہ ملے گا۔

(۱۲) وفاقی اور صوبجاتی حکومتوں کی وزارتوں میں اقلیتوں کی نمائندگی باہمی تفاہم کے ذریعہ قائم کردی جائے گی۔

(۱۳) دستور اساسی کی بنیادی دفعات میں کوئی تغیر، ترمیم، اضافہ اس وقت تک نہ ہوسکے گا جب تک تمام وفاقی اجزاء اسے منظور نہ کریں۔

(۱۴) یہ تمام دفعات ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک دفعہ بھی منظور نہ ہوئی تو تمام فارمولا کالعدم ہوجائے گا۔

تجویز نمبر ۲

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ جبر و تشدد کے ان واقعات پر جو کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو سابقہ وہاں کے حکام کی طرف سے پیش آئے ہیں انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور مہاراجہ کشمیر کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے ساتھ انصاف کریں اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کے ذریعہ سے تحقیقات کرائیں، اور جو حکام کہ بلاوجہ فائر کرکے مسلمانوں کو شہید اور زخمی کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کو واجبی سزائیں دیں ورنہ اس عام غم و غصہ کے نتائج کی ذمہ داری ان پر عائد ہوگی جو ان واقعات کی وجہ سے پیدا ہوچکا ہے۔ نیز جمعیۃ علماء کے وفد کو کشمیر آنے کی اجازت نہ دینے میں حکومت کشمیر نے جو غیر مصالحانہ رویہ کا اظہار کیا ہے اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

تجویز نمبر ۳

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ ملک محمد دین کے مسودہ قانون متعلق پابندی قانون شرعی کی تائید کرتا ہے اور مسلمانان پنجاب اور ممبران پنجاب کونسل سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس بل کے پاس کرانے کے لئے انتہائی جد و جہد کریں۔

...ھ ہجری ۔ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۱۷

ناخدا کہاں ہے؟

(از حضرت جوش ملیح آبادی)

خبر لو اے ساکنانِ ساحل! کہ ہر نفس جان پر گراں ہے — چھڑی ہوئی ہے یہ سی لڑائی زبوں عناصر کے درمیاں ہے

تمام دنیا عرق عرق ہے، تمام عالم دھواں دھواں ہے — حقیر تنکے کی طرح کشتی کبھی یہاں ہے، کبھی وہاں ہے

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

ہر اک صدا ہیبت آفریں ہے، ہر ایک آواز پُر خطر ہے — بلا کی پُروائی چل رہی ہے، چھڑی ہوئی جنگ بحر و بر ہے

غضب کے گرداب پڑ رہے ہیں، عظیم طوفان زور پر ہے — تھپیڑے سہتا ہوا سفینہ کبھی اِدھر ہے، کبھی اُدھر ہے

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

ہواؤں کی سنسناہٹیں ہیں، سیاہ موجیں نکیں ہیں پھیرے — نہ آئے دریا کو وجد کیونکر گھٹا جب اپنا رباب چھیڑے

ہر ایک گرداب میں وہ قوت کہ ڈوب جائیں ہزار بیڑے — بلا ہیں سیلاب کے طمانچے، غضب ہیں طوفان کے تھپیڑے

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

نہ روشنی کا کوئی منارہ، نہ کوئی ساحل کا راستا ہے — غضب ہے بپھرا ہوا سمندر فلک کی جانب ہُمک رہا ہے

فلک بھی جھنجھلا چکا ہی اتنا، زمین کے اُوپر جھکا ہوا ہے — اور اہلِ کشتی ہیں جسکو دیکھو الگ الگ ہے، خفا خفا ہے

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

ڈراؤنی رات غیظ میں ہے، بھرے ہوئے ہیں تمام جل تھل — گھٹاؤں سے آسمان ہے بھاری، زمین طوفان سے ہے بوجھل

مہیب دریا میں ہے تلاطم، سیاہ دھارے میں ایک ہلچل — بھنور نکالے ہوئے ہیں آنکھیں، گرج رہے ہیں سرو پہ بادل

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

گھٹا کی پُر ہول گھر گھراہٹ، دِلوں پہ ضربیں لگا رہی ہے — کڑک کے فتنے اُٹھا اُٹھا کر گرج کے سکّے بٹھا رہی ہے

سیاہ رُو موت ظلمتوں میں مہیب پرچم اُڑا رہی ہے — وہ دیکھو کشتی بھی ڈوبنے کو بھنور کے جبڑے میں آ رہی ہے

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

مُبارک، اے دشمنو! مُبارک، یہ کامرانی، یہ شادمانی — سلام لو اے عزیز یارو! کہ اب نہیں شکلِ زندگانی!!

کہا سُنا سب معاف کردو، بُھلا دو باتیں نئی پُرانی — ہٹو کہ وہ جُھک چلا سفینہ، اُٹھو کہ آنے لگا وہ پانی!!!

کوئی خدا کیلئے بتاؤ کہ ناخدا کون ہے؟ کہاں ہے؟

(ھند)

...ھ ہجری ۔ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۱۹

حجازی ہدیہ

(از حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد اعزاز علی صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند)

۱۹ رشوال ۱۳۴۹ھ کا دن مبارک دن تھا کہ منعم حقیقی نے زیارت حرمین کی غرض سے سفر کی توفیق عطا فرمائی۔ اس تاریخ کو روانہ ہوکر ۲۰ رشوال کو کراچی پہونچا اور ۲۴ رشوال ۱۳۴۹ھ قبل از مغرب ہندوستان نامی جہاز پر سفر شروع کیا اور دسویں دن ساحل جدہ پر پہونچا۔ سمندر کے اس سفر میں چند شعر زبان سے نکلے۔ ان اشعار میں نہ کوئی فصاحت ہے نہ بلاغت نہ کوئی ادبی خصوصیت جس طرح کہ ایک شکستہ دل دنیا کے اعوان و انصار سے مایوس ہوکر اپنے حقیقی مولیٰ سے عرض حال کرتا ہے اسی طرح اس میں بھی کہا گیا ہے۔ ہاں! اس میں ایک یہ خصوصیت ضرور ہے کہ قبۂ خضرا میں آرام فرمانے والے رحمۃ للعالمین کے مواجہہ میں اس کو بار بار پڑھا گیا ہے۔ طلبا علم کی خدمت میں ان کو پیش کرکے دعاء مغفرت کا امیدوار رہوں۔ (محمد اعزاز علی)

رسول اللہ جئتک مستعیذا — علیک صلوۃ ربی والسلام

اے خدا کے رسول! میں آپ کی خدمت میں طالب پناہ ہوکر آیا ہوں۔ خداوند عالم کی طرف سے آپ پر درود وسلام نازل ہو

کئیبا مستعینا مستغیثا — علی نفس تهیم ولا تضام

میں تکالیف میں گرفتار ہوں اور ایسے سرکش نفس کے مقابلہ میں آپ سے اعانت کا طالب ہوں اور فریاد کر رہا ہوں جو ظالم ہے مظلوم نہیں

رسول اللہ جئتک مستجیرا — وربی مستجیرک لا یضام

اے اللہ کے مقبول رسول! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے دامن کی پناہ پکڑوں اور خدا کی قسم جو شخص آپ کے دامن میں چھپنا چاہتا ہے وہ ذلیل ہوکر نہیں رہتا

رسول اللہ جئت الیک ضیفا — وحق الضیف تعرفہ الکرام

اے اللہ کے مقدس رسول! میں آپ کی خدمت میں مہمان ہوکر حاضر ہوا ہوں۔ اور مہمان کی قدر شناسی کرم کرنے والوں کو خوب آتی ہے

قدمت علیک مسکینا فقیرا — وزاد النفس آثام عظام

میں آپ کے دربار میں مسکین، فقیر کی حیثیت سے آیا ہوں اور میرے نفس کے لئے توشۂ راہ بجز بڑے بڑے گناہوں کے اور کچھ بھی نہیں

غریب جاء من ارض غریب — ولیس لہ رفاق او ندام

میں ایسا غریب الوطن ہوں جو ممالک بعیدہ کا سفر کرکے حاضر ہوا ہے۔ نہ اس کا کوئی رفیق ہے نہ کوئی ساتھی

ومستہ البلایا والرزایا — یقلبہ البساط فلا ینام

مجھ کو بلاؤں اور مصیبتوں نے ستا رکھا ہے اور بستر پر کروٹیں بدلتا رہتا ہوں۔ آنکھوں میں ذرا بھی نیند نہیں آتی

مریض اقلقتہ شجون نفس — وقد ایست اقاربہ وناموا

میں ایسا مریض ہوں جس کو نفس کے حالات نے تباہ کر رکھا ہے۔ اور اس کی شفا سے اسکے رشتہ دار مایوس ہوگئے اور انہوں نے توجہ کم کر دی

لہ قلب ولا تحصی مناہ — لہ ندم ولیس لہ کلام

میرے دل میں غیر محدود آرزوئیں ہیں۔ اور میں ندامت کی وجہ سے زبان بھی نہیں ہلا سکتا ہوں

واتعبنی طریق قد متنی — ولم تبق اللحوم ولا العظام

اس طویل راستہ کے سفر نے مجھ کو مشقت میں ڈال دیا جس نے میری پیٹھ تک جھکا دی ہے۔ مجھ میں اس طویل سفر کی وجہ سے گوشت پوست ہڈی کچھ باقی نہیں رہا

وتجرحنی خطوب بعد خطب — ویصمینی من الکرب السہام

حوادث یکے بعد دیگرے مجھ کو مجروح کرتے رہتے ہیں۔ اور مشقتوں اور مصیبتوں کے تیر دل کو چھلنی بناتے رہتے ہیں

وقد ضیعت عمری فی التلہی — وفی الطغیان صار لی الدوام

میں نے اپنی عمر لہو ولعب میں برباد کی۔ اور ہمیشہ زندگی کو سرکشی اور معصیت خداوندی ہی میں تباہ کیا

رغبت الی معاص موبقات — والہانی من الدنیا حطام

میں تباہ کن معاصی کی طرف راغب رہا۔ اور دنیا کے متاع قلیل نے مجھ کو خدا کی یاد سے غافل کر دیا

معاص قد حوت ساعات عمری — فلا یخلو قعود او قیام

یہ معاصی میری عمر کی ایک ایک گھڑی پر حاوی ہوگئے اور میں ان کا ارتکاب اٹھتے بیٹھتے کرتا رہا

لقد انفقت مالی حب جاہ — ریاء فی صلوۃ او صیام

اگر میں نے کبھی مال خرچ کیا تو وہ بھی اس لئے کہ لوگوں میں میری وجاہت بڑھے۔ اگر نماز پڑھی یا روزے رکھے تو اسلئے کہ مخلوق دیکھے اور مجھے عبادت گذار سمجھے

ھوای قد اتخذت الہ نفسی — فما نفسی ترید ھو المرام

میں نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا دیا۔ اسلئے میرا مطمح نظر وہی ہوتا تھا جو میرا نفس چاہتا تھا

وای جریمۃ لم ارتکبہا — فما لی عاصیا الا الملام

مختصر یہ کہ کونسا گناہ ہے جس کا ارتکاب مجھ سے نہیں ہوا تو پھر مجھ جیسا گناہگار ملامت کے سوا اور کس چیز کا مستحق ہو سکتا ہے

صحائف سیئاتی اقدمتنی — الی من یستغیث بہ الانام

میرے گناہوں کے دفاتر مجھ کو اس سرور عالم کی خدمت میں لیکر آئے ہیں۔ جس کی دہائی مخلوق دیتی ہے

رسول اللہ خذ بیدی فانی — جریح لا یجاوزہ السقام

اے اللہ کے پاک رسول! میری دستگیری فرمائیے۔ کیونکہ میں ایسا مجروح ہوں جس کے زخم کا اندمال (بجز آپکے) اور کہیں جگہ نہیں ہے

رسول اللہ ملتجئا حزینا — حضرت وفی الفؤاد لہ ضرام

اے خدا کے سچے رسول! میں پناہ کا طالب ہوکر حزن کی حالت میں حاضر ہوا ہوں اور میرے دل میں تکالیف کی وجہ سے آگ بھڑک رہی ہے۔

وانت ارحم وارق قلبا — وارعاہم اذا رقدوا وناموا

اور آپ تمام مخلوق سے زیادہ سلوک کرنے والے اور نرم دل ہیں اور جبکہ لوگ غفلت کی نیند سو رہے تھے تو آپ اُن کی نگہبانی فرماتے تھے

وانت رسولہم جنا وانسا — وانت لمن علی الارض الامام

آپ کو خدا نے تمام جن وانس کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ زمین کے تمام رہنے والوں کے سید اور امام ہیں

(باقی صفحہ ... پر ملاحظہ فرمایئے)

الجمعیۃ دہلی ۱۶ر ستمبر ۱۹۳۱ء

فتنۂ قادیان اور علماء اور مشائخ کی خاموشی

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا اعلان

معاملۂ کشمیر کے سلسلے میں شملے میں چند آرام طلب مسلمانوں نے شیخ ہو کر مرزا محمود صاحب کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر اور مرزا صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری کو ہی کشمیر کمیٹی کا سکرٹری بنا دیا۔ اس گناہِ عظیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا محمود اور اس کی جماعت نے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ہندوستان کے سرکردہ مسلمانوں میں سے علامہ اقبال صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ خواجہ حسن نظامی صاحب مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی۔ سید محسن صاحب حاجی شمس الدین صاحب خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب پنشنر وغیرہ نے مرزا محمود صاحب کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے۔ ان حضرات نے علاوہ اس کے سیاسی طور سے جو مسلمانوں کو نقصان پہونچایا۔ مذہبی حیثیت سے صرف مسلمانانِ کشمیر کو ہی نہیں بلکہ مسلمانانِ ہندوستان کو ناقابلِ برداشت نقصان پہونچایا ہے۔ میری نگر سے ایک ذمہ وار دوست کا خط موصول ہوا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"ہم نے یہاں پہونچ کر قادیانی پروپیگنڈے کا بہت اثر پایا ہے جس قدر خطرات ہم لاہور میں محسوس کر رہے تھے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر خطرات نظر آ رہے ہیں اُن علماء کے لئے سخت افسوس کا باعث ہے جو اپنے آپ کو قادیانی تحریک کا سخت ترین مخالف کہتے ہیں کیوں خاموش ہیں؟

کوئی ایسا مکان نہیں۔ جہاں الفضل نہیں پہونچتا۔ اگر کسی وجہ سے الفضل نہ ملے تو خود قادیانی حضرات اخبار لے جا کر سناتے ہیں اندر باوثوق ذرائع سے جو اطلاعات ملی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کو خلیفہ تسلیم کرنے لگ گئے ہیں" ان الفاظ کو پڑھ کر اس قدر صدمہ پہونچا ہے جس کے اظہار سے قاصر ہوں۔ کیا حضرات علماء و مشائخ ان حالات کے معلوم ہونے کے بعد بھی خاموش رہیں گے۔ میں پنجاب کے تمام علماء اور بالخصوص مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی اور مولانا عبد العزیز صاحب گوجرانوالہ اور پنجاب کے تمام مشائخ سے اور بالخصوص حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے پُرزور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس قادیانی فتنے کے مقابلے کو اپنا سخت ترین مشغلہ بنا لیں۔ سب سے پہلا کام جو مسلمانوں کو کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ان مسلمان ممبروں سے جو قادیانی نہیں ہیں سخت ترین مطالبہ کریں۔ کہ وہ مرزا محمود اور اس کی جماعت پر ملامت کا ووٹ پاس کر کے ان کو اس جماعت سے الگ کر دیں اور اگر وہ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو وہ خود اس جماعت سے مستعفی ہو جائیں (۲) کشمیر میں قادیانی فتنے کا مقابلہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چند علماء اور مشائخ صرف قادیانی فتنہ کے مقابلے کے لئے کشمیر جائیں اور ریاست کو وہ یقین دلا دیں کہ وہ وہاں کی سیاسیات سے الگ رہیں گے۔ میں آخر میں جمعیۃ علماء ہند اور دار العلوم دیوبند کے معزز علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس قادیانی فتنے کے لئے زبردست جد و جہد فرمائیں۔

الجمعیۃ دہلی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

وانت خیر من رکب المطایا — وقد راك لیس یدریه اللئام

جس قدر لوگ اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتے ہیں (یعنی اہلِ عرب) آپ ان سب سے افضل ہیں اور اوّل لوگ آپ کے مراتبِ عالیہ سے ناواقف ہیں

وافضل من مشی فی الارض ھونًا — واعظم من بعزنا زاه المقام

اور جو لوگ زمین پر وقار کے ساتھ چلتے ہیں آپ ان سب سے زیادہ عظمت والے ہیں جن کو مراتبِ عالیہ کی وجہ سے عزت حاصل ہوتی ہے

واجود من ریاح مرسلات — الی جدوی الشان نظروا وشاموا

سائلین کے لئے آپ اس وقت ان [illegible] سے زیادہ بخشش رساں ثابت ہوتے ہیں جن سے دنیا میں بھی جاتی ہیں [illegible] سے عام میں ارزانی ہو

حریمك آمن من کل ھول — وبابك حوله عكف الانام

آپ کا حرم مبارک تمام خطروں سے پاک ہے۔ اور آپ کے دروازہ پر مخلوق کا جم غفیر مجتمع رہتا ہے

علوت مكانة من مدح نفس — عصی خائب فیما یرام

آپ کو اپنے نفس کی مدح کی (نفس سے مراد خود شاعر ہے) کوئی حاجت نہیں ہے جو گناہگار اور تمام مطالبِ حسنہ سے محروم ہے

وارض قد حللت بها رقودًا — تعظمها الملائكة الكرام

اور زمین کے جس ٹکڑے میں آپ آرام فرما رہے ہیں اس کو ملائکہ مقربین بھی واجب التعظیم سمجھتے ہیں

رسول الله فارحمنی فانی — غریب هائم ولی الهیام

اے خدا کے پاک رسول! آپ مجھ پر رحم فرما دیں۔ کیونکہ میں بعید الوطن سرگشتہ اور پریشان ہوں

سقیتهم وقد جاؤك عطشی — وهل انا راجع ولی الاوام

سب پیاسے حاضر ہونے والوں کو آپ نے سیراب فرمایا تو میں ہی پیاس کی وجہ سے دیوانگی کی حالت میں واپس ہوں

شفیتهم وقد جاؤك مرضی — فهل انا راجع ولی العقام

سب حاضر ہونے والے مریضوں کو آپ نے شفا عطا فرمائی تو کیا میں ہی ناقابلِ علاج مرض لے کر واپس ہوں

اغثنی یا رسول الله انی — لمغبون وتنطفی العظام

یارسول اللہ میری فریاد رسی کیجئے کیونکہ میں نے بڑا خسارہ برداشت کیا ہے اور بڑے بڑے عالی مرتبت لوگ جھگڑنا اسپکڑ چکے ہیں

ترحم یا ابن آمنة ترحم — ففی حوبی رضاعی والفطام

اے آمنہ کے لختِ جگر! آپ مجھ پر رحم فرمایئے کیونکہ میری شیر خوارگی بھی گناہوں ہی میں ہوئی ہے اور دودھ کے بدلے میں غذا بھی گناہوں کی ہی ہے

بك استشفعت فی قول وکتوی — بك استشفیت اذ عرض السقام

میں اپنے ہر کلام میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اور مرض کی حالت میں آپ ہی سے طالبِ شفا ہوں

ملاذی انت ان ھجم اللیالی — وحین قتالهم انت الحسام

اگر مصائب کا ہجوم ہو تو آپ ہی میرے لئے جائے پناہ ہیں اور جب حساد مجھ سے جنگ کریں تو آپ ہی شمشیرِ براں کی طرح ہیں

ان استغفرت لی مولای حینًا — اکن ممن علی الدین استقاموا

اگر میرے مولیٰ! آپ کسی وقت میرے لئے استغفار کر دیں تو میں بھی ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کے قدم دین پر جمے ہوئے ہیں

یطیعك مثل عبد کل عضوی — وفی قلبی یدوم لك الغرام

آپ کی اطاعت میرے تمام اعضاء غلاموں کی طرح کریں گے اور میرے قلب میں آپ کی محبت ہمیشہ قائم رہے گی

ووفقنی الٰهی طول عمری — اصلی باکیا وهم نیام

اور اے میرے خدا مجھ کو توفیق عطا فرما کہ میں اپنی ساری عمر نماز روکر ادا اس وقت پڑھا کروں جس وقت لوگ سو رہے ہوں

۱۳[illegible]ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۲۴

مسلمان اور محکومی!

(از حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العلیم الصدیقی مدظلہٗ)

غلامی پر مسلماں دل سے مائل ہو نہیں سکتا
مسلمان پست ہمت اور بزدل ہو نہیں سکتا

ہو جس پر فرض ناموس شریعت کی حفاظت بھی
وہ محکومی پہ راضی ہو میں قائل ہو نہیں سکتا

مخاطب ہو نہیں سکتا غلام انا عرضنا میں
خداوندی امانت کا یہ حامل ہو نہیں سکتا

جو پروانہ ہو شمع حریت کا وہی مومن ہے
غلاموں کا کبھی ایمان کامل ہو نہیں سکتا

ملوکیت پرستی جو شعار زندگی کر لے
وہ مشرک باغ رضواں میں بھی داخل ہو نہیں سکتا

رکھے جو دشمنان ملک و دیں سے ساز باز ہر دم
خدا کے دوستوں میں پھر وہ شامل ہو نہیں سکتا

جہاد حریت کا جو مذاق اکثر اڑاتے ہیں
سمجھ لیں دل لگی میں حق کا باطل ہو نہیں سکتا

مظالم نت نئے توڑیں وہ ہم پر رات دن لیکن
ہماری راہ میں یہ ظلم حائل ہو نہیں سکتا

نوید زندگی ہم کو ہے پیغام فنا ان کو
اٹل قانون قدرت کا ہے زائل ہو نہیں سکتا

وہ کیا آزاد ہوگا جو کہ قربانی سے منہ موڑے
کوئی باتوں سے آزادی کے قابل ہو نہیں سکتا

رواں ہے خون غیرت جبکہ مسلم نوجوانوں میں
ذکا محروم قربانی کا سائل ہو نہیں سکتا

۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء
دہرہ دون

(مندرجہ بالا نظم حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی رکن مجلس مرکزیہ علمائے ہند نے دہرہ دون کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھ کر سنائی۔ معادن ہند)

---

۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء

میکلیگن کالج کے معاملہ نے خطرناک صورت اختیار کر لی

مجلس احرار اسلام پنجاب کے ماتحت پُرامن پکٹنگ کا افتتاح

لاہور کے جلسوں میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے اعلانات

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ میکلیگن کالج لاہور کے معاملہ میں ابھی تک حکومت نے مداخلت نہیں کی ہے حالانکہ حضرت مولانا [illegible] صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے ایک تار وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی جا چکا ہے اور خود لاہور میں [illegible] کے خلاف زبردست تحریک پیدا ہو چکی ہے مسلم رضاکاروں کے جتھے برابر آ رہے ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب، حضرت مولانا [illegible] صاحب کو بہت سے مسلم رضاکاروں کے ساتھ گرفتار کیا جا چکا ہے جس سے نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان [illegible] مگر حکومت خاموش ہے۔ اس لئے مجلس احرار اسلام پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۲۵ ستمبر سے پُرامن پکٹنگ کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا اور اس کے متعلق ضروری اطلاعات بعد میں شائع کی جائیں گی۔ ہم ذیل میں مسلمانان لاہور کے دو جلسوں کی کارروائی درج کر رہے ہیں جن سے قارئین کرام موقع کی نزاکت اور معاملات کی اہمیت کا اندازہ لگا سکیں گے اور نیز یہ بھی ظاہر ہو سکے گا کہ مجلس احرار اسلام کے ذمہ دار حضرات نے حکومت کے طرز عمل سے کس قدر مجبور ہو کر یہ آخری قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے:-

پہلا جلسہ

لاہور ۱۵ ستمبر۔ آج باغ بیرون دہلی دروازہ میں ساڑھے ۸ بجے شام زیر صدارت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی سے شروع ہوئی۔

صاحب صدر کی تقریر

حضرات! مجھے حکومت کی اس بیہودہ حرکت پر نہایت رنج ہوا ہے کہ وہ مولانا غلام مرشد، مولانا داؤد غزنوی اور مولانا احمد علی کو کال کوٹھڑیوں میں بند کر کے سخت تکلیف دے رہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جیلر بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اس بدسلوکی کے خلاف احتجاج کے طور پر مولانا صاحبان نے بھوک ہڑتال کر دی ہے (چاروں طرف سے حکومت پر لعنت لعنت کی آوازیں بلند ہوئیں) میں حکومت کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحبان اکیلے نہیں ہیں بلکہ تمام قوم کی قوم ان کی پشت پر ہے۔ میں گورنمنٹ کو اس کی سی آئی ڈی کی معرفت اطلاع دیتا ہوں کہ وہ آج کی رات ہی سے اپنے اس رویہ کو جلدی تبدیل کرے ورنہ ہم اس کے برخلاف ایسا ایجی ٹیشن بلند کریں گے کہ گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان قوم بھی زندہ ہے۔

حضرات! آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو دہلی میں بھیج دیا گیا ہے۔ خدا جانے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ آج میں مولانا ظفر علی اور مولانا نور الدین صاحب معزز ہستیوں سے ملاقات کے لئے جیل گئے، لیکن داروغہ جیل نے اجازت نہ دی۔ معلوم نہیں کہ حکومت ہم سے کیوں ڈرتی ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا ڈپٹی کمشنر لاہور نے اعلان کیا ہے کہ میکلیگن کالج کے لڑکوں نے معافی مانگ لی ہے اور وہ کالج میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت سچی ہے اور لڑکوں نے واقعی معافی مانگ لی ہے تو پھر وہ انہیں ان کے والدین اور وکلاء سے ملاقات کرنے کی کیوں اجازت نہیں دیتی۔ ہندو پریس کہہ رہا ہے کہ مجلس احرار ملک کی فضا خراب کر کے ہندو مسلم میں فساد کرانا چاہتی ہے جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ برخلاف اس کے ہم تو لوگوں کو فساد سے روک رہے ہیں۔ لیکن ہندو پروپیگنڈے کے لئے ایسی لغو خبریں اڑا رہے ہیں۔ اس بات کو پہلے بھی متعدد مرتبہ کھلم کھلا کہہ چکا اور اب بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر آئندہ حکومت پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت تسلیم نہ کی گئی تو مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ (مولانا حبیب الرحمٰن زندہ باد کے نعرے) سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ہمارے بھائی موری دروازہ کے باہر کھڑے ہو کر تقریریں کرتے ہیں کہ ہم بڑے نیشنلسٹ ہیں۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ سب بدترین فرقہ پرست ہیں اور نہیں چاہتے کہ مسلمان بھی ترقی کر سکیں۔ چھ پہلے صوبوں میں انہیں اکثریت حاصل ہے لیکن وہ نہیں چاہتے کہ صرف پنجاب اور بنگال کے دو صوبوں میں بھی مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہو۔ اور پھر بدنام مسلمانوں کو کیا جاتا ہے کہ وہ فرقہ پرست ہیں۔ آج پرتاپ، ملاپ، ٹریبیون یا ڈاکٹر منیہ پال اور ڈاکٹر گوپی چند کہہ دیں کہ ہم مسلمانوں کی اکثریت کو بھی تسلیم کرتے ہیں تو تمام مسلمان کانگریس میں شریک ہو جائیں گے۔ "پرتاپ" کا دعویٰ ہے کہ وہ اردو خواں ہندوؤں کا نمائندہ ہے اور "ٹریبیون" انگریزی خواں ہندوؤں کا رہنما بنتا ہے۔ میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی۔ کوئی ہندو، کوئی سکھ، کوئی انگریز اس کو روک نہیں سکتا۔ ہندو کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ہماری اکثریت ہے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس اکثریت کی حقیقت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ۲۲ کروڑ ہیں لیکن ان بائیس کروڑ ہاشندوں میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کے سایہ سے بھی یہ لوگ بھاگتے ہیں۔ لیکن اپنی اکثریت ظاہر کرنے کے لئے انہیں بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ ورنہ اگر اچھوتوں، دراوڑوں اور دیگر اصلی باشندوں کو نکال دیا جائے تو ان کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ نہیں۔

مولانا مظہر علی اظہر کی تقریر

حضرات! جب میں نے جموں میں اخباروں میں پڑھا کہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا داؤد غزنوی اور مولانا احمد علی گرفتار ہو گئے ہیں تو میں بیتاب ہو گیا اور بھاگا بھاگا آیا کہ اپنے بھائیوں کے حالات سے آگاہی حاصل کروں۔ مولانا نے کہا کہ میں آپ کی طرف سے تحقیقات کرنے کے لئے کشمیر گیا تھا۔ ابھی تک تحقیقات مکمل نہیں ہوئی۔ اس لئے میں ابھی کچھ نہیں کہوں گا۔ میں کل پھر جموں جا رہا ہوں اور انشاء اللہ تحقیقات مکمل کرنے کے بعد واپس آ کر تمام صورت حالات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اس کے بعد چودھری حسن الدین سیکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب نے حسب ذیل قرارداد پیش کی:-

"مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ مجلس احرار اسلام پنجاب کا اس تحقیقاتی وفد پر جو حالات کشمیر کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور اراکان وفد کو یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان پنجاب ان کی ہر قسم کی امداد کرنے کو تیار ہیں"۔ مولانا ظفر علی خان نے مختصر تقریر کے ساتھ اس قرارداد کی تائید کی اور قرارداد بالاتفاق آراء سے منظور ہو گئی۔

دوسرا جلسہ

لاہور ۱۶ ستمبر۔ آج باغ بیرون بھاٹی دروازہ میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مولانا ظفر علی خان صاحب نے حکومت کو کوتاہ اندیشی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ مسلمان قوم صرف خدا کے سامنے گردن خم کر سکتی ہے۔ اگر وہ پنجاب میں امن قائم رکھنے کی متمنی ہے تو اسے چاہئے کہ ڈیکر کو فوراً کان پکڑ کر نکال دے۔ اس نے اسلام کی توہین کی ہے اور مسلمان قوم زندہ ہے اور ہر طرح مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی تقریر

مولانا نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا جوش سوڈا واٹر کا جوش نہیں اور اگر وہ ملک میں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت ہمارے سامنے دو ایجی ٹیشن ہیں ڈیکر کو کالج سے نکالو اور مسلمانان کشمیر کو ڈوگرہ مظالم سے نجات دلاؤ۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مجلس احرار اسلام کے جھنڈے تلے رضاکار بھرتی ہو جاؤ۔ اس پارٹی کا ایمان ہے کہ (۱) مسلمان دنیا میں مسلمان ہو کر رہے اور اس کے اللہ و رسول کا نام بلند ہو (۲) ہندوستان خود حکومت کے حواسے آزادی حاصل کرے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم غلام رہیں۔ آپ نے ہندوؤں کے رویہ کی شکایت کی اور کہا کہ اگر وہ فرقہ پرستی سے کام نہ لیتے اور ہم سے مل جاتے تو آج یہ جلسہ بریڈلا ہال میں ہوتا۔ لیکن انہوں نے ہماری مخالفت کی۔ اگر نیشنلسٹ لیڈروں کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ ہمارا جیسے ڈیکر کے رویہ کی مذمت کرتا۔ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہندو نہیں چاہتے کہ مسلمان کانگریس میں شریک ہوں۔ اگر میرے ساتھ بیس ہزار مسلمان ہو جائیں تو میں ہندوؤں کو کان سے پکڑ کر کانگریس سے باہر نکال دوں اور کہوں کہ جاؤ اور کانگریس سے باہر بیٹھ کر اچھوتوں کے ساتھ فیصلہ کرو۔ ڈسکہ کے معاملہ پر تو سکھوں کی خوشامد کرتے ہیں۔ لیکن ہماری ایجی ٹیشن سے ہمدردی کا اظہار بھی نہیں کرتے۔ لیکن بہت جلد انہیں اپنی اس ذہنیت کو مجبوراً بدلنا پڑے گا۔

شیخ حسام الدین صاحب کی تقریر

شیخ صاحب نے ایک طویل اور پرجوش تقریر کی۔ سیالکوٹ کے غیور مسلمانوں کی مثال دے کر مسلمانان لاہور سے مطالبہ کیا اگر اہل لاہور بھی اٹھ کھڑے ہوں تو میکلیگن کالج کے لڑکوں [illegible] حمیت اسلامی کا ثبوت دیا ہے اس کی قدر کریں اور پرنسپل و لیکچرر کو [illegible] مسلمان مذہب کی توہین قبول نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپ نے تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر اور اس کی رپورٹ کو پردہ راز میں رکھنے۔ کشمیر کے حالات بیان کئے اور کہا کہ قوم اس وقت تک آرام کی نیند نہیں سوئے گی جب تک مسلم آزار ڈیکر کو کالج سے نہ نکالا جائے گا۔ اور سلسلہ کو واپس نہیں لیا جاتا ہے۔ حکومت کو جان لینا چاہئے کہ مسلم قوم کا وقار انگلستان کے وقار سے کم نہیں اور زمانہ دیکھ لے گا کہ وہ اپنے وقار کو کس طرح قائم رکھتی ہے۔ پولیس کی بدسلوکی کی مذمت کرنے کے بعد آپ نے حکومت کو متنبہ کیا کہ نتائج پر غور کرے۔ اس وقت ضلع کی کانفرنس شروع ہے۔ اگر ۲۵ ستمبر تک کوئی باعزت فیصلہ نہ کیا گیا تو تمام مسلم قوم میدان میں نکل آئے گی۔ نماز جمعہ تک کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ آپ نے کہا کہ جمعہ کو میکلیگن کالج کو آتے دیا جائے گا۔ اور اسی دن رات کر دیا جائے گا کہ ہمارا پروگرام کیا ہے اور پکٹنگ کس طرح کیا جائے گا۔ یہ دھمکی نہیں مسلمان زندہ ہیں اور وہ اپنے مطالبات پورے کرا کر چھوڑیں گے۔ اخیر میں آپ نے رضاکاروں کی بھرتی کے لئے اپیل کی۔

صاحب صدر کا اعلان

مولانا حبیب الرحمٰن نے جلسے کو برخاست کرتے ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان کو بی کلاس دی گئی ہے لیکن انہیں کال کوٹھڑیوں میں رکھا ہوا ہے۔ نہ انہیں کوئی اخبار دیا گیا ہے۔ ان کے بستر بھی نا صاف اور غلیظ ہیں۔ میں مسٹر سوڈھی سپرنٹنڈنٹ جیل کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے رہنماؤں اور رضاکاروں پر تشدد کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔

(سلسلۂ کالم ۴)

بیرسٹر مقرر تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اس جامع اعظم کے اندرونی حصہ میں پچاس ہزار اور صحن میں تیس ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ گویا مجموعی طور پر اسی ہزار انسان اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں!!!

قصر الزہرا کے آثار

اس کے بعد میں قصر زہرا کے آثار دیکھنے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک قصر نہیں بلکہ ایک پورا شہر ہے۔ اس قصر کا طول سات سو اور عرض آٹھ سو میٹر کا ہے! اسپین کے باشندے اب تک اس کو "مدینۃ الزہرا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے آثار کی کھدائی بھی ہو رہی ہے۔ ایک انجینئر نے مجھ سے کہا کہ اگر تنقیب کا عمل برابر جاری رہا تو ہمیں امید ہے کہ پچاس سال تک اس کا پورا انکشاف ہو جائے گا۔

(باقی آئندہ)

۱۳۵۰ھ مطابق ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۲۹

والیٔ کشمیر صرف مسلمانوں کو انسان سمجھنے کا وعدہ کرلے

بیس ہزار مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

سیالکوٹ میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی ولولہ انگیز تقریر

صدر محترم اور معزز حاضرین! میں اس سے پیشتر کہ آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کروں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے تمام عمر میں سیالکوٹ کی حاضری کا یہ پہلا موقع ہے۔ اگرچہ سیالکوٹ سے متعدد بار مختلف حضرات اور انجمنوں کی جانب سے مجھے دعوت دی گئی لیکن [illegible] اسباب یا اتفاقات حاضری کا جو وقت مقرر تھا اس سے پیشتر حاضری کس طرح ممکن تھی؟

صدر محترم! میں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مجھے پنجابی زبان سے واقفیت نہیں ہے۔ میں دہلی کا رہنے والا ہوں اور تقریباً میرے آباؤ اجداد پانچ سو سال سے دہلی ہی میں رہتے رہے ہیں۔ میرے بزرگ دہلی میں جب آئے تھے اس وقت شاہجہان کی دہلی موجود بھی نہ تھی بلکہ پایۂ تخت اکبر آباد تھا۔ شاہجہان نے جب دہلی کو آباد کیا تو ہمارے خاندان کو آگرہ سے دہلی بلایا گیا اور قلعۂ معلیٰ کے قریب ہی سکونت کا حکم دیا۔ لاہوری دروازے سے جو سڑک دہلی کو جاتی ہے اور قلعۂ معلیٰ کے لاہوری دروازے پر ختم ہوتی ہے اسی سڑک کے کنارے پر میرے بزرگوں کو رہائش کا حکم دیا گیا تھا۔ اگرچہ ایک عرصہ تک کشمیر بھی ہمارا وطن رہا ہے اور ایران سے ہندوستان آتے وقت پہلا وطن کشمیر ہی بنایا گیا تھا۔ لیکن کئی صدیوں کے بعد آخر ہندوستان کے دارالحکومت کو وطن بنا لیا گیا۔ چنانچہ اب میں بجائے کشمیری کے اپنے کو دہلوی لکھا کرتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ دہلی کی زبان میں تقریر کرتا ہوں۔ میں شہروں کی پنجابی سمجھ لیتا ہوں اور غلط سلط بول بھی لیا کرتا ہوں، لیکن پنجابی زبان پر پوری قدرت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے معذور ہوں البتہ اس امر کی کوشش کروں گا کہ عام فہم اردو میں تقریر کروں تاکہ آپ حضرات کو سمجھنے میں تکلف نہ ہو۔

کشمیر کی حالت

میرے عزیزو! کشمیر بھی ہندوستان کے دروازوں میں سے ایک ایسا دروازہ ہے جہاں سے بسا اوقات ایشیائی قوموں نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا ہے تبت کی رہنے والی قوموں نے ابتدا میں اس کو اپنی گزرگاہ بنایا اور ان قوموں کے بعد مجاہدین اسلام کے مقدس قدموں نے صدہا مرتبہ خاک کشمیر کو پامال کیا۔ چونکہ مسلمان فاتحین اسی راستے سے بسا اوقات گزرے ہیں یا در خیبر سے آکر یہاں انہوں نے سکونت اختیار کی ہے، اس وجہ سے یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ کشمیر ایک اسلامی ملک ہے۔ جو صدہا برس مسلمانوں کا مرہون منت رہ چکا ہے اور یہی دارالکفر ہندوستان کا وہ خطہ ہے جہاں ابتداءً نعرۂ توحید بلند ہوا ہے اور آج بھی فیصدی پچانوے یا چھیانوے آبادی وہاں مسلمانوں کی موجود ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ سرزمین کشمیر کو صدہا مرتبہ ہماری عبدیت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ہم نے کشمیر کو کشمیر بنایا ہے اور ایک زمانہ دراز تک کشمیر اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ اس کی سرسبز و شاداب پہاڑیوں اور لالہ زار مرغزاروں کی تروتازگی نہ معلوم کتنے سرفروش مجاہدین اسلام کے خون اور پسینے کی مرہون منت ہے۔ کشمیر کو جنت نشان کا لقب مسلمانوں ہی نے دیا ہے۔ وہاں کی زعفرانی میں اب تک شہدائے اسلام کے خون کا رنگ موجود ہے۔ غرض کشمیر ایک ایسی وادی ہے جو خادمان اسلام کے مقدس قدموں سے صدہا مرتبہ روندی جا چکی ہے اور جس میں صدہا مرتبہ اسلامی قوافل قیام پذیر ہو چکے ہیں۔

انقلاب زمانہ

برادران ملت! کشمیر کا فسانہ ایک درد بھرا فسانہ ہے۔ کشمیر فاتحان اسلام کی دیانت و صداقت کا ایک زندہ شاہد ہے۔ ایران سے آنے والے تاجداروں کی سب سے پہلی منزل کشمیر ہی کو سمجھنا چاہئے۔ لیکن کشمیر کی خوبیاں اور کشمیر کی خوشنمائی ان کے عزائم کے لئے سنگ راہ نہ بنی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا مقصد تمام ملک کو اسلامی تہذیب سے آشنا بنانا تھا۔ ہندوستان آنے سے ان کا مقصد محض سیر و تفریح نہ تھا انگریز کا مقصد صرف اس قدر تھا جیسا کہ سمجھا گیا ہے کہ ان کی دل لگی کے لئے کشمیر کی سبز و سرخ گھاٹیاں اور وہاں کے آبشار کافی تھے لیکن مجاہدین اسلام جس نیک مقصد کو لیکر ہندوستان آئے تھے وہ کشمیر کے حسن و جمال کو دیکھ کر متاثر نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اس سرزمین کو بھی معمولی زمین کی طرح استعمال کیا۔ رات کی رات ان کا قافلہ ٹھہرا اور آگے چل نکلا ان کو عیش و عشرت کی زندگی پسند نہ تھی بلکہ ان کو ہندوستان کے ہر ذرے اور ہر چپے کو توحید الٰہی سے آشنا بنانا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس پہلی منزل کو عبور کرتے ہوئے چل گئے اور انہوں نے تمام ہندوستان کو خدا کی مقدس توحید کا گہوارہ بنا کر چھوڑا۔

حضرات! معاف کیجئے اس قصۂ پارینہ سے آپ کو کیا تکلیف ہوگی اور مجھے بھی دکھ ہوگا۔ زمانے کے انقلاب کا ایک سیلاب آیا اور اس نے چند سالوں میں سب کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ وہ قومیں جو کبھی تاجدار تھیں، تہذیب و تمدن کی مالک تھیں آج کوڑی کوڑی کو محتاج ہیں۔ اب عہد ماضی کی تاریخ دہرا کر کیا کریں گے

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ایک کشمیر کا رونا کیا رو رہے ہیں۔ اگر آنکھ عبرت بیں ہو اور قلب صاحب بصیرت ہو تو تمام دنیا ہمارے لئے ماتم کدہ ہے۔ ویران مساجد کے مینارے اور تباہ شدہ کھنڈرات دنیا کے ہر گوشے میں ہماری تہذیب اور ہمارے تمدن پر نوحہ کناں ملتے ہیں اس سے زیادہ نہ کچھ ہے اور نہ اس سے زیادہ کچھ کہا جا سکتا ہے، مسلمان جو دنیا کو غلامی سے نجات دلانے آیا تھا جس نے بلال حبشی اور سیدنا ابوبکر کو ایک صف میں کھڑا کیا تھا جو خدا کی مقدس زمین کو فرقہ پروری اور غیر اللہ پرستی کے اوہام باطلہ سے پاک کرنے کے لئے اٹھا تھا۔ آج خود دنیا کی تمام خرابیوں میں مبتلا ہے۔ جن مسلمانوں نے کبھی ایک بڑھیا کو عیسائی پادری کے قید خانے سے رہائی دلانے کے لئے لشکر کشی کی خوش گوار زحمت اختیار کی تھی۔ آج وہی مسلمان ہیں جو لندن محض اس لئے گئے ہیں کہ لندن پہنچ کر انگریزوں کی حمایت کریں اور ہندوستان کو آزاد نہ ہونے دیں۔ ابتدا میں حقوق مسلمین کی آڑ لیکر ملک کو تباہ کیا اور اب تو کھلم کھلا انگریزوں کی حمایت کے مدعی ہیں۔ میں نے پہلے ہی متعدد بار عرض کیا ہے کہ ان کو حقوق مسلمین سے کیا بحث انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو انگریزوں پر قربان کیا ہے۔ آج یہ مسلم حقوق کے مدعی کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں۔ آخر وہ راز کھل گیا اور مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مسلم نمائندے انگریزوں کے مددگار نکلے۔ یہاں بھی سمجھوتے میں رکاوٹیں پیدا کرتے رہے یہاں جداگانہ انتخاب کو بہانہ بنا لیا اور وہاں جب جداگانہ انتخاب کا وقت آیا تو فوراً شملے سے تار پہنچنے شروع ہو گئے اور مسلمانوں نے کانگریس کی حمایت سے انکار کر دیا۔ اب بھی آپ کو یقین آیا کہ مسلمان غلامی پسند اور انگریزوں کا آلۂ کار ہے۔ آپ نے تمام تحریک میں ہم کو بے ایمان کہا اور ہم صبر کرتے رہے لیکن آج تم نے دیکھ لیا کہ بے ایمان کون ہے۔ ہائے مسلمانوں کو کس طرح بے وقوف بنایا گیا اور آج بھی کس طرح انگریزوں پر مسلمانوں کو قربان کیا جا رہا ہے آج ہر شخص کو مسلم نمائندگی کا دعویٰ ہے۔ لیگ۔ خلافت کمیٹی اور نو زائیدہ نیشنلسٹ پارٹی مسلم کانفرنس سب کا نام لیا جا رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر جناب کو انتخاب کس نے کیا ہے۔ کیا ان نمائندوں کو مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی مسلم کانفرنس وغیرہ نے منتخب کیا ہے یا یہ سر فضل حسین صاحب کے آگے ناک رگڑ رگڑ کے منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے قسمیں کھا کھا کر انگریزوں کو وفاداری کا یقین دلایا ہے۔ اور کانگریس کو فیل کرانے کا عہد کیا ہے اور اس بے حیائی کو ملاحظہ کیجئے کہ لندن میں بیٹھ کر

[illegible]

کتنے ہے اس ریاست کا مستحق کون ہے۔ دولایت کا شمیر پر مسلمانوں کے کس قدر احسان ہیں۔ انگریز جو خود غرض واقع ہوا ہے اس نے ان تمام معاملات سے آنکھیں بند کر لیں اور تیس پچتیس لاکھ انسانوں کو ایک ایسے خاندان کے حوالے کر دیا جن کو ان انسانوں سے کوئی خاص ہمدردی نہ تھی۔ اس زمانہ میں کشمیری ۔۔۔ کس طرح پامال کیا گیا ہے اس کا نظارہ اگر دیکھنا ہو تو سردی کے موسم میں پنجاب کے گلی اور کوچوں کو آکر دیکھو جہاں ایک کشمیری مسلمان ۔۔۔ ڈھوتے ہوئے ملیں گے۔ عام مزدوروں سے ان کی مزدوری بہت کم ہو گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو مہاراج کا مالیہ ادا کرنا ہوتا کشمیر کے مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے ہیں اور جن میں آج کل بھی وہ غریب مبتلا ہیں ان کا بہت سا حصہ آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔ کشمیر سے جو اطلاع آتی ہے وہ نئے ظلم کا فسانہ ہوتی ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے کشمیر سے ایک خط لکھا ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا اقتباس آپ کو پڑھ کر سناؤں وہ فرماتے ہیں:-

"آپ کو زیادہ تر سری نگر کے حالات ملتے ہونگے۔ مگر جو مظالم غریب دیہات کے لوگوں پر کئے جا رہے ہیں۔ اسے سنکر بدن میں رعشہ اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آہ! میں کن الفاظ سے اس مصیبت کبریٰ کو آپ کے سامنے پیش کروں ۔۔۔ ستمبر کو قاضی عبدالغنی جو علاقہ بارہ مولا کا رہنما ہے گرفتار ہوا۔ اس کے گرفتار ہونے پر موضع خواجہ باگ (جو بارہ مولا سے ایک میل پر ہے) کی عورتوں اور بچوں نے جلوس اور احتجاجی جلسہ منعقد کیا جس پر بارہ مولا کے وزیر نے بلا اتفاق سنے فوجی سپاہیوں کا ایک دستہ روانہ کیا۔ گاؤں بھر کی جوان جوان اور کنواری لڑکیوں کو گرفتار کر کے حراست میں رکھا ہے! اس بات کو لکھتے ہوئے میرا دل کانپ اٹھتا ہے کہ ان وحشی سپاہیوں نے ان کے ساتھ نہ صرف چھیڑ چھاڑ کی بلکہ ۔۔۔ کی گئی۔ متواتر ۔۔۔ روز سے وہاں پر فوجی چوکی بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کی خانہ تلاشیاں کی گئیں۔ زیورات۔ نقدی اور جو قیمتی اشیاء فوجی سپاہیوں کے ہاتھ آئیں انہیں لوٹ لیا گیا۔ علی ڈار ولد احمد ڈار جو کہ بیمار تھا اس کو بلایا گیا مگر وہ بوجہ بیماری اور کمزوری کے چل نہ سکتا تھا۔ ایک پولیس افسر نے اسے اتنا مارا کہ وہیں جان دیدی۔ آہ! اس بے گناہ خون کا کون ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ ان بیچاروں کی کون سنتا ہے۔ سب افسر ہندو ہیں۔ اور انصاف ان سے کوسوں دور ہے کوئی کسان گاؤں سے باہر نہیں نکل سکتا پانی تک باہر سے لانا بند کر دیا گیا۔ بہت سے چارپائے اپنی اپنی جگہ پر بندھے ہوئے ہلاک ہو گئے ان کی کھیتیاں بالکل ویران ہو گئیں۔"

اس سے بڑھ کر جو رنجیدہ بات ہے وہ یہ ہے کہ بارہ مولا اور خواجہ باگ کے درمیان عیسائیوں کا ایک مشن ہسپتال ہے۔ وہ لوگ زخمیوں کو دھمکاتے ہیں اور ساتھ ہی اپنی تبلیغ سے انہیں ورغلا رہے ہیں کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو تم پر کوئی ظلم نہیں کریگا۔ ۔۔۔ وہ لوگ جو ظلم کو برداشت کرتے کرتے تنگ آ گئے ہیں اب اس بات پر آمادہ نظر آتے ہیں کہ وہ اپنے مقدس مذہب کو چھوڑ کر امن کے دلاسہ پر خیرباد کہدیں۔ اگر اس کا فوری انتظام نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ یہ فتنہ بڑھ نہ جائے۔ اس مذکورہ گاؤں کے علاوہ گھاٹ عشکر۔ داریارہ وغیرہ میں خانہ تلاشیاں ہو رہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی لوٹ کا بازار گرم ہے۔"

اس خط میں جن مظالم کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہ معلوم کتنے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ۔۔۔ آئین کا حافظ ۔۔۔ ہیں۔ دیہات و قصبات میں جو مظالم ہوئے ہیں ۔۔۔ اگر ایک آزاد تحقیقات ہو تو دنیا کو معلوم ہو جائے کہ بیسویں صدی میں بھی تہذیب دنیا عجوبہ کا نام لیکر ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ کیا کچھ کر سکتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مڈلٹن کی تحقیق وہ بڑی بلا ہے کہ ۔۔۔ گورنمنٹ برطانیہ بھی پولیس کی تحقیقات کے نام سے جلا اٹھی تھی اور بڑے بڑے آئینی مستعفی ہوتے کو تیار ہو گئے تھے۔ جب گورنمنٹ برطانیہ جو تہذیب آئین کی دائی کہتیر ہے زیادہ مدعی ہے ان کے آئین کے نام پر سب کچھ کر سکتی ہے تو ہمارا جہ کا کیا کہنا ہے وہ تو ایک دیسی رئیس ہیں جن کی گھٹی میں ظلم ملا ہوا ہے۔ کشمیر کا مسلمان تو بارہ سو برس سے ۔۔۔ ہے۔ جب سول کی حکومت میں دربار کوئی ظلم نہیں چھوڑا جا ۔۔۔ لارڈ رینگ زمانے کا تو یہ تو بیشاہی کیا ہے۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ پروپیگنڈا کرنے والے مبالغہ بھی کرتے ہیں بالخصوص بعض اخبارات کا تو آج کل پیشہ ہی ہو گیا ہے۔ کسی زمانے میں بدمعاش ہوا کرتے تھے دس پانچ روپیہ دے کر جس شریف آدمی کو چاہا ذلیل کرا دیا۔ آج کل وہی خدمات بعض اخبارات انجام دیتے ہیں ۔۔۔ کبھی دس پانچ روپیہ کبھی کسی بڑی رقم کے لالچ میں اور کبھی ذاتی عداوت و حسد کی بنا پر بعض اخبارات فحش مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ مجھے تو خود اس کا تجربہ ہے۔ جمعیۃ علماء اور اس کے معزز اراکین کے متعلق جو غیر ذمہ دارانہ الزام لگائے جاتے ہیں میں بحلف شرعی کہنے کو تیار ہوں کہ ان میں سے ایک بھی تو صحیح نہیں ہے لیکن ان ننگ صحافت حضرات کو اس کی کچھ پروا نہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو اپنے حریف کو ذلیل کریں۔ بہرحال میں غلط پروپیگنڈے سے انکار نہیں کرتا لیکن اس کا علاج بھی یہی ہے کہ مہاراج مجلس احرار کو موقع دیں تاکہ وہ ہر شخص سے گفتگو کر سکے اور آزادی کے ساتھ معاملات کی تحقیق کرے جو مظالم کہ اخبارات میں ذکر کئے جا رہے ہیں اگر وہ غلط ہوں گے تو ہم خود اس کی تردید کر دیں گے جو زہرہ گداز واقعات اخبارات میں آئے ہیں وہ مہاراج کے اعلانات سے غلط نہیں ہو سکتے۔ مہاراج تو اس وقت خود ایک فریق ہیں۔ اخبارات کی اطلاعات بتاتی ہیں کہ کشمیر میں مثلاً عورتوں اور بچوں کو زخمی کیا گیا یا مسجد میں نماز پڑھتے مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ یا عورتوں کی ڈوگروں نے عصمت دری کی۔ مہاراج کہتے ہیں یہ اطلاعات غلط ہیں ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا میں کہتا ہوں اس کا فیصلہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی ایک ذمہ دار جماعت کو موقع دو کہ وہ معاملات کی تحقیق کرے اگر حکومت سچی ہے تو معلوم ہو جائے گا اور اگر اخبارات سچے ہیں تو بات لگ جائے گا۔ آخر حکومت احرار کے وفد سے کیوں گھبراتی ہے۔ حکومت اس مطالبہ سے جس قدر اعراض کرے گی اتنی ہی امن پسند طبقہ میں بدگمانی بڑھتی چلی جائے گی۔

مجلس احرار کی خدمات

حضرات! مجلس احرار کے ارکان سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے۔ یہ کوئی نئے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہی لوگ ہیں جو ہر مصیبت کے وقت مسلمانوں کی خدمت انجام دیا کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ان بزرگوں نے قوائے ملیہ اسلامیہ کو منظم کرنے کی غرض سے ایک مجلس احرار اسلام کے نام سے قائم کی ہے۔ یہ کوئی نئی جماعت نہیں ہے بلکہ خلافت کے وقت سے لیکر اسوقت تک یہی لوگ ہیں جو برابر مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ کشمیر کے معاملے میں انہوں نے جس وسیع

بچانے یہ کام کیا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تقریباً پنجاب کے تمام اضلاع میں ان کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں یہ انہی کی مساعی اور جد و جہد کا نتیجہ ہے کہ قادیانی فتنہ کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔ قادیانی ہر وقت اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کا مقصد مسلمانوں کی خدمت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لئے اپنا اثر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے بارہا ۔۔۔ کہ یہ فرقہ ۔۔۔ دونوں ۔۔۔ اسلام کے لئے تباہ کن ہے۔ اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا ہی اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔ یہ مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ ان کو مسلمانوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ ان کے نزدیک انگریز واجب الاطاعت ہیں۔ یہ اسلام کے نام پر عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کے یہ دشمن مسلمانوں کی چادر اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں میں مذہبی تعلیم کم ہے اسلئے یہ غریب ہر ڈاکو کو اپنا رہنما سمجھ کر پیچھے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ اور ان کو خبر نہیں ہوتی کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔

ابھی کل کی بات ہے کہ پشاور میں نہ معلوم کتنے بے گناہ گولیوں کا نشانہ بنائے گئے تھے لیکن اس وقت یہ مسلمانوں کے ہمدرد خاموش تھے۔ افغانستان کی تباہی کے وقت یہ تبلیں بجا رہے تھے۔ عراق کے عربوں کا خون جب برطانیہ انتہائی بیدردی سے بہا رہا تھا تو مرزا صاحب علیہ ما علیہ انگریزوں کو مبارکباد کے تار بھیج رہے تھے لیکن آج کشمیر کے معاملے میں یہ پیش پیش ہیں۔ ایک طرف بدبخت مسلمانوں کو کافر کہیں ان کے جنازے کی شرکت سے اپنی جماعت کو باز رکھیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی لاشوں پر رونے کو کھڑے ہو جائیں۔ ریاست میں پروپیگنڈا کیا جائے کہ کشمیر کمیٹی کی معرفت معاملہ کرنا۔ ادھر گورنمنٹ کی حمایت حاصل کی جائے۔ ریاست پر دباؤ ڈالا جائے کہ اگر احرار سے گفت و شنید کی گئی تو ہماری ہمدردی منقطع ہو جائے گی۔ خدا مجلس احرار کا بھلا کرے کہ وہ نازک وقت میں سامنے آئی اور اس نے مسلمانوں کی عزت رکھ لی ورنہ ان قطاع الطریق نے تو اسلامی خرمن کے تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ میں تو آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر آشوب زمانے میں ایک جماعت مستقلاً اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اس کا کام بجز اس کے کچھ نہ ہو کہ وہ قادیانی فتنے کے قلع و قمع میں منہمک ہو جائے یہ تمام مذہب سے بیگانگی کے نتائج ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقے کو یہ انتشار کھلے بندوں گمراہ کر رہے ہیں۔ پروپیگنڈے کی طاقت ان کے پاس ہے جب تک پوری قوت سے ان کے غلط پروپیگنڈے کا مقابلہ نہ کیا جائے گا اس جماعت کی مداخلت سہل نہیں ہے۔ بہرحال مجلس احرار کا یہ احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچا لیا۔ اب رہا مسلمانان کشمیر کی خدمت کا سوال تو اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں آپ نے دیکھا کہ پانچ دن کی جنگ میں ریاست کشمیر ہلا اٹھی یہ آپ کے ڈنڈے والے بخاری کا اللہ بھلا کرے کہ مجھ کو دہلی سے گھسیٹ لائے جس حالت میں میں نے دہلی چھوڑی ہے وہ میرا ہی جی جانتا ہے۔

محمد سعید کی علالت اور نمائش کا فتنہ

حضرات! میں آپ سے اپنے مصائب کیا عرض کروں۔ آپ نے سنا ہو گا کہ دہلی میں سودیشی نمائش ہو رہی ہے اس کمیٹی نے مجھ کو صدر بنا دیا ہے۔ میں کوئی نمائشی آدمی نہیں نہ مجھ کو نمائش سے دلچسپی۔ بعض لوگوں کے اصرار سے میں نے صدارت قبول کر لی۔ اور ۔۔۔ ابن گئی۔ نمائش شروع ہونے سے ۔۔۔ کارکنوں میں اختلاف ہو گیا۔ میں بلول سے واپس آیا تو یہاں یہ کشمکش دیکھی۔ کارکنوں میں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں۔ صاحب میں کیا عرض کروں پندرہ دن میں نے ایسی مصیبت اٹھائی کہ تمام عمر کبھی ایسی تکلیف نہیں ہوئی ہوگی۔ ایک صاحب اعزازی پاس مانگتے تھے سکرٹریوں نے انکار کر دیا انہوں نے دوکانداروں کو کہہ دیا کہ دکانوں کا کرایہ کم کراؤ۔ رضاکاروں کی ایک جماعت کو ان کی بدانتظامی کے باعث علیحدہ کر دیا انہوں نے شہر میں یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ نمائش میں خواتین کی بے عزتی کی جاتی ہے، حالانکہ نمائش میں مسلم غیر مسلم سب خواتین آتی تھیں ڈولی کے لئے خاص انتظام تھا۔ ڈولی کے کہاروں کو بلا ٹکٹ اندر جانے کی اجازت تھی لیکن اس تمام حزم و احتیاط کے باوجود ان رضاکاروں نے غلط اعلانات کرنے شروع کر دئے۔ ایک اخبار کے رپورٹر کو پاس نہیں ملا اس نے غلط خطوط شائع کرنے شروع کر دئے۔ نمائش میں نہ کسی عورت کی بے عزتی کی گئی نہ کسی کو تکلیف پہنچی لیکن خود غرضی کا کیا علاج کیا جائے۔ ایک طرف یہ سب کچھ ہو رہا تھا دوسری طرف آرٹ فیشنل سلک پر کانگریس کمیٹی سے جھگڑا چل گیا۔ دو دکاندار کہیں اس سلک کا بائیکاٹ نہیں ہے اور کانگریس کمیٹی کہے ہم پکٹنگ لگائیں گے۔ یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ کانگریس کے سکرٹری پکٹنگ لگانے آگئے ان کو سمجھایا جا رہا تھا کہ صاحب کل تمام مال نکلوا دیا جائے گا وہ کچھ نیم راضی ہوئے تھے کہ جھٹ اس مخالف پارٹی نے جس کو نکالا گیا تھا پکٹنگ لگا دیا۔ آخر بعض کارکنوں کی رائے یہ ہوئی کہ اس کا انتظام کانگریس کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ ہم نے ۲۷ اکتوبر کو نمائش کا انتظام کانگریس کے سپرد کر دیا اور میں دہلی سے چلا کہ اسی دن محمد سعید کی بیماری کی اطلاع دیوبند سے موصول ہوئی اب آپ خیال کیجئے کہ میری پریشانیوں کی حالت کیا تھی۔ نمائش والوں کو استعفا بھیج دیوبند ایک آدمی روانہ کیا۔ نمائش والوں نے استعفا لینے سے انکار کر دیا۔ کارکنوں کی باہمی رقابت، باہمی بد اعتمادی، خارجی یورش۔ بچے کی بیماری۔ لاہور کے تار۔ غرض ایک پریشانی ہو تو عرض کروں اس پراگندگی کی حالت میں سیالکوٹ تک پہنچا ہوں۔ کانگریس کے انتظام لیتے ہی دو کاندار بھی سیدھے ہو گئے اور وہ کرایہ کمیٹی والے اور النیشنہ وغیرہ سب کے مزاج درست ہو گئے اور میں وہاں سے شاہ صاحب اور مفتی صاحب کے ہمراہ لاہور ہوتا ہوا سیالکوٹ حاضر ہو گیا۔

سیالکوٹ میں کیا دیکھا

لیکن یقین کیجئے سیالکوٹ پہنچ کر تمام غم غلط ہو گیا۔ سیالکوٹ کے مسلمانوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی آبرو رکھ لی۔ سیالکوٹ کیا ہے سرخ پوشوں کی ایک بستی ہے۔ جوان سرخ۔ بڈھے سرخ۔ بچے سرخ۔ عورتیں سرخ۔ اللہ اللہ کشمیر کے بے گناہوں کا خون سیالکوٹ کی گلیوں اور کوچوں میں ابل پڑا ہے۔ سیالکوٹ بھی ایک بے گناہ کے خون کی یادگار ہے۔ ایک زمانے میں یہاں کے راجہ نے ایک مسلمان کا سر کاٹ کر قلعے کی بنیاد میں دفن کیا تھا اس کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ مسلمان کا خون بنیاد میں دینے سے قلعہ مضبوط ہو جائے گا۔ اور قلعہ کی بنیاد میں حرکت نہ ہو گی اس بے وقوف نے اس مشورہ پر عمل کر لیا۔ اسے خبر نہ تھی کہ مسلمان کی ذات تو یقیناً باعث تسکین و استواری ہو سکتی ہے لیکن اس کا خون تو زلزلہ خیز ہوتا ہے۔

حضرات! خون آلودگی مظلوم کا فرکا بھی رنگ لائے بغیر نہیں رہتا چہ جائیکہ مسلم بے گناہ کا خون آخر آپ نے دیکھا علی الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فوج کشی کی اور ایک بے گناہ مسلمان کے خون کا بدلہ اس طرح لیا کہ آج بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے ذرا سر اٹھاؤ اور اس ٹیلے کو دیکھو یہی وہ قلعہ ہے جہاں ایک بے گناہ کلمہ گو قتل کیا گیا تھا۔ فتلک بیوتھم خاویۃ بما ظلموا ان فی ذلک لایۃ لقوم یعلمون۔ راجہ کا آج وجود بھی نہیں ہے لیکن علی الحق کے مزار پر آج بھی ان کی کرامت کا نور چمک رہا ہے۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ بھی تشریف لے گئے تھے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے۔ مجھے لوگوں نے بتایا ہے کہ یہ روشنی دن اور رات کو یکساں رہتی ہے۔

سیالکوٹ کے مسلمانو! تمہارا انتقام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ نے لیا تھا اور تم اپنے کشمیری بھائیوں کا انتقام لینے کے لئے مارشل لار کی دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑے۔ میں سچ کہتا ہوں اگر چند دن یہ سلسلہ اور جاری رہتا تو مہاراج ریاست چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ سنا جاتا ہے کہ پہلے بھی ان کے بزرگ ایسا کر چکے ہیں۔ گلگت اور ترکستان کے باشندے گھس آئے تھے اور ان کو ریاست چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

قرون اولیٰ کی یاد

صاحبو! یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مائیں اپنے بچوں کو رخصت کرنے دفتر میں آتی تھیں عورتیں رجز پڑھتی ہوئیں قافلوں کے ساتھ جاتی ہیں اپنے نوجوان بچوں کے گلے میں خود ہی ہار پہناتی ہیں۔ نوجوانوں کو رخصت کرنے کے لئے جموں کی سرحد تک پہنچتی ہیں۔ میں نے بچوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ شیخ حسام الدین صاحب ان کو ٹلاتے ہیں لیکن وہ مچلتے ہیں آخر شیخ صاحب ایک ناپ مقرر کرتے ہیں لیکن بچے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اس ناپ کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی کوراک ہنگامہ خیز کور ہے میں تو اس حالت کو دیکھ کر ضبط نہیں کر سکا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بچے بھی یہی کرتے تھے۔

مسلم خواتین سے خطاب

میری بہنو! میں نے سول نافرمانی کی تحریک میں بیسیوں مرتبہ ہندو دیویوں کو مبارکباد دی ہے۔ جب میں ہندو دیویوں کی تعریف کیا کرتا تھا تو میرے خیال میں یہ بات ہوتی تھی کہ کاش مسلم خواتین بھی اس تحریک میں حصہ لیتیں تو میں ان کو بھی خطاب کیا کرتا اور میری تہنیت بھی وہ بھی شریک ہو کر تیں۔ لیکن بدقسمتی سے وہاں مسلم دیو تو ہوتے ہی نہیں تھے بھلا مسلم دیویاں کہاں رکھی ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ سیالکوٹ میں میری یہ حسرت پوری ہوئی۔ میری بہنو! میں تمہیں کن الفاظ کے ساتھ مبارکباد پیش کروں تم نے سات کروڑ مسلمانوں کی عزت بچالی ہے۔ اگرچہ یہ کانگریس کی تحریک نہیں ہے لیکن اس سے ملتی جلتی ہے۔ تم کشمیر کے مسلمانوں کے لئے کشمیری حکومت سے حقوق مانگتی ہو اور کانگریس ہندوستانیوں کے لئے ہندوستانی حکومت سے حقوق مانگتی ہے۔ تمہاری یہ بیداری یقیناً قابل فخر ہے۔ تم کو حقوق کے لئے ایجی ٹیشن کرنے کا طریقہ تو آ گیا آج کشمیری رعایا کیلئے مانگتی ہو کل اپنے لئے بھی انگریز سے مانگو گی۔ اگر کشمیر کے راجہ سے لڑنے کو تیار ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ انگریز سے بھی لڑنے کو تیار نہ ہو گی۔

ہندو اخبارات کی ذہنیت

مجھے افسوس ہے کہ بعض ہندو اخبارات سیالکوٹ کے مسلمانوں کے خلاف اپنی عادت کے موافق لعن طعن کر رہے ہیں۔ مہاسبھائی اخبارات سے شکایت نہیں لیکن افسوس تو قومی اور کانگریسی اخبارات پر ہے حالانکہ یہ کوئی ہندو مسلمان سوال نہیں ہے ننانوے فیصدی رعایا ڈوگرہ حکومت سے حقوق طلب کرتی ہے مجلس احرار ان کے حقوق کی حمایت کرتی ہے لیکن یہ اخبارات مظلوم کو چھوڑ کر ظالموں کی حمایت کرتے ہیں ان کمبختوں کو اتنا سلیقہ نہیں کہ کانگریس میں اور مجلس احرار میں کیا فرق ہے وہاں بھی حکومت سے حقوق کا سوال ہے اور یہاں بھی حکومت سے حقوق کا سوال ہے ایک طرف ریڈنگ سے میکڈانلڈ ہے دوسری طرف ہری کشن کول ہے۔ خدا کیلئے مجھے بتاؤ کہ فرق کیا ہے۔ اگر انگریز اور ہندو کے ظلم میں فرق ہے تو بیشک ہری کشن اور میکڈانلڈ میں بھی فرق ہے لیکن اگر ظلم یکساں ہے تو پھر دونوں حکومتیں یکساں ہیں۔ اگر امرتسر کا مارشل لا قابل اعتراض ہے تو کشمیر کا مارشل لا بھی یقیناً قابل اعتراض ہے ہندو اخبارات کی یہ فرقہ وارانہ ذہنیت یقیناً قابل ملامت ہے ان اخبارات کے ایڈیٹروں کو چاہئے کہ یہ آنکھیں بند کر کے ظلم کی حمایت نہ کریں بلکہ اپنی آنکھوں سے جا کر کشمیر کے مسلمانوں کو دیکھیں اگر واقعی وہ مظلوم ہیں۔ اگر واقعی ان کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں تو کم از کم کانگریسی اخبارات کو تو مسلمانوں کی حمایت کرنی چاہئے۔ میں اپنے اذعان و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کشمیر کے کسان کی حالت بارڈولی کے کسان سے بدرجہا بدتر ہے۔ اگر بارڈولی اور یو۔پی کا کسان قابل رحم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کشمیر کے کسان پر رحم نہ کیا جائے۔ بہرحال مسلمانوں کو ان فرقہ پرست اخبارات سے متاثر نہ ہونا چاہئے اور جو کام انہوں نے شروع کیا ہے اس کو آخر تک پہنچا کر دم لینا چاہئے۔

پانچ سو خواتین کی درخواست

مجھے آج ہی دفتر سے یہ معلوم ہوا کہ سیالکوٹ کی پانچ سو خواتین نے درخواست دی ہے کہ وہ بحیثیت رضاکار کے جموں میں داخل ہونا چاہتی ہیں۔ میں اپنی بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نکلیں تو ہندوستان میں تلاطم مچ جائے گا۔ جب تک ہم موجود ہیں تمہارے میدان میں آنے کی ضرورت نہیں۔ ضرورت کے وقت عورت کا نکلنا کوئی عیب نہیں ہے۔ قرون اولیٰ کی خواتین بھی جہاد میں نکلا کرتی تھیں اور ہر قسم کی خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔ مجروحین کی خدمت اور پانی پلانے کی خدمت کے علاوہ وہ ضرورت کے وقت کفار سے جہاد بھی کرتی تھیں۔ خیبر کی جنگ میں حضرت صفیہ کا ایک یہودی کو قتل کرنا تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے۔ لیکن میری بہنو! ابھی تمہارے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ تم مرد کی ماں ہو تم نے مرد کو جنا ہے جب تک تمہاری اولاد زندہ ہے تم کو گھر سے نکلنے کی حاجت نہیں ہاں جب سب مسلمان قربان ہو جائیں گے اس وقت دیکھا جائے گا۔ میں تم کو اطمینان دلاتا ہوں کہ آزاد کشمیر کی بنیاد تمہاری یہی درخواست بن کر رکھی جائے گی۔ جب کشمیر کے آزاد ہونے کی تاریخ لکھی جائے گی تو سیالکوٹ کے مسلمانوں کا نام سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ اگر آج یہ سلسلہ بند نہ ہو جاتا اور کشمیر کی حکومت

(باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیے)

سیالکوٹ میں مولانا احمد سعید صاحب کی ولولہ انگیز تقریر

(سلسلہ صفحہ ۲)

جیس احرار کے قدموں پر نہ گرتی تو ایک بہنے ہیر کے لئے سیالکوٹ کے ہی رضا کار کافی تھے میں تو خدا کی شان دیکھ رہا ہوں آج صلح ہوگئی سیالکوٹ کے قیدی واپس آرہے ہیں لیکن مختلف مقامات سے برابر کھنچے چلے آرہے ہیں اس آن کے قافلے نے تو صاحب حد کردی۔ کم و بیش تین سو آدمی ہوں گے ان کا غلہ بھی ان کے ساتھ ہے مولانا حبیب الرحمن صاحب کچھ حساب بتا رہے تھے کہ تقریباً سترمن غلہ گرا ہوا پڑا ہوا ہے۔ جنیوٹ کا قافلہ آج ہی شام کو پہنچا ہے۔ سچ ہے پنجاب زندہ ہے خدا پنجاب کو زندہ رکھے اگر پنجاب کا مسلمان زندہ ہے تو یقین جانو ہندوستان کا مسلمان زندہ ہے۔

حضرات! میں نے آپ کا بہت وقت لیا اور واقعہ یہ ہے کہ میں تھک گیا ہوں پہلے ہی کہا تھا کہ بیس ہزار کے مجمع میں بولنا آسان نہیں ہے پھر مجھے میری عادت کے خلاف کہاں تک بھی کہلا دیا گیا اگر مولانا عطاء اللہ شاہ کی زبان ...

آخری گذارش

مسلمان کی موت

ہندو راج کا شور و غوغا

موت اور بچوں کی لوری

حضرات! دہلی میں عورتوں کا دستور ہے کہ جب وہ بچوں کو سلاتی ہیں تو لوری دیا کرتی ہیں وہ کچھ ایسی بے تکی شاعری ہوا کرتی ہے۔ شاید پنجاب میں بھی اس کو

حادثۂ جانکاہ 01-12-1931

حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب کے والد ماجد کا انتقال

آج کی ڈاک سے یہ خبر وحشت اثر موصول ہوئی کہ حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب سیوہاروی کے والد ماجد نے چار ماہ علیل رہ کر گزشتہ چہار شنبہ کو بعد نماز مغرب انتقال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب اپنے والد صاحب کی علالت کا حال سن کر ڈابھیل سے سیوہارہ تشریف لائے تھے اور یہ قصد کر رہے تھے کہ مرحوم کی صحت کے بعد دہلی اور دیگر مقامات کا سفر کریں کہ یکایک یہ اندوہناک سانحہ پیش آگیا۔ اور مشیت ایزدی نے ممدوح کو ہمیشہ کے لئے سایۂ پدری سے محروم کر دیا۔ ہمیں اس حادثۂ جانکاہ میں حضرت مولانا کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور ہم اللہ رب العزت کی درگاہ میں دست بدعا ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین کرام سے بھی استدعا ہے کہ وہ ختم قرآن پاک اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

۱۳۵۰ھ مطابق ۲۴ - اکتوبر ۱۹۳۱ء نمبر ۳۰

ضلع رہتک کی پولیٹکل کانفرنس میں مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

گاندھی جی کسی خاص شخصیت یا کسی خاص انسان کا نام نہیں ہے

انگریزوں کے غیر منصفانہ طرز عمل نے ایک خوفناک صورت اختیار کر لی ہے

۱۷ اکتوبر کو آج مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند تقریباً ایک بجے رہتک تشریف لائے۔ مولانا نے خان عبدالغفار خاں صاحب کے پاس قیام کیا اور ڈیڑھ بجے کے قریب پولیٹکل کانفرنس میں شرکت فرمائی صدر استقبالیہ کے خطبے کے بعد جناب ڈاکٹر عالم صاحب صدر کانفرنس نے خطبہ دیا۔ اگرچہ خطبہ لکھا ہوا نہیں تھا لیکن پھر بھی دو گھنٹے تک آپ کی تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کا خطبہ نہایت جامع تھا۔ آپ نے موجودہ تمام مسائل پر اپنی تقریر میں روشنی ڈالی۔ آپ کا خطبہ ہر اعتبار سے نہایت جامع تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے ایک مفصل اور مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا دنیا میں ہمیشہ انقلاب ہوا کرتا ہے۔ پرانی چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ نئی چیزیں آ جایا کرتی ہیں۔ باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا وارث ہوا کرتا ہے۔ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات ہوا کرتی ہے۔ سردی کے بعد گرمی اور گرمی کے بعد برسات اور برسات کے بعد سردی کا دور چلتا رہتا ہے۔ بہار کے بعد خزاں اور خزاں کے بعد بہار غرض یہاں کسی چیز کو بھی قیام نہیں ہے جو کبھی فقیر تھے وہ آج بادشاہ ہیں اور جو کبھی بادشاہ تھے وہ آج فقیر ہیں جس طرح ہر زمانے میں نئی بات ہوتی ہے اسی طرح آج کل کی یہ بات بھی نئی ہے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم پر حکومت نہیں کر سکتی۔ چونکہ آج کل کا قانون یہ ہے کہ کوئی ملک دوسرے ملک پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے تمام دنیا میں آزادی کا غل مچ رہا ہے۔ نہ جرمن کو فرانس پر حکومت کرنے کا حق ہے اور نہ فرانس کو جرمن پر تمہیں خبر بھی ہے عرب جو صدہا برس سے ترکوں کے ماتحت تھے وہ بھی انگریزوں کی امداد اور اعانت سے آزاد ہو گئے۔ جب ترکوں کو عربوں پر اور افغانستان کو ایران پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے تو انگریزوں کو اس ملک پر راج کرنے کا حق کس طرح ہو سکتا ہے۔

انگریزوں سے سمجھوتہ

مولانا نے فرمایا گاندھی جی نہ معلوم انگریزوں سے کس طرح سمجھوتہ کریں گے۔ میری رائے میں تو اگر آپ لوگ راضی ہو جائیں اور ڈاکٹر عالم صاحب بھی مان جائیں تو بس ایک شرط پر سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ ایک سال انگریز ہندوستان پر حکومت کر لیا کریں اور ایک سال ہم انگلستان پر حکومت کر لیا کریں۔ اگر انگریز اس شرط پر راضی ہو جائیں تو سمجھوتہ کر لینا چاہئے۔ وزیر ہند تو یہ فرمائیں کہ انگریزی فوج ہندوستانی آفیسر کا حکم نہیں مانے گی۔ غضب خدا کا انگریزی فوج تنخواہ تو لیگی ہندوستان سے اور حکم مانے گی انگریزی افسروں کا۔ اگر وزیر ہند کا یہ خیال ہے تو بھلا ہمارا سمجھوتہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب ایک انگریزی سپاہی ہندوستانی افسر کا حکم ماننے کو تیار نہیں تو بھلا انگریز اس پر کب راضی ہوں گے کہ ہم کو اپنے ملک پر حکومت کرنے کی اجازت دیدیں۔ لیکن بھائیو! اگر انگریز اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو ہم بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ان کو بتیس کروڑ انسانوں پر حکومت کرنے کا حق دیدیں۔

انقلاب کچھ مشکل نہیں ہے

لوگ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ اتنی بڑی حکومت کس طرح زائل ہو سکتی ہے حکومت کا انتظام حکومت کا ساز و سامان دیکھ دیکھ کر ہم خوف زدہ ہوتے جاتے ہیں لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ اس حکومت سے پہلے کی حکومتوں کے پاس بھی سب کچھ تھا لیکن جب وقت آیا تو کچھ دیر نہ لگی۔ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر۔

اگر گزشتہ حکومتوں کو موت سے کوئی طاقت نہ بچا سکی تو انگریزی حکومت کی کون ذمہ داری لے سکتا ہے۔ لوگ انقلاب کو یقیناً مشکل سمجھتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک آسان ہے۔ انقلاب کی تکذیب کرنا نہ صرف تاریخ کو جھٹلانا ہے بلکہ خدا کی قوت اور اس کی قدرت کا انکار کرنا ہے میں تمہیں سے دریافت کرتا ہوں کیا اس سے پیشتر اس امر کا یقین کیا جا سکتا تھا کہ اتنی بڑی حکومت کی موت صرف سٹے اور ململ میں پوشیدہ ہے۔ جس حکومت سے دنیا کی حکومتیں خوفزدہ ہوں بڑی بڑی طاقتیں جس سے آنکھ ملاتے ہوئے ڈرتی ہوں کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی تھی کہ وہ صرف چرخہ کا مقابلہ نہ کر سکے گی اور صرف ایک لنگوٹی بند بڈھا اس کا دیوالہ نکال دے گا۔

نمک کی تحریک

جس دن گاندھی جی نمک بنانے چلے تھے تو بہت سے لوگ ان کا مذاق اڑا رہے تھے۔ نمک بنانے والوں کے نمک کو نقلی نمک بتایا جاتا تھا۔ لیکن کسی کو کیا خبر تھی کہ جس دن سے نمک بننا شروع ہوا حکومت نمک کی طرح گھلتی چلی گئی اور بقول ڈاکٹر صاحب کے کہ نمک نقلی تھا جس دن اصلی نمک بنے گا اس دن دنیا میں انگریزوں کا رہنا مشکل ہو جائے گا۔ خدا کی طاقت اور قوت کا کون انکار کر سکتا ہے۔

بھائیو! میں ڈاکٹر صاحب کی طرح جنٹلمین نہیں ہوں بلکہ میں تو ایک دھرمی آدمی ہوں اور دھرمیوں سے خطاب کرتا ہوں۔ میں ناستک نہیں ہوں۔ میرا ایمان تو خدا پر ہے۔ میں خدا کو تمام قوتوں کا مالک سمجھتا ہوں اس کو تو اب اس حکومت کو تباہ کرنا ہے۔ نمک اور چرخے کو ایک ذریعہ بنا دیا ہے۔ اس حکومت نے ہندوستان سے چرخے کو مٹایا تھا لیکن اسے خبر نہ تھی کہ چرخہ ہی اس کو مٹا دیگا۔ اس نے غریبوں کے نمک پر محصول لگایا تھا لیکن اسکو خبر نہ تھی کہ نمک کی تحریک بھی اسکو اس طرح فنا کر دیگی جس طرح پانی میں نمک فنا ہو جاتا ہے۔

میرے دوستو! اگر تم کو خدا پر ایمان ہے تو میرا یقین کرو، اگر ہمارے ملک کے باشندے اس موقعہ پر اپنے ملک کے ساتھ غداری نہ کرتے تو چرخہ اس حکومت کو کھا چکا تھا۔ اس ملک میں ایک ایسا بدنصیب طبقہ بھی ہے کہ جب ملک میں کوئی تحریک شروع ہوتی ہے تو وہ راستہ روک کر کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ کہنا شروع کرتا ہے کہ ہم نالائق ہیں، ہمارا ملک اس قابل نہیں ہے جو کچھ ملا ہے وہ بھی بہت ہے۔ یہ غداران وطن کا گروہ حکومت کی حمایت کرتا رہتا ہے لیکن جب ہم لوگوں کی قربانیوں سے کچھ مل جاتا ہے تو یہی غدار سب سے پہلے اسکے وارث بن جاتے ہیں۔ تقریباً پچیس سال سے ہم یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ مرے کوئی، جیل خانے کوئی جائے، پولیس کی لاٹھیاں کوئی کھائے۔ اور لندن میں یہ بیجا نمائندے بنکر پہنچ جائیں ان سے پوچھو تم کس کے نمائندے ہو۔ تم کو کس نے منتخب کیا ہے، بجز گاندھی جی کے ایک بھی ملک کا نمائندہ نہیں ہے۔ یہ ظالم ایک دن بھی کانگریس کے پلیٹ فارم پر نہیں آئے اور اب گول میز میں یہ بے حیا سب سے پیش پیش ہیں اور اب بھی حکومت کی حمایت کر رہے ہیں یہ ہیں ہندوستان کے نمائندے اور خدمت انگلستان کی انجام دے رہے ہیں۔ لیکن ان کی نمائندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب ہم کو بھی دیکھنا ہے کہ ان انگریزی نمائندوں کی حمایت انگریزوں کو کب تک بچاتی ہے۔

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیے)

ضلع رہتک کی پولٹیکل کانفرنس میں مولانا احمد سعید کی تقریر

(بسلسلہ صفحہ اول)

حکومت میں گھن لگ چکا ہے۔ چرخہ اور نمک حکومت کے لئے اب وبال جان بن گئے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ چرخہ اور نمک ہے اور میں کہتا ہوں کہ غربت کی خاموشی اور منتقمانہ پالیسی نے چرخے کی صورت اختیار کر لی ہے۔

گاندھی کیا ہے

تم سمجھتے ہو کہ گاندھی کسی انسان کا نام ہے ایک دبلے پتلے لنگوٹی بند کا تصور کر کے تم سمجھتے ہو کہ یہ گاندھی ہے لیکن تمہیں معلوم نہیں انگریزوں کے ظالمانہ طرز حکومت نے گاندھی کی صورت اختیار کر لی ہے جسکو گاندھی کہتے ہیں وہ نہ معلوم کس مظلوم کی آہ ہے۔ خدا جانے کس بیگناہ کی روح ہے تم سمجھتے ہو کہ گاندھی کسی آدمی کا نام ہے ہاں صاحب آدمی تو ضرور ہے لیکن انگریزوں کی شامت اعمال اور ان کے بیگناہ مظالم نے ایک خوفناک آدمی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس سے زیادہ گاندھی جی کچھ نہیں ہیں بلکہ گاندھی جی کچھ آج چیز نہیں ہیں بلکہ جب کسی ظالم کا ظلم اور جب کسی متکبر کا تکبر اور جب کسی مغرور کا غرور حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو قدرت کے خاموش ہاتھ ایک انقلابی تصویر بنا کر اپنا کام کر لیا کرتے ہیں میں اس میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جو کام ہونے والا ہے وہ تو دیر یا سویر میں ہو ہی جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم میں سے کون سرخرو ہوتا ہے اور کس کس کا منہ کالا ہوتا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد

بھائیو! میں تو آپ سے یہ کہنا نہیں چاہتا سول نافرمانی کا تو زمانہ ہی نہیں اس التوائے جنگ کے زمانہ میں مجھ کو بعد کے ہمارے مقرروں کے پاس کیا رکھا ہے۔ الٹ پلٹ کر وہی سودیشی بائیکاٹ کی بحث اور بائیکاٹ سودیشی پر لیکچر ہو چکے ہیں کوئی بات باقی نہیں رہی جو دہرایا جائے بحث کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا گیا جو پبلک کے سامنے نہ آ چکا ہو ملک کے سلسلے کوئی کام نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم کو تیار رہنا چاہئے نہ معلوم جنگ کس وقت بج جائے اس لئے تیار تو رہنا چاہئے لیکن کام بجز اس کے کچھ نہیں کہ سودیشی کا پرچار کرو اچھوت کا سدھار کرو گاؤں میں دورے کرو اس میں شک نہیں کہ یہ ہلکے ہلکے کام ہیں ان میں کوئی خطرہ ہی نہیں ہے ان کاموں میں ایک کام اور بڑا ہے وہ ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کرو جگہ جگہ پنچایتیں بناؤ ہندو مسلمانوں کے جھگڑے پورے طور پر نبٹاؤ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ملک میں امن قائم رہے گا جھگڑے نہیں ہوں گے لوگ نقصان سے محفوظ رہیں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ باہمی اتحاد میں ترقی ہوگی اگر کچھ عرصہ کے لئے جھگڑے بند ہو جائیں اور کسی فساد کی خبر نہ آئے تو خواہ مخواہ ملک کی فضا درست ہو جاتی ہے باہمی فسادات سے لوگ تنگ اور پریشان ہو گئے ہیں ہر شخص جھگڑے سے بچنا چاہتا ہے اگر خود غرض لوگ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں تو عام ہندو مسلمان لڑنے کو تیار نہیں ہیں اگر آپ لوگ اس کے لئے تیار ہو جائیں کہ ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط طریقہ پر قائم کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کی صبح کو آفتاب آزاد ہندوستان پر طلوع ہوگا اور غلامی کی تاریکی اسی طرح دور ہو جائے گی جس طرح رات کی تاریکی طلوع آفتاب کے بعد دور ہو جاتی ہے۔

دیکھو کانگرس ایک فرقہ وارانہ جھگڑے مذہبوں اور ملکی قوموں میں باہمی اتحادی فضا استوار ہو جائے تو جنوری کا پہلا آفتاب اپنی کرنوں سے آزادی کے پھول برساتا ہوا طلوع ہوگا ہم وطن کے آفتاب کی کرنیں پھولوں کی لڑیاں ہوں گی جن میں آزادی کے خوشبو دار پھول گندھے گئے ہوں گے۔

مولانا کی تقریر کا سلسلہ تقریباً سوا گھنٹے تک جاری رہا اور اس کے بعد شام کو آپ دہلی تشریف لے گئے۔

(نامہ نگار)

جلد ۱۴ | دہلی۔ یوم چہارشنبہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۱

معاصرین کے افکار و آراء

علامہ اقبال کا نظریہ اسلامی ہند (مدینہ)

اسلامی ہند کے خوش فکر شاعر اور باریک بین فلسفی علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد کی صدارت فرماتے ہوئے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہندوستان میں اسلامی حقوق کے تحفظ کے لئے "اسلامی ہند" کا قیام ضروری ہے۔ اگرچہ اس تجویز سے پہلے لالہ لاجپت رائے آنجہانی بھی اپنے زمانہ حیات میں اسی قسم کی ایک تجویز پیش کر چکے تھے جس کا منشا یہ تھا کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک خالص اسلامی ہند، دوسرا خالص ہندو ہند۔ اور اسلامی ہند کے ہندو "تبادلہ آبادی" کے اصول پر ہندو ہند میں پہنچ جائیں، اور ہندو ہند کے مسلمان اسلامی ہند کو جا آباد کریں۔ لیکن علامہ اقبال نے اپنی تجویز کو جس زمانہ میں پیش کیا وہ زمانہ اپنی اہمیت سیاسی اور قومی بیداری کے اعتبار سے قابل یادگار و تاریخی زمانہ تھا۔ اس لئے ہندوستان کی اس تقسیم کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا، اور عام طور پر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ محض شاعرانہ خام خیالی ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب کا تار سے لندن ٹائمز کے نام ایک مکتوب میں اپنے نظریہ اسلامی ہند کی وضاحت سے تشریح کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی صحیح الدماغ مسلمان عملی سیاست داں کی حیثیت میں برطانوی دولت مشترکہ سے علیحدہ رہ کر شمال مغربی ہندوستان میں ایک یا کئی اسلامی سلطنتوں کے قیام کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ میری تجویز کا منشا صرف یہ ہے کہ سائمن رپورٹ اور نہرو رپورٹ کی تجاویز کے مطابق ہندوستان کے صوبوں کا اس طرح از سر نو منظم کیا جائے کہ ہر صوبہ میں ایک ایک قوم کو موثر اکثریت حاصل ہو جائے۔ میرے خیال میں سرحد پر منظم اسلامی صوبوں کا قیام علاقہ آزاد کی بھوکی اقوام کے خلاف ہندوستان اور برطانیہ کے لئے سد سکندری کا کام دے گا۔"

دشمنانِ اسلام کے فلسفۂ آزادی کے سب سے بڑے داعی کے نزدیک مسلمانوں کی صحیح الدماغی کی بہترین تعبیر یہ ہے کہ وہ دولت برطانیہ سے علیحدہ رہ کر کسی اسلامی حکومت کے قیام کا تصور بھی نہ کریں۔ اور عملی سیاست داں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ایک ایسی سد سکندری تیار کر دیں جو برطانیہ کے لئے بہترین سامان تحفظ ہو۔ جہاں تک ہمیں اسلام کے نظریات آزادی اور مسلمانوں کی خود اعتمادی و آزادی کا علم ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی رو سے نہ تو برطانیہ کے تعدد ائی ... کی ضرورت ہے اور نہ برطانیہ کے لئے سد سکندری بننے کی۔ بہر ایں معلوم کہ علامہ محمد ... جو ... کس جماعت سیاسیہ کی نمائندگی اور کس مذہب کے اصولوں کی ترجمانی ہے۔

کرے گا۔ اسلئے کہ جب فیڈرل اسٹرکچر کمیٹی کے مسلم ممبران اپنی مسلسل شرکت کے ذریعہ سے وہ تمام اہم مسائل جو کہ تحفظات سہ گانہ کے تقریباً جملہ لوازم داجزائیں سے فرداً فرداً ہر جز کی تائید و تحسین کر چکیں گے تو پھر آخر میں ذمہ دار مرکزی حکومت کی مجموعی تجویز کے متعلق ان کا رائے نہ دینا کوئی معنی نہ رکھتا بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ فیڈرل کمیٹی کے اختتام کے وقت ان کی عدم موجودگی یا خاموشی نیم رضا کے برابر سمجھی جائے گی۔ یا اگر اس سے ان کا اختلاف بھی ثابت ہوگا تو وہ اختلاف بالکل بے اثر ہوگا جس کی مثال یوں سمجھئے کہ اسمبلی میں کسی بل کے سب دفعات پاس ہو جانے کے بعد پورے بل کی منظوری کے وقت اگر بعض ممبران اسمبلی اظہار اختلاف ... کریں تو اس سے بل کی قانونی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

حکومت ترکی کی مشکلات (حقیقت)

جب سے غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں ٹرکی ایک آزاد اور خود مختار جمہوریہ قائم ہوا ہے اس وقت سے اب تک کوئی سال تباہی اور بغاوت سے خالی نہیں جاتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جنگ عظیم کے اختتام پر جب ترکی کے حصے بخرے ہوئے تو مشرقی حصہ میں بہت سی جمہوری حکومتیں سوویٹ، قفقاز، ایران، عراق، شام میں قائم ہو گئیں۔ علاوہ ازیں ٹرکی نے مینیوں کو اپنے مشرقی علاقہ سے خارج البلد کر دیا اور آرمنی کرد، کلدانی، عرب اور دوسرے علاقہ کے ترکوں کے ساتھ مل گئے اور ان اقوام کی طرح جو سرحد پر بود و باش رکھتی ہیں مثلاً ایران، عراق، شام، آرمینی بھی آباد ہو گئے۔ آرمینی قوم کی کثیر تعداد قفقاز کی طرف میں مقیم ہوئی جس سے ترکی قوم کو ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ سلطنت ... کے عہد میں جب کرد اور آرمینی پہلو بہ پہلو رہتے تھے حکومت ان کے درمیان عداوت پیدا کیا کرتی تھی لیکن جمہوریہ ترکیہ نے دولت کی بنا پر کرد اور آرمینی اقوام کو خارج البلد کر دیا۔ کرد قوم بگڑ بیٹھی اور جدید حکومت کی راہ میں چند در چند مشکلات و موانعات پیدا کرنے شروع کر دیئے اور ایک مدت تک فتنہ و فساد کی آگ بھڑکتی رہی۔ ۱۹۲۶ء کا فساد جو شیخ سعید کی بغاوت میں جبل دار اور جبل رادات کی دوسری معرکہ آرائیاں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب پھر ٹرکی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے والا ہے کیونکہ انگورہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں شمالی سرحد پر بے چینی بڑھ رہی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جب تک ترکی گورنمنٹ تشدد اور سختی کے ... جو بجائے ملائمت و مصالحت کے ساتھ فتنوں کو فرو کرنے کی کوشش نہ کرے گی۔ شاید اس وقت تک اسے اطمینان نصیب نہ ہو گا۔

اعادۂ حماقت (مستقل)

ہندوستان کے سادہ لوح مسلمان مسلم نمائندگان گول میز کانفرنس کی یکدلی و یکجہتی کے چاہے جتنے گن گائیں، مسلم ممبران اسمبلی و آل انڈیا مسلم کانفرنس ان کے تائید میں اعتماد کے جتنے رزولیوشن چاہیں پاس کریں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ آخر کار آغا خاں و مسٹر شفیع، شفاعت احمد خاں و شوکت علی اور ظفر اللہ خاں و مسٹر جناح کی خود رایانہ پالیسی اعادۂ حماقت کے سوا اور کسی خطاب کی مستحق نہ ٹھہرے گی۔

جدید سیاسی لیڈر ... چودھری ظفر اللہ خاں کی عقل و فہم کے مداح شاید ان کے حق میں یہ دلیل پیش کریں کہ پہلی گول میز کانفرنس کی طرح انہوں نے ذمہ دار مرکزی حکومت کی تائید کرنے کے بعد اس تائید کو اسلامی مطالبات کی منظوری کے ساتھ مشروط نہیں کیا بلکہ اس بار سرے سے مرکزی ذمہ داری کے سوال ہی کو زیر بحث نہیں آنے دیا اور صاف کہہ دیا کہ جب تک حقوق اقلیات کا فیصلہ نہ ہو جائے گا ہم ذمہ دار مرکزی حکومت کے متعلق کوئی رائے نہ دیں گے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں اور سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں کہ یہ انکار بھی اقرار کا پہلو لئے ہوئے ہے اور ان کا یہ ظاہری احتراز بھی آخر کار یقیناً شرکت کی صورت اختیار

مباہلہ کانفرنس امرتسر کا خطبہ استقبالیہ

قادیانی مذہب کی مذہبی اور سیاسی خدمات کی حقیقت

مولانا محمد ابراہیم صاحب ... صدر مجلس استقبالیہ مباہلہ کانفرنس نے تمہید کے بعد فرمایا کہ اندرونی فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ مرزائیت کا ہے جس کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے آج آپ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلام میں جتنے بھی اہم فتنوں کا پتہ ملتا ہے ... لیکن اگر واقعات کا تحقیقی نظر سے مطالعہ کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تمام فتنوں کی نسبت اسلام اور مسلمانوں کو مرزائی فتنہ سے ... نقصان پہنچا ہے۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس فتنہ عظیمہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے نہایت مختصر حالات پیش خدمت کروں تاکہ آپ کو اس فتنہ کے مقاصد اور اس کی حقیقت معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

مرزا صاحب ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں بطور اہلمد ملازمت اختیار کی، ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں مختاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہو گئے۔ اس ناکامی سے بددل ہو کر ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت و زر طلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا صاحب کی خوش قسمتی سے یہ وہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے پڑھے ہوئے تو تھے ہی موقع کو غنیمت سمجھ کر قلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں "براہین احمدیہ" نامی کتاب کی تالیف و ترتیب شروع کی جس کے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔ ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراخ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا صاحب نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کر لی۔

آپ نے اس اثنا میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد باب اور مدعی نبوت و مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی و دلائل کا مطالعہ شروع کیا جن سے مرزا صاحب کو اپنے عزائم میں بڑی مدد ملی چنانچہ آپ نے ۱۸۹۱ء میں "مسیح" اور "مہدی" ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا "مسیح" اور مسلمانوں کا "مہدی" ہونے کے بعد آپ نے ہندوؤں کو بھی ... ضروری سمجھی، چنانچہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ الخ بعد ازیں قدر گوناگوں دعوے کیے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔

مرزا صاحب حکومت کی چوکھٹ پر

نبوت و رسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت مرحومہ نے تمام اکابر و اصاغر اولین و آخرین بالاجماع کافر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف کرشن اوتار اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا صاحب کی مخالفت کی اور ان کے ان دعووں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ مرزا صاحب اپنے ان دعووں میں سچے مامور من اللہ ہوتے تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کئے جاتے لیکن چونکہ ان دعووں کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت کی کاسہ لیسی اور خوشامد کا پیشہ اختیار فرمایا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں اور رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کیے ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت فرمانبرداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ملک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۲۸ و ۲۷)

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا صاحب نے انگریزی اطاعت کا جو درس ... اس سے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور ممانعت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو "اطاعت" کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے اور بے شک نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیہ فرما چکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے زیر نگیں دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیے)

"شیطان کی بستی"

گئے وہ دن کہ تھا انساں پئے "فقر" بر نازاں — نظر میں اس جہاں کی ایک لعنت تنگدستی ہے
یہاں ہوتی ہے اب توہین جذباتِ صداقت کی — تخیل میں تنزل، ذوقِ انسانی میں پستی ہے
میں اس بازار میں جنسِ محبت لے کے آیا ہوں — جہاں سرمایہ داری صرف اک معیارِ ہستی ہے
رُلاتا ہے مجھے اس دور میں قحطِ خریداری — مرے اس بیش قیمت مال پر حسرت برستی ہے
مرے مالک! میں تیرے سامنے فریاد لایا ہوں
جہانِ آب و گِل اس دور میں شیطاں کی بستی ہے

(از محمد میاں جاذب قریشی دہلوی)

۱۳۵۰ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۳۱ء — نمبر ۳۲

مباہلہ کانفرنس میں مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

دس ہزار مسلمانوں کا اجتماع عظیم

مجلس احرار اسلام کی خدمات کا اعتراف

۱۰ اکتوبر کی صبح کو حضرت صدر مفتی مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور ناظم جمعیۃ العلماء مولانا احمد سعید صاحب امرتسر تشریف لائے۔ شیخ محمد عمر صاحب سوداگر چرم کے مکان پر ان حضرات نے قیام فرمایا۔ مفتی صاحب نے مباہلہ کانفرنس کی صدارت کی۔ شرکت فرمائی اور شب کے جلسے میں مولانا احمد سعید صاحب نے ایک مفصل اور پُر جوش تقریر سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ جلسے کی کارروائی ختم ہونے کے بعد مولانا کی تقریر کے چند اقتباسات الجمعیۃ کیلئے روانہ کر رہا ہوں اگر مناسب ہو تو شائع کر دیجئے گا۔ (نامہ نگار)

یہ کیا مجبوری بھی وزن پانے کے تقسیم ہوتی ہے

حضرت! سیالکوٹ کی تقریر کے بعد سے آج تک آواز مجروح ہے جس کو شش کروں گا کہ آپ تک یہ آواز پہنچ سکوں۔ اگر آپ حضرات خاموشی کے ساتھ سنتے رہے تو مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ میں آپ تک اپنی آواز کے پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جناب صدر! میں تو پنجاب اسلئے آیا تھا کہ سیالکوٹ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس سے لوگوں کو مطلع کروں اور پنجاب کے مسلمانوں سے کہدوں کہ قومیں روز روز زندہ نہیں ہوا کرتیں یہ وقت ہے اگر پنجاب کے مسلمان منظم ہو سکتے ہیں تو اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا۔ یہ معلوم کیا ہونے والا ہے۔ میں تو مباہلہ کانفرنس میں بھی اسی ایک خیال کو لیکر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں آ کر کچھ رنگ ہی اور دیکھا یہاں بقول مولانا ثناء اللہ صاحب کہا سود بڑا پیالہ) میں نبوت تقسیم ہو رہی ہے اور وہ نبوت بھی کس کو دی جا رہی ہے مرزا غلام احمد کو۔ بھلا صاحب ہماری یہاں کیسے گزر ہو سکتی ہے۔ ہم کیا جانیں نبوت بھی کسی کو دی جا سکتی ہے اور وہ بھی جناب ختم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد؟ یہاں تو عقیدہ یہ ہے:

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

یا ایک اور فارسی کے شاعر نے کہا ہے:

بارہا گفتہ‌ام ایں دل صد پارہ بہم پیوستہ
چون شنیدم کہ سگ کوئے تو دل شدنی

ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں وہ تربیت یافتہ ہیں ہم بے تمیز ہیں۔

دہلی کی مثل

حضرات! دہلی والے کہا کرتے ہیں اور کا بیٹا بلی (ذرا سی کتا بھی) برا نہیں ہوتا قرب برس ہے اور دوری بری ہے مدینہ منورہ کی گلیوں کے کتوں کو نسبت حاصل ہے کہ وہ مدینے کے کتے ہیں اور ہم اس شرف قرب سے محروم ہیں۔ دلی کے ایک بزرگ مولانا محمد ادریس صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا تھا وہ قبر مسجد نبوی کے احاطہ سے باہر ہے لیکن گنبد خضرا میں آرام کرنے والوں کے بائیں جانب جو دیوار ہے اس کے پیچھے ہی یہ قبر تھی۔ اس قبر کے سرہانے ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا۔ ثلاثۃ رابعھم کلبھم۔ یہ ٹکڑا سورۂ کہف کا ہے۔ اللہ بخشے مولانا سہیل صاحب کا جملہ سنا ہے یہ بزرگ مولانا نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی کے شاگرد تھے۔ ان کو وفات پائے بھی تیس سال سے زیادہ گزرے۔ یہ کہا کرتے تھے اس قبر کو دیکھ کر ٹکٹکی بند ہو گئی کہ یہاں مدفون ہوتا اور وہ مقبرہ ہوتا۔

آ بیٹھ کیا اچھے موقع پر استقبال ہوئی ہے۔

وجہ ابو! یہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا کتا بننے کی تمنا ہے اگر سرکار نے کتا فرما دیا تو ہمارے نزدیک دونوں جہان کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ لیکن ایک غلام احمد کا دل اور گردہ ہے کہ وہ نبی بننا چاہتا ہے۔

شیطان اور فرعون کا قصہ

میں نے بعض قصص کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے فرعون سے ملاقات کی کہ کیا تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے میں تو ہزاروں برس سے بندہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن حضرت حق مجھ کو بندہ بننے کو تیار نہیں بھلا تیرا اس دعویٰ کیسے قبول فرما سکتے ہیں۔ فرعون اس پر کچھ شرمندہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اپنے دعویٰ کو واپس لے۔ لیکن شیطان نے پھر یہ کہہ کر جا دیا کہ اب کچھ بھی ہوگا جو ہوگا اب اپنے دعویٰ سے رجوع کرنا ذلت اور بے عزتی کی بات ہوگی ہم یہ ہی کوشش کریں گے کہ کہلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ ہم بارگاہ رسالت کے سگ درگاہ کا لقب بھی ملتا ہے یا نہیں لیکن غلام احمد اپنے کو نبی کہلوانا چاہتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

نبوت کا دعویٰ خاتم المرسلین کی توہین ہے

حضرات آپ کو معلوم ہے دنیا ابتدائے آفرینش سے ارتقائی منزلیں طے کر رہی ہے جس طرح مادی ترقی ہو رہی ہے اسی طرح روحانی ہدایت بھی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی کر رہی ہے اس آخری دور میں مادیت اپنی انتہائی منزل پہ پہنچنے والی تھی اسی لئے آخر زمانے میں اس پیغمبر کو بھیجا گیا جو تمام روحانی قوتوں کا مالک تھا سب سے آخر میں سب سے بڑا طبیب آیا کہ اب کسی عمارت کی اصلاح کے لئے سب سے آخر میں سب سے بڑا انجینئر آتا ہے۔ برادری میں کوئی روٹھ جائے تو سب سے بڑے کو آخر میں منانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں بھیج کر یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ اب ان سے بڑا کوئی نہیں ان کے بعد یا تو یہ عمارت کی تکمیل ہے یا بربادی۔ ان کے بعد روٹھے ہوؤں کو منانا ہے یا ہمیشہ کے لئے برادری سے خارج ہو جانا ان کا شخص ابراہیم اور سلیمان جیسی نہیں ہے۔ یہ تو آخری پیغام ہے جو قبول کرتا ہے قبول کرے ورنہ جہنم کا راستہ اختیار کرے۔ ان کے بعد کسی حقیقت سے بھی نبی کا آنا ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

غلام احمد نے اسلام کی بنیادیں ہلا دی ہیں

حضرت مرزا صاحب علیہ ما علیہ نے اپنے الہامات کے جس سے اسلام کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ سلوک و ولی ہو غوث ہو قطب و ابدال ہو لیکن آج تک کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ نبوت کا تصور بھی کرتا ختم نبوت پر اتنے صریح اور واضح دلائل موجود تھے کسی کذاب کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا۔ اگر غلام احمد اور اس کے سعادت مند برخوردار کی جیرت انگیز جرأت ملاحظہ کیجئے کہ الفاظ تک کو لفظی اور اسی کا استعمال کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوئی۔ تمام اصطلاحیں وہی استعمال کر رہے ہیں جو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے زمانے میں بولی جاتی تھیں۔ مثلاً صحابی، عترت، منبرہ، مدینۃ المسیح۔

چونی بی کے بچے بھی سے کھاؤ

اور تو اور مرزا صاحب کی بیوی کا لقب ملاحظہ کیجئے۔ مرزا صاحب کو دلی کی ٹکسالی بیاہی ہوئی تھی یہ لڑکی خواجہ میر درد کے گھرانے کی ہے اور میرے محلے کی ہے۔ ایک ...

مباہلہ کانفرنس کا خطبۂ استقبالیہ

(بسلسلہ صفحۂ اول)

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو تیار کیا۔ اور عملی طور پر بتا دیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض وغایت کیا ہے؟ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی، مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کیلئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔" (تحفۂ قیصریہ صفحہ ۱۰)

چونکہ مرزا صاحب کے مشن کا مقصد و مدعا صرف یہ تھا۔ کہ گورنمنٹ کی ہر صورت میں خوشامد کی جائے اور چونکہ رعایا کی باہمی لڑائی حکومتوں کے استحکام کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے اصول کو ملحوظ رکھ کر ہندوستان کی مختلف قوموں میں جنگ و جدل کی آگ مشتعل کی۔ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ اور کبھی ہندوؤں کے پیشواؤں کو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی بدزبانی اسلام اور ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بڑھ گئی یہ وہ آگ ہے جس کی بدولت ہمارے ملک میں آئے دن خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے شراروں نے ہندوستان کے خرمنِ امن کو جلا کر خاکستر بنا رکھا ہے۔ آپ نے حکومت کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب کے مقابلہ میں یہ خدمت بہت اہم ہے۔

مسلمانوں کی تکفیر اور مقاطعہ

مختلف قوموں کو لڑانے کے علاوہ آپ نے مسلمانوں میں بھی افتراق پیدا کرنا ضروری سمجھا چنانچہ آپ نے اعلان کیا کہ جو مسلمان مجھے نہیں مانتا یعنی میری "نبوت" و "رسالت" اور دوسرے دعاوی کا قائل نہیں ہوتا وہ کافر ہے گویا آپ نے بیک جنبش قلم دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرا دیا۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کو ناجائز قرار دیا۔

صرف "کافر" کہنے پر ہی کفایت نہیں کی بلکہ اپنے مریدوں کو یہ بھی تعلیم دی کہ تمام اسلامی فرقوں کو بائیکاٹ کیا جائے۔ جیسا کہ آپ کی کتاب "اربعین" میں ہے کہ:۔

"تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔" (نمبر ۳ صفحہ ۳۴)

اسلامی حکومتوں کی بربادی کے خواب

آپ کی "خدمات" کا سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہوا۔ بلکہ آپ ساری عمر اسلامی حکومتوں کی مذمت کرتے رہے اور ان کی بربادی کے خواب دیکھتے رہے ٹرکی حکومت ہمیشہ ان کے "الہامات" کا تختۂ مشق بنی رہی۔ افغانستان کو تباہ کرنے کے لئے عبداللطیف جیسے پٹھو تیار کئے تاکہ وہ وہاں شورش و بغاوت پیدا کریں۔ لیکن اس معاملہ میں آپ کو ناکامی نصیب ہوئی تھوڑا زمانہ گذرا کہ خوست میں جو بغاوت رونما ہوئی تھی اخبار بین اور حالات سے باخبر حضرات جانتے ہیں۔ کہ اس کی تہ میں بھی مرزا صاحب ہی کی امت کا ہاتھ کام کر رہا تھا گویا آپ کے پروپیگنڈا کے نتائج کی یہ ایک مثال ہے۔

مشہور تو یہ ہے کہ معشوق بے وفا ہوا کرتے ہیں لیکن مرزا صاحب کی خوش قسمتی سے ان کا معشوق (انگریز) ان کے حق میں بہت باوفا ثابت ہوا ہے۔ اگر مرزا صاحب اور ان کی امت انگریز کے استحکام کے لئے بے چین ہیں۔ تو انگریز بھی اسی فکر میں ہے کہ کسی طرح مرزائیت کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں ؎

الفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی!!

ہر مشکل موقع پر انگریز نے مرزائیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کی کوشش کی اور ہر دشوار گذار مرحلہ پر یہی سفید فام معشوق کام آیا حتیٰ کہ حکومت مرزائیوں کو مذہبی تبلیغ میں بھی مدد دیتی ہے۔ اس کا اعتراف خود قادیان کے موجودہ خلیفہ کو بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:۔

"گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔" (برکات خلافت صفحہ ۶۵)

گورنمنٹ نہ صرف مرزائیوں کو مذہبی تبلیغ کے لئے مدد دیتی ہے بلکہ اگر لوگ اس تبلیغ کو ناپسند کریں۔ تو گورنمنٹ ایسے لوگوں کو ملک بدر کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص مرزائیت کے خلاف کام شروع کرے۔ اور مرزائی اس پر قاتلانہ حملہ بھی کریں تو اس کو کسی قسم کی امداد دینے کی بجائے مرزائیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس کے ثبوت میں صرف دو واقعات عرض کرتا ہوں:۔

۱۹۱۵ء میں مالابار میں جب مرزائی فتنہ برپا ہوا اور ان لوگوں کے عقائد کی بنا پر علمائے کرام نے تکفیر کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے تمام مسلمانوں نے مرزائیوں کا بائیکاٹ کیا۔ اور ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس پر مرزائی جماعت نے حکومت سے امداد طلب کی۔ چنانچہ وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے جو حکم دیا۔ وہ خلیفہ قادیان مرزا محمود کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔" (انوار خلافت صفحہ ۶۴)

کارکنان "مباہلہ" کی مظلومیت

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کارکنانِ مباہلہ نے مرزائیت سے تائب ہونے کے بعد جب قادیان ہی میں رہ کر مرزائیت کی حقیقت کو بے نقاب کرنا شروع کیا اور اس "جرم" کی پاداش میں ان پر مرزائیوں نے قاتلانہ حملے کئے۔ اور ان کا مکان جلا دیا تو کارکنانِ مباہلہ نے پولیس سے حفاظت کی درخواست کی۔ لیکن جیسے کہ ان کا بیان ہے ذمہ دار پولیس افسران نے ان کی حفاظت کرنے سے صاف انکار کر دیا (اس الزام کی اشاعت کے باوجود متعلقہ حکام پولیس نے اب تک تردید نہیں کی) اگر کارکنانِ "مباہلہ" کو قادیان میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملتا تو یقیناً مرزائیوں کی ایک بڑی جماعت ان کے ہم خیال ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتی یہی وہ خطرہ تھا جس کے پیش نظر کارکنانِ مباہلہ پر ظلم و ستم کئے گئے۔ اور آخر ان کو قادیان سے مجبور ہو کر بزبانِ حال یہ کہتے ہوئے نکلنا پڑا کہ ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا!

یہ دو واقعات اس امر کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ مرزائیت کی تبلیغ و اشاعت کس کے الطافِ خسروانہ کی شرمندۂ احسان ہے۔

سرکاری ملازم مرزائیت کے مبلغ

مرزائی جماعت کے کثیر التعداد افراد سرکاری ملازمتوں اور عہدوں پر فائز ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ تو وہ اپنے ماتحت ٹیچروں اور طالب علموں میں۔ اور اگر کوئی کسی دوسرے محکمہ میں کام کرتا ہے۔ تو وہ ماتحت ملازموں میں اپنی افسری کے رعب سے مرزائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ گویا تنخواہ تو سرکار سے لیتے ہیں اور تبلیغ مرزائیت کی کر رہے ہیں (ایسی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں) لیکن حکومت ایسے لوگوں سے کوئی بازپرس نہیں کرتی کہ تم کو سرکاری ڈیوٹی کے اوقات میں تبلیغ کا کیا حق حاصل ہے؟ میں کہاں تک واقعات بیان کروں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی مذہب کی اشاعت اور اس کی حیات کا راز "کسی" کی نظر کرم میں مضمر ہے ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

حضرات! یہاں تک جو کچھ میں نے عرض کیا یہ مرزائی مشن اور اس کے مقاصد و نتائج کا مختصر مرقع ہے۔ اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی، مرزائی رہ کر کبھی اور کسی حالت میں بھی مسلمانوں کا سچا خیر خواہ نہیں ہو سکتا لیکن یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند ارجمند اور خلیفہ ثانی میاں محمود آج کل مسلمانوں کے غم میں دبلے ہو رہے ہیں۔ کبھی بنارس اور کانپور کے مظلوم مسلمانوں کی غمخواری میں پوسٹر بازی فرما رہے ہیں۔ اور کبھی مسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت آپ کو مضطرب و بے چین کر رہی ہے۔ قادیان سے شملہ اور شملہ سے سیالکوٹ کو پے در پے سفر ہو رہے ہیں غریب کا دن اور رات بے چینی میں گذرتا ہے۔

حالانکہ یہ وہی مرزا محمود صاحب ہیں جو اپنے والد آنجہانی کی طرح تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے چکے ہیں ان کے شیر خوار بچوں تک کا جنازہ ناجائز بتاتے ہیں آپ نے سقوط بغداد و شریف پر چراغاں کرایا۔ اور گورنمنٹ کو مبارکباد دی سمرنا میں جب ترکوں کے بچے بے دردی سے ذبح کئے جا رہے تھے۔ اور ہزاروں ترک خاک و خون میں تڑپ رہے تھے اس وقت مرزا محمود کے سرکاری گزٹ "الفضل" نے ترکوں کو سور اور بندر قرار دیا۔ مقاماتِ مقدسہ کی بے حرمتی کے باعث جب تمام عالم اسلامی سوگوار تھا اس وقت مرزا محمود نے اعلان کیا کہ:۔

"گورنمنٹ کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے۔ تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔" (انوار خلافت صفحہ ۹۶)

جس شخص کے دل میں سمرنا کے مظالم اور مقاماتِ مقدسہ کی بے حرمتی نے کوئی تڑپ پیدا نہ کی۔ جس نے ترکوں کا گلا کاٹنے کے لئے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور اس مقصد کے لئے اپنے والنٹیر بننے کی تمنا کی۔ اور جو تمام مسلمانانِ عالم کو کافر کہتا ہے وہ آج بنارس کا اور کشمیر کے مسلمانوں کے لئے کیوں پریشان نظر آتا ہے۔

سیاسیاتِ ملکی اور خلیفۂ قادیان

اس کے علاوہ مرزا محمود صاحب آج کل سیاسیات ملکی سے بڑا شغف ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی مسلم لیگ میں شرکت ہے تو کبھی آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں حالانکہ ایک دفعہ آپ نے خواجہ کمال الدین کو محض اس وجہ سے ملامت کی تھی کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"خواجہ صاحب باوجود حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) کے سخت ناپسند فرمانے کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔" (اخبار الفضل مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۶ کالم اول)

اور آپ اعلان کر چکے ہیں کہ:۔

"مسلمانوں کے لئے سیاسیات کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔" (برکات خلافت صفحہ ۹۵)

اور جو جلی قلم سے یہ لکھ چکے ہیں کہ:۔

"ان لوگوں کو جانے دو جو سیاسیات میں پڑتے ہیں۔" (برکات خلافت صفحہ ۹۶)

وہی شخص آج مسلم لیگ اور دوسری سیاسی مجالس میں شرکت کے لئے شہر شہر کی خاک کیوں چھانتا پھرتا ہے؟ یہ دو سوال ہیں جن کا جواب عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

آپ سے دمشق میں کسی شخص نے خلافت اسلامی کی نسبت سوال کیا تھا تو آپ نے جواب دیا کہ:۔

"میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ خلیفہ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے وہ میں ہوں۔" (ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۵)

پھر آپ نے ایک اعلان کیا جس سے آپ کے اصلی مقاصد کا پتہ ملتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔" (الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

تبدیلی لباس

واجب الاطاعت خلیفہ بننے اور دنیا پر غالب آنے کے خواب کی تعبیر مقصود بالا خیالات و اعمال کی موجودگی میں بھلا کیسے پوری ہو سکتی تھی؟ مذہبی مناظروں میں آپ ناکامی ملاحظہ فرما ہی چکے تھے اس لئے تمام حالات کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ لباس تبدیل کرنا چاہئے۔ چنانچہ مذہبی مناظروں کو بہت حد تک بند کرا دیا اور سیاسی میدان میں تشریف لے آئے۔ مسلمانوں کی ہمدردی کا سوانگ بھر کر براجمان ہوئے تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی نسبت جو نفرت موجود ہے وہ دور ہو کر مرزائیت کی اشاعت میں کوئی روک ٹوک نہ رہے اور اس کے بعد "واجب الاطاعت خلیفہ" بننے اور "سب پر غالب آنے"

۳۵ سنہ ھ مطابق ۵ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۳

قصبہ منگلور میں مولانا حافظ احمد سعید صاحب کی مبسوط تقریر

اوچھے ہتھیاروں سے آزادی کی تحریک مٹ نہیں سکتی

بمبئی کے بعد لاہور کے منہ پر کلنک کا ٹیکہ

۲۶ اکتوبر۔ آج مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند ۲ بجے منگلور تشریف لائے اور شب کو مدرسۃ الدوستین کے جلسے میں موصوف نے تقریباً سات ہزار مسلمانوں کے جلسے میں ایک مفصل تقریر فرمائی۔ تقریر بہت طویل تھی۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک مولانا کی تقریر جاری رہی۔ آپ کے بعد مولانا مبارک حسین صاحب نے مدرسہ کے لئے چندے کی تحریک کی۔ جلسے کے بعد مولانا احمد سعید صاحب نے آرام فرمایا اور صبح ۸ بجے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جب سے اس ملک میں انگریزی حکومت قائم ہوئی ہے اور جب سے سلطنت مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ کو انگریزوں نے رنگون میں لیجا کر ایک بیری کے درخت کے نیچے دفن کیا ہے، اس دن سے مسلمانوں میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم کیسی ہونی چاہئے۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں دفتری زبان فارسی تھی۔ ہندوستان کے کائستھ خاص طور پر فارسی زبان کے ماہر تھے۔ اگرچہ ہندوؤں نے فارسی مسلمانوں سے سیکھی تھی لیکن کائستھ اس زبان کے اتنے ماہر ہو گئے تھے کہ اکثر مسلمانوں کے بچے کائستھوں سے فارسی سیکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی سلطنت کے زمانے میں بھی ہندو دفاتر پر قابض تھے اور یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں کی فارسی بہت اچھی تھی۔ لیکن انگریزی حکومت کے بعد فارسی کی قدر جاتی رہی اور انگریزی تعلیم شروع ہو گئی۔

مسلمانوں میں اختلاف

ہندوؤں نے تو ۱۸۵۷ء سے پہلے ہی انگریزی اتنی سیکھ لی تھی کہ انگریزی حکومت قائم ہوتے ہی ہندوؤں نے ملازمت شروع کر دی۔ لیکن مسلمانوں میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے متعلق باہمی اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ انگریزی پڑھنے سے بچوں کے عقیدے خراب ہو جائیں گے۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ اگر مسلمانوں کو اس ملک میں رہنا ہے تو بدون انگریزی کے کام نہیں چل سکے گا۔ ایک عرصہ تک یہ بحث جاری رہی۔ آخر انگریزی کے موافقین کی تعداد زیادہ ہوتی گئی اور خدا خدا کر کے مسلمانوں نے حکومت کا تعلیمی نصاب قبول کیا۔ مسلمانوں نے جب تک کہ تعلیم حاصل کی ہندو پنشن لے لیکر اپنے گھروں کو واپس آنے لگے چونکہ ہندوؤں نے ابتدا ہی میں انگریزی تعلیم بلکہ انگریزی تہذیب قبول کر لی تھی اسلئے پنشن یافتوں کی آسامیاں ان کی اولاد سے پر ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ جب مسلمان تعلیم حاصل کر کے نکلے تو ملازمتوں کے دروازے ان کے لئے بند ہو چکے تھے یہ مایوس ہو کر واپس ہوئے اور واپسی پر چاہتے تھے کہ تجارت شروع کریں لیکن سابقہ دور کے پنشن یافتہ تجارت پر بھی قابض ہو چکے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان من حیث القوم ہندو قوم سے تعلیم اور تجارت میں پیچھے رہ گئے ؎

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند — تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

مسلمان مجبور ہو کر زمانے کے ساتھ چلتے ہیں لیکن جب دو سو میل نکلتے ہیں اور منزل کے قریب ہو جاتے ہیں تو سامان باندھنا شروع کرتے ہیں۔

سیاسی دور میں مسلمانوں کی حالت

حضرات! مسلمانوں کی یہی حالت موجودہ سیاسی دور میں ہے۔ کانگریس کی جب بنیاد پڑی تب بھی مسلمانوں میں اختلاف تھا۔ تیس سال تک مسلمان اس سے الگ تھلگ رہے۔ تیس سال کے بعد کچھ یکایک جوش آیا۔ جب انگریزوں نے متاع اسلامی کو دن دہاڑے لوٹ لیا۔ مرکز خلافت کی بے حرمتی کی گئی۔ جزیرۃ العرب کے ریگستان میں مسلمانوں کا دل کھول کر خون بہایا گیا۔ تب مسلمانوں نے یکایک کروٹ لی۔ سیاسیات سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے کوئی سیاسی پلیٹ فارم مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔ مسلم لیگ اس زمانے میں نوزائیدہ اور ایک عافیت پسندوں کی جماعت تھی۔ اسلئے مسلمانوں کو کسی اور سہارے کی ضرورت ہوئی۔ گورنمنٹ سے جنگ کا پہلا موقع تھا۔ اب تک صرف جہاد اور ہجرت کو مسلمان جانتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں جہاد کا تجربہ کر چکے تھے اسے بہت تیر پڑتی تھی۔ ہجرت کے لئے یہ قصہ پیش کیا کہ ان سات کروڑ مسلمانوں کا ہجرت کر جانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ پھر یہ کہ ہجرت کر کے بھی کہاں جاتے۔ آخر یہ رائے ہوئی کہ اسی ملک میں رہ کر جنگ کرنی چاہیئے۔ ایسا تو کوئی سیاسی پلیٹ فارم نہ تھا خلافت کمیٹی سے اس وقت ملک آشنا نہ تھا۔ آخر کانگریس کے پلیٹ فارم کو اختیار کرنا پڑا اور تیس برس تک جس جماعت سے علیحدہ رہے تھے اس کی طرف لپکے اور ایسے لپکے جیسے آندھی اور مینہ۔

خلافت کے روپیہ سے کانگریس کی شرکت

جناب صدر! آپ کو تعجب ہوگا کہ یہی مسلمان جو آج کل کانگریس کا نام سننا نہیں چاہتے تھے خدا کی قسم خلافت کمیٹی کے روپیہ سے ڈیلیگیٹ بن بن کر کلکتہ اجلاس کانگریس میں شریک ہوئے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے کی روح نہ شرمائے وہ بیچارے نان کو آپریشن کے خلاف تھے اسلئے کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہاں سے مسلمان بکثرت کلکتہ کی کانگریس میں ڈیلیگیٹ بن کر نہ گئے ہوں۔ کلکتہ کی کانگریس کا نظارہ میں نے دیکھا ہے دس مسلمانوں میں ایک ہندو نظر آتا تھا۔ اس زمانے میں اگر کوئی اتنا کہہ دیتا تھا کہ میاں یہ بنیے بڑے چالاک ہیں ان سے ذرا ہوشیار رہنا تو فوراً اس کو سی۔ آئی۔ ڈی کا کہہ دیا جاتا تھا۔ یہی ٹوڈی جو آج کل مسلمانوں کے نمائندے بنے ہوئے ہیں ان کو گھروں سے نکلنا مشکل تھا۔ مسٹر جناح لیگ کی صدارت چھوڑ کر بھاگ گئے تھے آخر ان آنکھوں نے کیا کیا نہیں دیکھا۔ مجھے تو آج مسلمانوں کی ذہنیت پر حیرت ہوتی ہے میں تو تعجب سے کہا کرتا ہوں الٰہی کیا یہ وہی مسلمان ہیں؟ جو ۱۹۱۹ء میں تھے۔ جامع مسجد دہلی میں جمعہ کے دن ہندو مسلمانوں کے کندھے سے کندھا چھیلتا ہوا میں نے دیکھا ہے۔ مسلمان نماز پڑھ رہے ہیں اور ہندو ان کے پاس ٹوپیاں اتارے ہوئے بیٹھا ہے یہ سب تماشے میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

مولانا محمد علی اور گاندھی جی

حضرات! میں نے حکیم اجمل خاں کے مکان پر گاندھی جی کو ایک کرسی پر اور مولانا محمد علی مرحوم کو ان کے سامنے تخت پر بیٹھے دونوں کو ملتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ گاندھی جی کے ہاتھ میں دنیا کا نقشہ ہے۔ وہ مولانا محمد علی صاحب سے دریافت کر رہے ہیں مجھکو جزیرۃ العرب کے وہ حدود بتا دیجئے جن کو مسلمان عیسائی انگریزوں سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ جن حدود پر انگریزی قبضہ آپ نہیں چاہتے وہ مجھکو سمجھا دیجئے تاکہ وائسرائے سے گفتگو کرتے وقت ان کو سمجھا سکوں۔ آپ مجھے ٹھیک ٹھیک بات اپنے مذہب کی بتا دیجئے۔ پھر اس میں کم و بیشی نہ کیجئے گا۔ ایسی حدود مجھے بتا دیجئے کہ اگر گورنمنٹ اس سے کچھ کم کرے تو آپ لوگ راضی نہ ہوں۔ مولانا مرحوم کو اللہ غریق رحمت کرے وہ عرب کے حدود دیکھ رہے ہیں اور شام کی پہاڑیوں پر انگلی رکھ کر بتا رہے ہیں اور جو تفسیر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب جزیرۃ العرب کی کر چکے تھے مولانا محمد علی وہی تفسیر گاندھی جی کو سمجھا رہے ہیں۔ غرض یہ تمام وہ باتیں ہیں جو اب سے دس برس پہلے ہو چکی ہیں اور جن کے دیکھنے والے آج بھی زندہ ہیں۔ لیکن آج وہی مسلمان ہیں جو کانگریس میں شریک ہونا تو کیسا جو کانگریس میں شریک ہیں ان کو گاندھی جی کی امت کہتے ہیں ان کو کانگریس کا تختۂ مشق بتاتے رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمایئے)

---

۴ اور خفیہ سازشوں سے داغدار ہے اس لئے ان کے پاس بجز اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ کمال بے شرمی و بے حمیتی حکومت کے سایۂ عاطفت میں پناہ لیکر "اسلام خطرہ میں ہے" کا نعرہ لگائیں اور "ہندو اکثریت" کا فرضی ہوا پیش کر کے دو ہمسایہ قوموں میں منافرت اور عداوت کی تخم ریزی کریں۔

قصبہ منگلور میں مولانا حافظ احمد سعید صاحب کی مبسوط تقریر

(بسلسلہ صفحہ اول)

مولانا شوکت علی کے چار نعرے

اسی زمانہ کا ایک اور واقعہ ہے شاہجہانپور میں مولانا شوکت علی صاحب تقریر فرما رہے تھے دوران تقریر میں آپ نے فرمایا۔ لوگ نعروں کو پوچھتے ہیں۔ میں بتاتا ہوں چار نعرے ہیں۔ ایک تو نعرہ تکبیر ہے۔ اللہ اکبر۔ دوسرا نعرہ بندے ماترم ہے تیسرا نعرہ جو بولے سو نہال ست سری اکال کا ہے۔ ایک نعرہ میرے سردار کا ہے اور وہ نعرہ یہ ہے جا ستانگا کا نہ کی جے۔ یہ باتیں میں اس لئے عرض کر رہا ہوں تاکہ آپ کو یاد آ جائے کہ آپ یہ سب کچھ پہلے کہہ چکے ہیں۔ لیکن آج دیکھ انگریز نے [illegible] مسلمان میں دہی ہندو میں۔ لیکن خدا جانے کہ تو کیا ہو گئے ہیں۔

کیا جزیرۃ العرب آزاد ہے

کیوں جناب کیا جزیرۃ العرب یہود و نصاریٰ سے پاک ہو گیا۔ کیا شام پر فرانس کا قبضہ نہیں ہے۔ کیا دمشق گزشتہ دنوں فرانس کا [illegible] نہیں کیا گیا کیا بیت المقدس پر انگریزوں کا قبضہ نہیں ہے۔ کیا شرق اردن پر برطانیہ کا انتداب نہیں ہے۔ کیا عقبہ جزیرۃ العرب کا حصہ نہیں ہے کیا فلسطین میں فرقہ وارانہ فساد کے سلسلے میں عربوں کو پھانسیاں نہیں دی گئیں۔

آخری پیغمبر کی آخری وصیت

کیوں صاحب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آخری وصیت اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب پوری ہو گئی [illegible]

[illegible]

لاہور کے [illegible] کلنک کا ٹیکہ

[illegible]

مسلمانوں کے نمائندے میں باچاروں کے

[illegible]

یہ ہے کہ جو انگریز کہہ رہا ہے وہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اور نہیں کرتے تو مسلمانوں کے مطلب کی ایک بات۔

آغا خانی قرآن کی بے حرمتی

[illegible]

مولانا شوکت علی کا انگریزوں سے اتحاد

[illegible]

زندہ رہ سکے۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ پنجاب اور سرحد میں ایک ایسی اسلامی سلطنت قائم کر دی جائے جو عراق اور شرق اردن کی طرح انگریزوں کے ماتحت ہو اور جب کبھی انگریزوں کو ضرورت ہو اگرے وسط ہندوستان کے ہندوؤں کی سرکوبی کر دیا کریں

آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کا فیصلہ
صوبہ متحدہ کو سول نافرمانی کی اجازت

دہلی۔ ۲۰ر اکتوبر۔ کل صبح کو کانگریس کی مجلس عاملہ کا آخری فیصلہ ہوا اور صوبجات متحدہ کے کسانوں کے متعلق ایک تجویز جس پر پرسوں سے بحث ہو رہی تھی منظور کی گئی مجلس کے سامنے تمام مسائل میں سے یہ مسئلہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ تھا اور اسی پر معلوم ہوا ہے کہ مجلس نے اپنا سب سے زیادہ وقت صرف کیا قرارداد حسب ذیل الفاظ میں منظور کی گئی۔

"صوبہ جات متحدہ میں کسانوں کی حالت کے متعلق صوبہ متحدہ کی کانگریس کمیٹی کے صدر اور الہ آباد کانگریس کمیٹی کے صدر کے بیانات پر اس مجلس نے پورے طور پر غور کیا مجلس نے الہ آباد ضلع کانگریس کمیٹی کی اس قرارداد پر بھی غور کیا جس میں اس نے حکومت کی موجودہ روش کے خلاف، خصوصاً موجودہ کساد بازاری کی وجہ سے کسانوں کی ناگفتہ بہ حالت کے باوجود لگان کی وصولی میں جارحانہ کارروائی کے خلاف ستیہ گرہ کی اجازت مانگی ہے یہ مجلس اس امر کو پورے طور پر محسوس کرتی ہے کہ صوبجات متحدہ کے کسانوں پر شدید مشکلات نازل ہوئی ہیں خصوصاً گزشتہ پانچ ماہ کے عرصہ میں انہوں نے بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں اور اب ان کے لئے ایک نہایت ہی نازک حالت درپیش ہے۔ یہ مجلس یہ تسلیم کرتی ہے کہ کانگریس کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر ممکن صورت میں ان کی مدد کرے اور ان کی اقتصادی مصیبتوں کو کم کرنے میں جن میں وہ مبتلا ہیں جو کچھ ہو سکے اس سے دریغ نہ کرے چنانچہ اس مجلس کی رائے میں اچھی سب سے پہلے صوبہ متحدہ کی کانگریس کمیٹی کو صرف مدافعتی ستیہ گرہ پر غور کرنا ہے اس لئے وہ اس درخواست کو صوبہ کی مجلس کے پاس بھیجتی ہے کہ وہ اس پر اس انداز سے غور کرے اور اگر اس پر غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مدافعانہ ستیہ گرہ کیلئے سمجھوتہ شملہ کے مطابق یہ مناسب اور جائز صورت ہے اور کسانوں کو شروع کر دینا چاہئے تو یہ مجلس صدر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ صوبجات متحدہ کی درخواست پر غور کریں اور جو ضروری کارروائی مناسب خیال کریں۔ کریں۔"

بس اس سے زیادہ کوئی غرض اسلامی سلطنت کے قیام سے نہیں ہے۔ علامہ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ کوئی اسلامی سلطنت ہندوستان کے شمالی کونے پر برطانیہ کی سرپرستی کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتی لیکن مولانا شوکت علی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً اپنی نوعیت اور دور اندیشی کے اعتبار سے علامہ اقبال کے مقابلے میں بہت بلند ہیں انگریزوں کے کارہائے نمایاں اب تک کیا کم ہیں۔ خود ہندوستان میں انگریز دوستی کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا کم ہے اس سے زیادہ مناظر انگریز دوستی کے دیکھنے ہوں تو یورپ اور ایشیا کا سفر کر کے دیکھو تیرہ سو برس میں انگریزی قوم نے جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے وہ کیا کم عبرت خیز ہے جو مولانا شوکت علی صاحب نئی دوستی گانٹھنے کو چلے ہیں۔ شاید مولانا کو وہ الفاظ یاد نہیں کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہو سکتی ہے لیکن انگریز سے نہیں ہو سکتی۔ میں جناب ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ مولانا شوکت علی نے کہا اگر وہ صحیح ہے تو کیا یہ سات کروڑ مسلمانوں کی صحیح ترجمانی ہے؟ کیا مسلمان قوم انگریزوں سے اتحاد کرنے کی خواہشمند ہے؟ انگریز جزیرۃ العرب پر قبضہ بھی رکھے گا اور مسلمانوں سے دوستی بھی رہے گی۔ فلسطین میں صلیبی جھنڈا بھی لہرانا ہوگا اور انگریزوں سے مسلمانوں کا اتحاد بھی ہو جائے گا۔ بغداد شریف اور نجف اشرف پر برطانیہ کی سیادت بھی قائم رہے گی۔ اور ہم انگریزوں کے دوست بھی ہوں گے۔ صوبہ سرحد کو مساوی اختیارات بھی نہیں ملیں گے اور انگریزوں سے دوستی بھی ہو جائے گی۔ پنجاب اور بنگال کی اکثریت بھی قربان کی جائے گی اور انگریز سے اتحاد بھی ہو جائے گا۔ کیوں جناب اگر یہ تمام حرکتیں کرنی ہیں اور سائمن رپورٹ یہی نہیں ہے تو پھر ان داموں ہندو کیا برا ہے۔ انگریز سے تو جا رانے میں معاملہ کرنے کو تیار ہو لیکن ہندو سے چودہ آنے میں بھی معاملہ کرتے ہوئے تم کو موت آتی ہے۔ ان تمام کھلی ہوئی دلیلوں کے بعد بھی نیشنلسٹ مسلمانوں کی تذلیل و توہین پر آپ آمادہ ہیں اگر کوئی بے ایمان کہتے ہو کانگریس کے روپیہ کھانے کا طعنہ دیتے ہو۔ ٹوڈی تو ان تمام غداریوں کے بعد بھی آپ کے نزدیک ایمان دار ہیں لیکن ہم کلمہ پڑھ پڑھ کر قسمیں کھائیں تب بھی بے ایمان؟ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ [illegible]

مفتی صاحب قبلہ کا حزم و احتیاط

حضرات آپ ان لوگوں کو کانگریس کا رشوت خوار بتاتے ہیں جن کے تقویٰ اور دیانت کی یہ حالت ہے کہ وہ مسلم فنڈ میں بھی ایک پیسے کی بے احتیاطی برداشت نہیں کر سکتے آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ مفتی صاحب قبلہ مدرسہ امینیہ کی پینتیس سال سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مولانا امین الدین صاحب کی وفات کے بعد سے مدرسہ امینیہ کے اہتمام کا کام بھی مفتی صاحب انجام دے رہے ہیں پڑھاتے بھی ہیں اور اہتمام و انصرام کا کام بھی کرتے ہیں اور ان تمام خدمات کے صلے میں اتنے بڑے قابل آدمی کی تنخواہ کیا ہے؟ بچھتر روپیہ۔ اول تو مفتی صاحب کی قابلیت کے مقابلے میں ان روپوں کی کیا حقیقت ہے اب سنئے مفتی صاحب قبلہ گرفتار کر لئے جاتے ہیں۔ تقریباً چار پانچ مہینے آپ جیل خانے میں رہے [illegible] آپ کو حیرت ہوگی کہ جیل خانہ کے زمانے کی تنخواہ مفتی صاحب نے مدرسہ سے نہیں لی تیس پینتیس سال میں جس شخص نے ایک درسگاہ کی خدمت کی ہو اور وہ چار پانچ مہینے کے لئے مدرسے سے جبراً غیر حاضر کیا جاتا ہے اور وہ اس جبریہ غیر حاضری کی تنخواہ وصول کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور اور یہی نہیں کہ رہائی کے دن سے تنخواہ وصول کی جائے بلکہ رہائی کے بعد دس پندرہ دن تک مفتی صاحب مکان پر رہے ان دس پندرہ دن کی تنخواہ بھی مدرسہ سے نہیں لی جو لوگ روپیہ کے معاملے میں اتنے محتاط ہوں ان کے متعلق یہ اتہام کہ انہوں نے کانگریس سے روپیہ لیکر تحریک میں شرکت کی ہے کس قدر شرمناک ہے۔

واللہ المستعان علی ما تصفون

جمعیۃ علماء کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی

جناب صدر! ان بدبختوں نے یہی نہیں کیا کہ صرف جمعیۃ علماء کے کارکنوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہو بلکہ جمعیۃ علماء کو من حیث الجماعۃ بھی متہم کرنے کی ناپاک سعی کی ان بے حیاؤں نے جمعیۃ علماء کو آنجہانی لکھنا شروع کر دیا ایک زندہ جماعت کو مردہ کہا گیا گویا جو جماعت ان کی اغراض باطلہ کو پورا نہ کرے وہ مردہ جماعت ہے کیوں جناب جمعیۃ علماء کا وہ کونسا گناہ ہے جس کی بنا پر اسکو پھانسی کا حکم دیا گیا ہے اور ایک دس سالہ خدمتگذار جماعت کو زندہ درگور کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ کبھی اس پر غبن کا الزام لگایا جاتا ہے کبھی مدراس کے روپیہ کا طعنہ دیا جاتا ہے کبھی حساب نہ شائع کرنے کی تہمت لگائی جاتی ہے اور صبح سے شام تک سینکڑوں سازشیں اس قسم کی کی جاتی ہیں کہ کسی طرح اس مظلوم مردے کو واقعی موت کے گھاٹ اتار دیں اور ہندوستان کی سب سے بڑی جماعت کو مٹا کر اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کر لیں۔ میں عرض کرتا ہوں کسی جماعت کا ختم کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ جماعتوں کا بننا مشکل ہوتا ہے مسلمانوں میں یہ عام مصیبت ہے کہ جب کسی جماعت کا وقار ملک میں قائم ہونے کے

لبریز ہوتا ہے یا طویل عرصہ کے بعد کوئی جماعت اپنا وقار قائم کرتی ہے تو یہ خود ہی اس کو دفن کر دیتے ہیں اگر جمعیۃ علماء ہند سے دل بھر گیا ہے اور آپ کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں ہے تو جماعت منتظمہ کو طلب کر کے اس کے ختم کرنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے یہ ایسی کونسی مشکل بات ہے جس کے لئے خواہ مخواہ مختلف سازشیں کرنے کی تکلیف برداشت کی جا رہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ آپ کسی جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کریں اس کا گناہ تو بتا دیجئے۔ تم کہتے ہو آزادی کی جنگ میں کانگریس کے ساتھ شریک ہو گئی۔ اگر تمہارے نزدیک یہی ناقابل معافی گناہ ہے۔ اور تمہاری یہ خواہش ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے سوال کو چھوڑ کر اس مسلم کانفرنس کی تائید کی جائے جس کی تجویزیں گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر میں بنائی گئیں اور ملٹری بورڈ کے دفتر میں ٹائپ کی گئیں تو جناب اس کی توقع نہ رکھئے جمعیۃ کل کی فنا ہوتی آج فنا ہو جائے آپ جمعیۃ علماء کو ختم کر سکتے ہیں لیکن ہندوستان کے مذہبی طبقے سے اس کمینہ پن بے ایمانی کی توقع نہ رکھئے ظالمو! ہندوستان کی ایک ہی تو جماعت ہے جو مسلم قوم کی عزت و ناموس کی حفاظت کر رہی ہے اور اسی کو تم انگریزوں کے قدموں پر لا کر ڈالنا چاہتے ہو اور ہندوستان کی غلامی کے لئے علماء کو استعمال کرنا چاہتے ہو میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو تمہارے مطلب کے علماء نہ مل جائیں گے۔ آخر بے ایمانی سب جماعتوں میں ہوتے ہیں تم کو بہتیرے بھیڑیے ایسے ملیں گے جو تنظیم کے پردے میں اور کبھی تحفظ کی آڑ میں اور کبھی رو رو کے کا نام لیکر کبھی توسیع کا بہانہ بنا کر انگریزوں کی خدمت انجام دیں گے وہ تم نے ایک نئی جمعیۃ بنائی تو ہے جس کی تجویزیں گورنمنٹ فوجی سپاہیوں میں تقسیم کیا کرتی ہے اس سرکاری جمعیۃ کو جس طرح چاہو استعمال کرو لیکن ہم سے اس غداری کی توقع نہ کرو آخر ہمارا ایک مسلک ہے ہمارا ایک کیرکٹر ہے کیا تم نے مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا انور شاہ صاحب کو بھی اپنا جیسا بے ایمان سمجھا ہے۔ اگر ایسا سمجھا ہے تو میں عرض کروں گا تم نے بہت غلط سمجھا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا فخر حاصل کیا ہے تم جانتے ہو کہ حضرت شیخ کے غلاموں کو انگریزوں کا غلام بنانا یہ دوسری بات ہے کہ کسی وقت عدم استطاعت کے باعث ہم لوگ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں لیکن ایسی حالت میں جب کہ استطاعت کا امکان پیدا ہو جائے پھر انگریز کی حمایت کرنا ہمارے نزدیک کفر ہے۔ میں نہایت صاف طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگر کانگریس نے جنگ شروع کی تو انشاء اللہ ہمارا قدم پھر میدان میں ہوگا جس کو قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخرو ہونا ہے وہ ہمارے ساتھ آئے اور جس بے ایمان کو اپنا کالا منہ کرانا ہے وہ اپنے گھر بیٹھ جائے اور سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کا کام کسی پر موقوف نہیں ہے۔

کارساز ما بساز کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

حضرات آپ نے جمعیۃ علماء کو بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ [illegible] جمعیۃ علماء کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ [illegible] مدراس کی رقم کو جو رہے تھے اسی زمانے میں مدراس کے ایک شریف النفس انسان نے جو جمعیۃ کو پہلے چندے میں تین ہزار روپیہ دے چکا تھا ایک ہزار روپیہ کا چیک اور دے دیا اور یہ کہہ کر اس نے ایک ہزار روپیہ دیا کہ آپ لوگ ان بدمعاشوں کا ہرگز خیال نہ کریں مدراس کے مسلمان آپ پر پورا اعتماد کرتے ہیں یہ لوگ انگریز کا آدمی ہے۔ جو جمعیۃ علماء کو بدنام کے لئے ایسا کارروائی کرتا ہے معزز حاضرین! آپ کو تعجب ہوگا خدا کی قسم میں جمعیۃ کے رجسٹر ناپچے دکھاتا رہا میں نے کہا آپ کم از کم جمعیۃ علماء کا حساب دیکھ لیجئے لیکن اس کریم النفس انسان نے کہا میں آپ سے حساب کا ذکر کرنا بھی آپ کی توہین سمجھتا ہوں اب تم نے دیکھا ہوگا جمعیۃ علماء چار ہزار روپیہ کی مقروض تھی میں سخت پریشان تھا تقاضوں پر تقاضے ہو رہے تھے مکاندار کے نوٹس پر نوٹس چلے آتے تھے میں نے اپنے مختلف دوستوں کو خطوط لکھے کہ بھائی یہ حالت ہے خدا سے دعا کی الٰہی اگر تو نے یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے تو تو ہی میری اعانت کر واللہ آپ کو حیرت ہوگی رنگون کے ایک مخیر دوست نے جس کا باپ بھی اپنی سخاوت میں مشہور تھا مجھے تار کے ذریعہ اطلاع دی۔

"کہ مولانا گھبرانا نہیں میں نے چندہ شروع کر دیا ہے اگر کاروبار کی حالت اچھی ہوتی تو میں آپ کو قرضہ کے لئے مطمئن کر دیتا لیکن برما کی بغاوت نے یہاں کے سوداگروں کو تباہ کر دیا ہے پھر بھی میں چند روز میں آپ کو قرضے سے سبکدوش کرنے کا انتظام کرتا ہوں۔"

میرے معزز دوستو! تم نے دیکھا خدا کا کام کس طرح چلتا ہے میں ان سرکاری اخباروں کو پڑھ کر ہنسا کرتا ہوں۔ یہ مجھ سے یہی کہتے رہے کہ یہ وعدہ کرو کہ مسلمانوں کا روپیہ کانگریس میں نہیں خرچ ہوگا میں نے اعلان کر دیا اور اب بھی کہتا ہوں کہ جمعیۃ کا روپیہ ہر اس کام [illegible] خرچ ہوگا جس کا فیصلہ مرکزی جماعت کرے گی اگر فرقہ وارانہ کام ہوگا تو اس میں خرچ ہوگا تبلیغ کا کام ہوگا تو اس میں خرچ ہوگا

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور جناب مولانا احمد سعید صاحب
ہز ہائینس مہتر چترال کی ملاقات

۱۴ر دسمبر۔ آج دن کو گیارہ بجے حضرت صدر العلماء اور ناظم العلماء صاحبان نے والئی ریاست چترال سے ان کی کوٹھی پر ملاقات کی۔ ملاقات کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا۔ معلوم ہوا ہے کہ دوران ملاقات میں ہز ہائینس نے بہت سے مذہبی مسائل مفتی صاحب سے دریافت کئے اور بعض اختلافی مسائل کے متعلق اپنا اطمینان کیا۔ ہز ہائینس مفتی صاحب کی تحقیقات سے بہت خوش ہوئے۔ ہز ہائینس کی جانب سے چائے اور پھلوں کی تواضع کی گئی آخر میں ہز ہائینس نے ان دونوں صاحبوں کا شکریہ ادا کیا۔

(نامہ نگار)

رضاکاروں کو سزا دینے کا عجیب معیار
چھ چھ ماہ اور تین تین ماہ قید سخت

سوجیت گڑھ ۱۵ر دسمبر کل ایک دستہ زیر قیادت محمد حسین محلہ ٹیبہ سیالکوٹ سے پانچ بجے شام یہاں پہنچا۔ جسے کھانا کھلا کر مورچہ پر روانہ کیا گیا اور اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

مجسٹریٹ نے جن رضاکاروں کے گلے میں پھولوں کے ہار زیادہ تھے انہیں چھ چھ ماہ قید اور سو سو روپیہ جرمانہ اور جن کے گلے میں کم ہار تھے انہیں تین تین ماہ قید اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

مکاتب اور مدارس میں خرچ ہوگا اور اگر جمعیۃ کی پالیسی یہ ہوئی کہ کانگریس کے ساتھ شریک ہو کر آزادی وطن کی جنگ کرنی تو اس جنگ میں روپیہ خرچ ہوگا جس کا جی چاہے دے اور جس کا جی چاہے اپنی تھیلیوں کا منہ باندھ کر رکھے اور پھر دیکھیے کہ خدا ان بوریہ نشینوں کا کام کس طرح چلاتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا امت کی کس طرح خدمت انجام دیتے ہیں۔

کیوں صاحب کیا جمعیۃ علماء کے دفتر سے تبلیغ کا کام نہیں ہو رہا ہے کیا تو مسلمانوں کی خدمت انجام نہیں دی جا رہی ہے کیا علاقہ انداد میں حسب استطاعت مکاتب و مدارس قائم نہیں ہیں۔ کیا مسلمانان کانپور کی خدمت جمعیۃ نے انجام نہیں دی کیا کشمیری مظالم کے سلسلے میں جمعیۃ علماء مجلس احرار کی خدمت نہیں کر رہی ہے اگر جمعیۃ کی یہ خدمات موجود ہیں تو آپ کے ٹوڈی اخبارات کی قلم سے ایک لفظ بھی جمعیۃ کی امداد میں نہیں نکلا بلکہ جس قدر میں نے عاجزانہ طریقہ سے اپیل کی اسی قدر ان ظالموں نے میرا مذاق اڑایا میں نے تمہیں کہا کہا کر ان کو یقین دلایا لیکن یہ بدبخت یہی کہتے رہے کہ وہ کانگریس کا روپیہ کہاں گیا۔ یہ جانتے تھے کہ میں آجکل اپنی ذاتی پریشانیوں میں بھی مبتلا ہوں باوجود خانگی پریشانیوں کے میں جمعیۃ کی آنریری خدمت انجام دے رہا ہوں اگر مجھ سے ان بدنصیبوں کو دشمنی تھی تو جمعیۃ کی امداد کے لئے تو مسلمانوں کو توجہ دلاتے۔ میرے لئے دہری مصیبت تھی۔ خانگی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ دفتر کے تقاضوں نے مجھ کو سخت مشکلات میں مبتلا کر دیا تھا لیکن ان ظالموں نے کوئی ہمدردی نہیں کی یہ تو انگریز کی ہمدردی اور گاندھی جی کی توہین میں اتنے منہمک تھے کہ انہوں نے ایک لفظ بھی جمعیۃ علماء کیلئے نہیں لکھا۔ وقت گذر گیا اور بات یاد رہے گی میں اپنے پروردگار کے قربان ہو جاؤں اس نے میری عزت کا تحفظ کیا۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بناداں آنچناں روزی رساند :: کہ دانا اندراں حیراں بماند

حضرات بیشک جمعیۃ علماء نے کانگریس کے ساتھ جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ لیکن میں نے ایک پیسہ بھی کانگریس سے نہیں لیا میں نے اپنا ملک سمجھ کر جنگ کی تھی اگر میں ہندوؤں کی تحریک سمجھتا تو ہندوؤں سے لیتا میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر ملک دونوں کا ہے تو دونوں ہی کو جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ اگر مسلمان وزارتیں لینے کے مستحق ہیں اور گورنریاں لینے کے آرزو مند ہیں تو ان کی قوم کو جنگ بھی کرنی چاہیے۔ یہ کیسی صریح بے ایمانی ہے کہ جنگ تو ہندو کرے اس کے نوجوان پھانسیاں پائیں اور ثمرات میں مسلمان بھی حقدار ہوں۔ آخر یہ کونسا قاعدہ ہے؟

جب جنگ کا وقت ہو تو آپ انگریزوں کی حمایت کریں لیکن جب کچھ ملنے لگے تو آپ آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو جائیں۔ میں عرض کرتا ہوں اگر آپ کو ہندوستانی مال نے جنا ہے اور آپ نے ہندوستان کی زمین کا اناج اور پھل کھایا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ ہندوستان کا اور ہندوستان کی قوموں کا ساتھ دیں ساتھ [illegible] ہوئی قوموں کا ساتھ دیں۔

انگلستان کے قدامت پسند

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کا حساب

کہیں وہاں جمعیۃ علماء سے حساب کا مطالبہ بھی کیا میں اس سلسلے میں بھی چند باتیں عرض کروں جمعیۃ علماء کا حساب برابر اس کے اخبار الجمعیۃ میں شائع ہوتا رہتا ہے لیکن میں نے احتیاطاً علیحدہ بھی شائع کرا دیا ہے ۱۹۳۸ء کا حساب جمعیۃ منتظمہ کی منظوری کے بعد شائع کر دیا گیا ہے۔ ممبران انتظامیہ اور اخبارات کو یہ مطبوعہ حساب بھیجا جا چکا ہے ۱۹۳۹ء کا حساب منظوری کے بعد شائع کر دیا جائیگا لوگ حساب کو کہتے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ حساب شائع کرنے میں بھی روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے جو صاحب ۱۹۳۸ء کا حساب دیکھنا چاہیں وہ ایک آنے کا ٹکٹ بھیج کر منگا سکتے ہیں چندہ دینے والوں کی خدمت میں میں خود بھیج رہا ہوں۔ اس کے علاوہ حساب کے رجسٹر ہر وقت کھلے ہوئے ہیں جس صاحب نے ایک پیسہ بھی دیا ہے وہ حساب ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ چندہ دینے والا چندہ دیکر سبکدوش ہو جاتا ہے لیکن میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں میں جانتا ہوں کہ اگر یہاں کوئی حساب نہ بھی طلب کرے تو خدا کے سامنے مجھے جانا ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ پر میرا ایمان ہے جس مخلوق کو دھوکہ دے سکتا ہوں لیکن خالق میرے دھوکہ سے پاک ہے۔ اگر مجھے بے ایمانی کرنی ہوتی تو گورنمنٹ کے خزانے جو آجکل میرے ایمان کے لئے اور راہوں میں میرے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ دہلی میں ایک ایک ہو سٹر کے دو دو سو روپیہ وصول کرنے والے بھی موجود ہیں۔ دو سو روپیہ چیف کمشنر سے لیکر دس کوئیں خوردوں سے نماز پڑھو نماز پڑھو کا اعلان کرانے والے بھی موجود ہیں۔ چھ چھ آنے بدمعاشوں کو دیکر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کو خراب کرانے والے بھی میری نگاہ میں ہیں آخر یہ تمام کام میں نہیں کر سکتا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں آج ملت کی ناموس کو فروخت کرنے اٹھوں تو خدا کی قسم سب سے زیادہ قیمت لے سکتا ہوں لیکن میں صاف طور پر عرض کرتا ہوں کہ احمد سعید خریدا جا سکتا ہے لیکن پانچ سو علماء کی عزت اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آبرو کسی قیمت کو بھی فروخت نہیں کی جا سکتی جمعیۃ علماء ہند کی سکرٹری شپ سے مجھے علیحدہ کر کے اگر انگریز کچھ قیمت لگاتے تو ممکن ہے کہ مجھے خرید لیا جائے لیکن میرے ساتھ تو جمعیۃ علماء ہند کی آبرو وابستہ ہے اب تم ہی بتاؤ کہ کیا نا جنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دوں اگر میں ایسا کروں گا تو قیامت میں محمد رسول اللہ کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ اور میں کہتا ہوں مجھے بے ایمانی کی ضرورت کیا پڑی اللہ تعالیٰ میری کفالت فرماتے ہیں وہ میرے بچوں کو ایک دن بھی بھوکا نہیں سلاتے پھر میری جوتی کو غرض پڑی ہے کہ میں بے ایمانی کر کے اپنا منہ کالا کروں۔

۱۹۱۵ء کا ایک عجیب واقعہ

حضرات ۱۹۱۵ء میں گرفتاری سے قبل ایک سرکاری آدمی میرے پاس آئے تھے انہوں نے آکر مجھے بہت سمجھایا اول تو جیل خانے سے ڈراتے رہے اور پھر لالچ دیا میں نے ان سے دریافت کیا گورنمنٹ کہاں تک دے سکتی ہے فرمانے لگے سو روپیہ ماہوار تو ابھی کر دیے جائیں گے اور آئندہ آپ کی خدمات پر منحصر ہے اگر آپ نے ایمانداری سے اطلاعات بہم پہنچائیں تو چند روز میں دو دو سو ہو جائیں گے میں نے سب سن کر ایک ٹھنڈا سانس لیا گھر میں نے چکی لگا رکھی تھی روز حضور اکثر پیا کرتا تھا کہ جیل خانے میں دشواری نہ ہو میں نے ان کو چکی دکھا کر کہا مسٹر....... یہ مشق تو میں کر رہا ہوں زیادہ سے زیادہ جیل خانے میں تم چکی پسواؤ گے تو مجھے جیل کا ڈر نہیں ہے رہا سو اور دو سو کا معاملہ تو مسٹر....... یہ رقم تو مجھے مسلمان بھی دیدیں گے میں تو وعظ کہہ کر کچھ لیتا نہیں اگر آج میں وعظ کہہ کر نذرانہ قبول کرنے لگوں تو دو سو روپیہ تو آپ کی وعظ سے دہلی میں وصول کر سکتا ہوں۔ وہ بیچارے اپنا سا منہ لیکر چلے گئے اور دوسرے دن میں گرفتار کر لیا گیا وہ زمانہ میری جوانی کا تھا تین چار گھنٹے بے تکلف تقریر کر سکتا تھا اب بڈھا ہو گیا ہوں دیر تک تقریر کرنے سے تھک جاتا ہوں لیکن اگر آج بھی وعظ پر نذرانہ وصول کروں تو سو روپیہ تو خدا کے فضل و کرم سے کہیں نہیں گئے۔ اگر کسی مدرسہ میں پڑھانے بیٹھ جاؤں تو بھی چالیس پچاس نہایت اطمینان سے مل سکتے ہیں لیکن تماشا دیکھیے۔ وعظ اللہ کے واسطے کہتا ہوں۔ کوئی نذرانہ وعظ کے بعد نہیں لیتا جمعیۃ علماء کی خدمت مفت کرتا ہوں۔ اگر آج تک ایک پیسہ آپ کی جمعیۃ سے لیا ہو تو بتا دیجئے حساب دیکھ لیجئے یا دہلی کی جامع مسجد میں قسم لے لیجئے لیکن ان تمام خودداریوں کے باوجود میرا پروردگار میرے بچوں کو بھوکا نہیں سلاتا حالانکہ آٹھ بچوں کا باپ ہوں جن میں سے چھوٹی بچی کی عمر ڈھائی سال ہے اور ابھی کل کی خبر نہیں تم ہی بتاؤ کہ میرا مولا تو میری اس طرح حمایت کرے اور میں پھر بے ایمانی کروں تو میرے برابر کوئی احمق نہیں۔ میں جیل بھی چلا جاتا ہوں تو وہ میرے بچوں کو رزق دیے جاتے ہیں اور میں خود نہیں کہہ سکتا کہ میاں کہاں سے دیتے ہیں۔ مجھ جیسے بے توقف اور نالائق [illegible]

کو وہ فراموش نہیں کرتے مجھ سے جو کچھ ہو سکتا ہے میں ان کے بندوں کی خدمت کر دیتا ہوں اور بھائی میری خدمت بھی کیا یہ بھی ان کا احسان ہے کہ وہ کوئی کام لے لیتے ہیں۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیں کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

تم کو انگریزوں کی روٹیاں کھا کر توم فروشی مبارک ہو اور مجھے میرا پروردگار کافی ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اُم امین کا قصہ

حضرات! اُم امین عرب کی ایک مشہور اور سخی عورت تھی وہ ایکدن اپنی سواری میں جا رہی تھی اس نے دو اندھوں کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا ایک اُم امین کا نام لیکر مانگ رہا تھا اور ایک خدا سے مانگ رہا تھا اُم امین ان دونوں اندھوں کی صدائیں سنتی ہوئی چلی گئی اُس نے گھر جا کر بہت عمدہ بریانی پکوائی اور ایک طباق میں بھر کر اس کے اندر دس اشرفیاں دبا دیں۔ اسی کے ساتھ چار روٹیاں مکئی کی بھی پکوائیں اور یہ دونوں چیزیں بھیجے غلام کو دیکر کہا کہ جاؤ جو اندھا ہمارا نام لیکر مانگ رہا ہے اسکو بریانی کا طباق دے آؤ اور جو خدا سے مانگ رہا ہے اسکو مکئی کی روٹی دے آؤ خادم نے ایسا ہی کیا جب دونوں اندھے کھانے بیٹھے تو بریانی والے نے کہا کیسے خراب چاول پکے ہوئے ہیں کہ منہ میں سے پھرے چلے آتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کیسی سوندی سوندی روٹی پکی ہوئی ہے کہ آج تک ایسے مزے کی روٹی نہیں کھائی پہلے اندھے نے کہا۔ ذرا مجھکو اپنی روٹی چکھا دے جب اُس نے روٹی چکھی تو کہا یہ روٹی مجھکو دیدے دوسرے نے کہا اپنے چاول مجھے دیدے دونوں میں باہمی تبادلہ ہو گیا روٹی والا اندھا بریانی کھانے لگا جو اشرفی منہ میں آتی تھی اس کو جیب میں ڈالکر کہتا تھا اے خدا تو ہی اپنے بندوں کو دیتا ہے اُم امین کسی کو کیا دے سکتی ہے یہ سلسلہ بہت عرصہ تک جاری رہا آخر ایک دن اُم امین پھر اس طرف سے نکلی اس نے دیکھا کہ پھر ایک اندھا اُم امین کا نام لیکر مانگ رہا تھا اور دوسرا حسب دستور خدا سے مانگ رہا تھا۔ اس نے اپنے نام لیوا اندھے سے دریافت کیا کمبخت میں تجکو روز بریانی اور دس اشرفیاں بھیج رہی ہوں لیکن تو کچھ خیال نہیں کرتا اُس نے کہا مائی تیری بریانی تو ایسی بدمزہ ہوتی ہے کہ مجھ سے کھائی نہیں جاتی میں اپنے پڑوسی کو دیدیتا ہوں اور اس کی روٹی میں کھا لیا کرتا ہوں اب تو اُم امین کی آنکھیں کھلیں اور اس نے کہا سچ ہے خدا ہی سب کو کھلاتا ہے میری کیا مجال ہے کہ کسی کو کچھ دے سکوں۔

صاحبو! میں جانتا ہوں کہ کانگریس کی مخالفت کر کے لوگ انگریز سے بہت ذاتی نفع اٹھا رہے ہیں کچھ سر ہو چکے ہیں کچھ ہونے والے ہیں کچھ فرزندی لے چکے ہیں کچھ لینے والے ہیں چند اخبارات نے بھی اچھی رقمیں حاصل کیں ہیں ان لوگوں کے مقابلے میں ہماری مالی حالت یقیناً کمزور ہے لیکن ہمارے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ ہم قیامت میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے ہمراہ ہونگے اور ہمارے حریف لارڈ چیمسفورڈ لارڈ کچنر اور گلیڈسٹون کی صف میں کھڑے ہوئے [illegible] ندامت کے ساتھ کہہ رہے ہوں گے۔

ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا

کشمیر میں ذمہ دار حکومت

کیوں جی میں دریافت کرتا ہوں کشمیر میں ذمہ دار حکومت مانگ رہے ہو یا نہیں آج مردہ سے مردہ ٹوڈی بھی کشمیر کے مسلمانوں کی حمایت کر رہا ہے حتیٰ کہ غلام احمد کے برخوردار جن کی گھٹی میں وفاداری گھسی ہوئی ہے اور جن کا باپ انگریزی حکومت کی وفاداری کا سبق دیتے دیتے مر چکا ہے وہ بھی آج کشمیر میں اسمبلی مانگ رہے ہیں۔ دنیا بھر کا ٹوڈی اپنی اپنی قبر سے نکلکر قادیانی جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا ہے اور ہر شخص کشمیری مسلمان کے خون کا اپنے کو جائز وارث سمجھتا ہے میں ان کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن مجھے حیرت یہ ہے کہ جب ہندوستان کی آزادی کا سوال آتا ہے تو ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ جب ہندوستان میں اسی قسم کا معاملہ ہوتا ہے تو یہ مظلوم کو چھوڑ کر ظالم کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کشمیر کے معاملے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والوں کے ساتھ انہیں انتہائی ہمدردی ہے۔ پشاور کا مسلمان انگریز کی گولی سے مارا جائے تو ان کے نزدیک حرام موت مرے لیکن کشمیر کا مسلمان مہاراجہ کی گولی سے مارا جائے تو ان کے نزدیک شہید اعظم ہو جائے۔ انگریز اگر پچانوے فیصدی مسلم صوبے میں قتل عام کر دے تو ان کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلے لیکن کشمیر کی فی صدی پچانوے مسلم آبادی کے یہ خیر خواہ بنکر کھڑے ہو جائیں۔ برطانوی ہند کی خواتین سول نافرمانی کرنے نکلیں تو تمہارے بیہودہ مذاق کی آماجگاہ بنجائیں۔ لیکن کشمیر کی خواتین سول نافرمانی کریں تو تمہاری اماں اور بہنیں ہو جائیں۔ کشمیر کے ٹوڈی تمہارے نزدیک ملعون اور مردود ہوں لیکن ہندوستان کا ٹوڈی تمہارے نزدیک انتہائی ایماندار ہو آخر یہ فرق کیوں ہے؟ خدانخواستہ میرا یہ مطلب نہیں کہ کشمیر کا مسلمان اعانت کا مستحق نہیں ہے۔ بلکہ میری گذارش حامیان کشمیر سے یہ ہے کہ کل اگر آزادی کی جنگ دوبارہ ہندوستان میں شروع ہوئی یا صوبہ سرحد کے معاملے میں انگریزوں نے پس و پیش کیا تو اپنے بلوں میں نہ گھس جانا اور قادیان کے بہشتی مقبرے میں دعائیں نہ مانگنے لگنا۔ اگر تم اتنی کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمانوں کی آزادی کے لئے نکلے ہو تو ہندوستان کے پینتیس کروڑ انسانوں کی آزادی کے وقت بھاگ نہ جانا ورنہ یہ معمہ ہر شریف انسان کی سمجھ سے باہر ہو جائے گا۔ کہ کشمیر جس چیز کا مستحق ہے ہندوستان اس سے کیوں محروم ہے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

حضرات آپ مجھے معاف فرمائیں میں نے آپ کا بہت وقت ضائع کیا ہے میں نے آپ کے سامنے اپنا درد دل بیان کیا ہے اگر کسی صاحب کو کوئی تکلیف پہنچی تو مجھے معاف فرمائے گا۔ میری تقریر جس قدر قلمبند کی گئی ہو وہ دہلی بھیجیئے گا میں درست کر کے اخبار الجمعیۃ میں دیدونگا یہ مدرسہ ہمارے انصاری بھائیوں کا ہے۔ مدرسہ کی ترقی کا دار و مدار ان بھائیوں کی مالی حالت پر ہے اور ان کی مالی حالت کا دار و مدار اس پر ہے کہ بیرون ملک کا کپڑا اس ملک میں بند کر دیا جائے۔ جب تک ولایتی کپڑا بالکل بند نہ ہوگا انصاری بھائیوں کی تجارت ہرگز فروغ نہیں پا سکتی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ایک اور مجاہد ملت کی شہادت

سیالکوٹ ۱۵ دسمبر ۔ آج ایک اور مجاہد ملت جام شہادت نوش فرما کر جنت جاودانی حاصل کر گیا۔ اب اس تحریک کے کل شہداء کی تعداد دس تک پہنچ گئی ہے [illegible] ترقی پذیر ہے۔

مولانا داؤد غزنوی کے مقدمہ کا فیصلہ

ایک سال قید اور چار سو روپیہ جرمانہ کی سزا

سیالکوٹ ۱۵ دسمبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج اسپیشل مجسٹریٹ نے حضرت مولانا داؤد غزنوی جنرل سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ آپ کو ایک سال قید اور چار سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ مجسٹریٹ نے مولانا کے لئے "اے" کلاس کی سفارش کی۔

لدھیانہ میں گیارہ احراری رضاکاروں کی گرفتاری

مولانا محمد نعیم اور مولانا حبیب الرحمن کے بھائی زندان فرنگ میں

لدھیانہ [illegible] نومبر بذریعہ ٹیلیفون سات بجے شام کو اطلاع آئی ہے کہ ساڑھے گیارہ بجے مولانا محمد نعیم ماسٹر تاج الدین۔ ڈکٹیٹر مجیب عالم قریشی مولوی محمد یحییٰ برادر بزرگ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اور گیارہ احراری رضاکار گرفتار کر لئے گئے رضاکاروں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا بھی دے دی گئی۔ مولانا محمد نعیم کی بجائے عبد الغفور صاحب ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

09-11-1931

شریعت حقہ کی روشنی میں شادی کے مراسم کی حقیقت

اصلاح مگدھ کا پہلا مبارک قدم

(از مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی)

خاندانی و رقومی رسم و رواج کے ہاتھوں مسلمان جس طرح طرح کی تباہ کن بربادیوں کے شکار ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک چیز عقد اور رخصتی کی تقریبات بھی ہیں جن میں مسلمانان بہار عمومًا اور مسلمانان خطۂ مگدھ (گیا) خصوصًا مبتلا ہیں اور بانی رسم و رواج کی پابندی اور غلط نام و نمود کی ہوس میں فضول خرچیوں اور لایعنی اخراجات کی بدولت تباہی اور بربادی میں اس طرح گرفتار ہیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کی شادی خانہ بربادی کی حد کو پہونچ چکی ہے۔ جس سے اب ہر طبقہ اپنی جگہ پر تنگ ہو چکا ہے۔ اور اس کے لئے تیار ہے کہ خاندانی رسم و رواج کے بت کو توڑ دے۔ ساتھ قومی پندار کے گریبان کو چاک کر کے اپنے بجز و سر اپا کی اقتصادی حالت زار کو دکھلا کر یہ کہے کہ

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم؟

معیار معاشرت

مسلمانوں کی ملکی اور معاشرتی زندگی کا معیار ہر شعبہ کی زندگی میں شرعی نقطۂ نظر سے کیا ہے وحی الٰہی نے صاف لفظوں میں آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے یہ طے کر دیا ہے۔

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا	اپنے ہاتھ کو نجات کی بناپر بالکل باندھ کر رکھو۔ (فضول خرچی کی بناپر) بالکل کھول دو ایسا کروگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ملامت کا نشانہ بھی بنوگے (اور قرض کے بار سے) ہمت ہار کر بیٹھ رہوگے۔

(ع ۳ پ ۱۵ بنی اسرائیل)

مگر آج مسلمانوں کی زندگی قرآنی معیار کے خلاف ہے۔ انہوں نے فضول خرچیوں کو اپنا شعار بنا لیا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ عقد و رخصتی کی تقریبات کے انجام دینے میں ہر طرح کی فضول خرچی اور لاحاصل ہنگامے کے مالی کا بوجھ پڑتا ہے اور آخرکار اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نکاح نہیں بھی ہوتی ہیں اور طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بننا پڑتا ہے اور سودی قرض کے بار اور مختلف قسم کے مطالبات سے دماغ اتنا پریشان ہو جاتا ہے کہ ہمت جواب دے دیتی ہے اور باپ دادا کی جائداد دولہا دلہن کے نذر ہو جاتی ہے۔ حالانکہ

سب سے زیادہ بابرکت نکاح

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ ہے کہ

ان اعظم النکاح برکۃ الیسرہ مؤنۃ (عن عائشہ مشکوٰۃ)	برکت کے اعتبار سے سب سے بہتر نکاح ہے جو خرچ کی مشقت کے اعتبار سے سب سے زیادہ سہل ہو۔

مگر ہماری عملی زندگی کا یہ حال ہے کہ غلط رسم و رواج کی پیروی میں محض تقریب عقد میں پچاس پچہتر، سو، سوا سو بیتیوں میں دولہا کو حاضری دی جاتی ہے۔ اور خوب جی کھول کر اسراف اور فضول خرچیوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

ہفتوں سے پہلے لونڈیوں کے اجتماع کی پریشانی۔ پھر حاضری کی چیزوں کی فراہمی پھر اس کے لئے کلکتہ اور مونگیر اور پٹنہ کا سفر پھر ان کا سجانا اور باقاعدہ دلہن کے گھر سے سوا سو لونڈیوں کی فوج کا قطار باندھ کر دولہا کے گھر لیکر جانا اور پھر دولہا کے گھر میں اس کے مظاہرہ کے لئے اجتماع کا ہونا۔ پھر اس نسوانی فوج کی رسد اور رخصتانہ اور خاطر تواضع کا انجام دیا جانا وغیرہ وغیرہ فضول خرچیوں کا وہ لاحاصل طوفان ہوتا ہے جس کے تلاطم اور تھپیڑے میں بجز تضیع مال اور تضیع اوقات اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ جو چیز حاصل ہوتی ہے یا جس چیز کے حصول کا اس کو ذریعہ بنایا جاتا ہے وہ غلط فخر و مباہات کا پندار ہوتا ہے جو کہ مجلسی گفتگو میں تعلیوں کے ساتھ [illegible] حالانکہ قرآن کا یہ فیصلہ ہے کہ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (لقمان ع ۲ پ ۲۱) یعنی اللہ فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

لوازمات عقد

پھر اس عقد کے سلسلہ میں محض یہی ایک چیز نہیں ہوتی ہے کہ دولہا کو حاضری دی جاتی ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ چاندی یا سونے کا ایک پان کا ڈبہ پیش کیا جائے۔ اور سونے چاندی کی دو انگوٹھیاں بھی مع ایک ریشمی رومال کے دی جائیں۔ حالانکہ شرعًا بجز چاندی کی انگوٹھی کے جو ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو یہ سب مردوں کے لئے حرام ہیں۔ کیونکہ جس طرح ریشمی رومال اور سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے حرام ہے۔ چاندی سونے کے ظروف کا استعمال بھی مطلقًا چاہے مرد ہو یا عورت سب کے لئے حرام و ممنوع ہے۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے۔

عن حذیفۃ قال نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نشرب فی آنیۃ الفضۃ والذہب وان ناکل فیہا وعن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہا (بخاری ومسلم)	حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے اور ریشمی اور دیباج کے کپڑے کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

مگر مسلمان ہیں کہ اس حرام میں مبتلا ہیں اور عین اس وقت میں جب شرعی طور پر عقد کیا جاتا ہے۔ خطبہ پڑھا جاتا ہے اور اس میں حرام اور محدثات و بدعات سے بچنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ بغیر کسی پروا کے ارتکاب حرام کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو دکھلا کر ہنسی خوشی دولہا کو سونے کی انگوٹھی پہنائی جاتی ہے۔ ریشمی رومال ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔ چاندی یا سونے کے ڈبہ سے پان نکال کر دولہا کو کھلایا جاتا ہے۔ اور خاص بزرگوں کو بھی اس میں شریک کیا جاتا ہے۔ اور ذرا بھی شریعت کی کوئی پروا نہیں کی جاتی ہے۔

تلک کی رسم

پھر مسئلہ عقد بس یہیں ختم ہو جاتا ہے بلکہ ایک سب سے بڑی چیز تلک ہے جس کا اسلامی نام اسلامی ہے بھری مجلس میں روپیہ اور گنی کی شکل میں گن کر دیا جاتا ہے اور وہ چیز جو عہد نبوت اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام کے زمانہ میں "مہر معجل" کی شکل میں مرد کی جانب سے عورت کو دی جاتی تھی زمانہ کے انقلاب سے اب یوں بدل گیا کہ عورت کی جانب سے مرد کو دی جاتی ہے۔ دولہا اور دولہا کے والدین یا سرپرست اس کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ مردانگی غیرت اور خودداری کے لئے یہ ایسی اخلاقی موت ہے جس کو دوسری قومیں تک نہ جانے کب ترک کر دی ہیں۔ مگر آہ مسلمان آج اغیار کے پس خوردہ پر بلا کسی فہم و تدبر کے منہ مار رہا ہے۔

پھر افسوس یہ کتنی بڑی بے حسی ہے کہ ٹھیک تجارتی تعیین کی طرح اس کے متعلق بھی موقعہ سے پہلے ہی گفت و شنید ہوتی ہے۔ رد و کد ہوتا ہے۔ رقموں کے قبول و عدم قبول کا بہت بڑی حد تک اس پر مدار ہوتا ہے اور تقریبًا ہر تعلیم یافتہ ایف اے بی اے ایم اے سالم اے اور اسی قبیل کے دوسرے حضرات اپنا یہ واجب حق سمجھتے ہیں کہ اس موقعہ میں گراں قدر سے گراں قدر رقم حاصل کریں یا عورت کے کنبہ اور خاندان کو اپنے وجود کو نہایت بے حقیقت بنا کر بار بنا دے۔ اور اپنی آئندہ زندگی کی تعلیمی اور غیر تعلیمی جملہ اخراجات کا بوجھ (جس کو دوسرے لفظوں میں مردانہ نان و نفقہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے) ان کے دوش پر ڈال دے۔ پھر اس پر ستم ظریفی یہ کی جاتی ہے۔ عقد سے پہلے شرائط کے ذریعہ سے یہ بھی طے کیا جاتا ہے کہ چونکہ ہم تعلیم یافتہ ہیں بچہ کو موٹر ملنا چاہئے۔ لندن کے جانے جانے کا خرچ ملنا چاہئے اور لندن سے واپسی پر پریکٹس کو کامیاب بنانے کے لئے فرنیچر قانون کی کتابیں

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیے)

شریعت حقہ کی روشنی میں شادی کے مراسم کی حقیقت

(سلسلہ صفحہ اول)

کوٹھی اور اس کے اخراجات ملنے چاہئیں بغیر عقد کے بعد پھر دولہا دلہن کی رخصتی ہو جاتی ہے کہ اگر میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا گیا تو میں شخصی نہیں کروں گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور یہ ایسے اتفاقات ہیں جن کا [illegible] کثرت سے ہونے لگا ہے۔

[illegible]

سامان جہیز

[illegible]

تحقیق: علماء کا صریح احادیث کی بناء پر اس کی حرمت پر متفقہ فیصلہ ہے امام نووی لکھتے ہیں۔

ان الاجماع منعقد علی تحریم استعمال اناء الذہب واناء الفضۃ فی الاکل والشرب والطہارۃ والاکل بملعقۃ من احدہما والتجمر بمجمرۃ منہما والبول فی الاناء منہما وجمیع وجوہ الاستعمال (نووی)	سونے چاندی کے برتنوں سے کھانے پینے طہارت کرنے اور سونے چاندی کے چمچہ سے کھانے اور سونے چاندی کے برتن میں خوشبو جلانے اور سونے چاندی کے برتن میں پیشاب کرنے اور سونے چاندی کے برتن کے ہر طرح کے استعمال کی حرمت پر اجماع منعقد ہے۔

زیورات

اس کے بعد دوسری چیز زیورات کا مسئلہ ہے جو موجودہ زمانہ میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ تباہ کن ہے طرفین کی سب سے پہلی اسی پر نظر پڑتی ہے بلکہ اب تو بلا کسی حجاب کے زیورات کی فہرست ہی طلب کی جاتی ہے اور دولہا دلہن کے ایجاب قبول سے پہلے ان دونوں کے سرپرستوں کو زیورات کے متعلق ایجاب و قبول کرنا پڑتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شادی میں مقصود بالذات زیورات کا تبادلہ ہے اور بس۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام سونے چاندی کے زیوروں کو اس حد تک کہ عورتوں کے لئے زینت کا تعلق ہو جائز رکھا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ زینت سے ایک قدم آگے بڑھ کر جہاں یہ فخر و مباہات اور تکبر و افتخار کا باعث ہوں۔ عذاب آخرت کی وعید بھی سناتا ہے ابوداؤد کی حدیث ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃ ما تحلین بہ۔ اما انہ لیس منکن امرأۃ تحلی ذہبا تظہرہ الا عذبت بہ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا کہ تمہاری زینت کیلئے چاندی کے زیور کافی نہیں ہیں یاد رکھو کہ جو عورت بھی تم لوگوں کی مظاہرہ یعنی دکھلا دینے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی اسکو اس کے باعث عذاب دیا جائیگا۔

ملا علی قاری "تظہرہ" کے متعلق لکھتے ہیں۔

(تظہرہ) ای للاجانب او تکبرا او افتخارا فقال الطیبی اسناد لقولہ تظہرہ الی النہی الوارد فی قولہ تعالی ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ (مرقاۃ ص ۴۴۹)	تظہرہ کا مطلب یہ ہے کہ غیروں کے مظاہرہ یعنی دکھلا دینے کیلئے ہو۔ یا تکبر اور افتخار کے لئے ہو جیسے نے کہا اس سے مراد قرآن شریف کی یہ مخالفت ہے کہ اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح زینت کا مظاہرہ نہ کرو۔

آج ہر شخص اپنے نفس کا خود احتساب کر سکتا ہے کہ کیا وہ جو کچھ دیتا ہے اس کا تعلق محض زینت سے ہوتا ہے یا خاندانی رسم و رواج اور فخر و مباہات سے ہوتا ہے۔ پھر یہ کون نہیں جانتا سر سے پاؤں تک کے زیورات زندگی میں بجز ایک مرتبہ کے کبھی بھی ان سب کو ایک مرتبہ استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ اور انسانی زینت کی جگہ صندوق کی زینت کا کام دیتے ہیں جو اقتصادی حیثیت سے نقصان رساں ہونے کے علاوہ دینی حیثیت سے بھی اس لئے نقصان رساں ہے کہ بہت کم لوگ ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے متعلق سخت وعید ہے۔ ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ:۔

ان امرأتین اتتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ایدیہما سواران من ذہب فقال لہما اتؤدیان زکوٰتہ قالتا لا۔ قال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحبان ان یسورکما اللہ بسوارین من نار قالتا لا۔ قال فادیا زکوٰتہ۔	دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے حضور صلعم نے فرمایا کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرچکی ہو۔ دونوں نے کہا نہیں اس پر حضور صلعم نے فرمایا کہ تم کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو آگ کا کنگن پہنائے انہوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اسی طرح بارگاہ رسالت کا ایک اور واقعہ ہے۔

عن اسماء بنت یزید قالت دخلت انا وخالتی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلینا اسورۃ من ذہب فقال لنا اتعطیان زکوٰتہ قالت فقلنا لا۔ فقال اما تخافان ان یسورکما اللہ اسورۃ من نار ادیا زکوٰتہ (رواہ احمد)	اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ میں اور میری خالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم لوگوں کے ہاتھوں میں سونے کا کنگن تھا۔ حضور نے فرمایا کہ تم دونوں اسکی زکوٰۃ دیتی ہو ہم لوگوں نے کہا نہیں تو حضور نے فرمایا تم اس سے نہیں ڈرتیں کہ خدا تم کو آگ کا کنگن پہنائے تو تم دونوں اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔

نئی حرمت دولہا دلہن کے کپڑوں کا مسئلہ بارات کے [illegible] مسئلہ سید [illegible] کا دم سب سے زیادہ مشہور مسئلہ باجے اور آتشبازی کا مسئلہ۔ نوبت و سلامی کا مسئلہ ہر چیز اپنی جگہ پر مفلس مسلمانوں کی تباہی کا ایک مستقل سبب ہے جس پر اصلاح مگدھ کے دوسرے قدم میں روشنی ڈالی جائے گی کیونکہ اس مختصر رسالہ میں جو کچھ بھی عرض کیا گیا ہے وہ اس کا [illegible] ہے کہ

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

چار ہزار سے زائد رضا کار کشمیر جا چکے ہیں

لاہور۔ سکریٹری صاحب مجلس احرار اسلام اطلاع دیتے ہیں "آج تک روانہ ہونے والے رضا کاروں کی کل تعداد ۴۱۰۰ ہے۔

سلسلہ روانگی ایک بجکر دس منٹ پر بند ہوا۔ آج ۸۸۷ رضا کار گئے۔

سرزمین کشمیر پر مجاہدین اسلام کے خون کی بارش

فوج اور پولیس کے وحشیانہ مظالم کی زہرہ گداز داستان

مجلس احرار کے رضاکاروں کا عدیم النظیر ضبط و تحمل

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسلمانان کشمیر کو ڈوگرا راج کے نظام سے بچانے اور ان کے مذہبی اور سیاسی حقوق کو حکومت کشمیر کے غاصبانہ قبضہ سے نکالنے کے لئے مجلس احرار اسلام پنجاب نے جس پروگرام پر عمل درآمد شروع کیا تھا وہ اب ایک نہایت اہم مرحلہ پر پہنچ چکی ہے اور یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ حالات بہت جلد نازک ترین صورت اختیار کر لیں گے۔ گزشتہ اشاعت میں ایک رضاکار کی شہادت کے متعلق خبر درج کی جا چکی ہے۔ اس کے بعد ڈاک اور تاروں سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پنجاب میں انتہائی جوش کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور ہزاروں مسلمان اس پر امن جنگ میں ہر قسم کی مصیبتیں جھیلنے حتیٰ کہ اپنی جانیں قربان کر دینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ ریاست کی طرف سے رضاکاروں کے تشدد کا جو غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے وہ بالکل بے اصل ہے۔ مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ رضاکار پوری طرح عدم تشدد پر عمل پیرا ہیں اور اپنے رہنماؤں کی سرکردگی میں پورے ضبط و تحمل کے ساتھ لاٹھیوں اور برچھیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

کوہالہ ۶ نومبر۔ لاہور اور گوجرانوالہ کے تئیس والنٹیروں کا ایک جتھہ حسین بیگ کی زیر قیادت ریاست کشمیر کو عبور کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ حکام ریاست نے رات کے وقت کوہالہ کے نصف پل پر خاردار تاروں سے راستہ بند کر دیا۔ والنٹیر اس خاردار جنگلے کو جو پل کے آخر میں جو پھاٹک ہے وہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھاٹک بند [illegible] ہے۔ ریاست کی پولیس اور فوج والنٹیروں کو گھسیٹ کر باہر پھینکنے کی کوشش کرتی ہے مگر انہیں کامیابی نہیں ہوتی۔ ریاست نے تمام آمد و رفت بند کر رکھی ہے۔ دوپہر کے بارہ بجے پنجاب اور کشمیر دونوں اطراف سے ڈاک کی لاریاں آئیں۔ پنجاب پولیس ڈاک کے جھلے خاردار تاروں والے جنگلے کے پاس لے گئی۔ ریاست کی فوج اور پولیس انگریزی پولیس نے مل کر جنگلے کو کھولا اور رضاکاروں پر لاٹھیوں اور سنگینوں سے حملہ کر دیا۔ تین رضاکار بے ہوش ہو گئے۔ ریاست کی پولیس نے بھی ڈاک کے تھیلے پنجاب پولیس کے حوالے کر دئیے۔

لاٹھیوں اور سنگینوں سے حملہ

جب فوجی سپاہی واپس چلے گئے تو رضاکاروں نے پھر پل سے پار جانے کی کوشش کی۔ چار والنٹیر پل پار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ریاست کی پولیس نے انہیں بری طرح زدوکوب کیا۔ اور چار والنٹیر بے ہوش ہو گئے۔

ایک رضاکار قریب المرگ ہے

بوٹا نامی رضاکار غلام محمد قریب المرگ ہے۔ اس کی حالت سخت نازک ہے۔ زخمی والنٹیروں کے لئے طبی امداد کا کوئی انتظام نہیں۔ نہ ہی رضاکاروں کو گرفتار کیا جاتا ہے نہیں اپنے دوستوں سے سامان خورد و نوش لینے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ریاست کا خیال ہے کہ اگر رضاکاروں کو سامان خورد و نوش نہ ملے تو خود بخود واپس چلے جائیں گے۔

زخمیوں کی مرہم پٹی نہیں کی جاتی

کئی رضاکاروں کے سر پر زخم آئے ہیں اور زخموں سے خون جاری ہے مگر مرہم پٹی نہیں کی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض کی حالت نازک ہے۔

دو یورپین خواتین کی آمد

دو بجے کے قریب سری نگر سے ڈاک کی لاری آئی۔ ملٹری اور پولیس نے رضاکاروں پر حملہ کر دیا اور ڈاک پل کے پار پہنچائی گئی۔ سوا دو بجے دو یورپین خواتین سری نگر کی طرف سے مری میں آئیں۔ مگر ریاست کی پولیس نے انہیں روک لیا۔ مسٹر میکڈانلڈ اسسٹنٹ کمشنر موقع پر موجود تھے۔ آپ نے یورپین خواتین کی طرف سے ریاست کے حکام پر دباؤ ڈالا کہ خواتین کے گزرنے کے لئے راستہ کھولا جائے۔ ریاست اور پنجاب کے افسروں نے متحدہ طور پر خواجہ غلام محمد صاحب انچارج حرار والنٹیر کیمپ سے درخواست کی کہ وہ رضاکاروں کو ہدایت کر دیں کہ یورپین خواتین سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے دل میں یورپین اور ہندوستانیوں کی یکساں عزت ہے لیکن جب تک ریاست رضاکاروں کو گرفتار نہیں کرتی وہ پل پر سے گزرنے کی کوشش کریں گے۔

جتھے کی گرفتاری

کچھ دیر مشورہ کرنے کے بعد پولیس افسروں نے فیصلہ کیا کہ رضاکاروں کو گرفتار کر لیا جائے۔ اور خواجہ صاحب نے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ وہ آدھ گھنٹہ تک [illegible] نہیں کریں گے تاکہ آنے جانے والے لوگ گزر جائیں۔ ڈھائی بجے [illegible] اور سوا تین بجے وزیر آباد کے دس رضاکاروں کا ایک جتھہ حدود کشمیر عبور کرنے کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ راستہ پھر بند کر دیا گیا تھا۔ اور آمد و رفت کا سلسلہ بند تھا۔

پل کے درمیان میں خاردار تار کا جنگلا

ریاست کے آدمی پل کے درمیان میں خاردار تاروں کا جنگلا تعمیر کر رہے ہیں۔ اول اول ریاست کے حکام یہ کہتے تھے کہ پل انگریزی علاقہ میں واقع ہے مگر جب کل راولپنڈی کا جتھہ ان کی سلامتی پر پہنچا، ذکر حدود ریاست میں داخل ہو گیا تو ریاست کے حکام نے اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ نصف پل ریاست کا ہے اور پل کے نصف میں جنگلا تعمیر کیا جا رہا ہے۔

ڈوگرہ پولیس کی وحشت و بربریت

نماز پڑھتے ہوئے رضاکاروں کو گھسیٹا گیا

سیالکوٹ ۶ نومبر۔ سوچیت گڑھ کیمپ سے ۱۰ بجے صبح کے تحریر کردہ حالات جو دفتر مجلس میں ۱۱ بجے موصول ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۱۲ رضاکار جرات کو پھاٹک کے باہر تھے۔ تمام رات وہیں بیٹھے رہے۔ سردی سخت تھی اور چونکہ وہ ہماری حدود میں تھے۔ چوہدری جیون خان صاحب نے ان کیلئے بچھانے اور اوڑھنے کیلئے کے علاوہ لکڑیاں بھی [illegible] جو تمام رات سڑک پر جلتی رہیں۔ ان رضاکاروں نے صبح گرفتار کر لیا گیا۔ جب یہ رضاکار نماز ادا کر رہے تھے تو ایک ایک کو گھسیٹ گھسیٹ کر لے جایا گیا۔ آمد و رفت رات سے بند تھی۔ اب کھل گئی ہے۔ گرفتار شدہ رضاکاروں کو لاریوں میں بٹھا کر لے گئے کا سلسلہ رات ۲ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد بند کر دیا گیا۔ اب مزید ۳۰ رضاکار اس جیل میں ہیں۔ [illegible]

الٰہی بخش شہید کی شہادت پر جہلم میں ہڑتال

حکام ریاست سے نعش کی سپردگی کا مطالبہ

جہلم ۸ نومبر۔ جب سے لوگوں نے الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر سنی ہے ان میں ایک عجیب جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص میدان میں جام شہادت پینے کے لئے نکل آیا ہے۔ اس سانحہ جانگداز کی اطلاع جہلم میں جس وقت پہنچی تو مسلمانوں نے شہر میں ہڑتال کر دی۔ اور تمام مسلمان جلوس کی شکل میں امیر پور کی طرف روانہ ہو گئے اس مجمع کی تعداد کم و بیش آٹھ ہزار ہو گی۔ مسلمانوں نے میر پور پہنچ کر ریاست کے مقامی حکام سے مطالبہ کیا کہ شہید کی نعش ہمارے حوالے کر دی جائے تاکہ ہم اسے پورے اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر سکیں۔

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جہلم تشریف لے آئے ہیں۔ شہر میں اس وقت تک مکمل ہڑتال ہے۔

مظلوم شہید کے جنازہ پر بیس ہزار مسلمانوں کا اجتماع

لاری کے ذریعہ لاش لاہور لائی گئی

لاہور ۳ نومبر۔ الٰہی بخش شہید رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس احرار جیبیوٹ جو کشمیری حدود میں داخل ہوتے وقت پولیس کی سنگینوں سے شہید کر دئیے گئے تھے ان کا آج ماتمی جلوس نکالا گیا جس میں بیس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ لاش کو لاری کے ذریعہ لاہور پہنچایا گیا۔ کل آپ کے جنازہ کو جلوس کے ہمراہ اٹھایا جائے گا اور قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کر دیا جائے گا۔

الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کیلئے یوم دعا

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی اپیل

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار پنجاب نے الٰہی بخش شہید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعائے مغفرت کا مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا تھا:-

"مجلس احرار اسلام کا جانباز رضاکار الٰہی بخش جو حدود ریاست کشمیر میں ریاست کی پولیس کی لاٹھیوں کی بوچھاڑ سے شہید ہو گیا ہے۔ اس کی یاد میں جمعہ کا دن خاص طور پر منایا جائے۔ تمام مجالس ماتحت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس دن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے مقامی حالات کے مطابق پوری پوری کوشش کریں۔ تمام مسلمانوں سے مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ جہلم کے اس مایہ ناز شہید کے دن کو پوری شان و شوکت سے منائیں گے۔ تاکہ مسلمان نوجوانوں میں شوق شہادت کا جذبہ بڑھے"۔

اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کیلئے رضاکاروں پر الزام

دو ہزار رضاکاروں کی گرفتاری کا اعتراف

سری نگر ۸ نومبر۔ حکومت کشمیر نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ابھی تک دو ہزار رضاکار گرفتار کئے گئے ہیں۔ جو پولیس کے زیر حراست ہیں۔

حکومت کشمیر نے اس اعلان میں رضاکاروں پر یہ الزام لگایا ہے کہ ایک جتھا تشدد پر اتر آیا۔ اور ایک ہیڈ کانسٹیبل کو سخت زخم آئے۔ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک ڈپٹی ملیار کو معمولی زخم آئے۔ ایک رضاکار شہید ہوا۔ ایک کو شدید زخم آئے۔ گرد و نواح میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے۔

کوہالہ میں دو قافلوں کی گرفتاری

رضاکاروں پر فوجی سپاہیوں کا تشدد

کوہالہ (کشمیر) ۸ نومبر۔ اتوار کے روز فوج اور پولیس کوہالہ نے مجلس احرار کے رضاکاروں کے دو جتھے گرفتار کئے۔ گرفتاری کا حکم صادر کرنے کے لئے کوئی مجسٹریٹ موقع پر موجود نہ تھا۔ پولیس نے رضاکاروں کا راستہ روک لیا۔ مگر رضاکار پل کی آہنی سلاخیں پھاند کر پار ہو گئے۔ جب رضاکاروں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے تو فوج کے آدمیوں نے نہایت شدت کے ساتھ زدوکوب کیا۔

جموں میں فرقہ وارانہ فساد

دو مسلمان شہید۔ دو ہندو ہلاک

ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جموں میں ہندو مسلمانوں میں فرقہ وارانہ تصادم ہو گیا جس کے باعث دو مسلمان شہید اور دو ہندو ہلاک ہوئے۔ کل صبح دو قافلے اور گرفتار کر لئے گئے۔ جموں میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

عربی اخبارات کے تراجم

(خاص "الجمعیۃ" کیلئے)

ہندوستان مصر سے سبق لیکر آگے نکل گیا

تمام مشرق کی آزادی ہندوستان کی آزادی سے وابستہ ہے

مصر اور ہندوستان کی تحریک پر ایک عربی جریدہ کا تبصرہ

معاصر "البلاغ" نے مصر اور ہندوستان کی تحریک آزادی پر ایک مقالہ تحریر کیا ہے جو کافی طویل ہے ہم اس کا ملخص ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اس وقت ہندوستان میں گاندھی جی کو خاص مقبولیت اور مرجعیت حاصل ہے کیونکہ وہ کسی خاص جماعت کے نمائندے نہیں بلکہ ۳۰ کروڑ انسانوں کے نمائندے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ کی عظمت کی یہی کافی دلیل ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں جبکہ اس کا کسی کو گمان بھی نہ تھا ہندوستان کے باشندوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۳۰ کروڑ انسانوں کی قیادت کوئی آسان کام نہیں جس کو گاندھی جی نے عمدہ طریقہ پر انجام دیا۔ ہندوستان کی تحریک آزادی سے بیشتر مصری تحریک کا آغاز ہوا تھا اور ہندوستانی نوجوانوں نے پہلے پہل مصر کی ہی تقلید کی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس زمانہ میں سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا اس وقت نوجوان یہ نعرے لگاتے تھے کہ "سائمن کمیشن کا اسی طرح بائیکاٹ ہونا چاہیے جس طرح مصریوں نے ملنر کمیشن کا بائیکاٹ کیا تھا"۔ گویا مصری تحریک کو نظیر اور نمونہ عمل بنایا گیا تھا۔

یہ واقعہ ہے کہ انگریز مصری تحریک سے اتنے خائف نہیں جس قدر کہ وہ اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ اس کا اثر ہندوستان کی تحریک پر بہت خراب پڑے گا۔ مصریوں نے سلبی ہتھیار استعمال کئے۔ سرکاری عہدیداروں نے تین روز تک مقاطعہ کیا یہاں تک کہ خاکروبوں نے ہڑتال میں حصہ لیا۔ یہ سلبی ہتھیار اس قدر تیز ہیں جن کی تاب بڑی سے بڑی حکومت بھی نہیں لا سکتی چنانچہ ہندوستان نے بھی اپنی تحریک میں اسی ہتھیار کا استعمال کیا اور سینکڑوں عہدیدار اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے۔

ہندوستان مصر سے گوئے سبقت لے گیا

مشہور قائد سعد زغلول پاشا کے انتقال کے بعد مصر میں انگریزی سازشوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔ اور مصر کے چند اہل غرض اور غدار ملک انگلستان کے ساتھ مل گئے انہوں نے مصر کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اب تک ہماری قوت کا بہت بڑا حصہ ٹوٹ گیا اس وقت جبکہ انگریزی سازشیں اور چالیں ہم کو ہلاک کر رہی ہیں۔ ہندوستان میدان آزادی میں آگے بڑھ رہا ہے اور باوجود کشمکش کے اس کا قدم آگے ہی بڑھتا جاتا ہے۔ یہ گاندھی جی کے فن ہیں کہ انہوں نے انگریزی مال کا بائیکاٹ کر کے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ مستعمر فرنگ کو سوائے اس ایک ہتھیار کے کسی اور طریقہ سے شکست نہیں دی جا سکتی۔ ہم بھی ۱۹۲۱ء میں اس ہتھیار کو استعمال کرنے والے تھے لیکن وفد کے اس فیصلہ کے بعد ظاہر ہے کہ ہر نظیر پریشان اور مجبور اوراس ہو گئی اور لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

ہندوستان کی آزادی تمام مشرق کی آزادی ہے

اس معاملہ میں ہندوستانی تحریک مصری تحریک سے آگے بڑھ گئی ہے اور اب وہ خود ایسا بن گیا ہے جس کی اتباع ہم کو کرنی چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان اپنے مقصد میں کامیاب ہو کیونکہ برطانوی استعمار کے مقابلہ میں ہندوستان کی کامیابی صرف ہندوستان کیلئے ہی نہ ہو گی بلکہ برطانوی اور دیگر یورپین طاقتوں کے مقابلہ میں تمام مشرقی اقوام کی کامیابی ہو گی کیونکہ ہندوستان ہی وہ زنجیر ہے جس سے تمام مشرقی ممالک جکڑے ہوئے ہیں۔

شام کو امیر فیصل کے حوالہ کیوں کیا جا رہا ہے

ٹرکی اور بالشویک خطرہ کے سدباب کے لئے ایک نئی چال

برطانیہ اور فرانس کا مقصد پٹرول کا تحفظ ہے

کئی دن سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہو رہی ہے کہ ملک فیصل والی عراق کو شام کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ اس تجویز کی تحریک حکومت فرانس بتلائی جاتی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ فرانس کے بعد حکومت برطانیہ کی طرف سے بھی اس کی تائید و حمایت کی جائے گی اور یہ دونوں حکومتیں بالا دا[illegible]

امیر فیصل کو ارض شام پر زیب دہ اورنگ و سریر بنا دیں گی۔ سیاسی مفکرین اور مستعمرین مغربیہ کے بیانوں کو سخت حیرت تھی کہ آخر فرانس کو وہ کیا مصیبت در پیش آئی جس سے مجبور ہو کر وہ شام کی باگ ڈور امیر فیصل کے ہاتھ میں دینے کیلئے آمادہ ہو گیا! آخر یہی تو فرانس ہے جو ٹیونس، الجزائر اور دیگر بلاد اسلامیہ کی رہی سہی سیادت کو خاک میں ملانے پر تلا ہوا ہے اور اس خوف سے کہ مبادا عرب اپنی گزشتہ شان و عظمت کو دوبارہ حاصل نہ کر لیں ان کے استیصال پر تل گیا ہے! لیکن دوسری طرف یہ التفات کریمانہ کہ ملک شام کو ایک مستقل بادشاہ کے ماتحت (اور وہ بھی مسلمان!) کر دینے پر تیار ہو گیا؟ آخر اس میں کیا راز ہے، کیونکہ واقعات تو اس بات کے مؤید ہیں کہ اگر یورپ مسلمانوں کو اپنی تمام املاک دینے پر بھی آمادہ ہو جائے تو سمجھو کہ اس میں بھی مسلمانوں کی تخریب کا پہلو پوشیدہ ہے! اب اس راز کو جریدہ "الیوم" کے نامہ نگار مقیم پیرس نے کھولا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اس "مراحم خسروانہ" کے پس پردہ کیسے کیسے مستعمرانہ مقاصد پوشیدہ ہیں اور فرانس اور برطانیہ کے نہاں خانۂ قلب میں کیا کیا شرارتیں پرورش پا رہی ہیں۔

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ امیر فیصل کو شام کا بادشاہ بنانے کی تجویز حقیقت پر مبنی ہے نیز فرانس اور برطانیہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان دونوں حکومتوں کو پٹرول کے متعلق بالشویک اور ٹرکی سے خطرہ لگا ہوا ہے جس کے باعث وہ چاہتی ہیں کہ اس تجویز کی تائید کر کے عربوں کی طرف سے اپنے مفاد کا تحفظ کریں۔ عراق اور شام پر اگر امیر فیصل مسلط ہو گئے تو بالشویک اور ٹرکی کے خطرہ کے سامنے خود عرب سینہ سپر ہو جائیں گے۔ اور فرانس و برطانیہ کو تمام عربوں کی تائید حاصل ہو جائے گی اگویا پٹرول کے تحفظ کیلئے عربوں کو آلۂ کار بنایا جائے گا اور شام کی بادشاہی ایک کھیل ہو کر رہ جائے گی۔

برازیل، فجی اور الجیریا کی مسلم آبادی میں اضافہ

اشاعت اسلام کو روکنے کیلئے پادریوں کی شرمناک حرکتیں

برازیل کے ہزاروں باشندے اب تک اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ عیسائی مشنریوں نے برازیل گورنمنٹ کے پاس ایک درخواست بھیجی تھی جس میں حکومت سے استدعا کی تھی کہ وہ مسلم مشنریوں کی تبلیغی جدوجہد میں مداخلت کر کے اسلام کی اشاعت کو روک دے کیونکہ اسلام کی موجودہ رفتار خود حکومت کیلئے بھی خطرہ اور پریشانی کا باعث ہے۔ حکومت نے پادریوں کی اس درخواست کو مسترد کر دیا اور کہہ دیا کہ حکومت ان معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتی۔

الجیریا کے مسلمانوں کو حکومت سخت دق اور پریشان کرتی رہتی ہے کیونکہ الجیریا میں بھی پادریوں کا قبضہ ہے۔ عیسائی مشنری حکومت کو جو مشورہ دیتے ہیں وہ اسے قبول کرتی ہے اور مسلمانوں کو پریشان کرتی رہتی ہے۔ وزیر تعلیم نے تمام مقامی درسگاہوں اور کالجوں میں عربی زبان کے بجائے فرانسیسی زبان جاری کر دی ہے۔ عربوں نے اس ظالمانہ رویہ پر بارہا احتجاج کیا ہے مگر حکومت اپنے غیر منصفانہ رویہ پر برابر قائم ہے۔

باوجود اس کے کہ الجیریا حکومت پر عیسائی مشنریوں نے پورا قبضہ جما رکھا ہے اور جو اشاعت اسلام کے راستہ میں ان کی طرف سے رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں مگر مشنری کوششوں کے علی الرغم اسلام کو ترقی ہے اور لوگ عیسائیت اور پادریوں کے اقتدار سے نفرت کر کے خود بخود دین فطرت کی آغوش میں آتے رہتے ہیں۔ اسلام کی اس رفتار کو دیکھ کر عیسائی پادری اب اس کوشش میں ہیں کہ حکومت سے ایک ایسا قانون وضع کرائیں جس کی رو سے کوئی عیسائی مذہب اسلام قبول نہ کر سکے۔ اگر کوئی قبول کرے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔

فجی کی آخری مردم شماری سے معلوم ہوا کہ وہاں کی مسلم آبادی حیرت انگیز ترقی پر ہو رہی ہے۔ ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کیلئے بھی مسلمان کوشش کر رہے ہیں اور اس غرض کیلئے ایک فنڈ بھی کھول دیا گیا ہے۔ حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ ایک خاص رعایت بھی کی ہے۔ یعنی درسگاہوں میں طلباء کو قرآن عزیز اور عربی کا مطالعہ کرنے کی اس نے اجازت دیدی ہے۔

برطانوی افواج سے کشمیر کی حفاظت کیجائیگی

حکومت ہند ایک آرڈیننس جاری کرنیوالی ہے

مسلم قافلوں کو روکنے کیلئے حکومت پنجاب کے اختیارات

سری نگر ۸ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ سیالکوٹ، اور جہلم سے برطانوی افواج فوراً کشمیر روانہ ہو جائیں گی۔ کیونکہ ریاست کشمیر محسوس کر رہی ہے کہ ترقی پذیر شورش کے پیش نظر ریاستی فوج بالکل ناکافی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند ایک آرڈیننس نافذ کرنے والی ہے جس کی رو سے حکومت پنجاب کو اختیار ہو گا کہ وہ قافلوں کو ریاست کشمیر کی حدود میں داخل ہونے سے روک دے۔ مسلم رضاکار مختلف مقامات پر ریاست کی حدود میں داخل ہونے کی سعی کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کشمیر اور برطانوی ہند کے درمیان تجارتی تعلقات عارضی طور پر بالکل منقطع ہو رہے ہیں اور مال و اسباب کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی ہے۔ خاردار جنگلہ اور سنگینوں سے مسلح فوج اور پولیس نے کوہالہ پل پر ایک قافلہ کو اندر داخل ہونے سے بڑی مشکل سے روکا۔ ایک برطانوی حاکم نے مسلمانوں کو ڈاک و مسافروں کو جانے کی اجازت دینے کی ترغیب دی۔

رضاکاروں کا سیلاب

شیخ حسام الدین ڈکٹیٹر مقرر کر دئیے گئے

سیالکوٹ ۸ نومبر۔ یہاں جس دن سے مجلس احرار کا دفتر قائم ہوا ہے اور اس شہر کو ان کے جتھوں کا مرکز بنایا گیا ہے، نہ صرف سارے شہر میں جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے بلکہ اطراف سیالکوٹ کے مسلمانوں میں بھی زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ سوچیت گڑھ یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے جو سرحد کشمیر کی پہلی چوکی ہے۔ احرار کے جتھے سرخ قمیصوں میں سوچیت گڑھ کے علاوہ جھلکہ اور بجوا کی طرف سے بھی سرحد کشمیر میں داخل ہونے کے لئے گئے۔ پہلے دن یہاں صرف سو رضاکار تھے لیکن آج ایک ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔

شیخ حسام الدین صاحب دوسرے ڈکٹیٹر

مولانا مظہر علی اظہر صاحب کی گرفتاری کے بعد جتھوں کی قیادت کے لئے شیخ حسام الدین صاحب کا انتخاب ہوا ہے اور وہی اب دوسرے جتھے کو لیکر کشمیر جائیں گے۔ ان جتھوں کا مرکز سیالکوٹ میں ڈاکٹر شاہ باز خان کے پاس ہے۔

جموں سنٹرل جیل میں مولانا مظہر علی کا مقاطعہ جوع

جموں ۳ نومبر۔ مولانا مظہر علی اظہر نے جو جموں سنٹرل جیل میں مقید ہیں چار دن سے مقاطعہ جوع کر رکھا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ جتنے رضاکار اس وقت تک گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان سب کو اس جیل میں لاکر میرے ساتھ کھانا کھلوایا جائے۔

الٰہی بخش شہید کی دعا قبول ہو گئی

سکرٹری صاحب مجلس احرار جہلم سے اطلاع دیتے ہیں کہ جب جہلم احرار کا ایک دستہ زیر قیادت شہید الٰہی بخش جہلم کو روانہ ہونے والا تھا تو اس سے پہلے کئی دن سے متواتر دو دو، تین تین گھنٹے شہید الٰہی بخش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر بسجود ہو کر یہ دعا کیا کرتا تھا کہ الٰہی۔ یا میں فتح کا علم ہاتھ میں لیکر واپس آؤں تو غازی بنوں ورنہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کی دعا قبول فرمائی۔

جیل میں دو ہزار رضاکار فاقوں مر رہے ہیں

جموں ۳ نومبر۔ دو ہزار رضاکاروں کو کل جیل میں بھوکا رہنا پڑا کیونکہ جیل میں ان کی خوراک کا انتظام نہ ہو سکا۔ بعض رضاکاروں کو اب تک کمبل بھی نہیں دئیے جا سکے۔

[مجلس احرار اسلام پنجاب کی جدوجہد اور کشمیر کے متعلق دیگر خبروں کا خلاصہ صفحہ ۔ پر ملاحظہ فرمائیے]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

یوم دوشنبہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ

ظالموں اور مظلوموں کی جنگ

مجلس احرار اسلام کا شاندار کارنامہ

کشمیر کی سرزمین پر نہتے اور مظلوم انسانوں کا خون جس بیدردی کیساتھ بہایا گیا ہے اسکی داستان اب نہایت طویل ہوچکی ہے اور اخبارات کے محدود کالموں میں ان واقعات کو شرح و تفصیل کیساتھ بیان کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے نوجوان اور سن رسیدہ مسلمانوں کی شہادتیں، انکے شیرخوار بچوں کا قتل، انکی بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت دری ایسے حالات ہیں جنکو سنکر ہندوستان کا ہر مسلمان انتہائی اضطراب و ہیجان میں مبتلا ہے۔ اور اس بے غیرتی کی زندگی کو جو مسلمانان کشمیر کیلئے انصاف حاصل کئے بغیر گزر رہی ہے اپنے واسطے موت سے بدتر جانتا ہے۔

اس نازک وقت میں مجلس احرار اسلام پنجاب نے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرتے ہوئے جس بے نظیر ایثار اور شاندار قربانی کا مظاہرہ کیا ہے وہ ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا اور اس ملک کے رہنے والے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس سے ہمیشہ غیرت حمیت، جرأت و ہمت، اور شجاعت و بسالت کا درس لیتی رہیں گی۔ ایک نہایت مختصر سی مدت میں تمام پنجاب کے اندر زندگی پیدا کرکے ریاست کشمیر کی ظالم حکومت کے مقابلہ میں دس ہزار رضاکاروں کو میدان میں اتار دینا اور ان میں باوجود انتہائی اشتعال انگیزی کے اسقدر ضبط و تحمل پیدا کردینا کہ وہ نہ صرف قید و بند کے مصائب جھیلنے کو تیار ہوجائیں بلکہ اپنے سینوں پر گولیاں کھانے اور اپنے پہلو میں برچھیاں برداشت کرنے کی آرزوؤں کو پرورش کرنے لگیں حقیقتاً ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کے لئے مجلس کو جس قدر مبارکباد دی جائے کم ہے۔ ابھی معلوم ہوا ہے کہ کل تک سات ہزار فرزندان توحید حکومت کشمیر کے خلاف پرامن جنگ کرکے جیل خانے کی چہاردیواریوں میں جاچکے ہیں اور شہید ملت الٰہی بخش مرحوم و مغفور کے علاوہ متعدد نوجوانان اسلام انتہائی اشتعال انگیزی کے باوجود ضبط نفس سے کام لیکر ظالم ڈوگروں کے ہاتھوں جام شہادت نوش جان فرما چکے ہیں لیکن اسپر بھی حالت یہ ہے کہ ایسے رضاکاروں کا ایک سیلاب عظیم پنجاب کی سرزمین سے [illegible] امڈا چلا آرہا ہے جن میں سے ہر ایک کے قلب میں غالب کے اس شعر کی کیفیت موجود ہے

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پر گل خیال زخم سے دامن نگاہ کا

ظالموں اور مظلوموں کی یہ جنگ اب جس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے اسکا تقاضا تو یہ تھا کہ حکومت ہند اپنی مداخلت سے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرتی اور مہاراجہ کشمیر کو بتاتی کہ وہ اپنی ستر فیصدی رعایا کے ساتھ انصاف کریں مگر افسوس کہ حکومت ہند نے اسکے بالکل خلاف قدم اٹھایا اور مہاراجہ کی درخواست پر کشمیر میں نہتے رضاکاروں کا مقابلہ کرنے کیلئے گورا فوج کو بھیج کر اور پنجاب میں مجاہدین کی بھرتی کو روکنے کیلئے سال رواں کا دسواں آرڈیننس جاری کرکے یہ ثابت کردیا کہ وہ ظلم کی حمایت کرنا چاہتی ہے اور ڈوگرا سپاہیوں کے ساتھ ساتھ خود بھی مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے پر آمادہ ہے۔

یہ واقعات ان لوگوں کیلئے ایک تازیانہ عبرت ہے جو آج بھی مسلمانوں سے برطانیہ کی دوستی کے راگ الاپ رہے ہیں اور انگلستان و ہندوستان میں انگریزوں کے ساتھ یہ توقعات وابستہ کئے بیٹھے ہیں کہ وہ انکی امداد کرینگے۔ اگر اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں اور برطانوی ڈپلومیسی کی فریب کاریوں کو نہ سمجھیں تو اس سے بڑھ کر ہماری بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے۔ آج حکومت نے مسلمانوں کے خلاف ایک ریاست کے معاملہ میں پیش قدمی کرکے صاف طور پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ وہ صرف مطلب کی دوست ہے۔ [illegible] کے مقابلہ میں افواج کی تیاری اور آرڈیننس کا نفاذ سوائے اسکے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ جب تک مسلمان حکومت کے آلۂ کار بنے رہیں گے اس وقت تک وہ انکی دوست ہے اور جہاں انہوں نے حقوق طلبی [illegible] وہ ان کی بدترین دشمن ثابت ہوسکتی ہے۔

بہرحال اب صورت حال یہ ہے کہ مجلس احرار کا مقابلہ ایک طرف ریاست کشمیر کی فوج اور پولیس سے ہے اور دوسری طرف حکومت ہند سے ہے۔ اسلئے جنگ اگرچہ پرامن رہے گی مگر پہلے سے زیادہ خوفناک ہوگی اور اسکے اثرات زیادہ وسیع ہونگے احرار حکومت برطانیہ کے خوف سے ڈرنے والے نہیں ہیں ان کا صدر کشمیر کمیٹی کی طرح پیغمبر قادیان کا امتی نہیں ہے۔ وہ یقیناً اپنی روایات کو قائم رکھیں گے اور دونوں قوتوں کا مقابلہ کرینگے۔ مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ ان کی ہر ممکن امداد کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔

کشمیر آرڈیننس کا نفاذ اور حکومت ہند کی افسوسناک غلطی

مجلس احرار اسلام کی سرفروشانہ مساعی پر مبارکباد

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

مجلس احرار اسلام کے اقدام کی غرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ کشمیر کے بائیس لاکھ مسلمانوں کی جانیں اور مال اور عزت محفوظ ہوجائے اور جو مظالم ان پر توڑے گئے ہیں ان کی تحقیقات کرکے ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے ان اغراض کا حصول ذمہ دار اسمبلی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کا بجائے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرنے کے حکومت کی امداد کے لئے فوج بھیجنا اور والئ ریاست کے حق طلب مسلمانوں کی جد وجہد روکنے کے لئے آرڈیننس نافذ کرنا سخت افسوسناک غلطی ہے۔

میں مجلس احرار اسلام کو اس کے سرفروشانہ اقدام پر مبارکباد دیتا ہوں اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ مجلس احرار اسلام کی جانی و مالی امداد کریں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کشمیر کے مسلمانوں کے منصفانہ مطالبات پورے نہ کر دئے جائیں۔

زندگی بسر کرنے پر قانع ہوجائیں۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً ہر غیرت مند مسلمان اس کا جواب نفی میں ہی دیگا تو میں مسلمانوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ چند دن کے بعد ہندوستان میں اپنے حقوق کے لئے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آج ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس پرامن جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی امداد کرے۔ انگریزی فوج کا خوف اور اس کا بھروسہ اپنے دلوں سے نکال ڈالنا چاہئے۔ بلکہ ہر کمزور سے کمزور اعتدال پسند مسلمان کو بھی اس وقت کم از کم مجلس احرار کی اتنی امداد ضرور کرنی چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو مجلس احرار کے خلاف بند کرے۔ یہ امداد کا ادنیٰ درجہ ہے۔ عام اور بہادر غیور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مجلس احرار کی اس پرامن جنگ کو جاری رکھنے کے لئے پوری سرفروشی سے امداد کریں۔

(۱) بہت ممکن ہے کہ مجلس احرار کی جماعت عاملہ کو ایک دو دن میں گرفتار کرلیا جائے اور مجلس احرار اسلام پنجاب کو خلاف قانون جماعت قرار دیا جائے۔ اسلئے ہر جگہ پر مسلمان اسلامی غیرت اور عزت کو قائم رکھنے کے لئے کام کو جاری رکھیں۔ اور مجلس احرار کے نام کو کسی قانون کے خوف سے مٹنے نہ دیں۔

(۲) ہر شہر میں مجلس احرار کے کارکنوں اور عہدہ داروں کے نام چن لئے جائیں جو یکے بعد دیگرے قید ہونے کو تیار ہوں۔ ہر جگہ پر ایک آدمی بطور ڈکٹیٹر کے کام کرے اور قید ہونے پر دوسرے کو مقرر کرجائے۔ ڈکٹیٹر کے لئے بڑا دولتمند اور صاحب علم ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ مجلس احرار کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو بہادر اور بے خوف اور اسلام کے نام پر سر کٹانے والے ہوں۔ ان کے دل میں نہ ڈوگرے کا خوف ہو نہ گورے کا۔

(۳) آئینی جنگ جس کے مقابلہ میں ریاست اور انگریزی فوجیں اور دولت کا روپیہ خرچ ہو رہا ہے اسوقت تک جاری نہیں رہ سکتی جب تک کہ ہر مسلمان مالی ایثار کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال پیش نہ کرے۔ یعنی اپنے مال کا زیادہ سے زیادہ حصہ فضول اخراجات کی کمی کرکے مجلس احرار کی اس پرامن جنگ کو قائم رکھنے کیلئے خرچ کرے ہر گلی کوچہ اور محلہ میں مجلس احرار کیلئے چندہ کرکے دفتر میں روانہ کیا جائے۔ پنجاب کے ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں سے نوجوان سرفروش مسلمان والنٹیر بھرتی ہوں۔ اور اسلام کے راستہ میں شہید الٰہی بخش کی طرح اپنی جانوں کو قربان کرنے کیلئے میدان میں نکل آئیں۔ اگر آج مسلمانوں نے انگریزی حکومت کے مقابلہ میں اپنی خودداری کا ثبوت پیش کیا۔ تو ہمیشہ کیلئے ہندوستان میں ان کے بھی حقوق محفوظ ہوجائیں گے۔

(۴) ہفتہ میں ایک دن ہر مسلمان اپنے بچوں اور بچیوں کو یہ سمجھا کر سادہ کھانا دے کہ آج کے خرچ کی بچت مجلس احرار اسلام کی امداد کے لئے دی گئی ہے تاکہ ہر مرد، عورت اور بچے کو یہ معلوم ہوجائے کہ مسلمان قوم اپنی عزت اور ناموس کیلئے انگریزی حکومت کے مقابلہ میں جنگ لڑ رہی ہے۔

(۵) جس جگہ سے رضاکار جنگ کیلئے روانہ ہوں۔ اس محلہ اور گاؤں والوں کا فرض ہے کہ وہ ان رضاکاروں کے بال بچوں کی پوری امداد کریں۔ اگر مسلمانوں نے جنگ میں جانے والے مجاہدین کے بال بچوں کی خدمت نہ کی تو آج وہ مسلمانوں کے سامنے اور کل کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونگے۔

(مولانا) حبیب الرحمٰن لودھیانوی

صدر مجلس احرار اسلام پنجاب

محاذ جنگ پر ۲۰۵۰ رضاکاروں کا کوچ
آج ۱۱۱۸ رضاکاروں کی روانگی

سیالکوٹ ۵ نومبر۔ سکرٹری مجلس احرار اسلام سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں آج ۱۱۱۸ مجاہد محاذات پر روانہ ہوئے ہیں کل تعداد ۲۰۵۰ تک پہنچ چکی ہے۔ روانگی کا سلسلہ ایک بجے بند کردیا گیا جو دستے دیہات سے آچکے ہیں وقت گذر جانے کے باعث کیمپ مجلس احرار اسلام سیالکوٹ میں بھیج دئے گئے ہیں۔

احرار کی امداد کے لئے سکھوں کی پیشکش
مظلومین کی امداد کیلئے مجلس احرار سے تعاون

سیالکوٹ ۵ نومبر۔ سکرٹری مجلس احرار اسلام سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۴ نومبر کو رام تلائی میں جب شام کے ساڑھے آٹھ بجے شیخ حسام الدین صاحب ڈکٹیٹر تقریر فرما رہے تھے تو اکالی دل اور سکھ الیسی ایشن سیالکوٹ کی طرف سے اس مضمون کی درخواستیں موصول ہوئیں کہ وہ بھی مظلومین کی امداد کے لئے مجلس احرار کی طرف سے دستوں کی صورت میں ریاست کشمیر کو جانا چاہتے ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ اس پیشکش کی دل سے قدر کرتے ہیں بہادر قوم کا یہی شیوہ ہے کہ بہادر قوم کی مدد کرے اس وقت ہمارے پاس ہزارہا جانثار سرفروش مسلمان موجود ہیں جب خدانخواستہ سب ختم ہوگئے تو آپ خود سکھوں سے درخواست کریں گے کہ آؤ میدان میں تشریف لاؤ بہادر قوم کا فرض ہے کہ بہادر قوم کو دشمن نہ دے۔ سردست میں ہر دو درخواستیں شکریے کے ساتھ نامنظور کرتا ہوں۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار کا اہم بیان
مسلمان وہ ہے جو نہ ڈوگرہ سے ڈرے نہ گورے سے

لاہور ۵ نومبر۔ ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کے ڈکٹیٹر شیخ حسام الدین صاحب نے گورنمنٹ کے آرڈیننس کے مقابلہ میں غیر مشتبہ الفاظ میں اعلان کردیا ہے کہ جو پرامن جنگ کشمیری مسلمانوں کی حمایت کے لئے مجلس احرار نے شروع کر رکھی ہے اس کو صرف اس لئے بند نہیں کیا جاسکتا کہ کشمیر پر انگریزی فوجوں نے قبضہ کرلیا ہے۔ بلکہ یہ پرامن جنگ اسوقت تک جاری رہیگی جب تک کہ کشمیریوں کو ذمہ دار حکومت نہ دی جائے۔

مسلمانوں کو بھی اس مسئلہ پر پورے تدبر سے غور کرنا چاہئے کہ مجلس احرار نے انگریزی حکومت سے کسی طرح کا جھگڑا خود پیدا نہیں کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے مسلمان قوم کو چیلنج دے دیا ہے۔ اور آرڈیننس کے ذریعہ اس نے مسلمانوں کی سیاسی زندگی کو ہمیشہ کے لئے موت کا پیغام دینے کی کوشش کی ہے۔ مجلس احرار کے خلاف آرڈیننس صرف اسلئے جاری نہیں کیا گیا کہ وہ کشمیر میں رضاکاروں کو بھیج رہی ہے۔ بلکہ اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ آئندہ کو مسلمان انگریزی حکومت سے مقابل ہوکر جائز حقوق کے مطالبہ کی جرأت نہ کرے۔

جو مسلمان انگریزی حکومت پر اعتماد رکھتے ہیں یا ان سے خائف ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ کشمیر میں انگریزی فوجیں چلی گئی ہیں اس لئے اس پرامن جنگ کو روک دیا جائے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر چند دنوں کے اندر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں انگریزی حکومت نے مسلمانوں کے مشہور چودہ مطالبات منظور نہ کئے۔ جیسا کہ منظور کرنے کی امید نہیں ہے۔ تو کیا اس وقت بھی مسلمانوں کو یہی مشورہ دیا جائے گا کہ وہ انگریزی حکومت کی فوجوں سے خائف ہوکر اپنی سیاسی موت کے فتوے پر دستخط کردیں اور ہمیشہ کے لئے اچھوتوں کی سی

جموں میں قیامت صغریٰ
غازی کیمپ نذر آتش اور مسجد کا دروازہ مسمار
۹ مسلمان شہید اور بے شمار مجروح
دو احراری رضاکار زندہ جلا دئے گئے

جموں ۳ نومبر۔ ایک خونریز اور قیامت خیز رات کے بعد صبح صادق کا ظہور ہوا۔ سارا شہر میں مکمل ہڑتال دیکھی گئی۔ بازاروں میں مسلمان دکانداروں کا مال اور درزیوں کی مشینیں جلتا چور حالت میں پڑی دیکھنے میں آئیں۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ کا نام نہاد نفاذ جاری کیا گیا ہے۔ مگر اس منصفانہ قانون کی آڑ میں ہندو لوگ ملٹری اور رسالہ کی امداد سے [illegible]

[illegible]

نہایت خطرناک طریق سے شہید کردیا ہے۔ اندرانہ [illegible] اور رسالہ کی موضع توپ کے متصل تھا کے دو احراری رضاکاروں کو بھی زندہ جلا دیا گیا۔ اس کے بعد دو مسلمان گولی کا نشانہ بنائے گئے اور ۲۶ سخت مجروح کئے گئے۔ ان حالات میں مسلمانوں کی جان مال اور عزت سب خطرے میں ہیں۔ دیکھئے رات کیسے گزرتی ہے۔

نہتے مسلمانوں پر تلواروں سے حملہ
فوج کی پناہ میں بازاروں کی لوٹ

جموں ۴ نومبر آج بوقت پانچ بجے شام غازی کیمپ سالک وال میں دوسرے سول نافرمانی کرنے والے قافلہ کی روانگی کی تیاری زیر غور تھی کہ ایک ضعیف العمر اور معتبر شخص نے آکر چپکے سے کہا کہ شہر میں ہندو اعلان کررہے ہیں کہ رات کو مسلمانوں کے بچوں تک موت کے گھاٹ اتار دیا جائیگا۔ اطلاع بہت باعث ہیجان عظیم ہوئی۔ اور ابھی اسی خبر کی سنسنی مسلط تھی کہ سالک وال کے مینار پر ایستادہ رضاکار نے نقارہ کے [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ
الجمعیۃ
دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی

مدیر مسئول ہلال احمد زبیری (بی اے)

معاون محمد عثمان فارقلیط

قیمت اخبار

ہندوستان کیلئے

سالانہ ... ٭

ششماہی ... ٭

سہ ماہی ... ٭

ممالک غیر کے لئے

سالانہ ... ٭

ششماہی ... ٭

نمونہ

مفت

فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی

یکم ۵ ۹ ۱۳

۱۷ ۲۰ ۲۴ ۲۸

کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار) ... ٭

نصف صفحہ (") ... ٭

ایک کالم (") ... ٭

½ کالم ... ٭

¼ کالم ... ٭

جلد ۱۴ | دہلی - یوم جمعہ ۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۵

رضاکاروں پر تشدد کا الزام سراسر بہتان ہے

حکومت ہند کے آرڈیننس پر تبصرہ - جنگ کو جاری رکھنے کا اعلان

شیخ حسام الدین صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار کا بیان

مظلومین کشمیر کی امداد کے خیال سے جس وقت جماعت احرار نے کام شروع کیا تو اس کی مجلس عاملہ نے نہایت صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ یہ تحریک نہ مہاراجہ کے خلاف ہے اور نہ کسی غیر مسلم فرقہ کے خلاف ہے - اور یہ یقین دلایا گیا تھا کہ کشمیر کی موجودہ صورت حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے پُرامن اور جائز ذرائع اختیار کئے جائیں گے - ان اصولوں پر تحریک پیش کرتے ہوئے تمام غیر مسلم جماعتوں کو اس پر عمل کی دعوت دی تھی - لیکن افسوس کہ ہماری تمام اپیلیں ضائع گئیں عین اُس وقت جبکہ کشمیر کے نہتے اور مظلوم مسلمانوں پر گولی چل رہی تھی ڈوگرہ فوج عورتوں کی عصمت دری کر رہی تھی معصوم بچوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے روندا جا رہا تھا، اور تمام کشمیر میں مارشل لا پوری ہولناکی کے ساتھ جاری تھا - تمام ہندو پریس نے بلا استثنا اُس وحشیانہ تشدد کو ناکافی سمجھ کر مزید تشدد کے لئے حکومت کو اُکسایا - اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ سوائے لالہ شام صاحب ایڈووکیٹ رہتک کے تمام ہندو لیڈرز نے ان تمام مظالم کے سننے کے بعد مجرمانہ خاموشی اختیار کی - لیکن ہم نے ہندو پریس اور ہندو لیڈر کے اس غیر منصفانہ رویہ کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اپنے کام کو اپنے پیش کردہ اصولوں کے طریق پر جاری رکھا - اور اس وقت تک ہم اپنے اصول پر قائم ہیں میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تک جبکہ ۴۳۷۵ رضاکار گرفتار ہو چکے ہیں کسی

ایک رضاکار نے بھی تشدد نہیں کیا

اور میں یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ رضاکاروں کو شہید کرکے اور انپر وحشیانہ مظالم برپا کرکے بعد میں اپنے ظلم کے لئے وجہ جواز ثابت کرنے کے لئے اُن کی طرف ارتکاب تشدد کی نسبت کرنا بالکل جھوٹ اور بہتان ہے - خود حکومت ہند نے اپنے ۴ نومبر کے اعلان میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ رضاکاران احرار ہندو یا برطانوی ہند میں بالکل پُرامن اور پابند آئین تھے اور اسی طرح انگریزی نامہ نگاروں نے بھی اپنے مراسلات میں دستوں کے طرز عمل کی تعریف کی ہے - باوجود اس کے کہ ہمارے رضاکار اول سے آخر تک پُرامن رہے ہیں اور ہم نے بارہا اس کا اعلان کیا کہ ہماری یہ جنگ جس طرح ہندوؤں کے خلاف نہیں ہے، اسی طرح انگریز کے خلاف بھی نہیں ہے - لیکن حکومت ہند نے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ جاری اس تحریک کو جو کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کے لئے شروع کی گئی تھی کچلنے کے لئے اقدام کر دیا جس وقت کہ کشمیری مسلمانوں کے خون سے سرزمین کشمیر لالہ زار بن رہی تھی اس وقت حکومت ہند کو نقص امن کا اندیشہ پیدا نہ ہوا لیکن جونہی مسلمانان پنجاب پُرامن رہتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان کشمیر کی ہمدردی کرتے ہوئے جیلوں میں چلے گئے تو حکومت ہند کو نقص امن کا اندیشہ لاحق ہوا - اور بغیر اس امر کا اطمینان دلائے کہ وہ ذمہ دار قائم کی جائے گی جو قیام امن اور تمام خونریزیوں کے انسداد کا واحد ذریعہ ہو سکتی ہے مسلمانان پنجاب پر آرڈی ننس کا وار کر دیا - اگر یہ دو دھاری تلوار اسلئے چلائی گئی ہے کہ ایک طرف ریاست میں برطانوی مداخلت کا راستہ صاف کیا جاوے - اور دوسری طرف مسلمانوں کو کچل کر رکھ دیا جائے تاکہ وہ کبھی بھی اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے برطانوی حکومت کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں تو حکومت کے اس چیلنج کو خدا کے فضل و کرم پر اعتماد کرتے ہوئے مسلمان قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں -

اعتدال پسند طبقہ میں سے بعض حضرات ہمیں ہمدردانہ مشورے دے رہے ہیں کہ اب جنگ کو بند کر دیا جائے کیونکہ انگریزی فوج کشمیر میں چلی گئی ہے نیز آرڈیننس جاری ہو گیا ہے - میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آیا مسلمانوں نے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کے لئے اس لئے قدم اٹھایا تھا کہ انگریزی فوج کشمیر پر قبضہ کرے - اور مسلمانان کشمیر کو جگہ نہ ملے - اور مسلمانوں کی سیاست آرڈیننس کے ذریعہ فنا کر دی جائے کشمیر کے سینکڑوں مسلمانوں کی خونریزی عورتوں کی خونریزی عورتوں کی عصمت دری بچوں کی پامالی مساجد کی بے حرمتی اور پنجاب اور کشمیر کے مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ کی قربانی اور ہزارہا مسلمانوں کی گرفتاری کے بعد تحریک کو اس لئے روک دینا کہ کشمیر میں انگریزی فوج داخل ہو گئی ہے کبھی دانشمند جماعت کا فعل نہیں ہو سکتا - اسلئے میں یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوں کہ جب تک کشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا اطمینان نہیں دلایا جاتا اُس وقت تک یہ تحریک برابر جاری رہے گی - صورت حالات میں کوئی اس قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی جو میں مجلس عاملہ کے اجلاس خصوصی کے سامنے پیش کروں -

تمام ماتحت مجالس کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی کوششوں کو جاری رکھیں - اور رضاکاروں کی بھرتی اور سرمایہ کی فراہمی کا کام پہلے سے دگنی قوت کے ساتھ شروع کر دیں - اور ہر رضاکار سے پہلے کی طرح یہ عہد لیں کہ وہ حکومت کے ہر قسم کے مقابلہ میں پُرامن رہیگا -

(شیخ) حسام الدین (بی اے)

ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام - پنجاب

ایک ہفتہ میں سات ہزار سے زائد رضاکاروں کی گرفتاری

پنجاب کے باردولی "سیالکوٹ" کے حالات

مولانا داؤد غزنوی کا اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب

لاہور ۶ نومبر ۱۹۳۱ء - سیالکوٹ اسلامی زندگی کے حیات افروز مناظر جو اس وقت پیش کر رہا ہے، گزشتہ قریبی دور میں اس کی نظیر ملنی ناممکن ہے - آج تمام ضلع سیالکوٹ کے مرد و عورت پیر و جوان سب ایک ہی جذبہ میں سرشار ہیں - وہ ہر روز ایک ہزار کے قریب مجاہدین کے دستے شہادت گاہ جموں کی طرف روانہ کر رہا ہے - وہ اسلام اور امت مسلمہ کے ان مظلوم افراد کے لئے جو کشمیر جنت نظیر جیسے وطن میں نہایت تکلیف کی زندگی بسر کر رہے ہیں عدل و انصاف حاصل کرنے کے لئے جو عظیم الشان قربانی دے رہا ہے - یقیناً اس کا عشر عشیر بھی کوئی شہر کسی قومی تحریک میں نہیں پیش کر سکا -

سیالکوٹ ۳۱ اکتوبر سے آج ۶ نومبر تک یعنی ایک ہفتہ میں سات ہزار تین سو سے زائد رضاکار جموں کے محاذ پر روانہ کر چکا ہے گویا بحساب اوسط ایک ہزار سے زائد رضاکار ہر روز جموں کے محاذ جنگ پر بھیج رہا ہے - کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایک ہزار سے زائد رضاکار ایک ضلع کے لئے ہر روز بھیجنا کوئی آسان کام ہے ؟ یا بغیر معمولی انتظام اور بے مثال جذبہ قربانی کے بغیر یہ ممکن ہے ؟ پنجاب کی کانگریس کمیٹی اس گزشتہ تحریک میں نو مہینے کے عرصہ میں لاکھوں روپے صرف کرکے اور ہندو مسلمانوں سکھوں کی مشترکہ قوت کے ساتھ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بمشکل بارہ ہزار رضاکار پیش کر سکی تھی لیکن آج صرف سیالکوٹ کا ضلع مجلس احرار اسلام کے علم کے نیچے ایک ہفتہ میں سات ہزار تین سو سے زائد رضاکار کشمیر کی ظالم حکومت کے مقابلہ میں پیش کر چکا ہے اور ابھی ہزاروں کی تعداد میں رضاکار اس کے پاس جموں کے محاذ پر جانے کے لئے مضطرب بیٹھے ہیں -

میں پنجاب کونسل اور اسمبلی کے مسلم اراکین اور تمام اعتدال پسند اور دیگر حضرات سے جو قومی زندگی کے ساتھ ذرا بھی تعلق رکھتے ہیں استدعا کروں گا کہ وہ سیالکوٹ میں آ کر دیکھیں اور پنجاب کے اس باردولی کو دیکھیں جس پر ہزاروں باردولیاں قربان کی جا سکتی ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ مسلمانان سیالکوٹ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر ہزارہا مجاہدین کی خدمت اور میزبانی کے لئے کس طرح اپنی دولت نچھاور کر رہے ہیں - کس طرح مائیں اپنے بچوں کو اسلام کی عزت و حرمت کے بقاء و تحفظ کے لئے شہادت گاہ کی طرف بھیج رہی ہیں - میں علماء اور مشائخ سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ سیالکوٹ میں آئیں اور دیکھیں کہ یہاں کے علماء و مشائخ کس طرح اسلام کی خدمت کیلئے کمر ہمت باندھ کر میدان میں نکل آئے ہیں -

جموں کے محاذ پر گورہ فوجیں پہنچ گئیں

کشمیر کے مظالم جو کسی مہذب ملک کیلئے زیبا نہیں

ایک انگریزی اخبار کے چشم دید حالات

[illegible]

تحقیقات میں تاخیر

[illegible]

کرنے کے لئے اور آرڈیننس کا نفاذ بیرونی مداخلتوں کے سدباب کے لئے کسی سمجھوتہ کے بغیر کر لیا ہے - اس کا اثر والیان ریاست کی فیڈریشن کے ساتھ پہلے ہی فیصلہ کے خلاف روش پر خوشگوار نہ ہوگا کیونکہ اس کا نتیجہ برطانوی ہند کی ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت سمجھا جائے گا خواہ پہلے پہل یہ کتنی ہی محدود ہو -

یوم النبی کی تقریب پر قادیانیت کا پروپیگنڈا!

کوئی مسلمان ان جلسوں میں شریک نہ ہو

مولانا حبیب الرحمن صاحب کا اعلان

لاہور ۸ نومبر - مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام پنجاب لاہور نے مندرجہ ذیل اعلان اشاعت کیلئے ارسال فرمایا ہے :-

مرزا محمود خلیفہ قادیانی نے ایک اعلان کیا ہے کہ ۸ نومبر کو تمام ہندوستان میں یوم النبی منایا جائے اور یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اسی تاریخ کو "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوگا - قادیانی جماعت کو مسلمانوں کے کسی پبلک جلسہ میں آنے کی جرأت نہ تھی (اسلئے) وہ کوئی مسلمان ان کو منہ نہ لگاتا تھا یوم النبی کا جلسہ بنا کر وہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمول بنانا چاہتے ہیں حالانکہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں یوم النبی کا دن صرف اس لئے منایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دیکر مرزائی عقائد کے موافق فضا پیدا کی جائے - اور اس طرح عوام کی ہمدردی حاصل کرکے اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کیلئے راستہ صاف کریں - اسلئے تمام مسلمانوں کو انکے ہتھکنڈوں سے باخبر رہنا چاہئے - اور ان کی تدابیر کو غیر مؤثر بنانے کے واسطے پوری قوت سرگرمی کے ساتھ کام کرنا چاہئے -

اس لئے تمام ہندوستان کے مسلمانوں اور علماء کرام سے بالخصوص استدعا کی جاتی ہے کہ اپنے اپنے شہر و قصبے میں ۸ نومبر کو پبلک جلسے کرکے نبی کریم صلعم کی سیرت پاک اور ختم النبوت کے مسئلے کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کریں اور علماء کرام مسلمانوں کو یہ بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت نے نبی کریم صلعم کی شان ختم المرسلین کی کس طرح تحقیر و تذلیل کی ہے اور اب یہ الفضل کا خاتم النبیین نمبر نکال کر مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں - اور یہ بھی بتائیں کہ یہ جماعت مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے کس قدر خطرناک ہے اور اس وقت تک ان کا جماعت کشمیر کے متعلق معاندانہ رویہ رہا ہے اس کو بھی لوگوں پر ظاہر کیا جاوے اور یہ بتایا جاوے کہ حکومت برطانیہ کی دشمن اسلام حکمت عملی کو کس قدر سراہا ہے -

رضاکاروں کو ہری سنگھ کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا گیا

انکار کرنے پر گولیاں چلادی گئیں

سیالکوٹ ۶ نومبر - شیخ حسام الدین ڈکٹیٹر نے بذریعہ ٹیلیفون سیالکوٹ سے پونے دس بجے ذیل کی اطلاع دی ہے کہ ڈوگرہ فوج نے نواں شہر کے قریب مظفر پور میں عدالت گڑھ کے دستے کو "مہری سنگھ کی جے" کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا - رضاکاروں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا - ڈوگرہ فوج کے وحشی سپاہیوں نے رضاکاروں پر گولی چلائی اور نیزے اور تلواروں سے حملہ کیا - چنانچہ تین رضاکار محمد حسین و میراں بخش ساکن عدالت گڑھ - بدرالدین ساکن مظفر پور اسی وقت شہید ہو گئے اور فتح الدین ساکن عدالت گڑھ قریب المرگ ہے اس پر گولی چلائی گئی اور اس پر گھوڑے دوڑائے گئے - سات کے قریب معہ کپتان گولیوں اور نیزوں اور تلواروں سے سخت زخمی ہوئے جن کی حالت تشویشناک ہے - شہداء کی نعشوں کو دستے کے باقی رضاکار قریب کے گاؤں سے چارپائیاں لیکر سنوارہ جیل میں ڈوگرہ فوج کی حراست میں لے گئے - شیخ حسام الدین صاحب نے مسٹر جیکن انچارج جموں کو تار دیا ہے کہ شہداء کی نعشیں ہمارے سپرد کر دی جائیں - اور زخمیوں کو دیکھنے کی اجازت دی جائے - شیخ حسام الدین صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اطلاع مصدقہ ہے -

(سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب)

رضاکاروں پر بندقوں اور نیزوں کے وار

کتنے شہید اور کتنے مجروح ہوئے ؟

سیالکوٹ ۶ نومبر - شیخ حسام الدین بی اے ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب بذریعہ ٹیلیفون ساڑھے سات بجے شب اطلاع دیتے ہیں کہ نواں شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہمارا ایک جتھہ تین ڈوگرے سواروں کی حراست میں جا رہا تھا رضاکاروں کو راستہ میں پیشاب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ پیشاب کرنے بیٹھ گئے انہیں پیشاب کرنے کی حالت میں چلنے کے لئے مجبور کیا گیا - رضاکاروں نے اس حالت میں مجبوری کا اظہار کیا تو ڈوگرے سواروں نے اُن پر گولی چلانی شروع کر دی اور تیسرے سوار نے نیزہ سے حملہ کیا - ابھی زخمیوں اور شہیدوں کی صحیح تعداد نہیں پہنچی - قیاس ہے کہ ان میں سے شہید بھی ضرور ہوئے ہیں - نیزہ کا استعمال بہت بری طرح سے کیا گیا ہے میں نے اطلاع پہنچتے ہی مسٹر جیکن کو تار دیدیا ہے کہ مجھے شہداء اور مجروحین کی صحیح تعداد سے اطلاع دی جائے (ورنہ) تحقیقات کے لئے جو احراری کمیٹی بنائی گئی ہے اسکے ارکان

دفعہ ۱۴۴ کی دھجیاں اڑادی گئیں

رضاکاروں کے مزید دستوں کی روانگی

سو سے زائد بچوں کا شوق شہادت

سیالکوٹ ۷ر نومبر۔ آج سیالکوٹ میں ہر دو طرف خلاف قانون ہے جن کا قصد حدود ریاست میں داخل ہونا ہو لیکن اس کے باوجود دستے روانہ کئے گئے ہیں۔ آج کے رضاکاروں کی تعداد ۲۲۰ ہے۔ تعداد میں کمی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ باشندگان ضلع سیالکوٹ حکومت برطانیہ کی توپوں اور مشین گنوں سے خائف ہیں۔ وہ تو عہد کر چکے ہیں کہ اس پرامن جنگ میں پرامن رہ کر آخری دم تک لڑیں گے۔ اُن کے جذبہ ایمانی اور شوق شہادت کو نہ ڈوگرہ کا نیزہ اور گولی دبا سکی اور نہ اب "مادی تہذیب" کی توپیں فنا کر سکتی ہیں۔ تعداد کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ آج "یوم شہداء" کے باعث سلسلہ روانگی وقت سے پہلے بند کر دیا گیا تھا۔ ورنہ دستوں کی آمد تو ابھی تک دو بجے دوپہر) جاری ہے جن کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ ۲۲۰ رضاکاروں میں چالیس کے قریب گھوڑے سوار تھے۔ یہ گھوڑے سوار حدود ریاست تک گھوڑوں پر گئے اُس سے آگے پیدل جائیں گے۔ آج کل تعداد ۲۲۴ تک پہنچ چکی ہے۔

سوچیت گڑھ کیمپ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج صبح نو بجے ہمارا پہلا دستہ بقیادت مولوی دیا دین صاحب جب یہاں پہنچا تو ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ نے اُسے گرفتار کر کے اپنی جیل میں داخل کر لیا ہے۔ سوا سو یعنی ۶ر نومبر کے گرفتار شدہ رضاکاروں کو بھی ریاست کے کیمپ سے اپنے جیل میں لے آئے۔ ان رضاکاروں میں سے سو کے قریب لڑکے تھے۔ حکومت برطانیہ کے نمائندوں نے انہیں علیحدہ کر کے چھوڑ دیا۔ لیکن وہ سب اکٹھے ہو کر جیل کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ فوج نے بحکم ڈپٹی کمشنر ان پر لاٹھی چلائی لیکن وہ پھر جیل کے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہمارے اراکین کیمپ سے کہا کہ یہاں سے کیمپ اٹھا لیا جائے کیونکہ یہ زمین سرکاری ہے۔ ہمارے اراکین نے پہلی جگہ سے کچھ پیچھے ہٹ کر کیمپ لگا لیا ہے۔

سکرٹری مجلس احرار اسلام سیالکوٹ

کشمیری فوج اور قافلوں کا تصادم

جموں میں رضاکاروں کا پُرامن داخلہ اور گرفتاری

مختلف مقامات سے جیوش احرار کی روانگی

حکومت ہند کا ایک پریس کمیونیک نکلا ہے کہ اس کے پاس پنجاب اور کشمیر سے جو اطلاعات آئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرسوں جمعہ کے دن شام کو ستواری کے قریب جس وقت احرار کے جتھے گرفتار کئے جا رہے تھے تو جتھے اور ریاستی پولیس میں مقابلہ ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک فوجی افسر کو تیشہ سے چوٹ آئی اور ایک سوار نے اپنی حفاظت میں ایک فیر بھی کیا جس سے جتھے کے تین آدمی زخمی ہوئے۔ ایک کے زیادہ زخم آئے ہیں اور دو کے معمولی۔ یہ تینوں اس وقت شہر جموں کے شفاخانے میں داخل ہیں۔ ایک برطانوی افسر کو اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے فوراً بھیجا گیا ہے۔

سیالکوٹ میں قافلوں پر پابندیاں

سیالکوٹ ۷ر نومبر۔ مسٹر بوسٹیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے کشمیر آرڈیننس کی دفعہ ۲ کے ماتحت ایک حکم جاری کر دیا ہے جس کی رو سے سیالکوٹ، پاسیور اور نرول قصبات میں مہاراجہ کشمیر کے علاقے میں جانے کی غرض سے جمع کرنے یا جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس حکم کی میعاد ۶ر نومبر سے دو ماہ تک ہے۔

آرڈیننس کی خلاف ورزی پر گرفتاریاں

جموں ۸ر نومبر۔ کل سوچیت گڑھ میں کوئی جتھا نہیں آیا لیکن گھبر میں احرار کے پچیس آدمی چپ چاپ سرحد کشمیر میں داخل ہوئے اور سیتا تالاب کھیکان کے پاس سے جلوس بنا کر آگے بڑھے۔ جب گھماں منڈی کے پاس تقریریں کرنے لگا تو ہجوم پہنچے تو برطانوی سپاہی نے جو اس جگہ متعین تھے انہیں گرفتار کر لیا اور ستواری لے گیا جہاں ان کے مقدمہ کی سماعت ہو گی۔

ریاستی پولیس بالکل ہٹ گئی

ریاستی پولیس کو بالکل اٹھا لیا گیا اور اس کی جگہ ہر موقعہ پر برطانوی پولیس متعین کر دی گئی ہے اور وہی گشت لگا رہی ہے۔ میجر جنرل سنگھ، وزیر مالگزاری دربار کشمیر اور مسٹر لانہرا انسپکٹر جنرل پولیس اہل جموں سے دوکانیں کھلوانے کے لئے گفتگو کر رہے ہیں جن میں سے اکثر آج صبح کو کھل گئیں۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کی گرفتاریاں

اس وقت تک جو گرفتاریاں ہوئی ہیں ان کی تعداد [illegible] اور ۳ ہندو۔ تفتیش کا کام سردار رام سنگھ کے سپرد ایک برطانوی افسر کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔

لاہور ۶ر نومبر۔ وزیرآباد سے اطلاع آئی ہے کہ بیس آدمیوں کا ایک جتھا جہلم کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ لوگ بہت زیادہ تعداد میں بھرتی ہو رہے ہیں۔

قافلوں کی روانگی

جالندھر ۷ر نومبر (بذریعہ ٹیلیفون) مولوی عبدالرحمن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ بیس رضاکاروں کا ایک جتھا صبح روانہ ہو گا۔

چک جھمرا ۶ر نومبر۔ حکیم جمال الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ بیس آدمیوں کا ایک جتھا براستہ وزیرآباد جہلم روانہ ہو گیا ہے جہاں سے مجلس احرار کے حکم کے مطابق کشمیر جائیگا۔ اسی طرح سے لائل پور سے بھی ایک جتھا کل جہلم کو روانہ ہو جائے گا۔

پرسوں احرار اسلام ظفروال کے اہم سرفروشوں کا ایک قافلہ زیر سرکردگی چودھری محمد اعظم صاحب کپتان جموں کی سرحد کو عبور کرنے کے لئے لوقت ایک بجے بعد دوپہر اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان موٹر لاریوں پر سیالکوٹ کی جانب روانہ ہو گیا۔ انشاءاللہ دوسرا جتھا بھی عنقریب روانہ کیا جائے گا۔

جنڈیالہ ۶ر نومبر۔ کل ۴۴ رضاکاران اسلام کا پہلا قافلہ جموں جانے کے لئے زیر قیادت شیخ عبداللطیف صاحب ۳ بجے بعد دوپہر ریل گاڑی پر سیالکوٹ روانہ ہو گیا۔ مولوی سید قائم علی شاہ صاحب ساکن قاسم نوالی بھی اسی قافلہ کے ساتھ گئے ہیں۔ قافلہ کو الوداع کہنے کے لئے بیشمار مرد اور عورتیں ریلوے اسٹیشن جنڈیالہ پر موجود تھے۔

لاہور ۷ر نومبر۔ گزشتہ ۲ر نومبر کو ۲ بجے شام کو ایک جلسہ زیر اہتمام مجلس احرار اسلام حافظ آباد منعقد ہوا۔ اور دوسرے دن ایک بجے کے بعد ۸ مردوں اور ایک عورت پر مشتمل قافلہ گوجرانوالہ کو روانہ کر دیا گیا۔

لاہور ۸ر نومبر۔ کل مجلس احرار کی طرف سے ۳۰ رضاکاروں کا ایک جتھا زیر قیادت کپتان نصیر الدین (منیجر خلیفہ پیسہ اخبار) شام کے ساڑھے پانچ بجے جہلم کے راستے کشمیر کو روانہ ہو گیا۔ روانگی سے پیشتر مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار نے رضاکاروں کی کامیابی کے لئے خدا سے دعا مانگی اور رضاکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ ایک زبردست مہم پر جا رہے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ بالکل پرامن [illegible]

حدود ریاست میں ایک اور دستہ کا داخلہ

دستہ پر ہندوؤں کا لاٹھیوں سے حملہ

قافلہ کا کپتان مجروح

سیالکوٹ ۸ر نومبر۔ چودھری صاحب موضع معراجکی سے تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی محمد یوسف صاحب کی تقریر سے متاثر ہو کر آپ نے بھی ایک دستہ بنام مسلم کمیٹی حدود ریاست میں داخل کر دیا ہے۔ یہ دستہ ۴ر نومبر کو روانہ ہوا۔ اور تین سو سے زائد مسلمان اسے حدود ریاست تک چھوڑ کر آئے۔ یہ دستہ موضع تھوہ جٹاں اور ترلوہ سے ہوتا ہوا لودر پرانا تھوہ پہنچا۔ وہاں کے ہندوؤں نے دستہ کا استقبال لاٹھیوں سے کیا۔ مگر بہت تھوڑا نقصان ہوا۔ پھر ہیں چلے گئے اور دستہ دو گھنٹے کے قیام کے بعد روانہ ہو کر ساہ موضع دگوالی میں پہنچا۔ یہاں کے مسلمانوں نے بڑے تپاک سے دستہ کا استقبال کیا۔ اور پُرتکلف دعوت کی۔ دستہ نے رات وہیں بسر کی۔ صبح روانہ ہو کر یہ دستہ موضع ہیلاں پہنچا۔ وہاں کے مسلم جاٹوں نے بھی دعوت دی۔ اب یہ دستہ دیگر گاؤں میں چکر لگا رہا ہے۔

چودھری صاحب دستہ مراکی وال کے متعلق (فرماتے ہیں) کہ یہ دستہ موضع نول میں پہنچا تو وہاں کے ہندوؤں نے ان پر حملہ کیا۔ کپتان صاحب کو بہت زیادہ زخم آئے۔ جب ملحقہ دیہات کے مسلمان اس حملہ سے باخبر ہوئے تو انہوں نے جا کر دستہ کو حفاظت میں لے لیا۔

مولوی محمد یوسف صاحب خود تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے ۶ر نومبر کو سیالکوٹ سے روانہ ہو کر مختلف دیہات کا دورہ کیا۔ مسلمان آپ کے وعظوں سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو مجلس کے لئے چندہ بھی دیا اور ایک سو آٹھ (۱۰۸) آدمی بصورت دستہ ریاست کو روانہ کئے گئے۔

اسمبلی کے مسلم اراکین کی وائسرائے سے ملاقات

کشمیر کو برطانوی افواج بھیجنے کے خلاف احتجاج

وائسرائے کی طرف سے گول مول جواب

دہلی ۸ر نومبر۔ کل سر عبدالرحیم کی قیادت میں جمعیۃ مقننہ کے مسلم اراکین کا ایک وفد جس میں سر محمد یعقوب، ڈاکٹر ضیاءالدین، شاہ مسعود احمد صاحب، شیخ صادق حسن صاحب، مسٹر شاہنواز، حاجی عبداللہ ہارون صاحب اور مولانا سید مرتضیٰ صاحب بھی تھے۔ وائسرائے کی خدمت میں پیش ہوا۔ غرض یہ ظاہر کرنا تھا کہ کشمیر کے متعلق مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ وفد نے وائسرائے سے کشمیر آرڈیننس اور وہاں برطانوی افواج بھیجے جانے کے خلاف احتجاج کیا اور مسلمانان کشمیر کی شکایات بیان کیں۔ اراکین وفد نے بھی شکایت کی کہ حکومت نے آرڈیننس کے ذریعہ برطانوی ہند کے باشندوں کی آزادی کو اس بارے میں سلب کر لیا۔ کیا ایسی حالت میں جبکہ جمعیۃ مقننہ کا اجلاس ہو رہا ہے حکومت کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ اسی مسئلہ کو جمعیۃ کے روبرو پیش کرتی؟

ہز ایکسیلنسی نے آرڈیننس کے اجراء پر کہا کہ انہوں نے بڑے غور و بیچینی کے بعد اس پر دستخط کئے تھے۔ اس کی غرض صرف اس نازک صورت سے کشمیر کو بچانا ہے جو جتھوں کی وجہ سے وہاں پیدا ہو سکتی ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے یہ بھی بتلایا کہ سلطان کشمیر نے برطانوی افواج کا خوشی سے خیر مقدم کیا ہے اور برطانوی عمال گرفتار شدگان کی آسائش کا انتظام کر رہے ہیں۔ مزید انہوں نے وفد کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ ذرا صبر کرے اور گلینسی کمیٹی کی تحقیقات کے نتائج دیکھے۔

معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں کا ایک وفد بھی پولیٹیکل سکرٹری سے ملنے والا ہے۔

ریاست کشمیر کا ایک قصبہ جل کر خاک ہو گیا

ہندو اور مسلمانوں کا زبردست نقصان

جموں میں اب حالت پُرسکون ہے

سری نگر ۶ر نومبر۔ اطلاع ملی ہے کہ بارہ مولا کاؤں جو سری نگر سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے آتشزدگی سے خاک ہو گیا ہے۔ تقریباً تین سو مکانات اور دوکانیں آگ کی نذر ہو گئیں ہیں۔ چار محلے جن میں بڑے بڑے مکانات تھے بالکل برباد ہو گئے۔ اس حادثہ کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں کو نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس آتشزدگی کو شبہ کی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے۔

حکومت کی آخری اطلاعات جو کشمیر اور پنجاب سے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جموں کی حالت اب پُرسکون ہے۔ اور دوکانیں معمولی کاروبار کے لئے کھل رہی ہیں۔ جو رضاکار ستواری جیل میں مقید ہیں ان کے لئے سر سبز کیمپوں کا انتظام ریاست کے ذمہ دار اصحاب کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

کشمیر کے دیہات میں سول نافرمانی کا آغاز

مطالبات پورے کرو ورنہ مالیہ بند کر دیا جائیگا

تحصیل رنبیر سنگھ پورہ ریاست جموں کے تقریباً چودہ دیہات کے زمینداروں نے نمبرداروں کو علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ جب تک حکومت کشمیر مولانا مظہر علی صاحب اظہر کے مطالبات پورے نہیں کرتی ہم مالیہ وغیرہ نہیں دیں گے۔ تمام دیہات کے چالیس مقتدر رہنماؤں نے اپنے دستخطوں سے اسی مضمون کی ایک چٹھی ہمارے پاس بھیجی ہے۔

(سکرٹری مجلس احرار سیالکوٹ)

محاذ پر ۶۸۷ رضاکاروں کی روانگی

گرفتاری کے بعد رضاکار کہاں پہنچائے گئے؟

سیالکوٹ ۶ر نومبر۔ خواجہ محمد دین صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام سیالکوٹ مطلع فرماتے ہیں کہ آج شہر کے رضاکاروں کی روانگی بند تھی صرف دیہات سے رضاکار بھیجے گئے جن کی تعداد ۶۸۰ ہے کل تعداد ۸۵۲ تک پہنچ چکی ہے۔ ساتھ ڈھول بجا۔ صاحب بینڈ ماسٹر تمام دستوں کے آگے بلا معاوضہ باجا بجاتے رہے۔ آج الٰہی بخش دیوم کے باعث دستے صرف تا دوپہر بارہ بجے کے درمیان بھیجے گئے۔ اطلاع ملی ہے کہ چار تاریخ کو گرفتار ہونے والے رضاکار ادھم پور جیل میں پہنچائے گئے ہیں۔

چودھری فضل الٰہی صاحب نے اپنی تمام لاریاں رضاکاروں کو محاذات پر پہنچانے کیلئے وقف کر دی ہیں آپ پٹرول بھی اپنا استعمال کرتے ہیں۔

خریداران الجمعیۃ کو چاہیئے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

سیالکوٹ میں شہداء کی مائیں

اپنے بچوں کے نقش قدم پر چلنے کیلئے بیتابی

سیالکوٹ ۸ر نومبر۔ اپنے عزیز بچوں کی شہادت کی خبر سن کر والدہ شہید محمد حسین اور والدہ شہید محمد دین سیالکوٹ تشریف لے آئی ہیں۔ آپ نہایت خوش و خرم ہیں۔ آپ شیخ صاحب سے اجازت چاہتی ہیں کہ آپ کو بھی اپنے بچوں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے موقع دیا جائے۔

تیس ہزار سے زائد فرزندان توحید کا ہجوم

شہید الٰہی بخش کے حق میں دعائے مغفرت

سیالکوٹ ۸ر نومبر۔ سکرٹری صاحب مجلس احرار سیالکوٹ مطلع فرماتے ہیں کہ دستوں کی روانگی بند کرنے کے بعد حسب اعلان سیالکوٹ کی تمام مسلم آبادی ایک وسیع میدان کانٹے پارک میں جمع ہوئی۔ نماز عصر سے پہلے حضرت مولوی نور حسن صاحب نے معنی خیز تقریر کی۔ ٹھیک ڈھائی بجے مولانا نے نماز جمعہ پڑھائی۔ اس کے بعد شہید الٰہی بخش کے حق میں دعائے مغفرت کی گئی۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں شہید کے مکمل حالات بیان کئے۔ اور پھر فرمایا کہ اگرچہ حکومت برطانیہ ظالم کی حمایت میں ہمارے راستہ میں روک بنی ہے مگر ہم آخر دم تک پرامن جنگ کو جاری رکھیں گے۔ ہمیں اللہ کے بھروسہ پر صرف مظلوموں کی مدد منظور ہے۔ اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کہ ہمارے راستہ میں گودہ آتا ہے یا گولا۔ انشاءاللہ تعالیٰ کے فضل سے سب ہٹا یا جائیگا۔ حاضرین نے بھی شیخ صاحب کی آواز پر لبیک کہا اور فرمایا کہ اس پرامن جنگ میں ہم اپنا بچہ بچہ کٹوا دیں گے۔

کشمیر کا معاملہ چھ ماہ تک جاری رہے گا

سیالکوٹ کی بہادر خواتین کا جذبہ عملی

سیالکوٹ ۶ر نومبر۔ حکومت ہند نے اپنا آرڈیننس جاری کر دیا۔ اور گورہ فوج جموں پہنچ چکی ہے۔ بہت اغلب ہے اور یہ افواہ بھی ہے کہ شیخ حسام الدین صاحب گرفتار کر لئے جائیں گے اسلئے شیخ صاحب نے پانچ اور چھ تاریخ کی درمیانی شب کے پبلک جلسہ میں اعلان کر دیا ہے کہ آپ کی گرفتاری کے بعد مجلس عاملہ اور مجلس منتظمہ کالعدم ہوں گی اور مولوی محمد شفیع صاحب صدر مجلس احرار اسلام سیالکوٹ ڈکٹیٹر ہوں گے۔ مسلمانان سیالکوٹ کا فرض ہے کہ آپ کے بعد مولوی صاحب کی پوری طرح فرمانبرداری کریں۔ شیخ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے چھ مہینے کا پروگرام تیار کر لیا ہے۔ مولوی صاحب اپنی گرفتاری کے بعد جس کو ڈکٹیٹر مقرر کریں مسلمانوں پر اُس کی اطاعت لازمی ہو گی اسی طرح یہ سلسلہ چھ مہینے تک قائم رہے گا۔

شیخ صاحب نے دوران تقریر میں فرمایا کہ ہماری قطعی خواہش نہ تھی کہ حکومت برطانیہ سے ٹکر ہو۔ ہم صرف کشمیر کے نظام حکومت میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ لیکن جب حکومت برطانیہ خود ہی "آبیل مجھے مار" کی مثل کو پورا کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے تو ہم بھی مجبور ہیں۔ شیخ صاحب نے سامعین سے دریافت فرمایا کہ آپ کی گرفتاری کے بعد وہ کیا کریں گے؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ کام بدستور جاری رہے گا اور حکومت برطانیہ کا بھی پُرامن طریقہ سے مقابلہ کیا جائے گا۔ مردوں کی آواز ختم ہوئی تھی کہ سیالکوٹ کی معزز اور بہادر خواتین نے فرمایا کہ ہم بھی شیخ صاحب کے ساتھ جیل جانے کو تیار ہیں۔

کوہالہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

پل آمد و رفت کیلئے کھول دیا گیا

کوہالہ ۶ر نومبر۔ شیخ غلام محمد صاحب انچارج احرار کیمپ کوہالہ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

"وزیرآباد کے اُن گیارہ رضاکاروں کو جو پچھلے ساٹھ گھنٹے سے پل کے سامنے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، ریاست کی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ اسسٹنٹ کمشنر مری نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس کی رو سے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری مجلس احرار کے دستوں کو پل کی جانب کوچ کرنے یا پل کا راستہ روکنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس حکم کی ایک نقل مجھے بھی بھیجی گئی۔ یہ حکم جاری کرنے کے بعد مسٹر میکڈانلڈ کوہالہ کے پل پر گئے اور ریاست کے حکام کو اس کے متعلق اطلاع دی۔ حکام ریاست نے پل کا پھاٹک کھول دیا۔ رضاکاروں نے پل کو عبور کرنے کے لئے ہلہ بول دیا۔ اس پر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ آج پانچ روز کے بعد پل کا پھاٹک کھلا ہے۔ ریاست کو ہزاروں روپیہ محصول چنگی کا نقصان ہوا ہے۔ ۳ تاریخ کو گیارہ رضاکاروں کے جس دستہ نے چھپکے سے دریا کو عبور کر کے پہاڑی پر چڑھ کر نعرے لگائے تھے وہ گرفتار ہوئے بغیر مظفرآباد پہنچ گیا۔ پہاڑ کے باشندوں نے اس معاملہ میں ان کی بہت مدد کی۔ رضاکار پور اور راولپنڈی کے پچاس رضاکار آج یہاں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ شب موضع بگھنہ میں بسر کی۔ یہاں کے مسلمانوں نے رضاکاروں کی بہت خاطر و مدارات کی۔"

خواجہ غلام محمد گرفتار کر لئے گئے

کوہالہ۔ خواجہ غلام محمد صاحب انچارج کیمپ کوہالہ اور ان کے دیگر رضاکار انگریزی حکومت نے گرفتار کر لئے ہیں اور انہیں راولپنڈی جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔

شہید الٰہی بخش کے والد رضاکاروں کو لیکر کشمیر جا رہے ہیں

شہید کا پنج سالہ فرزند بطور کپتان

چنیوٹ ۸ر نومبر۔ مولوی نذیر حسین صاحب جو ابھی چنیوٹ سے تشریف لائے ہیں بیان فرماتے ہیں کہ

(۱) میاں الٰہی بخش شہید کے والد بیس رضاکاروں کا ایک دستہ لیکر آج چنیوٹ سے روانہ ہو گئے ہیں۔ اس دستہ کا کپتان میاں الٰہی بخش شہید کا پنج سالہ فرزند محمد عمر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ بچہ جہلم کے مورچہ پر دستہ کے ہمراہ رہے گا۔ یہ دستہ کل صبح لاہور پہنچے گا۔

(۲) چک جھمرہ سے حکیم جمال الدین صاحب بیس آدمیوں کا ایک دستہ لیکر براستہ وزیرآباد جہلم روانہ ہو گئے ہیں۔

(۳) لائل پور سے کل ایک دستہ جہلم روانہ ہو جائے گا۔

مہاراجہ کشمیر کو سکھ ممبران اسمبلی کا تار

ہماری خدمات آپ کیلئے حاضر ہیں

نئی دہلی ۶ر نومبر۔ اسمبلی کے سکھ اراکین نے مہاراجہ کشمیر کو مندرجہ ذیل تار ارسال کیا ہے:۔

"ہم ممبران اسمبلی ضرورت کے وقت میں اپنی خدمات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں"

اس تار پر سردار سوہن سنگھ، سردار سنت سنگھ، سردار ہربنس سنگھ، کپتان ہیرا سنگھ، برار اور سردار بہادر سردار جواہر سنگھ کے دستخط ہیں۔

مسلمانان سیالکوٹ کا متفقہ فیصلہ

اگر شہید مسلمانوں کی نعشیں نہ ملیں تو تمام سیالکوٹ کوچ کریگا

لاہور ۸ر نومبر۔ دفتر مجلس احرار اسلام سے بذریعہ ٹیلیفون مندرجہ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:۔

"شیخ حسام الدین بی۔اے ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب نے سیالکوٹ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ آج مسلمانان سیالکوٹ کے جلسہ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر ان مسلمانوں کی نعشیں ہمارے حوالے نہ کی گئیں جنہیں مہری سنگھ کی جے کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر گولیوں اور نیزوں سے شہید کیا گیا ہے تو تمام شہر سیالکوٹ ان کا مطالبہ کرنے کی خاطر کوچ کرے گا۔"

شیخ حسام الدین بی۔اے کی زبان بندی

ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کا تازہ حکم

سیالکوٹ ۶ر نومبر۔ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چودہ روز کے لئے شیخ حسام الدین صاحب بی۔اے ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کی زبان بندی کا حکم جاری کر دیا ہے۔

مولانا مظہر علی کو ابھی سزا نہیں ہوئی

سری نگر ۵ر نومبر۔ احکام جاری کئے گئے ہیں کہ گرفتار شدہ دستوں پر زیر دفعہ ۱۵۱ ضابطہ فوجداری مقدمہ چلایا جائے۔ اس دفعہ کے ماتحت زیادہ

لاہور میں مجلس احرار کا جلسہ

لاہور ۱۲ر نومبر۔ مولانا محمد چراغ صاحب پانچویں ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ چوک وزیر خاں میں منعقد ہوا۔ ملک محمد صادق صاحب آفس سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب نے حاضرین کو میدان میں آنے کی اپنی ولولہ انگیز تقریر میں دعوت دے۔ اور علماء کے اقدام پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے اپنی خدمات مجلس احرار اسلام پنجاب کے سپرد کرتے ہوئے ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ انیس روپے آٹھ آنے چندہ جمع ہوا۔

مجلس احرار اسلام کی امداد کیلئے تیار ہو جاؤ

مسلمانوں کو حکومت ہند کے چیلنج کا جواب کس طرح دینا چاہئے؟

کشمیر کے نازک حالات پر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

گذشتہ پرچے میں مجلس احرار کے سلسلہ میں جو بیان حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے اسکو بذریعہ تار ہندوستان کے مختلف اخبارات میں شائع کرنے کیلئے روانہ کر دیا تھا مگر محکمہ ڈاک کے شعبہ احتساب نے اسکو روک دیا۔ اسی طرح ذیل کا بیان بھی اخبارات کے نام بذریعہ تار ارسال کیا گیا تھا جو محکمہ مذکور نے روک لیا ہے اس لئے تمام معاصرین سے التماس ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب اور ناظم صاحب کے دونوں اعلانوں کو اپنے اپنے کالموں میں درج فرما دیں۔ ناظم صاحب کے بیان کے ساتھ ہی حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کا بیان بھی مکرر شائع کیا جاتا ہے۔

ناظم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

مجلس احرار اسلام پنجاب نے جس جنگ کا آغاز کیا تھا اس کے متعلق ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ وہ انتہائی نازک صورت اختیار کرے گی حکومت کشمیر کی درخواست پر پہلی مرتبہ جب جنگ کے التواء کا اعلان کیا گیا تھا اس وقت پوری توقع تھی کہ مہاراجہ مسلمانوں کے تمام جائز مطالبات منظور فرمائیں گے لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جس کی صدارت مرزا محمود فرما رہے ہیں ایسے وقت میں مسلمانان کشمیر کے ساتھ غداری کی جب کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے اس غدار کمیٹی کے ایجنٹ مختلف مقامات سے کشمیر پہنچ گئے اور انہوں نے مجلس احرار کی عظیم الشان قربانیوں سے جو امید افزا آثار پیدا ہوئے تھے ان کو تباہ کر دیا اور گورنمنٹ کشمیر کے ساتھ ایسے مطالبات پیش کرا دیے جو مسلمانان کشمیر کے لئے کسی طرح بھی مفید نہ تھے بلکہ بعض حالات میں مزید نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا کشمیر کمیٹی کی اس کھلی غداری اور سری نگر کے مسلم کشی کے باعث مجلس احرار نے اپنی جنگ کو مجبوراً دوبارہ شروع کیا۔ اس دفعہ بھی مہاراجہ کے حسن تدبیر سے توقع تھی کہ وہ رعایا پروری کے صحیح جذبے کے باعث کوئی ایسا اعلان کر دیں گے جو کشمیر کے عام مسلمانوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوگا اور مجلس احرار کی دوبارہ پیش قدمی کو روک دے گا لیکن افسوس ہے کہ مہاراجہ نے مجلس احرار کو اطمینان دلانے اور اپنی مظلوم رعایا کو خوش کرنے کے بجائے گورنمنٹ برطانیہ سے مداخلت کی درخواست کی اور گورنمنٹ نے اس درخواست کو منظور کر کے ایک نئی مشکلات کا دروازہ کھول دیا برٹش گورنمنٹ نے بجائے کسی منصفانہ مداخلت کے ظالم کی حمایت اور ظلم کی اعانت کا اعلان کر دیا گورنمنٹ کے اس غیر منصفانہ طرز عمل نے صورت حالات کو انتہائی پیچیدہ کر دیا ہے۔ گورنمنٹ کا یہ جارحانہ اقدام مسلمانوں کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہے اس چیلنج کے بعد مسلمانوں کیلئے دو ہی راستے ہیں کہ یا تو وہ اپنے سیاسی اور مذہبی حقوق سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جائیں اور یا انتہائی شجاعت اور بہادری کے ساتھ گورنمنٹ کے اس چیلنج کو منظور کریں میں کہتا ہوں کہ ہندوستان کا ہر غیور مسلمان جو ہندوستان میں ایک زندہ قوم کی طرح رہنا چاہتا ہے گورنمنٹ کے اس چیلنج کو منظور کرے گا۔ اور تمام ہندوستان کے مسلمان مجلس احرار کی تائید پر کمربستہ ہو جائیں گے اس وقت مجلس احرار کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ روپیہ ممکن ہو جمع کر کے مجلس احرار پنجاب کے نام روانہ کر دیں ہر جگہ مجلس احرار کی شاخیں قائم کی جائیں اور نوجوان رضا کار بھرتی کئے جائیں رضا کاروں سے پوری طرح عدم تشدد کا عہد لیا جائے تمام رضا کاروں کے جتھے سیالکوٹ روانہ کئے جائیں ... رضا کاروں کا ایک جتھا عنقریب روانہ ہونے والا ہے چندہ کا کام شروع کر دیا گیا ہے امید ہے ... روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک معقول رقم مجلس احرار کے نام روانہ کرے گی میں مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرحوم الٰہی بخش اور دوسرے شہداء کے خون کو ضائع نہ ہونے دیں اور ریاست کشمیر کی ظالم حکومت اور اس کی غلط حمایت کرنے والی گورنمنٹ کو یہ بتا دیں کہ مسلمان زندہ ہیں اور وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ ہیں۔

(مولانا) احمد سعید سکرٹری جمعیۃ علماء ہند

حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

مجلس احرار اسلام کے اقدام کی غرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ کشمیر کے بیکس و بے کس مسلمانوں کی جانب اور ان کی ... پر جو مظالم کہ ان پر توڑے گئے ہیں ان کی تحقیقات کر کے ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے ان اغراض کا حصول ذمہ دار اسمبلی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کا بجائے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرنے کے حکومت کی امداد کے لئے فوج بھیجنا اور وائسرائے کا حق طلب مسلمانوں کی جدوجہد کو ... آرڈیننس نافذ کرنا سخت افسوسناک غلطی ہے۔

میں مجلس احرار اسلام کو اس کے سرفروشانہ اقدام پر مبارکباد دیتا ہوں اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ مجلس احرار اسلام کی جانی و مالی امداد کریں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کشمیر کے مسلمانوں کے منصفانہ مطالبات پورے نہ کر دئے جائیں۔

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"

الجمعیۃ
روزنہ — دہلی

یداللہ علی الجماعۃ

مدیر مسئول: ہلال احمد زبیری (بی۔ اے)

معاون: محمد عثمان فارقلیط

قیمت اخبار — ہندوستان کیلئے: سالانہ، ششماہی، سہ ماہی۔ ممالک غیر کے لئے: سالانہ، ششماہی۔ نمونہ مفت۔ فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت — ہر عیسوی ماہ کی یکم، ۵، ۹، ۱۳ ... کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات — ایک صفحہ (ایک بار)، نصف صفحہ، ایک کالم، ½ کالم، ¼ کالم

جلد ۱۴ | دہلی - یوم دوشنبہ ۵ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۶

کشمیر کی حق پرستانہ جنگ میں مجلس احرار کے کارنامے

جالندھر سے ایک دستہ کی روانگی
ہزاروں لوگ سرخ پوش ہوگئے

جالندھر ۹ نومبر۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نکودری صدر مجلس احرار جالندھر بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیتے ہیں کہ گیارہ رضاکاروں کا ایک دستہ آج شام سیالکوٹ روانہ ...

احرار کے خلاف حکومت کا پروپیگنڈا
صدر و سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب کا اعلان

لاہور ۹ نومبر۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حکومت احرار کی تاب مقاومت سے عاجز آچکی ہے اور اب نئے ہتھیاروں پر اتر آئی ہے۔ سب سے زیادہ افسوسناک اور ذلیل حرکت جو حکومت کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے دیہات میں اس نے اپنے کارندوں کے ذریعہ یہ سراسر غلط اعلان کر دیا کہ حکومت اور احرار کے درمیان صلح ہوگئی ہے۔ اس طرح اس نے پورسٹل جیل میں قید رضاکاروں سے بھی یہی کہا کہ احرار اور حکومت کے درمیان مفاہمت ہوگئی ہے ... [illegible]

(مولانا) حبیب الرحمن صدر مجلس احرار اسلام پنجاب

(مولانا) محمد داؤد غزنوی۔ جنرل سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب

شیخ حسام الدین ڈکٹیٹر مجلس احرار کا اعلان
ماتحت مجالس کے نام ضروری ہدایات

(۱) تمام ماتحت مجالس احرار اسلام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جہاں جہاں انگریزی حکومت نے آرڈیننس جاری کر رکھا ہے کہ وہاں کے ماتحت گرفتاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔ وہاں سے دوسرے مقام پر رضاکاروں کے دستے روانہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اسی مقام پر جہاں آرڈیننس جاری ہوگیا ہے۔ پُرامن طریق سے سول نافرمانی شروع کر کے رضاکاروں کو گرفتار کرایا جائے۔

(۲) سرحد کشمیر پر صرف ان اضلاع سے رضاکار روانہ کئے جائیں جہاں انگریزی حکومت گرفتار نہ کرتی ہو۔ جہاں گرفتار کرتی ہو۔ وہاں سے سرحد کشمیر پر جانے کی ضرورت نہیں۔

امرتسر میں مرزائیوں کے جلسہ پر احرار کا قبضہ

امرتسر ۱۱ نومبر۔ امرتسر کے احمدیوں نے سیرت نبوی کے متعلق جلسے کا اعلان کیا تھا۔ مولانا عبدالغفار غزنوی ڈکٹیٹر مع ۱۵ رضاکاروں کے ہمراہ جلسہ گاہ میں تشریف لیگئے اور جلسہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔ آپ نے مرزائیت کے خلاف ایک تقریر فرمائی۔ مرزائی بہت گھبرا گئے اور پولیس کو بلا لائے۔ پولیس نے مولانا عبدالغفار غزنوی سے جلسہ منتشر کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے عوام کو منتشر ہونے کا حکم دیدیا۔

گوجرانوالہ میں ۳۷ رضاکاروں کی گرفتاری

گوجرانوالہ ۹ نومبر۔ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی ہے کہ سیالکوٹ۔ چک جھمرہ اور جڑانوالہ کے تہتر رضاکار یہاں پہنچے۔ ان کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ تمام شہر میں پولیس کی زبردست نمائش کی گئی۔ رضاکاروں کو گرفتار کر کے ان کو ایک ایک ماہ قید کا حکم سنا کر گوجرانوالہ جیل بھیج دیا گیا۔ شہر کے چوکوں میں اب بھی پولیس متعین ہے۔

معاصرین کے افکار و آراء

کشمیر میں بدامنی اور انگریزی افواج (ریاست)

کشمیر میں ایجی ٹیشن کو دبانے کے لئے مہاراجہ بہادر اپنی پوری قوت صرف کر رہا ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض لیڈر بھی سری نگر اور جموں کے جیلوں میں ہیں۔ مگر جہاں تک نتائج کا سوال ہے اگر حقوق کے مطالبہ کو بدامنی کہا جا سکتا ہے تو یہ بدامنی دن بدن زیادہ ہو رہی ہے اور جیسا کہ ان دنوں میں عام طور پر ظاہر ہوتا ہے اس کشمکش میں دو تین آدمی مارے گئے اور درجن دو درجن زخمی ہوئے اور آخر مہاراجہ کشمیر نے اپنے آپ کو غلطی سے بے بس سمجھ کر برطانوی افواج بطور امداد کے گورنمنٹ ہند سے طلب کیں اور جموں کشمیر میں اس وقت مارشل لائی حکومت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک میں انسانوں کی مرنا ... اور لوگوں کا فساد اور توڑ پھوڑ میں حصہ لینا انتہائی افسوسناک ہے۔ ... [illegible]

... قربانیاں کرنا باعث سعادت ہے تو کیا کشمیر کے مسلمان ہمدردی کے مستحق نہیں۔

لیکن کشمیر کے مسلمانوں کی اس موجودہ جدوجہد میں خلوص کے ساتھ ہمدردی ہے ہم ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔

شاید اہل برطانیہ یہ سمجھتے ہیں کہ مزدور پارٹی کی حکومت ان کے لئے نامبارک ہے۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ لندن اور دوسرے شہروں کے میونسپل انتخابات کے نتائج اگرچہ ابھی مکمل نہیں ہوئے لیکن جو نتائج اس وقت تک موصول ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ لیبر میونسپل کونسلوں پر لیبر پارٹی کا قبضہ ہوگیا تھا۔ گزشتہ میونسپل انتخابات میں بہت سی میونسپل کونسلوں پر لیبر پارٹی کا قبضہ ہوگیا تھا۔ اب یکونسلیں پھر کنسرویٹو پارٹی کے ہاتھ میں چلی گئی ہیں اور جو کونسلیں کنسرویٹو پارٹی کے ہاتھ میں تھیں ان میں کنسرویٹو پارٹی کی طاقت اور بھی زیادہ مضبوط ہوگئی ہے!!

آزادی کابل کے علمبردار (زمیندار)

احرار اسلام کو علم ہے کہ کشمیر کی موجودہ غیر ذمہ دارانہ نظام کا خاتمہ ہو جائے اور اسکی جگہ ایک ذمہ دار آئینی حکومت قائم ہو جائے۔ اگر یہ نہ ہوا ... [illegible]

... [illegible]

چین اور جاپان کی جنگ (ملت)

معلوم ہوتا ہے کہ چین اور جاپان کی جنگ بجائے ختم ہونے کے وسعت اختیار کرتی جا رہی ہے ... [illegible]

مزدور جماعت کی شکستیں (جمعیت)

پارلیمنٹ کے انتخابات میں مزدور پارٹی کی شکست کے بعد ... [illegible]

ذی حیات مُردے

کیا کہوں اہل ہند کی حالت — سارا عالم ہے دن اگر تو یہ رات
خواہ کچھ ہو، اثر نہیں ہوتا — اس طرح مر چکے ہیں محسوسات
یا تو یہ سائے ہیں بشکل بشر
یا تو مُردے ہیں یہ بقید حیات

نامُراد باغبان

میں ہوں ہندوستاں شکارِ زوال — وہ فرنگی ہیں صاحبِ اقبال
ہار گوندھوں میں پھول چُن چُن کر — رشتہ "میرا ہو" پھول "ہوں اُنکے"

دھمکی؟

تُو نے شاعر سے یہ اے گستاخ دُنیا کیا کہا؟ — "تُو نہ مانیگا مری تو قتل کروں گی تجھے"
قتل سے ڈر جاؤنگا؟ اتنا سمجھتی ہے ذلیل — جا، اور ایسی سُوقیانہ قسم کی دھمکی نہ دے!!

جوش (ملیح آبادی)
دار الترجمہ، جامعہ عثمانیہ - حیدرآباد دکن
۱۲ آذر ۱۳۴۱ ف

کیا گیا ہے۔ یہاں مسلمانوں میں بہت جوش پایا جاتا ہے، ہزاروں مسلمان مرد عورتیں اور بچے سرخ پوش ہوگئے ہیں اور بے شمار لوگ اپنے نام بطور رضاکار پیش کر رہے ہیں۔

اپنی سرفروشانہ سرگرمیوں کو برابر جاری رکھو

ہر شخص اپنے کو عطاء اللہ او حبیب الرحمٰن سمجھے

صدر مجلس احرار اسلام کا اعلان

سیالکوٹ کے مسلمانوں نے جس اخلاص اور جس سچائی کے ساتھ اسلام کی عزت کے لئے قربانی کا عملی پیغام مسلمانان ہند اور بالخصوص مسلمانان پنجاب کو دیا۔ اس کو مسلمانان پنجاب نے پوری فراخ دلی سے قبول کر لیا۔ سارے ہندوستان میں آج جس جس شہر میں بھی اسلامی زندگی کی روح نظر آتی ہے وہ سیالکوٹ کے ہی مسلمانوں کی ترجمانی کا نتیجہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالے آپ کے اس اخلاص اور قربانی کے اثر کو ہندوستان کے ہر مسلمان کے دل میں پیدا کردے اور اسلام کی محبت اور اس کی عزت کے لئے ایک ایسی آگ مسلمانوں کے دل میں لگ جائے کہ مخالفین کی تمام طاقتیں اس کے قدموں پر گر پڑیں۔ سیالکوٹ کے ہر طبقہ کے مسلمان نے قربانی کا جو نمونہ پیش کیا ہے اسکی نظیر ابھی تک دوسری قومیں پیش نہیں کر سکیں۔

سنو! دشمن پوری طاقت کے ساتھ ہر ذلیل سے ذلیل حربہ کو تمہارے خلاف استعمال کرنے کے لئے اتر آیا ہے اس لئے کانوں کو بند کر لو، کسی کی نہ سنو اور آنکھوں کو بند کر لو کسی مخالف چیز کو نہ دیکھو بلکہ جو قربانی کی شاہراہ تم نے خود ہندوستان میں پیدا کی ہے اس پر چل کر اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس لے آؤ۔

چلے چلو بڑھے چلو

شیخ حسام الدین بی اے امرتسری ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب نے ان تین ماہ کے اندر جو خدمات انجام دی ہیں۔ اس کا شکریہ ہندوستان کے ہر مسلمان کو ادا کرنا چاہئے۔ سیالکوٹ کے کارکن اب باہر کے لیڈروں کا انتظار نہ کریں بلکہ ہر کارکن اپنے آپ کو حسام الدین، عطاء اللہ شاہ اور حبیب الرحمٰن سمجھ کر سارے کام کا بوجھ سیالکوٹ کے کارکنوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا لینا چاہئے جس طرح سیالکوٹ اپنی مالی اور جانی قربانی میں تمام ہندوستان سے بے نیاز رہا۔ بلکہ اس نے دوسروں کی مدد کی اسی طرح سیالکوٹ کے کارکنوں کو ثابت کرنا چاہئے کہ وہ تحریک کو اپنی قوت اور قابلیت کے بھروسہ پر چلا سکتے ہیں۔ اور تمام کارکنوں کو چاہئے کہ یکے بعد دیگرے گرفتار ہونے چلے جائیں ان کو تحریک کے متعلق کچھ نہیں سوچنا چاہئے کہ بعد میں کیا ہوگا۔ تحریک کو خدا کے حوالہ کرو جب تک اس کی امداد ہمارے ساتھ ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے مردہ نہیں بنا سکتی۔

(مولانا) حبیب الرحمٰن صدر و ڈکٹیٹر

مجلس احرار اسلام پنجاب ۱۱ ۱۱

بورسٹل جیل میں رضاکاروں سے بدسلوکی

معافی مانگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے

ایک ایک کوٹھڑی میں تین تین چار چار رضاکار بند کر دئے

لاہور ۱۰ نومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سیالکوٹ کے ان رضاکاروں پر جو بورسٹل جیل میں ہیں، حکام جیل بے حد تشدد کر رہے ہیں۔ ایک ایک کوٹھڑی میں تین تین چار چار رضاکار بند کر دئے ہیں۔ ۲۴ گھنٹہ ان کو بند رکھا جاتا ہے اور انہیں اسی کوٹھڑی میں ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا پڑتا ہے۔ پانی اور کھانا بھی پورا نہیں دیا گیا۔ انہیں یہ تکالیف پہنچا کر معافی مانگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

غیر ملازم مسلمان حکومت کو خوش کرنے کے لئے رضاکاروں کو معافی مانگنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ حکومت ہند نے کہا تھا کہ ریاست کشمیر جو انتظام نہیں کر سکتی تھی وہ ہم کریں گے اور ریاست کے جیلوں میں کھانے اور کپڑے کی تکلیف ہے، ہم اس کا بہتر انتظام کریں گے۔ یہ ہے اس کا بہتر سلوک اور بہتر انتظام۔

(مولانا) حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار اسلام پنجاب

بھی مولانا موصوف نے مسلمانان کشمیر پر جو مظالم ریاست کی طرف سے ہو رہے ہیں بیان فرمائے آپکے بعد بشیر احمد خاں نے ایک تجویز پیش کی جس میں ریاست کشمیر کے مظالم اور وائسرائے کے آرڈیننس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا گیا اور مجلس احرار اسلام پنجاب کی جدوجہد اور اس کے رضاکاروں کے ایثار اور قربانیوں کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے ...

فرانس ملک شام کو ہرگز آزاد نہیں کریگا

اخراجات سے بچنے کیلئے انتداب کی منسوخی کا مطالبہ

شام ولبنان کی آزادی میں جمعیۃ الاقوام کی مداخلت

جمعیۃ الاقوام شام کی آزادی میں حائل ہے

جموں کے نظم ونسق پر برطانی افسروں کا قبضہ

ایک ٹھاکر خنجر رکھنے کے جرم میں گرفتار

جموں ۹ رنومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جموں، ڈی آئی جی پولیس اور محکمہ فوج کے صیغہ جات وغیرہ کا چارج برطانوی افسروں کے سپرد کیا گیا ہے اور اب ہر قسم کا انتظام ان کی زیر ہدایت سرانجام ہوا کریگا۔ کل شام کا واقعہ ہے کہ ... گشت کر رہی تھی تو ایک راجپوت ٹھاکر ... سے نکلا جس کی مشتبہ حرکات سے ایک گورہ افسر کو شک ہوا، چنانچہ اسے ٹھہرا کر تلاشی لی گئی تو ایک چاقو اور خنجر نما چھرا برآمد ہوا۔ فوراً اسے زیر حراست کر لیا گیا۔

سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر میدان عمل میں

سیالکوٹ ۹ رنومبر۔ سیالکوٹ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شہر سیالکوٹ کے میونسپل کمشنروں نے اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا ہے کہ وہ ۱۲ رنومبر کو مسلمان رضاکاروں کا دستہ لیکر خود سول نافرمانی کریں گے۔ شہر میں بے انتہا جوش پھیلا ہوا ہے۔

برطانی افواج کے آنے کے بعد جموں کی حالت

ہندو سازش کے مراکز پر فوجی پہرہ متعدد ہندوؤں کی گرفتاری

رضاکاروں کی حالت کس پرسی

ڈوگرہ فوجوں کو ریاست سے نکال دینے کا فیصلہ

ہندو سازشی مراکز پر پہرہ

مجروحین کیلئے ہسپتال

چار ہندوؤں کی گرفتاری

ڈوگرہ فوج کا استبداد

ناظرین الجمعیۃ کی خدمت میں ضروری گزارش

الجمعیۃ جو جمعیۃ علماء ہند کا واحد آرگن ہے سات سال سے بلا خوف لومۃ لائم ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت انجام دے رہا ہے اس عرصہ میں آپ کے اس صحیح خدمتگار کو حوادث روزگار کے ہاتھوں جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کو کارکنان الجمعیۃ ہی کا دل جانتا ہے۔ گزشتہ تحریک خلافت کے دور میں باوجود اپنے اور بیگانوں کی یورش اور باوجود ہزاروں روپے کے نقصان کے اخبار الجمعیۃ کا زندہ رہنا ایک معجزہ تھا ... گزشتہ سال اخبار کو جس قدر کثیر نقصانات برداشت کرنا پڑا اس کی تلافی باوجود ... سے بچانے کی پوری جدوجہد کر رہے ہیں لیکن دفعتہً کاغذ کی گرانی اور وی پی کے محصول کی زیادتی نے ادارہ الجمعیۃ کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ناظرین الجمعیۃ کو توجہ دلاتے ہوئے جدوجہد میں شرکت کی دعوت دے جس میں تقریباً ایک سال سے وہ مصروف عمل ہے۔ اس سلسلے میں ہم قارئین کرام سے صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آئندہ وی پی طلب کرنے کی بجائے منی آرڈر روانہ کرنے کا انتظام کر دیں۔ جب آپکی خدمت میں اطلاعی کارڈ پہنچے اور آپ کو یہ معلوم ہو کہ آپکی مدت خریداری ختم ہو رہی ہے تو ختم ہونے سے پیشتر آپ فوراً منی آرڈر روانہ کر دیں۔ اگر اطلاعی کارڈ وصول ہونے کے وقت آپ کے پاس روپیہ موجود نہ ہو تو دفتر کو اس مضمون کی اطلاع دیدیجئے کہ میں جلد از جلد روپیہ روانہ کرتا ہوں ... دوسری گزارش یہ ہے کہ ۱۵ ردسمبر تک پانچ خریداروں کا چندہ دفتر میں بھجوا دے۔ ایک شخص کو ہندوستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کے واحد آرگن کے لئے پانچ خریدار پیدا کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے ... ہر شخص اس امر کی ضرورت کو محسوس کرے کہ اس چھ سالہ مذہبی اور ملکی خدمتگار کو زندہ رکھنا کس قدر ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر مخلص مسلمان جو الجمعیۃ کے اعلیٰ صحافتی طرز عمل اور اس کے بلند پایہ مضامین کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ میری اس عاجزانہ اپیل کو کامیاب کرنے میں انتہائی سعی کرتے ہوئے ادارہ الجمعیۃ کو ممنونیت کا موقع دے گا۔

(دیتجر)

عربوں کو دھوکہ دینے کیلئے یہودیوں کی ایک نئی چال

روس میں بسنے کیلئے یہودیوں کو دعوت

ٹرکی میں غیر ملکی شکر کی درآمد بند ہو جائیگی

عراق میں پٹرول نکالنے کی سرکاری تجویز

ٹرکی میں مصر قدیم کے سکوں کی دستیابی

عربی اخبارات کے تراجم

(خاص الجمعیۃ کے لئے)

سلطان ابن سعود اور شاہ فیصل کی ملاقات

اہم معاملات کے تصفیہ کیلئے ایک موتمر کا انعقاد

بغداد کے قیدخانوں کی اصلاح

قیدیوں کی اصلاح کیلئے ایک لیکچرار کا تقرر

چنیوٹ میں مستورات کا جلسہ

قرن اول کے اسلامی جوش کا نظارہ

مختلف مجالس احرار سے استفسار

کتنے رضاکار گرفتار اور شہید ہو چکے ہیں

(حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار اسلام پنجاب)

خوشاب میں مجلس احرار کی تائید

(نامہ نگار الجمعیۃ)

سارڈا ایکٹ کے ماتحت سات مسلمانوں کو سزائیں

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر کا فیصلہ

جالندھر ... نومبر۔ جان محمد کی شکایت پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر نے سارڈا ایکٹ کے ماتحت سات آدمیوں کو سزا دیدی۔ شکایت کنندہ نے بیان کیا کہ ایک نابالغ لڑکی ... کی عمر اس وقت صرف آٹھ سال کی ہے اس کی شادی ایک ایسے شخص سے کردی گئی جس کی عمر تیس سال کی ہے۔ لڑکی کی والدہ نے اس شادی سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا کہ شادی میرے علم کے بغیر عمل میں لائی گئی ہے۔

مجسٹریٹ نے ان تمام ملزموں کو مجرم قرار دیتے ہوئے ... مختلف جرمانوں کی سزا دی ... پندرہ روپے، قاضی پر پانچ روپے ... پانچ پانچ روپے جرمانہ کیا گیا ... اپیل کی مہلت دی۔

شیخ حسام الدین ڈکٹیٹر مجلس احرار کی گرفتاری اور سزا یابی

آپ کے ساتھ ... رضاکاروں کو مختلف میعاد کی سزائیں

ستواری میں پستول چلنے کے باعث دو ریاستی سپاہی مجروح ہو گئے

لاہور ۱۲ نومبر۔ شیخ حسام الدین جو مجلس احرار اسلام کے ایک سرفروش اور سرگرم کارکن تھے ان کو آج سیالکوٹ میں دو سال قید سخت اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا دیدی گئی آپ پر الزام یہ تھا کہ آپ براہ راست ریاست کشمیر کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھے۔ آپ کے علاوہ محمد شفیع صاحب کو چھ اور ڈاکٹر نذیر محمد جیلی کو تین ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔

مندرجہ بالا سزاؤں کے علاوہ ۵۸ رضاکاروں کو مختلف میعاد کی سزائیں دیدی گئیں۔

ایک پریس کمیونک مظہر ہے کہ پنجاب اور کشمیر سے جو اطلاعات حکومت کو موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جموں اور اس کے قرب و جوار میں امن و سکون قائم ہو گیا ہے۔ ... نومبر کو ستواری جیل کے تیس رضاکاروں نے معافی مانگ لی ہے دیگر مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار اسلام نے اس پروپیگنڈہ ... کی پرزور تردید کر دی ہے۔

... نومبر کو ستواری میں ایک پستول اتفاقیہ چل گیا جس کے باعث ریاست کے دو سپاہی مجروح ہو گئے۔

جموں ... نومبر۔ جموں کی حالت اب پرسکون ہے اور اسکول اور کالج کھل گئے ہیں تالابوں میں جو مال و اسباب پھینکدیا گیا تھا وہ برآمد کر لیا گیا ہے۔

ایک مرد اور ایک عورت جو تین نومبر کو ضلع گجرات سے جموں پہنچے تھے وہ مفقود الخبر ہیں۔ معاملہ کی تحقیقات کے لئے پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ پولیس نے تلاش و جستجو کی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

مجلس احرار کے صدر دفتر پر پولیس کا دھاوا

مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس کی گرفتاری

لاہور ۱۲ نومبر۔ گزشتہ شب پولیس نے مجلس احرار کے صدر دفتر پر چھاپہ مارا اور مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر و ڈکٹیٹر مجلس احرار اور ماسٹر محمد شفیع کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے روزنامہ ... دفتر کی بھی تلاشی لی۔

[…]

گرفتاری کے بعد مولانا حبیب الرحمن کا پیام

مسلمانان ہندوستان اسلام کی عزت سربلند رکھنے کی ہدایت

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نے گرفتاری کے بعد مندرجہ ذیل بیان دیا:

خدا کا شکر ہے کہ میں اپنی گرفتاری کے وقت اسلامی تحریک کو پورے شباب پر ... مسلمان اسلام کی عزت کو بلند کرنے کے لئے ... کوشش کریں گے میں اپنے خیالات ... اب صرف ایک ہی بیان ہے وہ یہ کہ اسلام کی عزت کو ہندوستان میں سربلند کر دو ...

[…]

دن مسلمانوں کے ہزاروں بچے قید کرائے انہیں اس بات کا کوئی رنج نہیں ہونا چاہیے۔ مگر ایسے وقت باوجود ان سے محبت ہونے کے جوش اور استقلال ظاہر ہونی چاہیے۔ ان کو اس سے بھول گیا ہوں کہ میں اسلام کی زندگی کے لئے ہر چیز بھول گیا ہوں۔

اب تو جاتے ہیں مے کدہ سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

(مولانا) حبیب الرحمن لدھیانوی
صدر ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام
پنجاب لاہور

کیا کشمیر کا اضطراب پان اسلامزم کیلئے ہے؟

اسمبلی کے ... اور سکھ ارکان کے بیان کی تردید

مسٹر محمد یعقوب، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، مسٹر صادق حسن اور نواب ابراہیم علی خان کے دستخطوں سے مندرجہ ذیل بیان شائع ہوا ہے:

[…] مسلمانان کشمیر کا اضطراب پان اسلامزم اور اتحاد اسلامی کا ایک حصہ ہے ... یہ بیان بالکل بے بنیاد اور شرارت پر مبنی ہے ...

دہلی میں جامع مسجد میں یوم شہید میراں بخش

مسلمانان کشمیر کی کامیابی کیلئے دعا

[…]

دہلی پر محصول لگانے کی تجویز پاس ہو گئی

اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی

[…]

حکومت کو شکست

[…]

مولانا احمد علی صاحب بھی گرفتار ہو گئے

مجلس احرار کے دفتر پر پولیس کا قبضہ

لاہور ۱۳ نومبر۔ آج رات کو گیارہ بجے مولانا مولوی احمد علی صاحب ... مولانا حبیب الرحمن صاحب کے بعد گرفتار ... پولیس نے مختلف مقامات کی تلاشی ... دفتر پر پولیس متعین کر دی گئی ہے اور دفتر مقفل کر دیا گیا ہے۔

مہاراجہ کشمیر کا تازہ ترین اعلان

مسٹر گلنسی کی صدارت میں ایک کانفرنس ... کی تحقیقات

مذہبی اور سیاسی شکایات کی تحقیقات ...

[…]

مجلس احرار کے ایک اور رضاکار کی شہادت

سیالکوٹ میں شہید کی نماز جنازہ ادا کی جائیگی

لاہور ۱۲ نومبر۔ تین بجے بعد دوپہر سیالکوٹ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ... مجلس احرار اسلام جموں ... شہید کی نعش ... سیالکوٹ پہنچے گی اور ... نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

حکومت کی شاطرانہ چالیں

[…]

۱۹ رضاکاروں کے ایک قافلہ کی گرفتاری

لائل پور اسٹیشن پر پولیس کا مظاہرہ

[…]

اسمبلی کے سکھ اور ہندو ممبران کی سرگرمیاں

کشمیر میں اتحاد اسلامی کیلئے جاری کیا گیا ہے

[…]

ایک فاضل عیسائی کا قبول اسلام

مسٹر ... رابرٹسن مسلمان ہو گئے

[…]

مزید نو سو رضاکاروں کی گرفتاری

سیالکوٹ سے گرفتار کر کے لاہور پہنچائے گئے

[…]

کرکٹ کھیلتے ہوئے ایک لڑکے کی موت

[…]

مسودہ مالیات کی میعاد ... کر دی جائے

فوجی اخراجات میں ۵ کروڑ کی تخفیف کا مطالبہ

اسمبلی کے اجلاس کی تازہ کارروائی

[…]

دہلی میں جرائم کی کمی

ایک سال کے مقدمات کے اعداد و شمار

[…]

اسمبلی کے اجلاس میں مسودہ مالیات پر بحث

... آراء کی کثرت سے حکومت کی کامیابی

[…]

مولانا داؤد غزنوی گرفتار کر لئے گئے

[…]

دہلی میں ۷۶ قماربازوں کی گرفتاری

[…]

گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے مطالبات نامنظور کئے جائینگے

مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام پنجاب کا اہم بیان

یہ امر بالکل صاف اور صریح نظر آ رہا ہے کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے مشہور چودہ مطالبات منظور نہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ گورنمنٹ ہند اور انگلستان کی حکومت کانگریس اور ہندوؤں سے خائف ہے اور وہ کانگریس کو ہندوؤں کا ہی ایک نظام سمجھتی ہے اور یہ انگریز یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو ہماری حکومت کے نظام کو درہم برہم کر سکتے ہیں اور انگریز کے دل میں ہندو کا خوف اس لئے پیدا ہو گیا ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہندو لیڈر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی نسبت اس کو یقین ہو گیا ہے کہ ان میں کوئی سرفروش جماعت نہیں جو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تو ہر وقت قربانی کر سکے اور حقوق نہ ملنے پر انگریزی حکومت کے نظام کو درہم برہم کر سکتی ہو۔

گاندھی جی اور سروجنی نیڈو اور پنڈت مالویہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں انگریزی حکومت کو دھمکی دے رہے ہیں۔ کہ اگر اس نے ہماری بات نہ سنی تو ہم ہندوستان میں سول نافرمانی شروع کر دیں گے۔ ان کی دھمکیوں کا لازمی طور سے انگریزی دماغ پر اثر ہو رہا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو بہادر ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلمانوں کا ایک بھی نمائندہ ایسا نہیں جو حکومت کو دھمکا سکے۔ بلکہ ایسا بھی نہیں جس کی نسبت گورنمنٹ کو شبہ ہو کہ اگر ہم نے مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ کئے تو وہ ہندوستان میں سول نافرمانی شروع کر دے گا۔ یا اپنی قوم کو سول نافرمانی کرنے کا مشورہ دیگا۔

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وائسرائے نے گورنمنٹ برطانیہ کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ ہندوؤں سے صلح کر لے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ انگریز مسلمانوں کو ایک مردہ قوم تصور کرتا ہے۔ اس لئے میں ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ صداقت پر بہادری اور دیانت داری سے غور کریں اور اگر وہ اپنی آئندہ نسلوں کو اچھوت بنے سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو ان کا دیانتداری سے یہ فرض ہے کہ وہ آج مجلس احرار کے جھنڈے تلے آکر ایسی قربانی پیش کریں جسے کہ حکومت اور ہندوستان کی دوسری قومیں مسلمانوں کو ایک زندہ قوم سمجھیں۔

(مولانا) حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام پنجاب

یو۔پی میں کانگریس اور حکومت کا زبردست اختلاف

تحریک عدم ادائیگی مالیہ عنقریب شروع ہونے والی ہے

حکومت کی کاشتکاروں کو دھمکی

لکھنؤ ۱۱ر نومبر۔ اگر کوئی غیر متوقع چیز رونما نہ ہوا تو یقینی ہے کہ صوبہ یو۔پی میں گاندھی اردن معاہدہ اس سال کے اختتام سے قبل ہی دفن کر دیا جائیگا۔ صوبجاتی کانگریسی لیڈران تحریک عدم ادائیگی مالیہ شروع کرنے کا عزم کر چکے ہیں اور یہ تحریک ایک یا دو ہفتہ میں شروع ہو جائے گی ایک یا دو ہفتہ کی تاخیر بھی محض اس وجہ سے کی جا رہی ہے کہ لیڈران کو اس گفت و شنید کے نتائج کا انتظار ہے جو کہ غالباً آئندہ ہفتہ میں ممتاز کانگریسی لیڈران اور ذمہ دار سرکاری افسران کے درمیان ہوگی اس گفت و شنید کی ناکامی بھی یقینی ہے۔ کیونکہ کسانوں کی خستہ حالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کانگریسی لیڈران خریف کے لگان میں مزید تخفیف کا مطالبہ کریں گے اور وثوق کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ اس مطالبہ کو کسی حالت میں بھی منظور نہ کرے گی۔ خریف کا لگان اب واجب ہو چکا ہے اور ماہ نومبر کے اختتام سے قبل ہی وصول کر لیا جائیگا زرعی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اس خریف اور آئندہ ربیع کی فصلوں کے لگان میں ۲ کروڑ ۱۲ لاکھ روپیہ کی کمی کی جا چکی ہے یہ تخفیف خریف اور ربیع کی فصلوں میں تقسیم کر دی گئی ہے اور خریف کی فصل کے لئے جو تخفیف منظور کی گئی ہے اس کے مطابق ہر ایک کاشتکار کو معافی دیدی گئی ہے۔

مالی افسران کو یہ بھی یقین ہے کہ خریف کے لگان میں پہلے ہی جس قدر معافی دیجا چکی ہے وہ کسی حالت میں بھی ناکافی نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ قیمتوں میں نمایاں کمی واقع ہو گئی ہے اس معافی کے باعث حکومت کو تقریباً ایک کروڑ ۔ الاکھ روپیہ کی آمدنی کو خیرباد کہدینا پڑا ہے اور چونکہ مالگذاری ہی صوبجاتی حکومت کی آمدنی کا خاص ذریعہ ہے تو ایک ایسی حد ہو سکتی ہے جس سے آگے حکومت نہیں بڑھ سکتی ریونیو افسران کی ان دلائل کے جواب میں کانگریسی لیڈران لگان میں ۲ کروڑ کی کمی قطعی ناکافی ہے کم از کم ساڑھے ۲ کروڑ روپیہ کا لگان معاف کرنا چاہیے تھا کیونکہ ۱۹۱۶ء کے بعد لگان میں اس قدر اضافہ ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ افسران نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر مزارعان نومبر کے اختتام سے قبل اپنا لگان ادا نہ کریں گے تو ان کو لگان میں جو معافی دی گئی ہے وہ منسوخ کر لی جائے گی۔

زمینداروں سے ربیع اور سابقہ دو فصلوں کی مالگذاری ادا کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے بے وقت بارش کے باعث موجودہ فصل خریف کو زبردست نقصان پہنچ گیا ہے [illegible]

اور چونکہ معافی ناکافی دی گئی ہے بدیں وجہ دس میں سے ایک مزارع بھی لگان ادا کرنے کے قابل ہے۔ [illegible]

حجاز جانیوالے حجاج کو حکومت کا انتباہ

واپسی ٹکٹ کے بغیر کوئی شخص حجاز کا سفر نہ کرے

حکومت بنگال نے ذیل کا کمیونیکے شائع کیا ہے:۔

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حال ہی میں حجاز کی ایک معتد افراد کی جماعت جدہ پہونچی ہے ان لوگوں نے صرف یکطرفہ ٹکٹ خریدا تھا اور وہ جدہ میں ایسی حالت میں پہونچے کہ ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا ان لوگوں نے برطانوی سفارت سے امداد طلب کی ہے۔ حکومت حج کو جانے والے حجاج کو آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس وقت تک حجاز جانے کا ارادہ نہ کریں جب تک کہ وہ واپسی ٹکٹ نہ خرید لیں یا وہ ایک معقول رقم کمشنر پولیس کلکتہ کے پاس جمع نہ کرا دیں جس میں گھر تک پہونچنے کی رقم بھی شامل ہو۔

خان عبد اللہ کا مقاطعہ جوعی

۲۸ دن کے بعد وزن میں کمی

پشاور ۱۱ر نومبر۔ خان عبید اللہ خاں نے تقریباً ایک ماہ سے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ آپ کے وزن میں کافی کمی ہوئی ہے لیکن آپ کے ہوش و حواس بالکل ٹھیک ہیں اور تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تخت آباد میں سرخ پوشوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں خان عبید اللہ کے مطالبات سے ہمدردی ظاہر کی گئی نیز حکومت سے مالگزاری میں تخفیف کا بھی مطالبہ کیا۔ خان عبید اللہ خاں کی ہڑتال کو اٹھائیسواں دن ہے۔

پٹنہ بم کیس کے ملزم کو کالے پانی کی سزا

ایک انقلابی انجمن کا سراغ

پٹنہ ۱۱ر نومبر۔ ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مقدمہ بم پٹنہ میں ہزاری لال کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی ہے ملزم نے پولیس کو ایک نہایت اہم بیان دیا ہے جس میں بہار کی ایک انقلابی انجمن کے حالات بتائے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ٹنگر باغ کے قتل کے سلسلہ میں جو خانہ تلاشیاں ہوئی ہیں وہ اسی بیان کی بنا پر ہوئی ہیں۔

سبھاش چندر بوس کی دوبارہ گرفتاری

مجسٹریٹ ڈھاکہ کی حکم عدولی

[illegible]

یو۔پی تخفیف کمیٹی کی اہم سفارشات

ایک کروڑ تین لاکھ روپے کی بچت

[illegible]

پانے والے ملازمان کی تنخواہوں میں ۱۵ فی صدی کی تخفیف کی جائے۔

(۴) دس اضلاع توڑ دئے جائیں اور تحصیلوں کی تعداد میں بھی کمی کی جائے۔

(۵) کمشنر کے عہدہ جات یا تو توڑ دئے جائیں یا ان کی تعداد کم کی جائے۔

اگر کمیٹی کی سفارشات منظور کر لی گئیں تو اس سے ایک کروڑ ۳ لاکھ روپیہ کی بچت ہونے کی توقع ہے۔

برطانوی کابینہ میں قدامت پسندوں کا غلبہ

کابینہ کے باقی ارکان کے ناموں کا اعلان

لندن ۱۱ر نومبر۔ جدید کابینہ کے بعض ممبران کا اعلان پہلے کیا جا چکا ہے باقی ممبران کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

کپتان ایڈن (نائب وزیر امور خارجہ)، سر رابرٹ ہلٹن (نائب وزیر مستعمرات)، سر فلپ سیسون (نائب وزیر ہوائی)، میجر کول وائل (وزیر تجارت خارجیہ)، سر ولیم جوٹ (مختار کل)، سر ٹامس انسکپ (وکیل عمومی)، مسٹر جے سی سی ڈیوڈسن (لنکاسٹر کی جاگیر کے منتظم)، لارڈ بیکلے (وزیر مالیات برائے امانت بحریہ)، مسٹر اسحاق فٹ (وزیر معدنیات)، ارل سٹین ہوپ (نائب وزیر حربیہ)، مسٹر والٹر ایلیٹ [illegible]

امداد مسلم ریلیف کمیٹی کانپور

[illegible]

روانہ کر دی گئی ہے۔

سید محمد شفیع محاسب دفتر
جمعیۃ علماء ہند

صوبہ سرحد کے ایک مشہور لیڈر کو سزا

مولوی رحیم بخش صاحب تین سال کیلئے بھیجدئے گئے

پشاور ۱۱ر نومبر۔ مولوی رحیم بخش صاحب جو صوبہ سرحد کی کانگریس کمیٹی کے رکن ہیں، ان کو آج زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) ایک باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں تین سال قید سخت کی سزا دیدی گئی ہے۔

اگر کامیابی نہ ہوئی تو سول نافرمانی شروع ہوگی

لندن کے طلباء سے گاندھی جی کا خطاب

لندن ۱۱ر نومبر۔ لندن کے سکول اقتصادیات میں طلباء کے ایک عظیم اجتماع کے سامنے گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر گول میز کانفرنس سے ہندوستان کو آزادی نہ ملی۔ تو میں اپنے ہموطن بھائیوں اور بہنوں کو دعوت دونگا کہ وہ سول نافرمانی جاری کریں۔ اور خندہ پیشانی سے لاکھوں زندگیوں کو اس جنگ میں قربان کر دیں۔

ایک انگریز افسر اور سپاہی گولی سے اڑا دئے گئے

وزیرستان میں ایک فوجی سپاہی کی حرکت

بنوں ۱۱ر نومبر۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ خاصہ دار فورس کے ایک شخص مسعود نامی نے کیپٹن یو رو، بین افسر اور ایک انگریز فوجی سپاہی کو رقبہ وزیرستان میں جنڈولہ اور انور وڈی پر گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ابھی تک حملہ کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

صوبجاتی آزادی اور کابٹ اسکیم سے گاندھی جی کا اتفاق

ہندو مہاسبھا کی جانب سے زبردست مخالفت

[illegible]

دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ پارلیمنٹ میں دو بل پیش کرنے پڑیں گے۔ ان میں سے ایک غالباً ۱۹۳۲ء کے موسم گرما میں پیش کیا جائے گا۔ اور دوسرا جو کہ فیڈریشن کے قیام کے متعلق ہوگا اس کے بھی بعد پیش ہوگا مگر کردہ اینگلو انڈین مندوبین اس کی حمایت نہیں کر رہے ہیں جن کے خیال میں موجودہ حالت سے بہت سی غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں۔ اس نوع ان میں [illegible] مشورہ کر رہے ہیں تاکہ فیڈرل کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں کوئی انقطاعی فیصلہ کیا جا سکے اقلیتوں کی سب کمیٹی کا اجلاس ۱۱ر نومبر کو منعقد ہوگا جس میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ غالباً حکومت کے رویہ کی وضاحت کریں گے عام طور پر یقین کیا جا رہا ہے کہ گول میز کانفرنس سے ہر نومبر تک ختم ہوگی۔ آئندہ ہفتہ میں گول میز کانفرنس کے دو مکمل اجلاس ہوں گے۔

جاپان کو مزید اقدام سے روکا جائے

دنیا کی قوموں سے چین کی درخواست

[illegible]

چین اور جاپان کے درمیان معاہدہ کا انعقاد

[illegible]

جمعیۃ الاقوام کے اجلاس میں سر جان سائمن کی شرکت

پیرس میں چین و جاپان کے تنازعہ کی تحقیقات

[illegible] جاپان کا جو تنازعہ تجویز ہو رہا ہے اس کی تحقیقات میں حصہ لیں گے۔ جمعیۃ الاقوام کے اس اجلاس میں پیرس کے روز تجویز یہ کے تنازعہ پر بحث کا آغاز ہوگا۔

چین میں دوبارہ بادشاہت قائم کرنے کی سعی

سابق شہنشاہ کی نقل و حرکت

شنگھائی ۱۳ر نومبر۔ تین سن سے ایک پیغام موصول ہوا ہے کہ چین کا سابق شہنشاہ ڈیرین پہنچ گئے ہیں اور وہاں سے لندن جائیں گے جو جاپانی خاندان کا گھر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں چین میں دوبارہ بادشاہت قائم کرنے کی بڑی زبردست کوشش کی جا رہی ہے۔ سابق شہنشاہ کو ۱۹۱۲ء میں تخت سے علیحدہ کیا گیا تھا۔

جدید پارلیمنٹ میں حکومت کی پہلی کامیابی

مزدور ممبران کی تحریک مسترد

لندن ۱۱ر نومبر۔ حکومت کی جانب سے دار العوام میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کرسمس سے قبل تمام وقت سرکاری کام میں صرف کیا جائے گا۔ اس اعلان پر انتہا پسند مزدور اراکین نے اعتراض کیا اور ترمیم پیش کی مگر بر زور رائے شماری پر حکومت کے خلاف صرف نو ہاتھ اٹھے۔ اور اعلان کے حق میں ۳۷۸ تھے۔ جدید پارلیمنٹ میں حکومت کی یہ پہلی کامیابی ہے۔

مسٹر ایم این رائے پر فرد جرم لگ گئی

ملزم کا ارتکاب جرم سے انکار

کانپور ۱۱ر نومبر۔ مسٹر ایم این رائے کے مقدمہ کی سماعت کل جیل میں شروع ہوئی چونکہ بعض انگریزی داں اسیر خبر رساں نہ تھے اور مسٹر ڈی۔ پی سنہا وکیل صفائی علیل تھے اس لئے عدالت نے اپنا اجلاس کل تک کیلئے ملتوی کر دیا۔ عدالت نے ملزم کے خلاف فرد جرم عائد کی۔ ملزم نے بے گناہی ظاہر کی۔

جاپانی افواج پسپا ہو گئیں

پیشقدمی کے لئے نئی تیاریاں

ہاربن ۱۱ر نومبر۔ یہاں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جاپانی افواج دریائے نونی کے پل سے ۱۲ میل جنوب کی جانب پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ مگر مزید کمک پہنچ رہی ہے اور تازہ پیش قدمی کی تجویز ہو رہی ہے۔

ٹینٹسن سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں اس وقت امن و امان ہے مگر افواج اور والنٹیر ابھی تک وہاں کھڑے ہیں۔ چینی ملازمین کے چلے جانے سے غیر ملکی فرموں کے کاروبار میں رکاوٹ پڑ رہی ہے۔

فرقہ وارانہ سمجھوتہ کیلئے ایک اور کوشش

لندن ۱۱ر نومبر۔ فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق پھر سے گفت و شنید شروع کرنے کے لئے آج ایک بے ضابطہ کانفرنس کی گئی لیکن معلوم ہوا ہے کہ کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

۱۳۵۰ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۷

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا اہم بیان

علماء، انگریزی تعلیم یافتہ اور کارکنوں کے نام اپیل

ہر مسلمان بزدلی کی جگہ بہادری سے کام لے

لاہور ۱۲ نومبر۔ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس و ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب نے ذیل کا پیغام بغرض اشاعت اخبارات کو ارسال فرمایا ہے:۔

گورنمنٹ نے شیخ حسام الدین ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کو دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت زبان بندی کا حکم دیا [illegible] ۲۰ نومبر کو دفعہ ۱۴۴ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے [illegible] تقریر کی [illegible] گرفتار نہیں کیا [illegible] شیخ صاحب ایک [illegible] رضاکاروں کا عظیم الشان [illegible] جو سکھ [illegible] پنجاب کے ۱۲ [illegible] حکومت نے ان [illegible] کو گرفتار کر لیا اور شیخ صاحب [illegible] گرفتاری کے وقت [illegible] شیخ حسام الدین [illegible] پورے تین مہینے کے اندر جس جانفشانی اور خلوص کے ساتھ کام کیا اس کی تعریف بہت کم مل سکتی ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کی خدمات کا شکریہ ادا کریں۔ ممکن ہے کہ حکومت ایک دو دن کے اندر مجھے بھی گرفتار کر لے اس لئے میں مسلمانوں کو ذیل کا پیغام دیتا ہوں۔

علماء اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میدان میں آئے

اسلامی غیرت اور مسلمانوں کی خودداری کو انگریزی حکومت نے چیلنج دیا ہے اور اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پوری شجاعت کے ساتھ قبول کرے اور ثابت کرے کہ وہ ہندوستان میں ایک زندہ قوم ہے۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کو پہلی دفعہ انگریزی حکومت سے برسر پیکار ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ سلطان ٹیپو کے انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی زندگی کا ثبوت دے چکے ہیں۔ [illegible] بہادری پر انگریز ایمان لا چکا ہے۔ اب وقت ہے کہ مسلمانوں کی تنظیم اور ان کی جماعت بندی کے لئے متحد مجلس احرار کے جھنڈے کو لیکر میدان میں نکل پڑیں۔ اب مسئلہ صرف مجلس احرار کا نہیں رہا بلکہ مسلمانوں کی عزت اور ناموس کا سامنا آگیا ہے۔ عام مسلمان اسلام کے نام پر قربانی کرنے اور روپیہ دینے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ البتہ علماء اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ بالکل خاموش ہے۔ میں علماء اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ سے اسلام کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ میدان میں اس پُرامن جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ مسلمان قوم اس وقت بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز منزل سے گزر رہی ہے۔ اسلئے ہر ہوشمند اور سمجھدار مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بزدلی کی جگہ بہادری سے کام لے۔ میں اپنے کل کے بیان میں کہہ چکا ہوں۔ اور آج پھر کہتا ہوں کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے مطالبات منظور تب کئے جائیں گے [illegible] ان مطالبات کے حصول کے لئے یہ جنگ ایک آزمائش ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہوگئے تو اس پُرامن جہاد سے ہم میں زیادہ کام کرنے کی قابلیت پیدا ہو جائے گی۔

ہماری یہ تحریک نہ ہندو کے خلاف ہے نہ انگریز کے اور نہ مہاراجہ ہری سنگھ کے بلکہ ہم تیس لاکھ کشمیری مسلمانوں کی عزت اور آبرو کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور جب تک ان کو ذمہ دار حکومت نہ ملے اس وقت تک ہم ایک انچ پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ انگریز اور اس کے خلیفہ مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ انگریزی فوجیں ریاست کشمیر میں چلی گئی ہیں اس لئے ہمیں خاموش ہو جانا چاہئے۔ بلا اس کے کہ کشمیریوں کو ذمہ دار حکومت ملے یا نہ ملے۔ جو لوگ انگریزی حکومت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا انگریزی حکومت نے کشمیر کو اپنی قلمرو میں داخل کر لیا ہے یا کل انگریزی حکومت کی انگریزی فوجیں وہاں سے واپس آ جائیں گی۔ اور اگر انگریزی قبضہ حکومت وہاں سے ہٹنے والا ہے تو میں ان انگریز پر اعتماد رکھنے والے مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ انگریز کے چلے آنے کے بعد کشمیری مسلمانوں کی عزت کو بلا ذمہ دار حکومت کے اور کون بچا سکتا ہے۔ اگرچہ مجھے اور میری جماعت کو انگریزی حکومت پر کبھی مسلمانوں کے مفاد کے متعلق کوئی اعتماد نہیں۔ کیونکہ یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ ہندوستان اور بالخصوص

پنجاب میں انگریزوں نے مسلمانوں کو کیا دیا ہے جو وہ کشمیر میں دینگے۔ اسلئے ہر اعتدال پسند مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خاموشی کیساتھ اسلام کی عزت کے لئے مرنے والوں کے جنازہ پر پھول ڈالنے رہیں۔ اعتدال پسند طبقہ کے مسلمانوں کی عزت بھی ہماری ہی قربانیوں پر موقوف ہے۔

کارکنوں کے نام

میں یہ کہنے والے کارکن اپنے کام کو خوب سمجھتے ہیں۔ بیرونی کارکنوں کے بلانے کی کوشش نہ کریں۔ اب کام تقریر نہیں ہے بلکہ عمل ہے۔ جس قصبہ یا شہر میں ایک آدمی بھی مرنے کو تیار ہے اس کو سرخ کرتے پہن کر اپنے گلے میں پھولوں کے ہار خود ڈال کر بازاروں میں چکر لگاتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ میں مجلس احرار اسلام کے حکم کے مطابق مرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ ایک ایسی تقریب ہے جس کے اثر کو کوئی طاقت زائل نہیں کر سکتی۔ [illegible] کارکن پہلے اور دوسرے [illegible] قید ہوتے چلے جائیں۔ وہ اس امر کا خیال نہ کریں کہ ان کے بعد تحریک کا کیا حال ہوگا۔ تحریک ہماری کوششوں سے اس درجہ پر نہیں پہنچی جس نے چلائی ہے۔ وہ اس کو زندہ رکھیگا۔

صوبہ سرحد اور سندھ کے مسلمان رضاکار بھیجنے شروع کر دیں مگر ان کا خرچ بھی انہیں کو برداشت کرنا ہوگا۔

سرحد کی اسلامی غیرت سے اپیل

ہماری اسلامی تحریک میں صوبہ سرحد نے تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے زیادہ مالی اور جانی قربانی دی۔ مگر کشمیری مسلمان علانیہ قتل ہوا۔ سات سات برس کی بچیوں سے ڈوگرہ سپاہیوں نے زنا کئے۔ تین تین برس کے بچے مارے گئے۔ عورتوں کے حمل گرائے گئے۔ ساڑھے چھ سو آدمیوں کو قید کرایا گیا۔ مگر صوبہ سرحد کے مسلمان کی غیرت نے نہایت خاموشی سے اس کا جواب دیا۔ کیا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ صوبہ سرحد کی اسلامی غیرت کو شیلنزم کہا گیا ہے۔

مالی امداد

مسلمانوں نے خوب روپیہ دیا ہے اور دے رہے ہیں۔ مگر اس معاملہ میں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ایثار کی ضرورت ہے۔ جنگ اور بیکاری میں تخمیل اور اندازہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔

نعرے یہ لگائے جائیں

نعرۂ تکبیر	اسلام	مجلس احرار	الٰہی بخش شہید	میر الٰہی بخش شہید
اللہ اکبر	زندہ باد	زندہ باد	زندہ باد	زندہ باد

دعاء

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے راستہ میں خلوص اور بہادری سے مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

(آزاد بیورو ایجنسی لاہور)

دیہات میں مخالفین کا غلط پروپیگنڈہ

سیالکوٹ ۱۲ نومبر۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ [illegible] میں اس خالص اسلامی تحریک کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں [illegible] یہاں فتح دین کا نام معلوم ہوا ہے کہ ان حکومت [illegible] کہ اگر ہماری ملت میں خلیل ہے تو بہتری مدد کی امر کا [illegible]

۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء

جاں نثاران اسلام کے ساتھ جیلوں میں بے رحمانہ سلوک

پنجاب کونسل کے مسلم اراکین سے اپیل

گرفتاری سے پہلے مولانا محمد داؤد غزنوی کا بیان

لاہور ۲۹ نومبر۔ ریاست کشمیر کے مختلف جیلوں میں افسوسناک طریق پر رضاکاران احرار حکومت کشمیر کے بے رحمانہ تشدد اور ظالمانہ برتاؤ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اسقدر بے رحمانہ سلوک کیا جا رہا ہے کہ شاید ہندوستان کی کسی جیل میں ایسا سلوک کبھی بھی کسی تحریک کے سلسلہ میں ہوا ہو۔ رضاکاروں کو ایسی غذا دی جاتی ہے کہ جسے انسان تو کیا حیوان بھی نہیں کھا سکتے۔ سخت سردی کے ہوتے ہوئے بھی ایک ایک کمبل مہیا کئے گئے ہیں۔ بہت سے رضاکار ردی خوراک اور بدانتظامی کی وجہ سے بیمار ہو گئے ہیں۔ بیماروں کے لئے طبی امداد بھی بہم نہیں پہنچائی جاتی۔ بہت سے رضاکاروں کی زندگی خطرے میں ہے۔ اور جیل میں ہندو داروغوں کا ظالمانہ اور توہین آمیز سلوک ان پر مستزاد ہے۔

پنجاب کے جیلوں میں تشدد

پنجاب میں سیالکوٹ، جہلم، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور لاہور کے جیلوں میں بھی دو ہزار کے قریب رضاکار مقید ہیں۔ ان جیلوں میں بھی ان کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا جا رہا ہے۔ لاہور بورسٹل جیل میں بے حد تشدد کیا جا رہا ہے۔ ایک ایک کوٹھڑی میں دو دو تین تین رضاکاروں کو بند کر دیا گیا ہے۔ اور رات دن بند رکھا جاتا ہے۔ اور انہیں اسی کوٹھڑی میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو کر قضائے حاجت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ برتن نہیں۔ پانی کے لئے برتن دئے گئے ہیں۔ ستر کافی کمبل دئے گئے ہیں۔ اور اس طرح ان کو معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جہلم میں بھی بے حد تشدد کیا جا رہا ہے۔ رضاکاروں کو بید لگا کر معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس وقت تک جتنے مسلمان قید ہو چکے ہیں ان میں سے سینکڑوں ایسے ہیں جنہیں اے اور بی کلاس کے مستحق ہیں۔ مگر گورنمنٹ نے ابھی تک کسی ایک کو بھی اے کلاس یا بی کلاس کی مراعات جیل میں نہیں دیں۔

مسلم اراکین کونسل اور اسمبلی توجہ فرمائیں

اسلام کے ان جاں نثار سپاہیوں کے ساتھ یہ تمام مظالم اس لئے ہو رہے ہیں کہ اعتدال پسند حضرات پنجاب کونسل اور اسمبلی کے مسلم اراکین بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ اگر وہ اس وقت جیلوں میں نہیں جا سکتے تو کم از کم ہمدردی کا اظہار تو وہ ضرور کریں۔ میں مانتا ہوں کہ صرف قید ہونا ہی اس وقت خدمت اسلام نہیں بلکہ قید ہونے والوں کی خدمت کرنا اور ان کی تکالیف کو حتی الامکان کم کرنا بھی خدمت ہے۔ اسلئے میں اسلام کے نام پر اسمبلی اور پنجاب کونسل کے تمام مسلم ممبران سے اپیل کروں گا کہ وہ بہت جلد اپنی توجہ ان سرفروشان اسلام کی خدمت کی طرف منعطف کریں۔ اپنا اثر اور رسوخ پورے طور پر استعمال کر کے حکومت کو مجبور کریں کہ جیلوں میں احرار کے ساتھ سیاسی قیدیوں کا سا سلوک کریں۔ اور کسی قسم کا تشدد نہ کیا جائے۔ اور تنگ کر کے معافی منگوانے کی ذلیل حرکت کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

غیر سرکاری جیل وزیٹر کا فرض

جیلوں کے غیر سرکاری مسلم وزیٹر بالکل خاموش بیٹھے آرام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس وقت تک کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔ ان کا فرض ہے کہ ہر روز اپنے مقامی جیل میں جا کر رضاکاران احرار کی شکایات پر دلی توجہ اور ہمدردی کے ساتھ سنیں۔ اور ان شکایات کو دور کرنے میں پوری طاقت صرف کر دیں۔

اسلامی اخبارات سے اپیل

تمام اسلامی اخبارات سے نہایت مخلصانہ اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اسلام اور کفر کی اس آویزش میں جبکہ کفر کی ساری طاقتیں اسلام کی عزت و حرمت کی حفاظت اور جان نثار جماعت کو پامال کر دینے کا فیصلہ کر چکی ہیں۔ آپ اپنے فرض کو پہچانیں۔ اخبارات کے کالموں کو اس پرامن جنگ کے بیانات کے لئے وقف کر دیجئے۔ رضاکاروں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق پوری قوت سے آواز بلند کیجئے۔ اور قواعد جیل کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کرنے کے لئے حکام جیل کو مجبور کر دیجئے۔ خدائی نصرت ہم سب کے شامل حال ہو۔ علیک توکلنا و الیک انبنا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

(مولانا) محمد داؤد غزنوی۔ جنرل سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب

گرفتاری سے پہلے مولانا احمد علی صاحب کا بیان

۱۳ دن میں ۱۳ ہزار رضاکاروں کی گرفتاری

اس مہینہ کے اندر تیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار ہو جانا چاہئیے

حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب ہونیر ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب نے اپنی گرفتاری سے پہلے یہ بیان برائے اشاعت اخبارات کو دیا ہے۔

مجھ کو آج سے چند روز قبل دینی خدمات مجلس احرار اسلام پنجاب کے سپرد کر دی گئی تھیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو درس جہاد دینے اور قربانی و ایثار کا سبق پڑھانے ہوئے ایک مدت ہو گئی تھی۔ میرے خیال میں اس درس مقدس کو جامہ عمل پہنانے کا وقت آ گیا تھا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس پرامن جنگ میں حصہ لوں۔ میں اپنے تمام دوستوں سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ اسلام کے نام کو بلند کرنے کے لئے میدان عمل میں نکلیں گے۔ ہر چند کہ انگریزی نے پنجاب میں دس ماہ کی (مدو جہد) سول نافرمانی کے دوران میں دس ہزار والنٹیر دئے۔ اور مسلمانوں نے اس کے مقابلے میں تیرہ دن میں تیرہ ہزار والنٹیر جیلوں میں بھیج دئے۔ لیکن میں اس تعداد سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس مہینے کے آخر تک تیس ہزار مسلمان ضرور جیل خانوں میں پہنچ جانے چاہئیں۔ تاکہ دنیا پر ثابت ہو کہ مسلمانوں سے زیادہ دنیا میں کوئی ایثار پیشہ قوم نہیں۔ آخر میں مسلمانوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب حکام اس تحریک کو فنا کرنے کے لئے مختلف بیانات اور اعلانات شائع کریں گے تاکہ مسلمان بزدل ہو جاویں۔ لیکن میں مسلمانوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہر ضلع کو سیالکوٹ کا دوسرا نمونہ بنا دیں گے۔ مسلمانوں، بہنوں کو چھوڑو۔ اب تو مسلمانوں کی عزت اللہ کے ہاتھ ہے کہ اس تحریک کو ملکر کامیاب بنائیں۔

(حضرت مولانا) احمد علی (صاحب) ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب

شہید ملت مہر دین کے جنازہ کا عظیم الشان جلوس

نماز جنازہ میں ہزارہا فرزندان توحید کی شرکت

سیالکوٹ ۱۲ نومبر۔ آج ایک نوجوان بہادر سپاہی اپنے مستقبل سے بے خبر ہو کر میدان جنگ میں جانے والے تاریخ خونریزی نعش مبارک ٹھیک ساڑھے بارہ بجے سیالکوٹ کے وسیع میدان کانٹ پارک میں لائی گئی۔ شہید ملت مہر دین نڈر غلام و نیک خصلت مسلمان کا مجاہد بیکر میدان میں لایا گیا۔ آج وہ ہمارے حال سے بے خبر ہے۔ آج وہ نہیں جانتا کہ جنگ میں اس نے قدم رکھا تھا وہ کس منزل تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن اس کی شہادت نے قوم کے اندر زندگی کی لہر پیدا کر دی ہے۔ اس مقدس انسان کی نعش میں میدان شہادت کی طرف دعوت دے رہی ہے۔ شہید کی بند آنکھوں نے ہمیں سبق دیا کہ ضرورت سے آنکھیں بند کر کے اسلام کے لئے جان دے دو۔ اور شہید کے بند لبوں نے یہ تنبیہ کی کہ میدان جنگ میں ظالم کی گالی کا جواب نہ دینا۔ ...

شیخ حسام الدین صاحب کی گرفتاری کے مزید کوائف

انبوہ کثیر میں ہیجان عظیم

سیالکوٹ ۱۱ نومبر۔ ناظرین پر یہ ظاہر ہے کہ شیخ حسام الدین صاحب کی زبان زیر دفعہ ۱۴۴ بند ہو چکی تھی۔ مجلس احرار پنجاب کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے بعد آپ نے شہید مہر دین کی نعش مبارک پر اس دفعہ کی دھجیاں اڑائیں۔ آپ نے جنازے کے جلوس پر بھی چار بجے تک پولیس حکم کے پرزے پرزے کر کے رکھ دئے۔ اب شیخ صاحب گرفتاری کے انتظار میں تھے لیکن دوران جلوس حکومت کی خاموشی پر حیرت پیدا ہوئی۔ آخر کل آپ نے بذریعہ منادی اعلان کیا کہ آپ دستہ لیکر جائیں گے۔ آپ کے ہمراہ جو جانا چاہے نام لکھوا دے۔ ... نماز ظہر کے وقت مقامی سیالکوٹ دار کیمپ میں جمع ہوئے لیکن روانگی سے پیشتر شیخ صاحب نے چاہا کہ شہر کو آخری پیغام دے جائیں۔ ...

... شیخ صاحب نے تقریباً ... دستہ ... ایسی وقت یعنی بارہ بجے رات شیخ صاحب دستہ کو لیکر مورچہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دستے کے ہمراہ بے اندازہ ہجوم بھی تھا۔ رام تلائی سے نکلکر جب بھابڑہ کشمیر قلعہ کے قریب پہنچا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے شیخ صاحب کو ہاتھ سے پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب خلاف ... سپرنٹنڈنٹ نے ہر دیہہ کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دستہ اور ہجوم بالکل پرامن رہا۔ اس مجمع پر تمام حکام ضلع موجود تھے۔ دستہ نے بھی شیخ صاحب کے پیچھے جانا چاہا لیکن پولیس نے روک دیا۔ اور وہ سڑک پر بیٹھ گیا۔ ہجوم بھی فلک شگاف نعروں کے ساتھ دستہ کے پیچھے ہو لیا۔ شیخ صاحب کو قلعہ پر لیجا کر دوسرے راستے سے جیل پہنچا دیا گیا۔ جب ہجوم کو خبر ہوئی تو انسانوں کے اس بے پناہ سمندر نے جیل کا رخ کیا۔ پولیس نے راستے میں ریل کا پھاٹک بند کر کے راستہ مسدود کرنا چاہا۔ مگر کسی نہ کسی راستے سے یہ تمام ہجوم جیل کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ تمام افسران وہاں پہنچ چکے تھے۔ دستہ اور ہجوم کو منتشر ہونے کا حکم دیا گیا۔ مگر سب نے یک زبان ہو کر مطالبہ کیا کہ دستہ کو شیخ صاحب کے پاس پہنچایا جائے ورنہ ... رضاکار شیخ صاحب کے پاس پہنچ گئے اور ہجوم نعرے لگاتا ہوا شہر کو واپس آ گیا۔

اس گرفتاری کے متعلق ... کے علاوہ دستہ لیکر جا چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ... کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چنانچہ سنا جاتا ہے کہ ... اور مولوی غلام فرید صاحب کے وارنٹ بھی جاری ہو چکے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان گرفتاریوں سے کارکن ختم نہیں ہو سکتے نہ تحریک بند ہو سکتی ہے۔ ابھی احرار اسلام کے ہزاروں شیدائی سیالکوٹ میں موجود ہیں۔ یہ تو خوشی کا مقام ہے کہ حکومت گرفتاریوں کا دروازہ کھولتا اس سے منزل کامیابی دور نہیں بلکہ نزدیک تر ہو جائے گی۔

لدھیانہ میں گیارہ احراری رضاکاروں کی گرفتاری

مولانا محمد نعیم اور مولانا حبیب الرحمن کے بھائی زندان فرنگ میں

لدھیانہ ۳ نومبر بذریعہ ٹیلیفون سات بجے شام کو اطلاع آئی ہے کہ ساڑھے گیارہ بجے مولانا محمد نعیم، ماسٹر تاج الدین، ڈکٹیٹر مجبوب عالم قریشی، مولوی محمد یحییٰ برادر بزرگ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اور گیارہ احراری رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ رضاکاروں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا بھی دے دی گئی۔ مولانا محمد نعیم کی بجائے عبدالغفور صاحب ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی زندہ باد

مولانا موصوف کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین

لاہور ۲۹ نومبر۔ آج شب کو یہ خیال تھا کہ ہی گرفتار کر لیا جاؤں گا۔ ...

ارکان اسمبلی کے نام صدر مجلس احرار کا پیغام

احراری مجبوسین پر جیل میں مظالم کے خلاف احتجاج

ایک ہزار رضاکار زخمی ہو چکے ہیں

رضاکاروں کی کل تعداد

مسلمانان آگرہ کی طرف سے مجلس احرار کی امداد

علمائے کرام کی سرفروشی

مجلس احرار کے پانچویں ڈکٹیٹر کا تقرر

مہاراجہ کشمیر، مسٹر گلینسی اور مسٹر جنکن کے نام برقی پیغام

شہید الٰہی بخش کے قاتل کے ظالمانہ رویہ پر احتجاج

میونسپل کمشنر صاحبان اپنے وفد لیکر کشمیر روانہ ہو گئے

خواتین کے ایک دستہ کی کشمیر کو روانگی

میونسپل کمشنروں کے قافلہ کی گرفتاری

مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے مقدمہ کی کارروائی

عدالت عالیہ لاہور کے حکم سے مقدمہ ملتوی کر دیا گیا!!

ہائی کورٹ نے مقدمات کی مسلیں طلب کر لی ہیں

دہلی ۱۸ نومبر۔ مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں مسٹر البیر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دونوں مقدموں میں فرد جرم لگا دی تھی اور چونکہ شاہ صاحب کی طرف سے ہائی کورٹ میں انتقال مقدمہ کا مرافعہ دائر کر دیا گیا تھا اس لئے عدالت سے درخواست کی گئی تھی کہ تا فیصلہ عدالت عالیہ مقدمہ کو ملتوی کر دے۔ مگر مسٹر البیر نے التوائے مقدمہ کی درخواست کو نامنظور کرتے ہوئے مقدمہ کی کارروائی جاری رکھی اس پر وکیل صفائی مسٹر آصف علی صاحب بطور احتجاج عدالت سے چلے آئے اور شاہ صاحب نے بھی مقدمہ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

جمعہ کے روز مسٹر رضا مرزا صاحب وکیل صفائی نے مقدمہ میں حصہ لیا اور عدالت سے کہا کہ میرا موکل استغاثہ کے گواہوں پر مکرر جرح کرنا چاہتا ہے چنانچہ عدالت نے شاہ صاحب سے دریافت کیا اور آپ نے بھی یہی فرمایا کہ استغاثہ کے گواہوں پر مکرر جرح کی ضرورت ہے۔ اس پر عدالت نے ۱۷ نومبر کی تاریخ لگا دی۔

کل پھر مقدمہ کی سماعت کے لئے شاہ صاحب عدالت میں تشریف لے گئے۔ آپ سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کہا کہ چونکہ ہائی کورٹ لاہور سے التوائے مقدمہ کا تار آ گیا ہے اس لئے آج کی کارروائی شروع نہیں ہو سکتی اس لئے مقدمہ کی آئندہ سماعت کیلئے ۲۵ نومبر مقرر کی جاتی ہے۔ اگر اس دوران میں عدالت عالیہ نے کوئی فیصلہ کر دیا تو خیر ورنہ ۲۵ نومبر کو پھر حاضر عدالت ہو جانا۔ مجسٹریٹ نے یہ بھی کہا کہ ہائی کورٹ نے مقدمات کی مسلیں بھی منگا لی ہیں۔

انتقال مقدمہ کی درخواست اولاً مسٹر پول کی عدالت میں دی گئی تھی جو نامنظور کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کی نقل بھی ہائی کورٹ نے طلب کی ہے جو روانہ کر دی گئی ہے۔

دہلی کے ایک مقامی اخبار نے لکھا تھا کہ شاہ صاحب کو عدالت نے سزا کر دی ہے یہ خبر بالکل غلط ہے۔ ایک دوسرے مقامی اخبار نے یہ لکھا ہے کہ ۲۵ نومبر تک التوا ہے البتہ انتقال مقدمہ کی درخواست منظور ہو گئی ہے۔ یہ خبر بھی غلط ہے ابھی تک عدالت عالیہ نے انتقال مقدمہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ (نامہ نگار)

مسجد شاہ گل میں پانچ ہزار مسلمانوں کا اجتماع عظیم

اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے اور حمیت اسلامی کا شاندار مظاہرہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی بصیرت افروز تقریر

[illegible]

حضرت ناظم الجمعیۃ کی تقریر

[illegible]

وفاقی تعمیری کمیٹی کا اجلاس پھر شروع ہو گیا

افواج۔ مالیات۔ تجارتی امتیازات اور امور خارجہ پر بحث

مسلم مندوبین کی مشروط شرکت

لندن ۱۷ نومبر۔ فیڈرل تعمیری کمیٹی کے آج صبح کے اجلاس میں لارڈ سانکے ... نے فرمایا کہ حکومت کی خواہش ہے کہ گول میز کانفرنس کے منتشر ہونے سے قبل افواج، امور خارجہ، مالیات اور تجارتی امتیازات وغیرہ اہم امور پر فیڈرل تعمیری سب کمیٹی کے اجلاس میں غور کر لیا جائے۔ وزیر اعظم نے فرمایا کہ ان کو اس خیال سے بہت پریشانی ہو رہی ہے کہ کانفرنس میں اب تک ان معاملات پر غور نہیں کیا گیا۔ لارڈ ریڈنگ نے بھی فرمایا کہ اگر ان معاملات پر ڈیلی گیٹوں کی رائے حاصل نہیں کی گئی تو یہ امر باعث افسوس ہوگا۔

مسٹر جناح نے اس امر پر اظہار ... کیا ... ان کے سوالات ... امور ... ہندوستانیوں کا حکومت کی پالیسی پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ مسٹر لیز اسمتھ نے اس امر کی تائید کی۔

مسلم مندوبین نے گورنمنٹ کو انتباہ کیا کہ اگر فیڈرل تعمیری سب کمیٹی کا کام ختم بھی ہو جائے تو اس سے گول میز کانفرنس کا خاتمہ نہ ہوگا بلکہ کانفرنس کے تمام کام کا خاتمہ ہو جائیگا جو کہ حکومت کی پالیسی کا اہم جزو ہے۔ ... مسٹر جناح نے فرمایا کہ مسلم ممبران اپنے ڈیلی گیٹوں سے مشورہ کئے بغیر مندرجہ بالا معاملات پر بحث کرنے سے معذور ہیں ...

یوم شہید ظہیر الدین

۲۰ نومبر بروز جمعہ منایا جائے

شہید ظہیر الدین اسلام کا وہ تیسرا مایہ ناز فرزند تھا جو اسلام کی عزت اور امت مسلمہ کے حقوق کی نگہداشت کے لئے سر سے کفن باندھ کر گھر سے نکلا ... میں پولیس کے تشدد کا شکار ہو کر اپنا خون کشمیر کی سرزمین پر بہا دیا ... اسلام کی قربانگاہ پر نثار کیا ہے وہ یقیناً اس کا مستحق ہے کہ اس کی یاد میں ایک دن منایا جائے ... نماز جمعہ کے بعد عامۂ مغفرت کی جائے۔ مسلمانوں کو احرار کے علم کے نیچے اسلام اور امت مسلمہ کی عزت و ناموس پر قربان ہونے کے لئے تیار کیا جائے ... امید کی جاتی ہے کہ وہ اس دن کو پوری شان سے منا کر ثابت کر دیں گے کہ مسلمان قوم زندہ ہے اور اسلام کی عزت کے لئے ہر ممکن قربانی کر سکتی ہے ... جلد از جلد مجلس احرار پنجاب لاہور کے نام روانہ کر دیں تا کہ اس تحریک کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھا جائے اور رضا کار بھرتی کئے جائیں۔

سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب

نمک کے محصول میں اضافہ کی تجویز منظور ہو گئی

خط اور لفافہ کی قیمت میں اضافہ کی تجویز مسترد

اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی

دہلی ۱۷ نومبر۔ آج اسمبلی کا اجلاس حسب معمول گیارہ بجے منعقد ہوا۔ مسٹر ... نے تجویز ... نمک پر بحث شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت کی نظر ہمیشہ غریب کے نمک اور امیر کے پیسے پر لگی رہتی ہے۔ حکومت نے میزانیہ ... بجٹ کا توازن قائم کرنے کے لئے جو حکمت عملی اختیار کی ہے آپ نے اس پر شدید نکتہ چینی کی۔

آپ نے ایوان کو مطلع کیا کہ ایک ہندوستانی کی اوسط آمدنی ... ہے۔ نمک انسان اور حیوان دونوں کے لئے مفید ہے اور زندگی کا ایک جزو ہے اس لئے اس پر مزید محصول عائد کرنا نہایت غیر مناسب ہوگا۔ آپ نے مسٹر ... کی تحریک کی حمایت کی۔ ... نے کہا کہ ... اضافہ کرنا ... بوجھ زیادہ نہیں ہے جسے ... برداشت نہ کر سکیں۔ آپ نے تحریک کی مخالفت کی۔

... نے نمک پر محصول کی مخالفت کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ حکومت ... خسارہ کو غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر مزید محصول عائد کر کے پورا کیا جا سکتا ہے ... طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ صرف ان لوگوں کے متعلق ہے جو ساحل سمندر کے کنارے ...

... نمک کے محصول کے متعلق مسٹر ... کی ترمیم پر بالآخر رائے شماری کی گئی اور ترمیم ... ووٹوں کے مقابلہ میں ... منظور ہو گئی۔

مسٹر ... نے لفافوں اور کارڈوں کی قیمت میں اضافہ کی سخت مخالفت کی۔ ... نے اپنی تقریر میں کہا کہ ... لفافوں اور خطوط کی قیمت میں اضافہ کی سخت مخالفت کی لیکن مسٹر ... ان کی حمایت کی ... مسٹر ... کی دوسری ترمیم پر رائے شماری کی گئی اور حکومت کو ... آراء کے مقابلہ میں ... آراء سے شکست ہوئی۔

شام اور عراق کی سرحد کا پیچیدہ مسئلہ

فرانس اور برطانیہ کی جمعیۃ الاقوام سے درخواست

لندن ۱۷ نومبر۔ برطانیہ اور فرانس کی ایک ضروری خط و کتابت جنیوا میں شائع کر دی گئی ہے اس خط و کتابت میں اس امر کی درخواست کی گئی ہے کہ عراق اور شام کے درمیان کی سرحد کا مسئلہ جمعیۃ الاقوام کی کونسل میں طے ہو جانا چاہئے۔ یہ بھی استدعا کی گئی ہے کہ ۱۷ نومبر کو پیرس میں جمعیۃ الاقوام کی ایگزیکٹو کونسل کا جو اجلاس شروع ہونے والا ہے اس کے ایجنڈہ میں اس سوال کو شامل کر لیا جائے۔ اس مراسلت میں بیان کیا گیا ہے کہ برطانیہ اور فرانس عراق اور شام کی درمیانی سرحد کے مسئلہ کو طے کرنے میں سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئی ہیں اس لئے ان دونوں حکومتوں کی جمعیۃ الاقوام سے درخواست ہے کہ وہ اس کا تصفیہ ایک ایسے طریقہ سے کرے جو دونوں کے لئے قابل قبول ہو۔ فرانس اور برطانیہ نے جمعیۃ الاقوام سے یہ بھی سفارش کی ہے کہ وہ ایک کمیٹی مقرر کرے جو موقعہ پر ہو کر اس سرحدی مسئلہ کا مطالعہ کرے۔ (رائٹر)

چین اور جاپانی افواج میں زبردست معرکہ

جاپانیوں نے ایک گاؤں پر قبضہ کر لیا

روس کی طرف سے چین کو امداد

لندن ۱۸ نومبر۔ آج صبح دریائے نونی کے قریب جاپانی پیدل اور سوار فوج توپخانہ اور جنگی طیارے چینی افواج کو پسپا کرنے میں مصروف رہے۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ... شمال مشرق کی طرف پیچھے ہٹنا پڑا اور نونی ریلوے ... میں تو ... کر دی۔ اس معرکہ میں سات جاپانی مارے گئے اور دو زخمی ہوئے۔ جنرل ... دوسرے فریق کو اقدام کرنے میں ملزم ٹھہرا رہا ہے۔

ٹوکیو سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس کی طرف سے چینیوں کے درمیان اسلحہ تقسیم کئے جا رہے ہیں لیکن روس کے وزیر خارجہ نے جاپانیوں کے اس الزام کی پرزور تردید کی ہے۔

جمعیۃ الاقوام میں چینی اور جاپانی مسئلہ

منچوریا کی حالت پر غور و خوض!

لندن ۱۸ نومبر۔ آج سہ پہر کو لیگ کونسل کا اجلاس مسٹر برائنڈ فرانسیسی وزیر خارجہ کی صدارت میں منچوریا کی صورت حالات پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوگا ... جاپانی ڈیلی گیٹوں میں اضافہ ہو جانے کا ... لندن روم اور ... سے بھی جاپانی سفیر شرکت کے لئے آ رہے ہیں۔ عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ صورت حالات پر ... غور کیا جائے گا ... تجویز کئے جائیں گے ... حکومت چین اور جاپان دونوں اپنی اپنی افواج کو واپس بلا لیں اور کسی مزید کشت و خون نہ ہو۔

مسٹر ولیرز کے حملہ آور کو دس سال قید کی سزا

عدالت میں ملزم کا اقبال جرم

کلکتہ ۱۸ نومبر۔ یوروپین ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر ولیرز پر ان کے دفتر میں قاتلانہ حملہ کے مقدمہ کی سماعت ... ملزم بمل کمار ... دس سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنا دیا۔ ملزم نے جرم کا اقرار ... کے وکیل نے ... گمراہ کن حب وطن ... سے تعبیر کیا اور اسے بعض گزشتہ واقعات کی وجہ سے مشتعل ہو جانے کا نتیجہ قرار دیا۔ مسٹر ولیرز نے اپنے بیان میں ... تفصیل بیان کی اور ... ملزم کی جب ... تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے دو سفید پیکٹ ملے تھے۔ وکیل استغاثہ نے عدالت کو مطلع کیا کہ اس پیکٹ کا سرکاری محقق ادویات نے معائنہ کیا تو ... ایک قسم کا زہر ... تھا۔

صدر اور ناظم جمعیۃ علماء ہند لاہور روانہ ہو گئے

مجلس احرار کی مجلس خصوصی میں شرکت

دہلی ۱۸ نومبر۔ لاہور سے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی خدمت میں تار موصول ہوا تھا جس میں موصوف سے استدعا کی گئی تھی کہ آپ اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند ... فوراً لاہور تشریف لے آئیں تا کہ ضروری امور پر آپ کی موجودگی میں غور کیا جا سکے۔ چنانچہ آج صبح ہی ... سے صدر اور ناظم جمعیۃ علماء ہند لاہور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بھی تشریف لے گئے ہیں۔

جریدہ "اصلاح" کابل

کابل اس وقت سیاسی اور تمدنی ترقی کے میدان میں قدم رکھ رہا ہے اور افغانستان کے غیور مجاہد اپنے وطن عزیز کی اصلاح و ترقی کے لئے بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں اخبارات اور رسائل کو تمدن و ترقی کا ایک زبردست حربہ سمجھا جاتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ بغیر معقول اور نفیس اخبارات کے آج دنیا کی کوئی حکومت اور قوم مستحکم بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اس اصول کے ماتحت خاص کابل سے متعدد اخبارات اور رسائل شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں جو مذہب و ملت اور وطن و قوم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جریدہ اصلاح افغانستان کا ایک وسیع اور کثیر الاشاعت اخبار ہے جس میں مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور اصلاحی مضامین کے علاوہ افغانستان کی تمام ضروری خبریں شائع ہوتی ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ افغانستان کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس اخبار کا مطالعہ کریں جو مذہبی اور سیاسی اعتبار سے ممتاز درجہ رکھتا ہے۔

اصلاح کا سالانہ چندہ نو روپے بارہ آنہ سکہ شاہی ہے۔ اسی طرح کابل سے ایک ماہوار رسالہ "کابل" نکلنا شروع ہوا ہے جس کا مقصد علمی اور تاریخی مضامین کا شائع کرنا اور ادبی خدمات انجام دینا ہے۔ رسالہ کی سالانہ قیمت مع محصول ڈاک ... افغانی ہے۔

باغیوں کے کیمپ پر فوج کا حملہ

ایک باغی کی ہلاکت۔ اسلحہ پر پولیس کا قبضہ

رنگون ۱۷ نومبر۔ ... حال کو برما رائفلس کے ایک دستے نے ضلع پروم کے ایک موضع میں باغیوں کے کیمپ پر چھاپہ مارا اور دو باغیوں کو ... اور دیگر کو گرفتار کر لیا۔ ... سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ... پروم کے ڈاکے ... اور ایک شخص کو قتل کر دیا ... مالک مکان اور اس کے لڑکے کا اغوا کیا ... ضلع پروم میں فوجی دستوں نے باغیوں کے کیمپوں پر چھاپہ مارا ...

مجلس احرار اسلام پنجاب کی حق پرستانہ سرگرمیاں

پنجاب کے طول و عرض میں اسلامی زندگی کے زبردست آثار

پانچویں ڈکٹیٹر کی گرفتاری اور چھٹے ڈکٹیٹر کا تقرر

گرفتاری کے وقت مولانا محمد چراغ کا بیان

حکومت ہند کی مداخلت نے حالات کو پیچیدہ کر دیا ہے

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب ڈکٹیٹر پنجم مجلس احرار اسلام نے اپنی گرفتاری کے وقت مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت اخبارات کو دیا:-

خدا کا شکر ہے کہ جس عظیم الشان کام کو حضرت مولانا احمد علی صاحب ڈکٹیٹر چہارم مجلس احرار اسلام پنجاب نے میرے سپرد کیا اس کی تکمیل کا وقت آگیا ہے۔ مجھ جیسے کمزور انسان کی حقیر خدمات کو اس مالک حقیقی نے منظور فرمایا ہے۔ اسلام و ملت مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے مجھ کو جیل جانے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔

معاملات کشمیر میں گورنمنٹ نے مداخلت کرکے حالات کو پیچیدہ کر دیا ہے۔ ہر جگہ آرڈیننس جاری کردئے گئے ہیں۔ گرفتاریاں شروع ہیں۔ رضاکاروں پر ہر قسم کے ناجائز دباؤ ڈالے جارہے ہیں۔ حکومت اس قلیل عرصہ میں اپنے ہتھیاروں پر اترآئی ہے۔ گمنام اور بے اثر انسانوں کے نام سے مجلس احرار اسلام کے خلاف اعلانات چھپ رہے ہیں۔ میں گورنمنٹ کو بتلادینا چاہتا ہوں کہ ان حرکات سے کچھ نہ بنے گا۔ اور یہ تحریک جو خدا کے پیغمبر کی زبان اور مظلوم بندوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے شروع کی گئی ہے پنجاب کی حدود سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل کر ایک عالمگیر حیثیت اختیار کریگی۔ میں مسلمانان ہند سے امید کرتا ہوں کہ وہ حکومت کے کسی فریب میں نہ آئیں گے اور عدم تشدد کے اصول پر کاربند ہوتے ہوئے پوری ہمت اور مستقل مزاجی سے کام کو جاری رکھیں گے۔ اور تحریک کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک کہ مسلمانان کشمیر کو ذمہ دار حکومت نہ مل جائے۔ میری دعا ہے کہ یہ تحریک بیش از بیش جاری رہے اور خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے۔

(مولانا) محمد چراغ ڈکٹیٹر پنجم

مجلس احرار اسلام پنجاب

۱۶ رضاکاروں کو سزائیں

مسلمانوں کا زبردست جلوس

راولپنڈی ۱۳ نومبر۔ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی ہے کہ آج ۔۔۔ ۱۶ رضاکاروں کو تین تین ماہ کی قید کا حکم سنایا گیا۔ سید داؤد حسین کپتان جو مجروح تھے ان کو دو ماہ کی قید کا حکم سنایا گیا۔

آج جامع مسجد سے ہزار ہا مسلمانوں کا جلوس نکالا گیا اور کپتان اور اس کا دستہ گرفتار ہوا۔

یہاں مولانا حکیم عبدالغنی صاحب ڈکٹیٹر دہلی تشریف لائے ہیں۔ امرتسر کا جو دستہ لاہور سے روانہ ہوا تھا یہاں پہنچ گیا ہے۔

ماتحت مجالس کو ضروری ہدایات

ماتحت مجالس مجلس احرار اسلام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ ذیل امور کی اطلاع روزمرہ صدر دفتر مجلس احرار اسلام پنجاب کو بہ حالت میں پہنچاتے رہیں:-

(۱) شہر میں تحریک کی عام حالت اور شہر میں اس کا اثر۔

(۲) موجودہ رضاکاروں کی تعداد۔ گرفتار شدگان کی تعداد اور ان کی میعاد سزا۔

(۳) جلسے جلوس اور ان کی مفصل رپورٹ۔

(۴) فراہمی صاحب۔

(۵) ڈکٹیٹر کا تقرر اور دوسرے ضروری حالات۔

محمد شفیع لدھیانوی آنریری سکرٹری

مجلس احرار اسلام پنجاب لاہور

پندرہ نومبر تک کتنے رضاکار جیل جا چکے ہیں؟

چودہ ہزار رضاکار حکومت کے مہمان ہوگئے

پنجاب کے مسلمانوں نے مجلس احرار کے حکم کے مطابق اس وقت تک بہترین تنظیم کا ثبوت دیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے انگریزوں کی بڑی سے بڑی حکومت بھی اس تحریک کو دبا نہیں سکی۔ وہ دن دور نہیں جب خود حکومت پکڑ دھکڑ سے باز آجائیگی۔ ۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء تک ۱۴۹۱۹ مسلمان رضاکار جیلوں میں جا چکے ہیں۔

(سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب)

کلکتہ میں شہید الٰہی بخش کیلئے دعائے مغفرت

کلکتہ ۵ ارنومبر۔ آج رات کو شیخ برادری کا ایک اہم جلسہ زیر صدارت میاں شمس الدین صاحب اوکھا دن منعقد ہوا۔ میاں محمد اسمعیل صاحب منشی والے کا خط پڑھا گیا۔ جو نہایت توجہ سے سنا گیا۔ تمام برادری نے شہید الٰہی بخش کے لئے دعا کی اور بہت موثر تقریریں ہوئیں۔ سات سو روپیہ چندہ اور تقریباً دو ہزار کے جمع ہونے کی امید ہے۔ جو مجلس احرار کو حسب ضرورت دیا جائیگا۔ مختلف مقام پر سب کمیٹیاں مقرر ہوگئی ہیں۔ میاں محبوب الٰہی وہرہ خزانچی مقرر ہوئے۔ کلکتہ اور دہلی میں کمل منائی گئی اور نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی۔

مسلمانان سہارنپور کا زبردست جلسہ

مجلس احرار اسلام پر اعتماد کا اظہار

مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان سہارنپور کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت مولوی انعام الحق صاحب منعقد ہوا جس میں مولوی محمد زکریا صاحب مولوی نور محمد خاں صاحب۔ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم اور مولوی اکرام الحق صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ اور شہید میراں بخش اور شہید الٰہی بخش اور دیگر شہدا کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اسکے بعد حسب ذیل تجویزیں بالاتفاق پاس ہوئیں اور منظور شدہ تجاویز ۔۔۔ کیا گیا۔

(۱) مسلمانان سہارنپور کا یہ عظیم الشان جلسہ ریاست کشمیر کے مظالم کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مہاراجہ کشمیر سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد ذمہ دار حکومت کا اعلان کریں اور ان وحشیانہ مظالم کا فوراً خاتمہ کر دے۔

(۲) مسلمانوں کا یہ جلسہ مجلس احرار اسلام پر پورا پورا اعتماد کرتا ہے اور احرار اسلام کو ان کی بے نظیر اسلامی ہمت قدمی اور کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور ہر طرح کی امداد کا یقین دلاتا ہے۔

(۳) یہ جلسہ قادیانیوں کی مجلس احرار اسلام کے خلاف بیہودہ سرائی و دراز خیالی کو بنگاہ نفرت دیکھتا ہوا تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہے کہ ان دشمنان ملک و ملت سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں اور ان کو امداد آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام سے یا اور کسی انجمن کے نام سے چندہ دیکر ان کے ممد و معاون نہ بنیں۔

(۴) یہ جلسہ حکومت برطانیہ اور حکومت پنجاب کو متنبہ کرتا ہے کہ حکومت ہر ایسے اقدام سے اجتناب کرے جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگے۔ کیونکہ مسلمان اس وقت مجروح ہیں۔

خادم محمد یسین خطیب بیٹ ہاؤس

نائب سکرٹری مجلس ماتحت جمعیۃ العلماء ہند

دو دستوں کی گرفتاری اور مزید رضاکاروں کی بھرتی

لائلپور ۱۹ نومبر۔ کو ۴ رضاکار ۱۰ نومبر کو ۱۶ رضاکار اور ۱۱ نومبر کو چھ رضاکاروں کے دو دستے گرفتار کئے گئے۔ ۱۳ نومبر کو شہید الٰہی بخش ڈے منایا گیا جس پر بہت سے رضاکار بھرتی ہوئے اور چندہ بھی جمع کیا گیا۔

چنیوٹ سے دو دستوں کی روانگی

چنیوٹ ۱۳ نومبر۔ یہاں سے ایک دستہ روانہ ہوگیا اور دوسرا دستہ دوسری ٹرین سے ۔۔۔ لدھیانہ کیلئے روانہ ہوگا۔ یہاں شہید الٰہی بخش کی شہادت نے زندگی ۔۔۔ دی ہے۔ ۔۔۔ شمس الدین کی تقریریں ہو رہی ہیں ۔۔۔ شہر میں ۔۔۔ بلکہ ۔۔۔ اور دیہات سے بھی ہر طرح کی امداد پہنچ رہی ہے۔

زعمائے پنجاب کی گرفتاری پر مبارکباد

مجلس احرار رہتک کی تجویز

بتاریخ ۱۴ نومبر مجلس احرار اسلام کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مستری عظیم الدین صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ رہتک زیر مسجد معماران منعقد ہوا جس میں بعد تلاوت قرآن شریف حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

(۱) مسلمانان رہتک کا یہ جلسہ جناب مولانا داؤد غزنوی، مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی، ماسٹر محمد شفیع صاحب کی گرفتاری پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے اس کے بعد رضاکاروں کا ایک جتھا کشمیر کے واسطے تیار کیا گیا جو مجلس احرار اسلام کے احکام کے مطابق عنقریب روانہ کیا جائیگا۔

سکرٹری مجلس احرار اسلام رہتک

مجلس احرار کے پانچویں ڈکٹیٹر کی گرفتاری

مولانا عبدالحنان چھٹے ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے

لاہور ۱۴ نومبر۔ مولانا احمد علی صاحب کی گرفتاری کے بعد مولانا محمد چراغ صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ ڈکٹیٹر مقرر ہوئے تھے۔ آج شام کے سات بجے آپ مجلس احرار کے جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے چوک نواب صاحب کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ہی گرفتار کرلئے گئے۔ آپ کی گرفتاری زیر دفعات ۱۰۷، ۱۴۴ تعزیرات ہند عمل میں آئی ہے۔ آپ نے مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند مسجد اسٹریلیا والی ڈکٹیٹر مقرر کئے۔

لدھیانہ میں گیارہ احراری رضاکاروں کی گرفتاری

مولانا محمد نعیم اور مولانا حبیب الرحمن کے بھائی زندان فرنگ میں

لدھیانہ ۱۴ نومبر بذریعہ ٹیلیفون سات بجے شام کو اطلاع آئی ہے کہ سارے گیارہ بجے مولانا محمد نعیم ماسٹر تاج الدین۔ ڈکٹیٹر مجیب عالم قریشی مولوی محمد یحییٰ برادر بزرگ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اور گیارہ احراری رضاکار گرفتار کرلئے گئے۔ رضاکاروں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا بھی دے دی گئی۔ مولانا محمد نعیم کی بجائے عبدالغفور صاحب ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

میں حکومت کا زیر بار احسان نہیں ہونا چاہتا

کانفرنس کی ناکامی پر گاندھی جی کے خیالات

مجھے کانگریس کے مطالبات میں کمی کرنے کا اختیار نہیں ہے

لندن ۱۴ نومبر۔ گزشتہ چار پانچ دن کے عرصہ میں گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کے نتائج ۔۔۔ گاگرچہ گول میز کانفرنس کے مندوبین پر کچھ اثر پڑا ہے۔ بعض لوگ تو بہت مایوس ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کانفرنس اگر کامیاب نہ ہوئی اور گاندھی جی یہاں سے مایوس گئے تو ہندوستان میں کانگریس کو روکنا ان کے لئے ناممکن ہوگا۔ کانگریس جماعت کا وہ طبقہ جو ابتدا سے گول میز کانفرنس کے خلاف تھا اور براہ راست کاروائی کا قائل تھا، اس کے سامنے گاندھی جی کچھ نہ کہہ سکیں گے۔

لیکن خود گاندھی جی پر اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہے۔ وہ اسی سکون و اطمینان کے ساتھ اپنے کام اور باہمی گفت و شنید میں مشغول ہیں جس طرح ابتدا میں تھے گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں نہ کچھ زیادہ امید تھی اور نہ کچھ مایوسی ہوئی ہے۔ آپ نے کانفرنس کی ناکامی کے متعلق اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات کے دوران میں تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات مندرجہ ذیل سوال و جواب کی صورت میں ظاہر کئے۔

س: وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے تصفیہ کے لئے ثالث کی جو تجویز پیش کی تھی۔ گاندھی جی آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟

گاندھی جی:- میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا کہ وزیر اعظم کے سامنے ہم لوگ بہ اتفاق کرکے یہ درخواست دیں کہ وہ ثالث بنکر اس مسئلہ کو طے کریں لیکن میں اس کی تشریح کر دینی چاہتا ہوں کہ میں نہ تو ذاتی طور پر مسٹر میکڈانلڈ کو ثالث بنانے کے خلاف ہوں اور نہ ثالث کے تقرر کرنے کے طریقہ کا مخالف ہوں۔ بلکہ برخلاف اس کے میں نے تو ہمیشہ متخاصم جماعتوں کے جھگڑوں کو ثالث کے ذریعے تصفیہ کی تائید کی ہے اور اس پر بارہا لوگوں کو آمادہ کیا ہے لیکن میں اس سے قطعاً الگ رہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم سے درخواست کی جائے کہ وہ اس معاملہ کو طے کردیں۔ لیکن مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے یہ تجویز بحیثیت مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے پیش نہیں کی ہے بلکہ بطور وزیر اعظم کے کی ہے، جہاں وہ وزارت برطانیہ کے نمائندہ ہیں اس لئے وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے کہتے ہیں اور میں اس کو فریق نہیں بن سکتا کہ اس مسئلہ کو ثالث طے کرے اسلئے میں اس بارے میں حکومت کی کوششوں کا زیر بار احسان نہیں ہونا چاہتا نیز میں کانگریس کے سیاسی مطالبات میں کوئی کمی کرنے کا بالکل اختیار نہیں رکھتا۔ میں صرف اس قسم کے تصفیوں کو قبول کر سکتا ہوں جو صاف طور پر ہندوستان کے مفاد کے لئے ہوں اسلئے میں کسی شرط کو قبول نہیں کر سکتا۔

وزیر اعظم کی درخواست مسترد

س: تو پھر کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر اعظم نے جو درخواست کی ہے اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور انہیں اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملیگا؟

گاندھی جی:- ۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب دستخط کرنے پر تیار ہو رہے ہیں اور وہ ایک مشترکہ خط لکھ کر اس پر مجھے بھی دستخط کرنے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم کی تجویز پر پیرا ارتضامندی اور دستخط کرنا بالکل لاحاصل ہے۔ کیونکہ میں تو کانگریس کا نمائندہ ہوں کسی مخصوص جماعت کا نہیں ہوں علاوہ بریں کانگریس کی شرائط کی رو سے میں اس بات کا پابند ہوں کہ میں ہر وہ سمجھوتہ منظور کروں جو ہندو، سکھ اور مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اسلئے اگر وزیر اعظم ثالث بن کر فیصلہ کرتے ہیں اور اس فیصلہ کو ہندو، مسلمان اور سکھ مان لیتے ہیں تو میں اسے منظور کرلونگا لیکن ایک اور طریقہ بھی ہے کہ سب جماعتیں اس خط پر دستخط کردیں جس میں وہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کو ثالث بنالیں لیکن ثالث کا ہر فیصلہ صرف ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے متعلق ہوگا اور اگر ان کا فیصلہ کسی اور ملت کے متعلق ہے تو میں اس کے متعلق یہ یقین نہیں کر سکتا کہ میں اسے ہی طرح مان لوں۔ کیونکہ میں مجبور ہوں کہ جب ہندوستان کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے کی ہر کوشش کا پورا مقابلہ کروں گا جس سے ہندوستان کی مجلس قانون ساز صرف مختلف ملتوں کا اکھاڑہ بن کر رہ جائے۔

صوبوں کی خودمختاری اور گاندھی جی

س: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ تھوڑی سی ترمیم کے بعد اس اسکیم کو منظور کرتے ہیں۔

گاندھی جی:- نہیں میں تو صوبوں کی خود مختاری بطور قسط اول کے بالکل خلاف ہوں بعض میں اور دوسروں میں فرق صرف اتنا تھا کہ انہوں نے تو اس اسکیم پر غور کرنے ہی سے انکار کر دیا تھا لیکن میں نے اس پر غور کرنے کی جرأت کی ہے۔

گاندھی جی کی شرطیں

س: اب کی اسکیم کے ساتھ کون کونسی شرطیں ہیں؟

گاندھی جی:- (۱) جس قانون کے ذریعہ صوبوں کی خود مختاری دی جائے۔ اسی میں مرکزی خود مختاری کا بھی ذکر ہو۔ (۲) اس قانون میں وقت کا تعین کر دیا جائے جس کے اندر وفاقی دستور اساسی مرکزی ذمہ داری کے ساتھ نافذ ہو جائے۔ جس کا زمانہ میں یہ مدت چھ ماہ کی ہونی چاہیے۔ (۳) صوبوں کو عملاً کامل شہنشاہانہ حقوق حاصل ہوں۔

س: پھر آپ سمجھتے کے لئے طے کرنے کے لئے باقی رہ جاتا ہے؟

گاندھی جی:- اس جھگڑے کو پہلے طے کرنا ہے کہ وفاقی ایوان قانون ساز دو ایوانی ہو یا ایک ایوانی اور اس کے ارکان کی تعداد کتنی ہو لیکن میں نے یہ اچھی طرح ہر شخص پر واضح کر دیا تھا کہ مرکز میں ذمہ داری کا سوال بھی اسی وقت طے ہو جانا چاہیئے۔ خصوصاً فوج اور مالیات پر قبضہ اور امور خارجہ کی نگرانی کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔

گاندھی جی ابھی مایوس نہیں ہوئے

س: کیا آپ تصفیہ سے اب بالکل مایوس ہو چکے ہیں؟

گاندھی جی:- نہیں میں تصفیہ کی کسی کوشش کو نظر انداز نہیں کر رہا ہوں۔ اگر آخری لمحہ میں بھی تصفیہ ہو جائے تو مجھے حیرت نہ ہوگی۔

یو۔پی میں عدم ادائیگی لگان کی تحریک

کانگریس کمیٹی نے فیصلہ کردیا

الہ آباد ۱۴ نومبر۔ یوپی کانگریس کمیٹی کی کونسل نے عدم ادائیگی لگان و مالیہ کے سوال کا فیصلہ کر دیا ہے۔ کونسل نے الہ آباد ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کو اختیار دیدیا ہے کہ وہ لگان و مالیہ ادا نہ کرنے کا مشورہ کسانوں کو دے۔ کونسل کا اجلاس بند کمرے میں ہوا۔

کانگریس حکومت خود اختیاری کو کم پر راضی نہیں ہوسکتی

باہمی سمجھوتہ کی حقیقت اور کانگریس کے مقاصد کی تشریح

اقلیتوں کی کمیٹی میں گاندھی جی کی زبردست تقریر

لندن ۱۴ نومبر۔ اقلیتوں والی کمیٹی کے جلسہ کی مزید کاروائی کے سلسلہ میں گاندھی جی نے جو تقریر کی تھی جس کا تراجمہ آگیا ہے۔ گاندھی جی کی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے گول میز کانفرنس میں اور اس کی سب کمیٹیوں میں کانگریس کی نمائندگی کا فرض کس طرح انجام دیا ہے۔

گاندھی جی نے اقلیتوں کے باہمی تصفیہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سر ہیوبرٹ کار۔ وزراں کے رفقاء کار کو اس مطمئن کرنے والے خیال سے ہرگز محروم نہ کروں گا جو انہیں حقیقتاً اس سمجھوتہ سے حاصل ہے لیکن میری رائے میں انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ وہ ایک مردہ لاش کے پاس بیٹھے گئے ہیں اور انہوں نے اس کے اعضا کو الگ الگ کرنے کی نہایت ہی قابلقدر اور خوش اسلوب خدمت انجام دی ہے۔ ہندوستان کی سب سے بااثر سیاسی جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے مجھے ملک معظم کی حکومت سے اور ان دوستوں سے جو ان اقلیتوں کی جن کے نام ان کے ناموں کے سامنے لکھے ہوئے ہیں نمائندگی کرنی چاہتے ہیں یا اپنے آپ کو ان کا نمائندہ سمجھ رہے ہیں نیز ساری دنیا سے بھی یہ کہنے میں پس و پیش نہیں کر سکتا کہ یہ اسکیم ہرگز اس قسم کی نہیں ہے اور اس خیال سے مرتب نہیں کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ خود مختار حکومت حاصل ہو۔ اس قسم کی اسکیم ہے کہ اس کے ذریعہ موجودہ دفتری حکومت کے اقتدار میں شرکت کرلی جائے اگر یہی نیت ہے اور یقیناً سارے مشورہ میں اس قسم کی نیت دوڑ رہی ہے تو میں ان لوگوں کا بھلا ہو کانگریس تو اس سے بالکل الگ تھلگ ہے۔

کانگریس قربانی کیلئے تیار ہے

خواہ کچھ ہو، کانگریس اس کے لئے تیار ہے کہ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ابھی کئی سال اور سرگرداں رہے بجائیکہ وہ اس قسم کی تجویز کو منظور کرے جس کے سایہ میں آزادی اور حکومت خود اختیاری کی آبیاری ناممکن ہو جائے۔ مجھے یہ سنکر حیرت ہوئی کہ سر ہیوبرٹ کار یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اس قسم کی ایک اسکیم مرتب کی ہے جو صرف حاوی ہوگی اور جس سے قومیت اور قوم پرورانہ جذبات کو قطعاً کوئی نقصان نہ پہنچیگا بلکہ دس سال کے اختتام پر ہم سب پھر ایک دوسرے سے بغلگیر ہو جائیں گے۔ مگر میرا سیاسی تجربہ تو اس سے مختلف ہے۔ اگر اس قسم کی ذمہ دار حکومت کا کبھی بھی افتتاح ہوا تو وہ ہندوستان کے اعضا کی قطع و برید سے تہیں ۔۔۔ جیسا کہ اس اسکیم میں کہا گیا ہے۔ کوئی حکومت اس قسم کے صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتی۔

"اس پر طرہ یہ ہے اور مجھے حیرت ہے کہ جناب وزیر اعظم صاحب! آپ یہ ظاہر کرکے ایک ایسی غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ یادداشت یہ ہے کہ اس تجویز کو اس طرح منظور کر لینا چاہیے جیسے ہندوستان کے ساڑھے گیارہ کروڑ باشندے یعنی تقریباً ۴۶ فیصدی آبادی نے قبول کرتی ہے، آپ نے ان اعداد و شمار کو ظاہر کرنے میں حیرت انگیز غلطی کی ہے۔ خواہ اس نے ابھی آپ کے سامنے صاف طور پر خاص مراعات کی مخالفت کی ہے اور جو کہ ہندوستان میں ان کی آبادی نصف کے قریب ہے اس لئے آپ کو یہ ۴۶ فیصدی تو کم ہو جاتا ہے۔ زبردست تعقب پھر صرف یہی نہیں بلکہ ایک اور بات بھی ہے کہ کانگریس کو آپ خواہ کتنا ہی غیر اہم قرار دے لیجئے لیکن میں بلاتوقف یہ دعویٰ کروں گا اور اس دعویٰ کو بار بار دہرانے میں مجھے کوئی شرم نہ آئے گی کہ کانگریس ۸۵ فیصدی یا ۹۵ فیصدی باشندوں کی نمائندگی کی مدعی ہے جو صرف برطانوی ہند تک محدود نہیں ہے بلکہ سارے ملک پر مشتمل ہے۔"

مسلمان اور کانگریس

ڈاکٹر امبیدکر:- اچھا تو یہ پانچ فیصدی کون لوگ ہیں؟

گاندھی جی:- میں پھر اپنے اس دعوے کو دہراتا ہوں کہ کانگریس اپنی خدمات کی بنا پر اس کی مدعی ہے کہ وہ ہندوستان کی اس آبادی کی نمائندہ ہے جو زراعت پیشہ کہلاتی ہے اور میں حکومت کے اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں کہ ہمیں ہندوستان پہنچ کر عام رائے معلوم کرنی چاہئے۔ اس وقت آپ کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ کانگریس ان کی نمائندہ ہے یا نہیں۔

لیکن میں ایک قدم اور آگے جاؤں گا اس وقت بھی اگر آپ کانگریس کے رجسٹر کو دیکھیں اور جیل خانوں کی روداد دیکھیں تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کانگریس میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ گزشتہ سال کانگریس کے جھنڈے کے نیچے سات ہزار مسلمان جیل گئے۔ آج بھی کانگریس میں کئی ہزار مسلمان اور کئی ہزار اچھوت شامل ہیں۔ ہندوستانی عیسائی بھی کانگریس میں ہیں۔ مجھے کسی ایسی جماعت کا نام نہیں معلوم جس کی نمائندگی کانگریس کے اندر نہ ہو۔

پارلیمنٹ کے سامنے کانفرنس کی رپورٹیں

اس ہفتہ میں پیش کر دی جائیں گی

لندن ۱۴ نومبر۔ مسٹر بیگل ہور وزیر ہند نے آج دارالعوام میں اعلان کیا کہ گول میز کانفرنس کی رپورٹیں غالباً اس ہفتہ میں دارالعوام کے سامنے پیش کر دی جائیں گی۔

وزیر ہند نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل میں ناکامی اور مجلس وضع دستور وفاقی کی مزید کارروائی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ کانفرنس کے اجلاس کے خاتمہ کی تاریخ بتانے سے معذور ہیں۔

فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی کوشش

وزیر اعظم کے نام مندوبین کا مکتوب

لندن ۱۵ نومبر۔ آج پنڈت مدن موہن مالویہ کی جائے رہائش پر متعدد ڈیلی گیٹوں کی میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ کا مدعا یہ تھا کہ اس مکتوب پر ڈیلی گیٹوں کی حمایت حاصل کی جائے جو فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے لئے وزیر اعظم کے فیصلہ کو منظور کرنے کے لئے مالوی جی اور دیگر چند ڈیلیگیٹوں کے دستخطوں سے بھیجا گیا ہے آج ایک مکتوب پھر ارسال کیا گیا جس پر نو ڈیلی گیٹوں کے دستخط ہیں۔ سر تیج بہادر سپرو اور گاندھی جی نے وزیر اعظم کو جداگانہ طور پر لکھا ہے سکھ ڈیلی گیٹ بھی جداگانہ طور پر وزیر اعظم کو لکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل وزیر اعظم پر اس شرط پر چھوڑ سکتے ہیں کہ یہ فیصلہ جملہ اقلیتوں کے مسائل کو حل کرتا ہو۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

سہ روزہ
ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ
دہلی

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۔ ۵ ۔ ۹ ۔ ۱۳ ۔ ۱۷ ۔ ۲۱ ۔ ۲۵ ۔ ۲۹
کو شائع ہوتا ہے
نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ (")
ایک کالم (")
½ کالم (")
¼ کالم (")

مدیر مسئول
ہلال احمد زبیری (بی اے)

معاون
محمد عثمان فارقلیط

جلد ۱۴ | دہلی ۔ یوم سہ شنبہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۸

معاصرین کے افکار و آراء

مجلس احرار اسلام اور حکومت (مدینہ)

یاد ہوگا کہ مولوی شفیع داؤدی کی طرف سے لندن سے چند روز ہوئے ایک تار موصول ہوا۔ یہ تار مسلم رہنماؤں کے نام اور کشمیر کی جدید صورت حال کے متعلق تھا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لندن میں یہ خبر پہنچی کہ ریاست کشمیر کی فوجیں قیام نظم میں ناکام رہیں اور اب مجلس احرار کے مقابلہ کے لئے برطانی ہند کی فوجیں معرکہ آرا ہونے والی ہیں۔ اس خبر کے پہنچتے ہی مسٹر برطانی اور اسلامی اتحاد کے منصوبوں نے کیا رنگ اختیار کیا ہوگا۔ اسکو دانا یان سیاست بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا شفیع داؤدی نے اس اضطراب کی حالت میں یہ برقیہ ارسال کیا اور اس میں فرمایا کہ مسلم رہنماؤں کا یہ فرض گردانا گیا کہ وہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ کام کریں اور ایسا موقعہ نہ آنے دیں کہ مسلمانوں اور برطانوی فوجوں میں تصادم ہو جائے۔

ظاہر بات ہے کہ مولوی شفیع داؤدی صاحب کو اس کا تو کوئی علم نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے سامنے کیا پیش آنے والا ہے۔ اگر خیال ہو سکتا ہے تو صرف یہی کہ لندن میں فرنگی مدبروں سے مل کر مسلمانوں کے عزائم و افکار کو جس غلط طریقہ پر پیش کیا جا رہا ہے کہیں اس کا طلسم نہ ٹوٹ جائے۔ بہرحال مولوی شفیع داؤدی کا مقصد کچھ ہی کیوں نہ ہو دیکھنا یہ ہے کہ برطانی فوجوں اور مسلمانوں میں تصادم کا امکان کیسے پیدا ہوا اور کس نے پیدا کیا۔ آیا مسلمانوں نے اپنے جتھے دائیر اینگل ان کی طرف بھیجے [illegible] یا وائسرائے ہند اور حکومت ہند نے برطانی فوجیں مسلمانوں کے مقابلہ میں لاکھڑی کیں۔ مجلس احرار نے حکومت ہند کے خلاف اشتعال انگیز طرز عمل اختیار کیا یا حکومت ہند نے "احرار آرڈی ننس" پاس کر کے ایک غلط راستہ اختیار کیا۔ اگر احرار یا اسلامی رہنماؤں کے طرز عمل کو الزام نہیں دیا جا سکتا اور یقیناً نہیں دیا جا سکتا تو سوال یہ ہے کہ مولوی شفیع داؤدی کو مسلمانوں کی گردن پکڑنی چاہئے یا حکومت سے کوئی مطالبہ کرنا چاہئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت مسلمانوں کے خلاف جارحانہ عزائم لیکر میدان میں نہیں آئی صرف انتظام درست حالات بہتر کی مقصود ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو جب بھی مسلمانوں پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں عائد ہو سکتی۔ ذمہ داری صرف حکومت ہند پر ہے اور اسی سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا موقعہ نہ آنے دے جس سے تصادم پیدا ہونے کا امکان ہو۔

انگریز الحاق کشمیر کا خیال چھوڑ دیں (زمیندار)

انگریزوں نے اپنی فوجیں کشمیر میں جس غرض سے بھیجی ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہے لیکن اب جبکہ انہیں کے قول کے مطابق کشمیر میں امن و امان قائم ہو چکا ہے اور صرف اس عقدہ کی کشائش باقی رہتی ہے کہ کشمیر کا نیا نظام حکومت کونسی شکل اختیار کرے تو انگریزی فوج [illegible] کہ انگریزوں کی نیت کے متعلق دلوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا اس لئے حکومت انگریزی کے لئے مناسب یہی ہے کہ [illegible] اپنی فوجیں واپس بلالے۔

میرے خیال میں سر ہوشیار ناظم [illegible] اور جموں کے فائدوں کی [illegible] میں اس مسئلہ کی جانب توجہ [illegible] کشمیر میں انگریزی فوجوں کی [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] انگریزوں کو [illegible] آئے ہیں [illegible] ناگوار معلوم [illegible] جائیں۔

رہی مسلمانوں کی بورش [illegible] ریاست کی سرحدات پر انگریزی علاقہ میں گرفتار کر لیا جاتا ہے [illegible] ناگوار [illegible] پنجاب [illegible]

ذبیحہ گاؤ پر بعض قیود (حقیقت)

ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں کہ بنارس میونسپل بورڈ میں ٹھاکر [illegible] ایسا ریزولیوشن پیش کیا ہے [illegible] بکری، بھینس اور دیگر دودھ دینے والے جانوروں کو ذبح کیا جائے۔ نیز ۱۲ سال سے کم عمر کے بیل گائے اور بھینسوں کو نہ ذبح [illegible]

کیا جائے اور اس کے لئے ٹھاکر صاحب خاص قیود لگانا چاہتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ بنارس چونکہ ہندوؤں کا ایک متبرک مقام ہے اس لئے وہاں ذبیحہ گاؤ کو بند کرانے کی کوشش کچھ تعجب انگیز نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان تجاویز پر عمل ہونے سے وہاں کی عام پبلک پر کیا اثر پڑے گا۔ گائیں اور دودھ دار جانوروں کو جہاں تک تعلق ہے ہمارے نزدیک مجوزہ قیود نہ صرف بنارس کے لئے بلکہ تمام شہروں اور قصبات کے لئے مناسب ہے لیکن عمر کی قید کا سوال ایسا نہیں ہے جس پر بہ آسانی کوئی حکم لگایا جا سکے۔ ۱۲ سال کی عمر کے بعد گائے، بیل اور بھینس وغیرہ کا گوشت کھانے کی اغراض کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا بلکہ اکثر حالتوں میں تو وہ مضر صحت ثابت ہوتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک یہ قید بالکل ناقابل قبول ہے۔ ایسا ہی مرذبیحہ کی پابندی ملحوظ [illegible] خواہ وہ ذبیحہ اس سے کم قیمت کا ہو ایک ایسی قید ہے جس کو کسی حالت میں مناسب یا جائز نہیں کہا جا سکتا تاہم ہمیں امید ہے کہ بنارس کے مسلمان اور یورپین باشندے اپنے ہمسایہ ہندو بھائیوں کے جذبات کا کافی احترام کرتے ہوئے کسی مناسب سمجھوتہ پر پہونچنے کی پوری کوشش کریں گے!!

انگریزی فوج ریاست سے کب نکلے گی؟ (اہلحدیث)

اس سوال کے جواب میں بڑے بڑے سیاست داں بھی حیران ہیں۔ ہمارا خیال اس کے متعلق بالکل صاف ہے۔ دادا ایک مثال دیا کرتے ہیں کہ بکریوں کے گلہ میں [illegible] جانا چاہتا ہے تو پہرے [illegible] ہوں انکو تھوڑی دیر تم ہی اپنا سمجھ لو۔ وہ کہتی ہیں ہمارا کیا حرج ہے۔ تھوڑی دیر بعد اگلا ایک پاؤں بڑھا دیتا ہے وہ ذرا سی سرک جاتی ہیں تو تھوڑی دیر بعد دوسرا پاؤں بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح پچھلا ایک پیر اور پھر دوسرا پیر بڑھا کر خوب مزے سے بیٹھ جاتا ہے اور بکریاں اپنی جگہ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ جاتی ہیں۔ یہی مثال ہے آج کل یورپین حکومتوں کی جہاں کہیں ان کو دخل کرنا منظور ہوتا ہے اُن پر احسان رکھ کر قدم رکھتے ہیں پھر اللہ جہاں ہی قدم اٹھائے تو اُٹھے ورنہ بس۔

قطب از جا نجنبد

اس لئے انگریزی فوج کا ریاست کے اندر داخل ہونا انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ خدا خیر کرے۔

سول نافرمانی کب شروع ہوگی (ملت)

گول میز کانفرنس کی ناکامی کی صورت میں سول نافرمانی شروع کرنے کے متعلق ابھی دو تین دن ہوئے گاندھی جی نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اسکا اثر ہندوستان پر ناگوار ضرور پڑے گا لیکن مجرمانہ سول نافرمانی شروع کرنے کا ان کا کوئی خیال نہیں ہے اور اور بنا بہر حال نتیجہ بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ گول میز کانفرنس کی ناکامی کے بعد جب تک کانگریس تمام صورت حال پر اچھی طرح غور نہ کر لے گی یقیناً وہ اس قسم کا کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائے گی جسے عاجلانہ کہا جائے لیکن معاصر "ہندوستان ٹائمس" کے نامہ نگار لندن کا ایک پیام مظہر ہے کہ اگر کانگریس سے کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان میں فوراً سول نافرمانی شروع ہو جائے گی [illegible] بہتر [illegible] کے فیصلہ کا انتظام کیا جائے [illegible] صورت حال کانگریس کی [illegible] کانگریس کے مقصد کو اور نقصان پہنچتا ہے۔

ضروری اطلاع

اجازت کے اکثر خریدار صاحبان وی پی وصول کرنے کے بعد اخبار کا انتظار کرنے لگتے ہیں [illegible] اخبار جاری کرنے کے بعد شکایات کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خیال یہی [illegible] جاتا ہے وی پی کی رقم دفتر کو وصول ہو جاتی ہے۔

(منیجر)

نصاب تعلیم اور قرآن عظیم

مدارس اسلامیہ کے موجودہ نصاب میں اصلاح کی ضرورت

(از مولوی خلیل احمد بستوی)

خدا کا شکر ہے کہ موجودہ عربی نصاب کے نقائص کی طرف علماء نے بھی توجہ مبذول فرمائی ہے اور ان کو اس امر کا احساس ہو گیا ہے کہ طلباء کی ذہنی، علمی اور فکری استعداد و ل کی نشو و نما کیلئے نصاب نظامیہ اس وقت تک سود مند اور مثمر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں اصلاح و تجدید نہ کی جائے اور تاریخ، جغرافیہ اور علوم عربیہ کے ضروری حصص کو اس میں داخل نہ کیا جائے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر ایک مراسلہ اور شائع ہو چکا ہے۔ آج دوسرا مضمون درج ہے جو علماء اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہیں ان کو چاہئے کہ مع پوری تہذیب کے ساتھ مضمون لکھیں اور نفس مضمون کے علاوہ ذاتیات اور گرے ہوئے الفاظ سے اجتناب کریں۔ ذیل کے مضمون سے وہ الفاظ حذف کر دئے گئے ہیں جن کا لکھنا نہ علماء کے شایان شان ہے اور نہ کسی مہذب اخبار کیلئے لائق اشاعت۔ (معاون مدیر)

اس وقت میں ایک اہم علمی دینی ترغیب کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مدارس عربیہ اسلامیہ کا موجودہ نصاب نہایت خراب اور ناقص ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن مجید کی کوئی ایسی تفسیر جو حسب معیار محدثین احادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی گئی ہو داخل نہیں ہے۔ نہ تاریخ کی کوئی کتاب ہے نہ حالات صحابہ کی مفصل اور [illegible] نقائص درج ذیل کرنے سے پہلے ان اسباب کو بیان کر دوں جن سے یہ نقائص پیدا ہوئے۔

۱۔ لکھنؤ کے فرنگی محل میں [illegible] ایک مدرس تھے جن کا نصاب تیار کیا ہوا تھا [illegible] اس [illegible] کو معقولی کتابیں ہی معقول کتابوں کی تعداد زیادہ ہے اور تفسیر [illegible] کے لئے وہ معذور رہتے تھے کہ ان کا رجحان طبع دوسری طرف تھا۔

۲۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں مطابع کا وجود نہ تھا جبکہ ملا صاحب نے نصاب مرتب کیا۔ عام طور پر علماء کتابیں ہی نہ رکھتے تھے اسی وجہ سے [illegible] تھے۔ شاہ اسحق دہلوی علیہ الرحمۃ کے وہاں ۷۰ طلباء بخاری پڑھتے تھے مگر کتاب صرف ایک طالب علم کے پاس تھی بقیہ نقل کر کر کے پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے ملا صاحب نصاب کو دیسا مرتب نہ کر سکے جیسا کہ چاہئے۔

۳۔ بعد کے علماء بوجہ اس جمود و خمود کے جو اُن کی جماعت پر طاری ہے نصاب کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوسکے اور اسی کو منزل من السماء خیال کرتے رہے۔ یہ بھی وہ اسباب ہیں جن سے نصاب کی اصلاح نہ ہو سکی۔

طریق تعلیم

اب کسی قدر طریق تعلیم کی خرابی کے متعلق بقید نمبر وار عرض کیا جاتا ہے:۔

(۱) صرف و نحو کے قواعد کا اجراء را شتلہ متقیہ و سوالات امتحانی وغیرہ کا التزام نہیں ہے۔ ردی و فیلسوفانہ طریقہ تعلیم کا ہے جو بالکل غیر مفید ہے۔

(۲) نہ حفظ لغات کی تاکید کی جاتی ہے نہ گفتگو عربی میں کرائی جاتی ہے۔

(۳) ادب میں فن معانی و بیان کے مسائل کا اجراء بالکل نہیں۔ فقہ میں مخصوص اختلافی مسائل کے سوا دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اصول فقہ کی تکمیل یا تحصیل کی جاتی ہے مگر اس کی مقصود متعلقات سے کوئی بحث نہیں۔

(۴) حدیث کی تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سال کے اندر چھ کتابوں کو ریل گاڑی کی رفتار سے پڑھا کر گویا گلے سے تاگا تاگا عبور کرا دیا جاتا ہے۔ وہ متعارض احادیث جو عبادات و معاملات کے متعلق ہیں تقریر کے دریا صرف انہیں کے متعلق بہائے جاتے ہیں باقی سے کوئی تعرض نہیں کیا جاتا۔

نقائص نصاب

(۱) سب سے بڑا نقص جو اس ناقص نصاب کو خیر کل و نا مبارک بنائے ہوئے ہے قرآن عظیم کی کسی ایسی تفسیر کا نہ ہونا ہے جو کلام اللہ کے منزل علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال یا صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحیح و بابرکت تفسیر کے اوپر مبنی ہو جو محدثین کا معیار رہا ہے۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا قرآن کا مفسر کون ہو سکتا ہے۔ آپ کے مقدس کلمات و حالات کے سوا اور کونسی چیز ذریعہ تفسیر بن سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ آج مسلمان علماء کا یہ معیار ہی نہ رہا۔ اناللہ۔

(۲) حالات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تاریخ، قصص انبیاء علیہم السلام و تواریخ امم سابقہ کی کوئی کتاب نصاب میں نہیں ہے۔ طلباء فارغین کو اس سے مس تک نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس کی ضرورت اگر نہ ہوتی تو شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادرزادہ شاہ اسمٰعیل شہید کو فن تاریخ کی کتابیں نہ پڑھاتے جو ضخیم و عربی زبان میں تھیں۔

(۳) فلسفہ و منطق کی کتابوں کی تعداد منقول کی کتابوں سے زیادہ ہے۔ بڑی وہ بات ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مطمح نظر کیا ہے اور یہ کہ دین کے علم کے مقابلہ میں [illegible] فلسفہ [illegible] نے [illegible] کا ثبوت دیا ہے۔ [illegible]

(۴) حدیث کے سوا باقی جملہ علوم کی کتابوں کے مضامین اس قدر طویل و عمیق و تخلف نیز امثال سے خالی ہیں کہ معاذ اللہ عبارت پیچیدہ اور مشکل اور تشکیکات و اہیہ سے مملو ہے۔ ایسی کتابوں سے ذہن برباد ہو جاتا ہے۔

(۵) عربی ادب کی کتابوں کے مضامین خراب اور بعض فحش ہیں جن سے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔ مقصود حفظ لغات ہے نہ کہ تخریب اخلاق مضمون۔

(۶) علم الاحسان یعنی تصوف جو اخلاق حسنہ کا موقوف علیہ ہے اس کی کوئی کتاب نصاب میں شروع سے آج تک نہیں رکھی گئی حالانکہ اس کی ضرورت مسلم ہے۔ ملا نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ذہن اس طرف نہ معلوم کیوں نہ گیا اور یہ کہ بعد کے علماء کا انتقال ذہنی کیوں نہ ہوا۔ حالانکہ ملا صاحب خود شاہ عبدالرزاق بانسوی کے مرید تھے اور علماء بھی اکثر اس علم کے قائل رہے ہیں۔ پھر حیرت ہے کہ جو علم اخلاق و تزکیہ نفس جیسی ضروری چیز کا مدار علیہ ہے نظر انداز کر دیا گیا۔

(۷) فقہ کی موجودہ کتابوں کی کثرت بلکہ کلیت ایسے مسائل پر مشتمل ہے جو مصرح و منصوص ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ جن غیر منصوص مسائل میں مجتہدین سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے استنباطات و اجتہادات ہیں ان کو بالاستیعاب جمع کر کے تالیف کر دیا جائے اور وہی پڑھایا جائے۔ نہ یہ کہ موجودہ کتب جو ماخذ سے با خود کی جانب اور دلیل سے مدلول کی طرف لے جاتی ہیں۔

(۸) علم کلام قدیم کے جو فرق ضالہ مفقود و مخاطب تھے وہ اب معدوم ہیں لہٰذا جدید علم کلام جس میں فرق ضالہ موجودہ کی تردید ہو تصنیف کر کے داخل نصاب کیا جائے۔

(۹) انشاء کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں ایک لاکھ الفاظ کثیر الاستعمال موجود ہوں بجز ادب عربی کی استعداد علماء کی تشنہ تکمیل رہ جاتی ہے۔

(۱۰) فرائض پر علامہ حافظ محمد اسلم جیراجپوری کا رسالۃ الوراثۃ فی الاسلام کو سامنے رکھ کر ایک رسالہ از سرنو تالیف کر لیا جائے اور وہ پڑھایا جائے۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔

مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے علماء اور اساتذہ میری ان معروضات پر پوری توجہ فرما کر اس سلسلہ میں کوئی مؤثر اور عملی قدم اٹھائیں گے اور طلباء کی ذہنی اور عملی نشو و نما کیلئے کوئی ایسا نصاب تجویز کرنے کی کوشش کریں گے جس سے مذہب اور اخلاق کی صحیح تعمیر ہو سکے۔

ابھی تک صلح کیلئے کوئی گفتگو نہیں ہوئی ہے

مخالفین کے پروپیگنڈہ سے ہوشیار رہو

مجلس احرار کے رضاکاروں نے معافی نہیں مانگی

مولانا عبدالحنان صاحب ڈکٹیٹر ہشتم مجلس احرار اسلام پنجاب نے ذیل کا بیان بغرض اشاعت اخبارات کو دیا ہے:-

"فری پریس کی ایک خبر ہندو اخبارات میں درج ہوئی ہے جس میں تحریر ہے کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب و مولانا احمد علی صاحب و مولانا محمد چراغ صاحب کے ساتھ مجلس احرار اسلام کے ذمہ دار ارکان نے صلح کی گفت و شنید کی ہے۔ مسلمانوں کو اس خبر سے متأثر نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اپنی سرگرمیوں کو بیش از بیش قائم رکھیں۔ مسلمانوں کو صلح کے جاری یا ٹوٹ جانے کے متعلق بالکل لاپرواہ ہونا چاہئے۔ آج تو ہر ایک مسلمان کا یہی کام ہے کہ جب تک مجلس احرار اسلام پنجاب کسی جبر صلح کا اعلان نہ کرے اس وقت تک اسلام کی راہ میں پروانہ وار نثار ہوتے چلے جائیں۔

یاد رکھو ایک تھوڑا سا تساہل یا ذرا سی غفلت اس وقت مسلمانوں کے لئے بد نظر ثابت ہوگی اس لئے خدا کے بہادر سپاہیو قربانی کے میدان کی طرف بڑھے چلو۔ اور یقین رکھو کہ فتح بہادر مجاہدین کے لئے ازل سے لکھ دی گئی ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کو چیلنج

ایسوسی ایٹڈ پریس نے ایک گمراہ کن خبر شائع کی ہے کہ میر پور جیل سے ۱۶۰ رضاکاروں نے معافی مانگی ہے۔ دفتر احرار چیلنج کرتا ہے کہ وہ اس بات کو ثابت کریں کہ میرپور جیل میں کبھی بھی سو سے زیادہ قیدی جمع ہی ہوئے ہوں۔ پڑھنے والے حضرات ہندو پریس کی اس تحریر سے اندازہ لگائیں۔ حالانکہ حقیقت صرف اتنی ہے کہ بیاہی رضاکاروں کو خود شہر سے باہر کسی جگہ بہانے بنا کر چھوڑ آتے ہیں۔ رنگلا اور دھم پور جیل میں سختی سے جو رضاکار بیمار ہوتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ جموں ہسپتال چلو۔ ان کو لاری میں بٹھا کر جموں لایا جاتا ہے۔ رجہاں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کو سیالکوٹ جیل میں لے جاؤ۔ سیالکوٹ اسٹیشن پر پولیس انہیں گاڑی سے اتار کر خود غائب ہو جاتی ہے۔ وہ رضاکار پھر جانے والے دستے میں شامل ہو کر سوچیت گڑھ چلے جاتے ہیں"۔

(سکریٹری مجلس احرار اسلام پنجاب)

مولانا عبدالحنان صاحب کا بیان

مولانا عبدالحنان صاحب ڈکٹیٹر ہشتم مجلس احرار اسلام پنجاب نے اپنا بیان بغرض اشاعت اخبارات کو دیا ہے:-

"اس حقیقت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ مجلس احرار اسلام پنجاب کی موجودہ جنگ مظلومین کشمیر کی اعانت و امداد کے لئے شروع کی گئی تھی۔ لیکن حکومت کی مداخلت کی وجہ سے اب اس جنگ نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی ہے جس میں پرامن طریقہ سے مسلمانوں کو ثابت قدمی اور استقلال کا ثبوت دینا ہے۔ اور اسلام کی تیرہ سو سالہ روایات کو تمام عالم میں روشن کرنا ہے۔ مسلمانوں کا اس جنگ میں ایک قدم پیچھے ہٹنا یا بزدلی و کمزوری کا اظہار کرنا اسلام و مسلمانوں کی توہین و تذلیل کا باعث ہوگا۔ اور ابدالآباد تک یہ بدنما داغ ان کے دامن سے نہیں دھلیگا۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو عموماً اور علماء کرام کو خصوصاً اس جنگ میں شریک ہو کر اسلام کی درخشندہ روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی علم کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دینا چاہئے۔ مجھے قوی امید ہے کہ مسلمان اپنے محبوب ترین علماء کرام اور رہنمایان عظام کے نقش قدم پر چلنے کے لئے نہایت سرعت سے میدان عمل میں اتر آئیں گے۔ اور دنیا پر ثابت کر دیں گے کہ مسلمان نہ پہلے مٹا ہے اور نہ اب مٹے گا"۔

(مولانا) عبدالحنان ڈکٹیٹر ہشتم مجلس احرار اسلام پنجاب لاہور

کشمیر کا ذکر پارلیمنٹ میں

مزید فوجیں بھیجنے سے انکار

لندن ۱۶ نومبر۔ دارالعوام کے اجلاس میں آج کشمیر کے متعلق متعدد سوالات کئے گئے جن کے جواب میں سیموئل ہور نے بتایا کہ جہاں تک انہیں معلوم ہے سر دست وہاں مزید برطانوی فوجوں کو بھیجنے کا خیال نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان فوجوں کا اخراجات ریاست کو برداشت کرنا پڑے گا۔ کرنل ویوڈ نے پوچھا کہ کیا اس وقت برطانیہ اور ریاست کے تعلقات سے فائدہ اٹھا کر وہاں جمہوری قسم کی حکومت قائم کروی جائے گی۔ صدر کی مداخلت سے جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر آباد میں گرفتاریاں

ایک دستہ رضاکاروں کا گرفتار کر لیا گیا

سیالکوٹ ۱۷ نومبر۔ وزیر آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک دستہ جو ۱۵ رضاکاروں پر مشتمل تھا لاہوری دروازہ کے باہر گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے کپتان جناب ظہر امام الدین صاحب نمبردار تھے کپتانی قبول کرنے سے پیشتر وہ نمبرداری سے مستعفی ہو چکے تھے۔ رضاکاروں نے جلوس کی صورت میں شہر میں گشت لگایا۔ جلوس نہایت شاندار اور پرامن تھا۔ جب وہ لاہوری دروازہ کے باہر پہنچے تو وہاں پہلے سے پولیس موجود تھی جہاں ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

گوجرانوالہ میں مجلس احرار کا جلسہ

گوجرانوالہ ۱۶ نومبر۔ رات ۹ بجے محلہ باغبانپورہ میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت میاں حسین بٹ ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ بمکان خواجہ اللہ دتہ صاحب بٹ منعقد ہوا۔ مولوی غلام محی الدین صاحب و شیخ فضل کریم صاحب۔ پیر ولی اللہ صاحب محمدی چودھری محمد حسین صاحب نے پرجوش تقریریں کیں۔ مبلغ اتنالیس روپے چندہ جمع ہوا۔ اہل محلہ نے ایک عظیم قافلہ زیر سرکردگی خواجہ اللہ دتہ صاحب بٹ میونسپل کمشنر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

ایک رضاکار کو قید اور جرمانہ کی سزا

سیالکوٹ ۱۵ نومبر کل کامریڈ محمد یعقوب محمود کا مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ مختصر کارروائی مقدمہ کے بعد محمود صاحب کو ایک سال قید با مشقت اور پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں چھ ماہ مزید قید۔ یعقوب صاحب ۱۲ نومبر کو دستہ لیکر روانہ ہوئے تھے۔ فیصلہ سننے کے بعد یعقوب صاحب نے عدالت میں ملوکیت برباد اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائے۔

مولانا حبیب الرحمن اور مولانا احمد علی صاحب کے مقدمہ کی سماعت

خوراک کے خلاف رہنماؤں کا احتجاج

لاہور ۱۶ نومبر۔ بورسٹل جیل میں معزز علماء کرام کو یعنی حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب و ماسٹر محمد شفیع صاحب کو پولیس نے سٹی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا مجسٹریٹ نے پولیس کو ۱۵ دن کا ریمانڈ دیا۔ ملزمان نے کوئی مداخلت نہیں کی اور نہ ہی کوئی وکیل پیش کیا۔ ملزمان ابھی تک سی کلاس کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

ملزمان نے مجسٹریٹ کی توجہ خوراک کی بہتری کی طرف دلائی جس کے جواب میں مجسٹریٹ نے کہا کہ اس کا فیصلہ مجسٹریٹ سماعت کنندہ ہی کر سکتا ہے یا آپ ڈپٹی کمشنر کو درخواست دیں۔ معزز رہنماؤں کے ساتھ اس نازیبا سلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کا جذبہ منتقمانہ ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ جلد از جلد ان رہنماؤں کو اے کلاس کی خوراک جاری کرے۔ کیونکہ وہ سی کلاس کی خوراک کھا کر اپنی صحت قائم نہیں رکھ سکتے۔

رضاکار گرفتاری کیلئے خود تھانہ چلے گئے

ڈاکٹر نذر محمد صاحب کے مقدمہ کی سماعت

جہلم ۱۶ نومبر۔ جالندھر کے دستہ کا جلوس جس میں دس رضاکار تھے کپتان اور نائب کپتان کے سہرہ باندھ کر اور ہار پہنا کر بڑی شان و شوکت سے نکالا گیا۔ اور ان پر سے چھوہارے کشمش لٹائی گئی۔ جلوس خود بخود تھانہ کے سامنے گیا اور گرفتار ہو گیا۔ رات کو جلسہ ہوا۔ مولانا احمد دین صاحب نے تقریر کی۔

آج ڈاکٹر نذر محمد صاحب کا مقدمہ پیش ہوا۔ ہرنام سنگھ میونسپل کمشنر اور ہردے نرائن سب انسپکٹر کی شہادت ہوئی۔ ہردے نرائن وہی ہے جو خود امرتسر سے خفیہ گفتگو جو تیرے کے یار الٰہی بخش کے قاتل سے کرتا رہا تھا۔ ڈاکٹر نذر محمد صاحب نے ایک دو دفعہ اس کا ذکر جلسہ میں کیا ہے۔ اسلئے اس پر شہادت دی ہے۔

مولوی عبدالعزیز صاحب کا ایثار

اپنی اہلیہ کو خواتین کے دستہ میں بھیجنے کا ارشاد

مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد مبارک پور دستواری جیل سے منتقل کر کے دفعہ جیل میں پہنچا دئے گئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوا ہے کہ سیالکوٹ سے مستورات کا بھی ایک دستہ روانہ ہونے والا ہے تو ایک ملاقات کے دوران میں آپ نے فرمایا کہ اگر مستورات کا دستہ روانہ ہو تو آپ کی طرف سے آپ کی اہلیہ کو حکم ہے کہ پہلے دستہ کی سردار وہ ہوں۔

ڈوگرہ سپاہی رضاکاروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے

رضاکار دوبارہ کشمیر روانہ ہو گئے

سیالکوٹ ۱۵ نومبر کل رات ۴۰ اور رضاکاروں کو ڈوگرے ادھم پور جیل سے برطانوی بیلوں لے جانے کے بہانہ سے شہر سے باہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہی رضاکار اب ۲ بجے دوپہر ۱۶ ہو کر پھر حدود کشمیر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ ان سے پہلے ۳۰ کے قریب رضاکار روانہ ہو چکے ہیں۔

ایک اور میونسپل کمشنر میدان عمل میں

مستری محمد حسین صاحب کے دستے کی روانگی

سیالکوٹ ۱۷ نومبر۔ مستری محمد حسین صاحب میونسپل کمشنر حلقہ وزیر پورہ ڈیڑھ سو رضاکاروں کی ہمراہی میں سوچیت گڑھ حدود کشمیر میں داخل ہونے کی غرض سے روانہ ہو گئے ہیں۔ روانگی سے پیشتر آپ کے مکان پر صبح دس بجے رضاکار جمع ہوئے۔ حکیم عبدالغنی صاحب شیخ ڈکٹیٹر سیالکوٹ نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ بعد ازاں تمام رضاکاروں نے جلوس کی صورت میں شہر کا چکر لگایا۔ جلوس کے ہمراہ ہزار ہا مرد اور عورتیں بھی تھیں۔ رضاکاروں کے گلے میں ہار پہنائے گئے۔ دستے میں میاں محمد دین صاحب مالک فرم ڈوڈی سپورٹس اور مولوی محمد ذاتعق صاحب امام مسجد میانہ پورہ سپاہی کی حیثیت سے شامل ہیں۔ جلوس کے آگے آگے بینڈ باجہ بج رہا تھا۔

گوجرانوالہ میں ۴۸ رضاکاروں کی گرفتاری

گوجرانوالہ ۱۷ نومبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج گوجرانوالہ میں مجلس احرار کے ۴۸ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری کے بعد مزید رضاکاروں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ جو بخوشی منظور کی گئیں۔

جہلم اور سیالکوٹ میں گرفتاریاں

جہلم ۱۷ نومبر۔ جہلم کے پل پر آج صبح ۱۳ رضاکاروں کا دستہ جو کل لاہور سے روانہ ہوا تھا گرفتار کر لیا گیا۔ سیالکوٹ میں آج ۵۰ رضاکار گرفتار ہوئے ہیں۔

شہید الٰہی بخش کے ساتھی کی رہائی

چنیوٹ ۱۷ نومبر۔ فضل الٰہی جو الٰہی بخش شہید کے ہمراہ سخت زخمی ہوا۔ اسکو سخت زخمی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا ہے۔ اسکے زخم بہت خراب ہیں طبی امداد اسے کوئی نہیں دی گئی۔

جیل میں رضاکاروں کے ساتھ بدسلوکی

گھوڑوں کے ایک اصطبل میں تین سو رضاکار بھرے ہوئے ہیں

نماز تیمم سے ادا کی جاتی ہے

امرتسر ۱۶ نومبر۔ حکیم نظر علی صاحب مرزا والے نے اپنا حسب ذیل بیان اخبارات کو بغرض اشاعت دیا ہے:-

"کل ہورہ ۱۰ نومبر کو میں بغرض ملاقات ان رضاکاروں کے جو کہ مذہبی پور سے آئے ہیں، جیل میں پہنچا۔ معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ جو بعض قیدیوں کو تکلیف دی جاتی ہے۔ ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی [illegible] ضروریات کے لئے بھی وضو کرنے کے لئے نماز تیمم سے ادا کرنی پڑتی ہے۔ [illegible] جیل میں نہیں ہے۔ صرف ایک اصطبل، گھوڑوں کا جس میں تین سو رضاکار بھرے ہوئے ہیں۔ [illegible] اتنے آدمیوں کی جگہ نہیں۔ رات کو باہر سونا پڑتا ہے۔ [illegible] بیچارے کوئی سامان نہیں [illegible] ملتی کیونکہ [illegible] اس حالت میں رضاکاروں کو رکھنا [illegible] سب سختیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ [illegible] اس طرف توجہ کرے۔ [illegible] حکومت کو مطلع کیا جائے کہ اس کا انسداد ہو جائے"۔

ستواری جیل میں رضاکاروں پر مصائب

خوراک اور سردی سے بچنے کے لئے کوئی انتظام نہیں

[illegible] سیالکوٹ [illegible] ستواری جیل [illegible] سرخپوش یہاں بلا خوراک اور بلا کمبل رہے۔ اب ہماری سرکار عالی مدار نے کمبلوں کا کچھ انتظام کیا ہے اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئی ہے۔ لیکن ہر دو انتظامات قطعی غیر تسلی بخش ہیں۔ پہاڑوں کی سخت سردی میں صرف ایک ایک کمبل سردی سے کیونکر محفوظ رکھ سکتا ہے اور کھانے کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ آٹا بالکل نہیں چھانا جاتا کبھی روٹی سے کپڑا نکل آتا ہے اور کبھی کوئی اور چیز جس سے طبیعت کو گھن آتی ہے۔ اسلئے سرخپوش ایک دو وقت کی بھوک ہڑتال بھی کر چکے ہیں۔ ہم بڑے زور سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اور پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت بہت جلد یہ تکالیف رفع کرنے کی کوشش کرے۔

رضاکاروں کو دھوکہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے

عمال حکومت کی فریب کاریاں

سیالکوٹ ۱۵ نومبر۔ ادھم پور جیل سے ۲۶ سرخپوش کل دھوکے سے لا کر سیالکوٹ میں چھوڑ دئے گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دوائی پلانے سے انہیں لایا گیا۔ پھر انہیں دھمکی دی گئی کہ نام بتاؤ ورنہ دوائی نہیں پلائی جائے گی۔ لیکن انہوں نے بالکل نام نہیں بتائے۔ تمام رضاکار ایک اور واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جموں کے علاقہ جہاں صاحب چشتی مرزائی سرخپوشوں کے پاس گئے۔ پہلے نعرے لگوانے رہے اور کہنے لگے آپ مرزائی نہیں ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ مظہر علی اظہر خود تو چارپائی پر آرام فرما رہا ہے اور تمہیں خوار کر رہا ہے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ بعد ازاں جہاں چشتی صاحب کہنے لگے کہ تم بچوں کو بھیج دو۔ کیونکہ ان کی رانیں مظہر علی کے پاس روتی ہوئی جا رہی ہیں۔ اور مظہر علی نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ رضاکار بیان فرماتے ہیں کہ خود ساختہ چشتی کی بیہودہ بکواس کے باوجود وہ مستقل مزاجی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔

ہم چشتی صاحب کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ مذبوحی حرکات سے باز آجائیں اور اس خوارانہ سبق کی "تلاوت" چھوڑ دیں۔ ورنہ آپ کے حق میں یہ باتیں بہتر ثابت نہ ہونگی۔

رضاکاروں کو بیڑیاں لگا کر بند کیا جاتا ہے

سیالکوٹ ۱۷ نومبر (بذریعہ ٹیلیفون) صرف شیخ حسام الدین صاحب کو بی کلاس اور آغا غلام حیدر صاحب کو سپیشل کلاس اور باقی تمام قیدیوں کو سی کلاس کی خوراک ملتی ہے۔ حالانکہ ان میں بڑے بڑے معززین اور میونسپل کمشنر بھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کا جذبہ منتقمانہ ہے۔ رضاکاروں کو بیڑیاں لگا کر چکی والی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا ہے۔

ستواری جیل کے رضاکاروں کی حالت زار

لاہور ۱۷ نومبر۔ (بذریعہ ٹیلیفون) بوقت ۹½ بجے شب ستواری جیل اور ادھم پور جیل میں سردی سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ کمبل کافی نہیں دئے گئے اور رہائش کے لئے معمولی خیمے ہیں۔ سردی سخت پڑ رہی ہے۔

رام تلائی میں پبلک جلسہ

میونسپل کمشنروں کو سی کلاس میں رکھنے پر احتجاج

سیالکوٹ ۱۶ نومبر۔ رات کو رام تلائی ایک عام پبلک جلسہ ہوا۔ حاضرین ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ شیخ صاحب ڈکٹیٹر نے ایک پرجوش تقریر فرمائی اور لوگوں سے درخواست کی کہ وہ موجودہ پرامن جہاد میں اپنی جانوں اور مال سے دریغ نہ کریں۔ اس کے بعد ذیل کا ریزولیوشن پیش ہو کر باتفاق پاس ہوا:-

"اہالیان سیالکوٹ کا یہ جلسہ میاں عبدالصمد مجسٹریٹ اور ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ کے اس منتقمانہ اور غیر منصفانہ رویہ کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے۔ اور دلی نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے جو انہوں نے سیالکوٹ کے میونسپل کمشنروں اور رؤسا شہر اور دیگر معززین کو "سی" کلاس میں رکھ کر کیا ہے۔ رضاکاران احرار میں سے سینکڑوں کی تعداد ایسے اصحاب کی ہے جن کو ہر صورت میں اسپیشل کلاس ملنی چاہئے۔ یہ جلسہ مذکرہ بالا افسران کے اس انسانیت سوز فیصلہ کو متشددانہ اور ظالمانہ خیال کرتا ہے"۔

اسلامیان سرگودھا میں جہاد کی تڑپ

۱۷ نومبر کو ملک محمد صادق صاحب نے مجلس احرار اسلام کے جلسہ میں ایک ولولہ انگیز

نقریر کی۔ [illegible] مجلس احرار اسلام قائم کی گئی۔ شہر میں خوب جوش و خروش ہے۔ رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں اور فنڈ بھی سرمایہ کا کام جاری ہے۔

۲۴ رضاکاروں کو سزائیں

لدھیانہ ۱۶ نومبر۔ ۲۴ رضاکاروں کو ایک ایک ماہ قید سخت دیکر رضاکاروں کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ [illegible] مولانا مفتی محمد نعیم و ڈاکٹر محبوب عالم [illegible] کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

مجلس احرار اسلام رہتک کی تجاویز

مولانا احمد علی صاحب کی گرفتاری پر مبارکباد

مہاراجہ کشمیر کو انتباہ

تاریخ ۱۵ ماہ نومبر مجلس احرار اسلام کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب حاجی عاشق علی صاحب رئیس رہتک [illegible] منعقد ہوا جس میں بعد تلاوت قرآن شریف و نعت خوانی کے خطابات [illegible] مولانا [illegible] کشمیر کے متعلق نہایت موثر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے:-

(۱) مسلمانان رہتک کا یہ جلسہ جناب مولانا احمد علی صاحب کی گرفتاری پر مسرت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ رہنمایان اسلام کو اپنے مظالم کا شکار بنا کر مسلمانان ہند کے جذبات کو مشتعل اور برانگیختہ کرنے کی کوشش نہ کرے ورنہ اس جابرانہ رویہ سے جس قدر مضر نتائج پیدا ہونے کا یقین ہے اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

(۲) نیز یہ جلسہ مہاراجہ کشمیر کی خاموشی کو نہایت حقارت اور نفرت سے دیکھتا ہوا پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ مہر سکوت توڑ کر ذمہ دار حکومت کا اعلان کر کے ایک رحمدل انسان ہونے کا ثبوت پیش کرے۔

(۳) یہ جلسہ بعض ہندو اخبارات کے اس پروپیگنڈے کو جو اسلامی ریاستوں کے خلاف کیا جا رہا ہے ظلم کا معاون سمجھتے ہوئے ان کی ذہنیت پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

(۴) یہ اسلامی جلسہ حضرت مولانا احمد علی صاحب زید مجدہٗ کی اس مقدس لاثانی ایثار اور قربانی پر تہہ دل سے ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔

سکرٹری مجلس احرار اسلام رہتک

عالی ہمتی کی ایک نظیر!

طلبائے ندوۃ العلماء کا ایثار

کشمیر کی امداد کیلئے سرمایہ کی فراہمی

لکھنؤ ۱۰ نومبر۔ ناظم جمعیۃ الاصلاح ندوۃ العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ طلبائے دارالعلوم نے جلسہ منعقدہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۱ء میں حسب ذیل تجاویز پاس کی ہیں:-

(۱) ہم جمیع طلبائے دارالعلوم ندوۃ العلماء ہفتہ میں ایک دن بجائے گوشت کے صرف دال اور روٹی پر اکتفا کریں گے اور گوشت کی بچی ہوئی رقم کو برادران کشمیر کی اعانت کیلئے روانہ کریں گے۔

(۲) ہماری پرزور درخواست ہے کہ دیگر مدارس و کالج کے مسلم طلباء بھی اپنے ہاں کشمیر فنڈ قائم کریں۔ اور اپنے جیب خرچ سے رقم بچا کر نازک وقت میں اپنے مظلوم اور ستم رسیدہ کشمیری بھائیوں کی مدد فرمائیں۔

(۳) ہمارا یہ جلسہ احرار اسلام کو ان کے سرفروشانہ کارناموں پر مبارکباد دیتا ہے جو انہوں نے مسلمانان کشمیر کی اعانت کیلئے انجام دئے ہیں۔ اور تمام غیرتمند مسلمانوں اور خصوصاً لکھنؤ والوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد اپنی تو جلسہ جناب سید دل کریں اور احرار اسلام کی مالی اعانت کر کے اپنی اسلامی اخوت اور ہمدردی کا ثبوت پیش کریں۔

حافظ محمد عمران خاں ناظم جمعیۃ الاصلاح لکھنؤ

احراری قیدیوں پر سختی کے خلاف احتجاج

کشمیر کمیٹی مشترکہ بورڈ کی طرف سے ایکسرائے کو تار

ورکنگ کمیٹی کشمیر سب کمیٹی مشترکہ بورڈ کی تجویز کے مطابق مندرجہ ذیل تار ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کو روانہ کیا گیا ہے:-

"مجلس احرار اسلام لاہور کے رضاکار قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی سے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ براہ کرم فوراً مداخلت فرمائیں"۔

سید صغیر علی قادری آنریری سیکرٹری

کشمیر جانیوالے رضاکاروں کا جلوس

لاہور ۱۸ نومبر۔ آج سرحد کشمیر پر جانے والے بیس رضاکاروں کا جلوس دہلی دروازہ سے نہایت تزک و احتشام سے روانہ ہوا۔ اور شہر کے مختلف مقامات سے ہوتا ہوا دفتر مجلس احرار اسلام پر ختم ہوا۔ [illegible] روپے چندہ مختلف مقامات سے وصول ہوا۔

(آفس سکرٹری)

امرتسر سے تیس رضاکاروں کے ایک دستہ کی روانگی

امرتسر ۱۸ نومبر۔ تیس رضاکاروں کا ایک دستہ آج یہاں سے سرحد کشمیر کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے۔

وزیر آباد میں گیارہ رضاکار گرفتار

وزیر آباد ۱۸ نومبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج یہاں ۱۱ رضاکار گرفتار ہوئے۔

جموں سے گورہ فوج واپس نہیں بلائی جائیگی

حکومت ہند کی طرف سے اعلان

نئی دہلی ۱۹ر نومبر۔ حکومت ہند نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس میں اخبارات کے اس بیان کی تردید کی گئی ہے کہ حکومت ہند عنقریب کشمیر سے گورہ فوج واپس بلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں:۔

"چونکہ میرپور میں برطانی فوج کے پورے بٹالین کے قیام کا انتظام فی الحال ممکن نہیں اور چونکہ اس علاقہ میں صورت حالات بہتر ہوگئی ہے۔ اسلئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ چند دنوں میں اس بٹالین کا کچھ حصہ جہلم آجائے گا اور صرف ایک کمپنی میرپور میں رہ جائے گی۔ اس بٹالین کا جو حصہ جہلم جائے گا وہیں رہے گا اور بوقت ضرورت میرپور روانہ ہونے کے لئے تیار رہے گا۔ جہلم سے یہ فوج تین گھنٹہ کے عرصہ میں میرپور پہنچ سکتی ہے۔ حکومت کے دل میں جموں کے علاقہ سے گورہ فوج واپس بلانے کا ابھی مطلقاً کوئی ارادہ نہیں۔"

مجلس احرار کے خلاف حکومت کا نیا پروپیگنڈا

سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب کا اعلان

لاہور ۲۰ر نومبر۔ ملک محمد صادق سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب نے ذیل کا بیان بغرض اشاعت اخبارات کو دیا ہے۔

اینگلو انڈین دشمن اسلام اخبارات ایسے بیانات شائع کر رہے ہیں جن سے یہ ظاہر ہو کہ تحریک اب دب گئی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ پچھلے ہفتہ میں مجلس احرار کے نمبر ۱ رضاکاروں پر معافی مانگنے کا الزام لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اب یہ دوسرا سرکاری پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے غلط پروپیگنڈا سے ہوشیار رہنا چاہئیے اور یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اب تمام مرکزی اضلاع میں جہاں اب تک خاموشی تھی پورے زور سے کام شروع ہوگیا ہے۔ الحمد للہ مسلمانوں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنا کر چھوڑیں گے۔

(ملک) محمد صادق سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب

آج سول نافرمانی کا اکیسواں روز ہے
اب تک شمع حریت کے ۱۶۶۲۲ پروانے گرفتار ہو چکے ہیں۔
آج کے گرفتار شدگان کی تعداد
۲۱۲

حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کی واپسی

۲۱ر نومبر۔ آج شام کو ایکسپریس سے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب پنجاب سے واپس آگئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ واپسی کسی خاص ضرورت کے ماتحت ہوئی ہے غالباً دو ایک روز ہی میں پھر یہ حضرات لاہور تشریف لے جائیں گے۔

مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی علالت

۲۲ر نومبر۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند جو کل ہی لاہور سے تشریف لائے ہیں معلوم ہوا ہے کہ موصوف سخت علیل ہیں۔ سیالکوٹ اور لاہور کے سفر سے کچھ تکان ہوگیا تھی جس کی وجہ سے لاہور ہی میں آپ کو بخار ہوگیا اور ۲۱-۲۲ کی درمیانی شب میں انفلوئنزا کا سخت حملہ ہوا جس کے باعث بخار میں زیادتی ہوگئی اسی حالت میں دہلی کا سفر کیا گیا جس کے باعث مرض میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی تقریریں

سفر پنجاب کے سلسلے میں مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی تین تقریروں کا تذکرہ اخبارات میں آیا ہے۔ ایک تقریر مولانا موصوف نے سیالکوٹ میں فرمائی تھی اور دو تقریریں مولانا کی لاہور میں ہوئی تھیں۔ ایک لائن والی مسجد میں اور دوسری وزیر خاں کے چوک میں۔ لاہور کی دونوں تقریروں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ سکرٹری مجلس احرار اسلام نے کچھ نوٹ لئے ہیں۔ اسی طرح سیالکوٹ کی تقریر کے بھی چند نوٹ محمد بشیر صاحب بی اے نے حاصل کئے ہیں۔ ان حضرات سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان تقریروں کا خلاصہ روانہ کریں گے اگر ان تقریروں کا خلاصہ ہمیں موصول ہوگیا تو ہم انشاء اللہ ناظرین الجمعیۃ کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کریں گے۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

حکام رضاکاروں کو معافی مانگنے پر مجبور کر رہے ہیں

ایک رضاکار کو زدوکوب کیا گیا

تمام رضاکاروں نے بھوک ہڑتال کر دی

ملتان ۲۰ر نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلامت رائے اسسٹنٹ جیلر اور ڈپٹی خان وارڈر نے سیالکوٹ کے ایک رضاکار کو پرانی ملتان سنٹرل جیل میں بہت بری طرح زدوکوب کیا۔ آپ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے کے لئے جیل کے تمام قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر دی۔ حکام جیل کا بیان ہے کہ قوانین جیل کی خلاف ورزی کرنے پر رضاکار کو پیٹا گیا۔ مگر دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ حکام جیل نے رضاکار مذکور سے کہا تھا کہ وہ خود بھی معافی مانگ لے اور دوسرے قیدیوں کو بھی معافی مانگنے پر رضامند کرے مگر چونکہ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے حکام جیل نے برافروختہ ہوکر اسے زدوکوب کیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے مداخلت کی اور قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر دی۔

اللہ بخش نامی ایک شخص نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست دی ہے کہ مجروح کا معائنہ کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر متعین کیا جائے۔ اور اس واقعہ کی تحقیقات کیلئے ایک ڈاکٹر مقرر کیا جائے۔

ایک دوکان سے مادہ آتشگیر برآمد ہوا

امرتسر ۱۲ر نومبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کے افسروں نے نوجوان بھارت سبھا کے دفتر کے قریب کی ایک دوکان سے کچھ مادہ آتشگیر برآمد کیا ہے۔ ابھی معاملہ کی تحقیقات ہو رہی ہے لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

دہلی میں یوم مہردین

جامع مسجد میں بیس ہزار مسلمانوں کا اجتماع

سرخپوش احراریوں کا عظیم الشان جلوس

۲۰ر نومبر بروز جمعہ جامع مسجد دہلی میں مہردین شہید کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی صدر مجلس احرار اسلام منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی۔ قرآن خوانی کے بعد جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار نے ایک زبردست تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو مخاطب فرما کر کہا کہ اب تمہاری آزمائش اور امتحان کا وقت ہے۔ تم کو چاہئیے کہ مجلس احرار کی تحریک کو جانی اور مالی قربانی دیکر کامیاب بناؤ۔ اگر تم نے اس وقت غفلت کی تو تمہاری مذہبی اور سیاسی زندگی فنا ہو جائے گی اس واسطے جن حضرات کو مالی امداد کی توفیق ہو وہ مال سے اور جو صاحب مالی قربانی نہ دے سکیں ان کو چاہئیے کہ جلد سے جلد اپنے آپ کو جتھا کا رکن بنا کر اپنا نام لکھا دیں۔ آپ کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب صدر مذکور نے آج کے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ خدا کے فضل و کرم سے قوم و ملت پر قربان ہونے والے کثرت سے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں اور پہلا قافلہ دہلی سے سیالکوٹ جانے والا ہے اور جو صاحب اس قافلہ میں جانا چاہیں وہ اپنا نام مجلس احرار اسلام کے دفتر میں درج کرا دیں۔ اس پر بہت سے مسلمانوں نے اپنا نام پیش کیا۔

اس کے بعد چندہ کی اپیل کی گئی۔ اسی وقت ایک سو دس روپے وصول ہوئے اور حاجی وحیدالدین صاحب سوداگر لیس کی معرفت بیس کمبل طالبین کی قسم کے وصول ہوئے اور شیخ سراج الدین صاحب خلف جناب حاجی فضل الرحمن صاحب نے تین رضاکاروں کے کرایہ کا وعدہ فرمایا۔ اور پھر مہردین شہید کے لئے دعاء مغفرت کی گئی اور جلسہ کے اختتام پر حسب اعلان جامع مسجد کے شاہی دروازہ سے سرخ پوش فداکاروں کا جلوس مرتب ہوا۔ تقریباً پانچ ہزار آدمی جلوس کے ہمراہ تھے۔ جلوس روانہ ہونے سے پہلے نظم پڑھی گئی اور "شہید مہردین زندہ باد" "الٰہی بخش زندہ باد" "میراں بخش زندہ باد" کے فلک شگاف نعرہ لگاتا ہوا جلوس نہایت پُرامن طریقہ سے ایسپلینڈ روڈ سے ہوتا ہوا چاندنی چوک، فتح پوری، کٹرہ نیل، لال کنواں، حوض قاضی، چاوڑی بازار سے گزرتا ہوا مجلس احرار کے دفتر کے سامنے ختم ہوا۔

سکرٹری مجلس احرار اسلام دہلی

حکومت یو۔ پی لگان میں مزید تخفیف پر آمادہ ہوگئی

حکام ضلع سے گورنر کا مشورہ

الہ آباد ۱۲ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ لگان میں مزید معافی کرنے کے لئے حکومت ہر ممکن ذرائع پر غور کر رہی ہے۔ ضلع الہ آباد میں مزروعہ کھاتہ جات کی دوبارہ پڑتال ہو رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر بیفورڈ نئے کلکٹر خود ہر ایک کھاتہ کی پڑتال کریں گے۔ اس کام کے لئے آپ مختلف سب ڈویژنوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ اپنے قیام کے دوران میں گورنر یو پی سر میلکم ہیلی نے صورت حالات کے متعلق حکام ضلع سے تبادلۂ خیالات کیا۔ کئی حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ کانگریس کے پروپیگنڈے کو روکنے کے لئے ذرائع تجویز کئے جائیں گے۔

کابل میں برف باری شروع ہوگئی

ٹیلیفون اور برقی لائن کو نقصان

گذشتہ ہفتے سے کابل میں برف باری کا آغاز ہوگیا اور شدید تمازت نے تمام کابل اور پہاڑوں کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ بعض مقامات پر نصف بالشت تک برف پڑی ہے جن مقامات میں پانی کی کمی کے باعث اب تک تخم ریزی نہیں ہوئی تھی ان کے لئے یہ برف باری مفید ثابت ہوئی ہے اور آئندہ موسم کے لئے بھی اس کو مفید تصور کیا جا رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس برف باری نے انگور کے خوشوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور بعض نباتات کی بالیدگی بھی اس کے باعث رک گئی ہے برف باری کے باعث کابل اور اس کے اطراف کی برقی اور ٹیلیفون لائن بھی خراب ہوگئی ہے۔

(اصلاح کابل)

شاہ نادر خاں کی خدمت میں برقی پیغامات

سلاطین عالم کی جانب سے ہدیہ تبریک و تہنیت

جشن آزادی افغانستان کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی کو ہر چہار اطراف سے پیغامات تبریک و تہنیت موصول ہو رہے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت ان کے جواب میں تشکر و امتنان کا اظہار فرما رہے ہیں۔ دنیا کی تمام حکومتوں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں تبریک کے برقی پیغامات ارسال کئے ہیں مندرجہ ذیل حکومتوں کے ملوک و سلاطین نے خصوصیت سے اس میں حصہ لیا ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکیہ۔ اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی والیٔ ایران اور اعلیٰ حضرت شاہ فواد شاہ مصر۔

یورپ کے مختلف حکمرانوں کی جانب سے بھی آپ کی خدمت میں مسرت اور شادمانی کے برقی پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ (اصلاح کابل)

بیت المقدس میں موتمر اسلامی کا اجلاس

والیٔ یمن کی طرف سے نمائندوں کی شرکت

قاہرہ ۱۲ر نومبر۔ بیت المقدس میں جو موتمر اسلامی کا عظیم الشان اور زمانہ یادگار اجلاس منعقد ہونے والا ہے اس کی شرکت کے لئے امام یحییٰ والیٔ یمن اپنی جانب سے نمائندے بھیجیں گے۔ امام موصوف نے مفتی اعظم فلسطین کو ایک مکتوب کے ذریعہ اس امر کی اطلاع دیدی ہے۔ امام یحییٰ کے مکتوب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ موتمر میں شریک ہونے والے مہمانوں کے لئے ایک ٹن کافی حدیدہ سے ارسال فرمائیں گے تاکہ موتمر میں حصہ لینے والوں کو کافی کے لئے جدوجہد نہ کرنی پڑے اور ان کو بلا کسی وقت کے میسر آسکے۔

حکومت مجلس احرار کی شرائط تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے

جیل کے اندر ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی توقع

سیالکوٹ میں حضرات علماء کرام اور مسلم زعماء کا اجتماع

سیالکوٹ ۱۹ر نومبر۔ کل ۲ بجے سہ پہر کو مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند، خواجہ عبدالرحمان غازی، چوہدری افضل حق، رانا فیروز الدین، شیخ محمد صادق صاحب ایم۔ ایل۔ سی، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے سیالکوٹ جیل میں مولانا داؤد غزنوی اور شیخ حسام الدین صاحب سے ملاقات کی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ملاقات کا سلسلہ رات کے دس بجے تک جاری رہا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملاقات بند کمرے میں ہوئی۔ حکام جیل کا رویہ نہایت شریفانہ تھا۔ مغرب اور عشاء کی نماز ان حضرات نے جیل ہی میں ادا کی۔

جیل سے جب معزز رہنما باہر تشریف لائے تو نمائندہ پریس نے بیان حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے بیان دینے سے انکار کر دیا۔ بعض حضرات نے صرف اس قدر فرمایا کہ جب تک مجلس احرار کے ڈکٹیٹر سے ملاقات نہ ہو کوئی بیان نہیں دیا جا سکتا۔

بعض معتبر حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ مجلس احرار کی مرتب کردہ شرائط کا بہت بڑا حصہ حکومت تسلیم کرنے کو تیار ہے لیکن احرار کرتی ہے کہ دستوں کی روانگی جس طرح ممکن ہو ملتوی کرائی جائے۔ لیکن احراریوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اس جنگ کو آخر تک کامیاب بنائیں گے۔ پنجاب کے دیہات سے پرایڈ ستوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گفتگوئے مصالحت میں مولانا عطاء اللہ صاحب کا مقدمہ بھی زیر بحث ہے۔ بہر حال جب تک طرفین کا کوئی بیان شائع نہ ہو ہر قسم کی خیال آرائیاں قبل از وقت ہیں۔ آج صبح تمام رہنما مہاراجہ کشمیر کی اجازت سے جموں تشریف لے گئے ہیں تاکہ مجلس احرار کے ڈکٹیٹر مولانا مظہر علی صاحب اظہر سے تبادلۂ خیالات کیا جا سکے۔ امید ہے کہ شام تک تمام حضرات واپس آجائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مولانا مظہر علی صاحب کی ملاقات کے بعد مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے تمام قیدیوں کو کسی ایک جیل میں جمع کیا جائے گا تاکہ حکومت کی شرائط پر متفقہ طور پر غور کیا جا سکے۔ (نامہ نگار)

اسمبلی میں حکومت کو تیسری زبردست شکست

ایوان نے مسودہ مالیات مسترد کر دیا

مخالف جماعت کی طرف سے حکومت کے رویہ کی مذمت

دہلی ۲۰ر نومبر۔ آج اسمبلی کا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔

سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اسمبلی نے ضمنی قانون مالیات کا وہ مسودہ پڑھ کر سنایا جس کی وائسرائے نے سفارش کی ہے۔

سر ہری سنگھ گور نے حکومت کے اس رویہ کی سخت مخالفت کی کہ اس نے مسودہ کو گورنر جنرل کی سفارش حاصل کر کے منظور کرانے کی کوشش کی ہے۔

آپ نے کہا کہ حکومت کا یہ فعل عوام کی خواہشات کے خلاف ہے۔

سر عبدالرحیم نے سر ہری سنگھ گور سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ایوان کے سامنے ایک مشکل صورت پیدا ہوگئی ہے آپ نے کہا کہ ایوان عوام کی خواہشات کو نظر انداز نہیں کر سکتا اس وقت جس صورت کا ایوان کو مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اس سے زیادہ عجیب صورت حال اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

مسٹر یامین خان نے توقع ظاہر کی کہ ایوان اور حکومت کے درمیان سمجھوتہ ہو جائے گا۔

آپ نے تجویز کی کہ ایوان کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ مسٹر آرتھر مور نے کہا کہ وائسرائے نے جس صورت میں مسودہ قانون کی سفارش کی ہے اس صورت میں ایوان کو منظور کر دینا چاہئیے کیونکہ وائسرائے نے جو وجوہ ظاہر کی ہیں۔ ان سے اس کی ضرورت صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

آخر میں بل کی منظوری پر رائے شماری کی گئی اور حکومت کو ۱۵ آراء سے شکست ہوگئی۔

دہلی میں آٹھ مقامات کی خانہ تلاشیاں

انقلابی جماعت کے اسلحہ پر قبضہ کرنے کی کوشش

مسلح پولیس کی دوڑ دھوپ ایک شخص گرفتار

دہلی ۲۰ر نومبر۔ آج شہر کے مختلف مقامات میں اس وقت تلاشیاں شروع کی گئیں جب کہ بجلی کی روشنی بھی گل نہ ہونے پائی تھی۔ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات کی پولیس تلاشیوں میں مصروف ہوگئی۔ تلاشیاں لینے والی پولیس پارٹی مسلح تھی یہ تلاشیاں کوتوالی تھانہ حوض قاضی صدر بازار سبزی منڈی وغیرہ تھانوں کے علاقوں میں ہوئیں معلوم ہوا ہے کہ پولیس ہر مکان پر کئی گھنٹہ تک تلاشی میں مصروف رہی مگر کہیں سے کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی۔

محلہ مالی واڑہ میں لالہ پھول چند جین کی تلاشی لی گئی۔ نئی سڑک پر لالہ خیراتی لال اور لالہ برجبھوشن لال کی تلاشی لی گئی۔

صدر بازار میں مسٹر بل پرشاد جین مالک فرم لاہوری مل ننھو مل کے مکان اور دوکان کی تلاشی لی گئی ان کے مکان و دوکان کی تلاشی سے بھی کوئی قابل اعتراض چیز برآمد ہونے کی اطلاع نہیں ملی مگر معلوم ہوا ہے کہ مسٹر بل پرشاد جین کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اُن کو ہنوز تھانہ صدر بازار میں ہی رکھا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس کو یہ شبہ ہے کہ انقلابی پارٹی کے ممبران بم اور دیگر اسلحہ ادھر ادھر ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ حال میں ہی دہلی کلاتھ مارکیٹ اور نریلہ سے کچھ سامان کارتوس وغیرہ ملا ہے۔ پولیس اس سلسلہ میں ابھی تک خاموش ہے مگر خاموشی کے ساتھ ہی سرگرمی سے تفتیش میں مصروف ہے۔ اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے ٹریبیونل کے ایک ریڈر کے مکان کی بھی تلاشی لی ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوسکا کہ ایک سرکاری ملازم اور خاص طور پر ٹریبیونل کے ریڈر کی تلاشی سے پولیس کا کیا مقصد تھا۔ سنا جاتا ہے کہ پولیس کو کوئی قابل اعتراض چیز اس مکان سے بھی ہاتھ نہ لگی۔

عدالت میں اور جیل کے باہر نعرے لگانے کی ممانعت

مقدمہ سازش دہلی کے ملزمان پر پابندیاں

دہلی ۲۰ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آج ملزمان مقدمہ سازش کو حکام جیل نے آخری حکم دیا ہے کہ وہ جیل کے باہر یا عدالت میں نعرے وغیرہ لگانے بالکل بند کر دیں ورنہ بصورت دیگر ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی مگر اس حکم کو سنکر ملزمان نے حسب دستور نعرہ لگایا۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب کا ایک اہم اعلان

قیدی رضاکاروں کے پسماندگان اور مسلمانوں کا فرض

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار اسلام پنجاب کا بیان جو انہوں نے اپنی گرفتاری سے پہلے دیا تھا۔ وہ دفتر کی غلطی سے رہ گیا جو اسی روز شائع ہو جانا چاہیئے۔ آج کاغذات میں سے ملا ہے۔ (سکرٹری مجلس احرار پنجاب)

ہندوستان کے مسلمانوں کو خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئیے کہ جس طرح ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے شہر کے ہر اس رضاکار کے پسماندہ بال بچوں کی مدد کریں۔ جو اسلام کے لئے قید و بند کی تکالیف برداشت کر رہا ہے اسی طرح ان کا اہم اور ضروری فرض یہ ہے کہ جو کارکن جیل میں چلے گئے ہیں ان کے اہل و عیال کی مالی امداد کریں۔ مسلمانوں میں سینکڑوں کی تعداد میں چندہ سے کام کرنے والے موجود ہیں مگر جب ان کے بچوں کو ان کے جیل جانے کے اور بھی کلاس کی روٹی بھی نہیں ملتی جو ان کو جیل میں ملتی ہے۔ تو ان کی قیدی کی مصیبت دس گنا ہو جاتی ہے۔ مجلس احرار کے اس وقت تک کل اضلاع میں اتنے کارکن گرفتار ہو چکے ہیں جن کی اگر معمولی امداد بھی کی جائے تو کم از کم تین ہزار روپیہ ماہانہ مجلس احرار کو ان کے بال بچوں کے لئے چاہئیے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ کارکنوں کی امداد کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ مجلس مرکزیہ کو دے۔ یا مقامی طور پر جو شخص یہاں سے گرفتار ہوا۔ اس کے بال بچوں کی امداد کر کے مجلس احرار اسلام پنجاب کو اطلاع دی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری گرفتاری کے بعد کارکنوں کی طرف سے غفلت کی جائے اور ان کے بال بچوں کی بد دعائیں کہیں جیل پہنچتی رہیں۔ اور میں کارکنوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ قوم سے کسی قسم کی مدد لینے سے شرم نہ کریں کیونکہ ضروریات زندگی کے لئے امداد لینے سے خلوص میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(مولانا) حبیب الرحمن ۱۲ر نومبر ۱۹۳۱ء

مجلس احرار اسلام پنجاب کی اعانت

مسلمانان سہارنپور و بنارس کی امداد

جناب محمد لبیب صاحب نائب ناظم جمعیۃ علمائے ضلع سہارنپور نے مجلس احرار اسلام پنجاب کی اعانت کے لئے مبلغ چونسٹھ روپے دس آنہ (لعہ ۱) ہمارے پاس بھیجے ہیں۔ ان میں سے ۱۴ جامع مسجد سہارنپور میں عام مسلمانوں نے چندہ دیا اور راجپوت بساطیان سہارنپور نے چودھری عمر دراز صاحب کی معرفت مبلغ ۵ روپیہ دیئے۔ مزید اعانت کی سعی جاری ہے۔ اسی طرح مولوی امام الدین صاحب مالک ترجمان ایجنسی بنارس نے حلقۂ درس قرآن مجید بنارس کی جانب سے مبلغ پندرہ روپیہ چار آنہ (ے ۱۵) بھیجے ہیں اور آپ نے اطلاع دی ہے کہ اس سے قبل مولانا محمد یحییٰ صاحب نے مبلغ نو روپیہ (لعہ) بذریعہ منی آرڈر ڈکٹیٹر صاحب مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے نام بھیجے ہیں۔ ہر دو رقوم موصولہ بذریعہ ... مجلس احرار اسلام کے سکرٹری صاحب کے پاس لاہور بھیج رہے ہیں اور مزید رقوم آنے پر معطیان کرام کو بھیج دی جائیں گی۔ آئندہ تمام رقوم سکرٹری صاحب مجلس احرار اسلام پنجاب کے نام براہ راست لاہور بھیجی جائیں تاکہ ڈاک کے دوہرے مصارف برداشت نہ کرنے پڑیں۔

سید محمد شفیع عفی عنہ

سردفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی

مظفرآباد (کشمیر) جیل میں اذان پر پابندیاں

اذان دینے والے رضاکاروں کو زدوکوب کیا گیا

ایک ہفتہ سے رضاکاروں کا مقاطعہ جوعی

راولپنڈی ۱۸ر نومبر۔ ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں:۔

مظفرآباد جیل ریاست کشمیر سے چار رضاکار جنہیں پندرہ پندرہ یوم کی سزائے قید ہوئی تھی رہا ہو کر راولپنڈی پہنچے ان کا بیان ہے کہ جیل میں اذان دینے کے جرم میں مسلسل تشدد کیا جا رہا ہے۔ چند روز کا ذکر ہے۔ ایک رضاکار نے اذان دی تو اس پر نہایت بے دردی سے حملہ کیا گیا۔ اس قدر پیٹا گیا کہ وہ بیچارے مارے چوٹوں کے نیم جان ہوگیا۔ اذان دینے پر جس قدر دہشت اور بربریت سے پیٹا جاتا ہے رضاکار نہایت صبر و تحمل سے جھیل رہے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ جب تک ہمارے جسم میں ایک قطرہ بھی خون کا باقی ہے گا۔ ہم اپنے مذہبی فریضہ کو نہیں چھوڑیں گے زخمی رضاکاروں میں سے رفیق عبدالعزیز سالار اور مولانا خلیق احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک ہفتہ سے بھوک ہڑتال بطور پروٹسٹ وہاں جاری ہے۔ کوئی ایسا مسلمان ہے جو ان کی حالت پر رحم کھائے اور اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے۔

جیلوں میں رضاکاروں کیساتھ انتہائی بدسلوکی کی جارہی ہے

اسمبلی اور کونسل کے مسلم اراکین حکومت کو اس طرف توجہ دلائیں

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا بیان

لاہور ۱۹ نومبر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے اپنا بیان غرض اشاعت اخبارات کو دیا ہے۔

"میں ۱۰ نومبر کو مجلس احرار اسلام کے تار پر لاہور پہنچا۔ جلیں کے حالات معلوم کئے۔ معتبر طور پر معلوم ہوا کہ آج ۱۹ نومبر تک گرفتار شدہ رضاکاران کی تعداد ساڑھے سولہ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

صرف سیالکوٹ نے ساڑھے نو ہزار مجاہد میدان میں بھیجے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانان سیالکوٹ نے اس حق و مظلومیت کی جنگ میں بے نظیر قربانی پیش کرکے قرون اولیٰ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کردیا ہے۔

تحریک کی ابتدا سیالکوٹ سے ہوئی تھی اور کئی روز تک سیالکوٹ کے نوجوان ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن اب تحریک پنجاب کے دیگر اضلاع میں نہایت سرعت سے پھیلتی جارہی ہے۔ ضلع گجرانوالہ، گجرات، جہلم، راولپنڈی، لاہور اور دوسرے اضلاع کے مسلمان شوق قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

انگریزی گورنمنٹ نے علماء و رہنماؤں کی کافی تعداد گرفتار کرکے جیل میں بند کردی ہے۔ رہنماؤں کی گرفتاری کا اثر یہ ہوا کہ تحریک آگ کی طرح وسعت پذیر ہورہی ہے۔

پندرہ سولہ دن کے قلیل عرصہ میں صوبہ پنجاب کے دو تین ضلعوں سے سولہ ہزار مسلمان خوشی خوشی جیل میں چلے گئے اور جانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔

میں لاہور سے سیالکوٹ گیا۔ جیل میں مولانا محمد داؤد غزنوی۔ شیخ حسام الدین بی اے سے ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے کہ سیالکوٹ اور لاہور جیل میں رضاکاروں کے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک کیا جارہا ہے۔ ردی کے موسم میں ان کے لئے سردی سے بچنے کا سامان بہیا کیا گیا۔ نہ ان کو کھانے کے قابل خوراک دی جاتی ہے۔ تیرہ تیرہ چودہ چودہ سو روپیہ انکم ٹیکس دینے والوں کو بھی "سی" کلاس میں رکھا گیا ہے۔

مسلم ممبران کونسل وممبران اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ خود پنجاب جیلوں میں جاکر ان رضاکاروں کی حالت بچشم خود معائنہ کریں۔ اور حکومت سے پوچھیں کہ وہ اس قسم کا بے رحمانہ اور خلاف قانون سلوک کیوں کررہی ہے اور مسلمانوں سے کس بات کا انتقام لے رہی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ سرفروش مسلمان ان سختیوں سے بددل اور بردا شتہ خاطر نہ ہونگے بلکہ ان کا جوش اور شوق اور بڑھے گا اور وہ فوج در فوج قربانی پیش کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے۔"

(مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ عفا عنہ

۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء

مسلمانان ہندو بین پر وزیر اعظم کا الزام

اب وزیراعظم گاندھی جی کی حمایت کرنے لگے

مسلمانوں کو اپنے کئے کا خمیازہ

لندن ۱۹ نومبر۔ اخبار "بمبئی کرانیکل" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وزیر اعظم نے جو ادوم مسلسل براہ راست یا بالواسطہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو شہ دیتے رہے ہیں کہ وہ کانفرنس کی کارروائیوں کے سلسلہ میں اپنا رویہ نہایت سخت رکھیں۔ اب یکایک نہ معلوم کیوں ایسا پلٹا کھایا کہ لارڈ ریڈنگ کے ہمنوا ہوکر مسلمانوں کی خواہشات کے بالکل خلاف یہ کہنے لگے کہ کانفرنس کو اپنا پروگرام طے کرکے جانا چاہئے۔ اور اقلیتوں کے مسئلہ کا کوئی انتظار نہ کرنا چاہئے۔

قدرتی طور پر وزیر اعظم کے اس اعلان سے ان حلقوں میں جو اب تک سرکاری مفاد اور سرکاری خیالات کی تائید کررہے تھے سخت تشویش اور تعجب پیدا ہوگیا ہے جو نظام اعمال گاندھی جی کے مقابلہ میں استعمال کئے جارہے تھے اور جو بار بار بنیادی امور پر بحث کرنے پر زور دے رہے تھے۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے جس طرح تریسٹھ کو مسلمانان ہندو بین اور دیگر اقلیتوں سے جبکہ انہوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ضمانت اور اطمینان کا مطالبہ کیا تھا یہ کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے مطالبات پیش کرکے لوگوں کو کافی طور پر اپنا موافق بنالیا ہے۔ اگر یہی وہ ایک مہینہ پہلے کہہ دیتے تو شاید کانفرنس کے عام ہندو بین میں اسقدر ہیجان اور بددلی پیدا نہ ہوتی جس قدر کہ اب پیدا ہوگئی تھی۔

ہندوستانی ہندو بین کو آپس میں خوب لڑانے اور مسلمانوں پر اپنا اچھی طرح اعتماد جمانے کے بعد انہوں نے اب آخر میں آکر ایک ایسا رخ بدلا ہے کہ تصرسنٹ جیمس کا سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ اب وہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو چھوڑ کر گاندھی جی کی حمایت کررہے ہیں۔

گو مسٹر میکڈانلڈ نے پوری کوشش کی لیکن گاندھی جی اور ڈاکٹر مونجے بے بیانے نکلا اور ان کی تحریکیں میں ہیں آسکے یہاں تک کہ آخر میں فوج، مالیات اور امور خارجیہ کے مسائل کو طے کرنا بھی پڑ رہا ہے لیکن اس سے وہ مسلمانوں کے سامنے بظاہر بہت شرمندہ ہیں کیونکہ مسلمانوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ان امور کو اس وقت تک طے نہ کیا جائے جب تک اقلیت کا مسئلہ طے نہ ہو جائے اور جس کی وزیر اعظم شروع میں تائید کررہے تھے لیکن اب وہ مسلمانوں کو بالکل بھول گئے اور اقلیت کا مسئلہ بالکل پیچھے ڈال دیا گیا۔ مسلمان ہندو بین میں اکثر بددل ہیں اور اس چالبازی کو سمجھ گئے ہیں لیکن اب سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ چپ چاپ رہیں۔

ناظرین الجمعیۃ کی خدمت میں گذارش

گجرانوالہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کی شرارت

نمازکی توہین۔ اسلام کی شان میں گستاخی

احراری رضاکاروں میں جوش

[illegible]

جس یہودہ اور ناشائستہ الفاظ کے استعمال کرنے کے رویہ پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔ اور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور گورنر پنجاب سے درخواست کرتا ہے کہ مجسٹریٹ مذکور پر مقدمہ چلانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

قرار پایا کہ اسکی نقول بذریعہ تار بخدمت گورنر صاحب پنجاب اور چیف سکرٹری پنجاب ڈپٹی کمشنر گجرانوالہ کو ارسال کی جائیں۔

سرحد کے سرخپوشوں پر حکومت کا عتاب

دارالعوام میں خدائی خدمتگاروں کے خلاف شعلہ افشانی

[illegible]

الہ آباد میں سول نافرمانی شروع کرنے کا فیصلہ

کسانوں سے لگان روک دیا گیا

[illegible]

ٹرکی میں غیرملکی مال کی درآمد ممنوع قرار دیدی گئی

جاپانی اور انگریزی مال کا مکمل بائیکاٹ

[illegible]

جاپانیوں نے ایک چینی شہر پر قبضہ کرلیا

جمعیۃ الاقوام کے خلاف جاپانیوں کا مظاہرہ

مصالحت کی سب گفتگو ختم ہوگئی

[illegible]

کیا گیا۔ دوران لوگوں نے لارڈ سیسل اور موسیو بریاں پر سخت اعتراضات کئے۔

لندن ۱۸ نومبر۔ سرجان سائمن آج پیرس سے واپس آرہے ہیں تاکہ برطانوی وزارت کے ایک اہم اجلاس میں شریک ہوں۔ ان کی جگہ لارڈ سیسل جمعیۃ اقوام کی مجلس میں برطانیہ کی طرف سے کام کریں گے۔ مجلس کے دراکین میں آج صبح کو منچوریا کے مسئلہ پر باہ کے طور پر غور کیا گیا۔ عام اجلاس کی تاریخ ابھی تک مقرر نہیں ہوئی ہے۔

ایک اور رضاکار کی شہادت

وزیرآباد میں ہڑتال اور جنازہ کا جلوس

وزیرآباد (بذریعہ ٹیلیفون) ۱۸ نومبر۔ رحمت اللہ رضاکار آج سنٹرل جیل میں شہید ہوگیا جس کی لاش آج یہاں پہنچی۔ نہایت تزک و احتشام سے جنازہ کا جلوس نکالا گیا۔ دس ہزار کے مجمع میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ تمام دن شہر میں ہڑتال رہی۔

چینی افواج پر زبردست گولہ باری

منکڈن میں مزید جاپانی افواج کی آمد

لندن۔ ۲۰ نومبر جاپانی ہوائی جہازوں نے ہیلونگ کے مقام پر چینی فوج پر سخت گولہ باری کی اس جنگ میں سائنس کے جملہ حربی آلات استعمال کئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جاپانی افواج نے ٹیلی گراف کے تار کاٹ ڈالے ہیں اور اس طرح سلسلہ مراسلت منقطع کردیا ہے۔ مکڈن میں مزید جاپانی افواج پہنچ گئی ہیں۔ اس خبر نے صورت حال میں اور بھی زیادہ پیچیدگی پیدا کردی ہے کہ نانکن حکومت کا صدر جنرل چیانگ کائی شیک عنقریب منچوریہ روانہ ہوجائیگا۔

سلاطین اسلامیہ کی ایک زبردست کانفرنس

فرمانروایان عرب کا اجتماع

"کوکب الشرق" رقمطراز ہے کہ بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر فیصل بادشاہ عراق، سلطان عبدالعزیز بادشاہ نجد و حجاز، امیر عبداللہ امیر الشرق الاردن عنقریب یکجا ہوکر نہایت اہم مسائل پر گفتگو کرینگے اور اس اجتماع کا خاص مقصد ایک اتحاد ثلاثہ کا قیام ہوگا۔

اگر یہ خبر سچ ثابت ہوئی تو ہم کو توقع رکھنی چاہئے کہ یہ اجتماع ایک دوسرے عظیم الشان اتحاد کا پیش خیمہ ہوگا جس میں سلطان نجد کے ساتھ بادشاہ یمن اور امرائے خلیج فارس بھی شریک ہوں گے۔ اگر یہ خواب سچے ہوئے تو عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب کل کے رقیب باہم دوست بن جائیں گے۔

فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کا امکان

ہندو مسلم مندوبین کی آخری کوشش

لندن۔ ۲۰ نومبر۔ فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں سرکردہ ہندو مسلم لیڈران کے مابین جو گفت و شنید جاری ہے وہ اب کامیاب درجہ تک پہنچ گئی ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ جو چند مشکلات اس وقت پیش ہیں وہ بھی دور ہوجائے گی۔ جملہ ہندو مسلم لیڈران اس وقت فرقہ وارانہ مفاہمت کیلئے انتہائی جدوجہد کررہے ہیں تاکہ یہ آخری موقعہ ہاتھ سے نہ جائے اور گذشتہ سال کی طرح ناکام واپس نہ جانا پڑے۔ گاندھی جی سر آغاخاں سر سپرو کی گفت و شنید میں نمایاں حصے لے رہے ہیں۔

لارڈ ریڈنگ نسلی امتیاز کی مخالفت کرینگے

لندن ۱۸ نومبر مجلس وضع دستور وفاقی (فیڈرل سٹرکچر کمیٹی) کا اجلاس ملتوی کیلئے ملتوی ہوگیا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ مجلس سے قبل کانفرنس کا مکمل اجلاس منعقد نہیں ہیگا تجارتی حفاظتی پر جو بحث ہوئی تھی اس میں خطرہ کے مقام سے آگاہ کرنے ہوئے لارڈ ریڈنگ نے کہا کہ وہ ہر ایسے آئین کی شدید مخالفت کرینگے جس کے ماتحت نسلی امتیاز قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

سابق شاہ اسپین کو ہمیشہ کی جلاوطنی

قومی عدالت نے جائداد بھی ضبط کرلی

میڈرڈ۔ ۲۰ نومبر قومی عدالت نے سابق شاہ الفانسو کو غداری کے جرم میں دائمی طور پر جلاوطن کردیا ہے۔ اگر سابق شاہ الفانسو ہسپانیہ کی زمین پر قدم رکھیں گے تو ہر شخص کو انہیں گرفتار کرنے کا اختیار حاصل ہوگا جمہوریہ حکومت نے آپ کی جائداد بھی ضبط کرلی ہے۔

دارالعوام میں مسٹر چرچل کی شعلہ افشانی

ہندوستان کو درجہ مستعمرات نہ دیا جائے

لندن ۲۰ نومبر مسٹر جے ایچ طامس وزیر تعمیرات نے آج دارالعوام میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جس کے ماتحت امپیریل کانفرنس منعقدہ ۱۹۲۶ء و ۱۹۳۰ء کی تجاویز کو بروئے کار لانے کی سعی کی جائیگی مذکورہ مسودہ قانون میں مختلف مستعمرات کے باہمی رشتہ اور آئینی اختیارات کی تشریح کی گئی ہے۔

مسٹر ونسٹن چرچل نے نہایت پرزور الفاظ میں کہا کہ اگر ہندوستان کو مکمل درجہ مستعمرات دیدیا گیا تو برطانیہ کو عظیم مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ مسٹر چرچل نے برطانیہ کو ان خطرات سے آگاہ کیا جو ہندوستان میں درجہ مستعمرات کا قانون منظور ہونے کے بعد پیدا ہوں گے۔

لندن ۲۰ نومبر۔ گاندھی جی [illegible]

سیالکوٹ میں یوم شہید مہرالدین پر فرزندان اسلام کا عدیم النظیر مظاہرہ

جلوس کو روکنے کیلئے حکومت کے عمال کی وحشیانہ حرکات

سات ڈکٹیٹروں کی گرفتاری کے بعد حکومت کو راستہ چھوڑنا پڑا

سیالکوٹ ۱۳ نومبر۔ سیالکوٹ کی سرزمین میں ایک مہینے سے جو واقعات پیش آ رہے ہیں وہ یقیناً دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ شہادت کی جو عملی تعبیر مسلمانان سیالکوٹ نے پیش کی ہے قلم کو یارا نہیں کہ من وعن تحریر کر سکے۔ رہنمایان ملت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند تشریف فرمائے سیالکوٹ ہو کر بچشم خود ...

اسے شان سے اٹھایا اس نے بحیثیت ڈکٹیٹر پکار کر کہا کہ پولیس کے سوا تمام سفید پوش اور ... ہمارا راستہ چھوڑ دیں کیونکہ ہم نے اسی پر قربان ہونا ہے جو ... نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔

اس نوخیز ڈکٹیٹر سے چیشتر ہی شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر تشریف لا چکے تھے۔ ...

شیخ صاحب کی مساعی جمیلہ سے جب راستہ کھلا تو نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا جس باقی جلوس نے بازار ہی میں نماز مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد جلوس نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتا ہوا آگے بڑھا اور بازار کنک منڈی، ٹرنکاں بازار، بازار ٹرنکاں، بازار ... بازار کٹھیکاں ... سے گزر کر ... پہنچا جہاں پرامن طریقے سے منتشر ہو گیا۔ مردوں کے جلوس کے پیچھے پیچھے عورتوں کا جلوس بھی تھا وہ بھی ... پہنچ کر منتشر ہو گئیں۔

(ڈکٹیٹر سیالکوٹ)

جلوس کے ساتھ کا بھی ساتھ ساتھ اعلان کر دیا گیا۔ سب اعلان دو بجے دوپہر مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم کانٹے پارک میں جمع ہو گیا۔ مستورات بھی ہزاروں کی تعداد میں ... پہنچ گئیں۔ ٹھیک دو بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔

احرار کے ڈکٹیٹر نجم سید جعفر علی شاہ مولانا داؤد غزنوی کے مقدمہ میں شہادت دینے گئے ... نماز جمعہ سے پہلے ہی کچہری میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی جگہ مستری نور احمد صاحب ڈکٹیٹر ششم مقرر ہوئے۔ ...

جلوس بازار دھارو وال میں داخل ہو کر سخی اختیار بخیال اور بازار خراد یاں، چوک بیری والا، بازار ... عبور کرکے اڈہ شہباز خاں میں پہنچ گیا۔ یہاں سے بازار ... چوک دو دروازہ، بازار چوڑیگراں، اڈہ پسروریاں، کشمیری بازار، چوک امام صاحب کو طے کر کے بازار حیدراں میں آ گیا۔ ...

نور احمد صاحب کی گرفتاری کے بعد ساتویں ڈکٹیٹر سید نقیر علی شاہ صاحب بنائے گئے ... اس وقت جلوس کے روکنے اور گرفتاریوں کی خبر تمام شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ ...

نگار کی تازہ فتنہ نگاری

حیرت انگیز دیدہ دلیری اور بدعہدی

۲۸ نومبر ۱۹۳۱ء

(از مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

نیاز فتحپوری نے مسلمانوں کی رائے عامہ سے مجبور ہو کر، اور دنیا جبال و کالی چرن کے انجام اخروی سے نہیں انجام دنیوی سے لرز کر، قوم و ملت کے سامنے جو توبہ نامہ پیش کیا تھا اس میں اس نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا تھا کہ

"آئندہ میری طرف سے ایسے مقالات کبھی نہ شائع ہونگے جن سے مذہبی شکایت کا سبب پیدا ہو۔"

عمل یوں ہوا کہ صفحہ ... پر ایک حکایت درج کی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ساحرہ نے کسی کنوئیں میں ایک دوا ڈال دی اسکا پانی سارے شہر نے پیا اور پاگل ہو گیا۔ بادشاہ اور وزیر نے پانی نہیں پیا تھا ان کے خلاف شہر بھر میں شورش مچ گئی کہ یہ دیوانے اور قابل معزولی ہیں۔ آخر بادشاہ نے وہ پانی منگا کر خود پیا اور وزیر کو پلا دیا، اس سے رعایا خوش ہو گئی۔ اس حکایت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ دیوانے مسلمانوں کو بہلانے کے لئے توبہ نامہ شائع کیا جا رہا ہے۔

(۱)

(۲)

(۳)

وعدہ یہ تھا کہ کوئی فحش یا لوث نہ شائع ہوگا۔

کہ قرآن کا واقعہ بھی بالکل ذہن میں ہے، جب بیجا اور دیدہ دلیری کا انتہا ہے یہ عالم ہے تو ظاہر ہے کہ ... ساری گستاخیاں اور بے ... جن کی بنا پر یہ رسوائے زمانہ پرچہ ملک کے سارے ... نہیں اور رسوائیاں کما چکا ہے۔

"نہ تمہاری سنگین کا ڈر ہے نہ ڈوگرے کے نیزے کا"

سید پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کا اعلان

ہر مسلمان آگاہ رہے کہ کشمیر ایجی ٹیشن کے لئے ہر طرح سے مالی و بدنی امداد کرنا موجودہ وقت میں فرض ہے اور کرنی چاہئے کیونکہ اس وقت اگر ہم حکومت برطانیہ سے دب گئے تو ہم سے ایک چمار کی بھی بہتر ہوگا۔ میں حکومت برطانیہ سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ بتائے کہ اس نے کشمیر میں مسلمان مظلوم کی امداد کیلئے مداخلت کی ہے یا ظالم ریاست کی۔ اگر اس نے ظالم کی امداد کی ہے تو مسلمان اسے بتا دیگا کہ اسے نہ تو حکومت کی سنگین کا ڈر ہے نہ ڈوگرے کے نیزے کا۔ انشاء اللہ تھوڑے دنوں میں حکومت کو نیچا دیکھنا پڑے گا۔ آمین ثم آمین۔

متذکرہ بالا اعلان ہمیں حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب ... علی پوری کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوا ہے ہم اسے تمام مسلمانوں کے استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

(ڈکٹیٹر مجلس احرار سیالکوٹ)

مولانا داؤد غزنوی کے مقدمہ کا التواء

کورٹ انسپکٹر کی فرعونیت۔ مولانا کے ہاتھوں میں ہتھکڑی

سیالکوٹ ۱۲ نومبر۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب کا مقدمہ کل بغیر کارروائی کے بعد ۲۳ نومبر پر ملتوی کر دیا گیا۔

کورٹ انسپکٹر کی فرعونیت دیکھئے کہ مولانا صاحب کو جیل سے ہتھکڑی لگا کر لایا گیا ...

آرڈیننس کے باوجود کشمیر کو جتھوں کی روانگی

سانگلہ ہل پر ۳۲ رضاکاروں کی گرفتاری

تمام رضاکاروں کو ایک ایک ماہ کی سزا دیدی گئی

(اسٹیٹسمین)

جموں میں ایک مسلم گورنر کا تقرر

دلال کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی سعی

(مسلم پریس سروس)

باقی میونسپل کمشنر بھی میدان میں آنیوالے ہیں

رائے دہندگان کی طرف سے اصرار

(مسلم پریس سروس)

ایک مسلم خاتون کا شوق جہاد فی سبیل اللہ

لڑکے کی گرفتاری کے بعد اپنی جان اور لڑکی اور بہو کی پیشکش

بخدمت جناب ڈکٹیٹر صاحب مجلس احرار اسلام پنجاب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرا لڑکا مسمی معراج دین گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ بحکم مجلس احرار اسلام روانہ ہوا تھا۔ گورنمنٹ برطانیہ احرار کے ساتھ ... رہی ہے۔ میں نے اپنے اکلوتے بیٹے معراج دین ... کو احرار کے حوالہ کر دیا تھا جو منزل مقصود پر پہنچ کر گرفتار ہو چکا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنی اور اپنی ... معراج دین کی مجلس احرار اسلام کے سپرد کرتی ہوں ... معزز بہنوں کی خدمت میں درخواست کرتی ہوں کہ ... اسلامی تحریک کو اپنے خون سے سرسبز ہوتا ہوا دیکھیں ... دوسری قوموں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے کہ مسلمان مردہ ہو چکے ہیں۔

جیش احرار کے قائد کا انتقال

اللہ کے راستہ میں ایک اور شہادت

ملتان ۱۹ نومبر۔ یہاں ۱۶ نومبر کی رات کو ۵۰ رضاکاروں کا ایک دستہ مجلس احرار اسلام ملتان کی جانب سے زیر قیادت ملتان کے معزز رئیس نواب شیر محمد خاں صاحب بادوزئی مرحوم صدر مجلس احرار اسلام بذریعہ ٹرین کشمیر کو روانہ ہوا تھا ... رضاکاران کا یہ دستہ صبح کو وزیر آباد سے روانہ ہونے والا تھا کہ قائد جیش نواب شیر محمد خاں صاحب ممدوح کل ۸ بجے صبح کو ... اچانک حملہ سے ... ۲ گھنٹہ بیمار رہ کر ۱۰ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ خبر ... ملتان میں پہنچی تو اسی وقت ہڑتال ہو گئی اور شہر کے تمام ... نماز جنازہ ادا کیا۔ ملتان ان کے انتقال کی خبر ... تمام شہر ماتم کدہ بن گیا۔

مشترکہ بورڈ کی سب کمیٹی کا اجلاس

تحریک کشمیر کو پان اسلام ازم سے کوئی تعلق نہیں ہے

مشترکہ بورڈ کی سب کمیٹی کشمیر نے گذشتہ شب کے جلسہ میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور کیں۔

(الف) مشترکہ بورڈ کا یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ معاملات کشمیر کو سلجھانے کے لئے موجودہ پالیسی میں تبدیلی کی جائے اور کشمیر آرڈیننس کی تنسیخ کا فوری اعلان کیا جائے اور مقتدر مسلم رہنمایان ہند بالخصوص نمائندگان مجلس احرار اسلام پنجاب کو پرسکون فضا میں مہاراجہ کشمیر کے جدید اعلان پر غور کرنے کا موقعہ دیتے ہوئے مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے۔

(ب) مشترکہ بورڈ کا یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ ہندوؤں کا یہ پروپیگنڈا کہ کشمیر کے متعلق مسلمانان ہند کی موجودہ جدوجہد پان اسلام ازم کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جاری کی گئی ہے ... جناب موصوف کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ مسلمانان ہند کی موجودہ جدوجہد صرف اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی امداد ... حمایت کرنا ہے۔

۲۔ مشترکہ بورڈ کا یہ جلسہ ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر کے موجودہ اعلان کو مدنظر رکھتے ہوئے ... مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مقتدر مسلم رہنمایان ہند بالخصوص نمائندگان مجلس احرار اسلام پنجاب کو اپنے اصلاحی ارادوں سے مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں اور اپنے اعلان کے مطابق مظلومین کی منصفانہ دادرسی ... فرمائیں۔

۳۔ مشترکہ بورڈ کا یہ جلسہ صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو مشورہ دیتا ہے کہ معاملات کشمیر کی موجودہ نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اراکین آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو ہدایت کریں کہ وہ ایسے اعلانات اور بیانات سے گریز کریں جو مسلمانان ہند کے جذبات کو مجروح کرنے کا باعث ہوں یا مسلمانان ہند کے ... کا سبب بن سکیں۔

مندرجہ بالا تجاویز ہز ایکسیلنسی وائسرائے، مہاراجہ صاحب کشمیر اور صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو روانہ کر دی گئی ہیں۔

سید صغیر علی قادری

آنریری سیکرٹری

میرٹھ سے بھی کشمیر کو قافلے روانہ کئے جائیں گے

میرٹھ ۲۲ نومبر۔ ... کو مسلمانان میرٹھ کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب اختر شاہ خاں صاحب منعقد ہوا۔ اور جلسہ میں مجلس احرار کے قیام کی تجویز پیش کی گئی جو حاضرین نے بالاتفاق منظور کی۔ مجلس احرار کے صدر مولانا قاری محمد کامل صاحب اور سیکرٹری مولانا قاری محمد عنایت علی صاحب مقرر ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے نام بطور رضاکار پیش کئے جو صدر مجلس احرار اسلام دہلی کی طلبی پر بتدریج کشمیر روانہ کئے جائیں گے۔

دربھنگہ میں مظلومین کشمیر کی امداد کیلئے کمیٹی کا قیام

ویلور میں مسلمانان کشمیر کے ساتھ ہمدردی

شہداء کیلئے دعائے مغفرت۔ مہاراجہ کو انتباہ

انجمن حفاظت الاسلام کی سالانہ ... زیر صدارت مولانا محمد عبدالجبار صاحب ... منعقد ہوا ... مسلمانان کشمیر ... اظہار ہمدردی ... دعائے مغفرت ...

جنرل سیکرٹری ویلور (مدراس)

فیڈرل تعمیری کمیٹی کے اجلاس میں گاندھی جی کی پرجوش تقریر

فوج اور مالیات پر ہمارا پورا قبضہ ہونا چاہئے

میں مایوس ہو کر ہندوستان کو مصائب کے لئے دعوت دونگا

ہے کہ کوئی بھی انگریز اس کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے مجھے واپس جاکر قوم کو مصائب کے لئے دعوت دینی پڑے گی۔

وزیر ہند کا جواب

اس اجلاس میں سر سیموئل ہور نے فرمایا کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان سے جو وعدے کئے ہیں وہ پورے کئے جائیں گے۔ آپ کو فیصلہ سنانے کے لئے نہیں بلکہ آپ کے خیالات معلوم کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان پر نہایت احتیاط سے غور کیا جائیگا۔

احرار اسلام دہلی کا پہلا قافلہ کشمیر کو روانہ ہو گیا

جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ اور رضاکاروں کا زبردست جلوس

اسٹیشن پر مسلمانوں کا ہجوم

عظیم الشان جلوس

... تواضع کی۔ یہاں سے چلکر لال کنواں، فتحپوری ہوتا ہوا چاندنی چوک میں محلہ بلیماران کے سرے پر پہونچا۔ یہاں مسلمان سوداگران جنہوں نے تمام رضاکاروں کی چائے اور پان سے تواضع کی۔ کوچہ قابل عطار کے مسلمانوں نے بھی پان اور دودھ سے خاطر و مدارات کی۔ آخر یہ جلوس اسٹیشن پر جاکر ختم ہوا۔ صدہا لوگ پلیٹ فارم ٹکٹ خرید کر اندر چلے گئے۔ اور ہزارہا مسلمان اسٹیشن پر رخصت کر کے واپس لوٹ آئے۔ گاڑی میں سوار ہونے کے بعد امیر جیش جناب مولانا محمد علی صاحب کاندھلوی نے پھر ایک مؤثر تقریر فرمائی اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کے درمیان یہ تمام شیدائیان اسلام سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔

اس قافلہ کے ساتھ جناب مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سکریٹری مجلس احرار اسلام بھی لاہور تک تشریف لے گئے ہیں تاکہ راستہ میں رضاکاروں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسٹیشن پر جو علماء اور اعیان دہلی قافلہ کو الوداع کہنے کیلئے تشریف لیگئے تھے ان میں سے بعض ممتاز حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ جناب ماسٹر ہلال احمد صاحب بی۔ اے ایڈیٹر اخبار الجمعیۃ۔ جناب مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی صدر مجلس احرار اسلام۔ جناب حافظ وحید الدین صاحب ایبس پہل والے۔ جناب شیخ فضل الرحمن صاحب دہلوی جناب کرنل محمد اسحق صاحب وغیرہم (نامہ نگار)

(نوٹ:۔ جامع مسجد کے اجتماع میں مولانا احمد سعید صاحب نے جو تقریر ارشاد فرمائی تھی وہ آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کیجائیگی انشاء اللہ)

... گیا تھا۔ جلسہ کا افتتاح کلام پاک کی تلاوت سے کیا گیا۔ سب سے پہلے ایک دس گیارہ سالہ لڑکے نے نہایت شیریں لہجہ میں ایک پر درد اور مؤثر نظم پڑھکر سنائی جس کو سنکر حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ بعد ازاں مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سکریٹری مجلس احرار اسلام اور جناب مولانا عبدالماجد صاحب صدر مجلس احرار اسلام نے مؤثر اور پردرد تقریریں فرمائیں۔ پھر حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے ایک بصیرت افروز اور حقائق آگاہ تقریر فرمائی۔ افضل الجہاد کی تشریح فرماتے ہوئے کشمیر کے واقعات پر بصیرت افروز تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اپنے مخصوص انداز میں ایک دل ہلا دینے والی تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ یہ تحریک نہ ہندوؤں کے خلاف ہے اور نہ انگریز کے۔ ہم تو خود چاہتے ہیں کہ کشمیر کے سلسلہ میں جلد از جلد کوئی باعزت سمجھوتہ ہو جائے اور تصادم کی مزید نوبت نہ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ کشمیر کے مسلمانوں پر ڈوگروں کی طرف سے جو مظالم توڑے جاتے ہیں اگر اسی قسم کے مظالم مسلم ریاستوں میں ہندوؤں پر توڑے جائیں تو سب سے پہلا شخص میں ہونگا جو ان مظالم کا مقابلہ کرنے کے لئے ان ریاستوں میں پہنچنے روانہ کرونگا۔ آپ نے فرمایا کشمیری مسلمان کہتے ہیں کہ ہم ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر یہ ذلت ہم سے برداشت نہیں ہوتی کہ ڈوگرے سپاہی آکر ہمارے گھروں میں خواتین کی عصمت دری کرتے ہیں۔ اور ہماری کوئی بازپرس نہیں کی جاتی۔

آپ کی تقریر کے بعد جیش رضاکار کے سرلشکر مولانا محمد علی صاحب نے ایک مجاہدانہ ... مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی رقت آمیز دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس احرار دہلی کی قابل قدر امداد

دہلی کے ایثار پیشہ مسلمانوں کی قابل تقلید مثال

مجلس احرار اسلام دہلی کی جن مخیر مسلمانوں نے مالی امداد کی ہے اس کے پیش نظر توقع ہے کہ دہلی کے ایثار پیشہ مسلمان مجلس احرار کی مزید معاونت میں ہندوستان کے کسی صوبہ سے پیچھے نہیں رہیں گے اور اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس خالص قومی اور اسلامی جدوجہد کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن سعی فرمائیں گے نہایت مسرت کا مقام ہے کہ ... نومبر کو جو قافلہ دہلی سے کشمیر کو روانہ ہوا ہے اس کے مصارف دہلی کے بعض پرجوش اور باہمت مسلمانوں نے برداشت کئے ہیں۔

شیخ عطاء الرحمن صاحب گھوری نے تمام قافلہ کو پرتکلف ضیافت دی جناب حافظ وحید الدین صاحب نے ان رضاکاروں کے لئے بسیں کمبل عنایت فرمائے۔ اور جناب شیخ سراج الدین صاحب کٹھوری نے دہلی سے تا سیالکوٹ تمام مجاہدین کے لئے ٹکٹ خرید کر اپنی قربانی کا زبردست ثبوت پیش کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء توقع ہے کہ دہلی کے مسلمان مجلس احرار کی بیش از بیش مالی خدمات انجام دیکر اپنے ایثار و قربانی کا مزید ثبوت بہم پہنچائیں گے۔ (معاون مدیر)

دہلی کا قافلہ مع الخیر لاہور پہنچ گیا

لاہور ۲۸ نومبر۔ جریدہ زمیندار کے دفتر سے بذریعہ فون اطلاع آئی ہے کہ جو رضاکار دہلی سے بعزم کشمیر روانہ ہوئے تھے وہ کل ۱۲ بجے دن کو لاہور بخیریت تمام پہونچ گئے۔

صلح کیلئے مجلس احرار نے کوئی درخواست نہیں کی

شیخ صادق حسن صاحب ممبر کونسل کا اعلان

لاہور ۲۴ نومبر۔ ایک مقامی مسلم روزنامہ نے یہ اطلاع شائع کی ہے کہ احرار کی درخواست پر شیخ صادق حسن صاحب ایم۔ ایل۔ اے رئیس اعظم امرتسر اور ان کے بھائی شیخ محمد صادق صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے احرار اور حکومت کی صلح کرانے کی کوشش کی تھی جو بالکل ناکام رہی۔

شیخ صادق حسن صاحب امرتسر سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیتے ہیں کہ یہ اطلاع قطعاً بے بنیاد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے علاوہ بھی ایسی کوئی اطلاع کسی اخبار کو نہیں دی۔ مجلس احرار نے ان سے صلح یا سمجھوتہ کے لئے کوئی درخواست کی۔ اسمبلی کے مسلم ارکان نے شیخ صاحب کو اس خدمت پر مامور کیا تھا کہ وہ صورت حالات کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ مجلس احرار کے ساتھ اعتدال پسند حضرات کس طرح تعاون کر سکتے ہیں۔

شیخ صاحب نے فرمایا کہ خدا کے فضل و کرم سے مجلس احرار کے جھنڈے کے نیچے فدایان اسلام کی اس قدر جمعیت موجود ہے جو ہر قسم کے جور و استبداد یا باطل کا استیصال پرامن طریق سے کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجلس احرار صلح کے لئے بھٹکتی پھرے۔ (غلام حسین سیر چیف پبلسٹی آفیسر)

الہ آباد کے مسلم طلباء کا ایثار

جمعیۃ الطلباء کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شہید بدرالدین یوم منایا گیا اور مقررین نے مؤثر تقریریں کیں۔ ایک کمیٹی بھی مرتب کی گئی جو شہر میں گشت لگا کر چندہ فراہم کر کے ستم رسیدہ لوگوں کے پسماندگان کو بھیجا کرے گی۔ ابھی تک کل ... روپے چندہ جمع ہوا ہے جو روانہ کر دیا گیا ہے۔

صرف سیالکوٹ کے رضاکاروں کی تعداد

سیالکوٹ ... نومبر ... سیالکوٹ سے ... رضاکار گرفتار ہو چکے ہیں ... پچیس ۲۵۰۰ تک پہنچ چکی ہے

طلبائے مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی کا ایثار

مجلس احرار اسلام پنجاب کی امداد

مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی کے طلبائے عربی نے باہمی چندہ کر کے مبلغ ... روپیہ ... تین پائی ہمارے پاس بھیجے ہیں تاکہ مجلس احرار اسلام پنجاب کو لاہور بھیج دئے جائیں۔ طلبائے عربی کی مالی مشکلات کے پیش نظر ان کا یہ ایثار درحقیقت بہت قابل ستائش ہے۔

سید محمد شفیع عفی عنہ

سر دفتر جمعیۃ طلبائے مدرسہ

جاپان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے

منچوریہ کے گورنر کو تختۂ دار پر لٹکا دو

شنگھائی ۲۵ نومبر۔ آج شنگھائی کے شمالی اسٹیشن پر ۸ ہزار طلباء نے زبردست مظاہرہ کیا اور ریل کے ذریعہ نانکن روانہ ہونے کی کوشش کی۔ طلباء پانچ گاڑیوں میں زبردستی سوار ہو کر نانکن روانہ ہو گئے راستے میں پانچ ہزار طلباء اور شامل ہو گئے طلباء نے صدر جمہوریہ چین کی حکمت عملی کے خلاف احتجاج کیا۔

طلباء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوراً جاپان کے خلاف اعلان جنگ کردے جمعیۃ الاقوام سے علیحدہ ہو جائے اور منچوریہ کے گورنر کو اس کی ناقابلیت کی بنا پر پھانسی کے تختہ پر لٹکا دے۔

مؤتمر اسلامی کی شرکت سے والی حجاز کا انکار

مؤتمر کا مقام برطانوی اقتدار کے زیر اثر ہے!

بیت المقدس ۲۵ نومبر۔ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود والی حجاز نے مؤتمر اسلامی کے لئے اپنا نمائندہ بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ امام یمن کے نمائندے اس مؤتمر میں شریک ہونگے اسلئے سلطان نے مؤتمر کا بائیکاٹ کیا ہے لیکن حجاز کے وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ سلطان ابن سعود اس بات کے مخالف تھے کہ اس مؤتمر کا اجلاس بیت المقدس میں منعقد ہو۔ کیونکہ وہاں برطانوی اقتدار اپنے پورے شباب پر ہے اور مؤتمر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی آپ کا مشورہ تھا کہ مکہ مکرمہ میں اس مؤتمر کا اجلاس مناسب اور موزوں ہوگا۔ (ریوٹر)

برطانیہ کو امریکہ کا جواب

غیر ملکی مال کی درآمد پر زبردست محصول

واشنگٹن ۲۳ نومبر۔ حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے برطانوی تجارتی حکمت عملی کے مقابلہ میں غیر ملکی مال کی درآمد پر بھاری محصول لگانے کا فیصلہ کیا ہے جتنا محصول برطانیہ میں امریکہ کے مال پر لیا جائے گا اتنا ہی امریکہ میں برطانیہ کے مال پر لیا جائے گا۔

مہاراجہ جیپور کا ایک مستحسن فیصلہ

لگان میں ۳۲ لاکھ کی معافی

جیپور ۲۳ نومبر۔ مہاراج کمار کی ولادت کی خوشی میں مہاراجہ صاحب نے ایک دربار منعقد کر کے لگان کے بقایا میں اپنی رعایا کو ۳۲ لاکھ کی معافی دیدی ہے اور عدالتی مجرموں کے گزشتہ ۵ سال کے جرمانے معاف کر دئے ہیں۔

ایک نمبردار کو گولی سے اڑا دیا گیا

لدھیانہ ۲۵ نومبر۔ جگراؤں کے گرداور منڈی گاؤں کے ایک نمبردار کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب رات کو وہ سو رہا تھا تو چند نامعلوم اشخاص نے اس پر حملہ کیا اور بالوں سے پکڑ لیا۔ نمبردار نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اسے فوراً گولی مار دی گئی۔ حملہ آور ابھی تک گرفتار نہیں کئے گئے۔ سب انسپکٹر پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔ نمبردار کا نام ہائی بتایا جاتا ہے۔

ناظرین الجمعیۃ کی خدمت میں گزارش

الجمعیۃ جو جمعیۃ علماء ہند کا واحد آرگن ہے سات سال سے بلا خوف لومۃ لائم ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت انجام دے رہا ہے اس عرصہ میں آپ کے اس صحیح خدمتگزار کو حوادث روزگار کے ہاتھوں جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کو کارکنان الجمعیۃ ہی کا دل جانتا ہے۔ گزشتہ تحریک وطنیت کے دور میں باوجود یکہ اور بیگانوں کی یورش اور بیاد ہزاروں روپوں کے نقصان کے اخبار الجمعیۃ کا زندہ رہنا ایک معجزہ امر ہے۔ گزشتہ سال اخبار کو جس قدر کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا اس کی تلافی باوجود روزانہ اخبار کو عارضی طور پر بند کر دینے کے بھی نہ ہو سکی اور اس وقت تک نقصان کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اگرچہ کارکنان الجمعیۃ اخبار کے آمد و خرچ کو برابر کرنے اور اخبار کو مسلسل متواتر نقصان سے بچانے کی پوری جدوجہد کر رہے ہیں لیکن دفعتہً کاغذ کی گرانی اور وی۔ پی کے محصول کی زیادتی نے ادارۂ الجمعیۃ کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ناظرین الجمعیۃ کو توجہ دلاتے ہوئے اس جدوجہد میں شرکت کی دعوت دے جس میں تقریباً ایک سال سے وہ مصروف عمل ہے۔ اس سلسلے میں ہم قارئین کرام سے صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آئندہ وی۔ پی طلب کرنے کے بجائے منی آرڈر روانہ کرنے کا انتظام کر دیں۔ جب آپ کی خدمت میں اطلاعی کارڈ پہونچے اور آپ کو یہ علوم ہو کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو رہی ہے تو دفتر کے وی۔ پی کرنے سے پیشتر آپ فوراً منی آرڈر روانہ کر دیں۔ اگر اطلاعی کارڈ وصول ہونے کے وقت آپ کے پاس روپیہ موجود نہ ہو تو دفتر کو اس مضمون کی اطلاع دیدیجئے کہ میں جلد از جلد روپیہ روانہ کر رہا ہوں۔ مجھے وی۔ پی نہ کیا جائے۔ اس اطلاع پر آپ کو وی۔ پی نہیں کیا جائے گا بلکہ آپ کے روپیہ وصول ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ہر خریدار ۱۵ دسمبر تک پانچ خریداروں کا چندہ دفتر میں بھجوا دے۔ ایک شخص کو ہندوستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کے واحد آرگن کے لئے پانچ خریدار پیدا کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ بشرطیکہ آپ میں سے ہر شخص اس امر کی ضرورت کو محسوس کرے کہ اس سات سالہ مذہبی اور ملکی خدمتگزار کو زندہ رکھنا کس قدر ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر مخلص مسلمان جو الجمعیۃ کے اعلیٰ صحافتی طرز عمل اور اس کے بلند پایہ مضامین کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ میری اس عاجزانہ اپیل کو کامیاب کرنے میں امکانی سعی کرتے ہوئے ادارۂ الجمعیۃ کو ممنونیت کا موقع دیگا۔

(منیجر)

راجا خان افضل خان جموں کے گورنر مقرر ہو گئے

جموں ۲۴ نومبر۔ راجہ خان، افضل خاں جموں کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ حکومت پنجاب کے محکمۂ مالگذاری کے ایک رکن تھے۔ آپ کا تقرر چودھری چھتر سنگھ کی جگہ عمل میں آیا ہے۔

میواڑ اور مارواڑ میں بیواؤں کی تعداد

گیارہ فیصدی بیوائیں اور رنڈوے

میواڑ اور مارواڑ ریاستوں کی آخری مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی آبادی ۵۶۰۲۹۲ افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں ۴۱۰۰۳ بیوائیں اور ۱۹۹۲۳ رنڈوے ہیں۔ بیواؤں اور رنڈوؤں کی یہ تعداد آبادی کے تناسب سے گیارہ فیصدی ہے۔ بیواؤں میں ایک سال سے لیکر پندرہ سال سے اوپر تک کی عمر والی ہیں۔ اسی طرح رنڈوؤں میں گھٹنوں کے بل چلنے والے۔ دو دو اور تین تین سال والے بچے بھی شامل ہیں۔ شادی شدہ بچیاں اور بچیوں میں بھی ایک ایک سال کی عمر کے ۳۲۹ بچے ہیں۔ دو دو تین تین اور چار چار سال والے شادی شدہ بچے اور بچیاں بھی بکثرت ہیں۔

ضلع الہ آباد میں لگان کی معافی

یو۔ پی حکومت کا اعلان

الہ آباد ۲۴ نومبر۔ یو۔ پی گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حالات کی موجودہ رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری خیال کیا گیا ہے کہ ضلع الہ آباد میں لگان کی معافی کے متعلق موجودہ صورت حالات کی وضاحت کی جائے۔ واقعات اور اعداد و شمار درج کرنے کے بعد اعلان کیا گیا ہے کہ گیونکہ میں بیان کردہ ترمیم شدہ طریقے کے مطابق لگان میں جو معافی پہلے دی جا چکی ہے اس میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ ... اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ترمیم شدہ طریقے کا اطلاق صرف دخیل کار مزارعان پر ہوگا غیر دخیل مزارعان پر۔

خاص قوانین کو ابھی واپس نہیں لیا جائیگا

ہندوستان کے حالات کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال و جواب

لندن ۲۴ نومبر۔ مسٹر ابوران ولیم نے دارالعوام میں سر سیموئل ہور وزیر ہند سے استفسار کیا کہ کیا حکومت ان خاص قوانین کو اب واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے جو ہندوستان میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے نافذ کئے گئے تھے۔ سر سیموئل ہور نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ برما اور بنگال کی صورت حال اس امر کی مقتضی نہیں ہے کہ ان خاص قوانین اور خاص اختیارات کو ابھی واپس لے لیا جائے۔

احراری قیدیوں کی سزاؤں میں تخفیف

مہاراجہ کشمیر کا اعلان

جموں ۲۴ نومبر۔ جن رہنمایان قوم و ملت کو کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ۶ ماہ سے دو سال تک قید سخت کی سزائیں دی گئی تھیں۔ مہاراجہ کشمیر نے ان کی سزاؤں میں تخفیف کر کے صرف تین تین ماہ قید کی سزا قائم رکھی ہے۔

جدید آئین میں مسلمانوں کے حقوق

مسلم ایسوسی ایشن کو وائسرائے کا جواب

دہلی ۲۵ نومبر۔ آج صبح گیارہ بجے دہلی کی مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے ہز ایکسلینسی وائسرائے کو وائسریگل لاج نئی دہلی میں ایڈریس دیا گیا۔

ایڈریس کے جواب میں ہز ایکسلنسی نے گول میز کانفرنس کے کثیر دیباچوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلوں یا ہندوستان کے جدید آئین کے متعلق اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وزیر اعظم اور ملک معظم کی گورنمنٹ مسلمانوں کے مطالبات اور خواہشات سے بخوبی واقفیت حاصل نہیں کر لیتے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کے جائز جذبات کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا۔

پبلک سروس میں مسلمانوں کی نمائندگی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سوائے ٹیکنیکل شعبوں کی ملازمتوں کے باقی تمام ملازمتوں کے لئے مقابلہ ہوا کرے گا۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک تہائی آسامیاں مخصوص رہیں گی مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ آخری آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں چھ مسلمان طلباء کامیاب ہوئے ہیں۔

برمی باغیوں اور فوجی دستہ میں مڈبھیڑ

دو باغی ہلاک اور ایک مجروح

رنگون ۲۴ نومبر۔ ہنزادہ سے اطلاع مظہر ہے کہ باغیوں نے دو دیہات کے رہنے والے پیگو سے بھی دو قتل کے واقعات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ گزشتہ ۴۸ گھنٹوں میں بغاوت کے ۱۰ جرائم کی اطلاع موصول ہوئی ہے جس میں تقریباً ۲ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ ان میں ۱۰ جرائم کے مرتکب باغی ہیں۔

ضلع پیگو میں ایک فوجی دستہ اور باغیوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی جس میں دو باغی ہلاک اور ایک مجروح ہوا۔ باغیوں کے دو ساتھی بھی گرفتار کئے گئے۔

لگان کی ادائیگی بند کر دی گئی

الہ آباد کے مزارعین کی کانفرنس کا فیصلہ

الہ آباد ۲۵ نومبر۔ کسانوں کے ایک اجتماع میں ذیل کی تجویز منظور کی گئی ہے کہ کسانوں کی حالت اس وقت نہایت زبوں ہے لیکن حکومت نے لگان کی معافی۔ بقایا اور بے دخلی کے متعلق ابھی تک کوئی انتظام نہیں کیا لہذا کسانوں کی یہ کانفرنس ضلع کانگرس کمیٹی کے ۱۰ نومبر والی تجویز کا خیر مقدم کرتی ہے اور ضلع کے زمینداروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آئندہ مالگذاری اور لگان قطعی ادا نہ کریں۔ نیز درخواست ہے کہ کسان عدم ادائیگی پر کاربند رہ کر ہر قسم کے مصائب کو خوشی سے برداشت کریں۔

مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا اعلان

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ!

امیر شریعت پنجاب مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے ذیل کا بیان بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔

پنجاب کے سلمانوں پر یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے بلا وجہ مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کو چیلنج دیا ہے۔ اور ایسی حالت میں جب کہ مجلس احرار اسلام پنجاب نے مظلومین کشمیر کی حمایت کا قدم اٹھایا تھا برٹش گورنمنٹ ظالم کی حمایت کیلئے مجلس احرار کے مقابلہ میں اتر آئی۔ لیکن اس کریم کارساز کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے آج مسلمانوں کو سربلند کیا اور اس گئے گذرے زمانے میں بھی مسلمانوں کو وہ قوت عطا فرمائی جس نے قرن اول کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ لیکن مسلمانو! ابھی امتحان کی گھڑیاں باقی ہیں۔ اور حکومت تمہاری غیرت ملی اور حمیت دینی کا مظاہرہ دیکھنا چاہتی ہے۔ اور تا وقتیکہ اپنی سیزدہ صد سالہ روایات کو ایک دفعہ پھر زندہ کر کے نہ دکھائیں گے۔ حکومت ان کے مطالبات کے آگے جھکنے کے لئے تیار ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس لئے میں غیور اور بہادر مسلمانان پنجاب سے اپیل کرتا ہوں کہ "تہو کنید وجامہ زنان نہ پوشید"۔ بہادرو اٹھو! جوانمردو اٹھو! ساز و سامان والو اٹھو! بے سروسامان والو اٹھو! انفروا خفافاً و ثقالاً وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ پنجاب کی سوا کروڑ مسلم آبادی میں سے ایک لاکھ نوجوانوں کا جیل میں چلے جانا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔ حکومت برطانیہ نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے اور برٹش گورنمنٹ کی درندانوی کی وجہ سے جو سوال پیدا ہو گیا ہے۔ اس پر تو سارے پنجاب کی مسلم آبادی زن و مرد سمیت بھی اگر قربان ہو جائے تو بجا اور درست ہو گا۔ کیونکہ یہ معاملہ نہ تو اب کشمیر کا معاملہ رہا ہے۔ اور نہ پنجاب کی مجلس احرار کا بلکہ ہندوستان کے ۸ کروڑ مسلمانوں کی موت و حیات کا معاملہ ہے۔ اور قدرت کی طرف سے اس جنگ کی بہت ہی ذمہ داری پنجاب کے مسلمانوں پر ڈال دی گئی ہے۔ پنجاب کے غیور مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہوں۔

فقیر
سید عطاء اللہ شاہ بخاری (امیر شریعت پنجاب)

گول میزی مندوبین سے وزیر اعظم کی ملاقات

اہم مسائل پر گفت و شنید

حکومت اپنا بیان جلد شائع کرے گی

لندن ۱۸ نومبر۔ مسٹر میکڈانلڈ نے آج تمام دن گول میز کانفرنس کے مندوبین سے ملاقات میں صرف کیا تاکہ ان معاملات کے متعلق ان کے خیالات معلوم ہو جائیں جو اب تک کانفرنس کے سامنے نہیں آئے ہیں لارڈ سنکے اور سر سموئیل ہور بھی شریک تھے۔

آپ نے ان وزراء کو بھی شرف ملاقات بخشا جو گول میز کانفرنس کے مندوبین ہیں۔ سر آغا خاں سے بہت طویل ملاقات رہی دارالعوام میں سردار اجل سنگھ سے بھی کچھ دیر گفتگو ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی سر پروڈ ڈاکٹر امبیدکر اور سر تیج سے بھی ملاقاتیں ہوئیں آج ہی سر اکبر حیدری کی جانب سے آپ کے اعزاز میں ایک دعوت بھی دی جائے گی۔ کل کا دن گاندھی جی اور چند دیگر مندوبین سے ملاقات کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔ خیال ہے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس اس وقت تک ختم نہ ہو گا جب تک کہ ہندوستان کے متعلق حکومت اپنا بیان شائع نہ کرے گی۔

کل پنڈت مالویہ کی قیامگاہ پر بارہ غیر مندوبین، جن میں گاندھی جی بھی شامل تھے۔ فیڈرل اسٹرکچر کمیٹی کے پروگرام پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ تحفظات کے مسئلہ پر بہت دیر تک آپس میں تبادلہ خیال ہوتا رہا کیونکہ اب یہ مسئلہ کمیٹی کے سامنے آنے والا ہے یہ تجویز بھی پیش ہوئی ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کی گتھی کو سلجھانے کی ایک بار پھر کوشش کی جائے۔

کابینہ کا جو فیصلہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی حمایت میں ہوا ہے۔ کانفرنس کے مندوبین کے لئے بے حد جاذب توجہ بنا ہوا ہے۔ ٹوری جماعت کا پروپیگنڈا برابر جاری ہے اور وہ کسی حد تک موثر بھی ثابت ہو رہا ہے خیال کیا جا رہا ہے کہ اگر وزیر اعظم کابینہ میں اپنے اعلان کی تائید میں کامیابی ہو گئی تو شاید ہی وہ اسے بآسانی عملی جامہ پہنا سکیں۔ کیونکہ کانگریس کسی ایسے سمجھوتہ کے لئے تیار نہیں ہے جو اس اعلان کے بموجب ہو گا۔

وزیر اعظم کو اختیار دیدیا گیا

کل کابینہ کے اجلاس کے بعد وزیر اعظم کو پورا اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ گول میز کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مندوبین سے گفت و شنید کر سکتے ہیں۔

حکومت کی پالیسی کا اعلان

لندن ۱۸ نومبر۔ سر سموئیل ہور وزیر ہند نے آج دارالعوام میں اعلان کیا کہ گول میز کانفرنس کے نتائج کے بارے میں حکومت کرسمس کی تعطیلات سے قبل اپنی حکمت عملی کا اعلان کرے گی۔

کانفرنس کا مکمل اجلاس غالباً اس ہفتہ میں منعقد نہیں ہو سکے گا۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم نے وزیر ہند کے اعلان کی تائید کی۔

انیس احراری رضاکار گرفتار

میونسپل کمشنران کو اہل شہر کا الٹی میٹم

وزیر آباد ۲۳ نومبر (بذریعہ ٹیلیفون) سوہدرہ کے پاس ایک پینتی ۱۹ رضاکاران کا پولیس نے گرفتار کر لیا جو سیالکوٹ کو پیدل جا رہا تھا۔ دیہات سے رضاکار جوق در جوق آ رہے ہیں۔ جوش و خروش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

اہل شہر نے مسلم ممبران کمیٹی کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ جب تک وہ تحریک میں حصہ نہیں لیں گے ہم انکو اپنے نمائندہ تسلیم نہیں کریں گے۔

تمام ہندوستان میں سیالکوٹ ڈے منایا جائے

سیالکوٹ کے مجاہدین کی یاد تازہ کی جائے

جہاد حریت کشمیر میں اسلامیان پنجاب نے جس جرأت اور اولوالعزمی سے حصہ لیا ہے وہ قابل صد ستائش ہے۔ باشندگان شہر سیالکوٹ نے جس قربانی، ایثار و مستقل مزاجی کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ اس مردم خیز زمین نے اپنے شجاع اور شیر دل مجاہدوں کی قربانیوں سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور مجلس احرار اسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جس مالی اور جانی ایثار کا ثبوت دیا ہے اس نے پنجاب کی لاج رکھ لی ہے۔

اس چھوٹے سے شہر نے مسلمانان کشمیر کے حقوق کے بقاء و تحفظ کے لئے جس بے لوث ایثار، نفشانی اور جاں فروشی کا نمونہ پیش کیا ہے وہ یقیناً اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی قربانیوں کی یاد کو تازہ رکھنے اور مسلمانوں کے دل میں جوش عمل اور جذبہ شہادت پیدا کرنے کے لئے ایک خاص دن اس کی شان کے شایاں منایا جائے۔ اس پرامن جنگ کو شروع کئے ہوئے ۲۹ نومبر کو مل ایک مہینہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ اس تاریخ کو سیالکوٹ ڈے منایا جائے۔

مسلمانان ہند سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس دن زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر گورنمنٹ پر ثابت کر دیں گے کہ مسلمانان ہند کی ہمدردی مجلس احرار اسلام پنجاب کے ساتھ ہے۔ رضاکاروں کو بھرتی کریں گے اور چندہ جمع کر کے سیکرٹری مجلس احرار اسلام لاہور کے نام روانہ کریں گے تاکہ اس پرامن جنگ کو کامیابی کیساتھ چلایا جائے۔

مختلف مقامات سے جیوش احرار کی روانگی

پسرور ۲۴ نومبر۔ پرسوں یہاں سے ایک دستہ گیارہ رضاکاروں کا بڑی شان و شوکت سے جلوس نکال کر سیالکوٹ روانہ کر دیا ہے۔

انبالہ ۲۴ نومبر۔ پانچ نوجوانوں کا ایک پیدل دستہ شوق شہادت میں مخمور ۱۸ نومبر کو دہلی سے روانہ ہو کر اور تمام راستہ میں تبلیغ کر کے آج ۱۲۵ میل کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ اور اسی طرح پیدل کشمیر پہنچیں گے۔ یہ رضاکاروں کا دستہ شروع سے راستہ پیدل چل رہا ہے۔ ان کا کپتان محمد یامین متعلم عربی ہے راستہ میں ان کے ہم ضلع کرنال کے دس رضاکار اور شامل ہو گئے ہیں۔

گوجرانوالہ ۲۴ نومبر۔ یہاں ہر روز مخلدار جلسہ ہوتا ہے۔ زبردست تقریریں کی جاتی ہیں اور ہر روز پچاس رضاکاروں کا جلوس نکال کر روانہ کئے جاتے ہیں۔ کل یہاں گرفتاری نہیں ہوئی۔ ۵۰ رضاکاروں کو وزیر آباد روانہ کر دیا گیا۔

بوٹ ۲۴ نومبر۔ یہاں رات کو بڑا جلوس نکالا جاتا ہے اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی اپنی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ ایک دستہ روانگی کے لئے تیار ہے۔

مندروں میں داخلہ کیلئے اچھوتوں کی کوشش

گڈھ مکٹیشر کے میلہ میں ستیہ گرہ کا اعلان

میرٹھ کی اچھوت سبھا نے فیصلہ کیا ہے کہ گڈھ مکٹیشر کے میلہ پر مندروں میں داخلہ کیلئے ستیہ گرہ شروع کیا جائے اور ہر مندر میں چار چار آدمیوں کے جتھے روانہ کئے جائیں۔

ہم ہندوستان میں امتیازی حقوق نہیں چاہتے

عیسائی مشنریوں کا اعلان

لندن ۲۳ نومبر۔ دس عیسائی مشنروں نے جن میں سے اکثر مدراس کے تعلیمی اداروں سے تعلق رکھتے ہیں پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ کو صاف کر دیں کہ ہم مشنری یوروپین (مقیم ہند) کی طرح خاص سیاسی حقوق کا مطالبہ نہیں کرتے اور نہ ہماری خواہش ہے کہ ہندوستان میں ہمارے حقوق کے لئے کوئی امتیاز قائم کیا جائے۔ (اسٹیٹسمین)

ماتحت مجالس احرار اسلام پنجاب کے نام

ضروری ہدایات

قلمی ہے کہ جو دستے محاذ جنگ پر روانہ کئے جائیں وہ اسی جگہ ریل یا موٹر میں سوار نہ کئے جائیں بلکہ دیہات میں مجلس کے پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے کم از کم بیس پچیس میل پیدل سفر کرنے کے بعد ریل یا موٹر پر سوار ہوں۔

اس امر کا خاص خیال رہے کہ رضاکاران کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت نہ کریں۔ فقط مجلس کا نظریہ لوگوں میں پیش کریں۔ اور اسلام کے نام پر جانی و مالی قربانی کا جذبہ لوگوں میں پیدا کریں۔

محمد صادق
سیکرٹری احرار پنجاب

توپوں اور ہوائی جہازوں سے گولہ باری

چینی اور جاپانی افواج میں دوبارہ جنگ

مقدن ۲۴ نومبر۔ آج صبح نو بجے چینی اور جاپانی افواج میں دوبارہ جنگ شروع ہوئی جو اس وقت تک جاری ہے۔ توپوں اور ہوائی جہازوں سے گولہ باری کی جا رہی ہے مقتولین و مجروحین کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی ہے

برطانیہ کو جنرل اسمٹس کا مشورہ

جبر و استبداد سے معاملات حل نہیں ہو سکتے

سیاسیات ہند پر تبصرہ

لندن ۲۳ نومبر۔ جنوبی افریقہ کی روانگی سے پیشتر آج جنرل اسمٹس نے ایک تقریر کے دوران میں موجودہ سیاسیات میں مسئلہ ہند کو نہایت اہم قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ برطانیہ کو جو مشکلات در پیش ہیں ان میں غالباً سب سے زیادہ خطرناک بات یہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ برطانیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان کو مطمئن کرنے کی جلد سے جلد کوشش کرے کیونکہ سمجھوتہ کے لئے اس سے بہتر موقعہ پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ گاندھی جی چاہتے ہیں کہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ گاندھی جی کا اثر سمجھوتہ کرنے میں بہت مدد دیگا۔ وہ ہندوستان کے ایک بڑے حصہ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ مگر برطانیہ نے عجلت سے کام نہ لیا تو غلط فہمی بڑھتی ہی جائے گی اور ہندوستان کو برطانیہ سے بچانا مشکل ہو گا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ معاملات جبر و تشدد سے حل نہیں ہو سکتے اور جبر و استبداد کی پالیسی پر عمل کرنا بھی آسان نہیں ہے کیونکہ موجودہ اسپرٹ اور ذہنیت اس کے بالکل خلاف ہے۔

گول میز کانفرنس اگر فی الحال کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتی تو اسے باہمی رواداری کی فضا میں ملتوی کر دینا چاہئے تاکہ اسے پھر شروع کیا جا سکے۔ آپ کا خیال ہے کہ ہندوستان کو آئینی اختیارات دینے میں فرقہ وارانہ مسئلہ اور تحفظات ناقابل عبور نہیں ہے۔

اسمٹس سب سے ضروری چیز باہمی رواداری ہے اس لئے ان کارروائیوں سے قطعی گریز کرنا چاہئے کہ جن سے شبہات پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں پورا یقین ہے کہ ہر دو فریقین ایمانداری کے ساتھ سمجھوتہ کے خواہاں ہیں اور یہ تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے کافی ہے۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ انہیں یقین ہے کہ انگریز سمجھوتے کی ہر کوشش کو نیک نیتی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور ہندوستان کو کامن ویلتھ کا ایک مطمئن رکن بنا کر رکھنے میں کامیاب ہوں گے۔

غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر پچاس فیصدی محصول

اپنی بہتری کیلئے انگلستان کی سعی

لندن ۲۱ نومبر۔ اشیاء درآمد پر غیر معمولی ٹیکس عائد کرنے کے متعلق جو بل پاس ہوا ہے اس کے ماتحت گزشتہ شب بورڈ آف ٹریڈ نے پہلا حکم صادر کیا جس پر آئندہ سے عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ درآمد پر آمد کی سرکاری فہرست پریس میں جا تو بیٹری وغیرہ وائرلیس کا سامان ٹائپ رائٹر، مٹی اور چینی کے برتن۔ شیشہ، لسٹر کے سوٹ کیس، عطر اور ریشمین وغیرہ شامل ہیں۔ پچاس فی صدی ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ حکم میں یہ بھی مذکور ہے کہ بورڈ اس بات سے قطعی مطمئن ہے کہ جو اشیاء فہرست میں درج کی گئی ہیں وہ غیر معمولی مقدار میں باہر سے آیا کرتی ہیں۔

حکومت کو اپنی پالیسی کا اعلان نہ کرنا چاہئے

نائب وزیر ہند کا برطانیہ کو مشورہ

[illegible]

ہندوستان کو مکمل درجہ مستعمرات دیا جائے

چرچل پر لارڈ اروِن کی نکتہ چینی

[illegible]

گاندھی جی کی واپسی کب ہو گی؟

[illegible]

گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین کا رویہ

فرقہ وارانہ مسئلہ کے تصفیہ کا پرزور مطالبہ

[illegible]

ہندوستان کو مرکزی ذمہ داری عطا کیجائے

وزیر اعظم سے وائسرائے ہند کی سفارش

[illegible]

دوستی کے بعد برطانیہ کیا دینا چاہتی ہے؟

الوداعی دعوت میں ہز ہائینس آغا خاں کی تقریر

[illegible]

مجلس وفاقی میں مالیات پر بحث

مالیات کی ذمہ داری ہندوستانی وزیر کے سپرد کیجائے

[illegible]

وزیر اعظم اور دیگر ارکان سے گاندھی جی کی گفتگو

[illegible]

واپس آنے پر گاندھی جی کو گرفتار کر لیا جائیگا

سول نافرمانی دوبارہ شروع کی جائیگی

[illegible]

حکومت ابھی اپنی پالیسی کا اعلان نہیں کریگی

مسئلہ ہند کے متعلق کابینہ کا خلاف توقع اقدام

[illegible]

۱۳ ۔۔۔ ھ مطابق یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء || نمبر ۴۰

جامع مسجد دہلی میں وحدت اسلامی کا پُرجوش مظاہرہ

جیش اسلامی کے پہلے دستے کو مسلمانان دہلی کی جانب سے مبارکباد

جناب مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی بصیرت افروز تقریر

برادران ملت! مسئلہ کشمیر پر اب تک اتنی مفصل اور مبسوط تقریریں ہو چکی ہیں کہ میرے خیال میں اب کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھ سے پیشتر فاضل مقرریوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں اُن حضرات سے زیادہ کیا عرض کر سکتا ہوں۔ یہ سوال تو محض لا کھوں انسانوں کے حقوق انسانیت کا ہے۔ اگر مہاراجہ کشمیر کے وزراء ریاست کے ساتھ غداری نہ کرتے تو یہ سوال اب تک طے ہو چکا ہوتا۔ ریاست کے نکام وزراء نے مہاراجہ کو غلط مشورے دیکر ریاست کو تباہ کر دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ تمام جھگڑا مہاراجہ سے تھا اگر مہاراجہ کو مجلس احرار کے ساتھ آزادی سے گفتگو کا موقع دیا جاتا تو یہ مسئلہ نہایت ہی عزت کے ساتھ طے ہو جاتا۔ احراری جماعت نے نہایت صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا تھا کہ ہم مہاراجہ کو علیحدہ کرنا نہیں چاہتے اور نہ انگریزوں کی مداخلت کو پسند کرتے ہیں۔ ان خیالات کو ظاہر کر دینے کے بعد کون شخص یہ شبہ کر سکتا ہے کہ ہمارا جہاد [illegible] کی غداری اور حکومت برطانیہ کی بے جا مداخلت نے سارے کام کو بگاڑ دیا اور مسلمانوں کو ایک سخت مشکلات میں پھنسا دیا۔

گورنمنٹ سے لڑنا مقصود نہیں

معزز حضرات! مسلمانوں کا مقصد ہرگز انگریز سے لڑنا نہ تھا لیکن انگریز نے خواہ مخواہ مداخلت کر کے ہم سے لڑائی مول لی اور اب اگر انگریز نے جنگ کا اعلان کر دیا ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان کا قدم پیچھے نہیں ہٹا کرتا اس کی تاریخ میں ایسے واقعات بہت کم ملتے ہیں کہ مسلمان نے میدان میں قدم رکھکر پیچھے ہٹایا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان مہاراجہ کے مقابلے تو جما رہتا لیکن انگریز کے آتے ہی وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا۔

جنگ بدر میں کیا ہوا تھا

میرے عزیزو! جنگ بدر میں بھی مسلمان تو ایک قافلے کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن مقابلے میں ابوجہل کا لشکر آ گیا تو کیا مسلمان ابوجہل کے لشکر کو دیکھ کر بھاگ آئے تھے۔ ابوجہل کا سامنے آ جانا مسلمانوں کے حق میں مفید ہی ہوا۔ طبیعت انسانی اگرچہ آسان چیز کو چاہتی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے کچھ اور ہی چاہا تھا۔

تودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکفرین۔

مسلمان کی گزشتہ تاریخ

میرے دوستو! مسلمانوں کی تاریخ کا کونسا ورق ہے جس پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی نہیں ہیں جس دن سے فاروق اعظم محراب میں شہید ہوئے ہیں اس دن سے بہادر شاہ کو رنگون جانے کے وقت تک اور خلافت اسلامیہ کی تباہی تک جناب کی تاریخ کا کونسا ورق ہے جس پر سرخ دھبے نہیں ہیں۔ مسلمان ہمیشہ میدان جہاد میں مرا ہے یا جیل خانے کی سلاخوں میں اس کی موت آئی ہے۔ آج بھی دہلی کے کھنڈرات میں کسی پتھر کو اٹھا کر دیکھو گے تو تمہیں اس کے نیچے سے مسلمان کا خون ابلتا ہوا نظر آئے گا۔ مسلمان نے ہمیشہ خون سے ہولی کھیلی ہے اور جب وہ میدان میں خدا کے بھروسہ پر آتا ہے تب ہی فتح اور کامرانی نے بڑھکر اس کی بلائیں لیکر قدم چومے ہیں۔

کسریٰ کے دربار کا واقعہ

حضرات! ایک دفعہ شاہ کسریٰ نے عرب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھ کر اپنے وزراء سے دریافت کیا تھا کہ اس عرب کی قوم کو کیا ہو گیا ہے ان کی کھنڈی تلوار یں نکلے سے نہیں کبھی آج تک قابل اعتنا نہ تھے جب کبھی عرب نے سر اٹھایا ہماری فوج کے ایک دو دستے نے حکمران کو کچل ڈالا لیکن آج ان کی یہ حالت ہے کہ جن جانتے ہیں دشمن کی فوجوں کے پرے کے پرے چیرتے چلے جاتے ہیں۔ کسریٰ کے اس سوال کا جواب بعض حاشیہ نشینوں نے یہ دیا کہ جہاں پناہ مسلمان ایک عجیب قوم ہے جب لڑتی ہے تو اس توقع پر لڑتی ہے کہ اگر کامیاب ہو گئے تو دشمن کے خزانے لوٹ لیں گے اور اگر مر گئے تو فاقوں کی موت سے اچھے مر رہیں گے۔ لیکن ایک سمجھدار وزیر نے ادب سے عرض کیا حضور اگر میری جان کو امان دیا جائے تو میں عرض کروں۔ بادشاہ نے اجازت دیدی تو اس وزیر نے کہا حضور یہ مسلمانوں کی فوج کا تجربہ ہے۔ دن بھر ان کا سپاہی گھوڑے کی پشت پر جہاد کرتا ہے اور رات کو وہی سپاہی مصلے پر کھڑا ہو کر تہجد کی نماز ادا کرتا ہے سارے بادشاہ اگر مسلمان میدان جہاد میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ مصلے کی پیٹھ پر سوار ہو کر اپنے دشمن پر فتحیاب ہو جاتا ہے۔ بادشاہ ایسی قوم کے مقابلے میں کامیاب ہونا کوئی آسان کام نہیں [illegible]

[illegible]

جیل خانہ عزت کا مکان ہے

برادران ملت! کیا تمہارے لئے جیل کوئی نئی چیز ہے سارے میرے پیارو! ہتکڑیاں بیڑیاں تو ہمیشہ تمہارا زیور رہا ہے کیا حضرت امام احمد بن حنبل جیل خانے نہیں گئے۔ کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جیل خانے ہی میں وفات نہیں پائی۔ کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا منہ کالا کر کے اونٹ پر بٹھا کر تشہیر نہیں کی گئی۔ کیا زین العابدین اور موسیٰ کاظم کو ہتکڑیاں بیڑیاں نہیں پہنائی گئیں۔ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کون جیل خانے نہیں گیا۔ میں تو کہتا ہوں بعض مواقع پر جیل کو کتنا کی گئی ہے جیل کو آزادی پر ترجیح دی گئی ہے۔ کیا حضرت یوسف کا قول یاد نہیں رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ گوالیار کے قلعے میں قید نہیں رہے۔ آخر تمہارے لئے جیل خانہ کونسی نئی چیز ہے جس کے لئے پس و پیش کیا جائے۔

حجاج بن یوسف ثقفی کا واقعہ

صاحبو! آج رضاکاروں کو تلقین کی جاتی ہے کہ معافی ۔۔۔ شاید آپ حجاج کو تو جانتے ہوں گے عہد مروانی کا ایک ۔۔۔ امیر ہے جس نے ایک لاکھ تیس ہزار صحابہ اور تابعین کو صبراً قتل کیا ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ الٹا بقدر کے تمام ظالم اگر قیامت میں جمع کئے گئے تو اس امت کا ایک حجاج ہی سب ظالموں سے زیادہ ظالم ہو گا۔ اس کی عادت تھی کہ [illegible] خطبے میں اہل بیت کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک دن اس کا خطبہ بہت طویل ہو گیا اور نماز کیلئے وقت مستحب سے بہت تاخیر ہو گئی تو ایک شخص نے اس کے خطبے میں اس کو ٹوک دیا کہ حجاج خطبے کو ختم کر نماز کو دیر ہو رہی ہے۔ آج جانتے ہو حجاج کو ٹوکنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ حجاج نے اشارہ کیا اور یہ شخص نماز سے پہلے ہی جیل خانے پہنچا دیا گیا۔ نماز کے بعد بعض مصاحبین نے حجاج سے عرض کیا حضور فلاں شخص کو آپ نے جیل میں بھیج دیا وہ تو پاگل ہے اکثر اسی طرح بے موقع بول اٹھا کرتا ہے۔ حجاج نے کہا اس نے سخت گستاخی کی ہے۔ میری تقریر میں مجھے ٹوک دیا۔ خیر اگر آپ لوگ کہتے ہیں تو میں اسے رہا کر دوں گا بشرطیکہ وہ معافی مانگ لے۔ یہ لوگ خوشی خوشی جیل خانے پہنچے۔ اور انہوں نے ان کو ملامت کی کہ آپ ایسے ظالم کے مقابلے میں بول پڑے حالانکہ آپ ان کی عادت سے واقف ہیں۔ ہم نے بڑی کوشش سے معاملے کو سلجھایا ہے۔ ان اللہ کے بندے نے دریافت کیا جناب نے معاملے کو کس طرح سلجھایا۔ یہ بولے تم معافی مانگ لو تو رہا کر دئے جاؤ گے لیکن اُس نے نہایت بے اعتنائی سے کہا جب میں نے تمام عمر میں ایک ہی تو کام کیا ہے اُسی کی معافی مانگ لوں۔ ایک ظالم کے سامنے میں نے سچی بات کہی ہے افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر

مجلس احرار اسلام کے ساتھ تمام ملک میں ہمدردی

ہر مقام پر جلسے، جلوس، گرفتاریاں اور سزایابیاں

[illegible] مشورہ [illegible] ہیں۔ یہ لوگ [illegible] پہلے آپ نے اگرچہ مجاہد [illegible] معاذاللہ [illegible] کو جھگڑا دیا۔

معاف کا قصہ بھی کوئی [illegible] ہے۔ یہ منزل ابھی جاری رکھی جا رہی ہے۔ ہم مراد خداداد کسی سے نہیں [illegible] تو کشمیر ہمارا کام میدان سے ہٹنا نہیں ہے۔

ہز ہائینس آغا خان کو مشورہ

آج ہز ہائینس مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں [illegible] گورنمنٹ سے مسلمان نہ ٹکرائیں [illegible] نقطۂ نگاہ سے جدا ہے [illegible] مہربان ہے اور مسلمانوں [illegible] کوئی حرکت ایسی نہ کریں جس سے گورنمنٹ ان سے ناراض ہو جائے [illegible] ہم کو ملت فروشی اور دوستی کی غداری کے بعد حاصل ہوئے [illegible] گورنمنٹ [illegible] ہے کہ ہم ہز ہائینس کی اس رائے سے متفق نہیں ہیں [illegible]

[illegible]

طے کر لینے دیں۔

ہندو اخبارات اور قومی جذبات

محترم حاضرین! [illegible] جو اس سے پیچھے سخت تکلیف [illegible] مسلمانوں کے سر سے ان انگریزوں نے جو فائدہ اٹھایا [illegible]

[illegible]

موقع پر کشمیری مسلمانوں کی موافقت [illegible] تو قصہ کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ کشمیری مسلمان بیچارے [illegible] تھے۔ [illegible] لیکن مہاراجہ کے [illegible] ہوتے تھے۔ [illegible] معمولی سی بات کو خونریز واردات کی صورت دیدی۔ [illegible] سلم اخبارات نے [illegible] دنیا میں اپنا منہ کالا کیا [illegible] اپنی روپیہ [illegible] اس لئے کہ [illegible] تو اس [illegible] کی خوب سرپرستی [illegible] دم ہلا دیا کرتا ہے۔ [illegible] سمجھتے ہیں اور [illegible] تو کھلم کھلا اسلامی ریاستوں کا نام لے [illegible] جنگ بننے والی ہیں [illegible] سبحان اللہ اس ملک کے باشندوں کی ذہنیت بھی عجیب ہے [illegible] مسلمانوں سے [illegible] طلب کر رہے ہیں [illegible] کا معصوم [illegible] جس جس کا [illegible] اسلامی ریاست کے [illegible] ہندو دوستوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] مسلم [illegible] آیا کبھی ایک مسلمان [illegible] اگر یہ واقعات ہیں اور یہ واقعات [illegible] نہیں کہ کشمیر کی حمایت کی جا رہی ہے۔

دیسی ریاستوں کے رئیس عام طور پر [illegible] کے فسق و فجور کی تشکایتیں [illegible] عصمت دری کی اجازت [illegible] جا رہا ہے۔ [illegible] نہیں اتارتے۔ ہم تو اس کو بھی [illegible] ہے اور اگر آج بھی ہندو اخبارات [illegible] بہت جلد ہم [illegible]

مجھے افسوس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہندو اخبارات آج کل اسلامی ریاستوں کا نام لے رہے ہیں۔ کہا ہندوؤں نے حیدر آباد کو تباہ کرنے [illegible] کوئی کمی ہے۔ میں نہایت ادب گر افسوس کے ساتھ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک بونہ اور سکندر آباد میں جا ہوتا رہا ہے۔ نظام گورنمنٹ ہندوؤں جب دہلی میں تشریف رکھتے تھے تو وائسرائے کو ہندوؤں کی طرف سے کس قدر تار دیئے گئے۔ آج جو اعلیحضرت کو مظلوم کر دیا گیا ہے کیا وہ ہندوؤں کی سازشی خباثت کا نتیجہ نہیں ہے۔ آج اسلامی ریاستوں میں انگریزوں کو جس زبردستی کے ساتھ گھسایا گیا ہے کیا یہ ہندوؤں کی وفاداری کا نمونہ کیا نہیں ہے۔ برادرکی جو مخالفت کی جا رہی ہے کیا وہ مسلمانوں کی جانب سے کی جا رہی ہے؟ آج ایک کشمیر کا صرف معاملہ ہے جس پر ہندوؤں نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنی تقریروں میں بار بار یقین دلایا ہے کہ ہم صرف تیس لاکھ مسلمانوں کو انسانی حقوق دلانا چاہتے ہیں۔ نادہ باتیں کی ہم مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کشمیر میں انگریزی [illegible] کے خواہشمند ہیں۔

رہتک اسٹیشن پر اسلامی اخوت کا شاندار نظارہ

دہلی کے احراری جتھے کا پرتپاک خیر مقدم

رہتک ۲۸ نومبر۔ پرسوں [illegible] ایک صاحب کی زبانی جو کہ دہلی سے تشریف لائے تھے معلوم ہوا کہ آج دہلی سے یارہ بجے شام کی ٹرین سے مجلس احرار اسلام دہلی کا ایک جتھا براہ رہتک، سیالکوٹ روانہ ہوگا۔ یہ خبر سنتے ہی حسب مشورہ ارکان مجلس احرار بادجود تنگیٔ وقت ہوشیار [illegible] صاحب نے رضاکاروں کا جلوس مرتب کیا اور جلوس دفتر مجلس سے اللہ اکبر، شہید مظلومین زندہ باد، اسمٰعیل زندہ باد، میراں بخش زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ نہایت پرامن طریق سے اسٹیشن پر پہنچا۔ اور پلیٹ فارم پر جلوس کو باقاعدہ مرتب کر دیا گیا۔ جلوس کی تعداد پانچ سو سے زائد تھی ہر شخص نہایت شوق اور سرگرمی سے ٹرین کی آمد کا منتظر تھا۔ چنانچہ ابھی گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی بھی نہ تھی [illegible] نعروں سے آسمان کو نج رہا تھا۔ عجیب شاندار نظارہ تھا۔ ایک دانا مجلس احرار اسلام [illegible] کے نیچے فدایان اسلام اپنے قابل احترام رضاکاروں کی ملاقات کے لئے نہایت مضطرب و بیقرار تھے۔ چنانچہ ٹرین آتے ہی دہلی کے جتھے کو [illegible] علی صاحب نے گاڑی سے منہ نکال کر نہایت مختصر اور پرجوش تقریر کی [illegible] نشہ اخوت اسلامی کے لئے آپ کا [illegible] کا کام [illegible] مہمانوں کی تواضع بڑے شوق سے کی گئی۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام رہتک کی جانب سے ان کے لئے پایاں [illegible] جلوس [illegible] اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے فدایان اسلام کو دہتک اسٹیشن سے نہایت تزک و احتشام سے رخصت کیا۔ اسٹیشن سے جلوس باقاعدہ حسن انتظام کے ساتھ پر رونق بازاروں میں ہوتا ہوا کوٹلہ گیٹ پہونچا۔ یہاں پر جناب مولانا نور محمد صاحب نائب صدر مجلس احرار نے ایک نہایت پر جوش تقریر کی جس میں رضاکاروں کا نصب العین اور سرکار جلوس کا تعاون [illegible] تیز دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے جلوس کو ختم کر دیا۔ (نامہ نگار)

مجلس احرار اسلام رہتک کی سرفروشانہ جدوجہد

رضاکاروں کا نہایت شاندار جلوس

رہتک [illegible] نومبر۔ [illegible] مجلس احرار اسلام کی جدوجہد [illegible] اور [illegible] انجمن مجلس [illegible] اور رضاکاروں کی سرگرمی [illegible] نہایت دلچسپ منظر [illegible] کی جو کہ نوری گردانی کے بعد جوش تبلیغی جوش کامل اور نیاں مسلمانوں میں پیدا ہونا چاہیئے تھا وہ حسن رضاکاروں کی نقل و حرکت اور سرفروشانہ جدوجہد سے پیدا ہو رہا تھا۔ نوجوانان اسلام شمع اسلام پر پروانہ وار فدا ہونے پر تلے ہوئے تھے۔ ان کا جذبہ ایمان اور جوش و ولولہ کی جگہ بجز حرم [illegible] کے نیچے [illegible] اور ان کا استقلال اور ہمت قابل آفرین تھی۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ زیر اہتمام اراکین مجلس احرار عام مسلمانوں اسلام [illegible] نہایت مجرد انکسار سے دعائیں کی گئیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جناب مولوی عبدالعزیز صاحب بانی پتی نے نہایت موثر اور ولولہ انگیز تقریر کی جس میں فاضل مذکور نے نہایت دلکش پیرایہ میں ثابت کیا کہ [illegible] ظالم کی حمایت اور مدد ہم کو جب سے مسلمانان کشمیر کی ہمدردی [illegible] ہیں بلکہ ہم مدد کی اعانت اور مظلومین کی مدد [illegible] ایک اور ان کی ترقیہ سمجھتے ہیں اور اس پرامن جنگ میں جو کہ دو حقیقت ظلم اور انصاف کی جنگ ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] کا [illegible] ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ [illegible]

بہ [illegible] تقریر [illegible] مہاراج کی خود داری کو پامال کر دیا جائے اور کشمیر کو انگریزوں کے حوالے کیا جائے لیکن ہماری پہلی شرط یہ ہے کہ انگریزی فوج کو ریاست سے ہٹا لیا جائے [illegible] کہ ہم اپنی ایمانداری کا ثبوت کس طرح پیش کریں۔ کشمیر کمیٹی پر مجلس احرار کو قیاس کرنا سرتاسر ظلم ہے۔ اس میں جس قسم کے لوگ شامل ہیں ان سے ہر ہندو مسلمان اچھی طرح واقف ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگریز کا مقصد پورا ہو چکا جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ ۲۰ نومبر کو پورا ہو جائے گا لیکن اگر مجلس احرار بیچ میں نہ آتی تو انگریزوں کا مقصد تو جب بھی پورا ہوتا لیکن مسلمانوں کو کچھ نہ ملتا۔ مہاراج کی غفلت، پولیس اور فوج کے بے پناہ مظالم نے وزراء کی ناکارکردگی منوا لیا [illegible] انگریزوں کی دیرینہ تمنا ہندو اخبارات کی فرقہ وارانہ ذہنیت۔ یہ تمام وجوہات ہیں جس نے ریاست کشمیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بہرحال مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ پنجاب کے مسلمان نے اس قدر بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں کہ اب ان قربانیوں کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو اپنی قدیم روایات کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ دہلی کے رضاکاروں سے صرف اسقدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی حرکت ایسی نہ کرنا جس سے دہلی کی بدنامی ہو۔ اپنے رئیس مولانا محمد علی کاندھلوی کی پوری اطاعت کرنا جیل خانے میں جو تکلیف ہو اس کو برداشت کرنا ہمت نہ ہارنا معافی نہ مانگنا ہم کو کتنا ہی دھوکہ دیا جائے جب تک کہ کسی تحریر کو پڑھ کر سمجھ نہ لو اس پر دستخط نہ کرنا۔ دام لو ہوسے جیل میں پنجاب کے ایک غیور اخبار کا ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے جس کو دکھا کر رضاکاروں سے معافی نامے حاصل کئے جا رہے ہیں۔ ہم اس قسم کی باتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ مجھے حضرت حق کی ذات سے کامل توقع ہے کہ انشاء اللہ تم بہت جلد کامیاب ہو کر واپس آؤ گے۔ تم اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے جا رہے ہو۔ واللّٰہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ۔ جب تک کوئی شخص اپنے بھائی کی اعانت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس اعانت کرنے والے کی مدد کرتا رہتا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو باعزت کامیاب کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

مسلمانان رہتک کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام کر رہا تھا۔

تقریر ختم ہونے کے بعد سرخ پوش رضاکاروں کا جلوس نہایت نظم و نسق کے ساتھ مسجد نمداران سے روانہ ہوا۔ جلوس کی ترتیب مجلس احرار کے ارکان کی خداداد قابلیت اور حسن انتظام کی بین دلیل تھی۔ جلوس کے آگے نہایت دلکش نظمیں پڑھی جا رہی تھیں جن کا ہر ہر لفظ مسلمانوں کو درس عبرت دے رہا تھا۔ سرخ پوش جماعت سرزمین کشمیر حسینیت نظیر کا مظلوموں کے حقوق کے اللہ زار بنانے کا دلکش بیں بیتی [illegible] رہی تھی۔ جس قدر جلوس آگے بڑھتا جاتا تھا اسی قدر شرکا کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا اس قدر زیادہ ہجوم ہونے کے باوجود ڈکٹیٹر جناب نعمت اللہ صاحب نے جلوس کی ترتیب میں کسی قسم کا کوئی خلل نہ آنے دیا۔ چنانچہ جلوس اس دلفریب اور دلکش انداز سے مسجد نمداران سے روانہ ہو کر دھاری کوئی ہوتا ہوا کیول گنج بیں گنج شہیداں کی یاد تازہ کرتا ہوا آئرانے ہسپتال اور دیگر پر رونق بازار سے ہوتا ہوا دفتر مجلس احرار اسلام پر ختم ہوا۔ دفتر پہنچ کر ہاشمی عبدالغنی صاحب نائب سکرٹری نے مختصر تقریر کر کے رضاکاروں کا دلی شکریہ اور جلسہ شرکاء کا عموماً نہایت خلوص اور تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے جلوس کو ختم کیا۔ (سکرٹری مجلس احرار اسلام رہتک)

بمبئی کے کشمیری مسلمانوں کا ایک اہم جلسہ

کشمیر کو قافلے روانہ کرنے کی تجویز

بمبئی بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۹۳۱ء کو مسلمانان بمبئی کا ایک اہم جلسہ زیر صدارت حاجی حسن علی صاحب منعقد ہوا جس میں چند اہم تجاویز منظور ہوئیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

(۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ ایک دستہ فوراً کشمیر روانہ کیا جاوے اسلئے کہ آج کل حکومت کشمیر جس نے سینکڑوں مظلومین کو بیگناہ شہید کیا اور تاحال کچلنے سے باز نہیں آئی یہ دستہ کشمیری بھائیوں کی اعانت کیلئے روانہ کیا جائے گا جس کی صدارت حاجی ثناء اللہ صاحب تاجر شال کو دی گئی ہے۔ اس کے انجام دینے کے لئے انتظامیہ ایک خاص کمیٹی بھی منتخب کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی ایک عام جلسہ بھی کرے گی۔ اور اکثر جناب سید سنتورہ بھی ہیں گے۔ اس دستہ کی تمام ہدایات احرار کمیٹی لاہور کے ماتحت ہوں گی۔

(۲) یہ اجلاس انجمن احرار کے ان جانبازوں اور پر جوش ایثار و قربانی جو کہ انہوں نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے کی ہے اور کر رہے ہیں جس سے اہل کشمیر کے خطاوں کی حوصلہ افزائی ہوئی [illegible] ان کی ان خدمات کو نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس جو کہ بمبئی میں کئے گئے [illegible] ان تمام شہداء کا جنہوں نے حکومت کشمیر کی [illegible] اور لاکھوں [illegible] تمام مظالم [illegible] شہید ہوئے [illegible] سرفرازی کی [illegible]

(۴) نیز یہ اجلاس جیکہ بازار نے [illegible] مظلومین کشمیر کے لئے جو رقم کثیر سخاوت سے عطا فرمائی اور اس امر کا اظہار افسوس کرتا ہے کہ حاجی سیٹھ حید اشکور صاحب (جنہوں نے مظلومین کشمیر کے ساتھ اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیا) کی بے وقت موت سے تمام ممبران انجمن کو ایک آزدہ صدمہ پہنچا۔ یہ اجلاس ان کے لئے دعا مغفرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ انجمن ان کے رنج میں شامل ہے۔

غلام رسول وکیل آنریری سکرٹری

مراد آباد میں یوم شہداء کشمیر

احرار پنجاب کی تمام ملک [illegible] کی طرف سے تعزیت

مراد آباد ۲۰ نومبر یوم شہداء کشمیر بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان مراد آباد کا ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب مولانا حکیم سید نامد علی صاحب امام مسجد منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد صدارت میں جناب صدر نے احرار پنجاب کی نمایاں خدمات کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسلام کے اصول کے موجب مصیبت زدہ مسلمان کی امداد کرنا ہر مسلمان پر مذہبی فرض ہے۔ اس میں مشرق اور مغرب کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جملہ مسلمانان عالم ایک بدن کی طرح ہیں اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے اعضاء بھی اسی کرب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی مصیبت دور کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کشائی فرماتا ہے۔

جناب صدر کی تقریر کے بعد جناب آغا محمد یعقوب صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ پنجاب اور کشمیر کے موجودہ حالات مسلمانوں کی بے حسی کا نتیجہ ہیں۔ کاش ان میں احساس ہوتا تو کسی قوم کو ان کے برخلاف کسی فعل کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ احرار پنجاب نے انتہائی قربانی نہایت شجاعت اور ثبات قدمی کے ساتھ پیش کی ہے سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کی ہر طرح امداد کریں کیونکہ (خاکم بدہن) ان کی شکست تمام مسلمانان ہند کی شکست اور عین ذلت ہے جس کے بعد ان کو کسی مطالبہ کی ہمت نہیں ہو سکتی۔ اسی اثناء میں دیگر حضرات نے بھی تقریریں فرمائیں اور چندہ کی اپیل کی گئی۔ مبلغ عہ کی رقم فوراً حاضرین نے جمع کر دی اور باقی کا وعدہ کیا گیا۔

بعد مغرب مجلس تحفظ ناموس شریعت کی مجلس منتظمہ کے اجلاس نے طے کیا کہ حتی الوسع احرار پنجاب کی اعانت میں انتہائی کوشش کی جائے۔ امید ہے کہ دو تین روز میں چندہ کی ایک معقول رقم پیش کی جائیگی۔ واللہ الموفق و ھو المعین۔

احقر داحد رضا - نائب ناظم انجمن تحفظ ناموس شریعت مراد آباد

جمعیۃ طلبہ مدرسہ رفیع الاسلام کا اجلاس

مظلومین کشمیر کے ساتھ اظہار ہمدردی

آج بتاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۳۱ء مدرسہ رفیع الاسلام پشاور بہانہ ماڑی کی جمعیۃ الطلباء اور اساتذہ کا اجلاس زیر صدارت مولانا مولوی سید محمد ایوب شاہ صاحب صدر المدرسین منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق منظور ہوئیں:-

(۱) جمعیۃ الطلباء و اراکین مدرسہ احرار کانفرنس کے موجودہ ایثار اور ملت اسلامیہ کی خدمت پر ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور مہاراجہ کشمیر کی موجودہ ناعاقبت اندیشی غفلت کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں اور شہیدان جیوش احرار اور مظلومین کشمیر کے ساتھ اظہار دلی رنج و غم کرتے ہوئے حق ذوالجلال سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی ہمدردی جدوجہد کی برکت سے اور احرار کی خلوص اور مساعی کے طفیل مظلومین کشمیر کو اپنی مقاصد میں کامیاب فرماوے۔

(۲) ہم کارکنان احرار سے اپنی معذرت پیش کرتے ہیں کہ ہم موجودہ حالات میں مالی و جانی ایثار سے قاصر ہیں اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اس قابل بنائے کہ اس خدمت میں حصہ لے سکیں۔ اور تمام ہمدردان اسلام اور خصوصاً باشندگان سرحد کوان کی ہر قسم کی خدمت کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی فرائض کو محسوس کر کے کسی قسم کی خدمت و امداد سے دریغ نہ کریں۔

ناظم جمعیۃ الطلباء مدرسہ رفیع الاسلام پشاور بہانہ ماڑی

جیش دہلی کا لاہور میں ورود

اسٹیشن پر شاندار استقبال

لاہور ۲۵ نومبر۔ آج صبح ساڑھے بارہ بجے دہلی ایکسپریس سے دہلی کے ۲۴ رضاکاروں کا ایک جتھا زیر قیادت مولانا محمد علی صاحب کاندھلوی لاہور اسٹیشن پر پہونچا۔ دہلی کے رضاکاروں کے استقبال کے لئے لاہور کے سینکڑوں مسلمان اسٹیشن پر موجود تھے۔ رضاکاروں کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اسٹیشن سے باہر لایا گیا۔ تانگے والوں نے رضاکاروں کے لئے اپنے تانگے پیش کئے اور درخواست کی کہ ہمارے سو تانگے ہر وقت سرفروشان اسلام کی خدمت کے لئے موجود ہیں۔ اس وقت ان کی اس درخواست کو شکریہ کے ساتھ نامنظور کر دیا گیا۔ اور رضاکاروں کو جلوس کی شکل میں نولکھا بازار اور لنڈا بازار کے راستے دفتر مجلس احرار تک لایا گیا۔ راستے میں ہزاروں آدمی جلوس میں شریک ہو گئے۔ ۲۵ رضاکاروں کا ایک جتھا قصور سے آنے والا ہے جو غالباً ۲ بجے تک لاہور پہنچ جائے گا اور ۴ بجے ایک جلوس شہر کے مختلف بازاروں میں سے گزرے گا۔

لائلپور جیل میں ممانعت نماز کی مذمت

لائلپور ۲۴ نومبر۔ کل جامع مسجد میں بصدارت جناب حکیم صاحب جلسہ عام ہوا۔ رانا صاحب نے بصیرت افروز تقریر کی۔ اور مندرجہ ذیل قرار داد پیش کی۔ اخیر میں جناب حکیم صاحب نے پرزور تقریر فرمائی۔ راولپنڈی اور ملتان جیل میں احرار قیدیوں پر بے جا سختی کی مذمت کی۔ قرار داد حسب ذیل ہے:-

"لائلپور داروغہ جیل نے رضاکاران احرار کو نماز کی ادائیگی سے روک دیا ہے۔ یہ جلسہ اس کے اس فعل کو ترتیب حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] رضاکاران احرار کو دی جاتی ہے اس میں [illegible] اس کی پرزور مذمت کی جاتی ہے۔"

سیالکوٹ کے ۹۲۳ رضاکار گرفتار ہوئے

سیالکوٹ ۲۴ نومبر۔ آج ۱۰۲ رضاکار جتھا و بجیت گڑھ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت تک سیالکوٹ سے ۹۲۳ رضاکار میدان جنگ میں جا کر گرفتار ہو چکے ہیں۔ (سکرٹری احرار اسلام سیالکوٹ)

مولانا حبیب الرحمٰن رو بصحت ہیں

لاہور ۲۵ نومبر۔ [illegible] نے بورسٹل جیل لاہور میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند سے ملاقات کی۔ آپ کی صحت پہلے سے کچھ بہتر ہے۔ جمیع مسلمانان ہند دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کلی عطا فرمائے۔ آپ نے جیل کے افسران کے رویہ کی تعریف کی۔ [illegible] اور آپ کے ساتھیوں سے افسران جیل کا سلوک اچھا ہے۔ (سکرٹری مجلس احرار)

مختلف مقامات پر رضاکاریاں اور سزائیں

پسرور ۲۴ نومبر۔ یہاں ۱۱ رضاکاروں کا ایک دستہ ۲۴ نومبر کو روانہ کیا گیا۔ یہ دستہ [illegible] سے روانہ ہوا۔ لوں عام جوش و خروش ہے۔

راولپنڈی ۲۴ نومبر۔ صوفی عنایت اللہ صاحب [illegible] کی بھوک ہڑتال کا آج [illegible] چوتھا روز ہے۔ آپ کے [illegible] نے ملاقات کرنی چاہی جیل نے اجازت نہیں دی۔

۲۵ رضاکاروں کے دو دستے آج گرفتار ہوئے اور تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ کل بروز جمعہ ساٹھ رضاکاروں کا دستہ روانہ ہوگا۔

چنیوٹ ۲۴ نومبر۔ یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے انبہ اور آگرہ کراچی وغیرہ کئی مقامات پر مجلس احرار اسلام قائم ہو گئی ہے۔ روز جمعہ ایک دستہ روانہ ہوگا۔

گجرات ۲۶ نومبر۔ آج فدا کاران اسلام کا سولہواں قافلہ گرفتار ہو گیا۔ کل بروز جمعہ تین قافلے یہاں سے نکلیں گے۔

صرف وزیر آباد میں ایک سو سے زائد گرفتاریاں

ایک روز کے اعداد و شمار

وزیر آباد ۲۶ نومبر۔ ۱۷ رضاکاروں کا ایک دستہ سوہدرہ پر گرفتار ہوا۔ نیز لاہور کے ۲۲ رضاکاروں کا ایک دستہ زیر سرکردگی شیر گل آج یہاں پہنچا اور گرفتار ہو گیا۔

علاوہ ازیں دیہات سے ۲۴ رضاکاروں کا دستہ آج گرفتار کر لیا گیا اور تقریباً ۵۰ رضاکاروں کے دو دستے لاہور سے یہاں پہونچے انہیں بھی پولیس نے گرفتار کر لیا۔

لائلپور سے کشمیر کو ایک قافلہ روانگی

اسیران بلا کیساتھ ناروا سلوک

لائلپور ۲۶ نومبر۔ ۱۲ رضاکاروں کا قافلہ زیر قیادت میاں ولی محمد صاحب کشمیر کی جانب پیدل روانہ ہو گیا۔ مقامی جیل سے اسیران بلا کے ساتھ ناروا سلوک کی شکایتیں برابر موصول ہو رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ محض قید کے سزا یافتگان کو تنگ کر کے معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

نبگلہ خیر پور سے دس والنٹیئر یہاں آ پہنچے ہیں۔ موضع کمال پور والوں نے گندم کی تین بوریاں بھیجی ہیں۔

۱۳۵۰ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۱ء | نمبر ۴۱

لاہور میں حضرت ناظم جمعیۃ علماء ہند کی ولولہ انگیز تقریر

وزیر خاں کے چوک میں علم و عرفان کی بارش

تحریک کشمیر کو کامیاب بنانے کے لئے پرزور اپیل

حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند گزشتہ دنوں اعیان لاہور کی طلبی پر حضرت صدر جمعیۃ علماء ہند کے ہمراہ لاہور اور سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے حضرت موصوف نے وہاں حالات حاضرہ پر جو بصیرت افروز اور معرکۃ الآراء تقریریں فرمائیں ان میں سے آج لاہور والی تقریر ہدیہ قارئین کرام کی جاتی ہے۔ اگر دوسری تقریر کی رپورٹ بھی موصول ہو کر [illegible] کی اشاعت میں وہ بھی ہدیہ ناظرین کی جائے گی۔

فاضل مقرر نے تلاوت کلام مجید اور خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا:۔

محترم و کشمیر اور محترم حضرین! میں نے آج لائن والی مسجد میں ایک طویل تقریر کرتے ہوئے عرض کر دیا تھا کہ سیالکوٹ ہی میں میری طبیعت خراب ہو گئی تھی اور اسوقت اس وقت تک نزلہ اور بخار کی شکایت ہے۔ سیالکوٹ میں جب میں پہلی مرتبہ آیا تھا تب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ بیس پچیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے اس میں تقریر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پہلی مرتبہ تو مجھ سے ایک غلطی بھی ہو گئی تھی کہ میں نے تقریر سے پہلے کھانا کھا لیا تھا اس دفعہ میں نے احتیاطاً کھانا بھی نہیں کھایا لیکن ایک گھنٹے سے زیادہ تقریر کرنا مشکل ہو گیا میں بھی یہ چاہتا تھا کہ اہل پنجاب سے مفصل گفتگو کروں اور موجودہ انقلاب کے متعلق ان کی صحیح پوزیشن ان کو سمجھاؤں لیکن بدقسمتی سے اول تو وقت کم پھر طبیعت کی ناسازی۔ غرض وہ دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ واللہ غالب علیٰ امرہٖ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

بہرحال سیالکوٹ میں طبیعت خراب ہو گئی۔ اسی حالت میں موٹر سے لاہور پہنچا اور باوجود علالت طبع کے دو گھنٹے تقریر کی۔ بعض اہم امور کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا لیکن دو گھنٹے کی تقریر نے مجھے بالکل خستہ کر دیا اور میں اسقدر تھک گیا ہوں کہ مزید تقریر کی بالکل ہمت نہ تھی۔ مگر سید عطاء اللہ شاہ صاحب مزنگ کے جلسے میں تشریف لے گئے اور مولوی عبدالحنان صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ وزیر خاں کے چوک میں تقریر کی ضرورت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈکٹیٹر کا حکم جبر حکم ہوتا ہے اسلئے میں نے وعدہ کر لیا اور ریزرو سیٹوں کو [illegible] کر دیا گیا۔ یہ تمام امور میں نے اسلئے عرض کر دیے تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میں اسوقت کوئی طویل تقریر کرنے کی غرض سے حاضر نہیں ہوا ہوں۔ اسوجہ سے نہیں کہ آپ حضرات سننے کو تیار نہیں ہیں بلکہ اسوجہ سے کہ مجھ میں ہمت نہیں ہے اور میں اپنی خستگی کے باعث معذور ہوں۔ پھر بھی جسقدر ممکن ہوگا میں آپ حضرات کی خدمت انجام دوں گا۔

میرے دوستو! میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مجھے پنجاب کی حاضری کا پہلا موقع نہیں ہے ان تحریکات سے قبل بھی میں کئی مرتبہ حمایت اسلام کے جلسے میں شریک ہو چکا ہوں۔ وہ میرا ابتدائی زمانہ تھا۔ نیا نیا تقریر کا شوق تھا۔ [illegible] وہ وقت تھا جب مسلمان حکومت کے خلاف کچھ کہنے سننے کو مذہباً ناجائز سمجھتے تھے۔ اسی زمانے میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا پھر تحریک خلافت میں بھی مجھے کئی بار پنجاب کی حاضری کا اتفاق ہوا اُس زمانے میں [illegible] کا گلی گلی شور تھا۔ اسکے بعد دفعۃً سرکار کا رخ بدلا اور پنجاب بلکہ تمام ہندوستان میں جو کچھ ہوا وہ ہماری مختصر سی تاریخ ہے میں نے اسلئے عرض کی تاکہ میں پنجاب کے مسلمانوں سے اپنا تعلق آپ کو سمجھا سکوں آج تک میرا یہ عقیدہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا مسلمان مضبوط ہے تو ہندوستان کے مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ وہی خیال ہے جسکو میں ۱۹ سنہ میں امرتسر کے ایک عظیم اجلاس میں ظاہر کر چکا ہوں۔

ٹوڈیوں کا خوف وہراس

میرے پنجابی بھائیو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دفترِ کشمیر سے لیکر کراچی کے سمندر تک جو ایک خطہ مسلم آبادی کا کھینچا ہوا ہے یہ خطہ اگر آزاد ہو تو دوسری بلا کے مسلم حقوق کی جانب کوئی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ آپ کو سرکاری ریاست حقیقۃً آپ کو بعض انگریز کی خوشامد میں [illegible] ہے میرے قلب میں ایک منٹ کیلئے بھی یہ تصور نہیں آتا کہ انگریز کا وجود اس ملک میں مسلمانوں کیلئے مفید ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر انگریز کے جانے میں دیر ہو رہی ہے اتنا ہی مسلمانوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ اگر انگریز اس ملک سے چلے جائیں تو شاید ہم اپنے حقوق کا تحفظ انگریزوں سے زیادہ بہتر کر سکیں۔ انگریز کو ہمارے حقوق کی [illegible] بردا نہیں ہے اگر انگریز کو ہم سے ہمدردی ہوتی تو وہ ہم کو اس طرح اسقدر تباہ نہ کرتا۔ آج جو کچھ ہماری حالت ہے وہ انگریزوں کی بدولت ہے انگریزوں نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرون ہندوستان میں بھی ہم کو تباہ و برباد کر دیا ہے مگر انگریز ہم کو اپنا حریف اور مقابل سمجھتے ہیں نہ ان کو ہماری دوستی پر اعتماد ہے اور نہ ہم ان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ انگریز آج بھی جبکہ بظاہر اسکو مسلمانوں کی ضرورت ہے صرف اپنے مقصد اور اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے مسلمانوں کو استعمال کر رہا ہے اور مسلمان محض اس توقع میں شاید انگریز ان کو کچھ دے نکلے انگریزوں کی خوشامد کر رہے ہیں۔ گول میز کی رپورٹ بھی آپ پڑھ چکے ہونگے تفصیل سے نہیں کہتا انگریز مسلمانوں کو کس طرح بے وقوف بنا رہے ہیں اور مسلمانوں کو مہذب دنیا کی نظروں میں کس طرح ذلیل کیا جا رہا ہے ان کھلی ہوئی چالبازیوں کے بعد بھی تم میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ انگریز مسلمانوں کا دوست ہے؟

مسلمانوں کا اچھوتوں سے اتحاد

[illegible] کو کہ تم مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے [illegible] سے رشتہ کرنے گئے تھے لیکن ان حضرات کے سامنے تو مسلمان ہیں اور نہ چمار اور بھنگی ہیں۔ انکے سامنے تو انگریز اور اس کی خوشنودی ہے وہ جس طرح نچانا چاہتا ہے کرتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے سکھوں کی اقلیت وبال جان بن رہی ہے اب مسلمان دوسری اقلیتیں جمع کر رہے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں آج تک سکھ نے ہمیشہ ہندو کی حمایت کی ہے جب سکھ مسلمان کے مقابلہ میں ہندو کا ساتھی ہے تو بھلا چمار و بھنگیوں سے مسلمانوں کو کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں کے خیر خواہ تھے تو تم کو تو سکھوں کی جداگانہ نیابت کی بھی مخالفت کرنی تھی تم تو یہ کہتے کہ سکھ اور ہندو ایک چیز ہیں ان کو ایک ہی کر دو لیکن تم نے چماروں اور ہندوؤں کو علیحدہ کر دیا۔ مگر یا تمہارے نزدیک تو صرف انگریز کا خوش رکھنا ہی جملہ حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ برسوں کے تجربے کے بعد مسلمانوں کا انگریزوں کی دوستی پر اعتماد کرنا مسلمانوں کی موت ہے۔ اب جسقدر انگریزوں کے جانے میں تاخیر ہوگی اسی قدر مسلمانوں کو نقصانات برداشت کرنے ہونگے۔ ہمارا نظریہ بالکل صاف ہے۔ ہماری باتوں میں زیادہ ایچ پیچ نہیں ہے۔ ہم دھوکے باز نہیں ہیں۔ اسوقت ہم کو دو [illegible] ہیں اگر انگریز ساتھ خیر کے یہاں سے چلے جائیں تو صرف ایک طاقت کا مقابلہ رہ جائے گا اسوقت ہماری حالت موجودہ حالت سے بہتر ہوگی۔ اگر ہندوستان بااختیار ہو گیا تو ملک [illegible] کے مسلمانوں کو بھی سانس لینے کا موقع مل جائے گا۔ اگر تم نے دس بیس برس انگریز کو اور بھی لیا تو تم کو کیا فائدہ ہوگا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم خواہ مخواہ انگریزوں کے مفاد کیلئے اپنے ملک اور اپنے وطن سے کیوں غداری کریں۔ تمام دنیا میں کالا منہ تو مسلمانوں کا ہو اور فائدہ انگریز اٹھائیں۔

پنجاب کا مسلمان مضبوط ہو

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اگر پنجاب کا مسلمان مضبوط ہے تو ہمارے حقوق خطرے میں نہیں ہیں۔ قوموں کے حقوق خود قوموں کی طاقت سے محفوظ ہوا کرتے ہیں یا دوسرے حفاظت کیا کرتے ہیں؟ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ حقوق تو مسلمانوں کے اور محافظ انگریز۔ دہلی میں ایک مثل ہے چوٹی کتیا اور جلیبیوں کی رکھوالی۔ یہ مثل دہلی والے ایسے موقع پر بولا کرتے ہیں جب کسی نااہل کو کوئی خدمت سپرد کر دی جاتی ہے۔ مثلاً کسی چور یا ڈاکو سے گھر کی حفاظت کرائی جائے یا کسی خائن کو امانت سپرد کی جائے تو کہا کرتے ہیں چوٹی کتیا اور جلیبیوں کی رکھوالی یعنی کتیا تو چور ہے وہ جلیبی کی حفاظت کس طرح کر سکتی ہے۔ انگریزوں کو مسلم حقوق کا محافظ سمجھنا ایسا ہی ہے جو قوم دنیا بھر کی قوموں کے حقوق کو غصب کرتی پھرتی ہو جس قوم نے یورپ اور ایشیا میں ایک ان مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا ہو جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کو تباہ کیا ہو جو گزشتہ دنوں جزیرۃ العرب کا تختہ تاراج کر چکی ہو جس نے خلافت اسلامیہ کو پارہ پارہ کیا ہو جسکی استعماریت سے ساکنانِ حرم تک بے چین ہوں اُس قوم کو مسلم حقوق کی حفاظت کا ضامن سمجھنا ایک ایسا معمہ ہے جس کو علامہ اقبال کا فلسفیانہ دماغ ہی حل کر سکتا

ایک ضلع سے نو سو گرفتاریاں

[illegible]

قومیں بار بار زندہ نہیں ہوتیں

[illegible]

کشمیر کا میدان بھی کوئی میدان ہے؟

[illegible]

انگریزوں کی خود غرضانہ ذہنیت

[illegible]

هنيئا لارباب النعيم نعيمهم وللعاشق المسكين ما يتجرع

[illegible]

رضاکاروں کی معافی کا فیصلہ

[illegible]

ہم گورنمنٹ سے لڑنا نہیں چاہتے

[illegible]

مسلمان کی موت کیا ہے

[illegible]

لڑکی کی برات دیکھی ہے جس طرح لڑکی شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے اسی طرح ایک مسلمان بھی اپنے مولا کی خدمت میں والہانہ جذبات کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ کافر مرنے سے گھبراتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اُسے بارگاہ خداوندی میں شرف نیاز حاصل نہیں ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیا کے بعد کوئی عالم نہیں ہے جتنا فائدہ اٹھایا جائے زندگی میں اٹھالو۔ اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہے۔

ان هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما نحن بمبعوثين۔

بعض وہ ہیں جو اس عالم کے پیچھے کسی دوسرے عالم کے قائل تو ہیں لیکن وہ عالم بھی عالم ہے یعنے جہاں سے چلے ہیں پھر وہیں آتا ہے اور انسان کو بجائے انسان کے مختلف جانوروں کے روپ میں آتا ہے۔ یہ لغو سے تخیلات ہیں جس نے موت کو بھیانک کر دیا ہے اور لوگ موت کے نام سے گھبرا گئے ہیں لیکن مسلمان کی شان ان سب باتوں سے نرالی ہے اس کی موت بقاء خداوندی کا ایک مضبوط ذریعہ ہے اسی لئے وہ خوش ہے۔ موت کا نام آتا ہے تو خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا کہ آج الٰہی بخش اور پھر دین کو کون روتا ہے بلکہ ہر شخص اُس حبیبی موت کا آرزو مند ہے مسلمان تو من كان يرجوا لقاء الله فان اجل الله لآت کے مبارک پیام کو سن کر جی رہا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے کھلے الفاظ میں فرما دیا تھا من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه۔ منکر کا فرد تو خدا کی ملاقات کا مشتاق ہے، نہ خدا ہی اس کو دیکھنا پسند کرتا ہے۔ مسلمان اپنے مولا کی ملاقات کیلئے بیچین ہے تو ادھر سے بھی ان کی ملاقات کا انتظار رہتا ہے۔ میں نے تو ابھی کہا تھا جس طرح ایک لڑکی کو اپنے خاوند کا اشتیاق ہوتا ہے اور اس کی شادی کا سامان ہوتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کی میت کا انتظام ہوتا ہے۔

شادی اور موت

اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو مقابلہ کر کے بتا دوں۔ دیکھو نکاح سے پہلے لڑکی کی منگنی ہوتی ہے۔ شاید پنجاب میں بھی یہ رسم ہو گی منگنی کا مطلب یہ ہے کہ نکاح مقرر کر لیا جائے۔ یعنے اس لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے ہو گا۔ میں عرض کرتا ہوں تم سب کی بھی منگنی ہوئی ہے۔ کیا تم کو منگنی کا پیام نہیں پہنچا كل نفس ذائقة الموت اور كل من عليها فان اور كل شيء هالك الا وجهه یہ تمام پیام منگنی کے تو ہیں ایسا آگے چلئے۔

نکاح سے پہلے مائیوں

خدا جانے تمہارے ہاں یہ رسم ہے یا نہیں کہ نکاح سے پہلے دلہن کو مائیوں بٹھاتے ہیں لڑکی کو ایک علیحدہ کوٹھڑی میں چلہ کش صوفی کی طرح بٹھا دیتے ہیں۔ دونوں وقت اُبٹنا ملکر نہلاتے ہیں [illegible] عوام سے علیحدگی کے باعث [illegible] کے زمانے میں پیدا ہونے والے خاوند کا فرضی تصور کرتی [illegible] کے باعث ایک روحانی موانست خاوند سے پیدا ہو جاتی ہے جس طرح شادی سے پہلے مائیوں بیٹھنا ہے اسی طرح موت سے پہلے بیماری ہے۔ بیماری میں انسان گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ قبر کا تصور بندھا رہتا ہے جس کے باعث قبر میں وحشت نہیں ہوتی لیکن ہے آپ کو یہ خبر ہو کہ صاحب تمام لوگ تو بیمار نہیں ہوتے بسا اوقات آدمی چلتے پھرتے مر جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے تمام دلہنیں مائیوں بھی نہیں بیٹھتیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صبح کو بات ٹھہری اور شام کو نکاح ہو گیا اچھا اور لیجئے دلہن کو نکاح کے وقت غسل دیا جاتا ہے اور میت کو بھی غسل دیا کرتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ دلہن کو چوکی پر بٹھا کر نہلاتے ہیں اور میت کو تختے پر لٹا کر غسل دیا جاتا ہے غسل کے بعد دلہن کو نیا جوڑا اور مردے کو کفن پہنایا جاتا ہے۔ دلہن کا جوڑا سرخ ہوا کرتا ہے وہ دلہن نصیبے والی ہوتی ہے جس کے جوڑے سرخ ہوں۔ مردوں کا کفن بھی سرخ ہی ہوا کرتا تھا آج کل وہ پرانی رسمیں کم ہو گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ میت کا جوڑا اور سرخ کفن اب کم دیکھنے میں آتا ہے۔

دلہن کا سنگھار اور میت کا بناؤ

دلہن کا سر گوندھ کر مانگ نکالی جاتی ہے اور بناؤ اس لئے کیا جاتا ہے کہ دلہن اپنے دولہا کو پسند آجائے۔ لیکن نہیں معلوم ہے کہ تمہارا حقیقی مولا کس کو پسند کرتا ہے جو خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے نہیں جھکتا۔ دلہن کی آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے کیونکہ دولہا کو وہی آنکھ پسند ہے جس میں سرمہ ہو اور مولا کو وہ آنکھ پسند ہے جو اسکے خوف سے رویا کرتی ہے۔ دلہن کے ہونٹوں پر مسی لگائی جاتی ہے لیکن خدا کو بندے کے وہ ہونٹ پسند ہیں جو اُس کی یاد میں ہلتے رہتے ہیں۔ دلہن کے گلے میں گلوبند اور چمپا کلی پہنائی جاتی ہے لیکن مولا اُن گلوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کے راستے میں پھانسی کے پھندے اپنی گردنوں میں ڈال لیتے ہیں۔ دلہن کو ہار پہنایا جاتا ہے لیکن مولا اُن سینوں کو پسند کرتا ہے جو گولیوں اور تیروں کے مقابل ہو جاتے ہیں تو سینے پر برچھیاں کھاتے ہیں۔ یہاں کو وہی سینے پسند ہیں۔ دلہن کے ہاتھوں میں مہندی لگائی جاتی ہے کیونکہ دولہا مہندی کے ہاتھوں کو پسند کرتا ہے لیکن مولا اُن ہاتھوں کو پسند کرتا ہے جو سیدھے ہاتھ سے دیتا ہے اور الٹے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ دلہن کے پاؤں میں مہندی لگائی جاتی ہے جوڑیاں پہنائی جاتی ہیں اسلئے کہ دولہا کو وہی پاؤں پسند ہیں جو مہندی سے رنگین ہوں لیکن مولائے حقیقی کو وہ پاؤں پسند ہیں جو رات کو یا تو مصلے پر کھڑے ہو کر تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں اور یا میدان جہاد میں گرد آلود ہوتے ہیں۔ یہاں فرید آباد کی مہندی مشہور ہے اور وہاں شہید آباد کی مہندی مقبول ہے۔

دلہن کی پالکی اور میت کی مسہری

اس تمام بناؤ سنگھار کے بعد دلہن کو پالکی میں بٹھایا جاتا ہے جس کو چار کہار اٹھاتے ہیں اور میت کی مسہری کو بھی چار ہی شخص کندھا دیا کرتے ہیں۔ رخصت کے وقت پالکی پر عورتیں جال کا دوپٹہ ڈال دیا کرتی ہیں جال میں قل یا زردوزی بوٹیاں ہوا کرتی ہیں۔ میت پر جو چادر ڈالی جاتی ہے اس پر بھی چار خانے بنا ہوتا ہے۔ چار خانے میں اللہ اللہ لکھا ہوا کرتا ہے۔ دور سے معلوم ہوتا ہے کہ جال کا دوپٹہ پڑا ہوا ہے۔ چلتے وقت لڑکی کے باپ نے ہاتھ جوڑ کر لڑکے سے کہا میں آپ کو لونڈی دے رہا ہوں۔ آپ کی شان کے قابل میں کچھ نہیں دے سکا۔ یہ لڑکی میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے اگر آپ اچھا سلوک کرینگے تو مجھ پر احسان اگر سلوک اچھا نہ ہوا تو مجھے دکھ ہو گا اسی قسم کا مضمون جنازے کی نماز کا ہوتا ہے اُس میں بھی میت کیلئے سفارش کی جاتی ہے۔ مولائے حقیقی سے مغفرت طلب کی جاتی ہے دلہن تو گھونگٹ نکال لیتی ہے لیکن میت کا منہ باندھ دیا جاتا ہے۔ گو یا بندہ کہتا ہے کہ میرا منہ اس قابل کہاں ہے کہ میں اپنے مولا کو دکھا سکوں۔ مجھ رو سیاہ کا منہ بند کر کے اوپر سے باندھ دو۔

میرے پنجابی دوستو! ہمارے ہاں دستور ہے کہ دلہن کے ساتھ کسی عورت کو بھیجا جاتا ہے تاکہ دلہن کو سسرال میں تکلیف نہ ہو۔ اگر ساتھ والی ہوشیار ہوتی ہے تو دلہن کو تکلیف نہیں ہوتی لیکن اگر ساتھ والی بے وقوف ہو تو دلہن کو تکلیف ہوتی ہے مرنے والے کے ساتھ اس کے اعمال ہوتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو قبر میں وحشت نہیں ہوتی لیکن اگر اعمال برے ہوں تو قبر میں وبال ہوتے ہیں۔

دولہا کے گھر کی اور قبر کی پہلی رات

[illegible]

صورت دولہا کو پسند نہ آئی تو صبح ہی ہنگامہ شروع ہو گیا۔ طلاق کی نوبت آگئی تمام عمر جوتیوں میں دال بٹتی رہی۔ یار دوست سمجھاتے ہیں کہ جہیز تو بہت زیادہ ہے مگر خاوند کو صورت کی شکایت ہے۔ جہیز کی کثرت سے وہ مطمئن نہیں ہے۔ قبر میں بھی یہی ہوا کرتا ہے۔ اگر مولائے حقیقی نے بندہ کے قلب کو پسند کر لیا اور یہ فرما دیا کہ اگرچہ اس کے اعمال کم ہیں لیکن قلب میں میری توحید موجود ہے تو سمجھ لیجئے کہ دائمی عیش وطرب میسر ہو گیا لیکن اگر توحید الٰہی نہ تھی تو پھر اعمال کی کثرت کچھ مفید نہیں ہے اس تمام تقریر کے بعد آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مسلمان کی موت کیا ہے اور مسلمان موت کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔ آپ یہ خیال نہ کیجئے کہ یہ محض واعظانہ نکات ہیں اگر میری طبیعت حاضر ہوتی تو میں ہر چیز پر بحمداللہ تعالیٰ قرآن و حدیث سے استدلال کر سکتا تھا پھر بھی بخاری شریف کی حدیث کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں تاکہ آپ معلوم کر سکیں کہ اس دلہن اور دولہا کا ماخذ اور منشا موجود ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے بندے کو جو مقبول ہو چکا ہے کہا جاتا ہے نم كنومة العروس اس لفظ عروس سے میری تمام گزارشات کا مطلب صاف سمجھ میں آسکتا ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ مسلمان میدان سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا کرتا۔ مسلمان کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ اہل راج کے مقابلہ میں تو قائم رہتا اور برطانیہ کے مقابلے میں پیچھے ہٹ جاتا۔

سرکار پرستوں کا مطالبہ

میرے معزز دوستو! سرکار پرست حضرات مختلف گوشوں سے آواز نکال رہے ہیں کہ اس تحریک کو بند کر دو۔ میں عرض کرتا ہوں تحریک کو کس طرح بند کر دیا جائے ان سرکار پرستوں نے انگریزوں کو تمہاری طرف سے دھوکہ دے رکھا ہے کہ حضور مسلمان تو وفادار ہے۔ یہ ہندو باغی ہے اب ان کی بات میں فرق آرہا ہے۔ انگریز کہتا ہے یہ وفاداری کیسی ہے جو بات ہندو کرتا ہے وہی مسلمان کرتا ہے۔ پھر ہم مسلمان کو وفادار اور ہندو کو باغی کس طرح سمجھیں اسلئے یہ ڈرتے پھرتے ہیں کہ خدا کے لئے صلح کر لو ہم کہتے ہیں کہ صلح کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے [illegible]

سر سپرد اور جیکار

میرے عزیزو! اگر تمہارے سرکار پرست بھی سپرد اور جیکار کی طرح ہوتے تو آج تمہاری صلح کبھی کی صلح ہوتی لیکن یہ کمبخت تو ہمارا ہی گلا گھونٹنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ سے ایک لفظ نہیں کہتے یہ سمجھتے ہیں کہ احراری جداگانہ انتخاب پاس کرنے کے بعد ٹوڈی بن گئے ہیں لیکن ان کو خبر نہیں کہ احراریوں نے نہرو رپورٹ کو روکنے کی وجہ سے جداگانہ انتخاب منظور کیا ہے۔ اگر آج ہندو نہرو رپورٹ کو تسلیم کر لیں تو احراری اپنی مخلوط انتخاب پر قائم ہیں۔ بعض حضرات نے پروپیگنڈے کا یہ عجیب طریقہ اختیار کیا ہے کہ چونکہ احراریوں نے جداگانہ انتخاب پاس کر دیا ہے اس لئے مسلمانوں کو ان سے ہمدردی ہو گئی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پروپیگنڈے کا نہایت مکروہ طریقہ ہے۔ احراری چونکہ ہر موقع پر قربانی پیش کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اسلئے ان سے ہمدردی ہے اور یہ ہمدردی تدریجاً ہونی چاہئے۔ اگر قربانی پیش کرنے والوں کے ساتھ بھی ہمدردی نہ ہو تو مخلصین اور منافقین میں کیا فرق ہو سکتا ہے۔ پھر مسلمان تو ایسی شریف قوم ہے کہ وہ ان بدنصیبوں سے بھی ہمدردی کرتی ہے۔ جو محض روپیہ اور خطاب کے لئے مسلمانوں کی ہمدردی کا دعوی کرتے ہیں۔ مسلمان تو ان اخبار کے ایڈیٹروں اور مالکوں تک کی وقعت کرتے ہیں جو محض سرکاری اشتہارات حاصل کرنے کے لئے ملت فروشی کر رہے ہیں۔ اگر مسلمان قوم اپنے غداروں سے بھی محبت کرتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ احرار جیسی سرفروش جماعت سے ہمدردی نہ کریگی اور کیا یہ واقعہ ہے کہ احراریوں نے محض مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے جداگانہ انتخاب پاس کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ کیا زہر کا پیالہ پی کر کسی کی ہمدردی میں پیا جا سکتا ہے۔ جداگانہ انتخاب تو ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک زہر کا پیالہ ہے اس کو کس طرح پیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مخلوط انتخاب ایک بہترین چیز ہے لیکن مسلمان عام طور سے اس سے متفق نہیں ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوط انتخاب کے خلاف سخت پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ عام لوگ اس کو اچھی طرح سمجھتے نہیں ہیں اس وجہ سے مخلوط انتخاب کی حمایت نہیں کرتے لیکن یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ جداگانہ انتخاب اچھی چیز ہے اور بالخصوص ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ احراریوں نے محض مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے یہ اقدام کیا ہے بلکہ احراریوں نے ہندو اخبارات اور ہندو ذہنیت کا جواب دیا ہے بہر حال یہ وقت مخلوط اور جداگانہ کی بحث کا نہیں ہے۔ جو لوگ جداگانہ انتخاب کی وجہ سے احراریوں کی مدح کر رہے ہیں اُن کو چاہئے کہ اپنی دروغ آمیز مدح سرائی کو واپس لے لیں احراری کسی جھوٹی تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔

احراریوں کی صحیح پوزیشن

احراریوں کی صحیح پوزیشن یہ ہے کہ یا تو نہرو رپورٹ کا کانسٹی ٹیوشن تسلیم کیا جائے اور اگر ہندو نہرو رپورٹ کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر جداگانہ انتخاب کو قائم رکھا جائے آپ کے ملت فروش اخبارات نے اس پوزیشن کو بالکل بدل دیا ہے۔ پنجاب کو جداگانہ انتخاب کا متعصب حامی بنانا ایک ایسا کذب اور افترا ہے جس کی کوئی شریف انسان جرأت نہیں کر سکتا۔ پنجاب کا کام کرنے والی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مخلوط انتخاب ہی مسلمانوں کے لئے مفید ہے لیکن چونکہ ہندو نہرو رپورٹ کو تسلیم نہیں کرتے اسی لئے ہم جداگانہ انتخاب کی حمایت کرتے ہیں۔ سادی صاف بات کو الجھا کر رکھ دیا ہے۔ احراریوں کا مطالبہ تو دائرہ ہے نہرو رپورٹ اور جداگانہ انتخاب کے مابین یا نہرو رپورٹ تسلیم کرو یا جداگانہ انتخاب۔ اب فرمائیے احراری سرکار پرستوں کے لئے مفید ہیں یا مضر۔

بھائیو! اختلاف کرنا تمہارے ہندو اخبارات تو جو کچھ ہیں وہ تو ہیں ہی لیکن پنجاب کے مسلمان اخبار بھی غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں میں کچھ کم نہیں ہیں۔

ہندو اخبارات کی افسوسناک روش

حضرات! مجھے چند باتیں اس موقع پر پنجاب کے ہندو اخبارات کے متعلق بھی عرض کرنی ہیں۔ میں اکثر پنجاب کے ہندو اخبارات کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں مجھے آج تک بھی نہیں معلوم کہ ان کی پالیسی کیا ہے۔ دعویٰ تو ان کا یہ ہے کہ یہ اخبار قومی ہیں

(بقیہ [illegible])

[illegible]

مجلس عاملہ کا تقرر

[illegible]

دیگر مجالس کا کام

[illegible]

قدرتی حق

[illegible]

کامیابی کیلئے دعا

[illegible]

دیکر یہ اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے سن رہا تھا تو بہت خوش تھا۔ ہمارا ابھی حقیقی صحیح نظر یہ ہے کہ ہم ایسی حالت میں مجتمع ہوئے ہیں جبکہ ہماری راہ میں بہت سی دشواریاں حائل ہیں۔ لیکن دنیا کے ان بڑا بڑے انسانوں میں سے جن کے وجود میں نوع انسانی کی ترقی کے لئے ایک بڑی حد تک ذمہ دار رہتے ایک فرد نے کیا خوب کہا ہے کہ دشواریاں اسی لئے بنائی گئی ہیں کہ ان پر فتح حاصل کی جائے۔ اس اسپرٹ اور اس اخلاص کے ساتھ جو اس مقولہ کی بنیاد ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنا کام جاری رکھیں۔ اس قسم کی کانفرنسوں کے متعلق میرا وسیع تجربہ یہ ہے کہ مفاہمت کا راستہ ہمیشہ نہایت شکستہ ہوتا ہے اور اس میں بہت سے سنگہائے گراں حائل ہوتے ہیں۔ اس راستہ کی ابتدائی منزلیں کس قدر ناامیدی سے پر ہوتی ہیں لیکن یکایک تجربہ کو فقدانہ طور پر راستہ صاف اور ہموار ہو جاتا ہے۔ خوش قسمتی سے ہم آخری منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ میں نہ صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ اس مرتبہ بھی ہمارا تجربہ یہی ہے بلکہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس کی مسلسل و متواتر سعی کرے گی کہ ہماری متفقہ محنت کا کامیاب نتیجہ برآمد ہو۔

دار الحدیث مدرسہ سعیدیہ کا سالانہ اجلاس

مسلمانوں سے امداد و اعانت کی اپیل

دہلی پل بنگش میں ایک مدرسہ دار الحدیث مدرسہ سعیدیہ عربیہ کے نام سے جاری ہے جو اپنے آغاز سے علوم عربیہ اور قرآن و حدیث کی بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے صدر مدرس اور ناظم مولانا شرف الدین صاحب جیسے عالی اور فاضل بزرگ ہیں جن کی تمام عمر خدمت قرآن و حدیث اور درس و تدریس میں گزری ہے اور جن کے فیوض سے ہزارہا طلباء نے استفادہ کیا ہے۔ مولانا ایک تجربہ کار اور عالم باعمل بزرگ ہیں جو نہایت خلوص سے اس مدرسہ کو چلا رہے ہیں۔

اگرچہ مدرسہ کی حالت ابھی تک مالی اعتبار سے قابل اطمینان نہیں ہے مگر پھر بھی مولانا نے ارادہ کرلیا ہے کہ ۲۰ شعبان المعظم کو اس کا سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے چنانچہ مولانا ابھی سے اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ جلسہ میں حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند بھی شرکت فرمائیں گے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس مدرسہ کی مالی اعانت فرمائیں اور اس کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہو سکے۔ (ایڈیٹر)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب سے ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر کی ملاقات

دہلی ۲ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کل ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر اور ان کے وزیر اعظم راجہ ہری کشن کول سے صدر العلماء مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا حافظ احمد سعید صاحب نے مہاراجہ کشمیر کی کوٹھی پر ملاقات کی۔ ملاقات کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا۔ گفتگو کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی کیونکہ دونوں حضرات نے نمائندہ پریس کو انٹرویو دینے سے انکار کردیا۔

مہاراجہ کشمیر سے ہندو مہاسبھا کے وفد کی ملاقات

کشمیر کے اضطراب پر مہاراجہ کا اظہار خیال

دہلی ۲ دسمبر۔ آج آل انڈیا ہندو مہاسبھا اور دہلی کے ہندوؤں کا ایک وفد مہاراجہ کشمیر سے ملا۔ وفد میں بیس کے قریب ارکان شریک تھے۔ سپاسنامہ میں کشمیر کی شورش کے سلسلہ میں مہاراجہ سے ہمدردی ظاہر کی گئی اور ریاست میں فوری قیام امن کیلئے خواہش کا اظہار کیا گیا۔ بھائی پرمانند نے حاضرین کا مہاراجہ سے تعارف کرایا۔ مہاراجہ نے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ بیرونی اثر کے ماتحت شورش کے سلسلہ میں مجھے اور میری حکومت کو جو پریشانی اٹھانی پڑی ہے اس کے متعلق آپ کی اظہار ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری حکومت قیام امن کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے۔

دہلی میں خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں

۱۲ مقامات پر پولیس کے چھاپے

دہلی ۲ دسمبر۔ آج صبح سے دہلی پولیس خاص سرگرمیوں کا اظہار کر رہی ہے اور تلاشیوں میں مصروف ہے۔ نئی سڑک چاوڑی بازار، کلاتھ مارکیٹ وغیرہ بازاروں میں پولیس نے تلاشیاں لیں۔ کل ۱۲ مقامات کی تلاشیاں لی گئیں جن میں کئی ضبط شدہ کتابیں بھی قبضہ میں کر لی گئیں کئی اشخاص کو بھی گرفتار کرلیا گیا ہے نوجوان بھارت سبھا کے دفتر کی بھی تلاشی لی۔ گرفتار شدہ اشخاص میں چار کتب فروش ہیں۔

دستور ہند کا مسودہ قانون پارلیمنٹ میں

لندن ۲ دسمبر۔ ہندوستان کے دستور کے مسودہ قانون کے متعلق گو ابھی برطانوی کابینہ نے اس وقت تک کوئی سکیم مرتب نہیں کی ہے اور نہ کسی پروگرام کا اعلان کیا ہے لیکن معتبر طریقے سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی دستور کا مسودہ قانون مارچ میں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

وزیر اعظم کا اعلان پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا

لندن ۲ دسمبر۔ آج دار العوام میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے حسب ذیل تحریک ہندوستانی حکمت عملی کے متعلق پیش کی ہے۔

یہ کہ یہ ایوان ملک معظم کی حکومت کی اس حکمت عملی پر اپنی مہر تصدیق ثبت کرتا ہے جو پارلیمنٹ کے سامنے یکم دسمبر کو قرطاس ابیض کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ نے مسٹر چرچل کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ پارلیمنٹ کو آگاہ کریں گے کہ حکومت ہندوستانی پالیسی کے سلسلہ میں کیا قدم اٹھانا چاہتی ہے۔ دار العوام کل مذکورہ تحریک کے متعلق اپنا فیصلہ کرے گا۔

مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا مقدمہ

عدالت عالیہ نے انتقال مقدمہ کی درخواست مسترد کردی

دہلی یکم دسمبر۔ کل مسٹر الیسر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف مجاہد ملت امیر شریعت پنجاب مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ مولانا کی جانب سے جناب رضا مرزا صاحب وکیل اور استغاثہ کی جانب سے کورٹ انسپکٹر امجد حسین عدالت میں موجود تھے۔ چونکہ مولانا نے عدالت عالیہ پنجاب میں انتقال مقدمہ کی درخواست دے رکھی تھی اسلئے دہلی کی عدالت میں مقدمہ کی بار ملتوی کیا گیا۔ عدالت عالیہ نے انتقال مقدمہ کی درخواست کو غور کرنے کے بعد مسترد کر دیا۔ اب مقدمہ کی سماعت پھر مسٹر الیسر کی عدالت میں ہوگی۔ چونکہ مقدمہ کی مسلیں عدالت عالیہ سے ابھی تک دہلی کی عدالت میں واپس نہیں آئی ہیں اسلئے کل بغیر کسی کارروائی کے مقدمہ ۳ دسمبر کیلئے ملتوی کر دیا گیا۔

۱۵ دسمبر سے لفافہ اور کارڈ کی قیمت میں اضافہ

نئی دہلی ۳۰ نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ لفافہ اور کارڈ کی قیمتوں میں ۱۵ دسمبر سے اضافہ ہو جائے گا۔ لفافہ کی قیمت پانچ پیسے ہوگی۔ موجودہ لفافہ ڈاکخانہ سے ایک آنہ کو ملیگا مگر اس پر ایک پیسہ کا مزید ٹکٹ چسپاں کرنا ہوگا ورنہ بیرنگ کردیا جائے گا۔

پوسٹ کارڈ کی قیمت تین پیسے ہوگی۔ موجودہ کارڈ پر ایک پیسہ کا مزید ٹکٹ لگانا چاہئے ورنہ وہ بیرنگ کرنے کے بجائے پھاڑ ڈالا جائے گا۔

لفافہ کا وزن ڈھائی تولہ تک ہونا چاہئے ورنہ زائد وزن ہونے پر پانچ پیسے کے حساب سے ٹکٹ لگانا ہوں گے۔

مجلس احرار کے زیر اہتمام باڑہ ہندوراؤ میں جلسہ

قائدین ملت کی حیات بخش اور مؤثر تقریریں

دہلی ۲ دسمبر۔ کل بعد نماز عشاء باڑہ ہندوراؤ میں مجلس احرار دہلی کے زیر اہتمام مسلمانوں کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے فرمائی۔ اول مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام نے ایک پرجوش تقریر فرمائی اور پنجاب کے جدید حالات حاضرین کو سنائے۔ مولانا کی تقریر کا سامعین پر خاص اثر ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اپنے مقبول اور مخصوص انداز میں ایک حیرت انگیز تقریر ارشاد فرمائی اور تحریک کشمیر کے تمام گوشوں پر ایک ہمہ گیر نظر ڈالی۔

آخر میں حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جلسہ نے ... [illegible]

سرخ پوشوں کی تحریک کو فنا کرنے کے منصوبے

چارسدہ کو فساد زدہ علاقہ قرار دیدیا گیا

پشاور ۲ دسمبر۔ نوشہرہ بریگیڈ کے کمانڈر نے چارسدہ کو سرخ پوشوں کی تحریک کا مرکز بتاتے ہوئے فساد زدہ علاقہ قرار دیدیا ہے۔ انگریزوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اکیلے سفر نہ کریں بلکہ اپنے ساتھ دو مسلح جوان بھی رکھیں۔

ساردا ایکٹ کے فیصلہ میں عدالت عالیہ کا ایک عجیب حکم

خلاف ورزی کرنے والوں کو قید کی سزا دی جائے!

کلکتہ یکم دسمبر۔ گنگا داس کو ساردا ایکٹ کی خلاف ورزی کے جرم میں چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے پانچ یوم کی قید محض اور دو سو روپے جرمانہ کی سزا دی تھی بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ایک ماہ قید مزید۔ اس فیصلہ کے خلاف ملزم نے ہائی کورٹ میں مرافعہ دائر کیا جہاں الٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔ ہائی کورٹ کے جج مسٹر پیرسن اور مسٹر ملک نے اپیل کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ ساردا ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے والوں کو صرف جرمانہ کی سزا دینے سے وہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جو اس قانون کا اصل منشا ہے۔ اسلئے ایسے ملزموں کو قید کی سزا دینی چاہئے۔ چنانچہ فاضل ججوں نے جرمانہ کو منسوخ کرکے ایک ماہ کی قید کا حکم سنا دیا۔

سرفروشوں کے قافلہ کا محاذ جنگ کی طرف کوچ

میدان عمل میں آنیکے لئے خواتین کا اصرار

وزیر آباد ۳۰ نومبر بذریعہ فون آج سوہدرہ کے اکیس سرفروشوں کا دستہ محاذ جنگ کی طرف بھیج دیا گیا۔ کل شہر میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ خواتین نے میدان عمل میں آنے کیلئے اجازت چاہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کا محضر جلسہ میں پڑھ کر سنایا جس سے سخت جوش پھیل گیا۔ اور عوام نے متفقہ طور پر وعدہ کیا کہ جب تک مرد زندہ ہیں۔ عورتوں کو باہر نکلنے کا موقعہ نہیں ملیگا۔ شہر اور دیہات میں بہت زیادہ جوش پھیل رہا ہے۔

جیلوں میں رضاکاروں پر لرزہ خیز تشدد

ریل میں بٹھا کر پولیس غائب ہوگئی

لاہور ۳ نومبر۔ فیروز پور جیل سے جب رضاکار رہا کر دیئے گئے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے جیل میں نعرے لگائے جبر ان کے کپتان کو پکڑ کر حکام جیل کہیں باہر لے گئے انہوں نے غل مچایا کہ جہاں ہمارے کپتان کو لے جاتے ہو ہمیں بھی لے چلو۔ اس پر انہیں ایک بڑے کمرے میں بند کر دیا گیا اور حکم دیا کہ ایک کاغذ پر انگوٹھے لگاؤ۔ انہوں نے اس سے انکار کیا تو انہیں خوب زد و کوب کیا گیا۔ مزید اذیت سے بچنے کے لئے ان رضاکاروں نے اپنے نام غلط بتلا دیئے۔ اس پر انہیں ایک بند لاری میں بٹھا کر گنڈا سنگھ والا کے اسٹیشن پر پہونچا دیا گیا اور یہ کہہ کر گاڑی میں سوار کیا گیا کہ انہیں ایک جیل میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ جب وہ گاڑی میں سوار ہو گئے تو جیل کے ایک آدمی نے ان کے ہاتھ میں (فیروز پور چھاؤنی سے سیالکوٹ تک) بیس ٹکٹ دے دیئے ان ٹکٹوں کا ابتدائی نمبر ۵۵۰۹۱ اور آخری ۵۵۰۳۲ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے قیدیوں کے لئے چالیس ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔

دہلوی قافلہ کو پولیس نے گھیر لیا

پولیس والوں کی مزاحمت اور رضاکاروں کا کھرا جواب

وزیر آباد ۲۸ نومبر۔ بمبئی ایکسپریس کے ذریعہ دہلی کے ۲۵ رضاکاروں کا ایک دستہ جو لاہور سے آج سوار ہوا یہاں پہونچا۔ پولیس نے اسٹیشن پر گھیر لیا اور ان کو منتشر ہونے کے لئے کہا حسب ہدایت۔ نون سکرٹری مجلس اسٹیشن پر موجود تھے۔ ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا پروگرام ہے تو رضاکاروں نے بتایا کہ ہم سیالکوٹ جائیں گے۔ چنانچہ علیحدہ علیحدہ کرکے دفتر مجلس احرار میں لے گئے اور وہاں سے صبح سیالکوٹ بذریعہ موٹر روانہ کر دیئے۔

افغان پارلیمنٹ میں دار الامراء کا قیام

بمبئی ۳ نومبر۔ بمبئی کے افغان قونصل نے ذیل کا اعلان شائع کیا ہے [illegible] افغانستان جدید جمہوری اصولوں پر عمل کر رہا ہے۔

لارڈ ریڈنگ کی متمردانہ تقریر

برطانیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی کی پرواہ نہیں کریگی

[illegible]

سول نافرمانی کو روکنے کیلئے وزیر ہند کی درخواست

گاندھی جی سے آخری اور حتمی گفت و شنید

لندن ۹ نومبر ... [illegible] ... لیکن انہیں بے حد مجبور کیا گیا کہ وہ شنبہ تک اور ٹھہریں۔

وزیر ہند کا اصرار ہے کہ جمعہ کے دن گاندھی جی اور ان میں آخری مرتبہ پھر تبادلہ خیال ہو جائے۔ غالباً سر سموئل ہور گاندھی جی سے درخواست کریں گے کہ اگر انہوں نے تحریک سول نافرمانی پھر شروع کرنے کا واقعی مصمم ارادہ کرلیا ہے تو کم سے کم انہیں اس وقت تک ضرور انتظار کرنا چاہئے کہ برطانوی وفد ہندوستان سے واپس آجائے وہ گاندھی جی کو اشتراک عمل کی دعوت بھی دینے والے ہیں لیکن بظاہر اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

ہوائی جہاز پر آلہ مکبر الصوت کا استعمال

اس کے ذریعہ عراق کے قبائل کو متنبہ کیا جائیگا

لندن ۲ دسمبر۔ ہوائی جہاز سے آلہ مکبر الصوت کا تجربہ عراق میں کیا جانے والا ہے۔ عراق کے غیر منظم قبائل کو اس طریقے سے تنبیہ کی جا سکے گی۔ آلہ مکبر الصوت کے ذریعہ قبائل کو جو انتباہ کیا جائے گا وہ انہیں کی زبان اور محاورہ میں ہوگا۔ اس کا تجربہ برک لینڈ میں کیا گیا ہے جہاں آلہ مکبر الصوت سے بذریعہ ہوائی جہاز جو الفاظ بولے گئے وہ زمین پر بہت صاف سنائی دئے گئے۔

سو سال کے بعد کشمیر کی ایک مسجد پر مسلمانوں کا قبضہ

سری نگر ۳ نومبر۔ پتھر کی مسجد کشمیر کے مسلمانوں کو ایک سو سال کے بعد ملی ہے۔ کل مسلمانوں نے اس پر باقاعدہ قبضہ کرلیا۔ اس موقعہ پر فرزندان ملت نے شہر میں چراغاں کیا۔

دہلی میں یوم سیالکوٹ کا عظیم الشان جلسہ

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کے ارشادات عالیہ

مسلمانوں کو دعوت عمل ۔ کشمیر آرڈیننس اور شہید نمبر کی ضبطی پر احتجاج

(از نامہ نگار خصوصی)

دہلی ۲ دسمبر ۔ کل یوم سیالکوٹ کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند و زیر سرپرستی مجلس احرار اسلام دہلی منعقد ہوا ۔ حاضرین کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی ۔ صدر محترم نے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی اور اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سیالکوٹ کے مسلمانوں نے ایثار و قربانی کی جو مثال پیش کی ہے وہ تاریخ عالم میں ہمیشہ یادگار رہیگی اور آیندہ نسلیں اس پر فخر کریں گی ۔ مسلمانوں کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم نہ ریاست کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور نہ انگریز سے خواہ مخواہ الجھنا چاہتے ہیں ...

جمعیۃ اور دینی غیرت نے یہ چیلنج قبول کر لیا ہے ۔ ہمیں اکیس ہزار فرزندان توحید جیل میں بند کئے جا چکے ہیں ۔ مسلمان قوم اپنی عزت برقرار رکھنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرے گی اور اس وقت تک دم نہ لیگی جب تک مسلمان کشمیری بھائیوں کے حقوق حاصل نہ کر لے ۔

مولوی عبد الواحد صاحب نے اس کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ مسلمانوں نے چند ایام میں وہ کام کرکے دکھلایا ہے جو خلاف امید ہے ۔ تحریک آزادی میں ساری تحریکوں میں ملک نے ۵۰ ہزار کی قربانی دی تھی ...

زمیندار کا شہید نمبر

... ظفر علی خاں کو ان کی اس تازہ قربانی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور اس ابتلاء پر ان کے لئے ثبات و استقلال کی دعا کرتا ہے اور مسلمانان ہندوستان سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ زمیندار کی جلد از جلد مالی اعانت کرکے اس نقصان عظیم ...

مولانا حبیب الرحمٰن اور آپ کے رفقاء کو سی کلاس

عمائدین ملت سے حکام جیل کا وحشیانہ سلوک

لاہور ۲ دسمبر ۔ ۲ دسمبر کے بعد مجلس احرار کے کارکنان اور دیگر معززین نے بورسٹل جیل میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ، حضرت مولانا احمد علی صاحب ، حضرت مولانا محمد چراغ صاحب ، ماسٹر محمد شفیع صاحب سے ملاقات کی ۔ چاروں رہنما ہشاش بشاش تھے ۔ ان چاروں کو آج تک انتہائی قیدیوں کے سلوک کا روادار نہیں گردانا گیا اور انہیں بدترین سی کلاس ... میں رکھا گیا ہے ۔ جہاں عام طور پر بدمعاش مجرم رکھے جاتے ہیں ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حکام جیل یہ چاہتے ہیں کہ معزز رہنما اس امر کے متعلق کوئی باضابطہ درخواست پیش کریں ۔ مگر مولانا حبیب الرحمٰن کا خیال ہے کہ درخواست پیش کرنا جیسا مانگنے کے برابر ہے ۔ ملاقاتیوں کی متفقہ رائے یہی تھی کہ حکومت کو ہٹ چھوڑ کر یہ جیسے کام لینا چاہئے ۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے جنازے کی فلم

دہلی اور پنجاب میں دکھائی جائیں گی

... مجموعہ ہے ۔ یہ وہ مناظر ہیں جن کے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے ۔ اور اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ خدا کی رضامندی ۔ رضا جوئی میں بسر کرنے والا ایک غریب سے غریب مسلمان بھی خدا کے نزدیک سلاطین عالم سے زیادہ محبوب و مقرب ہے ۔ ہر مقام پر علاوہ شاہانہ خوبی جلوس کے انسانوں کا ایک سمندر ہے جو موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے ۔ اس فلم کی کل آمدنی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سپرد کی جائے گی ...

یہ فلم دہلی میں عنقریب دکھائی جانے والی ہے ۔ مختلف سینما کمپنیوں سے گفتگو ہو رہی ہے اسی سلسلہ میں مزید معلومات دفتر خلافت سے حاصل کی جا سکتی ہیں ۔ دہلی اور پنجاب کی تمام خلافت کمیٹیوں اور تمام ایسی جماعتوں اور انجمنوں سے جو یہ فلم دکھانا چاہیں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں دہلی خلافت کمیٹی سے خط و کتابت کریں ۔ والسلام ۔

(خادم عبد اللطیف آنریری سیکرٹری صوبہ خلافت کمیٹی دہلی)

حکومت برطانیہ سے سر آغا خاں کی کھری کھری باتیں

مسلمان کانگریس اور سول نافرمانی میں شرکت کریں گے

مرکزی ذمہ داری کے بعد فرقہ وارانہ مسئلہ خود طے ہو جائیگا

لندن ... سر آغا خاں ...

صوبجاتی آزادی سے مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے

مسلمان کانگریس میں شرکت پر مجبور ہوں گے

... جب سر آغا خاں سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر حکومت ہندوستانی زعماء کی قوم دارانہ مصالحت نہ کرنے پر ایک اہم تقریر دے تو کیا صورت حال ہوگی تو آپ نے جواب دیا کہ سمجھوتہ کا کوئی امکان ابھی دکھائی نہیں دیتا ... اپنے ارادوں کو صاف ظاہر کرے ۔

اگر ایک بار یہ اعلان کر دیا جائے کہ حکومت مرکزی ذمہ داری دینے کو بالکل تیار ہے تو فرقہ وارانہ مسئلہ طے پا جانے کی ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائیگا ۔ وزیر اعظم نے پوچھا کہ اگر کانگریس دوبارہ سول نافرمانی کرے تو مسلمان کیا کریں گے ۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے ۔ شاید یہ ممکن ہو کہ مسلم زعماء اس میں غیر جانبدار رہیں اور وہ بھی صرف اس حد تک کہ ... سر آغا خاں نے فرمایا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد بائیکاٹ کی تحریک میں شریک ہو جائے گی اور یہ بائیکاٹ نہایت مکمل ہوگا ۔ مجھے اس میں ذرہ بھی شک نہیں ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ گاندھی جی از سر نو تحریک سول نافرمانی جاری کریں گے ۔

سر آغا خاں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان کو اصلی ذمہ داری نہ دی گئی تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائے گا ۔ ہندوستان میں لوگوں کو یقین ہے کہ برطانیہ انہیں صرف اپنا آلہ کار بنا کر کام نکال لینے کے بعد انہیں نکال پھینکے گا ۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہندوستان میں کوئی جماعت برطانیہ کی دوست نہ ہوگی ۔

اس کے بعد وزیر اعظم نے پوچھا کہ حقیقت میں مسلمان کیا چاہتے ہیں ۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ برطانوی حکومت ہندوستان میں اپنی طرف سے فرقہ وارانہ مسئلہ کا ایک فیصلہ نافذ کر دے اور فوراً ہی وفاقی حکومت کے دستور اساسی کی تشکیل شروع کر دے جس میں انتقال اختیارات کے لئے مرکز میں تحفظات رکھ دئے جائیں اور معاملات ہی ایک چیز ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو ہندوستانی آبادی کی ہر جماعت کو مطمئن کر سکے ۔

الجمعیۃ کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ

معاونین الجمعیۃ کی ہمدردی کا شکریہ

ہم نے معاونین الجمعیۃ سے الجمعیۃ کیلئے پانچ پانچ نئے خریدار فراہم کرنے کی جو اپیل کی تھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ وہ صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی ۔ اور زندہ دل قارئین الجمعیۃ نے ہماری اپیل کو کامیاب بنانے میں کافی دلچسپی اور حقیقی ہمدردی کا ثبوت دیا ۔ الحمد للہ کہ ان کی کوششوں سے اخبار کی اشاعت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اگر الجمعیۃ کے ہمدردوں کی توجہ کچھ دنوں تک اسی طرح قائم رہی تو انشاء اللہ ہم بہت جلد یہ کہنے کے قابل ہو جائیں گے کہ ہندوستان کے اردو اخبارات میں سب سے کثیر الاشاعت اخبار الجمعیۃ ہے ۔ ہم اپنے ان ہمدردوں سے جنہوں نے اب تک الجمعیۃ کے نئے خریدار فراہم نہیں کئے ہیں پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی فرصت میں اس طرف متوجہ ہوں ۔ اور زیادہ سے زیادہ خریدار فراہم کرکے اپنے اخبار کو ایسی مستحکم بنیاد پر قائم کر دیں کہ وہ مستقبل میں سخت سے سخت حادثہ کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر سکے ۔ اور ناموس اسلام اور مسلمانوں کی حمایت میں نہایت قوی آواز بلند کرنے کے قابل ہو جائے ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

جو حضرات ہماری اپیل پر الجمعیۃ کی توسیع اشاعت میں نہایت سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں ان کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۔ ہم ان حضرات کا صمیم قلب شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ اور دعائے قدس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں ان کی مساعی حسنہ کا اچھا بدلہ دے اور دوسروں کو ان کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے ۔

جناب پروفیسر ایم ۔ ایس مرزا صاحب مادھونگر	جناب دسوندی خاں صاحب ضلع گجرات	جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند
جناب محمد لیٰسین صاحب نجیب بوٹ ہاؤس سہارنپور	جناب سید عبد اللہ شاہ صاحب ہزارہ	جناب محمد مراد صاحب
جناب سید اسرار حسین صاحب کاظمی منگلور	جناب مولانا محمد اسد اللہ صاحب چندوسی	جناب حکیم عبد العزیز صاحب اندر گڑھ
جناب مولوی محمد خلیل اللہ صاحب وکیل مونگیر	جناب احمد طاہر شمس الدین صاحب بنگلور	جناب حافظ اللہ بخش صاحب جھلیانوالہ
جناب فضل محمد صاحب نمبردار چک ۲۱۳ لائلپور	منشی رمضان علی صاحب ضلع بلیا	جناب حکیم عبد الجلیل صاحب علی گنج
جناب حافظ محمد صالح صاحب ضلع رہتک	جناب قاسم علی بیگ صاحب سانڈی	جناب محمد جان اینڈ سنز کلکتہ

(بقیہ معاونین کے اسمائے گرامی آیندہ اشاعت میں درج کئے جائینگے)

(منیجر)

مجلس احرار اسلام کا اقدام

... مولوی عبد الماجد صاحب دہلوی نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ دہلی کی مسلم آبادی دو لاکھ سے متجاوز ہے اور اب تک دہلی سے ۸۰ رضاکار بھی نہیں جا سکے ۔ سیالکوٹ کے ایثار اور قربانی کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کو کم از کم ۸۰ ہزار آدمی دینے چاہئیں ۔

کشمیر آرڈیننس

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے فرمایا کہ ... مسلمانوں کو واقف ہو گیا ہے جو تجویز میں ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے والا ہوں اس کے متعلق ... کشمیر آرڈیننس اس معاہدہ کے ماتحت جاری کیا گیا ہے ... خلاف ہے ...

اتصاف

ظالم او مظلوما ... ایک صحابی نے سوال کیا کہ حضور مظلوم کی امداد تو ظاہر ہے لیکن ظالم کی امداد سمجھ میں نہیں آئی ۔ آپ نے فرمایا کہ ظالم کی امداد یہ ہے کہ تم ظلم کرنے سے اسکو روک دو ۔ اس وقت جس طرح ہم مظلوم کشمیری مسلمانوں کی امداد کر رہے ہیں اسی طرح ظلم سے مہاراجہ کو روک کر ان کی امداد منظور ہے ۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی اور اس کے بعد محمد صاحب نے ذیل کی تجویز پیش کی :۔

(۲) مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ حکومت انگریزی کے آرڈیننس کو جو کہ احرار اسلام کی پیش قدمی روکنے اور ان کو قید و بند میں مبتلا کرنے کیلئے برطانوی حکومت کی طرف سے ... قرار دیتا ہے اور اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ مسلم قوم کی اسلامی ...

... حضرت مفتی صاحب نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے زمیندار کی گزشتہ خدمات کا نہایت شاندار الفاظ میں تذکرہ فرمایا اور مسلمانوں کو بتایا کہ زمیندار ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر زبردست قربانیاں کرتا رہا ہے اور مولانا ظفر علی خاں کو اس راستہ میں ہمیشہ نہایت شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ قید و بند کی مصیبتیں جھیلنا اور ہزاروں روپیہ کا نقصان برداشت کرنا ادارۂ زمیندار کا ایک مستقل مشغلہ ہو گیا ہے ... کا اندازہ کیا ہوگا ۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مجلس اور ایثار پیشہ خادم کی اعانت میں ہرگز دریغ نہ کریں اور اس وقت زمیندار کو جس قدر مالی امداد پہنچا سکتے ہیں پہنچائیں ۔

حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا ۔ اگرچہ چندہ کی اپیل خاص طور سے نہیں کی گئی تھی لیکن پھر بھی بعض اہل خیر حضرات نے مجلس احرار اسلام دہلی کی امداد فرمائی جس کی مجموعی تعداد ... ہوئی ۔

تحریک آزادی کو فنا کرنے کیلئے ایک نئے آرڈیننس کا نفاذ

حکومت کو غیر محدود اختیارات دیدئے گئے

مخصوص عدالتوں کے فیصلہ کا اپیل نہ ہو سکیگا

نئی دہلی ۔ ۳۰ نومبر ۔ وائسرائے نے آج ایک آرڈیننس نافذ کیا ہے جس کی رو سے حکومت بنگال کو تحریک دہشت انگیزی کو فنا کرنے کے لئے غیر محدود اختیارات دیدئے گئے ہیں ۔ یہ آرڈیننس فی الحال صرف ضلع چاٹگام میں نافذ کیا گیا ہے لیکن گورنر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ حسب ضرورت اسے دوسری جگہوں پر بھی نافذ کر سکتا ہے ۔

اس آرڈیننس کی رو سے وہ تمام مقدمات کی جو ان جرائم کے سلسلہ میں دائر کئے گئے ہوں جن سے تحریک دہشت انگیزی کو تقویت پہنچتی ہو ، فوری سماعت ہو سکیگی نیز حکام کو پورا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ بوقت ضرورت فوجی امداد حاصل کر سکیں اور صرف شبہ کی بنا پر جسے چاہیں ۲۴ گھنٹے تک زیر حراست رکھ سکتے ہیں اس آرڈیننس کی رو سے مقامی حکومت کو یہ اختیار بھی دیدیا گیا ہے کہ وہ کسی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کو ضبط کر سکے اور مجسٹریٹ ضلع کسی پبلک عمارت خصوصاً جس جگہ بھی ضرورت ہو لوگوں کی آمد و رفت بند کر سکے گا ۔ اسلحہ جات اور سامان حرب کی خرید و فروخت پر بھی وہ قیود عائد کر سکتا ہے ۔

وائسرائے سے مہاراجہ کشمیر کی ملاقات

دہلی ۳۰ نومبر ۔ مہاراجہ کشمیر دو روز سے دہلی میں قیام پذیر ہیں آپ کے ساتھ وزیر اعظم بھی ہیں ۔ آج مہاراجہ نے وائسرائے سے ملاقات کی اور کشمیر کے معاملات پر دیر تک تبادلۂ خیالات ہوا ۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ الور بھی اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں ۔

یہ ابھی تک معلوم نہ ہو سکا کہ اس ملاقات کا نتیجہ کیا نکلا معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے مہاراجہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔

ماؤں اور بہنوں کا قابل تقلید ایثار

گوجرانوالہ ۲۹ نومبر ۔ کئی ماؤں نے اپنے بچوں کو اور کئی بہنوں نے اپنے بھائیوں کو سہروں پر سہرے باندھ کر اسلام کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے آج کے جلسہ میں پیش کیا ۔

قصاب پورے میں مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

۲۷ نومبر ۔ آج مولانا احمد سعید صاحب نے قصاب پورے کی مسجد میں بعد نماز عشاء ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو احرار اسلام کی اعانت پر توجہ دلائی ۔ شرکاء کی تعداد کافی تھی ۔ تقریر کا سلسلہ تقریباً ایک گھنٹے جاری رہا ۔ مولانا کی تقریر کے بعد باشندگان قصاب پورہ کی پنچایت ہوئی اور یہ طے ہوا کہ مولانا یکم دسمبر کی صبح کو مذبح تشریف لائیں اور وہاں لوگوں کے سامنے تقریر کریں ۔

یکم دسمبر آج مولانا احمد سعید صاحب صبح کی نماز کے بعد مذبح پر تشریف لائے ۔ چودھری صدر الدین اور حاجی الٰہی بخش صاحب نے تمام لوگوں کو جمع کیا ۔ تقریباً ایک ہزار آدمی کے اجتماع میں مسلمانان کشمیر کی حالت بیان کی ۔ مولانا کی تقریر کا سلسلہ پندرہ منٹ تک جاری رہا ۔ لوگ بہت متاثر ہوئے اور مالی امداد کا وعدہ فرمایا ۔ سر دست قریشی صاحبان کی طرف سے معقول رقم مجلس احرار کی خدمت میں پیش کی جائے گی ۔ (نامہ نگار)

شاہجی کے تالاب کی مسجد کا انہدام

مسلمانان دہلی کا ایک عام مشترکہ جلسہ

مسلمانان دہلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بیرون اجمیری دروازہ مسجد تالاب شاہجی کے ایک حصے کو سپرنٹنڈنٹ محکمہ نزول نے منہدم کر دیا ہے ۔ مسلمانان اجمیری دروازہ و کھڑکی ترکمان کی جانب سے مقدمہ عدالت میں دائر ہے ۔ اس سلسلے میں مسلمانان دہلی کا ایک عام جلسہ بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۳۱ء بروز جمعرات ۸ بجے شب کو بعد نماز عشاء متصل اجمیری دروازہ منعقد ہوگا تاکہ مسلمانوں کو مساجد کی حفاظت و احترام پر توجہ دلائی جائے اور مقدمہ مذکور کی کارروائی سے بھی مطلع کیا جائے ۔ جلسے میں مولانا محمد شفیع صاحب ماسٹر ۔ مولانا عبد الحکیم صاحب دہلوی ۔ مولانا احمد سعید صاحب ۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب تقریریں فرمائیں گے ۔ امید ہے کہ مسلمانان دہلی اس خالص اسلامی جلسے میں شریک ہو کر ثواب حاصل کریں گے ۔

شیخ شبیر احمد صدیقی ٹھیکہ دار فیول اینڈ کول بیرون اجمیری دروازہ

سوچیت گڈھ میں دہلوی قافلہ کی گرفتاری اور سزا یابی

ہر رضاکار کو دو دو ماہ قید اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ کی سزا

امیر الجیش مولانا محمد علی صاحب کا مکتوب

مجلس احرار اسلام دہلی کی جانب سے جو پہلا قافلہ بعزم کشمیر سیالکوٹ روانہ ہوا تھا وہ سوچیت گڈھ کے محاذ پر گرفتار کر لیا گیا۔ قافلہ کے قائد اور امیر الجیش مولانا محمد علی نے اپنے ایک مکتوب میں سیالکوٹ پہونچنے کے حالات تحریر فرمائے ہیں جس میں آپ لکھتے ہیں کہ

"ہم سیالکوٹ بہت مشکل سے پہونچے۔ لاہور سے آتے ہوئے ہم سب وزیر آباد میں گرفتار کر لئے گئے تھے مگر خلاف قانون گرفتاری کے باعث رہا کر دئے گئے۔ دوسرے روز صبح سویرے سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔ محاذ جنگ پر جس وقت قافلہ پہونچا اس کو پولیس نے فوراً گرفتار کر لیا۔ میری تقریر سننے کے بعد مسلمانان سیالکوٹ نے مجھے قافلہ کے ہمراہ روانگی کی اجازت نہیں دی جس کے سبب سے مجھے مجبوراً سیالکوٹ میں قیام کرنا پڑا۔ روزانہ ایک ایک بجے رات تک تقریریں کرتا ہوں۔ پسرور ضلع سیالکوٹ میں بھی میں نے تقریر کی۔"

کچھ کی اطلاع مظہر ہے کہ گرفتاری کے بعد دہلوی قافلہ کو دو دو ماہ قید اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ کی سزا دیدی گئی۔

دار الحکومت

اجمیری دروازے کی مسجد میں مسلمانان دہلی کا عام جلسہ

سپرنٹنڈنٹ محکمہ نزول کے خلاف اظہار افسوس

۷ دسمبر ۳۱ء شب کو حضرت صوفی شاہ محمد شفیع صاحب دارتی کی زیر صدارت مسلمانان دہلی کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ شاہ صاحب موصوف نے اپنی صدارتی تقریر میں جلسے کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ محکمہ نزول کے اس فعل کی مذمت کی کہ انہوں نے بلا کسی نوٹس اور اطلاع کے شاہ جی کے تالاب کی مسجد کا ایک حصہ بالجبر منہدم کر دیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں مساجد کی حرمت کا بھی ذکر کیا اور فرمایا گورنمنٹ کو خدا نے ملک دیا ہے وہ ہم پر حکومت کرے لیکن ہمارے ایمانوں پر اسکو حکومت کرنے کا حق نہیں ہے دنیا کی کوئی طاقت بھی مسلمانوں کے ایمان پر حکومت نہیں کر سکتی جناب صدر کی تقریر کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب صدیقی نے حسب ذیل تجویز پیش کی۔

"مسلمانان دہلی کا یہ عام جلسہ سپرنٹنڈنٹ محکمہ نزول صوبہ دہلی ... توہین مذہب اور انہدام مسجد تالاب شاہ جی کے اس اقدام کو جو سپرنٹنڈنٹ مذکور کی جانب سے ۲۲ ستمبر کو عمل میں آیا ہے سخت نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ایک قدیم مذہبی عبادت گاہ کی کھلی ہوئی توہین اور بے حرمتی پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے لوکل گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ سپرنٹنڈنٹ مذکور کے خلاف فوراً مکمانہ کارروائی کرے اور ایک اخلاقی وقانونی وشرعی جرم پر سخت سے سخت نوٹس لے تاکہ آئندہ موجودہ دہلی کی مساجد اس قسم کی توہین سے محفوظ رہ سکیں۔"

اس تجویز کی تائید میں حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب نے ایک مفصل اور مبسوط تقریر فرمائی جو تین حصوں پر مشتمل تھی۔ پہلے حصہ میں مساجد کے احکام ان کی فضیلت اور مساجد کے آداب پر مولانا نے مفصل روشنی ڈالی۔ دوسرے حصہ میں دہلی کی مساجد اور مقابر کا تذکرہ تھا اور تیسرے حصے میں موصوف نے متنازعہ فیہ مسجد پر اظہار خیال کیا تھا آپ نے شاہ جی کے تالاب اور انگوری کنوئیں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دہلی والے جانتے ہیں کہ اس مسجد میں ہمیشہ نماز ادا کی گئی ہے۔ مولانا کی تقریر ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی آپ کی تقریر کے بعد حافظ رحیم الدین صاحب اور ماسٹر نور محمد صاحب شیخ نصیر الدین صاحب مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام دہلی نے مختصر تقریروں کے ساتھ تجویز کی مزید تائید کی آخر میں جناب صدر نے تجویز کی منظوری حاصل کی اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا اس تجویز کی نقل لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں روانہ کی جائے گی۔ (نامہ نگار)

دہلی کے ایک جلسہ میں بنگال آرڈیننس کی مذمت

دہلی ۷ دسمبر کل شام کو باشندگان دہلی کا ایک جلسہ مسٹر محمد صدیق ایڈوکیٹ کی صدارت میں منعقد ہوا مسٹر حسن لال نے ایک تجویز پیش کرتے ہوئے بنگال آرڈیننس کی مذمت کی صدر صاحب نے کہا کہ ایسا آرڈیننس ہرگز قانون نہیں کہلایا جا سکتا جس میں ملزم کو صفائی پیش کرنے کا حق نہ دیا گیا ہو۔ اس آرڈیننس نے تمام قوانین کو الٹ دیا ہے بشبہ کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہیے مگر اس آرڈیننس کی رو سے شبہ کا فائدہ مستغیث کو ملتا ہے۔ تجویز بالاتفاق منظور کی گئی۔

ترجمان القرآن
جلد اوّل

خائف موکلیں جن حضرات نے غیر مجلد نسخے طلب کئے تھے ان کے نام روانہ ہو رہی ہے مجلد نسخوں کے طلبگاروں کو مزید تین ہفتہ انتظار کرنا پڑیگا وہ براہ عنایت خط وکتابت کی زحمت گوارا نہ فرمائیں کیونکہ اس صورت میں دفتر کو بے شمار خطوط کا جواب دینا پڑتا ہے مطمئن رہیں جو نہی مجلد نسخے کلکتہ سے آگئے بلا تاخیر ان کی خدمت میں روانہ ہوں گے۔

ملک نے ترجمان القرآن کی اشاعت کے اعلان کا جس شوق واضطراب کے ساتھ استقبال کیا شاید اس کی نظیر اردو مطبوعات کی تاریخ میں کم ملے گی کتنے شائقین ہیں جنہوں نے تار کے ذریعہ اپنی درخواستیں درج رجسٹر کرائیں اور جیسا حسب اعلان ۱۵ اکتوبر تک کتاب نہیں نکلی تو پھر پے در پے تار بھیج کر وجہ تاخیر دریافت کی۔ عام طور پر شوق واضطراب کا یہ حال ہے کہ شاید ہی کوئی دن جاتا ہے کہ جواب طلب خطوط کا ناقابل برداشت بوجھ دفتر محسوس نہ کرتا ہو۔ ملک کے اس شوق وطلب کا دفتر شکر گذار ہے اور اعلان کرتا ہے کہ دفتر کی جانب سے ترسیل کتب میں عمداً تاخیر نہ ہوگی۔

منیجر دفتر ترجمان القرآن
دریا گنج دہلی

"مسلمان وہ ہے جو نہ ڈوگرے سے ڈرے نہ گورے سے"

مجلس احرار اسلام دہلی کے دفتر پر پولیس کا چھاپہ

مطبوعہ اعلان کے لئے دہلی پولیس کی تگ ودو

دہلی ۷ دسمبر کل شام کے پانچ بجے ہوں گے کہ دہلی پولیس کے ایک دستہ نے دفتر مجلس احرار اسلام دہلی کا محاصرہ کر لیا میاں اکرام الحق صاحب سب انسپکٹر ایک ہیڈ کنسٹبل دو کنسٹبلوں کی معیت میں دفتر کے کمرے میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ دفتر کی تلاشی لینی ہے۔ صادر علی صاحب آفس سکرٹری اس وقت موجود نہ تھے انہیں بلایا گیا انہوں نے سب انسپکٹر سے دریافت کیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس مطبوعہ اعلان کی نقل چاہتے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔

"مسلمان وہ ہے جو ڈوگرے سے ڈرے نہ گورے سے"

صادر علی صاحب نے کہا کہ جناب اس قسم کا اعلان اخبارات میں تو دیکھا تھا لیکن پوسٹر کی شکل میں تو ہم نے دہلی میں چھپا ہوا نہیں دیکھا دفتر کے کاغذات ان کے سامنے رکھ دئے گئے پولیس والوں نے کاغذات کو خوب دیکھا اور ہر ممکن احتیاط سے تلاشی لی لیکن مطبوعہ پوسٹر برآمد نہیں ہوا۔ آخر سب انسپکٹر صاحب اور باقی پولیس والے واپس چلے گئے۔ پولیس والوں کا رویہ شریفانہ تھا۔

چمنستان انکاح مسنونہ کا ایک نیا پھول

حافظ حاجی عبد المغنی صاحب کے صاحبزادے کا عقد مسنون

۶ دسمبر ۳۱ء کو حاجی عبد المغنی صاحب سوداگر جفت کے صاحبزادے حافظ شیخ نور الحق کا نکاح شیخ عبد الوحید صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ہوا۔ مجلس عقد کا انعقاد دہلی کے مشہور رئیس نواب نبض احمد خاں صاحب کے مکان میں ہوا حاجی صاحب کی برادری کے علاوہ شہر کے دیگر معززین کا بھی اجتماع تھا۔ حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے نکاح پڑھایا نکاح کے بعد حاضرین کی پر تکلف دعوت دی گئی۔ انجمن نوجوانان تاجران جفت کے بعض ممبران نے مطبوعہ سہرے تقسیم کئے ہم حاجی صاحب موصوف اور ان کے صاحبزادے حافظ نور الحق صاحب اور ان کے احباب کی خدمت میں اس تقریب سعید پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (نامہ نگار)

مجلس احرار اسلام لاہور کی امداد

جناب مولوی محمد حسین صاحب مدرس دار العلوم سید پور ضلع رنگ پور نے بذریعہ منی آرڈر مبلغ ۱۴ مجلس احرار اسلام کی امداد کے لئے حضرت مفتی صاحب کے نام روانہ کئے تھے۔ اور جناب شیخ محمد امام محمد اکرام صاحب نے سہارنپور سے ایک چک روانہ کیا تھا اس میں سے بینک نے ۱۴/ وضع کر کے ۱۴/ دئے اسطرح کل رقم ۱۴ ...

مجلس احرار اسلام کو جناب مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی معرفت لاہور روانہ کر دی گئی۔ مولانا محمد حسین صاحب کا منی آرڈر ۱۴ کا تھا اور خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ مبلغ پندرہ روپیہ ارسال خدمت ہیں اس میں ... مدرسہ امینیہ کے واسطے ہیں ۱۴ مجلس احرار کے مرکز لاہور کو روانہ کر دئے گئے۔

اسی سلسلہ میں مندرجہ ذیل اصحاب نے بھی مجلس احرار کے لئے رقمیں ارسال فرمائی ہیں:۔

محمد یوسف پٹنہ تاجر لکھنؤ ... محمد اکبر صاحب بمبئی ... جے جے ہسپتال ... کل ... یہ رقم بھی مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی معرفت مجلس احرار لاہور کو ارسال کر دی گئی ہے۔

سید محمد شفیع مہتمم دفتر جمعیۃ علماء ہند

سرحد کے سرخپوشوں پر حکومت ہند کا عتاب

عنقریب ایک آرڈیننس نافذ کیا جائے گا

دہلی ۵ دسمبر۔ چارسدہ ضلع پشاور کے حالات حکومت کیلئے باعث تشویش بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں میں پارلیمنٹ میں سرخپوشوں کے خلاف سخت زہر اگلا گیا اب حکومت ہند بھی اس تحریک کو کچلنے کے لئے آمادہ نظر آرہی ہے حکومت ہند اب صرف یہ انتظار کر رہی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان کا اثر سرحد پر کیا پڑتا ہے اگر اب بھی سرخپوشوں نے حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں تو حکومت اس تحریک کو کچلنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کر دے گی۔

اسمبلی کا آئندہ اجلاس کب شروع ہوگا؟

دہلی ۷ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ مرکزی مجلس مقننہ (اسمبلی) کا آئندہ اجلاس ۲۵ جنوری سے شروع ہوں گے جس میں اہم تجاویز اور سرکاری اور غیر سرکاری بلوں پر بحث و تمحیص کی جائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے وائسرائے کی طرف سے کئی آرڈیننس جاری کر دئے جائیں گے۔

دہلی سے محاذ جنگ پر سرفروشان اسلام کے دوسرے قافلہ کا کوچ

جامع مسجد میں پندرہ ہزار مسلمانوں کا شاندار مظاہرہ

رضاکاروں کا جلوس۔ مسلمانان دہلی کا جوش عقیدت

دہلی ۵ دسمبر حسب اعلان مجلس احرار اسلام دہلی، سرخپوشوں کا دوسرا قافلہ جمعہ کو دہلی سے محاذ جنگ پر روانہ ہونے والا تھا۔ سینکڑوں فداکاران اسلام قافلہ کی شرکت کے لئے مضطرب اور متمنی تھے۔ ہر سرفروش اس امر کا آرزو مند تھا کہ سب سے پہلے میں حق وصداقت کی راہ میں اپنی خدمات پیش کروں۔ مگر مجلس احرار اسلام دہلی نے ایک جم غفیر میں سے صرف ۲۵ رضاکاروں کو منتخب کیا۔

جامع مسجد میں پندرہ ہزار مسلمانوں کا اجتماع

جلسۂ عام کے انعقاد اور سرخپوشوں کی روانگی نے شہر دہلی کے تمام گوشوں میں جوش عمل کی ایک روح پھونک دی۔ نماز جمعہ کے بعد ہزارہا مسلمانان مجاہدین اسلام کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے اور سرخپوشوں کو محاذ جنگ پر روانہ کرنے کیلئے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد کی صداؤں میں جلسہ کا آغاز کیا گیا۔ سب سے پہلے مولانا عبد الماجد صاحب صدر مجلس احرار اسلام دہلی نے ایک پر درد تقریر فرمائی اور مسلمانان دہلی کے ایثار وقربانی پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام دہلی اور مولانا محمد شفیع صاحب دارتی نے نہایت پر جوش اور حیات بخش تقریریں فرمائیں۔ اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس قولی اور عملی جہاد میں اپنی بیش از بیش قربانیوں کا ثبوت دیں۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

مذکورہ بالا حضرات کے بعد حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کھڑے ہوئے۔ آپ نے مجمع کو مخاطب فرما کر اپنے مقبول اور مخصوص انداز میں ایک بصیرت افروز اور حقائق آگاہ تقریر فرمائی جس نے تمام مجمع میں حیات تازہ کی ایک لہر دوڑا دی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ صرف ایک مہینے کے اندر پچیس ہزار مسلمانوں کا جیلوں میں چلا جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ احرار کشمیر کا کارنامہ ہندوستان کی آئندہ تاریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا اور جس طرح آج ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد کر کے فخر کرتے ہیں اسی طرح ہماری نسلیں ہمارے اس ایثار وقربانی کو فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کریں گی۔ مسلمان آج تک صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین کی قربانیوں کو نہیں بھولے ہیں ان کے سامنے کربلا کا میدان ابھی تک موجود ہے، حضرت حسینؓ کے مصائب انہیں یاد ہیں حضرت زین العابدینؓ پر جو سختیاں ہوئیں وہ ان کے پیش نظر ہیں، حضرت موسیٰ کاظم کی زندگی ان کے لئے ہر وقت تازہ ہے، حضرت امام احمد ابن حنبل کی قید وبند کو انہوں نے محو نہیں کیا حضرت امام ابو حنیفہ کا جیلخانہ ان کی نگاہ کے سامنے ہے۔ حضرت امام مالک کے اقوال ان کے کانوں میں گونج رہے ہیں جب کبھی ان بزرگوں کا ذکر ہوتا ہے مسلمان ان کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آج کے مسلمانوں کی قربانیاں آئندہ نسلیں محو کر دیں گی۔ (جس وقت حضرت مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں اسلاف کے مصائب وشدائد کی داستانیں بیان کیں تو تمام مجمع چیخیں مار مار کر رو رہا تھا اور ایک عجیب وغریب اثر سب پر طاری تھا) اس کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ قربانیاں عنقریب مسلمانوں کو فتح ونصرت سے ہم آغوش کرنے والی ہیں جس طرح مہاراجہ کشمیر ایک مرتبہ مجلس احرار کے سامنے ذلیل ہو چکا ہے اسی طرح اس کے حمایتی بھی ذلیل ہو کر مسلمانوں کے سامنے عنقریب جھک جائیں گے۔ مولانا نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ تم سے کہتا رہا ہوں کہ قوموں کا تحفظ خود قوموں ہی کیا کرتی ہیں کوئی دوسرا ان کا تحفظ کرنے کے لئے نہیں آتا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انگریز ان کی حفاظت کر سکتے ہیں وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں مسلمانوں کو خود اپنے اندر یہ قوت پیدا کرنی پڑے گی کہ وہ اپنے حقوق کو محفوظ رکھ سکیں اس کے بعد مولانا نے مسلمانوں کو ان کے جوش عمل پر مبارکباد دی اور حضرت مفتی صاحب کی تقریر کا اعلان فرمایا۔

... حضرت صدر ... مفتی محمد کفایت اللہ ... رضاکاروں کو عدم تشدد ...

ہر کارہ رہنے اور صبر وتحمل کے ساتھ تمام مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی اور ان کی کامیابی کے لئے تمام کے ساتھ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی۔

جلسہ میں محمد ابراہیم صاحب سوداگر نے خوانچے ۲۵ تھیلیاں سرفروشوں کو مرحمت فرمائیں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے چندہ کے لئے اپیل بھی کی اور اسی وقت مجلس احرار کیلئے دوسو اکیس روپے ساڑھے پانچ آنے چندہ بھی جمع ہوا اور جلسہ بخیر وخوبی برخاست ہوا۔

عظیم الشان جلوس

رضاکاروں کا یہ جتھہ ۲۵ افراد پر مشتمل تھا جن کے سرعسکر مولانا سراج الدین صاحب دھولپوری تھے۔ مولانا موصوف نے گزشتہ جنگ آزادی میں جمعیۃ علماء ہند کی زیر ہدایت بیش بہا خدمات انجام دی تھیں اور قوم وملت کی خاطر اپنے مصائب برداشت کئے تھے۔ جلسہ کے اختتام کے بعد سرفروشوں کا ایک منظم جلوس چاوڑی بازار سے ہوتا ہوا حوض قاضی کی طرف روانہ ہوا۔ تمام راستوں میں اسلام زندہ باد اور تکبیر کے نعروں سے فضائے بسیط گونج رہی تھی۔ جب یہ قافلہ حوض قاضی پہونچا تو وہاں مسلمانوں نے سرخپوشوں کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور ان کے گلوں میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ چاء اور پان سے بھی تواضع کی۔ بینڈ باجہ بھی بجایا گیا۔ رضاکاروں کو الوداع کہتے ہوئے مسلمانوں نے سرفروشوں کی خدمت میں خوانچے ۲۵ تھیلیاں پیش کیں اور جلوس اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کے ساتھ آگے بڑھا۔

فتحپوری اور چاندنی چوک

جب یہ جلوس فتحپوری پہونچا تو وہاں ایک صاحب نے رضاکاروں کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے اور حلوہ سوہن کی ایک ٹوکری پیش کی۔ کوچہ قابل عطار کے مسلمانوں نے سرفروشوں کی دودھ اور پان سے تواضع کی اور پھولوں کے کنٹھے پیش کئے۔ حبیب بخش صاحب نے سرخپوشوں کو ۲۵ کمبل عنایت فرمائے۔

چاندنی چوک سے جلوس کی روانگی

اسلام زندہ باد کے فلک رس نعروں کے درمیان جلوس نوارہ کی طرف روانہ ہوا۔ سی آئی ڈی اور پولیس کی تمام تر کوشش کی گئی مگر مسلمانوں کی والہانہ عقیدت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ وہ جلوس کو ہر جگہ روک کر ان کی خاطر تواضع کرتے تھے اور پان وغیرہ سے تواضع کرتے تھے ... ہر رضاکار کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے تھے یہاں تک کہ کارپردازوں کو بہت سے مسلمانوں کی دعوت کو نامنظور کرنا پڑا۔ نوارہ سے جلوس کمپنی باغ پہونچا جہاں جلوس اور مجاہدین نے نماز عصر ادا کی اور وہاں سے ٹیکسی لاریوں میں رضاکاروں کو بٹھا دیا گیا۔ اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کے درمیان ان کو ہنسی خوشی روانہ کر دیا گیا۔

روانگی کے وقت ہزارہا مسلمانوں کے علاوہ مندرجہ ذیل زعما اور علماء موجود تھے جنہوں نے اپنی دعاؤں کے ساتھ دہلی کے اس دوسرے قافلہ کو روانہ کیا:۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امیر شریعت پنجاب، ماسٹر بلال احمد صاحب زبیری ایڈیٹر الجمعیۃ، کرنل محمد اسحق صاحب، مولانا عبد الماجد صاحب صدر مجلس احرار، مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار، سید ابرار احمد صاحب، حافظ صادر علی صاحب، مولانا محمد شفیع صاحب ناظم جمعیۃ الطلباء دہلی، مولانا الطاف الرحمن صاحب آزاد۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام دہلی پہلے قافلہ کے ہمراہ لاہور تک تشریف لے گئے تھے معلوم ہوا ہے کہ اس دوسرے قافلہ کے ہمراہ بھی آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

مزید قافلوں کی روانگی

معلوم ہوا ہے کہ سرخپوش فداکاران اسلام کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اسلئے مزید قافلوں کی روانگی کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب۔ (نامہ نگار)

آتشبازی کے انسداد کیلئے مسلمانوں کا ایک جلسہ

دوکانوں پر پکٹنگ لگانے کی تجویز

دہلی ۶ دسمبر کل شب کو انجمن محافظ المسلمین پہاڑ گنج کے زیر اہتمام حکیم مولوی کریم بخش صاحب کی صدارت میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے ماہ شعبان کی فضیلت بیان کی اور لوگوں کو مطلع کیا کہ اس ماہ کی راتیں تو عبادات الٰہیہ اور ذکر ربانی کیلئے مخصوص ہیں مگر مسلمانوں کی بدبختی دیکھئے کہ انہیں ایام میں وہ آتشبازی کا مظاہرہ کرتے ہیں، حالانکہ یہ چیز اسلام میں قطعی حرام ہے کیونکہ اول تو اس میں اسراف اور دوسرے بدنی نقصان ہے۔ ہر سال سینکڑوں مسلمان اسی آتشبازی کی بدولت زخمی ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے مرتے بھی ہیں۔ جلسہ میں ذیل کی قراردادیں منظور ہوئیں:

(۱) چونکہ بغیر لائسنس کے آتشبازی فروخت کرنا ممنوع ہے اس لئے علاقہ کے تھانیدار کو مطلع کیا جائے کہ وہ بغیر لائسنس آتشبازی فروخت کرنے والوں کو گرفتار کرے اور ان کی آتشبازی ضبط کر لے۔

(۲) سربرآوردہ حضرات کا ایک وفد بازار اور گلی کوچوں میں گشت لگا کر تمام ہندو ومسلمان دوکانداروں کو آتشبازی فروخت کرنے سے منع کرے اور کہدے کہ اگر آتشبازی فروخت کرنے سے احتراز نہ کیا گیا تو ایسی دوکانوں پر پکٹنگ لگا دیا جائے گا۔ (سکرٹری انجمن)

نریلہ کے قرب وجوار میں مشین گنوں کا مظاہرہ

دہلی ۷ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ کل نریلہ کے قرب وجوار میں بہت سی مشین گنوں کا مظاہرہ کیا گیا۔ خیال ہے کہ لگان وصول کرنے کے لئے اس طریقہ سے کسانوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی گئی۔

انجمن اصلاح الکلام مدرسہ امینیہ کا سالانہ جلسہ

آج مورخہ ۵ رجب المرجب کو انجمن اصلاح الکلام کا سالانہ جلسہ زیر صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا جس میں مولوی محمد فاروق، مولوی محمد اسمٰعیل، مولوی سراج الدین، مولوی محمد یوسف، مولوی رحمن اللہ، مولوی حمید احمد، مولوی عبد الکریم ومولوی نور نبی وغیرہ صاحبان نے نہایت قابلیت سے مذہبی اور سیاسی تقریریں فرمائیں اور مختلف عنوانوں پر علمی پیرایہ میں اپنے وسیع خیالات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں جناب صدر کی اختتامی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(مولوی عبد القیوم سکرٹری انجمن اصلاح الکلام)

اقبال پرنٹنگ پریس کی تلاشی

معلوم ہوا ہے کہ اسی سلسلہ میں اقبال پرنٹنگ پریس کی تلاشی بھی لی گئی ہے اور وہاں سے بھی اس عنوان کا کوئی اعلان برآمد نہیں ہوا پولیس والے ناکام واپس چلے گئے۔ (نامہ نگار)

دہلی میں نیاز فتحپوری پر دعویٰ

دہلی ۶ دسمبر۔ سہارنپور کی طرح دہلی میں بھی رسالہ "نگار" کے خلاف دل آزاری اور توہین مذہب کے الزام میں مقدمہ دائر ہونے والا ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ "پیشوا" اس کی تیاریاں کر رہے ہیں اور انہوں نے قابل اعتراض مضامین اپنے مشیر قانونی کے سپرد کر دئے ہیں۔ اس مقدمہ کے دائر کرنے کی ان کی غرض معلوم ہوا ہے صرف یہ ہے کہ نیاز فتحپوری صاحب کی قابل اعتراض تحریریں ضبط قرار دی جائیں اور آئندہ ان کی اشاعت مسدود ہو جائے۔

شہید محمد دین نمونیہ سے نہیں بلکہ پولیس کی لاٹھیوں سے شہید ہوئے

تین ڈاکٹروں کی رائے

"ہم تینوں حسب الحکم ڈکٹیٹر صاحب شہید محمد دین کی نعش مبارک کے ساتھ ان کے گاؤں موضع بھر تھ گئے۔ شہید کی نعش مبارک کا معائنہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ شہید نمونیہ کا ہرگز شکار نہیں ہوئے بلکہ انہیں اس بے رحمی سے زد و کوب کیا گیا کہ ان کا دایاں پھیپھڑا اور تلی پھٹ گئی باوجود اڑہائی دن انتقال کئے ہوئے گذرنے کے ابھی تک ان کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔"

(حکیم) عبد اللطیف (ڈاکٹر) غیر ضیاء الدین جراح (ڈاکٹر) محمد شفیع

اس بے رحمی اور تشدد کا کسقدر ماتم کیا جائے جو انسان تو کیا حیوان پر بھی روا نہیں رکھا جا سکتا۔ کیا مہذب گورنمنٹ کے مہذب نمائندوں کے ایسے ہی افعال ہوتے ہیں؟ ہم اس وحشیانہ فعل کے خلاف پُرزور صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے گورنمنٹ سے انصاف کا واسطہ دیکر مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس فرعون مزاج سپرنٹنڈنٹ سے پوری پوری باز پرس کرے۔ (ڈکٹیٹر)

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی جانشین حضرت شیخ الہند کا اعلان

مجلس احرار اسلام کی امداد کیلئے ہر مسلمان تیار ہو جائے

چونکہ رعایا کشمیر بالخصوص مسلمانوں پر جو کہ وہاں کی آبادی کے جزو اعظم ہیں مدت دراز سے انتہائی مظالم وہاں کی حکومت خلاف اور اس کے ارکان توڑ رہے ہیں اور چند ماہ سے تو انکے مظالم اور بیدردیاں حد انسانیت سے بھی تجاوز کر گئیں ہیں جنکی کچھ کچھ کیفیت اوراق اخبار میں شایع ہو رہی ہے۔ اگرچہ واقعات مسلسلہ سے بدرجہا تشین در دردناک اور کثیر ہیں سامنے جملہ مسلمانان ہند بلکہ ہر انصاف پسند کا فرض ہے کہ وہ ان انسانیت سوز مظالم کے خلاف آواز احتجاج بلند کرتا ہوا تمام کی پوری جدوجہد انکے رفع کرنے اور کشمیری مسلمانوں کو ستمگروں کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے جاری کرے۔

مسلمانان پنجاب جو کہ حدود ریاست کشمیر کے آس پاس بسنے والے ہیں ان دردناک اور انتہائی مظالم کو دیکھ کر احاطہ صبر سے باہر نکل گئے۔ اعلیٰ پیمانہ شرعی، انسانی، عقلی فرائض کی ادائیگی کیلئے ہر طرح نہ صرف تیار ہو گئے ہیں بلکہ ہر قسم کی جانی اور مالی، جاہی اور جسمانی قربانیاں کرتے ہوئے بالامن جنگ کے میدان میں کود پڑے ہیں۔ یقیناً ہر انصاف پسند دردمند انسان کا وظیفہ خدا داد ہے کہ بنی نوع انسان کو ایسی مظلومیتوں میں مبتلا دیکھتے ہوئے ہر قسم کی اعانت اور قربانی کے لئے کھڑا ہو جائے اور ادنی درجہ کی غفلت اور چشم پوشی کو بھی روا نہ رکھے۔ مجلس احرار اسلام بحمد اللہ نہایت استقلال اور دیانت سے ان فرائض کو انجام دے رہی ہے اور مسلمانان پنجاب پروانہ وار اپنے بھائیوں کے لئے قربان ہو رہے ہیں۔

میں جملہ مسلمانان ہند سے اسلام اور انسانیت کے نام پر پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس وقت اپنی طاقت اور قوت کو کام میں لانے میں ذرا بھی دریغ نہ فرمائیں اور اس بالامن جنگ میں جس طرح بھی ممکن ہو شریک ہونا نہ صرف فرض مذہبی سمجھیں بلکہ موجب ثواب آخرت بھی یقین فرمائیں۔ بعض حضرات کا یہ خیال سراسر غلط ہے کہ یہ فرقہ وارانہ جنگ ہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ جنگ مظلوموں کی ظالم کے ظلم کے خلاف ہے۔ ہر مظلوم بلکہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوم کی مدد کرے اور اس کو ظالم کے پنجہ سے چھڑائے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالماً او مظلوماً قالوا یا رسول اللہ ھذا مظلوم فکیف انصر الظالم قال تکفہ عن الظلم وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم مدد کر۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس مظلوم کی مدد تو معلوم ہے مگر ظالم کی میں کس طرح مدد کروں۔ فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک اور آپ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس کو نہ چاہئے کہ خود ظلم کرے اور نہ کسی ظالم کے ہاتھ میں چھوڑے اور نہ اس کو اپنی مدد سے محروم کرے۔

حسین احمد غفرلہ

حضرت پیر فضل شاہ صاحب کی گرفتاری

آپکے مریدین کا جتھہ بھی گرفتار کر لیا گیا

جہلم ۱۲ دسمبر۔ پرسوں حضرت پیر فضل شاہ صاحب سجادہ نشین یا دلی تشریف معہ چالیس رضاکاروں کے گرفتار کر لئے گئے۔ اور اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آپ کو کس جیل میں رکھا گیا ہے۔ آپکے مریدین میں بے حد جوش پھیلا ہوا ہے۔ اور پیر صاحب کی خدمت میں گرفتار ہو کر پہنچنے کیلئے بے تابانہ بھرتی ہو رہے ہیں۔ ۲۰ رضاکاران جو مریدین حضرت پیر فضل شاہ صاحب ہیں ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو محاذ پر پہنچتے ہی گرفتار کر لئے گئے۔

پریوی کونسل میں اپیل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی

عبد اللہ خاں اور امیر احمد کی سزائے موت بحال رہی

لندن ۱۲ دسمبر۔ عبد اللہ خاں اور امیر احمد جن کو لکھنؤ ناتھ کتب فروش لاہور اور اس کے دو سائقیوں کے قتل کے الزام میں سزائے پھانسی دیگئی تھی ان کا اپیل عدالت عالیہ کے فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں دائر ہونے والا تھا۔ اب رپورٹر کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ ان کے اپیل کو پریوی کونسل میں دائر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

تین ہندوؤں کا قبول اسلام

بموقعہ عرس اجمیر شریف میں مدرسہ تعلیمیہ دہلی کے عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہوئے مہتمم صاحب مدرسہ تعلیمیہ کی تقریر کے بعد تین ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا۔ سماۃ کیسی کا اسلامی نام فاطمہ اور اس کے خاوند مسمی ٹلوکا نام معین الدین اور مسمی تیواری کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے آمین۔

منگلور میں ایک شخص کا قتل

یہاں ایک نوجوان ہندو قتل کر دیا گیا تھا اور پولیس قاتل کا پتہ لگانے میں سرگرم تھی چنانچہ پندرہ یوم بعد پولیس نے قاتل کا پتہ لگا لیا اور رلا جانکی داس کو گرفتار کر کے چالان کر دیا۔ لالہ جانکی داس سشن سپرد ہو گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مزید گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔

ٹرکی میں غیر ملکی مال کی درآمد ممنوع

حکومت ٹرکی کو تیس لاکھ پونڈ سالانہ کی بچت

قسطنطنیہ ۱۲ دسمبر۔ انگورہ کی پارلیمنٹ میں قہوہ چاول، قند کوکو اور اسباب تعیش کی درآمد کو ممنوع قرار دینے کے لئے ایک مسودہ قانون پیش کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ منظور ہو گیا تو ٹرکی میں تیس لاکھ پونڈ سالانہ کی بچت ہو جائیگی۔ ٹرکی میں غیر ملکی مصنوعات کی ترویج کا جذبہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔

بنگال میں گرفتاریوں کی بھرمار

جدید آرڈیننس کے ماتحت کئی سو اشخاص کی گرفتاری

کلکتہ ۱۵ دسمبر۔ جدید بنگال آرڈیننس کے ماتحت پولیس مختلف مقامات پر برابر گرفتاریاں کر رہی ہے چند ہی ایام میں پولیس نے کئی سو اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے انقلاب پسندوں کا سراغ لگانے میں خفیہ اور شہری پولیس خاص تگ و دو کر رہی ہے اور روزانہ گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔

کلکتہ اور چاٹگام کو فوج روانہ کر دیگئی

کلکتہ ۱۲ دسمبر۔ کلکتہ اور چاٹگام میں انقلابیوں کی بیخ کنی کے لئے فوجی مدد طلب کی گئی ہے چنانچہ کلکتہ کے لئے ۵۰۰ اور چاٹگام کے لئے ۰۰ ۱ فوجی گورکھا سپاہی روانہ کر دئے گئے ہیں۔

ٹرکی میں ایک خاتون کو پھانسی کی سزا

قسطنطنیہ ۱۲ دسمبر۔ ٹرکی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک خاتون کو عوام کے روبرو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔ عورت کا نام فاطمہ ہے جس نے ایک دیہاتی کی بیوی کو قتل کر دیا تھا۔ انگورا پارلیمنٹ نے بھی اس کی پھانسی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

تمام ہندوستان میں احرار ہفتہ منایا جائے

دیہات اور قصبات کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی ضرورت

ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام کا اہم اعلان

مجلس احرار اسلام پنجاب نے مسلمانان کشمیر کی مظلومیت سے متاثر ہو کر جب مجاہدانہ قدم اٹھایا۔ اور اسلامیان پنجاب کو مظلوم بھائیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے دعوت عمل دی۔ تو شہروں میں ان کی آواز کا بہت اثر ہوا۔ اسی لئے شہریوں نے قربانیاں بھی دیں۔ اور مالی امداد سے مجلس کی امداد بھی کی مگر گاؤں اور قصبوں میں اس کا اتنا اثر نہ ہوا۔ جتنا کہ ہونا چاہئے تھا۔

دیہات کے رہنے والے مسلمانوں تک خبر پہنچانے کے لئے مجلس احرار اسلام پنجاب اعلان کرتی ہے۔ کہ ۱۹ر دسمبر سے ۲۶ر دسمبر تک احرار ہفتہ منایا جائے۔ ہر ضلع کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس ہفتہ کے پہلے دن صرف ڈکٹیٹر کو شہر میں رہنے دیں۔ اور باقی تمام کارکنوں اور اس تحریک سے ہمدردی رکھنے والوں کو مختلف دیہات میں پروپیگنڈے کیلئے بھیج دیں۔ مسلمانوں کو کشمیر کے بے زبان بھائیوں کی مظلومیت اور مجلس احرار کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے روشناس کرائیں۔ ہر تحصیل اور ہر اس گاؤں میں جس میں مسلمان کافی تعداد میں بستے ہوں۔ مجلس احرار اسلام قائم کریں رضاکار بھرتی کریں۔ فراہمی سرمایہ کو جاری کریں۔ اور اس طرح مجلس احرار اسلام کی حق و صداقت کی آواز کو گاؤں گاؤں پہنچا دیں مگر یہ یاد رہے کہ اس عرصہ میں محاذ کشمیر پر مجاہدین کے دستوں کی روانگی میں کوئی فرق نہ آنے پائے تاکہ جو کام شروع کیا گیا ہے اس میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔

مسلمانان ہند سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے شہروں میں مجلس احرار اسلام کو قائم کریں۔ ہندوستان کے بعض شہروں میں مجالس قائم ہو چکی ہیں جس جگہ ابھی مجالس قائم نہیں کی گئیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے مجلس احرار اسلام کو قائم کریں۔

مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ مجلس احرار اسلام کو ہر طرح کی مالی امداد سے مضبوط کریں۔ اپنی قربانیوں کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے۔ حکومت پر واضح کر دیں۔ کہ مسلمان ابھی زندہ ہے۔ اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کو اس وقت تک جاری رکھیں۔ جب تک کہ حکومت مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ کرے۔

احرار ہفتہ کا پروگرام

(۱) شہر میں سوائے ڈکٹیٹر کے باقی تمام کارکن اپنے ضلع کے گاؤں میں پروپیگنڈے کے لئے جائیں۔

(۲) کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مظلومیت اور مجلس احرار اسلام کی سرگرمیوں کو واضح کیا جائے۔

(۳) رضاکار بھرتی کئے جائیں۔ اور سرمایہ کی فراہمی کو جاری رکھا جائے۔

(۴) ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں مجلس احرار اسلام قائم کی جائے۔

مگر اس کے باوجود رضاکاروں کے دستے محاذ کشمیر پر روانہ ہوتے رہیں۔

(مولانا) عبد الرحمان ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب

برطانیہ میں آزادی ہند کے حق میں پروپیگنڈا

جمعیۃ دولت مشترکہ ہند کا فیصلہ

لندن ۱۲ دسمبر۔ جمعیۃ دولت مشترکہ ہند کا من ویلتھ آف انڈیا لیگ نے برطانیہ کے اندر ہندوستان کی آزادی کے حق میں پروپیگنڈا کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں ضروری تدابیر اختیار کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہے۔ اس لیگ نے ایک پارلیمنٹری جماعت بنائی ہے جس میں ۱۵ مزدور دو لبرل اور ۱ ٹوری شامل ہیں مسٹر جارج لینس اس کمیٹی کے صدر ہوں گے۔

ایرانی کردستان میں زبردست جنگ

حکومت ایران سے قبائل کا مقابلہ

بغداد میں یہ افواہ گرم ہے کہ ایرانی کردستان میں معرکہ قتال و جدال کا خوب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ حکومت ایران کردستان کے قبائل کو غیر مسلح کرنے اور بیرونی اضلاع پر قبضہ جمانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس طریق کار سے ایران و عراق کی سرحد کے قبائل متفق نہیں ہیں اور اسی لئے انہوں نے حکومت سے جنگ کرنے کی ٹھان لی ہے چنانچہ وہ اب تک معروف جنگ ہیں۔ مخالف قبائل کے علاقوں میں حکومت ایران اپنی فوج روانہ کر رہی ہے اور طرفین میں جنگ ترقی پکڑتی جا رہی ہے۔ جنرل سلطان جو اس قبیلہ کے سردار تھا اور جن کی سرکوبی کیلئے حکومت نے راستہ اختیار کیا ہے وہ اس وقت عراق میں سکونت پذیر ہیں۔ (ایسٹرن)

میرٹھ میں دہلی کے دوسرے قافلہ کا ورود

عظیم الشان جلوس اور جلسہ مسلمانوں کا جوش عقیدت

میرٹھ ۵ دسمبر۔ آج دہلی کے مجاہد احراریوں کا دوسرا دستہ دہلی سے بذریعہ لاری آٹھ بجے شب میرٹھ پہونچا۔ مسلمانوں نے نعرہ تکبیر کی غلغلہ انداز صداؤں میں ان کا خیر مقدم کیا۔ ہفتہ کے روز ۸ بجے ٹاؤن ہال سے جلوس نکالا اور مسلسل چار گھنٹے تک تمام شہر میں گشت لگاتا رہا۔ جلوس میں مجلس احرار زندہ باد مسلمانان دہلی زندہ باد رفیق محمد عطاء اللہ صاحب زندہ باد کے فلک بوس نعرے لگتے رہے۔ راستوں میں مستورات نے پھول ڈالے گئے اور ہر جگہ چائے اور پان سے تواضع کی گئی۔ سہ پہر کو شاہی جامع مسجد میں بصدارت مولانا قاری محمد کامل صاحب ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام نے دو گھنٹہ تک ایک نصیحت افروز تقریر فرمائی۔ تقریر کا لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ مسلمانوں نے وعدہ کیا کہ وہ جلد از جلد میرٹھ سے بھی قافلہ روانہ کریں گے۔ بہت سے مسلمانوں نے رضاکاروں میں اپنے نام لکھوائے۔ ۶ دسمبر کو یہ قافلہ صبح دن بذریعہ ریل سہارنپور روانہ ہوگا۔

(سکرٹری مجلس احرار اسلام میرٹھ)

مجلس احرار کی طرف سے ایک اخبار کا اجراء

روز نامہ احرار کے اجراء کے جملہ انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ پہلا پرچہ اسی ہفتہ کے اندر اندر شائع ہو جائے گا۔ عملہ کے لئے مجلس احرار کو ایک مترجم ایک اکاؤنٹنٹ اور ایک مہتمم صیغہ اشتہارات کی ضرورت ہے۔ معاوضہ معقول دیا جائیگا۔ اخباری تجربہ اور سند کی شرط اول ہے۔ ضرورت مند حضرات علامہ حسین میر کاشمیری چیف پبلسٹی آفیسر مجلس احرار اسلام پنجاب سے ملاقات فرمائیں۔

محمد شفیع آفس سکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب

دار العوام میں مسٹر چرچل کی ہزیمت

ہاؤس کی اکثریت نے ترمیم نامنظور کر دی

لندن ۳ دسمبر۔ دار العوام کے اجلاس میں مسٹر چرچل نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی تجویز پر جس میں انہوں نے دار العوام سے اپنے یکم دسمبر والے اعلان کی تائید چاہی تھی، جو ترمیم پیش کی تھی اور جس کا مطلب یہ تھا کہ موجودہ حکومت اس کی تصدیق کر کے اپنے آپ کو اس بیان کا پابند نہ کرے جو اس حکومت کی طرف سے دیا گیا تھا جس کا وزیر اعظم مزدور پیشہ جماعت کا لیڈر تھا۔

مسٹر چرچل کی اس ترمیم پر دار العوام میں سرگرم بحث ہوا۔ سر آسٹن چیمبرلین نے ترمیم کی مخالفت کی۔ مسٹر جارج لینسبری نے تجویز کی سرے سے مخالفت کی۔ مسٹر وارڈلا ملنے نے اصل تجویز کی تائید کی اور مسٹر چرچل کی مخالفت کی اور کہا کہ اس اعلان کی تصدیق سے موجودہ حکومت پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ اسی طرح سر جان سائمن نے بھی تائید کی۔ آخر میں ترمیم ۳۱۲ رایوں کے مقابلہ میں ۴۴ کی مخالفت سے مسترد ہو گئی اور تجویز منظور ہو گئی جس کی صرف لیبر جماعت نے مخالفت کی۔

لندن سے گاندھی جی کی واپسی

اسٹیشن پر انگریزوں اور ہندوستانیوں کا ہجوم

لندن ۵ دسمبر۔ گاندھی جی آج لندن سے روانہ ہو گئے۔ صبح سویرے نو بجے وکٹوریہ اسٹیشن پر ان کے احباب اور دوستوں نے انہیں پر جوش طریقہ پر الوداع کہا۔ علاوہ ہندوستانیوں کے متعدد انگریز بھی موجود تھے۔

اس مجمع میں سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ باوجود سخت سردی کے بہت سے لوگ جن میں انگریز اور ہندوستانی دونوں شامل تھے سفید ٹوپیاں اوڑھ کر نکل آئے تھے جو لندن کے لئے ایک عجیب منظر تھا۔

اسٹیشن پر فوٹو گرافروں کا بھی بڑا ہجوم تھا جنہوں نے گاندھی جی سے بار بار جھکنے کی درخواست کی تاکہ وہ فوٹو لے سکیں۔

ٹرین کے روانہ ہونے سے ذرا قبل انگریزی میں دعا اور رخصتی گیت گائے گئے۔ اور آخر میں بندے ماترم اور گاندھی جی کی جے کے نعرے لگائے گئے۔

گول میز کانفرنس پر گاندھی جی کا اجمالی تبصرہ

بنگال آرڈیننس نے سول نافرمانی لازمی کر دی ہے

وزیر اعظم کے بیان پر اظہار رائے سے اجتناب

لندن ۴ دسمبر۔ وزیر اعظم کے گزشتہ اعلان اور دار العوام میں اس پر جو بحث ہوا ہے اور اس کے دوران میں حکومت کی طرف سے اس اعلان کی مزید توضیح و تشریح کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ گول میز کانفرنس کے تقریباً تمام مندوبین ان پر اپنے خیالات ظاہر کر چکے ہیں۔ صرف گاندھی جی خاموش تھے اور آج سب کو انتظار تھا کہ وہ اپنا خیال ظاہر کریں گے جنانچہ سیاسی حلقوں میں اس کا نہایت بے چینی سے انتظار کیا جا رہا تھا مگر باوجود اس کے وہ آج بھی خاموش رہے اور ان کی تمام شب کی خاموشی میں اخبار نویسوں کا ایک جم غفیر ان کا بیان سننے کے لئے آیا تو گاندھی جی نے انہیں مطلع کیا کہ وہ اس معاملہ پر کوئی جامع بیان ظاہر نہیں کر سکتے تاوقتیکہ وہ کانگریس کی مجلس عاملہ سے مشورہ نہ لیں۔

گاندھی جی نے کہا کہ قبل اس کے کہ وزیر اعظم کے اعلان اور دار العوام کے مباحثہ بابت کی جانب سے کوئی اظہار رائے کیا جائے وہ اس امر کی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے تمام ذرائع سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا اپنا خیال تفصیل سے اس کے بیان کے ساتھ ہی مسلسل کوئی رائے نہیں جب تک کہ کانگریس کی مجلس عاملہ اس سے متفق ہو کر اس کی تصدیق نہ کر دے۔ جو نکہ ابھی کانگریس کے نمائندہ ہیں اس لئے بغیر کانگریس کی منظوری کے وہ کوئی خیال ظاہر نہیں کر سکتے۔

سول نافرمانی کب شروع ہوگی

سول نافرمانی شروع کرنے کے متعلق گاندھی جی نے اپنے اسی اعلان کا پھر اعادہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب ان کے لئے سوائے اس کے دوسرا راستہ نہیں ہے لیکن انہوں نے حالات پر ابھی تک اچھی طرح غور نہیں کیا ہے۔ ایک شخص کے لئے یہ بہت دشوار اور اس کی ذمہ داری کچھ کم نہیں ہے کہ وہ آتے ہی اندازہ کرنے کے لئے فوراً کوئی اعلان کر دے اس لئے وہ اس طرح عجلت میں سول نافرمانی کا مشورہ ہرگز نہ دیں گے۔ وزیر اعظم کے بیان پر اس کا اعلان ضروری نہیں ہے۔ البتہ بنگال میں نئے آرڈیننسوں کے اجراء کا طریقہ بہت ممکن ہے کہ ان تمام اندازوں اور تخمینوں کو الٹ دے اور قومی اور عام معیار پر سول نافرمانی کی تحریک کو کسی دن لازمی قرار دیدے۔

بنگال کے تازہ آرڈیننس کے متعلق گاندھی جی نے یہ بھی کہا کہ اس کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ اس بارے میں مجھے اس وقت جس قدر مایوسی تھی اسی قدر اب ہے۔ مجھے کبھی خیال نہ تھا کہ ہمیں جس قدر اپنی اندرونی قوت کے مطابق حاصل ہو سکتا ہے اس سے زیادہ کچھ بھی حاصل ہو سکیگا۔

گول میز کانفرنس کی غرض

گاندھی جی نے کہا کہ گول میز کانفرنس کا انعقاد صرف اس لئے کیا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ ہماری قوت کا اندازہ کیا جائے اور اس سے حکومت اپنی قوت کا مقابلہ کرے اس میں ہم لوگ بظاہر کامیاب نہیں ہوئے۔ ایسی صورت میں کانگریس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بیڑی میں مزید طاقت بھرے تاکہ آئندہ وہ کام کر سکے۔

گاندھی جی نے اپنے لندن آنے کو بہت مفید قرار دیا اور کہا کہ کانفرنس کے اندر کام کرنے سے زیادہ انہوں نے اس سے باہر رہ کر کام کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ گفت و شنید کو جاری رکھنے کے لئے اب بھی تیار ہیں بشرطیکہ حکومت کی روش صلح جویانہ ہو اور رائے عامہ کے مطابق ہو یا وزیر اعظم کے بیان میں اتنی گنجائش ہو کہ کانگریس کا مطالبہ پیدا ہو سکے۔ ایسی صورت میں وہ کامل طور پر اشتراک عمل کا مشورہ دینگے۔

برما گول میز کانفرنس کا تیسرا اجلاس

درجہ مستعمرات دینے کے بعد علیحدگی کی حمایت کیجائیگی

لندن ۵ دسمبر۔ برما گول میز کانفرنس کے تیسرے عام اجلاس میں مسٹر غفار دادی نے کہا کہ ہماری پارٹی برما کی علیحدگی کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر برما کو درجہ مستعمرات دیدیا جائے تو پھر ان کو علیحدگی کی مخالفت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ علیحدگی کی حمایت کریں گے۔

ایک نوجوان عورت کی خودکشی

منگلور میں محلہ ملائیوں کے کنوئیں سے ایک نوجوان عورت کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ عورت کا نام معلوم ہے تاحال اس خودکشی کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

مولانا عبدالحنان صاحب اور صدر ناظم جمعیۃ علماء ہند کی زبردست تقریریں

مرحوم کرم الٰہی سیالکوٹی کی شہادت پر اظہار تعزیت

دہلی ۱۱ر دسمبر۔ کل بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے قاری عبدالکریم صاحب نے کلام پاک کی تلاوت فرمائی۔ حضرت مولانا ... صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے جلسہ کی صدارت کے لئے مولانا عبدالحنان صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کا اسم گرامی پیش کیا جس کی تائید مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری مجلس احرار اسلام دہلی نے فرمائی۔ جناب صدر اللہ اکبر کے فلک رس نعروں کے درمیان تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے تحریک کشمیر موجودہ رفتار مجلس احرار اسلام پنجاب کی مساعی، مسلمانان دہلی کے جذبۂ ایثار اور ملکی حالات پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر ... گھنٹہ تک جاری رہی جس کو حاضرین نے نہایت دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنا۔ پھر آپ نے بحیثیت صدر ذیل کی تجویز پیش فرمائی:۔

"مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ مرحوم کرم الٰہی سیالکوٹی کی موت کو جو انگ جیل میں کی گئی ... ظالمانہ شہادت اور شاندار قربانی سمجھتا ہے۔ اُن کے اعزا و اقربا کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے ..."

... (نامہ نگار)

دہلی میونسپل کمیٹی کا ہفتہ واری اجلاس

خواتین کیلئے حق رائے دہی تسلیم کر لیا گیا

تجویز ستر آراء کی کثرت سے منظور کر لی گئی

دہلی ۹ر دسمبر۔ آج میونسپل کمیٹی کا ہفتہ واری اجلاس مسٹر جانسن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آج کے جلسہ میں خواتین کی حق رائے دہی کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ مسٹر محمد سعید نے کہا کہ گزشتہ جلسہ میں ہم خواتین کے اس حق کو تسلیم کر چکے ہیں بلکہ ایک حد تک قابلیت کا معیار بھی قائم کر دیا گیا تھا۔ صاحب چیف کمشنر نے اپنے مکتوب میں یہ لکھا ہے کہ وہی خاتون حق رائے دہی کی مستحق ہوگی جس کی جائداد کا سالانہ کرایہ ... یا زائد ہو۔ مردوں کیلئے ہم نے ... سالانہ کرایہ رکھا ہے۔ ان میں اور خواتین میں بہت زیادہ امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

حاجی رشید احمد نے کہا کہ عنقریب ہندوستان کا دستور العمل تیار ہونے والا ہے جب تک وہ تیار نہ ہو اس وقت تک کیلئے اس معاملہ کو ملتوی کیا جائے۔ پنجاب میں بھی یہ حق خواتین کو نہیں دیا گیا ہے۔ ہماری خواتین ابھی اس قابل نہیں کہ ان کو یہ حق دیا جائے۔

مسٹر نیر الدین صاحب نے حاجی رشید احمد کی تائید کی۔

... آپ کی تجویز گر گئی۔ اور اصل تجویز ... آراء کی کثرت سے منظور ہو گئی۔

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی تیاریاں

مجلس استقبالیہ کا انتخاب

دہلی ۱۰ر دسمبر۔ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی تاریخیں ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ر دسمبر مقرر ہو چکی ہیں۔ اجلاس کے انتظامات کے لئے کل شام کو مسجد فتحپوری جیون بخش ہال میں مسلمانوں کا ایک عام جلسہ بصدارت خان بہادر مولوی فضل الدین صاحب منعقد ہوا جس میں سالانہ اجلاس کے انتظامات کے لئے مجلس استقبالیہ قائم کر دی گئی ہے۔ خان صاحب مسٹر ایس۔ ایم۔ عبداللہ صدر مجلس استقبالیہ منتخب کئے گئے ہیں۔ شیخ عطاء الرحمن صاحب وکیل اور شیخ حبیب الرحمن صاحب اعزازی سکرٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ حاجی شیخ رشید احمد صاحب (فرم میسرز الٰہی بخش) خازن منتخب ہوئے۔ تقریباً تیس اراکین کا بھی انتخاب ہوا ہے جن میں ... حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی، محمد تمیز الدین خاں صاحب، خان صاحب مولوی فضل الدین خاں بہادر، شیخ عزیز الدین، شیخ محمد صدیق صاحب (وکیل) ... مرزا اعجاز حسین صاحب (وکیل)، مرزا رضا مرزا صاحب (وکیل)، مولانا ہلال احمد صاحب زبیری (ایڈیٹر "الجمعیۃ")، مولانا انیس احمد صاحب اور محمد جعفری صاحب (ایڈیٹر ملت) ہیں۔ مجلس کے آئندہ اجلاس میں کمیٹی کی شرائط وغیرہ طے کی جائیں گی جس کے بعد امید ہے کہ اجلاس کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائیگا۔

بنگال آرڈیننس کی واپسی کا مطالبہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا بیان

"جہاں تک دہشت انگیز جرائم اور قتل و خونریزی کا تعلق ہے ہندوستان کا کوئی سنجیدہ اور پرامن باشندہ اس کی تعریف نہیں کر سکتا بلکہ ہر محب وطن اور صحیح العقل انسان مذکورہ جرائم کی مذمت کرنے پر مجبور ہے لیکن گورنمنٹ نے بنگال آرڈیننس ... وہ کسی طرح بھی قابل تحسین نہیں ہے۔ ... میں امید کرتا ہوں کہ وائسرائے اس آرڈیننس کو بہت جلد واپس لیکر مرض کا صحیح علاج تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ... ہندوستانیوں کو اس امر کے یقین کرنے کا موقع نہ دینگے کہ لارڈ ولنگڈن کا عہد ایسا بدترین عہد ہوگا جس میں صرف آرڈیننس کے ذریعہ ہی حکومت ہو سکیگی۔"

گاندھی جی کے پرانے رفیق امام عبدالقادر کا انتقال

احمد آباد ۹ر دسمبر۔ گاندھی جی کے دیرینہ دوست اور رفیق کار امام صاحب عبدالقادر آج سہ پہر کو رحلت فرما گئے۔ آپ کئی ماہ سے تپ دق میں مبتلا تھے ...

فسادات ملتان کے مقدمہ کا فیصلہ

چھ مسلمانوں کو پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا

سکندر آباد (ملتان) ... مجسٹریٹ نے فسادات سکندر آباد کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ... مسلمانوں کو پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا دی گئی ہے ...

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب

آنریبل میاں سر فضل حسین صاحب کی ملاقات

نمائندہ پریس کو بیان دینے سے انکار

... (نامہ نگار)

مولانا عبدالحنان صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب کا پاطل سوز بیان

میں اپنے دورے کے سلسلے میں آج ۹ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو دہلی پہنچا۔ مجلس احرار اسلام دہلی کا معائنہ کیا اور تمام حالات معلوم کئے میں بہت خوش ہوں کہ دہلی کے مسلمانوں نے ایثار ... کا بے نظیر ثبوت پیش کیا ... مجھے یقین ہے کہ دہلی کے سچے مسلمان کا جوش عمل ... البتہ مجلس احرار دہلی کی مالی حالت کمزور ہے ... رضاکاروں ...

تحریک احرار کو ناجائز طریقوں سے ناکام بنانے کی کوشش

... حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ... مجلس احرار اسلام پنجاب ... انہیں بزرگوں کے جذبۂ عمل کا نتیجہ ہے ... آفتاب پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں ... اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔

... ان اشتہارات کو دراگر یہ تمام محض فرضی نہیں ہیں) ... مسلمانوں کی اس شاندار قربانیوں کو خاک میں ملانے کا موقعہ نہ دیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب اس سلسلے میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ مجلس احرار کے مشورہ اور علم کے ساتھ کر رہے ہیں ... مسلمان نہایت اطمینان و سکون سے کام کئے جائیں اور اس کے منتظر رہیں کہ تمام حالات مناسب موقعہ پر تفصیل و تشریح کے ساتھ شائع کر دئے جائیں گے۔

(مولانا) عبدالحنان ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب لاہور
حال وارد دہلی ۹ر دسمبر ۱۹۳۱ء

رہتک جانے والے قافلہ کی گرفتاری

رضاکار اسٹیشن پر ہی گرفتار کر لئے گئے

رہتک ۹ر دسمبر۔ کل مجلس احرار اسلام رہتک کے زیر اہتمام ... رضاکاروں کا قافلہ اللہ اکبر کے نعروں میں بعزم کشمیر روانہ ہوا ... رضاکاروں کو گاڑی سے اتار کر گرفتار کر لیا ... گرفتاری کے بعد ایک جلسہ بھی منعقد ہوا ... رضاکاروں کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور حکومت کی ... پالیسی کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

شمع حریت کے پروانوں کی کل تعداد

۲۰۹۸۵

تک پہونچی ہے۔ آج کی گرفتاریوں کی تعداد ۸۷ ہے

ہندوستانی آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز

فرقہ وارانہ مسئلے کے حل کی کوشش

لندن ۱۱ر دسمبر۔ سیاسی حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ ... راؤنڈ ٹیبل ... ہندوستان میں ہندو ... کانفرنس کی طرح ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جائے تاکہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا آخری حل معلوم کیا جا سکے ... گاندھی جی کو دعوت دی جائیگی ... سر تیج بہادر سپرو، مسٹر جیکر ... کوشش کر رہے ہیں۔

دہلی قافلہ کے سرعسکر مولوی محمد علی صاحب کا مقدمہ

دو سال قید سخت اور چھ سو روپے جرمانہ کی سزا

سیالکوٹ ... دسمبر۔ مولوی محمد علی صاحب دہلوی جو زیر دفعات ... گرفتار کئے گئے تھے کل ان کا مقدمہ مسٹر ... اسپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ ... ایک سال قید با مشقت اور چھ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں آپ کو چھ ماہ مزید قید کا حکم سنایا گیا ہے۔ (مجلس احرار سیالکوٹ)

خلافت کمیٹی پشاور کی شاندار فتح

طوائف کو شہر سے نکل جانے کا نوٹس

پشاور ۸ر دسمبر۔ تین ماہ سے خلافت کمیٹی نے شہر کے قحبہ خانوں پر پکٹنگ لگا رکھا تھا ... اس سلسلے میں حسب ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

عوام کا مطالبہ ہے کہ قحبہ خانوں اور طوائف کو شہر سے حکماً نکال دیا جائے اور آئندہ حدود شہر کے اندر انہیں سکونت رکھنے کی ممانعت کر دی جائے ... ایک مہینہ کا نوٹس دیا جائے گا کہ وہ اس عرصہ میں شہر سے باہر کسی مکان کو چلی جائیں۔

ننھی خورد سال بچے محاذ جنگ پر

آٹھ آٹھ سال کے بچوں کا عدیم النظیر ایثار

سیالکوٹ ۸ر دسمبر۔ آٹھ اور نو سال کے ننھے بچوں کا ایک عظیم الشان قافلہ یہاں سے محاذ سوچیت گڑھ کی طرف روانہ ہو گیا ہے ... جلوس کے ڈکٹیٹر محمد یوسف صاحب جن کی عمر ۹ سال کے قریب ہے اس قافلہ کی قیادت فرما رہے ہیں۔ ... تقریریں بھی ... (مجلس احرار سیالکوٹ)

مجلس احرار اسلام رہتک کا جلسہ

مجلس احرار اسلام رہتک کے زیر اہتمام خلیفہ عزیز بخش صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بعض حضرات نے موثر تقریریں فرمائیں ... مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ (مجلس احرار رہتک)

ہسپانوی پارلیمنٹ کا جدید دستور اساسی

مذہب کو حکومت سے علیحدہ کر دیا جائیگا

میڈرڈ ... دسمبر۔ قومی پارلیمنٹ نے جدید دستور اساسی کو منظور کر لیا ہے جو عنقریب نافذ کر دیا جائے گا۔

مذکورہ دستور کے ماتحت سپین کی حکومت جمہوری ہوگی۔ مذہب کا حکومت سے کوئی تعلق باقی نہیں رہیگا ... ہسپانوی باشندوں ... سرکاری ملازمتوں ... عورتوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہوگا ...

صوبہ سرحد میں ایک سو سے زائد سرخ پوشوں کی گرفتاری

... دسمبر۔ ... تقریباً ایک سو سرخ پوش رضاکار گرفتار کئے گئے ہیں صوبہ کے دیگر حصوں میں بھی گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

جموں سے انگریزی افواج ہٹا لیجائینگی

جموں ... دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گورکھا فوجیں ۱۵ر دسمبر کو ہٹالی جائیں گی اور ان کی جگہ ... ریاستی فوجیں شہر میں خاص خاص مقامات پر متعین کی جائینگی۔

دارالامراء میں ہندوستانی پالیسی منظور کر لی گئی

حکومت کے مقابلہ میں مخالفین کو شکست

لندن ... دسمبر۔ دارالامراء میں لارڈ ... کی تحریک التوائے اجلاس ... کے مقابلہ میں ... آراء سے مسترد ہو گئی۔ حکومت کی جانب سے ہندوستانی پالیسی ... منظور ہو گئی۔

لندن ... دسمبر۔ آج دارالعوام میں سر ... نے حکومت سے دریافت کیا کہ ہندوستان کو دو ... دینے سے قبل نو آبادیات کی حکومتوں سے مشورہ کیا جائیگا ... وزیر اعظم نے جواب دیا کہ ...

سیالکوٹ کا ایک اور رضاکار شہید ہو گیا

... دسمبر۔ ... رضاکار مسمی عبدالکریم ولد غلام محمد قوم ککے زئی ... ساکن ... ضلع سیالکوٹ ... جیل میں شہید ہو گیا ہے۔ اطلاع ... نمونیہ سے شہید ہوا ہے۔

پارلیمنٹ میں لارڈ اروِن اور نائب وزیر ہند کی تقریریں

تشدد کی پالیسی ہندوستان کو خطرہ میں ڈال دیگی

ہندوستان کے متعلق برطانوی حکمت عملی پر مباحثہ

لندن ۸ر دسمبر۔ آج لارڈ لوتھین نائب وزیر ہند نے ہندوستان کے متعلق برطانوی حکمت عملی کی منظوری کیلئے تحریک پیش کی۔ لارڈ کائڈنے ایک ترمیم پیش کی کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ ایوان، ہندوستانی پالیسی پر آخری رائے ظاہر کرے۔ لارڈ لوتھین نے کہا کہ گو حکومت امن عامہ کو قائم رکھنے کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتی لیکن ایوان کو یاد رکھنا چاہئے کہ آخری صورت میں تشدد سیاسی بے چینی کا علاج نہیں ہے۔ سیاسی بے چینی کیلئے سیاسی علاج کی ضرورت ہے۔ آپ نے ۱۹۱۹ء کے بعد ہندوستانی حکمت عملی کی توضیح کی اور کہا کہ تشدد کی پالیسی ہندوستانی مسئلہ کا کامیاب حل نہیں ہوسکتی۔ اگر ہم نے زیادہ سختی سے کام لیا تو ہم حکومت ہند کی بنیاد کو معرض خطرہ میں ڈال دیں گے اور اس طرح ہندوستان کا امن و آزادی اور اس کے باشندوں کی حفاظت بھی خطرہ میں پڑ جائیگی۔ آپ نے لارڈ کائڈ کی ترمیم کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے کہا کہ اگر گاندھی جی کو معطل کر دیا گیا تو یہ ہندوستان کے حق میں مفید ہوگا۔

لارڈ اروِن اور تشدد کی مخالفت

لندن ۹ر دسمبر۔ آج لارڈ لوتھین نے پھر اپنی ترمیم پر بحث کی۔ آرچ بشپ آف کنٹربری نے کہا کہ گاندھی جی کی عجیب و غریب اور پراسرار شخصیت کے اثر سے گریز کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ سول نافرمانی کے بجائے تعاون و تناصر کی پالیسی کے ذریعہ گاندھی جی کے خیالات کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

آپ کے بعد لارڈ اروِن سابق وائسرائے ہند نے ۱۹۳۰ء میں تحریک سول نافرمانی کے زمانہ میں اپنی تشدد آمیز حکومت کی کارروائیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تشدد ترقی کے بجائے بربادی کی طرف لے گیا۔ ہندوستانی مشکلات کو ایک معمولی چیز تصور کرنا سخت غلطی ہے۔

بیت المقدس میں موتمر اسلامی کا اجلاس

اماکن مقدسہ کی حفاظت۔ اشاعت اسلام اور اسلامی یونیورسٹی کے قیام پر غور

نحاس پاشا کے معتقدین اور مخالفین میں شدید ہنگامہ آرائی

یروشلم ۸ر دسمبر کل شام کو مسجد اقصیٰ میں موتمر اسلامی کا افتتاح ہوا جس میں بعض ناگوار اور افسوسناک صورتیں پیش آگئیں جس وقت مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے عنوان پر بحث ہو رہی تھی تو مصر کے ایک مندوب ڈاکٹر عبد الحمید نے ایک پرجوش تقریر کرتے ہوئے حاضرین کو اس قسم کی قسم کھانے کی دعوت دی کہ وہ مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ اس تقریر سے تمام مجمع بے تاب ہوگیا اور ہر طرف سے "اللہ اکبر" کی آوازیں آنے لگیں۔ مسجد اقصیٰ کے قریب میں جو پردہ نشین خواتین جمع تھیں وہ چیخیں مار کر رونے لگیں۔

اس کے بعد عبد الرحمٰن اعظم مصری مندوب نے کھڑے ہو کر نحاس پاشا اور وفد پارٹی کے ارکان کی خدمتوں میں مبارکباد پیش کی جس پر سلیمان بے فیضی نے چیخ کر کہا کہ مصر میں صرف ایک آدمی ہے اور وہ شاہ فواد ہے۔ اس پر موتمر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا اور سلیمان بے فیضی کو ایک کرسی سے بچایا گیا یہاں تک کہ ان کو خاموش ہونا پڑا۔ مفتی اعظم نے بہت جلدی سے سلیمان کو بچایا یہاں تک کہ پولیس آگئی اور وہ سلیمان کو باہر نکال کر لے گئی۔

القدس میں دو جماعتیں

بیت المقدس کے مسلمانوں میں عرصہ سے دو جماعتیں چلی آرہی ہیں ایک مفتی اعظم کے خلاف ہے اور دوسری موافق ہے مخالف جماعت کے بعض لوگوں نے موتمر میں شرکت نہیں کی۔ مولانا شوکت علی صاحب نے کوشش کی کہ ان دونوں جماعتوں میں اتحاد ہو جائے مگر آپ کو کامیابی نہیں ہوئی محمد محمود پاشا سابق وزیر اعظم مصر جو مصریوں کے وفد کے قائم مقام کئے ہیں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کی دونوں جماعتوں نے اتحاد نہ کیا تو وہ اور ان کے ساتھی واپس چلے جائیں گے آپ نے اس بات کی بھی تائید کی کہ موتمر کا اجلاس قاہرہ میں ہونا چاہئے تھا نہ کہ قدس میں۔

موتمر کے اغراض و مقاصد

مفتی اعظم نے اخبارات کے نمائندوں سے فرمایا کہ موتمر کے اجلاس میں بین الاقوامی کمیشن کے اس فیصلہ پر بھی غور کیا جائے گا جو اس نے دیوار گریہ اور حجاز ریلوے کی نگرانی کے متعلق کیا ہے جو ان کے خیال میں مسلمانان فلسطین کے قبضہ میں ہونے چاہئیں۔ آپ نے بتلایا کہ موتمر میں مقامات مقدسہ کی حفاظت تبلیغ اسلام، اور القدس میں ایک اسلامی یونیورسٹی کے تمام مسائل پر بھی غور کیا جائیگا۔ موتمر کے مخالفین نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس موتمر میں کوئی حصہ نہ لیں گے۔ البتہ اگر اس کی منظور کردہ تجاویز مسلمانان فلسطین کیلئے مفید ہونگی اور مفتی اعظم کے ذاتی اغراض سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا تو وہ ان کی تائید کریں گے۔

دارالعوام میں موتمر اسلامی کا تذکرہ

۸ر دسمبر کو دارالعوام میں موتمر اسلامی کے متعلق جو سوال و جواب ہوئے اس کی کیفیت درج ذیل ہے۔ دارالعوام میں کرنل ویجووڈ نے فلسطین میں مسلم یہودی تعلقات کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ فلسطین کی موتمر اسلامی میں اماکن مقدسہ اور دیوار گریہ کے تحفظ کے لئے مداخلانہ کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی جذبات کے خلاف موتمر اسلامی نے کوئی اقدام کیا تو کیا حکومت اس کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی؟

اس سوال کے جواب میں سر رابرٹ ہیملٹن انڈر سکریٹری نو آبادیات نے کہا کہ مجھے ہرگز یہ خیال نہیں ہے کہ موتمر اسلامی میں یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی جذبات کے خلاف کوئی اقدام کیا جائیگا۔ ہائی کمشنر سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ مفتی اعظم نے موتمر اسلامی کے انعقاد کی تمام ذمہ داری اپنے سر پر لی ہے اور اس بات کا یقین دلایا ہے کہ اس موتمر سے برطانیہ اور حکومت فلسطین کو پریشان نہیں کیا جائے گا۔

تحریک عدم ادائیگی محصول کا پروپگنڈا

آٹھ سو دیہات میں کانگریسی جلسے منعقد کئے گئے

الہ آباد ۹ر دسمبر ضلع کے مختلف مقامات سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کانگریس نے دیہات میں عدم ادائیگی محصول کی تحریک کا پروپگنڈا کرنے کی غرض سے جو جلسے منعقد کئے تھے وہ پرامن طریقہ کے ساتھ ختم ہوگئے بہت سے کانگریسی کارکن جلسوں کی کارروائی دیکھنے کے لئے گئے ان کا بیان ہے کہ ۸۰۰ دیہات میں جلسے کئے گئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ آج صبح سلطان پور تشریف لے گئے۔ آپ کانپور، رائے بریلی اور دیگر مقامات کا بھی معائنہ کریں گے جس کے بعد آپ بمبئی تشریف لیجائیں گے اور گاندھی جی سے ملاقات کریں گے اور ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں بھی شریک ہونگے پولیس نے کسی جلسے میں مداخلت نہیں کی۔

صوبہ سرحد گاندھی جی کا ممنون ہے

سر عبد القیوم کا اظہار مسرت

گول میز کانفرنس میں وزیر اعظم کے اعلان پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے سر عبد القیوم نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بنایا جائے گا۔ آپ نے کہا کہ میں خوش ہوں کہ اب ہم باشندگان سرحد کو یہ شکایت نہ رہے گی کہ ہمارا درجہ کسی اور صوبے سے کم ہیں۔ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ گاندھی جی نے ہمارے مطالبے کی پرزور تائید کی مجھے یقین ہے کہ میرے صوبے میں گاندھی جی کے جو ہزاروں عقیدت مند ہیں انہیں اس اطلاع کی وجہ سے مسرت ہوگی۔

ہندو فیڈریشن کی طرف سے سرحدی اصلاحات کا خیر مقدم

۵۰ فی صدی نشستوں کا مطالبہ

پشاور ۸ر دسمبر۔ فرنٹیر پراونشل ہندو فیڈریشن (صوبہ سرحد کی ہندو سبھا) نے ایک قرارداد کے ذریعہ سے وزیر اعظم کے اعلان کا خیر مقدم کیا ہے جس میں صوبہ سرحد کو دیگر صوبوں کے مساوی درجہ دیا گیا ہے جو ایک نمایاں کامیابی ہے ...

یوپی میں حکومت اور کانگریس کا شدید مقابلہ

کانگریس کی طرف سے سول نافرمانی کی تیاری

لگان وصول کرنے کے لئے آرڈیننس کا اجراء

آرڈیننس کے اجراء کی افواہ

الجمعیۃ کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ

معاونین الجمعیۃ کی ہمدردی کا شکریہ

بقیہ معاونین کے اسمائے گرامی

ہم نے معاونین الجمعیۃ سے الجمعیۃ کے لئے پانچ پانچ نئے خریدار فراہم کرنے کی جو اپیل کی تھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ وہ صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی اور زندہ دل ناظرین الجمعیۃ نے ہماری اپیل کو کامیاب بنانے میں کافی دلچسپی اور حقیقی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ ...

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

جناب مولوی احمد شاہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان	جناب محمد یوسف صاحب لکھنؤ	جناب ... دلدار خاں صاحب تردلی
جناب حکیم محکم الدین صاحب حیدرآباد سندھ	جناب محمد خواجہ صاحب ناندیر	جناب محمد اکرم خاں صاحب ضلع لیناور
جناب سکریٹری مولوی سید احمد صاحب آسام	جناب سکریٹری صاحب مدیٹ نگ رحیم انت پور	جناب مولوی نذیر الحق صاحب جھنگ
جناب جام الدین صاحب کیمبل پور	جناب سید عبد الحکیم صاحب مونگیر	جناب منشی کفیل الدین صاحب سرہلی

(بقیہ معاونین کے اسمائے گرامی آئندہ اشاعت میں درج کئے جائیں گے)

(منیجر)

دہلوی دستے کے قائد مولانا محمد علی کی گرفتاری

بنگال آرڈیننس کا بے پناہ استعمال

کلکتہ ڈھاکہ باریسال اور دیا گیر ہاٹ میں گرفتاریاں

چھ انقلاب پسندوں کے پاس سے ریوالور اور کارتوس برآمد ہوئے

انقلاب پسندوں کے پاس کارتوس اور پستول

تمام ہندوستان میں احرار ہفتہ منایا جائے

ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام کا اعلان

(دستخط) ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام پنجاب

حکومت حجاز اور فرانس میں معاہدہ

بنگال آرڈیننس یا بربریت کا دور

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا اعلان

موتمر اسلامی میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی تجویز

اسلامی ممالک میں نوجوانان اسلام کی انجمن

ہندوستانی ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف

مولانا مفتی محمد نعیم اور آپکے دیگر رفقاء کا مقدمہ

رہنمایان ملت سے کورٹ انسپکٹر کا وحشیانہ سلوک

لدھیانہ ۱۱ر دسمبر۔ کل جس وقت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب و مولانا محمد یحییٰ صاحب و مولانا تاج الدین صاحب وڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب کا مقدمہ بعدالت مسٹر ... درجہ اول پیش ہوا تو عدالت نے رہنمایان ملت کو کھانا کھانے کی اجازت دیدی۔ اور انہوں نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ کورٹ انسپکٹر نے ان سب حضرات کو اسی حالت میں اٹھا لیا۔ اور عدالت سے کہا کہ ہمارے پاس اس قدر آدمی نہیں ہیں کہ ان کی حفاظت اور نگرانی کر سکیں۔ عدالت خاموش ہو گئی اور کورٹ انسپکٹر نے ایک بات تک نہ کہی۔ نیز موصوفین کو عدالت کے وقت سے پہلے اور بعد کچہری خانہ کی کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے جن تک آنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ مقدمہ کی پیشی پر عدالت کے کمرہ پر شہر سے ایک بڑا اجتماع مقدمہ سننے کیلئے جاتا ہے۔ پولیس کا رویہ منتقمانہ ہے اور عدالت کورٹ انسپکٹر سے مرعوب ہے۔

آج سول نافرمانی کا بیالیسواں دن ہے

اسوقت تک

۲۱۱۵۴

سرفروشان اسلام جیلوں میں جا چکے ہیں

شہداء کی تعداد

۹ ہے

مسٹر محمد اقبال گرفتار کر لئے گئے

سیالکوٹ ۱۰ر دسمبر۔ مسٹر محمد اقبال صاحب جنہوں نے دیروز ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے موٹر کے آگے لیٹ کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا آج زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ آپ نے گذشتہ شب راستہ میں نہایت پرجوش تقریر کی تھی۔

مسلمانان میرٹھ کا جلسہ

مجلس احرار اسلام کی خدمات کا وعدہ

میرٹھ ۱۱ر دسمبر۔ آج بصدارت صوفی شرف الدین صاحب بعد نماز جمعہ مسلمانان میرٹھ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا قاری محمد کامل صاحب کی پرجوش تقریر ہوئی اور شہید کرم الٰہی کے واسطے دعاء مغفرت کی گئی۔ یہ بھی طے ہوا کہ مسلمانان میرٹھ مظلومین کشمیر کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہوئے جلد از جلد اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔

(نامہ نگار)

شہید عبدالکریم کے جنازہ کا عظیم الشان جلوس

دس ہزار مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی

سیالکوٹ ۱۱ر دسمبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج شہید عبدالکریم کا جنازہ گاؤں سے یہاں لائی گئی۔ جس کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ اور تمام بڑے بڑے بازاروں سے گذارا گیا۔ نماز جنازہ دس ہزار آدمیوں نے ادا کی۔ اور قبرستان امام صاحب میں نعش دفن کر دی گئی۔

اٹک جیل میں مہرالدین رضاکار کی شدید علالت

عیادت کیلئے ورثاء کی روانگی

لاہور ۱۱ر دسمبر (بذریعہ ٹیلیفون) اٹک جیل سے ایک تار موصول ہوا ہے کہ مہرالدین رضاکار ساکنہ کھلورا (جو سیالکوٹ سے تیرہ چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) سخت بیمار ہے۔ رات کے ۱۲ بجے اس کے وارث اسے اپنے گاؤں میں لانے کے لئے فرنٹیئر میل سے اٹک روانہ ہو گئے۔

لاہور میں مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی گرفتاری

شاہ صاحب کے تانگہ پر چھپی ہوئی پولیس کا دھاوا

نہ گرفتاری کے وارنٹ دکھائے گئے اور نہ دفعہ بتائی گئی

لاہور ۱۲ر دسمبر۔ کل شام کے سات بجے مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امرتسر سے لاہور تشریف لائے۔ آج آپ کے دہلی والے مقدمہ کی پیشی تھی۔ اس لئے آپ دہلی روانہ ہونے کے لئے آٹھ بجے دفتر مجلس احرار اسلام پنجاب سے تانگہ پر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کا تانگہ دفتر سے روانہ ہوا ہی تھا کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے دو ملازم تانگہ کے آگے آگے کوتوالی کی جانب بھاگے۔ جب شاہ صاحب کا تانگہ دفتر "زمیندار" کے قریب پہنچا تو چاروں طرف سے پولیس والوں نے جو اندھیرے میں چھپے ہوئے تھے تانگہ پر دھاوا کیا اور شاہ صاحب کو گرفتاری کا حکم سنایا اور انہیں گرفتار کر کے کوتوالی میں پہنچا دیا گیا۔

گرفتاری سے قبل جب شاہ صاحب نے پولیس افسروں سے گرفتاری کے وارنٹ دکھانے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں بغیر وارنٹ گرفتار کرنے کا حکم ہے اور جب ملک محمد صادق صاحب نے دریافت کیا کہ کس دفعہ کے ماتحت گرفتاری کی جا رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ شاہ صاحب کو خود ہی دفعہ بتا دی جائے گی۔

مسلمانوں کے نام شاہ صاحب کا پیغام

کل رات کے آٹھ بجے یہ خبر موصول ہوئی کہ دفتر "زمیندار" کے مقابل ہی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو نمائندہ "زمیندار" نے اسی وقت کوتوالی سے باہر آپ سے ملاقات کی۔ شاہ صاحب نے مسلمانوں کے نام مندرجہ ذیل پیغام دیا:۔

"میری گرفتاری غیر متوقع نہیں۔ حکومت اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئی ہے۔ مسلمانوں کو کسی رہنما کی گرفتاری سے بددل نہ ہونا چاہئے اور موجودہ تحریک کو پرامن طریقہ سے اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک گوہر مقصود ہاتھ نہ آ جائے۔"

محاذ جنگ پر جیش احرار کی یلغار

مختلف مقامات پر گرفتاریاں اور سزایابیاں

امرتسر ۱۱ر دسمبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج ڈیرہ بابا نانک میں یہاں کا ایک دستہ ۲۳ رضاکاروں کا اور ۱۱ رضاکاران جالندھر گرفتار کر لئے گئے۔ کل ڈیرہ بابا نانک میں ۷ رضاکار جالندھر کے اور ۱۵ رضاکار یہاں کے گرفتار ہوئے۔ انبالہ ... اپنے رضاکاروں کو اسی محاذ پر ارسال فرمائیں۔

سیالکوٹ۔ (بذریعہ ٹیلیفون) ۱۱ر دسمبر۔ آج یہاں سے ۲۵ رضاکار محاذ جنگ پر بھیجے گئے۔

وزیرآباد ۱۱ر دسمبر۔ حضرت پیر محی الدین صاحب سوہدرہ والے کے بھائی پیر بشیر احمد صاحب آج سوہدرہ سے ... ۱۵ رضاکاروں کے ہمراہ روانہ ہو چکے ہیں جو کل وزیرآباد پہنچیں گے۔

گوجرانوالہ ۱۱ر دسمبر۔ کل ۱۰ رضاکاران کا ایک قافلہ نہایت شاندار جلوس نکالا گیا ... مورنی دروازہ پر پہنچا۔ وہاں سے قافلہ قادیان کی طرف روانہ کیا گیا۔ پولیس نے اسی وقت گرفتار کر لیا۔

بابو محمد حسین صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار بھی گرفتار کر لئے گئے۔ آپ کی گرفتاری کے بعد چودھری محمد حسین صاحب سیکرٹری مجلس احرار ڈکٹیٹر دوم منتخب ہوئے۔

چک جھمرہ ۱۱ر دسمبر۔ کل ایک دستہ ۱۰ رضاکاروں کا لائلپور سے یہاں پہنچا۔ خوب خاطر مدارات کی گئی۔ عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ بعد ازاں جھنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بعد نماز جمعہ یہاں سے ایک بہت بڑا دستہ رضاکاران روانہ کیا جائیگا۔ مجلس کے کارکن دیہات کا دورہ کر رہے ہیں۔ رضاکاروں کی بھرتی اور سرمایہ فراہم کر رہے ہیں۔

۳۷ رضاکاروں کو تین تین ماہ قید سخت

عدالت میں دو کم سن بچوں کا نعرہ حق

راولپنڈی ۱۱ر دسمبر۔ یہاں سردار لال سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جیل کی عدالت میں ۳۷ رضاکاروں کو جن میں ۲۶ لاہور کے اور ۱۱ راولپنڈی کے تھے تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ ان میں سے دو رضاکاروں کو جو کم عمر تھے رہائی کا حکم دیا۔ حکم سنتے ہی ایک لڑکا ... مجسٹریٹ سے کہا کہ جب ہم نے باقی تمام رضاکاروں کی طرح قانون شکنی کی ہے تو ہمیں کیوں رہا کیا جاتا ہے۔ اگر کم عمر ہونا ہی رہائی کا موجب ہے تو کیا اگر خدا نخواستہ ہم سے اخلاقی جرم سرزد ہو تو ہماری کم عمری رہائی کا موجب ہو سکتی ہے۔ سب حاضرین نے نعرہ تکبیر لگایا۔

اراضی اور غلہ کو قرقی سے محفوظ رکھنے کی کوشش

شاہ فیصل اور تخت شام

فرانس کی نیت میں فرق آ رہا ہے

کردی بغاوت کو فرو کرنے کے صلہ میں تمغہ جات کی تقسیم

حال میں مسٹر پال رینالڈو وزیر نوآبادیات فرانس بغداد تشریف لائے۔ آپ کی آمد نے تخت شام کے متعلق قیاسات کو تقویت پہنچا دی ہے۔ فرانس اور حکومت برطانیہ نے جمعیۃ الاقوام سے درخواست کی تھی کہ وہ شام اور عراق کی سرحد کے مسئلہ کا تصفیہ کر دے۔ اس پر اب یہ مشورہ ہو رہا ہے کہ عراق اور شام کو ایک بادشاہ کے ماتحت کرنے کے مسئلہ کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ یہ بات بہت کم سمجھ میں آتی ہے کہ شاہ فیصل کس طرح دو ملکوں پر سیاسی ترقی کے مختلف مدارج کو پیش نظر رکھ کر حکومت کر سکتے ہیں؟ فرانس نے بھی اپنی بعض مشکلات کے باعث شام کے کابینہ کی فوری سپردگی سے انکار کر دیا ہے۔

عراق کے شاہی ہوائی بیڑہ کو تمغہ جات تقسیم کرنے کے متعلق شاہی حکم شائع کر دیا گیا ہے کیونکہ اس بیڑہ نے شیخ محمود کردی بغاوت کے علمبردار کے خلاف نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ... نتیجہ نکلا کہ شیخ محمود گرفتار کر کے عراقی حکام کے سپرد کر دیا گیا۔ شاہی ہوائی بیڑہ کے ارکان نے اس سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہ معمولی نہیں ہیں کیونکہ جہاں جہاں اس بیڑہ کو کام کرنا پڑا وہ پہاڑی مقامات ہیں جو ہوائی تاخت کیلئے نامناسب ہیں۔ ان تمغہ جات کی تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت عراق نے ہوائی بیڑہ کی ان خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کر لیا ہے جو اس نے بغیر شاہی طاقت کی امداد کے انجام دیں۔

(نامہ نگار اسٹیمین از بغداد)

فوج اور باغیوں کے درمیان جنگ

کئی باغی ہلاک اور کیمپ نذر آتش

رنگون ۱۱ر دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک سرکاری فوجی دستہ نے تھایت متو کے ایک جنگل میں باغیوں کے کیمپ پر حملہ کیا۔ جہاں باغیوں نے مقابلہ کیا۔ کئی باغی مارے گئے۔ تین فرار ہو گئے اور باقی باغیوں نے اطاعت قبول کر لی۔ فوجی دستہ نے کیمپ کو جلا دیا۔

امریکہ کا قرضہ یورپ کو ادا کرنا ہو گا

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا اعلان

جلد ۱۴ | دہلی۔ یوم یکشنبہ ۱۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۴۵

معاصرین کے افکار و آراء

وائسرائے ہند کی تازہ تقریر (مدینہ)

ہزایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند نے، ۱۸ دسمبر کو ایوان تجارت بنگال کے ارکین کو خطاب کیا اور فرمایا کہ ملک کے حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ تمام شہری، تمام ملکی مجالس اور تمام طبقے بے اعتمادی اور بدگمانی کی اسپرٹ کو خیرباد کہدیں۔ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور تمام ملک میں امن و سکون کی فضا تیار کردیں تاکہ ہندوستان اپنے باشندوں اور انگریزوں کے اشتراک عمل سے اپنے اعلیٰ نصب العین تک پہنچ سکے۔ ہمیں ہندوستان میں قیام نظم اور بحالی امن کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بنگال میں پہنچ کر اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے کیونکہ تمام ملک کی اقتصادی خوشحالی امن و انتظام کی خوبی پر موقوف ہے۔ بنگال آرڈیننس کی ضرورت پر تبصرہ کرتے ہوئے ہزایکسیلنسی نے فرمایا کہ خوفناک اور شدید قسم کے امراض کیلئے زبردست طبی تدابیر کا اختیار کرنا ضروری ہے اور ان تدابیر کی حمایت کرنا تمام امن پسند شہریوں کا فرض ہے۔

ہم نے ہزایکسیلنسی وائسرائے کی اس تقریر کو کامل توجہ سے مطالعہ کیا لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ صرف بنگالی قوانین کے نفاذ کو قیام نظم اور بحالی امن کی اساس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ چیز اپنے نتائج کے اعتبار سے ہمیشہ ناکام رہی ہے۔ ہمیں گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں ایک بنگالی مندوب کی تقریر کا وہ حصہ یاد ہے جس میں انہوں نے انقلابی تشدد کے اسباب و علل پر بحث کرتے ہوئے بجا طور پر کہا تھا کہ اس تمام شورش کا آسان علاج یہ ہے کہ ہندوستان کے مطالبہ خود اختیاری کو جلدی پورا کردیا جائے۔ اگر ہزایکسیلنسی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ بنگالی قوانین کے نفاذ سے ملک میں اشتعال پیدا کرنے کے بجائے ہندوستان کی آزادی کیلئے اپنے رسوخ و اثر کو استعمال کریں۔

لنکاشائر کی بیجا شکایت (حقیقت)

آج سے دو ہفتے قبل لندن میں پارلیمنٹ کے قدامت پسند ممبروں کا ایک جلسہ ہوا جس میں حسب معمول ہندوستان کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا گیا۔ اسی جلسہ میں لنکاشائر کے حامیوں نے اپنی تقریروں میں یہ شکایت کی کہ ہندوستان میں ولایتی کپڑے کے بائیکاٹ کو بند کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ہندوستان میں برطانوی پارچہ کا بائیکاٹ صرف اسی معنی میں جاری ہے کہ ہندوستان اپنی خانگی صنعت و حرفت کو فروغ دینے اور اپنے کروڑوں فاقہ کشوں کی روٹی مہیا کرنے کے لئے تمام غیر ملکی کپڑے پر دیسی پارچہ کو ترجیح دیتا ہے۔ اس قسم کا بائیکاٹ گاندھی ارون سمجھوتہ میں جائز تسلیم کیا جاچکا ہے مگر لنکاشائر والے اس پر بھی مطمئن نہیں ہیں۔ وہ مسٹر میکڈانلڈ کا یہ قول بھی بھول گئے کہ لنکاشائر کے مال کو ہندوستانی بازار میں پھیلانے کا بہترین راستہ باہمی تعاون اور رسم اعتماد کا راستہ ہے۔ ہندوستانیوں کو زبردستی اس بات پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ دیسی کپڑے کے بجائے لنکاشائر کا پارچہ استعمال کریں اور اپنے لاکھوں فاقہ کش ہموطنوں کے حال زار پر کوئی توجہ نہ کریں!!

گول میز کانفرنس کے ثمرات (خیر)

گاندھی ارون مفاہمت کے متعلق ہم ایک سے زیادہ مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ وہ محض ایک فریب تھا، مگر بہرحال اس فریب خوردگی کی حالت ہی میں بعض "مصلحت اندیش" یا عافیت کوش طبائع کو اطمینان ہوگیا تھا کہ کم از کم گول میز کانفرنس کے نتائج کا اعلان ہونے تک تو غلام آباد ہند "آرڈیننسوں" "گرفتاریوں" "سزایابیوں" لاٹھیوں اور سنگینوں سے مامون و محفوظ رہے گا۔ لیکن آج ہماری آنکھوں کے سامنے ان تمام موہوم امیدوں کا طلسم ٹوٹ کر رہ گیا ہے۔ وہ آزادی جس کا وعدہ ڈیڑھ سو سال سے کیا جارہا تھا بصورت استبداد عطا ہونے لگی ہے۔ وہ وقت جس کا انتظار تھا آگیا ہے کہ لندن میں بلاکر ہندوستان کو بدنام کرانے اور اس کے مطالبات کو ٹھکرانے کے بعد ہندوستان میں اس جدید حکمت عملی کا دور شروع کردیا گیا ہے جسے "دستور جدید" یا ہوم رول کی قسط ثانی کہا جاتا ہے۔ اور جس کے لئے مصلحتاً اور ضرورتاً حکومت عمال کو فوجی حکومت میں تبدیل کیا گیا تھا۔ ہماری سرد آزادی کی اس قسط سے ہے جو بنگال کو

برہما کی قسمت (ملت)

ہزایکسیلنسی وائسرائے کی جانب سے بصدارت "مارشل لاء" عطا ہوئی ہے۔

برہما کے مسئلہ کو ہندوستان کی گول میز کانفرنس سے الگ کرکے خود ان کی ایک کانفرنس کا انعقاد بھی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس صوبہ کو ہندوستان سے الگ کردیا جائے گا۔ برہما کو خواہ ہندوستان کے ساتھ ملحق رکھا جائے یا علیحدہ کردیا جائے ہمیں اس سے کچھ زیادہ بحث نہیں۔ البتہ اس مسئلہ کا تصفیہ اگر کسی منصفانہ اصول کے مطابق کیا گیا تو وہ یقیناً اہل برہما کے لئے قابل قبول ہوگا اور ہندوستان بھی

کے لئے۔ برہما کی قسمت کا فیصلہ خود برہمیوں کی مرضی کے مطابق ہونا چاہئے جس کے لئے سب سے زیادہ بہتر صورت یہی ہے کہ ان کی سربرآوردہ قومی انجمنوں سے استصواب رائے کیا جائے اور انہی کی خواہش کے مطابق گول میز کانفرنس کوئی تصفیہ کرے۔ لارڈ پیل نے برہما کی گول میز کانفرنس میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تصفیہ حکومت صرف اس نظریہ کے ماتحت کرنا چاہتی ہے کہ وہ سلطنت کا ایک لازمی جزو ہوگا جس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ برہما کے اہم مقاصد کو نقصان پہنچ جائے۔

احکام شب برأت

آتشبازی، چراغاں اور حلواخوری کے متعلق شرعی فیصلہ

(از جناب مولانا مولوی ... صاحب صدر جمعیۃ علماء پنجاب)

سوال (۱) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب برأۃ کہتے ہیں، اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) اور موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں دن کو حلوا پکاتے، رات کو چراغاں اور آتشبازی، ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب حصہ اول: قرآن مجید میں شب برأۃ کا ذکر ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ ... صرف ایک آیت ہے جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب برأۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین "تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے ڈرانے والے تھے" انتہیٰ!

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر، معالم التنزیل، بیضاوی، الجلالین) میں مفسرین کے قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر (جو رمضان میں آتی ہے) ہے اور بعض کی رائے ہے کہ شب برأۃ ہے۔

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ومن قال انھا لیلۃ النصف من شعبان کما روی عن عکرمۃ فقد ابعد النجعۃ فان نص القرآن انھا فی رمضان "اور جو شخص یہ کہے کہ وہ رات شعبان کی پندرھویں ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے ایک نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے"

ابن کثیر اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم "میں فرماتے ہیں۔ لیلۃ مبارکۃ سے مراد ہمیں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۃ مبارکۃ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہرحال تحقیق یہی ہے کہ شب برأۃ کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تفصیل سے موجود ہیں۔

شب برأت کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتیٰ یطلع الفجر (رواہ ابن ماجہ) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں، خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں، خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھٹکارا دوں، خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے"۔

(۲) عن ابی موسی الاشعری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن (رواہ ابن ماجہ) "ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخش دیتا ہے"۔

(۳) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فاذا ھو بالبقیع فقال اکنت تخافین ان یحیف اللہ علیک و رسولہ قلت یا رسول اللہ انی ظننت انک اتیت بعض نسائک فقال ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم بنی کلب رواہ الترمذی وزاد رزین ممن استحق النار وقال الترمذی سمعت محمدا یعنی البخاری یضعف ھذا الحدیث "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ یکایک آپ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے تب آپ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ

عبرت

اک گدا کی زباں پہ ہے قرآن
واہ کیا شانِ کبریائی ہے!
کل فروغِ حیات تھا جو کلام
مُردنی اس پر آج چھائی ہے!!
جرسِ کارواں تھا کل جو سخن
آج آہِ شکستہ پائی ہے!!!
کل جو قرآں تھا افسرِ شاہی
آج وہ کاسۂ گدائی ہے!!!

جوش (ملیح آبادی)
دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ۔ حیدرآباد دکن

خریداران الجمعیۃ کو چاہئے کہ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا پانچ پیسے کے ٹکٹ ضرور ارسال فرمایا کریں۔ (منیجر)

مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی کا وصال

ایک تار کے ذریعہ یہ رنجیدہ اور دردناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی کا کل دو شنبہ کی صبح کو بمقام لکھنؤ میں قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا سلیم پور ہاؤس میں مقیم تھے اور ابھی حال ہی میں مسلم کانفرنس کیلئے صوبجات متحدہ کا دورہ کر کے واپس آئے تھے۔ آپ کے انتقال ... رہنماؤں میں جو جگہ خالی ہوئی ہے وہ کسی طرح پر نہ ہو سکیگی ہم مولانا کے تمام اعزہ اور ان کے اہل و عیال کے غم میں پورے طور پر شریک ہیں۔

بعد کی تفصیلات

لکھنؤ ۱۵ دسمبر۔ مولانا مرحوم ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء کو گیارہ بجے کی ٹرین سے ... ہوتے ہوئے لکھنؤ پہونچے۔ اناؤ میں طلباء کی جانب سے ایک جلسہ تھا۔ مولانا کے چھوٹے صاحبزادے مولوی عبدالواحد صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ چونکہ کل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ تھا اس لئے مولانا براہ راست سلیم پور ہاؤس چلے گئے اور وہاں سے ۱۰ بجے کے بعد حکیم عبدالحبیب صاحب کے ... پہونچے اور ان سے انہوں نے بیان کیا کہ اناؤ میں تقریر کرنے سے میرے سینہ میں بہت درد پیدا ہو گیا ہے حکیم صاحب نے ان کے لئے دوا ...

[illegible]

دہلی سے محاذ جنگ پر تیسرے قافلہ کی روانگی

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

قائدین ملت کی تقریریں اور رضاکاروں کا جلوس

دہلی ۱۹ دسمبر۔ کل بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں احرار اسلام کے تیسرے قافلہ کو محاذ جنگ پر روانہ کرنے کے لئے مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جلسہ کی صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے فرمائی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد یکے بعد دیگرے تین شعراء نے کشمیر کے حالات کی مناسبت سے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ پھر حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے ایک جامع تقریر فرمائی اور بتایا کہ جب تک مجلس احرار خود کوئی اعلان نہ کرے اس وقت تک مسلمانوں کو اخباری بیانات پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ مہاراجہ کشمیر اور وزیر اعظم کشمیر سے جمعیۃ علماء ہند کے ارکان کی جو ملاقات ہوئی تھی اس کی کیفیت عنقریب شائع کر دی جائے گی ...

حافظ مولوی محمد ابراہیم صاحب سکریٹری مجلس احرار اسلام کی ایک مختصر تقریر کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اپنے مخصوص دلنشین اور ساحرانہ انداز میں ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ آپ سب حضرات جہاں رضاکاروں کی ثبات قدمی اور استقامت کے لئے دعا فرمائیں وہاں مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی کی مغفرت کیلئے بھی دعا کریں۔ مولانا مرحوم ایک متبحر عالم ہونے کے علاوہ ایک زبردست اور مخلص کارکن تھے چنانچہ مجمع نے دعا کی اور جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ میں مجلس احرار کیلئے ۹۲ روپے ساڑھے پانچ آنے کا چندہ بھی جمع ہوا۔ جلسہ کے بعد سرفروش مجاہدین کا جلوس نکالا گیا۔ یہ قافلہ ۱۲ رضاکاروں پر مشتمل ہے جس کے قائد مولوی محمد صدیق ... کئے گئے۔ جلوس کے ہمراہ مسلمانوں کا زبردست مجمع تھا جب معمول قاضی حوض۔ فتح پوری۔ بلیماران اور کوچہ قابل عطار کے مسلمانوں نے رضاکاروں کے گلے میں ... کے ہار پہنائے اور دودھ وغیرہ سے تواضع کی۔ پھر یہ قافلہ بعزم کشمیر رہتک کو بذریعہ لاری روانہ ہو گیا۔

جلسہ میں مولوی ابراہیم صاحب نے اعلان کیا کہ قصاب پورہ کے مسلمانوں نے بھی ... روپیہ بطور چندہ مجلس احرار کو ... ہیں۔

مولانا عبدالماجد صاحب مرحوم و مغفور کی تعزیت

جامع مسجد دہلی میں عظیم الشان جلسہ

دہلی ۱۷ دسمبر۔ کل بعد نماز مغرب حضرت مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قادری بدایونی مرحوم و مغفور کے سانحۂ ارتحال پر اظہار رنج و ملال اور تعزیت کیلئے زیر صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد دہلی میں منعقد ہوا۔ جناب صدر، مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند اور مولانا مظہر الدین صاحب نے مرحوم کے محاسن بیان فرمائے اور بتلایا کہ مرحوم کی ذات گرامی مسلمانان ہند کیلئے کیسی نعمت غیر مترقبہ تھی۔ فاضل مقررین نے مرحوم کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آخر میں جناب صدر نے ذیل کی تجویز پیش فرمائی جو بالاتفاق منظور کی گئی۔

"مسلمانان دہلی کا یہ عظیم الشان جلسہ اپنے مخلص مذہبی و سیاسی رہنما حضرت مولانا شاہ عبدالماجد قادری البدایونی علیہ الرحمۃ کے المناک حادثۂ وفات پر ... کا اظہار کرتا ہے اور حالات حاضرہ کے اس نازک ترین مرحلہ پر حضرت مولانا مرحوم کی وفات کو ایک ناقابل تلافی قومی نقصان سمجھتا ہے۔ مسلمانان دہلی کے اس جلسہ عام کے خیال میں حضرت مولانا شاہ عبدالماجد قادری کی زندگی نہایت مبارک اور قابل مثال تھی جس کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی خدمت گذاری کے لئے وقف تھا اور یہ جلسہ حضرت مولانا مرحوم کی تمام شاندار قومی خدمات کا تہ دل سے اعتراف کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم آپ کی روح اطہر کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے مسلمانوں کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور آپ کے تمام متعلقین و متوسلین کو توفیق صبر دے۔"

یہ جلسہ مرحوم کے بھائی مولانا عبدالحامد اور آپ کے دونوں صاحبزادگان مولانا ابوالماجد و مولانا عبدالواحد و دیگر اعزا کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

اجمیر میں مجلس احرار اسلام کا قیام

مولانا معین الدین صاحب جتھہ لیکر روانہ ہونے والے ہیں

اجمیر ۱۲ دسمبر آج دو بجے شاہجہانی مسجد درگاہ معلی میں یوم کشمیر کا عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری منعقد ہوا جلسہ میں مسلمانان کشمیر کے حقوق کی حمایت میں جوشیلی تقریریں ہوئیں اور حسب ذیل تجویزیں منظور کی گئیں۔

(۱) اجمیر شریف کی اسلامی مرکزیت اور اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ آج تک اسلامی تحریکات میں اجمیر کے مسلمان ہمیشہ بیش از بیش حصہ لیتے رہے ہیں۔ اجمیر کے مسلمانوں کا یہ جلسہ عام تجویز کرتا ہے کہ یہاں سے بھی کشمیر کی جانب جتھے بھیجنے کی کارروائی شروع کر دی جائے۔

(۲) کشمیر کی جانب جتھوں کی روانگی وغیرہ کے انتظامات و نیز مجلس احرار الاسلام پنجاب کو تقویت پہونچانے کے سلسلے میں یہ جلسہ ضروری قرار دیتا ہے کہ اجمیر شریف میں بھی بہت جلد احرار اسلام کا قیام عمل میں لایا جاوے۔

تجویزیں بہت زور شور کے ساتھ اللہ اکبر کے نعروں میں منظور کی گئیں۔ اس کے بعد مجلس احرار الاسلام اجمیر کیلئے ارکین کا انتخاب عمل میں آیا۔ پریسیڈنٹ جناب مولانا معین الدین صاحب کو منتخب کیا گیا۔

مولانا نے تقریر میں اعلان کیا کہ میں ۲۰ دسمبر کو اتوار کے دن جتھا لیکر اجمیر سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اور ۲۱ دسمبر کی صبح کو دہلی پہونچوں گا۔ جلسہ میں چندہ کی کوئی تحریک نہیں کی گئی تھی پھر بھی ایکسو روپے کے قریب اسی وقت رقم جمع ہو گئی۔ اس چندہ میں پچاس روپے رضاکاران ملت (والنٹیر کور) نے پیش کئے۔ کور نے یہ رقم شہر میں سے پہلے سے اس مقصد کیلئے جمع کر رکھی تھی۔

محمد بشیر ... سکریٹری مجلس احرار الاسلام
اجمیر شریف

حضرت مولانا معین الدین صاحب کی قیادت میں اجمیری قافلہ کا ورود

دہلی اسٹیشن پر سرفروشان اسلام کا عظیم الشان استقبال

اجمیر کے تین سو رضاکار باقساط لاہور کیلئے دہلی پہونچیں گے

دہلی ۲۲ دسمبر۔ پہلے یہ خبر دی جا چکی ہے کہ اجمیر سے ایک دستہ حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری کی قیادت میں دہلی آنے والا ہے جو کشمیر کے محاذ جنگ پر روانہ ہوگا۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر کی شب کو اجمیر سے ایک تار موصول ہوا کہ حضرت علامہ معین الدین صاحب رضاکاروں کے ہمراہ کل صبح دس بجے دہلی پہونچیں گے۔ یہ اطلاع مجلس احرار اسلام دہلی کے ارکین کو دی گئی چونکہ وقت کم تھا اس لئے پوسٹر کے ذریعہ تمام شہر میں منادی کرا دی گئی۔ مسلمانان دہلی اپنے مذہبی پیشوا مولانا معین الدین اور آپ کے سرفروش مجاہدین کے استقبال کے لئے جوق در جوق اسٹیشن پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی دس بارہ ہزار مسلمان اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ گاڑی کے آتے ہی تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے اجمیری قافلہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور تمام مہمانان عزیز کے گلوں میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسٹیشن سے باہر بھی مسلمانوں نے قافلہ کا گرمجوشی سے استقبال کیا قافلہ کمپنی باغ سے نکل کر کوچہ قابل عطار پر آ کر ٹھیرا۔ اس محلہ کے مخیر مسلمانوں نے تمام مہمانوں کی چاء۔ پان اور دیگر اشیاء سے تواضع کی اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

یہ قافلہ ۱۵ رضاکاروں پر مشتمل ہے جس کے قائد حضرت علامہ معین الدین صاحب اجمیری ہیں۔ مولانا موصوف نے نمایندہ الجمعیۃ سے فرمایا کہ اجمیر میں تین سو رضاکار محاذ جنگ پر جانے کے لئے تیار ہیں مگر مناسب یہی سمجھا گیا کہ متعدد اقساط میں ان سرفروشوں کو روانہ کیا جائے چنانچہ اس قافلہ کے بعد بہت جلد دوسرے قافلوں کی آمد کی توقع ہے۔

آج تین بجے بعد نماز ظہر اس قافلہ کا عظیم الشان جلوس نکالا جائیگا جو دہلی کے مختلف مقامات سے گشت کرتا ہوا دفتر مجلس احرار پر ختم ہوگا۔ اور کل صبح کو ۹ بجے کی گاڑی سے براستہ سہارنپور لاہور روانہ ہو جائیگا۔

(نامہ نگار)

مسلمانان مراد آباد کا عظیم الشان جلسہ

بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان مراد آباد کا عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں حسب ذیل تجویز منظور ہوئی۔ مسلمانان مراد آباد کا یہ عام اجلاس حکومت کی اس پالیسی پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے جو اس نے مسلمانوں کے واحد ترجمان ... کے ساتھ روا رکھی ہے جس کے ماتحت تقریباً دس یوم کے عرصہ میں متعدد پرچے ضبط کئے جا چکے ہیں اور حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ اس کا یہ طرز عمل احساس پر شدید ضرب ہے جو حکومت کے غم و غصہ میں اخبار مذکور سے ہمدردی میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔

حضرت شیخ الہند اور اخبار الجمعیۃ

[illegible]

جواب حصہ دوم

[illegible]

احادیث کے مطالب

[illegible]

شب برات کے متعلق فقہاء احناف کے خیالات

[illegible]

۲۲ دسمبر ۱۹۳۱ء

حضرت مولانا معین الدین صاحب کی قیادت میں اجمیری قافلہ کا ورود

دہلی اسٹیشن پر سرفروشان اسلام کا عظیم الشان استقبال

اجمیر کے تین سو رضاکار باقساط لاہور کیلئے دہلی پہونچیں گے

دہلی ۲۰ دسمبر۔ پہلے یہ خبر دی جاچکی ہے کہ اجمیر سے ایک دستہ حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری کی قیادت میں دہلی آنے والا ہے جو کشمیر کے محاذ جنگ پر روانہ ہوگا۔ چنانچہ ۱۸ دسمبر کی شب کو اجمیر سے ایک تار موصول ہوا کہ حضرت علامہ معین الدین صاحب رضاکاروں کے ہمراہ کل صبح ۹ بجے دہلی پہونچیں گے۔ یہ اطلاع مجلس احرار اسلام دہلی کے اراکین کو دی گئی چونکہ وقت کم تھا اس لئے پوسٹر کے ذریعہ تمام شہر میں منادی کرادی گئی مسلمانان دہلی اپنے مذہبی پیشوا مولانا معین الدین اور آپ کے سرفروش مجاہدین کے استقبال کے لئے جوق در جوق اسٹیشن پر وارد ہونے شروع ہوگئے۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی دس بارہ ہزار مسلمان اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ گاڑی کے آتے ہی تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر کے حیات پرور نعروں سے اجمیری قافلہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور تمام مہمانان عزیز کے گلوں میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسٹیشن سے باہر بھی مسلمانوں نے قافلہ کا گرمجوشی سے استقبال کیا قافلہ کمپنی باغ سے نکل کر کوچہ قابل عطار پر آکر ٹھیرا۔ اس محلہ کے مخیر مسلمانوں نے تمام مہمانوں کی چاء، پان اور دیگر اشیاء سے تواضع کی اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

یہ قافلہ ۵۱ رضاکاروں پر مشتمل ہے جس کے قائد حضرت علامہ معین الدین صاحب اجمیری ہیں۔ مولانا موصوف نے نمائندہ الجمعیۃ سے فرمایا کہ اجمیر میں تین سو رضاکار محاذ جنگ پر جانے کے لئے تیار ہیں مگر مناسب یہی سمجھا گیا کہ متعدد اقساط میں ان سرفروشوں کو روانہ کیا جائے چنانچہ اس قافلہ کے بعد بہت جلد دوسرے قافلوں کی آمد کی توقع ہے۔

آج تین بجے بعد نماز ظہر اس قافلہ کا عظیم الشان جلوس نکالا جائیگا جو دہلی کے صدر مقامات سے گشت کرتا ہوا دفتر مجلس احرار پر ختم ہوگا۔ اور کل صبح کو ۹ بجے کی گاڑی سے براستہ سہارنپور لاہور روانہ ہو جائیگا۔ (نامہ نگار)

آج سول نافرمانی کا ۵۰ واں دن ہے

آج تک شمع حریت کے

۲۲۶۲۰

پروانے جیلوں میں جا چکے ہیں

شہدا کی میزان

۱۰

ہے

۱۳۵۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۲ء | نمبر ۱

اُم الخبائث اور مولانا شوکت علی

مصری اخبارات کے عجیب و غریب بیانات

(منقول از ہمدم)

دہلی کی تصریحات، مصری وفد پارٹی کے آرگن البلاغ کی ۳۰ نومبر کی اشاعت میں شائع ہوئی تھیں ... شراب کے بارے میں ہے۔ ہمیں کسی طرح یقین نہیں آتا کہ مولانا شوکت علی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہوں گے ... ام الخبائث سے سخت نفرت رکھتے ہیں ... اس تصریح کی حقیقت کیا ہے ... آجائے گا ... ہر حال البلاغ کی شائع کردہ تصریحات کا لفظی ترجمہ درج ذیل ہے:۔

مصر کے ہندوستانیوں کی ناراضی

مصر میں اقامت رکھنے والے ہندوستانیوں نے مولانا شوکت علی کے پاس اپنا سخت احتجاج بھیجا ہے کیونکہ انہوں نے دہلی مولانا نے گاندھی جی کی نسبت مصری اخباروں سے گفتگو کرتے ہوئے برے الفاظ استعمال کئے تھے ... ہندوستانیوں نے مل کر احتجاج بھیجا ... اور کل جو بجے شام کی ریل سے ان کے حضرت بیت المقدس کے موقعہ پر ان کی شناخت کرنے سے بھی انکار کردیا تھا چنانچہ وہ اپنے لڑکے ظاہر علی کے ساتھ تن تنہا روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر مصری انجمن نوجوانان اسلام کے چند ممبروں کے سوا ان کی مشایعت کے لئے کوئی موجود نہ تھا۔

بیت المقدس کی یونیورسٹی

"اسی مناسبت سے ہم مقامی اخبار "اجیشین گزٹ" سے مولانا شوکت علی کی ذیل تصریح نقل کرتے ہیں جو انہوں نے بیت المقدس کی مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کی نسبت اس اخبار کو دی ہے۔ یہ اخبار دعوی کرتا ہے کہ مولانا نے کہا "میں اس بات پر زور دوں گا کہ بیت المقدس کی یونیورسٹی میں تعلیم صرف تین زبانوں میں دی جائے عربی، ترکی، فارسی علم ہندسہ اور طب وغیرہ کی بھی تعلیم ہو۔ لیکن آرٹ یعنی فنون (معلوم نہیں لفظ فنون سے مولانا کا مقصود کیا ہے؟ ہمدم) کو کوئی گنجائش نہیں ملنی چاہئے کیونکہ ہم فنون نہیں چاہتے؟"

بیت المقدس میں شراب خانے کیوں ہیں؟

اور جب "اجیشین گزٹ" کے نمائندے نے کہا "آپ مسلمانوں کو مغربی قوموں کے دوش بدوش کیونکر کھڑا کرسکتے ہیں جب کہ انہیں مغربی زبانوں کی خبر نہ ہو؟" تو مولانا نے جواب دیا "مشرقی زبانیں حاصل کر چکنے کے بعد طالب علموں کو اجازت دی جائے گی کہ کوئی مغربی زبان بھی سیکھ لیں؟"

پھر مولانا نے کہا "میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیت المقدس تمام مسلمانوں کی نظروں میں مقدس شہر ہے اور اسے ہمیشہ مقدس ہی رہنا چاہئے۔ پھر کیوں اس مقدس شہر میں اس وقت شراب خانے اور بائسکوپ موجود ہیں؟"

شراب اور بائسکوپ

"اجیشین گزٹ" کے نمائندے نے سوال کیا "کیا آپ بائسکوپ اور شراب کے مخالف ہیں؟" مولانا نے فوراً جواب دیا "نہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو گناہ میں گر چکا ہے۔ میں سینما دیکھنے جایا کرتا ہوں اور شراب پینا پسند کرتا ہوں (یا پسند کرتا ہوں کہ شراب پیوں۔ عربی عبارت یوں ہے "احب ان اشرب الخمر" ہمدم) اور یہ بات تو ہو ہی کیونکر نہ ہو؟ تم سن چکے ہو کہ میں ابھی فوراً تھیٹر جانے والا ہوں۔ لیکن یہ چیزیں میں فلسطین میں موجود دیکھنا پسند نہیں کرتا!"

انگریز زیادہ ہمدرد ہیں

"البلاغ" لکھتا ہے مولانا شوکت علی نے اخبار ... کو حسب ذیل بیان دیا ہے:۔

"جو کچھ میں کہتا ہوں اسے صاف صاف شائع کردینا کہ انگریزی ... کے ساتھ سمجھوتہ تانگلیو ہوچکا ہے انگریز گاندھی اور اس کے چیلوں سے کہیں زیادہ عاقل ہیں۔ انگریز سیاسی زندگی کو سمجھتے اور ہر ایک معاملے کو زیادہ ہمدردی سے ... ہندوستان کے حقوق کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں!

گاندھی ہمیں نکال دینا چاہتا ہے!

"سب لوگوں سے ... گاندھی جی ایک ایسا شخص ہے جو ... کے نام پر اپنا اقتدار جمانا چاہتا ہے۔ میں علی الاعلان ... کہتا ہوں اور صاف ظاہر کردینا چاہتا ہوں کہ گاندھی ہم مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینا چاہتا ہے۔ ہم نے ہندوستان پر ... صدیوں پہلے حکومت کی ہے!"

گاندھی لیڈر نہیں ہے

"تم لوگ گاندھی کی نسبت مشہور کرتے ہو کہ وہ لیڈر ہے اور ہندوستان کی سیاسی تحریک کا سب سے بڑا رہنما ہے گاندھی حقیقی سیاسی رہنما نہیں ہے بلکہ وہ اس کے بالکل برعکس ہے! (؟) وہ ہندوستان سے انگریزوں کو بعد میں نکالنا چاہتا ہے مگر مسلمانوں کو پہلے ہی سے نکال دینا چاہتا ہے!"

انگریز زندہ باد!

"میرا یقین و اعتقاد ہے کہ گول میز کانفرنس کی ناکامی ہندوستان میں انگریزوں کو اور بھی زیادہ طاقتور کردے گی ... کی حکومت بے حد مضبوط ہو جائے گی، اور وہ اقلیتوں کے طرفدار بن جائیں گے۔ کیونکہ ان اقلیتوں نے انگریزوں کے مقابلے میں گاندھی کا ساتھ نہیں دیا اور اس کی شرطیں نامنظور کردیں۔ میرا اعتقاد ہے کہ انگریز اقلیتوں کے مطالبے منظور کرلیں گے!"

مولانا شوکت علی صاحب کی تردید

نمائندۂ اجیشین گزٹ کا اصرار

پرسوں کی اشاعت میں مولانا شوکت علی صاحب کی جو تصریحات مصری اخبارات سے نقل کی گئی ہیں۔ ان میں ایک عجیب تصریح یہ بھی تھی کہ مولانا نے "اجیشین گزٹ" سے فرمایا "میں شراب پینا پسند کرتا ہوں" ہم نے اپنی صحافتی دیانت سے مجبور ہوکر یہ تصریح تو شائع کردی تھی مگر اس کی صحت پر اپنا شبہ بھی ظاہر کردیا تھا ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ ایڈیٹر "البلاغ" کو ہم نے تار دیا ہے اور اس تصریح کی حقیقت دریافت کی ہے ہم قارئین کو مسرت کے ساتھ آگاہ کرتے ہیں کہ مصر سے جواب بذریعہ تار موصول ہوگیا ہے جو عربی میں ہے اور حسب ذیل ہے:۔

"شوکت علی قد کذب الفاظ بیت الخمر" (یعنی بیت المقدس سے مولانا شوکت علی نے "اجیشین گزٹ" کی اس تہمت کی تردید کردی ہے جس کا تعلق شراب سے ہے)۔

اس تار کے موصول ہونے کے بعد آج (بعد) "البلاغ" کے دو پرچوں کا ایک اور پیکٹ ڈاک سے پہنچا اس میں ۵ دسمبر کے پرچے میں خود "البلاغ" نے بھی اس تصریح کے بارے میں حسب ذیل الفاظ لکھے ہیں:۔

"کل کی اشاعت میں قارئین مولانا شوکت علی کی وہ تصریحات دیکھ چکے ہیں جو "اجیشین گزٹ" نے شائع کی ہیں ان میں ایک جملہ یہ بھی ہے کہ "میں گناہ میں گر چکا ہوں اور شراب پینا پسند کرتا ہوں" آج ہم اس سلسلے میں اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ ہمارے نمائندے نے کل شام کو اجیشین گزٹ کے نامہ نگار مسٹر ہورے سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ کیا واقعی مولانا شوکت علی نے یہ الفاظ کہے تھے؟ مسٹر ہورے نے بڑی تاکید سے کہا کہ "ہاں کہے تھے" لیکن موتمر اسلامی میں ہمارے نمائندے نے آج ہی بتدلیہ تار اطلاع کیا ہے کہ "اجیشین گزٹ" نے غلطی کی ہے اور مولانا شوکت علی نے یہ لفظ نہیں کہے، لہذا ہمیں اس کی تردید کر دینا چاہیئے"

(ہمدم)

صوبہ سرحد میں خدائی خدمتگاروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا!

۱۶ سرخ پوش شہید اور ۲۹ زخمی ہوئے

سرحد کے واقعات پر گاندھی جی اور سر ذوالفقار علی خاں کا بیان

چار پانچ روز کے اندر اندر ہندوستان میں جو واقعات رونما ہوئے ان کا ملخص ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں گورنر جنرل نے تین آرڈی نینس جاری کئے۔ فخر سرحد خان عبدالغفار خاں اور آپ کے رفقاء کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا۔ یو۔پی میں آرڈی نینس کے ماتحت پنڈت جواہر لال نہرو تصدق احمد خاں شروانی اور دیگر لیڈر بمبئی جاتے ہوئے الہ آباد کے قریب گرفتار کرلئے گئے۔ صوبہ سرحد میں ایکسو میں تین مقامات پر خدائی خدمتگاروں پر گولیاں چلائی گئیں جس کے نتیجہ میں سولہ سرخ پوش شہید اور تیس مجروح ہوئے۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات کے فوری نفاذ کے متعلق چیف کمشنر نے ایک دربار منعقد کر کے اعلان کیا اور لوگوں سے تعاون کی اپیل کی۔ اتمانزئی کے کانگریسی کارکنوں کو خارج البلد کر دیا گیا۔ آرڈی نینس کے ماتحت صوبہ سرحد میں سرخ پوشی جرم قرار دیدی گئی اور سرخ پوشوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ سرحدی آرڈی نینسوں کی سر ذوالفقار علی خاں نے سخت مذمت کی۔ لاہور میں ہندوؤں نے شرارت کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ایک بچہ کو بے دردی سے شہید کر ڈالا۔ اب تک دو مسلمان شہید ہو چکے ہیں لاہور میں کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ سلسلہ کے لئے صفحات دوسرے بھی ملاحظہ ہوں۔

۲۶ دسمبر ضلع کوہاٹ میں فوج اور پولیس نے تین مقامات پر خدائی خدمتگاروں پر گولیاں چلا دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سولہ سرخ پوش شہید ہو گئے اور تیس کے قریب مجروح ہوئے۔ ۲۰ تاریخ کے واقعات کے سلسلہ میں ذیل کا سرکاری بیان شائع ہوا ہے ۲۶ ماہ حال کو سرکاری حکام کو اطلاع موصول ہوئی کہ سرخ پوش کرباٹ چھاؤنی میں مشرقی اور مغربی جانب سے جمع ہو رہے ہیں چنانچہ مجسٹریٹوں نے موقعہ پر پہنچ کر ان کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا لیکن وہ منتشر نہ ہوئے اور کوہاٹ کی جانب بڑھتے ہی چلے گئے۔ اس کے بعد سرخ پوشوں کی دو پارٹیاں جمع ہوئیں جو علی الترتیب تین سو اور ایکسو افراد پر مشتمل تھیں۔ حکام نے ان کو چھاؤنی کے احاطہ میں روک دیا اور بمشکل تمام ان کو منتشر کیا۔ پولیس نے یہاں گولی نہیں چلائی۔ البتہ ان کے لیڈروں کو فوراً گرفتار کر لیا۔ اسی وقت کوہاٹ سے دو میل کے فاصلہ پر خوشحال گڑھ روڈ پر سرخ پوشوں کی ایک دوسری پارٹی جمع ہو گئی۔ جو تعداد میں دیگر پارٹیوں سے کہیں زیادہ تھی پولیس نے دو گھنٹہ تک اسکو وہیں روکے رکھا۔ پولیس حکام اور مجسٹریٹوں نے پارٹی کے لیڈروں کو بہت کچھ سمجھایا کہ وہ منتشر ہو جائیں لیکن وہ نہ مانے اس کے بعد اس پارٹی میں اور اضافہ ہونے لگا۔ گرد و نواح سے لوگ اس میں شامل ہونے شروع ہو گئے جن کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی۔ مجمع نہایت مشتعل تھا۔ ڈپٹی کمشنر نے لیڈروں سے منتشر ہونے کی اپیل کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور وہ لوگ وہیں ڈٹے رہے۔ جس وقت ان کے لیڈروں کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے مزاحمت کی اور پولیس اور فوجی افسروں پر سنگ باری شروع کر دی جس کے باعث سپرنٹنڈنٹ پولیس کا چہرہ زخمی ہو گیا اور دیگر متعدد اشخاص بھی زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فوجی دستوں کو دھکے دینے شروع کر دئے جس پر فوج نے گولی چلائی گولی چلانے کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور فوج نے گولی چلانی بند کر دی۔ اس حادثہ میں ان کے دس آدمی ہلاک (شہید) اور بیس زخمی ہوئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی قوم میں ایک دفعہ بیداری پیدا ہو جائے تو اس کو تشدد سے نہیں دبایا جا سکتا۔

بدقسمتی سے صوبہ سرحد، جنگ کے اس بار کو برداشت کرنے میں اول نمبر پر ہے ممکن ہے کہ ہزاروں سرحدی باشندے گولیوں کا نشانہ بنائے جائیں۔

ہندوستان کے مسلمان اور سرحد کا خون

ہندوستان کے مسلمان جو اس وقت تک برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں الگ رہے ہیں اہل سرحد کا خون بہنے سے ان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ جائے گی اور وہ زیادہ تعداد میں کانگریس میں شریک ہو جائیں گے۔ میرے خیال میں حکومت کو صوبہ سرحد میں اصلاحات جاری کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک انتظار کرنا چاہئے تھا کسی تحریک پر قابو پانے کے لئے موجودہ قوانین ہی کافی ہیں۔ صوبہ سرحد میں جو قوانین ہیں ان کی نظیر تمام دنیا میں نہیں ملتی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بدقسمتوں کا گلا گھونٹنے کیلئے نئے آرڈی نینس جاری کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

بمبئی میں گاندھی جی کا ورود۔ مجمع عام میں تقریر

میں دس لاکھ جانیں قربان کر دونگا

حکومت تمام نسل کو بزدل نہیں بنا سکتی

بمبئی ۲۸ دسمبر۔ آج گاندھی جی یورپ کے سفر سے بمبئی واپس آ گئے جس وقت جہاز لنگر انداز ہوا تو آپ کی اہلیہ کستوری بائی تختہ جہاز پر پہنچیں گاندھی جی ان سے بغلگیر ہوئے۔ گاندھی جی نے سردار ولبھ بھائی پٹیل اور مجلس عاملہ کے دیگر ارکان کی معیت میں آپ کو پھول کے ہار پہنائے گئے۔ ساحل پر متعدد انجمنوں کی طرف سے آپ کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ اچھوتوں کی جانب سے مخالفانہ مظاہرہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

[illegible]

کرنے کی دعوت دینے سے گریز نہیں کروں گا میں دس لاکھ جانیں قربان کرنے میں بھی تامل نہیں کرونگا۔ کانگریس ہی وہ سیاسی جماعت ہے جس کے ساتھ حکومت فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی۔ میرا پختہ یقین ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل کو حل کرنے کے لئے تمام فرقے کانگریس ہی کی پناہ ڈھونڈیں گے۔

[illegible]

دیدی گئی۔ پشاور کے قریب پولیس اور خدائی خدمتگاروں میں جھگڑا ہو گیا اور پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا اور منتشر کر دیا۔

ڈاک اور تاروں پر سنسر

ڈاک اور تاروں پر سنسر بٹھا دیا گیا ہے۔ اور سرخ پوشوں کی گرفتاریاں بڑے پیمانہ پر عمل میں آ رہی ہیں۔

لاہور میں مسلمانوں کے خلاف ہندو سورماؤں کے جنگی مظاہرے

دو مسلمان شہید کر دئے گئے شہر میں کرفیو آرڈر اور ۱۴۴ کا نفاذ

میرٹھ، سہارنپور اور اجمیر کے قافلوں کی گرفتاری اور سزایابی

لاہور ۲۸ دسمبر کل پرانی انارکلی میں ایک بے گناہ لڑکا نور محمد ہندوؤں کے خنجر جفا کا نشانہ بنکر شہید ہو گیا۔ آج حکام نے شہید کے ورثاء کی رضا حاصل کر کے اس کی نعش گھوڑے شاہ کے قبرستان میں پہنچا دی۔ ڈپٹی کمشنر نے اس امر کے متعلق ایک اعلان کرا دیا کہ میاں نور محمد زخموں کی وجہ سے میو ہسپتال میں انتقال کر گیا ہے اور اس کی نعش اس کے ورثاء کی مرضی کے مطابق گھوڑے شاہ کے قبرستان میں پہنچا دی گئی ہے جہاں نماز جنازہ ٹھیک نو بجے ہوگی۔ اس اطلاع کے ملتے ہی مسلمان جوق در جوق قبرستان میں پہنچنے شروع ہو گئے ... تھوڑی ہی دیر میں ۲۵ ہزار مسلمانوں کا اجتماع ہو گیا۔ مجسٹریٹ نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا تھا جس کی ... اشاعت بھی کر دی گئی۔ مسلمانوں نے اس حکم کو اپنے مذہبی مراسم میں بیجا مداخلت تصور کیا کیونکہ نماز جنازہ ادا کرنا مسلمانوں کا مذہبی حق ہے اس لئے اس میں کوئی دفعہ یا کوئی حکم حائل نہیں ہو سکتا ... گھوڑے شاہ کی طرف جانے لگے ...

[illegible]

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

[illegible]

گرفتاریاں اور سزائیں

[illegible]

دوسرے مسلمان کی شہادت اور کرفیو آرڈر کا نفاذ

معلوم ہوا ہے کہ ایک اور مسلمان کسی ہندو کے چاقو کا شکار ہو کر شہید ہو گیا۔ یہ واقعہ گمٹی بازار کا بتلایا جاتا ہے۔ ایک محلہ میں ایک مسلمان کو گھائل کر دیا گیا جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ کل شام کے چھ بجے حکومت کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ ۳۰ دسمبر تک تمام شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے جس کی رو سے شام کے آٹھ بجے سے صبح سات بجے تک کوئی شخص گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ایک دوسری خبر مظہر ہے کہ اس فساد میں دو ہندو بھی ہلاک ہوئے ہیں۔

سرحد میں مجسٹریٹوں کو خاص اختیارات

نئے مجسٹریٹوں کا تقرر

پشاور ۲۸ دسمبر۔ سرکاری گزٹ میں اعلان شائع ہوا ہے کہ چیف کمشنر نے آرڈی نینس ۱۳ کی دفعہ ۱۴ کے ماتحت تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور تمام درجہ اول کے مجسٹریٹوں کو اپنے اپنے اضلاع میں عارضی سماعت کے اختیارات دیدئے ہیں جو ملزمان آرڈی نینس ۱۳ کی دفعہ ۳ (الف) کے ماتحت گرفتار ہوں گے ان کو براہ راست ہری پور سنٹرل جیل میں بھیج دیا جائیگا چودہ اشخاص کو تین ماہ کیلئے آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیا گیا ہے۔

رضاکار سرخ قمیص پہن کر نکلے اور انہوں نے شہر میں گشت لگایا جن کو فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد کل ہفتہ کے دن بھی پندرہ رضاکاروں کا جتھا نکلا اور وہ بھی اسی طرح گرفتار کر لیا گیا۔

پولیس نے مقامی جرگوں اور کانگریس کے دفتروں کی تلاشی بھی لی ہے۔ چنانچہ تحصیل اور ... میں جو پشاور سے نوشہرہ جانے والی سڑک پر واقع ہے تلاشی کے وقت پولیس کے رائفلیں بھی پائیں ان مقامات پر سرخ قمیص والوں میں بڑا جوش تھا اور وہ پولیس اور ان کے افسروں پر آوازے کس رہے تھے۔ چنانچہ جنرل افسر کمانڈنگ جس وقت اس سڑک سے اپنی موٹر پر گزر رہے تھے تو ان کی سخت توہین کی گئی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تلاشی کے علاوہ شہر پشاور میں سرخ قمیص والوں کے دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا ہے اس کے علاوہ اتمانزئی اور دیگر مقامات پر اہم مراکز پر بھی سرکار کا قبضہ ہو گیا ہے۔

جمعہ کا دن پشاور میں امن و سکون سے گزر گیا لیکن ہفتہ کے دن البتہ فوج کو شہر میں گشت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ صبح سویرے ہی سے گشت بھی شروع ہو گیا اور اہم ناکوں، چوراہوں پر فوج متعین بھی کر دی گئی۔

طرابلس کے سنوسی مجاہدین کا جہاد

ایک معرکہ میں دو سو مجاہدین کی شہادت

لندن ۲۹ دسمبر۔ بلغازی میں صورت حالات پر سکون ہو چلی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ سنوسیوں کی بغاوت اب ختم ہو گئی ہے۔ عمر المختار کی شکست کے بعد ایک سو سنوسی مصری سرحد میں چلے گئے۔ مصری حکام نے ... تقریباً سو سنوسیوں نے ... کے آگے ہتھیار رکھ دئے اور تقریباً دو سو سنوسی حال ہی کے ایک معرکہ میں شہید ہوئے ہیں اب اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اطالوی پولیس نے سنوسیوں کی ایک جماعت کو شدید نقصان پہنچایا ... مصری سرحد میں داخل ہونے کی کوشش کر رہی تھی سنوسیوں کا ... شہید ہو گیا۔ اور ایک شخص نے اطاعت قبول کر لی۔ صرف ایک سنوسی بچ نکلا۔

آج سول نافرمانی کا ۵۹ واں دن ہے

اس وقت تک شمع حریت کے

۲۳۸۴۷

پروانے کشمیر کے سلسلہ میں جیلوں میں جا چکے ہیں

شہداء کی کل تعداد

۱۴ ہے

لاہور کا فساد ہندوؤں کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ ہے

نور محمد کے قتل کے ذمہ دار ہندو ہیں

"ویر بھارت" کے نمائندہ کا اعلان حق

آریہ سوراج سبھا لاہور کے زیر اہتمام ریاستی کانفرنس کا جو جلوس نکالا گیا اس میں سب سے زیادہ افسوسناک رویہ ان غیر ذمہ دار ہندو نوجوانوں کا تھا جو مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز نعرے لگا رہے تھے اور اپنے آپکو جلوس کے حلقے میں محفوظ سمجھتے ہوئے ایک ایسی فضا پیدا کر رہے تھے جس سے نہایت ناخوشگوار نتائج پیدا ہونے کا امکان تھا۔ احراری جلوس کی مذمت کی سب سے زیادہ زبردست وجہ یہی ہے کہ ان جلوسوں میں بہت سے غیر ذمہ دار اشخاص ایسے نعرے لگاتے ہیں جن سے ہندو مسلم فساد ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص جس کے دل میں ذرا بھی ہمدردی ہے یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مسلم غنڈہ پن کے مقابلے میں ... ہندو غنڈہ پن کو تقویت دی جائے۔ ریاستی کانفرنس کے جلوس میں جو نعرے لگائے گئے تھے ان میں ذیل کے نعرے خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ ایک ٹیٹوال کو تباہ کرو۔ سید اللہ کو تباہ کرو۔ سارجن کی طرح دشمن کے کلیجے میں تیر مارو۔ بندہ بیراگی کی طرح دشمن سے انتقام لو وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس قسم کے نعرے مسلمان لگائیں تو اس قدر شکایت نہیں کی جا سکتی مسلمانوں میں جاہلوں کی اکثریت ہے لیکن ہندو تو اپنے آپ کو تعلیم و تربیت میں پیش پیش سمجھتے ہیں۔ جلوس میں سب سے زیادہ افسوسناک واقعہ اس وقت رونما ہوا جبکہ ایک شوریدہ سر ہندو نے ایک مسلمان معصوم لڑکے پر حملہ کر دیا۔ لڑکا ہسپتال بھیج دیا گیا۔ زخم گہرا آیا تھا لیکن حالت خطرہ سے بیان کی جاتی ہے۔ قصہ مختصر جلوس کا رویہ بے حد قابل مذمت ہے اور تمام لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی تحریک کو دبا دیں جن سے فرقہ وارانہ آگ کے مشتعل ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ویر بھارت)

سرحد کے تمام جرگوں کو ناجائز قرار دیدیا گیا

چار سو آدمی گرفتار۔ پشاور میں فوج کا پہرہ

سرخ قمیص والوں کی زبردست گرفتاریاں

لاہور ۲۸ دسمبر۔ صوبہ سرحد میں سرخ قمیص والوں کا جو نظام تھا اسے حکومت نے (سرکاری حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ) تقریباً پاش پاش کر دیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ خان عبدالغفار خاں کی گرفتاری کا خصوصیت سے اثر پڑیگا۔ پھر اس کے علاوہ اور بھی سینکڑوں گرفتاریاں ہو رہی ہیں اور جرگوں کو ناجائز قرار دے کر ان کی جدوجہد کو مسدود کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ اس وقت تک گرفتاریوں کی جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف اضلاع سے کل ۳۷۰ سرخ قمیص والے گرفتار کئے جا چکے ہیں جن میں ...

[illegible]

سرحد کے ظالمانہ قوانین کی موجودگی میں آرڈی نینسوں کی کیا ضرورت تھی

سرحدی مسلمانوں کا خون ہندوستان کے مسلمانوں کو مشتعل کر دیگا

جدید آرڈی نینسوں کے متعلق سر ذوالفقار علی خاں کا بیان

دہلی ۲۸ دسمبر۔ سرحدی آرڈی نینسوں کے متعلق سر ذوالفقار علی خاں نے اخبارات کے نام ذیل کا بیان دیا ہے۔ حکومت ہند نے سرحد میں جو تین آرڈی نینس جاری کئے ہیں اور جن کی رو سے چیف کمشنر صوبہ سرحد کو زبردست اختیارات دیدئے گئے ہیں میں ان کو پڑھا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ہرگز پس و پیش نہیں ہے کہ ان کا دائرہ لامحدود ہے اور ان کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کانگریس کی سرگرمیوں کو سختی سے کچلا جائے۔ حکومت سختی کی پالیسی کی طوفانی لہر پر سوار ہے اور اس نے گاندھی جی کے ...

[illegible]

صوبہ سرحد کیلئے تین آرڈیننس۔ گرفتاری کیلئے وسیع قوانین

خان عبدالغفار خان اور آپ کے رفقار کی گرفتاری

خان صاحب گرفتار کرکے انڈمان بھیج دیے گئے؟

گرفتاری پر چیف کمشنر صوبہ سرحد کا بیان

نئی دہلی ۲۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ خان عبدالغفار خاں ان کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب اور مسٹر سعد اللہ خاں اور قاضی عطا اللہ خاں وکیل مردان کو ریگولیشن ۱۸۱۸ء کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سب حضرات آج یہاں ایک بند اسپیشل میں دہلی کی طرف سے گئے۔ اسٹیشن پر کسی کو اطلاع نہ تھی البتہ پولیس کا کچھ انتظام کر دیا گیا تھا۔ قطعی طور پر یہ نہیں معلوم کہ انہیں کہاں لے گئے ہیں اور ان پر کوئی مقدمہ بھی چلایا جائے گا یا نہیں تاہم اندازہ کیا جاتا ہے کہ ان کی اسپیشل کلکتہ کی طرف گئی ہے جہاں سے ان کو غالباً انڈمان میں نظر بند کر دیا جائے۔

چیف کمشنر صوبہ سرحد کا بیان

گرفتاری کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں سب سے پہلے صوبہ سرحد کے جدید آرڈینینسوں میں سے ایک آرڈی نینس کے ذریعے ان کی نقل و حرکت کو روک دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور گاندھی جی سے ملنے کے لئے بمبئی جانے کیلئے روانہ ہوگئے تھے جب وہ وزیر آباد کے اسٹیشن پر پہنچے تو انہیں وارنٹ گرفتاری دکھا کر حراست میں لے لیا گیا۔ اور پھر بعد میں ایک بند اسپیشل میں بٹھا کر کہیں بھیج دیا گیا۔

ان کی گرفتاری کے بعد چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد نے ایک طویل بیان شائع کیا ہے جس میں خان موصوف کی نقل و حرکت پیش کرکے ان کی گرفتاری کے اسباب بتائے ہیں یہ بیان خاصہ طویل ہے اور مارچ سے شروع ہوتا ہے اور کہا ہے کہ گزشتہ فروری میں رہائی کے بعد ہی خان عبدالغفار خاں نے کس طرح سے دہلی کے سمجھوتہ کو صرف عارضی صلح قرار دیکر یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ جنگ کی تیاریوں کو جاری رکھنا چاہیے چنانچہ انہوں نے ایک لاکھ رضاکاروں کی بھرتی کی اپیل شائع کر دی تھی۔

خان عبدالغفار خاں کا عمل مظہر ہے کہ اس مقصد کے لئے سارے صوبہ میں برابر دورے کرتے رہے اور نہایت ہی تیزی کے ساتھ جگہ جگہ تقریریں کرتے رہے جو پہلے سے زیادہ انقلاب انگیز ہوتی تھیں انہوں نے صلح اور مصالحت کی تمام گفتگو سے انکار کر دیا اور اس قسم کی کسی کارروائی میں حصہ لینے سے [illegible]

برخلاف اس کے وہ اپنی تقریروں میں بار بار یہ کہتے تھے کہ معاہدہ دہلی صرف التوائے جنگ ہے اور کچھ نہیں۔ ہمیں تو اپنی جدوجہد کو برابر جاری رکھنا چاہیے وہ اپنی اس جدوجہد کا مقصد بھی ہمیشہ یہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ انہیں کامل آزادی حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ وہ قومی منافرت بھی پھیلاتے تھے خصوصاً انگریز عورتوں اور مردوں کے خلاف بہت تقریریں کیا کرتے تھے۔

عدم ادائے ٹیکس کی تحریک

اسی کے ساتھ ساتھ چیف کمشنر کا بیان ہے کہ خان موصوف نے تمام اقتصادی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر حکومت کے صیغہ مالگذاری کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اور خفیہ طور پر لوگوں کو عدم ادائے لگان کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور یہ عذر کرتے رہے کہ وہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے لیکن اس کے بعد انہوں نے کھلم کھلا اس کا اعلان شروع کر دیا۔ چنانچہ سرکاری مالگذاری اور سرخ پوشوں کی تحریک میں نقصان کو اچھی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سرکاری نیلام اور قرقی وغیرہ کی راہ میں بھی رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں۔ خان عبدالغفار خاں کے خود اعلان دینے سے انکار کر دیا۔ پشاور میں بھی بڑی مشکلات پیش آئیں اس کے علاوہ گزشتہ دو ماہ کے عرصہ میں انہوں نے نہر کے محکمہ کی راہ میں بھی دشواریاں پیدا کیں اور پکٹنگ وغیرہ کرایا اس طرح انہوں نے دیہات میں سرخ قمیص والوں کی شاخیں قائم کرائیں اور اس کے لئے [illegible] ٹیکس وصول کیا۔

سرخ قمیص والوں کی مزاحمت

اسی طرح گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں ان کی جماعت نے تعزیری قوانین میں بھی مزاحمت کی اور حکومت کی راہ میں مشکلات پیدا کیں وہ جرائم کا اخفا کرتے تھے لوگوں کو دھمکیاں دیتے تھے اور مختلف صورتوں میں جرمانہ وغیرہ کے ذریعہ اپنا خوف بٹھلاتے تھے دفعہ ۱۴۴ عائد کی گئی لیکن انہوں نے اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی۔

اسی طرح اس بیان میں لکھا گیا ہے کہ خان عبدالغفار خاں نے قومی منافرت پھیلائی اور لوگوں کے اس طرح جذبات برانگیختہ کئے کہ انگریزوں سے نفرت ہو جائے ہری کشن حملہ آور گورنر پنجاب کے ساتھ سرخ قمیص والوں نے ہمدردی ظاہر کی اور اس طرح قتل و غارت کے جذبات کی حمایت کی۔ اسی طرح اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں کہ پشاور کے باشندوں میں بھی باہمی نفرت پیدا ہو گئی ہے۔

اسی طرح یہ کوشش بھی کی گئی کہ وہ اپنا اثر اور نفوذ پنجاب میں بھی پیدا کر لیں اور اس قسم کے جذبات وہاں بھی مشتعل کئے جائیں۔ چنانچہ ضلع اٹک کے چھاچھ کے علاقہ میں اس قسم کی مشکلات کو بڑی دشواری سے ٹالا گیا۔

اس بیان میں کانگرس اور سرخ قمیص والوں کے اتحاد کا بھی ذکر ہے اور دکھلایا گیا ہے کہ سرخ قمیص والوں کا سارا انتظام بالکل کانگرسی ہو گیا ہے اور وہ اس کے ماتحت ہے۔

قبائل پر اثر

اسی طرح خان عبدالغفار خاں آہستہ آہستہ قبائل سرحد پر بھی اپنا اثر ڈالتے جا رہے تھے۔ ہندیوں میں نفرت اور عناد کے جذبات پیدا کئے جا رہے تھے۔ آفریدیوں سے بھی وہ غافل نہ تھے اور سورت کے یوسف زئی قبیلہ میں بھی اسی قسم کے جذبات پیدا کئے گئے اور خان عبدالغفار خاں نے خود بھی عدم ادائے لگان کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنے میں حصہ لیا۔ وہ سول نافرمانی شروع کرنے اور کامل آزادی کا پروپگنڈا کرنے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے۔

غرضیکہ ان تمام حالات کی بنا پر انہیں گرفتار کیا گیا ہے اور انکو سرحد سے باہر کہیں قید رکھا جائیگا۔

سرحد میں تین آرڈی نینسوں کا نفاذ

قومی سرمایہ کی ضبطی کے اختیارات

کلکتہ ۲۵ دسمبر۔ صوبہ سرحد کے حالات نے آخر کار ایسی صورت اختیار کر لی کہ ان کے متعلق گورنر جنرل کو یکبارگی تین تین آرڈی نینس جاری کرنے پڑے ان تینوں آرڈی نینسوں کے اجراء کی غرض صرف یہ ہے کہ وہاں عدم ادائے ٹیکس کی تحریک کو روکا جائے اور حکومت کے خلاف ہر قسم کی جدوجہد کو مسدود کیا جائے۔

پہلا آرڈی نینس۔ سب سے پہلا آرڈیننس حفظ امن کے متعلق ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے مقامی حکومت کے اختیارات اس قدر وسیع ہو جائیں کہ وہ وہاں کسی طرح نقض امن نہ ہونے دیں۔ چنانچہ حکومت کا کوئی افسر جسے اس کا اختیار دیا گیا ہو جسکو چاہے اس آرڈی نینس کی رو سے گرفتار کر سکے گا بشرطیکہ اس کے پاس یہ یقین کرنے کے اسباب اور وجوہ موجود ہوں کہ وہ اس قسم کی کوئی حرکت کر رہا ہے یا کرنے والا ہے یا کر چکا ہے جو نقض امن کا باعث ہے۔

دوسرا آرڈی نینس۔ آرڈی نینس نمبر ۲ کا مقصد یہ ہے کہ مشتبہ لوگوں کو قابو میں رکھا جا سکے اس کے ذریعہ وہ عمارتوں پر قبضہ کر سکے گی کسی مقام پر لوگوں کو جانے اور وہاں داخل ہونے سے منع کر سکے گی اور آمد و رفت پر بھی حکومت کو قابو ہو گا اور اسلحہ پر بھی پابندیاں عائد کر سکے گی۔ زائد پولیس رکھنے اور تار گھر ڈاکخانہ وغیرہ پر بھی نگرانی کا اختیار ہو گا۔ اس آرڈیننس میں عام تلاشی کی بھی اجازت دیگئی

ہے اور اس کی اچھی طرح تشریح کر دی گئی ہے۔

تیسرا آرڈی نینس۔ تیسرے آرڈی نینس کا مقصد یہ ہے کہ حکومت سرحد جس جس چیز کو چاہے ناجائز قرار دیدے اور اسے اختیار ہوگا کہ وہ ایسے مقامات پر قبضہ کرے جہاں ناجائز انجمنیں ہوں اسی آرڈی نینس کی رو سے صوبہ کی حکومت کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کی تحقیقات کے بعد جیسے وہ ضروری خیال کرے اس سرمایہ یا رقم کو جو غیر قانونی انجمنوں میں استعمال ہوتا ہو ضبط کرے۔

صوبہ سرحد میں چار سو خدائی خدمتگاروں کی گرفتاری

پولیس کی گولی سے ایک آدمی کی شہادت

پشاور ۲۶ دسمبر۔ غیر قانونی انجمن کی رکنیت کے الزام میں ۱۸۸ سرخ قمیص والوں کو اس وقت تک گرفتار کیا جا چکا ہے۔ یہ لوگ پانچ اضلاع میں پکڑے گئے ہیں جو وہاں سرخ قمیص کی تحریک کا کام کر رہے تھے ان میں سے صرف پشاور سے ۱۰۷ پکڑے گئے، کوہاٹ سے ۳۶، بنوں سے ۳، ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے ۱۲ اور ہزارہ سے ۳۰۔ آدمی گرفتار ہوئے ہیں۔ ان گرفتار شدگان میں دو تو اخبارات کے ایڈیٹر ہیں، متعدد مختلف مجالس کے صدر اور دیگر عہدیدار ہیں نیز جتھوں کے کمانڈر۔

دو سو سرخ قمیص والے کوہاٹ میں جمع ہو گئے تھے۔ پولیس نے انہیں روک لیا۔

پشاور کے قریب ایک گرفتاری کے سلسلہ میں پولیس کی طرف سے ایک گولی بھی چلی جس سے ایک آدمی ہلاک ہوا۔

صوبہ سرحد میں اصلاحات کے متعلق چیف کمشنر کا اعلان

اصلاحات کے فوری نفاذ کا وعدہ

پشاور ۲۲ دسمبر۔ ہر قسم کے سیاسی خیالات رکھنے والی جماعتوں کے نمائندے، بالیسی الیشن کے ارکان، مقامی سرکردہ لوگ اور فوجی عہدیداروں میں کمانڈر پشاور ڈسٹرکٹ بھی شامل تھے آج بعد دوپہر چیف کمشنر کے دربار میں شامل ہوئے۔

لفٹننٹ کرنل گرفتھ چیف کمشنر نے شروع ہی میں ان امور کا حوالہ دیا جن کی وجہ سے باشندگان صوبہ کے دلوں میں اپنے معاملات کے نظم و نسق میں حصہ لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس کے بعد صوبہ سرحد کے متعلق گول میز کانفرنس میں وزیر اعظم کا اعلان پڑھ کر سنایا [illegible]

[illegible]

کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔

اصلاحات کے فوری نفاذ کی ہدایات

لفٹننٹ کرنل گرفتھ نے اپنی اور ان عہدیداروں کی طرف سے جو صوبہ میں ان کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں جدید نظام کی کامیابی میں امداد دینے کا عہد و ثیق کیا اور کہا میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے جدید آئینی تعمیر کے بنیادی کام کو شروع کرنے کے احکام موصول ہو گئے ہیں اب مجھے واضح ہدایات مل گئی ہیں کہ حکومت کی خواہش ہے کہ جونہی نبا در کی جا سکے فوراً اصلاحات نافذ کر دی جائیں یہ ہدایات بین ضروری اور ایسی ہیں کہ جن میں کسی قسم کی تاخیر کی اجازت نہیں۔

سب سے اہم کام

سب سے پہلا کام اور غالباً ایسا کام کہ جس میں سب سے زیادہ وقت اور محنت کی ضرورت ہے، مقامی مجلس قانون ساز کی ترتیب ہے اس میں نیابت کے اصول حلقہائے انتخاب کی ترتیب، اقوام اور مفادات کے درمیان نہایت ہی موزوں طریقہ پر نیابت کی تقسیم اور انتخاب پر عملدرآمد شامل ہیں۔ یہ مشکل مسائل ہماری عملی توجہ کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

ان مسائل کا فیصلہ کرنے میں میں نے تجویز کی ہے کہ حتی الامکان تمام اقوام اور جماعتوں کی کامل امداد حاصل کروں۔ اور میں مخلصانہ امید رکھتا ہوں کہ تمام افراد ان مسائل پر عمیق نظر ڈالیں گے اور میرے ساتھ کامل ترین اتحاد عمل کریں گے چند روز کے دوران میں ایک ریفارم کمشنر (اصلاحات کا کمشنر) اس کام میں مجھے امداد دینے کے لئے پشاور آنے والا ہے۔ لیکن اس بات کا یقین حاصل کرنے کے پیش نظر کہ تمام آراء کو کامل حصہ ملے میں نے تجویز کی ہے کہ غیر سرکاری افسروں کی ایک مختصر سی غیر سرکاری کمیٹی قائم کروں جس کے ارکان کے نام امید ہے کہ عنقریب شائع کر دیئے جائیں گے۔

ان تبدیلیوں کے لئے جن اقتصادی پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے ان کی تفتیش شروع ہے اور میں امید کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ آیا ان تباہ کن طاقتوں کے پیش نظر جو مصروف عمل ہیں۔ میں بہت زیادہ پر جوش ہوں۔ کہ اگر انتخابی انتظامات معقول تعجیل کے ساتھ پایۂ اختتام کو پہنچ گئے۔ تو اقتصادی معاملات آئندہ مالی سال کے شروع سے نافذ العمل ہو جائیں گے۔

میں آپ سب سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ ان اہم ذمہ داریوں کے انجام دینے میں میری امداد کیلئے رضا کارانہ ہاتھ بڑھائیں۔ تاکہ ہم کام کو جلد پایۂ تکمیل پر پہنچا سکیں ہمیں اپنے آپ کو منظم کرنا چاہیے۔ اور اپنی تنظیم کو باقاعدہ بنا کر ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا مافی الضمیر علانیہ بیان کرے اور اس کام کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے مصنوعی اختلافات مٹی میں دفن کر دیں اور ان لوگوں کو جو ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں بتلا دیں کہ ہم ان کا وٹوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں جو ہماری ترقی کے راستے میں حائل کی جاتی ہیں۔

سرحد پر ڈہائی لاکھ مجاہدین کا اجتماع

خان صاحب کی گرفتاری پر ڈیلی ایکسپریس کی نہرسرائی

اخبار ڈیلی ایکسپریس (لندن) کا نامہ نگار مظہر ہے کہ خان عبدالغفار خاں نے ڈہائی لاکھ کا لشکر سرحد پر تیار کر لیا تھا اور اب ہندوستان کی سیاسیات میں سب سے بڑا مسئلہ اسی لشکر کا انسداد تھا اس فوج کی باقاعدہ تعلیم و تربیت ہو رہی تھی اور ان سب کے رگ و ریشہ میں برطانیہ کے خلاف جہاد کی روح پھونک دی گئی تھی خان عبدالغفار خاں جو سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور ہیں گاندھی جی سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے تھے، تقریباً تمام سرحدی صوبہ ان سرخ پوشوں کے قبضہ میں تھے جو ان کے رضا کار ہیں، اخبار مذکور کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ خان عبدالغفار خاں جس وقت اعلان کرنے کو تیار تھے کہ وہ ان رضا کاروں [illegible] نجات دلائیں گے۔

ان سرخ پوشوں کی یہ حالت تھی کہ وہ پولیس کے مقابلہ میں بھی آجاتے تھے برطانوی فوجی افسروں کو بھی راستوں میں روک لیتے تھے اور تمام شاہراہوں کی نقل و حرکت اور آئندہ وقت پر پوری نگرانی اپنے ذمہ لے لیتے تھے کانگرس کے ساتھ انہوں نے اپنی تحریک کو وابستہ کرکے صوبہ سرحد میں اپنا اثر قائم کر لیا تھا اور اسی لئے انہیں زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

بنگال میں انقلابیوں کا قلع قمع

معلوم ہوتا ہے کہ بنگال میں انقلابیوں کی کافی تعداد پناہ گزیں ہے۔ چنانچہ جدید آرڈی نینس کی رو سے ایک آدمی کو ضلع فرید پور میں بلیا کنڈی میں اور ایک کو چلبہ میں گرفتار کیا گیا ہے مؤخر الذکر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک میکینکل اسکول کا طالب علم ہے۔

کانپور میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

کانپور ۲۸ دسمبر۔ بابو بدری پرشاد گپتا کو چھ دن میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے اسی طرح ایک اور کارکن منی لال نسرا کو آرڈی نینس کی رو سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیکر ان کی نقل و حرکت کو تحصیل بڑی اکبر پور کے حدود تک

۵ جنوری ۱۹۳۲ء

مسلمانوں کو قادیانی صدارت پر کیوں اعتراض ہے

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی طرف سے سر محمد یعقوب کے خط کا جواب

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند آج کل لاہور میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور دربار کثیر حکومت پنجاب سے مجلس احرار اسلام کی جو گفت و شنید ہو رہی ہے اس میں آپ احرار کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ سر محمد یعقوب نے حضرت مولانا کے مکتوب گرامی کا جواب دیتے ہوئے بعض اخبارات میں جو بیان شائع کرایا تھا اس پر الجمعیۃ کی گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ایک اجمالی تبصرہ کر دیا گیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ اس بیان کا مفصل جواب خود حضرت مولانا ہی دیں گے۔ چنانچہ ممدوح نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو سر محمد یعقوب کے خط کا جواب دے دیا اور اب اس کی ایک نقل ہمیں بھی لاہور سے بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ حضرت ناظم الجمعیۃ کا یہ مدلل و مسکت بیان ان تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات کا قلع قمع کر دے گا جو قادیانی صدارت کے خلاف مسلمانوں کے متفقہ احتجاج کے متعلق بعض افراد کی جانب سے ظاہر کئے گئے ہیں اور جن کی بنیاد صحیح حالات سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ (ایڈیٹر)

جب میں نے اخبارات میں یہ پڑھ کر کہ دہلی میں منعقد ہونے والے اجلاس مسلم لیگ کی صدارت کا اعزاز چودھری ظفر اللہ خاں کو عطا کیا جانے والا ہے۔ سر محمد یعقوب کو ایک مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ اس وقت مسلمان ایک نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں اور اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو مسلمانوں کی منتشر و پراگندہ قوم کو زیادہ سے زیادہ متحد کر سکیں۔ ایسے نازک مرحلے پر لیگ جیسی مجلس کی صدارت کے لئے یہ انتخاب بجائے اتحاد و اجتماع کے افتراق و انتشار کا موجب ہوگا۔ مسلمانوں میں بہت زیادہ اختلاف ہو جائے گا اور لیگ کی عزت و عظمت کو ایسا دھکا لگے گا کہ پھر مدت تک اس کا علاج نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ سر محمد یعقوب نے نہ صرف میرے مخلصانہ مشورہ کو قبول نہ کیا بلکہ چودھری صاحب کی حمایت کے لئے عجیب و غریب منطقی دلائل پیش کرنے شروع کر دئے۔ مجھے ان کا خط دہلی میں مل گیا تھا اور اس میں ان کی یہ خواہش بھی موجود تھی کہ ان کے خط کو شائع کر دیا جائے۔ میں نے چاہا کہ ان کا خط مع مختصر نوٹ کے شائع کرا دوں کہ دفعتہً مجھے دہلی سے لاہور آنا پڑا اور میں "الجمعیۃ" کو وہ خط اور نوٹ اشاعت کے لئے نہ دے سکا۔

سر محمد یعقوب کا خط

لاہور میں روزنامہ "انقلاب" مورخہ ۲۴ دسمبر میں میں نے دیکھا کہ سر محمد یعقوب نے اپنا خط شائع کرایا اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ انہیں امید نہیں ہے کہ میں ان کے اس خط کو جس میں چودھری ظفر اللہ قادیانی کی صدارت کے جواز پر براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ پیش کئے گئے ہیں شائع کر دوں گا، اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے افادہ کے لئے بذریعہ "انقلاب" اس کی اشاعت کی درخواست کی اور روزنامہ "انقلاب" نے جو قادیانی کی حمایت کے لئے سرگرم عمل ہے، ایک [illegible] عنوان "مولانا احمد سعید کا احتجاج بے ہنگام" کے ساتھ اسے شائع کر دیا۔

سر محمد یعقوب صاحب نے چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی کی صدارت کی حمایت میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ایک قابل تعلیم یافتہ تجربہ کار دماغ ان کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتا۔ میں ان خیالات کو ایک ایک کر کے ذکر کرتا ہوں اور حقیقت حال ناظرین کے غور و انصاف کے لئے پیش کر کے فیصلہ انہیں پر چھوڑتا ہوں۔

اساسی اختلاف

(۱) پہلا خیال جو سر محمد یعقوب نے ظاہر کیا وہ یہ ہے:۔

"مولانا احمد سعید صاحب نے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے کل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی صدارت پر اس وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ چودھری صاحب احمدی یا قادیانی عقیدہ رکھتے ہیں۔"

میں ادب سے عرض کروں گا کہ [illegible] اگر آپ میرے مشورہ کا مطلب یہ سمجھے تو درست نہیں سمجھے۔ میں نے اپنے خط میں اس مشورہ کی دو وجہ تحریر کی تھیں۔

قادیانیوں کی انگریز پرستی

پہلی وجہ یہ تھی کہ قادیانی جماعت من حیث الجماعت [illegible] یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ انگریزی حکومت ہندوستان کے لئے خدا کی رحمت کا سایہ ہے اور انگریزی حکام "اولو الامر" میں داخل ہیں جن کی اطاعت بر نص قرآنی فرض ہے اور انگریزی حکومت کے خلاف اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے ایجی ٹیشن کرنا حرام ہے اور جس جماعت کا سیاسی مسلک اور مذہبی عقیدہ یہ ہو اس کے کسی فرد کو اس حقوق طلبی کے ہنگامہ خیز وقت میں مسلم لیگ کی قیادت سپرد کر دینا اصولاً درست نہیں۔

قادیانیوں سے مسلمانوں کی بیزاری

دوسری وجہ بیان کی تھی کہ یہ وقت مسلمانوں کے لئے نازک ترین وقت ہے اور سخت ضروری ہے کہ ایسے نازک مرحلے پر وہ طریقے اختیار کئے جائیں جو مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ متحد و متفق کر سکیں۔ اور تمام ایسے اعمال سے احتراز کیا جائے جن سے مسلمانوں کے تشتت و افتراق میں اضافہ ہو اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ عامۃ المسلمین قادیانیوں سے متنفر اور بیزار ہیں اور بیزاری اور نفرت کے وجوہ یہ ہیں:

بیزاری کی پہلی وجہ

(الف) پہلی وجہ تو یہی کہ قادیانی انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت سمجھتے ہیں اور مسلمان اس کو ایک لعنت اور خدا کا عذاب جانتے ہیں۔ قادیانی۔ انگریزی حکومت کی اطاعت کو فرض اور اس کے خلاف ایجی ٹیشن کو حرام بتاتے ہیں اور تمام مسلمان حکومت کی اطاعت کو مجبوری اور اضطرار اور اس سے خلاصی حاصل کرنے کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں نے انگریزی فوجوں کے بغداد میں داخلہ پر مبارکباد کے تار دئے اور چراغاں کیا اور مسلمان اس حرکت کو اسلام اور قومیت کی توہین سمجھتے ہیں۔

بیزاری کی دوسری وجہ

(ب) نفرت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قادیانی مشن کے بانی مرزا غلام احمد نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو انہیں نبی نہ مانیں اور ان کی تصدیق نہ کریں ولد الحرام اور حرام زادہ بتایا ہے اور نہایت گندی گالیاں دی ہیں اور ان کے امتی ابھی تک دیتے ہیں۔

بیزاری کی تیسری وجہ

(ج) نفرت کی تیسری وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے انکار کو ایسا ہی کفر قرار دیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر کفر عائد ہوتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ مرزا صاحب کو نبی اور پیغمبر نہ مانے اور اسی بنا پر ان کے نزدیک تمام دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان کافر ہیں۔

بیزاری کی چوتھی وجہ

(د) چوتھی وجہ نفرت کی یہ ہے کہ مرزا صاحب نے انبیاء علیہم السلام کی سخت ترین توہین کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ایک ناپاک کیریکٹر کا انسان اور معاذ اللہ ان کی دادیوں نانیوں کو زنا کار بتایا ہے۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے دوسرے وجوہ ہیں جن کی بنا پر مسلمان اس جماعت سے سخت متنفر اور بیزار ہیں۔

میں نے اپنے خط میں بالاجمال یہ ذکر کیا تھا کہ پہلی وجہ کی بنا پر اصولاً اور دوسری وجہ کی بنا پر عملاً قادیانی صدارت مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہ ہوگی اور اندیشہ ہے کہ اجلاس کامیاب نہ ہو اور ایک نئے اختلاف و افتراق کا دروازہ کھل جائے۔ میرے مشورہ کا مطلب صرف یہ نہ تھا کہ محض اختلاف عقیدہ کی بنا پر میں ان کی صدارت کی مخالفت کرتا ہوں۔

سر یعقوب کا بہتان عظیم

(۲) سر محمد یعقوب کا دوسرا خیال جو انہوں نے الزامی جواب کی صورت میں ذکر کیا ہے یہ ہے:۔

"مولانا جو مسٹر گاندھی کے علم قیادت کے تحت میں سول نافرمانی کا فتویٰ دے چکے ہیں اور تحریک خلافت میں [illegible]"

جمعیۃ علماء نے سول نافرمانی کا فتویٰ بے شک دیا تھا لیکن مسٹر گاندھی کی قیادت میں ہرگز نہیں بلکہ اس نے مستقل طور پر آزادی وطن کی تحریک میں مسلمانوں کو شرکت کی تلقین کی اور مستقل پروگرام کے ماتحت کام کیا اور مستقل طور پر جنگ کو ملتوی کیا۔ بے شک جمعیۃ نے مسلمانوں کے جمود اور خواب غفلت کو توڑا۔ مگر جمعیۃ علماء کے جھنڈے کے نیچے ان کو کھڑا کیا۔ تحریک خلافت میں بھی گاندھی جی کو مقدمۃ الجیش کسی نے نہیں بنایا تھا بلکہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے مطالبات کو حق سمجھ کر ان کا ساتھ دیا تھا۔

مرزائیت اور دوسرے فرقوں کا مقابلہ

(۳) تیسرا خیال جو سر محمد یعقوب نے ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے:۔

"بانیان اور سابق صدر ہائے مسلم لیگ میں ایک بڑی تعداد ایسے بزرگوں کی پائی جاتی ہے جن کے مذہبی عقائد سے مولانا کو اس سے بھی زیادہ اختلاف ہوگا جس قدر کہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے ہے۔"

ہاں بے شک جن لوگوں کے نام آپ نے گنائے ہیں ان کے مذہبی عقائد سے مجھے اختلاف ہے لیکن مسلمان ان جماعتوں سے اس قدر متنفر اور بیزار نہیں ہیں جس قدر قادیانی جماعت سے ہیں۔ ان جماعتوں میں کسی کا جماعتی نصب العین انگریزوں کی حکومت کو خدا کی رحمت قرار دینا اور اس کو مضبوط و مستحکم بنانا نہیں ہے۔ ان میں سے کسی جماعت نے محض اختلافی بنا پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو اولاد حرام اور حرامی بچے نہیں کہا۔ کسی نے حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی طرح اپنے انکار کو کفر نہیں بتایا۔ کسی نے انبیاء علیہم السلام کی اس قدر توہین نہیں کی ہے جس قدر قادیانی جماعت نے کی ہے اور کر رہی ہے اور کسی جماعت کے تبلیغی مشن مسلمانوں میں اس طرح گھس کر کام نہیں کرتے جس قدر قادیانی بھیڑیئے امت محمدیہ کو تباہ کر رہے ہیں۔

سر آغا خاں اور ظفر اللہ خاں

(۴) چوتھا الزامی ارشاد یہ صادر ہوتا ہے کہ:۔

"آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۲۸ء میں جو ہز ہائینس سر آغا خاں کی صدارت میں بمقام دہلی منعقد ہوا تھا جناب مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب پیش پیش تھے۔"

سر محمد یعقوب صاحب نے ہماری طرف سے اپنی تمام تحریر کا خود ہی جواب دے دیا یعنی یہ کہ ہمارا اختلاف محض مذہبی عقیدہ کی بنا پر نہیں ہے اور یہ کہ ہم نے باوجود اختلاف عقیدہ کے سر آغا خاں کی صدارت کو برداشت کر لیا تھا۔ چودھری ظفر اللہ خاں کی صدارت کو ہم مفاد عامۃ المسلمین کے خلاف سمجھتے ہیں اس لئے نہیں کہ بعض عقائد میں ان سے اختلاف ہے بلکہ اس لئے کہ مسلم لیگ کی غرض و غایت کے خلاف ان کی حرکات سے مسلم لیگ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ سر آغا خاں نے باوجود اس کے کہ انگریزی حکومت کے حامی ہیں مسلمانوں کو یہ تلقین نہیں کی کہ انگریزوں کو اولو الامر سمجھ کر ان کی اطاعت کو فرض جانو۔ سر آغا خاں نے محض اس بنا پر کہ مسلمان ان کو اپنا امام و پیشوا نہیں مانتے حرام زادہ نہیں کہا۔ ان کی ماؤں کو بغایا یعنی رنڈیوں سے تعبیر نہیں کیا۔ مسلمانوں کو اور علماء کرام کو جنگلی سؤر نہیں بتایا۔ مسلمان عورتوں کو کتیوں سے بدتر نہیں کہا۔

سر آغا خاں نے انبیاء علیہم السلام کی توہین نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ بد چلن اور حرام کار نہیں بتایا۔ ان کی نانیوں، دادیوں کو نعوذ باللہ بدکار اور زنا کار نہیں کہا۔ مسلمان سر آغا خاں کے مذہبی عقائد سے کتنے ہی دور اور علیحدہ ہوں مگر ان کو ہز ہائینس سے اس قدر نفرت اور بیزاری نہیں ہے جس قدر مرزا غلام احمد سے ان کی ان کرتوتوں کی وجہ سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ سر آغا خاں کی صدارت پر مخالفت کا یہ طوفان نہیں اٹھا جو چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی کی صدارت پر تمام ہندوستان میں برپا ہو گیا۔

کانگریس میں شرکت اور اتباع

(۵) سر محمد یعقوب نے بطور طعن کے ارشاد فرمایا ہے۔ اب مسلم لیگ پر یہ حضرات

(باقی صفحہ ۴ ملاحظہ فرمائیے)

دارالحکومت

لال قلعہ دہلی کی شاہی مسجد کا انہدام

مسلمانان دہلی میں اضطراب

جمعیۃ علماء کے کارکنوں کی بروقت مداخلت

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں کچھ اشخاص نے آکر بیان کیا کہ لال قلعہ دہلی ایک قدیمی مسجد کو شہید کیا جا رہا ہے۔ چونکہ اس خبر سے مسلمانوں میں سخت اشتعال اور ہیجان پیدا ہونا یقینی تھا اس لئے فوراً ہی بہ ہمراہی مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی منیجر الجمعیۃ اخبار و سید محمد اسحاق صاحب کرنل عساکر اسلامیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب تفتیش حالات کے لئے قلعہ کو روانہ ہوگیا۔

قلعہ میں پہنچکر معلوم ہوا کہ اس طرف جہاں مسجد مذکور واقع ہے کسی شخص کو جانیکی اجازت نہیں اس لئے ہم کیپٹن ہربرٹ اسٹیفن اسٹیشن اسٹاف افیسر سے ملے اور مسجد کو معائنہ کرنے کی اجازت طلب کی ان کے بنانے پر کیپٹن ریمزے اڈین ائی سروس کارپس کے پاس پہنچے۔ جو ہمیں مسجد تک اپنے ہمراہ لے گئے۔

ہم نے جاکر دیکھا کہ کسر یٹ گودام کے جنوبی حصہ میں یہ مسجد واقع ہے جو بہادر شاہ آخری تاجدار خاندان مغلیہ کے زمانہ میں تعمیر کی گئی تھی چھوٹی اینٹ کی دو لہی مسجد ہے اور اس کی محرابوں کو بند کرکے انہیں کوارٹر ماسٹر ملیٹری گودام کے کام میں لائی جارہی ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی کے باعث اس میں کسی کو ادائے نماز کی اجازت نہیں۔ اور مسجد کے بیرونی دالان کی وسطی محراب پر انگریزی ہندسوں میں ۱۸۸ لکھا گیا ہے اس مسجد کی چھت کڑیوں سے پاٹی گئی ہے اور سالہا سال سے مرمت نہ ہونے کے [illegible]

[illegible]

اس تمام کارروائی کی اطلاع ملٹری افسران کو دیدی گئی ہے۔

(سید محمد شفیع سیکرٹری دفتر جمعیۃ علماء ہند۔ دہلی)

کئی آرڈیننس اور نافذ ہونے والے ہیں

گاندھی جی اور کانگریسی لیڈر عنقریب گرفتار

[illegible]

سنہری مسجد زیر لال قلعہ میں نماز تراویح

[illegible]

باڑہ ہندوراؤ میں مجلس احرار کا جلسہ

[illegible]

دہلی میں آرڈیننس ڈے

[illegible]

مجلس احرار اسلام دہلی کا عظیم الشان جلسہ

سرحد میں تشدد اور آرڈیننسوں کے خلاف احتجاج

خان عبدالغفار خاں کی رہائی کا مطالبہ

جامع مسجد میں مجلس احرار اسلام دہلی کا عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا عبدالماجد صاحب منعقد ہوا۔ اور مولانا ابراہیم صاحب نے ایک پرجوش تقریر کی۔ حاضرین ..... اکی تعداد میں تھے حسب ذیل تجویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

علہ مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ تشدد کی اس مہم کے خلاف زبردست احتجاج کرتا ہے جو حکومت نے صوبہ سرحد میں تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے جاری کر رکھی ہے۔ صوبہ سرحد کے جدید آرڈیننس جن کے ماتحت بے شمار گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں اور جن کے نفاذ کے بعد متعدد مقامات پر فوج اور پولیس نے گولیاں چلاکر بے گناہ باشندوں کو شہید اور مجروح کیا۔ دنیا کی تاریخ میں اپنی نظیر پیش نہیں کرسکتے۔ یہ جلسہ اعلان کرنا چاہتا ہے کہ حکومت ہند کے اس تشدد سے صوبہ سرحد میں امن و امان قائم نہیں ہوسکتا۔ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ صوبہ میں امن و امان قائم ہو اور ہندوستان کے دیگر صوبوں کی طرح یہ صوبہ بھی آئینی اصلاحات سے متمتع ہو تو اسے چاہئیے کہ وہ فوراً جدید آرڈی ننسوں کو واپس لے لے اور خان عبدالغفار خاں اور ان کے رفقاء کو رہا کرکے صوبہ سرحد میں امن و عافیت کی فضا پیدا کرے ورنہ موجودہ تشدد کے نتائج حکومت کے لئے نہایت خطرناک ہوں گے اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں اس وجہ سے اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائیگی۔

مسلمانان دہلی اور جہاد کشمیر

علہ مسلمانان دہلی کا یہ عظیم الشان جلسہ مجلس احرار اسلام پنجاب کو یقین دلاتا ہے کہ دہلی کے مسلمان کشمیر کے جہاد حریت کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ [illegible]

[illegible]

سکرٹری دفتر احرار دہلی

مجلس احرار اور دربار کشمیر کے درمیان صلح کی کوشش

مولانا احمد سعید اور مفتی محمد کفایت اللہ کی مخلصانہ مساعی

مخالفین کے اتہامات قطعی بے بنیاد ہیں

جناب شبیر حسن صاحب قتیل اور جناب غازی محمد خضر صاحب نگرامی نے ذیل کا بیان بغرض اشاعت اخبارات کو دیا ہے۔

آج ہم لوگ چار دن قیام کرنے کے بعد لاہور سے دہلی واپس آئے اور کل صبح کانپور روانہ ہو جائیں گے۔ ہم اپنے مشاہدات و تجربات کا تفصیلی بیان کانپور پہنچ کر شایع کریں گے۔ لیکن اس کا اعلان جلد از جلد کر دینا چاہتے ہیں کہ مجلس احرار اور دربار کشمیر کے درمیان جو صلح کی گفتگو ہو رہی ہے اس میں مولانا احمد سعید صاحب اور مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اسی خلوص دیندری و نیک نیتی و خودداری سے کام کر رہے ہیں جس کی ان جیسے مقتدر اور عالی مرتبت رہنمایان قوم سے توقع ہوسکتی تھی۔ اور ہمیں اس میں مطلق شبہ نہیں ہے کہ نہ صرف مجلس احرار اسلام بلکہ تمام مسلمانان ہند کی عزت و وقار کا مسئلہ ان حضرات کے ہاتھ میں بالکل محفوظ ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ صلح یا تو باعزت طریقہ پر ہوگی یا نہ ہوگی۔ اور مخالفین نے جو کچھ ان حضرات کے متعلق مشہور کر رکھا ہے وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے بھیا فریدالدین اور مولوی امین احمد سے ان حضرات کو کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ ان کے مذاکرات میں شریک ہیں۔ امید ہے کہ بعض خبیث النفس اشخاص کی غلط بیانیوں سے عام مسلمین میں جو غلط فہمی جناب مولانا احمد سعید صاحب اور جناب مفتی صاحب کے متعلق پیدا ہو رہی تھی وہ ہمارے اس بیان کے بعد کافی حد تک دور ہو جائے گی۔

سید شبیر حسن قتیل کانپوری، غازی خضر محمد نگرامی۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۱ء

سرحد میں ۱۲۴۵ اشخاص گرفتار ہوچکے ہیں

پشاور ۲ر جنوری۔ کل شہر پشاور میں کل ۵۰ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کل صوبہ میں موجودہ مہم تک کل گرفتاریوں کی تعداد ۱۲۴۵ ہے۔ کل ہوتی مردان میں خدائی خدمتگاروں کا ہجوم بغیر گولی چلائے منتشر کر دیا گیا۔ صورت حال پرسکون ہے علاقہ مالاکنڈ میں ۱۲ افراد گرفتار کئے گئے تھے جن میں تین کو رہا کر دیا گیا ہے موضع بڈگرام میں جیدار نے کانگریس آفس کو دوبارہ کھلا دیکھا اور دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

جیلوں میں جگہ نہیں رہی

دہلی ۳ر جنوری۔ کچھ رضاکار جو دہلی کے دوسرے دستہ میں گئے تھے وہ رات کو فیروز پور جیل سے دہلی واپس آگئے ہیں۔
... ان کو زبردستی جیل سے نکالدیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ اسی طرح روزانہ بہت سے رضاکار جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جیل سے باہر نکال دئے جاتے ہیں۔

صوبہ سرحد کے لئے اصلاحات کا عجیب و غریب تحفہ

کونسل کے چالیس ارکان میں سے ۱۴ نامزد شدہ ہونگے!

ہندوؤں اور سکھوں کو تناسب آبادی سے تین گنا زیادہ نمائندگی

نئی دہلی ۳۱ر دسمبر۔ ایسوسی ایٹیڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ گول میز کانفرنس کی تین کمیٹیوں کے ارکان نامزد ہوچکے ہیں۔ اور لائحہ عمل تجویز کر لیا گیا ہے۔ گول میز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا پروگرام بھی مرتب ہوچکا ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلے میں ۵ر فروری سے پہلے اعلان ہو جائے گا۔

اسی ضمن میں سرحد میں اصلاحات کے نفاذ پر بہت بحث چھڑی ہوئی ہے۔ اور مسٹر جینٹ نے دوران قیام پشاور میں چیف کمشنر مسٹر تھامپسن ڈیولپمنٹ آفیسر اور نواب مظفر خاں افسر خصوصی انچارج حق رائے دہی سے گفتگو کی۔ سرخ پوشوں کی سرگرمیوں سے سرحد کی فضا مکدر ہوگئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود رائے دہی اور مجلس آئین ساز کے متعلق قواعد و ضوابط کا مسودہ تیار ہوچکا ہے۔ اور اس سلسلے میں دہلی اور پشاور کے درمیان گفتگو جاری ہے۔

سرحد کی مجلس قانون ساز کے چالیس ممبر ہونگے۔ ان میں چھبیس منتخب شدہ اور چودہ نامزد ہوں گے۔ جن میں سے چار سرکاری حکام میں سے لئے جائیں گے۔ ہندو اور سکھ جو یہاں اقلیت میں ہیں تناسب آبادی سے تین گنا زائد نمائندگی حاصل کریں گے۔

جہاں تک محکمہ جات کی تقسیم کا تعلق ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہیگ کمیٹی کی کل سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اور کاروائی سرانجام دینے میں پنجاب کے قوانین کو نافذ کیا جائے گا۔ اس صوبے کا مرکزی حکومت سے جدا گانہ خزانہ رکھنے کا سوال فنانس کمیٹی کے زیر غور ہے اور امید ہے کہ جنوری کے تیسرے ہفتہ تک کچھ نتیجہ برآمد ہو جائے گا۔ اس امر پر تعویق اسی وجہ سے ہوئی کہ بہت سے امور کے متعلق مقامی حکومت سے استصواب نہیں کیا گیا۔

گاندھی جی خاموش رہیں

ہز ایکسیلنسی کی تقریر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اس کے دوران میں کانگریس کا ذکر کرنے کے بعد گاندھی جی کا نام لیکر ان سے اپیل کی کہ وہ خدا را رکیں۔ آپ نے صوبجات متحدہ اور صوبہ سرحد کے سرکاری بیان کا [illegible]

[illegible]

سرحد کے آرڈیننسوں کی واپسی کا مطالبہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

[illegible]

... سرحد کے خلاف جلسے پیمانے پر جلسے منعقد کریں۔ اور تمام مقامات سے تار دئے جائیں اور آرڈیننس کی واپسی کا پرزور مطالبہ کریں اور وائسرائے کو نہایت کھلے الفاظ میں مطلع کر دیں کہ مسلمان صوبہ سرحد کی مسلم آبادی پر بے پناہ مظالم کسی طرح برداشت نہیں کرسکتے اگر گورنمنٹ نے جلد از جلد آرڈیننس واپس لیکر صوبہ سرحد میں امن قائم نہ کیا تو نتائج سخت خطرناک ہوں گے اور ان نتائج کی تمام ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوگی۔

(مولانا) احمد سعید

پشاور۔ کوہاٹ۔ بنوں اور خٹک کی خلفشار

فوجوں کا مظاہرہ۔ زبردست گرفتاریاں

چیف کمشنر صوبہ سرحد کا بیان

پشاور ۳۰ر دسمبر چیف کمشنر صوبہ سرحد کا ایک کمیونیکے مظہر ہے کہ کل سارے ضلع پشاور میں بالکل سکون رہا کوئی خاص قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا لیکن ابھی پشاور کے گرد و نواح میں پولیس اور فوج متعین ہے اور اس نے خلاف گاؤں کا محاصرہ کر لیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کوئی بات پیدا نہیں ہوئی اور مخالفوں سے کسی قسم کا تصادم نہیں ہوا بلکہ وفادار خوانین نے فوجوں کے ساتھ اشتراک عمل کیا ہے۔ ان گاؤں کے باشندے تقریباً باغی ہوچکے تھے اسلئے اندیشہ تھا کہ کہیں تصادم نہ ہو جائے لیکن وہ فوج کے سامنے نہیں آئے۔

کمیونیکے میں یہ بھی لکھا ہے کہ البتہ شہر میں ایک مجمع نے شور و غل مچایا اور انقلابی نعرے بلند کئے۔ یہ لوگ زیادہ تر ادھر ادھر کے معمولی طبقہ کے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا چنانچہ ۱۵۰ آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا جس کے بعد مجمع منتشر ہوگیا۔

کوہاٹ کے اطراف میں ہنگو تحصیل میں بھی سکون اور امن قائم رکھا گیا۔ ہفتہ کے دن جن ۲۰۰ سرخ قمیص والوں کو کوہاٹ میں گرفتار کیا گیا تھا انہیں کل تحریری معافی مانگنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ لیکن ان پر آرڈیننس کے ماتحت ایک نوٹس کی تعمیل کر دی گئی کہ وہ آئندہ سے سرخ قمیص والوں میں شامل نہ ہوں۔

خٹک میں ابھی تک شورش موجود ہے اور حکومت کے خلاف متعدد جلسے منعقد ہوچکے ہیں۔ سرکاری احکام کی بھی وہاں کوئی پرواہ نہیں کی جا رہی ہے اور بہت سے جلسے باوجود امتناع کے منعقد کئے گئے۔

اسی طرح بنوں میں بھی کسی قدر شورش موجود تھی چنانچہ وہاں کل ۲۴ سرخ قمیص والوں کو اور گرفتار کر لیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ باقی تقریباً ہر جگہ سکون ہے، ہزارہ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں بھی امن ہے اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔

شہر پشاور میں گو سکون ہے لیکن چونکہ ہر لمحہ خطرہ کا امکان ہے اس لئے وہاں ابھی فوجیں متعین ہیں۔

خان عبدالغفار خاں کو برما پہونچا دیا گیا

رنگون ۳۰ر دسمبر۔ رائٹر سے معلوم ہوا ہے کہ سرحد کے گاندھی خان عبدالغفار خاں کو آج رنگون لایا گیا۔ اور یہاں سے مت کیا نہ پہونچا دیا گیا جہاں کہ آپ کو نظر بند کر دیا جائے گا۔ لیکن ابھی تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے۔

کانگریسی لیڈر شہرت کے بھوکے اور متوازی حکومت کے طالب ہیں

حکومت کے خلاف ہر تحریک کا مقابلہ کیا جائیگا

کلکتہ میں وائسرائے کی تقریر

[illegible]

... رہا ہوں کہ یورپین جماعتوں کے دلوں میں ہماری حکومت کی پالیسی کی طرف سے شکوک اور بدگمانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس شک کا ازالہ کر دیا جائے اور انہیں میں اپنی حکومت کی روش کی صداقت کو ذہن نشین کرا دوں۔

"ہمیں بہرحال اصلاحات دینا ہے اور ہم کو اس راہ پر نہایت تیز رفتاری کے ساتھ چلنا ہے۔ آئینی اصلاحات کا دور جلد سے جلد شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ اس موقعہ پر یہ بتلا دینا بیجا نہ ہوگا کہ اوائل فروری میں برطانوی مندوبین یہاں آجائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے بعد ہی مجوزہ کمیٹیاں اپنا کام شروع کر دیں گی۔

ترک تعاون کا مقابلہ کیا جائے گا

اب جبکہ یہ ارادہ ہو میں صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ ترک تعاون یا اسی قسم کی کسی اور تحریک کو شروع ہونے کا کوئی موقعہ قطعاً نہ دیا جائے گا کہ وہ آئینی ترقی کی راہ میں حائل ہو اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کارروائی اختیار کی جائیگی اور ہر جماعت کو جو نظام حکومت کو متزلزل کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس سے اس کو باز رکھا جائے گا خواہ اس کی کارروائیاں عدم ادائے لگان کی صورت میں ہوں یا برطانوی مال کے مقاطعہ کی صورت میں۔"

"اس سلسلہ میں حکومت جو کارروائی اختیار کرے گی وہ انہی سیاسی انجمنوں کے مقابلہ میں ہوگی جو ملک میں عمداً شورش پھیلانے کی کوشش کریں گی اور ملک میں انقلابی حالت کی اصلاح کے مواقع کو نقصان پہنچائیں گی۔ چنانچہ حکومت ہند اس بارے میں مقامی حکومتوں کو جائز اختیارات دینے میں تامل یا پس و پیش نہ کرے گی تاکہ جو صورت ہو وہ اس کا مقابلہ کرسکے۔ یہ ہے ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت۔"

ہز ایکسیلنسی نے اپنی تقریر میں کانگریس کا بھی ذکر کیا جو حقیقت میں وائسرائے کی تقریر میں بالکل نئی بات ہے۔ اب تک جب کبھی کانگریس کی کسی کارروائی کے متعلق کچھ کہنا ہوتا تھا تو حکومت کی طرف سے کانگریس کو کبھی براہ راست مخاطب نہیں کیا جاتا تھا۔ ہز ایکسیلنسی نے کہا کہ ہندوستان اور برطانیہ میں جس قدر سمجھدار عورت اور مرد ہیں سب اس تجویز کی متفقہ تائید کر رہے ہیں کہ ہندوستانیوں کو کامل عملی طریقہ پر باستثنائے بعض تحفظات کے جن کی تفصیل ابھی طے نہیں ہوئی ہے دیدینا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ملک کی صرف واحد سیاسی عملی جدوجہد کرنے والی انجمن کانگریس کے بعض لیڈر اپنی بعض نہایت ہی ناعاقبت اندیشانہ طریقے کی تقریروں اور تحریروں سے اس قسم کی پرامن فضا کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں اس کام کی تکمیل نہ ہوسکے۔ چنانچہ وہ پھر تحریک ترک تعاون اور سول نافرمانی شروع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کے افسوسناک نتائج ابھی تک لوگوں کے ذہن سے فراموش نہیں ہوئے ہیں۔"

آرڈیننسوں کا ذکر اور کانگریسیوں سے سوال

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے صوبجات متحدہ اور صوبہ سرحد کی حالت اور وہاں جو شورش ہے اس کا ذکر کیا اور کانگریسیوں کو مخاطب کرکے سوال کیا کہ بتاؤ جبکہ ہم سب ملک میں ایک ایسا اصول پر جس پر سب متحد ہیں خود مختار حکومت قائم کرنے کے لئے اشتراک عمل پر رضامند ہیں تو اس موقعہ کو ان کانگریسی رہنماؤں نے اس قسم کی تحریک کے لئے کیوں منتخب کیا؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تحریک کے قائدین اپنی ذاتی شہرت کے بھوکے ہیں؟ یا یہ واقعی ہندوستان میں ایک متوازی نظام حکومت قائم کرنے کی درپردہ جدوجہد ہے اور گورنر جنرل اور اس کی حکومت کو ہندوستان کی حکمرانی سے محروم کرنے کی کوشش؟ اگر یہ آخری مقصد پیش نظر ہے تو میں ان کو بتلا دینا ہوں کہ حکومت ہند ملک معظم کی حکومت کی تائید کے ساتھ اور مجھے یقین ہے کہ والیان ریاست اور ہندوستان کی بہت بڑی اکثریت کی بھی تائید کے ساتھ، حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا؟ اور اگر قبل بالا کر صورت ہے تو میں ان سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملک میں پرسکون انقلابی حالت پیدا کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی نہایت ہی اہم ذمہ داری لے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وقت وہ ہے جبکہ امن سکون کی ہندوستان کو اشد ضرورت ہے۔"

مسلمانوں کو قادیانی صدارت پر کیوں اعتراض ہے

(بقیہ صفحہ ۳)

اس وجہ سے ہے کہ اس نے کانگرس کا اتباع نہیں کیا ہے"

سر محمد یعقوب کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا یا جمعیۃ علماء کا کسی وقت بھی یہ خیال نہیں ہوا کہ مسلمانوں کو کانگرس کا اتباع کرنا چاہیئے۔ ہم نے جنگ آزادی میں مسلمانوں کو یہ مشورہ ضرور دیا تھا کہ وہ کانگرس میں شریک ہو کر جنگ آزادی میں اس قدر حصہ لیں جس قدر کہ ہندوستان کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ان پر عائد ہوتا ہے لیکن کیا سر محمد یعقوب صاحب جیسا فاضل جن کو علماء کے خاندان میں سے ہونے کا فخر ہے شرکت اور اتباع کا فرق نہیں کر سکتا۔

کیا سر محمد یعقوب اب ہمیں یہ تلقین کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان جماعتوں پر جو جمعیۃ علماء کی پالیسی سے اختلاف رکھتے ہیں اپنے غصے اتاریں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جمعیۃ علماء کے خدام اس قدر چھچھورے نہیں ہیں میرا مشورہ محض غصہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ مسلم لیگ کی فلاح وبہبود کے لئے تھا۔

اگر پالیسی کے اختلاف کی وجہ سے مسلم لیگ پر غصہ ہوتا تو یقیناً میں آپکو صدارت بننے کا مشورہ دیتا بلکہ خاموشی سے مسلم لیگ کو خود آپ کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہونے دیتا اور اب تو آپ کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلم لیگ کے وقار کو کس نے تباہ برباد کیا۔

عامۃ المسلمین کی اہانت

(۶) سر محمد یعقوب صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "بیچارے عامۃ المسلمین کو تو ان باتوں کا مطلق احساس نہیں ہے۔"

اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا عرض کیا جائے کہ مذہبی عقیدت اور مذہبی حساس اگر کچھ باقی ہے تو وہ بیچارے عامۃ المسلمین [illegible] استعمار کی کرسیوں اور کوچوں پر بیٹھنے والے خدا اور رسول کے بجائے خداوندان عکومت کی رضامندی [illegible] حاصل کرنے کو تمہاسے سعادت سمجھتے ہیں۔

ذاتی مفاد اور مصالح ملت

(۷) سر محمد یعقوب صاحب فرماتے ہیں "البتہ حضرات علماء میں سے وہ بزرگ جو عامۃ المسلمین پر اپنے مقاصد پورا کرنے کے خیال سے اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتے ہیں الخ"

باوب گذارش ہے کہ سرکار کس طبقہ میں سے وہ حضرات جو اپنی مصلحت کیلئے عامۃ المسلمین کی نمائندگی کے پردے میں چھپتے ہیں اور سرکاری عہدوں اور کونسلوں کی نشستوں پر قبضہ کرنے کیلئے انہیں بیچارے عامۃ المسلمین کے خودساختہ مندوب بن جاتے ہیں ان کی تعداد ایسے علماء سے کہیں زیادہ ہے جو ذاتی اغراض کیلئے عام مسلمانوں پر اقتدار قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی سنہری پالیسی مصلحتیں ہی حکومت برطانیہ کے اقتدار استحکام وبقا کی کفیل ہیں۔

خودستائی اور تعلی

(۸) پھر ارشاد ہوتا ہے "بلکہ مسلمانوں کی مذہبی تحریکات بھی انہیں انگریزی تعلیمیافتہ جماعت کے جوش کی مرہون منت ہیں"

کیوں نہیں۔ اگر خلافت کی تحریک میں علماء کی جماعت شامل نہ ہوتی اور عامۃ المسلمین کے ارشاد وتلقین کی وجہ سے تحریک کے ساتھ دلچسپی پیدا نہ ہوتی تو آپ جس غلطی میں پڑ گئے ہیں کبھی ایسی تحریک کو جس میں علماء شریک ہوں عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر کے آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ تو تجربہ کی بات ہے اس کے لئے منطقی دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔

استخوان فروشی

(۹) اس کے بعد آپ نے ایک عجیب انکشاف فرمایا ہے فرماتے ہیں "جمعیۃ العلماء کا قیام اگر کچھ بھی تو انگریزی دان پرجوش مسلمان تھا جو دیر تک مسجد کے مینار پر کھڑا [illegible] اور بلند آواز سے قوم کو قیامت تک کی نیند سے [illegible] جگا رہا تھا"

سر محمد یعقوب کا ارشاد حضرت مولانا محمد علی مرحوم کی جانب ہے مولانا مرحوم کا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ سر محمد یعقوب کو سخت غلط فہمی ہوئی ہے جمعیۃ علماء کے قیام اور وجود میں مولانا محمد علی مرحوم کے جوش کو مطلقاً دخل نہیں ہے۔ جمعیۃ العلماء کے قیام کی ضرورت کا احساس مایہ ناز علماء کو اس وقت ہوا اور جمعیۃ علماء کا سنگ بنیاد اس وقت رکھا گیا جبکہ مولانا مرحوم مالٹا سے چھندواڑہ میں نظربند تھے۔ اس کی تاسیسی جلسے میں جو حضرات شریک تھے ان کی پوری فہرست اور تاسیسی جلسہ کی روداد مطبوعہ موجود ہے جمعیۃ علماء کا قیام حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدام اور حضرت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کا رہون منت ہے۔

مولانا محمد علی مرحوم کے وقار کا راز

اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم کا تمام وقار اور احترام ان کے مذہبی احساس اور قوت عمل کی وجہ سے ہے ورنہ اور بھی بہت سے انگریزی دان اور یورپین زبانوں کے ماہر مسلمانوں میں موجود ہیں مگر چونکہ انہیں مولانا جیسا مذہبی شغف نہیں ہے اس لئے مسلمانوں میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔

احسان فراموشی کا گلہ

(۱۰) سر محمد یعقوب نے بطور تعریض ارشاد فرمایا ہے "اور اس کو اب مولانا احمد سعید کی آخر زمانہ کی کج ادائی اور احسان فراموشی کا ذرا بھی گلہ نہیں ہے۔"

مجھے مطلقاً معلوم نہیں کہ سر محمد یعقوب صاحب کو میری کس کج ادائی اور احسان فراموشی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے میرا مولانا مرحوم کی ذات سے کبھی اختلاف نہیں ہوا اور نہ مولانا مرحوم کے ان احسانات کا علم ہے جن کو میں فراموش کر گیا ہوں۔

اگر جمعیۃ کے قیام میں مدد دینے کا احسان مراد ہے تو میں عرض کر چکا ہوں کہ مولانا مرحوم کا جمعیۃ کے قیام میں کوئی دخل نہیں ہے اور اگر اور کوئی احسانات سر محمد یعقوب کے علم میں ہیں تو براہ کرم انکی تفصیل سے مجھے مطلع فرمائیں تاکہ جذبات احسانمندی کا اظہار کر کے احسان فراموشی کے گناہ سے بچ سکوں۔

رواداری کی تلقین

(۱۱) آخر میں سر محمد یعقوب نے مجھے یہ الزام دیا ہے کہ "مولانا اسلامی رواداری اور اسلام کی وسعت نظر کو پس پشت ڈال رہے ہیں"

میں عرض کروں گا کہ سر محمد یعقوب صاحب جس اسلامی رواداری اور وسعت نظری کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں وہ قادیانی جماعت میں انہوں نے محصور کر لی ہے ہم اور پڑھ چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور کافر قرار دیتی ہے کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتی۔ سر محمد یعقوب صاحب کا فرض تھا کہ جس اسلامی رواداری کے بعد داری کا مجھ کو درس دیتے ہیں وہ پہلے ظفر اللہ صاحب کو دیتے جو ہر ظفر اللہ صاحب کو مدرسہ بنانے سے پہلے ان کی کیش کی روا داری کا حال بھی معلوم کر لیتے۔ میں خود سر محمد یعقوب صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ حضور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو مسلمان قرار دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں دے سکتے تو مسلمانوں سے مطالبہ کیوں ہے کہ انہیں مسلمان سمجھیں یا یہ کہ انہیں کافر سمجھتے ہوئے ان کی طرف سے لیٹے والذم موٹے کا فیصلہ سنتے ہوئے بھی ان کو مسلم لیگ یا کسی اسلامی جلسے کا صدر بنائیں۔

قرآن فہمی

(۱۲) سر محمد یعقوب صاحب نے آخر میں قرآن مجید کی ایک آیت بھی پیش کی ہے فرماتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے کہ اہل کتاب سے بھی مشترکہ مسائل میں اتحاد عمل کریں اور کلام اللہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم۔ افسوس ہے کہ سر محمد یعقوب نے قرآن مجید کی آیت کو ایک غلط معنے اور غلط محل میں استعمال کیا ہے آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو ارشاد فرمایا ہے کہ اے پیغمبر اہل کتاب کو پکارو کہ وہ اپنی مشرکانہ سرگرمیوں سے باز آجائیں اور توحید کے ایک کلمہ پر جو ہمارے اور ان کے درمیان یکساں طور پر خدائی تعلیم ہے قبول کر لیں یعنی ان کو توحید کی طرف بیان دلا کر دعوت دی جائے۔ کہ اصل مذہب میں ان کے یہاں بھی توحید ہے جس کو انہوں نے چھوڑ کر شرک اختیار کیا ہے اور اگر وہ دعوت توحید کو قبول نہ کریں تو ان سے کہدو کہ اچھا تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ یعنی اہل کتاب توحید پر قائم نہ رہے تھے ان کو توحید کی طرف بلانا مقصد تھا نہ یہ کہ توحید ان میں اور مسلمانوں میں مشترک عقیدہ تھا اور اس امر مشترک میں کسی اتحاد عمل کی ہدایت کی گئی تھی۔

آیت ایسے موقع پر پیش کی جا سکتی ہے۔ جیسے مسلمان مرزائیوں کو کہیں کہ اے مرزائیو! آؤ ہم تم دونوں مل کر اس عمل کو اختیار کریں جو ہمارے اور تمہارے اور یکساں طریقہ پر واجب العمل ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھیں اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر قرار دیں اور سب کر انگریزی حکومت کے جوئے کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کی کوشش کریں۔

فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

اگر مرزائی اس سے پشت پھیریں اور نہ مانیں تو ان سے صاف کہدو کہ تم گواہ رہو ہم تو خاتم الانبیاء کو آخری نبی اور حضور کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب اور دجال سمجھتے ہیں۔ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی استطاعت کے موافق جنگ آزادی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سر محمد یعقوب صاحب کے اس خط میں اور بھی بہت سے ایسے گوشے ہیں۔ کہ ان پر روشنی ڈالی جائے۔ لیکن مضمون طویل ہو گیا اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

فقیر

احمد سعید عفان اللہ تعالے

لاہور انجمن خدام الدین

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۱ء

مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں درس قرآن کریم کا التوا

فارغ التحصیل طلبہ اور علماء کے لئے مدرسہ [illegible] کتاب اللہ کا درس وسط شعبان میں شروع ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ اس مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ ایدہ اللہ بروح القدس جہاد حریت کشمیر کے سلسلہ میں اسیر قید فرنگ ہو چکے ہیں۔ اور رہائی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس سال یہ مبارک سلسلہ بحالت اضطراری ملتوی کرنا پڑا ہے۔ لہذا دارالعلوم دیوبند۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ مدرسہ مظاہر العلوم۔ مدرسہ امینیہ اور دیگر دینی درسگاہوں کے فارغ التحصیل طلبہ اور دیگر تشنگان معارف کتاب اللہ کو اس حقیقت سے آگاہ ہو کر اپنا عزم مبارک ملتوی کر دینا چاہیئے۔

شہاب الدین برائے ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

لدھیانہ

لدھیانہ ۹ ار نومبر۔ مسلمانان لدھیانہ نے ساردا ایکٹ سے بیزاری اور ناراضگی کے اظہار کے لئے جمعیۃ علماء کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے حسب ہدایت نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی۔ اور بعد نماز جمعہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مفتی محمد نعیم صاحب منعقد ہوا۔ جس میں کئی ہزار مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں ہندو حضرات بھی شریک تھے اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ساردا ایکٹ کے خلاف تمام تجاویز میں حصہ لیا۔ اور اس ایکٹ کے منسوخ کرانے میں مسلمانان لدھیانہ کے ساتھ ہر اُس پروگرام میں جو جمعیۃ علمائے ہند آئندہ مقرر کرے گی شرکت کرنے اور ساتھ دینے کا اعلان وعہد کیا۔

سابق صدر اسمبلی اور مسٹر عبداللہ بریلوی بھی گرفتار کر لئے گئے

ایک دن میں ڈیڑھ سو گرفتاریاں۔ پانچ سو انجمنیں خلاف قانون قرار دیدی گئیں

کانگریس کی عمارت اور ساٹھ ہزار روپیہ پر حکومت کا قبضہ

بمبئی ۸ر جنوری۔ آج صبح سے پولیس کے دستوں نے آرڈیننس کے ماتحت کانگریسی لیڈروں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ مکین داس ماسٹر قائم مقام صدر بمبئی ضلع کانگریس کمیٹی سب سے پہلے گرفتار کئے گئے۔ وٹھل بھائی پٹیل سابق صدر اسمبلی کو ۹ بجے صبح گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے بعد کے۔ ایف۔ نریمان۔ کملا دیوی۔ اوسکا بائی گوکھلے اور مسٹر عبداللہ بریلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کو بھی ان کی قیام گاہ سے گرفتار کر لیا گیا۔

مسلح پولیس کی ایک جماعت ڈپٹی کمشنر کی سرکردگی میں آرڈیننس نمبر ۲ کے ماتحت چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کا حکم لیکر پہونچی اور کانگریس کی عمارت پر قبضہ کر لیا۔ آج چار بجے شام تک ڈیڑھ سو کانگریسی کارکن گرفتار کر کے جیل بھجوا دیئے گئے ان گرفتار شدگان میں ۹ عورتیں ہیں۔

بمبئی شہر اور پریذیڈنسی میں پانچسو انجمنیں اور جماعتیں خلاف قانون قرار دیدی گئی ہیں۔ ان جماعتوں میں قوم پرور مسلم پارٹی بھی شامل ہے۔ مقامی افسران کو وسیع اختیارات دیدئے گئے ہیں۔

بمبئی میں کانگریس کی رقوم کو ضبط کرنے کی بھی حکومت کی طرف سے کوشش کی جارہی ہے دو بنکوں میں کانگریس کا ۶۰ (ساٹھ) ہزار روپیہ جمع تھا جن کو حکومت کی جانب سے حکم دیدیا گیا کہ وہ اس رقم کو روک لیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آرڈیننسوں کے نفاذ سے بیشتر ان رقوم کو ضبطی سے بچانے کے لئے کانگریس کے انفرادی ممبروں کے ذاتی حسابات میں منتقل کر دیا گیا۔

مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے مکان کی تلاشی

متفقہ فتوٰی کی تین کاپیاں اور نہرو رپورٹ پر تبصرہ کی ایک کاپی پولیس اٹھا کر لے گئی

شہر میں بارہ مکانات کی بیک وقت تلاشیاں

دہلی ۸ر جنوری۔ کل صبح دس بجے سید خورشید علی صاحب سب انسپکٹر تھانہ حوض قاضی و منشی سراج الحق سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی ایک ہیڈ کانسٹبل اور چند سپاہیوں کے ساتھ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے مکان واقع کوچہ چیلان پر پہونچے اور کہا کہ مولانا کے مکان کی تلاشی لینی ہے۔ وارنٹ تلاشی زیر دفعہ ۱۳ ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت جاری ہوا تھا اس وقت مکان پر مولانا کے چھوٹے صاحبزادے مظہر سعید اور اکرام الحق ملازم موجود تھے۔ مولانا کے تمام مکان کی تلاشی لی گئی۔ کاغذات اور تمام کتابیں دیکھیں۔ ساڑھے بارہ بجے تک نہایت توجہ کے ساتھ پولیس سرگرم تفتیش رہی اور متفقہ فتوٰی کی تین کاپیاں اور ایک نہرو رپورٹ پر تنقید و تبصرہ کی کاپی اپنے ہمراہ لے گئی۔ تلاشی کے وقت محلہ کے بعض حضرات اور منیجر اخبار الجمعیۃ نیز سکریٹری مجلس احرار اسلام دہلی مکان پر پہونچ گئے تھے۔ پولیس کا رویہ قابل اعتراض نہ تھا۔

بارہ اصحاب کے مکان کی تلاشیاں

کل دہلی میں تقریباً ایک درجن قومی کارکنوں کے مکانوں کی بھی تلاشی لیگئی۔ پولیس نے گیارہ بجے دو پہر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے دفتر واقع چاندنی چوک پر چھاپہ مارا اور وہاں سے کئی درجن قومی جھنڈے۔ مطبوعہ فارم۔ لفافے۔ رضاکاروں کے بیج اور رسائل برآمد کرلئے گئے۔ مقامی کانگریس کمیٹی کو خلاف قانون قرار دینے کے ساتھ ہی پولیس نے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت بارہ سرکردہ اور معزز اصحاب کے مکانات کی تلاشی لی جن کے نام حسب ذیل ہیں:-

مولانا عارف ہسوی۔ راجکماری کول۔ سید دلی۔ پنڈت اندر۔ لالہ دیش بندھو۔ مسٹر ساہنی ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز۔ مسٹر کوہلی۔ مسٹر فرید الحق انصاری۔ مسٹر نرسنگھم۔ مسٹر ... تلاشیوں کے دوران میں کہیں سے بھی کوئی قابل اعتراض شئے برآمد نہیں ہوئی۔ یہ تمام تلاشیاں تمام مقامات پر بیک وقت عمل میں آئیں۔ سنا گیا ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی کی بھی تلاشی لی گئی۔

کانپور۔ بریلی۔ علی گڈھ۔ خورجہ میں گرفتاریاں

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ۔ جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت

علی گڈھ ۸ر جنوری۔ گاندھی جی اور سردار پٹیل کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر علی گڈھ میں ہڑتال رہی دفعہ ۱۴۴ کی رو سے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے مگر کانگریس نے اس حکم کی خلاف ورزی کا فیصلہ کر لیا۔ سٹی مجسٹریٹ نے پولیس کی امداد سے جلوس اور جلسہ کو روک لیا ۱۴ گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ اور ہجوم منتشر کر دیا گیا۔

بریلی ۸ر جنوری۔ بریلی میں ایک جلوس نکالا گیا جس میں دس ہزار افراد شامل تھے ایک درجن کانگریسی اصحاب پر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت نوٹس تعمیل کرائے گئے ہیں جن کی رو سے ان کو ایک ماہ کے لئے کسی عام جلسہ یا جلوس میں شریک ہونے اور کوئی پارٹی قائم کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

کانپور ۸ر جنوری چونکہ ۱۴۴ کے باوجود شہر میں جلسے منعقد کئے گئے اس لئے آج تمام شہر میں پولیس کے پہرے لگا دئے گئے ہیں۔ دو مقامات پر لاٹھی چارج بھی کیا گیا جس کے باعث چند اشخاص مجروح ہوئے۔ سات اشخاص آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کئے گئے۔ مسٹر نارائن پرشاد سابق ممبر کونسل بھی گرفتار کر لئے گئے۔

بلند شہر ۸ر جنوری۔ بلند شہر اور خورجہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے اس دفعہ کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں خورجہ کے اندر مسٹر راجپال۔ ٹھاکر موہن بیر سنگھ اور ۱۲ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔

رہتک ۸ر جنوری رہتک میں بھی آج تین کانگریسی اصحاب گرفتار کر لئے گئے۔

صوبہ سرحد میں لال کپڑوں کی ضبطی

دوکانوں سے سرخ رنگ بھی قبضہ میں کر لیا گیا

معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اب قدرے سکون ہو گیا ہے۔ ہوتی مردان اور صوابی میں قومی جھنڈے اور خدائی خدمتگاروں کے دفتر کا سامان جلا دیا گیا۔ ہوتی مردان میں سرحدی جرگہ کے بہت سے ارکان گرفتار کر لئے گئے۔ نماز جمعہ کے لئے خدائی خدمتگار مسجد میں جمع ہوئے گورہ فوج نے مسجد مقرب خاں اور میر دوخان کا محاصرہ کر لیا پھر رسالے سے کہا گیا کہ یہ لوگ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے نماز پڑھنے کیلئے نہیں چھوڑتے چنانچہ وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ساڑھے پانچ سو سرخ پوشوں کی لال رنگ کی وردیاں اتار لی گئیں اور ان کو لاریوں میں بٹھا کر مردان سے چار میل کے فاصلہ پر چھوڑ دیا گیا۔

پولیس نے تمام بزازوں سے سرخ رنگ کے کپڑے اور رنگ والے دوکانداروں سے سرخ رنگ چھین لیا تاکہ کوئی شخص سرخ لباس نہ پہن سکے۔ مردان اور ہوتی کے بازار میں سپرنٹنڈنٹ پولیس وارد ہوئے اور تمام دوکانداروں سے بغیر کسی تحریر کے تمام سرخ رنگ کے کپڑے اور رنگ فروشوں سے رنگ لے لیا گیا۔

> **آج تحریک کشمیر کا ۷۶واں دن ہے اور آج تک شمع حریت کے**
>
> **۲۵۳۷۸**
>
> **پروانے جیلوں میں جا چکے ہیں**
>
> **شہداء کی میزان ۱۶ ہے**

دہلی میں احمد آباد کے قافلہ کی آمد

دہلی ۸ر جنوری۔ آج احمد آباد کا دستہ محاذ کشمیر پر جانے کے لئے دہلی پہونچ گیا۔ کل جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا اور احمد آباد کے قافلہ کا جلوس ... جائے گا۔ کل ہی یہ دستہ محاذ جنگ پر روانہ کر دیا جائے گا۔

دارالحکومت

دہلی میں یوم محمد علی کا شاندار جلوس

ہندو مسلمانوں کی طرف سے متفقہ عقیدت کا مظاہرہ

عظیم الشان جلسہ میں مرحوم کے کارناموں کا تذکرہ

کل دوشنبہ کے دن دہلی میں یوم محمد علی نہایت ہی شاندار طریقہ پر منایا گیا اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جلوس اور جلسہ میں ہندو اور مسلمان سب شریک تھے۔ مجلس احرار اسلام دہلی نے یوم محمد علی مرحوم کو کامیاب بنانے میں خاص جد و جہد سے کام لیا اور جلسہ و جلوس کو اپنی مساعی سے کامیاب بنایا۔ مولانا عبدالماجد صاحب صدر مجلس احرار اسلام اور مولانا محمد ابراہیم صاحب سکرٹری نے روز افزوں کوشش کر کے اپنے حسن انتظام کا ثبوت دیا۔

عام جلسہ میں جو شام کو ۴ بجے سے کمپنی باغ میں شروع ہوا، دہلی میں کئی سالوں کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہندو اور مسلمان، قوم پرور اور فرقہ پرور کانگریسی اور غیر کانگریسی ہر قسم کے لوگ شانہ بشانہ بیٹھے ہوئے تقریریں سن رہے تھے۔

ڈاکٹر انصاری صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔ مولانا حسرت موہانی صاحب، مسٹر فرید الحق انصاری، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا عبدالماجد صاحب، ڈاکٹر سکھدیو اور متعدد مقررین نے تقریریں کیں اور حضرت رئیس الاحرار کی عظمت اور ان کی علمی اور ملی خدمات کو ظاہر کیا۔ تقریباً ان سب تقریروں میں نہایت وضاحت کے ساتھ مولانا مرحوم کے مقاصد زندگی اور اس مطمح نظر کی تشریح کی گئی جس کے لئے وہ زندگی کے آخری لمحہ تک جد و جہد کرتے رہے۔

ڈاکٹر انصاری صاحب نے اپنی تقریر میں مولانا مرحوم کی ان اعلیٰ خدمات کو بتلایا جو انہوں نے عالم اسلام کے مسلمانوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں اور ملک کی آزادی کے لئے انجام دیں۔ آپ نے ان کی اعلیٰ ہمت اور بلند ہمتی کی مثالیں پیش کیں اور ان کی قربانیوں کو ظاہر کیا جو نظر بندی۔ قید اور دیگر صورتوں میں مولانا مرحوم نے ملک و ملت کی خاطر برداشت کیں اور ان کے نقش قدم پر مسلمانوں کو چلنے کی تلقین کی۔ مولانا عبدالماجد صاحب صدر مجلس احرار اسلام نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا محمد علی مرحوم کی حقیقی عزت یہ نہیں ہے کہ ان کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے بلکہ ان کا احترام ان کے نقش قدم پر چلنے میں ہے۔ مرحوم نے ساری عمر کھدر استعمال کیا یہاں تک کہ کھدر ہی کے لباس میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ لیکن کتنے مرحوم کے معتقد مسلمان ہیں جو کھدر کا استعمال کر کے مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کھدر کا استعمال نہ کرنا اور مرحوم کا نام لیکر ناجائز فائدہ اٹھانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ آپ کی پر اثر تقریر پر نعرہ تکبیر بلند کئے گئے۔

اسی طرح دیگر مقررین نے بھی مولانا مرحوم کی زندگی کے اس پہلو کو نمایاں طور پر ظاہر کیا۔ جلسہ میں کم و بیش دس ہزار آدمی شریک تھے اور تقریباً ۹ بجے تک برابر ہوتا رہا۔

جلوس میں بھی چار پانچ ہزار آدمی اور متعدد لاریاں شریک ہوئیں۔ سید علی میموریل انڈسٹریل اسکول جامع مسجد نے بھی شرکت کی جنہوں نے سارے شہر میں گشت لگایا۔ ان کی لاریوں میں بعض لاریاں ایسی بھی تھیں جو زرق برق اور سلمہ ستارے کے کپڑوں میں ملبوس تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں دیکھ کر لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ مولانا محمد علی مرحوم جو جن ذکات تک کھدر کے کپڑوں میں ملبوس رہے اور ساری قوم کو کھدر پہننے کی تلقین فرماتے رہے آج ان کا یوم منانے والے اپنے ان کپڑوں سے مرحوم کی توہین کر رہے ہیں۔ صبح کو شہر کی مختلف مسجدوں میں ختم قرآن بھی ہوا اور اس وقت تک جو اطلاعات ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ کم و بیش تین سو قرآن ختم ہوئے۔ دوپہر کے وقت یتیموں اور مسکینوں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ خصوصاً قصاب پورہ کے مسلمانوں کی طرف سے عیدگاہ میں تین ساڑھے تین ہزار آدمیوں کو کھانا تقسیم کیا گیا جو دس بجے صبح سے چار بجے شام تک برابر تقسیم ہوتا رہا۔

کلکتہ کارپوریشن کا اجلاس ملتوی

حکومت کی پالیسی کے خلاف احتجاج

کلکتہ ۸ر جنوری۔ حکومت کی موجودہ پالیسی کے خلاف احتجاج کے طور پر آج کلکتہ کارپوریشن میں التوائے اجلاس کی تحریک ۵۱ آراء کے مقابلہ میں ۳۰ آراء سے منظور ہوگئی۔ یورپین نامزد ارکان اور مسلمانوں نے تحریک کی مخالفت کی۔ میئر اور ڈپٹی میئر غیر جانبدار رہے۔

ڈاکٹر انصاری اور ڈکٹیٹر کانگریس کے مکانوں پر پہرہ

آنے جانے والوں کی تلاشیاں خطوط پر احتساب

دہلی ۸ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر فرید الحق انصاری ڈکٹیٹر دہلی کانگریس کمیٹی کے مکان پر پولیس کا ایک دستہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ آپ کے مکان میں جانے والے اور آنے والے لوگوں کی تلاشی لیجاتی ہے تاکہ کانگریس کے متعلق کاغذات آنے جانے نہ پائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ کے لیٹر بکسوں پر بھی پولیس کا پہرہ ہے اور ڈاک پر احتساب قائم ہے۔ پولیس کے مختلف تھانوں میں وائرلیس لگا دئے گئے ہیں تاکہ اطلاعات کی بہم رسانی میں آسانی رہے۔ اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب قائم مقام صدر کانگریس کی کوٹھی پر بھی ایک سب انسپکٹر پولیس اور چند سپاہیوں کا پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ کوٹھی میں آنے جانے والوں کی تلاشی لیجاتی ہے حتٰی کہ مریضوں کو بھی نہیں چھوڑا جاتا۔ نمائندہ پریس کے دریافت کرنے پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ ہم نے ابھی ڈاکٹر انصاری صاحب کو گرفتار نہیں کیا ہے بلکہ ان کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہے ہیں اگر ان کی سرگرمیوں سے معلوم ہوا کہ وہ خلاف قانون انجمن کے ممبر ہیں تو ان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

کانگریس کا پروگرام یا سول نافرمانی

کی خبریں شائع کرنا آرڈیننس کے ماتحت جرم قرار دیدیا گیا

دہلی ۸ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے مقامی حکومتوں کو ہدایت کی ہے کہ اخبارات کو متنبہ کر دیا جائے کہ تحریک سول نافرمانی کے پروگرام یا تیاری کے متعلق کسی خبر کی اشاعت خواہ وہ اشتہار کے طریقہ پر ہو قانون ترمیم ضابطہ فوجداری ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۷ (الف) یا ہنگامی اختیارات کے آرڈیننس کی زد میں آ سکتی ہے۔

> ## کشمیر آرڈیننس کا دوبارہ نفاذ
>
> ### چار ماہ کے لئے مزید توسیع
>
> لاہور ۸ر جنوری۔ کشمیر آرڈیننس نمبر ۷ کے ماتحت احرار کے جتھے گرفتار کئے جا رہے ہیں اور جو ۸ر نومبر کو صرف دو ماہ کے لئے نافذ کیا گیا تھا اس کی توسیع مزید چار ماہ کے لئے کر دی گئی ہے اور گورنمنٹ گزٹ میں اس کا اعلان ہو گیا ہے۔

اخبارات کیلئے دوسرا آرڈیننس جاری کیا جائیگا

کانگریس کی کوئی خبر شائع نہ ہو سکے گی

دہلی ۸ر جنوری۔ سرکاری حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ پہلے آرڈیننس کے علاوہ اخبارات کیلئے ایک اور آرڈیننس جاری کیا جائے گا جو زیر ترتیب ہے۔ اس جدید آرڈیننس کے ماتحت اخبارات پر سنسر بٹھایا جائے گا۔ جو کانگریس کی تمام خبروں کو کاٹ دیا کرے گا۔ اور آئندہ سے کانگریس کے متعلق کوئی خبر شائع نہیں ہو سکے گی۔ جلوس لاٹھی چارج اور جلسوں کی خبروں کا احتساب کر لیا جایا کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آرڈیننس ان پابندیوں کی طرح ہوگا جو جنگ یورپ کے وقت سنسر کے سلسلہ میں لگائی گئی تھیں۔

> ## مسلمانوں کی قربانیوں کا اثر
>
> ### کشمیر کی چار اور مسجدیں مسلمانوں کے حوالہ کر دیگئیں
>
> جموں ۸ر جنوری۔ ریاست کے مختلف فرقوں نے کئی دینی عمارتوں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے جو آج کل حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عمارتیں مذہبی عبادتگاہیں ہیں ان مطالبات کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ پتھر مسجد اور دست گیر مسجد تو پہلے ہی مسلمانوں کے حوالہ کر دی گئی تھیں۔ اب مہاراجہ نے حکم دیا ہے کہ جیل بخرت مسجد۔ خانقاہی سوختہ مسجد۔ دارا شکوہ اور ملا شاہ کی پانچ مسجدیں بھی مسلمانوں کو دیدی جائیں۔

صدر اور ناظم جمعیۃ علماء ہند کے تار

محکمہ ٹیلیگراف نے دونوں تار روک لئے

دہلی ۸ر جنوری۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے واقعات پشاور اور آرڈیننسوں کے متعلق جو تار وائسرائے ہند کو ارسال کیا تھا اس کو دفتر جمعیۃ علماء ہند سے اخبارات کے نام بذریعہ تار کل ارسال کر دیا گیا تھا اسی طرح مولانا احمد سعید صاحب کا بیان جو پشاور کے سلسلہ میں دیا گیا تھا۔ وہ بھی دفتر سے پریس ٹیلیگرام کر دیا گیا تھا مگر گذشتہ شب محکمہ تار سے اطلاع آئی کہ وہ دونوں تار قابل اعتراض ہونے کی وجہ سے روک دئے گئے ہیں۔

مسلم کانفرنس کے ارکان میں تفریق

موجودہ سیاسی معاملات پر اختلاف رائے

کانفرنس کے صدر اور سکرٹری کا استعفاء

افسوس ہے کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے صدر جناب نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب اور اس کے سکرٹری مولانا شاہ مسعود احمد صاحب (رکن اسمبلی) نے سیاسی معاملہ میں کانفرنس کے مسلک سے اختلاف کی بناء پر استعفاء دیدیا جو منظور بھی کر لیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ پرسوں اتوار کو اور کل دوشنبہ کو دو دن تک مسلسل اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ ملک میں اس وقت جو سیاسی حالات پیدا ہو گئے ہیں ان کے متعلق کانفرنس کا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے صوبہ سرحد کے معاملات پیش ہوئے اور آرڈیننس پر بھی بحث ہوئی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب اور ان کے ساتھ شاہ مسعود صاحب کی یہ رائے تھی کہ اس وقت کانفرنس کو اس جد و جہد کی راہ میں حائل نہ ہونا چاہیئے جو ملک میں شروع ہو گئی ہے۔ لیکن دوسرے حضرات کا یہ خیال تھا کہ مسلم کانفرنس علانیہ طور پر اس کی مخالفت کرے۔ بہر حال دو تین دن کے مسلسل بحث و مباحثہ کے بعد آخر کار ایک ووٹ کی اکثریت سے کانفرنس کے بورڈ نے اپنے صدر اور سکرٹری کی رائے کو مسترد کر دیا جس کے بعد انہوں نے اپنے عہدوں اور رکنیت سے استعفاء دیدیا جو فوراً منظور کر لیا گیا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ راجہ صاحب سلیم پور نے بھی رکنیت سے استعفاء دیدیا ہے۔ مجلس میں مولانا شفیع صاحب داؤدی، مفتی محمد صادق صاحب۔ سید ذاکر علی صاحب، حکیم جمیل میاں، مولانا حسرت موہانی بھی شریک تھے۔ صدر کا انتخاب ابھی نہیں ہوا لیکن سکرٹری کے عہدے کے لئے شاہ مسعود احمد صاحب کی جگہ مولانا شفیع صاحب داؤدی کو مقرر کر دیا گیا۔ (ملت)

دہلی کی کانگریس کمیٹیاں خلاف قانون قرار دیدی گئیں

دہلی ۸ر جنوری۔ مقامی حکومت نے ضلع و صوبجاتی کانگریس کمیٹیوں کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا ہے۔

ہندوستان آزادی کامل کا اہل ہے

صوبجاتی آزادی کے بعد سول نافرمانی کا خاتمہ ہو جائیگا

سر آغا خاں کا اظہار خیال

پیرس ۸ر جنوری۔ سر آغا خاں نے ایک اخبار کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ موجودہ ہندوستانی بے چینی کی ذمہ داری صرف برطانیہ ہی پر عائد نہیں ہوتی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آل انڈیا فیڈریشن ایسی چیز نہیں ہے جو چار پانچ سال کے اندر اندر دیا جا سکے لیکن صوبجاتی آزادی فوراً دیدینی چاہئے اور آل انڈیا فیڈریشن کی جلد از جلد کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہندوستان کو فوراً کوئی تسلی بخش چیز نہ دی گئی تو خدا جانے کیا ظہور میں آئے۔ لیکن صوبجاتی آزادی اگر دیدی جائے تو سول نافرمانی وغیرہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ ہندوستان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ آزادی کا اہل نہیں ہے غلط ہے۔ مجھے اپنے برادران وطن پر پورا بھروسہ ہے اگرچہ ان کا تجربہ کم ہے اور ان میں فرقہ وارانہ سوال موجود ہے۔

ڈاکٹر انصاری کانگریس کے صدر نامزد کئے گئے

بمبئی ۸ر جنوری۔ بابو راجندر پرشاد نے ڈاکٹر انصاری کو صدر کانگریس نامزد کیا ہے۔

9-1-1932

حضرت ناظم جمعیۃ علماء ہند کی مبسوط تقریر

لائن والی مسجد میں معارف قرآنی پر بحث

مدیران انقلاب اور کانگریس کا فتنہ

وزیر خاں کا چوک

گول میزی کانگریس

مدیر افکار کی دیانت

ہندوؤں سے جنگ کی نہیں ہے

ملا کی دوڑ مسجد

ابتدا سہل اور انتہا مشکل

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں جلسہ دستار بندی

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے ارشادات گرامی

بتاریخ ۱۰ رشعبان المعظم ۱۳۵۰ھ بروز یکشنبہ حسب معمول جلسہ سالانہ جامعہ کے وسیع احاطہ میں منعقد ہوا۔ اطراف گجرات سے خصوصاً بمبئی سے احمد آباد تک کے اصحاب خیر و علم دوست حضرات نے بہ تعداد کثیر جلسہ میں شرکت فرمائی۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام بہت معقول کیا گیا تھا، جلسہ صبح ۹ بجے شروع کیا گیا جس میں اول دو بچوں نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید کی پھر ایک بچے نے نظم پڑھ کر سنائی اس کے بعد قاری شیخ یمنی صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ راندیر اور قاری غلام محمد صاحب مدرس مدرسہ طیبہ سورت نے اپنے مخصوص لہجوں سے تلاوت قرآن کریم فرما کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ بعد میں احقر نے جامعہ کے سال رواں کی تعلیمی کیفیت اور تعمیر و مسیقہ مال وغیرہ کے متعلق ایک مفصل تبصرہ کیا۔ نیز طلبہ کیلئے جو آسائش و آرام کی صورتیں مہیا کی گئی ہیں ان کا ذکر کیا مثلاً پچاس جدید کمروں کی تعمیر غریب طلباء کے لئے جوتہ اور کپڑوں کا مستقل و معقول انتظام صبح و شام کے کھانے میں علاوہ چاول و دال کے گوشت روٹی کا مستقل انتظام حاجتمند طلباء کو ان کی متفرق ضروری اخراجات کے لئے ایک روپیہ ماہوار وظیفہ۔ مطالعہ و تکرار کتب کے لئے کمروں اور درسگاہوں میں برقی روشنی مکروں کے قریب تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے طلبہ کی سہولت کے لئے پانی کے نلوں کا انتظام۔ کتبخانہ جدید دار المطالعہ دفتر مہتمم۔ اور مدرسۃ البنین و مدرسۃ البنات۔ فارسی خانہ۔ گجراتی کلاس کے کمرے۔ دار التجوید۔ مہمان خانہ اور غسلخانوں کی تعمیر کا تذکرہ کیا جو اس وقت زیر تعمیر ہیں

بعدہ حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ صاحب مدظلہ (صدر مدرس جامعہ) نے "سفر آخرت" کے متعلق ایک ایمان افروز بسیط وعظ فرمایا جس میں بہت سے دقیق علمی مسائل کو اپنے خاص محققانہ طرز میں تخیلات و تشبیہات سے واضح فرمایا اور اس سے تمام جلسہ خصوصاً اہل علم نہایت متاثر و محظوظ ہوئے۔ نیز آخر میں آپ نے آئندہ سال بھی جامعہ میں قیام فرمانے کا عزم ظاہر فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ نے اپنے دلنشین انداز میں ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں مدارس عربیہ کی ضرورت اور ان کے بقاء و تحفظ وغیرہ کے متعلق مدلل تبصرہ فرمایا اور سامعین پر بہت گہرا اثر ہوا۔ بعد ازاں ۲۴ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی گئی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی دو بجے کے بعد ختم ہوا۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی و مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب مولانا سراج احمد صاحب مولانا بدر عالم صاحب اور مولانا عبد الجبار صاحب وغیرہ اساتذہ جامعہ اور لو وارد مہمانان جامعہ اسی روز شام کو جامعہ سے تشریف لے گئے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ صاحب مدظلہ بخاری شریف کے کچھ پارے باقی ہونے کے سبب ہنوز قیام فرما ہیں جو غالباً ۲۰ شعبان تک تشریف لیجائیں گے۔

سال آئندہ کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ جدید داخلہ ابھی سے شروع ہو گیا ہے اور ۱۵ رشوال ۱۳۵۰ھ تک جاری رہیگا اور چونکہ پنجاب و شمالی ہند وغیرہ دور دراز کے طلبہ کو اپنے داخلہ و تجویز اسباق کے متعلق تردد رہتا ہے ان کی سہولت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ وہ دیوبند میں مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی کو اور میرٹھ میں مولانا بدر عالم صاحب کو امتحان داخلہ دے سکتے ہیں اور آئندہ کے لئے تجویز اسباق بھی یہی حضرات کر سکتے ہیں نیز جو طلبہ آنے کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل جگہ خط لکھ سکتے ہیں۔

احمد عفی عنہ مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سملک ضلع سورت

مولانا کی تقریر بہت طویل ہے۔ اور بہت سے مسائل کو شامل ہے۔ ہم اسکو بشرط گنجائش کسی دوسری اشاعت میں درج کریں گے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب کے فرزند

مولانا خلیل الرحمن صاحب کو ایک سال قید کی سزا

معلوم ہوا ہے کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کے فرزند اکبر مولانا خلیل الرحمن صاحب لدھیانوی کو جو جالندھر میں مجلس احرار کے سلسلہ میں دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے تھے۔ ۱۰ جنوری کو ایک سال قید کی سزا دیدی گئی۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب پہلے ہی ۲۵ فروری کو ایک سال کے لئے محبوس کر دئے گئے ہیں۔ اب آپ کے فرزند بھی ایک سال کے لئے "السجن احب الی" کہتے ہوئے جیل تشریف لے گئے۔

موحدوں کی عید

خالق کائنات کی توحید و تمجید کا عالمگیر مظاہرہ

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی)

دنیا میں ہر مذہب و ملت نے سال کے مختلف دنوں کو قومی و مذہبی خوشی و مسرت کے اظہار کے لئے چن لیا ہے اور چونکہ ہر مذہب و ملت کا نقطۂ نظر یکساں نہیں اس لئے ان دنوں کے انتخاب اور تعیین میں بھی یکسانی نہیں۔ یہودیوں کے دن الگ ہیں، عیسائیوں کی تاریخیں دوسری ہیں، ہندوؤں کے تہوار اور ہیں اور مجوسیوں کے ایام جشن خاص ہیں اسی طرح مسلمانوں کی عیدیں بھی سب سے علیحدہ ہیں۔

ان عیدوں اور تہواروں کا ایک عمومی مقصد تو یہ ہے کہ ملت کے الگ الگ افراد اور خاص خاص خاندانوں کو گو سال کے مختلف دنوں میں خوشی و مسرت کے سامان پیش آتے ہیں مگر صورت حال یہ ہے کہ زید کو خوشی ہے تو عمر کو نہیں، بکر کے گھر شادی ہے تو خالد کے گھر غم، ایک گھر سے انبساط کے نغمے بلند ہو رہے ہیں تو دوسرے گھر سے صدائے ماتم۔ غرض فطری طور سے انسانوں کی قسمت میں یہ نہیں ہے کہ زید کی خوشی پوری قوم کی خوشی بن جائے، اور بکر کی مسرت، پوری ملت کی مسرت کا باعث ہو جائے، اس لئے جماعتی اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ سال میں کچھ دن ایسے مقرر کئے جائیں جن میں تمام افراد علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کے احوال کا لحاظ کئے بغیر خوشی و مسرت کا عام اظہار کر سکیں اور اس طرح قومی و ملی وحدت کا سماں مجسم ہو کر آنکھوں کے سامنے آ جائے۔

[illegible]

بت نعوذ باللہ نہ ہو جائے۔ اسلام کی عید اخوشی و مسرت کی عید ہے، تشکر انہی کی عید ہے، تکبیر و تہلیل کی عید، سجدہ عبودت کی عید ہے مگر کس خوشی کے واقعہ کیلئے؟ کس مسرت کے پیغام کے لئے؟ اس واقعہ، مسرت اور پیغام خوشی کے لئے کہ خدائے واحد نے اپنے موحدوں کو اپنے پیام سے سرفراز فرمایا اس حقیقت میں ان کو نور بخشا بت اسلام پرستی، مخلوق پرستی اور دوسری ہر قسم کی باطل پرستیوں کی ضلالت سے نکال کر توحید کی ہدایت عطا فرمائی، قرآن پاک میں ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (بقرہ)

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کیلئے ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کی دلیل بنکر اتارا گیا تو جو کوئی اس مہینہ کو پا جائے تو چاہئے کہ وہ مہینہ روزہ [illegible]

[illegible]

اس کی بڑائی کے اظہار، اور اس کی تکبیر کی بلندی کا موحدوں کی عید کی شان یہی ہے اور ان کی خوشی کا جشن اسی میں ہے کہ سب مل کر اس کے آگے سربسجود ہوں اور اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کا نعرہ بلند کریں۔

لدھیانہ

لدھیانہ ۲۹ر نومبر۔ مسلمانان لدھیانہ نے ساردا ایکٹ سے بیزاری اور ناراضگی کے اظہار کے لئے جمعیۃ علماء کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے حسب ہدایت نہایت مکمل اور پرامن ہڑتال کی۔ اور بعد نماز جمعہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مفتی محمد نعیم صاحب منعقد ہوا، جس میں کئی ہزار مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں ہندو حضرات بھی شریک تھے اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ساردا ایکٹ کے خلاف تام حتی وپریپ حصہ لیا۔ اور اس ایکٹ کے منسوخ کرانے میں مسلمانان لدھیانہ کے ساتھ ہر اس پروگرام میں جو جمعیۃ علمائے ہند آئندہ مقرر کرے گی شرکت کرنے اور ساتھ دینے کا اعلان و عہد کیا۔

جامع مسجد میں مجلس احرار اسلام دہلی کا عظیم الشان جلسہ

صوبہ سرحد کی "نام نہاد تحقیقات" کے خلاف اظہار ملامت

حضرت مولانا عبد الماجد حضرت مولانا عبد الحلیم اور حضرت مولانا حفظ الرحمان کی تقریریں

(از نامہ نگار)

دہلی ۱۵ر جنوری۔ آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ چونکہ آج ماہ رمضان المبارک کا پہلا جمعہ تھا اس لئے نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مسجد کا تمام صحن اور مسجد کے باہر کی سیڑھیاں نمازیوں کی صفوں سے بھری ہوئی تھیں۔ نماز ختم ہونے کے بعد جلسہ کا اعلان کیا گیا اور مجلس احرار اسلام دہلی کے سرخپوش رضاکاروں نے اسلامی جھنڈا اکبر کے قریب بلند کیا۔ حاضرین کی کثیر تعداد جو تقریباً پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی ممبر کے قریب جمع ہو گئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع کی گئی۔

مولانا عبد الماجد صاحب کی تقریر

سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الماجد صاحب صدر مجلس احرار اسلام دہلی نے ایک موثر تقریر میں تحریک کشمیر کے متعلق جدید حالات بیان فرمائے۔ اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ جب تک مظلومین کشمیر کے ساتھ انصاف نہ ہو جائے اور وہاں کے مستقبل کے متعلق اطمینان نہ دلایا جاوے اس وقت تک اس تحریک کو جاری رکھیں۔ مولانا نے فرمایا کہ حکومت اب اس جنگ کو طول دے رہی ہے تاکہ مسلمانوں کا جوش و خروش خود بخود ٹھنڈا ہو جائے۔ کشمیر آرڈیننس کی مدت میں چار ماہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب گرفتاریوں کا محاذ لاہور سے اٹھا کر اور قریب لے گئے ہیں۔ دہلی سے لاہور جانے کے دو راستے ہیں ایک براہ سہارنپور اور دوسرا براہ بھٹنڈا۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے سہارنپور کے راستہ میں پھلور پر اور بھٹنڈے کے راستے میں بھٹنڈہ پر دو محاذ قائم کر دئیے ہیں اور جو رضاکار لاہور جاتے ہیں انہیں ان دو مقامات پر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ [illegible]

مولانا نے مندرجہ ذیل قرارداد پڑھ کر سنائی ہے

"مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ صوبہ سرحد کے اضطراب انگیز حالات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ایسی فضا میں جبکہ صوبہ کا جدید آئین مرتب کیا جا رہا ہے ہنگامی آرڈیننسوں کے نفاذ کو نہایت غیر مناسب سمجھتا ہے۔ نیز یہ جلسہ نام نہاد تحقیقاتی رپورٹ پر [illegible]

حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب کی تقریر

[illegible]

حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب کی تقریر

[illegible]

جناب صدر کی اختتامی تقریر

[illegible]

۱۳۵۰ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۳۲ء | نمبر ۱۰

مالی جہاد و ایثار کا بلند ترین مقام

احادیث نبوی میں صدقات اور ایتائے زکوٰۃ کے فضائل

ذیل میں احادیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جن میں مسلمانوں کو مالی جہاد و ایثار کی رغیب دی گئی ہے اور جہاد بالمال کے فلسفہ کو ذہن نشین کرا کر اس کے خصائل و مراتب کو بیان کیا گیا ہے۔

جو بندہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو اس بندے کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔ (نسائی)

ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چھ باتوں کی طرف سے مجھے اطمینان دلا دے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔ ابو ہریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ چھ باتیں کیا ہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا۔ نماز ...

... کبر و غرور انسان میں پیدا نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

سخاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ اور جنت سے قریب ہے۔ سخی اگر جاہل ہو تو وہ بخیل عابد سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کریم اور بھولا ہوتا ہے۔ (ترمذی) مطلب یہ ہے کہ چھل اور فریب اسے نہیں آتا۔

جب تمہارے بادشاہ اور امیر اچھے ہوں۔ تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوا کریں تو تمہاری زندگی موت سے بہتر ہے۔ اور اگر امراء برے ہوں، اغنیاء بخیل ہوں اور تم عورتوں کی رائے کے تابع ہو تو پھر جینے سے مرنا بہتر ہے۔ (ترمذی)

[illegible]

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری

نماز تراویح کے دوران میں پولیس کی آمد

جامع مسجد میں جلسۂ عام اور احتجاجی مظاہرے

دہلی ۲۸ جنوری۔ گزشتہ شب تقریباً ساڑھے دس بجے حضرت مولانا حافظ الحاج احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کو ممدوح کے دولت خانہ پر زیر دفعہ ... گرفتار کر لیا گیا۔

جس وقت سب انسپکٹر صاحب علاقہ حضرت مولانا کے مکان پر پہنچے تو آپ تراویح پڑھ رہے تھے اور مقتدیوں کی ایک جماعت قرآن کریم سن رہی تھی ختم قرآن میں تقریباً ایک پارہ باقی رہ گیا تھا۔ حضرت مولانا نے سلام پھیر کر دیکھا کہ اکرام الحق سب انسپکٹر علاقہ اور ان کے ساتھ ایک دوسرے سب انسپکٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کو فوراً اطلاع کرائی گئی اور ممدوح بھی تشریف لے آئے اکرام الحق صاحب نے حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا سے فرمایا کہ میں وارنٹ لے کر آیا ہوں اور یہ نہیں چاہتا کہ کوئی مظاہرہ کیا جائے۔ حضرت مولانا نے فوراً جواب دیا کہ میں خود کسی مظاہرے کو پسند نہیں کرتا اور بغیر کسی توقف کے آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا، حضرت مفتی صاحب اور مولوی محمد سعید (صاحبزادہ مولانائے ممدوح) تھانہ کو روانہ ہو گئے، اور جو لوگ موجود تھے اُن کو بھی ہدایت کر دی کہ وہ کوئی اعلان نہ کریں۔

علاقہ کے تھانہ سے حضرت ناظم صاحب جمعیۃ علماء ہند کو جیل پہنچا دیا گیا اور آپ کا بستر اور دیگر سامان بعد میں مکان سے بھیجا گیا۔ جب حضرت مفتی صاحب تقریباً گیارہ بجے تھانہ سے واپس تشریف لائے تو ایڈیٹر الجمعیۃ اور دیگر حضرات سے ملاقات ہوئی۔

معلوم ہوا ہے کہ وارنٹ دفعہ ... کے ماتحت تھا اور مسٹر ایسر کی عدالت سے جاری کیا گیا تھا۔ یہ تحقیق نہ ہو سکا کہ اجراء وارنٹ کے وجوہات کیا تھے۔ جس وقت حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی گرفتاری عمل میں آ رہی تھی پولیس کی ایک گارد حضرت مولانا کے مکان سے کسی قدر فاصلہ پر راجوں والی گلی میں موجود تھی۔ اور اس کی پوری احتیاط کی جا رہی تھی کہ گرفتاری کو نہایت خاموشی کے ساتھ عمل میں لایا جائے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔

قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ حضرت مولانا لکھنؤ کانفرنس میں شرکت کے بعد کل ہی دو پہر تشریف لائے تھے۔

دہلی ۲۹ جنوری۔ کل مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری پر تمام شہر میں ہندو مسلمانوں کی طرف سے متفقہ احتجاج کیا گیا۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے بذریعہ پوسٹر ہڑتال کا اعلان کیا گیا چنانچہ کل دہلی کے بڑے بڑے بازاروں میں ہندو مسلمانوں کی دکانیں بند رہیں۔ چاندنی چوک، صدر بازار اور چاوڑی بازار باستثنائے چند دکانوں کے بالکل بند رہے۔ نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد دہلی میں حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی صدارت میں مسلمانان دہلی کا ایک زبردست اور عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد پندرہ ہزار سے کسی طرح کم نہ ہو گی۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنی مبسوط تقریر میں بتایا کہ حکومت نے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کو کیوں گرفتار کیا ہے اور اس گرفتاری سے اس کا منشا کیا ہے۔ آپ کے بعد مولانا حسرت موہانی نے بھی تقریر فرمائی۔ جلسہ میں ایک تجویز منظور کی گئی جس میں مولانا احمد سعید صاحب کی گرفتاری پر احتجاج کیا گیا اور حکومت کے اس رویہ کی مذمت کی گئی۔ تجویز میں بتایا گیا کہ یوم سرحد کو ناکام بنانے کی غرض سے حکومت نے مولانا موصوف کو گرفتار کیا ہے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد جامع مسجد کے نیچے ایک جلوس مرتب کیا گیا جس نے شہر میں گشت لگایا۔

مولانا احمد سعید صاحب کا مقدمہ

۳۰ جنوری کو شام کے چار بجے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا مقدمہ مسٹر ایسر کی عدالت میں پیش ہوا۔ مجسٹریٹ نے مولانا کو مطلع کیا کہ یہ مقدمہ زیر دفعہ ... آپ کی بعض تقریروں کی بنا پر چلایا گیا ہے۔ مقدمہ کی آئندہ پیشی کے لئے چار فروری مقرر ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا، حضرت مفتی صاحب اور مولوی محمد سعید (صاحبزادہ مولانائے ممدوح) تھانہ کو روانہ ہو گئے،

۱۳۵ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۳۲ء — نمبر ۱۱

صدقات وخیرات کے فضائل اور عید الفطر کے مسائل

چند ضروری احکام کی تشریح

ذیل میں گزشتہ احادیث کا بقیہ اور عید الفطر کے ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:۔

حدیث قدسی میں ہے اے میرے بندے خرچ کر تجھکو دیا جائے گا۔ (بخاری مسلم) یعنی میرے راستے میں خرچ کرنے سے ڈر نہیں جس قدر خرچ کرے گا اتنا ہی زائد دیا جائے گا۔

حضرت بلال سے ارشاد فرمایا خرچ کرنے سے ڈر نہیں عرش کے مالک سے کمی کا خوف نہ کر۔ (طبرانی) یعنی جو عرش کا مالک ہے اس کے خزانوں میں کمی کا کیا کام۔

کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ بہتر اور افضل اسلام کونسا ہے۔ ارشاد فرمایا مسکین کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام علیک کرنا خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ (بخاری مسلم)

مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے۔ (حاکم)

کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے و پانی پلانے سے دوزخ ساڑھے تین ہزار برس کے راستے کی مقدار دور کردی جاتی ہے۔ (حاکم)

حدیث میں سات خندق کے الفاظ لکھے ہیں۔ ہر خندق کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ فرمایا ہے۔ جس نے ترجمہ کیا ہے ساڑھے تین ہزار برس کی راہ بطور خلاصہ لکھ دیا ہے۔

اگر کسی مسلمان نے پھلدار درخت لگایا تو جو شخص اس درخت سے پھل کھائے گا وہ صدقہ ہے۔ جو پھل چوری جاتے رہیں گے وہ بھی صدقہ ہے جو جانور پھلوں سے کچھ لے لے وہ بھی صدقہ ہے۔ (مسلم)

پھلدار درخت میں سے اگر کوئی آدمی یا جانور کچھ کھا جائے گا تو یہ سب قیامت تک صدقہ ہے۔ (مسلم)

باقیات الصالحات میں سے پھلدار درخت کا لگانا بھی ہے۔ (بزار۔ ابونعیم)

جو کسی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو خدا تعالے اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالے اس کو جنت کی سربمہر شراب پلائے گا۔ جو بندہ کسی غریب کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالے اس کو جنت کے حلے عطا کرے گا۔ (ترمذی)

کسی نے پوچھا میں اپنے اونٹ کے لئے حوض میں پانی بھرتا ہوں دوسرے اونٹ بھی پانی پینے آجاتے ہیں کیا ان دوسرے اونٹوں کو پانی پلانے کا کوئی اجر ہے۔ فرمایا ہر زندہ حیوان کے ساتھ سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ (احمد)

کسی نے ایک کتے کو پانی پلا دیا تھا اللہ تعالے نے اس کو بخش دیا۔ کسی نے یہ سن کر کہا کیا جانوروں میں بھی اجر ہے۔ فرمایا ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنا اجر ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ...)

مرنے کے بعد بھی سات باتوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ حالانکہ بندہ قبر میں ہوتا ہے لیکن ثواب ملتا رہتا ہے۔ (۱) علم دین سکھانا۔ (۲) پانی کی نہر جاری کرنا۔ (۳) کنواں کھدوانا۔ (۴) درخت لگانا۔ (۵) مسجد بنانا۔ (۶) قرآن شریف تلاوت کیلئے چھوڑ جانا۔ (۷) نیک لڑکا جو باپ کے مرنے کے بعد باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔ (بزار۔ ابونعیم)

درخت لگانا یعنی اس کے سائے یا پھل سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ قرآن شریف تلاوت کے لئے وقف کر دینا یا کسی کو پڑھنے کے لئے دیدینا۔

جس نے کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس سے پانی پیئے گا اللہ تعالے کنواں کھدوانے والے کو قیامت کے دن تک اجر عنایت کرے گا۔ (بخاری)

صدقہ فطر روزے دار کی تمام کوتاہیوں کا کفارہ ہوتا ہے جس نے نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے اور جس نے بعد میں دیا تو اس کی حیثیت محض ایک صدقہ کی ہے۔ (ابو داؤد)

رمضان کے روزے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ (ابن شاہین)

کسی نے دریافت کیا حضرت قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی کا تعلق کس سے ہے۔ فرمایا یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن خزیمہ)

حضرت سعد کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا انہوں نے سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری ماں کا انتقال ہو گیا اس نے کچھ وصیت بھی نہیں کی۔ کیا جواب اسے کوئی ثواب پہنچا سکتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا ہاں لوگوں کو پانی پلا کر۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سے وقف کر دیا۔ (طبرانی۔ ابو داؤد۔ ابن حبان)

عید

عید فطر کے دن اللہ کے فرشتے گلی کوچوں کے نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں مسلمانو اعلائے کریم کی طرف سویرے سے جاؤ تمہارا رب کریم تھوڑی سی عبادت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور بہت سا ثواب دیتا ہے تم کو روزوں کا حکم تھا تم نے روزے پورے کر دئے۔ تم نے راتوں کو قیام بھی کیا۔ جاؤ آج اپنی عبادت کا صلہ لے لو۔

جب لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ تمہارے رب نے تم کو بخش دیا۔ اپنے گھروں کو مغفور ہو کر جاؤ۔ تمہارے روزے اور تمہاری نمازیں قبول کر لی گئیں۔ تم سے تمہاری حاجتوں کے پورا کرنے کا وعدہ کر لیا گیا۔ یہ دن جائزہ کا ہے آسمانوں میں اس دن کا نام یوم الجائزہ ہے۔ (طبرانی)

صدقہ فطر

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا مال زکوٰۃ تو نہ ہو مگر ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال اس کے پاس ہو جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ صدقہ فطر اپنی طرف سے اور باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے۔ اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تو باپ پر واجب نہیں بلکہ انہیں کے مال سے دے۔ میاں بیوی کی طرف سے اور بیوی پر شوہر کی طرف سے دینا واجب نہیں۔ دیدیں تو استحساناً جائز ہے۔ صدقہ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا دے تو انگریزی تول احتیاطاً پونے دو سیر دینا چاہئے اور اگر جو یا اس کا آٹا دے تو اس کا دگنا۔ اگر کوئی دوسرا اناج دینا چاہے تو اتنا دے کہ اس کی قیمت پونے دو سیر گیہوں کی قیمت کے برابر ہو۔ جو کی اور گیہوں کی قیمت دیدی جائے تو جائز ہے ایک آدمی کا صدقہ ایک ہی فقیر کو دے یا کئی فقیروں کو دے اختیار ہے۔ صدقہ فطر کے مستحق وہ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

سنن عید الفطر

غسل کرنا حتی المقدور عمدہ کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ کچھ میٹھی چیز کھا کر جانا ایک راستے سے جانا دوسرے سے واپس آنا۔ پیدل جانا۔ آہستہ یہ تکبیر کہنا۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

نماز عید الفطر

نماز کی نیت یہ ہے۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی ساتھ چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ پہلی دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دے تیسری بار ہاتھ باندھ لے۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہے ہاتھ ہر بار چھوڑ دے چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے۔ نماز کے بعد امام دو خطبہ پڑھے اور سب خاموشی سے سنیں۔

روزے کی قضا کا بیان

بلا عذر فرض یا واجب معین کے روزے نہیں رکھے یا کسی عذر کی وجہ سے کچھ روزے چھوٹ گئے یا روزہ رکھ کر کسی وجہ سے ٹوٹ گیا یا توڑ دیا تو ان روزوں کی قضا رکھنا فرض ہے۔ جب وقت ملے تو جس قدر جلدی رکھ سکے رکھ لینا بہتر ہے۔ بلا وجہ دیر کرنا بری بات ہے۔ چاہے لگاتار رکھے چاہے درمیان میں فاصلہ کرکے دونوں طرح جائز ہے!

اگر اتنا بڈھا ہو گیا ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا اور آئندہ طاقت آنے کی امید نہیں رہی یا اس طرح کا بیمار ہے کہ صحت پانے کی امید جاتی رہی تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ دیدینا جائز ہے۔ ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے ...

05-02-1932

کشمیر میں نماز پڑھتے ہوئے مسلمانوں پر گولیوں کی بارش

پچاس مسلمانوں کی شہادت اور سینکڑوں مجروح

نعشیں جلا ڈالی گئیں اور دریا برد کر دی گئیں

راجوری ۲۹ جنوری۔ جو مظالم مسلم رعایائے جموں و کشمیر پر ریاست کشمیر کی طرف سے ہوئے ہیں وہ تمام دنیا پر روشن ہیں۔ اسی سلسلہ میں راجوری کا ایک تازہ واقعہ ...

مظالم پر پردہ ڈالنے کی کوشش

حکومت کشمیر کا اعلان

مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ کے مقدمہ کی سماعت

استغاثہ کے چھ گواہوں کے بیانات

"میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں آپ کو نقل دے سکوں"

دہلی ۳ فروری۔ کل مسٹر ایس اے ظفیل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو دہلی جیل میں مجاہد ملت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقدمہ پیش ہوا۔ چونکہ شاہ صاحب اس مقدمہ کے سلسلہ میں ضمانت پر رہا تھے ...

اس کے بعد ساڑھے چار بجے عدالت برخاست ہوئی۔

دہلی ۳ فروری۔ کل پھر شاہ صاحب کا مقدمہ جیل کے اندر پیش ہوا۔ استغاثہ کی تمام شہادتیں ختم ہو گئیں۔ آئندہ مقدمہ ۱۳ فروری کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ اس روز صفائی کے گواہ پیش ہوں گے۔

جیل میں ناظم جمعیۃ علماء ہند سے ملاقات

دہلی ۲ فروری۔ کل بہت سے نقشدر حضرات نے حضرت مولانا مولوی حافظ محمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند سے جیل میں ملاقات کی ...

دفتر مجلس احرار اسلام پر پولیس کا چھاپہ

مظلوم کی عید کی ضبطی

(دستخط) محمد صادق سیکرٹری مجلس احرار ہند

ڈسٹرکٹ جیل میں مولانا احمد سعید صاحب کے مقدمہ کی سماعت

استغاثہ کی طرف سے گواہوں کے بیانات

حضرت مولانا نے مقدمہ کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا

... احمد سعید صاحب نے اس جلسہ میں تقریر کی تھی۔ آپ نے ایک تجویز پیش کی تھی جس میں گورنمنٹ کے آرڈیننس متعلقہ کشمیر کی مذمت کی گئی تھی۔ بھگوانداس نے اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

... چونکہ ان تقریروں کے ساتھ سیالکوٹ کی ایک تقریر بھی ہے اس لئے استغاثہ آئندہ سیالکوٹ کے گواہ پیش کرے گا۔ مقدمہ کی کارروائی ۲ بجے تک ختم ہو گئی اور مجسٹریٹ نے کورٹ انسپکٹر کے مشورہ کے بعد آئندہ پیشی کے لئے ۲۶ فروری کی تاریخ مقرر کر دی۔

مسلمانان امرتسر کا عظیم الشان جلسہ

مولانا احمد سعید صاحب کی گرفتاری پر مبارکباد

جناب صدر کی تقریر

مولانا ابوالکلام آزاد گرفتار کر لئے گئے

دہلی ۱۲ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ کل صبح ساڑھے دس بجے کے قریب مولانا ابوالکلام صاحب آزاد قائم مقام صدر کانگریس کو ان کی قیامگاہ واقع میرٹھ دریا گنج گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا کی گرفتاری ایمرجنسی آرڈیننس کے ماتحت ہوئی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر لاڈو رانی زتشی مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی جگہ بحیثیت صدر جانشین مقرر ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تشریف آوری

دہلی ۲۲ مارچ۔ کل صبح حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی اجمیر سے بعض ضروری کاموں سے فارغ ہو کر دہلی تشریف لائے اور رات کی گاڑی سے پنجاب روانہ ہو گئے۔

مولانا مفتی نعیم صاحب رہا کر دیئے گئے

احراری اور کانگریسی کارکنوں کا خیر مقدم

حضرت مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانوی کل مقدمہ کے دو تین ماہ کی سزا پوری کرنے کے بعد بہاولپور جیل سے رہا کر دیئے گئے۔ جیل کے دروازے پر احراری اور کانگریسی کارکنوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔

جامع مسجد مراد آباد میں سات ہزار مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

حضرات علمائے کرام کی بصیرت افروز تقریریں

جمعیۃ علمائے ہند کے پروگرام پر چلنے کی تلقین

(از نامہ نگار)

مراد آباد ۲۷ مئی۔ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مشاورت کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے جو محترم اراکین جمعیۃ و دیگر علمائے کرام یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی کو غنیمت سمجھ کر مقامی جمعیۃ علماء کے کارکنان نے عام جلسوں کا انتظام کیا تاکہ ان کے مواعظ حسنہ سے عامۃ المسلمین مستفید ہوسکیں۔

گزشتہ شب کے ایک جلسہ میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا محمد نعیم صاحب نے ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں اور جمعیۃ علماء ہند کے مسلک کی توضیح و تشریح فرمائی۔

آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ تقریباً سات ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امروہوی صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ حضرت مولانا حجۃ اللہ محمد شفیع صاحب انصاری فرنگی محلی، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تقریباً چار گھنٹے تک نہایت مبسوط اور بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔

سب سے پہلے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب فرنگی محلی نے مسلمانوں کو باہمی اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی اور آپس کی مذہبی جنگ سے احتراز کرنے پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اپنا شیرازہ منتشر کرنے کی بجائے اس وقت متفق و مجتمع ہو جانے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں جمعیۃ علمائے ہند کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے آپ نے مسلمانان مراد آباد سے اپیل کی کہ وہ جمعیۃ کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کیلئے تیار ہو جائیں کیونکہ اس وقت جبکہ اس ملک پر ایک غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے سیاسیات اسلامیہ کے اعتبار سے صرف یہی ایک جمعیۃ ایسی ہے جس کے احکام پر مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات اور اہتمامات میں چلنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے ہندوستان کی موجودہ سیاسی، اقتصادی اور مذہبی تباہی کا دردناک منظر نہایت موثر الفاظ میں پیش فرمایا۔ آپ نے مشہور انگریز مورخین و مصنفین کے اقوال پڑھ کر سنائے اور خود ان ہی کی زبان سے یہ ثابت کیا کہ ہندوستان پہلے کس قدر زرخیز و دولتمند ملک تھا اور آج اس کا خون حیات چوس کر اسے کس قدر نادار و مفلس بنا دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس وقت خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ بے انتہا افسوسناک ہے ان کی زمینداریاں تباہ ہو چکی ہیں اور ان میں بے روزگاری عام طور پر نظر آتی ہے مگر اس کے باوجود بھی اس قوم کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور وہ بدیشی کرتے اور ولیوں کی پرورش کرنے کے لئے بدیشی کپڑا پہنتے ہیں مگر اپنی بیواؤں اور یتیموں کا پیٹ بھرنے کے لئے چرخے کا کتا اور کرگھے کا بنا ہوا کپڑا نہیں پہنتے۔ حضرت مولانا کی تقریر کے دوران میں لوگ بے اختیار رو رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے مسلمانوں کو جمعیۃ علمائے ہند کے صدر محترم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور ناظم عمومی حضرت مولانا احمد سعید صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی اور جمعیۃ علمائے ہند کے پروگرام کو کامیاب بنانے پر زور دیا۔

آخر میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے ایک نہایت پرجوش تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہری نمود و نمائش اور نعروں سے اصل مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اگر فی الحقیقت مسلمانوں کو اپنے اکابر کے ساتھ حسن عقیدت ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی مسائل میں صرف ان ہی کی قیادت و سیادت ان کی نجات اخروی کا ذریعہ بن سکتی ہے تو انہیں چاہئے کہ محض اس کی جوش و خروش کا اظہار کرنے کے بجائے ان کے احکام پر تسلیم خم کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اپنے دلوں میں یہ عزم بالجزم کر لیں کہ آئندہ سے وہ بدیشی کپڑے کی ایک دھجی بھی نہ خریدیں گے اور جمعیۃ علمائے ہند نے جو راہ عمل اختیار کی ہے اس پر گامزن ہو کر موجودہ تحریک کو کامیاب بنائیں گے۔

اس کے بعد حسب ذیل تجاویز پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئیں:۔

مسودات حج کی مخالفت

مسلمانان مراد آباد کا یہ عظیم الشان جلسہ مسلمین حج کمیٹی اور سفر حجاز کے متعلق ہر سہ مسودات قانون کو دیگر مفاسد کے علاوہ مذہبی مداخلت کی بناء پر انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور یہ جلسہ اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے جو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت نے پورے غور و خوض کے بعد منظور کی ہے مسلم اراکین اسمبلی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان مسودات قانون کو بصورت موجودہ ہرگز منظور نہ ہونے دیں۔ ورنہ مذہبی مداخلت کی ذمہ داری حکومت کے ساتھ ساتھ مسلم ممبران اسمبلی پر بھی عائد ہوگی۔

فسادات بمبئی کی مذمت

مسلمانان مراد آباد کا یہ عظیم الشان جلسہ ایسے حالات میں جبکہ ہندوستان ایک نہایت نازک دور سے گذر رہا ہے بمبئی کے ہندو مسلم فسادات کو ہر دو اقوام کے لئے سخت نقصان رساں اور امن و امان کی زندگی کے لئے نہایت خطرناک سمجھتا ہے اور ان افراد پر جو کہ ہر دو اقوام میں سے ان فسادات کے ذمہ دار ہیں سخت حقارت و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہندو مسلم ذمہ دار حضرات سے استدعا کرتا ہے کہ وہ مقامی طور پر اس آگ کو فرو کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس کے انسداد کے لئے ایسی کوشش کریں کہ آئندہ اس قسم کے خطرناک واقعات کا اعادہ ناممکن ہو جائے۔

حضرت مولانا معین الدین صاحب کو صدمہ جانکاہ

حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری دفتر احرار لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ۔ فقیر بہت ممنون ہوگا اگر آپ یہ مضمون تعزیت کو جو اسی لفافہ میں ملفوف ہے) درج اخبار الجمعیۃ کرا دیں گے۔ اس نیاز نامہ کے وصول ہونے کے بعد سب سے پہلی اشاعت میں یہ مضمون نکل جائے تو بہتر ہے فقیر آجکل لاہور میں قیام پذیر ہے۔ قیادت تحریک کشمیر کا قلادہ میرے ضعیف کاندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب دام مجدہم کا بیحد انتظار ہو رہا ہے۔ فقیر اپنے مخدوم زادہ حکیم و مولوی محمد احمد صاحب مرحوم (آہ اب میں ان کو مرحوم لکھ رہا ہوں جن سے یہ توقع تھی کہ میری قبر پر فاتحہ پڑھتے) کی بیوقت وفات پر بالکل حواس باختہ ہو رہا ہے اور آج اسی وجہ سے اپنا دل بہلانے کے لئے سیال شریف روانہ ہونے والا ہے۔ یہ مضمون انہیں کی وفات کے متعلق ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی تشریف آوری پر فقیر یہاں موجود نہ ہو۔ لیکن جبکہ وہ اعلیٰ درجہ کے میرے عقیدہ میں صائب الرائے ہیں تو مجھ کو بہرحال ان کی رائے کے ساتھ اتفاق ہوگا۔ ان کی خدمت میں میرا سلام نیاز پیش کر دیجئے۔ والسلام فقط

فقیر معین الدین کان اللہ لہ

(ہم حضرت مولانا کی خدمت میں اس صدمہ جانکاہ پر اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت مولانا کا مضمون درج ذیل کیا جاتا ہے:۔)

آہ محمد میاں

آہ میرے مخدوم زادے علامہ ابو الحسنات مولانا حکیم سید محمد احمد طبیب خاص دربار ٹونک نے بتاریخ ۴ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ افسوس ایک ہی روز میں علالت و بیماری کے تمام مراحل طے ہوگئے۔ صبح چھ بجے (جبکہ مرحوم نماز کیلئے اٹھے) ان پر مرض فالج کا حملہ ہوا۔ اور شام کے چار بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا سن باوجود فضل و کمال و جامعیت علوم اور مہارت فن طب ۴۰ سال سے متجاوز نہ تھا۔ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد۔ آپ حضرت علامہ جامع البرکات استاذنا المعظم مولانا حکیم سید برکات احمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند وحید و خلف ارشد اور سچے جانشین تھے ان کے بعد آپ ہی کی ذات بابرکات تمام متوسلین کے حق میں مجمع و مرکز تھی۔ آپ کی رحلت نہیں ہوئی بلکہ پورے سلسلہ کا قصر مرکز دھم سے گر پڑا جو ان کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالی تھی اور جن کے دریائے فیض کی لہریں عرب و عجم کو محیط ہو چکی ہیں۔ منہدم ہو گیا ... زمین بھاگی آسمان کیسے ... چار دانگ عالم میں سرزمین ٹونک کی شہرت اسی خاندان کے عالمگیر فیض کی بدولت ہوئی جس کا آخری آفتاب عین دوپہر کے وقت غروب ہوگیا۔ مرحوم نے دو خورد سال بچے چھوڑے ہیں جو ابھی سن تمیز کو نہیں پہنچے ... حضرت جامع البرکات رحمۃ اللہ علیہ کا کامل توقع ہے کہ جس خاندان کی بدولت ٹونک کا فیض دنیائے اسلام کے ہر گوشہ میں پھیلا ہے اس کے حقوق خدمات کا پورا لحاظ رکھا جائیگا ... کے ساتھ اسکو قائم رکھا جائیگا جو [illegible]

مسلمانان لدھیانہ کا عظیم الشان جلسہ

جمعیۃ علمائے ہند کے جاری کردہ احکام کی عملی پابندی کا عزم

[illegible]

---

۱۴ مارچ ۱۹۳۲ء

گول میز کمیٹیوں کے متعلق صحیح راہ عمل

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کا اعلان

حضرت علامہ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے یہ مضمون مسلم کانفرنس (منعقدہ لاہور) کے ارباب بست و کشاد کے غور و عمل کے لئے کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر تحریر فرمایا تھا جو افسوس ہے کہ گذشتہ اشاعت میں شایع نہ ہو سکا چونکہ مضمون اس قابل ہے کہ اس کو ہر ہندوستانی مسلمان تک پہونچایا جائے اس لئے باوجود تاخیر کے شایع کیا جاتا ہے۔

مسلمان ہند کی واحد ترجمان جماعت جمعیۃ علمائے ہند کی ورکنگ کمیٹی اپنے ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کے اجلاس میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی شرکت کو بعد از قرار دیگر مسترد کر چکی ہے۔

بانیان کانفرنس چند متضاد اجزاء کا ایک مجموعہ ہے جس کا کسی ایک مفید امر پر جمع ہونا تقریباً محالات سے ہے جیسا کہ اخبارات سے یہ امر بالکل واضح ہو رہا ہے کہ کار پردازان کانفرنس میں گول میز کانفرنس اور اس کی ماتحت کمیٹیوں سے تعاون اور عدم تعاون کے متعلق سخت اختلاف ہے سنا گیا ہے کہ اس کے ازالہ کے لئے بعض ذمہ دار اراکین حکومت ہند نے بھی اپنے انسانی اثر و رسوخ سے کام لیا لیکن وہ اس اختلاف کے دور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

وجہ اختلاف یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک جماعت تو حکومت سے مسلمانوں کے چودہ نکات کے متعلق قابل اطمینان اعلان کی خواہشمند ہے ورنہ گول میز ان کی ماتحت کمیٹیوں کے مقاطعہ پر مصر نظر آتی ہے اور دوسری جماعت قابل اطمینان اعلان کی خواہشمند تو ہے لیکن ایسا نہ ہونے کی صورت میں بھی ہر ممکن طریق پر عرض و معروض سے متجاوز ہونے کی آرزومند نہیں ہے۔

نہایت تعجب کا مقام ہے کہ جملہ اقوام ہند جبکہ ہر دو گول میز کانفرنسوں نیز وزیر اعظم اور وزیر ہند کے یکے بعد دیگرے اعلانوں سے مایوس ہو کر آزادی ہند کے لئے اپنی سرفروشانہ جد و جہد میں مصروف نظر آتے ہیں اور ہزارہا محبان وطن جذبہ حریت سے سرشار ہو کر عواقب و نتائج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جیلوں میں جا چکے ہیں اور مسلمانان ہند کی واحد ترجمان تاریخی جماعت جمعیۃ علماء ہند اپنی ورکنگ کمیٹی توڑ کر صدر محترم حضرت جناب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو اس قربان گاہ پر قربان کرنے کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کو ان کا قائم مقام قرار دے چکی ہے اور صوبہ سرحد اور ریاست کشمیر میں ناقابل برداشت واقعات کا سلسلہ ایک عرصہ سے برابر جاری ہے اور برائے نام نہاد مسلمانوں کی ایک جماعت گول میز کی شرکت کے لئے اس کی ماتحت کمیٹیوں سے برابر تعاون کر رہی ہے۔ اندریں حالات رہنمایان قوم کا اس امر پر غور کرنے کے لئے کانفرنس منعقد کرنا کہ گول میز کانفرنس اور اس کی ماتحت کمیٹیوں سے تعاون کیا جائے یا نہ کیا جائے کس قدر مضحکہ خیز امر ہے [illegible]

۵ ؍ نومبر ۱۹۲۸ء

آسمان علم و عمل کا ایک اور ستارہ ٹوٹ گیا

دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم کا انتقال

دیوبند یکم دسمبر۔ مولوی عتیق الرحمان صاحب عثمانی نے یہ روح فرسا خبر بذریعہ تار ارسال فرمائی ہے۔

آہ! ہندوستان کے مفتی اعظم مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب گذشتہ شب ۲ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج آفتاب شریعت و طریقت غروب ہو گیا۔ علماء دیوبند کی ایک مقدس ترین ہستی نے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔

۱۷ ؍ نومبر کو مفتی صاحب اور ان کے بھائی مولانا شبیر احمد صاحب مولوی عبدالباسط صاحب حیدر آبادی کے تار کے جواب میں دیوبند تشریف لائے تھے کیونکہ مولوی عبدالباسط صاحب دارالعلوم کے متعلق مفاہمت کی انتہائی سعی کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب کا اس طویل سفر میں سردی لگ گئی جو ان کی رحلت کا باعث ہوئی۔

مفتی صاحب نے اپنی ۷۰ سال کی عمر میں سے ۴۲ سال دارالعلوم دیوبند کی خدمت پر صرف کئے اور اپنا یہ آخری طویل سفر محض دارالعلوم کی اصلاح کی خاطر کیا۔ صاحب توفیق حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم و مغفور کی روح کو ثواب پہنچا کر اجر حاصل کریں۔

الجمعیۃ دہلی

آفتاب علم و ہدایت غروب ہو گیا

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کی مقدس ہستی علمی حلقہ میں آفتاب کی طرح روشن تھی ان کے علم و تبحر تفقہ و تقدس کا ایک عالم نے مشاہدہ کیا ہے۔ آہ کہ یہ مقدس اور برگزیدہ ہستی ہم سے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب میں نماز تہجد کے وقت ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئی ہفتہ کے روز دن کے گیارہ بجے دارالعلوم کے احاطہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کے مقبرے میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے جوار میں مدفون ہوئے

حضرت مفتی صاحب نے اپنی عمر عزیز کے ۴۲ سال دارالعلوم دیوبند میں افتاء و تعلیم کی خدمت میں گذارے اور زہد و تقوی اور ... کی زندگی یہ تھی کہ آپ علم ظاہری کے علاوہ صاحب ... بھی تھے اور روحانی ارشاد و ہدایت ... جاری تھا

آپ کو صادق الیقین صاف باطن مخلص وسیع النظر عالم تھے ہندوستان کے مفتی اعظم اور دارالعلوم کے موجودہ علماء میں سب سے زیادہ قدیم الخدمت تھے افسوس کہ دارالعلوم کے موجودہ خلفشار میں آپ کچھ عرصہ سے اس خدمت سے علیحدہ ہو کر ڈابھیل چلے گئے تھے۔ دارالعلوم کے مفاد کے لئے ہی مولانا عبدالباسط خاں صاحب کے تار ٹیلیگراموں پر دیوبند آئے تھے ... ہفتہ علیل رہکر وصال فرمایا۔

ہم اس روح فرسا سانحہ میں حضرت مرحوم کے اعزا بالخصوص صاحبزادہ رشید مولوی عتیق الرحمن صاحب اور برادران محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب و مولانا شبیر احمد صاحب سے دلی ہمدردی ہے اور جناب باری عزاسمہ کی بارگاہ میں التجا اور مخلصانہ دعا ہے کہ وہ حضرت کو جوار رحمت میں مراتب عالیہ سے سرفراز فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ابھی حضرت مولانا مولوی حافظ محمد احمد صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہما اور حضرت مولانا مولوی محمد سعید العلی صاحب کے فراق کا صدمہ دلوں میں تازہ ہی تھا کہ یہ تیسرا آفتاب بھی غروب ہو گیا۔ آہ بزرگوں کا سایہ سرت اٹھتا جا رہا ہے اور یہ ہم ارادتمندوں کے لیے بڑی بدنصیبی ہے۔ مگر رضا بالقضا وظیفہ عبودیت ہے ولا نقول الا ما یرضی ربنا کل نفس ذائقۃ الموت و کل اجل مسمی ولہ ما اعطی و ما اخذ

ہماری دلی دعا ہے کہ حق تعالے مولوی عتیق الرحمن صاحب کو حضرت مفتی صاحب کا صحیح جانشین بنائے اور مرحوم کے فیوض کو ان کے صاحبزادے کے ذریعہ سے جاری و باقی رکھے۔ آمین۔

۲۴ ؍ اکتوبر ۱۹۲۸ء

بانی دارالعلوم دیوبند کا حادثۂ ارتحال

جناب مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند کا انتقال

مولوی حبیب الرحمن صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۱۹ ؍ اکتوبر کو بذریعہ تار یہ افسوسناک خبر دیتے ہیں کہ

جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند سابق مفتی عدالت العالیہ حیدرآباد حضرت قاسم العلوم کے صحیح یادگار اور نفضل قاسمی کے سرپرست اعلی نے ۱۸ ؍ اکتوبر کو بوقت ایک بجے دن ریلوے اسٹیشن نظام آباد پر جبکہ آپ حیدرآباد سے واپس تشریف لا رہے تھے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے یہ سفر اس غرض سے کیا تھا کہ آپ اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو حضور کا وہ وعدہ یاد دلائیں کہ جب حضور پرنور ..... دہلی رونق افروز ہونگے تو اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں گے۔

آپکی اندوہناک اور اچانک موت اس امر کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ دارالعلوم دیوبند سے کیسی ہمدردی اور حمیت رکھتے تھے اور جس طرح کہ آپنے اپنی زندگی کے چالیس سال دارالعلوم کی خدمت میں صرف کئے اسی طرح آپ کی زندگی کا آخری لمحہ بھی اسی کی خدمت میں ختم ہوا۔ تمام باتیں منجانب اللہ ہوتی ہیں یقین ہے کہ خدائے قادر و برتر آپکو آپکی خدمات کا ضرور صلہ دیگا۔

یاد ماضی

(نتیجۂ فکر جناب حفیظ الرحمان صاحب آصف دہلوی خلف الرشید حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند)

مسلم خستہ کی بربادی کا چرچا دیکھکر
مضطرب ہوتا ہوں یہ عالم کا نقشہ دیکھکر

اے بنائے قوم و ملت پیکر عز و جلال
درد سا اٹھتا ہے دل میں تجکو رسوا دیکھکر

عظمت دیرینہ تیری قصۂ ماضی ہوا
یاد آجاتے ہیں وہ دن قصر حمرا دیکھکر

رہرو راہ حقیقت آشنا تجھکو یہ کیا ہو گیا؟
اب قدم رکھتا نہیں کیوں پست و بالا دیکھکر

تو ہی تھا سطوت و شوکت کا تنہا سرمایہ دار
سر جھکا دیتے تھے اپنا تجکو اعدا دیکھکر

نغمۂ وحدت سے تیرے گونجتے تھے آسماں
دنگ رہ جاتی تھی دنیا تیرا تقوا دیکھکر

تیرے ... دہل جاتے تھے دل کفار کے
سرنگوں ہوتے تھے تجکو کفر ... دیکھکر

اب یہ کیوں ...
اب جھجک جاتا ہے کیوں باطل کی دنیا دیکھکر

تیرے دل میں جوش ... جذب حق نہیں
آ گئے کیوں دھوکے میں تو ریگ صحرا دیکھکر

دیکھ لے چشم حقیقت بیں سے رنگ ... مگر
تو ہوا جاتا ہے بیخود رنگ مینا دیکھکر

اپنی افسردہ دلی غیروں کی سرگرمی بھی دیکھ
عہد ماضی یاد کر باطل کا فردا دیکھکر

تو وہی ہے جس کا سینہ مرکز توحید تھا
خود کھنچے آتے تھے تجکو اہل دنیا دیکھکر

تیری ہستی نے دیا عالم کو پیغام بہار
پھول بنجاتا تھا تجکو خار صحرا دیکھکر

جادۂ صدق و صفا سے منحرف کیوں ہو گیا
رکھ قدم منزل میں تو آئین آبا دیکھکر

شوکت دیرینہ آصف یاد آتی ہے مجھے
دل تڑپ جاتا ہے مسجد کو کلیسا دیکھکر

۲۴ر اکتوبر سنہ ۲۸ء

بانی دار العلوم دیوبند کا حادثۂ ارتحال

جناب مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دار العلوم دیوبند کا انتقال

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نائب ناظم دار العلوم دیوبند ۱۹ر اکتوبر کو بذریعہ تار یہ افسوسناک خبر دیتے ہیں کہ

جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب صدر مہتمم دار العلوم دیوبند سابق مفتی عدالت العالیہ حیدرآباد حضرت قاسم العلوم کی صحیح یادگار اور نفضل قاسمی کے سرپرست اعلیٰ نے ۱۸ر اکتوبر کو بوقت ایک بجے دن ریلوے اسٹیشن نظام آباد پر جبکہ آپ حیدرآباد سے واپس تشریف لا رہے تھے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے یہ سفر اس غرض سے کیا تھا کہ آپ اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو حضور کا وہ وعدہ یاد دلائیں کہ جب حضور پُرنور . . . . دہلی رونق افروز ہونگے تو اس موقع پر دار العلوم دیوبند کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں گے۔

آپکی اندوہناک اور اچانک موت اس امر کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ دار العلوم دیوبند سے سچی ہمدردی اور حمیت رکھتے تھے اور جس طرح کہ آپنے اپنی زندگی کے چالیس سال دار العلوم کی خدمت میں صرف کیے اسی طرح آپ کی زندگی کا آخری لمحہ بھی اسی کی خدمت میں ختم ہوا۔ تمام باتیں منجانب اللہ ہوتی ہیں یقین ہے کہ خدائے قادر و برتر آپکو آپکی خدمات کا ضرور صلہ دیگا۔

الجمعیۃ دہلی ۲۰ر جون سنہ ۲۹ء

ایک عالم کا انتقال

یہ خبر اہل علم کے طبقے میں نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ مولانا عبدالغنی صاحب سابق مدرس مدرسہ فتحپوری کا ۸ر محرم ۴۸ھ کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم اگرچہ صوبہ بہار کے رہنے والے تھے لیکن عرصے سے دہلی میں قیام گزیں تھے تقریبًا چالیس سال سے مسلمانوں کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ فارسی کی انتہائی اعلیٰ قابلیت کے باوجود عربی اور ریاضت کے پڑھانے پر بھی قادر تھے۔ عیسائیوں اور آریوں سے مناظرہ کرنے میں مولانا کو خاص ملکہ تھا۔

مولانا مرحوم نے مخالفین اسلام کے رد میں بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ آخری عمر میں آپ نظم میں قرآن شریف کی تفسیر لکھ رہے تھے جس کا ایک پارہ طبع بھی ہوچکا ہے۔ اس تفسیر میں آپنے جابجا مخالفین اسلام کے اعتراضات کا رد بھی کیا ہے۔ مولانا مرحوم جس طرح نثر میں تقریر کرتے تھے اُسی طرح نظم پر بھی قادر تھے۔ اکثر آپکا کلام ارتجالًا اور فی البدیہہ ہوا کرتا تھا۔ غرض ہر اعتبار سے مولانا کی ذات مسلمانان دہلی کیلئے غنیمت تھی۔ ہم ایک عالم باعمل کی موت پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مولانا کے پسماندگان سے اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اللھم اغفر لہ

قطراتِ خلوص و ارادت

بہ پیشگاہِ بحرِ جود و رافت

وقارِ ملتِ بیضا نظامِ آصف جاہ

وقارِ ملتِ بیضا نظامِ آصف جاہ — پناہِ دولتِ غرا حسامِ آصف جاہ

قیامِ دولتِ شاہی بچار سوئے دکن — بامن و نظمِ مسجل بنامِ آصف جاہ

بقائے دین و شریعت عروجِ علم و ہنر — رہینِ منت و بذلِ دوامِ آصف جاہ

بجمعِ ثالث و رابع ز چار یارِ نبی — رسی باسم[1] و بعزِ مقامِ آصف جاہ

وگر بسیرتِ عثمان علی خدیو دکن — شہِ[2] جواد و کریم و ہمامِ آصف جاہ

خصالِ رشد بجوئی رسی بدیں معنی — ق — کہ چار یارِ نبی اند امامِ آصف جاہ

مطاعِ خلق و مطیعِ خدائے عز و جل — رضائے خالقِ اکبر مرامِ آصف جاہ

بحمدِ خالقِ عالم چو نغمہ ریز شود — شود بروحِ قدس انضمامِ آصف جاہ

کند چو مدحِ پیمبر ہزار طاقۂ گل — شود ز عرش نثارِ کلامِ آصف جاہ

حریمِ قدس ز لطفِ قدیم نکہت بیز — کہ تا شود معطر مشامِ آصف جاہ

شناس افضل و اعلیٰ مبجل و ممتاز — ز احترامِ ملوک احترامِ آصف جاہ

بدامِ نیرِ علم و عطاء و جود و سخا — کند طلوع بعالم ز بامِ آصف جاہ

اگر بہ طلبی از قوارعِ افلاک — بیا بیا بدرِ اعتصامِ آصف جاہ

ہزار قلعۂ روئین ز بن بر اندازد — بیک نگاہِ غضب احتشامِ آصف جاہ

نمیتوان کہ زند لاف ہمسری در نور — ہزار صبحِ سلاطین بشامِ آصف جاہ

سزد و لال تفاخر کند با سکندر — بلند مرتبگی غلامِ آصف جاہ

نزولِ کوکبۂ دولتِ ابد مدت — ورودِ موکبِ رفعت نشانِ آصف جاہ

حیاتِ تازہ بدہلی عطا نمود و کشود — ق — در نشاط و مسرت قیامِ آصف جاہ

رسیدہ در دلِ بے مایگان و مظلومان — بعدل و جودِ مسلسل پیامِ آصف جاہ

کفیلِ ناز و تنعم مدارِ خوش عیشی — مناطِ فوز و ظفر ابتسامِ آصف جاہ

بیک نظر بکشد سوئے خود ہزاراں دل — عجب مبارک و محبوب دامِ آصف جاہ

بیا بدہلی و بنگر صفوفِ اہلِ کمال — ستادہ چشم براہِ سلامِ آصف جاہ

گمان برد کہ بجنت رسید ہر کہ رسد — بعونِ بخت بگردِ خیامِ آصف جاہ

قسم بحق کہ ز جنت نیایدت یاد دے — اگر رسی گہے نزدِ قرامِ آصف جاہ

ادائے حق نہ کنم گرچہ عمر صرف کنم — بوصف و مدح و ثنائے امامِ آصف جاہ

عدو ذلیل و بد اندیش و حاسدش مقہور
صروفِ دہر ہمیشہ بکامِ آصف جاہ

(حضرت العلامہ مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)

[1] یعنی میر عثمان علیخاں خلد اللہ ملکہ
[2] یعنی آصف جاہ ہفتم خلد اللہ ملکہ

۱۳ر نومبر ۳۶ء

پیشکش نیاز

بجا کپائے مہر ضیائے بندگانِ اعلیٰحضرت قدر قدرت حامیِ دینِ متین مجاہد دالانکین لجاء الغربا ملاذ المساکین سلیمان فر آصف جاہ "نظام الملک" و الملت شہریار اولو العزم "سلطان العلوم"
ہز اگزالٹڈ ہائنس میر عثمان علیخاں بہادر تاجدار دولت علیۂ دکن خلد اللہ ملکہ و عظمتہ و شوکتہ

حیرت فزا ہے ہر در و دیوار کی فضا — نظارہ دوز کوچہ و بازار کی فضا
معمورِ حسن عرصۂ گلزار کی فضا — دلکش ہے کائنات کے اقطار کی فضا
ذراتِ ارض غرق ہیں دریائے نور میں
چشمے ابل رہے ہیں طرب کے سرور میں

مصروفِ عجز خاک ہر رہگذر ہے آج — حیران و مست وجد میں ہر بام و در ہے آج
بزمِ جہاں میں عیشِ طرب کا اثر ہے آج — دل چاہتا تھا جس کو وہ پیشِ نظر ہے آج
آتی ہے ہر طرف سے صدائے خوش آمدید
ہاتف ہر اک کو غیب سے دیتا ہے اک نوید

دیوار و در سے آتی ہے آواز "مرحبا" — اک شورِ تہنیت کا ہے ہر سو مچا ہوا
آتی ہے سب کے کانوں میں یہ غیب سے ندا — طوبیٰ لکم سعادتکم ایہا الوریٰ!
افسردہ دل میں ایک جھلک ہے امید کی
کیا آرہی ہے آج گھڑی جشنِ عید کی!

تا گاہ نغمہ زیرِ طرب ساز ہو گئے — ظاہر نشاط و کیف کے سب راز ہو گئے
پیدا زمیں پہ فخر کے انداز ہو گئے — افلاک سبز نجم سے گلباز ہو گئے
دل نے کہا کہ آمدِ شاہِ نجوم ہے
مہر سمائے لطف و کرم کا قدوم ہے

وہ جس کے فیض و جود کا دریا رواں ہوا — سیراب جس سے گلشنِ ہندوستاں ہوا
آغوشِ دہر جس سے یگانہ جہاں ہوا — جس کا لقب زمانہ میں صاحبقراں ہوا
رضوانِ خلدِ علم و فضیلت شہِ دکن
خورشیدِ آسمانِ جلالت شہِ دکن

سدرہ نشین شوکت و سطوت حسامِ ملک — قائم ہے جس کی ذات سے نظم و نظامِ ملک
ظلِ خدا و مرجعِ ہر خاص و عامِ ملک — برتر خصال و قدر وہ عالی مقامِ ملک
رعب و جلال و کرّ و شہی کا مجسمہ
مصداق عزم و فرِّ شہی کا مجسمہ

اے کوہِ استقامت و اے آسمانِ علم! — پنہاں تری نمود میں ہے اک جہانِ علم
"سلطانِ علم" و صاحبِ فضل و زبانِ علم — دارائے عدل، حامیِ دیں باغبانِ علم
بنیادِ خلق و مجد و نجابت سحابِ جود
تعمیرِ قصرِ مفخرِ خلق و مآبِ جود

اے یادگارِ ملتِ بیضا! بنائے قوم — اے اصلِ جود! دم سے ترے ارتقائے قوم
تیری حمایتوں پہ ہے حصرِ بقائے قوم — مانے ہوئے ہے ہند تجھے پیشوائے قوم
ذرہ میں نور ہے تو ہے پرتو مہر کے
روشن ہیں سب نجوم تجھی سے سپہر کے

رونق فروزِ قصرِ فلک شاں ہے تیری ذات — آمد سے تیری مست ہوئی بزمِ کائنات
تیرا قدوم گنجِ طرب، مایۂ حیات — عرضِ نیاز خامہ ہے تسطیرِ تہنیات
گلہائے آرزو بفشانم بپائے تو
جانم نثار و چشم و دل من فدائے تو

دہلی جو ملکِ ہند کا اجڑا دیار ہے — اک کاروانِ رفتہ کی رہ کا غبار ہے
افسانہ اس کے عہد کا اس کا مزار ہے — کیفِ شرابِ دوش کا گویا خمار ہے
جلوہ گری سے تیری پھر آباد ہو گیا
زینت فزائے گلشنِ ایجاد ہو گیا

اے مظہرِ وجاہتِ اسلافِ ملکِ ہند! — اے پیکرِ صداقت و انصافِ ملکِ ہند!
اے باعثِ تفاخرِ اشرافِ ملکِ ہند! — معمور تیرے لطف سے اطرافِ ملکِ ہند
تو نے قلوبِ خستہ کو پھر شاد کر دیا
برباد سرزمیں کو پھر آباد کر دیا

کلکم چو بلبلِ چمنِ گلشنِ حجاز — نغماتِ مدحِ شاہ سراید بصد نیاز
دستِ نوال و بذل دو دریہ شدہ دراز — لطفش بہر نشیب و عطایش بہر فراز
داعیِ عرب بدولتِ عثماں علی جلال
داعیِ عجم بشاہ ہمایون و نیک فال

اے تاجدارِ سلطنتِ آمن و سعید! — اے مرجعِ امانی و ملجائے ہر امید!
رازِ عنایتِ تو بعالم شدہ پدید — قفلِ ترصدات جہاں را توئی کلید
شرحِ رموزِ عیش و مسرت تکلمت
صبحِ امید، بر افقِ دل تبسمت

قائم ہے تیری شوکت و حشمت رہے مدام — اقبال و جاہ و عظمت و صولت رہے مدام
عالم کو تیرے فیض سے راحت رہے مدام — حاتم سے بڑھ کے تیری سخاوت رہے مدام
آغاز از ثنا بُد و انجام بر دعا
واصف ازیں دو بحر نگردید آشنا

(داعی دولت و اقبال حفیظ الرحمان دہلوی)

ھٰذہ ابیات

۱۳ر نومبر ۱۹۲۸ء

فی مدح من عم جودہ کما عم فضل وجودہ، وسبغ احسانہ العمیم وبرہ الکریم اکناف العالم من سھول المعمورۃ وحزونہا بجودہ المستغنی عن التلقیب والتکنیۃ والغالی عن التوصیف والتسمیۃ اعنی الملک الجلیل الشہم النبیل عثمان علی خان سلطان الدولۃ الاصفیۃ لازال جودہ ینزل الرعایا من الامن فی حصن حصین و یستخلص الدعاء لدولتہ الغراء من الآفاق فلا احد الا وھو من المخلصین خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وعظم نصرتہ ۔ امین

عثمان عثمان قد ضاءت بہ الدکن کلا و ربی اضاء الارض والزمن
میر عثمان علی خاں ۔ دکن ان سے روشن ہوگیا نہیں بلکہ خدا کی قسم تمام زمین و زماں ان سے روشن ہوگیا ہے

زال المخاوف والاھوال من دکن وعمھا الروح والریحان والامن
دکن سے تمام خوف اور ڈر زائل ہو گئے اور اس میں خوشی اور بہار اور امن کا دور دورہ ہے

عثمان ماوی لقوم مالھم سکن وملجاء لغریب مالہ وطن
میر عثمان علی خاں ۔ بے گھروں کے ماوے و ملجا ہیں اور مسافروں کے لیے جن کا ٹھکانا نہ ہو قرار گاہ ہیں

غوث الارامل اذ باتت تسھرھا الصروف من دھرھا والذل والفتن
محتاجوں کے فریاد رس ۔ جبکہ وہ زمانہ کی گردشوں سے بیخواب ہوں اور ذلت اور فتنے انکو گھیرے ہوئے ہوں

من فی العوالم ما ربتہ دولتہ ومن علی الارض ما فی عنقہ منن
عالم میں کون ہے جس کو اس کی دولت نے پرورش نہیں کیا اور زمین پر کون ہے جس کی گردن پر اس کے احسانات نہ ہوں

فھذہ الدولۃ الغراء ماطرۃ علی البریۃ جوداً مالہ ثمن
پس یہ دولت آصفیہ مخلوق پر بخششوں کی ایسی بارش برساتی ہے جس کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا

حلو لمختبط شوس لمضطغن ولیس یرضی بما یلقی بہ درن
سائل کے لیے شیریں اور کینہ ور کے لیے سخت ہے

شعائر الدین فی ایامہ عظمت ومن طغی وبغی فی عھدہ وھنوا
دین کے شعائر اس کے زمانہ میں باعظمت ہو گئے اور جس نے طغیانی و سرکشی کی وہی ذلیل ہوا

اذا استغاثک یا عثمان لمختبط لباہ جودک لا من ولا محن
جبکہ کوئی سائل تمہارے پاس اے عثمان فریاد لائے تو آپکی بخشش فوراً اسکی حاجت روائی کرنیکو موجود ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آپ احسان رکھیں یا وہ محنت اٹھائے

ضعف القلوب اذا قویتھم شجعوا فرسان خیل اذا مارعتھم جبنوا
کمزور دلوں کو جب تو ڈھارس بندھائے تو بہادر ہو جائیں اور گھوڑے کے سواروں کو تو ڈرائے تو نامرد ہو جائیں

انت الملاذ لقوم قد اتوک علی انضاء فقر وجدب للھی اذنوا
تو جائے پناہ ہے ان لوگوں کی جو تیرے پاس تہیدستی اور قحط سالی کے تنائے ہوئے آئے اور تیری جود و عطا کا انہیں علم ہوا

احییت کل ملوک الارض قاطبۃ جوداً وعدلا فما ماتوا وما دفنوا
تم نے تمام بادشاہاں زمین کو زندہ کر دیا سخاوت اور انصاف سے گویا نہ وہ مرے نہ دفن ہوئے۔

فلا تخف مکر حساد اذا مکروا فلیس یاکل الا اھلہ الضغن
پس حاسدوں کے مکر سے مت ڈر جب کہ وہ مکر کریں کیونکہ حسد و کینہ اہل حسد و کینہ کو ہی تباہ کرتا ہے

اعلیت دین رسول فاق من سبقوا من النبیین طرا جودک الھتن
آپ نے اس رسول کے دین کو بلند کر دیا جو تمام گزشتہ نبیوں کا سردار تھا آپکی بخشش ہمیشہ برسنے والی ہے

یبیت عثمان مولاھم اذا رقدوا یرعی رعایاہ لا نوم ولا وسن
لوگوں کا آقا عثمان ان کی حفاظت کے لیے رات بھر جاگتا ہے جبکہ وہ سوتے ہیں ۔ اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ

یدعو الوری لملیک عادل یقظ قوم اذا اغتربوا فی ظلہ قطنوا.
تمام خلق اپنے بادشاہ عادل بیدار کے لیے دعا کرتی ہے جو قوم اپنے گھر در سے نکلتی ہے وہ اس کے سایہ میں پناہ لیتی ہے

اظلک اللہ فی اظلال رافتہ کما ترکتھم فی دورھم امنوا
خدا آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے جیسے کہ آپ نے خلق خدا کو اپنے گھروں میں مامون کر دیا ہے

وخلد اللہ ملکا انت مالکہ یا من عزائمہ فی الدھر لا تھن
اور خدا اس ملک کو جس کے آپ مالک ہیں ہمیشہ رکھے اے وہ شخص جس کے عزائم زمانہ میں کمزور نہیں ہوتے

ومن یعادیک یا عثمان من سفہ فی الھم والغم والاحزان مرتھن
اور جو بیوقوفی سے آپ کا اے عثمان مخالف ہو وہ غم اور فکر اور مصیبتوں میں قید رہیگا

اعزک اللہ من بین الملوک کما اعززت ما نطق القرآن والسنن
خدا آپ کو بادشاہوں میں سے بڑی عزت دے جیسے کہ آپ نے قرآن و سنت کے احکام کو عزت دی ہے۔

(مولانا) محمد اعزاز علی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

جلد ۹ || دہلی یوم چہارشنبہ یکم شوال المکرم ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء || نمبر ۱۸

افغانستان کی عید

ماتم زدہ را عید بود ماتم دیگر

ہر برس ہم خانہ بربادوں میں کیا آتی ہے عید
اک نیا چرکہ دلِ زخمی کو دے جاتی ہے عید

آہ جب سازِ طرب اپنا شکستہ ہو گیا
پھر سنانے کونسا نغمہ ہمیں آتی ہے عید

اک خوشی میں سینکڑوں پہلو ہوں جب غم کے نہاں
آہ اس صورت میں آتی ہے تو کیا آتی ہے عید

مل گیا جمعیت کابل کا ساماں خاک میں
حسرت و اندوہ کا یہ سین دکھلاتی ہے عید

لٹ گیا جب قافلہ اپنا جلال آباد میں
کونسا پیغام اب دل کے لیئے لاتی ہے عید

چل رہا ہو جس زمیں پر خنجرِ ظلم و ستم
ان نگوں بختوں کو کیا عالم میں گرماتی ہے عید

عید اُن کی ہے کہ جن کے گھر میں ہو امن و سرور
پا بہ زنجیرِ جفا کو کیا! اگر آتی ہے عید

دل اگر خوش ہے تو ہمدم عید کی بھی ہے خوشی
ورنہ شکلِ ابرِ غم ہر سمت چھا جاتی ہے عید

عید کیا اُن کی، ہو جن کے سر پہ بربادی کا تاج
وقفِ غارت ہو رہی ہو ملک اور ملت کی لاج

از حفیظ [illegible]

الجمعیۃ دہلی ۱۳ مارچ ۱۹۲۹ء

عید الفطر اور اس کے متعلق احکام

مسلمانوں کو ضروری ہدایات

عید کا دن

مسلمانوں کے لیے عید کا دن انتہائی مسرت اور خوشی کا دن ہے لیکن مسلمانوں کی کوئی مسرت یا غم ایسا نہیں ہے جو اسلامی احکامات کے ماتحت نہ ہو ان کی زندگی کا ہر ایک دن بلکہ ہر ایک لمحہ اسلامی پابندی اور اسلامی احکامات کی تعمیل کا محتاج ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عید کے دن کوئی ایسا کام نہ کریں جو اسلام کے خلاف ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت راشدہ اسکا دیا اور انکار کرتی ہو۔

اسراف سے بچو

اس دن اکثر لوگ خوشی میں آکر ضرورت سے زیادہ خرچ کر دینے کے عادی ہیں، آمدنی کا توازن قائم نہ رکھتے ہوئے روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے، اللہ تعالیٰ نے مسرفین کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے، اسلئے مسلمانوں کو اپنے اخراجات میں توسط و اعتدال کا خیال رکھنا چاہیئے، اور فضول خرچی سے حتی الامکان اجتناب کرنا لازمی ہے مبادا اس مبارک دن میں انکا نام شیطانی دفتر میں لکھدیا جائے

عید کے دن کیا کرنا چاہیئے

صبح اٹھکر غسل کرنا مسواک کرنا اور اجلے کپڑے بدلکر خوشبو لگانی چاہیئے۔ نماز کو جانے سے پہلے کچھ کھا لینا مستحب ہے عیدگاہ جاتے وقت آہستہ آہستہ تکبیر پڑھنا چاہیئے تکبیر کے مشہور کلمات یہ ہیں، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کردینا چاہیئے جاتے وقت جو راستہ اختیار کریں آتے وقت اس کو بدل دینا چاہیئے۔ عیدگاہ میں پہنچکر جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں، لوگوں کو پھلانگیں نہیں۔ کہ اس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے،

نماز کی ترکیب اور صفوف کی بندش

جب نماز کے لیے کھڑے ہوں تو صفیں خوب سیدھی کرلیں اور کندھے سے کندھا ملاکر کھڑے ہوں صفوں کے بیچ میں جگہ نہ چھوڑیں، بلکہ خوب ملکر کھڑے ہوں پہلی مرتبہ جب امام تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاکر اللہ اکبر کہے تو سب لوگ ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، اور ہاتھوں کو ناف پر باندھ لیں ہاتھ باندھکر سبحانک اللہم پڑھیں، پھر اللہ اکبر کہکر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں اور پھر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں، اور امام کی قرات خاموشی کے ساتھ سنیں، دوسری رکعت میں رکوع کرنے سے پیشتر اللہ اکبر کہکر ہاتھ اٹھائیں، اور چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں چوتھی مرتبہ بدون ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں:

مسبوق کا حکم

جو شخص تکبیروں کے بعد آکر جماعت میں ملے تو وہ تین مرتبہ خود تکبیر کہہلے لیکن اگر رکوع میں ملے تو رکوع ہی میں تین مرتبہ اللہ اکبر کہہلے، اور ہاتھ نہ اٹھائے۔ اگر تین دفعہ اللہ اکبر کہنے وقت نہ ملے تو سبحان ربی العظیم ہی کہے اور اگر تین دفعہ تکبیر نہ کہہ سکے تو پھر جتنی مرتبہ کہہلے کافی ہے، اگر امام رکوع سے کھڑا ہو گیا تو سلام کے بعد ایک رکعت پوری کرلے لیکن اس رکعت کی ابتدا میں تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاتے وقت تکبیریں ادا کریں۔ اگر دو رکعتیں کسی شخص کی جاتی رہیں اور التحیات میں ملے تو پھر دونوں رکعتوں کو اسی ترتیب سے ادا کرے کہ جس ترتیب سے فوت ہوئی تھیں، کمزور اور ضعیف لوگ محلہ کی مسجد یا جامع مسجد میں بھی عید کی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

نماز کے بعد خطبہ

نماز کے بعد سب لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھکر خطبہ سننا چاہیئے خطبہ ختم ہونے سے پہلے منتشر نہ ہونا چاہیئے نہ لوگوں کو پھلانگکر امام تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے بلکہ آداد آئے بادائے اپنی ہی جگہ بیٹھا رہنا چاہیئے، نماز کے بعد گلے ملنا جو آج کل رائج ہے یہ جاہلوں کی رسم ہے اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

ملائکہ کا نزول

اس دن خدا کے مقدس فرشتے گلی کوچوں پر کھڑے ہوکر امت محمدیہ کو آوازیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں، یا امۃ محمد اخرجوا الی رب کریم یقبل القلیل ویعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم (اے امت محمد اپنے رب کیطرف چلو جو بہت تھوڑے عمل کو قبول کرلیتا ہے اور بہت بڑا ثواب دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخشدیتا ہے) جب تمام لوگ عیدگاہ میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو خطاب کرتا ہے فرشتے لبیک وسعدیک عرض کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے، ما جزاء الاجیر اذا عمل عملہ جب کوئی مزدور مزدوری کرے تو پھر اسکے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے، فرشتے عرض کرتے ہیں، ہمارے آقا و مولا پھر مزدور کو اس کی مزدوری ادا کردینی چاہیئے، ملائکہ کے اس جواب کے بعد ارشاد ہوتا ہے، اشھدکم یا ملائکتی انی قد جعلت ثواب صیامھم من شھر رمضان وقیامھم رضائی ومغفرتی اے ملائکہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے روزوں اور رات کی عبادت کے بدلہ میں اپنی رضامندی اور مغفرت عطا کردی، پھر نمازیوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے یا عبادی سلونی فوعزتی وجلالی لا تسئلونی الیوم فی جمعکم ھذا شیئا لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم وعزتی وجلالی لاسترن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی ولا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود والصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم

اے میرے بندو، مانگو اور طلب کرو، مجھے اپنے جلال وعزت کی قسم جو چیز طلب کروگے وہ عطا کرونگا اگر آخرت طلب کروگے تب عطا کروں گا، اور اگر دنیا طلب کروگے تب اپنی مصلحت کے موافق عطا کروں گا۔ جب تک تم میرے حقوق کی رعایت کروگے میں تمہاری پردہ پوشی کرتا رہوں گا، اور تم کو نافرمان اور گنہگار لوگوں کے روبرو رسوا نہ کروں گا، جاؤ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم نے مجھکو راضی کردیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔

عید کا وظیفہ

صاحب تحفۃ الاخوان نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو شخص عید کے دن تین سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھکر مردہ مسلمانوں کو اس کا ثواب بخشدے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر میں ہزار ہزار حصے نور کے داخل کرتا ہے اور جب پڑھنے والا مریگا تو اس کی قبر میں بھی یہ نور داخل کیے جائیں گے۔

ایک اور روایت حضرت انس سے مروی ہے کہ جو شخص عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن چار سو مرتبہ نماز عید سے پیشتر کلمہ توحید پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو چار سو غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے، اور اسکے لیے فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کے لیے جنت میں باغ لگاتے رہتے ہیں، کلمہ توحید یہ ہے،

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

الجمعیۃ میں اشتہار دیجیے اور پھر دیکھیے کہ تجارت کتنی جلد ترقی کرتی ہے۔

۵ جولائی ۱۹۳۰ء

کمپنی باغ میں عظیم الشان جلسہ

دہلی ۲ جولائی کل شام کو [illegible] موتی لال نہرو اور ڈاکٹر [illegible] کی گرفتاری پر کمپنی باغ میں ایک جلسہ منعقد ہوا [illegible] مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب نے تقریر [illegible]

ڈاکٹر سید محمود اور پنڈت موتی لال نہرو کی گرفتاری پر

دہلی میں ہڑتال، جلوس اور جلسہ

۳۰ جون کو ڈاکٹر سید محمود سیکرٹری اور پنڈت موتی لال نہرو صدر کانگریس کی گرفتاری کی خبر دہلی پہونچی اور تمام شہر میں بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ شام کو کمپنی باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جہاں کانگریس کے سربرآوردہ لیڈروں کے علاوہ جمعیۃ علماء ہند کے ارکان نے تقریریں فرمائیں اور اسی جلسہ میں دوسرے روز کی ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ دوسرے روز شہر دہلی میں پرامن ہڑتال منائی گئی شہر کے بڑے بڑے بازار [illegible] صدر بازار، چاوڑی بازار [illegible] کی دوکانیں بند تھیں [illegible] ہڑتال [illegible] بازاروں اور گلیوں کی کھلی دکانیں [illegible] اس کے بعد سہ پہر کو ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جو سٹیشن آرام سے چل کر بڑے بڑے بازاروں سے گذرتا ہوا کمپنی باغ میں پہونچا جہاں شام کو ایک جلسہ ہونے والا تھا۔ اس جلوس میں کانگریس رضاکار کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے رضاکار بھی اپنا جھنڈا لیے ہوئے شامل تھے سکھوں کا جھنڈا بھی تھا۔ اور آخر میں ایک بہت بڑا چرخہ [illegible] ڈولی پر رکھا ہوا تھا۔ جلوس میں اللہ اکبر اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ یہ جلوس گشت کرتا ہوا کمپنی باغ میں آیا جہاں پچاس ہزار انسانوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ لوگوں کی سہولت کے لیے تین پلیٹ فارم بنائے گئے تھے۔ جلسہ کی صدارت مولانا عبداللہ صاحب سیکرٹری کانگریس کمیٹی نے فرمائی اور جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] مولانا داعی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند، مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی، مولانا عتیق الرحمن صاحب، مولانا حفظ الرحمن صاحب نے یکے بعد دیگرے حالات حاضرہ پر تقریریں فرمائیں اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۵ جولائی ۱۹۳۰ء

[illegible]

جمعیۃ الطلباء دہلی کا جلسہ

علماء ملت کی تقریریں

دہلی ۴ جولائی کل شب کو [illegible] جمعیۃ الطلباء مدارس عربیہ کا ایک جلسہ ہوا جلسہ کی صدارت کے لیے جناب ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار کو بالاتفاق منتخب کیا گیا حضرت نائب امیر شریعت نے ایک گھنٹہ تک مسلسل تقریر فرمائی جس میں آپ نے طلباء کے فرائض مقصد تعلیم، تقریر و تحریر کی رغبت علوم دینیہ کے ساتھ سیاسیات اور حقائق تاریخیہ کی اہمیت، خدمات قومی میں طلباء کا حصہ اور ان کی ضرورت پر ایک پرمغز تقریر فرمائی اور طلباء کو نصیحت فرمائی کہ تعلیم کے حقیقی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے وقت کو ضائع نہ کریں کیونکہ زمانہ آج ان کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ وہ علم قدیم کے حصول [illegible] کوشش کریں۔

آپ کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے طلباء کو مخاطب کر کے ایک پرجوش تقریر کی جس کا طلباء پر بہت زیادہ اثر پڑا۔

1930

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری

پندرہ ہزار سے عظیم الشان اجتماع میں آپ پہ مبارکباد

(بذریعہ ٹیلیفون لنا)

دہلی ۷ جولائی۔ گذشتہ شب ۱۲ بجکر [illegible] منٹ پر [illegible] صاحب [illegible] اور [illegible] سپرنٹنڈنٹ پولیس نے [illegible] اطلاع دی کہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب [illegible] گرفتار [illegible] گرفتاری کے وقت [illegible] پولیس [illegible] گرفتاری [illegible] گرفتاری [illegible] مولانا [illegible]

[illegible]

تار کا پتہ:- الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۷ ۲۱ ۲۵ ۲۹
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) [illegible]
نصف صفحہ [illegible]
ایک کالم [illegible]
[illegible]

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]
سہ ماہی [illegible]
ممالک غیر کے لئے
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]
نمونہ
مفت
[illegible]

ایڈیٹر
بلال احمد زبیری بی اے

جلد ۱۲ | دہلی یوم سہ شنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ ہجری - مطابق ۹ اگست ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۱

معاصرین کے افکار و آراء

[illegible]

اسیران سیاسی کا ساتھ الجمعیۃ

[illegible]

کاروباری کی تباہی اور بے روزگاری

[illegible]

آفتاب رسالت کے طلوع سے قبل

[illegible]

اقتباس بن رئاب

[illegible]

بحیرا راہب

[illegible]

عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوات

(از مولانا ظفر علی خان)

اے کہ ترا جمال ہے زینت محفل حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکوٰۃ

تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ
اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشم کائنات

بارگہ الست سے بخش دئے گئے تجھے
سب ملکی تصرفات سب فلکی تجلیات

چہرہ کشا کرم ترا قاف سے تا بہ قیروان
لطف ترا کرشمہ سنج کعبہ سے تا بہ سومنات

تیرے سلام کے لئے گلشن قدس کے طیور
جھوم رہے ہیں ڈال ڈال، جھوم رہے ہیں پات پات

دیکھتے ہی ترا جلال، کفر کی صف الٹ گئی
جھک گئی گردن ہبل، ٹوٹ گیا طلسم لات

آنکھ کے اک اشارے سے تو نے معا بدل دئے
ذہن کے سب تصورات، قلب کے سب تاثرات

چون و چگونہ و چرا، تا بکجا و تا بہ کے
حل کئے ایک بات میں تو نے یہ سرمدی نکات

غیر کو خویش کر دیا نیش میں نوش بھر دیا
پل میں درست کر دئے بگڑے ہوئے تعلقات

کیا ہی وہ انقلاب تھا مل گئے جس میں ایک ساتھ
لندن و پیرس و دمشق پیکن و دہلی و ہرات

از سر نو کیا گیا دودۂ آدم ارجمند
اٹھ گئی قید خون و رنگ مٹ گیا فرق نسل و ذات

شان خدائے پاک تھی یثربیوں کی سادگی
جس پہ نثار ہو گئے سب عجمی تکلفات

تیری ثنا میں تر زباں ہو گیا جو مری طرح
اس کی قلم میں آ گئی شان روانی فرات

پست و بلند کے لئے عام ہیں تیری رحمتیں
عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوات

اے کہ رواں رواں مرا درد میں ہے بسا ہوا
کس کو ترے سوا سنائیں جا کے ہم اپنی مشکلات

سر پہ اندھیری رات ہے گھر گئی ہے بھنور میں ناؤ
موج بلا ہے تاک میں دور ہے ساحل نجات

تھام کے پایۂ عرش کا کر یہ ادب یہ التجا
اے کہ ہے مبدء فیوض ایک فقط تری ہی ذات

بندے بھلے ہوں یا برے تو تو ہے اے خدا کریم
قطع ہو کیوں کریم کا سلسلۂ نوازشات

مورد لطف خاص [illegible] آج یہ عتاب
ہم سے پھرا ہوا [illegible] چشم التفات

حضرت مولانا عبد الحلیم صدیقی کی گرفتاری

حکومت کے احکام کی خلاف ورزی

لکھنؤ ۹ راگست - کل شام کو کانگریسی قائدین کی بمبئی میں گرفتاری پر یہاں بھی جلوس نکالنے کی تجویز منظور ہوئی۔ جلوس دفتر کانگریس سے روانہ ہوا امین آباد روڈ پر جس وقت ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر پہنچا ہے پولیس نے اسے روک دیا۔ اس کے بعد بابو گوپی ناتھ سریواستو، مقامی قائد اعظم، مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی پروفیسر ندوۃ العلماء رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند صدر مقامی خلافت کمیٹی، مسٹر بیچے گوپال ننڈن سکریٹری ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی، بابو بھگوان دین، بابو ٹھاکر پرشاد، بابو ہری داس، بابو گرس لال، بابو دیال کرشن، بابو سری کرشن، بابو راجن سیٹھی، بابو سالگ رام اور این سی نرائن گیارہ آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور کوتوالی لایا گیا۔ مجمع ان لوگوں کے ساتھ کوتوالی پہنچا لیکن تھوڑی دیر کے بعد امین الدولہ پارک میں عام جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ لوگ پارک کی طرف آئے سات بجے پارک میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ جلسہ میں پرجوش تقریریں ہوئیں اور گرفتار شدگان کو مبارکباد دی گئی۔ شہر میں ہڑتال رہے گی۔

باشندگان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

حضرت مولانا عبد الحلیم صدیقی کی گرفتاری پر ہدیہ مبارکباد

دہلی ۹ راگست - کل شام کو بعد نماز مغرب ... [illegible] باشندگان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر سرپرستی جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا۔ [illegible] مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کو بالاتفاق صدر جلسہ منتخب کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع کیا گیا اس کے بعد ... احمد صاحب اور محمد یونس صاحب نے قومی نظمیں پڑھیں۔ اصل قرارداد کے پیش ہونے سے قبل صدر محترم نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب رکن مجلس عربی جمعیۃ علماء ہند نے حسب ذیل قرارداد پیش کی ... ایک نہایت ولولہ انگیز تقریر فرمائی اور اس امر پر احتجاج کیا کہ حکومت جمعیۃ علماء ہند کے اراکین کو جمعیۃ کے ٹکٹ پر گرفتار کرنے کے بجائے کانگریس کے ٹکٹ پر گرفتار کرتی ہے۔

"باشندگان دہلی کا یہ جلسہ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی پروفیسر دار ندوۃ العلماء لکھنؤ و سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند و حال رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند و ... آپ کے ... کی مطالبہ آزادی کی ... پر مبارکباد دیتا ہے۔ مولانا موصوف نے وطن و ملت کی گرانبہا خدمات انجام دی ہیں ... اس سلسلے میں آپ کی یہ گرفتاری ... حق تعالیٰ آپ کو استقلال و ثبات قدم کی نعمت سے نوازے اور مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔"

اس قرارداد کی تائید مسٹر فرید الحق انصاری بیرسٹرایٹ لا، مولوی شفیق الرحمن صاحب قدوائی پروفیسر جامعہ ملیہ، جناب ... صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، قاضی احسان احمد صاحب لاہوری اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے فرمائی۔

حضرت مولانا نے اپنی تقریر میں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو ان مذہبی فرائض سے آگاہ فرمایا جو ان پر موجودہ تحریک کے متعلق عائد ہوتے ہیں۔

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں مولانا حفظ الرحمن صاحب کی گرفتاری

فلک شگاف نعرے اور پرجوش مظاہرہ

عام ہڑتال کا اعلان

دہلی ۸ راگست - آج ۲ بجے شام کو دفتر جمعیۃ علماء ہند پر پولیس نے دھاوا کیا اور مولانا مولوی حفظ الرحمن صاحب پروفیسر دار العلوم ڈابھیل و رکن مجلس عربی جمعیۃ علماء ہند کو گرفتار کر کے لے گئی۔ جس وقت ... سب انسپکٹر پولیس اور ... سب انسپکٹر پولیس چند سپاہی کانسٹبلوں اور سی آئی ڈی کے آدمیوں کو لے کر داخل ہوئے تو مولانا ممدوح جمعیۃ کے دفتر میں تشریف رکھتے تھے ... سب انسپکٹر ... داخل ہوتے ہی ... دریافت کیا کہ مولانا حفظ الرحمن صاحب کہاں ہیں۔ اس کا سننا تھا کہ مولانا فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہے ... [illegible]

[illegible]

مولانا حفظ الرحمن صاحب کی گرفتاری پر مکمل ہڑتال

ہندو مسلمان تاجروں کی دوکانیں بند ہیں

دہلی ۹ راگست - مولانا حفظ الرحمن صاحب رکن مجلس عربی جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری پر آج شہر میں مکمل ہڑتال ہے۔

صدر بازار، کھاری باؤلی، چاندنی چوک، دریبہ، چاوڑی بازار کی تمام دوکانیں بند ہیں۔ ... [illegible] سہ پہر کو ایک جلوس ... نکالا جائیگا۔ اور شام کو ... ایک عام جلسہ منعقد ہوگا۔

مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی کو مبارکباد

امروہہ میں جلسہ و جلوس

مولانا عبد الحلیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری پر امروہہ میں ۹ راگست ۱۹۴۲ء کو جلوس نکالا گیا۔ مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی اور دیگر گرفتار شدگان لکھنؤ زندہ باد اور انقلاب زندہ باد کے نعرے پبلک زور شور سے لگا رہی تھی ... تین حصوں میں سب مال نظمیں پڑھتے جا رہے تھے ... ایک شعلہ ساتھ تھا ... بعض مقامات پر مجمع پانچ ہزار کے قریب تھا۔ جلوس جس وقت ٹاؤن ہال میں پہنچا ہے تو رات کے ۸ بجے تھے۔ ٹاؤن ہال کی عمارت پر ۹ اگست ۱۹۴۲ء کو پبلک نے جو قومی جھنڈا نصب کیا تھا ... نظمیں پڑھیں اور نعروں کے ساتھ تمام مجمع نے اس کی سلامی دی۔

۹ راگست کی شام کو ٹاؤن ہال پر عظیم الشان پبلک جلسہ ہوا۔ مولانا ... صاحب ناظم ڈسٹرکٹ جمعیۃ مراد آباد ... جلالی سابق ایڈیٹر اخبار خلافت ... پرجوش تقریریں ہوئیں ... مولانا موصوف و دیگر گرفتار شدگان لکھنؤ کی مبارکباد کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ شب کے بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن وارکونسل جمعیۃ علماء ہند کا مقدمہ

۱۶ ستمبر ۱۶ ستمبر ۳۰ء

استغاثہ کی پریشانیوں کا دردناک مظاہرہ

لدھیانہ ۱۰ ستمبر چونکہ عدالت سشن نے مالوی جی کی دہلی والی تقریر کو مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن وارکونسل و رکن جمعیۃ عاملہ جمعیۃ علماء ہند کے مقدمہ میں پیش کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس لئے مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۳۰ء کو احاطہ جیل میں مفتی صاحب موصوف کا مقدمہ چوہدری میراں بخش صاحب کی عدالت میں پیش ہوا اور سرکاری وکیل اور شہادت استغاثہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے مقدمہ ۱۰ ستمبر سنہ ۳۰ء پر ملتوی ہو گیا۔ آج ۱۰ ستمبر سنہ ۳۰ء کو مفتی صاحب موصوف کا مقدمہ پھر احاطہ جیل میں چوہدری میراں بخش صاحب موصوف کی عدالت میں پیش ہوا تو دیکھا گیا کہ سرکاری وکیل اور شہادت استغاثہ حسب سابق موجود نہیں ہے اس پر عدالت نے پھر مقدمہ ۲۵ ستمبر سنہ ۳۰ء کے لئے ملتوی کر دیا۔ تاکہ الہ آباد اور دہلی وغیرہ سے استغاثہ کی شہادت بہم پہنچائی جا سکے۔

مفتی صاحب موصوف نے اس خلاف آئین تاخیر پر زبردست احتجاج کیا اور عدالت نے پولیس کو یہ نوٹ تحریر کرا دیا کہ "مفتی صاحب موصوف کا عذر درست ہے اگر مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۳۰ء تک پولیس نے استغاثہ کی شہادت کو مکمل نہ کیا تو عدالت ضروری کارروائی کرنے پر مجبور ہو گی"

مفتی صاحب موصوف ۵ جولائی سنہ ۳۰ء کو زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کئے گئے۔ یہ گرفتاری مقامی حکومت لدھیانہ کی جانب سے ان تقریروں کی بنا پر عمل میں آئی تھی جن کی کوئی کاپی شہادت استغاثہ کی دوسری تاریخ تک پولیس کے پاس موجود نہ تھی۔ گرفتاری کو دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے لیکن ابھی تک شہادت استغاثہ بھی مکمل نہیں ہوئی جس سے پولیس اور ذمہ دار مقامی حکام بالا کی پریشانی ظاہر ہوتی ہے کیا ذمہ دار حکام بالا اس خلاف آئین کارستانی پر توجہ فرما کر اپنے فرائض منصبی کو ادا فرمائینگے۔

(نامہ نگار)

۱۶ ستمبر — الجمعیۃ دہلی — ۱۶ ستمبر ۱۹۴۲ء

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن ورکنگ کونسل جمعیۃ علماء ہند کا مقدمہ

استغاثہ کی پریشانیوں کا دردناک مظاہرہ

لدھیانہ ۱۰ ستمبر چونکہ عدالت سشن نے مالوی جی کی دہلی والی تقریر کو مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن ورکنگ کونسل ورکن جمعیۃ عالمہ جمعیۃ علماء ہند کے مقدمہ میں پیش کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس لئے مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۴۲ء کو احاطہ جیل میں مفتی صاحب موصوف کا مقدمہ چوہدری میراں بخش صاحب کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور سرکاری وکیل اور شہادت استغاثہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے مقدمہ ۱۰ ستمبر سنہ ۴۲ء پر ملتوی ہو گیا۔ آج ۱۰ ستمبر سنہ ۴۲ء کو مفتی صاحب موصوف کا مقدمہ پھر احاطہ جیل میں چوہدری میراں بخش صاحب موصوف کی عدالت میں پیش ہوا تو دیکھا گیا کہ سرکاری وکیل اور شہادت استغاثہ حسب سابق موجود نہیں ہے اس پر عدالت نے پھر مقدمہ ۲۵ ستمبر سنہ ۴۲ء کے لئے ملتوی کر دیا۔ تاکہ الہ آباد اور دہلی وغیرہ سے استغاثہ کی شہادت بہم پہنچائی جا سکے۔

مفتی صاحب موصوف نے اس خلاف آئین تاخیر پر زبردست احتجاج کیا اور عدالت نے پولیس کو یہ نوٹ تحریر کرا دیا کہ "مفتی صاحب موصوف کا عذر درست ہے اگر مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۴۲ء تک پولیس نے استغاثہ کی شہادت کو مکمل نہ کیا تو عدالت ضروری کارروائی کرنے پر مجبور ہو گی"

مفتی صاحب موصوف ۵ جولائی سنہ ۴۲ء کو زیر دفعہ ۱۲۴ گرفتار کئے گئے۔ یہ گرفتاری مقامی حکومت لدھیانہ کی جانب سے ان تقریروں کی بنا پر عمل میں آئی تھی جن کی کوئی کاپی شہادت استغاثہ کی دوسری تاریخ تک پولیس کے پاس موجود نہ تھی۔ گرفتاری کو دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے لیکن ابھی تک شہادت استغاثہ بھی مکمل نہیں ہوئی جس سے پولیس اور ذمہ دار مقامی حکام بالا کی پریشانی ظاہر ہوتی ہے کیا ذمہ دار حکام بالا اس خلاف آئین کارروائی پر توجہ فرما کر اپنے فرائض منصبی کو ادا فرمائینگے۔

(نامہ نگار)

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ہندوستان کے ان برگزیدہ علماء میں سے ہیں جنہیں مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی رکنیت کا فخر حاصل ہے اور جن کی ذات گرامی سے ملک کا گوشہ گوشہ واقف ہو چکا ہے۔ مولانا ممدوح کے خلاف اس وقت دفعہ ۱۲۴ کے ماتحت جو کارروائی کی جا رہی ہے اس میں غیر معمولی تعویق سے نہ صرف مولانا کو سخت تکلیف پہنچی بلکہ خود حکومت کے قانون کا منشا بھی پورا نہیں ہوتا۔ اگر استغاثہ کے پاس کافی شہادت موجود نہیں ہے اور اس وجہ سے یہ تعویق عمل میں آ رہی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عذر کچھ زیادہ صحیح نہیں ہے۔ مولانا تو ان لوگوں میں ہیں جو اپنا جرم ثابت کرنے کے لئے خود استغاثہ کی مدد کرنے کے واسطے تیار ہو سکتے ہیں۔ ان کے خلاف اس قدر کدوکاوش کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الجمعیۃ)

جمعیۃ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیۃ علماء پنجاب نیز جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے لئے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لئے جملہ ارکین جمعیۃ صوبہ و دیگر علماء پنجاب ۰ ۲ بابتی ۴۲ء کو ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ اور اپنی آمد کی اطلاع معرفت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن ہذا کو دیجئے

محمد نعیم عفا اللہ عنہ ناظم جمعیۃ علماء پنجاب

(از دفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی)

۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری ۔ مطابق ۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

نالۂ جانکاہ کر ہنگامۂ محشر اٹھا

(از مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب آزاد)

تیری بزم ناز سے جو اے ستم پرور اٹھا
عالم رنج والم دنیائے غم لیکر اٹھا

کوئے قاتل کی زمیں اے دل بدل سکتی نہیں
تو قیامت کر بپا یا فتنۂ محشر اٹھا

دیکھنی ہے تجھ کو گر فردوس روئے زیبا کی بہار
چاک کر دے چلمنوں کو پردہ ہائے در اٹھا

بزم مے میں منتظر ساقی کے دینے کا نہ ہو
خود ہی بڑھ کر جام مے پینا اٹھا ساغر اٹھا

جو گیا تیری حریم ناز میں وہ مٹ گیا
جو ترے در پر گرا وہ جان ہی دے کر اٹھا

وقت ہے سوز و گداز دل سے غافل کام لے
نالۂ جانکاہ کر، ہنگامۂ محشر اٹھا

زندگی جاوداں مضمر ہے بس اس راز میں
جو قدم بھی تو اٹھائے موت کے منہ پر اٹھا

سازگار طبع یا ناسازگار طبع ہو
اب قدم میرا تو سوئے کوچۂ دلبر اٹھا

یہ مری بیتابی الفت قیامت خیز ہے
یعنی اس سے بارہا ہنگامۂ محشر اٹھا

قطع کی ہے راہ الفت اس ہجوم ضعف پر
ہر قدم پر میں پہنچنے کی منزل گرا گر کر اٹھا

خود زمانہ ہی ادب آموز اہل دہر ہے
کر دیا اس نے اسی کو سرنگوں جو سر اٹھا

خوب پہلے سوچ لے انجام اس کا سوچ کے
یوں قدم اے دل نہ سوئے کوچۂ دلبر اٹھا

بعد مردن ہوگی اے آزاد آزادی نصیب
اس بہار بے خزاں کا لطف تو مر کر اٹھا

۱۷۹

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔اے

دہلی یوم شنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ ہجری ۔ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء

خاکِ وطن

(از جناب سید شاہ ابو محمد ثاقب صاحب کانپوری)

آہ اے خاکِ وطن سرمایہ دارِ زندگی
تیرے ہر ذرے میں پنہاں تھی غضب کی دلکشی

صبح کیا ہوتی تھی تیری ہوتی تھی صبحِ بہار
وہ ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی وہ فضائے خوشگوار

تیرے جھرنوں کی صدائیں نغمہ در آغوش تھیں
وجد میں جن سے یہ اونچی چوٹیاں مدہوش تھیں

آہ گنگا تیرا وہ تھم تھم کے بہنا شام کو
اور رفعت دیتا تھا ہندوستاں کے بام کو

مرغزاروں سے کہیں بہتر تھے تیرے کنج و دشت
کوئلوں کی کوک اور ہرنوں کا پھرنا مست مست

تو ہی اے خاکِ وطن تھی مخزنِ انوارِ علم
تو نے کھولے اہلِ دنیا پر جو تھے اسرارِ علم

تو نے ہی اکبر کو بتلائے جہاں بانی کے راز
تو نے ہی رانا کے دل میں بھر دیا سوز و گداز

تھی کبھی شہرت تری بامِ فلک تک کامیاب
آرزو میں غزنوی کھاتا تھا جس کی پیچ و تاب

لکشمی تھی تو اجالا تھا زمانے میں ترا
تیری الفت کا شوالا ہر دلِ ویراں میں تھا

ہاں بتا دے تجھ کو اپنی دل نوازی کی قسم
عظمتِ دیرینہ کی اور پاک بازی کی قسم

کیوں نہیں تجھ میں تری اگلی سی وہ رعنائیاں
کیا ہوئیں گلشن کی تیری آہ وہ زیبائیاں

کیوں نہیں تیرے پرستاروں میں وہ حبِ وطن
جو کبھی ٹیپو کے دل میں رہ چکی ہے جوش زن

۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کی رکنیت

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی نامزدگی

(بذریعہ ٹیلیفون)

الہ آباد ۱۶ ستمبر۔ پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس نے مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو عبدالمجید خواجہ کی جگہ آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کردیا ہے۔ خواجہ صاحب اپنے کسی عزیز کی رحلت کے باعث ورکنگ کمیٹی کی شرکت سے معذور ہیں۔

---

۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

"انقلاب" کی دلآزار تحریریں

مخالفین کانگریس کی بے غیرتی کا دردناک منظر

(از مولانا احمد حبیب صاحب، قادری پھلواری شریف)

مکرم بندہ۔ السلام علیکم۔

۱۷ ستمبر کے انقلاب میں الجمعیۃ کے سوالات کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صحیح ہو یا غلط مگر حقیقت یہ ہے کہ سخت دل آزار ہے خصوصاً علمائے اسلام پر تقویت کفر کا الزام تو ایک بہتان عظیم ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتا۔ صرف خدائے برتر کے حضور میں میری دعا ہے کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو "اشداء علی الکفار رحماء بینہم" پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جوابات کے سلسلہ میں حقوق کے متعلق یہ لکھا گیا ہے۔ وہ نہ تو ہندوؤں سے طلب کیا جارہا ہے اور نہ حکومت ہی حکومت کے اطمینان دلانے پر ہم ومنہ نہیں کیا جاسکتا ہے، اطمینان صرف عمل سے ہوگا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء دنیا کی ساری چیزیں صرف اسی ایک عمل سے حاصل کی جاسکتی ہیں اور یہی چیز مسلمانوں میں نہیں ہے۔

کانگریس کے حامی مسلمان جو کچھ کررہے ہیں اس کے متعلق آپ ان کی نیتوں پر کتنے ہی حملے کریں۔ انہیں کافر یا کفر کو تقویت پہونچانے والی بددیانت، ہم نجانی اور اس کے ماسوا جس قدر دل آزار باتیں کہہ سکتے ہیں کہہ لیں، مگر ہم لوگوں کا دل مطمئن ہے کہ جو کچھ بھی کررہے ہیں ملت اسلام کے مفاد کی حفاظت کے لئے کررہے ہیں۔ اپنی دانست میں طریقہ عمل بہتر اختیار کیا ہے، اگر یہ غلط ہے تو غفور الرحیم ہماری نیتوں کا لحاظ کرکے ہمیں معاف کرے گا۔ یہ ضرورت نہیں کہ ہم وہی کریں جس سے انقلاب، علی برادران مرتیفع اور جناح متفق ہوں۔

انقلاب کے کسی گذشتہ نمبر میں مولانا حسرت موہانی کے ایک مضمون پر مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا تھا۔ مولانا حسرت نے اس کی خواہش کی تھی جس طرح ہندو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے، ایثار و قربانی کررہے ہیں اور اپنے نظام کو ہمہ دارانہ سعی و عمل سے مستحکم کررہے ہیں، مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ محترم مدیر انقلاب نے مولانا کے اس خواہش کی تائید کی تھی اور مولانا کو میدان عمل میں کودنے کی ترغیب دلائی تھی۔ مجھے اس کا انتظار ہے کہ کانگریس کے مسلمان جو کچھ ان کی سمجھ میں آرہا ہے وہ کررہے ہیں مگر ہمارے وہ بھائی جن کا حصول حقوق کے لئے بہترین جہاد یہی ہے کہ ہمیں گالیاں دیں بدنام کریں اور وہ سب کچھ کہہ ڈالیں جو ایک غیر مسلم کو کہنا بھی اسلامی شرافت کے منافی ہے۔ میدان عمل میں واقعی اتر گئے اور حصول حقوق کے لئے مجاہدانہ اقدام شروع کردیا تو یقین جانئے کہ آپ کے ساتھ ہم کو ظلم و استبداد کے مقابلہ میں سب سے پہلے سینہ سپر ہوں گے۔ یہ ایک آرزو ہے، تمنا ہے، کیا یہ آرزو و تمنا پوری ہوگی؟

اس وقت کانگریس کی مخالفت ظلم و استبداد و معصیت کی حمایت سمجھی جارہی ہے۔ اگر لوگوں کو یقین نہ آئے تو آئیں میرے پاس، میں آمن سمجھاؤں ہیں، شراب خانوں میں لیجا کر انہیں دکھاؤں گا کہ ۹۰ فی صدی تعداد مسلمانوں کی ہوتی ہے اور یہ سب کچھ یہ کہکر کرتے ہیں کہ ہم کانگریس کے مخالف ہیں۔ پھلواری شریف میں ایک شراب خانہ ہے جہاں دو ماہ سے پکٹنگ کی جارہی ہے، میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ صبح آٹھ بجے سے ۸ بجے رات تک ایک قطرہ شراب کا ایک ہندو بھی نہیں خریدتا لیکن مسلمان جن کے یہاں شراب حرام مطلق ہے۔ افسوس کہ وہ کسی طرح نہیں مانتے۔ ہمارے والنیٹر کسی قسم کی سختی نہیں کرتے انہیں اس کی پوری تاکید ہے کہ زبان سے بھی سخت الفاظ نہ کہیں وہ پیروں پر گر کر التجا کرتے ہیں مگر بے غیرت مسلمان ٹھوکریں مار کر شراب خانہ میں داخل ہوجاتے ہیں۔ ایک مرتبہ صرف ۱۲ برس کی عمر کے ہندو لڑکے کی ڈیوٹی تھی کہ ہم۔ یہ مسلمانوں کا گروہ شراب خانہ میں جانے لگا۔ اس بچہ نے ان کے قدموں پر سر رکھکر التجا کی کہ وہ شراب خانہ میں نہ جائیں مگر ان بے رحم انسانوں نے اسے ٹھوکریں مار کر زخمی کردیا اور یہ کہکر شراب خانہ میں داخل ہوگئے کہ ہم کانگریس کو نہیں مانتے ہیں۔ اس لڑکے نے میرے پاس آکر زخم دکھایا کہ اور تو کوئی نہیں ہے مگر آپ کے بھائی کسی طرح نہیں مانتے۔ زخمی کرکے چلے جاتے ہیں۔ کیا کوئی ہمارے پاس اس ندامت و شرمندگی، درد و کرب کا اندازہ کرسکتا ہے!!

اس لڑکے کا کہنا یقیناً صحیح تھا، وہ ہمارے بھائی ہی تھے اس لئے کہ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر کیا کانگریس کو نہ ماننے سے شراب حلال ہوجاتی ہے؟ کیا اس کی روک تھام ہمارے زعمائے چارہ ساز کریں گے۔

اگر واقعی حصول حقوق کے لئے عمل کی ضرورت ہے تو سب سے پہلے عمل یہ ہونا چاہئے کہ کانگریس کی مخالفت کی وجہ سے جو عام رجحان حکومت پر اعتماد و بھروسہ کی طرف ہوگیا ہے۔ اس کی روک تھام کی جائے۔ بعض لوگ اس کی تلقین کرتے پھرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہے حکومت خود سب کچھ دیدے گی۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کئے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت دوجو مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی، ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری

صبح ۵ بجے مولانا کے دولت خانہ پر پولیس کا حملہ

خلقت کا ہجوم اور جوش وخروش کے ہیجان انگیز مناظر

دہلی ۲۰ ستمبر آج ۵ بجے صبح حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند و ڈکٹیٹر کانگریس کمیٹی دہلی کو ممدوح کے دولت خانہ پر زیر دفعہ ۱ ترمیم قانون فوجداری گرفتار کرلیا گیا۔ اگرچہ عام طور پر مولانا کی گرفتاری کے متعلق اطلاع نہیں ہوسکی تھی مگر چند منٹ کے اندر اندر خلقت کا ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ اور تمام محلہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہا تھا۔ مسلمانوں کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ بے اختیار ٹوٹے پڑتے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک برابر لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور اس وقت جب کہ ہم یہ سطور قلمبند کررہے ہیں شہر میں ایک جوش اور ہیجان پھیلا ہوا ہے۔

گرفتاری کی پہلی افواہ

گزشتہ شب کو کمپنی باغ کے جلسہ سے تقریر کرنے کے بعد جب حضرت مولانا اپنے مکان تشریف لے گئے ہیں تو راستہ ہی میں یہ معلوم ہوا تھا کہ علاقہ ۳ کی پولیس گرفتاری کا وارنٹ لیکر آرہی ہے۔ چنانچہ مولانا کے مکان پہنچتے پہنچتے کافی اجتماع ہوگیا تھا۔ اور محلہ کے لوگوں کے علاوہ دور دور سے مولانا کے عقیدتمند اور احباب مولانا سے ملاقات کرنے کے لئے آرہے تھے۔ تقریباً ۱۲½ بجے تک وارنٹ کا انتظار کیا گیا مگر پولیس اس وقت تک نہیں پہنچی۔ اور مجمع منتشر ہوگیا۔

ستیہ گرہ آشرم کا معائنہ

ابھی مولانا کے مکان سے کوچہ چیلاں عطار اور چاندنی چوک وغیرہ کے احباب کا مجمع منتشر ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ستیہ گرہ آشرم سے پولیس کے چھاپہ مارنے اور ۴۶ رضاکاروں کو گرفتار کرنے کی اطلاع موصول ہوئی اور مولانا مسلمانوں کے مجمع کے ساتھ آشرم میں پہنچے جہاں ممدوح نے تمام حالات کو بچشم خود معائنہ کیا اور کل تفصیلات معلوم کرنے اور ضروری ہدایات دینے کے بعد تقریباً ۲½ بجے واپس تشریف لائے اور ۳ بجے کے بعد جب سب حضرات چلے گئے تو مولانا آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے۔

پولیس کی آمد

تقریباً ۴½ بجے کا عمل ہوگا کہ عبدالستار صاحب انچارج حلقہ ۳ دو کانسٹبلوں کو ساتھ لئے ہوئے کوچہ چیلاں تشریف لائے۔ موٹر کی آمد [illegible]

اور جس کے باعث آپ کے وطن کے رہنے والے اپنی روزیوں کو کھو بیٹھے ہیں۔ اور جس کو جامع مسجد پر بیچنا اور خریدنا خود جامع مسجد کی انتہائی تذلیل و توہین ہے۔ جس وقت یہ مخصوص مجمع ادبر تھا اور مولانا ہر شخص سے انتہائی خوشی رخصت ہو رہے تھے۔ ایک انبوہ کثیر نیچے سڑک پر مجتمع تھا۔

حضرت مولانا کی روانگی

اس دوران میں مولانا کا ناشتہ تقریباً تیار ہوگیا تھا۔ چار کے لئے مولانا سے کہا گیا۔ عبدالستار صاحب نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے آپ ناشتہ سے فارغ ہو جائیے۔ مگر مولانا خود کسی قسم کا مظاہرہ نہیں چاہتے تھے اور ممدوح کو بہت جلدی تھی اسلئے چار بھی نوش نہیں فرمائی اور عبدالستار صاحب کے ساتھ نیچے اتر آئے جس وقت مولانا نے دروازہ میں قدم رکھا ہے تمام سڑک پر آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ اللہ اکبر کے نعرے متواتر بلند ہوتے رہے اور لوگ مولانا کو ایک حلقہ میں لیکر تا بہرام خاں کی طرف روانہ ہوئے۔ موٹر کو گلی سے کسی قدر فاصلہ پر بھیجدیا گیا اور مولانا لوگوں کے ہجوم کے درمیان وہاں تک تشریف لے گئے۔ راستہ بھر پھولوں کی بارش ہوتی رہی مسلمانوں کا جوش وخروش اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچا ہوا تھا یہ دیکھ کر مولانا نے پھول کی منڈی کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی وداعی تقریر میں مسلمانوں کو خطاب کرکے یہ ہدایت کی کہ وہ پوری طرح عدم تشدد کے پابند رہیں اور اپنے جوش میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جو تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے والی ہو اور جس سے حکومت کو اس کا موقع مل سکے کہ وہ پبلک کو مورد الزام بنائے۔ مولانا نے بدیشی کپڑے کے بائیکاٹ کا بھی عہد لیا۔ تقریر کرنے کے بعد مولانا موٹر کی طرف تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور کرنل محمد اسحاق پہلے سے اس موٹر میں موجود تھے۔

وارنٹ گرفتاری

ایڈیٹر الجمعیۃ نے اس موقع پر عبدالستار صاحب سے درخواست کی کہ وہ گرفتاری کا وارنٹ دکھا دیں۔ چنانچہ انہوں نے پولیس کا حکم دکھا دیا جس میں دفعہ ۱ کرمنل لاامینڈمنٹ (ترمیم قانون فوجداری) کے ماتحت مولانا کو کانگریس کا ڈکٹیٹر ہونے کی حیثیت سے گرفتار کرنے کی ہدایت تھی۔ [illegible]

مولانا کی پیشی

[illegible]

قائم مقام ناظم جمعیۃ علماء ہند کی نامزدگی

[illegible]

شہر میں ہڑتال

حضرت مولانا کی گرفتاری پر شہر میں مکمل ہڑتال ہو رہی ہے۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں کا خاندان میدان عمل میں

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

دہلی ۱۹ ستمبر آج ۵ بجے شام کو کمپنی باغ میں [illegible]

وقت صرف کرکے نہایت اہم خدمات انجام دی ہیں اور آج بھی جب ہندوستان اپنی آزادی کے لئے جد وجہد کررہا ہے تو حکیم صاحب کے خاندان کا ایک فرد یعنی حکیم نبورے میاں صاحب میدان عمل میں اتر آئے ہیں۔ اور آج آپ کے دریان کھڑے ہوئے قومی جھنڈا بلند کر رہے ہیں۔ آج کا یہ منظر ان لوگوں کی زبانیں بند کردینے کے لئے کافی ہے جو دہلی کے مسلمانوں کو تحریک آزادی سے علیحدہ بتلاتے رہے ہیں۔ کیا دہلی کے مسلمانوں کی شرکت کا اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت ہوسکتا ہے کہ ان کا سب سے زیادہ معزز ومحترم خاندان (شریف خانی خاندان) پوری طرح قومی آواز کی طرف کھنچ آیا ہے اور برابر اپنی سرگرمیوں سے تقویت پہونچا رہا ہے۔

مولانا کی تقریر کے بعد حکیم صاحب نے جھنڈا لہرایا اور اسے قومی ترانہ کے ساتھ سلامی دی گئی۔ آخر میں حکیم صاحب کی طرف سے خواجہ محمد شفیع صاحب نے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا اور افتتاح کی رسم ختم ہوگئی۔

آشرم کے ۱۱۲ رضاکاروں کے مقدمہ کا فیصلہ

۱۰۷ رضاکاروں کی سزایابی

تین ماہ قید سخت اور جرمانہ

دہلی ۱۹ ستمبر چہارشنبہ کے روز جو ۱۱۲ رضاکار ستیہ گرہ آشرم میں گرفتار ہوئے تھے ان کا مقدمہ آج [illegible] کے سامنے پیش ہوا۔

معلوم ہوا ہے کہ ۱۱۲ گرفتار شدہ اشخاص میں سے ۱۰۹ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷ کی ضمنی دفعہ ۱ کے ماتحت گرفتار ہوئے تھے اور باقی تین اشخاص (مسٹر برج کشن چاندی والا ممبر کے سی دیکا اور مسٹر دھرم ویر سنگھ) ضمنی دفعہ ۲ کے ماتحت گرفتار ہوئے ہیں۔ ۱۰۹ رضاکاروں کی مقدمہ کی سماعت آج شروع ہوئی۔ اور باقی تین کی آئندہ ہفتہ میں ہوگی۔

عدالت کو ۱۰۹ رضاکاروں کی حاضری لینے میں کافی وقت لگا سعدالت نے ان میں سے ایک آدمی کو طبی وجوہ کی بنا پر رہا کردیا۔ اس شخص نے معافی پر رہا ہونے سے انکار کردیا اور کہا کہ جب تک مجسٹریٹ مجھے یہ یقین نہیں دلادیگا کہ مجھے طبی وجوہ کے باعث غیر مشروط طور پر رہا کیا گیا ہے۔ اس وقت تک میں رہائی کو قبول نہیں کروں گا۔ مسٹر رام بلاس سارداسنے بندار یں ایک زبانی بیان دیا کہ جملہ ملزمین آشرم کے رکن ہیں ملزمین کی گرفتاری سے قبل آشرم کو خلاف قانون قرار نہیں دیا گیا تھا بلکہ پولیس نے آشرم والوں سے نام دریافت کرنے کے بعد ان کو گرفتار کرلیا۔

مجسٹریٹ نے مختصر سماعت کے بعد ۱۰۷ رضاکاروں کو تین تین ماہ قید بامشقت اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ یا مزید ڈیڑھ ماہ قید کی سزا دی۔ مجسٹریٹ نے آشرم کے باورچی اور حجام (مسٹر تارا سنگھ اور لچھمن سنگھ) کو رہا کردیا۔ ان کے علاوہ ۵ رضاکار جن کی عمر ۱۸ سال سے کم تھی، رہا کردئے گئے۔ فیصلہ سننے کے بعد ان نوعمر رضاکاروں نے کہا کہ ہم اپنا پچھلا پروگرام برابر جاری رکھیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ رضاکار رہا ہونے کے بعد فوراً آشرم پہنچ گئے۔

مساجد ومقابر کا انہدام

مسلمانان دہلی کا احتجاجی جلسہ

دہلی ۱۹ ستمبر آج جامع مسجد دہلی میں بعد نماز جمعہ مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ مشترکہ بورڈ کی طرف سے منعقد ہوا۔ حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند صدر جلسہ تھے جناب صدر کے علاوہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب جناب ناصر ہلالی صاحب اور دیگر حضرات نے تقریریں فرمائیں۔

اروِن ہسپتال میں جن مساجد ومقابر کو منہدم کیا گیا ہے ان کے متعلق ایک تجویز بالاتفاق منظور کی گئی۔

مساجد ومقابر کے متعلق ڈپٹی کمشنر کا اعلان

چند امورات کے تصفیہ کا وعدہ

اروِن ہسپتال کی مساجد کے متعلق مندرجہ ذیل امور برائے درج اخبار ارسال خدمت ہیں۔ ذیل کا اعلان ڈپٹی کمشنر صاحب کی طرف سے ہسپتال کے متعلقہ عمارتوں پر لگایا گیا ہے۔

نوٹس

تمام کام جو کہ جدید سول ہسپتال کی آراضی پر ہورہا تھا اس وقت تک کیلئے بند کردیا گیا ہے جب تک ان چند امورات کی بابت جو کہ اب پیدا ہورہے ہیں مزید تحقیقات نہ ہو جائے اور ان امورات کا تصفیہ اہل اسلام کے معزز اراکین کے مشورہ سے کیا جاوے۔ دستخط اے۔ ایچ۔ ڈپٹی کمشنر دہلی

احاطہ کی مساجد، مزارات و دخلات شاہی کی ایک فہرست تیار کی جارہی ہے سینیز ان مساجد اور عمارات کی فہرست بھی تیار کررہے ہیں جن کو نقصان پہونچایا گیا ہے۔ اندازہ کیا جارہا ہے کہ کئی ہزار روپے کی مالیت کے سنگ سرخ [illegible]

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری

دہلی کے جلوس اور جلسہ میں بیشمار ہندو مسلمانوں کی شرکت

دہلی ۲۰ ستمبر۔ حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند ڈکٹیٹر کانگریس کمیٹی دہلی کی گرفتاری کل صبح ۵ بجے عمل میں آئی اور تمام شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ اگرچہ آپ کی گرفتاری غیر متوقع نہ تھی بلکہ کئی روز سے باخبر حلقوں میں آپ کی ایسی یقین کے درجہ کو پہونچ گئی تھی مگر پھر بھی آپکی گرفتاری کے بعد جو جوش وخروش اور والہانہ عقیدتمندی کا مظاہرہ ہندو مسلمانوں کی جانب سے ہوا وہ آپ اپنی نظیر تھا۔ شام کو ۵ بجے دہلی کے ہندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اور لاثانی جلوس نکلا جو تقریباً ایک میل لمبا تھا اور جس میں انسانی سروں کا سمندر موجیں مار رہا تھا۔ دہلی میں بہت سے جلوس نکلے مگر جسقدر کثرت مسلمانوں کی اس جلوس میں تھی وہ پہلے کسی جلوس کو میسر نہیں آئی شہر کے مختلف مقامات کے مسلمان اپنے اپنے جھنڈے لئے ہوئے جلوس کے آگے آگے موجود تھے اور اللہ اکبر کے فلک رسا نعروں سے فضاء آسمانی گونج رہی تھی۔ شہر کی مختلف کوروں میں ایک خاص کور مولانا احمد سعید صاحب کے کوچہ چیلاں کی کور تھی جس کے بورڈ پر جلی حروف میں "مولانا احمد سعید صاحب کور کوچہ چیلاں دہلی" لکھا ہوا تھا۔ غرض جلوس میں مسلمانوں میں غیر معمولی جوش تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مولانا موصوف کی گرفتاری نے مسلمانان دہلی کے تن نیم جان میں حیات ملی وقومی کی ایک تازہ لہر پیدا کردی ہے اور وہ اپنے محبوب قائد کے نقش قدم پر چلنے کا پورا تہیہ کرچکے ہیں۔ جب جلوس چاندنی چوک سے ہوتا ہوا مسجد نہور خاں پہونچا تو مغرب کی نماز کا وقت ہوچکا تھا اس لئے جلوس رک گیا اور جب تک مسلمان نماز سے اطمینان کے ساتھ فارغ نہ ہوئے اس وقت تک وہ وہیں رکا کھڑا رہا۔ نماز کے بعد پھر جلوس اللہ اکبر کے نعروں میں روانہ ہوا۔

یہ جلوس پریڈ گراؤنڈ سے مرتب ہوا اور جامع مسجد۔ دریبہ کلاں۔ فوارہ۔ چاندنی چوک۔ گھنٹہ گھر۔ فتحپوری۔ کھاری باؤلی۔ نیا بانس۔ مسجد نہور خاں۔ لال کنواں۔ حوض قاضی۔ چاوڑی بازار۔ نئی سڑک ہوتا ہوا کمپنی باغ میں آیا جہاں مولانا موصوف کو مبارکباد دینے کیلئے ایک عظیم الشان جلسہ ہونے والا تھا۔

دہلی کے جلوس کی کیفیت

(از نامہ نگار ہندوستان ٹائمس)

دہلی ۲۰ ستمبر آج شہر میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند و ڈکٹیٹر مقامی جنگی کونسل کی گرفتاری کے خلاف ایک طویل جلوس شہر میں سے نکالا گیا۔ بہت مدت کے بعد آج جلوس میں ہزاروں مسلمان نظر آتے تھے جو جلوس کے آگے آگے ٹوڈی بچہ ہائے ہائے کے نعرے لگاتے جا رہے تھے۔

مسلمانوں کے پیچھے خواتین کی قطار تھی جن کی رہنمائی مسز آصف علی کررہی تھیں۔ تقریباً تمام خواتین سرخ رنگ کی ساڑھیوں میں ملبوس تھیں مسز آصف علی کی ساڑھی سفید کھدر کی تھی۔ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ جلوس میں تقریباً سات آٹھ ہزار خواتین شریک تھیں۔ ایک جلوس میں خواتین کی اتنی زیادہ تعداد بلاشبہ قابل یادگار ہے۔ جلوس میں رضاکاروں کی تمام کوریں شامل تھیں جن کے پاس ترنگے جھنڈے اور بورڈ تھے۔ جلوس کی توجہ کو اپنی طرف سب سے زیادہ جذب کرنے والی جو چیز تھی وہ مسلمانوں کے سیاہ جھنڈے تھے جن کو مسلمان جلوس کے آگے لیکر جارہے تھے۔ جلوس چاندنی چوک فتحپوری، کھاری باؤلی وغیرہ میں سے گزرتا ہوا گاندھی گراؤنڈ پر تقریباً آٹھ بجے جاکر ختم ہوا۔

کمپنی باغ میں عظیم الشان جلسہ

مولانا احمد سعید صاحب کو مبارکباد

جلسہ میں پندرہ ہزار سے زیادہ نفوس کا اجتماع تھا۔ خواتین اور مسلمان بھی کثیر تعداد میں شریک تھے۔ مجمع میں اتنا شور وغل مچ رہا تھا کہ ایک گھنٹہ میں جلسہ کو منظم کیا جاسکا۔ جلسہ میں دو مقامات پر سے تقریریں کی گئیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی صدارت میں جلسہ کی ابتدا ہوئی۔ شروع میں چند مسلم وہندو شعراء نے پُر درد وپُر اثر قومی نظمیں پڑھیں۔ آج شب کو مسلم خواتین کے لئے پردہ کا انتظام کیا گیا تھا اور کثیر تعداد میں مسلم خواتین شریک جلسہ ہوئی تھیں۔ مقامی سربرآوردہ کانگریسی کارکن ومعززا اہالیان شہر بھی جلسہ میں موجود تھے۔

قومی نظموں کے بعد ایک تجویز پیش کی گئی جس میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند و ڈکٹیٹر مقامی جنگی کونسل اور دیگر کانگریسی کارکنوں کی گرفتاری پر مبارکباد پیش کی گئی تھی۔ تجویز بالاتفاق رائے منظور ہوئی۔

جلسہ میں مولانا نورالدین صاحب، ڈاکٹر (مسٹر) دیدی۔ قاری عباس حسین صاحب ایڈیٹر تبلیغ نسواں اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے تقریریں کیں۔ جن لوگوں نے حضرت مولانا محترم کی تقریر پہلے بھی سنی ہے ان کا بیان ہے کہ مولانا موصوف کی یہ تقریر اثر کے لحاظ سے بے مثل تھی۔ مولانا نے تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کی آزادی کے متعلق اسلامی احکامات شرح وبسط کے ساتھ بیان کئے۔ حاضرین جلسہ پر مولانا کی جامع ومانع تقریر کا عجیب وغریب اثر ہوا۔

جلسہ میں مسز آصف علی نے اعلان کیا کہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی جگہ ڈاکٹر دیدی پانچویں ڈکٹیٹر مقرر ہوئی ہیں۔ تقریروں کے بعد جلسہ بخیر وخوبی تمام ہوا۔

ستیہ گرہ آشرم پر پولیس کا دوسرا چھاپہ

۴۶ رضاکاروں کی گرفتاری

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کے ناظم گرفتار ہوگئے

اُنکی جگہ ناظم جمعیۃ علماء کا تقرر

[illegible]

دہلی کے ایک پریس کی ضبطی

[illegible]

چاندنی چوک میں آشرم والوں کی گرفتاری

مجلس خلاف قانون کے اراکین

[illegible]

کے ستون، واسے اور محرابوں پر گھن سے جاکر ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ بعض چیزوں کے فوٹو بھی اسوقت لئے گئے ہیں جب کہ ابھی توڑا جارہا تھا۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء

مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی بصیرت افروز تقریر

دہلی ۱۰ اکتوبر ... شب بعد نماز عشاء ... ایک عظیم الشان ... جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے ... ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ حاضرین کی تعداد ... تھی ... جلسہ میں ہندو بھی شریک تھے۔

[illegible]

جی تو پھر انسان ہی نصیحت تو اگر دیوار پر بھی لکھی ہو تو اسے قبول کرنا چاہئے فارسی کا مشہور مقولہ

مرد باید بگیرد اندر گوش

گر نوشت است پند بر دیوار

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ...

[illegible]

علیہ مفتی صاحب کی تقریر کے بعد ... ختم ہو گیا۔ (نامہ نگار)

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء

سازش لاہور کے مقدمہ کا فیصلہ

سزاؤں کے متعلق تفصیلات

لاہور ۷ اکتوبر۔ آج سپیشل ٹریبونل نے سنٹرل جیل کے کمرہ عدالت میں جہاں مقدمہ کی سماعت ہوا کرتی تھی ملزموں کو فیصلہ سنانے کے لئے طلب کیا۔

ٹریبونل کے تین جج صبح گیارہ بجے موٹر پر سوار ہو کر جیل پہنچے اور ملزموں کو طلب کیا۔ ملزموں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اسپر ہائیکورٹ کے ڈپٹی رجسٹرار نے ہر ملزم کے پاس فرداً فرداً جا کر فیصلہ سنا دیا۔

سپیشل ٹریبونل کے ارکان مسٹر جسٹس ہلٹن، مسٹر جسٹس ٹیپ اور جسٹس سید آغا حیدر تھے۔

[illegible]

بٹوکیشور دت بنگال (چھوڑ دیا گیا)

(۱۳) اجو ئے کمار گھوش عرف جیتی ... ساکن ... (بری)

(۱۴) جتین سنیال ... ساکن الہ آباد (بری)

(۱۵) بجے کمار سنہا عرف ... ساکن محلہ ... کانپور۔

[illegible]

ضروری معلومات

[illegible]

وعدہ معاف گواہ

[illegible]

ملزمین کی فہرست

[illegible]

(۱۱) بھگت سنگھ ولد کشن سنگھ ساکن ... لاہور

(۱۲) بٹوکیشور دت عرف ... ساکن ...

1930

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری

پندرہ ہزار کے عظیم الشان اجتماع میں تحریک ... مبارکباد

(ازمدالہ ملیہ ...)

[illegible]

(اپ)

مولانا عبد القادر قصوری کے صاحبزادے کا مقدمہ

چار ماہ قید بامشقت

بمبئی ۱۰ اکتوبر۔ مولانا عبد القادر قصوری خرابی صحت کے باعث بمبئی میں ٹھہرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ مولانا صاحب کے ... صاحبزادے مولوی محمود علی بی۔ اے ... جو تحصیل علم قانون چھوڑ چھاڑ کر خدمت ملک کے لئے میدان میں نکل آئے تھے اور ... وار کونسل کے سیکرٹری بن گئے تھے آج وار کونسل کے ... دیگر ارکان کے ہمراہ گرفتار کر لئے گئے۔

عدالت میں ... کے بعد جس کی کارروائی میں اسیر والا نے کوئی حصہ نہیں لیا ... چار ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ عدالت کا کمرہ تماشائیوں سے ... بھرا ہوا تھا اور باہر بھی بہت بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ ملزم عدالت میں داخل ہوئے تو لوگوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ فیصلہ صادر ہونے کے بعد ... کو ان کے دوستوں رشتہ داروں اور قدر دانوں نے ہار پہنائے۔ مولوی محمود علی ہشاش بشاش تھے۔ انہوں نے جیل کی طرف جاتے وقت اپنے والد محترم کی خدمت میں پیام سلام بھیجا کیونکہ مولانا صاحب خرابی صحت کی وجہ سے آ نہ سکے تھے۔

... شہر کے مشہور بازاروں سے گزرتا ہوا کمپنی باغ میں ختم ہو گیا جہاں بعد مغرب ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور ڈاکٹر ... کانگریس نے ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں۔ اور ایک تجویز منظور کی گئی جس میں عدم تشدد پر کانگریس کا اظہار اعتقاد، خونریزی کرنے والی سرگرمیوں سے آئندہ برات اور فیصلہ کی اس بنا پر مذمت کی گئی کہ ملزمین کو معمولی قانون کے مطابق انصاف طلب کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

ایک دوسری تجویز میں اسٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر ... لال ... کو موصوف کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی۔

جلسہ نو بجے شب کے ختم ہوا۔

دہلی کے سیاسی قیدیوں کی تبدیلی

مسٹر آصف علی، مولانا عبد اللہ اور لالہ شنکر لال منتقل کر دیئے گئے

دہلی ۸ اکتوبر۔ آج اے کلاس کے سیاسی قیدی مسٹر آصف علی اور مسٹر ... کو مقامی جیل سے گجرات اسپیشل جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ بی کلاس کے سیاسی قیدی لالہ شنکر لال، مولانا عبد اللہ، بھائی سنگھ، داؤ دیال، رام ناتھ، دیانت خاں، ڈھیکا، اور دھرم ویر سنگھ مع ۲۵ دیگر رضاکاروں سی کلاس کے ملتان جیل میں منتقل کر دیئے گئے۔

سوائے اے کلاس کے قیدیوں کے باقی سب کو لاریوں میں لے جایا گیا اور نظولی اسٹیشن پر ریل میں سوار کرا دیا گیا۔ اے کلاس کے قیدی سکنڈ کلاس میں بٹھائے گئے اور باقی سب کے سب تھرڈ کلاس میں بٹھائے گئے۔ سی کلاس کے قیدیوں کے ہتکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔

کالجوں میں ہڑتال

مشن کالج پر قومی جھنڈا

دہلی ۸ اکتوبر۔ آج دہلی کے تقریباً تمام کالجوں میں بھی ہڑتال تھی۔ سینٹ سٹیفنس کالج پر قومی جھنڈا بغیر کسی کی مزاحمت کے نصب کیا گیا اور اسٹوڈنٹس پارک میں تقریباً چھ سو طلبار کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں پرزور تقریریں کی گئیں۔

کلکتہ میں بیس رضاکاروں کی گرفتاری

کلکتہ ۸ اکتوبر۔ رضاکاروں کے جلسے کے بعد متعدد آدمی بڑے بازار میں بدیشی کپڑے اور شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے آئے۔ ان میں سے پولیس نے بیس کو گرفتار کر لیا۔ (اپ)

دہلی میں ہڑتال جلوس اور جلسہ

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی تقریر

دہلی ۹ اکتوبر۔ کل دہلی میں مقدمہ سازش لاہور کے فیصلہ پر بطور احتجاج ہڑتال منائی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس نے شراب کی دوکانیں کھلوانے ... کی طرف سے رضاکاروں کی ایک بڑی تعداد پکٹنگ کے لئے بھیجی گئی تو دوکانیں کھلنے کے بعد فوراً بند ہو گئیں۔ صبح ... بجے قومی جھنڈا بلند کیا گیا اور گاندھی گراؤنڈ پر کافی اجتماع ہو گیا۔ پانچ بجے شام کو ایک عظیم الشان جلوس ... گراؤنڈ سے نکالا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ

ایثار مجسم حضرت مفتی اعظم

جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی گرفتاری کے مفصل حالات تو دوسری جگہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ایک ایسی شخصیت کے متعلق اظہار خیال کو کیا موثر تعبیر کریں جو عہد حاضر میں [illegible] متقدمین کی سیرت کا صحیح نمونہ پیش کرتی ہے [illegible] احکام اسلامی کی عملی تفسیر ہے۔ حضرت مفتی صاحب سے [illegible] واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ باوجود تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی مذہبی قیادت کے حضرت مفتی صاحب کی زندگی بے انتہا سادہ اور ہر قسم کی نمود و نمائش سے بالکل صاف اور پاک ہے۔ ہندوستان کے سیاسی و مذہبی رہنماؤں میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کو یہ امتیاز حاصل ہے [illegible] جس نے آپ کی سیرت کا مطالعہ قریب سے کیا ہے وہی زیادہ مدح [illegible]۔ ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جو ہندوستان کے اس مفتی اعظم کی شخصیت کے متعلق صحیح طور پر اظہار خیال کرنے میں امداد دے سکیں۔ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد رشید جناب مولانا محمد وکیع صاحب فاروقی نے جو مدرسہ امینیہ کی جمعیۃ الطلبا کے ناظم بھی ہیں اس کی کوشش کی ہے کہ کسی حد تک حضرت مفتی صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالیں۔ ہم موصوف کے الفاظ درج ذیل کرتے ہیں جن کو پڑھ کر قارئین کرام یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ آج جو ہستی ان سے جدا ہوئی ہے وہ کس مرتبہ [illegible] اور [illegible] مسلمانوں کے قلوب کیوں اس قدر کھنچ رہے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے اسم گرامی سے تو تمام ہندوستان بلکہ مصر، حجاز، ایران و افغانستان وغیرہ کے لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن بہت کم اشخاص ہوں گے جو اس گرامی ہستی کے اوصاف و مکارم اخلاق سے پوری واقفیت رکھتے ہوں۔ اس وقت کہ وہ قابل احترام شخصیت اور ہندوستان کی [illegible] زندان فرنگ میں محبوس ہے۔ میں مجبور ہوں کہ اس ایثار مجسم کے بعض کمالات و مزایا سے لوگوں کو روشناس کرا دوں۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی صحت شبانہ روز کی خدمت خلق اللہ میں مصروفیت کی وجہ سے [illegible] کئی سال سے خراب رہتی ہے۔ آپ مرض [illegible] اکثر اوقات [illegible] آپ کو اختلاج قلب اور [illegible] تکلیف رہتی ہے [illegible] اور شدید مرض کے باوجود آپ کے تمام اوقات خدمت خلق اللہ میں صرف ہوتے ہیں اور مستفیدین [illegible] آرام کرنے دیتے ہیں نہ [illegible] لینے دیتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] آپ کو ایسا [illegible] بصیرت عطا فرمائی ہے کہ تیس سال کی طویل مدت میں آپ کے تمام فتاویٰ فقہیہ کے متعلق [illegible] کوئی ایسا نہیں [illegible] جس پر کوئی ادنیٰ نکتہ چینی کی جا سکے یا اس کو غلط قرار دیا جا سکے۔

آپ کے فیض افتاء سے نہ صرف دہلی بلکہ تمام ہندوستان فیضیاب ہو رہا ہے۔ مشکل سے مشکل پیچیدہ سوالوں کے جو جواب تحریر فرماتے ہیں [illegible] آپ کی [illegible] دماغی قوت فقاہت [illegible] کا اندازہ ہوتا ہے۔ طرز تحریر نہایت صاف شستہ زبان سلیس اور عام فہم ہوتی ہے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے متبحر اور جید علماء و فضلاء نے آپ کی عبارت، افہام اور اصابت رائے کو تسلیم کیا ہے۔

آپ اٹھائیس سال سے مدرسہ امینیہ دہلی میں صدر المدرسین اور مفتی [illegible] حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں کہ تمام دہلی والے آپ کے حسن اخلاق اور حسن انتظام کے معترف ہیں۔ ان خدمات کے علاوہ آپ تمام ملکی و ملی خدمات میں [illegible] مرجع عوام و خواص ہے۔ اور اپنی علمی قابلیت سے [illegible] حضرت شیخ الہند [illegible] مولانا محمود حسن صاحب [illegible] کے ارشد تلامذہ [illegible] حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ [illegible] مفتی صاحب [illegible] سے اپنی غیر حاضری کے زمانے کے حالات دریافت فرمانے اور آئندہ کے لئے [illegible] دستور العمل مقرر کرنے کے لئے مشورہ فرمایا۔

حضرت مفتی صاحب آزادی وطن کی تحریکات حاضرہ میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ہندوستان کے مستقبل کے متعلق ان کے خیالات و رجحانات [illegible] کی آئندہ قومی و ملی عزت کے بقا و استحکام کے ساتھ متعلق ہیں۔ آپ تقریباً نو سال سے جمعیۃ علمائے ہند کی ریاست عظمیٰ (صدارت) پر فائز ہیں اور باوجودیکہ اپنی پوری قوت کے ساتھ بارہا اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی سعی کی مگر اراکین جمعیۃ کسی طرح آپ کو اس منصب سے علیحدہ ہونے نہیں دیتے۔ کیونکہ نو سال کے طویل عرصہ میں آپ نے جمعیۃ علمائے ہند کے وقار کو جس شان و شوکت کے ساتھ قائم رکھا ہے اور جس ایثار و خلوص سے صدارت کے فرائض کو انجام دیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

گزشتہ تحریک ترک موالات میں آپ نے جمعیۃ علماء کی قیادت جس اخلاص و استقامت سے فرمائی وہ خاص فضل خداوندی تھا جو آپ کے ہی حصے میں آیا تھا۔ اور موجودہ تحریک آزادی وطن میں بھی آپ جس خلوص و استقامت کے ساتھ کام کرتے رہے یہ کسی جاننے والوں سے مخفی نہیں۔ باوجود خرابی صحت کے اور طبیبوں اور ڈاکٹروں کی ممانعت کے آپ نے اپنے راحت و آرام کو خیرباد کہہ دیا اور امت مسلمہ کے ارشاد و ہدایت اور تبلیغ و تلقین میں تمام اسباب راحت کو قربان کر دیا۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مفتی صاحب قبلہ نے تحریک ترک موالات کے زمانے سے اس وقت تک نو دس سال کے طویل عرصہ میں کسی قومی فنڈ سے کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف اطراف میں طویل طویل سفروں کا کرایہ بھی کسی فنڈ سے وصول نہیں کیا۔

کلکتہ، بمبئی، مدراس، لاہور، پشاور، الہ آباد، لکھنؤ، میرٹھ، گیا وغیرہ وغیرہ دور دراز شہروں کے جلسوں میں شریک ہوئے اور تمام مصارف سفر خود ادا کئے۔ قومی فنڈوں سے لینے کی بجائے اپنے پاس سے ہزاروں روپے صرف کئے اور ہمیشہ شہرت و نمود کی جگہ سے پیچھے ہٹتے رہے۔ خدمت ملت کو مطمح نظر بنایا اور نام و نمود کے خیال سے بھی کوسوں دور رہے۔

مفتی صاحب ہی ایسے شخص ہیں جنہوں نے تیس سالہ دہلی کے قیام میں اپنی دیانت اور صفائی معاملہ اور بے غرضی اور خلوص کا سکہ اہل دہلی کے قلوب پر جما لیا ہے۔ شبانہ روز کی خدمات کے معاوضے میں کوئی قلیل یا کثیر رقم وصول نہیں کی اور نہ [illegible] خدمت گزاری کی وجہ سے کسی خدمت کی انجام دہی میں تساہل کیا۔

مفتی صاحب قبلہ نے جس سادگی اور کفایت شعاری اور قناعت سے زندگی بسر کی ہے اور جس وقار و خودداری کا اپنے طرز معیشت میں ثبوت دیا ہے اس کی تفاصیل سے مطلع ہونے والے حضرات موجودہ زمانے میں اس کی نظیر نہ پائیں گے۔

سادہ لباس، سادی غذا، سادہ طرز معاشرت آپکا عوام و خواص کو معلوم ہے لیکن اس ظاہری سادگی کی گہرائی میں جو قناعت، صبر، خودداری اور استغنا کے مراتب [illegible] ہیں وہ صرف عوام ہی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں بلکہ مفتی صاحب کے خاص احباب بھی ان سے مطلع نہیں۔

جن ناعاقبت اندیشوں نے حضرت مفتی صاحب قبلہ پر کانگریس سے رقم لینے یا جمعیۃ علمائے ہند کے فنڈ سے فائدہ اٹھانے کے بہتان لگائے ہیں اور قیامت کے ہولناک مواخذے سے بے خوف ہو کر اس گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے مفتی صاحب قبلہ نے ان کے جواب دینے کی بھی زحمت گوارا نہ کی اور نہ کبھی کسی کو [illegible] لائے۔ ان کی سیر چشمی اور قناعت کی تو یہ حالت ہے کہ مولانا الحاج محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی جبکہ کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں صدر مدرس تھے اس وقت انہوں نے مفتی صاحب قبلہ کو مدرسہ عالیہ میں پرنسپل کے مشورے سے [illegible] ماہوار کی پوسٹ پر بلایا اور بے انتہا کوشش کی کہ مفتی صاحب اسے منظور کر لیں۔ [illegible] بالفعل تنخواہ تھی اور [illegible] تک ترقی کا وعدہ فرماتے تھے اور یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ میں عنقریب مدرسہ عالیہ کو چھوڑنے والا ہوں پھر آپ کو صدر مدرسی کی جگہ مل جائے گی۔ مگر مفتی صاحب قبلہ نے باوجودیکہ مدرسہ امینیہ میں اس وقت آپ کی تنخواہ [illegible] ماہوار بھی نہ تھی قبول نہیں فرمایا اور مولانا عبد اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھ بھیجا کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تنخواہ کی زیادتی اور مالی منفعت کے خیال سے کبھی ایک جگہ سے ملازمت چھوڑ کر دوسری جگہ نہیں جاؤں گا۔ اسی اصول کے ماتحت آپ نے ڈھاکہ، پٹنہ وغیرہ مقامات کی بیش قدر ملازمتوں کے لئے باصرار بلائے جانے پر بھی انکار فرما دیا اور مدرسہ امینیہ کی نہایت قلیل اور ناکافی تنخواہ پر تقریباً تیس سال گزار دئے۔ اگر قومی و ملی خدمات میں آپ کا تمام وقت صرف نہ ہوا کرتا اور آپ اپنی خداداد قابلیت سے اپنی مالی حالت کو ترقی دینے کے ذرائع اختیار کرنے کی طرف کچھ بھی توجہ فرماتے تو بہت ممکن تھا کہ آج آپ کی مالی حالت اعلیٰ پیمانے پر ہوتی۔ مگر آپ نے قوائے جسمانی، مالی، دماغی تمام قوتوں کو قوم و ملت کیلئے قربان کر دیا اور آخر کار اسیر زندان فرنگ ہو گیا۔

بمبئی کے ایک پولیس سارجنٹ پر گولیوں کے فائر

سارجنٹ اور اس کی بیوی مجروح

بمبئی۔ ۱۱ اکتوبر۔ مسٹر ٹیلر سارجنٹ اور مسز ٹیلر وکٹوریہ گارڈن سے موٹر میں واپس آ رہے تھے کہ لمنگٹن روڈ پر تھانہ کے قریب ایک موٹر میں سے تین آدمیوں نے بلا توقف ۵ گولیاں چلائیں۔ مسٹر ٹیلر اور مسز ٹیلر زخمی ہوئے۔ مسٹر کنگ نے مسٹر ٹیلر کی موٹر میں حملہ آوروں کا تعاقب کرنا چاہا لیکن انہوں نے موٹر کے ٹائر میں گولی لگا کر پنکچر کر دیا جس کی وجہ سے موٹر رک گئی۔ ایک اور موٹر نے بھی حملہ آوروں کا تعاقب کرنا چاہا ہے لیکن اتنے عرصہ میں وہ لوگ فرار ہو چکے تھے۔ ہر دو مجروحین کو شفاخانہ میں داخل کر دیا ہے۔ پولیس سرگرم تحقیقات ہے۔ (ا۔پ)

ہندوستان کا مفتی اعظم قید فرنگ میں

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب گرفتار کر لئے گئے

کوچہ چیلاں کی ناکہ بندی اور پولیس کا زبردست مظاہرہ

تمام شہر میں اضطراب و ہیجان کی لہر

دہلی ۱۱ اکتوبر۔ آج صبح ۴ بجے جبکہ تمام شہر میں سناٹا چھایا ہوا تھا اور چاندنی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ در و دیوار پر چھٹکی ہوئی تھی پولیس کی ایک زبردست جمعیۃ چودھری عبد الستار صاحب سب انسپکٹر علاقہ [illegible] کے زیر سرکردگی کوچہ چیلاں میں پہنچی۔ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کو ممدوح کے دولت خانہ پر گرفتار کر لیا گیا۔

گرفتاری کی افواہیں

قارئین الجمعیۃ کو یاد ہوگا کہ اس سے قبل حضرت مفتی صاحب قبلہ کی گرفتاری کے متعلق متعدد بار شہر میں افواہیں اڑ چکی تھیں اور ان مواقع پر دہلی کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا تھا اور لوگ سڑکوں اور بازاروں میں بے اختیار ہو کر دوڑنے لگے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ گرفتاری کے وقت پولیس کا وہ غیر معمولی مظاہرہ کیا گیا جو آج تک دہلی میں کسی کی گرفتاری پر نہیں ہوا۔

مسلح پولیس کی موجودگی

چودھری عبد الستار صاحب سب انسپکٹر علاقہ کے علاوہ تقریباً ایک [illegible] مسلح کانسٹبل اور ایک سب انسپکٹر پولیس لاریوں میں آئے تھے۔ ان کے علاوہ کمرہ بنگش، چتلی قبر، ٹیا محل اور [illegible] پر بھی پولیس کی ناکہ بندی تھی۔ مجموعی حیثیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہر کی تمام پولیس [illegible] اسی علاقہ میں جمع کر دی گئی تھی جس کی تعداد بہت زیادہ بتائی جاتی ہے۔ پولیس نے لاریوں سے اترتے ہی اس محلہ کے تمام راستوں پر پہرہ لگا دیا جس میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کا مکان واقع ہے۔ پولیس کی کثیر تعداد اور اس کا مسلح ہونا صاف طور پر یہ ظاہر کرتا تھا کہ حکام کو ہندوستان کے مفتی اعظم کی گرفتاری پر نقض امن کا خطرہ [illegible] میں عدم تشدد [illegible] سکون کی تلقین فرماتے رہے ہیں۔

محلہ کے باشندوں کو اطلاع

پولیس کی آمد اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کے مکان پر دستک دینے کی اطلاع نہایت سرعت کے ساتھ محلہ والوں کو ہو گئی اور لوگوں نے اپنے مکانوں سے نکل کر مولانا کے مکان کی طرف جانا شروع کیا۔ مگر بیچ میں پولیس حائل تھی اور چاروں طرف سے لوگوں کو روکا جا رہا تھا کہ کسی قسم کا مظاہرہ نہ ہو سکے۔ مختلف کوچوں اور گلیوں سے جو لوگ آ رہے تھے انہیں ان کے مکانوں سے آگے نہیں بڑھنے دیا گیا۔ نماز فجر کے لئے جو شخص مسلمانوں کو بیدار کرتا ہے اس کو بھی روک دیا گیا تھا کہ وہ محلہ کو جگانے سے باز رہے لیکن اس کے باوجود حضرت مفتی صاحب کے مکان سے کچھ فاصلہ پر زبردست مجمع ہو گیا تھا۔

حضرت مفتی صاحب کی طرف سے پولیس کا خیر مقدم

جیسے ہی کہ چودھری عبد الستار صاحب سب انسپکٹر پولیس نے دروازہ پر دستک دی حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مکان کی دوسری منزل سے نیچے تشریف لائے اور چودھری صاحب کو اوپر لے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضرت مفتی صاحب ایک عرصہ سے پولیس کا انتظار کر رہے تھے اور اس وقت چودھری صاحب کی آمد کوئی غیر متوقع بات نہ تھی بلکہ توقعات کے عین مطابق تھی۔ سب انسپکٹر صاحب کو بٹھا کر حضرت مفتی صاحب نے اپنے صاحبزادے مولوی حفیظ الرحمن صاحب آصف کے ذریعہ ایڈیٹر الجمعیۃ کو طلب فرمایا۔

وارنٹ گرفتاری

جس وقت ایڈیٹر الجمعیۃ حضرت مفتی صاحب کے دولت خانہ پر پہنچے ہیں تو پونے پانچ بجے تھے۔ مولانا ممدوح نماز فجر ادا فرما رہے تھے اور چودھری عبد الستار صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ چودھری صاحب نے وارنٹ جیب سے نکال کر ایڈیٹر الجمعیۃ کو دکھایا جو مسٹر ایف۔ بی۔ پول ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کی عدالت سے جاری کیا گیا تھا اور کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ کی دفعہ ۱۷ (۱) کے ماتحت تھا۔ اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی خلاف قانون جماعت کا رکن ہو یا اس جماعت کے کاموں میں امداد دے وہ مجرم ہے۔ وارنٹ کی تاریخ اجراء ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء تھی۔

ضروری ہدایات

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے نماز فجر سے فارغ ہو کر مولانا حفیظ الرحمن صاحب آصف اور ایڈیٹر الجمعیۃ کو ضروری ہدایات دیں جو مدرسہ امینیہ، دفتر "جمعیۃ علمائے ہند" اور بعض دیگر پرائیویٹ امور کے متعلق تھیں۔ اسی اثنا میں سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا بھی تشریف لے آئے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے آئندہ صدر

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنی جگہ جمعیۃ علمائے ہند کا آئندہ صدر اور ورکنگ کمیٹی کا ڈکٹیٹر حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو مقرر فرمایا۔ اور ایڈیٹر الجمعیۃ کو یہ اختیار دیا کہ اخبار کے ذریعہ اس کا اعلان کر دیا جائے اور حضرت مولانا کو ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دیدی جائے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کا پیغام

باشندگان دہلی کے لئے حضرت مفتی صاحب نے یہ ہدایت کی ہے کہ وہ ممدوح کی گرفتاری کا حال سنکر صبر اور ضبط سے کام لیں اور ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہونے پائے جو امن عامہ کے خلاف ہو اور جس سے عدم تشدد کے اصول کو صدمہ پہنچنے کا امکان ہو۔

ضروری سامان کی تیاری

جس دوران میں حضرت مفتی صاحب یہ ہدایات فرما رہے تھے نیچے کی منزل میں رخت سفر تیار ہو رہا تھا۔ مولانا نے اپنی لائبریری سے تفسیر کی کتابیں نکالیں اور انہیں ایک رومال میں علیحدہ بندھوا کر سامان کے ساتھ شامل کر دیا۔ بستر اور دیگر ضروریات کی اشیاء بھی موٹر تک پہنچا دی گئیں۔ یہ تمام کام حضرت مفتی صاحب کی ہدایات کے مطابق اس قدر عجلت اور سرعت کیساتھ ہوئے کہ تقریباً ۵ بجے تک روانگی کی تیاری ہو گئی۔ چند منٹ کے لئے حضرت مفتی صاحب زنانے میں تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آ کر چودھری عبد الستار کے ہمراہ ہو لئے۔ اس مرتبہ موٹر گزشتہ دستور کے خلاف کمرہ بنگش کی طرف کھڑی کی گئی تھی تاکہ حضرت مفتی صاحب کو بٹھاتے ہی موٹر تیز چلائی جا سکے۔

موٹر کی روانگی

جس وقت مفتی صاحب اپنے دولت خانہ سے نکل کر سڑک پر آئے تو پولیس کا زبردست مظاہرہ تھا اور لوگوں کا مجمع جسے چاروں طرف روک لیا گیا تھا حسرت کی نگاہوں سے حضرت مفتی صاحب کو دیکھ رہا تھا۔ چودھری عبد الستار صاحب کا رویہ نہایت شریفانہ تھا اور وہ پوری طرح حضرت مفتی صاحب کا احترام ملحوظ رکھ رہے تھے۔ کوچہ چیلاں کے ناکہ پر حضرت مفتی صاحب موٹر میں سوار ہوئے اور مولوی حفیظ الرحمن صاحب آصف اور ایڈیٹر الجمعیۃ ممدوح کے ساتھ جیل تک گئے۔ پولیس کی پوری جمعیۃ ایک لاری میں موٹر کے پیچھے پیچھے تھی۔

جیل کے اندر

جیل کے دروازہ پر پہونچ کر چودھری عبد الستار صاحب نے پہرہ دار کو جگایا، دروازہ کھولا گیا اور تمام ہندوستان کے علماء کی جمعیۃ کا صدر اور دہلی کے مسلمانوں کا سرتاج اسیر فرنگ ہو گیا۔ چودھری صاحب نے فوراً ٹیلیفون کے ذریعہ کوتوال شہر کو مطلع کیا کہ حضرت مفتی صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ مولوی حفیظ الرحمن صاحب آصف اور ایڈیٹر الجمعیۃ حضرت مفتی صاحب سے رخصت ہو کر سب انسپکٹر صاحب کے ساتھ ہی واپس ہو گئے۔

شہر کی حالت

اگرچہ شہر میں مفتی صاحب کی گرفتاری کی خبر سے جوش پھیلا ہوا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی ہدایات کے مطابق نقض امن کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور مسلمان عدم تشدد کے اصول پر پوری طرح کاربند ہیں۔ پولیس کی متعدد لاریاں بازاروں میں گشت لگا رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ علی الصبح قصاب پورہ میں بھی پولیس کی لاری پہنچی تھی۔

ہڑتال، جلسہ اور جلوس

آج شہر کے عربی مدارس میں کامل ہڑتال ہے۔ شام کو طلباء کا ایک جلوس نکلے گا اور کمپنی باغ میں جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ تمام شہر کی جانب سے عام ہڑتال، جلسہ اور جلوس کے لئے کل کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ آج جس وقت لوگوں کو اطلاع ملی ہے تو [illegible] ہو چکا تھا اور حلوائیوں وغیرہ کی دوکانیں کھل چکی تھیں۔ کل شہر میں مکمل ہڑتال ہوگی، زبردست جلوس نکالا جائے گا اور عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ (نامہ نگار خصوصی)

سارجنٹ پر گولی چلنے کے سلسلے میں پولیس کی تحقیقات

۱۵ اشخاص کی گرفتاری

بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ مسٹر ٹیلر پر کل جو گولی چلائی تھی اس کے سلسلے میں بمبئی کی خفیہ پولیس زبردست تحقیقات کر رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس موٹر کار میں حملہ آور لمنگٹن روڈ پر آئے تھے اس کو پولیس نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اس کار میں کارتوسوں کی چند ٹوپیاں بھی برآمد ہوئی ہیں۔ پولیس نے [illegible] موٹر ڈرائیور کو گرفتار کر لیا ہے۔ وائرلیس ڈیپارٹمنٹ اور ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے ملازم بھی گرفتار کئے گئے ہیں۔ اب تک ۱۸ اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ گرفتار شدگان میں زیادہ تعداد [illegible] بھارت سبھا کے ممبروں کی ہے۔ پولیس مزید تحقیقات میں سرگرم ہے۔ (ا۔پ)

کانگریس کے خلاف حکومت کا ایک اور ہتھیار

وائسرائے کا نواں آرڈی ننس

مجالس خلاف قانون کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر حکومت کا قبضہ

شملہ ۱۱ اکتوبر۔ وائسرائے نے ایک نواں آرڈیننس جاری کیا ہے جس کا نام "قانون متعلقہ مجالس ناجائز" ہے۔ اس ہنگامی قانون کے ذریعہ مقامی حکومت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ مجالس خلاف قانون کی جائداد منقولہ کو ضبط کر لے اور جائداد غیر منقولہ پر اپنا قبضہ جما لے۔

حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری پر دہلی کے مظاہرے

شہر میں مکمل ہڑتال جلوس اور جلسے

مسلمانوں کا عدیم المثال جوش و خروش

دہلی ۱۲ اکتوبر۔ کل حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری کی خبر تمام شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی تمام مدارس عربیہ میں فوراً مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا یعنی کہ وہ چھوٹے چھوٹے مدارس بھی جن میں ایک استاد اور معدودے چند طلبا ہوتے ہیں بند کر دئے گئے۔ لوگوں نے خود بخود دکانیں بند کرنی شروع کر دیں بالخصوص مسلمانوں میں غیر معمولی جوش پایا جاتا تھا طلبا نے ہڑتال کا اعلان بھی کر دیا مگر بعد میں کارکنان جمعیۃ علماء اور کانگرس کے باہمی مشورے سے یہ رائے قرار پائی کہ چونکہ آج کسیلہ ہو چکا ہے اور بعض حلوہ پوں وغیرہ کی دوکانیں کھل چکی ہیں اس لئے ہڑتال کے متعلق کل کا دن مقرر کیا جائے تا کہ کسی طبقہ کو شکایت کا موقع باقی نہ رہے اور تمام محلے اور تمام بازار یکساں طور پر ہڑتال میں شریک ہوسکیں۔ چنانچہ کانگرس اور جمعیۃ کی طرف سے اعلان کرا دیا گیا۔ اور اس فیصلہ پر تمام مسلمان اور ہندوؤں نے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔

خالص مسلمانوں کا جلوس اور جلسہ

شام کے وقت پریڈ گراؤنڈ سے عربی مدارس کے طلبا نے ایک جلوس مرتب کر کے بڑے بڑے بازاروں سے نکالا۔ اس جلوس میں تقریباً ایک ہزار طالب علم شریک تھے۔ سب سے آگے افغان طلبا۔ مدرسہ عربیہ کا بورڈ لپیٹے پر لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب زندہ باد کا بورڈ تھا اور متعدد دوسرے بورڈوں پر عدم تشدد و تحریک کی روح ہے اور اس قسم کے دوسرے جملے لکھے تھے۔ اسلامی علم اور قومی جھنڈا جلوس کے ساتھ ساتھ تھا۔ اس جلوس میں مسلمان بکثرت شریک تھے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے چاندنی چوک کی فضا گونج رہی تھی۔ شام کو جلوس کمپنی باغ میں ختم ہوا جہاں باوجود کسی قسم کا اعلان نہ ہونے کے ہزارہا مسلمان جمع تھے جلسہ کی صدارت کے فرائض مولوی عبد القیوم صاحب نے ادا فرمائے۔ قاری محمد اسمٰعیل، قاری احمد حسین، اور مولانا عبد الماجد دہلوی نے پرزور تقریریں فرمائیں اگرچہ جلسہ میں الہ جائے مکبر الصوت موجود نہ تھے مگر مقررین کی آوازیں دور دور تک پہنچ رہی تھیں۔ مولانا عبد الماجد صاحب دہلوی نے فرمایا کہ اگرچہ میں گوشہ نشین ہوں مگر حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری نے جو میرے استاد اور تمام دہلی نہ صرف تمام دہلی بلکہ تمام ہندوستان کے مفتی اعظم تھے میرے قلب کو بے چین کر دیا ہے آج مفتی صاحب کا ہر خادم مضطرب نظر آتا ہے اور مفتی صاحب کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہے۔ مولوی عبد الرافع

مولوی فضل احمد اور مولوی بشیر احمد صاحب نے بھی تقریریں فرمائیں۔ قاری نذیر احمد صاحب امام نہری مسجد نے ایک پرجوش نظم پڑھی۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں پولیس کے بائیکاٹ اور سودیشی کی تبلیغ پر سب سے زیادہ زور دیا کیونکہ پچھلے دنوں اسی بات کے متعلق حضرت مفتی صاحب بہت سی تقریریں کر چکے ہیں۔

انتہائی جوش و خروش کی حالت میں حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری پر مبارکباد کی تجویز منظور کی گئی۔ ایک دوسری تجویز میں مولوی صبغۃ اللہ صاحب کو بھی ان کی سزایابی پر مبارکباد دی گئی۔

مکمل ہڑتال

آج صبح سے شہر میں مکمل ہڑتال ہے مسلمانوں کے محلوں میں تمام دوکانیں حتیٰ کہ نہاری اور دودھ کی دوکانیں بھی بند ہیں کوچہ چیلان، خیلی قبر، مٹیا محل، جامع مسجد کا بازار بالکل بند ہے چاندنی چوک فتحپوری، کھاری باؤلی، چاوڑی بازار، حوض قاضی صدر بازار، باڑہ ہندو راؤ میں مکمل ہڑتال ہے۔ کسیلہ بند کر دیا گیا ہر قسم کا کاروبار روک دیا گیا ہے۔ ٹریمیں کارخانہ سے نہیں نکلی ہیں، تانگوں کی آمد و رفت بہت کم اور اشد ضرورت کی صورت میں ہے، شہر میں سناٹا ہے، لوگوں کی ٹولیاں گشت لگا رہی ہیں طلبا کی طرف سے ایک سیاہ جھنڈا نکالا گیا ہے۔ اور مختلف طالب علم تقریریں کر رہے ہیں ہر شخص کے جذبات میں ہیجان ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ امن و امان پوری طرح قائم ہے عدم تشدد کے متعلق حضرت مفتی صاحب کا پیغام مسلمانوں پر اثر انداز ہو رہا ہے کسی قسم کے نقص امن کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

عام جلوس اور جلسہ

آج شام کو ایک عام جلوس پریڈ گراؤنڈ سے نکلے گا جس میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہوں گے۔ تمام کو باشندگان شہر کا ایک متفقہ جلسہ کمپنی باغ میں منعقد کیا جائیگا۔ انتظامات ہو رہے ہیں۔

جمعیۃ الطلبہ کا جلسہ

کل حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری کے بعد ہی جمعیۃ الطلباء نے مدرسہ امینیہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا اور اس میں پرزور تقریروں کے بعد مبارکباد کی تجویز منظور کی گئی۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا مقدمہ

کارروائی میں حصہ لینے سے انکار

استغاثہ کی شہادتیں

دہلی ۱۱ اکتوبر۔ آج مسٹر لعیف (بی پول) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند و ڈکٹیٹر ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کا مقدمہ پیش ہوا۔ مجسٹریٹ ٹھیک ۱۱ بجے جیل پہنچ گیا تھا۔ ۱۲ بجے تک مسٹر رادھا رمن، مسٹر پیاگ ناتھ، لالہ شگت رائے، مسٹر نیالال، مسٹر کیدار ناتھ، مسٹر نندلال اور مسٹر چھیل پرشاد کو کم عمر ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا گیا اور رادھا رمن، پیاگ ناتھ اور شگت رائے کو ۲½ ماہ قید محض اور ۲۰ روپیہ جرمانہ دیا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ۱½ ماہ قید محض) کی سزا دی گئی۔ اول الذکر بی کلاس اور مؤخر الذکر کو اے کلاس ملی۔

تقریباً ایک بجے حضرت ناظم الجمعیۃ کا مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت مولانا عدالت میں تشریف لا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ وزیٹروں کی گیلری میں کافی مجمع تھا۔ مولانا کا رویہ عدالت کی طرف سے قطعاً لاپرواہی کا تھا اور آپ دوران کارروائی میں اخبارات کے نمائندوں یا وکلاء سے گفتگو کرتے رہے۔

سب سے پہلے مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا کہ "مولوی صاحب! کیا آپ کی طرف سے کوئی وکیل کھڑا ہوگا؟"

مولانا نے جواب دیا "جی نہیں کوئی وکیل نہیں ہے۔"

اس کے بعد شیخ عبد الواحد انچارج کرتوالی کی شہادت ہوئی شیخ صاحب نے کہا کہ "دہلی کی کانگرس کمیٹی خلاف قانون قرار دیدی گئی ہے۔ جس وقت یہ اعلان ہوا تو ڈکٹیٹر فرید الحق انصاری تھے۔ وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے بعد آصف علی ڈکٹیٹر ہوئے اور وہ بھی گرفتار کر لئے گئے۔ پھر اس کے بعد مولانا احمد سعید صاحب ڈکٹیٹر مقرر ہوئے تو ان کے ڈکٹیٹر ہونے پر میں نے رپورٹ کی اور مولانا بھی گرفتار ہو گئے اور ان کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔"

مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا کہ کیا آپ کوئی بیان دینا چاہتے ہیں؟

مولانا نے کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد بھگوانداس سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی کی شہادت ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ "میرے فرائض میں جلسوں کی شرکت اور رپورٹ دینا ہے۔ میں شارٹ ہینڈ میں نوٹ لیتا ہوں۔ ۱۸ تاریخ کے کانگرس کے جلسے میں شریک تھا جس میں مولانا احمد سعید صاحب بھی موجود تھے۔ اس جلسہ میں تقریباً ۱۴-۱۵ ہزار آدمی موجود تھے۔ اس جلسہ کی صدر مسز چندو بائی تھیں۔ مولانا صاحب نے اس جلسہ میں تقریر کی تھی اور اس میں اپنے ڈکٹیٹر ہونے کا اعلان کیا تھا اور سامعین سے اپیل کی تھی کہ وہ کانگرس کی امداد کریں اور پھر تماشہ دیکھتے جائیں کہ کیا ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ میں ڈکٹیٹر شپ میں [illegible] خطابات [illegible] کرسکتا ہوں مگر [illegible]

مولانا کا وکیل سرکار سے مخاطب ہو کر [illegible] بھی دہلی کا محاورہ ہے۔ (قہقہہ)

گواہ نے کہا کہ [illegible] کی اور فرمایا کہ کانگرس کا [illegible] جائے گا [illegible] گرفتاری [illegible] ہے۔ پھر دہلی کی حکومت [illegible]

عدالت نے گواہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ اپنے نوٹس [illegible]

انگریزی ترجمہ عدالت میں پیش کر سکتا ہے؟ گواہ نے جواب دیا کہ آج تو میں نہیں کل پیش کئے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد مجسٹریٹ نے پھر دریافت کیا کہ "مولانا صاحب کچھ کہنا ہے؟"

مولانا نے فرمایا کہ "کچھ کہنا نہیں ہے میں جرح کرنا نہیں چاہتا۔"

اس کے بعد پرسرام کانسٹبل سی۔ آئی۔ ڈی متعینہ کار خاص کوتوالی کی شہادت ہوئی اس نے کہا کہ "میں مولانا احمد صاحب کو جانتا ہوں۔ ۱۹ تاریخ کو ۸ بجے سے ۹ بجے رات تک میری ڈیوٹی تھی۔ مولانا احمد سعید صاحب ٹھیک ۸½ بجے ایک تانگہ ۲۰۰ میں بیٹھ کر کانگرس کے دفتر میں گئے۔ جیسے ہی کہ وہ اترے مجھ والنٹیر آفس سے اتر کرائے اور آپ پر پھول برسائے۔ اور اوپر لے گئے۔ ۸-۵۰ بجے مولانا احمد سعید صاحب تانگہ نمبر ۳۲ میں واپس ہوئے۔ میں نے اس کی رپورٹ اپنے افسر کو کر دی تھی۔"

اس کے بعد امجد علی (سب انسپکٹر سی آئی۔ ڈی) کی شہادت ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ "۱۸ تاریخ کو جلسہ میں میں تھا۔ غیر کمیٹی برنج لال جلسہ کی صدر تھیں۔ صدر نے کانگرس کے خلاف قانون ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس جلسہ میں دس بارہ ہزار آدمی تھے۔ مسز آصف علی بیرسٹر بھی میٹنگ میں تھے اور انہوں نے بھی اس کا اعلان کیا کہ کانگرس خلاف قانون قرار دیدی گئی ہے۔ میں نے اس میٹنگ کے نوٹس تیار کئے۔"

وکیل سرکار نے کہا کہ سوائے اس کے کہ بھگوانداس سب انسپکٹر مولانا کی تحریر کا ترجمہ پیش کریگا باقی شہادت ختم ہو گئی ہے۔

اس کے بعد حسب ذیل سوال ہوئے۔

مجسٹریٹ: (مولانا سے مخاطب ہو کر) کیا آپ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء کو کانگرس کمیٹی کے ڈکٹیٹر تھے؟

مولانا: "چونکہ میں کارروائی میں حصہ لینا نہیں چاہتا اس لئے جواب نہیں دیتا۔"

مجسٹریٹ: "کیا آپ اس کانگرس کے جلسہ میں تھے جو ۱۸ ستمبر کی شام کو ہوا؟"

مولانا: "میں نے عرض کیا کہ میں کوئی حصہ نہیں لینا چاہتا۔"

مجسٹریٹ: "کیا آپ نے جلسہ میں کوئی تقریر بحیثیت ڈکٹیٹر کے کی تھی؟"

مولانا: میں کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لے رہا ہوں۔

مجسٹریٹ: کچھ اور

مولانا: میں نے ابتک کیا کہا ہے جو کچھ اور کہوں (قہقہہ)

مجسٹریٹ: کیا آپ اس بیان پر دستخط فرما دیں گے۔

مولانا: انہیں یاد لکھا ہے۔

مجسٹریٹ: [illegible] میں حصہ لینا نہیں چاہتا۔ مولانا نے دستخط کر دیئے۔

اس کے بعد مجسٹریٹ نے چارج شیٹ مرتب کیا اور مولانا سے دریافت کیا کہ کیا آپ صفائی پیش کریں گے۔ مولانا نے صفائی سے انکار کر دیا۔

فیصلہ کے لئے ۱۴ اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔

جدید آرڈیننس کی احاطہ بمبئی میں کارفرمائیاں

۸۶ کانگرسی ادارے خلاف قانون قرار دیئے گئے

گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی پر پولیس کی مہر لگ گئی

بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ آج صبح ایک غیر معمولی سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس میں [illegible] نے اس اعلان کے جاری کردہ قانون متعلق مجلس ناجائز کا فوری نفاذ [illegible]

اس اعلان میں کہا گیا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل کی رائے میں بعض ادارے جو آشرم، چھاؤنی وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں تحریک [illegible] کی ترقی و تنظیم میں مشغول ہیں اور جن کا مقصد یہ ہے کہ وہ حکومت کے جاری کردہ قوانین کی خلاف ورزی کریں یا قانون کے انتظام میں مداخلت کریں یا قیام امن و امان میں حائل ہوں۔ اس لئے گورنر باجلاس کونسل دفعہ ۱۶ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۹۰۸ء کے ماتحت یہ اعلان کرتا ہے کہ مذکورہ بالا ادارے ہر وہ جماعت جو ان اداروں یا آدمیوں پر مشتمل ہو اور جو ان آشرموں یا چھاؤنیوں وغیرہ میں اکثر موجود رہتی ہو یا ان پر قابض ہو، یا ہر ایسی جماعت جس کی تشریح یا تخصیص فہرست میں کی گئی ہے وہ مذکورہ بالا قانون کی دفعہ ۱۵ کے ماتحت "مجلس خلاف قانون ہے"۔

مجالس خلاف قانون کی فہرست میں احمد آباد، بھڑوچ، سورت، کھیڑا اضلاع (گجرات) کی ۲۶ کانگرس کمیٹیاں شامل ہیں جن میں گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی، گجرات ودیا پیٹھ کمیٹی اور تمام ضلع کانگرس کمیٹیاں شامل ہیں بمبئی ملحقہ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی، بارڈولی ستیہ گرہ آشرم بھی فہرست میں شامل ہیں۔

فہرست میں بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کا نام موجود نہیں ہے۔

۸۶ کانگرسی اداروں پر قانونی حملہ

بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ غیر معمولی سرکاری اعلان میں آج جن کانگرسی اداروں کو خلاف قانون قرار دیا ہے ان کی تعداد ۸۶ ہے جن میں سے، بمبئی کے ملحقہ اضلاع کی کانگرس کمیٹیاں ہیں اس اعلان میں ۲۸ کانگرس کمیٹیوں کے دفاتر کو مخصوص کر دیا ہے کہ ان پر قانون مجلس ناجائز کے ماتحت پولیس اپنا قبضہ جما سکتی ہے۔

ستیہ گرہ کیمپ میں گرفتاریاں

آج علی الصبح ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی معیت میں پولیس کی ایک زبردست جماعت نے ولی پارلی ستیہ گرہ کیمپ پر جو بمبئی کے نواح میں واقع ہے چھاپہ مارا اور کیمپ میں جتنے آدمی موجود تھے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان کی تعداد ۵۷

ہے جن میں [illegible] شامل ہیں۔ [illegible] کے ماتحت عمل میں لائی گئی ہیں۔ پولیس نے کیمپ پر اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ (ا۔پ)

سوراج آشرم پر پولیس کا قبضہ

بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ سورت سے ٹیلیفون کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پولیس نے آج صبح سورت اور باردولی کے آشرموں پر چھاپہ مارا اور اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔ کسی شخص کو آشرموں کے احاطے میں داخل کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

سورت میں پولیس نے مسٹر چیناں بھائی بھٹ اور آٹھ چند کو اور باردولی میں مسٹر گوشل بھائی مسٹر لکشمی داس، مسٹر کھنچیالا اور دیگر ۱۰ اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے۔ (ا۔پ)

کانگرس ہسپتال مقفل کر دئے گئے

بھڑوچ ۱۱ اکتوبر۔ بھڑوچ سے ٹیلیفون کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پولیس نے ہوا آشرم پر اپنا قبضہ جما لیا ہے اور آشرم کے تمام آدمیوں کو گرفتار کر کے آشرم کے دو ہسپتالوں کو مقفل کر دیا ہے۔

پولیس [illegible] مسٹر ڈنکرراؤ دیسائی سکریٹری کانگرس کمیٹی (حال اسیر فرنگ) کے مکان کی زبردست تلاشی لے رہی ہے مسٹر دیسائی کے مکان کے علاوہ چند اور مکانوں کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔

احمد آباد میں گرفتاریاں

احمد آباد ۱۱ اکتوبر۔ گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی کو خلاف قانون قرار دینے کے بعد پولیس نے مسٹر ایم وارجی سکرٹری کو گرفتار کر لیا۔ خیال ہے کہ ابھی اور گرفتاریاں بھی ہوں گی۔ (ا۔پ)

احمد آباد ۱۱ اکتوبر۔ گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی کے دفتر پر پولیس نے اپنی مہر لگا دی۔ چار خواتین رضاکار نانک چوک میں بدیشی کپڑے کی دو دکانوں پر پکٹنگ لگانے کے جرم میں گرفتار کر لی گئیں لیکن ان میں سے تین کو بعد میں رہا کر دیا گیا۔ (ا۔پ)

ستیہ گرہ آشرم کے رضاکاروں کی سزایابی

بمبئی ۱۱ اکتوبر۔ ولی پارلی ستیہ گرہ آشرم میں آج صبح جو ۵۷ رضاکار گرفتار ہوئے تھے ان کو سٹی مجسٹریٹ باندرا نے اٹھارہ ماہ قید سخت ۔ لیکن تین ماہ قید محض تک کی سزا دی ہے۔ (ا۔پ)

معزز مسلمانوں کے ساتھ جیل میں سلوک

مولوی صبغۃ اللہ صاحب بختیاری، کرنل محمد اسحاق صاحب، محمد عثمان صاحب، حکیم امتیاز الحق صاحب، محمد یعقوب صاحب کے مقدمات کا فیصلہ سنایا جا چکا ہے اور ان حضرات کو مجسٹریٹ کی عدالت سے سی، کلاس دی گئی ہے۔ چونکہ ان میں سے ہر شخص مسلمانوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور ہر طرح اس کا مستحق ہے کہ قانون کے مطابق اسے مخصوص کلاس دی جائے اسلئے قدرتاً ایک بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ مولوی صبغۃ اللہ صاحب بختیاری ریاست حیدرآباد کے باشندے اور دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل ہیں ان کو عام قیدیوں کی طرح سی کلاس میں رکھنا یقیناً سخت بے انصافی ہے اسی طرح کرنل محمد اسحاق صاحب اور حکیم امتیاز الحق صاحب کوچہ قابل عطار اور کوچہ چیلان کے معزز باشندے اور اپنے طرز معیشت کے اعتبار سے ہر طرح خوشحال اور فارغ البال ہیں بھی ہرگز سی کلاس میں رکھے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ مجسٹریٹ نے جس وقت ان حضرات کے متعلق فیصلہ صادر کیا ہو اس وقت اسے پوری طرح معلومات حاصل نہ ہوں مگر اس کی تلافی اب بھی ممکن ہے پوری تحقیقات کے بعد ان کے ساتھ انصاف

پنڈت جواہر لال نہرو صدر انڈین نیشنل کانگرس کی رہائی

آنند بھون میں غیر متوقع آمد

الہ آباد ۱۱ اکتوبر۔ الہ آباد سے ٹیلیفون کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو صدر انڈین نیشنل کانگرس آج جیل سے رہا کر دئے گئے پنڈت جواہر لال نہرو نے تین بجے اطلاع دی کہ وہ ساڑھے تین بجے رہا کر دئے جائیں گے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر مسٹر میئرز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے آپ کو ایک موٹر کار میں آنند بھون پہنچا دیا۔ مسز جواہر لال نہرو مکان پر موجود نہیں تھیں۔ پنڈت جواہر لال کی آمد غیر متوقع تھی۔ پنڈت گوبند مالویہ سکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی سوراج بھون میں (جہاں کانگرس کمیٹی کا دفتر واقع ہے) موجود تھے۔ جب آپ نے ایک موٹر کار آتے دیکھی تو فوراً دوڑ کر باہر آئے اور وہاں پنڈت جواہر لال نہرو کو پایا۔ مسز کملا نہرو کو بلانے کے لئے ایک موٹر کار روانہ کی گئی اور آپ جلد آنند بھون پہنچ گئیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کی خبر فوراً شہر میں پھیل گئی اور پنڈت جی سے ملاقات کرنے کے لئے عوام و خواص کا مجمع لگنا شروع ہو گیا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے نے پنڈت جی سے دریافت کیا "کیا آپ آرام فرمائیں گے؟" پنڈت جی نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں اب تک کیا کرتا رہا ہوں؟"

پنڈت جواہر لال نہرو کی صحت اچھی ہے آپ پرسوں منصوری جانے کا ارادہ رکھتے ہیں جہاں آپ پنڈت موتی لال نہرو کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے آنند بھون میں آنے کے بعد ہی کانگرس کے دفتر کا معائنہ کیا، اور پھر اپنے اعزاء و اقارب سے ملاقات کرنے کے لئے اوپر دوسری منزل میں تشریف لے گئے۔ (ا۔پ)

قاضی عبد الرشید مرحوم کو ایصال ثواب

قاضی عبد الرشید مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے بتاریخ ۱۳ اکتوبر بروز دوشنبہ قبرستان جدید متصل چیلی قبر دہلی بعد نماز ظہر قرآن خوانی ہوگی امید کہ مسلمانان دہلی شرکت فرما کر داخل حسنات ہونگے۔

قاضی عبد الحمید۔ ترکمان دروازہ۔ دہلی

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ہلال احمد زبیری بی اے

شنبہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۴۹ہجری ۔ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء

مولانا انور الدین صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی سزایابی

ہندوستان کی ایک موقر جمعیۃ کے ناظم کو "سی کلاس"!

مولانا انور الدین صاحب بہاری، بہار کے ان مشہور علماء اور فضلاء میں سے ہیں جن کی ذات پر مسلمانان بہار کو بجا طور پر فخر ہے اور جن کے خلوص و ایثار اور علم و تقوی کے سامنے ہر مسلمان کی گردن احترام کیلئے جھک جاتی ہے جس وقت مولانا مولوی حاجی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند گرفتار کرلئے گئے اور آپ کو اسکی اطلاع ملی تو آپ اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر اور احساس عمل سے سیماب وار مضطرب ہو کر میدان میں نکل آئے اور آپنے لوجہ اللہ اپنی خدمات جمعیۃ علماء ہند میں پیش کردیں آپ نائب ناظم کی حیثیت سے جمعیۃ کے دفتر میں باقاعدہ کام کرتے رہے اور معرکہ زندگی و جہاد آزادی میں مردانہ وار کود پڑے ایک روز جبکہ آپ محلہ فراشخانہ کے ایک جلسہ کی صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے تو پولیس کے ایک دستہ نے آپکو دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت گرفتار کرلیا اور آپ زندان فرنگ میں بھیجدئے گئے۔ ایک مدت کے شدید انتظار کے بعد جب آپکا مقدمہ دہلی سٹی مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے آپ کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دیدی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر مسلمانان ہند کے مطاع و مقتدا کو "سی کلاس" کی تنگ و تاریک کوٹھری میں ٹھونس دیا۔ اگر مجسٹریٹ آپکو چھ ماہ کے بجائے دو سال کی بھی سزا دیدیتا تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی مگر اس بات کا کسی کو بھی وہم و گمان نہ تھا کہ آپکو عام اخلاقی قیدیوں کی طرح سی کلاس دی جائیگی۔ مولانا کو باوجود علم و فضل اور جمعیۃ علماء ہند کے ایک ذمہ دار عہدیدار نیز ایک دینی دارالعلوم کے مہتمم ہونے کے سی کلاس میں رکھنا نہ صرف مولانا کی تہک ہے بلکہ مسلمانان ہند کی ایک ناقابل برداشت توہین ہے۔ حکومت کے جبر و استبداد کا اس سے زیادہ اور کیا مظاہرہ ہوسکتا ہے جو اس نے مولانا کو سی کلاس دیکر کیا ہے اور جس کے باعث مسلمانان ہند کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ کیا مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دہلی کی حکومت سیاسی فہم و تدبر کے اعتبار سے بالکل دیوالیہ ہوچکی ہے؟

Al-Jamiat-Delhi

مفتی محمد نعیم صاحب رکن ورکونسل جمعیۃ علمائے ہند کا مقدمہ

مسٹر پٹیل پنڈت مالوی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طلب نے سے

عدالت کا انکار

آج مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء اعاطہ جیل میں مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر وار کونسل جمعیۃ علمائے ہند کا مقدمہ پھر زیر سماعت ہوا چونکہ آپ کی وجہ گرفتاری میں آپ کی ایک وہ تقریر جو آپ نے مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی کی راہنمائی میں دہلی تقریر کی تائید میں فرمائی تھی اور دوسری وہ تقریر جو آپ نے پنڈت مالوی جی کی تقریر کی تائید میں دہلی کمپنی باغ میں فرمائی تھی پیش کی تھی اور ان ہر دو رہنماؤں کو حکومت نے ان تقریروں کی بنا پر گرفتار نہیں کیا اس لئے آپ نے ان ہر دو رہنماؤں کو شہادت میں طلب کرنے کا نوٹس دیا۔ لیکن عدالت نے صرف اس خیال سے کہ ان ہر دو رہنماؤں کے آنے سے تحریک میں ضعف ہوگا۔ طلب کرنے سے انکار کردیا اور بنا سوال روانہ کرنے کی اجازت دیدی لیکن مفتی صاحب موصوف نے بنا سوال بھیجنے سے انکار کردیا۔ چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری کرتے وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے نوٹس میں ان مندرجہ بالا تقریروں کے متعلق بھی یہ لکھا تھا کہ یہ تقریریں بطور وجہ ثبوت پیش کیجاتی ہیں اور اس نوٹس کے نیچے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دستخط موجود تھے حالانکہ یہ دونوں تقریریں اس وقت نہ مجسٹریٹ کے پاس موجود تھیں اور نہ پولیس میں موجود تھیں جیسا کہ پولیس اور سرکاری وکیل نے متواتر دو تاریخوں پر ان تقریروں کے موجود نہ ہونے کا اقرار کیا۔ اور وکیل ملزم نے دونوں مرتبہ مسل پر نوٹ بھی کرادیا اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی شہادت اس امر کے متعلق نہایت ضروری تھی کہ جب آپ کے پاس وجہ ثبوت گرفتاری موجود نہیں ہے تو آپ نے وارنٹ گرفتاری کیسے جاری کیا۔ عدالت نے اس

اعتراض کو جائز تسلیم کرنے کے باوجود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو صرف اس لئے طلب کرنے سے انکار کردیا کہ چونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اس مقدمہ کی اپیل سننے کا حق حاصل ہے اور اس شہادت سے وہ حق زائل ہوجائیگا اس لئے اس غلطی پر غور کیا میرا کچھ سوال اس لئے میں طلب نہیں کرسکتا۔ اور مقدمہ ۲۳ ستمبر پر ملتوی ہوگیا۔
(نامہ نگار)

ہجری - مطابق یکم نومبر ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۲

التهنیة الی اسیر البریطانیة

ہدیۂ تہنیت

رئیس الجمعیة المرکزیة لعلماء الهند

اسیر فرنگ صدر جمعیۃ العلمائے ہند کی خدمت میں

(از محمد ابی الحسنات محمد یونس البار ہنکوی المتعلم بالکلیة التبلیغیة الواقعة بکرنال)

ریح الصبا تحیتی هبی الی — ساقی الکؤس و قاسم الخیرات

صبا! اوس پیمانہ ہائے حریت کے ساقی اور بھلائیوں کے تقسیم کرنے والے کی خدمت میں میرا سلام پہونچا دے۔

صدر الکرام و غوثهم و ملاذهم — طود العلوم و هادم الشبهات

جو معززین کا سردار، اُن کا ملجا و مددگار، علوم کا زبردست پہاڑ اور وساوس کا مٹانے والا ہے۔

حر کریم بارع متمجد — حبر فقیه الین الکلمات

جو آزاد منش، خوش اخلاق، معزز، فقیہ متبحر، نرم گفتار اور اپنے ہمعصروں پر فائق تر ہے۔

بجلاله ریع الفؤاد اذا ابدا — یستعبد الاجسام والمہجات

جس کے مراتب کی عظمتوں سے قلوب خوفزدہ ہیں اور جو اپنے شیریں اخلاق سے اجسام و ارواح کو غلام بنا لیتا ہے

یسطو علی الاسد المزیر مقارعا — هامات ابطال الوغی و کماة

جو دڑو کنے والے شیر پر بے ہراس حملہ آور اور مسلح و جنگجو بہادروں کو نیچا دکھانے والا ہے

ماضی العزیمة ماجد غشمشم — ادهی الدهاة و صادق العزمات

جو ارادہ کا پکا، محترم و مدبر ترین سردار اور صحیح العزم ہے۔

فاذا البنادق اطلقت نیرانها — وتصرخ الجیشان بالحسرات

حتی کہ جب بم آگ برسا رہے ہوں، دونوں فوجیں مضطربانہ چیخ و پکار میں مبتلا ہوں۔

واذا القنابر غادرت اغراضها — صرعی کماة الحرب فی العرصات

توپ گولوں نے میدان کارزار میں جنگی بہادروں کو نشانہ بنا کر زمین پر پچھاڑ دیا ہو۔

واذا الملا فقد حمد و عساکر — اقوات وحش القفر والفلوات

توپیں ہلاک آخرینیاں دکھا رہی ہوں، لشکر صحرائی درندوں اور پرندوں کی خوراک بن رہے ہوں۔

فکفایت الله العزیز مبارز — و هو المقیم امامها بثبات

(ایسی نازک وخطرناک حالت میں) انتہائی ثبات قدمی کے ساتھ کفایت اللہ ہی غالب، پیشرو اور مرد میدان ثابت ہوتا ہے۔

حلس غیور راهیس و معاقب — بطل کمی یکشف الغمرات

جو دلیر، باغیرت، بیخوف، منتظم، شجاع، اور مصائب کا دفع کرنے والا ہے۔

حر حجیش بالسیاسة راسخ — حامی الذمار و نافذ الرمیات

جو آزاد منش، مستقل مزاج، رموز سیاست سے آگاہ، ذمہ داری کا پورا پورا احساس رکھنے والا اور اپنے ارادوں میں کامیاب تیر والا ہے

خاب العدی اذ جئت فرقانا بدا — باتو الحزن دائمی الحسرات

ایسے کفایت اللہ! جب تو ظہور پذیر ہوا دشمن شکست خوردہ منتشر اور لازم الاضطراب غم و محن میں مبتلا ہو گئے۔

کان الوری فی مهمه من ظلمة — فطلعت نورا من جمیع جهات

بیشک دنیا تاریکی کے ایک وسیع میدان میں سرگرداں تھی اور تو نے اوس پر نور تکبر ہر سمت سے ضیا باری کی۔

قد جاء یونس مفعل الجنابکم

آپکا دوررسیدہ خادم یونس آپکی خدمت میں حاضر ہو کر آپکی تہنیت

فمهنیا باسارة و ثبات

گرفتاری اور عظیم الشان ثبات قدمی پر مبارکباد پیش کرتا ہے

یکم نومبر ۱۹۳۰ء

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ کا اجلاس

اہم قراردادوں کی منظوری

مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے صوبہ بہار کا اجلاس ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو دفتر جمعیۃ علماء صوبہ بہار، بانکی پور میں زیر صدارت مولانا سید لطف اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر منعقد ہوا جس میں ذیل ارکان شریک اجلاس ہوئے:-
مولانا سید لطف اللہ صاحب مونگیر، مولانا سید شاہ قمر الدین صاحب پھلواری، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب، محمد عثمان غنی، مولانا سید شاہ احمد حبیب صاحب۔ حسب ذیل تجاویز بالاتفاق آراء منظور ہوئیں:-

سید شاہ محمد زبیر صاحب مرحوم کی تعزیت

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ یہ جلسہ صوبہ بہار کے مشہور و معروف خادم ملک و ملت مولوی سید شاہ محمد زبیر صاحب مرحوم بیرسٹر مونگیر رکن جمعیۃ علماء صوبہ بہار و جمعیۃ علمائے ہند کی اچانک موت پر دلی صدمہ و قلق کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اور مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کی گرفتاری

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری اور سزائے قید برداشت کرنے پر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور تمام علماء کرام کو متوجہ کرتا ہے کہ مذہب و ملک کی آزادی کے لئے وہ بھی صدر و ناظم جمعیۃ علمائے ہند کے نقش قدم پر گامزن ہوں۔

اسیر فرنگ علماء کو مبارکباد

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ جناب مولانا نورالدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند و مولانا حفظ الرحمٰن صاحب و مولانا محمد نعیم صاحب و مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی، و مولانا فخرالدین صاحب مرادآبادی و مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری و مولانا ابوالکلام صاحب آزاد و دیگر تمام ان ارکان جمعیۃ علماء ہند کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے جو مذہب و ملک کی آزادی کے سلسلے میں اسیر فرنگ ہو کر [illegible] کر رہے ہیں۔

علماء و زعماء بہار کو مبارکباد

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ جناب سید شاہ محمد عمر صاحب و سید ظہور الحسن صاحب ہاشمی و مولانا محمد اسحاق صاحب رحمانی و حافظ محمد ثانی صاحب و شیخ عدالت حسین صاحب ارکان جمعیۃ علماء بہار و دیگر فدایان ملک و ملت مولوی حسن سجاد صاحب و میر محمد یونس صاحب وغیرہم جو آزادی ملک و ملت کی حمایت کے سلسلہ میں اسیر فرنگ ہوئے اور استقامت کے ساتھ مصائب برداشت کئے اور آج تک مصائب جیل جھیل رہے ہیں ان کی خدمت میں ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلکر ملک و ملت کو آزاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مالی امداد

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور ارکان جمعیۃ علماء کو خصوصاً جمعیۃ علماء ہند کی اس اپیل کی طرف توجہ دلاتا ہے جو اس نے مالی امداد کے متعلق ابھی حال میں شائع کی ہے اور تمام ہمدردان اسلام سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ اس نازک موقع پر جمعیۃ علماء ہند کی امداد فرما کر ایک اہم فریضہ ادا کریں۔

لندن کی گول میز کانفرنس پر عدم اعتماد

چونکہ لندن کی گول میز کانفرنس، تمام قوم اور مسلمان اور محبان وطن کے منشاء کے خلاف منعقد ہو رہی ہے اور نیز یہ کہ ہندوستان سے جتنے نمائندے اس گول میز کانفرنس میں شریک ہونگے وہ سب حکومت کے نامزد کردہ ہیں۔ کسی قومی جماعت اور انجمن کے منتخب کردہ نہیں ہیں اسلئے جمعیۃ علماء بہار کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ گول میز کانفرنس پر اپنی بے اعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ ہندوستانی شرکاء کانفرنس کسی ہندوستانی قوم کے نمائندے نہیں ہیں اس لئے گول میز کانفرنس میں ہندوستانی دستور حکومت کی جو اسکیم بھی وہ منظور کریں گے اس کی پابندی ہندوستانیوں پر کسی طرح عائد نہیں ہو سکتی ہے۔

[illegible] عثمان غنی عفی عنہ
نائب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ بہار [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۹ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ

افتراق امت کی سعی نامشکور

جمعیۃ علمائے ہند کے خلاف ایک پروپیگنڈا کانفرنس

(۲)

حضرت مولانا عبد الباری کا جمعیۃ علما سے تعلق

لکھنؤ کانفرنس کے صدر استقبالیہ نے اپنے خطبہ صدارت میں جس کا ایک بہت بڑا حصہ ہم نقل کر چکے ہیں فرمایا ہے کہ:۔

"انہیں آنکھوں نے جو کل حضرت امام الوقت مولانا عبد الباری قدس سرہٗ دوسرے علما حقہ کو اس جمعیۃ کا روح رواں دیکھنے کی عادی تھیں یہ دردناک منظر بھی دیکھا کہ مولانا مرحوم کا نام اس کی کارروائیوں میں نہیں ہے"۔

اس عبارت کو جس قدر توڑ مروڑ کر لکھا ہے اس کے باوجود صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آخر وقت میں حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیۃ سے علیحدگی دکھانا مقصود ہے حالانکہ یہ بالکل واقعہ کے خلاف اور حقیقت سے دور ہے حضرت مولانا مرحوم انعقاد جمعیۃ کے بعد سے آخر دم تک برابر اس کے پرجوش مؤید و معاون رہے اور اگرچہ مرحوم نے آخری زمانہ میں دوسری تمام جماعتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی مگر صرف جمعیۃ علمائے ہند ہی ایک ایسی جماعت تھی جس سے وابستگی کو وہ اپنے لئے ناگزیر خیال کرتے تھے۔ مولانا کے متعدد خطوط دفتر جمعیۃ میں محفوظ ہیں جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں جمعیۃ علمائے ہند کا انتہائی وقار موجود تھا اور وہ ہندوستان کے علما کی اس مرکزی جماعت کو غیر معمولی عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے ساتھ تو انہیں بہت زیادہ عقیدت تھی جس کا ہمیشہ اظہار فرماتے تھے۔

ہمیں نہایت رنج کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ صدر استقبالیہ نے محض پروپیگنڈا کی خاطر بغیر تحقیق واقعات کی تحقیق و تفتیش کئے ہوئے اس قدر غلط بیانات سے اپنے خطبہ کو پر کر دیا کہ ان کو پڑھ کر ہر شخص حیرت میں رہ جاتا ہے۔ ہم صدر موصوف کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کا انتقال غالباً اواخر ۱۹۲۶ء میں ہوا ہے۔ اس حادثہ فاجعہ سے قبل جمعیۃ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس مرادآباد میں ماہ جنوری ۱۹۲۵ء کو ہوا تھا اور اسمیں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے فسادات کا سد باب کرنے کی غرض سے جو سب کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ایک رکن حضرت مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جمعیۃ علما کی مطبوعہ کارروائی موجود ہے جسے بطور سند کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ پھر باوجود ان بین شہادتوں کے کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مولانا نے کبھی اپنی زندگی میں ایک مرتبہ بھی جمعیۃ علماء ہند سے علیحدگی اختیار کی یا جمعیۃ علماء ہند کے اراکین نے مرحوم کو اپنی کارروائیوں میں شامل کرنے سے پہلو تہی کی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ مولانا عصمت اللہ صاحب کا حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ جیسے فرشتہ خصلت اور دیندار بزرگ کے متعلق اس قسم کی غلط بیانی کرنا مرحوم کی روح کے واسطے انتہائی اذیت کا موجب ہوا ہوگا۔ اگر جمعیۃ علمائے ہند کے خلاف پروپیگنڈا ہی کرنا تھا تو کم سے کم اتنا لحاظ تو ضرور رکھنا چاہئے تھا کہ ان بزرگوں کی ارواح کو تکلیف نہ پہنچائی جاتی جو دنیا کے علائق کو چھوڑ کر ایک دوسرے عالم میں پہنچ چکے ہیں۔

جمعیۃ کی رکنیت سے استعفے اور اخراج

اس کے بعد صدر استقبالیہ موجودہ فتنۂ افتراق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"پھر چند سال کے بعد وہ نہایت خیز ساعت بھی آگئی جب حضرت مولانا محمد قطب الدین عبد الوالی صاحب، فاضل محترم جناب مولانا عبد الماجد صاحب قادری، مولانا مفتی مختار احمد صاحب، علم معظم مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی، فاخر صاحب، مولانا شوکت علی صاحب و محمد علی صاحب اور مولانا محمد مظہر الدین صاحب اور دوسرے عمائد ملت مثل نواب محمد اسمٰعیل صاحب، مولانا سید حبیب شاہ صاحب، مولانا شفیع داؤدی، عبد الوہاب صاحب، خواجہ حسن نظامی صاحب، مولانا آزاد سبحانی صاحب بھی اس جمعیۃ سے بادل ناخواستہ مستعفی ہو رہے تھے"۔

صدر استقبالیہ کی اس فہرست میں جو سب سے پہلی غلطی ہے اور جسے ہم تلبیس سے تعبیر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ مولوی مظہر الدین صاحب اور سید حبیب صاحب کو بھی انہوں نے ان ہی حضرات کے ساتھ شامل کر دیا ہے جو مستعفی ہو چکے ہیں حالانکہ مذکورہ بالا حضرات کے استعفوں سے بہت قبل ان ہر دو اصحاب کو فتحپوری ہال کے جلسہ میں مجلس مرکزیہ نے اپنی رکنیت سے خود خارج کر دیا تھا اور ان کے متعلق حسب ذیل تجویز منظور کی تھی:۔

"چونکہ مولوی مظہر الدین صاحب مالک الامان اخبار و سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست نے عرصہ سے جمعیۃ علمائے ہند و عہدیداران جمعیۃ کے متعلق اپنے اخبار میں ایسے مضامین شائع کرنے کا مذموم طریقہ اختیار کیا ہوا ہے جس سے براہ راست جمعیۃ اور شعبہ تبلیغ اور انکے فنڈوں پر عام بدظنی پیدا ہو جائے اور جمعیۃ کے وقار اور مالی حالت اور اسکے مقاصد کو سخت نقصان پہونچے اور انہوں نے رکن جمعیۃ ہونے کی حالت میں یہ کام کیا ہے حالانکہ بحیثیت رکن

ہونے کے ان کا فرض تھا کہ وہ جمعیۃ مرکزیہ کے سامنے لانے سے قبل کبھی ایسے مضمون کو شائع نہ کرتے جو جمعیۃ کی تباہی کا ذریعہ بن سکے اسلئے یہ جلسہ ان دونوں صاحبوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان تمام بیانات پر غیر مشروط تحریری معذرت دفتر میں بھیجیں اور اس کو اپنے اخبار میں بھی شائع کر دیں۔ ورنہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۹ء [illegible]"

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کے اراکین

[illegible]

مولانا نافع اللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر۔ مولانا فرخند علی صاحب سہسرام۔ مولانا نور الدین صاحب مونگیر۔ مولانا نعمت اللہ صاحب مظفرپور۔ قاضی سید احمد حسین صاحب سابق ایم۔ ایل۔ سی۔ گیا۔ مولانا محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ دربھنگہ۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب۔ لدھیانہ۔ مولانا احمد علی صاحب۔ لاہور۔ مولانا غلام مرشد صاحب لاہور۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسر۔ مولانا ظفر علی خان صاحب لاہور۔ خواجہ عبد الحی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ۔ مولانا عبد العزیز صاحب گوجرانوالہ۔ خواجہ عبد الرحمٰن صاحب غازی۔ شاہ محمد قمر الدین صاحب۔ سجادہ نشین سیال شریف۔ مولانا عبد الرحمٰن صاحب۔ جالندھر۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب امرتسر۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ لدھیانہ۔ مولانا غلام کبریا صاحب چودھری سلہٹ۔ مولوی فضل الحق صاحب زمیندار سلہٹ۔

مولانا محمد عبد الحکیم صاحب۔ پشاور۔ مولانا سید فضل صمدانی صاحب مولانا عبد القہار صاحب۔ نوشہرہ۔ مولانا شاکر اللہ صاحب۔ اتمانزئی قاضی سراج الدین صاحب۔ کوہاٹ۔ مولانا سلطان محمود صاحب صدر مدرس فتحپوری دہلی۔ مولانا حکیم جمیل الدین صاحب۔ دہلی۔ مولانا محمد بن ابراہیم صاحب۔ جوناگڈھی۔ مولانا شاہ محمد عبد القادر صاحب قادری۔ بدایوں۔ خواجہ نظام الدین صاحب۔ بدایوں۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب۔ سیوہاروی۔ مولانا عبد اللطیف صاحب سہارنپور۔ مولانا محمد طیب صاحب۔ دیوبند۔ مولانا اعزاز علی صاحب۔ دیوبند۔ مولانا محمد فخر الدین صاحب۔ مرادآباد۔ مولانا ابو القاسم صاحب سیف۔ بنارس۔ قاضی نجم الدین صاحب رئیس میرٹھ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری۔ مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب کٹھوری۔ مولانا سید مقصود علی صاحب۔ بستی۔ مولوی مسعود علی صاحب نظامی فیض آباد۔ مولانا ریاست حسین صاحب رائے بریلی۔ مولانا محمد نصیر صاحب۔ ٹانڈہ۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی۔ مولانا محمد صادق صاحب۔ کراچی۔ مولانا حکیم محمد صالح صاحب۔ میرپورخاص۔ مولوی محمد دین صاحب۔ کراچی۔ مولانا محمد جلیل صاحب۔ کراچی۔ حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیر شریف۔ مولانا محمد شریف صاحب۔ جبل پور۔ مولانا ابو الخیر ظہیر احمد صاحب ٹونک۔ مولانا عبد اللہ صاحب۔ اجمیر شریف۔ [illegible] صاحب۔ راندیر۔ مولانا محمد حسین صاحب۔ راندیر۔ سید داؤد میاں صاحب کھمبات۔ مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب۔ احمدآباد۔ مولانا چراغ الدین صاحب ساگر۔ مولانا محمد یٰسین صاحب۔ آگرہ۔ مولانا حبیب الزمان صاحب۔ حیدرآباد دکن۔ مولانا الٰہ بخش صاحب بہاولنگر۔ خواجہ بہاؤ الدین صاحب۔ حیدرآباد۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب۔ دیوبند۔ مولانا سراج احمد صاحب ڈابھیل آغا سید لعل بادشاہ صاحب۔ پشاور۔ سید خالد پیر رشید الدین صاحب (پیر بادشاہ میاں) فرید پور"۔

جماعتوں کی زندگی اور موت کا معیار

اگر کسی جماعت کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا ہے تو اس کے لئے ایک صحیح معیار تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کسی جماعت کی زندگی اس کی خدمات کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر کوئی جماعت قوم اور ملک کی خدمت کرتی ہے اور راستہ کے خطرات سے بے خوف ہو کر زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے تو وہ یقیناً ایک زندہ جماعت ہے اور اس کی زندگی سے انکار کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے۔ آج ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند نے حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کے لئے جو سب سے بڑا جہاد کیا ہے وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ جمعیۃ اپنے کارناموں کے باعث نہ صرف آج زندہ ہے بلکہ ہمیشہ زندہ رہے گی اسکے اراکین نے اپنی قربانیوں سے آج مسلمانوں کی لاج رکھ لی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے محترم اراکین میں سے جو بزرگ قید و بند کے مصائب برداشت کر رہے ہیں ان کی ایک نامکمل فہرست حسب ذیل ہے:۔

"حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب (صدر جمعیۃ علماء ہند) دہلی حضرت مولانا احمد سعید صاحب (ناظم جمعیۃ علمائے ہند)۔ دہلی مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب۔ سیوہاروی۔ مولانا محمد نعیم صاحب۔ لدھیانہ۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ امرتسر۔ مولانا عبد القادر صاحب قصوری مولانا حبیب الرحمٰن صاحب۔ لدھیانہ۔ مولانا ابو الکلام صاحب آزاد۔ کلکتہ۔ مولانا اکبر الدین صاحب۔ کلکتہ۔ مولانا عبد اللہ الباقی صاحب۔ دیناج پور۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ لاہور خواجہ عبد الرحمٰن صاحب غازی۔ مولانا عبد الرحمٰن صاحب۔ جالندھر۔ مولانا محمد فخر الدین صاحب۔ مرادآباد۔ قاضی نجم الدین صاحب رئیس میرٹھ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری۔ مولانا محمد نصیر صاحب۔ ٹانڈہ۔ مولانا چراغ الدین صاحب۔ ساگر۔ خواجہ بہاؤ الدین صاحب۔ حیدرآباد۔ آغا سید لعل بادشاہ صاحب۔ پشاور"۔

ان بزرگوں کے علاوہ نہ معلوم جمعیۃ کے کتنے کارکن اور کتنے متوسلین مختلف مقامات پر جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں بند ہیں۔ اگر یہ زندگی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ زندگی نام اسی کا ہے کہ دوسرے اسے محسوس کریں۔ آج دنیا نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ ہاں مسلمانوں میں بھی ایک ایسی جماعت موجود ہے جو سوائے خدائے واحد کے اور کسی طاقت سے مرعوب ہونے والی نہیں ہے اور جس کے سامنے دنیوی منافع سے زیادہ اخروی منافع اہمیت رکھتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

دہلی میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے دارالحکومت کی تازہ خبریں

جامع مسجد میں دس ہزار مسلمانوں کا اجتماع عظیم

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی ولولہ انگیز تقریر

صیانۃ المسلمین اور تنظیم المسلمین کا تار و پود بکھیر دیا گیا

دہلی ۳ر اکتوبر۔ آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قائمقام صدر جمعیۃ علماء ہند نے ایک نہایت مبسوط اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان حضرت مولانا کی تقریر کو سننے کے لئے شروع سے آخر تک سراپا گوش بنے ہوئے بیٹھے رہے تقریر دو گھنٹے تک جاری رہی اور اس قدر جامع و مانع تھی کہ مسلمانان ہند کی موجودہ سیاسیات کا کوئی گوشہ چھوٹا نہیں رہا تھا۔

صیانۃ المسلمین عن خیانۃ غیر المسلمین

حضرت مولانا نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "آپ کے شہر میں روزانہ نئی نئی انجمنیں بنائی جا رہی ہیں اور نئے نئے جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ گزشتہ اپریل سے لیکر اب تک یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ لیکن مسلمانوں کو نہایت غور کے ساتھ یہ دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ اس وقت ان کے سامنے قومی خدمت کے بہانہ سے آ رہے ہیں ان کا اخلاق ان کی گزشتہ زندگی اور ان کے موجودہ تعلقات کیا ہیں۔ کیا آج سے پہلے کبھی بھی ان کے قلوب اسلام اور مسلمانوں کے درد میں مبتلا پائے گئے ہیں کیا کبھی ان کے متعلق کسی نے یہ سنا ہے کہ قوم کی حالت پر انہوں نے کوئی آنسو بہایا ہو یا صرف آج ہی وہ اپنے گوشہ ہائے عافیت سے نکل کر دشمنانِ خدا و رسول کی امداد و اعانت کے واسطے میدان میں آ گئے ہیں۔ آپ کے شہر کی ایک نئی انجمن "صیانۃ المسلمین عن خیانۃ غیر المسلمین" حال ہی میں وجود میں آئی ہے جس کے ناظم خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب پانی والے ہیں۔ اس انجمن کا مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت غیر مسلموں سے کی جائے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا غیر مسلم صرف ہندو ہی ہیں جن کی تمام دنیا ہندوستان ہی کے اندر محدود ہے۔ کیا وہ انگریز غیر مسلم نہیں ہیں جنہوں نے عراق میں، فلسطین میں، مصر میں، اور دنیائے اسلام کے چپہ چپہ میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رکھا ہے کیا یوروپ کے وہ باشندے غیر مسلم نہیں ہیں جنہوں نے صدیوں سے ٹرکی میں، شام میں، مصر میں، سوڈان میں، اندلس میں، سسلی میں، مالٹا میں، ایران میں، افغانستان میں مسلمانوں کا خون بہایا ہے۔ اور ان ممالک کو جو کبھی دارالاسلام تھے دارالحرب اور دارالکفر بنا دیا ہے۔ پھر اگر یہ انجمن مسلمانوں کو غیر مسلموں سے بچانے کے لئے قائم ہوئی ہے تو سب سے پہلے اقوام یورپ سے مسلمانوں کو بچائے مگر ان کی محبت تو ان لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گئی ہے۔ میرے پاس اس انجمن کا دستور اساسی موجود ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیے اور پھر دیکھئے کہ کیں کس کس طرح مغالطے دئے جاتے ہیں اس میں لکھا ہے کہ:۔

من قتل دون مالہ فھو شھید	جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل
ومن قتل دون دمہ فھو شھید	کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان
ومن قتل دون دینہ فھو شھید	کی حفاظت میں قتل کیا گیا وہ شہید
ومن قتل دون اھلہ فھو شھید	ہے اور اپنے دین کی حفاظت میں الخ

اور اپنے اہل کی حفاظت میں الخ۔

اس کے بعد پھر آگے چل کر یہ عبارت لکھی گئی:۔

"حکام کا مقابلہ نہ کریں بلکہ تہذیب سے اپنی تکلیف کی درخواست کرنا۔ اگر حسب مرضی انتظام نہ ہو صبر کرنا۔"

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اگر ہم اپنے مال، اپنی جان اور اپنے ایمان کی تباہی و بربادی پر صرف تہذیب کے ساتھ شکایت کریں اور تباہ کرنے والے کو روکنے کی سعی نہ کریں تو پھر قتل ہونے کی نوبت ہی کیوں آنے لگی اور شہادت کا درجہ کیوں کر ملیگا ایک حکومت ہماری مساجد کو منہدم کرتی ہے، ہمارا کروڑوں روپیہ لوٹ کر لیجاتی ہے اور ہمارے ہزاروں لاکھوں بھائیوں کی جانوں پر ڈاکہ ڈالتی ہے۔ ہم اگر اس سے صرف کہیں کہ آپ ہمارے مائی باپ ہیں خدا کے واسطے ہم پر رحم کیجئے اور یہ کہکر خاموش ہو جائیں اور جو کچھ اس کے جی میں آئے بلا روک ٹوک کرنے دیں تو پھر اسے کیا ضرورت پیش آئے گی کہ وہ خواہ مخواہ ہمیں قتل کرنے لگے۔ یہ تو جب ہی ہوگا جب ہم اس کا حکم نہ مانیں گے اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں گے لیکن ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہم اس کے تمام خلاف مذہب احکام کو برداشت کر لیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنا ایمان لٹتے ہوئے دیکھتے رہیں۔" اس موقع پر حضرت مولانا نے قرآن و حدیث اور فقہاء کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے نہایت تفصیل کے ساتھ یہ ثابت فرمایا کہ مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

مذہبی مداخلت

حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس حکومت نے ہم پر کراچی میں صرف ایک اسلامی حکم بیان کرنے کے جرم میں پانچ دفعات لگائی تھیں اور باوجود یہ ثابت کر دینے کے کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا وہ اسلام کے ایک مسلمہ مسئلہ کی تفسیر تھی۔ ہمیں سزا دیدی گئی تھی اور فیصلہ میں یہ لکھدیا گیا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے مطابق مسلمانوں کو مذہبی آزادی ضرور حاصل ہے مگر اسی حد تک حاصل ہے جس حد تک کہ وہ آزادی ہمارے قانون سے متصادم نہیں ہوتی ہے۔ یہ اصول تو خوب ہے آپ کے ترازو میں روزانہ نئے نئے جاری ہوتے رہتے ہیں کل آپ کہدیں گے کہ نماز، روزہ سب کچھ ہمارے قانون کے خلاف ہے۔ سارڈا ایکٹ نافذ ہوا ہم نے اس کے خلاف احتجاج کے تمام ذرائع استعمال کئے اور تہذیب سے عرض معروض کرنے کا جو کچھ طریقہ تھا اس پر عمل کیا مگر وہ قانون مذہبی مداخلت ہونے کے باوجود نافذ رہا۔ اب اگر آپ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو صیانۃ المسلمین آپ کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ خبردار ایسا نہ کرو۔ اسی طرح کل کو نماز کے خلاف قانون بنا دیا گیا تو یہ لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور آپ کو مشورہ دیں گے کہ نماز نہ پڑھو اس سے تو حکام کے حکم کی توہین ہوتی ہے کیا آپ اس کے واسطے تیار ہیں؟" مولانا کی تقریر کے دوران میں برابر اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگائے جا رہے تھے۔

نام نہاد تنظیم المسلمین

تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی تنظیم ہمارا سب سے اعلیٰ مقصد ہے جمعیۃ علماء ہند کے دستور العمل میں جو اغراض و مقاصد ہیں ان میں تنظیم مسلمین بہت پہلے سے موجود ہے جس وقت تنظیم کمیٹیوں کا وجود بھی نہ تھا جمعیۃ علماء ہند تنظیم کی کوششوں میں منہمک تھی۔ مگر جس تنظیم کا ڈھول آج کل پیٹا جا رہا ہے وہ حقیقت میں کچھ اور ہی ہے۔ اس کی تہ میں تو وہ پوشیدہ اغراض کام کر رہی ہیں جن کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں اس تنظیم کے کام کرنے والوں کے احوال آپ کے سامنے ہیں، ان کے اخبار کو دیکھئے ان کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود سے انہیں دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے تو جنگ آزادی کے شروع ہوتے ہی یہ ڈھونگ کھڑا کر دیا ہے۔ ورنہ صحیح تنظیم جس کے لئے ہم ہمیشہ سے کوشش کرتے ہیں اور جس کے بغیر ہم مسلمانوں کا مستقبل تاریک سمجھتے ہیں ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔ اگر تنظیم سے مسلمانوں کا فائدہ ہی مقصود ہوتا تو یہ لوگ کھدر جیسی تحریک کی کبھی ہرگز مخالفت نہ کرتے جس سے ۹۵ فی صدی مسلمانوں کا فائدہ اور ۵ فی صدی کا بھی کوئی نقصان نہیں ہے۔ انہیں تو انگریزوں کی خدمت کرنا ہے اور اسی کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کا تنزل

حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں کسی کے متعلق کوئی حکم لگانا نہیں چاہتا مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کو ہر وقت اپنے انجام سے ڈر کر کام کرنا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جو لوگ دشمنانِ خدا و رسول کی اعانت کر رہے ہیں وہ کل قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرمسار ہوں، آج مسلمان غفلت میں مبتلا ہیں، خدا اور اس کے رسول کے احکام سنانے والوں کے ساتھ بدسلوکیاں کی جا رہی ہیں، انہیں پٹوایا جاتا ہے انہیں گرفتار کرایا جاتا ہے ہمارے قتل کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں اور ان سب طریقوں سے تنظیم المسلمین مانچسٹر اور لنکا شائر کی تجارت کو بڑھانے کے لئے اور کروڑوں روپیہ سے ہمارے دشمنوں کو امداد پہنچانے کے لئے رضاکار بھرتی کرتی ہے۔ کیا مسلمانوں کو کل خدا کے سامنے منہ دکھانا نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرکات کر رہے ہیں (اس موقع پر بہت سے مسلمان چیخ چیخ کر رو رہے تھے) مسلمانوں کو اسلام نے سادہ زندگی بسر کرنے کا حکم دیا تھا مگر آج سب سے زیادہ ململ اور تن زیب انہی کے جسموں پر نظر آتی ہے ہمارے نوجوان نازنین بننا چاہتے ہیں، ان کے جسم پر کھدر چبھتا ہے لیکن وہ انگریز جو باریک کپڑے بھیج بھیج کر ہندوستان کو عیش پرست بناتے ہیں خود موٹے کپڑے پہنتے ہیں اور سادہ لباس کے شائق ہیں۔ افسوس کہ جو قوم جنگجو بنائی گئی تھی وہ آج اپنی خصوصیات کو چھوڑ رہی ہے اور دوسری قومیں مثلاً ہندو اور سکھ انہیں اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا نے آخر میں فرمایا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کبھی صحبت میں تفصیل کے ساتھ خود انگریزوں کے اقوال سے یہ ثابت کرونگا کہ ہندوستان اور دنیائے اسلام کو ان کی وجہ سے کس قدر نقصان عظیم پہنچا ہے اور مسلمانوں کا ان کے مقابلہ میں کیا فرض ہونا چاہئے۔ حضرت مولانا کی تقریر اس قدر مفصل تھی کہ اس کا ضبط تحریر میں لانا سخت دشوار تھا اس لئے میں نے تقریر کے جستہ جستہ اقتباسات پیش کر دئے ہیں۔

جلسہ حضرت مولانا کی دعا پر تقریباً چار بجے ختم ہو گیا اور اللہ اکبر کے نعروں سے جامع مسجد کا صحن گونج اٹھا۔ (نامہ نگار)

دہلی کے نئے ڈکٹیٹر حافظ فیاض احمد صاحب

مکان کا محاصرہ

دہلی یکم نومبر۔ دہلی کانگریس کے نئے ڈکٹیٹر حافظ فیاض احمد صاحب بی۔ اے مقرر ہوئے ہیں جو دس سال سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی نہایت اہم خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور جن سے دہلی والے اچھی طرح واقف ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے دو یوم سے ممدوح کے مکان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ حافظ صاحب نے پولیس کی اس حرکت پر پریس کے نام ایک بیان دیا جس میں لکھا ہے کہ "ڈاکٹر ویدی کی گرفتاری کے بعد سے میں برابر فرائض انجام دے رہا ہوں اور کل کے کامیاب جلوس اور مختلف پبلک جلسوں میں میری موجودگی اور کمپنی باغ میں میری تقریر اس کا بین ثبوت ہے کہ میں مکان میں روپوش نہیں ہوں۔ مجھے پولیس کی معلومات پر افسوس ہے اور رات بھر سردی میں مکان کا محاصرہ کئے رہنے سے ہمدردی ہے"۔

وائسرائے کی آمد

دہلی یکم نومبر۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون کل دہلی تشریف لے آئے۔

دہلی میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے دارالحکومت کی اہم خبریں

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی صحت

نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کا استفسار

سپرنٹنڈنٹ جیل کی طرف سے جواب

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امیر شریعت صوبہ پنجاب رکن وار کونسل جمعیۃ علمائے ہند و مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند کی شدید علالت نے مسلمانان ہند میں سخت بے چینی پیدا کر دی ہے۔ حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے بذریعہ جوابی تار سپرنٹنڈنٹ جیل دیناج پور سے حضرت شاہ صاحب کی کیفیت مزاج کی بابت استفسار فرمایا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل اطلاع دیتے ہیں کہ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری بصحت ہیں اور تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ایوان والیان ریاست کا آئندہ اجلاس

جدید دہلی ۱۰ نومبر۔ ایوان والیان ریاست کے آئندہ اجلاس کے لئے ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ فروری ۱۹۳۱ء کی عارضی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔

دہلی میونسپلٹی میں دیسی اشیاء کے استعمال کی تجویز

بیمہ ہندوستانی کمپنیوں سے کرایا جائے

دہلی ۱۰ نومبر۔ سیٹھ لکھمی نرائن صاحب گاڈوڈیا میونسپل کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۲ نومبر کو منعقد ہوگا حسب ذیل تجاویز پیش کریں گے:۔

(۱) میونسپل کمیٹی دہلی ہسپتال یا کمیٹی کے ملازموں کی وردیوں اور دیگر کاموں کیلئے صرف سودیشی کپڑا خرید کرے۔

ہندوستانی جمہوریہ فوج کا خط ہندوستان ٹائمس کے نام

تشدد کے خلاف وعظ کہنا چھوڑ دو ورنہ تم کو سزا دی جائیگی!

ہم ہندوستان کو آزاد اور خود مختار بنانے پر تلے ہوئے ہیں

دہلی ۱۰ نومبر۔ ذیل میں اس خط کی نقل شائع کی جاتی ہے جو معاصر ہندوستان ٹائمس کو بذریعہ رجسٹری موصول ہوا ہے۔ لفافہ پر بنارس کی مہر لگی ہوئی ہے جو ۶ نومبر کو روانہ کیا گیا ہے۔ خط حسب ذیل ہے:۔

"ہماری فوج کی توجہ اس وقت ہندوستان ٹائمس مورخہ ۰۰ نومبر کی طرف مبذول ہے۔ اس اخبار کے مقالہ افتتاحیہ نے جس کا عنوان "تشدد کی پوجا" ہے ہماری نظر کو خاص طور پر متوجہ کر لیا ہے۔ رسٹرا ایڈیٹر! عدم تشدد پر آپ کا ایمان ہے اور اسی کی آپ تبلیغ کرتے رہتے ہیں لیکن جو لوگ تشدد پر ایمان رکھتے ہیں انکو گمراہ بتانا ملک و وطن اور نوجوان پارٹی کے ساتھ انتہادرجہ کی غداری ہے ہم آپ سے نہیں کہتے کہ آپ اپنے عدم تشدد کے وعظ کو بند کر دیں اور نہ وقت سے پہلے ہم اپنی طاقت کو آپ پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم آپ کو متنبہ کرتے ہیں کہ اس عرصہ کیلئے آپ تشدد کے خلاف لب کشائی نہ کریں۔ ہم نے آپ کی موجودہ حرکت کو معاف کر دیا ہے لیکن مستقبل قریب میں اگر آپ نے اس قسم کی حرکت کی تو آپ کو مناسب سزا دی جائے گی۔ ہم کو ایک ہندوستانی کی حیثیت سے آپ سے یہ ہرگز توقع نہ تھی کہ آپ اُن نوجوانوں کے خلاف اپنی سرگرمیوں کا اظہار کریں گے جو تشدد پر اعتقاد و یقین رکھتے ہیں اور جو دیگر ممالک کے نوجوانوں کے نقش قدم پر چل کر مادر ہند کو آزاد و خود مختار بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ آئندہ تشدد کے خلاف زبان نہیں کھولیں گے۔ آپ اس خط کو اپنے اخبار میں شائع کر دیں"

سورج بلی سنگھ پروپیگنڈا سکرٹری ہندوستان بالشویک ...

جمعیۃ علمائے ہند کی اہم خدمات

مالی امداد کے لئے معاصر مدینہ کی اپیل

مسلمانان ہند کے مشہور قومی و روحانی بزرگ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا کی تاریخی اسیری سے رہائی کے بعد علمائے امت کی تنظیم کے مقصد ... ہوتے اپنے زمانہ میں جمعیۃ العلمائے ہند کی تاسیس کی تھی جب مسلمانوں کو دینی رہنمائی کی اشد ضرورت تھی۔ جمعیۃ العلماء کے قیام کے بعد ہی ہندوستان کی تاریخ ... مشہور و معروف علماء نے وہ فتویٰ دیا تھا جس کے زیر اثر ہزاروں مسلمان کشاں کشاں جیل خانوں میں چلے گئے تھے۔ گزشتہ تحریک عدم تعاون کے زمانہ میں ... کی بدولت ... سیاسی ... تحریک کے اثرات تمام ملک پر چھا گئے تھے اور تحریک کے التواء کے بعد جمعیۃ العلماء کے مقتدر اراکین ہی تھے ... جمعیۃ نے عملی طور پر اپنی شاندار دینی خدمات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہندوستان میں ملت کی ایک خاص جماعت زمانہ کے حالات کے مطابق اپنے فرائض کو بیباکی اور جرات سے ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔ اسلامی حقوق کے تحفظ کے مسئلہ میں بھی جمعیۃ نے اپنی تنقیدی رپورٹ شائع کر کے ... مسلمانوں کے جائز مطالبات کو معقولیت سے پیش کرنے کا اہم فرض انجام دیا تھا اور اس وقت بھی جبکہ ہندوستان ایک نئے دور کا آغاز کر رہا ہے علمائے امت کی جمعیۃ ہی نے امر دینیہ میں اپنے فرض کا بروقت احساس کیا اور اسلاف اسلام کی سعی اور جدوجہد کو مشعل راہ بناتے ہوئے قومی تحریک میں مسلمانوں کی اجتماعی شرکت کا متفق فیصلہ صادر کر کے میدان قیادت میں گامزن ہے۔

اس وقت جبکہ جمعیۃ کے ممتاز و مقتدر ارکان حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا احمد سعید صاحب، حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب ... حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب (سرحدی) ... جیل میں ہیں جمعیۃ کے صدر حضرت الاستاذ مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے ... زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے ... اعلان میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ... مدنی صاحب ... جمعیۃ کے وقار کو ماضی کی طرح قائم رکھ سکوں۔

ہمیں امید ہے ... مولانا کے ارشاد کی تعمیل ... جمعیۃ العلماء کی مالی امداد کی طرف فوری توجہ کی جائے گی، یہ کام بہت جلد ہونا چاہئے۔ انفرادی مساعی کے علاوہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ... مختلف مقامات ... قائم ہو جائیں اور جلد از جلد جمع شدہ سرمایہ کو جمعیۃ کے صدر دفتر دہلی کو روانہ کر دیا جائے۔

... افغانستان میں امن و امان ہے

قونصل جنرل افغانستان کا اعلان

دہلی ۱۰ نومبر۔ ہز ایکسلینسی قونصل جنرل افغانستان مقیم دہلی نے حسب ذیل مکتوب اشاعت کی غرض سے ارسال فرمایا ہے:۔

"ہندوستانی جرائد میں سمت جنوبی اور غزنی میں بدامنی اور سلیمان خیلوں کی شورش کے متعلق بعض غلط خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اگرچہ ہم ان امور کی مفصل تردید کر چکے ہیں۔ تاہم پھر مختصر طور پر عوام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ خبریں غلط ہیں۔ نہ تو کسی قبیلہ نے شورش برپا کر رکھی ہے اور نہ حکومت عالیہ افغانستان نے ان کے خلاف کوئی عملی کارروائی کی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اس وقت تمام مملکت افغانستان میں کامل امن و امان ہے اور ملت افغان اپنی حکومت کی مطیع و فرمانبردار ہے"

مولوی عبد الغفور و مولوی برکت اللہ خاں کو قید بامشقت

دہلی ۸ نومبر۔ آج مولوی عبد الغفور صاحب رکن دائرہ حربیہ جمعیۃ علماء ہند اور مولانا برکت اللہ صاحب ساکن باڑہ ہندو راؤ کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جیل میں پیش ہوا۔ ہر دو صاحبان نے عدالت کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ شہادت استغاثہ کے بعد مجسٹریٹ نے ہر دو صاحبان کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا کا حکم سنا دیا۔ ہر دو صاحبان کو "سی کلاس" دی گئی ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے رکن قید فرنگ میں

قید سخت اور جرمانہ کی سزا

گوجرانوالہ۔ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے رکن اور جامع مسجد گوجرانوالہ کے خطیب مولوی عبد الغفور صاحب کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷ (ب) کے ماتحت تین ماہ قید سخت اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

اس حکم سزا کے خلاف احتجاج کے طور پر شہر میں ہڑتال کا اعلان کیا گیا اور کل صبح ایک جلوس نکالا جائے گا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو قید محض

آپ کو بی کلاس میں رکھا جائے گا

لدھیانہ ۸ نومبر۔ مولانا مفتی محمد نعیم رکن وار کونسل جمعیۃ علماء ہند کے خلاف عرصہ چھ ماہ سے مقدمہ زیر دفعہ ... چوہدری میراں بخش مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت تھا آج احاطہ جیل میں مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ سنا دیا۔ اور محترم مولانا کو ایک سال کے لئے ... قید محض کی سزا دی ...

"کفایت اللہ"

۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء

(از حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند)

حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رکن مجلس مرکزیہ جمعیۃ علمائے ہند، مدرس ادبیات دارالعلوم دیوبند کی ذات گرامی سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں۔ مولانائے ممدوح دارالعلوم کے ایک قدیم استاد ہونے کی حیثیت سے ہندوستان کے تمام علمی مراکز میں روشناس ہو چکے ہیں اور آپ کے صدہا شاگرد ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی علمی و ادبی تحقیقات (ادبی و تاریخی) معلومات اکثر نکتہ شناس علماء کے نزدیک مسلم ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری کے بعد ادارۃ الجمعیۃ اس کا منتظر تھا کہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب جیسے بزرگ اس کی سرپرستی کے لئے اقدام فرمائیں اور اس وقت الجمعیۃ کو جس امداد و اعانت کی ضرورت ہے اس سے دریغ نہ کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا کو اس کا احساس ہوا۔ اور ممدوح نے الجمعیۃ کو بے یار و مددگار سمجھ کر اس کی مدد کے لئے ایک طریقہ تجویز فرمایا۔ حضرت مولانا کی تجویز جس قدر الجمعیۃ کے لئے مفید ہے اس سے کہیں زیادہ خود خریداران الجمعیۃ کے واسطے منفعت بخش ہے۔ الجمعیۃ میں جن تاریخی مضامین کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے ممدوح نے وعدہ فرمایا ہے وہ اپنی عجیب و غریب نوعیت کے اعتبار سے بے نظیر ہوں گے۔ ان مضامین کی خاطر صرف پانچ سو خریداروں کا اضافہ ایک نہایت معمولی کام ہے جسے علم دوست حضرات آسانی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ میں حضرت مولانا کی خدمت میں ادارۃ الجمعیۃ کی طرف سے ہدیۂ امتنان پیش کرتا ہوں اور خریداران الجمعیۃ سے امید کرتا ہوں کہ وہ حضرت مولانا کی خواہش کے مطابق عمل کر کے الجمعیۃ کو اس کا موقع دیں گے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی ایک اہم خدمت انجام دے سکے۔ (ایڈیٹر)

مؤقر رسالہ "القاسم دیوبند" میں حضرت مولانا الحاج مولوی حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (قدس سرہ) نے "دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا" کے عنوان سے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جو عرصہ تک جاری رہنے کے بعد بھی غیر مکمل ہی رہا اور باوجودیکہ ناظرین القاسم بلکہ ہندوستان کے اکثر تعلیم یافتہ ... مولانا رحمۃ اللہ کو توجہ دلائی مگر دارالعلوم کی مصروفیتوں اور آپ کی پیہم علالت نے کامیاب نہ ہونے دیا۔

کتب خانہ قاسمی نے القاسم کے پرچوں سے ان تمام مضامین کو یکجا جمع کر کے کتابی صورت میں اس کو شائع کیا اور اشاعت اسلام نام رکھا۔ اس کتاب کی ملک میں جس طرح قدر کی گئی اس طرح بہت کم کتابوں کی قدر کی گئی ہوگی۔ اسی لئے میرے خیال میں اردو سے واقفیت رکھنے والے ہر گھر میں ایک نسخہ کم از کم ضرور ہوگا۔ اور اسی لئے چنداں ضرورت نہیں کہ میں اس کتاب کی عظمت سے لوگوں کو آگاہ کرنے میں اپنا وقت صرف کروں۔ میں نے مذکورہ بالا مضامین کو القاسم کے پرچوں میں بھی دیکھا تھا اور کتابی صورت میں شائع ہونے کے بعد بھی دیکھا۔

القاسم کی نامہ نگاری کا شرف کسی زمانہ میں مجھ کو بھی حاصل تھا جس زمانہ میں یہ سلسلہ شروع ہوا تھا اسی زمانہ سے میرا خیال تھا کہ اہل قلم میں سے کوئی صاحب تصویر کے دوسرے رخ پر روشنی ڈالنے کے لئے اس موضوع پر کچھ لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو تقابل توزین کی وجہ سے زیادہ لطف حاصل ہو کہ "دنیا کو اسلام سے کس کس طرح روکا گیا"۔

میں نے اس خیال کو اپنے دوستوں پر ظاہر کیا۔ تحسین سب نے کی مگر کسی نے اس بحث پر خامہ فرسائی کا وعدہ نہ کیا۔ تا آنکہ وہ وقت آیا کہ میں نے القاسم کے کسی پرچہ میں مفروضہ موضوع پر بطور نمونہ کے ایک واقعہ لکھا اور اہل قلم اصحاب سے درخواست کی کہ وہ اس بحث پر قلم کو حرکت دیں۔ مجھ کو یقین تھا کہ میری یہ درخواست قبولیت کا درجہ ضرور حاصل کرے گی مگر افسوس کہ (خدا جانے کیوں؟) میری یہ صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ لیکن میں مایوس نہ ہوا اور مختلف طریقوں سے اس کی تحریک کرتا رہا۔

قاسمی پریس نے جب مضامین مذکورہ کو "اشاعت اسلام" کے نام سے شائع کیا تو بقیۃ السلف زبدۃ الخلف حضرت مولانا الحاج شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں اس کو تقریظ کیلئے پیش کیا۔ حضرت مدظلہ نے تقریظ کے طور پر چند کلمات تحریر فرمائے اور چونکہ القاسم آپ کی نظر سے گزرنے کا شرف بھی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے آپ کو میری تحریک بھی یاد تھی اور یہ بھی یاد تھا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ہندوستان کے مسلم اہل قلم اس طرف توجہ نہ فرمائیں گے تو میں ہی کچھ نہ کچھ لکھ کر مقدمہ کے وعدہ کی کتابی نظیر پیش کروں گا۔ چنانچہ اس تقریظ میں حضرت مدظلہ نے اس کا ذکر بھی فرما دیا۔

اس ذکر کے دو پہلو ہیں۔ اول تو یہ کہ حضرت کو اپنے ہر چھوٹے سے بہت زیادہ محبت ہے۔ آپ کے الفاظ جن کے ذریعہ سے آپ نے میری ہمت افزائی فرمائی ہے اسی پہلو پر مبنی ہیں۔ اور باوجود میری علمی بے بضاعتی کے میرے لئے آپ کی یہ تحریر سلطے قابل امید ہے کہ جب آپ کی مبارک زبان سے میری تحسین ہوئی ہے تو انشاء اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ" کا نمونہ میں بھی دیکھ لوں گا۔ دوسرا پہلو مذکورہ بالا عنوان پر لکھنے کے متعلق تحسین کا ہے جس قدر میں سمجھ سکا ہوں اس پہلو پر آپ کی تحریر کا منشا یہ ہے کہ اگر واقعی اپنی استطاعت کے موافق سعی کروں تو میں آپ کی خوشنودی حاصل کر لونگا جو ہم جیسوں کے لئے زاد آخرت کا کام دے سکتی ہے۔

میں نے حضرت ممدوح کی اس تحریر کے بعد بہت کوشش کی کہ میں اس بضاعت مزجاۃ کے بدلہ میں اس ثمن قیمتی (حضرت ممدوح کی خوشنودی) حاصل کر لوں اور صرف سعی ہی نہیں کی بلکہ ایک مرتبہ نوبت کر کے القاسم دیوبند میں تمہید کے طور پر اسکو شروع بھی کر دیا لیکن افسوس کہ میں تمہید سے زیادہ کچھ نہ لکھ سکا۔

کیوں؟ میرے خیال میں ان اسباب و وجوہ کو بیان کرنا اول تو غیر ضروری ہے دوسرے یہ ہے کہ اس سے اپنی مدح بھی ظاہر ہوگی گویا میں اس قدر کام کر رہا ہوں کہ (مجھ کو) سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے۔ میرے ساتھ حسن ظن رکھنے والے تو ممکن ہے کہ شاید اظہار واقعہ ہی تک رکھیں مگر دوسرے حضرات عجب نہیں کہ اس کو نمائش اور ریا پر محمول کریں۔ اس لئے اس سے زیادہ عرض کرنا بے سود ہے کہ مجھ سے ہو نہ سکا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ واقعہ ہے کہ کسی وقت اس عنوان کی تکمیل کا خیال دل سے نہ گیا۔

اس وقت کہ استاذنا المعظم حضرت الفاضل العلامہ مولانا الحاج المولوی محمد کفایت صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند اپنی سرگرم اور پر اخلاص مساعی کی بنا پر جیل خانہ میں ہیں میرے اس خیال کی طرف پھر توجہ ہوا۔ اور چاہا کہ آپ کے نام نامی سے معنون کر کے مذکورہ بالا عنوان پر کچھ لکھوں۔

میں حضرت مولانا کے ان ادنیٰ تلامذہ میں سے ایک ہوں جو آپ کے اخلاق سے متمتع ہونے کے اعتبار سے اول نمبر میں ہیں مگر اسکے بالمقابل شاگردی کی حیثیت سے کسی قسم کی کوئی خدمت کرنے میں شاید سب سے پچھلی صف میں بھی بمشکل جگہ پا سکیں۔

اس تعلق کے باوجود آپ کی گرفتاری پر نہ میں اس سے متعلق کسی جلسہ میں شریک ہوا، نہ تبریک۔ تعزیت تہنیت کا کوئی رزولیوشن پاس کرایا، نہ تار دیا۔ اور اس سے زیادہ یہ کہ دو پیسہ کا ایک کارڈ بھی آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں بغرض اظہار ہمدردی روانہ نہ کیا۔ ان امور میں تو کچھ کرنا بھی پڑتا تھا میں نے تو یہ بھی نہ کیا کہ چونکہ آپ کی گرفتاری سے قلب میں غیر معمولی اضطراب پیدا ہو گیا تھا اسلئے دارالعلوم کے اسباق متعلقہ نہ پڑھاؤں یا کم از کم ایک روز کی رخصت ہی لوں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے اس تقاعد سے حضرت مولانا کی شان رفیع پر دھبہ نہیں لگتا بلکہ ع

واذا اتتک مذمتی من ناقص فہی الشہادۃ لی بانی ناقص

کے موافق یہی مناسب تھا کہ میں اس بارہ میں ایک حرف بھی نہ لکھوں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ میرا منصب تلمذ اس کا متقنی ہے کہ میں سکوت کے اس بھاری قفل کو کچھ دنوں سالٹے میں بنام خدا اس کتاب کی تصنیف حضرت مولانا ممدوح کی یادگار سارت کے طور پر کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اور اسی واسطے اس کا نام میں نے وہ تجویز کر لیا ہے جو میری گزارش کے شروع میں ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی اس تصنیف کو اخبار الجمعیۃ میں شائع کروں جس طرح اصل مضمون اشاعت اسلام القاسم دیوبند میں شائع ہوتا رہا ہے اسی طرح میرے مضمون کے اجزاء الجمعیۃ دہلی میں شائع ہوتے رہیں۔ لیکن اس میں پہلی شرط تو یہ ہے کہ الجمعیۃ کے ذمہ دار حضرات اس کو منظور فرمالیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ناظرین الجمعیۃ میری ہمت افزائی کریں۔

ہمت افزائی کا مطلب یہ نہیں کہ میں اُن سے اپنی ذات کے لئے کسی قسم کے نفع کا طالب ہوں۔ ہاں! یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اخبار الجمعیۃ کو تقویت ہو جو کہ اسی ذات بابرکت کے سایہ میں پرورش پاتا رہا ہے جس کے نام سے میں اس کو معنون کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی صورت میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ناظرین الجمعیۃ کم از کم پانچ سو نقد خریدار الجمعیۃ کے لئے مہیا کر دیں۔ اور جس وقت جناب ایڈیٹر صاحب الجمعیۃ مجھ کو مطلع فرمائیں گے کہ اس سلسلے کے لئے خریداروں کی مذکورہ بالا تعداد مہیا ہو گئی ہے میں انشاء اللہ اسی روز مضمون کی پہلی قسط روانہ کر دوں گا۔ اور ناظرین کی مساعی کا زیادہ سے زیادہ آخر رمضان ۱۳۴۹ھ تک انتظار کروں گا۔ اگر اس عرصہ میں ناظرین الجمعیۃ اسقدر خریدار بہم نہ پہونچا سکے یا انہوں نے سکوت سے کام لیا تو میں یقین کروں گا کہ میری تحریک گرا دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنے اُن کرمفرماؤں کو بھی اس طرف متوجہ کرتا ہوں جو کہ میری ہمت افزائی کیلئے مجھ سے بڑی بڑی رقموں کی فراہمی کا وعدہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر فی الحقیقت اُن کو اپنے ان وعدوں کی پاسداری ہے تو وہ میری غرض کی ہوئی تھوڑی سی کوشش کریں۔ ہندوستان کے اس طول و عرض میں ایک خالص اسلامی پرچے کیلئے پانچ سو خریداروں کی تعداد کوئی ناممکن العمل مقدار نہیں ہے۔

میرے لئے یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس تصنیف سے مجھ کو کسی قسم کا نفع مقصود نہیں ہے۔ مضامین کا یہ سلسلہ ادارۃ الجمعیۃ کی منظوری کے بعد الجمعیۃ کے کالموں میں شائع ہوتا رہیگا۔ اور اختتام کے بعد اگر تجربہ سے مفید نہ ہوا تو "دو کالائے بد بریش خاوند" اور اگر مفید ثابت ہوا تو حضرت مولانا ممدوح کی مع الخیر تشریف آوری اور منظوری کے بعد اس کا حق تصنیف بغیر کسی معاوضہ کے اخبار الجمعیۃ کو دیدونگا۔ (ع) "دل کو ہم بیچتے ہیں ہے کوئی لینے والا"

اگر کوئی صاحب میرے مذکورہ بالا خیالات کو پیش نظر رکھ کر کوئی مفید مشورہ دینا چاہیں تو میں شکریہ کے ساتھ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

(حضرت مولانا) محمد اعزاز علی غفرلہ، مدرس دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

برطانیہ نے موجودہ صورت حال کا مقابلہ کرنے سے کیوں گریز کیا

ہندوستان کی قومی جنگ کے متعلق ایک امریکن کا اظہار خیال

مسٹر ایلن پیٹرز نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ایک رسالہ موسومہ "ہارپرز میگزین" میں موجودہ ہندوستانی سیاسی صورت حال (اور آئندہ مستقبل) کے متعلق اپنا اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:-

موجودہ دور میں ہندوستان کے اندر جو انقلاب رونما ہو رہا ہے، اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہندوستان کے متعلق وسیع معلومات کا ہونا ضروری ہے بلکہ ہندوستان کے موجودہ حالات کو سمجھنا اس کے مترادف ہے کہ ہم ساری دنیا کی حقیقت کو سمجھ لیں۔ آج جس چیز کو ہم ہندوستان تعلیس الحرکات کی ماند سمجھتے ہیں وہ دراصل سارے ایشیا کے انقلاب کا پیش خیمہ ہے ... [illegible] ... اور یہ متعدی امراض یہاں نہایت سرعت کے ساتھ ترقی پذیر ہیں۔

ہندوستان کے مرض کی تشخیص

اسلئے اگر ہم ہندوستان کے سیاسی مسئلہ پر غور کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو ہندوستان کے مرض کی تشخیص کر لینا لازمی ہے ... [illegible] ... تشخیص کے لئے ہم کو بڑھ چڑھ کر ہندوستان کی تاریخ بھی مدد دے سکتی ہے لیکن حال ہی میں جو فیصلہ کن ... [illegible] ... قبل ملوکیت کا خون اور فولاد ... [illegible] ... سلے مفید مطلب ثابت ہوگی۔

جنگ عظیم کے بعد انقلابی سیلاب

سب سے اول ہم جنگ عظیم کو لیتے ہیں۔ اس جنگ میں تعلق خدا کی خونریزی ہوئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ لوگوں میں خیالات و مقاصد پیدا ہو گئے۔ یہی وہ خیالات و مقاصد تھے جنہوں نے عالمگیر جمہوریت کے توازن میں خلل ڈالنا شروع کر دیا اور مختلف جوانب سے آزادی، خود مختاری، اقلیتوں کے حقوق، پست اقوام کے ساتھ انصاف ... [illegible] ... لگا۔ اسی انقلابی رو میں ہندوستانی اقوام نے بھی ... [illegible] ... غیر ملکی قوم کی بجائے اپنی خواہشات کو حقیقت ... [illegible] ... چاہا اور ترقی یافتہ سلسلہ رسل و رسائل نے ہندوستانی قومیت کے خیالات کو اور بھی مزید تقویت پہنچائی۔

مشرق میں مغربی تمدن کی کارفرمائیاں

جس مشرقی نظام پر یہ انقلابی سیلاب خود بخود پیدا نہیں ہوا تھا ... مغربی اقوام نے مغربی تعلیم، مغربی علم و ہنر، مغربی تمدن ... سلسلہ رسل و رسائل ... [illegible] ... دیکھا اس سیلاب کو رواں کر دیا اور مغربی اقوام ایسا کرنے پر ... مجبور تھیں کہ انہیں ان اشیاء سے مالی نفع حاصل ہوتا ہے، اور ان کا ان ممالک پر قبضہ کرنے کا منشاء بھی یہی ہے کہ ماتحت ممالک سے خوب روپیہ کمایا جائے۔ علاوہ ازیں ان مغربی اقوام کو یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنا مغربی تمدن دوسرے ممالک تک پہنچا رہی ہیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ تمدن اس چیز کا نام ہے جو انہوں نے چند سال کی ترقی میں مشینوں کے ذریعہ حاصل کیا ہے لیکن وہ اندرونی شورش جو مغربیت نے مشرق میں پیدا کر دی تھی اندر ہی اندر نشو و نما کر رہی تھی اور منظر عام پر آنے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ جنگ عظیم نے جملہ آتش انتشار ... [illegible] ... پیش کر دیا اور اس وجہ سے نصف ہندوستان بلکہ تمام ممالک کے اندر جو ایک صدی سے ملوکیت کا شکار بنے ہوئے تھے، بے چینی، شورش اور تو می جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔

مانٹیگو رپورٹ اور ہندوستانی مطالبات

جنگ عظیم کے ختم ہونے سے قبل ہی ہندوستان میں انقلابی سیلاب آ گیا۔ برطانی حکومت کی جانب سے مسٹر مانٹیگو وزیر ہند موجودہ حال کے متعلق رپورٹ کرنے کیلئے ہندوستان آئے۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ہندوستان ... [illegible] ... حقیقت پر مسلسل زور دیا جاتا ہے کہ برطانیہ ... آزادی کے واسطے برسر جنگ ہے۔ پھر وہ ہندوستان کو اس چیز کے دینے سے کیوں انکار کرتا ہے جس کے حصول کے لئے خود جدوجہد کر رہا ہے اور جس میں ہندوستان نے اپنے خون اور اپنے روپیہ سے مدد کی ہے۔"

مذکورہ بالا فقرہ میں اس تحریک حاضرہ کی طاقت کا خلاصہ بیان کیا ہے جو آج کل مشرق کے ہر ملک میں ... [illegible] ... اس قیمت کا اندازہ بھی ہوتا ہے جو ان ممالک کو ... [illegible] ... کے لئے دینی پڑتی ہے۔

۱۹۱۹ء میں گاندھی جی کی شورش

مسٹر مانٹیگو کی سفارشات پر برطانی حکومت نے ہندوستان کو اس چیز سے مطمئن کرنا چاہا جس کو عام طور پر مانٹفورڈ اصلاحات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان اصلاحات کے بموجب صوبہ کے ادنیٰ درجہ کے اختیارات (وہ بھی محدود درجہ تک) ہندوستانیوں کو دیئے گئے اور جملہ ضروری اور اعلیٰ اختیارات برطانی ... حکومت کے ہاتھ میں باقی رہے۔ اور حکومت کی جانب سے وعدہ کیا گیا کہ دس سال بعد مفوضہ اصلاحات پر نظر ثانی کی جائیگی۔ ان تمام امور کے باوجود (۱۹۲۰ء میں) گاندھی جی نے شورش شروع کر دی اور حکومت نے انہیں قید کر کے شورش کو دبا دیا۔ شورش کے ٹھنڈا پڑ جانے کے بعد ہندوستان خاموشی کے ساتھ ۱۹۲۹ء کی "نظر ثانی" کا انتظار کرتا رہا۔

ہندوستان میں تحریک سول نافرمانی کا آغاز

چنانچہ موجودہ میعاد گزرنے پر برطانی حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا لیکن اس کمیشن میں ایک ہندوستانی بھی شامل نہیں کیا گیا تھا۔ ۱۹۲۹ء کے ختم ہونے سے قبل ہی ہندوستان میں پھر بے چینی پیدا ہو گئی۔

اس دوبارہ بے چینی پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ہندوستان اب اس چیز کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ کمیشن محض معمولی ... [illegible] ... کرے گا ... [illegible] ... ۱۹۳۰ء میں گاندھی جی ... سول نافرمانی شروع کر دی ... [illegible] ... ۱۹۱۹ء ... برطانی حکومت نے صورت حال کا مقابلہ کرنے کے بجائے ... [illegible] ... تک تحریک بڑی پھیل چکی تھی اور اس کو دبانے کے لئے بہت زیادہ مراعات دینے کی ضرورت تھی لیکن ایسی مراعات دینے سے برطانیہ کے اقتدار کو شدید صدمہ پہنچتا۔

صورت حال کا مقابلہ کرنے سے برطانیہ کا گریز

برطانیہ نے ہندوستان کی موجودہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس ادبیہ پر بحث و تمحیص کرتے ہوئے تضیع اوقات کیا کہ آیا ہندوستان حکومت خود اختیاری میں مزید اضافہ "کے قابل ہے یا نہیں؟ یہ سوال دلچسپی کے باوجود بے محل تھا اور یہ بھی ضروری امر نہیں تھا کہ کہاں طرف سے اس سوال کا جواب ہندوستان کی موافقت میں ملے۔

ہندوستان میں گاندھی جی نے روح پھونک دی

حقیقت یہ ہے کہ گاندھی جی نے ہندوستان میں روح پھونک کر ایک ایک تاریخی تحریک ہی جاری نہیں کی بلکہ آپ نے ایک ایسا ... [illegible] ... پیش کیا ہے جو ایک خیالی بحث و مباحثہ کا موضوع بن ہی نہیں سکتی ... [illegible] ... یہ تحریک حق بجانب ہے یا نہیں ... ہندوستان اپنی قسمت کا خود مالک بننا چاہتا ہے اور حکومت کے لئے صرف ایک راہ ہی باقی رہ گئی ہے یعنی یا تو وہ اس تحریک کو دبا دے، یا ملک کے مطالبات پورے کر دے۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی مجبوری

یہ امر کہ انگلستان نے اس صورت حال کا مقابلہ ضرورت کے وقت کیوں نہیں کیا اور سال بھر تک کوئی عملی طریقہ اختیار کرنے سے کیوں گریز کیا، ملوکیت کا اصلی جوہر ہے۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیراعظم برطانیہ کر بھی کیا سکتے تھے؟ اگر وہ ہندوستان کو مراعات دینے کے لئے تیار ہوتے تو ان کی وزارت کا خاتمہ ہو جاتا۔ قدامت پسند جماعت حکومت حزب العمال کو غدار قرار دیتی اور ملک بھی اس کا ساتھ دیتا۔ (بمبئی کرانیکل)

ہندوستانی مقاطعہ کا برطانیہ کی تجارت پر اثر

بنگال کے خلاف حکومت اور تاجران پارچہ کی مساعی ناکام

ایک انگریزی رسالہ کا اظہار خیال

برطانیہ کا ایک ماہواری رسالہ موسومہ "مرکنٹائل گارڈین" ... [illegible] ... ایک دلچسپ مضمون ہندوستانی مقاطعہ کے متعلق لکھا ہے جس میں ... بتایا گیا ہے کہ کس طرح حکومت کی تمام کوششیں مقاطعہ کے خلاف ناکام رہیں اور کس طرح بنگال نے برطانی مال کے مقاطعہ کے لئے کانگریس کا ساتھ دیا۔ رسالہ نامہ نگار رقمطراز ہے:-

ہمارے کلکتہ کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ پچھلے بارچہ منڈی کی صورت حال میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی۔ پکٹنگ برابر جاری ہے اور گرفتاریوں سے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ بدیشی کپڑے کی پیٹیاں ادھر سے ادھر ماری ماری پھر رہی ہیں لیکن ان کی کسی طرف سے مانگ نہیں ہوتی۔ وہ دوکاندار جن کے پاس بدیشی پارچہ جات موجود ہیں وہ ان سے تنگ آ گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ بوجھ جلد سر سے اتر جائے۔ اچھا ہے جن دوکانداروں نے اپنے مال پر کانگریس کی مہریں لگوا لی ہیں ان کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ پکٹنگ کا انسداد ہونے سے بدیشی پارچہ جات کو فروغ حاصل ہو جائے گا تو اسکا کیا علاج ہے کہ عامۃ الناس کا دماغ طبعیت سادے دیسی کپڑے کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ ان کپڑوں کو عام طور پر کھدر کہا جاتا ہے اور یہ کھدر لوگوں کی عادتوں اور ضرورتوں میں یوماً فیوماً دخل حاصل کر رہا ہے۔

پارچہ فروشوں کو اس وقت جو فکر لاحق ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ان کی آئندہ تجارت کس طرح فروغ حاصل کرے گی، بلکہ ان کو تو اس وقت یہ فکر لگی ہوئی ہے کہ ان کے پاس بدیشی مال کا جو ذخیرہ موجود ہے اس کو کس طرح ختم کیا جائے۔ پارچہ فروشوں نے کانگریسی لیڈروں کو بتایا ہے کہ ان کے پاس چار کروڑ کا مال اس وقت موجود ہے۔ ان لوگوں نے لیڈروں سے درخواست کی کہ موجودہ ذخیرہ ختم کر دینے کی اجازت ان کو دیدی جائے خواہ آئندہ بدیشی کپڑے کی تجارت جاری رہے یا نہ رہے۔ لیکن کانگریسی لیڈروں نے ان کی اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان پارچہ فروشوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم کو موجودہ ذخیرہ ختم کرنے کی اجازت دیدی گئی تو ہم ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء سے پہلے کوئی فرمائش باہر نہیں بھیجیں گے۔ پنڈت مالویہ کے سامنے بھی یہ چیز پیش کی گئی تھی لیکن جب کا نگر یسی ...

لندن میں ہندوستان کی سیاسی قسمت کا مقدمہ شروع ہو گیا!

گول میز کانفرنس میں ملک معظم کی افتتاحی تقریر

ہندوستان کی عزت کا اعتراف یا نمک پر جراحت؟

پچھلی باتوں کو فراموش کرنے کا مطالبہ

لندن ۱۲ نومبر ... [illegible] ... آج دارالامراء کی شاہی نشست گاہ میں گول میز کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے تقریر فرمائی۔ دارالامراء کے باہر خواص و عوام کا کثیر مجمع ملک معظم کی تشریف آوری کا منتظر تھا۔ منتظرین ہندوستانی مندوبین اور بالخصوص زرق برق لباس اور جواہرات سے آراستہ والیان ریاست کو دیکھ کر زیادہ محظوظ ہوتے۔ شاہی نشست گاہ میں تخت کے دائیں جانب وزیراعظم تشریف فرما تھے۔ مندوبین کی نشستیں ان میزوں کے سامنے جو گھوڑے کے نعل کے مشابہ بچھائی گئی تھیں۔ ان نشستوں کے چاروں طرف اور میزیں بھی تھیں۔ جملہ مندوبین کی تعداد ... [illegible] ... برطانی حکومت کے نمائندوں میں ... مسٹر ریمزے میکڈانلڈ، مسٹر ارتھر ہنڈرسن وزیر امور خارجہ، مسٹر ویجوڈ بین وزیر ہند، لارڈ پیل اور لارڈ ... شامل تھے۔

دو بجکر ... ملک معظم شاہی گیلری میں تشریف لائے اور تخت پر جلوہ افروز ہوئے ... [illegible] ... استقبال و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام مندوبین استادہ ہو گئے اور جب تک آپ تقریر فرماتے رہے مندوبین برابر کھڑے رہے۔

ملک معظم کی افتتاحی تقریر

ملک معظم نے گول میز کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے اپنی سلطنت کے دارالخلافہ میں نمائندگان ہند اور والیان ریاستہائے ہند کے نمائندوں کا خیر مقدم کرنے اور سلطنت کے وزراء اور ہر دو ایوان کی دیگر جماعتوں کے ساتھ ان کی اس کانفرنس کا افتتاح کرنے میں اطمینان قلب حاصل ہوا ہے ... [illegible] ... بہتر ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی پر غور و خوض کرنے اور اس میں پارلیمنٹ کا مشورہ حاصل کرنے کی غرض سے برطانی ہندوستانی مدبرین اور والیان ریاستہائے ہند کا اجتماع ایک ہی جگہ پر اس طریقہ سے نہیں ہوا جیسا کہ آج یہاں ہو رہا ہے۔ صرف دس ہی سال کا قلیل عرصہ گزرا ہے کہ میں نے ہندوستان کی مجالس مقننہ کے نام ایک پیغام بھیجا تھا ... اُن مجالس کو اُن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی تھی اور ہندوستان کی ... ترقی کا ذکر کیا تھا۔ ایک قوم کی زندگی میں دس سال کا عرصہ بہت قلیل ہوتا ہے لیکن اس عرصہ میں ہندوستان اور دولت مشترکہ برطانیہ کے تمام ممالک میں قومیت کے جذبات میں نہایت سرعت کے ساتھ زبردست تبدیلی ... [illegible] ... اور ان سے زیادہ ... [illegible] ... اس سے بھی زیادہ جو مقاصد کہ تمام نمائندوں اور کانفرنس کی آئندہ کارروائی میں مشکلات پیش نظر رہیں گی۔ مجھے اکثریتوں، اقلیتوں، عورتوں، شہریوں، دیہاتیوں، زمینداروں اور کسانوں، طاقتوروں، یا کمزوروں، امیروں اور غریبوں اور مختلف اعلیٰ اور پست قوموں کے مناسب مطالبات کا احساس ہے اور ہندوستانی سیاست انہی لوگوں پر مشتمل ہے۔ مجھے ان تمام امور کا بہت زیادہ خیال ہے۔ ... [illegible] ... کوئی شک نہیں کہ حکومت خود اختیاری کی حقیقی بنیاد مختلف نوع اور متضاد حقوق کو باہمی رواداری سے فیصل کرنے اور باہمی اعتبار و اعتماد سے تسلیم کرنے میں مضمر ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت جو اس بنیاد پر قائم کی جائے گی وہ ہندوستانیوں کے باعزت خواہشات کو پورا کرنے میں کامیاب ہوگی۔ کاش کہ آپ کے غور و خوض سے کوئی ایسی راہ نکل آئے جو اس مقصد کے حصول میں ممد ثابت ہو۔ اور آپ کے نام صفحہ تاریخ پر ہندوستان کی حقیقی خدمت کرنیوالوں اور میری رعایا کو خوشحالی اور فارغ البالی بنانیوالوں کی فہرست میں درج کئے جائیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو تدبر، رواداری اور صبر عنایت فرمائے۔"

(باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

... کھل گیا ہے۔ کیونکہ جب سے تحریک کا آغاز ہوا ہے اس غریب کی تجارت گھٹتے گھٹتے نفی کے درجہ کو پہنچ گئی کسی کو نہیں معلوم کہ اگر حالات جلد رو بہ اصلاح نہیں ہوئے تو تجارت کا کیا حال ہو گا؟

بیرونی ممالک سے ہندوستان میں درآمد

جولائی ۱۹۳۰ء میں برطانیہ سے ہندوستان میں صرف ۸،۳۱۸ پیٹیاں بدیشی مال کی آئیں حالانکہ جولائی ۱۹۲۹ء میں ۱۶،۰۹۲ پیٹیاں آئی تھیں۔ سات ماہ کے اندر ۳۱ جولائی تک ...۰۰،۳۰ پیٹیوں کی کمی ہو گئی ہے۔ حالانکہ برطانیہ سے ہندوستان میں اوسط درآمد ...۱۱۰ پیٹیاں ہوتی ہے البتہ اٹلی سے ایک ہزار پیٹیاں ہندوستان میں زیادہ آئی ہیں۔ یہ چیز قابل غور ہے کہ اٹلی سے رنگین اونی مال اور ریشمین مال کی زیادہ درآمد ہوئی ہے ہالینڈ سے ۲۰۰،۱ پیٹیاں کمبلوں کی آئی ہیں۔ کمبلوں کے علاوہ اونی اور ریشمین مال کی ۷۰۰،۱ پیٹیاں بھی آئی ہیں۔ جاپان سے گزشتہ سال کی نسبت زیادہ مال آیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جاپان سے ...،۱۲۲ پیٹیاں آئی ہیں جن میں ...۵،۳۱ پیٹیاں گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہیں۔

گو موسم سرما قریب آ گیا ہے لیکن کوئی قابل ذکر فرمائش اس وقت تک نہیں آئی۔ معلوم ہوا ہے کہ جو مال ہندوستان میں وسیع پیمانہ پر تیار نہیں کیا جا سکتا اس پر کانگریس اتنی قیود عائد نہیں کرے گی جتنی کہ اس نے بدیشی پارچہ جات پر کی ہیں۔ (ہندوستان ٹائمس)

... انکار کر دیا تو پنڈت جی کیا کر سکتے تھے۔ چنانچہ تاجران پارچہ کو جن مشکلات کا سامنا پنڈت جی کی ملاقات سے پہلے کرنا پڑ رہا تھا، ان ہی مشکلات کا سامنا اس وقت بھی کرنا پڑ رہا ہے۔

دیوالی پر کساد بازاری

دیوالی کا تہوار ... [illegible] ... سے نہیں آئی۔ ... [illegible] ... باقی کی تجارت کو نقصان پہنچ رہا ہے ... [illegible] ... قیمتیں ... دس فیصدی کی تخفیف واقع ہو گئی ہے۔ غریب کاشتکار کی حالت نہایت زبوں ہو گئی ہے۔ سن کی موجودہ قیمت کی وجہ سے بیچارے کو تنخواہ بھی نہیں مل رہی۔ کپاس، گندم اور دوسری پیداوار کے کاشتکار قیمتوں میں تخفیف کی وجہ سے سخت نقصان برداشت کر رہے ہیں۔

دیسی منڈی کی زبوں حالت

دیسی منڈی کی بھی حالت زبوں ہے۔ نکاس کم ہے لیکن مال دوکانوں میں کافی تعداد میں بھرا پڑا ہے۔ مال کی نکاس کی کمی اور اس کی فروخت کرنے کی سخت ضرورت ممکن ہے صورت حال کو اور بھی نازک بنا دے۔ کلکتہ میں دیسی مال کی سات ماہ کے اندر ۶۳،۱۱۵ پیٹیاں آئیں یعنی گزشتہ سال کی نسبت ...۰۰،۹ پیٹیاں کم آئیں۔

کہا جاتا ہے کہ دہلی اور مدراس پریذیڈنسی میں بدیشی مال کی چند پیٹیاں فروخت ہوئی ہیں لیکن کلکتہ کی منڈی بالکل مردہ حالت میں ہے وہاں ایک پیٹی بھی نہیں جا سکی۔ اس امر کی کوشش کی گئی تھی کہ کانگریسی پکٹنگ پر پکٹنگ لگایا جائے۔ اور ایجنٹوں نے اس کو عملی جامہ پہنانے کی سعی بھی کی لیکن وہ کانگریسی پکٹنگ پر قابو نہیں حاصل کر سکے۔

بدیشی پارچہ کو کم قیمت پر فروخت نہیں کیا جا سکتا

خیال کیا جاتا ہے کہ تاجران پارچہ اپنے بدیشی مال کو کم قیمت پر فروخت نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ اس موقع کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ حالات رو بہ اصلاح ہو جائیں گے اور مال کی نکاس ہونے لگیگی۔ یہ لوگ نقصان برداشت کرنے کی بجائے اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان کا مال کچھ عرصہ کے لئے گوداموں میں پڑا رہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح جو مالی نقصان اس وقت پہنچیگا اس کی معقول تلافی اس وقت ہو جائے گی جبکہ ملک میں امن و امان قائم ہو جائے گا اور حالات رو بہ اصلاح ہو جائیں گے۔

ایک بہت بڑے تاجر کا دیوالہ

جو تاجر کم حیثیت کے ہیں ان کی حالت تو بدتر از موت ہے۔ بعض تو ابھی تک سسک رہے ہیں اور بعض نے اپنی دوکانوں کی ... دلوا دی ہیں۔ ایک دوکاندار جو سامان تعیش اور اونی مال کی تجارت کرتا تھا اور جس کے مال کی روزانہ فروخت تقریباً دو ہزار روپے تھی۔ اب اس کا دیوالہ ...

کلکتہ میں امتناعی احکام کی خلاف ورزی

پولیس کی لٹھ بازی اور ۵۵ کے قریب گرفتاریاں

کلکتہ ۱۲ نومبر۔ آج دوپہر کو بنگال سول نافرمانی کونسل کی جانب سے تین سو آدمیوں پر مشتمل ایک جلوس نکالا گیا جس نے شمالی کلکتہ میں ایک میل تک گشت لگایا۔ یہ جلوس امتناعی احکام کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں نکالا گیا تھا۔ ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں صدر کونسل نے تقریر کی۔ شہر کے مختلف مقامات سے اور بھی متعدد جلوس نکالے گئے جن میں سے اکثر کو پولیس نے منتشر کیا۔ ۵۵ گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں اور پولیس کی لاٹھیوں سے متعدد اشخاص کے خفیف چوٹیں آئیں۔

ناگپور میں سی پی وار کونسل کا گیارہواں ڈکٹیٹر

ناگپور ۱۲ نومبر۔ مسٹر بھولی ... ڈی ہرکارے وکیل۔ انویں بائی کے بجائے سی پی مرہٹہ وار کونسل کے گیارہویں ڈکٹیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ کانگریس کے سردار اور کانگریسی کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

لندن میں ہندوستان کی قسمت کا مقدمہ شروع ہوگیا!

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ملک معظم تقریر فرمانے کے بعد تشریف لے گئے۔ بعد ازیں مہاراجہ پٹیالہ نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم کو صدر منتخب کرنے کی تحریک پیش کی۔ سر آغا خاں نے اس تحریک کی تائید کی بعد ازاں وزیر اعظم صدر منتخب ہوگئے۔

وزیر اعظم کی تقریر

آپ نے کانفرنس کے مندوبین کی جانب سے ملک معظم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سب پر بہت زیادہ اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آج ایک نئے تاریخی دور کا آغاز شروع ہوتا ہے۔ برطانی حکومت اور مدبرین کی جانب سے جو اعلانات وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں کہ ہندوستان میں برطانیہ عظمیٰ کا کام یہ ہے کہ وہ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری کے لئے تیار کرے وہ بالکل صریح اور صاف ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان اعلانات کا استعمال افسوسناک کاہلی سے کیا گیا ہے تو میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کوئی مستقل آئینی ارتقا ایسا نہ ہوگا جس میں لوگوں کو تساہل نظر نہ آتا ہو۔ ہم لوگ یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ باہمی غور و خوض سے حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ہندوستان آئینی ارتقاء میں کس نمایاں درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ اس باہمی غور و خوض کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن بعض لوگ ایسے بھی موجود ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ یہ نتیجہ یا فیصلہ خاطر خواہ نہیں ہے اور بعض لوگ یہ کہیں گے کہ یہ فیصلہ حد سے متجاوز ہوگیا ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے کہنے کا کچھ خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہم کو دلیرانہ طور پر پیش قدمی کرنی چاہئے اور معقول اور باخبر رائے عامہ سے اپیل کرنا چاہئے۔ سول نافرمانی ہمارے عملوں کے رد کا ذریعہ ہے۔ یہ طریق کار معاشرتی ذہنیت کو برباد کر دیتی ہے۔ حالانکہ معاشرتی ذہنیت ہی آئینی ترقی کا ماخذ ہے اور اسی پر اندرونی نظم و نسق کا انحصار ہے۔ جو لوگ تعاون سے کام لیتے ہیں وہ ترقی کے علمبردار ہیں۔

وزیر اعظم نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ ان کی مساعی کامیاب ہوں گی متعدد وجوہ موجود ہیں کیونکہ ان لوگوں نے آزادانہ آئینی ترقی و بہبودی کے اہم مسائل کا تدبر کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے تمام اختلافات کے باوجود دانشمندانہ طور ...

[illegible]

ہماری تقویت ہے ان کے اطمینان میں ہمارا تحفظ ہے، ان کا شکر ہماری مساعی جمیلہ میں مضمر ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہم اس اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کے لئے باہمی رواداری اور اعتبار و اعتماد سے یکدلی کے ساتھ کوشش کریں۔

سر اکبر حیدری کی تقریر

سر محمد اکبر حیدری (نمائندہ حیدرآباد دکن) نے فرمایا کہ سلطنت اور تمام دنیا کے لوگوں کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ والیان ریاستہائے ہند کا تاج کے ساتھ رشتہ اتحاد نہایت مضبوط ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ والیان ریاست اپنی حدود میں قائم رہ کر برطانی ہند کے لوگوں کے مقاصد و مطالب کے ساتھ پوری ہمدردی ظاہر کرتے اور اس عظیم ہندوستان کی تحصیل میں دوش بدوش کام کرنے کے واسطے تیار ہیں جو اس کانفرنس کا نتیجہ ہوگا۔

مسٹر شاستری کی تقریر

مسٹر سری نواس شاستری نے فرمایا گو سیاسی افق پر غلط فہمی اور تعصب کی گھٹا چھا رہی ہے لیکن حکمت حقی کے دو درخشاں ستارے ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ ان دونوں حکمت عملیوں میں ملک معظم کی حکومت کی ذمہ داری پنہاں ہے۔ ایک حکمت عملی وہ ہے جس کا وائسرائے نے گزشتہ سال اعلان کیا تھا کہ ہندوستان کی آئینی ترقی کا قدرتی نتیجہ درجہ مستعمرات ہوگا جس کا اعلان اگست ۱۹۱۷ء میں کیا جا چکا ہے۔ دوسری حکمت عملی وہ ہے جس کا اعلان وائسرائے نے امسال گزشتہ جولائی میں کیا تھا اور جس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان اپنے معاملات کے انتظام میں وسیع سے وسیع درجہ کے اختیارات دئے جائیں اور ان امور کے لئے ضروری تحفظات مہیا کئے جائیں گے جن کے لئے فی الحال ہندوستان اپنے ذمہ داری نہیں لے سکتا۔

ہمارے ذمہ جو فرض عائد کیا گیا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم مذکورہ بالا حکمت عملیوں کی تاویل آزادانہ طور پر کریں اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی امکانی کوشش کریں۔

مسٹر باسو کی تقریر

مسٹر باسو (نمائندہ برما) نے فرمایا "ہم کو امید ہے کہ دوستانہ بحث مباحثہ سے وہ تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی جو بادی النظر میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ ان پر عبور حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ ہم انگلستان کی طرف دوستانہ اور محبانہ نظر سے دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہم جلد سلطنت برطانیہ میں مساوی حصہ دار کی حیثیت سے مساوی درجہ حاصل کر لیں گے۔

[illegible]

... کے اس اجتماع پر میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تمام جماعتیں باہمی اعتماد و رواداری اور دانشمندی کے ساتھ متحدہ مطالبات کے حصول میں مساویانہ کوشش کریں گی۔ وزراء اور نوآبادیات کے نمائندوں کی موجودگی سے مجھے بہت مسرت ہوئی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ وہ دولت مشترکہ برطانیہ کی ایک نئی اور خود مختار حکومت کی پیدائش دیکھنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔" (برطانی لاسلکی پیغام)

لندن میں ہندو مسلم مشاورت

ابتک کوئی نتیجہ نہیں نکلا

لندن ۱۱ نومبر۔ آج ہندو مسلمانوں کی ایک مشترکہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بحث کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ لیکن ابھی تک کانفرنس کسی نتیجہ پر نہیں پہونچی۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مسٹر شاستری سر چمن لال سیتلواد۔ اور مولانا محمد علی سے اس کانفرنس کی شرکت کی درخواست کی جائے۔ گول میز کانفرنس کے افتتاح کے بعد ایک مزید اجلاس کا اہتمام کیا جائے گا۔

نمائندوں کی مکمل فہرست

گول میز کانفرنس کے نمائندے جو اس وقت لندن میں ہیں ان کی کل تعداد ۸۶ ہے جن میں سے ۱۶ ریاستہائے ہند کے نمائندے ہیں ۵۷ برٹش انڈیا کے نمائندے ہیں اور ۱۳ برطانیہ کی سیاسی پارٹیوں کے نمائندے ہیں۔

ریاستہائے ہند کے نمائندے

[illegible]

برطانی ہند کے نمائندے

[illegible]

ہندوستان کی آئندہ آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کا مکتوب

مسئلہ مدافعت اور غیر ملکی معاملات پر پارلیمنٹ کا قبضہ

گورنر جنرل اور گورنر صوبہ کے جدید اختیارات

صوبہ سرحد کو برائے نام مراعات دینے کی تجویز

جدید دہلی ۱۲ نومبر۔ گول میز کانفرنس کے افتتاح کے ساتھ ہی حکومت ہند نے اپنا وہ مکتوب شائع کر دیا ہے جس میں آئینی اصلاحات کے متعلق تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ مکتوب متفق علیہ ہے اور اس پر لارڈ ارون، سر ولیم برڈوڈ، سر جارج رینی، سر جیمس کریرار، سر جارج شسٹر، سر بی ایل مترا، سر فضل حسین اور سر جوسیف بھور کے دستخط ثبت ہیں۔ اس مکتوب میں ارباب حکومت نے وہ تجاویز پیش کی ہیں جن کے ذریعہ ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کیلئے اور زیادہ ترقی یافتہ قدم بڑھایا جا سکتا ہے تاکہ ہندوستان کا تعلق سلطنت برطانیہ سے جزو لاینفک کی حیثیت سے برقرار رہے۔ چنانچہ مکتوب کے آخری باب میں حسب ذیل تجاویز پیش کی گئی ہیں:۔

تجاویز

"ہم نے آئینی ترقی اور تمام ہندوستان کے لئے وفاقی طرز حکومت کے اصول کو منظور کر لیا ہے۔ علاوہ ازیں برطانی ہند کے نظم و نسق کے متعلق ہم نے ہندوستان اور برطانیہ کے مشترکہ حصہ کی مختلف مقامات پر پوری توضیح کر دی ہے۔ صوبجاتی آئین کے متعلق سائمن کمیشن نے جو سفارشات پیش کی ہیں ان سے ہم کو عام طور پر اتفاق ہے۔ صوبجاتی آزادی کے ... طور پر جو مطالبہ کیا جاتا ہے اس کو ان سفارشات نے نہایت فراخدلی ...

[illegible]

اہمیت اس پر مبنی ہے کہ حکومت برطانیہ ان تحفظات کی جنہیں وہ اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی ہے۔ ان کی توضیح کر دے اور تمام صاف کرے کہ جن معاملات میں یہ مخصوص تحفظات حاصل نہ ہونگے ان کے نظم و نسق تک ہندوستان آزاد ہوگا۔

سائمن رپورٹ کی سفارشات پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے مکتوب میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ سندھ اور اڑیسہ میں سرحدی کمیشن کے تقرر کے بجائے متعلقہ مجالس مقرر کی جائیں۔ اور برما کی علیحدگی کے مسئلہ میں ... کی سرحد کو دوبارہ متعین کرنے کا معاملہ بھی شامل کر لیا جائے۔

صوبجاتی حکومت کا آئین

صوبجات کے آئین کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے ارباب حکومت نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ صوبجاتی حکومتوں میں دو عملی کا خاتمہ کر دیا جائے اور وحدانی طرز حکومت قائم کیا جائے۔ اس تجویز پر تمام صوبجاتی حکومتوں نے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ لیکن ... وحدانی طرز حکومت مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر کار بند ہوگا ... گورنر وزارت کے لئے سرکاری حکام کا انتخاب ... صوبجاتی مجلس مقننہ کی میعاد ۵ سال ہوگی ...

[illegible]

الجمعیۃ دہلی
۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء

گول میز کانفرنس میں ملک معظم کی افتتاحی تقریر

ہندستان کے قومی جذبات کے ساتھ لفظی ہمدردی

بالآخر وہ ساعت بھی آ پہنچی جس کا نہایت بے چینی کے ساتھ تمام دنیا انتظار کر رہی تھی اور جس میں تمام ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ گول میز کانفرنس جو ہندوستان کے آئندہ طرز حکومت پر غور و فکر کے لئے منعقد ہونے والی تھی وہ ۱۲ نومبر کو معرض وجود میں آگئی اور ملک معظم جارج پنجم نے دارالامرا کی شاہی گیلری میں اس کا افتتاح کرتے ہوئے تقریر بھی فرمادی۔ اس بات کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں کہ گول میز کانفرنس کا انعقاد جن حالات سے مجبور ہو کر کیا گیا اور جس سیاسی ماحول میں اس کا وجود معرض ظہور میں آیا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ ملک معظم اپنی افتتاحی تقریر میں ہندوستان کے ان قومی اور سیاسی جذبات کو ملحوظ رکھ کر اظہار خیال فرماتے جو اس وقت سرزمین ہند کے گوشہ گوشہ میں نمایاں ہیں اور جن کے باعث باشندگان ہند سخت پیچیدگیوں، ناقابل برداشت مصیبتوں، قید و بند اور اتلاف جان و مال کی گوناگوں پریشانیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ملک معظم کی افتتاحی تقریر جو کروڑہا مختلف الخیال باشندوں کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والی ہے، ایسی ہونی چاہیے تھی جس میں آئندہ ہونے والی کارروائیوں کی جھلک صاف نظر آجاتی اور جس سے لوگوں کے شکوک و اضطراب دور ہو جاتے مگر افسوس کہ ملک معظم نے معاملات کی نزاکت کو صاف نظر انداز کر دیا اور تقریر میں چند رسمی کلمات فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

جن لوگوں کو برطانی ارباب بست و کشاد کے اعلانوں اور تقریروں کو پڑھنے اور سننے کا موقعہ ملا ہے اور جو ان حضرات کے اظہار ضمیر کے نفسیاتی اصول سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ برطانی افسران کی گفتگو میں ہمیشہ دو باتیں خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ برطانیہ کے اراکین میں سے جو رکن جتنا زیادہ ذمہ دار اور اعلیٰ منصب پر مامور ہو گا اس کے الفاظ اتنے ہی زیادہ مہمل، مبہم اور غیر واضح ہوں گے جن کے سننے کے بعد کوئی شخص بھی کسی قطعی اور آخری نتیجہ پر نہیں پہونچ سکتا۔ دوسری خصوصی بات جو ان کے ہر کلام میں پائی جاتی ہے وہ زبانی ہمدردی کے الفاظ کی تکرار ہے جس چیز کے متعلق وہ خیال کرتے ہیں کہ اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا اسی پر ہمدردی کا تمام زور خرچ کر دیتے ہیں اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ فریق مقابل کی سرگرمیوں کو ٹھنڈا کر دیا جائے اور ان کے دماغ کو ایک عارضی تسکین دیکر بیکار کر دیا جائے۔

افسوس ہے کہ یہی اسپرٹ ملک معظم کی افتتاحی تقریر میں پائی جاتی ہے تمام تقریر کو اول سے آخر تک پڑھ جاؤ وہ سب کی سب ابہام و اہمال کا ایک عجیب مرقع نظر آئے گی اور پڑھنے والے کو کسی خاص نتیجہ پر پہونچنا سخت دشوار ہو جائے گا۔ البتہ زبانی ہمدردی اور لفظی غمخواری آپ کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتی ہے۔ ملک معظم فرماتے ہیں:۔

”ہندوستان میں میری رعایا کو جن مادی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے ان سے میں بہت زیادہ متاثر ہوں اور کانفرنس کی آئندہ کارروائی میں یہ مشکلات ہمیشہ پیش نظر رہیں گی۔ مجھے اکثریتوں اور اقلیتوں مردوں اور عورتوں، شہریوں اور دیہاتیوں، زمینداروں اور کسانوں طاقتوروں اور کمزوروں، امیروں اور غریبوں اور مختلف اعلیٰ اور پست قوموں کے مناسب مطالبات کا احساس ہے۔“

ہمدردی کے یہی وہ کلمات ہیں جو نائب الحکومت کشور ہند نے بارہا اپنے اعلانات اور تقریروں میں ادا کئے بلکہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سے زیادہ ہمدردی کے جذبات کا وائسرائے ہند کی طرف سے اظہار ہوا ہے یہی الفاظ گورنر، کمشنر اور دیگر ذمہ دار برطانی افسر ان خاص خاص موقعوں پر ادا کرتے رہے ہیں جن کا نتیجہ آج تک جو نکلا وہ سب کو معلوم ہے۔ اب یہی الفاظ ملک معظم کی زبان سے ایک ایسے موقعہ پر نکلے ہیں جس میں ہندوستان کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے اور جس پر مستقبل ہند کا تمام دارومدار ہے۔ افسوس ہے کہ ہم ملک معظم کی تقریر سے بہت زیادہ توقعات تھیں اور آپ کی ذات سے سرپرست سلطنت [illegible]

[illegible]

خواہ وہ کتنی ہی خوش کن، تسلی بخش اور امید افزا ہو وہ اس پر توجہ دینا بھی اپنی قومی، مذہبی اور ملکی توہین تصور کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ملک معظم کو اس بات کا تو اقرار ہے کہ

”دس سال کا عرصہ بہت قلیل ہوتا ہے لیکن اس عرصہ میں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دولت مشترکہ برطانیہ کے تمام ممالک میں قومی جذبات کو نہایت تیزی کے ساتھ زبردست ترقی حاصل ہوئی ہے“

مگر آپ اس ترقی کا ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں اور وہی پرانی باتیں سنا کر ہم کو خوش کرنا چاہتے ہیں جن کو لعقول آپ کے دس سال پہلے پیش کیا جاتا تھا۔ اسی بنا پر ہم کو یہ خیال ظاہر کرنا پڑا کہ ملک معظم نے ماحول سے چشم پوشی فرما کر اور ہندستانی مسائل کی نزاکت کا اندازہ لگائے بغیر ہی چند ایسی باتیں فرما دی ہیں جن کی اس وقت اور اس موقعہ پر ہرگز ضرورت نہ تھی۔

ملک معظم نے اپنی یادگار زمانہ اور تاریخی تقریر میں سائمن کمیشن کا ذکر بھی چھیڑ دیا ہے اور مندوبین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد بھی فرمایا ہے کہ

”نتائج کی جانچ و پڑتال اس کمیشن کے ذریعہ کیگئی ہے جو میں نے مقرر کیا تھا۔ اس کمیشن کی رپورٹ اور بحث میں آنے والے مسائل کے حل کیلئے جو مواد فراہم ہو سکتا تھا وہ تمام آپکے روبرو پیش کیا جائے گا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندستان کے دستوری مسائل زیادہ تر سائمن رپورٹ کی مدد سے حل کئے جائیں گے اور اس کے جمع کردہ مواد پر اکثر گفتگو کا انحصار ہو گا۔ اگر ملک معظم کا یہ بیان صحیح ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ بدبخت ہندوستان پر ابھی آزادی کے آفتاب کا طلوع ہونا مشکل ہے اور ابھی کچھ عرصہ تک اس کو غلامی کی لعنت اور برداشت کرنا پڑے گی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب سائمن رپورٹ اس مجلس مشاورت میں کافی اثر انداز ہوگی تو پھر گول میز کانفرنس کا ڈھونگ کیوں رچایا گیا اور ہندوستان کی اعلیٰ اعلیٰ شخصیتوں کو بلا کر کیوں پریشان کیا گیا؟ ایک طرف گول میز کانفرنس ہے جو ہندوستان کی مرضی کے خلاف منعقد کی گئی ہے اور دوسری طرف سائمن رپورٹ ہے جس کا بائیکاٹ باشندگان ہند کی جانب سے متفقہ طور پر کیا گیا تھا ان ناجائز اور توہین آمیز چیزوں کی مدد سے جب کسی چیز کا فیصلہ کیا جائیگا تو اس کا جو حشر ہو گا وہ سب کو معلوم ہے!۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ گول میز کانفرنس باشندگان ہند کی مرضی کے مطابق منعقد نہیں کی گئی اس لئے یہ کامیاب ہو یا ناکام ہندوستان پر بحیثیت مجموعی اس کا کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ البتہ جو لوگ خود اپنے ہم وطنوں اور قوم پروروں کو ناراض کر کے اور بہت سی توقعات کو سینوں میں دبا کر اس کانفرنس کے طواف کرنے تشریف لے گئے ہیں اُن کے لئے ملک معظم کی تقریر یقیناً سب سے زیادہ مایوس کن، خلاف توقع اور باعث شرم و ندامت ہوگی اگر وہ حضرات ہندستان کے متفقہ مطالبہ کے سامنے سرنگوں ہو جاتے اور کانفرنس کی شرکت سے باز رہتے تو آج اُن کو یہ ذلت برداشت نہ کرنی پڑتی۔ اب اصل کانفرنس کی کارروائیاں باقی ہیں جن کی تعمیر بھی کسی پختہ چٹان پر معلوم نہیں ہوتی۔ بہرحال ملک معظم کی یہ تقریر توقعات کا خون کرنے والی اور آزادی ہند سے چشم پوشی کا ایک عبرتناک مرقع ہے۔

ولایتی پارچہ فروش کی دوکان پر پکٹنگ

دو والنٹیروں کی گرفتاری

دہلی ۱۴ نومبر۔ مسمیٰ بشیشر ناتھ اور بال کشن داس نے ولایتی کپڑوں کے بنڈلوں کو اپنے مکان سے منتقل کرنے کے لئے پولیس کی امداد طلب کی تھی جس پر کانگریس کے والنٹیروں نے پکٹنگ لگا دیا۔ آج رات کو [illegible]

دہلی جیل میں سیاسی لڑکوں کا مقدمہ

مولوی دلدار علی اور محمد عثمان صاحب کو سزائیں

[illegible]

عدالت سشن میں دہلی کے وکلا کی درخواست

حضرت مولانا احمد سعید مسٹر آصف علی و مسٹر فرید الحق انصاری کی سزائیں غیر آئینی ہیں

وکلاء کی کارروائی پر حضرت ناظم جمعیۃ کا اظہار ناپسندیدگی

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر اور مسٹر فرید الحق صاحب انصاری کی گرفتاری اور سزایابی کے وقت بعض قانون داں حضرات نے مجسٹریٹ کو توجہ دلائی تھی کہ ان اصحاب کے خلاف قانونی چارہ جوئی آئین کے مطابق نہیں ہے مگر ان لوگوں کے عذرات اس وقت مسموع نہیں ہوئے اور فیصلے سنا دئے گئے انہیں عذرات کی بنا پر دہلی کے وکلاء نے عدالت سشن میں ایک مرافعہ داخل کیا جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ۱۸ ستمبر سے ۷ ستمبر تک جتنی گرفتاریاں اور سزایابیاں ہوئیں وہ سب خلاف قانون تھیں کیونکہ کانگریس کمیٹی کو غیر آئینی جماعت قرار دینے والا حکم گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ میں ۶ ستمبر کو شائع ہوا تھا اور اس سے قبل کانگریس کمیٹی خلاف قانون جماعت نہیں تھی۔

سشن جج نے مقامی حکومت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ مقدمات کی آئینی تحقیقات کر کے یہ معلوم کرے کہ ان میں کوئی قانونی سقم باقی رہا ہے یا نہیں۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند جو اس وقت گجرات جیل میں محبوس ہیں ان کو جب وکلاء کی اس درخواست کا حال معلوم ہوا تو آپ نے اس سے اپنی قطعاً لاعلمی کا اظہار کیا اور وکلاء کی اس کارروائی پر انتہائی ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔

روزانہ الجمعیۃ کے متعلق ایک اہم اعلان

قارئین کرام ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء کا انتظار فرمائیں

[illegible]

اشاعت میں ایک اہم اعلان کیا جائے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے تمام خریداران الجمعیۃ تیار رہیں گے اور جس وقت ادارہ الجمعیۃ ان کے سامنے اپنی مخصوص خدمات کو پیش کرے گا تو وہ اس کی ہمت افزائی میں دریغ نہ فرمائیں گے۔

دہلی کانگریس آفس پر پولیس کا چھاپہ

کانگریس کی موٹر ضبط کر لی گئی

دہلی ۱۳ نومبر۔ آج شام کو نو بجے کے بعد پولیس کی ایک جماعت نے مسٹر عبدالواحد انسپکٹر کی رہنمائی میں کانگریس آفس واقع چاندنی چوک پر چھاپہ مارا۔ پولیس آفس میں ڈیڑھ گھنٹہ تک موجود رہی مگر اس نے نہ تو کسی کو گرفتار کیا اور نہ آفس کی تلاشی لی۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس چند اشخاص کو گرفتار کرنے کے لئے آئی تھی مگر آفس میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے گرفتاری عمل میں نہیں آسکی اور پولیس ناکام واپس لوٹ گئی۔ جس وقت پولیس کا دستہ کوتوالی جانے لگا تو انہوں نے ایک شورلیٹ موٹر کار کو آفس کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا۔ انسپکٹر عبدالواحد موٹر میں بیٹھ گئے اور موٹر ڈرائیور سے کوتوالی چلنے کو کہا۔ ڈرائیور نے کوتوالی چلنے سے انکار کر دیا لیکن جب عبدالواحد نے کہا کہ موٹر پولیس نے ضبط کر لی ہے تو ڈرائیور اس کو کوتوالی لے گیا جہاں اس کا بیان لکھا گیا۔ ڈرائیور نے پولیس سے کہا کہ موٹر اپر انڈیا ٹریڈنگ کمپنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ضبطی کے وقت مالک موٹر کا ایک دوست اس کا نگران تھا۔ پولیس نے موٹر کو روک لیا اور ڈرائیور سے کہا کہ کل تم اپنے مالک کے ساتھ آنا۔

دہلی میں یوم جواہر لال منانے کی شاندار تیاریاں

دہلی ۱۴ نومبر۔ دہلی کانگریس کمیٹی آجکل جواہر لال ڈے منانے کی تیاریوں میں مشغول ہے دہلی کے مختلف محلوں میں روزانہ جلسے کئے جا رہے ہیں جن میں عورتوں اور مردوں کی کافی تعداد شریک ہوتی ہے۔ کنج پہاڑ گنج اور دریبہ میں دو جلسے ہوئے۔ ڈاکٹر سوریندر ناتھ صاحب جو ہر ڈکٹیٹر کانگریس کمیٹی نے پہاڑ گنج میں تقریر فرماتے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ جواہر لال ڈے منانے کے لئے پوری قوت سے تیار ہو جائیں۔

شراب کی دوکانیں پھر بند کر دی گئیں

دہلی ۱۴ نومبر۔ شراب کی بعض دوکانیں جو کل کھل گئی تھیں آج پھر دوبارہ بند کر دی گئیں کیونکہ کانگریس کی جانب سے زبردست پکٹنگ لگا دیا گیا تھا۔

بہار کے علماء زندان فرنگ میں

مولانا محمد اسحٰق صاحب کی گرفتاری و سزایابی

جناب مولانا مولوی عبدالودود صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ دربھنگہ گرفتار کر لئے گئے تھے اور مولانا محمد اسحٰق صاحب بروتی کو مجسٹریٹ مونگیر نے آٹھ ماہ کی سزا کا حکم سنا دیا۔

ہر دو حضرات استخلاص وطن کے لئے سرگرم عمل تھے ان علمائے امت کی گرفتاری نے مسلمانان بہار میں سخت اضطراب و جوش پیدا کر دیا ہے۔

کارخانہ کے مزدوروں پر پولیس کے فائر

چار آدمی مارے گئے اور بیس زخمی ہوئے

حکومت بہار اور اڑیسہ کا بیان

پٹنہ ۱۴ نومبر۔ گورنمنٹ بہار اور اڑیسہ نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ چار پانچ روز سے جمالپور کے قلیوں نے شراب اور تاڑی کی دوکانوں پر حملے شروع کر رکھے ہیں جن کا باعث یہ افواہ ہے کہ سامان خورد و نوش کی قیمتیں شراب کی وجہ سے بڑھ گئی ہیں۔ پولیس کی ایک جماعت کو شراب کی دوکان کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا گیا لیکن آٹھ نومبر کو ایک زبردست مجمع نے پولیس کو دھمکانا اور خوفزدہ کرنا شروع کر دیا اور جب تک بعض گرفتار شدہ لوگ ضمانت پر نہیں چھوڑے گئے وہ منتشر نہ ہوئے۔ دس نومبر کو ایک پولیس کانسٹبل پر جو تاڑی کی ایک دوکان کی حفاظت کر رہا تھا حملہ کیا گیا اور ۱۲ نومبر کو دوپہر کے وقت تاڑی کی دکان پر پہرہ دینے والے کانسٹبل کو ایک مجمع نے زد و کوب کیا اس کے بعد ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو مسلح گارڈ کے ساتھ موقعہ پر روانہ کیا گیا تاکہ وہ حملہ آوروں کو گرفتار کرے چنانچہ جب وہ لوگ شام کے وقت ریلوے ورکشاپ سے نکلے تو ان میں سے دس یا بارہ آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا اس پر مجمع نے پولیس پر خشت باری شروع کر دی اور قیدیوں کو چھڑا لے گئے مجمع متنبہ کرنے کے باوجود بھی منتشر نہ ہوا چنانچہ اس کے بعد ان پر بندوق کے چار یا پانچ چھرے چلائے گئے مگر وہ پھر بھی آگے ہی بڑھتے رہے۔ خشت باری کی وجہ سے بہت سے پولیس کے سپاہی زخمی ہوئے اور ان کی صف بندی ٹوٹ گئی مگر مجمع دونوں جانب سے برابر خشت باری کرتا رہا جس سے مجبور ہو کر پولیس نے اپنی حفاظت کے لئے فائر کئے۔ اس اثنا میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اپنے آدمیوں کو دوبارہ مستعد کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے دوبارہ فائر کرنے کا حکم دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجمع کا سرغنہ زخمی ہو گیا اور مجمع منتشر ہونے کے بعد واپس چلا گیا۔ پولیس کے فائر سے ۲۳ آدمی سخت زخمی ہوئے۔ ۴ آدمی مارے گئے۔ چار آدمی خطرناک طور پر زخمی ہوئے، پانچ آدمیوں کو سخت زخم آئے اور باقیوں کو خفیف زخم آئے۔ ۲۴ پولیس کے سپاہیوں کو بھی چوٹیں آئی ہیں کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جمالپور سے موقعہ واردات پر پہونچے اور کارخانہ کے نمائندوں سے گفتگو کی۔ اب یہاں امن و امان ہے اور کسی مزید فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔

سودیشی کا استعمال مسلمانوں کا ایک اہم فریضہ ہے

مولانا سید لطف اللہ صاحب کا پیغام

اپنے متوسلین اور مسلمانوں کے نام

دیسی صنعت و حرفت کی امداد یوں تو اس ملک کے تمام باشندوں کے لئے فطرتاً لازمی اور ضروری ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے خصوصاً ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑوں کی خرید و فروخت اپنی موجودہ مالی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک اہم فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے، اگر ہم میں صحیح جذبہ اپنے بھائیوں کی خدمت کا موجود ہے، اور اپنے بھائیوں کو بیکاری سے نجات دلانا اور بد اخلاقیوں سے روکنا چاہتے ہیں، تو موجودہ حالت میں اس سے بڑھ کر کوئی صورت نہیں کہ آج سے ہمیشہ کے لئے سودیشی کا استعمال اپنے لئے اپنے اسلام کے لئے ضروری سمجھیں، کفایت شعاری کا لوگوں کو عادی بنائیں مراسم غیر شرعی کو بالکل موقوف اور تمام ضروریات میں کمی کرنے کی تبلیغ کریں۔

میں اپنے تمام متوسلین سلسلہ رحمانی سے کہتا ہوں کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دیسی چیزوں کی خرید و فروخت کریں، اپنے گھروں میں چرخہ کا رواج دیں، جو غریب یا بیوہ عورتیں ہوں اُن کے لئے چرخہ کا سامان کریں، اور اُن کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا خصوصیت کے ساتھ استعمال کریں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عمل خیر اور باہم صلح و آشتی سے زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (سید لطف اللہ خانقاہ رحمانی مونگیر)

ایک ضروری تصحیح

اخبار الجمعیۃ ۵ نومبر ۱۹۳۰ء کے افتتاحیہ میں ان علماء کرام کی ایک طویل فہرست درج کی گئی تھی جو علماء دیوبند کے مسلک سے اختلاف رکھتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند سے وابستہ ہیں اس فہرست میں مولانا اسمٰعیل ابن محمد بسم اللہ صاحب مفتی جامع رنگون کا نام غلطی سے درج ہو گیا تھا۔ قابل تصحیح

[illegible]

ہندوستان کی آیندہ آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کا مکتوب

(بسلسلہ صفحہ ۳)

مکتوب میں اس پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ میں زبردست محکمہ مالیات ہونا چاہئے۔ اور "قانون انتقال اختیارات" میں محکمہ مالیات کو جو جگہ دی گئی ہے اُسے جدید دستور اساسی میں برقرار رکھا جائے گا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کو مزید اصلاحات

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے متعلق حکومت ہند نے اپنے مکتوب میں جو تجاویز پیش کی ہیں وہ سائمن رپورٹ اور ہندوستانی مرکزی کمیٹی کی سفارشات سے زیادہ وسیع ہیں۔ ان تجاویز میں چیف کمشنر صوبہ سرحد کی سفارشات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے لئے ایک مجلس مقننہ کے قیام کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس مجلس میں تیس یا چالیس ارکان ہونگے۔ منتخب شدہ اراکین کی تعداد نامزد کردہ اراکین کے مقابلہ میں ایک سے زیادہ ہوگی۔ چھ یا آٹھ سرکاری اراکین ہونگے اور اقلیتوں کے نمائندوں کی تعداد مجموعی آبادی کی نسبت دگنی ہوگی۔ ان نمائندوں کا انتخاب یا توجداگانہ طریقہ سے عمل میں آئے گا یا حکومت ان کو نامزد کردے گی یا ان کی نشستیں محفوظ کر دی جائیں گی۔ بہرحال وہ طریقہ اختیار کیا جائے گا جس کو اقلیت متعلقہ منظور کرے۔

چیف کمشنر صوبہ سرحد کو لفٹننٹ گورنر بنا دیا جائیگا لیکن قبائلی علاقہ جات کے انتظامات بدستور وائسرائے کا نمائندہ تصور کیا جائے گا۔ چونکہ اس صوبہ کے میزانیہ میں زبردست خسارہ واقع ہوگا۔ اس لئے مرکزی حکومت کے میزانیہ سے اس کی کو پورا کیا جائیگا۔ لفٹننٹ گورنر کے دو وزیر ہونگے جن میں ایک سرکاری حاکم ہوگا۔ حکومت ہند ان خطرات کو بھی پردہ رکھنا نہیں چاہتی جو صوبہ سرحد کو ایسی زبردست اصلاحات دینے میں لاحق ہو سکتے ہیں لیکن وہ اصلاحات کو اس وجہ سے حق بجانب خیال کرتی ہے کہ مسلسل سیاسی شورش ان خطرات کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہے۔

برما کی علیحدگی کا مسئلہ

مکتوب میں برما کی علیحدگی کے متعلق سائمن رپورٹ کی سفارشات سے اتفاق ظاہر کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ برما کو ہندوستان سے علیحدہ کرنے میں ایسی مشکلات حائل نہیں ہیں جو ناقابل عبور ہوں چنانچہ سپہ سالار افواج ہند نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ فوجی مسئلہ کا جہاں تک تعلق ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ برما اور ہندوستان کے لئے متحدہ فوجی نظام کی ضرورت نہیں ہے۔

مکتوب میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ برما کا علیحدہ گورنر مقرر کیا جائے جو وائسرائے کا ماتحت نہ ہو۔ برما کا دستور اساسی مرتب کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا جائیگا اور کمیشن کے سامنے ہندوستانی مفادات کے متعلق ہندوستانیوں کی مناسب رائے پیش کی جائے گی۔ مکتوب میں اس امر کی سفارش کی گئی ہے کہ برما کو علیحدہ کرنے کے بعد ذمہ دار حکومت دینے کے وعدہ کا اعادہ کیا جائے جو ۱۹۱۷ء میں کیا گیا تھا تاکہ ان شکوک کا ازالہ ہو سکے جو مسئلہ علیحدگی کے ساتھ حکومت کی حمایت کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔

غرضیکہ حکومت ہند برما کو علیحدہ کرنے کی سفارش اس حالت میں کرتی ہے جبکہ مالی اور دیگر اہم ذمہ داریاں پوری ہوسکیں۔

مرکزی مجلس عاملہ

مکتوب میں مرکزی مجلس عاملہ کے متعلق اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کو مکمل ذمہ دار حکومت کی صورت میں تبدیل کرنے کے اندر جو وقفہ صرف ہوگا اس دوران میں برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان مؤثر اشتراک عمل کی ضرورت ہے۔

مکتوب میں مرکزی حکومت کے لئے جو اہم شرائط پیش کی گئی ہیں وہ مرکزی مجلس عاملہ کا اندرونی اتحاد عمل، مجلس مقننہ اور مجلس عاملہ کا اتفاق اور رائے عامہ کی پسندیدگی پر مشتمل ہیں۔ [illegible] اول کا وجود تو اس وقت بھی ہے لیکن شرط دوم کی تکمیل نہایت مشکل ہے اور اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ عامۃ الناس [illegible] اس کا علاج یہ ہے کہ عامۃ الناس کی انتہائی ہمدردی اور زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل کی جائے حقیقت یہ ہے کہ [illegible] اس امر کی ضرورت ہے کہ مجلس عاملہ کے اندرونی اتحاد کو مد نظر رکھ کر مجلس مقننہ اور مجلس عاملہ کے مابین زیادہ سے زیادہ اتحاد عمل حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس امر کی توضیح کی جاچکی ہے کہ مجلس عاملہ کی شرائط اس نوعیت کی ہیں کہ جن کے باعث دوگلی یا مجلس عاملہ کے اختلافات میں پارلیمنٹ کا اشتراک ناگزیر ہے۔ مکتوب میں سائمن کمیشن کی اس سفارش کی تائید کی گئی ہے کہ شہزادگان کے معاملات میں وائسرائے کو حکومت ہند کا نمائندہ تصور کیا جائے۔

مسئلہ مدافعت

مسئلہ مدافعت کے سلسلے میں حکومت ہند نے سائمن کمیشن کی سفارش سے اختلاف ظاہر کیا ہے اور افواج مدافعت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی تجویز پیش کی ہے۔ حکومت ہند کے ایک رکن نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فوج کا انتظام گورنر جنرل کے ساتھ میں دینے اور ریاستہائے ہند کو وائسرائے کے ماتحت کرنے کے بعد ایسا کابینہ حکومت کے تمام شعبہ جات کا انتظام کرے گا جو مجلس مقننہ کے سامنے جوابدہ اور وحدانی طرز حکومت کے مطابق ہوگا۔ اور وہ ایسے امور میں جن کے متعلق پارلیمنٹ اپنی ذمہ داری برقرار رکھنا ضروری تصور کریگی گورنر جنرل اور اس کے مشیروں کا ماتحت ہوگا۔ حکومت کے اکثر اراکین کی یہ رائے ہے کہ اگر توقعات کے خلاف ہندوستانی رائے عامہ فوج کو مرکزی حکومت کے اختیار سے نکال لینے کے حق میں ہوئی تو اس طریقہ کو بروئے کار لانے کے لئے ہم کو تمام پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہوگا۔ فی الحال ایسا کوئی انتظام ممکن نہیں معلوم ہوتا جس کے ماتحت فوج کو مرکزی حکومت کے اختیار سے علیحدہ کردیا جائے۔ ان مشکلات کو حل کرنے کا [illegible] طریقہ یہ ہے کہ دو عملی قائم کی جائے۔ لیکن اس [illegible] مالیات اور امن و قانون [illegible] اس پہلو پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت ہند نے مکتوب میں لکھا ہے کہ مالیات کا انتظام

ایک اصولی چیز ہے کیونکہ یہ حکومت کی تمام سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس وقت تک پارلیمنٹ کو ان لوگوں کی حکمت عملی کے متعلق جو جدید طرز حکومت کے ماتحت امور ملکی سرانجام دینگے اعتماد نہیں ہو جائے گا اس وقت تک اُس کا ہندوستانی مالیات سے علیحدہ ہو جانا ہندوستانی مفاد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ فی الحال کانگریس کے موجودہ رویہ اور قرضہ جات کی ادائیگی سے عام انکار اعتماد پیدا کرنے میں حائل ہے۔

امن وقانون کا مسئلہ

مکتوب میں امن و قانون کے مسئلہ پر حکومت ہند نے تبصرہ کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ فی الحال یہ ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ پارلیمنٹ امن و امان کی انقلابی ضمانت سے علیحدہ ہو جائے۔ صوبجات میں آئینی تبدیلی کے بعد جو نتائج برآمد ہونگے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے۔ حکومت کے ایک رکن نے (جس کے اختلاف رائے کا اوپر تذکرہ کیا جاچکا ہے) یہ تجویز پیش کی ہے کہ اگر اس کے مجوزہ طریق کار پر عمل درآمد کیا گیا تو مالیات اور امن و امان کی ذمہ داری کا مرحلہ پایہ تکمیل کو پہنچ سکیگی۔

وحدانی طرز حکومت

مکتوب میں وحدانی طرز حکومت پر بحث وتحیص کرتے ہوئے حکومت ہند نے اس امر پر زور دیا ہے کہ مرکزی مجلس عاملہ و مجالس مقننہ کے درمیان اتحاد عمل اور اتفاق کی سخت ضرورت ہے۔ حکومت ہند نے سائمن کمیشن کی اس سفارش کو بھی منظور کر لیا ہے کہ گورنر جنرل کو اپنی مجلس مشاورت کے اراکین خود منتخب کرنے چاہئیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ طرز انتخاب ذمہ دار حکومت کی جانب براہ راست کوئی قدم نہیں بڑھاتا لیکن مستعمرات کی تاریخ ذمہ دار حکومت کے ارتقار کے لئے یہ طرز انتخاب نہایت ضروری شرط ثابت ہوا ہے۔

حکومت ہند نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے کہ حاکم عمومی (گورنر جنرل) کو اس کا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ چاہے تو ایک یا ایک سے زیادہ مجلس مقننہ یا مجلس مملکت کے اراکین کو اپنی مجلس مشاورت کے لئے مقرر کردے۔ یہ تجویز نہایت اہم ہے کیونکہ اس طرح منتخب شدہ اراکین کے اثر و وقار میں معتدبہ اضافہ ہو جائے گا نیز مجلس عاملہ میں منتخب شدہ اراکین کا شمول اسی وقت مفید ثابت ہو سکتا ہے جبکہ وہ صرف منتخب شدہ اراکین مجلس مقننہ یا مجلس مملکت کی حیثیت سے ہی کام نہیں کریں بلکہ اپنے سیاسی مددگاروں کے ساتھ تعلقات قائم رکھیں۔ اوران کے سامنے جوابدہ ہوں۔ مجلس عاملہ کے ان منتخب شدہ اراکین کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنی حکمت عملی کو اپنے سیاسی مددگاروں کی حکمت عملی کے مطابق ترتیب دیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ پارلیمنٹ ان مقاصد کی توضیح کردے گی جن کے ماتحت وہ حکومت ہند کی حکمت عملی میں مزاحمت کرنے کا آئینی اختیار استعمال کرسکیگی۔ اور جس وقت تک حکومت ہند کی حکمت عملی [illegible]

[illegible]

منتخب شدہ اراکین کی حیثیت

[illegible]

حاکم عمومی کے اختیارات

[illegible]

مرکزی مجلس مقننہ

مرکزی مجلس مقننہ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے حکومت ہند نے [illegible]

ہے کہ پارلیمنٹ کی یقینی حمایت کی تحصیل کے لئے حاکم عمومی کے اختیارات کو زیادہ محدود نہیں کیا جائے۔

حکومت ہند نے مکتوب میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ مرکزی مجلس مقننہ ۲۰۰ (دو سو) اراکین پر مشتمل ہونی چاہئے جن میں سے ایک سو پچاس علاقہ وار حلقہ جات سے منتخب کئے جائیں گے۔ باقی پچاس میں سات زمینداروں کے مفاد اور پانچ ہندوستانی تجارت کے مفاد کی نمایندگی کریں گے سات اڑتیس اراکین حکومت کی جانب سے نامزد کئے جائینگے جن میں سرکاری اراکین کی زیادہ سے زیادہ تعداد چھبیس ہوگی باقی اراکین پست اقوام اور مزدوروں کے نمایندے ہوں گے۔

موجودہ فرقہ وارانہ نیابت اور فرقہ وارانہ تناسب بدستور باقی رہے گا ڈیڑھ سو حلقہ جات میں سے اسی غیر مسلم، باون مسلم، تین سکھ اور تیرہ یورپین ہوں گے۔ مرکزی مجلس مقننہ کی مدت پانچ سال ہوگی۔

مجلس مملکت کا مسئلہ

حکومت ہند نے مکتوب میں مجلس مملکت کی میعاد سات سال تجویز کی ہے حکومت نے بلاواسطہ انتخاب کی کامیابی کو تسلیم کرتے ہوئے بالواسطہ انتخاب کے طریقہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے بشرطیکہ اس طریقہ سے اقلیتوں کے حقوق کو نقصان نہ پہنچے اور رائے عامہ اس کو قبول کرے۔ حکومت ہند منتخب شدہ اور نامزد کردہ اراکین کے موجودہ تناسب کو اس وجہ سے برقرار رکھنا چاہتی ہے کہ مجلس مذکور کا اقتدار قائم ہو جائے علاوہ ازیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت ہند کو کچھ عرصہ کے لئے مجلس مملکت کی اعانت پر بھروسہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مکتوب میں مسئلہ مدافعت پر بحث کرتے ہوئے حکومت ہند نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ تمام مدافعت میں ایک شہری حاکم کا شمول مناسب ہوگا۔ لیکن سپہ سالار افواج ہند کو حاکم عمومی تک براہ راست پہنچنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ مجلس عاملہ میں جس وقت فوجی معاملات پر غور و خوض کیا جائیگا اس وقت سپہ سالار افواج کی موجودگی ضروری ہوگی۔

فوجی اخراجات

حکومت ہند نے فوجی اخراجات کے اسی تخمینہ کی تائید کی ہے جو سائمن کمیشن نے اپنی رپورٹ میں پیش کیا ہے۔ حکومت ہند نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ شہنشاہی حکومت کو اپنا حصہ متعین کرنا ہوگا۔ اور فوجی معاملات کی تحقیقاتی مجالس میں مجلس مقننہ کے اراکین شریک ہوں گے علاوہ ازیں فوجی اخراجات کی یہ صورت ہونی چاہئے کہ چند سال کی مدت کے لئے سالانہ میزانیہ مقرر کردیا جائے۔ مگر مجلس مقننہ کو حکومت ہند کے سالانہ میزانیہ پر بحث کرنے کے دوران میں فوجی اخراجات اور معاملات پر بحث وتحیص کرنے کی سہولت حاصل ہوگی۔ حکومت ہند کے بعض اراکین نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس وقت تک ممکن ہو برطانی فوجی مدرسہ (سینڈ ہرسٹ) سے استفادہ کیا جائے بشرطیکہ برطانی فوجی حکام ہندوستانی امیدواروں کو ترقی پذیر تعداد میں لینے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ فوج کو ہندوستانی بنانے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ ہندوستانی فوجی امیدواروں کی تعداد میں یوماً فیوماً اضافہ ہو۔

بعض اراکین نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس قدر ممکن ہو ہندوستان ہی میں جامعہ حربیہ (ملٹری کالج) کھول دیا جائے اس پر حکومت ہند گول میز کانفرنس کی بحث وتحیص کی منتظر ہے۔ البتہ جو ارباب حکومت ہندوستانی فوج کی تجویز کے مخالف ہیں حکومت کی غرض و غایت یہ ہے کہ ہندوستان اپنی مدافعت کی ذمہ داری میں زیادہ حصہ لینے کی تیاری جلد از جلد کرسکے۔

مالیات

مذکورہ بالا امور کے بعد مکتوب میں مالیات کے مسئلہ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ فوائے مدافعت کے اخراجات ادا کرنے قرضہ ادا کرنے ملازمتوں کی تنخواہ اور وظیفوں کی ذمہ داری پارلیمنٹ پر عائد کی گئی ہے اور حکومت [illegible] یہ مسئلہ نہایت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اگر حکومت کا اعتماد اور اقتدار زائل ہو گیا تو سرمایہ کھینچنے لگیگا اور اس کا نتیجہ مالی اور [illegible] تباہی ہوگا۔

مکتوب میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ حکومت ہند کا ہندوستانی نظم و نسق میں اقتدار قائم کرنے کا انحصار رہنمایان ہند کی رائے پر منحصر ہے اگر ہندوستانی رہنماؤں نے اس کا مستند اعلان کردیا کہ وہ قرضہ جات

کی تردید کے مخالف ہیں تو یہ اعلان حکومت کے لئے بہت سود مند ثابت ہوگا لیکن اگر ہندوستانی رائے عامہ نے اپنی قومی مالی حیثیت قائم کرنے کے لئے بھی ذرائع استعمال کئے تو اس کے نتائج بہت اہم ہوں گے۔ اگر مالیات کے جائز اصول کی پابندی کی جائے تو امر پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی حکمت عملی ہندوستانی رائے عامہ کے ساتھ ہمدردانہ ہونی چاہئے۔ اور اگر مالی حکمت عملی کی تفصیلات میں پارلیمنٹ مداخلت کرنی چاہے تو وہ حقیقت میں ناجائز ہوگی۔

مسئلہ تجارت

اس کے بعد مکتوب میں تجارت کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ نرخنامہ محصولات (کسٹم ٹیرف) کا تذکرہ کرتے ہوئے حکومت ہند نے دو شرائط پیش کی ہیں۔ اول یہ کہ نرخنامہ محصولات کا انحصار ملی حیثیت پر مبنی ہونا چاہئے۔ دوم یہ کہ بین الاقوامی تجارت کے نتائج کو ملحوظ رکھا جائے [illegible] میں برطانی پارلیمنٹ کی مسلسل مداخلت کی ضرورت محسوس ہوگی۔ لیکن برطانیہ کو برطانی مال کے محصول کے سلسلہ میں بہ نسبت غیروں کے زیادہ فائدہ رہے گا۔ دیگر صورتوں میں ہندوستانی محصولات میں مداخلت کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔

انڈین سول سروس

ہندوستانی ملکی ملازمت اور شاہی پولیس کی ملازمت کے متعلق حکومت ہند نے سائمن کمیشن کی سفارشات منظور کی ہیں۔ اور انہیں "ہندوستانی بنانے" کے لئے "لی کمیشن" کا پیمانہ مقرر کیا ہے۔ لیکن جب اس پیمانہ کی تکمیل ہو جائیگی تو ہر ملازمت پر از سر نو نظر ثانی کی جائیگی حکومت ہند نے اس تجویز سے اتفاق ظاہر کیا ہے کہ میعاد ختم ہونے سے قبل دستبرداری کا حق کسی مدت کے تعین کے بغیر منظور کیا جاسکے۔

ریاستہائے ہند کے تعلقات

برطانی ہند کے ساتھ ریاستہائے ہند کے تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے حکومت نے مکتوب میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ ایک ایسے مجلس مقننہ ہند کے اختتام کے لئے ہر وقت دروازہ کھلا رہنا چاہئے جس میں ریاستوں اور برطانی ہند کے نمایندے شامل ہوں۔ ایک رکن کے علاوہ حکومت اس امر پر متفق ہے کہ ان امور میں جو برطانی ہند اور ریاستہائے ہند کے درمیان مفاد کے لحاظ سے مشترک ہوں بالادستی کا حق نائب السلطنت کو حاصل ہونا چاہئے۔ تمام ہندوستان کے لئے ایک مجلس مشاورت ہوگی جو سائمن کمیشن کی سفارش کے مطابق ساٹھ اراکین پر مشتمل ہوگی۔ اس مجلس میں ریاستہائے ہند کے بیس نمایندے ہوں گے۔

شعبہ حکومت ہند و انگلستان

شعبہ حکومت ہند و انگلستان (ہوم گورنمنٹ) کے متعلق حکومت نے سائمن کمیشن کی اس تجویز سے اختلاف ظاہر کیا ہے کہ وزیر ہند کی مداخلت غیر مشرح ہونی چاہئے۔ چنانچہ حکومت ہند نے اپنے مکتوب میں ان امور کی وضاحت کردی ہے۔ جن کے لئے پارلیمنٹ حاکم عمومی کے توسط سے ذمہ دار ہوگی۔

مجلس مشاورت برائے حکومت ہند (کونسل آف انڈیا) کے متعلق حکومت کا خیال ہے کہ مشیران کی منظم جماعت کے لئے آئینی شرائط کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ وزیر ہند کے پاس ایسے مشیران کی ضرورت ہے گی جو مالیات اور فوجی مسائل پر مفید مشورہ دے سکیں۔

حکومت ہند نے اپنی پیش کردہ تجاویز پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے مکتوب میں لکھا ہے کہ "ہماری تجاویز کا اصلی مقصد یہ ہے کہ حکومت کی بجائے مساوی شراکت قائم کیا جائے۔ حکومت ہند ایک علیحدہ نمایاں جماعت ہونی چاہئے جو اپنے خانگی معاملات میں اپنی مرضی کے مطابق کام کرسکے اور اپنے اختیارات کے دائرہ میں رہ کر اپنی حکمت عملی کو آزادانہ طریقہ پر بروئے کار لاسکے۔

"گو ہم حکومت کی تبدیلی کے دوران کے لئے بعض تحفظات منظور کرنے کے لئے مجبور ہیں لیکن ہم اس تدریجی سیاسی نشو و نما کے [illegible] کوئی مصنوعی آئینی رکاوٹ پیدا کرنی نہیں چاہتے جن کے ہم خواہاں ہیں۔

"ہم کو توقع ہے کہ ہماری تجاویز ان اشخاص کے لئے مفید ثابت ہونگی جن کے شانوں پر عنقریب ذمہ داری کا بار ڈالا جانے والا ہے اور جن کی مساعی کے نتائج کا انتظار نہایت بے چینی کے ساتھ کیا جائے گا۔ (ایسوسی ایٹڈ پریس)

مکتوب کی سفارشات کا خلاصہ

۱۔ حکومت ہند کا نظام وفاقی (فیڈرل) ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہندوستان کا نصب العین یہی ہے۔ کہ اس کی حکومت میں صوبجات اور ریاستیں مساوی حیثیت سے شریک ہوں۔

۲۔ صوبجات کو کامل خود اختیاری حکومت دی جائے اور قانون وانتظام کا شعبہ بھی نمائندگان جمہور کی طرف منتقل کردیا جائے۔

۳۔ مرکزی مجلس مقننہ میں ۱۵۰ ممبر ہونے چاہئیں۔ مجموعی طور پر مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ سو میں سے ۵۲ ہوگی۔

۴۔ مرکزی مجلس مقننہ صوبہ دہلی کی طرف سے دو نشستیں ہونی چاہئیں (ایک ہندو اور ایک مسلمان)

۵۔ صوبجاتی مجالس مقننہ کی مدت تین سال کے بجائے پانچ سال کردی جائے اور بڑے صوبوں کی مجالس میں نشستیں بڑھا کر دو سو ڈھائی سو کے قریب کردی جائیں۔

۶۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نیابت کے متعلق حکومت ہند نے کوئی قطعی تجویز پیش نہیں کی ہے۔ لیکن رجحان یہ ہے۔ کہ حکومت پنجاب کے ارکان کی تجویز منظور کی جائے۔ یعنی انچاس فی صدی نیابت دی جائے۔

۷۔ نیابت جداگانہ قائم رکھی جائے اور بعض صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت کو جو زائد نشستیں دی گئی ہیں وہ برقرار رکھی جائیں۔

۸۔ سکھوں کے لئے پنجاب مجلس مقننہ میں حکومت پنجاب نے جتنی نشستیں تجویز کی ہیں (یعنی سترہ اٹھارہ فی صدی) ان سے زیادہ نہیں دی جاسکتیں۔

۹۔ صوبہ سرحد کے متعلق حکومت ہند نے جتنی بحث کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک اس صوبے کو ایگزیکٹیو فرڈ کی اصلاحات سے بہتر نظام حکومت دیا جانا چاہئے۔ جو ہندوستان کے باقی حصوں کے تقریباً مساوی ہوگا۔

۱۰۔ بلوچستان کی حالت بدستور رہے۔

۱۱۔ برما کی علیحدگی اصولاً منظور ہے لیکن حکومت کے نزدیک سرحدات و دیگر معاملات کے متعلق بعض تحفظات نہایت ضروری ہیں۔

۱۲۔ سندھ کے متعلق کوئی قطعی رائے نہیں دی گئی۔ [illegible] اس کے مستقبل کو انتظامی و مالی قابلیت کی تحقیق پر منحصر رکھا گیا ہے۔

(برقی پریس دہلی میں باہتمام ہلال احمد زبیری [illegible] پرنٹر پبلیشر چھپکر دفتر الجمعیۃ دہلی سے شائع ہوا)

۳ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ ہجری - مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۰ء

"مسلم ہندی"

مسلمِ ہندی! اگر ہے تجکو آزادی کی قدر　　آگیا وقت تغافل، دیکھہ ان ایام کو
تجکو کچھہ اسلاف کی خودداریاں بھی یاد ہیں؟　　آج تک جنکی حمیت پر ہے فخر اسلام کو
دے چکا ہے درسِ آزادی تجھے ماہِ عرب　　جس نے روشن کر دیا عالم کے سقف و بام کو

لاج تیری عظمتِ پیشین کی تیرے دم سے ہے
یاد کر! تیرا تعلق ملّتِ محکم سے ہے

امتحان منظور ہے صبر و تحمل کا ترے!　　مرحبا کہہ اپنے صیادوں کے لطفِ عام کو
جان دینا ملک و ملت پر ہے پیغامِ حیات　　سرفروشی سے ملی ہے زندگی اقوام کو
آہ اے مسلم! تجھے کم ہمتی زیبا نہیں　　ناز ہے جرأت پہ تیری [illegible] کو

جنگِ آزادی میں مرجا! زندگی مل جائیگی
تیری موجِ خون سے بنیادِ زمین ہل جائیگی

حفیظ الرحمان آصف، دہلوی

گول میز کانفرنس میں لارڈ پیل کی صاف گوئی

ہندوستانیوں کو سائمن رپورٹ سے زیادہ کچھ نہیں دیا جائے گا

مولانا محمد علی والیان ریاست اور لارڈ ریڈنگ کی تقریریں

لندن ۱۸ نومبر۔ گول میز کانفرنس میں کل اور آج سہ پہر کے وقت تک جتنی تقریریں ہوئی تھیں وہ سب بے مزہ بے لطف تھیں لیکن لارڈ پیل نے اس بے لطفی کو دور کر دیا اور گول میزی مندوبین کو آپ کی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ حقیقی صورت حال کیا ہے اور برطانوی حکومت کتنے پانی میں ہے۔

آج مہاراجہ الور، سر محمد شفیع، سر ہیوبرٹ کار، لارڈ چیف سانگلی اور کرنل گڈنی نے تقریریں کیں، سر محمد شفیع نے مسلم نقطۂ نگاہ بیان کیا جس نے رجعت پسند طبقہ کی آنکھیں کھول دیں۔

لارڈ پیل کی تقریر سے مندوبین کو شدید صدمہ

لارڈ پیل نے نہایت کھرے پن سے کہا کہ قدامت پسند جماعت سائمن کمیشن کی سفارشات کے علاوہ ہندوستان کو اور کوئی آئینی ترقی نہیں دینا چاہتی لارڈ پیل نے وائسرائے کی جنوری والی تقریر پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے کہا مطمح نظر اور تحصیل مطمح نظر میں بین فرق ہے۔ لارڈ پیل کی تقریر سے برطانوی مندوبین کو شدید صدمہ پہنچا۔

کل جو مباحثہ ہوگا اس کا نہایت دلچسپی کے ساتھ انتظار کیا جا رہا ہے کیونکہ کل ہندوستانی مندوبین لارڈ پیل کی تقریر کا جواب دینگے۔

نجی کے طور پر برطانوی مندوبین فرقہ وارانہ مسئلہ پر اس وقت تک غور کر رہے ہیں اور اس کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہوا ہے۔

وزیراعظم نے آج کے اجلاس میں سب سے اول ان مندوبین کے ناموں کی فہرست طلب کی جو آج تقریر کرنے والے تھے آپ نے فرمایا کہ تبادلۂ خیالات کل تک ختم ہو جانا چاہئے تاکہ مزید تاخیر کے بغیر ماتحت مجالس مسائل متفرقہ پر غور و خوض کرنے کے لئے مقرر کر دی جائیں۔

[illegible]

... ہو سکتی جب تک کہ مرکز میں ذمہ دار حکومت قائم نہیں کی جا[illegible] سکھ ہونے کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ کل ذمہ دار حکومت سے اقلیتیں کیا مراد لیں گی میں کانفرنس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سکھ قوم کے معقول مطالبات کو نظر انداز نہیں کرے۔ سکھ قوم ہندوستانی حکومت کی پشت پناہ ہوگی۔

آپ نے فرمایا کہ اقلیتوں کے مسئلہ کے حل اور مرکز میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے بعد قانون اور امن کا مسئلہ نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

سردار اجل سنگھ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مدافعت کا مسئلہ نہایت مشکل ہے۔ فی الحال اس کو خارجی حکمت عملی کو وائسرائے کے ہاتھ میں دیدینا چاہئے جو ایک ہندوستانی مجلس مشاورت کے تعاون سے ان امور کو انجام دے گا۔

ہندوستانی ریاستوں کے اس ارادہ پر کہ وہ فیڈریشن میں شامل ہو جائینگی اظہار خوشنودی کرتے ہوئے مقرر نے فرمایا کہ ہمیں ایک اس قسم کا طرز حکومت وضع کرنا چاہئے جو نہ صرف سکھوں کے ساتھ وفاقی ہے اور نہ وحدانی بلکہ ہندوستان کے مخصوص حالات کے مطابق ہو۔

سر اے۔ پی۔ پیٹرو کی تقریر

سر اے۔ پی۔ پیٹرو نے کہا کہ میں جنوبی ہند کے قدامت پسندوں کا نمائندہ ہوں جن میں تعلیم یافتہ طبقہ، کاشتکار اور چھوٹے زمیندار شامل ہیں اور جن کی قسمت ملک کے ساتھ وابستہ ہے۔ انہوں نے مدراس کی مجلس وضع قوانین کی [illegible] کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تک مرکز میں ذمہ داری نہ دی جائے اس وقت تک صوبوں کی خود مختاری بیکار ہے۔ ہندوستان میں دو عملی کے ناکام ہونے کی یہ وجہ نہیں ہے کہ افراد میں قابلیت موجود نہیں تھی بلکہ وہ ایک ایسے طرز حکومت میں کام کرنا نہیں چاہتے تھے جو ان کی توقعات کو پورا کرنے والا نہ ہو آپ نے کاشتکاروں اور صناعوں کے حقوق پر زور دیا۔

مہاراجہ پٹیالہ کی تقریر

مہاراجہ پٹیالہ (چانسلر ایوان والیان ملک) نے اس پر زور دیا کہ تاج ...

[illegible]

مولانا محمد علی کی تقریر

[illegible]

یا نہیں، لیکن وہی ایک ایسی ہستی ہیں۔ جو ہندوستان کے حالات کو اپنے گزشتہ یا حال کے وزراء سے بہتر جانتے ہیں۔ میں انہیں پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہ نئی نوع انسان کے پانچویں حصے یعنی ۳۲ کروڑ باشندوں کے ساتھ انصاف کریں گے۔ میرے اس خیال کو یہ دیکھ کر مزید تقویت حاصل ہوتی ہے کہ والیان ریاست جو ہندوستان کے قدامت پرست طبقہ کے نمائندے ہیں۔ حیرت انگیز اجتماع کی صورت میں اس کانفرنس میں شریک ہیں۔ اپنے بیشمار امراض اور اس سلسلہ میں بعض والیان ریاست کی فیاضیوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ میں ایک غلام ملک کو اس وقت تک ہرگز واپس نہ جاؤں گا، جب تک مقاصد آزادی کا پروانہ میرے ہاتھ میں نہ ہوگا آپ لوگوں کو میری قبر یہیں کھود دنی پڑے گی۔

”آزادی کا پروانہ لے کر جانے پر اصرار“

مولانا محمد علی نے کہا کہ مسٹر بالڈون نے لارڈ ارون جیسا ایک قدامت پرست وائسرائے بھیجکر ایک کام کیا ہے۔ جو تاریخ میں بطور یادگار رہے گا۔ اگر اس وقت کسی نے قلمرو برطانیہ کو بچایا ہے تو وہ وہی دبلا پتلا عیسائی ہے۔ اگر آج لارڈ ارون وہاں نہ ہوتے تو میں اس گول میز کانفرنس میں نظر نہ آتا۔ باوجود اس کے میں لارڈ ارون کی حکومت کا حامی نہیں ہوں۔ اس کی یادداشت نہایت مایوس کن دستاویز ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اس جگہ اپنا آئین تیار کریں۔ بہت سے اصحاب جنہیں آج یہاں ہونا چاہئے تھا جیلوں میں پڑے ہیں۔ مسٹر جیکر، ڈاکٹر سپرو اور میں نے وائسرائے اور گاندھی جی میں صلح کرانے کی کوشش کی۔ لیکن کامیابی

نہ ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ ہم ہندوستان میں آزادی کا مقصد لیکر واپس جائینگے۔

”امریکہ کو ضائع کردیا اب ہندوستان کو بچاؤ“

سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا موصوف نے فرمایا اگرچہ میں ایک بوڑھا عدم تعاونی ہوں لیکن تیزیٔ طبیعت اور لڑنے میں ابھی تک جوان ہوں۔ میرا بھائی اور میں وہ اشخاص ہیں جنہیں لارڈ ریڈنگ نے سب سے پہلے جیل بھیجا۔ مجھے ان سے کوئی عداوت نہیں۔ لیکن میں وہ طاقت مانگتا ہوں کہ جب لارڈ ریڈنگ کوئی جرم کریں تو میں بھی انہیں جیل بھیج سکوں۔ میں درجہ مستعمرات کے حصول پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ میرا نصب العین مکمل آزادی ہے۔ سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا نے کہا کہ اگر ایک جدید نوآبادی نے جنم لیا! اور ہم شامل ہو گئے تو ہم ایک ایسی نوآبادی میں جائیں گے جو برطانیہ کے لئے فائدہ مند ہوگی۔ اس وقت آپ دیکھیں گے کہ ہندوستان قلمرو برطانیہ کے اندر نہیں۔ بلکہ ایک آزاد ریاستہائے متحدہ ہندوستان بن گیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یعنی متحدہ اعتقادات کا ملک۔ اس کے بعد آپ نے پر جوش الفاظ میں فرمایا کہ میں اوروں کی بجائے انگلستان میں صرف ایک شخص پر اعتقاد رکھتا ہوں جو ملکہ وکٹوریہ کا پوتا ہے۔ اسی کے عہد میں تاریخ کے اندر لکھا جائے گا کہ جارج سوم نے امریکہ کھو دیا اور جارج پنجم نے ہندوستان حاصل کر لیا۔

برطانیہ کا گناہ عظیم

فوج کا حوالہ دیتے ہوئے مولانا محمد علی نے کہا کہ برطانیہ کا عظیم ترین گناہ یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کو نامرد بنا دیا ہے، آپ نے بڑے زور سے کہا کہ تیئیس کروڑ انسانوں کو قتل کرنا ناممکن ہے اور وہ بھی ایسے انسان جن میں مرنے کی قوت ارادی پیدا ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہندو مسلم سوال ہی حقیقی مسئلہ ہے۔ لیکن وہ پھوٹ ڈالنے کا ایک قدیم حربہ تھا۔ جونہی ہندوؤں اور مسلمانوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ افتراق کو روا رکھنا پسند نہیں کرتے جیسا کہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے تو اسی وقت برطانوی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے اور برطانیہ کے دوستانہ تعلقات ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائیں گے۔ آپ نے آکسفورڈ کے اس خوشگوار زمانے کی یاد دہانی کرائی اور اس محبت کو بطور شہادت پیش کیا جو ان کے بھائی کو کالج کے انگریز پرنسپل کے ساتھ تھی اور کہا کہ ہمارے دلوں میں برطانیہ کے لئے خوشگوار جگہ موجود ہے۔

مناقشات کے اسباب

مولانا نے فرمایا کہ فرقہ وارانہ تنازعات کا سبب وہ غلط تعلیم ہے جو ہندوستانی مدارس میں ملکی تاریخ کے متعلق برطانیہ نے جاری کر رکھی ہے۔ اب ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان میں اکثریت کی حکومت قائم کی جا رہی ہے۔ میں اقلیت سے تعلق رکھتا ہوں لیکن اکثریت کی حکومت کو منظور کرتا ہوں۔ کیونکہ بعض صوبہ جات میں مسلمانوں کو بھی اکثریت حاصل ہے۔ وحدانی (سنٹرلیفوگل) اور ترکیبی (سنٹرپیٹل) حکومتوں کے رجحان سے ہندوستان میں ایسا توازن قائم ہے کہ جس کا لازمی نتیجہ فیڈرل نظام حکومت ہوگا ہم کانفرنس سے اسی وقت جائیں گے جب فیڈرل نظام حکومت قائم ہو جائے گا۔

خاتمہ پر آپ نے فرمایا کہ میری یہ تقریر مبسوط اور فیصلہ کن سمجھنی چاہئے اور میں امید کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک تقریر کرنے کے لئے دوبارہ مدعو نہیں کیا جائے گا جب تک صاحب صدر یہ اعلان نہیں کر دیں گے کہ ہندوستان ایسا ہی آزاد ہے جیسا کہ انگلستان ہے۔

بیگم شاہ نواز کی تقریر

بیگم شاہ نواز نے فرمایا کہ مجھ جیسی ایک مسلم خاتون کی موجودگی جس کے گھر میں ہمیشہ پردہ کا رواج رہا تھا ثابت کرتی ہے کہ مشرق اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ہندوستان کی مختلف اقوام میں ترکیبی نظام حکومت (فیڈرل) تبھی کامیاب ہو سکتا ہے وہ دن ہندوستان کے لئے نہایت خوشگوار ہوگا جبکہ دیسی ہندوستان اور برطانوی ہندوستان مشترک مفاد کے لئے ایک ہو جائے گا۔ آپ نے کانفرنس سے اپیل کی کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی حصہ دیا جائے۔

مہاراجہ نوانگر کی تقریر

مہاراجہ نوانگر نے بیگم شاہ نواز کو ان کی جرأت آمیز تقریر پر مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک میں تعلیم یافتہ لوگوں کے علاوہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ بھی کافی تعداد میں شریک ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے ہی ہندوستان کو درجہ مستعمرات اور مساوات حاصل ہو سکتی ہے۔

سر مرزا اسمٰعیل کی تقریر

سر مرزا اسمٰعیل صاحب [illegible] کانفرنس کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ یہ کانفرنس کس حد تک انگلستان اور ہندوستان میں دوستی اور اتفاق پیدا کرتی ہے۔ چونکہ ہندوستان بہت سے مذہبوں اور قوموں کا ملک ہے اسلئے کانفرنس کے اندر و باہر اس بات پر اتفاق ہے کہ ہندوستان کا آئین دستور ترکیبی نظام حکومت (فیڈرل) پر بنایا جائے۔ ہندوستانی عناصر کا یہ پختہ یقین ہے کہ ہندوستان کے لئے وہی آئین مسلم و مقبول ہوگا جو حکومت ہند میں ذمہ دار عناصر کو داخل کرے۔ ہمیں امید ہے کہ ...

[illegible]

سر راما سوامی آئیر کی تقریر

[illegible]

ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کی تقریر

[illegible]

لارڈ ریڈنگ کی تقریر

[illegible]

ویجووڈ بین کی صدارت میں ایک نئی کمیٹی کا تقرر

مجلس تعلقات وفاقی کیا کیا کام کریگی؟

[illegible]

گول میز کانفرنس سے پریس کے نمائندوں کا اخراج

لارڈ ریڈنگ تجویز کی حمایت میں

[illegible]

نائب الحکومت مستعفی نہیں ہونگے

دارالعوام میں معاملات ہند پر بحث

[illegible]

۲۴ نومبر سنہء

جمعیۃ علماء ہند کے دفتر پر پولیس کا چھاپہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے فتویٰ کی تلاش

پولیس کا وارنٹ دکھانے سے انکار اور تقریباً دو ہزار فتووں پر قبضہ

دہلی ۲۳ نومبر کل صبح کے وقت مسٹر عطر سنگھ سب انسپکٹر پولیس نے تقریباً ایک درجن پولیس کے آدمیوں کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے دفتر پر چھاپہ مارا۔ کانسٹیبل تو دفتر کے نیچے موجود رہے اور لوگوں کی آمد ورفت میں مزاحمت کی۔ مسٹر عطر سنگھ اوپر آئے۔ اس وقت جمعیۃ علماء ہند کا دفتر تعطیل جمعہ کے باعث مقفل تھا اور سپرد دفتر منشی محمد نبی صاحب موجود نہ تھے۔ حضرت مولانا عبد الصمد صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند ایک قریب کے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مسٹر عطر سنگھ نے حضرت مولانا کو مطلع کیا کہ وہ دفتر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ دفتر اس وقت بند ہے اور منشی صاحب کہیں باہر گئے ہیں آپ انتظار کیجئے۔ جب انسپکٹر صاحب کو انتظار کرتے ہوئے کچھ عرصہ گزر گیا اور منشی صاحب تشریف نہیں لائے تو حضرت مولانا عبد الصمد صاحب نے ان سے تلاشی کا وارنٹ طلب کیا۔ انسپکٹر صاحب نے وارنٹ دکھانے سے انکار کر دیا اور متکبرانہ لہجہ میں کہا کہ میں اپنے اختیار خصوصی کے ماتحت تلاشی لینے آیا ہوں۔ مولانا نے دریافت کیا۔ آپ کیا تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ مجھے اس مکتوب کی ضرورت ہے جو حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس پر مولانا نے دفتر کا قفل توڑ کر مکتوب کی ۱۸۳۸ کاپیاں ان کے حوالہ کر دیں۔ اور پولیس واپس چلی گئی۔

جس وقت پولیس دفتر میں موجود تھی، مولانا محمد عرفان صاحب ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند بھی تشریف لے آئے اور آپ نے انسپکٹر صاحب سے تلاشی کا وارنٹ طلب کیا۔ لیکن انہوں نے وہی جواب دیا اور کہا کہ مجھے تلاشی لینے کا خصوصی اختیار حاصل ہے۔ ایک سپاہی نے یہ بھی کہا کہ خلاف قانون چیز کی تلاشی لینے اور اس کو ضبط کر لینے کا اختیار ہم کو ہر وقت حاصل ہے۔

پولیس جس مکتوب کی ۱۸۳۸ جلدیں اٹھا کر لے گئی ہے وہ حضرت مولانا محمود الحسن کا وہ فتویٰ ہے جو تحریک ترک موالات کے زمانہ میں شائع ہوا تھا اور جس میں انگریزوں کے ساتھ موالات کرنے اور ان کی اعانت کرنے کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ یہ فتویٰ جمعیۃ علماء دیوبند نے حال ہی میں اقبال پرنٹنگ پریس میں دوبارہ شائع کرایا ہے۔

تار کا پتہ:- الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۴

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللّٰہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ...
نصف صفحہ ...
ایک کالم ...
½ کالم ...
¼ کالم ...

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔اے

جلد ۱۲ | دہلی یوم جمعہ ۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۹ ہجری ، مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۹

”علمائے اسلام“ کے فتوے پر ایک نظر

ندوہ کا جواب ندوہ کی زبان سے

(از حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی ، ادیب فاضل دارالعلوم ندوہ ، اسیر فرنگ)

ملک میں موجودہ تحریک آزادی کے متعلق طرح طرح سے غلط فہمیاں پھیلا کر مسلمانوں کو اپنے مذہبی و ملکی فریضہ کی انجام دہی سے روکا جا رہا ہے۔

حکومت کے زیر اثر جماعت وسیع سے وسیع تر ذرائع پوری قوت کے ساتھ کام میں لا رہی ہے ، حضرات علمائے کرام دانستہ یا نادانستہ ایسے خود غرض اصحاب کے آلہ کار بنے ہوئے زبانی یا قلمی اعانت فرما رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک عجیب و غریب فتوے نظر سے گزرا ، جس کا عنوان یہ تھا:-

”گاندھی جی کی تحریک کی نسبت ، علمائے اسلام کا فتویٰ“

استفتاء کے دو جواب تحریر ہیں اور تین علمائے کرام نے اُنکی تصحیح فرمائی۔ یہ معلوم کرنا بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ مجیب اول نے جواب ثانی کی تصحیح بھی فرمائی ہے ... افسوسناک امر یہ ہے کہ جوابات علمائے کرام کے دستخط کے ... [illegible]

پہلا مغالطہ:- تصفیہ حقوق قابل عمل اور موثر شکل میں تنہا ہندوستان کی سب سے بڑی نمائندہ اور مشترکہ مجلس وطنی انڈین نیشنل کانگریس کے ذریعہ ہو سکتا ہے ، اس میں ہندو سبھا جو خالص ہندوؤں کی اصلاح و تنظیم وغیرہ کے لئے قائم ہے) یا کسی دوسری فرقہ وارانہ مجلس (مثلاً مسلم کانفرنس) گوارا ہ ... [illegible]

[illegible]

غیبی آواز

(از جناب جوش ملیح آبادی)

قسم اس دل کی چھکا ہے جسے گو بُت پرستی کا
قسم ان تیز کانوں کی کہ ہنگام قدح نوشی
قسم اس جان کی خُو ہے جسے فطرت پرستی کی
قسم اُس نور کی ، کشتی جو ان آنکھوں کی کھیتا ہے
قسم اِس ذوق کی حاوی ہے جو آثار قدرت پر
قسم اس حس کی جو پہچان کر تیور ہواؤں کے
قسم ان اُنگلیوں کی دوستو! جو دیکھ لیتی ہیں
قسم اس آنکھ کی جو درس بینش مجکو دیتی ہے
قسم اس فکر کی ، سوگند اس تخیل محکم کی

مگر پہچانتا ہے جو مزاج اشیائے ہستی کا
مشیت کی زباں رہتی ہے جن سے محو سرگوشی
گِنا کرتی ہے راتوں کو جو ضربیں قلب ہستی کی
جو نقش پا کے اندر عزم رہرو دیکھ لیتا ہے
ضمیر کائنات آئینہ ہے جس کی بصیرت پر
سُناتی ہے خبر طوفان کی طوفان سے پہلے
چٹانیں چھو کے بے ترشے ہوئے اصنام کی نبضیں
زمیں کی بھاپ میں جو بجلیوں کو دیکھ لیتی ہے
[illegible] جنبش مژگان عالم کی

قسم اس روح کی جو عرش کو رفعت سکھاتی ہے
کہ راتوں کو مرے کانوں میں یہ آواز آتی ہے:-

”اُٹھو ، چونکو ، بڑھو ، مُنہ ہاتھ دھو ، آنکھوں کو مَل ڈالو
خبر لو انقلاب آنے کو ہے ہندوستاں والو!
اُٹھو ، وہ صبح کا غرفہ کھُلا زنجیر شب ٹوٹی
وہ دیکھو پو پھٹی ، غنچے کھِلے ، پہلی کرن پھوٹی!!“

جوش
دارالترجمہ ، حیدرآباد دکن - ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء

[illegible]

جائے۔ بجکہ یاد ہے کہ سرکاری حلقہ کے علاوہ مسلم زعماء میں کسی شخص نے بھی ... واقعات کی روشنی میں مسلمانوں کو یہ مشورہ دینے کی جرأت کی ہو کہ مسلمان موجودہ تحریک کی مخالفت ... [illegible]

”ایک جانب انگریز نصاریٰ جن کا مذہب ... [illegible]

[illegible]

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیت دہلی

۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء

افتراق امت کی سعی نامشکور

جمعیۃ علمائے ہند کے خلاف پروپیگنڈا کا نفرنس

(۴)

ہم نے اس سلسلۂ مضامین کے پہلے تین نمبروں میں لکھنؤ کی پروپیگنڈا کانفرنس کے صدر استقبالیہ کا خطبہ پیش کرکے اس کے ابتدائی حصہ کا ادنیٰ تنقید کی تھی اور یہ بتایا تھا کہ صدر موصوف نے جمعیۃ علماء ہند کے سابق حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلقات اور بعض ارکین کے استعفوں اور اخراج کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت حال سے کس قدر بعید ہے اور اس کو پڑھ کر ایک خالی الذہن شخص کس طرح گمراہی اور ضلالت میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ہم نے جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مرکزیہ کے ارکین کی ایک فہرست پیش کی تھی اور اس فہرست کو سامنے رکھ کر صدر استقبالیہ کے ان الزامات کی بھی تردید کر دی تھی جو جمعیۃ علماء ہند جیسی باوقار نمائندہ مرکزی جماعت کے خلاف یہ ظاہر کرنے کے لیے تراشے گئے ہیں کہ اس پر خاص عقیدہ اور مسلک کے علماء کا تسلط اور قبضہ ہو گیا ہے۔ ہم نے جماعتوں کی زندگی اور موت کا ایک حقیقی معیار پیش کرکے یہ بھی بتایا تھا کہ جمعیۃ علماء ہند اپنے خود غرض اور کینہ پرور معترضین کی دل آزار تنقیدوں اور بے حقیقت پروپیگنڈا کے باوجود بھی محض اپنی تربانیوں اور اپنی قومی و مذہبی خدمات کے باعث زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ آئندہ زمانہ کا مورخ جب ہندوستان کی تاریخ لکھنے کے لیے بیٹھے گا تو وہ علماء امت کی اس برگزیدہ جماعت کے کارناموں کو سنہری حرفوں میں لکھے گا ...

... لوگ گلدستۂ طاق نسیاں بنا دے، اور محض ان لوگوں کی نامعقول ضدوں کو پورا کرتی رہے جو جانتے ہیں شورش پسندی اور فساد انگیزی ہی کو حصول مقصد کا ذریعہ بتاتے رہے ... ہندوستان کی باوقار نمائندہ جماعت کہنے لگیں گے ... ہے جب ہندوستان کے علماء یہ فیصلہ کر لیں کہ انہیں اپنی ایک مرکزی جماعت کو ... سال کے اندر قومی و مذہبی خدمات انجام دیکر حاصل کی ہے۔ اس فیصلہ سے قبل ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ جمعیۃ علماء ہند ان معدودے چند حضرات کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جائے اور وہ جس طرح چاہیں اپنی اغراض کے مطابق اسے جا و بے جا استعمال کریں۔ چونکہ علماء کرام کو مفاد امت کی خاطر جمعیۃ علماء ہند کی یہ تباہی و بربادی منظور نہیں ہے اس لئے ان لوگوں کا اخباری پروپیگنڈا اور افتراق انگیز تحریریں اور تقریریں برداشت کی جاتی ہیں اور ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔

عہدہ داران جمعیۃ کی خدمات

رہا عہدہ داران جمعیۃ کا معاملہ سو اس کے متعلق ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ ہم یہ بتا چکے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب جمعیۃ کی صدارت و نظامت کے فرائض سخت مجبوری کی حالت میں انجام دے رہے ہیں۔ سالہا سال کی شدید ... مصائب تکلیف دہ سفر ...

... کر دیا اجلاس نے قائم مقام صدر صاحب سے کہا کہ آپ استعفا لیکر رکھ لیں اس پر آئندہ غور کیا جائے۔ اور ایجنڈے کے بموجب حضرت مفتی صاحب کی صدارت میں کارروائی شروع کی جائے اس بناء پر حضرت مفتی صاحب نے فرائض صدارت کا انجام دینا شروع کیا۔

اجلاس کی چوتھی نشست میں مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی سابق جمیلہ اور ایثار و قربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ مسلمانان ہند نہایت نازک دور سے گذر رہے ہیں اور جمعیۃ علماء ہند کی رہنمائی کی ان کو سخت حاجت ہے جمعیۃ کو اپنی مخلصانہ خدمات سے محروم نہ کریں اور اپنے استعفے واپس لیکر ارکان جمعیۃ کو ممنون فرمائیں۔

محرک: مولانا حسین احمد صاحب

مؤید: مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

مزید مؤید: مولانا حفیظ الرحمن صاحب امروہوی

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری

ذاتی اختیارات کی استبداد ...

... سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اس نے ملک کی سلسلہ نوی جماعتوں میں اپنے باقاعدہ و باضابطہ اصول کار کے باعث ایک امتیازی حیثیت قائم کی ہے ... ان حضرات کے جو اپنی خود غرضی کی وجہ سے دیانت و صداقت کا بھی خیرباد کہہ دیتے ہیں کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی مجلس مرکزیہ یا مجلس عاملہ کے اجلاس اداراتی و اجتماعی اصول کا رسے ذرہ برابر مختلف ہوتے ہیں اور ان کے فیصلوں میں جمہوریت اسلامیہ کے اصول کار کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔

"اسلامی جمہوریت" ہی وجہ اختلاف ہے

البتہ یہ ضرور ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے ایک باقاعدہ اور آئینی جماعت ہونے کے باعث ان لوگوں کو اپنی نامعقول اور جمعیۃ کی تباہی نہ منظور کرانے اور ... انتقام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا جو تعداد میں تو بہت قلیل ہیں مگر چاہتے ہیں کہ محض اخباری پروپیگنڈا اور بے معنی دھمکیوں سے ہندوستان کے جمہور علماء کا گلا گھونٹ کر رکھدیں اور ایک ایسی مقدس جماعت کا وقار خاک میں ملا دیں جو دس سال سے برابر مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی رہنمائی کے فرائض بوجوہ احسن انجام دے رہی ہے۔ ان لوگوں کے اختلاف کی وجہ یہ نہیں ... جمعیۃ علماء ہند کوئی باضابطہ جماعت نہیں ہے بلکہ اس کا بااصول ہونا ہی حقیقت میں وجہ اختلاف بنا ہوا ہے۔ اگر آج جمعیۃ اپنے اصول کار کو بالائے طاق رکھ ... (باقی)

" مولانا محمد ... صاحب نائب امیر شریعت بہار

" مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور

" مولانا حفیظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔

" مولانا لطف اللہ صاحب مونگیری جانشین حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ناظم ندوہ

اس تجویز کے منظور ہو جانے کے بعد صدر اور ناظم کی جانب سے مندرجہ ذیل درخواست پیش کی گئی۔

"ہم نہایت خلوص سے جلسہ مرکزیہ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس نے تجدید اعتماد پاس کرکے ظاہر فرمائی ہے۔ مگر نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ استعفے منظور فرمائے جائیں، ورنہ کم از کم ریکارڈ کر لئے جائیں اور ان پر آئندہ کسی مناسب موقع پر جلد از جلد غور کیا جائے"

دستخط مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ۱۲ اگست ۱۹۲۹ء

" مولانا احمد سعید صاحب

اس درخواست پر جمعیۃ مرکزیہ کی جانب سے جناب صدر نے تحریر فرمایا کہ

"یہ اجلاس جمعیۃ کا باتفاق آراء اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں کے استعفے ریکارڈ کر لئے جائیں اور اوراق پر لکھ دیا جائے کہ منظور نہیں ہیں۔"

دستخط مولانا عبد الرحمن صاحب امروہوی (صدر اجلاس) ۱۲ اگست ۱۹۲۹ء

صدر و ناظم کے ساتھ جمعیۃ علماء کا تعلق

...

معترضین کی حقیقی خواہش

...

... جمائل میں لائی جائیں گی اور جو فیصلہ ہوگا وہ ارکان کی کثرت رائے سے ہی کیا جائے گا۔ کسی دستوری ادارے میں صرف چار یا پانچ اشخاص کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ افتراق و انشقاق کی دھمکیاں دیکر جماعت کے ارکین کے گلے پر چھری رکھدیں اور انہیں مجبور کریں کہ ان کا کہنا مانا جائے۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس فتنۂ افتراق کے اصل اسباب پیش کریں گے تاکہ حقیقت حال منکشف ہو جائے۔

مسلمانوں کی ایک اور کانفرنس

جس وقت دہلی میں ہز ہائی نس سر آغا خان کے زیر صدارت آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا ہے اور مسلم مطالبات کے متعلق ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی ہے تو یہ کہا جاتا تھا کہ اس کانفرنس کے بعد اب کسی مزید اجتماع کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس میں تمام جماعتوں اور صوبوں کی کافی نمائندگی موجود ہے چنانچہ اس وقت سے اب تک اس کانفرنس کی قرارداد کو مسلمانوں کی طرف سے پیش کیا جاتا رہا۔ اس قرارداد میں تقریباً وہ تمام مطالبات موجود ہیں جو مختلف صوبوں کے مسلمان پیش کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود پنجاب سے ایک اور جدید کانفرنس کی تحریک کی گئی ہے جو شمالی ہند کے مسلمانوں کی کانفرنس ہوگی اور جس میں صوبہ سرحد، صوبہ سندھ، صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کے مطالبات تیار کئے جائیں گے۔ ہم یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ اس کانفرنس میں ایسا کونسا مطالبہ پیش کیا جائے گا جو مسلم کانفرنس کی قرارداد میں شامل نہیں ہے اور جس ...

گول میز کانفرنس

...

... کیا ہے اسی وقت ہندوستانی ہندوؤں کا امتحان ہوگا اسی وقت انگریز مدبرین کی نیت ظاہر ہو جائے گی۔ چونکہ پہلے اجلاس میں کوئی دستور اساسی موجود نہیں تھا اس لئے بے معنی الفاظ کی بنیادوں پر قلعے تعمیر کئے جاتے رہے۔ دستور اساسی کے سامنے آنے پر ساری حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

غزنوی خاندان کی ایک مغتنم یادگار بھی چل بسی

حضرت مولانا سید عبد الواحد صاحب غزنوی کا وصال

علماء کے طبقہ میں یہ خبر نہایت حزن و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولانا مولوی سید عبد الواحد صاحب غزنوی پدر بزرگوار مولانا سید اسمٰعیل صاحب غزنوی ۱۳ نومبر کو امرتسر میں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا موصوف اس زمانہ میں اپنے خاندان (غزنوی) کی ایک مغتنم یادگار اور سلف صالحین کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ مرحوم کچھ عرصہ سے صاحب فراش ہو گئے تھے اور زندگی کی آخری منزلوں میں آپ لاہور سے امرتسر تشریف لے آئے تھے مرحوم کو اپنی وصیت کے مطابق حضرت مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی نور اللہ مرقدہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس جلیل و عظیم ہستی کے فقدان سے مسلمانان ہند کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو مرحوم کے تبحر علمی اور اعلاء کلمۃ الحق کی جوانمردانہ سرگرمیوں سے کچھ بھی واقفیت ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے متعلقین کو صبر و شکر کی نعمت سے مالامال کر دے۔

صدر مجلس سول نافرمانی کی گرفتاری

...

"علمائے اسلام کے فتوے پر ایک نظر"

(بسلسلہ صفحہ اول)

آیہ کریمہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا۔ ائمہ دین رحمہم اللہ کا اختلاف اجتہاد علماء کرام پر مخفی نہیں اور حدیث شریف اخرجوا الیهود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب سے زیادہ سے زیادہ تحدید میں گفتگو ہے لیکن نفس مفہوم میں کوئی خلاف ملحوظ نہیں۔ بلا قصد تحریر طویل ہو گئی۔ نہایت ادب سے حاصل معروضات یہ ہے کہ ایک طرف جناب مستفتی صاحب نے تصویر حالات میں کوتاہی فرمائی۔ دوسری جانب واجب الاحترام فاضل مفتی نے اپنی ذمہ داری کا کما حقہ احساس نہیں فرمایا۔ اور بالخصوص اصل فتویٰ پر ایک بات اہم اور نہایت ضروری کا اضافہ فرما کر شدید ترین غلطی کا ارتکاب فرمایا، جو متاین ارباب فتویٰ کے نزدیک قابل توبہ معصیت ہے۔ اس کے کفارہ کا نہایت اہم حصہ یہ بھی ہے کہ اپنے قلم سے اس کی تصحیح فرما کر سلف صالحین رحمہم اللہ کا اسوۂ حسنہ دنیا کے سامنے پیش فرمائیں کہ حق کی طرف رجوع باطل پر اڑے رہنے سے بہر حال افضل ہے۔

جواب ثانی کے متعلق اس قدر گزارش ہے کہ محترم مجیب نے فی الجملہ احتیاط کے ساتھ قلم کو جنبش دی۔ عدم احساس مسئولیت میں مجیب ثانی کو مجیب اول پر کوئی حق ترجیح نہیں۔

رہا یہ دعویٰ کہ قرآن شریف میں مبالغہ کے ساتھ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ مشرکین سے دور رہیں محل نظر ہے۔ جواب اول کے ذیل میں عرض کر چکا ہوں مبالغہ کے ساتھ مسلمانوں کو جو حکم ہے اس میں یا یہود و نصاریٰ کی تصریح ہے یا کفار کی عام تعبیر اختیار فرمائی گئی ہے۔ لفظ مشرکین منصوص طور پر ایسے احکام میں وارد نہیں۔ بیشک جب مشرکین کی حیثیت یہود و نصاریٰ کی حیثیت میں تبدیل ہو جائے تو من دون المؤمنین یا کا فرایت میں مشرکین داخل سمجھ کر حکم عدم موالات استنباط کیا جا سکتا ہے۔

آیہ کریمہ میں محاربین کا حکم بیان کیا گیا من حاد اللہ ورسولہ حیثیت محاربیت کی تبدیل پر تصریح کا حکم رکھتا ہے۔

بقیہ عبارت کے سلسلہ میں عرض ہے کہ بزعم مجیب یا سائل ہندو مسلمانوں کے حقوق پامال کرنا چاہتے ہیں اور نصاریٰ (انگریز) بالفعل وہ سب کچھ کر رہے ہیں جن کا مستقبل میں احتمال کیا جاتا ہے تو خالص فقہی دلائل کی روشنی میں اذا ابتلیت ... فاختروا هونهما کو پیش نظر رکھ کر ارشاد ہو کہ مصلحت کس امر کی متقاضی ہے۔

علیم و خبیر جانتا ہے کہ جو کچھ تحریر کیا گیا دینی خیر خواہی اور حکم شرعی میں ایک عظیم الشان غلطی کی تلافی کے جذبہ سے تحریر ہوا ہے۔

نعوذ باللہ من ان نکون من الذین یفتون بغیر علم فیضلون ویضلون وفقنا اللہ وایاکم لما یحبہ ویرضاہ • (ک)

---

۴ دوسرا دیسی چیزوں کا فروغ۔ لفظ بائیکاٹ چونکہ گاندھی کو کرخت معلوم ہوتا ہے اخلاص میں ان کو ایک قسم کی ہنسا نظر آتی ہے اسلئے انہوں نے سودیشی ورت لفظ ایجاد کیا ہے جس میں دونوں مقصد بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور اہنسا کے عقیدے کو بھی ٹھیس نہیں لگتی۔ گاندھی جی ۱۹۲۰ء سے یہی کہتے آئے ہیں کہ منچسٹر کو بیمار کرنا ہمارا نصب العین نہ ہونا چاہیے بلکہ خود کی حفاظت ہمارا مقصد ہونا چاہیے

(باقی آئندہ)

تار کا پتہ :- الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۹۳

سہ روزہ
یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ
دہلی

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ
ایک کالم
½ کالم
¼ کالم

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی-اے

جلد ۱۲ | دہلی یوم دوشنبہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ ہجری - مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۰

علمائے اسلام کے فتوے پر ایک نظر

ندوہ کا جواب ندوہ کی زبان سے

(از حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی - ادیب مفسر دار العلوم ندوہ ۃ العلماء)

(گزشتہ سے پیوستہ)

کفیٰ باللہ شہیدا ۔ آیہ کریمہ کا ہرگز ہرگز وہ مفہوم نہیں جو محترم مجیب نے ظاہر فرمایا اور نہ کسی نہج سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کا اظہار فرما کر اپنے مجتہدانہ انداز استدلال کے لئے خراج تحسین وصول کرنے کی خواہش کی قرآن کریم میں مختلف قوموں اور متعدد مذہبی فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ کہیں اوصاف و نعوت کی مد میں، کہیں اخبار کے سلسلہ میں اور کسی جگہ احکام کی ذیل میں۔ اور ہر ایک آیہ کریمہ کا ایک مخصوص محل ہوتا ہے، جس کی تطبیق توجیہ میں تعارض کا وہم تک نہیں ہوتا ۔ اور یہ توجیہ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر برہان قاطع ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۔

احکام کو اخبار سے ممتاز کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اخبار و اوصاف کا لطیف فرق ملحوظ رکھنا ناگزیر ہے آیہ مذکورہ درج فتویٰ میں کوئی حکم نہیں بیان فرمایا گیا ہے ۔ بلکہ اصول معاشرت کے سلسلہ میں بعض فرقوں کے طبعی رجحانات پر اطلاع دی گئی ۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ یہ حالات تمام افراد کے لئے ہر وقت عارض ہوتے ہیں یا بعض افراد کو ۔ ۔ ۔ اگر کسی جماعت کی ایک موقع پر توصیف وارد ہے تو اس کو تمام حیثیات اور جمیع احوال پر منطبق کرنا آیات قرآنیہ کے تدبر و تفکر میں خطرناک بے راہ روی ہے ۔ ایک ہی جماعت کے معاشرتی احکام اور ہیں اور جنگی ہدایات اس سے مختلف ۔ اسی جماعت کے اکثر افراد کے خاص حالات بیان ہونے اور حیثیت تبدیل ہونے کے بعد انہیں میں بعض کے مختلف حالات بیان کئے جاتے ہیں ۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو سامنے رکھ کر چند آیات قرآنیہ پر غور فرمائیے، تاکہ تمہیدی مقدمہ میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ ذہن نشین ہو سکے ۔ یہود کا انفرادی ذکر مقام نعمت میں اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا و اٰتاکم ما لم یؤت احدا من العالمین (یاد کرو اللہ کے احسانات جو تم پر مبذول ہوئے کہ اس نے تم میں انبیاء مبعوث فرمائے اور تم کو بادشاہ مقرر کیا اور تم کو وہ کچھ مرحمت فرمایا جو تم سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوا تھا) یہود کے محل نقمت میں ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ و حبل من الناس ۔ ۔ ۔

اللہ ان کو عذاب کرنے والا نہیں حالانکہ وہ استغفار کرتے رہیں ۔

اس ضروری توضیح کے بعد آیہ کریمہ زیر بحث پر غور کرنے کا وقت ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں یہود و مشرکین اور نصاریٰ کے طبعی خصائص کے ماتحت ان کے طبعی رجحانات مسلمانوں کے متعلق بیان فرمائے گئے ہیں کہ یہود شورہ پشتی، طمع دنیا پرستی اور تکبر کی وجہ سے سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے دشمن ہونگے اور مشرکین کے چونکہ بہت سے اخلاق ۔ ۔ ۔

(تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

ہم کو تسلیم ہے کہ گو آیات حسب تصریح مفسرین کرام مخصوص جماعت حبشہ یمن کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ۔ لیکن فن تفسیر کے مشہور قاعدہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد کو اعتبار عموم الفاظ کا ہوا ۔ ۔ ۔

”مسلم ہندی“

یاد ہیں ہنگامے ان صحرا نشینوں کے تجھے؟ | جن کے نعروں سے تھے ایوان جہاں میں زلزلے
برق باطل سوز جن کی تیغ میں خوابیدہ تھی | سامنے جن کے شہنشاہوں نے سر نیچے کئے

گلشن اسلام پر یارب خزاں کیوں آ گئی
اس چمن کی وہ بہار روح پرور کیا ہوئی

زندگی کی کشمکش میں جب تلک قطرہ رہا | بارہا قطرے سے وہ اک بحر بے پایاں ہوا
جب دیا آسودگی نے بڑھ کے پیغام صدف | زندگی کے راز سے قطعاً ہوا نا آشنا

تو ہی تھا جس نے دیا درس حیات اقوام کو
آہ مسلم! آج تیری زندگی ہے نام کو

تیری حریت کی ہے مشہور عالم داستاں | ہے غلامی سے تری مقصود تیرا امتحاں
کیا تجھے اس سارباں سے یہ خبر پہنچی نہیں؟ | نشۂ جام شہادت ہے حیات جاوداں

چھوڑ دے اب باہمی بغض و عداوت چھوڑ دے
زندہ رہنا ہے اگر طوق غلامی توڑ دے

محمد میاں جاذب قریشی - دہلوی

عادات یہود سے ملتے جلتے ہیں ۔ اس لئے ان میں بھی مسلمانوں کی طرف دشمنی کی آگ سب سے زیادہ بھڑکتی رہیگی اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مسلمانوں سے محبت رکھنے والے وہ مخصوص حضرات جو خود کو نصاریٰ کہتے ہیں اور انہیں کے اوصاف درج ہیں ۔ لتجدن اقربہم مودۃ ۔ ۔ ۔

مگر تاہم نہ کہ مخصوص شان نزول کا کہ ماتحت ان آیات کا مصداق عام ہر اس جماعت کو شامل ہے جو اوصاف مندرجہ آیات سے متصف ہو ۔ عہد نبوی میں اس کا مصداق اولین اہل حبشہ تھے، بالکل ممکن ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سچے متبعین میں آج بھی کوئی گروہ ایسا موجود ہو جو اہل اللہ کے فیض صحبت ۔ ۔ ۔

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیے)

مسلمانان ہند کی سیاسی سادہ لوحی

مولانا حسرت موہانی صاحب اپنے اخبار مستقل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بادش بخیر مولانا شوکت علی نے بمبئی میں ایک موقع پر ہندو تحریک سول نافرمانی کی تضحیک اور مسلمانوں کے وقتی اجتناب سیاسی کی تعریف کرتے ہوئے بطور خود ارشاد فرمایا تھا کہ ہم مسلمان پیدائشی پالیٹیشن ہیں اور سیاسی دوربینی میں ہندو کو ہم سے کوئی نسبت نہیں ہے خیال یہ تھا کہ اسلامی دماغوں کی اس پیدائشی برتری کا نتیجہ تیسری گول میز کانفرنس لندن کے موقع پر بھی ضرور ہوگا مگر افسوس کہ جو طرز عمل اس وقت تک کانفرنس مذکور کے اسلامی نمائندوں نے اختیار کر رکھا ہے اس کی نسبت ہمیں اندیشہ ہے کہ دنیا کہیں ہوشیاری کے بجائے اسے سیاسی سادہ لوحی پر محمول نہ کرے۔

مثلاً مسلمانوں کا جو اہم ترین مطالبہ یہ تھا اور ہے کہ ہندوستان کا دستور اساسی ترکیبی دو، مرکزی قسم کا ہو اس کے متعلق زعمائے اسلام شروع سے پیکر سوفت تک برابر دھوکا کھاتے چلے آتے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ انہیں اپنی اس فریب خوردگی کا علم بھی نہیں ہے ؎

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند

در جہل مرکب ابد الدہر بماند

(۱) سائمن رپورٹ کی نسبت مسلمانوں کا حسن ظن یہ تھا کہ اس میں مسلمانوں کے مواقف کم سے کم دو چیزیں ضرور تسلیم کی گئی ہیں یعنی ترکیبی دستور اور انتخاب جداگانہ حالانکہ رپورٹ مذکور میں دراصل پورے طور پر ان میں سے کسی کی بھی سفارش نہیں کی گئی ہے۔

(۲) حکومت ہند کے مراسلے کو اس باب میں مسلمانوں نے سائمن رپورٹ سے بھی بہتر قرار دیا حالانکہ اس میں ترکیبی دستور حکومت کو ایک بعید نصب العین سے زیادہ وقعت نہیں دی گئی ہے اور اس زمانہ بعید میں بھی اسے کناڈا کی طرح مرکزی رکھنے کا منشا ظاہر کیا گیا ہے یعنی اور وحدانی نظام میں بہت کم ہے۔

(۳) اور سب سے آخر میں گول کانفرنس کے موقع پر مسٹر شاستری کی ظاہری تبدیلی رائے اور والیان ریاست کے غلط و پر فریب تخیل فیڈریشن نے مسلم ممبران کانفرنس کو ایسا دھوکا دیا ہے جس کی اصلیت معلوم کر کے عنقریب انہیں اپنا سر پکڑ کے رونا پڑے گا۔

لارڈ سینکی نے فیڈریشن کی تین قسموں کی جانب جو اشارا اپنی آخری تقریر کیا ہے اسے ہم نے کسی دوسری جگہ کانفرنس کی مختصر کارروائی کے تحت میں درج کر دیا ہے۔ کاش کہ مسلمان اسی کو بغور دیکھیں اور اب بھی مولانا شوکت علی کے زعم باطل سے دستبردار ہو کر راہ راست پر آجائیں"۔

۲۰ دسمبر ۱۹۳۲ء

آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کی رکنیت

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی نامزدگی

(بذریعہ ٹیلیفون)

الہ آباد ۱۶ دسمبر۔ پریزیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس نے مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو عبدالمجید خواجہ کی جگہ آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب اپنے کسی عزیز کی رحلت کے باعث ورکنگ کمیٹی کی شرکت سے معذور ہیں۔

دارالعلوم میرٹھ کا گیارہواں اجلاس

تقسیم اسناد و دستار فضیلت

دارالعلوم جامع مسجد میرٹھ نے دس سال کے اندر جو دینی خدمات انجام دی ہیں وہ اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہ ہوں گی۔ دارالعلوم کا گیارہواں سالانہ اجلاس جامع مسجد شہر میرٹھ میں بتاریخ ۵، ۶، ۷ دسمبر ۱۹۳۲ء بروز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ منعقد ہوگا۔ جس میں مشاہیر علمائے کرام تشریف لاکر فارغ التحصیل طلبا کو اپنے دست مبارک سے اسناد و دستار فضیلت عطا فرمائیں گے۔ اور اکابر علمائے امت اپنے مواعظ حسنہ سے شرکائے اجلاس کو استفادہ کا موقع بخشیں گے۔ ہمدردان دارالعلوم اور تشنگان علم و عرفان شرکت اجلاس فرما کر داخل حسنات ہوں۔ باہر سے تشریف لانے والے حضرات پتہ ذیل پر وقت و تاریخ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

(مولانا) محمد مبارک حسین مہتمم دارالعلوم جامع مسجد شہر میرٹھ

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری سے ملاقات

یکم دسمبر ۱۹۳۲ء بروز دوشنبہ کو حضرت مولانا الحاج محمد نعمت اللہ صاحب انصاری بھاگلپوری رکن جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند اور حافظ محمد اسلم صاحب نے حضرت شاہ صاحب سے علی پور جیل میں شرف نیاز حاصل کیا آپ کی ملاقات کا حال آئندہ شائع کیا جائے گا۔

مولانا محمد صدیق صاحب کی گرفتاری

کراچی کی آمدہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سندھ کے محبوب رہنما اور مسلمانوں کے بے لوث مذہبی پیشوا جناب مولانا مولوی محمد صدیق صاحب کو قوم و وطن کی خدمات کے جرم میں حکومت نے گرفتار کر لیا اور آپ شاہی مہمان بنا کر جیل بھیج دیے گئے۔ اگرچہ تحریک آزادی کے جرم میں حضرت مفتی صاحب قبلہ اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کے محبوس زنداں ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ حکومت ان کے مقدس علما کو گرفتار کر کے جیلخانوں میں بند کر دینے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ مگر اس کے باوجود بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حکومت صوبہ سندھ کے مسلمانوں کو پیش نظر رکھ کر شاید مولانا محمد صدیق صاحب کو گرفتار کرنے کی حماقت نہ کرے گی جو خصوصیت سے تنافل شعار مسلمانوں کے لئے یقیناً سیاسی بیداری اور قوت عمل کا باعث ہوگا لیکن شکر ہے کہ حکومت نے اپنی سخت گیر پالیسی کے اظہار میں بے خبری سے کام نہیں لیا اور جن لوگوں نے غلط توقعات قائم کر رکھی تھیں انہیں مایوس کر دیا۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب صوبہ سندھ کی ان مایہ ناز ہستیوں میں سے ہیں جن پر مسلمانان ہند بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ گذشتہ تحریک آزادی میں بھی آپ نے ملک و وطن کی کافی خدمات انجام دی ہیں اور موجودہ تحریک میں بھی آپ برابر حصہ لے رہے ہیں۔ دس بارہ سال تک آپ جامعہ اسلامیہ کھڈہ کراچی میں صدر المدرسین بھی رہ چکے ہیں اور اب کانگرس کمیٹی کراچی کے صدر اور خلافت کمیٹی کے پریزیڈنٹ ہیں۔ آپ کی گرفتاری کے ساتھ آپ کے رفقا بھی گرفتار کر لئے گئے جن میں سے ایک مخلص اور سرگرم کارکن کا نام محمد عثمان کوٹھ والا ہے ہم مولانائے موصوف کی خدمت میں آپ کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔

خان بہادر کے شائع کردہ فتویٰ پر تنقیدی نظر

(از حضرت العلامہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری نائب صدر جمعیۃ علماء ہند)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اب دریافت طلب صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اس قانون شکنی اور بغاوت میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ ...

تسلط کو تقویت (۶) صرف ہندوستان بلکہ ربع مسکون کے تمام مسلمانوں پر (باستثناء چند) بدستور طوق غلامی پڑے رہنے کی تائید (۷) اس حکومت کو تقویت ... اسلام کی تذلیل و تضعیف (۸) مسلمانوں کو ...

"متفقہ فتویٰ" پر تنقیدی نظر

(از حضرت العلامہ مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری نائب صدر جمعیۃ علماء ہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

متفقہ فتویٰ (جس کو ایک خان بہادر صاحب دہلوی نے طبع کرایا ہے) فقیر کے معائنہ میں آیا۔ اس مجموعہ میں دو مستقل فتوے ہیں ایک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے دوسرا مسجد فتحپوری کے امام صاحب کا۔ دوسرے فتوے کے سلسلہ میں ایک مولوی صاحب کا دستخط بھی آ گئے ہیں جو مدرسہ فتحپوری کے مدرس ہیں۔ انہوں نے تصحیح میں مستقل افتاء کی شان پیدا کر دی ہے۔ یہ تصحیح کس قدر اصل افتاء کی نقیض بھی ہے۔

اس مجموعہ کی اشاعت سے جناب خان بہادر صاحب کا مقصد مسلمانوں میں سرکار برطانیہ کی غلامی کی روح پھونکنا ہے۔ اس امر کا نہ صرف خان بہادر صاحب کو اعتراف ہے بلکہ اس پر فخر و ناز بھی ہے ؎

آنچہ ننگ تست آں فخر من است

بر عمل پیرا ہوتے ہوئے جناب خان بہادر صاحب اپنی ملحقہ تمہید میں ارشاد فرماتے ہیں "ایسی قوم (یعنی ہندوستانیوں) کے لئے آزادی سم قاتل ہے جس کا علاج سوائے طوق غلامی کے دنیا میں کچھ نہیں" خان بہادر اس خطرناک وعظ کو جاری رکھتے ہوئے ہندوستانیوں بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں تک سے حریت و آزادی کی اہلیت و صلاحیت کا فقدان ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں "ان کے اندر شروع سے وہ جزو لطیف ہی قدرت نے نہیں بخشا جس کو حریت و آزادی کے معزز نام سے موسوم کیا جاتا ہے" مطلب یہ کہ ہندوستانیوں بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں تک کیلئے آزادی کی جدوجہد صرف ناجائز بلکہ قانون قدرت کے بھی خلاف ہے۔ اس کے بعد جناب خان بہادر صاحب انگریزوں کے سامنے یہ مشورہ لطیف پیش کرتے ہیں "اگر ایسا ہوا (یعنی گورنمنٹ نے ہندوستانیوں کو آزادی عطا فرما دی) تو کہا جائے گا کہ گورنمنٹ نے سخت غلطی کی اور ہندوستان کو اس نے ایک پر خطر گڑھے میں جا گرا کر ایک بڑا گناہ کیا" مطلب یہ کہ اگر بالفرض محال کسی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان کو آزادی عطا کرنا چاہے بھی تو بزرگ خان بہادر بطور حفظ ما تقدم یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہ کر نا ورنہ حکومت کے حق میں بھی گناہ و ارتکاب ہوگا۔

ظاہر ہے کہ تمہید کے اس مقصد و مفہوم اور متفقہ فتویٰ کے مضمون میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ متفقہ فتویٰ کا حاصل صرف اسقدر ہے کہ جنگ آزادی میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد یا اشتراک عمل ناجائز اور کانگریس میں شرکت حرام۔ بخلاف اسکے تمہید خان بہادری کی ہدایت یہ ہے کہ (۱) ہندوستانیوں (اس میں مسلمان بھی شامل ہیں) کے لئے آزادی سم قاتل ہے جس کا علاج سوائے طوق غلامی کے دنیا میں کچھ نہیں۔ (۲) ان کا طالب آزادی ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ ان کے اندر شروع سے وہ جزو لطیف ہی قدرت نے ...

اتفاق رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان کو اس سے اتفاق نہیں ہے تو ان کا فرض ہے کہ تمہیدی مضمون سے نہ صرف اپنی برأت کا اعلان کریں بلکہ جس طرح شرکت کانگریس کے قبائح انہوں نے اپنے زور قلم سے آشکارا کئے ہیں اسی طرح تمہیدی مضمون کے رد میں بھی (اپنا زور قلم صرف کریں جو اسلامی تعلیم کی روح نکال رہا ہے) اور جس کے مفاسد تمام تر یقینی اور متفق علیہ ہونے کے ساتھ ان مفاسد سے بدرجہا زائد ہیں جو شرکت کانگریس کے متعلق چند در چند غلط فہمیوں پر قائم کئے گئے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ اس پر سکوت اختیار کیا گیا تو شروع سے بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ بدستور سابق مصروف درس و امامت رہتے۔ جب بولنا شروع کر دیا تو ہر پہلو پر بولئے۔ ورنہ یک طرفہ بولی کا الزام حضرات مفتیان کرام پر ضرور عائد ہو جائے گا۔ بہرحال متفقہ فتویٰ کے ساتھ اس تمہید کے اختلاط نے مثل مشہور کے اس حصہ "بئست القلادۃ" کو ضرور صادق کر دیا ہے۔ اب اس متفقہ فتویٰ پر تنقیدی نظر ڈالنا ہے کہ یہ "نعم الحمل" ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے متفقہ فتویٰ دو فتووں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے جناب مولانا اشرف علی صاحب کا فتویٰ ناقابل تنقید ہے یعنی اُن کی معذرت نے خود اُن کے فتوے پر ایک گونہ تنقید کر دی ہے۔ اس وجہ سے اُس پر تنقید تحصیل حاصل کے مرادف ہے۔ خان بہادر صاحب جانتے تھے کہ مولانا کی معذرت نے فتویٰ کی تعبیر کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اگر فتوے کے ساتھ اُن کی معذرت بھی شامل کر دی گئی تو "اپنی چھنائی آپ ہی ڈھنائی" کا مصداق ہوگا۔ اس وجہ سے براہ دانشمندی خان بہادر صاحب اس کو حذف کر گئے۔ مولانا کی معذرت کا خلاصہ یہ ہے کہ

"مستفتی کے سوال کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر حالات و واقعات کا علم نہیں ہے نیز حالات و واقعات کے تبدیل سے احکام میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے بعض فتاویٰ کا انتساب میں اپنی طرف پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ میری مرضی کے خلاف بدستور میری طرف نسبت کئے گئے۔ جن سے بحالات موجودہ میں بری ہوں۔"

ظاہر ہے کہ مولانا کا یہ فتویٰ اُس وقت شائع ہوا ہے جب حالات میں بہت کچھ تبدیلی واقع ہو گئی تھی اور جو کہ وقتاً فوقتاً بدل رہے ہیں۔ اور ساتھ اس کے سوالات بھی ایسے قالب میں ڈھالے گئے ہیں کہ جن کے جوابات کی تان تحریک آزادی کی مخالفت ہی پر ٹوٹ سکتی ہے کیونکہ اُس فتویٰ کے مستفتی بھی کیرانہ کے ایک تحصیلدار یا خان بہادر ہیں۔ انہوں نے حالات و واقعات پر تاریکی کا پردہ ڈال کر اور اباطیل و مزخرفات کو روشنی میں لا کر حضرت مولانا سے فتویٰ حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولانا کو مستفتی کی اس چالاکی کا احساس ہو گیا۔ اس وجہ سے انہوں نے افتاء کے فرائض کا لحاظ کرتے ہوئے سوالات ...

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ
دہلی

ہلال احمد زبیری بی اے

شنبہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ ہجری - مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء

القصیدۃ الترحیبیۃ

لعلامۃ الزمان مولانا المفتی الاعظم محمد کفایت اللہ آفندی رئیس الجمعیۃ المرکزیہ لعلماء الہند

(از مولانا مولوی حافظ محمد عبدالرزاق صاحب بی اے خانپوری)

یا معشر الاخوان والخلان ۔۔۔ الحق مر بل جنایۃ جان
اے دوستو اور عزیزو سچ ہے کہ صداقت تلخ اور گراں معلوم ہوتی ہے بلکہ خطاوار کی جزا دار ہے

صار الامام کفایت اللہ الاغر ۔۔۔ الحبر بحر العلم والعرفان
حق کی آواز بلند کرنے پر امام الاحرار علم و عرفان کے بحر ذخار حضرت مولانا العلام مفتی کفایت اللہ صاحب

باللہ خبر الحق لم یک لطفہ ۔۔۔ والحق منج من جمیم ان
ہو کر قید ہو گئے ... حق کی شے سے دلچسپی نہیں لیتے اور کیوں ہو جبکہ حق بات ہی روز حشر جہنم سے نجات دلاتی ہو

ممن تحمل ما تحمل یوسف ۔۔۔ اسرا و بطشا من یدی سلطان
سنت یوسفی کو ادا فرماتے ہوئے حق کے سامنے جملہ آنے والی تکالیف اور مصائب جیل کی کوئی پرواہ نہ کی اور اسیر فرنگ ہو گئے

ھو فاقد النظر او فی الازمان ۔۔۔ بل فاق اھل العصر والاقران
آپ کی ذات مقدسہ ایک عدیم المثیل ہستی ہے آپ اپنے اہل عصر سے میدان عمل میں گوئے سبقت لیگئے

کاولی علماء والنجوم ھدایۃ ۔۔۔ اتقاھم فی الزھد والعرفان
گویا کہ آپ باعتبار علم کے بارش ہیں اور گمگشتگان راہ طریقت کے لئے مثل کوکب ہدایت ہیں اور زہد و عرفان میں ...

اروی عطاش العلم بحر فیوضہ ۔۔۔ فسقا عالی منھم والدانی
آپ کے بحر فیضان سے ہزار ہا تشنگان علم سیراب ہو چکے ہیں حتی کہ چھوٹا بڑا کوئی بھی باقی نہیں رہا

لا غرو کنت حقیرھم فعلو تھم ۔۔۔ تقبیل قدمیہ لقد اسمانی
کیا تعجب ہے اگر مجھ جیسا ذلیل و خوار علامہ موصوف کے شرف قدمبوسی سے بلند مرتبہ ہو جائے

فبفضلہ تخذ القلوب منازلا ۔۔۔ ولعلمہ خرجوا عن الاوطان
آپ نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کے دلوں کو اپنا مسکن بنا لیا ہے نیز مخلوق نے آپ کا شہرہ دعوتا سنکر اپنے اپنے گھروں کو خیرباد کہدیا

باللہ فیہم کان موئل عیل ۔۔۔ غوث العناۃ وملجاء الثکلان
بخدا آپ ہم جیسے فقراء کے ماویٰ اسیران بلا کے فریادرس یتیموں اور غمزدوں کے پشت پناہ

ماضی العزیمۃ مثل ابیض صارم ۔۔۔ عند البیان السنۃ المران
آپ اپنے ارادوں میں مثل شمشیر براں کے پختہ ہیں اور بیان حق کے وقت مثل سنان نیزہ کے

فی حبہ حفظ القلوب جمیعھا ۔۔۔ فلذ بکت بالدمع العینان
لوگوں کے دلوں میں آپ کی اس قدر محبت سرایت کر گئی ہے کہ آج آپ کی فرقت میں ہزارہا آنکھیں محو گریہ ہیں

تباو ربجاد انما الحکومۃ ۔۔۔ جبارۃ وحکومۃ الشیطان
اور حکومت جابرانہ اور شیطانی حکومت پر خدا کا ہمیشہ غیظ و غضب ہے

لا تظنن خالقی احلم حالم ۔۔۔ من غیظہ احکومۃ البرطانی
ای حکومت برطانیہ دیکھ اسقدر ظلم مت کر خدا اور اس کے غیظ و غصہ سے خوف کھا

فجعت طرا اھل بنجال واھل ۔۔۔ الھند والسند والافغان
تو نے تمام باشندگان ہند و سندھ و افغان و بنگال کو

لما سجنت کفایت اللہ الذی ۔۔۔ کالروح لاجساد والابدان
مفتی کفایت اللہ صاحب جو حقیقتاً ابدان کے لئے مثل دل و جان کے ہیں گرفتار کر کے رنجیدہ کیا

اولم تری ان الاناس تصرخوا ۔۔۔ وعیونھم تجری بدمع قانی
دیکھ مخلوق خدا کس بری طرح سے آہ و بکا کر رہی ہے اور آنکھیں کس طرح خون کے آنسو بہا رہی ہیں

ریح الصبا عنی سلاما بلغی ۔۔۔ من کان عین افاضل الاعیان
ای باد صبا اگر تیرا گزر گجرات کی طرف ہو تو سیدنا مفتی کفایت اللہ صاحب سے بعد سلام نیاز میرا یہ پیام پہونچا دیجئے

قولی لہ ان الاسارۃ سنتہ ۔۔۔ للانبیاء وقیمۃ الجنان
کہ اسیر فرنگ ہونا تو سنت انبیاء ہے اور گویا کہ جنت نعیم کی قیمت ہے

فاصبر علیہ وفی فوادک فافرحن ۔۔۔ واستبشرن بالحور والغلمان
لہذا آپ صبر جمیل فرمایئے اور رنج دل میں خوش ہو جیئے اس لئے کہ یہ قید آپ کیلئے حور و غلمان کی بشارت لائی ہے

ورفیقہ احمد سعید ملیکنا ۔۔۔ اسد الالہ واشجع الشجعان
اور اے باد صبا میرا سلام ادب شیر خدا تا جدار غریبان مولانا احمد سعید صاحب کو بھی پہونچا دیجئے

ذو المجد والفضل الجزیل مھند ۔۔۔ البدعات ثم الظلم والعدوان
آپ قاطع بدعات ہادم بنیاد شرک و ظلم نہایت جاہ و جلال والے ہیں

فدعاءنا رب الخلائق لا تذر ۔۔۔ فی الارض ظلما من ذوی الطغیان
پس اے خداوند عالم ہماری یہ دعا ہے کہ تو ظلم والوں کا ظلم زمین کے کسی حصہ پر باقی نہ رکھیو

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

الجمعیۃ دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

ایڈیٹر
بلال احمد زبیری بی۔ اے

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم ۵ ۹ ۱۳
۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ۵۰
نصف صفحہ (") ۳۰
ایک کالم (") ۲۰
½ کالم (")
¼ کالم (")

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۱۲ | دہلی یوم سہ شنبہ ۲۹ رجب المرجب ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۵

تھانہ بھون اور دہلی

کے فتاوٰی کا مدلل جواب

(از حضرت مولانا مولوی عبد الصمد صاحب رحمانی مونگیری نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند)

(۲)

جنگ آزادی کی حقیقت

(اعتراض)

(۱) جہاد شرعی کی حقیقت صرف مباشرت قتال ہے اور وجود قتال کے بعد افراد و اعانت کا عموم جدا ہے۔ قال فی الدر المختار ... الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی سبیل اللہ مباشرۃ او معاونۃ بمال ... موجودہ کی حقیقت ... وجہ سے ... برداشت کرنے کی تبلیغ ہے۔ ... دونوں امر کی حقیقت کا اختلاف اور حقیقتوں میں تضاد ظاہر ہے (نجیب ... ص ۳۵)

لغت کے علاوہ ذیل کی آیتوں کی طرف بھی میں مولانا کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ ان آیتوں میں قتال کا مفہوم وہ ہوسکتا ہے جو جناب نے سمجھا ہے۔

ولکن اللہ قتلھم الخ (انفال ع ۲ - پ ۹) ان کو اللہ نے قتل کیا۔

وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاؤھم (انعام ع ۱۶ پ ۸) اور اس طرح بہتیرے مشرکین کو ان کے (بنائے ہوئے) شریکوں نے ان کے اپنے بچے مار ڈالنے کو ان کی نظروں میں اچھا کر دکھایا ہے۔

[illegible]

جواب

[illegible]

1929

۱۴ جولائی ۱۹۲۹ء

حرکت اسلام

(اڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

ضلع لدھیانہ علاقہ بیٹ کی بیداری

۲۱ جون ۱۹۲۹ء کو موضع بلیہ وال میں جمعیۃ تبلیغیہ کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب مہتمم مدرسہ انوریہ عربیہ بلیہ وال منعقد ہوا۔ دیہات کے کثیر التعداد مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ صاحب صدر نے اپنی ایک مختصر ابتدائی تقریر میں دیہاتی مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ جب تک ہم سب متفق الرائے ہو کر کسی ایک نظام کے ماتحت باقاعدہ کام نہیں کرینگے، اس وقت تک ہماری موجودہ مشکلات حل نہیں ہوسکتیں۔ جناب صدر کی تقریر کے بعد ذیل کی تجاویز اتفاق رائے سے منظور ہوئیں۔

(۱) جمعیۃ تبلیغیہ بلیہ وال کا یہ عام جلسہ مسلمانوں کو عام تباہی اور بربادی سے بچانے کے لئے بالاتفاق یہ تجویز کرتا ہے کہ جملہ غلط قسم رسومات شادی و غمی وغیرہ کو فوراً بند کردیا جاوے۔ زمیندار بچوں کی عام واقفیت کیلئے دینیات کے پرائمری امدادی سکول جاری کئے جاویں اور فصل خصومات کیلئے مصالحتی پنچایتیں حلقہ وار قائم کی جاویں۔ دین و دنیا کے ضروری کاروبار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کیلئے مبلغین مقرر کئے جاویں۔ اور مسلمانوں کو تجارت کی طرف رغبت دلائی جاوے۔ مسلمان عورتوں کو غیر قوموں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے روکا جاوے۔ اور جملہ مسلمانان علاقہ سے درخواست کی جاوے کہ وہ ان امور کی تکمیل کے لئے اراکین جمعیۃ کی ہر ممکن طریق پر امداد فرماویں۔

محرک: مولوی حکیم محمد شفیع صاحب

موئیدین: میاں عبد اللہ صاحب سہارنپوری - میاں عبد اللہ صاحب لوہگڑی - حافظ نور محمد صاحب امام مسجد فتح گڑھی۔

(۲) جمعیۃ تبلیغیہ کا یہ عام جلسہ مشکلات علاقہ کی موجودہ تباہی و بربادی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت وقت سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ چاہی زمینوں کا معاملہ عام بارانی زمینوں سے زیادہ نہ لیا جاوے اور عام قحط سالی اور خرابی کی وجہ سے بارانی زمینوں کا معاملہ کم کردیا جاوے تاکہ رعایا آرام سے زندگی بسر کرسکے۔

محرک: حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب مہتمم مدرسہ انوریہ عربیہ بلیہ۔

موئیدین: مولوی عنایت اللہ صاحب - و چوہدری رحمت اللہ صاحب نکھووال - چوہدری تنشی خاں صاحب سلیم پوری -

بعد ازاں مولانا مولوی محمد نعیم صاحب مفتی لدھیانہ نے ان تجاویز کی تائید و تشریح کرتے ہوئے زبردست تقریر کی۔ آپ کے بعد مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے مختصر سی تقریر کی اور مسلمانوں کو بتایا کہ دنیا میں وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جو اپنی عزت اور دین و حقوق کو قائم کرنے کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہے۔ آپ کے بعد مولانا عبد المجید صاحب نائب مہتمم مدرسہ عزیزیہ عربیہ لدھیانہ نے لوگوں کو وعظ و نصائح سے مستفید فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس جلسہ کا اثر دیہات کی مسلمان آبادی پر بہت اچھا ہوا۔ بعد نماز عصر جلسہ ختم ہوا۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

محمد عنایت اللہ خان - مبلغ جمعیۃ تبلیغیہ بلیہ وال

تار کا پتہ "الجمعیۃ دہلی"
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

سہ روزہ — دہلی

تاریخہائے اشاعت: ہر عیسوی ماہ کی ...

نرخنامہ اشتہارات

ایڈیٹر ہلال احمد زبیری بی۔اے

شنبہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۴۹ ہجری ۔ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۴

تھانہ بھون اور دہلی کے فتاویٰ کا مدلل جواب

(از حضرت مولانا مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیری نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند)

(۱)

۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۳۰ء کو جمعیۃ علمائے ہند نے امروہہ کے اجلاس میں جنگ آزادی کے متعلق جو اہم تجویز پاس کی ہے اس کے متعلق جا بجا نیک نیتی سے محض اختلاف رائے کی بنا پر یا خود غرضی سے حکومت پرستی کے جذبہ کی بنا پر چند اعتراض کئے جاتے ہیں۔

اس سے انکار نہیں کہ جمعیۃ علمائے ہند کے ذمہ دار حضرات بار بار اپنی تقریروں میں ان اعتراضوں کا مسکت جواب دے چکے ہیں۔ پھر بھی موجودہ پروپگنڈا کے مقابلہ میں اس لئے ناکافی ہے کہ ملک کو مغالطہ اور دھوکہ میں ڈالنے کے لئے اب ان فرسودہ اعتراضوں کو رسالوں کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جمعیۃ علمائے ہند کی تجویز پر مختلف شکلوں میں جو کچھ اعتراض اب تک کئے گئے ہیں ان کو ایک جگہ جمع کردوں۔ اور قرآن و حدیث اور آثار سلف کی روشنی میں اس پر ایک تبصرہ کردوں تاکہ حق و باطل میں امتیاز کے لئے ان لوگوں کے ہاتھوں میں ایک قابل اعتماد وثیقہ ہوجائے۔ جو دینی علوم سے براہ راست فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

میرے سامنے اس وقت ایک رسالہ ہے جس کو "فتوی متفقہ" کے نام سے خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب احمد پائی دہلی نے مرتب کرکے شائع کیا ہے جو بارہ صفحوں کے تمہیدی مضمون کے بعد دو استفتاء کے تین جوابوں کا مجموعہ ہے جس پر مجیب صاحبان کے علاوہ اور بھی چند حضرات کے دستخط ہیں۔

استفتاء کے ہر جواب میں ہم پر جو اعتراض کئے گئے ہیں ان میں باہمی امتیاز کو باقی رکھنے کیلئے ان کے نقل کے وقت ہم حوالہ میں مجیب ۱ و ۲ و ۳ لکھدیں گے۔ تاکہ کسی مجیب پر دوسرے کے اعتراض کی ذمہ داری لازم نہ آوے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے امروہہ کے اجلاس میں جنگ آزادی کے متعلق جو تجویز پاس ہوئی ہے اس کے چند اجزاء یہ ہیں:۔

۱۔ احکام شرعیہ کے موافق جنگ آزادی میں کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل۔

۲۔ سول نافرمانی۔

۳۔ مسکرات کے استعمال و تجارت پر احتساب۔

۴۔ ولایتی مال کا عموماً اور کپڑے کا خصوصاً مقاطعہ۔

۵۔ دیسی مال و کپڑے کے استعمال و ترویج کی سعی بلیغ اور ہر ممکن جگہ پر انتظام۔

قبل اس کے کہ میں ان اجزاء کے متعلق جو اعتراض ہیں ان کو نقل کروں اور جواب دوں دو امروں کی طرف اشارہ کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ میری تحریر کو ان اعتراضوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا جن کو جمعیۃ علمائے ہند کی تجویز سے تعلق نہیں ہے۔ مثلاً "عورتوں سے پکٹنگ کی خدمت لینی" کیونکہ جمعیۃ علمائے ہند نے نہ تو آج تک عورتوں سے پکٹنگ کی خدمت لی اور نہ انہوں نے اس کی اجازت دی۔ بلکہ اپنے تفصیلی پروگرام میں یہ اعلان کردیا کہ

جو مسلمان کانگریس کے ممبر بن چکے ہیں یا بننا چاہتے ہوں ان کو چاہیئے کہ ہندوستان کی مشترکہ انجمن کے ساتھ مل کر کام کریں اور کانگریس کے پروگرام کو کامیاب بنائیں۔ البتہ عورتوں کے اختلاط سے اجتناب کریں۔

لیکن جو مسلمان صرف جمعیۃ علمائے ہند کے ماتحت رہکر سول نافرمانی کرنا چاہتے ہیں ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد

۲ بائیکاٹ کمزور ہورہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بمبئی میں جو کچھ ضرر محسوس کیا جارہا ہے اُس کا سبب صرف یہ ہے کہ اندرون ملک میں برطانوی مال لینے سے انکار کیا جاتا ہے اور ہمارے خیال میں یہ صورت اس وقت تک برابر قائم رہیگی جب تک کہ گورنمنٹ کی جانب سے اس سلسلہ میں جو زیادتیاں ہورہی ہیں یکدم رُک نہ جائیں!!

مقامی طور پر ایک کمیٹی قائم کریں۔ اس کمیٹی کے ماتحت رضا کار بھرتی کریں۔

دوسرے یہ کہ مختصر لفظوں میں یہ بتادوں کہ جنگ آزادی کی تجویز کن حالات کے ماتحت مجبور ہوکر جمعیۃ علمائے ہند نے پاس کیا ہے۔

جنگ آزادی کی تجویز کیوں پاس ہوئی

۱۸۵۷ء میں مسلمانوں پر سنت الہیہ کے ماتحت جب ان کے اپنے کرتوت کے ہاتھوں حکومت کافرہ کا عذاب مسلط کیا گیا اور ہندوستان دارالاسلام سے دارالحرب بن گیا اور ان کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ ہوگیا تو سب سے پہلی چیز جو حکومت کی جانب سے مسلمانوں کو مطمئن کرنے والی تھی وہ مذہب کے پرسنل لا کی حفاظت تھی۔ اور حکومت کا یہ اعلان تھا کہ گورنمنٹ مذہب کے معاملہ میں کوئی دخل نہ دیگی اور ہندوستان کے بسنے والوں کے مذہبی احترامات کے خلاف کوئی اقدام نہ کرے گی۔

پھر اس اعلان کو ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار شاہی زبان اور حکومت کے ذمہ دار بیانات میں دہرایا گیا اور اس کو اس قدر اچھالا گیا کہ سادہ لوح مسلمانوں کے قلب کا رہا سہا شکوہ بھی جاتا رہا۔ اور وہ حکومت کے استعماری پروپگنڈا سے متأثر ہوکر بالکل مطمئن ہوگئے۔ اور ان کو یقین ہوگیا کہ حکومت ہمارے مذہبی معاملات میں دخل نہ دیگی۔ اور ایسی صورت میں کہ ہم حکومت کے خلاف کسی ایجی ٹیشن میں شریک نہ ہونگے۔ حکومت ہم سے راضی رہیگی۔ حالانکہ آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس پہلے خدا نے ان کے متعلق مسلمانوں کو ان کی استعماری پالیسی سے متنبہ رہنے کے لئے یہ فیصلہ کردیا تھا کہ

لن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم۔ (بقرہ ع ۱۴ پ ۱) — یہود اور نصاریٰ تم سے ہرگز رضامند نہ ہوں گے تاوقتیکہ تم ان کے مذہب کی پیروی نہ کرنے لگو۔

بلکہ ان کے اعلان و اقرار کے متعلق بھی قرآن مجید نے یہ بتادیا تھا کہ اس قوم کے ذمہ دار لوگوں کی پالیسی یہ ہے کہ ان کا اپنی پوری جماعت کے لئے یہ فیصلہ ہے کہ غیر قوم کے کسی بھی معاملہ کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ اگر صبح کو کچھ اقرار کرلو تو شام کو انکار کردو۔ ارشاد ہے۔

وقالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النھار واکفروا آخرہ لعلھم یرجعون ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم (آل عمران ع ۸ پ ۳) — اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے (اپنی جماعت کو) سمجھایا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے صبح کے وقت اس پر ایمان لے آؤ اور شام کو انکار کردو تاکہ (اس تدبیر سے) مسلمان (اپنے طریقہ سے) پھر جائیں اور اپنے مذہب والوں کے سوا دوسروں (کی کسی بات) کو نہ مانو۔

چنانچہ جنگ عظیم کا جب ہولناک سانحہ رونما ہوا تو خدا کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی اور سارے نئے اور پرانے عہد فراموش کردئے گئے۔ نہ مذہب میں مداخلت کرنے کی پرواہ کی گئی نہ مقامات مقدسہ کے احترام کو مدنظر رکھا گیا۔ نہ جزیرۃ العرب کی عزت کا لحاظ کیا گیا نہ ذمہ داروں اور عہدوں کے ایفاء کا خیال کیا گیا۔ نہ ان اعلانات کی کوئی قدر و قیمت سمجھی گئی جن کو حکومت نے جنگ عظیم کے سلسلہ میں ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کو تمام ہندوستان اور سوڈان اور افریقہ کے ہر شہر اور قصبہ میں شائع کیا تھا کہ

ملک معظم کی گورنمنٹ ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند کو اختیار دیتی ہے کہ وہ عرب کے مقدس مقامات اور عراق کی مقدس زیارتگاہوں اور جدہ کے ساحل کے متعلق ایک عام اعلان کردیں تاکہ ملک معظم کے "بہت ہی وفادار ہندوستانی مسلم رعایا" کو اس جنگ کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ مذہبی سوال سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔"

(باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمایئے)

ذکر لوگ ... (۱) مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند

(۲) مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی ... (باقی ملاحظہ ہو کالم ...)

(بسلسلہ کالم اول)

(۳) مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امیر الشریعۃ صوبہ پنجاب۔

محرک:۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب۔ مدرس جامعہ عربیہ ڈابھیل۔

مؤیدین:۔ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا عبدالحلیم الصدیقی صاحب۔ مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیری۔ مولانا احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علمائے پنجاب۔

ان دونوں باتوں کے سامنے آجانے کے بعد "فتویٰ متفقہ" کی ترتیب کے لحاظ سے مجھکو پہلے تمہید کی کچھ روئداد پیش کرنی چاہیئے تھی، مگر میں اسکے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ اس کی تنقید کیلئے اس سے زیادہ بلیغ الفاظ میرے پاس نہیں ہیں کہ حکومت کے ایک خیر خواہ خان بہادر صاحب کے زور قلم کا بہترین نمونہ ہے۔ جو بارہ صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔

قابل توجہ چیز تینوں مجیب صاحبان کے فتاویٰ ہیں جنکے متعلق ہم اگلے صفحات میں یہ کرینگے کہ ایک مسئلہ کے متعلق ان تینوں حضرات کے جو اعتراض ہونگے

لودھیانہ

جناب مولانا مولوی عبدالرشید صاحب مجلس تحفظ ناموس شریعت لودھیانہ و مہتمم مدرسہ عزیزیہ عربیہ مطلع فرماتے ہیں کہ حسب تجویز مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء کو زیر صدارت مولانا مولوی عبدالمجید صاحب نائب مہتمم مدرسہ عزیزیہ عربیہ لودھیانہ جامع مسجد مقام جگہ متصل لودھیانہ میں بعد نماز جمعہ عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں اہالیان جگہ کے علاوہ اور اکثر دیہات مثلاً رجووال۔ ملک پور، جاگا، قطب وال۔ جھولے وغیرہ وغیرہ کے اہل اسلام گرم جوشی سے شریک جلسہ تھے۔ جناب صدر نے دو گھنٹہ مسلسل پرتاثیر مدلل تقریر فرمائی جسمیں ساردا ایکٹ اور قانون تحفظ مویشیان اور شہید کردہ مساجد سندھ اور قانون وراثت شرعیہ پیش کردہ میاں عبدالحی صاحب کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا جس سے لوگوں میں اسلامی جوش موجزن دکھائی دیتا تھا۔ جلسے کے بعد حاضرین جلسہ نے ساردا ایکٹ اور قانون تحفظ مویشیان اور مساجد سندھ کے شہید کرنے کے خلاف سخت اظہار ناراضگی کیا اور تمام حاضرین نے اپنے آپ کو اسلام پر ہر آنے والی مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرنے اور ناموس شریعت کو محفوظ رکھنے کیلئے پیش کیا اور مذکورہ بالا معاملات کے متعلق تجاویز کی نہایت گرمجوشی سے تائید کی۔

جمعیۃ الطلباء دہلی کا جلسہ

علمائے ملت کی تقریریں

دہلی ... جمعرات کی شب کو ... جمعیۃ الطلباء ... کا ایک جلسہ ہوا جلسہ کی صدارت کے لئے جناب ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار کو بالاتفاق منتخب کیا گیا۔ حضرت نائب امیر شریعت نے ایک گھنٹہ تک مسلسل تقریر فرمائی جس میں آپ نے طلباء کے فرائض مقصد تعلیم، تقریر و تحریر کی رغبت، علوم دینیہ کے ساتھ سیاسیات اور حقائق تاریخیہ کی اہلیت، خدمات قومی میں طلباء کا حصہ اور ان کی ضرورت پر ایک پرمغز تقریر فرمائی اور طلباء کو نصیحت فرمائی کہ تعلیم کے حقیقی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے وقت کو ضائع نہ کریں کیونکہ زمانہ آج اُن کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ وہ عمل قوم کے معمول ... کی کوشش کریں۔

آپ کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے طلباء کو مخاطب کرکے ایک پرجوش تقریر کی جس کا طلباء پر بہت زیادہ اثر پڑا۔

اعلان یہ ہے کہ

یہ مقدس مقامات، اور جدہ ... برطانیہ کی بحری ... اور دستبرد سے بالکل محفوظ رہیں گے ... زائرین کی آمد و رفت میں کوئی دست اندازی نہ کی جائیگی ... فرانس اور روس کی حکومتوں ... دلایا ہے۔

اور تمام غیور مسلمانوں کو اپنے ... [illegible]

انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ (ممتحنہ ع ۱ پ ۲۸) — ہم تم سے اور ان تمام معبودوں سے ... بیزار ہیں ... ہمارے اور تمہارے درمیان کھلی عداوت اور دشمنی ... جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

[illegible]

تھانہ بھون اور دہلی

کے

فتاویٰ کا مدلل جواب

(از حضرت مولانا مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند)

(۳)

سوال نمبر ثانی

(۲) قرآن مجید نے فرمایا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ اور
کر ... میں اس ... پر ... جیسا سوال میں مذکور ہے تو
بلا ضرورت ایسی قانون شکنی کا انجام ... ہے (تفسیر ... صفحہ ۱۹)

(۳) حکومت کے خلاف جن امور ... کیا جاتا ہے وہ تو مکروہ بات سے بھی
... نے حفاظت جان کیلئے بعض محرمات کے ارتکاب کو بھی فرض فرمایا
ہے ... السلطان اذا اخذ رجلا وقال لا قتلنک
او تشرب هذا الخمر کان فی سعة ... بل یفترض علیه
التناول اذا کان فی غالب رایه انه لو لم یتناول یقتل فان
لم یتناول حتی قتل کان اثما فی ظاهر الروایة عن اصحابه
... الا ان یاثون
... حالة الضرورة ثم یتناول حتی یرجی
... فی سعة من ذلك ... عالما بالاباحة

بالاعلان پکار کر کلمہ شہادت پڑھا۔ کفار پھر ٹوٹ پڑے اور پھر مارا۔ اور پھر حضرت عباس نے ڈھال بنکر کافروں کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

— چوتھے یہ کہ "لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" میں تہلکۃ سے مراد امور جہادیہ سے جان چرانا ہے نہ کہ دین و مذہب کی حرمت کی حفاظت اور حکومت کافرہ کی غلامی سے نجات کے حصول میں مبتلائے قید و بند ہونا تہلکہ ہے۔ اور یہ ایک ایسا فیصلہ شدہ امر ہے جس پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مہر تصدیق ہے۔

عن اسلم ابی عمران قال غزونا بالقسطنطنیة وعلی الجماعة عبد الرحمن بن الولید والروم ملصقوا ظهورهم بحائط المدینة فحمل رجل علی العدو فقال الناس مه مه لا اله الا الله یلقی بیدیه الی التهلکة فقال ابوایوب انما نزلت هذه ...

اسلم ابو عمران کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عبد الرحمن بن ولید کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ رومیوں کی فوج قلعہ کی طرف پیٹھ کر کے صف آرا تھی۔ یکایک ایک شخص نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ لوگ بول اٹھے کہ اس نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالدیا۔ اس پر حضرت ابوایوب انصاری نے فرمایا یہ آیت ہم لوگوں کے بارے ...

خان بہادر صاحب کے شایع کردہ فتویٰ پر تنقیدی نظر

مستفتی اور مفتی صاحبان کا شدید ترین مغالطہ اور اس کا ازالہ

(از حضرت العلامہ مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری نائب صدر جمعیۃ علماء ہند)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اصل یہ ہے کہ نفس اشتراک عمل کوئی خطرناک شے نہیں ہے، نہ ناجائز امر ہے، اصل چیز عمل اور اس کی اہمیت ہے۔ اگر عمل فرض و واجب ہے تو ضرور کیا جائیگا خواہ دوسری قوم اس عمل میں شرکت کرے یا نہ کرے۔ اس کی شرکت یا عدم شرکت عمل کے وجوب و فرضیت میں کسی طرح خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اگر دوسری قوم نے ایسے ضروری اور واجب فعل کی ابتدا کی ہے تو محض اس وجہ سے کہ دوسری قوم نے ابتدا کر دی ہے وہ واجب اور ضروری فعل ناجائز نہ ہو جائیگا بلکہ بدستور فرض و واجب رہے گا۔ خلق پر شفقت اور اس کی خیر خواہی ایک ضروری چیز ہے اور انسانی فریضہ ہے یہ فریضہ انسانی محض اس وجہ سے قبیح و ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ کسی جگہ اس کی ابتدا ایک مشرک نے کی ہے، یا اسکو اختیار کر لیا ہے یا ایک غیر مذہب اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، اور اس میں دلچسپی لیتا ہے۔ اسی طرح ایک حرام اور ممنوع فعل محض اس وجہ سے واجب یا جائز اور استحباب میں نہیں آ سکتا کہ اس سے ایک غیر مسلم یا مشرک اجتناب و احتراز کرتا ہے۔ شراب بدستور ممنوع اور لائق اجتناب رہے گی گو اس اجتناب و احتراز میں مشرکین بھی شریک ہو جائیں۔ یہی حال ظالم و جابر کی مدافعت کا ہے کہ وہ شرعاً و عقلاً ...

سمجھنا چاہیے کہ دوسری محکوم قوم کی حرکت سے مسلمانوں کا بھولا ہوا سبق ان کو یاد آ گیا یا وہ جس امر کو پہلے سوچ چکے تھے اس کے ظہور کے قبل ایک تائیدی حرکت ان کے پیش نظر ہو گئی۔ پس جس فریضہ کو انجام دینا تھا اس کے تائیدی اسباب پیش آ جانے سے وہ ممنوع کیونکر ہو جائے گا۔ بلکہ تشکر حق بجا لانا چاہیے کہ اس فریضہ کے انجام دینے میں عین موقع پر ایک راہ سہولت نکل آئی۔ موجودہ نظام حکومت سے نجات حاصل کرنا در حقیقت ایک اہم مذہبی فرض کو انجام دینا ہے، یہ ہندوؤں یا مشرکوں کی اعانت نہیں ہے بلکہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے عملی اقدام ہے۔ ایک دوسرے کی اعانت کا مسئلہ طوق غلامی اتار پھینکنے کے بعد پیدا ہو سکتا ہے۔ سردست صرف یہ مسئلہ در پیش ہے کہ حکومت ظالمہ سے کیونکر نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس وقت تو خود مسلمانوں کا تحفظ اور بقا معرض خطر میں ہے۔ کہاں کی امداد اور کیسی اعانت جبکہ خود بقا ہستی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ... ہے یہ پیرایۂ بیان اختیار کرنا کہ (ہندو قوم حکومت کیساتھ برسر مقابلہ نظر آ رہی ہے) اور اس پر اس طرح سوال مرتب کرنا کہ (ہندو جو کہ مشرک و غدار ہیں ان کے ساتھ اس مقابلہ میں شرکت مسلمانوں کیلئے جائز ہے کہ نہیں) اس ...

عبد الماجد صاحب کے ہم عقیدہ و ہم مسلک ہتے بیر جاری سمجھ میں نہیں آتا کہ صدارت کا فیصلہ ہوتے ہی عصبیت کا خطرہ یقین سے کیسے بدل گیا اور یہ لوگ کیوں کر یہ سمجھ گئے کہ حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری کو صدر منتخب کرنے والے ان کے مسلک سے تعصب رکھتے ہیں اور اپنے ذاتی اقتدار کو بلند رکھنا چاہتے ہیں۔

چونکہ الجمعیۃ کی یہ جلد آئندہ اشاعت پر ختم ہورہی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ مضامین کو بھی آئندہ اشاعت میں ختم کردیں۔ آئندہ نمبر میں ہم اس سعی افتراق کی حقیقی وجہ ظاہر کریں گے اور یہی نمبر اس سلسلہ کا آخری نمبر ہوگا۔ (باقی آئندہ)

حوادث و احکام

کتاب الصلوٰۃ

استفتاء خطبہ جمعہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جس جگہ دیہات میں لوگ کم فہم ہوں اور عربی زبان خطاب یا مخاطب اور خاص و عام بجز چند کوئی نہ سمجھتا ہو وہاں پر خطبہ جمعہ اگر اردو نظم و اشعار وغیرہ مثلاً خطب مجموعہ علمی و جدید وغیرہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہو سکتا ہے یا فقط عربی ہی پڑھنا چاہیے۔ یہاں پر مسلمانوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے تین دو شخص کے لوگ کہتے ہیں کہ خطبہ میں اردو نظم یا اشعار وغیرہ پڑھنا خلاف سنت ہے ایسے خطیب بے مجھ و جماعت خلاف سنت موکدہ ہیں اور مکروہ تحریمہ ہیں۔ اور دوسرے جبر بکم ملم میں۔ لہٰذا عریضہ ارسال خدمت ہے کہ حق و باطل کے فیصلہ کا فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔

الجواب

خطبہ کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ادا کیا جائے اگر کسی خاص مصلحت سے اردو زبان میں حاضرین سے کچھ کہنا ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے امام اردو میں تقریر کرے اور اذان ثانی سے تھوڑی دیر پہلے عربی میں مختصر خطبہ پڑھ لے تاکہ سنت متوارثہ کا خلاف بھی نہ ہو۔

بندہ احمد سعید عفی عنہ

لودھیانہ جمعیۃ علماء ہند کے جاری کردہ احکام کے مطابق ساردا ایکٹ کی مخالفت میں آج مورخہ ۱۰ جنوری ۳۰ء کو رضاکاروں کی ایک زبردست جماعت نے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ تمام شہر میں کمیٹی باغ کے اندر نماز جمعہ پڑھی اور اس کے بعد جلسہ کرکے جلوس نکالنے کا زبردست اعلان کیا جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہزارہا لوگ کمیٹی باغ میں جمع ہوگئے۔ رفیق محترم مفتی محمد نعیم صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی نماز کے بعد مفتی صاحب ممدوح کی زیر صدارت ساردا ایکٹ کے خلاف ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس میں ہزارہا مسلمانوں کے علاوہ کافی تعداد میں برادران وطن بھی شریک تھے۔ رفیق بشیر احمد کی تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب صدر نے ایک زبردست بصیرت افروز تقریر شروع فرمائی جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک برابر جاری رہی جس میں آپ نے مسلم رعایا کی انتہائی وفاداری اور حکومت کی انتہائی بیوفائی جس کا ادنیٰ نمونہ ساردا ایکٹ اور مسودہ انسداد ذبیحہ گاؤ وغیرہ اور شہرہ کی مسجدوں کا خرید کر منہدم کردینا بیان فرمایا۔

اور آخر میں آپ نے شریعت مقدس کی حفاظت کے لئے ایسی زبردست اپیل فرمائی کہ تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اور ہزارہا مسلمانوں نے یک زبان متفق اللفظ ہوکر برخلاف شریعت قانون کو جمعیۃ کے جاری کردہ احکام کے ماتحت توڑنے کا عہد کیا اور سب نے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش فرمائیں۔

مگر عہد نامہ کے فارم نہ ہونے کی وجہ ایک سو سے زیادہ رضاکار باقاعدہ بھرتی نہیں کئے جاسکے۔

جناب صدر کی درخواست پر جناب مولوی عبد الرشید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ عزیزیہ لودھیانہ نے مختصر تقریر کے بعد جمعیۃ کی شائع کردہ قرارداد پیش فرمائی۔ جو سید تحسین شاہ صاحب کی مختصر لیکن جامع تائیدی تقریر سے بالاتفاق پاس ہوئی۔ اس کے بعد صدر کی طرف سے دو اور قراردادیں جن میں بصورت عدم تنسیخ ساردا ایکٹ سول نافرمانی اور انسداد ذبیحہ و قربانی گاؤ کے خلاف احتجاج کا اظہار کیا گیا تھا۔ پیش ہوکر پاس ہوئیں ایک اور قرارداد منظور کی گئی جس میں ساردا ایکٹ کے سلسلے میں جمعیۃ العلماء ہند کی جلیل القدر خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو قید محض

آپ کو بی کلاس میں رکھا جائے گا

لدھیانہ ۲۰ جنوری۔ مولانا مفتی محمد نعیم رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند کے خلاف عرصہ چھ ماہ سے مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۸ چودھری میراں بخش مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت تھا آج احاطہ جیل میں مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ سنا دیا۔ اور محترم مولانا سے ایک سال کے لئے چھ ہزار روپیہ کی نیک چلنی کی ضمانت طلب کی۔ مولانا نے [illegible]

مولانا کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ ان کی حسب حیثیت جیل میں ان کے ساتھ اے کلاس کا سلوک کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ معززین شہر اور وکلاء صاحبان کی طرف سے بھی یہ کوشش کی جارہی ہے کہ مولانا کو اے کلاس میں رکھا جائے۔ فی الحال مولانا بی کلاس میں رکھے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء

افتراق امت کی سعی نامشکور

جمعیۃ علمائے ہند کے خلاف پروپیگنڈا کانفرنس

(۱۱)

[illegible]

مجلس استقبالیہ کا جبر

[illegible]

سعی افتراق کا آغاز

[illegible]

مجلس مرکزیہ کا اجلاس مرادآباد

[illegible]

مجلس استقبالیہ کانپور کی بے ضابطگیاں

[illegible]

فتحپوری کا جلسہ

[illegible]

صدر اجلاس عمومی کا انتخاب

[illegible]

عصبیت کی حقیقت

[illegible]

خان بہادر صاحب کے شائع کردہ فتویٰ پر تنقیدی نظر

مستفتی اور مفتی صاحبان کا شدید ترین مغالطہ اور اُس کا ازالہ

(از حضرت العلامہ مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری۔ نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند)

(بسلسلہ اشاعت ۱۴ دسمبر ۱۹۳۰ء)

اس ترکیب اور حسن تدبیر سے گو استفتاء اور فتوے دونوں مرتب ہوگئے لیکن ساتھ اس کے یہ ضروری سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ حکومت کی نوعیت اور اُس کے طرز عمل کا بھی جناب مفتی صاحب کو کچھ علم ہے یا نہیں۔ وہ حکومت جس کے عہد میں (۱) محض درستی سڑک کی خاطر مسجدیں شہید کردی جاتی ہیں، (۲) جس کے اسکولوں اور کالجوں نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اندر [illegible]

کا انکار ہے۔ باوصف اس کے اسقدر آیات و احادیث اس کی تائید میں وارد ہیں کہ ان کو فہرست کے طور پر بغیر تشریح و توضیح ایک جگہ جمع کردینے ہی کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ خود مفتیان کرام اور محققین عظام نے ایسی آیات و نصوص تحریر کردی ہیں جن کی رو سے آزادی کی جدوجہد فرض ثابت ہورہی ہے [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء

افتراق امت کی سعی نامشکور

جمعیۃ علمائے ہند کے خلاف پروپیگنڈا کانفرنس

(۱۰)

صدر استقبالیہ نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا ہے کہ

"مخصوص اشخاص کے لئے مرکز کی نظامت و صدارت اور عام عہدے آج تک وقف تھے۔"

ہمیں یہ دیکھ کر بے انتہا افسوس ہوتا ہے کہ جناب صدر نے بار بار اس قسم کے دعوے کئے ہیں جن کا کوئی ثبوت جمعیۃ علماء ہند کے دس سالہ ریکارڈ سے بہم نہیں کیا جا سکتا اور جن کا باطل ہونا ہر اس شخص کے نزدیک مسلم ہے جسے ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کی گزشتہ تاریخ کا علم حاصل ہے۔ جہاں تک نظامت و صدارت کا تعلق ہے ہم اس سلسلہ مضامین کے ۔۔۔ میں مفصل بحث کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کو کس طرح بار بار علمائے کرام نے مجبور کر کے اسلام اور مسلمانوں کی خدمات انجام دینے پر اصرار کیا ہے اور ممدوحین کے متواتر انکار کے باوجود کس طرح ان کا دوبارہ انتخاب فرمایا ہے۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ اس موضوع پر دوبارہ بحث کر کے تحصیل حاصل کریں۔ البتہ "عام عہدوں" کے متعلق ہمیں کچھ عرض کرنا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اصل حقیقت کے روشنی میں آتے ہی جناب صدر کی صداقت کا راز پوری طرح فاش ہو جائے گا۔

مرکز کے عام عہدے

جمعیۃ علمائے ہند کے دستور اساسی میں جن عہدوں کو صدر استقبالیہ کی اصطلاح کے مطابق "عام عہدوں" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے وہ نائب صدر، نائب ناظم اور صدر اجلاس عمومی کے عہدے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ عام عہدے جمعیۃ کی تاسیس سے لیکر "مخصوص اشخاص" کے لئے وقف رہے ہیں یا ان پر مختلف الخیال حضرات فائز ہوئے ہیں۔ اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو ہم پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صدر استقبالیہ کا بیان حقیقت سے بہت دور ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے مذکورہ بالا عہدوں پر حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب، حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی، حضرت مولانا نثار احمد صاحب، مولوی مظہر الدین صاحب شیرکوٹی، حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری، حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی، حضرت مولانا ابوالمعارف محمد عرفان صاحب منتخب کئے جا چکے ہیں اور ان حضرات کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا ان کے لئے "مخصوص اشخاص" کے الفاظ کسی طرح بھی موزوں ہیں۔

جمعیۃ علماء کی رواداری

عہدوں کے معاملہ میں جمعیۃ کی مجلس مرکزیہ نے ہمیشہ انتہائی رواداری سے کام لیا ہے اور اس جماعت کو جس کے بعض افراد آج کل یہ فتنۂ افتراق برپا کر رہے ہیں کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب اور حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری (موجودہ نائب صدر جمعیۃ علماء ہند) اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور جمعیۃ علماء ہند کے عہدہ دار رہ چکے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اس صورت میں یہ کہدینا کہ جمعیۃ کے "عام عہدے" "مخصوص اشخاص کے لئے وقف تھے" اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو حق و باطل کے سوال کو چھوڑ کر محض بے بنیاد پروپیگنڈا ہی کو اپنا مطمح نظر بنا لے اور اس کی مطلق پروا نہ کرے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ کس قدر خلاف واقعہ ہے۔ اس معاملہ میں جمعیۃ کی رواداری کا تو یہ حال ہے کہ اس نے مولوی مظہر الدین صاحب جیسی شخصیت کو بھی باوجود ایک مرتبہ آزما لینے کے دوبارہ مسلمانوں کی خدمت کرنے کا موقع دیا اور اس امید میں کہ شاید ذمہ داری کا احساس انہیں اپنی نیش زنی سے باز رکھے انہیں شعبۂ تبلیغ کا ناظم نشر و اشاعت بنا دیا۔ مگر اب اس کو کیا کیا جائے کہ انہوں نے حسب عادت اسی درخت کی جڑ میں کلہاڑی ماری جو انہیں اپنے سایہ میں جگہ دے چکا تھا اور آخر کار وہ جمعیۃ علماء ہند اور مقاصد اسلامیہ کے بدترین دشمن ثابت ہوئے اور انہیں مجبوراً اس وقت جماعت سے خارج کرنا پڑا جبکہ سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار ہی باقی نہ رہا تھا۔

"مخصوص اشخاص" کی شکایت

حقیقت یہ نہیں ہے کہ مرکز کے "عام عہدے" "مخصوص اشخاص" کے لئے وقف تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مرکز کے عام عہدوں کے لئے "مخصوص اشخاص" کی تمنا پوری نہیں ہوئی اسی کے واسطے یہ تمام ہنگامہ آرائی کی جا رہی ہے۔ گزشتہ چند سال سے یہ کوشش کی جا رہی تھی کہ جمعیۃ علماء ہند کو تجربہ کار اور مقتدر ہستیوں کی سرپرستی سے نکال کر بازیچۂ طفلان بنا دیا جائے اور چند ایسے حضرات جنہیں اپنی اہلیت و قابلیت کے متعلق زبردست مغالطہ ہے اور جن کی قومی خدمات صفر کی برابر ہیں اس کے عہدوں پر منتخب ہو جائیں۔ لیکن جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مرکزیہ نے جس میں تمام ہندوستان کے بیدار و معتمد نمائندہ علماء شامل ہیں اس صورت کو گوارا نہ کیا اور وہ تمام سازش جو کانپور میں اجلاس منعقد کر کے جمعیۃ علماء ہند کو دفن کر دینے کے لئے کی گئی تھی طشت از بام ہو گئی۔ اسی ناکامی کا یہ غصہ ہے جو کانپور کی مؤتمر، امروہہ کی توسیع نظام علماء اور لکھنؤ کی پروپیگنڈا کانفرنس میں اتارا گیا ہے۔ اور جس نے ان حضرات کو اس قدر کھسیانا کر دیا ہے کہ ان کا ہر قدم جو اٹھتا ہے ایک زبردست غلطی کی طرف اٹھتا ہے جس کے واسطے آئندہ خود انہیں کف افسوس ملنا پڑے گا۔ عہدوں کا معاملہ ایسا نہ تھا کہ یہ حضرات (جنہیں دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین سمجھتی ہے) اسے ملت بیضا کے افسوسناک افتراق کا ذریعہ بنا لیتے اور محض اس وجہ سے کہ عہدوں کے لئے چند اشخاص کی خواہش پوری نہ ہو سکی زمین و آسمان ایک کر دیتے۔ بہرحال علم کی ذمہ داری بھی کوئی چیز ہے۔ انہیں عالم دین کہا جاتا ہے کم سے کم وہ اتنا تو خیال کرتے کہ ان کی اس خفیف الحرکاتی سے علم دین کی کس قدر توہین ہوگی اور ان کے اس پیدا کردہ جدید فتنہ سے مسلمانوں اور اسلام کو کس قدر نقصان پہنچے گا۔ مگر انہوں نے اس کی قطعاً پرواہ نہ کی اور عالم کہلا کر عامیوں کی طرح گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے لگے۔ (باقی آئندہ)

لبرلوں کی شرائط

تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ گول میز کانفرنس کے ہندو نمائندوں میں سے لبرلوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسلم مطالبات کو حسب ذیل صورت میں منظور کر لیں گے۔

(۱) مخلوط انتخاب۔

(۲) سوائے بنگال اور پنجاب کے باقی ہر جگہ مسلمانوں کو امتیازی نشستیں زاید حاصل رہیں جو اس وقت ہیں۔

(۳) پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریت کا تحفظ ۔۔۔ سے کیا جائے۔

(۴) مسلمانوں کی چودہ شرطوں کو مندرجہ بالا اصول کے تحت قبول کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۵) مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کو ⅓ نیابت دیدی جائے۔

اگر یہ خبر صحیح ہے اور اتحاد و اتفاق کے متعلق گذشتہ مخبروں کی طرح اس کی تردید بھی سر آغا خاں، نواب صاحب بھوپال یا کسی اور مسلم نمائندے کی طرف سے ہونے والی نہیں ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ سمجھوتہ بہت قریب آ گیا ہے مگر ہمیں افسوس ہے کہ ہم ابھی تک رپورٹر کی ان اطلاعات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں اور مزید حالات کا انتظار کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم کے ہاں ہندو مسلمانوں کی جو کانفرنس ہوئی تھی وہ ناکام ہو چکی ہے اور اقلیتوں کی ایک سب کمیٹی بننے والی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کوئی تصفیہ فریقین کی رضامندی سے نہیں ہو سکا اور اس لئے کانفرنس کو اقلیتوں کے معاملہ میں متفقہ فیصلہ کرنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ اب تک جو اطلاعات آئی ہیں ان سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہندو لبرل مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی حد تک سمجھوتہ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی ہے بلکہ محض اس لئے کہ وہ کانفرنس کی ناکامی کو اپنی سیاست کے مطابق نقصان رساں سمجھتے ہیں اور حکومت کی اس خواہش میں کہ کسی نہ کسی طرح بیبا بادی کر دی جائے برابر کے شریک ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ حکومت اور لبرلوں کی کوششوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

اعتراف حقیقت

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے جو حضرات مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہوئے لندن تشریف لے گئے ہیں ان میں ایک بزرگ خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب بھی ہیں۔ جب تک وہ ہندوستان میں تھے ان کا تعلق رجعت پسندوں کی جماعت سے تھا اور وہ ہمیشہ ان تمام تحریکات سے الگ تھلگ رہتے تھے جو حکومت کے جبر و استبداد کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے ظالمانہ احکام کے خلاف جاری کی جاتی ہیں مگر جیسے ہی وہ لندن پہنچے ان پر ایک ایسی حقیقت منکشف ہو گئی جس کو انہوں نے ہندوستان میں کبھی بے نقاب نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک مراسلہ میں جو انہوں نے ہم عصر ہمت لکھنؤ کے نام بھیجا ہے تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ برٹش گورنمنٹ کا خاصہ ہے جس طرح فلسطین کے معاملہ میں وہ یہودیوں کے ایجی ٹیشن سے ڈر گئی۔ اسی طرح سے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ رعایت یا ہمدردی یا انصاف کرنے میں وہ اور قسم کے ایجی ٹیشن سے ڈرتی ہے۔ ہم لوگوں نے یعنی مسلمانوں نے ہندوستان میں بیٹھ کر باتیں تو بہت کیں اور انگلستان میں ڈیپوٹیشن بھیجے بہ ضرورت سے زیادہ گفت و شنید کی۔ لیکن نتیجہ سوائے نشستند و گفتند و برخاستند کے کچھ نہ ہوا۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کی یہاں ایک ہستی قائم ہے جو ہر موقعہ پر برٹش پبلک پر اثر ڈالتی رہتی ہے"

۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء

صوبہ سرحد تمام ہندوستان کیلئے موجب تقویت ہے

شہید وطن ہاشم گل کے لئے یوم الدعا

زندان گجرات سے فخر افاغنہ خاں عبدالغفار خاں کا پیغام

گجرات ۱۴ دسمبر۔ لالہ شام لال نے جو حال ہی میں گجرات جیل سے رہا ہو کر آئے ہیں اس جیل کے سرحدی اسیروں کے متعلق مندرجہ ذیل مشاہدات فری پریس کے نمائندہ سے بیان کئے ہیں۔

سرحد کے قومی کارکنوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا نہایت خوش آیند تھا ان کے جذبہ حب وطن نے پنجاب کے محبان وطن کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ صوبہ سرحد کے باشندوں نے اس قومی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا ہے اور اس افواہ کی عملاً تکذیب کر دی ہے کہ مسلمان موجودہ تحریک آزادی سے الگ تھلگ ہیں۔ اب یہ کہنا بے معنی ہے کہ باشندگان صوبہ سرحد کو سوراجیہ کی سکیم میں دیگر صوبجات سے فروتر جگہ دی جائے صوبہ سرحد ہندوستان کے لئے خوف و خطرہ کا سرچشمہ ہونے کی بجائے اس کی تقویت کا موجب ہے۔ خان عبدالغفار خاں فخر صوبہ سرحد ہیں اور جب ہم ان کے کارناموں سے آگاہ ہو جائیں گے تو ان کو فخر ہندوستان کے لقب سے یاد کریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ مہاتما گاندھی نے تحریک عدم تعاون میں خان ممدوح کو بجائے علی برادران کے اپنی رفاقت کے لئے پسند فرمایا۔

خان عبدالغفار خاں بہادر آدمی ہیں اور کوئی قربانی ایسی نہیں ہے جو وہ مفاد قوم کے لئے کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ وہ گجرات جیل کے ہر دلعزیز ترین قیدیوں میں ہیں ان کے ساتھ زندگی بسر کرنا نہایت ہی خوش آیند تھا۔ قوم پرستی اور حب وطن کے جذبات ان کی صورت سے ٹپکتے ہیں اور انہیں عدم تشدد کی کامیابی پر یقین کامل ہے صوبہ سرحد کے سیاسی قیدیوں کو اس جابرانہ حکمت عملی کا نہایت افسوس ہے جو ان کے صوبہ میں تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے تیار کی گئی ہے ہنوز جیل کو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ باشندگان صوبہ سرحد کو کن کن مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ پشاور میں خدائی خدمتگاروں کے رضاکار ہاشم گل کا مشتبہ حالات میں انتقال ہو گیا اس خبر سے اسیران صوبہ سرحد کو خاص روحانی صدمہ ہوا۔ سب نے روزے رکھے اور مرحوم کے لئے دعائے خیر کی۔ کارکنان صوبہ سرحد کی آرزو ہے کہ باشندگان جمعہ کو ہر جامع مسجد میں شہید وطن ہاشم گل کے لئے دعائے خیر کریں۔ اسیران سرحد نے مجھے یہ پیغام باشندگان صوبہ سرحد کے نام دیا ہے۔ ہاشم گل ایک ہونہار نوجوان تھا ان کا یہی خیال ہے کہ اس ارزانی اجناس کے زمانہ میں مالیہ ادا کرنا باشندگان سرحد کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے۔ میں نے ان سے آفریدیوں کے متعلق بھی تبادلۂ خیالات کیا انہوں نے کہا کہ آفریدی اس حد تک جنگ جو نہیں جتنا انہیں ظاہر کیا جا رہا ہے۔ سرحد میں حکومت نے جو جابرانہ حکمت عملی اختیار کی ہے آفریدی اس سے ناخوش ہیں۔ حکومت کا غلط طریق کار نہ صرف آفریدیوں کے لئے موجب پریشانی بنا ہوا ہے بلکہ اس کے باعث عدم کاروبار بھی تلخ ہو گیا ہے۔ درحقیقت ہندوستان کا مستقبل ملوکیت پرستوں کی منشا کے سانچہ میں ڈھالا جا رہا ہے اور اگر صورت حالات یہی رہی تو اس سے خصومت اور عناد کے جذبات کو ترقی ہوگی اور اس کے اثرات زائل کرنے کے لئے عرصہ دراز درکار ہوگا۔ (ف۔ پ)

ایک مجاہد کا

پیغام

اسیر فرنگ مفتی اعظم کے نام

اے صبح کی ہواؤ — پیغام لیتی جاؤ
اک بے قرار دل کا — خوننابہ بار دل کا
پنجاب کی زمیں پر — اس ارض دلنشیں پر
گر ہو گزر تمہارا — دیکھو تو پھر خدارا
گجرات کو بھی جانا — وہ اس کا جیل خانہ
ہیں جس میں قید برپا — قوم و وطن کے شیدا
اک کوٹھڑی میں اس کی — ہندوستاں کا مفتی
وہ پیر نوجواں دل — محبوس و شادماں دل
درد وطن سراپا — ہوگا ضرور ہوگا
خدمت میں اس کی جانا — اور درد دل سنانا
پہلے سلام کہنا — پھر یہ پیام کہنا
سن لو ذرا اور آؤ — اے صبح کی ہواؤ
پیغام لیتی جاؤ

گفتار نرم رکھنا — رفتار نرم رکھنا
لہجے میں ہو نہ سختی — ہے شرط نیک بختی
پاس ادب نہ چھوٹے — یہ آئینہ نہ ٹوٹے
یوں عاجزی سے کہنا — کہہ کر خموش رہنا
اے نور چشم ملت — آرام جان امت
اے مسلموں کے رہبر — اے نائب پیمبر
اے شمع بزم ایماں — تجھ سے ہوئی چراغاں
ہندوستاں کی دنیا — دل اور جاں کی دنیا
پھوٹے تیری جبیں سے — انوار علم و دیں کے
جن سے تمام روحیں — سب تشنہ کام روحیں
سیراب ہو رہی ہیں — شاداب ہو رہی ہیں
لیکن ہے اک تماشہ — تقدیر کا کرشمہ
حکام نے وہ دریا — زہد اور اتقا کا
وہ علم کا سمندر — اک کوٹھڑی کے اندر
محبوس کر دیا ہے — ہم پر ستم کیا ہے
بدقسمتی ہماری — اب فیض کے بھکاری
جائیں کدھر بتاؤ — اے صبح کی ہواؤ
پیغام لیتی جاؤ

کہنا کہ اے ہمارے — مقدور کے ستارے
ہم بدنصیب مسلم — بے کس غریب مسلم
کب تک غلام رہ کر — غیروں کے رام رہ کر
کاٹیں گے زندگی کو — دینگے فریب جی کو
کب تک ہمارے آقا — کب تک ہمارے مولا
ظلم و ستم سہیں گے — بے آبرو رہیں گے
مانا کہ نیم جاں ہیں — کمزور و ناتواں ہیں
تلوار و تیر و خنجر — ہم کو نہیں میسر
رکھتے ہیں دل تو بر میں — باقی ہے خوں جگر میں
اللہ پہ ہے بھروسہ — ایماں ابھی ہے تازہ
آخر کچھ انتہا بھی — اس ظلم ناروا کی
اس درد کا مداوا — آخر ہو کچھ تو آقا!
ہاں لب ذرا ہلاؤ — اے صبح کی ہواؤ
پیغام لیتی جاؤ

میر اللہ بخش تسنیم

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک:۔ قاضی زین العابدین صاحب۔ مؤید:۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

تلبیس الحق بالباطل

خان بہادر محمد یوسف پانی والے کا استفتاء

اور

حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کا فتویٰ

جب کبھی کسی ملک میں قومی و ملکی مفاد کی غرض سے کوئی تحریک شروع ہوتی ہے تو اس کی مخالفت کسی نہ کسی جماعت یا شخص واحد کی طرف سے ضرور ہوتی ہے اور اس مخالفت کی وجہ ناسمجھی و عدم تدبر یا ذاتی اغراض و نفسانیت ہوتی ہے۔ جو ناسمجھی و عدم تدبر کی بنا پر مخالفت کرتا ہے وہ حقیقت نفس الامری کو سمجھ لینے کے بعد اپنی ناسمجھی کا اعتراف کرتے ہوئے تحریک میں شامل ہو جاتا ہے اور جس کی مخالفت کی بنا خود غرضی و جاہ پروری پر ہوتی ہے وہ آخر وقت تک اپنی سعی نامشکور میں سرگرم رہتا ہے۔

تحریک ترک موالات جو محض ملک و اقوام ہند کی فلاح و بہبود کی غرض سے اٹھائی گئی تھی تو اس وقت بھی ان دونوں اقسام کے مخالفین نے سر اٹھایا تھا مگر بے سود۔ مؤخر الذکر مخالف کے نزدیک حکومت کی خوشنودی خدا و رسول کی مرضیات پر مقدم ہے۔

قانون اسلام کے پرخچے اڑ جائیں، مداخلت فی الدین اغیار کی جانب سے ہو جائے، عدالت کافرہ سے مسلمانوں کے حق میں مقدمات غیر شرعی طور پر نافذ و فیصل ہو جائیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعلیم سے مسلمان قانوناً یا جبراً مجبور و محروم کر دئے جائیں، اس کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر سول نافرمانی کر کے حکومت کو ناراض کرنا کسی طرح درست نہیں۔ نیز مذہبی و ملکی آزادی کے حصول میں جانی و مالی نقصان اٹھانا اسلئے حرام ہے کہ یہ آزادی حکومت وقت کے حق میں بغاوت ہے۔ گرچہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم و تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی زندگیاں اسی کام کے لئے وقف تھیں کہ اپنے ملک و مذہب کو اغیار کے دستبرد سے محفوظ و مامون رکھیں۔

آج ہندوستان میں تحریک آزادی کی مخالفت اسی قماش کے لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ ان مخالفین میں سے خان بہادر محمد یوسف صاحب دہلوی نے جو روش اختیار کی ہے وہ نہایت گمراہ کن ہے یعنی انہوں نے تحریک آزادی کانگریس اور اس کے نفع نقصان کو غلط تحقیقہ بیان کر کے جو استفتاء مرتب کیا ہے اور اس کا جواب حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ سے جو حاصل کیا ہے اس سے ہزاروں ناواقف مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اس تلبیسی سوال و جواب کی حقیقت کو عوام لوگوں کی آگاہی کے لئے آشکارا کر دیا جائے۔

خان بہادر صاحب نے واقعات پر خاک ڈالکر اور حقیقت کو چھپا کر جس طریقہ پر استفتاء کو ترتیب دیا ہے وہ نہایت قابل افسوس ہے۔

کانگریس کس چیز کا نام ہے، اس کے ممبران کون ہیں، اس کے اجلاس جو تجویز پاس ہو کر پبلک تک پہنچتی ہے اس کی کیا صورت ہوتی ہے، یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہندوستان کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ کانگریس ہندو مسلمان دونوں قوموں کی مشترک سیاسی مجلس ہے۔ اس کے ممبران دونوں قوموں کے افراد ہیں جو تجویز اس کی طرف سے عام پبلک کے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ اس کے ممبران کی رضامندی سے پاس ہو کر پیش کی جاتی ہے۔ وہ اس مجلس کا مقصد ہندوستان میں خوشحالی پیدا کرنا اور بنی نوع انسان کی پیدائشی و فطری حق آزادی کو حاصل کرنا ہے اور ہندوستانی اقوام کے مذاہب کا احترام کرتے ہوئے ایک ایسی متفقہ اسکیم و دستور حکومت مرتب کرنا ہے جس سے کسی مذہب کے لوگوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ مگر خان بہادر صاحب کو تو "حق" ادا کرنا تھا اس لئے حق کو چھپا کر مولانا کے ساتھ فریب کر کے اپنے مطلب کا فتویٰ حاصل کر لیا اور اس کی اشاعت میں کافی روپیہ خرچ کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت بہم پہنچایا اور ایک خطاب یافتہ ہونے کی حیثیت سے جو انکا فرض تھا اس کو ادا فرمایا۔

عام ازیں کہ یہ فتویٰ ما بنی علی الفاسد فاسد کا مصداق ہونے کے باعث اہل بصیرت کے نزدیک ایک بے حقیقت تحریر متصور ہو۔ مگر ان کو تو تلبیس الحق بالباطل کے ذریعہ حکومت کے نزدیک سرخروئی حاصل کرنا تھا اور بس۔ کاش اس روپیہ کو کسی دینی کام میں صرف فرما کر خدا کی خوشنودی حاصل کی ہوتی۔ اگر وہ ذاتی رائے و خیالات کی اشاعت کرتے تو چنداں قابل توجہ نہ تھا لیکن جس تکلیف ہوتی ہے کہ ایک گوشہ نشین بزرگ جو خاموشی کے ساتھ اپنی ملت کی خدمت کرنے کا عادی ہو اس کو اپنی خان بہادری کے مظاہرہ میں شریک کر کے خواہ مخواہ اس کی ذات مقدس سے مسلمانوں کو بدگمان کر دیا۔ مجھے حیرت ہے کہ مولانا نے اس قابل توجہ استفتاء کے جواب دینے کی کیوں زحمت گوارا فرمائی ہے۔

اس استفتاء کے ہر دفعات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اسکا جواب دیا جاتا۔ ہر دفعہ میں خان بہادر صاحب نے خود ہی سوال کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے جواب طلب کیا ہے۔ مثال کے طور پر نمبر اول کو ہی دیکھئے آپ لکھتے ہیں کہ

"حکومت کی قانون شکنی کیجائے گو وہ قانون فی نفسہ مباح ہی ہو یعنی اس کے ماننے سے کسی واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب لازم نہ آوے"

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب تعزیرات ہند کے دفعات کو تسلیم کرتے ہیں آپکا عقیدہ و شرعی حیثیت سے یہ ہے کہ اس سے حرام یا ترک واجب کا ارتکاب لازم نہیں آتا اور نیز اس کے ہر دفعات کو مباح کے درجہ میں تسلیم کرتے ہیں یعنی وہ قوانین جن سے مداخلت فی الدین ہوتی ہے ان کو بھی حق و بجا تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر آپ دریافت کرتے کیا ہیں۔ یہ سوال تو ایسا ہی ہے کہ کوئی پوچھے کہ مولانا ایک شخص سرکار کا ملازم ہے وہ ایک بکری چوری کر کے لایا ہے اور ذبح کر کے میری دعوت کی ہے لیکن شرعاً اس بکری کا گوشت کھانا حرام ہے تو میرے لئے شرعی حکم کیا ہے کہ میں کھاؤں یا نہیں۔

بہرحال خان بہادر صاحب نے جن عنوانات سے سوالات کئے ہیں ان کے جوابات وہی ہیں جو مولانا نے دئے ہیں۔ لیکن چونکہ استفتاء محض غلط طریقہ سے ترتیب دیا گیا ہے اور واقعات و حقائق کو پردہ میں رکھ کر شرعی حکم پوچھا گیا ہے اسلئے جوابات بھی غلط اور حقیقت پر روشنی ڈالنے سے قاصر ہیں۔ اگر خان بہادر صاحب کو فتووں کی اشاعت سے ذوق ہے اور ان کو مذہب و علمائے مذہب کی خدمت کرنے کا شوق ہے تو مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مولانا مدظلہم سے حاصل کریں اور شائع فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ میں نے بھی ان سوالات کو مولانا کی خدمت میں بھیج دیا ہے امید ہے کہ دو چار روز میں جواب آ جائے گا جس وقت جواب میرے پاس موصول ہوگا تو فوراً اشاعت کی غرض سے اخبارات کے پاس بھیج دوں گا۔

سوالات

(۱) جب اسلامی آبادی پر حکومت کافرہ کا تسلط ہو جائے اور وہ حکومت مخصوص چند عبادتوں کی آزادی دیکر تمام حدود و تعزیرات شرعیہ کو مسلمانوں کے حق میں ناقابل عمل بنا دے اور اس کے بجائے اپنی ذاتی رائے و فہم و عقل سے ایسے قوانین بنائے جو خدا و رسول کے بنائے ہوئے قوانین کے قطعاً خلاف ہوں اور مسلمانوں کو مجبور کیا جائے کہ ان قوانین کو حق و بجا تسلیم کریں تو ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے شرعاً کیا راہ عمل ہونا چاہئے۔

(۲) جس ملک میں مسلم و غیر مسلم دونوں اقوام آباد ہوں اور ان دونوں اقوام پر ایک تیسری قوم غیر مسلم حکومت کرتی ہو اور وہاں کے باشندوں کے حقوق کو ان کی حکومت تسلط پامال کرتی ہو جس وجہ سے وہاں کی دونوں اقوام مسلم و غیر مسلم باہم ملکر ایک مجلس قائم کریں اور اس کی قیادت کبھی مسلمانوں کے سپرد ہو اور کبھی غیر مسلموں کے اور دونوں قومیں ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرتے ہوئے پوری رواداری کے ساتھ آپس میں ملکر حصول آزادی کی جدوجہد میں سرگرم ہوں اور دونوں یہ سمجھتے ہوں کہ حصول مطلب کے بعد لکم دینکم ولی دین کے زریں اصول پر دونوں قومیں گامزن ہونگی تو شرعاً مسلمانان کو اس مجلس میں شرکت کرنا کیسا ہے۔

(۳) حکومت کے اس قانون کی خلاف ورزی کرنا جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مسلمانوں کو روکے خلاف شرع پینے والوں کو بطریق احسن منع کرنے کو بھی جرم قرار دے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

(۴) حکومت متسلطہ غیر شرعی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر اپنی قوت کا مظاہرہ کرے اور اپنی طاقت کے زور سے اس پر عمل کرنے پر مجبور کرے تو کیا کرنا چاہئے۔

(۵) حصول آزادی تحفظ ناموس شریعت، انسداد مداخلت فی الدین کے لئے حکومت سے یا اس کی قوم سے معاملات کا مقاطعہ کرنا ناجائز ملازمت (پولیس و فوج وغیرہ) اور غیر ملکی وہ اشیاء جو ہندوستان میں بنتی ہیں خصوص پارچہ کا مقاطعہ نیز مشن کالج و مدارس کی تعلیم سے بیزاری جن میں تعلیم پانے سے مذہبیت فنا ہو جاتی ہے شرعاً واجب ہے یا جائز، یا حرام ہے یا ناجائز۔

(۶) [illegible] کے ہاتھوں میں پہونچتا ہے اور ان کی طاقت و قوت بڑھتی ہے اور ہندوستان مفلس و غریب ہوتا جاتا ہے اور یہ مسلم ہے کہ انگریز غیر مسلم ہیں اور ہمیشہ موقع بموقع اسلام کے خلاف اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ خود ہندوستان میں ان کی حکومت جبری ہے اور بیسیوں قانون ایسے ہیں جو حدود و تعزیرات شرعی کے خلاف ہیں اور مسلمان و غیر مسلم دونوں کے حق میں یکساں نافذ ہیں۔ ایسی حالت میں مسلمان انگریزوں سے ان کی طاقت کمزور کرنے کی غرض سے خرید و فروخت بند کر دیں اور جو شخص باوجود متفقہ فیصلہ کے انگریزی مال بالخصوص کپڑے کی تجارت کرے اور ایسے دشمنان اسلام کے ساتھ تعاون و موالات کرے تو اس کو اس فعل سے روکنا منع کرنا، اور اس تجارت کے ترک کرنے کے نقصانات مالی کو برداشت کرنے کی ہمت دلانا اور وہ اگر اس سے باز نہ آئے تو اس کی خوشامد کرنا، اس کے سامنے عاجزی و انکساری کے طور پر لیٹ جانا یا اپنی ٹوپی اس کے پیر پر رکھدینا تاکہ اس سے بھی اس کا سخت دل نرم ہو تو یہ سب صورتیں نہی عن المنکر کے لئے شرعاً جائز ہیں یا ناجائز، ضروری ہیں یا غیر ضروری۔

(۷) اپنی قوم کے کسی بڑے رہنما یا مذہبی مقتدیٰ کی مظلومیت (جو محض حق گوئی و راست بازی کی وجہ سے گرفتار کر کے قید کر دئے جاتے ہیں) پر اظہار غم و ناراضی کے طور پر اپنی دوکانوں کو بند کرنا اور نہ بند کرنے والوں کو فہمائش کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

(۸) غیر مسلم خواتین جن کے مذہب میں پردہ ضروری نہیں ہے ان کا بے پردہ کسی ایسے کام میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہونا جو وہ کام ہندو و مسلمان دونوں کے لئے برابر مفید ہو اور کوئی فتنہ کے وقوع کی صورت بھی نہ ہو تو اس میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے۔

(۹) زید اپنے مذہب و ملک کو غیر قبضہ سے آزاد کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں حکومت اس کو گولی سے اڑا دے یا کوئی ایسی صورت پیدا کرے جس سے زید کی ہلاکت ہو تو یہ زید کی موت کیسی موت ہوگی۔ اصطلاح شرع میں اسکو شہید کہا جائیگا یا مردود کہا جائیگا۔

(۱۰) رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ نے کسی موقع پر کبھی غیر مسلموں سے معاہدہ کر کے انکو دوسرے غیر مسلم کے خلاف جنگ میں شریک فرمایا ہے یا نہیں۔

(۱۱) اگر مسلمانوں کی مظلومیت پر کفار ہمدردی کریں تو جب ان پر ظلم کیا جائے مسلمانوں کو انکے ساتھ ہمدردی کرنی چاہئے یا نہیں۔

میں تمام ان مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں جن کے ہاتھوں میں خان بہادر صاحب کا حاصل کردہ فتویٰ پہونچا ہے اور وہ تحریک آزادی میں شریک ہیں یا مولانا المحترم مدمجدہٗ کے خادموں یا معتقدوں میں سے ہیں کہ آپ اس فتویٰ پر حضرت حکیم الامتہ کے دستخط کو دیکھکر دھوکہ نہ کھائیں بلکہ اس پر غور کریں کہ سوال و جواب واقعات موجودہ و حالات حاضرہ سے بالکل علیحدہ ہیں بلکہ محض ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ وما علینا۔

تارکاپتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

ایڈیٹر ہلال احمد زبیری بی۔ اے

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ
ایک کالم

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی
نمونہ
مفت
فی پرچہ دو آنہ

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۱۵ ر شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ ہجری - مطابق ۵ ر جنوری ۱۹۳۱ء | نمبر ۱

جواب پیغام

میرے عزیز شیرو! — اے مسلمو دلیرو!
مانا کہ تم جری ہو — ہشیار لشکری ہو
تم میں سے ہر دلاور — بھاری ہے لشکروں پر
چاہو تو تم الٹ دو — دم بھر میں بحر و بر کو
ایمان کی حرارت — اسلام کی محبت
رگ رگ میں ہے تمہاری — ہے خوں کی جا ری
لشکر ہو تم خدا کا — سیلاب ہو بلا کا
حیدرؓ کے جانشینو — صفدرؓ کے جانشینو
خالدؓ کے ہو خلف تم — ہو جب بھی صف بہ صف تم
اللہ کے ہو پجاری — کیا بات ہے تمہاری
احمدؐ کو مانتے ہو — قرآں کو جانتے ہو
خیبر شکن تمہیں ہو — ہاں جان من تمہیں ہو
جینا حرام کردو — برہم نظام کردو
دشمن کو تم جو گھیرو — میرے عزیز شیرو!

اے مسلمو دلیرو!

لیکن ہے خاص ہوتا — حالات کا تقاضا
تم خوب جانتے ہو — عہد ظہور دیں کو
دنیا میں ابتدا تھی — جب دین مصطفےؐ کی
جب تھے شریف مسلم — بالکل ضعیف مسلم
ان بے کسوں پہ اکثر — ڈھاتے تھے ظلم کافر
جلتی ہوئی زمیں پر — جبراً انہیں لٹا کر
سینے پہ رکھ کے پتھر — دیتے تھے داغ تن پر
خبابؓ و بو فکیہہؓ — عمارؓ اور سمیہؓ

ام عبیس و یاسر — حضرت بلالؓ و عامرؓ
عثمانؓ اور لبینہؓ — اور بیسیوں صحابہؓ
ہیں جنکی داستانیں — مشہور محفلوں میں
کیا کیا نہ ظلم توڑے — ان سب پہ کافروں نے
سہتے تھے ظلم سارے — وہ مصطفےؐ کے پیارے
لیکن نہ اف بھی کرتے — تھے آہ تک نہ بھرتے
کفار پیٹتے تھے — ان کو گھسیٹتے تھے
لیکن عجب تھا نقشہ — احمدؐ کے عاشقوں کا
پٹتے تھے اور برابر — ہر وقت انکے لب پر
تھا "لا الہ الا — ہے ایک ذات یکتا"
کہتے تھے کافروں کو — جو جی میں آئے کر لو
ایمان لا چکے ہیں — تن من مٹا چکے ہیں
اب ہم تو کبریا پر — اور دین مصطفےؐ پر
ممکن نہیں ہمارا — اب اس کو ترک کرنا
گر کھال بھی ادھیڑو — میرے عزیز شیرو!

اے مسلمو دلیرو!

جب دیکھتے تھے حضرتؐ — خدام کی مصیبت
کرتے تھے "اصبروا" کی — تلقین ان کو ہادیؐ
کہتے تھے صابروں کا — خلد بریں ہے ماویٰ
وہ صبر کرنے والے — مذہب پہ مرنے والے
پھر جانتی ہے دنیا — پہچانتی ہے دنیا
گرداب بن کے اٹھا — سیلاب بن کے اٹھا
اور چھا گیا جہاں پر — وہ غازیوں کا لشکر

خیبر کا در اکھاڑا — ایران کو لتاڑا
پاؤں میں روند ڈالا — تاج غرور کسریٰ
لہرا دیا پھریرا — دین محمدیؐ کا
سب کچھ یہ تھا نتیجہ — صبر اور شانتی کا
آپس کے کشت و خوں سے — تقدیر واژگوں سے
تم زور کھو چکے ہو — کمزور ہو چکے ہو
حالت ہے تم پہ طاری — پھر عہد اولیں کی
پھر آج اس ورق کو — بھولے ہوئے سبق کو
کرنا تمہیں ہے تازہ — ملنا ہے رخ پہ غازہ
فرمان "اصبروا" کا — ایمان "اصبروا" کا
عمار بن کے آؤ — دیندار بن کے آؤ
اٹھو دکھا دو بن کر — پھر تم بلالؓ و یاسرؓ
صبر و سکوں سے مرنا — اور منہ سے اف نہ کرنا
یہ بھی بہادری ہے — یہ بھی دلاوری ہے
کچھ دن رہے جو قائم — تم اس روش پہ دائم
پھر دیکھنا خدا کی — رحمت کی کارسازی
وہ آسماں کا مالک — دونو جہاں کا مالک
کرتا ہے شاد کیونکر — دیتا ہے داد کیونکر
مظلوم کی دعا کی — اور آہ نارسا کی
تفریق چھوڑ دو تم — کچھ روز چھوڑ دو تم
آئینے سب جنوں کے — دل کو طرف سکوں کے
کچھ روز اور پھیرو — میرے عزیز شیرو!

اے مسلمو دلیرو!

از میر اللہ بخش تسنیم — سکہ امینیہ دہلی

مذہب اسلام اور سیاسیات کا تعلق

شمالی ہندوستان میں ایک اسلامی حکومت کا تخیل

(از جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب صدر اجلاس مسلم لیگ منعقدہ الہ آباد)

علامہ سر محمد اقبال نے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد کی صدارت فرمائی۔ اپنے خطبۂ صدارت کے دوران میں آپ نے سب سے پہلے اراکین لیگ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے آپ کو لیگ کے اس اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

اسلام اور تصور قومیت

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام جو ایک اخلاقی نصب العین اور ایک خاص قسم کی سیاست کا مجموعہ ہے (اس لفظ سیاست سے میری مراد ایک ایسی ہیئت اجتماعی ہے جس کی تشریح ایک نظام قانونی سے ہوتی ہے اور جس میں ایک مخصوص اخلاقی تخیل کی روح کارفرما ہو) مسلمانان ہند کی تاریخ حیات میں سب سے بڑا جزو ترکیبی رہا ہے۔ اس نے وہ اساسی جذبات و عواطف بخشے ہیں جن سے منتشر افراد و جماعات کو بتدریج متحد کر کے بالآخر انہیں ایک ممیز اور معین قوم کی صورت میں منظم کر دیتے ہیں، جو اپنا مخصوص اخلاقی شعور رکھتی ہے۔ فی الحقیقت یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں کہ ہندوستان دنیا بھر میں شاید ایک ہی ایسا ملک ہے جس میں اسلام نے ایک "قوم ساز" طاقت کی حیثیت سے بہترین کام کیا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی اسلام کے نظام ترکیبی نے سوسائٹی کی جو صورت اختیار کی ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اسلام [illegible] کی حیثیت [illegible] جس کی پشت پر ایک مخصوص اخلاقی تخیل کارفرما ہے۔ اس سے میرا مطلب [illegible] مسلم سوسائٹی [illegible] اتحاد [illegible] قوانین و ادارات [illegible] احسان ہے جن کا تعلق اسلام کے کلچر سے ہے۔ بلا شبہ یورپ کے سیاسی اصول و خیالات ہندوستان کے اندر [illegible] مسلمانوں کی موجودہ نسل کے مطمح نظر میں نہایت سرعت کے ساتھ تغیر و انقلاب پیدا کر رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان ان خیالات سے متاثر ہو کر [illegible] امر کے لئے مضطرب ہو رہے ہیں کہ اپنے اپنے ملکوں میں ان خیالات کو عمل میں لے آئیں، وہ ان حقائق پر تنقیدی نگاہ نہیں ڈالتے جو یورپ میں ان خیالات کے ارتقا کا باعث ہوئے ہیں۔ یورپ میں مسیحیت صرف تارک الدنیا اشخاص کا ایک نظام سمجھا جاتا تھا جس نے رفتہ رفتہ ایک وسیع نظام کلیسائی کی صورت اختیار کر لی۔

یورپ میں لوتھر کی تحریک کا اثر

لوتھر نے اس کلیسائی نظام کے خلاف احتجاج کیا تھا وہ دنیاوی نوعیت کے کسی سیاسی نظام کی مخالفت نہیں کر رہا تھا، کیونکہ ایسا کوئی سیاسی نظام مسیحیت سے متعلق ہی نہ تھا۔ بلاشبہ لوتھر اس نظام کے خلاف بغاوت کرنے میں بالکل حق بجانب تھا، گو میرے نزدیک اس نے اس امر کا احساس نہ کیا تھا کہ یورپ کے مخصوص حالات میں اس بغاوت کا نتیجہ [illegible] یسوع مسیح کا عالمگیر نظام اخلاق [illegible] ہو جائے گا اور [illegible] نظام ہائے اخلاق اس کی جگہ لے لیں گے۔ [illegible]

[illegible] اسلام میں خدا اور کائنات، روح اور مادہ، مذہب اور [illegible] ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں۔ [illegible] اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یورپ کی سلطنتوں کی زندگی میں سے مسیحیت عملاً بالکل خارج ہو چکی ہے۔ [illegible] آج ایک متحدہ یورپ کی ضرورت کو محسوس کر رہی ہیں [illegible] اخوت انسانی کی روشنی میں [illegible] تعمیر کرنے کے بجائے [illegible] تباہ و برباد کر ڈالا۔

اسلام میں قومیت کا مستقبل؟

دنیائے اسلام میں کسی لوتھر کا پیدا ہونا ممکن نہیں کیونکہ اسلام میں یورپ کے ازمنۂ متوسطہ جیسا کوئی کلیسائی نظام ہی موجود نہیں جس کے تباہ کرنے کی ضرورت داعی ہو۔ دنیائے اسلام میں ہمارے پاس ایک عالمگیر سیاست موجود ہے جس کے عقائد اساسی کے متعلق مسلمانوں کا ایمان ہے کہ وہ الہام کئے گئے تھے، لیکن جس کی ترکیب و تنظیم آج جدید تعبیر و توجیہ کی محتاج ہے، تاکہ اس میں نئی قوت پیدا ہو جائے۔ اس محتاجی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے فقہا دنیائے جدید کی داعیات سے بالکل بیگانہ و بے خبر ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ دنیائے اسلام میں قومیت کے خیال کا انجام کیا ہوگا۔ آیا اسلام اس کو اخذ کر کے اس کی ترکیب کو بدل دیگا، جیسا کہ اس نے آج سے پیشتر بہت سے مختلف النوع خیالات کو اپنے اندر جذب کر کے ان کی نوعیت کو متغیر کر دیا ہے، یا خود اسلام اس خیال کی طاقت سے متاثر ہو کر اپنے اندر کوئی بہت بڑی تبدیلی پیدا کر لیگا۔ اس کے متعلق کوئی پیش گوئی کرنا بہت مشکل ہے۔ حال ہی میں مجھے لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ کے پروفیسر وِنسنک نے لکھا تھا کہ "اسلام اس وقت اس نازک دور میں داخل ہو رہا ہے جو مسیحیت پر ایک صدی سے بھی زیادہ مدت سے طاری ہے، تمام قدیم تصورات ترک کئے جا رہے ہیں، اس حالت میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ مذہب کے اصول کے بانی کو کس طرح محفوظ رکھا جائے۔ ابھی سے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا نتیجہ مسیحیت کے حق میں کیا ہوگا، اسلام کے تعلق میں تو کوئی پیش گوئی اور بھی دشوار ہے۔" موجودہ زمانے میں تو یہ خیال مسلمانوں کے مطمح نظر کو نسلی و وطنی صورت دیکر اسلام کی انسانیت پروری کی موثر مزاحمت کر رہا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ نسلی شعور کی نشو و نما ایسے اصول ساسی کو پیدا کر دے جو اصول اسلام سے مختلف بلکہ اس کے مخالف ہی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات مجھے اس علمی بحث میں معذور سمجھیں گے۔ آپ حضرات نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام انسان کے مطمح نظر کو اس کی جغرافی حد بندیوں سے نجات دلانے میں ایک زندہ طاقت ثابت ہوئی ہے، جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مذہب افراد اور سلطنتوں کی زندگی میں بے انتہا اہم قوت ہے۔ اور جس کو کامل یقین ہے کہ "اسلام بجائے خود ایک تقدیر ہے اور کسی تقدیر کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔"

ایک ایسا شخص مجبور ہے کہ تمام معاملات پر اپنے مخصوص نقطۂ نظر سے اظہار خیالات کرے۔ یہ ہرگز خیال نہ فرمائیے کہ جس مسئلہ کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں وہ خالص نظری مسئلہ ہے۔ نہیں، یہ ایک زندہ اور عملی مسئلہ ہے جو خود اسلام کی ترکیب کو (بحیثیت ایک نظام حیات و عمل کے) متاثر کرنے والا ہے، صرف اسی مسئلہ کے صحیح و مناسب حل پر اس امر کا انحصار ہے کہ آپ حضرات ہندوستان میں ایک ممتاز تہذیب کے علمبرداروں کی حیثیت سے زندہ رہ سکیں۔ ہماری تاریخ میں اسلام پر کبھی ایسا ابتلا و آزمائش کا زمانہ نہیں آیا جیسا آج کل اسے درپیش ہے۔ ہر قوم کو اپنی ترکیب معاشرتی کے اصول اساسی کی ترمیم تاویل یا تنسیخ میں آزادی حاصل ہے، لیکن ایک تازہ تجربہ کرنے سے پہلے اس کے لئے قطعی ضروری ہے کہ اپنے اس تجربہ کے نتائج و عواقب پر پوشیدہ حقیقت غور و خوض کر لے۔ میں اس اہم مسئلہ پر جس حیثیت سے تعرض کر رہا ہوں اس سے کسی شخص کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میں ان حضرات سے جو مجھ سے اختلاف رکھتے ہیں بیکار مناقشت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ یہ مسلمانوں کا مجمع ہے، اور میرا خیال ہے کہ اس کے افراد اسلام کی روح اور تخیلات سے وفادارانہ وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میری واحد آرزو یہ ہے کہ موجودہ صورت حالات کے متعلق جس چیز کو میں نیک نیتی کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اس کا دلیرانہ اظہار کر دوں۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے میں اپنے عقیدے کے مطابق آپ کے سیاسی اعمال کی راہوں کو روشن تر کر سکتا ہوں۔

قومیت ہند کا اتحاد

سوال یہ ہے کہ مسئلہ کیا ہے، اور اس کے متعلقات کیا ہیں؟ کیا مذہب سچ مچ ایک نجی معاملہ ہے؟ کیا آپ اس امر کو گوارا کریں گے کہ اسلام بھی ایک اخلاقی اور سیاسی تخیل کی حیثیت سے اسی قعر ذلت میں جا گرے جس میں یورپ کی مسیحیت گر چکی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو ایک اخلاقی تخیل کی حیثیت سے تو باقی رکھیں، لیکن ایک سیاست کی حیثیت سے اس کو رد کر کے اس کی جگہ وہ قومی سیاسیات اختیار کر لیں جن میں مذہبیت کو کسی قسم کا دخل نہ ہو؟ یہ سوال ہندوستان میں علی الخصوص بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ یہ دعوے ایک یورپین کی زبان سے تعجب انگیز نہیں کہ مذہب ایک نجی اور انفرادی چیز ہے۔ یورپ میں مسیحیت کا تصور ایک کیتھولک رہبانیت کی حیثیت رکھتا تھا جس کے نزدیک مادی دنیا کو ترک کر کے صرف روحانی دنیا پر توجہ کو متمرکز رکھنا ضروری تھا۔ اس کیتھولک کا منطقی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا، جو مذکورہ دعوی میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واردات و مشاہدات روحانی کی جو نوعیت قرآن مجید سے ظاہر ہوتی ہے وہ اس سے بالکل جدا ہے۔ یہ علم الحیات کے ایک واقعہ کے معنی میں صرف ان واردات ہی کا نام نہیں جو خود انسان کے اندر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور معاشرتی ماحول پر رد عمل کی کوئی صورت ثابت نہیں کرتیں۔ یہ انفرادی واردات ہیں، جن سے ایک نظام اجتماعی کی تخلیق ہوتی ہے۔ ان واردات کا فوری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک خاص سیاست کے اصول اساسی متعین ہو جاتے ہیں۔ ان اصول میں واضح اور قطعی قانونی تصورات شامل ہوتے ہیں جن کی تہذیب آموز اہمیت کو صرف اس وجہ سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا ماخذ الہامی ہے۔ لہٰذا اسلام کے مذہبی تخیل کو اس نظام اجتماعی سے جو خود اسلام ہی نے پیدا کیا ہے، نہایت گہرا تعلق ہے۔ اگر ایک کو رد کیا گیا تو لازم آئے گا کہ دوسرے کو بھی رد کیا جائے اس لئے اگر قومی بنیادوں پر ایک سیاسی جماعت کی ترکیب کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا اصول اتحاد اپنے عمل میں ناکام رہ جائے تو اس پر کوئی مسلمان غور تک نہیں کر سکتا۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ یہ حالات موجودہ براہ راست مسلمانان ہند سے تعلق رکھتا ہے۔

رینان لکھتا ہے کہ انسان نہ اپنی نسل کا غلام بنایا جا سکتا ہے نہ مذہب اس پر کسی طرح قابو پا سکتا ہے۔ نہ دریاؤں کے رخ اس کو محدود کر سکتے ہیں۔ اور نہ سلسلہ ہائے کوہسار کی سمت اس پر تسلط حاصل کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ صحیح الدماغ اور گرم جوش دل رکھنے والے انسانوں کا عظیم اتحاد و اجتماع ایک اخلاقی شعور پیدا کر دیتا ہے جسے "قوم" کہتے ہیں۔ اس قسم کی ترکیب بالکل ممکن ہے، گو انسانوں کی زندگیوں کو عملاً نئے سانچے میں ڈھالنا اور انہیں جدید و تازہ عواطف سے بہرہ اندوز کرنا بلا شبہ بہت لمبا اور صبر آزما کام ہے۔ اگر ہندوستان میں کبیر کی تعلیم اور شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کو عوام کے نزدیک مقبولیت حاصل ہو جاتی تو اس قسم کی قومیت اس ملک میں بھی قائم ہو جاتی۔

قومیت صرف تعاون سے پیدا ہو گی

تجربہ نے ظاہر کر دیا ہے کہ ہندوستان کی مختلف ذاتوں اور اس کے مختلف مذہبی گروہوں میں رجحان ہی پیدا نہیں ہوا کہ اپنی اپنی انفرادی حیثیتوں کو ایک اجتماعی اتحاد میں فنا کر دیں۔ ہر گروہ اپنی جماعتی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے بے حد مضطرب ہے۔ رینان کے قول کے مطابق جس قسم کے احساس اخلاقی کی ترکیب روح قومیت کا سامان فراہم کرتی ہے، اس کی قیمت اتنی بڑی ہے کہ اقوام ہند اسے ادا کرنے کے لئے بالکل آمادہ نہیں ہیں۔ لہٰذا قومیت ہند کا اتحاد بہت سی قوموں کی نفی میں نہیں بلکہ ان سب کے تعاون اور ہم آہنگی میں تلاش کرنا چاہئے۔ سچی تدبر کا تقاضا یہ ہے کہ حقائق خواہ کتنے ہی ناخوشگوار کیوں نہ ہوں ان سے تغافل نہ کیا جائے۔ حصول مقصد کا عملی طریق صرف یہی ہے کہ جو حالات موجود نہیں ہیں ان کو خواہ مخواہ موجود نہ فرض کر لیا جائے۔ بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ حقائق کی اصلی حیثیت کو تسلیم کر کے ان سے حتی الوسع بہترین استفادہ کیا جائے۔ ہندوستان اور ایشیا کی تقدیر حقیقتاً اسی امر پر منحصر ہے کہ قومیت متحدہ ہند کے نصب العین کو اسی سمت میں تلاش کیا جائے۔ ہندوستان بجائے خود ایک چھوٹا سا ایشیا ہے۔ اس کے باشندوں کا ایک حصہ اپنی تہذیب کے اعتبار سے ایشیا کی مشرقی اقوام سے مشابہ ہے۔ اور دوسرا حصہ وسط ایشیا اور مغربی ایشیا سے ملتا جلتا ہے۔ اگر ہندوستان میں تعاون کا کوئی موثر اصول دریافت کر لیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس قدیم سرزمین میں جو اپنے باشندوں کی کسی نااہلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ تر تاریخی صورت حالات کی وجہ سے مدت دراز تک مصیبت و ابتلا کی آماجگاہ رہی ہے۔ امن و امان اور مصالحت باہمی کی خوشگوار ہوائیں چلنے لگیں گی اور اس کے ساتھ ہی ایشیا کا تمام تر سیاسی مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

ایک دوسرے پر بدگمانی

یہ ایک نہایت دردناک حقیقت ہے کہ ہم نے اپنے ملک کی داخلی ہم آہنگی کا کوئی ایسا اصول دریافت کرنے کے لئے جتنی کوششیں کیں وہ اب تک بالکل ناکام رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہماری ناکامی کا باعث کیا ہے؟ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کے ارادوں کو شبہ کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اور اندرونی طور پر ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں۔ شاید اس کا باعث یہ ہو کہ ہم تعاون کے مقاصد عالیہ کی خاطر اتنا ایثار بھی کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ان اجاروں سے دستبردار ہو جائیں جنہیں حالات نے ہمارے قبضے میں دے رکھا ہے اور ہم اپنی "انانیت" یا "خودی" کو قومیت پرستی کی نقاب میں چھپا رہے ہیں۔ ظاہر میں تو ہم اولوالعزمانہ قومیت پرستی کے دعویدار بنتے ہیں لیکن اندرونی حیثیت سے ایک ذات اور ایک قبیلے کے مفاد کے لئے انتہا درجے کے تنگ دل واقع ہوئے ہیں۔ شاید ہم اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے کہ ہر جماعت اور ہر گروہ کو اپنی مخصوص روایات تمدن کے مطابق آزادانہ نشو و ارتقا کا حق حاصل ہے۔ لیکن ہماری ناکامی کے وجوہ کچھ بھی ہوں لیکن مجھے اب تک کامیابی کی امید ہے۔ واقعات کا میلان بہرحال کسی نہ کسی نوع کی داخلی ہم آہنگی کی طرف ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جہاں تک میں نے مسلمانوں کی ذہنیت کا مطالعہ کیا ہے، میں اس امر کے اعلان میں تامل نہیں کروں گا کہ اگر ایک مستقل اور پائدار فرقہ وارانہ تصفیہ کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ ہندوستانی مسلمان کو اپنی تہذیب اور اپنی روایات کے مطابق اپنے ہندوستانی وطن میں آزادانہ اور کامل نشو و ارتقا کا حق حاصل ہے تو مسلمان ہندوستان کی آزادی کے لئے سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

فرقہ پرستی کا بہتر نمونہ

یہ اصول کہ ہر گروہ کو اپنی مخصوص بنیادوں پر آزادانہ نشو و ارتقا کا حق حاصل ہونا چاہئے کسی تنگ نظرانہ فرقہ پرستی کی پیداوار نہیں ہے۔ فرقہ پرستی بھی کئی قسم کی ہے، اور ان اقسام میں بین فرق پایا جاتا ہے۔ جو قوم دوسری قوموں کے متعلق اپنے دل میں بدخواہی اور ضرر رسانی کے جذبات کی پرورش کرتی ہے، وہ نہایت پست فطرت اور رذیل قوم ہے۔ میں دوسری قوموں کے رسوم و عوائد، قوانین و ضوابط اور مذہبی و معاشرتی ادارات کا بجد احترام کرتا ہوں۔ بلکہ قرآن کی تعلیم کے مطابق میرا فرض ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ان دوسری قوموں کے معابد کی حفاظت بھی کروں۔ لیکن میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میں اس قوم اور اس جماعت سے محبت کرتا ہوں جو میری زندگی اور میرے اوضاع و اطوار کا سرچشمہ ہے، اور جس نے مجھے اپنا مذہب اپنی ادبیات اپنی حکمت اور اپنی تہذیب عطا کر کے میری موجودہ بیداری میں اپنے تمام ماضی کو ایک زندہ عملی قوت کی حیثیت سے از سر نو تازہ زندگی دے دی ہے۔ نہرو رپورٹ کے واضعین تک بھی فرقہ پرستی کے بلند پہلو کی وقعت و حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں، چنانچہ وہ علیحدگی سندھ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قومیت کے وسیع نقطۂ نگاہ سے یہ کہنا کہ کوئی فرقہ وار صوبہ پیدا نہ کیا جائے، بالکل ایسا ہی ہے جیسے بین الاقوامی نقطۂ نگاہ سے یہ دعویٰ کیا جائے کہ علیحدہ علیحدہ قومیں بھی قائم نہ رہنی چاہئیں۔ ان دونوں بیانات میں ایک حد تک صداقت موجود ہے، لیکن بین الاقوامی نصب العین کا سرگرم سے سرگرم حامی بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ ہر قوم کی کامل حکومت خود اختیاری کے بغیر بین الاقوامی سلطنت کی تخلیق بے انتہا مشکل اور دشوار ہے، ٹھیک اسی طرح جب تک کامل تہذیب "خود اختیاری" کا حق نہ دیا جائے، اور فرقہ پرستی کے بہتر پہلو یعنی کلچر کی حفاظت نہ کی جائے۔ ایک ہم آہنگ اور متحد قوم کی تخلیق بھی بے حد دشوار ہوگی۔"

ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہندوستان

اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہندوستان جیسے ملک میں ایک ہم آہنگ اور متحدہ قومیت پیدا کرنے کے لئے فرقہ پرستی اپنی بلند تر حیثیت میں بالکل ضروری اور ناگزیر ہے۔ ہندوستان ایسے انسانی گروہوں کا ایک براعظم ہے جن کی نسلیں مختلف، زبانیں مختلف اور مذاہب مختلف ہیں۔ ان کے اعمال و اطوار ایک مشترک نسلی شعور کے ماتحت متعین نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ ہندو بھی کوئی متحد قوم نہیں ہیں۔ جب تک ہم فرقہ وار گروہوں کی حقیقت کو تسلیم نہ کریں، ہندوستان پر یورپین جمہوریت کے اصول کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے کہ انہیں ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہند کے قیام کا موقع ملنا چاہئے۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد دہلی میرے نزدیک صرف اسی ہم آہنگ قومیت کے اعلیٰ نصب العین کا نتیجہ ہے، جو بجائے اجزائے علیحدہ علیحدہ انفرادیت کو تباہ و برباد کر دینے کے بجائے انہیں موقع دیتی ہے کہ وہ اپنے امکانات مضمر کو پوری طرح عمل میں لے آئیں۔ مجھے یقین ہے کہ لیگ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے ان مطالبات کی پرزور تائید کرے گا جو مذکورہ قرارداد میں بیان کئے گئے ہیں۔ ذاتی طور پر تو میں ان مطالبات سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ پنجاب صوبہ سرحد، شمالی مغربی سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد سلطنت قائم کر دی جائے، حکومت خود اختیاری قلمرو برطانیہ کے اندر رہ کر ملے یا باہر رہ کر۔ مجھے تو ایک متحدہ و منظم شمالی و مغربی اسلامی سلطنت کم از کم شمالی و مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کی آخری تقدیر معلوم ہوتی ہے۔ یہ تجویز نہرو کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی تھی لیکن کمیٹی نے اس کو اس بنا پر رد کر دیا کہ اگر اس قسم کی ایک سلطنت قائم کر دی جائے تو اس کی وسعت دیکھتے ہوئے اس کا انتظام کرنا بہت مشکل ہوگا۔ جہاں تک رقبہ کا تعلق ہے کمیٹی کی یہ رائے صحیح ہے لیکن اگر آبادی کو پیش نظر رکھا جائے تو مجوزہ اسلامی سلطنت ہندوستان کے بعض صوبوں کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہوگی۔ اگر قسمت انبالہ اس میں سے نکال دی جائے تو اس کی وسعت کم ہو جائے گی۔ اور وہ آبادی کے اعتبار سے زیادہ بہتر اسلامی سلطنت بن جائے گی۔ قسمت انبالہ کو اور بعض ان اضلاع کو خارج کرنے سے جن میں ہندوؤں کی آبادی بہت زیادہ ہے، اس مجوزہ اسلامی سلطنت میں یہ مزید قابلیت پیدا ہو جائے گی کہ وہ اپنے رقبے کے اندر غیر مسلم اقلیتوں کی موثر حفاظت کر سکے۔ اس خیال کو سن کر نہ ہندوؤں کو پریشان ہونا چاہئے، نہ انگریزوں کو برا ماننا چاہئے۔

شمالی ہند کی مسلمان اکثریتیں

ہندوستان دنیا بھر میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ایک خاص مملکتی قوت کے اعتبار سے اس ملک میں اسلام کی زندگی اسی پر منحصر ہے کہ اسے ایک خاص علاقے میں ایک مرکز پر جمع کر دیا جائے۔ مسلمانان ہند کا وہ زندہ اور بیدار حصہ جس کی فوج اور پولیس کی خدمات ہی نے اس ملک میں برطانوی حکومت کو ممکن بنا دیا ہے۔ حالانکہ انگریزوں نے ان لوگوں سے ہمیشہ غیر منصفانہ سلوک کیا ہے۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ ایشیا بھر کے سیاسی مسائل کے حل کرنے کا باعث ہوگا۔ اس سے مسلمانوں میں احساس ذمہ داری بڑھے گی، اور ان کا جذبہ حب وطن عمیق تر ہو جائے گا۔ اگر شمالی و مغربی ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان ہی کے اندر رہ کر نشو و ارتقا کا پورا موقع ہم پہنچایا جائے تو مسلمان بیرونی حملے کے مقابلے میں خواہ وہ خیالات کا حملہ ہو یا سنگینوں کا ہو، ہندوستان کی بہترین حفاظت کر سکیں گے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی چھپن فی صدی ہے۔ لیکن ہندوستانی فوج کے تمام سپاہیانہ حصوں میں مسلمان چوّن فیصدی سپاہی مہیا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ انیس ہزار گورکھے علیحدہ کر دئے جائیں جو نیپال کی آزاد ریاست سے بھرتی کئے جاتے ہیں تو پنجاب کے فوجی سپاہیوں کی تعداد ساری ہندوستانی فوج میں سے باسٹھ فیصدی ہوتی ہے۔ لیکن اس فیصدی میں وہ ۶ ہزار سپاہی شامل نہیں ہیں جو صوبہ سرحد اور بلوچستان سے ہندوستانی فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ اس سے آپ بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کو غیر ملکی جبرو دستی سے محفوظ رکھنے کے لئے شمالی و مغربی ہندوستانی مسلمانوں میں کس قدر ممکنات موجود ہیں۔ رائٹ آنریبل مسٹر سری نواس شاستری کا خیال یہ ہے کہ مسلمان شمالی و مغربی سرحد کے قریب آزاد اسلامی سلطنتوں کا مطالبہ اس غرض سے کر رہے ہیں کہ بوقت ضرورت حکومت ہند پر دباؤ ڈالنے کا ایک ذریعہ ان کے ہاتھ آ جائے۔ میں مسٹر شاستری کو واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے مطالبہ کی

(باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیے)

حضرت مسیح علیہ السلام کا یوم ولادت باسعادت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کی پیدائش کے متعلق بے ضبط تحریر میں نہیں آیا!

مسیح کی تاریخ پیدائش مقرر کرنے کے لئے مختلف زمانوں میں کوششیں کی گئیں۔ مسیح سے پانچ سو برس بعد ڈوائنی سی اس ایکس گوس (Dionysius Exiguus) نے یہ دعوی کیا تھا کہ اس نے "خداوند انسان" کی پیدائش کی صحیح تاریخ معلوم کر لی ہے۔ اس نے مسیح کی تاریخ پیدائش کا حساب اس طرح لگایا کہ روما کی تعمیر کے ۷۵۴ برس بعد مسیح پیدا ہوئے۔ اس سسٹم کا نام "ڈائی نیشین کرونولوجی" ہے۔ لیکن اس کے بعد خود محققین کو اعتراف کرنا پڑا کہ اس کے حساب میں غلطی ہے۔ مگر اس کی عملی اصلاح کسی نے نہیں کی۔ کارڈینل نیرونی۔ سکالیجر۔ دستوا اور دیگر محققین نے اس امر کا انکشاف کیا کہ مسیح کی پیدائش روما کی تعمیر کے ۷۵۱ سال بعد ہوئی۔ مشہور تاور جھٹو نے اس کے خلاف یہ ثابت کیا کہ مسیح کی پیدائش ۷۴۹ کے اوائل میں ہوئی (روما کی تعمیر کے بعد) کیپلر اور جان کیپلر نے مسیح کی پیدائش روما کی تعمیر کے ۷۴۸ برس بعد بتائی۔ سلپی شس سویرس نے ۷۵۰ برس بعد تاریخ بتائی۔ مڈل برگ کے پادری پال ۷۵۶ برس بعد یہ تاریخ بتلاتے ہیں۔ ہیروڈ صاحب اصل تاریخ کو ۷۵۴ برس بعد پر مبنی بتاتے ہیں۔ لیکن افسانہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موسم گرما کے آخری حصہ میں پیدا ہوئے۔

آج جن واقعات کا ظہور تحقیق و جستجو کے بعد ہوا ہے ان کے متعلق کتاب فطرت یعنی قرآن حکیم نے تیرہ سو برس پیشتر خبر دیدی ہے چنانچہ کتاب حکیم میں نصاریٰ کے متعلق کہا گیا "یضاھون قول الذین من قبل" یعنی نصاریٰ اپنے سے پیشتر لوگوں کی نقل کر رہے ہیں!

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۹۳

تار کا پتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

ید اللہ علی الجماعۃ

قیمت اخبار

ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی

ممالک غیر کے لئے
سالانہ
ششماہی

نمونہ مفت
فی پرچہ ایک آنہ

تاریخہائے اشاعت

ہر عیسوی ماہ کی

نرخنامہ اشتہارات

ایک صفحہ (ایک بار)
نصف صفحہ
ایک کالم
½ کالم
¼ کالم

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔اے

جلد ۱۳ | دہلی یوم سہ شنبہ ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۴۹ ہجری ۔ مطابق ۱۳ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ع | نمبر ۲

مولانا محمد علی کا تمام دنیا میں ماتم

ہر طبقہ اور ہر خیال کے معاصرین وزعما کا اظہار افسوس

عالم اسلامی کیلئے ایک ناقابل تلافی نقصان

ملت

مولانا محمد علی صاحب کی وفات پر سارے ملک نے جس طرح ماتم کیا ہے وہ ... ان اعلیٰ قربانیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے جو انہوں نے دین، اور ملت کی خاطر گزشتہ تہائی صدی کے عرصہ میں کی ہیں۔ مولانا ... ہی کی وہ تنہا ذات تھی جس کی زندگی کا واحد مشغلہ قومی خدمت تھا اور جنہوں نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اسی کے لئے وقف کردیا تھا۔ گزشتہ عہد ... [illegible]

... چھوڑ گیا، اسلام کے مقاصد ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں، ہندوستان کی منزل ابھی بہت دور ہے اور محمد علی دنیا میں نہیں ہے جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کی ... کبھی نہیں آیا جیسا اس وقت ہے ایک طرف برادران وطن، مقابلہ پر خنجر بکف ہیں اور دوسری طرف حکومت عدل وانصاف پر آمادہ نہیں ہندوستان کا مستقبل معرض تشکیل میں ہے عنقریب کوئی نہ کوئی تصفیہ ہوا چاہتا ہے معلوم نہیں مسلمانوں کو کس سے دست وگریبان ہونا پڑے، کون ہے جو اس وقت مسلمانوں کے اجزائے پریشان کی شیرازہ بندی کرے گا کون ہے جو یہ کہہ کر مسلمانوں کی جرأتیں بڑھائے گا کہ جب تک میں تنہا زندہ ہوں انشاء اللہ کے بھروسے پر جنگ کروں گا اور یہ آخر قوت کس کو حاصل ہے جو مسلمانوں کو پھر اسی طرح قربانی اور خدمت پر آمادہ کرے گا جس طرح اب سے دس برس پہلے مولانا محمد علی نے کیا تھا۔ آہ کس کی تقریر اب یورپ کے عالیشان ایوانوں میں زلزلہ ڈالے گی۔ اور کس کے پرجوش تور ... یورپ میں گھبراہٹ پیدا کریں گے افسوس اب محمد علی دنیا میں موجود نہیں۔ مسلمانوں میں اس کے تصور کی بھی تاب نہ تھی مگر مشیت نے اس کو واقعہ کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انقلاب

زبان انگریزی اور علم سیاسیات میں رئیس الاحرار رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیت کا مقابلہ ہندوستان کی دوسری اقوام کے رہنماؤں میں سے بھی کوئی نہ کرسکتا تھا ... [illegible]

آہ محمد علی

(از ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

جا ہی پہونچا آج تو بھی آہ! بی اماں کے پاس
داغ لگنا تھا یہ انگلستان ہی کے نام پر

راہ آزادی میں دیدی جان ہوکر بیقرار
تو گیا تھا ہم کو آزادی دلانے کے لئے

کیا غلاموں کی قیادت سے وہاں شرم آگئی
قوم کو چھوڑا اسی ذلت میں مرنے کے لئے

کہہ دیا تھا صاف تو نے بر سر اجلاس عام
آشکارا مر کے راز بزم شوریٰ کردیا

ایسی نفرت ہوگئی تھی اس غلامستان سے
روٹھنے والے! اگر ہم تجھ کو کیسے چھوڑ دیں

بچہ بچہ ہے وطن کا آج سرگرم فغاں
اک طرف ماتم میں تیرے ''جامعہ'' ہے سوگوار

عالموں کی انجمن پر مردنی چھائی ہوئی
کانگریس کی محفلیں سونی نظر آتی ہیں آج

مادر ہند آج ہے ماتم کناں تیرے لئے
کیسے تو لندن میں رہتا ان سبھوں کو چھوڑ کر

تو نہ آیا پس، جنازہ تیرا لایا جائے گا
مرجع احرار ہوگا ہند میں تیرا مزار

بزم آرا جس جگہ ہیں اجمل وبی آرد اس
موت کی بجلی گرا ای ضیغم اسلام پر

آہ اے شیدائے حریت وطن تجھ پر نثار!
قوم کو قید غلامی سے چھڑانے کے لئے

روح جو قید بدن سے اس قدر گھبرا گئی
اس سیہ بختی پہ اپنی صبر کرنے کے لئے

میں وطن میں جاؤں گا، الپس بننے کو غلام
جو زبان سے کہہ چکا تھا اس کو پورا کردیا

قبر کو دو گز زمیں مانگی تو انگلستان سے
رشتۂ الفت بھلا کر دل سے بالکل توڑ دیں

تیرے غم میں بن گیا بزم عزا ہندوستاں
اک طرف ''دار الخلافت'' فرط غم سے اشکبار

شدت رنج والم سے ''لیگ'' گھبرائی ہوئی
غمزدوں کے دل کی آہیں تا فلک جاتی ہیں آج

ہندو و مسلم ہیں مصروف فغاں تیرے لئے
قبر میں کیا چین آتا دیس سے منہ موڑ کر

پھر تجھے آغوش مادر میں سلایا جائے گا
تیری حق گوئی زمانے میں رہے گی یادگار

خدمت قوم ووطن میں جان دینا عید ہے
حق یہ ہے مردہ ہیں ہم تو زندہ جاوید ہے

بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں، اس نے گول میز کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے صحیح کہا تھا، شاید کوئی غیبی طاقت اس سے کہلوا رہی تھی کہ ''میں غلام ملک میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا، اگر تم نے ہندوستان کو آزاد نہ کیا تو میں یہیں مر جاؤں گا، تمہیں یا تو آزادی کا پروانہ میرے حوالے کرنا پڑے گا یا میرے لئے قبر مہیا کرنی ہوگی'' آہ کس کو معلوم تھا، کہ یہ الفاظ اس قدر صحیح نکلیں گے، اور شمع ملت کا یہ پروانہ اتنی جلدی جل بجھے گا۔

ہمت

مسلمانوں کے لئے مولانا محمد علی کی موت ہر زمانہ میں ایک مصیبت ہوتی لیکن اس زمانہ میں مصیبت عظیم ہے، مسلمانان ہند کے لئے ایسا نازک زمانہ ...

اودھ اخبار

لندن کی اس منحوس خبر نے کہ ہندوستان کے رہنمائے اعظم مولانا محمد علی نے جو مجاہدانہ آزادی کا مطالبہ کرنے لندن تشریف لے گئے تھے وطن سے دور وطن کی خدمت انجام دیتے ہوئے حقیقی مگر ذاتی آزادی حاصل کرلی اور ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہندوستان میں ماتم کدہ کی فضائیں پیدا کردیں اور آج ہر ہندوستانی خواہ اس کا نقطۂ نظر ...

... کچھ بھی ہو مولانا محمد علی کے انتقال کو ہندوستان کا زبردست اور ناقابل تلافی نقصان سمجھ رہا ہے اور واقعی ہندوستان کی اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مولانا محمد علی ایسے خادم ملک وقوم کی خدمات سے محروم ہوگیا اور وہ قوم کیوں نہ ماتم کرے جو آج منزل مقصود کے قریب مگر منزل مقصود تک پہونچنے سے پہلے اپنے رہنما کی رہنمائی سے محروم ہوکر بے یار ومددگار رہ گئی ہے۔

زمیندار

جوہر کے انتقال کی جانکاہ تھی
ثابت یہ کر رہا ہے لباس کبود رنگ
ہر فرد قوم رنج سے ہے بیقرار آج
بے مہر آسماں بھی ہوا سوگوار آج

کرتا ہوا ہے جس ... رنج سے
دشنام آفتاب بھی ہے تار تار آج
دم ہے یہ کہ گریۂ شبنم کو دیکھ کر
گلشن میں تبسم گل بھی ہوئی اشکبار آج

دشمن بھی نوحہ خواں ہیں جنازہ کو دیکھ کر
تنہا نہیں الم میں ترے دوستدار آج

کاشانۂ وطن میں بجھی شمع صوفشاں
رخصت ہوئی چمن سے چمن کی بہار آج

ہلال

آخر جس روز کا دھڑکا لگا ہوا تھا آگیا اور سینہ وپہلو کو برما گیا رپوٹر کی تیز زبان ہمارے کلیجوں پر خنجر چلاگئی۔ آج وہ سرفروش دنیا میں نہیں [illegible] آج ملت کو اپنا غم کھانے کے لئے چھوڑ گیا۔

محمد علی! آہ محمد علی! آج اس عالم آب وگل میں نہیں لیکن محمد علی کے وہ نقوش لم یزل اب بھی موجود ہیں جن کے اندر حریت وآزادی، شجاعت وشہامت صداقت وایثار کے ہزاروں جلوے ملیں گے! کیا ملت عزیز کے اس سرمایہ گراں ارز کے کھوئے جانے کے بعد ہم اس کی وارثت ذہنی دلی کے حقدار نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔

ہمدم

اسلامی ہند آج اس فدائے قوم کے ماتم میں نوحہ خواں ہے جس کی قوم پروری ضرب المثل تھی جس کی جدوجہد نے مسلمانان ہند کو خواب گراں سے بیدار کرکے شاہراہ ترقی پر لگایا جس نے اعداء کے طعنے اپنوں کے شکوے اغیار کے حملے برداشت کئے مگر قوم کا ساتھ نہ چھوڑا [illegible] اس لئے پیدا کرتی ہے کہ وہ دنیا میں انقلاب پیدا کردیں [illegible] خیالات فاسدہ کو فنا کرکے ایسے جذبات برانگیختہ کریں جن سے ارتقائے نسل انسانی کو مدد ملے۔

پیغام صلح

اے خدا! اس قحط الرجال کے زمانہ میں بدنصیب ومظلوم مسلمان اس دردانگیز اور منحوس خبر کو کس طرح سنیں کہ رئیس الاحرار شہید ملت مولانا محمد علی جوہر ایڈیٹر کامریڈ وہمدرد کا ۴ر جنوری کو لندن میں انتقال ہوگیا۔ آہ عالم اسلامی کا مایۂ ناز فرزند مسلمانان ہند کا جلیل القدر رہنما [illegible] کا علمبردار سیاسیات اسلامی کا ماہر چل بسا شمع ملت کا پروانہ جل بجھا۔ دین وطن کا شیدائی آخر دین وطن پر قربان ہوگیا۔ انا للہ الخ

(باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیے)

احمد آباد میں ہڑتال

تمام مل اور کارخانے بند رہے

احمد آباد ۵ر جنوری۔ مولانا محمد علی کی وفات حسرت آیات کے ماتم میں کل تمام ملوں میں ہڑتال منائی گئی اور جملہ کارخانے بند رہے۔ بعض ملوں کو لوگوں نے زبردستی بند کرادیا اور ان کے سامنے مجمع سوختہ کی۔ (ا۔پ)

مشرق کا آفتاب مغرب میں غروب ہوگیا

مولانا محمد علی کی وفات حسرت آیات

بیت المقدس میں آخری آرامگاہ

لندن ۴ر جنوری۔ مولانا محمد علی آج صبح ساڑھے نو بجے اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible]

[illegible]

سلمان جنازے کا استقبال کریں گے اور اپنے کندھوں پر القدس تک لیجائیں گے۔

القدس ۵ر جنوری۔ آج بوجہ سارے ملک میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی ... مولانا مرحوم کا جنازہ ... سے آرہا ہے۔ سارے ملک میں مسرت کے ساتھ سنی گئی اور لوگ اسے ہندوستان اور فلسطین کے مسلمانوں میں بہتر تعلقات کی ابتداء سے تعبیر کرتے ہیں۔

دہلی

[illegible]

امرتسر

امرتسر ۵ر جنوری۔ مولانا محمد علی کے انتقال کی خبر امرتسر میں کمال حزن و ملال کے ساتھ سنی گئی۔ ایک رسوا کے جہاں آزیری مجسٹریٹ نے اسے فرقہ وارانہ منافرت کا سبب بنانا چاہا۔ اور اس نے چند غنڈوں کو ڈھول دے کر شہر میں بھجوایا۔ وہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہندو ہڑتال کریں یا نہ کریں مسلمان ضرور اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ کانگریس کمیٹی کو اس کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے رضاکار بھیج دئے اور سارے شہر میں ہڑتال ہوگئی۔ شہر میں رضاکاروں کے مختلف جوشی نے ماتمی جلوس نکالے۔ تو بعض کارکنوں نے بازو پر سیاہ نشان لگائے ہوئے تھے۔ شام کو کالے جھنڈے کا عظیم الشان جلوس نکالا جس میں ہندو مسلم و سکھ زن و مرد مولانا محمد علی کے انتقال کے متعلق نظمیں پڑھتے جا رہے تھے۔ جلوس کے مرد ننگے سر تھے۔ رات کو جلیانوالہ باغ میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔

دوپہر کے وقت بخاری کورٹ کے زیر اہتمام ڈھاب تیلی میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں خان محمد شاہ کی جامع مسجد کے خطیب و دیت الاستقلال کے مہتمم صاحب بھی شریک ہوئے۔ کامریڈ عبداللہ صدر جلسہ نے مولانا محمد علی مرحوم کے سوانح حیات بیان کئے۔ اللہ کا مرتبہ ابو سعید اور دیگر حضرات نے تقریریں کیں۔ استاد رمضان علی کی تحریک پر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

اٹاوہ

اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کے ہال میں ایک عظیم الشان ماتمی جلسہ ہوا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مولانا مرحوم کے محامد بیان کئے اور کہا کہ آپ بلند پایہ کے مسلمان اور محب وطن تھے۔ آپ کا انتقال مسلمانوں اور ہندوستانیوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ تمام کھیل بند کر دئے گئے اور اسکول میں تعطیل کر دی گئی۔

لائلپور

لائلپور ۵ر جنوری۔ شہر میں نصف ہڑتال ہوئی۔ بعض ٹوڈی مسلمانوں نے دوکانیں کھلی رکھیں۔ رات کو لالہ خزان چند بھاٹیہ کے زیر صدارت جلسہ ہوا۔ جس میں مرحوم کے محامد بیان کئے گئے۔

لدھیانہ

لدھیانہ ۶ر جنوری۔ یونیٹنگ کرسچن ہائی سکول کے طلبہ کا ایک جلسہ مسٹر ضیاء الحق صدر لٹریری کلب کی صدارت میں ہوا جس میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی تمنا کی گئی۔ اسکول بند کر دیا گیا۔

راولپنڈی

۶ر جنوری گورڈن کالج راولپنڈی کے اساتذہ اور طلبا کے جلسے میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں:-

(۱) یہ جلسہ مولانا محمد علی کی ناگہانی موت پر انتہائی رنج والم کا اظہار کرتا ہے۔ ان کا اچانک فوت ہو جانا ہندوستان کے لئے نقصان عظیم خیال کرتا ہے۔ اور پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) مولانا محمد علی مرحوم کے غم میں گارڈن کالج کے اساتذہ و طلبا ... [illegible]

(۳) مندرجہ بالا ریزولیوشن اخبارات کو ارسال کے جائیں اور تعزیت کا تار مولانا کے ورثاء کو ارسال کیا جائے۔

مغل سرائے

مغل سرائے ۱۰ر جنوری۔ مغل سرائے میں جب مولانا محمد علی کے انتقال کی خبر پہنچی تو مسلمانوں کا ایک عام جلسہ عیدگاہ میں منعقد ہوا۔ اور مولانا محمد علی کے انتقال پر رنج و محن کا اظہار کیا گیا۔ شہر میں ہڑتال منائی گئی۔

دربھنگہ

دربھنگہ ۹ر جنوری۔ انجمن وکلاء دربھنگہ نے ایک مخصوص اجلاس میں حسب ذیل تجویز منظور کی ہے:-

انجمن وکلاء دربھنگہ کا یہ جلسہ مولانا محمد علی کے ناگہانی انتقال پر انتہائی رنج و افسوس ظاہر کرتا ہے۔ مولانا محمد علی حقیقی معنوں میں رئیس الاحرار تھے۔ اور ان کی بے وقت موت سے مسلمان رہنماؤں میں ایک ایسی جگہ خالی ہوگئی ہے جس کا پر ہونا بجز فکل ہے۔

بہرائچ

بہرائچ ۹ر جنوری۔ مسلمانان بہرائچ کا ایک عام جلسہ جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مختلف اصحاب نے مولانا محمد علی کے حالات کے متعلق تقریریں کیں۔ مسٹر منظور حسین پلیڈر نے مولانا کی علمی خدمات کا اعتراف کیا۔ شہر میں مکمل ہڑتال منائی گئی۔

تعزیتی جلسوں کی رودادیں

مختلف مقامات کی اطلاعات

مولانا محمد علی صاحب کی وفات حسرت آیات پر تعزیت کے جلسوں کی بیشمار اطلاعات ہمیں موصول ہوئی ہیں کہ اس اخبار میں انکا درج کرنا قطعی غیر ممکن ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ان اطلاعات کا خلاصہ شائع کرنے کی سعی کریں گے۔ اسی طرح ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے مشہور زعماء اور دوسرے حضرات نے مولانا مرحوم کے حادثۂ ارتحال پر جو بیانات شائع کرائے ہیں ان کو بھی اس اشاعت میں درج کرنا سخت دشوار ہے۔ پھر گزشتہ ہفتہ کی مختلف خبریں اتنی جمع ہوگئی ہیں کہ ان کا صرف خلاصہ ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مراسلہ نگار حضرات ہماری اس مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے آئندہ اشاعتوں کا انتظار کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

پشاور

پشاور ۵ر جنوری۔ مولانا محمد علی کی وفات پر آج تمام پشاور ماتم کر رہا ہے۔ کل پشاور میں ہڑتال منائی جائے گی۔ پشاور خلافت کمیٹی کے ایک جلسہ میں ایک تجویز بالاتفاق منظور ہوئی جس میں مولانا کی وفات کو ناقابل تلافی بین الاقوامی نقصان قرار دیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں آپ کا وفات پا جانا جبکہ آپ کی خدمات کی سخت ضرورت تھی۔ ہندوستان اور مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ خلافت کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ مولانا کی ان خدمات کے صلہ میں جو آپ نے ہندوستان اور ایشیا کے لئے انجام دی ہیں۔ آپ کی یادگار قائم کی جائے۔

مرادآباد

مرادآباد ۵ر جنوری۔ مولانا محمد علی کے انتقال نے یہاں سب کو غمزدہ کر دیا ہے۔ بار ایسوسی ایشن نے تجویز تعزیت منظور کی ہے اور ۱۰ر جنوری کو عام جلسہ منعقد ہوا۔

رنگون

رنگون ۵ر جنوری۔ کل مولانا محمد علی کے انتقال پر تمام ہندوستانی دوکانیں اور کاروباری مقامات بند رہے۔

بنگلور

بنگلور ۵ر جنوری۔ مسلمانوں کا زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا محمد علی کی وفات سے جو ناقابل تلافی نقصان قوم اور اسلام کو پہنچا ہے اس پر اظہار تاسف کیا گیا۔ بہت سی دوکانیں بند رہیں۔

مدراس

مدراس ۶ر جنوری۔ مسلم لیگ اور مہاجن سبھا کے زیر سرکردگی آج ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا محمد علی کے انتقال پر تعزیتی تجویز منظور کی گئی۔

لکھنؤ

لکھنؤ ۹ر جنوری۔ آج لکھنؤ میں مولانا محمد علی مرحوم کی وفات پر کم و بیش مکمل ہڑتال کی گئی۔ تقریباً تمام ہندوستانی دوکانیں بند تھیں۔ اور کرایہ پر بہت کم گاڑیاں چل رہی تھیں۔ اس ہڑتال کا اہتمام کانگریس، تنظیم کمیٹی اور علماء تعزیتی کمیٹی نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔

علی گڑھ

علی گڑھ ۶ر جنوری۔ مولانا محمد علی کی یاد میں آج ہندوؤں اور مسلمانوں کی دوکانیں بند رہیں۔ ایک جلوس بھی نکلا۔ اور جامع مسجد میں جلسہ تعزیت بھی منعقد کیا گیا۔

پونا

پونا ۹ر جنوری۔ کل شہر کی مختلف انجمنوں کے زیر اہتمام مندر شیواجی میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ مقررین نے مولانا محمد علی مرحوم کی وفات ناگہاں پر اظہار غم و الم کیا۔ مولانا مرحوم کے اقارب کو پیغام تعزیت بھیجا گیا۔

بلگام

بلگام ۶ر جنوری۔ آج مولانا محمد علی مرحوم کی یاد میں کل ہڑتال کی گئی۔ برہنہ سر اشخاص کا ایک جلوس نکلا جس نے شہر کے خاص خاص بازاروں میں گشت کیا۔ جلوس کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ہر مذہب کے تقریباً پندرہ ہزار اشخاص شریک تھے۔ مولانا محمد علی کی وفات ناگہاں پر اظہار غم و الم کیا گیا۔

میرٹھ

میرٹھ ۶ر جنوری۔ مولانا محمد علی کے ماتم میں شہر کا تمام کاروبار بند رہا۔

بمبئی

بمبئی ۵ر جنوری۔ آج شب کو اسپلینڈ میدان میں سربرآوردہ ہندو مسلمانوں کا ایک زبردست ماتمی جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر کے ہندو مسلمانوں نے مولانا محمد علی مرحوم کی ہمت و شجاعت وطن پروری ایثار و قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا۔ جلسہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی جن کے اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ مسلمان غوث بھائی نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ آپ نے فرمایا آج ہم ایک ایسے شخص کا ماتم کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جو نہ صرف مسلمانوں کا ایک عظیم و جلیل قائد تھا بلکہ وہ تمام ہندوستان کا محب اور وطن کا دوست تھا اور جس کا فقدان تمام ہندوستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

مسٹر جمنا داس مہتا لال جی صدر بمبئی کارپوریشن نے ایک تجویز کی تحریک کی جس میں مولانا موصوف کی وفات پر اہالیان بمبئی کی جانب سے حزن و ملال کا اظہار کیا گیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ مولانا کی وفات نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام ہندوستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ محرک نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد علی نے ہندوستان کی خدمت میں اپنی زندگی صرف کر دی۔ اطباء اور دوسروں کے مشورہ کے خلاف مولانا لندن تشریف لے گئے تا کہ وہ لندن میں اعلان کر دیں کہ آزادی وطن کی خاطر میرا مر جانا ایک غلام ملک میں رہنے سے بہتر ہے۔ آپ کی زندگی سے ہم لوگ ایثار و قربانی کا اور آپ کی وفات سے خدمت وطن کا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

ویش کر ... [illegible] ... مولانا محمد عرفان ... [illegible] ... کی۔ اور تجویز اللہ اکبر کے نعروں میں بالاتفاق منظور ہوئی۔

کلکتہ

کلکتہ ۵ر جنوری۔ شہر کے مسلمان آج میدان میں جمع ہوئے۔ اور مولانا محمد علی کی وفات پر حزن و ملال کا اظہار کیا۔ تقریباً پچاس ماتمی جلوس شہر کے مختلف حصوں سے نکالے گئے۔ جو سب کے سب جلسہ میں شریک ہوئے جہاں مولانا کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

کراچی

کراچی ۷ر جنوری۔ مولانا محمد علی کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کے لئے گزشتہ رات جو جلسہ ہوا تھا اس میں ایک ناگوار حادثہ پیش آگیا۔ سربرآوردہ ہندو مسلمانوں کا جلوس شام کو چار بجے مختلف مقامات سے گشت کرتا ہوا رام باغ ریکریشن گراؤنڈ میں آکر ٹھہرا۔ پلیٹ فارم پر قومی جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر شریر لوگوں نے مجمع کو چیر پھاڑ کر جھنڈے کو پکڑ لیا اور اس کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے جھنڈے کی جگہ اسلامی جھنڈا نصب کیا جس کے باعث متعدد اشخاص زخمی ہوگئے۔ سیٹھ عبداللہ ہارون ایم ایل اے اور میر محمد بلوچ ایم ایل اے نے شریروں کے ساتھ ملکر مظاہرہ کیا مگر کچھ تادیر چند لوگ کی گرامی و امان کو قائم کیا۔ اس کے بعد مسٹر جمشید مہتا صدر کراچی میونسپلٹی کی زیر صدارت جلسے کی کارروائی نہایت امن و امان سے شروع ہوئی۔ اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان حکیم مولوی فتح محمد صاحب نے قومی جھنڈے کو چبوترہ پر کھڑا کیا مگر وہ دوبارہ نصب نہیں کیا گیا۔ تعزیت کی تجویز منظور کرنے کے بعد جلسہ منتشر ہوگیا۔

لندن

لندن ۵ر جنوری۔ سینٹ گلنڈ ٹاؤن ہال میں ہندوستانی طلبا، گول میز کے مندوبین اور والیان ریاست کے ساتھ مولانا محمد علی کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ مولانا محمد علی کی بیگم صاحبہ اور ان کی صاحبزادی اور دیگر خواتین بھی موجود تھیں۔ سنہری اور سفید لباس میں مولانا شوکت علی جنازے کے قریب موجود تھے۔ ایک صندوق میں جس کے اوپر والے حصہ میں شیشہ لگا ہوا تھا۔ مولانا محمد علی کا تابوت لایا گیا۔ امام مسجد ووکنگ نے نماز جنازہ ادا کی۔ مولانا شوکت علی نے انگریزی میں فرمایا کہ میں تمام بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق مرحوم کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ چنانچہ دو منٹ تک خاموشی اختیار کی گئی۔ اس کے بعد مجمع منتشر ہوگیا۔

۱۷ر جنوری سنہ ۔۔ ۔ ۱۷ر جنوری سنہ ۔۔ ۔ ۱۶ر جنوری سنہ ۔۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو قید محض

آپ کو بی کلاس میں رکھا جائے گا

لدھیانہ ۱۴ر جنوری۔ مولانا مفتی محمد نعیم رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند کے خلاف عرصہ چھ ماہ سے مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۸ چودھری میراں بخش مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت تھا آج احاطہ جیل میں مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ سنا دیا۔ اور محترم مولانا سے ایک سال کے لئے مچلکہ ... کی ضمانت طلب کی۔ مولانا نے ... ضمانت سے انکار کر دیا اور قید محض کو ترجیح دی۔

مولانا کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ ان کی حسب حیثیت جیل میں ان کے ساتھ اے کلاس کا سلوک کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ معززین شہر اور وکلاء صاحبان کی طرف سے بھی یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ مولانا کو اے۔ کلاس میں رکھا جائے۔ فی الحال مولانا بی کلاس میں رکھے گئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی کی رہائی

خانگی مصائب و آفات کا صبر و شکر کے ساتھ مقابلہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالحلیم صدیقی سابق ناظم جمعیۃ علمائے ہند وحال رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند و ادیب ندوۃ العلما لکھنؤ ۱۳ر جنوری سنہ ۔۔ کو فیض آباد جیل سے رہا ہو کر مع الخیر لکھنؤ تشریف لائے آپکی صحت بحمداللہ اچھی ہے لیکن آپ کے زمانہ اسارت میں دو مرتبہ مکان پر سرقہ کی واردات ہوئی جس کے باعث تمام اثاث البیت غائب ہو گیا ام خالد بھی عرصہ سے علیل ہیں لیکن ان تمام پریشانیوں کے باوجود حضرت مولانا ... اور راضی برضائے مولا ہیں۔ حضرت مولانا نے سابق مکان کو چھوڑ دیا ہے ... تمام مخلصین و احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ حضرت مولانا کی تمام ڈاک بازار جھاؤلال کے پتہ سے روانہ کی جائے۔ (نامہ نگار)

دب گیا جوش جفا ذوق وفا کے سامنے

قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب محمد صدیقی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند و پریسیڈنٹ ٹاؤن کانگریس کمیٹی لکھنؤ ماہ اگست میں لکھنؤ سے گرفتار ہوئے تھے چھ ماہ کی اسیری کے بعد ۱۳ر جنوری سنہ ۔۔ کو فیض آباد جیل سے رہا ہو چکے ہیں اور آج کل دفتر جمعیۃ میں قیام پذیر ہیں۔ حضرت مولانا نے اپنے زمانہ اسارت میں فیض آباد جیل کے اندر جو ماحول پیدا کر دیا تھا اس سے وہی لوگ واقف ہیں جو حضرت مولانا کے ہمراہ تھے۔ مولانا کی بیاض میں جو نظمیں جیل کے ہفتہ وار مشاعروں کی یادگار کے طور پر درج ہیں ہم نے انہیں خصوصی اجازت کے ساتھ حاصل کر لیا ہے اور ہم انشاء اللہ مولانا کے ان افکار عالیہ کو الجمعیۃ میں برابر شائع کرتے رہیں گے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت مولانا کے کلام میں ایک خاص درد پایا جاتا ہے اور مولانا کا انداز بیان ایک عجیب کشش رکھتا ہے جو بیان نہیں کی جا سکتی بلکہ محسوس کی جا سکتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولانا کی نظموں کا یہ سلسلہ قارئین الجمعیۃ کے لئے نہ صرف دلچسپ ثابت ہو گا بلکہ ان کے اندر غلامی کا احساس اور آزادی کی طلب پیدا کر دے گا۔ (الجمعیۃ)

ظلم بے اندازہ اور آہِ رسا کے سامنے
ٹمٹماتا ہے دیا وہ بھی ہوا کے سامنے

انکی آمد کی خبر پر زخمِ دل رِسنے لگے
عرضِ مطلب یوں ہی ہوگا دلربا کے سامنے

اک نگہ! صدقہ تری چشمِ تغافل کیش کا
دل بکف بیٹھے ہیں ہم بھی اس ادا کے سامنے

یہ ہوا انجام الفت نامرادِ عشق کا
دب گیا جوش جفا ذوق وفا کے سامنے

وہ ملے تنہا تو کیا خونِ تمنا ہو گیا
شوقِ رسوا بھی ہوا بے بس حیا کے سامنے

سینہ ویراں ہو گئے دل ہی نہ اب آرام دل
جیل اور دنیا ہے یکساں مبتلا کے سامنے

وہ ہیں آنکھوں سے نہاں محفل سیہ خانہ ہوئی
روز روشن ظلمتِ شب ہے ذکا کے سامنے

فیض آباد جیل ۔ ۲۸ر اگست سنہ ۔۔

"میرا وہ ہو نہیں سکتا جو غلام اُن کا ہے"

(از حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب محمد صدیقی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

کہنے کو دعوئے ہمدردی عام اُن کا ہے
شر اٹھایا ہوا ہر سمت تمام اُن کا ہے

وہ بھی مسلم ہے کوئی جس کو غلامی پہ ہو ناز
کیا وہ ہندو ہے جو کمزوری سے رام اُن کا ہے

حق تعالے کا ہے اعلان باآواز رسل
میرا وہ ہو نہیں سکتا جو غلام اُن کا ہے

جو شہیدانِ وفا مٹ چکے آزادی پر
نونہالانِ چمن تم کو سلام اُن کا ہے

جب تک آزاد نہ ہو چین نہ لینے دو نہ لو
آگے بڑھتے چلو اتنا سا پیام اُن کا ہے

ہم تو مٹتے ہیں وہ بنتے ہیں کو ... تو ہے
موت کا خوف نہیں رازِ قیام اُن کا ہے

موت ہے راحت جاں جیل ہے راحت جسم
اسیر آمادہ جو ہو کام تمام اُن کا ہے

آگ اور لوہے کی پھر تم پہ حکومت نہ رہے
کیا تشدد کے سوا کوئی نظام اُن کا ہے

صبح میت پہ بھی آنے کی نہیں جن سے امید
منتظر نزع میں بسمل سرِ شام اُن کا ہے

تابِ نظارہ کسے دید کے قابل نہ رہا
جلوہ جو پائے نظر جب لبِ بام اُن کا ہے

کس کے ہاتھوں ہوئے رسوا سرِ محفل شب کو
دل نے بیتاب کیا مفت میں نام اُن کا ہے

اُنکے ایما پہ کیا میں نے جو سر تن سے جدا
ہاتھ اپنا ہے گلا اپنا ہے، کام اُن کا ہے

چشم پُرکیف سے تیری جو رہیں مست مدام
ساقی اُنکا ہے، سبو اُنکا ہے، جام اُن کا ہے

کوئی شاعر نہیں اک مولوی صورت ہیں ذکا
فیض آباد میں قیدی یہ کلام اُن کا ہے

۱۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء ۔ فیض آباد جیل

تارکاپتہ :- الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ
ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ
دہلی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی۔اے

تاریخہائے اشاعت
ہر عیسوی ماہ کی
یکم، ۵، ۹، ۱۳
۱۶، ۲۰، ۲۴، ۲۸
کو شائع ہوتا ہے

نرخنامہ اشتہارات
ایک صفحہ (ایک بار) ... ۵۰
نصف صفحہ (") ... ۳۰
ایک کالم (") ... ۲۰
½ کالم (") ... ۱۵
¼ کالم " ... ۱۰

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ ... ۶ روپے
ششماہی ... ۳ روپے
سہ ماہی ... ۱۲
ممالک غیر کے لئے
سالانہ ... ۸ روپے
ششماہی ... ۵
نمونہ
مفت
فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۲۵ر شوال المکرم ۱۳۴۹ھ ہجری۔ مطابق ۱۶ر مارچ ۱۹۳۱ء | نمبر ۱۸

ہے آخر صلح پر مجبور جو بیداد کرتا ہے

(از حضرت مولانا عبدالحلیم الصدیقی ذکا رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند)

یہ کیوں ہے وقفِ شیون کس لئے فریاد کرتا ہے
یہ شغل تو گرفتارِ بلا۔ صیاد کرتا ہے

نتیجہ ہے یہ قربانی کا دیکھیں دیکھنے والے
ہے آخر صلح پر مجبور جو بیداد کرتا ہے

ہمارے رہبروں نے صلح بے عزت کو ٹھکرایا
ہر اک دلدادہ آزادی کا اسپر صاد کرتا ہے

مظالم کی گھٹائیں اٹھ رہی ہیں پھر برسنے کو
ستم کش منتظر ہیں کیا ستم ایجاد کرتا ہے

یقیناً حق کے آگے سرنگوں ہونا ہی باطل کو
بلا سے ہم پہ گو مشقِ ستم جلاد کرتا ہے

وہ کیا جانے کہ ظلم و جور کی تاثیر الٹی ہے
وہی آباد ہوتے ہیں جنہیں برباد کرتا ہے

بہادر عورتوں کے ظلم پر انصاف برٹش کا
بہت روتا ہے جب اپنا تشدد یاد کرتا ہے

سمجھتا ہے جو مضمر راز آزادی کو زنداں میں
وہ دنیا کر کے ویراں جیل کو آباد کرتا ہے

دبی ہے کو کچھ بیٹھ جبھی نائب حکومت کا
کہا کرتا ہے گاندھی جی بجا ارشاد کرتا ہے

بحث یہ چھڑ گئی صیاد ہیں اور ہم اسیر ہیں
ہم آزاد اسکو کرتے ہیں کہ وہ آزاد کرتا ہے

مبارک ہو اسیرانِ وطن زنداں سے آتے ہیں
خدا کا عدل مظلوموں کو یوں دلشاد کرتا ہے

کھلے ہیں حریت کے راز کیا کیا بندلاری میں
ذکا جب لکھنؤ سے قصد فیض آباد کرتا ہے

[illegible]

کراچی میں جمعیۃ علمائے ہند کا اجلاس

گاندھی جی سردار پٹیل اور جواہرلال نہرو بھی شرکت کرینگے

اجلاس کو کامیاب بنانیکے لئے مسلمانوں کی مساعی

(از نامہ نگار خصوصی)

کراچی ۔ ۳۱ر مارچ ۔ جمعیۃ علمائے ہند کا شاندار اجلاس ۳۱ر مارچ سے شروع ہو جائے گا اجلاس کا مکمل پروگرام شائع کر دیا گیا ہے ۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب ۔ مولانا محمد صادق صاحب حکیم مولوی فتح محمد صاحب اور حافظ ظریف حسین صاحب اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لا رہے ہیں ۔ ارکان مرکزیہ کی ایک بڑی تعداد کراچی آ گئی ہے ۔ مندرجہ ذیل حضرات برابر تشریف لا رہے ہیں ارکان مرکزیہ کے اسمائے گرامی کل روانہ کر چکا ہوں ۔ بقیہ ارکان جو آج ہی تشریف لائے ہیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

[illegible]

۳۱ر مارچ کو جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوگا اور یکم و ۲ر اپریل کو جمعیۃ کے پنڈال میں کھلا اجلاس منعقد کیا جائے گا ۔ یکم اپریل کو گاندھی جی و سردار پٹیل ۔ جواہرلال نہرو و دیگر زعمائے ہند بھی اجلاس میں شریک ہو کر تقریر فرمائیں گے تقریر فرمائیں گے ان تینوں رہبران قوم نے اپنی شرکت اور تقریر کا وعدہ فرما لیا ہے ۔

کانپور کے ہولناک فسادات نے قوم پروروں کو سخت مشکلات میں ڈال دیا ہے کانگریس نے ایک تحقیقاتی وفد بھی مقرر کر دیا ہے جو اجلاس کے بعد اپنا کام شروع کر دیگا ۔ جمعیۃ علمائے ہند کے ذمہ دار ارکان ہندو مسلم فسادات پر کامل غور و خوض کر رہے ہیں اور امید ہے کہ اجلاس میں اس مسئلہ پر پوری پوری توجہ دی جائیگی ۔

اٹک جیل سے حضرت مولانا نورالدین صاحب کی رہائی

دہلی اسٹیشن پر شاندار خیر مقدم

آج آٹھ بجے شب بمبئی ایکسپریس سے حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند اٹک جیل سے رہا ہو کر دہلی تشریف لائے ۔ آپ کو ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی ۔ مولانا محترم کی رہائی وائسرائے کے اعلان کی بناء پر ہوئی ہے ۔

جس وقت مولانا اسٹیشن دہلی پر پہونچے تو حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند و حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی نائب ناظم و کارکنان جمعیۃ علمائے ہند و رضاکاران جمعیۃ نے پرجوش خیر مقدم کیا ۔

مولانا کی صحت اچھی ہے اور آپ ہر طرح خوش و خرم ہیں ۔ آپ کا قصد جمعیۃ علمائے ہند کی ورکنگ کمیٹی منعقدہ ۱۹ر مارچ کی شرکت کے بعد مراجعت وطن کا ہے ۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری

نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کا بیان

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن وارکن کونسل جمعیۃ علمائے ہند کا مقدمہ

۱۶ر ستمبر

۱۶ر ستمبر ۱۹۳۰ء

استغاثہ کی پریشانیوں کا دردناک مظاہرہ

[illegible]

Al-Jamiat-Delhi

۲۴ مارچ سنہ۳۱ء

کمپنی باغ میں جمعیۃ شبان کا عظیم الشان جلسہ

مولانا ظفر علی خاں، مفتی محمد نعیم اور مولانا احمد سعید صاحب کی تقریریں

دہلی کے مسلم نوجوانوں کو زعماءِ ملت کا پیغام

اور راج گرو کو پھانسی صرف اس لئے دی جا رہی ہے کہ گوان کے طریق کار سے ہم کو اختلاف ہے کیونکہ ہم عدم تشدد کے حامی ہیں۔

مسلمانو! اگر تم ہندوستان میں مسلمان ہو کر رہنا چاہتے ہو تو پرامن رہ کر قربانی کرو جو قوم قربانی کرے گی وہی قوم حکومت کرے گی۔ پندرہ ہزار مسلمان جیل گئے اور سو مسلمان شہید ہوئے آج یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان اس تحریک میں شریک نہیں ہوئے۔ مسلمانو تم اس قربانی کو مت ضائع کرو۔ جمعیۃ علمائے ہند کے فتوے کے مطابق جنگ آزادی میں شریک ہو جاؤ اور آگے بڑھو۔ مسلمانو تم بھیک مانگنے والے نہیں ہو تم سب کچھ دیدو۔ اگر تم میں قوت ہوگی تو تم خود بخود اپنے حسب منشا کرا لو گے۔ اگر تم نے اس وقت بھیک مانگ کر کچھ لے بھی لیا تو وہ آئندہ تم سے تھپڑ مار کر چھین لیں گے۔ آج ایک لنگوٹی بند کی طاقت کو حکومت نے تسلیم کر لیا۔ آج اگر مسلمان قوم سے کوئی معاہدہ صفائی سے کرے تو اس کو بھی لازم ہے کہ وہ معاہدہ کرے اور اگر کوئی دھوکہ کرے گا تو خدا کافی ہے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمن صاحب نے فرمایا کہ دلیری کے ساتھ استقلال میں کامیابی ہے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تقریر

اس اعلان کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جس خبر کو ۳۲ کروڑ آدمی سننے کے لئے تیار نہ تھے افسوس کہ وہ آج سننی پڑی کہ سردار بھگت سنگھ کو پھانسی دی جائے گی۔ لارڈ ارون اور اس کی حکومت نے رحم کی درخواست مسترد کر دی یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ملک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اگر ملک ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو آج یہ خبر سننے میں نہ آتی۔ سردار بھگت سنگھ

لدھیانہ

۱۰ جون ۱۹۳۲ء حسب اعلان جمعیۃ العلماء ہند یوم حج منانے کا اعلان کیا گیا چنانچہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت مفتی مولانا محمد نعیم صاحب ایک عظیم الشان پبلک جلسہ جامع مسجد دومنزل میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلس مشاورت جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ مراد آباد کی قرارداد پڑھ کر سنائی گئی۔ اور اس کی تائید اور توثیق میں صاحب موصوف نے ایک طویل اور زبردست تقریر کی۔ اور ممبران اسمبلی بالخصوص ممبر حلقہ لدھیانہ سے ان مسودات کی مخالفت کا پرزور مطالبہ کیا۔ (چودھری محمد یعقوب)

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

مسائل حاضرہ پر بحث و تمحیص

پہلی نشست

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں ۱۹ مارچ یوم پنجشنبہ کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس صدر العلماء حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی صدارت میں گیارہ بجے دن کو شروع ہوا جس میں حسب ذیل حضرات شریک تھے:۔

حضرت صدر العلماء مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر، حضرت مولانا الحافظ احمد سعید صاحب ناظم۔ مولانا احمد علی صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی مونگیری۔ مولانا نور الدین صاحب بہاری۔ مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب لدھیانوی۔ مولانا محمد فخر الدین صاحب مراد آبادی۔ مولانا محمد مبارک حسین صاحب میرٹھ۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب اڈیٹر زمیندار۔ مولانا عبد القادر صاحب قصوری۔ مولانا بشیر احمد صاحب کھٹوری مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری۔ مولانا اسد اللہ خاں صاحب۔

پہلی نشست میں مندرجہ ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی:۔

(۱) جمعیۃ عاملہ کا یہ اجلاس گاندھی ارون مفاہمت کو محض عارضی التوائے جنگ سمجھتے ہوئے اس بنا پر درست قرار دیتا ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں آیندہ دستور اساسی کی بنیاد مطالبہ آزادی کی تکمیل اور اقلیتوں کے حقوق اور پرسنل لا کی حفاظت کے اصول پر قائم کرنے کا موقع بہم پہونچے۔

(۲) جمعیۃ عاملہ کا یہ اجلاس تحریر علماء کے پیش نظر دائرہ حربیہ کے جارحانہ اقدام کو سردست ملتوی کرتا ہے لیکن از سکہ ولیتی کپڑے اور دیسی اشیاء کی ترویج وطن کی اقتصادی فلاح اور اہل ہند کی فارغ البالی کے لئے لازمی ہے۔ اور مسکرات کا استعمال بہر حال شرعاً حرام ہے اس لئے بدیشی کپڑے اور شراب کا پرامن پکٹنگ اس استواری میں داخل نہیں ہے۔ اس کے بعد تقریباً ایک بجے کھانا کھانے کے لئے اجلاس ملتوی کیا گیا۔

دوسری نشست

ڈیڑھ بجے دوسری نشست شروع ہوئی جس میں اجلاس اول کے تمام بزرگ شریک تھے۔ اور مسائل حاضرہ کا سب سے اہم مسئلہ تحفظ حقوق مسلمین اور اسلامی پرسنل لا کا مسئلہ پیش ہوا۔ دو چار گھنٹے تک اس کے ہر پہلو پر پورے غور و فکر کے ساتھ تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ مولانا عبد القادر صاحب قصوری۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب اڈیٹر زمیندار۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے خصوصیت سے بحث میں حصہ لیا۔ اور دیگر محترم ارکان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد نماز عصر کے لئے اجلاس ملتوی کیا گیا بحث ہنوز جاری ہے۔

تیسری نشست

تیسری نشست رات کے دس بجے شروع ہوئی اور تحفظ حقوق مسلمین اور اسلامی پرسنل لا کے متعلق ایک مسودہ مرتب کیا گیا۔ اور طے پایا کہ جمعیۃ علماء ہند کے نمائندگان اس کو اس اتحاد کانفرنس میں پیش کریں جو ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی پر ۲۰ مارچ ۱۹۳۱ء کو منعقد ہونے والی ہے۔ اس نشست میں مندرجہ حضرات کے علاوہ مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی شریک اجلاس تھے۔ مندرجہ ذیل تجاویز:

(۳) مجلس عاملہ کا یہ جلسہ مسلمانوں کی تحریک آزادی میں شرکت کے سلسلہ میں

(الف) مسلمانان ہندوستان کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس امروہہ کے فیصلے پر سچے عزم کے ساتھ لبیک کہا اور بہت بڑی تعداد تحریک آزادی میں شریک ہوئی۔

(ب) کارکنان و اراکین جمعیۃ علماء اور رضا کاران دائرہ حربیہ کو مبارکباد دیتا ہے کہ انہوں نے تحریک آزادی میں عملاً شریک ہو کر قید و بند کی سختیاں کشادہ دلی سے برداشت کیں اور اپنے مذہبی اور وطنی فریضہ کو خوش اسلوبی سے ادا کیا۔

(ج) نیز صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو ان کی عظیم الشان قربانیوں پر پرجوش مبارکباد دیتا ہے۔ اور ان کو یقین دلاتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ان کی پاک و قیمتی جانوں کی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں گی اور ان کی یہ فدا کاری آزادی ہند کی سنگ بنیاد ثابت ہوگی۔

(د) اسی طرح ملک کے ان ہزارہا کارکنوں کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے آزادی وطن کی خاطر ضرب و حبس کی ہر قسم کی سختیاں برداشت کیں اور کسی موقع پر قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ آنے والی نسلیں ان کو عزت و احترام سے یاد کریں گی اور ہمیشہ ہمیشہ ان کی شکرگزار رہیں گی۔

(۴) مجلس عاملہ کا یہ جلسہ تمام باشندگان ہندکو اس نازک موقعہ کی اہمیت اور نزاکت پر توجہ دلاتے ہوئے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہندو مسلم فسادات کو روکنے میں اپنی پوری طاقت خرچ کر دیں تاکہ بنارس، آگرہ، مرزا پور، بیول وغیرہ کی طرح اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے۔ تمام ملتوں کے ذمہ دار زعماء و رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ اصلی دشمنان امن و آزادی کا پتہ لگائیں اور ان کی ناپاک اور امن سوز حرکات پر اپنی انتہائی نفرت کا اظہار کریں۔

نیز یہ جلسہ ان فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلہ میں جن مظلوموں پر بے پناہ مظالم توڑے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا یقین دلاتا ہے نیز جن لوگوں نے مساجد کی بے حرمتی یا قرآن پاک کی بے حرمتی کی ہے ان کی اور بانیان فساد کی خلاف انسانیت اور امن سوز حرکات پر غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔

(۵) جمعیۃ عاملہ کا یہ جلسہ فرانس کے ان مظالم پر جو الجزائر اور مراکش کے مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہیں سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے اور اسے بتا دینا چاہتا ہے کہ تمام مسلمانان عالم کی ہمدردی مراکش اور الجزائر کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ ہے حکومت فرانس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی و قومی و وطنی مطالبات پورے کرے۔ ورنہ دنیا کے خرمن امن میں تباہی ڈالنے کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی۔

نیز یہ جلسہ مسلم حکومتوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو جمعیۃ اقوام کے سامنے پیش کر کے اس کا تدارک کریں۔

جمعیۃ عاملہ کے جلسے میں ڈاکٹر انصاری صاحب کا دعوتی خط پیش ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے بتلایا ہے کہ مسلم جمعیتوں کا ایک مشاورتی جلسہ منعقد ہونے والا ہے اس میں جمعیۃ علماء ہند کے چند اراکین بھی شریک ہوں۔

(۶) جمعیۃ عاملہ کا یہ جلسہ اس تجویز کو نہایت مناسب اور ضروری خیال کر کے حسب ذیل اصحاب کو اس مشاورتی جلسہ میں شرکت کے لئے منتخب کرتا ہے ان حضرات کی انتہائی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ مسلم حقوق کی حفاظت کے لئے جو مسودہ بتلایا جائے وہ متفقہ ہو۔ تمام جمعیتوں کے مطالبات کے مسودے سامنے رکھ کر اس امر کی کوشش کی جائے کہ سب مسلمان ایک متفقہ مطالبہ مرتب کر لیں۔

یہ جلسہ اس امر کی تصریح کر دینا ہے کہ اس مشاورتی جلسہ کے کسی فیصلہ کی جمعیۃ علماء ہند اس وقت تک پابند نہ ہوگی جب تک جمعیۃ عاملہ یا صدر ہیں اس کی تصدیق نہ کر دے۔ مشاورتی جلسہ میں شرکت کے لئے مندرجہ ذیل حضرات کا انتخاب کیا گیا۔

(۱) حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب۔ (۲) حضرت مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری۔ (۳) مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی۔ (۴) مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی (۵) مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی مونگیری (۶) مولانا نور الدین صاحب بہاری (۷) مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی (۸) مولانا احمد علی صاحب ناظم خدام الدین لاہور (۹) مولانا فخر الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد (۱۰) مولانا مبارک حسین صاحب صدر مدرس جامع مسجد میرٹھ تقریباً ۔۔۔ بجے جلسہ ملتوی کیا گیا۔ (باقی صفحہ ۔۔۔ پر ملاحظہ فرمائیے)

کمپنی باغ میں جمعیۃ شبان کا عظیم الشان جلسہ

مولانا ظفر علی خاں، مفتی محمد نعیم اور مولانا احمد سعید صاحب کی تقریریں

دہلی کے مسلم نوجوانوں کو زعماء ملت کا پیغام

دہلی ۲۰ مارچ۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب کی آمد پر کل شام کو کمپنی باغ آزاد پارک میں مولانا محمد عثمان صاحب آزاد پریذیڈنٹ جمعیۃ شبان کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جلسہ میں ہندو مسلمان و بہت سی محلہ شریک تھیں۔

مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تقریر

مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو گاندھی جی پر اعتماد رکھنا چاہئے۔ کسی دوسری قوم کا غلام ہونا عذاب الیم ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلعم کے راستے پر روپے قلم اور زبان سے لڑو جس کا نتیجہ تمہارے لئے جنت ہے۔ تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ خدا کی فتح و نصرت قریب ہے یہ ایسا جھنڈا ہے کہ اس کے نیچے سب دست بستہ نظر آئیں گے۔ مسلمان اسی فطرت کی شراب سے سرشار ہو کر بلا امید انعام ایک مقصد کی خاطر اس جنگ میں کود پڑے۔ سرحد کے ۳۵۲ کہ فرزندان توحید اس جنگ میں آئے اور پانچ سو مسلمان شہید ہوئے۔

گول میز کانفرنس کی کامیابی کا دارومدار ہندو مسلم اتحاد پر ہے اور اسی لئے تمام لیڈر یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ہندو اور مسلمانوں کے جس قدر بھی جائز مطالبات ہیں منظور کر لئے جائیں۔ مرزا پور بیول آگرہ کے واقعات نے جگر میں ناسور ڈال دئے اور اس آپس کی تفرقہ بازی نے ہم کو کمزور کر دیا۔ میں عورتوں بہنوں اور ماؤں کو بھی تلقین کروں گا کہ وہ اپنے بچوں کو اتحاد و اتفاق کا سبق دیں اور ان کو اٹھ کر اس کے لئے دوسری جنگ کرنا پڑے گی۔ جمعیۃ شبان چند مسلمان نوجوانوں کے دلی جذبات کا آئینہ ہے۔ لاہور میں مسلمان نوجوانوں نے ہتھکڑیاں پہنیں ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں ان کا مقصد آزادی اور ان کے دلوں میں ملکی محبت کا جذبہ تھا مسلمانوں کو چاہئے کہ عزت کی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ ہمارے پیغمبر اسلام صلعم کا کیا اسوہ حسنہ تھا۔ مسلمانوں کو اپنے ہمسایوں کے لئے حکم ہے کہ اگر ہمسایہ بھوکا ہو تو اس کو ایک لقمہ کھانا حرام ہے۔ اس میں یہ تشریح نہیں ہے کہ وہ ہمسایہ مسلمان یا ہندو۔ سکھ ہو یا عیسائی۔ مسلمانوں تم ذبح بنکر کھڑے ہو جاؤ اور اپنی ہستی کو خراب مت کرو۔ اور تم ہندوؤں سے ہمکلام کر کے یہ یقین دلا دو کہ ہم تمہارے چھوٹے بچوں، ماؤں، بہنوں اور تمہارے راج پاٹ کی حفاظت کریں گے۔ مسلمانوں تمہیں سیاسی طور پر ہندوؤں سے ملنا چاہئے۔ دہلی ہندوستان کی ناک ہے۔ میرا پیغام ہے کہ دہلی کے مسلمان نوجوان اٹھیں اور میدان میں آئیں۔ خدا ہماری ان کوششوں کو کامیاب کرے۔ مولانا نے اپنی تقریر کو دعا پر ختم کیا۔

۲۰ مارچ کے جلسہ کا اعلان

مولانا کی تقریر کے بعد مسٹر چمن لال سول نامہ نگار ہندوستان ٹائمز نے کہا کہ گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ ملک میں امن چین نہ ہونے پائے اسی لئے لارڈ ارون اور اس کی حکومت سردار بھگت سنگھ اور راجگرو کو پھانسی دے رہی ہے ۲۳ تاریخ آخری ملاقات کے لئے رکھی گئی ہے جس کے لئے سردار بھگت سنگھ کے والد کو اطلاع دیدی گئی ہے۔ اس فعل پر ملک میں جو ہیجان پیدا ہوگا حکومت اس کی خود ذمہ دار ہوگی اور اسی موضوع پر لیڈران کل ایک عام جلسہ میں تقریریں کریں گے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تقریر

اس اعلان کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جس خبر کو ۳۳ کروڑ آدمی سننے کے لئے تیار نہ تھے افسوس کہ آج سننی پڑی کہ سردار بھگت سنگھ کو پھانسی دی جائے گی۔ لارڈ ارون اور اس کی حکومت نے رحم کی درخواست مسترد کر دی یہ کیوں محض اس لئے کہ ملک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اگر ملک ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو آج یہ خبر سننے میں نہ آتی کہ سردار بھگت سنگھ اور راجگرد کے پھانسی حقہ اس سنگدی جا رہی ہے ذکوان کے طریق کار سے ہم کو اختلاف ہے کیونکہ ہم عدم تشدد کے حامی ہیں۔

مسلمانو! اگر تم ہندوستان میں مسلمان ہو کر رہنا چاہتے ہو تو پرامن رہکر قربانی کرو جو قوم قربانی کرے گی وہی قوم حکومت کرے گی۔ پندرہ ہزار مسلمان جیل گئے اور سو مسلمان شہید ہوئے آج یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان اس تحریک میں شریک نہیں ہوئے۔ مسلمانو تم اس قربانی کو مت ضائع کرو۔ جمعیۃ علمائے ہند کے فتوے کے مطابق جنگ آزادی میں شریک ہو جاؤ اور آگے بڑھو۔ مسلمانوں تم بھیک مانگنے والے نہیں ہو۔ تم سب کچھ دیدو۔ اگر تم میں قوت ہوگی تو تم خود بخود اپنے حب منشا کرا لوگے۔ اگر تم نے اس وقت بھیک مانگ کر کچھ لے بھی لیا تو وہ آیندہ تم سے تیغ مار کر چھین لیں گے۔ آج ایک لنگوٹی بند کی طاقت کو گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا آج اگر مسلمان قوم سے کوئی معاہدہ صفائی سے کرے تو اس کو بھی لازم ہے کہ وہ معاہدہ کرے اور اگر کوئی دھوکہ کرے گا تو خدا کافی ہے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمن صاحب نے فرمایا کہ دیسی کپڑا پہننے ہی میں کامیابی ہے۔

مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے فرمایا کہ جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ یہ انقلاب اور آزادی کا دور ہے۔ چاروں دانگ عالم سے انقلاب انقلاب کی آواز آ رہی ہے۔ یہ دور پکار رہا ہے کہ اے ہندوستانیو اگر تم آزادی چاہتے ہو تو باہمی اعتماد کے ساتھ آپس میں شریک ہو جاؤ۔ آزادی اس وقت تک میسر نہیں آتی جب تک کہ اس کے نوجوانوں اور بڈھوں کا خون نہ چوسا گیا ہو۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آزادی بلا قربانی کے حاصل نہیں ہوتی۔ انگریز اس وقت اس حد تک کنارے پر پہنچ چکا ہے کہ اگر مسلمان من حیث القوم اس کو روکنا چاہیں تو روک نہیں سکتے۔ قدرت کا یہی دستور ہے کہ وہ زمین کے ٹکڑے کو ایک سے لیکر دوسرے کو دیتی رہتی ہے۔ آج سے دو سو برس پیشتر کسی کو یہ گمان تھا کہ ۵ ہزار میل سے یہ آکر ہم پر حکمرانی کریں گے۔ مسلمانوں یہ کھنڈرات تمہارے لئے عبرت کا مقام نہیں تو تمہارے جیسا کوئی بے وقوف نہیں۔ دنیا انقلاب انقلاب پکار رہی ہے اس کو انگریز تو کیا اس کا حمایتی بھی روک نہیں سکتا اور جو اس قدرت سے ٹکرائے گا اس کا پاش پاش ہو جائے گا۔

اگر مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سرزمین ان کی ملکیت ہے تو اس کے ثبوت کے لئے ان کو میدان میں آکر ثبوت دینا پڑے گا۔ اگر تم ملکی جنگ میں پیچھے رہ ہو گے تو خاک میں ملا دئے جاؤ گے۔ تم کو میدان میں ضرور آنا پڑے گا یہ جنگ حکومت سے ہے جو لوگ میدان میں ڈٹیں گے انہی کا حصہ بھی ہوگا۔ اور جو گھر میں بیٹھے رہیں گے ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہو سکتا۔ حکومت تو منتقل ہو ہی جائے گی لیکن شریک نہ ہونے والے کا کوئی حصہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں انگریزوں کا تعاون چھوڑ دو تم کو اسی طرف چلنا پڑیگا جدھر کی ہوا ہوگی۔ لیکن کب کروگے۔ ۲۰ برس میں کروگے۔ مسلمانوں یاد رکھو کہ قدرت کی طرف اس وقت تک کوئی نگاہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ سمندر کے پرلے کنارے کی آبادی محفوظ ہے۔

جلسہ میں دو تجاویز پاس ہوئیں۔ پہلی تجویز میں مولانا ظفر علی خاں کی قومی و ملی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مولانا کی رہائی پر مبارکباد پیش کی گئی اور امید ظاہر کی کہ مولانا کی مساعی حسنہ تحفظ حقوق مسلمین اور ہندو مسلم مفاہمت کے حصول اور کامل آزادی وطن کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ دوسری تجویز میں مسلم احرار کی مساعی مصالحت و تحفظ حقوق کا اعتراف کیا گیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۱۹۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ / روزانہ

الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم پنجشنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲ اپریل ۱۹۳۱ء | نمبر ۲۳

جمعیۃ علمائے ہند کا دسواں سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی

مولانا محمد صادق صاحب صدر مجلس استقبالیہ کا خطبہ صدارت

مسائل حاضرہ پر بصیرت افروز تبصرہ

پنڈت موتی لال صاحب نہرو کی وفات حسرت آیات

جمعیۃ علمائے ہند کا کلی پروگرام اور شرکت کانگریس

باب الاسلام سندھ کی تاریخی و اسلامی اہمیت

شہدائے پشاور و اسیران فرنگ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کا وصال

ہے کہ اس وقت تک خزاعہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ (دیکھو سیرت ابن ہشام [illegible])

[illegible] نے خیبر سے سلسلۂ [illegible] کی [illegible] کے نئے دشمنوں سے جنگ کی اور مظلوموں کی حمایت میں آپ میدان میں نکل آئے۔ اگر کانگریس کی شرکت سے صرف برادران وطن کا ہی فائدہ متصور تھا تب بھی اس اسوۂ حسنۂ پیغمبری کے اعتبار سے ہمیں انکی ہر امکانی مدد کے لئے تیار ہونا چاہئے تھا۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ کانگریس کی شمولیت اور جنگ آزادی کی شرکت نہ صرف اسلامیان ہند کے لئے سود مند اور خالصۂ اسلامیہ کے لئے بھی نہایت مفید اور نافع ہے۔ بلکہ مستقلاً خود مسلمانوں کے فریضہ کی ادائی کا بھی موجب ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے، [illegible] ہوا کہ جمعیۃ علماء ہند اسلامی تعلیم کی ردی ہوئی تعبیر سے کام لیکر سیاسیات میں قدم اٹھا رہی ہے۔ جمعیۃ اسی بنا پر کانگریس سے اتحاد کر چکی ہے۔ اور شرکت بھی کر چکی ہے اور یہی عین مقتضیٰ سیاست دانی ہے۔ آج مصر فلسطین اور شرق اردن کے مسلمان برطانیہ سے بر سر پیکار ہیں۔ اور وہ غلامی کی زنجیریں توڑ کر حریت اور استقلال کی نعمت سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ فلسطین کے مسلمان اپنے وطنی عیسائیوں سے برطانیہ اور یہود کے مقابلہ میں ایک ہو گئے ہیں۔ اگر ہم نے بھی برطانیہ کے مقابلہ میں ہندو سے اتحاد عمل کر لیا تو کونسی قیامت آگئی؟ ہمارا عمل تو قرآن کریم کی اس آیت پر ہے۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لها	اگر غیر مسلم تم سے صلح و آشتی کی طرف مائل ہو
وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع	تو تم بھی ان کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر
العلیم۔ وان یریدوا ان	اعتماد رکھو۔ اگر وہ اس [illegible]
یخدعوک فان حسبک اللہ	[illegible]
ھو الذی ایدک بنصرہ	[illegible]
وبالمؤمنین۔	سے مسلمانوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی ہے۔

اس وقت برادران وطن کا [illegible] صلح و آشتی اور اتفاق کے لئے [illegible] ہوا ہے۔ اسلئے ہم کو بھی ان کی طرف صلح کا [illegible] چاہئے [illegible]۔ اس اتحاد سے ایک دشمن اسلام حکومت کا [illegible] ہو جاتا ہو اس قسم کی کوشش مسلمانوں پر لازم ہو جاتی ہے۔

[illegible] ان حیلہ جو اور خدا [illegible] کے لوگوں کا یہ اعتراف بھی کھل ہو گیا جو وہ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں برادران وطن کی غداری اور بے وفائی کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ اگر عہد و صلح کے بعد دھوکہ دیں تو خدا ہمارا مددگار ہے۔ مگر بد گمانی کے [illegible] شیطانی وسوسہ سے قرآن حکیم نے روکا ہے۔ غرض ہندوستان کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ اور ایک زبردست اور یقینی انقلاب کے آنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس حالت میں مسلمانوں کا خاموش رہنا ان کے مستقبل کے لئے سخت خطرناک ہوگا۔

مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات

[illegible] کانگریس میں جمعیۃ علماء کی شرکت [illegible] کے لئے ہے لیکن اگر کانگریس مسلم حقوق کو نظر انداز کرے گی تو یہی جمعیۃ پہلی جماعت ہوگی جو سب سے پہلے کانگریس کے مقابلہ کے لئے نکلے گی جیسا کہ نہرو رپورٹ کے وقت اس نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند اپنے یوم تاسیس سے برابر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتی رہی ہے۔ اور وہ کسی وقت بھی اپنے اس فرض منصبی سے غافل نہیں رہ سکتی۔ البتہ جمعیۃ علماء ان امور میں مداخلت سے انکار کرتی ہے جو محض ذہنی اور غیر اصلی چیزیں ہیں۔ جمعیۃ علماء کہتی ہے کہ پہلے میدان کو فتح کر لو۔ پھر مال غنیمت کی تقسیم پر جھگڑ لینا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ان لوگوں کا ساتھ نہیں دیا جو قبل از وقت حقوق کے لئے شورش پیدا کر کے مسلمانوں کے قومی عمل کو مفلوج بنا کر ان کو بھیک مانگنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ان حضرات نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ سیاست اور حقوق بھیک کے ٹکڑے ہیں جو کسی کے سوال کرنے پر یونہی تقسیم کر دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کو تحریک خلافت کے زمانے سے اس کا خوب تجربہ ہو چکا ہے اور اب اس بارے میں کسی پردے کے ہٹنے کا انتظار باقی نہیں رہا ہے۔ میں تو صاف کہتا ہوں کہ اگر برادران وطن حقوق کا فیصلہ قبل از وقت کر بھی دیں تا ہم یہ حضرات انکے کوئی دوسرا بہانہ تلاش کر لیں گے ان کی بیشتر مرغ دانی چال ختم ہی نہ ہوگی۔

برادران قوم! ہندوستان کے مسلمان جب تک بھیک مانگنا نہ چھوڑیں گے اور اپنے نفس پر کامل اعتماد کر کے اپنے قوت بازو سے اپنے حقوق حاصل نہ کر لیں گے اس وقت تک ان کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں لی جا سکتی جو چیز مسلمانوں کو دی جا سکتی ہے وہ واپس بھی لی جا سکتی ہے۔ لیکن جو چیز اپنی قربانیوں کے بعد حاصل کی جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں چھین سکتی!

کانگریس سے ہمارا اشتراک عمل حقوق مشترکہ عامہ میں ہے جن کا تعلق ہندوستان کی تمام قوموں سے مساوی ہے۔ لیکن حقوق ذاتیہ مخصوصہ میں جمعیۃ علماء اپنی ذاتی قوت پر بھروسہ کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہماری قربانیاں خود ہمارے حقوق کی ضامن ہیں۔ [illegible] کوئی قوم ان کو دبا لینے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

جداگانہ یا مخلوط انتخاب

جو حضرات مسلمانوں کے "الحقوق" [illegible] جنکا کر مقاصد خصوصی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ گو ان کی نیت بخیر ہو مگر اس میں شک نہیں کہ وہ بڑی چیزوں کو چھوٹی چیزوں پر قربان کر رہے ہیں۔ مثلاً جداگانہ انتخاب پر زور دینا ان لوگوں کے بلند پایہ مقاصد میں داخل ہے۔ حالانکہ اگر دقت نظر سے اس کی جو حیثیت کو پر کھا جائے تو اس کی حقیقت بالکل منقلب ہو جاتی ہے۔ جداگانہ انتخاب سے جہاں مسلمانوں کو قدرے فائدہ ہے وہاں اس کے مضار بہت زیادہ ہیں۔ جداگانہ انتخاب نہ صرف ہندو میں نفاق و شقاق کا موجب ہے۔ میری رائے میں مخلوط انتخاب نشستوں کی تعیین کے ساتھ نہ صرف نفاق دور کرنے کا سبب بنے گا بلکہ اکثریتوں کو اقلیتوں کے سامنے جھکانے کا ایک بڑا ذریعہ ہوگا۔ ہمیں جداگانہ انتخاب کے بعض معمولی منافع سے بھی انکار نہیں ہے۔ مگر اس کے مضار سے بھی جو فوائد سے کہیں زائد ہیں انکار نہیں کیا جا سکتا۔

لندن اور ہندوستان کی گول میز کانفرنسیں

مناسب ہے کہ یہاں چند الفاظ میں لندن کی گول میز کانفرنس پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جائے نیز آئندہ گول میز کانفرنس کے متعلق چند امور کی توضیح کر دی جائے۔ اس میں تو شک نہیں کہ گول میز کانفرنس منعقدہ لندن بعد

ہندوستان کا کوئی نمائندہ شریک نہیں ہوا [illegible] اپنے ڈھب کے لوگوں کو منتخب کر لیا۔ الا ماشاء اللہ کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند نے متفقہ طور پر اس کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیا [illegible] کہ یہ کانفرنس ہندوستانی معاملات کے تصفیہ کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ لیکن حکومت نے ہندوستان کی مرضی کے خلاف اس کا انعقاد ضروری سمجھا۔ اور کانفرنس منعقد کر کے ہندوستانی مسائل پر گفت و شنید کی جس کا نتیجہ جو کچھ نکلا وہ سب پر روشن ہے۔ اور جو کچھ ملا وہ بھی ظاہر ہے۔ لیکن یہ اتنا بھی کس لئے ہوا۔ کیا برطانیہ از خود ہندوستانی مسائل پر غور کرنے کے لئے آمادہ ہوئی؟ اس کا جواب صاف یہ ہے کہ اگر ہندوستان کی تحریک آزادی نے برطانیہ کی شہ رگ پر کاری ضرب نہ لگائی ہوتی اور سول نافرمانی اور بدیشی مال کے بائیکاٹ نے مانچسٹر اور لورپول میں زلزلہ نہ ڈالدیا ہوتا تو شاید برطانیہ ایک صدی تک بھی اس طرف متوجہ نہ ہوتی۔ اور نہ اتنا نرم اور روادارانہ رویہ اختیار کرتی جو اس کی تاریخ میں ہندوستان کے لئے سب سے پہلا واقعہ ہے۔ آج گول میز کانفرنس کے مندوبین جس فخریہ لہجہ میں اپنی کامیابی کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ تحریک سول نافرمانی کا صدقہ تھا جس نے برطانیہ کے تجارتی غرور کا سر نیچا کر دیا۔ اب ہندوستان کا قومی شعور اتنا بیدار ہو چکا ہے کہ وہ اس قسم کی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا اس کا تو ایک ہی نصب العین ہے "آزادی یا موت"!

لندن کی کانفرنس کے بعد اب ہندوستان میں بھی ایک کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جس کی شرکت کی نا ہندو نے [illegible] کانگریس نے مسلمانوں کو بھی مشورہ ہے کہ اس کانفرنس میں اگر موقعہ مناسب [illegible] ہمیں تو شرکت [illegible] ہم ان بنیادی باتوں کا تعلق ہے مسلمانوں کو کانفرنس میں [illegible] اور فروعی حقوق کے لئے نہیں استقلال [illegible] رکھنا چاہیے، مگر اس طرح کہ اصول کی بربادی تک نوبت نہ پہنچے۔

آئندہ گول میز کانفرنس کی شرکت کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی [illegible] اس میں ان حضرات مسلمانوں کے زائد [illegible] جنہوں [illegible] آزادی میں گاگوں مصائب اور [illegible] شجاعت اور استقلال سے برداشت کیا ہے۔ کانفرنس میں ایسے لوگوں کا [illegible] جنہوں نے تحریک آزادی سے کنارہ کشی رکھ کر اپنی عافیت پسندی اور رفعت پرستی کا ثبوت دیا ہے مسلمانوں کے [illegible] مسلمانوں کو کوئی امید نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ ہندو مکمل آزادی چاہتے ہیں [illegible] سائے میں برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے [illegible] ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ میں کہتا ہوں [illegible] اکثر ان مسلمان بھائیوں کی طرف سے [illegible] برطانیہ خود ان کے لئے [illegible] تک ہمارے ہندو بھائی اصول آزادی کے لئے کام کریں اس حد تک تو ساتھ ساتھ رہیں۔ جانی جو کسر بچے اسکے واسطے آپ علم جہاد اٹھائیں اور مکمل آزادی حاصل کریں۔ چونکہ آپ کا مقصد مکمل آزادی ہے تو کیا بشرکت برادران ہنود نیم آزادی حاصل کرنے سے مکمل آزادی کی جدوجہد میں تخفیف نہ ہوگی؟ اور اس طرح تمہارے مقصد کا ایک حصہ حاصل نہ ہوگا؟ کیا اگر ہندو مکمل آزادی دل سے نہیں چاہتے ہونگے تو آپ جو مکمل آزادی کا دعوے کرتے رہتے ہو فقط آزادی آزادی پکار اور آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والوں پر اعتراضات کرنے پھبتیاں اڑانے اور ان کی نیتوں میں شک اور شبہہ پیدا کرنے کے لئے [illegible] باقی عمل کا کچھ بھی احساس نہیں جب عمل کا احساس تک نہیں تو پھر کامل آزادی کا دعویٰ چہ معنی دارد؟

قال اللہ تعالی لم تقولون ما لا	کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔
تفعلون کبر مقتا عند اللہ	خدا کو ناراض کرنے کے واسطے بہت بڑی
ان تقولوا ما لا تفعلون	بات ہے کہ کہو اور کرو نہیں۔

اقلیت اور اکثریت

ہندوستان میں جہاں اور مسائل زیر بحث ہیں وہاں اقلیتوں اور اکثریتوں (دھیانا رئی دمجا رٹی) کا مسئلہ بھی ہے جس کو کسی حالت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا افسوس ہے کہ بعض تنگ نظر لوگوں نے اس مسئلہ کو نہایت پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اگر ہندوستان میں مسلمان اکثریت میں ہوتے اور دیگر اقوام اقلیت میں تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان اقلیتوں کے مقابلہ میں نہایت فراخ حوصلگی اور سیر چشمی کا ثبوت دیتے اور کسی اقلیت کو شکایت کا موقعہ نہ ملتا جیسے ہمیں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہودی، عیسائی اور ہندو اقلیت میں ہیں لیکن انکو کبھی مسلمانوں سے شکایت نہیں ہوئی۔ انہوں نے جس بات کا مطالبہ کیا مسلمانوں نے اس کو تسلیم کیا۔ کیونکہ اقلیت خواہ کتنے ہی حقوق لے لے لیکن وہ اکثریت میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ میں اپنے ہندوستانی مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ وہ اکثریتوں سے ہراساں اور پریشان نہ ہوں۔ اقلیت کو اکثریت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی ذہنیت قوم میں بزدلی اور خوف پیدا کرنے کا موجب ہوگی خصوصاً مسلمانوں کو تو اکثریت کا خیال قطعاً اپنے دماغ سے نکال دینا چاہئے۔ کیونکہ ان کا مذہب اس ذہنیت کا سخت مخالف ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ	اللہ کے حکم سے قلیل جماعت کثیر جماعت
کثیرۃ باذن اللہ	پر غالب آئی ہے۔

تم خواہ کتنے ہی قلیل ہو لیکن جب تک ایمان سے متصف ہو۔ تمہارا غلبہ یقینی ہے۔

انتم الاعلون ان کنتم	اگر تم مومن ہو تو یاد رکھو تمہاری سربلندی
مؤمنین۔	یقینی ہے۔

مسلمانوں کی تمام تر زندگی اسی قسم کے مظاہرے پیش کرتی ہے اور انہوں نے ہمیشہ قلیل ہو کر کثرت پر فتح پائی ہے۔

البتہ مسلمان اگر اپنے خصوصی امتیازات کو مٹا دیں اور اپنے اندر ضعف و تعصب پیدا کر کے موت سے خائف ہونے لگیں تو پھر ان کی اکثریت بھی ان کو ہلاکت اور تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

یوشک الامم ان تداعی علیکم	عنقریب قومیں تم کو ہضم کرنے کے لئے
کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا	ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی
فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ	جس طرح کھانے کے طباق پر [illegible]

[illegible] انتہ یوشک [illegible] غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن فی قلوبکم الوھن۔ قال یا رسول اللہ وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت۔ (ابو داؤد و بیہقی)

دوسرے [illegible] ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت ہم قلیل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تم بہت زیادہ ہوگے۔ مگر تمہاری حیثیت کوڑے کرکٹ سے زیادہ نہ ہوگی۔ خدا تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں وھن (ضعف) کو ڈال دیگا۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ وھن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

برادران عزیز آج ہم میں وھن اور کراھیۃ الموت کی بیماری پیدا ہو چکی ہے۔ ہماری ہیبت اور رعب مخالفوں کے دلوں سے نکل گیا ہے۔ ہم کوڑے کرکٹ ہیں کہ جس کو پانی جہاں چاہے بہائے لئے جاتا ہے ہم میں خود داری اور خود اعتمادی نہیں ہے یہی سبب ہے کہ ہم اکثریت سے گھبراتے ہیں۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے جہاد اور اپنی قربانیوں پر بھروسہ نہیں رکھتے حالانکہ ہندوستان کے حدود اربعہ میں ہندوستان کی ریاستیں اور سلطنتیں اسلامی اقلیت کی قوت و عزت کے لئے کافی ضمانت ہیں۔ اگرچہ ہمیں خود اپنے نفس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ مگر دو بیٹی کی اسلامی مملکتوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لہذا مسلمانوں کو نہ اکثریت سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہندوستان کی اکثریتوں سے۔ کیونکہ یہ خوف خود ہماری تباہی کا موجب ہوگا۔ جو ہمارے [illegible] کے خاتمہ سے بہت زیادہ مہلک ثابت ہوگا۔

صوبہ سندھ کی علیحدگی

[illegible] اہم مسئلہ بھی ہمارے سامنے ہے جس کو صوبہ سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ کہا جاتا ہے۔ آج سے دس بارہ سال پیشتر یہ مسئلہ سندھ کے ہندو مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ تھا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ صوبہ سندھ کی علیحدگی پر ہمارے ہندو بھائی زیادہ مصر تھے۔ اور ان کی متفقہ خواہش تھی کہ اس صوبہ کو مستقل حیثیت دی جائے اور بمبئی سے [illegible] کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ آج مسلمان سندھ کی علیحدگی پر جو دلائل و شواہد پیش کر رہے ہیں وہی دلائل کسی زمانہ میں ہندو بھائی [illegible] پیش کئے جاتے تھے لیکن جب [illegible] مسلمانوں نے [illegible] تو برادران ہنود نے تمام اکثریت [illegible] سے مخالفت شروع کر دی اور اس کو ہندو مسلم سوال [illegible] کی ایک اور پیچیدگی کا اضافہ کر دیا۔ حالانکہ سندھ کے جغرافیائی [illegible] سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ قدرت کے ہاتھوں نے اس کو خود علیحدہ بنا دیا ہے۔ اور [illegible] کی اکثریت [illegible] ہے مگر بعض کو تنگ نظر [illegible]

[illegible] اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی ہستی میں بار دست [illegible] کہ سلم اکثریت سے ہندو اپنے کو محفوظ نہیں پاتے اور کبھی مالی اور انتظامی عذرات پیش کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان عذرات کو واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندو اقلیت کا تحفظ اس سے زیادہ اس وقت ہوگا جب کہ یہ صوبہ اپنی مستقل حیثیت اختیار کرے گا۔ صوبہ سندھ کے برادران وطن باوجود اقلیت کے تعلیم میں مسلم اکثریت پر فائق ہیں۔ ان کے کالج اور بیشمار درسگاہیں ہیں۔ ان کے پریس مضبوط ہیں۔ ان کے انگریزی، ہندی اور سندھی اخبار تمام صوبہ سندھ کے ہر مقامات سے نکالے جاتے ہیں۔ اور ان کے اندر تمدنی سیاسی اور تعلیمی ذہنیت ترقی پذیر ہے۔ اس لئے ان کو مسلم اکثریت سے کوئی بھی خوف یا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہونا چاہیے۔

واقعات سے سندھ کے مسلمان یہ حقیقت واضح کر چکے ہیں کہ سندھ اپنا بار خود برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اس کو ہر گز کسی دوسرے صوبہ کا دست نگر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ بالخصوص سکھر بیراج کی تکمیل کے بعد تو سندھ اس قابل ہو جائے گا کہ کسی چھوٹے موٹے صوبہ کی وہ خود پرورش کر سکے کیونکہ دریائے سندھ کے پانی سے تمام سندھ سیراب ہوگا اور آمدنی کے ذرائع میں معتد بہ اضافہ ہو جائے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ کانگریس کے قوم پرور لیڈروں نے علیحدگی سندھ کی طرف اپنا میلان ظاہر کر دیا ہے۔ اور لندن کی گول میز کانفرنس میں بھی اس کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ حالات خواہ کچھ ہی ہوں۔ لیکن مسلمان صوبہ سندھ کی علیحدگی کے مسئلہ سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتے۔

سندھ کی علیحدگی پر ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔ اور ایک علیحدہ حکومت مصارف برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ اعتراض وارد کرنے وقت وہ آسام کی مثال بھول جاتے ہیں جو رقبہ اور آبادی میں سندھ سے زیادہ اور آمدنی میں اس سے کم ہونے کے باوجود ایک مستقل حکومت کے مصارف برداشت کر رہا ہے۔ سندھ کا رقبہ ۴۷۰۶۶ مربع میل ہے۔ اور آسام کا ۵۳۰۱۵۔ سندھ کی آبادی ۳۲۷۹۳۷۷ ہے۔ اور آسام کی آبادی ۷۶۰۶۲۳۰ مگر اس کے باوجود سندھ کی آمدنی تقریباً ۴ کروڑ ہے۔ اور آسام کی آمدنی صرف ۲ کروڑ ۴۴ لاکھ ہے پھر جب آسام اپنی حکومت آپ چلا رہا ہے۔ تو سندھ کیونکر نہیں چلا سکتا۔ اس تقابل سے مالیات کے متعلق ان معترضین کی غدر لنگ کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ آج جو لوگ سندھ کی علیحدگی کے سب سے زیادہ مخالف ہیں کل وہی اس کی موافقت میں سب سے زیادہ سرگرم تھے۔ مسٹر ہرچند رائے وشن داس آنجہانی نے ۱۹۱۳ء میں کانگریس کے اٹھائیسویں اجلاس منعقدہ کراچی کے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں اسی مسئلہ کے متعلق یہ خیالات ظاہر فرمائے تھے۔

"۱۸۴۳ء میں برطانیہ نے سندھ کو فتح کر لیا۔ تو سر چارلس نیپیر کی گورنری میں اس صوبہ کا الگ انتظام ہوتا رہا۔ ۱۸۴۷ء میں ان کے بعد اسے بمبئی کے صوبہ سے ملحق کر دیا گیا۔ جو اب تک ہے گو سندھ کے کمشنر کو صوبہ بمبئی کے دوسرے کمشنروں کے خلاف لوکل گورنمنٹ کے بہت سے اختیارات حاصل ہیں۔ صوبہ سندھ اس وقت بھی باعتبار جغرافیہ یا باعتبار اپنے باشندوں کے اس قسم کی تمام خصوصیات رکھتا ہے جو اس کے ایک الگ صوبہ بننے کے لئے کافی ہیں۔ صوبہ پنجاب کی سندھ پر للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں اور وہ اسے اپنے ساتھ شامل کرنے کا دعوے کر رہا ہے پھر دہلی دربار کے بعد سے اس نے پر زور صورت اختیار کر لی ہے۔ لیکن سندھ نے ان تمام مطالبات کی مخالفت کی ہے اور صوبہ بمبئی سے ملحق رہنا پسند کیا۔ تاوقتیکہ اس کے لئے کچھ دن نہ آجائیں اور وہ الگ ایک صوبہ کے تمام

اختیارات کو حاصل نہ کر لے۔"

پھر ۱۹۱۷ء میں انہی مسٹر ہر چند رائے نے اسپیشل سندھ پراونشل کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے مسٹر مانٹیگو اور لارڈ چیمسفورڈ کو ایک عرضداشت پیش کی تھی جس کے دسویں پیراگراف میں انہوں نے سندھ کی علیحدگی کا اس طرح پر زور مطالبہ کیا ہے۔

"ہم یہ عرضداشت پیش کرنیوالے آپکے سامنے اپنے خیال کو پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کا مقصد ساتھ ہے تو [illegible] کہ بالخصوص سندھ کے لئے جو ستر سال سے ایک ایسی مطلق العنان حکومت کے ماتحت ہیں۔ جو صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سوا اور کہیں نہیں ہے کوئی حقیقت رکھتا ہے تو ضرورت ہے کہ اگر اس صوبہ کو ایک آزاد و خود مختار صوبہ بنا کر اور اسے ایک مستقل عدالت عالیہ دینا منظور نہیں ہے تو کم از کم اسے حکومت بمبئی کے براہ راست ماتحت کر دیا جائے۔ اور ان تمام قواعد و ضوابط کو جن کی رو سے کمشنر سندھ کو اختیارات خصوصی حاصل ہیں۔ اس طرح ترمیم کر دیا جائے۔ یا انہیں اس طرح بدل دیا جائے کہ کمشنر سندھ کا درجہ اس صوبہ میں وہی ہو جو صوبہ بمبئی میں دوسرے کمشنروں کا ہے۔ [illegible] جو اختیارات اب حاصل ہیں وہ کمشنر سندھ کو بھی ہوں۔ نیز گورنر بمبئی سال کا کچھ حصہ [illegible] میں بسر کیا کریں۔ گورنر کی مجلس منتظمہ کے ارکان سندھ میں دورہ کرنے کے لئے اب سے زیادہ وقت نکالیں اور بمبئی کونسل کا کم از کم ایک اجلاس ہر سال کراچی میں ہوا کرے۔"

یہ الفاظ اپنی تشریح آپ کر رہے ہیں اور ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ آج سندھ کی علیحدگی کے خلاف جو آواز بلند کی جا رہی ہے۔ اس کی تہ میں کونسا جذبہ کار فرما ہے۔ بہر حال میں اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ اب سندھ کی [illegible] الکھ آبادی کے مفاد سے ہم کو ہر گز غفلت نہ کرنی چاہئے۔ اور بالاتفاق یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ اسے ایک علیحدہ صوبہ کے ماتحت ترقی کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

صوبہ سرحد میں اصلاحات

برطانوی حکومت ہند نے اب تک صوبہ سرحد و بلوچستان کو ان کے قدرتی حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ پہلے تو ہندوؤں کی مخالفت کا بہانہ لے کر حکومت ان صوبوں میں بے آئینی کے کرشمے دکھاتی رہی۔ لیکن اب اس کے پاس کوئی ایسا عذر نہیں ہے جو اس کی استبدادیت میں کام آسکے۔ تمام ہندوستان کے برادران وطن نے صوبہ سرحد کے اصلاحات کے نفاذ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ "سرحد کے مسلمانوں نے اپنے خون سے اپنے حقوق محفوظ کر دئے ہیں جن کو اب کوئی غصب نہیں کر سکتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ سرحد کے مسلمان اپنے قلم سے اپنے مطالبات لکھ دیں۔ میں ان پر دستخط کر دوں گا۔"

[illegible] سرحدی مقامات میں بے آئینی اور جبر و تشدد کا دورہ رہا ہے۔ اور اس غیور و صبور قوم کو انتہائی بے دردی سے تباہ کیا گیا ہے۔ جو تمام اشیاء کے لئے باعث فخر و ناز ہے۔ لیکن اب وہ وقت گزر گیا ہے۔ اور جدید انقلاب نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ اسلئے حکومت کو بھی اپنی متشددانہ پالیسی چھوڑ کر ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے جس سے اس قوم کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔ اور کوئی غاصبانہ پالیسی ان کے اصلاحی کاموں میں اثر انداز نہ ہو سکے۔

حکومت نے نیبراہ کے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے ہیں۔ اور آزاد قبائل کو جس بری طرح کچلا ہے ہم اس کی اس سفاکی کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور قدرت کے فیصلہ کے منتظر ہیں جو ظالم کو اس کے کیفر کردار تک پہنچائے بغیر کبھی نہیں چھوڑتی۔ اللھم انصر عساکر الموحدین واخذل من خذلھم آمین۔

داخلی اصلاحات

عمائدین قوم! ہندوستان کے مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کی زندگی کا ہر شعبہ اصلاح و تجدید کا محتاج ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب تک نظام حکومت میں خاص تبدیلیاں نہ ہونگی۔ اس وقت تک مسلمانوں کا مذہب اور تمدن محفوظ نہیں ہو سکتا لیکن اگر اس وقت کا انتظار کیا جائے اور ان کی مکمل اصلاح کیلئے کوئی قدم نہ اٹھایا جائے تو پھر مسلمانوں کی رہی سہی زندگی بھی ختم ہو جائے گی۔ اسلامیان ہند میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ ان سب کا محور وحدۃ کلمہ کا فقدان اور لامرکزیت کی عالمگیر وبا ہے جو ہمارے ہر شعبۂ زندگی پر مسلط ہو گئی ہے۔ اگر آج ہمارا ایک امام ہوتا اور ہم اطاعت امیر کے فلسفہ سے آشنا ہوتے تو ہم آسمان شہرت پر آفتاب بنکر چمکتے اور ہماری زندگی قدسیوں اور کروبیاں کی سی زندگی ہوتی۔ اس نظام شرعی و تمدنی کے فقدان سے نہ ہمارے اندر تقدم و ترقی کا کوئی ولولہ ہے نہ عزیمت عمل اور استقلال حیات کا کوئی جذبہ ہے اور نہ مدافعت وطن اور جہاد فی سبیل اللہ کا کوئی داعیہ موجود ہے۔ نصب امام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے۔ جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ مگر [illegible] قدر [illegible] ہمارے تدبر مسلمان اس سے غافل ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان میں شرعی امارت کا احیا کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو ایک مرکز پر لانے کی کوشش کی جائے۔ مجھے اس تلخ حقیقت کے اظہار میں کوئی باک نہیں ہے کہ مسلمانوں کے اختلال اور انتشار کا سبب مختلف الخیال علماء کی گروہ بندی اور فرقہ پروری بھی ہے۔ ہر گروہ کا ایک جدا مطمح نظر اور ہر فرقہ کا ایک جدا قبلہ ہے۔ اگر علماء اپنے ذاتی مفاد اور شخصی منفعت کے خیال کو ترک کر کے وحدۃ کلمہ اور اتحاد بین المسلمین کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو اس کا انجام پا جانا کوئی مشکل اور ناممکن امر نہیں ہے۔ یہ کام صرف علماء کے کرنے کا ہے۔ اور انہیں کی ذات پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

آج ہمارے کتنے کام ایسے ہیں جو مخصوص بالشریعت ہونے کے ساتھ انگریزی عدالتوں میں رومن لا کے ماتحت انجام پاتے ہیں۔ نکاح، طلاق، خلع، توریث وغیرہ سب انگریزی قوانین کے رحم و کرم پر موقوف ہیں۔ حالانکہ انگریزی عدالتوں میں اسلامی احکام کو باطل کیا جاتا ہے۔ اور شرعی و فقہی مسائل پر رومن لا کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لیکن اس میں سراسر ہمارا ہی قصور ہے۔ اگر ہم امارت شرعیہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں قائم کر دیتے تو یہ مصیبت کبھی کی ختم ہو جاتی۔ اور مسلمان اپنے مذہبی احکام کے اجراء و نفاذ میں بالکل آزاد ہوتے۔

بنارس، مرزاپور، آگرہ، کانپور کے فسادات

کسی سمجھدار انسان کو اس امر میں ذرا بھی شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ فرقہ وارانہ فسادات ملک کی باہمی رواداری اور امن و امان کی زندگی کے لئے بیحد خطرناک ہیں۔

بقیہ خطبہ صدارت

[illegible]

خاتمہ سخن

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب [illegible]

[illegible] ستمبر [illegible]

نعتِ رسول

از نتیجۂ فکر حضرت قدوۃ العارفین عمدۃ العلماء والمحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا مولوی سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری مد فیضہم

دوش چوں از بینوائی ہمنوائے دل شدم
عہد ماضی یاد کردہ سوئے مستقبل شدم
از سفر وا ماندہ آخر طالب منزل شدم   کز تگاپو سو بسو شام غریباں در رسید

دشت و گلگشت و بہارستان و خارستان بہم
خار و ہم ہمدم نفس اندر نفس زاد رہم
پیش و پس بانگ جرس از کارواں رستہ ہم   دیدۂ عبرت کشودم محملے نامد پدید

تا سروش غیب از الطاف قدیم یاد کرد
رحمت حق ہیچو من درماندہ را امداد کرد
نام خیر الوریٰ بہر نجات ارشاد کرد   مقصد ہر طالب حق آں مراد ہر مرید

قبلۂ ارض و سما مرآت نور کبریا
سید و صدر علیٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
شافع روز جزا و آنکہ خطیب انبیاء   صاحب حوض و لواء ظل خدا روز عتید

صاحب خلق عظیم و مظہر جود عمیم
آیتے رحمت کہ شان او رؤف است و رحیم
رحمۃ للعالمیں خواندش خداوند کریم   خَلق و خُلق و قول و فعل و ہدی سمت او حمید

دست او بیضا ضیا از جود او نزار یاد صبا
حبذا و منت عطا ابر سخا آب بقا
وقف اہر عالمے بر شحک آں رحمت بقا   عام اشہب از جمال طلعتش عید سعید

داغ مہر او چراغ سینۂ اہل کمال
شور عشقش در سر عمار و سلمان و بلال
ثبت برپائے وے نعمان و مالک ہے خیال   والہ آثار وے معروف و شبلی بایزید

از حدیث وے سمر و رحیطہ اہل اثر
مسلم و مثل بخاری و ثقف ہر وصل سیر
سنت بیضائے وے نور دل ہر با بصر   اقتفا را اسوۂ اقدام وے تقلید جید

سید عالم رسول و عبد رب عالمین
آں زماں بود نبی کآدم بد اندر ماء و طین
صادق و مصدق وحی غیب و ماموں و امین   در ہر آں چیزے کہ آورد است از وعد و وعید

منبر او سدرہ و معراج او سبع قباب
در مقام قرب حق بر مقدم او فتح باب
کاندر آنجا نور حق بود و نبد گرد حجاب   دید و شنید آنچہ جز وے کس نشنید و ندید

بر حالش رفع ذکر و فتح صدرش شرح صدر
او امام انبیا صاحب شفاعت روز حشر
ہمگناں زیر لوائش یوم عرض و نیست فخر   سید مخلوق عبد خاص خلاق مجید

احمد و خیر الوریٰ خیر الرسل خیر العباد
قدوۂ اہل ہدایت اسوۂ اہل رشاد
نفحۂ از ہست او خلق را زاد معاد   عالم اندر نفحات انفاس کریمش مستفید

انتخاب دفتر تکوین عالم ذات او
برتر از آیات جملہ انبیا آیات او
مشرق صبح وجود ماسوا مشکوٰۃ او   مستنیر از ظلمت او ہر قریب و ہر بعید

دین او دین خدا تلقین او حبل ہدیٰ
نطق او وحی سما خلفا نجوم اہتدا
صاحب اسرار و ناموس اکبر برملا   علم او از اولین و آخرین اندر مزید

مولدش ام القریٰ ملکش بشام آمد قریب
خاک راہ طیبہ از آثار وے بہتر ز طیب
شرق و غرب از نشر دین مستطابش مستطیب   امتش خیر الامم بر امتاں بودہ شہید

خاص کردش حق باعجاز کتاب مستطاب
حجت فرقان بہر حکم و فصل خطاب
نجم نعتش بر براعت ہست برتر ز آفتاب   حرف حرفش و شفاعت ہدیٰ بہر رشید

الغرض از جملہ عالم مصطفیٰ و مرتضیٰ
خاتم دور نبوت تا قیامت بے مرا
افضل و اکمل ز جملہ انبیا نزد خدا   نعت اوصاف کمال او فزوں تر از عدید

تا صبا گلگشت گلہا کردہ پیما شد مدام
بوئے گل بر دوش وے گردد بعالم صبح و شام
باد بر وے از خدائے و درود و ہم سلام   نیز بر اصحاب و آل و جملہ اخیار عبید

وز جناب وے رضا الرحمن مستہام
خاصہ آں کش نعت ہست از جملہ آثام
مستفیض است التجا شاہ سرور علی مقام   در صلہ از بارگاہت در نشیداں قصید

فسادات کانپور پر اراکین جمعیۃ علمائے ہند کا اعلان

بچوں اور عورتوں کا قتل انسانوں کا کام نہیں ہے

اس قسم کی درندگی سے غلامی کی زنجیریں مضبوط ہوتی ہیں

مشترکہ بورڈ کے قیام کی تحریک اور اخبارات کے ایڈیٹروں سے اپیل

(الجمعیۃ کے نام خاص تار)

کراچی ۱۰ اپریل۔ ارکان جمعیۃ العلمائے ہند اور ان نمایندوں کے دستخطوں سے جو کہ ہندوستان کے تمام حصوں سے جمعیۃ العلماء کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے ہیں۔ مندرجہ ذیل بیان شائع کیا گیا ہے۔

ہم ارکان جمعیۃ علمائے ہند کانپور کے عالمگیر اور دل ہلا دینے والے فساد پر سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس قسم کے فسادات صرف مقامی امن و امان ہی کے قیام کو ناممکن نہیں بنا دیتے بلکہ ان کی وجہ سے دنیا ہندوستانیوں کو وحشی و درندے تصور کرنے لگتی ہے۔ معصوم بچوں اور عورتوں کا قتل مکانات کو جلانا اور لوٹنا کسی ایسے انسان کا کام نہیں جس میں ذرہ برابر بھی انسانیت کا احساس باقی ہو۔ یہ تمام باتیں ہندوستان کی آزادی کے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتی ہیں اور ان کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ قوم کی گردن میں غلامی کے طوق کو برقرار رکھنے کا حق زیادہ قوی ہو جائے۔ ہم باشندگان کانپور سے اللہ رب العزت کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ قتل و غارت کے واقعات کو روکنے کے لئے ایک مشترکہ بورڈ قائم کریں اور فسادات اور ان کے بانیوں اور محرکوں اور ان مفسدوں کی تحقیقات کریں جو ایسے خلاف انسانیت جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مشترکہ بورڈ کو چاہیے کہ وہ فوراً زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی خبرگیری کا کوئی معقول انتظام کرے۔ ہندو اور مسلمانوں کو اپنے اپنے فرائض صلح و آشتی کے ساتھ انجام دیں۔ ہم اخبار کے ایڈیٹروں سے بھی مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اشتعال انگیز مضامین شائع کرنے سے اجتناب کریں کیونکہ اس طرح فضا کے بدتر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ انہیں چاہیے کہ قیام امن اور اتحاد کے لئے انتہائی کوشش کریں۔

(مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند) (مولانا) ظفر علی خاں (مولانا) عبدالصمد رحمانی (مولانا) ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری (مولانا) بشیر احمد (مولانا مفتی) محمد نعیم۔ قاضی نجم الدین۔ (مولانا) سید عطاء اللہ بخاری (مولانا) نور الدین۔ (مولانا) محمد عثمان (مولانا) محمد مبارک حسین (مولانا) ریاست حسین (مولانا) عظمت اللہ (مولانا) عبدالرحمان۔ (مولانا) عبدالحلیم صدیقی (مولانا) احمد علی (مولانا) محمد ایوب (مولانا) محمد عبداللہ۔ (مولانا) محمد امیر حسن (مولانا) محمد عبدالمجید (مولانا) الیاس خاں (مولانا) فخر الدین (مولانا) محمد عبدالعزیز۔ (مولانا) عبداللہ بالکونی (مولانا) محمد جلیل۔ خواجہ شہاب الدین (مولانا) محمد حفظ الرحمان۔ (مولانا) محمد نصیر (مولانا) محمد ذکریا (مولانا) محمد اسحاق۔ (مولانا) سراج احمد (مولانا) محمد حسین (مولانا) حمید الدین (مولانا) عبدالسلام (مولانا) مہدی حسن (مولانا) محمد اسرائیل۔ (مولانا) محمد صالح۔ (مولانا) عتیق الرحمان (مولانا) عبدالمجید (مولانا) عبدالحنان (مولانا) محمد عارف حسین (مولانا) معظم علی۔ (مولانا) رحمت علی (مولانا) اسد اللہ خاں۔ (مولانا) نور محمد۔ (مولانا) شمس الحق (مولانا) عبدالعزیز (مولانا) فیض احمد (مولانا) عبدالواحد (مولانا) عبدالکریم۔ (مولانا) محمد یعقوب (مولانا) رحیم بخش (مولانا) ظہور محمد (مولانا) محمد ابراہیم۔ (مولانا) محمد شاہ (مولانا) فتح محمد (مولانا) حفیظ (مولانا) محمد مکرانی (مولانا) آغا محمد یعقوب (مولانا) محمد امیر (مولانا) خیر محمد مہاراجی محمد احمد (مولانا) احمد سعید [illegible] جمعیۃ علمائے ہند)

۱ اپریل [illegible]

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مضامین کا اجلاس

مختلف قراردادوں کی منظوری

کراچی ۳۰ مارچ ۔ آج جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مضامین (سبجکٹ کمیٹی) کا اجلاس قدیم میونسپل آفس میں ساڑھے دس بجے صبح منعقد ہوا ۔ چونکہ حضرت امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کانگریس کے اجلاس کی کارروائی میں مشغول تھے اسلئے آپ اجلاس کی شرکت کے لئے تشریف نہ لا سکے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نے تحریک کی کہ اس جلسہ کی صدارت کیلئے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کو منتخب کیا جائے جس کی تائید مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی نے فرمائی ۔ چنانچہ سبجکٹ کمیٹی کی یہ پہلی نشست آپ کی صدارت میں منعقد ہوئی ۔ ارکان مرکزیہ جو اجلاس کی پہلی نشست میں تشریف فرما تھے ان کی تعداد ۵۴ تھی ۔ کل ارکان مرکزیہ جو اس وقت تک وارد ہو چکے ہیں ساٹھ ہیں ۔

سب سے پیشتر مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب صدیقی نے جمعیۃ علمائے ہند کی گزشتہ کارروائیاں پڑھ کر سنائیں اور صاحب صدر کے دریافت کرنے پر تمام ارکان نے ان کی تصدیق کی ۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ چونکہ بنگال کے سربرآوردہ لیڈر اور عالم مولانا عبداللہ الکافی یہاں موجود ہیں اسلئے ان کو جمعیۃ مرکزیہ کا رکن منتخب کر لیا جائے تاکہ بنگال کے علماء کی پوری نیابت ہو سکے یہ تجویز بالاتفاق منظور کر لی گئی ۔ اس جلسہ میں سرحد کی طرف سے مولانا محمد اسرائیل صاحب کو جمعیۃ مرکزیہ کا رکن بنایا گیا ۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں ایک تحریر پڑھ کر سناتا ہوں جس پر ارکان مرکزیہ کے علاوہ دیگر علماء کے دستخط لئے جائیں اور اس تحریر کو جلد از جلد شائع کر دیا جائے ۔ تحریر میں کانپور، آگرہ، مرزاپور وغیرہ کے فساد پر اظہار نفرت و بیزاری کیا گیا ہے اور طرفین کے رہنماؤں سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ فساد زدہ مقامات میں بحالی امن و امان کے لئے پوری سعی سے کام لیں اور اس قسم کے فسادات کے اعادہ کو ناممکن بنا دیں ۔

مولانا شاہ زبیر کی وفات کے بعد جو جگہ خالی ہوگئی ہے اس کے لئے مولانا محمد عمیر صاحب کا نام پیش کیا گیا جو بالاتفاق منظور کر لیا گیا اور آپ جمعیۃ مرکزیہ کے رکن بنائے گئے ۔

جناب صدر کی جانب سے مولانا محمد علی صاحب مرحوم، مولانا شاہ زبیر صاحب اور پنڈت موتی لال نہرو کی وفات پر اظہار تعزیت و ہمدردی کی تین علیحدہ علیحدہ تجاویز پیش ہوئیں جو بالاتفاق منظور کی گئیں ۔

چوتھی تجویز مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے پیش فرمائی جس میں کانپور، مرزاپور اور آگرہ وغیرہ مقامات کے ہندو مسلم فسادات پر اظہار افسوس اور ظالموں کے فعل پر اظہار نفرت کیا گیا ۔ اس تجویز کی تائید مولانا شبیر احمد صاحب نے فرمائی ۔ یہ تجویز بالاتفاق منظور کر لی گئی ۔

پانچویں تجویز میں حکومت ہند اور حکومت پنجاب کے اس رویہ پر اظہار ملامت کیا گیا جس نے گاندھی اِروِن مصالحت کو ٹھکرا کر بہت سے سیاسی محبوسین کو اب تک رہا نہیں کیا ہے ۔ مولوی مفتی محمد نعیم صاحب اس تجویز کے محرک تھے ۔ یہ تجویز بالاتفاق منظور کر لی گئی ۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۲

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ید اللہ علی الجماعۃ

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۹۵

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

جلد ۱۲ | دہلی پنجشنبہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۹ اپریل ۱۹۳۱ء | نمبر ۸/۲۴

درسِ شجاعت

قوم مسلم اگر اسلام پہ عامل ہو جائے
مقصدِ قوم اسی لمحہ میں حاصل ہو جائے

متحد ہو کے سب اللہ کی رسّی پکڑیں
افتراقِ امتِ مرحوم کا باطل ہو جائے

شدتِ سیلِ حوادث سے نہ گھبرائے کوئی
کشمکش موج کی آسائشِ ساحل ہو جائے

بزدلی چھوڑ کے ہر فرد جواں مرد بنے
قرنِ اولیٰ کے مسلماں کا مماثل ہو جائے

سیکھ لے صوبۂ سرحد سے شجاعت کا سبق
کھول دے سینہ کو، توپوں کے مقابل ہو جائے

دل میں بھولے سے نہ آئے کسی انگریز کا خوف
یعنی مستِ مئے آزادی کامل ہو جائے

آج پیدا ہوں اگر ایسے مسلمان تو پھر
بات کی بات میں طے قوم کی منزل ہو جائے

جمعیۃ علمائے ہند کا دسواں سالانہ اجلاس

پیشوایانِ شریعت غرا کے اہم فیصلے

مسائل حاضرہ کے متعلق مسلمانان ہند کی رہنمائی

جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں حسب ذیل تجویزیں باتفاق رائے منظور کی گئیں:-

مولانا محمد علی کی تعزیت

۱۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس زعیم الہند رئیس الاحرار مولانا محمد علی مرحوم کی وفات کو اسلامی ہند کیلئے ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے اور ان کے ایثار و خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی محترم بیگم اور مولانا شوکت علی نیز دیگر ارکان خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ مسلمانوں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

سید شاہ محمد زبیر کی تعزیت

۲۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس سید شاہ محمد زبیر [illegible] رکن جمعیۃ مرکزیہ کے انتقال پر دلی رنج و افسوس اور ان کے اعزہ و ارکان خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

پنڈت موتی لال نہرو کی تعزیت

۳۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس پنڈت موتی لال نہرو کی وفات کو ہندوستان کیلئے ایک عظیم صدمہ سمجھتا ہے اور ان کی شاندار خدمات اور بینظیر قربانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر ارکان خاندان کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

فسادات اور مفسدوں کی مذمت

۴۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس بنارس، مرزا پور، آگرہ [illegible] کے ہندو مسلم فسادات کو ہندوستان کی آزادی اور امن و امان کے لئے سخت مہلک سمجھتا ہے [illegible]

گاندھی ارون مفاہمت کی خلاف ورزی

۵۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس حکومت ہند اور صوبائی حکومتوں کے اس طرز عمل کو [illegible]

جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں

۶۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس مسلمانان ہندوستان کا عموماً اور [illegible]

ماورائے سرحد پر حکومت کا اقدام

۷۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس ماورائے سرحد کے آزاد علاقہ پر [illegible]

عارضی التوائے جنگ

۸۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس [illegible]

دائرۂ حربیہ کا التوا

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس دائرۂ حربیہ کے [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

بیں اشتراک عمل کریں۔

(۳) ہر مقامی جمعیۃ مسلمانوں کو کھدر پہننے اور دیسی کپڑے کے استعمال کی ترغیب دینے اور سیاسی بیداری پیدا کرنے اور آزادی وطن کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے پر آمادہ ہو جانے کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے بیش از بیش تبلیغ کا انتظام کریں۔

اسلامی پرسنل لا کی حفاظت

۱۰۔ چونکہ ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کا معاملہ عنقریب پیش آنے والا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ مسلمانان ہند کی تہذیب و شائستگی اور پرسنل لا کی حفاظت کا اس میں پورا لحاظ رکھا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے مقصد کو پیش رکھتے ہوئے اسلامی تہذیب اور پرسنل لا کی کامل حفاظت کا فرض جمعیۃ علماء ہند ہی بطریق احسن انجام دے سکتی ہے اس بنا پر مسلمانان ہندوستان کا فرض ہے کہ وہ جمعیۃ علما کی آواز پر پوری بلند آہنگی اور اتفاق کے ساتھ تائید کریں اور تمام منتشر قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیں۔

بھگت سنگھ اور ان کے رفقاء کی پھانسی

۱۱۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس سردار بھگت سنگھ اور ان کے ساتھی راجگورو اور سکھدیو کی اس بے نظیر شجاعت و استقامت کا اعتراف کرتا ہے۔ جو انہوں نے عشق وطن کی راہ میں دکھلائی ہے اور حکومت کے اس طرز عمل کو اس کے جوش انتقام کا ایک افسوسناک مظاہرہ تصور کرتا ہے کہ اس نے ان فدا کاران وطن کی سزائے موت کو قید دوام سے نہیں بدلا باوجودیکہ ہندوستان کی متفقہ رائے عامہ اس کا مطالبہ کر رہی تھی۔

حبیب نور شہید کی پھانسی

۱۲۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس حکومت سرحد کی اس کارروائی کو کہ اس نے حبیب نور کو [illegible] پھانسی دے کر شہید کر دیا آئین و انصاف کے خلاف اور انسانی حقوق کی غارتگری سمجھتا ہے اور مرحوم کی مظلومانہ شہادت پر اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے اعزا و اقربا کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

اس اجلاس کی قطعی رائے ہے کہ اس قسم کی تشدد آمیز کارروائی نیز سرحد کے جابرانہ قوانین باشندگان صوبہ سرحد اور ہر خوددار قوم کی طاقت برداشت سے باہر ہیں۔ جب تک حکومت ایسی ظالمانہ کارروائیوں کو بند نہ کرے گی اور اپنے بیجا قوانین واپس نہ لیگی صوبہ سرحد میں امن و امان کا قیام ممکن نہیں۔

علمائے کرام کی عدم رہائی

۱۳۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس چودھری مرتضیٰ احمد صاحب سلہٹی مولوی عبد السبحان صاحب غازی سلہٹی۔ مولانا سراج الدین صاحب نوشہروی۔ مولانا حاجی محمد امین صاحب سبحان جیل پشاوری۔ قاضی فضل قادر صاحب پشاوری اور ان کے رفقاء اور حافظ محمد ثانی بہاری، شیخ عبد اللہ جین و پیر محمد مونس کے اس وقت تک رہا نہ کئے جانے کو گاندھی ارون مفاہمت کی خلاف ورزی سمجھتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان تمام اصحاب کی فوری رہائی کے احکام جاری کر کے شرائط صلح کی خلاف ورزی نہ کرے۔

سندھ بیراج کی مساجد

۱۴۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس گورنمنٹ کو اس وعدے کے ایفاء پر توجہ دلاتا ہے جو اس نے سندھ بیراج میں آ جانے والی مسجدوں کے متعلق کیا تھا کہ ان مساجد کو ایسے پختہ طریق پر بنا دیا جائے گا کہ پانی کے بہاؤ سے انہیں ضرر نہ پہنچے اور مسلمان ان میں آسانی سے نماز ادا کر سکیں۔ اس کارروائی میں تاخیر ہونے کے باعث مسلمان بے چین ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عملی کارروائی جلد از جلد شروع کر کے مسلمانوں کو مطمئن کر دے۔

گرفتاران بلا کی رہائی کا مطالبہ

۱۵۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ ہندوستان و برطانیہ کے مابین جذبۂ آزادی و خواہش استعمار کی کشمکش اور جنگ کے اس مرحلہ پر کہ صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنے کے لئے مفاہمت کی گئی ہے اور فریقین نے ایک دوسرے کو یقین دلایا ہے کہ نیک نیتی سے قیام امن کی کوشش کی جائے گی۔ حکومت کو پر زور توجہ دلاتا ہے کہ موپلا اسیروں اور بنگال کے نظر بندوں اور میرٹھ سازش اور پنجاب کے مارشل لا کے قیدیوں اور اسی قسم کے دوسرے گرفتاران بلا کو رہا کر دے اور زیر سماعت مقدمات کو اٹھا لے اور جن لوگوں کو جلا وطن کیا گیا ہے ان سے پابندی دور کر دے تاکہ اس کی نیک نیتی کا ثبوت ہو اور فضا کی درستی کی حقیقتہً تکمیل ہو جائے۔

کالرہ بل

۱۶۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ کالرہ بل کو اسلامی قانون وراثت کے خلاف سمجھتا ہے اور پنجاب کونسل کے اراکین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز اس بل کے حق میں رائے نہ دیں۔ کیونکہ یہ اسلامی پرسنل لا پر ایک ضرب ہوگی جس کو مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔

فلسطین میں برطانیہ کی یہود نوازی

۱۷۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ فلسطین میں برطانیہ کی یہود نواز پالیسی کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانا اور عربوں کے حقوق و جاگیرات پر یہود کو قبضہ دلانا فلسطین کے امن کو تباہ کرتا ہے۔ فلسطین کی حکومت کا نظام فلسطین کے باشندوں کی مرضی کے مطابق کرنا قیام امن کے لئے ضروری ہے۔

جمعیۃ صوبہ متحدہ کا الحاق

۱۸۔ جمعیۃ مرکزیہ کا یہ اجلاس صوبہ متحدہ کی جمعیۃ صوبہ کی درخواست الحاق کو اس تصریح کے ساتھ منظور کرتا ہے کہ اگر متنازعہ فیہ امور کے متعلق منتظمین حضرات کے ساتھ جمعیۃ مرکزیہ کسی ایسے فیصلے پر پہنچی کہ اس کا اثر کسی نہج سے اس منظوری الحاق پر پڑتا ہو تو جمعیۃ صوبہ متحدہ کو جمعیۃ مرکزیہ

بسلسلہ صفحہ ۲ کالم ۴

کے فیصلہ کی پابندی کرنی ہوگی۔

جمعیۃ صوبہ کو جس کا الحاق منظور کیا گیا ہے اختیار ہے کہ وہ مرکزیہ کے لئے اپنے ارکان کا انتخاب کر کے منظوری کے لئے پیش کرے۔

ہندو مسلم مفاہمت

۱۹۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس جس طرح مسلمانوں کے مذہبی و تمدنی سیاسی و اقتصادی حقوق کی کامل حفاظت کو اپنا نصب العین سمجھتا ہے۔ اسی طرح وطن و ملت کی آزادی اور [illegible] باہمی رواداری اور اعتماد بھی اس کا مطمح نظر ہے۔ ان دونوں ناقابل انکار اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ اجلاس مجلس عاملہ کو اختیار دیتا ہے کہ ہندو مسلم مفاہمت کا مسودہ مرتب کرنے کے لئے دوسری جماعتوں اور کانگریس کے ساتھ مل کر گفتگو کرے اور اس امر کی انتہائی کوشش کرے کہ مسلمان کسی ایک مسودہ پر متحد و متفق ہو جائیں۔ اس امر کی تصریح ضروری ہے کہ مجلس عاملہ جو مسودہ مرتب کرے گی جب تک جمعیۃ مرکزیہ اس کی تصدیق نہ کر دے اس وقت تک جمعیۃ علمائے ہند اس کی پابند نہیں ہوگی۔

صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی پستی

۲۰۔ چونکہ صوبہ سرحد کے مسلمان تعلیمی لحاظ سے نہایت پست حالت میں ہیں بالخصوص مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ حالانکہ اس صوبہ میں بہت بڑے بڑے ایسے اوقاف ہیں جن کے واقفین نے مذہبی تعلیم و تبلیغ و افتا کیلئے ہی ان کی آمدنی مخصوص کر دی ہے اس لئے یہ اجلاس ان اوقاف کے متولیوں سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ شرط واقف کے لحاظ سے ان اوقاف کی آمدنی سے مذہبی تعلیم کیلئے مدارس قائم کر دیں۔ اور دیگر شرائط واقف کی تعمیل کا انتظام کریں اور اپنے صوبہ کی مسلم آبادی کی مذہبی ضرورت سے جو تغافل اس وقت تک برتا گیا ہے اس کو فوراً ترک کر دیں۔

صدر منتخب کا شکریہ

۲۱۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حضرت مولانا ابو الکلام آزاد صدر اجلاس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ ممدوح نے اجلاس کراچی کی صدارت قبول فرمائی اور وقت کے اہم مسائل میں رہنمائی فرما کر مکارم اخلاق کا روشن ثبوت پیش فرمایا اور مسلمانوں کو استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔

میزبانوں کا شکریہ

۲۲۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس عہدیداران و اراکین مجلس استقبالیہ و رضا کاران و مسلمانان کراچی کا دل سے شکر گذار ہے کہ انہوں نے اجلاس کو کامیاب فرمایا۔ حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بھاگلپور میں ایک اسلامی یتیم خانہ کا افتتاح

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی کی زبردست تقریر

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی اور مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی وغیرہ کی بصیرت افروز تقریریں ۱۳ جون بعد مغرب جلسہ کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی [illegible] مجلس استقبالیہ کے منتخب صدر مولانا [illegible] شاہ محمد عالم صاحب [illegible] اور فصیح و بلیغ تحریری خطبہ صدارت ایک گھنٹہ تک بیان فرمایا۔ مولانا عتیق احمد صاحب ندوی کی تحریک اور حاجی نذیر احمد خاں صاحب، مولوی عبد المجید صاحب وکیل اور مولوی عبد الرؤف صاحب وکیل کی تائید و مزید تائید سے بالاتفاق حاجی عبد الوحید خاں صاحب رحمانی رئیس بھاگلپور، صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ مولانا عبد الوہاب صاحب دربھنگوی نے بعنوان اصلاح المسلمین، مولانا سید شاہ حسین میاں صاحب نے توجہ [illegible] مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی نے اسوۂ حسنہ پر تقریبا ایک گھنٹہ [illegible] بہت ہی متاثر اور محظوظ ہوئے ... ساڑھے گیارہ بجے شب کو جلسہ [illegible] ختم ہوا [illegible] اجتماع تھا۔

۱۴ جون ۸ بجے صبح پکچر پیلس ہال میں بصدارت [illegible] عبد الرشید خاں صاحب رحمانی، تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ رواداری اسلام پر مولانا عبد الوہاب صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے "اللہ کو کیا کرنا چاہئے" کے عنوان پر تقریبا دو گھنٹہ فلسفیانہ انداز میں بصیرت افروز اور سبق آموز خطبہ ارشاد فرمایا، اس جلسہ میں بھی تقریباً چار ہزار کا اجتماع تھا۔ ساڑھے دس بجے جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

۱۴ جون کو ساڑھے چار بجے دن میں جگت [illegible] سید سلیمان صاحب ندوی کے دست مبارک سے یتیم خانہ اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۴ جون بعد مغرب یتیم خانہ کی زمین پر پنڈال میں بصدارت مولانا محمد سہول صاحب پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ، تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی نے فضائل یتیمی پر ایک گھنٹہ وعظ بیان فرمایا۔ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی نے علمی و ادبی اصلاح اور یتیم خانہ سے ہمدردی اور اس کی ترقی کے واسطے خصوصی انداز میں ناصحانہ اور سبق آموز تقریر فرمائی۔ مولانا سید شاہ حسین میاں صاحب نے ایک گھنٹہ کے قریب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پاک پر اجمالاً روشنی ڈالتے ہوئے یتیم خانہ کی امداد پر حاضرین کو توجہ دلائی۔ مولانا عتیق احمد صاحب ندوی نے یتیم و لاوارث بچوں کی بے کسی اور غیر محفوظ خطرناک حالات کو پیش کرتے ہوئے بھاگلپور میں یتیم خانہ کی ضرورت اور اس کی امداد کے لئے پرزور اپیل کی۔ حاجی عبد الوحید خاں صاحب رحمانی نے اسی وقت ایک سو روپیہ نقد اور [illegible] نے دس دس پانچ پانچ روپیہ اور [illegible] ایک سو [illegible] روپیہ نقد عطا فرمائے۔ حاجی شرافت حسین صاحب تاجر ایک سو روپیہ، مولانا شاہ محمد عالم صاحب پچیس روپیہ، میر شفقت علی صاحب زمیندار پچیس روپیہ اور بکثرت حضرات نے دس دس پانچ پانچ روپیہ سے امداد کا وعدہ فرمایا۔ موعودہ رقم تقریباً چار سو روپیہ ہوتی ہے۔ ۱۲ بجے شب کو جلسہ جوش و خروش اور کامیابی کے ساتھ انجام اور اختتام پذیر ہوا۔

عبد الحمید رحمی

نائب سکریٹری یتیم خانہ بھاگلپور

جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس کی کارروائی

صوبہ سندھ میں علم و عرفان کی بارش

گاندھی جی کی تقریر اور مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

اکابر علماء کا ورود مسعود

کراچی، ۳۰ مارچ۔ کراچی میں جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس کی خاص تیاریاں ہو رہی ہیں شہر کے مختلف حصص میں وعظ اور تقریروں کا سلسلہ جاری ہے جن سے کراچی کے مسلمانوں میں حیات تازگی دوڑ گئی ہے۔ خیال تھا کہ شاید بعض خود پرست اور مفسد جمعیۃ کے اس اجلاس کی تنظیم کی مخالفت کریں گے اور وحدۃ حکم کے بجائے تفریق کا اتحاد سوز نعرہ بلند کریں گے مگر ارکان جمعیۃ کی عزیمت و استقلال نے ان کی ہمتوں کو پست کر دیا ہے جن کے باعث وہ اپنی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کو بروئے کار نہیں لا سکے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے مقررین نے ایک ماہ پیشتر کراچی کے مسلمانوں کو دعوت عمل دی اور جمعیۃ کے اجلاس کے اغراض و مقاصد پر وہ مسلسل روشنی ڈالتے رہے جن کا اثر بہت شاندار نکلا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں صرف جمعیۃ علماء ہند ہی پر ہیں جو مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کی حفاظت کر رہی ہے ۲۷ مارچ کو رئیس المجاہدین مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے جیوبانا جیٹ کے میدان میں ایک زبردست اور جامع تقریر فرمائی جس نے مسلمانوں کی آنکھوں کو روشن اور قلوب کو مسرور کر دیا۔ مولانا کی تقریر یوں تو ساحرانہ انداز رکھتی ہے مگر اس روز کی معجزانہ تقریر نے عوام کو اس قدر محو کیا کہ جس کا نقشہ کھینچنا الفاظ سے ممکن نہیں۔ لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ والہانہ عقیدت کے ساتھ پروانوں کی طرح تقریر سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ ۲۸ مارچ کے لئے بھی اس جگہ مولانا کی تقریر کا اعلان کر دیا گیا تھا، ۲۸ مارچ کی شب کو اس میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور لوگ وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ پیشتر ہی میدان میں آکر بیٹھ گئے۔ مولانا بخاری اس روز تقریر نہ فرما سکے کیونکہ آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی۔ البتہ مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء جو اسی روز دوپہر کی گاڑی سے وارد کراچی ہوئے تھے، جلسہ گاہ میں تشریف لائے جن کا اللہ اکبر کے فلک رسا نعروں سے خیر مقدم کیا گیا۔ جلسہ میں مولانا عبد القادر صاحب قصوری بزرگ پنجاب ڈاکٹر گور دھن والے اور دیگر رہنما پہلے ہی سے موجود تھے مولانا احمد سعید صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے باوجود صعوبت سفر ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی؟ سیاست، اخلاق و تمدن اور مسائل حاضرہ کا ایک اشتہا ہوا دریا تھا جو اس سے پیشتر اہل کراچی نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ مولانا کی سلیس شگفتہ زبان، اردوئے معلی کے سلیس اور بلیغ محاوروں اور شیریں کلامی کی تند ملکہ نے حاضرین کے قلوب کو تسخیر کر لیا اور لوگوں کو محسوس ہونے لگا کہ کسی مافوق قوت نے ان کی رگوں میں حیات اسلامی یسیری بساط کا گرم خون دوڑا دیا ہے اور ان کے تن نیم جان میں از سر نو زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ غرض مولانا کی تقریر نے کراچی کے مسلمانوں پر ایک معجزانہ اثر ڈالا ہے جو انشاء اللہ مدتوں زائل نہ ہو گا۔

۲۹ مارچ کو لیحو ڑلائن میں (جہاں مسلمانوں کی بیشتر آبادی ہے) جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جگہ مجمع دوسرے روز سے بھی زیادہ تھا اور برادران وطن بھی ایک بڑی تعداد میں موجود تھے۔ علماء و زعماء میں ارکان مرکزیہ کے علاوہ حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک اخبار زمیندار بھی موجود تھے جلسہ کا افتتاح قرآن حکیم کی تلاوت سے کیا گیا اور عثمان حامد صاحب یمن نے ایک دل دوز اور حیات افروز نظم پڑھ کر سنائی آپ کے بعد سرخ پوشاک والے پٹھانوں نے اپنے خاص انداز میں حریت آموز نظمیں پڑھیں۔ اس مختصر کارروائی کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور کامل دو گھنٹہ تک آپ نے حاضرین کو اپنی حیات آفریں خطابت سے مسرور فرمایا۔ آپ نے مسلمانوں کو حریت آزادی کا درس دیا۔ جمعیۃ علماء ہند کی حیثیت اور اس کی بے نظیر قربانیوں اور کارناموں پر روشنی ڈالی اور مسلمانوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے کے طریقے بتائے ۲۹ مارچ کی شب کو ظفر علی خاں کی تقریر ہوگی

ارکان مرکزیہ کی تشریف آوری

جمعیۃ علمائے ہند کے مرکزی ارکان ایک بڑی تعداد میں شریک ہوں گے کیونکہ ان کی تشریف آوری کی اطلاعات برابر موصول ہو رہی ہیں اس وقت تک (۲۹ مارچ دوپہر) مرکزی ارکان کے جو حضرات تشریف لے آئے ہیں۔ ان میں سے حضرات ذیل قابل ذکر ہیں۔

مولانا ابو الکلام آزاد صدر اجلاس کراچی۔ مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا عبد القادر صاحب قصوری۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ مولانا عبد الصمد صاحب مونگیری۔ مولانا سید لطف اللہ صاحب مونگیری مولانا عبد اللہ صاحب۔ مولوی حکیم محمد معاذ صاحب سندھی۔ مولانا عبد المجید صاحب۔ مولانا احمد علی صدر جمعیۃ علماء پنجاب۔ مولانا عبد الحنان صاحب۔ مولانا ریاست حسین صاحب۔ مولانا فخر الدین صاحب۔ سید لال بادشاہ صاحب۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا علی انور نوری۔ مولانا فضل صمدانی صاحب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ سرحد۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا سید محمد تقی صاحب۔ مولانا عبد السلام صاحب

مندوبین

جمعیتوں کے نمائندوں کی اطلاعات بکثرت آرہی ہیں صوبہ سرحد، پنجاب، یو۔پی، بہار، بنگال، آسام اور سندھ کے بعض اضلاع سے نمائندے تشریف لے آئے ہیں۔

گاندھی جی اور ہندو مسلم اتحاد

کراچی، ۳۰ مارچ۔ جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس کراچی میں گذشتہ شام گاندھی جی نے اپنی تقریر میں آگرہ، بنارس، مرزاپور، کانپور وغیرہ کے فسادات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان شہروں میں ہندو مسلمان دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے آپ نے فرمایا کہ کسی فرقہ پر الزام عائد نہیں کر سکتا لیکن اخبارات کی اطلاعات سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کانپور میں شرارت ہندوؤں کی طرف سے شروع ہوئی۔ جبر ہڑتال کرانا میرے خیال میں گناہ عظیم ہے۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ

گذشتہ فسادات کی تحقیقات کے لئے کانگریس نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے جو عنقریب اپنا کام شروع کرنے والی ہے۔

ہندوؤں کی شرارت آمیز حرکات پر شرمندگی

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بحیثیت ایک ہندو کے میں اپنے ہم مذہبوں کے اس فعل پر بہت شرمندہ ہوں۔ اگر دونوں فرقوں میں سے ایک بھی پوری طرح رواداری سے کام لے تو فرقہ وارانہ فسادات ہمیشہ کے لئے معدوم ہو سکتے ہیں۔ میں اسلام کے فاضل علماء سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اثر کو کام میں لاکر مسلمانوں کے دلوں سے فسادات کے اثرات کو زائل کریں اور باہمی اتحاد اور رواداری کا سبق دیں۔ میں ہندوؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ گھونسے کا جواب گھونسے سے نہ دیں بلکہ اگر مسلمان کسی غلطی کا ارتکاب بھی کریں تو ان سے برادرانہ سلوک کریں۔

ہندو مسلم اتحاد اور سوراج

آپ نے فرمایا کہ سوراج ہندو مسلم اتحاد ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور جب تک کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کی گتھی نہ سلجھ جائے گول میز کانفرنس میں شرکت کرنا بیکار ہو گا۔

صوبہ سرحد کے باشندوں کی شاندار خدمات کا اعتراف

اس سلسلہ میں آپ نے صوبہ سرحد کے باشندوں کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا اور کہا کہ انہوں نے عدم تشدد کے اصول پر پوری طرح عمل کیا ہے۔ اور علماء سے درخواست کی کہ وہ دعا کریں کہ خدا مجھے ہندو مسلم حقوق کے تصفیہ میں کامیابی عطا فرمائے جس کے لئے میں کل دہلی جا رہا ہوں۔

اصولی حقوق کے متعلق کانگریس کا بیان

اصولی حقوق کے متعلق شائع شدہ بیان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم حصول سوراج کے لئے کام کر رہے ہیں اور وہ سوراج غربا کے لئے فائدہ مند ہو گا۔ میں آپ سب صاحبان سے جو یہاں موجود ہیں درخواست کرتا ہوں کہ آپ کانگریس کیساتھ اشتراک عمل کر کے سوراج کے حاصل کرنے میں کانگریس کی مدد کریں۔

سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ

جس دن سے کراچی آیا ہوں ہندوؤں کی طرف سے مسلسل زور دار تار موصول ہو رہے ہیں جن میں مجھ سے سندھ کی علیحدگی کی مخالفت کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فرقوں میں کشیدگی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا خیال ہے کہ اگر سندھ ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا گیا تو مسلمان انہیں ہڑپ کر جائیں گے۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ مسلمان ہندوؤں کا اعتماد حاصل کریں اور انہیں بتا دیں کہ سندھ کی علیحدگی سے ان کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ میں ہندوؤں سے اپیل کروں گا کہ وہ بزدل نہ بنیں اور اپنے مسلمان بھائیوں پر اعتماد کریں۔ ہندوؤں کے دلوں سے خوف نکال کر اور آپس میں اتحاد پیدا کر کے ہر دو اقوام کو چاہیئے کہ وہ علیحدگی سندھ کا متفقہ مطالبہ کریں اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے مسترد نہیں کر سکتی۔

کھدر پہننے کی اپیل

آخر میں آپ نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ کھدر پہنیں اور روزانہ سوت کاتیں۔ کھدر کے استعمال میں فرقہ پرستی حائل نہیں ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سوت کاتنے والوں میں سب سے بڑی تعداد مسلمان عورتوں کی ہے جو کہ کھدر بنانے میں بڑی امداد کر رہی ہیں لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان بجائے اپنے ہندو بھائیوں کے جو انہیں کا گوشت پوست ہیں۔ لنکا شائر والوں کو فائدہ پہونچائیں۔ مسلمانوں کو حضرت عمرؓ سے سادگی کا سبق لینا چاہیئے۔ مجھے تعجب ہے کہ اس حالت میں جب کہ ملک غربت و افلاس میں مبتلا ہے مسلمان فضول خرچی کی آفت میں مبتلا ہیں۔

مولانا ابو الکلام آزاد کی تقریر

مولانا ابو الکلام آزاد صدر اجلاس نے گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لال نہرو پنڈت مالویہ۔ سردار پٹیل اور دیگر اصحاب کا جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی تھی شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ گردش تقادیر کی بات ہے کہ وہ مسلمان جو کہ سرچشمہ علوم کے چشمہ سے سب سے زیادہ سیراب ہو کے تحریک سے علیحدہ رہے لیکن جمعیۃ علمائے ہند کے ارکان نے جو کہ قدامت پرست علماء کے نام سے مشہور ہیں اس تحریک کے چلانے میں اپنی پوری قوت صرف کر دی مجھے امید ہے کہ گاندھی جی کا محبت آمیز پیغام مسلمانوں کے دل پر گہرا اثر کریگا۔ اور وہ عملی طور پر یہ دکھا دیں کہ ہندوؤں کیساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر جنگ کریں گے۔

مسلمان اور جنگ آزادی

آپ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مسلم قوم اور خاص طور پر

جمعیۃ علمائے ہند کی خدمات کو سراہا اور ساتھ ہی صوبہ سرحد کے باشندوں کا بھی ذکر کیا۔ اگر مسلمان حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں ان ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا چاہیئے جو حقوق کا جزو لاینفک ہیں۔ رہا حکومت کی ملازمتوں کا معاملہ تو مسلمانوں کو فرقہ وارانہ اصول پر ان کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کے مطالبہ کی بنیاد اقتصادی ہونی چاہیئے اور کونسلوں میں نمائندگی کے مسئلہ کا حل بالغوں کی رائے دہندگی کا اصول ہے جو کانگریس نے پیش کیا ہے۔

گذشتہ موقع پر بھی جب کہ ہندو مسلم حقوق کا تصفیہ ہو رہا تھا فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے اور اب تاریخ اپنے کو دہرا رہی ہے ٹھیک اسی موقع پر فسادات کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے۔ گاندھی جی اور دیگر زعماء موٹروں میں سوار ہو کر کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے جس راستہ سے گذرے اس کے دونوں طرف مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر (خاص طور پر بے پردہ مسلم خواتین) آدھ میل تک سلیوٹروں کے خیر مقدم کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔

کھلے اجلاس کی کارروائی

کراچی، یکم اپریل۔ آج صبح ۹ بجے جمعیۃ مرکزیہ کا اجلاس شروع ہوا جس میں مندوبین کو بھی اظہار رائے کا حق حاصل تھا چنانچہ جو تجاویز کہ جمعیۃ مرکزیہ نے منظور کی تھیں وہ دوبارہ پیش کی گئیں اور منظور کر لی گئیں۔ اصل تجاویز بعد میں درج کی جائیں گی۔

آج تین بجے سہ پہر کو جمعیۃ علماء ہند کا کھلا اجلاس منعقد ہوا پنڈال حاضرین سے لبریز تھا اور آلہ مکبر الصوت عوام کی سہولت کے لئے لگایا گیا تھا۔ شرکاء جلسہ میں مسلمان بوہروں اور میمنوں کی بھی کافی تعداد موجود تھی اور تعلیم یافتہ جماعت تو گویا پنڈال میں سمٹ آئی تھی۔ حاضرین کی مجموعی تعداد دس بارہ ہزار سے کم نہ ہو گی۔ شرکاء جلسہ میں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد صدر اجلاس جمعیۃ علماء ہند، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ ڈاکٹر انصاری۔ مولانا عبد القادر صاحب قصوری۔ مولانا محی الدین احمد قصوری بی۔ اے۔ مولانا ظفر علی خاں اور ساٹھ کے قریب ارکان مرکزیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اجلاس شروع ہونے سے پیشتر سرخ پوشاک والے پٹھانوں نے ایک دلگداز قومی ترانہ سنایا اس کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت کی گئی۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد ایک شخص نے پرلطف نظم پڑھی بعد ازاں مولانا مولوی محمد صادق صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا مطبوعہ خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت امام الہند مولانا ابو الکلام صاحب آزاد نے زبانی خطبہ صدارت سنایا۔ آپ کی صدارتی تقریر کیا تھی ایک متلاطم سمندر تھا جس کی بے پناہ موجیں باطل اور حکومت پرستی کے جذبات کو پرکاہ کی طرح بہا لے گئیں۔

آپ کی تقریر کے بعد نماز عصر کے لئے جلسہ ملتوی کر دیا گیا۔

چونکہ شام کو گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کی تقریروں کا اعلان کر دیا گیا تھا اس لئے نماز عصر کے بعد برادران ہنود بھی بکثرت شریک ہوئے اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملی۔ ہزارہا لوگ پنڈال کے باہر کھڑے رہتے اور اندر نہ آسکے

جس وقت گاندھی جی پنڈال میں تشریف لائے آپ کا استقبال انقلاب زندہ باد کے نعروں سے کیا گیا۔ آپ کی معیت میں سردار ولبھ بھائی پٹیل صدر انڈین نیشنل کانگریس۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اور ڈاکٹر سید محمود صاحب تھے۔ پنڈت جی کو ایک کرسی پر بٹھایا گیا۔ اور آپ نے آلہ مکبر الصوت کے سامنے کھڑے ہو کر کامل ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی جس کو آئندہ درج کیا جائیگا۔

نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب کی ایک مفصل اور مبسوط تقریر ہوئی اور دیگر رہنمایان قوم نے بھی تقریریں فرمائیں۔ جلسہ رات بارہ بجے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

شریف حسین کی وفات پر عالم شرق میں ماتم

مرتے وقت انگریزوں کی بدعہدیوں اور بے وفائیوں کا گلہ

جلالۃ الملک حسین ابن علی سابق شاہ حجاز والد فیصل و علی عمان میں دار الفنا سے دار البقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اس الم انگیز خبر سے عالم شرق کو جو صدمہ پہونچا ہے اس کی تلافی کے لئے ایک زمانہ درکار ہے۔ اس عظیم و جلیل ہستی نے امت عربیہ کے لئے جو کوششیں کیں وہ مغربی استعمار کی بدولت ناکام ثابت ہوئیں کیونکہ حلفاء نے عموماً اور انگریزوں نے خصوصاً آپ کے ساتھ جو عہد و پیمان کئے تھے ان کا ایفاء تو کجا، اس غریب کو گرفتار کر کے قیدیوں کی طرح قبرص میں بند کر دیا اور حفظ مراتب کو بالائے طاق رکھ کر اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ وہ سب پر عیاں ہے۔ مرض الموت میں آپ کی زبان پر انگریزوں کی شکایات جاری رہتی تھیں۔ اور آخری لمحات میں تو آپ نے صاف صاف کہہ دیا کہ انگریزوں نے مجھے تباہ کر کے تمام عربوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیا اور مجھے نہ ادھر کا چھوڑا اور نہ ادھر کا۔

عربی اخبارات کا بیان ہے کہ سید امین حسینی صدر مجلس الاسلامی الاعلیٰ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ آپ کو مسجد اقصیٰ میں حرم قدسی کے متصل دفن کیا جائے۔ کیونکہ یہ جگہ مرحوم نے چالیس ہزار گنی خرچ کر کے تعمیر کرائی تھی۔ شام کے وقت آپ کا جنازہ قدس شریف میں لایا گیا اور مولانا محمد علی مرحوم کے برابر سپرد خاک کیا گیا۔ جلالۃ الملک مصر نے آپ کے صاحبزادے شاہ عراق کی خدمت میں تعزیت کا برقیہ ارسال کیا ہے جس کا جواب بھی شاہ فیصل کی طرف سے موصول ہو گیا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

یداللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ (بیرونجات)
(مقامی)
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم یکشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۱ سنہ عیسوی | نمبر ۱۱/۲۵

برقِ خرمن سوز

بنا رکھا ہے اپنا پاسباں، افسوس! رہزن کو
سمجھتے ہی نہیں ہندو مسلماں، دوست دشمن کو

اُنہیں اتنا نہیں معلوم یہ کرتوت ہیں کس کے
لڑاتا کون ہے شام و سحر شیخ و برہمن کو

وہ جادو کونسا ہے جس سے سب بیہوش ہوتے ہیں
وہ بجلی کونسی ہے جو جلا دیتی ہے خرمن کو

وہ کس کا ہاتھ ہے جو کام کر جاتا ہے پردہ میں
شرر باری سے جسکی آگ لگ جاتی ہے گلشن کو

ہوا کرتی ہیں یہ سفاکیاں کس کے اشارے سے
دباتا کون ہے مظلوم کی فریاد و شیون کو

یہ وحشتناک منظر کس کی خاطر دیکھتے ہیں ہم
کہ بھائی کاٹتا ہے آپ ہی بھائی کی گردن کو

اگر یہ رازِ سربستہ ہمیں معلوم ہو جائے
نہ ہو یہ کشمکش، پہچان لیں ہم اپنے دشمن کو

”سب سے زیادہ گنہگار قوم وہ ہے جو غلام ہے“

”مسلمانو! ہندوستان تنہا ہندوؤں کا نہیں ہے“

”ملک کے تمام باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے وطن کو آزاد کرائیں“

دہلی میں فخر افاغنہ خان عبدالغفار خاں کی تقریر

(از نامہ نگار الجمعیت)

فخر افاغنہ خان عبدالغفار خاں نے دہلی میں صرف ایک دن قیام فرما کر اتحاد و اتفاق کے جو روح پرور مناظر پیدا کر دیے ہیں دہلی کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جلسہ اور جلوس کی مفصل کیفیت صفحہ ۶ پر درج ہے۔ ہم ذیل میں اس تقریر کو بجنسہ قارئین کرتے ہیں جو ممدوح نے جلسہ عام میں ارشاد فرمائی اور جس کو سن کر ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ خان صاحب کا ایک ایک لفظ خلوص میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور آپ نہایت صاف اور سادہ زبان میں ان تمام حقائق کو پیش فرما رہے تھے جو یقیناً ناقابل انکار ہیں:—

جناب صدر صاحب، بہنو اور بھائیو! آپ لوگوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنے سے پیشتر میں اسے بے انصافی سمجھوں گا اگر دہلی کی بہنوں کی قربانیوں کا شکریہ ادا نہ کروں۔ انہوں نے ملکی جنگ میں خوب خدمت سرانجام دی ہے۔ اس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ گاندھی جی کی فتح عورتوں کی وجہ سے ہوئی۔ میں ہندوؤں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سرحد کیا چیز ہے اور مسلمانوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ کانگرس کس بلا کا نام ہے۔

صوبہ سرحد اور ہندوستان کا درمیانی پردہ

آپ نے ہمارے متعلق طرح طرح کی باتیں سنی ہونگی آپ سمجھ گئے ہونگے کہ ہمارے خلاف یہ پروپیگنڈا کس مطلب کے لئے کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ کل پروپیگنڈا اور اس کی باتیں بالکل غلط ہیں۔ سرحد پر بھی یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہندو ۲۲ کروڑ ہیں وہ تعلیم، تجارت اور زراعت میں بڑھے ہوئے ہیں منظم اور لائق ہیں۔ اگر انگریزی راج چلا گیا تو ہندو راج قائم ہو جائے گا اسی طرح آپ سے کہا جاتا ہے کہ اگر انگریزی راج چلا گیا تو پٹھان آ کر لوٹ لیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے سرحدی بھائیوں سے اتنے واقف نہیں ہیں جتنی کہ حکومت۔ اسے اچھی طرح سے یہ علم ہے کہ اگر ہندوستان کے دماغ اور سرحد کے سپاہی آپس میں مل گئے تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اسی لئے ہم کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جب مہاتما گاندھی مدراس، دہلی، امرتسر، سری پال، یوپی وغیرہ ہر جگہ جا سکتے ہیں تو سرحد کیوں نہیں جا سکتے؟ کیا سرحد ہندوستان کا حصہ نہیں ہے۔ اس میں یہ راز ہے کہ جو پردہ ڈالا گیا ہے اُسے اٹھانا مقصود نہیں ہے۔

دنیا میں کسی بھی قوم کے سب فرد اچھے نہیں ہوتے اور سب برے بھی نہیں ہوتے ہر قوم میں اچھے اور برے آدمی ہوا کرتے ہیں لیکن ہم اتنے برے نہیں ہیں جتنے کہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جنگ آزادی میں آپ کے سرحدی بھائیوں نے بھی قربانی کی وہ بھی بڑی تعداد میں جیل خانہ گئے۔ اور انہوں نے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں۔ وہاں سے والنٹیروں کے جتھے امداد دینے کے لئے پنجاب تک آئے۔ ہم لوگ ڈگری یافتہ نہیں ہیں، بڑے بڑے علامہ اور تعلیم یافتہ بھی نہیں ہیں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آپ اتنے تعلیم یافتہ ہو کر بھی انگریز کو نہیں پہچانتے، ہم نے سرحد میں ہو کر ان کو پہچان لیا ہے۔ جب ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہندو ۲۲ کروڑ ہیں تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں یا غلام، اگر ہندو، سکھ، عیسائی کی حکومت ہو گئی تب بھی تو ہم غلام ہی رہیں گے۔ ہماری حالت تو یکساں ہی رہے گی۔ پھر خوف کی کیا بات ہے؟ جب آج ہم ایک غیر ملک کے غلام ہیں تو ہندو مسلمانوں کے یا مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو گئے تو ان کی موجودہ حالت میں کیا فرق آ جائے گا؟

اکثریت و اقلیت یا صلاحیت

میرے خیال میں اکثریت و اقلیت دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی چیز ہے تو صلاحیت ہے۔ چند لاکھ انگریز ۳۵ کروڑ ہندوستانیوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر اکثریت کا سوال ہوتا تو اتنے تھوڑے انسان اکثریت پر کس طرح مسلط ہو جاتے۔ اگر ہم آپس میں نہ لڑیں تو تیسرا آدمی یہاں کیا کرے گا؟ اس کا فائدہ اسی میں ہے کہ ہم لڑیں اور وہ مزا کرے۔ ہمارے متعلق تمام پروپیگنڈا اس لئے کیا گیا کہ ہم بھی غلام رہیں اور آپ بھی۔ سرحد میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت اچھے ہیں لیکن یہاں گرجا یا کسی کا ایک پتہ گر جاتا ہے تو دھرم کا ناش ہو جاتا ہے اور مسجد کے سامنے باجہ بج گیا تو مذہب خراب ہو جاتا ہے۔ [illegible] ایسے مذہب کو تسلیم نہیں کرتا جو نفرت سکھاتا ہو۔

حکومت کی ”فارورڈ پالیسی“

کہا جاتا ہے کہ قبائل کو قابو میں نہیں رکھا گیا تو ہندوستان میں امن نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو کروڑوں روپیہ قبائل کو تباہ کرنے پر صرف کیا گیا [illegible] حکومت کی فارورڈ پالیسی [illegible] ہندوستانی ہمارے بھائی ہیں ان پر ظلم [illegible] فارورڈ پالیسی [illegible] تعلیم [illegible] افغانستان [illegible] ہندوستان [illegible] امن [illegible] ہو جائے گا۔

مسلمان کے لئے افضل جہاد

[illegible] مسلمان [illegible] کیا ہے؟

کانگرس کا مطلب ہندوستان کا قومی جرگہ یا انجمن ہے۔ یہ ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتی ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ غریب بھوکے اور ننگے لوگوں کا پیٹ بھر جائے اس ملک کا تمام پیسہ اسی ملک کے لوگوں پر خرچ ہو۔ کانگرس کا وہی راستہ ہے جو ہمارے بزرگوں کا تھا۔ ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ آپ کا حکم ہے کہ افضل جہاد وہ ہے جس میں میری امت ظالم کے مقابلہ میں ڈٹ جائے وہ مظلوموں کو نجات دلایا کرتے تھے۔ دنیا کو آزاد کرانا مسلمانوں کا فرض تھا۔ رسول کی سنت تھی کہ آزادی کا جھنڈا اٹھایا جائے۔ کاش مفتی صاحب کے ہاتھ میں ہوتا۔ (کاش اب بھی مفتی صاحب ہی ہمارے پیشوا ہیں) افسوس ہم اپنے فرض کو بھول گئے۔ قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق سب سے بڑی گنہگار یا لعنتی قوم وہ ہے جو غلام ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ وہ مخدوش قوم جو ہم سے سرکش ہو جاتی ہے اس پر غیر قوم کی بادشاہت بھیجی جاتی ہے۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو۔ ہندوستان اکیلے ہندوؤں کا نہیں ہے۔ اگر آپ نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم انگریزوں کے ساتھ ہی چلے جائیں گے تو مجھے آپ سے کچھ کہنا نہیں ہے لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی ہے تو پھر ہندوؤں کی طرح آپ بھی اسے آزاد کرانے کی کوشش کیجیے۔ جو لوگ زمانہ کے ساتھ نہیں چلتے وہ دنیا سے مٹ جاتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سکھ عیسائی پارسی یا کوئی اور جنگ آزادی میں [illegible] ہو یا نہ ہو لیکن اب دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اس تحریک کو روک سکے۔ ہندوستان آزاد ضرور ہوگا۔ آپ نے غفلت سے کام لیا تو بھی آزادی ملے گی اور آپ کے بھائی تو آپ کا حصہ بھی دیں گے لیکن اس وقت آپ کی آنکھیں [illegible] نہیں ہونگی اور آپ کے لئے حصہ لینا باعث شرم ہوگا۔

افغانوں کا سیاسی مسلک

بہت سے بھائی طرح طرح کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ مجھے مسلمان سکھ، پارسی، عیسائی یا ہندو سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہم تو غلامی کی وجہ سے ذلیل ہیں۔ دنیا ہمیں غلامی کی وجہ سے کالا کہتی ہے۔ افغان اس غلامی سے تنگ ہیں وہ اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے وہ دنیا میں آزاد رہ کر جینا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا مقصد ہے جو ملک کو غلامی سے آزاد کرائے گا۔ افغان اسی کے ساتھ ہیں خواہ وہ ہندو ہو خواہ کوئی اور۔ سوال مذہب کا نہیں بلکہ آزادی کا ہے جو ایسا کرے میدان میں آئے افغان اس کا ساتھ دیں گے۔ بڑی بڑی باتیں بنانے اور تقریر کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ تھوڑی بات کرو لیکن عمل کرو۔ یہی کامیاب ہونے کا طریقہ ہے۔ ملک پر رحم کیجئے اور دشمن کے ہتھیار نہ بنئے۔

فسادات اور قیام امن

عارضی صلح کے فوراً ہی بعد فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ عارضی صلح ہماری فتح تھی۔ یہ فسادات اسے ناکامیاب بنا رہے ہیں۔ خدا کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہ لڑو اور تیسرے کی باتوں پر نہ جاؤ۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ اتنی بڑی حکومت فسادات کو روک کر امن قائم نہیں کر سکتی۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی علاقہ ہمارے سپرد کر دیا جائے ہم وہاں امن قائم کر کے دکھلائیں گے۔ سرحد پر جا کر دیکھئے کہ وہاں اقلیت کی عزت کس طرح محفوظ ہے۔ وہاں گوردوارے نہیں جلائے جاتے۔ اقلیت کی دیویوں کی بے عزتی نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو افغانوں کی طرح دیویوں کی عزت کرتی ہو۔

ساڑھے آٹھ بجے آپ نے تقریر ختم کی اور مہاتما گاندھی کے ہمراہ امرتسر کے لئے روانہ ہو گئے۔

نذر عقیدت

بخدمت فدائے ملت پرستار مذہب جناب خان عبدالغفار خان صاحب

منجانب پردہ نشین مسلم خواتین دہلی

برادرِ قوم! دلی کی ایک پردہ نشین خاتون آج اپنی پردہ نشین عورتوں کی طرف سے نذر عقیدت پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہے۔ منشا یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ بہادر خواتین سرحد کو یہ پیغام پہنچایا جائے کہ ان کے عزیزوں نے جو شاندار قربانیاں کی ہیں اور انہوں نے جس صبر کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ اور ہم ان کی ان قربانیوں کو قابل فخر تصور کرتے ہیں۔

جناب والا! مبارکباد کے قابل ہیں سرحد کی خواتین جنہوں نے ایسے سپوت پیدا کئے جو مذہب اور وطن کی جنگ میں سر دھڑ کی بازی لگانے آگے بڑھے اور جنہوں نے اپنی قربانیوں سے مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ آزادی کا علم لیکر آگے بڑھتے لیکن انہوں نے نہ صرف اس فرض سے کوتاہی کی بلکہ جب دوسرے آزادی کا علم لیکر آگے بڑھے تو بھی وہ پیچھے رہے۔ مورخ ان کے اس طرز عمل کی مذمت کرے گا، آئندہ نسلیں اس پر ماتم کریں گی۔

بہر حال ہندوستان میں یہ سمجھا جاتا تھا اس وقت سرحد کا ایک تنہا مسلمان۔ سادہ دل مسلمان، سادہ لوح مسلمان، مگر مسلمان اور پکا مسلمان اسے برداشت نہ کر سکا کہ وہ کام جو مسلمان کے کرنے کا تھا دوسروں کے ہاتھوں پورا ہو جائے۔ آگے بڑھا علم ہاتھ میں لیا اور حقیقت یہ ہے کہ قربانیوں کی انتہا سے اس علم کو [illegible] کامیابی پر پہنچا دیا۔ مبارک ہے خان عبدالغفار اور اس کی قوم جس نے مسلمانوں کے اسلاف کی روحوں کو شرمندگی سے بچا لیا اور مسلمانوں کو اس کلنک کے ٹیکے سے محفوظ کر لیا جو ان کے ماتھے پر لگنے والا تھا۔

اے امیر سرحد، مگر غریبوں کے غلام اسلام کے [illegible] افغانی ہندوستان کے مسلمان ہی جب تیرا خیر مقدم کرنے کا حق نہیں رکھتے تو ہم عورتیں کیا کہہ سکتی ہیں لیکن میں آپ سے کہتی ہوں کہ ہندوستان کے مسلمان مرد اسلام

جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس کراچی

صدر منتخب حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر صدارت

ہندوستان کی سیاسیات اسلامی پر تبصرہ

(از نامہ نگار خصوصی)

جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں صدر منتخب حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے جو تقریر صدارت ارشاد فرمائی تھی وہ تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی تھی اس تقریر کے جو نوٹ حاصل کیے گئے تھے ان کی ترتیب میں دیر ہونے کے باعث ہم باوجود وعدہ کرنے کے اب تک یہ تقریر شائع نہ کر سکے تھے اب ہم موقع پا کر ممدوح کے ارشادات گرامی کا خلاصہ قارئین الجمعیۃ کے لیے شائع کرتے ہیں وھو ہذا:-

الحمدللہ وحدہ۔ حضرات یہ دوسرا موقعہ ہے کہ آپ نے مجھے اس محترم جمعیۃ کی صدارت کی عزت عنایت فرمائی آپ نے مجھے بار بار اس عزت سے مشرف کرنا چاہا مگر صورت حال نے مجھے اس عزت افزائی سے محروم رکھا جس وقت مجھے صدارت کے لیے کہا گیا تو مجھے تامل ہوا، تامل اس لیے تھا کہ بیک وقت کئی اجلاس پیش آجانے کے باعث مجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے میری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں ہمیشہ صدارت کے منصب سے گھبراتا ہوں۔ اس دفعہ مولانا محمد صادق صاحب (صدر مجلس استقبالیہ) کا تار مجھے دہلی ملا اور سندھ کے مولویوں اکابر نے بھی مجھے لکھا اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب بھی مجھے ملے لیکن ایک ہفتہ تک میں اسکا کوئی جواب نہ دے سکا۔ میرے سکوت کے کئی اسباب تھے منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ کانگریس کی مسلسل کارروائیوں میں شرکت کے باعث میرا دماغ اس قابل نہ رہا تھا کہ اس محترم جمعیۃ کی [illegible]

متعلق حقیقت کو چھپاؤں۔ نہرو رپورٹ کے متعلق میرا اب تک وہی خیال ہے جو پہلے تھا میں اس کو مسلمانوں کے حقوق کا بہتر سے بہتر فیصلہ سمجھتا ہوں اور میں اس کے لفظ لفظ سے متفق ہوں اگرچہ نہرو رپورٹ کا اب کوئی سوال باقی نہیں رہا لیکن جب کبھی ہندو مسلم سوال کا فیصلہ کرنا ہوگا تو اسکا بہترین حل وہی ہوگا جو نہرو رپورٹ میں مندرج ہے میری یہ رائے میرے علم و بصیرت پر مبنی ہے جو ممکن ہے اگر غلط ہو مگر اب تک میرے سامنے ایسے دلائل نہیں آئے ہیں جنکے پیش نظر میں اپنے خیال کو ترک کردوں۔

سیاسیات میں مسلمانوں کا حصہ

موجودہ تحریک سیاسیات میں مسلمانوں کے لیے بہت سی آزمائشیں پنہاں تھیں ۱۲ مارچ سنہ ۱۹ء سے اس مہم کا آغاز ہوا اور ۸ مارچ سنہ ۱۹ء کو اسکا عارضی اختتام ہوا آپکو معلوم ہے کہ حالات میں چند عجیب تبدیلیاں واقع ہوئیں اور مسلمانوں کے لیے ایک ایسا وقت آیا کہ ایک طرف سیاسی میدان [illegible]

مسلمانوں کی غفلت

[illegible]

امروہہ کا فیصلہ

[illegible]

مسلمانوں کی ایک سیاسی غلطی

[illegible]

عقائد و افکار میں استقامت

[illegible]

نہرو رپورٹ پر اظہار خیال

[illegible]

دہلی میں امیر المجاہدین حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی آمد

جامع مسجد اور کمپنی باغ کے دو انقلاب انگیز جلسے

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا پیمان

(از نامہ نگار خصوصی)

دہلی ۱۳ اپریل، بمبئی سے واپسی پر امرتسر تشریف لیجاتے ہوئے امیر المجاہدین حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری دہلی میں چند گھنٹوں کیلیے آ رہے تھے اور دفتر جمعیۃ میں قیام فرمایا تھا مگر مقامی ضروریات اور رئیس المحدثین حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی موجودگی کے باعث سید صاحب کو دہلی میں ٹھہر جانا پڑا۔

جامع مسجد کا جلسہ

۱۲ اپریل کا دن گذار کر شب کو جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک نہایت عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں سرزمین شہر بہت بڑی تعداد میں شریک تھے حاضرین کا اندازہ دس ہزار کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس دارالعلوم نے صدارت فرمائی اور مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر ۸ بجے شروع ہو کر ۱۲ بجے تک جاری رہی "ہندوستان میں اسلامی تہذیب کے تحفظ کا طریقہ کیا ہے" اس عنوان پر حضرت شاہ صاحب نے مسلمانوں کو جو ولولہ انگیز خطبہ دیا ہے اس کا ایک ایک لفظ دہلی کے درو دیوار پر نہیں بلکہ دہلی والوں کے قلوب میں ہمیشہ جاں گزیں رہیگا، اسلام کی صحیح تعلیم، فطرت کے اٹل اصول قوت عملی کی حیرت انگیز کارفرمائیاں اقوام عالم کے عروج و زوال کا فلسفہ، اسلامی و اسلم کی تہذیب کا تحفظ، اسلامی قدیم روایات، اسلام اور علوم نیلیٹ اور توحید کی جنگ، ہندوستان کی آزادی، آپس کی کشمکش، فسادات کانپور کی حکومت پر ذمہ داری، حادثہ بمبئی کے متعلق غلط بیانیوں کی تردید، اور آخر میں نوجوانوں سے میدان میں [illegible]

کمپنی باغ کا جلسہ

دوسرے دن بعد مغرب کمپنی باغ میں ہندو مسلمانوں کا ایک مشترکہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں لاؤڈ اسپیکر کا انتظام تھا تقریباً بیس ہزار ہندو کانگریس شریک تھے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی مساوی تھی۔ جس وقت حضرت شاہ صاحب نے بنارس، آگرہ، مرزاپور، اور کانپور کے فسادات اور ان کے حقیقی اسباب پر بحث فرما کر دہلی والوں سے آئندہ بقائے امن قائم رکھنے کی اپیل کی ہے تو عجیب و غریب منظر پیش نظر تھا ہر ہندو اور ہر مسلمان نے خلوص قلب کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ آپس کے اتحاد کو کسی شیطان کے بہکانے سے پامال نہ ہونے دیگا۔ حضرت شاہ صاحب نے پہلے ہندوؤں کو مخاطب کیا اور ان کی اکثریت ان کی تعلیم، ان کی اقتصادی حالت اور ان کی سیاسی بیداری کا ذکر کرتے ہوئے قیام امن کی ذمہ داری ان پر عاید کی۔ اس کے بعد مسلمانوں کو قربانی کے احکام بتائے اور ہر قسم کی دلآزاری اور اشتعال انگیزی سے پرہیز کرنے کا اصول بتا کیا آخر میں مسلمانوں سے علیحدہ ہاتھ اٹھوا کر بالاعلان یہ وعدہ لیا کہ وہ کسی فتنہ پرداز کے دھوکہ میں آکر آپس کی جنگ سے حکومت کا منشا پورا نہ کرینگے جس وقت ہاتھ اٹھوائے گئے تو صرف مسلمانوں کی تعداد ڈائس کے قریب اور تمام جلسہ میں بہت زیادہ تھی۔ شاہ صاحب نے سب سے اسلام کی تعلیم پر قائم رہنے اور تعلیم اسلامی کے مطابق ہندوؤں کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے پیش آنیکا عہد لیا، اسیطرح ہندوؤں کے ہاتھ علیحدہ اٹھوائے گئے اور ان سے [illegible]

ہندو مسلم مسائل کا حل

[illegible]

صوبہ سندھ کی علیحدگی

[illegible]

اس کے بعد فاضل صدر نے کانپور۔ آگرہ۔ بنارس اور مرزاپور کے خونی فسادات پر اپنے رنج و افسوس کا اظہار کیا اور آیت ذیل پڑھ کر بیٹھ گئے۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوالالباب!

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات

[illegible]

جمعیۃ علماء کا پرفخر فیصلہ

[illegible]

شاردا ایکٹ

[illegible]

شرعی احکام کے تحفظ کی ضرورت

[illegible]

اطلاع

آج کی اشاعت میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی حریت آموز تقریر، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے خطبہ صدارت اور بعض دیگر اہم اور ضروری مضامین کی کثرت کے باعث مقالات مدیری کو ترک کر دیا گیا ہے حالات حاضرہ پر انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں تبصرہ کیا جائیگا (ایڈیٹر)

برٹش انڈیا کارپوریشن کانپور نے کانگریس کی شرائط منظور کرلیں

الہ آباد ۱۳ اپریل۔ ڈاکٹر سید محمود سکریٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی اعلان کرتے ہیں کیونکہ برٹش انڈیا کارپوریشن کانپور نے کانگریس کی شرائط کو تسلیم کر لیا ہے اس لیے اس کی مصنوعات کا مقاطعہ بند کر دیا گیا۔

مفتی ہند حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی حریت آموز تقریر

ہندوستانیوں کے لئے صلح و امن کا پیام

منشیات کے ترک اور کھدر کے استعمال کی پرزور تحریک

(۱)

(حضرت مفتی صاحب کی مندرجہ ذیل مفصل تقریر کا ایک حصہ الجمعیۃ مورخہ ۱۲ اپریل سنہ میں شائع ہو چکا ہے مگر آج کی اشاعت میں ہم نے سلسلہ کلام کو قائم رکھنے کے لئے دوسری قسط کے ساتھ پہلا حصہ بھی شامل کر لیا ہے۔ اس تقریر کا باقی حصہ انشاء اللہ آئندہ سہ روزہ ایڈیشن میں شائع کیا جائیگا۔)

اپریل سنہ جمعہ کو جامع مسجد دہلی میں مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب نے پانچ چھ ہزار مسلمانوں کے زبردست مجمع کے سامنے ایک مفصل تقریر فرمائی چونکہ پہلے سے حضرت مفتی صاحب کا تقریر کرنے کا نہ ارادہ تھا نہ اعلان اس لئے الجمعیۃ کا رپورٹر بھی موجود نہ تھا اور مولانا کی یہ بصیرت افروز تقریر پوری ضبط نہ ہو سکی لیکن اس کے جستہ جستہ اقتباسات جو ضبط تحریر میں آسکے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

قاری حبیب الرحمن صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مفتی صاحب اللہ اکبر کے نعروں میں کھڑے ہوئے آپ کے کھڑے ہوتے ہی تمام مجمع اپنے اس محبوب رہنما اور مذہبی و سیاسی قائد کی تقریر سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ جیل سے تشریف لانے کے بعد آپ کی یہ پہلی تقریر تھی۔

مفتی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد اپنی تقریر اس طرح شروع فرمائی۔

جمعیۃ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس کراچی

برادران ملت آپ کو معلوم ہے کہ میں ۲۶ مارچ سنہ کو دہلی سے کراچی گیا تھا۔ کراچی میں جمعیۃ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس تھا اس سالانہ اجلاس کی تیاری فروری سے ہو رہی تھی اور فروری ہی میں اجلاس کے کراچی میں انعقاد ...

[illegible]

سرحدی باشندوں پر سرحد گاندھی مظالم

[illegible]

جنگ آزادی اور جمعیۃ علمائے ہند

[illegible]

افضل الجہاد

[illegible]

ارڈالے تو اسکو اعلے درجہ کی شہادت قرار دینے کے بجائے خودکشی کہنا اسلام کی سچی تعلیم کو بدنام کرنا ہے اور فداکاری کی روح کو جو اسلامی تعلیم کی خصوصیات اور مسلمانوں کی تمامتر ترقی کی کفیل تھی کچل ڈالنا ہے۔

مولانا شوکت علی کا تازہ ارشاد

گاندھی جی ہندو مسلمانوں میں جنگ کرانا چاہتے ہیں

بمبئی۔ مولانا شوکت علی کل دہلی سے بمبئی تشریف لائے۔ آپ نے اسوشی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے فرمایا کہ گاندھی جی گول میز کانفرنس میں شرکت کریں یا نہ کریں مسلمان شرکت کا فیصلہ کر چکے ہیں کل مسلمانوں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اگر گاندھی جی نے مخلوط انتخاب کے حامی مٹھی بھر مسلمانوں کے ساتھ ملکر کوئی تحریک شروع کی تو ناکامیابی کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا۔ میرے خیال میں گاندھی جی کی ہستی ہندوستانی سیاسیات کے لئے خطرناک ہے کیونکہ وہ صرف ہندو مسلمانوں ہی میں جنگ کرانا نہیں چاہتے بلکہ ان کی خواہش ہے کہ مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے گلے پر خنجر چلائیں ہمیں ان سے کوئی توقع نہیں اور اگر ضرورت ہو تو مسلمانوں کے حقوق کے لئے میں ہزاروں گاندھیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کانپور بنارس اور مرزاپور کے واقعات کے بعد مسلمان جداگانہ انتخاب کے علاوہ کسی چیز پر رضامند نہیں ہو سکتے۔

تین آفریدیوں کو سخت سزائیں

پشاور۔ ۱۲ اپریل تین آفریدیوں کو گذشتہ جون میں اسلامیہ کالج کے قریب زخمی ہو کر گرفتار ہوئے تھے۔ بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کے جرم میں دو کو پانچ پانچ سال اور ایک کو ۲ سال قید سخت کی سزا ملی۔

فخر سرحد پشاور پہنچ گئے

پشاور ۱۳ اپریل۔ فخر سرحد خان عبدالغفار خان پشاور پہنچ گئے۔

خدائی خدمتگار

آپ حضرات نے دہلی میں خان عبدالغفار خان کی تقریر سن لی ہے ...

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۹۳

تار کا پتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر: ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ اجرت (مقامی)
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم یکشنبہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۱ء | نمبر ۱۶

بمبئی کا فتنہ

جنگ نہیں ہے آپس کی، سودا اپنے سر کا ہے
جس نے کیا ہے سودائی، سحر وہ جادوگر کا ہے

مرنے والا مسلم تھا، مارنے والے مسلم تھے
اپنے ہی ہاتھوں اپنا خون، رونا اس منظر کا ہے

کون کرے جا کر یہ سوال، فتنہ گروں سے بمبئی کے
حشر میں بھی جانا ہے تمہیں، خوف بھی کچھ داور کا ہے؟

آخر کب تک یہ فتنے؟ آخر کب تک یہ شورش؟
نام مسلمانوں کے ہیں، کام مگر کافر کا ہے

کون سا دن وہ آئے گا، جس دن تم یہ سمجھو گے
آخر مرنا ہے سب کو، جینا اک دم بھر کا ہے

* امیر المجاہدین سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کے دوران میں بمبئی کے بعض غنڈوں نے ایک مسلمان کو چھری سے شہید کر دیا اسکی طرف اشارہ ہے

جمعیۃ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس کراچی

دوسرے اجلاس عام میں مولانا ابو الکلام آزاد کی اختتامی تقریر

(از نامہ نگار خصوصی)

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد نے دوسرے اجلاس عام میں ۱۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی:۔

سب سے پہلے مجھے جو بات عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی کارگزاریوں میں اور تجاویز کی ترتیب و تدوین میں جس قدر حصہ مجھے لینا چاہیئے تھا وہ نہ لے سکا اور کانگریس کی گوناگوں مصروفیتوں کے باعث آج کے سوا میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مضامین (سبجکٹ کمیٹی) میں بھی حاضر نہ ہو سکا۔ مجھے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے اور میں کہوں گا کہ باوجود اس علم کے میں اپنے فرائض کا پورے طور پر انجام نہ دیکھوں گا آپ نے مجھے صدر بنا دیا تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ آپ نے مجھ سے میری تمام کوتاہیوں کے قبول فرمایا ہے۔

مسلمانوں سے اپیل

اس مختصر وقت میں بہت مختصر چند باتیں گذارش کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ دنیا آج کس دور سے گذر رہی ہے [illegible] ہندوستان کی حالت آپ [illegible] کہ مسلمان ابھی ہندوستان کے ان پیدا شدہ حالات کا سامنا [illegible] کیونکہ اگر انہوں نے اپنی آخری جدوجہد کا کوئی فیصلہ نہ کیا تو پھر ان کی بربادی ایک یقینی چیز ہو جائے گی۔ جمعیۃ علماء ہند نے [illegible] کی جا رہی ہیں لیکن ابھی بہت سے ایسے گوشے موجود ہیں جن کی طرف ابھی تک کوئی التفات نہیں کیا گیا۔

حکومت و شکست

[illegible]

آبادی کو اقلیت کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے؟ اور کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ مسلمان اقلیت میں ہیں اس لئے آئندہ دستوری نظام میں اکثریت ان کو برباد کر دے گی۔ اکثریت اور اقلیت کا فیصلہ بغیر دلوں کی کشادگی اور دماغوں کی وسعت کے نہیں ہو سکتا اور نہ آپس کی نکتہ چینی ان مشکلات کا حل کر سکتی ہے۔

حکومت کے مقابلہ میں اقلیت کی جنگ

آپ کو معلوم ہے کہ اس گیارہ ماہ کی جنگ میں جو لوگ شریک ہوئے وہ کتنے قلیل تھے؟ اس میدان میں آنے والے دس لاکھ، پچاس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ ہوں گے مگر دوسری طرف حکومت تھی جو اپنی اکثریت [illegible] نازاں تھی۔ حکومت کی طاقت، حکومت کی فوج، حکومت کے اسلحہ اور حکومت کے کروڑوں انسان ایک طرف تھے اور دوسری طرف ایک قلیل جماعت تھی جس نے اپنے سامنے ایک مقصد رکھ کر حکومت کی اکثریت کو جھکا دیا۔

اس دنیا میں وہ کونسی طاقت ہے جو اقلیت کو فنا کر سکتی ہے۔ ہم تو سات کروڑ ہیں پھر بھی ہم کو خطرہ ہے؟ یہ ایک زبردست دھوکہ اور فریب ہے جس نے ہمارے دماغوں کو مفلوج بنا دیا ہے۔ حقیقت میں اب وقت آگیا ہے کہ ہم کھڑے ہوں کیونکہ اس وقت ہر قوم کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ جو مسلمان آزادی کی قدر و قیمت نہیں جانتا اس کا شمار انسانوں میں کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

جمعیۃ علماء ہند کے احکام کی تعمیل

[illegible]

پر جو قیود عائد کی ہیں ان کی رعایت کریں۔ [illegible] کاروبار میں نرمی کا برتاؤ کریں میں جمعیۃ علماء کے رضا کاروں کا نیز مولانا محمد صادق صاحب صدر مجلس استقبالیہ و مولانا حکیم فتح محمد صاحب ناظم مجلس استقبالیہ اور دیگر حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عربی اخبارات کے تراجم

ترکی میں انتخاب

انقرہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترکی میں انتخاب کی مہم شروع ہو گئی ہے یہ انتخاب تمام ترکی میں بیک وقت عمل میں آئیگا نیز تار میں مذکور ہے کہ جدید مجلس وطنی مئی سے پہلے جمع نہیں ہوگی۔ (ام القریٰ)

ترکی اور ایران کی گفت و شنید

قاسم خاں جو ایران کے جدید سفیر ہیں وہ ترکی میں تشریف لے آئے ہیں آپ کی آمد کا مقصد یہ ہے کہ ترکی اور ایران کے سیاسی علاقات کو مستحکم کیا جائے اور جو معاملات ابھی تک معلق ہیں ان کا احسن طریق تصفیہ کیا جائے۔ ترکی اخبارات کا بیان ہے کہ ترکی اور ایران کے مابین عنقریب یہ تصفیہ عملی صورت اختیار کرے گا۔ (ام القریٰ)

حجاز اور عراق کی مشکلات کا حل

بغداد سے برقیہ موصول ہوا ہے کہ حضرت نخامتہ رئیس الوزارت نوری پاشا سعید عراق سے حجاز کی جانب روانہ ہو گئے ہیں بغداد کا تار حسب ذیل ہے:۔

"جناب وزیر خارجہ مکہ مکرمہ۔ ۲۵ ماہ حال کو رئیس وزارت نوری پاشا سعید بذریعہ ہوائی جہاز حجاز روانہ ہونے والے ہیں۔ مصر سے آپ کو تاریخ آمد سے بذریعہ تار مطلع کر دیا جائیگا۔" اس کا جواب مکہ مکرمہ سے وزیر خارجہ نے حسب ذیل دیا ہے۔ ہم رئیس وزارت عراق کی تشریف آوری [illegible]

[illegible]

(باقی آئندہ)

مفتی ہند حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی حریت آموز تقریر

ہندوستانیوں کیلئے صلح و امن کا پیام

(از نامہ نگار خصوصی)

منشیات کے ترک اور کھدر کے استعمال کی زبردست تحریک

(۲)

جنگ آزادی اور مسلمان

آپ نے دیکھا کہ اس جنگ عدم تشدد میں ہندوستانیوں کی اس فداکاری کا ہی تو یہ کرشمہ تھا کہ ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ برطانیہ جیسی متکبر و مغرور حکومت کے نائب السلطنت ہندوستان کے بادشاہ لارڈ اروِن رعایا کے ایک فرد گاندھی جی کے ساتھ مساویانہ صلح نامہ یا التوا نامہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔ التوائے جنگ کے شرائط میں ویسرائے اور ان کی حکومت نے ہندوستانی نمائندے کی گیارہ شرطیں قبول کیں اور اس نے حکومت کی دو یا تین باتیں مانیں۔

(یہاں پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا۔ مولانا ذرا کانپور کے واقعات بھی بیان فرمایئے لوگوں نے اس کو کہا چپ رہو چپ رہو مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو خطاب کرکے کہا آپ سب حضرات خاموش رہیں اگر کوئی صاحب مجھ سے کچھ کہیں تو آپ نہ بولیں میں خود ان کو جواب دونگا سب مجمع خاموش ہو گیا۔ مفتی صاحب نے پھر اس شخص کو خطاب کرکے فرمایا کہ بھائی آپ ذرا ٹھہریں میں ابھی کانپور بلکہ بنارس، آگرہ، مرزاپور کے بھی واقعات بیان کروں گا اس پر وہ صاحب بھی خاموش ہو گئے اور مفتی صاحب نے اپنی تقریر کا سلسلہ پھر شروع کیا)

[illegible]

ڈالنے کے لئے کھدر نہیں پہنا جاتا اور گرمی کی برداشت نہیں ہو سکتی تو ان کی قومی و اسلامی ہمدردی سے یہ امید کس طرح کی جائے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے کوئی قربانی پیش کرنے پر آمادہ ہونگے۔ ان سے زیادہ ستم ظریف وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ صاحب کھدر پہننا تو ناجائز ہے کیونکہ ایک ہندو کی جاری کی ہوئی تحریک ہے ان بیچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کھدر پہننے کی تحریک صرف ہندو کی جاری کی ہوئی تحریک نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے تمام زعماء اور رہنماؤں کی جاری کردہ ہے۔ اور اگر ہندو کی جاری کی ہوئی ہوتی جب بھی یہ ہندو مذہب کا حکم یا کفر کا شعار ہونے کی حیثیت سے جاری نہیں ہوئی۔ یہ تو محض ہندوستانیوں کے فائدے اور ہندوستان کے کروڑوں فاقہ مندوں کا پیٹ پالنے کے لئے جاری ہوئی ہے۔ اگر تمہیں اس پر عمل کرنا نہیں ہے تو تم جانو اور تمہاری وطنی غیرت۔ مگر خدارا ایسے حیلے تو نہ تراشو جو مذہب کو بھی بدنام کرنے کے باعث ہوں۔

کانپور کا قیامت خیز واقعہ

میرے ایک بھائی نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ کانپور کے واقعات بھی بیان کیجئے۔ میں خود سلسلہ کلام میں مناسب موقعہ پر ذکر کرنے والا تھا لیکن اپنے بھائی کی فرمائش پر میں اسی موقعہ پر عرض کرتا ہوں۔ کانپور کا واقعہ نہایت ہولناک واقعہ ہے بنارس، آگرہ، مرزاپور کے فسادات بھی کچھ کم ہولناک نہ تھے [illegible]

[illegible]

کھدر پہننے کے لئے اپیل

[illegible]

Al-Jamiat
Delhi

۲۷ اپریل ۱۹۳۱ء

علمائے صوبہ سرحد کا تربناب تحصیل چارسدہ میں عظیم الشان اجتماع

جمعیۃ علمائے ہند کے محترم عہدہ داروں کا شکریہ

(از نامہ نگار خصوصی)

بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء جمعیت علمائے افغان کے اراکین نے دورہ کے ضمن میں موضع تربناب میں ایک عظیم الشان پبلک جلسہ کیا۔ تلاوت رکوع کے بعد مولوی فضل ربجان صاحب ناظم جمعیت تربناب نے جمعیت علماء افغان کے اراکین کو ایک منظوم خطبہ استقبالیہ پڑھکر سنایا جس سے حاضرین جلسہ نہایت درجہ محظوظ ہوئے اس کے بعد مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب ماہزارہ تقریر کرنے کے لیئے کھڑے ہوئے مولانا نے اپنے خاص انداز میں تقریر کرنے شروع کی تقریر نہایت موثر تھی آخر میں مولانا صاحب نے حضار جلسہ سے درخواست کی کہ وہ بدیشی اشیاء کے استعمال کو ترک کریں اور اپنے ملک کے بنائی ہوئی چیزیں استعمال کرکے اس کی قدر کریں۔ نیز منشیات سے بچنے کے لیئے کہا اور تمام حاضرین سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ کے لیے ایسا ہی کرینگے اس کے بعد مولانا محمد اسرائیل صاحب ناظم جمعیت اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان اسٹیج پر تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے مولانا موصوف نے حمد و ثنا کے بعد اپنے کراچی جانیکا تذکرہ کیا۔ آپنے کراچی میں جمعیت علمائے ہند کی وہ عظیم الشان کارروائی بیان فرمائی اور جو خدمات ملی و طنی بروقت جمعیت علمائے ہند نے باوجود گوناگوں مشکلات کے سرانجام دی ہے ان کا اقرار و اعتراف کیا اور یہ فرمایا کہ جمعیت علماء ہند کے محترم صدر مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولانا احمد سعید صاحب نے جو خاص ہمدردی اپنی تقریروں اور تحریروں میں ہمارے ساتھ کی ہے اور کرتے ہیں ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسکے بعد مولانا نے اپنی جمعیت کے اغراض و مقاصد نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لوگوں کے ذہن نشین کردیئے اس جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ ہزاروں مردوں کے علاوہ خواتین بھی بہت جلسہ میں شریک تھیں۔ کیونکہ جلسہ کی صدارت ایک ایسے ہستی نے کی جو ان کا ہر دلعزیز عالم متدین ہے یعنی جناب مولانا عبدالواحد صاحب ساکن کوڑ۔ جمعیۃ علمائے افغان کے ۲ اراکین جلسہ گاہ میں موجود تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولانا محمد امین صاحب (نائب صدر جمعیت) مولانا محمد اسرائیل صاحب (ناظم جمعیت) مولانا عبدالواحد صاحب صدر جلسہ مذا مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب۔ آخر میں مولانا محمد اسرائیل صاحب نے دو تین باتیں بیان فرمائی وہ نہایت اہم ہیں (۱) مسلمانان سرحد کو لازم ہے کہ جمعیت علمائے افغان نے دوران جنگ میں جو خدمات کی ہیں ان کی قدر کریں (۲) مسلمانان سرحد کو لازم ہے کہ اس التوائے جنگ کے زمانہ میں اپنے آپ کو منظم کریں اور مستقبل کے لیئے تیار اور ہوشیار ہیں اور اس دوران میں غفلت اور خاموشی ان کی موت کے مرادف ہے (۳) جمعیت علماء ہند مسلمانوں کی واحد مذہبی اور سیاسی جماعت ہے اور ہم سب کو ان کے ہدایات کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ جلسہ کے بعد خان شیخ اللہ نے اراکین جمعیت سے چائے نوشی کے لیئے اصرار کیا۔ اراکین نے دعوت قبول کرلی۔ اراکین جمعیت مقامی جرگہ کے صدر اور ان خدائی خدمتگاروں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلسہ کا انتظام نہایت ہوشیاری اور قابلیت کے ساتھ کیا۔

الجمعیۃ دہلی — ۲۶ اپریل ۱۹۳۳ء

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے نام

مولانا ظفر علی خاں صاحب کا مکتوب

مولانا المکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسلم نیشنلسٹ کانفرنس لکھنؤ میں جو مدبرانہ روش آپ نے اختیار فرمائی اس پر میری طرف سے ہدیہ تہنیت قبول فرمائیے اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر کی اسی قابل صد ستائش روش کا نتیجہ تھا کہ کانفرنس نے اپنی ایک قرارداد میں مسلمانوں کے اس طبقہ کے ساتھ جس کا زاویہ نگاہ طریق انتخاب کے متعلق ہم سے جدا ہے مصالحانہ مذاکرات کا دروازہ کھلا رکھنے کا اعلان کر دیا۔

اس نازک مرحلہ پر جب کہ انگریزوں سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے ہندو و مسلم مفاہمت ناگزیر ہے، دلدادگان طریقہ انتخاب جداگانہ اور حامیان انتخاب مخلوط کی باہم آویزش مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کر رہی ہے جس سے بجز خسران و خذلان کے اور کچھ حاصل نہیں۔ دونوں فریقوں کو ایک نقطۂ خیال پر جمع کرنے کی غرض سے بہت سی کوششیں پہلے ہو چکی ہیں جو ناکام رہیں لیکن اگر خدائے بزرگ و برتر کی رحمت شامل حال ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے المناک تشتت و افتراق کو رفع کرنے کی کوئی مخلصانہ کوشش اگر باسلوب مناسب آئندہ کی جائے تو اس کا حشر بھی وہی ہو جو مساعی سابقہ کا ہوا۔

مسلمانان لاہور کی خواہش ہے کہ جانبین کو مسئلہ زیر بحث میں کوئی درمیانی رستہ اختیار کرکے ایک نقطۂ نظر پر جمع کرنے کی ایک آخری کوشش اور کی جائے اور اس غرض سے کوئی بہت بڑی سنسنی خیز کانفرنس منعقد کرنے کے بجائے چیدہ چیدہ قائدین کرام کو دعوت دی جائے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور کسر و انکسار سے کوئی ایسا سیاسی کلیہ ملت کے لئے تجویز کریں جس سے سب کو اتفاق ہو تاکہ خانہ جنگی کی جو بلائے مہیب اس وقت مسلمانوں کے سر پر معلق ہے وہ ٹل جائے اور مسلمان اس قابل ہو جائیں کہ وہ اپنا متفقہ مطالبہ جہاتما گاندھی بھی فیصلہ کن وساطت سے دو کی ایسے مطالبہ کے لئے بے حد مضطرب نظر آتے ہیں) برادران ہنود کے سامنے بطور حجت آخر پیش کر سکیں۔ اس نہایت ہی اہم اجتماع کے لئے جو وقت کی فوری ضرورت ہے دعوت دینے کا منصب مجھے تفویض کیا گیا ہے اور مجھے مجاز کیا گیا کہ حسب ذیل حضرات کو بہ تعیین تاریخ لاہور میں قیام فرمانے کی دعوت دوں۔

مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شوکت علی، علامہ مفتی محمد کفایت اللہ، سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، علامہ سر محمد اقبال، خواجہ عبدالرحمن غازی، میاں سر محمد شفیع، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا حسرت موہانی۔

پس میں جناب سے اسلام کی بیرہ سو سالہ روایات کے نام پر، مسلمانان ہند کی عزت کے نام پر جو خطرہ میں ہے، اور ملت بیضا کی تاریخی وحدت و اتحاد کے نام پر صمیم قلب کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ اس عاجزانہ دعوت کو قبول فرمائیں اور یکم مئی کی شام یا ۲ مئی کی صبح تک رونق افروز ہو کر مسلمانان لاہور کی عزت بڑھائیں اور ایک نہایت ہی پیچیدہ مسئلہ کا کوئی متفقہ حل سوچ کر اس بدنصیب ملت کی جو الجھن اس وقت تک اپنے شیرازہ کی پریشانی کو جو اس کی روح بنا رکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ دوران قیام لاہور میں جناب کی فرودگی کا مناسب انتظام کیا جا چکا ہے۔ اس عریضہ کا جواب بواپسی لطف ہو۔

دعا گوئے ملت اسلامیہ

ظفر علی خاں

لاہور

۲۱ اپریل ۱۹۳۳ء

حضرت مفتی صاحب کا جواب

مولانا محترم دام فضلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ مشتمل دعوت اجتماع مورخہ ۲۱ اپریل وصول ہو کر موجب تشکر و امتنان ہوا۔ جناب والا کو معلوم ہے کہ جمعیۃ العلماء کی ورکنگ کمیٹی کو ہدایت کی ہے کہ وہ دوسری مسلم جماعتوں سے گفتگو کرکے کوئی متفقہ تصفیہ کرے۔ اسی کے ماتحت خاکسار نے نیشنلسٹ مسلم کانفرنس لکھنؤ میں وہ بیان دیا ہے جس کا جناب نے مکرمت نامہ کی ابتدا میں حوالہ دیا ہے جس میں ۲۱ ذالحجہ مطابق ۱۰ مئی کی تاریخ مقرر کرکے جماعتوں کو دعوت دینے والا تھا کہ جناب کا دعوت نامہ موصول ہوا اور ایک اور تجویز سر محمد شفیع صاحب کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

میری ناچیز رائے میں یہ مناسب ہوگا کہ جمعیۃ علماء کی جانب سے مسلم کانفرنس اور نیشنل مسلم پارٹی کو دعوت دی جائے مسلم کانفرنس میں مسلم لیگ بھی شامل ہے اس لئے لیگ کا نمائندگی بھی اس میں ہو جائے گی۔ جمعیۃ علماء اور مسلم کانفرنس اور نیشنل مسلم پارٹی تینوں جماعتوں کے پانچ پانچ یا سات سات نمائندے بیٹھ کر کوئی متفقہ فیصلہ کریں۔ فیصلہ ووٹنگ سے نہیں بلکہ مجھوتہ سے ہو۔

اگر جناب اس اجتماع کو جو آپ نے تجویز فرمایا ہے ملتوی فرما دیں تو بہتر ہے کیونکہ جناب کا اس اجتماع سے جو مقصد ہے وہ میری معروضہ صورت میں بوجہ احسن پورا ہو جائے گا۔ براہ کرم اپنے فیصلہ سے بواپسی مطلع فرمائیں۔

۲۳ اپریل ۱۹۳۳ء

محمد کفایت اللہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

جلد ۱۳ | دہلی یوم پنجشنبہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ ہجری ۔ مطابق ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۲۶

عبرت!

اجنبی سے میل ہے، بھائی پہ خنجر تیز ہے
آہ! اُن کی جو ادا ہے، افتراق انگیز ہے

صلح کی جو گفتگو ہو، اس سے گھبراتے ہیں وہ
اُن کو گویا اتحادِ قوم سے پرہیز ہے

ریزے کے پاس جانے کیلئے آمادہ ہیں
معتمد اُن کا جو کوئی ہے تو وہ انگریز ہے

وائے ناکامی کہ اپنا دوست سمجھے ہیں اُسے
جو فلسطین و عراق و مصر میں خونریز ہے

جس کے ہاتھوں زندگی سے تنگ ہے ہندوستاں
جس کا ہر اعلان، ہر دعویٰ فریب آمیز ہے

دے رہے ہیں اپنی ملت کو غلامی کا سبق
رہنماؤں کی یہ ذہنیت تعجب خیز ہے

آزادیٔ وطن کی تحریک میں مسلمانانِ ہند کا حصہ

علمائے اُمت کی دعوت و عزیمت

جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس کراچی میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی باطل شکن تقریر

(از نامہ نگار الجمعیۃ)

حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی کے موقع پر ارشاد فرمائی تھی۔ الجمعیۃ کے نامہ نگار نے مولانا کی اس تقریر کے نوٹ اسی وقت لے لئے تھے مگر بعض وجوہ کی بنا پر اب تک مرتب نہ کیا جا سکا۔ اب یہ مکمل تقریر ضبط تحریر میں آگئی ہے۔ اس لئے ہم آج کی اشاعت میں اس تقریر کو ہدیۂ ناظرین کرام کرتے ہیں ... ہم سلسلۂ کلام کو قائم رکھنے کے لئے تقریر کو ابتدا سے ... اشاعت میں درج کر رہے ہیں تاکہ قارئین کرام بغیر کسی دقت کے مولانا کے خیالات کا مطالعہ فرما سکیں:-

جناب صدر اور معزز حاضرین! مجھے معلوم ہے کہ آپ حضرات شام کے پانچ بجے سے یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اور اب رات کے ساڑھے بارہ بج چکے ہیں۔ آپ کی آنکھیں ایک گہری اور غافل نیند کو اسی طرح تلاش کر رہی ہیں جس طرح آپ کے پہلو نرم اور گدگدے بستروں کی جستجو کر رہے ہیں ...

مولانا احمد صدیق صاحب کو صدمہ

... مولانا احمد صدیق صاحب کے ... میں ہوا جبکہ اجلاس کی تاریخیں بالکل ... اس قدر مشغول رہا ...

[illegible]

جنگ آزادی اور جمعیۃ علمائے ہند

[illegible]

مجلس استقبالیہ کا شکریہ

[illegible]

جمعیۃ علمائے ہند کی دعوت

[illegible]

رہیں مسلمانوں کی سیاست صرف اس قدر تھی کہ وہ کوئی جلسہ کر لیں یا کوئی گورنمنٹ کی خدمت میں ڈیپوٹیشن لیجائیں۔ اگر اس طرح مقصد پورا ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ صبر کر کے بیٹھ جائیں۔ نہ اس سے زیادہ ان بھلے آدمیوں کی کوئی سیاست تھی نہ ان کو اس سے زیادہ کچھ سکھایا گیا تھا۔

ملکی حقوق اور مسلمان

ملکی سیاست میں صرف ان کا مقصد یہ تھا کہ تمام جدوجہد ہندو کرتے تھے۔ اور جب ہندوؤں کی سعی سے کچھ ملنے کی توقع ہوتی تھی تو یہ بھی اپنا حصہ مانگنے کے لئے جھولی پھیلا کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اگر ہندوؤں نے ان کو کچھ دے دیا تو خیر ورنہ یہ انگریزوں کی امداد کرتے تھے اور انگریزوں کے ساتھ ہو کر ملکی آزادی کو روکتے تھے۔ گویا ان سات کروڑ باشندوں کا موقف یہ پوزیشن ہے کہ آزادیٔ وطن کی راہ میں ایک سنگ راہ ...

[illegible]

امریکہ پہاڑ امریکہ کو انگلستان پر حکومت کا حق نہیں ہے حضرات! میں عرض کروں گا آج کل کے زمانے میں ٹرکی کو حجاز پر بھی حکومت کرنے کا حق نہیں ہے جس سلطنت نے صدیوں حرمین شریفین کی جاروب کشی کی ہے آج اس کا اتنا حق نہیں کہ وہ ابن سعود پر حکومت کر سکے۔ ابن سعود کو یہ حق نہیں کہ وہ امیر عبداللہ یا امیر فیصل پر حکومت کر سکے اور امیر فیصل کو یہ حق نہیں کہ وہ ابن سعود پر حکومت کر سکے۔ گویا موجودہ تہذیب میں ایک مسلمان کو بھی مسلمان پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو شاید عربوں کو ٹرکی سے آزاد کرانے والی بھی آپ ہی کی حکومت ہے۔ اس نے قوم اور نسل کا فرقی بیان کر کے شریف مکہ کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ خود مختاری کا اعلان کر دیں ...

[illegible]

پالیسی کی تبدیلی

[illegible]

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

[illegible]

مسلم رہنماؤں کی افسوسناک ذہنیت

[illegible]

انگریز ایک چراغ سحری ہیں

[illegible]

بقیہ صفحہ ۳

ہم کہتے ہیں کہ ہندو سیاست میں بہت آگے نکل گئے مسلمانو تم بھی میدان میں آؤ اور آگے نکلنے کی کوشش کرو تو جناب پریشان ہو رہے ہیں۔ آخر ان الفاظ میں کیا گناہ ہے۔ اگر تعلیم اور تجارت میں ہندوؤں سے آگے بڑھنے کی تحریک کرنا گناہ نہیں ہے تو سیاسی میدان میں مسلمانوں کو ہندوؤں سے آگے بڑھانا کیوں گناہ ہے؟

میونسپلٹی میں ہندو مسلمان دونوں ممبر بن سکتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ میں مسلمان خوشی خوشی ہندوؤں کے ساتھ ممبر بننے کو تیار کونسل اور اسمبلی کی ایک ایک سیٹ پر مسلمان جان دینے کو آمادہ۔ گورنمنٹ کی امن سبھاؤں میں ہندو مسلمان شریک لیکن کانگریس کا نام آیا اور مسلمان کا دم نکلا۔ آخر کانگریس میں بھی تو وہی ہندو ہیں جو میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ یا کونسل اور امن سبھاؤں میں ہوتے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ امن سبھا میونسپلٹی۔ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ کونسل۔ اسمبلی۔ ان تمام کمیٹیوں میں ہندو سے اشتراک عمل جائز۔ لیکن کانگریس میں ہندو سے اشتراک عمل ناجائز۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزی۔

ہندو مظالم کا رونا

کانگریس ایک ایسا پلیٹ فارم ہے کہ اگر ہندو مسلمان اس پلیٹ فارم پر مشترک ہو کر کام کریں تو اس سے ہندو مسلم تعلقات پر بہت اچھا اثر پڑے۔ لیکن کانگریس کے قریب تو جناب پھٹکتے نہیں اور دور سے بیٹھے بیٹھے ہندو مظالم کے افسانوں پر رویا کرتے ہیں۔ ایک صاحب مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ اس دفعہ فسادات میں ایک خاص انتقامی جذبہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ میں نے ان سے نہایت صفائی کے ساتھ کہدیا کہ بھائی کسی کافر سے کیوں رحم کی امید رکھتے ہو۔ میں تو کفر سے توقع رکھنا بھی کفر سمجھتا ہوں۔ پھر کریلا اور نیم چڑھا۔ کفر اور اسلام کی عداوت تو پہلے ہی سے چلی آتی ہے۔ تم نے سیاسی عداوت کا بیج اور بو دیا۔ ہندو یہ سمجھنے لگا کہ مسلمان آزادی وطن کی راہ میں سنگ راہ ہے۔

بھائیو! تم اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر تم اس تحریک میں تنہا ہوتے یا کسی معاملے پر مسلمان انگریز سے جنگ شروع کرتے اور تمہارا پروگرام یہ ہوتا کہ کپڑے اور شراب پر پکٹنگ لگایا جائے۔ سول نافرمانی کی جائے وقتاً فوقتاً ہڑتال بھی کی جائے۔ تمہاری خواتین دکانوں پر پکٹنگ کریں تمہارے نوجوانوں کو پھانسی دی جاتی اور تم ہڑتال کے مظاہرے کرتے یہ سب کچھ تم کرتے اور ہندو اس کے مقابلے میں وہ کرتا جو تم نے کیا یعنی ہندو تمہاری عورتوں کو چھیڑتا۔ تمہارے خلاف علی الاعلان بدیشی کپڑا فروخت کرتا۔ تمہارے رضاکاروں کے سینے پر سپاہیوں کو دکھا کر شراب خانے میں چلا جاتا اور شراب پی لیتا۔ تم ہڑتال کرتے اور وہ دوکان کھول کر خرید و فروخت کرتا۔ تم کو پولیس مارتی اور وہ تم سے ہنس کر کہتا کہ کہو میاں جی سوراج لے آئے۔ تمہارے نوجوانوں کو پھانسی دی جاتی اور تم ہندوؤں سے یہ کہتے کہ آج تم بھی ہمارے ساتھ اس غم میں شریک ہو جاؤ اور وہ جواب میں کہتا کہ میاں بیٹھو کیوں تشدد کیا تھا جو پھانسی دی گئی۔

مسلمانو! میں ایمان سے دریافت کرتا ہوں کہ تحریک کے زمانے میں جو حرکتیں تم نے کی ہیں، اگر اس کا عکس ہوتا اور ہندو تمہارے ساتھ یہ تمام حرکتیں کرتا تو ایک دن بھی برداشت کر سکتے تھے۔ تم تو سارڈا ایکٹ کی ہڑتال میں ہندو سے الجھنے کو تیار تھے۔ مولانا محمد علی کی ہڑتال جب تھی تو اس دن آپ سے باہر ہوئے جاتے تھے۔ اگر کسی ہندو نے دکان بند نہ کی تو جناب لڑنے کو تیار تھے۔ لیکن پنڈت موتی لال نہرو کی ہڑتال کے دن تم نے چند ہندوؤں کی آڑ پکڑی اور نہایت آسانی سے کہدیا کہ صاحب مولانا محمد علی کی وفات پر ہندوؤں نے دکان بند نہیں کی اس لئے ہم بھی آج بند نہیں کرتے۔

آج ہندوؤں کی شکایت تو کرتے ہو لیکن غور کرو کہ تم نے کیا اس کا بھی ضرب ہے، دیکھو عدل و انصاف کبھی [illegible] ہندو اگر بے ایمان ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی بے ایمان ہو جائیں۔ [illegible] انگریز سے مل گیا تھا تو کس قدر ناراض تھے [illegible] ہندو نے آپ کا پورا ساتھ دیا تھا۔ لیکن آج ہر تحریک کے بند کرنے [illegible] آپ اس سے ناراض ہو گئے۔ اور آج تک ہندوؤں کی شکایت کرتے ہو کہ صاحب یہ بے ایمان ہیں۔ دیکھو خلافت کی تحریک میں کس طرح ہندوؤں نے انگریزوں سے سازباز کی۔

میں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] کی تحریک میں آپ انگریزوں سے مل گئے اور آپ نے ابتدا ہی سے تحریک کو فیل کرنے کی کوشش کی۔ اگر انگریز [illegible] تو تم نے تو غداری میں کوئی کمی نہیں کی۔ انگریز نے تم کو آج تک منہ نہیں لگایا لیکن تم وفاداری کے مارے مرے جاتے ہو۔ انگریز نے تم کو تو نہایت ذلیل کیا لیکن تم برابر خوشامد کر رہے ہو۔ [illegible] اگر تمہاری تحریک میں ہندو ساتھ نہ دے تو تمہاری ناراضگی صحیح ہے۔ [illegible] میں تم ہندو کا ساتھ نہ دو اور ہندو تم سے ناراض ہو تو یہ ناراضگی غلط۔ خدا کیلئے بات ہو کچھ سوچ سمجھ کر تو کہو۔

سمجھوتے میں رکاوٹ

تم اور تمہاری حکومت انتہائی ذلت کے بعد بھی اس امر کی کوشش کر رہے ہو کہ ہندو مسلم پیکٹ نہ ہونے پائے۔ [illegible] سر آغا خاں [illegible] لندن [illegible] ہندوستان [illegible] لئے برداشت کیا تھا کہ لندن میں ایک آواز نہ جانے پائے یہ تفریق کا بیج صرف اس لئے بویا گیا تھا کہ لندن کانفرنس میں یہ کہا جا سکے کہ ہندوستان متفق نہیں ہے۔ لیکن انگریزوں کی بدقسمتی کہ باوجود مذہبی اختلاف کے پھر بھی انگریزوں کے مقابلے میں ہندوستانیوں کا مطالبہ متفقہ ہو گیا۔ اب پھر انگریزوں کی خواہش یہ ہے کہ ہندو مسلم معاہدہ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان کس طرح گرومیں بدل رہے ہیں۔ بات بات پر روٹھنا۔ بگڑنا۔ معاملے کو خراب کرنا غرض ایک حرکت ہو تو اس کا ذکر کیا جائے۔ نہ کوئی ان کا اصول ہے نہ کوئی قاعدے کی بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بن پر بڑا بوجھ آپڑا ہے۔ سمجھوتے کے بہانے ڈھونڈے جا رہے ہیں۔

میں عرض کروں گا ان بہودگیوں سے تو یہ بہتر ہے کہ صاف طور پر کہدو کہ ہم کوئی قومی چارہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم تو انگریزوں کے ساتھ ہیں۔ اگر کمبخت یہ کہدیں تو ہم کو صبر تو آجائے۔ ایک طرف قومیت کے لمبے چوڑے دعاوی ہیں اور دوسری طرف سمجھوتے سے گریز۔ پھر کہتے ہیں کہ ہندو نہیں مانتا۔ ہندو تنگ خیال ہے۔ میں تو کہتا ہوں سب سے زیادہ تنگ خیال تم ہو۔ اگر قومیت کے اصول . . . . پر معاملات طے کرتے ہو تب تو کوئی قصہ ہی نہیں۔ آج طے ہوتے جاتے ہیں۔ فرقہ وارانہ طریق پر اگر طے کرنا چاہو تب بھی ممکن ہے۔ لیکن تم کو تو معاملے طے کرنا ہی نہیں۔

مذہبی اور سیاسی تحفظ یا جداگانہ انتخاب

خدا کی شان آج دنیا بھر کے بہروپیے مسلم حقوق کی قبائیں اور عبائیں پہنکر کھڑے ہوتے ہیں۔ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں جن لوگوں نے عراق عرب کی جنگ میں اسی ہزار مسلمانوں کی بھرتی دیکر عراق کو تباہ کیا یا ہے وہ مسلم حقوق کے محافظ اور نگہبان ہو سکتے ہیں۔

جن لوگوں کی تمام عمر انگریزی مفاد اور انگریزی قوم کی خدمت میں صرف ہوئی ہے وہ آج مسلمانوں کے خیرخواہ بن کر پلیٹ فارم پر آکھڑے ہوتے ہیں اور دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونک رہے ہیں یہ سب کے سب اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ سمجھوتے کو ناممکن بنا دیں اور سمجھوتے کی آڑ میں انگریزوں کی خدمت انجام دیں۔ کیونکہ اس وقت سب سے بڑی خدمت گورنمنٹ کی یہی ہے کہ ہندو مسلم پیکٹ نہ ہونے دیا جائے کل تک کہتے تھے کہ ہمارا تحفظ کر دیا جائے تو ہم کو مخلوط انتخاب پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جب جملہ تحفظات کا یقین دیدیا گیا تو اب کہنے لگے کہ ہم جداگانہ انتخاب ہرگز نہیں چھوڑیں گے میں ان بدنصیبوں سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ اصلی مقصد جداگانہ انتخاب نہیں ہے بلکہ سیاسی اور مذہبی حقوق کا تحفظ مقصد اعلیٰ ہے۔ اگر حقوق کا تحفظ کر دیا جائے تو پھر جداگانہ انتخاب پر اصرار محض ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ سمجھوتے میں رکاوٹ پیدا کرنا نہیں ہے۔ کیا یہ تمام

وفات حسرت آیات

حضرت مولانا مفتی نثار احمد صاحب کانپوری جو ایک عرصے سے جامع مسجد آگرہ کے مفتی و مدرس کی حیثیت سے آگرے ہی میں رہا کرتے تھے امسال حج بیت الحرام کی واپسی پر قلب کی حرکت بند ہو جانے سے جدہ میں انتقال فرما گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی سیاسی و ملکی قربانیاں ایسی نہیں ہیں جو کبھی فراموش کی جاسکیں۔ آپ ان خصوصی زعمائے ملک میں تھے جنہیں کراچی کے مشہور و تاریخی مقدمے کے سلسلے میں قید فرنگ کی صعوبتیں نصیب ہوئی تھیں۔ آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر رہے [illegible]

[illegible] کہ خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس میں گاندھی جی کی تقریر

ہندو مسلم اتحاد اور کھدر کیلئے اپیل

کراچی ۲ر اپریل۔ آج جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس میں گاندھی جی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے آگرہ، بنارس، مرزاپور اور کانپور کے فسادات کا ذکر کرتے فرمایا کہ کانپور میں ہندوؤں نے فساد شروع کیا۔ اور مجھے اپنے ہم مذہب باشندوں کے تشدد پر شرم آتی ہے۔ گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور حضرات علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ اتحاد کے لئے اپنے اثر کو استعمال کریں۔ علیحدگی سندھ کے متعلق گاندھی جی نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ ہندوؤں کے دلوں میں اپنا اعتماد قائم کریں اور ہندوؤں سے کہا کہ وہ اپنے بھائیوں پر بھروسہ کر کے علیحدگی کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ آخر میں گاندھی جی نے کھدر کے لئے اپیل کی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے گاندھی جی اور دیگر ہندو لیڈروں کا شکریہ ادا کیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۵۵

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ
مقامی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

جلد ۱۳ | دہلی یوم جمعہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۶

عبرت!

جبکہ جولان اعتماد قوم کا شبدیز ہے
ان کی جانب سے نفاق وحقد کو مہمیز ہے
ہائے اپنوں کی کہانی کیا ہی درد آمیز ہے
اجنبی سے میل ہے بھائی پہ خنجر تیز ہے
آہ! ان کی جو ادا ہے افتراق انگیز ہے

دوستوں کے عیب دنیا بھر کو دکھلاتے ہیں وہ
دشمنوں کی ہر ادا پر خوش ہوئے جاتے ہیں وہ
فتنہ سامانی کے دلدادہ نظر آتے ہیں وہ
صلح کی جو گفتگو ہو اس سے گھبراتے ہیں وہ
ان کو گویا اتحادِ قوم سے پرہیز ہے

اپنی قربانی مٹانے کے لئے آمادہ ہیں
آبرو اپنی لٹانے کے لئے آمادہ ہیں
دوست دشمن کو بنانے کے لئے آمادہ ہیں
"ریمزے" کے پاس جانے کے لئے آمادہ ہیں
معتمد ان کا جو کوئی ہے تو وہ انگریز ہے

دوستی کی ہے توقع اُن کو اُس غدار سے
جاں بلب جس کے مظالم سے مسلماں ہو گئے
وائے نادانی کہ آمادہ ہیں لندن کے لئے
وائے ناکامی کہ اپنا دوست سمجھے ہیں اُسے
جو فلسطین و عراق و مصر میں خوں ریز ہے

ہو رہا ہے جس کی غداری کا کب سے امتحاں
آہ! لوٹی جس نے شان و شوکتِ اسلامیاں
دور ہیں جس کے ہوئے دشمن زمین و آسماں
جس کے ہاتھوں زندگی سے تنگ ہے ہندوستاں
جس کا ہر اعلان ہر دعویٰ فریب آمیز ہے

کارنامے ان کے دیکھے جائیں گے مثلِ عشق
جبکہ پلٹا جائے گا تاریخ دُنیا کا ورق
ہیں یہ انسانوں کی عبرت کے لئے آیاتِ حق
دے رہے ہیں اپنی ملت کو غلامی کا سبق
رہنماؤں کی یہ ذہنیت تعجب خیز ہے

تضمین از حضرت ... آصف دہلوی

(سہ روزہ ایڈیشن مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء میں ایڈیٹر الجمعیۃ کی ایک نظم اسی عنوان سے شائع ہوئی تھی۔ حضرت آصف دہلوی نے اسی نظم کو تضمین فرمایا ہے۔ (الجمعیۃ))

تار کا پتہ: الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

یدُ اللہِ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ (بیرونجات)
(مقامی)
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۴۹ ہجری ـ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۳۱ء | نمبر ۳۹

پیغامِ عمل

دل کی تسکیں کا سبب ہے انتشارِ انقلاب — کس قدر راحت اثر ہے کاروبارِ انقلاب

مسلمِ خوابیدہ اُٹھ اور توڑ دے سازِ جمود — ننگ ہے تیرے لئے یہ انتظارِ انقلاب

آج تو گھبرا رہا ہے جدوجہدِ زیست سے — تھی کبھی ہستی تری سرمایہ دارِ انقلاب

جنکو سُن کر وجد میں ہے آج بھی روحِ حیات — تجھ سے وہ نغمے ہیں پیدا آبشارِ انقلاب

میں بتا دیتا نظامِ عالمِ ہستی کا راز — کاش ہوتا مجھ کو کچھ بھی اختیارِ انقلاب

ہند کے گلشن میں آئے گی بہارِ تازہ جب — ہو گا کیا ایسا بھی دن اے روزگارِ انقلاب

کب تلک آخر رہو گے جنگ سے بیزار تم — آئے گا کب تم کو آخر اعتبارِ انقلاب

کر کے بسم اللہ میدانِ عمل میں آؤ بھی
کب تلک ثاقب کرو گے انتظارِ انقلاب

[illegible] ثاقب کانپوری

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر
بلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۶ محرم الحرام ۱۳۵۰ ہجری - مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۱ عیسوی | نمبر

عبرت!

لیڈری کی کچھ یہ وبا ایسی قیامت خیز ہے
دیکھو جس عامی کو اپنے وقت کا پرویز ہے
دوستی اعدا سے ہے احباب سے پرہیز ہے
اجنبی سے میل ہے، بھائی پہ خنجر تیز ہے
آہ! ان کی جو ادا ہے، افتراق انگیز ہے

آج تو کھاتے ہیں جس کا اسکا ہی گاتے ہیں وہ
برش تیغ زباں اپنوں کو دکھلاتے رہیں وہ
فتنہ خیزی کا حکومت سے صلہ پاتے ہیں وہ
صلح کی جو گفتگو ہو اس سے گھبراتے ہیں وہ
ان کو گویا اتحاد قوم سے پرہیز ہے

خون دل وہ کیوں پئیں جو محو جام و بادہ ہیں
رنج کے خوگر ہوں کیا، جو عیش کے دلدادہ ہیں
اپنوں سے رم، سامنے غیروں کے یہ استادہ ہیں
رہزنوں کے پاس جانے کے لئے آمادہ ہیں
معتمدان کا جو کوئی ہے تو وہ انگریز ہے

یا تو غفلت کے ہیں ان کی آنکھ پر پردے پڑے
یا انہیں مدنظر ہیں اپنے ذاتی فائدے
آخر ان کی اس روش کا راز تو کوئی کھلے
وائے ناکامی کہ اپنا دوست سمجھے ہیں اسے
جو فلسطین وعراق ومصر میں خوں ریز ہے

اعتماد اس پر ہے انکو، جو ہے ان سے بدگماں
جس نے ٹھکرایا، اسی کا چومتے ہیں آستاں
وہ ستم گر جس کے فریادی ہے، ہر خرد و کلاں
جس کے ہاتھوں زندگی سے تنگ ہے ہندوستاں
جس کا ہر اعلان، ہر دعوی، فریب آمیز ہے

کیا یہی ہیں، جو دیا کرتے تھے سب کو درس حق؟
کیا یہی ہیں وہ، حکومت کا تھا جن سے رنگ فق؟
کیوں نہ ان کے اس چلن سے دل ہوں آزادوں کے شق
دے رہے ہیں اپنی ملت کو غلامی کا سبق
"رہنماؤں" کی یہ ذہنیت تعجب خیز ہے

رقیمہ [illegible]

سہ روزہ ایڈیشن مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء میں ایک نظم اسی عنوان سے شائع کی گئی تھی جس کو مولانا حفیظ الرحمان صاحب آصف دہلوی نے تضمین کیا تھا۔ یہ تضمین ۱۵ مئی کے سہ روزہ ایڈیشن میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی نظم کو بمبئی کے ایک او بحر بیان شاعر نے تضمین کیا ہے جس کو آج کی اشاعت میں ناظرین الجمعیۃ کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کیا جاتا ہے۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

۵ر جون ۱۹۳۶ء

مولانا حبیب الرحمان صاحب کی رہائی

ملک کے قومی اور مذہبی طبقوں میں یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ جناب مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی ۲۸ مئی کو جیل سے رہا ہوکر اپنے وطن مالوف میں رونق افروز ہوئے۔ مولانا ہندوستان کے اُن سرگرم کارکنوں میں سے ہیں جن کی سرفروشانہ جدوجہد کا ہر موافق و مخالف معترف ہے مولانا گذشتہ تحریک میں دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت لدھیانہ ہی میں گرفتار کئے گئے تھے۔ آپ سے مجسٹریٹ نے ایک سال کے لئے ضمانت طلب کی تھی لیکن آپ نے اپنی روایتی خودداری کو قائم رکھتے ہوئے ضمانت سے انکار کر دیا اور آپ ایک سال کے لئے جیل بھیج دیئے گئے جس زمانے میں گجرات جیل کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند کے ارکان کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس زمانے میں مولانا بھی گجرات جیل ہی میں تھے لیکن آخر میں مولانا کو ملتان جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ مولانا بھی ملک کے اُن خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جو گاندھی اروِن سمجھوتے کے مرہون منت نہیں ہیں بلکہ گورنمنٹ کی وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی موصوف ایک زندہ مثال ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عارضی صلح میں تمام قیدیوں کی رہائی کا وعدہ کیا گیا تھا جو عدم تشدد کے پابند رہتے ہوئے سول نافرمانی کے مرتکب ہوئے تھے۔ لیکن گورنمنٹ نے اس تشدد کے مفہوم کو اتنا وسیع کر دیا کہ بہت سے بے گناہوں کی عدم رہائی کے لئے اس مفہوم سے ناجائز فائدہ اٹھا لیا گیا۔ چنانچہ گورنمنٹ کے اس خانہ ساز مفہوم کی بدولت آج بھی تقریباً ایک ہزار فرزندان ملک جیل کے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں اور مقامی حکام یا مقامی مجسٹریٹ کا اسقدر کہہ دینا اُن کے مقید رہنے کے لئے کافی سمجھا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں تشدد کی تعلیم دی تھی یا ان کا رویہ متشددانہ تھا۔ گورنمنٹ کا یہی وہ افسوسناک طرز عمل ہے جس کے باعث ہندوستانی رعایا کے قلوب سے اس کا اعتبار روز بروز زائل ہو رہا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ کی اس پالیسی میں کوئی فوری تبدیلی نہ ہوئی تو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ملک کی موجودہ فضا اور کہاں تک مکدر ہو جائے گی۔ بہرحال مولانا حبیب الرحمان صاحب بھی انہی بزرگوں میں سے ہیں جن کے متعلق بعض خود سر مجسٹریٹ نے یہ کہہ دیا کہ ان کی تقریروں میں تشدد کی جھلک موجود تھی اس لئے ان سے ضمانت لیکر رہا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پیکر حریت کے سامنے جب گورنمنٹ کی جانب سے یہ مشروط رہائی پیش کی گئی تو مولانا نے اپنے عزم و استقلال سے اس پیشکش کو حقارت آمیز لہجے میں ٹھکرا دیا۔ اور ضمانت دیکر رہا ہونے کو پسند نہیں فرمایا لمثل ھٰذا فلیعمل العاملون۔ مولانا اپنی قید کی ایک سال کی مدت کے بعد رہا ہو کر لدھیانہ تشریف لے آئے ہیں۔ ہم مولانا کو ان کی اس عزت رہائی پر ہدیہ تبریک پیش کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔

انتقال پُر ملال

حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عبد الرشید صاحب مہتمم مدرسہ عزیزیہ عربیہ جانشین حضرت مولانا الحاج مولوی عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی لدھیانہ کا ۳ محرم الحرام یوم جمعہ کو ۹ بجے صبح ۴۵ سال کی عمر میں بعارضہ ذیابیطس انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے ۱۳۳۲ ہجری میں اپنے والد بزرگوار کی یادگار میں مدرسہ عزیزیہ کی بنیاد نہایت بے سروسامانی کی حالت میں ڈالی جو نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس وقت مدرسہ میں ۰۰ طلباء بیرونی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کا کل خرچ مدرسہ کے ذمہ ہے، ان کے علاوہ شہر کے ڈیڑھ سو لڑکے اور لڑکیاں بھی بلا فیس دینی تعلیم سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ آپ نے مختلف اضلاع میں بھی قرآن مجید کی تعلیم کے لئے سات مدرسے جاری کیے جن کے طلبا کی مجموعی تعداد اس وقت کم و بیش ۴۰۰ ہے۔ مرحوم جمعیۃ العلماء کے ایک سرگرم کارکن تھے اور اس کی مجلس منتظمہ کے رکن تھے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں رکھے اور پسماندگان، اعزا اور جملہ متعلقین کو صبر عنایت فرمائے۔

فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب

مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔

محرک: قاضی زین العابدین صاحب۔ مؤید: مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی

چودھری افضل حق کا استعفا

آج کی اشاعت میں ہم پنجاب کے مشہور قومی کارکن چودھری افضل حق صاحب کے جن کی ذات گرامی کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں ہے استعفے کی خبر شائع کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب اُن گنگوہی حضرات میں سے ہیں جو کانگریس کمیٹی کی پہلی ورکنگ کمیٹی میں بحیثیت رکن ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی پر سے گرفتار ہوئے تھے۔ موصوف نے یہ استعفا مسلم نیشنلسٹ پارٹی سے اُس کی ایک تجویز کی بنا پر دیا ہے جو اُس نے اپنے اجلاس لکھنؤ میں پاس کی تھی۔ اور جس کا مفاد یہ تھا کہ جن صوبوں میں کسی اقلیت کی تعداد تیس سے کم ہوگی اُس میں اقلیت کی سیٹیں ریزرو کر دی جائیں گی اور اس اقلیت کو یہ حق ہوگا کہ وہ مقررہ نشستوں کے علاوہ مزید نشستیں حاصل کرنے میں جدوجہد کرے جس کا مطلب یہ ہے کہ تناسب آبادی کے لحاظ سے تو سیٹیں مقرر ہی کر دی جائیں گی اگر اُس سے زیادہ اقلیت اپنی کوشش سے حاصل کر لے تو اُس کو ایسا کرنے کا حق ہوگا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے چودھری صاحب لکھنؤ میں بھی اس تجویز سے اختلاف کر رہے تھے اور اب انہوں نے اسی تجویز کی بنا پر مسلم نیشنلسٹ پارٹی سے استعفا دیا ہے چودھری صاحب کا خیال ہے کہ اگر اس قسم کی اقلیت کو مزید نشستیں حاصل کرنے کی اجازت دی گئی تو پنجاب کی مسلم اکثریت خطرے میں پڑ جائے گی کیونکہ پنجاب میں غیر مسلموں کی دو اقلیتیں ایسی ہیں جن کی تعداد تیس سے کم ہے۔ اس تجویز کی بنا پر سکھ اور ہندوؤں کی سیٹیں ریزرو ہو جائیں گی اور ان دونوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ مزید نشستیں حاصل کریں اور جب یہ دونوں قومیں جدوجہد کریں گی تو مسلمان اکثریت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی اور اس امر کا قوی امکان ہوگا کہ مسلم اکثریت کی اسقدر سیٹیں ہندو اور سکھ اقلیتیں حاصل کر لیں کہ پنجاب کی مسلم اکثریت فنا ہو جائے۔ اور اگر کسی صوبے میں مسلم اقلیت اس تجویز سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کے فائدے سے ہندو اکثریت کو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔

چودھری صاحب کا یہ اعتراض یقیناً اس قابل ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور ہم مسلم نیشنلسٹ پارٹی کے ارباب حل و عقد کو اس امر پر توجہ دلانے کے لئے مجبور ہیں کہ وہ اس تجویز میں کسی ایسے مناسب طریقہ سے ترمیم کریں جس سے پنجاب کی مسلم اکثریت کو نقصان کا خطرہ باقی نہ رہے کیونکہ یہ امر ایک لمحے کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے کہ پنجاب کی مسلم اکثریت کو معرض خطر میں ڈال دیا جائے ہم چودھری صاحب کی خدمت میں بھی مخلصانہ درخواست کریں گے کہ انہوں نے استعفے میں عجلت سے کام لیا۔ مسلم نیشنلسٹ پارٹی کی وہ تجویز جو فریقین کی مصالحت کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی تھی اور جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے وہ یقیناً ان تمام خطرات سے پاک ہے اگر چودھری صاحب اس فارمولے کی اشاعت تک اپنے استعفے کو ملتوی رکھتے تو شاید استعفے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ہم پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت کے سلسلے میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جمعیۃ علمائے ہند نے اس وقت تک کسی ایسی تجویز سے اتفاق نہیں کیا ہے جس سے پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ ہم مسلم کانفرنس کی آج تک صرف اسی وجہ سے مخالفت کر رہے ہیں کہ یہ لوگ بنگال اور پنجاب کی اکثریت کو محض جداگانہ انتخاب کی خاطر تباہ کر رہے ہیں۔ اگر آج مسلم کانفرنس کا سرکار پرست طبقہ ہمیں اس امر کا یقین دلا دے کہ وہ بنگال اور پنجاب کے دونوں صوبوں میں مسلم اکثریت ریزرو کرا دے گا تو ہم اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ ہم مسلم کانفرنس کی اس مسئلے میں پوری حمایت کرنے کو تیار ہیں۔ ہم نے اس حقیقت کو بارہا ظاہر کیا ہے کہ صحیح اصول تو یہی ہے کہ مسلمانوں کو جن صوبوں میں رعایت حاصل ہے وہ اس کو ترک کر دیں۔ اور پنجاب و بنگال کی اکثریت کا جس طرح ممکن ہو تحفظ کریں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اگر پنجاب و بنگال کے مسلمان اپنی نشستیں ریزرو نہ کریں تو ان کو نفع ہوگا۔ لیکن اگر پنجاب کے نیشنلسٹ مسلمان خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اُن کو اندیشہ ہے کہ اُن کی اکثریت فنا ہو جائے گی تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ مسلمانان پنجاب کی سیٹیں ریزرو کر دی جائیں۔ ہم آخر میں پھر چودھری صاحب سے التماس کریں گے کہ وہ مسلم نیشنلسٹ پارٹی سے اپنا استعفا مصالحت کی آخری تجویز کے شائع ہونے تک واپس کر لیں اور اگر وہ آخری تجویز سے بھی مطمئن نہ ہوں گے تو پھر اُن کو حق ہوگا کہ وہ جب چاہیں مستعفی ہو سکتے ہیں۔

سے اپیل کی کہ انہیں پوری کوشش کرنی چاہئے کہ کانگریس میں صحیح نمائندے منتخب ہوں تاکہ موقعہ آنے پر کانگریس کا کام زیادہ زور سے کیا جا سکے۔

لالہ ڈپٹی مل جین اور لالہ سنوتت سہائے جی نے مؤثر الفاظ میں اس کی تائید کی۔ لالہ سنوتت سہائے نے بتلایا کہ وہ اپنے طور پر مفاہمت کی کوشش کر چکے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ الیکشن کو ٹھیک ڈھنگ پر کرنے کی ذمہ داری ہم سب کی ہے اس لئے سب کو کوشش کرنی چاہئے کہ انتخابات ٹھیک ہوں اور آپس کے جھگڑے نہ بڑھیں۔ پنڈت سے کرشن شرما اور دیگر کئی حضرات نے بھی مختصراً اظہار خیال کیا جس کے بعد تجویز مذکور اتفاق رائے سے پاس ہوگئی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

تار کا پتہ "الجمعیۃ" دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۶۵

روزنامہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ

دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صاف سہ روزہ ایڈیشن
ہندوستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ ہجری ۔ مطابق ۸ جون ۱۹۳۱ء | نمبر ۵۶

قفس کی تیلیاں

کسی صورت سے بھی انگریز کا دل شاد ہو جائے
بلا سے اُن کی، گر ہندوستاں برباد ہو جائے

بس اتنی بات پر وہ گالیاں دینے لگے مجھ کو
یہ میں نے کیوں دُعا مانگی "وطن آزاد ہو جائے"

قفس میں بند ہیں جو ہم صفیرانِ چمن، یا رب!
قیامت ہے انہیں ہمدردیِ صیاد ہو جائے

تماشہ ہے کہ اپنے ہو کے وہ دشمن کے کام آئیں
غضب ہے اُن کا دل اک پارۂ فولاد ہو جائے

وہ مجھ کو گالیاں دیں، یہ دُعا دیتا ہوں میں اُنکو
الٰہی عقل ان کی جہل سے آزاد ہو جائے

وہ غفلت چھوڑ دیں اور کام لیں فہم و تدبر سے
سبق بھولا ہوا دس سال کا[1] پھر یاد ہو جائے

"نجاتِ عالمِ اسلام وابستہ ہے ہم سب سے
"جو ہم آزاد ہو جائیں، تو وہ آزاد ہو جائے"

"اگر طوقِ غلامی توڑ دیں، ہندوستاں والے
"فلسطین و عراق و مصر بھی آزاد ہو جائے"

"قفس کی تیلیاں ٹوٹیں، تو رونق ہو گلستاں میں"
"جو یہ برباد ہو جائے، تو وہ آباد ہو جائے"

یہی کہتے رہے تھے آج تک سب ہمنوا ہم سے
تعجب ہے جواب منطق نئی ایجاد ہو جائے

[1] یہ وہ پالیسی ہے جو مسلمانان ہند نے ۱۹۲۰ء میں بالاتفاق طے کی تھی۔

384

کیا اب کیجئے؟

پہلے اپنے دل میں قومی درد پیدا کیجئے | شوق سے پھر رہنما ہونیکا دعویٰ کیجئے
اتحادِ عالمِ اسلام کا دیجے سبق | یعنی ہماری ملّت کا مداوا کیجئے
برقہ میں طاغوتیوں کی شوخ چشمی دیکھ کر | خالدی جذبات کو پھر دل میں زندہ کیجئے
پہلے اپنی انگلیوں سے دیکھئے نبضِ فرنگ | پھر دلِ مسلم کو صرفِ نازِ بیجا کیجئے
توڑ دیجے قلعۂ فرعون کے سارے طلسم | یعنی اسرائیلیوں میں کام موسیٰ کیجئے
زلزلہ انداز ہو کر نعرۂ تکبیر سے | آج برہم رونقِ بزمِ کلیسا کیجئے

خیز! در میداں بیا مردانہ وار و بے درنگ
فتحِ مسلم در ہمیں باشد کہ او میرد بجنگ

(زیبا فیض آبادی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۲۴

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

روزنامہ

ید اللہ علی الجماعۃ

الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ ایڈیشن

ایڈیٹر
ہلال احمد زبیری بی اے

قیمت اخبار
ہندستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

قیمت
صرف سہ روزہ ایڈیشن
ہندستان کیلئے
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
فی پرچہ
مضافات
ممالک غیر کیلئے
سالانہ
ششماہی

جلد ۱۳ | دہلی یوم دوشنبہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۵۰ھ ہجری مطابق ۲۹ جون ۱۹۳۱ء | نمبر ۴۵

سرکاری مسلمان

اے کہ تو ننگِ وطن غیرت تجھے آتی نہیں
سرزمینِ ہند کیوں تجھ کو چبا جاتی نہیں

پیش قدمی کر رہا ہے خانہ بربادی میں تو
کیوں السٹر بن رہا ہے جنگِ آزادی میں تو

کل دیا کرتا تھا آزادی کا دنیا کو پیام
آج خود ہی ہو رہا ہے اہلِ یورپ کا غلام

کل تیرا رزاقِ مطلق تھا خدائے دو جہاں
اب ہیں تکیہ گاہ تیری کونسل کی کرسیاں

لندن و شملہ کو کیوں دار البقا سمجھا ہے تو؟
ان سنہری کرسیوں کو کیوں خدا سمجھا ہے تو؟

خارِ گلشن کو سمجھ رکھا ہے دامن کی کلی
وائے ناداں! زہر کو سمجھا ہے مصری کی ڈلی

ساحرِ مغرب کی تو کرتا ہے تقلیدِ نکات
راہزن کو بے خبر! سمجھا ہے خضرِ کائنات

زندگی کو جانتا ہے تو حیاتِ سرمدی
موت سے ڈرتا ہے تو، ہے موت تیری زندگی

موت ہی ہے ارتقائے جنس کی حدِ کمال
تیرا مر مٹنا ہے ناداں! زندگی لازوال

ہوش کر! اتنا بھی تو کیوں ہو رہا ہے خشک کام
شمپئین کی بوتلیں ہیں یہ نہیں کوثر کے جام

آ رہی ہے دور سے بانگِ جرس ہوشیار ہو
ڈھل چکی ہے دوپہر اب خواب سے بیدار ہو

دیکھ اے چشمِ دل سے یہ ہنگامۂ محشر بدوش
لیلیٰ منزل تری محمل میں ہے جلوہ فروش

میں نہیں کہتا تحفظ کے لئے "سودا" نہ کر
میں تو کہتا ہوں گلیڈ اسٹون کو زندہ نہ کر

(کلکتہ - ۱۴ جون ۱۹۳۱ء)

(ڈاکٹر اسد)

01-07-1929

مکافاتِ عمل

(از جناب [illegible])

بدل ڈالی جو حالت اپنی ہم نے اپنے ہاتھوں سے
زباں سے معترف ہونا ہے معیارِ مسلمانی
وجاہت ہی نہ کچھ ہو نہ عزت باقی جانے
نہ دو کیا پڑوسی پر گزر جائے اگر آفات
حکومت ہو نہ صنعت ہو، نہ حرفت اور تجارت ہو

خدا نے چھین لیں عز و شرف کی ہم سے اکسیریں
معطل ہیں جو شمشیریں اور ہیں بیکار تفسیریں
کریں انکار جو قرآن کی جتنی چاہیں تحریریں
ہم اپنے ظرف سے کھاتے ہیں بیٹھے زنجیریں
یہ فطرت کی ہیں تہدیدیں یہ قدرت کی ہیں تعزیریں

یہ حالت نا اتفاقی سے ہوئی اب ہم فاقہ مستوں کی
ہے روحانیتوں کا حال اس سے بھی گیا گزرا
جو دن تھے کام کرنے کے وہ سو کر کھو دیے ہم نے

نہ ٹپکے خون کا اک قطرہ بھی دل کو اگر چیریں
اجابت ہے دعاؤں میں نہ فریادوں میں تاثیریں
یہ ادبار و نحوست ہیں اپنی خوابوں کی تعبیریں

ہوا استہزا و استخفاف مذہب کا تعجب ہے
اڑایا ہم نے خاکہ امویوں کی شان و شوکت کا
عمل اور قول میں ہے فرق کیا تم نے نہیں دیکھا
خیال آتا ہے جب بدر و احد کے جانفروشوں کا
جدھر جاتے تھے کھل جاتے تھے دریا ان کے رستوں سے

سروں پر خاک [illegible] پاؤں میں نکبت کی زنجیریں
ملا دیں خاک میں عباسیوں کی ہم نے توقیریں
کہ یکسر ہو گئیں رسوا ہماری [illegible] تحریریں
تو آنکھوں میں مری پھرتی ہیں ان لوگوں کی تصویریں
وہ جب تیور بدلتے تھے پلٹ جاتی تھیں تقدیریں

یہی دیں ہے یہی مفہوم توحید رسالت ہے
کہ ہاتھوں میں ہوں شمشیریں زبانوں پر ہوں تکبیریں

۵ صفر المظفر ۱۳۴۸ سنہ ہجری مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۲۹ سنہ عیس

دھلی کی یاد میں

(از جناب حفیظ الرحمان صاحب آصف دہلوی)

جناب حفیظ الرحمان صاحب آصف دہلوی سے قارئین الجمعیۃ اچھی طرح واقف ہیں آپ کی اکثر نظمیں الجمعیۃ میں شائع ہو چکی ہیں "دہلی کی یاد میں" آپ کی تازہ ترین نظم ہے جو ۱۹ بند و ن پر مشتمل ہے اس نظم کا ہر بند جناب آصف صاحب کے دلی جذبات کا آئینہ ہے ہمیں افسوس ہے کہ گنجائش نہ ہونے کے باعث ہم پوری نظم شائع کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیئے بغیر کسی کاوش کے پانچ بند شائع کرتے ہیں جنکو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پوری نظم کی بلندی کا اندازہ کر سکیں گے (ایڈیٹر)

اے جہان آباد! اے گہوارۂ دین مبیں! — تھا کبھی تو مہبط انوار رب العالمین
آہ! وہ دن کیا ہوئے؟ ہمدوش فردوس بریں — سرزمیں تیری تھی جب جولانگہ روح الامین
کچھ وہ اپنی پہلی شوکت یاد آتی ہے تجھے؟
دیکھ تو، تاریخ ماضی کیا بتاتی ہے تجھے؟

آج جولانگاہ وحشت ہیں یہ ویرانے ترے — نوحہ گر ہیں تیری بربادی پہ کاشانے ترے
اب نہ ساقی ہے نہ صہبا ہے نہ میخانے ترے — تو ہی بتلا کس طرف جائیں گے مستانے ترے
خوں بگریم چوں زورت یادی آید مرا
نوحہ خوانم چوں زورت یادی آید مرا

اے کہ تھا روح القدس کو فخر تیری خاک پر — تذکرہ تیرا ملائک میں بھی تھا افلاک پر
رو رہی ہے آج حسرت تیری ارض پاک پر — بیکسی چھائی ہوئی ہے دیدۂ غمناک پر
ذرہ ذرہ میں جھلکتا ہے گذشتوں کا لہو
آتی ہے تیرے گلو میں آج بھی پہلو کی بو

آج بھی شب کا اثر باقی تری محفل میں ہے — کچھ چمک ذرات حق کی ظلمت باطل میں ہے
قافلہ ملت کا خوابیدہ تری منزل میں ہے — آنکھ سے اوجھل ہے جو لیلیٰ ابھی محمل میں ہے
دفن ہیں اسلاف تیری خاک گوہرپوش میں
ناز تھا جن پر تجھے ہیں وہ تری آغوش میں۔

اوج ماضی یاد کر! اور آج اس پستی کو دیکھ — اور پھر اپنی مے غفلت کی بدمستی کو دیکھ
اپنی گوہر ریزو گوہر خیز اس ہستی کو دیکھ — ہو رہی ہیں سب کچھ اس اجڑی ہوئی بستی کو دیکھ
نور جان در ظلمت آباد بدن گم کردئی
آہ از اں یوسف کہ تو در پیرہن گم کردئی

1929

جولائی ۱۹۲۹

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

ضلع لدھیانہ علاقہ بیٹ کی بیداری

۲۱ جون ۱۹۲۹ء کو موضع بلیہ وال میں جمعیۃ تبلیغیہ کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ انوریہ عربیہ بلیہ وال منعقد ہوا۔ دیہات کے کثیر التعداد مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ صاحب صدر نے اپنی ایک مختصر ابتدائی تقریر میں دیہاتی مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ جب تک ہم سب متفق الرائے ہو کر کسی ایک نظام کے ماتحت باقاعدہ کام نہیں کرینگے، اس وقت تک ہماری موجودہ مشکلات حل نہیں ہوسکتیں۔ جناب صدر کی تقریر کے بعد ذیل کی تجاویز اتفاق رائے سے منظور ہوئیں۔

(۱) جمعیۃ تبلیغیہ بلیہ وال کا یہ عام جلسہ مسلمانوں کو عام تباہی اور بربادی سے بچانے کے لئے بالاتفاق یہ تجویز کرتا ہے کہ جملہ خلاف شرع رسومات شادی و غمی وغیرہ کو فوراً بند کردیا جاوے۔ زمیندار بچوں کی عام واقفیت کیلئے دینیات کے پرائمری امدادی سکول جاری کئے جاویں اور فصل خصومات کیلئے مصالحتی پنچایتیں حلقہ وار قائم کی جاویں۔ دین و دنیا کے ضروری کاروبار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کیلئے مبلغین مقرر کئے جاویں۔ اور مسلمانوں کو تجارت کی طرف رغبت دلائی جاوے۔ مسلمان عورتوں کو غیر قوموں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے روکا جاوے۔ اور جملہ مسلمانان علاقہ سے درخواست کی جاوے کہ وہ ان امور کی تکمیل کے لئے اراکین جمعیۃ کی ہر ممکن طریق پر امداد فرمائیں۔

محرک، مولوی حکیم محمد شفیع صاحب

موئیدین، میاں عبداللہ صاحب سہارنپوری۔ میاں عبداللہ صاحب لوہگڑھی۔ حافظ نور محمد صاحب امام مسجد گڑھی۔

(۲) جمعیۃ تبلیغیہ کا یہ عام جلسہ کاشتکاران علاقہ کی موجودہ تباہی و بربادی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت وقت سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ چاہی زمینوں کا معاملہ عام بارانی زمینوں سے زیادہ نہ لیا جاوے اور عام قحط سالی اور خرابی کی وجہ سے بارانی زمینوں کا معاملہ کم کردیا جاوے تاکہ رعایا آرام سے زندگی بسر کرسکے۔

محرک، حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ انوریہ عربیہ بلیہ۔

موئیدین، مولوی عنایت اللہ صاحب۔ و چوہدری رحمت اللہ صاحب لکھووال۔ چوہدری نتھی خاں صاحب سلیم پوری۔

بعد ازاں مولانا مولوی محمد نعیم صاحب مفتی لدھیانہ نے نشان تجاویز کی تائید و تشریح کرتے ہوئے زبردست تقریر کی۔ آپ کے بعد مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے مختصری تقریر کی اور مسلمانوں کو بتایا کہ دنیا میں وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جو اپنی عزت اور دین و حقوق کو قائم کرنے کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہے۔ آپ کے بعد مولانا عبدالمجید صاحب نائب مہتمم مدرسہ غزنویہ عربیہ لدھیانہ نے لوگوں کو وعظ و نصائح سے مستفیض فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس جلسہ کا اثر دیہات کی مسلمان آبادی پر بہت اچھا ہوا۔ بعد نماز عصر جلسہ ختم ہوا۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

محمد عنایت اللہ خان۔ مبلغ جمعیۃ تبلیغیہ بلیہ وال

9 December 1933

۹ردسمبر ۱۹۳۳ء

مولانا احمد سعید اور پنڈت جواہر لال نہرو کا زلزلہ انگیز اعلان

حکومت پرستوں اور فرقہ پروروں کی صفوں میں کھلبلی

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی اہم تصریحات

کچھ عرصہ ہوا کہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے مسلم کانفرنس کی حکومت نواز پالیسی کے خلاف بلاخوف لومۃ لائم جو اہل حق کا ہمیشہ سے طغرائے امتیاز رہا ہے۔ ایک زبردست حریت آموز اور حقیقت افروز بیان اخبارات میں شائع فرمایا تھا جس نے حکومت کے کاسہ لیسان ازلی ولایہ گران سرمدی کے جذبۂ قوم پرستی کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ چند حکومت پرست اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے تمام قوم پرست اخبارات نے بلا اختلاف مذہب وملت ناظم صاحب موصوف کے بیان کی تائید میں مقالات لکھے اور مولانا کی غیر جانبدارانہ روش کو سرحیثیت سے قابل تحسین قرار دیا۔ بلکہ موصوف کی اس جرأت نے بہتیرے مخالفین جمعیۃ کو محو حیرت بنا دیا۔

اسی قسم کا جب ایک اعلان جواں بخت نوجوان پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے مسلم کانفرنس کی بڑی بہن ہندو مہاسبھا کے خلاف شائع ہوتا ہے تو تمام قدامت پسند اور اوہام پرست ہندو پریس اس نوجوان کی مخالفت پر قلمی اور زبانی جہاد کے لئے میدان کارزار میں اتر آتا ہے۔ اس اعلان سے پہلے جو جواں بخت نوجوان ہندوستان کا بہترین دل و دماغ قرار دیا جاتا تھا جس کی جرأت و دلیری اور ایثار و قربانی پر مقالات لکھے جاتے تھے جس کو نہ صرف ہندو قوم بلکہ تمام باشندگان ہند کا نجات دہندہ مانا جاتا تھا جس کی قوت و طاقت نیز اثر و رسوخ کے پردہ میں ایوان حکومت کو اپنی ذاتی ہر جائز و ناجائز خواہشات پورا کرنے کے لئے مرعوب کیا جاتا تھا جس کی ملاقات کے لئے گاندھی جی اور مالوی جی ہر وقت آرزومند رہتے تھے جس کے جذبۂ حریت نے ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو لاہور میں راوی کے کنارے علم آزادی بلند کرکے تاریخ ہند میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا تھا جو باشندگان ہند کے لئے بالعموم اور برادران وطن کے لئے بالخصوص صد فخر و امتنان کا موجب تھا۔

افسوس آج وہی جواں بخت نوجوان نومبر ۱۹۳۳ء میں جب کہ ملک و ملت کو اغیار کی دست برد سے بچانے کے لئے بنارس یونیورسٹی میں ہزاروں جوانوں کے سامنے ہندو قوم کے ایک واجب الاحترام اور قابل اعتماد ستر سالہ بزرگ کی زیر صدارت اپنی قوم کی ان خوفناک سازشوں کا پردہ چاک کرتا ہے جو اب تک ہندو قوم کو بالخصوص اور دیگر اقوام ہند کو بالعموم قعر مذلت میں گرا کر دائمی غلامی کا موجب ثابت ہو رہی ہیں۔ تو ہندوستان کا وہ قدامت پسند اور اوہام پرست طبقہ جن کا وجود ہی دائمی غلامی کے خمیر سے کتم عدم سے منصۂ شہود پر آیا ہے۔ اپنے مرشد ... کا ... اور ... دلانہ حملوں سے اس جواں بخت نوجوان کو مرعوب کرکے شکست دینے کے لئے میدان کارزار میں اتر آیا ہے۔

لیکن دوسری طرف ہندوستان کے نوجوان طبقہ نے دراصل جن کے کندھوں پر ہندوستان کے مستقبل کا دارومدار ہے۔ جواں بخت نوجوان کی ہر ممکن اور جائز امداد کا ملک و ملت کو آزاد کرانے کے لئے عزم بالجزم کر لیا ہے نیز بلا اختلاف مذہب و ملت نوجوانان ہند کو اس امر کا پورا احساس ہو چکا ہے کہ ہماری کامیابی میں تاخیر کا موجب اگر کوئی امر قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ ان اغراض پرستوں اور سرکار پرستوں کی حکومت نواز پالیسی ہے جو ہمیشہ ہماری خیر خواہی کے پردے میں ہماری تباہی کا باعث ثابت ہوئی ہے یہی وہ جماعت ہے جو قومیت اور مذہبیت کا نہایت مبارک جامہ پہن کر ایک غیر ملکی حکومت کے قیام اور بقا رہی میں اپنی نجات یقین کرتی ہے۔

ناظم جمعیۃ العلماء حضرت مولانا احمد سعید صاحب مسلمان ہند میں سب سے پہلے وہ حساس مرد میدان ہیں جنہیں اس پردے کے چاک کرنے کا سب سے پہلے احساس ہوا۔ اس کے بعد وہ جواں بخت نوجوان پنڈت جواہر لال جو نوجوانوں کے محبوب ترین قومی رہنما ہیں جنہیں ہندو سبھا کی ان خطرناک سازشوں کو بے نقاب کرنے کا موقع ملا جو ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے قعر مذلت میں ڈال کر تباہ کرنے والی ہیں۔

ہم خدائے لایزال سے دست بدعا ہیں کہ وہ نوجوانان ہند کو استقامت اور استقلال دے جو انہیں اس غلامی کی لعنت سے نکال کر دنیا کی ممتاز قوموں میں کھڑا ہونے کے قابل بنا دے۔ قدامت پسند اور اوہام پرست باشندگان ہند کا آلۂ و لیکا ... انہیں جادۂ حق سے گمراہی کی طرف لے جانے کا باعث نہ بن جائے۔

مجھے کامل امید ہے کہ اگر ہندوستان کی دونوں قومیں نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں گی اور اپنی اپنی غلطیوں پر مطلع ہو کر صراط مستقیم کی طرف آنے کی کوشش کریں گی تو آزادی کی منزل نہایت قریب ہے اور ہندوستان کا وہ لاینحل مسئلہ ہندو مسلم اتحاد نہایت آسان طریق پر حل ہو سکتا ہے۔ مسلم کانفرنس اور ہندو مہاسبھا نیز دیگر وہ معزز حضرات جو مولانا احمد سعید صاحب اور پنڈت جواہر لال نہرو کے عائد کردہ الزامات کو غلط خیال کرتے ہیں۔ بزعم خود وہ بھی پکے اور سچے قوم پرست ہیں۔ مولانا احمد سعید اور پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح متحدہ قومیت کے حامی ہیں تو انہیں تمام فرقہ وارانہ الزامات کو فوراً خاتمہ کرکے متحدہ ہندوستان کا سنگ بنیاد رکھ دینا چاہئے جسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمارے پنڈت مدن موہن مالوی سخت دکھ اور تکلیف محسوس فرما رہے ہیں۔

محمد نعیم

مرادآباد میں علماء و زعماء کا اہم اجتماع

مورخہ [illegible] مارچ ۱۹۳۷ء

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا غیر معمولی اجلاس

صوبہ متحدہ کے وقف بل پر غور و خوض

ایک منتخبہ کمیٹی کا تقرر

مرادآباد ۱۹ مارچ۔ کل جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا اجلاس متعلقہ وقف بل پیش کردہ حافظ ہدایت حسین صاحب ممبر یو۔پی کونسل زیر صدارت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصیت سے شرکت فرمائی۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند مرحوم و مغفور۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا [illegible] صاحب [illegible] مولانا نور الدین صاحب بہاری۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی۔ مولانا عبدالماجد صاحب قادری۔ حاجی محمد اکبر صاحب۔ حافظ محمد یسین صاحب سہارنپور۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا منظم حسین صاحب امروہہ۔ مولانا حکیم محمد قاسم علی صاحب۔ شیخ محمد یونس صاحب۔ مولانا رحمت اللہ صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ مولانا [illegible] صاحب۔ مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب۔ جناب علی متقی خاں صاحب۔ مولانا انوار الحق صاحب۔ مولوی عبدالواحد صاحب۔ مولوی عبدالحفیظ صاحب۔ مولانا محمد دراز بیگ صاحب۔ مولانا زاہد حسین صاحب۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ محمد عبدالقادر صاحب۔ مولانا محمد قمر الدین صاحب۔ مولانا قاری عبداللہ صاحب۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب محمد داؤد علی خاں صاحب۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپور۔ حکیم سید جمیل احمد صاحب۔ مولانا ابوالوفا صاحب ثنائی۔ مولانا حکیم انظار احمد صاحب۔ مولانا فخرالدین صاحب مرادآباد۔ مولانا بدرالدین صاحب وکیل۔ قاضی فرزند حسین صاحب رئیس مرادآباد۔ مفتی سید محمد شفیع صاحب حسن پور۔

اجلاس کی کئی نشستوں میں اوقاف بل پر غور و خوض ہوا۔ اور بالآخر مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق آراء منظور ہوئیں۔

تجویز نمبر ۱۔ چونکہ وقف شرع اسلام کی رو سے ایک عبادت ہے اور وہ مسلم پرسنل لاء کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔ اس کے اصول و احکام شرع اسلامی کے قوانین میں مفصل طور پر موجود ہیں وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے اور متولیوں کے فرائض و اختیارات کی تمام تفاصیل مذکور ہیں جن میں کسی کمی بیشی یا ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ بعض متولی اپنے ان شرعی اختیارات کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے اور وقف کی آمدنی یا نفس جائداد موقوفہ کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور ان کو ان زیادتیوں سے روکنے اور شرعی اختیارات کے دائرہ تک محدود رکھنے کے لئے کوئی قوت مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے اس جلسہ کی رائے ہے کہ اگر وضع قوانین کی کسی مجلس میں اوقاف کو متولیوں کی زیادتی سے بچانے اور شرعی حدود میں رکھنے کے لئے کوئی مسودۂ قانون پیش کیا جائے اور اس میں وقف کے شرعی احکام میں سے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو تو مسلمان اسے گوارا کر سکتے ہیں۔

تجویز نمبر ۲۔ اس جلسۂ مشاورت کی پورے غور و خوض کے بعد قطعی رائے ہے کہ خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کے تیار کئے ہوئے مسودہ میں اوقاف کے بہت سے شرعی احکام کی مخالفت موجود ہے اس لئے یہ مسودہ موجودہ صورت میں مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول نہیں ہے۔

نیز طے پایا کہ ان بنیادی مسائل کی روشنی میں جو مجلس مشاورت میں طے ہوگئے ہیں وقف بل پیش کردہ حافظ ہدایت حسین صاحب کو شرعی نقطۂ نظر سے ترمیمات کے لئے حسب ذیل پانچ ارکان کی ایک کمیٹی بنادی جائے جن کے ارکان حسب ذیل ہوں گے۔

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ مولانا عبدالحامد صاحب۔ مولوی [illegible] صاحب۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ مولوی فضل علی صاحب وکیل [illegible]۔

اور طے پایا کہ اس کمیٹی کے کنوینر مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب ہوں گے اور حضرت صدر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کو حق ہوگا کہ وہ زائد سے زائد دو مزید حضرات کو شریک مشورہ فرمائیں۔

اور کمیٹی کا یہ اجلاس ایسٹر کی تعطیلات میں ہو اور کمیٹی اپنی رپورٹ زائد سے زائد ۱۰ اپریل تک اس مجلس مشاورت کے سامنے پیش کرے اور جناب صدر کو یہ حق ہوگا کہ موجودہ مجلس مشاورت کے علاوہ دیگر حضرات کو بھی شرکت کی دعوت آئندہ اجلاس میں دے سکتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے مولانا احمد سعید صاحب کا نام کمیٹی میں اور اضافہ فرمایا۔

بحکم صدر اس سب کمیٹی کا اجلاس مولوی عبدالحفیظ صاحب بھرائچوی کی دعوت پر ایسٹر کی تعطیلات میں ۲۹ مارچ کو بھرائچ میں ہونا قرار پایا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

وقف بل، مظالم کشمیر، خان عبید اللہ خاں کی بھوک ہڑتال اور دیگر مسائل کے متعلق اہم قرارداد میں

مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے متفقہ اپیل

مرادآباد ۱۷ مارچ۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ مارچ ۱۹۳۷ء کو مرادآباد میں ہونا قرار پایا تھا وہ ان تاریخوں میں اپنی سابقہ شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ارکان جمعیۃ نے شرکت فرمائی۔

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب بہاری۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب [illegible]۔ حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔

ایجنڈہ کے مطابق وقف بل صوبہ متحدہ و دیگر صوبجات ہند نیز مظالم کشمیر امداد مصیبت زدگان بہار اور بعض دیگر امور کے متعلق حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

تجویز نمبر ۱۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ وقف ایک خالص شرعی عبادت ہے۔ اور خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کا پیش کردہ وقف بل احکام وقف کی صریح مخالفتوں پر مشتمل ہے۔ ارکان کونسل اور حکومت پر یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ بل موجودہ صورت میں اسلامی نقطۂ نظر سے ناقابل برداشت و ناقابل قبول ہے۔

اسی طرح بہار کا وقف بل اور بمبئی کا وقف بل اور کوئی بل بھی جو شرعی احکام کے مطابق نہ ہو مسلمانوں کے لئے قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

تجویز نمبر ۲۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ حکومت کے اس متعصبانہ تساہل کو جو خان عبید اللہ خاں کی رہائی میں وہ برت رہی ہے غم و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ خان موصوف کی بھوک ہڑتال ڈیڑھ مہینہ سے جاری ہے اور ان کی حالت انتہائی نزاکت تک پہنچ چکی ہے۔ حکومت کا یہ تساہل انسانیت کے معمولی اصول کے لحاظ سے بھی قابل مذمت ہے۔ اگر حکومت کی تغافل شعاری سے خان موصوف کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا تو نہ صرف صوبہ سرحد کی آبادی بلکہ تمام ہندوستان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ جائے گی اور اس کے نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

تجویز نمبر ۳۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حکومت کشمیر کے ان مظالم اور وحشیانہ جبر و تشدد کو جو اپنی رعایا کے جائز مطالبات کو کچلنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں انتہائی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور حکومت کشمیر پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اس کی انصاف کش پالیسی اور وحشیانہ مظالم کے خطرناک نتائج کشمیر کے امن و اطمینان کو برباد کر دینے کا باعث ہوں گے۔

ایک تجویز میں بہار کے مصیبت زدگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے منظور ہوا کہ ایک عام اعلان شائع کیا جائے جس میں بہار کی مصیبت زلزلہ زدگان کی امداد و اعانت کے لئے اہل ملک سے اپیل کی جائے اور تمام جماعتوں سے التماس کی جائے کہ وہ متحد ہو کر اور تعاون کے ساتھ اس سلسلہ میں کام کریں۔

مولانا نور الدین صاحب کا دہلی میں ورود

دہلی [illegible] مارچ۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند سابق ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ میں شرکت کے بعد مرادآباد سے آج دہلی وارد ہوئے۔ مولانا موصوف کا قیام دفتر جمعیۃ علماء ہند میں [illegible] ہے [illegible] احباب اس پتہ پر خطوط روانہ کریں۔

[illegible] مارچ ۱۹۳۶ء

مرادآباد میں علماء و زعماء کا اہم اجتماع

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا غیر معمولی اجلاس

صوبہ متحدہ کے وقف بل پر غور و خوض

ایک منتخبہ کمیٹی کا تقرر

مرادآباد ۱۶ مارچ۔ کل جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا اجلاس متعلقہ وقف بل پیش کردہ حافظ ہدایت حسین صاحب ممبر یو۔پی کونسل زیر صدارت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصیت سے شرکت فرمائی۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند مرحوم و مغفور۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا [illegible] صاحب [illegible]۔ مولانا [illegible] الدین صاحب بہاری۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی۔ مولانا عبدالماجد صاحب قادری۔ حاجی محمد اکبر صاحب۔ حافظ محمد یٰسین صاحب سہارنپور۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا مظہر حسنین صاحب امروہہ۔ مولانا حکیم محمد قاسم علی صاحب۔ شیخ محمد یونس صاحب۔ مولانا رحمت اللہ صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ مولانا [illegible] عبداللہ صاحب۔ مولانا محمد خلیل الرحمٰن صاحب۔ جناب علی متقی خاں صاحب۔ مولانا انوار الحق صاحب۔ مولوی عبدالواحد صاحب۔ مولوی عبدالحفیظ صاحب۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب۔ مولانا زاہد حسین صاحب۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ محمد عبدالقادر صاحب۔ مولانا محمد قمرالدین صاحب۔ مولانا قاری عبداللہ صاحب۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب محمد داؤد علی خاں صاحب۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپور۔ حکیم سید [illegible]

کو یہ حق ہوگا کہ وہ موجودہ مجلس مشاورت کے علاوہ دیگر حضرات کو بھی شرکت کی دعوت آئندہ اجلاس میں دے سکتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے مولانا احمد سعید صاحب کا نام کمیٹی میں اور اضافہ فرمایا۔

بحکم صدر اس سب کمیٹی کا اجلاس مولوی عبدالحفیظ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی دعوت پر ایسٹر کی تعطیلات میں ۲۹ مارچ کو بمقام [illegible] ہونا قرار پایا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

وقف بل، مظالم کشمیر، خان عبدالغفار خاں کی بھوک ہڑتال اور دیگر مسائل کے متعلق اہم قراردادیں

مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے متفقہ اپیل

مرادآباد ۱۷ مارچ۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس ۱۴، ۱۵، ۱۶ مارچ ۱۹۳۶ء کو مرادآباد میں ہونا قرار پایا تھا وہ ان تاریخوں میں اپنی سابقہ شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ارکان جمعیۃ علماء نے شرکت فرمائی۔

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب [illegible]۔ حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی۔

۳ مئی ۱۹۳۴ء

ایک منٹ کی تاخیر کئے بغیر اہل بہار کی خبر لو

مساجد اللہ کی تعمیر اور مصیبت زدگان کی امداد کا وقت

اہل ملک سے ارکان مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی پُرزور اپیل

زلزلہ بہار کی ہلاکت خیزی اور اہلِ بہار کی انتہائی مصیبت اور پریشانی اب محتاج بیان نہیں رہی۔ تمام ہندوستان کے باشندے اچھی طرح واقف ہوچکے ہیں کہ مختلف قسم کی تباہیاں اور بربادیاں جو زلزلہ کی وجہ سے اہلِ بہار پر وارد ہوئی ہیں ان کا واقعی ازالہ تو شاید پچاس سال میں بھی نہ ہوسکے گا اور کروڑہا روپیہ بھی اس کے لئے کافی نہ ہوں گے۔ تاہم انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے جس قدر ممکن ہو مصیبت زدگانِ بہار کی امداد و دستگیری میں بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے پیش کردے۔

مسلمانوں کے سامنے منہدم شدہ مساجد کا مسئلہ بہت اہم ہے کہ اس سلسلے میں تمام تر ذمہ داری اور مساجد کی تعمیر و مرمت کا تمام بار صرف مسلمانوں پر ہے۔

امارت شرعیہ بہار ریلیف کا کام بہت مستعدی ہوشیاری اور دیانتداری اور کفایت شعاری سے کررہی ہے۔ اس کے معزز کارکن اور ذمہ دار حضرات قریہ قریہ میں جاکر خود اپنے ہاتھ سے مزدوروں کی طرح خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مگر قلت سرمایہ کی وجہ سے ہر قدم پر رکاوٹ ہورہی ہے اور امداد و اعانت کی بہتر سے بہتر سکیمیں ملتوی کرنی پڑتی ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند نے مستقل اور جداگانہ فنڈ نہیں کھولا اور مسلمانوں سے درخواست [illegible] اور خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں نے توجہ فرمائی اور [illegible] اس قدر زیادہ اور شدید ہے کہ موصولہ رقوم ان کے مقابلہ میں گرم توے پر پانی کے ایک قطرہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

اس لئے جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی نے یہ طے کیا کہ مسلمانانِ ہندوستان سے پھر اپیل کی جائے کہ وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں اور مساجد اللہ کی تعمیر و آبادی کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ کریں۔ اور بارش شروع ہونے سے پیشتر امارت شرعیہ بہار کے پاس اس قدر رقم فراہم کردیں کہ وہ ضروری ضروری کام بارش سے پہلے پہلے پورے کرسکے۔ ورنہ بارش ہونے کے بعد اہلِ بہار کی مصیبت تصور سے زیادہ ہوجائے گی اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا

تمام امدادی رقوم ناظم بیت المال امارت شرعیہ صوبہ بہار بمقام پھلواری شریف ضلع پٹنہ کے پتہ سے ارسال کی جائیں یہ اپیل حسب تجویز جلسہ جمعیۃ عاملہ جمعیۃ علماء ہند دہلی منعقدہ مراد آباد ارکان جمعیۃ عاملہ کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان گرمجوشی کے ساتھ اس کا استقبال کریں گے اور کسی قسم کی تاخیر و تعویق کے بغیر امداد و اعانت کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ والاجر عند اللہ العفو العزیز القدیر

(۱) حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند (۲) حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند (۳) حضرت مولانا محمد سجاد صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند (۴) حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند (۵) حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد (۶) حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری (۷) حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ (۸) حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (۹) حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی (۱۰) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری (۱۱) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی (۱۲) حضرت مولانا عبدالصمد صاحب مونگیری (۱۳) حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب بہاری (۱۴) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قصوری۔ (۱۵) حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی (۱۶) حضرت مولانا مبارک حسین صاحب میرٹھی (۱۷) حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کُنجوری۔

مراد آباد میں عدیم المثال جلسہ سیرت النبی

[illegible] ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین صاحب انیس الغرباء صدر انجمن ہذا کے
سعی و حکیم عطاء احمد صاحب انصاری ممبر جمعیۃ العلماء و سرپرست انجمن ہذا کی
مساعی جمیلہ سے انجمن مذکور کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبی صلعم
ہونا قرار پایا ہے جس میں ہندوستان کے مشہور رہنمایان قوم تشریف لا رہے ہیں۔

جن میں سے قبلہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا مولوی
سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امرتسری۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن
محمد سجاد صاحب امیر شریعت بہار، حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب بہاری
نائب ناظم جمعیۃ العلماء سندھ۔ قبلہ حضرت مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
صدر جمعیۃ العلماء ہند، حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی، حضرت
مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب صدر احرار کی، حضرت مولانا مولوی ابوالوفا
صاحب شاہجہانپوری وغیرہ وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

جلسہ کے اغراض و مقاصد سرکار دوعالم صلعم کی سچی زندگی اسلام کی برکات
اخوت اسلامی خلق اعظم لطیف نمونہ و بغرض تقلید باشندگان مراد آباد کے سامنے
رکھے جاویں گے۔ جلسہ ۱۰ / ۱۱ / ۱۲ / اگست ۱۹۳۴ء۔ جامع مسجد میں منعقد
ہوا کرے گا۔

01-08-1934

داخلہ کونسل کے متعلق جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا فیصلہ

کانگریس ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر اظہار استحسان

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس کی کارروائی

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۱۰/۱۱/۱۲ اگست ۱۹۳۴ء کو مرادآباد میں زیر صدارت حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند دہلی منعقد ہوا۔ چونکہ اس اجلاس کے ایجنڈے میں موجودہ سیاسی صورت حالات پر غور و خوض اور آئندہ انتخابات میں جمعیۃ علماء ہند کے رویہ کا مسئلہ بھی شامل تھا اس لئے مجلس عاملہ کے اراکین کی بہت بڑی تعداد نے شرکت فرمائی اور مختلف صوبوں اور بعض اسلامی انجمنوں کی خواہشات پر توجہ دلانے کے بعد جمعیۃ کے سیاسی ماحول اور مقامی جمعیتوں کے نقطہ ہائے نگاہ کو پیش کرنے کی آئندہ پالیسی پر مکمل بحث کی گئی۔ مسلسل کئی نشستوں میں مسئلہ انتخاب پر غور کیا گیا اور طویل بحث و تمحیص کے بعد جس میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ نائب امیر شریعت بہار۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی لکھنوی۔ حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔ حضرت مولانا مبارک حسین صاحب میرٹھی۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب میرٹھی۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا عبدالصمد صاحب بہاری۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی کے علاوہ بعض اراکین مرکزی نے بھی حصہ لیا اور حسب ذیل قرارداد باتفاق رائے پیش ہوئی:۔

"جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس۔ اجلاس نگینہ منعقدہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء کی تجویز کے پیش نظر اپنے اس غیر متزلزل ارادے کا مکرر اظہار کرتا ہے کہ جمعیۃ کے نزدیک موجودہ مجالس وضع قوانین کا داخلہ آزادی وطن کی تکمیل کے لئے مفید اور کامیاب اقتصاد ذریعہ نہیں ہے اور جو محبان وطن حکومت کی متشددانہ اور مستبدانہ پالیسی کی مزاحمت اور مجالس مذکورہ کے ذریعہ سے آنے والی دینی اور وطنی مضرتوں کی مدافعت کے مخلصانہ ارادے سے ان مجالس میں جانے کو مفید سمجھتے ہیں ان کے اقدام کو بنظر استحسان دیکھتا ہے تاہم مجالس وضع قوانین کے داخلہ کو مفید سمجھنے والی جماعتوں کی اس خواہش پر کہ جمعیۃ ان کے نمائندوں کی شخصی تائید کرے یہ اجلاس اپنے رویہ کا صاف صاف اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جمعیۃ اپنی سابقہ روایات کی بناء پر صرف اس جماعت کے نمائندوں کی شخصی تائید کر سکتی ہے جس کے نزدیک مدار انتخاب حسب ذیل امور ہوں:۔

(۱) وائٹ پیپر کو ان دفعات کے علاوہ جن پر کمیونل ایوارڈ مشتمل ہے مسترد کرانا

(۲) متشددانہ قوانین کو منسوخ کرانا اور حکومت کی سخت گیر پالیسی کی مذمت اور مخالفت کرنا اور ہر ایسے بل یا تجویز کی مخالفت کرنا جو ہندوستان کی تحریک آزادی یا سیاسی

مسلم اوقاف کے متعلق صوبہ متحدہ کا مسودۂ قانون

جمعیۃ علمائے ہند کے جلسۂ مشاورت کی مفصل ترمیمات

شرعی نقطۂ نگاہ سے جید علماء اور سربرآوردہ زعماء کے فیصلے

الحمد للّٰہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد صوبہ متحدہ کی کونسل میں خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب نے ایک مسودۂ قانون "وقف بل" کے نام سے پیش کیا ہے جو ابتدائی مرحلے سے گزرنے کے بعد سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے اور آج کل رائے عامہ حاصل کرنے کی غرض سے حکومت نے اس مسودہ کو شائع کر دیا ہے۔

جمعیۃ علماء مراد آباد کی دعوت پر جمعیۃ علماء ہند نے مراد آباد میں اس وقف بل پر غور و خوض کیلئے ایک مجلس مشاورت طلب کی جس کا اجلاس ۱۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو مراد آباد میں منعقد ہوا اور اس میں ہندوستان کے حسب ذیل اکابر علماء و اہل الرائے حضرات نے شرکت فرمائی:—

مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی سابق پروفیسر ندوۃ العلماء ۔ مولانا نور الدین صاحب صدیقی بہاری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند ۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی جنرل سکرٹری جمعیۃ علماء کانپور ۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند ۔ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی جانشین شیخ الہند قدس سرہٗ صدر مدرس دار العلوم دیوبند ۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند ۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند ۔ مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی ۔ حاجی محمد اکبر صاحب سوداگر مراد آباد ۔ حافظ محمد یٰسین صاحب سہارنپوری منیجر بوٹ ہاؤس ۔ مولانا بشیر احمد صاحب گنگوہی ۔ مولانا سید معظم حسین صاحب مہتمم مدرسہ [illegible] ۔ مولانا حکیم محمد قاسم علی صاحب امام جامع مسجد مراد آباد ۔ شیخ محمد یونس صاحب مالک یونس اسٹور مراد آباد ۔ مولانا محمد رحمت اللہ صاحب نہٹور ضلع بجنور ۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ۔ مولانا محمد عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۔ مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۔ مولانا محمد خلیل الرحمٰن صاحب نائب مہتمم شاہی مسجد مراد آباد ۔ جناب سید علی متقی خاں صاحب رئیس امروہہ ۔ انوار الحق صاحب قصبہ جہالو ضلع بجنور ۔ مولوی محمد عبد الواحد صاحب بچھرایونی ۔ مولوی عبد الحفیظ صاحب رئیس بچھرایوں ۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب ۔ حافظ سید زاہد حسن صاحب امروہہ ۔ مولانا محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد ۔ مولانا محمد عبد القادر صاحب ۔ مولانا محمد قمر الدین صاحب ۔ مولوی عبد الواحد صاحب ۔ مولانا قاری عبد اللہ صاحب مراد آباد ۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مراد آباد ۔ نواب محمد داؤد علی خاں صاحب سنبھل ضلع مراد آباد ۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپوری ۔ حکیم سید جمیل الدین صاحب شاہجہانپوری ۔ مولانا ابو الوفا صاحب نعمانی شاہجہانپور ۔ مولانا حکیم انظار احمد صاحب ۔ مولانا فخر الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد ۔ مولوی بدر الدین صاحب وکیل نگینہ ۔ قاضی ثروت حسین صاحب رئیس مراد آباد ۔ منشی سید محمد شفیع صاحب قصبہ حسن پور ۔

اس جلسۂ مشاورت میں حافظ ہدایت حسین صاحب کا مسودۂ قانون وقف پیش ہوا اور پورے غور اور بحث و تمحیص کے بعد اس جلسہ نے حسب ذیل تجاویز منظور کیں:—

تجویز نمبر (۱) چونکہ وقف شرع اسلام کی رو سے ایک عبادت ہے اور وہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کے اجزاء میں سے ایک اہم جزو ہے ۔ اس کے اصول و احکام شرع اسلامی کے قوانین میں مفصل طور پر موجود ہیں ۔ وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے اور متولیوں کے فرائض و اختیارات کی تمام تفاصیل مذکور ہیں جن میں کسی کمی بیشی یا ترمیم کی گنجائش نہیں ہے ۔ مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ بعض متولی اپنے ان شرعی اختیارات کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے اور وقف کی آمدنی یا نفس جائداد موقوفہ کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور ان کو ان زیادتیوں سے روکنے اور شرعی اختیارات کے دائرہ تک محدود رکھنے کے لئے کوئی قوت مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے ۔ اس لئے اس جلسہ کی رائے ہے کہ اگر وضع قوانین کی کسی مجلس میں اوقاف کو متولیوں کی زیادتی سے بچانے اور شرعی حدود میں رکھنے کے لئے کوئی مسودۂ قانون پیش کیا جائے اور اس میں وقف کے شرعی احکام میں سے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو تو مسلمان اسے گوارا کر سکتے ہیں ۔

تجویز نمبر (۲) ۔ اس جلسۂ مشاورت کی پوری غور و خوض کے بعد قطعی رائے ہے کہ خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کے تیار کئے ہوئے مسودہ میں اوقاف کے بہت سے شرعی احکام کی مخالفت موجود ہے اس لئے یہ مسودہ موجودہ صورت میں مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول نہیں ہے ۔

تجویز نمبر (۳) اس جلسۂ مشاورت کی رائے ہے کہ وقف بل پیش کردہ حافظ ہدایت حسین صاحب کو پانچ ارکان کی ایک کمیٹی بنا کر اس کے سپرد کر دے تاکہ وہ شرعی نقطۂ نظر سے اس طرح ترمیم کر دے کہ وہ قابل قبول ہو سکے ۔ یہ جلسہ صدر محترم کو دو مزید ارکان کے اضافہ کا اختیار دیتا ہے ۔

اسمائے ارکان کمیٹی :— حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب (صدر) ۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب (داعی) ۔ مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی ۔ مولوی محمد بدر الدین صاحب وکیل نگینہ ۔ مولوی فضل علی صاحب وکیل بدایوں ۔

تجویز نمبر ۳ کے ماتحت جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں صدر محترم نے اس اختیار کے ماتحت جو تجویز میں تفویض کیا گیا تھا ارکان کمیٹی میں حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند اور جناب سید علی متقی خاں صاحب کے اسمائے گرامی کا اضافہ فرمایا ۔

جلسۂ مشاورت نے ترمیم کے لئے جو سب کمیٹی مقرر کی تھی اس کے لئے چند اصول بھی معین کر دیئے تھے کہ سب کمیٹی ان اصول و ضوابط کی روشنی میں حافظ ہدایت حسین صاحب کے مسودۂ قانون کی ترمیم کرے ۔

اس سب کمیٹی نے اپنے اجلاس علی الترتیب بچھرایوں ، دہلی اور نگینہ میں منعقد کئے اور سوائے مولوی فضل علی صاحب وکیل بدایوں کے تمام ارکان نے شرکت فرمائی ۔ کمیٹی نے حافظ ہدایت حسین صاحب کے مسودۂ قانون کی تمام دفعات پر شروع سے اخیر تک شرعی نقطۂ نظر سے اصول مقررہ کی روشنی میں غور و خوض کیا اور جہاں جہاں ترمیم اور حذف و زیادت کی ضرورت سمجھی وہاں ترمیم یا کمی اور زیادتی کر دی ۔

ارکان کمیٹی کے علاوہ اس کارروائی میں جناب مولانا عبد الحفیظ صاحب رئیس بچھرایوں اور جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب وکیل نگینہ ممبر مجلس وضع قوانین صوبہ متحدہ مولانا عبد الواحد صاحب بچھرایونی و مولانا عبید اللہ صاحب بچھرایونی نے بھی پوری سرگرمی کے ساتھ شرکت فرمائی اور ہر طرح مجلس کو اپنے مفید مشوروں سے فائدہ پہنچایا ۔ خصوصاً حافظ محمد ابراہیم صاحب کی قانونی مہارت اور ان کی مذہبی محبت سے کمیٹی کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا کمیٹی ان تمام حضرات کی مساعی جمیلہ کی شکر گزار ہے ۔

کمیٹی نے اپنا ترمیم کیا ہوا مستقل مسودہ مجلس مشاورت کے دوسرے اجلاس میں جو ۱۸ - ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء کو بمقام نگینہ ہوا پیش کیا ۔ اس جلسۂ مشاورت نے تمام مسودہ اور ترمیمات پر تفصیلی بحث کی اور بالآخر جس شکل میں مسودہ منظور ہوا وہ ذیل میں حافظ ہدایت حسین صاحب کے مسودہ کے بالمقابل درج کیا جاتا ہے ۔ ناظرین حافظ ہدایت حسین کے مسودہ اور جمعیۃ علماء کے جلسۂ مشاورت کے ترمیم کئے ہوئے مسودہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد یقینی طور پر دیکھیں گے کہ مسلمانوں کے پرسنل لاء اور مسلم اوقاف کی حفاظت کیلئے جمعیۃ علماء کے مسودہ میں جن نقاط کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہ واجب القبول ہیں اور مسلم رائے عامہ اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتی ۔

نگینہ کے جلسۂ مشاورت منعقدہ ۱۸ - ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء میں حسب ذیل حضرات نے شرکت فرمائی :—

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند ۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند ۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند ۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند ۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ۔ جناب بلال احمد صاحب زبیری ایڈیٹر الجمعیۃ ۔ جناب سید علی متقی صاحب ۔ جناب ظہیر عالم محمد صاحب ۔ جناب محمد رحمت اللہ صاحب نہٹوری ۔ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی ۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ۔ جناب محمد شفیق احمد صاحب ۔ حضرت مولانا محمد میاں صاحب ۔ جناب محمد نصیر الدین صاحب ۔ جناب مرتضیٰ علی صاحب ۔ مولوی عبد الرزاق صاحب ۔ جناب نثار علی صاحب قاضی قصبہ [illegible] ۔ جناب مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب ۔ جناب مولوی محمد جمیل الرحمٰن صاحب ۔ جناب مولوی محمد مختار احمد خاں صاحب ۔ جناب مولوی محمد عبد الوحید خاں صاحب ۔ جناب محمد حسین صاحب ۔ جناب محمد حامد علی صاحب ۔ جناب محمد انوار الحق صاحب ۔ جناب مولوی زاہد حسین صاحب نائب مہتمم مدرسہ عالیہ امروہہ ۔ جناب مختار علی صاحب ۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ۔ جناب ظہیر الدین صاحب ۔ جناب مولوی محمد بدر الدین صاحب وکیل ۔ جناب عبد الحفیظ صاحب ۔ مولانا عبد الواحد صاحب ۔ جناب محمد عبد اللہ صاحب ۔ مولوی حکیم سید محبوب علی صاحب ۔ جناب مولانا محمد صاحب مدرس اول مدرسہ قاسمیہ نگینہ ۔ جناب مولوی محمد حمید صاحب ۔ جناب مولوی محمد الیاس صاحب ۔ جناب محمد اسحاق صاحب ۔ جناب عبد المجید صاحب ۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب ۔ جناب محمد الیاس صاحب صدیقی ۔ جناب مولوی انوار الحق صاحب ناظم مدرسہ تجوید القرآن ۔ جناب محمد عثمان احمد صاحب ۔ جناب سید حسین صاحب ۔ جناب انیس احمد صاحب ۔ جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ جناب محمد ابراہیم صاحب ۔ جناب ظفر حسن صاحب ۔ جناب سبطین صاحب ۔ جناب محمد اختر علی صاحب طبیب ۔ جناب شیخ نزاکت حسین صاحب وکیل ۔ جناب محمد یعقوب صاحب وکیل ۔ جناب حسن منظور صاحب ۔ جناب احمد حسین صاحب ۔ جناب محمد حسین صاحب ۔ جناب حامد الانصاری صاحب غازی مدیر معاون مدینہ ۔ جناب مولوی محمد اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ۔ جناب جواد حسین صاحب کرتپوری ۔ جناب نصر اللہ خاں صاحب عزیز مدیر مدینہ بجنور ۔ جناب بشیر احمد صاحب ۔ جناب امین الدین صاحب ۔ جناب ضمیر احمد صاحب ۔ جناب عبد الغفور صاحب ۔ جناب محمود احمد صاحب صدیقی ۔ جناب ظہیر جمیل صاحب ۔ جناب محمود علی صاحب ۔ جناب مولوی محمد عبد اللہ الانصاری صاحب ۔ جناب محمد عبد الرؤف صاحب ۔ جناب ستجاب الدین صاحب ۔ جناب سید ذو الفقار علی صاحب ۔ جناب نہال احمد صاحب شیرکوٹی ۔ جناب مولوی طفیل احمد صاحب ۔ جناب محمد اسحاق صاحب ۔ جناب محمد یٰسین صاحب ممبر میونسپل بورڈ ۔ جناب ریاض الحسن صاحب ۔ جناب مولوی محمد غیاث الدین صاحب ۔ جناب حافظ ظہیر احمد صاحب ۔ جناب مولوی محمد احمد صاحب ۔ جناب مولوی عبد الوحید صاحب صدیقی ۔ جناب قادر بخش صاحب ۔ جناب رمضان شاہ صاحب ۔ جناب مشتاق احمد صاحب ۔

نوٹ نمبر (۱) ۔ حافظ ہدایت حسین صاحب کے مسودہ کا متن اس اردو مطبوعہ کاپی سے لیا گیا ہے جو سرکاری طور پر شائع کی گئی ہے ۔

نوٹ نمبر (۲) ۔ ترمیمات میں صرف ترمیم لکھ دینے پر اکتفا کیا ہے ترمیم کے دلائل ذکر نہیں کئے گئے ہیں تاکہ مسودہ طویل نہ ہو جائے ۔ لیکن ہر ترمیم پورے وثوق اور دلائل کے ساتھ کی گئی ہے ۔

نوٹ نمبر (۳) ۔ حافظ ہدایت حسین کے مسودہ میں ان الفاظ و مقامات پر خط کھینچ دیئے گئے ہیں جن کی ترمیم کی گئی ہے ۔ اسی طرح جمعیۃ کے مسودہ میں جو الفاظ زائد کئے گئے ہیں ان پر خط کھینچ دیا گیا ہے ۔

نوٹ نمبر (۴) ۔ بعض مقامات میں دفعات کی ترتیب اور نمبر بدل گئے ہیں ۔ ناظرین دونوں مسودوں کے مضمون سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کونسی دفعہ کس دفعہ کی جگہ رکھی گئی ہے ۔

حافظ ہدایت حسین صاحب کا مسودۂ قانون وقف

مسودۂ قانون

بغرض احسن انصرام و انتظام و نگرانی اُن مسلم عام و خیراتی اوقاف کے جو صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں واقع ہیں

تمہید ۔ ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ مسلمانوں کے عام خیراتی اوقاف واقع صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کے احسن انصرام و انتظام اور نگرانی کے لئے قانون مرتب کیا جائے ۔

اور ہرگاہ ایکٹ گورنمنٹ ہند کی دفعہ ۸۰ (الف) کی ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے گورنر جنرل بہادر کی منظوری سابق بابت اجرائے ایکٹ ہذا حاصل کر لی گئی ہے ۔

لہٰذا اس کی رو سے حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے :—

مراتب ابتدائی

(۱) (۱) مختصر نام ۔ یہ ایکٹ "وقف ایکٹ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ ۱۹۳۴ء" کے نام سے موسوم ہوگا ۔

(۲) **ابتدائے نفاذ و حدود نفاذ** ۔ یہ ایکٹ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جس تاریخ کا اعلان لوکل گورنمنٹ گزٹ میں بذریعہ مشتہر کرے ۔

(۲) (۲) یہ ایکٹ تمام صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ سے متعلق ہوگا اور ان اوقاف کے متعلق ہوگا جو کہ جائداد غیر منقولہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں واقع ہوں ۔

۲ ۔ **اس ایکٹ کا احاطہ اثر** ۔ حصہ اس صورت کے کہ کوئی حکم صریح خلاف اس کے ایکٹ ہذا میں پایا جائے یہ ایکٹ تمام اوقاف سے متعلق ہوگا خواہ وہ اس ایکٹ کے نفاذ سے قبل یا بعد وجود میں آئے ہوں ۔

۳ ۔ **مستثنیات و منسوخی** ۔ اس ایکٹ کی رو سے حسب ذیل ایکٹ اور ریگولیشن اس حد تک منسوخ کئے جاتے ہیں جس حد تک وہ اس ایکٹ کے احکام کے خلاف ہیں :

(۱) ریگولیشن نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۱۰ء

(۲) مذہبی اوقاف ایکٹ سنہ ۱۸۶۳ء

(۳) خیراتی اوقاف ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء

(۴) خیراتی و مذہبی ٹرسٹ ایکٹ سنہ ۱۹۲۰ء

(۵) مسلمان وقف ایکٹ سنہ ۱۹۲۳ء

۴ ۔ **دفعہ تعبیری** ۔ اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت میں کوئی امر خلاف اس کے نہ ہو تو ۔

(۱) "وقف" سے مراد ہے مستقل طور پر تصدق کر دینا کسی شخص کا جو مذہب اسلام رکھتا ہو کسی جائداد کو کسی ایسی غرض کے لئے جو شریعت اسلام میں مذہبی متبرک یا خیراتی تسلیم کی جاتی ہے اور اس میں وقف بہ استعمال اور کسی شخص کے وہ اوقاف و عطیات جو کسی ایسی غرض کے لئے کئے گئے ہوں شامل ہیں اور "واقف" سے مراد ہے اس شخص سے جو ایسا تصدق کرے ۔

(۲) "وقف عام" سے مراد ہے وہ وقف جو بموجب تعریف ایکٹ ہذا وقف خاص نہ ہو اور اس میں وہ وقف بھی شامل ہے جو ابتداءً وقف خاص تھا مگر بوجہ اس کے کہ واقف اور اس کے خاندان والے اور اولاد مرچکی اور اس کی نسل منقطع ہوگئی اس کی آخری منفعت عام غرباء یا مذہبی متبرک یا خیراتی قسم کے عام اغراض کے لئے کار آمد ہوگئی ہے ۔

(۳) "وقف خاص" سے مراد ہے وہ وقف جو محض واقف اس کے خاندان یا اس کی نسل کے گزارے و پرورش کے لئے جب تک کہ اس کی نسل میں سے کوئی بھی باقی ہے قائم کیا گیا ہو ۔

(۴) "وقف نامہ" سے مراد ہے کوئی دستاویز یا تحریر جس کے ذریعہ سے وقف قائم کیا گیا ہو اور اس میں ایسی جائز دستاویز یا تحریر مابعد بھی شامل ہے جس کے ذریعہ سے ابتدائی وقف کے شرائط و قیود تبدیل کئے گئے ہوں ۔

(۵) "شئ موقوفہ" سے مراد ہے ہر قسم کی جملہ جائداد یا حق جو جائز طور پر تصدق کیا گیا ہو یا جس کا استعمال بطور وقف ہوتا ہو اور جو کسی وقف یا اس کے اغراض و مقاصد میں سے کسی سے متعلق ہو یا اس کے لئے زیر امانت ہو ۔

(۶) "منفعت" میں وہ منفعت شامل نہیں ہے جس کے مطالبہ کا کوئی متولی محض بوجہ متولی ہونے کے مستحق ہو ۔

(۷) "موقوف علیہ" سے مراد ہے وہ شخص یا وہ چیز جس کی منفعت کے واسطے وقف قائم کیا گیا ہو اور اس میں مذہبی ، متبرک اور خیراتی چیزیں شامل ہیں مثلاً مسجد ، عیدگاہ ، قبرستان ، مکتب ، مدرسہ ، اسکول ، کالج ، یونیورسٹی ، شفاخانہ ، خیراتی دواخانہ ، مسافر خانہ ، سڑک ، تالاب ، کنواں اور کوئی دیگر بہبودی عامہ کی چیز جو مسلمان جماعت یا اس کے کسی خاص فرقہ کے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہو ۔

(۸) "متولی" سے مراد ہے منتظم کسی وقف یا شئ موقوفہ کا اور اس میں امین ، سجادہ نشین ، خادم اور نائب متولی اور بجز اس حالت کے جبکہ اس ایکٹ میں اس کے خلاف حکم ہو ، ہر وہ شخص بھی شامل ہے جو بالفعل شئ موقوفہ کا اس حیثیت سے مہتمم یا منتظم ہو ۔

(۹) "متبرک و خیراتی مقاصد" میں شامل ہے واقف اس کے خاندان اور نسل کا گزارہ و سکونت اور جبکہ واقف حنفی مسلمان ہو تو اس کے قرضوں کی ادائیگی ۔

تشریح ۔ "خاندان" متذکرہ دفعہ تحتی ہذا میں شامل ہیں :—

(الف) والدین اور والدین کے والدین ۔

(ب) بیوی ۔

(ج) اشخاص جو کسی مرد یا عورت مورث کی طرف سے رشتہ دار ہوں ۔

(د) اشخاص جو واقف کے ساتھ رہتے ہوں اور جن کی وہ پرورش کرتا ہو اگرچہ وہ اس کے رشتہ دار نہ ہوں ۔

(۱۰) "شخص مقدار" سے مراد ہے وہ شخص جو شئ موقوفہ سے کوئی مالی منفعت

مجلس مشاورت جمعیۃ علماء ہند کا ترمیم کیا ہوا مسودہ

مسودۂ قانون

بغرض احسن انصرام و انتظام و نگرانی اُن مسلم عام اوقاف کے جو صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں واقع ہیں

تمہید ۔ ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ مسلمانوں کے عام اوقاف واقع صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کے اغراض وقف کے مطابق احسن انصرام و انتظام و منشائے واقف کے مطابق نگرانی کے لئے قانون مرتب کیا جائے ۔

اور ہرگاہ ایکٹ گورنمنٹ ہند کی دفعہ ۸۰ (الف) کی ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے گورنر جنرل بہادر کی منظوری سابق بابت اجرائے ایکٹ ہذا حاصل کر لی گئی ہے ۔

لہٰذا اس کی رو سے حسب ذیل قانون نافذ کیا جاتا ہے ۔

مراتب ابتدائی

۱ ۔ (۱) **مختصر نام** ۔ یہ ایکٹ "مسلم وقف ایکٹ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ ۱۹۳۴ء" کے نام سے موسوم ہوگا ۔

(دفعہ تحتی ۲ حذف کر دی گئی)

(۲) یہ ایکٹ تمام صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ سے متعلق ہوگا اور عموماً ان اوقاف کے متعلق ہوگا جو صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں واقع ہوں ۔

۲ ۔ **اس ایکٹ کا احاطہ اثر** ۔ بجز دفعہ ۸ ایکٹ ہذا کے جملہ اوقاف سے علاوہ ان کے باقی تمام ایکٹ ہذا جملہ اوقاف سے متعلق ہوگا خواہ وہ اس ایکٹ کے نفاذ سے قبل یا بعد وجود میں آئے ہوں ۔

۳ ۔ **مستثنیات و منسوخی** ۔ اس ایکٹ کی رو سے حسب ذیل ایکٹ اور ریگولیشن اس حد تک منسوخ کئے جاتے ہیں جس حد تک وہ اس ایکٹ کے احکام کے خلاف ہیں ۔

(۱) ریگولیشن نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۱۰ء

(۲) مذہبی اوقاف ایکٹ سنہ ۱۸۶۳ء

(۳) خیراتی اوقاف ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء

(۴) خیراتی و مذہبی ٹرسٹ ایکٹ سنہ ۱۹۲۰ء

(۵) مسلمان وقف ایکٹ سنہ ۱۹۲۳ء

۴ ۔ **دفعہ تعبیری** ۔ اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت میں کوئی امر خلاف اس کے نہ ہو تو ۔

(۱) لفظ وقف حاوی ہوگا ایسی جائداد پر جو کسی مسلمان نے مستقل اور دوامی طور پر اس غرض سے مخصوص و محفوظ کر دی ہو کہ اس کا منافعہ یا آمدنی یا مفاد ان اغراض پر صرف کیا جائے جو شریعت اسلام میں مذہبی متبرک خیراتی یا بہبودی عامہ کی اغراض تسلیم کی جاتی ہیں ۔ اور ان جائدادوں پر جن کو مسلمان مستقل طور پر بحیثیت وقف استعمال کر رہے ہوں اور ان اوقاف و عطیات پر جو کسی شخص نے کسی ایسی ہی غرض کے لئے مخصوص و محفوظ کئے ہوں ۔ اور واقف سے وہ شخص مراد ہے جو اس طرح مخصوص و محفوظ کرے ۔

تشریح ۔ اس قانون میں عطیہ سے وہ عطیہ مراد ہے جو باقی رہنے والا ہو اور باقی رکھنے کی غرض سے دیا گیا ہو ۔ اور اس لفظ کے مفہوم میں زر نقد ، کرنسی نوٹ اور اشیاء جو کسی کار ثواب میں خرچ کر دینے کے لئے بطور چندہ کے دی جائیں ، نیز کتابیں شامل نہ ہوں گی ۔

(۲) "موقوف عام" سے مراد ہے وہ وقف جو بموجب تعریف ایکٹ ہذا وقف خاص نہ ہو اور اس میں وہ وقف بھی شامل ہے جو ابتداءً وقف خاص تھا مگر بوجہ اس کے کہ واقف اور اس کے خاندان والے اور اولاد یا مخصوص موقوف علیہ مرچکے اور ان کی نسل منقطع ہوگئی اس کی آخری منفعت عام غرباء یا مذہبی متبرک یا خیراتی یا بہبودی عامہ کے عام اغراض کیلئے کار آمد ہوگئی ہے ۔

(۳) "وقف خاص" سے مراد ہے وہ وقف جس کی آمدنی نصف یا اس سے زیادہ واقف کے ادائے قرض یا واقف ، اس کے خاندان ، اس کی نسل ، یا کسی شخص خاص یا اس کی نسل کے گزارے اور پرورش کے لئے جب تک کہ اس کی نسل میں سے کوئی باقی رہے مقرر کی گئی ہو اور وہ اوقاف جن میں واقف نے اپنی ذات اور خاندان یا نسل یا کسی شخص خاص ، یا اس کی نسل کے لئے آمدنی کی مقدار کا تعین نہ کیا ہو ۔

(۴) "وقف نامہ" سے مراد ہے کوئی دستاویز یا تحریر جس کے ذریعہ سے وقف قائم کیا گیا ہو اور اس میں ایسی جائز دستاویز یا تحریر مابعد بھی شامل ہے جس کے ذریعہ سے وقف کے ابتدائی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے فروعی تبدیلی یا مزید تفصیل و تشریح کی گئی ہو ۔

(۵) "شئ موقوفہ" سے مراد ہے ہر قسم کی جملہ جائداد یا کسی قسم کا حق جو جائز طور پر تصدق کیا گیا ہو یا جس کا استعمال بطور وقف ہوتا ہو اور جو کسی وقف یا اس کے اغراض و مقاصد میں سے کسی سے متعلق ہو یا اس کے لئے زیر نگرانی ہو ۔

(۶) "منفعت" میں وہ منفعت شامل نہیں ہے جس کے مطالبہ کا کوئی متولی محض بوجہ متولی ہونے کے مستحق ہو ۔

(۷) "موقوف علیہ" سے مراد ہے وہ شخص یا وہ چیز جس کی منفعت کے واسطے وقف قائم کیا گیا ہو اور اس میں مذہبی ، متبرک اور خیراتی چیزیں شامل ہیں ، مثلاً مسجد ، عیدگاہ ، قبرستان ، مکتب ، مدرسہ ، اسکول ، کالج ، یونیورسٹی ، شفاخانہ ، خیراتی دواخانہ ، مسافر خانہ ، سڑک ، تالاب ، کنواں اور کوئی دیگر بہبودی عامہ کی چیز جو مسلمان جماعت یا اس کے کسی خاص فرقہ کے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہو ۔

(۸) "متولی" سے مراد ہے منتظم کسی وقف یا شئ موقوفہ کا اور اس میں امین ، سجادہ نشین ، خادم اور نائب متولی اور بجز اس حالت کے جبکہ اس ایکٹ میں اس کے خلاف حکم ہو ، ہر وہ شخص بھی شامل ہے جو بالفعل شئ موقوفہ کا مہتمم یا منتظم ہو ۔

(۹) "متبرک و خیراتی مقاصد" میں شامل ہے واقف اس کے خاندان اور نسل کا گزارہ و سکونت اور جبکہ واقف حنفی مسلمان ہو تو اس کے قرضوں کی ادائیگی ۔

تشریح ۔ "خاندان" متذکرہ دفعہ تحتی ہذا میں شامل ہیں :—

(الف) والدین اور والدین کے والدین ۔

(ب) بیوی ۔

(ج) اشخاص جو کسی مرد یا عورت مورث کی طرف سے رشتہ دار ہوں ۔

(د) اشخاص جو واقف کے ساتھ رہتے ہوں اور جن کی وہ پرورش کرتا ہو اگرچہ وہ اس کے رشتہ دار نہ ہوں ۔

(۱۰) "شخص مقدار" سے مراد ہے وہ شخص جو شئ موقوفہ سے کوئی منفعت

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمایئے)

مسلم اوقاف کے متعلق صوبہ متحدہ کا مسودہ قانون

(بسلسلہ صفحہ ۳)

پانے کا مستحق ہو اور نیز وہ شخص جو کسی مسجد۔ عیدگاہ۔ امام باڑے اور دیگر مذہبی اداروں میں عبادت، خدمت یا مذہبی ریاضت کرنے کا مستحق ہو اور اس میں محافظ اوقاف بھی شامل ہے جیسا آگے درج ہے۔

(۱۱) "جائداد منقولہ" میں شامل ہیں سرکاری کفالت نامے و سرکاری تمسک و کارخانوں و کمپنیوں کے حصص و اسٹاک ڈبینچر و دیگر کفالت نامے و دستاویزات۔

(۱۲) "اندراج" سے مراد ہے وقف ناموں اور ان کی تصریحات مقررہ دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا کا مندرج ہونا۔

(۱۳) "مقررہ" سے مراد ہے مقررہ لوکل گورنمنٹ بذریعہ ان قواعد کے جو اس ایکٹ کے بموجب وضع کئے گئے ہوں۔

(۱۴) "عدالت" سے مراد ہے جب تک اس کے خلاف درج نہ ہو عدالت ڈسٹرکٹ جج یا دیگر ایسی عدالت جس کو لوکل گورنمنٹ نے ایکٹ ہذا کے اندر اختیار سماعت دیا ہو۔

(۱۵) "ڈگری" سے مراد ہے ہر وہ حکم جو بذریعہ اجرا نفاذ پذیر ہو سکے۔

کرنے کا حق رکھتا ہو۔

(۱۱) "جائداد منقولہ" میں شامل ہیں سرکاری کفالت نامے و سرکاری تمسک و کارخانوں و کمپنیوں کے حصص و اسٹاک ڈبینچر و دیگر کفالت نامے و دستاویزات۔

(۱۲) "اندراج" سے مراد ہے وقف ناموں اور ان کی تصریحات مقررہ دفعہ ۲ ایکٹ ہذا کا مندرج ہونا۔

(۱۳) "مقررہ" سے مراد ہے مقررہ بذریعہ ان قواعد کے جو اس ایکٹ کے بموجب وضع کئے گئے ہوں۔

(۱۴) "عدالت" سے اس مسلمان جج یا سب جج کی عدالت مراد ہے جس کو لوکل گورنمنٹ نے ایکٹ ہذا کے ماتحت اختیار سماعت دیا ہو۔

(۱۵) "ڈگری" سے مراد ہے ہر وہ حکم جو بذریعہ اجرا نفاذ پذیر ہو سکے۔

(باقی آئندہ)

[illegible]

مراد آباد میں علماء و زعماء کا اہم اجتماع

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا غیر معمولی اجلاس

صوبہ متحدہ کے وقف بل پر غور و خوض

ایک منتخبہ کمیٹی کا تقرر

مراد آباد ۱۹ مارچ۔ کل جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کا اجلاس متعلقہ وقف بل پیش کردہ حافظ ہدایت حسین صاحب ممبر یو۔پی کونسل زیر صدارت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصیت سے شرکت فرمائی۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند مرحوم و مغفور۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا [illegible] صاحب بہاری۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی۔ مولانا عبد الماجد صاحب قادری۔ حاجی محمد اکبر صاحب۔ حافظ محمد لیٰسین صاحب سہارنپور۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا منظم حسین صاحب امروہہ۔ مولانا حکیم محمد قاسم علی صاحب۔ شیخ محمد یونس صاحب۔ مولانا رحمت اللہ صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ مولانا [illegible] صاحب۔ مولانا محمد شبیل الرحمن صاحب۔ جناب علی متقی خاں صاحب۔ مولانا انوار الحق صاحب۔ مولوی عبد الواحد صاحب۔ مولوی عبد الحفیظ صاحب۔ مولانا محمد دراز بیگ صاحب۔ مولانا زاہد حسین صاحب۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ محمد عبد القادر صاحب۔ مولانا محمد قمر الدین صاحب۔ مولانا قاری عبد اللہ صاحب۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب محمد داؤد علی خاں صاحب۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپور۔ حکیم سید

کو یہ حق ہوگا کہ وہ موجودہ مجلس مشاورت کے علاوہ دیگر حضرات کو بھی شرکت کی دعوت آئندہ اجلاس میں دے سکتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے مولانا احمد سعید صاحب کا نام کمیٹی میں اور اضافہ فرمایا۔

بحکم صدر اس سب کمیٹی کا اجلاس مولوی عبد الحفیظ صاحب بچھرایوں کی دعوت پر ایسٹر کی تعطیلات میں ۲۹ مارچ کو بچھرایوں ہونا قرار پایا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

وقف بل، مظالم کشمیر، خان عبید اللہ خاں کی بھوک ہڑتال اور دیگر مسائل کے متعلق اہم قرار دادیں

مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے متفقہ اپیل

مراد آباد ۱۷ مارچ۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس ۱۴، ۱۵، ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو مراد آباد میں ہونا قرار پایا تھا وہ ان تاریخوں میں اپنی سابقہ شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ارکان جمعیۃ علماء نے شرکت فرمائی۔

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب بہاری۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب بھٹوری۔ حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا ا

مراد آباد میں اکابر علماء اور زعماء ہند کا اجتماع

آج تیسرے پہر سے ورکنگ کمیٹی کا اجلاس شروع ہو جائے گا

دہلی ۵ مئی۔ آج تیسرے پہر مراد آباد میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس شروع ہو جائے گا۔ اس وقت تک ورکنگ کمیٹی کے متعدد ارکان مراد آباد پہونچ چکے ہیں۔ اور باقی ارکان آج تیسرے پہر تک پہونچ جائیں گے۔ آج جمعیۃ علماء ہند کا مرکزی دفتر بھی دہلی سے منتقل ہوکر مراد آباد پہونچ گیا ہے۔ اور غالباً ۱۵ مئی تک تمام دفتری کام متعلق مراد آباد میں عمل پذیر ہوگی۔ اور ۱۶ تاریخ کو دفتر دہلی واپس آ جائے گا۔

ورکنگ کمیٹی کے روبرو جو ایجنڈا درپیش ہے اس کے اہم عنوانات یہ ہیں۔ سب کمیٹی اخبار الجمعیۃ کی رپورٹ۔ مولانا نورالدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ ہند کا استعفیٰ موجودہ سیاسی حالات پر غور و فکر مسلمانوں کے لئے مستقبل کا پروگرام۔ مشتہرہ ایجنڈا کے علاوہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ارکان ورکنگ کمیٹی نے کچھ اور اہم تجاویز کا بھی نوٹس دیا ہے جن کا تعلق جمعیۃ علماء ہند کے سیاسی نظام میں توسیع اور کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت سے ہے۔ ورکنگ کمیٹی کا یہ اجلاس اپنے مسائل کے اعتبار سے نہایت اہم ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس کے فیصلے بھی مسلمانوں کی ملی و ملکی فلاح کے لحاظ سے نہایت اہم ثابت ہوں گے۔

حضرت مفتی صاحب کی روانگی

آج صبح ۸ بجے کی ٹرین سے حضرت مفتی صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے مراد آباد تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ مولانا بشیر احمد صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند اور مولوی عبدالاول صاحب کارکن دفتر بھی مراد آباد گئے ہیں۔ توقع ہے کہ کل شام حضرت مولانا احمد سعید صاحب بھی [illegible] کے دورہ سے فارغ ہوکر مراد آباد پہونچ گئے ہوں گے۔

جمعیۃ علماء مراد آباد کی سیاسی کانفرنس

جمعیۃ [illegible] کے اجلاس کے بعد ۸ مئی کو جمعیۃ الطلبہ مراد آباد کا اجلاس زیر صدارت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوگا۔ اور ۱۰ مئی کو جمعیۃ علماء مراد آباد کی سیاسی کانفرنس زیر صدارت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب منعقد ہوگی جس [illegible] اور [illegible] کے متعدد [illegible] شریک ہوں گے۔

جمعیۃ الطلباء مراد آباد کا سالانہ اجلاس

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدارت کریں گے

مراد آباد ۵ مئی کو جمعیۃ الطلباء جامعہ قاسمیہ مراد آباد کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن جمعیۃ علماء مرکزیہ منعقد ہوگا جس میں جملہ طلباء جامعہ قاسمیہ تقریر فرمائیں گے اور صدر استقبالیہ جناب مولانا محمد اطہر صاحب [illegible] خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنائیں گے۔

جمعیۃ الطلباء مراد آباد کا سالانہ اجلاس

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدارت کریں گے

مراد آباد ۵ مئی کو جمعیۃ الطلباء جامعہ قاسمیہ مراد آباد کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن جمعیۃ علماء مرکزیہ منعقد ہوگا جس میں جملہ طلباء جامعہ قاسمیہ تقریر فرمائیں گے اور صدر استقبالیہ جناب مولانا محمد اطہر صاحب [illegible] خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنائیں گے۔

۹ مئی ۱۹۳۷ء

09-05-1937

مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس

مرادآباد میں اکابر علماء و زعماء کا اجتماع

مسلمانوں کے اہم ملی و ملکی مسائل پر غور و خوض

مرادآباد ۶ مئی۔ آج صبح مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کے حسب ذیل معتمد ارکان ملک کے دور دراز گوشوں سے مرادآباد پہنچ گئے۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب، مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی، مولانا حفظ الرحمن صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند، مولانا عبد الصمد صاحب [illegible]۔

تیسرے پہر کو مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا جس میں تمام ارکان [illegible] نے شرکت کی۔

سب سے پہلے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے مجلس عاملہ کے گزشتہ اجلاس منعقدہ [illegible] فروری ۱۹۳۶ء کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس کو تمام اراکین ورکنگ کمیٹی نے غور سے سنا اور جناب صدر نے اراکین کی منظوری سے دستخط فرمائے۔ اس کے بعد اخبار الجمعیۃ کے متعلق سب کمیٹی کی رپورٹ [illegible] ۱۹۳۶ء پیش ہوئی جس میں سب کمیٹی نے اخبار کو ماسٹر ہلال احمد صاحب زبیری سے واپس لینے کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی تھی اور اس پر ناظم صاحب کا ایک نوٹ تحریر تھا کہ اس رپورٹ کے بعد مجلس عاملہ کی تحریک کے ماتحت [illegible] ۱۹۳۶ء کو اخبار الجمعیۃ ماسٹر ہلال احمد صاحب سے واپس لے کر سب کمیٹی کی ہدایت کے بموجب [illegible] کے حوالہ کر دیا گیا [illegible] مجلس عاملہ کے اجلاس نے اس تمام کارروائی کی تصدیق کر دی۔

مرادآباد ۷ مئی۔ آج کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مجلس عاملہ کے دیگر ارکان مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی مرادآباد پہنچ گئے نیز مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار ہند، چودھری افضل حق صاحب، مولانا [illegible] علی صاحب، مولانا ابو الوفا صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپوری، مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور دیگر علماء و زعماء مختلف مقامات سے سیاسی کانفرنس کی شرکت کے لئے تشریف لائے اور توقع ہے کہ نواب اسمٰعیل خاں صاحب ایم ایل اے، چودھری خلیق الزماں [illegible] بھی آج شام تک تشریف لے آئیں گے۔

مولانا ابو الکلام صاحب آزاد اور مسٹر محمد علی جناح کو بھی [illegible] مدعو کیا گیا ہے [illegible] یہ حضرات بھی شرکت فرمائیں گے۔

14-12-1934

حصولِ آزادی کیلئے مسلمان اپنی مساعی جاری رکھیں

حجازِ مقدس کو جاتے ہوئے مفتی محمد نعیم صاحب کا پیغام

آج مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۴ء میں ایک مذہبی فرض کی ادائیگی نیز مقامات مقدسہ کی زیارت اور سیاحت بلاد اسلامیہ کے لئے وطن پیدائش ہندوستان کو چھوڑ کر ارض مالوفہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اپنے وطن پیدائش کو چھوڑتے وقت اہل ملک بالخصوص برادری اسلام کو میں یہ آخری پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آزادی ملک اور اس کی سعی چونکہ اس کی فرض انسانیہ ہے اس لئے ہر ہندی کا یہ انسانی فرض ہے کہ بلا اختلاف مذہب و ملت ہر اس چیز کو جسے وہ اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کے لئے قربان کر سکتا ہے اسے قربانی کرتے ہوئے اپنی انسانیت کا ثبوت دے اور اس راستہ کی ہر تکلیف کو خدا کی رحمت قرار دے۔ پوری ہمت و استقلال سے اس کا مردانہ وار مقابلہ کرے جس کا بہترین طریق کار موجودہ حالات میں کانگریس کے طریق کار کی عملی حمایت ہے۔

کانگریس نے اہل ملک اور تمام متمدن اقوام عالم پر اس امر کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ ہندوستان کی رائے عامہ کا جہاں تک تعلق ہے کانگریس اس میں حکومت کے مقابلہ میں ہر طرح کامیاب ہے۔ جیسا کہ پارلیمنٹری بورڈ کی الیکشنوں میں شاندار کامیابی سے ظاہر ہے۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ نئی اسمبلی کے پریذیڈنٹ کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ حکومت اور کانگریس اپنی اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے میدان میں دوسری مرتبہ قدم رکھے گی۔

تیسرا پردہ اس وقت چاک ہو جائے گا جب کانگریس اپنے مرتب کردہ پروگرام کو عمل میں لائے گی جس سے پبلک اور ممبران اسمبلی دونوں لطف اندوز ہوں گے۔ حکومت کے لئے وہ وقت نہایت نازک ہوگا جب کہ اس کے سابقہ اعمال کو ممبران اسمبلی تمام دنیا پر بے نقاب کر دیں گے۔

(محمد نعیم لودھیانوی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ العلماء ہند)

01-01-1935

مدرسہ عربیہ محمودیہ کا سالانہ اجلاس

بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء بروز جمعۃ المبارک حسب دستور سابق بعد از نماز جمعہ جامع مسجد منصوری میں منعقد ہوگا جس میں مدرسہ کے سالانہ حالات بیان کئے جانے کے علاوہ جلیل القدر علمائے کرام اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو مستفیض فرمائیں گے حفاظ مدرسہ اور چھوٹے بچے قرآن کریم دیگر تاثیر دار پرسوز نظمیں پڑھیں گے۔ اس لئے جملہ برادران اسلام کا اسلامی فرض ہے کہ وہ جلسہ میں تشریف لا کر اس کی رونق کو چار چاند لگائیں۔

(دعا گو محمد نعیم ۔۔۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم مدرسہ)

مدرسہ انوریہ کا سالانہ جلسہ

عرصہ ڈیڑھ سال سے مدرسہ انوریہ بلبہ وال سے شاہی مسجد واقع کمیٹی باغ لودھیانہ میں منتقل کیا گیا۔ شاہی مسجد اس مدرسہ کے قیام سے پہلے بالکل ویران تھی سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب اس مسجد میں تفسیر قرآن مجید۔ حدیث شریف، فقہ علم تجوید کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس مدرسہ میں اس وقت تین مدرس ہیں۔ مولانا عبد الصمد صاحب فاضل دیوبند صدر مدرس و مہتمم مدرسہ و مولانا محمد حسن صاحب فاضل دیوبند و قاری حافظ دین محمد صاحب بیرونی طلباء کی اوسط پندرہ اور بیس کے درمیان رہتی ہے۔ ان کے تمام اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہیں۔ شاہی مسجد کے ساتھ کوئی محلہ نہیں۔ اس لئے اس مسجد اور مدرسہ کی آبادی کی ذمہ داری تمام شہر کے مسلمانوں پر ہے۔

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۵ء بعد نماز جمعہ یہ جلسہ ہوگا جس میں علمائے کرام اور مشہور شعراء شریک ہوں گے۔ اس مدرسہ کی روئداد اور تمام حالات حاضرین جلسہ کو سنائے جائیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ شہر لودھیانہ اور بیرونجات کے تمام مسلمان اس جلسہ میں شرکت کریں گے۔

(مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار اسلام ہند لودھیانہ)

نورانی

قرآن مجید

نہایت صاف جلی اور نہایت صحیح قرآن شریف اگر درکار ہو تو نورانی مجید الجمعیۃ بک ایجنسی گلی قاسم جان دہلی سے طلب فرمایئے قیمت مجلد پارچہ عہ

Regd No. L 1793.

The Aljamiat

Vol. XXI No. 1 DELHI TUESDAY 1st JANUARY 1935. + PRICE ONE ANNA

جامعہ محمودیہ عربیہ کی اپیل

یہ مدرسہ تقریباً چھیالیس سال سے مسلمانوں کی دینی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی خبرگیری کر رہا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت و دیگر جملہ اخراجات کا کفیل ہے۔ اس لئے ایسے باعظمت و بابرکت ماہ میں (جس میں ہر عمل صالح کا اجر مضاعف در مضاعف ہوجاتا ہے) جملہ مسلمانانِ ہند کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اموال سے ایک قلیل مقدار اس قومی فنڈ میں عنایت فرما کر دولت کونین حاصل کریں۔

نوٹ:- مدرسہ کے شعبہ تبلیغ کی زیر نگرانی ہزارہا رسائل اسلامیہ مختلف اسلامی موضوعات پر اشاعت پذیر ہوکر مفت تقسیم ہوچکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ماہ شعبان۔ احکام الصیام۔ قادیانی نبوت کا خاتمہ۔ احکام ذیقعد۔ رمضان المبارک۔ رسائل مذکورہ مقامی حضرات دفتر سے ہر وقت اور بیرونی حضرات ہر رسالہ کے لئے تین پیسہ کے ٹکٹ برائے پوسٹ ارسال فرما کر مفت حاصل کرسکتے ہیں۔

ضیاء الحسن ابن حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ لودھیانہ

جامعہ محمودیہ عربیہ کی اپیل

یہ مدرسہ تقریباً چھیالیس سال سے مسلمانوں کی دینی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی خبرگیری کر رہا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت و دیگر جملہ اخراجات کا کفیل ہے۔ اس لئے ایسے باعظمت و بابرکت ماہ میں (جس میں ہر عمل صالح کا اجر مضاعف در مضاعف ہوجاتا ہے) جملہ مسلمانانِ ہند کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اموال سے ایک قلیل مقدار اس قومی فنڈ میں عنایت فرما کر دولت کونین حاصل کریں۔

نوٹ:- مدرسہ کے شعبہ تبلیغ کی زیر نگرانی ہزارہا رسائل اسلامیہ مختلف اسلامی موضوعات پر اشاعت پذیر ہوکر مفت تقسیم ہوچکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ماہ شعبان۔ احکام الصیام۔ قادیانی نبوت کا خاتمہ۔ احکام ذیقعد۔ رمضان المبارک۔ رسائل مذکورہ مقامی حضرات دفتر سے ہر وقت اور بیرونی حضرات ہر رسالہ کے لئے تین پیسہ کے ٹکٹ برائے پوسٹ ارسال فرما کر مفت حاصل کرسکتے ہیں۔

ضیاء الحسن ابن حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ لودھیانہ

جامعہ محمودیہ عربیہ کی اپیل

یہ مدرسہ تقریباً چھیالیس سال سے مسلمانوں کی دینی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی خبرگیری کر رہا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت و دیگر جملہ اخراجات کا کفیل ہے۔ اس لئے ایسے باعظمت و بابرکت ماہ میں (جس میں ہر عمل صالح کا اجر مضاعف در مضاعف ہوجاتا ہے) جملہ مسلمانانِ ہند کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اموال سے ایک قلیل مقدار اس قومی فنڈ میں عنایت فرما کر دولت کونین حاصل کریں۔

نوٹ:- مدرسہ کے شعبہ تبلیغ کی زیر نگرانی ہزارہا رسائل اسلامیہ مختلف اسلامی موضوعات پر اشاعت پذیر ہوکر مفت تقسیم ہوچکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ماہ شعبان۔ احکام الصیام۔ قادیانی نبوت کا خاتمہ۔ احکام ذیقعد۔ رمضان المبارک۔ رسائل مذکورہ مقامی حضرات دفتر سے ہر وقت اور بیرونی حضرات ہر رسالہ کے لئے تین پیسہ کے ٹکٹ برائے پوسٹ ارسال فرما کر مفت حاصل کرسکتے ہیں۔

ضیاء الحسن ابن حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ لودھیانہ

جامعہ محمودیہ عربیہ کی اپیل

یہ مدرسہ تقریباً چھیالیس سال سے مسلمانوں کی دینی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی خبرگیری کر رہا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت و دیگر جملہ اخراجات کا کفیل ہے۔ اس لئے ایسے باعظمت و بابرکت ماہ میں (جس میں ہر عمل صالح کا اجر مضاعف در مضاعف ہوجاتا ہے) جملہ مسلمانانِ ہند کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اموال سے ایک قلیل مقدار اس قومی فنڈ میں عنایت فرما کر دولت کونین حاصل کریں۔

نوٹ:- مدرسہ کے شعبہ تبلیغ کی زیر نگرانی ہزارہا رسائل اسلامیہ مختلف اسلامی موضوعات پر اشاعت پذیر ہوکر مفت تقسیم ہوچکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ماہ شعبان۔ احکام الصیام۔ قادیانی نبوت کا خاتمہ۔ احکام ذیقعد۔ رمضان المبارک۔ رسائل مذکورہ مقامی حضرات دفتر سے ہر وقت اور بیرونی حضرات ہر رسالہ کے لئے تین پیسہ کے ٹکٹ برائے پوسٹ ارسال فرما کر مفت حاصل کرسکتے ہیں۔

ضیاء الحسن ابن حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ لودھیانہ

الجمعیت ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء

کوہ طور سے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا مکتوب گرامی

13-05-1935

داخلہ مصر و فلسطین کی اجازت نہیں ملی

ہندوستانی حجاج کے ساتھ انگریزی حکومت کا ظلم

کوہ طور سے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا مکتوب گرامی

الحمد للہ احکام حج سے فارغ ہوکر چند روز مکہ معظمہ میں قیام کرکے جدہ آیا اور جدہ میں داخلہ مصر اور فلسطین کے لئے بیحد کوشش کی لیکن اجازت نہ ملی آخر صرف سوئز کی اجازت پر براستہ سوئز مقام لد جو کہ فلسطین کا پہلا شہر ہے اور بیت المقدس سے قریب تر مقام ہے کا ٹکٹ تقریباً آٹھ روپے میں حاصل کیا اور مورخہ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء دن کے بارہ بجے طائف جہاز پر جو کہ انگریزی خدیو کمپنی کا جہاز ہے سوار ہوکر آج کوہ طور پر جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے پہنچا۔ مصری حکومت کی طرف سے یہاں قرنطینہ ہے تین روز یہاں قیام کرنا پڑتا ہے۔ سمندر کے تموج کی وجہ سے اکثر حجاج جہاز میں دوران سر میں مبتلا ہوگئے۔ بحمد اللہ میں اس مرض سے محفوظ رہا کسی قدر ضعف ضرور ہوا۔

قرنطینہ سمندر کے کنارہ پر ایک کھلا میدان ہے، اور گیا ہی ہوئی تھا۔ تمام حجاج کو ایک احاطہ میں جو کہ بہت بڑا ہے اور جس کی وسعت تین روز تک رکھا جاتا ہے۔ آج ہمارا پہلا یوم ہے انشاء اللہ اتوار کی صبح یہاں سے سوئز کو روانہ ہوجائیں گے۔ سوئز پہنچ کر داخلہ مصر کی کوشش کروں گا اگر کسی طرح ممکن نہ ہوا تو انشاء اللہ قدس پہنچکر قدس کے قیام اور داخلہ مصر کی اجازت بہت ممکن ہے مل جائے گی ورنہ دمشق کو روانہ ہوجاؤں گا، وہاں سے بیروت اور بیروت سے پھر واپس دمشق ہوکر عراق کی طرف روانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ ہر مقام سے روانگی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اگر آپ خط لکھنا چاہیں تو بیت المقدس زاویۃ ہندیہ معرفت شیخ ناظر حسن مہتمم زاویۃ ہندیہ کی معرفت روانہ کرسکتے ہیں۔ اگر مصر کی اجازت مل گئی تو قدس میں مجھے خط مل جائے گا اگر خدانخواستہ نہ ملی تو جہاں پر میں جاؤں گا وہاں کا پتہ شیخ زاویہ لکھا دوں گا۔ یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ انگریزی حکومت کے علاوہ ہر حکومت ہمارے داخلہ کو بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ جہاں انگریزی حکومت ہے یا اس کا کامل اثر موجود ہے وہاں ہمارا داخلہ ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ انگریزی رعایا ہونے کی وجہ سے ہمارا حق اور لوگوں پر فائق ہے نہ معلوم ہندوستان سے پاسپورٹ جاری کرنے کے بعد اس تشدد کا کیا مطلب ہے۔ امور سلطنت خویش خسرواں دانند کے سوائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

سلطان ابن سعود پر عین طواف کی حالت میں ۱۰ ذی الحجہ کو صبح کے وقت چند یمنیوں کی طرف سے حملہ ہوا۔ اس ذلیل حرکت کے خلاف احتجاج بلند کرنے کے لئے جملہ اقوام عالم میں سے اہل ہند نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں اس فعل شنیع کے خلاف میں نے قرارداد پیش کی اور مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کی تائید نیز دیگر حضرات مثل حسرت موہانی، آزاد سبحانی وغیرہ کی تائید سے قرارداد پاس ہوئی۔ نیز یہ بھی تجویز ہوا کہ ایک وفد یہ قرارداد لے کر سلطان مدظلہ کی خدمت میں جائے اور دیگر مطالبات متعلقہ حج بھی پیش کرے۔ چنانچہ دس ہزار حجاج ہند کے نمائندہ اجتماع نے تقریباً ۱۹ آدمی کا انتخاب کیا۔ روانگی سے قبل مولوی اسمٰعیل وغیرہ کے مشورہ سے چند مطالبات میری قیام گاہ پر مرتب کئے گئے۔ چنانچہ یہ وفد وقت مقررہ پر سرکاری موٹروں پر اول مالیہ اس کے بعد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا وزیر مالیہ کی خدمت میں تمام مطالبات وفد کی طرف سے میں نے پیش کئے جن کی منظوری کا پورا وعدہ کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کی خدمت میں مولوی طیب صاحب نے جلسہ سابق کی کارروائی عربی میں لکھی ہوئی پڑھ کر سنائی اور میں نے وفد کی طرف سے تبلیغ کے متعلق عربی زبان میں ایک تجویز پیش کی جس کی تفصیل مولوی اسمٰعیل غزنوی نے فرمائی جس پر غور کرنے کا سلطان نے حتمی وعدہ فرمایا۔ یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ ملاقات سے تیسرے روز سلطان کی طرف سے ہر شخص کو ایک مشلہ (عباء) بطور ہدیہ دیا گیا اور جملہ اشخاص کو جن میں یہ خاکسار بھی شامل ہے۔ تقریباً دو دو سو روپے کی مطبوعہ کتابیں بطور ہدیہ ملیں۔

حضرت شیخ الہند ثانی کا ورود مسعود

متوسلین کو شرف باریابی کا موقع

بتاریخ ۸ صفر مطابق ۱۱ مئی کو جلال گڑھ ضلع پورنیہ میں اصلاح المسلمین کا جلسہ ہوا منجملہ دیگر علماء کرام کے حضرت شیخ الہند ثانی جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند تشریف لائے جس کی خبر خدام شیخ کو ہوگئی، چنانچہ مولانا عبد الرزاق صاحب دربھنگوی مبلغ امارت بہار و راقم الحروف و بابو محمد ایوب صاحب نقیب چل پل اور بابو عبد الستار صاحب و محمد مقبول صاحب رضا کاران پورائین ڈویژن بانکا سے بھیہ پورنیہ ساتھ ہوگئے اور مولانا آفندی صاحب وغیرہ رنگ پور سے اور جناب مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی لکھنؤ سے مولانا عبد الحفیظ صاحب و مولانا محمد ذکریا صاحب وغیرہ دربھنگہ سے حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوئے حضرت مدنی مدظلہ کے فیض صحبت سے خدام علی قدر مراتب فیضیاب ہوتے رہے۔ اور رخصت ہوتے وقت مولانائے ممدوح نے خدام سے اتباع شریعت کی تاکید فرماتے ہوئے امارت شرعیہ بہار کے نظم وضبط کو ہمیشہ قائم رکھنے کی نصیحت کی اور مبلغ امارت کی گذارش پر کہ مسلمانان ڈویژن بانکا فیض صحبت سے سیر نہیں ہوئے، نیز رضاکاران امارت تنگی وقت کے باعث اپنا کرتب نہیں دکھلا سکے، اس لئے حضور والا دو روز کیلئے سلہٹ جاتے وقت یا آتے وقت مسلمانان بانکا پور کو نوازیں"۔

اس پر ارشاد گرامی ہوا کہ دو روز نہیں صرف ایک روز کے لئے آؤنگا،

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ سے مراجعت

لدھیانہ میں شاندار استقبال اور بصیرت افروز تقریر

بتاریخ ۱۹ مئی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ کی فراغت کے بعد پھلور پہنچے۔ لدھیانہ کے صدہا احباب نے مئی کی شدت حرارت کو برداشت کرتے ہوئے پھلور سٹیشن پر عقیدت کے پھول پیش کئے۔ وہاں سے موٹروں کے ذریعہ لدھیانہ وارد ہوئے۔ اور بعد نماز عصر شاہی مسجد سے ایک عظیم الشان جلوس مرتب ہوکر شہر کے مختلف بازاروں و محلوں سے ہوتا ہوا گھنٹہ گھر ریلوے روڈ پر آکر اختتام پذیر ہوا۔ چوڑے بازار میں مہاشہ گھسیٹا رام صاحب نے ہنود کی طرف سے ہدیہ تہنیت پیش کیا۔ شہر کے بازار آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور اکثر مقامات پر رضاکاروں کے لئے شربت وغیرہ کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ جلوس کے اختتام پر مولانا نے اہالیان شہر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر فرمائی۔

بتاریخ ۲۲ مئی بعد نماز عشاء اہالیان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت خواجہ محمد یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ سی و صدر بلدیہ انعقاد پذیر ہوا جس میں پنڈت منی لال صاحب کالیہ سے نائب صدر بلدیہ نے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کو بجا نیت مراجعت فرمائے ہند ہوتے پر اہالیان شہر کی جانب سے ہدیہ تہنیت پیش کیا جس کے جواب میں مولانا الحاج نے حج بیت اللہ کی اہمیت و بلاد اسلامیہ کے تاثرات بیان فرماتے ہوئے ایک ایمان افروز و باطل شکن تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کی موجودہ خطرناک روش یعنی اپنی ضروریات اپنے اندر سے پیدا کرنا یورپ کے لئے سم قاتل ہے انہیں وجوہات کی بناء پر ہندوستان نہ صرف غلام بلکہ ان ممالک سے جہاں اندرونی آزادی حاصل ہے صف اول میں جلوہ گر ہے اگر چند سال تک اہالیان ہند نہایت شدومد کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے تو وہ دن دور نہیں کہ برطانیہ بعد منت و سماجت ہندوستان چھوڑنے کے لئے تیار ہوجائے۔ اس کے بعد پنڈت منی لال صاحب کالیہ نے مولانا کے داخلہ مصر کی ممانعت و سیاحت بلاد اسلامیہ کی قیودات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پیش کیا جو باتفاق آراء منظور ہوا۔

"اہالیان لدھیانہ کا یہ عظیم الشان اجتماع گورنمنٹ کے اس طرز عمل کی پرزور مذمت کرتا ہے کہ اس نے مولانا الحاج مفتی محمد نعیم صاحب کو مصر و فلسطین وغیرہ کا پروانہ راہداری عطا کرنے کے باوجود داخلہ مصر ممنوع قرار دیا۔ محرک منی لال کالیہ۔ مؤید۔ سردار گربخش سنگھ صاحب۔

۶ جون ۱۹۳۵ء ۶

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ سے مراجعت

لدھیانہ میں شاندار استقبال اور بصیرت افروز تقریر

بتاریخ ۱۹ مئی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب حج بیت اللہ و سیاحت بلاد اسلامیہ کی فراغت کے بعد پھلور پہنچے۔ لدھیانہ کے صدہا احباب نے مئی کی شدت حرارت کو برداشت کرتے ہوئے پھلور سٹیشن پر عقیدت کے پھول پیش کئے۔ وہاں سے موٹروں کے ذریعہ لدھیانہ وارد ہوئے۔ اور بعد نماز عصر شاہی مسجد سے ایک عظیم الشان جلوس مرتب ہوکر شہر کے مختلف بازاروں و محلوں سے ہوتا ہوا گھنٹہ گھر ریلوے روڈ پر آکر اختتام پذیر ہوا۔ چوڑے بازار میں مہاشہ گھسیٹا رام صاحب نے ہنود کی طرف سے ہدیہ تہنیت پیش کیا۔ شہر کے بازار آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور اکثر مقامات پر رضاکاروں کے لئے شربت وغیرہ کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ جلوس کے اختتام پر مولانا نے اہالیان شہر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر فرمائی۔

بتاریخ ۲۲ مئی بعد نماز عشاء اہالیان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت خواجہ محمد یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ سی و صدر بلدیہ انعقاد پذیر ہوا جس میں پنڈت منی لال صاحب کالیہ سے نائب صدر بلدیہ نے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کو بجا نیت مراجعت فرمائے ہند ہوتے پر اہالیان شہر کی جانب سے ہدیہ تہنیت پیش کیا جس کے جواب میں مولانا الحاج نے حج بیت اللہ کی اہمیت و بلاد اسلامیہ کے تاثرات بیان فرماتے ہوئے ایک ایمان افروز و باطل شکن تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کی موجودہ خطرناک روش یعنی اپنی ضروریات اپنے اندر سے پیدا کرنا یورپ کے لئے سم قاتل ہے انہیں وجوہات کی بناء پر ہندوستان نہ صرف غلام بلکہ ان ممالک سے جہاں اندرونی آزادی حاصل ہے صف اول میں جلوہ گر ہے اگر چند سال تک اہالیان ہند نہایت شدومد کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے تو وہ دن دور نہیں کہ برطانیہ بعد منت و سماجت ہندوستان چھوڑنے کے لئے تیار ہوجائے۔ اس کے بعد پنڈت منی لال صاحب کالیہ نے مولانا کے داخلہ مصر کی ممانعت و سیاحت بلاد اسلامیہ کی قیودات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پیش کیا جو باتفاق آراء منظور ہوا۔

"اہالیان لدھیانہ کا یہ عظیم الشان اجتماع گورنمنٹ کے اس طرز عمل کی پرزور مذمت کرتا ہے کہ اس نے مولانا الحاج مفتی محمد نعیم صاحب کو مصر و فلسطین وغیرہ کا پروانہ راہداری عطا کرنے کے باوجود داخلہ مصر ممنوع قرار دیا۔ محرک منی لال کالیہ۔ مؤید۔ سردار گربخش سنگھ صاحب۔

۱۹ جون ۱۹۳۵ء

جمعیتہ علمائے ہند کی اہمیت

دائرۃ العلماء لدھیانہ کا اعلان

(از مولانا ضیاء الحسن)

جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ دار ارکان اور دیگر معزز علماء ہندوستان کی مجلس مشاورت کا ایک ضروری اجلاس مراد آباد میں حج کے متعلق تین جدید بلوں پر غور کرنے کے لئے مورخہ ۲۶ و ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ ہر سہ مسودات پر کامل غور و خوض کے بعد مجلس مشاورت نے ان بلوں کو ایک مذہبی فرض کی ادائیگی میں ناجائز اور ناقابل برداشت پابندیوں کے علاوہ صریح مذہبی مداخلت قرار دیا اور ممبران اسمبلی کو قبل از وقت اس امر سے متنبہ کر دیا کہ اگر وہ اس معاملہ میں حکومت کے ممد و معاون ثابت ہوئے تو حکومت کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس مداخلت کے ذمہ دار ہونگے۔

اس فیصلہ کی بنا پر جمعیۃ علمائے ہند کی طرف سے ۲۰ جون کا دن تمام ہندوستان میں اس [illegible] اور تمام اسلامی انجمنوں اور مذہبی اداروں سے اس دن پر زور مظاہرہ کرنے کی درخواست بھی کی گئی ہے۔

میری طرح ہر ذی ہوش اور سمجھدار مسلمان کے نزدیک ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتوں میں جمعیۃ علماء ہند ہی ایک جماعت ہے جس نے سب سے پہلے ان ہر سہ مسودات حج پر اس طرح مفصل تنقید کر کے اس کے خلاف آواز بلند کی اور مسلمانان ہند کو ان کے مذہبی فرض سے آگاہ کیا۔ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ پہلا کارنامہ نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی اور ملکی مفاد کے لئے ہمیشہ سر بکف میدان میں آئی ہے اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ بلا خوف لومۃ لائم کلمہ حق کے بلند کرنے میں مسلمانان ہند کی ہمیشہ صحیح راہنمائی کی۔

آج جبکہ جملہ اقوام ہند اپنے فطری حق آزادی حاصل کرنے میں مصروف عمل نظر آتی ہیں تو مسلمانان ہند کی تمام سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں میں جمعیۃ علماء ہند ہی صرف ایک ایسی جماعت ہے جو اس مقصد عظیم کی سنگلاخ راہ کو نہایت پامردی سے طے کر رہی ہے جس نے محترم اور قابل قدر اپنے صدر و ناظم کے علاوہ سینکڑوں ارکان و اعوان کو آزادی کی قربان گاہ پر قربان کر چکی ہے اور جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہیگا۔ ان پریشانیوں اور جنگی دور میں مسئلہ حج جیسے اہم اسلامی مسئلہ میں حکومت ہند کی ظالمانہ ساز قوانین کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے تار پود کو بکھیر کر رکھ دینا جمعیۃ علمائے ہند ہی جیسی دور اندیش مجلس کا کام تھا جس نے مسلمانوں کی بروقت رہنمائی کی۔ اور امید ہے کہ تمام ہندوستان جمعیۃ کی آواز پر لبیک کہیگا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان اس جمعیۃ کے استحکام اور مالی امداد کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوئے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ ایں جمعیۃ سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اور مسئلہ حج کے متعلق تمام ہندوستان میں ابھی جد و جہد کرنے کے لئے بھی اس کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اس لئے میں تمام مسلمانوں بالخصوص اس کے ہمدردوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک موقع پر جمعیۃ کی مالی امداد بھی کریں اس کے ذمہ دار افراد تو ایسے متوکل ہوئے ہیں کہ شاذ و نادر ہی مالی مدد کے لئے اپیل کرتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا خود فرض ہے کہ وہ اس کا خیال رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو مالی مدد سے دریغ نہ فرماویں۔

یکم جون ۱۹۳۵ء

01-06-1935

ہندوستانی حجاج کا جلسہ

ہندوستانی حجاج کا ایک نمائندہ اجلاس خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کانپوری کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں اس واقعہ پر دلی غصہ اور نفرت کا اظہار کیا گیا اور سلامتی پر مبارکباد پیش کی گئی۔ ایک وفد کا فیصلہ کیا گیا جو جلالۃ الملک کی خدمت میں ان تجاویز کو پیش کرے۔ حسب ذیل حضرات کرام کا ایک وفد مرتب ہوا اور ہندوستانی حجاج کی طرف سے ان کے دلی جذبات کا اظہار کیا گیا۔

(۱) مولانا آزاد سبحانی صاحب کانپور۔ (۲) مولانا محمد طیب صاحب دیوبند۔ (۳) مولانا عبدالرحیم صاحب پولیٹیکل سرحد پشاور۔ (۴) مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانہ پنجاب۔ (۵) مولانا کرم علی صاحب لکھنؤ۔ (۶) مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہانپور۔ (۷) مولانا محمد صادق صاحب قلعہ میہان سنگھ گوجرانوالہ۔ (۸) مولانا محمد عثمان صاحب بہاولپور۔ (۹) انسر الاطباء مولانا عبدالرشید صاحب بہاولپور۔ (۱۰) مولانا نجم الدین صاحب پروفیسر علوم شرقیہ لاہور۔ (۱۱) مولانا سید مجتبیٰ حسن صاحب سجادہ نشین بہار۔ (۱۲) حافظ محمد امین صاحب دہلوی۔ (۱۳) مولانا سید محمد سعید صاحب مراد آباد۔ (۱۴) مولانا خیر محمد صاحب۔ (۱۵) ڈاکٹر مرزا عبدالکریم بیگ صاحب ناگپور۔ (۱۶) سیٹھ حاجی دادا علی محمد صاحب سوداگر بمبئی۔ (۱۷) سیٹھ حاجی جلیب طاہر محمد صاحب سیلون۔ (۱۸) اسماعیل غزنوی۔

جلالۃ الملک نے نہایت خندہ پیشانی سے وفد کا استقبال کیا۔ بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں جو تجاویز پاس ہوئی تھیں ان کو عربی میں مولانا محمد طیب صاحب نے پیش کیا۔ میں نے وفد اور جلالۃ الملک کے درمیان تعارف اور ترجمہ کے فرائض سرانجام دئے ہیں۔ (باقی آئندہ)

جمعیۃ علماء ہند کی خبریں

جمعیۃ علماء ہند کا گیارہواں سالانہ اجلاس

مجلس استقبالیہ کا قیام

جمعیۃ علماء ہند جو ہندوستان کی سب سے بڑی مذہبی اور مقتدر جماعت ہے اس کا گیارہواں سالانہ اجلاس اور عام اجلاس امسال دہلی میں ہو رہا ہے اس اجلاس میں ہندوستان کے اکابر و مشاہیر علماء و زعماء شرکت فرمائیں گے ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے اہم ملی مسائل پر غور کیا جائے گا۔

تقریباً اٹھارہ سال

کے بعد دہلی میں حضرات علماء کا اس قدر عظیم الشان اجتماع ہو رہا ہے اجلاس کے ابتدائی انتظامات کے لئے مجلس استقبالیہ قائم ہو چکی ہے مسلمانان دہلی سے پوری توقع ہے کہ وہ اپنے معزز مہمانوں اور مذہبی رہنماؤں کے آرام و آسائش اور ان کی مہمان نوازی کے سلسلے میں دہلی کی قدیم روایات کا پورا پورا لحاظ رکھیں گے اور استقبالیہ کمیٹی کو ہر قسم کی اعانت و امداد پہنچائیں گے۔

مجلس استقبالیہ کی فیس

عام مسلمانوں کی شرکت کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف ۵ روپے رکھی گئی ہے ممبری کی آخری تاریخ ۳۱ دسمبر مقرر ہوئی ہے مقررہ تاریخ کے بعد کوئی شخص استقبالیہ کا رکن نہ ہو سکے گا۔

دو ہزار ممبر ۲۰۰۰

مسلمانان دہلی کے ایثار، خلوص اور جذبہ مہمان نوازی سے امید ہے کہ آخر دسمبر تک مجلس استقبالیہ کے دو ہزار ممبر بن جائیں گے عارضی طور پر فی الحال مجلس استقبالیہ کا دفتر، مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے دفتر واقع گلی قاسم جان میں رکھا گیا ہے دفتر میں ۸ بجے صبح سے شام کے پانچ بجے تک استقبالیہ کی فیس داخل کرکے رسید حاصل کی جا سکتی ہے۔

مولانا ظفر علی خاں کا دورِ سکندری

ہم فوجی بھرتی کے انگریزی قانون کے حامی ہیں

فلسطین کی تحریک کو مٹانے کیلئے نیا قانون

شملہ ۱۶ اگست۔ اسمبلی میں بڑی تیزی کے ساتھ فوجی بھرتی کے بل پر بحث ہو رہی ہے اس بل کی رو سے جو لوگ فوجی بھرتی کے خلاف ہوں گے ان کو دو سال کی سزا دی جا سکے گی۔ فلسطین کمیٹی نے ایک تجویز فوجی بھرتی کے خلاف پاس کی تھی۔ تحریک کو دبانے کے لئے یہ قانون بن رہا ہے تاکہ سر سکندر حیات پنجاب سے رنگروٹ دے سکیں۔

مولانا ظفر علی خاں نے اسمبلی میں اس بل کی حمایت کی اور یہ کہا کہ مسلم لیگ پارٹی بل کے اس مقصد سے متفق ہے کہ فوج میں بھرتی ہونے والے لوگوں کی راہ میں آنے والوں کے خلاف ایسی کارروائی کی جائے۔

مسٹر جناح کے نام

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا تار

دہلی ۱۰ اگست۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلماء ہند نے فوجی بھرتی کے بل کی مخالفت کے متعلق ایک تار مسٹر جناح کے نام شملہ ارسال کیا ہے جس میں توجہ دلائی گئی ہے کہ بل مذکور کی مخالفت کیا جائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اسکی مخالفت پر آمادہ کیا جائے۔

مباحث امروز

جمعیۃ علماء ہند کا دستور ترقی کی منزل میں

ہماری مذہبی نظام کو اساسی اصول اور قواعد وضوابط جدید تنظیم کا جدید خاکہ

جمعیۃ علماء ہند کی دستوری کمیٹی نے کام شروع کردیا۔ ایک وسیع اور ہمہ گیر نظام کی تشکیل

جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس میں زندگی اور بیداری کے جو پرجوش مناظر عام مسلمانوں نے دیکھے ہیں، بقول ایک متفکر زندگی کی تشکیل شروع کردی ہے۔ اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کی فلاح اور ترقی کا انحصار قطعی طور پر اس امر پر ہے کہ مذہب کی حاکمیت کا درجہ سب سے اوپر رکھا جائے اور ان علماء کی رہنمائی میں کام کیا جائے جو مذہب کی روشنی میں آزادی وطن کی انقلاب انگیز تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی حقیقی عظمت کے خواہش مند ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس میں جو علماء شریک ہوئے تھے انھوں نے بھی واضح طور پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ اصل شئے تو کانگریس ہے اور لیگ محض ... مقصد یہ ہے کہ مسلمان اسلام اور آزادی کے نام پر علماء کی جانب سے تبع ہو جائیں اور اس تاریخی تنظیم کو اس قدر قوی کردیں کہ ... مشکل سے مشکل حالات میں انگریزی استیلاء اور متعصب ہندوں کے نا روا رجحانات کا مقابلہ کرسکے۔

سیاسی زندگی میں جماعتیں اپنے کردار اور عمل سے پہچانی جاتی ہیں ایک دو سال کے ہنگامی واقعات اور وقتی ضرورتوں نے پیدا ہونے والی جماعتوں کا پردہ چاک کردیا ہے۔ اس وقت بے حقیقت ہو جاتا ہے جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ ایک جماعت سامنے ہے، اور اس کی تاریخ شاندار خدمات کا آئینہ ہے۔ یہ جماعت ربع صدی تک مسلمانوں کے لئے اپنی جان کو ہزار لیس میں ڈالتی رہی ہے اور آج کانگریس کی شرکت کو ضروری قرار دیتی ہے تو سنجیدہ داعیوں کو یہ سوچنا پڑے گا کہ یہ بہترین کام کرنے والے تجربہ کار مذہبی رہنما جو کچھ جانتے ہیں وہ ہم نہیں جانتے۔

ایک اہم سوال

اس مرحلہ پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اگر علماء کی رہنمائی ہی قطعی اور ضروری ہے تو انھیں رہنمائی کے میدان میں ان ہمہ گیر ضابطوں ... کے ساتھ آنا چاہئے جن سے جمعیۃ علماء ہند کا ہر شئی اور اسلامی سیاست کے تمام گوشوں پر اس طرح چھا جائے جس سے کانگریس بھی اس قوت سے خائف ہو اور حکومت ہند بھی۔

یہ شبہ ایک اہم سوال ہے اور ہم اس کے جواب میں یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ دہلی کے اجلاس کی تمام کارروائی ہی کا جواب ہے ہمیں معلوم ہے کہ جمعیۃ علماء ہند میں نئی زندگی پیدا کرنے کے متعلق تجاویز کا ہر ... اس مقصد کے لئے دستور میں ترمیم کا کام ایک کمیٹی کے سپرد ہے حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد نائب امیر شریعت بہار اور حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رکن جماعت علماء ہند (دستوری کمیٹی) ایک دائمی کی حیثیت سے بنیادی دستور اساسی ترتیب دے رہے ہیں۔ مولانا شاہد میاں فاخری جوالہ آباد کے علماء میں ایک مستقل مزاج اور انقلاب پسند ہیں جو ... کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے مسودہ میں شریک ہیں مولوی محمد احمد صاحب کاظمی ایم۔ ایل۔ اے ... کی حیثیت سے مسودے پر بحث کررہے ہیں۔ کمیٹی کو حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی رفاقت اور رہنمائی بھی حاصل رہی ہے۔

دو ماہ بعد ... میں مرادآباد میں جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہوگا اور وہاں اس سلسلہ کے بہت سے اہم مرحلے جماعت کے اتفاق سے طے ہو جائیں گے۔

ہم ذیل میں جمعیۃ علمائے ہند کا موجودہ دستور اساسی درج کرتے ہیں تاکہ اس پر ہماری جماعت کا اعلیٰ دماغ غور کرسکے۔

دستور اساسی جمعیۃ علماء ہند

مبادیات

دفعہ ۱۔ اس جمعیۃ کا نام جمعیۃ علمائے ہند ہوگا۔

دفعہ ۲۔ اس جمعیۃ کا دائرہ عمل تمام ہندوستان کو شامل ہوگا

(ب) اور بلحاظ تبلیغ واتحاد عالم اسلامی بیرون ہند تک وسیع ہوسکے گا۔

اغراض ومقاصد

دفعہ ۳۔ مذہبی نقطۂ نظر سے عامۂ اہل اسلام کی سیاسی اور غیر سیاسی امور میں رہنمائی کرنا جس کی تفصیل حسب ذیل ہوگی۔

الف۔ اسلام مرکز اسلام۔ جزیرۃ العرب ومستقر خلافت، شعائر اسلام اور اسلامی قومیت کو نقصان پہونچانے والے اثرات کی شرعی حیثیت سے مدافعت کرنا۔

ب۔ مشترکہ مذہبی حقوق کی تحصیل وحفاظت ... مذہبی و وطنی ضروریات کو حاصل کرنا۔

ج۔ علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا۔

د۔ مسلمانوں کی تنظیم اور اخلاقی ومعاشرتی اصلاح

ہ۔ غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کے تعلقات اس حد تک قائم رکھنا جہاں تک شریعت اسلامیہ نے اجازت دی ہو۔

(و) شرعی نصب العین کے موافق مذہب ووطن کی آزادی

(ز) شرعی ضرورتوں کے لحاظ سے محاکم شرعیہ قائم کرنا

(ح) اندرون ہندوستان اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کرنا

(ط) بیرونی ممالک کے مسلمانوں سے اسلامی اخوت واتحاد کے روابط قائم رکھنا اور مستحکم کرنا۔

ضوابط

جمعیۃ علمائے ہند کا دائرہ

دفعہ ۴۔ جمعیۃ علماء ہند کا مفہوم حسب ذیل جماعتوں پر مشتمل ہوگا

(الف) جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند۔

(ب) جمعیۃ علماء صوبہ۔

(ج) جمعیۃ علماء ضلع۔

جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند

دفعہ ۵۔ جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند سے وہ جماعت مراد ہوگی جو صوبہ وار جمعیتوں کے منتخب کیے ہوئے ارکان پر مشتمل ہوگی۔

دفعہ ۶۔ جمعیۃ مرکزیہ کی تعداد (۲۷۴) ہوگی جن میں سے (۲۴۰) ہندوستان کے مختلف صوبوں سے حسب ذیل تعداد میں منتخب ہوں گے۔ اس تعداد میں صوبہ کے صدر اور ناظم عمومی کا شامل ہونا لازمی ہے صوبہ دہلی ۱۵۔ صوبہ آگرہ ۳۰۔ صوبہ اودھ ۱۰۔ صوبہ اجمیر وراجپوتانہ ۱۲۔ صوبہ بہار واڑیسہ ۲۵۔ صوبہ بمبئی مع ناگپور ومہاراشٹر ۱۵۔ صوبہ گجرات وکاٹھیاواڑ وکچھ معہ ریاست ہائے متعلقہ ۱۰۔ صوبہ متوسط وبرار ۷۔ صوبہ سندھ ۱۵۔ صوبہ سرحد ۱۰۔ صوبہ پنجاب ۳۰۔ صوبہ بنگال ۲۵۔ صوبہ برہما ۵۔ صوبہ مدراس واندھرا ۱۰ میسور وبنگلور ۵ ریاست ہائے ہند ۱۱۔ صوبہ آسام ۶۔

دفعہ ۷۔ جمعیۃ مرکزیہ کو حق ہوگا کہ صوبہ وار منتخب شدہ ارکان کی تعداد کے علاوہ ۳۴ ارکان کا براہ راست انتخاب کرے۔

دفعہ ۸۔ اگر کسی صوبہ میں جمعیۃ علماء قائم نہ ہو یا قائم ہو اور وہ تاریخ معینہ دفعہ ۴ کے مطابق اپنے ارکان کا انتخاب نہ کرے تو اس صوبہ کے اراکین کا انتخاب جمعیۃ مرکزیہ کرے گی۔

دفعہ ۹۔ جبکہ صوبہ وار منتخب شدہ ارکان کی تعداد اسی ہو جائے گی تو ان صوبوں سے جن میں جمعیۃ علماء قائم نہیں ہے اور ان صوبوں سے جنھوں نے اپنے ارکان کا وقت مقررہ پر انتخاب نہیں کیا اور ان (۳۴) ارکان کے انتخاب میں جو اس کے اختیار میں ہیں جائز وقفہ قرار دی جائے گی۔

دفعہ ۱۰۔ جب صوبہ وار منتخب شدہ ارکان کی تعداد اسی تک پہونچ جائے گی تو اس کو جمعیۃ مرکزیہ کے تمام اختیارات حاصل ہوجائیں گے

دفعہ ۱۱۔ جب تک صوبہ وار انتخاب کی تعداد اسی تک نہ پہونچے اس وقت تک سابقہ بااختیار جماعت حسب دستور کام کرتی رہے گی

جمعیۃ مرکزیہ کے اختیارات وفرائض

دفعہ ۱۲۔ جمعیۃ مرکزیہ کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہوں گے

(الف) جمعیۃ علماء ہند کے قواعد وضوابط بنانا یا ترمیم و تنسیخ کرنا۔

(ب) صوبہ وار جمعیتوں کے قواعد وضوابط کی منظوری دینا

(ج) جمعیۃ مرکزیہ کے عہدہ داروں کا انتخاب کرنا۔

(د) جمعیۃ علماء ہند کی جمعیۃ عمومیہ کے لئے صدر منتخب کرنا لیکن انتخاب صدارت میں اس صوبہ کی جمعیۃ علماء کو جس میں یہ اجلاس منعقد ہونے والا ہے یا وہاں جمعیۃ علماء نہ ہو تو جس جماعت نے دعوت دی ہے اس کو حق ہوگا۔ کہ صدارت کے لئے دفعہ ۳۴ کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی نام کی سفارش کرے۔

(ہ) جمعیۃ علمائے ہند کے مقاصد سے جو امور متعلق ہوں ان پر غور کرنا اور تجاویز منظور کرنا۔

(ز) منظور شدہ تجاویز کو عمل میں لانے کی ضروری تدابیر اختیار کرنا

(ح) اپنے اختیارات وفرائض کی انجام دہی کے لئے حسب ضرورت خاص خاص ماتحت جماعتیں (سب کمیٹیاں) بنانا۔

(ط) صوبہ وار جمعیتوں یا ایسی ضلع وار جمعیتوں کو جہاں صوبہ کی جمعیۃ قائم نہیں ہے جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند کے ساتھ ملحق کرنا یا ان کے الحاق کو منسوخ کرنا۔

(ی) جمعیۃ کے سرمایہ کی نگرانی کرنا اور میزانیہ کی منظوری دینا

(ک) اپنی منظور کردہ تجاویز پر عملدرآمد کرانے کے لئے بوقت ضرورت اپنے اختیارات میں سے مناسب اختیارات صدر یا ناظم کو باقاعدہ قرارداد کے ذریعہ سپرد کردینا۔

(ل) براہ راست تنخواہ دار ملازمین مقرر کرنا اور معاوضہ خدمات کی مقدار معین کرنا۔ صدر وناظم کے مقرر کردہ اشخاص کو بحال رکھنا یا آئندہ سے برطرف کرنا صدر وناظم کے فیصلہ جات متعلقہ تقرر یا برطرفی ملازمین کی نگرانی کرکے انھیں بحال رکھنا یا منسوخ کرنا۔

(م) جمعیۃ عاملہ کی تجاویز کو آئندہ کے لئے منظور یا مسترد کرنا

(ن) عہدہ داران کے کام اور حساب کی جانچ پڑتال کرنا اور جمعیۃ کی عام نگرانی کرنا۔

(س) صوبوں کی جمعیتوں کو ہدایت بھیجنا اور ان کے کام کی نگرانی اور حساب کی جانچ پڑتال کرنا۔

(ع) اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے چندہ یا دیگر مناسب ذرائع سے سرمایہ فراہم کرنا۔

جمعیۃ عاملہ

دفعہ ۱۳۔ جمعیۃ مرکزیہ اپنے اعضاء میں سے ایک مختصر جماعت منتخب کرے گی جس کا نام جمعیۃ عاملہ ہوگا اور فوری ضرورتوں میں اس کی اپنی منظور کردہ تجاویز جمعیۃ مرکزیہ کے آئندہ اجلاس تک نافذ رہے گی مگر کسی حال میں اس کو جمعیۃ علماء کی جانب سے مذہبی فتوی دینے کا اختیار نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۴۔ جمعیۃ عاملہ ہر مہینہ اپنا جلسہ منعقد کرے گی بشرطیکہ کوئی خاص مجبوری نہ ہو۔ اور فوری ضرورت کے وقت تنہا صدر یا تین اراکین جمعیۃ عاملہ کی تحریری اتفاق رائے سے غیر معمولی جلسہ مرتب کیا جائیگا

دفعہ ۱۵۔ جمعیۃ عاملہ منظور شدہ میزانیہ کے علاوہ ایک ہزار روپیہ ماہوار تک صرف کرسکتی ہے جس کا حساب مجلس مرکزیہ میں پیش کیا جائے گا

دفعہ ۱۶۔ جمعیۃ عاملہ کی تجاویز آئندہ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس میں بغرض منظوری پیش کرنی ضروری ہوں گی۔

جمعیۃ مرکزیہ کے عہدیدار

دفعہ ۱۷۔ جمعیۃ مرکزیہ کے عہدیدار حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) ایک صدر (۲) دو نائب صدر (۳) ایک ناظم (۴) نائب ناظم تین تک جن میں سے ایک مالیات کے لئے مخصوص ہو۔ (۵) ایک خازن۔

دفعہ ۱۸۔ جمعیۃ مرکزیہ کے ارکان اور عہدہ داروں کی میعاد کارکردگی تین سال تک ہوگی تین سال کے بعد انتخاب جدید ہوگا۔ اور اگر کسی وجہ سے وقت مقررہ پر انتخاب نہ ہوسکے تو تا انتخاب جدید اراکین اور عہدیداران سابق کام کرتے رہیں گے۔

دفعہ ۱۹۔ صدر، نائب صدر، وناظم اور ایک نائب ناظم کا طبقۂ علماء میں سے ہونا لازمی ہوگا۔

صدر ونائب صدر کے اختیارات

دفعہ ۲۰۔ صدر جمعیۃ کو ان حدود کے اندر جو جمعیۃ مرکزیہ نے معین کردی ہوں خزانہ سے رقم برآمد کرنے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ ۲۱۔ جمعیۃ مرکزیہ وعاملہ کے جلسوں کی صدارت اور جلسوں کا نظم قائم رکھنا۔

دفعہ ۲۲۔ اہم مراسلات اور اہم اعلانات جاری اور شائع کرنا۔

دفعہ ۲۳۔ ناظم وعمال دفتر کے کام کی نگرانی۔

دفعہ ۲۴۔ صدر کو اختیار ہوگا کہ اپنی غیر موجودگی میں کسی نائب صدر کو اپنے اختیارات تفویض کردے مگر مجلس مرکزیہ تین مہینے کے بعد دوسرے نائب صدر کو وہ اختیارات تفویض کرسکتی ہے۔

دفعہ ۲۵۔ جبکہ صدر بغیر تفویض اختیارات غیر حاضر ہو جائے تو باجازت جمعیۃ عاملہ کوئی نائب صدر ان اختیارات کو استعمال کرے گا اور ان فرائض کو انجام دے گا جو صدر کے لئے مذکور ہوئے۔

ارکان جمعیۃ علماء کی تجریک ... بھی ہوگی۔

فرائض واختیارات ناظم

دفعہ ۲۶۔ ناظم کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہوں گے۔

(ا) دفتر کی تنظیم وترتیب اور جمعیۃ کی طرف سے تمام معمولی مراسلات ناظم کے اختیار میں ہوں گی۔

(ب) جمعیۃ کی کارگذاری اور مجالس مرکزیہ وعاملہ کے اجلاسوں کی کارروائی کو منضبط کرنا اور رجسٹروں میں محفوظ رکھنا۔ حساب وکتاب صاف رکھنا۔

(ج) ماتحت ملازمین وکارکنان میں تقسیم کار اور ان کی نگرانی۔

(د) پچاس روپیہ تک کے ملازم کا تقرر یا برطرف کرنا۔ لیکن اس سے زیادہ کے لئے صدر کی تحریری اجازت شرط ہوگی۔ اور بہر صورت اس کو جمعیۃ عاملہ یا مرکزیہ کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔

(ہ) ششماہی میزانیہ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس میں پیش کرکے پاس کرانا۔

(و) سہ ماہی گوشوارہ اخراجات منظوری کے لئے جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس میں پیش کرنا۔

(ز) حاصل شدہ رقوم خزانہ میں جمع کرکے خازن کے دستخط کرانا۔

(ح) منظور شدہ میزانیہ کے مطابق مصارف روزمرہ کے لئے سو روپیہ کی رقم ناظم اپنی تحویل رکھ سکتا ہے اور اسی قدر اپنے دستخطوں سے خزانہ سے برآمد کرسکتا ہے اس سے زیادہ رقم کی برآمد کے لئے صدر کے دستخط بھی ہونا ضروری ہیں۔

(ط) میزانیہ کے موافق معمولی تمام اخراجات اور غیر معمولی جو سو روپیہ سے زائد نہ ہوں اپنے اختیار سے کرنا۔

(ی) میزانیہ منظور شدہ کے اندر سو روپیہ سے زائد غیر مصارف کے لئے صدر سے منظوری حاصل کرنا۔

(ک) ماتحت جمعیتوں کی نگرانی کے لئے دورہ کرنا۔

نائب ناظم کے فرائض واختیارات

دفعہ ۲۷۔ ناظم کی موجودگی میں نائب ناظم اس کی ہدایت کے بموجب کام کریں گے۔ اور ناظم اپنی غیر موجودگی میں اس نائب کو جو عالم ہو اپنا قائم مقام کردے گا۔ اور اس کو نظامت کے اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔

دفعہ ۲۸۔ نائب ناظم جو مالیات کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ دفتر کے تمام رسیدات اور رجسٹرہائے حساب کو درست اور مکمل رکھنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اور تمام بل ناظم کی منظوری کے بعد ادا کرے گا۔

خازن کے فرائض

دفعہ ۲۹۔ خازن کا فرض ہوگا کہ جمعیۃ کی تمام رقوم کا جو اس کی تحویل میں جائیں اور واپس آئیں مفصل حساب ایک مستقل حساب میں رکھے۔

دفعہ ۳۰۔ خزانہ کے حساب کی درستی اور صفائی اس کے ذمہ ہوگی۔

دفعہ ۳۱۔ قواعد جمعیۃ کے بموجب صدر یا ناظم کی تحریری یادداشت پر رقوم واپس کرے۔

دفعہ ۳۲۔ ان تجاویز کو جو وقتاً فوقتاً مجالس عاملہ یا مرکزیہ میں مالیہ کے متعلق منظور ہوں پیش نظر رکھے۔

جمعیۃ کی مجالس عامہ وخاصہ

دفعہ ۳۳۔ جمعیۃ علماء ہند سے متعلق جلسے چار قسم کے ہوا کریں گے۔

(۱) ماتحت جماعتوں (سب کمیٹیوں) کے جلسے (۲) جمعیۃ عاملہ کے جلسے (۳) مجلس مرکزیہ کے جلسے (۴) جمعیۃ عمومیہ اراکین کے جلسے۔

دفعہ ۳۴۔ ماتحت جماعتوں کے شرکائے جلسہ کی تعداد اور جلسہ کا نصاب وہی ہوگا جو جمعیۃ علماء مرکزیہ نے معین کردیا ہو۔

دفعہ ۳۵۔ ماتحت جماعتوں کے جلسوں کی تجاویز اسی دائرے میں نافذ ہوں گی جو ان کے انتخاب کے وقت ان کے لئے معین کردیا ہو۔

دفعہ ۳۶۔ جمعیۃ عاملہ کے اعضاء کی تعداد سترہ ہوگی جس میں ستقدر ارکان حضرات مختلف صوبوں سے منتخب کئے جائیں گے۔ صدر وناظم جمعیۃ مرکزیہ بحیثیت عہدہ اس میں شامل ہوں گے۔ اور چھ ارکان کی موجودگی تکمیل نصاب کے لئے کافی ہوگی۔

دفعہ ۳۷۔ جمعیۃ مرکزیہ کے منتخب شدہ اعضاء کی تعداد دو سو چالیس ہوگی اور براہ راست منتخب شدہ ارکان اس تعداد کے علاوہ جمعیۃ مرکزیہ میں شامل ہوں گے۔ جمعیۃ مرکزیہ کے جلسوں میں اکیس ارکان کی موجودگی تکمیل نصاب کے لئے کافی ہوگی۔

دفعہ ۳۸۔ جمعیۃ مرکزیہ کے جلسے سہ ماہی منعقد ہوں گے۔ جو مناسب تاریخوں میں صدر یا ناظم طلب کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی خاص مجبوری نہ ہو۔

دفعہ ۳۹۔ ماتحت جماعتوں کے جلسے ان جماعتوں کا صدر یا ناظم طلب کرسکتا ہے۔ اور جماعت عاملہ کے جلسے تنہا صدر یا تین ارکان جمعیۃ عاملہ کی تحریری درخواست پر طلب کئے جاسکتے ہیں۔ اور جمعیۃ مرکزیہ کے غیر معمولی جلسے جمعیۃ عاملہ یا دس ارکان جمعیۃ مرکزیہ کی تحریری درخواست پر طلب کئے جاسکتے

مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس مرادآباد

کانگریس میں شرکت کا مسئلہ۔ قبائل پر بمباری کے خلاف احتجاج

"جمعیۃ علماء ہند نے کانگریس کیساتھ جنگ آزادی میں ہمیشہ اشتراک عمل کیا ہے"

جمعیۃ عاملہ کے اہم فیصلے۔ علماء و زعماء ہند کے صحیح مسلک کی توضیح

مرادآباد ۶ رمئی۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۲، ۳، ۴، ۵ رمئی ۱۹۳۶ء کو مرادآباد میں منعقد ہوا جس میں علماء کرام اور زعماء ہند اور مسلم اکابر نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ مجلس عاملہ کے اجلاس سے پیشتر ایک مجلس مشاورت بھی منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل مسلم زعماء نے موجودہ نازک ...

(۳) ہندو اخبارات کا قابل افسوس رویہ

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ ہندو اخبارات کے اس رویہ کو جو اس نے شمالی مغربی سرحد کے آزاد علاقہ کے خلاف حکومت کی جابرانہ جنگی کارروائی کو سراہنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کیلئے اور حکومت کو ان کے خلاف برانگیختہ کرنے کے واسطے اختیار کر رکھا ہے ...

(۴) فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام

(۵) مولانا نورالدین صاحب کا استعفاء

(۶) پانی پت کے مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی

حوادث واحکام

استفتاء

الجواب

تبصرہ بحث و تمحیص

منظور شدہ تجاویز

(۱) کانگریس میں شرکت کا مسئلہ

(۲) آزاد قبائل پر بمباری کی مذمت

مباحث امروز

شرکت کانگریس اور شریعت غراء

مسائل حاضرہ سے متعلق اہم سوالات، اور علمائے شاہی مرادآباد کی بصیرت افروز فتاوی

کانگریس کیساتھ اشتراک عمل کا مسئلہ مذہبی اور شرعی نقطۂ نگاہ سے آجکل مسلمانوں میں زیر بحث ہے ...

سوال

جواب

حیات مکی اور اس کی خصوصیات

غیر مسلموں سے موالات اور شعب ابی طالب کا محاصرہ

مطعم بن عدی کی ظاہری پناہ

مکی زندگی کے چار دور

سید محمد حسین کو مولانا محمد نعیم صاحب کا بصیرت افروز جواب

ملکی آزادی کیلئے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونا چاہئے

لودھیانہ (بذریعہ ڈاک) مولانا محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند نے مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت ارسال کیا ہے:۔

سید محمد حسین صاحب رکن کونسل آف اسٹیٹ کے ایک طویل بیان کا خلاصہ جو آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل کرنے کی نسبت اخبارات کو دیا ہے۔ جریدہ احسان لاہور کی ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں نظر سے گزرا۔

اس بیان میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں ہی نے کانگریس کو منظم کیا ہے اور ہندوستان کے ہر ایک حصے میں اس کے اقتدار کا پرچم لہرایا ہے لیکن موجودہ کانگریس ایسے اصحاب گرامی کے زیر اثر ہے جو با اخلاص مسلمانوں کے تعاون اور اشتراک عمل کو پسند نہیں کرتے اور ہندوستان میں برطانوی حکومت کے زیر سرپرستی ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں ورنہ مسلمان ملک کی آزادی کی خاطر کسی حریت پسند تحریک میں شامل ہونے کے لئے کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے۔ نیز سید صاحب نے پنڈت جی کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ مسلمانوں کو کانگریس میں شرکت کی دعوت دیکر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش نہ کریں۔ ان مندرجہ بالا دعاوی کے بعد آپ نے پنڈت جی کی تفرقہ اندازی سے بچنے کے لئے ایک علاج بھی تجویز فرمایا ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے لئے مسلمانوں کو نہ صرف مشورہ ہی دیا ہے بلکہ انہیں متنبہ فرمایا ہے کہ وہ کانگریس کے قریب ہرگز نہ آئیں اور علاج کا خلاصہ یہ ہے:۔

مسٹر محمد علی جناح مسلمانوں کو منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کا کانگریس کے قریب دا آنا چاہئے بلکہ بذات خود اپنی ایک زبردست منظم جماعت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ منظم جماعت مسلم لیگ ہے چنانچہ سید صاحب نے صاف الفاظ میں یہی بیان فرمایا ہے کہ مسلمان مسلم لیگ کی امداد کریں جو مسلمانوں کے روشن ترین مستقبل کے متعلق کوئی عمل اقدام سوچ سکتی ہے اور ہمارے دینی حقوق کی نگہداشت کر سکتی ہے خاص [illegible] باتھ سے نہ دینا چاہئے بلکہ مسلم لیگ پر کلی اعتماد کرنا چاہئے۔

افسوس سید صاحب کا مکمل بیان ہمارے سامنے نہیں ہے بلکہ اس کا خلاصہ ہے جس کا اقتباس ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے۔

سید صاحب موصوف نے اپنے مذکورہ بالا دعاوی کے متعلق کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی۔ معلوم مسلمانوں ہی نے کانگریس کو منظم کرنے اور ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں اس کا پرچم لہرانے سے آپ کی کیا مراد ہے کانگریس ہندوستانی قوم کی ایک نمائندہ جماعت ہے جس میں ہر وہ شخص شامل ہو سکتا ہے جو کہ چار آنے سالانہ چندہ ادا کرے اور ہندوستان میں ہندوستانی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرے اور کانگریس کی ہی تنظیم ہے اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس تنظیم میں ان کا کیا حصہ ہے۔ صوبہ سرحد کے علاوہ پنجاب، بنگال، سندھ میں مسلمان فی ہزار ایک بھی کانگریس میں جو کہ باقاعدہ کانگریس کے رکن ہوں گو خیالات کے لحاظ سے اکثریت کانگریسی مسلمانوں ہی کی ہے ان تینوں صوبوں میں جبکہ اکثریت مسلمانوں کی ہے اور صرف چار آنہ خرچ کر کے مسلمان تینوں صوبوں کی کانگریس کمیٹیوں پر قابض ہو کر آج اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ ترتیب کر سکتے ہیں پھر ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اگر ہندو یا موجودہ کانگریسی اصحاب با خلاص قلب آپ کا تعاون یا اشتراک عمل پسند نہیں کرتے تھے اور انگریز کے ماتحت ہر صوبہ میں اپنا راج قائم کرنا چاہتے تھے تو مسلمانوں نے انہیں کیوں ایسا کرنے دیا۔ اور کانگریس کی تنظیم میں کیوں حصہ نہیں لیا۔

ہم حیران ہیں آبادی میں کہیں آپ چھپن فی صدی کہیں تریپن فی صدی اور کہیں پچیس فی صدی لیکن کانگریس میں آزادی ملک و ملت کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی تعداد... اس پر یہ دعویٰ کہ کانگریس کے منظم اول ہم ہی ہیں اور ہم نے ہی ہندوستان کے ہر حصے میں اس کے اقتدار کا پرچم لہرایا ہے۔ البتہ صوبہ سرحد میں اگر مسلمانوں نے کانگریس میں شرکت کی اور صرف سرحد گاندھی ... لیکن آپ کے لیگ نما ثانی پسند ہندو اور سکھ حکومت پرست عنصر سے مل کر آپ کے خیال کے مطابق وہ ہندو راج قائم کر کے دکھلایا جس کا الزام آپ موجودہ کانگریسی اصحاب پر لگانا چاہتے ہیں جسے کانگریس نے نہایت حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔

جناب والا! اگر آپ کانگریس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو موجودہ اصحاب کانگریس کے اخلاص قلبی اور تعاون کی کیا ضرورت ہے یہ اخلاص اور اشتراک عمل کی پسندیدگی درخواستوں سے نہیں ملا کرتی۔ بلکہ طاقت اور قوت عمل سے حاصل کی جاتی ہے کیا آپ کے خیال میں انگریز مسلمانوں کے حق میں نیک نیت اور مخلص ہے کیا آپ کا تعاون اور اشتراک عمل آپ کے لئے چاہتا ہے کہ آپ ہندوستان پر حکمران ہو جائیں۔ اور ان کی زیر سرپرستی وہ کام جو ہندو کانگریس کے ذریعہ انجام دینا چاہتا ہے۔ انجام دے لیں۔ کیا انگریز اس میں صادق القول ہے اور صادق العمل ہے اگر یہ درست ہے تو جس کام کو آپ ہی کرنا چاہتے تھے اس کا دوسرے کرلیں انجام دیتے ہیں اور اگر یہ درست نہیں تو پھر اس کے آغوش میں جانے سے کیا فائدہ۔

ہمارا مقصد اس سے یہ ہرگز نہیں کہ موجودہ کانگریس ایک قدسیوں کی جماعت ہے اس میں مسلم لیگ جیسے تخیل کے آدمی نہیں ہیں شاید اس سے بھی وہ قدم آگے ہوں لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ ان کی رجعت پسند جماعت آگے بڑھنے والوں کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتی ہے اس کے راستے میں کانٹے نہیں بوتی اور ہماری لیگ نہایت اختیار سے آگے بڑھنے کی بجائے خود ہی رہنما بننا چاہتی ہے اگر بڑھنے والوں کو آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ اور ان کے راستے میں کانٹے بوتی ہے مگر آگے بڑھنے والوں کی پشت پناہ نہیں اور خود ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائی تو ہندوستان کی کسی دوسری قوم سے نہ تو زیادہ اثر برطانیہ پیچھے رہتی نہ ہی آزادی کامل کے حصول سے لرزہ براندام نظر آتی اور نہ ہی کانگریس کے موجودہ نفوذ کو مسلمانوں سے اس سیاسی فضا کا موقع ملتا اور نہ ہی شکوہ شکایت کرنے کی ضرورت پڑتی۔

حضور والا! ابھی قوت عملی کا وقت ہے قیادت کا وقت ہے۔ فرض کی ادائیگی کا وقت ہے صحیح رہنمائی کا جو شریعت اسلامی کی روشنی میں ہو۔ نہ کہ جدید انگریزی آئین کی تاریکی میں۔ ہندوستان یقیناً آزاد ہوگا جس قوم کا اس آزادی میں زیادہ حصہ ہوگا اس کی حکومت ہوگی لیگ کا انگریز سے تعاون انگریز کا اس سے قریب مسلمانوں کا شکوہ شکایت بقول آپ کے ہندوؤں کا زیر سرپرستی برطانیہ حکومت قائم کرنے کا تخیل سب فنا ہو جائیں گے نئی زمین ہوگی نیا آسمان ہوگا نئی حکومت ہوگی نیا آئین ہوگا۔ اور اس فطری قانون کا احترام ہوگا جو تمام انسانوں کو ایک سلک میں منسلک کرنے کا کفیل ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ "آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی" کا منظر ہوگا جس کے دیکھنے کے لئے چشم بینا درکار ہے قانون فطرت اور تاآزادی ابھی سے تاوقت آنکھ اس کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔

سید صاحب۔ اگر آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ مسلمان ملک کی آزادی کی خاطر کسی حریت پسند تحریک میں شامل ہونے کے لئے کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے تو پھر آج مسلمان خاموش کیوں ہے وہ تو آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد مرنا اس کا اولین فرض ہے اور غلام قوموں کو آزاد کرانا اس کا نصب العین ہے پھر تو آج ہندوستان میں ہر تحریک کا بانی مبانی اور علم بردار مسلمان ہی ہونا چاہئے تھا لیکن امر واقعہ یہ نہیں ہے جیسا کہ آپ کے اور آپ کی مسلم لیگ کے طرز عمل سے ظاہر ہے گو عام مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔

آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور کانگریس کے فریب سے بچانے کا جو مشورہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان رجعت پسندوں کی جماعت مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں جو کہ مسلمانوں کا روشن ترین مستقبل سوچ سکتی ہے اور ان کے دینی حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کر سکتی ہے۔ کاش کہ سید صاحب موصوف نے کوئی ایسا [illegible] حالات میں جبکہ ملک کی اکثریت [illegible] کی کوشش کرنا اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرنا ہی روشن ترین مستقبل ہے کیا کوئی مسلمان ایسے قانون کو جس میں اس کے مذہب کی حفاظت تو درکنار بلکہ اس کے خلاف مرتب کیا گیا ہو اور اس کی غلامی کی زنجیر ان کو مضبوط کرنے والا ہو نیز جس قانون نے اس کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا ہو یا اقلیت کے کنارے پر پہنچا دیا ہو اپنی رضامندی سے قبول کر سکتا ہے جس کی خوشنودی میں مسٹر محمد علی جناح پریذیڈنٹ مسلم لیگ نے ہڑتال نہ کرنے کا اعلان کر کے مسلمانان ہندوستان سے غلامی کے لئے تجدید عہد کرانا چاہا جسے عام مسلمانان ہندوستان نے جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق نہایت حقارت کے ساتھ ٹھکرا کر اپنی اسلام دوستی اور کفر دشمنی کا ثبوت پیش کر دیا۔ حالانکہ مسٹر جناح اس سے قبل خود اس کی مخالفت فرما چکے ہیں کیا یہی مذہبی نگہداشت ہے جس کی تکمیل مسلم لیگ کے ذریعہ آپ کرانا چاہتے ہیں۔

سید صاحب خاندان سادات کرام کے چشم و چراغ ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک مسلمان فاسق فاجر کے قانون کا انکار فرما کر سارا خاندان شہید کروا دیا اور خود شہید ہو گئے لیکن آپ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو ایک نصرانی حکومت کے قانون پر نہ صرف خود بیعت کر رہے ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو اس بیعت میں داخل کرنے کی سازش فرما رہے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اندریں حالات ہم مسلمانان ہند سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ جمعیت علمائے ہند کی رہنمائی میں پوری قوت اور طاقت کے ساتھ کانگریس میں شامل ہو کر کم سے کم صوبہ سندھ، سرحد، پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کی کانگریس قائم کر کے سید صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو بتلا دیں کہ جو لوگ با اخلاص قلب آپ کا تعاون اور اشتراک عمل پسند نہیں کرتے ان کا علاج حکومت کی آغوش نہیں بلکہ ہندوؤں کی گود اور ہماری کا تختہ ہے۔ جس کا روشن مستقبل لیگ اور ان کے ہم نواؤں کے تخیل سے بالاتر ہے۔ اگر مسلمان قوم پنڈت جواہر لال کے اعلان کے مطابق ایسا کر گذرے تو اس میں تفرقہ اندازی کیسی۔ ہم حیران ہیں کہ سید صاحب کی بلند بین نگاہیں کانگریس کی شرکت کو تو تفرقہ اندازی سے تعبیر فرماتی ہیں لیکن انگریز اور حکومت پرست ہندو سے اپنے اشتراک عمل کو مسلمانوں کے اتفاق سے تعبیر کرتی ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی است؟

ملتان میں شاندار طبی اجتماع

امرتسر ۱۹ اپریل۔ پنجاب طبی کانفرنس کے شاندار اجلاس کے پروپیگنڈے کے سلسلے میں جو ۲۳-۲۴ و ۲۵ اپریل کو ملتان میں ہو رہا ہے سب آفس امرتسر سے سرگرم اطباء پنجاب کے دورہ کرنے کے لئے مختلف مقامات کو روانہ ہو چکے ہیں۔ بعض مقامات سے تسلی بخش پیغام بھی موصول ہو رہے ہیں سیر بگا کے طبیب شرکت اجلاس کے لئے مستعدی کا اظہار کر رہے ہیں اور طبی نمائش کے لئے گرانقدر سامان بھی بھیج رہے ہیں۔ کپورتھلہ، ہوشیارپور، لودھیانہ، جموں، سیالکوٹ کی اطلاعات کا انتظار ہے۔

نوٹ۔ شریک اجلاس ہونے والے اطباء کو لازم ہے کہ وہ اپنی آمد کی اطلاع سکریٹری استقبالیہ کمیٹی پنجاب طبی کانفرنس ملتان کو دے دیں تاکہ انتظام میں سہولت ہو۔

(محبوب عالم نائب صدر پنجاب طبی کانفرنس امرتسر)

اخبار الجمعیۃ
میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

مظلوم سرحد کی اعانت کا اہم مسئلہ

جمعیۃ العلماء ہند سے استصواب کرنے کی ضرورت

اسلامی جماعتوں سے مفتی محمد نعیم صاحب کی اپیل

لودھیانہ (بذریعہ ڈاک) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن جمعیۃ علمائے ہند نے مندرجہ ذیل مراسلہ اشاعت کی غرض سے بھیجا ہے:-

ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر آزاد قبائل کے خلاف حکومت کی فارورڈ پالیسی کو روکنے کے لیے انما المومنون اخوۃ کے زریں اصول کے مطابق اس لیے ضروری ہے کہ مسلمانانِ ہندوستان کی ایک نہایت ضروری مشاورت کانفرنس بمقام راولپنڈی منعقد کی جائے اور متفقہ طور پر اس امر کا قطعی فیصلہ کیا جائے کہ موجودہ حالات میں احکام شرعیہ کے مطابق مسلمانانِ ہند کا کیا فرض ہے اور اس کے ادا کرنے کی کیا صورت ہے۔ چونکہ یہ معاملہ ایک شرعی فرض کی ادائیگی سے تعلق رکھتا ہے جس کی رہنمائی کے لئے جمعیت علمائے ہند سے بہتر اور کوئی دوسری جماعت نہیں ہے۔ جس نے کہ آزادانہ طریق پر ہمیشہ مسلمانانِ ہند کی مذہبی رہنمائی کی ہو۔ اس لئے ہم ہندوستان کی ہر ایک آزادی پسند اور ترقی خواہ جماعت سے باادب لیکن پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ فوراً جمعیت علمائے ہند کی مشاورت کانفرنس جمعیۃ علماء ہند کے فیصلے کے مطابق اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔

کیا مجلس اتحاد ملت، مجلس احرار، اور دیگر ترقی خواہ جماعتیں ہماری اس مخلصانہ درخواست پر مظلومین سرحد کی امداد و اعانت میں جمعیت علمائے ہند کی رہنمائی کو قبول فرمائیں گی اور جمعیت علمائے ہند سے بمقام راولپنڈی مشاورت کانفرنس منعقد کرنے کا پرزور مطالبہ کریں گی۔ نیز کیا عام مسلمانانِ ہندوستان پبلک جلسے کر کے جمعیت علمائے ہند کو اپنی اطاعت کا یقین دلائیں گے اور دیگر اسلامی جماعتوں کو بھی مجبور کریں گے کہ وہ فوراً جمعیت علمائے ہند سے شرعی فیصلہ کے لئے مشاورت کانفرنس منعقد کرنے کا مطالبہ کر کے جمعیت کو شرعی فیصلہ کی اطاعت کا یقین دلائیں۔

مجھے کامل امید ہے کہ مسلمانانِ راولپنڈی جب کہ مقامی حکومت کے جبر و تشدد کے خلاف سیرت کا جلوس بطور احتجاج بلند کر رہے ہیں مشاورت کانفرنس جمعیت علمائے ہند کی امداد و اعانت کے لئے ہر طرح تیار ہو جائیں گے۔

حضرت شیخ الہند اور اخبار "الجمعیۃ"

اخبار "الجمعیۃ" ایک سال سے علمائے کرام کی ایک کمیٹی کے زیر اہتمام اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ کمیٹی کے محترم ارکان حضرت مولانا [illegible] صاحب حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی حضرت مولانا نور الدین صاحب بہاری اور حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی [illegible] یا مشاہیر کے ہیں جو دیگر اسلامی اور وطنی خدمات کی طرح اخبار کی اہم ذمہ داریوں کو بھی برداشت کر رہے ہیں اور اب یہ سن کر ناظرین کرام کو اور زیادہ خوشی ہوگی کہ کمیٹی کے ارکان میں حضرت شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند و نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کی عظیم و جلیل شخصیت کا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ حضرت ممدوح "الجمعیۃ" کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش فرما رہے ہیں، اور اس دور جدید میں اخبار کا وجود انہی کی سعی کا رہین منت ہے۔ ضرورت ہے کہ دیگر مسلمان بھی اس سلسلہ میں [illegible] فرض سے سبکدوش [illegible]

منیجر

کانگریسی زعماء جمعیۃ علماء ہند کا تعاون حاصل کریں

مولانا محمد نعیم صاحب صدر کانگریس کمیٹی لودھیانہ کا اہم بیان

جمعیۃ علماء ہند ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے جسے عام مسلمانانِ ہند کا پورا اعتماد حاصل ہے یہی ایک ذمہ دار جماعت ہے جس نے مذہبی نقطۂ نگاہ کے مطابق مسلمانانِ ہند کی ہمیشہ صحیح سیاسی رہنمائی فرمائی ہے اندریں حالات اب جبکہ پنڈت جواہر لال نہرو مسلمانانِ ہند کو خصوصیت سے کانگریس میں شمولیت کی دعوت دینا چاہتے ہیں پنڈت جی کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سب سے پہلے جمعیۃ علماء ہند کا کامل تعاون حاصل کریں اور اس سے اشتراکِ عمل کریں کیونکہ ہندوستان بھر میں مسلمانوں کی یہی ایک نمائندہ جماعت ہے جس نے ہمیشہ اسلامی مفاد کی خاطر کانگریس کا ساتھ دیا ہے۔ اور آزادیٔ ہند کی جد و جہد میں ہمیشہ رجعت پسند جماعتوں سے ٹکرائی ہے جیسا کہ حال ہی میں اس جماعت نے نئے آئین کے خلاف مکمل ہڑتال کا اعلان کر کے مسلمانانِ ہند کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اگر کانگریس نے اس جماعت سے اشتراکِ عمل نہ کیا تو ہمیں سخت خطرہ ہے کہ وہ شاید اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو کیونکہ جمعیۃ علماء ہند کے مقابلہ میں ہندوستان بھر میں کوئی اور ایسی جماعت نہیں ہے۔ جسے ہندوستان کے ہر طبقہ کا پورا اعتماد حاصل ہو اور اس نے آزادانہ مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کی ہو۔ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند اپنی ورکنگ کمیٹی کا کوئی ضروری اجلاس طلب کرنا چاہتی ہے اگر یہ درست ہے تو ہم صدر جمعیۃ علماء ہند سے پرزور درخواست کریں گے کہ وہ پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس کو ضرور ورکنگ کمیٹی سے تبادلۂ خیالات کے لئے دعوت شرکت دیں۔ ہمیں کامل امید ہے کہ پنڈت جی بھی اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر شرکت سے دریغ نہ فرمائیں گے۔

01-04-1937

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا حقیقت افروز بیان

لدھیانہ میں یکم اپریل کو آئین جدید کے خلاف مکمل ہڑتال

برادرانِ اسلام تقریباً ۹۰ عرصہ ڈیڑھ سو سال سے ہندوستان میں باشندگانِ ہند کی مرضی کے خلاف ایک بدیشی حکومت قائم تھی۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی پچاس سالہ جد و جہد نے تمدنِ سیاسی یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو اسے ناقابلِ عمل قرار دے دیا۔ اندریں حالات انگریزی حکومت نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے فوراً ایک نئے نظامِ حکومت کو ترتیب دیکر یکم اپریل کو ہندوستانیوں سے تجدید عہد کا مطالبہ کیا جسے ملک کی نمایاں اکثریت نے نہایت جرأت کے ساتھ ٹھکرا کر اپنی ملکی و ملی غیرت کا کامل ثبوت دیا۔

چونکہ مسلم انڈیا قطعاً کسی ایسے قانون کو قبول نہ کر سکتا تھا جو اس کے مذہب کے خلاف مرتب کیا گیا ہو نیز جس میں اس کے پرسنل لاء کی حفاظت کی کوئی ضمانت موجود نہ ہو اس کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا یا اقلیت کو کنارہ پر پہنچا دیا گیا ہو اس کے ہم مذہب اور ہم قوم ہمسایوں کی حفاظت کا کوئی سامان موجود نہ ہو، اس کی ہر قسم کی ترقی اور آزادی کو ایک انگریز کے شکنجہ میں جکڑ دیا گیا ہو وہ اہلِ وطن کی بھوک پیاس اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا سامان مہیا کرنے سے قاصر ہو۔ امن کی بجائے ہر وقت نقضِ امن کا اندیشہ لگا رہتا ہو اور اپنی آمدنی اپنی فوج اور اپنی تجارت پر کوئی اختیار نہ ہو۔

اس لئے مسلم انڈیا نے جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق نئے قانون سے اپنی کامل بیزاری ظاہر کر کے تجدید عہد کا انکار کر دیا چونکہ مسلم انڈیا کا ایک مذہبی فریضہ تھا۔ ملک کا ایک حکومت پرست طبقہ جسے عام مسلمانوں کی کسی جماعت کی بھی نمائندگی کا حق حاصل نہیں ہے مسلمانانِ ہند کے خلاف نہایت غلط پروپیگنڈہ کر رہا ہے جس کا منشاء اسلام دشمنی اور انگریز دوستی کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ عام اہلِ اسلام ان کی غلط فہمیوں کا قطعاً شکار نہ ہو سکیں بلکہ آزادیٔ ہند کی جد و جہد میں کسی دوسری قوم سے پیچھے نہ رہیں گے اور کثرت سے کانگریس میں شامل ہو کر آزادیٔ ہند کو قریب تر لانے کی پوری کوشش کریں گے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ صدر کانگریس کمیٹی لودھیانہ و رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند

یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ مسلمانوں نے نئے آئین کا جنازہ نکالا جس کے جلوس میں ہزارہا ہندو مسلمان شریک ہوئے منڈی تیمور گنج میں مفتی محمد نعیم صاحب صدر کانگریس و رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں صدارت کے طرف سے دہلی کنونشن کا پاس کردہ ریزولیوشن نئے آئین کے خلاف پڑھا گیا جو کہ بالاتفاق پاس ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر احرار نے بھی کانگریس اسٹیج پر نئے آئین کے خلاف اور مخلوط انتخاب کے حق میں تقریر کی جو کہ جذبات سے لبریز تھی۔

میونسپل کمیٹی لودھیانہ کے منتخب ممبران نے جن میں زیادہ تعداد مسلمان ممبروں کی ہے صرف ۳ سرکاری ممبروں کی مخالفت اور سوراجسٹ کی موافقت سے نئے آئین کے خلاف یکم اپریل کو کمیٹی کے دفاتر اور اسکول بند کرنے کا ریزولیوشن بھی پاس کر دیا تھا جسے بابا نانک سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکھ کر مسترد فرما دیا ہے کہ اس سے نقضِ امن کا خطرہ ہے فہمیدہ طبقہ میں اس پر تعجب کیا جا رہا ہے کہ سردار صاحب کو دفتر کمیٹی میں نقضِ امن کا خطرہ ہے یا شہر میں لیکن ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہوا۔ اندریں حالات ان نامہ نگاروں کو شرم کرنی چاہئے کہ جو یہ لکھتے ہیں کہ لودھیانہ کے مسلمان ہڑتال میں شریک نہیں ہوئے۔ (نامہ نگار)

یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ مسلمانوں نے نئے آئین کا جنازہ نکالا جس کے جلوس میں ہزارہا ہندو مسلمان شریک ہوئے منڈی تیمور گنج میں مفتی محمد نعیم صاحب صدر کانگریس و رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں صدارت کے طرف سے دہلی کنونشن کا پاس کردہ ریزولیوشن نئے آئین کے خلاف پڑھا گیا جو کہ بالاتفاق پاس ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر احرار نے بھی کانگریس اسٹیج پر نئے آئین کے خلاف اور مخلوط انتخاب کے حق میں تقریر کی جو کہ جذبات سے لبریز تھی۔

مسلم حقوق کا مسئلہ

کانگریس اور گاندھی جی کی دوسری غلطی

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا بیان

مسٹر محمد علی جناح کے بعد مسلم حقوق کا تصفیہ کرنے کے لئے اب سر آغا خاں صاحب یورپ سے تشریف لائے ہیں اس سلسلہ میں گاندھی جی اور دیگر ارکان کانگریس سے آپ تبادلہ خیالات بھی فرما چکے ہیں اور اخبارات کی ایک اطلاع کے مطابق آپ دیگر اسلامی جماعتوں سے بھی بہت جلد تبادلہ خیالات کا ارادہ رکھتے ہیں چونکہ سر آغا خاں صاحب کو حکومت کا اور حکومت کو آپ کا کامل اعتماد حاصل ہے اور حکومت کے نقطۂ نگاہ کی حفاظت آپ کے لئے ایک ضروری امر ہے اور حکومت فیڈریشن کے نفاذ کے لئے اس وقت نہایت بے چین ہے سر آغا خاں حکومت کے ایما پر اس مہم کو سر کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اس لئے ہمارے خیال میں ملک اور قوم کے لئے اس نئی گفتگو کا نتیجہ شاید مسٹر جناح کی گفتگو سے بھی بدتر ثابت ہو کیونکہ جناح براہ راست وہ اصل حکومت کے نہیں ہیں جیسا کہ سر آغا خاں صاحب ہیں بنا بریں ہم گاندھی جی اور دیگر ارکان ورکنگ کمیٹی سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلم حقوق کے آخری اور قطعی تصفیہ کے متعلق جمعیۃ علماء کی ورکنگ کمیٹی سے بات چیت کریں جس نے ملکی معاملات میں ہمیشہ قومی نقطۂ نگاہ سے تائید کی ہے اور عملاً وہ ہر قومی تحریک میں پیش پیش رہی ہے جو کہ اس جمعیۃ میں ہندوستان کی ہر آزاد خیال اور ترقی پسند جماعت کے ارکان شامل ہیں اس لئے اسے ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کہلانے کا بھی ہر طرح حق حاصل ہے مسلمانان ہند نے بالعموم اور مسلمانان سرحد نے بالخصوص کانگریس اسٹیج سے جو قربانیاں کی ہیں وہ صرف جمعیۃ علماء ہند ہی کی جد و جہد اور صحیح رہنمائی کا نتیجہ ہے

ان حالات میں ہم حیران ہیں کہ گاندھی جی اور دیگر ذمہ داران کانگریس جب کبھی بھی اس قسم کی گفتگو کا وقت آتا ہے تو سرکاری آدمیوں کو مسلمان قوم کا نمائندہ بنا کر تصفیہ حقوق کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن جب قربانی کا وقت آتا ہے تو جمعیۃ علماء ہند ہی قوم کی صحیح رہنما اور نمائندہ جماعت ثابت ہوتی ہے مسلمانوں کی وطن پرور اور آزادی خواہ جماعتوں کو گاندھی جی اور دیگر لیڈران کانگریس کے اس طریق کار سے قطعاً اتفاق نہیں ہے ہمیں کامل امید ہے کہ گاندھی جی جلد از جلد اس کا تدارک فرما کر جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس دہلی سے پہلے جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی سے مسلم حقوق کے متعلق کوئی آخری اور قطعی فیصلہ کریں گے ایک اور غلطی کا اضافہ نہیں کریں گے۔

01-10-1937

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری نے علمی طبقوں کو مضطرب کر دیا ہے

سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو انتباہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

صوبہ پنجاب سے قومی کارکنوں کی گرفتاری کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں وہ سخت افسوسناک ہیں بالخصوص مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاری نے ملک کے علمی طبقہ کو مضطرب کر دیا ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب کا طرز عمل سخت جابرانہ اور تدبر و دانشمندی سے بعید ہے۔

میں سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی وزارت نے اس سلسلہ میں اپنی پالیسی کو فوراً تبدیل نہ کیا اور قومی کارکنان کے خلاف جو مقدمات زیر سماعت ہیں انہیں جلد حکومت کی جانب سے واپس نہ لے لیا گیا تو اس کا نتیجہ خود ان کی حکومت کے لئے تباہ کن ہوگا۔ اور ان کی مخالف جماعت یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوگی کہ وہ آزاد خیالی اور رواداری کے بجائے جبر و تشدد سے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اور موجودہ دور گذشتہ انگریزی راج سے کچھ بہتر نہیں۔

احمد سعید کان اللہ لہ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند دہلی 27-9-37

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری

لدھیانہ۔ ۲۱ ستمبر مقامی پولیس نے مفتی محمد نعیم صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند و صدر سٹی کانگریس کمیٹی کو دفعہ ۱۲۴ الف (بغاوت کے الزام میں) قانون ضابطہ فوجداری کے ماتحت آج گرفتار کر لیا ہے ان کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل لے جایا گیا۔ جہاں پر معلوم ہوا کہ سٹی کانگریس کمیٹی کو جو ان سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

۴؍ فروری ۱۹۴۰ء

مولانا محمد نعیم صاحب کو سزا

ہمیں حیرت ہے کہ آج بھی جبکہ ملکی فضا پرسکون ہو چکی ہے تشدد پسند تشدد سے تائب ہو چکے ہیں، دہشت انگیز دہشت انگیزی چھوڑ چکے ہیں اور تمام ملکی تحریکات کا رخ آئین پسندی کی جانب پھر رہا ہے۔ حکومت پنجاب اپنی مالوف جابرانہ روش پر قائم ہے۔ اور قومی کارکنوں کی گرفتاری سزایابی اور اخراج میں سرمو فرق نہیں۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت پنجاب نے حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند پر زیر دفعہ ۱۲۴ الف باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ سرحد اور یو۔پی کی ہمسایہ حکومتوں کا بدلا ہوا رویہ دیکھ کر سکندری گورنمنٹ بھی اپنی سخت گیری میں ڈھیل پیدا کرے گی اور شاید اس مقدمہ کو سزایاب بنانے کی سعی نہیں کی جائیگی لیکن ہمارا خیال نقش موہوم سے زیادہ ثابت نہیں ہوا اور حکومت پنجاب کی آئینی مشنری نے مولانا موصوف کو ایک سال قید سخت کی سزا کر دی ہمارے لئے مولانا ممدوح کی قید موجب تاسف نہیں کیونکہ وہ ملک و ملت کے ایک جانباز مجاہد ہیں اور ان کی حریت پروانہ زندگی میں یہ کوئی نیا تجربہ نہیں لیکن سکندری حکومت کا رویہ ضرور موجب ملال ہے کیونکہ قومی کارکنوں کے رجحانات و معتقدات بدل جانے کے بعد ان کو زبردستی دفعہ ۱۲۴ الف کا شکار بنانا کسی طرح بھی قرین مصلحت انصاف نہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ آج جبکہ دوسری معاصر حکومتیں تشدد پسند قیدیوں کو رہا کر رہی ہیں۔ حکومت پنجاب جس کو اسلامی اور مسلم لیگی حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے آزادوں کو قید کر رہی ہے اور قومی کارکنوں پر قسم قسم کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں حکومت پنجاب کی یہ مستبدانہ روش ایک طرف مسلمانان پنجاب کیلئے چشم واکن ہے۔ اور دوسری طرف ان مسلم لیگیوں کیلئے پیام عبرت ہے جو کانگریسی صوبوں میں معمولی سی معمولی انتظامی پابندیوں پر بھی شور مچانے کے عادی ہیں۔

DELHI 24 August 1937 PRICE ONE ANNA

مجلس عمل جمعیۃ فلسطین کی تجاویز

مولانا محمد الفاروقی سکریٹری مجلس عمل آل انڈیا فلسطین کانفرنس مطلع کرتے ہیں کہ ۸ اگست ۱۹۳۷ء کی مجلس عمل کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند دائرہ شاہ حجت اللہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرارداد یں منظور ہوئیں

تجویز نمبر ۱۔ مجلس عمل جمعیۃ فلسطین کا یہ اجلاس جزیرۃ العرب کی ایک مقدس سرزمین فلسطین کی اس مجوزہ تقسیم کو جس کی رو سے اعراب فلسطین سیاسی اقتدار اور اقتصادی ترقی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دئے گئے ہیں اور بحالت موجودہ وہاں کے زرخیز اور بہترین حصہ و نیز بندرگاہ سے محروم ہوکر [illegible] اور ریگستانی علاقہ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور نگرانی کی مقدس امانت ان کے ہاتھوں سے چھینی جا رہی ہے اور بہترین اور زرخیز علاقوں پر یہودی قوم مسلط کی جا رہی ہے اور شاہی اعلان ۲ر نومبر ۱۹۱۷ء کے صریحاً خلاف ہے۔ مقامات مقدسہ پر برطانیہ بغیر کسی جائز قانون کے اپنا پنجہ جا رہی ہے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ رائل کمیشن کی یہ مجوزہ تقسیم برطانوی شہنشاہیت کی استعمار پسندی، یہود نوازی اور ہندوستان پر انگلستان کی حکومت کے استحکام کے منصوبوں کی تکمیل کا آئینہ ہے اور فلسطین کے عرب باشندوں کو سیاسی، مذہبی، اقتصادی، قومی اور وطنی حیثیت سے ایک چیلنج ہے۔ جس سے برطانیہ کے غرور و تکبر اور اسلامی عالم کی طرف سے کورانہ بے پروائی کا راز فاش ہو گیا۔ باشندگان فلسطین کے لئے یہ تجویز کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اور نہ مسلمانان عالم اس جزیرۃ العرب میں اپنی حیثیت سے منظور کر سکتے ہیں۔

یہ جلسہ فلسطین کے عرب باشندوں کی اس تقسیم کے خلاف سرفروشانہ جدوجہد کو تحسین و تبریک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اپنی تمام ہمدردیوں اور امکانی اعانتوں کا ان کو یقین دلاتا ہے۔ اور برطانیہ کو بتا دینا چاہتا ہے کہ اگر یہ تجویز جلد سے جلد منسوخ کر کے فلسطین کے باشندوں کی آزادی اور خود مختاری تسلیم نہ کی گئی تو تمام عالم کا امن درہم برہم ہو جائے گا۔ اور اس کی ذمہ داری

(تجویز نمبر ۲) مجلس عمل جمعیۃ فلسطین کا یہ جلسہ طے کرتا ہے کہ جمعہ ۳ر ستمبر ۱۹۳۷ء کو تمام ہندوستان میں فلسطین ڈے منایا جائے اور مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہے کہ اس دن کو کامیاب بنانے میں پوری جدوجہد سے کام لیں۔ مسجدوں میں بعد نماز جمعہ دعائیں کی جائیں۔ شام کو تمام مقامات پر بڑے بڑے جلسے منعقد ہوں۔ اور جن مقامات پر جلوس کا انتظام ہو سکے۔ وہاں جلوس نکالے جائیں جلسوں میں رائل کمیشن کی رپورٹ اور برطانوی حکومت کی یہود نوازانہ استعماری پالیسی۔ اور فلسطین کے مقدس مقامات پر جابرانہ قبضہ کے خلاف تجاویز پاس کی جائیں۔ اور نفرت و بیزاری کا اعلان کیا جاوے۔

تجویز نمبر ۳۔ مجلس عمل کا یہ اجلاس یہ محسوس کرتے ہوئے کہ فلسطین کا مسئلہ انتہائی نازک [illegible] ہے۔ تجویز کرتا ہے کہ آئندہ ماہ میں دہلی یا کسی دوسرے مناسب مقام پر مجلس عمل کا جلسہ منعقد کیا جاوے۔ جس میں دیگر اسلامی اداروں کو بھی مدعو کیا جائے۔ تاکہ مقاطعہ ثلاثہ اور دیگر تجاویز کے متعلق باہمی غور و فکر اور پوری بصیرت کے کوئی موثر عمل کیا جا سکے۔

(تجویز نمبر ۴) مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی کا استعفاء پیش ہوکر یہ طے ہوا کہ چونکہ مولانا نے انگلستان وفد بھیجے جانے کی تحریک کے خلاف احتجاجاً استعفاء دیا تھا۔ جسے مجلس عمل کی اکثریت نے مسترد کر دیا ہے۔ اس لئے اب ان سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اپنا استعفاء واپس کر لیں۔

تجویز نمبر ۵۔ مولانا شوکت علی صاحب اور نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب کے استعفے پیش ہوئے۔ اور اس سلسلہ میں ان دونوں حضرات کے بیانات بھی پڑھے گئے۔ فیصلہ ہوا کہ ان حضرات کے استعفے افسوس کے ساتھ منظور کئے جاویں۔

نیز اسلامی اداروں اور اسلامی جماعتوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ فلسطین ڈے کو کامیاب بنانے میں مجلس عمل کا ہاتھ بٹاویں اور نیز ملک کی دیگر آزادی طلب اداروں سے توقع رکھتا

جمعیۃ الطلباء مرادآباد کا سالانہ اجلاس

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدارت کریں گے

مرادآباد ۱۹ اگست کو جمعیۃ الطلباء جامعہ قاسمیہ [illegible]

[illegible]

الجمعیۃ دہلی — ۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام المسلمین شیرانوالہ و تحریک خاکساران

مشرقی کے مخصوص عقاید سے بیزاری کا اعلان

میرے سے عنایت اللہ صاحب مشرقی کے خیالات کے خلاف
ایک رسالہ بنام "علماء اسلام اور عنایت اللہ مشرقی" گورنمنٹ
[illegible] لکھا ہے جو دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
سے ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجنے پر مفت مل سکتا ہے۔
مشرقی صاحب کے ان خیالات سے جو انہوں نے تذکرہ
اور اشارات میں اسلام کے خلاف شائع کئے ہیں کسی مسلمان کو اتفاق
نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کی بنا پر ان سے جس طرح پہلے بیزار
تھا اسی طرح اب بھی ہوں، اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی
مسلمان بھی خاکساری تحریک میں شامل ہو۔ البتہ جن سادہ لوح
مسلمانوں کو مشرقی صاحب کے ان خیالات کا علم نہیں ہے اور
وہ محض خاکساری تحریک کی تنظیم کو دیکھ کر اس میں شامل ہو گئے
ہیں انہیں کافر [illegible] دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتا
خاکسار [illegible] مہدی
[illegible] خاکسار [illegible] دائرہ اسلام
سے خارج نہیں سمجھتا۔ اس لئے جب ۱۲ اگست ۱۹۳۸ء کو انہوں
نے مقدمات شرعی نقطۂ نگاہ سے مجھ سے لاہور دہلی دروازہ کے
باہر باغ میں پڑاؤ کے وقت فیصلہ کرانا چاہے تو پہلے ان کا
[illegible] کرنے کے بعد میں نے ان سے اقرار کی بنا پر اس شرط سے مقدمات
فیصلہ کرنے کے لئے وہاں گیا کہ اس کارروائی کو اخبارات
میں ہرگز شائع نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس ذمہ دار خاکسار نے جو مجھے
دعوت دینے کے لئے آیا تھا [illegible] وعدہ کیا کہ ہم آپ کے
نام کو ہرگز اخبارات میں شائع نہیں کریں گے۔ اس شرط کے
طے ہو جانے کے بعد میں ان کے ہاں گیا، وہاں دو مقدمے فیصلہ کئے۔
[illegible] خاکسار [illegible] کی استدعا پر [illegible] ان کے ساتھ [illegible]
[illegible] بیزاری کی [illegible] کارروائی [illegible]
ان کی [illegible] مہدی ہے

احقر الانام
احمد علی عفی عنہ

الجمعیۃ دہلی — یکم اگست ۱۹۳۸ء

(بقایا صفحہ ۳)

اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ط ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنٰہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

ایک حقیقت کے دو رخ

یاد رکھئے اور خوب یاد رکھئے سیاست اسلامی اور مذہب ایک ذات کے دو نام اور ایک جسم کے دو لباس ہیں۔ جو مذہب ہے وہی سیاست ہے، جو سیاست ہے وہی مذہب ہے، یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جو شخص مذہبی عبور رکھتا ہو گا وہ اسلامی سیاست سے بھی واقف ہو گا، اور جو سیاست اسلامیہ سے واقف ہو گا وہ مذہب اسلامی سے بھی کامل واقفیت رکھتا ہو گا۔

[illegible] اس جماعت کا یہ غلط خیال [illegible] اور آپ کی جماعت کے [illegible] ضرور ہے کہ آپ سیاسیات کے کسی گوشہ میں بھی دخل دینے کی اہلیت نہیں رکھتے اور آپ کو کوئی حق نہیں [illegible] کہ آپ ملکی معاملات کے کسی مسئلہ میں کسی قسم کی دست اندازی کریں [illegible] [illegible]

[illegible] اور اس غلط فہمی کی تردید [illegible] دنیا کو بتا دیجئے کہ اصل میں سیاست کے تنہا ہم واقف کار ہیں [illegible] دوسرے ہمارے ہی دست نگر ہیں [illegible] بلکہ عملی جدوجہد اور عملی طاقت [illegible] اسلامی سلطنتیں جہاں جہاں تھیں [illegible] جب ہندوستان میں حکومت اسلامیہ تھی اس وقت علماء کے متعلق کسی کو بھی یہ وہم نہ ہوتا تھا کہ عبادات مذہبی کے علاوہ کسی ملکی معاملہ میں علماء کو حصہ لینے کا کوئی حق نہیں [illegible] بلکہ اس وقت تو سیاسی معاملات میں علماء پیش پیش ہوتے تھے۔ جن سلطنتوں کے عروج و زوال کی تاریخ [illegible] ہو چکی۔

مغربی جہانبانی کی فتح

[illegible] مغربی حکومت کی جہانبانی [illegible] مغربی حکومت کی [illegible] جس کی سیاست کی اساس [illegible] ہندوستان میں ہماری سیاسی زندگی کی ابتدا [illegible] اور اس کے [illegible] کی خبر نہیں ہے [illegible] اس کی ابتدا [illegible] صورت [illegible] [illegible]

عہد غزنوی اور شاہ عبدالرحیم

واقعہ یہ ہے کہ جب پہلے ۱۱۹۰ء [illegible] سیاسی معاملات میں علماء نے حصہ لینا شروع کیا اور اپنی اکثریت کے ساتھ رائے زنی کرنے اور دخل دینے لگے اور اس کے بعد [illegible] عملی جدوجہد میں جس اعتبار زمانے میں آگے نکل گئے تھے کہ ان کو اپنی سیاسی زندگی کا احترام چھوڑنی پڑی اور آپ [illegible] لگے۔ اسی وقت سے اس خیال نے نشوونما پانا شروع کیا اور اس وقت زمانہ حاضر میں یہ خیال [illegible] کہ مذکورہ بالا تخفظ شخصیت اور اصول و نظام میں انقسام پیدا کر دیا اور اصول شخصیت کی حفاظت پر قربان کئے جانے لگے۔ [illegible] بالائے طاق رکھ دی گئی۔

میں یہاں پر آپ کو بطور اجمال بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی اجتماعی سیاسی زندگی کا ابتدائی دور [illegible] محمود سے شروع ہوتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں [illegible] کہا جاتا ہے۔

سن محمودی سے میری مراد سلطان محمود غزنوی [illegible] سے ہے کہ ہندوستان کی اسلامی سلطنت کا آغاز اسی نام اور بادشاہ سے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ہندوستان کی اسلامی زندگی کی تاریخ کو یہیں سے ابتدا کرنا چاہیے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

جمعیۃ علماء ہند کے گیارہویں سالانہ اجلاس کا خطبۂ صدارت

صدر اجلاس شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجمعیۃ

۵ مارچ ۱۹۳۹ء

اجلاس کی اہم تجویز

جمعیۃ علماء ہند کی پالیسی کیا ہونی چاہئے

ذیل کی تجویز جمعیۃ علماء ہند کی پالیسی کے متعلق سبجکٹ کمیٹی نے ... کی بحث کے بعد پاس کی ہے ... اس تجویز پر جلسہ ... حضرت مولانا ... صاحب عثمانی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابو الکلام ... مولانا ... احمد صاحب اور چودھری افضل حق صاحب کی تقریریں ہوئیں ...

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس شریعت حقہ کی روشنی میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جو اس پر خدائے عزوجل اور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہدایات کا حامل ہونے اور اپنی مقدس امانت (اسلام) و دین کی حفاظت کے فریضہ کی جہت سے عائد ہوتی ہے مسلمانان ہند کی بصیرت کے لئے حسب ذیل حقائق کا اظہار کرتا ہے۔

(۱) مسلمان کی فطرت نے آزادی کی محبت اور حقوق کی غلامی سے نفرت قدرت نے ودیعت رکھی ہے ... مسلمان آزادی کے لئے ... جانی و مالی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

(۲) جمعیۃ علماء ہند ...

...

علماء ہند

... الّٰلھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کا شکر ہے کہ آج بھی تاریخ اسلام کا ہر ورق ... ان تمام ... کا تذکرہ ... جو عہد اکبری ... ہندوستان میں اسلامی دستور عمل کی اشاعت اور اجراء کا ذریعہ تھی ... بادشاہ اکبر جس کا مذہب ... تھا ... کا وہ مبارک عہد جس سے زیادہ پر امن اور خوشحال زمانہ ہند کی مستند تاریخ ہیں ... عالمگیر کا وہ دور ...

آؤ آپ نے خیال کیا کہ حکمرانوں کی ذہنیت میں یہ انقلاب کس نے پیدا کیا، اور کیسے پیدا ہوا۔

یہ تمام ثمرہ تھا ان تمام قربانیوں کا اور ان تمام مصیبتوں کا جو حضرت مجدد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے اس ذہنی انقلاب کے لئے برداشت کیں۔

سلطان عالمگیر کی وفات ...

علماء امت کی قربانیاں

...

کل یا نہیں بھیل ڈالا دیکھا۔

دنیا جو بگڑی ہوئی ذہنیت کو صداقت کا آئینہ دکھا کر ربانی علماء کی توہین و تذلیل کیا کرتی ہے، اور علماء زبانِ حال سے اپنے آقا کا وہ جملہ یاد دلاتا ہے کہ اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

آج جو اسلامی معاشرت سے قطعاً بیگانہ ہیں وہی اسلامی معاشرت کے محافظ گردانے جاتے ہیں۔ خدارا بتاؤ اگر انہیں ٹوٹے پھوٹے مدارس عربیہ کا سلسلہ ہندوستان کی تاریخ میں نہ ہوتا تو کیا آج مذہب کا نام و نشان ہوتا؟ کیا کوئی مسجد آباد ہوتی؟ کیا اسلامی معاشرت ایک افسانہ پارینہ نہ بن جاتی جس کو دیکھنے والی ہندوستان میں کوئی آنکھ نہ ہوتی۔ اور پھر یہ بھی بتا دو کہ آج کی مذردتوں کو نشو سال پیشتر دیکھ کر کس نے مدارس کی بنیاد ڈالی اور کس نے ان پر قہقہہ لگایا، مذاق اڑایا اور پھر خدارا یہ بھی سوچو کہ ان ہی بوریوں کے سوا کیا اسلام کی تاریخ میں کوئی جماعت ہے جو اسلام کی محافظ رہی ہو۔

علماء ملت! آپ کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی مگر شرط ایک ہے، آپ ناموس ربانی سے اتنے مربوط ہو جائیں کہ اس کی حفاظت آپ کی حفاظت کا ذمہ خود آپ کا خالق لے چکا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

عزیزانِ ملت! اسلام کی فطرت آزاد ہے، اسلام اپنے حلقہ بگوشوں کو غلام دیکھنا نہیں چاہتا، آپ اگر واقعی ربانی علماء ہیں تو آپ کی فطرت بھی آزاد ہے، جو کبھی کسی طاغوتی طاقت کے سامنے سر نگوں نہیں کر سکتی۔ جبکہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آزادی کی تڑپ دلوں کے پردوں سے نکال دی گئی تھی اس وقت بھی آپ کے سینے آپ کے جذبات حریت کے "بیت المعمور" تھے۔

تم نے دیکھا، جور و استبداد کی کڑکتی ہوئی بجلیاں جب خرمنِ حریت کو برباد کر رہی تھیں، گلشن اسلام کے کشت زار میں وہ پودے پرورش پا رہے تھے جو شیخ محمود حسن اور عبید اللہ کے نام سے پھلے پھولے، سر سبز و شاداب ہوئے۔

جمعیۃ علماء ہند

یہی جمعیۃ علماء ہند کا وہ قابل فخر سلسلہ ہے جس کے گیارہویں سالانہ اجلاس میں آپ حضرات یہاں تشریف فرما ہیں۔

مجھے مسرت ہے کہ میری مخاطب ایسی جماعت ہے جس کی پشت پر جد و جہد ایثار و خلوص کی ایک مسلسل تاریخ ہے جسے خدا نے بلند حوصلہ علماء عطا فرمائے ہیں اور حوصلوں میں ولولہ عمل جس نے جمعیۃ علماء ہند کی تشکیل کے بعد بھی وہ زریں خدمات انجام دیں جن پر آئندہ نسلیں ناز کریں گی۔

عزیزانِ ملت! یہ شاید بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن [illegible] مختلف الخیال علماء وطن کے مشترک مفاد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، اور جبکہ کانگرس، حکومت خود اختیاری تک [illegible] کامل آزادی کو اپنا نصب العین قرار دینا، تحریک خلافت تحریک آزادی وطن کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرنا۔ رولٹ ایکٹ کے ہنگامے، جلیانوالہ باغ کی مصیبت، پھر شدھی سنگھٹن کی ہلاکت خیز وبا، صوبہ سرحد کے سرفروش مجاہدین وطن پر [illegible] کی قیامت خیزیاں، شاردا ایکٹ کی بلا، کراچی اور دیگر مقامات میں مسلمانوں پر پولیس [illegible] کے مظالم [illegible] وغیرہ وغیرہ ہر موقع پر ان تمام موقعوں پر اپنے فرائض کا صحیح احساس کرتے ہوئے نہایت جرات و پامردی کے ساتھ بے لوث خدمات انجام دینا، جمعیۃ کی سرفروشانہ حیات کے زریں باب ہیں۔

اسی طرح ہندوستان کے باہر ترکی، فلسطین، عراق شام و مصر کے پیش آمدہ مصائب میں حسب مقدرت عمل ہمدردی کا اظہار پیش کرتے رہنا اور انما المؤمنون اخوۃ کا بہترین مظاہرہ کرنا اس کی ہر وقت اور ہر محل رہنمائی کے بہترین شاہکار رہیں۔

حکومت متسلطہ کے جابرانہ دست برد کے خلاف وطن و ملک کی کوئی ایسی جنگ نہیں لڑی گئی جس میں جمعیۃ علماء ہند کی خدمات اور قربانیوں کا ریکارڈ روز روشن کی طرح نمایاں نہ ہو۔ اور مسلمانوں کی یکجہتی یا ہندوستان کی مختلف اقوام کی باہمی مفاہمت کی کوئی صلح کانفرنس ایسی منعقد نہیں ہوئی کہ جس میں جمعیۃ علماء ہند نے اپنے ناخن تدبیر سے پیچیدگیوں کو سلجھا کر اتحادی اسپرٹ پیدا کرنے کی سعی مشکور نہ کی ہو۔

بہر حال جمعیۃ علماء ہند کا مستقل نظام اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا کہ مذہب کی روشنی میں ملکی سیاسیات کی رہنمائی کرے اور صفائی اور جرات کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے امکانی حد و جہد سے ایثار اور خلوص کا مظاہرہ [illegible] کے ساتھ پیش کرنا [illegible] اس مقصد میں جس طرح الحمد للہ [illegible] کبھی تامل نہیں کیا۔

گیا تھا جلاس، سوراج پارٹی کا قیام، [illegible] وغیرہ وغیرہ ہنگامے اور ایسے بیسیوں واقعات ہیں جن میں جمعیۃ علماء نے کانگرس کی حق سے مخالفت کی وہ مستقل و بالذات نظام کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنی شاندار تاریخ مرتب کی۔

دور حاضر کی ضرورتیں اور مشکلات

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ابتداء غلامی سے آج تک ہم جن مشکلات میں مبتلا ہیں، اب تک ان میں کوئی تخفیف نہیں [illegible]

[illegible]

چلا کرتا ہے۔ اور پھر راستہ کی تمام ہی رکاوٹوں کو دور کرتا ہے۔ ہمیں جس طرح مسلط شہنشاہیت کے جال کی تمام رسیاں کاٹنی ہیں اسی طرح تاریک ذہنیتوں کے پیش کردہ حوادث کا بھی انسداد کرنا ہے اور ان کو روشن اور اجاگر بنانے کی کوشش کرنا ہے یعنی ہمیں ان شعبدہ بازیوں پر سیر حاصل رائے قائم کرنی چاہئے جن کا تماشہ مسلط شہنشاہیت ہمارے سامنے بلا واسطہ اور کسی آڑ کے بغیر کر رہی ہے اور ان فریب کاریوں پر بھی جن کے لئے ہندوستان میں آئے دن نئی نئی پتلیاں نچائی جاتی ہیں اور ان تمام حوادث پر بھی جو ناعاقبت اندیش اور غیر ممتاز روشن فکروں سے ظہور پذیر ہوئے ہیں، یا جن کا باعث غلامانہ ذہنیت کی غیر معتدل اور ناہموار جد و جہد ہوتی ہے۔

تنظیم ملت اور امارت شرعیہ

حریت اور انقلاب کے بلند پایہ اور عالی حوصلہ جذبات جو ملا ملت کی فطرت کا اہم جز ہیں یقیناً قابل صد تحسین اور ملت اسلامیہ کے لئے اقبال و عظمت کا پیش خیمہ ہیں، لیکن پراگندگی اور اختلاف کی موجودہ فضا بھی علماء ملت کے مصلحانہ اقدام کی مستحق ہے۔

مسلمان جس طرح ہندوستانی ہیں، ہندوستان کی سرزمین میں پیدا ہوئے، یہیں ان کو رہنا ہے اور یہیں مرکر دفن ہونا ہے اور اس ملک کا نفع ان کا نفع ہے، ملک کا نقصان ان کا نقصان، اسی طرح یا اس سے بھی کچھ زیادہ ان کی وہ حیثیت بھی ہے جس کی بنا پر وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اول الذکر حیثیت اگر ان کو ہندوستانی نیشنلزم (قومیت) کا اہم جز بناتی ہے تو دوسری حیثیت ان کا رابطہ تمام اسلامی دنیا سے وابستہ کئے ہوئے ہے۔

علاوہ ازیں مسلمان جہاں بھی بحیثیت قوم کی جانب سے ایک خاص قانون کا مستحق ہے جو اس کی اجتماعی و انفرادی حیات کا متکفل ہے اور اس کی ہر ایک حیثیت کا محافظ ہے۔

اسلام صرف چند عبادتوں کا نام نہیں بلکہ وہ ایک ایسا مکمل ضابطہ ہے جو انسان کی ہر ایک حالت اور اس کی زندگی کے ہر ایک شعبہ سے بحث کرتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ قوت اور طاقت کے بغیر کوئی نظریہ کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ انقلابی گردشوں کے تلاطم میں وہ محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ لہذا جس طرح ہمارا ملکی مفاد ملک کی دیگر اقوام سے اشتراک عمل کے بدون نہ محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ ترقی پذیر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارا ملی مفاد اور ہماری مذہبی حیثیت اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتی جب تک ملت اور مذہب کے فداکاروں میں باہمی ارتباط اور تعلق نہ ہو۔ اور ایک نصب العین ان کو مساوی طور پر آپس میں ایک دوسرے سے منسلک نہ کر دیتا ہو۔ یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ارتباط و اتحاد نظریہ کے لئے کسی جبر یا دفتری قیود کی ضرورت نہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس کے بدون آپ نہ اپنی جماعت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی دوسری طاقتوں کے مقابلہ کے وقت آپ کوئی منظم کام کر سکتے ہیں اور اسی تنظیم و تحریک کے نہ ہونے پر جب آپ کے ان مخلصین کو جو اپنے تعلق کو دفتر اور رجسٹری کی کاوشوں سے بالا سمجھتے ہیں بغیر جانبدار تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ تو وہ حاضرہ سیاست میں آپکا پلڑا سب سے کمزور ہو جاتا ہے۔

آپ پر یہ الزام تو کوئی انصاف پسند نہیں لگا سکتا کہ آپ سیاسیات کی تنظیم سے غافل رہے ہیں اگر یہ الزام کچھ بھی حقیقت رکھتا تو [illegible] کیا سوالِ اجتماع کیوں ہوتا۔ اور گذشتہ سال کی جنگ آزادی میں آپ کا پلیٹ فارم، آپ کا جھنڈا، آپ کا یو پی فارم کانگرس سے الگ کیوں ہوتا۔

بلاشبہ آپ نے عام مسلمانوں کی تنظیم کی خاطر ہندوستان کی دوسری جماعتوں پر اعتماد کیا لیکن [illegible] اب مسلمانان ہند کا مطالبہ یہ ہے کہ براہ راست جمعیۃ علماء ہند کے سلسلہ میں عام حامیان ملت و مذہب کی تنظیم ہو جس کا بنیادی اصول حریت، ترقی ملک و وطن، اسلامی خصوصیات اور اسلامی معاشرت کا تحفظ ہو اس کے ساتھ ساتھ آپ حسب ضرورت امارت شرعیہ بھی قائم کریں، تاکہ اسلامی پرسنل لا کے تحفظ کا جذبہ ہر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہو سکے نیز قیام امیر کا فریضہ بھی امکانی حد تک ادا ہو جائے جس کے متعلق حضرت علامہ مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری صدر اجلاس جمعیۃ علماء ہند منعقدہ پشاور ۱۳۴۶ھ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا تھا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود اپنے اتفاق یا کثرت رائے سے امیر منتخب کریں، ایسے امراء صوبہ وار ہونے چاہئیں اور پھر ان امراء کے اتفاق یا کثرت رائے سے تمام ہندوستان کیلئے ایک امیر اعظم ہو۔

بہر حال ہمیں امت کے اس اہم مطالبہ پر پوری پوری توجہ کرنی ہے، اور اس مطالبہ کے احترام میں اگر جمعیۃ علماء کے دستور اساسی میں بھی کچھ ترمیم کرنی پڑے تو وہ تقاضاء وقت کا ضروری احساس ہوگا۔

محکمہ قضاء

بلا شبہ ہم اس کے حامی ہیں کہ ہندوستان کے تمام ہی باشندے بیرونی اقوام کے مقابلہ پر ہندوستانی "کہلائیں" اور ملکی مفاد کی خاطر ان کے جذبات یکسانیت کے ساتھ ملک کے [illegible]

سوں اور یہی نظریہ ہے جس کو قومیت متحدہ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن ہم کسی صورت سے یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ قومیت متحدہ کا جامہ مذہبی عقائد و اعمال میں سے کسی ایک چیز کی قسم کا کوئی اثر ڈالے۔ علاوہ ازیں چونکہ ہندوستان مختلف العاشرة مختلف الخیال اقوام سے مرکب ہے، اس کی مختلف جماعتیں ثقافتی اور نسلی و تہذیبی فرق رکھتی ہیں تو ہر ایک قوم کے کلچر کے تحفظ اور اس کی آزادی کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اپنے اپنے ضمیر کے مطابق اس کو آزادانہ طور پر نشو و نما اور ترقی کرنے کا موقع دیا جائے۔

چونکہ ہندوستان کی تمام قوموں میں مسلمانان ہند کی ایک ایسی قوم ہے جو اپنا ایک مخصوص کلچر رکھتی ہے اور ملکی ترقی کے لحاظ سے بھی وہ ملک کے ایک بازو کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے پرسنل لا میں اس کو مساوی حیثیت نہ حاصل ہو۔

لہذا ہمیں اپنے اس جائز مطالبہ کو کسی کے سامنے بھی پیش کرنا چاہئے اور اس کے استعمال کے لئے ہمیں ہر ایک زاویہ کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ ہمارا مذہبی اور معاشرتی نظام ایک مستقل اور علاحدہ نظام (کلچرل آٹانمی) ہو ہمارا یہ مطالبہ بعضوں میں بلا اس کے آزادی مذہب جس کی بنا پر ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔

قانون فسخ نکاح

چونکہ اسلام کی آزاد فطرت ایک مخصوص کلچر اور مخصوص تہذیب لئے ہوئے ہے جو اپنے خاص خاص قانونی اختیار کے بغیر ادھوری اور ناقص رہ جاتی ہے بلکہ بسا اوقات فنا ہونے لگتی ہے اس لئے ہم نے فسخ نکاح کے ایک قانون کا مطالبہ مولوی سید مرزا محمد صاحب کاظمی کے ذریعہ مرکزی اسمبلی میں پیش کیا تھا۔

علماء امت کو اس مطالبہ پر ان ناگفتہ بہ حوادث نے مجبور کیا تھا جو کچھ ہندوستان میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں جن کی ایک وجہ انگریزی قانون ہے، ہزاروں خواتین اپنے بد اخلاق شوہروں کی بد خلقی سے ظلم و ستم کی مصیبتیں برداشت کرتی ہیں اور وہ اپنے اس جائز حق سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتیں جو اسلام نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا وہ خود اور بے انتہا مصیبتوں کے جہنم میں جلتی رہتی ہیں یا طرح طرح کی حیا سوز حرکتوں میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اس قانون کی دفعہ ۶ پورے قانون کی روح تھی جس کا منشاء یہ تھا کہ اس قانون کے بموجب فیصلہ دینے والا حاکم "مسلمان" ہو لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ممبران اسمبلی کا رویہ انتہا درجہ قابل شکایت رہا یعنی ممبران تو اس سے بے تعلق رہے اور رائے شماری کے وقت غیر حاضر رہے اسی طرح دوسرے ممبران اسمبلی نے دفعہ ۶ کی مخالفت کی ہمیں خصوصیت سے کانگریسی ممبران سے شکایت ہے کہ انہوں نے علماء کے بلند بانگ دعووں کے باوجود اس دفعہ کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دفعہ ۶ ساقط کردی گئی اور اس طرح یہ قانون بے جان بنا کر پاس کیا گیا جو موجودہ صورت میں ملت اسلامیہ کے لئے مفید ہونے کے بجائے شاردا ایکٹ کی طرح ایک مصیبت بن گیا کیونکہ غیرت مند مسلمان یا تو اس غلط قانون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہی نہ کریں گے، یا اگر شرعی اصول سے لاپروائی برت کر اس قانون کو نافذ کرانا چاہیں گے تو حرام کے مرتکب ہوں گے۔ بہر حال مذہبی لحاظ سے جو پریشانی پہلے تھی وہ بدستور باقی رہی۔

ہمیں اس وقت کیا کرنا ہے وہ اس کا فیصلہ جمعیۃ علماء ہند [illegible] پر آپ کا اس پر غور کرنا ہے، ہر مسلمان کو آمادہ [illegible] چاہئے۔

واردھا اسکیم اور ودیا مندر اسکیم

[illegible] حیات اور قومی ترقی کی روح تعلیم ہے ہر ایک انقلاب کی بنیاد اسی اساس پر رکھی جاتی ہے، شہنشاہی انقلاب نے جب یہ چاہا تھا کہ ہمارے نوجوان رنگ اور خون کے لحاظ سے ہندوستانی ہیں مگر مذاق اور رائے کے لحاظ سے اور دیکھنے کے اعتبار سے انگریز ہوں تو تعلیم کا ہی کے راستے ہی سے اس منصوبہ کو پورا کیا گیا آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں تہذیب اور اخلاق، تمدن اور ترقی کا بہترین نمونہ ہوں تو ہمارے اس پاک مقصد کا راستہ بھی یہی درسگاہیں، مکاتب اور مدارس ہیں۔ لیکن ملک و قوم کی ترقی کے لئے صنعتی تعلیم کے برابر بلکہ اس سے زیادہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے کیونکہ امن و امان [illegible]

تہذیب و اخلاق کی روح مذہبی تعلیم ہی پیدا کر سکتی ہے اور جبکہ ہندوستان کی بسنے والی تمام قوموں کو اچھی تہذیب اور تمدن کی ضرورت ہے تو اس کی ضرورت صرف یہی ہر شخص کو تعلیم دی جائے ان کے بچوں کو ہندوستان کی تہذیب سے آشنا کیا جائے ممکن ہے کوئی اقلیت اپنے اس حق سے دستکش ہو جائے لیکن مسلمان کسی صورت سے بھی اپنے اس فطری مطالبہ سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو اسکیموں میں [illegible] مذہبی

پہلوؤں پر توجہ مبذول کی گئی۔ وارد ہا اسکیم میں صنعت و حرفت کو اگرچہ لازمی قرار دیا گیا ہے اور اسی کو علوم و فنون کی تعلیم کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے مگر مذہبی تعلیم قطعاً نظر انداز کر دی گئی ہے۔

ودیا مندر اسکیم کو شخصی اور پرائیویٹ قرار دے کر حکومت اپنی برأت کر دیتی ہے اور اس کے مقابلہ پر بیت العلوم کا لفظ رکھ کر مسلمانوں کو اطمینان دلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

لیکن اس قسم کا لفظی تقابلہ جس کے ساتھ فرقہ وارانہ جذبات پرورش پائیں ہمارے خیال میں کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

بہرحال ہم کسی طرح بھی اس عقیدہ سے چشم پوشی نہیں کر سکتے کہ ایک منصف حکومت کے دو فرض ہیں امن اور ترقی اور یہ دونوں فرض خوشگواری کے ساتھ جب ہی ادا کئے جا سکتے ہیں کہ صنعت و حرفت کے ساتھ مذہب اور اخلاق کی تعلیم بھی ہو۔ [illegible]

زبان اور رسم الخط

زبان اور رسم الخط کا مسئلہ حکومت [illegible] [illegible]

ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے لیکن یہ یقینی ہے کہ جمعیۃ علماء ہند اپنے مقصدی نصب العین آزادی کامل سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتی اور کسی بھی ایسے نظام پر قانع نہیں ہو سکتی جو آزادی کامل سے کم درجہ رکھتا ہو بلاشبہ اس کی انتہا پسندی اس سے انقلاب انگیز تحریکات کا مطالبہ کر رہی ہے جس کے لئے اس کو آمادہ رہنا چاہئے۔

آزادی ہمارا فریضہ ہے جب کہ ہم میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ بورڈ کونسل اسمبلی سرکاری ملازمتوں تجارتی انجمنوں وغیرہ وغیرہ دوسری اقوام کے ساتھ [illegible] اشتراک عمل رکھتے ہیں تو تحریک کانگریس کے متعلق جواز عدم کی بحث بے معنی ہے۔ [illegible]

[illegible]

تو آپ اس کو ہندو جماعت کہکر منطقی جماعت قرار دے سکتے ہیں تحفظ حقوق کی جدوجہد سے کوئی مسلمان بھی انکار نہیں کر سکتا مگر ایسا نہ ہو کر تحفظ حقوق کے پردے میں آپ ہندوستان کو حق انگریز کو عطا کرنے لگیں۔

بیشک عام ہندو ذہنیت بھی وطن پرست نہیں اور افسوس یہ ہے کہ وہ اکثریت کے باوجود مسلمان سے زیادہ تنگ نظر واقع ہوئی ہے۔ اور فرقہ پروروں کے ہاتھوں میں بہت تیزی کے ساتھ [illegible]

لیکن اگر آپ کو ملی اور ملکی مفاد مطلوب ہے۔ [illegible]

ان تمام پہلوؤں پر غور کرنا جمعیۃ علماء ہند کے موجودہ اجلاس کا مقصد ہے [illegible]

مسئلہ فلسطین

[illegible]

فریضۂ تبلیغ

[illegible]

یہ فریضہ علماء اُمت پر خصوصیت سے عائد ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

جمعیۃ علماء ہند نے موقع بموقع اس فریضہ کی انجام دہی میں جو جدوجہد کی ہے۔ وہ اسکی تاریخ کا ایک زرّین باب ہے لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ ہماری ....

قوم کی طبیعت ہنگامی جذبات کے ساتھ چلتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہنگاموں کی خاموشی کے ساتھ اس کی قوت عمل بھی کمزور ہو جاتی ہے جو اپنی کمزوری کے ساتھ تمام قومی اداروں کو کمزور کر دیتی ہے اور علماء ملت کو اپنے ولولوں کی تکمیل سے قاصر کر دیتی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کے موجودہ اجلاس کو اس فریضہ کی تکمیل کیلئے بھی کوئی پائدار شکل تجویز کرنی ہے۔

نیز یہ خیال بھی ضروری ہے کہ تبلیغ کا اہم حصہ یہ ہے کہ خود مسلمانوں کی اصلاح کی جائے جو لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوں ان کی صحیح تربیت کی جائے۔

نوجوان علماء ملت کے لئے ایسی صورتیں فراہم کرنی چاہئیں کہ وہ قوم اور وطن کا صحیح احساس پیدا کر کے ایک مفکر اور مدبر کی حیثیت سے قوم کے سامنے آئیں [illegible]

تحریک مدح صحابہ

[illegible]

نیاز بندگی

منظومہ جناب سید خورشید حسن صاحب خورشید ایم اے نہٹوری [illegible]

قبضہ میں تیرے تخت بھی ہے تاج بھی ہے
قوموں کا زوال اور معراج بھی ہے
اے عرش بریں پہ راج کرنے والے
افتاد ترے در پہ یہ محتاج بھی ہے

جمعیۃ علماء ہند کے گیارہویں سالانہ اجلاس کا خطبہ صدارت استقبالیہ

جمعیۃ علماء ہند کے سامنے ہمیشہ صرف ایک ہی مسئلہ اہم رہا ہے انقلاب اور نظام شرعی کا قیام

صدر استقبالیہ جناب ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے کرام و بزرگان ملت!

آزادی کی جدوجہد میں ہم مسلمانان ہند جن فیصلہ کن اور نازک منزلوں سے گذر رہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا یہ اجلاس جمعیۃ علماء ہند کی تاریخ میں یادگار رہے گا اور اگر توفیق ایزدی ہمارے شامل حال رہی اور ہم صحیح فیصلہ کرنے کے بعد ہم ان پر عمل پیرا ہو سکے تو عجب نہیں کہ یہ اجلاس مسلمانان ہند کی سیاسی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہو۔

دہلی کی ایک شہری کی حیثیت سے مجھے اس خیال سے بڑی مسرت ہوتی ہے کہ پرانے زمانے کی روایات کے مطابق ہمارے شہر کے مسلمانوں نے ہند کی جملہ ترقی پسند تحریکوں اور وطنی آزادی کی جدوجہد میں برابر پرجوش حصہ لیا ہے بلکہ یہ دعویٰ غلط نہ ہوگا کہ بیسویں صدی میں مسلمانان ہند کی سیاسی اور مذہبی بیداری کی تحریکیں اسی شہر سے شروع ہوئی ہیں یا کم از کم ان کا ہیولا اسی شہر میں تیار ہوا ہے جنگ بلقان، تحریک خلافت و ترک موالات، غرض کہ ہر آزادی کی جدوجہد کا سانچہ یہیں اور آپ کے ہاتھوں سے ڈھلا آپ کو خوب یاد ہوگا کہ جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کی صحیح روحانی تربیت کے خیال سے نظارۃ المعارف القرآنیہ کی بنا اسی شہر میں ڈالی گئی جس کی بدولت ہمارے دینی اور دنیوی پیشوا ایک مرکز پر آگئے اور اس قران السعدین کا مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی جماعت صرف مذہبی امور کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو منظم کرنے کے لئے وجود میں آئی اور آپ تفقہ فی الدین کے علاوہ ایثار و قربانی کا عملی درس دینے لگے مجھے اس امر پر روحانی مسرت ہے کہ جمعیت کی از سر نو تنظیم اور دوسرے اہم مسائل کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ اس مبارک مرکز میں جمع ہوئے ہیں جہاں حضرت شیخ الہند، مولانا محمد علی مرحوم اور ڈاکٹر انصاری کا روحانی فیضان آج بھی کارفرما ہے۔

جمعیۃ العلماء ہند کی خدمات

ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط کے بعد سے آج تک علماء اسلام کی کارروائیوں اور اعمال میں ایک محکم عزم اور تواتر پایا گیا ہے انگریزی حکومت کے قیام کے بعد جب [illegible] انتشار کی وبا پھیلنی شروع ہوئی اور اس ملک کے بسنے والے سیاسی اور سماجی لامرکزیت کا شکار ہوئے تھے اس وقت بھی آپ کے سلف اس بات سے بے خبر نہ تھے جو وطنی جدوجہد کی محرک ہے چنانچہ انھوں نے ملکی آزادی کی تحریک کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور غیر مسلم ہندی اقوام کے ساتھ اس معاملہ میں برابر تعاون کیا۔

اس ملک کی خوش نصیبی ہے کہ گذشتہ جنگ عظیم سے کچھ قبل ہندوستان کی کھوئی ہوئی مرکزیت کے دوبارہ حاصل کرنے کا خیال [illegible] کہ ہندوستان کی متحدہ قومیت کی تحریک آپ کے اسلاف کے خوابوں کی تعبیر [illegible] چنانچہ اس ملک کی مختلف اقوام کو ایک نئی ذہنی وحدت اور استبداد کے خلاف مشترکہ جدوجہد پر مجتمع ہوتے دیکھ کر آپ نے ان کی دعوت کو لبیک کہا اور آپ بھی آزادی وطن کے جہاد میں شریک ہو گئے ہم سب کے لئے موجب مسرت ہے کہ جب سے جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانان ہند کی اس جدوجہد میں رہنمائی کی اور آج ہم فخر کے ساتھ اعلان کر سکتے ہیں کہ آپ کی سیادت میں آزادی کی گذشتہ لڑائی میں مسلمانان ہند نے اپنے تناسب سے زائد ایثار و قربانی کا ثبوت دیا ہے اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خود جمعیت کے ایک دو نہیں بلکہ صدہا اراکین اس لڑائی کی صف اول میں برابر لڑتے رہے اس کے ساتھ ساتھ جمعیت اسلامیان ہند کے مخصوص حقوق اور اقلیتوں کے تحفظات کے لئے برابر سینہ سپر رہی چنانچہ اسی کے مساعی کا نتیجہ ہے کہ کانگریس نے کراچی کی تجویز میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی تشریح کی اور اس طرح مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرنے غرض کہ جمعیت قومی اور ملی محاذ پر برابر تندہی سے کام کرتی رہی اور آج حضرت ناظم جیسے بزرگ الحاج مولانا احمد سعید صاحب بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ "جمعیۃ علماء ہند ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے مسلمانوں کی ہمیشہ صحیح رہنمائی کی ہے اس کی بیس سالہ تاریخ میں کوئی ایک داغ بھی [illegible]

گزشتہ اجلاس مراد آباد میں کانگریس کی منزلت کا سوال پیش ہوا تو آپ نے نہایت صفائی اور دیانت داری سے اس کا اعلان کر دیا کہ آزادی کی جدوجہد کے خاطر آپ کی جماعت کے سامنے کانگریس میں شریک ہونے یا نہ ہونے کا سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا [illegible] حضرت ناظم نے جس وضاحت اور صفائی کے ساتھ جمعیت کی پالیسی اور طریقہ کار کا اعلان کیا وہ الفاظ میرے نزدیک ہندوستان کی انقلابی جدوجہد کی تاریخ میں [illegible] کے قابل ہیں۔ میرے محترم بزرگ نے فرمایا تھا:

"جمعیت علماء ہند کے سامنے اس کے یوم تاسیس سے آج تک ایک ہی مسئلہ اہم رہا ہے اور وہ صرف ہندوستان میں نظام شرعی کا قیام ہے [illegible] نظام شرعی کا قیام بدون انقلاب ناممکن الحصول ہے [illegible] انقلاب قریب تر ہو جائے [illegible] کانگریس [illegible] مکمل انقلاب کو ہم سے قریب کرنے والے ہوں"

(بیان حضرت ناظم [illegible] ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء)

میرے محترم بزرگو! مجھے اجازت دیجئے کہ [illegible]

انقلاب سے کیا مراد ہے

[illegible] انقلاب ایک بہت بڑی [illegible]

تاریخی اصطلاح میں انقلاب سے مراد وہ سیاسی، اقتصادی، اور معاشرتی تبدیلی ہے جو مروجہ نظام تمدن کو بدل کر بالکل نیا نظام تمدن وجود میں لائے آج ہمارے چاروں طرف ایک ایسی ہی قسم کی انقلابی فضا ہے اور دنیا ایک نئی کروٹ لے رہی ہے جس کی بدولت ہزاروں برس کا پرانا نظام تمدن آئندہ غیر محدود زمانے کے لئے بدلنے والا ہے اس تاریخی تقاضے کو لابدی اور اٹل سمجھتے ہیں مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے

میں مانتا ہوں کہ معاشرہ کے تاریخی حالات نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ ایک انقلاب ممکن الوقوع اور تاریخی اعتبار سے ضروری ہے مگر ہر نوع اس سماجی انقلاب کا موضوع اور اس کے محرک انسان اور ان کا ماحول ہے اور انسان اپنے ماحول کے بدلنے اور نہ بدلنے دونوں پر قادر ہے جبر کا اس میں کوئی پہلو نہیں ایک صحیح معاشرتی انقلاب صرف شعوری طور پر وجود میں آسکتا ہے اور آج کے صنعتی دور میں انقلاب ایک علم و فن کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس وقت ہمیں اور آپ کو یہ غور کرنا ہے کہ آخر پرانے نظام تمدن کو بدلنے کی ضرورت کیوں واقع ہوئی ہے؟ اس کا جواب صاف اور سیدھا ہے آج دنیا کو پرانے نظام کو بدلنے کی صرف اس لئے ضرورت ہے کہ سرمایہ داری کا مردہ نظام انسان کو خوش حالی اور ترقی کی راہوں پر آگے لے جانے سے قطعاً معذور ہو گیا ہے سرمایہ داری کی بدولت انسان ذلت اور پستی کی اس آخری منزل پر پہونچ گیا ہے۔ جہاں تحکم اور نفع کی خاطر انسانی روحانیت اور اخلاق تک خریدنی اور فروختنی اشیا سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ سرمایہ داری کی آخری اور وحشتناک صورت سامراج یعنی استعماری حکومت کا طریقہ ہے جس نے اپنے وطن کے صنعتی مزدوروں کو پابند اور بے بس اور غلام بنا کر ایشیا اور افریقہ کی قدیم اقوام کو اپنے استحصال کا ذریعہ بنایا ہے اور ان بدبختوں کی زندگی مغربی ممالک سے بھی زیادہ ابتر ہے۔ آج مغرب اور مشرق یعنی ارض انسانی غاصب و مغصوب اور ظالم و مظلوم کے دو ہولناک حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اور ہم ایشیائی اور افریقی بہت سے طبقاتی اور تمدنی اختلافات ہوتے ہوئے بھی استعمار کے رشتے سے ایک دوسرے سے لامحالہ طور پر منسلک ہو گئے ہیں اور دنیا کے اس جدوجہد میں شریک ہونے کے لئے تاریخی طور پر مجبور ہیں۔ جو ایک نئے انسانی تمدن کی بنیاد قائم کرنا چاہتی ہے جس میں پہلی بار انسان فرقوں اور طبقوں کی زنجیروں سے آزاد ہو کر صحیح اخوت اور مساوات کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک طور پر مجبور ہوگا۔ یہ جدوجہد اقتصادی سطح پر ہی نہیں بلکہ اخلاقی قدروں کے لئے بھی جاری ہے۔ آج مذہب اور صحیح روحانیت اپنی طاقت اور تعلق مداخلت کی آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے [illegible] جدوجہد کر رہے ہیں اور یہ جدوجہد ہمارے ملک ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں جاری ہے۔ اس وقت جب ہم آپ اس اجلاس میں جمع ہیں، چین، اسپین اور فلسطین کے کروڑوں نفوس اس انسانی اور تاریخی جدوجہد کی ایک فیصلہ کن منزل میں ہیں۔ شام، حبش اور خود یورپ اور امریکہ کے محنت کش طبقے درجہ بدرجہ یہ منزلیں طے کر رہے ہیں۔ اور استعمار اور سرمایہ داری سے برسر پیکار ہیں۔ غرض کہ ہمارے قومی اور ملی سوال حتیٰ کہ خود مذہب اور اخلاق کی کشمکش سمٹ کر بین الاقوامی انسانی جدوجہد میں مرکوز ہوتی جا رہی ہے۔

دوسری طرف غاصب قوتیں انتہائی ہوشیاری اور بے ضمیر پن سے انسان کو فریب دیکر اپنے قدم جمائے رکھنے کی ان تھک کوششوں میں مصروف ہیں جس کی بدولت حکمراں طبقے اپنی اپنی قوموں میں جارحانہ وطنیت اور جنگ جوئی کا جذبہ بڑھا رہے ہیں۔ اور ایک پہلے سے بھی زیادہ تباہ کن بھیانک اور خونخوار جنگ کا نقشہ دنیا کے سامنے ہے۔

دنیائے اسلام

اس انقلاب انگیز فضا میں مسلمانان عالم ایک اہم اور فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں۔ جغرافیائی اعتبار سے مراکش سے لیکر چین تک ان کا مرتبہ مسلسل پایا جاتا ہے۔ جسے مغربی استعمار نے منتشر کرنے کی بار بار کوشش کی ہے۔ انیسویں صدی سے آج تک مغربی سرمایہ داری اور یورپین سامراج دنیائے اسلام کی تخریب میں مصروف ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے عالم اسلام کو ہر لحاظ سے اپنا پابند اور آزادی اور اقتدار سے محروم کر رکھا ہے۔ آج دنیائے اسلام کی نجات مغربی سامراج کی تباہی میں مضمر ہے۔ چنانچہ عراق، بین الشام، فلسطین اپنے آپ کو مغربی استعمار سے آزاد کرنے کی فکر کر رہے ہیں۔ چین کے مسلمان اس جدوجہد میں انقلابی جماعتوں کے ہمراہ جاپانی حملہ آور کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ افریقہ کے مسلمانوں میں عام بیداری اور جدوجہد کے آثار پائے جاتے ہیں۔ حبش اور طرابلس کے مسلمانوں نے برابر اطالوی استعمار کی مخالفت کی ہے۔ تیونس، الجزائر اور مراکش کے مسلمان فرانسیسی استبداد کے خلاف کمربستہ ہو رہے ہیں۔ البتہ فرانکو نے ہسپانوی مراکش کے مسلمانوں کو مذہب کے نام پر دھوکہ دیکر اور قرطبہ اور غرناطہ کی واپسی کے سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے خطبہ کے اس حصہ میں تفصیل سے ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جن کی بنا پر استعماری طاقتیں دنیائے اسلام کو غلام بنا رہی ہیں۔

دنیائے اسلام میں سامراجی سازشیں

فرانکو کی طرح دوسری استعماری حکومتیں بھی دنیائے اسلام پر اثر ڈالنے کی اور مسلمانوں کو انقلابی اور جمہوری جدوجہد سے علیحدہ رکھنے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ مسلمان جاگیری امراء اور دوسرے سامراجی ایجنٹ ہر ملک میں سرگرم ہیں۔ روسی مہاجرین اور "شرفاء" خصوصیت سے اس کام پر مامور کئے گئے ہیں۔ آپ کو غالباً اس کا علم ہوگا کہ جاپانی شہنشاہیت پرستوں نے حال ہی میں اسی خیال سے ٹوکیو میں ایک مسجد اور مدرسہ اور عربی مطبع قائم کیا ہے اور چین میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا ہے تاکہ چینی مسلمان قومی جدوجہد اور جاپان کا مقابلہ کرنے سے باز رہیں۔ موسیولینی نے حضرت شیخ سنوسیؒ کو سولی پر لٹکانے کے بعد بعض وظیفہ خوار طرابلسی مسلمانوں سے سیف الاسلام کا لقب حاصل کیا ہے۔ مصر، [?] فلسطین اور عراق میں بھی اٹلی کی ریشہ دوانیاں جاری رہی ہیں۔ جرمن فیشسٹ ایجنٹ بکثرت دنیائے اسلام میں مصروف ہیں اور اسلامی تعلیمات اور فاشسزم میں تطابق کرنا چاہتے ہیں۔ گذشتہ سال نیورمبرگ کانفرنس میں تیس سے زیادہ عرب مندوبین ہٹلر کی دعوت پر جرمنی گئے تھے۔

جاپان، اٹلی اور جرمنی کی طرح برطانوی استعمار بھی دنیائے اسلام [illegible] اسلامی، قرآن [illegible] کے سپرد کر دے تاکہ خلیفۂ اسلام کی حیثیت ہو جائے جو ہندوستان کے والیان ملک کی ہے دوسری طرف محکوم مسلمان اور قوموں اور خصوصیت سے ہندوستانی [illegible] برطانوی استعمار نے قومی جدوجہد کو کمزور کرنے کے لئے پاکستان اور "تہذیبی تقسیم" کے بے بنیاد منصوبوں میں مسلمانوں کو الجھانا شروع کیا ہے۔

اسلامی سیاست کی سرگذشت

دنیا کی استعماری اور جمہوری طاقتوں کی کشمکش میں اسلامیان ہند کئی اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت ہندوستان میں آباد ہے۔ اس کے علاوہ مدت سے دنیائے اسلام کی سیاسی اور ترقی پسند تحریکات سے ہندوستان کے مسلمانوں کو تعلق رہا ہے برطانوی استعمار کی بین الاقوامی پالیسی کا تمام تر انحصار ہندوستان کے مادی اور تجارتی وسائل اور اس ملک کی عام سیاسی فضا پر ہے ایسی حالت میں ہندوستانی مسلمانوں کا رویہ عام جمہوری تحریک کے لئے ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے چنانچہ گذشتہ پچاس برس سے برطانوی استعمار کی مسلسل اور منظم کوشش رہی ہے کہ مسلمانان ہند استعمار دشمن سیاسی راہوں سے بے خبر ہو کر زندگی بسر کرتے رہیں۔

سماجی اعتبار سے مسلمانان ہند دو متضاد طبقوں سے مرکب ہیں۔ ایک طرف بڑے بڑے جاگیردار اور والیان ملک اور

سرکاری ملازم و پنشن یافتہ لوگ ہیں جو بلا واسطہ برطانوی سامراج کے مفاد سے منسلک ہیں دوسری طرف مسلم عوام ہیں جن کی حیثیت آئے دن گرتی جاتی ہے اور اس عالمگیر کساد بازاری سے غیر معمولی طور پر خراب ہو گئی ہے۔ مسلمانوں میں متوسط طبقے کے لوگ بہت کم ہیں۔ اس سماجی تقسیم کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا اعلیٰ طبقہ ہر جمہوری اور ترقی پسند تحریک کی مخالفت کرتا ہے اور مسلم جمہور بلا تامل انقلابی تحریکوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے

مسلمانان ہند کے کلچرل اور تمدنی سوالات پر بھی اسی بنیادی سماجی تقسیم کا اثر پڑتا ہے۔ اب تک مسلمانوں کا کلچرل اور تمدن جاگیری عناصر کا پابند رہا ہے چنانچہ اب جاگیری عناصر "تمدنی تحفظات" کے پردے میں مسلمانوں کی سیاست پر حاوی ہونا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف استعمار کے سیاسی اداروں کی بدولت مسلم جمہور ہر شہر کے بڑھتے لگے اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان حاوی ہیں۔ مسلمانوں میں علماء کی ہی ایک ایسی جماعت ہے جسے برطانوی استعمار سے کوئی علاقہ نہیں رہا ہے اور جاگیری طبقہ کے اثر سے آزاد ہے۔

مسلمانوں کی اس سماجی تفریق اور اختلاف ذہنیت کا ہندوستان کی وطنی آزادی کی تحریک پر بھی بڑا اثر ہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو سماج کا بڑا حصہ سماجی طبقوں کے تحت متوسط عناصر سے مرتب ہے جس کی وجہ سے ہندو سماج کا خمیر مسلمانوں سے مختلف ہو گیا ہے۔ اور اس سماجی اختلاف کی وجہ سے وہ سوالات پیدا ہو جاتے ہیں جن سے ایک طرف فرقہ پرست اور دوسری طرف برطانوی استعمار فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور اب تک اٹھا رہا ہے۔

ہندوستانی قومی تحریک

ہماری وطنی آزادی کی تحریک برطانوی استعمار کی کارفرمائی کا جواب ہے اور ان سماجی طبقوں پر مشتمل ہے جن کے مفاد بلا واسطہ یا بالواسطہ برطانوی سامراجی مفاد سے ٹکراتے ہیں۔ یہ گویا ہندوستانی قومیت ایک قسم کا متحدہ محاذ ہے جس میں کسان مزدور اور عام جمہوری حیثیت کے ہندوستانیوں کے علاوہ کچھ متوسط الحال اور صنعتی سرمایہ دار بھی شامل ہیں اس لئے کہ ہندوستانی سرمایہ کو بھی برطانوی سرمایہ کی مسابقت سے بہت کچھ نقصان پہنچتا ہے [illegible]

[illegible]

جمہوریت اور سوشلزم کا خوف

[illegible]

تاریخی مطالعہ اور ان کے حل کرنے اور بالآخر موجودہ انسانی جدوجہد میں حصہ لینے سے باز ہیں کیا آپ کو یا کسی صحیح الدماغ مفکر کو اس حقیقت کے ماننے میں تامل ہو سکتا ہے کہ آج محکوم قوم کی برطانوی اور وطنی جدوجہد اس دور کی انسانی جدوجہد کی کڑی ہے۔ اور اسلام کے صحیح تاریخی تقاضے کو پورا کرتی ہے۔ کج بحثی کا ایک مستقل اور بے معنی طومار اس کا پتہ دیتا ہے کہ ہمارے مفکر دنیائے عمل سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک پرفریب نظریہ گھڑ لیتے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ صحیح تاریخی نظریے موجودہ زندگی کے حقائق سے مرتب کئے جا سکتے ہیں نہ کہ خیالی اور تصوری دنیا میں۔ وہ کہ بہت سے ہندوستانی مسلمان مفکرین ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام کے اجتماعی اور معاشی نظریہ میں کوئی لچک نہیں۔ دوسرے اس کے قائل ہی نہیں کہ اسلام کی عالمگیری کا یہ مقتضا ہے کہ وہ ایک بنیادی اصول سامنے رکھ کر ہر زمانے کی ضرورتوں کے مطابق تفصیلی قوانین بنائیں۔ جو لوگ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام میں کوئی لچک نہیں شاید انہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ اس قول سے اسلام کی عالمگیری کو [illegible]

[illegible]

کلام بزرگو! آپ نے بھی اس واقعہ پر بھی غور کیا ہے کہ جس مسلمان کو آپ عملی اور مبہم طور پر سچی طور پر بے دینی اور دہریت کہتے ہیں [illegible] اسلامی اصولوں کی تو صحیح تر جمانی [illegible] ایک غیر مرتب انقلابی جوش پایا جاتا ہے [illegible] اور اجتماعی فلسفہ کی تلاش زیادہ ہے مسلمان نوجوان اپنے گردوپیش کے انقلابی جذبے سے متاثر ہوتا ہے [illegible]

[illegible]

خلافت راشدہ

[illegible]

سوشلزم

[illegible]

شہنشاہیت کا اقتضا محکوم قوموں کو پامال اور دوسروں کو زیردست رکھنا ہے اسی طرح سوشلزم کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ محکوم اور دبی ہوئی قوموں اور لوگوں کو ابھارا اور بڑھایا جائے آپ قطعاً آزاد ہیں کہ اس فلسفہ اور تاریخی تجربے کے ماننے سے انکار کر دیں اور موجودہ دنیا کے معاشی سوالات کو حل کرنے کیلئے ایک نیا پروگرام اور ایک نیا فلسفہ پیش کریں ایسی صورت میں ہماری سماج کی ضرورتوں کی کسوٹی اور انقلابی جدوجہد کا تاریخی تجربہ آپ کے اور اشتراکیوں کے نظریوں کو اپنی کسوٹی پر کس لیگا اور دنیا کھرے کھوٹے کو خود پرکھ لے گی

ہندوستان کے سوشلسٹ آپ سے اپنے مخصوص عقائد نہیں منوانا چاہتے وہ صرف کامل آزادی کے حصول کے لئے ایک پروگرام پیش کرتے ہیں بحالات موجودہ طبقاتی جنگ پر زور نہیں دیتے بلکہ مخالف استعمار طبقوں کو متحد کر کے سامراج سے جنگ کرنا چاہتے ہیں یہ ضرور ہے کہ گزشتہ جدوجہد کے تجربہ کی روشنی میں وہ بجائے اعلیٰ طبقوں کے مزدور و کسان اور جمہوری جماعت [illegible]

[illegible]

میرا منشا نہیں ہے کہ آپ اشتراکیت کو اپنا لیں لیکن میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ پہلی فرصت میں سوشلزم کے متعلق اپنی [illegible]

[illegible]

جمعیت کی تنظیم اور بعض دیگر اہم امور

[illegible]

تاکہ ہمیں اقتدار حالات کے رو بہ اصلاح ہو جانے کے بعد دوسرے اپنا اقتدار مطلق قائم کر لیا جائے

الہ آباد فلسطین کانفرنس سے لیکر اب تک ہمارے سامنے مقاطعات ثلاثہ یعنی ولایتی مال، شاہی دربار، اور فوجی بھرتی کے بائیکاٹ کا پروگرام ہے ہمیں چاہئے کہ بلا امتیاز مسلک ہم جملہ مسلمان جماعتوں کو اول فرصت میں ان باتوں پر متحد کریں دوسری طرف ہمیں وطن کی استعمار دشمن جدوجہد میں شرکت کرنے کی مسلمانوں کو دعوت دینا چاہئے

(ب) اس موقع پر میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ کانگریس کے متحدہ استعمار دشمن محاذ کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے آپ کے سامنے جیسا کہ آپ مراد آباد کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے کر چکے ہیں کانگریس میں شرکت یا عدم شرکت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانگریس کی شرکت پر مائل کیا جائے تاکہ رابطہ عوام سے کانگریس پروگرام کا منشا پورا ہو کر جمہوری طاقتیں تمام و کمال منظم ہو جائے [illegible]

[illegible]

رجحانات اور نئی تحریکات کا مطالعہ فرمائیں۔

ثانیاً۔ یہ کہ مسلمانوں کی عام علمی رفتار کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت ہے۔ کہ ہمارے مذہبی تعلیم کے نظام میں اصلاح کی جائے تاکہ جدید مصر۔ ترکی۔ اور ایران کی طرح۔ ہمارے علماء بھی جدید علوم اور نئی تمدنی ضروریات سے باخبر ہو کر مسلمانانِ ہند کی رہبری ہر شعبہ حیات میں کر سکیں۔ آج ہماری صوبجاتی حکومتیں تعلیمی معاملہ میں جمہور کی تابع ہیں۔ اس لئے ان سے ہر قسم کی امداد لینی چاہئے۔ اور عام تعلیم پھیلانے میں۔ ان کی امداد کرنی چاہئے۔ واردھا اسکیم کی تنقید کے سلسلہ میں میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ بجائے ہمدردی اور امداد کے بعض ترقی پسند مذہبی حلقوں نے بھی اس اسکیم کے کچھ منشار کو بھول کر غیر ذمہ دارانہ تنقید کی ہے۔

مذہبی اداروں سے باہر بعض لوگ مروجہ سرکاری تعلیم کو بدل کر اسکی جگہ نئے اور ترقی پسند اصولوں پر تعلیم دینا چاہتے ہیں ماہرین تعلیم نے ان تجویزوں کو جانچا اور سنوارا ہے۔ ضرورت اسکی ہے کہ ہم ان اصولوں کو سامنے رکھ کر خود مذہبی تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں کریں۔

تتمہ کلام

محترم بزرگو! مجھے اس کا اندازہ ہے۔ کہ میں نے اس خطبہ استقبالیہ میں آپ حضرات کا وقت بہت لیا ہے۔ اور ایک حد سے آپ کی شفقت سے بے جا فائدہ اٹھایا ہے۔ مجھے اسکا بھی اندازہ ہے۔ کہ میرے خیالات۔ آپ کی روایات اور عمومی کارروائیوں سے کس قدر مختلف ہیں۔ اس سے بڑھ کر تکلیف دہ امر یہ ہے۔ کہ میں عملی سیاسیات سے دور رہتے ہوئے۔ اپنی تنقیدوں میں بہت بے باک ہوں۔ بہرنوع میں نے از راہ خلوص بعض نئے رجحانات کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اور اپنے دینی جذبہ کے تحت اور اسلامی نقطہ نگاہ سے انہیں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے قوی امید ہے۔ کہ آپ حضرات ان گذارشات پر غور فرمائیں گے۔ اور ہم علمائے اسلام کی ہدایات کریں گے۔ تاکہ ہم ترقی پسند راہوں پر چلکر مسلمانانِ ہند کو بھی انقلاب مکمل آزادی۔ اور کچھ روحانی زندگی کی منزلوں پر پہنچا سکیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم و اصحابہ العظیم۔

باقی مضمون صفحہ ۲ کالم ایک

کر اسلامی تہذیب کو قبول کر سکتا ہے۔

(۱۴) جمعیۃ علماء تمام مسلمانانِ ہند کو بتا دینا چاہتی ہے کہ مستقبل میں اسلام کو ہولناک خطرات سے محفوظ رکھنے کی یہی سبیل ہے کہ وہ جمعیۃ علماء کو قوی اور مستحکم بنائیں اور اس کی ہدایت پر عمل کریں کیونکہ یا ہوس اسلام کے محافظ ہی نائبانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ کریں)

اشتراک عمل بھی ضروری ہے کیونکہ ملک کی آزادی اور ملت اسلامیہ کے قومی اور مذہبی حقوق کے حاصل کرنے اور ان کے تحفظ دستوری طریق سے یہی راستہ ہے۔

(۹) لیکن جمعیۃ العلماء نے کسی وقت اپنی مستقل حیثیت کو فنا نہیں کیا۔ اس نے گذشتہ جنگ کے دور میں کانگریس کیساتھ اشتراک عمل تو کیا اور اس کی مبارک اور مشکور ساعی سے مسلمانوں کی قربانیاں ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے بہت زیادہ رہیں۔ تاہم اس نے یہ تمام کام اپنے پلیٹ فارم سے کئے اور آئندہ بھی وہ اپنی مستقل حیثیت برقرار رکھنے کی پالیسی پر قائم ہے۔

(۱۰) جمعیۃ علماء پر مخالفین کا یہ نہایت غلط الزام بلکہ افتراء ہے کہ اس نے ہر موقعہ پر بیجا کانگریس کی حمایت کی ہے یا اس کی ہر بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ جمعیۃ علماء کا یہ دعویٰ ہے جس کے دستاویزی ثبوت اس کے ریکارڈ اور اخبارات کے فائلوں میں موجود ہیں کہ جمعیۃ نے ہر موقع پر کانگریس کی ان تجاویز اور اعمال پر سخت نکتہ چینی کی ہے جنکو مسلم مفاد کے خلاف پایا۔

[illegible] کے فارمولا سے اختلاف اور جدید فارمولا کی تشکیل و ترتیب جمعیۃ نے کی۔ یہ سب باتیں کانگریس کے فائلوں میں موجود ہونگی۔ کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ جمعیۃ نے کسی ایسی بات کو تسلیم کر لیا ہو یا سراہا ہو جس کو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف یقین کیا جا سکتا ہو۔

(۱۱) جمعیۃ تمام مسلمانوں کو بتا دینا چاہتی ہے کہ وہ اپنے اصل مطالبہ آزادی کامل کی تحصیل سے غافل نہیں ہے اور ان مسلمانوں سے جو کانگریس میں شریک ہوں مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اسلام کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے حکومت کی ہر اس تجویز کی شدت سے مخالفت کریں جس سے آزادی کامل کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو یا جسکا اثر ملت اسلامیہ یا اسلام کے خلاف ہو۔

(۱۲) جمعیۃ یہ اعلان کرتی ہے کہ موجودہ وطنی حکومت کی طرف سے مسلمانوں کی مذہبی اور قومی ضروریات کو پامال کرنے یا بے اعتنائی برتنے کی صورت میں جمعیۃ مدافعت کی موثر تدابیر کام میں لائیگی۔ اور تدارک نہ کئے جانے کی صورت میں جمعیۃ العلماء پہلی جماعت ہوگی جو وطنی حکومت کیخلاف محاذ جنگ قائم کر کے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے سے دریغ نہ کرے گی۔

(۱۳) جمعیۃ علماء ہند کے نزدیک اقوام ہند کا اتحاد یا اتفاق صرف اس معنی میں ضروری ہے کہ برطانوی امپیریلزم کے خلاف تمام ہندوستانی متحدہ محاذ میں شریک عمل ہوں۔ یہ نہیں کہ تمام ہندوستانیوں کی وضع اور تہذیب ایک ہو جائے۔ مسلمان اپنی اسلامی تہذیب، اسلامی عقائد اور اسلامی اعمال، اسلامی وضع سے سر مو ہٹنا گوارا نہیں کر سکتا۔ نہ وہ کسی غیر

مجاہدینِ ملت طلبائے دارالعلوم دیوبند کا ورودِ دہلی!

مجلس استقبالیہ علماء و عمائدین شہر مجلس احرار اور ابنائے دارالعلوم مقیم دہلی کی طرف سے پرتپاک استقبال

تنظیم طلباء کا بے مثال فوجی مظاہرہ جلوس کا روح پرور نظارہ!

آج دارالعلوم دیوبند سے اجلاس جمعیۃ کی شرکت کیلئے آنے والی مذہبی فوج کا دن تھا۔

صبح ہی سے شہر کے مختلف حلقوں میں طلبا کی آمد آمد کا چرچا تھا شہر میں عام طور پر اور خصوصیت کیساتھ علمی حلقوں میں ان مذہبی فدائیان ملت کے استقبال کی تیاریاں کیجا رہی تھیں۔

چنانچہ ۲ بجے کے قریب اسٹیشن پر مجلس احرار کے رضاکار ان افراد کے ہمراہ جلوس میں فوجی نظام کے ماتحت مولانا سیّد عطاء اللہ صاحب صدر مجلس احرار اسلام صوبہ کی زیر نگرانی اسٹیشن پر موجود تھے۔ مولانا ابرار [illegible] صاحب سکرٹری مجلس احرار بھی رضاکاروں کی قیادت کر رہے تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی جانب سے بھی ذمہ دار افراد اس مقدس اور محترم گروہ کے خیر مقدم کیلئے آئے ہوئے تھے۔

مولانا عبد الوحید صاحب غازی پوری ناظم مجلس مرکزی ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند اور مجلس ابنائے قدیم صوبہ دہلی کی جانب سے ورنمائندے حضرت مولانا محمد ادریس صاحب پرنسپل ادارہ [illegible] اور مولانا قاری [illegible] صاحب مدرس مدرسہ عبد الرب صاحب بھی [illegible] کو خوش آمدید کہنے کیلئے موجود تھے۔

مجلس استقبالیہ جمعیۃ علماء ہند کا اکثر بیشتر طلبائے مدارس عربیہ صوبہ دہلی اساتذہ اور مقامی علماء بھی استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔

ٹھیک پانچ بجکر پندرہ منٹ پر پرجوش اور فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان طلبائے دارالعلوم کا اسپیشل اسٹیشن پر پہنچا۔

جس میں ہندوستان کے تقریباً ہر صوبہ اور ہر ضلع کے طلبہ کے علاوہ۔ برما۔ چین۔ ترکستان شرقی۔ بخارا۔ بدخشاں۔ تاشقند۔ سمرقند۔ جاوہ۔ سماٹرا دیار عربیہ اور دنیا کے مختلف حصوں کے طلبا کے جلوس کی تعداد ایکہزار کے قریب تھی۔ استقبال کرنے والوں نے پرجوش نعروں کے ساتھ اس خدائی فوج کا خیر مقدم کیا۔ اس وقت کا منظر بھی [illegible] ایک عجیب اثر انگیز روحانیت رکھتا تھا۔ مشرق و مغرب، اور اقطاع عالم کے بسنے والے مسلمان بہت سی اجنبیتوں کے باوجود اپنے آپکو ایک دوسرے سے قریب محسوس کر رہے تھے۔

طلبائے دارالعلوم کا جھنڈا

ہندوستان کے مختلف گوشوں میں بسنے والے بھائیوں نے اپنے برادری کے مسلمانوں کی نشان امتیاز تجویز کیا تھا وہ بھی طالب علم برادری کی طرح وحدت و اختلاف کا آئینہ دار تھا۔

جھنڈے کا نصف ابتدائی حصہ زعفرانی سبز اور سفید رنگوں سے ترکیب دیا گیا تھا۔ بقیہ نصف کی زمین سبز تھی جس پر سرخ ہلال خون آلودہ خنجر کی طرح چمک رہا تھا۔

تمام طلباء دارالعلوم دیوبند کا ایک امتیازی بیج لگائے ہوئے تھے۔ جس پر ہلال پہاڑی اور کھجوروں کے نقوش نمایاں تھے۔ ہلال کے درمیان اجتماعی دارالعلوم دیوبند لکھا ہوا تھا ہلال کے قریب ہی ستارہ کی جگہ، انما انا قاسم واللہ یعطی کا مونوگرام تھا۔

جلوس

اسٹیشن سے طلباء کا جلوس ایک خاص نظم و اہتمام کے ساتھ چلا۔ جلوس کی ترتیب اور طلبا کی مذہبی و ذہنیت اور وہ اعلیٰ درجہ کا فوجی ڈسپلن جس کا اظہار طلباء کی ترتیب و نظم سے ہو رہا تھا سب چیزیں ملکر ایک عجیب پرکیف منظر پیش کر رہی تھیں۔

اور مسلمانوں کے دلوں میں قرون اولیٰ کی روایات تازہ ہو رہی تھیں۔ جبکہ خیر امت کا ایک ایک فرد رات کی خاموش اور سکون آمیز فضا میں بارگاہ ربوبیت میں سجدہ گذار تھا۔ اور دن کو میدانِ جنگ میں ترکتاز کرنے والا سپاہی۔

جلوس کے آگے آگے جمعیۃ الطلبا دارالعلوم دیوبند کا جھنڈا تھا۔ اور ایک زبردست موٹو جس پر نہایت جلی حروف میں مغفور علماء دیوبند لکھا ہوا تھا۔ مقامات کے اختلافات کے مطابق طلبہ کا یہ عظیم الشان جلوس مختلف جماعتوں میں منقسم تھا۔

ہر ایک جماعت کو دوسرے گروہ سے ایک موٹو جدا کرتا تھا عام طور پر شہری اور بالخصوص مسلمانانِ دہلی ایک عجیب تحیر خیز نگاہ سے اس اثر آفریں منظر کو دیکھ رہے تھے۔ اور متاثر تھے۔ جلوس کا پرشکوہ نظارہ ان کے خواب دیدہ احساسات میں زندگی اور عمل کی روح بیدار کر رہا تھا۔

اسی شان و شکوہ کے ساتھ جلوس باغ دیوار۔ فتحپوری اور [illegible] چوک سے گذرتا ہوا مغرب کے وقت جامع مسجد پہونچا۔ اور نماز کے بعد جلی قبر کے قریب پہونچکر جہاں مجلس استقبالیہ کی جانب سے طلبا کے لئے قیام گاہ کا انتظام کیا گیا تھا ختم ہو گیا۔

سبھاش بابو پر عدم اعتماد کی تجویز لانا ملک کے ساتھ دشمنی ہے!

گاندھی جی کا ممبران ورکنگ کمیٹی کو مستعفی ہونے کا مشورہ دینا ڈکٹیٹری ہے

کانگریس کے صدارتی نزاع پر اکابر جمعیۃ علماء ہند کا اظہار خیال!!!

نمایندہ پریس نے مولانا حسین احمد صاحب مدنی نائب صدر یو۔ پی پراونشل کانگریس کمیٹی اور مولانا احمد سعید صاحب سکرٹری جمعیۃ علماء ہند سے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ۱۳ ممبران کے استعفیٰ کے بارے میں رائے معلوم کی تو مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا کہ ورکنگ کمیٹی کے ممبران نے استعفیٰ بالکل غلط دئے ہیں اور یہ طریقہ جمہوریت کے اصولوں کے خلاف اختیار کیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ سبھاش بابو پر عدم اعتماد کا ریزولیشن پاس کرنا ملک کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ مسٹر سبھاش کو ملک کی عام رائے نے صدر منتخب کیا تھا جمہوریت اور رائے عامہ اگر کوئی قابل لحاظ چیز ہے تو ہر شخص یہ کہیگا کہ ورکنگ کمیٹی کے ممبران نے استعفیٰ دینے میں جلد بازی سے کام لیا ہے سمجھوتہ کے آخری اور انتہائی کوشش کئے بغیر مستعفی ہونا اصول تدبر اور دور اندیشی کے خلاف ہے مسٹر سبھاش بابو اگر کوئی پروگرام پیش کرتے اور وہ پروگرام ہماری رائے کے خلاف ہوتا یا ہم اشتراک عمل کرنے سے انکار ہی کرتے تو بالخصوص مجبور ہوتے تو بلکہ ہماری مجبوری قابل تعریف بھی جاتی لیکن جب حالات کے ماتحت یہ حرکت کی گئی ہے افسوس ہے کہ میں اس کی تائید نہیں کر سکتا میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اظہار کرتے پر مجبور ہوں کہ گاندھی جی کا ورکنگ کمیٹی کے ممبران کو اس قسم کا مشورہ دینا بھی ایک قسم کی ڈکٹیٹری ہے اور اصول جمہوریت کے یقیناً منافی ہے۔

مولانا سجاد نائب امیر شریعت صوبہ بہار جو دہلی جمعیۃ علماء کے اجلاس کے موقعہ پر آئے ہوئے ہیں فرمایا کہ گاندھی جی کے مشورہ کے مستعفی اور ورکنگ کمیٹی کے ممبران کے استعفوں کو بہت بری نظر سے دیکھا اور ملک میں باہمی اختلافات کا ذمہ دار انہیں لوگوں کو ٹھہرایا ہے۔ اور سبھاش بابو کی دلی ہمدردی سے پوری مدد کرنے کا جذبہ رکھتی ہے۔

اطلاع عام

ناظرین کرام کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اس دفعہ اخبار کچھ توقف سے شایع ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجلاس کی معزز دفتین نیز ضمیمہ کا روزانہ شایع ہوتا ہے۔ اس کے ضمیمہ میں اجلاس کی مفصل کارروائی شایع کی گئی۔ جو صاحب منگانا چاہیں۔ وہ ۲ پیسہ سیکڑہ کے حساب سے طلب فرمائیں۔ منیجر

مسٹر بوس کو قدیم رفقائے امید تعاون

پنڈت نہرو کا استعفیٰ نامنظور، باقی ممبروں کو استعفوں کی منظوری کا خط بھیجدیا گیا

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سبھاش چندر بوس صدر کانگریس کمیٹی کے ممبران میں سے پنڈت جواہرلال نہرو کا استعفیٰ منظور نہیں کیا باقی ۱۲ ممبروں کے استعفے منظور کرلئے ہیں۔ انہیں مندرجہ ذیل خط بھیجا ہے۔

آپ کے استعفیٰ کا شکریہ ۲۲ فروری کو وارد ہا سے روانہ ہوا تھا یہاں ٹھیک وقت پر پہونچ گیا۔ لیکن میں علالت کی وجہ سے اس کا جواب جلدی نہ دے سکا۔

اگر حالات معمولی ہوتے تو میں آپ سے فیصلہ پر دوبارہ غور کرنے اور اپنی پوزیشن یعنی استعفوں کے واپس لینے کی درخواست کرتا لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس فیصلہ پر خوب غور کر لیا ہے۔ اگرچہ میں محسوس کرتا۔ کہ اس وقت آپ کے فیصلہ پر دوبارہ غور کیا جانے کا ذرا بھی موقع ہے تو میں یقیناً آپ سے استعفے واپس لے لینے کی درخواست کرتا لیکن موجودہ حالات میں غالباً کی ایک درخواست سے کوئی مفید مطلب حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے میں کہرے افسوس کے ساتھ آپ کا استعفیٰ منظور کرتا ہوں۔

بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے استعفیٰ کے معنی عدم تعاون کے نہیں ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں آپ کا تعاون اور امداد میرے ساتھ ہوگی۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ کہ آپ کی امداد میرے لئے بیش بہا ہوگی۔

میں امید اور بھروسہ کرتا ہوں کہ میں تریپوری سیشن میں معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے درمیان اتفاقی مسائل بہت زیادہ ہیں اور ان کے نتیجہ میں ہم آیندہ متحدہ محاذ قائم رکھنے کے قابل ہونگے۔

مجھے روزانہ شدید بخار رہتا ہے اور صحت یابی کی رفتار بہت سست ہے۔

آپ کا مخلص .....

سبھاش چندر بوس

ہندوستان برطانیہ کی اس دغابازی میں شریک نہیں ہے

جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنیکے متعلق پنڈت نہرو کا بیان

لکھنؤ۔ ۲۸ فروری۔ حکومت برطانیہ کے جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے کے متعلق پنڈت جواہرلال نہرو نے ایک بیان میں فرمایا کہ مسٹر چیمبرلین کی آرزو پوری ہوگئی۔ مسٹر چیمبرلین عرصہ دراز سے یورپ میں فسطائی ازم کی جڑ مضبوط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اب وقت آرہا ہے کہ ان کا آلہ کار برطانیہ کسی میں شمار نہیں رہے گا۔ جہاں تک ہندوستان کا جمہوریت اور آزادی کے ساتھ تعلق ہے۔ حکومت برطانیہ کی اس دغابازی سے ہم بالکل الگ ہیں۔ حکومت برطانیہ کے خلاف الزاموں کی طویل فہرست میں ایک اور الزام کا اضافہ ہو گیا ہے ہم اس حکومت کے ساتھ ہرگز تعاون نہیں کر سکتے جو جمہوریت کو جہاں دیکھتی ہے۔ فنا کر دیتی ہے۔

جمعیۃ العلماء کے کھلے اجلاس میں شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی روح پرور تقریر

مجھے ان سے ہمدردی ہے جنہوں نے فریب نفس سے سمجھ لیا ہے کہ علماء کا اقتدار ختم ہو گیا ہے!

تم لوگوں کو جس اسلام کی ضرورت ہے وہ الکشن ہے، فریب کاروں کو مولانا کا انتباہ

دہلی ۹ مارچ آج رات کو ۱۰ بجے حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دار العلوم دیوبند کی تقریر کا اعلان کیا گیا تھا، شام ہی سے مسلمانوں میں تقریر کے سننے کا بے پناہ اشتیاق پایا جاتا تھا۔ حاضرین کی تعداد کا اندازہ وہم و قیاس سے بھی بالاتر تھا۔ پنڈال جو تقریباً تیس ہزار انسانوں کیلئے تیار کیا گیا تھا نہ صرف کھچا کھچ بھر گیا بلکہ کانفرنس میں شریک ہونے والوں کی کثرت کی وجہ سے ان کو وہاں وسیع کرنے کی ضرورت سے پہلے ان تمام راستوں پر فرش بچھا دئے گئے۔

[illegible]

علماء اور ان کا وقار

[illegible]

احمد بن حنبل کے مقلدین

[illegible]

خدا کی مشیت علماء کیساتھ ہے

[illegible]

علماء کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں

[illegible]

جمعیۃ العلماء اور اس کے میدان کار

[illegible]

علماء اور سیاسی بصیرت

[illegible]

ہندوستانی ذہنیت پر انگریزیت کا تسلط

[illegible]

حکومت صوبجات متحدہ کا مسلمان اقلیت سے سلوک

مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی، مذہبی جذبات کا احترام

گذشتہ سے پیوستہ

حال ہی میں صوبجات متحدہ کے بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی کہ حکومت ہند نے [illegible] ایک کتاب پر پابندی عائد کی ہے۔ اس خبر سے یہاں کے مسلمانوں کو قدرتاً تکلیف پہونچی ہوگی چنانچہ کانگریسی حکومت نے اس مسئلہ پر حکومت ہند سے خط و کتابت کی [illegible]

[illegible]

فرقہ وارانہ فسادات

[illegible]

ہندوؤں پر پابندیاں

[illegible]

یہ اخبار بوجہ زیادتی کام اجلاس جمعیۃ علماء ہند کے دونوں تاریخوں کا ایک جگہ شائع ہوا ہے اور اسی کی وجہ سے پہلا اخبار بھی لیٹ رہا

13-03-1939

جمعیۃ العلماء کے گیارہویں سالانہ اجلاس کی منظور شدہ تجاویز

ہندوستان کے اسلامی قومی اور ملکی مسائل کے متعلق علماء کرام کا روشن فیصلہ

ودیا مندر اسکیم

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس ودیا مندر سسٹم کے متعلق ظاہر کرتا ہے کہ حکومت سی پی کا اس نام کے باقی رکھنے پر اصرار درست نہیں اور مسلمانوں کو بیت العلم یا مدینۃ العلم نام رکھنے کی اجازت دینے کا سوال حل نہیں ہوا جمعیۃ کا خیال ہے کہ حکومت کے زیر انتظام جو درسگاہیں رکھنے کے لئے قائم ہوں ان کے نام کو بھی فرقہ وارانہ امتیاز یا اس کے شائبہ سے پاک ہونا چاہیے۔

اڑیسہ میں کانگریسی وزیر

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اڑیسہ کی کانگریسی حکومت کے اس طرز عمل کو کہ اس نے کابینہ میں کسی مسلمان کو نہیں لیا [illegible] مسلمانوں کو [illegible] نظر سے دیکھتا ہے [illegible] مسلمانوں کو مطمئن کریں۔

حادثہ فاجعہ جے پور

جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس نے اپنے نمائندوں کی رپورٹ پر غور کیا جمعیۃ علماء کو یقین ہے کہ اس حادثہ کی ذمہ داری پولیس کی غیر منصفانہ روش پر عائد ہوتی ہے یہ اجلاس ریاست سے پورے طور پر مطالبہ کرتا ہے کہ ایک غیر جانبدار آزاد کمیشن کے ذریعے واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے [illegible]

یہ اجلاس ان جماعتوں کے بعض افراد کے رویہ پر [illegible]

نیز یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اگر ریاست نے پورے طور پر جلد ان مطالبات کو پورا نہ کیا تو جمعیۃ عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔

وفاق ہند

ہندوستانی ووٹروں اور مفکروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مجوزہ فیڈریشن کو [illegible] کسی حال میں بھی قبول نہ کریں [illegible] ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار رہیں۔

ہندوستانی زبان

[illegible]

فرقہ وارانہ فسادات

[illegible]

حج لائن اور مغل لائن

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس گورنمنٹ ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حج لائن یعنی مغل کمپنی اور سندھیا کمپنی کے [illegible] جنگ ختم کرنے کے لئے کوئی قانونی اقدام کرے [illegible]

محرک: حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

مؤید: مولانا حامد الانصاری غازی

مؤید: محمد احمد کاظمی ایم۔ ایل۔ اے

مؤید: مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی

فلسطین

جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس کے سامنے فلسطین کے وفد کی رپورٹ [illegible]

یہ اجلاس اس تجویز کی مزید تصدیق و توثیق کرتا ہے [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس برطانیہ کی طرف سے [illegible]

[illegible]

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء

جمعیۃ مرکزیہ کا یہ جلسہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے متعلق صاف صاف اعلان کرتا ہے [illegible]

سعودی حکومت میں مہاجرین پر ٹیکس

سلطان ابن سعود کی حکومت نے مکہ معظمہ میں رہنے والے مہاجرین پر ایک ٹیکس مقرر کیا ہے [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے [illegible]

منجانب صدارت

سیاسی نظر بندوں کی رہائی

جلسہ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس [illegible]

[illegible] ہے اور ان حکومتوں کو مطالبہ کرتا ہے کہ ان نظر بندوں کو جلد از جلد رہا کر دے۔ بعض نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے اور ان کی صحت بلکہ زندگی خطرے میں ہے سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان حکومتوں کو مطالبہ کرتا ہے کہ ان نظر بندوں کو جلد از جلد رہا کر دے۔

غیر کانگریسی صوبوں میں مسلم حقوق

جمعیۃ علماء کے علم میں وہ شکایات بھی لائی گئی ہیں جو غیر کانگریسی حکومتوں اور ان کی وزارتوں کی طرف سے مسلمانوں پر کی گئی ہیں جن کا منشا یا تو مسلم حقوق سے تغافل یا اتلاف حقوق ہے جمعیۃ علماء ان حکومتوں کے وزراء اعظم سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ایک غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی جس میں جمعیۃ کے نمائندے بھی شریک کئے جائیں۔ مقرر کریں اور بعد تحقیقات اس کمیٹی کے نزدیک جو شکایات صحیح ثابت ہوں ان کے تدارک کے لئے وزارتیں عملی اقدام کریں۔

ریاست ہائے ہند

یہ جلسہ ریاست ہائے ہند میں رعایا کی طرف سے شہری آزادی کے حقوق کے مطالبہ کی تائید کرتا ہے اور والیان ریاست سے توقع کرتا ہے کہ وہ استبدادی حکومت کے موجودہ طریقہ کو چھوڑ کر ذمہ دارانہ نظام حکومت قائم کرنے میں عجلت سے کام لیں اور اس طرح ایک طرف اپنی حکومت کے قائم رہنے اور دوسری طرف امن وامان اور خوشحالی و ترقی کے دروازے اپنی رعایا کے لئے کھولنے کی جانب فراخدلی سے اقدام کریں گے۔

حیدرآباد ایجی ٹیشن

مجلس مرکزیہ جمعیۃ علماء کا یہ جلسہ اس ایجی ٹیشن کو جو فرقہ وارانہ لائنوں پر ہندو مہاسبھا اور آریہ سماج کی طرف سے ریاست حیدرآباد میں کیا جا رہا ہے نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے بیرون ریاست کے مہاسبھائی اور آریہ سماجوں کی سرگرمیاں اس کی دلیل ہیں کہ یہ رعایا کی حقوق طلبی کے مقابلے کی حد سے گذر گیا ہے اور خالص فرقہ وارانہ حیثیت میں جاری ہے اس قسم کا ایجی ٹیشن ملک کے امن کو تباہ کرنے والا اور آئندہ مہلک خطرات پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہے۔

آسام لائن سسٹم

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس آسام گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ آسام لائن سسٹم کو منسوخ کر دیا جائے کیونکہ وہ کانگریس کے فنڈمنٹل رائٹس کی دفعہ ۱۳ کے خلاف ہے اور مسلم حقوق کی پامالی پر مشتمل ہے۔ یہ جلسہ کانگریس کی آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کی سابقہ کارروائی سے مطمئن نہیں ہے کہ وہ صورت بھی بنیادی حقوق کی دفعہ ۱۳ کے منشاء کو پورا نہیں کرتی۔

یہ جلسہ اس سسٹم کی منسوخی کو ہی اس ناانصافی کا اصل حل سمجھتا ہے اور اسی کا آل انڈیا ورکنگ کمیٹی سے مطالبہ کرتا ہے۔

علوم مشرقی کی درسگاہیں

جمعیۃ علماء کا یہ اجلاس صوبجاتی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مشرقی علوم کی مستند درسگاہوں مثلاً دارالعلوم دیوبند ندوۃ العلماء اور دیگر مستند مدارس کی متوسط اور اعلیٰ سندات کو وہی حیثیت دے جو مشرقی علوم کے سرکاری مدارس کی سندات کو حاصل ہے۔ نیز حکومت کے وظائف عہدوں اور ملازمتوں میں ان سندات کا اعتبار کیا جائے۔

محرک: مولانا مشیت اللہ

مؤید: سید محمد جعفری

دستور اساسی میں ترمیم

مجلس مرکزیہ کا یہ اجلاس دستور اساسی کی ترمیم اور ترتیب کرنے کے لئے حسب ذیل ارکان کی سب کمیٹی مقرر کرتا ہے یہ کمیٹی صوبجاتی جمعیتوں کے مشوروں کی روشنی میں جمعیۃ کے بنیادی اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترمیمی مسودہ مرتب کرکے مجلس مرکزیہ کے دفتر میں آخیر اپریل ۱۹۳۹ء تک پیش کر دے مجلس مرکزیہ آخیر مئی تک اپنا اجلاس منعقد کرکے اس کی دستوری حیثیت کا آخری فیصلہ کرے گی۔

ارکان سب کمیٹی

(۱) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

(۲) " مولانا سجاد صاحب

(۳) " مولانا بشیر احمد صاحب

(۴) مولانا شاہد فاخری الہ آبادی

(۵) سید محمد احمد صاحب کاظمی، الہ آباد، ممبر مرکزی اسمبلی

وزیرستان اور فارورڈ پالیسی

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حکومت ہند کے ان جنگی اقدام کو جو وزیرستان کے خلاف اس نے جاری کر رکھا ہے نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جمعیۃ نے حکومت کی غارت گری کی ہمیشہ مذمت کی ہے اور اب بھی پوری قوت سے وہ مذمت کرتی ہے اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے سامان خوراک وغیرہ پر جو وزیرستان کے شہری باہر سے بجاتے تھے بندش عاید کرکے تمام شہروں اور عورتوں بچوں کو بھی فاقہ کشی کی مصیبت میں مبتلا کر دینے کی ظالمانہ کارروائی پر سخت نفرت وملامت کا اظہار کرتا ہے یہ جلسہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس بندش کو فوراً اٹھالے اور وزیرستان کے خلاف جنگی مہم کو قطعاً بند کر دے اور شمالی ہند کے اس تمام علاقے کو نیپال وبھوٹان کے علاقوں کی طرح آزاد وخودمختار تسلیم کر لیا جائے۔

مدح صحابہ

جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حکومت یوپی کے اس طرز عمل پر جو اس نے مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قضیہ میں لکھنؤ میں اختیار کیا ہے غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے جبکہ اس نے اصولاً تسلیم کر لیا ہے کہ پبلک مقامات پر بھی مدح صحابہ کہنے کا سنیوں کو حق حاصل ہے اس کے باوجود اس نے مولانا عبد الشکور صاحب ومولانا ظفر الملک صاحب ومولانا عبد السلام صاحب کو صرف ایک جلسہ کا اعلان شائع کرنے پر گرفتار کرکے ایک سال قید کی سزا دیدی یہ کارروائی سراسر ناانصافی اور بے انتہا زیادتی ہے حکومت پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی اس غلطی کا تدارک کرنے اور گرفتار شدہ اور قید شدہ اشخاص کو فوراً رہا کرے اور سنیوں کو اپنے اس شہری اور مذہبی حق کے استعمال کا موقع بہم پہنچائے لکھنؤ کے سنیوں نے اپنے اس حق کے حاصل کرنے کے لئے مجبور ومضطرب ہو کر سول نافرمانی شروع کر دی ہے یہ جلسہ سنیوں کو اس اقدام پر مبارکباد دیتا ہے اور مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے مطالبہ کو حاصل کرنے کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کو پوری قوت سے جاری رکھیں گے۔

یہ جلسہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ہائی کمانڈ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ حکومت یوپی کو ہدایت کرے کہ سنیوں کے تسلیم کردہ حق کے استعمال پر سے پابندیاں اٹھالے اور اپنی غلطی کا جلد از جلد تدارک کرے۔

صدر کا شکریہ

جمعیۃ علماء کا یہ جلسہ حضرت مولانا سید اصغر علی صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مرادآباد صدر اجلاس کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ حضرت موصوف نے اجلاس کی صدارت کو قبول فرمایا اور تمام کارروائی اپنے حسن وخوبی کے ساتھ انجام دی۔

مجلس استقبالیہ کا شکریہ

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس مجلس استقبالیہ کے محترم صدر کا خصوصاً اور مجلس استقبالیہ اور عہدہ داروں کا عموماً شکریہ ادا کرتا ہے کہ تمام ساعی مشکورہ کو کام میں لاکر جمعیۃ کے اجلاس کو ایسی شاندار کامیابی پر پہنچایا جو دہلی کی تاریخ میں زریں حروف سے لکھی جائے گی۔

نیز رضاکاران احرار اور دوسرے رضاکاروں نے جس مستعدی اور محنت اور خلوص سے تمام خدمات انجام دیں ان کے لئے شکرگزار ہے۔

فیض آباد کی مسجد

جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس کے سامنے مسجد سیڑھی بازار شہر فیض آباد کی تعمیر کا مسئلہ پیش ہوا یہ اجلاس مسئلہ کی اہمیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد حسب ذیل حضرات کی ایک سب کمیٹی مقرر کرتا ہے کہ وہ موقع پر جاکر [illegible] مسلمانوں کی اعانت کرے اور [illegible] سے گفتگو کرکے تعمیر مسجد کے مسئلہ کو حسن وخوبی سے طے کرا دے۔

(۱) مولانا شاہد میاں صاحب

(۲) مولانا نعیم صاحب

(۳) مولوی عبد السمیع صاحب

اس سب کمیٹی کے داعی مولانا نعیم صاحب ہوں گے۔

قانون فسخ نکاح

مسلمان عورتوں کی دردناک مصیبتوں کا تدارک کرنے کے لئے جو قانون فسخ نکاح اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا اس کی دفعہ ۶ قانون کی روح اور اس کی مجموعی اسلامی قانون کا مسئلہ ہے کہ فسخ نکاح کا فیصلہ مسلمان حاکم ہی کر سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ اس دفعہ کے خلاف حکومت اور بہت سے منتخب ارکان اسمبلی نے رائے دیکر اس کو قانون سے خارج کر دیا اس دفعہ کے نکل جانے سے قانون کی اسلامی روح نکل گئی اور وہ ایک غیر اسلامی ایکٹ ہو گیا۔ جو مضرت کہ قانون نہ ہونے کی شکل میں تھی وہ قانون کے اس شکل میں پاس ہونے سے کم نہیں ہوئی بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے نقائص بہت زیادہ ہو گئے جمعیۃ علماء کے نزدیک موجودہ شکل میں یہ قانون ہرگز منظوری کے قابل نہیں تھا کی جائے کہ اس کو وائسرائے کی منظوری حاصل نہ ہو۔

نیز اس کے ساتھ دارالقضاء اور نظامت شرعیہ کے قیام کی کوششوں کو تیزی اور سرعت کے ساتھ عمل میں لانا چاہیے کہ اس قسم کی مذہبی ضرورتوں کے پورا ہونے کا یہی باقاعدہ اور صحیح علاج ہے۔

باقی صفحہ ۵ پر

الجمعیۃ دہلی

قصر دار السلام میں جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کا اہم اجتماع

مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور واردھا اسکیم ہندوستان کے جلیل القدر علماء کی نظر میں

حضرت مفتی اعظم، حضرت شیخ اعظم، مولانا نورالدین اور مولانا بشیر کے مشورے

ہمارے خاص قائم مقام کے قلم سے

دہلی ۲۷ رفروری مدت کے بعد امیر الامراء ڈاکٹر انصاری مرحوم کی کوٹھی قصر دار السلام میں وہی چہل پہل دیکھنے میں آئی جو بالعموم سیاسی اور قومی سرگرمیوں کے اہم مرکز (دو رخیر) نظر آیا کرتی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں دار السلام کو قومی ہیڈ کوارٹر کا نام دیا گیا تھا آج جبکہ ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاری ڈاکٹر صاحب مرحوم کے شائستہ اور بلند کردار جانشین کی حیثیت سے ہندوستان کے مشاہیر علم کی میزبانی کا شرف حاصل کر رہے ہیں تو یہ نام پھر تازہ ہو گیا ہے۔

دار السلام میں اس وقت ہندوستان کے سربرآوردہ مذہبی دماغ جمع ہیں اس عظیم الشان کوٹھی کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ (ورکنگ کمیٹی) کے جلسوں کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

کل سہ پہر کو ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہونے والا تھا مگر وہ ملتوی کر دیا گیا۔ اس وقت جو حضرات دار السلام میں موجود ہیں ان میں امیر شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد، مولانا نورالدین بہاری، حضرت مولانا بشیر احمد کھٹوری ہیں۔

مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی چند گھنٹے میں پہنچنے والے ہیں۔ اس لئے باضابطہ اجلاس شروع نہیں ہوا تاہم جو حضرات موجود ہیں انہوں نے واردھا اسکیم پر ذمہ داری کے ساتھ بے ضابطہ غور کرنا شروع کر دیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حضرت مولانا سجاد صاحب نے اپنے خیالات پیش کئے اور امارت شرعیہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کے تعلیمی نقطہ نظر سے جو کام کیا ہے اس کو ارکان کے سامنے رکھا۔ مولانا [illegible] علم الیقین [illegible] مذہبی تعلیم کی جگہ [illegible] سیاسی [illegible] کا مسئلہ نہیں ہے۔ [illegible] کیا جاتا ہے کہ [illegible] نکات خاص [illegible]

(۱) واردھا اسکیم اور عام جبری تعلیم۔

(۲) مذہبی تعلیم کا تعلق عام ملکی تعلیم سے کیا ہونا چاہئے۔

(۳) مذہبی تعلیم کا انتظام ارباب مذاہب کس طرح کریں اور اس کا تعلق صوبائی حکومتوں سے کس طرح کا ہے۔

(۴) صوبوں کی حکومتوں کی مالی مشکلات اور مذہبی تعلیم کی اسکیم۔

(۵) مذہبی امور [illegible] اور صوبوں کے فوری اعظم کے الفاظ سے خاص [illegible] حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نے ایک صاحب دماغ اقتصادی مفکر کی حیثیت سے اسکیم کے مالی پہلوؤں پر زیادہ بحث [illegible] کی جاتی ہے کہ باضابطہ اجلاس میں جو امور طے پائیں گے ان سے مشکلات پر عبور پانے اور مذہبی تعلیم کی توسیع و ترقی میں ضرورت سہولت حاصل کرنے میں امداد ملے گی۔

باضابطہ اجلاس کی کارروائی کل کے ضمیمہ میں صبح سویرے عوام کے سامنے آسکے گی۔

حضرت مفتی اعظم

حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند بھی شریک اجتماع ہیں اور زیر نظر مسائل میں معاونہ رہنمائی فرما رہے ہیں آپ حضرت محترم کی صحت پہلے سے بہتر معلوم ہوتی تھی [illegible] سے واپسی کے بعد صحت کی حالت بہت گر گئی تھی مگر الحمد للہ اب اپنے اصلی اعتدال کی طرف آ رہی ہے۔

واردھا اسکیم بحث

اس وقت جو لوگ دار السلام میں جمع ہیں ان کا دماغ واردھا اسکیم پر غور و بحث میں مصروف ہے چونکہ مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمٰن جو ورکنگ کمیٹی کے اہم رکن ہیں [illegible] سے واپس نہیں ہوئے اور

[illegible]

(دستخط) حضرت مفتی صاحب

مولانا شبیر احمد صاحب

بقیہ صفحہ ۳ کالم ۴

مسلمانوں کی حق تلفی

[illegible] انڈین نیشنل کانگریس کے صدر نے گذشتہ دسمبر میں ایک کمیٹی بنائی ہے اس کمیٹی میں مسلمان ماہرین صنعت و حرفت میں سے ایک شخص کو بھی شریک نہیں کیا گیا جو بظاہر مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے کے مرادف ہے۔ جمعیۃ علماء اس پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور اگر اس کی تلافی نہ کی گئی تو اس امر کے اعلان کرنے پر مجبور ہوگی کہ اس سلسلہ میں عموماً مسلمانوں کی حق تلفی کی گئی اور کی جا رہی ہے۔

صوبہ بلوچستان

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حکومت کی اس پالیسی کو جو صوبہ بلوچستان کی ترقیم کے سلسلہ میں اختیار کئے ہوئے ہے سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صوبہ کی موجودہ تقسیم کرنے کی کوشش ترک کرے بلکہ صوبہ کو اپنی حدود کے اندر بحال باقی رکھ کر اس میں دوسرے صوبجات کی طرح دستوری حکومت جاری کرے ورنہ باشندگان بلوچستان کے اندر بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگا اور اس کے نتائج بد کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

واردھا اسکیم

جمعیۃ علماء کا یہ اجلاس واردھا تعلیمی اسکیم کے متعلق سب کمیٹی کی اکثریت کی رپورٹ کو منظور کرتا ہے اور اسکیم میں کمیٹی کی رائے کے موافق اصلاح و ترمیم کو ضروری سمجھتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ مسلمانوں کیلئے کوئی تعلیمی اسکیم اس وقت تک منظور نہیں کی جا سکتی جب تک وہ نقائص کو صاف نہ ہو اور جمعیۃ علماء اس کی تصدیق نہ کر دے۔

کانگریس اور ہندو تہذیب

چونکہ انڈین نیشنل کانگریس تمام ہندوستان کی مشترکہ سیاسی انجمن ہے اس لئے جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس ذمہ داران کانگریس کو توجہ دلاتا ہے کہ کانگریس کے اجلاس اور جلسوں کی ہیئت اور کارروائیوں اور پروگرام اور اہتمام کا انداز کو ایسی [illegible] پاک و صاف رکھے جو کسی خاص مذہبی فرقہ کی مخصوص تہذیب کو ظاہر کرتی ہوں یا کسی خاص ملت کی مذہبی جذبات اور عقائد کو ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو۔

خاکسار تحریک

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اپنی اس تجویز کا اعادہ کرتا ہے جو اس نے ۱۹۳۳ء میں جماعت خاکساروں کے امیر اعظم مسٹر عنایت اللہ خان مشرقی کی کتاب تذکرہ کے متعلق پاس کی تھی کہ اس میں لادینی کی تعلیم اور اسلامی اصول و عقائد کی صریح مخالفت موجود ہے۔ تذکرہ کے علاوہ ان کی مزید تالیفات نے اس امر کو واضح اور روشن کر دیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص ملحدانہ عقائد پر قائم بلکہ مصر ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس ان کی تحریک کے سلسلہ پروری کو اگرچہ بظاہر وہ عسکری چیز معلوم ہوتی ہے سخت خطرے کی نظر سے دیکھتا اور ملحدانہ خیالات کی اشاعت کا ذریعہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی زندگی کے لئے خاکساری فتنہ کو قادیانی فتنہ سے کم نہیں سمجھتا۔

اس لئے یہ اجلاس تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ مشکوک [illegible] سے دھوکہ کھا جائیں اور ایک ایسے شخص کو جو ملحدانہ عقائد رکھتا ہے اپنا امیر اعظم بنانے اور اس کی روش پر چلنے [illegible]

حضرت مولینا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا برقیہ

ہز ہائنس ریاست بھوپال کے نام

حضرت مولینا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے بیاورا علاقہ راگھوگڑھ ریاست بھوپال کے مظلوم مسلمانوں کی جانب فوری توجہ مبذول کرانے کے لئے حسب ذیل تار ہز ہائنس ریاست بھوپال کے نام ارسال فرمایا ہے۔

"بیاورا علاقہ راگھوگڑھ کے مسلمانوں پر حکام ظلم و جبر کر رہے ہیں مہربانی فرما کر فوری توجہ کیجئے"

عبد الاولیٰ

از دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی

[illegible]

ہندوستان کے علماء کس قسم کا شرعی نظام چاہتے ہیں ایک عظیم الشان اسکیم

وہ نظام جس پر ہندوستان کا اعلیٰ مذہبی دماغ پوری سنجیدگی سے غور کر رہا ہے

مولانا ابوالمحاسن سجاد کی اسکیم اور مولانا ابوالکلام کی آزاد رائے

دہلی ۲۷ رفروری۔ ہمارے خاص قائم مقام کے قلم سے اس وقت جبکہ رات کا بڑا حصہ گذر چکا ہے ہندوستان کے بڑے بڑے مذہبی دماغ ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی قصر دار السلام میں موجود ہیں۔ مغرب کے بعد عشا تک یہ حضرات واردھا اسکیم پر غور فرماتے رہے لیکن آج صبح جس مسئلہ کی طرف علماء کے دماغ متوجہ ہیں وہ نظارت امور شرعیہ کے متعلق حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد کی وہ بنیادی اسکیم ہے جس کے اجزاء کو بہت اہم قرار دیا جا رہا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کے ارکان کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے شرعی انتظام کو نہ صرف بنگال اور پنجاب میں تسلیم کرایا جائے بلکہ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے زور دیا جائے کہ کانگریسی صوبوں میں بھی اس نظام پر عمل کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بعض ارکان اس امر کی تائید میں ہیں کہ جمعیۃ علماء کو اس بارے میں کانگریسی ممبر کانگریسی حلقوں کے سامنے زور دار نمائندگی کرنی چاہئے۔ [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کے مستند سیاسی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں اسلامی پرسنل لاء (شرعی قانون) کے تحفظ کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے مخالف کی منزل میں نہیں ہے مولانا ذاتی طور پر بھی ہمیشہ سے شرعی نظام کی اہمیت کے قائل ہیں اور وہ اس ضمن میں اپنے سیاسی مزاج کے مطابق ایک موافق رائے رکھتے ہیں۔

مولانا سجاد کی اسکیم درج ذیل ہے

مسودہ نظارت امور شرعیہ

ہندوستان میں علماء مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ [illegible] نظام حکومت میں مسلمانوں کی تعلیم، تربیت، معاشرت، اوقاف اور مذہبی [illegible] کے لئے ایک مخصوص ادارہ قائم کیا جائے لیکن [illegible]

[illegible]

اب موجودہ حالات میں مناسب ہے کہ نظام شرعی کا ایک ہیولیٰ پیش کیا جائے ہم وہ اصلاحات کے ذریعہ باقی حل کے ہیں سے اصل مطلب تو پورا نہ ہوگا لیکن یہ ہوگا کہ نقش تیار ہو جائے گا اور کسی حد تک مسلمانوں کی بعض شکایات و مشکلات کا [illegible] ہو جائے گا۔

"اسکیم"

(۱) ہر حکومت میں ایک ناظر امور اسلامیہ کا ایک عہدہ ہو [illegible] ایک عہدہ ہو جس کا درجہ وزیر کے تحت ہو) اور اس کے متعلق حسب ذیل امور ہوں۔

(الف) تنظیم اوقاف

(ب) تقرر قضاۃ، یا تفویض اختیارات قاضی بامور ذیل کے تعین میں مشورہ دینا۔

(ج) ہندوستانی بین الاقوامی معاملات کے متعلق ملکی بین الاقوامی مسائل کے متعلق حکومت کو مشورہ دینا اور ان کی حیثیت سے ادا کیا جائے۔

(د) [illegible]

مالی اور جزوی [illegible] اس کے ماتحت ہیں ہو۔

(۵) مسلمانوں کے پرسنل لاء کے متعلق قانون سازی کی نگرانی، اور اس کے متعلق اگر کوئی غلطی ہو چکی ہے یا کسی ذریعہ سے ہو گئی ہو تو حکومت کو اصلاح کے مشورے دینا۔

(۶) ناظر امور اسلامیہ کے ساتھ ایک مختصر مجلس شوریٰ لائق مسلمانوں کی ہو۔

(۷) تمام تقرریاں اور انتخاب موقت ہوں۔

(۸) (الف) مذکورہ محکمہ کے ساتھ ساتھ حکومت ایک قانون فسخ نکاح اور طلاق و تفریق وغیرہ کے لئے اسلامی اصول کے ماتحت پاس کرائے جس سے وہ مشکلات وہ ہم جانتے ہیں جو موجودہ عہد میں [illegible] کی وجہ سے رفع ہو جائیں گی۔

(ب) تقرر قاضی کے بارے میں فی الحال یہ صورت اختیار کی جائے کہ مسلمان مجسٹریٹ اور جج کے تقرر کے سلسلہ میں اس کا لحاظ رکھا جائے کہ فقہ اسلامی کی پوری واقفیت رکھنے والے مسلمان ججوں یا اہل علم اس خاص منصب میں مقرر کئے جائیں [illegible] ان کا ڈپلوما یا فقہ میں امتحان بھی لے لیا جائے اور مقدمات کے وقت بالائی کورٹ یا ڈویژنل محکمہ میں کسی بھی عہدہ پر ہوں ان کو نکاح، طلاق اور تفریق وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کے لئے اختیارات دیے۔

(ج) ان مقدمات کی سماعت کا ضابطہ اسلامی آداب و فقہ کے مطابق اردو میں تیار کر دیا جائے اس طرح تقرر قضاۃ کا مسئلہ بغیر کسی مزید مالی بار کے کسی حد تک حل ہو جائے گا۔

ناظر امور اسلامیہ مسلم اوقاف کے ساتھ دوسرے امور کا انجام دے گا کوئی مزید مالی بار بھی حکومت پر اسانہ پڑے گا۔ [illegible]

ایک اور ضروری امر مسلمانوں کی قومی توجہ کا محتاج ہے۔ [illegible] ہے کہ تمام تہذیب و تمدن اور معاشرت کی بنا مذہب پر ہے اب تک انگریزوں نے مسلمانوں کے تمدن کے مٹانے کے لئے [illegible]

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم کے خلاف مقدمہ کی سماعت

انتقال مقدمہ کی درخواست

لدھیانہ۔ ۱۶ راکتوبر۔ کل مسٹر ایس۔ ایم رشید ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدر سٹی کانگریس کمیٹی کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ کمرہ عدالت تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ مولانا پر باغیانہ تقریر کرنے کا الزام عائد ہے۔

مولوی ولی محمد سابق رکن بلدیہ اور حاجی محمد شریف میونسپل کمشنر کے بیانات قلم بند کئے گئے جب سردار اکبن سنگھ رکن ڈسٹرکٹ بورڈ کا بیان ہونے لگا تو عدالت نے وکیل صفائی کا ایک سوال ناجائز قرار دیا اس مرحلہ پر مفتی محمد نعیم صاحب نے مقدمہ کے انتقال کی درخواست پیش کی۔ عدالت نے مقدمہ کی سماعت ۱۴ رنومبر پر ملتوی کر دی ہے۔

موجودہ سیاسیات اور جمعیۃ علماء ہند

دیوبند میں اکابر علماء کا اہم اجتماع

مجلس عاملہ کا اجلاس عنقریب طلب کیا جائیگا

دہلی ۳۰ر دسمبر۔ ۲۶ر دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک دار العلوم دیوبند میں جمعیۃ علماء ہند کے اکابر کا اجتماع ہوا جس میں حضرت شیخ الہند علامہ سید حسین احمد صاحب مدنی۔ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا نور الدین بہاری نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا بشیر احمد صاحب اور دیگر زعماء نے شرکت فرمائی۔ گو یہ اجلاس باضابطہ نہ تھا۔ مگر تین روز تک جمعیۃ علماء کے اکابر نے ہندوستان کی موجودہ سیاسیات پر تبادلہ خیالات کیا اور جمعیۃ کے آئندہ لائحہ عمل کو متعین کرنے کے لئے مختلف زاویہ نگاہ پر غور فرمایا۔ مشاورت کے دوران میں اس فیصلہ پر بھی اتفاق رائے کیا گیا کہ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس موجودہ سیاسیات ہند کے متعلق صاف اور واضح فیصلہ مسلمانان ہند کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے ضرور طلب کیا جائے۔ چنانچہ خیال کیا جاتا ہے کہ دہلی میں مجلس عاملہ کا اجلاس عنقریب طلب کیا جائیگا۔

اسی اجتماع میں اخبار الجمعیۃ کی کمیٹی کے ارکان نے الجمعیۃ کی ترقی و اشاعت کے مسئلہ پر بھی غور فرمایا۔ اور اس کے متعلق ایک آخری لائحہ عمل پر تبادلہ خیال ہوا۔

کل شب کو صدر و ناظم و نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی تشریف لے آئے۔ امید ہے کہ آج حضرت مولانا بشیر احمد صاحب بھی تشریف لے آئیں گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹۳

یدُ اللہ علی الجماعۃ

تار کا پتہ الجمعیۃ دہلی

جمعیۃ علماءِ ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

تاریخہائے اشاعت
ہر انگریزی ماہ کی
یکم ۹ ۱۶ ۲۴

شرح قیمت اخبار
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ممالک غیر سے
سالانہ
ششماہی
چندہ پیشگی آنا چاہیے

فی پرچہ - ار

ادارہ
حامد الانصاری غازی
سید اصلح الحسینی

نمبر ۱۷/۱۸ | دہلی یوم پنجشنبہ و دوشنبہ ۱۷، ۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ ۹، ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء | جلد ۲۹

آزادی اور حقوق

جمعیۃ علماء ہند کی سیاسی پالیسی کا اعلان

[illegible]

۹ اپریل ۳۶ء

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کی اپیل

عدالت عالیہ نے سزا میں تخفیف کر دی!!

لاہور۔ مولوی محمد نعیم پریذیڈنٹ سٹی کانگریس کمیٹی لدھیانہ کی اپیل مسٹر جسٹس بلیر کے روبرو پیش ہوئی۔ ملزم کو عدالت ماتحت نے باغیانہ تقریر کرنے کے جرم میں ایک سال قید با مشقت کی سزا کا حکم سنایا تھا۔

ملزم کے خلاف الزام یہ تھا کہ ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء کو اس نے ایک جلسہ میں حکومت کے خلاف تقریر کی جو سرحد میں حکومت ہند کی حکمت عملی اقدام جب ریحانہ پر نکتہ چینی کی غرض سے منعقد ہوا تھا۔ آج فاضل جج نے سزا گھٹا کر ۳ ماہ کر دی۔

مولانا مفتی نعیم صاحب رہا کر دیئے گئے

احراری اور کانگریسی کارکنوں کا خیر مقدم

حضرت مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانوی کل ہفتہ کے دن تین ماہ کی سزا پوری کرنے کے بعد ہیلہ جیل سے رہا کر دیئے گئے۔ جیل کے دروازے پر احراری اور کانگریسی کارکنوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔

رہائی کے بعد مولانا لاہور تشریف لے گئے جہاں مولانا کو دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت بغاوت کے الزام میں [illegible]۔

۱۳ر جولائی ۱۹۳۸ء

جمعیتہ العلما پنجاب کی مجلس عاملہ کے اجلاس کی کاروائی

فلسطین اور وقف بل کے متعلق اہم تجاویز

۶ر جولائی کو لاہور میں جمعیتہ علما پنجاب کی مجلس منتظمہ کا ایک اجلاس شیرانوالہ دروازہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مرکزیہ کے لئے ممبران کے انتخاب کے علاوہ دو تجاویز بھی پاس ہوئیں جو ارسال خدمت ہیں۔ جمعیتہ کے اجلاس میں جن حضرات نے شرکت فرمائی ان میں سے زیادہ قابل ذکر حضرات یہ تھے۔

مولانا احمد علی صاحب۔ مولانا حبیب الرحمٰن لودھیانوی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانہ مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا محمد شہاب الدین صاحب لاہور مولانا غلام حیدر صاحب جالندھر۔ مولانا محمد ذکریا صاحب مولانا عبدالحنان لاہور۔

وقف بل

جمعیتہ علماء پنجاب کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وقف بل جو کہ میر مقبول محمود صاحب اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں۔ چونکہ مسئلہ وقف کا تعلق محض مسلمانوں سے ہے اور یہ شریعت اسلامیہ ہی کا ایک خاص اہم مسئلہ ہے اس لئے حکومت چند معتمد علماء کرام کی ایک کمیٹی مرتب کرکے اس وقف بل کو اس کے سپرد کرے تاکہ علماء کرام بل کے تمام دفعات پر شرعی نقطۂ نگاہ کے مطابق غور کرکے اپنا قطعی فیصلہ دیں۔ اور اس فیصلہ کی روشنی میں حکومت اس بل کو معرض عمل میں لائے جمعیتہ علماء کی مجلس کمیٹی کے لئے مندرجہ ذیل حضرات علماء کرام کی سفارش کرتی ہے۔

مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلی۔ مولانا حسین احمد صاحب دیوبند مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں۔ ضلع میانوالی مولانا غلام محمد صاحب صدر مدرس جامع عباسیہ بہاولپور

فلسطین

جمعیتہ علماء پنجاب کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس حکومت کے اس جابرانہ طرزعمل کو جو اس نے باشندگان فلسطین کے متعلق ان کی آزادی سلب کرنے اور اپنے ذاتی اغراض حاصل کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مجلس تحفظ فلسطین سے یہ اجلاس پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس امر کو ظاہر کرے کہ وہ اس معاملہ میں کیا عملی قدم اٹھانا چاہتی ہے۔

محرک۔ (مولانا) محمد نعیم صاحب

مؤید۔ (مولانا) عبدالحنان

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری

پندرہ ہزار کے عظیم الشان اجتماع میں آپ کو مبارکباد

(بذریعہ ٹیلیفون)

دہلی ۷ر جولائی۔ گذشتہ شب کو ۱۲ بجے [illegible] محمد [illegible] صاحب لدھیانوی نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی [illegible] لدھیانہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری کے وقت [illegible] پولیس [illegible] [illegible]

16-10-1935

ایک تلوار کے دو گھائل

سکھ اور مسلمان

(از حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

ایک عرصہ سے پنجاب کے اکثر اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت تھی لیکن اس کی عام خرید و فروخت اور اس کا استعمال صفر کے برابر تھا جیسا کہ حکومت کے ایک قدیمی اعلان سے ظاہر ہے۔

مسجد شہید گنج کے سکھ مسلم مناقشہ میں بعض سکھ ایک گز سے زیادہ کرپان رکھنے کے جرم پر ایکٹ اسلحہ کی خلاف ورزی میں گرفتار ہوئے۔ حکومت کے اس طرز عمل کو سکھ قوم نے مداخلت فی المذہب قرار دیکر بطور احتجاج مورچہ قائم کر دیا۔ حکومت نے ہائیکورٹ میں پہلے مقدمے کے فیصلہ کا بہانہ بنا کر مزید گرفتاری بند کر دی۔

مسجد شہید گنج کے انہدام سے بعض مسلمانوں نے حکومت اور سکھوں کے طرز عمل کو مسلمانوں کے خلاف دیکھ کر نیز سکھوں کے ایک گز کے بجائے دو دو گز کرپانیں رکھنے کی جرأت سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں تلوار عام کرنے کے مطالبہ پر متوجہ کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یوم مسجد شہید گنج اور یوم تلوار منانے پر مسلمان دو حصوں پر منقسم ہو گئے اور حکومت جو کہ اکثر اضلاع پنجاب میں تلوار عام کر کے اس کے غیر مہلک اثرات سے واقف ہو چکی تھی باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں بھی تلوار کے عام ہونے کا حکم دیکر تلوار کے ایک ہی وار سے سکھ مسلم تحریکوں کو ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلا کر الگ ہو گئی۔

اب مسلمان اور ان کا دینی امیر اور مسلمانوں کی بڑی سے بڑی جماعت صرف پانچ ضلعوں میں تلوار عام ہونے پر حکومت کا شکریہ پر شکریہ ادا کر رہی ہے۔ ادھر سکھ حضرات تنہائی میں بیٹھے ایک سے زیادہ تلوار رکھنے کے مورچہ کو پیٹ رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ حکومت کے ایک ہی وار نے دو گھائل کر دیئے ایک سکھ اور دوسرا مسلمان۔

لیکن ایک مسلمان ہے کہ حکومت کا شکریہ ادا کرتے کرتے اس کے منہ خشک ہو رہے ہیں۔ اور بغلیں بجا رہا ہے کہ میں نے حکومت کو شکست دیدی ہے اور حکومت نے میرے مطالبہ کے سامنے اپنا سر خم کر دیا ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ حکومت ان مسلمانوں کا علانیہ شکریہ ادا کرتی جنہوں نے اکثر اضلاع پنجاب میں تلوار کی عام اجازت کے غیر مہلک اثرات کو دیکھتے ہوئے ایسے آڑے وقت میں باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں تلوار کے عام کرنے کا مطالبہ کر کے حکومت کو سکھوں کے مقابلہ میں بے عزت ہونے سے بچا لیا۔

اس پر تماشہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد کا مسلمان بھی آج اپنی بے لوث جرأت اور قوت ایمانی کے باوجود حکومت کے شکریہ میں رطب اللسان ہو کر اپنے لئے بھی اس نعمت غیر مترقبہ کا سرکاری عنصر کی پناہ میں پرزور مطالبہ کر رہا ہے۔ وائے برحال ما فاعتبروا یا اولی الابصار۔

16th October 1935

ایک تلوار کے دو گھائل

سکھ اور مسلمان

(از حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

ایک عرصہ سے پنجاب کے اکثر اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت تھی لیکن اس کی عام خرید و فروخت اور اس کا استعمال صفر کے برابر تھا جیسا کہ حکومت کے ایک قدیمی اعلان سے ظاہر ہے۔

مسجد شہید گنج کے سکھ مسلم مناقشہ میں بعض سکھ ایک گز سے زیادہ کرپان رکھنے کے جرم پر ایکٹ اسلحہ کی خلاف ورزی میں گرفتار ہوئے۔ حکومت کے اس طرز عمل کو سکھ قوم نے مداخلت فی المذہب قرار دیکر بطور احتجاج مورچہ قائم کر دیا۔ حکومت نے ہائیکورٹ میں پہلے مقدمے کے فیصلہ کا بہانہ بنا کر مزید گرفتاری بند کر دی۔

مدرسہ اسلامیہ محمودیہ عربیہ اللہ والا

12-1935

کا پینتالیسواں سالانہ جلسہ

بروز جمعہ بتاریخ ۲۶ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء حسب دستور سابق جامع مسجد ودمنڈی میں منعقد ہوگا جس میں جلیل القدر علمائے کرام اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو مستفیض فرمائیں گے۔ حفاظ مدرسہ اور چھوٹے بچے قرآن کریم اور ترجمہ تاثیر لطیف طرز سے پڑھیں گے۔ امید ہے کہ جلسہ ہذا میں اہل اسلام اس خالص اسلامی جلسہ میں تشریف لاکر شمولیت فرمائیں گے ضرور دوا فرمائیں گے اور کارکنان مدرسہ کو شکریہ کا موقع دیں۔

درجہ حفظ و قرأت

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حدیث نبوی صلعم خیرکم من تعلم القرآن و علمہ (ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو پڑھے اور پڑھائے) کے مطابق اس سال بھی مدرسہ کے دو طالب علموں نے قرآن کریم ختم کرکے اپنے اور اپنے والدین کے لئے توشہ آخرت جمع کر لیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ جن کی دستار بندی اسی اجلاس میں کی جائے گی۔

اس مذہبی درسگاہ کی اعانت کرنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔

معلومات: جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مہتمم مدرسہ ہونی چاہیے۔ (نوٹ) جلسہ رمضان المبارک کے تیسرے جمعہ ہوگا

الداعی الی الخیر: بندہ محمد نعیم غفار اللہ عنہ نقشبندی چشتی مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ اللہ والا (لدھیانہ پنجاب)

مسجد شہید گنج کے انہدام سے بعض مسلمانوں نے حکومت اور سکھوں کے طرز عمل کو مسلمانوں کے خلاف دیکھ کر نیز سکھوں کے ایک کرپان کی بجائے دو دو کرپانیں لٹکانے کی جرأت سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں تلوار عام کرنے کے مطالبہ پر متوجہ کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یوم مسجد شہید گنج اور یوم تلوار منانے پر مسلمان دو حصوں پر منقسم ہو گئے اور حکومت جو کہ اکثر اضلاع پنجاب میں تلوار عام کرکے اس کے غیر مہلک اثرات سے واقف ہو چکی تھی باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں بھی تلوار کے عام ہونے کا حکم دیکر تلوار کے ایک ہی وار سے سکھ مسلم تحریکوں کو ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلا کر الگ ہو گئی۔

اب مسلمان اور ان کا ذہنی امیر اور مسلمانوں کی بڑی سے بڑی جماعت صرف پانچ ضلعوں میں تلوار عام ہونے پر حکومت کا شکریہ پر شکریہ ادا کر رہی ہے۔ ادھر سکھ حضرات تنہائی میں بیٹھے ایک سے زیادہ تلوار لٹکانے کے منصوبہ کو پیٹ رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ حکومت کے ایک ہی وار نے دو گھائل کر دیئے ایک سکھ اور دوسرا مسلمان۔

لیکن ایک مسلمان ہے کہ حکومت کا شکریہ ادا کرتے کرتے اس کے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ اور بغلیں بجا رہا ہے کہ میں نے حکومت کو شکست دیدی ہے اور حکومت نے میرے مطالبہ کے سامنے اپنا سر خم کر دیا ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ حکومت ان مسلمانوں کا علانیہ شکریہ ادا کرتی جنہوں نے اکثر اضلاع پنجاب میں تلوار کی عام اجازت کے غیر مہلک اثرات کو دیکھتے ہوئے ایسے آڑے وقت میں باقی ماندہ اضلاع پنجاب میں تلوار کے عام کرنے کا مطالبہ کرکے حکومت کو سکھوں کے مقابلہ میں بے عزت ہونے سے بچا لیا۔

اس پر تماشہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد کا مسلمان بھی آج اپنی بے لوث جرأت اور قوت ایمانی کے باوجود حکومت کے شکریہ میں رطب اللسان ہو کر اپنے لئے بھی اس قسم غیر مترقبہ کا سرکاری عنصر کی پناہ میں پرزور مطالبہ کر رہا ہے۔ وائے بر حال ما۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مدرسہ اسلامیہ محمودیہ عربیہ اللہ والا

کا پینتالیسواں سالانہ جلسہ

بروز جمعہ بتاریخ ۲۶ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء حسب دستور سابق جامع مسجد ودمنڈی میں منعقد ہوگا جس میں جلیل القدر علمائے کرام اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو مستفیض فرمائیں گے۔ حفاظ مدرسہ اور چھوٹے بچے قرآن کریم اور ترجمہ تاثیر لطیف طرز سے پڑھیں گے۔ امید ہے کہ جلسہ ہذا میں اہل اسلام

اس خالص اسلامی جلسہ میں شرکت [illegible]

ضرور دراوا فرمائیں گے اور کارکنان مدرسہ کو شکریہ کا موقع دیں

ورسم حفظ و قرأت

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حدیث نبوی صلعم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (ترجمہ:- تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو پڑھے اور پڑھائے) کے مطابق اس سال بھی مدرسہ کے دو طالب علموں نے قرآن کریم ختم کرکے اپنے اور اپنے والدین کے لئے سامان آخرت جمع کرلیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ جن کی دستار بندی اسی اجلاس میں کی جائے گی۔

اس مذہبی درسگاہ کی اعانت کرنا ہر مسلمان کا دینی فرض ہے۔

ہدایت:- جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مہتمم مدرسہ ہونی چاہئے۔ (نوٹ) جلسہ رمضان المبارک کے تیسرے جمعہ ہوگا

الداعی الی الخیر:- بندہ محمد نعیم غفر اللہ عنہ نقشبندی چشتی مہتمم مدرسہ محمودیہ عربیہ العدوالا لودھیانہ (پنجاب)

لدھیانہ میں کانگریس جوبلی

ہندو مسلم اتحاد کا روح پرور نظارہ

لدھیانہ (بذریعہ ڈاک) کانگریس گولڈن جوبلی یہاں بڑے
جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی ہر روز صبح کے وقت یہاں
کانگریس کارکنوں کے زیر اہتمام محلوں کا گشت کیا گیا ۲۸ دسمبر
کو پربھات پھیری کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدر سٹی
کانگریس کمیٹی نے میونسپل باغات میں قومی جھنڈا لہرانے کی رسم
ادا کی کانگریس کارکنوں اور رضاکاروں نے جھنڈے سلامی کے گیت
سنائے اور قومی گیت گائے مولانا حبیب الرحمٰن صدر آل انڈیا
مجلس احرار سردار بچن سنگھ پنڈت منی لال کالیہ صدر ڈسٹرکٹ
کانگریس کمیٹی اور کئی دیگر لیڈروں نے تقریریں کیں مولوی
ضیاء الحق کی نظم بہت پسند کی گئی کئی ہزار قومی جھنڈے فروخت
کئے گئے۔

تیسرے پہر ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو کم از کم
نصف میل لمبا تھا سب سے آگے صدر کانگریس کمیٹی ہاتھ میں
قومی جھنڈا لئے گھوڑے پر سوار تھے ان کے بعد کانگریس کے
دو دو والنٹیر گھوڑوں پر تھے احرار والنٹیر اونٹوں پر سوار
جا رہے تھے جلوس میں سکھ بھی کثیر تعداد میں شریک تھے احرار
دستہ گتکا کے کمالات کا مظاہرہ کرتا ہوا جا رہا تھا جلوس
شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں سے گزرا جلوس کے ساتھ بینڈ
بجتا جا رہا تھا ایک جھنڈا مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس
احرار بھی اٹھائے ہوئے جا رہے تھے۔

رات کو میونسپل باغات میں ایک عظیم الشان پبلک جلسہ ہوا
جس کی صدارت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے کی جلسہ میں لالہ
کیدار ناتھ سہگل پنڈت منی لال کالیہ ماسٹر ہرنس لال ڈوگرہ
سردار [illegible] سنگھ اور دیگر احباب نے تقریریں کیں۔

شام کو میونسپل باغات میں روشنی کی گئی پانچ ہزار سے
زائد مرد اور عورتیں جلسہ میں شامل تھیں صدر نے بابو راجندر
پرشاد کا پیغام پڑھ کر سنایا ایک ریزولیوشن میں سردار
اجیت سنگھ اور کامریڈ روپ لال تھاپر کی دلیرانہ قربانیوں
کا اعتراف کیا گیا جلسہ بہت رات گئے ختم ہوا۔

لدھیانہ میں کانگریس جوبلی

ہندو مسلم اتحاد کا روح پرور نظارہ

لدھیانہ (بذریعہ ڈاک) کانگریس گولڈن جوبلی یہاں بڑے جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی ہر روز صبح کے وقت یہاں کانگریس کارکنوں کے زیر اہتمام جلوس کا گشت کیا گیا ۲۸ دسمبر کو پربھات پھیری کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب صدر سٹی کانگریس کمیٹی نے میونسپل باغات میں قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی کانگریس کارکنوں اور بالکوں نے نہایت ترنم سے گیت سکھلا وہ قومی گیت گائے مولانا حبیب الرحمٰن صدر آل انڈیا مجلس احرار سردار بچن سنگھ پنڈت منی لال کالیہ صدر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی اور کئی دیگر لیڈروں نے تقریریں کیں مولوی ضیاء الحق کی نظم بہت پسند کی گئی کئی ہزار قومی جھنڈے فروخت کئے گئے

نیز سہ پہر ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو کم از کم نصف میل لمبا تھا سب سے آگے صدر کانگریس کمیٹی ہاتھ میں قومی جھنڈا لئے گھوڑے پر سوار تھے ان کے بعد کانگریس کے دو والنٹیر گھوڑوں پر تھے احرار والنٹیر اونٹوں پر سوار جا رہے تھے جلوس میں سکھ بھی کثیر تعداد میں شریک تھے احرار دستہ گتکا کے کمالات کا مظاہرہ کرتا ہوا جا رہا تھا جلوس شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں سے گزرا جلوس کے ساتھ بینڈ بجتا جا رہا تھا ایک جھنڈا مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار بھی اٹھائے ہوئے جا رہے تھے۔

رات کو میونسپل باغات میں ایک عظیم الشان پبلک جلسہ ہوا جس کی صدارت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے کی جلسہ میں لالہ کیدار ناتھ سہگل پنڈت منی لال کالیہ ماسٹر ہرنس لال ڈوگرہ سردار بچن سنگھ اور دیگر احباب نے تقریریں کیں۔

شام کو میونسپل باغات میں روشنی کی گئی پانچ ہزار سے زائد مرد اور عورتیں جلسہ میں شامل تھیں صدر نے بابو راجندر پرشاد کا پیغام پڑھ کر سنایا ایک ریزولیوشن میں سردار اجیت سنگھ اور کامریڈ روپ لال تھاپڑ کی دلیرانہ قربانیوں کا اعتراف کیا گیا جلسہ بہت رات گئے ختم ہوا۔

جمعیۃ علمائے ہند اور تحریک آزادی

مسلمانوں کی صحیح رہنمائی

تلقین اتحاد

اے حضرات علمائے کرام اور حضار جلسہ میں اولاً جمعیۃ کی تمام کاروائیوں کے باحسن اسلوب انجام پانے پر خدائے قادر و توانا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ثانیاً یہ عرض ہے کہ اگرچہ میں ناقابل انکار عذر کی وجہ سے آپکے جلسوں کی شرکت سے بظاہر محروم رہا لیکن آپ یقین کیجئے کہ میرا دل آپ کے مجمع سے بہت کم غائب ہوا ہے اور مجھے یہ معلوم ہو کر نہایت مسرت ہوئی کہ جسم قوم کی روح (جماعت علماء) نے بعض اہم شعب سیاسیہ میں پھر ایک مرتبہ اپنی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے نہیں وہ بالکل مردہ سمجھی جا رہی تھی اور یقین ہے اگر وہ مردہ ثابت رہتی تو اسلامی عزت و وقار کا بالکل ہی خاتمہ تھا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا علم و تدین اگر اب بھی عالم اسلامی کے خوفناک مصائب سے آنکھ بند کئے رہنے کا جائز دیتا تو آج دنیا ہماری غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے بیک وقت دفن کئے جانے پر ماتم کناں ہوتی۔

اور اب بھی اگر ہم چند تجاویز پاس کر کے اور صرف چند ساعتوں کی گرمئ محفل کو اپنی تمام تقریروں اور خطبوں کا ماحصل سمجھ کر منتشر ہو گئے تو ہماری مثال ٹھیک اس مریض کی سی ہوگی جو ایک کیمیا شفا کی تعریف زبان سے بار بار کرتا ہے لیکن اس کا استعمال ایک دفعہ بھی نہ کرے۔

میں اس وقت آپ سے رخصت ہو رہا ہوں اور جو کچھ مجھے کہنا تھا خطبۂ صدارت میں کہہ چکا ہوں اور جو مبسوط مضمون مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے آپ کو آج ہی کے اجلاس میں سنایا ہے اس کے ضمن میں بھی میرے مقاصد اور محسوسات نہایت خوبی سے ظاہر ہو گئے ہیں اور حضرات علماء متدینین نے بحث و تمحیص کے بعد جو امور طے کئے ہیں ان سے بھی یہ نہایت ضعیف جملہ علیحدہ نہیں ہے اس لئے آپ مجھ کو اس سے زائد کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سب کو متوکلاً علی اللہ ان طے شدہ تجاویز پر عمل کرنا اور کرانا چاہئے جن سے ہمارے ایمان ہمارے کعبہ ہماری ذات ہماری عزت و آبرو ہمارے مقامات مقدسہ اور ہمارے ملی اور قومی حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت بھی ہم نے غفلت اور تن آسانی اختیار کی تو شاید عافیت حاصل کرنے کا یہ آخری موقعہ ہوگا جس کو ہم جان بوجھ کر اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھیں گے جو صراط مستقیم آپ نے معلوم کر لیا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اس پر بے سہارے چلے جائیے اور کمین و شماتت کی طرف مطلق التفات نہ کیجئے۔ الا ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ جو لوگ اس وقت آپ سے علیحدہ ہیں ان کو بھی حکمت اور موعظۂ حسنہ سے اپنی جماعت کے اندر جذب کیجئے اور اگر اس میں مجادلہ کی نوبت آوے تو بالتی ھی احسن ہونا چاہئے۔

مجھے شبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ہموطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر التعداد قوم (ہنود) کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد کے حصول میں مؤید بنا دیا ہے۔

اور میں ان دونوں قوموں کے اتفاق و اجتماع کو بہت ہی مفید اور منتج سمجھتا ہوں۔ اور حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے جو کوشش اس کے لئے فریقین کے عمائد نے کی ہے اور کر رہے ہیں اس کی میرے دل میں بہت قدر ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صورت حال اگر اس کے خلاف ہوگی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو ہمیشہ کے لئے ناممکن بنا دیگی۔ ادھر دفتری حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائے گا۔ اور اسلامی اقتدار کا اگر کوئی دھندلا سا نقش باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی ہماری بداعمالیوں سے حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ کر رہیگا۔ اسلئے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں عنصر بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقتور ہو ان اقوام کے اجتماعی نصب العین کو محض اپنے جبر و استبداد سے شکست کر سکے گی۔ ہاں میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت و آشتی کو اگر آپ خوشگوار اور پائدار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دلنشین کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی حدود میں ان سے کوئی رخنہ نہ پڑے جس کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس صلح و آشتی کی تقریب سے فریقین کی مذہبی امور میں کسی ادنیٰ امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی فریق کی ایذا رسانی اور دل آزاری مقصود ہو جیسا افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک بہت جگہ عمل اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ مذہبی معاملات میں تو بہت لوگ اتفاق ظاہر کرنے کے لئے اپنے مذہب کی حد سے گزر جاتے ہیں لیکن محکموں اور ابواب معاش میں ایک دوسرے کی ایذا رسانی کے درپے رہتے ہیں۔ میں اس وقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری یہ گزارش دونوں قوموں کے زعماء (لیڈروں) سے ہے کہ انکو جلسوں میں ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیوشنوں کی زبانی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا ہے۔ انکو ہندو مسلمانوں کے نجی معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہئے۔

اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پئے یا مسلمان ہندو کی ارتھی کو کندھا نہ دے تو یہ ان دونوں کے لئے مہلک نہیں البتہ ان دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائیاں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوششیں جو انگریزوں کی نظر میں دونوں قوموں کا اعتبار ساقط کرتی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھ کر ان باتوں کی عملی انسداد کریں گے۔

اب آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ہم کو اور آپ کو نیکی اور سمجھ دے اور ہمارے دلوں کو سیدھا کرنے کے بعد کج نہ کرے اور ہماری وجہ سے ہمارے مذہب پر تضحیک کا موقع نہ دے اور ہم کو ہر ایک آسان اور کٹھن منزل میں صبر و استقلال کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور اس وقت کے حالات سے بہتر حالات میں بسر کو بخشے۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔"

(ماخوذ از کارروائی سالانہ اجلاس جمعیۃ علماء ہند منعقدہ دہلی)
۱۹ر نومبر ۱۹۲۰ء

مسلمان اور حصول آزادی

جمعیۃ العلماء کا مقصد اور نصب العین مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی ہے اور مسلمانوں کے مذہبی تعلقات حدود ہندوستان سے متجاوز ہیں ان پر خلافت اسلامیہ کی حمایت واجب اس کے تحفظ کی تدابیر کرنا ضروری۔ مسلمانان عالم کے ساتھ ہمدردی لازم مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا یا اعداء اسلام کو اس قسم کی امداد دینا جس سے مسلمانوں کو یا خلافت کو نقصان پہنچے قطعاً حرام ہے۔

پس جمعیۃ العلماء کا نصب العین بھی دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ اندرون ملک میں مذہبی رہنمائی بیرون ہندوستان کے مذہبی تعلقات کا تحفظ۔ اور چونکہ مسلمانان ہندوستان بغیر حصول آزادی نہ ہندوستان میں مذہبی احکام پر آزادی کے ساتھ عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور نہ بیرون ہندوستان اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اسلامی تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارے عملی نظام کا پہلا حصہ حصول آزادی کی تدابیر کا اختیار کرنا ہے۔ اور دوسرا حصہ اندرون ملک میں نظام مذہب کے استحکام و بقا کی صورتیں اختیار کرنا اور چونکہ حصہ دوئم کی تحصیل میں بھی پوری کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب کہ حصہ اول میں مساعی کامیاب ہو جائیں اس لئے نظام عمل کی ترتیب میں حصہ اول ہی کو تقدم حاصل ہے۔

(حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رح عثمانی)

صدر اجلاس چہارم جمعیۃ العلمائے ہند منعقدہ گیا ۱۹۲۲ء

بدقسمت ہندوستان

ہندوستان بھی ان بدقسمت ملکوں میں سے ایک ملک ہے۔ جو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کے حق سے مدتہائے دراز سے محروم ہے۔ اور ایسے لوگوں کے استبداد و استعمار کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ جن کو طبعی طور پر ہندوستانیوں کے ساتھ اُنس و رفق یگانگت ارتباط کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ دولت۔ تعلیم۔ تہذیب۔ اخلاق ملکات غرض ہر لحاظ سے ہندوستان بہت سے اُن ممالک سے آگے ہے جو مستقل اور آزاد ہیں اور ان کی آزادی کو تمام مہذب اور متمدن حکومتیں تسلیم کرتی اور ان کو مستحق سمجھتی ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان اس نعمت سے محروم اور دوسروں کا دست نگر ہے اس محرومی و بدنصیبی کے اسباب و دواعی کی داستان بہت طویل ہے اور مجھے اس پر آپ کا زیادہ وقت صرف کرنا منظور نہیں۔

آپ نے یہ مقولہ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے سنا ہو گا۔

"آزادی عطا نہیں کی جاتی بلکہ وہ طاقت او ہمت سے حاصل کی جاتی ہے"

ہندوستان کے لئے بھی نعمت آزادی سے بہرہ اندوز ہونے کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنی قوت اور طاقت سے اس کو حاصل کرتا۔ قوت اور طاقت کے لئے ضروری نہ تھا کہ وہ مادی ہی ہو بلکہ روحانی اور فکری قوت بھی اس کے لئے کافی تھی۔ اگر تمام ہندوستان کے باشندے ہم خیال اور ہم آہنگ ہو کر آزادی کا مطالبہ کریں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی اُن کے مطالبہ کو ٹھکرا نہیں سکتی اور اعلیٰ سے اعلیٰ سطوت و جبروت رکھنے والی قوتیں اس مطالبہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہوں۔

(حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ)

صدر اجلاس ہشتم جمعیۃ العلمائے ہند منعقدہ پشاور سنہ ۱۹۲۷ء

ہندوستان کی مکمل آزادی

خالص مذہبی وجوہ کے علاوہ ملکی اور وطنی حیثیت سے بھی مسلمانوں کا سب سے اول یہ فریضہ ہے کہ ہندوستان کو برطانوی اقتدار سے آزاد کرایا جائے یہی وجہ ہے کہ آج سے تقریباً دس سال پیشتر جمعیت علماء ہند نے ہندوستان کی مکمل آزادی کو اپنے مقاصد میں داخل کیا۔ اور دیگر اسلامی جمعیتوں کے علاوہ انڈین نیشنل کانگریس نے بھی آزادی کامل کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ اور یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ اگر جمعیت العلماء ہند اور عامۂ مسلمین تحریک خلافت کے سلسلہ میں اگر کانگریس میں عمومی حیثیت سے شریک نہ ہوتے تو کانگریس اس قدر جلد اس مرتبہ پر نہیں پہونچتی جہاں آج وہ نظر آ رہی ہے مسلمانوں کے حب وطنی اور شوق آزادی کا یہ ایک کرشمہ ہے۔ کہ آج پھر کانگریس نے ایک نئی کروٹ لی ہے۔

(حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری)

صدر اجلاس نہم جمعیۃ العلمائے ہند منعقدہ امروہہ سنہ ۱۹۳۰ء

مسلمانوں کا وطن

یہ ملک ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن ہے۔ انگریزوں نے اس کو اپنا وطن نہیں بنایا ہے دنیا میں کوئی غیر سلطنت کسی غیر ملک میں ہمیشہ قائم نہیں رہی ہے۔ انگریزوں کے لئے فطرت کا قاعدہ۔ اور تاریخ کا نتیجہ بدل نہیں جائے گا۔ اسی کے ساتھ نہ تو ہندو مسلمانوں کو اس ملک سے نکال سکتے ہیں اور نہ مسلمان ہندوؤں کو فنا کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر ان دونوں ہمسایہ قوموں کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ آپس میں اتحاد کو قائم رکھ کر اس ملک کی فلاح و بہبود کی کوشش کریں۔ اور اپنی آزادی کے متخیلہ کو عملاً کامیاب بنانے کے لئے دوش بدوش سرگرم عمل ہوں۔

(حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

صدر اجلاس ہفتم جمعیۃ العلمائے ہند
منعقدہ کلکتہ سنہ ۱۹۲۶ء

کانگریس گولڈن جوبلی نمبر کیلئے

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار کا پیغام

محترمی! وعلیکم السلام۔ آپنے مجھ سے جوبلی نمبر کے لئے پیغام مانگا ہے کاش میں پیغام دینے کے قابل ہوتا۔ یا میرے پیغام میں اثر ہوتا تو میں اہل ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو یہ پیغام دیتا کہ وطن کی آزادی کے لئے اپنی ہر عزیز سے عزیز متاع کو بھی قربان کر دیں۔ کاش ملک کے لوگ اس حقیقت کو سمجھتے۔

کانگریس کے بانیوں میں ہمارے جد امجد بھی تھے۔ مجھے اس کا فخر حاصل ہے کہ ہندوستان کے علماء میں سے سب سے پہلے میرے جد امجد نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کانگریس میں شریک ہو کر وطن کی خدمت کریں۔ السلام

حبیب الرحمٰن ۱۲/۳۵

09-02-1936

مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند کا اجلاس

اہم تجاویز کی منظوری

۲۰ فروری کی شب کو رات کے بارہ بجے مجلس مشاورت کی کارروائی ختم کردی گئی اور ۲۱ فروری کی صبح کو مجلس عاملہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ کے جلسہ میں علاوہ دزیر ٹرسک کے حسب ذیل حضرات شریک تھے :-

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا احمد سعید صاحب، ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ مولانا نورالدین صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری، مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولانا معین الدین صاحب اجمیری۔

مجلس عاملہ مرکزی جمعیۃ علماء ہند نے حسب ذیل تجاویز باتفاق رائے منظور کیں :-

تجویز ۱

فسخ نکاح کے مسودات قانون مرتبہ سید غلام بھیک صاحب نیرنگ و سید محمد احمد صاحب کاظمی مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب و سید بدرالحسن صاحب بہاری پر علماء کی مشترک مجلس شوریٰ نے غور و بحث کرکے ایک مرتبہ مسودہ تیار کردیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ مسلمان عورتوں کی ان قابل برداشت مصائب پر نظر رکھتے ہوئے جن میں وہ مبتلا ہیں اور شرعی دارالقضاء نہ ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی صحیح حل مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس مسودہ قانون کو منظور کرتا ہے اور مسلم ارکان اسمبلی سے توقع رکھتا ہے کہ وہ علماء کی مشترک مجلس شوریٰ اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا منظور کردہ مسودہ اسمبلی میں پاس کرانے کی متحدہ قوت سے سعی کریں گے۔

تجویز ۲

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس معاہدہ کو جو حکومت سعودیہ اور ایک انگلش کمپنی کے درمیان حجاز میں کان کنی کے متعلق ہوا ہے سخت خطرہ کی نظر سے دیکھتا ہے یورپین طاقتوں کی استعماری پالیسی کے خطرناک نتائج اور تباہ کن اثرات جمعیۃ علماء کے سامنے ہیں جن کی بناء پر جمعیۃ جزیرۃ العرب میں ان طاقتوں کے داخلہ کو خواہ وہ کسی شکل میں ہو اطمینان کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔ جزیرۃ العرب کا تقدس اور بالخصوص حجاز کی غیر مسلم اثرات سے حفاظت مسلمانان عالم کے نزدیک اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جمعیۃ حکومت عربیہ سعودیہ کی مالی حالت اور وسائل و ذرائع کی بہم رسانی کی اہمیت سے غافل نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ جزیرۃ العرب پر غیر مسلم اقتدار کے قیام کے تصور سے بھی لرزہ براندام ہے۔

جمعیۃ کو یہ بھی یقین ہے کہ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن فیصل السعود بھی دول یورپ کی استعماری ہوس سے خوب واقف ہیں اور یہ کہ جزیرۃ العرب کا تقدس اور حجاز کی حریت کی حفاظت بھی ان کے نزدیک عزیز ترین متاع ہے۔ باوجود اس کے وہ اپنی طرف سے اور مسلمانان ہندوستان کی طرف سے جلالۃ الملک کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جزیرۃ العرب کی غیر مسلم اثرات سے حفاظت ان تمام فوائد و منافع سے جو معاہدہ کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتے ہیں زیادہ قیمتی اور زیادہ اہم واقدم ہے۔

تجویز ۳

باجازت صدر حضرت مولانا معین الدین صاحب نے رضیہ غضنفر علی خاں صاحب کے درگاہ بل پر غور کرنے کی مجلس عاملہ میں تحریک پیش کی مگر چونکہ بل اور اس کے ما لہ وما علیہ پر ارکان مجلس نے غور نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس کے متعلق ایک سب کمیٹی حسب ذیل ارکان کی منظور کی گئی جو بل پر تنقیدی نظر ڈال کر شرعی طریقہ پر رائے قائم کرے اور اسے شائع کردے۔ سب کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہوں گے اور کمیٹی کے داعی مولانا احمد سعید صاحب ہوں گے۔

(۱) مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب (۲) مولانا احمد سعید صاحب (۳) مولانا نورالدین صاحب بہاری (۴) مولانا محمد سجاد صاحب بہاری (۵) مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری

تجویز ۴

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مصری قوم کے مطالبہ آزادی اور اس کے لئے ان کی جانبازانہ مساعی اور متحدہ محاذ قائم کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور امید واثق رکھتا ہے کہ وفد پارٹی اور مصری قوم اپنے محترم لیڈر نحاس پاشا کی سرکردگی میں حصول آزادی کے جلیل القدر مقصد میں کامیاب ہوگی۔

تجویز ۵

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حرمین کی ضروریات اور سکان بیت اللہ کی حاجات اور حجازی مفاد کے پیش نظر مسلمانان عالم سے عموماً اور اسلامی حکومتوں سے خصوصاً اور علی الخصوص مصری حکومت سے مخلصانہ استدعا کرتا ہے [illegible] کے لئے ان کے یہاں موجود ہیں ان کو [illegible] اور مستحقین تک پہنچانے میں پوری سرگرمی [illegible] کرکے ایک طرف تو فریضہ الشرعیہ کو ادا کریں [illegible] طرف اخوت اسلامی اور ساکنان حرمین کی ضروریات پوری کرکے تمام عالم اسلامی کی طرف سے شکرگذاری و تحسین کے مستحق ہوں۔

عبدالاول دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگئی

ہندوستان کے مشہور علماء معززین شہر اور عامۃ المسلمین کا زبردست اجتماع

حاجی عبدالغفار صاحب صدر مجلس استقبالیہ کا مبسوط خطبۂ صدارت

علمائے کرام و زعماء ملت کا استقبال اور حالات حاضرہ پر بصیرت افروز تبصرہ

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا سالانہ اجلاس ایک عظیم الشان پنڈال میں منعقد ہو رہا ہے جو اسی مقصد کے لئے پھلیوالان کے میدان میں ایڈورڈ پارک کے قریب نہایت وسیع رقبہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ دہلی سے باہر کے جو علماء اس اجلاس میں شرکت کی غرض سے تشریف لا چکے ہیں یا عنقریب آنے والے ہیں ان میں سے بعض کے نام اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل۔ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ مولانا سید محمد میاں صاحب الہ آباد۔ مولانا احمد علی صاحب لاہور۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا عبدالحنان صاحب لاہور۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی۔ مولانا فخرالدین صاحب مرادآباد۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانہ۔ مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا الحاج سید حسین احمد مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ صدر اجلاس اگرچہ سفر حج کے بعد ہنوز دہلی نہیں پہنچ سکے ہیں۔ مجلس استقبالیہ کے دفتر سے جو پروگرام شائع ہوا ہے اس کے متعلق استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ اگر خطبۂ استقبالیہ کے بعد بھی حضرت صدر محترم تشریف نہ لا سکے تو حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند ممدوح کی غیر موجودگی میں صدارت کے فرائض انجام دیں گے۔

پنڈال میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہے لیکن ایک وسیع حصہ ان حضرات کے لئے بھی مخصوص کر دیا گیا ہے جنہیں بغیر کسی ٹکٹ کے داخلہ کی اجازت ہے۔ پنڈال کی حدبندی لوہے کی چادروں سے کی گئی ہے۔ اور اس کے اندر نہایت خوشنما کیاریاں بنائی گئی ہیں جن کے درمیان میں اسلامی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ مجلس استقبالیہ اور رضاکاروں کے دفاتر ہیں اور سیکرٹری آفس قائم کیا گیا ہے۔ اور سامنے بلند و عالیشان جلسہ گاہ ہے جس میں ایک وسیع پلیٹ فارم علماء و زعماء اور مقررین و معززین و ارکان اسمبلی کے لئے ہے جلسہ گاہ کے اندر چاروں طرف نہایت خوشخط آیات قرآنی و نقولات کے کتبے لگے ہوئے ہیں۔ اور پنڈال کو ہر طرح آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔

حاجی عبدالغفار صاحب مالک فرم کوٹھی حاجی علی جان (صدر مجلس استقبالیہ) کا حسب ذیل خطبۂ صدارت جو علمائے کرام کے استقبال اور حالات حاضرہ کے متعلق بصیرت افروز تبصرہ پر مشتمل ہے۔ حضرت سحبان الہند مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے پڑھ کر سنایا۔

بہرحال ۱۹۱۹ء کا وہ مبارک دور ہے جس میں دہلی نے اپنی متاع گم کردہ کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی ...

مولانا عبدالباری اور شیخ الہند رحمہما اللہ

اس دور بیداری کے بعد اس ملک میں بہت سی تحریکیں ہوئیں ...

آج نہ تو وہ ہنگامہ آرائی ہے نہ سول نافرمانی کا دور ہے ...

مسٹر محمد علی جناح

معلوم ہوا ہے کہ ۸ مارچ کو شب کے وقت اجلاس میں مسٹر محمد علی جناح بھی تقریر فرمائیں گے۔ آپ کی تقریر موجودہ صورت حالات اور ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے بارہ میں مسلمانوں کے زاویہ نگاہ کے متعلق ہوگی۔ مسٹر محمد علی جناح کے علاوہ بعض اور زعماء و ارکان اسمبلی کی تقریریں بھی دوران اجلاس میں ہوں گی۔ مسٹر جناح کی تقریر انگریزی زبان میں ہوگی اور اس کا ترجمہ مسٹر آصف علی ایم ایل اے فصیح و بلیغ اردو میں فرمائیں گے۔

۸ مارچ ۱۹۳۶ء

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس کی کاروائی شروع ہو گئی

ہندوستان کے مشہور علما معززین شہر اور عامۃ المسلمین کا زبردست اجتماع

حاجی عبدالغفار صاحب صدر مجلس استقبالیہ کا مبسوط خطبۂ صدارت

علمائے کرام و زعماء ملت کا استقبال اور حالات حاضرہ پر بصیرت افروز تبصرہ

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا سالانہ اجلاس ایک عظیم الشان پنڈال میں منعقد ہو رہا ہے جو اسی مقصد کے لئے مچھلیوالان کے میدان میں ایڈورڈ پارک کے قریب نہایت وسیع رقبہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ دہلی سے باہر کے جو علماء اس اجلاس میں شرکت کی غرض سے تشریف لا چکے ہیں یا عنقریب آنے والے ہیں ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل۔ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ مولانا سید محمد میاں صاحب الہ آباد۔ مولانا احمد علی صاحب لاہور۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا عبدالحنان صاحب لاہور۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی۔ مولانا فخرالدین صاحب مرادآباد۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانہ۔ مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی۔

عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی۔ مولانا فخرالدین صاحب مرادآباد۔
مولانا عبدالحق صاحب مدنی۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانہ۔ مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی۔

علمائے کرام اور معزز حاضرین!

آپ آج ہندوستان کے اس عظیم الشان شہر میں جمع ہوئے ہیں جو اپنی تاریخی اور قدیم علمی روایات کے اعتبار سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان کا یہی ایک مشہور شہر ہے جو صدیوں سے ایک ایسی عظمت و جلال کا مالک رہا ہے جس کی مثال کسی دوسرے شہر میں نہیں مل سکتی۔ صدہا برس سے ہندوستان کے حکمران اور فرمانروا، علماء اور صوفیا کا گہوارہ اور مسکن رہنے کا فخر دہلی ہی کو حاصل ہے۔ زمانہ کے انقلاب نے بارہا دہلی کی عزت و رونق اور اس کی شہرت اور جاہ و جلال کو پامال کرنے کی کوشش کی اور دہلی کو بیسیوں مرتبہ اس قسم کے انقلابات سے دوچار ہونے کی نوبت آئی لیکن دہلی ہی وہ شہر ہے جو بگڑ بگڑ کر بنا ہے اور ویران ہو ہو کر آباد ہوا ہے۔ پانچ ہزار سال میں نہ معلوم اس شہر کی آبادیاں کتنی مرتبہ اجڑ چکی ہیں اور یہاں کے پرفضا مقامات یہاں کی سڑکیں، اور یہاں کی عمارتیں نہ معلوم کتنی مرتبہ لق و دق جنگل کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ اور کس قدر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان ویرانوں اور

کی عمارتیں نہ معلوم کتنی مرتبہ لق و دق جنگل کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ اور کس قدر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان ویرانوں اور

ایک مسودہ اسمبلی میں پیش کیا تھا کہ اگر وہ منظور ہو جاتے تو مسلمان عورتوں کے حقوق کا صحیح طور پر تحفظ ہو سکتا ہے۔ اس مسودہ قانون پر مرکزی جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ مذہبی نقطۂ نظر سے غور کر چکی ہے اور اس نے اس مسودہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد جو مسودہ مرتب کیا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

مسلمان عورتوں کے حقوق فسخ نکاح کا قانون

بدیں غرض کہ مسلمان عورتوں کے لئے فسخ نکاح کے ان حقوق کو حاصل کرنے کا راستہ نکالا جائے جو شریعت اسلامی نے ان کو عطا کئے ہیں مگر موجودہ ملکی قانون ان کے لئے ناکافی ہے ہرگاہ کہ ... ستان میں مسلمان عورتیں اپنے نکاحوں کو فسخ کرانے کے ان حقوق سے محروم ہیں جو بروئے شریعت اسلامی ان کو حاصل ہیں مگر ملک کا موجودہ مروجہ قانون ان کے حصول کے لئے ناکافی ہے اس لئے حسب ذیل قانون نافذ کیا جاتا ہے:۔

(۱) اس قانون کا نام "مسلم قانون فسخ نکاح" ہوگا۔

(۲) یہ قانون تمام برٹش انڈیا میں اطلاق پذیر ہوگا اور فوراً نافذ ہو جائے گا۔

(۳) [illegible]

نافذ ہو جائے گا۔

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس میں دس (۱۰۰۰۰) ہزار مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

صدر منتخب حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے استقبال پر زبردست جوش و خروش

تین دن کی مسلسل کارروائیاں

اہم قراردادوں کی منظوری، مسٹر جناح کی شرکت اور دیگر تفصیلات

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا سالانہ اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ کو ہر روز تین نشستوں میں اس عظیم الشان پنڈال کے اندر منعقد ہوتا رہا جو اسی مقصد کے لئے خاص طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ ہر نشست میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں کا مجمع تھا۔ اور وسیع گنجائش کے باوجود حاضرین کی کثرت کے باعث برابر توسیع کا سلسلہ جاری رہا اور نشستوں کی ترتیب بدلتی پڑی۔

حاجی عبدالغفار صاحب صدر مجلس استقبالیہ کا خطبۂ صدارت اور پہلے اجلاس کی کیفیت اشاعت گزشتہ میں شائع کی جا چکی ہے۔ صدر استقبالیہ کے خطبہ کے بعد حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی صدارت میں پہلے دن کی کارروائی جاری رہی اور شب کی نشست میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہور، بیگم صاحبہ محمد علی مرحوم، اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے مختلف عنوانات پر بصیرت افروز تقریریں ارشاد فرمائیں۔

دوسرے دن ۲۸ مارچ کو صبح ۸ بجے فرنٹیر میل سے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے دہلی تشریف لائے۔ اسٹیشن پر مسلمانوں کا نہایت کثیر مجمع تھا جس وقت گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی تو تمام اسٹیشن اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ اور دس ہزار کے جم غفیر نے حضرت مولانا کی زیارت کے لئے اپنے والہانہ شوق کا اظہار کیا۔ اجلاس کے رضاکاروں اور مدارس عربیہ کے طلباء نے حضرت کو حلقہ میں لے کر پلیٹ فارم سے باہر تک پہنچایا جہاں مجمع کے اندر اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اسٹیشن سے کمپنی باغ میں تشریف لا کر مجمع کے سامنے حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حضرت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے تقریریں فرمائیں اور حضرت مولانا کی دعا کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔

۱ بجے سے سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس پاٹودی ہاؤس کے سامنے مہمانان اجلاس کی قیام گاہ پر منعقد ہوا۔ اور ایک بجے تک کی بحث و تمحیص کے بعد متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ تاکہ اجلاس عام میں پیش کی جائیں۔

۳ بجے شام سے اجلاس کی نشست حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی صدارت میں شروع ہوئی اور حضرت مولانا کی تقریر صدارت کے بعد یہ پہلی نشست ختم ہو گئی۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک دوسری نشست ہوتی رہی اور شب کو ۹ ½ بجے سے دو بجے تک اجلاس جاری رہا۔

تیسرے دن یعنی ۲۹ مارچ کو پھر صبح کے ۹ بجے سے ایک بجے تک سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا اور باقی ماندہ قراردادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں۔ جنہیں ۲ ½ بجے دن سے ایک بجے رات تک نشستوں کی اسی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا جو اوپر ظاہر کی گئی ہے۔

دوسری نشست میں مسٹر محمد علی جناح ایم۔ ایل۔ اے صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی نہایت معرکۃ الآراء تقریر ہوئی جس کا ترجمہ اردو میں مسٹر آصف علی ایم۔ ایل۔ اے نے فرمایا۔ تقریروں کے خلاصہ اور مختلف مقرروں کے خیالات اس اشاعت میں درج نہیں کئے جا سکتے انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعتوں میں پیش کئے جاتے رہیں گے۔

شب کو جب قراردادیں ختم ہو گئیں تو صدر محترم کی ایک اختتامی تقریر ہوئی اور اس کے بعد مسلمانان دہلی کی جانب سے مخلصانہ شکریہ کی قرارداد پیش ہو کر منظور ہوئی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ان تمام حضرات کا تام بنام شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں امداد فرمائی تھی۔

اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر طبقہ اور خیال کے مسلمانوں نے پورے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا اور ۱۹۲۰ء و ۱۹۲۱ء کی تحریکات میں جس قسم کی کانفرنسیں منعقد ہوا کرتی تھیں ان کا ایک نمونہ ۱۹۳۶ء کے زمانۂ جمود و خمود میں بھی نظر آنے لگا۔ ہر وقت پنڈال پر مجمع کثیر رہتا تھا۔ اور اس میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، تجارت پیشہ اور ملازمت پیشہ، مدارس عربیہ کے طلباء اور مقامی کالجوں کے طلباء مساوی حیثیت سے شریک ہوتے تھے۔ یہ مناظر اس بات کے نمایاں طور پر آئینہ دار تھے جو جمعیۃ علماء نے گزشتہ زمانہ میں اپنی بے مثال قربانیوں اور حق پرستیوں کے باعث نہ صرف عوام الناس بلکہ خواص پر بھی حاصل کر لیا ہے۔

جو قراردادیں اس اجلاس میں منظور کی گئیں انہیں ہدیۂ قارئین کرام کیا جاتا ہے:۔

تجویز نمبر ۱

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس حکیم غلام کبریا خاں صاحب مولانا عارف ہسوی، مولانا راشد الخیری، مولانا عبدالحلیم صاحب بہاری رکن مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ہندوستان کی ان مایۂ ناز ہستیوں کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

منجانب صدر

تجویز نمبر ۲

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسز کملا نہرو کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مسز کملا نہرو ہندوستان کی آزادی کی دلدادہ تھیں اور آزادیٔ وطن کیلئے انہوں نے بیش بہا قربانیاں پیش کی تھیں اور در حقیقت ان کی وفات بھی اسی سلسلے میں فداکاری کی آخری کڑی تھی۔

یہ اجلاس ان کے محترم شوہر پنڈت جواہر لال نہرو اور ان کی والدہ محترمہ اور دیگر ارکان خاندان کی خدمت میں ہمدردی کے مخلصانہ جذبات پیش کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ ان کے رنج و غم میں تمام محبان وطن شریک ہیں۔

منجانب صدر

تجویز نمبر ۳

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد خدا کی ملک اور قیامت تک مسجد رہتی ہے۔ مسجد شہید گنج پر اگر ایک زمانہ سے غیر مسلم قبضہ مخالفانہ رہا تو اس سے اس کی مسجدیت اور تقدس پر کوئی اثر نہیں پڑا اور مسلمانوں کے اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے وہ قیامت تک واجب الاحترام مسجد ہی رہے گی۔

یہ جلسہ امید رکھتا ہے کہ پنجاب بلکہ ہندوستان کے امن اور ہمسایہ اقوام کے باہمی حسن سلوک کی بنا پر سکھ بھائی بھی مسلمانوں اور سکھوں کے مدبر موجودہ تلخی کو خواہ وہ کسی حد تک طول پکڑ گئی ہے رفع کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

محرک:۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

مؤید:۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب

مؤید:۔ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب۔

تجویز نمبر ۴

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس ارون ہسپتال کے احاطہ میں آئی ہوئی مسجدوں کی طرف حکومت دہلی کو بار بار توجہ دلا چکا ہے کہ افسران تعمیرات مساجد اور ان کی حدود پر تعدی کر رہے ہیں جس سے مسلمانان دہلی میں اضطراب و تشویش پھیل رہی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان مساجد کی حفاظت اور آزادی کا اعلان و انتظام کر دے۔ اور افسران محکمہ تعمیرات کو تعدی سے سختی کے ساتھ روک دے۔ ورنہ اس کے خطرناک نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ مسلمان مساجد کی حرمت و تقدس کو ہر چیز سے اہم اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور مسجد کی ادنیٰ سے ادنیٰ بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔

محرک:۔ مولانا حفظ اللہ صاحب۔

مؤید:۔ مولانا محمد ادریس صاحب

مؤید:۔ حافظ محمد عثمان صاحب

تجویز نمبر ۵

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس رائے سینا (نئی دہلی) کی مساجد کی حفاظت و احترام کے متعلق شریعت اسلامیہ کا یہ واضح اور صریح حکم کہ مسجد ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے غیر آباد ہو جانے یا کسی کے غاصبانہ قبضے میں رہنے کی وجہ سے خواہ کتنی ہی طویل مدت تک وہ غیر آباد یا غاصبانہ قبضہ میں رہے اس کی عزت و حرمت اور تقدس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ رائے سینا کے تعمیرات کے سلسلے میں جو مساجد اس وقت افسران محکمۂ تعمیرات کی تحویل میں ہیں وہ مسجدیں ہیں اور مسجد کی حیثیت سے ان کا احترام لازم ہے [illegible] حکومت کو ان کی حرمت کا حکماً خیال نہ کرنا مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے۔ اس لئے یہ جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی حرمت کا حکماً لحاظ کر کے ان کو مسلمانوں کے حوالہ کر دے۔ [illegible]

ہے۔

یہ اجلاس مسلم ممبران اسمبلی سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اس کے متعلق اسمبلی میں سوال کر کے حکومت سے ایک جامع اور واضح بیان کا مطالبہ کریں۔ اور حکومت کو متنبہ کر دیں کہ وہ مساجد اور ان کے متعلق اس قسم کے مخالفانہ برتاؤ سے محکمۂ تعمیرات کے افسروں کو سختی سے روک دے ورنہ اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری افسران محکمۂ تعمیرات اور حکومت پر ہوگی۔

محرک:۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

مؤید:۔ شیخ محمد فاروق صاحب سکریٹری انجمن سیف الاسلام

تجویز نمبر ۶

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسجد گیان باپی بنارس میں جمعۃ الوداع کی نماز کے اندر نمازیوں پر جو تشدد کیا گیا اس کے خلاف پر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ نیز حکومت صوبہ یوپی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس امر کی تحقیقات کرے کہ اس بیجا تشدد کے ذمہ داروں سے قانونی سلوک کرے۔

یہ اجلاس اس کا بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ایک دستور قدیم کو مسلمان جمعۃ الوداع کو ایسے ہی موقع پر نمازیوں کی کثرت اور اژدہام کی وجہ سے مسجد کی محقہ زمین پر نماز پڑھتے چلے آتے ہیں۔ جبر آ روکنے کی کوشش کر کے فضائے امن و امان کو مکدر نہ کرے اور مسلمانوں کو قدیم دستور کے موافق عمل کرنے کے راستہ میں حائل ہو کر خطرات کا دروازہ نہ کھولے۔

محرک:۔ مولانا عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ متحدہ

مؤید:۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔

تجویز نمبر ۷

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسلمان عورتوں کے ان مصائب اور واقعات کے پیش نظر جو قانون شوہروں سے ان کو پیش آ رہے ہیں اور جن کا اصل علاج خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اس مسودۂ قانون کی سخت ضرورت سمجھتا ہے جو مرکزی جمعیۃ علماء کی مجلس عاملہ نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔

یہ اجلاس سید غلام بھیک صاحب نیرنگ اور مولوی محمد احمد صاحب کاظمی اور سید بدرالحسن صاحبان ممبران اسمبلی سے توقع رکھتا ہے کہ حضرات جمعیۃ علماء کے مرتب کردہ مسودہ کے موافق ایک ترمیمی بل مرتب کر کے باہمی اتفاق سے اس کو منظور اور پاس کرانے کی سعی کریں گے۔ یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے پرزور استدعا کرتا ہے کہ وہ جمعیۃ علماء کے مرتب کردہ مسودہ کی پرزور تائید کریں اور مسودہ کو منظور اور پاس کرانے میں ممبران اسمبلی کی آواز اور مساعی کو اپنی متفقہ [illegible]

محرک:۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔

مؤید:۔ حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔

تجویز نمبر ۸

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس ہندوستان کے آئین جدید کو اس بنا پر ناقابل تسلیم سمجھتا ہے کہ اس میں ہندوستان کے حق خود مختاری کی حفاظت نہیں کی گئی ہے [illegible] زیادہ نہیں ہے اور اس کا نظام ہندوستان کی خواہشات کے سراسر خلاف ہے۔

اہل ملک کا یہ خیال کہ یہ دستور جس اختیارات سے موجودہ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات سے بھی زیادہ ہو جانے ہوا ہے غلط نہیں ہے بالخصوص سنٹرل فیڈریشن کی جو سکیم بنائی گئی ہے وہ تو ہندوستان کی آزادی کے لئے سخت مہلک ہے۔

اس اجلاس کا یہ خیال ہے کہ یہ دستور کسی صورت میں چلنے آنے کے بعد ہندوستان کی حریت طلب قوائے عاملہ اور ہندوستان کی قومی غیرت کے لئے ایک تازیانہ عبرت ثابت ہوگا۔ اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے گی کہ فرقہ وارانہ معاملات کا باہمی تصفیہ جس کی غیر موجودگی کی وجہ سے کمیونل ایوارڈ کو مسترد نہیں کیا جا سکتا کس قدر ضروری اور اہم ہے۔

برطانوی مفاد کے پیش نظر اقلیتوں کی حفاظت کے پردہ میں جو اختیارات گورنر جنرل یا صوبوں کے گورنروں کو دیئے گئے ہیں وہ انگریزی اقتدار کے استحکام اور ہندوستانیوں کے اضمحلال کے روشن ترین مظاہر ہیں۔

اور ہندوستان کی آزادی طلب جماعتوں کا ایسے دستور کو اطمینان کی نظر سے دیکھنا محال ہے۔

محرک:۔ بلال احمد زبیری ایم۔ اے۔

مؤید:۔ مولانا نورالدین صاحب

تجویز نمبر ۹

دور حاضر میں مسلمانوں کے عام افلاس اور بے روزگاری اور ذرائع معاش کی تنگی پر نظر کرتے ہوئے جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسلمانان ہندوستان سے عموماً اور مسلمانان دہلی سے خصوصاً عاجزانہ مگر تاکید کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہے کہ

(الف) کتاب و سنت اور فقہ کی روشنی میں اپنی شادی اور غمی کی تمام رسوم کا جائزہ لیں اور دین و آخرت کی فلاح و بہبود کے خیال سے ان تمام رسوم کو قطعی طور پر ترک کر دیں جن کا اصل ماخذ غیر مسلم اقوام کا رسم و رواج ہے اور جو شریعت اسلامیہ کی رو سے حرام یا مکروہ یا مفضی الی الحرام ہیں اور جو رسوم کہ اباحت کی حد میں بھی داخل ہوں مگر ان کے التزام اور عموم ابتلا کی وجہ سے اوسط درجے کے مسلمان افلاس و نکبت اور سودی قرض کی مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں ان کی بھی اس حد تک اصلاح کریں کہ مسلم قوم ان کے نتائج مہلکہ سے محفوظ رہے اور ایصال ثواب میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں۔

(ب) اور تمام مسلمان صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف پورا توجہ کریں اور سعی کریں کہ قوم کا کوئی فرد بیکاری اور نہ فضولیات میں وقت گزاری کرے اس خیال کو ترک کر دیں کہ تجارت کے لئے بڑی رقم درکار ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے سرمایہ سے کام شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھیں کہ وہ دیانت اور اخلاص کے ساتھ عملی دستی کرنے والوں کی ہمیشہ مدد فرماتا ہے اور مخلص دیانتدار بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

(ج) اور تمام مسلمان خوش خلقی اور عدالت اور خدمت خلق وغیرہ کے اوصاف حسنہ اور ملکات پسندیدہ اپنے اندر پیدا کر کے اسلامی سیرت اور اخلاق نبوت کے اتباع کا صحیح نمونہ پیش کریں۔

محرک:۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔

مؤید:۔ مولانا عبدالسمیع صاحب

تجویز نمبر ۱۰

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ کے اس جابرانہ طرز عمل کو جو اس نے فلسطین میں ایک استبدادی حکومت کی حیثیت سے جاری کر رکھا ہے انتہائی تشویش و اضطراب کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان مطالبات کی پرزور تائید کرتا ہے جو مظلوم باشندگان فلسطین کی جانب سے طلب آزادی اور انسداد تحریک صیہونیت و استرداد اعلان بالفور کے متعلق پیش کئے گئے ہیں اور جنہیں برطانوی وزیر نوآبادیات نے بغیر کسی معقول دلیل کے مسترد کر دیا ہے۔ اجلاس کی رائے میں حکومت برطانیہ کا یہ فعل کہ وہ فلسطین میں دنیا بھر کے یہودیوں کو لا کر بسا رہی ہے اور ان کی تعداد کو نہایت خطرناک حد تک پہنچا چکی ہے اور باوجود مسلسل احتجاج کے اپنی اس پالیسی پر قائم ہے نہ صرف فلسطین اور جزیرۃ العرب کے امن و امان کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ بلکہ تمام دنیائے اسلام میں اس طرز عمل سے برطانیہ کے خلاف سخت جذبات غیظ و غضب پیدا ہو رہے ہیں اور اگر یہ حکمت عملی جلد تبدیل نہ کی گئی تو اس کے نتائج سخت تباہ کن ثابت ہوں گے۔

محرک:۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب۔

مؤید:۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔

تجویز نمبر ۱۱

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس دہلی یونیورسٹی، سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن اور مقامی حکومت کے ارباب حل و عقد سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ دہلی کے تمام اسکولوں اور کالجوں میں اردو کو تعلیم کی زبان بنایا جائے اور جملہ مضامین اردو ہی میں پڑھائے جائیں اور امتحان بھی اردو ہی میں لیا جائے۔

کیونکہ اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے سے اصل تعلیم کے بیش از بیش فوائد کا حصول اور تعلیم کی کثرت اشاعت مسلم شدہ اور یقینی ہے۔

نیز اس میں دہلی کی ایک امتیازی خصوصیت بھی قائم رہتی ہے جس کی وہ اپنی سیاسی و تعلیمی حیثیت سے نیز اس لحاظ سے کہ وہ اردو زبان کا اصل مرکز ہے مستحق ہے۔

محرک:۔ مولانا سجاد حسین صاحب مدرس فتحپوری

مؤید:۔ مولانا محبوب الٰہی صاحب مدرس فتحپوری

تجویز نمبر ۱۲

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس دہلی میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ابتدائی مدارس میں مسلمان طلباء کیلئے مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیں تاکہ دینی تعلیم کے ساتھ ان کی مذہبی اور اخلاقی اصلاح و تربیت بھی ہو سکے اور ابتدائی عمر چونکہ مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہوتی ہے مگر میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدارس میں صرف ایک ہی قسم کی تعلیم میں ضائع نہ ہو۔

محرک:۔ مولانا محمد سمیع اللہ صاحب

مؤید:۔ مولانا سکندر الدین صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مؤید:۔ مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

تجویز نمبر ۱۳

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس عقبہ اور معان میں برطانوی حکومت کے فوجی استحکامات کو آزادیٔ اسلام و مرکز اسلام کے سخت مہلک خیال کرتا ہے۔ اور جزیرۃ العرب میں برطانوی اقتدار حاصل کرنے کیلئے ایک عرصہ سے جو کوششیں کی جا رہی ہیں اس اقدام عمل کو ان کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

اس اجلاس کی رائے میں حکومت برطانیہ کا اپنے صریح وعدوں کے خلاف عقبہ و معان میں اس قسم کے استحکامات کرنا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت و دشمنی کا کھلا ہوا مظاہرہ ہے اور عالم اسلامی میں اس سے عام ہیجان و اضطراب پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

محرک:۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی

مؤید:۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری

تجویز نمبر ۱۴

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مصر کی مختلف سیاسی جماعتوں کے متحدہ محاذ پر جو مصر کی آزادی کے لئے قائم کیا گیا ہے اہل مصر کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے اور اس مبارک اقدام کو تحریک آزادی مصر کیلئے ایک مجاہدانہ اقدام اور موجب کامیابی و فتحمندی سمجھتا ہے۔

محرک:۔ مولانا عبدالحامد صاحب

مؤید:۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

تجویز نمبر ۱۵

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس سنٹرل پی ڈبلیو ڈی کے اس غیر منصفانہ طرز عمل کو کہ محکمہ کی ملازمتوں میں اہل دہلی اور خصوصاً مسلمانوں کا واجبی حصہ نہیں دیا گیا۔

اور اس تغافل شعاری اور بیجا انکار کو جس کے نتیجہ کے طور پر ٹھیکوں میں ایک ہی قوم کے بیرونی افراد کا مختلف تدبیروں اور ناجائز ذرائع کے استعمال سے ۹۰ فی صدی تسلط ہو گیا ہے۔ تشویش اور ناراضی کی نظر سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اہل دہلی کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اس محکمہ کی ملازمتوں میں ان کا واجبی حصہ دیا جائے اور ٹھیکہ دینے اور ٹھیکہ داروں کی فہرست میں ناموں کے اندراج کا بھی ایسا معقول انتظام کیا جائے کہ ہر قوم کے مستحق افراد اس میں حصہ لے سکیں۔

اگر ایسا انتظام نہ کیا گیا تو اس محکمہ کے خلاف اہل دہلی خصوصاً مسلمانوں میں غم و غصہ کے جذبات روز افزوں ترقی پذیر ہوں گے۔

محرک:۔ بلال احمد صاحب زبیری

مؤید:۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب

تجویز نمبر ۱۶

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس انجمن حمایت الاسلام لاہور کا اس اقدام پر کہ اس نے مرزائیوں کو اپنے ادارے سے علیحدہ کر کے مسلمانان ہند کے صحیح احساسات اور مذہبی خواہشات کو پورا کیا ہے مستحق مبارکباد قرار دیتا ہے۔ اور تمام مسلم اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں کے ذمہ دار منتظموں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مرزائی جماعت کے زہریلے جراثیم سے مسلمانوں اور خصوصاً نونہال بچوں کے دل و دماغ کو محفوظ رکھنے کی خاطر مرزائیوں کو تمام مسلم قومی اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں سے جلد از جلد علیحدہ کر کے قومی و مذہبی فرض شناسی کا ثبوت پیش کریں۔

نیز محکمۂ تعلیم کے افسروں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مرزائی ٹیچروں اور ماسٹروں کو مقرر نہ کریں کیونکہ مرزائی ٹیچر سکولوں میں بھی اپنے مذہبی مشن کی تبلیغ سے باز نہیں رہتے۔ اور یہ بات مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ناقابل برداشت ہے۔

محرک:۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

مؤید:۔ مولانا محمد سمیع اللہ صاحب

تجویز نمبر ۱۷

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا یہ اجلاس ان لوگوں کے خلاف جو کتاب امہات الامہ کی مکرر اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ حالانکہ یہ کتاب خود مصنف کے اقرار اور فیصلے سے ناقابل اشاعت قرار دی جا کر دہلی میں تلف کر دی گئی تھی، غیظ و غضب کا اظہار کرتا ہے اور شائع کنندگان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس اشاعت سے علانیہ تبری شائع کریں اور کتاب کو تلف کر دیں اور اگر شائع کرنے والے تبری کی اشاعت اور کتاب کو تلف نہ کریں تو یہ اجلاس حکومت پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کتاب امہات الامہ کو

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس میں دس (۱۰۰۰۰) ہزار مسلمانوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر

صدر منتخب حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے استقبال پر زبردست جوش و خروش

تین دن کی مسلسل کارروائیاں

اہم قراردادوں کی منظوری، مسٹر جناح کی شرکت اور دیگر تفصیلات

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا سالانہ اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ کو بمقام [illegible] نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ اجلاس ایک عظیم الشان پنڈال کے اندر منعقد ہوتا رہا جو اسی مقصد کے لئے خاص طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ ہر نشست میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں کا مجمع تھا۔ اور ہر چند کہ پنڈال میں گنجائش کے باوجود حاضرین کی کثرت کے باعث برابر توسیع کا سلسلہ جاری رہا اور نشستوں کی ترتیب بدلتی پڑی۔

حاجی محمد عبدالغفار صاحب صدر مجلس استقبالیہ کا خطبہ صدارت اور پہلے اجلاس کی کیفیت اشاعت گزشتہ میں شائع کی جا چکی ہے۔ صدر استقبالیہ کے خطبہ کے بعد حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی صدارت میں پہلے دن کی کارروائی جاری رہی اور شب کی نشست میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، بیگم صاحبہ محمد علی مرحوم، اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے مختلف عنوانات پر بصیرت افروز تقریریں ارشاد فرمائیں۔

دوسرے دن ۲۸ مارچ کو صبح ۸ بجے فرنٹیئر میل سے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے دہلی تشریف لائے۔ اسٹیشن پر مسلمانوں کا نہایت کثیر مجمع تھا۔ جس وقت گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی تو تمام اسٹیشن اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ ساڑھے دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے مولانا کی زیارت کی اور اپنے والہانہ شوق کا اظہار کیا۔ اجلاس کے رضاکاروں اور مدارس عربیہ کے طلباء نے حضرت کو جلوس کی شکل میں پلیٹ فارم سے باہر تک پہنچایا۔ جہاں مجمع کے اندر اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اسٹیشن سے کمپنی باغ میں تشریف لا کر مجمع کے سامنے حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حضرت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے تقریریں فرمائیں اور حضرت مولانا کی دعا کے بعد یہ مجمع منتشر ہو گیا۔

[illegible] بجے کے بعد کمیٹی کا اجلاس پٹودی ہاؤس کے سامنے جہاں اجلاس کی تیاریاں کی گئی تھیں منعقد ہوا اور ایک بجے تک تجاویز پر بحث ہوتی رہی۔ بعد ازاں قراردادیں منظوری کے لئے پیش کی گئیں تاکہ اجلاس عام میں پیش کی جائیں۔

سہ پہر کو اجلاس شروع ہوا اور صدارت کی کرسی پر حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جلوہ افروز ہوئے اور حضرت مولانا کی تقریر صدارت کے بعد پہلی نشست ختم ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد دوسری نشست شروع ہوئی اور شب کو ۹ بجے تک اجلاس جاری رہا۔

تیسرے دن ۲۹ مارچ کو صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک اور پھر سہ پہر کو اجلاس منعقد ہوا اور باقی ماندہ قراردادیں بالاتفاق منظور کی گئیں۔ جن میں سے بعض پر بحث ہوئی اور رات کی نشستوں میں اسی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا جیسا کہ ظاہر کی گئی ہے۔

دوسری نشست میں مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی نہایت پرجوش تقریر ہوئی جس کا ترجمہ اردو میں مسٹر آصف علی ایم ایل اے نے کیا۔ اس تقریر اور دیگر مقررین کی تقریروں کے خلاصے اس اشاعت میں درج نہیں کئے جا سکے انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعتوں میں پیش کئے جائیں گے۔

شب کو جب قراردادیں ختم ہو چکیں تو صدر محترم کی ایک اختتامی تقریر ہوئی اور اس کے بعد مسلمانان دہلی کی جانب سے خصوصاً شکریہ کی قرارداد پیش ہوئی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں امداد فرمائی تھی۔

الغرض اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر طبقہ اور خیال کے مسلمانوں نے پورے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جمعیۃ علماء اور مسلم لیگ کا اشتراک عمل ۱۹۳۶ء کے زمانہ کے بعد پھر شروع ہو گیا ہے۔ [illegible] تجارت پیشہ اور طلبائے مدارس عربیہ کے طلباء اور رضاکاروں نے بھی شرکت کی۔ اس لحاظ سے یہ اجلاس خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

جو قراردادیں اس اجلاس میں منظور کی گئیں انہیں ہدیہ قارئین کرام کیا جاتا ہے:

تجویز نمبر ۱

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا [illegible]، مولانا عبدالرشید صاحب، مولانا ابراہیم صاحب [illegible] اور دیگر علماء کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

منجانب صدر

تجویز نمبر ۲

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسٹر کمال اتاترک [illegible] کی وفات پر اظہار رنج و غم کرتا ہے جو [illegible] ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں قربانیاں پیش کیں اور درحقیقت ان کی وفات سے ایک ایسے سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا ہے جو جنگ آزادی کی آخری کڑی تھی۔

یہ اجلاس ان کے مخلص اور وفادار اعزہ سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

منجانب صدر

تجویز نمبر ۳

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں کا وہ عظیم الشان طبقہ جو اپنے آپ کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے الگ سمجھتا ہے [illegible] اس کی کوشش ہے کہ وہ اسلامی [illegible] کی طرف رجوع کریں۔

یہ اجلاس امید کرتا ہے کہ ہندوستان کے تمام [illegible]

تجویز نمبر ۴

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس [illegible] کو مسلمانوں کی [illegible] مساجد اور مقابر کے تحفظ کے لئے [illegible]

محرک: حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

مؤید: حضرت مولانا احمد علی صاحب

مؤید: حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب

تجویز نمبر ۵

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس ارون ہسپتال کے اس [illegible] حکومت کو متوجہ کرتا ہے [illegible]

محرک: مولانا عطاء اللہ صاحب

مؤید: حافظ محمد عثمان صاحب

تجویز نمبر ۶

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس [illegible]

تجویز نمبر ۷

کے محکمہ نے اقسام انتظامات کے افسران نے جو بعض مساجد کی حرمت اور تقدس کے متعلق [illegible] اقامت دین اور اسلامی شعائر کے احترام میں [illegible]

یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ [illegible] اختیار کریں۔

محرک: مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند

مؤید: مولانا شیخ محمد فاروق صاحب سکریٹری انجمن سیف الاسلام

تجویز نمبر ۸

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس گیان باپی بنارس میں [illegible] مسجد کے تنازعہ کے متعلق [illegible] حکومت صوبہ یو پی سے مطالبہ کرتا ہے کہ [illegible] تحقیقات کرے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

یہ اجلاس [illegible] مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ [illegible]

محرک: مولانا [illegible]

مؤید: مولانا حافظ محمد یٰسین صاحب

تجویز نمبر ۹

دور حاضر میں مسلمانوں کے عام افلاس اور بے روزگاری اور ذرائع معاش کی تنگی پر نظر کرتے ہوئے جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مسلمانان ہندوستان سے عموماً اور مسلمانان دہلی سے خصوصاً عاجزانہ مگر نہایت سختی کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہے کہ

(الف) کتاب و سنت اور فقہ کی روشنی میں اپنی شادی اور غمی کی تمام رسوم کا جائزہ لیں اور دین و دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے خیال سے ان تمام رسوم کو قطعی طور پر ترک کر دیں جن کا اصل ماخذ غیر مسلم اقوام کا رسم و رواج ہے اور جو شریعت اسلامیہ کی رو سے حرام یا مکروہ یا مفضی الی الحرام ہیں اور جو رسوم کہ اباحت کی حد میں بھی داخل ہوں مگر ان کے التزام اور عموم ابتلا کی وجہ سے اوسط درجہ کے مسلمان افلاس و نکبت اور سودی قرض کی مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں ان کی بھی اس حد تک اصلاح کر لیں کہ مسلم قوم ان کے نتائج مہلکہ سے محفوظ رہے اور ایصال ثواب میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں۔

(ب) اور تمام مسلمان صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف پوری توجہ کریں اور سعی کریں کہ قوم کا کوئی فرد بیکاری اور فضول باتوں میں وقت گزاری نہ کرے اس خیال کو ترک کر دیں کہ تجارت کے لئے بڑی رقم درکار ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے سرمایہ سے کام شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھیں کہ وہ دیانت اور اخلاص کے ساتھ عمل و سعی کرنے والوں کی ضرور مدد فرماتا ہے اور مخلص دیانتدار بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

(ج) اور تمام مسلمان خوش خلقی اور دیانت اور خدمت خلق [illegible] کے اوصاف حسنہ اور ملکات پسندیدہ اپنے اندر پیدا کر کے اسلامی سیرت اور اخلاق نبوت کے اتباع کا صحیح نمونہ پیش کریں۔

محرک: مولانا ابو الوفا صاحب شاہجہانپوری

مؤید: مولانا عبدالسمیع صاحب

تجویز نمبر ۱۰

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ کے اس جابرانہ طرز عمل کو جو اس نے فلسطین میں ایک انتدابی حکومت کی حیثیت سے جاری کر رکھا ہے انتہائی تشویش و اضطراب کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان مطالبات کی پرزور تائید کرتا ہے جو مظلوم باشندگان فلسطین کی جانب سے طلب آزادی اور انسداد تحریک صیہونیت و استرداد اعلان بالفور کے متعلق پیش کئے گئے ہیں اور جنہیں برطانوی وزیر نو آبادیات نے بغیر کسی معقول دلیل کے مسترد کر دیا ہے۔ اجلاس کی رائے میں حکومت برطانیہ کا یہ فعل کہ وہ فلسطین میں دنیا بھر کے یہودیوں کو لا کر بسا رہی ہے اور ان کی تعداد کو نہایت خطرناک حد تک پہنچا چکی ہے اور باوجود مسلسل احتجاج کے اپنی اس پالیسی پر قائم ہے نہ صرف فلسطین اور جزیرۃ العرب کے امن و امان کو تباہ و برباد کرنے والا ہے بلکہ تمام دنیائے اسلام میں اس طرز عمل سے برطانیہ کے خلاف سخت جذبات غیظ و غضب پیدا ہو رہے ہیں اور اگر یہ حکمت عملی جلد تبدیل نہ کی گئی تو اس کے نتائج سخت مہلک ثابت ہوں گے۔

محرک: مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

مؤید: مولانا مبارک حسین صاحب

تجویز نمبر ۱۱

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس دہلی یونیورسٹی، سکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن اور مقامی حکومت کے ارباب حل و عقد سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ دہلی کے تمام اسکولوں اور کالجوں میں اردو کو تعلیم کی زبان بنایا جائے اور کل مضامین اردو ہی میں پڑھائے جائیں اور امتحان بھی اردو ہی میں لیا جائے۔

کیونکہ اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے سے اعلیٰ تعلیم کے بیش از بیش فوائد کا حصول اور تعلیم کی کثرت اشاعت تسلیم شدہ اور یقینی ہے۔

نیز اس میں دہلی کی ایک امتیازی خصوصیت بھی قائم رہتی ہے جس کی وہ اپنی سیاسی و تعلیمی حیثیت سے نیز اس لحاظ سے کہ وہ اردو زبان کا اصل مرکز ہے مستحق ہے۔

محرک: مولانا سجاد حسین صاحب مدرس فتحپوری

مؤید: مولانا محبوب الٰہی صاحب مدرس فتحپوری

تجویز نمبر ۱۲

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس دہلی میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ابتدائی مدارس میں مسلمان طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیں تاکہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ان کی مذہبی اور اخلاقی اصلاح و تربیت بھی ہو سکے اور ابتدائی عمر جو مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہوتا ہے میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدارس میں صرف ایک قسم کی تعلیم میں ضائع

نہ ہو۔

محرک: مولانا محمد سمیع اللہ صاحب

مؤید: مولانا سکندر الدین صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مؤید: مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

تجویز نمبر ۱۳

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس عقبہ اور معان میں برطانوی حکومت کے فوجی استحکامات کو آزادی اسلام و مرکز اسلام کے سخت مہلک خیال کرتا ہے، اور جزیرۃ العرب میں برطانوی اقتدار حاصل کرنے کے لئے ایک عرصہ سے جو کوشش کی جا رہی ہے اس اقدام کو ان کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

اس اجلاس کی رائے میں حکومت برطانیہ کا اپنے صریح وعدوں کے خلاف عقبہ و معان میں اس قسم کے استحکامات کرنا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت و دشمنی کا کھلا ہوا مظاہرہ ہے اور عالم اسلامی میں اس سے عام ہیجان و اضطراب پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

محرک: مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی

مؤید: مولانا ابو الوفا صاحب شاہجہانپوری

تجویز نمبر ۱۴

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس مصر کی مختلف سیاسی جماعتوں کے متحدہ محاذ پر جو مصر کی آزادی کے لئے قائم کیا گیا ہے اہل مصر کی خدمت میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے اور اس مبارک اقدام کو تحریک آزادی مصر کے لئے ایک مجاہدانہ اقدام اور موجب کامیابی و فتح مندی سمجھتا ہے۔

محرک: مولانا عبدالحکیم صاحب

مؤید: مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

تجویز نمبر ۱۵

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس سنٹرل پی ڈبلیو ڈی کے اس غیر منصفانہ طرز عمل کو کہ محکمہ کی ملازمتوں میں اہل دہلی اور خصوصاً مسلمانوں کا واجبی حصہ نہیں دیا گیا۔

اور اس تغافل شعاری اور سہل انگاری کو جس کے نتیجہ کے طور پر ٹھیکوں میں ایک ہی قوم کے بیرونی افراد کا مختلف تدبیروں اور ناجائز ذرائع کے استعمال سے ۹۰ فی صدی تسلط ہو گیا ہے سخت تشویش اور ناراضی کی نظر سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اہل دہلی کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اس محکمہ کی ملازمتوں میں ان کا واجبی حصہ دیا جائے اور ٹھیکے اور ٹھیکیداروں کی فہرست میں ناموں کے اندراج کا بھی ایسا معقول انتظام کیا جائے کہ ہر قوم کے مستحق افراد اس میں حصہ لے سکیں۔

اگر ایسا انتظام نہ کیا گیا تو اس محکمہ کے خلاف اہل دہلی خصوصاً مسلمانوں میں غم و غصہ کے جذبات روز افزوں ترقی پذیر ہوں گے۔

محرک: ہلال احمد صاحب زبیری

مؤید: حضرت مولانا احمد سعید صاحب

تجویز نمبر ۱۶

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس انجمن حمایت الاسلام لاہور کا اس اقدام پر کہ اس نے مرزائیوں کو اپنے اداروں سے علیحدہ کر کے مسلمانان ہند کے صحیح احساسات اور مذہبی خواہشات کو پورا کیا ہے مستحق مبارکباد قرار دیتا ہے۔ اور تمام مسلم اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں کے ذمہ دار منتظموں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مرزائی جماعت کے زہریلے جراثیم سے مسلمانوں اور خصوصاً نونہال بچوں کے دل و دماغ کو محفوظ رکھنے کی خاطر مرزائیوں کو تمام مسلم قومی اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں سے جلد از جلد علیحدہ کر کے قومی و مذہبی فرض شناسی کا ثبوت پیش کریں۔

نیز محکمہ تعلیم کے افسروں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مرزائی ٹیچروں اور ماسٹروں کو مقرر نہ کریں کیونکہ مرزائی ٹیچر اسکولوں میں بھی اپنے مذہبی مشن کی تبلیغ سے باز نہیں رہتے۔ اور یہ بات مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ناقابل برداشت ہے۔

محرک: مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

مؤید: مولانا سمیع اللہ صاحب

تجویز نمبر ۱۷

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس ان لوگوں کے خلاف جو کتاب امہات الامہ کی مکرر اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ حالانکہ یہ کتاب خود مصنف کے اقرار اور فیصلہ سے ناقابل اشاعت قرار دی جا کر دہلی میں تلف کردی گئی تھی غیظ و غضب کا اظہار کرتا ہے اور شائع کنندگان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس اشاعت سے علانیہ تبری شائع کریں اور کتاب کو تلف کر دیں اور اگر شائع کرنے والے تبری کی اشاعت اور کتاب کو تلف نہ کریں تو یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کتاب امہات الامہ کو

تجویز نمبر ۱۶

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا یہ اجلاس انجمن حمایت الاسلام لاہور کا اس اقدام پر کہ اس نے مرزائیوں کو اپنے اداروں سے علیحدہ کر کے مسلمانان ہند کے صحیح احساسات اور مذہبی خواہشات کو پورا کیا ہے مستحق مبارکباد قرار دیتا ہے۔ اور تمام مسلم اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں کے ذمہ دار شخصوں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مرزائی جماعت کے زہریلے پروپیگنڈے سے مسلمانوں اور خصوصاً نونہالان قوم کے دل و دماغ کو محفوظ رکھنے کی خاطر مرزائیوں کو تمام مسلم قومی اداروں خصوصاً تعلیم گاہوں سے جلد از جلد علیحدہ کر کے قومی و مذہبی فرض شناسی کا ثبوت پیش کریں۔

نیز محکمہ تعلیم کے افسروں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مرزائی پروفیسر اور ماسٹروں کو مقرر نہ کریں کیونکہ مرزائی ٹیچر سکولوں میں بھی اپنے مذہبی مشن کی تبلیغ سے باز نہیں رہتے۔ اور یہ بات مسلمانوں کی نقطۂ نظر سے ناقابل برداشت ہے۔

محرک:۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب
موئید:۔ مولانا سمیع اللہ صاحب

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس کی تقریریں

جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس میں متعدد تقریریں نہایت اہم اور معنی خیز ہوئی ہیں جنہیں الجمعیۃ کی آئندہ اشاعتوں میں حسب گنجائش شائع کیا جاتا رہے گا۔ صدر منتخب حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی تقریر مساجد اللہ کی شرعی حیثیت کے متعلق، مسٹر محمد علی جناح ایم۔ ایل۔ اے صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی تقریر کیونل ایوارڈ اور مسلمانوں کے جذبہ حریت وطن کے متعلق، حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی تقریر شریعت اسلامیہ میں عورتوں کے حقوق کے متعلق، اور مسٹر بلال احمد زبیری ایم۔ اے ایڈیٹر الجمعیۃ کی تقریر آئندہ دستور اساسی کے متعلق۔ یہ تمام تقریریں مختلف اشاعتوں میں شائع کی جائیں گی۔ قارئین کرام انتظار فرمائیں۔

SEMI-WEEKLY
Aljamiat DELHI.
الجمعیۃ دہلی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۹۳
فی پرچہ ایک آنہ
ایڈیٹر:- ہلال احمد زبیری (ایم-اے)
جلد ۲۳ | دہلی۔ یوم پنجشنبہ ۱۶ر محرم الحرام ۱۳۵۵ھ ہجری۔ مطابق ۹ر اپریل ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۴

جمعیۃ علماء مسلمانوں کی صحیح قیادت و رہنمائی کا حق ادا کر رہی ہے

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ علماء امت کا اتباع کریں

مذہب کی پیروی کے بغیر مسلمان ترقی نہیں کر سکتے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی ولولہ انگیز تقریر صدارت

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۸ر مارچ ۱۹۳۶ء کو جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرماتے ہوئے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ تحریری نہ تھا کیونکہ حضرت مولانا اسی روز صبح کو سفر حج سے واپس تشریف لائے تھے اور کراچی سے براہ راست دہلی پہنچے تھے اور اس اجلاس کی صدارت کے متعلق ممدوح کو کراچی میں حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کا تار موصول ہوا تھا۔ اس لئے پہلے سے کوئی خطبہ صدارت تیار نہیں تھا۔ حضرت نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی جس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

حضرت مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد اپنی تقریر کے ابتدائی حصہ میں جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس عظیم الشان اجتماع کی صدارت کے لئے مجھے منتخب کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ میں ایک عرصہ کے طویل سفر سے ابھی واپس آ رہا ہوں اس لئے ہندوستان کے موجودہ حالات کی تحقیقات نہیں ہے اور ان پر کوئی سیر حاصل تبصرہ نہیں کر سکتا۔ تاہم میں مسلمانوں کی عام حالت اور اس نازک زمانے میں علمائے امت کی قیادت و سیادت کے متعلق کچھ اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں تاکہ آپ حضرات کو اس اجلاس کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ ہو جائے۔

مسلمانوں نے زمانہ قدیم میں جو کچھ ترقیاں کیں وہ محض مذہب کی بدولت کیں۔ جب تک وہ مذہب کے پابند رہے برابر ترقی کرتے چلے گئے حتی کہ تمام دنیا پر انہوں نے حکومت کی اور مشرق و مغرب پر صدیوں تک چھائے رہے لیکن جب انہوں نے مذہب کو چھوڑا تو ہر قسم کی تباہی و بربادی شروع ہوئی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مذہب کو چھوڑ کر کوئی [illegible]

علماء میدان میں آئیں اور انہیں ضلالت و گمراہی کے بھنور سے نکالنے کی کوشش کریں۔

۱۹۱۵ء میں جبکہ جنگ عظیم کے شعلے تمام دنیا میں بھڑک کر امن عالم کو تباہ و برباد کر چکے تھے اور اس جنگ کے اثرات بالعموم دنیائے اسلام سخت ہلاکت و تباہی میں مبتلا تھی چند اکابر امت نے مثلاً حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علمائے ہند کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ مذہب کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں اور علماء ضروریات سیاسیہ و مذہبیہ پر غور کر کے عوام الناس کی رہنمائی کریں اور مسلمانوں سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے مستقبل کو درست کرنے کے لئے اسی جمعیۃ علماء کو مشعل ہدایت سمجھیں اور اسی کی اتباع کر کے فوز و فلاح حاصل کریں۔

خدا کا فضل ہے کہ جمعیۃ علماء اس وقت سے اس وقت تک برابر مسلمانوں کی صحیح نمائندگی کا فرض ادا کر رہی ہے مسلسل مصیبتیں آئیں تکالیف کا سامنا ہوا اور برابر ہوتا جا رہا ہے مگر جمعیۃ علماء [illegible]

[illegible]

کے مطابق ہندو مسلم اتحاد کے لئے فضا پیدا کی اور اس ملک کے باشندوں میں رواداری کے جذبات پیدا کرنے پر زور دیا ہر زمانہ میں اس نے سیاسیات حاضرہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحثیں کیں۔ اور ہر مرحلہ پر مسلمانوں کے لئے ایک روشنی مہیا کر دی تاکہ وہ گرد و پیش کی تاریکی سے گمراہی کے غاروں میں گر کر ہلاک نہ ہو جائیں۔ [illegible]

"بندھ جائے سو موتی ہے رہ جائے سو دانہ ہے"

مولانا عزیز احمد صاحب فیض آبادی نے حسب ذیل نظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی کے اجلاس میں مسٹر محمد علی جناح کی تقریر سے قبل اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنائی تھی جس کا اثر حاضرین پر بہت زیادہ ہوا تھا اور تمام پنڈال اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا تھا:-

ہشیار ہو اے مسلم ہستی کو مٹانا ہے
بیگانہ ہے دنیا میں کوئی نہ یگانہ ہے

آزادی کا پرچم ہے یا گوئیں جانا ہے
تقدیر دکھاوے تو ہم کو جو دکھانا ہے

ہاں پھر ابھی دنیا کو اکبار ہلانا ہے
بکھری ہوئی امت کو اک نقطہ پہ لانا ہے

پھر سنت فاروقی اکبار جگانا ہے
مغرب کا سرا لیکر مشرق سے ملانا ہے

اٹھ مسلم خوابیدہ اٹھ دیکھ ہوا آخر کا
او نیند کے متوالے کھوں ابھی جانا ہے

بیداری کی دنیا میں ہم آگ لگا دینگے
کیا کفر نے سمجھا ہے کیا ظلم نے جانا ہے

اٹھو بھی کہیں دیکھو کچھ ہوش میں آؤ تو
اغیار کی طاقت کو انگلی پہ نچانا ہے

اسلام کے جانباز و جنت کے خریدارو
تلوار کے سایہ میں اک کھیل کھلانا ہے

تم وہ تھے کہ خائف تھا اک روز جہاں تم سے
اک وہ بھی زمانہ تھا اک یہ بھی زمانہ ہے

تیرے تو قدم پر ہے فردوس بریں قرباں
تو آن سے ڈرے جنگ دوزخ میں ٹھکانا ہے

اسلاف کی عزت سے کچھ غور تو کر مسلم
کچھ اور بھی باقی ہے جو اور مٹانا ہے

اے غیرت دیرینہ امداد کا وقت آیا
ہشیار ترے اوپر ہنسنے کو زمانہ ہے

تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا ہے یہ میداں
کفار کے لشکر میں اب کود کے جانا ہے

لے دیکھ ادھر مسلم یہ موت کا رشتہ ہے
بندھ جائے سو موتی ہے رہ جائے سو دانہ ہے

فرائض کو ادا کیا ہے مگر آپ حضرات کی بے توجہی کی وجہ سے اس کو ہر قدم پر مشکلات پیش آ رہی ہیں اور وہ ہر قسم کی مفید سے مفید تجاویز پیش کرنے کے باوجود بے عملی کا شکار ہوتی رہی ہے دوسری قومیں اپنے رہنماؤں کا کہنا مانتی ہیں ان کی اطاعت کرتی ہیں مگر مسلمان اپنے اکابر کی ہر بات کو ٹھکرا دینے کے عادی ہیں میں آپ حضرات کا ایک نالائق خادم ہوں اس لئے میں بھی اپنی شکایت مخلصانہ طور پر پیش کرتا ہوں اور اس طرح پیش کرتا ہوں جس طرح بیٹا اپنے باپ کے سامنے غلام اپنے آقا کے سامنے اپنی شکایت پیش کیا کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس شکایت کو غور کے ساتھ سنیں گے اور اس پر توجہ کریں گے۔

میرے عزیزو! آج دین و دنیا کی بھلائی نہیں حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ ہم خدا کی تعلیم اسلام کی تعلیم اور رسول کی تعلیم کو مضبوط پکڑیں۔ اور قرآن و حدیث کو شریعت کو اور علماء ربانی کو اپنا رہبر سمجھیں اور جن پیروں، لیڈروں، مولویوں اور علماء کو دیکھیں کہ وہ اس طریقہ پر قائم ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہم کو معلوم ہوتا ہے ان کی بات پر عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشدد کی تعلیم اس وقت دی گئی تھی جب آپ کی عمر ۵۳ سال کی ہو گئی تھی جب آپ ضعیف ہو گئے تھے اور جب حجرے میں بیٹھ کر فقط عبادت میں لگے رہتے تھے۔ نو برس کی آخری زندگی میں ستائیس یا اٹھائیس غزوات میں آپ شریک ہوئے پھر آج کوئی مسلمان اپنی کمزوری یا اضمحلال کو بہانہ بنا کر عملی جد و جہد سے کس طرح کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

میرے عزیزو! ہمارا فرض ہے کہ اس جماعت کو جو ہمیشہ ہمارے لئے جد و جہد کرتی رہی ہے اپنا رہنما سمجھیں۔ جمعیۃ العلماء آپ سے اجتماعی زندگی کی طلبگار ہے۔ انفرادی اور اکیلے پن کی زندگی کی طالب نہیں۔ اجتماعی زندگی کے جو فوائد ہیں وہ اس وقت نفع آور اور مفید ہو سکتے ہیں جب چاروں طرف سے مسلمان اس کے لئے عملی جد و جہد کریں۔ جس طرح یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص گھر میں بیٹھا رہ کر اس کا انتظار کرے کہ میں نماز جمعہ اس وقت پڑھوں گا جب جماعت آ جائے گی اسی طرح آج تحریکات قومی میں ہر شخص کا فریضہ ہے کہ وہ ہر لائحہ عمل جو اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر عمل کرے

[illegible]

مباحثِ امروز

فلسطین کے مظالم ـــــ اور ـــــ فوجی بل

سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب سے سول نافرمانی کی پرزور درخواست

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

کچھ عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب میں کام… سر سکندر حیات خاں کی گورنمنٹ ہوتے ہوئے بار بار مرکزی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ان رنگروٹوں کے متعلق … کارروائی کرنے کا بل پیش ہوا… [illegible]

لیگ اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے میں ناکام رہی

[illegible]

فلسطین میں انگریزی حکومت کے مظالم

[illegible]

سر سکندر اور فوجی بل

[illegible]

سکندر جناح میں رقابت

[illegible]

واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کا سکوت

[illegible]

لیگ کی حرکتوں کا نتیجہ

[illegible]

سر سکندر حیات سے سول نافرمانی کا مطالبہ

[illegible]

مباحثِ امروز

فلسطین کے مظالم اور فوجی بل

سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب سے سول نافرمانی کی پرزور درخواست

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

[illegible]

سر سکندر اور فوجی بل

لیگ اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے میں ناکام رہی

لیگ کی دراصل [illegible]

[illegible] ناکام رہے اور انشاء اللہ ناکام ہی رہیں گے۔

فلسطین میں انگریزی حکومت کے مظالم

[illegible]

اپنے مدعا میں کامیاب ہو جاتے لیکن لیگ نے اپنی کفر دوستی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے ایسا نہ ہونے دیا اور فلسطین کے ہزاروں بیگناہ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اب تک برابر اس میں مصروف ہے۔ لیگ اور اس کے ذمہ دار ارکان میں اب بھی اگر غیرت ایمانی موجود ہے تو انہیں فوراً جلد از جلد میدان عمل میں آکر حکومت کو بتلا دینا چاہئے کہ وہ نو کروڑ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے (جیسا کہ انڈین نیشنل کانگریس سے مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کا اس کا مطالبہ بھی ہے) دیگر اسلامی جماعتیں انشاء اللہ میدان عمل میں لیگ صدر کی قیادت میں صدر کے مقابلہ پر اپنا صدر، ناظم کے مقابلہ پر اپنا ناظم، ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کے مقابلہ میں اپنے ورکنگ کمیٹی کے ممبر پیش کرنے میں قطعاً پس و پیش نہیں کریں گی۔

سر سکندر حیات سے سول نافرمانی کا مطالبہ

[illegible]

بقیہ مضمون صفحہ ۴ کالم ۴

اہل حق کی امداد و اعانت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:
(المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ولا یخذلہ
(الحدیث) ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم
اور نہ اس کو دشمن کے پنجہ میں چھوڑے اور نہ اس کی مدد سے منہ موڑے
یعنی اس طرح اعراض نہ کرے کہ جس سے وہ دنیا میں ذلیل اور
رسوا ہو جائے" کے مطابق کسی قسم کی کوتاہی نہ فرمائیں گے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ارشاد:

(الفرق بین المسلم والمنافق ترک الجہاد)

(ترجمہ) مسلمان اور منافق کا فرق ترک جہاد ہے" کے مطابق
زمرہ منافقین سے نکلنے کی پوری سعی کریں گے اور مجاہدین فلسطین
کی ہر قسم کی امداد فرما کر انگریزی حکومت کو بتلا دیں گے کہ مسلمانان
ہند کی آن ایک زندہ جماعت ہے جو بے کس اور بے بس
مظلوم مسلمانوں کی لاشوں کو خاک و خون میں تڑپانے کا تماشا
نہ دیکھ سکے

یکم فروری ۳۸ء

یکم فروری ۱۹۳۸ء

مسلم حقوق کا مسئلہ

کانگریس اور گاندھی جی کی دوسری غلطی

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا بیان

مسٹر محمد علی جناح کے بعد مسلم حقوق کا تصفیہ کرنے کے لئے اب سر آغا خاں صاحب بروپ کے تشریف لائے ہیں اس سلسلہ میں گاندھی جی اور دیگر ارکان کانگریس سے آپ تبادلہ خیالات بھی فرما چکے ہیں اور اخبارات کی ایک اطلاع کے مطابق آپ دیگر اسلامی جماعتوں سے بھی بہت جلد تبادلہ خیالات کا ارادہ رکھتے ہیں چونکہ سر آغا خاں صاحب کو حکومت کا اور حکومت کو آپ کا کامل اعتماد حاصل ہے اور حکومت کے نقطہ نگاہ کی حفاظت آپ کے لئے ایک ضروری امر ہے اور حکومت فیڈریشن کے نفاذ کے لئے اس وقت نہایت بے چین ہے سر آغا خاں حکومت کے ایماء پر اس مہم کو سر کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اس لئے ہمارے خیال میں ملک اور قوم کے لئے اس نئی گفتگو کا نتیجہ شاید مسٹر جناح کی گفتگو سے بھی بدتر ثابت ہو کیونکہ جناح براہ راست در اصل حکومت کے ایجنٹ نہیں ہیں جیسا کہ سر آغا خاں صاحب ہیں

بنا بریں ہم گاندھی جی اور دیگر ارکان ورکنگ کمیٹی سے بہ پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلم حقوق کے آخری اور قطعی تصفیہ کے متعلق جمعیۃ علماء کی ورکنگ کمیٹی سے بات چیت کریں جس نے ملکی معاملات میں ہمیشہ قومی نقطہ نگاہ سے تائید کی ہے اور عملاً ہر قومی تحریک میں پیش پیش رہی ہے چونکہ اس جمعیۃ میں ہندوستان کی ہر آزاد خیال اور ترقی پسند جماعت کے ارکان شامل ہیں اس لئے اسے ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کہلانے کا بھی ہر طرح حق حاصل ہے مسلمانان ہند نے بالعموم اور مسلمانان سرحد نے بالخصوص کانگریس اسٹیج سے جو قربانیاں کی ہیں وہ صرف جمعیۃ علماء ہند ہی کی جد و جہد اور صحیح رہنمائی کا نتیجہ ہے

ان حالات میں ہم حیران ہیں کہ گاندھی جی اور دیگر ذمہ داران کانگریس جب کبھی بھی اس قسم کی گفتگو کا وقت آتا ہے تو سرکاری آدمیوں کو مسلمان قوم کا نمائندہ بنا کر تصفیہ حقوق کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن جب قربانی کا وقت آتا ہے تو جمعیۃ علماء ہند ہی قوم کی صحیح رہنما اور نمائندہ جماعت ثابت ہوتی ہے مسلمانوں کی وطن پرور اور آزادی خواہ جماعتوں کو گاندھی جی اور مولانا الکین کانگریس کے اس طریق کار سے قطعاً اتفاق نہیں ہے ہمیں کامل امید ہے کہ گاندھی جی جلد از جلد اس کا تدارک فرما کر جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس دہلی سے پہلے جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی سے مسلم حقوق کے متعلق کوئی آخری اور قطعی فیصلہ کریں گے ایک اور غلطی کا اضافہ نہیں کریں گے ۔

۳

۱۳؍ مئی سنہ ۳۶ء

علماء خیر اور علماء سوء کی بحث

ملحدین کو علامہ سلیمان ندوی کا جواب

اخبارات میں ایک بحث علماء خیر و علماء سوء کی شناخت اور امتیاز کی چھڑی ہوئی ہے اس سے پہلے کہ ظاہری شناخت اور امتیاز کی بحث پیدا ہو ضرورت ہے کی معنوی شناخت اور امتیاز کی ہے کہ علماء خیر کون ہیں، اور علماء سوء کس کو کہتے ہیں ایک صاحب کے نزدیک علماء خیر وہ ہیں جو بہر دو پیٹ کا آٹا مہیا کریں، اور ایکے مخالف علماء سوء ایک اور صاحب بتر حق کی سند سے ہیں علماء خیر وہ ہیں جو کسی مدعی اسلام کو خواہ کیسی ہی کفریات اور بدعات کا مرتکب ہو کافر یا فاسق یا گمراہ نہ کہتے ہوں اور جو ایسا کہیں وہ علماء سوء ہیں کسی کے نزدیک ایمان اور قرآن کی مخالفت موافقت ان دونوں فرقوں کی معنوی تمیز ہے کسی آزاد خیال کی نظر یہ ہے کہ جو نہ ہیات اور دینیات کی تحریف و نسخ کو جائز رکھے وہ جماعت خیر ہے ورنہ گروہ اشرار میں کوئی صاحب کہتے ہیں کہ ملک کی آزادی کا اس اسکیم کے مطابق جو ان کے ذہن میں ہے جو موافق ہے وہ عالم خیر ہے ورنہ عالم سوء تو جن جماعتوں کی معنوی شناخت اور امتیاز میں اتنے اختلافات ہیں ان کی ظاہری شناخت اور امتیاز کی دعوت کس قدر سطحی بات ہے۔

آج ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر جو جتنے بڑے ملکی آزادی اور وطنی تحریک کے علمبردار ہیں اور انہوں نے اس راہ میں جو کمالات دکھائے ہیں بجائے خود ہیں گو کہ علماء کی جماعت کسی منزل میں ان سے کم اپنی آزادی اور حریت کے دلائل پیش نہیں کر سکتے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ سے لیکر آج تک وہ زمانہ کی کونسی منزل ہے جس میں وہ مدعیان آزادی سے علماء پیچھے رہے ہیں سیاسی خائن، وطنی غدار اور آزادی کے دشمن جس کثرت سے ان ارباب عمامہ و عبا کی صف میں نظر آتے ہیں کیا ان سے بڑھ کر آئینہ تمثال رخساروں والے بلکہ بے ریش و بروت پیران نابالغ میں ان سے کم نہیں پھر ان کے ناز و تبختر کی کیا وجہ ہے؟ اور ان کے اس فخر و غرور کی کیا بنیاد ہے؟ بقول سعدی۔

درویش صفت باش کلاہ تتری دار

مگر آج کے سعدی "درویش صفتی" کے جویاں نہیں صرف کلاہ تتری کے طالب ہیں۔ قول بلا عمل جس طرح مذہب میں بیچ ہے سیاست میں بھی بیکار ہے ۔

(معارف)

جمعیتہ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس

5-03-1932

قضیہ کشمیر پر غور و بحث

جمعیتہ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس جمعیتہ کے دفتر میں ۹ ؍فروری کو شب کے نو بجے بصدارت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ شرکائے اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب محدث۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد و حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعۃ صوبہ بہار و اڑیسہ۔ حضرت مولانا عبدالحلیم الصدیقی۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری۔ حضرت مولانا فخرالدین صاحب صدر مدرس مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ حضرت مولانا مبارک حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم میرٹھ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کھٹوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۹ ؍فروری سے آج ۱۰ ؍تاریخ کی دوپہر تک مجلس کی چند نشستیں ہوئیں ہنوز اجلاس جاری ہے قضیہ کشمیر پر نہایت غور و خوض کے ساتھ بحث کی گئی۔ مفاہمت کے متعلق تمام خط و کتابت پیش ہوئی۔ صوبہ سرحد کے مسئلہ پر بھی نہایت غور و فکر کے ساتھ مباحثہ رہا۔ متعدد حضرات نے اس بحث میں کافی حصہ لیا اور واقعات پر روشنی ڈالی۔ اس وقت تک چند تجاویز منظور کی جا چکی ہیں۔

جناب مولانا نثار احمد صاحب سابق صدر جمعیتہ علماء ہند اور مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ مولانا عبدالکافی صاحب الہ آبادی مولانا عبدالکافی صاحب کانپوری کے انتقال پر ملی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔

حضرات علمائے کرام کی گرفتاری اور بالخصوص صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی قربانیوں پر مبارکباد پیش کی گئی ہے۔

مڈلٹن رپورٹ کو سخت غیر منصفانہ اور ناقابل اعتماد قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ مسلمان اس کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتے۔

حکومت کشمیر کے زہرہ گداز مظالم پر غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں مجلس احرار کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔

مجلس نے اس امر کو تکلیف کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ انگریزی حکومت نے تحریک کشمیر کو اپنی کار براری کا ذریعہ بنایا ہے اور ریاست پر اپنا اقتدار قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس کی ذمہ داری مہاراجہ کشمیر پر بھی عائد کی ہے۔ حکومت کشمیر اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء ہند کے درمیان مصالحت کی غرض سے جو خط و کتابت ہوئی تھی اس کی اشاعت کی اجازت دیدی گئی ہے جو کسی دوسری جگہ شائع کی جا رہی ہے۔

مجلس عاملہ جمعیتہ علمائے ہند کا اجلاس ہنوز جاری ہے۔

24-03-1932

گول میز کمیٹیوں کے متعلق صحیح رائے

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کا اعلان

حضرت علامہ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے یہ مضمون مسلم کانفرنس (منعقدہ لاہور) کے ارباب بست وکشاد کے غور وعمل کے لئے کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر تحریر فرمایا تھا جو افسوس ہے کہ گذشتہ اشاعت میں شایع نہ ہو سکا چونکہ مضمون اس قابل ہے کہ اس کو ہر ہندوستانی مسلمان تک پہونچایا جائے اس لئے باوجود تاخیر کے شایع کیا جاتا ہے۔

مسلمانان ہند کی واحد ترجمان جماعت جمعیۃ علمائے ہند کی ورکنگ کمیٹی بتاریخ ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کے اجلاس میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی شرکت کو بعد از قرار دیگر مسترد کر چکی ہے۔

بانیان کانفرنس چند متضاد اجزاء کا ایک مجموعہ ہے جس کا کسی ایک مفید امر پر جمع ہونا تقریباً محالات سے ہے جیسا کہ اخبارات سے یہ امر بالکل واضح ہو رہا ہے کہ کارپردازان کانفرنس میں گول میز کانفرنس اور اس کی ماتحت کمیٹیوں سے تعاون اور عدم تعاون کے متعلق سخت اختلاف ہے سنا گیا ہے کہ اس کے ازالہ کے لئے بعض ذمہ دار اراکین حکومت ہند نے بھی اپنے انسانی اثر ورسوخ سے کام لیا لیکن وہ اس اختلاف کے دور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

وجہ اختلاف یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک جماعت تو حکومت سے مسلمانوں کے چودہ نکات کے متعلق قابل اطمینان اعلان کی خواہشمند ہے ورنہ گول میز ان کی ماتحت کمیٹیوں کے مقاطعہ پر مصر نظر آتی ہے اور دوسری جماعت قابل اطمینان اعلان کی خواہشمند تو ہے لیکن ایسا نہ ہونیکی صورت میں بھی ہر ممکن طریق پر عرض ومعروض سے متجاوز ہونیکی آرزومند نہیں ہے۔

نہایت تعجب کا مقام ہے کہ جملہ اقوام ہند جبکہ ہر دو گول میز کانفرنس نیز وزیر اعظم اور وزیر ہند کے یکے بعد دیگرے اعلانوں سے مایوس ہو کر آزادی ہند کے لئے اپنی سرفروشانہ جد وجہد میں مصروف نظر آتے ہیں اور ہزارہا محبان وطن جذبہ حریت سے سرشار ہو کر عواقب ونتائج کی پروا نہ کرتے ہوئے جیلوں میں جا چکے ہیں اور مسلمانان ہند کی واحد ترجمان تاریخی جماعت جمعیۃ علماء ہند اپنی ورکنگ کمیٹی توڑ کر صدر محترم حضرت جناب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو اس قربان گاہ پر قربانی کرنے کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کو ان کا قائم مقام قرار دے چکی ہے اور صوبہ سرحد اور ریاست کشمیر میں ناقابل برداشت واقعات کا سلسلہ ایک عرصہ سے برابر جاری ہے ادھر نام نہاد مسلمانوں کی ایک جماعت گول میز کی شرکت کے لئے اس کی ماتحت کمیٹیوں سے برابر تعاون کر رہی ہے۔ اندریں حالات رہنمایان قوم کا اس امر پر غور کرنے کے لئے کانفرنس منعقد کرنا کہ گول میز کانفرنس اور اس کی ماتحت کمیٹیوں سے تعاون کیا جائے یا نہ کیا جائے کس قدر مضحکہ خیز امر ہے کیونکہ اس وقت جبکہ ماتحت کمیٹیاں اپنا تمام کام تقریباً ختم کر چکی ہیں مسئلہ مقاطعہ پر غور کرنا ایک لغو امر ہے اس پر غور کرنے کا وقت اس سے بہت پہلے تھا جبکہ نام نہاد اراکین مسلم کانفرنس برابر گول میز اور اس کی ماتحت کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کر رہی تھی اس وقت جو امر قابل غور ہونا چاہیئے وہ صرف یہ ہونا چاہیئے کہ اس وقت کانفرنس کو کونسا موثر عملی قدم جلد از جلد اٹھایا جائے جو حکومت کو کم سے کم مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کر دے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی ہیں ہر دو اختلاف رکھنے والی جماعتوں سے قطعاً امید نہیں ہے۔ اس لئے آج ہم مسلمانان ہند بالخصوص مسلمان پنجاب اور لاہور سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کارپردازان کانفرنس خواہ وہ تعاونی ہوں یا عدم تعاونی ہر ایک کو اس امر کے لئے مجبور کر دیں کہ وہ کانفرنس میں کسی ایسے پروگرام کی جو حکومت پر براہ راست موثر ہے مرتب فرما کر اس کا عملی اقدام فرما دیں پھر قوم یقیناً ان کے نقش قدم پر چلکر اپنے مقاصد ملکی وملی میں نمایاں کامیابی حاصل کرے گی اور اگر بانیان کانفرنس اپنے اندر اتنی قوت وطاقت اور جرات نہیں رکھتے ہیں تو انہیں ان اسلامی جماعتوں کی صرف زبانی تائید کرنی چاہیے جو حد رخصت سے متجاوز ہو کر دائرۂ عزیمت میں داخل ہو چکی ہیں اور اگر انہیں اتنی بھی سکت نہیں ہے تو پھر انہیں اس غریب مسلم قوم پر رحم فرما کر گوشہ عافیت اختیار کرنا چاہیے جو ایک ضعف الایمان کی نشانی ہے ورنہ وہ وقت بہت قریب ہے کہ دست قدرت اس مکر وفریب کا تار پود بکھیر کر ان کی ان نمائشی کارروائیوں کا خاکہ اڑا کر ان کو ہمیشہ کے لئے کنج لحد میں دفن کر دینے والا ہے۔

یکم جون ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجمعیۃ
دہلی
یوم چہارشنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ

مسلمانوں نے آپس میں شیر و شکر ہو کر اپنے اتحاد و اتفاق کا بہترین نمونہ پیش کر دیا تو ہم یقین کرتے ہیں کہ مفسدین کی کوششیں تمام ملک میں ناکام ہو سکیں گی اور ہر مقام پر دہلی کی تقلید کی جائے گی۔

وفاداری بشرط استواری

اس دوران میں کہ نام نہاد مسلم کانفرنس وزیر اعظم کے آئندہ اعلان پر نظریں جمائے بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اپنے مطالبات کی منظوری کا انتظار کرنے میں مصروف ہے۔ خود ہندوستان کے اندر جو واقعات پیش آ رہے ہیں وہ صاف بتاتے ہیں کہ ہوا کا رخ کس طرف ہو گا صوبہ سرحد کے جو اصلاحات ملیں اور عملاً ان کا جو نتیجہ ظاہر ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے اور محتاج تشریح نہیں، پھر اس کے بعد فرنچائز کمیٹی کی سفارشات کے متعلق سر یعقوب نے جو بیان دیا وہ بھی شائع ہو چکا ہے اور وفاداران ازلی کی مایوسی کا اعلان کر چکا ہے، اب یہی معلوم ہوا ہے کہ علیحدگی سندھ کے لئے جو کانفرنس منعقد کی گئی تھی اس نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ سندھ کو علیحدہ صوبہ نہیں بنایا جا سکتا اس طرح آہستہ آہستہ ان تمام مطالبات کے متعلق حکومت کا طرز عمل واضح ہو رہا ہے جو مسلم کانفرنس کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں اور جن کی حمایت میں آج تک سوائے حکومت کی خوشامد کے اور کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ ...

۱۰ جون کے مظاہرے

حج کے متعلق مسودات قانون

(سلسلہ صفحہ ۲)

جمعیۃ علمائے ہند کی بروقت رہنمائی

مسلم اراکین جمعیۃ مقننہ کو تنبیہ

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مشاورت کا اجلاس جس کے متعلق ہم نے گزشتہ اشاعت میں قارئین کرام کو اطلاع دی تھی ۲۶، ۲۷ مئی کو بمقام مرادآباد منعقد ہو چکا ہے اور اس نے حج کے متعلق مسودات قانون پر غور کرنے کے بعد جو قرارداد منظور کی ہے اسے ہم تفصیل کے ساتھ کسی دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔ اب جبکہ یہ قرارداد مسلمانان ہند کے سامنے آ گئی ہے اور ان مسودات حج کے متعلق ہندوستان کے اکابر علماء کی رائے ظاہر ہو چکی ہے ہم مسلم اراکین اسمبلی و کونسل آف اسٹیٹ کا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ان مسودات کی مخالفت آج ہی سے شروع کر دیں۔ اور اگر حکومت ان میں ایسی ترمیمیں قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو جو حجاج کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے علاوہ شرعی نقطہ نگاہ کے بھی مطابق ہوں تو مجلس مقننہ کے مرحلہ سے لے کر آخری مرحلہ تک اس کی پوری سعی کریں کہ یہ مسودات کسی طرح منظور نہ ہونے پائیں۔ اور حکومت نے ایک خالص مذہبی مسئلہ میں ناجائز پابندیاں عائد کرنے کا جو تہیہ کر لیا ہے وہ کسی طرح پورا نہ ہو سکے۔

فیصلہ کی اہمیت

مجلس مشاورت کی کارروائی کو دیکھنے کے بعد ہم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ حالات میں جبکہ حضرات علمائے کرام کی ایک کافی تعداد جیلوں میں جا چکی ہے اس سے زیادہ کامیاب اور نمائندہ اجلاس تقریباً غیر ممکن تھا۔ اس اجلاس میں صوبہ متحدہ کے علاوہ صوبہ سرحد، صوبہ پنجاب، صوبہ بہار، صوبہ بمبئی اور صوبہ دہلی کی پوری طرح ...

جو ہر طرح قابل نفرت و ملامت ہے"۔
ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حکومت نے ان مسودات کو اپنی موجودہ شکل میں جمعیۃ مقننہ سے منظور کرا کے نافذ کر دیا تو وہ مسلمانوں کے مذہب میں ایک جدید مداخلت کا اقدام کرے گی اور سفر حج میں آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرنے کے بجائے اور زیادہ پیچیدگیوں کا راستہ کھول دے گی۔

مسلم اراکین کے لئے راہ عمل

ایسی صورت میں ان مسلم اراکین اسمبلی کے لئے جو مجلس منتخبہ کے بھی رکن ہیں اور شملہ میں مسودات حج پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں صرف ایک ہی راہ عمل باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہیں اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس ہو اور وہ جو کوئی قدم اٹھائیں مسلمانوں کی خواہش اور ان کے مطالبہ کے مطابق اٹھائیں یعنی ایک مسودہ قانون متعلق مسترد ہونا چاہئے اور دوسرے دو مسودات میں ایسی ترمیمیں ہونی چاہئیں کہ مجلس مشاورت نے ان پر جو اعتراضات وارد کئے ہیں وہ باقی نہ رہیں اور حجاج کے لئے جن سہولتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ان کے اندر داخل کر دی جائیں۔ اگر مجلس منتخبہ نے اس سلسلہ کیا اور ان "قابل نفرت و ملامت" مسودات پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی تو بقول مجلس مشاورت کے یہ امر یقینی ہے کہ "اس خطرناک اقدام کی ذمہ داری حکومت کے ساتھ ساتھ ان پر بھی عائد ہو گی" اور وہ مسلمانوں کے سامنے اس تمام حجت کے بعد کسی طرح اپنی پوزیشن صاف نہ کر سکیں گے۔

حکومت کا رویہ

صحیح نمائندگی کی ضرورت

مداخلت فی الدین

بمبئی میں پھر فساد

دہلی میں مساعیٔ امن

حج کے متعلق مسودات قانون

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس شاورت کا فیصلہ

ارکان جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند و دیگر اہل علم و اہل الرائے حضرات کی مجلس شاورت کا اجلاس ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۳۲ء کو بمقام مرادآباد زیر صدارت حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی منعقد ہوا۔ شرکائے اجلاس میں سے حسب ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب۔ مولانا محمد نعیم صاحب، پنجاب۔ مولانا فخرالدین صاحب۔ مولانا فضل ربانی صاحب، پشاور۔ مولانا سید محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ڈابھیل۔ مولانا محمد صادق صاحب، کراچی۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی۔ مولانا محمد شفیع صاحب فرنگی محل لکھنؤ۔ مولانا قاسم علی صاحب۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ مولانا مرزا حمید اللہ بیگ صاحب۔ مولانا مصلح الدین صاحب۔ قاری عبداللہ صاحب۔ مولانا واحد صاحب۔ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب۔ مولانا محمد فاضل صاحب۔ مولانا محمد راشد حسین صاحب۔ مولانا مرزا علی ... بیگ صاحب۔ ...

(س) اگزیکٹو افسر و دیگر ملازمین کی تقرری بھی لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ہوگی اور اس صورت میں وہ پورٹ حج کمیٹی کے کنٹرول میں مشکل سے رہ سکیں گے اور غریب حجاج کو ان سے کوئی نفع پہونچنے کی بہت کم توقع ہے۔

(ح) پورٹ حج کمیٹیوں کو مسودہ قانون میں کوئی ایسا اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ اگر جہاز راں کمپنیوں کے مالک یا ملازمین جہاز حجاج کو کوئی تکلیف پہونچائیں تو وہ ان کے خلاف موثر کارروائی کر سکیں بجز اس کے کہ وہ زائرین کی شکایتیں حکام متعلقہ تک پہونچا دیں جو محض غیر موثر اور ایک بیکار شے ہے۔

(ط) پورٹ حج کمیٹیوں کی سب کمیٹیوں کو معائنہ جہاز میں اگر جہاز کے ماسٹر یا دیگر افسر آسانیاں بہم نہ پہونچائیں تو ایسی صورت میں ان کے خلاف صرف سرکاری نامزد کردہ صدر کو استغاثہ دائر کرنے کی اجازت ہے ...

ہاں اگر پورٹ حج کمیٹی کا مسودہ قانون ایسا ہوتا کہ حج کی روسے

تو ایسی قانونی پورٹ حج کمیٹیوں سے حجاج کو کوئی نفع پہونچنے کی امید ہوسکتی تھی

قرارداد

حج

جامع مسجد مراد آباد میں سات ہزار مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

حضرات علمائے کرام کی بصیرت افروز تقریریں

جمعیۃ علمائے ہند کے پروگرام پر چلنے کی تلقین

01-06-1932

(از نامہ نگار)

مراد آباد ۲۷ مئی ۔ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مشاورت کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے جو محترم اراکین جمعیۃ و دیگر علمائے کرام یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی کو غنیمت سمجھ کر مقامی جمعیۃ علماء کے کارکنان نے عام جلسوں کا انتظام کیا تاکہ ان کے مواعظ حسنہ سے عامۃ المسلمین مستفید ہو سکیں۔

گزشتہ شب کے ایک جلسہ میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا محمد نعیم صاحب نے ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں اور جمعیۃ علماء ہند کے مسلک کی توضیح و تشریح فرمائی۔

آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ تقریباً سات ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ حضرت مولانا سجاد الرحمٰن صاحب امروہوی صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ حضرت مولانا حجۃ اللہ محمد شفیع صاحب انصاری فرنگی محلی، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تقریباً چار گھنٹے تک نہایت مبسوط اور بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔

سب سے پہلے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب فرنگی محلی نے مسلمانوں کو باہمی اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی اور آپس کی مذہبی جنگ سے احتراز کرنے پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اپنا شیرازہ منتشر کرنے کی بجائے اس وقت متفق و مجتمع ہو کر ہی ضرورت ہے موجودہ حالات میں جمعیۃ علمائے ہند کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے آپ نے مسلمانان مراد آباد سے اپیل کی کہ وہ جمعیۃ کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کیلئے تیار ہو جائیں کیونکہ اس وقت جبکہ اس ملک پر ایک غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے سیاسیات اسلامیہ کے اعتبار سے صرف یہی ایک جمعیۃ ایسی ہے جس کے احکام پر بین الاقوامی معاملات اور اجتماعیات میں چلنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے ہندوستان کی موجودہ سیاسی، اقتصادی اور مذہبی تباہی کا دردناک منظر نہایت موثر الفاظ میں پیش فرمایا۔ آپ نے مشہور انگریز مورخین و مصنفین کے اقوال پڑھ کر سنائے اور خود ان ہی کی زبان سے یہ ثابت کیا کہ ہندوستان پہلے کس قدر زرخیز و دولتمند ملک تھا اور آج اس کا خون حیات چوس کر اسے کس قدر نادار و مفلس بنا دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس وقت خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ بے انتہا افسوسناک ہے ان کی زمینداریاں تباہ ہو چکی ہیں اور ان میں بے روزگاری عام طور پر نظر آتی ہے مگر اس کے باوجود بھی اس قوم کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور وہ بدیشی کپڑے اور ولایتوں کی پرورش کرنے کے لئے بدیشی کپڑا پہنتے ہیں مگر اپنی بیواؤں اور یتیموں کا پیٹ بھرنے کے لئے چرخے کا کتا اور کرگھے کا بنا ہوا کپڑا نہیں پہنتے۔ حضرت مولانا کی تقریر کے دوران میں لوگ بے اختیار رو رہے تھے۔ اس کے بعد

ممدوح نے مسلمانوں کو جمعیۃ علمائے ہند کے صدر محترم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور ناظم عمومی حضرت مولانا احمد سعید صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی اور جمعیۃ علمائے ہند کے پروگرام کو کامیاب بنانے پر زور دیا۔

آخر میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے ایک نہایت پر جوش تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہری نمود و نمائش اور نعروں سے اصل مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اگر فی الحقیقت مسلمانوں کو اپنے اکابر کے ساتھ حسن عقیدت ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی مسائل میں صرف ان ہی کی قیادت و سیادت انکی نجات اخروی کا ذریعہ بن سکتی ہے تو انہیں چاہیئے کہ جھگڑا جوش و خروش کا اظہار کرنے کے بجائے انکے احکام پر تسلیم خم کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اپنے دلوں میں یہ عزم بالجزم کرلیں کہ آئندہ سے وہ بدیشی کپڑے کی ایک دھجی بھی نہ خریدیں گے اور جمعیۃ علمائے ہند نے جو راہ عمل انہیں بتا دی ہے اس پر گامزن ہو کر موجودہ تحریک کو کامیاب بنائیں گے۔

اس کے بعد حسب ذیل تجاویز پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئیں:۔

مسودات حج کی مخالفت

مسلمانان مراد آباد کا یہ عظیم الشان جلسہ سلیکٹ حج کمیٹی اور سفر حجاز کے متعلق ہر سہ مسودات قانون کو دیگر مفاسد کے علاوہ مذہبی مداخلت کی بناء پر انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور یہ جلسہ اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے جو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت نے پورے غور و خوض کے بعد منظور کی ہے مسلم اراکین اسمبلی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان مسودات قانون کو بصورت موجودہ ہرگز منظور نہ ہونے دیں۔ ورنہ مذہبی مداخلت کی ذمہ داری حکومت کے ساتھ ساتھ ممبران اسمبلی پر بھی عائد ہوگی۔

فسادات بمبئی کی مذمت

مسلمانان مراد آباد کا یہ عظیم الشان جلسہ ایسے حالات میں جب کہ ہندوستان ایک نہایت نازک دور سے گذر رہا ہے بمبئی کے ہندو مسلم فسادات کو ہر دو اقوام کے لئے سخت نقصان رساں اور امن و امان کی زندگی کے لئے نہایت خطرناک سمجھتا ہے اور ان افراد پر جو کہ ہر دو اقوام میں سے ان فسادات کے ذمہ دار ہیں سخت حقارت و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہندو مسلم ذمہ دار حضرات سے استدعا کرتا ہے کہ وہ مقامی طور پر اس آگ کو فرو کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس کے انسداد کے لئے ایسی کوشش کریں کہ آئندہ اس قسم کے خطرناک واقعات کا اعادہ ناممکن ہو جائے۔

مسودات حج کے خلاف مسلمانان ہند کا متفقہ احتجاج

جمعیۃ علماء ہند کی زیر ہدایت یوم حج کے زبردست مظاہرے

تمام ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند کی قرارداد کی تائید و توثیق

جمعیۃ علماء ہند نے مسودات حج کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر کے نہ صرف مسلمانان ہند کی بروقت رہنمائی کی ہے بلکہ اس نے قانون بننے سے پیشتر مسودات کے جملہ مفاسد پر روشنی ڈال کر حکومت کو متنبہ کر دیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہرگز ایسے قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے جو مذہبی مداخلت کے لئے وضع کیا جائے چونکہ حج کے متعلق مسودات قانون کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ زائرین بیت اللہ کے راستہ میں روڑے اٹکائے جائیں اور سفر حج میں قیود عائد کر کے حرمین شریفین کی مرکزیت کو توڑا جائے اسلئے جمعیۃ علماء ہند کے مقتدر اور محترم ارکان نے تمام ہندوستان میں یوم حج منانے کی تجویز مسلمانوں کے سامنے پیش کی تاکہ حکومت پر مسلمانوں کی متفقہ ناخوشی ظاہر ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ ملت اسلامیہ کی متفقہ خواہش کے خلاف کسی قانون کا وضع کر لینا آگ میں کھیلنے کے مرادف ہے۔ چنانچہ ۱۰ جون کو تمام ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند کی زیر ہدایت یوم حج منایا گیا جس میں جمعیۃ علماء ہند کی قرارداد متعلقہ مسودات حج کی پرزور طریق پر تائید و توثیق کی گئی۔ یوم حج کی ان کارروائیوں کا اختصار درج ذیل کیا جاتا ہے۔

لاہور

۱۰ جون بروز جمعہ بوقت بعد نماز جمعہ مندرجہ ذیل مساجد میں جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی قرارداد کی تائید کی گئی۔ مسجد چینیانوالی۔ بیگم شاہی مسجد، مسجد اسرلیمن، بیرون لوہاری دروازہ، نیلا گنبد، شیرانوالہ، پرلوٹولیا نوالی۔

"مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ مسودات قانون متعلق حج کو سخت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی قرارداد کی تائید و توثیق کرتا ہے اور اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی سرفروشانہ اور پرامن جد و جہد سے ہندوستان کو مکمل آزاد نہ کرالیں گے اس قسم کے مفاسد کا سد باب نہ ہوگا۔ نیز یہ جلسہ مسلمانان ہند سے عموماً اور مسلمانان پنجاب سے خصوصاً اپیل کرتا ہے کہ موجودہ وقت اور فضا کو غنیمت سمجھ کر اس راہ میں عملی قدم بڑھائیں۔"

بیرون دہلی دروازہ میں بھی مسلمانان لاہور کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ بالا قرارداد منظور کی گئی۔ (عبدالعزیز لاہور)

انجمن خدام الدین کی طرف سے بھی ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ذیل کی تجویز منظور ہوئی۔

"یہ جلسہ مسلمانان لاہور دروازہ شیرانوالہ مسجد لائن والی کا ہر سہ مسودات قانون متعلقہ حج کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت مراد آباد کی قرارداد کی تائید و توثیق کرتا ہے اور اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی سرفروشانہ جرأت جد و جہد سے ہندوستان کو مکمل طور پر آزاد نہ کرائیں گے ایسے قبیح مفاسد کا سد باب نہ ہوگا۔ نیز یہ جلسہ مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ موجودہ وقت اور فضا کو غنیمت سمجھ کر اس راہ میں عملی قدم بڑھائیں۔"

خلیفہ شہاب الدین
ناظم انجمن خدام الدین لاہور

جڑانوالہ (لائل پور)

بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان جڑانوالہ کا عظیم الشان جلسہ جمعیۃ علماء ہند کی زیر ہدایت ہوا جس میں منشی محمد عالم صاحب نے مسودات حج پر روشنی ڈالی۔ بعد میں مولوی صاحب یگی ڈل والوں نے پوری وضاحت سے مسلمانوں کو سمجھایا کہ صحابہ کرام کے اقوال و اعمال کس قسم کے تھے اور آپس میں اس قدر شیر و شکر تھے یہاں تک کہ ایک مسلمان کے گھر دو بیویاں ہوتیں تو دوسرے مسلمان کے لئے پیش کر دیتے تھے۔ مگر آج ہمارا حال ایسا ہے کہ شرعی احکام کے برخلاف حکومت جو چاہے کرے۔ سارڈا ایکٹ وغیرہ پاس کر کے مسلمانوں کے مذہب کی صریح بے توہین کی گئی ہے۔ اب حج پر پابندیاں عائد کر کے مذہب اسلام پر صریح ظلم ہے اور مذہب میں بے جا مداخلت ہے۔

(فیض محمد۔ جڑانوالہ)

لائل پور

۱۰ جون ۱۹۳۲ء جامع مسجد کلاں بوقت ۹ بجے رات کے بصدارت شیخ مرغوب احمد صاحب ایک جلسہ ہوا۔ اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی مجوزہ قرارداد کی تائید و توثیق کی گئی۔ (نامہ نگار)

بٹالہ

۱۰ جون بروز جمعہ بعد نماز جمعہ زیر اہتمام مجلس احرار اسلام بٹالہ زیر صدارت حاجی نور الہٰی صاحب رئیس اعظم و صدر مجلس ہذا منعقد ہوا جس میں شہر کے معززین نے حالات حاضرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو تنظیم کی ضرورت کا احساس کرایا اور مستقل تنظیم کے لئے زور دیا جس میں مندرجہ ذیل رزولیشن کے علاوہ ایک رزولیشن پنجاب یونیورسٹی سنٹ کی اسلامی تاریخ کو بی اے سے حذف کرنے کی تجویز کے خلاف پاس کیا گیا۔ اور ایک ریاست الور کے ہندو مسلم فساد کے متعلق غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کیا گیا۔ وہو ہذا۔

"مسلمانان شہر بٹالہ کا عام جلسہ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کی قرارداد متعلقہ مسودات قانون حج جو مورخہ ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۳۲ء بمقام مراد آباد زیر صدارت حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی منعقد ہو کر منظور ہوئی کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہے۔"

(محمد شوق علی۔ بٹالہ)

گوجرانوالہ

۱۰ جون بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد گوجرانوالہ میں ایک نہایت عظیم الشان جلسہ زیر ہدایت جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا جس میں حضرت علامہ زماں فہامہ دوراں مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ نے مسودات حج پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے نہایت محققانہ طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک جامع تقریر فرمائی اور واضح فرمایا کہ مسودات حج نہ صرف حاجیوں کے لئے تکالیف کا سامنا اور رکاوٹوں کا باعث ہیں بلکہ یہ سراسر مداخلت فی الدین ہے جسے مسلمان کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ حاضرین پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مولوی محمد حیات صاحب پریذیڈنٹ انجمن نونہالان اسلام گوجرانوالہ نے نہایت پرجوش اور معنی خیز تقریر کے دوران میں ظاہر کیا کہ سرکار نے خواہ مخواہ اپنے پرانے مواعید و مواثیق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مداخلت فی الدین کر کے مسلمانوں کے مجروح دلوں پر نمک پاشی کی ہے جس کا نتیجہ سرکار کے لئے اور بھی مشکلوں کا اضافہ کر دیگا۔ بعد میں مولانا موصوف نے جمعیۃ علماء ہند کی قرارداد کی تائید فرمائی۔ تجویزات کو سینہ سے لگائیں زیر صدارت حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب خطیب جامع مسجد مولوی علاؤ الدین صاحب مرحوم باہتمام انجمن نونہالان اسلام

جس میں گوجرانوالہ کی دیگر اسلامی انجمنیں بھی شریک تھیں ایک عام پبلک جلسہ ہوا۔ مقرر موصوف نے حالات حاضرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان مسودات پر روشنی ڈال کر ثابت کیا کہ یہ گورنمنٹ کی بے جا مداخلت فی الدین ہے اور مسلمانوں کو گورنمنٹ کی طرف سے کھلا چیلنج ہے۔

(حبیب اللہ۔ گوجرانوالہ)

جالندھر

۱۰ جون یوم جمعہ قبل از نماز ایک جلسہ بصدارت جناب مولانا حافظ نور الحق صاحب ناظم مدرسہ تجوید القرآن و خطیب جامع منعقد ہوا جس میں حسب ہدایات جمعیۃ علماء ہند تجویز پیش ہو کر پاس ہوئی۔ (حسام الدین۔ جالندھر)

لدھیانہ

۱۰ جون ۱۹۳۲ء حسب اعلان جمعیۃ العلماء ہند یوم حج منانے کا اعلان کیا گیا چنانچہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت مفتی مولانا محمد نعیم صاحب ایک عظیم الشان پبلک جلسہ جامع مسجد دو منزل میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلس مشاورت جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ مراد آباد کی قرارداد پڑھ کر سنائی گئی۔ اور اس کی تائید اور توثیق میں صاحب موصوف نے ایک طویل اور زبردست تقریر کی۔ اور ممبران اسمبلی بالخصوص ممبر حلقہ لدھیانہ سے ان مسودات کی مخالفت کا پرزور مطالبہ کیا۔ (چودھری محمد یعقوب)

بمقام میراں ضلع لدھیانہ میں ایک جلسہ زیر ہدایت جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا۔ جس میں مسودات حج کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کیا گیا۔

(مولوی عنایت اللہ۔ میراں)

انبالہ شہر

۱۰ جون ۱۹۳۲ء گزشتہ شب انبالہ شہر کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ جمعیۃ علماء ہند کی ہدایت کے مطابق محلوت کے وسیع میدان میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر سید ہاشم علی صاحب منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے شیخ عبدالحکیم صاحب بگڑانی نے جلسہ کے اغراض و مقاصد پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی تائید و توثیق کی۔

میرٹھ

۱۰ جون بروز جمعہ یہاں ایک جلسہ بصدارت جناب حکیم مولانا اسحٰق صاحب کھٹوری منعقد ہوا جس میں جناب صدر نے تجویز پڑھ کر سنائی اور اس کے بعد مولانا مولوی سید لائق علی صاحب مدظلہ سنبھلی نے ایک تائیدی تقریر فرمائی جس میں مقرر موصوف نے حج کے متعلق جو مسودات اسمبلی میں پیش ہیں ان کے تمام نقائص بتلائے جس کا کافی اثر سامعین پر ہوا۔ اس کے بعد صدر صاحب نے ایک مختصر مگر جامع تقریر کی اور یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوئی۔ (تمیم احمد سنبھلی)

کرنال

۱۰ جون ۱۹۳۲ء کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد حضرت قلندر صاحبؒ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی قرارداد کی تائید و توثیق کی گئی۔ (سکریٹری انجمن تحفظ ناموس شریعت کرنال)

پانی پت

بروز جمعہ بتاریخ ۱۰ جون ۱۹۳۲ء جامع مسجد پانی پت میں مسلمانان پانی پت کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب انصاری خطیب جامع مسجد منعقد ہوا اور اس میں قاضی اظہار الاسلام عثمانی سکریٹری انجمن اسلامیہ نے بالتفصیل ان تمام مفاسد پر روشنی ڈالی جو مسودات متعلقہ حج سے عالم اسلامی میں پیدا ہو رہے ہیں اور حسب الہدایت جمعیۃ العلماء تجویز پیش کی جو تائید صدارت کے بعد بالاتفاق منظور کی گئی۔ مسلمانان پانی پت نے اس خبر پر سخت رنج و الم کا اظہار کیا۔ (اظہار الاسلام عثمانی۔ پانی پت)

رہتک

۱۰ جون ۱۹۳۲ء کو بعد نماز جمعہ مسجد معماران رہتک میں مسلمانان رہتک کا عام جلسہ منعقد ہوا جس میں مسودات حج کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس مشاورت کی قرارداد کی تائید کی گئی۔ (نعیم الدین۔ رہتک)

سیکری (ضلع مظفر نگر)

۱۰ جون ۱۹۳۲ء کو بعد نماز جمعہ مسلمانان قصبہ سیکری کا یہ جلسہ ہر سہ مسودات قانون متعلق حج کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس مشاورت منعقدہ مراد آباد کی قرارداد کی تائید و توثیق کرتا ہے الخ۔

(خادم قوم محمد آل نبی صدیقی)

منصوری

انجمن تبلیغ الاسلام کوہ منصوری کے جلسہ میں بالاتفاق طے ہوا کہ انجمن ہذا جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے قدم کو جو اسنے یوم الحج کے معاملہ میں اٹھایا ہے نہایت مبارک خیال کرتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کے رزولیوشن کو جو کونسل آف اسٹیٹ میں حج کے بارہ میں پیش ہونے والا ہے مداخلت فی الدین خیال کرتی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے رزولیوشن کی پرزور تائید کرتے ہوئے گورنمنٹ سے اپیل کرتی ہے کہ مذکورہ بالا رزولیوشن پیش نہ ہونے دے۔

(رفیع الدین۔ منصوری)

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیے)

لدھیانہ

۱۰ رجون ۱۹۳۲ء حسب اعلان جمعیۃ العلماء ہند یوم حج منانے کا اعلان کیا گیا چنانچہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت مفتی مولانا محمد نعیم صاحب ایک عظیم الشان پبلک جلسہ جامع مسجد دو منزل میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلس مشاورت جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ مراد آباد کی قرار داد پڑھ کر سنائی گئی۔ اور اس کی تائید اور توثیق میں صاحب موصوف نے ایک طویل اور زبردست تقریر کی۔ اور ممبران اسمبلی بالخصوص ممبر حلقہ لدھیانہ سے ان مسودات کی مخالفت کا پرزور مطالبہ کیا۔ (چودھری محمد یعقوب)

ہندوستان کی آزادی کے متعلق مسلمانان ہند کا مطمح نظر

مسلم کانفرنس کے گمراہ کن پروپیگنڈا کا جواب

بکم جولائی ۱۹۳۲

اراکین جمعیۃ علمائے ہند اور دیگر حریت پرور مسلمانوں کا بیان

اراکین جمعیۃ علمائے ہند اور ہندوستان کے دیگر سربر آوردہ مسلم زعماء کی جانب سے حسب ذیل اعلان اس بیان کے جواب میں شائع کیا گیا ہے جو شملہ اور لندن میں ساتھ ساتھ بعض اراکین مسلم کانفرنس کے دستخطوں سے جاری ہوا ہے:۔

ابھی حال میں ایک طویل بیان شملہ سے بعض اراکین مسلم کانفرنس نے شائع کیا ہے کہا جاتا ہے کہ اسی بیان کو انگلستان میں بھی سر آغا خاں نے بعض ترمیمات کے بعد شائع کرایا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے اردو کا بیان موجود ہے اس بیان پر دستخط کرنے والوں نے اپنے مخصوص خیالات و آراء کا ایسے پیرایہ میں اظہار کیا ہے کہ ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر جو لوگ یہاں کے صحیح حالات و واقعات سے ناواقف ہیں ان کے لئے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کا قوی امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی وہی رائے ہے جو ان لوگوں نے اپنے بیان میں ظاہر کی ہے۔ اگر یہ حضرات اپنے بیان میں اس امر کی صراحت کر دیتے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ہماری ذاتی رائے ہے اور مسلمانان ہند کی اکثریت کے لئے انتہائی تذلیل و توہین کا سامان مہیا نہ کرتے تو ہمیں اس کی ہرگز ضرورت پیش نہ آتی کہ ہم ایسے وقت میں ان لوگوں کے بیان پر توجہ کریں جب کہ ملک ایک نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے اور موجودہ حالات کے باعث عوام الناس سخت ہیجان و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ ملک کے ہزارہا فرزند مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ تقریباً پچاسی ہزار مرد اور عورتیں، نوجوان اور بوڑھے، جاہل اور عالم جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں پڑے ہوئے سڑ رہے ہیں ہم ان حیرت انگیز دعاوی کو پڑھ کر جو ان لوگوں نے اپنے بیان میں پیش کئے ہیں اس پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنا ایک بیان شائع کریں تاکہ صحیح صورت حال روشنی میں آجائے اور ہندوستان کے مسلمان بیرون ہند خصوصاً مسلمانان عالم کی نگاہوں میں ذلیل ہونے سے محفوظ رہیں۔

ایک ایسے وقت میں جب کہ ہندوستان انقلابی دور سے گزر رہا ہے دوسرے ممالک کی طرح یہاں بھی قدرتی طور پر متعدد سیاسی گروہ اور جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں بالخصوص ایسی حالت میں کہ ہندوستان مختلف ملتوں کا گہوارہ ہے اور یہاں مذہبی اعتقادات کی بنا پر قوموں کی تقسیم ہے ان گروہوں اور جماعتوں کا پیدا ہونا اور بھی زیادہ یقینی تھا لیکن ان مختلف الخیال طبقات کو جو اس وقت ہندوستان میں موجود ہیں سیاسی اور فرقہ وارانہ حیثیتوں سے حسب ذیل طریقہ پر بآسانی تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

چاہیئے۔

انڈین نیشنل کانگریس بھی جو ہر ملت کے اس تیسرے گروہ کی نمائندہ انجمن ہے ان ہی اصولوں کی پابند ہے۔ جو لوگ عدم تشدد کے ساتھ تحریک عصیان مدنی پر عقیدہ رکھتے ہیں ان میں سے ہزارہا جیلوں میں جا چکے ہیں اور ان میں مسلمانوں کی تعداد اپنی آبادی کے تناسب سے کچھ زیادہ کم نہیں ہے۔

تیسرے گروہ کے مسلمانوں کو دوسری ملتوں کے ان افراد پر جو اس گروہ میں شامل ہیں ایک خاص امتیاز و تفوق حاصل ہے اگرچہ مسلمانوں کی ایک کافی تعداد براہ راست بھی کانگریس میں شامل ہے مگر ان کا ایک زبردست طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو کانگریس کی حمایت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی امتیازی انفرادیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ جمعیۃ علمائے ہند اس طبقہ کی نمائندہ جماعت ہے اور چونکہ اس میں علمائے کرام کی غالب اکثریت ہے اس لئے ہندوستان کی مسلم آبادی کا بہت بڑا حصہ اس کی تقلید و پیروی کرتا ہے جیسا کہ ان مظاہروں سے وقتاً فوقتاً ثابت ہوتا رہتا ہے جو جمعیۃ کی آواز پر ملک کے طول و عرض میں کئے جاتے ہیں۔ اور جس کی ایک تازہ مثال ۱۰ رجون کے عام جلسوں کی صورت میں پیش کی جا چکی ہے نیشنلسٹ مسلم پارٹی جس کی اکثریت کانگریس میں شریک ہے ملک کے با اثر اور تعلیم یافتہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جمعیۃ علمائے ہند اگرچہ ایک مستقل اور ممتاز انجمن ہے مگر اس کا نصب العین کامل آزادی ہے جس پر وہ آج تک برابر عمل پیرا رہی ہے۔ دوسری ملتوں میں سے کسی ملت کی فرقہ وارانہ انجمنوں کا یہ نصب العین نہیں ہے اور نہ اس مقصد کے پیش نظر ان میں سے کسی انجمن نے آج تک کوئی کام کیا ہے۔ سنہ ۱۹۳۰ء کی تحریک میں جمعیۃ علمائے ہند اور نیشنلسٹ مسلم پارٹی کے عہدہ داروں اور اراکین نے قید و بند کے مصائب برداشت کئے تھے اور کم سے کم چودہ ہزار مسلمان جیل گئے تھے اور کئی سو مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کی تھیں۔ موجودہ تحریک میں بھی ہزاروں مسلمان جیلوں میں گئے ہیں جن میں تقریباً چار سو علماء شامل ہیں اور صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی ایک زبردست تعداد نے جانیں بھی دی ہیں ان مسلمانوں کی غالب اکثریت جمعیۃ علمائے ہند کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک میں شریک ہوئی۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں صحیح صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ان سطور کو پڑھ کر ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر [illegible]

(۲) دوسرے گروہ کا مقصد جس میں ہر ملت کے افراد شامل ہیں یہ ہے کہ موجودہ طرز حکومت کو دلائل ترغیب اور گفت و شنید سے بدلا جائے اس گروہ کی سطح یقیناً پہلے گروہ سے نسبتاً بلند ہے وہ ایک ایسا دستور چاہتے ہیں جو تمام ملتوں کے لئے قابل قبول ہو اور جس سے ہندوستانی اپنے گھر کے مالک بن سکیں اگرچہ اس گروہ کا عملی میدان بہت زیادہ محدود ہے اور وہ حصول آزادی کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کرتا مگر اسے ان تمام تحریکات سے ہمدردی ہوتی ہے جو ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے ان لوگوں کی طرف سے جاری کی جائیں جن سے حصول مقصد کے بعض طریقوں میں اسے اختلاف بھی ہے۔ اس گروہ میں مسلمانوں کی تعداد کسی دوسری ملت کے افراد سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

مگر ان دونوں گروہوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے کسی گروہ کو عوام الناس میں کوئی رسوخ حاصل نہیں ہے

(۳) ہر ملت کا تیسرا گروہ قوم کی حقیقی اور قدرتی طاقتوں پر کامل اقتدار رکھتا ہے اور ملک کی زبردست اکثریت اس گروہ کو اپنا قائد و رہنما تسلیم کرتی ہے۔ اس گروہ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو مندرجہ ذیل اصولوں کے ماتحت برطانوی تسلط سے جلد از جلد نجات دلائی جائے:۔

(الف) کسی ملت یا کسی طبقہ کا مفاد کسی دوسری ملت یا طبقہ کے مفاد کے ماتحت نہ ہونا چاہیئے۔ اور تمام ملتوں کو یہ اطمینان حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے ملک پر خود حکومت کرتی ہیں۔

(ب) ہر ملت کو دوسری ملت کے مقابلہ میں اپنے سیاسی، مذہبی، اقتصادی اور تمدنی حقوق کی حفاظت کے لئے ضمانتیں حاصل ہونی چاہئیں اور اس کا اطمینان ہونا چاہیئے کہ کسی ملت یا کسی ملک کا (بشمول برطانیہ) تسلط قائم نہیں رہے گا اور نہ کوئی ملت اپنے تحفظ و بقا کے لئے کسی دوسری ملت یا ملک کی دست نگر رہے گی۔

(ج) وفاقی حکومت کو مکمل ذمہ داری حاصل ہونی چاہیئے جس میں دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات خارجہ کی تعیین و تشخیص بھی شامل ہو اور وفاقی صوبے کاملاً خود مختار رہنے چاہئیں۔ اور صوبہ سرحد کو ہر حیثیت سے دوسرے صوبوں کے مساوی ہونا چاہیئے۔

(د) صوبوں کی از سر نو تقسیم اس اصول پر ہونی چاہیئے کہ جن لوگوں کی زبان مشترک ہو اور جو یکساں تمدنی و اقتصادی مفاد رکھتے ہوں ان کو اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا خود حق دیا جائے مثلاً سندھ، اڑیسہ اور دوسرے علاقہ جن کے باشندے مندرجہ بالا اصول کے مطابق علیحدگی کا مطالبہ کریں۔

(ہ) نظام حکومت کے مصارف ملک کی اقتصادی حالت کے ساتھ مطابقت کرنے کے لئے کم سے کم کر دیئے جائیں۔

(و) کسانوں اور مزدوروں کو ملک کی حکومت میں مناسب حصہ ملنا

سے کسی قسم کی اقل قلیل ہمدردی بھی ظاہر کی گیا ہے کسی صورت میں برداشت کیا ہے۔ اس بیان کو ختم کرنے سے قبل ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ صوبہ سرحد کے مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے تحریک آزادی میں جو حصہ لیا ہے وہ کسی خارجی اثر کا نتیجہ ہے اور اس کا انحصار خود ان کی قوت فیصلہ پر نہیں ہے ان کی انتہائی توہین و تذلیل ہے۔

اس میں شک نہیں کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا کوئی اطمینان بخش حل ابھی تک نہیں ہو سکا ہے مگر اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اس کے متعلق ہم اس موقع پر ان لوگوں کی واقفیت کے لئے جو واقعات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ جمعیت علمائے ہند، نیشنلسٹ مسلم پارٹی اور کانگریس نے اپنے اپنے فارمولے تیار کر رکھے تھے اور اگر ان سب کو ملا کر ان پر غور کیا جاتا تو ضرور کوئی ایسا تصفیہ ہو جاتا جسے تمام ملتوں کی طرف سے بپیش از بیش اتفاق ممکن ہوتا مگر قبل اس کے کہ یہ مقصد حاصل ہو گاندھی جی کو دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن جانا پڑا اور جیسے ہی کہ وہ لندن سے واپس آئے فوراً حکومت نے کانگریس کے خلاف جنگ جاری کر دی اور گاندھی جی اور دوسرے لیڈر جیلوں کی چہار دیواری میں محبوس ہو گئے۔ چنانچہ یہ جنگ ابھی تک جاری ہے۔ برطانوی حکومت نے جس فرقہ وارانہ تصفیہ کا اعلان کیا تھا اس پر ابھی تک کچھ لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں پس ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ تصفیہ کسی ایک ملت کے لئے بھی کس حد تک قابل قبول ہو سکتا ہے۔

سب سے آخر میں ہم ہندوستان کی تمام ملتوں اور بیرون ہند کے باشندوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان آزادی کی محبت میں کسی دوسری ملت سے پیچھے نہیں ہیں۔ اور ان کی یہ خواہش ہے کہ وہ امن و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کریں اور اپنے ملک کو انتہائی عروج تک پہنچانے کے لئے برادران وطن کے دوش بدوش جد و جہد میں مصروف رہیں۔ خودداری، خود اعتمادی اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود مسلمانوں کے مذہبی عقائد میں داخل ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان اصولوں کے پابند رہ کر اسلام کی زیادہ خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

اسمائے گرامی دستخط کنندگان

(مولانا) سید حسین احمد مدنی (صدر المدرسین دار العلوم دیوبند)۔ (مولانا) محمد انور شاہ کشمیری (ڈابھیل)۔ (مولانا) قطب الدین عبد الوالی (فرنگی محل لکھنؤ)۔ (مولانا) معین الدین احمد (اجمیر)۔ (مولانا) ابو المحاسن محمد سجاد (نائب امیر الشریعۃ بہار) (مولانا) عبد الحلیم الصدیقی (ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند)۔ (مولانا) ظفر علی خان (لاہور)۔ (مسٹر) ملک برکت علی (بیرسٹرایٹ لاء لاہور)۔ (مولانا) محمد صادق (کراچی)۔ (مسٹر) آصف علی (بیرسٹرایٹ لاء دہلی)۔ (مولانا) محمد عنایت اللہ (مولانا) عبد الحنان (لاہور) (مفتی) محمد نعیم (لدھیانہ)

شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی مظفر نگر اسٹیشن پر گرفتار کر لئے گئے

دہلی میں آرڈیننس ڈے۔ شراب کی دوکان پر پکٹنگ

جلسہ جلوس اور گرفتاریوں کے متعلق مفصل حالات

09-08-1932

(از نامہ نگار خصوصی)

حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی گرفتاری

دہلی ۸ر اگست۔ کل حضرت شیخ الہند مولانا مولوی حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند۔ ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء ہند جانشین حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم (شیخ الہند) دہلی تشریف لاتے ہوئے مظفر نگر اسٹیشن پر گرفتار کر لئے گئے۔

تفصیلات مظہر ہیں کہ مولانا کل صبح ۸ بجے ایک عظیم الشان جلوس کے ہمراہ اپنے مکان سے بعزم دہلی دیوبند کے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ جلوس کئی ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا جس میں دار العلوم دیوبند کے تمام طلباء اور شہر کے ہندو مسلمان شریک تھے۔ مولانا کے ہمراہ کئی سو طلباء (؟) دہلی آنے کے لئے ٹرین میں سوار ہو گئے۔ اسی گاڑی سے نور الحسن مجسٹریٹ درجہ اول اور ایک انسپکٹر پولیس سہارنپور سے سوار ہوئے اور دیوبند پر مولانا کو ٹرین میں اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان سوار ہوتے دیکھا۔ خبر نہیں دیوبند کے اسٹیشن پر مولانا کو نوٹس کیوں نہیں دیا گیا۔ آخر گاڑی دیوبند سے روانہ ہو کر روہانہ اسٹیشن پر ٹھہری جہاں مجسٹریٹ نے مولانا کو ایک نوٹس دیا جس میں یہ تحریر تھا کہ چونکہ مولانا حسین احمد صاحب ایسے کام کرنے والے ہیں جس سے نقض امن کا خطرہ ہے اسلئے وہ ایک ماہ تک قصبہ دیوبند میں مقیم رہیں اور دہلی تشریف نہ لیجائیں۔ نور الحسن مجسٹریٹ نے یہ بھی لکھدیا کہ یہ نوٹس روہانہ اسٹیشن پر تعمیل ہوا۔ اس کے بعد ایک دوسرا نوٹس مولانا کو دیا گیا کہ چونکہ مولانا دہلی تشریف لے جارہے ہیں جو اس نوٹس کی خلاف ورزی ہے اسلئے میں حکم دیتا ہوں کہ یا تو دیوبند واپس ہو جائیں یا اپنے آپکو گرفتار سمجھیں۔

نوٹس کی تعمیل سے انکار

مولانا موصوف نے نوٹس کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا اور گاڑی روانہ ہو گئی۔ جب ٹرین مظفر نگر اسٹیشن پر پہونچی تو مجسٹریٹ نے مولانا کو تیسرا نوٹس دیا کہ چونکہ مولانا حسین احمد صاحب مظفر نگر سے بھی آگے دہلی جانے کا قصد رکھتے ہیں لہٰذا وہ اپنے آپکو گرفتار سمجھیں۔ مولانا نے صاف صاف فرما دیا کہ میں دہلی کا سفر ملتوی نہیں کر سکتا اگر آپکو گرفتار کرنا ہے تو کر لیجئے۔ چنانچہ مولانا کو گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا کے ہمراہ جو طلباء دیوبند سے روانہ ہوئے تھے انہوں نے اسی جگہ ستیہ گرہ شروع کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے ۱۹ طلباء کو گرفتار کر لیا گیا مگر بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔ اس تمام کاروائی کے سلسلہ میں ٹرین بھی ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئی۔ حضرت مولانا کی گرفتاری مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی۔ اس وقت اسٹیشن کے باہر پولیس کی ایک زبردست جمعیۃ موجود تھی۔

تمام اسٹیشنوں پر ہجوم

تمام راستوں میں مولانا کے استقبال کے لئے لوگوں کا زبردست اجتماع ہو گیا تھا خصوصاً مظفر نگر، میرٹھ، غازی آباد، شاہدرہ دہلی اور دہلی مرکزی اسٹیشن پر بہت زیادہ ہجوم تھا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ مولانا مظفر نگر اسٹیشن پر گرفتار کر لئے گئے تو مایوس ہو کر واپس ہو گئے۔ شاہدرہ اسٹیشن پر تو پولیس کا بھی معقول انتظام تھا۔

جس وقت ٹرین دہلی جنکشن پر پہونچی تو کئی مسلمانوں نے پلیٹ فارم پر اللہ اکبر کے فلک رسا نعرے بلند کئے۔ اسٹیشن کے باہر دو رویہ قطاروں میں کئی ہزار شہری ہندو مسلمان۔ علماء اور طلباء کھڑے تھے لیکن مولانا کی زیارت سے محروم ہو کر انہیں سخت مایوس ہونا پڑا۔

اسٹیشن سے ایک زبردست جلوس مذہبی اور قومی نعرے لگاتا ہوا کمپنی باغ سے چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوا۔ پولیس نے جلوس کو کمپنی باغ میں ٹاؤن ہال کے قریب روک لیا اور ان کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا لیکن مجمع منتشر نہیں ہوا۔ آخر پولیس نے کھدڑ پوش ہجوم پر لوجہ قابل عوام قریب ہلکا لاٹھی چارج بھی کیا لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ لاٹھی چارج سے متعدد لوگوں کو ہلکی چوٹیں آئی ہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے پیر میں پھوڑا نکلا ہوا ہے جس کے باعث آپکو سخت تکلیف ہے۔

آرڈیننس ڈے کا جلوس

دہلی ۸ر اگست۔ کل اگرچہ بارش بھی زور کی ہوئی تاہم حسب سابق جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے آرڈیننس ڈے کا جلوس بڑے اہتمام سے نکالا گیا۔

نماز جمعہ کے بعد مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد میں منعقد ہوا جس میں متعدد علماء نے تقریریں فرمائیں۔ جلسہ میں حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم (شیخ الہند) کی گرفتاری پر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور اسی قسم کی ایک تجویز بھی بالاتفاق منظور ہوئی۔ جلسہ میں تقریباً بارہ تیرہ ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ جلسہ کے بعد جامع مسجد سے علماء، طلباء اور اہالیان شہر کا ایک جلوس آرڈیننس ڈے کے سلسلہ میں نکالا گیا۔ جلوس میں اللہ اکبر اور زندہ باد مولانا حسین احمد کے نعرے لگائے گئے جلوس کے آگے ایک موٹو بھی تھا جس پر "آرڈیننس واپس کرو" لکھا ہوا تھا۔ تمام شہر میں پولیس کے زبردست انتظامات تھے۔ سردار عبد الصمد خاں سٹی مجسٹریٹ اور رائے بہادر ملک دیوی دیال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کوتوالی میں پولیس کی جمعیۃ کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔ مسٹر ڈوگلس ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سردار لچھن سنگھ سب انسپکٹر حوض قاضی دہلی حالات کا بڑی ہوشیاری سے معائنہ کر رہے تھے۔ دیگر چند سب انسپکٹر پولیس کی جمعیۃ کے ساتھ دو لاریوں میں بیٹھ کر بڑھ شاہ بولا پر پہونچے اور وہاں متعین ہو گئے۔ دریبہ اور گھنٹہ گھر پر بھی پولیس کی کافی جمعیۃ موجود تھی۔

جلوس کا محاصرہ

جس وقت جلوس بڑھ شاہ بولا پہونچا تو مسٹر ڈوگلس اور لچھن سنگھ نے جلوس کے قائدین کا محاصرہ کر لیا۔ یہ تمام لوگ زمین پر بیٹھ گئے۔ مسٹر ڈوگلس نے قائدین سے کہا کہ اگر کوئی کاروائی خلاف قانون نہ کی جائے تو جلوس کو امن وامان سے گزرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اتنے میں سردار عبد الصمد خاں سٹی مجسٹریٹ بھی موقعہ پر پہونچ گئے جنہوں نے اہل جلوس کو مشورہ دیا کہ وہ کوئی کاروائی خلاف قانون نہ کریں۔ اس پر قائدین نے پولیس سے کہا کہ ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ جلوس کو امن کے ساتھ انجام تک پہونچا دیا جائے۔ چنانچہ جلوس پھر روانہ ہوا۔ پولیس کی دو لاریاں [illegible] جلوس کے ہمراہ تھیں۔ اہالیان جلوس نے چاندنی چوک میں انقلابی نعرے [illegible] مداخلت نہیں کی۔ جلوس چاندنی چوک سے ہوتا ہوا [illegible] ہو گیا اور پھر چاوڑی بازار سے ہوتا ہوا بازار بلی ماراں میں جمعیۃ علماء ہند کے دفتر پر آکر ختم ہو گیا۔

شراب پر پکٹنگ اور گرفتاریاں

جلوس کے بعد بڑھ شاہ بولا پر جمعیۃ علماء ہند کے رضاکاروں نے ایک شراب کی دوکان پر پکٹنگ کیا۔ موقعہ پر سینکڑوں انسانوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد پولیس آئی اور تین رضاکاروں کو گرفتار کر کے لے گئی۔

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کئے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت (جو مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی) ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

گرفتاری کے وقت حضرت مولانا نے ذیل کا بیان دیا ہے:۔

میں تمام مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں اور جہاں تک ممکن ہو مذہب، وطن اور قوم کی حمایت خراب نہ ہونے دیں اور ان کی عزت کو چار چاند لگائیں۔

بالخصوص طلباء کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قلق واضطراب اور جزع وفزع سے بالکل کنارہ کش رہیں اور مردانہ وار بلا شور وشغب اپنے فرائض مذہبی اور ملکی کو انجام دیں۔ جو کام بھی کیا جائے محض لوجہ اللہ اور لاعلاء کلمۃ الاسلام عالی حوصلگی اور استقلال سے ہو۔ واللہ ولی التوفیق

ننگ اسلاف

(مولانا) حسین احمد غفرلہ

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو قید محض

آپ کو بی کلاس میں رکھا جائے گا

الجمعیۃ دہلی ۔ یکم جولائی

ہندوستان کی آزادی کے متعلق مسلمانان ہند کا مطمح نظر

مسلم کانفرنس کے گمراہ کن پروپیگنڈا کا جواب

اراکین جمعیۃ علمائے ہند اور دیگر حریت پرور مسلمانوں کا بیان

اراکین جمعیۃ علمائے ہند اور ہندوستان کے دیگر سر برآوردہ مسلم زعماء کی جانب سے حسب ذیل اعلان اس بیان کے جواب میں شائع کیا گیا ہے جو شملہ اور لندن میں ساتھ ساتھ بعض اراکین مسلم کانفرنس کے دستخطوں سے جاری ہوا ہے:۔

ابھی حال میں ایک طویل بیان شملہ سے بعض اراکین مسلم کانفرنس نے شائع کیا ہے

انڈین نیشنل کانگریس بھی جو ہر ملت کے اس تیسرے گروہ کی نمایندہ انجمن ہے ان ہی اصولوں کی پابند ہے۔ جو لوگ عدم تشدد کے ساتھ تحریک حصول آزادی ملی پر عقیدہ رکھتے ہیں ان میں سے ہزار ہا جیلوں میں جا چکے ہیں اور ان میں مسلمانوں کی تعداد اپنی آبادی کے تناسب سے کچھ زیادہ کم نہیں ہے۔

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا پیغام

ساتویں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مقرر کئے گئے

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی گرفتاری کے وقت (جو مظفر نگر اسٹیشن پر عمل میں آئی) ساتواں ڈکٹیٹر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کو مقرر فرمایا ہے۔

گرفتاری کے وقت حضرت مولانا نے ذیل کا بیان دیا ہے:۔

میں تمام مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں اور جہاں تک ممکن ہو مذہب۔ وطن اور قوم کو تباہ خراب ہونے سے بچائیں اور ان کی عزت کو چار چاند لگائیں۔

بالخصوص طلباء کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قلق و اضطراب اور جزع و فزع سے بالکل کنارہ کش رہیں اور مردانہ وار بلا شورش و شغب اپنے فرائض مذہبی اور ملکی کو انجام دیں۔ جو کام بھی کیا جائے محض لوجہ اللہ اور لاعلائے کلمۃ الاسلام عالی حوصلگی اور استقلال سے ہو۔ واللہ ولی التوفیق

ننگ اسلاف

(مولانا) حسین احمد غفرلہ

فرقہ وارانہ تصفیہ کے اعلان پر زعمائے ہند کے خیالات

حکومت کا اعلان "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کے اصول پر مبنی ہے

سکھوں اور مہا سبھائیوں کی تنگ ظرفی اور فرقہ پرستی

مسلمانان پنجاب

شملہ ۱۸ اگست۔ آج سرسید پرنس کے ہاں مسلمانان پنجاب کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حکومت کے فرقہ وارانہ فیصلہ پر اظہار خیال کیا گیا۔ ذیل کی تجویز پاس کی گئی:

مسلمانان پنجاب کا یہ جلسہ حکومت کے فرقہ وارانہ فیصلہ کو مایوس کن قرار دیتا ہے اور اس امر پر افسوس ظاہر کرتا ہے کہ اس صوبہ کے مسلمان اپنے جائز اور قدیمی حقوق اور اکثریت سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ فیصلہ مسلمانوں کی قطعی اکثریت تسلیم نہیں کرتا اور ان انتخابات کے نتائج پر بہتر اثر نہیں ڈال سکتا ...

حکومت پرست بنگالی مسلمان

[illegible] ... تفصیل سے ابھی ... بنگال کے مسلمانوں کی اکثریت ... ملتوی کر دیا گیا ... تجویز کرتے ہیں ... بنگال کے مسلمانوں کے مطالبہ کو نظر انداز کیا گیا ہے ... توجہ نہیں کی گئی اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کے حق کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

پھر بھی ہم وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہندوستان کی آئندہ بہبودی اس بات پر منحصر ہے کہ اس فیصلہ میں کس طریقے سے مختلف اور متضاد مطالبات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندوستان کی آئندہ بہبودی اس بات پر منحصر ہے کہ تمام فرقے مل جل کر آگے بڑھیں اور اس ریفارم کو عملی جامہ پہنانے کی جو ذمہ داریاں گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہیں ان کو اپنے کاندھوں پر اٹھائیں اور گورنمنٹ کی مدد کریں۔

اے، کے فضل حق۔ ایچ، ایس، سہروردی۔ مشرف حسین۔ ایم، اے مومن عزیز الحق۔ علیم الزماں۔ ابوالقاسم۔ ار، اے۔ الیف رحمٰن۔ تمیز الدین خاں۔ سید عبدالحفیظ۔ کے، ایم افضل۔ حفیظ الرحمٰن چودھری۔ معظم علی خاں۔ عبدالحئی چودھری۔ سید مجید بخش۔ عبدالرحمٰن۔ قاضی عمادالحق۔ حسن علی۔ عبدالمجید۔ عبدالحکیم۔ محمد سلیمان۔ نورالابصار چودھری۔ محمد حسین۔ حاجی بدیع احمد چودھری۔ عزیز الرحمٰن۔ محمد فضل اللہ۔ سید عثمان حیدر چودھری۔ سید لطافت حسین۔ مصباح الدین احمد۔

سکھوں کا بیان

سردار جوگندر سنگھ۔ سرسندر سنگھ۔ راجہ سرونجیت سنگھ۔ سردار اجل سنگھ۔ سردار سمپورن سنگھ۔ سردار سنت سنگھ۔ بھگت جسونت سنگھ۔ گیانی کرتار سنگھ کا متفقہ بیان۔

پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت قائم کر دی گئی ہے۔ حالانکہ وہ صرف ایک تہائی سالانہ محاصل ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے سکھوں سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے نہیں کئے گئے۔ اقلیتوں کو ہر جگہ حق سے زیادہ نشستیں دی گئی ہیں۔ پنجاب میں بھی نہیں دی گئیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو ہندوستان کے تمام چھ صوبوں میں بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں۔ اور پنجاب میں بھی ان کو منہ مانگے مطالبات سے زیادہ نشستیں دی گئی ہیں۔ انہوں نے مجموعی طور پر صرف ایک فیصدی زیادہ نشست کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر اب انہیں سات فی صدی زیادہ نشستیں دی گئی ہیں۔ آزرہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وزیر اعظم کے سامنے پرائیویٹ طور پر مسلم نمائندوں نے گول میز کانفرنس میں پچاس فیصد کی نشستیں دے رہی ہے۔ اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ مزدوروں میں سے جو دو نشستیں مسلمانوں کو ملیں گی اس کا حساب تک گورنمنٹ اپنے بیان میں نہیں کرتی۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جس کی نظیر ڈھونڈ نے سے بھی نہیں مل سکتی۔

بنگال میں یورپین لوگ نصف فی صدی بستے ہیں۔ انہیں دس فیصدی نشستیں دی گئی ہیں۔ اس کے برعکس پنجاب میں سکھ ۱۳ فی صدی ہیں۔ اور چالیس فی صدی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ سکھوں کی وفادارانہ خدمات بھی بہت زیادہ ہیں۔ پنجاب کی سرزمین ان کی مقدس سرزمین بھی ہے۔ اس میں ان کے ہزاروں مقدس مقامات اور پرستش گاہیں ہیں۔

اس صوبہ پر وہ حکمراں بھی رہ چکے ہیں۔ اور اسی صوبہ میں بھی ان کو اقلیت میں کر دیا گیا ہے اور یہ باون فیصدی کی اقلیت مذہبی فرقہ وارانہ انتخابات کی بناء پر قائم کی گئی ہے۔

ہندو مہا سبھا

ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس بھائی پرمانند جی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اور چند ریزولیوشن منظور ہوئیں جن میں فرقہ وارانہ تصفیہ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اور اسے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر ظاہرا طور پر فوقیت دینے کا سبب بتلایا گیا ہے۔ ورکنگ کمیٹی نے اس حل کو "منصفانہ" اور "غیر مساویانہ" بتایا ہے۔ اور ہندوؤں کا یہ عزم ظاہر کیا ہے کہ ہندو ممکن ذرائع سے اس فیصلہ کی مخالفت کریں گے۔ کانفرنس نے سندھ کی علیحدگی پر تبصرہ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ علیحدہ شدہ سندھ کی ملی مشکلات ہندوستانی لگیس ... ہندگان پر مزید بار کا باعث ہوگی۔ ہندو مہا سبھا کی ورکنگ کمیٹی نے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ اس قسم کے دستور کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب

حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار ناظم مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند نے ذیل کا بیان پریس کو بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے ڈکٹیٹر ہفتم کے بیان کے بعد حکومت کے تصفیہ نامہ پر اظہار خیال غیر ضروری ہے لیکن اگر آپ کا منشا ہے تو اس بیان کی تائید ...

مولانا آزاد سبحانی

حکومت کا تصفیہ حقوق چونکہ فیصلہ اختیارات کے بغیر شائع ہوا ہے اس لئے بلا اصل ہونے کے باعث ان لوگوں کے لئے قطعی ناقابل توجہ ہے جو فریب سے زیادہ اصل کی فکر میں ہیں۔ ... ہندوستان کو حقیقی آزادی کے حاصل کرنے کے لئے ... تحریک آزادی کو ... ہندوستانی قومیت ... اس لئے آزادی حاصل کرنے کے بعد تصفیہ حقوق کی کوشش کریں گے۔

چودھری خلیق الزماں

وزیر اعظم کے اس فیصلہ میں جو کچھ خامیاں ہیں ان کی ذمہ داری ان ہندو سبھائی لیڈروں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے مسلمانوں کے معقول مطالبات کو بھی منظور نہیں کیا۔ ... مسلمانوں کو بندر بانٹ ... اکثریت ... صوبوں میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی

گورنمنٹ نے مخلوط انتخاب کی مخالفت ... اپنا پروگرام ... فرقہ وارانہ طریقوں سے ... خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ... کانگریس کے فیصلہ ... گورنمنٹ کے حوالے کر دیا ہے۔

ڈاکٹر کچلو

اس اعلان نے گویا ہندوستانی قومیت کی روح قبض کر لی ہے صرف یہی نہیں کہ جداگانہ انتخاب منظور کر لیا گیا ہے بلکہ ہندوستانیوں کے اور بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے۔ اور نئے نئے شر و فساد کے دروازے کھولدئے گئے ہیں گویا کہ حکومت نے دل کھول کر ہندوستان سے بدلہ لیا ہے۔ اور ہندوستانی تحریک حریت کا خوب گلا گھونٹا ہے۔ میں اعلان سے کہہ سکتا ہوں کہ اس

مولانا حسرت موہانی

جس وقت تک انڈپنڈنٹ پارٹی کے اصولوں کے مطابق مسلم بنگال کی کامل آزادی فیڈریشن کی لامرکزیت اور رابطہ فرنچائز کا کوئی فیصلہ نہ ہو اس وقت تک ہمارے نزدیک یہ چیزیں ہیچ ہیں اور ناقابل توجہ۔ گورنمنٹ نے یہ بیان محض اسلئے شائع کیا ہے کہ اہم مطالبات کے بجائے لوگوں کی توجہ صرف ان چیزوں میں الجھ کر رہ جائے

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

وزیر اعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کا جو اعلان کیا ہے ... ہندوستان کے اندر جنگ جاری ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما جیلوں میں بند ہیں یا اسیری سے ... ایک شور شہ بھی ناقابل التفات ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہر قوم کے فرقہ پرست اس ناقابل التفات اعلان کی بناء پر گمراہی پھیلا رہے ہیں ... کا تھی بحث میں الجھ کر قوم کو حقیقی نصب العین سے ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے ... بہت زیادہ گمراہی پھیلاتے ہوئے انگریزوں کی غلامی کی دعوت دے رہے ہیں جو انگریزوں کی سب سے بڑی خدمت اور ملک کے ساتھ انتہائی غداری ہے۔ اسلئے اس وقت میں چند حقائق کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ہندوستان جس چیز کے لئے بے چین ہے اور جس مقصد کے لئے برطانوی حکومت سے جنگ کر رہا ہے وہ کونسلوں کی سیٹیں نہیں ہیں۔ بلکہ برطانیہ کے جابرانہ اقتدار کا خاتمہ ہے اور مالیات، فوج اور سیاست خارجہ پر ہندوستان کا قبضہ ہے۔ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتی ہیں تو کونسلوں کی نیابت بے نتیجہ ہے۔ ملک و ملت کو ایسی نیابت سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور غلامی کی لعنت بدستور قائم رہیگی۔ غربا زیادہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

(۲) اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان اپنے مخصوص مفاد کی حفاظت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں وہ صرف صوبجاتی کونسلوں کی نیابت پر منحصر نہیں ہے۔ اسلئے صرف نیابت کے اعلان کو فرقہ وارانہ حقوق کا نام دینا انتہاء درجہ کی تنگ ظرفی ہے اور ہندوستانیوں کو محض احمق بنانا ہے۔

(۳) اس اعلان سے ظاہر ہے کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی کو مزید تقویت پہونچائی گئی ہے سنہ ۱۹۲۰ء کے ریفارم میں ہندوؤں سے سکھوں کو علیحدہ کیا گیا۔ اور اب مزید ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ اچھوت پست قوم دیسی عیسائی، اینگلو انڈین یوروپین کو غیر مسلموں کے حلقہ سے نکال کر اب جداگانہ انتخاب سے علیحدہ علیحدہ نمائندگی اسی مقصد سے دی جا رہی ہے تاکہ آئندہ وہ اس استحقاق کی بناء پر ایک مستقل حیثیت حاصل کر لیں اور اس فرقہ بندی کی بناء پر انگریزوں کی ثالثی کی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا جائے۔

(۴) مجوزہ فرقہ وارانہ نمائندگی کی تقسیم کسی ایک صحیح اصول پر مبنی نہیں ہے۔ نہ مذہبی تقسیم صحیح ہے اور نہ سیاسی۔ مثلاً مذہبی تقسیم میں دیسی عیسائی، اور اینگلو انڈین اور یوروپین کو ایک فرقہ میں شمار ہونا چاہئے تھا۔ مگر تین ٹکڑے کر کے آبادی سے زائد نیابت دے کر انگریزی حکومت کا ستون مضبوط کیا گیا۔ سیاسی تقسیم میں مخصوص مفاد کے لحاظ سے صنعت و حرفت تعلیم، زمینداری، مزدوری کے لئے علیحدہ علیحدہ نیابت دی گئی ہے۔ حالانکہ ان طبقوں کے لوگ بھی کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہیں۔ اس لئے مذہبی تقسیم کے بعد یہ تقسیم نہایت لغو اور بیکار ہے اور اگر تعلیمی اور اقتصادی مفاد کا لحاظ کر کے مخصوص نیابت کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو پھر اس حیثیت سے کاشتکاروں کی مخصوص نیابت کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کیونکہ ملک کی ۷۵ فیصدی آبادی کاشتکاری سے وابستہ ہے اور نہایت قابل رحم ہے مگر اس کا کچھ خیال نہیں کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ صنعت و حرفت کے بہانے سے یوروپینوں کو زیادہ سیٹیں ملیں۔ چنانچہ خود وزیر اعظم کے اعلان سے ظاہر ہے کہ تمام صوبجات میں اس طبقہ کو جسقدر سیٹیں دی گئی ہیں۔ انمیں تقریباً ۶۰ فیصدی یوروپینوں کو ملیں گی۔

(۵) حکومت کے مجوزہ اعلان میں مسلمانان بنگال اور پنجاب کی نہ صرف قدرتی ترقی کو روک دیا گیا ہے بلکہ موجودہ قلیل اکثریت کو اقلیت سے بدل دیا گیا ہے۔ مسلمانان پنجاب کی عملی اکثریت کا جو لوگ وظیفہ پڑھ رہے ہیں وہ محض وہمی ہے اور محض قلیل و ناقابل التفات ہے۔ اگر مخلوط حلقوں سے مسلمان تین سیٹیں حاصل کر لیں تو پورے ہاؤس میں ان کی نسبت ۵۰٫۰۸ فیصدی ہوگی، حالانکہ ان کی آبادی ۵۶ فیصدی سے زیادہ ہے اور اگر وہ حاصل کر سکے تو ۵۰٫۰ فیصدی کی نسبت حاصل ہوگی اور اگر ایک ہی حاصل کی جس کے حصول کا اغلب قرینہ ہے تو اقلیت میں ہو جائیں گے جب تک وہ مجوزہ مخلوط حلقوں سے چار سیٹیں حاصل نہیں کرتے ... فیصدی تک بھی ان کی رسائی ناممکن ہے اور اگر حاصل ہی ہو جائے تو اتنی قلیل اکثریت جداگانہ انتخاب سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ نہ معلوم ۵۲—۵۳ فیصدی کا حساب کس طرح لوگ لگا رہے ہیں۔ بنگال کے مسلمانوں کو یوروپینوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہے اور انہیں مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے پستی میں رہیں اور انگریزوں کی غلامی کرتے رہیں۔

(۶) مجوزہ فیصلہ میں کس قدر ظلم ہے کہ ہر صوبہ کی کونسل میں سرمایہ داروں کو مزدوروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں کہیں تین گنی اور کہیں دوگنی۔ کیا اس طریقہ سے جمہوریت کی حکومت کبھی قائم ہو سکتی ہے۔

(۷) مدراس، صوبہ متحدہ، بہار و اڑیسہ، صوبہ متوسط کے مسلمانوں کو مجوزہ فیصلہ میں میثاق لکھنؤ سے بھی کم نیابت دی گئی ہے۔ ان چند حقائق کے انکشاف کے بعد کون ہندوستانی ہوگا جو اس ذلیل فیصلہ کی کسی درجہ میں بھی حمایت کرے گا۔ بلاشبہ قابل اطمینان فیصلہ تو وہی ہو سکتا ہے جس کو ہندوستانی قومیں باہمی مشورہ سے خود طے کریں۔ مجھے امید ہے کہ ان حقائق کے انکشاف کے بعد سب لوگوں کو ہوش آجائے گا اور اب آئندہ عقل و ہوش سے کام لیکر خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے زریں اصول پر کاربند ہو کر کوئی متفقہ فیصلہ کرینگے۔ لیکن میں اس وقت ان سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں سے جو اس کے حسن و قبح پر بحث کر کے وقت ضائع کر رہے ہیں اور محض اپنے فرقہ وارانہ حقوق کے لئے جنگ کی تیاریاں یا ارادہ کر رہے ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سردست اس قصہ کو ختم کر کے رکھ دیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ صاف صاف اعلان کرے کہ حقیقی نیابت ہوگی یا کامل خود مختاری اور مالیات اور فوج و سیاست خارجہ کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ ہماری مختلف تحفظات اور کچھ مدت وغیرہ کے پرپیچ الفاظ کے گورکھ دھندے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہندوستان کی تمام ملتوں اور ہر سیاسی خیال کے لوگ متفقہ طور پر صرف اسی ایک امر کیلئے میدان عمل میں نکل آئیں اور ہر شخص اپنی جرأت و جرأت کے مطابق کام کرے۔

جمعیۃ علماء ہند کی کوئی جماعت

جمعیۃ علمائے ہند ہندوستان کی کوئی جماعت مطمئن نہیں ہے ... اسے نامنظور کرتی ہے۔

جمعیۃ احرار اور انڈپنڈنٹ پارٹی ... اور اس کے خلاف احتجاج کرتی ... اس اعلان سے ہندوستان میں بدامنی پھیلیگی اور اس بدامنی کی ذمہ داری صرف گورنمنٹ پر ہے۔ اس اعلان کے متعلق میں تفصیلی بیان بہت جلد شائع کروں گا۔

مسٹر آصف علی بیرسٹر

یہ بات نہایت درجہ قابل افسوس ہے کہ فرقہ پرست جو تحت برطانیہ کی وفاداری کا دعویٰ کرتے ہیں ... وزیر اعظم ... ثالث ... حکومت برطانیہ کے فیصلہ کا احترام کرتے ... جہاں تک کانگریس کا معاملہ ہے ... اس فیصلہ میں ... کانگریس ... تمام لوگوں ... بیرونی ... مسئلہ کا کوئی آخری فیصلہ ہونا ناممکن ہے۔

سیٹھ یعقوب حسن صاحب

قوم پرور مسلمانوں کی ایک زبردست طاقت ہے ... کوئی فیصلہ ... مخلوط انتخاب ... جماعت کے ممبر ... فرقوں کی جانب سے بہتری کی کوئی صورت ... جیلوں ... ہاتھ میں ... مداخلت کے ... گورنمنٹ ... جانا چاہئیں، کانگریس سے پابندی ہٹا دینی چاہئے اور سیاسی اسیروں کو رہا کر دینا چاہئے۔

شیخ مشیر حسین قدوائی

جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے جہاں تک انڈپینڈنٹ پارٹی کا تعلق ہے میں انتخاب اور حقوق انتخاب کے مسئلہ کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہمیں کس حد تک حکومت خود اختیاری ملے گی۔ آپ نے کہا کہ میرے خیال میں مسلمانوں نے پنجاب اور بنگال میں جداگانہ انتخاب طلب کر کے سخت غلطی کی اور اس کی شدید سزا انہیں اس طرح مل گئی کہ ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا ... [illegible] ... عیسائیوں اور یوروپینوں کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔ چنانچہ بنگال میں ... جماعت بدستور قائم رہیگی ... اینگلو انڈین۔

مسٹر عزیز نوری

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کو اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ مانٹیگو چیمس فورڈ کے دستور اساسی میں بنگال کونسل میں انکے چالیس فی صدی منتخب شدہ ممبر تھے۔ لیکن ان کے مفاد کے تحفظ کے لئے سرکاری ممبران کی پوری مدد ان کی پشت پر تھی۔ آج مسٹر میکڈانلڈ کے فیصلہ کے بموجب اگرچہ انہیں آٹھ نشستیں زیادہ مل گئیں لیکن سرکاری ممبران کی مدد سے وہ محروم ہو گئے۔ آٹھ فیصدی کی زائد نمائندگی میں مسلم عورتوں کو بھی داخل ہونا عملاً مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے مضرت رساں ثابت ہوگا اور جو فرقہ وارانہ توازن اب قائم کیا گیا ہے وہ ایسا نازک ہے کہ اس میں عورتوں کی نمائندگی کا شامل ہونا خطرہ کا باعث ہے۔

سیٹھ عبداللہ ہارون

پنجاب کے متعلق فیصلے سے مسلمانوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ اس فیصلے پر ٹھنڈے دل سے اور سنجیدگی سے غور کریں اور جو سہولتیں اس وقت حاصل ہوں ان پر اچھی طرح قابو حاصل کر کے آئندہ کیلئے پروگرام تیار کریں۔ آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ اب بھی یہ ممکن ہوگا کہ ہندوستان کی تمام قومیں آپس میں اس مسئلے کا فیصلہ کریں۔ اور باہمی تعلقات خوشگوار بنائیں تاکہ ہندوستان کا مستقبل شاندار ہو۔

سرعلی امام

رانچی میں ایک اخبار کے نمائندہ کو سر علی امام صاحب نے شرف ملاقات بخشکر فرمایا کہ جب وزیر اعظم کو ثالث بنانے پر رضامند ہو گیا تھا تو اب کسی جماعت کے لئے یہ اچھا نہیں ہے کہ وہ اس فیصلہ کو مسترد کرے خصوصاً جبکہ ابھی غیر سرکاری باہمی تصفیہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا گیا ہو۔ اس فیصلہ کو تو اب قبول ہی کر لینا چاہئے اور اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے تاآنکہ وہ آپس میں کوئی سمجھوتہ کر سکیں۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

اپنے حکمرانوں کی رعونت اور اپنی بے بسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں لب پر حرف شکایت لانا بھی اپنی ہتک تصور کرتا ہوں۔ ہم ایسی طاقت سے انصاف کی امید نہیں رکھتے جو اپنے مفاد کی خاطر ہمارے اختلافات کو دوام کی صورت دے دیتی ہے اور اس امر سے لاپرواہ ہو جاتی ہے کہ آخرکار اس کا انجام خود اس کے حق میں بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ جہاں ہماری کوئی دلیل اور ہمارا کوئی لفظ مؤثر ثابت نہیں ہو سکتا۔ وہاں خموشی ہی بہتر ہے۔

یہ آزمودہ کار رہنماؤں کا کام ہے کہ ایسے ذرائع دریافت کریں جن سے ہماری مختلف جماعتیں متحد ہو کر ان خناس مراعات اور غیر منصفانہ اختلافات پر خط تنسیخ پھیر دیں جو نوع انسانی کی مشترکہ بنیادوں کے ٹکڑے کر دیں گی۔

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی

سابق صدر اسمبلی مسٹر وٹھل بھائی پٹیل نے اس فیصلے کی پرزور مذمت کی۔ آپ نے کہا کہ اس فیصلے سے حکومت کے اس دعوے کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ وہ ہندوستان کو جمہوریت اور حکومت خود اختیاری کے لئے تیار کر رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ فیصلہ اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی مختلف اقوام اور فرقوں میں مزید اختلاف پیدا کر کے ہندوستان پر اپنا تسلط قائم رکھنے میں برطانیہ کو امداد ملے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں بدنظمی اور ابتری پھیل جائے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

وزیر اعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کا جو اعلان کیا ہے اس پر بحالت موجودہ کوئی بحث کرنا فضول ہے کیونکہ برطانیہ اور ہندوستان کے مابین جنگ جاری ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما جیلوں میں بند ہیں یا اسیری نے ان کی صحت کو خراب کر دیا ہے جن کی رایوں کے بغیر کے بغیر دستور ہند کا ایک شوشہ بھی ناقابل التفات ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر قوم کے فرقہ پرست اس ناقابل التفات اعلان کی بنا پر گمراہی پھیلا رہے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا لایعنی بحث میں الجھ کر قوم کو حقیقی نصب العین سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی خصوصاً سکھوں اور ہندوؤں نے آخر اپنی پچھلی عادت کے موافق بہت زیادہ گمراہی پھیلاتے ہوئے انگریزوں کی غلامی کی دعوت دے رہے ہیں جو انگریزوں کی سب سے بڑی خدمت اور ملک کے ساتھ انتہائی غداری ہے۔ اسلئے اس وقت میں چند حقائق کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ہندوستان جس چیز کے لئے بے چین ہے اور جس مقصد کے لئے برطانوی حکومت سے جنگ کر رہا ہے وہ کونسلوں کی سیٹیں نہیں ہیں بلکہ برطانیہ کے جابرانہ اقتدار کا خاتمہ ہے اور مالیات و فوج اور سیاست خارجہ پر ہندوستان کا قبضہ ہے۔ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتی ہیں تو کونسلوں کی نیابت بے نتیجہ ہے۔ ملک و ملت کو ایسی نیابت سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور غلامی کی لعنت بدستور قائم رہیگی۔ غربا اور زیادہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

(۲) اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان اپنے مخصوص مفاد کی حفاظت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں وہ صرف صوبجاتی کونسلوں کی نیابت پر منحصر نہیں ہے۔ اسلئے صرف نیابت کے اعلان کو فرقہ وارانہ حقوق کا نام دینا انتہا درجہ کی ستم ظریفی ہے اور ہندوستانیوں کو محض احمق بنانا ہے۔

(۳) اس اعلان سے ظاہر ہے کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی کو مزید تقویت پہونچائی گئی ہے ۱۹۲۰ء کے ریفارم میں ہندوؤں سے سکھوں کو علیحدہ کیا گیا اور اب مزید کرنے کے جا رہے ہیں۔ اچھوت پست قوم دیسی عیسائی اینگلو انڈین یوروپین کو غیر مسلموں کے حلقہ سے نکال کر اب جداگانہ انتخاب سے علیحدہ علیحدہ نمائندگی اسی مقصد سے دی جا رہی ہے تاکہ آئندہ وہ اس استحقاق کی بنا پر ایک مستقل حیثیت حاصل کر لیں اور اس فرقہ بندی کی بنا پر انگریزوں کی ثالثی کی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا جائے۔

(۴) مجوزہ فرقہ وارانہ نمائندگی کی تقسیم کسی ایک صحیح اصول پر مبنی نہیں ہے۔ نہ مذہبی تقسیم صحیح ہے اور نہ سیاسی۔ مثلاً مذہبی تقسیم میں دیسی عیسائی، اور اینگلو انڈین اور یوروپین کو ایک فرقہ میں شمار ہونا چاہئے تھا۔ مگر تین ٹکڑے کرکے آبادی سے زائد نیابت دے کر انگریزی حکومت کا ستون مضبوط کیا گیا۔ سیاسی تقسیم میں مخصوص مفاد کے لحاظ سے صنعت و حرفت تعلیم۔ زمینداری مزدوری کے لئے علیحدہ علیحدہ نیابت دی گئی ہے۔ حالانکہ ان طبقوں کے لوگ بھی کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہیں۔ اس لئے مذہبی تقسیم کے بعد یہ تقسیم نہایت لغو اور بیکار ہے اور اگر تعلیمی اور اقتصادی مفاد کا لحاظ کرکے مخصوص نیابت کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو پھر اس حیثیت سے کاشتکاروں کی مخصوص نیابت کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کیونکہ ملک کی ۸۷ فیصدی آبادی کاشتکاری سے وابستہ ہے اور نہایت قابل رحم ہے مگر اس کا کچھ خیال نہیں کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ صنعت و حرفت کے بہانے سے یوروپینوں کو زیادہ سیٹیں ملیں۔ چنانچہ خود وزیر اعظم کے اعلان سے ظاہر ہے کہ تمام صوبجات میں اس طبقہ کو جسقدر سیٹیں دی گئی ہیں۔ انمیں تقریباً ۶۰ فیصدی یوروپینوں کو ملیں گی۔

(۵) حکومت کے مجوزہ اعلان میں مسلمانان بنگال اور پنجاب کی نہ صرف قدرتی ترقی کو روک دیا گیا ہے بلکہ موجودہ قلیل اکثریت کو اقلیت سے بدل دیا گیا ہے۔ مسلمانان پنجاب کی عملی اکثریت کا جو لوگ وظیفہ پڑھ رہے ہیں وہ محض وہمی ہے اور محض قلیل و ناقابل التفات ہے۔ اگر مخلوط حلقوں سے مسلمان تین سیٹیں حاصل کر لیں تو پورے ہاؤس میں ان کی نسبت ۵۰.۰۸ فیصدی ہوگی، حالانکہ ان کی آبادی ۵۶ فیصدی سے زیادہ ہے اور اگر دو حاصل کر سکے تو ۵۰.۰۵ فیصدی کی نسبت حاصل ہوگی اور اگر ایک ہی حاصل کی جس کے حصول کا اغلب قرینہ ہے تو اقلیت میں ہو جائیں گے جب تک وہ مجوزہ مخلوط حلقوں سے چار سیٹیں حاصل نہیں کرتے تو ۵۱ فیصدی تک بھی ان کی رسائی ناممکن ہے اور اگر حاصل بھی ہو جائے تو اتنی قلیل اکثریت جداگانہ انتخاب سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ نہ معلوم ۵۲ — ۵۳ فیصدی کا حساب کس طرح لوگ لگا رہے ہیں۔ بنگال کے مسلمانوں کو یوروپینوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہے اور انہیں مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے پستی میں رہیں اور انگریزوں کی غلامی کرتے رہیں۔

(۶) مجوزہ فیصلہ میں کس قدر ظلم ہے کہ ہر صوبہ کی کونسل میں سرمایہ داروں کو مزدوروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں کہیں تین گنی اور کہیں دوگنی۔ کیا اس طریقہ سے جمہوریت کی حکومت کبھی قائم ہو سکتی ہے۔

(۷) مدراس، صوبہ متحدہ، بہار و اڑیسہ، صوبہ متوسط کے مسلمانوں کو مجوزہ فیصلہ میں میثاق لکھنؤ سے بھی کم نیابت دی گئی ہے۔ ان چند حقائق کے انکشاف کے بعد کون ہندوستانی ہوگا جو اس ذلیل فیصلہ کی کسی درجہ میں بھی حمایت کرے گا۔ بلاشبہ قابل اطمینان فیصلہ تو وہی ہو سکتا ہے جس کو ہندوستانی قومیں باہمی مشورہ سے خود طے کریں۔ مجھے امید ہے کہ ان حقائق کے انکشاف کے بعد سب لوگوں کو ہوش آ جائے گا اور اب آئندہ عقل و ہوش سے کام لیکر خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے زریں اصول پر کاربند ہو کر کوئی متفقہ فیصلہ کرینگے۔ لیکن میں اس وقت ان سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں سے جو اس کے حسن و قبح پر بحث کرکے وقت ضائع کر رہے ہیں اور محض اپنے فرقہ وارانہ حقوق کے لئے جنگ کی تیاریاں یا ارادہ کر رہے ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سردست اس قصہ کو ختم کرکے رکھ دیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ صاف صاف اعلان کر دے کہ حقیقی نیابت ہوگی کامل خودمختاری اور مالیات اور فوج و سیاست خارجہ کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ ہماری مخلصانہ خواہشات اور کچھ مدت وغیرہ کے پر پیچ الفاظ کے گورکھ دھندے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہندوستان کی تمام ملتوں ان بہر پاس خیال کئے بغیر متفقہ طور پر صرف اسی ایک امر کیلئے میدان عمل میں نکل آئیں اور ہر شخص اپنی ہمت و جرأت کے مطابق کام کرے۔

---

۱۶ اگست ۱۹۳۲ء ۔ ۱۶ اگست ۱۹۳۲ء

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کا اعلان

اعلاء کلمۃ الحق کی دعوت

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک بیان اخبارات کو بغرض اشاعت بھیجا ہے جس میں فرمایا ہے کہ "حکومت نے بطل حریت مجاہد ملت شیخ الحدیث حضرت علامہ حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند و ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علمائے ہند کو گرفتار کرکے اپنی کوتاہ اندیشی کا نہایت افسوسناک مظاہرہ کیا ہے اور اپنی اس غیر دانشمندانہ حرکت سے دنیائے اسلام کے ان ہزاروں فرزندان توحید کے قلوب مجروح کر دئے ہیں جو علامہ موصوف کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہو کر مختلف مقامات پر لاکھوں مسلمانوں کی مذہبی و ملکی رہنمائی فرما رہے ہیں"۔ حضرت مولانا نے ان حالات میں ہر فرزند اسلام بالخصوص ہر مذہبی ادارہ کا یہ فرض بتایا ہے کہ وہ بے خوف ہو کر "اعلاء کلمۃ الحق" کے لئے آمادہ ہو جائے۔

۲۰؍ اگست ۱۹۳۲ء [redacted] ۲۰؍ اگست ۱۹۳۲ء

ناانصافی انگریز کرے اور سرپھٹول آپس میں کیجائے

فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ اپنی قوت سے ہوگا

مولانا مفتی محمد نعیم ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق سرکاری فیصلہ سے جو صورت حال پیدا ہوگی اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے مولانا فرماتے ہیں:-

"جن لوگوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ برطانیہ کے سپرد کر دیا ہے اور وہ اب تک منتظر تھے کہ ان کی منہ مانگی مراد دیدی جائے گی اور اسی توقع پر انہوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا یقیناً انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اگر ان کو اب مایوسی ہو رہی ہے تو وہ برطانیہ کے خلاف اعلان جہاد کر دیں یا پھر کامل وفاشعاری کا ثبوت دیتے ہوئے جو کچھ بخشش ہو اس کو شکریہ کے ساتھ قبول کریں۔

"لیکن یہ حق تو انہیں کسی طرح نہیں پہنچتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے الجھ کر ملک کی فضا کو مکدر و خراب کریں یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ ناانصافی انگریز کرے اور سرپھٹول آپس میں کی جائے۔

"سب سے زیادہ حیرت خالصہ جی کے رویہ پر ہے کہ جن کو صرف پنجاب میں مسلمانوں کی معمولی اکثریت پر مسلم راج کا تصور حواس باختہ کئے ہوئے ہے اور وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن انہیں انگریزی راج پسند ہے اس سلسلہ میں جس قدر باتیں وہ کہہ رہے ہیں وہ عقل و دانش سے کوسوں دور ہیں۔ اگر وہ بہادر ہیں تو سب سے پہلے انہیں انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے میں سب سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے مگر آج تک کسی ہندوستانی نے نہیں سنا کہ انہوں نے انگریزی راج سے نجات حاصل کرنے کے لئے حال اٹھایا ہو۔ کاش خالصہ جی وطنی تحریک میں حصہ لیکر اپنی بہادری کی داد دیتے تو ان کے شایان شان تھا اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ان کے حقوق ان کے قدموں کے نیچے ہیں آج تک جو حضرات انگریزی فیصلہ کے منتظر تھے نہ معلوم وہ اب تک، از ناسخ کے انتظار میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ حکومت ہند نے اعلان کر دیا ہے کہ اس کا فیصلہ مایوس کن ہوگا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی انتظار کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

"بہر حال اگر انتظار کرنا ہے تو کر لیجئے اب ایک دن باقی ہے مگر خدارا اپنی قوت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت پر اعتماد کیجئے مسلمانوں کو تمام دنیا کی مادی طاقتوں سے بے نیاز ہو کر حق کی راہ میں گامزن ہونا چاہیئے لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ جن لوگوں نے ہماری آنکھ کے بہت سے افراد کو بے حس و حرکت بنا دیا ہے وہ پھر کوئی فریب کارانہ چال چل کر گمراہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ پُر فریب چال یہ ہوگی کہ ہر امر تاریخ کو اعلان کیا جائے گا کہ ہر کونسل اور اسمبلی کی تمام سیٹوں پر قبضہ کر کے مزاحمت کی پالیسی اختیار کر کے حکومت کو پریشان اور دستور کو ناکامیاب کیا جائے اور اس مقصد کے لئے درون کا پروگرام بنے گا جس کا مقصد یہ ہوگا کہ گدے دار کرسیوں پر بدستور متمکن رہے اور آخرکار پھر تعاون کی پالیسی جاری ہو جائے اس لئے میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ انگریزی حکومت کے مقابلہ میں براہ راست عملی جد و جہد کرنے کے بجائے اس قسم کا پُر فریب چال چلیں تو ان سب سے اپنی کامل براءت و بیزاری کا اظہار کریں کیونکہ اس کے بعد تو ہر احمق سے احمق شخص کو یقین رکھنا چاہیے کہ یہ لوگ انگریزوں کے مقابلہ میں جد و جہد کرنے اور مصائب برداشت کرنے کی ہمت ہی نہیں رکھتے۔

فرقہ وارانہ تصفیہ کے اعلان پر زعماء ہند کے خیالات

حکومت کا اعلان "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کے اصول پر مبنی ہے

سکھوں اور مہاسبھائیوں کی تنگ ظرفی اور فرقہ پرستی

مسلمانان پنجاب

[illegible]

حکومت پرست بنگالی مسلمان

جو فیصلہ کہ وزیر اعظم کرنے والے تھے آخر اس کا اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان کی تفصیل سے ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس اعلان کو انہوں نے مخلوط جذبات سے دیکھا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ ہمیں ہماری موجودہ حالت سے بہت کچھ زیادہ دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا بنگال میں اکثریت کا مطالبہ نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ چونکہ مسلمان ہندوستان کے چھ صوبوں میں مستقل اقلیت میں ہیں۔ نیز چونکہ مرکزی مجلس میں مسلمانوں کی نمائندگی بہت کم ہوگی۔ اس لئے مناسب تو یہی تھا کہ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کے حق کو نظر انداز نہ کیا جاتا۔

پھر بھی ہم وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہندوستان کی آئندہ بہبودی اس بات پر منحصر ہے کہ اس فیصلہ میں کس طریقے سے مختلف اور متضاد مطالبات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندوستان کی آئندہ بہبودی اس بات پر منحصر ہے کہ تمام فرقے مل جل کر آگے بڑھیں اور اس ریفارم کو عملی جامہ پہنانے کی جو ذمہ داریاں گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہیں ان کو اپنے کاندھوں پر اٹھائیں اور گورنمنٹ کی مدد کریں۔

اے، کے فضل حق۔ ایچ، ایس، سہروردی۔ مشرف حسین۔ ایم، اے مومن۔ عزیز الحق۔ علیم الزماں۔ ابوالقاسم۔ اے، ایف رحمن۔ تمیز الدین خاں۔ سید عبد الحفیظ۔ کے، ایم افضل۔ حفیظ الرحمن۔ چودھری معظم علی خاں۔ عبد الغنی چودھری۔ سید مجید بخش۔ عبد الرحمن۔ قاضی عماد الحق۔ حسن علی۔ عبد المجید۔ عبد الحکیم۔ محمد سلیمان۔ نور الانصار چودھری۔ محمد حسین۔ حاجی بدیع احمد چودھری۔ عزیز الرحمن۔ محمد فضل اللہ۔ سید عثمان حیدر چودھری۔ سید لطافت حسین۔ مصباح الدین احمد۔

سکھوں کا بیان

سردار جوگندر سنگھ۔ سر سندر سنگھ۔ راجہ سردلجیت سنگھ۔ سردار اجل سنگھ۔ سردار سمپورن سنگھ۔ سردار سنت سنگھ۔ بھگت جسونت سنگھ۔ گیانی کرتار سنگھ کا متفقہ بیان۔

پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت قائم کر دی گئی ہے۔ حالانکہ وہ صرف ایک تہائی سالانہ محاصل ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے سکھوں سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے نہیں کئے گئے۔ اقلیتوں کو ہر جگہ جتنی زیادہ نشستیں دی گئی ہیں ہمیں اتنی بھی نہیں دی گئیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو ہندوستان کے تمام چھ صوبوں میں بہت زیادہ نشستیں دی گئیں ہیں۔ اور پنجاب میں بھی ان کو منہ مانگے مطالبات سے زیادہ نشستیں دی گئی ہیں۔ انہوں نے تجویزی طور پر صرف ایک فیصدی زیادہ نشست کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر اب انہیں سات فی صدی زیادہ نشستیں دی گئیں ہیں۔ اور ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وزیر اعظم کے سامنے پرائیویٹ طور سے مسلم نمائندوں کو گول میز کانفرنس میں پچاس فیصدی نشستیں دے رہے تھے۔ اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ مزدوروں میں سے جو دو نشستیں مسلمانوں کو ملیں گی اس کا حساب تک گورنمنٹ اپنے بیان میں نہیں کرتی۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جس کی نظیر ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔

بنگال میں یوروپین لوگ نصف فی صدی بستے ہیں۔ انہیں دس فیصدی نشستیں دی گئی ہیں۔ اس کے برعکس پنجاب میں سکھ ۱۳ فی صدی ہیں۔ اور چالیس فی صدی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ سکھوں کی وفادارانہ خدمات بھی بہت زیادہ ہیں۔ پنجاب کی سرزمین ان کی مقدس سرزمین بھی ہے۔ اس میں ان کے ہزاروں مقدس مقامات اور پرستش گاہیں ہیں۔

اس صوبہ پر وہ حکمراں بھی رہ چکے ہیں۔ اور اسی صوبہ میں بھی ان کو اقلیت میں کر دیا گیا۔ اور یہ باون فیصدی کی اقلیت مذہبی فرقہ وارانہ انتخابات کی بنا پر قائم کی گئی ہے۔

ہندو مہاسبھا

ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس بھائی پرمانند جی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اور چند تجاویز منظور ہوئیں جن میں فرقہ وارانہ تصفیہ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ [illegible]

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب

[illegible]

مولانا آزاد سبحانی

[illegible]

چودھری خلیق الزماں

[illegible]

مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی

[illegible]

ڈاکٹر کچلو

[illegible]

... سے نکال دیں۔ اور ہر ملت اور ہر فرد کو اس کی قدرتی قوت کو کمزور کرنے کی سعی لاحاصل سے باز رکھیں۔ کیونکہ جس قدر قدرتی قوت کو کمزور کرنے کی جس قدر کوشش کی جائے گی اسی قدر ملک کو نقصان پہونچیگا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سکھوں اور ہندو مہاسبھائیوں کے اسی فرقہ پرستی اور معاندانہ رویہ نے سرکاری یا نیم سرکاری مسلمانوں اور اس کے حلقہ بگوشوں کو آزادی کی راہ سے ہٹا کر فرقہ پروری میں سخت بنا دیا ہے اور موجودہ رویہ اور طرز استدلال سے وہ سخت تر ہو جائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ غلامی کی مدت طویل ہوتی جائیگی۔

مولانا حسرت موہانی

جس وقت تک انڈیپنڈنٹ پارٹی کے اصولوں کے مطابق سوبجات کی کامل آزادی فیڈریشن کی لامرکزیت اور اسٹیٹ فرنچائز کا کوئی فیصلہ نہ ہو اس وقت تک ہمارے نزدیک یہ چیزیں ہیچ ہیں اور ناقابل توجہ۔ گورنمنٹ نے یہ بیان محض اسلئے شائع کیا ہے کہ اہم مطالبات کے بجائے لوگوں کی توجہ صرف ان چیزوں میں الجھ کر رہ جائے ...

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

وزیر اعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کا جو اعلان کیا ہے اس پر بحث [illegible] جنگ جاری ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما جیلوں میں بند ہیں یا اسیری نے ان کی [illegible] ایک شوشہ بھی ناقابل التفات ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر قوم کے فرقہ پرست اس ناقابل التفات اعلان کی بنا پر گمراہی پھیلا رہے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی بحث میں الجھ کر قوم کو حقیقی نصب العین سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ رجعت پسند اور [illegible] اپنی جبلی عادت کے موافق بہت زیادہ گمراہی پھیلاتے ہوئے انگریزوں کی غلامی کی دعوت دے رہے ہیں جو انگریزوں کی سب سے بڑی خدمت اور ملک کے ساتھ انتہائی غداری ہے۔ اسلئے اس وقت میں چند حقائق کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ہندوستان جس چیز کے لئے بے چین ہے اور جس مقصد کے لئے برطانوی حکومت سے جنگ کر رہا ہے وہ کونسلوں کی سیٹیں نہیں ہیں۔ بلکہ برطانیہ کے جابرانہ اقتدار کا خاتمہ ہے اور مالیات، فوج اور سیاست خارجہ پر ہندوستان کا قبضہ ہے۔ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتی ہیں تو کونسلوں کی نیابت بے نتیجہ ہے۔ ملک وملت کو ایسی نیابت سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور غلامی کی لعنت بدستور قائم رہیگی۔ غرباء زیادہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

(۲) اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان اپنے مخصوص مفاد کی حفاظت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں وہ صرف صوبجاتی کونسلوں کی نیابت پر منحصر نہیں [illegible]

[illegible]

فیصلہ سے ہندوستان کی کوئی جماعت مطمئن نہ ہوگی حتیٰ کہ مسلمان طبقہ بھی اسے ناپسند کریں گے۔

جمعیۃ احرار اور مسلم نیشنلسٹ پارٹی اسے بالاعلان اور بالجہر مسترد کر دیگی۔ اور اس کے خلاف احتجاج کرے گی۔ اس اعلان سے ہندوستان میں بدامنی پھیلیگی اور اس بدامنی کی ذمہ دار صرف گورنمنٹ ہے۔ اس اعلان کے متعلق میں تفصیلی بیان بہت جلد شائع کر دوں گا۔

مسٹر آصف علی بیرسٹر

یہ بات نہایت درجہ قابل افسوس ہے کہ فرقہ پرست جو تاج برطانیہ کی وفادار رعایا ہونے کے بڑے دعویدار ہیں اور جنہوں نے وزیر اعظم سے بحیثیت ثالث فیصلہ کرنے کی التجا کی تھی اب بجائے اس کے کہ حکومت برطانیہ کے فیصلہ کا احترام کرتے انہوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی ہے۔

جہاں تک کانگریس کا معاملہ ہے اسے اس فیصلہ میں کوئی ایسی چیز نہیں ملیگی جس کا اسے پہلے سے یقین نہیں تھا۔ چونکہ کانگریس کو اس فیصلہ کی کارروائی سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے لہٰذا اب اس کا پوزیشن اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کے سامنے اپنے جذبات پیش کرنے کے لئے تیار رہے جو اس فیصلہ سے غیر مطمئن ہوں۔ لیکن جس وقت تک فیڈرل قانون ساز جماعتوں کا آئین اور ان کے اختیارات معلوم نہ ہو جائیں گے۔ اس وقت تک فرقہ وارانہ مسئلہ کا کوئی آخری فیصلہ ہونا مشکل ہے۔

سیٹھ یعقوب حسن صاحب

قوم پرور مسلمانوں کی ایک زبردست طاقت ہے اور جب تک وہ کسی فیصلہ کو خواہ کسی کا کیا ہوا ہو منظور نہیں کرتے۔ اس وقت تک وہ تسلیم شدہ نہیں کہا جا سکتا۔ ایسی حالت میں آپس میں کوئی سمجھوتہ ہونے کی کیا امید کی جا سکتی ہے جبکہ اس جماعت کے ممبر جو بڑے فرقہ کی جانب سے بہتری کی کوئی صورت نکال سکتے تھے جیلوں میں رہیں۔ اس کے علاوہ آرڈی نینسوں نے جیلوں کے اندر عوام کے ہاتھ پکڑ رکھے ہیں۔ آپ نے تجویز کیا کہ اگر حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ بغیر اس کی مداخلت کے آپس میں سمجھوتہ ہو جائے تو حکومت کو آرڈی نینس واپس لے لینے چاہئیں، کانگریس سے پابندی ہٹا دینی چاہئے اور سیاسی اسیروں کو رہا کر دینا چاہئے۔

شیخ مشیر حسین قدوائی

جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے نیز جہاں تک انڈیپنڈنٹ پارٹی کا تعلق ہے ہم انتخاب اور حقوق انتخاب کے مسئلہ کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہمیں کس حد تک حکومت خود اختیاری ملے گی۔ آپ نے کہا کہ میرے خیال میں مسلمانوں نے پنجاب اور بنگال میں جداگانہ انتخاب طلب کر کے سخت غلطی کی اور اس کی شدید سزا انہیں اس طرح مل گئی کہ ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ [illegible] بنگال اب [illegible] طاقت عیسائیوں اور یوروپینوں کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔ چنانچہ بنگال میں سرکاری جماعت بدستور قائم [illegible]

مسٹر غزنوی

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کو اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ مانٹیگو چیمسفورڈ کے دستور اساسی میں بنگال کونسل میں انکے چالیس فی صدی منتخب شدہ ممبر تھے۔ لیکن ان کے مفاد کے تحفظ کے لئے سرکاری ممبران کی پوری مدد ان کی پشت پر تھی۔ آج مسٹر میکڈانلڈ کے فیصلہ کے بموجب اگرچہ انہیں آٹھ نشستیں زیادہ مل گئیں لیکن سرکاری ممبران کی مدد سے وہ محروم ہو گئے۔ آٹھ فیصدی کی زائد نمائندگی میں مسلم عورتوں کو بھی داخل ہونا عملاً مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے مضرت رساں ثابت ہوگا اور جو فرقہ وارانہ توازن اب قائم کیا گیا ہے وہ ایسا نازک ہے کہ اس میں عورتوں کی نمائندگی کا شامل ہونا خطرہ کا باعث ہے۔

سیٹھ عبد اللہ ہارون

پنجاب کے متعلق فیصلے سے مسلمانوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ اس فیصلے پر ٹھنڈے دل سے اور سنجیدگی سے غور کریں اور جو سہولتیں اس وقت حاصل ہوں ان پر اچھی طرح قابو حاصل کر کے آئندہ کے لئے پروگرام تیار کریں۔ آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ اب بھی یہ ممکن ہوگا کہ ہندوستان کی تمام قومیں آپس میں اس مسئلے کا فیصلہ کریں۔ اور باہمی تعلقات خوشگوار بنائیں تاکہ ہندوستان کا مستقبل شاندار ہو۔

سر علی امام

رانچی میں ایک اخبار کے نمائندہ کو سر علی امام صاحب نے شرف ملاقات بخشکر فرمایا کہ جب وزیر اعظم کو ثالث بنانے پر رضامند ہو گیا تھا تو اب کسی جماعت کے لئے یہ اچھا نہیں ہے کہ وہ اس فیصلہ کو مسترد کرے خصوصاً جبکہ ابھی غیر سرکاری باہمی تصفیہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا گیا ہو۔ اس فیصلہ کو تو اب قبول ہی کر لینا چاہئے اور اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے تا آنکہ وہ آپس میں کوئی سمجھوتہ کر سکیں۔

ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور

اپنے حکمرانوں کی رعونت اور اپنی بیدلی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں لب پر حرف شکایت لانا بھی اپنی ہتک تصور کرتا ہوں۔ ہم ایسی طاقت سے انصاف کی امید نہیں رکھتے جو اپنے مفاد کی خاطر ہمارے اختلافات کو دوام کی صورت دے دیتی ہے اور اس امر سے لاپرواہ ہو جاتی ہے کہ آخرکار اس کا انجام خود اس کے حق میں بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ جہاں ہماری کوئی دلیل اور ہمارا کوئی [illegible]

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

وزیر اعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کا جو اعلان کیا ہے اس پر بحث اس موجودہ وقت [illegible] برطانیہ اور ہندوستان کے [illegible] جنگ جاری ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما جیلوں میں بند ہیں یا اسیری نے ان کی محنت کو خراب کر دیا ہے [illegible] کے شعلے کے بغیر دستور ہند کا ایک شوشہ بھی ناقابل التفات ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر قوم کے فرقہ پرست اس ناقابل التفات اعلان کی بنا پر گمراہی پھیلا رہے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس لا یعنی بحث میں الجھ کر قوم کو حقیقی نصب العین سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ خاص کر سکھوں اور ہندوؤں سے کثیر افراد اپنی جبلی عادت کے موافق بہت زیادہ گمراہی پھیلانے ہوئے انگریزوں کی غلامی کی دعوت دے رہے ہیں جو انگریزوں کی سب سے بڑی خدمت اور ملک کے ساتھ انتہائی غداری ہے۔ اسلئے اس وقت میں چند حقائق کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) ہندوستان جس چیز کے لئے بے چین ہے اور جس مقصد کے لئے برطانوی حکومت سے جنگ کر رہا ہے وہ کونسلوں کی سیٹیں نہیں ہیں۔ بلکہ برطانیہ کے جابرانہ اقتدار کا خاتمہ ہے اور مالیات و فوج اور سیاست خارجہ پر ہندوستان کا قبضہ ہے۔ اور عوام کی حکومت کا قیام ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتی ہیں تو کونسلوں کی نیابت بے نتیجہ ہے۔ ملک وملت کو ایسی نیابت سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور غلامی کی لعنت بدستور قائم رہیگی۔ غربا زیادہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

(۲) اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان اپنے مخصوص مفاد کی حفاظت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں وہ صرف صوبجاتی کونسلوں کی نیابت پر منحصر نہیں ہے۔ اسلئے صرف نیابت کے اعلان کو فرقہ وارانہ حقوق کا نام دینا انتہا درجہ کی تنگ ظرفی ہے اور ہندوستانیوں کو محض احمق بنانا ہے۔

(۳) اس اعلان سے ظاہر ہے کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی کو مزید تقویت پہونچائی گئی ہے سنہ ۱۹۲۰ء کے ریفارم میں ہندوؤں سے سکھوں کو علیحدہ کیا گیا اور اب مزید ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ اچھوت پست قوم دیسی عیسائی اینگلو انڈین یورپین کو غیر مسلموں کے حلقہ سے نکال کر اب جداگانہ انتخاب سے علیحدہ علیحدہ نمائندگی اسی مقصد سے دی جا رہی ہے تاکہ آیندہ وہ اس استحقاق کی بنا پر ایک مستقل حیثیت حاصل کر لیں اور اس فرقہ بندی کی بنا پر انگریزوں کی ثالثی کی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا جائے۔

(۴) مجوزہ فرقہ وارانہ نمائندگی کی تقسیم کسی ایک صحیح اصول پر مبنی نہیں ہے۔ نہ مذہبی تقسیم صحیح ہے اور نہ سیاسی۔ مثلاً مذہبی تقسیم میں دیسی عیسائی، اور اینگلو انڈین اور یورپین کو ایک فرقہ میں شمار ہونا چاہئے تھا۔ مگر تین ٹکڑے کرکے آبادی سے زائد نیابت دے کر انگریزی حکومت کا ستون مضبوط کیا گیا۔ سیاسی تقسیم میں مخصوص مفاد کے لحاظ سے صنعت و حرفت تعلیم زمینداری مزدوری کے لئے علیحدہ علیحدہ نیابت دی گئی ہے۔ حالانکہ ان طبقوں کے لوگ بھی کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہیں۔ اس لئے مذہبی تقسیم کے بعد یہ تقسیم نہایت لغو اور بیکار ہے اور اگر تعلیمی اور اقتصادی مفاد کا لحاظ کرکے مخصوص نیابت کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو پھر اس حیثیت سے کاشتکاروں کی مخصوص نیابت کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کیونکہ ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کاشتکاری سے وابستہ ہے اور نہایت قابل رحم ہے مگر اس کا کچھ خیال نہیں کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ صنعت و حرفت کے بہانے سے یورپینوں کو زیادہ سیٹیں ملیں۔ چنانچہ خود وزیر اعظم کے اعلان سے ظاہر ہے کہ تمام صوبجات میں اس طبقہ کو جسقدر سیٹیں دی گئی ہیں۔ انمیں تقریباً ۶۰ فیصدی یورپینوں کو ملیں گی۔

(۵) مجوزہ اعلان میں مسلمانان بنگال اور پنجاب کی نہ صرف قدرتی ترقی کو روک دیا گیا ہے بلکہ موجودہ قلیل اکثریت کو اقلیت سے بدل دیا گیا ہے۔ مسلمانان پنجاب کی عملی اکثریت کا جو لوگ وظیفہ پڑھ رہے ہیں وہ محض وہمی ہے اور محض قلیل و ناقابل التفات ہے۔ اگر مخلوط حلقوں سے مسلمان تین سیٹیں حاصل کر لیں تو پورے ہاؤس میں ان کی نسبت ۵۰٫۰۰ فیصدی ہوگی۔ حالانکہ ان کی آبادی ۵۶ فیصدی سے زیادہ ہے اور اگر دو حاصل کر سکے تو ۵۰٫۰۰ فیصدی کی نسبت حاصل ہوگی اور اگر ایک ہی حاصل کی جس کے حصول کا اغلب قرینہ ہے تو اقلیت میں ہو جائیں گے جب تک وہ مجوزہ مخلوط حلقوں سے چار سیٹیں حاصل نہیں کرتے تقویت آدھ فیصدی تک بھی ان کی رسائی ناممکن ہے اور اگر حاصل بھی ہو جائے تو اتنی قلیل اکثریت جداگانہ انتخاب سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ نہ معلوم ۵۲ — ۵۳ فیصدی کا حساب کس طرح لوگ لگا رہے ہیں۔ بنگال کے مسلمانوں کو یورپینوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہے اور انہیں مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے پستی میں رہیں اور انگریزوں کی غلامی کرتے رہیں۔

(۶) مجوزہ فیصلہ میں کس قدر ظلم ہے کہ ہر صوبہ کی کونسل میں سرمایہ داروں کو مزدوروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں کہیں تہائی اور کہیں دوگنی۔ کیا اس طریقہ سے جمہوریت کی حکومت بھی قائم ہو سکتی ہے۔

(۷) مدراس، صوبہ متحدہ، بہار و اڑیسہ، صوبہ متوسط کے مسلمانوں کو مجوزہ فیصلہ میں میثاق لکھنؤ سے بھی کم نیابت دی گئی ہے۔ ان چند حقائق کے انکشاف کے بعد کون ہندوستانی ہوگا جو اس ذلیل فیصلہ کی کسی درجہ میں بھی حمایت کرے گا۔ بلاشبہ قابل اطمینان فیصلہ تو وہی ہو سکتا ہے جس کو ہندوستانی قومیں باہمی مشورہ سے خود طے کریں۔ مجھے امید ہے کہ ان حقائق کے انکشاف کے بعد سب لوگوں کو ہوش آ جائے گا اور اب آیندہ عقل و ہوش سے کام لیکر خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے زرین اصول پر کاربند ہو کر کوئی متفقہ فیصلہ کرینگے۔ لیکن میں اس وقت ان سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں سے جو اس کے حسن و قبح پر بحث کرکے وقت ضائع کر رہے ہیں اور محض اپنے فرقہ وارانہ حقوق کے لئے جنگ کی تیاریاں یا ارادہ کر رہے ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سر دست اس قصہ کو ختم کر کے رکھ دیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ صاف صاف اعلان کر دے کہ حقیقی نیابت [illegible] کی کامل خود مختاری اور مالیات اور فوج و سیاست خارجہ کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ عارضی تحفظات اور کچھ مدت وغیرہ کے پیچیدہ الفاظ کے گورکھ دھندے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہندوستان کی تمام ملتوں اور ہر سیاسی خیال کے لوگ متفقہ طور پر صرف اسی ایک امر کے لئے میدان عمل میں نکل آئیں اور ہر شخص اپنی ہمت و جرأت کے مطابق کام کرے۔

جلد ۱۶ | دہلی | یوم پنجشنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۳۲ء | نمبر ۱۵

معاصرین کے افکار و آراء

ذلیل خوشامد کا ذلیل ترین صلہ (امارت)

[illegible]

ہندو سکھ اور مسلم کانفرنس (ہندجیبی)

[illegible]

آخری ہوا جسکی توقع تھی (الجمعیۃ)

[illegible]

تمہیں کیا کرنا چاہیے (ہندجیبی)

[illegible]

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکۃ الآراء بیان (ہلال)

آج کی اشاعت میں ہم کسی دوسری جگہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند کا وہ معرکۃ الآراء بیان شائع کر رہے ہیں جس میں آپ نے فرقہ وارانہ فیصلہ اور اس کے لازمی نتائج پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس کے ہر پہلو کو نمایاں کر کے اس حقیقت کو ثابت کر دیا ہے کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے سخت مضرت رساں ہے بلکہ ملک میں مستقل خانہ جنگی کی بنیاد بھی مضبوط کرنے والا ہے ۔

اس بیان سے مسلمانان ہند کی اس مقتدر اور باوقار جماعت کی رائے کا اظہار ہوتا ہے جس نے اس زمانہ میں جبکہ حکومت کے ایجنٹ مسلمانوں کو گمراہ اور رقابت کے عمیق ترین غار میں دھکیل دینے پر آمادہ ہیں ۔ علماء اسلام کا صحیح نصب العین کے ہندوستان کے آزادی میں مسلمانوں کا نام روشن کر دیا ہے ۔ جمعیۃ العلماء ہند نے اپنی جاں نثاریوں سے مسلمانوں میں جو بیداری اور ذوق حریت پیدا کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں ۔ آج حکومت کے ٹیوڈر جس طرح چاہیں اس کی تحقیر کر لیں لیکن آئندہ دور غلامی ختم ہونے کے بعد کل جب ہندوستان کے سیاسی مطلع پر فتح و حریت طلوع کرے گا ۔ اس وقت جمعیۃ العلماء کی خدمات جلیلہ کی قدر و قیمت کا صحیح احساس کیا جائے گا اور حکومت کے یہ بدگمانی اور بدزبانی کرنے والے شرمندہ و مخذول ہوں گے ۔

حکومت برطانیہ و حکومت کے نام (تاج)

جذبہ صادق کا سب گستاخ کوئی نہیں
ثنا و ثانی کا اپنا بیگانہ ان کوئی نہیں
[illegible]

اسلامی تاریخ کے جواہر پارے (از معاون)

اسکندریہ میں علمبرداران توحید کا پہلا قدم

فتح کامل کے بعد قبطیوں کو مذہب اور ضمیر کی آزادی

سپہ سالار اسلام کا محصوری اور دلیرانہ مقابلہ

[illegible]

مقوقس کا اعتراف شکست

[illegible]

حلیفہ دن کو نہیں سوتا!

[illegible]

ذاتی کمزوری پر زبردست خطاب

[illegible]

قبطیوں کو مذہبی آزادی کا عطیہ

[illegible]

اسلامی سپہ سالار کی محصوری

[illegible]

الجمعیۃ دہلی — 09-09-1932

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب [illegible] جمعیۃ علماء [illegible] کا بیان

۹ ستمبر کو یوم احترام مساجد منانے کی اپیل

جامع مسجد میں جلسوں کو بند کرانے کی جد و جہد کے خلاف احتجاج

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب [illegible] جمعیۃ علماء [illegible] کا ایک اعلان اخبار زمیندار میں شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے ۹ ستمبر کو یوم احترام مساجد منانے کی اپیل کی ہے۔ آپ جامع مسجد دہلی میں آزادیٔ تقریر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے غزوہ تبوک و [illegible] جنگ کے لئے مال جمع فرمانا۔ [illegible] شریف [illegible] قبیلہ مضر کے آدمیوں کی خستہ حالی سے پریشان ہو کر مجمع عام میں ان کی امداد و اعانت کے لئے تقریر فرمانا اور مال [illegible] شریف صفحہ [illegible] خلفاء راشدین کا [illegible] حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجمع عام میں اپنی خدمات اسلام بیان فرما کر صحابہ کرام کو گواہ بنانا [illegible] حضور علیہ السلام کا مال غنیمت [illegible] برأت [illegible] بیان فرمانا۔ خرید و فروخت کے احکام بیان فرمانا۔ قرض خواہ کے قرض کو مطالبہ فرما کر باہمی مصالحت کرانا۔ [illegible] بیماروں [illegible] کی مجلس [illegible] شرکت فرمانا یہ تمام امور مسجد کے علاوہ اور جگہ موجود ہونے کے باوجود مسجد میں انجام دئے گئے ہیں جو نماز [illegible] وغیرہ کے علاوہ ہیں۔ پھر آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ مسجد میں ان امور سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ مسلمانوں کے متعلق کسی فرد یا جماعت کا کوئی ایسا معاملہ جو احکام شریعہ کے خلاف [illegible] آیا ہو اور عام مسلمان اپنے معاملہ کی [illegible] نہ صرف اظہار [illegible] کی طاقت رکھتے ہیں [illegible] حالت میں [illegible]۔

آخر میں مولانا نے مسلمانان دہلی سے خصوصاً اور دیگر مسلمانان ہند سے عموماً احترام آزادی مساجد کے نام پر پرزور اپیل کی ہے کہ ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء بروز جمعہ تمام مساجد میں یوم احترام آزادی مساجد منایا جائے [illegible] جامع مسجد میں جلسوں کی بندش کے متعلق جو جد و جہد کی جا رہی ہے اس کے خلاف پرزور احتجاج کیا جائے۔

دار الحکومت

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عام جلسہ
مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم کی گرفتاری
جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں جلوس کا گشت

دہلی ۱۱ ستمبر۔ کل چونکہ آرڈیننس ڈے تھا اور اس کے ساتھ ہی یوم احترام مساجد بھی تھا اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور جامع مسجد میں بھی نمازیوں کی تعداد بہت زائد تھی۔

بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو باوجود پولیس کی سخت نگرانی کے دہلی پہنچ گئے تھے صدر منتخب کئے گئے۔

چند پرجوش نظموں کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے واقعات حاضرہ پر ایک نہایت مفصل و مبسوط تقریر ارشاد فرمائی۔ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ اعلان اور مسلم کانفرنس کے طرز عمل کو باوضاحت بیان فرمایا۔ احترام مساجد کے متعلق شرعی نکات بیان فرمائے اور چیف کمشنر کی چٹھی و نیز جامع مسجد کی منیجنگ کمیٹی کے سکریٹری پر تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جب چیف کمشنر نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جامع مسجد کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ کمیٹی اس بات میں کیا امداد دے سکتی ہے جس سے وہ ان سیاسی جلسوں کو جامع مسجد میں ہونے سے روکے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو اب وہ چٹھی پرائیویٹ کب رہی اور بالخصوص جبکہ علیٰ منشور ہی بھی اس چٹھی کی بنا پر طلب کیا گیا تو پھر چٹھی شائع کرنے سے منیجنگ کمیٹی کیوں گریز کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی اس کے بعد حضرت مولانا نے چند تجاویز پیش کیں جو بالاتفاق رائے منظور کی گئیں۔

پہلی تجویز میں مسلمانان دہلی کا یہ عام جلسہ حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اس نے احترام مساجد اور معابد کے پردہ میں جامع مسجد کی آزادی کو سلب کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے نفرت قرار دیتے ہوئے نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور حکومت پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس نے یا اس کی خود ساختہ کمیٹی نے ذرا بھی ایسے امر کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی پر عائد ہوگی۔

دوسری تجویز میں جناب مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء مراد آباد کی گرفتاری پر جو گذشتہ جمعہ کو گرفتار کئے گئے تھے جناب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔

ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء 13-09-1932

دار الحکومت

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عام جلسہ
مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم کی گرفتاری
جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں جلوس کا گشت

دہلی ۱۱ ستمبر۔ کل چونکہ آرڈیننس ڈے تھا اور اس کے ساتھ ہی یوم احترام مساجد بھی تھا اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور جامع مسجد میں بھی نمازیوں کی تعداد بہت زائد تھی۔

بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو باوجود پولیس کی سخت نگرانی کے دہلی پہنچ گئے تھے صدر منتخب کئے گئے۔

چند پرجوش نظموں کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے واقعات حاضرہ پر ایک نہایت مفصل و مبسوط تقریر ارشاد فرمائی۔ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ اعلان اور مسلم کانفرنس کے طرز عمل کو باوضاحت بیان فرمایا۔ احترام مساجد کے متعلق شرعی نکات بیان فرمائے اور چیف کمشنر کی چٹھی و نیز جامع مسجد کی منیجنگ کمیٹی کے سکریٹری پر تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جب چیف کمشنر نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جامع مسجد کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ کمیٹی اس بات میں کیا امداد دے سکتی ہے جس سے وہ ان سیاسی جلسوں کو جامع مسجد میں ہونے سے روکے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو اب وہ چٹھی پرائیویٹ کب رہی اور بالخصوص جبکہ علیٰ منشور ہی بھی اس چٹھی کی بنا پر طلب کیا گیا تو پھر چٹھی شائع کرنے سے منیجنگ کمیٹی کیوں گریز کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی اس کے بعد حضرت مولانا نے چند تجاویز پیش کیں جو بالاتفاق رائے منظور کی گئیں۔

پہلی تجویز میں مسلمانان دہلی کا یہ عام جلسہ حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اس نے احترام مساجد اور معابد کے پردہ میں جامع مسجد کی آزادی کو سلب کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے نفرت قرار دیتے ہوئے نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور حکومت پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس نے یا اس کی خود ساختہ کمیٹی نے ذرا بھی ایسے امر کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی پر عائد ہوگی۔

دوسری تجویز میں جناب مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء مراد آباد کی گرفتاری پر جو گذشتہ جمعہ کو گرفتار کئے گئے تھے جناب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔

ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

تیسری تجویز میں مولانا سعید احمد اور مولانا مفتی اسد [illegible] ان کے چھ رفقا کو ان کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور جن حضرات کو دہلی سے خارج البلد کیا گیا ہے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا کی قیادت میں جامع مسجد سے ایک جلوس نکلا جس میں آگے جمعیۃ علماء ہند کا جھنڈا تھا اس کے پیچھے ایک شاندار موٹو تھا جس پر "مساجد آزاد ہیں اور آزاد رہیں گی" لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد رضاکار جمعیۃ کا بیج لگائے ہوئے قطار میں تھے۔ ان کے پیچھے پبلک کا بہت زبردست ہجوم تھا جلوس جامع مسجد سے لال کنواں کی طرف مختلف نعرے لگاتا ہوا روانہ ہوا اور پولیس کی ایک بھاری جمعیت مع سٹی مجسٹریٹ کے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی جس وقت جلوس [illegible] پر پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ نے حضرت مولانا کو بلایا اور پبلک میں جوش پیدا ہو گیا اس پر حضرت مولانا نے رضاکاروں اور پبلک کو بیٹھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا اس کے بعد مولانا نے مجمع کو ہدایت فرمائی کہ آپ پرامن رہیں دیکھئے اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو میرے کام کو جاری رکھئے اس مختصر تقریر کے بعد مجمع میں کچھ سکون ہوا اور حضرت مولانا محمد نعیم [illegible] پولیس لاری میں اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان سوار ہو گئے اس کے بعد جلوس [illegible] روانہ ہو گیا [illegible] پولیس نے جلوس کو منتشر کرنے کی معمولی کوشش بھی کی لیکن جلوس اپنی ترتیب پر مسجد فتح پوری میں پہنچ گیا اور منتشر ہونے سے پہلے جلوس نے جلسہ کیا جس میں پرجوش تقریروں کے بعد حضرت مولانا کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور جلسہ و جلوس دونوں کو منتشر کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

جمعیۃ علماء ہند کے آٹھویں ڈکٹیٹر کا تقرر

دہلی جمعیۃ علماء ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے اپنی گرفتاری کے وقت حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔

ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

تیسری تجویز میں مولانا سعید احمد اور مولانا منت اللہ رحمانی کے جیل جانے کو ان کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور ان حضرات کو دہلی سے خارج البلد کیا گیا ہے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا کی قیادت میں جامع مسجد سے ایک جلوس نکلا جس میں آگے جمعیۃ علماء ہند کا جھنڈا تھا اس کے پیچھے ایک شاندار موٹر تھا جس پر "مساجد آزاد ہیں اور آزاد رہیں گی" لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد رضا کار جمعیۃ کا بیج لگائے ہوئے قطار میں تھے۔ ان کے پیچھے پبلک کا بہت زبردست ہجوم تھا جلوس جامع مسجد سے لال کنواں کی طرف مختلف نعرے لگاتا ہوا روانہ ہوا اور پولیس کی ایک بھاری جمعیت مع سٹی مجسٹریٹ کے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی جس وقت جلوس بڑ شاہ بولا پر پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ نے حضرت مولانا کو بلایا اور پبلک میں جوش پیدا ہو گیا اس پر حضرت مولانا نے رضا کاروں اور پبلک کو بیٹھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا اس کے بعد مولانا نے مجمع کو ہدایت فرمائی کہ آپ (پُرامن) رہ کر دیکھئے اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو میرے کام کو جاری رکھئے اس مختصر تقریر کے بعد مجمع میں کچھ سکون ہوا اور حضرت مولانا … پولیس لاری میں اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان سوار ہو گئے اس کے بعد … کو روانہ ہو گیا مگر پولیس نے جلوس منتشر کرنے کی معمولی کوشش بھی کی لیکن جلوس اپنی ترتیب پر … میں پہنچ گیا اور شرکائے جلوس نے جلسہ کیا جس میں پُرجوش تقریروں کے بعد حضرت مولانا کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور جلسہ و جلوس دونوں کو منتشر کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

جمعیۃ علماء ہند کے آٹھویں ڈکٹیٹر کا تقرر

دہلی: جمعیۃ علماء ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے اپنی گرفتاری کے وقت حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب کو اپنا قائم مقام نامزد کیا ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

مسلمانان لدھیانہ اور تصفیہ حقوق

لدھیانہ آج مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۲ء کو محلہ جلندھری سڑک میں مسلمانان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند نے وزیر اعظم کے اعلان تصفیہ حقوق پر ایک زبردست تبصرہ فرمایا اور ان تمام فرقوں کی مذمت کی جو اس اعلان کو قابل التفات قرار دے کر فی زمانہ بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ جنگ آزادی کے تمام ذمہ دار رہنما جیلوں میں بند ہیں آپ نے خاتمہ تقریر پر لوگوں سے جنگ آزادی کو جاری رکھنے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ کم سے کم اس تحریک کا خاص فائدہ جو مسلمانوں کو ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس تحریک نے تقریباً عرصہ دس سال سے انگریزی دماغ کو ہندوستان میں مصروف کر دیا ہے جس کی بدولت تمام اسلامی ممالک حکومت برطانیہ کی اندرونی ریشہ دوانیوں سے بالکل محفوظ ہو رہے ہیں اور اپنے اندرونی نقائص دور کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

(ضیاء الحسن لدھیانوی)

الجمعیۃ دہلی

دار الحکومت

جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا جلسۂ عام

متعدد قراردادوں کی منظوری

دہلی ۱۶ ستمبر۔ آج حسب معمول بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے اول جناب مولانا ابوالزبیر صاحب فاضل دیوبند نے جمعیۃ علمائے ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا سلام حاضرین جلسہ کو پہنچایا جو کہ حضرت مولانا نے ڈسٹرکٹ جیل دہلی سے لکھکر بھیجا تھا۔ اس کے بعد آپ نے تحریک صدارت کی اور مولانا محمد عاقل صاحب فاضل دیوبند کا نام نامی پیش کیا جس کی متعدد حضرات نے تائید کی۔

اس کے بعد صدر نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا۔ بعد ازاں مولانا ابوالحسنات صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند نے ایک مفصل تقریر کی جس میں احترام مساجد، مقابر پر کافی روشنی ڈالی اور بتایا کہ جو لوگ مساجد میں جلسے روکتے ہیں وہی توہین و تخریب مساجد کے باعث ہیں جس کو آپ نے مدلل قرآن اور احادیث سے ثابت کیا۔

مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے اُن نام نہاد مسلم ارکان اسمبلی کے رویہ پر بھی اظہار ملامت کیا جو مسودۂ قانون جج کی حمایت کر کے غیر مسلمین کو مداخلت فی الاسلام کے مزید مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حاضرین کو پرزور اپیل کی کہ ۲۰ ستمبر کو یوم جج و احترام مساجد کو جس کا مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب قائم مقام ناظم مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے اعلان کیا ہے پوری کوشش کے ساتھ کامیاب کر کے اپنی حمیت اسلامی اور غیرت دینی کا ثبوت دیں۔

اس کے بعد مولانا موصوف نے حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر منتظم جمعیۃ علمائے ہند کا بیان پڑھکر سنایا جس میں ڈکٹیٹر صاحب نے اہل دہلی سے معذرت کی تھی کہ مقامی مشغولیتوں کے باعث میں آج حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں اپنے خیالات کو تفصیل کے ساتھ پیش نہ کر سکا۔ یہ یوم جج و احترام مساجد جو ۲۰ ستمبر کو منایا جائے گا۔ اس کو پوری جد و جہد کے ساتھ کامیاب بنانے اور پوری قوت کے ساتھ پُرامن جلسہ و جلوس نکالنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ مجمع نے ڈکٹیٹر کے بیان کو بہت احترام سے سنا۔

اس کے بعد جناب صدر نے چار تجویزیں پیش کیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں۔ پہلی تجویز میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ سنہ ... میں بھی گورنمنٹ پنجاب نے آپ کو ایک دینی کتاب لکھنے پر کہ جو ختم نبوت کی بنا پر ... ضبط کیا تھا۔

دوسری تجویز میں مولانا صغیر احمد صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جنکو ۱۵ ستمبر کو ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے اور مولانا موصوف کو بی کلاس نہ دیئے جانے پر سخت احتجاج کیا گیا۔

تیسری تجویز میں مولوی ماجد حسین و مولوی ابوالحسن صاحبان رضاکاران جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جن کو ۵ ستمبر کو پانچ پانچ ماہ کی ام الخبائث (شراب) پر احتساب کی وجہ سے سزا دی گئی ہے۔

چوتھی تجویز میں قاضی محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر نوی گزٹ کی گرفتاری کے خلاف اس حال میں جبکہ وہ بستر علالت پر پڑے ہوئے تھے سخت احتجاج کیا گیا اور اس امر کا اعلان کیا گیا کہ یہ گرفتاری یقیناً اُن لوگوں کے خفیہ و علانیہ پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے جو آزاد صاحب کی صاف گوئی کے باعث ان سے ذاتی مخاصمت رکھتے ہیں اور اب بھی جن کی تحریریں یہ ثابت کر رہی ہیں کہ اس شرمناک جد و جہد میں ان کا ہاتھ ہے اور اُن لوگوں کو متنبہ کیا گیا کہ ان حرکات سے وہ تمام ہندوستان میں اپنی ذلت و خواری کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں اور آزاد صاحب کو مبارکباد دی گئی۔

اس کے بعد جناب صدیق صاحب نے ایک مؤثر نظم سنائی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

الجمعیۃ دہلی

20-09-1932

دار الحکومت

جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا جلسۂ عام

متعدد قراردادوں کی منظوری

دہلی ۱۶ ستمبر۔ آج حسب معمول بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے اول جناب مولانا ابوالزبیر صاحب فاضل دیوبند نے جمعیۃ علمائے ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا سلام حاضرین جلسہ کو پہنچایا جو کہ حضرت مولانا نے ڈسٹرکٹ جیل دہلی سے لکھکر بھیجا تھا۔ اس کے بعد آپ نے تحریک صدارت کی اور مولانا محمد عاقل صاحب فاضل دیوبند کا نام نامی پیش کیا جس کی متعدد حضرات نے تائید کی۔

اس کے بعد صدر نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا۔ بعد ازاں مولانا ابوالحسنات صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند نے ایک مفصل تقریر کی جس میں احترام مساجد، مقابر پر کافی روشنی ڈالی اور بتایا کہ جو لوگ مساجد میں جلسے روکتے ہیں وہی توہین و تخریب مساجد کے باعث ہیں جس کو آپ نے مدلل قرآن اور احادیث سے ثابت کیا۔

مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے اُن نام نہاد مسلم ارکان اسمبلی کے رویہ پر بھی اظہار ملامت کیا جو مسودۂ قانون جج کی حمایت کر کے غیر مسلمین کو مداخلت فی الاسلام کے مزید مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حاضرین کو پرزور اپیل کی کہ ۲۰ ستمبر کو یوم جج و احترام مساجد کو جس کا مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب قائم مقام ناظم مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے اعلان کیا ہے پوری کوشش کے ساتھ کامیاب کر کے اپنی حمیت اسلامی اور غیرت دینی کا ثبوت دیں۔

اس کے بعد مولانا موصوف نے حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر منتظم جمعیۃ علمائے ہند کا بیان پڑھکر سنایا جس میں ڈکٹیٹر صاحب نے اہل دہلی سے معذرت کی تھی کہ مقامی مشغولیتوں کے باعث میں آج حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں اپنے خیالات کو تفصیل کے ساتھ پیش نہ کر سکا۔ یہ یوم جج و احترام مساجد جو ۲۰ ستمبر کو منایا جائے گا۔ اس کو پوری جد و جہد کے ساتھ کامیاب بنانے اور پوری قوت کے ساتھ پُرامن جلسہ و جلوس نکالنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ مجمع نے ڈکٹیٹر کے بیان کو بہت احترام سے سنا۔

اس کے بعد جناب صدر نے چار تجویزیں پیش کیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں۔ پہلی تجویز میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ سنہ ... میں بھی گورنمنٹ پنجاب نے آپ کو ایک دینی کتاب لکھنے پر کہ جو ختم نبوت کی بنا پر ... ضبط کیا تھا۔

دوسری تجویز میں مولانا صغیر احمد صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جنکو ۱۵ ستمبر کو ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے اور مولانا موصوف کو بی کلاس نہ دیئے جانے پر سخت احتجاج کیا گیا۔

تیسری تجویز میں مولوی ماجد حسین و مولوی ابوالحسن صاحبان رضاکاران جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جن کو ۵ ستمبر کو پانچ پانچ ماہ کی ام الخبائث (شراب) پر احتساب کی وجہ سے سزا دی گئی ہے۔

چوتھی تجویز میں قاضی محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر نوی گزٹ کی گرفتاری کے خلاف اس حال میں جبکہ وہ بستر علالت پر پڑے ہوئے تھے سخت احتجاج کیا گیا اور اس امر کا اعلان کیا گیا کہ یہ گرفتاری یقیناً اُن لوگوں کے خفیہ و علانیہ پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے جو آزاد صاحب کی صاف گوئی کے باعث ان سے ذاتی مخاصمت رکھتے ہیں اور اب بھی جن کی تحریریں یہ ثابت کر رہی ہیں کہ اس شرمناک جد و جہد میں ان کا ہاتھ ہے اور اُن لوگوں کو متنبہ کیا گیا کہ ان حرکات سے وہ تمام ہندوستان میں اپنی ذلت و خواری کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں اور آزاد صاحب کو مبارکباد دی گئی۔

اس کے بعد جناب صدیق صاحب نے ایک مؤثر نظم سنائی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

۴ — ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء

جمعیۃ علمائے دیوبند کا عظیم الشان جلسہ

علمائے کرام کی زبردست تقریریں اور قراردادوں کی منظوری

دیوبند ۱۸ ستمبر منجانب جمعیۃ العلماء دیوبند ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر ہشتم جمعیۃ علمائے ہند جامع مسجد دیوبند میں منعقد ہوا جس میں حسن اتفاق سے مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری ڈکٹیٹر دوم جمعیۃ علمائے ہند مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی ڈکٹیٹر سوم۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ڈکٹیٹر ہفتم بھی تشریف لے آئے تھے جلسہ میں امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب بھی باوجود شدید تکلیف کے موجود تھے۔ ان تمام حضرات نے آزادی ہند گاندھی جی کے برت اور فرقہ وارانہ اعلان پر زبردست تقاریر کیں، اور بتلایا کہ گاندھی جی کے برت سے جو خطرناک صورت پیدا ہوگی اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ آخر میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ایک نہایت پرجوش اور زبردست تقریر کی اور دو تجویزیں بالاتفاق منظور ہوئیں۔ پہلی قرارداد میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا کہ اگر گاندھی جی کے مطالبہ کو پورا کرکے فاقہ کشی کی موت سے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی تو یقین ہے کہ اس کا انجام حکومت کے حق میں بھی نہایت درجہ خطرناک ہوگا۔ دوسری تجویز میں مولانا بشیر احمد صاحب ڈکٹیٹر دوم و مولانا محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کی صحت کیلئے دعا

امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کے پاؤں کی تکلیف ابھی تک جاری ہے اس لئے قارئین کرام سے استدعا ہے کہ آپ کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رہا کر دیئے گئے

صوبہ دہلی میں داخل نہ ہونے کا نوٹس

میرٹھ ۱۸ ستمبر۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند میرٹھ تشریف لائے۔ حضرت مولانا ۹ ستمبر کو آرڈیننس ڈے کے سلسلے میں ایک اسلامی جلسہ کی قیادت فرماتے ہوئے دہلی سے گرفتار کئے گئے تھے اور دفعہ ۳ آرڈیننس جدید کے ماتحت دہلی ڈسٹرکٹ جیل میں اسیر تھے۔ لیکن آج صبح نو بجے جیل سے آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اور پولیس نے اپنی نگرانی میں شاہدرہ پہونچا دیا۔ جہاں ... آرڈیننس جدید کی دفعہ ۴ کے ماتحت دہلی سے اخراج کا چیف کمشنر دہلی کی جانب سے "نوٹس" دیا گیا۔

ایک جلسہ کی شرکت کیلئے مولانا آج ہی شام کو دیوبند تشریف لیجا رہے ہیں۔

الجمعیۃ دہلی ۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء ۔ ۵ رجب ...

ہندوستان کے طول و عرض میں یوم تحفظ احترام

مساجد و اوقاف

لدھیانہ

مجلس تحفظ ناموس شریعت جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق مسلمانان لدھیانہ کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مفتی شہر جامع مسجد و منزل میں آج بوقت ... منعقد ہوا جس میں صدر موصوف نے مسودہ متعلقہ پورٹ جج کمیٹی اور ان مساجد و اوقاف کے متعلق جو بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ ایک زبردست اور مدلل تقریر فرماتے ہوئے ان ممبران اسمبلی کے طرز عمل پر اظہار افسوس کیا جو ان معاملات میں حکومت کے دست راست بنے ہوئے ہیں۔ خاتمہ تقریر پر آپ نے تین قرارداد پیش فرمائیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں لوگوں میں اپنے مذہب کی ہر قسم کی حفاظت اور حمایت کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ (نامہ نگار)

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء الجمعیۃ دہلی

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا مکتوب ارکان جمعیۃ علماء ہند کے نام

لکھنؤ کانفرنس کے ساتھ ارکان جمعیۃ علماء کے اجتماع کی ضرورت

باہمی مفاہمت اور جمعیۃ علماء کا نقطۂ نظر

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علماء ہند کے دستخط سے مندرجہ ذیل مضمون کے دعوت نامے ارکان جمعیۃ علماء ہند کے نام جاری کئے گئے ہیں:-

مولانا المحترم زید مجدکم

سلام مسنون، ہندو مسلم مفاہمت کے سلسلہ میں مسلم رہبران ملک کا ایک بے ضابطہ اجتماع ۱۵/۱۶ اکتوبر کو سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں منعقد ہونے والا ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حسب ذیل ارکان جمعیۃ علمائے ہند کا بھی ایک اجتماع ہو تاکہ جمعیۃ کے نقطۂ نظر کے ماتحت باہمی مفاہمت کے سلسلہ میں مفید مشورہ دیا جاسکے، وقت کی نزاکت اور موقع کی اہمیت کے پیش نظر امید ہے کہ جناب ۱۵/ اکتوبر کی صبح تک لکھنؤ قدم رنجہ فرمائیں گے۔

پہنچنے کے صحیح وقت سے جناب مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب کو فرنگی محل کے پتہ پر اطلاع دیں جن حضرات کے پتہ پر دعوت نامے بھیجے گئے ہیں انکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

اسماء مدعوین

مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب۔ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب پشاور۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریا آباد۔ مولانا اکرم خاں صاحب، کلکتہ۔ مولانا معین الدین احمد صاحب۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب۔ مولانا محمد شفیع صاحب انصاری لکھنؤ۔ مولانا سید محمد لطف اللہ صاحب رحمانی۔ مولانا مبارک حسین صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا احمد علی صاحب لاہور۔ مولانا بشیر احمد صاحب، بہرائچ۔ مولانا فخر الدین صاحب، مراد آباد۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا ظفر علی صاحب۔ مولانا محمد صادق صاحب کراچی۔ مولانا ظفر الملک صاحب علوی۔ مولانا محمد عزیر گل صاحب، دیوبند۔ مولانا عمر دراز بیگ صاحب۔۔

(نوٹ) ان تاریخوں کے لئے واپسی ٹکٹ بسہولت مل سکیگا۔

(مولانا) حسین احمد۔ دارالعلوم دیوبند

20-10-1932

لکھنؤ میں اتحاد بین المسلمین کا روح پرور نظارہ

مختلف الخیال مسلم زعماء کا عظیم الشان اجتماع

تمام مسائل کے متعلق کامل اتحاد و اتفاق

سیاسی اور مذہبی تحفظات کے ساتھ مخلوط انتخاب کا اعلان

ہندو مسلم مصالحت کے لئے ایک نمائندہ مجلس کا تقرر

۱۵ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء کی دو تاریخیں ہندوستان کے مسلمانوں کو ہمیشہ یاد رہیں گی کیونکہ یہی وہ مبارک دن تھے جبکہ لکھنؤ میں سلیم پور ہاؤس کے اندر بیٹھ کر ہمارے درد مند مخلص زعماء نے انتشار ملت کو دور کر کے اتحاد بین المسلمین کا جھنڈا بلند کرنے کی غرض سے عملی قدم اٹھایا اور اس قدر کامیاب طریقہ پر اٹھایا کہ آخر کار انہیں فتح نصیب ہوئی اور راستے کی وہ مشکلات جنہوں نے ابتدا میں ایک طبقہ کو مایوس کر رکھا تھا چشم زدن میں نابود و مفقود ہو گئیں۔

اس کانفرنس میں جس کے چار اجلاس منعقد ہوئے ہر خیال اور ہر طبقہ کے علماء و زعماء شریک تھے۔ اگرچہ مسلم کانفرنس کے صدر اور سکرٹری نے شرکت سے انکار کر دیا مگر مسلم کانفرنس کے اراکین کی اتنی تعداد لکھنؤ کانفرنس میں شریک تھی کہ اگر وہ لوگ اپنا علیحدہ جلسہ کرنا چاہتے تو نہایت آسانی کے ساتھ منعقد ہو سکتا تھا۔ مسلم کانفرنس کے نائب صدر نائب سکرٹری اور متعدد دیگر عہدہ دار اراکین اپنے نقطۂ نظر کی ترجمانی اور نمائندگی کرتے رہے اور جو کچھ وہاں منظور کیا گیا۔ اس میں ان لوگوں کے زاویۂ نگاہ کا پورا لحاظ پہلے سے رکھ لیا گیا۔

جمعیۃ خلافت کے تمام سربرآوردہ اراکین اور عملی کارکن مولانا شوکت علی صاحب کے ہمراہ شریک کانفرنس ہوئے اور انہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر سید محمود نیشنلسٹ مسلمانوں کی پوری جماعت کے ساتھ آخر وقت تک اتحاد و اتفاق کے لئے جد و جہد میں مشغول رہے اور انہوں نے دوران بحث میں کبھی اپنی پیشانی پر بل بھی نہ آنے دیا۔ شیعہ کانفرنس کا طریق عمل بھی نہایت بہتر رہا اور انہوں نے قومی مفاد کی خاطر نہایت مصالحانہ پوزیشن اختیار رکھی۔

جمعیۃ علمائے ہند کے اراکین کی بہت بڑی تعداد مختلف مقامات سے آکر اس کانفرنس میں شریک ہوئی۔ اور جمعیۃ کے محترم اراکین نے شروع سے آخر تک اپنی اس پالیسی کو قائم رکھا کہ باہمی مصالحت کی راہ میں کسی قسم کی ذرہ برابر رکاوٹ بھی پیدا نہ کی جائے۔ اور جو فارمولا مختلف الخیال مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو سکتا ہو اس کی تائید و حمایت کی جائے البتہ انہوں نے آئندہ دستور اساسی میں مذہب اسلام اور شریعت مقدسہ کے تحفظ کے لئے اپنی تصریحات پر پوری طرح زور دیا اور کانفرنس کے آخری اجلاس میں تمام حاضرین نے جمعیۃ کے اس نقطۂ نگاہ کی پوری طرح تائید کی اور اسے قرارداد میں شامل کر لیا گیا جس کے بعد ہر خیال اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کا اتحاد عملاً قائم ہو گیا اور وہ قرارداد منظور کر لی گئی جس میں ایک طرف مسلمانوں کے تیرہ مطالبات پر اتفاق اور دوسری طرف مخلوط انتخاب کے قبول کر لینے کا اعلان موجود ہے۔

کانفرنس نے دو قراردادیں باتفاق رائے منظور کیں جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) چونکہ ہندوستان کی جائز سیاسی خواہشات کی تکمیل کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ مختلف الخیال مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم ہو اور ذمہ دار حکومت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ مختلف ملتوں کے درمیان ایک متفقہ سمجھوتہ ہو۔ اور چونکہ یہ کانفرنس باستثنائے جداگانہ انتخاب ان تمام مسلم مطالبات کے متعلق متفق ہو گئی ہے جو آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقدہ دہلی (یکم جنوری ۱۹۲۹ء) کی قرارداد میں موجود ہیں اور جن کی تشریح و توضیح جمعیۃ علمائے ہند نے اپنے اجلاس منعقدہ سہارنپور (۸ اگست ۱۹۳۲ء) میں کی ہے۔ اس لئے یہ کانفرنس اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ مسلمانوں کے مذکورہ مطالبات کے قبول کر لئے جانے کی صورت میں مرکزی اور صوبجاتی مجالس قانون ساز کے لئے طریق انتخاب کے مسئلہ پر دوسری ملتوں سے گفت و شنید کی جا سکتی ہے جس کی ترجیح بنیاد مولانا محمد علی کے فارمولا کے اصول کو قرار دینا چاہئے ورنہ کوئی اور قابل اطمینان بنیاد پر تصفیہ کر لینا چاہئے لیکن اس تصفیہ کو مسلمانوں کی ایک نمائندہ کانفرنس سے تصدیق کرانا ضروری ہوگا۔

(۲) یہ کانفرنس پنڈت مدن موہن مالویہ کی اس تحریک کا خیرمقدم کرتی ہے کہ اس کانفرنس کی جانب سے ایک کمیٹی ہندو اور سکھ نمائندوں سے گفتگو کرنے کے لئے بنا دی جائے اور ان کو اور دیگر محبان وطن کو یہ یقین دلاتے ہوئے کہ مسلمان مادر وطن کے بہترین مفاد کو ملحوظ رکھتے ہیں کسی سے پیچھے نہیں ہیں ایک کمیٹی بدیں غرض مقرر کرتی ہے کہ وہ فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے لئے گفت و شنید کرے لیکن یہ گفت و شنید کانفرنس کی اس قرارداد کے اندر رہ کر کی جا سکے گی جو ان مسلم مطالبات کے متعلق منظور کی گئی ہے جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے مرتب کردہ ہیں اور جن کی تشریح جمعیۃ علمائے ہند اور شیعہ کانفرنس نے کی ہے۔

ان قراردادوں کے متعلق کسی جماعت کے اراکین میں اختلاف نہیں رہا مسلم کانفرنس والے ہوں یا نیشنلسٹ پارٹی والے سب متفق و متحد تھے اور تیرہ مطالبات کی منظوری پر مخلوط انتخاب قبول کرنے کو تیار رہنے کے لئے کمیٹی کے اراکین کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں۔ راجہ نواب علی خاں۔ راجہ سلیم پور۔ شیخ عبدالمجید سندھی۔ سردار سلیمان قاسم مٹھا۔ میاں جعفر شاہ کاکا خیل۔ مولانا ظفر علی خاں۔ چودھری خلیق الزماں۔ سید عبدالعزیز۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۔ شاہ مسعود احمد۔ خان بہادر حافظ ہدایت حسین۔ مولانا اکرم خاں۔ سیٹھ یعقوب حسین۔ نواب زادہ لیاقت علی۔

مولانا شوکت علی صاحب نے پنڈت مالویہ کو اس کمیٹی کی طرف سے تار دیدیا ہے۔ تار کا جواب موصول ہونے پر کمیٹی فوراً کسی مقام پر گفت و شنید شروع کر دے گی۔ گفتگو کے لئے الہ آباد کا نام لیا جا رہا ہے لیکن ممکن ہے کہ لکھنؤ یا دہلی کو اس مقصد کے لئے منتخب کیا جائے۔

کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس ہفتہ کے دن بارہ بجے راجہ صاحب سلیم پور کی صدارت میں سلیم پور ہاؤس میں منعقد ہوا۔ سب سے پہلے صاحب صدر، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اور مولانا شوکت علی نے اجتماع کے مقاصد اور مسلمانوں میں کامل اتحاد پر زور دیا۔ مولانا ظفر علیخاں نے بھی ایک پرزور تقریر کی۔ مولانا آزاد اور مولانا شوکت علی صاحب کی تقریروں نے کانفرنس کی کامیابی کا پورا یقین دلا دیا۔ تو ہر جماعت کے نمائندے مولانا آزاد نے صاف صاف بتلا دیا کہ اگر مسلم کانفرنس والے اور حامیان جداگانہ انتخاب یہ چاہتے ہیں کہ ہندو ان کے تیرہ مطالبات کو منظور کریں تو انہیں اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ باہمی اتحاد سے فرقہ وارانہ مسئلہ کا تصفیہ ہو جائے۔ مولانا نے مخلوط انتخاب پر زور دیا اور کہا کہ مسلمانوں کا مفاد اس میں ہے کہ وہ اب زیادہ اختلافات نہ کریں اور اسے قبول کر لیں۔ دونوں بزرگوں کی تقریروں کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔

کانفرنس کے پہلے ہی اجلاس میں تقریباً تمام شرکاء تشریف لے آئے تھے سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب نے اپنی ایک مختصر تقریر میں فرمایا کہ اس وقت کانفرنس ملتوی کر دی جائے اور جب دوسرے حضرات جو شریک نہیں ہوئے وہ بھی شریک ہوں تو منعقد کی جائے مگر اس خیال کی کسی نے بھی تائید نہیں کی اور ہر طرف سے کہا گیا کہ اب اتحاد مسلمین کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا اور مسلمانوں نے ہزاروں روپیہ صرف کر کے جو اجتماع کیا ہے اور اتفاق کی جو امیدیں اس اجتماع سے وابستہ کی ہیں انہیں نتیجہ خیز حد تک پہنچائے بغیر ختم کرنا سخت حماقت ہے۔ مزید براں جو حضرات تشریف نہیں لائے ہیں ان کا یہ فعل عمداً ہے اور ان کے بغیر یہ کام ہرگز رکا نہیں رہ سکتا۔ سیٹھ صاحب کو معقول طریقہ پر سمجھانے کی بہت کوشش کی گئی اور انہوں نے اکثر امور کو تسلیم بھی کیا۔ مگر وہ اپنی مجبوریوں کے باعث باوجود مقصد سے متفق ہونے کے مشورہ میں شریک نہ رہ سکے اور اپنے کارخانہ کو دیکھنے کی غرض سے بہار چلے گئے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا رویہ نہایت اچھا رہا انہوں نے ابتداءً التوا کی کوشش کی مگر جب حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے تقریر فرمائی اور اس امر پر زور دیا کہ اجلاس کا جاری رہنا ہی مفید ہوگا۔ اور اس وقت اگر ہم بغیر فیصلہ کرکے اٹھے تو ملک میں ہر طرف سے اس کی تائید کی جائے گی تو وہ کانفرنس کی شرکت پر آمادہ ہو گئے اور آخر وقت تک شریک رہے۔

پہلے دن کی یہ صحبت ابتدائی تقریروں کے بعد ختم ہو گئی اور یہ اندازہ ہوا کہ اگر باقی تیرہ نکات نیشنلسٹ مسلمانوں نے بھی تسلیم کر لئے تو پھر مسلم کانفرنس اور خلافت کمیٹی کے اراکین کو مخلوط انتخاب کی کوئی شکل قبول کرنے میں عذر نہ ہوگا اس سے قبل مالویہ جی کا تار آ چکا تھا جس میں ان کوششوں کی تعریف و تحسین کے بعد ایک کمیٹی کے تقرر پر زور دیا گیا تھا تاکہ وہ ہندو اور سکھ نمائندوں سے گفت و شنید کرے۔ اس تار نے مسلم کانفرنس کے حامیوں پر بہت اچھا اثر ڈالا اور سب حضرات اس پر متفق ہو گئے کہ اب ہمارے لئے انتظار کا کوئی بہانہ باقی نہیں رہتا اور ہندوؤں کی طرف سے اقدام کا جو مطالبہ ڈاکٹر اقبال وغیرہ نے کیا تھا وہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس تار کی وجہ سے اس بے ضابطہ اجلاس میں نہایت اچھی فضا پیدا ہو گئی اور اب سب کے باضابطہ اجلاس کے متعلق بہتر امیدیں ظاہر کی جانے لگیں۔

شب کے وقت دوسرا اجلاس

جب بعد مغرب دوسرا اجلاس منعقد ہوا تو اسے باقاعدہ بنا دیا گیا۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر تھے۔ چونکہ ہاؤس کے سامنے ابھی تک کوئی قرارداد نہیں تھی اس لئے عام بحث شروع ہو گئی۔ ہر شخص یہ تو سمجھ چکا تھا کہ تیرہ نکات کی منظوری اور جداگانہ انتخاب کا ترک ہی ایک صورت ہے جسے بنیاد قرار دیا جائے گا مگر دوران بحث میں یہ دقت محسوس ہوئی کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قرارداد کو اگر نمبروار دیکھا جائے تو اس میں انتخاب کے متعلق دفعات نکال دینے کے بعد صرف دس دفعات باقی رہ جاتی ہیں۔ البتہ جناح کے چودہ نکات جو اسی قرارداد کے سامنے رکھ کر وضع کئے گئے ہیں تجویز میں لائے جا سکتے ہیں۔ لوگ زیادہ تر یہ چاہتے تھے کہ آل پارٹیز کانفرنس والی قرارداد کو بنیاد بنایا جائے۔ پھر اس کے ساتھ پرسنل لاء کے متعلق جمعیۃ علمائے ہند کی تصریحات سے بھی تمام مسلمانوں کو اتفاق تھا ان کا بھی قرارداد میں آنا ضروری تھا اس لئے دس بجے تک بحث و تمحیص ہوتی رہی اور اجلاس صبح کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

صبح کے وقت تیسرا اجلاس

دوسرے دن ۱۶ اکتوبر کو جب اجلاس شروع ہوا تو راجہ صاحب سلیم پور صدر اجلاس تھے۔ اس اجلاس پر تین تجاویز پیش کی گئیں۔ پہلی تجویز میں تیرہ نکات اور دوسری تجویز میں تیرہ نکات اور صرف مولانا محمد علی صاحب کا فارمولا تھا، تیسری تجویز میں تیرہ نکات کی تفصیل اور طریق انتخاب کے متعلق تصفیہ کرنے کی کمیٹی کے لئے کامل آزادی تھی۔ تھوڑی دیر کی بحث کے بعد ایک سبجیکٹ کمیٹی بنا دی گئی اور اسی کو ایک متفقہ مسودہ مرتب کرنے کا کام دیدیا گیا۔ چنانچہ تینوں تجاویز کا ماحصل لیکر وہ دو تجاویز بنائی گئیں جو بعد میں منظور ہوئیں۔

دوپہر کے وقفہ میں تقریباً ۳ بجے تک سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس ہوتا رہا۔

شام کے وقت چوتھا اجلاس

شام کو ۵ بجے سے چوتھا اجلاس جب شروع ہوا تو عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب کام منٹوں میں ختم ہو جائے گا کیونکہ تقریباً ہر خیال کے حضرات سبجیکٹ کمیٹی میں شامل تھے اور وہاں ہر مسئلہ پر کافی گفتگو ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسٹر آصف علی نے دونوں تجاویز پڑھ کر سنائیں۔ جنہیں نہایت معمولی سی ترمیم بلکہ وضاحت کر دینے کے بعد بالاتفاق منظور کر لیا گیا۔ مولانا شوکت علی صاحب نے اراکین کمیٹی کی فہرست پڑھ کر سنائی جو بحث منظور کی گئی۔ اور سب نے ان حضرات پر اعتماد ظاہر کیا جو گفت و شنید کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔

اہم شرکاء کی صوبہ وار فہرست

لکھنؤ کی مسلم کانفرنس میں ملک کے دور دراز گوشوں سے جو نمائندہ شخصیتیں مجتمع ہوئیں ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے ہم ان میں سے مشہور حضرات کے اسمائے گرامی صوبہ وار عنوانات کے ماتحت درج کرتے ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہر صوبہ کی کس طرح نمائندگی ہو رہی تھی۔

صوبہ سرحد

میاں جعفر شاہ صاحب کاکا خیل۔ میاں احمد شاہ صاحب۔ مسٹر یوسفی صاحب۔

صوبہ پنجاب

مولانا ظفر علیخاں صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب۔ مولانا عبدالحنان صاحب۔ مسٹر فیروز الدین۔ مسٹر شمس الحسن جرنلسٹ۔ مسٹر ضیاء اللہ یوسف۔

صوبہ یو۔ پی

نواب اسمٰعیل خاں صاحب۔ راجہ صاحب سلیم پور۔ ڈاکٹر سید محمود۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ راجہ نواب علی صاحب۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۔

صوبہ بہار

مسٹر عبدالعزیز بیرسٹر۔ قاضی احمد حسین سابق ایم۔ ایل۔ سی۔ مسٹر شاہ محمد مسعود احمد ایم۔ ایل۔ اے۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب (نائب امیر شریعت صوبہ بہار)

بنگال

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد۔ محمد اکرم خاں صاحب۔ مولانا عبدالجبار۔

بمبئی و سندھ

مولانا شوکت علی صاحب۔ حاجی سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا۔ شیخ عبدالمجید صاحب جے۔ اے۔ حاجی۔ مولانا محمد عرفان صاحب۔

مدراس

سیٹھ یعقوب حسن صاحب۔ مولوی عبداللطیف فاروقی صاحب۔ یوسف سید فیاض صاحب۔

دہلی و اجمیر و میواڑ

مسٹر آصف علی صاحب۔ سید محمد جعفری صاحب۔ غازی محی الدین صاحب۔

بلوچستان

نواب زادہ یوسف علی خاں۔ سردار غلام رسول خاں۔

ان کے علاوہ ہر صوبہ کے بکثرت ڈیلیگیٹ شریک تھے اور ان سے زیادہ افراد اور انجمنوں کے تائیدی تار موصول ہوئے تھے۔

اتحاد اسلام زندہ باد

جیسے ہی کہ صدر نے ان تجاویز کے متعلق رائے دریافت کرنے کے بعد ان کی متفقہ منظوری کا اعلان کیا تمام ہال "اللہ اکبر" اور "اتحاد اسلام زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ لوگوں کے چہروں سے اس قدر مسرت و انبساط کا اظہار ہو رہا تھا کہ پچھلے دنوں میں اس کی مثال مشکل سے پیش کی جا سکتی ہے لوگ محسوس کرتے تھے کہ آج انہوں نے اپنی قوم کی پیشانی سے وہ کلنک کا ٹیکہ دھو دیا ہے جو افتراق ملت کے باعث لگا ہوا تھا۔

آخری دعا

حاضرین اجلاس نے اس وقت حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے درخواست کی کہ وہ مسلمانوں کی آئندہ فلاح و بہبود کے لئے دعا فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا ایک عجیب ولولہ انگیز منظر کے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک نہایت مؤثر انداز میں دعا فرمائی۔ ہر خیال کے مسلمان آمین کہہ رہے تھے اور اسلامی روایات کے مطابق کامل اتحاد کا نظارہ پیش نظر تھے۔

(باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمایئے)

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس شوریٰ کے اجلاس

علماء و زعماء کی شرکت

کانفرنس کا اجلاس شروع ہونے سے قبل ۱۵ اکتوبر کی صبح کو جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ شرکاء اجلاس میں قابل ذکر حضرات حسب ذیل تھے۔

مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد۔ مولانا محمد سجاد صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب۔ مولانا فخر الدین صاحب۔ مولانا بشیر احمد صاحب۔ مولانا محمد شفیع صاحب۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محل۔ مولانا انیس احمد صاحب نگرام۔ مولانا عبداللہ صاحب مراد آباد۔ مولوی نصر اللہ خاں صاحب مدیر مدینہ۔ مولوی مجید حسن صاحب مالک مدینہ۔ قاضی احمد حسین صاحب بہار۔ غازی خضر محمد صاحب کانپور۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب۔ مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر۔ چودھری خلیق الزماں صاحب لکھنؤ۔ سید محمد جعفری صاحب مدیر ملت۔ مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب۔ مولانا ریاست علی صاحب برہی۔

حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب کی صدارت کے لئے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نے تحریک کی اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے تائید کی چنانچہ مولانا باتفاق رائے صدر منتخب ہو گئے۔

موجودہ مصالحت کے اسباب اور صورت حال کے متعلق اول مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے تقریر فرمائی مولانا محمد شفیع صاحب انصاری نے کچھ سوالات نشستوں کے تحفظ کے متعلق کئے اور مولانا آزاد نے اس کی تشریح فرمائی مولانا قطب الدین صاحب کے ارشاد پر مولانا آزاد نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء کا طریق کار اس مسلم کانفرنس میں یہ ہونا چاہئے کہ ہمارا اپنا طریق اصولی طور پر وہی ہے جو سہارنپور کا فارمولا جمعیۃ علماء کی طرف سے ظاہر کرتا ہے۔ باقی سمجھوتہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے لئے ہم کو اتحاد کی انتہائی کوشش کرتے ہوئے اپنے نقطۂ نظر سے اس حد تک قبول کر لینا چاہئے جس میں مسلمانوں کے مفاد کو خطرہ نہ پہنچتا ہو۔ مولانا سجاد صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد علی مرحوم کا فارمولا ضرور اس قابل ہے کہ اس پر بحث کی جائے لیکن پینل سسٹم ہمارے لئے نہایت مضر ہے اس کی تائید میں مولانا حفظ الرحمن نے بھی ذرا تفصیل سے بیان کیا۔ اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے بھی چند تصریحات فرمائیں کافی بحث و تمحیص کے بعد حسب ذیل تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی۔

سربرآوردہ شرکاء کانفرنس کی جماعت وار فہرست

یوں تو کانفرنس میں ہر خیال اور ہر جماعت کے صدہا اراکین شریک تھے مگر مشہور و سربرآوردہ حضرات کی جماعت وار فہرست حسب ذیل ہے۔

مسلم کانفرنس

(۱) نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب۔ (۲) مولانا شوکت علی صاحب
(۳) شاہ محمد مسعود احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ (۴) ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب
(۵) سید ذاکر علی صاحب۔ (۶) راجہ صاحب سلیم پور
(۷) حسین امام صاحب۔

جمعیۃ خلافت

(۱) مولانا شوکت علی صاحب۔ (۲) شیخ عبدالمجید صاحب سندھی
(۳) مولانا محمد عرفان صاحب۔ (۴) سیٹھ حاجی سلیمان قاسم مٹھا۔
(۵) غازی محی الدین صاحب۔ (۶) میاں جعفر شاہ صاحب کاکا خیل
(۷) میاں احمد شاہ صاحب۔ (۸) فیروز الدین صاحب
(۹) مولوی محمد عرفان صاحب

جمعیۃ العلماء

(۱) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ (۲) حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب
(۳) حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب۔ (۴) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب
(۵) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب۔ (۶) حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب
(۷) مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ (۸) حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب
(۹) حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب۔ (۱۰) حضرت مولانا محمد میاں صاحب
(۱۱) حضرت مولانا ... عبداللہ صاحب۔ (۱۲) حضرت مولانا فخر الدین صاحب
(۱۳) مولانا محمد شفیع صاحب۔ (۱۴) مولانا انیس احمد صاحب نگرامی
(۱۴) مولانا ریاست علی صاحب۔

نیشنلسٹ پارٹی

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد صاحب۔ (۲) ڈاکٹر سید محمود صاحب۔
(۳) مسٹر خلیق الزماں۔ (۴) مسٹر آصف علی
(۵) مسٹر محمود اللہ جنگ۔ (۶) قاضی احمد حسین صاحب سابق ایم۔ ایل۔ سی
(۷) سیٹھ یعقوب حسن صاحب۔ (۸) مسٹر رفیع احمد قدوائی
(۹) مولوی اکرم خاں صاحب۔

شیعہ کانفرنس

(۱) راجہ نواب علی خاں صاحب۔ (۲) مرزا محمد ظفر حسین صاحب
(۳) مرزا عابد حسین صاحب۔ (۴) سید حمید زاہدی صاحب
(۵) سید کلب عباس صاحب

مسلم لیگ

(۱) عبداللطیف صاحب فاروقی۔ (۲) ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب
(۳) مولوی اکرم خاں صاحب مسلم لیگ (بنگال)

قرارداد

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے تفصیل کے ساتھ موجودہ حالات بیان کئے جو فرقہ وارانہ مسائل کے فیصلہ کے متعلق از سر نو پیدا ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو گفتگو ان سے اور بعض ہندو اور مسلم زعماء سے ہوئی ہے اس کا بھی ذکر فرمایا۔ ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد بالاتفاق قرار پایا کہ جمعیۃ العلماء اصولاً اپنی قرارداد سہارنپور پر قائم ہے لیکن اگر باہمی سمجھوتہ کی کوئی صورت پیدا ہوتی ہے تو ملک و ملت کے مفاد کو پیش نظر رکھکر جمعیۃ پوری طرح اس کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہوگی اور اتحاد بین المسلمین کے نصب العین اور اتحاد و اتفاق کے لئے ہمہ وجوہ جد و جہد کرے گی۔

تجویز: ذیل میں یہ تحفظات ... حسب ذیل ہے۔

(۱) ہندوستان کی مختلف ملتوں کی کلچر، زبان، رسم الخط، پیشہ، تعلیم، مذہبی تبلیغ، مذہبی ادارے، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال، عبادت گاہیں، اوقاف آزاد ہوں گے۔ حکومت ان میں مداخلت نہ کرے گی۔

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کے لئے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالس مقننہ اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت نہ کی جائے گی اور پرسنل لاء کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکام نکاح، طلاق، رجعت، عدت، خیار بلوغ، تفریق زوجین، خلع، عنین، مفقود، نفقہ زوجیت، حضانت، ولایت نکاح، مال، وصیت، وقف، وراثت، تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)

ہدیہ تہنیت

آج یہ دیکھ کر ہماری مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہی کہ لکھنؤ میں جمع ہونے والے علماء و زعماء نے مسلمانوں کی لاج رکھ لی اور ایک ایسے نازک وقت میں جب کہ مسلمان تباہی کے کنارے آ لگے تھے انہیں افتراق و انتشار کی ہلاکت سے بچا لیا ہم تمام مسلمانان ہند کی خدمت میں اس شاندار کامیابی پر ہدیہ تہنیت و مبارکباد پیش کرتے ہیں اس اشاعت میں لکھنؤ کانفرنس کی خبروں کے باعث مقالہ افتتاحیہ کے لئے گنجائش نہ نکل سکی۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس نمایاں کامیابی پر مفصل تبصرہ کیا جائیگا۔ (الجمعیۃ)

مال، وصیت، وقف، وراثت، تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لئے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور ان کو اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔

(۴) صوبوں اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کی سیاسی اور دیگر حقوق کی حفاظت کے متعلق شکایات سننے اور فیصلہ کرنے کے لئے سپریم کورٹ قائم کر دیا جائے گا۔ جو مختلف ملتوں کے ارکان پر مشتمل ہوگا۔ اس کے فیصلوں کی تنفیذ فیڈرل حکومت کرے گی۔

(۵) صوبہ سرحد اور بلوچستان اور ان صوبوں میں جو نئے قائم کئے جائیں طرز حکومت وہی ہوگا جو دیگر صوبوں میں قرار دیا جائے گا۔

(۶) سندھ کو علیحدہ مستقل صوبہ بنا دیا جائے گا اور اس کا نظم اس طرح قائم کیا جائیگا کہ اس کی آمدنی اس کے مصارف کو کافی ہو جائے۔

(۷) حق رائے دہی تمام بالغوں کو دیا جائیگا اور کسی صورت میں کوئی ایسا طریقہ قبول نہ کیا جائیگا جس سے کوئی ملت اپنے تناسب آبادی کے مطابق رائے دہندگی کے حق سے محروم رہ جائے۔

(۸) طریقہ انتخاب مخلوط ہوگا۔

(۹) پنجاب و بنگال میں کسی ملت کے لئے ریزرویشن نہیں کیا جائے گا اگر کوئی اقلیت ریزرویشن کے لئے اصرار کرے تو تمام ملتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے اعتبار سے ریزرو کر دی جائیں گی۔ باقی صوبوں کی انتخابی مجالس اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے مطابق ریزرو کی جائیں گی اور زائد نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

(۱۰) طرز حکومت وفاقی ہوگا تمام صوبے کامل خود مختار ہوں گے فیڈرل اسمبلی کو صرف وہی اختیارات دئے جائیں گے جن کا تعلق تمام ہندوستان کے ساتھ یکساں ہوگا غیر مفوضہ اختیارات صوبوں کے حاصل ہوں گے الا یہ کہ تمام صوبے بالاتفاق تسلیم کریں کہ غیر مفوضہ اختیارات فیڈرل اسمبلی کو دئے جائیں۔

مسلمانوں کے لئے مذہبی تحفظات

کانفرنس نے حسب ذیل تین دفعات کو جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۸ اگست ۱۹۳۲ء میں بمقام سہارنپور منظور کی گئی تھیں مسلم مطالبات کی تشریح و توضیح کے طور پر خصوصیت کے ساتھ منظور کیا ہے اور انہیں آل پارٹیز مسلم کانفرنس والی قرارداد کے ساتھ گفت و شنید کی اساس بنایا جائے گا۔

(۱) ہندوستان کی مختلف ملتوں کی کلچر، زبان، رسم الخط، پیشہ، مذہبی تعلیم، مذہبی تبلیغ، مذہبی ادارے، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال، عبادت گاہیں، اوقاف آزاد ہوں گے۔ حکومت ان میں مداخلت نہ کرے گی۔

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کے لئے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالس مقننہ اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت نہ کی جائے گی اور پرسنل لاء کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکام نکاح، طلاق، رجعت، عدت، خیار بلوغ، تفریق زوجین، خلع، عنین، مفقود، نفقہ زوجیت، حضانت، ولایت نکاح، مال، وصیت، وقف، وراثت، تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لئے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور ان کو اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔

الہ آباد کانفرنس میں ارکان جمعیۃ علماء ہند کی شرکت

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے نام مولانا شوکت علی صاحب کا تار

دہلی ۳۰ر اکتوبر۔ جناب مولانا شوکت علی صاحب نے بمبئی سے بذریعہ تار امیر الہند حضرت العلامہ سید حسین احمد صاحب مدنی نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کو اطلاع
دی ہے کہ براہ کرم مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار اور مولانا حفظ الرحمن صاحب کو دعوت دید یجئے کہ الہ آباد ۳ر نومبر کو پہونچیں۔

امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے مخصوص ارکان جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند کو ۲ر نومبر کے لئے الہ آباد پہونچنے کی دعوت
دی ہے تاکہ ان کے مشوروں سے باہمی مصالحت کے سلسلہ میں استفادہ کیا جائے۔ مدعوین کرام میں حضرت مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت
صوبہ بہار۔ حضرت مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری۔ حضرت مولانا قطب الدین عبد الوالی صاحب فرنگی محل۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔
حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب میرٹھی۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان کی مختلف ملتوں میں اتحاد و اتفاق قائم ہوگیا

اتحاد کانفرنس الہ آباد کی حیرت انگیز کامیابی

پنجاب و بنگال میں آئینی اکثریت تسلیم کرلی گئی

صوبہ سندھ کی غیر مشروط علیحدگی

اسلامی اصولوں کے مطابق پرسنل لا کا تحفظ

ملازمتوں اور وزارتوں میں مسلمانوں کا مناسب حصہ

صوبہ سرحد کا مساوی درجہ اور بلوچستان میں اصلاحات

(از نامہ نگار خصوصی)

سترہ دن کی مسلسل پیہم جدوجہد کے بعد الہ آباد میں گنگا اور جمنا کے سنگم پر ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کا وہ تاریخی اتحاد ہوگیا جسے آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی اور جسے ہندوستان کی جنگ آزادی کا سنگ بنیاد قرار دیا جائے گا۔ وہ مسائل جن پر سالہا سال سے شدید اختلافات تھے اور جنہوں نے ہندوستانیوں کو اس طرح متفرق و منتشر کر دیا تھا کہ یک جہتی و ہم آہنگی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی، آخر کار ایک ایک کرکے نہایت اطمینان بخش اور منصفانہ طریقہ پر طے پاگئے اور صرف دو ہفتوں میں ہندوستان کے زمین آسمان اس طرح بدل گئے کہ دیکھنے والے حیرت کے سمندر میں غرق نظر آتے ہیں اور اتحاد کانفرنس کے اس کارنامہ کو نہ صرف ہندوستانی بلکہ انگلو انڈین حلقوں میں بھی نہایت شاندار کارنامہ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرا جن حضرات کے سر ہے قدرت نے باندھا ہے ان میں ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں کے بہترین افراد شامل ہیں جن کا اثر اپنی ملتوں پر ہر شخص کے نزدیک مسلم ہے اور جن کو بجا طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قوموں کی طرف سے ایک معاہدہ کرلیں اور اس پر اپنے دستخط ثبت کرکے اسے اقوام ہند کے متفقہ میثاق کی حیثیت دیں۔ پنڈت مدن موہن مالویہ، ڈاکٹر مونجے، مہاراجہ نریندر ناتھ، بابو راجندر پرشاد، سی۔ راجگوپال آچاریہ، وجے راگھو آچاریہ، پنڈت ہردے ناتھ کنزرو، سٹر چنتامنی، ... اور ان کے ساتھ قومی لیڈروں کی بہت بڑی تعداد کانفرنس کے شرکاء میں شامل تھی اور تقریباً سب نے سوائے بنگالی زعماء کے جنہیں ضروری کاموں کے باعث درمیان ہی میں جانا پڑا، آخر وقت تک کانفرنس میں ... اس طرح ہندو مہاسبھا اور کانگریس دونوں کی نمائندگی پوری طرح اتحاد کانفرنس میں ہوئی۔ مسلمانوں کی جانب سے مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب، شیخ عبدالمجید صاحب سندھی، مولانا ظفر علی خان صاحب، نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب، سید ذاکر علی صاحب، سید محمد حسین صاحب بیرسٹر، ڈاکٹر ضیاء الدین، شاہ مسعود احمد صاحب ... جنگ، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب، مولانا محمد نعیم صاحب، قاضی محمد حسن صاحب ... اکبر ... مسٹر آصف علی، ... مولانا محمد اکرم خاں صاحب، حبیب الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ نواب محمد یوسف صاحب ایم ایل اے، ... میاں جعفر شاہ صاحب، احمد شاہ صاحب ... حسام الدین بی اے، مولانا داؤد غزنوی ... کانفرنس میں شریک ہوئے ... آخر وقت تک حصہ لیا، نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب، سید ذاکر علی، سید محمد حسین بیرسٹر، شیخ عبدالمجید سندھی ... کانفرنس کی کمیٹی میں موجود ...

کا اعلان نہ ہوگیا ... زیر بحث و تمحیص رہتے ہیں۔ ان حضرات کے ...

کا ایسا فارمولا منظور کیا جائے جس سے مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ کا پوری طرح تحفظ ہوسکے۔ چنانچہ مسلم کانفرنس کے تجویزات جس طرح منظور کئے گئے ہیں وہ بالکل ظاہر ہے۔ اور مخلوط انتخاب کے ساتھ مسلم کم از کم تیس فیصدی ابنی قوم کا اعتماد حاصل کرنے کی جو شرط لگادی گئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر صاف ہوجاتا ہے کہ انتخاب مخلوط کی شکل میں بھی صرف وہی شخص منتخب ہوسکتا ہے جسے مسلمان بھی اپنا نمائندہ تسلیم کرتے ہوں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک مسلمان بھی کسی شخص کو ووٹ نہ دے اور وہ منتخب ہوجائے۔ ... آئندہ اشاعتوں میں تیرہ نکات اور طریق انتخاب پر مکمل بحث ہوگی۔ اور اس وقت یہ تمام حقائق پوری طرح روشنی میں آجائیں گے۔ کانفرنس کی کمیٹی میں جو بحث ہوئی اس کے دوران میں سب سے زیادہ نمایاں جو حقیقت نظر آئی وہ یہ تھی کہ کبھی ایک مرتبہ بھی مسلم نمائندوں میں باہمی اختلاف نہیں ہوا۔ مسلمان ہمیشہ اتفاق کے ساتھ اپنا مقدمہ پیش کرتے رہے۔ حالانکہ ہندوؤں میں متعدد مرتبہ کھلے اجلاس میں شدید اختلافات ہوئے مگر نیشنلسٹ اور کانفرنسی مسلمانوں نے ہمیشہ ایسے موقع پر کچھ عرصہ کے لئے علیحدہ بیٹھ کر ایک رائے قائم کی اور اس کے بعد متفقہ جواب دیا۔ مسلمانوں کے اس طرز عمل کا نہایت اچھا اثر ہوا اور مسلم کانفرنس کے تیرہ نکات کی جو حمایت مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمائی وہ بڑی حد تک ان کی کامیابی کا موجب ہوئی۔

سترہ دن کی بحث و تمحیص کے باعث وقت بہت زیادہ صرف ہوچکا تھا اور اتحاد و اتفاق کے فیصلوں کو نتیجہ خیز اور موثر بنانے کے لئے آئندہ بھی چند مراحل درپیش تھے ...

تعلیم، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال اور مذہبی اوقاف محفوظ ہوں گے۔

پرسنل لاز کے تحفظ کے لئے دستور اساسی میں مخصوص دفعات داخل کی جائیں گی۔

مختلف صوبوں کی اقلیتوں کے سیاسی اور دیگر حقوق کا تحفظ مرکزی حکومت کا کام ہوگا اور اس کے دائرہ اختیارات میں داخل ہوگا۔

پرسنل لاز

کسی ملت کے پرسنل لاز میں ترمیم نہ کی جائے گی بجز اس صورت کے کہ کوئی ملت مجالس قانون ساز میں اپنے نمائندوں کے ذریعہ خود اس خواہش کا اظہار کرے اور ان نمائندوں کو اپنی ملت کی رائے عامہ کی حمایت حاصل ہو۔

مسلمانوں کے جو پرسنل لاز اس وقت برطانوی ہند میں نافذ ہیں ان میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں ہوسکے گی بجز اس کے کہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں (یعنی وہ قوانین جو اسلامی اصولوں کے منافی ہیں انہیں بدلوایا جاسکے گا)

مذہب پر اثر انداز ہونے والے مسودۂ قانون

اگر کوئی ایسا مسودہ قانون منظور ہوگیا جس کے متعلق کسی مجلس مقننہ میں کسی ملت کے ۳/۴ نمائندوں کی یہ رائے ہو کہ وہ ان کے مذہب یا مذہبی معاشرت پر اثر انداز ہوتا ہے یا جس کے متعلق مجلس مذکور کے ارکین کا یہ خیال ہے کہ اس سے رعایا کے بنیادی حقوق پر اثر پڑتا ہے تو ان نمائندوں یا ارکین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ مسودہ قانون کی منظوری کے ایک مہینہ بعد تک صدر مجلس کے سامنے اپنا اعتراض پیش کریں۔ صدر مجلس اس اعتراض کو گورنر جنرل یا گورنر کے پاس جیسی کہ صورت ہو بھیج دے گا اور گورنر جنرل یا گورنر اس کے بعد لازمی طور پر اس مسودہ قانون کو ایک سال کے لئے ملتوی کردے۔ اور اس مدت کے ختم ہوجانے پر اسے پھر مجلس مذکور کے لئے بھیجے گا۔ جب یہ مسودہ قانون مجلس مقننہ میں دوبارہ پیش ہوگا اور اس کے بعد بھی مجلس مقننہ اس میں کوئی ایسی ترمیم و تنسیخ نہیں کرے گی جس سے مذکورہ بالا اعتراض رفع ہوجائے تو گورنر یا گورنر جنرل کو جیسی کہ صورت ہو اس کا اختیار رہے گا کہ وہ خواہ مخواہ اس کی منظوری دینے سے انکار کردے یا منظوری دیدے۔ لیکن اس کے باوجود ایسے مسودہ قانون کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ سول سپریم کورٹ میں پیش کیا جاسکے گا اور اس ملت کے وہ افراد جن پر یہ قانون اثر انداز ہوتا ہوگا اس بنا پر مقدمہ دائر کرسکیں گے کہ ان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

پنجاب، بمبئی، بہار اور یوپی میں جو مخصوص تحفظ منظور کیا گیا ہے اس پر اس تحفظ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

وزارتیں

...

...نے آئیں گے۔ اس لئے مندرجہ ذیل تصفیہ صرف برطانوی ہند کی نشستوں کی تقسیم کے متعلق کیا گیا ہے۔

اس پر اتفاق ہوگیا کہ مرکزی مجلس مقننہ میں برطانوی ہند کی مجموعی نشستوں میں سے ۳۲ فی صدی نشستیں مسلمانوں کے لئے اور ۴ ۱/۲ فی صدی سکھوں کے لئے مخصوص ہوں گی۔

صوبوں میں پاسنگ

اس پر اتفاق ہوگیا کہ آئندہ دس سال تک وہی پاسنگ قائم رہے گا جو مسلم اقلیتوں کو برطانوی کابینہ کے فیصلہ سے قبل حاصل تھا۔

بلوچستان

اس کانفرنس کی رائے میں باقاعدہ دستوری طریق حکومت کے فوائد بلوچستان کو بھی ملنے چاہئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے کیا طریقہ ہو اس پر بعد میں غور کیا جائے گا۔

صوبہ سرحد

صوبہ سرحد کو اسی قسم کا نظام حکومت حاصل ہوگا جیسا کہ دوسرے صوبوں کو ملے گا۔

بنگال

۱۔ نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط طریق انتخاب قائم ہونا چاہئے۔

۲۔ مسلمانوں کو ۵۱ فی صدی نشستیں ملیں گی اور ہندوؤں اور دوسری قوموں کو جو عام انتخابات میں شامل ہیں ۴۹ فی صدی نشستیں ملیں گی اور ان دونوں صورتوں میں مخصوص حلقہ ہائے انتخاب بھی شامل ہوں گے۔

۳۔ دس سال کے بعد خود بخود نشستوں کی تخصیص اور تمام مخصوص حلقہ ہائے انتخاب ختم ہوجائیں گے۔

۴۔ ایک کمیٹی مقرر کی جانی چاہئے جو مزید نشستیں حاصل کرے اور مسلمانوں اور ہندوؤں کے جس تناسب پر اتفاق ہوا ہے اس کے متعلق دونوں ملتوں کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے نشستوں کو تقسیم کرے اور دفعہ ۱ اور ۲ میں جو حالات مذکور ہیں ان کا تصفیہ کرے۔

۵۔ مسلمانان بنگال کو مخلوط انتخاب اسی صورت میں قبول ہوگا کہ انہیں تمام ہاؤس میں ۵۱ فی صدی نشستیں حاصل ہوجائیں۔

۶۔ دونوں ملتیں مل کر اس کی جدوجہد کریں گی کہ مرکز اور صوبوں میں فوراً مکمل ذمہ دارانہ حکومت قائم ہو۔

۷۔ جب نشستوں کی تخصیص ختم ہو تو لازمی طور پر حق رائے دہی بالغان تسلیم کرلیا جائے۔

... تمام ... ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔

پنجاب

اس پر اتفاق ہوگیا کہ مندرجہ ذیل انتظامات پنجاب میں صرف دس سال تک نافذ رہیں گے۔

۱۔ پنجاب کی وزارت میں کم سے کم ایک ہندو اور ایک سکھ ضرور ہوگا۔

۲۔ وزارت کی ذمہ داری مجلس مقننہ کے سامنے مشترکہ ہوگی۔

۳۔ اگر کسی مسودہ قانون پر یا وزارت کی کسی پالیسی پر مجلس مقننہ میں تمام اقلیت والی ملتوں کے ۳/۴ ارکان اس اعتبار سے اعتراض کریں گے کہ یہ مسودہ یا پالیسی امتیازی ہے یا کسی اقلیت کے مخصوص مفاد پر مضر اثرات ڈالتی ہے اور اس اعتراض کو وزارت صحیح تسلیم کرے گی تو اس مسودہ قانون یا اس پالیسی کو واپس لے لیا جائے گا۔ اگر وزارت نے یہ تسلیم نہ کیا کہ وہ مسودہ قانون یا وہ پالیسی اس قسم کی ہے تو یہ معاملہ مرکزی حکومت کے مقرر کردہ ... کے سپرد کیا جائے گا جس میں تین ہندوستانی جج ہوں گے ... ججوں میں سے کسی ایک ملت کے دو جج نہیں ہوں گے ... ہوگی اس کا ایک جج ضرور ہوگا۔ اس ٹریبونل کا فیصلہ ایک مہینہ کے اندر صادر ہوجائے گا اور صوبجاتی حکومت کو اسے قبول کرنا پڑے گا۔ اگر وزارت اس کے تسلیم کرنے سے انکار کردے گی تو اسے مستعفی ہونا پڑے گا۔

اگر اسی قسم کا کوئی مسودہ قانون کسی غیر سرکاری رکن کی طرف سے پیش کیا گیا اور اس پر اس طرح اعتراض کیا گیا تو اس میں بھی یہی طریق عمل اختیار ...

...

(باقی صفحہ ... ملاحظہ ہو)

الجمعیۃ دہلی

۹ دسمبر ۳۲ء

جمعیۃ علمائے ہند کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ

ارکان عاملہ اور صوبہ وار جمعیتوں کے نمایندگان کو دعوت

"جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے اراکین کا ایک جلسہ ۱۱ دسمبر کو سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔ تمام اراکین عاملہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ۱۰ دسمبر کی صبح تک لکھنؤ پہونچ جائیں۔ شیخ عبدالمجید صاحب سندھی۔ اور راجہ صاحب سلیم پور کی جانب سے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے لئے جو ۱۰ دسمبر اور ۱۱ دسمبر کو لکھنؤ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جمعیۃ کی مجلس عاملہ کے اراکین کو دعوت نامے موصول ہو چکے ہیں جنہیں مشاورتی جلسہ کے ایجنڈا کے ساتھ دفتر سے بذریعہ ڈاک اراکین کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہے۔ تمام آل انڈیا جمعیتوں کی شاخوں سے بھی یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنے تین تین نمایندہ منتخب کر کے کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بھیجیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ جمعیۃ علمائے ہند کی تمام صوبہ وار جمعیتیں بھی فوراً اپنے تین تین نمائندے منتخب کر کے لکھنؤ کانفرنس کیلئے روانہ کریں اور ان کے ناموں سے ۹ دسمبر تک بذریعہ تار ذاکر علی صاحب سیکرٹری مسلم کانفرنس لکھنؤ کو مطلع کر دینگی۔ تمام صوبہ وار نمایندوں کو بھی ۱۰ دسمبر کی صبح تک لکھنؤ پہونچ جانا چاہیئے۔"

محمد عبداللہ
ڈکٹیٹر دہم جمعیۃ علمائے ہند

جمعیۃ علمائے ہند کے ڈکٹیٹر کا اعلان

اراکین مجلس عاملہ کی نامزدگی

میں بحیثیت ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند ارکان مرکزیہ جمعیۃ علمائے ہند میں سے حسب ذیل حضرات کو جمعیۃ علمائے ہند کی ورکنگ کمیٹی کی رکنیت کے لئے عارضی طور پر نامزد کرتا ہوں:۔

(۱) امیر الہند مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند۔ (۲) مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ (۳) مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور۔ (۴) مولانا عبدالقادر صاحب قصوری۔ (۵) مولانا سید فخر الدین احمد صاحب صدر المدرسین مدرسہ شاہی مراد آباد۔ (۶) مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ (۷) مولانا شبیر احمد صاحب میرٹھی۔ (۸) مولانا مبارک حسین صاحب میرٹھی۔ (۹) مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ (۱۰) مولانا سید محمد لطف اللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر۔ (۱۱) مولانا محمد شفیع صاحب تحیۃ اللہ الانصاری فرنگی محل لکھنؤ۔ (۱۲) مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک اخبار زمیندار لاہور۔ (۱۳) مولانا ابو الکلام صاحب آزاد۔ (۱۴) مولانا معین الدین احمد صاحب اجمیری۔ (۱۵) مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی (۱۶) مولانا محمد اکرم خاں صاحب کلکتہ۔

محمد عبداللہ

۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے اہم فیصلے

ڈکٹیٹر دوازدہم کے بیان کی تصدیق اور سول نافرمانی کے پروگرام کا التوا

آئندہ لائحہ عمل کی ترتیب کیلئے سب کمیٹی بنادی گئی

قرطاس ابیض کی مذمت، بمباری کے خلاف احتجاج، قوانین حج کی مخالفت

گاندھی جی کو وائسرائے کے جواب پر اظہار رائے

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا ایک نہایت اہم وضروری اجلاس ۱۹، ۲۰، ۲۱ راگست کو مرادآباد میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل حضرات نے شرکت فرمائی:- حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند، حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب سیوہاروی، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب، حضرت مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی، حضرت مولانا شاہ عبدالصمد صاحب مونگیری، حضرت مولانا شاہ لطف اللہ صاحب، حضرت مولانا فخرالدین صاحب مرادآبادی۔ اراکین مجلس عاملہ کے علاوہ مجلس منتظمہ کے اراکین میں سے بھی حضرت مولانا محمد میاں صاحب، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب، حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب اور دیگر حضرات نے مجلس کے مباحث میں حصہ لیا۔

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار نے جو مقامی مشغولیتوں اور مجبوریوں کے باعث شرکت نہ فرما سکے اپنا ایک مفصل بیان مجلس عاملہ کے غور وفکر کی غرض سے ارسال فرمایا جسے مجلس کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔

مجلس عاملہ کی آئینی حیثیت

حضرت صدر محترم نے اجلاس کی کارروائی سے قبل چند ضروری تصریحات فرمائیں جن کا مفاد یہ تھا کہ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ نے ۲۰ رمارچ ۱۹۳۲ء کو اپنی قرارداد ۹ میں صدر جمعیۃ کو مکمل اختیارات تفویض کردیے تھے اور خود منتشر ہوگئی تھی۔ چنانچہ ان اختیارات خصوصی کے ماتحت صدر جمعیۃ کی جانب سے مختلف اعلانات شائع کئے گئے اور ان کی گرفتاری کے بعد جمعیۃ کے کام کو جاری رکھنے کی غرض سے ڈکٹیٹروں کا ایک سلسلہ قائم کیا گیا اور اس دوران میں مجلس عاملہ معطل رہی۔ اب صدر جمعیۃ نے ان ہی مکمل اختیارات کے ماتحت جو بحوالہ بالا قرارداد کی رو سے انہیں حاصل ہیں اصلی مجلس عاملہ کو طلب کیا ہے اور اس کے سامنے آئندہ پروگرام کا مسئلہ اور دیگر امور غور بحث کے لئے پیش ہونے والے ہیں۔ صدر جمعیۃ اس مجلس کو باضابطہ مجلس عاملہ قرار دیتے ہیں۔ آج سے یہ مجلس ایک نئی مجلس ہے اور اپنے دستوری اختیارات کو پوری طرح استعمال کرنے کی مجاز ہے اور ڈکٹیٹرشپ ختم کی جاتی ہے۔ صدر جمعیۃ کی ان تصریحات کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

پہلی نشست جو ۱۹ راگست کو بعد نماز عشاء شروع ہوئی رات کو دیر تک جاری رہی اور اس میں مذکورہ بالا تصریحات کے (؟) وہ علماء و زعمائے ہند کی تعزیت کے متعلق متعدد قراردادیں منظور ہوئیں۔

آئندہ پروگرام پر طویل بحث وغور

اس کے بعد دوسری نشست میں جو ۲۰ راگست کی صبح کو منعقد ہوئی جمعیۃ علمائے ہند کے آئندہ پروگرام کی تشکیل کا مسئلہ پیش ہوا جس کے ضمن میں موجودہ صورت حالات پر بھی غور وخوض کیا گیا اور تمام اراکین نے سرگرمی کے ساتھ بحث میں حصہ لیا۔ دوپہر کو ایک بجے تک بحث کا سلسلہ جاری رہا مگر مجلس کسی متفقہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔ اور دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے لئے اجلاس ملتوی کردیا گیا۔ اس کے بعد شام کو پھر تیسری نشست ہوئی اور اس بحث کا دوبارہ آغاز کیا گیا مختلف خیالات وآراء کا اظہار کیا جاتا رہا اور متعدد تجاویز بھی پیش کی گئیں۔ یہ نشست شب کو ۹ بجے تک جاری رہی صرف درمیان میں عصر اور مغرب کی نماز کے لئے وقفہ دیا گیا مگر کوئی آخری فیصلہ نہ ہوسکا۔ چوتھی نشست میں جو ۲۱ راگست کی صبح کو ۸ بجے شروع ہوئی۔ آخری بحث کے بعد مجلس ایک نتیجہ پر پہنچی اور سول نافرمانی کے پروگرام کو جو صدر محترم نے اپنے اختیارات خصوصی کے ماتحت جاری کیا تھا ملتوی کردینے اور آئندہ کے لئے ایک عملی پروگرام مرتب کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی کا تقرر کیا گیا۔ جس کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ متفقہ پروگرام بنانے کی صورت میں اس کا اعلان کردے۔

مسائل حاضرہ پر اظہار رائے

اس کے بعد دیگر قراردادیں پیش کی گئیں اور مسلمانوں کے ملکی وملی معاملات کے متعلق جو آج کل پیش ہیں مجلس نے اپنی رائے ظاہر کی۔ قرطاس ابیض کو عام سیاسی مطالبات وخواہشات کے علاوہ اس بنا پر بھی ناقابل قبول قرار دیا گیا کہ اس میں اسلامی پرسنل لا کے تحفظ کے متعلق ان دفعات کا کوئی ذکر نہیں ہے جنہیں ایک مستقل مطالبہ کی حیثیت میں بار بار مسلمانوں کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے، حکومت نے پونا کانفرنس کے دوران میں مصالحت کا جو بہترین موقع ضائع کردیا اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی، فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے لئے از سرنو سعی کرنے کے متعلق تمام اقوام ہند سے اپیل کی گئی۔ آزاد قبائل پر بمباری کو خلاف انسانیت قرار دیا گیا اور اس کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی، جو مسودات حج منظور ہوچکے ہیں ان پر احتجاج کیا گیا اور معلمین حجاج کا جو مسودہ قانون پیش ہونے والا ہے اس کی پرزور مخالفت کی گئی۔ حج تحقیقاتی کمیٹی کی خفیہ رپورٹ پر اظہار غیظ وغم کیا گیا اور مولانا اسمٰعیل غزنوی کو حج سے روک دیے جانے پر حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ یہ صریح مذہبی مداخلت ہے۔

مجلس عاملہ کا اجلاس ۲۱ راگست کو شب کے ساڑھے دس بجے پانچ نشستوں کے بعد ختم ہوا۔

علماء وزعماء کی تعزیت

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ حضرت فخر العلماء شیخ الاسلام مولانا مولوی سید محمد انور شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی وفات سے ہندوستان کے علمی طبقہ کو جو نقصان پہنچا ہے مستقبل قریب میں اس کی تلافی کی توقع نہیں ہے ان کا علمی تبحر متورعانہ زندگی مخلصانہ طرز عمل بے مثل تھا۔ یہ جلسہ ان کے صاحبزادوں اور اہلیہ محترمہ اور ان کے محترم والد اور بھائیوں اور دیگر اعزہ کو دلی ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ حق تعالےٰ مولانائے مرحوم ومغفور کو فردوس اعلےٰ اور حظیرۃ القدس میں مقام عالی عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو صحیح طور پر ان کا جانشین بنائے اور ان کے فیوض وبرکات ان کے روحانی فرزندوں کے ذریعہ سے تمام اسلامی دنیا میں تاقیام قیامت جاری رکھے۔

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ حضرت مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء صوبہ اودھ ومولانا مولوی عبدالحکیم صاحب صدر جمعیۃ علماء صوبہ سرحد ومولانا مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دربھنگوی ومولانا حکیم عبدالغنی صاحب دربھنگوی ومولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے اعزہ واقربا کو اپنی ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان تمام حضرات مرحومین کو اعلےٰ علیین میں مراتب عالیہ عنایت فرمائے۔

جمعیۃ عاملہ کا یہ جلسہ زعیم القوم سید سر علی امام وسید حسن امام کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے اعزہ واقربا کی خدمت میں اپنی دلی ہمدردی اور مخلصانہ تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ حق تعالےٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ زعیم بنگال مسٹر سین گپتا کی وفات کو ہندوستان کے لئے ایک بڑا نقصان تصور کرتا ہے۔ مسٹر سین گپتا بنگال کے محبان وطن اور تحریک آزادی کے علمبرداروں کی صف اول میں تھے ان کی وفات سے بنگال کے حلقہ سیاست میں ایک اہم جگہ خالی ہوگئی ہے۔ یہ جلسہ ان کے اعزہ واقربا کی خدمت میں اپنے دلی جذبات ہمدردی پیش کرتا ہے۔

آئندہ پروگرام کی تشکیل

جمعیۃ عاملہ کا یہ جلسہ مولانا عبدالحق صاحب ڈکٹیٹر دوازدہم جمعیۃ علمائے ہند کے اس بیان کی جو انہوں نے ۲۸ را پریل ۱۹۳۳ء مطابق ۵ رمحرم ۱۳۵۲ھ کو جامع مسجد دہلی کے عظیم الشان جلسہ میں دیا تھا تصدیق کرتا ہے۔

اور مقتضیات احوال وقومی ضروریات پر کامل غور وخوض کرنے کے بعد سول نافرمانی کے اس پروگرام کو جو حضرت صدر محترم نے اپنے اختیار خصوصی سے جاری فرمایا تھا ملتوی کرتے ہوئے اس امر کی تصریح کرتا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کا سیاسی مسلک تحصیل آزادی واستخلاص وطن کے متعلق آج بھی وہی ہے جس پر وہ تیرہ سال سے گامزن ہے۔

اور اپنے اس اذعان ویقین کا اعلان کرتا ہے کہ جمعیۃ کو انگریزی حکومت کی طرف سے ہرگز یہ توقع نہیں ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے ان مستحکم وعدوں کو جو اس نے مختلف مواقع میں ہندوستانیوں سے کئے تھے پورا کرسکے گی اور ایسا موقع بہم پہنچائے گی کہ وہ اپنے فطری حقوق آزادی سے متمتع ہوسکیں۔ جیسا کہ وائٹ پیپر اور اس کے بعد پارلیمنٹری کمیٹی کے رویہ سے صاف ظاہر ہے۔

نیز حکومت کے موجودہ جابرانہ رویہ اور ہندوستانی محبان وطن کی طرف سے انتہائی شریفانہ سعی مصالحت کے باوجود حکومت کی رعونت وتخوف اور طالبان آزادی کو کچلنے اور تباہ وبرباد کرنے کی پالیسی نے اگرچہ صورتحال ہندوستانیوں کے عملی جوارح کو شل کردیا ہو مگر ان کے قلوب کو اس اذعان و یقین سے لبریز کردیا ہے کہ آزادی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہر قسم کے مصائب شدائد کا تحمل اور مخلصانہ سرفروشی وقربانی ہی ہے۔

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ آئندہ کے لئے عملی پروگرام مرتب کرنے کی غرض سے حسب ذیل حضرات کی سب کمیٹی مقرر کرتا ہے اور اس کو اجازت دیتا ہے کہ جو پروگرام اتفاق رائے سے مرتب ہو اسے شائع کردے:-

(۱) حضرت صدر محترم (۲) ناظم جمعیۃ علمائے ہند، (۳) حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔

موجودہ کشمکش کی ذمہ داری

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کی رائے میں حکومت کا یہ فعل کہ اس نے پونا کانفرنس کے دوران میں مصالحت کا ایک بہترین موقع ضائع کردیا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ ہندوستان میں امن وامان قائم کرنے اور ہندوستانیوں کی رائے عامہ کے موافق حکومت کرنے کی خواہشمند نہیں ہے۔

گاندھی جی نے اس موقعہ پر جس مصالحانہ رویہ کا اظہار کرکے وائسرائے سے ملاقات کی غیر مشروط اجازت طلب کی تھی وہ محض گفتگوئے مصالحت کی غرض سے تھی۔ ایسی حالت میں وائسرائے کی طرف سے انکار کردینے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں تھا کہ گاندھی جی کو پونا کانفرنس کی پیدا کردہ مصالحانہ اسپرٹ کے خلاف اقدام پر مجبور کیا جائے اس لئے موجودہ کشمکش اور ناخوشگوار حالات کی جو ملک میں قائم ہے تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہے۔

قرطاس ابیض سے اظہار بیزاری

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے اس جلسہ کی رائے میں قرطاس ابیض ہندوستان کے مطالبات آزادی کو پورا کرنے کے بارے میں پہلے ہی ناقابل التفات تھا اور اب پارلیمنٹری کمیٹی کی کارروائیوں نے تو حکومت کے ارادوں کو بالکل عریاں کردیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو اتنا بھی دینے کو تیار نہیں ہے جو وائٹ پیپر میں ظاہر کیا گیا تھا۔

مسلمانوں کے لئے وائٹ پیپر اور پارلیمنٹری کمیٹی کی کارروائیوں سے اظہار بیزاری کی مزید وجہ یہ بھی ہے کہ مذہبی حقوق کے سلسلے میں پرسنل لا کی حفاظت کے لئے جن مخصوص دفعات کا اندراج دستور اساسی میں سب سے زیادہ اہم تھا ان کا وائٹ پیپر اور پارلیمنٹری کمیٹی کی کارروائیوں میں کوئی اطمینان نہیں دلایا گیا ہے۔

غیر مصافی آبادی پر بمباری کے خلاف احتجاج

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ سرحد کے آزاد قبائل پر حکومت کی بمباری کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے اور اس کو بین الاقوامی مسلم شدہ امور اور اخلاق وانسانیت کے معمولی اصول کے ماتحت قابل مذمت سمجھتا ہے۔ سول آبادی پر بم برسانے سے بے گناہ عورتیں بچے، کمزور وضعیف بوڑھے یا بچوں کی جانیں بھی ضائع ہوجاتی ہیں اور جو بیں گھنٹہ کا نوٹس ایسی ہولناک کارروائی کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتا۔

یہ جلسہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بمباری کو فوراً بند کردے اور ان نتائج کو جو اس وقت تک بمباری سے پیدا ہوئے ہیں سرکاری بیانات کے ذریعہ سے منظر عام پر لائے اور سرحدی قبائل کے ساتھ معاملات سلجھانے کے لئے مصالحانہ جرگوں کا طریقہ اختیار کرے۔

نیز یہ جلسہ اخوت اسلامی کی بنا پر حکومت افغانستان سے پرزور استدعا کرتا ہے کہ وہ اپنے اثر ورسوخ کو کام میں لاکر انگریزی حکومت کو غیر مصافی آبادی پر بم برسانے سے باز رکھے اور اس سلسلہ میں بے گناہ عورتوں بچوں ضعیفوں اپاہجوں کی جانیں بچاکر اپنا اسلامی اور انسانی فرض ادا کرے۔

یہ جلسہ مسلمانان ہند کو توجہ دلاتا ہے کہ اپنے اپنے مقامات پر بڑے بڑے جلسے منعقد کرکے اس جابرانہ کارروائی کے خلاف پرزور احتجاج کریں اور حکومت پر واضح کردیں کہ اس کی یہ کارروائی انسانیت کے خلاف جنگ ہے اور اس سے تمام اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کے قلوب پارہ پارہ ہوگئے ہیں، اگر اس نے اس بہیمانہ کارروائی کو فوراً بند نہ کیا تو اسکے ہولناک نتائج کی تمامتر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

فرقہ وارانہ سمجھوتہ کی سعی

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس امر پر انتہائی رنج وافسوس کا اظہار کرتا ہے کہ باوجود مسلسل وپیہم کوششوں کے فرقہ وارانہ مسائل کا باہمی سمجھوتہ نہیں ہوسکا اور اس وجہ سے حکومت برطانیہ کے وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ حقوق کا ایک ستبدانہ فیصلہ کردیا۔

اس جلسہ کی رائے میں ہندوستان کی مختلف قوموں کے لئے اب بھی موقعہ ہے کہ آپس کے معاملات متنازعہ کا باہمی رضامندی سے خوشگوار اور پائدار فیصلہ کرلیں جس سے آئندہ حکومت چلانے اور امن وامان کی زندگی بسر کرنے کی امید قائم ہو اور ان لوگوں کے لئے فساد اندازی کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے جو ہندوستان کی مختلف قوموں کو آپس میں لڑاکر اپنی مقصد براری اور کامیابی کی راہ نکالتے ہیں۔

قوانین حج پر احتجاج

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ ان دو مسودات حج کی اسمبلی میں منظوری کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے جو بندرگاہوں کی حج کمیٹیوں اور حجاج کی آرام وآسائش کے متعلق ہیں اور حج کمیٹیوں پر حکومت ہند اور صوبجاتی حکومتوں کا پورا اقتدار اور عازمین حج کی راہ میں شدید مشکلات کا حائل ہوجانا جن کے لازمی نتائج ہیں۔

مجلس عاملہ کا یہ جلسہ ان مسلم اراکین اسمبلی کے اس فعل کو کہ جنہوں نے باوجود مسلسل وپیہم تنبیہات کے مذکورہ مسودات کی حمایت کی سخت قابل مذمت قرار دیتا ہے اور مسلمانوں کی مرضی کے خلاف مضرت رساں قوانین پاس کرانے کو حق نمائندگی کی صریح خلاف ورزی سمجھتا ہے۔

مسودہ قانون معلمین کی مخالفت

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ معلمین حجاج کے متعلق مسودہ قانون کو جو آئندہ اجلاس اسمبلی میں بغرض منظوری پیش ہونے والا ہے فریضہ حج کی ادائیگی میں سخت مزاحمت اور اسلامی فرائض کی بجاآوری کی آزادی میں مداخلت سمجھتا ہے جلسہ کی رائے میں معلمین پر اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے جیسی کہ مسودہ قانون میں مندرج ہیں حجاز مقدس میں انگریزی حکومت کی مداخلت کا راستہ نکالنا اور باشندگان حجاز کے ایک بڑے طبقہ کو انگریزی حکومت کا دست نگر بنانا بلکہ اس کے سامنے جھکانا مقصود ہے جو مسلمانان ہندوستان اور زائرین بیت الحرام اور ساکنان جزیرۃ العرب اور اسلامی شعائر کے مفاد کے خلاف ہے۔

یہ جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی رائے عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس مسودہ قانون کو واپس لے لے اور اسمبلی کے مسلم ممبران سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر حکومت مسلم رائے عامہ کو ٹھکراتے ہوئے اس کو پاس کرانے پر اصرار کرے تو وہ متفقہ طور پر اس کی مخالفت کریں اور اس کو مسترد کرانے میں غیر مسلم ممبران کی تائید بھی حاصل کریں کیونکہ غیر مسلموں پر اس قانون کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس سے صریح طور پر مسلمانوں کے لئے مذہبی آزادی میں مداخلت لازم آتی ہے اور مسلمانوں کی رائے عامہ اس کے خلاف ہے۔

حج تحقیقاتی کمیٹی کی خفیہ رپورٹ

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ تحقیقاتی حج کمیٹی کی اس خفیہ رپورٹ کے خلاف اپنے غیظ وغم کا اظہار کرتا ہے جس کا راز حکومت کے اس مراسلہ نے فاش کیا ہے جو معزز اخبار "نقیب" پھلواری نے شائع کیا ہے۔

یہ جلسہ گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس خفیہ رپورٹ کو آگاہی عامہ کے لئے فوراً شائع کردے اور تحقیقاتی حج کمیٹی کے ممبروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی وجہ بیان کریں کہ انہوں نے اس رپورٹ کو مسلمانوں سے کیوں پوشیدہ رکھا اور اس میں انہوں نے کیا کیا سفارشات حکومت ہند کے سامنے مسلمانوں سے چھپا کر پیش کی ہیں۔

اگر ان ممبران نے اس کے متعلق تشفی بخش بیان نہ دیا تو مسلمان ان کے خلاف اظہار بیزاری پر مجبور رہیں گے۔

یہ جلسہ حکومت کو بتا دینا چاہتا ہے کہ کسی خفیہ رپورٹ کو حجاز مقدس میں کسی کارروائی کی بنیاد قرار دینے اور کسی قسم کا اقدام کرنے سے تمام مسلمانان ہندوستان بلکہ مسلمانان عالم کے جذبات غیظ وغضب بھڑک جائیں گے اور اس کے خطرناک نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

فریضہ حج میں مداخلت

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ حکومت کی جانب سے مولانا اسمٰعیل غزنوی کو سفر حج سے روک دینے کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے حکومت کا یہ فعل ملکہ وکٹوریہ اور ان کے جانشینوں کی طرف سے پیہم مذہبی آزادی کے اعلان کے سراسر منافی ہے حج خواہ فرض ہو یا نفل بہرحال ایک اسلامی عبادت ہے اور اس کے لئے سفر عبادت کا سفر ہے ایسے سفر سے حکماً باز رکھنے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ مذہبی عبادت سے حکماً روکا جائے۔

اسی طرح کسی شخص پر یہ الزام کہ اس کی سیاسی سرگرمیاں حکومت برطانیہ کے خلاف ہیں یا اس نے کسی پمفلٹ میں حکومت کے خلاف نکتہ چینی کی ہے مذہبی اعمال کی ادائیگی سے باز رکھنے کے لئے وجہ جواز نہیں ہوسکتا اس بنا پر جلسہ کی رائے میں حکومت کا یہ فعل صریح طور پر مذہبی امور میں مداخلت ہے اور جلسہ اس کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔

جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا جلسہ عام

متعدد قراردادوں کی منظوری

دہلی ۱۶ رستمبر۔ آج حسب معمول بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں مسلمانان دہلی کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے اول جناب مولانا ابوالزبیر صاحب فاضل دیوبند نے جمعیۃ علمائے ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کا سلام حاضرین جلسہ کو پہنچایا جو کہ حضرت مولانا نے ڈسٹرکٹ جیل دہلی سے لکھ کر بھیجا تھا۔ اس کے بعد آپ نے تحریک صدارت کی اور مولانا محمد عاقل صاحب فاضل دیوبند کا نام نامی پیش کیا جس کی متعدد حضرات نے تائید کی۔

اس کے بعد صدر نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا۔ بعد ازاں مولانا ابوالحسنات صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند نے ایک مفصل تقریر کی جس میں احترام مساجد و مقابر پر کافی روشنی ڈالی اور بتایا کہ جو لوگ مساجد میں جلسے روکتے ہیں وہ توہین وتخریب مساجد کا باعث ہیں جس کو آپ نے بدلائل قرآن اور احادیث سے ثابت کیا۔

مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ان نام نہاد مسلم اراکین اسمبلی کے رویہ پر بھی اظہار ملامت کیا جو مسودہ قانون حج کی حمایت کرکے غیر مسلمین کو مداخلت فی الاسلام کے مزید مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حاضرین کو پرزور اپیل کی کہ ۲۰ رستمبر کو یوم حج واحترام مساجد کو جس کا مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب قائم مقام ناظم مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے اعلان کیا ہے پوری کوشش کے ساتھ کامیاب کرکے اپنی حمیت اسلامی اور غیرت دینی کا ثبوت دیں۔

اس کے بعد مولانا موصوف نے حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کا بیان پڑھ کر سنایا جس میں ڈکٹیٹر صاحب نے اہل دہلی سے معذرت کی تھی کہ مقامی مشغولیتوں کے باعث میں آج حاضر ہوکر آپ کی خدمت میں اپنے خیالات کو تفصیل کے ساتھ پیش نہ کرسکا۔ یہ یوم حج واحترام مساجد جو ۲۰ رستمبر کو منایا جائے گا اس کو پوری جدوجہد کے ساتھ کامیاب بنانا اور پوری قوت کے ساتھ پرامن جلسہ وجلوس نکالنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ مجمع نے ڈکٹیٹر کے بیان کو بہت احترام سے سنا۔

اس کے بعد جناب صدر نے چار تجویزیں پیش کیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں۔

پہلی تجویز میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علمائے ہند کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ ... آپ کو ... کلاس ... سے ... دی ... گئی ہے۔

دوسری تجویز میں مولانا صغیر احمد صاحب فاضل دیوبند کارکن جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جنکو ۱۵ رستمبر کو ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے اور مولانا موصوف کو سی کلاس دیئے جانے پر سخت احتجاج کیا گیا۔

تیسری تجویز میں مولوی ماجد حسین ومولوی ابوالحسن صاحبان رضاکاران جمعیۃ علمائے ہند کو مبارکباد دی گئی جن کو ۵ رستمبر کو پانچ پانچ ماہ کی ام الخبائث (شراب) پر احتساب کی وجہ سے سزا دی گئی ہے۔

چوتھی تجویز میں خان محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر نوبی گزٹ کی گرفتاری کے خلاف اس حال میں جبکہ وہ بستر علالت پر پڑے ہوئے تھے سخت احتجاج کیا گیا اور اس امر کا اعلان کیا گیا کہ یہ گرفتاری یقیناً ان لوگوں کے خفیہ وعلانیہ پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے جو آزاد صاحب کی صاف گوئی کے باعث ان سے ذاتی مخاصمت رکھتے ہیں اور اب بھی جن کی تخریبیں یہ ثابت کررہی ہیں کہ اس شرمناک جدوجہد میں ان کا ہاتھ ہے اور ان لوگوں کو متنبہ کیا گیا کہ ان حرکات سے وہ تمام ہندوستان میں اپنی ذلت وخواری کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں اور آزاد صاحب کو مبارکباد دی گئی۔

اس کے بعد جناب صدیق صاحب نے ایک مؤثر نظم سنائی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

الجمعیۃ دہلی

۲۸ اگست ۱۹۳۳ء

28-08-1933

سرحد کے آزاد قبائل پر بمباری

حکومت افغانستان کا اسلامی فرض

قونصل جنرل افغانستان کے نام مکتوب

(از جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

۹ اگست کو میں نے مندرجہ ذیل تحریر کی انگریزی کرا کر اخبارات نیز قونصل افغانستان کی خدمت میں شملہ روانہ کر کے ۱۷ اگست تک جواب کا مطالبہ کیا جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء کو دفتر قونصل جنرل کی طرف سے موصول ہوا۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جنرل موصوف جشن استقلال کے لئے افغانستان تشریف لے گئے ہیں جواب میں مذکور تھا کہ جناب کا مکتوب عیناً جنرل موصوف کی خدمت میں کابل روانہ کر دیا گیا ہے اور ان سے جلد جواب کی خواہش کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ امید ہے کہ دفتر قونصل جنرل کی طرف سے جلد جواب عنایت فرما کر مسلمانان ہند کو مطمئن کیا جائے گا۔ مکتوب حسب ذیل ہے:۔

ملت ابراہیمی اور دین قیم کے زرین اصول "انما المومنون اخوۃ" کے مطابق تمام دنیا کے مسلمان انسان واحد کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا رنج و غم آرام و راحت ایک ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو بقیہ مسلمانوں کا اپنی اخوت اسلامی کی وجہ سے اس تکلیف کو محسوس کرنا ایک قدرتی امر ہے جس سے کوئی ایسا شخص کبھی انکار نہیں کر سکتا جسے اسلامی روایات سے ادنیٰ درجہ کی بھی واقفیت حاصل ہے۔

بنا بریں علیٰ ہذا حکومت انگریزی کے پُراسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کی حوالگی کے ضمن میں جس سے کرنل لارنس جیسی پُراسرار شخصیت نہ ہونے کے کوئی تردیدی وجوہات ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں جیسا کہ انگریزی حکومت کے سابقہ سیاسی اعمال سے ظاہر ہے۔

آزاد قبائل پر جو منٹس ٹیریٹری کے نام سے مشہور ہیں جن پر برطانیہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آج تک اپنا باقاعدہ نظام حکومت قائم کرنے سے قاصر رہی ہے اور ان قبائل نے بھی برطانیہ کو کبھی حکمران حکومت تسلیم نہیں کیا جیسا کہ اس کی ہندوستانی تاریخ سے ظاہر ہے) بم برسانے سے جن میں بے شمار بے گناہ عورتیں بچے اور دیگر افراد شامل ہیں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کا مشتعل ہو جانا بھی ایک قدرتی امر ہے جس کے خطرناک نتائج و عواقب کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنے سیاسی اغراض کی خاطر اس قسم کے نامناسب اور ناروا افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ حکومت افغانستان نے انگریزی حکومت سے پُراسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کے علاقہ غیر سے موجودہ طریق پر نکالے جانے کا کوئی واضح مطالبہ بھی نہیں کیا اور نہ ہی حکومت افغانستان ایک اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کے متعلق کوئی ایسا مطالبہ کر سکتی ہے جس سے علاقہ غیر کی تمام اسلامی آبادی ایک کافر نصرانی حکومت کے ذریعہ بلا امتیاز موافق و مخالف بمباری سے نیست و نابود کر دی جائے خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ وہ اسلامی آبادی حکومت افغانستان کی انگریزی حکومت کے مقابلہ میں قرنہا قرن سے وفادار ثابت ہو چکی ہو۔ اور اس کی حفاظت و صیانت نیز ایک کافر حکومت کی مدافعت میں سد سکندری کا کام دیتی ہو۔ ایسے حالات میں حکومت افغانستان کا کوئی مخالف اگر ان قبائل میں موجود ہے تو حکومت افغانستان اپنے اثر و رسوخ اور قوت و طاقت نیز اخوت اسلامی سے کام لے کر نہایت آسانی سے اسے گرفتار کر سکتی ہے اور انہی قبائل کی معرفت اسے گولی کا نشانہ بھی بنا سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انگریزی حکومت کا محض انہی تین شخصوں کی گرفتاری اور قبیلہ حلیم زئی کی نام نہاد امداد کے پردے میں جنہوں نے بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے کبھی بھی آج تک انگریزی حکومت کو اپنی حکومت تسلیم نہیں کیا۔ ہر قسم کے جنگی سازو سامان کا سرحد حکومت افغانستان تک پہنچا دینا اور کئی روز کی متواتر بمباری کے باوجود کسی مخالف قبیلے کا کوئی جواب نہ دینا۔ اور کسی جان کا نقصان بھی نہ ہونا۔ اس کے باوجود ہندوستانی خزانے کو تباہ و برباد کئے جانا کسی نہایت گہرا اور خطرناک خفیہ جرم کو ظاہر کرتا ہے جو آزاد قبائل کی اسلامی آبادی کی تباہی کے پردہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔

ان خیالات کے پیش نظر اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت افغانستان ان حالات سے بے خبر ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا بحیثیت ایک اسلامی حکومت ہونے کے وہ ان مسلمانوں کی موجودہ تباہی کو پسند کرتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس نے اس کا کیا تدارک کیا۔

اگر اس قسم کے معاملات میں وہ کسی اندرونی معاہدہ کی بنا پر مداخلت کرنے سے معذور ہے تو مسلمانان افغانستان کے لئے خصوصاً اور مسلمانان عالم کے لئے عموماً وہ اپنی معذوری اور مجبوری کو ظاہر کرے تاکہ وہ بدگمانی جو اس کی کفر دوستی اور اسلام دشمنی کے متعلق ظاہر کی جا رہی ہے دور ہو جائے۔ ورنہ مسلمانان عالم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حکومت افغانستان نہ صرف مسلمانان سرحد بلکہ مسلمانان عالم کی تباہی میں انگریز قوم کے شریک حال ہے جس کے عواقب و نتائج کی تمام ذمہ داریاں حکومت افغانستان پر عائد ہوں گی۔ مسلمانان افغانستان نیز مسلمانان عالم اس کے ہرگز مجاب وہ نہ ہوں گے بلکہ انہیں مجبوراً اپنی حفاظت و صیانت کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور لازمی طور پر تمام مسلمانوں کی ہمدردی ہر اس شخص یا قوم یا جماعت کے ساتھ وابستہ ہوگی جو مسلمانان سرحد کو اس جبر و تشدد اور مسلمانان افغانستان کو اس معذوری و مجبوری سے نجات دلانے کا موجب ثابت ہوگی۔

کیا سفیر افغانستان محولہ بالا امور پر غور فرما کر اپنی حکومت کی طرف سے کوئی بیان دیکر مسلمانان عالم کو مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے؟ اسی اخوت اسلامیہ کے زرین اصول کے مطابق کیا ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتیں مسلمانان سرحد کی تباہی ہی میں اپنی کامیابی کو مضمر سمجھتی ہیں۔ جیسا کہ ان کی خاموشی سے ظاہر ہے۔ کیا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آپ سے مذکورہ بالا زرین اصول کے ماتحت اپنے بیکس و بے بس مجاہدین سرحد کی امداد و اعانت کا پُر زور مطالبہ نہیں کر رہی۔ کیا مقام تعلم ہے۔ اس بے معنی سکوت کے باوجود آپ کو مسلمانان ہند کی رہنمائی میں جمعیۃ کے مقابلہ کا کوئی حق باقی رہتا ہے؟

کیا مسلمانان ہند [illegible] محسوس ہو چکے ہیں کہ آپ کی اس ناقابل معافی خاموشی کے باوجود آپ کو اپنا رہنما تسلیم کر لیں گے [illegible] مرحومہ کا خدا ہی حافظ و ناصر ہے وہ پردہ غیب سے خود اپنے بندوں کی ضرور امداد فرمائے گا اور اس امتحان سے منافق و مومن کا امتیاز قائم فرما کر اپنے بندوں کو منافقین کے شر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا۔ آخر میں ہم جمعیۃ علماء ہند کے ناظم صاحب سے یہ پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنی سابقہ روش کے مطابق آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے دلی جذبات سے دنیائے اسلام میں سب سے پہلے حکومت وقت کو اس کے جبر و تشدد سے آگاہ فرما کر اپنا نیز اپنی جماعت کا اسلامی فرض ادا فرمایا ہے اسی طرح بہت جلد مجلس عاملہ کا ایک ضروری اجلاس طلب فرما کر مسلمانان سرحد نیز دیگر ملکی معاملات میں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ تمام باشندگان ہند کو اپنے اور اپنی جماعت کے صحیح ارادوں سے مطلع فرما کر ان کی رہنمائی فرمائیں۔

جن لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس فرما کر باشندگان سرحد سے اپنی ہمدردی کا اظہار ہے جن میں مدراس کونسل کے معزز ارکان اور پنجاب کے علامہ سر اقبال و مولانا ظفر علی خان و دیگر جرائد ہند شامل ہیں ہر حالت میں شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بروقت اپنے انسانی اور اسلامی فرض کے احساس کا سب سے پہلے ثبوت پیش کیا ہے۔

جامع مسجد میں مسلمانوں کا عام جلسہ

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر مفتم کی گرفتاری

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں جلوس کا گشت

دہلی ۲۱ ستمبر۔ کل چونکہ آرڈیننس ڈے تھا اور اس کے ساتھ ساتھ یوم احترام مساجد بھی تھا اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور جامع مسجد میں بھی نمازیوں کی تعداد بہت زائد تھی۔

بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر مفتم جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو باوجود پولیس کی سخت نگرانی کے دہلی پہنچ گئے تھے صدر منتخب کئے گئے۔

چند پُر جوش نظموں کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے واقعات حاضرہ پر ایک نہایت مفصل و مبسوط تقریر ارشاد فرمائی۔ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ اعلان اور مسلم کانفرنس کے طرز عمل کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ احترام مساجد کے متعلق شرعی نکات بیان فرمائے اور چیف کمشنر کی چٹھی و نیز جامع مسجد کی منیجنگ کمیٹی کے رویہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ جب چیف کمشنر نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جامع مسجد کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ حکومت اس کو ایسی کیا امداد دے سکتی ہے جس سے وہ ان سیاسی جلسوں کو جامع مسجد میں ہونے سے روکے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہیں [illegible] تو اب وہ چٹھی پرائیویٹ کہاں رہی اور بالخصوص جبکہ علیحدہ مشورہ بھی اس چٹھی کی بنا پر طلب کیا گیا تو اس چٹھی [illegible] کرنے سے منیجنگ کمیٹی کیوں گریز کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ حضرت مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے چند تجاویز پیش کیں جو باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

پہلی تجویز۔ مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اس نے احترام مساجد اور معاہدہ ۱۸۶۲ء کے پردہ میں جامع مسجد کی آزادی کو سلب کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے [illegible] قرار دیتے ہوئے [illegible] حکومت پر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس نے یا اس کی خود ساختہ کمیٹی نے کسی ایسے امر کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج کی تمام ذمہ داری حکومت اور اس کی خود ساختہ کمیٹی پر عائد ہوگی۔

دوسری تجویز میں جناب مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء مراد آباد کی گرفتاری پر جو گذشتہ جمعہ کو گرفتار کئے گئے تھے جناب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔

ڈکٹیٹر مفتم جمعیۃ علماء کی گرفتاری

تیسری تجویز میں مولانا [illegible] احمد اور مولانا مفتی [illegible] کو ان کی گرفتاری پر مبارکباد دی گئی اور جمعیۃ علماء کو دہلی سے خارج البلد کیا گیا ہے اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا کی قیادت میں جامع مسجد سے ایک جلوس نکلا جس میں آگے جمعیۃ علماء ہند کا جھنڈا تھا اس کے پیچھے ایک شاندار موٹر تھا جس پر مساجد آزاد ہیں اور آزاد رہیں گی لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد رضاکار جمعیۃ کا بیج لگائے ہوئے قطار میں تھے۔ ان کے پیچھے پبلک کا بہت زیادہ ہجوم تھا جلوس جامع مسجد سے لال کنواں کی طرف مختلف نعرے لگاتا ہوا روانہ ہوا اور پولیس کی ایک بھاری جمعیت مع سٹی مجسٹریٹ کے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی جس وقت جلوس [illegible] پر پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ نے حضرت مولانا کو بلایا اور کہا کہ [illegible]

اس پر حضرت مولانا نے رضاکاروں اور پبلک کو بیٹھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا اس کے بعد مولانا نے مجمع کو ہدایت فرمائی [illegible] دیکھئے اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو اس کام کو جاری رکھئے اس مختصر تقریر کے بعد مجمع میں کچھ سکون ہوا اور حضرت مولانا [illegible] پولیس لاری میں اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان سوار ہو گئے اس کے بعد جلوس [illegible] کر روانہ ہو گیا کیونکہ پولیس نے جلوس منتشر کرنے کی معمولی کوشش بھی کی لیکن جلوس اپنی ترتیب سے [illegible] پہنچ گیا اور [illegible] نے صدارت کی جس میں پُر جوش تقریروں کے بعد حضرت مولانا کی گرفتاری پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور مجاہد [illegible] جلوس دو بجے کو منتشر کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

۲۸ اگست ۱۹۳۳ء

28-08-1933

الجمعیۃ دہلی

سرحد کے آزاد قبائل پر بمباری

حکومت افغانستان کا اسلامی فرض

قونصل جنرل افغانستان کے نام مکتوب

(از جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

۸ اگست کو میں نے مندرجہ ذیل تحریر کی انگریزی کرا کر اخبارات نیز قونصل افغانستان کی خدمت میں شملہ روانہ کرکے ۱۷ اگست تک جواب کا مطالبہ کیا جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء کو دفتر قونصل جنرل کی طرف سے موصول ہوا۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جنرل موصوف جشن استقلال کے لئے افغانستان تشریف لے گئے ہیں جواب میں مذکور تھا کہ جناب کا مکتوب عیناً جنرل موصوف کی خدمت میں کابل روانہ کر دیا گیا ہے اور ان سے جلد جواب کی خواہش کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ امید ہے کہ دفتر قونصل جنرل کی طرف سے جلد جواب عنایت فرما کر مسلمانانِ ہند کو مطمئن کیا جائے گا۔ مکتوب حسب ذیل ہے:-

ملت ابراہیمی اور دینِ قیم کے زریں اصول "انما المومنون اخوۃ" کے مطابق تمام دنیا کے مسلمان انسانِ واحد کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا رنج و غم آرام و راحت ایک ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو بقیہ مسلمانوں کا اپنی اخوت اسلامی کی وجہ سے اس تکلیف کو محسوس کرنا ایک قدرتی امر ہے جس سے کوئی ایسا شخص کبھی انکار نہیں کر سکتا جسے اسلامی روایات سے ادنیٰ درجہ کی بھی واقفیت حاصل ہے۔

بناءً علیٰ ہذا حکومت انگریزی کے پُراسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کی حوالگی کے ضمن میں جس کے کرنل لارنس جیسی پُراسرار شخصیت نہ ہونے کے کوئی تردیدی وجوہات ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں جیسا کہ انگریزی حکومت کے سابقہ سیاسی اعمال سے ظاہر ہے۔

کیا [illegible] ہو چکے ہیں کہ آپ کی اس ناقابل معافی خاموشی کے باوجود آپ کو اپنا رہنما تسلیم کر لیں گے [illegible] جیسا کہ خدا ہی حافظ و ناصر ہے وہ پردۂ غیب سے خود اپنے بندوں کی ضرور امداد فرمائے گا اور اس امتحان سے منافق و مومن کا امتیاز قائم فرما کر اپنے بندوں کو منافقین کے شر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا۔ آخر میں ہم جمعیۃ علماء ہند کے ناظم صاحب سے یہ پرزور درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنی سابقہ روش کے مطابق آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے دلی جذبات سے دنیائے اسلام میں سب سے پہلے حکومتِ وقت کو اس کے جبر و تشدد سے آگاہ فرما کر اپنا نیز اپنی جماعت کا اسلامی فرض ادا فرمایا ہے اسی طرح بہت جلد مجلس عاملہ کا ایک ضروری اجلاس طلب فرما کر مسلمانانِ سرحد نیز دیگر ملکی معاملات میں نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ تمام باشندگانِ ہند کو اپنے اور اپنی جماعت کے صحیح ارادوں سے مطلع فرما کر ان کی رہنمائی فرمائیں۔

جن لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس فرما کر باشندگانِ سرحد سے اپنی ہمدردی کا اظہار ہے جن میں مدراس کونسل کے معزز ارکان اور پنجاب کے علامہ سر اقبال و مولانا ظفر علی خان و دیگر جرائد ہند شامل ہیں ہر حالت میں شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بروقت اپنے انسانی اور اسلامی فرض کے احساس کا سب سے پہلے ثبوت پیش کیا ہے۔

فلسطین کانفرنس لندن

حضرت مولانا محمد نعیم کا بیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی یادگار کا مہتم بالشان جلسہ

دیوبند ۵ اگست ۱۹۳۳ء آج شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی علمی یادگار کے مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے ہندوستان کے جلیل القدر علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں دارالعلوم دیوبند کے حضرات اساتذہ اور عمائدین شہر کے علاوہ مختلف صوبہ جات کے اکثر علماء نے بھی شرکت کی جلسہ کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نے جلسہ کی صدارت کے لئے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا نام نامی پیش کیا جو مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تائید کے بعد باتفاق آراء منظور کیا گیا۔ اس کے بعد مولانا محمد طاہر صاحب کی طرف سے ایک تحریر پڑھی گئی جس میں حضرت شاہ صاحبؒ کی یادگار کے قیام کے سلسلہ میں مختلف تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ شرکاء جلسہ میں ذیل کے حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ۔ مولانا محمد طیب صاحب مولانا اعزاز علی صاحب ۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی ۔ مولانا فخر الدین صاحب ۔ خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب اسسٹنٹ کلکٹر ضلع سہارنپور ۔ مولانا عزیز گل صاحب ۔ مولوی عزیز احمد صاحب صدیقی بی۔ اے ۔ ایل ایل بی ۔ مولانا احمد علی صاحب لاہوری ۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری مولانا حامد میاں صاحب غازی ایڈیٹر مدینہ ۔ مولانا میرک شاہ صاحب ۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلی ۔ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری ۔ مولانا محفوظ علی صاحب

پہلا اجلاس عصر کی نماز کے بعد شروع ہوا درمیان میں مغرب کی نماز کے لئے ملتوی ہوگیا تھا نماز کے بعد دوبارہ شروع ہوا اور ۹ بجے شب تک برابر جاری رہا دوسرا اجلاس ۶ اگست کو صبح ۸ بجے شروع ہوا اس کے صدر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی تھے یہ جلسہ ۱۱ بجے تک جاری رہا۔ ان دونوں اجلاسوں میں جو تجاویز پاس کی گئی ہیں وہ مع محرکین و مؤیدین کے اسماء کے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ ان تجاویز پاس شدہ میں سے ایک تجویز ہیئت مالیہ کی تشکیل کے لئے مولانا بشیر احمد صاحب کے سپرد کی گئی اور مجلس منتظمہ کے اسماء کے انتخاب کے بعد مجلس کے لائحہ عمل کو فوری طور پر عملی طور پر عملی جامہ پہنانے کے لئے سردست اعزازی طور پر رفقاء مجلس میں مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب کا انتخاب عمل میں آیا۔ نیز متفقہ طور پر طے پایا کہ مجلس علمی کا ناظم مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب کو مقرر کیا جائے۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ رفقاء جن کے لئے مستقل طور پر دیوبند میں قیام کرنا ضروری ہے اور مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ اور مولانا بدر عالم صاحب کو بھی کسی نہ کسی حیثیت سے رفقاء کی جماعت میں شامل کیا جائے اور اصحاب ذیل کو فہرست رفقاء میں منتخب کیا گیا۔

(۱) مولانا محمد اسمٰعیل صاحب (۲) مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی۔ (۳) مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی (۴) مولانا احمد رضا صاحب بجنوری (۵) مولانا حامد میاں صاحب غازی (۶) مولانا محمد یوسف صاحب جلال پوری

مجلس شوریٰ یادگار کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مجلس منتظمہ کے ارکان کی تعین ۔ سالانہ مقرر کی جائے۔ نیز طے پایا کہ سہولت کار کے لئے مجلس منتظمہ میں سے گیارہ آدمیوں کی ایک منتخبہ کمیٹی عاملہ کے نام سے بنائی جائے اور اس کو مجلس منتظمہ کے تمام اختیارات تفویض کر دئے جائیں اور یہ بھی طے پایا کہ مجلس منتظمہ کا کورم ۱۵۔ اور مجلس عاملہ کا کورم ۳ ہوگا۔

مجلس منتظمہ کے منتخب اسماء یہ ہیں:۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ۔ مولانا حسین احمد صاحب ۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی ۔ مولانا حکیم محفوظ علی صاحب ۔ حاجی محمد صاحب سملکی ۔ مولانا محمد طیب صاحب ۔ مولانا کریم بخش صاحب لاہوری ۔ مولانا احمد علی صاحب ۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب ۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری ۔ مفتی مہدی حسن صاحب ۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ۔ مولانا عبداللہ صاحب کشمیری ۔ خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب ۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی ۔ مولانا حامد میاں صاحب غازی ۔ مولانا خیر الدین صاحب انوری ۔ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی ۔ مولانا سید محمد ادریس صاحب سکروڈوی ۔ مولانا محبوب الٰہی صاحب ۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ۔ مولانا بدر عالم صاحب ۔ مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ ۔ مولانا محمد صدیق صاحب نجیب آبادی ۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب بہاری مولانا لطف اللہ صاحب ۔ مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری ۔ قاضی ظہور الحق صاحب ۔ مولانا احمد رضا صاحب ۔ مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی سیٹھ اسمٰعیل صاحب نشی ۔ مولانا اسمٰعیل صاحب گاڈری ۔ مولانا اعزاز علی صاحب ۔ مولانا محمد شفیع صاحب ۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی مولانا عبدالحنان صاحب ۔ مولانا عزیز گل صاحب ۔ مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی ۔ ماسٹر طفیل احمد صاحب ۔ مولانا میرک شاہ صاحب ۔ مولانا محمد صاحب لدھیانوی ۔ مولانا ابوالوفا صاحب ۔ مولانا محمد سعید صاحب نگینوی ۔ مولانا فیض الرحمٰن صاحب ۔ مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی ۔ مولانا یعقوب الرحمٰن صاحب ۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب ۔ مولانا محمد یوسف صاحب جلال آبادی ۔ مولانا حمید الدین صاحب فیض آبادی ۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مولانا عبدالحلیم صاحب ۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم ۔ مولانا کفیل احمد صاحب کرتپوری ۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مراد آبادی ۔ شاہ زاہد حسین صاحب مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپور ۔ مولانا سراج احمد صاحب ۔ مولانا جمیل صاحب ۔ مولانا عبداللہ صاحب کرتپوری ۔ مولانا عبدالشکور صاحب کاٹھیاواڑی مولانا مشیت اللہ صاحب دیوبندی

مجلس عاملہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ۔ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی ۔ مولانا الحاج محمد بن موسیٰ میاں سملکی مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری ۔ مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی حکیم سید محفوظ علی صاحب

دیوبند مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ۔ مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری ناظم صاحب مجلس علمی۔

اسی جلسہ میں مندرجہ تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں:۔

تجویز نمبر ۱۔ مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ کامل غور و خوض کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ایک علمی یادگار "مجلس علمی" کے نام سے ایسے وسیع پیمانہ پر قائم کی جائے کہ جو حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے اس لائحہ عمل کی صحیح خدمت انجام دے اور اس کو کامیاب بنائے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نصب العین اور نمایاں امتیاز رہا ہے۔ یعنی بذریعہ تالیف و تصنیف الحاد وغیرہ کا سدباب اور اس کی اصلاح۔ سیرۃ النبی، تاریخ اسلامی، احادیث نبوی، اور تفسیر القرآن کی بذریعہ تالیف و تصنیف صحیح خدمت خصوصاً اردو زبان میں ان تمام علوم کی نشر و اشاعت کرنا حضرت شاہ صاحبؒ کی تصانیف کی اشاعت اس مجلس کا خصوصی طغرائے امتیاز ہوگا۔

محرک ۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔

مؤید ۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

تائید مزید ۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

بالاتفاق پاس ہوئی۔

تجویز نمبر ۲۔ مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی یادگار "مجلس علمی" کا قیام دیوبند ہی میں ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ مرکز علوم ہے اور آخری دور حیات میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وطن بھی رہا ہے اور اسی جگہ آپ کا مرقد ہے نیز دارالعلوم کی وجہ سے مجلس علمی کے مقاصد کے لئے کافی سہولت کار میسر آسکتی ہے۔

محرک ۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

مؤید ۔ مولانا حامد میاں صاحب غازی

بالاتفاق پاس ہوئی۔

تجویز نمبر ۳۔ یادگار علمی کی مجلس شوریٰ کا یہ جلسہ کامل غور و خوض کے بعد یہ مناسب سمجھتا ہے کہ مجلس علمی کے عملی اقدام کے لئے ایک ناظم مجلس اور چند رفقاء کار کا انتخاب ہو جو اپنے فرائض منصبی کے بارہ میں بڑی حد تک آزاد ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بھی مناسب سمجھتا ہے کہ مجلس علمی کے لئے چند حضرات کی ایک کمیٹی منتخب ہو جو مجلس علمی کے استحکام میں جد و جہد کے ساتھ ساتھ مخصوص امتیازی اختیارات کے ماتحت مجلس کی نگران کار ہو۔ اور اس مقصد کے ایفاء کے لئے ضروری سمجھتا ہے کہ مجلس کے ناظم اور رفقاء نیز نگران جماعت ہر دو جماعتیں مشترکہ طور پر اپنے فرائض کی تحدید و تعیین کر کے مجلس کے کام کو عملی جامہ پہنائیں۔

محرک ۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

مؤید ۔ مولانا خیر الدین احمد صاحب انوری بجنوری

تجویز نمبر ۴۔ مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ مجلس علمی حسب ذیل چار اجزاء سے مرکب ہوگی۔ مجلس منتظمہ ۔ ناظم و رفقاء مجلس محسنین ۔ معاونین ۔ اور یہ چاروں اجزاء مجلس منتظمہ کے سالانہ انتخاب کے منتخبین شمار ہوں گے۔ انتخاب میں مسلک علماء سلف دارالعلوم دیوبند کی شرط کا پورا لحاظ رکھا جائے گا۔

تجویز نمبر ۵ (الف) مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ اجلاس مجلس علمی کے لائحہ عمل کی بنیاد قائم کرنے کے لئے مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی کو رفقاء مجلس کی سلسلہ میں سردست اعزازی طور پر منتخب کرتا ہے۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ جو فوری طور پر دیوبند رہ کر مجلس کے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیں گے حسب ذیل حضرات رفقاء مجلس منتخب کئے جاتے ہیں مولانا عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ ۔ مولانا محمد بدر عالم صاحب مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی مولانا حامد میاں صاحب انصاری ۔ غازی مولوی اسمٰعیل صاحب سنبھلی مولوی محمد میاں صاحب دیوبندی چونکہ اس جلسہ کی رائے میں رفقاء مجلس کے لئے دیوبند میں مستقل طور پر قیام کرنا ضروری ہے اور رفیق مجلس وہی ہو سکتا ہے جو یہاں مرکز میں رہ کر عملی طور پر مجلس دائرہ عمل میں داخل ہو جائے اور مذکورہ بالا حضرات مختلف مقامات پر دوسرے کاموں میں مشغول ہیں اس لئے یہ جلسہ توقع رکھتا ہے کہ یہ حضرات رفقاء مجلس میں شامل ہو کر اپنی خدمات سے مجلس کو بہرہ اندوز فرمائیں گے البتہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسودات جلسہ کی ترتیب و تدوین پیش نظر مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا بدر عالم صاحب کو کسی حیثیت میں رفقاء مجلس میں داخل کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

(ب) مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب کو مجلس علمی کا ناظم عمومی منتخب کرتا ہے۔

تجویز نمبر ۶۔ جلسہ شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مجلس علمی کے واسطے فراہمی سرمایہ کے مسئلہ میں ذیل کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

(الف) (۱) مجلس علمی کا سرمایہ پچاس ہزار ہوگا (۲) جس کے پچاس ہزار حصے ہوں گے (۳) جو صاحب حصہ خرید کرنا چاہیں ان کو ذیل کے طریقہ کی مطابق عمل کرنا ہوگا وہ اپنے حصہ کا کوئی منافع اپنی ذاتی ضرورت کے لئے نہیں لیں گے بلکہ وہ اس منافع کو مجلس علمی کی ترقی کے واسطے وقف کر دیں گے۔ (۴) ان کو اپنے سرمایہ کے واپس کرنے کا ہر حال میں حق ہوگا مگر دس سال تک سرمایہ واپس نہیں کر سکے گا (۵) دس سال کے بعد دو سال میں دو قسط کی شکل میں واپس کر سکے گا (۶) ایک حصہ کی قیمت دس روپیہ ہوگی (۷) ہر حصہ دار کی طرف سے یہ اجازت ہوگی کہ اگر خدانخواستہ کسی حالت میں مجلس علمی کو نقصان پہنچے گا تو وہ خسارہ تمام اصحاب سرمایہ کو حصہ رسدی برداشت کرنا ہوگا۔

(ب) یادگار علمی کا یہ جلسہ اصولاً اس تجویز کی تائید کرتا ہے اور مولانا بشیر احمد صاحب کو اختیار دیتا ہے کہ وہ وکلاء اور علماء کرام سے مشورہ کر کے قانونی اور شرعی نقطہ نظر سے اس کی تصحیح کر کے مجلس میں پیش کر دیں تاکہ جلد از جلد اس پر عمل شروع ہو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کی یادگار کا مہتم بالشان جلسہ

دیوبند ۵ اگست ۱۹۳۳ء آج شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رح کی علمی یادگار کے مسئلہ پر غور وخوض کرنے کے لئے ہندوستان کے جلیل القدر علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں دارالعلوم دیوبند کے حضرات اساتذہ اور عمائدین شہر کے علاوہ مختلف صوبہ جات کے اکثر علماء نے بھی شرکت کی جلسہ کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی نے جلسہ کی صدارت کے لئے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا نام نامی پیش کیا جو مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تائید کے بعد باتفاق آرار منظور کیا گیا اس کے بعد مولانا محمد طاہر صاحب کی طرف سے ایک تحریر پڑھی گئی جس میں حضرت شاہ صاحب رح کی یادگار کے قیام کے سلسلہ میں مختلف تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ شرکار جلسہ میں ذیل کے حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ مولانا محمد طیب صاحب مولانا اعزاز علی صاحب۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی۔ مولانا فخرالدین صاحب۔ خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب اسسٹنٹ کلکٹر ضلع سہارنپور۔ مولانا عزیز گل صاحب۔ مولوی عزیز احمد صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ مولانا احمد علی صاحب لاہوری۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری مولانا حامد میاں صاحب غازی ایڈیٹر مدینہ۔ مولانا میرک شاہ صاحب۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلی۔ مولانا عتیق الرحمن صاحب عثمانی۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری۔ مولانا محفوظ علی صاحب

پہلا اجلاس عصر کی نماز کے بعد شروع ہوا درمیان میں مغرب کی نماز کے لئے ملتوی ہوگیا تھا نماز کے بعد دوبارہ شروع ہوا اور ۹ بجے شب تک برابر جاری

دیوبند مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری رح ناظم صاحب مجلس علمی۔

اسی جلسہ میں مندرجہ تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں:۔

تجویز ۱ مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ کامل غور وخوض کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کی ایک علمی یادگار "مجلس علمی" کے نام سے ایسے وسیع پیمانہ پر قائم کی جائے کہ جو حضرت نوراللہ مرقدہ کے اس لائحہ عمل کی صحیح خدمت انجام دے اور اس کو کامیاب بنائے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نصب العین اور نمایاں امتیاز رہا ہے۔ یعنی بذریعہ تالیف وتصنیف الحاد وغیرہ کا سدباب اور اس کی اصلاح۔ سیرۃ النبی، تاریخ اسلامی، احادیث نبوی، اور تفسیر القرآن کی بذریعہ تالیف وتصنیف صحیح خدمت خصوصاً اردو زبان میں ان تمام علوم کی نشر واشاعت کرنا حضرت شاہ صاحب رح کی تصانیف کی اشاعت اس مجلس کا خصوصی طغرا امتیاز ہوگا۔

محرک۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔

مؤید۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

تائید مزید۔ مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی

بالاتفاق پاس ہوئی۔

تجویز ۲ مجلس شوریٰ یادگار علمی کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حضرت نوراللہ مرقدہ کی یادگار "مجلس علمی" کا قیام دیوبند ہی میں ہونا چاہیے اس لئے کہ یہ مرکز علوم ہے اور آخری دور حیات میں حضرت رح کا وطن بھی رہا ہے اور اسی جگہ آپ کا مرقد ہے نیز دارالعلوم کی وجہ سے مجلس علمی کے مقاصد کے لئے کافی سہولت کار میسر آسکتی ہے۔

محرک۔ مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی

مؤید۔ مولانا حامد [illegible]

قیام محکمۂ قضاء کا مطالبہ کوئی نیا مطالبہ نہیں ہے

جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند اس مطالبہ کے لئے سات سال سے جد وجہد کر رہی ہے

ایک خالص مذہبی و اسلامی تحریک کی ہفت سالہ تاریخ

(ایک محترم رکن جمعیۃ علمائے ہند کے قلم سے)

[illegible]

اجلاس پشاور کا مطالبہ

[illegible]

اسلامی پریس کی آواز

[illegible]

حضرت مولانا انور شاہ کی دعوت

[illegible]

"ہو توان معاملات کا فیصلہ جائز طریقہ سے ہو ہی نہیں سکتا اس کمی کے مفاسد بے شمار ہیں جن میں سے ایک اہم ترین مفسدہ مسلمان عورتوں کا ارتداد بھی ہے۔ مسلمان اپنی موجودہ حالت میں ان کے سد باب سے عاجز ہیں، اور علاج کی صورت صرف ایک یہی ہے کہ شرعی دار القضاء قائم کیا جائے۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ شرعی معاملات میں اس محکمہ کے حقوق اجراء و تنفیذ کو منظور کرے"

نہرو رپورٹ میں ترمیم

جب ۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن ہندوستان آیا اور ملک کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلی کوشش ایک دستور اساسی مرتب کرنے اور پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنے کی کی گئی اور اس کوشش کے نتیجہ میں نہرو کانسٹی ٹیوشن تیار ہوا تو جمعیۃ مرکزیہ علماء ہند نے اس کانسٹی ٹیوشن میں قیام محکمۂ قضاء اور تحفظ پرسنل لاء کا مطالبہ پیش کر دینے کا پر زور مطالبہ کیا اور نہرو کانسٹی ٹیوشن کی منظوری کو اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا کہ اس کے اندر منجملہ دیگر مذہبی تحفظات کے حسب ذیل ضروریات کو لازمی طور پر شامل کیا جائے۔

"مسلمانوں کی بہت سی مذہبی ضرورتیں بغیر مسلمان قاضی کے پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے دار القضاء کے قیام کو اصولاً تسلیم کر لیا جائے اور حکومت مشترکہ ہند اس کی تکمیل ہو اس قسم کی عملی صورتیں آج بھی موجود ہیں اور جمہوری حکومتیں اس پر عمل کر رہی ہیں۔ جزائر فلپائن میں امریکہ کی طرف سے اور روسی حکومت میں اور کئی غیر مسلم ہندوستانی ریاستوں میں آج بھی یہ طریقہ جاری ہے اور سیلون کے مسلمانوں نے بھی اس کا مطالبہ کیا ہے اور یو۔پی کونسل میں بھی یہ تجویز پیش کی جا چکی ہے۔"

"مسلمانوں کے مذہبی معاملات مثلاً نکاح، طلاق، وراثت، ولایت، حضانت، بلوغ، تفریق زوجین، خلع، فسخ نکاح، عنین، مفقود، سفر حج و زیارت، اوقاف کے لئے اسلامی احکام کے خلاف قانون نہ بنایا جائے گا۔"

جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند کی نہرو کانسٹی ٹیوشن پر مندرجہ بالا ترمیم اس تنقیدی تبصرے سے نقل کی گئی ہے جو جمعیۃ کی ایک سب کمیٹی نے مرتب کیا تھا اور جسے جمعیۃ کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ مراد آباد میں منظور کیا تھا اور جو ایک مطالبہ کی شکل میں آل پارٹیز کنونشن منعقدہ کلکتہ میں پیش کیا گیا تھا اور جس کی مطبوعہ کاپیاں دسمبر ۱۹۲۸ء میں جمعیۃ کے دفتر سے تمام حلقوں میں بکثرت پہنچائی گئی تھیں۔ چونکہ یہ مطالبات نہرو کانسٹی ٹیوشن کا جزو نہ بن سکے اس لئے جمعیۃ نے اس کانسٹی ٹیوشن کو کلیتہً مسترد کر دیا اور اس کی شدید ترین مخالفت کی [illegible] کردینا پڑا اور اس کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی متفق علیہ دستور اساسی [illegible] ہے۔

وسیع پیمانہ پر جد وجہد

۲۹۔۳۰ء میں جمعیۃ علمائے ہند نے ساردا ایکٹ کے خلاف ایک وسیع پیمانہ پر مہم جاری کی اور اس سلسلہ میں پرسنل لاء کے تحفظ کی ضرورت اور اس کے ساتھ محکمۂ قضاء کے قیام کی اہمیت پر جمعیۃ نے بہت سا مفید لٹریچر شائع کر دیا اور ملک کے طول و عرض میں بے شمار جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ مسلمانوں کی توجہ اس مسئلہ کی جانب پوری طرح مبذول کرا دی چنانچہ اسمبلی کے بعض اراکین کو بھی اس کا احساس ہوا اور بعد میں ایسے مسودات قانون پیش کئے گئے جن کا مقصد جمعیۃ کی منشاء کے مطابق تھا۔ نہ صرف یہ کہ اسلامی پرسنل لاء میں مداخلت نہ کرنے کے عام مطالبات کئے گئے بلکہ آئندہ کے لئے دستور اساسی میں ایسی دفعات داخل کرا دینے پر بھی زور دیا گیا جن کے مطابق ملکی مجالس مقننہ اس کی مجاز نہ رہیں کہ شریعت اسلامیہ کو اپنی قانون سازی سے جس طرح چاہیں مجروح کر دیں اور جن کے ماتحت مسلمان قاضیوں کے تقرر اور ان کے تنفیذی اختیارات کا بھی مطالبہ تھا۔ اگر صرف ان تمام جلسوں کی تاریخیں اور مقامات انعقاد اخبارات سے نقل کئے جائیں جو ۲۹ء میں اس مقصد کے لئے منعقد کئے گئے تو شاید اس مضمون کی گنجائش اس کی متحمل نہ ہو سکے۔

گاندھی جی سے گفت وشنید

۱۹۳۱ء میں جب گاندھی اروِن سمجھوتہ کے لئے گاندھی جی دہلی گئے اور انہوں نے لارڈ ارون سے گفتگو کرنے کے بعد سمجھوتہ کی شرائط طے کر لیں اور صلح ہو گئی تو اس کے بعد جب دستور سازی کی طرف ملک کی توجہ منعطف ہوئی اور اس موقع کو اراکین جمعیۃ نے غنیمت سمجھ کر گاندھی جی سے پہلی گفتگو یہی کی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اسلامی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے ان کے متعلق ایک تصفیہ کر دیا جائے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء کو جمعیۃ کے سربرآوردہ اراکین گاندھی جی سے ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر ملے اور مسلمانوں کے مذہبی تحفظات کے بارہ میں ان سے گفتگو کی اور ان کے سامنے اس مسئلہ کو پوری اہمیت کے ساتھ پیش کیا اور وہاں سے واپس آنے پر گاندھی جی کی خواہش کے مطابق مذہبی تحفظات کی ایک تحریری یادداشت ان کے پاس بھیجی گئی۔ اس یادداشت میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ آئندہ دستور اساسی میں کوئی ایسی دفعہ ہونی چاہئے جس کا مفہوم یہ ہو کہ مسلمانوں کے تمام پرسنل لاء حسب قوانین اسلام نافذ رہیں گے اور حکومت اس میں مداخلت نہ کرے گی اور یہ کہ مسلمانوں کی مذہبی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جن مقدمات میں مسلم حاکم کا ہونا ضروری ہے ان کے انفصال کے لئے قاضیوں کا تقرر ہوگا۔ یہ یادداشت گاندھی جی کو اس لئے بھیجی گئی کہ جب مسلمانوں کی طرف سے یہ مطالبہ پیش کیا جائے تو کوئی دوسری جماعت اس کی منظوری میں سد راہ نہ ہو۔

صرف "کریڈٹ" کا شوق

جس زمانہ میں گاندھی جی اور اراکین جمعیۃ علمائے ہند سے یہ گفتگو ہوئی تھی اور یہ یادداشت اراکین جمعیۃ کی جانب سے بھیجی گئی تھی اسی زمانہ میں دہلی میں "مسلم کانفرنس" کا جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جس دن اس گفتگو کی اطلاع اخبار الجمعیۃ میں شائع ہوئی ہے اور اس یادداشت کا مضمون بھی اس اخبار میں ظاہر کیا گیا ہے اس کے دوسرے ہی دن مسلم کانفرنس کے جلسہ میں جا کر بعض لوگوں نے اسی مضمون کی ایک قرارداد علیحدہ منظور کرائی تھی تاکہ یہ کریڈٹ صرف جمعیۃ علماء کے حصہ میں نہ [illegible] تحفظات کے لئے ساعی ہے [illegible] مسلم کانفرنس بھی مسلمانوں کو یہ دکھا سکے کہ [illegible]

ہماری قرارداد [illegible]

اگر اسی جذبہ کے ماتحت مسلم کانفرنس کے اراکین ان مطالبات کو اپنے مطالبات کا جزو بنا لیتے تو کوئی مضائقہ نہ تھا بلکہ غرض تو کام ہے بہرحال کام ہونا چاہئے تھا۔ مگر افسوس اس کا ہے کہ ان لوگوں نے کریڈٹ حاصل کرنے کی تو بہت کچھ کوشش کی مگر دہلی کا جلسہ ختم ہونے کے بعد بجز سوائے اس کاغذ کے جس پر کہ یہ قرارداد لکھی گئی تھی اور کبھی نہ کبھی مسلم کانفرنس والوں کی زبان سے اس کا تذکرہ نہ سنا۔ کانفرنس کے سکرٹری اور صدر اور اراکین سب ہی گول میز کانفرنس میں گئے اور وہاں پر لکھنؤ میں چودہ مطالبات کا پشتارہ پیش کیا مگر یہ حقیر مطالبات جنہیں مذہبی وشرعی تحفظات کے طور پر پیش کیا گیا تھا نہ کبھی سر آغا خاں نے پیش کئے اور نہ [illegible] اقبال نے اور نہ مولوی شفیع داؤدی نے۔

اجلاس کراچی کا اعلان

اسی سال ۳۱ مارچ و یکم و ۲ اپریل ۱۹۳۱ء کو جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند کا اجلاس دہم کراچی میں زیر صدارت حضرت مولانا ابو الکلام آزاد منعقد ہوا۔ اس سال انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس بھی کراچی ہی میں تھا۔ جمعیۃ کے پلیٹ فارم سے ان مطالبات کا اعادہ پھر کیا گیا اور مسلمانان ہند سے اپیل کی گئی کہ وہ ان کی منظوری کے لئے اپنی متفقہ جد وجہد کو جاری رکھیں۔ قرارداد کے الفاظ حسب ذیل تھے:۔

"چونکہ ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کا معاملہ عنقریب پیش آنے والا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانان ہند کی تہذیب و شائستگی اور پرسنل لاء کی حفاظت کا اس میں پورا لحاظ رکھا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی تہذیب اور پرسنل لاء کی کامل حفاظت کا فرض جمعیۃ علماء ہند ہی بطریق احسن انجام دے سکتی ہے اس بناء پر مسلمانان ہندوستان کا فرض ہے کہ وہ جمعیۃ علماء کی آواز پر پوری بلند آہنگی اور اتفاق کے ساتھ لبیک کہیں اور تمام منتشر قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیں۔"

جمعیۃ نے اپنے اس مطالبہ کو چھپوا کر اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی اور اسے ان تمام حلقوں میں پہنچایا جن کا تعلق براہ راست دستور اساسی کی تدوین سے ہو سکتا تھا۔

کانگریسی فارمولا سے اختلاف

جولائی ۱۹۳۱ء کو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی میں فرقہ وارانہ معاملات کی ایک تجویز پیش کیا گیا جس میں اگرچہ پرسنل لاء کے تحفظ کے متعلق بہت سی باتیں تسلیم کی گئیں مگر جمعیۃ کے اس مطالبہ کو جو گاندھی جی کے پاس بطور یادداشت بھیجا گیا تھا اور جس میں قاضیوں کے تقرر کا مطالبہ بھی تھا تمام و کمال شامل نہیں کیا گیا [illegible] [illegible] سہارنپور منعقد ہوا تھا باہمی سمجھوتہ کی غرض سے ایک متبادل فارمولا پیش کیا جس کے ضروری اجزاء حسب ذیل تھے:۔

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کے لئے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالس مقننہ اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت نہ کی جائے گی اور پرسنل لاء کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکام نکاح، طلاق، رجعت، عدت، خیار بلوغ، تفریق زوجین، خلع، عنین، مفقود، نفقہ زوجیت، حضانت، ولایت نکاح و مال، وصیت، وقف، وراثت، تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)۔

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لئے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور ان کو اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔"

اراکین جمعیۃ نے اس فارمولا کی منظوری کے لئے جہاں تک ممکن تھا اس امر کی پوری سعی کی کہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے سامنے جو فارمولا پیش ہوا ہے اور جس میں یہ مطالبات شامل نہیں ہیں اسے متفقہ منظوری حاصل نہ ہو، اور اراکین جمعیۃ اپنی اس جد وجہد میں کامیاب ہوئے کہ مجوزہ فارمولا ورکنگ کمیٹی کی منظوری حاصل نہ کر سکا۔

لکھنؤ کانفرنس میں متفقہ منظوری

۱۹۳۲ء میں جب وزیر اعظم برطانیہ کا مالیوس کن ایوارڈ شائع ہو گیا اور ایک مرتبہ پھر قومی اتحاد کے لئے متفقہ سعی کی گئی اور ہندوؤں اور سکھوں سے کوئی گفتگو کرنے سے قبل مسلمانوں کی تمام جماعتیں سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں مجتمع ہوئیں تو جمعیۃ علمائے ہند کے اراکین نے تحفظ پرسنل لاء اور قیام محاکم قضاء پر سب سے زیادہ زور دیا۔ انہوں نے اپنا سہارنپور کا فارمولا پیش کیا اور دیکھیے کہ مسلمہ حالات میں جبکہ خود مسلم کانفرنس کے بعض اراکین کی طرف سے مذہبی تحفظات کی مخالفت ہو رہی تھی نہایت طویل مباحثوں کے بعد لکھنؤ کانفرنس میں انہیں منظور کرایا اور سہارنپور کے فارمولا کا ذکر اصل قرارداد میں خصوصیت کے ساتھ کیا گیا کہ مسلم کانفرنس کی ۱۹۳۱ء والی قرارداد ان مطالبات سے خالی تھی جو خصوصیت کے ساتھ مذہبی تحفظات یعنی پرسنل لاء اور محکمۂ قضاء سے تعلق رکھتے تھے۔ اس موقع پر جو "تلخ" تجربات ہوئے ان کا ذکر یہاں مناسب نہیں ہے۔ بہرحال لکھنؤ کانفرنس میں جمعیۃ علمائے ہند کے مندوبین کی سعی و جہد اور علمائے فرنگی محل اور مولانا عبد الماجد اور مولانا کرم علی کی امداد و اعانت سے یہ مطالبہ مختلف جماعتوں کی جانب سے باتفاق رائے منظور کر لیا گیا اور اس کا الہ آباد کی آل پارٹیز کانفرنس میں متفقہ حیثیت سے پیش کرنا قرار دیا گیا۔

الہ آباد کانفرنس میں اصولی اتفاق

لکھنؤ کے بعد الہ آباد کا مرحلہ تھا۔ جمعیۃ علمائے ہند کے مندوبین نے الہ آباد کانفرنس میں بھی اس مطالبہ کو اسی اہمیت کے ساتھ پیش کیا جو اس کے شایان شان تھی۔ انہوں نے صاف طور پر یہ بتا دیا کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ مطالبات کسی سیاسی مطالبہ سے کم نہیں ہیں اور مسلمانوں کو ان پر زیادہ سے زیادہ اصرار ہے۔ چنانچہ کئی روز کی بحث و تمحیص اور افہام و تفہیم کے بعد الہ آباد کانفرنس نے ان مطالبات کو اصولاً تسلیم کیا اور اس عارضی معاہدہ میں شامل کا مسودہ آخری منظوری کے لئے طبع کرایا گیا تھا اور جس پر صوبہ بنگال کی الجھنوں کے باعث مزید بحث نہیں ہو سکی مسئلہ پرسنل لاء کے تحفظ اور قضاء [illegible] [illegible] کمیٹی [illegible]

[illegible] مولانا ابو الحاسن محمد سجاد صاحب بھی ہیں۔

(باقی [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

یوم پنجشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ

"مسلم کانفرنس" اور "جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند"

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا اعلاء کلمۃ الحق

(۲)

سکرٹری مسلم کانفرنس نے اپنے خط میں ۱۹۲۹ء والی قرارداد کا بھی حوالہ دیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ اس قرارداد سے تو آپ بھی متفق تھے اور جب ہمارا مسلک بھی اسی قرارداد کے مطابق ہے تو آپ ہم سے اشتراک عمل کیوں نہیں کر لیتے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے جو کچھ فرمایا وہ ایک ناقابل انکار حقیقت کا اعلان و اظہار ہے۔

"میں اس کے متعلق صرف اس قدر عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء میں کوئی جماعت آل انڈیا کانفرنس کے نام سے موجود ہی نہیں تھی، یہ جماعت جسے آپ مسلم کانفرنس کہہ رہے ہیں بعد کی پیداوار ہے، دراصل میں جمعیۃ علمائے ہند کے نمائندوں کی شرکت سے کوئی قرارداد کبھی منظور نہیں کی گئی۔ شاید آپ کا مقصد اس آل مسلم پارٹیز کانفرنس سے ہے جو دہلی میں سر آغا خاں کے زیر صدارت منعقد ہوئی تھی اور یکم جنوری کو ایک قرارداد منظور کر کے منتشر ہو گئی تھی۔ اس کانفرنس کی قرارداد کو آپ کی جماعت نے بالکل مسخ کر دیا ہے۔ اور مولانا محمد علی مرحوم کا انتقال ہوتے ہی اس سمجھوتہ کو جو ان کے اور سر شفیع مرحوم کے درمیان حضرت مفتی صاحب نے کرایا تھا، آپ دہلی ہی میں ختم کر چکے ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۲۹ء کی قرارداد میں بنیادی تبدیلیاں کر چکنے کے بعد آپ یہ کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ جمعیۃ علمائے ہند اب بھی اس کے ساتھ اتفاق کرتی رہے گی۔ جمعیۃ کے نمائندوں نے جس قرارداد کے ساتھ اتفاق کیا تھا وہ تو عرصہ ہوا کہ آپ کے ہاتھوں دفن کر دی گئی اور یہ تدفین عین اس وقت عمل میں آئی جبکہ ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی پر بین الاقوامی معاہدے پر دستخط ہونے والے تھے اور آپ کمرے میں سے اٹھ کر نئی دہلی کا ٹیلیفون سننے تشریف لے گئے تھے اور ٹیلیفون سننے کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ اب رات زیادہ آ گئی ہے اس وقت اس مجلس کو ملتوی کر دیا جائے۔ آپ کے اصرار پر مجلس ملتوی کر دی گئی اور اس کے بعد پھر آپ نے آج تک ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی کا رخ نہ کیا اور دہلی کے سنگم تھیٹر میں بیٹھ کر ۱۹۲۹ء کی متفقہ تجویز کی روح سلب کر لی۔ اب اس تجویز کا ذکر کرنا اور اس کے نام پر اشتراک عمل کی اپیل کرنا آپ جیسے واقف کار شخص کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔"

آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے بعد

جو حضرات ۱۹۲۵ء سے لے کر آج تک ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسیات کے نشیب و فراز دیکھتے رہے ہیں اور ان واقعات سے واقف ہیں جو مسلم کانفرنس کی عجیب و غریب تاسیس کے سلسلہ میں ظاہر ہوئے انہیں حضرت مولانا کے اس بیان کی صداقت کو تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہ ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۸ء سے یکم جنوری ۱۹۲۹ء تک جو کانفرنس دہلی میں آغا خاں کے زیر صدارت منعقد ہوئی تھی وہ ایک ہنگامی کانفرنس تھی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کی وہ تمام آل انڈیا جماعتیں جو اپنی پالیسی اور اپنے مسلک اور اپنے دائرۂ عمل کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ موجودہ حالات میں متفقہ طور پر مسلمانوں کے لئے سیاسی تحفظات کا ایک ... تیار کریں تاکہ دستور سازی کا جو مرحلہ شروع ہو گیا ہے اس میں ان کی قرارداد کام آئے اس اجتماع کا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ، آل انڈیا خلافت کمیٹی اور آل انڈیا جمعیۃ العلماء کے علاوہ کوئی چوتھی آل انڈیا مسلم کانفرنس بنا دی جائے۔ چنانچہ کانفرنس کے بعد برابر اس مسئلہ کو صاف کیا جاتا رہا کہ نئی جماعت بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جماعتیں پہلے ہی کم نہیں ہیں ان ہی جماعتوں کو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں کام کرنا چاہئے۔ مگر مولانا شفیع داؤدی نے اس کانفرنس کے منتشر ہوتے ہی ایک ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد تعمیر کرنی شروع کر دی اور کچھ عرصہ کے بعد ایک ڈھونگ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے کھڑا کر دیا اور اس کا جوڑ اس آل مسلم پارٹیز کانفرنس سے لگا دیا جو ایک مخصوص کام کے لئے محض چار پانچ روز کے واسطے جمع ہوئی تھی اور ایک قرارداد منظور کر کے منتشر ہو گئی تھی اور جس کے کسی اجلاس میں کوئی تجویز اس مضمون کی پیش بھی نہیں ہوئی تھی کہ یہ کانفرنس ایک مستقل جمعیۃ کی شکل میں تبدیل کر دی جائے۔ اس لئے حضرت مولانا کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ ۱۹۲۹ء کی قرارداد کو اس آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد ہرگز نہیں کہا جا سکتا جو بالکل ایک نئی جماعت ہے اور جسے چند لوگوں نے بعد میں بیٹھ کر جنم دے لیا ہے۔ ۱۹۲۹ء والی قرارداد تو آل مسلم پارٹیز کانفرنس کی قرارداد کہی جائے گی۔ بے شک اس اجتماع میں جمعیۃ کے نمائندے شریک تھے اور اس قرارداد کے ساتھ جمعیۃ کو اتفاق تھا جو وہاں منظور ہوئی تھی۔

۱۹۲۹ء کی قرارداد

پھر اگر اس قرارداد کے ساتھ مسلم کانفرنس بھی (جو بعد کی پیداوار ہے) اپنے آپ کو وابستہ کر لیتی اور اس پر قائم رہتی تو جمعیۃ کے لئے کچھ زیادہ وجہ اختلاف نہ تھی۔ مسلم کانفرنس پر صرف یہی اعتراض وارد ہوتا کہ جب وہ ایک بالکل نئی جماعت ہے اور اسے چند اشخاص نے بعد میں مبیحہ بنا لیا ہے تو اسے اپنے آپ کو آل مسلم پارٹیز کانفرنس ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مگر مسلم کانفرنس نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ کچھ عرصہ کے بعد اس قرارداد کے مفہوم ہی کو الٹا کر دیا جو آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں منظور کی گئی تھی اور جس کو مسلم کانفرنس نے اپنا "عقیدہ" بنا لینے کا اعلان کیا تھا۔ آل پارٹیز کانفرنس کی قرارداد اس سمجھوتہ کے بعد وجود میں آئی تھی جو مولانا محمد علی مرحوم و مغفور اور سر محمد شفیع کے درمیان ہوا تھا اور جس کو حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے درمیان میں پڑ کر اور دونوں کے منشا و مقصد کے مطابق ایک فارمولا تجویز کر کے آخری شکل میں طے کرایا تھا۔ مولانا محمد علی مرحوم یہ چاہتے تھے کہ اس قرارداد میں "دہلی پروپوزل" کے الفاظ کے مطابق مخلوط انتخاب پر سمجھوتہ کا ذکر بالتصریح آ جائے۔ اور یہ کہہ دیا جائے کہ اگر دوسری ملتیں ہمارے ان تحفظات کو تسلیم کر لیں تو ہم مخلوط انتخاب قبول کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ سر محمد شفیع کا نقطۂ نگاہ دوسرا تھا وہ چاہتے تھے کہ جداگانہ انتخاب ایک مستقل حق کے طور پر رکھا جائے اور جس طرح دوسرے تحفظات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح جداگانہ انتخاب کا بھی مستقل مطالبہ کیا جائے۔ اور مخلوط انتخاب کا کوئی ذکر نہ کیا جائے۔ اور وہ مولانا محمد علی مرحوم کی بحث کا جواب دیتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم اس قرارداد کو اصولی طور پر پیش کر رہے ہیں۔ ہمیں دوسری ملتوں یا حکومت کا اس میں کوئی ذکر نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ لفظ "اگر" آنا چاہئے جس سے مطالبہ کا زور کم ہو جاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت تو ہمارے مطالبات یہ ہیں۔ جب کوئی سمجھوتہ کی گفتگو کرے گا اس وقت دیکھا جائیگا۔ مولانا محمد علی مرحوم فرماتے تھے کہ بعد میں پھر یہ لوگ اسے پتھر کی لکیر بنا لیں گے اور سخت دشواری پیش آئے گی۔ یہ گفتگو دیر تک رہی اور دوپہر کے وقت ایک ایسے نقطہ پر پہنچ گئی کہ آل پارٹیز کانفرنس ناکام ہو کر منتشر ہونے لگی اس وقت حضرت مفتی صاحب قبلہ ہی نے دونوں زعماء سے اپیل کی اور یہ کہا کہ آپ حضرات اس کانفرنس کے انتشار کی ذمہ داری اپنے اوپر نہ لیں اور کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو دونوں کے مفہوم کو شامل ہو۔ مخصوص تحفظات کی بناء پر جداگانہ انتخاب چھوڑ کر مخلوط انتخاب قبول کر لینے کا راستہ بھی صاف رہے اور جیسا کہ سر محمد شفیع مرحوم کہتے ہیں "اگر" کا لفظ اور دوسری ملتوں سے معاہدہ کی تصریح بھی نہ آئے۔ سوال ہوا کہ یہ کس طرح ممکن ہے؟ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے غور کرنے سے کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکلے گی۔ آخر کار مولانا محمد علی مرحوم نے کہہ دیا کہ اچھا مفتی صاحب جس طرح آپ کہہ دیں گے میں راضی ہو جاؤں گا مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ سر محمد شفیع مرحوم بھی رضامند ہو گئے اور اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے علیحدہ بیٹھ کر غور کیا اور ایک فارمولا مرتب کر لیا جس سے دونوں فریق مطمئن ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں حسب ذیل الفاظ قرارداد کے اندر داخل کر دئے گئے۔

"جب تک کہ مسلمانوں کو یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ دستور اساسی میں ان کے حقوق اور مفاد کی مناسب حفاظت کی گئی ہے وہ کسی صورت میں بھی اس پر رضامند نہ ہوں گے کہ مشروط یا غیر مشروط طریق پر مخلوط حلقہ ہائے انتخاب قائم کئے جائیں۔"

یہ ہیں وہ الفاظ جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل صاف و صریح ہیں اور جن کے دو معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ سر محمد شفیع مرحوم ان الفاظ پر اس لئے رضامند ہو گئے کہ جملہ کی ترکیب منفی تھی اور دوسری ملتوں سے معاہدہ کا ذکر بالتصریح نہیں آیا تھا، اور جو بات کہی گئی تھی وہ ایک اصولی حیثیت سے کہی گئی تھی اور اس کا مخاطب حکومت اور ملتوں دونوں کو بنایا جا سکتا تھا جو تمام قرارداد کی اسپرٹ کے عین مطابق تھا اور مولانا محمد علی مرحوم نے اس کی منظوری اس لئے دے دی تھی کہ ان کے لئے راستہ کھلا رکھا گیا تھا اور ان کا مفہوم ان الفاظ سے پوری طرح ادا ہو جاتا تھا۔ جملہ کی ترکیب اگرچہ بدل گئی تھی مگر مفہوم نہیں بدلا تھا۔ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا تھا کہ اگر اسی جملہ کو اثبات میں لکھا جائے تو اس کی شکل حسب ذیل ہوگی:-

"جب مسلمانوں کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ دستور اساسی میں ان کے حقوق اور مفاد کی مناسب حفاظت کر دی گئی ہے تو وہ اس پر رضامند ہو جائیں گے کہ مشروط یا غیر مشروط طریقہ پر مخلوط حلقہ ہائے انتخاب قائم کر دئے جائیں۔"

مفہوم کے اعتبار سے دونوں جملے بالکل ایک دوسرے کے ہم معنی ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

شذرات

مسلمان اور سودیشی

گاندھی جی کے یوم پیدائش کے سلسلہ میں قومی کارکنوں کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں سودیشی کی تبلیغ کی جا رہی ہے اور باشندگان ملک کو اس طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ وہ سوائے اپنے ملک کے بنے ہوئے کپڑے کے اور کوئی بدیشی کپڑا استعمال نہ کریں۔ ہندو مسلم زعماء کی طرف سے اس مقصد کے لئے اپیلیں بھی شائع کی گئی ہیں جیسا کہ ہمارے ان کالموں میں سکھ ... ہمارا بغیر تنزل عقیدہ ہے کہ اگر دیسی کپڑا اور بالخصوص کھدر پہننے کی کسی قوم کو سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے جس میں باوجود مفلسی و ناداری کے عیش پرستی وتن آسانی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور جس کی عملی قوتیں لحظہ بلحظہ کم ہو رہی ہیں۔ اگر مسلمان یہ عہد کر لیں کہ وہ صرف اپنے غریب اور مفلس جولاہوں کا بنا ہوا کپڑا پہنیں گے اور اس عہد پر پوری پابندی کے ساتھ عمل کریں تو ہم یقین و وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نہ صرف ان کی اقتصادی حالت اس عہد سے درست ہو جائے گی بلکہ ان کی اخلاقی و قومی اصلاح پر بھی اس کا بہت بڑا اثر پڑے گا۔ بعض لوگ اپنی غلطی سے بدیشی کپڑے کی قیمت کا موازنہ جلاہوں کے بنے ہوئے کپڑے سے کیا کرتے ہیں اور مؤخرالذکر کو نسبتاً گراں پاکر اس کی مخالفت کیا کرتے ہیں، حالانکہ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ اول تو دیسی کپڑا عموماً زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور اس لئے زیادہ چلتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ محض دیسی کپڑے کے استعمال سے تمام زندگی سادہ ہو جاتی ہے اور بہت سے عیش پرستی کے لوازم ترک ہو جاتے ہیں۔ اور قومی ہمدردی و وطنی غیرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ان خصائص کی بے انتہا ضرورت ہے اور ان ہی کا فقدان ان کے تنزل و انحطاط کا سبب بنا ہوا ہے انہیں چاہئے کہ وہ سودیشی کو اختیار کرنے میں سب سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ اقدام کریں۔

جو اس اجلاس کی دم چھلا تھیں ختم ہو گئیں۔ اور وہ کانفرنس جسے قضاء کانفرنس کے نام سے موسوم کیا جا رہا تھا اور جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ایڈیٹر الامان کو پارلیمنٹری کمیٹی میں ملک و ملت کا ترجمان کہہ کر دھکیل دیا جائے وہ بھی ختم ہو گئی۔ اب اس خاتمہ کے بعد سنا جا رہا ہے کہ مردہ میں پھر جان ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس غرض کے لئے الہ آباد، کانپور اور لکھنؤ کے چکر لگائے جا رہے ہیں اور راجہ صاحب سلیم پور سے یہ خواہش ظاہر کی جا رہی ہے کہ وہ سلیم پور ہاؤس میں اس کانفرنس کو جس کی بنیاد ہی فاسد ہے انعقاد کی اجازت دے دیں اور اس کے متفقہ و مقررہ ہونے کے جھوٹے اور غلط بیانات شائع کئے جا رہے ہیں۔ ہم حیرت میں ہیں کہ کیا اس طرح محکمۂ قضاء کا نام لے کر مسلمانان ہند کو دھوکے میں مبتلا کیا جا سکے گا۔ اور سب اس پر متفق ہو جائیں گے کہ ایک ایسے شخص کو جس کے نام سے علماء و صلحاء بیزار ہیں۔ علماء کی طرف سے لندن بھیج دیا جائے۔ بلاشبہ ہندوستان میں اسلامی پرسنل لا کے تحفظ اور قیام محکمۂ قضاء پر مسلمانوں کے درمیان نہایت سے زیادہ اتفاق ہے اور جمعیۃ علمائے ہند کے ان مطالبات سے جو اس نے وقتاً فوقتاً حکومت کے سامنے اس سلسلہ میں پیش کئے ہیں تمام مسلمان اتفاق کر چکے ہیں مگر کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان مطالبات کی آڑ بنا کر ایک ایسا شخص سرکاری روپیہ پر لندن بھیجا جائے جو قطعاً نااہل ہے اور جس میں مسلمانوں کی نمائندگی تو کیا کسی کے سامنے بات کرنے اور تہذیب و متانت کے ساتھ دو جملے صحیح لکھنے کی بھی قابلیت نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پٹنہ کی قضاء کانفرنس کا مرکزی مقصد یہ تھا کہ مظہر الدین لندن چلے جائیں۔ جن لوگوں نے اس کانفرنس کی تائید کی وہ یقیناً اسی مقصد کو تقویت پہنچا رہے تھے اور جو لوگ اب اس مردہ میں دوبارہ جان ڈالنے کی کوششوں کی ذرہ برابر بھی تائید کریں گے وہ اسی مقصد شنیعہ کو تقویت پہنچائیں گے۔ جہاں تک تحفظ ناموس شریعت یا قیام محاکم قضاء کا تعلق ہے اس قسم کی خود غرضانہ کوششوں سے اس مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

ایک ضروری سوال

ہم پوچھتے ہیں کہ آخر اس کی ضرورت کیا ہے کہ ان مطالبات کو پیش کرنے کی غرض سے پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے شہادت دینے کے لئے ایک "نمائندہ علماء" ہی ہندوستان سے لندن جائے۔ کیا اس کام کو خود ڈاکٹر شفاعت احمد خاں انجام نہیں دے سکتے۔ سر آغا خاں انجام نہیں دے سکتے۔ اور دوسرے مسلمان جن کی پارلیمنٹری کمیٹی میں کوئی آواز ہے وہ انجام نہیں دے سکتے۔ چند معین مطالبات ہیں جنہیں خالص قانونی اور دستوری شکل میں کمیٹی کے سامنے پیش کرنا ہے۔ یہ مطالبات مسلم کانفرنس کی قراردادوں میں موجود ہیں اس کے مطالبات میں شامل کئے جا سکتے ہیں پھر انہیں کوئی مسلمان مندوب یا شاہد کیوں نہیں پیش کر دیتا اور اس پر کوئی معقول گفتگو کیوں نہیں کی جاتی۔ ہم پورے یقین و وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے ہر مسئلہ کو جو پیش ہونے کے قابل ہے ہندوستان کے اکثر وکلاء اور بیرسٹر اس سے کہیں زیادہ سمجھتے ہیں جتنا کہ مظہر الدین سمجھ سکتے ہیں۔ پھر اگر محض امداد ہی مقصود ہے اور مخصوص خدمات کے معاوضہ میں ایک شخص کو ہندوستان سے لندن تک کا واپسی کرایہ دلوانا ہی سب سے بڑی اسلامی خدمت ہے تو بے شک قضاء کانفرنس بھی منعقد کی جائے اور اس میں یہ منظور بھی کر دیا جائے کہ ہم تمام ہندوستان کا واحد مذہبی نمائندہ ایک ایسے شخص کو مقرر کرتے ہیں جس سے مذہب، اخلاق اور تہذیب پناہ مانگتے ہیں اور جس میں سوائے سوقیانہ انداز کی تحریریں لکھنے کے اور کوئی قابلیت و اہلیت نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں اس قضاء کانفرنس کا تعلق اسلامیان ہند سے کچھ نہ ظاہر کیا جائے جو اس کے درپردہ مقصد سے قطعاً بیزار اور متنفر ہیں۔

اجین کے مخلص مسلمان

مثل مشہور ہے کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہئے۔ اجین کے ان مسلمانوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے جنہوں نے گزشتہ چند ماہ میں غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اپنے اعتماد کو غلط طریقہ پر خطرناک لوگوں کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا۔ ہم نے انہیں بروقت متنبہ کیا اور وہ سنبھل گئے۔ الجمعیۃ کی گزشتہ اشاعت میں ان کے ایک جلسۂ عام کی جو متفقہ قراردادیں شائع کی گئی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اب خود ساختہ دعوؤں اور بے حقیقت جمعیتوں پر کوئی اعتماد نہیں رہا ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے تبری کر رہے ہیں جنہوں نے اپنی مذموم ترکیبوں سے انہیں سیدھا سادہ سمجھ کر پھانس لیا تھا۔ بہرحال اس احساس حقیقت کے بعد اب یہ صورت پیدا ہوئی ہے کہ مسلمانان اجین کو جو شکایات ہیں ان کے ازالہ کی طرف ہندوستان کے سربرآوردہ علماء و عمائد کو متوجہ کیا جائے اور سب سے پہلے اس امر کی سعی کی جائے کہ اجین کے مسلمان آپس میں متحد و متفق ہو جائیں اور اس کے بعد ریاست کے سامنے اپنے متفقہ مطالبات پیش کریں۔ ہم نے جہاں تک اندازہ لگایا ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اجین کے مسلمان خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اپنے اندر اسلامی درد رکھتے ہیں اور محض غلط فہمیوں کے باعث ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ اگر ان مخلص مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے ملا دینے کی کوشش کی جائے تو یہ کوشش ہرگز ناکام نہیں ہو سکتی۔

مردہ میں جان

پٹنہ میں "مسلم کانفرنس" کا اجلاس کیا ملتوی ہوا کہ تمام چھوٹی بڑی کانفرنسیں

ایک خالص مذہبی اور اسلامی تحریک کی ہفت سالہ تاریخ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

یہ پہلی مثال تھی کہ ان مطالبات کو دوسری ملتوں نے بھی اصولی حیثیت سے تسلیم کیا اور وہ تمام شکوک و شبہات جو اس ضمن میں پیدا ہوتے تھے انہیں جمعیۃ علمائے ہند کے اراکین نے اپنی پر زور تقریروں اور معقول دلائل سے زائل کر دیا۔

گول میز کانفرنس میں

صرف یہی نہیں کہ جمعیۃ علمائے ہند کے مخلص اراکین نے مسلمانوں کے مذہبی تحفظات کے سلسلے میں اپنی جدوجہد کو ہندوستان میں مسلسل و پیہم جاری رکھا بلکہ انہوں نے ان مسلم اراکین کو جو تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن گئے ہوئے تھے خطوط کے ذریعہ اس طرف متوجہ کیا اور ان سے کہا کہ صرف یہی مطالبات جو سب سے زیادہ اہم و اقدم ہیں اب تک گلدستۂ طاق نسیاں کیوں بنے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند و صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے متعدد خطوط مسلم اراکین گول میز کانفرنس کے نام بھیجے جن میں جمعیۃ کے مذہبی تحفظات کو نقل کیا گیا اور یہ زور دیا گیا کہ ان کو پیش کیا جائے۔ ان خطوط کے نتیجہ میں کچھ حرکت بھی ہوئی چنانچہ حافظ ہدایت حسین صاحب نے حضرت مولانا کو تحریر فرمایا کہ وہ کوشش کر رہے ہیں اور ان کے ارشاد کے مطابق ان مطالبات کو باقاعدہ پیش بھی کر دیں گے۔ چنانچہ تیسری گول میز کانفرنس کی کارروائی میں حافظ ہدایت حسین صاحب کی جانب سے ایک یادداشت ان تحفظات کے متعلق شامل ہے اور بہت کم لوگ یہ جانتے ہوں گے کہ وہ جمعیۃ علمائے ہند ہی کے مخلص ارکان کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

آغا خاں کا تار

جب یہ سب کچھ ہو چکا اور جمعیۃ علمائے ہند کے مطالبات ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک گونجنے لگے اور ان کی صدائے بازگشت ایک طرف الہ آباد کے آل پارٹیز کنونشن میں اور دوسری طرف لندن کی گول میز کانفرنس میں پہنچ گئی اور دستور اساسی کی ترتیب و تدوین کا آخری مرحلہ یعنی پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کا وقت آن پہنچا تو دیکھا جا رہا ہے کہ بعض ایسے لوگ جو اب تک ساکت و صامت بیٹھے ہوئے تھے اور جنہیں جداگانہ انتخاب اور سیٹوں کی تعیین کے خیال میں بے چارہ مذہب کی کوئی پرواہ بھی نہ تھی جلے پاؤں کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر پھر رہے ہیں اور قضاء کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ جو اخبار بین حضرات صرف اخبارات کے ظاہری مضامین پڑھتے ہیں اور انہیں اندرونی سیاسیات کا پتہ نہیں ہوتا وہ ضرور متحیر ہوں گے۔ مگر جنہیں یہ معلوم ہے کہ گزشتہ ماہ اگست میں سر آغا خاں کا تار لندن سے آ چکا ہے اور شملہ کے بعض حضرات کو یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ حکومت محکمۂ قضا کے نام سے کچھ نہ کچھ دینا چاہتی ہے۔ اور یہ اصول اب لندن میں بھی تسلیم کیا جا رہا ہے انہیں یقیناً کوئی تعجب نہ ہوگا۔ جب تک حکومت کا منشا معلوم نہیں تھا سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اور صرف جمعیۃ علمائے ہند ہی ایک ایسی سرپھری جماعت تھی جو اس مطالبہ کے لئے پوری جدوجہد کر رہی تھی۔ اب جب کہ حکومت کا ایما ظاہر ہو گیا تو الامان کے ایڈیٹر صاحب بھی تقرر قضاۃ کے سب سے بڑے حامی اور قضاء کانفرنس کے داعی اول بنے ہوئے ہیں اور سب سے پہلے لندن جانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہی اس تحریک کے بانی مبانی ہیں اور ان کا جو قدم اٹھ رہا ہے وہ خلوص و للہیت کے ساتھ اٹھ رہا ہے۔ ماشاءاللہ تیری شان کے قربان جائیے۔

الجمعیۃ دہلی ۔ ۱۶ اکتوبر [illegible]

جمعیۃ علمائے ہند کے مسلک جلیل پر عافیت پسندوں کے بے معنی اعتراضات

مجاہد ملت مولانا ظفر علی خاں صاحب کا ولولہ انگیز بیان

معاصر ہند جدید نے جمعیۃ علماء ہند کے مسلک پر شرعی نقطہ نظر سے جو بحث کی تھی اس کے متعلق مجاہد ملت مولانا ظفر علی خاں صاحب نے جو آج کل کلکتہ میں تشریف فرما ہیں معاصر موصوف کو حسب ذیل بیان عطا فرمایا ہے :۔

مولانا نے فرمایا "جمعیۃ العلماء پر کنج عافیت میں منزوی حضرات کے اعتراضات بے معنی ہیں۔ یہ حضرات اپنا کوئی نام رکھیں یا کسی جماعت سے منسوب ہوں، اُن کے اعتراضوں کے جواب میں یہ شعر سنائے جا سکتے ہیں ؎

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہ کن　　بازی اگرچہ لے نہ سکا جان تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز　　اے روسیاہ، تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

جمعیۃ العلماء ہند کے محترم ارکان، مثلاً مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب یا دیوبند کے وہ ایک ہزار طالب علم جو راہ حریت میں سر بکف ہو کر نکلنے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ یہ جماعت اپنے بیشمار عقیدتمندوں کے ساتھ صرف ایک ہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ اسلام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً سر بلند ہو۔ یہ جماعت اس پیغام کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دینا چاہتی ہے۔ وہ صدق دل سے سمجھتی ہے کہ مسلمان اپنی مادر وطن کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خود آزاد رہنے کا مدعی کی حیثیت سے مکلف ہے بلکہ دنیا کی غلام اور محکوم اقوام کے پاؤں سے غلامی کی زنجیر کاٹ دینا بھی اس کے ذمہ ہمت پر بطور ایک فرض کے عائد ہوتا ہے۔

اس مقصد جلیل کا اعلان، ہندو کے سیاسی افکار و آراء کی ترجمان جماعتوں سے بھی پہلے ان علماء نے کیا اور اس مقصد کی تکمیل کی خاطر امہات البلیتین کے فقہی اصول کو بھی نظر رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے ہم وطنوں سے باوجود دینی مغایرت کے موالات کی جس کے لئے قرآن کریم کے کھلے ہوئے دو اصول ان کے حق میں دلیل راہ تھے :۔

پہلا قرآنی اصول یہ ہے کہ لَا یَنْہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ (یعنی خدا تمہیں منع نہیں کرتا کہ اُن لوگوں سے نیکی کا برتاؤ رکھو اور انصاف سے پیش آؤ جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی ہے نہ تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا ہے، بلکہ خدا انصاف کا برتاؤ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

دوسرا اصول یہ کہ اِنَّمَا یَنْہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (یعنی خدا تمہیں صرف اُن لوگوں سے موالات کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی ہے، تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا ہے، اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی مدد کی ہے۔ اور تم میں سے جو کوئی ایسے لوگوں سے موالات کرے گا تو وہی ظالم ہے)۔

[illegible]

عزیمت کے ساتھ آزادی کی جدوجہد کے جانگسل میدان میں کود پڑے۔ قید و بند کی آفتیں جھیلیں، کڑیاں سہیں، مصائب برداشت کئے اور دار و رسن تک نوبت پہنچی تک نہ لائے۔ اگر وہ جنہیں انہوں نے اپنا حلیف بنایا تھا، آزادی کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوتے اور صبر و ثبات سے انہیں استقامت کی دولت ارزانی ہوئی ہوتی تو اس بدنصیب ملک کا بیڑا پار ہو جاتا۔ لیکن افسوس کہ ہنود کے بلند بانگ دعاوی حریت، استبداد کی ایک ہی جنبش فرسا ضرب سے گاؤ خورد ہو گئے۔ کانگریس نے ہتھیار ڈال دئے۔ آزادی کامل کا علم فرد گاندھی جی کے ہاتھوں سرنگوں ہو گیا۔ اتحاد ہندو مسلم کہ اسی میں آزادی ہندوستان کا راز مضمر تھا، کانگریس کے ارباب حل و عقد کے نزدیک اپنی اہمیت کے لحاظ سے ثانوی حیثیت بھی نہ رکھ سکا۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔

جمعیۃ العلماء کی سرفروش جماعت کو بھی سپر ڈال دینا پڑی۔ اگرچہ وہ اب بھی یاس و قنوط کے عالم میں نہیں ہے جو فرزندان توحید کا کبھی بھی شیوہ نہ تھا اور نہ کبھی ہو گا۔ بلکہ نص تخیر ازلی القتال پر عمل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جمعیۃ العلماء کانگریس کا دم چھلا بنی ہوئی ہے اور جس راستہ پر اسے گاندھی جی یا ان کے چیلے ڈالنا چاہیں آنکھ بند کر کے اسی پر چل پڑتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کانگریس نے ہزاراں ذلت و رسوائی اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے تو جمعیۃ العلماء کو تو اپنے منصب بلند اور اپنے دعاوی رفیع و منیع کا پاس کرتے ہوئے ہنگامہ کارزار جاری رکھنا چاہئے تھا۔

بجا ارشاد ہوا ہے۔ جمعیۃ العلماء یقیناً ایسا ہی کرتی بشرطیکہ اُس کے دل کے کسی گوشہ میں اس یقین کا ایک شائبہ بھی دبا ہوتا کہ وہ عافیت پسند حضرات جو کنج شماتہ میں منزوی ہیں یا مسجد والے ملا کی طرح جن کی دوڑ دھوپ کی آخری حد ہائٹ ہال ہے علاوہ بریں بشرطیکہ وہ شہسواران عرصہ صحافت جو تیغ و سنان حقوق طلبی کا ڈھول پیٹا کرتے ہیں اور بشرطیکہ اعتدال پسندان ملت کا وہ گروہ جو باوجود اپنی اعتدال پسندی کے اس بے اعتدالی کا ارتکاب کرتا ہوا دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کو بیک وقت ہنود اور انگریز سے جنگ کرنی چاہئے خم ٹھونک کر سامنے آتے اور جمعیۃ العلماء سے کہتے آپ جنگ جاری رکھئے ہم دل سے، دماغ سے، جان سے، مال سے آپ کے ساتھ ہیں۔

لیکن حالت یہ ہو کہ ان خردہ گیران ازل و نکتہ چینان سرمدی کو خود تو کچھ کرنے کی توفیق نہ ہو اور ان کا ہر قدم ایک بے پناہ رجعت قہقری ہو، وہ کس منہ سے جمعیۃ العلماء پر طعنہ زنی کر سکتے ہیں؟ بہتر ہو گا کہ یہ حضرات جمعیۃ العلماء کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنے مشاغل خصوصاً میں جو بہت ہی دلچسپ واقع ہوئے ہیں پوری سرگرمی و انہماک کے ساتھ مصروف ہو جائیں۔

جمعیۃ علماء ہند نے اسلام کی زبردست خدمات انجام دی ہیں

اس کے اعضاء و ارکان میں صدق و اخلاص پایا جاتا ہے

ہندوستان کی سیاسی اور علمی تحریکات پر دمشق کے ایک فاضل کا تبصرہ

(ترجمہ خصوصی)

دمشق کے جریدہ الشوریٰ نے اپنے نامہ نگار خصوصی کی ایک ملاقات کا حال شائع کیا ہے جو استاذ عبدالعزیز میمن رکن مجمع العربی (دمشق) و استاذ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ان کے مکان پر کی گئی اور جس میں ہندوستان کی سیاسی تحریکات، مسلمانوں کے سیاسی رجحانات اور قوم پرور جماعت و اکابر کی مساعی حریت وغیرہ مسائل پر بحث آئی ہے۔ نامہ نگار الشوریٰ لکھتا ہے:

میں استاذ عبدالعزیز میمن کے مکان پر ملاقات کرنے کی غرض سے پہنچا۔ موصوف مجھ سے انتہائی خندہ پیشانی اور اخلاص سے پیش آئے اور میری معروضات کو غور سے سن کر ان پر اظہار خیال کیا۔ میں نے موصوف کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے جو جواب کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

سوال: ہندوستان کی سیاسی تحریک کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے؟

جواب: ہندوستان کی سیاسی تحریک ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اور اس کے باشندوں میں یہ تحریک پورے طور پر گھر کر چکی ہے۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی حالت غیر تسلی بخش ہے۔ ان کی حالت اس پتھر کی سی ہے جو پانی کے بہاؤ پر لڑھکتا چلا جائے اور اس کو کہیں قرار نہ ملے۔ اس نازک زمانہ میں جو جوش و جہاد کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں کی صحیح قیادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ساتھ ہی ان میں فرقے اور احزاب پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے ان کو وحدۃ قومی سے دور پھینک دیا ہے۔ مسلمان اتحاد کی قوت سے ناآشنا ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ اگر مسلمانوں کی حالت یہی رہی تو ہندو ان کو ذلیل بنا دیں گے اور ایسا زمانہ آجائے گا کہ وہ اپنی ہستی کو بھی قائم نہ رکھ سکیں گے۔

سوال: زعیم شوکت علی صاحب کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے؟ کیا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے اخلاص سے کام کر رہے ہیں؟

جواب: مولانا شوکت علی اپنے بھائی مولانا محمد علی مرحوم کا سایہ ہیں۔ مرحوم اصل تھے اور مولانا شوکت علی ان کا سایہ۔ پس جب اصل ہی نہ رہا تو اس کا سایہ کہاں باقی رہے گا؟ واذ لیفقد الاصل یفقد الظل۔

سوال: اقتصادی حرکت کے متعلق کیا رائے ہے؟ اور کیا وطنی اور سیاسی حرکت ابنائے وطن کے لئے سود مند ہے؟

جواب: ہندوستان کی اقتصادی حالت سے انگریزی حکومت بہت زیادہ منافع حاصل کرتی ہے کیونکہ وہ اس ملک میں اغراض اور منافع کے بغیر کچھ کرنا نہیں چاہتی۔ ہندوستان کی تحریک سیاسی نے ہندوستان کی اقتصادی حالت پر ضرور اثر ڈالا ہے اور اس کی وجہ سے نقصانات بھی ہوا ہے۔

سوال: ہندوستان کے شہروں میں تعلیم کی کیا حالت ہے؟ اور اس کا معیار کیا ہے؟

جواب: ہندوستان کی علمی حالت دیگر ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں بالکل ابتدائی ہے۔ ان ممالک کے مقابلہ میں یہاں کی [illegible] حالانکہ [illegible] بھی ناخواندہ ہیں۔ ہندوستان کے ہندوؤں کی حالت پھر بھی بہتر ہے مگر افسوس مسلمانوں کی حالت سخت ابتر ہے۔ ان کو علم کا بالکل شوق نہیں ہے اور جن کو ہے وہ مغربی تہذیب کے پیچھے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں ان کی حالت ایسی ہے کہ تہذیب کو بھی رونا آجاتا ہے۔

سوال: جمعیۃ علماء ہند کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں وہ سیاسی و مذہبی اغراض کے لئے قائم ہوئی تھی مگر بعد میں معلوم ہو گیا کہ اس نے حالات حاضرہ کے ماتحت اسلام کی زبردست خدمت کی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے اعضاء و ارکان میں صدق و اخلاص موجود ہے۔ وقد صدق من قال [illegible]
(الاحوال [illegible] وفی اعضائہا الاخلاص والصدق)

(الشوریٰ ۱۰ جمادی الاول [illegible])

مظلوم عربوں سے اظہارِ ہمدردی کے عملی اقدام کا فیصلہ کر دیا گیا

برطانیہ کی متشددانہ پالیسی کیخلاف احتجاج۔ سول نافرمانی کی قرارداد منظور

مجلس تحفظ فلسطین کے اہم اجلاس کی روداد

دہلی ۴ر اگست کو زیر صدارت جناب چودھری افضل حق صاحب دفتر جمعیۃ علمائے ہند میں مجلس تحفظ فلسطین کا اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل حضرات نے شرکت فرمائی۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا ابوالمحاسن صاحب، حضرت مولانا احمد سعید صاحب، مولانا حفظ الرحمن صاحب، مولانا نورالدین صاحب، مولانا مظہر علی اظہر صاحب، سعید دہلوی صاحب، ماسٹر تاج الدین صاحب، مولانا حامد الانصاری صاحب غازی، ڈاکٹر محمد احمد صاحب فاروقی، مولانا ابوالقاسم صاحب، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی، مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا [illegible] صاحب مونگیری، لال احمد صاحب زبیری۔

فلسطین کے عربوں پر برطانیہ کے متشددانہ رویہ اور اس کی بیہودہ و ناروا پالیسی پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے مسلمانان فلسطین کے ساتھ ہمدردی کے ذرائع پر غور و خوض ہوتا رہا اور پورے دو دن کی بحث و تمحیص کے بعد مجلس جس نتیجہ پر پہنچی ہے اس کے متعلق ایک مفصل بیان مرتب کیا گیا۔ اور حسب ذیل تجویز منظور کی گئی۔

قرارداد

مجلس تحفظ فلسطین کا یہ جلسہ فلسطین کے جگر خراش دردناک واقعات کے پیش نظر مسلمانان ہند پر ہندوستان کی آزادی اور مسلمان بھائیوں کی اعانت و نصرت کا جو فریضہ عائد ہوتا ہے اس کی ادائیگی کے لئے تجویز کرتا ہے کہ سول نافرمانی کی جائے۔ سول نافرمانی کی تیاری کے لئے تمام ہندوستان میں فوراً ہی شروع کر دیئے جائیں۔ فلسطین کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ رضاکار بھرتی کئے جائیں اور ان کی مضبوط اور منظم جماعتیں بنائی جائیں اور پوری تیاری کے ساتھ سول نافرمانی کے لئے مستعدی پیدا کی جائے۔ سول نافرمانی کا موثر اور نتیجہ خیز طریقہ معین کرنے کے لئے ہندوستان کی دوسری جماعتوں سے مشورہ کرنے اور ملک کو سول نافرمانی کے لئے تیار کرنے کی غرض سے فوراً کام شروع کر دیا جائے۔ تاکہ ۷ر اکتوبر ۳۸ء مطابق ۱۱ر شعبان ۵۷ھ کو موتمر عالم اسلامی کے اجلاس کے بعد جو فلسطین کے معاملات پر بحث کرنے اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے قاہرہ مصر میں منعقد ہو رہی ہے جس قسم کی سول نافرمانی مناسب ہو فوراً شروع کر دی جائے۔ اسی درمیان میں امکانی کوشش کی جائے کہ ہندوستان کی حکومتیں مسلمانان ہند کی طرف سے برطانی حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ قضیہ فلسطین کو انصاف اور ارباب فلسطین کی مرضی کے مطابق [illegible] طے کر دے۔

عہدیداران کا انتخاب

مجلس تحفظ فلسطین کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے حسب ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
نائب صدر۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب
" چودھری افضل حق صاحب
" مولانا محمد میاں صاحب فاروقی
جنرل سکرٹری۔ محمد حفظ الرحمن صاحب
جوائنٹ سکرٹری۔ مولانا ابوالقاسم صاحب [illegible] چودھری
" ماسٹر لال احمد زبیری
خزانچی۔ حاجی عبدالغفار صاحب

وفود کی تشکیل

مجلس نے چار وفود حضرت مولانا احمد سعید صاحب، حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولانا نعیم صاحب کی قیادت میں منتخب کئے ہیں جو تمام ہندوستان کے مختلف صوبوں کا دورہ کر کے فلسطین کمیٹیاں قائم کریں گے اور اس مسئلہ کے متعلق مسلمانوں کی رائے عامہ تیار کریں گے

الجمعیۃ دہلی — یکم دسمبر ۱۹۳۸ء

جمعیۃ علمائے ہند کی خبریں!

ایک بے خوف اور بہادر لیڈر

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کا بیان

مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند نے مولانا شوکت علی مرحوم کی وفات پر مرحوم کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مرحوم نے تحریک خلافت اور دیگر قومی تحریکوں کی بہت سی خدمات انجام دیں آپکی شاندار خدمات سے لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کی وفات سے مسلمان ایک بے لوث اور بہادر لیڈر سے محروم ہو گئے۔

فلسطین کانفرنس لندن

حضرت مولانا محمد نعیم کا بیان

برطانوی ایجنٹوں نے مسلمانانِ عالم کو دوسری طرف الجھائے رکھنے کے لئے بالعموم اور مسلمانانِ فلسطین کے جوشِ جہاد کو کم کرنے کے لئے بالخصوص قاہرہ میں کچھ دن پہلے ایک کانفرنس منعقد کی تھی جس کی حقیقت قریب قریب ہر مسلمان پر اب پہنچ گئی ہے اس وقت منکشف ہوئی جبکہ نحاس پاشا نے ایک دعوت میں اس راز کا انکشاف کر دیا اور ایک آزاد اسلامی کانفرنس کا نہ ہونا کہ جس کی فرمایا ہے وہ بھی کر شستہ دو گفتہ جلسہ سے زیادہ اس کانفرنس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور جو آزادی بزورِ شمشیر حاصل کی جا سکتی ہے اسے حکومت برطانیہ کے آستانہ پر صرف ایک رزولیوشن پاس کر کے حاصل کرنے پر اکتفا کیا گیا جو کہ مسلمانانِ فلسطین کے جوشِ جہاد کو کسی طرح کم کر سکا اب اسی قسم کا ایک دوسرا ڈھونگ وزیر مستعمرات برطانیہ نے چند ممالک عربیہ کے عرب نمائندگان کو لندن طلب فرما کر کھڑا کر کے مسلمانانِ عالم کو بالعموم اور مسلمانانِ فلسطین کو بالخصوص مکرِ عظیم میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

ہم بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے اس بات کا پورا حق رکھتے ہیں کہ اپنے عرب بھائیوں کو بالعموم اور وہاں کے ذمہ دار ارکان کو بالخصوص اس امر سے آگاہ کر دیں کہ قاہرہ کانفرنس کی طرح یہ بھی ایک جال ہے جو کہ مسلمانانِ فلسطین کے جوشِ جہاد کو کم کرنے اور ان کی قربانیوں کو ضائع کرنے کے لئے حکومت کی

طرف سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اندریں حالات اس جنگ آزادی میں جبکہ ہزاروں بچے یتیم ہو چکے ہیں اور ہزاروں عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں اور کروڑ ہا روپیہ کا نقصان ملک برداشت کر چکا ہے اور آزادی کی پوری قدر و قیمت ادا کی جا چکی ہے مکمل آزادی سے کم پر راضی ہو جانا کسی طرح بھی ملک و ملت کے ساتھ وفاداری نہیں ہے بلکہ ہزار ہا جانوں کے اپنے ہاتھوں زندہ درگور کرنا کسی حالت میں بھی مکمل آزادی سے کم پر راضی نہ ہونگے۔

انشاء اللہ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ خدا کی نصرت اور دعا عربوں کے شامل حال ہو اور دشمن بے نیل و مرام پچھتا ہوا واپس ہو کہ

"تھا بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے"

بندہ محمد نعیم عفا عنہ رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند۔

موضع روانہ میں جلسہ

ضلع بجنور میں اصلاحی سرگرمیاں

آج والعمر اوارح ۲۶ نومبر ۱۹۳۸ء کو جناب حکیم مولانا فضل ... کے زیر صدارت جناب چودھری کرم اللہ پوسٹ ماسٹر ایک جلسہ ہوا جس میں حکیم صاحب موصوف نے مسلم کاؤنسی اتحاد میں شریک ہونے اور ... کے متعلق تقریر کرتے ہوئے سیاست حاضرہ پر پہنچے اور کافی استدلال کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے عوام مسلمانوں کو درس بیداری دیا اور بتلایا کہ سیاست حاضرہ میں مسلمانوں کو منظم ہو کر کافی اتحاد میں حصہ لینا چاہئے۔

جس کی جلسہ عام نے تائید کی۔ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اہل جلسہ نے تمنا کی کہ حکیم صاحب کی آمد کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے تاکہ عوام مسلمانوں کو غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ ... سے بچے ... رہے۔ فقط

حکیم صاحب نے آمد و رفت کا سلسلہ رکھنے کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔

مرسلہ: امیر الدین موضع روانہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۸ء

جامع مونگیر میں جلسہ

۱۸ نومبر بعد نماز جمعہ جامع مسجد مونگیر اور جمعہ خانقاہ مونگیر میں جمعیۃ علماء ... غازی کمال اتاترک مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوئی اور دعاء مغفرت کی گئی۔ (خاکسار سید نوراللہ ناظم جمعیۃ علماء ضلع مونگیر ۲۲ نومبر)

مباحثِ امروز

فلسطین کے مظالم ——— اور ——— فوجی بل

سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب سے سول نافرمانی کی پرزور درخواست

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

مباحث امروز

فلسطین کے مظالم ——— اور ——— فوجی بل

سرسکندر حیات وزیر اعظم پنجاب سے سول نافرمانی کی پرزور درخواست

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

کچھ عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب میں کا ... سرسکندر حیات خاں کی گورنمنٹ ہوئے پار ... مرکزی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ان رنگروں کے متعلق ... کارروائی کرنے کا بل پیش ہوا ...

[illegible]

سرسکندر اور فوجی بل

[illegible]

سکندر جناح میں رقابت

[illegible]

لیگ اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے میں ناکام رہی

لیگ کی دراصل ... تھا ... ڈالنے کی ... غلطی ...

[illegible]

فلسطین میں انگریزی حکومت کے مظالم

[illegible]

واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کا سکوت

[illegible]

لیگ کی حرکتوں کا نتیجہ

[illegible]

سرسکندر حیات سے سول نافرمانی کا مطالبہ

[illegible]

بقیہ مضمون صفحہ ۴ کالم ۴

اہل حق کی امداد واعانت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:-
المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ولا یخذلہ
(الحدیث) ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم
اور نہ اس کو دشمن کے پنجہ میں چھوڑے اور نہ اس کی مدد سے منہ موڑے
یعنی اس طرح اعراض نہ کرے کہ جس سے وہ دنیا میں ذلیل اور
رسوا ہو جائے " کے مطابق کسی قسم کی کوتاہی نہ فرمائیں گے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ارشاد:-
الفرق بین المسلم والمنافق ترک الجہاد
(ترجمہ) مسلمان اور منافق کا فرق ترک جہاد ہے " کے مطابق
زمرہ منافقین سے نکلنے کی پوری سعی کریں گے اور بجائے فلسطین
کی ہر قسم کی امداد فرما کر انگریزی حکومت کو بتلا دیں گے کہ مسلمان
ہند کی کون نمائندہ جماعت ہے ورنہ پھر سمجھ لیں کہ اس بے بس
مظلوم مسلمانوں کی لاشوں کو خاک و خون میں تڑپانے کا کیا
نتیجہ ہے

خاندان ولی اللہی کے طبقات

یہ شرف بھی دنیا کے عجائبات میں سے ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ کو مرحمت فرمایا گیا۔ یعنی آپ کی اولاد میں جو بھی ہوا وہ ولی اللہ اور قطب وقت، علوم دین کا بہترین عالم دنیا کے لئے نمونہ زہد و تقوی، معیار رشد و ہدی۔

یہاں پر ہر سلسلہ کو قلم بند کرنا مضمون کو طویل کرنے کے علاوہ خارج از بحث بھی ہوتا ہے لیکن چونکہ دارالعلوم کی کڑی کا سلسلہ بالمضاضر دری ہے اس واسطے اس سلسلہ کو بطور طبقات تقسیم کرکے ممتاز حضرات کے اسمائے گرامی پیش کر دینے کافی ہیں۔

(۱) طبقہ اولی: حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پیدائش ۱۱۱۴ھ یعنی چار سال قبل وفات عالمگیر رحمۃ اللہ وفات ۱۱۷۶ھ بزمانہ گوہر علی عرف شاہ عالم

(۲) طبقہ ثانیہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے صاحبزادگان یعنی شاہ عبد العزیز صاحب رح حضرت شاہ عبد القادر صاحب رح حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رح حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رح والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید

ان سب بھائیوں میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب بڑے تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی وفات سب سے بعد ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔

(۳) طبقہ ثالثہ: حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحبؒ حضرت مولانا شاہ عبد الحی صاحبؒ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ

(۱) حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے بعد سلسلہ درس میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کو جانشین مانا گیا۔ آپ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے نواسے ہیں ... تمام تلامذہ میں ارشد ... ۱۲۵۸ھ میں آپ نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی۔

(۲) حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحبؒ حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ کے صاحبزادے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے پوتے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کو اپنے اس بھتیجے سے بہت زیادہ انس تھا۔

(۳) حضرت شاہ محمد یعقوب صاحبؒ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کے بھائی ہیں اور آپ نے بڑے بھائی کے ساتھ ۱۲۵۸ھ ہجری میں ہجرت فرمائی۔

(۴) حضرت شاہ مولانا عبد الحی صاحبؒ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے داماد تھے اور حضرت مولانا سید احمد صاحب شہید کی بیعت میں ایک عرصہ تک کوہستان اور اس کے اطراف میں رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا (حیات ولی ص۳۲۸)

(۵) حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ایام جہاد و حریت ۱۸۵۷ء میں آپ نے بروایت تذکرۃ الرشید غدر کے قضیہ میں ہجرت فرمائی حرم پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاور ہو کر ۶ محرم ۱۲۹۶ھ کو عمر ۷۰ سال وفات پائی ان خاندان کے آپ نواسے ہیں

حضور کی ہے کب؟ اور آپ کو منع پر اختیار کیا ہے؟

آج کانگریس کی جنگ کا بڑا جز تو یہی ہے کہ ہندوستان کی فوج ہندوستان کے ماتحت ہو اور سر سکندر حیات خاں کو پہلو تہی کرنے کا حق کہاں ہے جب کہ آپ وائسرائے ہند کو اطمینان دلا چکے ہیں کہ برطانوی سامراج کے تحفظ کے لئے پنجاب اپنی پوری قوت صرف کرے گا۔ یہ ہیں ہمارے وہ قائد جن کے بھروسہ پر آج مسلمان کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کو اذیت پہونچانا، ذلیل اور رسوا کرنا سب سے پہلا فرض تصور کرتے ہیں۔

حکیم الامۃ کا سیاسی تعامل

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی ساری عمر انجمنوں اور جمعیتوں سے الگ رہے۔ لیکن آج تنظیم المسلمین تقویم المسلمین قائم کرکے مسٹر جناح اور ان کے حواریین سے توقع لگا رہے ہیں کہ وہ گاؤں گاؤں نماز روزہ کی تلقین کرتے پھریں گے اس سے ... [illegible]

علم و نظر

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اور ہندوستان کے علماء حق

جماعت علماء اور اس کے مخالفین پر ایک نظر

(از حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ناظم مجلس منتظمہ اخبار الجمعیۃ)

الجمعیۃ کے ناظرین شاید ہوں گے کہ ہم نے جمعیۃ علماء ہند اور کانگریس کے تعلقات کی صحیح حیثیت پر روشنی ڈالی ہے ... اس وقت جماعت کے مسلک کی وضاحت کی ہے ... [illegible]

خود سر تو نہ کہوں گا لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ اس طبقہ کے مخصوص افراد عظمت و جلال کے باوجود ایسی اصلاح کے محتاج ہیں جو ان کے خیالات کی طرح ان کے مزاج ان کے کردار ان کی زندگی اور زندگی کے تمام اطوار کو اسلامی بنا سکے ... [illegible]

راہ جہاد کی دشواریاں

[illegible]

میں کیا کہہ چکا ہوں

[illegible]

نظر بندوں کی سابقہ ملازمتوں پر بحالی

کلکتہ کارپوریشن کا فیصلہ

کلکتہ ۶ اکتوبر ... کارپوریشن کی میٹنگ ہوئی ہے جس میں سروس کمیٹی کی سفارش کی بنا پر فیصلہ کیا گیا کہ کارپوریشن کے ان ملازموں کو جو گورنمنٹ آف بنگال کے ماتحت ... نظر بند تھے، پھر کارپوریشن میں جگہ دی جائے ... [illegible]

مخالفین کا اسلامی کردار

[illegible]

فوجی دستوں کی فلسطین کو روانگی

[illegible]

باقی مضمون صفحہ ۳

ان کے دل نہ پسیجے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ جناح صاحب اس قسم کی لغویات سے ہمیشہ علیحدہ ہیں، سر سکندر حیات خاں سر کا خطاب حاصل کرنے کی فکر میں ... تھے اور حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے لئے دعاء خیر فرما رہے تھے اور ترکوں کو فاسق قرار دے رہے تھے۔ افسوس دنیا کس قدر غافل ہے وہ کتنی جلدی واقعات کو فراموش کر دیتی ہے اور ان لوگوں کو کام کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے جنھوں نے اپنے جگر تپائے، جیل و بند کی مصیبتیں برداشت کیں، بچوں کو چھوڑا، اہل و عیال کو قربان کیا۔

افسوس وہی حسین احمد وہی سید صفت سعید سیرت، وہی ہاشمی بزرگ وہی محدث وقت، وہی شیخ طریقت، وہی مجاہد اعظم اس زمانہ میں اپنے شیخ و مرشد کی معیت میں مالٹا کے حبس میں قید و بند کے مصائب برداشت کر رہا تھا ... [illegible]

افسوس آج

[illegible]

سر سکندر حیات خاں فرماتے ہیں ... [illegible]

(باقی علم و نظر صفحہ ...)

سیپارۂ افکار

مسٹر اندرسین پلیڈر نے مشہور مہا سبھائی اخبار "ہند" میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ مضمون کا عنوان ہے

"چین میں جناح کیا کریں گے؟"

"ہند" مہاسبھائی پرمانند کا اخبار ہے پرمانند صاحب کے متعلق معلوم ہے کہ وہ چوٹی کے اولوالعزم، اول درجے کے متعصب اعلیٰ درجے کے فرقہ پرور، مسلمانوں کے دشمن، کانگریس کے دشمن، ملک کی تحریکات کے دشمن، ہندو مسلم اختلاف کے حامی اور ہندو راج کے داعی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس قسم کے اخبار کو مسٹر جناح سے یہ سوال کرنے کا کیا حق ہے؟

کہ وہ چین جائیں گے تو کیا کریں گے؟

یہ لوگ سمجھے کہ مسٹر جناح کا سفر عملی نہیں صرف اخلاقی ہوگا اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جاپان کو یہ معلوم ہو جائے کہ چین کے مسلمانوں ... [illegible]

[illegible]

علم ونظر

ہندستان کی جنگ آزادی میں مجاہد جلیل مولانا محمد قاسم کا حصہ

اسلامی تاریخ کا ایک صفحہ جو علامہ اسمٰعیل شہیدؒ کے خون کی سیاہی سے لکھا گیا!

محمود غزنوی کے عہد سے لے کر شیخ الہند کے تاریخی دور تک علماء ہند کی سرگرمیاں

(۲)

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ

آپ کو اس کا علم ہوگا کہ ۲۰ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء کو مقام اکوڑہ پر سکھوں کے ساتھ ان سرفروش اور جانباز لشکر کی پہلی جنگ ... [illegible] ... اسلام کا وہ لشکر تھا جس کی قیادت حضرت سید احمد بریلوی اور مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی اور ان کے رفقائے کار کر رہے تھے۔

۱۲ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۲۷ء کو حضرت سید صاحب باجماع اہل حل وعقد امیر المومنین منتخب ہوئے جس کی اطلاع ہندستان کے علماء کو کی گئی۔ علمائے ہندستان نے بھی اس کو تسلیم کر لیا اور امارت پر اجماع ہو گیا۔ سید صاحب کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ابتدا میں آپ کے ساتھ مجاہدین اسلام کی تعداد پانچ ہزار تھی اور اعلان امامت کے بعد اس میں اضافہ ہوتا گیا۔ ... [illegible] ... حضرت سید صاحب اور شاہ اسمٰعیل صاحب وغیرہما شہید ہوئے اس کی پوری تفصیل سوانح احمدیہ میں مولانا جعفر صاحب نے لکھی ہے۔

[illegible]

آزادی ہندستان اور مجاہدین علم

[illegible]

... کا یہ ہے جو حضرت شاہ عبد الرحیم سے شروع ہو کر ان حضرات کے دور حیات پر ختم ہوتا ہے۔ ہم اسلامیان ہند کی مقتدر ہستیوں کی تاریخ اور ان کے کارناموں سے ناواقف ہیں اس سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ علماء کی جماعت دنیا میں بیکار محض پیدا ہوئی ہے نہ اس نے کچھ کیا ... [illegible]

[illegible]

تاجدار آزادی مولانا محمد قاسم

[illegible]

... ہیں جنگ عمومی کی بنا نازل ہوتی ہے ترکی کے حصے بخرے ہوتے ہیں ... [illegible] ... حضرت شیخ الہند کی اسارت عمل میں آتی ہے۔ ان کے ساتھ ان کے اصحاب کو بھی مالٹا میں نظر بند کر دیا جاتا ہے اور آج بھی اسی کی پاداش میں بعض حضرات جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی ابتدا ۱۹۱۴ء سے ہو کر آج ۱۹۳۸ء پر ختم ہو رہی ہے درمیان کی ۲۴ سالہ مدت میں ان حضرات کی کسی نے سیاسی رہنمائی کی تھی۔ یہ علماء کی جماعت تھی جو خود نزاکت وقت کا احساس کرتے ہی میدان میں آ گئی ... [illegible] ... اور آج بھی وہ اسی طریق کار پر چل رہی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا قیام

۱۹۱۹ء میں اسارت شیخ الہند ختم ہوتی ہے اور نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے جس کے پہلے اجلاس میں ... [illegible]

[illegible]

مسجد فتحپوری

مسلمانان دہلی کے لئے ایک تعمیری تجویز

[illegible]

مقامی مسلم لیگ کے صدر ... [illegible]

[illegible]

دینی احکام

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں:

[illegible]

الجواب

[illegible]

حکومت ہند کا فوجی بل

آئندہ جنگ سے پہلے فوجی بھرتی کا زور و شور

مجلس فلسطین کیخلاف حکومت ہند اور مسلم لیگ کا متحدہ محاذ

انگریزی فوج کے خلاف کوئی چوں نہ کرے، مولانا ظفر علیخاں کا صلیبی علان

[illegible]

خیالی تجویز

[illegible]

بغاوت اور نافرمانی

[illegible]

مسٹر عبدالقیوم سرحدی

[illegible]

سیکرٹری افواج کی تقریر

[illegible]

واردھا اسکیم

ایجوکیشنل کانفرنس کی تجاویز، اسلامی نقطۂ نگاہ

[illegible]

حصۂ اول ۔ عام

[illegible]

نصر من اللہ و فتح قریب (الجمعیۃ)

جمعیۃ علماءِ ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

مدیر
حامد الانصاری غازی

Al-Jamiat Delhi
Po. Rander
Dt. Surat

نمبر ۱۰ — دہلی یوم شنبہ ۱۶ جمادی الثانی ۵۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء — جلد ۲۸

DELHI — RANDER 16 AUG 36

(صلی اللہ علیہ وسلم)

ظہورِ قدسی

فلک نما کے مکیں ہیں جاروب کش محمدؐ کے آستاں کے

(فکرِ جمیل :- حضرت نہال سیوہاروی)

یہ خاکداں جگمگا رہا ہے درودِ ختمِ مرسلاں سے
زمیں کے لمعاتِ حسن سے ماند آج تارے ہیں آسماں کے

وہ کملی والے کا مرتبہ ہے کہ عرش قدموں پہ جبہ سا ہے
فلک نما کے مکیں ہیں جاروب کش محمدؐ کے آستاں کے

بھرا قضا و قدر نے وہ میرے دل میں جذبات کا سمندر
دمِ تکلم دفورِ حیرت سے ہوش اڑتے ہیں رازداں کے

ترا کرم مجھ سے ہیچ کارہ کو کیا عجب ذوقِ معرفت دے
اگرچہ ہیں اولیا و ابدال اہل اس گنج شائگاں کے

یہ آرزو ہے کہ پرچمِ حق کو تا ثریا بلند دیکھیں
الٰہی بس اب دکھا قدم جلد ہادیٔ آخر الزماں کے

ہر اک کو ہے رہ بتانے والا ہر اک کے ہے کام آنے والا
خدا نہ چھوٹے بڑے ہوں کس طرح نام پر میر کارواں کے

ترک سے دنیائے چند روزہ کی اللہ اللہ یہ سیر چشمی
ہیں خندہ زن تاجِ خسروی پر غلام مولائے دو جہاں کے

وہ کی ہے میری زباں نے نعتِ محمدی میں گہر فشانی
ہیں دنگ اس ارتقائے اردو پہ نکتہ ورشام اصفہاں کے

اُٹھ اے مددگارِ بیکساں اور دیکھ یہ انتشارِ ملت
تبہ ہوئے ہاتھ سے حریفوں کے نخل گل تیرے گلستاں کے

ہوں نوحہ خوانِ تباہیٔ قوم ارمغاں یہ قبول فرما
میں نذر کو یا رسولؐ لایا ہوں اشک کچھ چشم خونفشاں کے

(محی الدین بجنوری)

۲۷ اگست ۱۹۳۸ء

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا خط
ممبر اسمبلی مولانا ظفر علیخاں صاحب کے نام

محترم ومکرم جناب مولانا ظفر علیخاں صاحب

السلام علیکم۔ مجھے یہ معلوم کرکے سخت افسوس ہوا کہ آپ مرکزی اسمبلی میں ایک ایسے بل کی حمایت کررہے ہیں جس کا مقصد رسائل ارتدادیہ سے اسلام کے خلاف ہونا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کراچی میں جو مقدمہ علی برادران اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور دیگر حضرات کے خلاف چلایا گیا تھا وہ اسی قانون کے سلسلے میں تھا اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے قرآن شریف کی آیات اور احادیث سے یہ ثابت کیا تھا کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہوکر جنگ کرنا شرعاً مسلمانوں کو حرام ہے۔

کیا آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ جب حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے اپنا بیان ختم کیا تھا (مولانا محمد علی مرحوم نے مولانا کے پاؤں کو بوسہ دیا تھا) اور آخر میں ان بزرگوں کو دو دو سال کی قید ہوئی تھی۔

میں نے یہ واقعہ اس لئے عرض کیا ہے کہ ... مسلمانوں کی فوج کے اسلامی احکام ... قانون کی رو سے ... اس قسم کا مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا تھا۔

اب گورنمنٹ قانونی حیثیت سے اس گوشہ پر بھی قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر یہ قانون پاس ہوگیا تو ... اس میں بھی کلمۂ حق کا کہنا اور مسلمانوں کو ان کے مذہبی فریضہ سے آگاہ کرنے کی گنجائش نہ رہے گی۔ ایک خالص مذہبی اور اسلامی مسئلہ میں کانگریس کو سوال پیدا کرنا اور مسلمانوں کو فرقہ واریت کی بحث میں مبتلا کرنا نہ صرف مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکے میں مبتلا کرنا ہے۔ مجھے اس پر بھی تعجب ہے کہ آپ ... آپ نے ... میں ... آپ نے مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اس قانون کی تائید کریں۔

... آپ کی تقریر ... وہ آپ کی تقریر تو آپ کی حالت فی الواقع قابل رحم ہے۔ میں کوشش کررہا ہوں کہ چند دن کے لئے شملہ حاضر ہوں۔ اگر حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں بھی شرف نیاز حاصل کروں گا۔ ... آپ شہدائے فلسطین اور شہدائے سرحد کے مظلوم خون کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپ اس بل کی مخالفت کیجئے اور اس کے پاس ہونے میں ... اور اپنی جماعت کی پوری قوت ... اگر آزاد ... کی طاقت سے اسے پاس کرانا ... لیکن آپ اس کی حمایت نہ کیجئے۔

امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ میری صحت آجکل خراب رہتی ہے۔

(محمد احمد سعید صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزنامہ **الجمعیۃ** دہلی

یوم دوشنبہ ۲ رجمادی الثانی ۱۳۵۷ھ

جمعیۃ علمائے ہند
علمائے حق کی تنظیم کے جدید محرکات

خبر لو اے ساکنان ساحل! کہ ہر نفس جاں پر گراں ہے
چھڑی ہوئی دیر سے لڑائی زبوں عناصر کے درمیاں ہے
تمام دنیا غرق عرق ہے تمام دنیا دھواں دھواں ہے
حقیر تنکے کی طرح کشتی کبھی یہاں ہے کبھی وہاں ہے
کوئی خدا کیلئے بتائے کہ ناخدا کون ہے کہاں ہے

ہندوستان کی وسیع وعریض دنیا میں ۳۵ کروڑ انسان آباد ہیں جن میں ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، پارسیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہزاروں مذہبی طبقے ہیں اور سیکڑوں وہ مظلوم و مجبور اور کروڑ افراد ہیں جن کو اچھوت کہا جاتا ہے لیکن آج قریب قریب ہر طبقہ اور ہر جماعت میں بیداری ہے اور ہر بیداری زندگی کی تخلیق میں حصہ لے رہی ہے افراد کی زندگی جماعتوں سے ہے اور جماعتیں افراد کے شعور سے قوت حاصل کررہی ہیں جس طرف خیال جاتا ہے ایک عظیم تغیر اور ایک حیرت انگیز تبدیلی محسوس ہوتی ہے، دلوں میں انقلاب کارفرما ہے۔ دماغوں پر انقلاب کی حکومت ہے سینے انقلابی اور تعمیری اسکیموں آباد ہیں اور قلب و جگر کی رگیں مستقبل کی تعمیر کے لئے تازہ خون پیدا کررہی ہیں لیکن اس عظیم الشان سیاسی دور میں ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے سوال کرتا ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی درجہ کیا ہے ان کا نصب العین کس قسم کا ہے۔ ان کی زندگی کا کیا عنوان ہے ان کی تنظیم کے لئے کن بنیادوں کی ضرورت ہے اور وہ بنیادیں درۂ خیبر کی دشوار گذار گھاٹیوں سے لے کر ہمالیہ کے آخری دامنوں تک کہاں اور کس طرح قائم ہیں یہ تمام سوال دن میں ایک بار نہیں ہزار بار مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں لیکن ایک ذہنی خلفشار پیدا کرکے غائب ہوجاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے ذہن وفکر کی قوتوں کو اس طرح ضائع نہ کریں اور ایک بار عزم کرکے اٹھیں اور اپنے سیاسی مستقبل کے متعلق قطعی فیصلہ کرکے دم لیں۔

جمعیۃ علماء اور کانگریس

مسلمان اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ ہندوستان میں انڈین نیشنل کانگریس کے نام سے ایک قومی نظام قائم ہے اگر وہ انکار بھی کریں تو وقت کے حقائق ان کے انکار کو قبول کرنے سے انکار کردینگے۔ کیونکہ کانگریس کے قدیم افسردہ نظام کو مسلمانوں ہی سے زندگی، قوت اور عظمت حاصل ہوئی ہے لازماً وہ انکار کرہی نہیں سکتے۔ وہ آج اس کو تسلیم کریں یا کل بہرحال آج کی سیاست کا قطعی پہلو یہ ہے کہ عام اور مشترک اغراض مخصوص ملکی مصالح اور آزادی وطن کے متحدہ نصب العین کے اس دائرہ سے باہر نہیں جاسکتے جسکو ۳۵ کروڑ متمدن انسانوں کی قسمتوں اور غلامی کی المناک مجبوریوں اور ہلاکتوں نے تیار کیا ہے۔

بین الاقوامی سیاست کی گرم نظریں ہندوستان پر لگی ہوئی ہیں ہندوستان دستوری ارتقاء کی معراج کامل پر پہنچ کر مکمل آزادی حاصل کرنیوالا ہے اس لئے جہاں یہ حقیقت واقعہ ہے کہ ہم کانگریس کو تمام اقوام کی قومی انجمن دیکھنا چاہتے ہیں وہاں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں کی خالص دینی ضرورتوں اور تمدنی مقاصد کے لئے ایک مرکزی نظام کی ضرورت ہے اور ہم یقین کی قوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند کے نظام کے علاوہ اس قسم کا اور کوئی نظام نہیں ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی ایک مستقل تاریخ ہے اور اس تاریخ کا ہر صفحہ، مسلمانوں کی روشن خدمات سے مزین ہے ایک جماعت کا اعتبار و اعتماد جن بنیادوں پر قائم ہوتا ہے جمعیۃ علمائے ہند اس سے محروم نہیں ہے جہاد وعمل کا وہ کون سا محاذ ہے جہاں اس جماعت نے اپنا سینہ نہیں پیش کیا۔ زندگی و بیداری کا کون سا معرکہ ہے جہاں اس جماعت کے سردار اور رضاکار نہیں پہونچے، سیاسی اور مذہبی خدمت کی کونسی لائن ہے جس پر ہندوستان کے ان حق بین وحق آگاہ علما نظر نہیں آئے۔ اگر ماضی قریب اور حال کی تاریخ کے ساتھ پوری ایک صدی کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو اس جماعت کے بزرگوں کی ایک مکمل تاریخ نظر آئے گی۔ کون نہیں جانتا ہے کہ حضرت مولانا سید احمد شہید حجۃ الاسلام مولانا اسمٰعیل شہید، شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اس صدی کے ان بزرگوں میں سے تھے جنھوں نے اسلام و وطن کی آزادی و تعمیر کے لئے اپنی جان دی جیلوں کو آباد کیا، مصائب اٹھائے سادہ کھایا اور اس زمانہ میں موٹا کھدر پہنا، جب آج کی سیاست کے تصورات معمولی طور پر بھی موجود نہ تھے۔ جمعیۃ علمائے ہند ان ہی بزرگوں کی تشکیلات کا نیا نقش ہے اور ماضی کی طرح آئندہ بھی صحیح رہنمائی کرے گا۔

علمائے حق کی سیاسی خدمات

اس میں شک نہیں کہ سنہ ۱۸۵۷ء سے لے کر اس وقت تک علماء نے جو خدمات انجام دی ہیں آج کے شعلہ مزاج نوجوان اس سے بے خبر ہیں چونکہ وہ اپنی تاریخ اور اپنی سیاست سے بے خبر رہے ہیں اس لئے انہیں نہ علمائے حق کی خدمات کا علم ہے اور نہ وہ ان کے نتائج کو موافق صورت میں قبول کرتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ ان خدمات کا منشا تشہیر نہ تھا۔ اس لئے آج تک ان کی کوئی مکمل تاریخ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ مگر کسی شے سے بے خبری کے معنی یہ نہیں کہ اس شے کا وجود بھی نہیں۔ واقعات وحقائق کی ایک مکمل تاریخ ہمارے سامنے نہیں آسکی لیکن وہ حقائق اپنی جگہ بدستور اہمیت رکھتے ہیں اور ان سے کوئی ... شخص انکار کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔

ہم عام مسلمانوں اور نوجوانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ صاف دل سے ادھر آئیں اور نظر کو وسیع کرکے دیکھیں کہ ۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان میں بھی علماء سیاست وقت کے رہنما تھے۔ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کے سازشی علماء، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا محمد میاں منصور انصاری، مولانا فضل ربی، مولانا سیف الرحمٰن، آج بھی جلاوطنی کی زندگی میں مصائب کی چٹانوں سے ٹکرا رہے ہیں سنہ ۱۹۲۰ء میں خلافت کی تحریک کو ہمہ گیر بنانے والے جیلوں کو بھرنے والے اور ہر مصیبت کو انگیخت کرنے والے اگر یہی علمائے حق نہ تھے تو کون تھے کیا حضرت شیخ الہند، حضرت مولانا عبد الباری، حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب کی خدمات سے انکار کیا جاسکتا ہے سنہ ۱۹۲۰ء سے لے کر آج سنہ ۱۹۳۸ء تک کی تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں مسلم لیڈر سکون کی زندگی کی طرف مائل تھے وہاں علمائے حق زندگی کے معمولی آرام سے محروم ہو کر مسلمانوں کی خدمت میں مصروف تھے اور برابر مصروف ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ آج اس جماعت سے زیادہ کونسی جماعت ہے جو مسلمانوں کے اعتبار واعتماد کی مستحق ہے اور جس کے ارکان مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرسکتے ہیں اگر مسلمان صحیح رُخ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں آزاد ہونا ہے اور آزاد ہوکر مسلمان رہنا ہے تو ان کے لئے واحد طریق کار یہ ہے کہ وہ ایک طرف غیر مشروط طور پر کانگریس میں داخل ہوکر اس کے نظام پر قبضہ کریں اور دوسری طرف جمعیۃ علمائے ہند کی غیر مشروط رہنمائی کو قبول کریں۔

محرکات تنظیم

یہ وقت تنظیم کے سیاسی محرکات کو برسر کار لا رہا ہے نوجوان علماء، بزرگوں کی نشستیں کردہ راہوں پر بڑھنے اور ابھرنے کے لئے بیتاب ہیں اور بزرگان جماعت اپنے نظام کی تنظیم وترقی کے لئے پورے طور پر متوجہ ہیں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند جن کی ذات گرامی کو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے علمائے حق کے آزاد نظام کو وسعت دینے اور استحکام عطا کرنے کے لئے ہر بہتر تدبیر کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا ایک جامع بیان جو کچھ عرصہ قبل شائع ہوچکا ہے عام رہنمائی کے لئے ابتدائی نوعیت رکھتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلص اور کارکن مسلمان علماء کی آواز سنتے۔ ان کی دیانت سیاسی کو تسلیم کرنے اور ان کی مذہبی سیادت میں کام کرنے کے لئے تیار ہیں مسلم نوجوان باعلم عوام، عربی مدارس کے ارباب اہتمام، اساتذہ اور زندہ دل طلبا کا فرض ہے کہ وہ وقتی ذمہ داریوں کی تکمیل اور اپنے نظام کو مستحکم کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں جن مقامات پر جمعیۃ علمائے ہند کی شاخیں قائم ہیں ان کو نئی قوت عطا کریں اور جہاں قائم نہیں ہیں وہاں اولیں فرصت میں قائم کریں۔ مالی نظام کا استحکام بھی ضروری شے ہے۔ کیونکہ اس سے مرکز اور شاخوں کا قیام و دوام وابستہ ہے مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ ایل۔ اے جمعیۃ علمائے ہند کی ترقی و تنظیم کے لئے ساعی ہیں ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کے ہزاروں علماء اور آٹھ کروڑ مجاہدین عمل ان کی خدمات کو قبول کرینگے اور جمعیۃ علمائے ہند کے نظام کو وسیع سے وسیع تر اساس پر منظم و مکمل کردینگے۔

فضل الحق وزارت کی ذمہ داری

سر جان ہینڈرسن گورنر بنگال نے اسمبلی و کونسل کے مشترکہ اجلاس میں اپنی وداعی تقریر کے دوران میں کہا ہے کہ میں نظر بندوں کے متعلق کوئی اقدام نہیں کرسکتا لیکن اگر وزارت تحقیقات کے بعد کسی قطعی فیصلہ پر پہونچیں تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔ ان الفاظ کے سیاق وسباق سے غیر مبہم طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بنگال کے ہزارہا نوجوانوں کے ساتھ جو غیر آئینی اور بیرحمانہ سلوک کیا جارہا ہے اسکی ذمہ داری جس قدر گورنر بنگال پر عائد ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ بنگال وزارت پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اب یہ مسئلہ کامل اب گورنر کے غور وفکر پر منحصر نہیں ہے بلکہ وزراء کی تحقیق وتفتیش پر موقوف ہے اور وہی اپنی ذمہ داری پر کوئی موثر اور عاجلانہ اقدام اٹھاسکتے ہیں بعض حلقوں میں اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ شاید گورنر بنگال ہی بحیثیت ذوہ سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کے حال پر رحم کرنے کے لئے تیار نہیں لیکن سر جان اینڈرسن نے اپنی تقریر میں اس شبہ کا بھی ازالہ کردیا ہے اور صاف طور پر یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ کسی قسم کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں لیکن اگر وزراء اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم اٹھائیں تو وہ مخالفت نہیں کرینگے گورنر موصوف کی ان تصریحات کے بعد یہ امر قطعی طور پر واضح ہوگیا ہے کہ اگر اب سیاسی اسیروں کی رہائی سے انکار کیا جاتا ہے تو اس کی تمام ذمہ داری وزراء پر عائد ہوتی ہے اور وہی دیدہ ودانستہ ہزارہا نوجوانان وطن کی تباہی وبربادی کا باعث ہورہے ہیں۔

آج ہندوستان کے دوسرے تمام صوبوں میں اسیران سیاسی کو رہا کیا جارہا ہے اور پنجاب ایسی رجعت پسند حکومت نے بھی متعدد اسیران مارشل لاء کو رہا کردیا ہے لیکن حکومت بنگال نے آج تک اس اہم ضرورت وقت کو درخور اعتنا نہیں سمجھا ہے اور وہ آج تک اسی نفس فریب دھوکہ میں مبتلا ہے کہ اسیران سیاسی کی رہائی امن عامہ پر اثر انداز ہوگی۔ اگر فضل الحق منسٹری اس فریب کا شکار ہے تو ہم اس کو یاد دلا دینا چاہتے ہیں کہ اگر یو۔ پی، سی۔ پی بہار، بمبئی اور پنجاب کے سیاسی اسیروں نے جیل خانوں اور کوٹھریوں سے مخلصی پاکر کوئی دہشت انگیزی نہیں کی ہے تو اسیران بنگال بھی کچھ نہیں کرینگے اور وہ بھی محرکات وقت کا اندازہ لگاکر ایسی راہ عمل پر گامزن ہوں گے۔ جو سراسر آئینی، قرین مصلحت اور مقتضائے وقت ہے۔

ہمیں امید ہے کہ فضل الحق منسٹری اس اہم مسئلہ پر اولین فرصت میں غور کریگی اور جلد از جلد تمام سیاسی اسیروں اور نظر بندوں کو رہا کرکے وطن دوستی ووقت شناسی کا ثبوت دے گی۔

یو۔پی گورنمنٹ کا پروگرام

پنڈت گوبند بلبھ پنت وزیر اعظم یو۔ پی نے اپنی حکومت کی عمومی پالیسی اور پروگرام کا جو عمومی خاکہ یو۔ پی اسمبلی میں پیش کیا ہے اس میں مستقبل کے خوش آئند وامید کے علاوہ حال کے وہ کارنامے بھی درج ہیں جو کسی قومی حکومت کے لئے سرمایۂ افتخار کہلانے کے مستحق ہیں پنڈت جی کا بیان تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں آپ نے اپنی حکومت کی بنیادی پالیسی کو جو آپ کے تمام اعمال ورجحانات کارفرما ہے واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ کانگریس کے کراچی کے ریزولیوشن کے مطابق تمام ہندوستانیوں کو بلا امتیاز مذہب وملت آزادی رائے۔ آزادی ضمیر، آزادی مذہب اور آزادی تعلقات حاصل ہوگی اور ہماری حکومت بین الملی اتحاد پیدا کرانے کے لئے زبردست کوشش کریگی دوسرے حصہ میں آپ نے اپنی حکومت کے حالیہ کارناموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس وقت تک تمام اسیران سیاسی کی رہائی، اخبارات ومطابع کی ضمانتوں کی واپسی اور سیاسی... مقدمات کا استرداد عمل میں آچکا ہے تیسرے حصہ میں آپ نے اپنے آئندہ پروگرام پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حکومت کاشتکاروں کی اصلاح، مزدوروں کی فلاح وبہبود صنعت وحرفت کی نشو ونما جیل خانوں کی درستی۔ منشیات کے انسداد اور دیگر اصلاحی امور پر سنجیدگی کے ساتھ غور کررہی ہے اور عنقریب تمام امور ایوان کے سامنے آنے والے ہیں آپ نے یہ بھی بتایا کہ حکومت نے مزدوروں کے حقوق کی نگرانی کے لئے ایک افسر مقرر کیا ہے اور زرعی مسئلہ کے حل کے لئے بھی دو کمیٹیوں کا تقرر زیر غور ہے۔

پنت وزارت کا یہ ایک مختصر سے مختصر پروگرام ہے جس کو ہم نے مخفی عنوانات کے ساتھ پیش کیا ہے ہمارا خیال ہے کہ اس پروگرام میں مزدوروں کی تباہ حالی، کسانوں کی بربادی اور عام پبلک کی فلاکت کا وہ تمام مداوا موجود ہے جو ایک قومی حکومت پیش کرسکتی ہے لیکن چونکہ قومی حکومت کی طاقت اور ذرائع عوام کی طاقت اور ذرائع ہیں اس لئے یہ پروگرام اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ پبلک موجودہ حکومت کے ساتھ اشتراک عمل نہ کرے۔ حکومت یو۔ پی نے اپنی پالیسی کا اعلان کردیا ہے اب پبلک کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنی ہمدردی کا اظہار کرے اور ہر موقعہ پر حکومت کے ہاتھوں کو مضبوط بنائے۔

آنریبل حافظ محمد ابراہیم

اخبار انقلاب حافظ محمد ابراہیم کے بیان پر بہت برہم ہے اور لکھتا ہے کہ ہندو کی گود میں بیٹھ کر اپنوں کی داڑھی پر ہاتھ ڈالنا اور وزارت کی کرسی کی قیمت غداری سے ادا کرنا افسوسناک ہے۔

انقلاب حافظ صاحب سے واقف ہے نہ ان کی خدمات سے باخبر ہے نہ اسے یہ معلوم ہے کہ انہیں اپنے حلقہ میں کس قدر محبوبیت حاصل ہے نہ یہ جانتا ہے کہ گذشتہ ۱۲ سال میں حافظ صاحب مسلسل یو۔ پی اسمبلی کے رکن رہے ہیں اور عموماً بغیر مقابلہ منتخب ہوتے رہے ہیں اسے اس کا بھی علم نہیں ہے کہ حافظ صاحب سنہ ۱۹۲۳ء سے اس وقت تک کانگریسی خیالات کے حامی ہیں اور ہر تحریک کے موقع پر اپنی اعلیٰ قابلیت سے کانگریس کو تقویت پہنچاتے رہے ہیں، چونکہ حافظ صاحب ہر موقع پر مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے ہیں اور یو۔ پی کونسل میں اپنی اسلامی خدمت کے اعتبار سے منفرد ہیں بیحد خلیق اور عوام کے خادم، غریبوں کے ہمدرد اور شریف کے مصائب میں کام آنے والے شخص ہیں اس لئے وہ اپنے حلقۂ انتخاب میں واحد شخص ہیں اور اپنی جگہ کے مستقل مالک ہیں، نواب چھتاری سے لے کر پنڈت گوبند بلبھ پنت تک کوئی شخص ایسا نہیں جو حافظ صاحب کے خلوص اور اعلیٰ کردار کا قائل نہ ہو۔ حافظ صاحب عملی طور پر کانگریس کے ٹکٹ پر کھڑے ہورہے تھے لیکن

گورکھپور میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی ولولہ انگیز تقریر

شہنشاہان مغلیہ کے طرزِ حکومت اور برطانی سامراج کا تقابل

مسلمانوں کو کانگریس میں بلا قید و شرط شریک ہونے کا مشورہ

گورکھپور (بذریعہ ڈاک) گورکھپور کی خوش قسمتی سے بتاریخ ۱۰ر جون ۱۹۳۷ء حضرت مولانا حسین احمد صاحب تاجپوری مدنی تشریف فرما ہوئے۔ اسٹیشن پر ارکان جمعیۃ العلماء اور معززین شہر نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ موصوف کا قیام صرف ایک روز رہا۔ قیام گاہ پر ہر خیال و جماعت کے افراد نے ملکی سیاسیات حاضرہ پر تبادلۂ خیال کیا۔ شام کو اسمٰعیل پارک میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں کانگریسی حضرات کے علاوہ ہر خیال و طبقہ کے ہندو مسلمان بکثرت شریک ہوئے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً چار پانچ ہزار آدمیوں نے جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز محمد ابو بکر خاں صاحب ملیح آبادی نے ایک پُر جوش قومی نظم سے کیا۔ اس کے بعد سرحد کے آزاد قبائل کے ساتھ حکومت کی غارتگر پالیسی کے خلاف پنڈت گوری شنکر مصرا صاحب نے تقریر کی اور اس کے بعد حضرت مولانا موصوف نے ایک مُسکت اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ غیر مشروط طریقہ پر کانگریس میں شریک ہو جانا مسلمانوں کا ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ مولانا کی تقریر نہایت عالمانہ اور مدبرانہ تھی۔ جس میں آپ نے اپنے بلند تخیلات کو حاضرین کے سامنے پیش کیا اور تقریر کے ابتدائی حصہ میں کانگریس کی پوری زندگی پر روشنی ڈالی اور اس کی تمام کارگزاریوں اور قربانیوں کی پُر زور الفاظ میں وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے ملک کی صحیح نمائندہ انجمن قرار دیا۔ آج جب کہ حکومت برطانیہ کے ہاتھوں ہندوستان کے مسلمانوں کا وجود خطرہ میں ہے اور مادر وطن کی آزادی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیائے اسلام کے دائمی ارتقاء اور فلاح کا راز مضمر ہے۔ آج جبکہ مسلمانوں کے جمود اور تعطل کی وجہ سے ان کا وزن میزان سیاست میں گھٹتا جاتا ہے۔ مسلمانانِ ہند کو ہندوستان کی آزادی کی اہمیت اور ضرورت کو بتاتے ہوئے بلا شرط کانگریس میں شریک ہو کر ملک کو اجنبی قوم کی حکمرانی سے آزاد کرانے کا نیک اور صائب مشورہ دیا۔ حضرت محترم نے تقریر کے دوسرے حصہ میں پچھلی مسلم حکومتوں کے محاسن پر تاریخی روشنی ڈالی اور انگریز نیز یورپین مورخین کے اقوال اور تحریروں سے شہنشاہان مغلیہ کی طرز حکومت کا برطانوی سامراج سے تقابل اور توازن کرتے ہوئے حکومت برطانیہ کے وجود کو ملک کی سیاسی موت کا پیش خیمہ قرار دیا اور موجودہ حکومت سے ہندوستان کو جو نقصانات پہنچے ان پر محققانہ تبصرہ فرمایا۔

جلسہ تقریباً ساڑھے دس بجے شب میں عظیم الشان کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ حاضرین جلسہ نے مولانا کے اس مشورہ کا کہ مسلمان بلا شرط کانگریس میں شریک ہوں نہایت پُر تپاک خیر مقدم کیا۔ (نامہ نگار)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹۳

جمعیۃ علماءِ ہند کا واحد ترجمان

سہ روزہ

الجمعیۃ دہلی

مدیر
حامد الانصاری غازی

نمبر ۷ | دہلی یوم دوشنبہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ مطابق یکم اگست ۱۹۴۷ء | جلد ۳۸

صبح آزادی

شاعرِ آزادی کا ایک دلکش ترانہ

۱۵ جولائی کا دن تھا، سرِ شام موسم کی دلاویزیاں فضا سے پھوار برسا رہی تھیں، لطیف اور بھیگی ہوئی ہوا کے جھونکے سامنے کی پہاڑی سے ندوۃ المصنفین کی نشیمن منزل کے قدموں میں آ آ کے کھیل رہے تھے، اور ایک جتھ و جمہور ملک کے شاعرِ آزادی کو روح تازہ عطا کر رہے تھے۔ شعر کی ایک خاص زمین جس سے بیکری کانفرنس کے موقع پر کان آشنا ہو چکے تھے اس موقع پر کارآمد ثابت ہوئی چند منٹ میں چند مصرعے موزوں ہو گئے ہوں گے ہر جھونکے کیا ایک مصرعہ موزوں ہو رہا تھا۔ سرِ شب خواب کی خاموش محفل کے شروع ہوتے ہی چند گھنٹوں کے لئے روح کا ساز خاموش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو پھر وہی لطافتیں، وہی نزاکتیں جمع تھیں چنانچہ چند مصرعوں کے بعد صبحِ آزادی کا ترانہ الجمعیۃ کے لئے مکمل ہو گیا۔

پہلے کی طرح پھر محفل میں، قندیل ہمارا چمکے گا
پھر ہند کے مطلعِ عالی پر، قسمت کا ستارا چمکے گا

اس دیس کی مٹی کے جوہر پھر آنکھ کھلیں گے دنیا پر
اس ملک کے ذرے ذرے کا پھر نور دوبارا چمکے گا

پھر نور کے تاروں کی رم جھم، دامانِ بہار پر ہو گی
پھر حضرتِ حق کے جلووں سے، گنگا کا کنارہ چمکے گا

پھر چھم چھم موتی برسیں گے، آکاش سے ٹھنڈی شبنم کے
پھر غنچہ و گل کے ماتھے پر، اک حسنِ خود آرا چمکے گا

اس خاک سے پھر ہم اٹھیں گے، پھر ابھریں گے ہم شرق میں
پھر چاند کے روشن پہلو میں اک اور ستارا چمکے گا

پھر جوش میں گرمی آئیگی، پھر آگ کی لپٹیں اٹھیں گی
پھر عشق کا شعلہ بھڑکے گا، پھر دل کا شرارا چمکے گا

پھر کان سنیں گے آوازیں، بجلی کی کڑکتی آوازیں
پھر تیغِ سپہرِ ملت پر، اک تیز سا دھارا چمکے گا

اس ملک کے دل کی رگ رگ میں پھر خون کی گرمی دوڑے گی
اس جوش و عمل کی دنیا میں، پھر نام ہمارا چمکے گا

پھر دیس کی دنیا بدلیگی، پھر روپ بھریگی آزادی
پھر اپنی دِلّی میں، وحدت کا اک ماہ دوبارہ چمکے گا

پھر صبحِ تمنا پھیلے گی، ہر شے کو اجاگر کر دے گی
پھر اپنی نظر کے شیشے میں، تقدیر کا پارہ چمکے گا

پھر نوری کرنیں پہونچیں گی اس خاک کو ذرے ذرے تک
دِلّی کا تو غازی ذکر ہی کیا، یہ ملک ہی سارا چمکے گا

حامد الانصاری غازی
ندوۃ المصنفین دہلی

فلسفۂ عید قربان

ہر حکم الٰہی میں حکمت

دنیا میں ہر عقلمند کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے ذہن میں ہر کام کے نفع و نقصان کا موازنہ پہلے کر لیتا ہے جو چیز اس کے حق میں نفع ہو یعنی جس کا نفع بجائے نقصان کے زیادہ ہو اسے پسند کرتا ہے جب یہ ایک ایسی ہستی کا معمول ہے جس کی عقل محدود، فہم نارسا، انکشاف حالات مستقبل سے عاجز و بیکس ہے جس کے سارے فیصلے محض ظن و تخمین پر ہیں۔ تو کیا اس عالم الغیب والشہادۃ، خالق و علیم، فعال لما یرید کا یہ دستور العمل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ تو حکیم علی الاطلاق ہے اس کا کوئی کام اور کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

اس ایک امر کے تسلیم کرنے میں کسی کو چارہ نہیں وہ یہ کہ عقل و فہم انسانی کے مراتب مختلف ہیں۔ ایک ہی چیز ایک شخص کے ہاں بدیہی ہے تو دوسرے کے حق میں نظری۔ [illegible] جب اسے کچھ سمجھ میں آتا ہے جب فہم انسانی میں مراتب مختلفہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے حکمت و مصلحت کا سمجھنا ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ ایمان بالغیب پر رکھا گیا ہے۔ فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

ترجمہ۔ اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے میں کچھ شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے راہنما ہے۔ وہ لوگ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں انتہی۔ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو نعمت حکمت سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

ترجمہ۔ اور جس شخص کو حکمت دی گئی اسے بہت بھلائی دی گئی۔ انتہی

مسلمانوں کے [illegible] حکم قربانی بھی حکمت سے خالی نہیں [illegible] تعمیل عمل کریں۔

قربانی کی ابتداء

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسی وقت سے ہے [illegible]

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

ترجمہ۔ ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سناؤ۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ انتہی

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں۔ [illegible] علیہم السلام کے خواب [illegible] خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے مشورہ فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی [illegible] تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے حکم سے صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم صاحبزادہ کو ذبح کرنے بیٹھ گئے جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

(باقی مضمون صفحہ ۵ پر)

فلسفۂ عید قربان

ابراہیمی قربانی اور ملت ابراہیمی کی تجدید

(رشحات قلم [illegible] خدام الدین لاہور)

[illegible]

۶۔ جب رشتہ الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی قوت [illegible] ان کا دل کب ہلا سکتی ہے۔

تجدید ملت

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملت ابراہیمی کے مجدد ہیں۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سماکم المسلمین (سورہ حج رکوع [illegible])

ترجمہ اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو (دوسری امتوں سے) ممتاز فرمایا اور اس نے تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم کی اس ملت پر ہمیشہ قائم رہو اس نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

چونکہ نبی الرحمۃ رحمۃ للعالمین [illegible]

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی [illegible] اسی دل کے [illegible] کا نام تقویٰ ہے [illegible] ارشاد ہوتا ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہاں اس کو ان تقویٰ کی قدر و قیمت ہے جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے۔

[illegible]

پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی یادگار قرار دیں [illegible]

[illegible]

۱۔ اللہ ایک ہے — وحدہٗ

۲۔ رسول ایک ہے — محمدؐ

۳۔ مذہب ایک ہے — اسلام

۴۔ دستور العمل ایک ہے — قرآن

۵۔ مرکز ایک ہے — بیت اللہ الحرام

[illegible] سب بھائی ہیں اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے) کا سبق پڑھایا ہے۔

یہی وہ راز ہے جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دنیا کا سرتاج بنا دیا اور دشمنان اسلام کو گرویدہ اسلام کر دکھایا۔ [illegible] الی صراط مستقیم وما علینا الا البلاغ

کفار کی ناکامی کا سبب

اعدائے اسلام میں چونکہ وحدت کا فقدان ہے جس کا لازمی نتیجہ ناکامی و نامرادی ہونا چاہیئے۔ ان کے ہاں برہمن اور شودر کبھی بھی مل ہی نہیں سکتے۔ عیسائیوں میں اینگلو انڈین اور یورپین کا مرتبہ ایک نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ہندو آزادی کی صدا کرتے اور وطن کو [illegible] بتاتے ہیں [illegible] کی آزادی کا [illegible] نظر آتا ہے اور انگریز انگلینڈ کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے۔ تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی ذٰلک بانھم قوم لا یعقلون (سورہ حشر [illegible])

ترجمہ۔ تو ان (کافروں) کو اکٹھا خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں اختلاف اس لئے ہے کہ یہ بے وقوف ہیں۔ انتہی

اے افسوس، صد افسوس! آج دنیا میں یہ نقشہ نظر آتا ہے جن کی گھٹی میں وحدت تھی وہ انتشار میں سرشار ہیں اور جن کی ناکامی و نامرادی کا اعلان لوح محفوظ سے ہو چکا تھا۔ وان اللہ موھن کید الکافرین (سورہ انفال)

ترجمہ وہ آج سرفرازی کی صورت نظر آتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ نام سے کام نہیں چلتا۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔ انتہی

جب تک مسلمانوں نے رشتہ وحدت کو [illegible] توحید اور اتباع سنت سے منہ موڑا تب اللہ تعالیٰ نے [illegible] ذلت و [illegible] چھا گئی۔ وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون (سورہ آل عمران رکوع [illegible]) ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

مواعید الٰہی

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (سورہ محمد)

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور ثابت قدم رکھے گا۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری راہ میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے قرب و ثواب یعنی جنت کے راستے ضرور دکھا دیں گے۔

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم فجاءوھم بالبینت فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے وہ ان کے پاس دلائل لے کر آئے [illegible]

مباحثِ امروز

فوجی بھرتی اور مسلم لیگ

مقامات مقدسہ کے متعلق انگلستان کا تاریخی وعدہ اور اس سے انحراف !

(از جناب منشاء احمد میاں صاحب مدیر اعلیٰ رسالہ قائد)

اب سے ۲۴ برس پیشتر کا تذکرہ ہے کہ انگلستان جنگ ترکی کے باعث مسلم رعایا کی اعانت اور امداد کا محتاج تھا۔ اس نے ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کو ذیل کا اعلان شائع کیا تھا جو خاص ہوائی جہازوں اور سرکاری افسروں کے ذریعے جگہ جگہ پڑھ کر سنوایا گیا۔ گاؤں گاؤں تقسیم کرایا گیا۔ اعلان یہ تھا۔

برطانیہ عظمیٰ اور ترکی میں جنگ چھڑ جانے کی وجہ کو جو دولت عثمانیہ نے قصداً بغیر کسی ہلکی وجہ کے جانے کے عمداً شروع کی ہے ملک معظم کی گورنمنٹ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کو اختیار دیتی ہے کہ وہ عرب کے مقدس مقامات اور عراق کی مقدس زیارت گاہوں اور جدہ کے ساحل کے متعلق ایک عام اعلان کر دیں تاکہ ملک معظم کی بہت ہی وفادار ہندوستانی مسلم رعایا کو اس جنگ کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو اس جنگ کو مذہبی سوال سے کسی قسم کا تعلق نہیں مقدس مقامات اور جدہ برطانیہ کی بحری اور بری فوج کے حملہ اور دست برد سے بالکل محفوظ رہے گا تاوقتیکہ ہندوستانی حاجی اور زوار کی آمد و رفت میں کوئی دست اندازی نہ کی گئی۔ ملک معظم کی گورنمنٹ کے کہنے سے فرانس اور روس کی حکومتوں نے بھی اس قسم کا یقین دلایا ہے۔ ۲ نومبر ۱۹۱۴ء

ایفاء وعدہ

(الف) اعلان جنگ اور مذکورہ بالا اعلان سے کچھ دنوں بعد حجاز کے ساحل میں عربوں کے ورغلانے کے لئے ہوائی جہازوں کے ذریعے اشتہارات پھینکے گئے جن کا ماحصل یہ تھا کہ ترکوں کو نکال دو ہم تمہاری ہر طرح مدد کریں گے برطانیہ مسلمانوں کی بڑی خیرخواہ ہے۔

(ب) حجاز کا غلہ بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے سخت گرانی ہو گئی۔ لوگ بھوکے مرنے لگے۔ اہل ہند کے سخت مطالبہ پر ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ میں کلکتہ سے فیروزی نامی بوٹ چاول وغیرہ کے چند ہزار بورے لے کر روانہ ہوا اس کو جبراً عدن میں خالی کرایا گیا اور وہ غلہ جدہ میں اس وقت بھیجا گیا جب کہ ترکی حکومت کا اثر بالکل اٹھ گیا تھا۔

(ج) ۱۹۱۵ء میں جہاز بحر احمر اور افریقہ کے سواحل سے غلہ لا کر جدہ اور مکہ معظمہ کے اہالی کو غلہ پہنچانے لگے۔ ان کو ڈبو دیا گیا

(د) دو برس سے زائد مدینہ منورہ بالکل محصور کیا گیا راستے بالکل بند کر دیئے گئے۔ ریل کی پٹری ذرا سی سی اکھاڑ دی گئی غلہ کی بندش کے باعث ہزاروں آدمی بھوک سے مر گئے قبروں سے مردوں کو نکال کر لوگوں نے ان کا گوشت کھایا۔ اور طرح طرح کے ناگفتہ بہ آلام اٹھانے پڑے۔

(ہ) ۱۷ شعبان ۱۳۳۴ھ کو یکایک جدہ پر گولہ باری کی گئی ترکی فوجیں بے خبر تھیں۔ وہ ہلاک ہوئیں فوجی بارکیں، شفاخانے عدالتیں وغیرہ سب برباد کی گئیں اور جنگی جہاز آٹھ روز متواتر گولہ باری کرتے رہے۔

(و) جدہ فتح ہو جانے پر کرنل ولسن کے حکم کے بموجب مکہ معظمہ پر چڑھائی کی گئی جبل ابو قبیس پر جہاں شق القمر کا معجزہ ہوا تھا توپیں نصب کرائی گئیں۔ اور قلعہ جیاد پر کئی روز گولہ باری کی گئی اس کے بعد ان مقامات پر جہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کے مزارات ہیں توپیں نصب کرائی گئیں۔ اور قطعہ پر گولہ باری کی گئی وغیرہ وغیرہ (ماخوذ رسالہ ترک موالات مصنفہ سید نا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب)۔

شاہ حسین شریف مکہ نے ۲۴ جولائی ۱۹۱۵ء کو انگریزوں کی معاونت اور ترکوں سے بغاوت کے لئے مندرجہ ذیل مطالبہ سر ہنری میکماہن کے سامنے رکھا تھا۔

حکومت برطانیہ اقطاع عربیہ کے استقلال تام کو تسلیم کرے اقطاع عربیہ کے حدود حسب ذیل ہیں۔

شمالاً مرسین سے ادنہ تک ۳۷ درجہ طول عرض بلد پر واقع ہے اور جہاں شہر برہاہار دین، مدیات، جزیرہ، عمادیہ، ناحدود فارس آباد ہیں۔

شرقاً۔ حدود فارس، خلیج بصرہ۔ جنوباً بحر ہند باستثنائے عدن۔ غرباً بحر احمر و بحر ابیض متوسط تا مرسین۔

کافی بحث و تمحیص کے بعد جنوری ۱۹۱۶ء میں سر ہنری میکماہن کا جواب شاہ حسین حسب ذیل تھا۔

میری حکومت کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ آپ کے تمام مطالبات منظور کر لئے گئے

...... اور جو کچھ آپ نے طلب فرمایا وہ خدمت میں حاضر کر دیا جائیگا

اس معاہدہ کی تصدیق ۱۹۱۶ء میں سر گرے نے بھی کر دی تھی اور خود حکومت برطانیہ نے فرانس سے معاہدہ کرتے وقت استقلال عرب کا اعلان کر دیا تھا۔ (الجمعیۃ مورخہ ۳ رجب ۱۳۵۷ھ)

لیکن ٹھیک اسی وقت جبکہ عربوں پر ڈورے ڈالے جا رہے تھے ڈاکٹر اے جیل اور سر ہنری میک ماہن کی گفت و شنید میں خفیہ طور سے ایک دوسرا خفیہ معاہدہ مرتب ہو رہا تھا۔ بلکہ اس سے پیشتر ہی ان علاقوں کی تقسیم کے بارے میں فرانس اور برطانیہ کے درمیان مکمل سمجھوتہ ہو چکا تھا چنانچہ ۵ مارچ ۱۹۱۵ء کو فریقین کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ بھی مکمل ہو گیا تھا جس کی رو سے شام و لبنان پر فرانس کا حق تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اور عراق کی آئندہ حکومت کا اجارہ انگریزوں کے نام تحصیل کیا گیا تھا۔ مگر ابھی حدود کی تعین نہ ہو سکی تھی۔ آخر ان جوع الارض کے مریضوں کو حدود کی تقسیم کے بغیر نیند کب آ سکتی تھی عربوں کی بغاوت نومبر ۱۹۱۶ء میں شروع ہوئی اور ٹھیک اسی مہینہ میں فرانس اور برطانیہ کے درمیان ایک دوسری خفیہ سازش کی تکمیل ہوئی جسے "سائکس پکو" معاہدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس خفیہ معاہدہ کے ذریعے سے دونوں حکومتوں میں کلی سمجھوتہ ہو گیا عراق پر برطانی اقتدار تسلیم کیا گیا فلسطین کو بین الاقوامی حیثیت دی گئی۔ حیفا کا بندرگاہ برطانیہ کے حصہ میں آیا۔ اور موصل سے اسکندرونہ تک شام کا پورا علاقہ فرانس کے تسلط میں دیدیا گیا۔ (مدینہ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۳۶ء)

اس کے بعد جو کچھ شام اور عراق میں ہوا وہ سب کو معلوم ہے اور جو کچھ فلسطین میں ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے عربی خون زمین پر بہہ رہا ہے مائیں اپنے جوانوں سے محروم ہو چکی ہیں جوان عورتیں ہمیشہ کے لئے بیوہ ہو چکی ہیں اربوں روپے کی جائداد برباد ہو چکی ہے اور مسلمانوں کا مقدس شہر یہودیوں کا وطن بنایا جا رہا ہے اور یہود کے مظالم سے عربوں پر زمین تنگ ہو چکی ہے۔

ہندوستان میں اسی مبارک سال یعنی ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو ملک معظم کا مشہور اعلان حکومت خود اختیاری کی بابت شائع ہوا جس میں ہندوستانیوں کو بتدریج حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ (مشتے از خروارے)

مگر جنگ کے بعد اہل ہند کو جب حکومت سے امیدیں لگی ہوئی تھیں تو رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کی بنا پر جس میں مسلمانوں پر بھی بغاوت کا الزام قائم کیا گیا تھا۔ رولٹ بل شائع ہوا جس کی رو سے حکومت کو اندھا دھند مقدمے چلانے اور گرفتاران کی سزائیں دینے کا اختیار دیا گیا تھا جس کے خلاف اپیل نہ ہو سکتا تھا۔ اور کوئی رعایت روا نہ رکھی گئی تھی (روشن مستقبل) پر جب اس بل کے خلاف احتجاج کیا تو جلیانوالہ باغ کا مشہور واقعہ پیش آیا جس کے متعلق ایک انگریز مسٹر ایڈورڈ تھامسن کا بیان ہے کہ پنجاب کو جلیانوالہ باغ میں ۱۵۰۰ سو انسانوں کو ختم کر دیا گیا حالانکہ ہندوستانی تو یہ دعوی کرتے ہیں کہ مقتولین کی تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ تھی مگر یہ وہ تعداد ہے جو انگریزوں نے بتائی ہے

اس واقعہ کی داستان بہت طویل ہے کسی قدر اندازے کے لئے ذیل میں صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جس کو ایک عورت نے تحقیقات کے وقت بیان کیا تھا۔

سوال: تمہیں کس وقت معلوم ہوا کہ تمہارا خاوند باغ میں قتل کر دیا گیا۔

جواب: گولی چلنے سے کچھ دیر بعد میں نے بازار میں سنا کہ ہزاروں آدمی قتل کئے گئے ہیں یہ سنکر میں پریشان ہو گئی اور دل میں ارادہ کیا کہ باغ میں ہو آنا چاہیئے چنانچہ میں دو ہمسایہ کی عورتوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچی۔ جہاں پر تمام جگہ کو مردہ لاشوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور میں نے اپنے مقتول خاوند کی لاش کو وہاں تلاش کرنا شروع کیا چنانچہ لاشوں کے انبار کے نیچے سے میں نے اپنے خاوند کی لاش کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اور تمام جگہ خون کا تالاب نظر آتی تھی پھر میں نے لاش کو گھر پہنچانے کے لئے امداد کی تلاش

مکتوب قاہرہ

حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ مصر میں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب کا مکتوب گرامی دفتر جمعیۃ علماء ہند میں قاہرہ سے موصول ہوا ہے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محترم کی طبیعت قاہرہ کانفرنس کے دوران میں ناساز رہی، مکتوب میں بخار کا بھی ذکر ہے۔۔۔ خط کے ایک حصہ سے اس عمیق عقیدت کا مظاہرہ ہوتا ہے جس کا اظہار حضرت مفتی صاحب کی ذات اور ان کی مخلصانہ جذبات کے متعلق عام طور پر مصر کے علمی اور سیاسی حلقوں میں کیا گیا ہے (مدیر)

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پہلا خط ۱۰ اکتوبر کو پورٹ سعید سے لکھا تھا جس میں حضرت نے اپنی طبیعت کی ناسازی کا مختصر حال درج کیا تھا خط بھی بہت مختصر تھا۔ اس خط سے معلوم ہوتا تھا کہ مفتی صاحب کو بمبئی سے ہی بخار ہو گیا تھا۔ راستے میں بخار ۱۰۴ ڈگری تک ہو گیا جب پورٹ سعید پہنچے تب بھی بخار تھا لیکن اسی حالت میں حضرت قبلہ نے چند سطریں لکھ کر ہوائی جہاز سے روانہ کر دیں۔ دوسرا خط حضرت نے ۱۸ اکتوبر کو لکھا ہے جو حسب ذیل ہے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج موتمر کا آخری جلسہ ہو رہا ہو گا لیکن مجھکو ڈاکٹر کی طرف سے اتنی بھی اجازت نہیں کہ چار قدم چل پھر لوں بخار ۱۹ اکتوبر سے شروع ہوا اور آج تک ۲۴ گھنٹہ لازم رہتا ہے کھانا قطعاً بند کر رکھا ہے یہاں کے ڈاکٹر دودھ نہیں دیتے کہتے ہیں چپاتی سادی پیو اور کھچڑی نہیں کھاتی ہم کچھ ہوسیاں بمبئی سے لائے تھے وہ بیشتر دوستوں نے کھائی کچھ پڑے تھے وہ یہاں کے لوگ وہ کسی وقت جب بہت بھوک ہوتی ہے کھا لیتا ہوں یہاں دو دو تین تین ڈاکٹر روزانہ دیکھتے ہیں۔ باہمی مشورہ سے علاج کرتے ہیں مگر میری سمجھ میں ان کا طریقہ علاج نہیں آتا۔ دیسی طبیب اور دیسی دواخانہ کا نام نہیں

چودھری خلیق الزماں صاحب، عبدالرحمن صاحب صدیقی اور حضرت مولانا عرفانی بڑی ہمدردی سے دیکھ بھال رکھتے ہیں مولوی سید احمد رضا مولوی یوسف بنوری، ریاض الدین فاروقی صاحب الحافیہ، عبدالصمد صاحب بڑی ہمدردی اور دلسوزی سے خبر گیری کرتے ہیں اور بھی ہندوستان کے لوگ ہیں جو نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔ مصر کے علمی حلقے کے اکابر علماء ازہر کے وکیل، معتمد اور قاضی شرعی اور بہت سے اکابر آتے رہے کسی سے ملاقات ہوئی اور کسی سے غنودگی کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی اپنا اپنا کارڈ دے گئے۔ جامع ازہر کے شیخ اکبر محمد مصطفی المراغی، جو مصر میں ملک فاروق کے سوا کسی کے یہاں نہیں جاتے حتی کہ رئیس الوزراء بھی ان کے مکان پر آتے ہیں تو شیخ ان کے گھر بھی نہ جائیں گے وہ ملنے تشریف لائے اور میں چونکہ اس وقت نیم بیہوشی جیسی حالت میں تھا اس لئے اپنا کارڈ دے کر چلے گئے بیسیوں دوستوں کے کارڈ آئے میں کسی میں شریک نہ ہو سکا۔ آج رئیس الوزراء کے یہاں دعوت تھی اور شام کو ... خاص ... خطبہ ... سے بچ رہا ہوں

موتمر میں ہم تجویز زیر غور رہتی اس کا مسودہ میں نے ملا کر دیکھ دیکھ لیا تھا، اگر وہ پاس ہو گئی۔ تو کافی ہو گی اور اس کا مفاد یہ ہو گا ایک وفد لندن جائیگا۔ اور وہاں ارباب حل و عقد کے سامنے پیش کرے گا۔ پھر اگر وہ تسلیم کر لئے گئے تو فبہا ورنہ پھر عالم اسلامی یہ فیصلہ کرے گا کہ اب انگریزی اور مسلمانوں کی لڑائی ہے پھر جو کچھ کر سکے گا وہ کرے گا۔

موسم یہاں کا دہلی کے موسم سے مختلف نہیں ہے میں اپنی حالت اور بخار کی کیفیت اور ڈاکٹروں کی تشخیص و علاج کو دیکھتے ہوئے اس کی امید نہیں رکھتا کہ ۲۰ اکتوبر کے جہاز سے بھی روانگی ہو سکے اور اگر اس حالت میں اور کوئی نیا تغیر ہو گیا اور کوئی اور بیماری پیدا ہو گئی پھر شاید واپسی ہی ناممکن ہو جائے گی۔ بہر حال جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہ ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

میں آج اس خط کو جواب روانہ کر رہا ہوں مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کی صحت اور مع الخیر واپسی کے لئے دعا کریں۔

فقیر: احمد سعید کان اللہ لہ

... کی مگر نا کام رہی۔ میں مایوس ہو کر واپس آ گئی اور اپنے خاوند کی لاش کے پاس بیٹھ کر اسی طرح تمام رات گذار دی جہاں پر کتوں کی کثرت کی وجہ سے مجھے اکثر چھڑی کو استعمال کرنا پڑتا تھا۔ رات کے دو بجے ایک سکھ زخمی کے کراہنے کی آواز سنکر اس کے پاس گئی اور اس کی ٹانگ کو درست طریقے پہ رکھ دیا جس سے کسی قدر اس غریب کو تسکین ہو گیا وہاں پر بارہ سال کا ایک ...

قاہرہ میں دنیائے اسلام کے نمائندوں کی عظیم الشان کانفرنس

ہندوستان، مصر، عراق، یمن، شام، یوگوسلاویہ و چین کے نمائندوں کی تقریریں

حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء کا درد انگیز بیان، مفتی اعظم زندہ باد کے نعرے

وقت آئیگا کہ ہندوستان کے مسلمان بیت المقدس کی آزادی کے لئے مجاہدین فلسطین کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے

دارالامراء مصر کے صدر مستقل کی صدارت میں قاہرہ کانفرنس کا افتتاح، ملا مظہر الدین تماشائیوں میں!

(الجمعیۃ کے نامہ نگار مقیم شارع المفتی، منشیر [illegible] قاہرہ (مصر) کے قلم سے)

ہم الجمعیۃ میں قاہرہ کانفرنس کے متعلق نوٹ لکھ چکے ہیں کہ آج کی نامہ ڈاک میں ہماری خاص اطلاعات اور تفصیلات موصول ہوگئیں۔

کانفرنس کا افتتاح

قاہرہ۔ [illegible] اکتوبر۔ (بذریعہ ہوائی ڈاک) قاہرہ کی پارلیمنٹری کانفرنس کا افتتاح [illegible] اکتوبر کو شام کے [illegible] بجے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ شروع ہوا۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی کی آمد کی اطلاع [illegible] کو سیاسی حلقوں میں پہنچ گئی تھی۔ مولانا [illegible] محمد یوسف بنوری اور مولانا احمد رضا صاحب ناظم مجلس علمی ڈابھیل [illegible] پہنچ گئے تھے۔ ہندوستانی اور مصری لوگوں نے ساحل پر مفتی اعظم ہند کا استقبال کیا۔ استقبال کا منظر بہت شاندار تھا۔

مفتی اعظم ہند زندہ باد — مجاہد مفتی زندہ باد
جمعیۃ علماء زندہ باد — [illegible]
[illegible] زندہ باد — فلسطین [illegible]
فلسطین کو [illegible] نہیں کیا جا سکتا۔

اور اسی قسم کے دوسرے فلک بوس نعرے بلند کئے گئے۔ حضرت مفتی صاحب کو جہاز سے سوار ہونے کے بعد ہی سے [illegible] ایک [illegible] سعید میں استراحت و [illegible] کے بعد [illegible] سے ہم مفتی صاحب کے ساتھ [illegible] قاہرہ آگئے۔ [illegible] پر بہت شاندار استقبال ہوا۔ یہاں بھی [illegible] سلطان فلسطین کے [illegible] کی فضا میں [illegible]۔

[illegible] کو شام کے [illegible] بجے [illegible] اجلاس شروع ہوا [illegible] شب تک جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب کو اس [illegible] نہیں ہو [illegible] اجلاس سے [illegible] مختصر بیان بھیجا تھا۔ مولانا عبدالحق صاحب نے پڑھکر سنایا۔ ان کے اور دوسرے حضرات کے بیان کے اثنا میں بھی تالیوں اور نعروں کی گونج ہوتی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کا بیان مختصر اس غلط فہمی میں ہوا کہ کسی نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہر ایک کا بیان صرف [illegible] منٹ ہوگا۔ حالانکہ یہ غلط تھا۔

ایک [illegible] یہ ہے کہ بظاہر امید نہیں کہ کانفرنس جو ہے سیار [illegible] کامیاب ہو۔ [illegible] کو خیال ہے کہ ایسی تجاویز پاس کی جائیں گی جن کو خود انگریز بھی چاہتے ہیں تاکہ مصری مرکزیت۔ خلافت کو سونے کے لئے اس کا [illegible] قائم کر دیا جائے۔

ہندوستانی سب ایک ہی جگہ ٹھہرے ہیں اس لئے ایک دوسرے کے خیالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔

کانفرنس کی کارروائی

کانفرنس کی کارروائی سے قبل موتمر کے سکریٹری نے پروگرام شائع کردیا تھا جس کے مطابق قرآن حکیم کی تلاوت [illegible] اجلاس کا افتتاح ہوا۔ تلاوت کے بعد شہداء فلسطین کی ارواح کے لئے [illegible] دیر [illegible] انگیز خاموشی کے ساتھ دعا کی گئی۔

امراء عرب کے پیغامات

دعا کے بعد دنیائے اسلام کے امراء اور بادشاہوں کے پیغامات سنائے گئے۔ ان پیغامات میں کئی سوز تھا اور اسلامی انجمنوں کے [illegible] پیغامات تھے جو اسلامی دنیا کے ہر گوشہ سے آئے تھے۔

اجلاس کا نظارہ

دنیائے اسلام کی پارلیمنٹری کانگریس کا افتتاح [illegible] شریف [illegible] میں ہوا [illegible] پر جوش اسلامی نعرے بلند کئے۔ نمائندوں کے علاوہ [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] شیخ جامع الازہر، [illegible] پاشا، رضا پاشا، [illegible] ابراہیم [illegible] صدر [illegible] جنرل محمد [illegible] مصری پارلیمنٹ کے تمام ارکان [illegible] علی پاشا، توفیق [illegible]

دوس پاشا، صدر [illegible] پاشا، ڈاکٹر عبدالحمید سعید، [illegible] کے نام ممتاز ہیں۔

کانفرنس کے ہال پر مصری علم لہرا رہا تھا۔ اور چاروں طرف دنیائے اسلام کی آزاد حکومتوں کے رنگ برنگ کے جھنڈے بلند تھے۔

اخباری نمائندے

پریس گیلری میں انگریزی، امریکی، مصری، عربی اور مشرق و مغرب کے جرائد کے نمائندے بیٹھے تھے۔

پیغامات

دعا کے بعد جن لوگوں کے پیغامات پڑھکر سنائے گئے ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) امام یحییٰ شاہ یمن (۲) سلطان ابن سعود امیر کویت (۳) امیر عبداللہ سمو [illegible] صدر پارلیمنٹ شرق اردن (۴) مفتی اعظم فلسطین (۵) [illegible] سید [illegible] (۶) صدر عراق (۷) صدر لبنان پارلیمنٹ (۸) مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر مجلس تحفظ فلسطین [illegible]

صدرہائے اجلاس

کانفرنس کی صدارت کے فرائض مختلف اوقات میں حسب ذیل حضرات نے انجام دئے:

(۱) محمد یحییٰ الدین برکات پاشا صدر دارالامراء مصر
(۲) صدر دارالامراء عراق
(۳) صدر دارالامراء شام

علوبہ پاشا کی تقریر

موتمر کے داعی صاحب المعالی علوبہ پاشا کی تقریر ہوئی۔

آپ نے فرمایا:

ہم جن اسلامی ممالک کی نمائندگی کر رہے ہیں وہاں اس سے قبل کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔ فلسطین کے متعلق دنیا کی آواز نئی نہیں ہے بلکہ یہ ایک تاریخی آواز ہے جس کا نتیجہ یہ بڑی کانفرنس ہے۔ ہماری یہ کانفرنس تمام عربی اور اسلامی اقوام کی صحیح اور صادق نمائندگی کرتی ہے۔

ہماری تجاویز کے ساتھ کچھ آرزوئیں ظاہر ہونے والی ہیں وہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان آرزوؤں میں اسلامی دنیا کی پارلیمنٹری امانات اور نمائندہ مجلسوں کی قوت ہے یہ قوت ہماری تجاویز کی روح ثابت ہوگی۔ اور ہم اسی وقت سے دنیائے اسلام میں ان تجاویز کا اظہار کر سکیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ ہم اپنی کوششوں اور تجاویز سے ایک ایسا کرہ ہوائی پیدا کر سکیں گے جو دنیا کے سیاسی حلقوں پر موثر اور قومی اثر ڈالے گا۔

یہود کی تاریخ

خاص مقرر نے یہود کی تاریخ پر زبردست روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ فلسطین کو یہود کا وطن صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ ملک دنیا کی دوسری قوموں کا وطن تھا۔ یہاں تک کہ [illegible] قبل میلاد مسیح اسرائیلیوں نے فلسطین پر ہجوم کیا۔ عرصہ تک وہ مقدر رہے یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مملکت اسرائیل (۲) مملکت یہودا

بنی اسرائیل کی سلطنت ختم ہوگئی۔ اور یہودا کی سلطنت تھوڑی سلطنت کی سیادت میں باقی رہی۔ [illegible] قبل میلاد مسیح [illegible] حکمران آیا اور وہ سلطنت بابل کا حکمران ہوا اس نے یہودا کی حکومت کو ختم کر دیا۔ بیت المقدس پر قبضہ کر لیا ہیکل سلیمانی کو منہدم کر دیا۔ اور یہود کو سرزمین قدس سے ہر طرف نکال دیا۔

۵۲۶ قبل میلاد مسیح میں بابل کی فارسی سلطنت کا بانی قورش ظاہر ہوا جس نے یہود کو واپسی کی اجازت دی اور ہیکل سلیمان کو پھر بنوا دیا۔ اس کے بعد یہود [illegible] تک سکندر کے خلفاء حکومت کے غلام رہے [illegible] قبل میلاد مسیح میں سلطنت روم قدس پر قابض ہوگئی اور اس وقت سے آجتک یہودیوں کی حکمرانی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکی۔

یہود اور فلسطین

آپ نے تاریخوں کے حوالوں کے بعد فرمایا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہود فلسطین کے اصل مالک نہیں ہیں وہ اجنبیوں کی طرح باہر سے آئے تھے اور فلسطین پر حاکم و قابض ہوگئے تھے یہود پہلے رومیوں کے غلام تھے۔ جب اسلام کی فتوحات کا ظہور ہوا تو مسلمانوں کو قدس سے واپسی حاصل ہوئی اور فلسطین کی چابی اور قدس کا صلی کام ان کے ہاتھ میں آگیا۔
[illegible]

حضرت مفتی صدر جمعیت علماء ہند کا اعزاز

علامہ مراغی شیخ الازہر مفتی صاحب کی قیامگاہ پر

قاہرہ۔ [illegible] اکتوبر۔ آج مصر کے علمی حلقوں میں یہ خبر بہت اہمیت کے ساتھ سنی گئی کہ فضیلۃ الاستاذ حضرت علامہ محمد مصطفےٰ مراغی، استاذ اکبر شیخ جامعہ ازہر حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے اپنی موٹر میں مفتی صاحب کی جائے قیام پر تشریف لائے، مفتی صاحب اس وقت آرام فرما رہے تھے دو علالت کی وجہ سے بستر خواب پر تھے، اس لئے شیخ اکبر اپنا کارڈ چھوڑ گئے۔

یہ خاص امتیاز تھا شیخ ازہر کا درجہ یہاں شاہ مصر کے بعد ہے۔ شیخ یہاں کبھی کسی سے ملاقات کے لئے خود نہیں جاتے۔ شیخ اکبر کو ایک ہزار اشرفیاں بطور تنخواہ ملتی ہیں جو وزیر اعظم کی تنخواہ سے کہیں زیادہ ہے۔

کل حضرت مفتی صاحب نے شکریہ کا خط شیخ اکبر کی خدمت میں بھیجا ہے۔

ملا مظہر الدین تماشائیوں میں

مظہر الدین صاحب کو پہلے اجلاس میں وزیٹروں (تماشائیوں) میں بیٹھنا پڑا۔ ہندوستان کے نمائندوں میں کسی نے جگہ نہ دی جس سے وہ سخت رنجیدہ ہے۔ اور شاکی ہے کہ یہاں کوئی قدر نہیں ہے کل اور آج سبجکٹ کمیٹی کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ ابھی تک یہ آخری پروگرام طے ہے۔ یہاں کا دستور ہے کہ سبجکٹ کمیٹی کی تجاویز اخبارات میں شائع کر دی جاتی ہیں۔ اس کمیٹی میں حضرت مفتی صاحب، عبدالرحمن صدیقی اور شوکت علی صاحب کے نام ہیں۔ [illegible] کے اجلاس میں [illegible] صاحب نے کوشش کی تھی کہ مفتی صاحب کی جگہ حضرت صاحب کو لے لیں مگر دوسرے ارکان نے قبول نہ کیا۔

کل کے اجلاس میں تجاویز کے پاس کرنے کے اصول تیار ہو رہے ہیں ممکن ہے کہ آخری اجلاس میں مفتی صاحب بھی شریک ہو جائیں کیونکہ اب طبیعت اچھی ہے [illegible] اکتوبر کو واپسی کا قصد ہے۔

مسائل ہذا کو پڑھنے کے بعد مسجد میں چسپاں کر دیے جائیں (ضرور)

ملّتِ اسلامیہ کیلئے سیاسی و مذہبی خطرات کا ہجوم

جمعیۃ علماء ہند کی صحیح رہنمائی

مسلمانوں کا مذہبی و اخلاقی فرض

اس دورِ فتن و الحاد میں جمعیۃ علمائے ہند نے ملت اسلامیہ کی جو دینی، سیاسی، تمدنی خدمات انجام دی ہیں وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ ضرورت تھی کہ ہمدردانِ اسلام اس مرکز دینی اور ادارۂ ملی کو ہر طرح مستحکم کر دیتے لیکن افسوس کہ ملک کے اندرونی خلفشار اور باہمی جنگ و جدل نے ہمدردانِ ملت کو اس طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہیں دیا۔ آج مطلع اسلام پر کفر و طغیان، شرک و الحاد کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ بیرون ہندوستان آزاد ممالک اسلامیہ پر دشمنان دین طرح طرح کے جال ڈال کر ان کے حصے بخرے کرنے کی فکر میں ہیں اور اندرون ہند ہمارے دینی بھائیوں کو مرتد کرنے کیلئے عیسائی اور آریہ روپیہ کو پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی خوابیدہ قوم اب بھی بیدار نہ ہوگی تو خدانخواستہ وہ روزِ بد ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی دیکھنا پڑیگا جس سے اندلس کے مسلمانوں کو باوجود دولت و حکومت دوچار ہونا پڑا تھا۔

ہم ہندوستان کے مسلمانوں سے پُر زور اپیل کرتے ہیں کہ اگر وہ مذہبی زندگی اور حیات ملی کو برقرار رکھنے کا کوئی جذبہ بھی اپنے دلوں میں رکھتے ہیں تو اپنے اس دینی مرکز جمعیۃ علمائے ہند کی امداد کیلئے پورے استقلال کیساتھ قدم ہمت بڑھائیں۔ جمعیۃ علمائے ہند کا شعبۂ تبلیغ و حفاظت اسلام پوری مستعدی کیساتھ سرگرم عمل ہے۔ اسکے مبلغین اشاعت دین اور اصلاح امت کے کام میں مصروف ہیں۔ اور مدرسین نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ جمعیۃ کا شعبۂ سیاسیہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے غیر ملکی حکومت اور برادران وطن کے سامنے سینہ سپر ہے۔ نہرو رپورٹ کی تنقید جمعیۃ علمائے ہند کا ایک ایسا تازہ ترین کارنامہ ہے جس نے برادران وطن کی سیاسی چالوں کو طشت از بام کر کے رہبران ملت کی بروقت رہنمائی کی۔ اہل خیر حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ شعبۂ تبلیغ و حفاظت اسلام زکوٰۃ کا بھی مصرف ہے۔ تمام امدادی رقوم "ناظم جمعیۃ علمائے ہند دہلی" کے پتہ پر بھیجیے ۔

مسائل رمضان المبارک

رمضان المبارک

[illegible]

روزہ فرض نہ ہونے کی صورتیں

[illegible]

سحری کھانے کا بیان

[illegible]

افطار کا بیان

[illegible]

مکروہات روزہ

[illegible]

مفسدات روزہ

[illegible]

مستثنیات روزہ

[illegible]

مسائل رمضان المبارک

روزہ نہ رکھنے کے عذر

[illegible]

نماز تراویح

[illegible]

اعتکاف

[illegible]

صدقۂ فطر

[illegible]

نماز عید الفطر

[illegible]

المشتہرین

(مولانا مفتی) **محمد کفایت اللہ** صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ (مولانا) **احمد سعید** ناظم عمومی جمعیۃ علمائے ہند۔ (مولانا) **ابوالمعارف محمد عرفان** ناظم مالیات جمعیۃ علمائے ہند

مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس، بازار لیماران دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دہلی

الجمعیۃ

۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء

جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس

وقت کے بزرگوں اور کارکنوں کا اہم فرض

جمعیۃ علماء ہند کا جو اجلاس دہلی میں ہو رہا ہے اس کے انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔ کام ابتدائی منزل سے آگے بڑھ چکا ہے۔ مجلس استقبالیہ کے ممبر بن رہے ہیں۔ مجلس کی ...

... اجلاس کی تاریخوں کا اعلان کر دیا جائے گا۔

[illegible]

جس کے ساتھ دلائل کی شرکت ہوگی۔

دہلی کا اجلاس معمولی نہیں غیر معمولی اجلاس ہوگا ایک غیر معمولی اجلاس کے لیے جو قدم بھی اٹھے گا معمولی نہ ہوگا۔ ہم میں سے بہت سے احباب اجلاس اجلاس پکار رہے تھے بہت سے نوجوان اس ضرورت کے لیے پیش پیش تھے ...

[illegible]

ہمارے کانگریس ورکنگ کمیٹی کو آخری طور پر اس سوال کا حل پیش کر دینا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں یہ ہندوستان ... اس گیت کو اپنی ... کے ... ایک بھی دلیل ایسی نہیں جس کا جواب ... گیت ہندوستانی ذہن میں نہیں ہے اس گیت کو ہندوستان کی اکثریت سمجھنے سے قاصر ہے یہ گیت ہماری سیاسی زندگی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ اس کو ہماری سیاسی زندگی میں زبردستی داخل کیا گیا ہے۔ یہ گیت ہمارے ملکی جذبات پر ذرا سا بھی اثر نہیں ڈالتا۔ اس کو گایا جاتا ہے، سنا جاتا ہے مگر گانے والوں کی طرح سننے والے بھی اس کی معنویت سے بے خبر رہتے ہیں۔

ہم بندے ماترم کے نعرے اور گیت دونوں کے خلاف ہیں ہمارے لئے انقلاب زندہ باد اور ہندوستان آزاد کے دو اچھے قومی نعرے موجود ہیں ...

[illegible]

راجا اور پرجا

[illegible]

سوشلزم کا نظریہ

[illegible]

حیدرآباد میں بندے ماترم

[illegible]

آج کا سب سے بڑا فرض

دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند

کی

امداد کے لیے ہر مقام پر سرمایہ جمع کیجیے!

دیوبند میں دارالحدیث، دارالقرآن اور دارالطلبہ کی عمارتیں زیر تعمیر ہیں، ان کی تعمیر میں مالی امداد دیکر حصہ لیجیے دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس استقبالیہ کے ممبر بنایئے

[illegible]

شہداء پشاور

۱۹۳۰ء کی تحریک آزادی میں پشاور میں قصہ خوانی بازار کا جب سنگین واقعہ پیش آیا۔ اور سینکڑوں مسلمان بہادری کے ساتھ شہید ہوئے۔ اور بہت سے لوگوں پر بے پناہ مظالم ہوئے۔ تو کانگریس کے مقرر کردہ آزاد تحقیقاتی کمیٹی میں حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب شریک ہوئے اور ان کی رفاقت میں جناب مفتی محمد نعیم صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند بھی برابر شریک ہوتے رہے۔ حکومت نے پشاور جا کر تحقیقات کرنے کی اجازت نہیں دی تو راولپنڈی میں بیٹھ کر تحقیقات کی گئی اور اہل پشاور نے وہیں پہنچ کر کمیٹی کے سامنے شہادتیں دیں۔ اور اس کمیٹی کی رپورٹ جب طبع ہو کر شائع ہوئی تو حکومت نے اس کو ضبط کر لیا۔

یہ خدمت جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور رکن نے اسلام اور اہل اسلام کے مفاد ہی کے لئے انجام دی۔ اور اس سے مسلمانوں کی ایک عظیم الشان تاریخ مرتب ہو گئی۔

اہل ہند کو یہ بات یاد ہو گی کہ اس خونی واقعہ کے موقعہ پر تقریباً مسلمانوں کے تمام لیڈر اس وقت مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام لینے میں یا خاموش تھے۔ یا حکومت کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ حالانکہ مسلمانان صوبہ سرحد کی یہی وہ بہادرانہ شہادت اور مظلومی تھی جس کی وجہ سے صوبہ سرحد کو دیگر صوبجات کی طرح آئینی صوبہ قرار دیا گیا۔ صوبہ سرحد کو اس پوزیشن تک پہنچانے میں گول میز کانفرنس لندن میں شریک ہونے والے مسلمان اور پشاور کے بہادر مسلمانوں کی شہادت کو حرام موت قرار دینے والوں کو کوئی دخل نہیں ہے۔

الغرض جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانان پشاور کی اس وقت جو کچھ شاندار خدمات انجام دیں وہ مسلمانان ہند کی جماعتوں میں اسی کے لئے مخصوص ہیں۔

تحریک [illegible] ء

01/07/2015

15-09-1949

دستور ساز اسمبلی میں قومی زبان کے مسئلہ پر اہم بحث۔ مولانا حفظ الرحمن کی زبردست تقریر

صرف ہندوستانی ہی اس ملک کی قومی زبان بن سکتی ہے، مہاتما گاندھی کی بھی یہی خواہش تھی خود کانگریس بھی تیس سال تک اسی کا پرچار کرتی رہی ہے!

اگر صرف "سنسکرتی" کیلئے اردو کو ختم کرنا چاہتے ہو تو ہندوستانی ساری زبانیں ملیا میٹ کر دو

ہندی زبان صرف ایک طبقہ کو مرعوب کرنے کیلئے ٹھونسی جا رہی ہے

ہندی پریمیوں کی لچر دلیلوں کا مدلل جواب!

تیس برس تک کانگریس کے پلیٹ فارم سے یہ کہا جاتا رہا کہ اس ملک کی زبان ہندوستانی ہوگی جو فراٹیر تک شمالی ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور اس زبان کا رسم الخط ہندی اور اردو ہوگا۔ مہاتما گاندھی بھی آخر تک اسی زبان کے حامی رہے لیکن آج میں یہ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ ہم نے کانگریس کے اور مہاتما گاندھی کے اس اصول کو ٹھکرا دیا اور صرف ہندی زبان کو ملک کی قومی زبان بننے پر زور دینے لگے۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب ممبر دستور ساز اسمبلی نے پیر کے دن اسٹام کو تقریر کرتے ہوئے فرمائے۔ ... ہندوستان کی قومی زبان کا مسئلہ پیش ہوا جس پر پورے ملک کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور جس نے پچھلے دنوں میں خصوصی اہمیت حاصل کر لی تھی۔

مغربی بنگال کے نئے انتخابات اعلان کے مطابق ہونگے

وزارت میں مخالف گروہ کے نمائندہ ڈاکٹر گھوش کی شمولیت کا امکان!

نئی دہلی ۱۳ ستمبر (پریس ٹرسٹ)

باخبر حلقوں کی رائے ہے کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے اس فیصلہ میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے کہ اس سال کے اختتام تک مغربی بنگال میں نئے انتخابات کرائے جائیں۔ گذشتہ شب مغربی بنگال کی وزارتی پارٹی نے کانگریس ہائی کمان سے اپنی گفتگو مکمل کر لی ہے۔ وہ دستوریہ ہند کے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد سے ملے اور ان کے لیڈر ڈاکٹر بی۔ سی رائے نے پنڈت نہرو سے ملاقات کی۔

کابینہ کی توسیع

اسمبلی میں سنسکرت میں بات چیت

نئی دہلی ۱۳ ستمبر۔ کل لابی کے حلقے کافی دلچسپی کا مرکز بنے رہے جبکہ زبان کے سوال پر گروپوں میں صلاح مشورے ہوتے رہے۔ سب سے زیادہ دلچسپی اور حیرت کا موجب ... تھا ... کا مت سرا آپس میں سنسکرت میں بات چیت کر رہے تھے۔ ان دونوں نے ایک ترمیم کا نوٹس دے رکھا ہے کہ سنسکرت کو یونین کی سرکاری زبان بنایا جائے۔

اسمبلی میں معاوضہ کی دفعہ منظور

تکاسی جائدادوں پر قبضہ کا اختیار نہیں ہوگا

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ کل آئین ساز اسمبلی نے پرجوش تالیوں کی گونج میں پنڈت نہرو کی تجویز کردہ ... منظور کر دی کہ پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ پرائیویٹ جائداد ... مدراس اور بہار کو اس امر کی اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ زمینداری کی تنسیخ سے متعلقہ قانون صدر یونین کی منظوری کے لئے ۱۲ ماہ کی بجائے ڈیڑھ سال کے عرصہ تک پیش کر سکتے ہیں۔

کشمیر کی فوجوں کا انتظام

حکومت ہند نے سنبھال لیا

سری نگر ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے ریاست جموں اور کشمیر کی تمام فوجوں کا انتظام خود سنبھال لیا ہے۔ ان فوجوں کے مصارف بھی حکومت ہند ہی برداشت کرے گی ... کشمیر کے سپرد کر دی گئی ہے۔ (اے۔ پی۔ آئی)

سولہ برس سے کم عمر کے بچوں پر

سینما دیکھنے کی پابندی

سیگاؤں سے بیس میل کے فاصلہ پر

ویٹ منھ کے گوریلوں کا حملہ

سائگون ۱۳ ستمبر۔ ... فرانسیسی ... ویٹ منھ کے گوریلوں کا ایک حملہ ... نے ... ناکام بنا دیا۔ یہ علاقہ سائگون سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ فرانسیسی سپاہیوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔ گوریلوں نے ...

دنیا کی آبادی میں ہر سال ۲ کروڑ کا اضافہ

لندن ۱۳ ستمبر۔ ... دنیا کی آبادی میں ہر تین سیکنڈوں کے بعد دو آدمیوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال دنیا کی آبادی میں ہر سال ۲ کروڑ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت دنیا کی آبادی ... کروڑ ہے۔

انڈونیشیا کیلئے فلپائن سے قرضہ

جمہوری وفد عنقریب روانہ ہوگا!

... ستمبر۔ مسٹر ... کی سرکردگی میں انڈونیشیوں کا ایک وفد عنقریب فلپائن جا رہا ہے تاکہ جمہوری حکومت کے لئے ان ... کا انتخاب کرے جن کی فلپائن کی حکومت نے انڈونیشی حکومت کو دینے کی منظوری دی ہے۔ یہ حکومت انڈونیشیا کو دس لاکھ امریکی ڈالر کی قرض دے رہی ہے۔

کون جانتا ہے کہ ۵۵ء تک موجودہ حکومت قائم رہیگی (یوسف مہر علی)

سوشلسٹ پارٹی کے برسر اقتدار آنے کا ۲۵ فیصدی بھی امکان نہیں (مرار جی)

(مسٹر مرار جی ڈیسائی اور یوسف مہر علی میں جھڑپ)

بمبئی ۱۳ ستمبر (پریس ٹرسٹ) کل بمبئی اسمبلی میں بمبئی کے وزیر داخلہ مسٹر یوسف مہر علی نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس صوبہ میں ۵۵ء میں بھی سوشلسٹ پارٹی کے برسر اقتدار آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

وزیر داخلہ مسٹر مرار جی ڈیسائی نے فوراً جواب دیا کہ مسٹر سوشلسٹ ہمیں پہلے ہی سے اس کا فیصلہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ برسر اقتدار آگئے تو کیا ہوگا لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ ... سوشلسٹ وزارت ... میں برسر اقتدار آسکے گی۔

مغربی جاوا میں دارالسلام پارٹی کے گوریلوں پر ڈچوں کا حملہ

اسی افراد ہلاک و زخمی۔ جمہوری فوجی حلقوں کا بیان

بٹاویا ۱۳ ستمبر۔ فوجی حکام نے آج بتایا کہ ... سے دارالسلام (مسلمان) ... گوریلوں کے خلاف ... اقدامات مغربی جاوا میں ... مقام پر کئے جا رہے ہیں۔ فوجی حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ ... کسی قسم کا نقصان اٹھائے بغیر دارالسلام گوریلوں کے اسی افراد ہلاک و زخمی کر دئے ہیں۔

انڈسٹریل ایمپلائز ایسوسی ایشن کا اجلاس

مسٹر جین کی صدارتی تقریر

۱۴ اپریل ۱۹۳۰ء

لدھیانہ میں مولانا ظفر علی خان صاحب کی تقریر

کشمیر اور جیند میں مسلمانوں پر مظالم کیخلاف احتجاج

لدھیانہ ۱۶ محرم ۱۳۵۰ھ مولانا ظفر علی خاں صاحب ۱۵ اپریل کی شب کو یکایک تشریف لائے۔ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے مکان پر قیام فرمایا چونکہ کئی سال کے بعد مولانا لودھیانہ تشریف لائے اس لئے اہل شہر کی خواہش پر آپ نے ۱۶ اپریل کی شب کو تقریر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ رات کے نو بجے میدان گھانٹی پر مجلس احرار اسلام لودھیانہ کے زیر اہتمام ایک زبردست جلسہ زیر صدارت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار اسلام ہند منعقد ہوا۔

مولانا کی تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے توحید اتحاد بین المسلمین اور سیاسی زندگی کے لئے قوت پیدا کرنے اور کہ مسلمانوں کی سیاست اور مذہب ایک ہی چیز ہے مسلمانوں کو تجارت کی طرف ترغیب دلائی۔ لڑکیوں کو شرعی حصہ دینے اور مسئلہ کشمیر اور کشمیریوں کی قربانیوں اور مجلس احرار کی خدمات پر روشنی ڈالی اور مرزائیوں کے عقائد اور ان کی [illegible] نے جو ایک کشمیر السیدسی ایشن کے نام سے بنا [illegible] ہے اور کشمیر میں [illegible]

پروگرام بنایا ہے۔ اس کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا کہ یہ جلسہ اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ اور اسے اہل کشمیر کے لئے خطرناک فتنہ سے تعبیر کرتا ہے اور استدعا کرتا ہے کہ ہر جگہ کے مسلمان جلسہ کرکے اس سے بیزاری کا اعلان کریں۔ مولانا کی تقریر کے اختتام پر صاحب صدر نے کشمیر کے مسلمانوں کی قربانیوں کے مفصل حالات سنائے اور کہا کہ گورنمنٹ نے اسمبلی میں تحفظ والیان ریاست کے لئے قانون بنا کر ہر اس شخص کا گلا گھونٹنے کا فیصلہ کیا ہے جو ریاستوں کے مظلوم باشندوں کے لئے آواز بلند کرے۔ آپ نے کہا کہ حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ جن لوگوں میں دفعہ ۱۲۴ کی مخالفت کا جذبہ ہے وہ اس قانون کے ہوتے ہوئے بھی مظلوموں کی حمایت کریں گے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ اب مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے الفاظ سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ کشمیر میں قانون کے حامی اور کیمونل میں انگریز وزیر کے طالب نیشنلسٹ ہی ہیں اور مسلمان ہے جو فرقہ پرست ہوتے ہوئے دونوں جگہوں پر ذمہ دار اسمبلی کا مطالبہ کرتا ہے جو مخلوط انتخاب اور عام حق رائے دہندگی پر مبنی ہو۔ اور تمام ہندو انگریز کی حمایت میں ہے۔ ایسی فرقہ پرستی قابل عزت ہے اور موجودہ نیشنلزم قابل لعنت۔ ہم اتنے بزدل اور خائف نہیں ہیں۔ کہ ہم کسی مظلوم کی حمایت نہ کریں کہ ہمیں فرقہ پرست کہا جائے کیونکہ اسمبلی میں یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ نیشنلسٹ کی قیمت تیس ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی آپ نے کہا کہ جیند میں کیا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ہو رہے ہیں۔ مسجدوں میں سور کا گوشت پھینکا گیا دو مسلمان بازار میں قتل کئے گئے خلاف اور حکومت ریاست کے حامی مظالم کے مخالف اور جو ان کے حق میں آواز بلند کر سکے حکومت اس کو دبانے کو تیار۔

۲۸ اپریل دیکم مارچ ۱۹۳۶ء

شیعوں کا تبرا ناجائز اور مستحق نفریں ہے

حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا بیان

لکھنؤ میں شیعوں نے تبرا بازی کی جو مہم شروع کر رکھی ہے اس کو ذی عقل و صاحب بصیرت انسان بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا خلفائے ثلثہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو سر بازار سب و شتم اور لعنت کرنا صرف سنیوں کے لئے ناقابل برداشت ہے بلکہ ہر منصف مزاج انسان کے لئے نزدیک قابل نفرت حرکت ہے۔

یہ ہنگامہ قانون۔ اخلاق۔ انسانیت اور اسلام کی رو سے ناجائز اور مستحق نفریں ہے اور ملک کے امن و امان اور قومی وحدت کے تحفظ میں کم قاتل ہے۔

میں اہل علم اور انصاف پسند شیعہ حضرات سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کے دور اس نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس ہنگامہ کو روکنے میں جلد از جلد اپنی جد و جہد و کام میں لائیں اسلام اور تہذیب کے ایک بدیہی مسئلہ کو اس بیباکی کے ساتھ پامال نہ کریں اور فتنہ و فساد کی آگ کو مشتعل ہونے سے قبل بجھا دیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
صدر الاول جمعیۃ علماء ہند
(دہلی)

مجلس احرار کی خبریں

۹ جون ۱۹۳۹ء

سندھ پراونشل احرار کانفرنس سکھر

وزراء سندھ بھی شمولیت فرمائیں گے

سکھر میں بتاریخ ۹-۱۰-۱۱ جون ۱۹۳۹ء سندھ پراونشل احرار کانفرنس زیر صدارت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی منعقد ہوگی۔ جس کی شرکت کے لئے مندرجہ ذیل حضرات کو مدعو کیا گیا ہے۔

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند۔
(۲) پیرزادہ فیض الحسن صاحب بی۔ اے۔ سجادہ نشین آلو مہار شریف پنجاب۔
(۳) شاعر حریت عبدالرحیم صاحب عاجز امرتسری۔
(۴) مولانا عبیداللہ صاحب سندھی سابق جلا وطن۔
(۵) مولانا محمد صادق صاحب صدر جمعیۃ العلماء سندھ۔
(۶) حکیم فتح محمد صاحب سیوستانی ناظم جمعیۃ العلماء سندھ
(۷) مولانا حماد اللہ صاحب سجادہ نشین ہالیجی شریف۔
(۸) مولانا عبدالکریم چشتی سیف اسلام شکارپور۔
(۹) خلیفہ محمد صالح صاحب بانجی شریف۔
(۱۰) مولانا نظام الدین صاحب سجادہ نشین امروٹ شریف۔
(۱۱) ابوشوکت حمزہ کسان لیڈر۔

علاوہ ازیں خان بہادر اللہ بخش صاحب وزیر اعظم سندھ پیر الٰہی بخش صاحب میر غلام حسین وزیر تعلیم لاء قانون بھی شریک ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مقامی مجلس احرار اسلام نہایت سرگرمی و پرجوشی سے کام کر رہی ہے۔ مسلم لیگ نہایت زور و شور سے مخالفت کر رہی ہے۔

مرزا النصیر بیگ
جنرل سکریٹری مجلس احرار اسلام سکھر سندھ

---

۱۰ اپریل

۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء

مسٹر جناح کی عظیم الشان اسلامی خدمت فلسطین کے مسئلہ پر تقریر

علیگڈھ۔ ۱۰ اپریل۔ گنگا جمنی کرسیوں پر بیٹھ کر تقریریں کرنے پالیٹکس سے کھیلنے کے دن اب ہوا ہو گئے۔ حقیقت اور جدوجہد ہمارا منہ دیکھ رہی ہے۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو مسٹر جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے علیگڈھ سٹوڈنٹ یونین کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے بھائیوں کی خاطر ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ زندگی اور موت کی جدوجہد ہے۔ اگر آپ عزت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور اپنا پورا پورا حصہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے ابتدائی حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ لڑائی آخر تک لڑنی پڑے گی۔

آپ نے دریافت کیا کہ طالب علم مسلم لیگ مستحکم کرنے اور اس کو ترقی دینے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ جب کوئی شخص امیر ہو جاتا ہے لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے اپنا رشتہ جوڑنے لگتے ہیں۔ بالکل یہی مسلم لیگ کے ساتھ ہو رہا ہے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہر شخص مسلم لیگ کو اپنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مسٹر جناح نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے بتایا اس وقت کس مسئلہ کی طرف مسلم لیگ متوجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلم لیگ کے سامنے سب سے پہلا مسئلہ فلسطین کا ہے۔ کانگریسی پارلیمنٹ مسلمانوں نے مبہم اور نیم دلانہ ریزولیوشن پاس کرنے کے علاوہ فلسطین کے لئے کیا کیا ہے؟ دوسری طرف مسلم لیگ نے لوگوں کو مسلمانوں کے صحیح جذبات سے آگاہ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اس تعلق میں مسلم لیگ کے ہزاروں جلسے ہوئے۔ برطانوی حکومت کے پاس ہزارہا ... بھیجی گئیں۔ اور مسلم لیگ کے نمائندے قاہرہ اور لندن گئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں راجکوٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کاٹھیاواڑ کی ریاستوں میں مسلمانوں کے لئے کس نے جنگ کی ہے۔ دو مہینے کے اندر اندر راجکوٹ جوناگڈھ۔ جمناگڈھ اور دوسری ریاستوں میں اپنے بھائیوں کو پتہ نہیں دیں گے۔ ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔

ریاست جے پور کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا کہ مسلم لیگ ہی تھی جس نے جے پور کے معاملہ سے دلچسپی لی۔ اور جوہری بازار کے باہر گولی چلنے کے حالات کو روشنی میں لائی جے پور کے مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان کی کوئی جماعت تھی مسلم لیگ انہیں بچانے کے لئے آگے بڑھی اس کا نتیجہ ہوا کہ مسجد کا دروازہ چوڑا کرنے کے لئے جو جھگڑے کی اصل جڑ تھی۔ اجازت دیدی گئی ہے۔ جو مسلمان گولی چلنے میں مارے گئے ہیں ان کا معاوضہ دینے اور مسلمانوں پر سے مقدمے واپس لینے کے لئے جے پور دربار نے ... اس کے علاوہ مہاراجہ نے خود اپنے خرچ سے اپنی مسلمان رعایا کے لئے ایک دوسری مسجد بنوانے کی پیشکش کی ہے۔

جے پور سے مسلمانوں کی ہجرت کی وجہ سے ایک نیا سلسلہ چھڑ گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ میں اس معاملہ میں کس کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔

آپ نے آخر میں فرمایا کہ یہ کس قدر ضروری ہے کہ اب لیڈروں کو آگے آکر مصیبت میں مسلمانوں کی امداد کرنی چاہئے۔

۱۴ر جون ۱۹۳۳ء

قیدِ فرنگ سے مولانا حبیب الرحمن صاحب کی رہائی

صحت کے متعلق مولانا کا بیان

جناب مجاہد ملت ابو طیب حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نے راولپنڈی جیل سے رہا ہو کر ذیل کا بیان اپنی صحت کے متعلق اخبارات کو روانہ کیا ہے۔

۱۵ر اگست ۱۹۳۲ء کو مجھے بسلسلہ تحفظ ناموس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کرکے لدھیانہ جیل میں بھیجدیا گیا۔ جیل کے مفروضہ قانون کے مطابق مجھے کوٹھڑی میں دس دن بند رکھا گیا۔ برسات کا موسم تھا۔ کوٹھڑی کی بندش، ہوا کی قلت مچھر، بدبو کی کثرت نے میری صحت کو بالکل برباد کر دیا۔ چنانچہ مجھے وہیں بخار آنا شروع ہو گیا۔ بخار کے ساتھ تشنج (ہاتھ پیروں کا کھنچ جانا) کا شدید دورہ پڑا۔ دو تین روز مجھے ہسپتال میں رکھا گیا۔ لیکن کسی نامعلوم سبب کے باعث مجھے ہسپتال میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا۔ ۲۹ر اگست ۱۹۳۲ء کو میں بجائے حوالاتی کے قیدی ہو گیا۔ ۲۹ر اگست ۱۹۳۲ء کی شب کو بلا کسی اطلاع اور بلا کسی آئینی منظوری کے مجھے اچانک راولپنڈی جیل میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس اچانک تبدیلی کے بہت سے باعث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ لدھیانہ جیل میں میرا وجود رشوت کے بہتے ہوئے سیلاب کے بند کرنے کا سبب نہ ہو۔

راولپنڈی جیل میں پہنچتے ہی مجھے آب و ہوا کی ناموافقت سے پھر موسمی بخار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ میں مجھکو پیچش اور تشنج کے دورے بھی کثرت سے پڑتے رہے۔ میری یہ حالت مسلسل پانچ مہینے تک جاری رہی۔ چونکہ میں اختلاج القلب کا دائمی مریض ہوں اسلئے اس بیماری کے سلسلے نے اس مرض میں ناقابل برداشت اضافہ کر دیا۔ چنانچہ ہر مہینے میں مسلسل دورے پڑنے شروع ہو گئے جن کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ جسم سے قوت بالکل زائل ہو گئی۔ میری اس تمام حالت کی رپورٹ کرنل ہلیلے میڈیکل افسر راولپنڈی جیل نے بارہا سپرنٹنڈنٹ جیل راولپنڈی سے کی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل خان بہادر شیخ شاہ نواز بی۔ اے نے ان حالات سے حکومت کو مطلع کر دیا۔ میرے علم کے مطابق یہ سلسلہ کئی ماہ تک مسلسل جاری رہا۔ چنانچہ میری مسلسل صحت کی خرابی کی وجہ سے یکم جون ۱۹۳۳ء کو شام کے ساڑھے پانچ بجے ۹ مہینے ۱۸ دن کے بعد مجھے جیل سے رہا کر دیا گیا۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے میرے اندرونی حالات کو میرے موافق کر دیا تو میں گرمی کا یہ موسم کسی سرد جگہ پر گذارنے کی کوشش کروں گا۔

حق تعالیٰ میری مدد کرے اور دوستوں سے میں ملتجی ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے بہت جلد اسلامی اور ملکی خدمات کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

آخر میں میں کرنل ہلیلے میڈیکل افسر راولپنڈی جیل اور دوسرے ڈاکٹر صاحبان اور بالخصوص خان بہادر شیخ شاہ نواز سپرنٹنڈنٹ جیل راولپنڈی اور ان کے ماتحت عملے کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ انھوں نے میری بحالی صحت کیلئے انتہائی کوشش فرمائی۔"

(چودھری) محمد یعقوب سکرٹری مجلس خلافت لدھیانہ

صدر مجلس احرار ہند کے نام

حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مکتوب گرامی

شعبۂ تبلیغ کی امداد ہر مسلمان پر واجب ہے

حضرت مولانا حبیب الرحمن صدر مجلس احرار ہند کی گرفتاری

۹ر نومبر ۱۹۳۲ء

عدالت نے ضمانت لینے سے انکار کر دیا

لدھیانہ ۹ نومبر۔ آج ایک بجے دوپہر مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی یہاں تشریف لائے دو گھنٹہ کے اندر پولیس نے آپ کو دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت گرفتار کرکے عدالت میں پیش کیا۔ عدالت نے آپ کی ضمانت نہیں لی اور ۱۵ نومبر کی تاریخ ڈالدی۔ مولانا کو جیل بھیج دیا گیا۔ گذشتہ اپریل میں مولانا کو اور جولائی میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی عزیز الرحمن کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ان پر [illegible] کے سلسلہ میں باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں دفعہ مذکور کے ماتحت مقدمات چلائے گئے تھے۔ مگر لدھیانہ کے مجسٹریٹ کی عدالت سے دونوں حضرات بری ہو گئے تھے۔ اب انہی خارج شدہ مقدمات کو سرکاری وکیل کی درخواست پر ہائی کورٹ میں بغرض نگرانی پھر پیش کیا گیا ہے جس کی بناء پر مولانا کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

مولوی عزیز الرحمن کا مقدمہ ۱۰ نومبر کو ہائی کورٹ کے ججوں کی ایک بنچ کے سامنے پیش ہوگا۔

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا عظیم الشان اور کامیاب سالانہ اجلاس

دربھنگہ میں علماء کرام اور زعمائے ملت کا اجتماع

مسلمانان بہار کی صحیح دینی نمائندگی

جمعیۃ علماء ضلع دربھنگہ کی دعوت پر ۵، ۶ اور ۷ مئی ۱۹۳۹ء کو لہریا سرائے (دربھنگہ) میں جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ صوبہ کے تمام اضلاع سے تقریباً ۸۰۰ نمائندگان شرکت کے لئے آئے تھے۔ تین روز کے لئے پورا شہر سیاسی چہل پہل کا مرکز بن گیا تھا۔

اجلاس کے لئے جو پنڈال کنگ پارک کے وسیع میدان میں بنایا گیا تھا۔ اس میں تقریباً دس ہزار مجمع کی گنجائش تھی۔ لیکن صوبہ کے مختلف شہروں اور دیہاتوں سے اجلاس کی شرکت کے لئے اس قدر کثیر تعداد میں لوگ آئے کہ یہ پنڈال بھی ناکافی ہوگیا پنڈال میں لاؤڈ اسپیکر بھی لگا دیا گیا تھا۔ تاکہ تقریریں تمام لوگ آسانی سے سن سکیں۔ شرکائے کانفرنس میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں۔

شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد مدنی۔ مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند، مولانا ابو المحاسن محمد سجاد نائب امیر شریعت مولانا منت اللہ ایم۔ ایل۔ اے۔ مولانا نور اللہ، مولانا نورالدین صاحب بہاری، مولانا عثمان غنی۔ ناظم امارت شرعیہ، مولانا عبدالصمد رحمانی مولوی ابوالنصر عبدالباعث مولانا حافظ شہاب الدین (پھلواری شریف) مولوی عاصم بہاری نائب آل انڈیا مومن کانفرنس، مولانا عبدالرحمن (چھپرہ)۔ مولانا محمد کاظم (بہار شریف) مولوی احمد غفور ایم۔ ایل۔ اے مولانا لطف الرحمن محمد نور ایم۔ ایل۔ سی۔ سید مرتضیٰ حسین عثمانی مولوی شاہ محمد عمر ایم۔ ایل۔ سی، قاضی محمد الیاس ایم۔ ایل۔ اے۔ مولانا شاہ احمد حبیب ندوی۔ مولانا حفظ الرحمن، مولانا عبدالحلیم صدیقی مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد عثمان مصری، مولوی حافظ محمد ثانی ایم۔ ایل۔ اے، مولانا عبدالودود، مولانا محمد اظہر، مولانا حفیظ الحسن، مولانا منظور احمد، مولانا سید ریاض احمد، مولانا قاری بشیر احمد، مولانا حافظ بانت احمد، مولانا نثار احمد، مولانا شاہ عطاء الرحمن، مولانا قاری محمد عثمان وغیرہ۔

پہلا اجلاس

۵ مئی ساڑھے آٹھ بجے رات کو عام ہوا کانفرنس کا پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور اندازہ کیا گیا ہے کہ تقریباً چار پانچ ہزار لوگ پنڈال میں جگہ نہ ملنے کے سبب سے باہر تقریریں سننے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ پورا مجمع پندرہ بیس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا۔

قرآن پاک کی تلاوت سے اجلاس کی کارروائی شروع کی گئی۔ پھر چند قومی نظمیں پڑھی گئیں۔ مولوی عبدالجلیل وکیل ایم۔ ایل۔ اے۔ صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ آپ کے خطبہ سے حاضرین بہت متاثر ہوئے آپ کے دوران تقریر میں اللہ اکبر، اور مختلف قومی نعروں سے فضا گونج اٹھتی تھی۔ آپ کا خطبہ کافی طویل تھا۔ اور ڈھائی گھنٹہ تک آپ اپنا خطبہ پڑھتے رہے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں۔ کہ پورے خطبہ کو اخبار میں شائع کیا جائے۔ اس لئے یہاں خطبہ کے چند اقتباسات دئے جاتے ہیں۔

آپ نے خطبہ کے شروع میں دربھنگہ کی تاریخی حیثیت اور اس کی علمی و مذہبی تاریخ بیان کی۔ اور اس سلسلہ میں دربھنگہ کے چند علمی اور مذہبی علماء و فضلاء اور مشائخ کے حالات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے علماء کی دینی اور وطنی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ:۔

ہندوستان کے علماء جنہوں نے برابر انقلاب کا ساتھ دیا اور ہمیشہ آڑے وقت میں مسلمانوں کے کام آئے۔ اور اپنی ہمت و شجاعت اور خلوص کی بنا پر بغیر کسی پرواہ کے اسلام کی صحیح رہنمائی کر رہے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انھیں۔ دست و بازو کا کام کر رہے تھے۔ بہتیرے علماء کو پھانسیاں دی گئیں سیکڑوں قتل کر دیئے گئے، ہزاروں جلاوطن ہوئے۔ آج بھی جزیرہ انڈمان اور مالٹا میں کئی ہزار علماء کی قبریں موجود ہیں جنہوں نے جنگ آزادی میں ملک کا ساتھ دیا تھا۔ آخر دور میں واقعہ مالابار، تحریک شدھی و سنگٹھن، فتنہ ارتداد، غرض ہر قرن اور ہر زمانہ میں اسی جماعت نے خدا کے بتائے ہوئے قانون پر چل کر لوگوں کے لئے عمل کی راہیں کھولدیں۔

ہر علماء کو کتنا ہی برا کہیں، گالیاں دیں۔ بہتان لگائیں لیکن آج جو ہمارا مذہبی نظام قائم ہے وہ انھیں چند مجنونوں کی جانفشاری اور بے پناہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جن کی نیتوں کو ہم اپنی خود غرضی کی بنا پر مشکوک نظروں سے دیکھنے لگے ہیں آج دیوبند اور ندوۃ العلماء کا وجود ہمارے مذہبی جسم کے لئے بمنزلہ ریڑھ کی ہڈی کے ہے۔

کیا تاریخ کے صفحات سے یہ نقوش محو ہو جائیں گے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا پورا خاندان، حضرت سید احمد بریلوی، حضرت اسمٰعیل شہید، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی صادق پور کے علماء، اور آخر دور میں حضرت مولانا شاہ بدرالدین پھلواری شریف، حضرت مولانا محمد علی مونگیری، اور مولانا عبدالباری فرنگی محل، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے برابر برطانوی شہنشاہیت کا مقابلہ کیا۔ اور اپنے متوسلین کو برطانیہ سے جہاد کرنے کی تلقین کرتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ برطانوی شہنشاہی کو اسی جماعت سے کد رہا ہے۔ اور برابر اپنی انقلابی تقریروں اور تحریروں سے ملک میں جہاد اور آزادی کی اسپرٹ پیدا کرتی جارہی ہے اس لئے برطانوی سامراج کی منظم اور مسلسل یہ کوشش ہورہی ہے جہاں تک جلد ممکن ہو اس جماعت کا وجود ہندوستان سے ختم کر دیا جائے۔ اور انشاء اللہ برابر کرتی رہے گی۔

وہ کہتے ہیں کہ علماء سیاست نہیں جانتے مگر انھیں معلوم نہیں کہ اسلام میں مذہب و سیاست ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ انبیاء کرام نے بھی برابر ظالموں سے جنگ کی اور تخت حکومت پر بیٹھے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ انھوں نے مسجد پر بیٹھ کر تمام دنیا کی سیاست کی گتھیاں سلجھائیں۔ کیا تاریخ ان حقائق کو فراموش کر دے گی۔

"اسلام کی صحیح تعلیمات پر چلنا ہی تو سیاست ہے"

آپ نے مسلمانوں کی بے حسی اور ان کے برخود غلط لیڈروں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج اسلامی قوانین کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ اور خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس پر چھری چلائی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ اب اس برائی کا احساس تک بھی لوگوں میں باقی نہیں ہے۔ بعض موجودہ صاحب اقتدار دعوے دار مسلمان لیڈر برطانیہ کی وفاداری کا فخریہ بیان کرکے اپنے سر پر عافیت باندھے ہیں۔ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ جنگ کے موقع پر ہر طرح کی امداد برطانیہ کو دیں گے۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

مسلمانوں کے برخود غلط رہنما

مسلمانوں میں انگریزوں کی طرح شادی سے پہلے کورٹ شپ کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ پھر مسلمان لڑکی عیسائی کی زوجیت میں دے دی جاتی ہے۔

فوجی بل گذشتہ سال مسلمان ممبران مرکزی اسمبلی کی سعی سے پاس ہوا جو بالکل مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے جس کے متعلق مولانا حسرت موہانی نے یہی فرمایا تھا کہ اس بل کے پاس کرانے والوں کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ ہے۔ گویا اس قانون کی رو سے خود مسلمان سپاہی فلسطین اور مقامات مقدسہ پر گولی چلانے اور وہاں کے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر مجبور ہوں گے۔ جیسا کہ گذشتہ جنگ عظیم میں خود ہندوستان کے مسلمانوں کو ترکوں سے لڑنا پڑا۔

پنجاب کے اندر جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اسلامی وزارت بھی قائم ہے۔ صرف اپنا اقتدار اور عزت باقی رکھنے کے لئے ابھی تک مسجد شہید گنج مسلمانوں کو واپس نہیں ملی۔

بنگال کے اندر بھی جہاں غالب آبادی مسلمانوں کی ہے اور اسلامی وزارت قائم ہے۔ اہانت رسول پر بعض کتابیں شائع کی گئیں۔ جن میں مکروہات کے علاوہ انبیائے کرام کی تصویریں بھی نکلیں۔ مگر آج تک اس کی سزا نہیں کیگئی۔

کیا اسی کا نام اسلام اور ہمدردی اسلام ہے؟

صوبہ کے فرقہ وارانہ فسادات پر آپ نے کہا کہ:۔

ہمارا صوبہ فرقہ وارانہ فسادات کی لعنت میں اس بری طرح سے گرفتار ہے۔ کہ آئے دن خونریزیوں کی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ صرف فسادیوں کو سزائیں دینے سے فساد کی وبا کا استیصال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضرورت ہے کہ وجوہ فساد کے قلع قمع کرنے کی فکر کی جائے۔

گذشتہ چند سال سے قربانی کے موقعہ پر ناعاقبت اندیش ہندوؤں اور دوسرے بد باطن لوگوں کی شرارتوں سے ہندو مسلم کشیدگی بہت بڑھ گئی ہے جس سے ہندوستان کے متحدہ مفاد کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ حکومت وقت کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہئے۔ اور ظالموں کو سزا ملنی چاہئے"۔

امارت شرعیہ کی خدمات پر آپ نے خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا کہ:۔

مسرت کا مقام ہے کہ ہمارا صوبہ مذہبی نظام کی بقاء میں دوسرے صوبوں سے بہت آگے ہے۔ مسلمانوں پر اللہ رسول اور امیر وقت کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔ اس لئے عرصہ سے یہاں امارت شرعیہ قائم ہے۔ تھوڑے عرصہ میں امارت شرعیہ کے کارنامے بہت ہیں۔ لاکھوں فرزندان توحید ارتداد سے بچ گئے۔ اور ہزاروں بندگان خدا نے اسلام کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈالا دعا ہے۔ کہ خدا ہمارے موجودہ امیر کا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے۔

کیونکہ انگریزی نظام حکومت (خصوصاً انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء) از سر تا پا غلط بنیاد پر قائم ہے۔ اور اس لئے اس میں کلیتہً انقلاب کی ضرورت ہے۔ مگر جب تک کلیتہً انقلاب پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک حکومت اور اس کی تمام منزلوں پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں گہری نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ جس حد تک اسلامی اصول و قواعد کی بیخ کنی کو روکنا ممکن ہو اسے روکا جائے۔ اس لئے امارت شرعیہ اور جمعیۃ علماء سے ایک لمحہ کے لئے بھی بے نیازی مسلمانوں کے لئے مہلک ہوگی۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ اسلام کے دستوری نظام زندگی کو قبول کرنے میں ندوۃ العلماء اور جمعیۃ العلماء نے جو عربی دانوں اور انگریزی دانوں کی دوری کو دور کرکے تقریباً ایک حد تک یکی کر دیا تھا آج چند انگریزی داں مسلمانوں اور سرمایہ داروں کی بدولت دو گروہوں میں تفریق پیدا کی جارہی ہے۔ جو انگریزی پالیسی کا بنیادی اصول ہے۔

شیخ الاسلام کی تقریر

صدر استقبالیہ کے خطبہ کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر اور جمعیۃ علماء زندہ باد کے نعروں کے درمیان شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر منتخب کرسی صدارت پر تشریف لائے۔

خاموشی اور پر سکوت فضا میں آپ خطبہ صدارت دینے کے لئے کھڑے ہوئے، چونکہ آپ نے خطبہ صدارت زبانی ارشاد فرمایا تھا۔ اس لئے آپ کے خطبہ کی پوری تفصیل یہاں نہیں دی جا سکتی۔

آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں ہندوستان میں انگریزی سلطنت سے پہلے جو دولت و ثروت اور باشندوں کی خوشحالی تھی۔ اس کو انگریز مورخوں کے حوالوں سے بیان کیا۔ اور انگریزی سلطنت کے دور میں ہندوستان جس طرح تباہ و برباد کیا گیا ہے اور اس کے باشندوں کو لوٹا گیا ہے۔ اس کو بھی انگریز مورخین کے حوالجات سے بالتفصیل بیان کیا۔

کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کے متعلق آپ نے کہا کہ کانگریس ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ جماعت ہے کانگریس کے پلیٹ فارم سے ہزاروں مسلمانوں نے قربانیاں کی سرحد کے پانچ سو مسلمان کانگریس کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے جرم میں شہید ہوئے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں نے اب تک کانگریس کے پلیٹ فارم سے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے اور بے شمار قربانیاں کی ہیں۔ اس لئے کانگریس سے علیحدہ ہو جانے سے اس پر ہندوؤں کا پورا تسلط ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کی قربانیوں کی تاریخی عظمت گم ہو جائے گی۔ اس لئے کانگریس سے علیحدہ ہونا مسلمانوں کے لئے سیاسی و تاریخی حیثیت سے انتہا مہلک ہوگا۔

کانگریس کو بلند کرنے میں مسلمانوں کا بھی حصہ رہا ہے۔ آٹھ صوبوں میں جہاں کانگریس کی قربانیوں کے باعث کانگریسی حکومتیں قائم ہیں۔ اس قربانی میں مسلمانوں کا بھی حصہ رہا ہے اور کانگریس کی حکومت کی تشکیل میں صرف ہندوؤں کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مسلمان بھی شریک ہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کے ہم مخالف نہیں ہیں۔ لیکن برطانوی شہنشاہیت سے جنگ کے لئے ہندوستانیوں کا متحدہ محاذ ہونا چاہئے۔

آپ نے تقریر کے آخر میں یورپ کی پیچیدگیوں پر بھی روشنی ڈالی اور فلسطین میں انگریزی شہنشاہیت کے مظالم کو بالوضاحت بیان کیا۔

آپ تقریباً تین گھنٹہ تک تقریر کرتے رہے کانفرنس کا پہلا اجلاس ایک بجے شب کو ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس

کانفرنس کا دوسرا اجلاس ساڑھے آٹھ بجے دن کو ۶ مئی کو منعقد ہوا۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے یورپ کی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت پر تقریر کی اور یورپ کی جمہوریت کی ناکامیوں پر روشنی ڈالی۔

آپ نے اپنی تقریر میں جمعیۃ علماء ہند کی منظور کردہ تجویز کے متعلق شرکت کانگریس پر سیر حاصل بحث کی اور پوری تفصیل سے تجویز کے تمام حصوں کی تشریح کی۔

آپ کی تقریر روانی بیان، لذت زبان اور زور خطابت کا ایک اچھا مجموعہ تھا کہ بیس ہزار کا مجمع ایک دم خاموشی اور یکسوئی سے آپ کی طرف آنکھیں اٹھائے تقریر کو سن رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سحر کر رہے ہیں جس سے تمام مجمع مسحور اور دم بخود ہو رہا ہے۔

مولانا عبدالحلیم صدیقی اور مولوی عاصم بہاری نے بھی اس اجلاس میں تقریریں کیں۔

یہ دوسرا اجلاس آپ حضرات کی تقریروں کے بعد ختم ہوا۔

کانفرنس کا تیسرا اجلاس ساڑھے آٹھ بجے رات کو اسی دن منعقد ہوا۔

چونکہ مولانا حسین احمد مدح صحابہ کے سلسلہ میں لکھنؤ تشریف لے گئے اس لئے اس آخری نشست کی صدارت مولانا احمد سعید صاحب نے کی۔

اس اجلاس میں مولانا نورالدین بہاری مولانا حفظ الرحمن اور مولانا احمد سعید صاحب نے تقریریں کیں۔

اس آخری اجلاس میں جو تجویزیں منظور کی گئی تھیں وہ سنائی گئیں۔

جمعیۃ علمائے دربھنگہ کا اجلاس

۴ مئی ۱۹۳۹ء کو ضلع دربھنگہ جمعیۃ علماء کا کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی نے فرمائی۔

مولانا حفظ الرحمن نے اس جلسہ میں نہایت زبردست تقریر کی اور جمعیۃ کی پالیسی کو اس خوبی سے اور ایسے مدلل طریقہ سے بیان کیا۔ کہ جمعیۃ پر اعتراض کرنے والوں کے دانت کھٹے ہوگئے آپ نے دوران تقریر میں مجمع سے سوالات طلب کئے اور کہا کہ جن لوگوں کو جمعیۃ کی پالیسی اور کانگریس کے متعلق جو شبہات ہوں وہ نہایت فراخدلی سے سوالات کر سکتے ہیں۔

چنانچہ آپ کے اس اعلان پر مجمع کے بعض حلقوں سے تحریری سوالات آپ کے پاس بھیجے گئے۔

افسوس کہ سوالات اور مولانا کی جوابی تقریر نہیں لکھی جا سکی کوشش کی جارہی ہے کہ ان سوالات کے ساتھ ساتھ مولانا کی جوابی تقریر کو بعد میں شائع کر دیا جائے۔

آپ نے ان سوالات کا ایسا مدلل اور تشفی بخش جواب دیا جو واقعات اور حقائق پر مبنی تھا اور جس سے پورا مجمع مطمئن ہوگیا۔ آپ بارہ بجے شب تک تقریر کرتے رہے۔ اور نہایت تفصیلی طور پر ان سوالات کے جوابات دئے۔

آپ کی تقریر کے بعد مولانا احمد سعید صاحب نے تقریر کی جو تقریباً تین بجے رات تک ہوتی رہی۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر مجلس استقبالیہ مولوی عبدالجلیل صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے علماء کرام اور نمائندگان کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد اجلاس کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اجلاس جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی منظور کردہ تجاویز

جمعیۃ علماء کے اجلاس میں حسب ذیل تجویزیں منظور کی گئیں۔

تجاویز

(۱) جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا یہ اجلاس مولانا محمد عرفان صاحب ہزاروی جو نہایت پرجوش عالم باعمل تھے۔ ان کے انتقال پر ملال پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور خدا سے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

(۲) جمعیۃ علماء صوبہ بہار کا یہ اجلاس جمعیۃ علماء صوبہ بہار کے ایک مشہور رکن جوان صالح عالم باعمل مولانا محمد انور حسین صاحب پروفیسر بھاگلپور کالج کی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ مرحوم کو خدا اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

مباحث امروز

مدح صحابہؓ اور اس کی شرعی حیثیت

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کا ایمان افروز بیان

جمہوریہ اسپین کا خاتمہ

تقریباً ڈھائی سال کی مسلسل خونریزیوں کے بعد اسپین کی خانہ جنگی ۲۸ مارچ کو ختم ہو گئی جمہوریہ اسپین اب ایک تاریخ کی حکومت ہے تمام اسپین پر جنرل فرانکو کا قبضہ ہو چکا ہے اور تمام جمہوری فوجیں منتشر ہو گئی ہیں تمام شہر فرانکو کے حوالہ کر دئے گئے ہیں جرمنی اور اٹلی میں فرانکو کی فتح پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں جرمن کے وزیر خارجہ نے اسپینی وزیر خارجہ کو مبارکباد کا تار بھیجا ہے، اٹلی میں اس فتح کی خوشی میں جھنڈے لہرانے کے احکام صادر کئے گئے۔

مسولینی نے اس فتح کا ان الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ یہ جنگ بالشوزم کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہو گئی اسی طرح اٹلی (اور فسزم) کے تمام دشمنوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جرمن اخبارات نے میڈرڈ کی فتح پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ جنرل فرانکو کی فتح میں جرمنی اور اٹلی کا زبردست ہاتھ ہے جمہوریتوں نے چونکہ بالشویکوں کی امداد کی اس لئے لڑائی طول پکڑتی گئی۔

جرمن اخبارات اسپینی بغاوت میں جرمنی اور اٹلی کی مداخلت کا آج اعتراف کر رہے ہیں لیکن دنیا ان کی ریشہ دوانیوں کے متعلق آج سے بہت پہلے فیصلہ کر چکی ہے لیکن اٹلی اور جرمنی کو فرانکو کی اس فتح سے [illegible] برطانیہ کی لیت و لعل اور [illegible] امداد کرتی اور عدم مداخلت کے بہانے دوسری جمہوریت کی امداد سے [illegible] کے خاتمہ سے پہلے جرمنی اور اطالیہ اسپین کے میدانوں میں اس مداخلت کی مہلک قیمت ادا کرتی [illegible] برطانیہ کا نکرگذار ہونا چاہئے کہ ایک کمزور طاقت کے ٹکڑے اڑانے کے لئے برطانیہ نے ان کے لئے سہولتیں فراہم کیں۔

لیکن اسپین میں فرانکو کی حکومت کا قیام برطانیہ کے لئے بھی زیادہ دنوں تک سازگار نہ ہوگا جرمنی اور اٹلی کے اثرات یقیناً جبرالٹر کو ایک فطائی چوکی میں تبدیل کر دیں گے، اور برطانیہ کے لئے بحر روم میں آزاد نقل و حرکت ناممکن ہو جائے گی ممکن ہے برطانیہ اور فرانس اس کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کر لیں مگر آخر کب تک؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہی طاقتیں اس محفوظ بحری راستہ کو بھی خطرناک بنا دیں جو روڈ باہ ذرانسیسی علاقہ میں کو ہوتا ہوا بحر روم تک پہونچائیگا؟ برطانیہ اور فرانس کو معلوم ہونا چاہئے کہ کارسیکا کا مطالبہ اسی اقدام کا پیش خیمہ ہے اور اب اگر آزاد نقل و حرکت مطلوب ہے تو انہیں کسی اور راستہ کی تلاش و جستجو کرنی چاہیئے۔

مرکزی اسمبلی میں مسٹر جناح کا رویہ

کئی روز سے اسمبلی کی کارروائیوں میں حصہ لینے کے متعلق مسٹر جناح نے ایک عجیب و غریب رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ مسٹر جناح غیر متوقع طور پر تشریف لاتے ہیں اور زیر بحث مسائل پر ایک جذباتی تقریر کرنے کے بعد پارٹی کی غیر جانبداری کا اعلان کر دیتے ہیں اس کا ہمیں اعتراف ہے کہ مسٹر جناح کا یہ رویہ حکومت کا ساتھ دینے کی نسبت کم آزار ہے۔ لیکن بہرحال یہ ایک جذباتی چیز ہے اور کم از کم مسٹر جناح جیسے مرد قانونی انسان سے اس قسم کے جذباتی رویہ کی توقع نہیں کیجا سکتی۔

مسٹر جناح بلاشبہ مسلمانوں کے مفاد کی نگرانی کے مدعی ہیں اور اس حد تک ہمیں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ان کے اس دعوے سے انکار کیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ جو اختلاف ہو سکتا ہے وہ طریق نگرانی سے متعلق ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمان ملکی معاملات سے بھی تو غیر متعلق نہیں ہیں۔ ایک ملکی لیڈر ہونے کی حیثیت سے نہ سہی مسلمانوں کی ایک جماعت کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے ہی انہیں ملکی معاملات میں کم از کم اپنے ہی نقطۂ نگاہ سے مطابق ملک کی رہنمائی تو کرنی چاہیئے اس طرح مایوسانہ جذبات سے زیر اثر تھک کر بیٹھ جانا اور جب کسی پر بس نہ چل سکے تو اپنے ہی گریبان سے شغل کرنا ہمارے خیال میں قائدانہ عزم کے بالکل خلاف ہے۔

اور پھر مسٹر جناح کا یہ استدلال بھی تو غلط ہے کہ زیر بحث برطانی ہندوستانی تجارتی معاہدہ جس کے سلسلے میں مسٹر جناح نے دوسری مرتبہ ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے مسلمانوں کے مفاد سے غیر متعلق ہے۔ اس معاہدہ کے ماتحت جو چیزیں آتی ہیں ان میں سے بعض کے ساتھ مسلمانوں کا مفاد خصوصیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اگر نہ بھی ہو تب بھی ہمارے خیال میں مسٹر جناح کا اس طرح روٹھ کر بیٹھ جانا کسی طرح مناسب نہیں۔

رفیق ادارت کی علالت

ہمارے محترم رفیق مولانا حامد الانصاری ایک عرصہ سے علیل ہیں تن و توش کے اعتبار سے وہ یوں بھی کچھ قوی ہیکل نہ تھے اور اس معاملہ میں وہ اپنے حلقوں کی طرف سے مکمل اور کامیاب نمائندگی کیا کرتے تھے لیکن مزاج کی ناسازگاری نے انہیں اور بھی دہان پان بنا دیا۔ اس مرتبہ ایک سفر کے دوران میں حضرت ٹھنڈ کھا گئے اور گو وقتی طور پر آٹھ دس چار کی پیالیوں اور چھ سات انڈوں سے انہوں نے ٹھنڈ کے اثرات کا سر توڑ دیا مگر علاج خزکم بخت ایک مستقل مرض بن گیا اور اس کے نتیجہ میں وہ ایک صاحب فراش ہیں۔ عہ

امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قائد مجلس تحفظ ناموس صحابہؓ کا ایک بیان بغرض اشاعت آگاہی عوام چھپکر شائع ہوا ہے ضرورت ہے کہ ملک کے تمام مسلمان اس بیان کو بغور ملاحظہ فرمائیں، اور جہاں تک ہو سکے شریعت غرا کے اس روحانی پروگرام کو زائد سے زائد پھیلانے کی کوشش کریں۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت خاتم النبیین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں اور آپ کے اصحاب کرام (رضوان اللہ علیہم) کی تعریف قرآن شریف میں متعدد مقامات پر بہت سی آیتوں میں ذکر کی گئی ہیں حتی کہ بعض جگہ یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی مدائح پہلی کتابوں میں (توریت و انجیل) میں ان کی ثنا و صفت ذکر کی گئی تھی سورہ حشر میں مہاجرین اور انصار (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بعض خصائل حمیدہ پر روشنی ڈالنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کہ ان کے بعد آئے یا آئیں گے (تابعین و بعد کے آنے والے) ان کی توصیف اور تعریف میں یہ قول نقل فرمایا گیا ہے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم

ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے ان بھائیوں کی جو کہ ہم سے پہلے ایمان لائے تھے (مہاجرین اور انصار یعنی صحابہ کرام) مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے متعلق کسی قسم کا کوئی کینہ نہ کر اے پروردگار تو بہت محبت اور مہربانی والا ہے۔

مدح صحابہؓ کی مذہبی حیثیت اور وجوب

ظاہر ہے کہ جبکہ یہ قولی صفت بطور ثنا صحابہ کرام کے بعد قیامت تک کے تمام آنے والوں کے لئے ذکر کی گئی ہے اور اس اندامت کہ اس سے نہ صرف اس قسم کی پسندیدگی ہی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کا حکم بھی مکانی اور زمانی، انفرادی اور اجتماعی قیود وغیرہ سے بالاتر ہو کر ٹپکتا ہے تو بعد کے آنے والے مسلمانوں پر اس قول کا کہنا پبلک مقامات عام مناسب مقامات پر بھی شرعاً مطلوب ہوگا۔ احادیث صحیحہ میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ثنا و صفت ان سے محبت رکھنے کی تاکید ان کی شان میں گستاخی کی مذمت، ان کی تابعداری کرنے کا حکم ان کا ذکر بالخیر کرنے کا ارشاد وغیرہ وغیرہ نہایت کثرت سے مذکور ہے اسی بنا پر مسلمانوں کے اجتماعات عامہ (عیدین، حج، جمعہ وغیرہ) میں لکچر دیتے ہوئے خطبہ پڑھتے ہوئے) صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی ثنا و صفت کرنی نہ صرف مستحب قرار دی گئی ہے (دیکھو درمختار، عالمگیری وغیرہ) بلکہ حسب تصریح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص) اس کو شعار اہلسنت و جماعت بھی قرار دیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

اعلان مدح کی شرعی حیثیت

ذکر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعار اہلسنت است (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) ترک نکند بعمد و تمرد آں را مگر کسے کہ دلش مریض و باطنش خبیث، اگر فرض کنم کہ تعصب و عناد ترک نکردہ باشد وعید من تشبہ بقوم فہو منہم راچہ جواب خواہد گفت. ایں قسم گل بدبو از ابتدائے اسلام تا ایں وقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد۔ نزدیک ست کہ ازیں معاملہ تمام شہر متہم گردد بلکہ از ہندوستان مرتفع شود و دریں طور واقعات تغافل وزیدن مبتدعان را دلیر ساختن ست و رخنہ دین کردن (انتہی مختصراً) ترجمہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگرچہ خطبہ کے شرائط میں سے نہیں ہے لیکن اہلسنت کے شعار میں سے ہے کوئی اپنے ارادے اور سرکشی سے اس کو نہیں چھوڑتا مگر وہ شخص جس کا دل بیمار ہو اور اس کا باطن خبیث ہو، اور اگر فرض کریں کہ تعصب اور عناد سے ترک نہ کیا ہو تو وعید من تشبہ بقوم فہو منہم (جس نے کسی قوم کی شباہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے) کا کیا جواب کہا جائے گا؟ اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے اس وقت تک ہندوستان میں کھلتا نہیں معلوم ہوتا، لیکن نزدیک ہے کہ اس معاملہ سے تمام شہر متہم ہو جائے بلکہ ڈر ہے کہ ہندوستان سے یہ امر اٹھ جائے اس قسم کے واقعات سے تغافل برتنا بدعتیوں کو دلیر بنانا ہے، اور رخنہ دین میں پیدا کرنا اور چونکہ شعار کا اظہار اور اعلان ہر زمانے اور ہر جگہ میں ضروری ہے بنا بریں اس کا اعلان ہر جگہ ضروری ہے اور ہوگا منہاج السنۃ میں ہے

ان المسلمین والکفار اذا کان لهؤلاء شعار وجب اظهار شعار الاسلام فی کل زمان وفی کل مکان۔ (مسلمانوں اور کافروں کے جب کہ الگ الگ شعار ہوں تو مسلمانوں کے شعار کا ہر زمانہ اور ہر مکان میں ظاہر کرنا واجب ہے)

دوسری اور تیسری وجہ

علاوہ ازیں جس جگہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے نہ صرف بدظنی پھیلائی جاتی ہو بلکہ (اشهد ان علیا وصی رسول الله و خلیفته بلا فصل) بلند آواز میں کہا جاتا ہو، نیز امام باڑوں مجلس خاصہ اور خصوصی مساجد میں ان کی طرف غلط اور جھوٹے اہانت آمیز واقعات منسوب کیے جاتے ہوں اور عوام سنیوں کا سننا اور متاثر ہونا ممکن اور غلطی میں پڑنا محتمل ہو تو سنیوں کی اصلاح اور تحفظ عقاید کے لئے ایسی مجالس کا منعقد کرنا جنمیں صحابہ کرام کے صحیح واقعات ذکر کیے جاتے ہوں اور اس کی ثنا و صفت کی جاتی ہو واجب ہوتا ہے

۳- بالخصوص جبکہ دوسری قومیں اور حکومت غیر مسلمہ اس کو جرم قرار دینے لگے اس وقت اس کا وجوب اور بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے انھیں امور کی بنا پر لکھنؤ میں مدح صحابہ کا سلسلہ چلا آتا ہے مگر اہل شیعہ نے حکام وقت پر اثر ڈال کر اس میں رکاوٹیں پیدا کیں اور ۱۹۰۸ء سے اس میں تشددات ہوئے اور بار بار [illegible] قربانیاں کی گئیں۔ مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس کے جلسے اور جلوس سنیوں کا انسانی اور شہری اور اجتماعی حق ہے۔

دنیا کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ ہر قوم اپنے مقتدایان دین اور اکابر ملت کے کارناموں ان کی تعلیمات اور ان کے واقعات زندگی سے متاثر ہوتی ہے مسلمانوں کے لئے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بالخصوص حضرات خلفائے راشدین کے کارنامے، ان کی تعلیمات، ان کے حالات زندگی، سرچشمہ ہدایت ہیں اور نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ تمام انسانی دنیا کے لئے ان کے کارناموں میں کھلی ہوئی صاف اور ستھری روشنی موجود ہے

شیوخ اسلام دنیا کی نظر میں

یہی وجہ ہے کہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء کے اخبار ہریجن میں گاندھی جی نے کانگریسی وزراء کو زوردار الفاظ میں ہدایت کی تھی کہ وہ اپنا طرز عمل حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و عمرؓ) جیسا بنائیں یورپین مورخین اس کی خصوصی طور سے ہدایت کرتے ہیں اور اسی بنا پر سیرت فاروقی (رضی اللہ عنہ) کو فرانس کی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب کر دیا گیا ہے، نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ ان کارناموں اور اخلاق و اعمال سے واقف ہو اور چونکہ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں۔ اس لئے ان پر اور بھی لازم ہے کہ ساری نوع خلائق کو ان باتوں سے واقف کریں۔ اور ہر بستی میں عام جلسوں اور جلوسوں وغیرہ سے مسلمانوں، اور غیر مسلموں کو بتائیں کہ ان بزرگوں نے دنیا میں کیا کارنامے بطور یادگار چھوڑے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے کس طرح متاثر ہوئے اور اہل عالم کو مذہب اخلاق تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات وغیرہ تمام شعبہائے زندگی و آخرت کے کیسے کیسے عمدہ اور مفید اسباق سکھائے

ہندوستان کے کروڑوں مسلمان اور غیر مسلم جاہل محض ہیں نہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں نہ اخبارات، ان بے پڑھے لوگوں کو مقدس ہستیوں کی زندگی کے پاکیزہ حالات ان کے بلند مرتبہ خیالات اور ان کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کرانے کا سوائے اس کے کیا ذریعہ ہے کہ بار بار عام جلسہ اور جلوسوں میں ان کا ذکر خیر کیا جائے اور ان کے نام نامی سے ہر کہہ و مہ کو مانوس بنایا جائے بالخصوص ایسی جگہوں میں جہاں کہ غلط فہمیاں قصداً پھیلائی جاتی ہیں یہی مقصد سیرت کے جلسہ اور جلوسوں کا ہے اور یہی مقصد مدح صحابہؓ کے جلسوں اور جلوسوں کا ہے۔

حقوق مدح صحابہؓ اور تبرا میں امتیاز

ہندوستان جیسے ملک میں تبرا قانونی اور اخلاقی جرم ہے اور مدح صحابہ اخلاقی قانونی اور اجتماعی فریضہ ہے۔

ہندوستان جو کہ مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے بجز اس کے باامن و باعافیت نہیں رہ سکتا کہ اس میں بین الاقوامی قوانین رائج کیے جائیں اور ایسی چیزوں سے روکا جائے جو بین الاقوامی رواداری اور مسلک [illegible] کے منافی ہوں کسی شخص یا جماعت کے پیشواؤں کو برا کہنا ان کی تذلیل و توہین کرنا

علاوہ اخلاقی جرم کے یقیناً بین الاقوامی رواداری اور اتحاد کو فنا کے گھاٹ اتارنے والا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۸ کے ماتحت ہمیشہ سے تبرا ہندوستان میں ممنوع رہا ہے اور اسی وجہ سے حکومت ایران نے اس کو شدید ترین جرم قرار دے دیا ہے۔

اسی طرح بین الاقوامی رواداری کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اور ہر جماعت کو مکمل آزادی ہو کہ وہ جائز طریقہ پر اپنے پیشواؤں کی ثنا و صفت کر سکے ان کی قابل اقتداء زندگی کو دنیا میں دکھلا سکے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں سناتن دھرم، آریہ سماج، برہمو سماج، عیسائی، یہودی، شیعہ وغیرہ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے پیشواؤں کے جلوس نکالتے اور جلسے وغیرہ کرتے رہتے ہیں کسی جگہ اور کسی زمانے میں ان کو رکاوٹ نہیں ہے کسی شخص کا اس کے خلاف یہ قول نہیں سنا جاتا کہ ہم کو ان کے مذاہب کے پیشواؤں کے جلوس یا جلسہ سے دل آزاری ہوتی ہے اس لئے اس کو بالکل بند کر دینا حالانکہ ایک موحد مسلمان کو مورتوں اور شرک و کفر کے مظاہرہ سے جس قدر تکلیف اور دل آزاری ہو سکتی ہے وہ بے حد و بے نہایت ہے مگر اس کو یہ کہکر روک دیا جاتا ہے کہ اس مجمع المذاہب ہندوستان میں اگر رہنا ہے تو اس کو سہنا پڑے گا ہر صاحب مذہب کو اپنے ضمیر اور مذہب کی آزادی ہے اور اپنے پیشواؤں کا ذکر کرنے اور تعریف کرنے کا حق ہے اگر تم ان کے حق میں مداخلت کرو گے تو تم امن و امان میں دخل انداز ہو گے اور اس لئے تم شکنجہ کے شکار بنائے جاؤ گے حقوق کی حفاظت کرنا اور غاصبوں کے دست برد سے بچانا گورنمنٹ کا فریضہ ہے۔

حکومت کا طرز عمل

مگر شہر لکھنؤ کی اندھیر نگری میں تقریباً تینتیس سال سے یہ حکم نافذ ہے کہ اہل سنت والجماعت (جن کی تعداد شہر میں اسی ہزار سے زائد ہے اور ان کے خلاف شیعوں کی آبادی صرف اٹھارہ ہزار ہے) اپنے پیشوایان مذہب صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مدح و ثنا کی اجازت نہیں ہے۔

بار بار اس پر قید و بند اور جرمانہ اور تکلیف کی نوبت آ چکی ہے حکومت نے اگرچہ ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء کے اعلان میں یہ الفاظ شائع کر دئے تھے، گورنمنٹ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ پہلے تین خلفاء کی مدح پڑھنا خواہ عام مقام پر ہو خواہ کسی نجی مقام پر زیر بحث نہیں، یہ حق سنیوں کو بلا شک حاصل ہے۔

مگر افسوس کہ آج تک باوجودیکہ تقریباً ایک سال گذر چکا ہے یہ مقالہ مثل سابق گورنمنٹوں کے مقالوں کے، اور ۱۸۵۸ء کے اعلانات وکٹوریہ اور ۱۹۱۲ء کے کنگ جارج کے وعدوں کی ہی طرح ثابت ہوا۔ یہی نہیں ہوا کہ اس پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ تمام پبلک مقامات اور مساجد وغیرہ میں بھی مدح صحابہ سے روکا گیا اور سنیوں کو سزائیں دی گئیں بہت زیادہ مطالبہ پر ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء کو بمشکل خصوصی مقامات پر اور خصوصی حالات میں مدح صحابہؓ کے جلسے کی اگرچہ اجازت دی گئی مگر پبلک مقامات پر جلسہ مدح صحابہ کو اسی نام سے ممنوع ہی قرار دیا گیا اور جلوس کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی گئی۔

سنیوں کی کھلی ہوئی حق تلفی

ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت کے لئے اس سے بڑھ کر تذلیل و توہین اور حق تلفی کا کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے اس سرزمین میں تمام قومیں اور تمام مذاہب تو اپنے اپنے مذہبی اور شہری جلسوں اور جلوسوں سے بلا قید وقت و مکان فیض اٹھائیں اور سنیوں کو اس سے باز رکھا جائے اور گرفتار کیا جائے، بوالعجبی یہ ہے کہ صاحب حق کو امن و امان کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے اور غیر صاحب حق متعدی۔ حق چھیننے والا اور غصب کرنے والا امن توڑنے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاتا، صاحب مال کی سرزنش کی جائے اور ڈاکو چور کی ہمت افزائی کی جائے کیا اس کی مثال بجز برطانوی حکومت کے کہیں دنیا میں پائی جاتی ہے؟ بہرحال اب ہم تمام اہل سنت والجماعت پر لازم ہے کہ اپنے اس مذہبی، انسانی، اخلاقی شہری حق حاصل کرنے کے لئے پورے تیقظ (بیداری) کو کام میں لائیں، اور مردانہ وار ہر قسم کی جائز سعی کو میدان عمل میں پیش کر دیں اسی سلسلہ میں چار پانچ مرتبہ قانون شکنی ہو کر گرفتاریوں کی نوبت آ چکی ہے مگر اصل مقصد کے اعتبار سے وہ بالکل ہی بے فائدہ ثابت ہوئیں بنا بریں اس مرتبہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ میدان میں آکر اپنی زندگی اور ثابت قدمی کا ثبوت پیش کریں اور یہ دکھلا دیں کہ مسلمان اپنے مذہبی امور میں حتی الوسع ذرہ بھر بھی مداخلت گوارا نہیں کریں گے اور نہ کر سکتے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ بعد کی اطلاعات نے بتلا دیا ہے کہ حکومت یو۔ پی نے اپنی روش کی غلطی کو محسوس کر لیا ہے اور سنیوں کے مطالبات منظور کر لئے گئے ہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب نے اس تحریک کو بند کرنے کا اعلان فرما دیا ہے جو اس سلسلہ میں شروع کی گئی تھی

عہ ہم سے زیادہ کون اس کی تمنا کرتا ہوگا کہ وہ کل کے اچھے ہوتے آج بیماری کے بستر سے اٹھ کھڑے ہوں لیکن ممکن ہے کہ ہماری آرزوؤں اور تمناؤں میں خود غرضی کا بھی کچھ دخل ہو ہم تمام احباب کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ موصوف کی جلد اور مکمل صحت یابی کے لئے [illegible]

لدھیانہ میں وزیر تعلیم پنجاب کے خلاف زبردست احتجاج

۹ر مئی شب بعد نماز عشاء۔ میدان ٹانچی محلہ موچپورہ زیر اہتمام انجمن اشاعت القرآن ایک عظیم الشان پبلک جلسہ زیر صدارت مولانا عبدالواسع صاحب منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جناب حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب صدر مجلس احرار اسلام ہند اور خواجہ حاجی محمد اعظم صاحب نے میاں عبدالحی صاحب وزیر تعلیم کے اس سرکلر کی حقیقت بیان کی جس کی رو سے ابتدائی امدادی مدارس کو نہایت ہی ہوشیاری سے بند کیا گیا ہے جن مدارس میں ہزاروں بچے قرآن کریم اور پرائمری تک دو درجہ تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ شہر کے مسلمانوں میں اس سرکلر کے خلاف سخت اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ اور مسلمان وزیر تعلیم کی اس اسلام دشمنی پر زبردست ایجی ٹیشن کریں گے۔ اور انشاء اللہ ان ابتدائی مدارس کو کبھی بند نہ ہونے دیں گے۔ یہ اشتعال روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

۲۰ ر و ۲۴ ر مئی سنہ [illegible]ء

۹ مئی ۱۹۳۹ء

09-05-1939

مجلس احرار کی خبریں

احرار و النیٹڑ کانفرنس دہلی

صدر مجلس احرار اسلام کی تقریر، شہنشاہیت سے جنگ کرنیوالی قوتوں کو مضبوط کرو

دہلی۔ ۲۵ اپریل انجمن سیف الاسلام کے سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں کل احرار والنیٹر کانفرنس پریڈ گراؤنڈ میں چودھری افضل حق صاحب کی صدارت میں ہوئی۔ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار ہند نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مسلم لیگ کی پالیسی پر سخت حملہ کیا۔ اور کہا کہ قوم پرست مسلمانوں نے گذشتہ بیس سال میں جو پالیسی اختیار کی ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ اور ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہی آج ملک میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور لوگوں میں اپنے حقوق کے لئے ایک نئی بیداری پیدا ہو گئی ہے۔

آپ نے جمعیۃ العلماء ہند اور مجلس احرار کے قیام پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ جو لوگ مسلمانوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کے لئے کہتے ہیں۔ ان کا مطلب کیا ہے۔ مسلمان تو پہلے ہی متحد ہیں۔ آپ نے مسلم لیگی لیڈروں کی قلعی کھولتے ہوئے کہا کہ ایک جانب تو سر سکندر حیات خاں اور میجر خضر حیات خاں جنگ عظیم میں اتحادی طاقتوں کی مدد کے لئے۔ ترکی کے خلاف لڑے اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو اسلام کے علمبردار کہتے ہیں کیا ان کے قول اور فعل میں کوئی میل ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے کچھ ساتھی تھک گئے ہیں۔ کچھ ساتھیوں کو دشمن نے خرید لیا ہے۔ ہندوستان میں سیاسیات پر ناک کی سیدھ چلنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اور ہم گزشتہ بیس سال سے اسی پالیسی پر چلتے رہے ہیں۔

آپ کو احرار کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ان قوتوں کو مضبوط کرنا چاہئے جو سامراج سے فیصلہ کن لڑائی لڑیں گی اور آپ کو "اسلام خطرہ میں" کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بچنا چاہئے۔

ہمارے دو مشکل کام ہیں، ملک کی آزادی، اقلیتوں کی حفاظت

جھنڈا لہراتے ہوئے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کا ارشاد

دہلی حسب اعلان مجلس احرار علاقہ علاوہ بازار بلاقی بیگم مقابل کٹرہ شیخ چاند بعد تلاوت قرآن مجید رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا فرمائی۔ مولانا نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ معزز حضرات اور رضا کار دوستو جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی گئی ہیں اس کام سے بہت ڈرتا ہوں۔ لیکن گھبراتا نہیں۔ جھنڈا قوموں کی سر بلندی اور ان کی زندگی کی نشانی ہے۔ جنگ میں صحابہ نے ایک ہاتھ کٹنے کے بعد دوسرے ہاتھ اور ہاتھ کٹنے کے بعد دونوں بازو میں جھنڈے کو تھاما۔ تا آنکہ گردن کٹنے پر دوسرے صحابی نے جھنڈا تھام لیا۔ ہم دو مشکل راستوں کو طے کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) آزادی اقلیتوں کا تحفظ ان کی عزت و حرمت کی حفاظت۔ ہم دنیا کے سامنے محض سیرۃ النبی پیش کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہر مسلم کی زندگی سے تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ (۲) دنیا سے دہریت کو ختم کیا جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اور سچے رسول علیہ السلام کے نام کو اپنے تقویٰ سے بلند و بالا کریں۔ ہمارے اخلاق کریمہ سے ہر قوم ہماری طرف جھکے گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا ہر رضاکار خلق خدا کی خدمت کرے اور وقت آنے پر

ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کا شاندار نمایندہ اجلاس

سیکڑوں علماء اور چالیس ہزار مسلمانوں کا بے مثال اجتماع

حضرت علامہ عثمانی کا فصیح و بلیغ خطبہ صدارت اور اہم تجاویز

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کے مشورہ اور حکم سے تمام ہندوستان کے ابنائے دارالعلوم کا مرکزی اور نمائندہ اجلاس ۷ مارچ کو جمعیۃ العلماء ہند کے وسیع پنڈال میں زیر صدارت فخر العلماء حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی منعقد ہوا۔ مختلف بلاد ہند کے تقریباً ساٹھ سو جلیل القدر فضلائے دارالعلوم کے علاوہ تیس چالیس ہزار مسلمانوں نے اس جلسہ میں شرکت کی حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاضل دیوبند (ناظم دینیات جامعہ دہلی) صدر استقبالیہ تقریر کی لیکن جامع خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جسے علمی حلقوں میں بہ نگاہ پسندیدگی دیکھا جا رہا ہے حضرت علامہ عثمانی کا خطبہ صدارت جو ممدوح نے زبانی ارشاد فرمایا تھا غایت درجہ فصیح و بلیغ اور دارالعلوم وابنائے دارالعلوم کی ۸۰ سالہ شاندار تاریخ پر حاوی تھا۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند کو جسم اسلامی میں بمنزلہ قلب قرار دیا۔ اور فرمایا کہ دارالعلوم کا بند ہوجانا اسلامی زندگی کے ختم ہوجانے کے مرادف ہے۔ اسلئے دارالعلوم کو مخالفین کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا تمام مسلمانوں کا اہم ترین فرض ہے مختلف اہم تجاویز پر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی مدظلہ. مولانا حفظ الرحمن. مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی۔ غازی مدیر الجمعیۃ۔ مولانا سید محمد میاں استاد جامعہ قاسمیہ مراد آباد۔ مولانا منت اللہ مونگیری ایم۔ ایل۔ اے۔ راقم الحروف و دیگر حضرات برادران علمی نے تقریریں فرمائیں۔

فرزند دارالعلوم جناب الزرعی نے اس جلسہ میں دو نظمیں پڑھیں جنہیں بہت پسند کیا گیا۔ لوگ انہیں عام طور پر "شاعر اسلام" سے خطاب کر رہے تھے۔

اس اہم تجاویز منظور ہوئیں جن میں فخر العلماء علامہ عثمانی۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی اور مولانا محمد طیب صاحب کی خدمت میں ترقی دارالعلوم کی مساعی اور تحریک ابنائے قدیم کے سلسلہ خراج تحسین کیا گیا۔ ابنائے دارالعلوم سے منظم ہوجانے کی اپیل کی گئی۔ فلسطین اور وزیرستان میں برطانوی مظالم کو قابل نفرت قرار دیا گیا۔ حکومت نظام میں آریوں کی ریشہ دوانیوں پر ملامت کی گئی۔ تحریک مدح صحابہ کے خلاف حکومت یو۔پی کے طرز عمل کو قابل نفرت وملامت ٹھہرایا گیا۔ ریاست جے پور کے وحشیانہ فائرنگ پر اظہار غم وغصہ کیا گیا۔ مولانا محمد میاں انصاری کی واپسی کے لئے حکومت یو۔پی سے کوشش کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اکابر دارالعلوم سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کرنے اور نصاب تعلیم میں مناسب ترمیم کرنے کی درخواست کی گئی۔

تجاویز منظور شدہ اجلاس

ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند منعقدہ دہلی

(۱) تمام ہندوستان کے ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کی یہ ہمہ گیر کانفرنس اپنے محترم برادر علمی فخر العلماء حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں خراج تحسین اور ہدیہ تشکر پیش کرتی ہے کہ آن ممدوح نے اپنے عہد صدارت دارالعلوم میں تنظیم فرزندان دارالعلوم کی عدد درجہ اہم ضرورت کی طرف قابل قدر توجہ فرما کر اور اس تنظیم الشان کام کی انجام دہی کے لئے مرکز میں مستقل طور پر شعبہ تنظیم ابنائے دارالعلوم قائم کرکے دارالعلوم کے تمام منتسبین علمی کی دیرینہ دلی آرزو کو پورا فرمایا۔

نیز اپنے محترم برادر علمی حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کا بھی شکر گذار ہے کہ ممدوح تنظیم ابنائے قدیم کی تحریک کو کامیاب بنانے کی سعی میں سرگرمی اور دلچسپی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ محرک مولانا محمد میاں صاحب مدیر قائد مراد آباد۔ موید مولانا محمد صدیق صاحب و مولانا جمال الدین۔

(۲) ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کا یہ نمائندہ اجلاس فخر العلماء حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ، اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب کی ذوات گرامی پر اپنے کامل اعتماد کا اعلان کرتا ہے اور دارالعلوم کی ترقی واستحکام کے سلسلہ میں ان ہر سہ بزرگوں کی پیہم مساعی کو بہ نگاہ تشکر واستحسان دیکھتا ہے۔

(۳) فرزندان دارالعلوم کا یہ اجلاس تمام ابنائے ومنتسبین دارالعلوم اور تمام علمائے فن ومخلصین مسلمانوں سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ آجکل دین اور تعلیمات دین کو مٹا کر لادینی اور دہریت کی ترقی کے لئے دار جان کرنے کے نامبارک ارادہ سے ایک نہایت گہری اور مکروہ سازش کے ماتحت مذہبی اداروں پر جو اندرونی اور بیرونی حملے کئے جا رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اپنے روایات قدیمہ کے مطابق پورے عزم وثبات کے ساتھ سینہ سپر ہو کر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دین قیم کی حفاظت اور تعلیمات الٰہی کی صیانت کا ذمہ دارانہ فریضہ کامل اخلاص اور جمعیت کے ساتھ ادا کریں۔ اور رفتار زمانہ میں جن آنے والے خطرات کی خبر سنا رہی ہے۔ انہیں ناکامیاب بنا دینے کے لئے مرکز کی ہدایت کے مطابق جلد از جلد منظم ہوجائیں۔ اور جن مقامات پر ہنوز مجالس ابنائے قدیم قائم کر کے ان کا الحاق کرلیں۔

(۴) ابنائے قدیم دارالعلوم کا یہ اجلاس فلسطین اور وزیرستان میں انگریزی حکومت کی بہیمانہ حرکات اور وحشیانہ خونریزیوں کو انتہائی غم وغصہ اور تشویش واضطراب کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور تمام علماء سے پر زور اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ فلسطین ووزیرستان کو مہلک وجانگداز مصائب سے نجات دلانے کی ہر مفید جد وجہد میں لائیں اور مجلس تحفظ فلسطین سے اپنے کامل اثر ورسوخ کے ساتھ سرگرم تعاون کریں۔

(۵) فضلا دارالعلوم دیوبند کا یہ ہمہ گیر اور وسیع اجتماع حکومت نظام کے خلاف آریوں اور مہاسبھائیوں کی فرقہ وارانہ امن سوز ریشہ دوانیوں کو سخت نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی معدلت گستری بیدار مغزی اور ہر دلعزیزی کی بنا پر توقع رکھتا ہے کہ یہ فرقہ پردازی مفسدہ پرداز اپنے نامبارک ارادوں میں جلد ہی خائب وخاسر ہوجائیں گے۔

یہ جلسہ اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شاہ دکن کی ذات اعلیٰ سے اپنی دلی عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت نظام کے تحفظ بقا کی امکانی جد وجہد کو اپنا فرض سمجھتا ہے لہذا تمام فضلاء دیوبند اور ان سے تعلق رکھنے والے بیشمار مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کریہہ پروپیگنڈے اور جد وجہد کے خلاف موثر آواز بلند کریں۔ یہ اجلاس اعلیٰ حضرت کی حکومت سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ عام رعایا کی فارغ البالی اور ذمہ داری کو ترقی دینے کے لئے اپنی ان خواہشات کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے گی جن کا اعلان شاہی فرمان میں کیا گیا ہے۔

(۶) ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کا یہ جلسہ دارالعلوم کے ہمہ گیر اثرات وتعلقات اور اقتضائے وقت کے پیش نظر اکابر دارالعلوم دیوبند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد مرکزی مجلس ابنائے قدیم کی نگرانی میں ایک ہفتہ وار اخبار جاری کرکے فرزندان دارالعلوم اور عام مسلمانوں کو اس مرکز دینی سے وابستہ رکھنے کا سامان مہیا کریں۔

(۷) فرزندان قدیم دارالعلوم دیوبند کا اجتماع مدح صحابہ رضہ کے سلسلے میں حکومت یو۔پی کے طرز عمل کو قابل نفرت قرار دیتا ہے اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نے جو مسلمانوں کے اس مذہبی شہری حق کو حاصل کرنے کے لیے مسولانہ قربانی کی جو تحریک شروع کی ہے اس کی تائید کرتا ہے نیز تمام مسلمانان ہند خصوصاً یو۔پی کے مسلمانوں کے لئے ضروری سمجھتا ہے کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی ہر امکانی جد وجہد سے کام لیکر حکومت یو۔پی کو مجبور کردیں کہ وہ مدح صحابہ رضہ کے جائز حق کو نہ صرف تسلیم کرے بلکہ اس پر عمل کرنے کے لئے پوری پوری آزادی دے۔

(۸) ابنائے قدیم دارالعلوم کا یہ جلسہ ریاست جے پور کے ان مظالم کو جن کا مظاہرہ اس نے ابھی حال میں مسلمانان جے پور کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا کر کیا ہے۔ نہایت بہیمانہ اور انسانیت سوز قرار دیتا ہے۔ اور تمام فرزندان دارالعلوم دیوبند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ریاست جے پور کے ان مظالم کے خلاف اظہار نفرت وملامت کریں۔ اور مسلمانوں کو آمادہ رکھیں کہ اگر ضرورت ہو تو وہ اس معاملہ میں ہر قسم کی قربانی کر سکیں۔

(۹) فرزندان دارالعلوم کا یہ اجتماع ابنائے دارالعلوم کے فرزند جلیل حضرت مولانا محمد میاں صاحب انصاری مولانا منصور صاحب کی ۲۵ سالہ طویل جلاوطنی اور مفارقت کو بے چینی کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور حکومت یو۔پی سے شدت کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حکومت ہند پر زور ڈال کر جلد از جلد حضرت مولانا کی واپسی وطن کی اجازت حاصل کرے۔

(۱۰) جمعیۃ ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کا یہ عام جلسہ مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب تعلیم میں تاریخ وجغرافیہ کی کمی کو محسوس کرتا ہے۔ لہذا مدارس عربیہ کے بااختیار حضرات سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جہاں تک جلد ممکن ہو غیر ضروری کتابوں کو نصاب سے خارج کرکے تاریخ وجغرافیہ کی کتابیں داخل کریں۔ اور ضروری ترمیمات کے ساتھ نصاب کو اتنا معتدل بنا دیں کہ وہ ضروریات حاضرہ کے لیے کافی ہو سکے۔

عبدالوحید ناظم :- ابنائے قدیم دیوبند

گورنمنٹ نے ابھی دور ہی کی ہے۔ فتح آباد کی مجلس احرار اپنا کام پورے جوش کے ساتھ شروع کردے گی اس تحریک کو چلانے کے واسطے مجلس احرار نے اپنا پروگرام مرتب کرلیا ہے اور اس سلسلہ میں متعدد سب کمیٹیاں بنائی ہیں ایک مالی سب کمیٹی بنائی گئی ہے اور ایک جیل میں لوگوں سے ملاقات کرنے والوں کی اور جیل جانے والوں کی خدمت کرنے کے واسطے ایک ایک سب کمیٹی بنائی ہے اور لوگوں سے اپیل کی ہے کہ جو لوگ جیل جانا چاہیں وہ اطلاع کریں مجلس احرار کا باقاعدہ جنگی محاذ ابھی قائم نہیں ہوا مجلس کے ذمہ دار اس پر غور کر رہے ہیں کہ ممکن ہے کہ مجلس کی چھاؤنی شہر سے کچھ دور ہو اور محاذ جنگ بھی گنجان آبادی میں نہ رکھا جائے ایک سب کمیٹی اس لئے بنائی ہے کہ وہ مختلف محلوں میں جلسوں کا انتظام کرے اور کچھ معززین دورہ سے آنے والے ہیں۔

الجمعیۃ دہلی

شیخ الاسلام مولانا مدنی کی کامیاب رہنمائی

اس دفعہ کانگریس سیشن میں مسلم ڈیلی گیٹ بہت زیادہ تعداد میں شامل ہوئے

وہ فیڈریشن کے خلاف جنگ کی سکیم تیار کر رہے ہیں

۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

کانگریس کیمپ تری پوری۔ ۱۱ مارچ اس سال کانگریس سیشن کی خاص خصوصیت ہے کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے مسلم ڈیلی گیٹ بڑی تعداد میں شامل ہوئے مولانا حسین احمد صاحب صوبہ یو۔پی سے مسلم ڈیلی گیٹوں کی ایک جماعت کے ساتھ شامل ہوئے۔ صوبہ سرحد سے بھی مسلم ڈیلی گیٹ بڑی تعداد میں آئے۔ بنگال نے بھی بہت سے ڈیلی گیٹ روانہ کئے۔ جن میں سے یہ بھی ہیں۔ مولوی عبدالمالک۔ مسٹر حبیب الرحمن۔ عبدالحکیم۔ قاضی عبداللطیف۔ مسٹر مشرف حسین، خان حاجی فقیر الدین۔ مولوی عبدالسبحان، مولوی مرتضے چودھری مسٹر محی الدین خان، قاضی شمس الدین۔ عبدالحسین۔ تمام ڈیلی گیٹ جو تری پوری سیشن میں شامل ہوئے وہ ایک کانفرنس میں شریک ہو کر فیڈریشن کے خلاف جنگ کرنے کی سکیم تیار کر رہے ہیں حضرت شیخ الاسلام نے اس موقع پر تمام مسلمانوں کی کامیاب رہنمائی فرمائی ہے۔

جمعیۃ العلماء ضلع پرتاب گڈھ کی بر وقت فرض شناسی

پرتاب گڈھ ۵ مارچ ۱۹۳۹ء آج یہاں کی دونوں جامع مسجدوں میں مسلمانوں کے جلسے مدح صحابہ رضہ کے سلسلہ میں منعقد ہوئے مقررین نے تحریک مدح صحابہ لکھنؤ کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امام ہند مدظلہ کی گرفتاری اور ان کے بعد سیکڑوں مدح صحابہ کی گرفتاریوں کا ذکر کیا اور مسلمانوں کو تلایا کہ ایسے نازک وقت میں انکا اسلامی اور قومی فریضہ کیا ہے نیز مسلمانوں نے مجلس تحفظ ناموس صحابہ کے قیام اور رضاکاروں کی بھرتی کے لئے خاص طور پر پر زور اپیل کی گئی۔ چنانچہ کثیر التعداد مسلمانوں نے ناموس صحابہ کی خاطر قیدیوں کے مصائب جھیلنے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ اور حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

(۱) مسلمانان پرتاب گڈھ کا یہ اجلاس مدح صحابہ کے بارے میں حکومت کی بیجا اور متعصبانہ پابندیوں کو مذہبی اور شہری حقوق پر ضرب کاری سمجھتا ہے اور اس کے اس ناجائز رویہ کو انتہائی غم وغصہ کی نظر سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بہت جلد تمام پابندیوں کو اٹھا کر کانگریس کے وقار اور متحدہ قومیت کے تخیل کو برقرار رکھے ہم حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام نہ کیا تو پھر لاکھوں مسلمان اس معاملہ میں ہر قسم کے مصائب جھیلنے کے لئے تیار ہیں اندریں صورت ناخوشگوار حالات کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

(۲) یہ جلسہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ لکھنؤ پر کامل اعتماد ظاہر کرتا ہے اس کو اپنی اعانت وہمدردی کا تعلق دلاتا ہے۔ اس سلسلے میں جو قدم بھی اٹھایا جائے گا۔ اس کے لئے یہاں کے مسلمان تیار ہیں۔ (۳) یہ جلسہ تمام ان مجاہدین کی خدمات میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے ناموس صحابہ رضہ کی خاطر قید کی تکالیف کو لبیک کہا۔

ناظم جمعیۃ العلماء پرتاب گڈھ

ناموس صحابہ رضہ کا تحفظ

مجاہدین احرار کی روانگی

جمعیۃ العلماء فرخ آباد

احرار پولٹیکل کانفرنس کے سالانہ اجلاس

جمعیۃ علماء ضلع فرخ آباد کا سالانہ اجلاس بتاریخ ۱۹۳۹ء روز جمعہ زیر صدارت مجاہد اعظم سید العلماء جانشین شیخ الہند حضرت مولانا الحاج سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ، اور بتاریخ یکم۔ دوم۔ اپریل روز شنبہ ویکشنبہ ضلع احرار پولٹیکل کانفرنس کا سالانہ اجلاس زیر صدارت شیخ الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند بمقام فرخ آباد دروازہ نصرت میر خاں صاحب۔ متصل لال دروازہ) میں منعقد ہوگا۔

حضرت ذیل نے شرکت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ امید کہ باشندگان ضلع (قصبات ودیہات) اور شہر فرخ آباد زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرکے مذہبی وسیاسی صحیح رہنمائی کیجئے

علماء دین اور مجاہدین اسلام کے اسمائے گرامی

(۱) سید العلماء حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی

(۲) شیخ الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی۔

(۳) شیخ الادب حضرت مولانا الحاج عبدالحکیم صاحب صدیقی لکھنوی

(۴) خطیب العلماء حضرت مولانا حامد سعید صاحب دہلوی

(۵) مجاہد اسلام حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاری۔

(۶) حضرت مولانا مولوی شاہد میاں صاحب الہ آبادی فاخری۔

(۷) جناب ماسٹر تاج الدین صاحب لدھیانوی۔

(۸) جناب مولانا سمیع اللہ صاحب صدر مجلس احرار اسلام صوبہ دہلی۔

(۹) جناب مولانا عبداللہ صاحب فاروقی اڈیٹر محشر خیال دہلی۔

(۱۰) جناب خان محمود علی خان صاحب ناظم صوبہ مجلس احرار اسلام سہارنپور

(۱۱) ترجمان حریت جناب مولانا انور صاحب صابری۔

(۱۲) مجاہد احرار جناب مولانا عبدالقیوم صاحب کانپوری۔

(۱۳) جناب مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی ناظم تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند

(۱۴) جناب مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔

(۱۵) جناب غازی محمود دھرپال صاحب بی۔ اے۔

(۱۶) جناب مولانا بشیر الدین احمد صاحب اڈیٹر مومن گزٹ کانپور۔

ان حضرات کو بھی بلانے کی کوشش کیجارہی ہے۔

تحریک مدح صحابہ

مجلس احرار فوجی چھاؤنی قائم کر رہی ہے

اطلاع ملی ہے کہ ماسٹر تاج الدین لدھیانوی پروپیگنڈا سکریٹری مجلس احرار اسلام ہند اور مستوحی احمد آج ملیح آباد تشریف لے گئے ہیں اور شام کو واپس آجائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ مجلس احرار کی فوجی چھاؤنی تحریک مدح صحابہ کے سلسلہ میں ابھی تک مقرر نہیں ہوئی ہے اور یہ غور کیا جا رہا ہے کہ کہاں چھاؤنی بنائی جائے۔ ملیح آباد کے مسلمان کافی تعداد میں قربانی پیش

علامہ آزاد کی قابل قدر کتابیں

جن کا ترجمہ تمام اسلامی زبانوں میں ہوچکا ہے اور جو ملت اسلامیہ میں بے حد مقبول ہوئی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

مکمل مضامین مع تازہ مضامین للعہ۔ حزب اللہ ۸ر۔ دعوت حق ۸ر۔ دعوت عمل ۸ر۔ صدائے حق ۸ر۔ جہاد اور اسلام ۸ر۔ اتحاد اسلامی ۳ر۔ خطبات ۴ر۔ تفسیر سورہ والتین ۸ر۔ خطبات سیاسیہ ۸ر۔

ملنے کا پتہ اردو بک ڈپو دریا گنج پوسٹ بکس ۶۵ دہلی۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام المسلمین شیرانوالہ در تحریک خاکساران

مشرقی کے مخصوص عقاید سے بیزاری کا اعلان

۹ ستمبر ۱۹۳۵ء

۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء

مجلس احرار اسلام کی خبریں

۲۲ دسمبر [illegible]

حضرت مولینا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار اسلام کا مقدمہ

سرکاری اپیل خارج ہو گئی پنجاب ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

لاہور ۲۰ دسمبر۔ آج لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس بلیکر نے اس سرکاری اپیل کو خارج کر دیا جو مولینا حبیب الرحمن صاحب صدر آل انڈیا مجلس احرار کی رہائی کے خلاف دفعہ ۱۲۴ (الف) کے ماتحت بغاوت کے الزام میں دائر کی گئی تھی۔

گزشتہ دسمبر میں مولینا نے لدھیانہ میں جو تقریر کی تھی اس پر تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ (الف) اور ۱۵۳ (الف) کے ماتحت علیحدہ علیحدہ دو الزاموں میں مقدمہ چلائے گئے تھے۔

دفعہ ۱۲۴ (الف) کے ماتحت الزام میں جو مقدمہ چلایا گیا تھا اس میں مجسٹریٹ نے مولانا کو رہا کر دیا تھا لیکن دفعہ ۱۵۳ (الف) کے ماتحت آپ کو سزا دے دی گئی تھی اور آپ کو بوڑھا ہونے کی وجہ سے دو سال کے لئے دو ہزار روپیہ کی تحریری ضمانت پر چال چلن کی آزمائش پر رہا کر دیا گیا اور یہ شرط رکھی گئی تھی کہ دو سال کے اندر اندر جب طلب کیا جائے تو حاضر ہو جائیں اور سزا کاٹیں اور اس اثنا میں امن و امان اور نیک چال چلن قائم رکھیں

حکومت نے ۱۲۴ (الف) کے ماتحت رہائی کے خلاف اپیل کیا تھا۔

فاضل جوں نے دلائل سننے کے بعد حکومت کی اپیل کو خارج کر دیا۔

اور ملزم نے دفعہ ۱۵۳ (الف) کے ماتحت سزا کے خلاف جو اپیل کیا تھا اسے بھی خارج کر دیا۔

مولینا عزیز الرحمن صاحبزادہ مولینا حبیب الرحمن کی سزا یابی

ہائی کورٹ نے سرکاری اپیل منظور کر لی

لاہور ۲۱ دسمبر۔ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس بلیکر نے احرار لیڈر مولوی عزیز الرحمن کی بریت کے خلاف سرکاری اپیل منظور کرتے ہوئے ان کو یہ حکم دیا کہ یا تو وہ ایک سال تک نیک چلن رہنے کے لئے قانون ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۶۲ کے ماتحت ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت داخل کریں اور یا بصورت عدم ادخال ضمانت تین ماہ کی سزائے قید کاٹیں۔

مولوی عزیز الرحمن کے جو کہ مولوی حبیب الرحمن پریذیڈنٹ آل انڈیا مجلس احرار کے صاحبزادہ ہیں باغیانہ تقریر کرنے کے سلسلہ میں استغاثہ دائر کیا گیا تھا لیکن سماعت کنندہ مجسٹریٹ نے انہیں بری کر دیا تھا۔

آج صبح جب عدالت کا اجلاس ہوا تو چیف جسٹس نے لالہ شیام لال سے دریافت کیا کہ کیا ان کا موکل اظہار افسوس کرنے کے لئے تیار ہے

لالہ شیام لال نے جواب دیا میرے موکل کا کہنا ہے کہ استغاثہ کی جانب سے جن جملوں پر اعتراض کیا گیا ہے ان کو اس نے اپنی تقریر کے دوران میں استعمال نہیں کیا۔

اس کے بعد جج صاحبان موصوف نے مندرجہ بالا حکم صادر کر دیا۔

تائید حق

یکم اپریل ۱۹۳۹ء

مدح صحابہؓ اور مولانا حسین احمد کی بلیغ سرور عالم کی بارگاہ میں

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو تائید حق ملتی ہے جانے رہتی ہے ان کی کسی فروگذاشت کی طرف قدرت کی طرف سے ذہن متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ دنیا میں ہر ایک عمل کی مذہبی اخلاقی اعتبار سے دو ہی حیثیتیں ہو سکتی ہیں اچھائی اور برائی اور ان کا فیصلہ آثار و قرائن سے ہی کیا جاتا ہے اور یہی ایک طریقہ باقی رہ گیا ہے جو کسی عمل کے متعلق فیصلہ کرنے میں امداد بہم پہونچاتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ وحی و الہام کے ذریعہ کسی امر کی تصدیق و تکذیب اس وقت خارج از بحث ہے۔

اس وقت مسلمانوں کے اجتماعی اعمال کی بھی دو ہی معقول حیثیتیں ہو سکتی ہیں سیاسی نقطۂ نگاہ سے انہیں یا تو ان علماء کرام کا ہمنوا ہونا چاہیئے جو مسلمانوں کی سیاسی فلاح اس وقت کانگریس کے اشتراک میں دیکھ رہے ہیں اور یا ان زعما کا ساتھ دینا چاہیئے جو مسٹر جناح اور ملک کے سرمایہ پرست مسلمانوں کی اقتدا کر رہے ہیں۔

پہلی جماعت جمعیۃ العلماء اور مجلس احرار کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں جن کی تحقیر و توہین کو ایک مخصوص طبقہ کی طرف سے ہمسایۂ جہاد خیال کیا جا رہا ہے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی ذات گرامی اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ زیر بحث لائی جا رہی ہے اور کونسا وہ گھناونا لقب ہے جو موصوف کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے خدام کی طرف سے استعمال نہیں کیا جا رہا۔

حضرت مولانا آجکل تحریک مدح صحابہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں اور بزرگان احرار پورے جوش ایمانی اور ولولہ کے ساتھ تحریک میں بے مثال قربانیاں پیش کر رہے ہیں بعض بزرگوں کے نزدیک مدح صحابہؓ کی تحریک صحیح نہیں ہے اور ان کو نیک نیتی کے ساتھ اس سے اختلاف ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لئے یہ خواب جو زمزم کے شکریہ کے ساتھ یہاں نقل کیا جا رہا ہے ایک تشفی بخش دلیل ثابت ہو سکے گا۔

اور اس سے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب اور بزرگان احرار کی رفعت منزلت کا اندازہ کیا جا سکے گا۔ خواب حسب ذیل ہے۔

"کل دو بجے صوفی محمد ادریس کو جو لوگوں نے سرخ کپڑوں میں دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ صوفی صاحب احرار کے بے انتہائی مخالف تھے اور اسی لئے تحریک مدح صحابہؓ کی مخالفت ۱۹۳۵ء میں بھی کی تھی اور آج تک مخالفت کر رہے تھے ان لوگوں نے اس حال میں دیکھا کہ سب کپڑے سرخ ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہے آپ نے مسجد میں داخل ہوتے ہی مجلس احرار زندہ باد کا نعرہ لگایا اور فرمایا کہ بھائیو مجھ کو معاف کر دو میں نے ہمیشہ آپ لوگوں کی مخالفت کی، آج مجھ کو کامل یقین ہے کہ آپ ہی لوگ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دلارے ہیں یہ کہکر روتے روتے ہچکی بندھ گئی [illegible] تھے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے حسب معمول میں کل دن بھر احرار کے خلاف شہر میں پروپیگنڈا کرتا رہا رات کو جب میں حسب معمول اپنے وظائف درود کے ختم کر چکا تو نیند آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ امین آباد میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور ایک سبز پوش جن کا چہرہ مانند ماہتاب کے چمک رہا تھا تشریف فرما ہیں آپ کے ارد گرد ہزاروں نورانی چہرے والے دو زانو بیٹھے ہوئے درود و سلام پڑھ رہے ہیں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا حسین احمد صاحب دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور فرمانے لگے کہ نانا جان آپ کی امت شیعوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مجھ پر طرح طرح کے اتہام لگاتی ہے اور ہر طرح کی گالیاں دیتی رہتی ہے اس پر حضورؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا حال ہوگا میری امت کا ایک حسین کو کربلا میں شہید کیا اور دوسرے حسین کو ہندوستان میں ذلیل کر رہے ہیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ سرخ پوش مسلمان پا بزنجیر مدح صحابہؓ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں آنحضورؐ نے ان کو بلایا اور سب کی پیشانیوں کو چوما۔ میں بھی دوڑا کہ آنحضور (صلے اللہ علیہ وسلم) کی قدمبوسی کروں آپ نے فرمایا کہ اس کو دربار سے نکال دو یہ شخص جن کو میں پیار کرتا ہوں، ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ ان کا بیا سطرار بناتا ہے جو میرے اصحاب کو گالیاں دینا فرض سمجھتے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو درود و سلام دو زانو بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے ان کی عزت میری عزت ہے میرے ساتھی

مباحث امروز

حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی کا تبصرہ

واردھا اسکیم مسلمانوں کی مذہبی زندگی کیلئے خطرناک ثابت ہوگی

اسکیم میں گاندھی ازم اور دہریت کی تخم کاری کی گئی ہے

تعلیم کا مسئلہ ایک قوم کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے زندگی کے تمام شعبے خواہ وہ انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں یا اجتماعی سے اس سے یکساں طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ ملی روایات کا تمام ڈھانچہ مذہبی، سیاسی، مجلسی اور اقتصادی زندگی کی تمام تعمیر نظام تعلیم پر ہی قائم ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر مسلمان ایک مستقل ملت کی حیثیت سے کسی ایسے تعلیمی ضابطہ کو سہولت کیساتھ قبول نہیں کر سکتے جو کم درجہ میں بھی ان کے استقلال پر اثر انداز ہوسکتا ہو اور جس میں ان کی ضروریات کا پوری طرح لحاظ نہ رکھا گیا ہو۔ موجودہ نظام تعلیم کو جس وقت ہندوستان کے لئے مرتب کیا جا رہا تھا تو مسلمانوں کے ایک از خود طبقہ نے علماء کے وقت کی ہمہ گیر مخالفت کے باوجود اپنے قومی اور مذہبی مفاد کیلئے اسکی سازگاری یا ناسازی کا لحاظ کئے بغیر آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا تھا۔ [illegible]

[illegible]

آج کی اشاعت میں واردھا تعلیمی اسکیم پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا تبصرہ شائع کیا جا رہا ہے۔ موصوف نے الجمعیۃ [illegible]

[illegible]

اسلام کی اہمیت ہندوستانی سیاست میں

ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں اسلام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام ان کے تمام اجتماعی اعمال کا محرک ہے۔ اسلام کی تاریخ ان کے اندر اعتماد اور حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ تاریخ اور روایات کی وابستگیاں اتنی قوی اور شدید ہوتی ہیں کہ ایک جماعت کو ان سے جدا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی بنیاد ان کا مذہب ہے۔ اسلام کے بغیر ہندوستان کے مسلمانوں کا تصور قائم کرنا مشکل ہے۔ اسلام ان کی زبان، ان کے ادب، ان کی سیرت، ان کی اجتماعی اور تمدنی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے اور ان کا اس طرح ہونا ہندوستانی قومیت کے لئے مضر نہیں بلکہ بہت زیادہ مفید بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ذاتی فائدوں اور انفرادی زندگی کے تحفظ کے مقابلہ میں نصب العین کے لئے جان و مال کی قربانی کرنا خوب اچھی طرح سکھلا دیا ہے۔ اسلام کی حفاظت اور عزت کے لئے جاہل اور غریب مسلمان بھی اپنی جان تک کی بازی لگا دینے میں تامل نہیں کرتے لیکن بدقسمتی سے ان کی یہ قربانیاں اسلام کی لفظی حفاظت کے لئے صرف کی جاتی ہیں۔ اسلام کی روح کی حفاظت کے لئے صرف نہیں کی جاتیں۔ اسلام کی روح کی حفاظت کے کام سے وہ بیچارے ناواقف ہیں۔ لیکن اگر اسلام کی روح کی حفاظت کے لئے ان کی سرفروشی کو استعمال کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ یہ جاہل اور غریب مسلمان جن پر آج مذہبی دیوانگی کا الزام لگایا جاتا ہے کل ہندوستان کی ترقی پسند قوتوں کیلئے ایک نہایت جانثار فوج بن سکتے ہیں۔ ضرورت اسلام کے صحیح تخیل کو عوام تک پہنچانے کی ہے۔ جب یہ تصور مسلمانوں میں عام طور پر پھیل جائیگا، تو ان کی پوشیدہ قوتیں جو اس وقت سوئی ہوئی ہیں یا غلط راہوں پر برباد ہو رہی ہیں اور افتراق کا موجب بنی ہوئی ہیں، بیدار اور مجتمع ہو کر وہ ایسے کام انجام دیں گی جن کی مثال دنیا نے آج تک کبھی نہیں دیکھی ہے۔

اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ مذہبی جذبات کا تصادم ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کریگا لیکن یہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب مذہب کا تصور موجودہ تنگ نظری پر مبنی رہے لیکن اگر اس کی جگہ مذہب کے ایک زیادہ بلند اور وسیع تصور کے پھیلانے کی کوشش کی جائے تو یہ اعتراض باقی نہیں رہیگا اور اس صورت میں ہم ہندوستان کی آبادی کے اندرونی رجحانات و میلانات کو پوری طرح تکمیل کا موقع دیتے ہوئے انہیں اجتماعی ترقی کے مقاصد کیلئے استعمال کر سکیں گے۔

لیکن اگر قومیت کے جذبہ یا ترقی کے سوال کو مذہب کا حریف بنا کر پیش کیا گیا تو ترقی کی راہ میں دقتیں پیدا ہو جائینگی اور مختلف طاقتیں مختلف سمتوں میں کام کرنے لگیں گی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست میں اسلام کو بنیادی حیثیت حاصل ہے [illegible]

[illegible]

مذہبی اور جبری تعلیم کا تصادم

[illegible]

خصوصیات قومی

[illegible]

ہما اور اہنسا

[illegible]

اصولی اختلاف

[illegible]

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام المسلمین شیرانوالہ و تحریک خاکساران

مشرقی کے مخصوص عقاید سے بیزاری کا اعلان

۹ر دسمبر ۱۹۳۹ء

میرے نے عنایت اللہ صاحب مشرقی کے خیالات کے خلاف ایک رسالہ بنام علماء السلام اور عنایت اللہ مشرقی گورنمنٹ [illegible] لکھا ہے جو دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور سے ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے۔ مشرقی صاحب کے ان خیالات سے جو انہوں نے تذکرہ اور اشارات میں اسلام کے خلاف شائع کیے ہیں کسی مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کی بنا پر میں ان سے جس طرح پہلے بیزار تھا اسی طرح اب بھی ہوں۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان بھی خاکساری تحریک میں شامل ہو۔ البتہ جو سادہ لوح مسلمان کہ مشرقی صاحب کے ان خیالات کا علم نہیں رکھتے اور محض خاکساری تحریک کی تنظیم کو دیکھ کر اس میں شامل ہو گئے ہیں انہیں [illegible] اسلام سے خارج نہیں سمجھتا۔ اس لیے جب ۱۲ر اگست ۱۹۳۸ء کو انہوں نے مقدمات شرعی نقطۂ نگاہ سے مجھ سے لاہور دہلی دروازہ کے باہر باغ میں [illegible] کے وقت فیصلہ کرانا چاہے تو میں نے پہلے انکار کرنے کے بعد پھر ان کے اصرار کی بنا پر اس شرط سے مقدمات فیصلہ کرنے کے لیے مان لیا کہ اس کارروائی کو اخبارات میں ہرگز شائع نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس ذمہ دار خاکسار نے جو مجھے دعوت دینے کے لیے آیا تھا مجھ سے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے نام کو ہرگز اخبارات میں شائع نہیں کریں گے۔ اس شرط کے طے ہونے کے بعد میں ان کے ہاں گیا وہاں دو مقدمے فیصلہ کیے [illegible] ان کی استدعا پر میں نے ان کے ساتھ [illegible] میری بیزاری کی [illegible] کا زبانی کرانا [illegible] ان کی [illegible]

احقر الانام
احمد علی عفی عنہ

ملتان جیل سے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا مکتوب گرامی

تین گھنٹہ تک بے ہوشی۔ گرمی کی شدت سے اختلاج کا دورہ

۲۴ر جون ۱۹۳۱ء

"زندگی اور موت۔ تکلیف اور راحت سب مقدر ہے"

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند (اسیر فرنگ) نے ذیل کا مکتوب اپنے فرزند کے نام ملتان جیل سے ارسال فرمایا ہے۔

لخت جگرم حفیظ الرحمٰن سلمہ و عزیزم عمر و فرزاد قدر ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کارڈ پہنچا۔ میں خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں۔ میری بیماری اور تین گھنٹے بیہوشی کی خبر جو شائع ہوگئی اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دن میں نے غسل کے لئے کوئلوں کی انگیٹھی نہانے کے کمرے میں رکھ کر پانی گرم کیا۔ کوئلوں کی گیس کمرے میں بھر گئی۔ میں نے اسی کمرے میں غسل کیا۔ جب نہا کر آیا تو دماغ صحیح نہ تھا۔ وہ کیفیت دماغ پر اس قدر مستولی ہوگئی کہ تقریباً تین گھنٹے نیم بیہوشی کی سی حالت رہی۔ اگرچہ غشی نہ تھی لیکن افاقہ کے بعد اس وقت کی کوئی حالت یاد نہ تھی۔ دو روز تک وہ اثر دماغ پر رہا پھر آہستہ آہستہ زائل ہوگیا۔ اب اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ شدت گرمی اور اختلاج کے مرض کی وجہ سے کسی وقت طبیعت خراب ہو جاتی ہے یا دوران سر عارض ہو جاتا ہے تو یہ کوئی بات نہیں۔ یہ کئی سال کا مرض ہے۔ اور باہر بھی ہوتا تھا جیل کی وجہ سے نہیں ہے۔ بہرحال تم لوگ پریشان نہ ہو۔ میں جیل آنے سے پہلے ان تمام تکلیفوں سے واقف تھا۔ جان بوجھ کر یہ راستہ صرف ملی و وطنی فرض کی ادائیگی کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور اس کی تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے کی توفیق حضرت رب العزت جل شانہ سے ہی چاہتا ہوں اور تمام اعزا و احباب سے بھی یہی درخواست ہے کہ وہ بھی استقلال و تحمل کی توفیق کے لئے دعا کرتے رہیں۔ زندگی اور موت، تکلیف و راحت سب مقدر ہے۔ جف القلم بما ھو کائن۔ ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

کانگریس گولڈن جوبلی نمبر کیلئے

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار کا پیغام

محترمی! وعلیکم السلام۔ آپ نے مجھ سے جوبلی نمبر کے لئے پیغام مانگا ہے کاش میں پیغام دینے کے قابل ہوتا۔ یا میرے پیغام میں اثر ہوتا تو میں اہل ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو یہ پیغام دیتا کہ وطن کی آزادی کے لئے اپنی ہر عزیز سے عزیز متاع کو بھی قربان کر دیں۔ کاش ملک کے لوگ اس حقیقت کو سمجھتے۔

کانگریس کے بانیوں میں ہمارے جد امجد بھی تھے۔ مجھے اس کا فخر حاصل ہے کہ ہندوستان کے علماء میں سے سب سے پہلے میرے جد امجد نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کانگریس میں شریک ہو کر وطن کی خدمت کریں۔ السلام

حبیب الرحمٰن

دس لاکھ ممبر اور دو لاکھ رضاکار

مجلس احرار کی نئی مہم

۹ راگست ۱۹۳۸ء

(از فخر قوم چودھری افضل حق صاحب)

ارادہ کر لیا جائے تو کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔ دو ماہ کے اندر ہم نے دو لاکھ والنٹیر اور دس لاکھ ممبر بھرتی کرنا ہیں۔ تمام احرار اور ہمدردوں کو سرگرم عمل ہونے کی ضرورت ہے۔ ہماری جماعت کے افراد میں یہ خوبی ہے کہ وہ جیل کاٹنے اور تکلیف اٹھانے میں دلیر ہیں۔ لیکن انہیں تنظیم کا کام کٹھن معلوم ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عسکری طاقت کے لئے ضروری ہے۔ لیکن جس جماعت میں تبلیغی اسپرٹ موجود نہ ہو وہ کسی زمانہ میں پھل نہیں سکتی۔ اس تبلیغی قوت کی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ احرار کی ذہنی قوت کے باوجود جماعت نے وہ ترقی نہیں کی جو کانگریس نے کی ہے۔ ایک ایک کانگریسی کارکن ہزاروں ممبر بناتا ہے لیکن احرار دوست سارا دن گپوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ ایک گھنٹہ روزانہ جماعت کی تنظیم پر صرف نہیں کرتے۔

آپ کو حالات کے مطابق اپنی عادات کو بدلنا پڑے گا۔ ہر احرار دوست اپنی اخلاقی ذمہ داری سے تب ہی سبکدوش ہو سکتا ہے جب اس کا ضمیر اسے اطمینان دلائے کہ جماعت کو آگے بڑھانے اور اسے وسیع کرنے میں اس نے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ [illegible] کی روح پیدا کرنی چاہئے اور ہر تحصیل اور ہر [illegible] کے دروازے پر جا کر احرار کا ممبر اور والنٹیر بننے کی استدعا کرنی چاہئے۔ اور ہر ایک کو ماہانہ مالی امداد دینے پر آمادہ کرنا چاہئے۔

جس ذوق اور شوق سے لاہور، امرتسر اور سیالکوٹ کے دوستوں نے کام کی ابتدا کی ہے۔ خدا ان کے جوش کو برقرار رکھے اور دوسری جگہ کے جماعت کو بھی توفیق دے کہ وہ جماعت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

مجلس احرار کیطرف سے مسلم نوجوانوں کی صحت کا اہتمام

چودھری افضل حق چودھری یوسفی مسٹر یعقوب الحسن کی افتتاحی تقریریں

لاہور ۳۱ جولائی۔ پروفیسر فضل الدین صاحب ڈار اور بعض دیگر باہمت نوجوانوں نے مستی دروازے کے باہر مل پارک میں "ڈار ہیلتھ کلب" قایم کی ہے۔ جس میں مسلمان نوجوانوں کو ورزش کرائی جاتی ہے اور ان کو صحت کے قیام کے اصولوں کی تعلیم دیجاتی ہے۔ آج صبح ۶ بجے اس کلب میں ایک افتتاحی جلسہ زیر صدارت مشہور کانگریسی اور مزدور لیڈر چوہدری محمد آمین صاحب یوسفی منعقد ہوا۔ ورزش اور صحت کے مسئلہ پر نہایت کامیاب تقریریں ہوئیں۔ چوہدری محمد آمین صاحب یوسفی نے اپنی افتتاحی تقریر میں ورزش کے فوائد پر ایک شاندار تقریر ارشاد فرمائی اور اس کلب کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ جو قوم آزادی کی تڑپ رکھتی ہے اس کو چاہئے کہ اس کے افراد کی صحت اچھی اور مضبوط ہو اور اچھی صحت کے لئے ورزش کرنا چاہئے اور اشد ضروری ہے۔ آخر میں آپ نے پروفیسر صاحب کو مبارکباد دی کہ انہوں نے چودھری افضل حق صاحب کی کتاب زندگی کو پڑھنے کے بعد اس کلب کے قیام کی ضرورت کا احساس کیا اور پھر عملی طور پر کلب کو قایم بھی کر دیا۔

چوہدری صاحب کے بعد مسٹر یعقوب الحسن صاحب پروفیسر خضر دار نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر فضل الدین صاحب ڈار قابل صد مبارکباد ہیں جنہوں نے قومی ترقی کا اصلی راز معلوم کر کے اس کلب کو قائم کیا آپ نے بحیثیت پریذیڈنٹ ڈار ہیلتھ کلب ارشاد فرمایا کہ اس کلب کی بنیاد چودھری افضل حق صاحب کی کتاب زندگی کو پڑھنے کے بعد ہی رکھی گئی۔ آپ نے مزید اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ اگرچہ اس کلب کا تعلق سیاسیات سے نہیں ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ جن قوموں کی صحت اچھی ہوگی اور ان کے دست و بازو میں قوت ہوگی وہی ملک کی حفاظت [illegible] کر سکیں گے۔ اس لئے ہر محب وطن کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ ورزش کر کے اپنی صحت کو بحال رکھنے کے لئے کوشش کرے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وطن کی آزادی [illegible] بھی برقرار رکھیں۔ اس کے بعد مسٹر مسعود الحسن صاحب سالار خاکسار پارٹی اور مسٹر عبد اللطیف صاحب نے تقریریں کیں اور ایک گھنٹہ کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ چودھری افضل حق صاحب نے کلب والوں کے ساتھ وعدہ کیا کہ پھر کسی وقت آپ کلب میں تشریف لائیں اور اس سلسلہ میں تقریر بھی کریں گے۔ (ن)

فلسطین میں عربوں کے خون کی ارزانی

Al-Jamiat

۱۳ ؍ اگست ۱۹۳۸ء

مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار بری ہو گئے

بغاوت کے الزام میں مقدمہ کا فیصلہ

[illegible]

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے اشتعال انگیز خطبے

مسلمانان ہند اور حکومت ہند غور سے پڑھیں

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار اسلام کا اعلان

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے احرار تبلیغی کانفرنس کے بعد سے اس وقت تک تین خطبات دئیے ہیں جو اس کے اپنے اخبار الفضل میں شائع ہوئے ہیں۔ میں نے ان خطبات کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان خطبات کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا محمود تبلیغ کانفرنس کی کامیابی کو دیکھ کر اپنا دماغی توازن منافع کر چکا ہے۔ اس نے ان خطبات میں تین باتیں کہی ہیں۔

(پہلی) حکومت کو یک بزدلانہ چیلنج دیا ہے کہ اگر وہ اس کی منشا کے مطابق گورداسپور کے تمام افسران کو تبدیل نہ کرے گی اور رہنمایان احرار پر مقدمے نہ چلائے گی تو وہ حکومت کے خلاف اس جہاد کا اعلان کر دیں گے جس کو اس کے اباجان منسوخ کر چکے تھے۔

(دوسری) ان خطبات کے بین السطور اس نے اپنے مویدین کو اس طریقہ پر مشتعل کیا ہے کہ وہ مرزائیت کے مخالفین بالعموم اور رہنمایان احرار پر خصوصاً قاتلانہ حملے کریں۔ جیسا کہ مرزا محمود نے محمد حسین بٹالوی کو اپنے ایک مرید سے شہید کرایا اور پھر اس کو مجاہد کا خطاب دیا۔ اور اس کے لئے تمام ہندوستان میں دعائے مغفرت کا اعلان کیا۔ اسی طرح اس نے اپنے مریدوں کو ان خطبات میں صاف الفاظ میں کہا ہے کہ میں اب مال کی ہی نہیں بلکہ جان کی قربانی تم سے مانگتا ہوں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس قربانی میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کو بھی شریک ہونا ہوگا۔

(تیسری) بات ان خطبات میں اس نے یہ کہی ہے کہ میرے باپ اور میں نے اور ہماری تمام جماعت نے ہمیشہ سے انگریزی حکومت کی وہ خدمات انجام دی ہیں جن کی اسناد کے ٹوکرے ہمارے پاس بھرے رکھے ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ مرزا محمود بڑے درجہ کا بزدل اور ڈرپوک ہے مگر حکومت اور سر فضل حسین کا بھروسہ اور ظفر اللہ کے تقرر کے نشہ نے اس کو اسی قسم کے اعلانات کرنے کی جرأت دی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حکومت میرے ان اشتعال انگیز خطبات کو نہ ضبط کرے گی اور نہ مقدمہ چلائے گی۔ بلکہ اس کا خیال ہے کہ گورداسپور کے تمام افسران کو تبدیل کرا کر اپنی منشا کے مطابق نئے افسروں کو متعین کرائے گا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ۲۱ نومبر کو چودھری ظفر اللہ نے کئی گھنٹے تک گورنر پنجاب سے اس سلسلہ میں ملاقات کی ہے۔

میرا کام حکومت کو مشورہ دینا نہیں اور نہ وہ میرے مشورہ کو سن سکتی ہے لیکن میں مرزا محمود اور حکومت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ صحیح ہے کہ مرزا محمود کسی دلیر اسنے مرزائی سے ہم پر قاتلانہ حملہ کرا سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ داری حکومت اور مرزا محمود پر عائد ہوگی۔ رہا یہ کہ حکومت مرزا محمود کو خوش کرنے کے لئے ہم پر مقدمات چلائے گی۔ ہماری جماعت ان مقدمات کو ہر وقت لبیک کہنے کو تیار ہے۔ ان مقدمات کی جب پوری پوری پیروی کی جائے گی اور جس وقت مرزا محمود اور ظفر اللہ اور مسٹر محمد علی لاہوری بطور گواہ کے عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے اس وقت دنیا کو ان کے مذہب اور اخلاق کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

سیاسی میدان میں حکومت کچھ وقت کے لئے جماعتوں کو کچل سکتی ہے۔ اور ٹوڈی بچوں کو ساتھ ملا کر آزادی کے جذبہ کو دبا سکتی ہے لیکن مطالبہ سے ایک مذہبی فرقہ کی حمایت کے لئے میدان میں اترنا اور لوگوں کو مجبور کرنا کہ وہ ایک جھوٹے مذہب کو قبول کر لیا کم از کم قانونی طاقت سے اس کے احترام پر مجبور ہوں، حکومت کو بہت مہنگا پڑے گا۔

مسلمانان ہند کی خدمت میں

پچاس سال سے مرزائیت کے خلاف انفرادی طریق سے لوگوں نے کام کیا لیکن اس راز کو کسی نے نہ سمجھا کہ مرزائیت مذہبی اصولوں پر ترقی نہیں کر رہی۔ بلکہ ان سیاسی طریقوں سے پھیل رہی ہے جن کی پشت پر حکومت کی امداد ہے۔ احرار نے اس راز کو سمجھا اور قادیان میں اپنی جماعت قائم کی اور ایک سال کے اندر اندر قادیان میں مسلمانوں کو وہ اجتماع نظر آیا جس کے اثر کی وجہ سے حکومت اور مرزائی دونوں پریشان ہیں۔ مرزا محمود حکومت کی معاونت کی بنا پر فساد خونریزی اور بدامنی کے لئے میدان میں نکل آیا ہے۔ آج احرار کانفرنس پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ اس میں مفسدانہ اور دل آزار تقریریں ہوئیں۔ حالانکہ لاہور کا انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ یہ لکھ چکا ہے کہ کانفرنس میں کوئی دل آزار تقریر نہیں ہوئی۔ مرزا محمود کے لئے ایک انگریزی اخبار کا بیان وحی آسمانی سے کم نہیں ہونا چاہئے تھا، مگر وہ میدان میں اس لئے مقابلہ کے لئے نکل آیا ہے کہ وہ یقین کرتا ہے کہ احرار کانفرنس نے ہمیشہ کے لئے میری اور میری جماعت کی قبر کھود دی ہے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے حکومت پر جو رعب بٹھایا ہوا تھا کہ ہندوستان میں میری جماعت سے زبردست کوئی جماعت نہیں۔ اور میں مسلمانان ہند کو جدھر چاہوں لے جاؤں۔ اس کانفرنس نے اس کے اس رعب کو حکومت کے دل سے زائل کر دیا ہے۔ حکومت اب اسی لئے اس کی امداد کر رہی ہے کہ وہ ظفر اللہ کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنا کر ایک شدید غلطی کر چکی ہے۔ اور اس کانفرنس کے بعد حکومت کو معلوم ہوا کہ ہندوستان کا ایک بھی مسلمان حکومت کے اس فعل سے راضی نہیں ہے۔ اس لئے حکومت ظفر اللہ کے تقرر کو جائز ثابت کرنے کے لئے احرار کے خالص تبلیغی مشن کو فنا کرنے کیلئے میدان میں آ رہی ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

(۱) مسلمانوں کو مرزا محمود کے اس اشتعال انگیز خطبات کے باوجود بالکل پرامن رہنا چاہیئے۔

(۲) "اینٹی قادیان ڈے" جو ۲ رمضان المبارک کو منایا جائے گا اس میں حکومت اور سر فضل حسین اور اس کی پارٹی کی مرزائیت نواز پالیسی کے خلاف مذمت کی قراردادیں منظور کریں۔

(۳) تبلیغی شعبہ کو بہت جلد مضبوط اور قوی تر بنا دینا چاہیئے۔

(۴) کانفرنس کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر اس شخص کو میدان میں نکل آنا چاہیئے جس کے دل میں مرزائیت کے خلاف سچا جذبہ ہے۔

۲ مئی ۱۹۳۶ء

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی علالت

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو آجکل راولپنڈی جیل میں اپنی بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہیں سخت علیل ہیں۔ مولانا موصوف کو متواتر اختلاج القلب کے دورے پڑ رہے ہیں جس کے باعث مولانا کی زندگی خطرہ میں ہے اور وہ سخت نحیف و کمزور ہو چکے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اُن تین اصحاب میں سے ایک بزرگ ہیں جو پچھلے دنوں پنجاب گورنمنٹ کی نظر کرمت کا محض اسلئے شکار ہوئے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کیلئے پنجاب میں آواز بلند کی تھی اور راجپال کی ایک خبیث تصنیف کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے نہایت آزادی کے ساتھ گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس قسم کی دل آزار تصنیفات کا فوراً سد باب کرے جس سے اُس کی مسلم رعایا کو سخت روحانی تکلیف ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے راجپال کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تو ظاہر ہی ہے یعنے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی البتہ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے تین معزز اور موقر افراد سے یکے بعد دیگرے مچلکے اور ضمانت طلب کر لیگئی اور جب ان مجاہدان ملت نے گورنمنٹ کے اس ظلم اور یکطرفہ کارروائی کے خلاف بطور احتجاج ضمانت دینے سے انکار کر دیا تو ایک ایک سال کے لئے ان کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ ہمیں اسوقت گورنمنٹ کے جبر و استبداد کی داستان کا نہ تو دوہرانا مقصود ہے اور نہ اس غیر منصفانہ فیصلے پر تنقید کرنی ہے بلکہ صرف ان مظلومین میں سے صرف ایک جان بلب مریض کی طرف توجہ مبذول کرانی ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کبھی ایسا کیا ہے یا وہ ایسا کرتی رہی ہے اور کر سکتی ہے۔ یا لالہ لاجپت رائے اور سردار کرتار سنگھ جھبر کے ساتھ کر چکی ہے تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو اسی قسم کے مرض میں مبتلا ہیں اُن کی رہائی کا کیوں نہ حکم دیا جائے۔ گورنمنٹ نے ان مجاہدین ملت اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جیل خانہ بھیجکر جس سفاہت کا ثبوت دیا ہے اس کی صحیح تلافی تو اسی طرح ممکن ہے کہ ان تینوں بزرگوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ لیکن اگر گورنمنٹ کی خودداری اور اس کی جابرانہ پالیسی کو اس قسم کے عدل و انصاف سے ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو تو ہم اُس کو مجبور بھی نہیں کر سکتے تو ہم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی مسلسل علالت اور اختلاج کے دوروں کی کثرت نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم پھر ایک دفعہ گورنمنٹ پنجاب سے عدل و انصاف اور اخلاق و شرافت کا نہیں بلکہ محض معمولی درجہ کی انسانیت کے ثبوت کا مطالبہ کریں ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب ایک ایسے قیدی کو جو محض ضمانت نہ دینے کی بنا پر قید بھگت رہا ہو اور تقریباً اپنی قید کا دو ثلث حصہ پورا کر چکا ہو پھر اس کے مرض نے نازک اور خطرناک صورت بھی اختیار کر لی ہو فوراً رہائی کا حکم دیکر اپنی انسانیت کا ثبوت بہم پہنچائے گی۔

مودودی

یکم اگست ۱۹۳۰ء

دار الاسلام سے چترال تک

امیر الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے اپنے مکتوب گرامی میں ہمارے ایک گذشتہ مقالہ افتتاحیہ پر اظہار خیال فرمایا ہے مولانا کے خیال میں ہم نے جناب مودودی کے متعلق جو مقالہ لکھا ہے وہ کافی ہے اور آئندہ اس موضوع پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس میں شک نہیں کہ مکتوب میں مودودی صاحب کی موجودہ زندگی کا جو تجزیہ کیا گیا ہے اس سے بہتر اور اس سے واضح تبصرہ اور نہیں کیا جا سکتا۔ مودودی صاحب کے متعلق ہم نے جو کچھ لکھا وہ ہمارے لئے بجائے خود کوئی خوشگوار مشغلہ نہیں ہم ابتداء ان کی تعمیری سرگرمیوں کی کامیابی کے متمنی تھے اختلاف خیال کے باوجود کوئی شخص اتنا ضد نہیں کر سکتا جس قدر ہم نے اور ہماری جماعت نے ان بزرگوں سے کیا جن کی گود میں مودودی پلے ہیں اور جن کے خلاف آج علم تیر کو [illegible]

غلام رسول صاحب مہر کی ترجمانی اور ترجمانی بھی علمی انداز سے ایک خطرہ ضرور ہے لیکن یہ خطرہ اگر اتنا ہی رہے کہ مہر صاحب کی طرح مودودی صاحب کو بھی سرکاری اشتہارات ملنے لگیں اور ان کو زندگی کے تجارتی مقصد کے لئے زیادہ عرصہ تک طلب فرد ملی نہ کرنی پڑے تو ہم سمجھیں گے کہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن ہم خطرہ کی مستقبل کے خطہ کی طرف زیادہ بڑھتی ہوئی دیکھ رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مودودی صاحب نے پورے تصنع کے ساتھ جو انداز تحریر اختیار کیا ہے ہمیں پوری طرح پیمبرانہ پندار شہود ہے ان کو کسی بڑے کی عزت کا خیال نہیں مگر اپنی عصمت کہیں زیادہ عزیز ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دنیا میں خدائی کے لئے نہیں تو پیمبری کے لئے ضرور آئے ہیں ہمیں قوی خطرہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد ان کا فتنہ بھی مرزا غلام احمد کے فتنہ کا اُن کے ترجمان القرآن کے مرعوب کن مضامین احمدیہ کے مضامین کا نقش ثانی ثابت ہوں گے۔

ہمارا تجربہ ہے کہ ہمیشہ اسی قسم کے لوگ جدید گمراہ فرقوں اور نئے مذہبوں کے بانی ہوتے ہیں اور فتنہ بنکر ان کے دماغ کی خرابی ان کو انسانیت کے درجے سے انکار نبوت کے دعووں تک پہنچا دیتی ہے ہمارے زمانہ میں جتنے مدعی گذرے ہیں یا اس وقت موجود ہیں مودودی صاحب کی زندگی کی تفصیلات ان سے مختلف نہیں ہیں ہم زیادہ سے زیادہ جو رعایت کر سکتے تھے وہ کر چکے ہیں اب کوئی شخص ہمارے خلوص ہمارے سکوت اور ہماری شرافت سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ البادی اظلم۔ جو شخص ظلم میں پہل کر چکا ہے وہی اس جوابی اقدام کا ذمہ دار ہے۔ جو ان کے خلاف شروع کیا گیا ہے ہم آئندہ مودودی صاحب کو [illegible] چترال کی سرحد تک پہنچا کر خاموش ہو گئے [illegible] مودودی صاحب کی عامیانہ تحریروں کا اسی اسلوب سے جواب دیا جائے جس اسلوب سے وہ لکھتے ہیں اور ہمارا خیال تھا کہ ہم اختلاف رائے کے باوجود ان کی تعمیری کاموں کی پرجوش تائید کریں گے۔ مگر تعمیری کام کہاں ہیں [illegible] ان کی تائید کی جائے۔ بہر حال ہم ذیل میں صدر احرار کا مکتوب گرامی درج کرتے ہیں۔

محترم بھائی۔

سلام مسنون، ۲۴ جولائی کے الجمعیۃ میں مولوی ابو الاعلیٰ صاحب ایڈیٹر ترجمان القرآن کے متعلق جو کچھ لکھا [illegible] سے آپ نے اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کیا۔ وہ جو کچھ [illegible] رہے ہیں نئی بات نہیں۔ روزنامہ انقلاب کے دس سال [illegible] کے مقالوں کا اشتہار ہے مولانا مہر ایڈیٹر انقلاب کانگریس کی مخالفت میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں کانگریسی مسلمانوں اور احرار کی نسبت جو کچھ وہ لکھ چکے ہیں کوئی دوسرا لکھتا ہی قابل ہو [illegible] جو ان سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ یہ لوگ سب ان کے مقلد ہیں۔ مجھ سے ایک دوست نے [illegible] پوچھا کہ ترجمان القرآن کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے میں نے کہا کہ میں دس سال سے انقلاب پڑھتا ہوں ایڈیٹر ترجمان القرآن انہی کے خوشہ چیں ہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مولانا ابو الکلام آزاد اور دیگر بزرگوں کی

باقی مضمون صفحہ ۳

نسبت جو کچھ ایڈیٹر ترجمان القرآن نے لکھا ہے اس پر آپ کو طیش نہیں آنا چاہیئے تھا۔ اس بارہ میں ابھی انھوں نے ابتدا کی ہے آپ نے درمیان میں روک دیا۔ مولوی ابو الاعلیٰ صاحب کی تحریروں کا کوئی خاص اثر لوگوں پر نہیں پڑ رہا۔ البتہ جو لوگ کانگریس کی مخالفت کا جذبہ رکھتے تھے ان کو مذہب کے رنگ میں ایک دلچسپ رسالہ میسر آ جاتا ہے اس لئے آئندہ ان کے متعلق اور لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ سنا ہے مولانا محمد منظور صاحب نعمانی وہ بھی تو ٹے دلوں تک خود بخود ان سے ہٹ جائیں۔ ان کو اپنے بزرگوں کی ہی عقیدت اس چکر سے نکال دے گی۔ خاکساروں کے متعلق پہلی دو مطاعنوں میں آپ نے جو عقائد شائع کئے ہیں ان سے بڑا نفع ہوا۔ ان عقائد کو مدنظر رکھ کر ایک چھوٹا سا رسالہ مرتب کیجئے۔ والسلام

(حبیب الرحمٰن)

۲ مئی ۱۹۳۶ء

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی علالت

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو آجکل راولپنڈی جیل میں اپنی بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہیں سخت علیل ہیں۔ مولانا موصوف کو متواتر اختلاج القلب کے دورے پڑ رہے ہیں جس کے باعث مولانا کی زندگی خطرہ میں ہے اور وہ سخت نحیف و کمزور ہو چکے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اُن تین اصحاب میں سے ایک بزرگ ہیں جو پچھلے دنوں پنجاب گورنمنٹ کی نظر کرمت کا محض اسلئے شکار ہوئے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کیلئے پنجاب میں آواز بلند کی تھی اور راجپال کی ایک خبیث تصنیف کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے نہایت آزادی کے ساتھ گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس قسم کی دل آزار تصنیفات کا فوراً سد باب کرے جس سے اُس کی مسلم رعایا کو سخت روحانی تکلیف ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے راجپال کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تو ظاہر ہی ہے یعنے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی البتہ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے تین معزز اور موقر افراد سے یکے بعد دیگرے مچلکے اور ضمانت طلب کر لیگئی اور جب ان مجاہدان ملت نے گورنمنٹ کے اس ظلم اور یکطرفہ کارروائی کے خلاف بطور احتجاج ضمانت دینے سے انکار کر دیا تو ایک ایک سال کے لئے ان کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ ہمیں اسوقت گورنمنٹ کے جبر و استبداد کی داستان کا نہ تو دوہرانا مقصود ہے اور نہ اس غیر منصفانہ فیصلے پر تنقید کرنی ہے بلکہ صرف ان مظلومین میں سے صرف ایک جان بلب مریض کی طرف توجہ مبذول کرانی ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کبھی ایسا کیا ہے یا وہ ایسا کرتی رہی ہے اور کر سکتی ہے۔ یا لالہ لاجپت رائے اور سردار کرتار سنگھ جھبر کے ساتھ کر چکی ہے تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو اسی قسم کے مرض میں مبتلا ہیں اُن کی رہائی کا کیوں نہ حکم دیا جائے۔ گورنمنٹ نے ان مجاہدین ملت اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جیل خانہ بھیجکر جس سفاہت کا ثبوت دیا ہے اس کی صحیح تلافی تو اسی طرح ممکن ہے کہ ان تینوں بزرگوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ لیکن اگر گورنمنٹ کی خودداری اور اس کی جابرانہ پالیسی کو اس قسم کے عدل و انصاف سے ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو تو ہم اُس کو مجبور بھی نہیں کر سکتے تو ہم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی مسلسل علالت اور اختلاج کے دوروں کی کثرت نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم پھر ایک دفعہ گورنمنٹ پنجاب سے عدل و انصاف اور اخلاق و شرافت کا نہیں بلکہ محض معمولی درجہ کی انسانیت کے ثبوت کا مطالبہ کریں ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب ایک ایسے قیدی کو جو محض ضمانت نہ دینے کی بنا پر قید بھگت رہا ہو اور تقریباً اپنی قید کا دو ثلث حصہ پورا کر چکا ہو پھر اس کے مرض نے نازک اور خطرناک صورت بھی اختیار کر لی ہو فوراً رہائی کا حکم دیکر اپنی انسانیت کا ثبوت بہم پہنچائے گی۔

۱۸ فروری ۱۹۳۰ء

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا مرافعہ عدالت العالیہ سے خارج کر دیا

لاہور ۱۱ فروری۔ آج عدالت عالیہ میں مسٹر جسٹس براڈوے نے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کا مرافعہ خارج کر دیا۔ تحفظ ناموس رسول کی تحریک کے سلسلہ میں مولانا نے جو تقریریں کی تھیں۔ انہیں قابل اعتراض ٹھہرا کر ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت ایک سال تک کے لئے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی تھی جس کے داخل کرنے سے انہوں نے انکار کیا اور قید محض کو ضمانت و رہائی پر ترجیح دی۔

۲۰ مئی ۱۹۳۰ء

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی علالت

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو آجکل راولپنڈی جیل میں اپنی بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہیں سخت علیل ہیں۔ مولانا موصوف کو متواتر اختلاج القلب کے دورے پڑ رہے ہیں جس کے باعث مولانا کی زندگی خطرہ میں ہے اور وہ سخت نحیف و کمزور ہو چکے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اُن تین اصحاب میں سے ایک بزرگ ہیں جو پچھلے دنوں پنجاب گورنمنٹ کی نظر مکرمت کا محض اسلئے شکار ہوئے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کیلئے پنجاب میں آواز بلند کی تھی اور راجپال کی ایک خبیث تصنیف کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے نہایت آزادی کے ساتھ گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس قسم کی دل آزار تصنیفات کا فوراً سد باب کرے جس سے اُس کی مسلم رعایا کو سخت روحانی تکلیف ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے راجپال کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تو ظاہر ہی ہے یعنے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی البتہ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معزز اور ممتاز افراد یکے بعد دیگرے پکڑے گئے اور ضمانت طلب کر لی گئی اور جب ان مجاہدان ملت نے گورنمنٹ کے اس ظلم اور یک طرفہ کارروائی کے خلاف بطور احتجاج ضمانت دینے سے انکار کر دیا تو ایک ایک سال کے لئے ان کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ ہمیں اسوقت گورنمنٹ کے جبر و استبداد کی داستان کا نہ تو دوہرانا مقصود ہے اور نہ اس غیر منصفانہ فیصلے پر تنقید کرنی ہے بلکہ صرف ان مظلومین میں سے صرف ایک جاں بلب مریض کی طرف توجہ مبذول کرانی ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کبھی ایسا کیا ہے یا وہ ایسا کرتی رہی ہے اور کر سکتی ہے۔ یا لالہ لاجپت رائے اور سردار کرتار سنگھ جھبر کے ساتھ کر چکی ہے تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جو اسی قسم کے مرض میں مبتلا ہیں اُن کی رہائی کا کیوں نہ حکم دیا جائے۔ گورنمنٹ نے ان مجاہدین ملت اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جیل خانہ بھیجکر جس سفاہت کا ثبوت دیا ہے اس کی صحیح تلافی تو اسی طرح ممکن ہے کہ ان تینوں بزرگوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ لیکن اگر گورنمنٹ کی خودداری اور اس کی جابرانہ پالیسی کو اس قسم کے عدل و انصاف سے ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو تو ہم اُس کو مجبور بھی نہیں کر سکتے تو ہم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی مسلسل علالت اور اختلاج کے دوروں کی کثرت نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم پھر ایک دفعہ گورنمنٹ پنجاب سے عدل و انصاف اور اخلاق و شرافت کا نہیں بلکہ محض معمولی درجہ کی انسانیت کے ثبوت کا مطالبہ کریں ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب ایک ایسے قیدی کو جو محض ضمانت نہ دینے کی بنا پر قید بھگت رہا ہو اور تقریباً اپنی قید کا دو ثلث حصہ پورا کر چکا ہو پھر اس کے مرض نے نازک اور خطرناک صورت بھی اختیار کر لی ہو فوراً رہائی کا حکم دیکر اپنی انسانیت کا ثبوت بہم پہنچائے گی۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی تقریر

[illegible]

الجمعیۃ دہلی ۲۸ ؍جون ۱۹۳۳ء

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی علالت پر مسلمانان ہند میں ہیجان

دہلی اور لاہور کے اسلامی مجامع میں اضطراب و بے چینی کا اظہار

اگر موسمی تکالیف کا انسداد نہ کیا گیا تو حکومت نتائج کی ذمہ دار ہوگی

دہلی ۲۴ ؍جون ۔ آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری سابق نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی زیر صدارت مسلمانان دہلی کا عام جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت صدر نے آزادیٔ وطن کی حمایت میں ولولہ انگیز اور بصیرت افروز تقریر کی۔ ملتان جیل کے سیاسی اسیروں کی تکالیف و حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی علالت [illegible] حضرت مفتی صاحب قبلہ کی علالت کی خبر سے حاضرین [illegible]

مسلمانان دہلی کا یہ عام جلسہ ان اطلاعات پر [illegible] سیاسی اسیروں کی تکالیف خصوصاً حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی علالت کے متعلق مختلف ذرائع سے موصول ہو رہی ہیں اور جن کی مزید تصدیق پروفیسر اندر کے ملتان جیل سے رہا ہونے پر شائع کردہ بیان سے ہوئی ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کو اختلاج قلب کے دورے بار بار پڑ رہے ہیں اور اس ماہ میں موسم گرما کی شدت کے باعث تین مرتبہ بیہوش ہو چکے ہیں۔

یہ جلسہ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ اگر موسمی تکالیف کا انسداد اور حضرت مفتی صاحب کی بحالی صحت کا فوراً انتظام نہ کیا گیا تو یہ صورت نہ صرف مسلمانان دہلی بلکہ تمام مسلمانان ہند کے لئے ناقابل برداشت ہوگی اور اس کے نتائج و عواقب کی ذمہ دار خود حکومت ہوگی۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے مفتی صاحب قبلہ کی صحت کی دعا فرمائی اور جلسہ برخاست کرنے کا اعلان کیا۔

لاہور کے مسلمانوں کا جلسہ

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء پنجاب کی صدارت میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ باغ بیرون دروازہ دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب صدر نے ذیل کی تجویز پیش فرمائی:-

مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان اجتماع علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی علالت کی اطلاعات کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور حکومت ہند اور حکومت پنجاب کو نہایت شد و مد کے ساتھ متنبہ کر دینا چاہتا ہے کہ اگر ان اطلاعات میں صداقت کا شائبہ بھی موجود ہے تو ان پر انتہائی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر اسلامیان ہند کے اس مقدس پیشوا کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو اس کے عواقب و نتائج نہایت اضطراب افزا ہوں گے۔ مسلمان اپنے علماء کا استخفاف کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے۔

تجویز پیش کرتے ہوئے جناب صدر نے فرمایا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ملتان کے سنٹرل جیل میں ہمارے واجب الاحترام مذہبی رہنما حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند سخت تکلیف میں ہیں۔ ملتان کی ضرب المثل گرمی اور جیل کی ناقابل برداشت فضا نے آپ کو بیہوش کر دیا۔ اور آپ تین گھنٹہ تک آنکھیں کھول نہ سکے۔ حکومت حضرت مفتی صاحب کو اے کلاس میں رکھنے کا اعلان کر چکی ہے لیکن انہیں برقی پنکھا آج تک نہیں دیا گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت حضرت مفتی صاحب کی قدر و قیمت سمجھنے میں غلطی نہ کرے۔ ورنہ نتائج و عواقب کی تمام تر ذمہ داری حکومت اور صرف حکومت پر ہوگی۔

حضرت مفتی صاحب کی صحت کے لئے حاضرین نے صمیم قلب کے ساتھ دعا کی اور زور و جوش اتفاق آرا سے منظور ہوا۔

سیرۃ النبی کے جلسوں اور جلوسوں کے متعلق اہم اعلان
لاکھوں روپیہ نمائش میں ضائع مت کرو

(مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرار ہند کا بیان)

چند سالوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے جلسے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ میں کئے جاتے ہیں مقصد ان جلسوں کا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس مہینہ میں اور بالخصوص اس تاریخ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو عملی اور علمی شکل میں دنیا کے سامنے رکھی جاتی۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے سیرت کے بہترین مقصد کو مسلمانوں کے طرز عمل سے ناقابل برداشت نقصان پہنچ رہا ہے موجودہ حالات میں سیرت کے جلسے کرنے والوں کی اکثریت شعار اسلام سے قطعاً منکر اور علمائے ناواقف ہے بلکہ اکثر شہروں میں سیرت کمیٹی کے منتظمین کا مقصد ذاتی شہرت اور شخصی نمائش ہوتی ہے بعض جگہوں پر سیرت کمیٹیوں کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بعض جگہ ... اسلامیہ اپنی انجمنوں کی شہرت اور اس کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے جلسہ کراتی ہیں اور بعض جگہ ناکامیاب وکیل اور ڈاکٹر اس کے منتظم ہوتے ہیں حالانکہ یہ لیڈر اور بیرون کو مسلمانوں کے لئے ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ خلوص نیت کے ساتھ تمام قسم کے اغراض سے علیحدہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو مسلم اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کرے۔

ان حالات کے علاوہ سیرت کمیٹی کے جلسوں کی کیفیت اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالے جاتے ہیں جس میں باجہ ڈھول اور ہر قسم کی غیر مشروع چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ نماز تو اس دن گویا معاف ہی ہوتی ہے۔ میں نے تین چار جلوسوں کو دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اس قسم کے لغو جلوس کیوں نکالے جاتے ہیں۔ مجھے جواب میں کہا گیا کہ یہ غیر مسلموں پر رعب (اپنے) کے لئے کیا جاتا ہے۔ مجھے اس جواب اور تخیل سے بے حد دکھ پہنچا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت منانے کا دن جو بدترین انسانوں کے لئے بھی رحمت کا پیغام بن کر آئے تھے غیر مسلموں کے لئے محبت و امن کا پیغام ہونا چاہیئے تھا نہ کہ خوف و رعب کا دن۔ ہمارے اس جھوٹے تخیل اور غرض نمائش ہی سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے اور نہ غیر مسلم مرعوب ہوتے ہیں۔ اس لئے میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ سیرت کا دن اسلام کی خدمت کے لئے منائیں نہ اپنی اور اپنے جذبات کے اظہار کے لئے۔

ہمارا فرض ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں ایک ایک حلقہ مقرر کر کے لوگوں کو تعلیم اسلام سے واقف کریں اور غیر مسلموں کو بجائے مرعوب کرنے اور ڈرانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت محبت اور پیار سے سنائی جائے اور جو روپیہ جو جلسے اور جلوس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی روپیہ کو غریب مسلمانوں کے افلاس دور کرنے کے لئے صرف کیا جائے یا مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا اس روپیہ سے انتظام کیا جائے۔ مذہبی تبلیغ سیاسی شور و شغب کے طریق پر نہیں ہو سکتی وہ تو پر امن اور خاموش طریقہ سے ہو سکتی ہے۔ دیہات کے مسلمانوں ہی میں نہیں بلکہ شہروں کے عوام مسلمان کلمہ طیبہ کے صحیح الفاظ تک بھی ادا نہیں کر سکتے۔ ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو توحید اور رسالت کے عقیدہ کی تعلیم اور نماز پڑھنے کی تلقین اور فضول رسوم چھوڑنے کی ترغیب دی جائے۔ اور ہر مسلمان کے کان تک یہ آواز پہنچائی جائے کہ جو شخص اپنی آمد سے اپنا خرچ بڑھائے گا۔ وہ قرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بزدلی نے ہمارے دلوں کو کھا نہ لیا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پیغام ہر مسلمان کے کان تک پہنچایا جائے کہ مسلمان اور غلامی دو متضاد چیزیں ہیں۔ آزاد کی اور آزاد ہونا ہر مسلمان کا پہلا فرض ہے۔ کیا سیرت کمیٹی کے منتظمین میری اس بے ربط پکار کو سنیں گے۔

(فقیر حبیب الرحمن لودھیانہ صدر مجلس مرکزیہ احرار اسلام ہند)

مدینہ ۱۹۳۴ء

پشاور میں اکابر علماء کا تاریخی اجتماع
شریعت کانفرنس کا شاندار اجلاس

دہلی ۲۲ر فروری۔ شریعت کانفرنس پشاور کے تاریخی اجلاس کی صدارت کے لئے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا انتخاب عمل میں آیا تھا چنانچہ موصوف کل دہلی سے روانہ ہوگئے آپ کے ہمراہ مولانا سمیع اللہ صاحب و مولانا محمد عظمت اللہ صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ دہلی بھی تشریف لے گئے ہیں۔ شریعت کانفرنس میں اکابر علماء نے شرکت فرمائی ہے حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علماء پنجاب۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری و دیگر علماء ہند کانفرنس کی شرکت کے لئے پشاور تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب علالت کے باعث تشریف نہ لے جا سکے۔ آج شریعت کانفرنس پشاور میں خطبہ صدارت پڑھا گیا یہ خطبہ صفحہ ۲ پر درج ہے۔

لیکن مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اس لئے سکھ آ گئے اور فساد شروع ہو گیا اس لئے سب ڈویژنل آفیسر کو دوبارہ گولی چلانے کا حکم دینا پڑا چنانچہ مجمع اس طرح منتشر ہو گیا اور فساد بند ہو گیا۔ اس وقت کی تمام طاقت لوگوں کو دیہات کے باہر سے اندر نہ آنے کی جانب لگا دی گئی۔ چونکہ سکھ دیہات میں دوبارہ آنے کی دھمکیاں دے رہے تھے اس لئے تیسری مرتبہ گولی چلانے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح یہ مجمع بھی منتشر کر دیا گیا۔ اس اثنا میں ایک ہیڈ کانسٹبل گولی کا نشانہ بنا۔ اس وقت تک جو رپورٹ وصول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس آدمی جاں بحق ہو گئے ہیں لیکن اصل فساد کے موقعہ پر صرف تین آدمی جاں بحق ہوئے تھے۔ پولیس نے کل اکتالیس بار گولیوں کی چلائیں۔ لیکن چونکہ نشانہ ٹھیک نہیں باندھا گیا اس لئے ان سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ اس فساد میں ۷ سکھ ۲ مسلمان ایک عیسائی اور ایک ہندو جاں بحق ہوا۔ ۹ زخمیوں کو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی زخمی ہوئے ہوں۔ اس دیہات کے گرد و نواح میں طبی امداد روانہ کر دی گئی ہے۔ فساد کی خبر پاتے ہی ڈپٹی کمشنر صاحب انبالہ وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ گورنمنٹ پنجاب و زیر بھی جا کے وقوعہ کا ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس وقت حالات پر سکون ہیں۔

قید فرنگ سے مولانا حبیب الرحمن صاحب کی رہائی
صحت کے متعلق مولانا کا بیان

جناب مجاہد ملت ابو طیب حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نے راولپنڈی جیل سے رہا ہو کر ذیل کا بیان اپنی صحت کے متعلق اخبارات کو روانہ کیا ہے۔

۱۵ر اگست ۱۹۳۷ء کو مجھے بسلسلہ تحفظ ناموس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کر کے لدھیانہ جیل میں بھیج دیا گیا۔ جیل کے مفروضہ قانون کے مطابق مجھے کوٹھڑی میں دس دن بند رکھا گیا۔ برسات کا موسم تھا۔ کوٹھڑی کی بندش۔ ہوا کی قلت مچھر و بدبو کی کثرت نے میری صحت کو بالکل برباد کر دیا۔ چنانچہ مجھے وہیں بخار آنا شروع ہو گیا۔ بخار کے ساتھ تشنج (ہاتھ پیروں کا کھنچ جانا) کا شدید دورہ پڑا۔ دو تین روز مجھے ہسپتال میں رکھا گیا۔ لیکن کسی نامعلوم سبب کے باعث مجھے ہسپتال میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا۔ ۲۹ر اگست ۱۹۳۷ء کو میں بحالت حوالاتی کے قیدی ہو گیا۔ ۲۹ر اگست ۱۹۳۷ء کی شب کو بلا کسی اطلاع اور بلا کسی آئینی منظوری کے مجھے اچانک راولپنڈی جیل میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس اچانک تبدیلی کے بہت سے باعث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ لدھیانہ جیل میں میرا وجود رشوت کے بہتے ہوئے سیلاب کے بند کرنے کا سبب نہ ہو۔

راولپنڈی جیل میں پہنچتے ہی مجھے آب و ہوا کی ناموافقت سے پھر موسمی بخار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ میں مجھ کو ہچکی اور تشنج کے دورے بھی کثرت سے پڑتے رہے۔ میری یہ حالت مسلسل پانچ مہینے تک جاری رہی۔ چونکہ میں اختلاج القلب کا دائمی مریض ہوں اس لئے اس بیماری کے سلسلے نے اس مرض میں ناقابل برداشت اضافہ کر دیا۔ چنانچہ ہر مہینے میں مسلسل دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جسم سے قوت بالکل زائل ہو گئی۔ میری اس تمام حالت کی رپورٹ کرنل ہلیلے میڈیکل افسر راولپنڈی جیل نے بارہا سپرنٹنڈنٹ جیل راولپنڈی سے کی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل خان بہادر شیخ شاہ نواز بی۔ اے نے ان حالات سے حکومت کو مطلع کر دیا۔ میرے علم کے مطابق یہ سلسلہ کئی ماہ تک مسلسل جاری رہا۔ چنانچہ میری مسلسل صحت کی خرابی کی وجہ سے یکم جون ۱۹۳۸ء کو شام کے ساڑھے پانچ بجے ۹ مہینے ۱۸ دن کے بعد مجھے جیل سے رہا کر دیا گیا۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے میرے اندرونی حالات کو میرے موافق کر دیا تو میں گرمی کا یہ موسم کسی سرد جگہ پر گذارنے کی کوشش کروں گا۔ حق تعالیٰ میری مدد کرے۔ اور دوستوں سے میں ملتجی ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے بہت جلد اسلامی اور ملکی خدمات کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

آخر میں میں کرنل ہلیلے میڈیکل افسر راولپنڈی جیل اور دوسرے ڈاکٹر صاحبان اور بالخصوص خان بہادر شیخ شاہ نواز سپرنٹنڈنٹ جیل راولپنڈی اور ان کے ماتحت عملے کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے میری بحالی صحت کیلئے انتہائی کوشش فرمائی۔

(چودھری محمد یعقوب سکرٹری مجلس ثقافت لدھیانہ)

ختم نبوت اور قادیان

چند روز سے قادیان سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ ۱۲ر جون ۱۹۳۸ء کا دن مسلمان یوم خاتم النبیین کے طور پر منائیں اس دن جگہ بجگہ لیکچر ہوں جن میں حضرت نبی کریم صلعم کے احسانات اور آپ کے فضائل کا تذکرہ ہو۔ ایسے لوگ جو اس قسم کے لیکچر دینا چاہیں ان کے نام طلب کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کو لیکچروں کا نمونہ بھیجا جا سکے۔ خود جماعت قادیان نے ہر شہر اور قصبہ میں اس قسم کے لیکچروں کا انتظام کیا ہے۔ اور "الفضل" نے اس تاریخ کو ایک خاتم النبیین نمبر شائع کرنے کا بھی اعلان کیا ہے۔

یہ تحریک اور اعلانات بجائے خود ہر طرح سے سزاوار تحسین ہیں۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسی تحریک میں حصہ لے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ جماعت جو خاتم النبیین کے بعد ایک اور نبی کا آنا مانکر ختم نبوت کا عملاً انکار کر چکی ہے، وہ جماعت جو تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اعتقاداً ان سے مقاطعہ کا اعلان کر چکی ہے۔ اس کی طرف سے ایسے اعلانات کہاں تک خلوص اور نیک نیتی پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ کیا اس تحریک سے یہ سمجھا جائے کہ میاں محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر چکے ہیں؟ کیا اب وہ اس بات کو مان چکے ہیں کہ نبوت اپنے تمام کمالات کے ساتھ آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی اور اب آپ کے

فلسفہ عید قربان

ابراہیمی قربانی اور ملت ابراہیمی کی تجدید

(رشحات عالیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور)

(صفحہ تین کالم ۴ کا باقی مضمون)

تجدید ملت

کفار کی ناکامی کا سبب

پیغام فتح اسلام

مواعید الٰہی

فلسفہ عید قربان

ہر حکم الٰہی میں حکمت

دنیا میں ہر عقلمند کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے ذہن میں ہر کام کے نفع و نقصان کا موازنہ پہلے کر لیتا ہے ... ایسی ذات کا حصول ہے جس کی عقل محدود و فہم نارسا ... وہ تو حکیم علی الاطلاق ہے اس کا کوئی کام اور کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

اس ایک امر کے تسلیم کرنے میں کسی کو چارہ نہیں وہ یہ کہ عقل و فہم انسانی کے مراتب مختلف ہیں ...

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

... البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کو نعمت حکمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

ترجمہ۔ اور جس شخص کو حکمت دو اللہ کی عطا کی گئی بیشک اسے بہت بھلائی دی گئی۔ انتہی

قربانی کی ابتداء

... وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

ترجمہ۔ ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ انتہی

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں ... اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

(باقی مضمون صفحہ ۷ پر)

مولانا نورالدین صاحب بہاری چوتھے ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کو نوٹس

چوبیس گھنٹے کے اندر دہلی چھوڑ دینے کا حکم

دہلی ۲۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ آج شب کے دس بجے سید اقبال شاہ صاحب سب انسپکٹر انچارج تھانہ فیض بازار مع پولیس کے دفتر جمعیۃ علمائے ہند کے چوتھے ڈکٹیٹر حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری کو چیف کمشنر دہلی کا نوٹس دیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے:-

نوٹس

چونکہ چیف کمشنر دہلی کو اس امر کا اطمینان ہے کہ آپ مولوی نورالدین صاحب بہاری کے خلاف امر جنسی پاور آرڈی ننس ۱۹۳۲ء کی دفعہ نمبر (۱) کے ماتحت کارروائی کرنے کے کافی وجوہ موجود ہیں۔ اس لئے آپ کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ اس نوٹس کے وصول ہونے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر صوبہ دہلی سے چلے جائیں اور پھر واپس نہ آئیں۔ یہ حکم کسی آئندہ نوٹس تک یا آرڈی ننس کے اختتام تک قائم رہے گا اس حکم کی خلاف ورزی پر آرڈی ننس کی دفعہ ۲۱ کے ماتحت دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

حضرت مولانا نے نوٹس کی تعمیل سے انکار کیا اس لئے پولیس دفتر جمعیۃ علمائے ہند کے دروازہ پر نوٹس چسپاں کر کے چلی گئی۔

۲۴ برس کی جلاوطنی کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی کی واپسی

جمعیۃ العلماء کی طرف سے بندرگاہ کراچی پر شاندار استقبال

[illegible]

حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کی ملاقات

دونوں حضرات خوش و خرم ہیں

ملتان ۱۶ مئی۔ آج نیو سنٹرل جیل ملتان میں سید محمد شفیع صاحب و مولوی حفیظ الرحمن صاحب و آصف خلف اکبر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضرت ممدوح نہایت بشاش اور خوش و خرم تھے۔ آپ کی صحت اختلاج قلب اور دوسری شکایات کی بنا پر اچھی نہیں رہتی اور اس امر کا اندیشہ ہے کہ ملتان کی شدت حرارت کے آپ متحمل نہ ہو سکیں گے۔ تاہم آپ راضی برضائے الٰہی ہیں۔ آصف صاحب خانگی معاملات پر ایک گھنٹہ تک حضرت مولانا سے گفتگو کرتے رہے۔ ممدوح نے رخصت کے وقت اپنے تمام احباب و متوسلین کو سلام فرمایا۔

۱۶ مئی کو حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند اور مولانا عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ دہلی سے ان کے احباب نے ملاقات کی۔ ہر دو حضرات خوش و خرم تھے۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی قید محض ہے لیکن اس مرتبہ آپکو بی کلاس میں رکھا گیا ہے اور گزشتہ سال کی طرح اے کلاس کی مراعات نہیں دی گئی ہیں۔ مولانا عبدالماجد صاحب کو بھی بی کلاس میں رکھا گیا ہے لیکن چونکہ آپ کی سزا با مشقت ہے اسلئے آپکو جیل کا لباس پہننا پڑتا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ملتان نیو سنٹرل جیل میں جمعیۃ علمائے ہند کے حسب ذیل عہدیداران و ارکان محبوس ہیں:-

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب۔ (۲) حضرت مولانا احمد سعید صاحب (۳) حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ (۴) حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی (۵) حضرت مولانا داؤد غزنوی صاحب (۶) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب جالندھری (۷) حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دہلوی۔

(نامہ نگار)

صدر مجلس احرار ہند کے نام

حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مکتوب گرامی

شعبۂ تبلیغ کی امداد ہر مسلمان پر واجب ہے

بخدمت مکرمی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دام فضلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ پہونچا۔ مجلس احرار کا شعبۂ تبلیغ دفع مضرت قادیانیت کے لئے جو نصرت اسلام کر رہا ہے ۱؎ وہ سب اہل اسلام کا فریضہ ہے جس کو مجلس احرار نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

۲؎ خصوصاً اس کی یہ تجویز کہ قادیان کے اندر مسجد و مدرسہ و دفتر ہو اور قادیان کے قریب جلسہ کی جگہ ہو نہایت پر مصلحت ہے۔

۳؎ مقصود بالا میں اس کی امداد تمام مسلمانوں پر بقدر استطاعت واجب ہے۔ یہ تینوں دعوے نصوص سے متایّد ہیں۔ اما الاول فلقولہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ الآیۃ بانضمام قولہ علیہ السلام مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ الحدیث۔ آیت سے غیر نبی کے دعویٰ نبوت کا جو کہ افتراء علی اللہ ہے ظلم عظیم ہونا اور اس ظلم کا منکر شدید ہونا اور حدیث سے اس منکر کے تغییر کا بقدر استطاعت واجب ہونا ظاہر ہے۔ اما الثانی فلقولہ تعالیٰ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ الآیۃ و دلالتہ غیر خفی علی اہل العلم۔ اما الثالث فلقولہ تعالیٰ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ مع الحدیث المذکور۔ اور اعانت بانفاق المال کی ذکر دہ بھی ایک یلی تیو دہے۔ تغییر بالید کی۔ مال صالح بذات الید کی ہی کہا جاتا ہے) استطاعت کا عام ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی مسلمان نہیں۔ جو ایک پیسہ بھی نہ دے سکے اور بفرض محال اگر کوئی ایسا ہو بھی تو وہ دعائے قلبی سے تغییر بالقلب پر عمل کرسکتا ہے بہر حال اس طرح سے اس تغییر و اعانت کے سب مکلف ہوئے میں بھی ایک حقیر رقم پچیس روپے کی مجلس کی نذر کرتا ہوں اور کامیابی کی دعا بھی کرتا ہوں اور عمال مجلس کی خدمت میں خیر خواہی سے مشورہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اس خدمت میں بھی مثل دیگر خدمات کے حدود شرعیہ کو محفوظ رکھیں۔ خصوص تقریر و تحریر میں ظاہراً امن و سکون کا اور باطناً صدق و خلوص کا التزام رکھیں جس سے یہ خدمت اپنی ہیئت میں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا نمایاں نمونہ ہو جائے بلکہ اگر دوسری جانب سے کچھ ناگواری بھی پیش آوے تب بھی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے تمرہ پر عمل کیا جائے یعنی قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ

اب شعبہ کی کامیابی کے ساتھ اسی کے اعانت کرنے والے حضرات کے لئے دارین کی صلاح و فلاح و نجاح کی دعا پر اس معروضہ کو ختم کرتا ہوں۔ والسلام

از تھانہ بھون ۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ

۱۳ر مارچ ۱۹۳۵ء

۳ر مارچ ۱۹۳۵ء

پشاور میں اکابر علماء کا تاریخی اجتماع

شریعت کانفرنس کا شاندار اجلاس

دہلی ۲۲ر فروری۔ شریعت کانفرنس پشاور کے تاریخی اجلاس کی صدارت کے لئے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا انتخاب عمل میں آیا تھا چنانچہ موصوف کل دہلی سے روانہ ہوگئے آپ کے ہمراہ مولانا حبیب اللہ صاحب و مولانا محمد عظمت اللہ صاحب نائب ناظم جمعیۃ علماء صوبہ دہلی بھی تشریف لے گئے ہیں۔ شریعت کانفرنس میں اکابر علماء نے شرکت فرمائی ہے حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علماء پنجاب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری و دیگر علماء ہند کانفرنس کی شرکت کے لئے پشاور تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب علالت کے باعث تشریف نہ لے جاسکے۔ آج شریعت کانفرنس پشاور میں خطبۂ صدارت پڑھا گیا یہ خطبہ صفحہ ۲ پر درج ہے۔

مسلمان کیوں ذلیل ہوئے اور وہ کس طرح ترقی کرسکتے ہیں؟

انگریزوں سے قرض لینے کی حقیقت اور معترضین پر اظہار افسوس

اسلام اور سیاسیات حاضرہ پر سلطان ابن سعود کی بصیرت افروز تقریر

(ترجمہ خصوصی برائے الجمعیۃ)

۶ ذی الحجہ کو جیسے کہ ہز جلالۃ الملک سلطان ابن سعود والی حجاز و نجد نے قصر ملوکی میں حجاج کو حسب معمول ضیافت دی جس میں اعیان حکومت کے علاوہ سات آٹھ سو سربرآوردہ حجاج نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر ظلہ السلطان نے ایک برجستہ تقریر کی جس کا ترجمہ معاصر ام القریٰ کی تازہ اشاعت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اسلام سب سے بڑی نعمت ہے

ظلۃ السلطان نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر جو سب سے بڑا انعام واکرام کیا ہے وہ اسلام کی نعمت ہے اور اسی اللہ بزرگ و برتر نے بندوں کے درمیان عدل وانصاف کا قانون جاری کیا اور اس مقصد کیلئے اس انسان کامل اشرف کو مبعوث فرمایا جس کے متعلق خود قرآن شاہد عدل ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ خدائے کریم کے انعام و فضائل اسقدر ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔

(۱) سب سے پہلے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اسلام کی نعمت کا اعتراف کرے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی معصوم کو مبعوث فرما کر جو احسان عظیم فرمایا ہے اس کا شکر بجالائے۔ نبی کریم کو اللہ تعالےٰ نے تمام غلطیوں سے بری کر کے ہدایت انسانی کیلئے بھیجا جیسا کہ کلام الٰہی اس امر پر ناطق ہے ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اس بعثت سے مقصد یہ ہے کہ لوگ خدا کا تقرب حاصل کریں اور اپنی عبودیت کا اعتراف۔ یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ مسلمانوں پر اس نے پنجگانہ نمازیں فرض کیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ جماعت میں بالخصوص جمعہ میں شریک ہوں اور پھر اس کے مقاصد و فضائل بھی بیان کردئے۔ اس بقعہ مبارکہ میں جو وحی و تنزیل کا منبع ہے جمعہ کو یوم اکبر قرار دیا۔ پس ہم پر واجب ہوگیا کہ خدا کی ان نعمتوں کا نہ صرف زبان سے اعتراف کریں بلکہ جوارح اور اعضاء کے ساتھ اس کا اظہار کریں۔

(۲) دوسری ضروری بات اتحاد کلمۃ المسلمین اور تعاون و تناصر ہے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کریم کو تمام انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل بنا کر بھیجا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم آپ کی اور آپ کے اصحاب کی پیروی اور تاسی کریں۔

مسلمانوں کی ذلت کے اسباب

کیا تم کو معلوم ہے کہ دین الٰہی کس طرح تباہ ہو رہا ہے اور مسلمانوں میں کیسے کیسے فتنے ظاہر ہو رہے ہیں؟ یہ صرف اسلئے کہ مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ اگر ہم عہد اول پر نظر ڈالیں تو ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ عہد اول کے مسلمانوں کی فتوحات۔ ان کی بت شکنی اور ان کا فیضان عمومی وغیرہ کا بنی اور سرچشمہ اتحاد بین المسلمین اور عمل اور نیت کا اخلاص تھا۔ لیکن جب ان میں اختلاف و شقاق رونما ہوا تو وہ ذلیل ہوگئے اور خدا نے ان پر دشمنوں کو مسلط کردیا۔ اب بھی اگر مسلمان اتحاد و ائتلاف کی طرف مائل ہوجائیں تو ان کا گزشتہ شرف دوبارہ عود کرآئے۔

باری تعالےٰ کا فرمان ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے) آج مسلمان عمل تنویم کا معمول بنے ہوئے غفلت کی نیند میں سرشار ہیں اس لئے اب انکا مسلح ہونا واجب ہوگیا ہے۔ اسلحہ دو ہیں اول ہوائی جہازوں کی خریداری اور دیگر ضروری اسلحہ سویہ تو ذرا مشکل ہے کیونکہ اس معاملہ میں مسلمان دشمنوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ دوسرا ہتھیار جو بہت عظیم ہے وہ تقویٰ اور خدا کی رسی کو مضبوط پکڑنا ہے۔ میں اپنے نفس کیلئے بھی اسی کی نصیحت کرتا ہوں اور تم کو بھی اسی کی تلقین کرتا ہوں۔ اگر تم اس پر عامل ہوگئے تو دین و دنیا کی عزت تمہارے قدم چومے گی۔ اس امت کی اصلاح اس طریق پر ہوسکتی ہے جس سے عہد اول کی اصلاح ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ تم ہر قسم کی قوت پیدا کرو خواہ وہ سیاسی قوت ہو یا زراعت اور صنعت و حرفت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی زبانوں کے سیکھنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہ بھی دشمنوں پر غلبہ پانے کیلئے ایک قوت ہے اسی طرح آپ کے اصحاب نے بھی بعدیش اجنبی زبانوں کو سیکھا۔

معترضین سے خطاب

لوگوں میں بجانب اہل حجاز کے متعلق مختلف افواہیں پھیلائی جارہی ہیں۔ ہم سے پہلے اس سرزمین پر اشراف واتراک نے حکومت کی ہے اور ان میں کے لوگ اب بھی موجود ہیں ان کو معلوم ہے کہ یہاں کسقدر بدامنی اور خونریزی کا دور دورہ تھا اور کس طرح امن وامان مفقود تھا لیکن جب اللہ تعالےٰ نے ہم کو اس زمین کا امین بنایا تو ہم نے حسب استطاعت اس کی خدمت کی۔ ہم صرف اللہ کے بندے ہیں۔ ہمارا سوائے مذہب اسلام اور شریعت شریف کے کوئی مسلک ہے نہ مذہب۔ اگر کسی کو مذہب کی رو سے کوئی اعتراض ہے تو وہ بیان کرے کیونکہ حق پوشی ایک لعنت ہے اگر کسی کے پاس سلف صالحین اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کوئی دلیل ہو تو بیان کردے تاکہ ہم پر حجت قائم ہوجائے۔ کتاب وسنت سے اگر کوئی شخص ہم کو نصیحت کرنا چاہے تو ہم اسے قبول کریں گے خواہ وہ نصیحت کرنے والا بڑا ہو یا چھوٹا، جلیل ہو یا حقیر۔ اس کے سوا ہم کسی چیز کو تسلیم نہیں کریں گے اور کتاب وسنت کی ہر مخالف چیز کو ہم رد کردیں گے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم دو چیزوں کو ہرگز قبول نہ کریں گے اگرچہ تمام اہل زمین ہم کو قتل کرڈالیں اور ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں۔

(۱) اول یہ کہ دین میں تغیر و تبدل کیا جائے خواہ وہ رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) دوسری وہ چیز جو ہماری آزادی اور استقلال اور وطنی شرف کے منافی ہو۔

میں صرف عملی آدمی ہوں

میں صرف خیالی باتیں بنانے والا آدمی نہیں ہوں میں ایک عملی آدمی ہوں جب میں کوئی بات کہوں گا تو اس پر عمل بھی کرکے دکھاؤں گا۔ یہ بات میرے مذہب اور شرف کے خلاف ہے کہ کوئی ایسی بات منہ سے نکالوں جس کے پیچھے عمل کی قوت نہ ہو۔ آخر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا یہ چاہتے ہیں کہ میں زبان سے کچھ کہدیا کروں اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ جاؤں؟ بھلا ایسے قول سے کیا فائدہ جو عمل کی نعمت سے محروم ہو؟ میں تو ان لوگوں سے شک میں رہتا ہوں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان کا شر دشمنوں کے شر سے زیادہ نقصان رساں ہوتا ہے۔

والی حجاز کے جرائم کی فہرست

مسلمانوں کی کیفیت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی نصرانی (عیسائی) سے گفتگو کرینگے تو اس کا ادب کریں گے اور شرافت سے جواب دینگے لیکن جب وہ مسلمانوں سے گفتگو کرینگے تو ان پر بہتان بندیاں شروع کردیں گے گویا وہ ان کے دشمن ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابن سعود نے یہ کہا اور یہ کیا حالانکہ وہ بالکل جھوٹ اور بہتان ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے تو حرمین شریفین کے صدقات واوقاف کو بھی بند کردیا اور انہوں نے لوگوں کو حج اور زیارت بیت اللہ سے روکا اور یہ سب ابن سعود کی خاطر! لیکن میں دریافت کرتا ہوں کہ ابن سعود نے وہ کونسا عمل کیا ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہے؟ کیا ابن سعود نے کوئی بت نصب کردیا ہے اور کہدیا ہے کہ تم اللہ کے سوا اس کو پوجو؟ کیا ابن سعود نے شراب، زنا اور فسق و فجور کو مباح کردیا ہے؟ کیا ابن سعود نے شریروں کو چھوڑ کر فساد پھیلایا ہے؟ آخر وہ کونسا کام ابن سعود نے کیا ہے جو شریعت اور عربی شرافت کے خلاف ہے؟

خدا کی قسم میں اجنبی اور غیر مسلم سے صرف ایک دفعہ ڈرتا ہوں اور ان لوگوں سے تین ہزار مرتبہ ڈرتا ہوں جو اسلام کے مدعی ہیں۔ مجھے اس بات کے بیان کرنے میں مسلمان معذور تصور کریں گے کیونکہ جو کچھ میں نے کہا وہ حق اور سچائی پر مبنی ہے۔

انگریزوں سے قرض لینے کی حقیقت

لوگ کہتے ہیں کہ حجاز میں قحط اور بارش کی قلت کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں ابن سعود نے انگریزوں سے قرض لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے کبھی حجاز کا مال قبضہ میں نہیں لیا بلکہ میں نے خدا کے فضل سے حجاز اور اہل حجاز کی حالت درست کی۔ امن وامان قائم کیا اور ظالموں کو ان کے کیفر دار تک پہونچایا اور تمام مملکت میں خلیج فارس سے بحر احمر تک اور جیبیا اور جیزان سے عقبہ کے مقامات تک شرعی حدود قائم کئے اور یہ سب اللہ کے فضل و کرم سے ہوا۔ کہتے ہیں کہ حجازی لوگ بارش کی قلت کے باعث ہلاک ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ مختار ہے جو چاہے کرے اگر اس نے بارش کو روک دیا تو ابن سعود کا اس میں کیا قصور؟ اصل قصور ان مسلمانوں کا ہے جنہوں نے اہل حرمین کے اوقاف وصدقات روک رکھے ہیں اور لوگوں کو مختلف طریقوں سے حج بیت اللہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میرے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ میرے پاس صرف تلوار اور قرآن شریف ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ اگر کوئی اسلامی بادشاہ، کوئی مسلمان تاجر یا مسلمانوں میں سے کوئی امیر اس سرزمین کے لئے کوئی بھلائی کا کام کرنا چاہتا ہے تو اہلاً وسہلاً و مرحبا بشرطیکہ ہمارے ملک، ہمارے استقلال اور ہمارے شرف و مذہب کے خلاف کوئی اقدام نہ ہو۔

انگریزوں سے قرض لینے کے متعلق میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے سوا کوئی رب نہیں کہ میں نے انگریزوں اور ان کے علاوہ دوسروں سے قرض لینے کا کوئی ارادہ نہیں کیا۔

حضرت شیخ الہند اور اخبار "الجمعیۃ"

اخبار "الجمعیۃ" ایک سال سے علمائے کرام کی ایک کمیٹی کے زیر اہتمام اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ کمیٹی کے محترم ارکان حضرت مولانا [illegible] صاحب حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی حضرت مولانا نورالدین صاحب بہاری اور حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی [illegible] یا مشاہرہ کے بغیر دیگر اسلامی اور وطنی خدمات کی طرح اخبار کا [illegible] کو بھی برداشت کر رہے ہیں اور اب یہ سن کر ناظرین کرام کو مزید خوشی ہوگی کہ کمیٹی کے ارکان میں حضرت شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند و نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کی عظیم وجلیل شخصیت کا اور اضافہ ہوگیا ہے۔ حضرت ممدوح الجمعیۃ کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش فرما رہے ہیں اور اس دور جدید میں اخبار کا وجود انہی کی سعی کا رہین منت ہے۔ ضرورت ہے کہ دیگر مسلمان بھی اس سلسلہ میں اپنا فرض ادا کرکے اسلامی فرض سے سبکدوش ہوں۔

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکۃ الآراء بیان (دہلی)

آج کی اشاعت میں ہم کسی دوسری جگہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کا وہ معرکۃ الآراء بیان شائع کر رہے ہیں جس میں آپ نے [illegible] فیصلہ اور اس کے لازمی نتائج پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس کے بعد پہلو کو [illegible] اس حقیقت کو ثابت کردیا ہے کہ [illegible] مسلمانوں کیلئے [illegible] مسلمانوں نے ہندوستان کے [illegible] بنیادوں پر مضبوط کرنے والی ہے۔

[illegible]

اس بیان سے مسلمانان ہند کی اس مقتدر اور با وقار جماعت کی رائے کا اظہار ہوتا ہے جس نے [illegible] کے ایجنٹ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی [illegible] تکمیل دینے پر آمادہ ہیں [illegible] ہندوستان کے [illegible] مسلمانوں کا نام روشن کردیا ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند نے اپنی [illegible] مسلمانوں میں [illegible] کیا ہے [illegible] بیان نہیں۔ آج حکومت کے [illegible] ہندوستان کے [illegible] حکومت [illegible] قیمت کو [illegible] حکومت کے [illegible] کرنے والے منکر ہو [illegible] گے۔

مولانا محمد نعیم صاحب

مولانا محمد نعیم صاحب نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حکومت ایکٹ کو واپس لینا چاہے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے لیکن پھر کیوں واپس نہیں لیتی اس میں ایک راز ہے حکومت سمجھتی ہے کہ اگر مسلمانوں کا یہ مطالبہ پورا کر دیا گیا تو کل وہ اپنے دوسرے مذہبی حقوق کا مطالبہ کریں گے اور چونکہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ من حیث القوم اور من حیث المذہب ہے اس لیے حکومت کے اقتدار پر اثر پڑتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ حکومت ایک محکوم طاقت سے شکست کھا گئی۔ آئندہ کے لیے ہمیشہ اس کو دبنا پڑے گا۔ اسی کے بالمقابل اگر مسلمانوں نے اس ایکٹ کو منسوخ نہ کرایا تو حکومت کی فتح ہو گی اور مسلمان من حیث الجماعت شکست کھا جائیں گے اور پھر آئندہ ان کا پرسنل لا اور زیادہ خطرے میں رہے گا۔

لہذا اب بات حکومت اور مسلمانوں کے مذہبی اقتدار پر آپڑی ہے آپ نے فرمایا کہ اس وقت ملک میں ہر قوم اپنے اپنے اقتدار کی کوشاں ہیں مگر مسلمان غافل اور خاموش ہیں آپ نے فرمایا کہ حنفی مسلک کی تمام کتب متداولہ میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ ملک جس کو مسلمانوں نے فتح کیا ہو اگر اس پر کوئی کافر حکومت کرتا ہو تو مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ وہ اس کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کریں۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی اقلیت کو دیکھ کر بے دل نہ ہونا چاہیے

کیونکہ ترمذی شریف میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ۷۲ ہزار مسلمانوں کی جماعت بھی اقلیت کی وجہ سے کبھی شکست نہیں کھا سکتی آپ نے حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے یہ سمجھایا کہ حضور کی پیشین گوئی کے مطابق ہماری کمزوری کا راز حب دنیا اور ہول موت میں مضمر ہے آپ نے دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ میں الکفر ملۃ واحدۃ کے بموجب ملک کی دوسری قوموں سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔ لیکن ہمارے حقوق کے غاصب صرف انگریز ہیں لہذا بالفعل ہمارا محاذ جنگ صرف حکومت ہے۔

جمعیتہ علمائے پنجاب کا جدید انتخاب

علمائے کرام سے شرکت کی درخواست

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمعیتہ علماء پنجاب نیز جمعیتہ مرکزیہ علماء ہند کے لیے صوبہ پنجاب سے جدید نمائندگان کا انتخاب عمل میں آئیگا اس لیے جملہ اراکین جمعیتہ صوبہ و دیگر علماء پنجاب ۳۰ مارچ ۱۹۴۰ء کو ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ اور اپنی آمد کی اطلاع معرفت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن ہذا کو دیں۔

محمد نعیم عفا اللہ عنہ [illegible] ناظم جمعیتہ علماء پنجاب

از دفتر جمعیتہ علمائے ہند دہلی

تائید حق

یکم اپریل ۱۹۳۹ء

مدح صحابہؓ اور مولانا حسین احمد کیلئے سرورِ عالم کی بشارت

خوش نصیب ہیں وہ لوگ۔ جن کو تائید حق غلط راستوں پر جانے سے روکتی ہے اور ان کی کسی فروگذاشت کی طرف قدرت کی طرف سے ذہنی متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ دنیا میں ہر ایک عمل کی مذہبی اخلاقی اعتبار سے دو ہی حیثیتیں ہو سکتی ہیں اچھائی اور برائی اور ان کا فیصلہ آثار و قرائن سے ہی کیا جاتا ہے اور یہی ایک طریقہ باقی رہ گیا ہے جو کسی عمل کے متعلق فیصلہ کرنے میں امداد پہنچاتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ وحی والہام کے ذریعہ کسی امر کی تصدیق و تکذیب اس وقت خارج از بحث ہے۔

اس وقت مسلمانوں کے اجتماعی اعمال کی بھی دو ہی معقول حیثیتیں ہو سکتی ہیں سیاسی نقطۂ نگاہ سے انہیں یا تو ان علماء کرام کا ہمنوا ہونا چاہیے جو مسلمانوں کی سیاسی فلاح اس وقت کانگریس کے اشتراک میں دیکھ رہے ہیں اور یا ان زعما کا ساتھ دینا چاہیے۔ جو مسٹر جناح اور ملک کے سرمایہ پرست مسلمانوں کی اقتدا کر رہے ہیں۔

پہلی جماعت جمعیتہ العلماء اور مجلس احرار کے بزرگ شمار کیے جاتے ہیں جن کی تحقیر و توہین کو ایک مخصوص طبقہ کی طرف سے ہمسایۂ جہاد خیال کیا جا رہا ہے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی ذات گرامی اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ زیر بحث لائی جا رہی ہے اور کونسا وہ گھناؤنا لقب ہے جو موصوف کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے خدام کی طرف سے استعمال نہیں کیا جا رہا۔

حضرت مولانا آجکل تحریک مدح صحابہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں اور بزرگان احرار پورے جوش ایمانی اور ولولہ کے ساتھ تحریک میں بے مثال قربانیاں پیش کر رہے ہیں بعض بزرگوں کے نزدیک مدح صحابہؓ کی تحریک صحیح نہیں ہے اور ان کو نیک نیتی کے ساتھ اس سے اختلاف ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لیے یہ خواب جو زمزم کے شکریہ کے ساتھ یہاں نقل کیا جا رہا ہے ایک تشفی بخش دلیل ثابت ہو سکے گا۔

اور اس سے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب اور بزرگان احرار کی رفعت منزلت کا اندازہ کیا جا سکے گا۔ خواب حسب ذیل ہے۔

"کل دو بجے صوفی محمد ادریس کو جو لوگوں نے سرخ کپڑوں میں دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ صوفی صاحب احرار کے بے انتہائی مخالف تھے اور اسی لیے تحریک مدح صحابہؓ کی مخالفت ۱۹۳۵ء میں بھی کی تھی اور آج تک مخالفت کر رہے تھے ان لوگوں نے اس حال میں دیکھا کہ سب کپڑے سرخ ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہے آپ نے مسجد میں داخل ہوتے ہی مجلس احرار زندہ باد کا نعرہ لگایا اور فرمایا کہ بھائیو مجھ کو معاف کر دو میں نے ہمیشہ آپ لوگوں کی مخالفت کی۔ آج مجھ کو کامل یقین ہے کہ آپ ہی لوگ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دلارے ہیں یہ کہکر روتے روتے [illegible] تھے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے حسب معمول میں کل دن بھر احرار کے خلاف شہر میں پروپیگنڈا کرتا رہا تو شب میں حسب معمول اپنے وظائف درود سے ختم کر چکا تو نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ امین آباد میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور ایک سبز پوش جن کا چہرہ مانند ماہتاب کے چمک رہا تھا تشریف فرما ہیں آپ کے ارد گرد ہزاروں نورانی چہرے والے دوزانو بیٹھے ہوئے درود و سلام پڑھ رہے ہیں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مولانا حسین احمد صاحب دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور فرمانے لگے کہ نانا جان آپ کی امت شیعوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مجھ پر طرح طرح کے اتہام لگاتی ہے اور ہر طرح کی گالیاں دیتی رہتی ہے اس پر حضورؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا حال ہوگا میری امت کا ایک حسین کو کربلا میں شہید کیا اور دوسرے حسین کو ہندوستان میں ذلیل کر رہے ہیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ سرخ پوش مسلمان پا بزنجیر مدح صحابہؓ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں آنحضورؐ نے ان کو بلایا اور سب کی پیشانیوں کو چوما۔ میں بھی دوڑا کہ آنحضور (صلے اللہ علیہ وسلم) کی قدمبوسی کر دوں آپ نے فرمایا کہ اس کو دربار سے نکال دو یہ شخص جن کو میں پیار کرتا ہوں، ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ ان کو اپنا سردار بناتا ہے جو میرے اصحاب کو گالیاں دینا فرض سمجھتے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو درود و سلام دوزانو بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے ان کی عزت میری عزت ہے میرے ساتھی

علم و نظر

۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء

جمعیۃ علماء ہند کا دستور ترقی کی منزل میں

ہمارے مذہبی نظام کے اساسی اصول اور قواعد ضوابط جدید تنظیم کا جدید خاکہ

جمعیۃ علماء ہند کی دستوری کمیٹی نے کام شروع کر دیا۔ ایک وسیع اور ہمہ گیر نظام کی تشکیل"

دفعہ ۴۰۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کا سالانہ منعقد ہوا کرے گا اس میں ارکان جمعیۃ مرکزیہ اور صوبہ وار و ضلع وار ملحقہ جمعیتوں کے ارکان شامل ہوں گے لیکن ان کو شرکت کے لئے سند رکنیت دکھانی ضروری ہے۔

دفعہ ۴۱۔ صوبوں اور ضلعوں کی جمعیتوں کو لازم ہوگا۔ کہ جمعیۃ عمومیہ میں نمایندگی کے لئے کم از کم دو ثلث علماء کا انتخاب کریں۔ نمایندگی کے رکنیت لازم ہوگی۔

دفعہ ۴۲۔ جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس کا کورم ۵۰ ہوگا۔

دفعہ ۴۳۔ ضروری نہ ہوگا۔ کہ جمعیۃ مرکزیہ کا صدر جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس کا صدر ہو بلکہ جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس کی صدارت کے لئے کوئی دوسرا شخص بھی منتخب ہو سکتا ہے جس کے لئے یہ بھی ضروری نہ ہوگا کہ وہ جمعیۃ مرکزیہ یا کسی جمعیۃ کا رکن ہو مگر بہر حال اس کا عالم ہونا لازم ہوگا۔

دفعہ ۴۴۔ جمعیۃ عاملہ۔ جمعیۃ مرکزیہ۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کے جلسوں میں کم از کم دو ثلث علماء کا ہونا لازمی ہوگا۔

دفعہ ۴۵۔ جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس کے لئے انتخاب مضامین جمعیۃ مرکزیہ کرے گی۔ لیکن جلسہ انتخاب مضامین کی صدارت جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس کا صدر کرے گا۔

دفعہ ۴۶۔ تمام ملتوی شدہ جلسوں کے لئے نصاب کی تکمیل ضروری نہ ہوگی بشرطیکہ دونوں جلسوں کی باقاعدہ اطلاع ارکان کے نام دفتر سے جاری ہوئی ہو اور جبکہ کوئی جلسہ تکمیل کے نصاب بعد شروع ہو گیا ہو تو اثناء نشست میں یا التواء کے بعد اسی جلسہ کی آیندہ نشستوں میں نصاب سے کم ہو جانا مضر نہ ہوگا۔ جلسہ کی متعدد نشستوں کی اطلاع کے صدر کا اعلان کافی ہوگا۔

دفعہ ۴۷۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کو تجاویز پاس کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن مذہبی مباحث میں صرف علماء کی رائے معتبر ہوگی۔

دفعہ ۴۸۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کا غیر معمولی جلسہ بھی طلب کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جمعیۃ مرکزیہ اس کے انعقاد کو ضروری سمجھے۔

دفعہ ۴۹۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کو جمعیۃ مرکزیہ کی ترکیب میں صوبہ وار انتخاب کو کسی بے قاعدگی کی وجہ سے منسوخ کرنے اور جدید انتخاب کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ ۵۰۔ جمعیۃ عمومیہ اراکین کو حق ہوگا کہ جمعیۃ مرکزیہ کی منظور شدہ تجاویز کو آیندہ کے لئے ممنوع العمل قرار دے لیکن ایسا کرنے کے لئے اراکین موجودہ کے دو ثلث کا اتفاق رائے ضروری ہوگا۔

دفعہ ۵۱۔ تمام اجلاسوں میں بجز ان مستثنےٰ صورتوں کے جن میں کثرت رائے کو کسی زائد قید سے مقید کر دیا گیا ہو۔ زیر بحث امور کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا۔

دفعہ ۵۲۔ ضروری حالات میں ارکان جمعیۃ عاملہ و مرکزیہ کی تحریری رائے دفتر سے طلب کی جا سکتی ہے۔

دفعہ ۵۳۔ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاسوں کی اطلاع کے ساتھ مضامین زیر بحث کے اجمالی عنوانات (ایجنڈے) بھیجنے ضروری ہوں گے۔

دفعہ ۵۴۔ ضروری حالات کے سوا عام طور پر تاریخ انعقاد سے اجلاس جمعیۃ مرکزیہ کے لئے دو ہفتہ اور اجلاس جمعیۃ عمومیہ کے لئے ایک ماہ پیشتر اطلاعات و اعلانات جاری کرنا لازم ہوگا۔

دفعہ ۵۵۔ تبدیل مرکز۔ انتخاب عہدیداران۔ قواعد کی منظوری یا ترمیم و تنسیخ کی کارروائی اسی جلسہ میں ہو سکے گی۔ جس کے ایجنڈا میں اس کی تصریح کر دی گئی ہو۔ اور جلسہ کی اطلاع تاریخ انعقاد سے مقررہ مدت بہ پیشتر جاری کی گئی ہو۔

دفعہ ۵۶۔ اجلاس میں مضامین مندرجہ ایجنڈا کی باہمی ترتیب قائم رکھنی ضروری نہ ہوگی۔ بلکہ صدر اجلاس کے اختیار تمیزی پر ترتیب چھوڑ دی جائے گی۔

دفعہ ۵۷۔ مضامین غیر مندرجہ ایجنڈا بھی صدر کی اجازت سے پیش ہو سکیں گے۔

ترکیبی نظام

دفعہ ۵۸۔ ضلع کی جمعیتوں کو صوبہ سے اور صوبوں کی جمعیتوں کو مرکزی جمعیۃ سے الحاق کی منظوری لینی ضروری ہوگی اور اس کے لئے ارکان اور عہدیداروں کی فہرست بھیجنی لازمی ہوگی۔

دفعہ ۵۹۔ جمعیۃ مرکزیہ کی ترکیب صوبہ وار منتخب شدہ اراکین سے اور صوبہ کی جمعیتوں کی ترکیب ضلع وار منتخب شدہ اراکین سے ہوگی۔

لیکن جس صوبہ سے متعلق کوئی ضلع نہیں یا ہو مگر اس میں جمعیۃ علماء قائم نہ ہو تو صوبہ کی جمعیت اپنے لئے براہ راست ارکان بنا سکتی ہے۔ اور انہیں میں سے مرکزیہ کے لئے ارکان منتخب کر سکتی ہے۔

دفعہ ۶۰۔ تمام اراکین جمعیۃ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ کسی ضلع وار یا صوبہ وار جمعیۃ علماء کے رکن ہوں۔

دفعہ ۶۱۔ ضلع وار جمعیۃ علماء اپنے اراکین میں سے صوبہ وار جمعیۃ کے لئے نمایندے منتخب کرے گی یہ انتخاب ضلع کی جمعیۃ کے عام جلسۂ اراکین میں ہوگا۔

دفعہ ۶۲۔ صوبہ وار جمعیتیں اپنے اراکین کا جلسہ منعقد کر کے جمعیۃ مرکزیہ کے لئے ارکان کا انتخاب کرے گی۔

دفعہ ۶۳۔ اگر کسی ضلع میں جمعیۃ علماء قائم نہ ہو تو صوبہ کے جلسہ انتخاب کو اختیار ہوگا کہ اس ضلع کے نائب خود منتخب کرے ایسے ارکان کو صوبہ کے دفتر سے ایک تحریری سند عارضی انتخاب کی بھیجدی جائے گی۔ اور ان سے فیس رکنیت براہ راست دفتر صوبہ وصول کرے گا۔

دفعہ ۶۴۔ اگر صوبہ میں جمعیۃ علماء قائم نہ ہو تو جمعیۃ مرکزیہ کو حق ہوگا کہ اس صوبہ کے ارکان کا انتخاب اپنے جلسہ میں کرے ایسے ارکان کو جمعیۃ مرکزیہ سے عارضی انتخاب کی سند بھیجدی جائے گی اور جمعیۃ مرکزیہ کا دفتر فیس رکنیت ان سے براہ راست وصول کریگا۔

دفعہ ۶۵۔ ضلع کی جمعیۃ صوبہ کے لئے اور صوبہ کی جمعیۃ مرکزی جمعیۃ کے لئے جو ارکان منتخب کرے ان میں دو ثلث علماء کا انتخاب ضروری ہو۔

دفعہ ۶۶۔ ضلع اور صوبہ کی جمعیۃ کے صدر دفتر کا مقام معین کرنا جمعیۃ ضلع اور جمعیۃ صوبہ کے اختیار میں ہوگا۔

دفعہ ۶۷۔ ہر رکن کی رکنیت اس وقت معتبر ہوگی جبکہ اس نے قرطاس رکنیت کی خانہ پوری کر کے فیس رکنیت کے ساتھ دفتر جمعیۃ میں داخل کر دیا ہو۔

دفعہ ۶۸۔ ارکان دو قسم کے ہوں گے۔ اوّل علماء اسلام یعنی وہ حضرات اہل علم جنہوں نے کسی باقاعدہ مدرسہ میں یا کسی مستند عالم سے علوم عربیہ اسلامیہ کی تکمیل کی ہو۔ ثبوت کے لئے نقل سند یا ایسے دو عالموں کی تصدیق جو اس دفعہ کے مطابق رکن بنائے جا چکے ہوں کافی ہوگی۔ دوئم مقتدر و باثر حضرات یعنی (الف) واعظین اسلام یعنی وہ حضرات اہل علم جنہوں نے علوم دینیہ عربیہ کی تحصیل و تکمیل تو نہیں کی لیکن مذہبی معلومات پر ان کی نظر ہے اور مذہبی مضامین پر وعظ کیا کرتے ہیں (ب)، وہ اہل الرائے حضرات جو سیاسی اور مذہبی امور میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔

دفعہ ۶۹۔ جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس میں تمام مضامین بحث کے لئے پیش کئے جائیں گے اور تمام ارکان کو مصالح و مضار کے لحاظ سے اظہار خیال کا حق ہوگا۔ مگر مذہبی فتوے میں صرف قسم اوّل کے ارکان کی رائے معتبر ہوگی۔

دفعہ ۷۰۔ جمعیۃ مرکزیہ کے تمام ارکان کو تین روپیہ سالانہ چندہ ادا کرنا ہوگا۔

دفعہ ۷۱۔ ضلع کی جمعیۃ کے ارکان کا اجلاس عام جمعیۃ ضلع کے لئے ایک جمعیۃ منتظمہ اور عہدیداروں کا انتخاب کرے گا۔ جمعیۃ منتظمہ کے اعضاء کی تعداد معین کرنے بھی اسی اجلاس عام کو اختیار ہوگا۔

دفعہ ۷۲۔ جمعیۃ صوبہ کے ان تمام ارکان کی مجموعی تعداد جو ضلعوں سے منتخب ہوئے ہیں صوبہ کی جمعیۃ منتظمہ کہلائے گی۔ اور اس کو صوبہ کی جمعیۃ کے متعلق وہ اختیارات حاصل ہوں گے۔ جو جمعیۃ مرکزیہ کو مرکزی جمعیۃ کے متعلق حاصل ہیں۔

دفعہ ۷۳۔ ضلع اور صوبہ کی جمعیتوں کو اپنے مناسب حال قواعد و ضوابط بنانے کا اختیار ہوگا لیکن ضلع کو صوبہ سے اور صوبہ کو مرکزی جمعیۃ سے ان کی منظوری لینی ضروری ہوگی۔ اور کسی حالت میں مرکزی جمعیۃ کے اغراض اور اصول سے مخالفت جائز نہ ہوگی۔

دفعہ ۷۴۔ جمعیۃ ضلع انتخاب ارکان کی کارروائی آخر اکتوبر تک کر کے یکم نومبر تک اس کی تحریری اطلاع مع فہرست ارکان دفتر صوبہ میں بھیجدے۔ اور صوبہ اپنے ارکان کا انتخاب ۲۰ نومبر تک کر کے ۲۱ نومبر تک اس کی تحریری اطلاع مع فہرست نمایندگان دفتر مرکزیہ میں بھیجدے اور مرکزی جمعیۃ اپنے عہدیداروں کا انتخاب جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس سے پہلے کر کے جمعیۃ عمومیہ میں اس کی فہرست پیش کر دے یہ تمام انتخابات یکم جنوری سے نافذ ہوں گے۔

مالی نظام

دفعہ ۷۵۔ جمعیۃ ضلع ہر قسم کی آمدنی بجز ان عطایا کے جو کسی معین جزئی کام کے لئے دیئے گئے ہوں (کا ایک ثلث اپنے اخراجات کے لئے رکھ کر دو ثلث جمعیۃ صوبہ کو بھیجدے اور جمعیۃ صوبہ اپنی کل آمدنی کا اسی طرح ایک ثلث رکھ کر دو ثلث جمعیۃ مرکزیہ کے دفتر میں بھیجدے۔ ماتحت جمعیتوں کو لازم ہوگا۔ کہ آمد و خرچ کا سہ ماہی گوشوارہ رقم کر کے ساتھ صدر دفتر میں بھیجدیا کریں۔

دفعہ ۷۶۔ خاص خاص حالات و ضروریات کی بنا پر ضلع کی جمعیۃ صوبہ کی اجازت سے اور صوبہ کی جمعیۃ مرکزی جمعیۃ کی اجازت سے ثلث آمدنی سے ایک معین مقدار کی زائد رقم رکھ سکتی ہے۔

دفعہ ۷۷۔ ضلع کی جمعیۃ کو ششماہی بجٹ صوبہ سے اور صوبہ کو سہ ماہی بجٹ مرکزی سے منظور کرانا ضروری ہوگا۔

دفعہ ۷۸۔ جمعیتوں کا سرمایہ خزانہ جمعیۃ کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور جمعیۃ کے تمام اخراجات اسی سرمایہ سے کئے جائیں گے۔

دفعہ ۷۹۔ ہر قسم کی رقم اور عطیہ کی رسید دفتر جمعیۃ سے دیجائیگی۔ جس پر ناظم کے دستخط اور جمعیۃ کی مہر ہوگی۔

دفعہ ۸۰۔ جمعیۃ کا سرمایہ خازن جمعیۃ کی تحویل رہیگا اور اس کا حساب دفتر جمعیۃ میں رکھا جاتے گا۔

متفرق ضوابط

دفعہ ۸۱۔ جمعیۃ مرکزیہ کو اپنے اجلاس میں ان شکایات کے سننے کا اختیار ہوگا۔ جو کسی رکن جمعیۃ مرکزیہ کی جانب سے کسی رکن (علاوہ عہدیدار) کے متعلق پیش کی گئی ہوں اور اس جلسہ کے ایجنڈا میں اس کی تصریح ان الفاظ سے کی گئی ہو۔ شکایات متعلقہ فلاں یا شکایت متعلقہ رکن جمعیۃ مرکزیہ اور حسب ذیل حالات میں اس کو ایسے رکن کے معزول کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۱) قوانین جمعیۃ کی ایسی خلاف ورزی کی گئی ہو جس سے مقاصد جمعیۃ کو ضرر پہنچتا ہو۔

(۲) متواتر تین معمولی جلسوں میں بغیر کسی مجبوری کے بلا اطلاع غیر حاضر رہا ہو۔

دفعہ ۸۲۔ جمعیۃ مرکزیہ کو کسی عہدیدار کی شکایت اپنے ایسے اجلاس میں سننے کا اختیار ہوگا۔ جس کے لئے ایجنڈے میں شکایت کرنے والے ممبران اور جن کی شکایت ہے ان کے ناموں کی تصریح کی گئی ہو۔

اور جمعیۃ مرکزیہ کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ شکایت کی تحقیقات کرنے اور عہدیدار سے جواب مانگنے کے بعد تجویز کرے کہ جمعیۃ مرکزیہ کے آیندہ اجلاس میں اس کا فیصلہ کیا جائیگا اس آیندہ اجلاس کے ایجنڈا میں بھی اس امر کی ضرورت ہے کہ جس عہدیدار کی شکایت ہے اس کے نام کی تصریح کے ساتھ بھی لکھا جائے کہ ان کے نام کا فیصلہ کیا جائے گا۔ یہ دوسرا اجلاس اپنے نزدیک ثبوت شکایت کی صورت میں اس عہدیدار کو معزول کر سکیگا۔

دفعہ ۸۳۔ دونوں دفعات بالا کے سلسلے میں جس شخص کے متعلق شکایت ہے وہ غور بحث کے وقت جلسہ میں شریک نہ ہو سکے گا۔

دفعہ ۸۴۔ جمعیۃ علماء ہند کا صدر دفتر دہلی میں رہے گا۔ لیکن بوقت ضرورت جمعیۃ مرکزیہ کی دو ثلث کثرت رائے سے کسی مناسب مقام پر تبدیل ہو سکے گا۔

احمد سعید۔ ناظم جمعیۃ علماء ہند
دہلی

پردہ برائیوں سے روکتا ہے

بہار میں ایک ہندو خاتون کی تقریر!

کل دو ملس کلب میں شیو نرائن سہانے ایک تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں جو نسوانی تحریکیں رائج ہو رہی ہے وہ یقیناً ہماری معاشرت کے لئے تباہ کن ہیں بے پردگی ..... کی آج کل تعلیم یافتہ عورتیں بہت تعریف کر رہی ہیں پردہ درحقیقت مشرقی معاشرت کا نہایت پاکیزہ اصول ہے اور تمام سمجھدار عورتیں اس بات کو خوب سمجھتی ہیں کہ اخلاقی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے پردہ نہایت مفید چیز ہے۔ آپ نے فرمایا جو لوگ بغیر سوچے سمجھے مغربی معاشرت کی تقلید کرتے ہیں وہ کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ ہر ملک کے اصول معاشرت جداگانہ ہوتے ہیں اور اس ملک کی عام اخلاقی حالت کا اندازہ اس کے مذہب اور باشندوں کی ذہنیت کا آئینہ دار رہا ہے یورپ کی معاشرت میں بے پردگی کی وجہ سے جو خرابیاں واقع ہوتی ہیں ان کا ہمیں اندازہ نہیں کیونکہ ہندوستانی مستورات شاذ و نادر یورپ جاتی ہیں لیکن آپ کو بتلانا چاہتی ہوں کہ یورپ کی نیک خیال بیبیاں ہندوستانی کے پردہ سسٹم کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہیں اور اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ ہندوستان کی معاشرت کے لحاظ سے پردہ بہت موزوں چیز ہے افراط و تفریط ہر چیز میں بری ہوتی ہے اور پردہ جو قید کی حد کو پہنچ جائے عام صحت اور زندگی کے لئے بیشک نقصان دہ ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ عورتیں بے پردہ گھومیں اور غیر مردوں کے ساتھ بے تکلف ملیں جلیں۔

لکھنؤ میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی تقریر

شیخ الاسلام کے اشارہ پر ایک دن میں پونے چار سو سے زائد فدا کاروں نے خود کو گرفتاری کیلئے پیش کر دیا

اب تک ایک ہزار سے زائد گرفتاریاں ہو چکی ہیں

لکھنؤ ۲۰ مارچ۔ تحریک مدح صحابہ کی تاریخ میں سول نافرمانی کا ایسا پرجوش اور عظیم الشان مظاہرہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا جیسا کہ آج مسجد ٹیلہ پر دیکھنے میں آیا جہاں انسانوں کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر نظر آ رہا تھا۔ غالباً مختلف حیثیتوں سے سول نافرمانی کے سلسلہ میں اتنی گرفتاریاں ایک دن میں کبھی نہیں ہوئی ہوں گی جیسی کہ آج ہوئیں۔ آج مسجد ٹیلہ پر سول نافرمانی کا جذبہ موجود تھا اور ہر ایک شخص اس بات کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ آج ہی جیل چلا جائے۔ مسجد میں سوائے انسانوں کے کوئی شے نہیں دکھائی دیتی تھی۔ مسجد کے قریب کی ہر زمین انسانوں سے لبریز نظر آتی تھی۔ اگرچہ ابھی جلسہ آج سہ پہر کو ہونے والا تھا ... اس کے باوجود تحریک کے خلاف سول نافرمانی کرتے ہوئے ۳۷۰ مسلمان گرفتار ہوئے اور تقریباً ۵۰ رضا کاروں کے نام درج رجسٹرڈ نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ان کو روک دیا گیا ہے۔

مسجد ٹیلہ پر آج بارہ بجے ہی سے مسلمان جوق در جوق آنا شروع ہو گئے تھے اور ایک بجے تک مسجد کے اردگرد کہیں کوئی جگہ خالی نہیں باقی رہی ٹرانک کو ایک فرلانگ کے فاصلہ سے روک دیا گیا کیونکہ آدمیوں کے سوا کہیں کوئی جگہ خالی نہیں باقی رہی تھی۔ سڑکوں پر بھی ایک فرلانگ تک ایک میلہ لگا ہوا نظر آتا تھا لیکن باوجود اس قدر زبردست اجتماع کے اس کو نہایت عمدگی سے منظم رکھا گیا تھا سڑک کے کنارے کنارے احراری رضا کار لوگوں کو ایک ہی حیثیت سے رہنے کی ہدایت کر رہے تھے اور نظم پر پورا قابو حاصل تھا ذمہ دار افسران اور پولیس کافی تعداد میں سڑک کے کنارے موجود تھی اور پولیس کی لاریاں متعدد سڑکوں پر موجود تھیں نماز جمعہ کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا اور جلسہ کی صدارت مولانا سجاد صاحب نے کی۔

امیر شریعت نے بحیثیت صدر جلسہ مدح کی تاریخی اور مذہبی اور شرعی حق کی حیثیت سے تبصرہ کرتے ہوئے قانون انتناع مدح صحابہ کو ایک ظلم اور ناانصافی بتایا۔

شیخ الاسلام مولانا مدنی کی ولولہ انگیز تقریر

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نعرہ تکبیر کی گونج میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت کو اب آنکھیں کھولنا چاہیئے اور اس کو بیہوش نہ ہونا چاہیئے۔ اب یہ تحریک صرف لکھنؤ کی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ آل انڈیا تحریک ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اس تحریک کی آگ پھیل رہی ہے اور تمام صوبجاتی حکومتوں میں بھی یہی ہوگا اور ہر جگہ کے مسلمان اس تحریک میں حصہ لینے کے واسطے اور قربانی پیش کرنے کے واسطے تیار ہیں آپ نے کہا کہ یہی نہیں بلکہ تمام ایسے قوانین کے خلاف سول نافرمانی کی جائے گی جس کے ماتحت مسلمانوں کے شرعی اور مذہبی حق کو تباہ کر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں اتنے عرصہ تک یہاں سے غیر حاضر رہا ہوں لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں غیر حاضر رہا۔ اسی سلسلہ میں کام کرتا رہا ہوں جمعیۃ العلماء ہند کے پلیٹ فارم سے مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے اس تحریک کے سلسلہ میں تجاویز پاس کی گئیں اور اس کے علاوہ بھی میں برابر اسی کام کے واسطے مصروف رہا اور ایک منٹ بھی اس سے غافل نہیں رہا ہوں۔

یو۔ پی حکومت کو انتباہ

آخر میں آپ نے حکومت کو متنبہ کیا کہ وہ جلد از جلد اس قانون کو منسوخ کرے اس کے بعد مجلس تحفظ ناموس صحابہ کی طرف سے جلسہ میں مسلمانوں کو ایک اعلان سنایا گیا اور جس میں اس کے سلسلہ میں جو مطالبات ہیں ان کو پیش کیا گیا جو حسب ذیل ہیں :-

مجلس تحفظ ناموس صحابہ جو اٹھائیس برس کی الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے اور مدح صحابہ پر سے اس لعنتی قانون کو توڑنے کے لئے ملک کے ۹ کروڑ مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اٹھاسی ہزار سنیان لکھنؤ کی جانب سے خصوصاً بحیثیت ایک نمائندہ اور باوقار جماعت ہونے کے اپنے بہشیار وفادار رضا کاروں کی واقفیت اور آگاہی کے لئے اعلان کرتی ہے کہ ہم سول نافرمانی کی پرامن جنگ کو اس وقت تک ملتوی نہ کریں گے جب تک حکومت ہمارے تمام مطالبات کو منظور کر کے ان پر بلا قید وقت و مقام استعمال کرنے کا موقع نہ دیدے ہمارے مطالبات کا خلاصہ یہ ہے۔

سنیوں کے مطالبات

حکومت وہ اپنا لعنتی رزولیوشن جس کی رو سے مدح صحابہ کے متعلق ممانعت کی جاتی ہے قطعاً منسوخ کر دے اور سنیوں کو عام اجازت دے دے کہ وہ بلا قید وقت و مقام جلسے یا جلوس میں عام گذرگاہوں اور پبلک سے ملک مقامات پر جہاں چاہیں نظم و نثر بے محابہ پڑھ سکتے ہیں اور کر سکتے ہیں اگر حکومت ہمارے ان مطالبات کو منظور کر کے سنیوں کو ان کا غصب کیا ہوا حق بلا شرط واپس کر دے تو خیر ورنہ اب تک تو مجلس نے صرف چھ سو رضا کاروں سے جیل خانہ کو آباد کیا ہے حکومت کے ذمہ داروں کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم لعنتی قانون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے نہ صرف ساری یو۔ پی کو دنیا کا ایک عظیم الشان جیل خانہ بنا دینے کا عزم مصمم کر چکے ہیں بلکہ اس کے علاوہ میں مجلس اپنے رضا کاروں کا قیمتی خون بھی اس قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے کے لئے آمادہ و تیار ہے بہرحال کھلے الفاظ میں ہم نے اپنے تمام مطالبات پیش کر دیئے اس کے سوا اگر حکومت نے اس میں ایک حرف کی بھی ترمیم چاہی یا کسی اور پارٹی سے میثاق صلح منظور کرایا تو وہ چیز ہماری مجلس کے لئے کسی طرح قابل قبول نہ ہوگی مجلس کے تمام رضا کار پورے جوش کے ساتھ اپنی بے نظیر قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھیں ان شاء اللہ ان کا یہ ایثار اور مخلصانہ نظام کار دنیائے مظلومیت میں زریں حروف میں لکھا جائیگا

شیخ الاسلام کی روح پرور تقریر کا اثر

اس اعلان کے بعد مسجد سے جتھے روانہ ہونے شروع ہو گئے اور جتھے مسلسل نکل رہے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات میں پولیس کی لاریاں کم پڑ جاتی تھیں اور تقاضا کیا جاتا تھا کہ ان کو جلد گرفتار کر کے روانہ کیجئے چنانچہ فوراً ہی اور لاریوں کا انتظام کیا گیا اور ہر لمحہ نعرہ تکبیر اور نعرہ مستانہ کی صداؤں سے فضا گونج جاتی تھی اور اس طرح شام تک ۳۷۰ رضا کار گرفتار ہوئے اور ہر مرتبہ مجمع کے سینکڑوں آدمی بار بار اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ وہ ایک ساتھ جلوس کی صورت میں مدح صحابہ پڑھتے ہوئے نکلیں لیکن ان کو روکا جا رہا تھا اور ہر حالت میں مجمع کو پرامن و پرسکون رکھنے کی زبردست کوشش کی گئی۔

مجلس احرار کے سرپوش اور سرخ پوش رضا کار

ان گرفتار شدگان میں مجلس احرار کے سرخ پوش رضا کار بھی شامل تھے جن کی تعداد ۹۸ تھی اور باقی افراد مجلس تحفظ ناموس صحابہ کی طرف سے جیل گئے اور یہ سلسلہ شام کے ساڑھے پانچ بجے تک قائم رہا سٹی مجسٹریٹ مسٹر اگنیہوتری پرشادی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر رحمٰن بخش قادری موقع پر موجود تھے اور متعدد سب انسپکٹران اور پولیس سوار بھی موجود تھی مجلس احرار اور مجلس تحفظ ناموس صحابہ کے رضا کار مجمع پر قابو رکھنے اور ان کو پورے قاعدہ اور نظم رکھنے میں پوری کوشش کر رہے تھے اور ان کی کوشش کامیاب بھی تھی مجلس احرار کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ سرخ پوش احرار جو آج سول نافرمانی میں شریک تھے اور مدح صحابہ پڑھ کر گرفتار ہوئے تھے کانپور کا آمدہ ایک جتھا جو چھ سرخ پوش رضا کاروں پر مشتمل تھا احمد بیگ صاحب کی قیادت میں گرفتار ہوا چونکہ احرار کیمپ میں سرخ قمیضیں ناکافی تھیں اس لئے بہت سے رضا کاروں کو سرخ جھنڈا لیکر روانہ کیا گیا اور جب سرخ جھنڈے کم پڑ گئے تو ان کو روک لیا گیا احرار کے ذمہ داروں میں حافظ مشتاق احمد مسٹر وصی احمد۔ مولانا ابو القاسم، مسٹر تاج الدین مولانا محمد اسمٰعیل ایم۔ ایل۔ اے وغیرہ موجود تھے۔

طول و عرض ہند میں تحریک کی گونج

یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ احرار کیمپ میں بریلی بارہ والی اور کانپور کے جتھے پہونچ گئے ہیں اور تار کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ صاحبزادہ محمود علی خاں رئیس سہارنپور سے ایک جتھا ہمراہ لئے کل صبح ڈیرہ دون ایکسپریس سے لکھنؤ پہونچ رہا ہے۔ ایک اور تار موصول ہوا ہے کہ آگرہ کا ایک جتھا کل صبح لکھنؤ پہونچ رہا ہے مجلس احرار دہلی کی طرف ۵ سرخ پوشوں کا ایک جتھا لکھنؤ احرار کیمپ کے لئے روانہ ہوئے تھے ان کو دہلی میں گرفتار کر لیا گیا مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بھی عنقریب لکھنؤ پہونچ رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آئندہ ۲۰ مارچ کو مسجد ٹیلہ پر مجلس احرار کی طرف سے ایک جلسہ عام مسلمانوں کا منعقد ہوگا جس میں تمام بیرونی جتھے بھی گرفتار ہوں گے اور وہیں سول نافرمانی ہوگی۔

مفکر جلیل مولانا عبید اللہ سندھی کا لاہور میں ورود

ریلوے سٹیشن پر پچاس ہزار مشتاقان زیارت کا اجتماع، مولانا کی معارف پرور تقریر

مسلمان اور کانگرس، ہندوستان کی آزادی کا پروگرام

لاہور ۲۲ مارچ۔ آج چھ بجے شام کو کراچی میل سے محب وطن مولانا عبید اللہ سندھی ۲۳ سال کی جلا وطنی کے بعد پہلی مرتبہ لاہور میں تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن کے باہر پلیٹ فارم پر پچاس ہزار مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ پلیٹ فارم پر کانگریس مجلس احرار جمعیۃ العلماء، آزاد مسلم کانفرنس، خاکسار وغیرہ مجالس کے اراکین موجود تھے۔ جن میں ڈاکٹر ستیہ پال، مولانا محمد داؤد غزنوی، چوہدری فضل حق، مولانا عبد الحنان، شیخ سراج الدین پراچہ، مولانا محمد حنیف ندوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، سردار جھنڈا سنگھ، پنڈت رام گوپال شاستری، لالہ رام چند، بابو محمد دین، ڈاکٹر عبد القوی لقمان، چوہدری محمد امین یونس، خلیفہ فضل الدین لالہ دوس ملک کے نام قابل ذکر ہیں جب گاڑی آئی تو ہجوم میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مولانا کے ڈبہ کی جانب دوڑا۔ انقلاب زندہ باد۔ ہندوستان زندہ باد اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کئے گئے۔ پبلک کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ اور مولانا صاحب کے ڈبہ میں میاں میر۔ رائے ونڈ وغیرہ مقامات سے عوام گاڑی میں سوار ہو کر آئے۔ تاکہ دیدار حاصل کریں۔

مسلمانوں کی بے پناہ عقیدت

مولانا صاحب کے ڈبہ میں ہجوم نے داخل ہونے کی کوشش کی۔ اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ ان سے مصافحہ کرے جب مولانا ڈبہ سے باہر آئے تو ہجوم نے گھیر لیا۔ پھولوں کے ہار اس قدر ڈالے گئے کہ مولانا کو دو تین دفعہ ہار اتارنے پڑے اس کے بعد مولانا ہجوم سے گھیرے میں پلیٹ فارم کے باہر آئے ہر لمحہ انقلاب زندہ باد۔ مولانا عبید اللہ زندہ باد۔ ہندوستان آزاد کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ مولانا سندھی باہر آئے تو احرار بینڈ اور سرخپوش والنٹیرز نے سلامی دی۔ اس کے علاوہ خاکساروں کی ایک پارٹی نے سات ضرب گولہ سے سلامی دی۔ اس موقع پر ہجوم کی تعداد بڑھ گئی۔

حضرت مولانا کی ہنگامہ خیز تقریر

ریلوے اسٹیشن کے باغ میں پبلک بیٹھ گئی۔ اور مولانا عبید اللہ سندھی نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ۲۳ سال کی جلا وطنی کے بعد ہندوستان آیا ہوں۔ یہاں صورت حالات اور میں زمین اور آسمان بدلا ہوا ہے۔ بیرونی دنیا میں میری عزت بہت تھی۔ اس لئے کہ میں ہندوستانی ہونے کے علاوہ انڈین نیشنل کانگریس کا نمائندہ تھا۔ مجھے یہ دیکھ بہت خوشی ہوئی ہے کہ آج ہندوستان میں میرا پرجوش استقبال کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ میں نے ہندوستان میں عام کیا ہے یہ جو کچھ میں بین الاقوامی سیاسیات کا مطالعہ کرتا رہا ہوں اس سے مجھے بیرون دنیا میں گھومنا پڑا۔ جس چیز کی کمی کو ہندوستان میں محسوس کرتا تھا وہ حاصل کر کے آیا ہوں۔ اور نوجوانوں کے سامنے پیش کروں گا۔ میرا پروگرام سیاسی ہوگا۔ چونکہ میں سندھ کا رہنے والا ہوں اس لئے سیاسی کام اپنے صوبہ میں کروں گا۔ میں ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں کام نہیں کر سکتا۔

سیاسی مسلک کا غیر مبہم اعلان

میں نے انقلابی پروگرام ترک کر کے گاندھی جی کے اصول عدم تشدد کو تسلیم کر لیا ہے اور اس پر کاربند ہوں... میں کانگریس کا ممبر ہوں اور مرتے دم تک کانگریس میں رہوں گا ... میں نے کابل میں شاہ افغانستان کے حکم سے کانگریس کمیٹی بنائی اور وہاں کام کیا تھا بین الاقوامی طور پر مجھے کانگریسی حیثیت سے دیکھا جاتا تھا۔ اگر ہندوستان میں آکر کانگریس کو ترک کر دوں تو میری ذلت ہوگی۔ میں مسلمانوں سے درخواست کروں گا کہ وہ کانگریس میں شامل ہو کر ہندوستان کو آزاد کرائیں اگر میں کانگریس میں رہوں گا۔ تو میرے اسلام پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا۔ میرا سیاسی پروگرام سندھ میں ہوگا۔ اور میں نے گورنر سندھ و وزیر سندھ سے ملاقات کی ہے۔

اور اپنا پروگرام بتا دیا ہے گو میں بوڑھا ہوں لیکن دل نوجوان کا رکھتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ نوجوان میرے ساتھ کام کریں گے اس مرحلے پر کانگریس زندہ باد۔ انقلاب زندہ باد مولانا عبید اللہ سندھی زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔

مسلمانوں کو اتحاد کی تلقین

مولانا نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ قرآن شریف پر عمل کریں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں مجھے بیرونی دنیا میں ہندوستانی ہونے کے علاوہ انڈین نیشنل کانگریس کا نمائندہ ہونے کی بنا پر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ آخر میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس قدر عزت افزائی کی ہے کہ مجھے سابقہ زمانہ یاد آ گیا ہے۔ میں مسلمان ہونے کی بنا پر مسلمانوں سے اپیل کرتا کہ وہ اختلافات کو بھلا دیں۔ قرآن شریف پر عمل کریں اور ہندوستان کو آزاد کر کے اسلامی ممالک کے مصائب کا خاتمہ کرائیں۔ اس کے بعد مولانا عبید اللہ سندھی موٹر کار میں سوار ہو کر مولانا احمد علی صدر جمعیۃ العلماء پنجاب کے مکان پر چلے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مولانا موصوف دو تین یوم لاہور میں قیام فرمائیں گے۔ اور نماز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ میں ادا فرمائیں گے۔

کمپنی باغ میں جمعیۃ شبان کا عظیم الشان جلسہ

مولانا ظفر علی خاں، مفتی محمد نعیم اور مولانا احمد سعید صاحب کی تقریریں

دہلی کے مسلم نوجوانوں کو زعماء ملت کا پیغام

اور راج گرو کو پھانسی حرف اس لئے دی جا رہی ہے کہ نوجوان کے طریق کار سے ہم کو اختلاف ہے کیونکہ ہم عدم تشدد کے حامی ہیں۔

مسلمانو! اگر تم ہندوستان میں مسلمان ہو کر رہنا چاہتے ہو تو پرامن رہ کر قربانی کرو جو قوم قربانی کرے گی وہی قوم حکومت کرے گی۔ پندرہ ہزار مسلمان جیل گئے اور ۸۰۰ سو مسلمان شہید ہوئے آج یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان اس تحریک میں شریک نہیں ہوئے۔ مسلمانو تم اس قربانی کو مت ضائع کرو جمعیۃ علمائے ہند کے فتوے کے مطابق جنگ آزادی میں شریک ہو جاؤ اور آگے بڑھو۔ مسلمانو تم بھیک مانگنے والے نہیں ہو۔ تم سب کچھ دیدو۔ اگر تم میں قوت ہوگی تو تم خود بخود اپنے حب منشا کرا لو گے۔ اگر تم نے اس وقت بھیک مانگ کر کچھ لے بھی لیا تو وہ آئندہ تم سے تھپیٹر مار کر چھین لیں گے۔ آج ایک لنگوٹی بند کی طاقت کو گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا آج اگر مسلمان قوم سے کوئی معاہدہ صفائی سے کرے تو اس کو بھی لازم ہے کہ وہ معاہدہ کرے اور اگر کوئی دھوکہ کرے گا تو خدا کافی ہے اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ دلیری کہ کڑا یہ ہتوا ہی میں کامیابی ہے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی تقریر

اس اعلان کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن ورکنگ کمیٹی جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جس خبر کو ۳۲ کروڑ آدمی سننے کے لئے تیار نہ تھے افسوس کہ وہ آج سنی پڑی کہ سردار بھگت سنگھ کو پھانسی دی جائے گی۔ لارڈ ارون اور اس کی حکومت نے رحم کی درخواست مسترد کر دی۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ملک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اگر ملک ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو آج یہ خبر سننے میں نہ آتی۔ سردار بھگت سنگھ

لدھیانہ

۱۰ رجون ۱۹۳۶ء حسب اعلان جمعیۃ العلماء ہند یوم حج منانے کا اعلان کیا گیا چنانچہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت مفتی مولانا محمد نعیم صاحب ایک عظیم الشان پبلک جلسہ جامع مسجد دو منزل میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلس مشاورت جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ مراد آباد کی قرار داد پڑھ کر سنائی گئی۔ اور اس کی تائید اور توثیق میں صاحب موصوف نے ایک طویل اور زبردست تقریر کی۔ اور ممبران اسمبلی بالخصوص ممبر حلقہ لدھیانہ سے ان مسودات کی مخالفت کا پرزور مطالبہ کیا۔ (چودھری محمد یعقوب)

اخبار الجمعیۃ میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے۔

غلامی کے دو دن

غلامی بہت بڑی ہے اور اگر کسی ملک میں فوجی حکومت کے زور اور زبردستی کی وجہ سے غلامی ہو تو یہ اور بھی بڑی ہے فلسطین غلام ہے اور انگریزی فوج کا زور اس غلامی کے زور کو اور بڑھا رہا ہے۔

فوجی غلامی کتنی دردناک ہے اس کا حال فلسطین کی غلامی کے دو دن کی رپورٹ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

بیت المقدس ۔ ۲ دسمبر ۱۲ انفنٹری بریگیڈ کے ایک فوجی دستے نے اچانک مجاہدین کے ہائیکورٹ پر چھاپا مارا جس سے پہلے عدالت کے جج گرفتار ہوئے پھر حسرا سی بیر داؤد، ایک اور قصبہ سے ۳۵ عربوں کو گرفتار کیا گیا دوسرے فوجی دستے نے یافا کے قریب مزید ۳۵ عربوں کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیا۔

دوسرے دن کی رپورٹ ہے کہ برطانی فوج نے مکانوں کو گذر کر غاروں اور گڑھوں تک کی تلاشی لی آج فلغا غاذہ میں لحاج منسر البارع انتقال کر گئے، انگریزی فوج نے بیر شبع پر چڑھائی کی فوج گاؤں کی تلاشی لے رہی ہے فوج نے ہوائی حملہ کیا۔ فوج کی اس امداد سے دو عربوں کی جان گئی، ایک قصبہ میں تلاشی ہوئی جس ۵۰ پونڈ جرمانہ ہوا۔ یافا میں ۵۰ مجاہدین گرفتار ہوئے، لدکے ہوائی اسٹیشن پر دونوں طرف سے گولیاں چلیں۔ فوج اور پولیس نے مل کر عربوں پر حملہ کیا

بجلی کو نقصان پہونچانے والے ۹ عرب یافا میں گرفتار کر لئے گئے۔

اگر آپ فلسطین کی مصیبت کا اندازہ ان خبروں سے کرنا ہو، تو خیال کریں فلسطین پہونچ کر اور گرفتار ہونے والوں میں اپنے آپ کو شمار کرکے پھر سوچئے کہ اگر فلسطین میں آپ ہوتے اور اس طرح فوج آپ کا شکار کرتی تو کیا ہوتا۔

اگر آپ کو اس کا احساس ہے۔ مجلس تحفظ فلسطین دہلی سے ہدایت حاصل کیجئے اور جیسے ہدایت ہو اس پر عمل کرکے ثواب دنیا اور اجر آخرت حاصل کیجئے۔

(بقیہ مضمون کالم ۴ صفحہ ہذا)

انگریز کا ظلم جو دنیائے اسلام پر ہو رہا ہے اور جو کچھ وہ اپنی سلم پر صرف ایک دن میں خرچ کرتا ہے وہ ان تمام مصارف اور مظالم سے کہیں زیادہ ہے جو ہندوؤں نے شدھی یعنی زوال وقت مسلمین کے بعد سے آج تک مسلمانوں کے خلاف کئے ہیں۔ اخبار بین طبقہ اس بیان کی ضرور تصدیق کرے گا۔ اس لئے اس مختصر جواب میں کسی توضیح کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خوبی یہ ہے کہ انگریز نہایت چالاکی سے اپنے مظالم کے چھپانے کے لئے ہندوؤں کے افسانے سامنے کر دیتا ہے حالانکہ جہاں ہندوؤں نے ستایا ہے وہاں انتقام بھی لیا گیا، انگریز سے کوئی انتقام ممکن نہیں ہے۔ اسی قسم کا ظلم کرتے ہوئے انگریز کو صدیاں گذر گئی ہیں

علمائے سلف اور انگریزی حکومت

یہی سبب ہے کہ جب سے انگریز ہندوستان میں آیا ہے سیدنا شاہ ولی اللہ صاحب کا خاندان اور پھر دیگر اکابر دیوبند مثلاً حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا محمد قاسم صاحب، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب غرض جملہ اکابر دیوبند انگریز کے مخالف رہے ہیں یہ چیز عالم آشکار ہے کسی بیان و دلیل کی حاجت نہیں۔

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو علماء ہند کا شاندار ماضی

اور یہی سبب ہے کہ ان اکابر کے خدام اور متوسلین کو انگریز [illegible] دشمن رہا ہے [illegible] ان کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا [illegible] اور آج بھی مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] ہیں۔

سنۃ اسلاف

آج حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی یا حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے اکابر کا جو طرز عمل ہے وہ انہوں نے اپنے بزرگوں سے ورثہ میں پایا ہے [illegible] جو شخص ان حضرات کو خدا کا دشمن اور کافر کہتا ہے وہ [illegible] اسلام [illegible] فلسطین [illegible] مقدس [illegible] قرآن [illegible]

مباحث امروز

علماء کرام کی موجودہ سیاسی روش اور اسکے اسباب

شیخ الاسلام سید حسین احمد اور مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ کے متعلق ایک استفتار

احسب الذین امنوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا ان لوگوں نے جو ایمان لائے ہیں یہ خیال کر لیا کہ وہ امنا (ہم ایمان لے آئے) کہدیں گے اور آزمائے نہ جائیں گے۔ قدرت اپنے بندوں کا ابتلا کرتی ہے اور اس کی یہ ایک سنت ہے جس میں آج تک تبدیلی نہیں کی گئی، وہ ہمیشہ اپنے صداقت شعار بندوں کو ریاکاروں سے ممتاز رکھتی ہے وہ یہ گوارا نہیں کرنا چاہتی کہ دنیا میں اس کے بھولی اور نادان مخلوق اپنے رب کے سچے وفاداروں اور ہوس رانوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا کرے وہ رضا پیشہ افراد کو مصائب و مشکلات میں مبتلا کرتی ہے تاکہ دنیا یہ دیکھ سکے کہ بلاؤں کی حرکات آندھی اور حوصلہ شکن موجیں چٹانوں کی طرح ان کے سینوں سے آکر ٹکراتی ہیں اور ان کے پائے استقلال کو لغزش نہیں ہوتی انبیاء سے لے کر امت کے ایک ایک فرد تک اسی آئین ابتلا کا مورد رہے ہیں۔

موجودہ دور میں بھی قدرت کا یہ قانون کار فرما ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اخلاص و للّٰہیت کے وہ پیکر مجسم جو ملی مفاد کے لئے امت کی فلاح اور خیر خواہی کے لئے اپنی زندگی کی لذتوں اور آسائشوں کو ترک کر چکے ہیں لیکن مصائب کا شکار بھی قدم قدم پر ان کی راہ میں مشکلات پیش آتی ہیں اور خود ان کے اپنے ان سے بدگمان ہو جاتے ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے یہ برگزیدہ انسان اپنی نیت و عمل میں مخلص ہیں اور اللہ کے ان مخلص بندوں کی صفوں میں شامل ہیں جن کے لئے ہم اپنی عبادتوں میں سلاموں کے تحفے بھیجتے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مفتی صاحب ہندوستان کی ان مایہ ناز ہستیوں میں سے ہیں جن کے بے پناہ علم و تقوی کی نظیر مشکل سے نہیں کی جا سکتی۔ ان بزرگوں کی ۵۰-۶۰ سال کی طویل زندگیاں قومی اور ملی مفاد کے لئے وقف رہی ہیں، ہندوستان میں ان ہی جیسے علمائے حق کے طفیل ہم نے دین اور دینی روایات کا نام سنا۔ ان ہی بزرگوں کی تعلیم نے ہم میں مذہبی، دینی اور سیاسی احساسات پیدا کئے، انہی کی پکار نے ہمارے دلوں میں سوتے ہوئے قومی اور ملی جذبات کو جگایا، اور ہمیں بتایا کہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے ہماری انفرادی ذمہ داریوں کے ساتھ جماعت کی طرف سے بھی ہم پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔

یہ بھی دیکھئے کہ آج ان ہی کے متعلق ہم سے یہ پوچھا جا رہا ہے کہ کیا ان کے دلوں میں اسلام کا درد ہے قومی احساسات ہیں کیا یہ خدا اور اس کی شریعت کے دشمن ہیں ۔۔ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔

اللہ اکبر تباہی کی کس منزل پر ہے وہ قوم جو اپنے آرام دہ بستروں پر بھی تک محو بالش کو خواب ہے اور وہ اپنے! ان مذہبی رہنماؤں کے متعلق جن کے سینوں کے نور نے انہیں مذہب کا نام لینا سکھایا، کتاب اللہ کی حکمتیں سکھائیں قانون الٰہی کی باریکیاں سمجھائیں، ان کے دلوں میں انسانیت کا تصور قائم کیا اور ان کے کردار و عمل سے منزل کا احساس پیدا کیا وہ قائدین جنھوں نے قومی خدمتوں کے لئے قید و بند کی مشقتیں برداشت کیں، ملت کی خدمت کے لئے دار و رسن کو بوسے دئیے ان ہی کے متعلق یہ سوچ رہی ہے کہ وہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں گم کردہ منزل ہیں۔

بہرحال ہماری ذمہ داری ہے کہ جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کے متعلق جو کچھ حق سمجھتے ہیں وہ ظاہر کر دیں اپنی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا فخر الدین صاحب محدث مدرسہ شاہی مراد آباد کا وہ بصیرت افروز مضمون جو ایک استفتار کے جواب میں لکھا گیا ہے ان کالموں میں دیا جا رہا ہے۔

آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ موجودہ سیاسی صورت حال اور شرعی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کے لئے صحیح راہ عمل کے متعلق ایک مفصل اور حقیقت افروز مقالہ پیش کیا جائے گا جو ایک فتوی کی حیثیت رکھتا ہے اور مستند علمائے وقت کے دستخطوں سے مزین ہے

(ادارہ)

استفتار

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص حضرت مولانا حسین احمد صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم یا حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے اکابر کو اسلام یا خدا کا دشمن بتائے۔

الجواب

حضرت شیخ مولانا حسین احمد

سیدنا حضرت مولانا حسین احمد صاحب قبلہ کو آج علماء ہند کا بیشتر طبقہ شیخ الاسلام اور شیخ الہند کے نام یاد کرتا ہے۔

کیونکہ حضرت موصوف سن شعور کے آغاز سے کر ما فوق العادت ہمت اور قوت کے ساتھ انتہائی خلوص اور ایثار سے ہر قسم کے جانی اور مالی نقصان برداشت کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مشغول ہیں اور ہمہ تن مصروف۔

آپ نے ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں کتب درسیہ سے فراغت پاکر حرم اطہر مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھکر ۱۰-۱۲ سال ان طلبہ علوم کو حدیث تفسیر فقہ وغیرہ کا شب و روز درس دیا۔ جو دنیا کے مختلف گوشوں سے اسی مقصد کے لئے حرم پاک میں حاضر ہوئے تھے چنانچہ آج آپ کے تلامذہ تمام دنیا کے گوشوں میں موجود ہیں اور ہندوستان سے زیادہ آپ کی قدر حجاز مقدس میں ہوتی ہے

غیر معمولی ایثار و قربانیاں

لیکن جب کہ گورنمنٹ برطانیہ کی بربریت نواز پالیسی نے شریف کے ذریعہ سے حضرت موصوف کو سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ گرفتار کرکے حرم پاک سے جدا کر دیا اور مصر یا مالٹا وغیرہ میں ۵ سال قید رکھکر ہندوستان لا چھوڑا تو آپ نے اپنی قوت اور تندہی سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت شروع کر دی حتی کہ آپ کے فتوی کے باعث کراچی میں آپ پر مقدمہ بھی چلایا گیا جس میں علی برادران بھی شریک تھے بالآخر آپ کو بھی علی برادران اور دیگر صاحبان کے دو سال کی قید بامشقت ہوئی وہاں سے رہائی پانے کے بعد آپ نے خود بنگال میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اسی تندہی سے انجام دی جس کی نظیر بنگال کی تاریخ میں ایک دو ہی مل سکتی ہیں اور بس اور پھر جب سے آپ کو ہندوستان بلکہ تمام دنیا اسلام کے علمی مرکز یعنی دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث بنایا گیا ہے تو آپ اس علمی مرکز میں سینکڑوں تشنگان علوم کو جو نہ صرف ہندوستان کے مختلف اطراف و جوانب سے بلکہ افغانستان ایران، چین، ترکستان، سلون، افریقہ، حجاز وغیرہ سے حاضر ہوتے ہیں اس کتاب مقدس کا درس دیتے ہیں جس کا مرتبہ کتاب اللہ کے بعد دوسرے مرتبہ پر مانا گیا ہے۔ اور جس کا درس دینے والا اپنے زمانہ کا بہترین عالم ہوتا ہے اور خصوصاً دارالعلوم دیوبند میں اس مرتبہ کے لئے صرف اسی شخص کو منتخب کیا جاتا ہے جو اپنے زمانہ میں اپنی نظیر نہ رکھتا ہو

حضرت شیخ کی معرفت و حق آگاہی

اس درس و تدریس کے باوجود طریقت کا سلسلہ آپ سے اسی وسیع پیمانہ پر جاری اور قائم ہے اور ہزاروں لاکھوں عاشقان خدا و رسول آپ کے پاک انفاس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں سینکڑوں کی تعداد ہر سال آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتی ہے اور مراتب سلوک طے کرتی ہے اس کے علاوہ سیاسی تحریکات جن کو شرعی اصطلاح میں جہاد کہا جاتا ہے اور جن کی آپ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور ان کے مشائخ کرام مثلاً حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند وغیرہ سے گویا ارث میں حاصل کی ہیں، آپ کا حصہ تمام علماء میں سب سے زیادہ ممتاز ہے۔

آپ نے اپنی زندگی کی ہر ایک مسرت ہر ایک راحت و آرام کو آج سے نہیں بلکہ سن شعور سے ان ہی مقدس خدمات پر قربان کر دیا ہے۔ آپ بلاشبہ اپنے وقت کے مجدد، مجاہد، قطب ارشاد ہیں۔

مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ

اسی طرح حضرت علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی ہیں۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اسلام اور علم کی خدمت میں صرف کی، سیاسی تحریکات کے سلسلہ میں محض مسلمانوں کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، پیرانہ سالی، ضعف اور کمزوری کے باوجود ہر ایک قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ آپ کے تفقہ اور تبحر علمی کی حالت یہ ہے کہ آپ کو مفتی ہند کہا جاتا ہے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ افغانستان، مصر، فلسطین، شام، عراق وغیرہ دیگر اسلامی ممالک بھی آپ کے فتوی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں چنانچہ بحیثیت مفتی ہند و صدر جمعیۃ علماء ہند آپ کے پاس فلسطین کانفرنس مصر کا دعوت نامہ آیا اور آپ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

اس سفر میں جس کرامت کا ظہور آپ سے ہوا اس کا تذکرہ اخبارات میں آچکا ہے اور جس عظمت و اعزاز کے ساتھ اہل مصر نے آپ کا استقبال کیا وہ بھی آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں جس سے اس عظمت و جلال کا اندازہ ہوتا ہے جو اسلامی ممالک میں آپ کو حاصل ہے۔

یہ ایک واضح اور کھلی ہوئی چیز ہے کہ یہ حضرات دولت دنیا کی طمع میں اگر کچھ کرتے تو آج سب سے زیادہ دولتمند اگر یہ ہے۔ اگر یہ حضرات انگریز کی طرف کچھ بھی توجہ کرتے تو آج ان حضرات کو شمس العلماء جیسے خطابات سے نوازا جاتا۔ اسلحہ وغیرہ کی اجازت ہوتی، اور مدرسہ عالیہ کلکتہ جیسے کسی مدرسہ کا پرنسپل بنایا جاتا۔ جہاں پورے ہفتہ میں چند گھنٹہ کام کرنے پر ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ہوتی اور اس کے علاوہ سینکڑوں مراعات ان حضرات کو حاصل ہوتیں۔ اور موجودہ زمانہ میں تو اس سے زیادہ فدائیت کی قدر ہے جو انگریز کا حامی اور مخلص ہو، اور ہندو کا دشمن اور اسلام کے نام پر اپنی اغراض پوری کرتا ہو۔ تو اس لحاظ سے دنیاوی وجاہت بھی زیادہ سے زیادہ ان حضرات کو حاصل ہو سکتی تھی۔

شبہات کے اسباب

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان ہند میں جو کچھ اختلاف رونما ہے وہ حکومت برطانیہ کی مشہور و معروف پالیسی کا نتیجہ ہے کہ تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو۔ آج ہندو مسلم ذہنیت کو اس قدر خراب کر دیا گیا ہے کہ ہر ہندو مسلمان ایک دوسرے کے سامنے صرف اپنا غصہ یا گاؤں یا اپنا ضلع ہی دیکھتا ہے ہندوؤں سے کچھ بدعنوانیاں دیکھتے ہیں تو اگرچہ بسا اوقات اس کا بدلہ بھی کافی لیتے ہیں مگر تب بھی عام مسلمانوں کے سامنے صرف ان کی بیتی ہوتی ہے اور پھر اخبارات کے ذریعہ سے مقامی واقعات کو اس طرح توڑ موڑ کے شائع کیا جاتا ہے کہ سراسر ہندو یا مسلمان کا ظلم نظر آتا ہے۔

ان بزرگوں کی سیاسی روش

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے سامنے انگریز کے وہ مظالم ہیں جن سے اس نے تمام دنیائے اسلام کا ناطقہ بند کر رکھا ہے مصر کو غلام بنایا، ترکوں کی حکومت تباہ کر دی، جنگ عظیم کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے باشندوں پر کھانا پانی بند کرکے ان کو بھوکا مارا، حتی کہ وہ مجبور ہو کر ترکوں سے بغاوت پر آمادہ ہوئے، اسی مصیبت میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے عزیز و اقارب شہید ہوئے فلسطین میں جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں اور ان کے علاوہ خاص ہمارے پڑوسی مجاہد بھائی یعنی سرحدی پٹھانوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے ان کی داستان ناگفتہ بہ ہے،

انگریز اور ہندوؤں کے مظالم

انگریز کے گذشتہ واقعات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو آج جس زمانہ میں کہ انگریزوں کے مخالفین کو معاذ اللہ اسلام اور خدا کا دشمن بتایا جاتا ہے انگریز کا صرف

قال اللہ تعالیٰ۔ اذا جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ ان بعض الظن اثم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث رواہ البخاری [illegible] وقال صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیس المومن بالطعان

الجمعیۃ دہلی
۱۷ و ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

مولانا عبید اللہ سندھی کی تاریخی سوانح عمری

(بقیہ صفحہ ۲)

وہ اسلامی بھی تھا۔ اور انقلابی بھی۔ مگر ہند کے باہر مسلمانوں کی تحریک سے اسے کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں نے تحریک ریشمی خطوط پٹنے والی جماعت کو اس میں شامل کر لیا اصطلاح اپنے خیال کے موافق آہستہ آہستہ کام کرنا شروع کر دیا۔

معاودت دیوبند

۱۳۱۵ھ میں دیوبند پہنچا۔ اپنے مطالعہ کا نمونہ دو رسالے لکھ کر ساتھ لے گیا ایک علم حدیث میں، اور دوسرا فقہ حنفی میں حضرت مولانا نے دونوں رسالے پسند فرمائے۔ اس دفعہ دس بارہ حدیث کی مشہور کتابوں کے اطراف سنا کر دوبارہ شفاہاً اجازت حاصل کی۔

بعض مسائل جہاد کے ضمن میں ہماری اس جماعت کا ذکر آگیا حضرت مولانا نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور چند اصلاحات کا مشورہ دے کر اس کو اتحاد اسلام کی ایک کڑی بنا دیا۔ اس کام کو جاری رکھنے کی وصیت کی۔ اس کے بعد میرے علمی اور سیاسی تمام مشاغل حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ سے وابستہ رہے۔

دار الرشاد گوٹھ پیر جھنڈا

امروٹ واپس آکر میں نے مطبع قائم کیا اور دو سال تک چلایا بعض عربی اور سندھی نایاب کتابیں طبع ہوئیں اور ایک ماہوار رسالہ ہدایت الاخوان چھپتا رہا۔ اس کے بعد مدرسہ بنانے کی کوشش جاری کی۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ ہمارا کام بغیر مدرسہ کے چل نہیں سکتا تھا۔ اس کے لئے دوسری جگہ کی تلاش میں تھا۔ کہ حضرت مولانا راشد اللہ صاحب العلم الرابع نے ۱۳۱۹ھ میں میری تجویز کے موافق مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا۔ یہ نام بھی میری تجویز سے مقرر ہوا۔ میں اس میں شریک ہو گیا۔ سات سال تک علمی و انتظامی کامل اختیارات کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اکابر علماء میں سے حضرت مولانا شیخ الہند اور حضرت مولانا شیخ حسین بن محسن رحمہ اللہ یمانی امتحان کے لئے تشریف لائے۔ اس مدرسہ میں بھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کی۔ اور امام مالک کو بھی خواب میں دیکھا ہے۔

جمعیۃ الانصار دیوبند

۱۳۲۷ھ میں حضرت شیخ الہند نے دیوبند طلب فرمایا اور تفصیل حالات سن کر دیوبند رہ کر کام کرنے کے لئے حکم دیا۔ اس کے ساتھ دیوبند کا تعلق قائم رہنے کا چار سال تک جمعیۃ الانصار میں کام کرتا رہا۔ اس جمعیۃ کی تحریک تاسیس میں مولانا محمد صادق صاحب سندھی اور مولانا ابو محمد احمد لاہوری اور عزیزی مولوی احمد علی میرے ساتھ شریک تھے۔

نظارۃ المعارف دہلی

حضرت شیخ الہند کے ارشاد سے میرا کام دیوبند سے دہلی منتقل ہوا۔ ۱۳۳۱ھ میں نظارۃ المعارف قائم ہوئی۔ اس کی سرپرستی میں حضرت شیخ الہند کے ساتھ حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک ایک ہی طرح پر شریک تھے حضرت شیخ الہند نے جس طرح چار سال دیوبند میں رکھ کر میرا تعارف اپنی جماعت سے کرایا اسی طرح دہلی بھیج کر مجھے نوجوان طاقت سے ملانا چاہتے تھے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے دہلی تشریف لائے اور ڈاکٹر انصاری سے میرا تعارف کرایا۔ ڈاکٹر انصاری نے مجھے مولانا ابو الکلام اور محمد علی مرحوم سے ملایا۔ اس طرح تخمیناً دو سال مسلمانان ہند کی اعلیٰ سیاسی طاقت سے واقف رہا۔

ہجرت کابل

۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء میں شیخ الہند کے حکم سے کابل گیا مجھے کوئی مفصل پروگرام نہیں بتایا گیا۔ اس لئے میری طبیعت اس ہجرت کو پسند نہیں کرتی تھی لیکن تعمیل حکم کے لئے جانا ضروری تھا۔ خدا نے اپنے فضل سے نکلنے کا راستہ صاف کر دیا۔ اور میں افغانستان پہنچ گیا۔

دہلی کی سیاسی جماعت کو میں نے بتایا کہ میرا کابل جانا طے ہو چکا ہے انھوں نے بھی اپنا نمائندہ بنایا۔ مگر کوئی معقول پروگرام وہ بھی نہیں بتا سکے۔

کابل جا کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ جس جماعت کے نمائندے تھے اس کی پچاس سال کی محنتوں کا حاصل میرے سامنے غیر منظم شکل میں تعمیل حکم کے لئے تیار ہے اس میں میرے جیسے ایک خادم شیخ الہند کی اشد ضرورت تھی۔ اب مجھے اس ہجرت اور شیخ الہند کے اس انتخاب پر فخر محسوس ہونے لگا۔

میں سات سال تک حکومت کابل کی شرکت میں اپنا ہندوستانی کام کرتا رہا بعد ۱۹۱۶ء میں امیر حبیب اللہ خاں نے ہندوؤں سے ملکر کام کرنے کا حکم دیا۔ اس کی تعمیل میرے لئے فقط ایک ہی صورت میں ممکن تھی کہ میں انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہو جاؤں اس وقت سے میں کانگریس کا ایک داعی بن گیا۔

یہ بات عجیب معلوم ہوگی کہ امیر صاحب مرحوم اتحاد اسلام کے کام سے ہندوستانی کام کو زیادہ پسند کرتے تھے ۱۹۲۲ء میں امیر امان اللہ خاں کے دور میں میں نے کانگریس کمیٹی کابل بنائی جس کا الحاق ڈاکٹر انصاری کی کوششوں سے کانگریس کے گیا سیشن نے منظور کر لیا۔ برٹش ایمپائر سے باہر یہ پہلی کانگریس کمیٹی ہے اور میں اب یہ فخر محسوس کر سکتا ہوں کہ میں اس کا پہلا پریزیڈنٹ ہوں۔

سیاحت روس

۱۹۲۲ء میں ترکی جانا ہو سات مہینہ ماسکو میں رہا۔ سوشلزم کا مطالعہ اپنے نوجوان رفیقوں کی مدد سے کرتا رہا۔ چونکہ نیشنل کانگریس سے تعلق ظاہر ہو چکا تھا اس لئے سوویٹ روس نے اپنا معزز مہمان بنایا۔ اور مطالعہ کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں (یہ غلط ہے کہ میں لینن سے ملا۔ کامریڈ لینن اس وقت ایسا بیمار تھا کہ اپنے قریبی دوستوں کو بھی نہیں پہچان سکتا تھا۔)

میرے اس مطالعہ کا نتیجہ ہے کہ میں اپنی مذہبی تحریک کو جو امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ کی ایک شاخ ہے۔ اس زمانہ کے لادینی حملے سے محفوظ کرنے کی تدبیر سوچنے میں کامیاب ہوا۔

میں اس کامیابی پر اول انڈین نیشنل کانگریس دوم اپنے ہندوستانی نوجوان رفقاء جن میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی سوشلسٹ بھی ہیں اور نیشنلسٹ بھی سوم سوویٹ روس کا ہمیشہ ہمیشہ ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔ اگر ان تینوں طاقتوں کی مدد مجھے نہ ملتی تو میں اس تخصص اور امتیاز کو کبھی حاصل نہ کر سکتا۔ فللہ الحمد وحدہ)

نئی ترکیا

۱۹۲۳ء میں انقرہ پہنچا۔ میرے لئے سفیر ترکیہ متعین ماسکو اور وزارت خارجہ ماسکو نے مکمل سفر کا راستہ متعین کر دیا تھا۔ اور برطانوی کارندے اس کا پتہ نہیں لگا سکتے (یہ غلط ہے کہ میں استنبول اس زمانہ میں پہنچا جب برطانیہ فرانس وغیرہ اس پر قابض تھے) تخمیناً تین سال میں ترکی میں رہا جس میں جدید ترکی تحریک اور اسلام کا تاریخی مطالعہ کیا۔ مجھے مستقبل قریب میں کسی اسلامی مرکز کا نظر آیا۔ اس لئے میں نے ترکوں کی طرح اپنی اسلامی مذہبی تحریک کو انڈین نیشنل کانگریس میں داخل کرنا ضروری سمجھا۔ اور کانگریس میں اپنے اصول کی ایک پارٹی کا پروگرام چھاپ دیا جس سے میری مذہبی تحریک ہر قسم کے مخالف انقلاب سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

ہمارا پروگرام

یورپ کو اسی طرح اسلام کا تعارف کرانے میں میرا خیال ہے کہ میں اپنے استاذ الاستاذ اور اپنے امام مولانا محمد قاسم دیوبندی کی ایک تعلیمی خواہش کو بھی جامہ پہنانا چاہتا ہوں۔

اس پروگرام کو ترکی پولیس سے شائع کرنے کے لئے انقرہ گورنمنٹ کی اجازت حاصل کی گئی۔ وزارت خارجہ نے دو مختلف مترجموں سے ترجمہ کرا کے جب تک اس کا حرف حرف نہیں پڑھ لیا اجازت نہیں دی۔ بعض ہندو دوست اردو نہیں پڑھ سکتے تھے۔ ان کی سہولت کے لئے میں نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔ استنبول میں لالہ لاجپت رائے سے تبادلہ خیال ہوا۔ اور ایسا ہی ڈاکٹر انصاری ... اچھی طرح باتیں ہوئیں ہمارے بزرگ نہ اسے مان سکتے ہیں نہ اس کا اچھا بدل بتا سکتے ہیں اور کوشش کریں گے کہ ہمیں ہزار دو ہزار پہلے زمانہ میں لیجا کر کھڑا کر دیں۔ البتہ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک آدھ فقرہ اس کی پسندیدگی پر لکھا ہے۔ وہ میرے لئے باعث مسرت ہے۔

میں نے اپنے پروگرام میں عدم تشدد کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس میں میں مہاتما گاندھی کا ممنون ہوں میں عدم تشدد کو اخلاقی اصول مانتا تھا لیکن اس بنا پر پولیٹیکل پروگرام کی تشکیل اور اس کی اہمیت میں نے گاندھی جی سے سیکھی ہے گاندھی جی نے مجھے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم یاد دلا دی۔ میں جانتا ہوں کہ اسلام سے پہلے دور میں اسی اصول سیاسی پر عمل ہوتا رہا ہے کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو احق بہا۔

مکہ معظمہ پہنچنا

۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء میں موسم حج پر مکہ معظمہ میں موتمر خلافت منعقد ہوئی۔ میرے تمام دوست اس میں آ رہے تھے میں نے بھی ان سے ملنے کی خاطر اٹلی کے راستے سے مکہ معظمہ پہنچنے کی کوشش کی۔ مگر میں موتمر ختم ہونے کے بعد صفر ۱۳۴۵ھ میں پہنچا۔ میں اپنی پوزیشن صحیح طور پر سمجھا تا تھا میں نے حجاز گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ یہاں میں کوئی سیاسی پروپیگنڈا نہیں کروں گا اس نے بھی چند ...... کر لیا اس وجہ سے ایک طرح میں محفوظ ہو گیا اگر کبھی کسی جزوی امداد کی میں نے درخواست کی تو حکومت نے اسے پورا کر دیا۔ میرے اپنے طور پر رہنے میں اولیاء امور حارج نہیں ہوئے اس لئے وہ میری طرف سے بہت بہت شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں۔ جزاہم اللہ خیراً۔

علماء مکہ کا استفادہ

مجھے اہل مکہ میں سے تین ہندوستانی اور ایک عرب خاندان نے خاص طور پر علمی امداد دی سب سے پہلے شیخ عبد الوہاب دہلوی وحاجی سلیمان والے دوسرے عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی مرحوم تیسرے ابو الشرف مجددی ان کے کتب خانوں سے میں نے استفادہ کیا۔ عرب خاندان سے میری مراد شیخ محمد بن عبد الرزاق بن حمزہ شیخ دار الحدیث مکہ اور شیخ ابو السمح عبد الظاہر امام الحرم کا خاندان ہے۔

میرا علمی مشغلہ

میں یقیناً ۱۲-۱۳ سال سے قرآن عظیم اور حجۃ اللہ البالغہ کا بنظر عمیق مطالعہ کرتا رہا۔ تفسیر قرآن عظیم میں جس قدر مقامات میرے لئے مشکل تھے اس زمانہ میں میں انھیں امام ولی اللہ دہلوی کے اصول پر بالاطمینان حاصل کر سکا۔ جو لوگ میری طرح امام ولی اللہ دہلوی کو نہیں مان سکتے ان کو مطمئن کرنے کا دعویٰ میں نہیں کر سکتا۔

لیکن مجھے اپنے اصول پر قرآن عظیم میں اس زمانہ میں قابل عمل تعلیم کا ایک اعلیٰ نصاب نظر آیا۔ اس میں اس تجلی ریز مقدس مقام کی تاثیر ضرور ماننا پڑتی ہے۔

میں نے امام ولی اللہ دہلوی کی مشہور کتابوں کا خاص طور پر مطالعہ جاری رکھا مثلاً بدور بازغہ خیر کثیر۔ تفہیمات الہیہ۔ سطعات۔ الطاف القدس لمعات وغیرہ۔

ان کی کتابوں کے لئے بطور مفتاح میں نے مولانا رفیع الدین دہلوی کی تکمیل الاذہان اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی عبقات اور مولانا محمد قاسم کی قاسم العلوم اور تقریر دلپذیر اور آب حیات کو استعمال کیا۔

مجھے ان لوگوں کے پڑھانے کا بھی موقع ملتا رہا۔ اور ساتھ ہی مدارست قرآن حکیم بھی جاری رہی اس سے میرے نظریات بہت وسیع ہو گئے۔ للہ الحمد۔

امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا مدرسہ

اگر مجھے موقعہ دیا جائے کہ میں امام ولی اللہ دہلوی کو حکمت کا مجتہد مستقل فرض کر لوں اور امام عبد العزیز دہلوی اور مولانا رفیع الدین دہلوی کو اس حکمت کا منتسب اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولانا محمد قاسم کو مجتہد فی المذہب کے رتبہ پر تسلیم کر لوں تو میں اس حکمت کا ایسا اسکول قائم کر سکتا ہوں جس میں (الف) قرآن عظیم (ب) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسنت الخلفاء الراشدین (ج) تاریخ اسلام کی پوری عقلی تشریح ممکن ہو۔

اس کے بعد تمام مذاہب عالم اور ان کی کتب مقدسہ کی تحقیق و تطبیق اسی اصول پر آسان ہو جائے۔ (ذالک من فضل اللہ واللہ ذو الفضل العظیم)

مراجعت وطن

۱۹۳۶ء سے انڈین نیشنل کانگریس نے میری واپسی کے متعلق کوشش شروع کی۔ اور میرے تمام دوست اس کی تائید میں کام کرتے رہے۔ اس میں سیاسی مسلک کے اتحاد و اختلاف کا کوئی فرق نہیں رہا اس طرح کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ مجھے یکم نومبر ۱۹۳۸ء کو اجازت واپسی وطن کی اطلاع ملی اور یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو پاسپورٹ دینے کا فیصلہ معلوم ہوا۔ حج کا موسم قریب آگیا اس لئے ادائے مناسک سے فراغت پر واپسی کا ارادہ ہے۔ (واللہ الموفق)

ہندوستان میں پروگرام

ہندوستان پہنچ کر میرا پروگرام اس کے قریب ہوگا۔

(۱) انڈین نیشنل کانگریس کا معمولی ممبر تو ہمیشہ ہونگا تاکہ عدم تشدد کے متعلق میری ذمہ داری میرے قومی قانون کے اندر منضبط رہے اور میں پریشان دوستوں کی مشوش حرکات سے محفوظ رہ سکوں۔ لیکن کانگریس کی کسی پارٹی کے عملی حصہ میں شرکت نہیں کرونگا۔

(۲) میرا محبوب مشغلہ فلسفۂ امام ولی اللہ کی تعلیم و اشاعت ہوگا۔ میں اعلیٰ طبقہ اہل علم کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں گا۔ اس میں دینی عالم اور دانشمند دونوں مخاطب ہوں گے۔ اگر کوئی غیر مسلم ہندو یا مسیحی آزاد منش اس فلسفہ کا مطالعہ پسند کریگا۔ تو اس کی پوری امداد کروں گا

(۳) جب کبھی حالات مناسب پیدا ہوئے تو میں نیشنل کانگریس میں فلسفۂ امام ولی اللہ کی روشنی میں اقتصادی اصلاح پر اپنی مستقل پارٹی تشکیل کرونگا۔

واللہ المستعان وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جبال الصولتیہ } عبید اللہ
بلد اللہ الحرام }

1930

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی گرفتاری

پندرہ ہزار کے عظیم الشان اجتماع میں آپ کو مبارکباد

(از نامہ نگار ... لدھیانہ)

سیپارۂ افکار

مسٹر محمد علی جناح نے مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے ایک بیان کے جواب میں یہ بیان دیا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے ارکان نے مقننہ میں نہایت سرگرمی سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا لیکن بعد میں وہ علیحدہ ہوگئے۔ ان کی علیحدگی کی وجہ یہ ہے کہ ایک معمہ ہے۔

انقلاب نے اس بیان کو شائع کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال کے مصرعہ ذیل بطور عنوان پیش کیا ہے۔

"ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی"

ہمارا خیال ہے کہ اس مصرعہ کی جگہ یہ شعر زیادہ بہتر عنوان بن سکتا تھا

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

ہمارا خیال ہے کہ اس مصرعہ کی جگہ یہ شعر زیادہ بہتر عنوان بن سکتا تھا

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ، اقبال

بہ یو پند ملتے ۔ چو کرہا پرستم!

مسلم لیگ بنگال کا آرگن گلستان ترجمان ہیں سکے مدیر

فاضل ۱۹۳۸ء کے اس عصر جدید میں مصری اہرام سے زیادہ ابوالہول واقع ہوئے ہیں۔ آجکل سر سکندر حیات، مسٹر فضل الحق اور مسلم لیگ کے ان ارکان پر بہت ہی چراغ پا ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود مسلمانوں میں اشتعال پیدا کر رہے ہیں۔ ہمارے معاصر کا غصہ حق بجانب ہونے کی وجہ سن لیجئے۔

(۱) سر سکندر حیات کانگریسی مسلمانوں کو تو ہندوؤں کے ساتھ دینے کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر خود یہ حال ہے کہ سندر سنگھ مجیٹھیا اور منوہر لال جیسے متعصب ہندوؤں سے سازش کرکے وزارت کی جو کڑی بنائے بیٹھے ہیں۔

(۲) پنجاب میں اسلامی وزارت قائم ہے مگر سکھوں کی رعایت سے شہید گنج کی تحریک کو دبا دیا گیا ہے۔

(۳) ہندوؤں سے یہ میل جول اور مسلمانوں سے تعلق کا یہ حال ہے کہ کسی نے فلسطین کا نام لیا تو جیل میں ٹھونس دیا۔ عبدالکریم شورش کے چالیس ساتھیوں کو مسجد کی حمایت میں شدید سزا دیدی۔ احرار کو دبانا چاہا تو دبا دیا۔

(۴) مسٹر فضل الحق کا حال یہ ہے کہ ان کی وزارت میں ۵ مہاسبھائی ہندو ہیں۔ وزیر اعظم پرجا پارٹی کے ممبروں سے سخت برتاؤ کرتے ہیں مگر انگریزی پارٹی پر بہت مہربان ہیں۔ اچھوں سے پیار اور غیروں سے تعلق اسی کو کہتے ہیں۔

چنانچہ معاصر عصر جدید اس صورت حال پر غضبناک ہوکر لکھتا ہے۔

"اشد اللہ قرآن مجید میں مومن کی شان یہ بتائی گئی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربان ہوتے ہیں اور کفار پر بہت سخت ہیں۔ مگر مسلم لیگ ۔۔۔۔۔ وہیں جاکر دیکھئے کہ انھوں نے اس قرآنی فرمان کا بالکل ہی الٹ لیا ہے یعنی آپس میں بھائیوں کے لئے سخت ہیں اور غیر مسلم (ہندو سندر سنگھ، منوہر لال، مسٹر سرکار) کے لئے بہت نرم و درجہ مہربان ہیں۔

آجکل مسلم لیگ اور خلافت کے آدمی بالعموم آزادی خواہ مسلمانوں کو گالیاں دیتے ہیں اور جب تک گالیاں نہیں دے لیتے ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ مگر غیروں کی محبت ان میں اس طرح پیوست ہو گئی ہے کہ غیروں کی سخت سے سخت غیر منصفانہ اور مسلم کش کارروائی بھی کر ڈالیں تب بھی اور آپس میں جنگ میں ہو چکی ہے پھر بھی کوئی سخت لفظ ان کی زبان سے نہیں نکلتا۔"

معاصر عصر جدید نے مسلم لیگ کے افراد کے دل و دماغ کی حالت اور ذہنیت کی حالت بیان کر دی ہے فرق اتنا ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے کانگریس کا نام لے کر کہا ہی غالباً اسی موقعہ کے لئے کسی نے کہا ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

(باقی مضمون صفحہ ۱)

کے ساتھ آئندہ ذکی شاباشی مذکورہ بیان میں شامل ہیں۔

[illegible] سوریا اور عطایا میں، خواہش رکھنے والے ذکی افراد کے علاوہ مذکورہ معاہدہ میں اور گی مرکز کے متعلق ان کے حقوق کی حفاظت بھی اس معاہدہ کا ایک ضمیمہ ہے۔

نیز تجاس اس کے مجاز ہیں کہ وہ ذکی کو حیثیت اختیار کریں یا دہاں آباد ہوں۔ ع ۵

علم و نظر

بحر عرب کی ہندی موجیں، شیخ الاسلام کی تقریر

کیا ہندوستان میں انگریزی حکومت شریعت کے کسی قانون پر مبنی ہے؟

مسلم لیگ کے اعتراضوں کا مدلل و عالمانہ جواب

(۲)

سلسلہ کے دوسرے جلسوں میں مسلم لیگ کے طرفداروں کی طرف سے علماء حق اور بالخصوص شیخ العرب و العجم شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ سید حسین احمد صاحب مدنی پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں وہ ایک سیاسی جماعت کی طرف سے نہیں بلکہ مذہبی حیثیت سے ہوتے ہیں اس لئے ہم ان کو کچھ کہنا نہیں چاہتے ہیں اس کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتے۔ ان کے وہ اپنے لئے ہدایت و نجات کے طلبگار ہیں اور ہیں۔

تاہم اس سلسلہ میں اسلامی فکر و نظر کے انتخاب بنانے والوں نے ہری پورہ کانگریس کے اجلاس میں ملک کے ہندو موجودہ حکومت اور آئندہ دستوری حکومت کی شرعی حیثیت وغیرہ اسلامی مسائل کے متعلق بعض شبہات کا اظہار کیا اور سہارنپور کے انتخابات کے سلسلہ میں حضرت شیخ نے دونوں انتخابات پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی تقریروں کے ذریعہ ان کے متعلق و مفید جواب دیئے۔

لائل پور کی تقریر جمعیۃ الجمعیۃ کے کالموں میں پیش کی جا چکی ہے آج ہم سہارنپور کی تقریر ناظرین کی بصیرت کے لئے الجمعیۃ کے صفحات کی زینت بنا رہے ہیں ہمارا خیال ہے کہ حضرت شیخ کے ان افادات خصوصی کے بعد، پاسداری کے ساتھ پیدا ہونے والے تمام شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔ (الجمعیۃ)

مجھے جب یہ بتلایا گیا کہ لیگ والوں کی یوینین بنی ہے اور تانگہ والوں کی یوینین بن رہی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی ہیں نے سنا کہ وہ ذہر جو ہمارے لئے انگلستان میں بن رہا ہے اس سے اس کا تریاق بن جائے گا۔

ایک پولیس کا سپاہی، ایک عدالت کا چپراسی ۔۔۔ تم سے خوشامد کا طالب ہے اور کوئی حکم موسپل بورڈ ہو، ڈسٹرکٹ بورڈ ہو، اس کا کوئی آدمی تم سے خوشامد کا طالب ہے جب تمہاری یونین ہوگی تو تم اس کا انسداد کرسکو گے۔ اس لئے میں ہر مزدوری پیشہ والے سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنی اپنی جماعتیں بنائیں۔

حکومت برطانیہ اور قانون شریعت

دوسری چیز جو مجھ کو بتائی گئی وہ یہ ہے کہ لیگ کی طرف سے اور بعض مسلمان بھائیوں کی طرف سے یہاں مجھ پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں اور تمام کانگریس پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں اور مجھ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ میں ان کے جواب پیش کروں۔

جا بجا مجھے کے جلسے میں ایک اعتراض کا جواب دے چکا ہوں [illegible] کا منشا و الزامات دی تھی۔

پیرے نام جو کھلا خط شائع کیا گیا ہے اس میں دو دفعے ہیں اول یہ کہ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت شرعی اور حق ہے یا غیر شرعی اور باطل۔ اگر شرعی اور حق ہے تو اس کے ہٹانے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے اگر غیر شرعی و باطل ہے تو اس کا ہٹانا مسلمانوں پر فرض و واجب ہے یا کیا؟

اور اس کے ہٹانے کا طریق شرعی کیا ہے؟ دوم یہ کہ اگر ہندوستان سے انگریزوں کی حکومت غیر شرعی و باطل کو ہٹا دیا جائے تو اس کی جگہ دوسری حکومت حق و شرعی قائم ہوگی یا وہ بھی غیر شرعی و باطل ہوگی۔ اور جس میں غلبہ مسلمانوں کو ہوگا یا کفار کو۔ اگر جدید قائم ہونے والی حکومت حق اور شرعی ہوگی اور غلبہ مسلمانوں کو ہوگا تو آثار و قرائن سے ایسا معلوم نہیں ہوتا اور اگر جدید قائم ہونے والی حکومت غیر شرعی و باطل ہوگی اور غلبہ کفار کو ہوگا تو یہ ایک باطل کی جگہ دوسرے باطل کا قیام ہوا۔ پس ایسی صورت میں غیر شرعی و باطل کا قیام اور غلبہ کفار کی کوشش کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ہوگا یا نہیں؟

سوراج یا اسلامی راج

دوسرا اشتہار آنے والے سوراج کا نمونہ ہے یہ جناب سی مسلم لیگ سہارنپور شائع ہوتے ہیں۔

میں پہلے اس بات سے کہ اس کا تحقیقی جواب دوں، یہی سوال مسلم لیگ سے کرتا ہوں۔ مسلم لیگ کا دستور اساسی یہ ہے پاس موجود ہے۔

میرا سوال ہے کہ مسلم لیگ کو کسی وفاقی جمہوری ریاست وحکومت کے قائم کرنے اور انگریزی حکومت کو ہٹانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ انگریزی حکومت اگر حق ہے تو ہٹانے کی کیا ضرورت ہے اگر ناحق ہے تو جو حکومت آپ لانا چاہتے ہیں وہ خالص اسلامی حکومت یا جمہوری حکومت یعنی جتنی ہندوستان کی آبادی ہے ان سب کے نمائندے الیکشن کے ساتھ جمع ہوں اور آبادی کے تناسب سے جمع ہوکر حکم کریں۔ تو جب ہندوستان میں سو میں چھبیس غیر مسلم اور چھبیس مسلم ہیں تو جمہوری حکومت کے لوگ اسمبلی میں آئیں گے اور کرسیں جمع ہوں گے وہ صوبہ میں آئیں گے۔ معلوم ہوا کہ جمہوری حکومت کے لئے جو مسلم لیگ سب کچھ کر رہی ہے تو ایسی صورت میں خالص اسلامی حکومت ہوگی یا جمہوری جس کے لئے تم بڑے بڑے ڈھنڈورے پیٹ رہے ہو ہاں اگر مسلم لیگ یہ اعلان کرے کہ اس میں مسلمانوں کا خالص راج ہوگا۔ تب تو یہ سوال ممکن تھا۔ مگر اب جواب ہوئے تو بولے عملی کیا ہوئے جیسی سزا ہیں سو چھید۔

تمہارا دستور اساسی یہ ہے تم اس کو دیکھو تمہاری کوشش کیا ہے جو سوال تم ہم پر کرتے ہو پہلے تم خود اس کا جواب دو اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو مسٹر جناح سے کہو کہ وہ اعلان کریں کہ ہم خالص اسلامی مذہبی شرعی راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو اس وقت آپ کو بتلا دوں گا۔

تمہارا قائد، سردار مسٹر جناح ہے۔ وہ اپنا دستور اساسی بنائے۔ تب اس وقت ہم کانگریسیوں سے مذہبی طور پر اعتراض کرنا ہیں سنے کو بطور اعتراض ہمسے کہہ رہے ہو تم بھی وہی کر رہے ہو۔

مسٹر جناح کا فرعونی اعلان

مرے بھائیو! یہاں تو مسٹر جناح مذہب کے مٹانے کا اعلان کر رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ جو کہ اسکول ڈیرہ میں اور کلکتہ میں اس نے تقریر کی اور اول ذینہ اپنی کامیابی کا یہ بتلایا کہ ہم نے علماء کے اقتدار کو، ان کے وقار کو مٹا دیا ہے۔ یہ بھی نہیں کہ کانگریسی علماء یا اپنے مخالفین علماء کے اقتدار و وقار کو ختم کیا بلکہ سب علماء تمام علماء کے اقتدار کو۔

علماء کے مٹانے اور ان کے اقتدار کو ختم کرنے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ تم خوب جانتے ہو۔

ہم سے اس قسم کا سوال کرتے ہو، اپنے قائد کو دیکھو کبھی تم نے مسٹر جناح کو نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا، قبلہ کی طرف منہ پھیرتے ہوئے بھی دیکھا، زکوٰۃ دیتے ہوئے۔ حج کرتے ہوئے اور ارکان اسلام ادا کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ کبھی دیکھا تو ہوتا کہ اس کی قوم مسلمان بھی ہے یا نہیں۔

صوبہ کے صدر راجہ صاحب محمود آباد خانہ روزہ۔ حج کبھی کرتے ہیں۔ ان مسائل کا علم تو ہر شخص کو ہے۔ کیوں آپ پبلک کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہیں۔

مسٹر جناح صدر آل انڈیا پارسی عورت سے سول میرج کرتے ہیں سول میرج اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص جو دوسرے مذہب کا ہو وہ کسی دوسرے مذہب کی عورت سے شادی کرنا چاہے تو دونوں کو عدالت میں رجسٹری کرنی پڑے گی کہ ہم نے اپنا اپنا مذہب ترک کر دیا۔ عدالت میں لامذہبیت کا اقرار کرنے کے بعد دونوں کی شادی ہوتی ہے۔

پھر مجھ سے شرع اور باطل کا سوال کرتے ہو جائیے، اپنے قائد اعظم کو سلام کیجئے۔ اور پھر کسی سچے کو قائد بنایئے اور پھر مجھ سے سوال کیجئے۔

مسلم لیگ کی سیاسی نزاکتیں

لکھنؤ میں مدح صحابہ کے سلسلہ میں تقریباً ۳،۲ سال سے جھگڑا ہو رہا ہے اس سلسلہ میں پہلے بھی گرفتاریاں ہوئی تھیں اور اب بھی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رض اور ان کے بعد حضرت عثمان رض اور ان کے بعد حضرت علی رض خلافت کی ترتیب پر ان کی فضیلت ہے ان اکابر کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام پھیلا۔ [illegible] حضرت فاروق اعظم رض نے دس سال کے اندر اس قدر فتوحات حاصل کی ہیں کہ مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔

حضرت عثمان کے آخر زمانہ میں خلافت کو پچیس برس پورے نہ ہوئے تھے، قریباً ۲۴ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ہوئے تھے اس زمانہ میں عجم میں جبرالٹر اور یورپ میں دریائے سندھ تک اسلام پھیل گیا تھا۔ ان اکابر کا یہ معمولی احسان نہ تھا۔ اگر ان اکابر کی سعی قبول نہ ہوتی تو آج ہمارا وجود ہندوستان میں نہ ہوتا۔

آج ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان بزرگوں کی ان مقدسین کی ثنا اور صفت کریں ہم کسی کو اذیت اور تکلیف دینا نہیں چاہتے جس طرح ہر قوم کو اپنے اپنے پیشوا محبوب ہیں، آریہ، سناتن دھرمی، جینی، سکھ، عیسائی، اسی یہودی وغیرہ سب اپنے پیشواؤں کا راگ گاتے اور جلوس نکالتے ہیں کہیں کسی کو روک ٹوک نہیں ہوتی مگر شیعوں کے لئے دفعہ ۱۴۴ لگا دیا جاتا ہے ان کو کس طرح کی مشکلات میں پھنسا دیتے ہیں، جب یہ جھگڑا زیادہ بڑھا تو مسلم لیگ والوں سے کہا گیا کہ اس معاملہ کو اس میں کمی کو علماء و مسلم لیگ والوں نے جواب دیا کہ ہماری جماعت مذہبی جماعت نہیں ہے ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں اسی طرح جب مسلم لیگ والوں سے فلسطین کے بارے میں کہا گیا تب بھی یہی جواب دیا کہ ہماری جماعت مذہبی نہیں سیاسی ہے

گویا مسلم لیگ والوں کی حالت شتر مرغ کی سی ہوگی جب شتر مرغ سے اڑنے کو کہا گیا تو اس نے کہا کہ میں اونٹ ہوں اور جب بوجھ اٹھانے کو کہا گیا تو کہا میں چڑیا ہوں۔

مسلم لیگ والے تو دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم مذہب کے محافظ ہیں کانگریس مذہب کو فنا کرنا چاہتی ہے مسلمانوں کا مذہب خطرہ میں ہے۔

اور جب مسلم لیگ والوں سے مذہبی کام کے لئے کہا گیا تو کہا ہم تو سیاسی ہیں مذہبی نہیں۔

یہ عجب ضمنی تمثیل والا معاملہ ہے اس کی ظرافت آمیز تشریح کی!

لیگ سے کہا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم سیاسی ہیں اور مذہبی کے لئے کہا گیا تو کہتے ہیں ہم سیاسی ہیں۔ مگر کانگریس کی وجہ سے مذہب خطرہ میں ہے پرسنل لا خطرہ میں ہے، کلچر خطرہ میں ہے زبان اور رسم الخط خطرہ میں ہے۔

دو مصیبتیں

میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ ہم جس حکومت کو، جس راج کو قائم کرنا چاہتے ہیں وہ شرعی حکم ہے اور حق ہے باطل نہیں ہے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ انسان کے سامنے اگر دو مصیبتیں ہوں، ایک بڑی ایک چھوٹی تو بڑی کو دفع کرنا چاہیے اور چھوٹی مصیبت کو ختیار کرنا چاہیے۔

انگریزی حکومت یقیناً باطل ہے اور غیروں کی حکومت ہے اور باہر سے آنے والوں کی حکومت ہے اس نے ہماری بادشاہت، سلطنت، حکومت، تجارت، علم، زراعت، صنعت، مذہب ہر چیز سے ہم کو دنیا سے مٹا دیا اور ہم دنیا میں محکوم ہو گئے اس نے اپنے نفع کے واسطے کوئی چیز ہمارے پاس نہیں چھوڑی۔

آج روئے زمین پر ہندوستان کے برابر کوئی ملک ہی نہیں، حقیر نہیں، کم عمر نہیں، کم ہمت نہیں، تنگدست اور نامرد کوئی ملک نہیں، بیمار ہونے والا کوئی ملک نہیں، سینکڑوں ممالک میں ہندوستان کے برابر کوئی ملک زیادہ مرنے والا نہیں۔

اس نے ہمارا دین و مذہب بھی مٹا ڈالا اور دنیا اور دنیا کی شان و شوکت اور وجاہت و عزت بھی مٹا ڈالی۔

ایک وہ سوراج قائم ہوتا ہے وہ ملک والوں کا ہے وہ دیس کا ہے اپنوں کا ہے پردیسی کا نہیں۔ دیس والوں کو دیس سے محبت ہے پردیس والوں کو اس دیس سے کیوں محبت ہو ان کو اپنے دیس سے محبت ہوگی۔ دیس کی حکومت روپیہ وصول کرے گی تو تجارت، زراعت، دستکاری وغیرہ میں اور ہر قسم کے زندگی کے سامان کے لئے روپیہ یہیں رکھے گی دیس ہی میں رکھے گی باہر نہ جانے دے گی اور غیر ملک میں نہ پہنچائے گی۔

ع۵ ترکیہ کی سیاسی مجالس اور اخبارات ان تجاویز پر قناعت و اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگرچہ ان معاہدات کا اجرا ایک مستقل کام ہے لیکن کم از کم اس سے یہ ضرور ثابت ہو گیا ہے کہ فریقین سیاسی فضا کو خوشگوار بنانے کی خواہش رکھتے ہیں

[illegible] طابع و ناشر [illegible] مطبوعہ [illegible] دہلی

امیر المجاہدین مولینا عبید اللہ سندھی کی تاریخی زندگی کی تاریخی تفصیلات

"میرا سیاسی میلان مولانا اسمٰعیل شہید کی سوانحعمری کے مطالعہ سے پیدا ہوا میرا پروگرام سیاسی بھی تھا اور انقلابی بھی"

"میں مولانا محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند اور شاہ ولی اللہ کے فلسفہ قرآنی کو اپنا امام بنا چکا ہوں"

مرد مجاہد کا آئندہ پروگرام اسلامی علمی اور اقتصادی اسکیم کا مختصر سا خاکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا خاندان اور مولد

[illegible]

پیدائش اور یتیمی

[illegible]

مطالعہ اسلام

[illegible]

اظہار اسلام

[illegible]

سید العارفین کی صحبت

[illegible]

سید العارفین کے خلیفہ

[illegible]

دار العلوم دیوبند

[illegible]

حضرت مولانا شیخ الہند

[illegible]

جہان آباد دہلی

[illegible]

معاودت سندھ

[illegible]

سید العارفین کے دوسرے خلیفہ

[illegible]

کتب خانہ پیر صاحب العلم

[illegible]

حضرت پیر صاحب العلم کی صحبت

[illegible]

میری علمی تحقیقات کا مرکز

[illegible]

طریقہ قادریہ

[illegible]

میرا سیاسی میلان

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹۳

بسم اللہ علی الجمعیۃ

جمعیۃ علماء ہند کا واحد ترجمان

تارکا پتہ الجمعیۃ دہلی

تاریخہای اشاعت ہر انگریزی ماہ کی

یکم — ۵

۹ — ۱۳

۱۶ — ۲۰

شرح قیمت اخبار

سالانہ — ۶/-

ششماہی — ۳/۸

سہ ماہی — ۲/-

ممالک غیر سے

سالانہ — ۸/-

ششماہی — ۴/-

چندہ پیشگی آنا چاہئے

منیجر

الجمعیۃ دہلی

سہ روزہ

فی پرچہ - ار

اداره

حامد الانصاری غازی

سید اسلم الحسینی

دہلی یوم پنجشنبہ و دوشنبہ ۲۴ ، ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۶ ، ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

جلد ۲۹

علامہ عثمانی کی صدارت میں اعظم ایشیا کی مذہبی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے طلبا قدیم کی شاندار کانفرنس

تیس ہزار مسلمانوں کے اجتماع میں ہندوستان کے ایک ہزار علما کی مذہبی روح کا مظاہرہ

مولانا محمد قاسم صاحب نے مذہبی قوت کے ساتھ انقلابی جذبہ کو باقی رکھا ہے اور اس کو ترقی دی ہے

دار العلوم دیوبند کی ترقی ، اور صنعتی شعبہ کے قیام پر حضرت شیخ اعظم مولانا مدنی کی تقریر !!

۱۶ مارچ کو جمعیۃ علماء ہند کے پنڈال حسین آباد میں دار العلوم دیوبند کے قدیم طلبا کا ایک یادگار تاریخی اجتماع ہوا تھا ، اصل یہ اجتماع ایک باضابطہ کانفرنس تھی جس کی تمام کارروائی حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل و صدر اہتمام دار العلوم دیوبند کی شان و صدارت میں غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ انجام تک پہنچی ...

کارروائی

۱۶ مارچ کو ۳ بجے دار العلوم دیوبند کے قدیم طلبا کی کانفرنس کا انعقاد غیر معمولی خصوصیات کے ساتھ ہوا ، علامہ عثمانی کی صدارت نے کانفرنس کی کارروائی کو بہت زیادہ ... کر دیا تھا ، دار العلوم دیوبند کی مذہبی روح کے ... ساتھ شریک اجلاس تھے جن میں بہت سے عربی لباس میں تھے اور سر پر عربی عمامے ، رومال باندھے ہوئے تھے ، پرانی وضع کے بھی تھے مگر ایسے بھی تھے جن کے سروں پر کشتی نما ٹوپیاں تھیں ۔

ان کی وضع سادہ اور مذہبی اندازکی گواہ تھی جسے بتوں کا جوش ... یہ بتا رہا تھا کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دار العلوم دیوبند اور ان کے جانشین حضرت شیخ الہند کی روح جہاد اپنا پورا کام کر چکی ہے ...

علماء کی بیداری

اگرچہ فرنگ نواز قوتیں اسلام کی تلوار ہاتھ میں لیکر علماء کے مقابلہ میں نکل آئی ہیں ، اور بہت سے علماء بھی منافقین ... گزر چکے وہ پہلے ہیں لیکن علماء کے اس اجتماع میں جو بیداری نظر آرہی تھی اس کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اسلام کی مذہبی حاکمیت کو دنیا کی کوئی سیاسی قوت نقصان نہیں پہنچا سکے گی ... اگرچہ دار العلوم دیوبند کو بدنام کرنے کے لئے کھل کر میدان میں آگئے ہیں لیکن یہ موسمی ... فیڈریشن کے سیاسی موسم کے ساتھ ختم ہو جائے گا ... قائد اعظم کوئی نہیں نہ کوئی ایسا شخص ہے جو فیڈریشن کا وزیر اعظم بننے کے لئے اپنے سروں سے اپنی بساط بنا رہا ہو لیکن یہی چھوٹے چھوٹے خاندان کو گرانے کی کوشش کی جا رہی ہے ... طلبائے قدیم دیوبند کی یہ کانفرنس پورے طور پر ثابت کر رہی تھی کہ علماء کے مقابلہ پر فرنگی شہنشاہیت کی فرسودہ مہریں اپنا نقش قائم کرنے میں ناکام ہونے والی ہیں ۔

اجلاس کا آغاز

خطبہ استقبالیہ

تجاویز پر اہم تقریریں

صنعتی شعبہ کا قیام

علامہ مدنی کی تقریر

دار العلوم کی ترقی

علامہ مدنی کی تقریر

بقیہ صفحہ اوّل کالم ۴

(۱) اس وقت دارالعلوم ... میں چھ سو طالب علموں کا
انتظام ہے۔

(۲) ... طلباء کے جملہ اخراجات کا دارالعلوم کفیل ہے

(۳) ہر سال ... تعداد میں کمی ہوتی ہے ... ہم داخلہ میں کمی اس لئے محسوس کر رہے ہیں کہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پورا کرنے کا سوال ہمارے آڑے آ جاتا ہے بہت سے طلبہ دارالعلوم کی مذہبی روح سے محروم رہ جاتے ہیں صرف اس لئے کہ ہمارا بجٹ اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اہل اسلام کی بے توجہی کی وجہ سے ضروری عمارتیں پوری نہیں ہو سکیں، روپیہ کی کمی کی وجہ سے اب تک صنعتی شعبہ کو ترقی نہ دی جا سکی۔

چنیوٹ کے مخیر اور باخدا حاجی محمد دین صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس شعبہ کو ترقی دینے کے لئے دس ہزار روپیہ عنایت فرمائیں گے انھوں نے عمارت کے لئے بھی روپیہ منظور فرمایا ہے۔

مذہبی روح اور انقلابی جذبہ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ... اس سے اتفاق کرتا ہوں اور ... [illegible]

زراعت کرتے تھے فاروق اعظم کے بیٹے کی دکان تھی عثمان غنی رض نقد کی تجارت کرتے تھے۔ مہاجرین زیادہ تر تجارت کرتے تھے اور انصار کھیتی سے معاش پیدا کرتے تھے ان معاشی سرگرمیوں کے باوجود اصحاب نبوت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جہاد کے وقت بدر، احد اور خندق کے میدانوں میں پہنچ جاتے تھے اور وقت کے مذہبی اور انقلابی کاموں کو اعلیٰ شان کے ساتھ، نقد کے لئے انجام دیتے تھے یہ ضرور ہے کہ اہل صفہ کی ایک جماعت مستقلانہ زندگی بسر کرتی تھی لیکن صحابہ کرام کی عام جماعت بیک وقت تجارت زراعت صنعت و حرفت اور تبلیغ تعلیم اور جہاد کے کام میں مصروف رہی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے طلبہ معاشی زندگی کے لئے صنعتی تعلیم بھی حاصل کریں تاکہ وہ ضرورت کے وقت اپنی معاش کو اطمینان سے حاصل کر سکیں۔

آخر میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن نے تقریر فرمائی اس کے بعد دوسری اہم تجویز پیش ہوئی حضرت مولانا مدنی کا خطبہ صدارت جو اس اجلاس کا شاہکار تھا آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔

اخبار الجمعیۃ میں اشتہار دینا کامیابی کا باعث ہے

علم و نظر

بحرِ عرب کی ہندی موجیں۔ شیخ الاسلام کی تقریر

کیا ہندوستان میں انگریزی حکومت شریعت کے کسی قانون پر مبنی ہے

مسلم لیگ کے اعتراضوں کا مدلل اور عالمانہ جواب!

(۳)

مذہب اور روٹی

اگر میرے پاس روٹی کا سامان ہو تو میں نماز، روزہ، حج زکوٰۃ بخوبی ادا کر سکتا ہوں اور اگر میرے پاس کچھ نہیں ہے تو پراگندہ روزی پراگندہ دل کا مصداق ہے نماز میں دل لگانا اور کرنے کے قابل نہیں رہتا کہ کوئی دین کا کام دیا جائے اب کیا ہوگا میں کبھی بھی جاؤں گا کبھی آؤں گا اور دوسرے کے پاس چلا جاؤں گا، پھانسی دے کر مر جاؤں گا۔

سینکڑوں نہیں ہزاروں آدمی بھوک کی تکلیف کی وجہ سے خودکشی کر رہے ہیں۔

وہ راج جو ہندوستان میں کانگریس قائم کرنا چاہتی ہے اور جس کو قائم کرنا چاہتے ہو وہ ایک نہیں ہو وہ نہیں جس میں وہ بہتر ہوگا ملک کے لئے، ملک والوں کے لئے، ہندوؤں کے لئے بھی اور مسلمانوں کے لئے بھی۔

انگریز نے مجھ کو عراق، مصر، شام، حجاز، فلسطین ... جیسے ممالک سے نکال دیا خلافت کی دھجیاں بکھیر دیں، مری خلافت روئے زمین پر باقی نہ رکھی۔

جنگ عظیم کے وقت مدینہ کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد تھی آج ۱۲-۱۳ ہزار کی مردم شماری ہے لوگ بھوک کی وجہ سے کتے، بلی، مردار اور مردوں کو قبر سے نکال کر کھا گئے۔

اسلام شریعت و عدم شریعت کا سوال کرتے ہو۔ آج فلسطین اور وزیرستان پر کون مظالم کر رہا ہے۔

تم مجھ سے سوال کرتے ہو۔ سوال کے کیا معنی، خلافت کو کس نے برباد کیا، وعدے ہوئے، اعلان ہوئے، مسٹر لائڈ جارج نے اعلان کیا کہ مقامات مقدسہ اور خلافت پر کچھ نہ ہوگا۔ مگر مدینہ پر گولہ باری ہوئی، بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قید خانوں میں ڈالا انگریز نے اپنا راستہ انگلستان سے ہندوستان تک صاف کرنے کے لئے مجبور کیا کہ تمام ملک اس کے ہاتھ میں آ جائے۔

انگریز ہی اور علانیہ یہ بات صاف کر رہا ہے کہ پٹرول اور دوسری ضروریات کے مہیا کرنے کے لئے اس کو ضرورت ہے کہ فلسطین، مصر، روم، بغداد، تمام سرحدی ممالک اور جزیرہ عرب ممالک کو اپنے قبضہ میں رکھے۔

کیا اگر کانگریس کی حکومت ہوتی تو مکہ معظمہ میں گولہ باری کرتے، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قید خانوں میں ڈالتے، کیا ہندوستان کی آزادی سے یہ مقصد ہے کہ وہ عرب پر حکومت کرے گی، بحر عرب اور بحر قلزم پر اپنا تسلط جمائے گی۔

قومی حکومت اور شرعی حکم

شرعی حکم ہے کہ اگر تم مر رہے ہو اور شراب رکھی ہوئی ہو اور جان نکلنے والی ہو تو کیا یہ حرام کا مرتکب ہوگا، واجب ہے کہ جان بچانے کو شراب پی کر جان بچالو تو شراب جیسی حرام شے کو استعمال کیا کیا اگر حرام کے مرتکب ہونے سے جان تو بچالی گئی۔ جان بچانا کیا حکم ہے۔ جان کی کیا قیمت ہے۔ اگر جان باقی رہی تو توبہ، تضرع، زاری کر کے معاف کرا لی جائے گی اور اگر مر گئے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب دو بلاؤں میں مبتلا ہو جب دو مصیبتیں ہوں تو ان میں سے چھوٹی کو اختیار کرو۔ انگریزی حکومت باقی رہنا ایک منٹ کے لئے بھی برا ہے۔ جان کا مذہب کا تجارت کا، صنعت کا خطرہ ہے۔

قومی حکومت جو ہند میں قائم ہوگی یقیناً اس میں کثرت غیر مسلم کی ہوگی مگر مقابلۃً وہ بہتر ہیں جو انگریز اور انگریزی حکومت کے پہنچی ہیں اور پہنچ رہی ہیں وہ نہ پہنچی گی۔

گذشتہ تین دو نقلوں نے پر ہیز ثابت میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ، اسمبلی، کونسل میں کیوں جاتے ہیں ہم کو بھی پیرتے ہیں کہ چناؤ، ان پر ووٹ والوں سے کو کرتے ہیں ووٹ دیں اسمبلی میں ۸۰ و ہ ۵۰۰ کے قریب ہیں کیا اب جو حکومت ہو رہی ہے وہ اسلامی حکومت ہے جس کے لئے ووٹ دیئے جا رہے ہیں جس طرح کانگریس میں مسلمان سیکڑے میں چھیس ہیں اسی طرح اب بھی ہیں آپ کے لئے جب حلال اور ہمارے لئے حرام

قواعد شرعیہ کی حیثیت سے جو جمہوری حکومت ہم قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اس موجودہ حکومت سے ہزار درجہ بہتر ہوگی۔

ہم اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اور تمہاری نااتفاقی تمہارے اختلاف اور تمہارے بے غیرت ہونے کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں کہ ہم اس جمہوری حکومت بنانے پر مجبور ہیں۔

اگر تم محمود غزنوی جیسا احساس رکھتے، قابلیت رکھتے تو تم کیوں جمہوری حکومت بناتے، حکومت تمہارے ہاتھ سے گئی علم کو ملنی چاہیئے تھی۔

جب تمہاری حکومت تھی تم چار کروڑ تھے اور آج نو کروڑ ہو لیکن آج تم کو ہندو کا خطرہ ہے یہی تمہاری نامردگی در حقیقت کا نقصان ہے ورنہ انگریزی راج ہندوستان میں نہ ہو سکتا تھا۔

مسلمانوں ... ہندی سودائی اور محروم ہیں دونوں ہو سکے اور ہم لیکر چاہو کہ ہندوستانی قوموں کی مدد سے کہ ہم ہی اس کو کال کی راہ نکالو تب اور تمہاری ہندوستانی قومیں اس کو نکال کر جاتی ہیں جہاں اپنے مسلمان سکے سکے مسلمان جمانے کی جگہ نہ رکھی۔

ہری پور کے اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے جھوٹ بولا ہو جھوٹ بولنے والے کی کوئی صورت ہی نہیں کہ اس کا جواب کوئی سچا دے سکے۔ اگر کوئی شخص مجھے شراب پینے والا کہے اور دلائل بھی بیان کر دے اور دس گواہ بھی پیش کر دے تو میں کس طرح برأت ظاہر کروں۔

ہری پور کانگریس اور مسلمان

ہری پور کے اجلاس میں میں سو دن پہلے وہاں گیا، وہ دن وہاں رہا، ڈیلی گیٹ کیمپ بڑا عمدہ تھا۔

وہاں گوشت پکانے والے مسلمانوں، گوشت فروخت کرنے والے مسلمانوں کی تین دکانیں تھیں، ہندوؤں کی بھی ۳ دکانیں تھیں، محمدی ہوٹل نام تھا۔ گورنمنٹ قصبہ کے رہنے والے دکان والے ... اور گورنمنٹ کی طرف کی اجازت تھی، ایک دن انہوں نے ہماری دعوت بھی کی ... ان کے طبیب اور امام بھی ہمراہ تھے۔

گوشت وہاں بکثرت بکتا تھا۔ بلندی جبرداری ہوتی تھی کسی گھنٹہ میں ختم آتا تھا، تا ناخریداروں کا لگا رہتا تھا۔

گوشت ہندوؤں میں بھی کھاتے ہیں، ہندوؤں کی دکانوں پر معلوم ہوا کہ اچھا گوشت نہ تھا۔ گوشت روزانہ ڈیڑھ سو من فروخت ہوتا تھا۔

مالیر کا ایک شخص میرے سامنے تھے۔ گجراتی امام نام تھا۔ کھانا لائے تھے مجھ سے کہتے تھے، کہ آپ گجراتی نہیں جانتے اس لئے ہم آپ کا کام کر دیں گے جب گوشت پہنچے گے اور کھانا لے کے گئے تو تقریباً ۲ گھنٹہ میں واپس آئے کہ تمہارا کھانا خالص ہندوانی تھا۔ گوشت، انڈا، مچھلی وغیرہ کچھ نہ تھا۔ ... اتفاق جھوٹ ہے ... دن مسلسل گوشت کھانے سے میرا دل بھر گیا

محمدی ہوٹل میں سب اشیاء موجود تھیں، گوشت بکثرت تھا۔ انڈا وغیرہ سب چیزیں تھیں۔

کیا ہندو کھانا ہمیشہ دشتو بھوجن ہوتا ہے بہت بڑی جگہ تھی وہاں خالص، صاف و پاک کھانا چاول وغیرہ پکے تھے اس پر کیا اعتراض ہے۔

بندے ماترم

کانگریس کے اجلاس میں بندے ماترم کے گیت کو خاص طور پر در خور اعتراض سمجھا گیا ہے گیت کو شرک بتلایا جاتا ہے اور دیکھئے ترجمہ خود ہی کیا گیا کہ

اس میں اگر ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ پوجا کرتا ہوں تب تو شرک تھا جھکتا اگر شرک ہے تو کوئی نے جھک کر اٹھانا حرام ہوگا، وہ کسی شے کے سامنے جھکنا بیشہ شرک ہوگا۔

ماں سے مراد پھر ... دیویاں اور عبادت آتا ہے یہ تغیر کہاں سے کی گئی ... کانگریس ورکنگ کمیٹی نے کلکتہ کے اجلاس میں بندے ماترم کے گیت کے متعلق یہ

کیا ہے کہ شروع کے دو بند اور شروع کے دو بند گائے جا سکتے ہیں ان دونوں بندوں میں ہندوستان کی خوبصورتی اور زمین کی زرخیزی کا ذکر ہے اور اگر کوئی شخص ان دونوں بندوں کو بھی نہ گانا چاہے تو اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

کانگریس کے تین دشمن ہیں۔ انگریز، مہاسبھا، مسلم لیگ وہ تینوں اس کی دشمنی میں لگے ہیں، مسلم لیگ والوں کی دشمنی عجیب قسم کی ہے ترنگے جھنڈے کا سوال اور بندے ماترم کا سوال ہری پور میں وہی دو شعر پڑھے گئے ہیں جن میں اس کی زرخیزی اور خوبصورتی کی تعریف ہے، اس کے ساتھ ہی کانگریس کی ہدایت ہے کہ ان کے علاوہ اور بندے ماترم کے گیت کے علاوہ اگر دوسرا شعر ہوں تو کوئی حرج نہیں ان اشعار وغیرہ میں گیت کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اور جو لازم ووجب نہیں کرتی ہیں ... اور اس میں شریک نہ ہونا چاہے تو مجبور نہیں کر سکتے

جیسا کہنا ہوں کہ آپ کا کہنا اس خیال سے ہے کانگریس کوئی آپ کی مذہبی جماعت ہے، اس میں تو ہر مذہب و ملت کا آدمی شریک ہے، ہر شخص، ہر قوم و مذہب کے جذبات اور احساسات کا احترام اس میں ضروری ہے، وہ کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتی جو کسی اہل مذہب کے خلاف ہو اس میں ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی وغیرہ سبھی ہیں۔

پیران کلیر شریف

ذرا آپ اپنے پیران کلیر شریف کو دیکھئے کیسی کیسی قوالی کی مجلسیں ہوتی ہیں، بڑے مقدس ولی کی قبر پر اس کے سامنے فاحشہ عورتیں ناچتی گاتی ہیں ان کے مجرے اور گانے ہوتے ہیں۔

پیر شریف کو دیکھئے ... وہ شریف بزرگوں کے مذاہب ... کیا حق ہے ... شریک ہو جاتے ہیں ... کانگریس کے اجلاس میں ... گیت گانے پر مجبور ہیں ... کیا جا سکتا ہے ...

مولانا محمد علی مرحوم جب کانگریس کے صدر تھے ان سے یہ کہا گیا کہ جب کانگریس تمام ہندوستانیوں کی جماعت ہے تو اس کے اجلاس میں ہر مذہب کا خیال ہونا چاہیئے۔ جو مذہب جس شے کو برا سمجھتا ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے۔

یہ میں نے کہا تھا اور کہتا تھا کہ سب کا احترام ہونا چاہیئے۔ عورت کا گانا، باجے کا بجانا، گیت کا گانا، لڑکیوں کا بجانا اور گانا، باجوں کا بجانا، اور دوسری باتیں جو ہر مسلمان کے لئے باعث احترام کے خلاف ہے مولانا مرحوم نے دہلی میں ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں اس مسئلہ کو پیش کیا اور بہت بحث کی۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے صاحبزادے اور مولانا ابوالکلام آزاد دونوں حضرات مولانا مرحوم کے ساتھ رہے اور بحث کی ... کو کوئی بول نہیں پڑا۔

مولانا محمد علی نے اجلاس سے نکل کر باہر کہا کہ میں ہاتھ میرے ہی ہاتھ سے اور میرا قدم میرے ہی قدم سے کاٹا گیا ہے۔

آپ نے ... ڈاکٹر ... جوا و خطبہ کوئی شخص ... سگریٹ نہ پیئے ... سے بغیر ... کانگریس ...

سر جان ... ایک ... نہیں جانتے ... اسلام کچھ نہیں جانتے ... کیا ...

... اسکاٹ لینڈ ... آپ ... حج نہیں کرتے مسلمان کیا حج نہیں کرتے وہاں کیا شراب پیش نہیں کی جاتی ... پیش نہیں کرتے ...

جانے کا گرمی ہی شریک ہوتے ہیں ... کو جا سے ... پیتے ہو ... آپ کو دیکھتے ... صدر کانگریس کا مذاق اڑایا جاتا ہے ... شراب ... ہندوستان کی آبادی کا اضافہ فقط یہاں کی پیدائش اور سلسلہ توالد کی افزائش سے نہیں بلکہ دوسرے ممالک کے لوگ یہاں آ کر آباد ہوتے ہیں انگلستان، روس، ایران وغیرہ سے آ کر آباد ہوتے ہیں بڑی بڑی ملیں کھولتے ہیں۔ اور ہماری زندگی کے سامان کو بند کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ ضبط تولید کر دو تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ بچوں کی پیدائش کو بند کر دو یہ تمہارے معنی درست ہیں یہ ہے شرابی جہاں کہیں دیکھتا ہے جس پیئے، اور گلاس کو دیکھتا ہے اس میں شراب ہی نظر آتی ہے۔

کیا جب خدا رزق دینے والا ہے تو بچوں اور گھر والوں کے لئے کمانا، اور تجارت کرنا، زراعت اور کاروبار کرنا کیا معنی رکھتا ہے جب خدا تو رزق دینے والا ہے ہی پھر آپ کیوں کمائی کے اسباب کرتے ہیں۔

سوچئے عالم کا نظام، اور ملکی فضا میں تمہارے لئے فائدے نفع، اور ترقی کے لئے ایک عجیب جو اس کی سمجھ میں آیا آپ نے

۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء — ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

مباحث امروز

جمعیۃ العلماء اور مسلم لیگ کے اشتراکِ عمل پر ایک نظر

علمائے امت نے لیگ کا کیوں ساتھ دیا اور کیوں اس سے علیحدہ ہو گئے

بے نقاب حقیقت، جناحی معما اور اس کا حل، سیاسی چالبازیاں، وعدے اور ان سے انحراف

شیخ الاسلام حضرت مولینا سید حسین احمد مدنی کا بصیرت افروز مقالہ

ناموس نگہہ داشتی از جود بہ گیتی — جز پردہ گیان حرم و قیصر و جم را
وقت است کہ ایں قوم بہر کوچہ و بازار — پرسند زہم منشاء رسوائی ہم را

پچھلے انتخابات کے موقع پر جمعیۃ علمائے ہند نے مسلم لیگ کے ساتھ اشتراک عمل کیا تھا، جمعیۃ کے مجلس اور سرگرم کارکنوں نے بالخصوص حضرت شیخ مولینا سید حسین احمد صاحب [illegible] نے انتہائی محنت برداشت کی اور دورہ کر کے تمام ہندوستان میں لیگ کے لئے کام کیا، لیکن آخر شیخ الاسلام نے ان رجعت پسندوں کے گروہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

علمائے امت کے اشتراک کے لئے کون سا داعیہ تھا اور علیحدگی کے اسباب کیا تھے اگرچہ یہ حقیقتیں خواص کے علم و یقین میں ہیں تو پردہ گیان حرم و شناسائی کے سامنے بھی یہ حقیقتیں بے پردہ ہیں لیکن عام مسلمان ان سے ضرور لاعلم ہیں ارباب لیگ کے متعلق علماء کی بدگمانی ہے ان حقیقتوں کو عوام کے سامنے اسی طرح عریاں ہونے دیا اس طرح خود لیگ والوں کی مصلحت اندیشی نے انہیں راز اور معما بنائے رکھا۔

ہم مولانا سید اختر اسلام صاحب مدیر [illegible] مراد آباد کے بے حد ممنون ہیں کہ موصوف نے حضرت شیخ کے حقائق افروز بیان کو اشاعت کے لئے ہمیں مرحمت فرمایا ہے۔

حضرت شیخ کا یہ مقالہ جس قدر بیش قیمت ہے اس کا اندازہ اس کے مکمل پڑھنے کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے اس کے دیکھنے کے بعد ہندوستانی سیاست میں مسلم لیگ کے طریقہ کار کا ایک صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اور اسلام دوستی کا وہ طلسم جو ارباب لیگ نے اپنی مصلحت کوشیوں کے گرد قائم کر رکھا ہے شکست ہو کر بے نقاب حقیقتیں سامنے آ جاتی ہیں۔ — ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔ امابعد میرے بعض احباب نے مجھکو مسٹر محمد علی جناح کے اس بیان کی طرف متوجہ کیا جو کہ ۲۲ اگست سن حال کے بعض اخبارات میں حسب ذیل الفاظ سے شائع کیا گیا ہے

مولانا حسین احمد کا یہ سارا بیان از سرتاپا غلط ہے

قائد ملت مولانا محمد علی جناح کا ایمان سوز بیان

شملہ ۱۹ اگست مسٹر محمد علی جناح نے مولانا حسین احمد دیوبندی کی ایک تقریر کے سلسلے میں جو غرا لکھنے ۱۵ اگست کو غازی آباد میں کی تھی ایک بیان شائع کیا ہے مسٹر محمد علی کہتے ہیں

مولینا حسین احمد کے متعلق میں نے سنا ہے کہ انھوں نے اپنی اس تقریر میں جو غازی آباد میں کی تھی کہا عام انتخابات کے موقعہ پر ہم نے مسلم لیگ کی اس لئے حمایت کی تھی کہ اس وقت ہمیں مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے، مسلم لیگ اب آزادی کامل کی حامی ہے لیکن انتخابات ختم ہو جانے کے بعد جب مسٹر جناح نے یہ کہا کہ وہ گفتگو تو محض سیاسی چال تھی تو ہماری آنکھیں کھل گئیں۔

مسٹر جناح تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ بیان از سرتاپا غلط ہے [illegible] میں جمعیۃ العلماء ہند کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے تھے اور لیگ کے امیدواروں کی انھوں نے کیوں تائید اور حمایت کی تھی اور پھر فوراً ہی وہ کیوں لیگ سے الگ ہو گئے میرے لئے تو یہ ایک پراسرار معمہ ہے جسے میں حل نہیں کر سکتا"

[illegible] بیان کو دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی میرے لئے تو یہ بیان ایک عجیب شان کا معمہ بن کر رہ گیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ مسٹر جناح کے بیان میں کیوں واقعیت سے انحراف کی کوشش کی گئی ہے مسٹر جناح اور ان کے مراسلہ نگار صحیح حالات کے انکشاف کے خوف سے راستہ سے بھٹک گئے ہیں یا جان بوجھ کر یہ سب اس پروپیگنڈے کے ماتحت عمل میں لایا گیا ہے جس کی مشق اہل لیگ عرصہ سے کر رہے ہیں۔

غازی آباد کی تقریر!

(الف) ۱۴، ۱۵، ۱۶ اگست کو میں دیوبند ہی میں رہا [illegible] باہر نہیں گیا پھر غازی آباد میں میری تقریر کا [illegible] کس طرح ہوا۔

(ب) کئی سال سے غازی آباد میں مجھکو کسی سیاسی یا مذہبی تقریر کی نوبت ہی نہیں آئی اور وہاں کے شہر [illegible] کے تقاضوں کے خلاف [illegible] مجھکو وہاں تقریر کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا پھر اس افترا کے کیا معنی ہیں۔

(ج) [illegible] اگست کو [illegible]

میں غازی آباد ہوتا ہوا دیوبند آیا تھا مگر وہاں اس وقت اتنا موقع ہی نہ تھا کہ کوئی تقریر کی جاتی گاڑی کا وقت بہت ہی قریب تھا۔ احباب نے ٹھہرنے اور تقریر کرنے پر اصرار ضرور کیا مگر مصروفیتوں کی بنا پر آئندہ کسی وقت پر محمول کرنا ہی ضروری سمجھا گیا

صحیح واقعہ

(د) غازی آباد کے علاوہ مختلف مقامات پر مجھے پوچھا گیا ہے کہ ہم کیوں لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ میں الیکشن کے زمانہ میں شریک ہوا اور کیوں اب علیحدہ ہے تو میں نے جواب ضرور دیا کہ ہم کو مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ ہم رجعت پسند اور خود غرض لوگوں سے تنگ آ گئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ایسے عناصر کو لیگ سے خارج کر دیں اور آزاد خیال ترقی پسند قومی اور مخلص لوگوں کی بھرتی کثرت سے کر کے ان کی آواز کو قوی کریں (یہ الفاظ ان کے ہم معنی جواب میں ہمیشہ کہے گئے)

(ہ) میں نے کبھی اور کسی مجلس میں وہ جواب نہیں دیا جو کہ مسٹر جناح کو ان کے مراسلہ نگاروں نے پہونچایا ہے۔

"کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے اور مسلم لیگ اب آزادی کامل کی حامی ہے" مجھکو خوب ہی معلوم ہے کہ مکمل آزادی کا نصب العین ہز[ار] وقت اگست ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ کے اجلاس میں پاس ہوا ہے۔ اگرچہ عرصہ سے بہت سے جمہور اور انتہا پسند مسلمان اس کے کوشاں تھے مگر کامیاب نہ ہوئے تھے، اس وقت میں تو لیگ کا نصب العین کسی ذمہ دارانہ حکومت ہی تھا جو صرف داخلی آزادی تک ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر جناح کے وعدے اور ان سے انحراف

بے شک مسٹر محمد علی جناح نے نہایت زور دار الفاظ اور طریقوں سے ہم کو اطمینان دلایا تھا کہ رجعت پسند طبقہ اور خود غرض لوگوں کو ہم آہستہ آہستہ لیگ سے نکال دیں گے اور آزاد خیال، قوم پرست مخلص لوگوں کی اکثریت کی کوششیں کریں گے اور ایسے ہی لوگوں کے انتخاب کو عمل میں لائیں گے

ہم نے بعد بحث و مباحثہ اس پر اطمینان کیا اور تعاون پر آمادہ ہو گئے جس کی تفصیل [illegible] مسٹر محمد علی جناح اور ان کے رفقاء کار کی اس وقت بھی مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ الیکشن ختم ہو جانے کے بعد ہی جبکہ لکھنؤ میں [illegible] کی پہلی ہی میٹنگ ہوئی تو مسٹر محمد علی جناح نے پہلے تمام وعدوں کو بھلا دیا اور انتہائی جد و جہد فرمائی کہ [illegible] [illegible] اور [illegible] پارٹی کو لیگ پارٹی میں شامل کر لیا جائے حالانکہ ایام الیکشن میں ان [illegible] کے ساتھ سخت مقابلہ کرنے کی نوبت آ چکی تھی۔

سیاسی وعدے

مایوس کن طرزِ عمل اور گمراہ کن بیان

دوران بحث میں جبکہ مولانا محمد میاں صاحب فاروقی الہ آبادی اور مولانا محمد اسمعیل صاحب سنبھلی نے مسٹر جناح کو وعدہ ہائے سابقہ یاد دلائے تو جواب میں فرمایا کہ وہ سیاسی وعدے تھے یہ امور اور ان جیسے دیگر امور جن کو میں آئندہ ذکر کروں گا ہماری کے سخت مایوسی کے باعث ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ ہم اس جماعت کے ساتھ نہ تعاون کر سکتے ہیں اور نہ اس میں اخلاص و للہیت ہے اس نے ہم کو صرف آلہ کار بنانے کی غرض سے بلایا تھا اور اور مقصد برآری کے بعد صرف رجعت پسندی اور خود غرضی کے ماتحت تمام کارروائیاں کرے گی۔ اور مثل سابق سامراج کے خوشامد ہوگی لاحقہ اور سابقہ تجربے بتا رہے ہیں کہ مکمل آزادی کی آواز بھی صرف لفاظی ہی لفاظی ہے عملی کارروائیاں اور اس راستہ میں قربانیوں سے جان چرانا، فرقہ پروری کرنا اصول جمہوریت سے سرگردانی وغیرہ وغیرہ بتلا رہے ہیں کہ آئندہ کسی قسم کی امید اس جماعت سے بالکل ہی فضول ہے

مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ "۱۹۳۶ء میں جمعیۃ العلماء کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے تھے اور لیگ کے امیدواروں کی انھوں نے کیوں حمایت اور تائید کی تھی اور پھر فوراً ہی وہ کیوں لیگ سے الگ ہو گئے میرے لئے خود یہ ایک پراسرار معمہ ہے جسے میں حل نہیں کر سکتا" نہایت تعجب خیز اور حیران کن ہے کہ مسٹر جناح اور ان کے رفقاء کار مندرجہ ذیل امور کا انکار کر سکتے ہیں۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ خود مسٹر جناح، مولینا شوکت علی، چوہدری عبد المتین، چوہدری خلیق الزماں صاحب، نواب اسمعیل خاں صاحب وغیرہ حضرات مارچ ۱۹۳۶ء سے آئندہ الیکشن کے لئے بورڈ وغیرہ بنانے میں بے قرار نظر آتے تھے چلے اور اجتماعات اس کے لئے کئے جاتے تھے اور ان میں غور کیا جاتا تھا کہ کس طرح اس میں حسب منشا کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے اور جس طرح یونٹی بورڈ میں کوشش کر کے جمعیۃ العلماء کو [illegible] اور اس کی [illegible] میں صلح کرائی گئی تھی اسی طرح آئندہ بورڈ کے لئے ان کی امداد و اعانت حاصل کرنے کی مساعی کیجاتی تھیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلم عوام پر جمعیۃ کے ارکین کا اثر تھا۔

مسٹر جناح نے ارکین یونٹی بورڈ کو مشورہ دیا کہ وہ زیر قیادت مسلم لیگ مشترکہ بورڈ بنائیں جو کہ مسلم کانفرنس، یونٹی پارٹی، جمعیۃ العلماء، خلافت کمیٹی، احرار پارٹی وغیرہ سب کو حاوی ہو اس کے لئے جلسے خصوصی کئے گئے اور ارکین جمعیۃ العلماء کو بار بار بلایا گیا، تبادلہ خیالات اور بحث و مباحثہ کی نوبت آئی اور انتہا پسند جماعتوں اور اشخاص کو معتدل بتلانے اور لیگ میں شامل کرنے کی جد و جہد کی گئی۔

دوران اجتماع کے بعد قرار پایا کہ حسین احمد کو بلایا جائے اور اس کو اس مفاہمت میں شریک کیا جائے اور باوجودیکہ بعض رجعت پسندوں نے کہا کہ ہم سب کے ساتھ اشتراک عمل کر سکتے ہیں مگر حسین احمد کے ساتھ اشتراک نہیں کر سکتے تاہم مجھکو تار دے کر ملتان سے (جبکہ میرا وہاں بعض جلسوں میں شرکت کی غرض سے گیا ہوا تھا) بلایا۔

ملتان سے میرے دہلی پہونچنے پر ارکین جمعیۃ کا اجتماع مسٹر جناح کے کمرے میں جبکہ وہ نئی دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے کرایا گیا جس میں حسب ذیل حضرات شریک تھے۔

مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند، مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار، مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی، حسین احمد راقم الحروف اور دیگر حضرات۔

صبح کو تقریباً آٹھ بجے سے دس بجے تک مسٹر جناح سے تبادلہ خیالات اور گفت و شنید ہوتی رہی [illegible] مسٹر جناح نے [illegible] پارلیمنٹری بورڈ میں شریک ہو کر آپ لوگوں کو الیکشن میں حصہ لینا اور جمعیۃ کے اثر سے وہاں لوگوں کو امیدواروں کا ساتھ بنانا چاہئے۔ آپ نے [illegible]

سیپارۂ افکار

لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں جاتیوں نے بڑے بڑے روز دکھائے، خوب خوب دھواں دھار تقریریں کیں، ایک مدد مکمل آزادی کا ریزولیوشن بھی پاس کر ڈالا۔

علم و نظر

بحر عرب کی ہندی موج یعنی شیخ الاسلام کی تقریر

کیا ہندوستان میں انگریزی حکومت شریعت کے کسی قانون پر مبنی ہے؟

مسلم لیگ کے اعتراضوں کا مدلل اور عالمانہ جواب

(۴)

کانگریس میں نماز کا انتظام

مسلم لیگ کی فرنگ نوازی

مسئلہ فلسطین

مسلمان اور ودیا مندر اسکیم

مولانا عبدالحق صاحب ناظم انجمن ترقی اردو کا مکتوب مہاتما گاندھی کے نام

ودیا مندر اسکیم

کانگریسی اقتدار کی پہلی برکت

مسلمانوں کی جدوجہد

جامع مسجد دہلی میں عظیم الشان جلسہ

طلبائے مسجد فتحپوری کے ساتھ اظہارِ ہمدردی

۲۵ رجولائی کے واقعات کی مذمت در متفقہ قرارداد

دہلی یکم اگست۔ آج بعد نماز عشاء دس بجے جامع مسجد میں طلبائے مدرسہ اسلامیہ فتحپوری کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے ... کی دعوت پر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا خاص طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

[illegible]

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

[illegible]

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر

[illegible]

قرار داد

[illegible]

جمعیۃ العلماء اور مسلم لیگ کا عملی امتیاز

شیخ اعظم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی ولولہ انگیز تقریر

سہارنپور میں عظیم الشان اجتماع

۳۱ رجولائی۔ آج بعد نماز عشاء جامع مسجد سہارنپور میں زیر صدارت مولانا محمد علی شاہ صاحب عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ ...

[illegible]

مجلس تحفظ فلسطین کا اجلاس

جمعیۃ علماء، مجلس احرار اور نیشنلسٹ مسلم پارٹی کے نمائندوں کی مشاورت

[illegible]

پولیٹیکل کانفرنس جونپور کا

دوسرا سالانہ جلسہ

بصدارت امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ العالی

[illegible]

سیپارہ افکار

(۳)

آج ہم خواجہ حسن نظامی کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہیں اور ہمارے سامنے ہے "ہندی کانگرس کا نیشنل اور قومی جھنڈے کا گیت"

چونکہ اللہ تعالیٰ نے فاسفورس کے تیل کو فلیس دوا سے زیادہ قوت دی ہے اور فاسفورس کا تیل خواجہ صاحب استعمال کرتے ہیں اس لئے ہمیں امید ہے کہ ہمارے پیر و مرشد خواجہ صاحب دماغ سے کام لے کر ہماری باتوں کو خاطر خواہ جگہ دے سکیں گے۔

خواجہ صاحب نے الجمعیۃ پر الزام عائد کیا ہے کہ اس نے قومی جھنڈے کا گیت شائع کیا ہے جو بڑی حد تک ہندو ازم کا ترجمان معلوم ہوتا ہے یہ الزام درحقیقت ایک دھوکہ رہی ہے ہندو ازم سے جھنڈے کے گیت کا جوڑ ملانا مہالت کی انتہا ہے واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں کانگرس کے دو گیت ہیں،

۱۔ بندے ماترم اور

۲۔ جھنڈے کا گیت، اونچا رہے جھنڈا ہمارا

اخبار الجمعیۃ دونوں گیتوں کے خلاف ہے اور ان کی جگہ دوسرے ایسے ترانوں کو دیکھنا چاہتا ہے جسے مسلمان بھی پسند کر سکیں۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں اندھوں کی ایک ایسی ذہین جماعت موجود ہے جو آنکھوں پر پٹی باندھ کر اخبار پڑھ لیتی ہے خواجہ صاحب دانا و بینا آدمی ہیں مگر اخبار پڑھتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں اور دن دہاڑے دوسرے کے سر پر الزام دے مارتے ہیں۔

خواجہ صاحب اگر پرانے فائل دیکھنے کے لئے تیار ہوں تو انہیں اخبار مدینہ اور اخبار الجمعیۃ کے فائل ضرور دیکھنے چاہئیں انہیں معلوم ہوگا کہ راقم الحروف سب سے پہلا شخص ہے جس نے ابتدائے بندے ماترم کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی اور اپنی رائے سے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سکرٹریٹ کو متاثر کیا۔ اس کے بعد الجمعیۃ میں مقالہ افتتاحیہ لکھا گیا اور نوٹ لکھے گئے۔ سی۔ پی کے مسلمانوں کے تازہ مطالبات کے ضمن میں بندے ماترم کی تبدیلی پر زور دیا گیا۔ مگر خواجہ صاحب کی آنکھیں ہیں کہ بندے ماترم میں دھنسی چلی گئیں اور انہیں جھوٹا الزام عائد کرنے سے پہلے الجمعیۃ میں ایک شذرہ بھی نظر نہ آیا۔ خواجہ صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صرف ایک مدینہ ہی ایسا اخبار نہیں ہے جس کے خلاف جھوٹا الزام لگانا قانون کی زد میں آتا ہے بلکہ اور اخبار بھی ہیں جو خواجہ صاحب سے انگریزی قانون کی نہیں اخلاقی قانون کی پابندی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ قومی جھنڈے کے گیت کا ہے اس کا پہلا مصرعہ ہے "وجئی وشو ترنگا پیارا" ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور اس کی ہندی زبان کو اردو دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں کانگرس نے ہماری رائے کو قبول کر لیا ہے اور اس نے ایک اچھا ترانہ منظور کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی ہے کمیٹی نے شاعروں کو دعوت دی اور شاعر اپنے اپنے ترانے پیش کر رہے ہیں انہیں سے الجمعیۃ میں مولانا جالب، حضرت ہلال سیوہاروی، مولانا عثمانی اور ایک ترانہ مولانا ماہر کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اگر خواجہ صاحب آنکھوں سے دیکھ سکتے تو وہ الجمعیۃ کے تعارفی نوٹوں سے ان ترانوں کی اشاعت کا مقصد سمجھ سکتے تھے ظاہر ہے کہ الجمعیۃ مسلمانوں کی رائے کے مطابق ایک مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس نے کسی ترانہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا بلکہ اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہندی کی جگہ ترانہ اردو میں ہو اور ہر شاعر کے ترانہ کو رائے عامہ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

رہا یہ اعتراض کہ اس میں خدا کا ذکر نہیں، اس کا تعلق بھی خدا پرستی سے نہیں ہے انگریزوں کے ملبی گیت میں جس کے حامیوں میں خواجہ صاحب کے "مولانا سر محمد یعقوب" ہیں خدا کا ذکر موجود ہے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کیا اس گیت کو تمام دنیا کے گیتوں پر اس لئے تفوق حاصل ہو جائے گا کہ اس میں خدا کا ذکر ہے۔

خدا کے ذکر ہی کو لیجئے، خواجہ صاحب سرمۂ مقوی بصر استعمال کر کے ۶ جولائی کا الجمعیۃ دیکھیں صفحہ اول پر قومی جھنڈے کا گیت شائع ہوا ہے اس کے متعلق ہمارا نوٹ مطالعہ کریں اور اس کے بعد اس کا ایک ایک مصرعہ دیکھیں تو انہیں نظر آئے گا کہ اس کے دو مصرعے یہ ہیں

اس جھنڈے کی آن نہ جائے ذرہ بھر ایمان نہ جائے

جوش آزادی دکھلا دو لے کر فضل خدا کا سہارا

دہلی تصور برہا

علم ونظر

بحر عرب کی ہندی موجیں

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کا خطبہ آزادی

اسلام و وطن کی آزادی کے مجاہد اعظم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے گذشتہ ہفتہ سہارنپور میں جو تقریر فرمائی تھی اور جس کا خلاصہ الجمعیۃ میں شائع ہو چکا ہے اس کو مکمل حیثیت میں حضرت مولانا کے ذاتی سکرٹری مولانا عزیز احمد صاحب نے الجمعیۃ کے لئے بھیجا گیا ہے جس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نے تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دنیا کا انتظام زندگی متمدن ترقی کے محرکات پر قائم ہے۔ لہوتا ایسا ہوتا ہے کہ اس نظام میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اگر ان خرابیوں کا انتظام نہیں کیا جاتا تو نہ دینی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں اور نہ دنیوی اس لئے ضرورت ہے کہ ایک قوت ایسی ہو جو برے افعال کرنے والوں کو سزائیں دے اور نیک کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کے آباد کرنے کا سامان پیدا کرے اور جن چیزوں پر انسانی زندگی موقوف ہے اس کو فراہم کرے۔ اس لئے بادشاہ کی ضرورت ہوئی اور پولیس، عدالت وغیرہ کی بھی ضرورت ہوئی نیز قوانین کی ضرورت ہوئی اس لئے بادشاہوں کی ضرورت ہے اور بغیر اس کے ملک کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ بادشاہوں نے کبھی اپنے فریضہ کو ادا کیا اور کبھی نہیں کیا۔ اگر اپنے فرض کو ادا کیا۔ تو ملک پھلتا پھولتا رہا اور اگر بادشاہ نے ملک کو لوٹنا شروع کیا تو اس سے زیادہ نقصان پہنچ جاتا ہے جتنا اس کی برائی سے پہنچتا ہے ہر زمانہ میں بادشاہ اچھے برے ہوتے رہے اور اسی کے مطابق ملک کی حالت رہی، ہندوستان میں اچھے بھی بادشاہ ہوئے اور برے بھی۔ مگر جو لوگ ظالم ہوتے تھے وہ عام رعایا پر ظلم کم کرتے تھے بلکہ مالداروں اور زرداروں پر ہوتا تھا۔ ان کا ظلم غریبوں اور کمزور لوگوں پر نہ ہوتا تھا۔ عام طور پر یہی صورتیں تھیں۔ مگر جب سے برطانوی راج قائم ہوا ہے۔ ہندوستان جنت نشان کہا جاتا تھا اور تمام یورپ میں ہزاروں برس سے ہندوستان کی دولت و ثروت کا چرچا تھا۔ ڈاکٹر ڈاگر کہتا ہے کہ اس کی دولت نے سکندر کو لالچ میں ڈالا تھا جس وقت اس نے ایران کے خزانے فتح کئے اور وزیروں نے دیکھ کر حیرانی ظاہر کی تو اس نے کہا کہ تم اب میرے ہندوستان کو دیکھو گے جو تمہاری قدم بڑھاتا ہے وہاں ایران سے بہت زیادہ دولت ہے۔ فاہین لکھتا ہے۔ یہاں کی رعایا نہایت خوشحال ہے۔ منو لکھتا ہے کہ یہاں سیم و زر کے دریا بہہ رہے ہیں اور موتی و جواہرات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ مگر جب سے انگریز آئے ہیں دولت کا یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ مسٹر ۱۹۳۲ء میں لکھتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کی بہتری کے لئے نہیں آئے سنہ ۱۷۶۰ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک ۲۰۰ برس گذرتے ہیں جب سے لوٹا جا رہا ہے۔ مسٹر آر۔ سی دت لکھتا ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے زمانے میں منافع جو ہندوستان سے کھینچتی تھی۔ تو ۱۰۰ ممبروں میں سے ہر ایک کے لئے سالانہ ڈیڑھ کروڑ اشرفی سمجھی جاتی تھی۔ یہ حالت ہندوستان کے لوٹ کی اس زمانہ سے جاری ہے اشلگری ہارمن ۱۹۳۲ء میں لکھتا ہے کہ اگر ایسا مسلسل سیلاب انگلستان سے بہنے لگے تو ایک دن میں انگلستان کنگال ہو جائے گا لیکن انگریزوں اور بادشاہوں کی دولت ہی نہ ہوئی بلکہ اس لوٹ کے اندر ہندوستان کی آمدنی اور آمدنی کے ذرائع کو دور کرنے کی کوشش کی گئی جان سیلون لکھتا ہے کہ ہماری حکومت کا طریقہ اسفنج کی طرح گنگا کے کنارے سے دولت کو چوس لیتا ہے اور ٹیمز کے کنارے پر چھوڑ دیتا ہے۔ سر جان شور لکھتا ہے کہ اس حکومت کی زیادہ ستانی نے ملک اور اہل ملک کو بہت زیادہ غریب کر دیا ہے مگر اس سے بڑھ کر کاروباری لوگوں کے کاروبار کو بالکل بند کر دیا گیا۔ ایک مزدور کے کاروبار کو اگر بند کر دیا جائے تو اس کے پیٹ پالنے کا کیا سامان ہو سکتا تھا۔ ہندوستان میں اس قدر کارخانے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی تھی۔ یہاں کی بنی ہوئی چیزیں ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ اور جاپان وغیرہ تک جاتی تھیں۔ تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ کتنے صناع اور دستکار اس کی وجہ سے پرورش پائیں گے تمام ہندوستان کی ضروریات کے علاوہ دوسرے ممالک کے لئے بھی یہ سامان مہیا کرتا تھا۔ مگر انگلستان کو سنہ ۱۷۶۰ء سے یہاں کی تجارت و دستکاری سے بغض ہوا۔ گورنروں کے پاس اس کے متعلق احکام آئے سنہ ۱۸۳۰ء میں مانٹگری لکھتا ہے کہ ہم نے یہاں کی تجارت و دستکاری کو برباد کیا۔ سر جان شور لکھتا ہے کہ برطانوی صنعت کو بڑھانے کے لئے یہاں کی صنعت کا گلا گھونٹنا پڑا۔ فخر کے ساتھ انگریزی اور خیال کیا جاتا ہے۔ اسی وقت سے یہاں کے کاروباری لوگوں کی تباہی کی صورتیں کی جاتی رہیں مرڈوک سے ڈونش اپنی کتاب ایشیا و یورپ میں لکھتا ہے کہ ہندوستان کی کاروباری لوگوں کو ہماری حکومت

دور نہیں ہو سکتی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے ہندوستانیوں کی زندگی بے لطف بنا دی ہے۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ عام انگریزوں کو سمجھانا مشکل کام ہے۔ ہندوستان میں لوگ کتنے فارغ البال ہیں۔ کہتا ہے کہ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ انگریزوں کے پہلے کاروباری آدمی اچھے مزے سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صناعوں کے واسطے حکومت نے کس طرح بربادی کا سامان کیا۔ ہندو مسلمان دونوں تباہ ہوگئے مسلمان زیادہ شکار ہوئے ہیں ۹۰ فیصدی مسلمان ہیں مگر صناع ۴۴ فیصدی ہیں بہت سے خاندان کے خاندان بہت جلد تباہ ہوگئے۔ ڈیم ڈگبی لکھتا ہے کہ ۹ برس کے اندر قحط کی وجہ سے ایک کروڑ ۵ لاکھ آدمی مر گئے۔ آگے چل کر لکھتا ہے کہ اتنے آدمی ۱۰۵ برس میں لڑائیوں کی وجہ سے بھی نہیں مرے۔ جو لیس کے عہد سنہ ۱۷۹۳ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک جو لڑائیاں ہوئیں اس میں بھی اتنے آدمی نہ مرے تھے وہ کہتا ہے کہ اس قحط کی وجہ بارش کی کمی نہیں اس زمانہ میں بہت بارش ہوئی بلکہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر جانیں ضائع ہوئیں۔ اس حکومت نے ایسے طریقے اختیار کئے کہ چھوٹی مزدوری کرنے والوں کو بال بچے پالنا بھی مشکل ہو گیا۔ اس واسطے بہت ضروری سمجھا گیا کہ آزادی کی کوشش کی جائے۔ آزادی کس سے انگریزی پالیسی سے جس نے سب کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے سر جان سائمن لکھتا ہے کہ عام آبادی انتہائی افلاس میں ہے۔ سر ڈبلو ہنٹر لکھتا ہے کہ اب سے ۷۰ سال پہلے صوبہ بنگال میں کسی مسلمان کا غریب ہونا مشکل تھا۔ مگر آج کسی کا امیر ہونا مشکل ہے۔ دستکاروں کو اس طرح قتل کیا گیا کہ لوگوں کو مجبور کر کے انگوٹھے کٹوانے پڑے سب سے زیادہ مزدوروں اور صناعوں کو برباد کیا گیا۔ اس واسطے ضرورت واقع ہوئی اور اس ضرورت نے ہر ایک عقلمند کو مجبور کیا کہ کوشش کی جائے کہ غریبوں کی زندگی بہتر ہو جائے اور مزدوروں اور کاشتکاروں کی تنظیم کی جائے۔ مگر کامیابی کے لئے بہتر یہ اتفاق قوموں کے نہیں ہوتی۔ جب بڑی بڑی قومیں آپس میں لڑائی میں لوٹنا ہو جاتی ہیں۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس کے بیٹے آپس میں لڑنے میں تو سلطنت کھو بیٹھے ہیں۔ اگر ایک گھر لڑائی ہوتی ہے تو وہ گھر تباہ ہو جاتا ہے تو بھلا ایک ملک میں انتشار ہو تو کیا حالت ہوگی آج کے جلسے کی اہم ضرورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ مزدوروں کی تنظیم کی جائے اگر ہمارے اندر یہ پیدا ہو جائیں تو بہت بڑی قوت حاصل ہو جائے گی۔ مگر تمہارا لیڈر کوئی خود غرض و جاہ پرست یا تمہارے نفع کی خاطر اس کے دل میں تڑپ ہو۔

اسلام نے سود کی ایک شکل سوشلسٹ روس میں لڑائی ہے لیکن یہاں صرف سود کو منع کر کے سرمایہ داری کے دوسرے لوازم قائم نہیں رکھے گئے ہیں بلکہ سوسائٹی کی قدیم بنیادوں کو اکھاڑ کرنے سے اس کی تنظیم کی گئی ہے وہاں نہ جائیداد سے آمدنی حاصل کی جا سکتی ہے اور نہ محنت کے بغیر روٹی حاصل کی جا سکتی ہے نہ وہاں چند ہاتھوں میں بڑی بڑی دولت جمع ہو سکتی ہے اور نہ وہ بذریعہ وراثت نسلاً بعد نسل منتقل ہو سکتی ہے ان حالات میں ظاہر ہے کہ سود کے لین دین کو کامیابی کے ساتھ روکنا سراسر قابل عمل ہے اس کے برعکس سرمایہ داری تنظیم والے ملکوں میں جہاں جائداد ایک بہت بڑا ذریعہ آمدنی کا ہے اور جہاں قوانین وراثت کا رجحان بھی اجتماع دولت کی طرف ہے وہیں سود کا لین دین بھی بلا روک ٹوک جاری ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سوسائٹی کے طرز عمل میں اصولی یکسانیت پائی جاتی ہے برخلاف اس کے ہندوستانی مسلمانوں کے طرز عمل میں اصولی تضاد نظر آتا ہے کیونکہ ہم صرف سود کے لین دین سے بچنا اور سرمایہ داری کے دوسرے لوازم کو بدستور قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

حضرات! مذہب کا گہرا مطالعہ کئے بغیر مذہبی احکام پر رائے زنی کرنا میرے نزدیک گناہ کبیرہ ہے لیکن اس بارے میں خود مذہبی رہنماؤں کے مابین اختلاف ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہبی امتناع سود کی قطعیت ثابت نہیں ہے اس لئے میں نے حیثیت ایک علم معاشیات کے طالب علم کے اپنے شک کا اظہار کیا ہے۔ اگر مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اپنے مساعی سے اس مسئلے کی کوئی گتھی سلجھا دے تو میری رائے میں یہ ایک بڑا کارنامہ ہوگا۔

ہندستانی مسلمانوں کے ذرائع آمدنی

مسئلہ سود اور مسلمانوں کی معاشرتی مجبوریاں (۳)

مناسب یہ ہے کہ اس موقعہ پر بنک جو خدمت انجام دیتے ہیں اس کی حقیقت پر کسی قدر غور کر لیا جائے۔ بنک کا اصلی کام یہ ہے کہ سوسائٹی کے بعض افراد سے جو اس کے لئے رضامند ہوں عارضی طور پر روپیہ حاصل کرے اور سوسائٹی کے دوسرے افراد کو جو اس کے خواہشمند ہوں اپنی ذمہ داری پر روپیہ قرض دے لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں بعض لوگ عارضی طور پر روپیہ بچاتے ہیں اور کیوں بعض لوگ عارضی طور پر روپیہ کے طالب ہوتے ہیں جہاں تک روپیہ بچانے کا تعلق ہے یہ ایک بدیہی بات ہے کہ انسان کی ضرورتیں اس کی زندگی کے ہر دور میں یکساں نہیں رہتیں بلکہ ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اب اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ کمانے والے بہ اعتبار معمولی ضروریات پیش آ جائیں آمدنی بھی اسی نسبت سے بڑھ جائے اور جب ضروریات گھٹ جائیں آمدنی بھی گھٹ جائے تو پھر کسی کو پس انداز کرنے کی کوئی مجبوری نہ ہوگی مگر ہماری عملی زندگی میں آمدنی اور ضروریات کے مابین یہ مطابقت نہیں پائی جاتی۔ لہذا جو لوگ سمجھدار ہوتے ہیں وہ اپنی موجودہ آمدنی سب کی سب موجودہ ضروریات کے پیچھے نہیں خرچ کر ڈالتے بلکہ اس کا کچھ حصہ بچا رکھتے ہیں تا کہ وہ آئندہ ضروریات کے کام آ سکے مگر روپیہ ڈال رکھنے سے اندیشہ ہے کہ وہ چوری ہو جائے یا یونہی خرچ ہو جائے اس لئے کسی معینہ میعاد کے لئے بنک میں جمع کرا دیا جاتا ہے اب جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو عارضی طور پر روپیہ کے طالب ہوتے ہیں یہ اکثر و بیشتر کاروباری لوگ ہوتے ہیں جب تک چھوٹے پیمانہ پر کاروبار چلتے تھے ممکن تھا کہ کوئی شخص بلا قرض کے صرف اپنے ہی سرمایہ سے کام چلائے لیکن موجودہ دور میں کاروبار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً قرضہ لینا ضروری ہے لہذا لوگ قرضے لیتے اور کاروبار کرتے ہیں۔ اکثر صورتوں میں وہ نفع کماتے اور اپنے نفع کا ایک حصہ قرضہ دینے والوں کو ادا کرتے ہیں مگر کبھی وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ قرض لی ہوئی رقمیں واپس ہو سکیں اور ممکن ہے کہ وہ ڈوب جائیں۔

بنک کا یہ کام ہے کہ سوسائٹی کے ان دو طبقوں کے درمیان ایک واسطہ کا کام دے۔

پس انداز کرنے والوں سے ان کی رقمیں حاصل کرے اور کاروباری اشخاص کو ان میں سے قرضے دیا کرے اس طور پر رقموں کا لین دین فریقین معاملہ کے لئے فرداً فرداً اور سوسائٹی کے لئے بحیثیت مجموعی مفید ہے لیکن اگر قرضے کاروبار کے لئے نہ ہوں بلکہ ناگزیر ضروریات یا عیش و عشرت کے لئے ہوں اور دوسری طرف لوگ سود کے بھروسے پر کام کاج کرنا چھوڑ دیں اور گھر بیٹھے مفت کی روٹیاں توڑنے لگیں تو ظاہر ہے کہ یہ حالت نہ فریقین معاملہ کے حق میں مفید ہے اور نہ سوسائٹی کے لئے مناسب اور غالباً یہی وہ رجحانات ہیں جن کے اندیشے سے مذہب نے سود کے لین دین کو ناجائز ٹھہرایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کی بعض معاشرتی خرابیوں کا ایک سبب [illegible] ہیں دین عائلی ملکیت اور وراثت [illegible] پر دہ ایسا ہے۔ لہذا اگر اصلاح منظور ہے تو یہ ضروری ہے کہ ان تینوں طریقوں میں ساتھ ساتھ تبدیلیاں کی جائیں۔

خانگی ملکیت اور وراثت تو بدستور جاری رہیں اور سود کا لین دین رک جائے یہ صورت اول تو عملاً ممکن نہیں اور اگر کوئی شخص یا کوئی طبقہ پورے طور پر اس سے بچنا چاہے تو وہ بچ تو سکتا ہے لیکن اسے دوسروں کے مقابلے میں نقصان اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کی حالت ایسی ہی ہے ہم خانگی ملکیت کو بدل سکتے ہیں نہ وراثت میں ترمیم کر سکتے ہیں اور نہ سود ہی کو روک سکتے ہیں لہذا ہم نے دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اور خود سود سے بچتے رہتے ہیں لیکن ہمارا یہ بچاؤ بھی محض یک طرفہ ہے کیونکہ سود لینا تو ہمارے اختیار میں ہے مگر سود دینے پر ہم ہر صورت مجبور ہیں میری رائے میں یہ طرز عمل معقولیت سے کسی قدر بنا ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم امتناع سود کی مصلحتوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں اور دوسری طرف غیر ملتوں کو یہ موقعہ دے رہے ہیں کہ وہ ہمیں خوب جی بھر کر لوٹیں۔

اگر کسی ملک میں صرف مسلمان ہی مسلمان ہوں جو اسلام کے معاشی احکام پر سختی کے ساتھ عامل ہوں مثلاً وہ پابندی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہوں اور اسلامی قوانین وراثت کے مطابق جائداد کی تقسیم میں حائل نہ ہوتے ہوں تو ایسی حالت میں یہ ممکن ہے کہ سود کو ناجائز ٹھہرانے سے نہ کاروبار میں رکاوٹ پیدا ہو اور نہ کسی ایک طبقہ کو دوسروں کے مقابلے میں نقصان اٹھانا پڑے۔ موجودہ زمانہ میں بڑے پیمانہ پر

۶ تا ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

الجمعیۃ دہلی

امیر المجاہدین مولانا عبید اللہ سندھی کا ورودِ ہند

عظیم الشان استقبال، کانگریس کے متعلق مولانا کا نظریہ معاصر جمہوری کی مستند خبر

معاصر جمہوری کراچی نے جو سندھ کا ایک بلند پایہ ہفت روزہ اخبار ہے قوم پرور مسلمانوں کی بے لاگ ترجمانی کرتا ہے مولانا عبید اللہ سندھی کے ورود کراچی کے متعلق حسب ذیل خبر شائع کی ہے اس خبر کو مستند سمجھنا ہے ذیل الاعرا۔

حضرت مولانا عبید اللہ مدظلہ العالی ۷ مارچ منگل کے دن "المدینہ" جہاز کے ذریعہ کراچی کے بندرگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت مولانا کے استقبال کے لئے ہر فرقہ ہر جماعت اور ہر قوم کے بے شمار مشتاقانِ زیارت بندرگاہ پر موجود تھے۔ کانگریس، جمعیۃ علماء اور مسلم لیگ کے لیڈر اور ممبر بھی ایک بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ جن میں سے حضرت مولانا محمد صادق صاحب، مولانا محمد صدیق صاحب، مولانا احمد علی صاحب لاہوری، حکیم فتح محمد صاحب لاہوری، حکیم فتح محمد صاحب، مولانا محمد عثمان بلوچ، حافظ محمد محسن شیخ عبد المجید، سیٹھ حاجی محمد یوسف حاجی لدھا، ڈاکٹر تاراچند بسٹرالجی مہوترا، سیٹھ ہرداس، گلی حسن، مسٹر اچاریہ گدوانی قابل ذکر ہیں۔ گورنمنٹ کے نمائندوں میں سے چیف منسٹر خان بہادر اللہ بخش آنریبل پیر الٰہی بخش بھی بندرگاہ پر موجود تھے۔ کانگریس جمعیۃ علماء اور مسلم لیگ کے والنٹیر بھی اپنی سرخ اور سبز وردیوں کے ساتھ چاق و چوبند تھے۔ خاکسار بھی اپنی پریڈ نمائش کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔

۱۵ - ۲۰ منٹ حضرت مولانا دوسرے حاجیوں کے درمیان بندرگاہ پر حاضرین کا معائنہ فرمانے اور زیارت کرانے کے بعد جہاز سے فرو کش ہوئے مخلوق کا ہجوم اس قدر تھا کہ حضرت مولانا کو موٹر میں سوار ہونے تک بڑی دقت پیش آئی ...

[illegible]

... فرمایا میں ساری دنیا انڈین نیشنل کانگریس کے نمائندہ کی حیثیت سے دیکھ چکا ہوں۔ دنیا کے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ہندو مسلم یا قوم اور فرقہ کا ...

... تھے واپس ہو کر اپنی منزل گاہ پر آئے۔

جمعیۃ علماء رسٹرا کا اجلاس

حادثہ جے پور پر شدید احتجاج

آج مورخہ ۹ مارچ ۳۹ء جمعیۃ العلماء قصبہ رسٹرا ضلع بلیا کا عام اجلاس بصدارت جناب مولوی محمد مصطفےٰ صاحب نعمانی منعقد ہوا اور حسب ذیل تجویزیں باتفاق رائے پاس ہوئیں۔

(۱) جمعیۃ العلماء قصبہ رسٹرا کا یہ اجلاس ریاست جے پور کے اس ظالمانہ طرز عمل پر پولیس نے مسلمانوں کو مسجد کے دروازہ کے وسیع کرنے میں مزاحمت کر کے خلاف قانون فائرنگ کیا جس سے بہت مسلمان شہید اور بے شمار مجروح ہوئے غم و غصہ اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور شہیدوں اور مجروحین کے پس ماندگوں کے ساتھ اپنے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس اعلیٰ حضرت فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کی دیانتدارانہ اور عادلانہ طرز عمل پر اظہار اطمینان کرتا ہے اور مہاسبھا نیول کی ملحدانہ اور نازیبا حرکتوں اور بدا خلقیوں پر ناراضگی اور خفگی کا اعلان کرتا ہے۔

سکریٹری جمعیۃ العلماء، قصبہ رسٹرا، بلیا

حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر اعظم بہار کے نام

موضع نیا گاؤں کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیجئے

موضع نیا گاؤں کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیجئے اور ... [illegible]

[illegible]

منظر علی مونگیری از دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی۔

حضرت مفتی اعظم کی والدہ محترمہ کا انتقال

جاں گداز حادثہ

مجھے آج ۱۵ مارچ ۳۹ء کو یہ روح فرسا اور وحشت انگیز اطلاع ملی کہ میری محترمہ والدہ ماجدہ کا ۱۲ مارچ کی شام کو انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہ حضرت والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کا وجود مسعود میرے لئے اور تمام خاندان کے لئے خدا تعالےٰ کی رحمت کا سایہ تھا جو ہمارے سروں پر سے اٹھ گیا۔ افسوس کہ انکی شدت علالت کی خبر بھی نہ مل سکی کہ میں آخری زیارت سے شرف اندوز سعادت ہو سکتا۔ وہ ۹۰ سال کی عمر میں بھی باوجود یکہ کمزور اور عرصہ سے بیمار رہنے کے بھی صحیح الحواس تھیں اور نہایت صالحہ اور نیک خیال بزرگ تھیں۔

میں اپنے تمام مخلص دوستوں اور تمام مسلمانوں بھائیوں سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور میرے اور دیگر افراد خاندان کے لئے توفیق صبر کی دعا فرمائیں۔ اگرچہ یہ صدمہ جانکاہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے لیکن میں حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَمَا اَخَذَ وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی پر صدق دل سے عامل ہوں۔

صدر مسلم لیگ دہلی مستعفی ہوگئے

مسلم لیگ دہلی نے وعدہ کے باوجود قبرستان پر مکانات کے تعمیر کی مخالفت نہ کی

دہلی ۱۳ مارچ جناب مولانا حکیم کریم بخش صاحب جو ڈیڑھ سال سے مسلم لیگ وارڈ ۱۵ کے صدر تھے اور دہلی کے قبرستان نبی کریم پر جو مکانات تعمیر ہو رہے ہیں اسکی مخالفت کر رہے تھے آپ سے لیگ والوں نے وعدہ کے باوجود قبرستان پر مکانات کے تعمیر کی مخالفت نہ کی بلکہ وہ مالک مکانات کو مدد پہنچاتے رہے لیگ والوں کے اس طرز عمل سے نالاں ہو کر نیز علماء کرام کے خلاف سب و شتم دیکھ کر آپ نے لیگ سے استعفیٰ دے دیا اور مجلس احرار اسلام دہلی میں داخل ہوگئے۔

محمد العزیز بہادر گنج

09-03-1939

۹ مارچ ۱۹۳۹ء

ایشیا کی ایک عظیم و جلیل شخصیت

۲۴ سال کے بعد مجاہد اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی واپسی

اسلام و آزادی کا ایک پرجوش جرنیل اپنے عزیز وطن میں

وطن عزیز کا ایک عظیم و جلیل فرزند اپنے محبوب وطن میں۔

دہلی ۶ مارچ۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے نام ایک تار موصول ہوا ہے کہ مولانا عبید اللہ سندھی ... [illegible]

[illegible]

قرآن کو سمجھنے والا

[illegible]

دیوبند کی زندگی

[illegible]

مولانا عبید اللہ افغانستان میں

[illegible]

۵ر اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

جمہوریہ اسپین کا خاتمہ

تقریباً ڈہائی سال کی مسلسل خونریزیوں کے بعد اسپین کی خانہ جنگی ۳۰ر مارچ کو ختم ہوگئی جمہوریہ اسپین اب ایک تاریخ کی حکومت ہے تمام اسپین پر جنرل فرانکو کا قبضہ ہو چکا ہے اور تمام جمہوری فوجیں منتشر ہوگئی ہیں تمام شہر فرانکو کے حوالہ کردیے گئے ہیں جرمنی اور اٹلی میں فرانکو کی فتح پر خوشیاں منائی جارہی ہیں جرمن کے وزیر خارجہ نے اسپینی وزیر خارجہ کو مبارکبادی کا تار بھیجا ہے اٹلی میں اس فتح کی خوشی میں جھنڈے لہرانے کے احکام صادر کئے گئے۔

مسولینی نے اس فتح کا ان الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ

یہ جنگ بالشوزم کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہوگئی اسی طرح

اٹلی اور فسزم کے تمام دشمنوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جرمن اخبارات نے میڈرڈ کی فتح پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ جنرل فرانکو کی فتح میں جرمنی اور اٹلی کا زبردست ہاتھ ہے جمہوریتوں نے چونکہ بالشویکوں کی امداد کی اس لئے لڑائی طول پکڑ گئی

جرمن اخبارات اسپینی بغاوت میں جرمنی اور اٹلی کی مداخلت کا آج اعتراف کررہے ہیں لیکن دنیا ان کی ریشہ دوانیوں کے متعلق آج سے بہت پہلے فیصلہ کرچکی ہے لیکن اٹلی اور جرمنی کو فرانکو کی اس فتح پر پھولنا نہیں چاہیئے اگر برطانیہ کی نیت و عمل ان کی امداد نہ کرتی اور عدم مداخلت کے بہانے وہ دوسری طاقتوں کو اسپینی جمہوریت کی امداد سے نہ روکتی تو اسپین کے خاتمہ سے پہلے جرمنی اور اطالیہ کو اسپین کے میدانوں میں اس مداخلت کی جھنگی قیمت ادا کرنی پڑتی انھیں برطانیہ کا شکرگذار ہونا چاہیئے کہ ایک کمزور طاقت کے ٹکڑے اڑانے کے لئے برطانیہ نے ان کے لئے سہولتیں فراہم کیں۔

لیکن اسپین میں فرانکو کی حکومت کا قیام برطانیہ کے لئے بھی زیادہ دنوں تک سازگار نہ آئے گا جرمنی اور اٹلی کے اثرات یقیناً جبرالٹر کو ایک خطرناک چوکی میں تبدیل کردیں گے اور برطانیہ کی بحر روم میں آزاد نقل و حرکت ناممکن ہو جائے گی ممکن ہے برطانیہ اور فرانس اس کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کرلیں لیکن آخر کب تک؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہی طاقتیں اس محفوظ بحری راستہ کو بھی خطرناک بنادیں جو وہ [illegible] علاقہ میں [illegible] بحیرہ روم تک پہنچا ہے؟ برطانیہ اور فرانس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ [illegible] کا مطالبہ [illegible] اقدام کا نتیجہ ہے اور اب اگر آزاد نقل و حرکت مطلوب ہے تو انہیں کسی اور راستہ کی تلاش و جستجو کرنی چاہیئے۔

مرکزی اسمبلی میں مسٹر جناح کا رویہ

کئی روز سے اسمبلی کی کارروائیوں میں حصہ لینے کے متعلق مسٹر جناح نے ایک عجیب و غریب رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ مسٹر جناح [illegible] پر تشریف لاتے ہیں اور زیر بحث مسائل پر ایک جذباتی تقریر کرنے کے بعد پارٹی کی غیر جانبداری کا اعلان کردیتے ہیں [illegible] مسٹر جناح کا یہ رویہ حکومت کا ساتھ دینے کی نسبت [illegible] لیکن بہرحال یہ ایک جذباتی چیز ہے اور کم از کم مسٹر جناح جیسے سرد قانونی انسان سے اس قسم کے جذباتی رویہ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

مسٹر جناح بلا شبہ مسلمانوں کے مفاد کی نگرانی کے مدعی ہیں اور اس حد تک ہمیں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ان کے اس دعوے سے انکار کیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ جس چیز [illegible] ہو سکتا ہے وہ طریق نگرانی [illegible] ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمان ملکی معاملات سے [illegible] بے تعلق نہیں رہ سکتے [illegible] مسلمانوں کی ایک جماعت کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے ہی انہیں ملکی معاملات میں کم از کم اپنے ہی نقطہ نگاہ کے مطابق ملک کی رہنمائی تو کرنی چاہیئے اس طرح مایوسانہ جذبات سے [illegible] ہوکر بیٹھ جانا اور جب کسی پر بس نہ چل سکے تو اپنے ہی گریبان کو [illegible] ہمارے خیال میں قائدانہ عزم کے بالکل خلاف ہے۔

اور پھر مسٹر جناح کا یہ استدلال بھی تو غلط ہے کہ زیر بحث [illegible] ہندوستانی تجارتی معاہدہ جس کے سلسلے میں مسٹر جناح نے دوسری مرتبہ ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے: مسلمانوں کے مفاد سے غیر متعلق ہے۔ اس معاہدہ کے ماتحت جو چیزیں [illegible] ان میں سے بعض کے ساتھ مسلمانوں کا مفاد خصوصیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اگر [illegible] تو ہمارے خیال میں مسٹر جناح کا اس طرح [illegible] مناسب نہیں۔

رفیق ادارت کی علالت

ہمارے محترم رفیق مولانا حامد الانصاری ایک عرصہ سے علیل ہیں [illegible] اعتبار سے [illegible] معالجہ [illegible] اس مرتبہ ایک سفر کے دوران میں [illegible] آٹھ دس [illegible] صاحب فراش ہیں۔

مباحث امروز

مدح صحابہ رض اور اس کی شرعی حیثیت

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کا ایمان افروز بیان

امیر الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قائد مجلس تحفظ ناموس صحابہ رض کا ایک بیان بغرض اشاعت و آگاہی عوام چھپکر شائع ہوا ہے ضرورت ہے کہ ملک کے تمام مسلمان اس بیان کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور جہاں تک ہوسکے شریعت غرا کے اس روحانی پروگرام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کریں۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرات خاتم النبیین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں اور آپ کے اصحاب کرام (رضوان اللہ علیہم) کی تعریفیں قرآن شریف میں متعدد مقامات پر بہت سی آیتوں میں ذکر کی گئی ہیں حتی کہ بعض جگہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کی پیدائش سے پہلی کتابوں میں (توریت و انجیل میں) ان کی ثنا اور صفت ذکر کی گئی تھی سورہ حشر میں مہاجرین اور انصار (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بعض خصائل حمیدہ پر روشنی ڈالنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کہ ان کے بعد آئے یا آئیں گے۔ (تابعین اور ان کے بعد والے) ان کی توصیف اور تعریف میں یہ قول کہنا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ط ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم ع

ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے ان بھائیوں کی جوکہ ہم سے پہلے ایمان لائے تھے (مہاجرین اور انصار یعنی صحابہ کرام) مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے متعلق کسی قسم کا کوئی کینہ نہ کر اے پروردگار تو بہت محبت اور مہربانی والا ہے۔

مدح صحابہ رض کی مذہبی حیثیت اور وجوب

ظاہر ہے کہ جبکہ یہ قولی صفت بطور ثنا صحابہ کرام کے بعد قیامت تک کے تمام آنے والوں کے لئے ذکر کی گئی ہے اور اس انداز سے کہ اس سے نہ صرف اس قسم کی پسندیدگی ہی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کا حکم بھی مکانی اور زمانی انفرادی اور اجتماعی قیود وغیرہ سے بالاتر ہوکر ٹپکتا ہے تو بعد کے آنے والے مسلمانوں پر اس قول کا کہنا پبلک مقامات عام مناسب مقامات پر بھی شرعاً مطلوب ہوگا۔ احادیث صحیحہ میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ثنا و صفت ان سے محبت رکھنے کی تاکید ان کی شان میں گستاخی کی مذمت، ان کی تابعداری کرنے کا حکم ان کا ذکر بالخیر کرنے کا ارشاد وغیرہ وغیرہ نہایت کثرت سے مذکور ہے اسی بنا پر مسلمانوں کے اجتماعات عامہ (عیدین، حج، جمعہ وغیرہ) میں لیکچر دیتے ہوئے (خطبہ پڑھتے ہوئے) صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی ثنا و صفت کرنی نہ صرف مستحب قرار دی گئی ہے (دیکھو درمختار، عالمگیری وغیرہ) بلکہ حسب تصریح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز (مکتوبات امام ربانی جلد ۳) اس کو شعار اہلسنت والجماعت بھی قرار دیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

اعلان مدح کی شرعی حیثیت

ذکر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعار اہلسنت است (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) ترک نکند بعمد و تمرد آں را مگر کسے کہ دلش مریض و باطنش خبیث، اگر فرض کنم کہ بتعصب و عناد ترک نکردہ باشد وعید من تشبہ بقوم فہو منہم را چہ جواب خواہد گفت۔ ایں قسم گل بدبو از ابتدائے اسلام تا ایں وقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد۔ نزدیک ست کہ ازیں معاملہ تمام شہر متہم گردد بلکہ از ہندوستان مرتفع شود و دریں طور واقعات تغافل ورزیدن تجنہ جان را دلیر ساختن ست و رخنہ دین کردن (انتہی مختصراً) ترجمہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگرچہ خطبہ کے شرائط میں سے نہیں ہے لیکن اہلسنت کے شعار میں سے ہے کوئی اپنے ارادے اور سرکشی سے اس کو نہیں چھوڑتا مگر وہ شخص جس کا دل بیمار ہو اور اس کا باطن خبیث ہو۔ اور اگر فرض کریں کہ تعصب اور عناد سے ترک نہ کیا ہو تو وعید من تشبہ بقوم فہو منہم (جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے) کا کیا جواب کہا جائے گا؟ اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے اس وقت تک ہندوستان میں کھلنا نہیں معلوم ہوتا، لیکن نزدیک ہے کہ اس معاملہ سے تمام شہر متہم ہو جائے بلکہ ڈر ہے کہ ہندوستان سے یہ امر اٹھ جائے اس قسم کے واقعات سے تغافل برتنا بدعتیوں کو دلیر بنانا ہے اور رخنہ دین میں پیدا کرنا اور چونکہ شعار کا اظہار اور اعلان ہر زمانے اور ہر جگہ میں ضروری ہے بنا بریں اس کا اعلان ہر جگہ ضروری ہے، ہوگا منہاج السنۃ میں ہے

ان المسلمین والکفار اذا کانت لکل منہما شعار وجب اظہار شعار الاسلام فی کل زمان و فی کل مکان۔ (مسلمانوں اور کافروں کے جب کہ الگ الگ شعار ہوں تو مسلمانوں کے شعار کا ہر زمانہ اور ہر مکان میں ظاہر کرنا واجب ہے)

دوسری اور تیسری وجہ

علاوہ ازیں جس جگہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے نہ صرف بدظنی پھیلائی جاتی ہو بلکہ (اشہد ان علیا وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل) علی الاعلان کہا جاتا ہو، نیز امام باڑوں مجلس خاصہ اور خصوصی مساجد میں ان کی طرف غلط اور جھوٹے اہانت آمیز واقعات منسوب کئے جاتے ہوں اور عوام سنیوں کا سننا اور شک میں ہونا ممکن اور غلطی میں پڑنا محتمل ہو تو سنیوں کی اصلاح اور تحفظ عقائد کے لئے ایسی مجالس کا منعقد کرنا جنمیں صحابہ کرام کے صحیح واقعات ذکر کئے جاتے ہوں اور اس کی ثنا و صفت کی جاتی ہو واجب ہوتا ہے

۳- بالخصوص جبکہ دوسری قومیں اور حکومت غیر مسلمہ اس کو جرم قرار دینے لگے اس وقت اس کا وجوب اور بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے انھیں امور کی بنا پر لکھنؤ میں مدح صحابہ کا سلسلہ چلا آتا ہے مگر اہل شیعہ نے حکام وقت پر اثر ڈال کر اس میں رکاوٹیں پیدا کیں اور سنہ ۱۹۰۸ء سے اس میں تشددات ہوئے اور بار بار اس میں گرفتاریاں کی گئیں مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس کے جلسے اور جلوس سنیوں کا انسانی اور شہری اور اجتماعی حق ہے۔

دنیا کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ ہر قوم اپنے مقتدایان دین اور اکابر ملت کے کارناموں ان کی تعلیمات اور ان کے واقعات زندگی سے متاثر ہوتی ہے مسلمانوں کے لئے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بالخصوص حضرات خلفائے راشدین کے کارنامے، ان کی تعلیمات، ان کے حالات زندگی، سرچشمہ ہدایت ہیں، اور نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ تمام انسانی دنیا کے لئے ان کے کارناموں میں کھلی ہوئی صاف اور ستھری روشنی موجود ہے

شیوخ اسلام دنیا کی نظر میں

یہی وجہ ہے کہ ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۳۷ء کے اخبار ہریجن میں گاندھی جی نے کانگریسی وزراء کو زوردار الفاظ میں ہدایت کی تھی کہ وہ اپنا طرز عمل حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رض) جیسا بنائیں یورپین مورخین اس کی خصوصی طور سے ہدایت کرتے ہیں اور اسی بنا پر سیرت فاروقی (رضی اللہ عنہ) کو فرانس کی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب کردیا گیا ہے، نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ ان کارناموں اور اخلاق و اعمال سے واقف ہو اور چونکہ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں۔ اس لئے ان پر اور بھی لازم ہے کہ ساری نوع انسانی کو ان باتوں سے واقف کریں۔ اور ہر بستی میں عام جلسوں اور جلوسوں وغیرہ سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بتائیں کہ ان بزرگوں نے دنیا میں کیا کارنامے بطور یادگار چھوڑے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے کس طرح متاثر ہوئے اور اہل عالم کو مذہب اخلاق، تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات وغیرہ تمام شعبہائے زندگی و آخرت کے کیسے کیسے عمدہ اور مفید اسباق سکھائے

ہندوستان کے کروڑوں مسلمان اور غیر مسلم جاہل محض ہیں نہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں نہ اخبارات، ان بے پڑھے لوگوں کو مقدس ہستیوں کی زندگی کے پاکیزہ حالات ان کے بلند مرتبہ خیالات اور ان کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کرانے کا سوائے اس کے کیا ذریعہ ہے کہ بار بار عام جلسہ اور جلوسوں میں ان کا ذکر خیر کیا جائے اور ان کے نام نامی سے ہر کہ و مہ کو مانوس بنایا جائے بالخصوص ایسی جگہوں میں جہاں کہ غلط فہمیاں قصداً پھیلائی جاتی ہیں یہی مقصد سیرت کے جلسہ اور جلوسوں کا ہے اور یہی مقصد مدح صحابہ رض کے جلسوں اور جلوسوں کا ہے۔

حقوق مدح صحابہ رض اور تبرا میں امتیاز

ہندوستان جیسے ملک میں تبرا قانونی اور اخلاقی جرم ہے اور مدح صحابہ اخلاقی قانونی اور اجتماعی فریضہ ہے۔

ہندوستان جوکہ مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے بجز اس کے باامن و باعافیت نہیں رہ سکتا کہ اس میں بین الاقوامی قوانین رائج کئے جائیں اور ایسی چیزوں سے روکا جائے جو بین الاقوامی رواداری اور میل ملاپ کے منافی ہوں کسی شخص یا جماعت کا دوسرے شخص یا جماعت کے پیشواؤں کو برا کہنا ان کی تذلیل و توہین کرنا۔

علاوہ اخلاقی جرم کے یقیناً بین الاقوامی رواداری اور اتحاد کو فنا کے گھاٹ اتارنے والا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۸ کے ماتحت ہمیشہ سے تبرا ہندوستان میں ممنوع رہا ہے اور اسی وجہ سے حکومت ایران نے اس کو شدید ترین جرم قرار دے دیا ہے۔

اسی طرح بین الاقوامی رواداری کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اور ہر جماعت کو مکمل آزادی ہو کہ وہ جائز طریقہ پر اپنے پیشواؤں کی ثنا و صفت کرسکے ان کی قابل اقتداء زندگی کو دنیا میں دکھلا سکے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں سناتن دھرم، آریہ سماج، برہمو سماج، عیسائی یہودی، شیعہ وغیرہ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے پیشواؤں کے جلوس نکالتے اور جلسے وغیرہ کرتے رہتے ہیں کسی جگہ اور کسی زمانے میں ان کو رکاوٹ نہیں ہے کسی شخص کا اس کے خلاف یہ قول نہیں سنا جاتا کہ ہم کو ان کے مذاہب کے پیشواؤں کے جلوس یا جلسہ سے دل آزاری ہوتی ہے اس لئے اس کو بالکل بند کردینا حالانکہ ایک موحد مسلمان کو مورتوں اور شرک و کفر کے مظاہرہ سے جس قدر تکلیف اور دل آزاری ہوسکتی ہے وہ بے حد و بے نہایت ہے مگر اس کو یہ کہکر روک دیا جاتا ہے کہ اس مجمع المذاہب ہندوستان میں اگر رہنا ہے تو اس کو سہنا پڑے گا ہر صاحب مذہب کو اپنے ضمیر اور مذہب کی آزادی ہے اور اپنے پیشواؤں کا ذکر کرنے اور تعریف کرنے کا حق ہے اگر تم ان کے حق میں مداخلت کروگے تو تم امن و امان میں دخل انداز ہوگے اور اس لئے تم شکنجہ کے شکار بنائے جاؤگے حقوق کی حفاظت کرنا اور غاصبوں کے دست برد سے بچانا گورنمنٹ کا فریضہ ہے۔

حکومت کا طرز عمل

مگر شہر لکھنؤ کی اندھیر نگری میں تقریباً تین سنتیس سے یہ حکم نافذ ہے کہ اہل سنت والجماعت (جن کی تعداد شہر میں اسی ہزار سے زائد ہے اور ان کے خلاف شیعوں کی آبادی صرف اٹھارہ ہزار ہے) اپنے مشاہیر مذہب صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مدح و ثنا کی اجازت نہیں ہے۔

باربار اس پر قید و بند اور جرمانہ اور تکلیف کی نوبت آچکی ہے

حکومت نے اگرچہ ۳۰ر مارچ سنہ ۱۹۳۸ء کے اعلان میں یہ الفاظ شائع کردئے تھے، گورنمنٹ واضح کردینا چاہتی ہے کہ پہلے تین خلفاء کی مدح پڑھنا خواہ عام مقام پر ہو خواہ کسی شخصی مقام پر زیر بحث نہیں، یہ حق سنیوں کو بلاشک حاصل ہے۔

مگر افسوس کہ آج تک باوجودیکہ تقریباً ایک سال گذر چکا ہے یہ مقالہ مثل سابق گورنمنٹوں کے مقالوں کے اور سنہ ۱۸۵۸ء کے اعلانات وکٹوریہ اور سنہ ۱۹۱۲ء کے لارڈ ہارڈنگ کے وعدوں کی ہی طرح ثابت ہوا۔ یہی نہیں ہوا کہ اس پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ ہم پبلک مقامات اور مساجد وغیرہ میں بھی مدح صحابہ سے روکا گیا اور سنیوں کو سزائیں دی گئیں بہت زیادہ مطالبہ پر ۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۳۸ء کو بشکل خصوصی مقامات پر یا خصوصی حالات میں مدح صحابہ رض کے جلسے کی اگرچہ اجازت دی گئی مگر پبلک مقامات پر جلسہ مدح صحابہ کو اسی نام سے ممنوع ہی قرار دیا گیا اور جلوس کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی گئی۔

سنیوں کی کھلی ہوئی حق تلفی

ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت کے لئے اس سے بڑھکر تذلیل و توہین اور حق تلفی کا کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے اس سرزمین میں تمام قومیں اور تمام مذاہب کو اپنے اپنے مذہبی و شہری جلسوں اور جلوسوں سے بلا قید وقت و مکان نفع اٹھائیں اور سنیوں کو اس کے پہلانے سے روکا اور گرفتار کیا جائے۔ بوالعجبی یہ ہے کہ صاحب حق کو امن وامان کا دشمن قرار دیا جاتا ہے اور غیر صاحب حق معتدی۔ حق چھیننے والا اور غصب کرنے والا امن توڑنے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاتا، صاحب مال کی سرزنش کی جائے اور ڈاکو چور کی ہمت افزائی کی جائے کیا اس کی مثال بجز برطانوی حکومت کے کہیں دنیا میں پائی جاتی ہے؟ بہرحال اب ہم تمام اہل سنت والجماعت پر لازم ہے کہ اپنے اس مذہبی، انسانی، اخلاقی شہری حق حاصل کرنے کے لئے پورے تیقظ (بیداری) کو کام میں لائیں اور مردانہ وار ہر قسم کی جائز سعی کو میدان عمل میں پیش کردیں اسی سلسلہ میں چار پانچ مرتبہ قانون شکنی ہوکر گرفتاریوں کی نوبت آچکی ہیں مگر اصل مقصد کے اعتبار سے وہ بالکل ہی بے فائدہ ثابت ہوئیں بنابریں اس مرتبہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ میدان میں آکر اپنی زندگی اور ثابت قدمی کا ثبوت پیش کریں اور یہ دکھلا دیں کہ مسلمان اپنے مذہبی امور میں حتی الوسع ذرہ بھر بھی مداخلت گوارا نہیں کریں گے اور نہ کر سکتے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ بعد کی اطلاعات نے بتلا دیا ہے کہ حکومت یو۔ پی نے اپنی روش کی غلطی کو محسوس کرلیا ہے اور سنیوں کے مطالبات منظور کرلئے گئے ہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب نے اس تحریک کو بند کرنے کا اعلان فرما دیا ہے جو اس سلسلہ میں شروع کی گئی تھی

ع۔ ہم سے زیادہ کون اس کی تمنا کرتا ہوگا کہ وہ کل کے اچھے ہوتے آج بیماری کے بستر سے اٹھ کھڑے ہوں لیکن ممکن ہے کہ ہماری آرزوں اور تمناؤں میں خود غرضی کا بھی کچھ دخل ہو اس لئے ہم تمام احباب کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ موصوف کی جلد اور مکمل صحت یابی کے لئے

سید محمد حسین کو مولانا محمد نعیم صاحب کا بصیرت افروز جواب

ملکی آزادی کیلئے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونا چاہئے

مراد آباد (بذریعہ ڈاک) مولانا محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علمائے ہند نے مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت ارسال کیا ہے:۔

سید محمد حسین صاحب رکن کونسل آف اسٹیٹ کے ایک طویل بیان کا خلاصہ جو آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل کرنے کی نسبت اخبارات کو دیا ہے۔ جریدہ احسان لاہور کی ۵ اپریل ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں نظر سے گزرا۔

اس بیان میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں ہی نے کانگریس کو منظم کیا ہے اور ہندوستان کے ہر ایک حصے میں اس کے اقتدار کا پرچم لہرا دیا ہے لیکن موجودہ کانگریس ایسے اصحاب گرامی کے زیر اثر ہے جو با اخلاص مسلمانوں کے تعاون اور اشتراک عمل کو پسند نہیں کرتے اور ہندوستان میں برطانوی حکومت کے زیر سرپرستی ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں ورنہ مسلمان ملک کی آزادی کی خاطر کسی حریت پسند تحریک میں شامل ہونے کے لئے کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے۔ نیز سید صاحب نے پنڈت جی کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ مسلمانوں کو کانگریس میں شرکت کی دعوت دیکر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش نہ کریں ان مندرجہ بالا دعاوی کے بعد آپ نے پنڈت جی کی تفرقہ اندازی سے بچنے کے لئے ایک علاج بھی تجویز فرمایا ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے لئے مسلمانوں کو نہ صرف مشورہ ہی دیا ہے بلکہ انہیں متنبہ فرمایا ہے کہ وہ کانگریس کے قریب ہرگز نہ آئیں اور علاج کا خلاصہ یہ ہے:۔

مسٹر محمد علی جناح مسلمانوں کو منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کا کانگریس کے قریب نہ آنا چاہئے بلکہ بذات خود اپنی ایک زبردست منظم جماعت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ منظم جماعت مسلم لیگ ہے چنانچہ سید صاحب نے صاف الفاظ میں یہی بیان فرمایا ہے کہ مسلمان مسلم لیگ کی امداد کریں جو مسلمانوں کے روشن ترین مستقبل کے متعلق کوئی عملی اقدام سوچ سکتی ہے اور ہمارے دینی حقوق کی نگہداشت کر سکتی ہے خواہ ... [illegible] ... ہاتھ سے نہ دینا چاہئے بلکہ مسلم لیگ ہی کی امداد کرنا چاہئے۔

افسوس سید صاحب کا مکمل بیان ہمارے سامنے نہیں ہے بلکہ اس کا خلاصہ ہے جس کا اقتباس ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے۔

سید صاحب موصوف نے اپنے مذکورہ بالا دعاوی کے متعلق کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی۔ معلوم مسلمانوں ہی نے کانگریس کو منظم کر کے ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں اس کا پرچم لہرا دیا۔ آپ کی کیا مراد ہے کانگریس ہندوستانی قوم کی ایک نمائندہ جماعت ہے جس میں ہر وہ شخص شامل ہو سکتا ہے جو کہ چار آنے سالانہ چندہ ادا کرے اور ہندوستان میں ہندوستانی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرے اور کانگریس کی یہی تنظیم ہے اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس تنظیم کا کیا نتیجہ ہے صوبہ سرحد کے علاوہ پنجاب بنگال سندھ میں مسلمان ... ہیں ... ضوابط میں جو کہ باقاعدہ کانگریس کے رکن ہوں اور ... اکثریت کانگریسی مسلمانوں ہی کی ہے ان تینوں صوبوں میں جب کہ اکثریت مسلمانوں کی

حضور والا! یہ قوت عمل کا وقت ہے قیادت کا وقت ہے ہر زمین کی رہنمائی کا وقت ہے صحیح رہنمائی کا جو شریعت اسلامی کی روشنی میں ہو نہ کہ جدید انگریزی آئین کی تاریکی میں۔ ہندوستان یقیناً آزاد ہوگا جس قوم کا اس آزادی میں زیادہ حصہ ہوگا اس کی حکومت ہوگی لیکن انگریز سے تعاون انگریز کا اس سے غریب مسلمانوں کا شکوہ شکایت بقول آپ کے ہندوؤں کا زیر سرپرستی برطانیہ حکومت قائم کرنے کا تخیل سب فنا ہو جائیں گے نئی زمین ہوگی نیا آسمان ہوگا نئی حکومت ہوگی نیا آئین ہوگا۔ اور راستی قانون کا احترام ہوگا جو تمام انسانوں کو ایک مسلک میں منسلک کرنے کا کفیل ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ "آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی" کا منظر ہوگا جس کے دیکھنے کے لئے چشم بینا درکار ہے قانون فطرت اور قانون الہی سے نا واقف آنکھ اس کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔

سید صاحب۔ اگر آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ مسلمان ملک کی آزادی کی خاطر کسی حریت پسند تحریک میں شامل ہونے کے لئے کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے تو پھر آج مسلمان خاموش کیوں ہے وہ تو آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد مرنا اس کا اولین فرض ہے اور غلام قوموں کو آزاد کرانا اس کا نصب العین ہے پھر تو آج ہندوستان میں ہر تحریک کا بانی مبانی اور علم بردار مسلمان ہی ہونا چاہئے تھا لیکن امر واقعہ یہ نہیں ہے جیسا کہ آپ کے اور آپ کی مسلم لیگ کے طرز عمل سے ظاہر ہے گو عام مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور کانگریس کے فریب سے بچانے کا جو مشورہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان رجعت پسندوں کی جماعت مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں جو کہ مسلمانوں کا روشن ترین مستقبل سوچ سکتی ہے اور ان کے دینی حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کر سکتی ہے۔ کاش کہ سید صاحب موصوف نے کوئی ایسا ... [illegible] ...

[illegible]

حالات میں جب کہ ملک کی اکثریت ... [illegible] ...

کی کوشش کرنا اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرنا ہی روشن ترین مستقبل ہے کہ کوئی مسلمان ایسے قانون کو جس میں اس کے مذہب کی حفاظت تو درکنار بلکہ اس کے خلاف مرتب کیا گیا ہو اور اس کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کر دینے والا ہو نیز جس قانون نے اس کی اکثریت کو یا تو اقلیت میں تبدیل کر دیا ہو یا اقلیت کے کنارے پر پہنچا دیا ہو اپنی رضامندی سے قبول کر سکتا ہے جس کی خوشنودی میں مسٹر محمد علی جناح پریذیڈنٹ مسلم لیگ نے ہڑتال نہ کرنے کا اعلان کر کے مسلمانان ہندوستان سے غلامی کے لئے "تجدید عہد" کرانا چاہا جسے عام مسلمانان ہندوستان نے جمعیۃ علماء ہند کے اعلان کے مطابق نہایت حقارت کے ساتھ ٹھکرا کر اپنی اسلام دوستی اور کفر دشمنی کا ثبوت پیش کر دیا۔ حالانکہ مسٹر جناح اس سے قبل خود اس کی مخالفت فرما چکے ہیں کیا یہی مذہبی نگہداشت ہے جس کی تکمیل مسلم لیگ کے ذریعہ آپ کرانا چاہتے ہیں۔

سید صاحب ... [illegible]

جمعیۃ العلماء چمپارن کا عظیم الشان سالانہ اجلاس

۲۸ مئی ۱۹۳۹ء کو بتیا چھوٹا مسجد میں زیر صدارت جناب مولانا عبدالوہاب صاحب دربھنگوی جمعیۃ العلماء چمپارن کا سالانہ اجلاس ایک عالی شان پنڈال میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً پانچ چھ ہزار نمائندگان ضلع و مدعوئین شریک جلسہ ہوئے۔

صدر استقبالیہ جناب مولوی نظام الدین صاحب وکیل نے اپنا پُر مغز خطبہ صدارت پڑھا۔ صدر اجلاس کے خطبہ کے بعد جناب مولانا ریاض احمد صاحب صدر جمعیۃ علماء چمپارن نے نصف گھنٹہ تک شرعی حیثیت سے جمعیۃ کے مسئلہ کی وضاحت فرمائی اور مسلمانوں کو جمعیۃ العلماء اور امارت شرعیہ کی نمائندگی کرنے میں کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد جناب مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی ناظم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند نے نہایت مدلل طریقہ پر جمعیۃ العلماء ہند دہلی کی اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اراکین جمعیت حصول آزادی کیلئے انگریزی حکومت سے برابر جنگ کرتے آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت تک جب تک کہ اسلامی ممالک سے خطرات دور نہ ہوں اور ہندوستان کے مسلمان آزاد نہ ہوں حصول آزادی کے لئے اشتراک عمل کریں گے۔

دوسری کو جناب عبدالحلیم صاحب صدیقی نے تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ قرآن پاک کی روشنی میں آپ نے ثابت کیا کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود و نصاریٰ ہیں اور اسلام و مسلمانوں کو صرف ہندوستان بلکہ ممالک اسلامیہ کو ان سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام اور مسلمانوں کو اراکین جمعیۃ العلماء سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مسلم لیگ سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ آخر میں جناب شیخ عبدالحسین صاحب نے معزز مہمانوں اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں سے دریافت کیا کہ اب بھی امارت شرعیہ اور جمعیۃ علماء کی ہدایت پر اپنی سیاسی و مذہبی زندگی گزارنے کے لئے تیار ہو۔ اگر تیار ہو تو ہاتھ اٹھا کر کہو۔ تمام حاضرین جلسہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پبلک نے یک آواز ہو کر کہا کہ منظور ہیں اور رہیں گے۔ اجلاس میں حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانان چمپارن کا یہ عظیم الشان جلسہ شیعوں کے اس شرمناک رویہ کو جو انہوں نے لکھنؤ میں اسلام اور قانون اور انسانیت کے خلاف تبرّہ بازی کی شکل میں جاری کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کی جماعتی پر سیاہ داغ اور ملک کے امن و امان کے لئے مہلک خیال کرتا ہے اور تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس شرمناک اور خلاف انسانیت فعل کی انسداد کے لئے بیک آواز ہو کر احتجاج کریں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد اس حرکت کو پوری سرگرمی سے بند کرانے [illegible] کا انسداد جلد بند کر دے۔

(۲) یہ جمعیۃ العلماء ضلع کانفرنس تمام مسلم آبادی سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ امارت شرعیہ صوبہ بہار اور امیر شریعت کے فرمان کو اپنے لئے واجب العمل سمجھیں اور اسکو مالی حیثیت سے اس قدر مضبوط کریں کہ اپنی سابق اور موجودہ زندگی کی طرح ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔

(۳) یہ جمعیۃ العلماء ضلع کانفرنس ضلع چمپارن کی مسلم آبادی سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ حسب ہدایت جمعیۃ علماء صوبہ بہار منعقدہ دربھنگہ ہر جگہ جمعیت العلماء کے ماتحت جمعیۃ العلماء ہند کے اعلان کردہ پالیسی کی روشنی میں ان کے دستور العمل پر عمل پیرا ہوں۔ نیز جمعیۃ کے اجلاس منعقدہ دہلی کے تمام رزولیوشنوں پر قوم کی عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں اور اس کے لئے مقامی ذمہ دار افراد اپنی سعی و کاوش سے کام لیں۔

(۴) یہ جمعیۃ علماء ضلع چمپارن کے تمام اداروں سے جو عدالتی منصفی، رجسٹری، کلکٹری، وکالت خانے، و دیگر سرکاری دفاتر کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ حسب قانون بہار گورنمنٹ جس کو بہ زبان صوبائی کانگریس اپنے تمام ضروری کاغذات میں اور رسم الخط کا استعمال لازمی اور ضروری قرار دیں۔ تاکہ فرقہ وارانہ اختلاف کے حامیوں کو اس کو موقع نہ ملے کہ کانگریس کی زبان اور ہے اور اس کا طرز عمل اور۔

(۵) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس مسلمانان چمپارن کی بہت پرزور طریقے سے اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ شادی و غمی کے مواقع میں فضول رسم و رواج پابندی ترک کر دیں۔ کیونکہ یہ فضولیات علاوہ خلاف شرع ہونے کے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ہلاکت و افلاس و اقتصادی بربادی کا واحد سبب ہے۔

(۶) یہ جمعیۃ اپنے تمام ارکان کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر کی بیوہ عورتوں اور مسکین اور معذوروں کی فہرست تیار کر کے دفتر جمعیۃ میں بھیج دیں۔ تاکہ جمعیۃ ان کے متعلق کوئی دستور العمل تیار کر کے عملی اقدام کر سکے۔

(۷) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس اس فرو گذاشت کی طرف جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے سابق چیئرمین نے مسلمانان حیدن بار کے حقوق کے متعلق روا رکھا ہے اور باوجود مسلمانوں کے احتجاج کے اور پرزور مطالبات کے پرائمری اسکول کو توڑ دیا۔ اس ناروا حرکت پر اظہار نفرت و ملامت کرتی ہے اور موجودہ چیئرمین صاحب کو جو کانگریس کے ممتاز لیڈر ہیں اس اسکول کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ غریب مسلمانوں پر احسان کر کے اسکول کو اپنی جگہ پر قائم رکھیں۔ تاکہ ان کو اپنے بچوں کی تعلیم میں سہولت ہو۔ اور جہالت کا شکار نہ ہوں۔

(۸) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس جناب چیئرمین صاحب بیتیاراج کو خصوصاً اور محکمہ تعلیمات کو عموماً توجہ دلاتی ہے کہ بیتیاراج کو جس میں ۷۵ ہزار لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ باوجود اتنی بڑی تعلیم گاہ کے وہاں اب تک کوئی مسلم گریجویٹ نہیں رکھا گیا۔ جس سے مسلمان طلبہ کی تعلیم میں سخت نقصان ہو رہا ہے۔ لہٰذا جمعیۃ موجودہ چیئرمین صاحب کو توجہ پہلے بھی اس طرف منعطف کرائی ہے۔

(عبدالستار رحیم پوری) مدرس
مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء

بفہ میں پبلک کا عظیم الشان جلسہ

مولینا غلام غوث صدر مجلس احرار سرحد و مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری صدر جمعیت العلماء سرحد کی گرفتاری پر احتجاج

۹ اپریل کو تبلیغ کانفرنس میں صدر جمعیۃ العلماء کو تقریر کرتے ہوئے پولیس نے زیر دفعہ ۱۵۱ گرفتار کیا۔ از اں بعد مولینا غلام غوث صاحب کو بھی کانفرنس میں گرفتار کیا۔ ...... حالانکہ مولانا صاحب نے اس روز کوئی تقریر نہیں کی۔ گرفتاری مقامی پولیس انچارج نے ایک باقاعدہ منظم سازش بنا کر عمل میں لائی۔ کیونکہ گذشتہ روز مقامی کورٹ انسپکٹر ابوطالب کے بیٹے نے کانفرنس میں مداخلت کی۔ جس کو منتظمین جلسہ نے اور خصوصاً سالار خدائی درست کاران ہزارہ نے نہایت پرامن طریقہ سے جلسہ گاہ سے نکال دیا۔ لیکن کچھ دیر بعد مذکورہ کورٹ انسپکٹر کا لڑکا سرکاری پستول لا کر مجمع میں داخل ہونے لگا۔ جس کو میاں عبدالقیوم سکریٹری حلقہ کانگریس کمیٹی نے دیکھ لیا اور منتظمین کو مطلع کیا۔ لیکن کورٹ انسپکٹر مذکور کے لڑکے ملازم یا اور کوئی اس کے پیچھے تعاقب کرتے ہوئے پہنچے اور مجمع کے نزدیک سے اسکو واپس کر دیا۔ پہلے اندر کانفرنس میں پولیس موجود نہ تھی۔ لیکن چونکہ مقامی کورٹ انسپکٹر ابوطالب اور مقامی انچارج پولیس شاہباز خان کے لڑکے اور ملازم یہاں باقاعدہ رات کو سرکاری وردی پہنکر خاکساران کے پریڈ میں شامل ہوتے ہیں۔ جس کے خلاف مسلمانان علاقہ نے باقاعدہ احتجاج کیا۔ کیونکہ یہ پارٹی ٹیلنگ کے ماتحت مقامی مرزائی و مرزائی نواز افراد کو بالواسطہ تقویت دیتے ہیں۔ تو اس بنا پر کانفرنس کے دوسرے روز بہت افراد پولیس کے مسلم کانفرنس میں داخل ہوئے۔ اور ساتھ ہی ایک دم خاکسار بن گئے اور بغیر مجمع میں داخل ہو گئے اور مقرر صاحب صدر جمعیت العلماء کو بدزبانی سے بکواس کرنے لگے۔ اسی وقت ایک سابق کانگریس کا معافی خور غدار سلیمان پارسی بھی شرارت کے لئے پہنچا۔ چنانچہ خان عبدالغفار خان کو غدار بے ایمان کہنے لگا۔ جس پر سالار ضلع خدائی خدمتگاران پہنچا اور مشتعل مجمع سے چھڑا لینے لگا۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ ۲۸، ۲۹ اپریل کو علاقہ کے خدائی خدمتگاران کا کیمپ بھی مانسہرہ میں تھا تو بعد میں پولیس نے ان حضرات کو گرفتار کیا۔

ان کی گرفتاری کی اطلاع شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی چند منٹ میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنے محترم مذہبی رہنماؤں کے گرد جمع ہوئے۔ گرفتاری کے بعد ہر دو رہنماؤں کو تھانہ مانسہرہ کے اندر لیجایا گیا۔ جن کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ہندو و مسلمان تھے۔ چونکہ اس گرفتاری سے لوگ سخت مشتعل تھے۔ جنکو خدائی خدمتگاروں نے ہر قسم کے تشدد سے باز رکھنے کی سخت کوشش کی۔ کیونکہ پولیس انچارج کا رویہ تصادم پیدا کرنے کے غرض پر تھا۔ جبکہ بہت کچھ کہا گیا کہ تھانہ کا دروازہ بند کیا جائے لیکن انچارج پولیس نے دیدہ دانستہ دروازہ کھلا چھوڑا تاکہ ہر طرح سے مشتعل ہجوم سے تشدد روا ہو۔ لیکن دوسری طرف سے کانگریس کے ذمہ دار افراد اپنی پولیس کی سازش

اور منہاج سے خوب واقف تھے۔ اس لئے انھوں نے بڑی سرگرمی سے ہجوم پر قابو رکھا۔ خصوصاً سالار ہزارہ کی کوششوں سے بالکل امن رہا۔ [illegible] کی کوشش قابل داد ہے۔ بعد ازاں دوسرے روز تمام علاقہ جات میں جگہ جگہ پبلک جلسے منعقد ہوئے۔ چنانچہ بفہ میں بھی پبلک کا عظیم الشان اجلاس ہوا اور مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانان بفہ و ڈھوڈیال عنایت آباد وغیرہ مواضعات کا یہ پبلک اجلاس مولانا غوث صاحب صدر مجلس احرار صوبہ سرحد و مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر جمعیت العلماء سرحد کے مذہبی تبلیغی کانفرنس کرتے ہوئے بے جا طور کے یکطرفہ گرفتاری پر احتجاج کرتے ہوئے حکام سرحد و ہزارہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ان ہر دو اصحاب کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ ورنہ ہم اس کو مذہبی مداخلت تصور کرتے ہوئے ہر ممکن ذرائع استعمال کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ نیز حکومت سرحد سے پرزور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ سب انسپکٹر شاہباز خان مانسہرہ و کورٹ انسپکٹر مانسہرہ ابوطالب خان کے جانبدارانہ رویہ اور پارٹی فیلنگ کے ماتحت اپنے بیٹوں اور ملازمین کو باقاعدہ سرکاری وردی پہنا کر خاکساروں کے پریڈ جلوس میں شامل کرنے کو بالواسطہ خاکسار تحریک کو تقویت دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کو فوراً معطل کر کے بہت جلد تفتیش فرما کر سخت سزا دی جائے۔ محرک محبوب خاں سکریٹری۔ سکندر خاں۔

(۲) مسلمانان بفہ و مضافات کا یہ عظیم الشان اجلاس حکومت سرحد کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ ہم ایس۔ بی مسٹر وڈ کی پالیسی قیام امن کے لئے ضرر رساں تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا حکومت سرحد مسٹر وڈ کے رویہ کو فوراً درست کریں ورنہ ہم مناسب کارروائی کے لئے اقدام کرنے پر مجبور ہوں گے۔
محرک محمود خاں   یعقوب خاں

مسلمانان بفہ و مضافات کا یہ جنرل اجلاس جمعیۃ العلماء و مجلس احرار اسلام ہند سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ مولانا غلام غوث صاحب صدر مجلس احرار سرحد و مولینا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت العلماء سرحد کی تبلیغ کانفرنس سے گرفتاری شاہباز خان سب انسپکٹر مانسہرہ و کورٹ سب انسپکٹر ابوطالب مانسہرہ کی ذاتی کدورت و مرزائیت دخاکساریت کے مفاد کے موافق مذہبی تبلیغ کی بالواسطہ رکاوٹ سمجھتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوراً ہم کو بذریعہ تار اجازت دی جائے تاکہ ہم سٹی پولیس کپتان ہزارہ و تھانہ مانسہرہ پر پکٹنگ شروع کریں۔ کیونکہ ان لوگوں کا رویہ امن قائم کرنے کے بجائے امن تباہ کرنے اور مذہبی تبلیغ کو روکنے کے محرک کاؤس خان۔ موئد سکندر خان۔

بمقام مانسہرہ۔ تبلیغ کانفرنس میں مولانا غلام غوث صاحب صدر مجلس احرار سرحد مولانا سید محمد یوسف صاحب صدر جمعیۃ العلماء سرحد گرفتاری پر ان کو مبارکباد دیتا ہوا۔ ہر دو رہنمایان قوم کو اطمینان دلاتا ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلنے کے لئے فوری اقدام کیا جائے گا۔

جلسہ میں میاں عبدالقیوم نے گرفتاری کے متعلق حالات حاضرین کو بتائے اور حاضرین پر واضح کیا کہ پولیس مانسہرہ پولیس دیلی۔ ہزارہ کا رویہ اس علاقہ میں ایسے واقعات بنانے کے مترادف ہے کہ جس میں قوم اور ملک تباہ ہو جائے۔ جس کے متعلق بار بار حکومت کو متوجہ کیا۔ لیکن صدا بصحرا کی طرح ثابت ہوا۔ ضروری ہے کہ بہت جلد ایک موثر قدم اٹھایا جائے۔ بعد ازاں حاضرین جلسہ نے بیک زبان ہو کر فرمایا کہ جو حکم ہو گا اس کی تعمیل نہایت منظم طریقہ پر ہو گی۔ بعد ازاں باشندگان بفہ گیدڑ پور نے اعلان کیا کہ وہ کیونہ نوجوان گیدڑ پور نے انجمن میدان انتظار میں تیار ہے۔ حکم سنتے ہی میدان میں آ کر حکم کی تعمیل ہو گی۔ بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا اور جلوس کی شکل میں روانہ ہوا۔

(نامہ نگار)

ریاستی دنیا

مہاجرین جیکب آباد مقیم دہلی کی طرف سے شکر گذاری

اخبار [illegible] سے یہ خبر [illegible] مہاجرین [illegible] جیکب آباد [illegible]

[illegible]

ہم مہاجرین اخبار وحدت اور [illegible]

خبروں سے خبر دار ہو کر [illegible] ریاست کے۔ اپنے اخباری کالموں کو جگہ دیں۔ درخواست کرتے ہیں کہ اس قسم کی بے سرو پا خبروں کو شائع کر کے مہاجرین جیکب آباد کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ [illegible]

[illegible]

وزیر اعظم بہاولپور کی شکست فاش

بہاولپور کے سیاسی قیدیوں کی رہائی

بہاولپور۔ (بذریعہ ڈاک) نواب صاحب بہاولپور نے ریاست کے تمام سیاسی قیدیوں کی غیر مشروط رہائی کا حکم دے دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں آٹھ سرکردہ لیڈر اور اراکین جمعیۃ المسلمین و حزب اللہ رہا کر دیئے گئے ہیں امید ہے کہ دوسرے سیاسی قیدی بھی جلد رہا کر دیئے جائیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ حضور نواب صاحب سے قیدیوں کی رہائی کا حکم حاصل کرنے میں جناب سر سراج الدین صاحب سابق چیف جج بہاولپور کی کوششوں کا دخل ہے۔ میر صاحب موصوف نے نواب صاحب کی خدمت میں تمام حالات پیش کئے۔ جن سے پرائم منسٹر نے چھپا کر بیان کیا جاتا ہے۔ نواب کو بے خبر رکھنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ موصوف نے بذریعہ تار وزیر اعظم تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔

وزیر اعظم نے آٹھ قیدیوں کے علاوہ باقی اسیروں کو ابھی تک رہا نہیں کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان قیدیوں سے معافی نامہ حاصل کرنے کے لئے انہیں سختیاں کیجا رہی ہیں۔

بہاولپور پبلسٹی آفس سے بعض اس قسم کی گمراہ کن خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کہ رہا شدہ قیدیوں نے معافی مانگ لی ہے یہ خبریں قطعاً بے بنیاد ہیں۔ اس کے برخلاف رعایائے بہاولپور میں مطالبات کی منظوری کے متعلق سرگرم خبریں مشہور ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ اور میونسپلٹیز تو قطعی طور پر عوام کے سپرد کر دیئے جائیں گے اور اسمبلی کے سلسلہ میں بھی کوئی معقول سمجھوتہ ہو جائے گا۔

حضرت مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند کا بیان

جمعیۃ علماء ہند کے قواعد میں تبدیلی اور دستور جدید کی تشکیل

انتخاب کا حق عام ارکان کو دیدیا گیا

جمعیۃ علماء ہند کی جمعیۃ مرکزیہ کا جو اجلاس ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ مئی کو صوبہ یوپی کے مشہور شہر مرادآباد میں ہوا تھا اس اجلاس میں علاوہ دیگر مفید تجاویز کے متواتر تین دن تک جمعیۃ علماء ہند کے اصول اساسی پر غور کیا گیا اور پوری بحث مباحثہ کے بعد اس اصول میں اس قسم کی ترمیم کر دی گئی ہے جس سے عام مسلمانوں کو جمعیۃ علماء کے ساتھ پوری دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ارکان جمعیۃ علماء ہند کے طریقہ انتخاب میں ایک خاص قسم کی تبدیلی کر دی گئی ہے۔ براہ راست ارکان کو منتخب کرنے کی بجائے ان کے انتخاب کا حق عام ارکان کو دیدیا گیا ہے۔ اس قسم کی ترمیمات کا منشا اور مقصد صرف یہ ہے کہ اصول اساسی میں اس قدر لچک پیدا کر دیا جائے جس سے عام مسلمان جمعیۃ علماء کے رکن بن سکیں۔ جمعیۃ مرکزیہ اور جمعیۃ ہائے صوبہ جات میں دو تہائی علماء اور ایک تہائی غیر علماء کی شرط بدستور قائم رکھی گئی ہے تاکہ جمعیۃ علماء ہند کی حقیقی تشکیل باقی رہے۔ البتہ اضلاع اور صوبائی جمعیتوں کی شرائط میں کافی تبدیلی کر دی گئی ہے۔ جدید دستور اساسی کی بنا پر ہر ایک عاقل و بالغ مسلمان ۴ آنہ سالانہ چندہ دے کر جمعیۃ علماء ہند کا رکن ہو سکتا ہے اور اپنے ضلع کی جمعیۃ منتظمہ کے ارکان کو منتخب کر سکتا ہے۔

قواعد میں تبدیلی کی ضرورت

قواعد و ضوابط کی یہ تبدیلی جن وجوہ کے ماتحت عمل میں آئی ہے وہ ان حضرات سے مخفی نہیں ہے جو جمعیۃ علماء ہند کے کاموں سے دلچسپی لیتے رہے ہیں اور ہمیشہ جن کی خواہش یہ ہوتی رہی ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کا اصلاحی اور تبلیغی پروگرام ہندوستان کے ہر قصبہ اور ضلع میں وسعت پذیر ہو۔ جمعیۃ علماء کے تبلیغی اور اصلاحی پروگرام کو ہر گوشہ میں پہنچانے کے لئے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمعیۃ کا رکن بنایا جائے۔ اور ہر ایک مسلمان کو جمعیۃ علماء ہند کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔

دستور جدید کی طباعت

مرادآباد کے جلسہ میں جمعیۃ مرکزیہ نے دستور جدید کی جو تشکیل منظور کی ہے وہ زیر طبع ہے۔ یہ دستور جدید جلد جمعیۃ علماء ہند کی تمام ماتحت شاخوں کے پاس بھیجدیا جائے گا۔ اور ہر جگہ پر ممبر بنانے کا کام شروع کر دیں۔ اور دستور کے اختتام پر اضلاع کی جمعیتیں اپنا اپنا انتخاب کر لیں۔ میں حضرات اہل علم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وقت کی نزاکت اور حالات کی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے علماء کی تنظیم عام مسلمانوں کی صحیح خدمت کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دستور جدید کے ماتحت انہوں نے کام شروع کر دیا اور تھوڑے سے ایثار و قربانی کیلئے آمادہ ہو گئے تو وہ اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے سکیں گے اور دیہاتی مسلمانوں تک پہنچ کر ان کو اس جہالت، افتادگی اور دوامی پس ماندگی کے باعث مذہب اسلام کی صحیح روشنی سے بے خبر ہیں [illegible]

جمعیۃ علماء ہند نے ہمیشہ اس ضرورت کو محسوس کیا ہے کہ وہ مسلمان جو عام طور سے دیہات اور معمولی قصبات میں رہتے ہیں اللہ ان کی آبادی شہروں تک نہیں پہنچ سکتی ان مسلمانوں تک پہونچا جائے اور ان کو مذہبی احکام اور مذہبی فرائض سے آگاہ کیا جائے، لیکن یہ کام جس قدر ضروری اسی قدر مشکل بھی ہے۔ اس کام میں علاوہ اشاعت لٹریچر اور مبلغین کے زیادہ ضرورت ہے اور بیدار بھی اسی سے کہ یہ کام محض دیہاتی مسلمانوں کی مذہبی اصلاح جمعیۃ علماء ہند کے علاوہ کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکتی۔ بہر حال اس عظیم الشان مقصد کیلئے جمعیۃ علماء ہند ایک اقدام کر رہی ہے اور اس کو توقع ہے کہ یہ کام مسلمان عام طور سے اس کا ساتھ دیں گے، اگرچہ کام بہت دیر طلب ہے اور دشوار بھی ہے لیکن وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

خواہش مند حضرات کے لئے بعد دستور جدید کی کاپیاں مرکزی دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔ ممبری کے فارم بھی منگا سکتے ہیں۔ ضروری امور اور اس کے متعلق مرکزی دفتر سے خط و کتابت ذریعہ معلومات بہم پہونچائی جا سکتی ہیں۔

عبدالاول
از دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی

جمعیۃ مرکزیہ اور جمعیۃ علمائے آگرہ شاندار اجلاس

مرادآباد میں علمائے امت کا بے نظیر اجتماع

اجلاس میں مسلمانوں کی والہانہ شرکت علمائے کرام کی روح پرور تقریریں اور اہم فیصلے

مرادآباد ۲۷ مئی کو بعد نماز جمعہ مرادآباد میں جمعیۃ علمائے آگرہ کا اجلاس منعقد ہوا جو قاری محمد اسمعیل صاحب مدنی کی تلاوت قرآن سے اجلاس کا افتتاح کیا گیا۔ مختلف حضرات نے قومی نظمیں پڑھیں اور اس کے بعد الیاس مرادآبادی جامعہ قاسمیہ کا خطبہ، ادارہ مجلہ علی قائمہ مرادآبادی کی طرف سے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کئے گئے۔ حضرت مولانا نے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ حاضرین کی تعداد بیس پچیس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی۔

علماء سندھی کی تقریر کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی آپ نے ہندوستان کی موجودہ سیاسیات پر بصیرت افروز تبصرہ کے بعد مسلمانوں سے باہمی اتحاد اور کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کی پرزور اپیل کی۔

شام کے وقت ایک شاندار اور پرشوکت جلوس نکالا گیا جلوس میں مجلس احرار اسلام، جامعہ قاسمیہ مرادآباد، جمعیۃ الانصار، انجمن خادم المسلمین، جمعیۃ القریش کے رضاکاروں نے ایک خاص [illegible]

حضرت مولانا محمد میاں صاحب فاروقی الہ آبادی نے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اپنا خطبہ پڑھکر سنایا۔

خطبہ صدارت کے بعد مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے ایک پرمغز اور جامع تقریر فرمائی مولانا کی تقریر نہایت پختہ، مدلل اور بہت زیادہ موثر تھی۔ مولانا نے فرمایا کہ جمعیۃ العلماء آئین مشکوۃ نبوت و بیعت کے زیر اثر اسلامی تحفظات کے ساتھ ہندوستان کے لئے ایک مشترک حکومت چاہتی ہے اور اس کے لئے وہ ہر اچھی بہترین کوشش صرف کر رہی ہے۔ جمعیۃ العلماء آزادی وطن کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔ اور اس نے اس کے لئے آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ اس کے برخلاف مسلم لیگ چند سیاسی تحفظات کے ساتھ ہندوستان کے لئے مشترک حکومت پسند کرتی ہے اور بس۔ مولانا نے اس دعوے کی شہادت میں دونوں جماعتوں کے تحریری نظام، دستور اور مطالبات سے بحث کرتے ہوئے ایک تفصیلی تبصرہ کیا۔ مجمع مولانا کی تقریر سے بے حد متاثر تھا۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نعرہ ہائے تحسین بلند کئے جا رہے تھے۔ حاضرین کی تعداد تیس ہزار سے متجاوز تھی۔

جمعیۃ مرکزیہ کا اجلاس

ہفتہ ۲۷ مئی کو ۷ بجے صبح جمعیۃ علمائے مرکزیہ کا اجلاس ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا۔ پہلے اجلاس کی صدارت حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب نے فرمائی اور اس کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت ناظم صاحب نے پچھلے اجلاس کی کارروائی پڑھکر سنائی اور اس کے بعد دستور اساسی کے مسودہ پر بحث کا آغاز کیا گیا۔ تین چار یوم کی معرکہ آرا بحثوں کے بعد جمعیۃ علمائے ہند کے دستور اساسی میں اہم تبدیلیاں کی گئیں۔

اجلاس کی شرکت کیلئے حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت بہار، حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار اسلام ہند، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب، مولانا نورالدین صاحب بہاری، مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا محمد میاں صاحب فاروقی، مولانا شاہد میاں صاحب، مولوی محمد احمد صاحب کاظمی ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تشریف لائے تھے۔ ارکان مرکزی نے دستور اساسی کی بحثوں میں سرگرمی کیساتھ حصہ لیا اور نہایت اہم تبدیلیوں کے بعد جمعیۃ علما کے نظام کو عوام سے قریب تر کرنے کے لئے اور ترمیمات کیں۔

ترمیم شدہ دستور انشاء اللہ آئندہ کی فرصت میں شائع کیا جائے گا۔ لیکن اجمالی طور پر جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ یہ ہے کہ جدید دستور کے ماتحت آئندہ ہر وہ مسلمان جو جمعیۃ کے مقاصد سے ہمدردی رکھتا ہو جمعیۃ العلما کے نظام کے ساتھ وابستہ ہو سکیگا۔ ہندوستان کے قصبات ضلعوں اور صوبوں میں جمعیتیں قائم کیجائنگی صدر جمعیۃ کے انتخاب کے سلسلہ میں بھی جمہوری طریقہ تجویز کیا گیا ہے اور صدر ہی کو اپنی کابینہ کی ترتیب کا اختیار دیا گیا ہے۔

دستور جمعیۃ کی ان ترمیمات کے بعد امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اعوام مسلمانوں کے ساتھ علمائے امت کا قریبی رابطہ مستحکم ہو جائیگا اور عام مسلمان اپنے ایک خالص مذہبی اور سیاسی نظام سے وابستہ ہو جائیں گے۔

اجلاس میں مدح صحابہ، تبرا وغیرہ کے متعلق اہم تجاویز منظور کی گئیں۔ ۳۰ مئی کو ۸ بجے شب کے قریب حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی تقریر پر یہ اجلاس ایک شاندار کامیابی کیساتھ ختم ہوا۔

ہوائی حملوں سے زیر زمین پناہ

لندن ابذریعہ ہوائی ڈاک، ڈیوک آف کینٹ (بادشاہ کے بھائی) نے پہلی جون کو مشرقی کینٹ کے دورہ میں رامس گیٹ ایریا کے زیر (ہوائی حملوں کی جائے پناہ) کے پہلے سیکشن کا افتتاح کیا۔ اس جائے پناہ کی ساخت اس طرح پر ہے کہ تین میل لمبی ایک وسیع سرنگ بنائی گئی ہے۔ جس کی گہرائی بیس فٹ ہے۔ اس میں ۲۲ دروازے ہیں اور شہر کی تمام آبادی سما سکتی ہے۔

اخبار الجمعیۃ کا عارضی التوا

ارکان سب کمیٹی نگران اخبار الجمعیۃ کا اہم اعلان

ناظرین الجمعیۃ سے اعتذار، ہمدردان جمعیۃ سے توقعات

کچھ عرصہ سے اخبار الجمعیۃ مالی مشکلات کا شکار ہو رہا ہے ہر چند کوشش کی گئی کہ اخبار کی اشاعت ملتوی نہ ہو مگر افسوس کہ یہ مقصد پورا نہ ہوا اور اخبار پر قرضہ کا ایک ناقابل برداشت بوجھ پڑ گیا۔

مرادآباد کے جلسہ جمعیۃ مرکزیہ میں اخبار کی مالی حالت اور قرض کے بار اور آئندہ اشاعت جاری رکھنے کی صورتوں پر بحث کی گئی۔ مجلس مرکزیہ کے اجلاس نے آخری فیصلہ ایک منتخبہ کمیٹی کے سپرد کر دیا کمیٹی نے تمام حالات کا جائزہ لیکر کوئی چارہ کار نہ دیکھا کہ سردست عارضی طور پر اخبار کی اشاعت فوراً ملتوی کر دی جائے تاکہ قرض کے بار سے امن ہو جائے اس لئے کمیٹی نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعلان کرتی ہے کہ حالات کے سازگار ہونے تک اخبار کی اشاعت ملتوی کیجاتی ہے اور کمیٹی کو توقع ہے کہ جلد ان حالات میں جمعیۃ کوئی ایسی صورت تجویز کر سکے گی کہ اخبار دوبارہ اپنی پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں تک پہنچتا رہے۔

کمیٹی ناظرین الجمعیۃ سے اس اضطراری التوا پر تسامح اور عفو کی خواستگار ہے۔ رب العزت جل شانہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دستقبل قریب میں کوئی اطمینان بخش صورت منصۂ شہود پر آئیگا۔ وما توفیقنا الا باللہ وعلیہ توکلنا وھو رب العرش العظیم

ارکان سب کمیٹی نگران اخبار الجمعیۃ

سنکر بیدا کر دیا تھا جلوس میں تقریباً پندرہ بیس ہزار مسلمان شریک تھے یہ جلوس شہر کے مشہور بازاروں اور گذرگاہوں سے ہوتا ہوا ٹاؤن ہال پر ختم ہوا۔

اجلاس عام جمعیۃ علمائے آگرہ

رات کے وقت جمعیۃ علمائے آگرہ کا کھلا اجلاس شروع ہوا سب سے پہلے مولوی عبدالسلام صاحب بچھرایونی صدر استقبالیہ کا خطبہ صدارت مولوی عبداللہ صاحب بچھرایونی نے پڑھا مولوی عبدالسلام صاحب صدر استقبالیہ ایک عزیزہ کے انتقال کی وجہ سے خود اپنا خطبہ نہ پڑھ سکے۔

اس لئے میں نیشنل کانگریس کے رہنماؤں پر زور دیتا ہوں کہ وہ یورپین قومیت کو ہندوستان میں اپنا منتہائے نظر میں اور اقتصادی ترقی کو آزادی کی اساس و بنیاد قرار دے دیں۔

گاندھی ازم اور گاندھی جی کا سیاسی پروگرام

مہاتما گاندھی کے فلسفہ اور عقائد کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھی نے کہا کہ میں ان کے عدم تشدد کے سیاسی پروگرام کا مداح ہوں۔ لیکن ان کے طبعی میلان طبع اور فلسفہ سے مجھے اختلاف ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ مرحوم مولانا شوکت علی نے نیشنل تحریک سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اب بابا سبھاش چندر بوس اور ان کے رفقاء اس سے غیر مطمئن ہیں۔

مولانا نے جمعیت علماء کو ایک انقلابی جماعت میں تبدیل کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اس مطلب کے لئے انہیں سر اسلام دوست کے خواب تاثر سننے کی عادت کو خیرباد کہنا پڑا ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کو انقلابی جماعت بنا دیا جائے

ہندوستانی رہنما بین الاقوامیت کو اپنا مطمح نگاہ بنائیں

جمعیۃ علما کانفرنس بنگال میں مولانا عبیداللہ سندھی کی صدارتی تقریر

کلکتہ ۲۴ جون حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے بحیثیت صدر جمعیۃ العلماء کانفرنس بنگال کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جمہور ہندوستانیوں سے اپیل کی کہ ہندوستانی قومیت کو یورپی طرز پر ڈھالا جائے آپ نے گاندھی جی کے عدم تشدد کے پروگرام کی بڑی تعریف کی لیکن ان کے فلسفہ سے اختلاف رائے ظاہر کیا۔

قومیت کی نئی تعمیر

مولانا نے کہا میں اپنے ہم وطنوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اس عالمگیر انقلاب سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ میں آپ کی اس سے بہتر خدمت نہیں بجا لا سکتا کہ میں آپ کے سامنے دو طریقے رکھوں۔ جو موجودہ عالمگیر جدوجہد میں ہمارے لئے بہت سودمند ثابت ہوں گے۔ اگر آپ اس کشاکش کے بعد کے اثرات و نتائج سے بچنا چاہتے ہیں تو آپ کو یورپین طرز پر اپنی قومیت کی نشوونما کرنی ہوگی۔ ہندوستان عام طور پر موجودہ انقلاب کے سے پہلو سے آگاہ نہیں۔ یہ انقلاب جہاں تک یورپ کا تعلق ہے گذشتہ دو صدیوں کی ترقی دار آغاز استوار ہے۔ قدیم ہندوستانی کلچر جس کو ہندو کلچر کہا جاتا ہے اور جدید کلچر جس کو اسلامی کہا جاتا ہے۔ دونوں مذہبی تصورات سے متعلق ہیں لیکن یورپ کا موجودہ نظریہ بیشتر فلسفہ اور سائنس پر مبنی ہے نادرین حالات اگر ہندوستان اس انقلاب کو نہ سمجھ سکا۔ تو انجام کار اسے شکست و تباہی کے سوائے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لیگی دوستوں کا خواب

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا موصوف نے کہا کہ جب تک کہ انڈین نیشنل کانگریس کو تمام سیاسی سرگرمیوں کا مرکز نہ بنایا جائے۔ اس وقت تک یہ مدعا حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ نے افسوس ظاہر کیا کہ میرے ۹۰ فی صدی دوست جو مسلم لیگی ہیں۔ وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ مسلم لیگ کو کانگریس کے مساوی اور برابر تسلیم کر لیا جائے۔ لیکن وہ اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ جب سے حکومت برطانیہ نے متواتر اصلاحات میں انڈین نیشنل کانگریس کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت سے تمام دنیا کانگریس کو حکومت ہند سے دوسرے درجہ پر سمجھ رہی ہے۔ خلافت اور عدم تعاون کی تحریکوں نے کانگریس کے وقار میں مزید اضافہ کر دیا ہے اس لئے اپنے لیگی دوستوں کے مقاصد پر حملہ کئے بغیر میں یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے ہم وطنوں کو تاریکی میں نہیں رکھنا چاہتا۔

علم و نظر

پیغمبر اسلام کی رحمدلی

(مولانا قاضی سجاد حسین مدرس فتحپوری)

ہم ناظرین کی خدمت میں مولانا قاضی سجاد حسین صاحب مدرس فتحپوری کا یہ مضمون پیش کرتے ہوئے نہایت خوشی و مسرت محسوس کر رہے ہیں۔ موصوف نے جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم اور غریب نوازی پر ایک جامع اور مانع روشنی ڈالی ہے۔ آپ دار العلوم دیوبند کے ایک مایۂ ناز فاضل اور اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں اور علوم عربیہ کے امتحانات میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہونے کا شرف حاصل کئے ہوئے ہیں ناظرین کے فائدہ اور معلومات کی خاطر پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے (اڈیٹر)

دنیا کی ابتداء سے آج تک ہر قوم میں ہزاروں ریفارمر اور مصلح پیدا ہوئے اور ہر پیشوائے اپنی طاقت کے مطابق قوموں کی اصلاح کی۔ جو صورت پیغمبر اسلام سے ظاہر ہوئی باعث حیرت ہے۔ اس طرف عرب کے چٹیل ریگستانوں کا تصور کیجئے۔ جہاں نہ پریس تھا نہ ریڈیو تھا اور نہ رسل و رسائل و پیغمبری کے وہ ذرائع جن سے آج دنیا اچھنبے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور ہر قوم کی ابتری حالت پر نظر ڈالئے وہ کونسی برائی اور بداخلاقی تھی جو اس میں نہ تھی جوئے بازی۔ لوٹ مار۔ زناکاری۔ شراب نوشی۔ جہالت ان چیزوں کے لوگ عادی ہی نہ تھے بلکہ ان برائیوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ لیکن ان تمام حالات کے بعد جب آپ اس نازک زمانہ میں اصلاحی مشن کو لے کر کھڑے ہوئے تو چند ہی دن میں پوری قوم کی حالت بدل کر رکھدی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

آپ اپنے اس پروگرام میں اسقدر جلد کسطرح کامیاب ہوئے؟ اسکا جواب آپ کی پاک زندگی پر غور کرنے سے یہ ملتا ہے کہ ان کا کیرکٹر اور اخلاق اسقدر قوی تھا کہ مخالف سے مخالف بھی جب آپ سے ملتا تو آپ کے پاکیزہ اخلاق نے مزید اثر لے کر اٹھتا ہر وہ انسان جو منہ میں زبان رکھتا ہے بہتر سے بہتر بات قوم سے کہہ سکتا ہے اور قوم کو اسکی طرف دعوت بھی دے سکتا ہے لیکن اس راستہ میں سب سے زیادہ دشوار اور کٹھن یہ چیز ہے کہ ہر وہ پروگرام جو لیڈر اپنی قوم کے سامنے پیش کرے وہ صرف اخلاقی پیغام نہ ہو بلکہ وہ خود عمل کا نمونہ لے کر قوم کے سامنے پیش ہو پیغمبر اسلام کی یہی خصوصیت تھی کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ زبان تک ہی نہ رہا بلکہ آپ نے اپنے آپ کو نمونہ عمل بنا کر قوم کو متاثر بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات بجلی کا اثر رکھتی تھی۔ آپ کے کیرکٹر کا یہ اثر تھا کہ آپ نے اس قوم کو جسے کل تک مہذب سوسائٹی میں بیٹھنے اور بات کرنے تک کی تمیز نہ تھی چند دن میں اس قابل بنا دیا کہ وہ دنیا کی ہر مہذب قوم کے مقابلہ میں سر بلند نظر آئی۔ دیکھئے آپ نے اپنی قوم سے یہ ارشاد فرمایا۔ لوگو دنیا کی آبادی سے رحم کا برتاؤ کرو خدا تم پر مہربان ہوگا اور جو تم سے ٹوٹے اس سے ملو جو تم پر ظلم و زیادتی کرے اس سے درگذر کرو۔

عفو و کرم اور عام انسانی فطرت

اب صرف یہی نہیں تھا کہ آپ نے زبان سے فرمایا ہو بلکہ دشوار سے دشوار موقع پر آپ اس قانون پر عمل کرتے۔ ظالم سے ظلم کا بدلہ لینا انسان کا ایک پیدائشی جذبہ ہے جسکے خلاف وہی انسان کر سکتا ہے جسکو اپنے نفس پر پورا کنٹرول حاصل ہو اور کسی وقت بھی نفسانی جذبہ سے متاثر ہو کر رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ معمولی سا معمولی انسان جسکے پاس نہ دولت ہو نہ مال نہ قوت ہو نہ طاقت اپنے مقابل کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اس کی تمام قوتیں اور طاقتیں جا دبیجا مخالف کو روک دینے اور نیچا دکھانے میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ وہ اپنا مال و دولت عزت و آبرو تک خرچ کر کے مقابل کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے۔ ایک فاتح جب کسی مفتوح علاقہ میں داخل ہوتا ہے تو چن چن کر اپنے مخالفوں کو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے اور اسکو اس وقت تک چین نہیں آتا جب کہ آبادی بربادی سے نہ بدل جائے اور شاندار عمارتیں خوشنما محل مٹی کے عبرتناک ڈھیر نہ بن جائیں۔ مرد عورت بوڑھے بچے۔ ضعیف قوی سب ہی نہ کچل ڈالے جائیں۔ انتقام اور بدلہ کی پیاس اسوقت تک نہیں بجھتی جب تک مفتوح قوم کی عزت آبرو مال۔ دولت۔ ثروت وجاہت سب ہی خاک میں نہ مل جائے۔ مفتوح قوم کے ساتھ وہ ذلت آمیز سلوک جائز سمجھے جاتے ہیں کہ شریف انسان اسکے مقابلہ میں موت کو زیادہ اچھا سمجھتا ہے آپ کو اس کا ثبوت ملتا ہے۔

آج کی دنیا

جرمنی نے جب زیکوسلاویکیا پر قبضہ کیا تو بہت سے شریف سرداروں نے جینا تک گوارہ نہ کیا فوجی افسران اور باعزت لوگ آنے والی ذلت کے ڈر سے ہمیشہ کے لئے زندگی ختم کر بیٹھے پہلے زمانہ کے تاریخی واقعات کو چھوڑئیے آج جو کہ روشن زمانہ کہلاتا ہے جس میں انسانی زندگی کے حصہ میں نمایاں ترقی ہے۔ علم و فنون معراج کمال پر جلوہ آرا نظر آ رہے ہیں۔ تہذیب۔ شائستگی مساوات جمہوریت کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ ہر قوم کو اپنے تمدن پر گھمنڈ معاشرت پر غرہ ہے کیا اس روشن زمانہ میں بھی قوموں کے دلوں سے جذبہ انتقام کی کمی ہوئی۔ عفو اور درگذر میں کوئی سلامتی اور خوبی نظر آئی رحم اور شفقت کی خوبیوں کا کوئی احساس پیدا ہوا اور مقابل سے اچھا سلوک کرنے کا کوئی جذبہ دلوں میں پیدا ہوا نہیں۔ حالات اور واقعات بتا رہے ہیں کہ آج بھی جذبہ انتقام کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حکومت کا نشہ قوت طاقت کا گھمنڈ ایک منٹ کے لئے بھی چشم پوشی اور معاف کر دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ دشمن کو معاف کر دینا اس سے بھلائی کا معاملہ کرنا اور موقع سے فائدہ اٹھا کر قتل و غارتگری نہ کرنا سیاست اور وقار کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ فاتح ہونے کے بعد مفتوح قوم اور ملک سے رحم اور کرم کا برتاؤ کسی طرح روا نہیں رکھا جاتا۔ غلام قوم کے ساتھ نرمی اور لطف و مہربانی کا معاملہ بے چارگی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ قابو پانے کے بعد اٹلی نے حبش کے ساتھ اور جاپان نے چین کے ساتھ جو کچھ کیا اور جس ظلم و زیادتی کا مظاہرہ کیا دنیا کی تاریخ انتقام کا کسقدر کھلا ہوا ثبوت ہے۔ فاتحین کے یہ مظالم اور جبرہ دستیاں کوئی رسم جدید نہیں ہے بلکہ قدیم زمانہ سے اقتدار پسند شہنشاہ اور فاتح یہی کچھ کرتے چلے ہیں قرآن کریم نے بھی ان کی اس بری عادت کو اس ہی طریقہ سے نقل کیا ہے اور فرمایا ہے بادشاہ جب کسی مفتوح علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور باعزت لوگوں کو ذلیل و خوار بنا دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے چلے آتے ہیں۔

رحمدلی کی عملی تعلیم

ان تمام واقعات کے بعد ہم پیغمبر اسلام رحمۃ للعالمین کے چند واقعات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ان سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مدنی سرکار نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں پر قابو پا لینے کے بعد کسقدر شریفانہ سلوک کیا اور رحم و کرم کی جو تعلیم آپ نے قوم کو دی تھی باوجود فطری جذبہ انتقام کے دشمنوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کر کے کسطرح اپنے آپ کو عملی نمونہ بنا کر قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔

آنحضور ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں بارش ہوئی جسکی وجہ سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے تھوڑا دور کے بعد آپ نے ایک درخت کے سایہ میں قیام فرمایا۔ بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر درخت پر ڈالدیئے اور آرام و راحت کے خیال سے آپ درخت کے نیچے لیٹ گئے آپ کا ایک دشمن خفیہ طریقہ سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور قتل کے ارادہ سے آہستہ سے آپ کے سر پر تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور نہایت ترش لہجے میں بولا "محمد تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے" یہ سنکر آنحضور چونک پڑے اور اسکے جواب میں فرمایا اور خدا میری حفاظت کرے گا۔ آپ نے یہ جملہ کچھ اس انداز سے فرمایا کہ اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور اسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی آپ نے بڑھ کر تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ اب اگر میں تجھے قتل کر دینے کا ارادہ کروں تو تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائیگا اب وہ بے بس تھا اور ہر طرح سے گھر چکا تھا نہایت ہی مایوسی اور مجبوری کی حالت میں کہنے لگا "اب میرا بچانے والا کوئی نہیں" آنحضور نے جب اسکی مایوسی کو دیکھا تو فوراً آپ کا دریائے کرم جوش میں آیا اور کہا میں تجھے معاف کرتا ہوں اور تلوار زمین پر ڈالدی اس شخص نے جب اپنے برے طرز عمل کے جواب میں آنحضور کا یہ شریفانہ برتاؤ دیکھا تو فوراً ہی قدموں پر سر رکھدیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

مکہ کا فاتح

یہ تو ایک واقعہ تھا اب وہ سماں بھی سامنے لائیے جبوقت سرکار دو جہاں مکہ میں فاتح ہو کر داخل ہوئے۔ آنحضور اپنے پروانوں کے جھرمٹ میں جاں نثار صحابہ کا بہت بڑا لشکر لئے ہوئے۔ مفتوح قوم کوئی بے قصور اور اجنبی نہیں بلکہ یہ وہی ظالم قوم ہے۔ جس نے کسی وقت بھی اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا کر رکھی سرکار پر وہ وہ ظلم ڈھاتے جن سے زمین و آسمان لرز اٹھے۔ مکہ کے قیام میں آپکے راستہ میں کانٹے بچھائے۔ نماز پڑھتے ہوئے آپ پر نجاست سے بھری ہوئی اونٹ کی اوجھ لا کر ڈالدی۔ راستہ چلتے آپ پر پھبتیاں کسیں۔ آپ کا بائیکاٹ کیا گیا پہلی تدبیر کی پہلی بات کا جواب میں اینٹوں اور پتھروں کی بارش کی۔ گھر سے بے گھر اور وطن سے جلاوطن کیا۔ وطن چھوڑ کر چلے جانے پر بھی صبر نہ آیا۔ مدینہ پر چڑھائیاں کیں۔ وہاں پہنچکر مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگائی۔ مختلف لڑائیوں میں آپ کے عزیزوں اور دوستوں کی ایک بڑی تعداد کو ظلم و ستم کی تلوار سے شہید کیا۔ لیکن جبوقت آپ پوری قوت کیساتھ فاتح ہو کر مکہ میں داخل ہوئے تو عام شہنشاہوں کی طرح لوٹ مار قتل و غارتگری کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ دنیا کی تمام تکالیفوں کے بعد مکہ فتح ہوا تھا اور اس آبادی سے ہر قسم کی تکلیف اٹھانی پڑی تھی عام شہنشاہوں کے طریقہ کے مطابق تو یہ چاہتا تھا کہ مکہ والوں سے ان کی ایذا رسانی کا بدلہ لیا جاتا۔ آبادیوں کو برباد بستیوں کو ویرانہ بنا دیا جاتا شہر والوں کو جلاوطن کیا جاتا۔ گنہگاروں اور خطاکاروں کو گولیوں کا نشانہ اور گھروں کو جلا کر خاک کر دیا جاتا مکہ کے گلی کوچوں کو مسلمانوں کے قاتلوں کے خون سے لالہ زار بنا دیا جاتا اور جذبہ انتقام پوری طرح اپنا کام کرتا۔

عفو عام کا بیان

تاریخ اسکو بتاتی ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ جبوقت آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اپنے پرانے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لینے کی بجائے سب سے پہلے لوگوں کا خوف و ہراس کو دور کرنے کے لئے معافی کا عام اعلان ان لفظوں میں فرمایا جو شخص مقابلہ سے ہاتھ روک لے اور اپنا گھر بند کر لے اس کے لئے امن ہے جو شخص ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے اسکے لئے پناہ ہے جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امن ہے جو شخص ابن حزام کے گھر میں اور ابو رداحہ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اس کے لئے معافی ہے اس عام معافی کی راحت کو دیکھئے بھلا کون بدبخت ایسا تھا کہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا اور بتائیے اس فاتح اعظم کے علاوہ بھی کیا اور کوئی نمونہ اس قسم کے رحم و کرم کا پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ اعلان اس فراخدلی کے ساتھ کیا گیا کہ اگر ساتھیوں میں سے کسی ایک زبان سے بھی کوئی ایسا جملہ نکلا جو اپنے اندر انتقام کا جذبہ لئے ہوئے تھا اور مفتوح قوم کی دل آزاری کا سبب تھا تو آپ نے اس پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔

سعید ابن عبادہ جو ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے آپ کے لشکر کی کمان کر رہے تھے جبوقت مکہ میں داخل ہوئے تو جوش اور خوشی میں ان کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

"آج خونریزی کا دن ہے آج کعبہ میں قتل و قتال حلال ہوگا۔"

سعید ابن عبادہ کے یہ جملے جو بے اختیار ان کی زبان سے نکل گئے تھے جب ان کی خبر آنحضور کو پہنچی تو آپ خاموش ہوئے اور فرمایا نہیں "آج تو رحم و کرم کا دن ہے آج خانہ کعبہ کا پورا پورا احترام کیا جائے گا" اسی دوران میں آپ کے سامنے وہ لوگ بھی پیش ہوئے جو تمام دشمنوں کے سرغنا تھے آپ نے ان کی طرف بھی کسی کو انگلی تک نہ اٹھانے دی بلکہ ان کو بھی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

ایک اور مثال

ابو سفیان جو ہر طرح آپ کو ستانے میں تمام مخالفوں سے پیش پیش رہتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف اکثر لڑائیاں ان ہی کی سازشوں کا نتیجہ تھیں وہی ابو سفیان جنکے حملہ سے احد کے موقع پر ان کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا وہی ابو سفیان جو جنگ احد میں آپکی شہادت کی غلط خبر سن کر خوشی کے نعرے مارتے ہوئے مسلمانوں پر لوٹ پڑے تھے اس موقع پر جب سرکار مدینہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور بے بسی اور بیکسی کی حالت میں رحم و کرم کی درخواست پیش کی تو آپ نے نہایت فراخ حوصلگی سے ان کا استقبال کیا اور تمام سیاہ کاریوں اور زیادتیوں کو صرف غلط کی طرح دل سے مٹا دیا اور صرف یہی نہیں کہ انھیں معاف کیا بلکہ ان کے گھر کو امن کی جگہ بنا کر انکا نہایت اعزاز کیا اور ان کو غلامی کا شرف دیکر خاص دلوں میں شمار کیا۔

وحشی جنہوں نے آپکے اس شفیق چچا کو قتل کیا جو محض چچا ہی نہیں تھے بلکہ دودھ شریک بھائی بھی تھے جو اعلان اسلام سے پہلے آپ پر فریفتہ اور شیدا رہے اور اسلام کا اعلان ہو جانے کے بعد بھی آپکی حفاظت میں سینہ سپر رہے اور قتل بھی کس ظالمانہ طریقہ سے کہ آج ہی اسکے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوتے جاتے ہیں۔ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رحم و کرم کی درخواست کی تو وہ بھی منظور کر لی گئی اور انکی بھی جان محفوظ فرما دی۔ غرضکہ آپکے وہ مخالف جنکا کہیں ٹھکانا نہ تھا ترین دشمن حاضر خدمت ہوتے رہے اور آپ کی آغوش کرم میں پناہ لیتے رہے اور یہی کہتے ہیں

نہ کہیں جہاں میں پناہ ملی
جو پناہ ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو
تیرے عفو بندہ نواز میں

سنے شیخ الاسلام کے نام

"مکہ معظمہ سے حضرت مولینا عبید اللہ سندھی کا خط"

بجنور، ۱۷ دسمبر۔ آج جبکہ شیخ الاسلام حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی ضلع پولیٹکل کانفرنس کے موقع پر میونسپل بورڈ کی عمارت پر سہ رنگا جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے تو موصوف نے مجھے شرف نیاز بخشتے ہوئے میری طلب پر مشہور جلا وطن انقلابی رہنما حضرت عبید اللہ سندھی مقیم مکہ مکرمہ کا وہ خط مرحمت فرمایا جو ۲۰ نومبر کو دیوبند پہونچا اور یہ کہ وہ موصوف کی واپسی سلہٹ (آسام) پر ملاحظہ سے گذرا گیا تھا۔ قارئین کی آگاہی و دلچسپی کی غرض سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— نورشید عالم نقشی فاضل دیوبند

"بخدمت شریف حضرت مولانا المحترم مد ظلہ۔ سلام مسنون۔ یکم نومبر کو سندھ گورنمنٹ کے سکریٹری کا خط ملا کہ انڈین گورنمنٹ کو میری واپسی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پاسپورٹ کے لئے قونصل جدہ کے پاس درخواست بھیجی ہے غالباً شوال کے پہلے ہفتہ میں پاسپورٹ مل جائے گا اگر خدا کو منظور ہے تو جلدی وطن پہونچنے کی کوشش کروں گا۔ لوگ پوچھتے ہیں تو کہتا ہوں۔ حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ کے امر سے ہند چھوڑا تھا لہذا اب مولینا حسین احمد دار العلوم دیوبند میں جلسہ کرکے میری واپسی کا فیصلہ کراتے ہیں اس لئے جاتا ہوں والسلام

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ، ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء عبید اللہ"

مدیر انقلاب کی حیرت انگیز سازش اور اسکا فیصلہ کن جواب

(از حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مفتی لودھیانہ)

میں نے راولپنڈی میں انقلاب مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۸ء اور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۸ء کے دونوں پرچے دیکھے۔ پہلے پرچے میں اس کی اطلاع درج ہے کہ مدیر انقلاب کو اس حیرت انگیز سازش کے اسرار معلوم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے جمعیۃ علماء نے کانگریس کی شرکت کی حمایت کی ہے اور لکھا گیا ہے کہ کل اس سازش کا انکشاف کیا جائے گا۔

۱۳ مئی کے افتتاحیہ میں اس "حیرت انگیز سازش" کا راز طشت از بام کیا گیا ہے۔ اور مدیر انقلاب نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد کو چیلنج دیا ہے کہ اگر مدیر انقلاب کا یہ بیان اور تحریروں کے اقتباسات غلط ہیں تو یہ حضرات حلف شرعی اٹھا کر مدیر انقلاب کی غلط بیانی کا اعلان کردیں۔

مجھے مولانا ابوالکلام کے خط کے متعلق تو کوئی علم نہیں مگر جمعیۃ علماء کے پوزیشن سے میں واقف ہوں اسلئے میں مدیر انقلاب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا بیان غلط ہے [illegible] کانگریس کی شرکت کا فتوی دیدیں گی " یہ افتراء محض اور خالص جھوٹ ہے۔ مفتی صاحب کا اس مضمون کا خط اگر ثابت کردیا جائے تو جو سزا تجویز کی جائے میں اس کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ بصورت عدم ثبوت آپ اور آپ کے کانگریسی دوست کو اس غلط بیانی کا اعتراف کرنا ہوگا۔

صدر جمعیۃ جمعیۃ علماء کی طرف سے فتوی دیدینے کی ذمہ داری کس طرح لے سکتے ہیں۔ ان کی احتیاط کا تو یہ عالم ہے کہ اگر انہیں یقینی طور پر بھی علم ہو جائے کہ فلاں مسئلہ کے متعلق جمعیۃ کی اکثریت کا یہ خیال ہے جب بھی وہ اس وقت تک کسی کو اطمینان نہیں دلاسکتے جب تک کہ اجلاس میں اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ صدر جمعیۃ نے ایک مضمون کا مسودہ مولانا ابوالکلام کو دیکر یہ کہا تھا کہ اگر کانگریس کے ذمہ دار لوگ اس قسم کا اعلان کردیں تو ان بعض مسلمانوں کی تشفی کے لئے بہتر ہوگا جو اب تک کانگریس کی کارروائیوں کو کافی نہیں سمجھتے اور اس طرح کانگریس مسلمانوں کی معتد بہ تائید حاصل کر سکے گی۔ جمعیۃ علماء کے اجلاس امروہہ میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ جمعیۃ مرکزیہ کے ۳۴ ارکان میں سے صرف دو کے اختلاف اور ایک رکن کی غیر جانبداری باقی تمام ارکان کی بھاری اکثریت سے کیا گیا ہے [illegible] حضرات کی تعداد ۶۰ کے قریب ہے جو بالکلیہ اس فیصلہ سے متفق تھے۔ اور جمعیۃ عمومیہ کے اجلاس عام میں کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا حالانکہ ارکان جمعیۃ عمومیہ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو تھی۔ جمعیۃ علماء نے اس تحریر میں یہ کہا تھا کہ اگر کانگریس ان بعض مسلمانوں کے شکوک کا ازالہ کردے [illegible] مدیر انقلاب نے اس تحریر میں سے لفظ بعض کو اڑا دیا ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ یہ مداہنت ہے یا فساد نیت بہرحال جمعیۃ کی تجویز کے مضمون میں کسی قسم کا باہمی تضاد نہیں ہے۔ ہاں لفظ بعض کو اڑا کر تضاد پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مدیر انقلاب جیسے متین صحیفہ نگار سے یہ بات مستبعد تھی۔ حالانکہ خود انقلاب مورخہ ۱۳ مئی میں جمعیۃ کی یہ تجویز صفحہ ۳ پر درج ہے جس میں یہ لفظ بعض موجود ہے۔ بہرحال یہ امر واضح ہے کہ جمعیۃ علماء نے کسی سازش کی بناء پر شرکت کانگریس اور مسلمانوں کو حیران کال میں لانے کی تجویز پاس نہیں کی۔ بلکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کا سیاسی تعطل و جمود ہندوستان کی آئندہ حکومت میں ان کی سیاسی موت کا باعث تھا اسلئے جمعیۃ نے یہ تجویز منظور کی تھی۔

اگر مولانا ابوالکلام کے خط میں یہ الفاظ درج ہیں جو مدیر انقلاب نے نقل کئے ہیں تو ہمیں افسوس ہے کہ ان کا یہ فقرہ "جمعیۃ علماء صرف اس صورت میں کانگریس کی شرکت منظور کرسکتی ہے کہ اس اعلان پر دستخط ہو جائیں" صریح طور پر غلط ہے اور صدر جمعیۃ کی تصریح کی صحیح ترجمانی نہیں ہے۔ اور اگر یہ الفاظ بھی مولانا ابوالکلام کے خط میں موجود ہیں تو ہمارے نزدیک علماء کا یہ مطالبہ نہ صرف غیر اہم بلکہ قطعاً غیر ضروری ہے لیکن اس حماقت کا کیا علاج کیا جائے نو مسلمانوں کی بدبختی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ ابوالکلام جیسا عالی قدر انسان جمعیۃ علماء کی طرف ایک غلط مطالبہ منسوب کرتا ہے اور کوئی جمعیۃ علماء کو احمق بناتا ہے اور فتوی کا فال سے استدلال کرتا ہے کہ اس

مباحثِ امروز

شرکت کانگریس اور شریعت غراء

مسائل حاضرہ سے متعلق اہم سوالات، اور علمائے شاہی مراد آباد کی بصیرت افروز فتاوی

(۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی کے چار دور اور کی شہادت

سیرت اور احادیث کے تمام واقعات درج کئے جاویں تو سیکڑوں صفحات بھی ناکافی ہوں ہم سردست حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے خلاصہ [illegible]

[illegible]

تیسرا دور

[illegible]

آپ نے ذمہ کے ساتھ عہد و پیمان کرکے کہ معظمہ میں تشریف لائے

چوتھا دور

ثم قال لم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

طبقات ابن سعد کی شہادت

[illegible]

علم و نظر

شرکت کانگریس اور شریعت غرا

مسائل حاضرہ سے متعلق اہم سوالات اور علمائے شاہی مراد آباد کے بصیرت افروز فتاویٰ

اسوۂ رسول کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے عمل کی راہ !!

سیرۃ رسول کے متعلق یہ تمام واقعات جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ابن سعد کی شہادت کے ساتھ اور راویوں کی تعیین کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس قدر معروف اور مشہور رہے ہیں کہ ان کا انکار گویا آفتاب نیمروز کا انکار ہے۔

ایک علمی نکتہ

سوال یہ ہے کہ اس قسم کے احکام آج بھی شریعت غرا میں موجود ہیں یا سب کے سب منسوخ ہو گئے۔

چونکہ نزول بحسب حالات اور مقتضیات کے بموجب ہوتا ہے تو اگر کسی ملک اور شہر کے حالات مکہ جیسے ہوں تو کھلی ہوئی چیز ہے کہ مکہ جیسے احکام وہاں جاری ہوں گے یہ ایک ایسا واضح اور عقلی قیاس ہے کہ جس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ظاہر ہے کہ سفر کے احکام اور ہوتے ہیں حضر کے احکام اور، پانی پر قدرت کی صورت میں اور احکام ہوتے ہیں اور قدرت کے نہ ہونے کی شکل میں دوسرے احکام ہوتے ہیں جملہ احکام قرآن، حدیث اور کتب فقہ میں موجود ہیں اسی صورت سے دار الحرب کے احکام اور ہوں گے اور دار الاسلام کے احکام اور۔

چنانچہ جب سوال میں ہندو کے بجائے انگریز کو رکھ لیا جاتا ہے اور یہی سوالات اسی نوعیت سے کئے جاتے ہیں تو جواب وہی دیا جاتا ہے جو دوسرے شخص کا جواب ہندو کے مقابلہ میں ہونا چاہیئے۔

اسوۂ رسول کی غیر فانی حیثیت

بایں ہمہ ذیل کی عبارت اصول تفسیر کی مشہور اور مستند کتاب "اتقان فی علوم القرآن" سے نقل کر کے پیش کی جاتی ہے۔

جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مدنی زندگی کے یہ تمام واقعات و احکام جن کا تعلق دار الحرب سے ہے وہ منسوخ نہیں ہوئے۔

الثالث ما امر به لسبب ثم يزول السبب، كالامر حين الضعف والقلة بالصبر والصفح	نسخ کی تیسری قسم وہ احکام ہیں جو خاص اسباب اور وجوہات کی بنا پر تھے پھر وہ اسباب زائل ہو گئے جیسے کمزوری اور قلت کے وقت صبر اور درگذر کا حکم تھا۔
ثم نسخ بايجاب القتال وهذا في الحقيقة ليس نسخا بل هو من قبيل المنسأ كما قال الله تعالى او ننسأها فالمنسأ هو الامر بالقتال الى ان يقوى المسلمون وفي حال الضعف يكون الحكم وجوب الصبر على الاذى	پھر قتال کے وجوب سے یہ حکم منسوخ کر دیا گیا مگر درحقیقت یہ نسخ نہیں ہے اس کو اصطلاحاً منسأ کہا جاتا ہے یعنی وہ احکام جو مؤخر یا ملتوی کر دیئے گئے ہوں چنانچہ قرآن پاک میں اس قسم کے متعلق تذکرہ موجود ہے (او ننسأها) پس مسلمانوں میں قوت حاصل ہونے تک جدال و قتال کا حکم ملتوی مانا جائے گا۔ اور کمزوری کی حالت میں تکلیف اور مخالفین کی اذیت پر صبر کرنا ہی واجب ہوگا۔ اتقان صفحہ ۳۱۱
المدينة — اتقان، صفحہ ۳۱۱	

الحاصل۔ حالات مذکورہ سوال نمبر ۱ کے پیش آنے کے وقت مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے واقعات سے سبق حاصل کریں اور ترقی مسلم کے اہم نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے ملی اور دینی مصالح کے بموجب اشتراک عمل یا ترک موالات کے اصول پر کاربند ہوں۔

سوال نمبر ۲

مذکورہ بالا ملک میں کوئی ایسی جماعت ہو جو اپنا نصب العین اس ملک کو غلامی سے نجات دلانا بتلاتی ہو۔ اور عمل کا یہ حال ہو کہ حکومت مسلط کے ساتھ رفع و تعاون میں شریک ہو بلکہ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر مذکورہ جماعت کے ذمہ دار افراد جماعت کی اجازت سے فائز ہوں اور پھر یہ کہ ۹۰ فی صدی کفار اس کے ممبر ہوں اور کسی امر کے فیصلہ کے لئے رائے شماری کا اصول ہو تو کیا صرف اس بنا پر کہ یہ جماعت اپنا نصب العین مکمل آزادی ظاہر کرتی ہے۔ مسلمان اس کے اندر شریک ہو جائیں اور اپنے مذہبی اور ملکی مفاد و حقوق کا نگہبان اس جماعت کو تسلیم کر لیں۔

المظہر حسن ہاشمی

قصبہ [illegible]

جواب ۲

سوال نمبر ۲ کے چند حصے ہیں۔ پہلا حصہ اس جماعت کی حقیقت اور حالات سائل کے خیال کے بموجب

دوسرا حصہ۔ کیا اس کی شرکت جائز ہے۔

تیسرا حصہ۔ کیا ایسی جماعت کو ملکی اور مذہبی مفاد اور حقوق کا نگہبان بنایا جا سکتا ہے۔

اس جماعت کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے سائل صاحب نے حکومت مسلط کے ساتھ تعاون کو آزادی کامل کے نصب العین کے منافی قرار دیا ہے مگر منافات کی وجہ نہیں بیان فرمائی۔

نصب العین کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ فی الحال حاصل ہو، ہر ایک جانتا ہے کہ تاجر کا نصب العین نفع ہوتا ہے مقدمہ باز کا نصب العین کامیابی ہوتا ہے جنگجو کا نصب العین فتح اور نصرت ہوتا ہے مگر نصب العین کے حصول کے پہلے بہت کچھ مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں جن میں نفع کی بجائے نقصان نظر آتا ہے سوداگر بسا اوقات دو نوں نفع کی امید پر ہزاروں روپیہ صرف کرتا ہے۔ اسی طرح مقدمہ باز اور یہی حال جنگجو اور مبارز کا ہے بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ نصب العین کے حصول سے پہلے اپنی زندگی کو نصب العین پر قربان کر دیا جاتا ہے۔

سیرت مقدسہ کا یہ واقعہ تو ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہئے جو حدیبیہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔ کہ خدا کے مقدس اور برتر رسول نے کفار کے ساتھ اتنی دب کر صلح کی کہ فاروق اعظم جیسا مدبر اور دوراندیش بھی برداشت نہ کر سکا۔ ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی باشندہ مکہ مسلمان ہو کر آئے گا تو اس کو واپس کرنا مسلمانوں پر لازم ہوگا اور کوئی مسلمان اگر معاذ اللہ مرتد ہو کر کافروں میں جا ملے تو اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کر سکیں گے۔ فاروق اعظم سے ضبط نہ ہو سکا عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں۔ جواب ملا ہم ہی حق پر ہیں۔ فاروق اعظم نے عرض کیا پھر اس قدر پست ہو کر صلح کی کیا ضرورت ہے۔ صلح اس وقت ہوئی تھی کہ ۱۴۰۰ جاں نثاران اسلام اس سے کچھ پہلے رسول اکرم کے دست مبارک پر پوری صداقت اور کامل خلوص کے ساتھ میدان جنگ سے نہ بھاگنے کا یا بالفاظ دیگر موت کا عہد کر چکے تھے۔

مگر کیا معمولی ساخطرہ اور وسوسہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اس وقت اسلام کی کامیابی بلکہ اسلام کی برتری ذہنی معاذ اللہ ضروری نہ تھی مگر سیاسیات کے تقاضے مختلف ہوا کرتے ہیں چنانچہ حضرت حق جل مجدہ کی بارگاہ سے اس کامیاب سیاست کو فتح مبین کا خطاب دیا گیا اور وحی نازل ہوئی رب العالمین کی وحی نازل ہوئی

انا فتحنا لک فتحا مبینا

ہمارا مقصود یہ ہرگز نہیں کہ کانگریس کے موجودہ تعاون کو صلح حدیبیہ کی مقدس تاریخ کے ساتھ تشبیہ دیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ نصب العین کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں اور کامیابی کے سامان مراحل پر گذرنا بھی سیاست کہلاتا ہے۔

نصب العین کے اختلاف کا سوال

بہر حال نصب العین کا جب فی الحال وقوع پذیر اور موجود ہونا ضروری نہیں تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ایسی جماعت کا حکومت مسلط سے موجودہ تعاون آیا اس بنا پر ہے کہ نصب العین بدل دیا۔ یا اس بنا پر ہے کہ نصب العین کے لئے مقرر کردہ لائحہ عمل (پروگرام) کا ایک جزیہ بھی ہے مگر چونکہ اس جماعت کو اب سے ڈیڑھ سال پیشتر جب کہ وہ حکومت سے بائیکاٹ کئے ہوئے تھی تب بھی اسی نظر سے دیکھا جاتا تھا حالانکہ نصب العین یہی تھا۔ لہٰذا اولاً یہ سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ثانیاً اس جماعت کا دعوی یہ ہے کہ یہ تعاون اپنا نصب العین حاصل کرنے کے لئے ایک وقتی تدبیر ہے جو اسلامی قانون کے لحاظ سے الحرب خدعہ (جنگ پالیسی کا نام ہے) کے تحت میں آ سکتی ہے۔

بہر حال موجودہ تعاون کو جب کہ ابطال دعوی کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا تو اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ جس جماعت میں ۹۰ فیصدی غیر مسلم ہوں اور فیصلہ معاملات کثرت آراء سے ہوتا ہو تو اس جماعت میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ اور آیا اس کو اپنے مذہبی اور ملکی حقوق کا نگراں بنایا جا سکتا ہے یا نہیں تو عرض یہ ہے کہ جہاں تک مذہبی حقوق اور مفاد کی حفاظت کا تعلق ہے اس کی نگرانی خاص فریضہ مسلم ہی ہے غیر مسلم جب خود احکام اسلام کا منکر ہے تو اس پر احکام اسلام کی حفاظت ڈالنا سراسر غلطی ہے۔ اگر ان احکام کا احترام اس کے دل میں ہوتا تو وہ مسلمان ہی نہ ہو جاتا۔

اس بنا پر اگر کوئی جماعت خالص اسلامی حقوق اور مفاد کی نگرانی کا ...... کسی غیر مسلم جماعت کو یا ایسی جماعت کو جس کو مسلم جماعت نہ کہا جا سکتا ہو ذمہ دار گردان کر اس میں شرکت کی دعوت دے یا غیر مسلم جماعت میں شرکت کے لئے خالص اسلامی حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری کو شرط قرار دے جیسا کہ مسلم لیگ کانگریس سے مطالبہ کر رہی ہے تو ہمارے خیال میں سراسر دھوکہ اور غلط کاری ہوگا۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ دولت کے تحفظ کی توقع ان سے کی جا رہی ہے جو اپنے عقیدہ میں منکر ہیں۔ بہر حال مذہبی حقوق کا تحفظ تو خاص فریضہ مسلم ہے اور اس کے لئے اس کو ہر مناسب تدبیر کرنی چاہیئے۔

باقی رہا ملکی مفاد مثلاً اپنے ملک کی مصنوعات کو غیر ملک کی مصنوعات پر ترجیح دینا۔ تاکہ باشندگان ملک کی بیروزگاری دور ہو، فاقہ ٹوٹے۔ یا زراعت کے سلسلہ میں ایسی صورتیں سوچنا کہ زراعت پیشہ اصحاب کو سہولت ہو تو ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملات میں مذہب کا سوال نہیں آتا بلکہ اس کا تعلق اس کاروبار سے ہوتا ہے جو بھی اس کاروبار کو کرتا ہوگا اس کو فائدہ ہوگا خواہ مسلمان ہو یا ہندو۔

مثلاً اگر غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کر کے ملکی کپڑے کا استعمال ہو تو ملک کے پارچہ بافوں کا فائدہ ہوگا جو خوش قسمتی سے زیادہ تر مسلمان ہیں اگر غیر ملکی ظروف کا بائیکاٹ کر کے ملک کے بنے ہوئے ظروف کا استعمال کیا جائے تو ظاہر ہے کہ اہل ملک کا فائدہ ہوگا جو مراد آباد میں اکثریت کے ساتھ بلکہ کلیۃً مسلمان ہی ہیں۔

یہاں مقابلہ مذہب کے لحاظ سے نہیں بلکہ طبقات اور اقتصادی جماعتوں کے لحاظ سے ہے جن میں ہندو مسلمان دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ آنے والے انقلاب کی تصویر)

اس صورت میں اشتراک عمل کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب کہ عام مسلمانان ہند خواہ نیک ہوں یا بد عالم ہوں یا غیر عالم، دیندار ہوں یا دنیا دار اس قسم کے معاملات میں ہندو مسلم اشتراک کو جائز بلکہ ضروری سمجھتے چلے آتے ہیں بلکہ اشتراک ہی میں مفادات کا تحفظ یقین کرتے رہے ہیں مثلاً سرکاری ملازمتوں، اکونسلوں، اسمبلیوں، میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ، ٹاؤن ایریا، ایجوکیشن، اسکول، تجارتی انجمن، مزدوروں کی یونین، وکلاء کے ایسوسی ایشن، صنعت و حرفت کی انجمنیں، زمینداروں کی انجمنیں وغیرہ وغیرہ سیکڑوں چیزیں ہیں جن میں آج دن مسلمان ہندوؤں کے ساتھ شریک

فریادِ مسلم

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

خشکِ عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزمِ نازِ حسن میں اف ری تری شناوری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہرِ خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری

اے کہ ترے دماغ پر جنبشِ پرتوِ صفا
اے کہ ترے ضمیر میں کاوشِ نور گستری

چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے رونقیں
ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری

تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزافِ کفر کے
تیرے نفس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری

لحن ہے تیرے منضبط پست و بلندِ کائنات
ساز ہے تیرے منتظم گردشِ چرخِ چنبری

چینِ ستم سے بےخبر تیری جبینِ مہوشی
ذکرِ جفا سے پاک و صاف تیری حدیثِ دلبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہِ قیصری

راہزنوں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا
سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغِ رہبری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری

شوخیاں تیرے ناز کی جنبشِ کاکلِ حسینؑ
نشہ ترے نیاز کا گردشِ چشمِ جعفری

شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا
شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدری

زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالِ خوشنوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذری

آئینہ تیرے خُلق کا طبعِ حسن کی سادگی
جذبہ ترے عروج کا آلِ عبا کی برتری

تیرا لباسِ فاخرہ کہنہ ردائے فاطمہ
تیری غذائے بےبہا نانِ شعیرِ حیدریؑ

تجھ پہ نثار جان و دل مُڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری!

تیرے گدائے بےنوا تیرے حضور آئے ہیں
آنکھوں میں اشکِ بیکسی دل میں غمِ بیکسری

آج ہوائے ظلم سے انکے سروں پہ خاک ہے
رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری

تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا!
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری!!

دونوں جہاں کے بادشاہ بخاک بسر ہیں آج وہ
گرد تھا جن کے روبرو دبدبۂ سکندری

طرفِ کلہ میں جن کی تھے لعل و گہر ٹکے ہوئے
حیف کہ ان سروں میں ہے دردِ شکستہ خاطری

جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں
اب نہ وہ رزمِ غزنوی اب نہ وہ بزمِ اکبری

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نگر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری

امتِ خستہ حال کو رخصتِ ترک و تاز دے
نعمتِ دار و گیر بخش دولتِ سوز و ساز دے

جوش

صبح صادق

(از ہلال احمد زبیری، مدیر معاون الجمعیۃ)

نمایاں تھی جہاں میں ہر طرف باطل کی تاریکی
اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ ہستی وقفِ ظلمت تھی

چھپا تھا مطلعِ انوارِ حق کالی گھٹاؤں میں
ضلالت تھی، شقاوت تھی، رعونت تھی جہالت تھی

رہا تھا فرق کچھ باقی نہ انساں اور بہائم میں
نہ اپنوں میں محبت تھی، نہ غیروں میں مروت تھی

یہاں تک اجتماعی زندگی کا نظم بگڑا تھا
فساد اک مشغلہ تھا امن سے دُنیا کو نفرت تھی

سمجھتے تھے کہ لڑنا مقصدِ تکوینِ عالم ہے
لڑائی تھی سیاست، لڑکے مرنا عین حکمت تھی

خدا کا گھر صنم خانہ بنا تھا بت پرستوں کا
تمام عالم پہ کفر و شرک و بدعت کی حکومت تھی

مکمل کر چکی تھی رات کی تاریکیاں فطرت
زمانہ منتظر تھا صبحِ صادق کی ضرورت تھی

یکایک بحرِ ہستی میں تلاطم ہو گیا پیدا
ہوئے ختم الرسل شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا

شہنشاہِ دو عالم نے جہاں میں جب قدم رکھا
حکومت ہو گئی زیر و زبر کسریٰ و قیصر کی

ہمیشہ کے لئے جمعیت کفر ہو گئی برہم
اٹھی فاراں کی چوٹی سے صدا اللہ اکبر کی

ملایا خاک میں سارا تکبر بادشاہوں کا
غلاموں سے کرائی بادشاہی ہفت کشور کی

بدل دی اس کی ساری زندگی جس پر نظر ڈالی
نہ بھولا پھر وہ کیفیت نگاہ روح پرور کی

عرب کی قوم جس کی قوتیں صرفِ جہالت تھیں
مبلغ بن گئی سارے جہاں میں دین اطہر کی

سُنایا امن کا پیغام، ہر ظالم سے لڑ بیٹھے
بہا کر خون اپنا کُند کر دی دھار خنجر کی

جو تھا کفار کا مرجع بنا اسلام کا مرکز
خصوصیت نمایاں ہو گئی اللہ کے گھر کی

پریشاں کر رہا تھا جور و استبداد دنیا کو
مرے آقا نے آکر کر دیا آزاد دنیا کو

مرثیۃ زعیم الہند الکبیر المرحوم مسیح الملک محمد اجمل خان طاب ثراہ

(من حضرۃ الفاضل الاستاذ العلامۃ مفتی محمد کفایت اللہ رئیس جمعیۃ علماء الہند)

إذا ما اللہ ربّ العالمینا — قضیٰ امرًا فحقّ ان یکونا
جب کہ خدائے رب العالمین — کسی امر کا فیصلہ فرمائے تو وہ ضرور ہو کر رہیگا

أتت برقیّۃ من رام فور — تشن الغارۃ الدھماء فینا
رام پور سے ایک برقی خبر آئی — جس نے ہمارے ہوش و حواس کو غارت کر دیا

وقالت فی خمیس من دسمبر — فخرّوا کالسکاری مدھشینا
ہیبتناک خبر دسمبر میں پنجشنبہ کے روز — مصیبت اعظم ہوئی جس سے لوگ متوالوں کی طرح مدہوش ہوگئے

صبیح التسع والعشرین یوما — أبادت انفسا غالت ثمینا
۲۹ تاریخ صبح کا وقت تھا کہ اس خبر نے — بہت سے اشخاص کو ہلاک کیا بہت سی قیمتی چیزوں کو ...

لسبع قبلھا عشرون عاما — لتسع بعد عشر من مئینا
سال تائیسواں تھا جس کے ساتھ — انیس سو صدیاں بھی شامل ہیں

نعی ھز ھائنس حامد علی خان — خلیلا صادقا واخا امینا
ہز ہائنس حامد علی خاں فرمانروائے رام پور نے — اپنے سچے دوست اور معتمد علیہ بھائی کی خبر وفات دی

نعی من کان کنز اللہ زایا — طبیبا حاذقا فحلا رزینا
یعنی اس کی خبر وفات دی جو خوبیوں کا گنجینہ — طبیب حاذق صاحب تجربہ تحکم رائے رکھنے والا تھا

مسیح الملک محمودا مجیدا[1] — خلیقا للقیادۃ کان فینا
کون؟ مسیح الملک ستودہ صفات صاحب شرف — جو قوم کی قیادت کا تنہا مستحق تھا

رئیس القادۃ الاشراف اجمل — محب القوم محبوبا ثمینا
قائدین قوم کا سردار حکیم حافظ محمد اجمل خاں — قوم سے محبت کرنے والا مستحق محبت محبوب

فکان الرزء رزء القوم طرا — وجل الرزء رزء المسلمینا
اس کی وفات کی مصیبت تمام قوم کی مصیبت — اور مسلمانوں کے لیے تو بہت بڑی مصیبت ہوگئی

کأن قیامۃ قامت علینا — بفقدک یا تراث الاکرمینا
اے بقیۂ اسلاف کرام، تیری وفات سے — ہمارے اوپر تو گویا قیامت ہی ٹوٹ پڑی

فلا ندری انبکی ذا حجاک — رزین الرای او رایا رزینا
ہماری عقل حیران ہے کہ ہم ایک صاحب الرائے — شخص کا ماتم کریں یا خود رائے صائب کو ہی روئیں

ولا ندری انبکی ذا علوم — ودین او علوم ثم دینا
سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک صاحب علوم — اور دیندار کو روئیں یا خود علوم و دین کا ماتم کریں

فصیحا او بلیغا او ادیبا — کریما او جوادا او امینا
ایک فصیح کا ماتم کریں یا بلیغ کا یا ادیب کا — صاحب کرم کا یا سخی کا یا صاحب امانت کا

رحیما او شفیقا او عطوفا — خصیبا ثم معطاء متینا
ایک رحمدل کا یا شفیق کا یا بجد مہربان کا — فراخی بخشنے والے کا یا ایک مستقل مزاج محسن کا

کأن اللہ لم یخلقہ الا — لیخدم خلقہ عطفا ولینا
گویا اسکو تو خدا نے اسی لیے پیدا کیا تھا — کہ وہ نرمی اور مہربانی سے خلق اللہ کی خدمت کرے

ملاذا او معاذا او ثمالا — مجیبا او مغیثا او معینا
غریبوں کے جائے پناہ کا ماتم کریں یا ملجا و ماوا کا — فریاد سننے والے کا یا فریاد رس کا یا معین و مددگار کا

خطیبا مصقعا یاتی بسحر — تری لکلامہ نورا مبینا
ایک نادر الکلام خطیب کا جو جادو بیان تھا — آپ دیکھتے کہ اسکے کلام میں ایک نور ہوتا تھا

کأن اللہ لم یخلقہ الا — لیھدی خلقہ ھدیا متینا
گویا حق تعالیٰ نے اسکو صرف اسلئے پیدا کیا تھا — کہ وہ اسکی مخلوق کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے

نشا ورعا وترعرع فی تقاۃ — وخوف من الہ العالمینا
صلاحیت میں ہوش سنبھالا اور پرہیزگاری — اور خشیۂ خدا وندی میں ہی جوان ہوا

کأن اللہ لم یخلقہ الا — لینصر دینہ نصرا مبینا
گویا خدائے برتر نے اسکو اس لیے پیدا کیا تھا — کہ خدا کے دین کی کھلی ہوئی اعانت کرے

وکان اذا تروّی فی عویص — وجلاہ تجلّی مستبینا
جب کبھی کسی مشکل مسئلہ میں ذرا غور کرتے — اور اسے روشنی میں لاتے تو وہ منور روشن ہوکر سامنے آجاتا

وکان اذا توجّہ بابتسام — تخیّم فی صدور الکاشحینا
اور جب مسکراتے ہوئے متوجہ ہوجاتے — تو دشمنوں کے سینہ میں بھی گھر کر لیتے

وکان اذا تکلّم بابتسام — تمتّعہ قلوب مخاطبینا
اور جب کبھی مسکراتے ہوئے گفتگو کرتے — تو مخاطبوں کے دل ہمہ تن گوش بن جاتے

سلبنا الیوم یا اجمل عزاء — فانّک کنت ماوی المحزنینا
اے اجمل، ہمارا صبر و قرار چھین گیا — کیونکہ بے قراروں کے ملجا و ماوا تو تم تھے

ویا سکن القلوب الیک کنّا — نثوب اذا جزعنا وابتلینا
اور اے قلوب شکستہ کی تسکین، ہمیں جب کوئی — بیقراری یا مصیبت ہوتی تھی تو تمہارے پاس آتے تھے

انام اللہ عینک یا خلیلی — ونمت بخیر نوم النائمینا
اے میرے خلیل، خدا تمہیں خواب راحت سلائے — اور سونے والوں کی بہترین نیند تم سوتے رہو

ولکنّا اضمّ العیش منّا — بموتک یا ثمال الملتجینا
ہاں مگر آپ کی وفات کے بعد — ہماری زندگی اجیرن ہوگئی

اذا مات المسیح فاین نبغی — شفاء من سقام یعترینا
جبکہ مسیح ہی وفات پا جائے — تو ہم اپنی بیماریوں کی شفا کہاں تلاش کریں

رضیت جوار ربّک فی جنان — وعدنا بالنحیب مرزئینا
آپ نے تو جنت میں جوار مولا پسند کرلیا — اور ہم اپنے سردار کو کھو کر روتے رہ گئے

فلیس الشغل بعد الیوم الا
تو اب ہمارے لیے آج کے سوائے رونے

بکاء او رثاء او حنینا
مرثیہ کہنے اور اشتیاق زیارت کے اور کیا کام ہو سکتا ہے

[1] اگرچہ اس سیاق میں لفظ محمود و مجید مسیح الملک کے اوصاف ہیں یعنی ستودہ صفات اور صاحب شرف گرامی لیکن محمود خاں آپ کے والد ماجد اور عبد المجید خاں آپ کے بھائی کا نام نامی ہے، دونوں کی ترتیب نہایت مناسب واقع ہوئی ہے

اجودھیا میں سفاک اور ظالم درندوں کی وحشیانہ حرکات

مساجد و قبور کا انہدام، مکانات نذر آتش، سن رسیدوں کا قتل

حادثۂ اجودھیا کے متعلق حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا بیان

میں بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۔ اپریل فیض آباد پہونچا، چونکہ اجودھیا کے سفاک ہندوؤں کا وحشیانہ واقعہ فاجعہ ظاہر ہوچکا تھا اور مجھکو اگرچہ اس کا اجمالی حال اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوچکا تھا مگر تفصیلات کی پوری اطلاع نہ تھی اس لئے احباب فیض آباد کے اصرار پر قیام کرنا اور بچشم خود تمام کیفیات کا ملاحظہ کرنا ضروری سمجھا۔ ٹوٹی ہوئی مسجد سلطنت مغلیہ کے بانی اول بابر رحمۃ اللہ علیہ پر چونکہ پہرہ ہے اور پولیس کسی کو وہاں تک نہیں جانے دیتی، بنابریں جناب حافظ عبدالحکیم صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب وغیرہ حضرات نے ڈپٹی کمشنر فیض آباد سے مسجد مذکور کے معائنہ کرنے کی اجازت لے لی تھی، میں بمعیت دیگر حضرات اسٹیشن سے موٹر پر اجودھیا پہونچا اور بمعیت پولیس مسجد مذکور بالصدر اور دیگر مقامات پر گیا۔

بابری مسجد کی حالت

یہ شاہی مسجد بہت بڑی اور نہایت [illegible] ہوئی ہے اسی زمانہ سے اینک موجود ہے۔ اس کے کسی حصہ پر آج تک ادنیٰ درجہ کی شکست و ریخت کا اثر نمودار نہ تھا مگر میں نے جو منظر دیکھا نہایت ہولناک اور جگر و سینہ کو پاش پاش کرنے والا تھا مسجد کے اندرونی حصہ منبر وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے ہیں ان میں سے وہ پتھر جس پر شہنشاہ بابر کا نام و تاریخ وغیرہ درج تھا اور نہ ممبر تی میں نصب تھا فنا کردیا گیا ہے محراب کے پاس تمام لکڑی اور فرش کے سامان جمع کرکے مع قرآن شریف و سیپارہ وغیرہ جلادیے گئے جس کی راکھ اور سیاہی ابھی تک دور تک پھیلی ہوئی ہے اس قدر دھواں ہوا ہے کہ دیواریں سیاہ پڑ گئی ہیں مٹی کے لوٹے توڑ دیے گئے ہیں۔ ستونوں کو کھودا گیا ہے مگر استواری کی وجہ سے کامیابی نہیں ہوئی۔ مسجد کے اوپر چھت کی دیواریں توڑ ڈالی گئی ہیں مضبوط اور نہایت استوار گنبدوں کو توڑا گیا ہے جنوبی گنبد میں بڑے بڑے کئی عبط (سوراخ) کردیے گئے ہیں بیچ کے گنبد کو بھی بہت زیادہ نقصان پہونچایا گیا ہے، شمالی گنبد کو اگرچہ نقصان پہونچانے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس میں اندر تک اثر نہیں پہونچا ہے گنبدوں کے آگے کی دیوار جوکہ مسجد کے سامنے کا حصہ ہے اوپر سے مسمار کردی گئی ہے نیز وہ دیوار جوکہ مسجد کے احاطہ کی ہے اس کا بالائی اور کہیں کہیں سے زیریں حصہ بھی مسمار کردیا گیا ہے۔ مسجد کا بالائی پیچھے کا حصہ بھی مسمار کیا ہوا پڑا ہے مسجد کے دروازے کی چوکھٹ بھی اوپر سے مسمار کردی گئی ہے۔ میں نے ان سفاک اور ظالم درندوں کی ناشائستہ حرکات کا اس قدر نقصان اس مقدس مسجد میں دیکھا کہ صوبہ بہار کے زلزلہ سے مونگیر اور اس طرف کی مساجد میں اس قدر شدید نقصان دیکھا تھا علاوہ ازیں یہ وحشیانہ کارنامے فقط مسجد ہی کے ساتھ نہیں کئے گئے بلکہ [illegible] ان سب کا ملبہ میں پڑا ہوا ہے جس طرح کہ مسجد کا ملبہ مسجد کے اندر ہی اور بیرونی حصہ کو بھرے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی دو باقی مسجدوں کو نقصان پہونچایا گیا ہے مگر اس مسجد کو بہت زیادہ نقصان پہونچایا گیا ہے۔

مکمل سازش کا نتیجہ

مسجد کی استواری اور ملبہ کی کثرت اور عمارت کی شکست و ریخت دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ یہ اہانت خیز سفاکانہ حرکت دس بیس پندرہ منٹ کا کام نہیں ہے اور نہ دو ہی چار آدمیوں کا کام ہے بلکہ جیسا کہ معروف ہے تقریباً چار پانچ گھنٹہ تک سینکڑوں درندوں کی غیر انسانی حرکات کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا قصد یہ تھا کہ بارود کے ذریعہ سے اس کی دیواروں اور بنیادوں کو اڑا دیا جائے چنانچہ آخر شب پولیس کو بھی بڑی مقدار میں ان کے پاس بارود ملی گئی۔ یہ بھی یقین کرنا ضروری ہے کہ جن لوگوں نے مسجد کے ڈھانے کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ پہلے سے کسی مکمل سازش میں [illegible] جن کی بنا پر ہر قسم کے آلات پہلے سے تیار کرلئے گئے تھے اور ان کے لئے بڑی بڑی ہستیاں ان کی پشت پناہی کررہی تھیں اسی کے ساتھ متعدد مقامات پر موجود مسلمانوں کے بہت سے مکانات بھی نہ بچنے پائے، چونکہ اجودھیا میں مسلمان کم ہیں اور وہ بھی ایک جگہ نہیں رہتے اس لئے جہاں بھی مسلمانوں کے متفرق مکانات تھے ان کو وہاں ہی جلادیا گیا۔

قتل اور آتش زدگی

ایسے مکانات کی تعداد پچیس یا اس سے زائد ہے۔ مکانات ایسے ہوگئے ہیں کہ ان کے مالکین کے پاس دھوپ اور بارش وغیرہ سے حفاظت کے لئے کوئی سامان باقی نہیں رہا نہ ان کی عورتوں کے لئے کوئی پردہ کا سامان ہے، اول تو وہاں کے باشندے بیچارے غریب ہی لوگ ہیں دوم ان کے تمام وسائل زندگی فنا کردیے گئے ہیں۔ زلزلہ سے بہار میں عمارتوں کو ضرور نقصان پہونچا مگر ان کے لئے تعمیر کا ملبہ عموماً موجود ہے لکڑی کا تمام سامان اسی طرح باقی رہا جس طرح پختہ دیواروں کا بنیادی سامان باقی رہا تھا مگر یہاں لکڑی کا ہر قسم کا سامان فنا کردیا گیا ہے۔ گھروں کو جلاتے ہوئے اور اسی طرح مساجد پر حملہ کرتے ہوئے جو بھی کوئی مسلمان مل گیا اسکو اسی جگہ بہت ہی بیدردی کے ساتھ قتل کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش کی گئی چنانچہ تین مرد اور ایک عورت اسی طرح مارے ہوئے مردہ پائے گئے جن میں سے ایک کے تو ٹکڑے ٹکڑے علیحدہ کئے ہوئے اور جلے ہوئے ملے جو لوگ سخت زخمی ہونے کے بعد اسپتال پہونچائے گئے ان کی تعداد آٹھ نو تک ذکر کی جاتی ہے جن میں سے دو جاں بلب ہیں ان کے زندہ رہنے کی امید نہیں باقیوں کو افاقہ ہوتا جارہا ہے۔ عبدالشکور کو ذبح کرکے ادھ مرا کنوئیں میں ڈال دیا گیا مگر وہ سخت جان اس پر بھی نہیں مرا بے ہوشی کی حالت میں نکالا گیا اسپتال میں متواتر علاج پر اب اس قابل ہوگیا ہے کہ اس کی زندگی کی امید کی جاسکے۔ جو لوگ مارے گئے ہیں عموماً سن رسیدہ اور ضعیف ہیں۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص بھی مقابلہ کرنے والا اور جنگجو نہ تھا اور نہ کوئی امر حدود اجودھیا میں اشتعال انگیز پایا گیا تھا۔ عرصہ دراز سے اجودھیا میں قربانی بند کردی گئی ہے بنابریں نہ تو لوگ قربانی کرتے ہیں اور نہ قربانی کا جرم ممکن تھا۔ یہ لوگ انتہائی غفلت میں اپنے اپنے کاروبار میں مشغول تھے، ایک شخص کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے قتل کیا گیا۔ شاہجہانپور میں جوکہ حدود اجودھیا سے باہر گاؤں ہے وہاں البتہ قربانی ہوئی اور وہاں ہمیشہ سے قربانی ہوتی آئی ہے ڈپٹی کمشنر نے وہاں کے لوگوں کو بیرون آبادی قربانی کرنے کی بعد تحقیقات نہ صرف اجازت دی تھی بلکہ اپنے سامنے قربانی کرائی تھی اور وہ بھی اس امر کے بعد کہ شواہد تو یہ سے یہ ثابت ہوگیا تھا کہ یہاں ہمیشہ سے قربانی ہورہی ہے۔ یہ مقتولین اور مجروحین بوقت ہنگامہ بچاؤ اور مدافعت کے لئے بھی گھر سے نہیں ہوئے تھے ہجوم کی کثرت اور ہنگامہ برپا کرنے والوں کی مستعدی دیکھ کر عموماً مسلمان مرد اور عورت گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جو لوگ کسی وجہ سے باقی رہ گئے تھے انپر یہ قیامت کبریٰ قائم کی گئی۔

فوج اور پولیس کا کارنامہ

اجودھیا میں تھانہ ہے پولیس کی بڑی مقدار رہتی ہے۔ سٹی مجسٹریٹ وہاں دورہ کررہا تھا (جوکہ ہندو ہے) پولیس کے تمام حکام موجود تھے۔ تار بھی صحیح و سالم تھا۔ فوج بھی فیض آباد میں موجود تھی۔ غرضیکہ تمام وسائل و ذرائع مکمل ہونے کے باوجود یہ ہنگامہ فرعونی تقریباً چار گھنٹہ یعنی دو بجے سے لیکر ۶ بجے تک برابر جاری رہا اور پولیس و فوج نے کوئی قابو میں لینے والی تدبیر حاصل نہ کی۔ ہاں جب کہ یہ خبر فیض آباد میں پہونچی اور شہر کے لوگ اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے دوڑے تو دیکھا کہ راستہ میں مشین گن لگی ہوئی ہے اور فوجی پہرہ قائم ہے کسی شخص کو اجودھیا جانے کی اجازت نہیں ہے۔

کیا ایسے واقعات کے ہونے پر پولیس اور اس کے افسروں اور سٹی مجسٹریٹ وغیرہ پر مختلف ظنون پیدا نہیں ہوسکتے الغرض ضروری ہے کہ حکومت اپنا پوزیشن صاف کردے اور مجرمین کی مکمل تفتیش کرے اور بلا رو و رعایت مجرموں کو سخت سزائیں دے ورنہ ملک میں سخت ہیجان اور بے چینی پھیلتی جارہی ہے جس سے خوف ہے کہ زہر آلود نتائج پیدا ہوجائیں۔

ہندو مسلمانوں سے اپیل

میں تمام اطراف و جوانب کے ملکی خیر خواہوں اور انصاف و عدالت کے خواستگار سے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان خواستگار ہوں کہ وہ جلسے کرکے ایسے جرم پر ملامت کا ووٹ پاس کریں اور حکومت کو متنبہ کریں کہ وہ کسی قسم کی بے توجہی اور کسلمندی یا رعایت کو ایسے مجرمین کے ساتھ روا نہ رکھے اور اس مکمل سازش کو ظاہر کرے اور ان کو جلد از جلد واقعی سزا دے، مسلمانوں کے جانی اور مالی نقصانوں کی تلافی کرتے ہوئے آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا انسداد کردے اور ان کو مطمئن کردے اسی طرح کونسل اور اسمبلی کے ممبروں پر زور دیا جائے کہ وہ اس کے متعلق حکومت کو پوری توجہ کرنے کی پرزور اپیل کریں۔

پبلک کی طرف سے وائسرائے اور گورنر یو پی کو توجہ دلانی ضروری ہے۔

ننگ اسلاف

حسین احمد غفرلہ

تار کا پتہ:- "الجمعیۃ دہلی"

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۹۳

ید اللہ علی الجماعۃ

سہ روزہ الجمعیۃ دہلی

مدیر مسئول:- ہلال احمد زبیری (بی۔ اے)

معاون:- محمد عثمان فارقلیط

جلد ۲۰ | دہلی۔ یوم پنجشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ ہجری مطابق ۹ راگست ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۰

الٰہیات اور حقائق شریعت کا بحر مواج

سیرۃ النبی کی اہمیت اور جاہل میلاد خوانوں کا مرثیہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی حقائق پرور تقریر

(گزشتہ سے پیوستہ)

عالم برزخ کے واقعات

معزز حاضرین! آپنے ہجرت کا واقعہ سنا، صلح حدیبیہ کا قصہ بھی آپ کو معلوم ہوا۔ آپنے شہد پلانے کا واقعہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان دیکھا۔ اب عالم برزخ کے واقعات کو لیجئے۔ اور ذرا دنیا کے عقلاء کو دیکھئے۔ زندگی سے پہلے اور بالخصوص موت انسانی کے بعد کا معاملہ ایسا پیچیدہ ہوا کہ ان احمقوں میں سے ایک بھی ٹھکانہ کی بات نہیں کہتا۔ ہندو جو اپنے آپ کو سب سے پرانی تہذیب کا مالک بتلاتے ہیں بلکہ اب تو ان کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب ہماری ہی تہذیب کے خوشہ چیں رہے ہیں ان کی اس معاملہ میں یہ حالت ہے کہ سب سے بدتر اگر کوئی رائے کہی جا سکتی ہے تو ان مدعیان تہذیب کی رائے ہے یعنی مرنے کے بعد انسانی روح کو دنیا میں حیوانات و نباتات میں منتقل کرتے ہیں۔ ان کا فلسفہ اتنا تاریک اور مہمل ہے کہ مجھکو تو تعجب ہوتا ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ لوگ اس کے قائل کس طرح ہیں۔ ایک عورت جو کسی لڑکے کی ماں تھی مرنے کے بعد اسکی بیوی ہو سکتی ہے۔ اور ایک باپ اپنے بیٹے کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ انسانی روح جو ناطق ہے وہ ساہل یا ناطق تو ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن یہ اسکے قائل ہیں اور قائل ہی نہیں بلکہ اپنے فلسفہ کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ رہا یورپ تو یورپ میں جس قدر انسان آباد [illegible]

[illegible]

لیکن دوسری طرف الٰہیات اور مسئلہ معاد میں ان کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اہل یورپ اور کفار مکہ میں کوئی فرق نہیں۔ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما نحن بمبعوثین۔ یعنی بس یہی دنیاوی زندگی ہے پیدا ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں اور مرنے کے بعد ہم کو دوبارہ زندہ نہیں ہونا ہے۔ بعض ان میں سے جسم کے ساتھ روح کو بھی فنا ہونے والا جوہر سمجھتے ہیں۔ بعض سرے سے روح کے قائل ہی نہیں بلکہ خون کو روح سمجھتے ہیں تو اب جسم ختم ہو گیا اور روح ختم ہو گئی۔ یہ ان عقلائے زمانہ کی احمقانہ ادائیں ہیں جن کی عقول آج دنیا میں مشہور ہیں۔ اور یہ بے وقوف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مقدس جماعت پر ہنستے ہیں جن کی معلومات کا دار و مدار مشاہدہ پر ہے یا حضرت حق کے بتانے پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خچر پر تشریف لیجا رہے تھے۔ آپ ایسے مقام پر سے گزرے جہاں چند قبریں تھیں۔ آپ کا خچر ذرا بدکا اور شوخی کرنے لگا۔ سرکار نے دو قبروں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ قبریں کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا فلاں فلاں صاحب کی قبریں ہیں۔ فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے معاملہ پر نہیں ہے۔ یعنی ایسا گناہ نہیں ہے جس سے بچنا کوئی بڑا مشکل تھا۔ ایک تو ان میں سے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور ایک ان میں سے چغلخوری کیا کرتا تھا۔ اب فرمائیے اگر کوئی احمق سرکار سے مناظرہ کرنے لگے کہ وہ صاحب ہم کو تو عذاب نہیں دکھائی دے رہا۔ یا عذاب کہاں ہو رہا ہے ہم کو بھی دکھاؤ۔ یا قبر تو اوپر سے بند ہے آپنے عذاب کیسے دیکھ لیا تو فرمائیے اسکو کیا جواب دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اقوال میں

سادگی ہوتی ہے تو ہمارے فلاسفہ کی طرح دلائل کی بھرمار نہیں ہوتی۔ دلائل تو وہاں ہوتے ہیں جہاں عقل پر دار و مدار ہو اور جہاں آنکھوں کی دیکھی بات ہو وہاں دلائل نہیں ہوا کرتے۔ [illegible] قسم کھا کر کہے گا [illegible]

وہ کرکرہ کا قصہ آپ کے سامنے [illegible] خیبر کی جنگ کے بعد جب صحابہ شہداء کا شمار کرنے لگے تو انہوں نے شہداء کی فہرست میں کرکرہ کا نام بھی لیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ نے [illegible]

[illegible]

جاہل میلاد خواں

مجھے تو اس کا افسوس ہے کہ مسلمانوں کے دماغوں کو ان جاہل میلاد خوانوں اور قصہ گو واعظوں نے خراب کر دیا ہے [illegible]

[illegible]

بھلا کیا کیا جائے ان جاہلوں نے اس طرح مسلمانوں پر قبضہ کیا ہے کہ ان کا ذوق خراب کر دیا ہے۔ اور دیکھو میں تم سے پھر ایک صاف بات کہتا ہوں اور تم کو تاکید کرتا ہوں کہ میری بات لکھ لو خدا جانے میں مر جاؤں کیونکہ اس عمر کا کیا بھروسہ ہے۔ میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہو چکی ہے نہیں کہہ سکتا کہ کے دن کا مہمان ہوں۔ میرے بہت سے دوست قبروں میں جا سوئے۔ اپنے اعضا بھی جواب دے رہے ہیں جو میں کہتا ہوں اسے یاد کر لو میرے مرنے کے بعد اس کو سوچنا جب تک مسلمانوں کی مذہبی پالیسی جاہل واعظوں کے قبضے میں رہیگی اور ان کی سیاسی پالیسی سرکار پرستوں اور ٹوڈیوں کے قبضے میں رہے گی۔ مسلمان ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اگر اس ملک میں مسلمانوں کو رہنا ہے اور عزت کے ساتھ رہنا ہے۔ اور آبرو کے ساتھ جینا ہے تو سب سے پہلے ان جاہل میلاد خوانوں اور ان سرکار پرست مسلمانوں سے آزادی حاصل کرو جب تک ان کے قبضے سے نہیں نکلتے یہ تم کو ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دینگے۔ ان جاہلوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تریسٹھ سالہ مقدس زندگی کو صرف ولادت کے چند واقعات میں محدود کر دیا ہے۔ ان میلاد خوانوں اور جھوٹے قصہ خوانوں سے تم ثابت بھی نہیں کر سکتے کہ کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کوئی اختلافی مسئلہ ہے جس کو تم حقیقتہ بیان کیا کرتے ہو۔ یا حضور کی ولادت سے کسی کو انکار ہے جو آپ ہر سال جھوٹی روایتیں اور موضوع قصے بیان کرنے بیٹھ جاتے ہو۔ آپ کی ولادت باسعادت کا تو کوئی کافر بھی منکر نہیں ہے چہ جائیکہ مسلمان۔ پھر اس کو بار بار بیان کرنے سے آپکا مقصد کیا ہے۔ اور آپ اس ذکر ولادت سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بیان کرنے کی بات تو یہ ہے کہ وہ مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مکمل انقلاب ہے اس نے دنیا میں آکر لوگوں کی ذہنیت اور لوگوں کے تمدن ان کی آبائی رسوم اور ان کے عقیدوں میں کیا انقلاب پیدا کیا جو بتانے کی بات ہے وہاں یہ کمبخت خاموش ہیں۔ سلام پڑھا اور بستہ بغل میں دبا کر چلتے ہوئے۔ اس سے زیادہ خدا کے مقدس پیغمبر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی والدہ ماجدہ کے واقعات ولادت کو شارع عام پر جہاں ہر طبقہ کے لوگ اکٹھے ہیں مزے لے لے کر بیان کیا جائے۔ [illegible] جاہل اپنی ماں بہنوں کے لئے اس کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے حالات [illegible] بیان کیا جائے [illegible]

[illegible]

کا نام لے کر بازاروں میں سر منبر پڑھے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں کے نام لے لے کر بازاروں میں سینہ کوبی کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم اہلبیت سے محبت کرنے والے ہیں۔ اپنی ماں یا بہن کا مجلس میں ذکر آ جائے تو جامہ سے باہر ہو جائیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے وہ واقعات جو حضور کی ولادت کے وقت پیش آئے ان کو مجالس عامہ میں بیان کرتے وقت آپ کو شرم نہ آئے۔ بلکہ آپ کے نزدیک یہ حضور کی تعریف و توصیف سمجھی جائے تو اب تعریف و توہین کا معیار ان جاہلوں کی رائے ٹھہری جس کو یہ تعریف سمجھیں بس وہ تعریف ہے۔ خواہ وہ توہین ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مخصوص مسلمانوں کا مجمع ہو اور واقعات ولادت کو صحیح روایتوں سے بیان کیا جائے اور سنجیدہ الفاظ میں ذکر کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر وہ مجلس جس میں سرکار کا ذکر کیا جائے وہ مجلس خیر ہے لیکن مجلس جو ان جاہل میلاد خوانوں نے مقرر کیا ہے یہ تو کسی طرح بھی قابل ستائش نہیں ہو سکتا۔ میلاد شریف کا بیان لیجئے اور کسی عالم سے کراؤ جو الفاظ بھی کم استعمال کرے گا۔ اور اہل مجلس کو دیکھ کر گفتگو کرے گا۔

دیکھئے میں آپ کو سرکار کی ولادت کے متعلق ایک شعر سناتا ہوں لیکن تم اردو کا شعر سمجھنے کی قابلیت رکھتے۔ مجھے تو اردو کا شعر بھی پڑھتے ہوئے ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ کی اردو کا حال معلوم ہے۔ مولانا حالی کو بھی جانتے ہو جن کی شاعری ہندوستان میں خاص طور پر مشہور ہو چکی ہے۔ سر سید کی جماعت کے لوگوں میں سے تھے۔ خدا کی شان آہستہ آہستہ یہ سب لوگ ختم ہو گئے۔ علامہ شبلی۔ منشی ذکاء اللہ۔ ڈپٹی نذیر احمد۔ مولانا محمد حسین آزاد۔ شمس العلماء محمد ضیاء الدین۔ مولانا حالی۔ یہ ایک پوری جماعت تھی جو اب تقریباً ختم ہے اس جماعت کے یہ خان بہادر آپ کے سامنے بیٹھے ہیں اور ایک دو کسی کونے میں زندہ ہوں گے بہرحال مولانا حالی فرماتے ہیں۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا   دعائے خلیل و نوید مسیحا

دیکھا کیسا شعر ہے آپ کے جاہل میلاد خوانوں کی تمام جھوٹی روایتیں اور توہین آمیز قصے ایک طرف اور یہ شعر ایک طرف بھلا اس کا جواب ہو سکتا ہے۔ الہامی شعر ہے اس کی قدر حفیظ جالندھری سے پوچھو قدر سے گوہر شاہ داند یا بداند جوہری حفیظ اس فن کا جوہری ہے اور حفیظ کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے کہ ڈاکٹر اقبال کی شاعری سے اردو زبان کو جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی حفیظ نے کر دی۔ حفیظ کوئی انسان ہے بلکہ وہ ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جو ہر جھال میں بیشمار موتی بکھیر دیتا ہے۔ اس کا دماغ اردو الفاظ کی لائبریری ہے۔ بد قسمتی سے حفیظ آج کل خان صاحب ہو گئے ہیں ان کی تعریف بھی زیادہ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں کبھی کوئی نیشنلسٹ مسلمان خفا نہ ہو جائے۔ اور یہ الزام نہ لگا دے کہ تم خطاب یافتوں کی تعریف کرتے ہو۔ بھلا خیال کیجئے کہ شاہنامہ لکھنے والا حفیظ اور خان صاحب لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ خدا جانے حفیظ نے یہ خطاب قبول کر لیا یا حکومت کو واپس کر دیا۔ اس خطاب سے حفیظ کی ہتک تو ہی ہوتی ہے شاید اس سے بڑھ کر کوئی توہین ہو سکتی ہو۔ اگر حفیظ پر حکومت قبضہ ہی کرنا چاہتی تھی تو اس کو فصیح الملک یا سحبان ہند کا خطاب دیتی۔ یہ خطاب تو ہماری حکومت کے زمانے میں گویوں اور ڈوموں کا ہوا کرتا تھا۔ حالی کے اس شعر کے متعلق حفیظ نے ایک مجلس میں ذکر کیا تھا کہ جب مولانا حالی کا یہ شعر میری نظر سے گزرا تو مدت تک یہ سوچتا رہا اس کے بعد لکھا کیا جائے۔

مرزا غالب کا واقعہ

بات یہ ہے کہ شاعر ہی شاعر کے کلام کو سمجھتا ہے ہم جاہل کیا جانیں گے۔ مرزا غالب مرحوم کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنا تمام دیوان مومن خاں کے ایک شعر پر قربان کرنے کو آمادہ تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مومن خاں بہت بڑے قابل آدمی تھے۔ بے شک شاعر تھے اور علم نجوم و جفر میں تو ان کا کوئی جواب ہی نہ تھا۔ اگر تم کبھی دہلی آؤ تو میں تم کو ان کا مکان بھی دکھا دوں گا۔ کلاں محل میں رہتے تھے میرے مکان سے بہت قریب جگہ ہے۔ اگرچہ آج کل وہاں اُپلوں کی ڈنڈی ہے روز صبح کو اُپلے بیچے جاتے ہیں مومن خاں وہابی خیال کے آدمی مشہور تھے شاہ صاحب کے خاندان سے بڑی عقیدت تھی۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے بے حد عقیدت تھی اسلئے لوگ ان کو وہابی سمجھتے تھے۔ جیسے آج کل ہر خوش عقیدہ آدمی کو دیوبندی کہدیتے ہیں یہ بھی ایک ہوا ہوتی ہے۔ ایک زمانہ میں کسی کو سرکاری آدمی کہدینا قیامت تھا۔ تحریک ۱۹۲۰ء میں جہاں کسی کو سرکاری یا سی۔ آئی۔ ڈی کا کہا اور اس بیچارے کی شامت آئی۔ پھر جب مسلمانوں کی پالیسی بدلی اور ان کے سر پر وفاداری اور وطن فروشی کا بھوت سوار ہوا تو کانگریسی ہونا بہت بڑا عیب ہو گیا۔

کانگریس کی شرکت

بھلا خیال کیجئے کانگریس میں کیا ہے۔ ارے میاں کانگریس بھی ایک جماعت ہے جس میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔ آخر میونسپلٹی میں مسلمان جاتے ہیں یا نہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ میں مسلمان جاتے ہیں یا نہیں۔ کونسلوں میں جاتے ہیں یا نہیں

اصلی یہ مسلمان جانتے ہیں یا نہیں - ہمیں ان [illegible] کرتے ہیں اور تم ووٹ دیکر بھیجتے ہو۔ پھر وہاں یہ مسلمان کیا کرتے ہیں وہاں کام کرتے ہیں وہاں ہندو نہیں ہوتے تو مسلمان ہندوؤں کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ کر کام کریں - انگریزوں کے قوانین ہیں جاکر ہر قسم کے کھانے کھائیں - پارلیمنٹ میں جاکر ہندوستان کے ساتھ غداری کریں، اور وہاں [illegible] غداری کا ساتھ دیں وہ تو مسلمان اور جو مسلمان کانگریس میں ہیں جا کر ہندوؤں کے ساتھ جیل خانے جائیں ہتھکڑیاں پہنیں، چکیاں پیسیں وہ اسلام سے خارج، سبحان اللہ کیا سمجھا ہے۔ ارے احمقو تم میں کچھ عقل بھی ہے یا نہیں - کیا تمہاری سب کی عقلیں میاں فضل حسین اور لارڈ ولنگڈن پر قربان ہو گئیں تو بہر حال کچھ دنوں بیچارے کانگریسی مسلمان خطرے میں رہے اب آہستہ آہستہ پھر مسلمانوں کو عقل آرہی ہے کہ یہاں تمام دنیا میں مسلمان بدنام بھی ہوئے - ہندوؤں سے برے بھی ہوئے - اپنے وطنی بھائیوں سے دشمنی بھی مول لی اور ملا بھی خاک نہیں - اور یہ سرکار پرست کوئی سر ہو گیا - کوئی خان بہادر ہو گیا - اور ہم مفت میں آنکا رہے - یہی حال دیوبند کا ہے - جہاں کسی کو خوش عقیدہ دیکھا دیوبندی کہہ دیا اور دیوبندی جاہل مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے کوئی سی - آئی - ڈی کا آدمی - ایک صاحب مجھ سے فرمانے لگے آپ بھی دیوبندی ہیں، میں نے کہا اگر میں ترک موالات میں ہوتا تو تم پولیٹیکل کہہ دیتا۔ میں دہلوی ہوں کہو دیجیئے، میں پنجتوں سے دہلی میں رہتا ہوں - میں دیوبندی کیوں ہونے لگا - وہ مرزا داغ نے خوب کہا ہے۔

تم نے جادو گر اُسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ بنگالی نہیں

تو بھائی صاحب میں دہلوی ہوں دیوبندی نہیں ہوں - دیکھو خبردار مجکو دیوبندی نہ کہنا -

مومن خاں کا شعر

ہاں تو وہ مومن خاں اگرچہ اعتبار سے قابل تھے لیکن غالب پھر غالب ہے، لیجئے وہ پورا تمام دیوان ہی مومن خاں کو دینے پر آمادہ تھے اور وہ شعر کیا ہے جس پر مرزا صاحب ایسے لٹو ہو گئے تھے وہ بھی سن لو مومن خاں فرماتے ہیں -

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اب فرمائیے اس شعر میں کیا ہے لیکن کوئی غالب سے پوچھے کہ اس شعر میں کیا ہے - مولانا حالی کا شعر جو میں نے پڑھا ہے حفیظ سے یہ پوچھو اس میں کیا ہے سچ تو یہ ہے حالی نے خوب کہا ہے -

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا

وہ کہتے ہیں حضرت آمنہ خاتون کے پہلو سے کیا چیز ظاہر ہوئی - سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور حضرت مسیح کی بشارت ہویدا ہوئی حضرت ابراہیم نے جو دعا مانگی تھی اس دعا کے الفاظ نے اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کے الفاظ نے ایک صورت اختیار کرلی جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیا گیا یعنی دعا واقعی ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا -

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستاں کا اگرچہ جواب نہیں ہو سکا لیکن دو دو سطر جو تیسرے باب میں لکھی ہیں وہ دو سطریں تو ایسی ہیں کہ بڑے بڑے لوگ اپنی تمام تصانیف سعدی کی خدمت میں پیش کرنے کو تیار ہیں کہ سعدی ہماری تمام تصانیف لے لیں اور یہ دو سطریں ہم کو دیدیں - لیجئے وہ دو سطریں بھی سن لیجئے فرماتے ہیں - خواجہ سعدی در صفت یزداں حب نیک شد [illegible] - انصاف یوں ہے [illegible] بعض لوگوں نے تو قرآن شریف میں بھی فرق کیا ہے [illegible] قرآن شریف پورا کا پورا یکساں ہے - لیکن بلاغت و فصاحت میں بالآیتوں میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب فرماتے ہیں -

در بیان و در فصاحت کے بود یکساں سخن
گرچہ گویندہ بود چوں جاحظ و چوں اصمعی
در کلام ایزد بیچوں کہ وحی منزل است
کے بود تبت یدا مانند یا ارض ابلعی

شاعر کا معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ تبت یدا کا جواب ہو سکتا ہے کیونکہ بہتر جواب تو تبت کا بھی نہیں کہہ سکتا - لیکن خود تبت یدا اور قیل یا ارض ابلعی میں فرق ہے۔

حضرت عمر فاروق کا مطالبہ

صاحبو! جس طرح شاعری میں یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ شاعر کے منہ سے ایسا کلام نکل جاتا ہے کہ دوسرے لوگ اپنی تمام تصانیف پیش کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح نیکیوں کا حال ہے - بعض دفعہ انسان سے ایسی نیکی ہو جاتی ہے کہ لوگ اپنی تمام نیکیاں دے کر اس نیکی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ ابوبکر میری تمام نیکیاں لے لو اور ایک نیکی

اپنی مجھے دیدو - وہ ایک نیکی کونسی تھی جو حضرت عمر مانگا کرتے تھے وہ حضرت صدیق اکبر کا ہجرت کی شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اٹھا کر پنجوں کے بل چلنا تھا اور یہ اسلئے کیا گیا تھا تاکہ صبح کو کفار نقش قدم پر تعاقب نہ کریں - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر چلنا یہ ایسی بڑی اور قیمتی نیکی تھی کہ حضرت عمر اس پر سے تمام نیکیاں قربان کرنے کو آمادہ تھے۔

صائب کا واقعہ

اسی طرح صائب جو فارسی کا مشہور شاعر ہے اس کا واقعہ مشہور ہے - اُس نے ایک تربوز والے کو دیکھا کہ تربوز کی قاشیں لئے بیٹھا ہے اور آواز لگا رہا ہے - من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم - صائب اس مصرعہ کو سن کر تڑپ گیا اور اُس نے دوکاندار سے یہ مصرعہ لے لیا اور اس کے تمام تربوز خرید لئے اور اس مصرعہ پر ایک اور مصرعہ لگا کر اُس نے شعر بنا لیا -

من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم
لختے برد از دل گذرد ہر کہ زپیشم

یہ حضرت صائب صاحب ایک دن غیر معروف طریقہ پر ایک ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں لوگ مختلف شعراء پر رائے زنی کر رہے تھے انہوں نے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے صائب کا کلام بھی سنا ہے آپ کی صائب کے متعلق کیا رائے ہے - اُن لوگوں میں سے کسی نے بے ساختہ کہا آں قرم ساق خوب لی گوید - انہوں نے تعریف تو کی لیکن ایک گالی بھی چپکا دی اور بیچارہ صائب شرمندہ ہو کر رہ گیا - غرض میری یہ تھی کہ اہل ذوق کلام کی قدر کیا کرتے ہیں - مومن کے کلام کی قدر غالب نے اور مولانا حالی کے شعر کی قدر حفیظ جالندھری نے کی - اور صاحبو واقعہ بھی یہ ہے کہ مولانا حالی نے خوب ہی فرمایا -

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا

الفاظ و اعمال کا صورت اختیار کرنا

آپ جانتے ہیں اعمال اور اقوال صورت اختیار کر لیا کرتے ہیں، کیا آپ نے نہیں سنا کہ قبر میں نماز اور صدقہ سرہانے کی داہنی طرف ہوتا ہے اور روزہ بائیں طرف ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں بتاؤ روزہ کہاں ہے نماز کہاں ہے لیکن عالم برزخ میں ان کو شکل عطا کر دی جاتی ہے - تبارک الذی کو جانتے ہو جس کا نام سورۂ ملک ہے یہ آجی وہ انتیسویں پارے کی پہلی سورت ہے یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو قبر میں عذاب سے اس طرح بچاتی ہے جس طرح کوئی جانور اپنے بچوں کو پروں میں محفوظ کر لیتا ہے -

نادر شاہ کا قتل عام

جب دہلی میں نادر شاہ نے قتل عام کیا اور سنہری مسجد میں تلوار نکال کر بیٹھ گیا اس وقت بیدردی سے قتل عام کیا گیا کہ دہلی والوں کا خاتمہ کر دیا اس زمانہ کے ایک بزرگ سے لوگوں نے دریافت کیا حضور یہ کیا معاملہ ہے نادر شاہ جیسے بیدرد کو اس شہر پر کیوں مسلط کر دیا گیا تو انہوں نے فرمایا تھا شامت اعمال ما صورت نادر گرفت جس طرح نیک اعمال ایک صورت اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح برے اعمال بھی کوئی شکل اختیار کر لیتے ہیں - [illegible] اس کو برائی جانتے [illegible] سے بہت [illegible] جیل کو یہ [illegible] سلطان کو [illegible] ہوں - بہر حال یہ ایک معروف و مشہور چیز ہے کہ جو شخص [illegible] علم بھی ہو وہ اسکو جانتا ہے - ایک فارسی کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے -

بہار عکس رویش در چمن پیوستہ گل شد
خزاں از سینۂ ام گرفت و شکلے لبت بلبل شد
ز آتش گاہ سوز سینۂ ام دودے برون آمد
باد اد صبا گر دنش پیچید و کاکل شد

اسی مضمون کو ایک اور صاحب نے قلمبند کیا ہے -

نالۂ ما صورت گرفت و بلبل سا نغمند
لختہ ہائے دل بہ یکجا جمع شد گل ساختند
اشکہا از طاقت ما کم [illegible]
صبر ما بود تدرو، در [illegible] ساختند

تو کہتے بلبل کیا ہے وہ ہمارا نالہ اور فریاد کی ایک شکل ہے - اور جس کو گل کہتے ہیں وہ ہمارے دل کے ٹکڑے ہیں جنہوں نے ایک صورت اختیار کرلی ہے اور لوگ اُسے گل کہنے لگے ہیں - وہ کہتا ہے میری طاقت سلب کر کے محبوب کا غرور و تکبر بنا دیا ہے اور میرے دل کا صبر اس کی آنکھوں میں آنکھ کا سرمہ بنا کر لگا دیا گیا ہے یہ سب باتیں [illegible] متعلق کے چہرے کی بالیں بکر کاکل بن گیا - میرے عزیزو یہ ایک بڑی لمبی بحث ہے عالم مثال میں ہر شی کی ایک شکل ہے - اور خواب میں جو کچھ آپ دیکھتے ہیں اور اس کی تعبیر لیا کرتے ہیں اُس میں بھی اسی مسئلہ کو بڑا دخل ہے - مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب

میں دودھ پیا اور بچا ہوا حضرت عمر کو دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما - اس دودھ کی تعبیر میں آپ نے فرمایا او لتہ علما - دیکھئے علم کو دودھ کی شکل میں دکھایا گیا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں جو کچھ دیکھا وہ بھی یہی تھا - خدائی اور ماں باپ چاند سورج کی شکل میں نظر آئے - سوز برس تک جو خواب دیکھا اس کا مطلب یہی تھا کہ خشک سالی اور وہ سال جو ارزانی کے تھے اُن کو گائیوں کی صورت میں دکھایا گیا - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرے میں دفن ہونے والوں کو چاند کی شکل میں دیکھا - بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے اقوال و اعمال ایک شکل اختیار کر لیا کرتے ہیں -

کافر کی قبر میں ننانوے سانپ

اچھا آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ جب کوئی کافر اپنی قبر میں نکیرین کا جواب دینے سے قاصر ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے - نکیرین کا سوال تو جانتے ہو اُن کا سب سے پہلا سوال مردے سے قبر میں یہی ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے جب قبر میں مردہ آنکھ کھولتا ہے تو عصر کی نماز کا وقت اس کو تنگ معلوم ہوتا ہے وہ گھبرا کر کہتا ہے مجھکو نماز پڑھ لینے دو ورنہ نماز قضا ہو جائے گی نکیرین اس کو بتاتے ہیں کہ یہ دار العمل نہیں ہے عمل کا سلسلہ ختم ہو گیا اب تو دار الجزا میں ہے - بھلا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ عصر کی نماز کا وقت کیوں نظر آتا ہے، اجی آپ کیا بتائیں گے آپ کو خبر ہی کیا ہے، اگر اہل علم کی صحبت نصیب ہوتی تو شاید کچھ بتاتے - بھائی چونکہ عصر کا وقت کاروبار کا ہوتا ہے اس وقت اکثر لوگوں کی نماز قضا ہو جاتی ہے - جو شخص اس وقت کی نماز کو احتیاط کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسری نمازوں کا بھی خیال رکھتا ہوگا - گویا نماز عصر کے لئے اضطراب اور مردے کا گھبرا کر یہ کہنا عوتی اصلی اس امر کی علامت ہوتی ہے کہ یہ شخص نماز کا خیال رکھنے والا اور نماز پڑھنے والا ہے -

نکیرین کا پہلا سوال

اچھا یہ بات تو بتائیے کہ نکیرین سب سے پہلے یہ سوال کیوں کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے - نہ سلام نہ دعا نہ یہ دریافت کرنا کہ آپ کا مکان کہاں ہے، آپ کے مزاج کیسے ہیں - آتے ہی سب سے پہلی بات یہ کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ بھی نہ بتا سکیں گے کیونکہ علم کی بات سے تو آپ کو لگاؤ ہی نہیں میرے عزیزو یاد رکھو برزخ یوم میثاق کا سب سے پہلا پرچہ اور سب سے پہلا سوال یہی ہے - اور اسی پر دار و مدار ہے، اگر یہ پرچہ اچھا ہو گیا اور اس میں پورے نمبر آگئے تو سمجھو امتحان میں کامیاب ہو گیا - یہ دنیا ایک کالج یا سکول ہے جہاں اُس سبق کو یاد کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہو جو میثاق میں پڑھ کر آتے تھے - میثاق میں تم نے الست بربکم کا جواب بلیٰ دیا تھا - چونکہ سب سے پہلی بات تم کو یہی سکھائی گئی تھی اور اسی کا تم نے وعدہ کیا تھا اور اسی لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے کہ اس وعدے کو فراموش نہ کرنا اسی لئے قبر میں سب سے پہلے یہی سوال کیا جاتا ہے - گویا یوم میثاق کے وعدے کا امتحان قبر میں لیا جاتا ہے - اور اسی امتحان کی کامیابی پر یہ اعلان کیا گیا ہے - ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا - اب تو آپ سمجھ گئے کہ عالم قبر عالم میثاق کی ایک کڑی ہے - وہاں جو کچھ کہا تھا اس کو یاد دلانے کے لئے دنیا میں انبیاء تشریف لاتے تھے اسی کو قبر میں دریافت کیا جاتا ہے کہ یاد ہے یا فراموش کر گئے -

حضرت رابعہ بصریہ کا واقعہ

جن کو وہ سبق یاد ہے ان کی کیفیت یہ ہے کہ جب حضرت رابعہ سے قبر میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ملائکہ سے فرمایا میں تو اُس کو تمام عمر اپنا رب کہتی رہی مجھ سے کہا پوچھتے ہو مجھے تو یہ بتاؤ کہ اُس نے بھی کبھی مجکو اپنی بندی کہا یا نہیں - سچی ہم تمام عمر رب کہتے رہیں تو کیا ہے ہم کو تو سوائے اس کے چارہ ہی کیا ہے کہ ہم اس کو رب کہیں اور اگر ہم اس کو رب نہ کہیں تو اس کا بگڑتا بھی کیا ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ بھی ہم کو اپنا بندہ سمجھتے ہیں یا نہیں -

حضرت ابراہیم بن ادہم

حضرت ابراہیم بن ادہم نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کے مطاف میں دیکھا کہ وہ جب لبیک کہتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ تم کو مت پکارو، ہم تمہارا جواب دینا نہیں چاہتے تم ہمارے گھر میں کیوں آتے ہو ہمارا دروازہ بند کر دو کہ درون خانہ آئی - جب ہم تم سے بات نہیں کرنا چاہتے تم کیوں آیا کرتے ہو - حضرت ابراہیم نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر کہا جو کچھ میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اس نے کہا جناب کئی سال سے میرے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے جب پکارتا ہوں جب ہی جھڑک کر جواب دیتے ہیں حضرت ابراہیم نے کہا پھر تم کیوں آتے ہو جب صاحب خانہ ناراض ہے تو کیا فائدہ اس شخص نے ایک ٹھنڈا سانس لیکر کہا ابراہیم سچ کہتے ہو میری خودداری کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب وہ بات نہیں کرتے تو میں آنا چھوڑ دوں لیکن یہ تو بتاؤ کہاں کو چلا جاؤں، کہاں میرا تو سوائے اُن کے کوئی ٹھکانہ نہیں ان کو تو پکارنے والے بہت مل جائیں گے لیکن میرا تو اُن کے سوا کوئی سہارا نہیں -

بگزید یکے از در کاشی سیر تیا قت
بندہ در کہ رفت ہیچ عزت بنیا فت

برادران ملت! واقعہ یہی ہے، ہمارے رب کہنے سے اُن کی عزت افزائی نہیں ہے بلکہ وہ اگر بندہ بنالیں تو ہماری نجات ہو جاتی ہے - حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

بندہ حسن بصد زباں گفتہ کہ بندۂ توام
تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی
اے تو بجن بادشاہ بندہ نواز کیستی
بردہ ما ہمیں دری محرم راز کیستی

یہ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا اثر ہے - دیکھا آپ نے حضرت حسن نے کس خوبی سے اپنی بندگی اور بیچارگی کا اعتراف کیا ہے - ہاں تو رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب آپ نے سن لیا اب ذرا شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ کیجئے - فرماتے ہیں -

گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست
گویم آنکس کہ ربود ایں دل دیوانۂ ما

حضرت کی طرف ایک دیوان منسوب ہے اُس میں آپ کی یہ مشہور غزل ہے -

بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما

سبحان اللہ کیا مزے کا اثبات اور کس مزے کی نفی ہے - قربان جائیے -

فتنہ انگیز مشو کاکل مشکیں بکشا
تاب زنجیر نہ دارد دل دیوانۂ ما

مجھے تشویشات مختلفہ کی زنجیروں میں نہ جکڑئیے کہیں ایں اکثر یت میں مبتلا ہو کر احدیت سے غافل ہو جاؤں -

خیر صاحب جو لوگ نکیرین کا جواب دینے والے ہیں ان کا تو ذکر ہی کیا کرنا ہے ایک بد نصیب طبقہ وہ بھی ہے جو نکیرین کے جواب میں کہتا ہے - ھاھا لا ادری ان کمبختوں کے اس مایوس کن جواب کے بعد ان کی قبر میں ننانوے سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں - بس اب میں دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ ننانوے کی تعداد کیوں ذکر کی گئی، ذرا بتاؤ جلدی - ارے بھائی اللہ تعالیٰ کے نام کتنے ہیں، ذرا پڑھو - یا اللہ - یا رحمان - یا رحیم - یا سلام - یا قدوس - دیکھو یہ نام ننانوے ہیں کافر چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا منکر ہے اسلئے ہر صفت کے انکار نے ایک سانپ کی شکل اختیار کرلی ہے - اب پڑھو حالی کا شعر

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کے الفاظ کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا یہ ہے میلاد شریف - ایک تمہارے یہ جاہل اور قصہ گو میلاد خواں میلاد پڑھا کرتے ہیں - اچھا وہ دعائے خلیل سنئے - حضرت خلیل جب وادی غیر ذی زرع کو آباد کر چکے اور اللہ کے گھر کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ان کو اس آبادی کی روحانی تربیت کی فکر ہوئی - رزق کی دعا تو پہلے ہی کر چکے تھے، یہ فرمایا - ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتک ویعلمہم الکتب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم - یہ الفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں جو انہوں نے بنائے کعبہ سے فارغ ہو کر اپنی دعا میں کہے تھے - اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا کو لفظ بلفظ پورا کر دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام کو مبعوث کیا تو فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین - جو اوصاف حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں ذکر کئے تھے وہی اوصاف اللہ تعالیٰ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے - تو حضور کی ذات اقدس کیا ہے، حضرت خلیل کی دعا ہے - دہلی کے ایک مشہور شاعر مولانا راسخ فرماتے ہیں -

سمجھ لیں داعی خیر البریہ جدا مجد کو
اسے مدعو خلیل اللہ کی ان کو دعا سمجھیں

اچھا صاحب حضرت مسیح کی بشارت کے الفاظ ملاحظہ کیجئے - دیکھئے سورۂ صف اٹھائیسواں پارہ - و اذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد - اب مطلب یہ ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت نے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا نے ایک شکل اختیار کرلی تھی اور اس شکل کا ہی نام نبی آخر الزماں ہے -

(باقی آئندہ)

۹/اپریل ۱۹۳۲ء

۹/اپریل ۱۹۳۲ء

جمعیۃ علماء ہند کے دوسرے ڈکٹیٹر مولانا بشیر احمد صاحب کی گرفتاری

شب کے دو بجے دفتر جمعیۃ پر پولیس کا چھاپہ

دہلی ۷/اپریل۔ اطلاع ملی ہے کہ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند و قائم مقام پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کل شب کے دو بجے دفتر جمعیۃ علمائے ہند میں گرفتار کر لئے گئے۔ آپ گذشتہ شب کو ساڑھے بارہ بجے میرٹھ سے دہلی تشریف لائے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ جس وقت آپ اسٹیشن دہلی پر پہونچے تو اسی وقت سی۔ آئی۔ ڈی نے نگرانی شروع کر دی۔ اور دو بجے رات کو جبکہ آپ آرام فرما رہے تھے چودھری عبدالستار صاحب سب انسپکٹر پولیس نے ۱۲ سپاہیوں سے مسلح پولیس کے ساتھ دفتر جمعیۃ علماء پر چھاپہ مارا اور دروازہ کھولنے کا انتظار کئے بغیر وارنٹ دکھائے پولیس اندر داخل ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ جب حضرت مولانا کو بیدار کیا گیا اور پولیس کی آمد کی اطلاع دی گئی تو آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ پولیس کا استقبال کیا۔ آپ کو کوئی وارنٹ وغیرہ نہیں دکھایا گیا بلکہ دریافت کرنے پر یہ بتایا گیا کہ حضرت مولانا کی گرفتاری دفعہ ۱۷ ضابطہ ایمرجنسی پاور آرڈیننس کے ماتحت عمل میں آئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے آپ کو اسی وقت کوتوالی پہنچا دیا۔

الجمعیۃ دہلی ۱۳/مارچ ۱۹۳۶ء ۲

مسلمانوں کی فلاح و صلاح اجتماعی زندگی کی تنظیم پر موقوف ہے

قرآن کریم کی روشنی میں ایک کامیاب لائحہ عمل

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا خطبہ عید الاضحیٰ

اس دفعہ کلکتہ "میدان" میں عید الاضحیٰ کی تقریب میں اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ اس سے پیشتر اس کی مثال موجود نہیں، انسانوں کا ایک جنگل تھا جو دور تک پھیلا ہوا تھا۔ نماز کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ ریڈیو کے ذریعے ہندوستان بھر میں سنا گیا۔ خطبہ مسنونہ اور انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ کی خدمات اسلامی کے تعارف کے بعد مولانا نے فرمایا:۔

پہلے میری آواز اس میدان میں ایک محدود حلقہ تک پہنچتی تھی گزشتہ چند سالوں سے پورے میدان میں انجمن کی مساعی اور سائنس کی ایک مفید ایجاد کی امداد سے پہنچنے لگی۔ لیکن اس مرتبہ جیسا کہ مجھے یقین دلایا گیا ہے۔ میری آواز ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ رہی ہے بلکہ اس مرتبہ مجھے اس بات کا بھی یقین دلایا گیا ہے کہ ہمالیہ کی چوٹیاں، سمندر کی موجیں اور صحرائے عرب کے بگولے بھی میری آواز روک نہیں سکتے ہیں۔ بمبئی کلکتہ سے تیرہ سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ پشاور پندرہ سو میل دور ہے۔ لیکن میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے کانوں سے تمہارے دل کی دنیا کتنی دور ہے؟ میری آواز تمہارے کانوں کے پردے سے ٹکرا کر رہ جاتی ہے اور دل کوئی اثر قبول نہیں کرتا۔ وہ دل جن پر تم نے قفل چڑھا لئے ہیں۔ حالانکہ میرے مخاطب تمہارے کان نہیں بلکہ تمہارے دل ہیں۔

۱۹۰۶ء میں والد مرحوم کی موجودگی میں سب سے پہلے اس مقام سے اسی منبر پر سے میری ایک ہی آواز جو حقیقت کی آواز ہے بلند ہوئی۔ اور آج ۱۹۳۶ء میں پورے تیس برس کا قرن گزر چکا ہے باستثنا چند سالوں کے جبکہ وقت کے ابر اور ملک کی نازک صورت حال نے جبراً مجھے کلکتہ سے دور و معذور رکھا تھا۔ میں اسی حقیقت کا اعادہ کرتا رہا ہوں اور تمہیں توجہ دلاتا ہوں لیکن تم نے اب تک میری ایک بات نہ سنی۔ یہی وجہ ہے کہ آج میں تمہارے دل کا نام نہیں لیتا۔ تمہارے کانوں تک اپنی صدائیں پہنچاتا ہوں۔ کیونکہ تم نے اپنے دلوں پر غفلتوں کے اتنے پردے ڈال لئے ہیں اور اتباع زر عرفان کے اس مرکز پر اتنے قفل چڑھا لئے ہیں کہ اس دل کو جسے تم آج عید کے پر تکلف کپڑوں میں چھپائے بیٹھے ہو مخاطب نہیں کر سکتا۔

نماز

جانتا ہوں کہ تم نے ہمیشہ میری بات ٹھکرائی ہے لیکن تم میری بات سے انکار نہیں کر سکتے، کیونکہ میری بات سے انکار حقیقت سے انکار ہے۔ اور تم حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ تم نے میری بات سے انکار کر کے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ حقیقت سے انکار کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں سراسر حقیقت ہے۔ تم نے میری بات سے انکار کر کے اپنی اجتماعی عزت کو صدمہ پہنچایا۔ حقیقت سے انکار کر کے کوئی شخص کسی طرح کی عزت نہیں حاصل کر سکتا۔ سن رکھو کہ حقیقت میرے ساتھ ہے۔ حقیقت میری آواز ہے۔ اور وہ کسی طرح ٹھکرائی نہیں جا سکتی ہے۔ تم نے صبح شباب کی بات نہ سنی۔ تم نے میرے دورِ جوانی کی گفتگو نہ سنی۔ کیا اب شام زندگی کی نصیحت بھی نہ مانو گے؟

جس حقیقت کو ایک مدت سے میں تمہارے سامنے رکھتا آیا ہوں آج پھر اسی حقیقت کو تمہارے کانوں تک پہنچاتا ہوں۔ اور کیا اتنے بڑے انسانی ہجوم میں چند انسان بھی ایسے نہیں جن کے دلوں کی صلاحیت اس حقیقت کو قبول کر سکے؟ میں پورے تیس برس کے غور و فکر کے بعد جس کی کوئی صبح اور شام ایسی نہیں گزری کہ میں نے پوری توجہ اور پوری دلسوزی کے ساتھ غور و فکر نہ کیا ہو۔ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و صلاح بجز اس کے کسی دوسرے معاملات پر موقوف نہیں ہے جو قرآن کے ہر صفحہ پر لکھا

ہوا تم دیکھو گے اقامۃ الصلوٰۃ وایتاء الزکاۃ اور یہی وہ مسائل ہیں جن کو تم نے سب سے زیادہ غفلت کے حوالے کر رکھا ہے۔ قرآن کریم نے اسی مسئلہ پر سب سے زیادہ زور دیا۔ سب سے زیادہ تاکید کی۔ مگر آج انہی دونوں مسائل کو تم نے سب سے زیادہ پس پشت ڈال دیا ہے۔ سب سے زیادہ غفلت وہ غفلت جو انکار تو نہیں لیکن قریب انکار ضرور ہے۔ انہیں غفلت کے نذر کر رکھا ہے۔ حالانکہ کفر و اسلام کے امتیاز کے سلسلہ میں بھی اسی نماز زکوٰۃ کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ فاخوانکم فی الدین وہ اگر پچھلی بداعمالیوں سے تائب ہو جائیں نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ کی پابندی کا اقرار کریں تو وہ بھی تمہاری برادری میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شرط اسلام انحصار ہمارا اسلام نیک عملی کے ساتھ ساتھ مشروط ہے۔ قیام صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ سے۔ غور کرو گے تو خود سمجھو گے کہ اسلامی اعمال و احکام قطعاً اجتماعیت کے حامل ہیں۔ اسلام اپنے حلقہ بگوش افراد سے خود انہی کے مفاد کے لئے چاہتا ہے کہ ان کا ہر عمل اجتماعی ہو۔ اسی لئے فرض قرار دیا گیا کہ نماز ہر مسلمان باستثنا حالت مجبوری جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اگر مشاغل معاش و ذرائع روزی مخل ہوں تو لازم ہے کہ کم سے کم ایک وقت کی نماز ضرور ہر مسلمان جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

زکوٰۃ

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی حکم ہے مسلمانوں کی زکوٰۃ بھی اجتماعی صورت سے ادا کی جائے۔ کچھ پرواہ نہیں اگر پورے شہر کی تنظیم نہیں ہو سکتی۔ اور میں آج اس غلط فہمی کی بھی تردید کئے دیتا ہوں جو بعض حلقوں میں خاص طور پر جاری ہے کہ اس کے لئے امارت کی شرط ہے۔ امارت کی قطعاً کوئی شرط نہیں۔ البتہ وہ ایک اعلیٰ صورت ہے۔ لیکن اگر امارت حالات کا تقاضا یا حیل کے اثر سے بعید الامکان یا ناممکن ہے تو اس چیز کو جائز بنا یا جائز بہانہ بنا کر اللہ کے ایک واضح، صریح اور تاکیدی حکم میں لیت و لعل، حیل و حجت یقیناً قابل سخت مواخذہ، قابل سخت وعید ہے جو لوگ فرداً فرداً زکوٰۃ اپنے طور پر ادا کرتے ہیں میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ درست نہیں ہے۔ اور آج میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں اور اس منبر پر سے اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں کہ یہ زکوٰۃ جو انفرادی طور پر ادا کی گئی ہے درست نہیں ہے بلکہ صحیح اور واضح یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ہی نہیں ہے کوئی دوسرا نام دیا جا سکتا ہے، زکوٰۃ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

اجتماعیت

پس جب تک تم بحیثیت مسلمان، اجتماعی طور پر قرآن کے حکم اور منشائے فطرت کے ماتحت اپنے اعمال خصوصاً نماز و زکوٰۃ کو تنظیم کے ساتھ ادا نہیں کرتے، تم سے وہ تمام دینی برکات اور وعدے، جن کی تم کو تلاش ہے ہمیشہ تم سے دور رہیں گے اور جس دن تم نے اجتماعی شکل اور اعمال میں اجتماعی حسن نظام پیدا کر لیا۔ یقین کرو کہ چھینی ہوئی تمام دولت تم کو پھر سونپ دی جائے گی۔

میں تم سے آج پھر تاکید کرتا ہوں کہ اپنے اعمال میں اجتماعیت کی صورت پیدا کرو۔ شہر اور ہر قصبہ و محلہ میں کم سے کم پانچ آدمیوں کی ایک جماعت بنا لو۔ چھ بھی نہیں صرف پانچ۔ جو زکوٰۃ کی تحصیل و

تنظیم کرے۔ اور اسے پوری ذمہ داری اور باقاعدگی کے ساتھ صرف کرے۔ تم دیکھو گے کہ بہت جلد پورا محلہ بلکہ پورا شہر تمہاری کمیٹی کا ممبر بن جائے گا۔ اور یہ ایک قابل تقلید نمونہ بن جائے گا جب پر عامل ہو کر خیر و برکت کے متلاشی اپنی سعادتوں اور گمشدہ متاع دولت و حشمت ڈھونڈیں گے۔ کیا تم میں ایسے پانچ دل بھی نہیں ہیں۔ جو میری بات بگوش دل سن سکیں؟

کامیابی کی بنیاد

یاد رکھو! محض فکری وسائل سے تم اپنے کھوئے ہوئے وقار اور دولت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بنیادی چیز جس کو تم نے اپنی غفلتوں اور گمراہیوں کی نذر کر دیا ہے یعنی عمل اور عمل اجتماعی۔ جب تک اس پر استوار اور مضبوطی کے ساتھ قائم نہیں ہوتے۔ تم کو اس وقت تک کھویا ہوا وقار یا چھینی ہوئی دولت واپس نہیں ہو سکتی۔ فکری وسائل کو محض دماغ کے اندرونی رنگ و روغن سمجھو۔ باہر کا رنگ و روغن عمل ہے۔ باہر کی دیواریں جب ہی رنگین ہوں گی کہ عمل کا رنگ و روغن ابھر آئے۔ اور عمل میں رنگ و روغن جب ہی پیدا ہوگا۔ جب جڑ اور بنیاد مضبوط رکھو گے۔ تم کسی درخت کو ہرا بھرا سبز و شاداب رکھنے کے لئے شاخوں اور پتوں میں پانی ڈالو گے تو درخت ہرگز سرسبز نہ ہوگا۔ البتہ اگر تم جڑ میں پانی دو گے اور اس کو ہرا بھرا رکھو گے تو تمام درخت سبز، شاداب، اور بار آور رہے گا۔ لہٰذا اگر تم اپنے کھوئے ہوئے وقار اور دولت کی واپسی کی کھوج میں ہو۔ اگر تم موجودہ پستی سے بام رفعت پر دوبارہ پہونچنا چاہتے ہو تو جڑ بنیاد اور اصل کی شادابی کی فکر کرو۔ یعنی اپنی نمازوں پر استوار ہو جاؤ۔ اور اجتماعی شکل میں زکوٰۃ کی تنظیم و تقسیم پر قائم و عامل ہو کہ یہی دونوں اصل و بنیاد ہیں۔ اور انہیں پر مضبوطی کے ساتھ قائم و عامل ہونے پر کھوئی ہوئی دولت کی واپسی کا مدار ہے۔

ھذا۔ وان احسن الکلام۔ کلام اللہ الملک العلام فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ وا ولئک ھم المفلحون۔

حضرت سحبان الہند مولانا الحاج حافظ ...

دوسری تقریر ...

قارئین الجمعیۃ کیلئے یہ خبر ضرور موجب مسرت ...
صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی دوسری تقریر سیرت ...
میں بالاقساط شائع ہو رہی تھی اب کتابی شکل ...
تقریر سیرت سے ضخامت میں بہت زیادہ ہے ...
زائد ہوگا۔ تین سو صفحات سے زیادہ کی ضخا...
شائع نہیں ہوا ہے وہ بھی اس کتاب میں ش...
اور اس کے بعد بہت جلد طباعت کا اہتما...
جو حضرات پہلی تقریر سیرت کو ملاحظہ ...
اور سلاست و لطافت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ...
حضرت مولانا کی تمام خصوصیات کا حامل ہے ...

ملتان جیل میں صدر و ناظم جمعیۃ العلماء سے ملاقات

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کی تشریف آوری

پیشہ وروں کے متعلق روایات کی تنقید

فضیلت کا مدار تقویٰ اور ایمان ہے نہ کہ مختلف پیشے

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا مبسوط اور مفصل فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل احادیث کے متعلق (جن کو مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے اپنی ... اسلامی کی حقیقت میں نقل فرمایا ہے) آیا یہ صحیح ہیں یا ضعیف یا موضوع مفصل جواب مع حوالہ کتب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) اکذب الناس الصباغ۔ کنز العمال کتاب البیوع صفحہ ۲ ج ۲ بروایت دیلمی

(۲) اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد این خونۃ اللہ فی الارض فیؤتی بالحاسبین والصیارفۃ والحاکۃ۔ (کنز العمال صفحہ ۲ بروایت دیلمی)

(۳) شرار امتی الصائغون الصائغون۔ کنز العمال ج ۲

(۴) قال کعب لا تستشیروا الحاکۃ فان اللہ تعالیٰ سلب عقولہم ونزع البرکۃ من کسبہم لان مریم علیہا السلام مرت بجماعۃ من الحیاکین فسألتہم عن الطریق فدلوہا علی غیر الطریق فقالت نزع اللہ البرکۃ من کسبکم۔

(المستطرف جلد ۲ صفحہ ۵۲)

(۵) وھبت خالتی فاختۃ بنت عمرو غلاما فامرتھا ان لا تجعلہ جازرا ولا صائغا ولا حجاما۔ (کنز العمال ج ۲)

الجواب

حدیث اوّل

اکذب الناس الصباغ۔ کنز العمال میں بروایت دیلمی نقل کی گئی ہے۔ غالباً اس سے مسند فردوس دیلمی مراد ہے۔ مسند فردوس دیلمی میں ضعیف۔ منکر، بلکہ موضوع حدیثیں موجود ہیں اس لئے مسند فردوس دیلمی کی کوئی روایت جب تک کہ اس کی صحت سند ثابت نہ کر دی جائے قابل استناد نہیں۔ بستان المحدثین میں ہے۔ دیلمی در اتقان معرفت وعلم او تصورے است در صحیح وسقیم احادیث تمیز نمیکند وبہذا درین کتاب او موضوعات وواہیات تودہ تودہ مندرج است۔ انتہیٰ (اتحاف النبلاء صفحہ ۱۱۶)

اور سند سے قطع نظر کر لی جائے تو حدیث کے لئے کوئی صحیح معنی متعین نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ "رنگریز تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں" حالانکہ یہ بات واقعہ کے مطابق نہیں بلکہ جس قسم کا جھوٹ اس نوع کے دیگر پیشوں میں ... رنگریز کے ساتھ خاص نہیں ... بلکہ ... دوسرے پیشے والے رنگریز سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ حدیث ایک جملہ خبریہ ہے جو صرف بیان واقعہ پر محمول ہو سکتی ہے۔ انشاء پر حمل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور بیان واقعہ کا واقعہ کے مطابق ہونا صحت وصدق حدیث کیلئے ضروری ہے۔

اور حدیث کے یہ معنے بھی نہیں لئے جا سکتے کہ صباغ کے لئے کاذب ہونا لازم ہے کیونکہ صباغ اور کاذب میں ملازمت کی نہ کوئی شرعی وجہ ہے نہ عقلی ونہ ادعی فعلیہ البیان اور یہ بھی معنے نہیں ہو سکتے کہ تمام صباغ عادی طور پر کاذب ہوتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے صباغ خدا کے نیک بندے اور متقی و پرہیزگار گذرے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوں گے۔ اور اس حدیث کو صباغی کے پیشہ کی تنقیص یا مذمت میں پیش کرنا تو کسی طرح بھی درست نہیں زیادہ سے زیادہ اس کذب کی مذمت نکلتی جو پیشہ وروں کی طرف سے پایا جاتا ہے اور یہ حدیث بشرط ثبوت وصحت پیشہ وروں کے لئے تحذیر کے طور پر فرمائی گئی ہوگی تاکہ وہ جھوٹ اور وعدہ خلافی سے بچیں۔ نہ اس لئے کہ دوسرے لوگ اس کو پیشہ وروں کی تنقیص ومذمت کے لئے استعمال کریں۔

حدیث دوم

اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد این خونۃ اللہ فی الارض فیؤتی بالحاسبین والصیارفۃ والحاکۃ۔

یہ حدیث بھی مسند فردوس دیلمی کی ہے اور ناقابل استناد ہے۔

[illegible]

اس لئے ان کا ذکر کرنا اور دوسروں کو ذکر نہ کرنا اور ان کے پیشوں کے نام سے ذکر کرنا کچھ نامناسب نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن جب خدا کے خائنوں کی پیشی کے لئے پکار ہوگی تو تمام خائن پیش کئے جائیں گے جن میں منشر کین اور ان تینوں کے علاوہ دوسرے خائنین کی یقینی اکثریت ہوگی۔ اور اس خیانت کا جو عقیدہ کے ساتھ اور نفوس کے قتل وغارت کے ساتھ متعلق ہے ذکر یقیناً زیادہ ضروری اور اہم تھا۔

اور اس۔ سب کے بعد بھی اس کی غرض مذمت خیانت ہو سکتی ہے نہ تنقیص پیشہ وران۔ اگر کوئی بُھیڑا کوئی صراف کوئی نور باف دیانتدار متقی پرہیزگار ہو تو باوجود ان پیشوں کے غیر متقی خائن سے زیادہ افضل زیادہ شریف ہے اگرچہ منہ الذکر کسی عرفی اونچی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔

حدیث سوم

شرار امتی الصائغون الصائغون وفی نسخۃ الصائغون الصباغون

یہ بھی کنز العمال میں دیلمی سے ہی منقول ہے۔ کنز العمال میں دو نوں نسخے موجود ہیں ایک میں دستکار اور سنار مذکور ہیں اور دوسرے میں سنار اور رنگریز۔ اس حدیث میں دستکار۔ سنار۔ رنگریز کو شر الناس فرمایا گیا ہے یعنی تمام آدمیوں میں بدترین اور بدترین ہونے کی کوئی خاص وجہ بیان نہیں کی گئی جیسی کہ حدیث ... میں کذب اور حدیث دوم میں خیانت ذکر کی گئی تھی۔ تو اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کا ظاہری مطلب یہ ہوگا کہ نفس صنعت یا صباغی یا سنار ہونا ہی آدمی کو بدترین بنا دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون باطل ہے اس لئے یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کے قریب قریب یہ حدیثیں ہیں جن کے موضوع ہونے کی تصریح ہے ویل للصانع من غد وبعد غد یعنی خرابی ہے

[illegible]

اور طویل حدیث ہے جو ابن عدی نے بروایت انس ذکر کی ہے۔ قال کنت یوما مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما تفرق اصحابہ فقال یا ابا حمزۃ قم بنا ندخل السوق فنربح ویربح منا فقام وقمت معہ حتی صرنا الی السوق فاذا نحن فی اول السوق برجل جزار شیخ کبیر قائم علی بیعہ یعالج من وراء ضعف فوقعت لہ فی قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقۃ فہم ان یقصدہ ویسلم علیہ ویدعو لہ اذ ہبط علیہ جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ یقرأ علیک السلام ویقول لک لا تسلم علی الجزار فاغتم من ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ دری ای سریرۃ بینہ وبین اللہ اذ منعہ منہ فانصرف وانصرفت معہ ولم یدخل فلما کان من غد لتفرق اصحابہ فقال قم بنا ندخل السوق فننظر ای شیئ حدث اللیلۃ علی الجزار فقام وقمت معہ حتی جئنا الی السوق فاذا نحن بالجزار قائما علی بیعہ کما رأیناہ بالامس فہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقصدہ ویسالہ ای سریرۃ بینہ وبین اللہ اذ منعہ عنہ فہبط علیہ جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ یقرأ علیک السلام ویقول لک سلم علی الجزار فقال لہ حبیبی جبرئیل امس منعتنی منہ والیوم امرت بہ قال نعم یا محمد ان الجزار اللیلۃ وعکتہ الحمی وعکا شدیدا فسال ربہ وتضرع الیہ فقبلہ علی ما کان منہ فاقصدہ یا محمد وسلم علیہ وبشرہ بان اللہ تعالیٰ قد قبلہ علی ما کان منہ فقصدہ وسلم علیہ وبشرہ وانصرف وانصرفت معہ انتہی موضوع وافۃ دینار

(اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ)

اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرام کے متفرق ہو جانے کے بعد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اکیلا رہ گیا تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ابو حمزہ ہمارے ساتھ چلو بازار چلیں تاکہ کچھ نفع حاصل کریں اور ہم سے دوسروں کو نفع پہنچے تو حضور بھی کھڑے ہوئے اور میں بھی حضور کے ساتھ کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ ہم بازار پہنچے۔ بازار کے ابتدائی حصے میں ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا قصاب اپنی بیع کا کاروبار کر رہا ہے اور ضعف کی وجہ سے بہت مشقت اور تکلیف سے کام کرتا ہے۔ تو حضور کو اس کی حالت پر رحم آیا اور ارادہ فرمایا کہ اس کے پاس جا کر اس کو سلام کریں اور اس کے واسطے دعا فرمائیں سو فوراً حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ قصاب کو سلام نہ کریں حضور کو اس بات سے بہت پریشانی اور فکر ہوئی کہ خبر نہیں اس قصاب کے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا کونسا معاملہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکو سلام کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے سے روکدیا بہرحال حضور اس کے پاس نہیں گئے اور واپس چلے آئے۔ میں بھی واپس آگیا۔ پھر کل کو جب تمام صحابہ حضور کی خدمت سے علیحدہ ہو گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا۔ اٹھو بازار چل کر دیکھیں کہ قصاب پر رات میں کیا گذری۔ چنانچہ ہم دونوں بازار پہنچے دیکھا کہ قصاب کل کی طرح بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جا کر اس سے اس معاملے کا پتہ لگائیں جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو اسے سلام کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ قصاب کو جا کر سلام کرو۔ تو حضور نے جبرئیل سے فرمایا کہ میرے دوست کل تو تم نے مجھے منع کیا تھا اور آج سلام کرنے کو کہتے ہو تو جبرئیل نے عرض کیا ہاں اے محمد قصاب کو رات بہت سخت بخار چڑھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور تضرع وزاری بجا لایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کے کرتوت سے درگذر فرمایا۔ اے محمد اب تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو اور یہ خوشخبری بھی دیدو کہ تیری کرتوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی چنانچہ حضور اس کے پاس گئے اور اس کو سلام کیا اور اسے خوشخبری دی۔

لآلی مصنوعہ میں اس حدیث کو ذکر کر کے اسے موضوع بتایا ہے اور کہا کہ اس میں ایک راوی دینار نامی ہے اسی کی یہ آفت لائی ہوئی ہے یعنی اسی نے یہ حدیث گھڑی ہے گھڑنے والے نے غالباً یہ حدیث قصابوں کی مذمت کے لئے گھڑی ہے اور نہایت ہوشیاری سے بنائی ہے کہ بظاہر قصاب کی تعریف ہے اور اس کی دعا قبول ہونے کی بشارت ہے لیکن پڑھنے والا اغیر معلوم طریق پر قصابوں کی مذمت اور اس پیشے کی منقصت کا خیال لے کر اٹھیگا کہ پہلے دن جو حضور کو سلام کرنے اور دعا دینے سے منع کیا گیا۔ اس کی وجہ اس کا یہ پیشہ ہی ہوگا کیونکہ جبرئیل کے یہ الفاظ بتائے گئے کہ لا تسلم علی الجزار کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ قصاب کو سلام نہ کریں۔ اور دوسرے دن جو سلام کرنے کی اجازت دی گئی وہ اس کی بیماری کی دعا وزاری کا کرشمہ قرار دیا گیا اسیں بھی یہ کہہ دیا کہ باوجود ان اعمال کے جو اس سے سرزد ہو رہے ہیں۔ اور ان اعمال کا کوئی ذکر حدیث میں نہیں۔ حدیث میں صرف یہ ہے کہ وہ قصاب تھا اور اپنا کاروبار (گوشت فروشی) کر رہا تھا۔ تو ہر پڑھنے والے کا خیال اسی طرف جائے گا کہ قصاب ایسے ذلیل یا خدا کے مبغوض ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل کے ذریعہ سے انہیں سلام کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے سے روکا گیا۔

ایک اور حدیث ہے جو غلہ کی تجارت کی مذمت میں بیان کی جاتی وہ یہ ہے من تمنی الغلاء علی امتی لعلۃ احبط اللہ عملہ اربعین سنۃ۔ یعنی جو شخص کسی وجہ سے یہ تمنا کرے کہ امت محمدیہ پر نرخ کی گرانی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال حبط کر دیگا۔ لآلی مصنوعہ میں اس کو موضوع بتایا ہے۔ ایک اور حدیث ہے من ادرک منکم زمانا تطلب فیہ الحاکۃ العلم فالہرب الہرب۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پائے جس میں نور باف علم طلب کریں یعنی علم پڑھیں تو بھاگنا بھاگنا۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کو موضوع کہا ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ یخرج الدجال ومعہ سبعون الف حائک یعنی دجال نکلیگا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جلاہے ہوں گے۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کو موضوع کہا ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ لا تشاوروا الحجامین والحاکۃ ولا تسلموا علیہم یعنی سینگی لگانے والوں اور جلاہوں سے نہ مشورہ کرو اور نہ ان کو سلام کرو۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کے متعلق لکھا ہے فیہ احمد بن عبد اللہ من الکذابین یعنی اس کی سند میں احمد بن عبد اللہ راوی ہے جو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ ایک اور حدیث ہے من اطلع فی طرز حائک خف دماغہ ومن کلم حائکا بخر فمہ ومن مشی مع حائک ارتفع رزقہ ہم الذین بالوا فی الکعبۃ وسرقوا غزل مریم وعمامۃ یحیی بن زکریا وسمکۃ عائشۃ من التنور واستدلتہم مریم علی الطریق فدلوہا علی غیر الطریق۔ یعنی جو شخص جلاہے کی گرہ میں نظر کریگا اس کا دماغ ہلکا یعنی کم ہو جائے گا اور جو جلاہے سے بات کریگا وہ گندہ دہن ہو جائیگا اور جو جلاہے کے ہمراہ چلے گا اس کا رزق اٹھ جائے گا جلاہے ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کعبہ میں پیشاب کیا تھا اور حضرت مریم کا سوت اور حضرت یحیٰی بن زکریا کا عمامہ چرایا تھا اور حضرت عائشہ کی مچھلی تنور میں سے چرالی تھی۔ اور حضرت مریم نے ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے الٹا راستہ بتا دیا۔ تذکرۃ الموضوعات میں کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور اس کا ایک اور طریق بھی ہے جو دیلمی نے روایت کیا ہے۔ ایک اور حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی جاتی ہے لا تستشیروا الحاکۃ ولا المعلمین فان اللہ تعالیٰ سلبہم عقولہم ونزع البرکۃ من کسبہم یعنی جلاہوں اور میانجیوں یا معلموں سے مشورہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان کی کمائی سے برکت اٹھالی ہے اس کو بھی تذکرۃ الموضوعات میں موضوع کہا ہے۔

حدیث چہارم

قال کعب لا تستشیروا الحاکۃ فان اللہ تعالیٰ سلب عقولہم ونزع البرکۃ من کسبہم لان مریم علیہا السلام مرت بجماعۃ من الحیاکین فسألتہم عن الطریق فدلوہا علی غیر الطریق فقالت نزع اللہ البرکۃ من کسبکم۔ یعنی کعب نے کہا کہ جلاہوں سے مشورہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان کی کمائی میں سے برکت نکال لی ہے اس لئے کہ حضرت مریم علیہا السلام جلاہوں کی ایک جماعت پر گزریں اور ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے غلط راستہ بتا دیا تو حضرت مریم علیہا السلام نے ان کو بد دعا دی کہ خدا تمہاری کمائی سے برکت نکال لے۔ کتاب نہایۃ الارب فی غایات النسب میں تو اس کو مستطرف سے نقل کیا ہے۔ لیکن میں نے حدیث نمبر ۳ کے بیان کے ذیل میں جو احادیث نقل کی ہیں ان میں سے حدیث نمبر (۹) اور نمبر (۱۰) اور نمبر (۱۱) میں یہ مضمون موجود ہے بلکہ نمبر (۱۱) میں جلاہوں کے ساتھ مکتبوں کے میانجی بھی شامل کر لئے گئے ہیں اور اگر لفظ معلمین کو اپنے عموم پر رکھا جائے کہ ہر علم سکھانے والا مراد ہے تو پھر تو حدیث کے مضمون کی قباحت کی کوئی انتہا ہی نہیں رہتی کیونکہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام معلمین کی جماعت میں شامل بلکہ اصل معلم تو وہی حضرات ہیں۔ الغرض اس مضمون کی حدیثیں مرفوعا بھی مروی ہیں جو موضوع ہیں اور اگر کعب کا اپنا مقولہ ہو جیسا مستطرف سے نہایات الارب میں نقل کیا گیا ہے تو ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ اصول شرعیہ اور قوانین عقلیہ اور مشاہدات روزمرہ کے خلاف ہے۔

حدیث پنجم

وھبت خالتی فاختۃ بنت عمرو غلاما فامرتھا ان لا تجعلہ جازرا ولا صائغا ولا حجاما۔ یہ حدیث نہایات الارب میں کنز العمال سے بحوالہ طبرانی عن جابر نقل کی ہے۔ اور اسی کنز العمال میں بحوالہ مسند امام احمد وابوداؤد عن ابن عمر بھی ذکر کی گئی ہے۔ دیکھو کنز العمال صفحہ ج ۲ اس کے الفاظ یہ ہیں انی وھبت لخالتی غلاما وانا ارجو ان یبارک لہا فیہ فقلت لہا لا تسلمیہ حجاما ولا صائغا ولا قصابا۔ لیکن ابوداؤد میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں ابن عمر رضہ سے نہیں بلکہ حضرت عمر رضہ سے مروی ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں قال (ای عمر رضہ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی وھبت لخالتی فاختۃ بنت عمرو غلاما الحدیث اور طبرانی میں ہے۔ لخالتی فاختۃ بنت عمرو النساء امہ بنۃ خالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (التعلیق المحمود) تو اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت جابر رضہ یا حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی خالہ فاختہ بنت عمرو کو ایک غلام ہبہ کیا اور مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس غلام میں برکت عطا فرمائیگا تو میں نے ان کو کہا کہ اس غلام کو کسی پچھنے لگانے والے یا سنار یا قصاب کے سپرد نہ کرنا۔ یعنی یہ تینوں کام نہ اس کو سکھانا نہ کرانا۔

یہ حدیث حضرت عمر رضہ کے ذریعہ سے ابوداؤد میں مروی ہے۔ اس میں حضرت عمر رضہ سے روایت کرنیوالا ابو ماجدہ یا ابن ماجدہ راوی ہے۔ اس کے متعلق التعلیق المحمود میں تقریب سے نقل کیا ہے۔ ابو ماجدہ او ابن ماجدۃ قیل اسمہ علی مجہول من الثالثۃ وروایتہ عن عمر مرسلۃ۔ یعنی ابو ماجدہ یا ابن ماجدہ ان کا نام علی بتایا گیا ہے۔ اور یہ تیسرے طبقہ کے ایک مجہول راوی ہیں اور حضرت عمر رضہ سے ان کی روایت منقطع ہے۔ یعنی ان کا سماع یا ملاقات حضرت عمر رضہ سے ثابت نہیں اس لئے حضرت عمر رضہ سے ان کی بلا واسطہ روایت منقطع ہے۔ قال ابن ابی حاتم عن ابیہ علی بن ماجدۃ السہمی عن عمر مرسل (بذل المجہود) یعنی ابن ابی حاتم نے اپنے والد ابو حاتم سے نقل کیا کہ علی بن ماجدہ کی روایتیں حضرت عمر رضہ سے منقطع ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابوداؤد کی روایت جو حضرت عمر رضہ کے طریق سے ہے وہ تو منقطع ہے استناد کے قابل نہیں۔ رہی حضرت جابر والی روایت جو محمد بن المنکدر کے طریق سے ہے اس کی پوری سند معلوم نہیں اس لئے جب تک پوری سند معلوم نہ ہو جائے معرض استدلال میں لانا درست نہیں۔ اس کے علاوہ اس حدیث سے صرف اسی قدر نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص غلام کے لئے ان تینوں کاموں میں سے کسی کام کو مناسب نہ سمجھکر خالہ کو منع فرما دیا کہ اس کو ان کاموں میں نہ لگانا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ اس غلام کی طبعی مناسبت کی بنا پر ہو کہ حضور نے اس کی طبیعت کو ان کاموں کے مناسب نہ سمجھا اور خیال فرمایا کہ اگر اسکو ان کاموں میں لگایا تو طبعی نامناسبت کی وجہ سے یہ ان کاموں سے کچھ زیادہ یا مطلقاً کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیگا۔ حالانکہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اس غلام کی کمائی خالہ کے لئے موجب رفاہیت اور سبب برکت ہو تو اس حدیث کو ان صنعتوں کی مذمت کی دلیل میں لانا بھی کوئی معقول بات نہیں۔

جن احادیث کو آپ نے لکھ کر دریافت کیا تھا میں نے سردست آپ کے استفسار کے جواب پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس کے متعلق بہت سے مباحث ہیں جو کسی فرصت کے وقت لکھے جا سکتے ہیں فقط

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضرت شیخ رح کے برادر حقیقی کا انتقال

۴ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ یوم پنجشنبہ بوقت ساڑھے ۱۲ بجے دوپہر کو حضرت مولانا حافظ محمد محسن صاحب برادر حقیقی امام العلماء حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ انتقال فرما گئے ناظرین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین

(سید حسن رضوی سکریٹری انجمن امداد الاسلام دیوبند)

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکتہ الآرا بیان

آج کی اشاعت میں ہم کسی دوسری جگہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ڈکٹیٹر معظم جمعیۃ علماء ہند کا وہ معرکۃ الآرا بیان شائع کر رہے ہیں جس میں آپ نے ... اعظم کے فرقہ وارانہ فیصلہ اور اس کے لازمی نتائج پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ... اور اس کے ہر پہلو کو نمایاں کر کے اس حقیقت کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف مسلمانوں کیلئے سخت مضرت رساں ہے بلکہ ملک میں مستقل خانہ جنگی کی بنیاد بھی مضبوط کرنے والا ہے۔

اس بیان سے مسلمانوں میں ایک ... جماعت کی رائے کا اظہار ہوا ہے جس نے ... حکومت کے ایجنٹ مسلمانوں کو گمراہ کر کے اور ملت کے ... کیلئے ... جماعت ... کی صحیح رہنمائی کر کے ہندوستان کے ... آزادی ... مسلمانوں کا نام روشن کر دیا ہے۔ جمعیۃ العلماء ... اپنی ... مسلمانوں سے ... کیا ہے۔ وہ ... بیان نہیں۔ آج حکومت کے ... جس قدر چاہیں اس کی تحقیر کر لیں لیکن ... ہندوستان کی سیاسی ... اس وقت ... قیمت کا صحیح احساس کیا جائے گا اور حکومت کے ... کے مفاد کر ... مشکور و مخذول ہوں گے۔

یکم ستمبر ۱۹۳۲ء

برطانیہ نے مسلمانوں کے تمام مطالبات ٹھکرا دئیے

مولانا معین الدین صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کا بیان

دہلی ۹ اگست۔ مولانا معین الدین صاحب اجمیری نائب صدر جمعیۃ علماء ہند نے ذیل کا بیان دیا ہے۔

کافی سے زیادہ وقت صرف کرنے کے بعد بالآخر گورنمنٹ نے فرقہ وارانہ مسائل کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کر دیا جو نہ صرف ظاہری اعتبار سے ہمارے طلب کردہ حقوق سے بہت گرا ہوا ہے بلکہ پوری طرح تجزیہ کرنے سے وہ اور بھی بری طرح بے نقاب ہو جاتا ہے۔

پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کا خاتمہ

بنگال میں جہاں مسلمانوں کی آبادی دو کروڑ ستر لاکھ ہے ہمیں اڑہائی سو (۲۵۰) نشستوں کی کونسل میں سے صرف ایک سو انیس (۱۱۹) نشستیں دی گئی ہیں یعنی پوری تعداد کے مقابلہ میں صرف ۴۷٫۴ فیصدی تناسب دیا گیا۔ دوسری طرف خاص مخلوط حلقوں میں سے کسی ایک نشست پر قبضہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی یہاں تک کہ یہ خیال بھی ایک امر موہوم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کہ دو اور نشستوں پر قبضہ کر کے ہمارا تناسب ۴۸٫۴ فیصدی تک پہنچ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے یورپینوں کو دس فی صدی اور ہندوستانی عیسائی اور اینگلو انڈین باشندوں کو دو فیصدی نشستیں دے کر جن سے یورپینوں کو (۲۵) اور باقیوں کو (۴) نشستیں حاصل ہو جاتی ہیں مسلمانوں کی اکثریت کو فنا کر کے یورپینوں کی طاقت کو اس حد تک مضبوط کر دیا ہے جس کے بعد برطانی اور ہندو سرمایہ دار نہایت آسانی کے ساتھ اشتراک عمل کر کے درماندہ و مفلوک زدہ مسلمانان بنگال کو اور زیادہ کچل سکیں گے۔ تذکرۃ الصدر راستے سے گورنمنٹ کا وزیر اعظم بھی متفق ہے چنانچہ اس نے نمائندگان پریس کے سامنے سرکاری اعلان کی تشریح کرتے ہوئے صاف و غیر مبہم الفاظ میں یہ تصریح کر دی کہ بنگال کونسل میں مسلمانوں کو ہرگز کوئی اکثریت نہیں دی گئی۔ اندریں حالات مسلمانوں کو اس صوبہ کے متعلق کسی دھوکہ میں نہیں رہنا چاہئے۔

مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی کے دعویدار ہونے کی بنا پر بنگال سے دوسرے [illegible]

[illegible]

کو ۱۵ فیصدی نشستیں جداگانہ انتخاب سے ملنی چاہئیں۔ نہایت سہولت اور بے تکلفی سے ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا۔

سندھ کے معاملے کو بھی حسب سابق کشاکش میں ڈال دیا گیا ہے بلکہ اعلان کے الفاظ سے علیحدگی کی مخالفت زیادہ مترشح ہوتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ موافق زمانہ کا انتظار کر رہی ہے جب آسانی کے ساتھ علیحدگی سندھ کے بچے کو رحم کے اندر ہی گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جائے۔ صوبہ بمبئی مع سندھ اور صرف بمبئی اور سندھ کے علاقوں کے نقشوں کو مدرج اعلان کرنے سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال کر وقتی طور پر ان کی اشک شوئی کی جائے۔

مرکز میں مسلمانوں کے تناسب کے مسئلہ کو نہایت آسانی کے ساتھ یہ کہہ کر پس پشت ڈال دیا گیا ہے کہ مرکزی کونسل کی تعداد اور اراکین کے تناسب کے معاملہ کو سوشیم گورنمنٹ چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتی کیونکہ اس مسئلہ میں علاوہ اور سوالات کے ابھی ہندوستانی ریاستوں کی نمائندگی کا سوال زیر بحث ہے جس پر ابھی مزید غور و تحقیق درکار ہے۔ حالانکہ مرکزی ایوانوں میں مسلمانوں کو ایک تہائی نشستیں دینے کا مسئلہ ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے جس کے متعلق بیان کردہ الجھنوں کے باوجود آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا تھا۔ یقیناً گورنمنٹ اس کے بعد بھی نشستوں کی تعداد کا فیصلہ نہیں کرے گی۔

بلوچستان کے مسئلہ سے بے اعتنائی

بلوچستان کے معاملہ کو تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صوبوں کے بلند بانگ دعاوی اور اختلاف کی قربان گاہ پر اس بے بس و بے زبان خطے کو قربان کر دینا پسند کر لیا گیا ہے۔

صوبجاتی خود مختاری کے نظم و نسق کے سلسلے میں دوسرے ایوان کو شامل کرنے کی تجویز ایک ایسا خطرہ ہے جسے اعلان میں مضمون دیا گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صوبوں کی انتظامی مشنری نہ صرف یہ کہ بوجھ گراں بار اور ناقابل عمل ہو جائے گی بلکہ عملاً کام کے راستے میں مشکلات کی افزائش کا موجب بن جائے گی یعنی قدم قدم پر کاروبار میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی یا تو عملی طور پر دوسرے ایوان کے سرمایہ دار اراکین کے ہاتھوں میں چلا جائے گا [illegible]

[illegible]

دارالعلوم دیوبند کے متعلق چند اضطراب انگیز بیانات

حضرت مہتمم صاحب جلد توجہ فرمائیں

بخدمت جناب مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے دارالعلوم دیوبند کو اس لئے قائم کیا تھا کہ اس سے مجاہد علماء امت پیدا ہوں اور اسی لئے ان کی یہ وصیت آج تک مکتوب ہے کہ غربا کے چندے زیادہ حاصل کئے جائیں اور سرمایہ داروں کی امداد کے درپے نہ ہوں تاکہ یہ درسگاہ خارجی دباؤ سے آزاد رہے اور پھر تعلیم و تربیت بھی اسی اصول پر ہونی چاہئے۔ اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت نانوتوی نے جنگ روم اور اس کے زمانے میں ہندوستانی مسلمانوں پر جہاد بالمال کی فرضیت کا اعلان کیا کہ چونکہ مسلمانان روم کی جانی مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم مالی امداد کریں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ہر ماہ تک تعلیم بند کر کے فراہمی چندہ کا کام خود طلبہ سے لیا۔ اسی طرح جنگ بلقان کے زمانے میں حضرت شیخ الہند نے مدرسہ کو بند کر کے چندہ کیلئے طلبہ کے وفود اکناف ملک میں روانہ کئے اور خود بھی دورہ فرمایا [illegible]

[illegible]

آئے تو بلا چون و چرا داخل کر لئے گئے۔

لیکن سخت حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ مذکورہ بالا شاندار اسلامی روایات کے خلاف [illegible] عامۃ المسلمین میں کچھ اضطراب پیدا ہو چلا ہے [illegible] اگر وہ صحیح ہیں تو ان کی اصلاح و ازالہ کیا جائے اور اگر غلط ہیں تو ان کی تردید کر دی جائے۔

[illegible]

(۶) اسی طرح جب اس مرتبہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی گرفتاری پر نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد دیوبند میں ایک عام جلسہ مولانا کی گرفتاری پر مبارکباد دینے کے لئے منعقد ہوا تو آپ اور آپ کے خسر مولوی محمود صاحب خطبہ پڑھتے ہی مسجد سے باہر نکل گئے اور شریک جلسہ نہ ہوئے حالانکہ اس جلسہ میں مدرسین طلبہ اور شہر کے عام مسلمان شریک تھے اور وہ جلسہ کی رہنمائی کے لئے آپ کا موجود رہنا ضروری تھا۔

(۸) نیز کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی گرفتاری کے دوسرے روز طلبہ نے آپ سے درخواست کی کہ آج مولانا کی جدائی سے سب پریشان خاطر ہیں اس لئے مدرسہ میں تعطیل کر دی جائے مگر آپ نے اور بعض مدرسین نے مدد دو گھنٹہ ایک [illegible] تعطیل نہیں کی۔

(۹) [illegible] اشتہار چسپاں ہوئے جن سے ظاہر ہے [illegible] لیکن آپ نے اس پر اب تک کوئی توجہ نہیں فرمائی بلکہ پرواہ تک نہ کی۔

(۱۰) کہا جاتا ہے کہ آپ اس کی سعی فرما رہے ہیں کہ اہل شوریٰ کو معطل کر دیں اور صرف خود اور سرپرست صاحب جو چاہیں کرتے رہیں۔

(۱۱) کہا جاتا ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب کو دارالعلوم سے خارج کر دینے کے درپے وہ کوششیں ہو رہی ہیں جن کے انسداد کی آپ نے بلاواسطہ یا بالواسطہ کوشش نہیں کی۔

مذکورہ بالا بیانات اسلامی پبلک میں وسعت کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں اور اس محبت کی بنا پر جو مجھکو ہندوستان کے اس سب سے بہتر اور برتر دارالعلوم اسلامی کے ساتھ ہے میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی تردید یا تصدیق فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ صحیح یا غلط بیانات مسلمانوں کے موجودہ اضطراب کے پیش نظر دارالعلوم کی شہرت کو نقصان پہنچائیں۔

محمد مدیع فاروقی۔ ناظم جمعیۃ الطلبہ صوبہ دہلی

مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب کو صدمہ

مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب کے بھائی عبدالباسط صاحب ہواری جو عرصہ سے علیل تھے اور دہلی میں علاج کے لئے آئے تھے آج یکم اپریل کو جمعہ سے قبل اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو راہی ہوئے۔ مرحوم کی عمر اڑتالیس سال ہوئی ناظرین الجمعیۃ سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

۵ اپریل ۱۹۳۲ء

ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں مولانا موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو آغوش رحمت میں جگہ دے اور اعزہ و اقرباء کے قلوب میں صبر جمیل کا القا کرے آمین۔ (الجمعیۃ)

تقریر سیرت

حقائق اور علم شریعت کا بحر مواج

علم وعمل کی تکمیل انبیاء کرام کے ذریعہ ہوئی ہے

مادیات اور روحانیات کا فرق - اور عقل انسانی کی بیچارگی

(از حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند)

انبیاء اور حکماء کا فرق

یہ بات تو درمیان میں آگئی تھی۔ ورنہ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کے حکماء اور فلاسفر کے پاس تو محض قیاس اور تجربات ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے پاس مشاہدہ اور عین الیقین ہے۔ ان کا فرمان حق ہے اور فلاسفہ کا قول ظن اور وہ ظن بھی ہم کو یوں سمجھئے کہ اندھوں اور بہروں کا ایک گروہ ہے اور آنکھوں والوں اور کانوں والوں کا مقابلہ کرنے کی ناکام سعی کر رہا ہے۔ اور ہم جیسے احمق ان اندھے بہروں کی تقلید کرتے ہیں۔ حضرت حق نے دونوں گروہوں کی کیا خوب مثال دی ہے۔ فرماتے ہیں دیکھئے بارہواں پارہ مثل الفریقین کالاعمٰی والاصم والبصیر والسمیع هل یستویان مثلا افلا تذکرون۔

اندھوں کا ہاتھی

وہ قصہ تو آپ نے سنا ہوگا کسی گاؤں میں ایک دفعہ ہاتھی آگیا تھا۔ لوگ ہاتھی دیکھنے کو گئے تو ایک اندھوں کی ٹولی بھی پہنچی اور ہاتھی کو ٹٹول کر دیکھنا شروع کیا۔ کسی نے تو اس کی دم پکڑ لی، اور اس پر خوب ہاتھ پھیر کر سمجھے کہ ہاتھی یہ ہے۔ کسی صاحب نے پاؤں ٹٹول کر ہاتھی کو سمجھا۔ ایک اندھے کے ہاتھ میں سونڈ آگئی۔ انہوں نے کہا اچھا یہ ہاتھی ہے۔ کسی صاحب نے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر سمجھا کہ ہاتھی ایک برج اور گنبد کی طرح کوئی گول شی ہے۔ کسی نے ہاتھی کے کان ٹٹول کر دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ ہاتھی ایک چھاج کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ غرض دیکھ بھال کر واپس آئے تو اول تو آپس میں تو تو میں میں کرتے رہے، ایک نے کہا وہ گول ہے، ایک نے کہا وہ ستون کی طرح لمبا اور موٹا ہے۔ ایک بولے بانس میں جھاڑو بندھی تھی۔ غرض اول تو آپس میں ہی یہ الجھتے رہے۔ ایک آنکھوں والے صاحب جو ہاتھی کو دیکھ کر آئے تھے انہوں نے ان سب اندھوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ اندھے اس بیچارے کے سر ہو گئے۔ کمبخت آپس میں تو لڑتے ہی تھے اس آنکھوں والے کے سر ہو گئے۔ بولے واہ میاں ہم ٹٹول کر آئے ہیں۔ تم بڑے آئے ہم کو سمجھانے والے۔ وہ آنکھوں والا ان اندھوں کو بہتیرا سمجھاتا ہے قسمیں کھاتا ہے اور کہتا ہے میں ہاتھی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ لیکن یہ اندھے کہاں مانتے ہیں اپنی کہے جاتے ہیں۔ ان کو اپنی ٹٹول اور اندازے پر اتنا یقین ہے کہ آنکھوں والے کی تکذیب کر رہے ہیں۔ میرے عزیزوں اسی چیز کی طرف حضرت حق نے والنجم میں اشارہ کیا ہے، ارشاد فرماتے ہیں۔ افتمٰرونه علٰی ما یرٰی - کیا ہمارے حبیب سے اس کی آنکھوں دیکھی چیز میں جھگڑا کرتے ہو۔ تم نے ایک چیز دیکھی نہیں اس نے دیکھی ہے۔ تم اس سے جھگڑا کرتے ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی رائے اور قیاس سے مشاہدہ کو شکست دینا چاہتے ہو۔ وہ کہتا ہے سات آسمان ہیں میں ہر ایک آسمان پر گیا ہوں۔ ہر آسمان پر مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے میں نے ملاقاتیں کی ہیں۔ تم کہتے ہو آسمان کوئی چیز نہیں ہے یہ تو محض حد نظر ہے۔ وہ کہتا ہے جنت اور دوزخ کا وجود ہے۔ تم کہتے ہو جنت دوزخ کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے مرنے کے بعد دوبارہ جینا ہے، عالم برزخ میں منکر نکیر سے سوال وجواب ہوتا ہے۔ تم کہتے ہو غلط ہے نہ روح باقی رہتی ہے نہ جسم باقی رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں فلاں شخص عذاب قبر میں مبتلا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جعفر جن کے جنگ میں ہاتھ کٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا کر دیئے ہیں اور وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔ بیر معونہ کے شہداء کی ارواح کو میں دیکھ رہا ہوں وہ کہہ رہے ہیں بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنه۔ حضرت جابر سے فرماتے ہیں تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے بے حجاب حاضری کا موقع دیا اور اس سے اس کی خواہش دریافت کی تو اس نے عرض کیا مجھے ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیجدیجئے تاکہ آپ پر سے پھر قربان ہو جاؤں اور ایک دفعہ شہادت کی لذت سے پھر آشنا ہو کر آؤں۔ ارشاد ہوا عبداللہ یہ نہیں ہوگا، ہم دنیا سے اٹھا لینے کے بعد دوبارہ نہیں بھیجا کرتے۔

عبداللہ بن رواحہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے ملائکہ اس کی روح کو جس تخت پر لیجا رہے ہیں اس تخت کا ایک پایہ جھکا ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب جنگ میں اس نے جھنڈا لیا ہے تو اس کے قلب میں کوئی نامناسب خطرہ گزرا تھا جس کی وجہ سے یہ سلوک کیا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں ایک شخص کو جنت میں دیکھ کر آیا ہوں کہ وہ بے فکرا جنت میں لوٹ لگا رہا تھا۔ میں نے جبریل سے دریافت کیا، یہ کون شخص ہے جو جنت کے فرش پر بے فکری اور مسرت کے ساتھ کروٹیں بدل رہا ہے۔ جبریل علیہم السلام نے مجھ سے کہا اس شخص نے راستے میں سے ایک کانٹوں دار درخت کو کاٹ کر پھینک دیا تھا اس درخت سے راستہ چلنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی ہر شخص کی ٹوپی اور عمامہ کانٹوں میں الجھ جاتا تھا چونکہ اس نے راہگیروں کی تکلیف دور کی تھی اسلئے اس کو یہ صلہ دیا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے چغلخوروں کے کلے چیرے جا رہے ہیں، فرشتے آنکڑا ڈالکر ایک طرف کا کلہ چیر دیتے ہیں جب وہ دوسرا کلہ چیرتے ہیں تو پہلا کلہ درست ہو جاتا ہے، یہ چغلخور اسی طرح عذاب میں مبتلا ہے۔ وہ کہتا ہے سود خوار ایک خون کی نہر میں غوطے کھا رہا ہے جب وہ کنارے پر پہنچتا ہے تو فرشتے اس کے منہ پر پتھر مار کر پھر اسے خون کی نہر میں جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے زانی مرد اور زانیہ عورتیں آگ کے تنور میں عذاب کئے جا رہے ہیں۔ آپ ان تمام باتوں پر ہنستے ہیں اور کہتے ہیں جب روح باقی نہیں رہتی اور جسم خاک میں مل جاتا ہے تو یہ عذاب وثواب کس کو ہوتا ہے۔ کینٹ تو اس قسم کی زندگی کا انکار کرتا ہے اور نطشے توجیات ثانیہ کا قائل نہیں ہے۔ اور رنز جی تو انسان کو مختلف جونیوں میں آنے کا فتویٰ دیتے ہیں اور بقراط تو اسی دنیا کو جنت دوزخ کہتا ہے۔ اور عنایت اللہ مشرقی تو انگریزوں کو جنتی کہتا ہے کیونکہ ان کو دنیا میں ہر قسم کا عیش حاصل ہے۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جناب کے پاس مضحکہ خیز قیاسات ہیں اور اللہ کے پیغمبر کے نزدیک عینی مشاہدہ ہے تو آپ کے کینٹ اور نیوٹن کی بات مانی جائے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مانا جائے۔ افتمٰرونه علٰی ما یرٰی۔ اور میں تو عرض کرتا ہوں اللہ کے پیغمبر جس یقین کے ساتھ ماضی کے واقعات بیان کرتے ہیں اسی اذعان ویقین کے ساتھ مستقبل کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

دنیا کی تاریخ

آج کل یورپ اور اس کے اندھے مقلدوں کو اس پر بڑا ناز ہے کہ انہوں نے سات آٹھ ہزار برس کی تاریخ بنالی ہے گویا جس زمانہ میں تاریخ نویسی کا فن دنیا میں نہ تھا اس زمانہ کی تاریخ بھی دانایان یورپ نے مرتب کر لی ہے، لیکن یہ تاریخ کی ترتیب جس طرح ہوئی ہے اور جن جذبات کے ماتحت یہ تاریخیں مرتب کی گئی ہیں وہ نہایت برا ہی ہے اور چیزوں کو جانے دیجئے، ہندوستان کی تاریخ اور بالخصوص مسلمانوں کے عہد حکومت کی تاریخ جس طرح مرتب کی گئی ہے اس کی داستان تو ایک المناک چیز ہے۔ انہی تاریخوں کا یہ کرشمہ ہے کہ ہندوستان سے تفرقہ اور باہمی بے اعتمادی مٹنے کا نام نہیں لیتی مسلمانوں کی تاریخ اتنی بگاڑی گئی ہے کہ مسلمان سلطنت پیش کرتے کرتے تھک گئے ہیں لیکن ہندوؤں کا اعتماد حاصل ہونے میں نہیں آتا۔ مظالم کے اتنے فرضی قصے اور خونیں داستانوں کی اتنی بھرمار ہے کہ ایک ہندو جب ان تاریخوں کو پڑھتا ہے تو اس کی آنکھوں میں خون بھر آتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی غداری، بے وفائی اور نمک حرامی کے اتنے قصے ان تاریخوں میں درج ہیں کہ جب مسلمان ان کو پڑھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ ہندوؤں سے بڑھکر کوئی میرا اور میری سلطنت کا دشمن نہیں ہے۔ یہ حال تو ہندوستان کی تاریخ کا ہے جب کہ تاریخ نویسی کا فن جاری ہو چکا تھا۔ رہا وہ زمانہ جبکہ تاریخ نویسی کا فن ہی ... نہ تھا اس زمانہ کی تاریخ کا بنیادی قیاس فاسد اور ظنیات پر ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ یورپ نے یہ تاریخ کس طرح مرتب کی ہے کوئی قبرستان کھود دیا۔ اس میں کوئی کتبہ مل گیا۔ یا اندازاً زمین کھود کر اس زمانہ کی کوئی عمارت نکالی۔ وہاں سے جو مٹی کے برتن مل گئے کچھ سکے مل گئے ان کی تاریخ بن گئی۔ یعنی اب سے دو ہزار برس پہلے بابل میں مٹی کے برتن نہایت نفیس بنا کرتے تھے۔ ہندو کے قبرستان کھود ڈالے تو فراعنہ مصر اور ممیوں سے مصر کی تاریخ بنالی۔ غرض یورپ کی تمام تاریخ یا تو گورستان وقبرستانوں کی مرہون منت ہے۔ یا نالندہ اور ٹکسلا کے دفائن سے مرتب کی گئی ہے۔ یا بابل اور عراق کی زمینوں سے بنائی گئی ہے۔ یا سائنس کے چند غلط نظریوں پر ان کی تاریخ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ غرض یورپ کی پوری مایۂ ناز تاریخ اس قابل نہیں کہ کوئی سچا اور صحیح الخیال انسان اس پر اعتماد کر سکے کہنے کو تاریخ ہے اور یورپ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس زمانہ کی تاریخ مرتب کر لی جس زمانہ میں کوئی تاریخ نویسی کا دستور نہ تھا لیکن اس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ ماضی کے واقعات مرتب کئے گئے ہیں خواہ وہ جھوٹے ہی سہی یا سچے سہی لیکن ایسے سچے جن پر کوئی اصل یا قاعدہ مرتب نہیں کیا جا سکتا۔

انبیاء علیہم السلام کی تاریخ

اس کے مقابلہ میں ان واقعات کو لیجئے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ واقعات نہ صرف ماضی کے ہیں بلکہ مستقبل کے بھی ہیں۔ آپکا یورپ باایں ہمہ ترقی اور ہوا بازی کے وہاں تک نہیں پہنچا۔ اس کو ان واقعات کی ہوا بھی نہیں لگی جہاں انبیاء علیہم السلام کی نگاہیں پہنچی ہوئی ہیں تم نے تو ابھی مادیات میں بھی پوری ترقی نہیں کی۔ تمہیں ابھی کیا خبر ہے کہ مادیات میں کتنی قوتیں پوشیدہ ہیں جہاں ابھی تک تمہاری عقل کی رسائی بھی نہیں ہوئی۔

مسٹر آصف علی کا واقعہ

دہلی کے مسٹر آصف علی بیرسٹر ایٹ لا کی بات مجھے تو خوب پسند آئی۔ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی موجودگی میں بہار کے زلزلہ کا ذکر ہو رہا تھا اُن لوگوں کی تباہی اور مجبوری پر ہم لوگ افسوس کر رہے تھے۔ مسٹر آصف علی صاحب جن کو مسلمان تو خدا جانے ہندو ہی سمجھتے ہیں۔ اور میں تو ان سے کبھی کبھی کہا کرتا ہوں کہ علمی قابلیت ذہانت اور اصابت رائے قدرت سے لیکر آئے تھے اتنا روپیہ اور دولت لیکر نہیں آئے۔ اتنا قابل آدمی اگر دوسری قوموں میں ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔ یا مسلمانوں میں ہی رہ کر یہ شخص قومیات میں پڑ کر اپنے کو تباہ نہ کر لیتا تو بھی آج کچھ نہ کچھ ہوتا۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ مسٹر آصف علی نے اپنی زندگی کے بہترین حصے کو تباہ کر لیا اور لطف یہ ہے کہ جن کی خاطر تباہ کیا وہ شکر گزار بھی نہیں۔ بہر حال بہار کے زلزلہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ آصف علی نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا حضرت مفتی صاحب! باوجود اتنی ترقی اور باوجود اتنی معلومات کے آج تک انسان ان آفات ارضی وسماوی سے اپنے بچاؤ کی ترکیب بھی نہیں معلوم کر سکا۔ قدرت کی ان چیزوں کا مقابلہ تو کیا کرتا اگر ان چیزوں سے بچنا بھی چاہے تو بچ بھی نہیں سکتا، اور اپنی زندگی بھی محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ میں نے کہا مسٹر آصف علی! زندگی تو کیا محفوظ رکھتے ابھی تک تو اس پر بھی اتفاق نہیں ہوا کہ یہ زلزلہ آتا کیوں ہے۔ ابھی تو اس کے متعلق ہی کوئی متفقہ تھیوری نہیں بنی۔

مادیات وروحانیات کا فرق

حضرات! جب اب تک مادیات کی ترقی ہی بخیر کل ہے تو بھلا روحانیات میں ان کی معلومات کیا ہو سکتی ہے، وہ تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ ہی کا حصہ ہے۔ اول تو ان مادی لوگوں اور مادہ پرستوں کو روحانیت سے کوئی دلچسپی بھی نہیں اور اگر ہوتی بھی تو ان سے کیا ناک چلے پڑتا۔ عالم مجردات تو بہت دور ہے یہ تو اس روح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکے جو ان کے مادی جسم میں عرصہ تک مقید رہتی ہے جبکہ ان کی عقل اس کے ادراک سے عاجز ہوگئی تو انہوں نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا یا کہ روح کوئی چیز نہیں ہے بلکہ خون کی حرکت کا نام ہی روح ہے۔

صاحبو! میں پھر کہتا ہوں کہ یہ کام صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا ہے وہ روحانیات پر تو تمامہ عبور رکھتے ہی ہیں اور مادیات اگرچہ ان کے وظیفہ سے خارج ہے اور ان کو اس کی جانب کوئی اعتنا نہیں ہے اور ان کا اعلان بھی ہے انتم اعلم بامور دنیاکم۔ لیکن باایں ہمہ مادیات میں بھی ان کی معلومات ان مادہ پرستوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اس مسئلہ تاریخ کو ہی لیجئے آپکی تاریخ صرف واقعات ماضیہ کو شامل ہے۔ اور وہ بھی محض قیاسی لیکن انبیاء علیہم السلام کی تاریخ جس طرح ماضی کو شامل ہے اسی طرح مستقبل کو بھی شامل ہے۔ اب آپ فرمائیے آپ کو کونسے واقعات سناؤں۔ ماضی کے یا مستقبل کے۔ آپ کو یہ بتاؤں کہ قیامت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے کیا بات کرے گا۔ آپ کو یہ بتاؤں کہ سب سے آخر جو شخص دوزخ سے نکل کر جنت میں جائے گا اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ اچھا جانے دیجئے آپکو یہ بتاؤں جب اہل جنت اور اہل دوزخ کی ملاقات ہوگی تو کیا گفتگو ہوگی۔ آپ یہ سننا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان دوزخ میں ہوں گے جب ان کو جنتی مسلمان دیکھیں گے تو کیا کہیں گے اور کیا جواب دیں گے۔ بولو بھائی! کیا سننا چاہتے ہو۔ کہو تو یہ بتاؤں جب قبر سے اٹھو گے تو کیا کہتے ہوئے اٹھو گے۔ کہو تو اس شخص کا قصہ سناؤں جس کو فرشتے دوزخ میں لیجا رہے ہوں گے اور حضرت آدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوٹا دلانا ہوں گے کہ شفاعت کرائیں گے۔ اگر آپ فرمائیں تو اہل دوزخ کی باہمی تو تو میں میں کا قصہ سناؤں۔ صاحبو! مجھے تو مستقبل کی تمام تاریخ معلوم ہے اور ایسے شخص کی مرتب کی ہوئی معلوم ہے جس کی صداقت ودیانت پر اس کے دشمن بھی گواہ ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو ماضی کی تاریخ سنانی شروع کروں۔

اولاد آدم کی پیدائش

آپ کو معلوم ہے کہ آپ جتنے حضرات تشریف رکھتے ہیں۔ آپ سب کو اللہ تعالیٰ نے یوم میثاق میں پیدا کر کے آپ کے والد بزرگوار کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس تمام انسانی دنیا کو جو آدم کی صلب سے پیدا ہونے والی تھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے آدم کے روبرو پیش کر دیا تھا اس وقت آپ چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی طرح اپنے باپ کے سامنے پھیلے ہوئے تھے۔ اور اسی وقت دوزخیوں اور جنتیوں میں ایک امتیاز بھی پیدا کر دیا گیا تھا اور آپ کے باپ کو دکھا دیا گیا تھا کہ تیری اولاد میں سے یہ لوگ تو دوزخ میں جائیں گے اور یہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ بائیں طرف دوزخیوں کو جگہ دی گئی تھی اور دائیں طرف جنتیوں کو۔ آپ کے والد مرحوم جب دوزخی اولاد کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے اور جب جنتی اولاد کو دیکھتے تھے تو خوش ہوتے تھے۔ حضرت حق نے اس وقت آپکے باپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ هؤلاء للجنة ولا ابالی وهؤلاء للنار ولا ابالی۔ یہ دائیں سائڈ والے جنت کے لئے ہیں اور یہ بائیں طرف والے دوزخ کے لئے ہیں اور مجھے کوئی پروا نہیں یعنی نہ تو اہل جنت کو جنت میں بھیجنے کی مجھے کوئی پروا ہے اور نہ اہل دوزخ کو دوزخ میں بھیجنے کی کوئی پروا ہے۔ نہ اس معاملہ میں کوئی دخل دینے والا ہے نہ اس معاملہ میں کوئی مداخلت کرنے والا ہے۔ آپ کو یہ بھی یاد ہے جب آپ کے والد مرحوم اپنی اولاد کو ملاحظہ کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا تھا الٰہی یہ کون شخص ہے۔ ارشاد ہوا اس کا نام داؤد ہوگا اور یہ پیغمبر ہوگا۔ آپ کے والد نے دریافت کیا میرے اس بچے کی عمر کیا ہوگی ارشاد ہوا اس کی عمر ساٹھ سال ہوگی۔ پھر آپ کے والد نے دریافت کیا الٰہی میری عمر کتنی ہوگی ارشاد ہوا ایک ہزار سال۔ یہ سن کر آدم نے عرض کیا الٰہی میں اپنی عمر سے چالیس سال اس اپنے بیٹے داؤد کو دیتا ہوں اس کی عمر پوری سو سال کر دیجئے۔ حضرت آدم کا یہ ہدیہ قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ جب دنیا میں حضرت آدم کی وفات کا وقت آیا تو ملک الموت چالیس سال پہلے قبض روح کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت آدم نے فرمایا ملک الموت ابھی تو زندگی کے چالیس سال باقی ہیں تو ان کو کہا گیا کہ جناب یہ سال تو آپ حضرت داؤد کو دے چکے ہیں لیکن آدم نے انکار کر دیا اور کہا مجھے تو ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں، اگرچہ اس کے بعد حضرت آدم کی عمر پوری کر دی گئی اور حضرت داؤد کو بھی پورے سو سال عنایت کئے گئے لیکن ارشاد ہوا کہ آدم بھول گیا اس کی اولاد بھی بھولا کرے گی۔ آئندہ سے لین دین کے وقت کتابت کر لی جایا کرے۔ چنانچہ قرآن شریف میں تو پورا ایک باب ہے جس میں تمسک لکھنے کا طریقہ اور گواہی کی شکل کو مفصل بیان کیا گیا ہے اسی باب میں رہن بالقبض کی بحث ہے لیکن میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ کبھی آپ یہ نہ کہنے لگیں کہ وعظ میں لین دین کا ذکر اور عرائض نویسی یا تمسک کا ذکر کہاں سے آگیا۔ کیونکہ تم تو یہی جانتے ہو کہ قرآن میں صرف روزے نماز کا ذکر ہوگا قرآن میں سیاسی یا اقتصادی باتیں کہاں سے آئیں۔ میں تو اس ذکر کو چھوڑ دیتا ہوں۔ لیکن تم کو بتاتا ہوں سورۂ بقرہ کے آخری رکوع سے پہلا رکوع گھر جا کر پڑھ لینا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ قرآن میں کیا ہے۔ رکوع کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ یا ایها الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الٰی اجل مسمی فاکتبوه۔ تم تو خدا کے کام کو بھی اپنے ذوق کا بنانا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ صرف ان چیزوں کا نام قرآن رکھ دیا جائے جو حکومت برطانیہ کی منشا کے خلاف نہ ہو۔

(باقی آئندہ)

اخبار الجمعیۃ کی توسیع اشاعت کے لئے سعی فرما کر اپنی علم نوازی وقابلیت کا ثبوت بہم پہنچا ئیے۔

(منیجر الجمعیۃ - دہلی)

۲۴ برس کی جلاوطنی کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی کی واپسی

جمعیۃ العلماء کی طرف سے بندرگاہ کراچی پر شاندار استقبال

۱۳ اگست ۱۹۳۲ء

ملتان جیل میں صدر و ناظم جمعیۃ العلماء سے ملاقات

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کی تشریف آوری

۱۳ اگست کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب اور مولانا عبدالحنان صاحب ملتان تشریف لائے ۔ آپنے نیو سنٹرل جیل میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب و مولانا احمد سعید و مولانا عبدالحلیم الصدیقی و مولانا نورالدین صاحبان سے ملاقات کی ۔ اگرچہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی صحت ابھی نہیں رہتی تاہم تمام حضرات نہایت بشاش تھے ملتان سے حضرت شاہ صاحب معہ رفقاء بہاولپور تشریف لیگئے جہاں مقدمۂ قادیانی کے متعلق کورٹ میں آپکو ایک شہادت میں طلب کیا گیا ہے ۔

حوادث واحکام

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

۱۔ مردہ کو قبر میں لٹانے کے بعد سرہانے اور پائتانے اور کمر کی گرہیں تینوں جگہوں کی کھولدینی چاہئیں یا صرف سرہانے اور پائتانے کی کیونکہ ہمارے شہر عظیم آباد پٹنہ میں اس کی نسبت اختلاف ہورہا ہے ۔

۲۔ کیا اس کے متعلق بھی کوئی صحیح حدیث ہے کہ تینوں جگہوں کی گرہیں کھولنی چاہئے یا صرف سرہانے اور پائتانے کی ؟

۳۔ اکثر سجادہ نشین صاحبان مردے کے ساتھ ٹوپی وغیرہ دینے کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنے پاس سے ایک ٹوپی دیتے بھی ہیں ۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ بزرگان دین کے اقوال سے ثابت ہے آپ براہ مہربانی اس پر روشنی ڈالیں نیز ایک مسلمان کیلئے اس قسم کی باتیں کہاں تک قابل سماعت ہیں ۔

۴۔ سلام کن کن مواقع پر نہیں کرنا چاہیئے ۔

۵۔ کیا سسر کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں ۔ اگر نہیں تو کیوں ۔

۶۔ مجذوم کے ساتھ بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں یا نہیں ۔

۷۔ مذاق کن کن لوگوں سے جائز ہے ۔

۸۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت امام حسینؓ کے اندر یزید کا بالکل ہاتھ نہ تھا بلکہ اس واقعہ پر یزید بہت نادم ہوا اور اہل بیت کے ساتھ نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آیا آپ اس کے متعلق کیا خیال ہے ؟

الجواب

۱ و ۲ ۔ تینوں گرہیں کھولدینا جائز ہے ۔

۳ ۔ میت کو ٹوپی یا عمامہ دینا نہیں چاہیئے ۔ کفن مسنون پر اکتفا کرنا چاہئے ۔

۴ ۔ بول و براز کرنے کی حالت میں ۔ ذکر کرنے والے کو ۔ نماز پڑھنے والے کو ۔ تلاوت کرنے والے کو ۔ اور لہو ولعب میں مشغول شخص کو ۔ کھانا کھانے والے کو اذان کہنے والے کو سلام نہ کرنا چاہیئے ۔

۵ ۔ جائز ہے ۔

۶ ۔ جائز ہے ۔

۷ ۔ دوستوں اور بے تکلف لوگوں سے لیکن مذاق فحش اور غیر مہذب اور جھوٹ پر مشتمل نہ ہو ۔

۸ ۔ ہاں یزید اس روداد سے جو اس کے لشکر والوں نے برتی کہ ضرور بھرا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے ان کے احترام کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دہلی

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے اندر کہ جو وقت زدی مرتا ہے ۔ اسوقت اُسکے وارث یا کوئی مسلمان فوراً مُردہ کے سینہ پر دونوں ہاتھ رکھدیتا ہے بلکہ دونوں ہاتھ کا انگوٹھا باندھ دیتا ہے تاکہ سینہ سے ہاتھ نیچے نہ آئے تو ہاتھ سینہ پر ہاتھ رکھدینا یا انگوٹھا باندھ دینا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

میت کے ہاتھ سیدھے پھیلا دینا چاہیئے ۔ سینہ پر رکھنا اور انگوٹھے باندھنا نہیں چاہیئے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دہلی

استفتاء

کتاب الرہون دخلی رہن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلمانوں کیلئے مکان کا دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس کی تحریر وغیرہ کا کام کرنا کیسا ہے ؟

الجواب

اگر دخلی رہن کا یہ معنی ہے کہ مرتہن کو دخل دیدینا اس طرح پر کہ قبضے مرہون سے فائدہ اٹھائے اور مالک راہن بے تعلق ہو جائے آمدنی مرہون سے جو کہ آن کل یہی مروج ہے تو یہ دخلی رہن ہرگز جائز نہ ہوگا اور اس کی تحریر وغیرہ بھی ناجائز ہوگی ۔ فقط واللہ اعلم

حبیب المرسلین عفی عنہ

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

قارئین کرام کو اطلاع

قارئین کرام کی خدمت میں اخبار کا یہ پرچہ ایک روز کی تاخیر سے پہونچ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جید برقی پریس دہلی الجمعیۃ چھاپنے باوجود مقررہ تاریخ کے وقت پر پرچہ چھاپنے سے انکار کردیا باوجود کوشش کے اخبار وقت پر تیار نہ ہوسکا ۔ چونکہ یہ پرچہ ایک روز تاخیر سے شائع ہورہا ہے اسلئے آئندہ جمعہ کا پرچہ بجائے جمعرات کے ہفتہ کو شائع ہوگا ۔ ہم ناظرین کرام سے اس بے جبری تاخیر کیلئے معذرت خواہ ہیں ۔

حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب کا دہلی میں ورود

جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں علمائے امت کا اجتماع

دہلی ۸ راکتوبر۔ جمعیۃ علمائے ہند کے آٹھویں ڈکٹیٹر حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سابق ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار کی دہلی تشریف آوری پر موصوف کی گرفتاری کی اطلاع نے علمائے امت کو دہلی کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت الاستاذ مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم شاہی مسجد مراد آباد و حضرت مولانا قاری عبد اللہ صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ضلع مراد آباد، مراد آباد سے اور جناب مولانا راشد حسن صاحب برادر زادہ شیخ الہند دیوبند سے اور جناب مولانا ابو الحنات صاحب سہارنپور سے مولانا عبد القیوم صاحب و مولانا معین الدین صاحب سنبھل سے اور آپ کے بہت سے اعزہ و احباب آپ کو الوداع کہنے کے لئے دہلی تشریف لائے۔ تین روز تک جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں علمائے امت کا اجتماع رہا اور اب حضرت ڈکٹیٹر صاحب کی گرفتاری کے بعد سب حضرات اپنے اپنے مستقر کو مراجعت فرما رہے ہیں۔

مولانا محمد شاہد صاحب کا ورود دہلی

جناب مولانا سید محمد شاہد صاحب سجادہ نشین دائرہ اجمل رکن جمعیۃ علمائے ہند آج الہ آباد سے دہلی تشریف لائے۔ آپ نے جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں قدم رنجہ فرمایا۔ اور کارکنان جمعیۃ سے عرصہ تک تبادلہ خیال کیا۔ مولانا آج ہی اجمیر شریف تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں دو روز قیام فرما کر ۱۱ راکتوبر کو الہ آباد پہنچنے کا قصد رکھتے ہیں۔

۱۳ راکتوبر ۱۹۳۲ء — سواد اعظم ۱۹۳۲ء

الجمعیۃ دہلی — ۶ر اکتوبر ۱۹۳۲ء

مولانا سید حمید الدین کا اعلان

مولانا سید حمید الدین صاحب رکن مرکزیہ جمعیۃ علمائے ہند تحریر فرماتے ہیں کہ:-

مسلم رہنماؤں کی مساعی جمیلہ سے مختلف جماعتوں کے درمیان جو باہمی اتحاد و صلح کی تجویز منظور اور مقبول ہوئی ہے وہ یقیناً اس قابل ہے کہ ہر شخص دل سے اس کی تائید کرے اگرچہ ملک کے ہر گوشہ سے اس اجتماع مصالحت کی حمایت و تائید میں متعدد رہنماؤں کے نام سینکڑوں پیغامات آئے ہیں جس سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ قوم مسلم کا ہر فرد باہمی مصالحت کے واسطے بے چین تھا جو فضل ایزدی کی تائید اور توفیق سے حاصل ہو گئی اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے کہ چند اہل غرض حضرات ایسے ملک میں موجود ہیں جو اس مصالحت کو ملک کے واسطے بہتر ہوگا [illegible] نہیں کر سکتے بلکہ وہ [illegible] اسی وقت سے اس مصالحت کے خلاف زہر افشانی کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح میثاق لکھنؤ بار آور ثابت نہ ہو۔ تیسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے واسطے حکومت کی جانب سے نمائندوں کی نامزدگی کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ حکومت نے گول میز کانفرنس کے لئے انہی لوگوں کو نامزد کیا ہے جو مخالفین اتحاد ہیں۔ اس واسطے مسلمانوں کو ان سے ہرگز یہ توقع نہ رکھنا چاہئے کہ وہ لوگ ہماری صحیح نمائندگی کریں گے جن لوگوں کو حکومت کی جانب سے دعوت دی جائے وہ ہرگز مسلمانوں کے نمائندہ نہیں کہے جا سکتے نمائندے وہی ہو سکتے ہیں جن کو مسلمان اتفاق رائے سے منتخب کر کے نامزد کریں۔

سید حمید الدین عفی عنہ رکن مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند

الجمعیۃ دہلی — ۱۳ر نومبر ۱۹۳۲ء

دار الحکومت

جامع مسجد دہلی میں عام جلسہ

صدر جمعیۃ علماء پنجاب کی تقریر

[illegible]

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں صدر جمعیۃ علماء پنجاب کی تشریف آوری

[illegible]

جمعیۃ العلماء کی مجلس عاملہ کے فیصلے

دہلی کے قوم پرور اخبارات کا خیر مقدم

۲۸ اگست ۱۹۴۲ء (از نامہ نگار الجمعیۃ)

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے فیصلے دہلی کے اردو انگریزی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق اظہار رائے بھی کیا جا رہا ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ جمعیۃ العلماء نے مرادآباد میں جو قدم اٹھایا ہے وہ ملکی و قومی مصالح اور سیاسی و مذہبی ضروریات کے اعتبار سے موجودہ حالات کے عین مطابق ہے اور اس کے فیصلوں میں مسلمانانِ ہند کی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔ دہلی کے نیشنلسٹ پریس نے مجلس عاملہ کے فیصلوں کا خیر مقدم نہایت جوش کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ مسلم نیشنلسٹ اخبار روزنامہ ملت رقمطراز ہے:۔

"آج ہی کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ ہم جمعیۃ علماء ہند کی ان تجاویز کو شائع کر رہے ہیں جو اس کی مجلس عاملہ کے تازہ اجلاس منعقدہ ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ اگست میں منظور ہوئی ہیں۔ ملک کے عام سیاسی حالات نیز مسلمانوں کی قومی زندگی میں عالمگیر افسردگی اس امر کی متقاضی تھی کہ جمعیۃ ایک ایسا قدم اٹھائے جس سے نہ صرف مسلمانوں کی رہنمائی ہو بلکہ عام سیاسی حالات میں جو پیچیدگی پیدا ہو گئی اس کے کھلنے کی کوئی صورت نکلے۔ ہم جمعیۃ العلماء اور اس کے ان اراکین کو جو مرادآباد میں جمع ہوئے اس کے ان ہمہ گیر فیصلوں پر مبارکباد دیتے ہیں جن پر عمل کرنے کے بعد ہمیں قوی امید ہے کہ مسلمانوں میں صحیح سیاسی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ ہمیں مسرت ہے کہ جمعیۃ نے تازہ حالات کا صحیح صحیح اندازہ کیا اور سول نافرمانی کو سردست ملتوی کر کے اس کشمکش کو ختم کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے بعض ایسی مشکلات پیدا ہو گئی تھیں جن کا روکنا ضروری تھا۔ ہم جانتے ہیں اس کے اس دانشمندانہ فیصلہ پر بعض شریر افراد مختلف قسم کی خیال آرائیاں کریں گے لیکن سول نافرمانی کے پروگرام کے عارضی التواء کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہو سکتا جیسا کہ خود جمعیۃ کی قراردادوں سے واضح ہے کہ وہ اپنے مسلمہ مسلک سے منحرف ہو گئی۔ وقت کی سب سے اہم ضرورت اس وقت یہی تھی کہ مسلمانوں کے سامنے کوئی ایسا لائحہ عمل پیش کیا جائے جو حالات اور تازہ تجربات کے مطابق ہو اور جس پر مسلمان بالاتفاق عمل پیرا ہو سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جمعیۃ کی مقررہ کمیٹی اس قسم کا لائحہ بتانے میں کامیاب ہو گی اور مسلمان بحیثیت مجموعی اسے قبول کر کے اس پر عمل کریں گے۔"

روزنامہ "تیج" نے جو ہندو قوم پروروں کا اخبار ہے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا ہے کہ:۔

"جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی دعوت پر اس انجمن کی ورکنگ کمیٹی کا ایک جلسہ مرادآباد میں ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ اگست کو منعقد ہوا جس میں جمعیۃ کے ناظم مولانا احمد سعید اور مدرسہ دیوبند کے پرنسپل مولانا حسین احمد اور دیگر مشہور علمائے ہند شریک ہوئے۔ ہندوستانی سیاسیات کا سب سے زیادہ ناگوار اور تلخ پہلو فرقہ وارانہ ذہنیت ہے۔ لیکن یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند نے قومی جدوجہد میں بیش از بیش حصہ لیا ہے اور نازک موقعوں پر مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی ہے اور انہیں قوم پرستی کی راہ پر لگایا ہے، اس کی ورکنگ کمیٹی منعقدہ مرادآباد کے جلسے میں جو رزولیوشن پاس ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم علماء کی یہ انجمن مستقبل کے لیے بھی مسلمانوں کو صحیح راہ عمل بتلا رہی ہے، اس نے کاموں کا ایک مفید پروگرام بھی مرتب کر دیا ہے۔

اس کے بعض رزولیوشن قابل توجہ ہیں۔ مثلاً اس نے تحریک سول نافرمانی کو ملتوی کرتے ہوئے مادر ہند کی آزادی میں کامل عقیدہ قائم رکھا ہے اور اس بات کو ظاہر کیا ہے کہ برطانوی حکومت کے وعدوں سے اسے کوئی توقع نہیں ہے۔ اس نے حکومت کی موجودہ سخت گیری کی پالیسی اور صلح نہ کرنے کے عمل کی مذمت کی ہے اور مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ مصیبت میں صبر کرنا اور ایثار و قربانی سے کام لینا ہی حصولِ آزادی کا واحد ذریعہ ہے۔ وائسرائے نے گاندھی جی کی ملاقات سے جو انکار کر دیا تھا اس پر کافی نکتہ چینی کی گئی ہے، اور جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی کارروائی کے پیش نظر یہ امر قابل یقین بتلایا گیا ہے کہ حکومت برطانیہ وہ آئین بھی دینا نہیں چاہتی جس کی اسکیم وائٹ پیپر میں پیش کی گئی ہے، ان موضوعات کے بعد وہی افسوسناک اور تباہ کن گتھی سامنے لائی گئی ہے جو ملک کی موجودہ مصیبتوں کا باعث ہے، یعنی اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ خود ملک کے اندر کوئی فرقہ وارانہ سمجھوتہ نہ ہو سکا اور حکومت برطانیہ کو کمیونل ایوارڈ پیش کرنا پڑا۔ جمعیۃ علماء کی ورکنگ کمیٹی نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ اب بھی آپس میں فرقہ وارانہ سمجھوتہ کر لینا کچھ دشوار نہیں ہے اور باہمی رواداری اور دوستانہ رشتہ کی مضبوط بنیاد پر اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو مستقبل کی حکومت امن و سکون کے ساتھ چلائی جا سکتی ہے۔ ہر قوم پرست ہندوستانی جمعیۃ مذکور کی اس اپیل کی تائید کرے گا۔ اگر اب بھی کوئی معقول سمجھوتہ ہو سکے اور فرقہ پرست لوگ اس میں رخنہ اندازی نہ کریں تو بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کا بگڑا ہوا کام سدھر جائے۔

تار کا پتہ:- الجمعیۃ دہلی
ٹیلیفون نمبر ۵۶۳۸

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۹۳
Aljamiat
Delhi

یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ

الجمعیۃ دہلی
سہ روزہ

مدیر مسئول:- ہلال احمد زبیری (بی اے)
معاون:- محمد عثمان فارقلیط

جلد ۲۰ | دہلی- یوم جمعہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۵۳ ہجری مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۶

شب برأت کے متعلق شرعی احکام
حلوا خوری، چراغاں اور آتشبازی کی حقیقت
قرآن کریم- احادیث نبوی اور فقہاء احناف کا فیصلہ

(از جناب مولانا احمد علی صاحب صدر انجمن خدام الدین)

سوال:- (۱) شعبان کی پندرہویں رات جس کو مسلمان شب برأۃ کہتے ہیں اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) اور موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں دن کو حلوا پکانا، رات کو چراغاں اور آتشبازی کیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا-

جواب حصہ اوّل قرآن مجید میں شب برأۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے (۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب برأۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے، بیشک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانے والے تھے- انتہی)

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر، معالم التنزیل، البیضاوی، الجلالین) میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر (جو رمضان میں آتی ہے) ہے اور بعض کی رائے ہے کہ شب برأۃ ہے۔

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں-

وَمَنْ قَالَ اِنَّهَا لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَمَا رُوِیَ عَنْ عِكْرِمَةَ فَقَدْ اَبْعَدَ النُّجْعَةَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ (اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے-)

ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استناد کیا ہے-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ-

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں۔ لیلۂ مبارکہ سے پندرہویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے- صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے-

بہرحال تحقیق یہی ہے کہ شب برأۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے-

احادیث متعلقہ شب برأت

(۱) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلًى فَاُعَافِیَهٗ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى یَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ ابن ماجہ)
(حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جب شعبان کی پندرہویں رات ہو- پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں- خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں- خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے اسے چھڑا دوں- خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے- طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے-

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجہ)
(ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرہویں رات کو طلوع فرماتا ہے- پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے-

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رواہ الترمذی- وزاد رزین مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَعْنِی الْبُخَارِیَّ یُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ- (عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا- پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے- آپ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا تمہیں اس بات کا

(باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمایئے)

یہ امر ہی سے ایک رقم انکم ٹیکس کے نام سے خزانہ سرکار میں داخل ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح سرمایہ دار سرمایہ دار سے نفع حاصل کرتا ہے- اور اس کے اشتراک عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریبوں کی گاڑھی کمائی ان کی ہتھیلیوں میں سے نکل نکل کر انکی تھیلیوں اور تجوریوں میں پہنچتی رہتی ہے- (خلافت)

معاصرین کے افکار و آراء

مسلمانوں میں رسم و رواج

مسلمان بھی رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور یہ بھی ترقی کرنا چاہتے ہیں، اس لئے انہیں بھی اصلاح معاشرت اور ترک رسوم کی ضرورت ہے، لیکن مسلمانوں اور دوسری قوموں میں یہ فرق ہے کہ مسلمان [illegible] موجودہ جن رسوم مروجہ کے پابند ہیں ان کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں- چنانچہ علماء زمانہ دراز سے مسلمانوں کو رسوم مروجہ کے ترک کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ رسوم دائرۂ مذہب سے خارج ہیں- رسوم کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ایسی ہیں جو مسلمانوں نے محض دوسری قوموں کے اثر سے اختیار کر لی ہیں، مذہب سے ان کا قطعی تعلق نہیں ہے، نہ دوسرے اسلامی ممالک میں لوگ ان سے واقف ہیں، لہٰذا مسلمان اگر رسوم مروجہ کو چھوڑیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی صحیح و اصلی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں، اور جو چیزیں مذہب سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں ان کو چھوڑ رہے ہیں، برخلاف اس کے دوسرے لوگ اگر اپنی قوم کی اصلاح و فلاح کے لئے ان رسوم و قیود سے آزاد ہونا چاہیں جن میں وہ مبتلا ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو چھوڑ رہے ہیں جو ان کے مذہب میں داخل ہیں اور صدیوں سے ان پر عملدرآمد ہے اس لئے جو مشکلات ترک رسوم میں دوسروں کے لئے ہیں وہ مسلمانوں کے لئے نہیں-
[illegible] لوگ راہ ہو، البتہ جو لوگ مذہب کی تحقیقی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور اوہام باطلہ و رسوم مروجہ کو مذہب سمجھ رہے ہیں وہ ان رسوم کو چھوڑتے ہوئے جھجکتے ہیں، حالانکہ وہ ایک لمحہ میں ان زنجیروں کو توڑ کر آزاد ہو سکتے ہیں-
(کانفرنس گزٹ)

وقت کی اہم ضرورت

سر حسن سہروردی نے اس خطبے میں ان ہندو اور مسلمانوں کی سخت مذمت کی ہے جو فرقہ پرستی کے حامی ہیں اور فرقہ وارانہ اختلافات کو بڑھا چڑھا کر اپنی ذاتی اغراض پوری کرتے رہتے ہیں ایسے افراد کا وجود خواہ وہ کسی قوم یا کسی فرقہ سے تعلق [illegible] ملک کے لئے مستقل لعنت ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ وہ وقت ہے جب ملک میں اہم آئینی تبدیلیاں ہونا ہیں جو حکومت کا پیش کردہ دستور [illegible] ناقص ہے اور اس ضرورت میں بھی کلام نہیں کہ موجودہ دستور سے مخالفت ہونا چاہئے مگر یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ملک کی مختلف اقوام میں کامل اتحاد نہ ہو۔ آج بجائے اس کے کہ [illegible] مختلف قومیں علیحدہ علیحدہ حلقوں اور جماعتوں میں بٹی ہوئی ہیں [illegible] نہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد سے کام نہیں کرتیں بلکہ غلطی سے [illegible] [illegible] کی تردید یا بطلان [illegible]

بھی سب کا اتفاق ہے کہ ملک آزاد ہو اور اسے بھی مانتے ہیں کہ ملک کی سیاسی اور اقتصادی ترقی بلا آزادی کے ناممکن ہے، جب اسے [illegible] ایا حیلت اور ایسیر اتفاق [illegible] تو یہ بات سمجھ میں آنا واقعی دشوار ہے کہ اختلاف کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔ [illegible] سے اس غلط خیال کو دسیع طور پر لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا گیا ہے-
(اجمل)

مصری وزارت کی تبدیلی

فرانس کی طرح مصر میں بھی [illegible] وقت سے [illegible] کی شہرت حاصل کر چکی ہے مصر کی نظام حکومت جب کرم پارٹی کے ارکان کے ہاتھ میں تھی تو اس وقت حکومت برطانیہ کے ساتھ اکثر مسائل پر جھگڑے پیدا ہو جایا کرتے تھے جو وزارتوں کی پے در پے تبدیلی [illegible] کے متعلق، پارلیمنٹ کی شکست و ریخت وغیرہ نتیج ہوتے تھے۔ [illegible] تبدیلیاں کر دی گئیں اور زمام حکومت معتدل اور نرم پارٹی کے مدبروں کے ہاتھ میں آئی تو توقع پیدا ہو گئی تھی کہ اب برطانی ریزیڈنسی اور حکومت مصر کے تعلقات خوشگوار رہا کریں گے لیکن نسیم پاشا، یحییٰ پاشا، عدلی پاشا، عزت پاشا، [illegible] پاشا وغیرہ ایسے معتدل اور ذمہ دار مدبروں کی وزارتیں بھی برطانی کمشنروں کی پالیسی سے شکر رنجی [illegible] - [illegible] کی بات پیدا ہو جانے پر یحییٰ پاشا [illegible] نسیم پاشا کے ہاتھ میں آگئی-
یہ تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مصر کے تمام اعتدال پسند سیاسیین بے ڈھب واقع ہوئے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی برطانی کمشنر کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتا۔ البتہ برطانی ریزیڈنسی کی روش میں کچھ ایسی بات ہو کہ جو مصری وزارتوں کی پے در پے تبدیلی کا موجب بن رہی ہے سر جان سائمن وزیر خارجہ برطانیہ اور دیگر برطانی مدبروں کو اپنے کارندوں کی بے جا حمایت کرنے کے بجائے اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہیئے۔
(احسان)

سود در سود کی کارفرمائیاں

سود دو طرح کا رائج ہے، ایک سرکاری یا نیم سرکاری اور ایک شخصی یا کاروباری [illegible] [illegible] نیم سرکاری بینک یا [illegible] [illegible] سود ہے ہندوستان میں [illegible] سود میں مقابلتاً [illegible] [illegible] صدی سود [illegible]

۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۳ر جنوری ۱۹۳۳ء

غربا اور مساکین سے ہمدردی کرو

مخلوق کی خدمت خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے

اسلام میں زکوٰۃ وصدقات کے فضائل

(گذشتہ سے پیوستہ)

(ماخوذ از کتاب "جنت کی کنجی" مصنفہ مولوی حاجی مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند حال اسیر فرنگ)

افضل صدقہ وہ ہے جو ذی رحم دشمن کو دیا جائے ۔ (طبرانی) یعنی رشتہ دار ہو اور اس کا مخالف ہو ۔ افضل صدقہ اس وجہ سے فرمایا کہ باوجود اس کی مخالفت اور دشمنی کے سلوک کرتا ہے ۔

ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اتر کر یہ دعا کرتے ہیں ۔ ایک کہتا ہے الٰہی نیک کاموں میں خرچ کرنے والے کو زیادہ دے ۔ دوسرا کہتا ہے بخیل کے مال کو تلف کر دے ۔ (بخاری ومسلم)

حدیث قدسی ہے اے میرے بندے خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا ۔ (بخاری ومسلم) یعنی میرے راستہ میں خرچ کرنے سے ڈر نہیں جس قدر خرچ کرے گا اتنا ہی زائد دیا جائے گا ۔

حضرت بلال نے ارشاد فرمایا خرچ کرنے سے عرش کے مالک سے کمی کا خوف نہ کر (طبرانی) یعنی جو عرش کا مالک ہے اس کے خزانہ میں کمی کا کیا کام ۔

کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ بہتر اور افضل اسلام کونسا ہے ۔ ارشاد فرمایا مساکین کو کھانا کھلانا ۔ اور ہر مسلمان کو سلام علیک کرنا ۔ خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو ۔ (بخاری ومسلم)

مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے ۔ (حاکم)

کسی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے اور پانی پلانے سے دوزخ سات خندق … ہزار برس کے راستے کی مقدار دور کر دی جاتی ہے ۔ (حاکم)

حدیث میں سات خندق کے الفاظ لکھے ہیں ۔ ہر خندق کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ فرمایا ہے ۔ میں نے ترجمہ میں … تین ہزار برس کی راہ بطور خلاصہ لکھ دیا ہے ۔

اگر کسی مسلمان نے پودا یا درخت لگایا تو جو شخص اس درخت سے پھل کھائے گا وہ صدقہ ہے ۔ جو کچھ چوری جائے گا وہ بھی صدقہ ہے ۔ جو ان پھلوں سے کچھ لے لے وہ بھی صدقہ ہے ۔ (مسلم)

پھل دار درخت میں سے اگر کوئی آدمی یا جانور کچھ کھا جائے گا تو یہ سب قیامت تک صدقہ ہے ۔ (مسلم)

باقیات الصالحات میں سے پھل دار درخت کا لگانا بھی ہے ۔ (بزار، ابو نعیم)

جو کسی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا ۔ جو کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو جنت کی سر بمہر شراب پلائے گا ۔ جو بندہ کسی غریب کو کپڑا پہناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے عطا کرے گا ۔ (ترمذی)

کسی نے پوچھا میں اپنے اونٹ کے لئے حوض میں پانی بھرتا ہوں دوسرے اونٹ بھی پانی پینے آجاتے ہیں … ارشاد فرمایا ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے ۔ (احمد)

کسی نے ایک کتے کو پانی پلا دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ۔ … ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنا اجر ہے ۔ (بخاری ومسلم مطولاً)

مرنے کے بعد بھی سات باتوں کا ثواب جاری رہتا ہے حالانکہ بندہ قبر میں ہوتا ہے (۱) علم دین سکھانا (۲) نہر جاری کرنا (۳) کنواں کھدوانا (۴) درخت لگانا (۵) مسجد بنوانا (۶) قرآن شریف تلاوت کے لئے چھوڑ جانا (۷) ایسا لڑکا چھوڑ جانا جو باپ کے مرنے کے بعد باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے ۔ (بزار، ابو نعیم)

درخت لگانا یعنی اس کے سایہ یا پھل سے لوگ فائدہ اٹھائیں ۔ قرآن شریف تلاوت کے لئے وقف کر دینا یا کسی کو پڑھنے کے لئے دیدینا ۔

جس نے کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس سے پانی پئے گا اللہ تعالیٰ کنواں کھدوانے والے کو قیامت کے دن ثواب عطا کرے گا ۔ (بخاری)

صدقۂ فطر روزہ دار کی تمام کمزوریوں کا کفارہ ہوتا ہے جس نے نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے اور جس نے عید پڑھ لی اس کی حیثیت نفلی ایک صدقہ کی ہے ۔ (ابو داؤد)

رمضان کے روزے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں ۔ (ابن شاہین)

کسی نے دریافت کیا حضور آیت قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی کا تعلق کس سے ہے ۔ فرمایا یہ صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ (ابن خزیمہ)

حضرت سعد کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا انہوں نے سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری ماں کا انتقال ہو گیا ۔ اس نے کچھ وصیت بھی نہیں کی میں اب اسے کوئی ثواب پہنچا سکتا ہوں سرکار نے فرمایا اس کو پانی پلاؤ ۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سے وقف کر دیا ۔ (طبرانی، ابو داؤد، ابن حبان)

محبت اور مال میں افزونی

جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور مہمان کا اکرام و عزت کرے ۔ جو بات منہ سے نکالے اچھی نکالے ورنہ خاموش رہے ۔ (بخاری ومسلم)

صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ گود و پیٹ کے رشتوں کو قطع نہ کرے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے ۔

جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر زیادہ ہو تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے ۔ (بخاری ومسلم)

لوگو! اپنا نسب نامہ اور اپنے رشتہ داروں کے نام معلوم کیا کرو ۔ تاکہ لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہو ۔ آپس میں صلہ رحمی سے باہمی محبت زیادہ ہوتی ہے ۔ مال بڑھتا ہے ۔ (ترمذی)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر بڑھے اور رزق بڑھتا رہے اور بری موت سے محفوظ رہے اس کو چاہئے کہ خدا سے ڈرے اور صلہ رحمی کیا کرے ۔ (احمد، بزار)

ایمان کے بعد صلہ رحمی خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے ۔ (ابو یعلیٰ)

ایک اعرابی نے سرکار کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ایسا عمل بتا دیجئے جو جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے ۔ فرمایا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر ۔ نماز پڑھ ۔ زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کیا کر ۔ پس اونٹنی کی نکیل چھوڑ دے ۔ (بخاری ومسلم)

جب یہ اعرابی عبادت نماز اور صلہ رحمی وغیرہ کا حکم سن کر نکیل چھوڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا جو حکم اس کو بتایا ہے اگر اس پر پابند رہے تو جنت میں جائے گا ۔ (بخاری ومسلم)

صلہ رحمی ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک اور حسن خلق ایسی چیزیں ہیں جن سے عمریں زیادہ ہوتی ہیں اور گھر آباد رہتے ہیں ۔ (احمد)

رحم (یعنی رشتہ داری) عرش الٰہی سے لٹکا ہوا عرض کرتا ہے جس نے مجھ کو ملایا اس کو اللہ ملائے گا اور جس نے مجھ کو قطع کیا اس کو خدا قطع کرے گا ۔ (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ رشتہ داروں سے تعلقات قطع نہیں کرنا چاہئے ۔

اصلی صلہ رحمی یہ ہے کہ جب کوئی رشتہ دار تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے میل پیدا کرنے کی کوشش کرے ۔ صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ قطع کرنے والے سے تو بھی روٹھ کر بیٹھ جائے ۔ (بخاری ومسلم)

بہترین صدقہ وہ ہے جو ایسے شخص کو دیا جائے کہ وہ دشمن بھی ہو اور رشتہ دار بھی ۔ (ابن خزیمہ)

مطلب یہ ہے کہ دشمن بھی ہو مگر رشتہ دار ہو ۔

(ماخوذ از کتاب "جنت کی کنجی" مصنفہ مولوی حاجی مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند حال اسیر فرنگ)

ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں ۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے ۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے ۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ کہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں ۔)

(۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِيْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلَاثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ ۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے ۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے ۔ اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے ۔ اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں ۔ اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو ۔ پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جاسکے ۔ تین دفعہ آپ نے یہ کلمہ فرمایا ۔ میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکیں گے ؟ پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا ۔ اور میں بھی نہیں جا سکوں گا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے ۔ آپ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا) ۔

میرے بھائیو ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ معہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں ۔ اگرچہ ان احادیث میں بھی بعض سندیں مختلفہ ہیں ۔ ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری ومسلم کی احادیث تو نہیں ہیں ۔ لیکن بہرحال جو کچھ بھی ہے از سعی علاوہ آپ کے سامنے ہے ۔

فقہاء احناف کا فیصلہ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوٰۃ اللیل واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان ولو جعلہ ثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخیر افضل واحیاء لیلۃ العیدین والنصف من شعبان ۔ (اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے ۔ اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد) نماز پڑھے ۔ جو ہرہ نیرہ کے بیان کے مطابق کم سے کم آٹھ رکعت پڑھے ۔ اگر رات کو تین حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے ۔ اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پچھلے حصہ میں پڑھنا افضل ہے ۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے)

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں وعلم ان کلا من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ ۔ (پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے ۔ انتہیٰ)

خدا کے بندو ! فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آچکا ہے اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو اسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں خواہ وہ چیز دراصل عبادت ہی کیوں نہ ہو ۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے اس کو برداشت نہیں کرتے ۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں فلو ترک امثال هٰذه الصلوات تارک لیعلم الناس انه لیس من الشعائر فحسن ۔ انتہیٰ ۔ (پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا) ۔

میرے پیارے حنفی بھائیو ! خدا تعالیٰ کے لئے سوچو ۔ اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو ۔ وہ حضرات تو اس قدر پابند شریع ہیں کہ وہ تو شب برأت کی رات میں کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں بے تحاشہ چراغاں کرتے ہو ۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو ۔ علاوہ اس کے اس رات کی عزت افزائی میں آتشبازی چلاتے ہو ۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے ۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے بندو خدا سے ڈرو اور باز آجاؤ ۔

حلوا ۔ چراغاں ۔ آتشبازی

شب برأت سے پہلے دن کو حلوا پکی اور شب کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے ۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ کی صورت دیدیتے تھے ۔ چنانچہ سورت انعام کے رکوع ۸ میں ہے ۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (اور چھوڑ دو اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے ۔ اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو ۔ ایسے نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملیگا ۔ اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جاویگا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے ۔ ان کے لئے گرم پانی پینے کیلئے اور دردناک عذاب ہے کیونکہ یہ کفر کیا کرتے ہیں ۔)

جو لوگ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنادیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندو ! شب برأت کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے ۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسم کے قائم مقام بنا رکھی ہیں ۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو ۔ اور ان لغویات کو چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں ۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر دیا تو پھر صرف اسلام اور ایمان کا نام لینے سے اس کی کیا قیمت باقی رہ سکتی اور پھر کس کے دروازے سے تلاش کرو گے ۔ اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے ۔ اور کس کی نسبت جنت میں ٹھکانا مل سکے گا ۔

بھائیو ! خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اسراف بدترین چیز

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (اور بے جا خرچ نہ کرو بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے ۔ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو ! خدا تعالیٰ کا خوف کرو اور غور کرو کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے ۔ بے جا خرچ کرنے والے یعنی اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی اور خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں ۔

اسراف لغت میں بے اندازہ اور لاف وگزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دنیا کا کوئی بھلا ہو ۔ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو ۔ اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانا پینا ۔ پہننا) میں صرف ہو ۔ یہ نقص شب برأت کے چراغاں اور آتشبازی پر پورے طور پر موجود ہے ۔ خدا کے بندو ! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورۃ تکاثر پارہ عم میں فرماتے ہیں ۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۔ پھر اس دن تم سے اے لوگو ! نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا ؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دو گے ؟

[redacted]

الجمعیۃ دہلی — ۲۳ فروری ۱۹۴۳ء

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رہا ہوگئے

ملتان ۱۲ فروری۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اپنی میعاد قید ختم کرکے آج دوپہر کو سنٹرل جیل ملتان سے رہا کردیئے گئے۔ یہاں کے قومی کارکنوں نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔ مولانا صاحب الواسع کل رہا ہوں گے اور دونوں حضرات یہاں سے لدھیانہ جائیں گے۔

رمضان المبارک کی آمد

روزہ کی حقیقت۔ اس کے فضائل و نتائج

حصول سعادت اور رضاء الٰہی کا آسان ذریعہ

(از جناب مولانا مولوی احمد علی صاحب ممتحنہ مطبعہ عطار پنجاب)

بنیاد ان اسلام اس سے پہلے اسلام کے پانچ ارکان میں سے توحید اور نماز کے متعلق انجمن خدام الدین ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے تبلیغی رسائل شائع کر چکی ہے۔ اس صحبت میں روزے کا فلسفہ عرض کرنا مقصود ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ... مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت کے واسطے لوگوں کے ...

ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ تو تند حیوانی کی شرارت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوت حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رک جائے گا چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو دیکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعہ سے ...

قرآن حکیم کی سالگرہ

تمام امتوں میں روزہ

اوقات روزہ میں اختلاف

روزہ دار کے فرائض

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

سیاسی فائدہ

پیغام فتح اسلام

روزے کے اخروی فائدے

روح روزہ

حکمت مغفرت

روزہ کی جزا

بلگیریا کے ترقی یافتہ مسلمان

اسلامی مدارس۔ محاکم شرعیہ۔ اوقاف اور مساجد

موجودہ حکومت میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق

(ترجمہ خصوصی)

بلگیریا کے مسلمانوں کے متعلق بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ان کا نظام زندگی اور شرعی کیا ہے اور وہ آج کل کس ماحول میں زندگی کے سانس لے رہے ہیں۔ حال میں خود بلگیریا کے ایک مسلمان نے عربی جرائد میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں اس ملک کے عام مسلمانوں کی مذہبی، اداری، اجتماعی اور معاشرتی حالات پر روشنی ڈالی ہے ہم قارئین الجمعیۃ کیلئے اصل مضمون کا ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں:-

بلگیریا کے مسلمان "جنبا مرالدین"، صاحب فرماتے ہیں بلغات میں بلگیریا کا ...

علاوہ ازیں مقامی میونسپلٹیاں بھی اسلامی مدارس کی امداد کرتی ہیں۔ مسلمان بچوں کے لئے چار سال تک جبری تعلیم ہے۔ کل مدارس کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، سابقہ حکومت (عثمانیہ) نے ہر مدرسہ کو زرعی آراضی بھی عنایت کی تھیں جو اب تک علی حالہ موجود ہیں اور ہم ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان مدارس کے علاوہ مختلف مقامات پر علوم دینیہ کے بڑے بڑے مدرسے بھی ہیں جن میں سے بعض کو حکومت کی طرف سے بھی امداد دی جاتی ہے۔

ائمہ۔ علماء اور قضاۃ

اوقاف اور مساجد کا انتظام

محکمہ شرعیہ اور انفصال مقدمات

درسگاہوں کی تعداد

مسلمانوں کے سیاسی اور شہری حقوق

علماء کی قدر و منزلت

کامل حریت و استقلال

[illegible]

حکومت پنجاب کی قادیانیت نوازی کیخلاف شدید احتجاج

جامع مسجد دہلی میں فرزندان توحید کا زبردست مظاہرہ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی باطل شکن تقریر

دہلی ۷ مارچ آج حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سابق ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند کی زیر صدارت مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور قومی نظموں کے بعد حضرت صدر جلسہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علمائے ہند کے بارھویں ڈکٹیٹر مولانا عبدالحق صوبہ آسام سے روانہ ہو چکے ہیں ان کی تحریر دفتر میں آئی ہوئی موجود ہے جس میں ظاہر فرمایا ہے کہ میں بعض مجبوریوں کی بنا پر اس تاریخ پر نہیں پہونچ سکا عنقریب پہونچنے والا ہوں اور امیدوار ہوں کہ میری حاضری تک جلسہ کا پروگرام موخر کیا جائے۔ بنا بریں جناب ڈکٹیٹر صاحب کی تشریف آوری تک جملہ کارروائی موخر کردینی ضروری ہے۔

چونکہ اس وقت بدقسمتی سے پنجاب میں ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ رونما ہوگیا ہے اس لئے میں آپ حضرات کی توجہ اس کی طرف منعطف کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ مولانا ظفر علیخاں صاحب مولانا احمد علی صاحب مولانا عبدالحنان صاحب اور دیگر سربرآوردگان مذہب و ملت جن میں سے اکثر حضرات جمعیۃ علماء ہند سے نہایت خصوصی تعلق رکھتے ہیں قادیانیوں کی دست درازی اور ان کی مذہب اور مسلمانوں پر جارحانہ کارروائیوں کی بنا پر مسلمانوں کے مذہبی تحفظ کے لئے مجلس دعوت و ارشاد قائم فرماتے ہیں اور وعظ و نصائح و تحقیق حق کرتے ہوئے اس فتنہ کے تار و پود بکھیرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ان مذہبی جد و جہد میں مداخلت کی جاتی ہے اور مولانا [illegible] ضمانت نیک چلنی کا مطالبہ کیا جاتا ہے جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ مداخلت فی الدین اس اعلان کے خلاف ہو رہی ہے جس کو کوئن وکٹوریہ نے ۱۸۵۸ء میں شائع کیا تھا اور جس کو کنگ ایڈورڈ ہفتم اور کنگ جارج پنجم نے اپنے اعلانوں کا سنگ بنیاد قرار دیا تھا۔ انتہائی تعجب کی بات ہے کہ جماعت قادیانیہ جارحانہ طریقہ پر اشتہارات شائع کرتی ہے تحریری اور تقریری نہایت دل آزار طریقہ پر میدان میں لاتی ہے۔ ہر قسم کی افتراق انگیز کارروائی کی ابتداء کرتی ہے مگر حکومت کو کبھی اس سے نیک چلنی کے مطالبہ کی نوبت نہیں آتی اور جب اہل سنت والجماعت مسلمان اپنے قوم کی محافظت کے دعویدار ہو کر پرامن کارروائیاں کرتے ہیں تو ان سے ضمانت طلب کی جاتی ہے کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ جملہ کارروائی حکومت کے اس مشہور و مسلم پالیسی کے ماتحت ہے کہ لڑاؤ اور حکومت کرو یہ ۱۹۲۱ء ہی سے ان اصول کے ہے جن کے ماتحت ہندوستان اور اس کے باشندے پامال کئے جا رہے ہیں۔ قادیانی جماعت کی جیرہ دستی کوئی مخفی چیز نہیں ہے وہ منصہ تحریر و تقریر پر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکی ہے گورنمنٹ کو اگر ہندوستانیوں اور مسلمانوں کی خیرخواہی منظور ہوتی تو اس تعدی کرنے والی جماعت کو روکتی۔

مرزا بشیرالدین محمود اور ان کی تمام جماعت کا تمام مسلمانان عالم کی تکفیر کرنا اور ان کے متعلق سخت دل آزار کلمات استعمال کرنا ان کے رسائل سے ظاہر ہو چکا ہے۔ دیکھو انوار خلافت صفحہ ۹۰ برکات خلافت صفحہ [illegible] انوار خلافت صفحہ ۹۵ آئینہ صداقت وغیرہ۔

یقیناً یہ کارروائی گورنمنٹ کی طرف سے نہ صرف مداخلت فی الدین ہے بلکہ حسب تصریح [illegible] وغیرہ مسلم قوم میں سخت تفرقہ اندازی کا مظاہرہ ہے جو کہ غلط اصول حکومت اور انتہائی خطرناک پالیسی ہے اس لئے ہم سب کو اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور مولانا ظفر علی خاں صاحب اور ان کے رفقاء کار کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد منجانب صدر جلسہ چند تجاویز پیش کی گئیں جو کہ باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ لاہور کے مقتدر علماء و زعماء سے جمعیۃ دعوت و ارشاد قائم کرنے اور مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے محفوظ رکھنے کی پاک کارروائیوں کے متعلق حکومت پنجاب نے جو نیک چلنی کی ضمانت طلب کی ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کی مذمت کرتا ہوا احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور اس کو مداخلت فی الدین تصور کرتا ہے۔

(۲) مسلمانان دہلی کا یہ جلسہ مولانا احمد علی صاحب و مولانا ظفر علی خاں صاحب و مولانا عبدالحنان صاحب وغیرہ حضرات کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور ان لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ فتنہ قادیان کے متعلق تمام مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔

موت کا استقبال

ایک مسلمان کی حیثیت سے علامہ اقبال کے آخری افکار

علامہ اقبال ایک سال سے علیل تھے اور قدرتاً آپ کی روح ایک نئی زندگی کے لئے تیار تھی۔ آپ نے انتقال سے چند منٹ قبل فرمایا۔ میں موت سے ہراساں نہیں ہو سکتا میں ایک سچا مسلمان ہوں اور پوری شگفتگی سے موت کا استقبال کروں گا۔

مرحوم کے دو قطعے خاص طور پر اثر انگیز ہیں۔ پہلا قطعہ چند ماہ قبل اور دوسرا چند لمحہ قبل شاعر کی زبان سے ادا ہوا۔

(۱)

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
یا اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

(۲)

سرود رفتہ باز آید نہ آید
نسیمے از حجاز آید نہ آید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید نہ آید

۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء

جلسہ سالانہ دستار بندی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

الحمد للہ کہ بتاریخ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ بروز شنبہ جامعہ اسلامیہ کا سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ تمام اطراف و اکناف گجرات کے معزز مسلمان تشریف لائے اور احمد آباد، بمبئی، راندیر، سورت وغیرہ کے وہ حضرات خاص طور سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنے نہایت ہی اہم اور ضروری امور کو چھوڑ کر جلسہ میں شرکت گوارا فرمائی۔ جلسہ سے ایک روز قبل بروز جمعہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب مدظلہ نے مہمانان و طلبہ جامعہ کو اپنی معلومات و محققانہ تقریر سے بہرہ اندوز فرمایا۔ اس کے علاوہ اتفاق وقت اور ارکان جامعہ کی خوش قسمتی سے مجاہد ملت حضرت مولانا احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علماء پنجاب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے طلبہ و اہل شہر کی استدعا پر نہایت مفصل و مبسوط تقریر فرمائی جس سے سامعین بہت زیادہ متاثر و محظوظ ہوئے۔

بعد ازاں احقر نے جامعہ کے سال رواں کے حالات پر مختصر تبصرہ کیا اور جامعہ کے معاونین خاص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جامعہ کی آئندہ ضروریات کی طرف توجہ دلائی۔ پھر دورۂ حدیث کے پانچ امتیازی کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو جناب مولانا حاجی محمد صاحب کی طرف سے پچاس پچاس روپے انعام میں دئے گئے اور اسی طرح بیضاوی شریف، مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف، ہدایہ اولین، قرأت و خوشخطی و درجہ حفاظ میں بھی اول نمبر کامیاب ہونے والے طلبہ کو امتیازی انعامات تقسیم ہوئے۔

اور ۶ کامیاب فارغ التحصیل طلبہ کو دستار فضیلت جناب مولانا اسمٰعیل گارڈی صاحب کی طرف سے عطا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے "عالم آخرت" کے عنوان سے ایک مبسوط تقریر فرمائی جس سے تمام حاضرین جلسہ عموماً اور اہل علم حضرات خصوصاً بہت زیادہ متاثر و محظوظ ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی عم فیضہ نے علم دین کی تعلیم کی ضرورت پر ایک نہایت ہی محققانہ و دلنشین تقریر فرمائی جس سے سامعین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ مولانا کی تقریر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس کے بعد ۱۲ بجے دعا پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ تمام اہل خیر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جامعہ اسلامیہ کی ترقی و کامیابی کے واسطے ہمیشہ سعی فرماتے رہیں۔ خصوصاً متولیان اوقاف و اہل نصاب حضرات توجہ فرمائیں اور جامعہ کی ضرورتوں میں امداد فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ جامعہ اسلامیہ کی چار رسالہ اور دورۂ حدیث بھی شائع ہو چکی ہے جو صاحب چاہیں اپنے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

قدیم طلبہ کو ۱۰ شوال تک جامعہ میں پہنچ جانا چاہئے اور جدید طلبہ کو ابھی سے خط و کتابت کر کے آئندہ سال کے داخلہ کے متعلق طے کر لینا چاہئے۔ متعینہ مقدار پوری ہو جانے پر داخلہ نہ کیا جائے گا۔ نیز شرح جامی سے نیچے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو یہاں کا قصد نہ کرنا چاہئے۔ فقط

احقر محمد سعید غفر لہٗ مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

مولانا ظفر علی خاں سے نیک چلنی کی ضمانت

قادیانیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا جرم

لاہور ۲۴ فروری۔ مولانا ظفر علی خاں اور مولانا احمد علی، مولوی عبد الحنان، مولانا لال حسین، مولانا غلام مرشد اور مسٹر محمد بخش مسلم کو مجسٹریٹ لاہور کا حکم ملا ہے کہ آپ قادیانیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کر رہے ہیں اور آپ کے رویہ سے خلل امن کا اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانت نیک چلنی دیجئے۔ سماعت ۴ مارچ کو ہوگی۔

حضرت شیخ رحمہ کے برادر حقیقی کا انتقال

۴ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یوم پنجشنبہ بوقت ۲ بجے دوپہر کو حضرت مولانا حافظ محمد حسن صاحب برادر حقیقی امام العلماء حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ انتقال فرما گئے۔ ناظرین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین

(سید حسن رضوی سکریٹری انجمن امداد الاسلام دیوبند)

---

۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۴ء

الجمعیۃ دہلی

دار الحکومت

جامع مسجد دہلی میں مسلمانوں کا اہم اجتماع

غلام اور آزاد اقوام کا نفسیاتی فلسفہ

ڈاکٹر زین العابدین صاحب کی بصیرت افروز تقریر

دہلی ۲۴ فروری۔ آج بعد نماز جمعہ زیر اہتمام جمعیۃ علماء ہند بصدارت مولانا ڈاکٹر زین العابدین صاحب ندوی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر کے دوران میں جمعیۃ علماء ہند کی اہم ملکی و مذہبی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستانیوں کا قلب دماغ اور عقل تینوں غلام ہیں اور جب تک یہ تینوں چیزیں آزاد نہ ہونگی کبھی ہندوستان کے اندر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ غلامی کی زندگی بدترین مصیبت ہے اور اس سے گلو خلاصی ہمارا فرض عین ہے۔

آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ آزاد اور غلام کی زندگی میں کیا فرق ہے۔ اس کو امریکہ میں جا کر دیکھا جائے کہ کینیڈا اور یونائیٹڈ اسٹیٹ کے درمیان ایک چھوٹا سا دریا حائل ہے۔ کینیڈا کے باشندوں میں عام طور پر ایمانی و جسمانی کمزوری پائی جاتی ہے اور وہ علو حوصلگی اور بلند خیالی سے کوسوں دور ہیں اور یونائیٹڈ اسٹیٹ کے باشندے ایک زندہ و جانباز قوم کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اور آزادی کی نعمت سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ موصوف کی تقریر کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

قرآن حکیم اور شریعت مقدسہ میں جھوٹے صوفیوں کی تاویل و تحریف

وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے گمراہ کن عقیدے

حضرت سحبان الہند مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب کی دوسری تقریر سیرت

(۲۶)

ایک اور مشہور حدیث قدسی

ابی الدرداءؓ کی ایک اور روایت میں ہے۔ میں اللہ ہوں میں ہی تمام بادشاہوں کا مالک ہوں تمام بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں اُن کے بادشاہوں کے قلوب اُن پر مہربان کر دیتا ہوں اور وہ بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن اگر میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں اُن کے بادشاہوں کے قلوب اُن پر سخت کر دیتا ہوں اور وہ اپنی رعایا پر طرح طرح کے مظالم کرتے ہیں پس تم بادشاہوں پر بددعا کرنے کی بجائے اپنے اعمال کی اصلاح کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے تضرع اور زاری کیا کرو تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کے ظلم سے تم کو بچالوں۔

حضرات شاید آپ کو معلوم نہیں آپ کا نام تصوف تسلیم و رضا ہے۔ حضرت اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا اپنے آپ کو سونپ دینا اپنے آپ کو شاہ نیاری خواہشات اور اپنے ارادے کو فنا کر دینا اسی کا نام تصوف ہے اور یہی تصوف کی اصل ہے۔

سوتے وقت کی دعاء

آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آرام کرنے کی غرض سے تشریف لیجاتے تھے تو دائیں کروٹ سے لیٹ کر کیا پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنی اُمت کو آپنے کیا ارشاد فرمایا ہے کہ جب بستر پر لیٹا کرو تو کیا پڑھا کرو۔ ارے بھلے آدمیو تم تو قرآن و حدیث پر غور ہی نہیں کرتے اصل سیرت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کی زندگی میں مضمر ہے تم حضور کی سیرت کو شیعوں کے مولود اور آگرہ بمبئی کے ولادت ناموں میں تلاش کرتے ہو یہی وجہ ہے کہ آج تک تم کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ حضور کا کون سا کام اور وہ دنیا میں کیوں تشریف لائے تھے دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب رات کو بستر پر سونے کے لئے لیٹو تو دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

جو شخص یہ دعا پڑھ کر سوئے گا۔ اگر وہ رات کو مر گیا تو فطرت پر مرے گا اور اگر زندہ اُٹھا تو خیر اور بھلائی کو حاصل کرے گا۔ اب ذرا اس دعا کا ترجمہ بھی سن لیجئے۔ اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنی ذات کو تیری طرف متوجہ کر لیا اور اپنے جملہ امور تیرے حوالے کر دیئے اور میں تیری ہی پناہ میں داخل ہو گیا کیونکہ تیرے علاوہ نہ کوئی سہارا اور نہ کوئی نجات کا ٹھکانا ہے۔ میں تجھ سے ڈرتا بھی ہوں اور تجھ سے اُمید بھی رکھتا ہوں یا اللہ میں اُس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اے اللہ میں اُس نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے اپنا نبی بنا کر بھیجا۔

صاحبو ان الفاظ کو غور سے سنئے ان الفاظ پر بار بار توجہ کیجئے تاکہ آپ کو اسلام کی قدر معلوم ہو جائے۔ جب ان الفاظ کے ساتھ آپ کا دل موافقت کرنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ آپ اس مرتبے میں داخل ہوئے جس کو مرید کہتے ہیں۔

حدیث قدسی کا مطلب

ہاں تو اُس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ کثرت نوافل کے باعث ہم سے قریب ہو جاتا ہے تو ہم میں اُس میں اتنی یگانگت اور اتحاد ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی کام ہماری مرضی کے خلاف نہیں کرتا۔ دیکھتا ہے تو میری اجازت سے سنتا ہے تو میری اجازت سے چلتا ہے تو میری مرضی سے، کسی شے کو ہاتھ لگاتا ہے تو میرے حکم سے جب سب کچھ میرے کہنے سے کرتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے بلکہ ہم کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام

میرے عزیز دوستو! میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں قرآن و احادیث کا ایک ایک لفظ اس پر شاہد ہے۔ اگر تقریر کے طویل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موضوع پر بالتفصیل عرض کرتا لیکن کیا عرض کروں کہ اب میرے قویٰ ہی نے جواب دیدیا۔ جب چنے تھے تو دانت نہ تھے اور جب دانت تھے تو چنے نہ تھے۔ خدا خدا کر کے مسلمانوں میں تھوڑی سی تعلیم آئی ہے اور بات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے تو اپنی زندگی نے جواب دیدیا اور قویٰ استعمال نہ رہے۔ ایک سمندر ہے جس کو چاہتا ہوں اٹھا کر بہادوں مگر افسوس کہ اب ہمت نہیں ہے۔ بلکہ حسرت ضرور ہے۔

ہزاروں حسرتیں ایسی کہ دل میں رہ گئیں مر کر
جو ممکن تھا تمنا کا وہ مدفن ہے تمنا کا

آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سنا ہوگا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت خضر نے بعض باتیں ایسی کیں جن پر حضرت موسیٰ معترض ہوئے اور یہ بھی آپ نے سنا ہوگا کہ تیسرے موقع پر حضرت خضر نے ان کو جواب دیدیا اور دونوں کا سفر ختم ہو سکا لیکن جب حضرت موسیٰ علیحدہ ہونے لگے تو حضرت

حضرت نے ان تمام کاموں کی توجیہہ بیان کی اور جب توجیہہ بیان کر چکے تو آخر میں ایک مختصر فقرہ فرمایا وہ فقرہ کیا ہے جانتے آپ سے اب سنئے جو کچھ کہا ہے اُس کا خلاصہ ہے حضرت خضر فرماتے ہیں۔ وما فعلته عن امری [illegible] میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ یہ مطلب ہے اُس حدیث قدسی کا کہ تقرب کے بعد بندہ جو کچھ کرتا ہے وہ [illegible] کی مرضی سے کرتا ہے۔ اس وقت اس بحث میں نہ پڑیئے کہ حضرت خضر پیغمبر تھے یا ولی تھے اور کیا علم [illegible] سے زیادہ تھا یا نہیں یہ اگر زندگی نے [illegible] تو انشاء اللہ کسی موقع پر دیکھا جائے گا۔

جاہل صوفی اور جاہل پیر

غالباً اس تفصیل کے بعد آپ پر ان تمام خطرات سے [illegible] ظاہر ہو گئے ہوں گے جو آج کل کے جاہل صوفی ان آیات و احادیث کے متعلق غلط بیانی کیا کرتے ہیں اور بندوں کو خدا بنانے پھرتے ہیں جو وحدت الوجود کے مسئلہ کو سمجھے بغیر [illegible] ہیں وہ تو الحاد اور گمراہی کی ایک شکل ہے [illegible] عوام الناس کو [illegible] چاہتے ہیں [illegible] وحدت الوجود [illegible] وحدت الشہود کو [illegible] سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible]

معبود کی حیثیت کا قول کیا ہو اور اگر امت محمدیہ کے کسی بزرگ سے عالم سکر، محو، استغراق اور حالت فنا میں کوئی لفظ نکل گیا ہو تو اُس سے استدلال کرنا محققین سالکین کی نظر میں بھی مذموم و معیوب ہے۔ چہ جائیکہ یہ جاہل استدلال کریں جو اُن کے الفاظ کا صحیح مفہوم بھی نہیں سمجھتے۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ کا قول سبحانی ما اعظم شانی یا ماتی الجبۃ الا اللہ یا اپنے مریدوں کو خطاب کر کے فرمانا لا الہ الا انا فاعبدون۔ یہ تمام حالت سکر کی باتیں ہیں۔ حالت صحو یا حالت سلوک میں حضرت ابو یزید کیا کوئی معمولی عالم بلکہ کوئی ادنیٰ بات نہیں کہہ سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض ملحدین فلاسفہ نے اپنے مسائل الحادیہ کو ثابت کرنے کیلئے اکابر صوفیہ کے بعض اقوال کا اپنے کلام میں ایسا پیوند لگایا ہے کہ آج اُن ملحدین کے کلام کو علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اکابر صوفیہ کی کیفیات کو یہ اپنی عبارت میں ڈھال کر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ بعض لوگ جن کو علم نہیں ہے وہ اس سب لغویات کو صوفیہ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور آج کل کے مکار پیر اور جھوٹے صوفی اُس کی تاویل کرتے ہیں اور اپنے لئے نفس پرستی کی راہیں نکال لیتے ہیں۔ ابو اسمٰعیل سلیمان بن علی اور عبدالحق علی اور اسی قسم کے شیاطین جو عباسی دور کی پیداوار ہیں اسی قسم کے مایہ ناز سپوت ہیں۔ انہوں نے تصوف کے رنگ میں کچھ ایسا جال پھیلایا ہے کہ نہ معلوم کون کون سست سادہ لوح ان کے شکار ہو چکے ہیں۔ سلیمان بن علی نے تو یہی کہہ دیا کہ حلال و حرام تو مجوبین کے لئے ہے اور جو عالم شہود میں ہیں ان کے لئے حرام ہے نہ حلال سب ہر شے عین وجود ہے اور کیا خدا خود اپنے پر بھی حلال و حرام کا حکم کر سکتا ہے۔ عبدالحق علی نے وحدت کے مسئلہ میں تو جو کچھ کہا وہ کہا دربار نبوت میں بھی گستاخی کی اور مردود نے کہا لقد تحجرت ابن آمنۃ واسعا بقولہ لا نبی بعدی۔ دیکھا آپنے مردود نے کیسی نامعقول بات کہی ہے یعنی آمنہ کے لڑکے نے ایک بڑی وسیع چیز کو یہ کہہ کر تنگ کر دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح ابن مقنع نے قتل ہوا تو شو کا جواب لکھا اور آخر ذلیل ہو کر اس کو ندامت تک کیا۔

لفظ یقین میں تحریف

ایک صاحب اسی قسم کے جاہل صوفی تھے منماڈ کے اسٹیشن پر ایک وقت گئے تھے کسی دوسری جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ گانے بجانے کا سامان بھی اُن کے پاس بہت تھا۔ کچھ مرید بھی ہمراہ تھے اسٹیشن کے کچھ لوگوں کو گھیرے ہوئے توجہ دے رہے تھے۔ کبھی کبھی توجہ کے دوران میں تقریر بھی کر دیا کرتے تھے گاڑی کے آنے میں دیر تھی میں بھی ایک کونے میں ٹہلتا ان کی سیر کر رہا تھا۔ توجہ کے دوران میں تقریر کی توجیہہ بیان کرنے لگے اور فرمایا میں اسلئے تقریر کرتا ہوں کہ تمہارا دل بہلتا رہے ورنہ میری توجہ سے پاگل ہو جاؤ۔ غیر مجھے اس سے کوئی بحث نہ تھی۔ لیکن انہوں نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔ مجھ پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے روزہ

کیوں نہیں رکھتے۔ یہ لوگ اتنی بات نہیں سمجھتے کہ عبادت جس کام کیلئے کی جاتی ہے جب وہ چیز حاصل ہو جائے تو پھر عبادت کی ضرورت کیا ہے۔ بلکہ وقت کو ضائع کرنا ہے۔ اس جاہل نے ایک خوش کن مثال بھی سنائی کہ دیکھو مجھے حیدر آباد جانا ہے۔ اور حیدر آباد پہنچنے کا ذریعہ ریل ہے۔ اس لئے مجھے ریل میں سوار ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب میں حیدر آباد پہنچ جاؤں گا تو پھر ریل میں بیٹھنا بے کار ہو گا، اگر حیدر آباد پہنچ کر میں ریل سے نہ اُتروں تو آپ مجھے بے وقوف کہیں گے یا نہیں؟ لوگ ان کی باتیں سن کر فرمانے لگے جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ میری تائید کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا عبادت کا مقصد ہے شہود حقیقت، اگر کسی کو شہود حقیقت حاصل ہو جائے تو پھر اُس کو عبادت کرنے کی ضرورت نہیں، اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا ہے واعبد ربك حتی یاتیك الیقین۔ اپنے رب کی جب تک عبادت کرو جب تک تم کو شہود حقیقت حاصل نہ ہو جائے۔ جب یہ صوفی صاحب یہاں تک پہنچے تو میں نے ان سے عرض کیا شاہ صاحب آپ سے کچھ دریافت کیا جا سکتا ہے۔ فرمانے لگے دریافت کرو میں اس وقت ذات بنگیا ہوں جو دریافت کرو بتا دوں گا۔ میں نے کہا آپ نے ایک قرآن کی آیت پڑھی ہے اس میں یقین کا لفظ ہے آپ نے یقین کے کیا معنی کئے فرمانے لگے شہود حقیقت۔ میں نے کہا یہ لفظ قرآن میں کہیں اور بھی آیا ہے۔ فرمانے لگے آیا ہوگا۔ میں نے کہا وہاں اس کے کیا معنی ہیں فرمایا وہاں بھی یہی معنی ہوں گے۔ میں نے کہا جناب وہاں تو یہ معنی نہیں ہیں وہاں کافروں کا ذکر ہے جو دوزخ میں ہونگے اور جب مسلمان اُن سے دریافت کریں گے کہ تم دوزخ میں کیسے گئے تو وہ جواب دیں گے۔ لم نك من المصلین ولم نك نطعم المسكین وكنا نخوض مع الخائضین وكنا نكذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین۔ اہل دوزخ جواب میں کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھتے تھے نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور دین کی باتوں کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ ہو جاتے تھے قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی۔ اب فرمایئے اگر یہاں شہود حقیقت ہو تو معاذ اللہ شہود حقیقت والے دوزخی ہوئے۔ پھر اس لفظ کی تفسیر حدیث سے بھی ہو سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی موت کے وقت فرمایا تھا۔ اما عثمان بن مظعون فقد جاءہ الیقین من ربہ۔ اس حدیث نے لفظ یقین کے معنی بتا دیئے کہ موت ہیں، اب شاہ صاحب جو ذات میں تھے ایسے کھوئے گئے کہ آنکھیں بند کر لیں معلوم ایسا ہوتا تھا کہ مراقبہ میں ہیں۔ میں نے بھی موقع کو غنیمت سمجھا اور میں نے کہنا شروع کیا۔ اگر اس شہود حقیقت کے کوئی معنی ہیں اور یہ واقعی کوئی بامعنی لفظ ہے تو جن کو یہ حکم دیا تھا وہ تو آخر عمر تک اتنی عبادت کرتے رہے جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر نماز ادا کی۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون شاہد حقیقت ہو سکتا ہے۔ جب اُن کو بھی زندگی کے آخری لمحات تک نماز معاف نہ ہوئی تو جناب کو وہ کونسی حقیقت مشاہد ہو گئی جس کی وجہ سے عبادت ساقط ہو گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ وجعلنی مبارکا اینما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی برکتوں کو میرے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں خدا کی برکتیں میرے ساتھ ہوتی اور میں جب تک زندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھکو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب پیغمبروں کو زندگی کے آخری وقت تک نماز پڑھنے کا حکم ہے تو پھر جناب کون ہیں جن پر سے عبادت کو معاف کر دیا گیا۔ میں یہ سب کچھ کہتا رہا اور شاہ صاحب مراقبہ سے بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ میری گاڑی آ گئی اور میں روانہ ہو گیا۔ ان شاہ صاحب کو سانپ نے ایسا سونگھا کہ ان بیچاروں کو ہوش نہیں آیا۔

(باقی آئندہ)

(بسلسلہ صفحہ ھذا کالم ۵)

کھانا کھانے گیا ہوا تھا۔"

"کیا تم روزانہ اسی وقت کھانا کھانے جایا کرتے ہو؟"

"جی ہاں!"

"تم کتنی دیر میں کھانا کھا کر لوٹا کرتے ہو؟"

"اس کام میں مجھے ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔"

"تو جس شخص نے میرے ساتھ یہ عمل کیا ہے وہ یقیناً تمہارے اس معمول سے واقف ہے۔"

"جی ہاں بہت ممکن ہے۔ میں تھا بھی نہ تا لیکن موٹر کی کی آواز سنی تو میں ادھر چلا آیا۔"

"اچھا یہاں دو موٹر کاریں کس کس کی ہیں؟"

"بڑی کار راجہ صاحب کی ذاتی ہے اور یہ دوسری کیپٹن شیر سنگھ کی ہے۔"

"کیا کیپٹن صاحب اپنی کار زیادہ استعمال کرتے ہیں؟"

"جی ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں نے شام کو اسے خوب صاف کر کے یہاں چھوڑا ہے لیکن اسے صبح کو آ کر دیکھا تو کافی خاک آلود پایا۔"

"تو گویا وہ شب میں زیادہ سفر کیا کرتے ہیں؟"

"جی ہاں، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔"

(باقی آئندہ)

[illegible] مارچ [illegible]

"فتح الملہم شرح صحیح مسلم"

مؤلفہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہم العالی شیخ الحدیث و التفسیر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سورت

"حنفیہ کی طرف سے صحیح مسلم کی بے نظیر خدمت"

مسلمانان ہندوستان کا کوئی طبقہ اور اسلامی ہند کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو حضرت الحاج مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی کی بلند پایہ شخصیت اور علمی رفعت و جامعیت سے ناواقف ہو۔ اس شرح کی حیثیت و اہمیت اور حقیقی نوعیت کا اندازہ کرانے کے لئے حضرت مولانا مدظلہم کا اسم گرامی ہی کافی ہے۔ حضرت مؤلف مدظلہ نے سالہا سال کی دماغی کاوش اور محنتوں کے بعد طالبان حدیث اور مشتاقان علوم نبوی کے لئے یہ بے نظیر ذخیرہ تیار فرمایا ہے۔

فی الحقیقت یہ شرح ہر قسم کے مباحث ایمانیہ و فقہیہ میں تمام دوسری شروح سے بڑی حد تک مستغنی اور بے نیاز کر دینے والی ہے۔ اور ہر مسئلہ کے متعلق اس قدر مادہ یکجا فراہم کر دیا گیا ہے جو کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتا۔

سلطنت علیہ آصفیہ ابدھا اللہ کی سرپرستی میں اس شرح کی تکمیل تصنیف اور طبع و اشاعت کا کام جاری ہے۔ جلد اول زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو رہی ہے۔ یہ جلد چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ اول شرح کا ایک مبسوط مقدمہ جو ۱۰۴ صفحات میں آیا ہے اور جس میں تقریباً ان تمام اصول حدیثیہ و فقہیہ پر کافی بحث کی گئی ہے جو مباحث حدیثیہ میں کثرت سے دائر ہیں۔ دوم مقدمہ مسلم کی شرح، سوم کتاب الایمان کی شرح۔ چہارم کتاب الطہارۃ کی شرح۔

یہ جلد اول ۲۰×۳۰ سائز کے پورے پانسو صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ کاغذ اعلیٰ قسم کا ولایتی سفید ۳۰ پونڈ لگایا ہے۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب اور صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جس کی نظیر درسی کتابوں میں ملنی مشکل ہے۔ قیمت فی جلد چھ روپیہ (۶ روپے)

تاجر حضرات جو کم از کم دس نسخے خریدنا چاہیں بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے کر لیں۔ محصول ڈاک ہر حال میں بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

بابو سعید احمد عثمانی منیجر "کتب خانہ محمودیہ" دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

نوٹ:- خریداروں کو اپنے مقامی تاجران کتب سے خریدنے میں محصول ڈاک کی کفایت ہوگی۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ڈکٹیٹر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

ہندوستان میں ری پبلک کے قیام کی تجویز

۱۶ جولائی ۱۹۳۲ء

۱۴ جولائی ۱۹۳۲ء

وزیر ہند اور حکومت کے جدید الٹیمیٹم کا ملک و ملت نے جس جوش و خروش کے ساتھ خیر مقدم کیا ہے وہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔ جب استبدادی حکومتوں کا ظلم و عدوان حد سے گذر جاتا ہے اور وہ اپنی مادی طاقتوں کے گھمنڈ میں سرشار ہو کر پبلک کی جائز خواہشات و جذبات کو کچل ڈالنا چاہتی ہیں تو پھر کمزور سے کمزور انسانوں کے دلوں میں غیرت و حمیت کی حرارت ایک خاص طاقت پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے ٹکرا کر فرعونی حکومتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں چنانچہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستانی معتدلین کا طبقہ جو حکومت سے تعاون کرنے ہی میں پُر امن فلاح و بہبود کا قائل تھا آج ترک تعاون کی طرف قدم بڑھا رہا ہے جس سے مدبرین برطانیہ کے بھی حواس درست ہو رہے ہیں۔ اس لئے وزیر ہند نے بھی اپنے پہلے اعلانوں میں تاویل شروع کر دی ہے جس پر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو معتدلین کو بھی مطمئن کر سکے۔

ان تمام حالات پر غور کر کے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ایک قدم اور آگے بڑھایا جائے۔ اور جلد از جلد انڈین نیشنل کانگریس کے نظام کو وسیع تر کر کے ری پبلک کا اعلان کر دیا جائے اور صوبہ وار اور مرکزی قومی حکومتوں کی بنیاد رکھدی جائے۔

اس کے ساتھ ہی میں تمام ان نوجوانوں سے جو ابھی عدم تشدد کے پابند نہیں ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ وزیر ہند کے مکارانہ خیالات سے متاثر ہو کر کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے ہماری موجودہ آئینی جنگ کو بدنام کرنے کا انگریزوں کو موقع مل جائے۔

(مولانا) حسین احمد مدنی

ڈکٹیٹر ششم جمعیۃ علمائے ہند دہلی

فلسفہ عید قربان

ابراہیمی قربانی اور ملتِ ابراہیمی کی تجدید

(رشحات عالیہ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور)

(صفحہ تین کالم ۴ کا باقی مضمون)

۱۔ جب حصول رضائے الٰہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی ارتیاع نہ تھا۔

۲۔ جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تو مال قربان کرکے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا

۳۔ جب ان کے ان جان، اولاد اور مال رضائے الٰہی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھا تو وطن حب وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔

۴۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو عزیز و اقربا کے تعلقات انہیں [illegible] الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔

۵۔ جب جان، اولاد، عزیز و اقارب [illegible] رضائے الٰہی پر ان کے قربان ہو چکے ہیں تو سب [illegible] انہیں کب رضائے الٰہی سے غافل کر سکتی ہے۔

۶۔ جب رضائے الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت، زراعت، صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی ہے۔

تجدید ملت

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملت ابراہیمی کے مجدد ہیں۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین سورہ حج رکوع ۱۰ پارہ ۱۷

ترجمہ اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو (دوسری امتوں سے) ممتاز فرمایا اور اس نے تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم کی اس ملت پر ہمیشہ قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

چونکہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ملت ابراہیمی کی تجدید فرمانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے بھی [illegible] حصول رضائے الٰہی کی خاطر قربانی کی یادگار کو [illegible] تا کہ ہر فرد میں ابراہیمی جذبہ آئے اور ہر ایک قربان ہو جائے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی [illegible] دل کے اخلاص کا نام تقویٰ ہے جو کہ [illegible] محبوب و مقبول ہے ارشاد ہوتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کے ہاں تقویٰ کی قدر و قیمت ہے جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے۔

[illegible]

اگر سنت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے اور خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے تو اس پر عمل [illegible] دونوں جہانوں کی بھلائی حاصل ہو جاتی ہے۔

پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی یادگار قرار دے [illegible] قربان ہونے کے لئے دل و جان سے تیار رہیں تو [illegible] اللہ تعالیٰ ان کی پشت پناہ ہو کر ہر جگہ [illegible] خدایان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی خدا تعالیٰ ان کی حمایت کے لئے زمین و آسمان کے لشکر بھیجے گا [illegible] کہ نہیں ہو سکے گا پھر جہاں [illegible] ان کے سروں پر [illegible] کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکے گی جو قوم مقابلہ میں آئے گی منہ کی کھائے گی۔

اگر اصول مذہب [illegible] دنیا کے ان [illegible] مسلمان ہوں [illegible]

گو کو چیلنج کر کے وہ ٹکڑے نہیں کر سکتا۔ بعینہ اسلام اپنے متبعین کو ایک رشتہ وحدت میں پرو دیتا ہے اور وہ رشتہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے ساری دنیا کے مسلمان چینی ہوں یا روسی ہندوستانی ہوں یا جاپانی امریکی ہوں یا افریقی ترکی ہوں یا عربی ان سب کا

۱۔ خدا ایک ہے — رحمٰن

۲۔ رسول ایک ہے — محمدؐ

۳۔ مذہب ایک ہے — اسلام

۴۔ دستور العمل ایک ہے — قرآن

۵۔ مرکز اشتراک ایک ہے — بیت اللہ الحرام

حاصل یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و روپ نسل و قوم و ملک و ملت کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں کالے اور گورے یہودی نصرانی اور مجوسی سب کو [illegible] اخوت میں [illegible] سب بھائی ہیں اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے کا سبق پڑھایا ہے

یہی وہ راز ہے جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دنیا کا سرتاج بنا دیا اعداء و دشمنان اسلام کو گرویدہ اسلام کر دکھایا۔ یہ ہدایت من یشاء الی صراط مستقیم وما علینا الا البلاغ

کفار کی ناکامی کا سبب

اعداء اسلام میں ہو گی باہمی وحدت کے [illegible] ہے جس کا لازمی نتیجہ ناکامی و نامرادی ہونا چاہیئے۔ ان کے ہاں برہمن اور شودر کبھی ہمسایہ بھی نہیں ہو سکتے۔ عیسائیوں میں انگلو انڈین اور یوروپین کا مرتبہ ایک نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ہندو آزادی کی صدا کرتے اور وطن کو نصب العین بتاتے ہیں تو ہر ہر قوم کی آزادی کا طوفان نظر آتا ہے اور انگریز انگلینڈ کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے۔ تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی ذالک بانھم قوم لا یعقلون (سورہ حشر رکوع ۳)

ترجمہ تو ان کافروں کو آپس میں متفق خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں اختلاف اس لئے ہے کہ یہ بے عقل ہیں۔ انتہیٰ

[illegible] آتا ہے جن کی گھٹی میں وحدت تھی وہ انتشار میں سرشار ہیں اور جن کی ناکامی و نامرادی کا اعلان لوح محفوظ سے آچکا تھا۔ ان اللہ موھن کید الکافرین (سورہ انفال)

ترجمہ وہ آج سر پر تاج کی صورت نظر آتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ظاہر سے کام نہیں چلتا۔ حضور اکرم کا ارشاد ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے انتہیٰ

جب تک مسلمانوں نے رشتہ وحدت کو قائم رکھا اور توحید اور اتباع سنت سے منہ موڑا تب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ ان کے سروں سے اٹھا لیا عزت و رفعت رخصت ہو گئی ذلت و نکبت چھا گئی۔ وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴) ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے تھے

مواعید الٰہی

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم سورہ محمدؐ

ترجمہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جما دے گا۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (پارہ ۲۱)

ترجمہ اور جو لوگ ہماری راہ میں تکلیف برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے قرب و ثواب یعنی جنت کے راستے ضرور دکھا دیں گے

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم فجاءوھم بالبینات فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین

ترجمہ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبران کی قوموں کے پاس بھیجے [illegible] لائے [illegible] لوگوں سے انتقام لیا [illegible]

الجمعیۃ دہلی — ۱۰؍اپریل ۱۹۳۳ء

دار الحکومت

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں عمائدین کا اجتماع

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی کو عصرانہ

دہلی ۱۰؍اپریل۔ حضرت العلامہ سید سلیمان صاحب ندوی کو جمعیۃ علماء ہند کے دفتر میں ایک [illegible] پارٹی دی گئی جس میں عمائدین و معززین شہر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

حاضرین میں خواجہ عبدالحئی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ، ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب شیخ الجامعہ، مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر، خواجہ حسن نظامی صاحب، [illegible] صاحب، مولوی سید محمد جعفری صاحب ایڈیٹر ملت، شیخ عبدالعزیز صاحب [illegible] صدر مسلم لیگ، چودھری عبدالمتین صاحب وائس پریزیڈنٹ جمعیۃ [illegible] حافظ [illegible] حسن صاحب [illegible] مولانا احمد سعید صاحب ناظم [illegible] وغیرہ حضرات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ [illegible] [illegible] سے تواضع کی گئی۔

آخر میں مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ علامہ سید سلیمان صاحب [illegible] دفتر جمعیۃ سے ڈاکٹر انصاری صاحب [illegible] [illegible] تشریف لے گئے۔

خان عبیداللہ خاں کی علالت

رہائی کیلئے اسمبلی کے ارکان کی کوشش

نئی دہلی ۱۱ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ اراکین جمعیۃ منتخبہ کے ایک وفد نے جو سید مرتضیٰ صاحب بہادر، مسٹر متھرا، مولانا شفیع داؤدی، مسٹر عبدالمتین چودھری، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد اور شاہ مسعود احمد پر مشتمل تھا، سر جیمز ہیگ ہوم ممبر حکومت ہند سے ملاقات کی۔ خان عبدالغفار خاں کے بھتیجے خان عبیداللہ خاں رہائی کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی جو آجکل ملتان جیل میں بیمار ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اراکین وفد نے بیان کیا کہ خان عبیداللہ خاں کو سماعت مقدمہ کے دوران میں حکام جیل کے برے سلوک کے خلاف بھوک ہڑتال بھی کرنی پڑی تھی چنانچہ اسی وقت سے ان کی صحت خراب ہے درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور وزن میں کافی کمی ہوگئی ہے۔ اس لئے انہیں جلد سے جلد رہا کر دیا جائے تاکہ وہ باہر رہ کر مناسب علاج کرا سکیں۔

معلوم ہوا ہے کہ ہوم ممبر نے اراکین وفد کی گفتگو کو بڑے غور سے سنا اور ہمدردی ظاہر کی اور وعدہ کیا کہ وہ اس مسئلہ کو مقامی حکومت کے پاس بھیج دیں گے کیونکہ جس قانون کے ماتحت انہیں سزا ہوئی ہے اس کا تعلق صوبہ کی حکومت سے ہے نیز موجودہ سیاسی حالات کو پیش نظر رکھ کر ان کی رہائی پر بھی غور کیا جائے گا۔

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ڈکٹیٹر دوم جمعیۃ علماء ہند کی رہائی

میرٹھ ۱۰ ستمبر۔ مولانا بشیر احمد صاحب سنیئر وائس چیرمین میرٹھ ڈسٹرکٹ بورڈ اور ڈکٹیٹر دوم جمعیت علماء ہند کل صبح میرٹھ ڈسٹرکٹ جیل سے رہا کر دئے گئے آپ کو جمعیت العلماء کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں چھ ماہ کی سزا کا حکم ہوا تھا آپ نے ایک نمائندے سے دوران ملاقات میں فرمایا کہ ان کو ایک ہفتہ تک "سی" کلاس میں اور ۴۵ یوم تک "بی" کلاس میں رکھا گیا اور باقی عرصہ آپ کو "اے کلاس" میں رکھا گیا آپ نے "اے کلاس" کے اسیروں کے متعلق کچھ زیادہ بیان نہیں کیا تھا۔ نمائندہ مذکور کے یہ دریافت کرنے پر کہ دیگر اسیروں کا گاندھی جی کے عزم کے متعلق کیا خیال ہے آپ نے جواب دیا کہ جملہ سیاسی اسیر اس واقعہ سے بہت متفکر اور خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ نیز حیرت و استعجاب کا اظہار کر رہے ہیں آپ نے مزید بیان کیا کہ انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ بھی ۲۰ ماہ حال کو برت رکھیں گے

صوبہ بہار جمعیۃ علمائے ہند کے فیصلہ کا پرجوش خیر مقدم کریگا

جمعیۃ کی پیش کردہ شرائط نہایت اہم اور ناگزیر ہیں

حضرت مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار کا ولولہ انگیز بیان

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار نے حسب ذیل بیان اخبارات کیلئے بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے:-

جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ مراد آباد میں دو نہایت اہم قرار دادیں داخلہ کونسل اور کانگریس کی موجودہ پالیسی کے استحسان کے متعلق منظور کی ہیں یہ قرار دادیں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں اور ان کو دیکھ کر ہر شخص بآسانی یہ معلوم کرسکتا ہے کہ وہ جمعیۃ کی گذشتہ شاندار روایات کے عین مطابق ہیں اگرچہ ورکنگ کمیٹی نے بجا طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ بحالات موجودہ انتخابات میں براہ راست کوئی حصہ نہ لے مگر اس کے ساتھ ہی اس نے ان جماعتوں کی مناسب رہنمائی کا فرض بھی ادا کردیا ہے جو آئندہ انتخابات کے لئے اپنے نمائندے کھڑے کر رہی ہیں، اور جن کی مخلصانہ خواہش یہ ہے کہ وہ کونسلوں کے ذریعہ مسلمانوں کے حقوق و مفاد کا تحفظ کریں اور ملک و ملت کو مجالس مقننہ کی مذہبی و سیاسی مضرتوں سے محفوظ رکھیں ورکنگ کمیٹی نے انتخابات میں جمعیۃ کی تائید و حمایت کے لئے جو شرائط پیش کئے ہیں وہ ہر اعتبار سے نہایت اہم اور ضروری ہیں، اور کوئی ایسی جماعت جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ کہتی ہے ان کو ایک لمحہ کے لئے نظر انداز نہیں کرسکتی وائٹ پیپر کو باستثنائے کمیونل ایوارڈ مسترد کرنا اور حکومت کی مستبدانہ و متشددانہ پالیسی کی مذمت کرنا اور کمیونل ایوارڈ سے بہتر فیصلہ باہمی سمجھوتہ کے ذریعہ حاصل کرنا اور ایسے معاملات میں جو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جمعیۃ علماء ہند کے نقطۂ نگاہ کی ترجمانی کرنا ایسے امور ہیں جو لازمی طور پر ہر اس جماعت کے انتخابی اعلان میں ہونے چاہئیں جس کے اغراض و مقاصد میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ملکی آزادی کے لئے جدوجہد شامل ہو اور جس سے یہ توقع ہوسکتی ہو کہ جمعیۃ علماء ہند اس کی تائید و حمایت کرے گی۔ آئندہ انتخابات میں جس قدر امیدوار کھڑے ہو رہے ہیں ان کی آزمائش کے لئے یہ بنیادی اصول بطور معیار کے کام دے سکتے ہیں۔ جہاں تک دوسرے صوبوں کا تعلق ہے میں ان کے متعلق کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا مگر مجھے اس امر کا یقین کامل ہے کہ صوبہ بہار جمعیۃ کے اس فیصلہ کا پرجوش خیر مقدم کریگا۔ امارت شرعیہ صوبہ بہار انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ پہلے سے کرچکی ہے اور چونکہ اس کے اغراض و مقاصد بھی تقریباً وہی ہیں جو جمعیۃ علماء ہند کے ہیں اس لئے اسے جمعیۃ کی شرائط قبول کرکے اس کی پوری حمایت حاصل کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

میں تمام مسلمان ووٹروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ووٹوں کو صرف ان امیدواروں کے لئے محفوظ رکھیں جو کسی ایسی جماعت کی طرف سے کھڑے ہوں جس نے جمعیۃ علماء ہند کے پیش کردہ اصولوں کو تسلیم کرلیا ہو۔

(مولانا) محمد اصلح الحسینی۔ ۷ ر اگست ۱۹۳۴ء

بہاول پور میں ایک دلچسپ مقدمہ

عدالت میں نکاح فسخ مرزائیاں پر مدلل بحث

فسخ نکاح بالا وہ معرکۃ الآرا مقدمہ جو اسلامیان ہند کی توجہ کا جاذب بنا ہوا ہے ۲۶ ر اگست ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں پیش ہوا اور لئے شہادت شرعی کے لئے ہندوستان و پنجاب کے نامور فضلاء تشریف لائے تھے جن میں سے حضرات ذیل قابل ذکر ہیں:-

(۱) اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب مدظلہ العالی (۲) حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہ (۳) حضرت مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور (۴) حضرت مولانا شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند (۵) حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر العلوم سہارنپور (۶) حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مدرس مظاہر العلوم (۷) مولانا محمد حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسر۔

تقریباً سات بجے صبح عدالت کا اجلاس شروع ہوا کمرۂ عدالت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور سامعین میں سے بہت سے معززین و شائقین شہر کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا پولیس کی کافی تعداد موجود تھی ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس بھی انتظام کے لئے موجود تھے ریاست کے مختلف شہروں اور ریاست کے قرب و جوار سے بہت سے حضرات سماعت مقدمہ کے لئے تشریف لائے تھے مگر افسوس ہے کہ تنگیٔ مکان کی وجہ سے وہ زیادہ محفوظ نہ ہوسکے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے نہایت اعلیٰ انتظام اور ضبط کا اہتمام کیا تھا ایک طرف مرزائی صاحبان کے لئے کرسیوں اور بنچوں کا انتظام تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے لئے نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا باوجودیکہ کمرۂ عدالت سامعین سے پر تھا مگر اہتمام کی یہ خوبی تھی کہ ہر ایک شخص نہایت خاموشی اور سکون سے کارروائی مقدمہ سن رہا تھا ڈسٹرکٹ جج صاحب کا رویہ فریقین سے نہایت مساویانہ اور غیر جانبدارانہ تھا۔

اجلاس کے شروع ہونے پر عبدالرزاق مرزائی مدعا علیہ نے پیروی مقدمہ کے لئے اپنی طرف سے چوہدری اسداللہ بیرسٹر (مرزائی) کو مختار بنانے کی درخواست دی مگر اس بنا پر اجازت نہ دی گئی کہ ریاست ہذا میں کوئی وکیل یا بیرسٹر بدوں اجازت دربار معلی عدالت میں پیش نہیں ہوسکتا علاوہ ازیں مقدمہ کی موجودہ تحقیق صرف شرعی نقطۂ نگاہ سے ہوئی تھی اس میں کسی قانونی موشگافیوں کی ضرورت نہ تھی اس لئے مدعا علیہ کی طرف سے دوسری درخواست دی گئی اور اس نے مسٹر غلام محمد اور مسٹر جلال الدین شمس کا مختار نامہ پیش کیا جو منظور کرلیا گیا مدعیہ کی طرف سے مولانا اسعد اللہ صاحب مدرس مظاہر العلوم سہارنپور مختار بنائے گئے مدعیہ کی طرف سے حضرات ذیل شہادت کے لئے پیش ہوئے۔

(۱) مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند شہادت کے لئے پیش ہوئے اور اپنے بیان میں فرمایا کہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔ قرآن مجید کی آیت فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (الآیۃ) سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کے کسی حکم کو تسلیم نہ کرنا بھی انکار رسول میں داخل ہے مولانا ممدوح نے اپنے اس قول کی تائید میں حضرت سدی کا قول لو ان قوما عبدوا اللہ واقاموا الصلوٰۃ وصاموا رمضان الخ اور شرح مقاصد فقہ اکبر شامی بحر الرائق مبراس اور چند تفاسیر کے اقتباسات پیش کئے اور فرمایا کہ علمائے حق کی تحقیق ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر مطلق ہے اور اس میں کسی تبلیغ کی ضرورت نہیں یہ صرف علماء کی تحقیق ہے بلکہ خود مرزا صاحب ادعائے نبوت سے پہلے مدعی نبوت کو کافر سمجھتے تھے مولانا ممدوح نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۹ اور صفحہ ۱۵ اور تفسیر بیان القرآن مصنفہ مسٹر محمد علی احمدی صفحہ ۵۵۷ اور انجام آتھم صفحہ ۱۲۲ کے چند اقتباسات پیش کرکے اس بات کو اور زیادہ واضح کردیا اور خود مرزا صاحب کے اقوال سے ثابت کردیا کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ مرزا صاحب نے بہت سی ضروریات دین کا انکار اور موجبات کفر کا ارتکاب کیا ہے مثلاً انکار ختم نبوت اور انکار ختم وحی رسالت اور ادعائے نبوت تشریعی اور ادعائے وحی و شریعت اسی بنا پر وہ باجماع امت کافر ہیں مولانا نے دافع البلاء صفحہ ۱۱ براہین احمدیہ صفحہ ۹۵ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۰ و ۱۴۹ انجام آتھم صفحہ ۶۲ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ کے حوالجات سے ثابت کردیا کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تشریعی مدعی وحی نبوت اور شریعت جدید تھے اور اپنی نام نہاد وحی کو قرآن حکیم کے برابر سمجھتے تھے اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ اب میرہ امت محمدیہ کا ساڑھے تیرہ سو برس کا عقیدہ اس بارہ میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص وحی و نبوت کا مدعی ہو یا آنحضرت علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا آنا جائز سمجھے اس کے متعلق علمائے اسلام کا فتویٰ کیا ہے۔ مولانا نے شرح شفا للخفاجی الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۶ بحر الرائق صفحہ ۱۳ عالمگیری صفحہ ۲۶۳ فتاویٰ ابن حجر شرح فقہ اکبر تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۵ اور ملل و نحل صفحہ ۲۲۹ غنیۃ الطالبین فتح الباری صفحہ ۲۵۵ وغیرہ کے حوالجات پیش کرکے ثابت کیا کہ آنحضرت کے بعد جو مدعی نبوت ہو وہ مرتد واجب القتل ہے مولانا نے ختم نبوت پر استدلال لاتے ہوئے آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی سیر حاصل تفسیر کی اور اس آیت کے متعلق متعدد مفسرین کے اقوال اور متعدد احادیث سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت فرمایا اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ اس وقت تک میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب نے بہت سی ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور ضروریات دین کا انکار کرنا کفر ہے اب میں ثابت کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے متعدد انبیاء کی توہین کی ہے

پھر درمختار شامی اور کتاب الخراج شرح منہاج وغیرہ کے حوالجات سے ثابت فرمایا کہ توہین انبیاء کفر ہے۔ اخیر میں آپ نے مرزائی کتب سے ثابت کیا کہ وہ مسلمانان عالم کو کافر کہہ کر اپنی جماعت کو وصیت کرتے ہیں کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی یعنی مسلمان کو اپنی لڑکی نہ دے اور مولانا نے فتویٰ دیا کہ کوئی مسلمان عورت کسی مرزائی کے عقد میں نہیں آسکتی اور نہ مرزائی ہونے کے بعد رہ سکتی ہے اور نکاح فی الفور فسخ ہوجاتا ہے اور اس میں قضائے قاضی کی بھی ضرورت نہیں۔

مولانا کا بیان تقریباً ۷ بجے شروع ہوکر ۱ بجے ختم ہوا مولانا کے بیان سے حاضرین جتنے متاثر ہوئے وہ حیطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔

مولانا نے اپنے بیان میں اسلامی درباروں اور خلفائے اسلام کے وہ فیصلے بھی بیان فرمائے جو مدعیان نبوت کے متعلق صادر ہوئے مثلاً مسیلمہ کذاب پر باجماع صحابہ مرتد قرار دینا اور جہاد کرنا اور قتل کرنا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طلیحہ نامی مدعی نبوت کو قتل کرانا اور عبدالملک بن مروان کا حارث نامی مدعی نبوت کو بفتوائے علمائے وقت قتل کرنا اور خلیفہ ہارون الرشید کا ایک مدعی نبوت کو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ چند تاریخی واقعات پیش کرکے ثابت فرمایا کہ سلف صالحین کے نزدیک مدعی نبوت کی سزا قتل ہے۔

بیان کے اختتام پر مسٹر جلال الدین مرزائی نے جرح شروع کی۔ مگر یہ بات قابل ذکر ہے کہ جرح میں مفتی صاحب کے دلائل و براہین سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا گیا۔ بلکہ چند غیر متعلق امور دریافت کئے گئے۔ مثلاً یہ کہ دیوبندیوں پر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہاں دیا ہے مگر یہ تحقیق کی غلطی ہے علمائے دیوبند کی عبارتوں کا جو مطلب مولوی صاحب بریلوی نے سمجھا ہے وہ مطلب ہرگز علمائے دیوبند کی عبارتوں سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے قائل ہیں۔

(جرح) کیا ابن امام اعظم امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل پر کفر کے فتوے لگائے گئے (جواب) مجھے معلوم نہیں (سوال) کیا ابن جوزی نے شیخ عبدالقادر جیلانی پر کفر کا فتویٰ دیا (جواب) مجھے معلوم نہیں (سوال) اگر کسی کو کہا گیا کہ زکوٰۃ دے اور اس نے کہا کہ میں نہیں دیتا کیا ایسا شخص مسلم ہے یا کافر (جواب) اگر وہ فرضیت زکوٰۃ کا معتقد ہے تو مسلمان ہے اور اگر منکر ہے تو کافر ہے (سوال) نماز ضروریات دین سے ہے یا نہ (جواب) ضروریات دین سے ہے (سوال) تارک نماز مسلمان ہے یا کافر ہے (جواب) جو نماز کی فرضیت کا مقر ہے وہ مسلمان ہے خواہ وہ ادا نہیں کرتا کیونکہ اعمال کو عقائد میں دخل نہیں۔

اس کے بعد شمس صاحب نے اپنے وہ دلائل یا اقوال پیش کرنے شروع کئے جنکو وہ بزعم خود مرزا صاحب کی نبوت کے دلائل سمجھتے ہیں ہرچند ان کو متوجہ کیا گیا کہ اپنے دلائل شہادت میں پیش کرنا مگر وہ برابر پیش کرتے رہے کیونکہ مفتی صاحب کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کی قوت اور صولت تمام مرزائیوں کے دلوں پر چھا گئی تھی اور دلائل پر جرح کی کوئی ہمت نہ پڑتی تھی۔ اپنے مزعومہ دلائل پیش کرکے خواہ مخواہ وقت کو صرف کرنا چاہتے تھے اور اپنی بے بسی اور رسوائی کا ازالہ چاہتے تھے سامعین نے بھی ان کی اس کمزوری اور بے بسی کو محسوس کیا مثلاً شمس صاحب نے آیت کریمہ یا بنی آدم کو پیش کیا جس کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ یا بنی آدم کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ اس کا تعلق امم سابقہ سے ہے امت محمدیہ آئندہ رسل کے آنے کا کوئی ذکر نہیں شمس صاحب نے کہا کہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد کا تعلق بھی امم سابقہ سے ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ پہلی آیت کی مخصص آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اور ایسی دیگر احادیث موجود ہیں اور اس آیت ثانیہ کی معارض کوئی آیت اور حدیث نہیں لہذا یہ اپنے عموم پر رہے گی۔

(نامہ نگار)

صدر جمعیۃ علماء ہند کے صاحبزادہ کا عقد مسنونہ

دعوت ولیمہ میں علماء و معززین کی شرکت

دہلی ۲ مئی حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند (حال اسیر فرنگ) کے صاحبزادے حضرت مولانا حفیظ الرحمان صاحب آصف کا عقد مسنونہ ۲۰ ذی الحجہ کو شاہ آباد میں ہوگیا اور کل صبح گیارہ بجے حضرت مفتی صاحب کے دولت کدہ پر علمائے کرام اور معززین شہر کو دعوت ولیمہ دی گئی۔ چونکہ حضرت علامہ اس وقت ملتان جیل میں جرم حریت کی پاداش میں اسیر ہیں اس لئے متعلقین کا ارادہ تھا کہ حضرت ممدوح کی رہائی کے بعد شادی خانہ آبادی کی تقریب کو انجام دیا جائے لیکن حضرت ممدوح نے ملتان جیل سے اپنے صاحبزادہ کیلئے عقد مسنونہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور کہلا بھیجا رہائی کا انتظار نہ کیا جائے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی کیا گیا اور یہ تقریب سنت نبوی کے ماتحت نہایت خوش اسلوبی سے انجام پائی۔ علامہ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی جانب سے دعوت ولیمہ کیلئے معززین کے نام جو رقعے جاری کئے گئے اس کی تحریر بجنسہ درج ذیل ہے:-

"رب العزت جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ لخت جگر نور نظر مولوی حفیظ الرحمان سلمہ کی شادی کتخدائی کی بیان افروز مسرت عطا فرمائی۔ میری اور تمام عزیزوں کی تمنا یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب خود اس مبارک تقریب کو انجام دیتے۔ مگر مفتی صاحب کے تاکیدی حکم کی تعمیل کو میں نے سعادت سمجھا اور بخوشی اسیر تقریب مفتی صاحب نے نیو سنٹرل جیل ملتان سے تحریر فرمایا کہ ایک طرف جذبات کا ہجوم ہے جن کا تقاضا یہ ہے کہ لخت جگر حفیظ الرحمان سلمہ کی شادی کو میں اپنے ہاتھ سے انجام دوں دوسری جانب عقل اور شرع کا تقاضا ہے کہ نیک کام میں دیر نہ کیجائے میں بنام خدا اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر تقاضائے عقل و شرع کو ترجیح دیتا ہوں دو کریں تاکہ

تار کا پتہ:- "الجمعیۃ دہلی"

یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۹۳

سہ روزہ الجمعیۃ دہلی

مدیر مسئول:- ہلال احمد زبیری (بی-اے) معاون:- محمد عثمان فارقلیط

جلد ۱۹ | دہلی - یوم جمعہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۵۲ہجری - مطابق ۹ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۰

زلزلہ کسی خاموش طاقت کے جلال و جبروت کا ایک ہولناک مظاہرہ ہے

کائنات عالم کا ذرہ ذرہ ایک ہی قوت کا مطیع و منقاد ہے

یوم الدعا کے عظیم الشان جلسہ میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تقریر

صدر محترم اور معزز حاضرین!

آج کے جلسہ کا اعلان تھا کہ آپ کو اُس پوسٹر کی سرخی اور اس کے مضمون سے معلوم ہو گیا ہوگا جو نہ صرف دہلی کی دیواروں پر چسپاں ہے بلکہ ان پوسٹروں کی ایک معتد بہ تعداد جمعیۃ کی طرف سے ملک کی مختلف اطراف میں بھی روانہ کی گئی ہے۔ جلسہ کی غرض لفظاً یہ معلوم ہوتی ہے کہ آج کا جلسہ بہار کی آفت رسیدہ مخلوق کی ہمدردی میں منعقد کیا گیا ہے لیکن کیا آپکو معلوم ہے کہ وہ آفت کیا ہے؟ وہ مصیبت کونسی ہے جس میں ہندوستان کا ایک صوبہ مبتلا ہو گیا ہے۔ صوبہ کے بعض اضلاع تو بالکل ہی تباہ ہو گئے ہیں جو زمین گلیوں اور بازاروں سے آراستہ تھی اور جس زمین کو کبھی شہر کہتے تھے جس پر عمدہ عمدہ دکانیں اور سر بفلک عمارتیں تھیں وہ زمین بجائے شہر کے ملبہ کا ڈھیر ہے۔ زلزلہ کی ہیبت سے تمام عمارتیں یا تو سرنگوں ہو گئی ہیں یا اُن کے کلیجے شق ہو گئے ہیں۔ بہت سے چٹیل میدان ندیاں بن گئے ہیں اور بہت سی ندیاں خشک ہو کر چٹیل میدان بن گئی ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ تمام انقلابات کتنی دیر میں ہوئے۔ اتنی بڑی تباہی اتنی بڑی بربادی اور اتنے بڑے انقلاب میں تین منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوئے۔ میں تو حیرت زدہ ہو کر یہ کہا کرتا ہوں گویا یہ تمام کائنات قدرت کی ایک ہلکی سی ٹھوکر کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی۔ یہ زمین اور اس کی پہنائی یہ آسمان اور اس کی چوڑائی و بلندی۔ یہ پہاڑ اور ان کی سربلندی۔ یہ دریا اور ان کی روانی اور جوش و خروش یہ ہوائیں اور ان کا غل شور۔ یہ سورج اور اس کی چمک دمک۔ یہ چاند اور اس کی ہلکی ہلکی روشنی یہ تارے اور ان کی آنکھ مچولی، پھول اور اُن کی کھلی کلیاں اور اُن کی مسکراہٹ، انسان اور اُس کی یہ ہما ہمی کیا ہے؟ یہ سب کچھ حضرت حق جل مجدہ کے ایک اشارے ہی کے محتاج ہیں ورنہ ان میں کیا رکھا ہے۔ ان اللّٰہ یمسک السموت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ۔

حضرات! بات ٹھکانے کی وہی ہے جو قرآن نے کہی ہے کہ یہ زمین و آسمان قدرت کے سہارے کھڑے ہیں۔ اگر زمین اپنی جگہ سے ہل جائے یا آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائے تو سوائے اُن کے کون ہے جو ان دونوں کو قائم رکھ سکتا ہے اور ان دونوں کو ان کی جگہ روک سکتا ہے۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں ۱۵ جنوری کو دہلی میں جو حرکت دو منٹ کے بعد رک گئی اگر خدانخواستہ نہ رکتی اور زمین میں جو حرکت پیدا ہوئی تھی وہ سکون پذیر نہ ہوتی تو زمین کے اس اضطراب کو سوائے خدا کے سکون دینے والا کون تھا۔ فللّٰہ الحمد رب السموت ورب الارض رب العلمین۔

زلزلہ کیا ہے؟

حضرات! آج کل اس نئی روشنی کی دنیا کا کچھ عجیب قاعدہ ہے۔ جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے یا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس واقعہ کی علم دریافت کرنے کی غرض سے تحقیقاتی کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنی اپنی رپورٹ مرتب کرتی ہیں پھر ان پر بحث و تمحیص ہوتی ہے۔ شاید آپ کو یاد ہوگا۔ ایک عرصہ ہوا جب امریکہ کا ایک بہت بڑا جہاز غرق ہوا تھا تو اس کی تحقیق کے لئے بھی کمیٹی بنی تھی۔ امریکہ والوں کا دعویٰ تھا کہ یہ جہاز ڈوب ہی نہیں سکتا کاگ ڈوب جائے۔ کاگ جانتے ہو؟ وہ جو بوتل یا شیشی میں لگایا کرتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ کاگ جو نہ ڈوبنے والی چیز ہے وہ پانی میں غرق ہو سکتی ہے لیکن یہ جہاز ہم نے ایسے اصولوں پر بنایا ہے کہ یہ نہیں ڈوب سکتا۔ یہ جہاز جب سمندر میں چلایا گیا تو ایک برف کے ٹکڑے سے جو خدا جانے کہاں سے بہتا ہوا آرہا تھا اس سے یہ جہاز ٹکرا گیا اور پانچ منٹ میں اُن تمام دعاوی کے ہمراہ جو اس کے متعلق کئے گئے تھے پانی کی تہ میں چلا گیا۔ اور کسی خاموش طاقت نے امریکہ کے عقلا کو ایسا دنداں شکن اور منہ توڑ جواب دیا کہ بیچارے آج تک اپنا منہ درست نہ ہو سکا۔ وہ خاموش طاقت جو برف کی نقاب پہنے بڑھ کر آئی تھی اپنا کام کر چکی تو امریکہ کے ملحد و بے دین بہت پیچھے چلائے تحقیق کے لئے کمیٹی بنائی اور آخر کو تھک تھکا کر بیٹھ گئے۔ اسی طرح گذشتہ دنوں برطانیہ کے عقلا نے ایک بہت بڑا ہوائی جہاز تیار کیا تھا جس کا نمبر غالباً ایک سو ایک تھا۔ اس کے متعلق بھی لاطائل دعاوی کا طومار تھا کہ یہ ایسا اڑن کھٹولا ہے۔ اس کی مشینری فیل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ تباہ نہیں ہو سکتا اور اس میں آگ نہیں لگ سکتی۔ غرض خدا جانے اس جہاز کے ساتھ کیا کیا امیدیں قائم کی گئی تھیں لیکن جب وہ ایک سو ایک۔ صاحب فضائے آسمانی میں تشریف لائے تو ان کو بھی کسی خاموش قوت نے جو غالباً پیٹرول کے ڈبے میں چھپی ہوئی بیٹھی تھی موت کی نذر کر دیا۔ اور وہ جہاز اُن تمام دعاوی کے ساتھ جلکر ایک خاک کا ڈھیر ہو گیا اس خلاف امید حادثہ کے بعد عقلاء برطانیہ پیچھے چلائے روئے پیٹے تحقیقاتی کمیٹی بنائی آخر کو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور آج تک اُس خاموش طاقت اور خفیہ ہاتھ کا پتہ نہ چلا سکے۔ ولہ الکبریاء فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم۔

۱۵ جنوری کے زلزلہ کی تحقیقات کے لئے بھی ایک کمیٹی حکومت نے بنائی ہے اس سے پیشتر بھی جب کبھی دنیا میں زلزلے آئے ہیں تو ان کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے خاص طور پر کوشش کی گئی ہے اور ایک حد تک زلزلہ کے اسباب و علل کو دریافت کیا جا چکا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو کچھ معلوم ہوا ہے یہ آخری بات ہے اور [illegible] کا مرکز دریافت کرنے کے بعد اس پر غور کرے گی کہ یہ زلزلہ کس طرح پیدا ہوا طبقات الارض کا کونسا طبقہ ٹوٹ کر اندر رجا پڑا جس سے زمین کے اندر لہریں پیدا ہوئیں اور دس منٹ میں اتنے بڑے براعظم کو ہلا کر رکھ دیا۔ لارڈ ولنگڈن بھی مایوسانہ اور عاجزانہ نگاہوں سے دیکھتے رہے اور گورنر بہار بھی سراسیمہ و پریشان اس اندوہناک منظر کو دیکھتا رہا۔ مادی طاقت کے یہ بڑے بڑے دیوتا بحری اور بری فوج کے لاکھوں سپاہیوں کی موجودگی میں زمین کی اس تھرتھری کو نہ روک سکے نہ منتشر کر سکے جو نیپال کی ترائی سے شروع ہو کر بہار کو تباہ کرتی ہوئی لاہور تک پہنچی تھی۔ جس حکومت کی پولیس نے کانگریس کے سینکڑوں جلسوں اور جلوسوں کو منتشر کر دیا ہو اور بڑے بڑے خفیہ اور علانیہ ایجی ٹیشنوں کو دبا کر ساکت و صامت کر دیا ہو اُس سے زلزلہ کا ایک جھٹکا بھی نہ دبایا جا سکا اور نہ منتشر کیا جا سکا۔ وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون اللّٰہ من ولی ولا نصیر۔

حضرات! فلسفہ قدیم و جدید کی رائے میں زلزلہ کی حقیقت کچھ ہی ہو اور سائنٹفک اصول کی بنا پر آپ زلزلہ کی خواہ کوئی تعریف کریں اور آپ کی تحقیقاتی کمیٹی خواہ کسی نتیجے پر پہنچے لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ زلزلہ کسی خاموش طاقت اور خفیہ قوت کے جلال و جبروت کا ایسا ہولناک مظاہرہ ہے جس کا تحمل اس کے سر سبز بنانے پانچ سکنڈ بھی نہیں کر سکتے۔ جب کبھی دنیا میں الحاد اور دہریت کو عروج ہوتا ہے اور خدا کے بندے خدا کو فراموش کر دیتے ہیں تو خدا کی خاموش قوتیں اپنے مظاہر اسی طرح دنیا کے سامنے پیش کیا کرتی ہیں تاکہ بھٹکے ہوئے لوگ سنبھل جائیں۔ اور جو لوگ گمراہی کی طرف بڑھ رہے ہیں وہ ٹھٹک کر اپنی بیہودگی چال کو چھوڑ دیں۔ اور اپنی غلط کاریوں اور بداعمالیوں سے باز آجائیں اور ان افعال کا ارتکاب ترک کر دیا جائے جو خدا کی مخلوق کے لئے باعث تنگ و رسوائی ہیں۔

خاموش طاقت کی حرکت

جدید تحقیقات کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب طبقات ارض میں کوئی غیر معمولی انقلاب ہوتا ہے اور زمین کا کوئی بہت بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر خلا میں جا گرتا ہے تو زمین کے اندر ایسا ہی تموج پیدا ہو جاتا ہے جیسے سمندر کے پانی یا فضائے آسمانی کی ہواؤں میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ یہ موجیں زمین کو ہلاتی ہیں اور زمین اس طرح ہلنے لگتی ہے جیسے وہ کسی کشتی میں رکھی ہے اور کشتی دریا میں پڑی ہوئی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں آپ کا نظریہ کتنا ہی صحیح ہو لیکن ہمارے نزدیک یہی وہ پوشیدہ طاقت ہے جو دریاؤں اور ہواؤں کو تموج و حرکت دیا کرتی ہے۔ یہی زمین جس کا جمود و سکون مسلم ہے اور جس کے جمود پر ہمیں ایسا بھروسہ ہے کہ سر بفلک عمارتیں بناتے چلے جاتے ہیں اس کو بھی وہ خاموش طاقت اسی طرح ہلا ڈالتی ہے جس طرح دریا اور سمندر ہلا کرتے ہیں۔ سمندر کی حرکت پر آپ کو یقین ہے بحری خطرات سے ہر شخص کم و بیش واقف ہے یہی کہ ملحدین و بت پرست بھی جب کبھی دریائی سفر کرتے تھے تو خدا کو مخلصین کی طرح پکارا کرتے تھے۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین۔ چونکہ دریا کو ہلتا ہوا دیکھتے تھے تو کشتی کے غرق ہو جانے کا خطرہ ہوا کرتا تھا لیکن جب زمین پر اتر آتے تھے تو خیال کرتے تھے کہ اب ہم خطرہ سے بچ گئے۔ سمندر اور دریا میں جس طاقت کے خوف سے ڈرتے تھے خشکی میں آکر اس قوت کو فراموش کر دیا کرتے تھے اور احمق یہ سمجھتے تھے کہ زمین چونکہ ساکن ہے اس لئے اس پر غرق ہونے یا ہلاک ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ ایسے کور باطن اور احمقوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ افامنتم ان یخسف بکم جانب البر او یرسل علیکم حاصبا ثم لا تجدوا لکم وکیلا ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخری فیرسل علیکم قاصفا من الریح فیغرقکم بما کفرتم ثم لا تجدوا لکم علینا بہ تبیعا۔

غالباً تم یہ سمجھ کر نڈر ہو گئے کہ ہم اب دریا سے خشکی پر پہنچ گئے اب ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے اب ہم غرق ہونے اور ہلاک ہونے کے امکان سے بچ گئے۔ ایسے بے وقوفوں کو قدرت نے خطاب فرما کر کہا جس خطرے کے باعث تم دریا میں مجھے پکار رہے تھے وہ خطرہ اب بھی موجود ہے۔ کیونکہ جو طاقت دریا کو ہلا رہی تھی وہی طاقت زمین کو بھی دریا کی طرح ہلا سکتی ہے۔ وہاں غرق ہونے کا اندیشہ تھا اور یہاں دھنس جانے کا اندیشہ ہے۔ وہ طاقت جو سمندروں میں تموج پیدا کر سکتی ہے وہ زمین میں لہریں پیدا کرتی ہے۔ زمین پھٹ جاتی ہے اور زمین کے بسنے والے زمین کی تہ میں اسی طرح اترتے چلے جاتے ہیں جس طرح کشتی پر بیٹھنے والے دریا کی تہ میں غرق ہو جاتے ہیں۔ پھر ہلاکت کی صورت صرف دریا میں ڈوب جانا یا زمین میں دھنس جانا ہی نہیں ہے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ تم زمین پر بیٹھے رہو اور آسمان پر سے تم پر پتھر گرا کر تم کو ہلاک کر دیا جائے یہ کیسا احمقانہ خیال ہے کہ دریائی سفر کے ختم ہوتے ہی خطرات سے بے خوف ہو گئے اور یہ بھی تو ممکن ہے کہ پھر کسی ضرورت سے دریا کا سفر پیش آجائے اور پھر کشتی میں بیٹھنا پڑے اور جس خطرے سے نکل کر بے خوف ہوئے تھے اسی خطرے سے پھر دوچار ہونا پڑے اور جس نے پہلی مرتبہ تم کو اس سے نجات دی تھی اس مرتبہ تم کو غرق کر کے ہلاک کر دے۔ اور کوئی تمہارا حامی اور مددگار نہ ہو جو ہمارا پیچھا کر سکے یا ہم سے تمہارے متعلق سوال کر سکے۔ جب طاقت یہ ہو اور خشکی و تری کا مالک دونوں چیزوں پر پورا کنٹرول رکھتا ہو تو اس کو جس طرح دریا میں فراموش نہیں کر سکتے اسی طرح خشکی اور جنگل میں بھی اُس کی بے پناہ طاقت سے بے خوف نہیں ہو سکتے۔ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر۔

زمین و آسمان

حضرات! یہاں خشکی اور تری دریا اور جنگل سمندر اور صحرا کا سوال نہیں ہے بلکہ یہاں تو کائنات کی حکومت کا سوال ہے۔ زمین اور دریا تو عالم سفلی کے بعض حصص کا نام ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ عالم علوی پر کس کی حکومت ہے؟ اس آسمان کو جسے آپ حد نگاہ کہتے ہیں کون روکے بیٹھا ہے۔ یہ کس کے قبضہ میں ہے یہ کیوں نہیں ٹوٹ کر گر پڑتا۔ اس کا کوئی حصہ اس سے علیحدہ ہو کر کیوں زمین پر نہیں آپڑتا۔ یہ بے ستون کی چھت کس کے سہارے کھڑی ہے۔ اس کی نگرانی کس کے ذمہ ہے۔ کون اس کا نگہبان اور محافظ ہے۔ یہ چاند و سورج آپس میں ٹکرا کر پاش پاش کیوں نہیں ہو جاتے۔ یہ تارے آسمان سے جھڑ کر زمین پر کیوں نہیں گر پڑتے۔ تم سمجھتے ہو کہ اس خاموش طاقت کا اثر صرف عالم سفلی پر ہے۔ نہیں نہیں جس طرح اس طاقت کا پورا اثر اور کنٹرول عالم سفلی پر ہے اسی طرح عالم علوی بھی اس کا زیر نگیں ہے۔

ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ۔ عالم علوی کا یہ سب سے بڑا کرہ اُنہی کے سہارے کھڑا ہے۔ وہ چاہیں تو ایک منٹ میں اس آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیں۔ اور یہ زمین جو تین منٹ کی تھرتھری کے بعد سکون پذیر ہو گئی وہ چاہیں تو ایک پل میں ریزہ ریزہ کر دی جائے یہ پہاڑ جن کو آپ بڑا مضبوط سمجھتے ہیں اُن کے ایک اشارے سے روئی کے گالے بن کر بادلوں کی طرح فضا میں اڑتے پھریں۔ وتکون الجبال کالعھن المنفوش۔ اصغر ہلتے ہیں وھی تمر مر السحاب۔ غرض بڑی سے بڑی مخلوق اور کائنات کا بڑے سے بڑا کارخانہ اُن کے حکم اور ان کے اشارے کا منتظر بیٹھا ہے۔ کب حکم ہو اور کب یہ چیزیں موت کا پیالہ پی کر فنا ہو جائیں۔ اذا السماء انشقت و اذنت لربھا وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت۔

حضرات! اس خالق کائنات کے سامنے اس کائنات کی حیثیت اتنی بھی تو نہیں جتنی پہاڑ کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی ہوتی ہے۔

معزز حاضرین! اس تمام کائنات میں اسی خاموش قوت کی کارفرمائیاں ہیں اور عالم علوی کا کوئی کرہ ہو یا عالم سفلی کا کوئی حصہ ہو سب کے سب اسی قدرت کے مطیع و منقاد ہیں۔ وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا۔

آبادی کی حالت

۱۵ جنوری کا زلزلہ جس نے تین منٹ کی مدت میں شہر کے شہر تہ و بالا کر دئے۔ آپ اُن شہروں کی آبادی کا تصور کیجئے جو شہر تین منٹ میں ڈھا دیا جائے اس شہر کے بسنے والے کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں۔ پھر یہ تباہی بھی بلا کسی نوٹس اور اطلاع کے نازل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لاشیں اب نکل رہی ہیں اُن کی عجیب ہیئت بیان کی جا رہی ہے۔ کہیں ایک شیر خوار بچہ ہے جو اپنی ماں کی چھاتی منہ میں لئے ہوا ہے۔ بچہ زندہ ہے۔ ماں کی چھاتی منہ میں ہے مگر ماں مر چکی ہے۔

ایک نوجوان لڑکی ستون سے لپٹی ہوئی ہے اور مری ہے۔ ایک حکیم صاحب عبد الغفور نامی وضو کر رہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں لوٹا ہے اور ایک ہاتھ سے اپنا پاؤں پکڑے ہوئے دھو رہے ہیں اور اسی حالت میں مکان گر پڑا ہے۔ لاش اسی حالت میں نکلی ہے لوٹا ایک ہاتھ میں اور پاؤں ایک ہاتھ میں۔ دربھنگہ کے بازار میں عید کے لئے خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ ایک پاؤں جوتی پہنے ہے۔ ایک جوتی دوکاندار کے ہاتھ میں ہے۔ بزاز کے ایک ہاتھ میں گز ہے دوسرے ہاتھ میں کپڑا ہے۔ گاہک سامنے بیٹھا ہے کہ دونوں دب گئے۔ کوئی کھڑا ہے تو کھڑا ہی دب گیا اور کوئی بیٹھا ہے تو بیٹھے بیٹھے دب کر رہ گیا۔

عورتوں کی گھبراہٹ

جو لوگ بہار کی تہذیب سے واقف ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ وہاں کی مسلم خواتین کس قدر پردہ کی پابند ہیں۔ شرفاء اور امراء کی بیگمات کا تو کہنا ہی کیا ہے اُن کے دامن تو فرشتوں کی نگاہوں سے بھی محفوظ ہیں۔ غرباء اور عوام مسلمانوں کی عورتیں بھی باہر نکلنے کی عادی نہیں ہیں۔ اس قیامت خیز زلزلہ نے اُن معصوموں کے ہوش گم کر دئے اور وہ [illegible] سے باہر بھاگنے کے ڈر کر اندر بھاگیں گھر کی عورتیں دالان میں اور دالان کی عورتیں گھبراہٹ سے کوٹھڑیوں میں بھاگیں۔ پھر غضب یہ کہ اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی جنہیں عورتیں فطرتاً اپنا سرمایۂ حیات اور زندگی کا سہارا سمجھتی ہیں لیکر بھاگیں۔ ہائے وہ یہ نہ سمجھیں کہ کوٹھڑی اور دالان بیرونی مصیبتوں کے لئے بچاؤ کی چیزیں ہیں لیکن جس مصیبت کا گہوارہ ہی دالان اور کوٹھڑیاں ہوں وہ پناہ تلاش کرنے والوں کو کس طرح بچا سکتی ہیں۔ عورتوں کی اس بھاگ دوڑ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی جانیں مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ضائع ہوئیں۔

محترم حاضرین! صوبہ بہار کا تمدن وہاں کی تہذیب اور وہاں کی تاریخی روایتیں اس امر کی شاہد ہیں کہ اس دور جدید میں بھی وہاں اسلامی تہذیب کے بہت زیادہ اثرات موجود ہیں۔ ایک زمانہ میں تو صوبۂ بہار علم و عمل کا مرکز و محور تھا۔ بالخصوص معقولات کا فن تو بہار کی خصوصیات سے تھا۔ آج بھی صوبۂ بہار میں صدہا خانقاہیں اور ہزارہا شہداء کے مزارات موجود ہیں۔ بزرگان دین کے مزارات آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔ جہاں لوگ دور دور سے حاضر ہوتے ہیں اور اپنے اپنے امراض باطنیہ سے شفایاب ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی صوبہ بہار میں علماء اور صوفیا کی کافی تعداد ہے۔ اگرچہ اس صوبہ میں مسلم آبادی بہت کم ہے۔ شاید دس یا بارہ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہوگی۔ شہروں میں تو آپ کو مسلمان کچھ نظر آئیں گے۔ لیکن بیشتر ایسے دیہات آپ کو ملیں گے جہاں پورے گاؤں میں ایک مسلمان بھی آپ کو نہیں ملے گا۔ اس مذہبیت کا یہ اثر ہے کہ وہاں کی خواتین زیادہ محتاط ہیں۔ شاید بجز پٹنہ کے اور کہیں پردہ باغ بھی نہ ہوگا۔ دہلی میں تو ایک پردہ باغ موجود ہے اور ایک اور تعمیر ہونے والا ہے۔ اب کوئی باغ کیوں نہ بیچ میں پردہ ہونے والا ہے سنا جاتا ہے کہ اب پردہ باغ صرف مسلمان عورتوں کیلئے رہے گا۔ صوبۂ بہار کی خواتین گھروں سے نکل کر بھاگتیں بھی تو کہاں جاتیں جو عورتیں کبھی گھر سے نکلنا نہ جانتی ہوں وہ نکلیں بھی تو کہاں جاتیں۔ خود آپ دہلی میں دیکھئے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں کیا ہوا تھا۔ آج بھی اگر دہلی کے کنوؤں کو تلاش کیا جائے اور جو کنوئیں بند ہو چکے ہیں اُن کو کھدوا کر دیکھا جائے تو قلعہ کی صدہا خواتین کی ہڈیاں برآمد ہوں گی۔ وہ شریف عورتیں جو محل کے عرش پر بھی چلنے سے گھبراتی تھیں اور ململی فرش پر چلنے سے بھی ان کے پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تھے جب ان کو قلعہ معلی سے نکل کر جنگلوں میں اور پہاڑوں میں چلنا پڑا تو انہوں نے زندگی پر موت کو ترجیح دی۔

(مطبوعہ جید برقی پریس دہلی - باہتمام ہلال احمد زبیری پرنٹر و پبلشر دفتر الجمعیۃ دہلی سے شائع ہوا)

نرخ اشتہارات ... ۱-۵-۹-۱۲-۱۶-۲۱-۲۸-۳۰

اور مختلف کنوؤں میں انہوں نے گر گر جان دیدی۔ ایک انگریز نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے شرکہ چند عورتوں کو دیکھا کہ ان کے خاوندوں نے ان کو پہلے قتل کیا اور پھر خودکشی کرلی اور شالوں میں لپٹی ہوئی لاشیں خانم کے بازار میں آگے پڑی ہوئی تھیں، خاوندوں نے اس خوف سے قتل کیا کہ ان کی عصمت دری ہو اور پھر اپنے آپ کو بھی قتل کرلیا اور خودکشی کرلی۔ انقلاب سخت خوفناک چیز ہے۔ اور وہ بھی تین منٹ کا انقلاب۔ تین منٹ میں جو کچھ نہ ہونا تھا وہ سب کچھ ہوگیا۔ بڑے بڑے مالدار غریب اور روٹیوں سے محتاج ہوگئے جو مکان دار تھے اور سینکڑوں ہزاروں روپے کے کرایہ خوار تھے آج ان کے پاس رہنے کو مکان نہیں ہے۔ وہ جنگل میں چادریں تانے پڑے ہیں۔ اس مارواڑی کا قصہ آپنے سن ہی لیا جو لکھ پتی تھا لیکن بیچارے مٹھی بھر چنے مانگ رہا تھا۔ مولانا عبدالوہاب صاحب نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ صرف صور کی آواز نہ تھی ورنہ قیامت میں کوئی شک نہ تھا۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب مظفرپوری کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ شاہ حبیب اللہ صاحب صوبۂ بہار کے ایک مشہور بزرگ ہیں اور مجھ پر خاص طور سے کرم فرماتے ہیں۔ صاحبو! بات تو یہ ہے کہ حضرت حق اگر اپنے جلال و جبروت کے مظاہرہ کرنے پر آجائیں تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ لا معقب لحکمہ۔ ان کے لئے عالم سفلی اور علوی دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔ دونوں عالم اپنے وجود و بقا میں ان ہی کے محتاج ہیں۔ زمین کو اور آسمانوں کو خود بھی اپنی خدائی اور اپنی بندگی کا اعتراف ہے۔ ان دونوں کو زندگی عطا کرتے وقت ارشاد ہوا تھا ائتیا طوعاً او کرھاً قالتا اتینا طائعین۔ بھائیو! اطاعت تو زمین و آسمان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے وہ تو سر مو بھی سرتابی نہیں کرسکتے۔ اور چونکہ حضرت حق جل مجدہٗ کو زمین آسمان کے ہر حصہ اور ہر گوشہ پر ہر قسم کا حق تصرف اور حق ملکیت حاصل ہے اس لئے خدائی زبان میں اپنی قوت و طاقت کا اعلان ذیل کے الفاظ میں فرماتے ہیں۔ ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفا من السماء ان فی ذلک لآیۃ لکل عبد منیب۔

زلزلہ کے بعد بارش

حضرات! دہلی بہار کے مصائب کا خاتمہ نہیں نہیں ہوتا بلکہ جو بے خانماں جنگل میں درختوں اور کپڑے کی چادروں کے نیچے پڑے ہوئے ہیں ان پر بارش برس رہی ہے سرد ہوائیں چل رہی ہیں گویا قدرت اپنے سب کام اپنے وقت پر نہایت بے نیازی اور استغنا کے ساتھ کررہی ہے جو مکان گرنے سے بچ گئے تھے لیکن رتی کھڑے ہوئے تھے ان کو بارش موت کے گھاٹ اتار رہی ہے۔ حضرت حق کی مشیت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ وہ تمام شہر کو از سر نو بسانا چاہتے ہیں۔ ابھی تک سینکڑوں لاشیں دبی پڑی ہیں جو آہستہ آہستہ نکالی جارہی ہیں۔ لاشوں کے پھٹ جانے اور پھول جانے سے تمام شہر بدبو اور تعفن کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ زمین پھیکیا ہٹ اور تھرتھری کی یہ حالت ہے کہ روزانہ ایک دو دفعہ زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوتے رہتے ہیں۔ جو بچے وہ تو مر چکے جو زندہ ہیں وہ موت اور تباہی کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر۔

صاحبو! یہ کیا زندگی ہے، پہننے کو کپڑا نہیں، کھانے کو روٹی نہیں رہنے کو مکان نہیں، جس زمین پر بیٹھے ہیں اسے سکون نہیں۔ بارش کا زور ہواؤں کا شور، سردی کا موسم، اعزا کی لاشیں، شہر کا تعفن، یتامیٰ کی چیخ و پکار، بیوہ عورتوں کا نالہ و بکا، غرض کوئی مصیبت ایسی نہیں جو اہل بہار پر نہ آئی ہو ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً۔

مولانا ابوالمحاسن صاحب نے لکھا ہے کہ میں ہندوستان کے یتیم خانوں سے خط و کتابت کررہا ہوں کہ وہ کس قدر یتیم لے سکتے ہیں۔ مجھکو فرماتے ہیں کہ تم بھی دہلی کے یتیم خانوں سے دریافت کرکے دہلی کے یتیم خانے کتنے یتیم لینے کو تیار ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے۔

بہار کیا ہے انقلاب کا ایک مرقع ہے۔ ہم تو دہلی کو کہا کرتے تھے کہ یہاں تاجداروں اور اعلیٰ نسبتوں کی اولاد کو بھیک مانگتے دیکھا ہے۔ بہار میں بڑے بڑے مالداروں کو آج بھیک مانگتے دیکھ لو۔ جو کل تک خود دوسروں کو کھلاتے تھے آج منگتا ہیں۔ جو کل تک سب سے بڑے تھے آج ان میں شامل بھی نہیں۔ جو کل زندہ تھے وہ آج مردہ ہیں۔ جو کل ماں باپ والے تھے وہ آج یتیم ہیں جو عورتیں کل خاوندوں والی تھیں وہ آج بیوہ ہیں۔ یہ غنیمت ہے زلزلہ اگر دہلی میں آجاتا تو تم کیا کرتے آج تمہاری کیا حالت ہوتی ۱۸۵۷ء کی تباہ شدہ دہلی آج تک نہیں سنبھل سکی حالانکہ وہ انگریزوں نے تباہ کی تھی، انسان کی تباہی اور قدرت کی تباہی میں بڑا فرق ہے۔ جو نقصان بہار کو پہنچ گیا ہے اس کی تلافی پچاس سال میں بھی ناممکن ہے۔ مرنے والے تو واپس آہی نہیں سکتے، زندوں کا جو نقصان ہوگیا ہے اس کی بھی تلافی نہیں ہوسکتی۔ کروڑوں روپے کا مال دبا پڑا ہے جو کوڑیوں کی قیمت کا بھی نہیں رہا۔

کرفیو آرڈر

وہ ہمارے ہاں ایک مثل ہے نا "چوروں سے جو کچھ بچا وہ مال کھلوائی میں گیا" سو دنیا تو اپنی مصیبت میں مبتلا ہے لیکن ایک طرف تو ہمارا ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف سنئے کہ دنیا بھر کے بدمعاش اور چور وہاں پہنچ گئے ہیں جو چوری کی ٹکریں لگے ہوئے ہیں اور وہاں کی حکومت نے مجبوراً کرفیو آرڈر جاری کیا ہے۔ جب میں نے یہ عنوان اخبار میں پڑھا تو مجھے حیرت ہوئی کہ وہاں کانگریس کی تحریک کیسے شروع ہوگئی۔ یا کوئی فرقہ وارانہ فساد ہوگیا۔ لیکن جب خبر پڑھی تو کس قدر افسوس ہوا کہ یہ بچی دنیا تباہ ہورہی ہے لوگ برباد ہو رہے ہیں اور چوروں کو اپنی پڑی ہوئی ہے۔ یہ مردود خلق خدا کو لوٹنے کے لئے پہنچ گئے۔ اگر حکومت بہار اپنی دانشمندی کا ثبوت نہ دیتی تو شاید یہ بدمعاش ان مصیبت زدوں کو لوٹ کر کھا جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۲۴۹ھ کا زلزلہ

حضرات! پہلے تو یہ سن رہے تھے کہ یہ زلزلہ تاریخ میں پہلا زلزلہ ہے آج تک کبھی ہندوستان میں ایسا زلزلہ نہیں آیا۔ بڑے بڑے بڈھے کہتے ہیں ایسا زلزلہ ہم نے نہیں سنا۔ اب ایسوسی ایٹڈ کا ایک بیان آیا ہے کہ ایک سو برس پہلے بھی ایسا ہی ایک زلزلہ آیا تھا۔ بعض حضرات کے قلمی مسودوں میں بھی اس گزشتہ زلزلے کا ذکر موجود ہے وہ تحریریں اب شائع ہورہی ہیں۔

دنیا کی بھول کا بھی کیا ٹھکانا ہے اس زمانے کے بڈھے کہتے تھے ہم نے ایسا زلزلہ نہیں سنا، اس زمانے کے بڈھے کہتے ہیں ہم نے ایسا زلزلہ نہیں سنا۔ یہ بڈھے خدا جانے جوانوں کا دل بہلانے کو کہدیتے ہیں یا واقعی ان کو یاد نہیں رہتا۔ [illegible] میں جب مسیح کو زلزلہ آیا تھا اور جو زمین کا نگشہ ہوا ہوچکا ہے ... کا جھٹکا دہلی میں بھی نہایت زور سے محسوس ہوا تھا۔ [illegible]

زندہ تھیں انہوں نے اس وقت بتایا تھا کہ جس دن مرزا جواں بخت کی شادی ہوئی تھی اس دن بھی ایسا ہی سخت زلزلہ آیا تھا اب جواں بخت کی شادی ۱۸۵۷ء سے پہلے ہوئی ہوگی۔ اور بہت ممکن ہے جس زلزلہ کو دادی اماں بتاتی تھیں وہ وہی زلزلہ ہو جو ۱۲۴۹ھ میں آیا تھا۔ مرزا جواں بخت بہادر شاہ کے ولیعہد تھے۔

بہرحال بعض قلمی مسودات سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۲۴۹ھ میں بھی ایسا ہی ہولناک زلزلہ آچکا ہے لیکن اس میں اتلاف جان بہت کم ہوا تھا کیونکہ وہ دفعتہً نہیں آیا تھا بلکہ اس کے آہستہ آہستہ جھٹکے محسوس ہوئے تھے۔ ابتدا میں آہستہ آہستہ یہ جھٹکے آتے رہے اور رات کو ایک عظیم زور میں زلزلہ آگیا۔ چونکہ لوگ سر شام ہی میدانوں میں نکل گئے تھے اس لئے اس زلزلہ کی زد سے محفوظ رہے۔ اگرچہ مالی نقصانات اس میں بھی بہت زیادہ ہوا تھا اور زور کا زلزلہ آنے کے بعد ایک سال سے زائد سلسلہ جاری رہا تھا دوسرے تیسرے دن جھٹکا محسوس ہوا کرتا تھا یہی حالت اس دفعہ ہوگی۔ لیکن اس دفعہ اچانک اور لغتہً جھٹکہ شروع ہوا جس سے کوئی مکان گرتے سے محفوظ نہیں رہا۔ سکم دیتیں پچاس ہزار جانوں کا اتلاف ہوا۔ مساجد و حجاب و تمام منہدم ہوگئے۔ خانقاہوں کے گنبد اور مجلس خانے چکنا چور ہوگئے۔ تبرکات جن عمارتوں میں رکھے ہوئے تھے ان کو بھی نقصان پہنچا۔ بہرحال ۱۹۳۴ء کی تباہی ۱۸۳۳ء کی تباہی سے بہت زیادہ ہے اور آپ حضرات کی توجہ کی بہت زیادہ مستحق ہے۔

امداد کی ضرورت اور اس کی صورت

معزز حاضرین! آپنے اہل بہار کے مصائب سنے؟ اگر ان مصائب کو سمندر فرض کریں تو یہ ان میں سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ ان کے مصائب کی داستان الیم اتنی دراز ہے کہ بیان کرنے والا اس میں مبالغہ نہیں کرسکتا کیونکہ کتنی ہی قدر مبالغہ کیا جائے گا وہ صحیح ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے مصائب کا تصور ہی ہمارے امکان سے خارج ہے۔ جب حالات یہ ہوں جو عرض کئے گئے بلکہ اس سے بھی زائد ہوں تو آپ ہی فرمائیے کہ ان کو کس قدر امداد کی ضرورت ہوگی۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اسلامی مواساۃ و مواخاۃ کا تقاضا یہ ہے کہ ان مصائب زدگان کی جس قدر امداد و اعانت ہوسکتی ہے وہ کی جائے۔ صرف مساجد کی تعمیر ہی کے لئے پچیس لاکھ روپیہ کی ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جب مساجد کی تعمیر کا یہ حال ہے تو فرمائیے مکانات کی تعداد تو مساجد سے زیادہ ہی ہے۔ مکانات کی تعمیر میں کس قدر روپے کی ضرورت ہوگی۔ مونگیر کے متعلق تو ابھی اخبار میں شائع ہوا تھا کہ تمام شہر میں صرف چار مکان محفوظ رہے ہیں۔ مظفرپور، دربھنگہ، مونگیر، موتیہاری، پٹنہ، سیتامڑھی یہ کوئی چھوٹے شہر نہیں ہیں۔ ان کی آبادی اور ان کی عمارتیں بہار کے اندر کے اضلاع میں نمایاں ہیں۔ اتنے بڑے بڑے شہروں کو از سر نو آباد کرنا معمولی کام نہیں ہے۔ ابھی حضرت مفتی صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کا اجر دیا گیا اور ایک فاحشہ عورت کی نجات ہوگئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہر تر جگر والے کے ساتھ سلوک کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔ گویا ہر ذی روح کے ساتھ سلوک کرنا ثواب کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ اہل بہار کی حالت اور امداد کا یک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی کو انتہا نہیں ہے۔ ہر شخص کو اس کا احساس ہے۔ جب یہ زلزلہ آیا تو وائسرائے کلکتہ سے روانہ ہو رہے تھے اس وقت لیڈی ولنگڈن نے خوب بات کہی تھی کہ جب ہم مدراس سے چلے تھے تو سخت آندھی آئی تھی اب کلکتہ سے چلے تو زلزلہ آرہا ہے یہ بھی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ جب وائسرائے کہیں سے رخصت ہوتے ہیں تو طوفان اور زلزلہ ان کی مشایعت کرتا ہے اس وقت لیڈی ولنگڈن کو شاید یہ خیال نہ ہوگا کہ یہ زلزلہ قیامت نما ہے۔ جب زلزلے کے واقعات معلوم ہوئے تو وائسرائے نے اپیل کی اور ان کے فنڈ میں اس وقت تک لاکھوں روپیہ جمع ہوچکا ہے۔ بہرحال بڑے بڑے لوگ اہل بہار کی امداد میں مصروف ہیں۔

امداد کی صورت

محترم حاضرین! اہل بہار کی امداد کے لئے اس وقت تین فنڈ کھلے ہوئے ہیں۔ ایک وائسرائے فنڈ جس میں اس وقت تقریباً لاکھ روپیہ جمع ہوچکے ہیں۔ دوسرا بابو راجندر پرشاد کا جس میں غالباً چار پانچ لاکھ کے درمیان جمع ہوچکا ہے۔ تیسرا امارت شرعیہ پھلواری شریف کا فنڈ ہے جس کے متعلق مفتی صاحب نے اعلان فرمایا ہے۔ ہندوستان کی دیسی ریاستیں اور حکومت بنگال لوگ عام طور سے وائسرائے کو چندہ بھیج رہے ہیں۔ نیشنلسٹ اور دوسرے ہندو اور ہندوؤں کی تمام رقوم راجندر بابو کے نام جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ان بیچاروں کو اپنے اوپر اعتماد نہیں ہے یہ کسی کو کیا بھیجیں گے۔ ورنہ ان کو چاہئے تھا کہ یہ اپنا روپیہ راجندر بابو کو بھیجدیتے یا امارت شرعیہ کے نام روانہ کرتے۔

راجندر بابو پر اعتماد

راجندر بابو پر ہر شخص کو پورا اعتماد ہے۔ راجندر بابو وہ شخص ہے جس کو غیر کانگریسی بلکہ کانگریس کے مخالف بھی معتمد سمجھتے ہیں۔ صحیح بات تو یہی تھی کہ تمام ہندو مسلمان اپنا روپیہ انہی کے نام بھیجتے لیکن بابو راجندر چونکہ کانگریسی ہیں اس لئے حکومت کے متعلقین کو تامل ہوتا حالانکہ تامل کی ضرورت نہ تھی۔ ہم حکومت سے زیادہ راجندر بابو پر اعتماد کرتے ہیں۔ حکومت کی تقسیم پر اطمینان نہیں ہوگا کیونکہ ہم سیلاب کے زمانہ میں دیکھ چکے ہیں۔ حکومت کا عملہ اس قسم کے معاملات میں بڑے استغنا سے کام لیتا ہے۔ مسٹر لیرڈ دہلی کے ڈپٹی کمشنر اس زمانے میں مارے مارے پھرتے تھے لیکن ان کے ماتحت لوگوں کی تقسیم پر اور ملازمین کے اخلاق پر اکثر گاؤں والوں کو اعتراض تھا۔ نہ خدا نخواستہ وائسرائے کی ذات پر کوئی بے اعتمادی نہیں لیکن جو انتظام کے لئے جو افسر مقرر کیا جائے گا اس کے متعلق یقینی طور پر شکایات پیدا ہوں گی۔ اس لئے میری ذاتی رائے یہ تھی کہ بابو راجندر پرشاد پر ہر ہندو مسلمان کو اعتماد کرنا چاہئے تھا جس قدر ہمدردی سے راجندر بابو ...

دیگر مصیبت زدگان کی خدمت انجام دیں گے حکومت یا حکام حکومت نہیں دے سکتے۔

امارت شرعیہ کی ضرورت

راجندر بابو پر پورا اعتماد رکھتے ہوئے پھر بھی امارت شرعیہ کے لئے اپیل کرنے کی ضرورت پیش آئی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم کو صوبۂ بہار کی کانگریس پر یا راجندر بابو پر اعتماد نہیں ہے بلکہ مسلمان عام طور سے اس فنڈ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہتے تھے اور زکوٰۃ یا عشر صرف مسلمان پر ہی خرچ کیا جاسکتا ہے اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ زکوٰۃ کا روپیہ جو صرف مسلمانوں ہی پر خرچ ہوسکتا ہے۔ وہ تمام روپیہ امارت شرعیہ پھلواری شریف کو بھیج دیا جائے۔ امارت کا نظام صوبۂ بہار کے اکثر اضلاع میں قائم ہے اور ایک باقاعدہ اور شرعی نظام ہے۔ حضرت شاہ محی الدین صاحب امیر الشریعۃ یا مولانا عثمان غنی صاحب کے نام روپیہ روانہ کیا جاسکتا ہے اور امیر الشریعت کی نگرانی میں حسن انتظام کے ساتھ خرچ کیا جاسکتا ہے۔ امارت شرعیہ کا ایک بیت المال بھی ہے جس میں باقاعدہ زکوٰۃ اور عشر جمع ہوتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ اور حضرت امیر الشریعۃ صاحب قبلہ اور حضرت نائب امیر الشریعۃ کے اعلانات کے بعد مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ تمام روپیہ پھلواری شریف روانہ کرتے اور زکوٰۃ کے روپیہ کی تصریح کردیتے تاکہ وہ روپیہ صحیح مصارف میں خرچ کیا جاتا۔ لیکن جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں کہ مسلمانوں کو تو اپنے ہی پر اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ اس بد اعتمادی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جگہ جگہ سے خود تقسیم کرنے کو لوگ پہنچ رہے ہیں ہر جماعت نے دو سو چار سو روپے دس بیس کمبل بغل میں دبائے اور بہار کا ٹکٹ لیکر پٹنہ کا رخ کیا۔ اگر واقعات کی تحقیقات یا رضاکارانہ خدمت انجام دینے کا شوق ہوتا تو مضائقہ نہیں تھا لیکن اگر محض روپیہ تقسیم کرنے کی غرض سے جانا ہے تو یہ جانا نہ صرف بے کار ہے بلکہ اپنی بد اعتمادی کا مظاہرہ کرنا ہے جب آپ کا باقاعدہ نظام موجود ہے تو پھر آپ کو دوڑ دوڑ کر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس طوائف الملوکی کا ایک نقصان تو ظاہر ہی ہے کہ بعض غیر مستحقین کی خدمت ہوتی ہے اور مستحقین محروم رہ جاتے ہیں۔ جہاں دنیا بھر کے چور پہنچ گئے ہوں وہاں دنیا بھر کے فقیروں کو آنے سے کون روک سکتا ہے۔ بعض مقامات پر تو انتہا ہی مشکل ہوگیا ہے کہ مقامی غریب کون ہیں اور بیرونی فقیر کون ہیں۔ پھر مصیبت زدہ تو بیسیوں ایسے ہیں جو اپنی شرافت کے باعث اپنی مصیبت کا اظہار بھی جب خیال کرتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو قرض دیدیا جائے اور یہ خرچ ان سے بالاقساط وصول کرلیا جائے۔ اس طوائف الملوکی سے متاثر ہوکر بعض مقامات پر چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں سربرآوردہ شہر کی اس غرض کے لئے بنادی گئی ہیں کہ جو حضرات باہر سے تشریف لائیں وہ ان کی امداد اور مشورے سے کام کریں تاکہ وہ صحیح مستحقین سے تعارف کراسکیں اور صحیح اہل ضرورت تک ان بیرونی حضرات کو پہنچا دینے کی خدمت انجام دے سکیں۔

معزز حاضرین! آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے کہ زکوٰۃ اور عشر کا روپیہ تو امارت شرعیہ کو دیا جاسکتا ہے اور دیگر رقوم راجندر بابو کو دیا جاسکتا ہے۔ بلکہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف اور اس کی صحیح وکالت امارت شرعیہ ہی کرسکتی ہے۔ اور یہ تو موٹی سی بات ہے کہ بہار کے لوگوں کو اہل بہار ہی سمجھ سکتے ہیں۔ جو لوگ اس معاملہ میں محض اجنبی ہیں وہ وہاں جاکر بدون ان حضرات کی رہنمائی کے کیا کرسکتے ہیں۔ جب وہاں کے درکرز کی رہنمائی میں کام کرنا ہے تو ان پر اعتماد کیجئے اور تمام روپیہ براہ راست ان کے نام روانہ کردیجئے۔

براہ راست امارت شرعیہ

یہ براہ راست کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے کہ ہم کو بھی دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا جانے تم پر بھی اعتماد ہو یا نہ ہو۔ ہمارے نام آیا ہوا روپیہ کون ہضم کرسکتا ہے۔ ابھی کل کا ذکر ہے ایک صاحب مفتی صاحب کے متعلق دریافت کررہے تھے کہ حضرت مفتی صاحب کوئی ہیں ہزار کی جائداد خرید رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا صاحب مجھے معلوم نہیں۔ مفتی صاحب نے یہ سنا تھا کہ مفتی صاحب اپنا سارا مکان فروخت کررہے ہیں۔ جب جیل کی مدت غالباً مفتی صاحب کی دس مہینے باقی تھی تو شاید کسی نے کوئی پریشانی کی خبر گرمی کی اس وقت مفتی صاحب کا قصد تھا کہ اپنا مکان فروخت کردیں اور مکان کا روپیہ اہل و عیال پر خرچ کردیں کیونکہ مفتی صاحب قید کے زمانہ میں مدرسہ سے تنخواہ تو لیتے نہیں اس لئے خیال تھا کہ مکان کو فروخت کرکے قید کی مدت پوری کی جائے۔ یہ غالباً دس گیارہ مہینے کا واقعہ ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ جیل سے رہا ہونے کے بعد مفتی صاحب کے پاس بیس ہزار روپے جائداد خریدنے کے لئے کہاں سے آگئے۔ اور جائداد کی نسبت سامنے والی جائداد جس نے ہوئی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو بھائی صاحب آپ کا کیا اعتبار ہے آپ خدا جانے ہم پر بھی اعتماد کریں یا نہ کریں اس لئے آپ کو کہا گیا تھا کہ آپ براہ راست امارت شرعیہ کو روپیہ بھیجدیجئے لیکن پھر بھی بعض مخلصین نے دفتر کو روپیہ بھیج دیا۔ چنانچہ پرسوں

امارت کے نام

پانچ سو کی پہلی قسط

ہمارے دفتر سے روانہ کردی۔ حاجی عبدالغنی صاحب کے سو روپیہ اس سے علیحدہ ہیں جو انہوں نے براہ راست روانہ کئے ہیں۔ اگر زیادہ رقم ہو تو براہ راست بھیج دیجئے لیکن اگر کم ہو تو آپ جمعیۃ کے دفتر میں بھی بھیج سکتے ہیں جب معقول رقم ہوجائے گی تو ان کو دوبارہ بھیجدی جائے گی۔

کمیونل بحث سے بچو

حضرات! میں یہ اور عرض کردوں کہ خدا کے لئے اس امداد میں فرقہ وارانہ بحث کو دخل نہ دیجئے۔ بعض لوگوں نے شکایت شروع کردی ہے کہ ہندو صرف ہندوؤں کی امداد کرتے ہیں، مسلمانوں کو نہیں دیتے یا مسلمان صرف مسلمانوں کو دیتے ہیں ہندوؤں کو نہیں دیتے یا گورنمنٹ کے بعض حکام ہندو ہیں وہ ہندو اہل مصیبت کا خیال کرتے ہیں۔ اس قسم کے لغو مباحث نہایت تکلیف دہ ہیں میں نے عرض کردیا ہے کہ زکوٰۃ جو مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے اس کی رقم تو مجبوراً صرف مسلمانوں پر ہی خرچ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان سرمایہ داروں پر مسلمان مزدوروں کے لئے مقرر کی گئی ہے بلکہ یوں سمجھئے اسلام نے مزدور کو سرمایہ دار کے مال میں باقاعدہ حصہ کا شریک کردیا ہے تو زکوٰۃ کا روپیہ درحقیقت غریب اور مزدور کا حصہ ہے جو ہر سال چھٹا باندھ کر سرمایہ دار کو پورے حساب سے فقیر کردینا ہی چاہئے۔ اس لئے اس روپے میں تو مذہبی پابندی ہے۔ البتہ باقی روپیہ بلاامتیاز ہندو مسلم جملہ مخلوق خدا پر خرچ کرنا چاہئے۔

موت فرقہ وارانہ نہیں ہے

اہل بہار پر جب موت کا حملہ کمیونل حیثیت سے نہیں ہوا اور قدرت نے ہندو مسلم کی تقسیم نہیں کی تو تم بھی ہندو مسلم کی تقسیم نہ کرو۔ بلکہ بلاامتیاز مخلوق خدا کی خدمت کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی کل کبد رطبۃ فرمایا ہے جب بہائم اور دیگر حیوانات کی خدمت موجب اجر ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی خدمت کیوں نہ موجب ثواب ہوگی۔

آخری اپیل

دہلی کے مسلمانو! تم نے ہمیشہ نیک کاموں میں ہندوستان کے دوسرے شہروں سے سبقت حاصل کی ہے تم نے ٹرکی، طرابلس، اور بلقان کے غربا کی خدمت کی ہے۔ تم نے لاکھوں روپے خلافت فنڈ میں دئے ہیں۔ تمہاری سخاوت اور جود و عطا کے اثرات اب بھی قصر خلافت میں موجود ہیں۔ مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب اسی جامع مسجد میں ہزاروں کپڑے لوگ اتار اتار کر دیدیا کرتے تھے اور اسی شاہی دروازے کی سیڑھیوں پر مولانا محمد علی مرحوم اور امام صاحب جامع مسجد ان کپڑوں اور دیگر اشیاء کا نیلام کیا کرتے تھے مجھ سے تو کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ کونسے موقعہ پر دہلی کے مسلمانوں نے روپیہ دینے سے انکار کیا ہے۔ تم نے ہر نیک کام میں سبقت کی ہے۔ جب تمہاری سخاوت سے ہندوستان کے باہر والے بھی محروم نہیں رہے تو یہ تو ہندوستان کا معاملہ ہے دہلی سے آج کل بہار کیا دور ہے۔ مغل سرائے سے بہار کا صوبہ شروع ہوجاتا ہے۔ اپنے اپنے محلوں میں ذی اثر حضرات کوئی کمیٹی بنالیں یا کمیٹی نہ بنائیں کسی دن کھڑے ہوجائیں اور ہر شخص سے وصول کرکے جمعیۃ کے دفتر میں بھیج دیں اگر تم بسنتوں کا روپیہ ہی اس چندے میں دیدو تو بہت کچھ ہوسکتا ہے۔

بسنتوں کے لئے طباق ہاتھ میں لے کر چندہ کرنے پھرتے ہو۔ وہ دو چار چار پیسے جمع کرکے خاصی پر رونق بسنت منالیا کرتے ہو اس سال بسنتوں کو ملتوی کردو۔ بسنت تو ہر سال ہوا کرتی ہے لیکن اس قسم کے مصائب بار بار نہیں آیا کرتے۔ ایسے جنرل اور عالمگیر مصائب نہیں ہیں ایسے برسے کا امتیاز نہ رہے بہت کم آتے ہیں واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔

اب تم سے ابتلا و امتحانات کا توقع ہر روز نہیں ہوا کرتا اور بسنت کا کیا ہے بسنت تو ایک دن کی بہار ہے انشاءاللہ خیریت سے پھر اگلے سال آجائے گی۔

دہلی کے محفوظ رہنے کا شکریہ

میرے معزز دوستو! اگر تم صرف اس نعمت کا شکریہ ادا کرو کہ خدا نے تم کو اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھا اور اس بلا کا صحیح تصور کرلو تو تم اپنا سارا مال دیکر بھی حضرت حق کے شکریہ سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ فرض کرو اگر خدانخواستہ وہ مصیبت یہاں نازل ہوجاتی تو آج تمہارا کیا حال ہوتا۔

بہرحال معاف فرمائیے میں نے آپ حضرات کا بہت وقت لے لیا اگرچہ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ ابھی اس تقریر کے اور بہت سے گوشے ہیں جو ابھی تک آپ کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ بہرحال اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ابھی یہ تقریر تشنہ ہے لیکن پھر کسی موقع پر انشاءاللہ مزید تفصیل عرض کروں گا۔ اس وقت تو اپنے بھائیوں کو امداد کی ضرورت ہے۔ اس میں خدا کے واسطے کوتاہی نہ کیجئے۔ واللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حضرت شیخ رح کے برادر حقیقی کا انتقال

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ یوم پنجشنبہ بوقت ۲ بجے دوپہر کو حضرت مولانا حافظ محمد حسن صاحب برادر حقیقی امام العلماء حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ انتقال فرماگئے۔ ناظرین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین

(سید حسن رضوی سکریٹری انجمن امداد الاسلام دیوبند)

۲۴ برس کی جلاوطنی کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی کی واپسی

جمعیۃ العلماء کی طرف سے بندرگاہ کراچی پر شاندار استقبال

۹ مارچ ۱۹۳۹ء

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

یوم جمعہ ۴ صفر المظفر ۱۳۵۶ ہجری

کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند

وقت کا ایک اہم اور ضروری مسئلہ

ہم مدت سے یہ شکایت سنتے چلے آرہے ہیں کہ مسلمانوں میں بحیثیت مجموعی آزادی وطن کا جذبہ نہیں ہے وہ سرزمین عرب کے سوا کسی اور ملک کو قابل التفات نہیں سمجھتے اور ہندوستان کی قومی مجلس انڈین نیشنل کانگریس میں بھی ان کی شرکت اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہئے۔ مگر جن لوگوں کو واقعات کا علم ہے اور وہ مسلمان کی فطرت سے باخبر ہیں وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس الزام کی صحت کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ مسلمان آزاد ہے، حریت پسند ہے اور آزادی اس کی فطرت کا چمکتا ہوا جوہر ہے۔ مسلمان کا مذہب اس کو سب سے پہلے ایمان باللہ کی تلقین کرتا ہے جو حریت و استقلال کے لئے اساس و بنیاد ہے۔ اسلام اور اسلامی احکام کی نوعیت ہی کچھ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب تک مسلمان کو آزادی حاصل نہ ہو اور اس کے سر سے غلامی کی ایک ایک زنجیر کو کاٹ کر نہ پھینک دیا جائے اس وقت تک نہ اسلام کا تصور پیدا ہو سکتا ہے اور نہ مسلمان کی زندگی کو حقیقی معنے میں زندگی تصور کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کی نظر میں وہ آزادی ہی ہے جس کی فضا میں مسلمانوں کا گلشن حیات سرسبز و شاداب رہتا ہے اور اسلام کا روحانی، اخلاقی اور مادی نظام نوع انسانی کے لئے دستور العمل بن سکتا ہے۔ مسلمان کی نظر میں غلامی، اسلام کی سب سے بڑی توہین ہے جس میں اس کا مذہب بے اثر، اس کا عمل بے نتیجہ، اس کی روحانیت بوسیدہ اور اس کی سیرت مسخ ہو جاتی ہے اور وہ اس حالت میں سنو دنیا کا رہتا ہے نہ دین کا اور وہ صحیح معنے میں تعبد اور محکومی کو خدا کا عذاب اور بد اعمالیوں کا خوفناک نتیجہ سمجھتا ہے۔

اس صداقت کی موجودگی میں یہ کہنا کہ مسلمان ترقی پسند نہیں ہے یا اس کی نظر میں آزادی کی کوئی قیمت نہیں ہے، بہت بڑی ناانصافی اور بہت بڑا ظلم ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ مسلمان وطن پرست نہیں ہے کیونکہ یہ نظریہ اصول مساوات کے خلاف اور نسلی و قومی جذبات کا سرچشمہ ہے جو انسانی وحدۃ اور عالمگیر اخوۃ کی اساس کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

کانگریس کی شرکت و عدم شرکت

رہا یہ الزام کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی پوری قوت سے اب تک کانگریس کے ساتھ تعاون نہیں کیا، اور وہ دوسری اقوام کے دوش بدوش آج تک کھڑے نہیں ہوئے۔ اس کے متعلق اصطلاحی اور منطقی بحثوں کو چھوڑ کر صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ اس کا سبب کچھ تو مسلمانوں کے بے راہ رنما اور خود غرض کا ئد ہیں اور کچھ کانگریس کے وہ کارکن ہیں جن کی مہاسبھائی ذہنیت مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی اور وہ نہیں چاہتے کہ ہندوستان کی ایک اہم ترین اقلیت کانگریس میں شریک ہو کر کوئی خاص اہمیت حاصل کرے اور مصاف زندگی میں اس کا درجہ بلند ہو۔

بہرحال غلط فہمیاں دونوں ہی طرف سے ہیں جن کا دور ہونا نہایت ضروری ہے، اس وقت ہمیں ایک خاص بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جو پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر کانگریسی کارکنوں کی مخلصانہ دعوت پر مختلف حلقوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ پنڈت جی نے کانگریس کمیٹیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مسلمانوں کو کانگریس کے اندر زیادہ سے زیادہ تعداد میں لائیں اور ہر مقام پر اس مقصد کے لئے وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈہ کیا جائے۔ آپ نے مسلمانوں سے بھی کانگریس کے ساتھ تعاون کرنے کی درخواست کی ہے۔ صدر کانگریس کی اس نئی کروٹ پر مسلمانوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئی ہیں اور ہر طبقہ میں مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کسی حالت میں بھی مناسب نہیں کیونکہ اس نے اب تک فراخ دلی کے ساتھ مسلمانوں کے اقتصادی، مذہبی، مجلسی اور سیاسی حقوق کے تحفظ کا کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ اور جب تک وہ اپنی روش کو تبدیل نہ کرے اور مسلمانوں کو ان کے مذہب اور ان کی تہذیب کے بارے میں یقین نہ دلائے کانگریس کی شرکت سے احتراز کیا جائے۔

رہی مسلم لیگ تو چونکہ اس کا نصب العین حکومت خود اختیاری زیر سایہ برطانیہ ہے اور مسلمان کامل آزادی کا متمنی ہے اس لئے اس کی شرکت بھی مسلمانوں کے لئے وجہ طمانیت اور باعث فخر نہیں ہو سکتی لہٰذا مسلمانوں کو کسی ایسی جماعت کی تشکیل و ترتیب کے لئے اقدام کرنا چاہئے جو ان کو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے بے نیاز کر دے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مرکزیت

ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان حضرات کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کیوں ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں جن کی کامیابی پر خود ان کو بھی یقین نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ کانگریس سے اس لئے علیحدگی اختیار کی جائے کہ وہ مسلم حقوق کی محافظ نہیں ہے۔ مسلم لیگ کو اس لئے طلاق دی جائے کہ مسلمان "زیر سایہ برطانیہ" کے تصور کو بھی برداشت نہیں کر سکتا اور ایک علیحدہ جمعیۃ اس لئے قائم کی جائے کہ وہ ایک طرف آزادی کامل کی علمبردار ہو اور دوسری طرف مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کی بھی حفاظت و نگہداشت کر سکے مگر اس سارے قضیہ میں جمعیۃ علماء ہند ایسی مقتدر جماعت کا نام بھی نہ لیا جائے جس نے بارہا اپنی قربانیوں کے ثبوت دئے۔ وطن کی آزادی کے لئے علماء حق نے قید و بند کی مصیبتوں کو برداشت کیا اور ایسے حالات میں ایسے مواقع پر حکومت سے جنگ کی جبکہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ سرمایہ دار اور مسلمانوں کی قیادت و امامت کے مدعی گوشۂ عافیت میں بیٹھے ہوئے اس دارو گیر کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کا مسلک کامل آزادی ہے وہ مسلمانوں کے حقوق کی محافظ ہے وہ وطن کی راہ میں ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہے اور اس کا ثبوت بھی متعدد بار دے چکی ہے۔ اس کے بہادر ارکان آج بھی اپنی رگوں میں زندہ اور گرم خون رکھتے ہیں اور اسلام کے ناموس پر اپنی جانیں فدا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ مگر ان حضرات کا انصاف ملاحظہ کیجئے کہ وہ کانگریس اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر کسی دوسری جماعت کی تشکیل کا خیال [illegible] جمعیۃ علماء ہند کی طرف نہیں [illegible] جس کا مطمح نظر آزادی کامل ہو اور جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت بھی کر سکے تو کیا ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک نیا قلعہ تعمیر کیا جائے اور کیوں نہ جمعیۃ علماء ہند کو مضبوط بنا کر اور اس میں شریک ہو کر آزادی اور حقوق کی جنگ لڑی جائے؟ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ کانگریس سے کچھ شکایتیں رکھتے ہیں اور مسلم حقوق کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں ان میں یا تو کام کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے یا وہ انتہا درجہ کے عاقبت نااندیش اور بہانہ ساز ہیں۔

کانگریس اور مسلمان

یہ ایک حقیقت ہے کہ کانگریس سے باہر رہ کر کانگریس کی اصلاح کرنا اور اپنے حقوق کی گارنٹی طلب کرنا کسی مفکر، کسی سرفروش مجاہد اور کسی باعمل انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ یہ فرض کانگریس کا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اہل دماغ سے گفت و شنید کرے اور کوئی سمجھوتہ کر کے تمام مسلمانوں کو ان ہی نمائندوں کے ذریعہ دعوت عمل دے مگر مسلمانوں کو تو یہ زیبا نہیں کہ وہ کانگریس سے علیحدہ بھی رہیں اور اس سے اپنے حقوق بھی تسلیم کرائیں کیونکہ اس قسم کی ذہنیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ کانگریس کو ہندوؤں کی ملکیت تسلیم کر لیا گیا ہے اور گویا دیگر اقوام کو اس سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ ہماری ناچیز رائے میں مسلمانوں کے لئے کانگریس کی شرکت، کانگریس سے تعاون اور کانگریس میں جا کر اپنی آواز کو مؤثر بنانا نہایت ضروری ہے اگر وہ اس میں شریک ہو کے تو ان کے حقوق کا بہت بڑی حد تک خود بخود تحفظ ہو جائے گا۔ کانگریس میں شرکت کے بعد قدرتی طور پر جو فوائد مسلمانوں کو حاصل ہونگے ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کانگریسی کارکنوں کی طرف سے ہندی کا جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے مسلمان وہاں جا کر اسی پیمانہ پر اردو کی بھی اشاعت کر سکتے ہیں۔

(۲) مسلمانوں کی شرکت سے مہاسبھائی ذہنیت کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے اور کانگریس کو فرقہ واریت سے پاک کر کے، اقلیتوں کی حفاظت کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

(۳) کانگریس میں رہ کر اسلامی حقوق و مفادات کے لئے فضا کو سازگار بنایا جا سکتا ہے اور گفت و شنید کے ذریعہ کانگریسی کارکنوں کو اپنی حمایت پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

(۴) جو مسلمان کانگریس میں شریک ہیں یا آئندہ شریک ہونگے ان کی نگرانی خاطر خواہ طریق پر انجام دی جا سکتی ہے اور ان کو کثرت میں مدغم ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس وقت کانگریس میں جو مسلمان نمایاں حیثیت رکھتے ہیں وہ چند مستثنیات کے سوا نہ تو اسلامی خصوصیات کے سرمایہ دار ہیں اور نہ ان کو مسلمانوں کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کانگریس میں بکثرت مسلمان شریک ہوں تاکہ ایسے کمزور مسلمانوں کو اشتمالیت، دہریت اور ہندو ذہنیت کے اثرات سے بچایا جا سکے۔

(۵) کانگریس کی شرکت سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلم نوجوانوں میں عملی قوت اور کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی اور ان کی بے عملی اور جمود کو اس طرح آسانی سے ختم کیا جا سکے گا۔

یہ وہ فوائد ہیں جو کانگریس میں شریک ہونے کے بعد مسلمانوں کو فوراً حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ جمعیۃ علماء ہند ایسی مقدس اور سرفروش جماعت سے بھی تعاون کرنا پسند نہیں کرتے اور کانگریس پر بھی نکتہ چینی کرنے سے باز نہیں آتے ان کو کسی حالت میں بھی صائب الرائے، ترقی پسند اور وطن و ملت کا بہی خواہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ناظرین کرام کو چاہیے کہ اخبار الجمعیۃ کی توسیع اشاعت کیلئے سعی فرما کر اپنی علم نوازی اور مذہبیت کا ثبوت دیں۔

16-04-1934

حضرت مولانا مولوی سید انور شاہ صاحب کی علمی یادگار

زبدۃ الاصفیا قدوۃ الاتقیا یادگار سلف فخر خلف حضرت مولانا الحاج المولوی سید انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کو ۳ صفر ۱۳۵۲ھ کو رات کے اس آخری حصہ میں وصال ہوا جس میں عباد اور زہاد تضرع اور تخشع کے ساتھ انابت الی اللہ کر کے تقرب خداوندی اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

ہم کو اس وقت حضرت ممدوح کے سانحہ وفات کا اعلان نہیں ہے۔ بلکہ تو یہ عرض کرنا ہے کہ "موت العالم موت العالم" کے اس صحیح مصداق کی وفات کے بعد دنیا نے مختلف طریقوں سے اظہار رنج کیا اور اس کی بھی سعی کی کہ اس "میت صورۃ اور حی حقیقۃ" کی زندہ یادگار باقی رہے چنانچہ کسی جگہ مستشار العلماء کا احیا کیا اور کسی جگہ رسالہ "الانور" کا اجراء وغیرہ ان تمام کے باوجود کس قدر افسوس اس پر تھا کہ دیوبند اس بارہ میں ساکت رہ کر دنیا کو احسان ناشناسی کی علمی تلقین کرے اور یہ افسوس اس وقت اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے جب کہ اس پر بھی ایک نظر ڈال لی جاوے کہ چونکہ حضرت ممدوح نے دیوبند ہی کو اپنا وطن قرار دے لیا تھا اس لئے آپ کے علمی مسودات جس قدر یہاں بآسانی بہم پہنچ سکتے ہیں کسی دوسرے کو شاید ہی نصیب ہوں۔

اس لئے ہم نے متوکلاً علی اللہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہم آپ کی تاریخ وفات کے دن ہی سے ایک ماہوار رسالہ تیس صفحہ کا شائع کریں جو ہر ماہ کی دوسری تاریخ کو ڈاکخانہ میں پہنچ جایا کرے۔

اس کے مقاصد وہی ہوں گے جن کی تاکید حضرت ممدوح زمانہ حیات طیبہ میں کیا کرتے تھے یعنی

الف۔ فرق ضالہ کا مدلل اور دافع ابطال۔
ب۔ احادیث اور قرآن پاک کی صحیح خدمت۔
ج۔ اسلامی صحیح تعلیم کی تبلیغ۔
د۔ آپ کے علمی مسودات کی بہت سہل صورت کے ساتھ اشاعت

رسالہ کی قیمت عہ سالانہ مع محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔

(محمد انوار الحق آستانہ حضرت شاہ صاحب محلہ خانقاہ دیوبند ضلع سہارنپور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

یوم پنجشنبہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ ہجری

مسئلہ انتخاب اور جمعیۃ علمائے ہند

مجلس عاملہ کا فیصلہ

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ مراد آباد میں جو تجاویز منظور کی ہیں انہیں ہم آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع کر رہے ہیں۔ مجلس عاملہ کی کارروائی کو بغور پڑھ کر ناظرین کرام خود یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم نے اس اجلاس کی اہمیت کے متعلق جو اظہار رائے کیا تھا وہ کس قدر صحیح تھا۔ اس اجلاس میں مجلس عاملہ کے اکثر اراکین نے شرکت فرمائی اور تین دن تک برابر بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہا اور فیصلے کئے گئے وہ کامل اتفاق رائے کے ساتھ کئے گئے۔ اور مجلس کے اندر مختلف خیالات کی نمائندگی کرنے والے جو حضرات موجود تھے ان سب کی رعایت رکھی گئی تاکہ ایک آخری فیصلے کے بعد کسی قسم کے اختلافات کی گنجائش باقی نہ رہے اور سیاسیات کے اس نازک ترین دور میں جمعیۃ ایک متفقہ و متحدہ طرز عمل کی قابل تقلید مثال پیش کر سکے۔

جمعیۃ کی پالیسی

جیسا کہ قارئین الجمعیۃ کو اچھی طرح معلوم ہوگا مجالس مقننہ کے متعلق جمعیۃ علمائے ہند کی پالیسی ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ ان مجالس کو ہندوستان کے لئے حصول آزادی کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ موجودہ دستور اساسی میں ان مجالس کے اختیارات اس قدر محدود ہیں اور ان کا دائرہ عمل اس درجہ تنگ ہے کہ اگر ان پر قبضہ بھی کر لیا جائے تو بھی حکومت کے کاروبار میں کوئی دقت و دشواری پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ اسمبلی اور کونسلوں کی مسلسل و پیہم مخالفت و مزاحمت کے باوجود بھی جاری رکھی جا سکتی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر جمعیۃ نے ہمیشہ داخلہ کونسل پروگرام کو غیر مفید اور ناقابل اعتماد سمجھا ہے اور گزشتہ تحریک آزادی کے التوا کے بعد جو صورت حالات پیدا ہوگئی ہے اس میں بھی جمعیۃ کا خیال یہی ہے کہ داخلہ کونسل سے مقصد آزادی کی تکمیل نا ممکن ہے چنانچہ رانچی میں سوراج پارٹی کی تشکیل اور اس کے اعلان کے بعد جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ نگینہ میں جو تجویز منظور کی تھی اس کا منشا بھی یہی تھا کہ جہاں تک جمعیۃ کا تعلق ہے وہ مجالس مقننہ کے داخلہ کو اس اہم ترین مقصد کے لئے مفید و موثر خیال نہیں کرتی جو اس کے پیش نظر ہے اور اس لئے جمعیۃ کا اپنی طرف سے داخلہ کونسل کے لئے کوئی اقدام کرنا یا اس میں حصہ لینا خارج از بحث ہے۔ البتہ جو لوگ اپنے طور پر اس طریقہ کو بھی خدمت وطن کے لئے مفید خیال کرتے ہیں اور خلوص نیت کے ساتھ کونسلوں میں اس عزم کو لے کر جا رہے ہیں کہ وہاں پہنچ کر خدمت وطن کے مقصد رفیع کو اپنا نصب العین بنائیں گے ان کے لئے جمعیۃ سد راہ بننا نہیں چاہتی اور ان کے اقدام عمل کو بنظر استحسان دیکھتی ہے وہ اگر وہاں جا کر اپنے محدود دائرہ عمل میں کوئی حقیقی خدمت انجام دے سکتے ہیں تو ان کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے اور ان کے لئے ان کے ہاں مقاصد نیک ہیں جمعیۃ کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

نگینہ کی قرارداد کے بعد

نگینہ کی اس قرارداد کے مطابق انتخابات کے مسئلہ میں جمعیۃ علمائے ہند بالکل غیر جانبدار تھی۔ اس کی مجلس عاملہ نے اپنی ایک عام پالیسی کا اظہار کر دیا تھا اور وہ موجودہ حالات میں اس کو کافی خیال کرتی تھی مگر بعض جماعتوں اور بعض افراد نے جمعیۃ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ ان کی شخصی تائید و حمایت بھی کرے اور "خدمت وطن کے مقصد رفیع کو نصب العین" بنانے کے جو الفاظ جمعیۃ نے اپنی قرارداد میں استعمال کئے ہیں ان کا مصداق کسی مخصوص و متعین جماعت کے طرز عمل کو قرار دے یہ کام نہایت دشوار تھا۔ ایسا کرنے میں نہ صرف یہ کہ جمعیۃ کی غیر جانبداری ختم ہو جاتی تھی بلکہ اسے انتخابی کشمکش میں بالواسطہ شریک ہو کر حصہ لینا پڑتا تھا اور ایک ایسے پروگرام کی عملی تائید کرنی پڑتی تھی جسے وہ خود مفید اور قابل وثوق خیال نہیں کرتی مگر دوسری جانب سے سخت اصرار تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ جب جمعیۃ نے مخصوص مقاصد کے ماتحت مجالس مقننہ میں جانے والوں کے اقدام عمل کی تحسین کر دی ہے (خواہ وہ خصوصیت ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو) تو اب اسے ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہیے اور اپنی تائید و حمایت کو بھی کسی نہ کسی جماعت کے ساتھ وابستہ کرنا چاہیے تاکہ اس کا نقطہ نگاہ بھی مسلمانوں کو معلوم ہو جائے اور جو لوگ آئندہ انتخابات میں شخصی حیثیت سے اس کی رہنمائی کے منتظر ہیں وہ اپنے لئے ایک راہ عمل متعین کر سکیں۔ چنانچہ یہ بحث نگینہ کی قرارداد کے بعد ہی شروع ہوگئی اور متعدد صورتوں میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا اس لئے ۱۱ ار ۱۲ اگست کو مراد آباد میں مجلس عاملہ کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں تمام صورت حالات پیش کر دی گئی اور اس کے متعلق مختلف جماعتوں اور افراد سے جو کچھ گفتگوئیں یا خط و کتابت ہوئی تھی وہ بھی مجلس کے سامنے رکھی گئی۔

اصولوں کی تعیین

جمعیۃ علمائے ہند کی پالیسی میں شروع سے لے کر اب تک جو یکسانیت رہی ہے اور اس نے دینی و وطنی روایات کو جس شاندار طریق پر قائم رکھا ہے اس کا مقتضا یہ تھا کہ مجلس عاملہ جو کچھ بھی فیصلہ کرتی وہ اپنی نگینہ والی قرارداد کی روشنی میں کرتی اور اس فیصلہ کو دوسری جماعتوں کے لئے قابل قبول بنانے کے ساتھ ساتھ اپنی گزشتہ پندرہ سالہ روایات کے مطابق ہی بنائی۔ چنانچہ طویل مباحثہ کے بعد جس کے دوران میں بہت سی تجاویز پر غور کیا گیا اور درمیانی شکلیں پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں جو قرارداد بالآخر منظور ہوئی وہ اس وقت قارئین کرام کے سامنے پیش ہے۔ اس قرارداد میں سب سے پہلے مجلس عاملہ نے نہایت صاف اور واضح الفاظ کے ساتھ اپنی مستقل پالیسی کا اعلان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جمعیۃ اپنے ذاتی مسلک اور عقیدہ کے اعتبار سے کونسلوں کے داخلہ کو غیر ضروری خیال کرتی ہے اور اس لئے انتخابات میں براہ راست کوئی حصہ لینا نہیں چاہتی ہے اور اس کے بعد "بعض جماعتوں کی خواہشات" کا اظہار کرکے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی جماعت فی الحقیقت یہ چاہتی ہے کہ اپنے امیدواروں کے لئے جمعیۃ علمائے ہند کی شخصی وانفرادی تائید بھی حاصل کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مینی فیسٹو (انتخابی اعلان) میں چند ایسے اصولوں کو بھی داخل کرے جو جمعیۃ علمائے ہند کے نقطہ نگاہ کے مطابق ان لوگوں کے لئے ضروری و ناگزیر ہیں جو کونسلوں میں خدمت وطن کا جذبہ لے کر جا رہے ہیں۔ اور جن کی پابندی کا وعدہ کئے بغیر کسی امیدوار کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی "مقصد رفیع کو نصب العین" بنا کر کونسلوں میں جا رہا ہے۔ یہ اصول ایسے ہیں کہ یہ اس جماعت کو جو جمعیۃ علمائے ہند سے تائید و حمایت کی توقع رکھتی ہے خود بخود اپنے انتخابی اعلان میں رکھنا ہی چاہیے اور جن کے متعلق اس وقت ملک کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جو "سرکاری" یا "حکومت پرست" طبقہ کہلاتا ہے مسلمانوں کی کسی [illegible] اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔

وائٹ پیپر اور کمیونل ایوارڈ

سب سے پہلا مسئلہ وائٹ پیپر اور کمیونل ایوارڈ کا ہے جس وقت سے کہ وائٹ پیپر شائع ہوا ہے ملک کی اکثر اسلامی و غیر اسلامی انجمنیں اس رجعت پسندانہ و تاریک دستاویز کے خلاف اظہار نفرت کر چکی ہیں اور یہ مسئلہ تقریباً "متفق علیہ" ہے کہ وائٹ پیپر اپنی موجودہ شکل و صورت میں ہندوستان کے تمام زم و گرم سیاسی طبقوں کے نزدیک ناقابل قبول ہے البتہ کمیونل ایوارڈ کے متعلق ہندوستان کی مختلف ملتوں کے درمیان شدید اختلاف ہے ہندو اور سکھ اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت اس کی حامی ہے جو جماعتیں مسلمانوں میں نیشنلسٹ کہلاتی ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ کمیونل ایوارڈ کو نہ صرف اس حیثیت سے برا سمجھتی ہیں کہ وہ ایک بیرونی طاقت کا نافذ کیا ہوا فیصلہ ہے بلکہ اس اعتبار سے بھی مسلم مفاد کے منافی خیال کرتی ہیں کہ اس میں بعض حقوق کو زائل اور بعض کو مجروح کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ کمیونل ایوارڈ کو اس وقت تک مسترد کرانے کے حق میں نہیں ہیں جب تک کہ اس سے کوئی بہتر سمجھوتہ ملک کے سامنے نہ آ جائے اور انہیں یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ مختلف ملتوں کے باہمی تصفیہ سے ایک فیصلہ مرتب ہو گیا ہے۔ اس لئے وائٹ پیپر اور کمیونل ایوارڈ کے متعلق اس وقت مسلمانوں کی من حیث القوم یہی پوزیشن ہے کہ وہ وائٹ پیپر کو مسترد کرانا چاہتے ہیں اور کمیونل ایوارڈ کو اس وقت تک کیلئے برقرار رکھنا چاہتے ہیں جب تک کہ کوئی باہمی تصفیہ نہ ہو جائے مجلس عاملہ نے اپنی قرارداد میں اسی لئے وائٹ پیپر کے ان تمام حصوں کو جو ان دفعات کے علاوہ ہیں جن پر کمیونل ایوارڈ مشتمل ہے مسترد کرانے کا اصول داخل کیا ہے۔

متشددانہ قوانین

دوسرا جزو متشددانہ قوانین کی تنسیخ کے متعلق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ اسمبلی کے خلاف ملک کو جو سب سے بڑی شکایت ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہر جائز و ناجائز کام میں حکومت کی پوری طرح امداد و اعانت کی اور ہر موقع پر قوم کے مقابلہ میں حکومت کے ہاتھوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ ان جابرانہ و مستبدانہ آرڈیننسوں کو بھی جو آئینی طرز حکومت کی سب سے بڑی توہین تھے، قوانین کی شکل میں منتقل کرا دیا۔ اسمبلی کے اراکین کی اکثریت ان معاملات میں ہمیشہ حکومت کے ساتھ ووٹ دیتی رہی اور اس ووٹ کے ذریعہ حکومت نے ایگزیکٹو کے لئے ایسے ایسے اختیارات حاصل کر لئے جنہیں اگر نادرشاہی سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اور جن کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں باشندگان ملک پر شدید ترین مظالم ڈھائے گئے۔ اگر ان امیدواروں سے جو اس وقت انتخابات کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں اتنا بھی وعدہ نہ لیا جائے کہ وہ اسمبلی میں جا کر ان متشددانہ قوانین کو منسوخ کرائیں گے اور حکومت کی اس سخت گیر پالیسی کی مذمت کریں گے۔ جو ان قوانین کو وجود میں لانے کی ذمہ دار تھی اور آئندہ کے لئے کبھی کوئی بل اس قسم کا منظور نہ ہونے دینگے جو ہندوستان کے جذبہ آزادی کو کچلنے والا ہے اور جس سے ملک کی انقلابی ترقی میں رد تر رُکتے ہوں تو پھر ظاہر ہے کہ ان کا بھیجنا یا نہ بھیجنا برابر ہے۔ پرانے امیدواروں کے مقابلہ میں جو نئے امیدوار کھڑے ہوں گے اگر وہ اتنا بھی وعدہ نہیں کر سکتے تو خواہ مخواہ کیا ضرورت ہے کہ انتخابات کی کشمکش میں حصہ لیا جائے پہلے امیدواران سے کیا برے ہیں۔ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے کہ نئے امیدوار ہیں اسلئے ہمارے خیال میں یہ جزو بھی ایسا ہے کہ اس سے کوئی اختلاف رائے نہیں ہو سکتا اور قوم پرور جماعتیں اس سے اتفاق ہی کریں گی۔

باہمی سمجھوتہ

وائٹ پیپر اور کمیونل ایوارڈ کے متعلق جو پوزیشن ہم نے اوپر بیان کی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ اس وقت کمیونل ایوارڈ کو باوجود اس کی خامیوں اور نقائص کے برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور اس وقت تک اس کی مخالفت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں جب تک کہ کوئی باہمی سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو کو صرف اسی حد تک ختم نہ کر دیں بلکہ دو ایک قدم اس سے آگے بھی بڑھیں اور جس سمجھوتہ کو وہ کمیونل ایوارڈ کا نعم البدل بنانا چاہتے ہیں اس کے لئے عملی سعی بھی کریں۔ آئندہ انتخابات کے بعد اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری اراکین مجالس مقننہ کی ہوگی انہیں باہمی سمجھوتہ کے لئے بھی جد و جہد کرنی پڑے گی۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ صف ان امیدواروں کو اسمبلی یا کونسلوں میں بھیجیں جو کمیونل ایوارڈ سے ایک بہتر فیصلہ حاصل کرنے کی سعی میں ہر وقت ہندوؤں اور دیگر ملتوں سے گفت و شنید کرنے کے لئے آمادہ رہیں اور جس وقت کوئی موقع ایسا آئے کہ کمیونل ایوارڈ کی جگہ اس سے بہتر فیصلہ باہمی سمجھوتہ کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہو تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور کمیونل ایوارڈ کی جگہ اس فیصلہ کو آئندہ دستور اساسی میں اتفاق رائے کے ساتھ داخل کرانے کی کوشش کریں۔ جن جماعتوں نے کمیونل ایوارڈ کے بارے میں مذکورہ پوزیشن اختیار کی ہے وہ پہلے ہی سے اس جزو کو تسلیم کئے ہوئے ہیں اور یہ بھی کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔

مذہبی مسائل

چوتھا جزو ان مسودات قانون کے متعلق ہے جو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس بارے میں جمعیۃ کا نقطہ نگاہ اور اس کا مسلک سب کو معلوم ہے جمعیۃ ہمیشہ سے یہ جد و جہد کرتی رہی ہے کہ مجالس مقننہ کے ذریعہ مسلمانوں کے مذہبی احکام کو پامال نہ کیا جا سکے۔ چنانچہ اس نے ان تمام مسودات کی پرزور مخالفت کی ہے جو مذہب کے صریحاً خلاف تھے اور جنہیں حکومت نے پیش کرکے منظور کرایا ہے۔ اگر کوئی جماعت یہ چاہتی ہے کہ اس کی طرف سے مجالس مقننہ میں جانے والے امیدواروں کو جمعیۃ علمائے ہند کی بھی پوری تائید و حمایت حاصل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ جمعیۃ کو اس کا اطمینان دلائے کہ کم سے کم مذہبی معاملات میں اس کے نمائندے جمعیۃ علمائے ہند کی رہنمائی کو قبول کریں گے۔ اگر کونسلیں اور اسمبلی صرف سیاسی معاملات کیلئے مخصوص ہوتیں اور ان میں ایسے مسائل زیر بحث نہ آ چکے ہوتے جو مذہب سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور جن کی ضرب چند و تاریخ میں مسلمانوں کی اسلامی زندگی پر پڑتی ہے اور آئندہ بھی ایسے مسائل کے پیش آنے کا خطرہ محسوس نہ کیا جاتا اور اس امر کی ضرورت ناگزیر نہ ہو چکی ہوتی کہ مجالس مقننہ کے ذریعہ قیام محکمۂ قضاء اور دیگر ضروریات مذہبی کے لئے سعی کی جائے تو بے شک جمعیۃ اپنی "ہدایات کی پابندی" اور اپنے "نقطہ نظر کی ترجمانی" پر زور دیتی مگر چونکہ یہ دروازہ کھل چکا ہے اور یہ تلخ تجربہ بار بار ہو چکا ہے کہ خود مسلمانوں نے اسلامی احکام کے صریحاً خلاف قوانین اسمبلی سے منوائے ہیں اور ان کی حمایت کی ہے اس لئے اب جمعیۃ کے واسطے یہ لازمی ہو گیا ہے کہ وہ ہر امیدوار کی شخصی تائید کرنے سے قبل اس کی ضمانت حاصل کرے کہ کم سے کم مذہبی معاملات میں اس کو گذشتہ تلخ تجربہ سے دوچار ہونا نہیں پڑیگا۔ اور اس کی حمایت سے فائدہ اٹھانے والے امیدوار مجالس مقننہ میں اسی کے خلاف طرز عمل اختیار نہیں کریں گے۔ جمعیۃ کا یہ مطالبہ بالکل صحیح اور حق بجانب ہے اور جو حضرات ابتداء سے اب تک جمعیۃ کی سرگرمیوں سے واقف ہیں انہیں جمعیۃ کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اس اصول کو تسلیم کر لینے کی ضرورت سے ہرگز انکار نہ ہوگا۔ اور اس میں سیاسی مسلک کے اعتبار سے کوئی دقت بھی نہیں ہے۔

موجودہ پوزیشن

ان چار اصولوں کو جمعیۃ نے ان تمام جماعتوں کے سامنے پیش کر دیا ہے جو اپنے امیدواروں کے لئے جمعیۃ کی حمایت چاہتی ہیں۔ اور ان اصولوں کو پیش کرنے سے قبل اپنا ذاتی مسلک بھی بیان کر دیا ہے۔ خود جمعیۃ کی خواہش یہ نہیں ہے کہ وہ انتخابات میں حصہ لے وہ غیر جانبدار رہنا چاہتی ہے۔ اور اگر کسی جماعت نے بھی انتخابات کا مدار ان اصولوں پر نہ رکھا جو جمعیۃ کے نزدیک "دینی و وطنی مصرتوں کی مدافعت" اور حکومت کی "انسدادانہ و مستبدانہ پالیسی کی مزاحمت" کے لئے کم سے کم اور ناگزیر ہیں تو جمعیۃ اپنی اسی پوزیشن پر قائم رہے گی۔ وہ "صرف اسی جماعت کے نمائندوں کی شخصی تائید کر سکتی ہے جس کے نزدیک مدار انتخاب" مذکورہ بالا امور ہوں۔ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں یہ اصول نہایت واضح اور صاف ہونے کے ساتھ ساتھ ان جماعتوں کے لئے جو فی الحقیقت مسلمانوں کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہیں ہر حیثیت سے قابل قبول بھی ہیں بلکہ انہیں بغیر جمعیۃ علماء ہند کی اس قرارداد کے خود بخود اپنے مینی فیسٹو میں ان امور کو رکھنا چاہئے تھا۔ پھر ان اصولوں کی ترتیب و تشکیل میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کے اندر بھی مختلف خیالات کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کی اس قرارداد سے پورا فائدہ اٹھایا جائے گا اور جمعیۃ آئندہ انتخابات میں براہ راست نہ سہی بالواسطہ ہی سہی پوری قوت کے ساتھ حصہ لے گی۔

شذرات

حضرت مولانا آزاد سبحانی کی گرفتاری

حضرت مولانا آزاد سبحانی صاحب کی گرفتاری کی اطلاع ہم گذشتہ اشاعت میں شائع کر چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولانا نے ایسٹ انڈین ریلوے یونین کے کسی جلسہ میں ایک تقریر فرمائی تھی جسے سی۔ آئی۔ ڈی کے محکمہ نے مرتب کرکے صوبہ متحدہ کی حکومت کے پاس بھیجا اور اس کی اجازت سے حضرت مولانا کے خلاف دفعہ ۱۲۴ (الف) اور دفعہ ۱۵۳ (الف) کے ماتحت مقدمہ چلا دیا گیا ہے۔ یہ تقریر حکومت کے خلاف باغیانہ تقریر بتائی جاتی ہے۔ اور اسی الزام کی بنا پر حضرت مولانا کا جو وارنٹ جاری ہوا تھا وہ گونڈہ میں تعمیل کیا گیا ہے اور آپ کو وہاں سے گرفتار کرکے لکھنؤ لایا گیا ہے۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہے اور حضرت مولانا ابھی تک جیل میں ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے ایک عرصہ سے حضرت مولانا آزاد سبحانی صاحب کسی خاص سیاسی تحریک کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موصوف نے یونین مذکور کے جلسہ میں کسی خاص وقت میں باغیانہ تحریک کے متعلق تقریر کی ہوگی۔ البتہ ملکی آزادی اور استخلاص وطن کے متعلق حضرت مولانا کے جو تمام خیالات ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اور سب جانتے ہیں کہ موصوف اس مسئلہ پر محض علمی و نظری حیثیت سے اکثر اظہار خیال فرماتے رہتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ لکھنؤ کی سی۔ آئی۔ ڈی کو کوئی مخصوص ضرورت اس امر کی پیش آئی ہے کہ حضرت مولانا کو ملک معظم کا مہمان بنایا جائے۔ موجودہ فضاء کے اندر حضرت مولانا کی گرفتاری کا کوئی مفہوم ہماری سمجھ میں نہیں آتا بہرحال ہم مزید حالات کے منتظر ہیں اور اس کے بعد کسی قدر تفصیل کے ساتھ کچھ لکھ سکیں گے اس اچانک گرفتاری کی خبر سے حضرت مولانا کے ساتھ عقیدت رکھنے والوں کے وسیع حلقہ میں جو اضطراب پھیل گیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مقدمہ کی مفصل کارروائی اور تقریر کی نوعیت اور حکومت کے اس اقدام عمل کو مصلحت کے متعلق کوئی واضح بیان اخبارات میں شائع کرایا جائے غالباً مولانا حسرت موہانی صاحب اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی

پنڈت جواہر لال نہرو کی اہلیہ محترمہ کی شدید علالت کے متعلق جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حالت بہت نازک ہے اور متواتر کئی راتیں سخت بے چینی میں گزر چکی ہیں ایسی حالت میں حکومت کا پنڈت جی کو صرف دو دن کے لئے رہا کرنا اور ان سے مزید رہائی کے لئے مخصوص شرائط کی پابندی طلب کرنا حکومت کی تنگ نظری کا ایک نہایت شرمناک مظاہرہ ہے ایسے وقت میں دوست اور دشمن کی تمیز اٹھ جایا کرتی ہے اور بالخصوص حکومتیں وسعت نظر اور فراخی قلب سے کام لیا کرتی ہیں۔ ایسی ایسی چھوٹی باتیں کبھی بھی بڑی سلطنت کو زیب نہیں دیتیں۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ حکومت دو روز کی مدت ختم ہونے کے بعد پنڈت جی کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے اور انہیں اس کا پورا موقع دے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی اہلیہ محترمہ کی تیمارداری کر سکیں۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ حکومت کے اس طرز عمل کا اثر ہر حیثیت سے اچھا ہی برآمد ہوگا اور جہاں ایک طرف اخلاقی اعتبار سے حکومت اپنے ایک مرض کو داد کم کر دے گی وہاں دوسری طرف سیاسی اعتبار سے بھی پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی موجودہ صورت حالات کو اور زیادہ درست بنانے میں معین و معاون ہی ثابت ہوگی۔ اگر صوبہ متحدہ کی حکومت کچھ بھی معاملہ فہمی تدبر اور اخلاقی جرأت رکھتی ہے تو وہ اس نازک موقع پر اس اہم معاملہ میں وہی صورت اختیار کرے گی جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ اور جس کے لئے تمام ملک مضطرب ہے۔

"پارلیمنٹری مجلس"

وہ آل انڈیا مسلم کانفرنس جس کی تاریخ غداریوں سے بھری ہوئی ہے اور جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حکومت کی خوشامد و چاپلوسی میں بسر ہوا ہے اور جس نے کبھی آج تک مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے کوئی عملی اقدام نہیں کیا ہے وہی مسلم کانفرنس آج پھر مسلمانوں کے سامنے آ رہی ہے اور یہ دعوے کر رہی ہے کہ میرے نامزد کئے ہوئے امیدواروں کو اسمبلی میں بھیج دو۔ حکومت ہند کے گرمائی دار الحکومت شملہ میں ۱۶ر اگست کو جو اجتماع ہوا تھا اس میں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کا ایک مشترکہ انتخابی بورڈ بنایا گیا ہے اور اس کا نام لیگ کانفرنس پارلیمنٹری مجلس رکھا گیا ہے یہ مجلس اپنے امیدواروں کو آئندہ انتخابات میں کھڑا کرے گی یہ امیدوار کون ہوں گے سب کو معلوم ہے۔ مولانا شفیع داؤدی اور مسٹر یامین خاں کے ٹائپ کے جتنے ٹوڈی اراکین اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں وہ سب اس "مجلس" کے امیدوار ہوں گے اگر آزمائے ہوئے کو آزمانا کوئی حماقت ہے اور مسلمان اس حماقت کا ارتکاب کرنا نہیں چاہتے تو ظاہر ہے کہ وہ ان اراکین کو دوبارہ منتخب نہیں کریں گے۔ اور ان سے کہدیں گے کہ براہ کرم اب آپ مجلس کی طرف سے آئیں یا بورڈ کی طرف سے جب تک آپ کے اصول نہیں بدلتے اور آپ آئندہ کے لئے اپنی حکومت پرستی سے باز نہیں آتے ہم آپ کو دوبارہ ووٹ دے کر اپنے پاؤں میں خود کلہاڑی نہیں ماریں گے۔ اس پارلیمنٹری مجلس کی تاسیس میں جو بے قاعدگیاں ہوئی ہیں اور خود مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے دستور کے مطابق جس غلط اور گمراہ کن طریقے پر اجلاس منعقد کئے گئے ہیں ان پر ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اظہار رائے کریں گے۔

ضروری گذارش

خریداران اخبار الجمعیۃ کو چاہیے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا (جو کہ ان کے پتہ کی چٹ میں ان کے نام سے پہلے پتہ کے شروع میں لکھا ہوتا ہے) حوالہ ضرور دیا کریں۔ بعض حضرات نمبر خریداری لکھنے کی بجائے رجسٹرڈ ایل نمبر لکھ دیا کرتے ہیں جس کے باعث ان کے پتہ کی چٹ تلاش کرنے میں سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔

نیز جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا پانچ پیسے کے ٹکٹ ضرور ارسال فرمایا کریں ورنہ عدم تعمیل ارشاد معاف۔

"منیجر الجمعیۃ دہلی"

مسلمانانِ دیوبند کا عظیم الشان جلسہ

مولانا حفظ الرحمن صاحب کی حریت آموز تقریر

دیوبند ۲۴ جولائی۔ آج بعد نمازِ عشاء حضرت مولانا سید محمد عزیز گل صاحب تلمیذِ خاص حضرت شیخ الہند کی صدارت میں مسلمانانِ دیوبند کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے امت و عمائدین شہر خاص طور پر نمایاں تھے۔ مسجد کے صحن اور چھتوں پر کوئی جگہ آدمیوں سے خالی نہ تھی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سابق ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند نے بصیرت افروز تقریر فرمائی جس میں جمعیۃ علمائے ہند کے مسلک کی توضیح کرتے ہوئے حاضرین کو دعوتِ عمل دی۔ آپ کے بعد جناب مولانا عبدالحنان صاحب نائب ناظم جمعیۃ علمائے پنجاب نے حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ فرمایا۔

آخر میں حضرت صدرِ جلسہ نے اللہ اکبر کے فلک رس نعروں میں کھڑے ہو کر نہایت پُرجوش اور ولولہ انگیز خطبہ دیا۔ اور بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ حضرت علامہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے ڈکٹیٹر جمعیۃ ہونے کے باعث حاضرین میں خاص جوش اور ولولۂ عمل پیدا ہوگیا ہے۔ اور آزادیٔ وطن کے لئے قربانی و ایثار کا عام طور پر جذبہ پایا جاتا ہے۔

---

۹ ستمبر ۱۹۳۶؁ء

انوار المحمود

(عربی) جلد اول تقطیع $\frac{22\times29}{8}$ حجم ۶۱۶ صفحات کتابت و طباعت معتدل۔ کاغذ سفید متوسط، قیمت چھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ:- مولانا محمد صدیق صاحب مہتمم کتب خانہ صدیقیہ کوچہ قابل عطار چاندنی چوک۔ دہلی۔

انوار المحمود علی سنن ابی داؤد ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہما نے ابوداؤد کا درس دیتے وقت طلباء اور علماء کے سامنے مختلف اوقات میں فرمائیں تھیں اور جن کو آپ کے بعض شاگردوں نے مرتب کرلیا تھا۔ اس کتاب کو ترتیب کے بعد حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے خود ملاحظہ فرما کر پسند فرمایا اور اس کے مستند اور معتمد ہونے پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

اس کتاب میں ان تقریروں سے بھی مدد لی گئی ہے جو مختلف اوقات میں مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم و حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے ترمذی شریف اور مسلم شریف وغیرہ کا درس دیتے وقت فرمائیں اور جو ابعرف الشذی وغیرہ ناموں سے شائع ہوگئی ہیں۔

سنن ابی داؤد کی شرح میں جن بزرگوں کی تقریریں "انوار المحمود" میں جمع کی گئی ہیں ان کا پایہ علم حدیث عرب و عجم میں مسلم ہے اور جو صحیح معنے میں علم حدیث کے ماہر و نقاد تھے اس لئے ظاہر ہے کہ زیر نظر کتاب میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ علم حدیث کی روح اور فقاہت و درایت کی جان ہے۔ ان تقریروں پر عبور حاصل کرلینے سے وہ تمام مشکلات حل ہوجاتی ہیں جو طالبانِ حدیث کو درسِ حدیث میں پیش آتی ہیں اور جن کا حل بڑی بڑی کتابوں پر عبور حاصل کئے بغیر نہیں ہوسکتا۔

"انوار المحمود" کے شروع میں ڈھائی جزء کا ایک مقدمہ بھی لگایا گیا ہے جس میں کتابت حدیث کی تاریخ، اصول حدیث، بحث تشابہات و اصطلاحات محدثین، تراجم فقہاء و محدثین، علم حدیث کی اشاعت [illegible] بحث کی گئی ہے جس پر سرسری نظر ڈالنے سے فنِ حدیث کے اطراف و جوانب بقدرِ ضرورت روشنی میں آجاتے ہیں۔ یہ کتاب علماء کیلئے بے حد مفید ہے گویا براہِ راست اساطین علم و فضل سے مشکلات حدیث کو حل کیا جارہا ہے۔ زیادہ جلدوں کے خریداروں سے رعایت کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

شکایت کی ایک بات یہ ہے کہ اس کتاب کی حیثیت کے مطابق نہ تو کتابت کرائی گئی ہے اور نہ تصحیح کا خاطر خواہ اہتمام کیا گیا ہے۔ کتابت کی اغلاط بکثرت ہیں اور تحریر میں یکسانی مفقود ہے۔ ہم اہلِ علم سے درخواست کریں گے کہ وہ علم حدیث کے اس نایاب ذخیرہ سے ضرور استفادہ کریں۔

الجمعیۃ دہلی ۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۰ء

الجمعیۃ دہلی

عربی اخبارات کے تراجم

(خاص الجمعیۃ کے لئے)

حجر اسود کا ٹکڑا جوڑ دیا گیا

سلطان حجاز اور علماء و فضلا کی شرکت

ناظرین الجمعیۃ کسی گزشتہ اشاعت میں یہ خبر پڑھ چکے ہیں کہ ایک افغانی نے حجر اسود کو توڑ کر اس کا ایک ٹکڑا چرا لیا تھا جس کی پاداش میں اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اب معاصر ام القریٰ راوی ہے کہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود نے اس ٹکڑے کو اپنی اصلی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ پیشتر اطلاع دیدی گئی تھی کہ جمعرات کی صبح کو حجر اسود کا یہ ٹکڑا اپنی جگہ نصب کیا جائے گا۔ چنانچہ اس اطلاع کے بموجب سلطان ابن سعود قصر عالی سے مسجد الحرام تشریف لائے سب سے پہلے آپ نے وداعی طواف کیا اور مقام ابراہیم میں نماز پڑھی۔ پھر عظمۃ السلطان حجر اسود کی طرف تشریف لے گئے اور مقطوع حصہ کو اس جگہ نصب کر دیا جہاں سے اس کو توڑا گیا تھا۔ مشک اور عنبر سے انجنیروں نے ایک مسالہ تیار کیا تھا جس کی مدد سے حجر اسود کا یہ ٹکڑا جوڑ دیا گیا جس وقت یہ ٹکڑا اپنی جگہ رکھا گیا اس وقت رئیس القضاۃ مدیر پولیس اور علماء و فضلاء کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ اس کے بعد جلالۃ الملک کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور وہاں نماز پڑھی اور خدائے انعام و افضال کا شکر ادا کیا۔

۲۰ر نومبر ۱۹۳۰ء

ڈکٹیٹر مہتمم جمعیۃ علماء ہند کے سامان کی قرقی

پولیس کواڑ تک اکھاڑ کر لے گئی

سنبھل ۱۷ر نومبر ۳۰ء ۱۱ بجے مظاہر حسین سب انسپکٹر پولیس نے بہت سے کانسٹبلوں کی جمعیت کے ساتھ حضرت مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ڈکٹیٹر مہتمم جمعیۃ علمائے ہند کی والدہ محترمہ کے مکان پر چھاپہ مارا۔ جبکہ مرد جمعہ کی نماز کے لئے گئے ہوئے تھے صرف عورتیں موجود تھیں۔ پولیس سے کہا گیا کہ مولانا دوسرے مکان میں رہتے تھے لیکن اس نے کسی عذر کی سماعت نہیں کی اور مکان کا کونہ کونہ صاف کر کے کل سامان پر قبضہ کر لیا۔ حتیٰ کہ چارپائیاں اور کواڑ تک اکھاڑ کر ہمراہ لے گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ سامان حضرت مولانا کے جرمانہ کے سلسلہ میں قرق کیا گیا ہے جو آپ پر ۲۸ر اکتوبر کو دہلی میں ۶ ماہ قید کے ساتھ پچاس روپیہ کیا گیا تھا۔

موتُ العالِم موتُ العالَم!

كيف اصطبارٌ لقلبٍ حين أنشأه
ناعٍ أتانا بموتِ الشيخ نبأه
شيخٌ جليلٌ كريمٌ ماجدٌ ورعٌ
شهمٌ ذكيٌّ وطبعُ الجودِ أسماه
حبرٌ نبيلٌ شهيرٌ بارعٌ فهمٌ
يهتزُّ للعرفِ عافٍ حين حيّاه
جمُّ المناقبِ رحبُ الدارِ منشرحاً
صدراً رحيباً لضيفٍ يومَ وافاه
ذي الحزمِ والعزمِ لا شيءٌ يخوّفه
عمّا أرادَ بأمرٍ كان يهواه
نورٌ تلألأ من سيماءِ سجدتِه
حتّى أحاطت به أنوارُ تقواه
كم فازَ ذو حاجةٍ منه ببغيتِه
فالجودُ لفظٌ وأمّا ذاك معناه
يا حسرتي إذ مضى من كان في زمنٍ
يدعو الأنامَ إلى ذي العرشِ مولاه
في خدمةِ الدينِ نشراً ثمّ تبليغاً
عمراً طويلاً لوجهِ اللهِ أفناه
من كان يحيى رضاءَ اللهِ مبتغياً
في اللهِ موتٌ له للهِ محياه
يبني المكارمَ يبغي ما به شرفٌ
حتّى استطابَ له دينٌ فدنياه
يا أرضُ ماذا ترى أنتِ اليومَ مظلمةٌ
القلبُ يشتاقُه والعينُ لقياه
نبكي جميعاً ولكن ليس ينفعنا
فلنجتهد في الدعاءِ اللهُ أرضاه
في جنّةٍ تحتها أنهارُها تجري
القربُ أولاه والغفرانُ جازاه
يا ربِّ أكرم بها واجعله مبتهجاً
والدارُ الأخرى له خيرٌ من اولاه
وامنن عليه بجاهِ المصطفى كرماً
إذ كان قد ما رجاه مثل مناه
تترى الصلاةُ عليه والسلامُ إلى
ما أغردت فوقَ غصنِ البانِ ورقاء

محمد یامین ... مدرس جامعہ اسلامیہ

مولانا محمود احمد صاحب کی رہائی

دیوبند اسٹیشن پر شاندار خیر مقدم

دیوبند ۲۵ ستمبر ۱۱ بجے صبح کی ٹرین سے مولانا محمود احمد صاحب فاضل دیوبند [illegible] جیل سے رہا ہو کر یہاں پہونچے۔ سخت بارش ہونے کے باوجود باشندگان دیوبند اور طلبائے دارالعلوم کثیر تعداد میں موجود تھے۔ امیر الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا اعزاز علی صاحب مولانا محمد جلیل صاحب مولانا قاری اصغر علی صاحب مدرسین دارالعلوم اور مولانا عزیز گل صاحب (اسیر مالٹا) بھی اسٹیشن دیوبند پر تشریف فرما تھے۔ جوں ہی ٹرین پلیٹ فارم پر پہونچی مولانا محمود احمد صاحب پر پھولوں کی بارش شروع ہوگئی۔

مصافحوں اور معانقوں کے بعد پلیٹ فارم ہی پر طلبائے دارالعلوم کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا، مولوی عزیز صاحب گل نے ایک منظوم خیر مقدم پڑھا۔ پھر تمام طلباء اور باشندگان شہر ایک جلوس کی شکل میں دارالعلوم پہونچے۔

اس کے بعد [illegible] کی متعدد انجمنوں نے مختلف جلسوں میں متعدد سپاسنامے پیش کئے [illegible] کثرت سے منظوم سپاسنامے پیش کئے گئے۔

(نامہ نگار)

احرار اسلام کا اپنا روزنامہ

روزنامہ احرار کی ضمانت ضبط ہو جانے کے بعد صحافت اسلامیہ میں جو جگہ خالی نظر آرہی تھی۔ اسے پُر کرنے کے لئے روزنامہ حریت کے اجراء کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ پہلا پرچہ انشاء اللہ العزیز یکم اکتوبر کی صبح کو لاہور سے شائع ہو جائے گا۔ عملۂ ادارت انہی ایڈیٹر ان صحافت نگاروں پر مشتمل ہے۔ جو روزنامہ احرار کو مرتب کیا کرتے تھے۔

تازہ خبروں کی فراہمی کے لئے معتبر خبر رساں ایجنسیوں کے ساتھ معاملہ کر لیا ہے۔ ملک کے آئین حکومت، سیاسی اور تبلیغی مجالس، اور سرکاری و غیر سرکاری دفتروں میں احرار رہنماؤں کے حسب ہدایت مسلمانان ہندوستان کے حقوق کی حفاظت اس روزنامہ کی پالیسی کا اہم عنوان ہے۔

قیمت فی پرچہ [illegible] سالانہ [illegible]

منیجر روزنامہ حریت، متصل درگاہ حضرت شاہ [illegible] بیرون دہلی دروازہ لاہور

۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء

تقریر سیرت

پیروں اور میلاد خوانوں کا طوفان عظیم

ہندوستان کی مسلم اقلیت اور فلسطین کی اکثریت کیساتھ برطانیہ کا سلوک

قرآن کریم کا اعجازی طرز بیان ۔ مغربی تحقیقات کی ناپائیداری

(از حضرت مولانا ... احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند)

پنجاب کا نوری فرقہ

[illegible]

مسلمانوں سے حضرت حق کا پہلا خطاب

[illegible]

مستقبل کی تاریخ

[illegible]

ہندوستان کی حالت

[illegible]

جہالت بری چیز ہے

[illegible]

(باقی آئندہ)

لبنان میں ایک عیسائی مشنری کا قبول اسلام

لبنان میں عیسائی مبلغین ، تبلیغ مذہب کے لئے پوری سعی کر رہے ہیں۔ ان کا ادارہ تبلیغ وہ تمام کام انجام دے رہا ہے جو صرف مشنریوں کے لئے ہی مخصوص ہیں مگر بعض اوقات سعید الفطرت مشنری اپنے مذہب کی رکاکت و بطالت کا احساس کر کے جلد ہی اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ ہفتہ مشنری جماعت کا صدر شیخ محمد مصطفٰے حامد کے پاس آیا اور ان سے مذہبی معاملات پر گفتگو کی نتیجہ یہ ہوا کہ مشنری صاحب نے تثلیث اور مریم پرستی سے توبہ کر کے خالص توحید الٰہی اور خدا پرستی کا اقرار کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔

۷۸۶

رسول اللہ صلعم کے دو تذکرے مفت

اسی مہینہ میں منگا لیجئے پھر نہیں ملیں گے

دہلی کا مشہور مذہبی ماہوار رسالہ نظام المشائخ چھبیس سال سے ہر ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک تذکرہ شائع کیا کرتا ہے۔ جس میں سینکڑوں عنوانوں سے حضور صلعم کی خصوصیات زندگی پر نہایت بلند پایہ مضامین لکھے جاتے ہیں۔ پورے چھبیس تذکرے تو اب نہیں مل سکتے البتہ چند موجود ہیں اور ایک تازہ تذکرہ ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے۔ پچھلے چھپے ہوئے تمام تذکروں کی ضخامت ڈیڑھ ڈیڑھ سو صفحے ہے لیکن تازہ تذکرہ کی ضخامت کتابی سائز کے تین سو صفحوں کے برابر ہے۔ یہ دونوں تذکرے صرف ایک آنہ محصول بھیج کر آپ مفت حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس ایک آنہ کے ساتھ نظام المشائخ کا سال بھر کا چندہ بھی بھیج دیں۔ یہ رعایت فقط ایک مہینہ کے لئے ہے۔ مہینہ بھر کے اندر اندر نظام المشائخ کا خریدار بننے والوں کو ایک تو مندرجہ بالا رعایت دی جائے گی کہ رسول اللہ صلعم کا ایک تذکرہ پرانا اور ایک تذکرہ تازہ مفت ملے گا اور دوسری رعایت یہ کہ

نظام المشائخ کا چندہ سالانہ ڈھائی روپے کی بجائے صرف ایک روپیہ

لے لیا جائے گا یعنی ایک روپیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تذکرے ساڑھے چار سو صفحے کے ملیں گے اور پھر سال بھر تک نظام المشائخ مہینے کے مہینے پہنچے گا۔ نظام المشائخ کے ہر پرچہ کی ضخامت بڑے سائز کے ۸۰ صفحے ہوتی ہے۔ نمونہ مفت منگا کر دیکھئے اور ایک رعایت اور لیجئے۔ سال بھر نظام المشائخ پڑھنے کے بعد اگر سال بھر کے پرچے صاف ستھری حالت میں واپس کر دیجئے گا تو ایک روپیہ جو اس وقت آپ بھیجیں گے وہ واپس دیدیا جائے گا۔

المشتہر: منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۹۱ کوچہ چیلان دہلی

۹ر جون ۳۲ء

دشمنان آزادی کے شرمناک کرتوت

مختلف مراکز میں فتنہ انگیزی کی کوششیں

ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند کا اعلان

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ڈکٹیٹر پنجم جمعیۃ علمائے ہند نے حسب ذیل اعلان اخبارات کے لئے شائع فرمایا ہے:۔

"آج ملک جن مصیبتوں میں مبتلا ہے وہ کسی سمجھدار انسان سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ آزادی کی سرفروشانہ جدوجہد جاری ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے دنوں تک جاری رہے گی۔ اگر کوئی ہندوستانی بدبخت ایسا بھی ہے کہ جو انگریزوں کی غلامی پر قناعت کرتا ہے وہ قناعت کرے۔ مگر اس کے لئے یہ تو کسی طرح جائز نہیں کہ حریت پسند اشخاص کی راہ میں روڑے اٹکائے۔

فرقہ وارانہ جنگ و جدال عموماً انہیں لوگوں کے اشارے سے ہوتے ہیں جن کو ہندوستان کی آزادی ایک لمحہ کے لئے گوارا نہیں ہے۔ اس لئے ایسے لوگ ہمیشہ اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح فرقہ وارانہ جنگیں ہوتی رہیں۔ اگر کہیں ایک جگہ وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر ہندوستان کے دوسرے گوشوں میں بھی آگ بھڑکانے کی سعی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے پاس اطلاعات پہنچی ہیں کہ بمبئی کے اندوہناک اور شرمناک فساد کے بعد دیگر مراکز میں بھی فساد کی کوششیں کی جا رہی ہے۔ اس لئے میں تمام ہندوستانیوں بالخصوص مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بہت ہوشیار رہیں اور کسی فتنہ انگیز فساد کرنے کا موقع نہ دیں۔"

(مولانا) عبدالحلیم الصدیقی
(ڈکٹیٹر پنجم جمعیۃ علمائے ہند)

تقریر سیرت

موت اور زندگی کا فلسفہ اسلام اور حکما کی نظر میں

اسلام نے مومن کے قلب کو موت کے خوف سے پاک کر دیا ہے

انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا شوق لقاء

(از حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند)

موت ایک معیار ہے

حضرات! بات تو یہ ہے کہ موت ایک کسوٹی ہے جہاں کفر و اسلام کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ کافر موت کے نام سے ٹھٹک جاتا ہے اور مسلمان موت کا نام سن کر اس کی طرف لپکتا ہے اور لپکتا ہے۔ یورپ تو یہ سمجھتا ہے کہ دنیا ہی دنیا ہے اور مرنے کے بعد پھر جینا نہیں یہاں سے گئے تو گئے۔ رہے ہندوستان کے مشرک سو وہ یہ ہی کہ ہم مرنے کے بعد پھر اسی دنیا میں لوٹ کر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے گئے تو ... [illegible] ... حضرت حق نے فرمایا فتمنوا الموت ان کنتم صدقین۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اپنے مولیٰ کی ملاقات کی تمنا کیوں نہیں کرتے ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم۔ فرماتے ہیں کہ یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے دل میں چور بیٹھا ہے ... [illegible] ... کفار کے مقابلہ میں وہ گروہ ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ اس گروہ کو موت اتنی ہی عزیز ہے جتنی کفار کو زندگی۔ بیدل نے کیا خوب کہا ہے۔

زندگی در گردنم افتادہ بیدل چارہ نیست

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

دنیا در گردنم افتادہ کو ملاحظہ کیجئے۔ زندگی کیسا ہے ایک وبال ہے جو گلے پڑ گیا ہے۔ موت کو مسلمان کے نزدیک وہ لقاء الٰہی ہے چنانچہ سورۃ عنکبوت میں فرماتے ہیں من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت۔ سورہ کہف کے آخر میں ہے من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا۔ میں نے ابھی عرض کیا تھا چونکہ مرنے کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اُس کو مسلمان جانتا ہے اسلئے اُسے موت سے گھبراہٹ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دنیا کو اپنا گھر اور اپنے رہنے کی جگہ نہیں سمجھتا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح کوئی راہ چلتا ہوا مسافر ہوتا ہے۔ دنیا کے متعلق فرماتے ہیں الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر۔ مومن کے نزدیک چونکہ دنیا ایک قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہے اسلئے مسلمان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ دنیا کے سب کام کرتا ہے لیکن اس کا دل آخرت سے وابستہ رہتا ہے۔ وہ کافر کی طرح موت سے گھبراتا نہیں۔

مسلمان کی موت یا لوری

عزیزان ملت! مسلمان کی موت کیا ہے؟ ایک خوشگوار نیند ہے جو تھپکیاں دے دے کر لائی جاتی ہے۔ تم نے کبھی ماں کو دیکھا ہے بچہ کو کس طرح سلاتی ہے۔ آج کل کی تو اہلیت ایسی لڑکیوں کی خبر نہیں یہ تو اولاد سے ہی گھبراتی ہیں تو بچوں کو سلانے میں کیا محنت کریں گی۔ پرانے زمانہ کی عورتیں بچوں کو لوری دیکر سلایا کرتی تھیں۔ بچہ کا سر سہلا رہی ہیں لوری دے رہی ہیں وہ لوری بھی کیا تکمندی ہو کر تی تھی۔ مثلاً

آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا	میرے بچہ کی آنکھوں میں گھل مل جا
آتی ہوں بیوی میں آتی ہوں	دو چار بالے سلاتی ہوں

جہاں ماں نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا بچے نے ایک جمائی لی اور اس کی آنکھیں بند ہوئیں۔ آپ جانتے ہیں ماں کے ہاتھ کی ٹھنڈک جب ماں سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو بچہ کے پاؤں کا تلوا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ہمارے نوجوان والدین کو ایک بیکار شے سمجھتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں ماں باپ اگر زندہ ہوں تو غنیمت جانو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ یعنی ماں کی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بھی جنت میں پہنچانے کا موجب ہے۔ وہ ایک صاحب کا قصہ مشہور ہے۔ باپ کو لکڑی لے کر مارنے لگے۔ لوگوں نے کہا کمبخت یہ تیرے قبلہ ہیں کعبہ ہیں ان کو لکڑی سے مار رہا ہے صاحبزادے بولے قبلہ ٹیڑھا ہو جائے تو کیا اسے سیدھا نہ کرے۔ ایک صاحب اپنی والدہ کو مارا کرتے تھے۔ جب ان کو مارتے تھے تو وہ کہتی تھی ارے بس کر اے بیٹا بس کر رہے ہیں مر گئی۔ وہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے۔

زنان باردار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند	کہ فرزندان ناہموار زایند

کاش آپ میں سے کسی کی والدہ زندہ ہوں تو وہ آج ماں کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر تجربہ کریں کہ ماں کے ہاتھ میں کتنی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ بہرحال جب ماں لوری دیکر سلاتی ہے تو بچہ ایسا سوتا ہے کہ صبح تک اس کی آنکھ نہیں کھلتی صبح کو ماں اس کو جگاتی ہے کہ اٹھ بیٹا صبح ہو گئی۔ منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کر لے۔ رات بھر بچہ آرام سے سوتا ہے۔ یہ آج کل کی لڑکیاں جو اولاد سے گھبراتی ہیں ان سے محنت نہیں ہوتی بلکہ یہ بچہ کو ڈرا کر اور دھمکا کر سلاتی ہیں۔ دیکھ وہ کتا آیا دیکھ وہ بلی آئی وہ بکری آئی۔ بچہ بیچارا سہم کر سو جاتا ہے۔ اور رات بھر ڈرتا رہتا ہے۔ صبح کو یہ کسی گنڈے تعویذ والے کو تلاش کرتی ہیں اور کہتی ہیں میرے بچہ کو آسیب کی نظر ہو گئی ہے کیونکہ رات بھر ڈرا ہے۔

برتھ کنٹرول

جن عورتوں سے بچے نہیں پلتے وہ برتھ کنٹرول کی تلقین کرتی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی مردم شماری گھٹ جائے گی۔ مسلمان عورتوں میں تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی بچے زیادہ مرتے ہیں۔ ایک طرف افلاس دوسری طرف جہالت ایسی بچے کہاں ہیں سنگھاڑے والا یا سنگھاڑے کھانے لگیں۔ کہیں بیکھلے سے عرق جو سامنے آیا کھلانے سے مطلب۔ اس بے احتیاطی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام طور سے بچے کمزور ہو جاتے ہیں اور اکثر بچے کمتر کے عمل میں رہ جاتے ہیں۔ گنڈے تعویذ والے جو ہاتھ رنگتے ہیں اس کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔

موت کے وقت کی لوری

صاحبو! جس طرح ماں لوری دیکر اور تھپک کر اپنے بچہ کو نیند کے تخت سلاتی ہے اسی طرح حضرت حق اپنے ایماندار اور مخلص بندے کو موت کے وقت لوری دیا کرتے ہیں۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اپنے مخصوص بندے کی روح کو اس طرح قبض کرتے ہیں کہ اس کو لوری کی لذت میں پتہ ہی نہیں لگتا ماں کی لوری تو یہی آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا ہوتی ہے مگر حضرت حق کی لوری کا مضمون عجیب دلکش ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے مطمئن انسان اپنے رب کی طرف لوٹ کر چل تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے خوش ہے۔ ذرا ارجعی کو ملاحظہ کیجئے۔ لوٹ چلنا اور لوٹنا اور لوٹ جانا اردو میں بھی تو بولتے ہیں۔ جہاں سے آئے تھے وہاں جانے کو لوٹنا کہتے ہیں۔ پہلی جگہ پہنچنے کو لوٹنا بولتے ہیں۔ ایک شخص صبح کی گاڑی سے شکوہ آباد جائے تو آپ پوچھتے ہیں کب تک لوٹنے کا ارادہ ہے وہ کہتا ہے شام کی گاڑی سے لوٹ آؤں گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا جو مرنے کی خبر پر پڑھا کرتے ہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ لفظ راجعون بتاتا ہے کہ ہم یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ عالم قدس اور چمنستان قرب کے رہنے والے ہیں جب مرتے ہیں تو جہاں سے آئے تھے وہیں چلے جاتے ہیں اور چونکہ اپنے وطن جانے کا ہر شخص کو شوق ہوتا ہے اس لئے ہم بھی موت کی راہ تکتے رہتے ہیں اسی کو فرماتے ہیں۔ ان الی ربک الرجعی تیسواں پارہ سورۃ علق اور اسی مضمون کو وحی تک اللہ یہی کے حوالے سے سورۃ نجم میں فرماتے ہیں وان الی ربک المنتہی۔ یعنی روح انسان کا منتہا اور مرجع حضرت حق کی ذات اقدس ہے۔ اور وہی حقیقت میں ہم سب کا وطن ہے۔ فرق اتنا ہے کہ حضرت حق کو رب کہنے والے اس سفر میں کامیاب ہیں اور حضرت حق کی ربوبیت کے منکر اور دنیا ہی کو وطن حقیقی سمجھنے والے ناکام ہیں۔ ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔ ان بدنصیبوں سے بڑھکر کون محروم القسمت ہو گا جو دنیا ہی کو اپنی زندگی کا مقصد اصلی سمجھتے ہیں اور تمام سعی دنیا کی زندگی کے لئے ہی کرتے رہتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہترین کام کر رہے ہیں۔

حب الوطن من الایمان

صاحبو! وطن اصلی تو وہ ہے کہ کافر اس وطن کو سمجھ ہی نہیں سکتا یہ تو انبیاء علیہم السلام کا کام ہے جو حقیقت شناس و معرفت آگاہ ہیں وہی بتا سکتے ہیں کہ وطن کیا ہے اور سفر کیا ہے۔ حضرت عارف رومی نے کیا خوب کہا ہے۔

معنی حب الوطن آمد درست

تو وطن بشناس اے خواجہ نخست

تم پہلے وطن تو سمجھ لو افسوس یہ ہے کہ کافروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی اس دنیا کو وطن سمجھ بیٹھے ہیں۔ حافظ علیہ الرحمۃ کے جذبات سنئے۔

خورم آں روز کزیں منزل ویراں بروم

منزل ویراں سمجھے یہ آپ کی دنیا باوجود ان تمام خوبیوں کے اہل اللہ کے نزدیک منزل ویراں ہے جب ہی تو حضرت جامی نے فرمایا تھا ع

چو دیدم چند ایں ویرانہ گشتی

حضرت حافظ فرماتے ہیں۔

خورم آں روز کزیں منزل ویراں بروم

راحت از جاں طلبم وز پے جاناں بروم

نذر کردم کہ گر آید بسرایں غم روزے

تادر میکدہ شاداں و غزلخواں بروم

اور سنئے حضرت مولانا رومی فراق کی داستان کس دردناک طریقے سے بیان کرتے ہیں۔

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرح درد اشتیاق
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش
سر من از نالۂ من دور نیست	لیک چشم و گوش را آں نور نیست

ایک موقع پر مولانا نے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے معنی بیان کرتے ہوئے وطنیت کی مزید تشریح فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

چو اہر اسوئے اصل عشق ہواست	نہی لا تلقوا بایدیکم مراست
دانہ مردن مرا شیریں شد است	بل ہم احیاء پے من آمد است
اقتلونی یا ثقاتی لائما	ان فی قتلی حیاۃ دائما
ان فی موتی حیوتی یا فتی	کم افارق موطنی حتی متی
فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون	لم یقل انا الیہ راجعون
راجع آں باشد کہ باز آید بشہر	سوئے وحدت آید از تفریق دہر

عالم روحانیات و مجردات کو اپنا وطن فرماتے ہیں اور کس زور کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے۔

اے مسافر با مسافر رائے زن

زانکہ پایت لنگ دارد رائے زن

پہلے مصرعہ کا رائے زن اور ہے اور دوسرے کا رائے زن اور ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

از دم حب الوطن بگذر مایست	کہ وطن آنسوست جاں ایں سو نیست
گر وطن خواہی گذر زاں سوئے شط	ایں حدیث راست را کم خواں غلط
معنی حب الوطن آمد درست	تو وطن بشناس اے خواجہ نخست

شوق وطن اور مقام اصلی کی محبت میں مرنے کا اشتیاق اور موت کی تمنا کرتے ہوئے

حضرت حق کو جھاڑ بتاتے ہیں، اور اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہیں۔

تو مکن تہدید از کشتن کہ من

تشنہ زارم بخون خویشتن

اللہ اللہ کیا بیتابی ہے۔ گویا زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔

عاشقاں را ہر زمانے مردنے ست	مردن عشاق خود یک نوع نیست
آزمودم مرگ من در زندگی ست	چوں رہم زیں زندگی پایندگی ست
اقتلونی اقتلونی یا ثقات	ان فی قتلی حیوۃ فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقاء	اجتذب قلبی وجد لی باللقاء
لی حبیب حبہ یشوی الحشا	لو یشا یمشی علی عینی مشا

دیکھا آپ نے انبیاء علیہم السلام کا نقطۂ نگاہ صاحبو! یہ ہے مسلمانوں کا عقیدہ اور یہ ہے اسلام کی تعلیم جس کو آج لوگ فراموش کر چکے ہیں۔ ہماری حالت عادی مجرموں کی طرح جیل خانہ میں رہنے کی ہو گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعات میں مذکور ہے کہ جب ملک الموت قبض روح کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا ہل رایت خلیلا یقبض روح خلیلہ۔ ملک الموت تم نے کسی دوست کو دوست کی جان قبض کرتے ہوئے دیکھا ہے ملک الموت اس جواب کو سن کر آسمانوں کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت حق کی طرف سے ارشاد ہوا۔ ہمارے خلیل سے دریافت کرو ہل رایت خلیلا یکرہ لقاء خلیلہ۔ تم نے کسی دوست کو اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میری روح اسی وقت قبض کرے۔

حضرت عمر بن الخطاب کا واقعہ

جس دن امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب مجروح ہوئے اور آپ کو اٹھا کر مکان میں لائے تو آپ نے مکان میں آکر نماز پڑھی لوگ عیادت کیلئے آنے شروع ہوئے کعب بن احبار بھی آئے حضرت عبداللہ بن عباس بھی تشریف لائے۔ کعب بن احبار نے کہا اگر امیر المومنین اس وقت اپنے لئے خود دعا کر لیں تو مجکو امید ہے کہ ان کی زندگی بڑھا دی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے امیر المومنین کو توجہ دلائی حضرت عمر نے کعب بن احبار کی بات سن کر فرمایا اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میری زندگی میرے کان کے قریب ہے اور ذرا ہاتھ اٹھانے سے میری زندگی میرے ہاتھ میں آجائے گی تو میں زندگی کیلئے اپنے کان تک بھی ہاتھ اٹھانے کو تیار نہیں ہوں۔

لوری کا تتمہ

بہرحال وہ لوری جو حضرت حق کی طرف سے اپنے بندے کو موت کے وقت دی جاتی ہے وہ سن کر ایسا سوتا ہے کہ قیامت تک سوتا ہی رہتا ہے۔ جب آفتاب حشر طلوع ہوتا ہے تو حضرت حق خود ہی اپنے مخلص بندے کو بیدار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اٹھ صبح ہو گئی منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کرے۔ یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون۔ الذین امنوا بایتنا وکانوا مسلمین۔ ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون۔

صاحبو! اسی موت کو تو لقاء الٰہی کہا گیا ہے۔ اور اسی لذت اور مزے کی وجہ سے تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد

تا نہ بینم رخ تو روح رمیدن ندہم

میں جب تک آپ کو نہ دیکھ لوں گا ملک الموت کو ہاتھ بھی نہ لگا دینے دوں گا۔ ملک الموت کون ہوتے ہیں جو میری روح کو قبض کریں۔ اسی غزل کا ایک اور شعر ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم

گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

سبحان اللہ کیا غیرت ہے۔ اور کیا صحیح بات ہے۔ ہم اور ہیں اور ہماری آنکھ اور ہے۔ عالم ارواح کی آنکھ اور کان علیحدہ ہیں اور عالم مادیات میں تو

غیرت ہی غیرت ہے۔ جب ہی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ان لنفسک علیک حقا وان لعینک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا۔ اگر ہم اور ہماری آنکھ ایک ہی شی ہوتی تو اضافۃ الشی الی نفسہ لازم ہو جاتا۔ کہنے کو حضرت قلندر صاحب مجذوب ہیں لیکن کلام میں وہ بدیت ہے کہ سالکوں کو نصیب نہیں۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ قلندر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور دہلی سے پانی پت تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ایک دن حاضر ہوئے تو اپنی مشہور غزل سنائی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ئی

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

خسرو جیسے خریدار کو بھی زیبا تھا جو انہوں نے کہا۔ ہم سے تو پانچ وقت کی نماز پڑھ کر خریدار بننا بھی نہیں آتا۔ دونوں عالم تو کیا دیں گے جو سچے عاشق ہیں وہ دونوں عالم کے بعد بھی بھاؤ بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہاں بھائی طلب صادق اور عشق حقیقی کا مول ہے۔ وہ زلیخا جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر لائی تو عورتوں نے طعنہ دیا کہ تمام خزانے ایک غلام کے پیچھے خالی کرائی۔ وہ اس تمام سب و شتم کو سن کر مسکرائی اور اس نے کہا

گفت اے ناصح خمش کن چند پند

پند کم دہ زانکہ بس سخت است بند

تم جس مال کو پہچانتی نہیں اس کی خریداری پر عیب کیوں لگاتی ہو۔ تم کو کیا خبر میں نے کیا خریدا اور کیا دے آئی۔

جاں دادے چند و دو دم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت بلال کو خریدنے تشریف لے گئے اور امیہ کو منہ مانگی قیمت ادا کرنے لگے تو امیہ نے کہا تم تو تجربہ کار تاجر ہو پھر ایسے حبشی غلام کی یہ قیمت لگا رہے ہو۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو بھی تو مشہور سوداگر ہے لیکن تجھکو گاہک کے تیور بھی پہچاننے نہیں آتے اگر تو مجھ سے یہ کہتا کہ ابوبکر تم میرے غلام ہو جاؤ جب اسکو آزاد کروں گا تو میں خود غلامی قبول کرتا لیکن بلال کو آزاد کرتا۔ قیمت تو جب بڑھتی ہے جب کسی کو مال کی قدر ہو۔ ایک زمین دگنی اور تگنی قیمت دیکر خرید لیتے ہو۔ اسمبلی اور کونسلوں کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر سکتے ہو لیکن خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے دم چراتے ہو۔

ھل من سائل

اور لطف تو یہ ہے کہ پچھلی شب کو حضرت حق جل مجدہ اپنے بندوں کو خطاب فرماتے ہیں کیا تم میں سے کوئی سائل ہے تو میں اسکے سوال کو پورا کر دوں۔ کوئی استغفار کرنے والا ہو تو اسکے گناہ معاف کر دوں۔ کوئی بیمار ہو تو اسکو صحت عطا کر دوں۔ رحمت خداوندی ضرورتمندوں کو تلاش کرتے پھریں اور ہم پاؤں پھیلا کر سوتے رہیں۔ اور تم تو شعبان میں آتشبازی چھوڑا کرتے ہو حضرت حق پندرہویں شب کو مغرب کے بعد آسمان دنیا پر رحمت لیکر نازل ہوں اور تم فرعون کی طرح آسمان کی جانب تیتنگے چھوڑو۔

مناسبت بتاؤ

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم آتشبازی نہ چھوڑو اگر مسلمانوں کے پاس اتنا روپیہ ہو گیا ہے کہ وہ اسکو آگ لگا کر ختم کرنا چاہتے ہیں تو بھائی مجھے مداخلت کا کیا حق ہے۔ خدا تم کو مبارک کرے۔ میں تو صرف ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آگ سے مقابلہ کر کے ان دونوں میں کیا مناسبت ہے۔ ایک طرف خدا کی رحمت ہے اور دوسری طرف تم آگ اچھال رہے ہو آخر ان دونوں میں کوئی مناسبت بھی ہے؟ اگر کوئی تعلیم یافتہ سوسائٹی میں اس کا ذکر کرے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اور دوسری طرف آگ ہے تو آپ ان دونوں میں کوئی مناسبت بتا سکتے ہیں۔ یہ رحمت کے مواقع تو ایسے ہوتے ہیں کہ آگ کو دور کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ آگ سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (باقی آئندہ)

عراق ریلوے

(۱) نجف، کربلا، کاظمین اور سامرہ اسلامی مقامات مقدسہ کی زیارت کا انتظام عراق ریلوے نے کیا ہے۔ یہ سفر نہایت قلیل کرایہ اور کم وقت میں طے ہوگا۔ دوران سفر میں ہر ممکن آسائشیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارت کرو!

حجاج کے لئے کوپن ٹکٹ جاری کر دئے گئے ہیں جو ایک سو پچاس دن تک کار آمد ہوں گے۔

۵۰ کلوگرام اسباب پر کوئی زائد کرایہ نہیں لگایا جائے گا۔

شرح کرایہ درج ذیل ہے:۔

بک "اے"

	تھرڈ کلاس	سیکنڈ کلاس
معقل (بصرہ) سے کربلا تک اور کربلا سے بغداد یا کاظمین (معادین سٹیشن) تک اور کاظمین سے سامرہ تک اور واپس براستہ کاظمین معقل تک	۱۴/-/-	۴۲/-/-
بک "بی" معقل بصرہ سے کربلا تک اور وہاں سے بغداد یا کاظمین تک اور واپس معقل تک	۱۲/۴/-	۴۲/-/-

ہندوستان میں حجاج کو صرف تیسرے درجے کے ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ سیکنڈ کلاس کی ٹکٹیں معقل کے مقام پر خریدی جا سکتی ہیں

تمام حجاج معقل (بصرہ) میں ہمارے ایجنٹ کو ملیں۔ تین سال سے کم عمر کے بچے کا کرایہ معاف ہوگا۔ اور ۱۲ سال سے کم عمر کے بچے کے لئے نصف ٹکٹ خریدنا ہوگا۔

تمام شہروں کے مابین ریل گاڑیوں کی آمد و رفت روزانہ ہوتی ہے۔

بغداد سے دمشق تک بذریعہ موٹر ۲ دن کا راستہ ہے (کرایہ موٹر جو کہ حکومت عراق کے زیر نگرانی مقرر ہوتا ہے۔ دمشق سے جدہ برائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ٹکٹوں اور تھرڈ کلاس کے حجاج کے متعلق مزید اطلاعات کراچی اور بمبئی کے سب ایجنٹوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں جن کے پتے ذیل میں درج ہیں۔

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دریوجی جمال مسافرخانہ جیل روڈ عمر کھاڑی بمبئی۔

(۲) مسٹر ای سی ایل مانڈوی کو پوارٹہ بمبئی نمبر ۳

(۳) دی آنریبل جائنٹ سکرٹری فیض پنجتنی پال گلی بمبئی

(۴) حبیب حاجی رحمت اللہ کھارادر کراچی

(۵) مسٹر عبدالعلی شیخ عیسیٰ جی معرفت میسرز یوسف علی، علی بھائی کریم جی اینڈ کمپنی نپیر روڈ کراچی

(۶) آنریبل سکرٹری فیض پنجتنی معرفت سیٹھا بھائی، گوکل کوڈی گارڈن کراچی۔

نوٹ:۔ حاجیوں کی ایسی جماعت جو ۱۰۰ افراد پر مشتمل ہو اور ایک ہی جہاز پر سفر کرے اس کرایہ میں رعایت دی جا سکتی ہے۔

اپنا مال بغداد کو بک کراؤ۔ یا بلز آف لیڈنگ براستہ عراق ریلویز روانہ کریں

تقریر سیرت

مذہب اور سیاسیات کا بحر متلاطم

مستقبل کی تاریخ جو انبیاء کرام نے مدون کی

زمینی اور آسمانی قوانین کا فرق اور ہندوستان میں اسکے نظائر

(از حضرت مولانا الحاج الحافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند)

روزے کا افطار

دیکھو مستحب یہ ہے کہ روزے کو آگ کی پکی ہوئی چیز سے نہ کھولا جائے بلکہ پھل سے یا پانی اور دودھ سے کھول لیا جائے۔ رکیوں آخر یہ مستحب کیوں ہے رمحض اس لئے کہ روزے نے زندہ دار کو دوزخ سے دور کر دیا ہے۔ اس لئے جس چیز نے آگ سے دور کیا ہے اس کا افطار بھی آگ کی پکی ہوئی چیز سے نہ کرو۔

ہیں اُن کا اسلام فنا اور ان کی بقا کفر ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں صحیح جذبے کے ماتحت فرماتے ہیں۔ مولانا نیاز رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سرو سامان وجودم شرر عشق بسوخت

ہم چو نقش کف پا نام و نشانم با تقیست

ہستیم جملہ خیالست و تمثال سراب

قبرستان میں آگ لیجانا

عشق حقیقی کی نیرنگیاں

آتش بازی کا معاملہ

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد علی کا واقعہ

آرڈیننس کا مطالبہ

سب سے پہلی بات

بیسویں صدی کے نوجوان

ترتیب قوانین

آپ کی اس بیسویں صدی میں اُن قبیلیں ہیں۔ اسمبلی ہے جس میں قانون پیش ہوتا ہے سلیکٹ کمیٹی میں جاتا ہے۔ رائے عامہ کیلئے مشتہر ہوتا ہے۔ پانچ پانچ ہزار تنخواہ پانے والے لا رنبہ اس پر غور کرتے ہیں ممبران اسمبلی اس پر بحث کرتے ہیں ان تمام حالات سے گذر کر ایک قانون بنتا ہے۔ اور چند ہی دن میں اس قانون میں ترمیم کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ اگر یہاں کوئی وکیل یا مجسٹریٹ ہو تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا ضابطہ فوجداری میں ترمیم نہیں ہوئی۔ کیا تعزیرات ہند اب بھی تعزیرات ہند ہے

…

ہیں استعمال کئے تو آئندہ مسلمانوں کا نام لے کر وائٹ پیپر میں اختیارات خصوصی کا تحفظ ایک دھوکہ اور محض سیاسی پروپیگنڈا ہے۔ اور اس وائٹ پیپر کی حمایت کرنے والے اپنے ملک کے ساتھ غداری ہیں کر رہے تو اور کیا ہے کیا وائٹ پیپر کے حامی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر منافقانہ نہیں بتلا رہے ہیں؟

(باقی آئندہ)

غیر ملکی مدارس کو بند کر دیا جائے

ترکی کے محکمہ احتساب کی رپورٹ

ترکی میں جب سے اجنبی اور غیر ملکی مدارس کی نگرانی کا قانون منظور ہوا ہے اس وقت سے غیر ملکی درسگاہوں کی تعداد میں برابر تخفیف ہوتی جاری ہے حال میں محکمہ احتساب نے بعض مدارس کا معائنہ کیا۔ معائنہ کے بعد اس نے حکومت کو رپورٹ کی ہے کہ ان کو فوراً بند کر دیا جائے۔ حکومت ترکیہ کا خیال ہے کہ اجنبی مدارس کے ذریعہ غیر ملکی سیاست اپنا کام کر رہی ہے اسلئے رفتہ رفتہ تمام اجنبی درسگاہوں کو بند کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلعم کے دو تذکرے مفت

اسی مہینہ میں منگا لیجئے پھر نہیں ملیں گے

دہلی کا مشہور مذہبی ماہوار رسالہ نظام المشائخ چھبیس سال سے ہر ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک تذکرہ شائع کیا کرتا ہے جس میں نئے نئے عنوانوں سے حضور صلعم کی خصوصیات زندگی پر نہایت بلند پایہ مضامین لکھے جاتے ہیں۔ پورے چھبیس تذکرے تو اب نہیں مل سکتے۔ البتہ چند موجود ہیں۔ اور ایک تازہ تذکرہ ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے۔ پچھلے چھپے ہوئے تمام تذکروں کی ضخامت ڈیڑھ ڈیڑھ سو صفحے ہے لیکن تازہ تذکرہ کی ضخامت کتابی سائز کے تین سو صفحوں کے برابر ہے۔ یہ دونوں تذکرے صرف ایک آنہ محصول بھیج کر آپ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس ایک آنہ کے ساتھ نظام المشائخ کا سال بھر کا چندہ بھی بھیج دیں۔ یہ رعایت فقط ایک مہینہ کے لئے ہے۔ مہینہ بھر کے اندر سالانہ نظام المشائخ کا خریدار بننے والوں کو ایک تو مندرجہ بالا رعایت دی جائے گی کہ رسول اللہ صلعم کا ایک تذکرہ پرانا اور ایک تذکرہ تازہ مفت ملے گا اور دوسری رعایت یہ کہ

نظام المشائخ کا چندہ سالانہ ڈھائی روپے کی بجائے صرف ایک روپیہ

لے لیا جائے گا۔ یعنی ایک روپیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تذکرے ساتھ ہے چار سو صفحے کے ملیں گے۔ اور پورے سال تک نظام المشائخ مہینے کے مہینے پہنچے گا۔ نظام المشائخ کے ہر پرچہ کی ضخامت بڑے سائز کے بہتر صفحے ہوتی ہے۔ نمونہ مفت منگا کر دیکھئے۔ اور ایک رعایت اور دیکھئے۔ سال بھر نظام المشائخ پڑھنے کے بعد اگر سال بھر کے پرچے صاف ستھری حالت میں واپس کر دیجئے گا تو ایک روپیہ جو اسوقت ادا کیجئے گا وہ واپس دیدیا جائے گا۔

المشتہر: منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۹۱۔ کوچہ چیلان دہلی

مذہبی علمی و تاریخی کتابیں

خطبات صدارت

شیخ المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ
حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ نے جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ پشاور میں جو بے نظیر خطبہ بحیثیت صدر اجلاس پڑھا تھا اس کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ آج تک اس نادر معلومات سیاسیہ و دینیہ سے لبریز کوئی خطبہ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم پر نہیں پڑھا گیا مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے یہ خطبہ صدارت مباحث ذیل پر مشتمل ہے:-
(۱) ضرورت نظام ملی و تنظیم عمل (۲) اولی الامر کی تشریح (۳) مسئلہ ختم نبوت (۴) اہل اسلام کا ساتھ دینی (۵) معاہدہ مسلمین با غیر مسلمین (۶) دار الاسلام دار الحرب دار الامان کی بحث (۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ (۸) صوبہ سرحد کی سیاسی حالت (۹) دہلی کی مجوزہ مفاہمت (۱۰) دار القضاء کی ضرورت (۱۱) مسلمان عورتوں کی بے کسی اور فتنہ ارتداد (۱۲) منصب امیر یا قاضی کے اختیارات (۱۳) فریضہ تبلیغ و اصول تبلیغ (۱۴) تربیت نو مسلمین (۱۵) عورتوں کی میراث سے محرومی (۱۶) لڑکیوں پر روپیہ لینا (۱۷) تحفظ اوقاف۔
اس خطبہ کی بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں اگر فرمائش بھیجنے میں تاخیر کی تو پھر اس نایاب خطبہ کا حاصل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔
لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ ہے ظاہری اور باطنی محاسن کے باوجود قیمت صرف ۱۲؍ ہے محصولڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندیؒ
کا خطبہ صدارت جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ء گیا میں پڑھا گیا مع قصیدہ عربی مترجمہ اردو حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ قیمت صرف ۴؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
جو ۲۳ اگست کو پاٹودی ہاؤس دہلی میں پڑھا گیا، قیمت ۱؍

دنیائے ادب کے ماہر سید سلیمان صاحب ندوی
سے تقریباً تمام علمی طبقہ اچھی طرح واقف ہے یوں تو آپ کی ہر اردو تصنیف زبان و معلومات کا اعلیٰ معیار ہے مگر خصوصیت سے مولانا کا خطبہ صدارت جو آپ نے جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۱۱،۱۲،۱۳،۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کلکتہ میں پڑھا گیا قیمت صرف ۸؍

حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب اجمیری
کا خطبہ صدارت جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۳،۴،۵ مئی ۱۹۳۱ء کو امروہہ میں پڑھا گیا قیمت ۴؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نقشبندی
نائب امیر شریعت صوبہ بہار جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس خصوصی منعقدہ ۱۶،۱۵، ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ مراد آباد میں پڑھا گیا قیمت ۴؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ
جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو پڑھا گیا قیمت ۲؍

خطبہ صدارت جانشین حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب
جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۹ دسمبر ۱۹۲۲ء بمقام کوکناڈا میں پڑھا گیا۔ قیمت ۳؍

خطبہ صدارت بطل حریت حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد
جو اجلاس خصوصی انڈین نیشنل کانگریس منعقدہ ۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کو دہلی میں پڑھا گیا قیمت ۴؍

مضامین مولانا ابو الکلام صاحب آزاد حصہ اول
مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کا مشہور اظہار بیان جو آپ نے مجسٹریٹ کلکتہ کی کچہری میں دیا ۴؍
تازہ مضامین ابو الکلام آزاد ۱۲؍ ۸؍

مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کا آخری پیغام
جو آپ نے جیل جانے سے ایک روز قبل تحریر فرمایا تھا قیمت ۱؍

فتنہ مرزائیت کا صحیح علاج

مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کی طرف سے اسلام کے خلاف جو زہر اگلا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے دین کو جس گندم نما جو فروشی سے نقصان پہونچانے کی در پردہ کوشش کی جا رہی ہے بہت سے بھولے بھالے اور سادہ لوح ناواقف مسلمان البادہ زنات ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں لہذا اس فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لئے آپ مکتبہ علمیہ کی حسب ذیل کتابیں پڑھ کر مرزائیوں کے دام تزویر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ختم نبوت فی القرآن۔ اس کے پڑھنے سے آپ کو آیات قرآنی کے ذریعہ صاف صاف معلوم ہو جائیگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہی نہیں ہوا۔ قیمت ۱۲؍

ختم نبوت فی الحدیث۔ اس رسالہ میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو پیش کر کے بتلایا گیا ہے کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آئیگا قیمت ۱۲؍

ابطال اعجاز مرزا۔ یہ رسالہ طلباء کے لئے زیادہ مفید ہے اس میں صرفی و نحوی طریقوں سے مرزا کے قصیدہ اعجازیہ کی بیشمار غلطیاں دکھائی گئی ہیں قیمت ۸؍

حقیقت رسائل اعجازیہ یہ وہ رسالہ ہے جس میں ایک دو نہیں بلکہ پندرہ دلیلوں سے مرزا قادیانی کے دعویٰ اعجازیہ کو باطل کر کے دکھایا ہے اور ان کے رسالہ اعجازیہ کی حقیقت کی پول کھول دی گئی ہے قیمت ۴؍

عقائد قادیانی منظوم۔ اس مختصر رسالہ میں مرزا کے عقائد باطلہ اور کفریہ کو مسدس کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر آسانی سے مرزائیت کی حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ قیمت ۱؍

معیار صداقت۔ میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب خود اپنے بیان کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں۔ قیمت ۱؍

معیار المسیح۔ اس میں ان آیتوں سے جن سے کہ مرزا کی صداقت ثابت کی جاتی ہے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ قیمت ۳؍

آئینہ کمالات مرزا۔ اس رسالہ میں مرزا غلام احمد کی پیشنگوئیاں اور الہامات کا صریح جھوٹا ثابت کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے ہر شخص مرزا کی غلط بیانی سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ قیمت ۳؍

مسیح قادیان کی حالت کا بیان۔ اس کتاب کے دیکھنے سے قادیانی نبی کی حقیقت کا پورا نقشہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ قیمت ۳؍

دین مرزا کفر خالص۔ یہ رسالہ دیکھنے کے بعد آپ کو مرزائیوں کے کفر و ارتداد کا پورا پتہ چل جائے گا اور پھر آپ ہرگز ان کے پھندے میں نہ آسکیں گے قیمت صرف ۱؍

خامہ حقانی در کذب مسیح قادیانی۔ اس رسالہ کو پڑھکر آپ مرزائیوں کے فریب سے اچھی طرح واقف ہو سکیں گے اور پھر ان کی چال اور دھوکہ بازی سے محفوظ رہ سکیں گے۔ قیمت ۵؍

صحائف رحمانیہ۔ ابتک اس کے ۳۰ نمبر شائع ہو چکے ہیں ہر مسلمان کو اس کتاب کا رکھنا نہایت ضروری ہے جس میں قرآن و حدیث و واقعات اور خود مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات سے مرزا کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے ہر نمبر قابل دید ہے سب نمبروں کی قیمت تین روپیے (۳؍)

اطلاع رحمانی۔ یہ کتاب ان سیسوالوں کے جواب کا مجموعہ ہے جو شمالی امریکہ (جزیرہ ٹرینیڈاڈ) والوں نے ایک احمدی مبلغ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر سوالات کئے تھے جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت ۸؍

دوسری شہادت آسمانی۔ میں نہایت فصاحت کے ساتھ مرزا کے جھوٹ وغیرہ کی پول کھول گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ مرزا کی بیان کردہ علامات ہرگز امام مہدی کا نشان نہیں ہو سکتیں قیمت ۴؍

ہدیہ عثمانیہ۔ میں مخفی امور ... کی علامات کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

انوار ایمانی۔ میں عبد الماجد قادیانی کی کذب بیانی کا صحیح نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے قیمت ۴؍

حقیقۃ المسیح۔ اس رسالہ میں سچے مسیح کی علامات اور مسیح کاذب کی حالت کو نہایت روشن طریقہ سے واضح کیا گیا ہے جس کا دیکھنا مسلمانوں کو نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۴؍

جنت اور دوزخ

پر ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر سعادتمند روح دوزخ سے پناہ مانگتی ہے اور جنت کی تمنا رکھتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے کہ کن برے اعمال کی وجہ سے انسان عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور کن اچھے اعمال کی بنا پر مومنوں کو جنت دی جائے گی۔
حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے کافی محنت اور کوشش کے بعد دونوں مضمونوں کی حدیثوں کو جمع کر کے ان کا اردو ترجمہ دو حصوں میں شائع کر دیا ہے جس حصہ میں دوزخ کی وعید کے متعلق احادیث ہیں اس کا نام "دوزخ کا کھٹکا" ہے اور جس میں جنت کی بشارت دی ہے اس کا نام "جنت کی کنجی" ہے دوزخ کے کھٹکے کی قیمت ایک روپیہ اور "جنت کی کنجی" کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے لیکن دونوں حصوں کے خریدار سے قیمت صرف دو روپیہ لی جائے گی۔ دونوں حصوں میں کل ۲۱۰۷ احادیث درج ہیں بہت سے مخیر حضرات ان کتابوں کو خرید کر مسلمانوں کی اصلاح کے خیال سے مفت تقسیم کرتے ہیں کاغذ کتابت اور طباعت نہایت اعلیٰ ہے۔

حیات محمود و سفرنامہ اسیر مالٹا

اسلامی دنیا کا کونسا ایسا انسان ہے جو حضرت شیخ الہندؒ کے نام نامی سے واقف نہیں جن حضرات کو آپ کی زیارت اور فیض صحبت کا موقع ملا ہے ان ہی کے قلوب اس کی کچھ قدر کر سکتے ہیں اسیر الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہندؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کے کچھ صحیح واقعات مرتب کئے ہیں جس میں آپ کے حالات سفر اور اسارت مالٹا اور مظالم فرنگ کا مکمل نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو حضرت شیخ الہندؒ کے حالات زندگی کے علاوہ اور بہت سے علمی گوشوں پر عبور حاصل ہوگا مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں اس کی قیمت ۱۲؍ تھی مگر اب علاوہ محصولڈاک صرف ۱۲؍ میں ملیگا۔

فتاویٰ رشیدیہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے رشد و ہدایات اور ان کے تفقہ سے کچھ وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جس کو آپ کی خدمت صحبت حاصل ہوئی ہو یا حضرتؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے آپ کے فیض تصوف اور تفقہ سے بہرہ ور رہا ہو مگر اب حضرتؒ کے وصال کے بعد ان کی تصنیفات ہی تشنگان علم کی پیاس کو بجھا سکتی ہیں مولانا مرحوم کے فتاوے کا مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ تین حصوں میں جمع کیا گیا ہے جس میں تقریباً ہر مسئلہ کو مدلل طریقہ پر بیان کیا گیا ہے ہر مسلمان کو اس کے مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ مذہبی ضرورت سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے تینوں حصوں کی قیمت ۴؍

تحفۃ المحبین

شائقین زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہتر اور کیا موقع ہوگا کہ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ پر عمل کر کے آپ کی زیارت سے مشرف ہوں لہذا اگر آپ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام سے سچی محبت ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم سے مستفیض ہوں تو تحفۃ المحبین منگا کر دیکھئے جس میں چالیس حدیثیں ہیں ... کی تعبیر بزرگان دین کے واقعات اور درود شریف کے فضائل نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اور خصوصیت سے وہ درود شریف بتایا گیا ہے جس کے پڑھنے سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوتی ہے آخر میں صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ سمجھایا گیا ہے جس کی احادیث میں بے حد تعریف مذکور ہے۔ باوجود ان اوصاف کے قیمت ۴؍

دلائل الخیرات

اوراد و وظائف کی مشہور اور بہترین کتاب قیمت ... مجلد ...

سیرۃ الحبیب

اگر آپ دنیا کے مصلح اعظم کے صحیح اور سچے حالات سے واقفیت حاصل کر کے اپنی زندگی کو صحیح طریقہ پر اسلام کی روشنی میں بسر کرنا چاہتے ہیں تو سیرۃ الحبیب کا مطالعہ کیجئے جس کی اردو نہایت سلیس اور شستہ ہے اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی مذہبی معلومات کے لئے حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی بہترین تصنیف جو کثرت سے اسلامی مدارس کے ابتدائی مدرسوں میں داخل ہو چکی ہے سوال و جواب کے پیرایہ میں نہایت مختصر طریقہ پر اسلامی معلومات کے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ اس کتاب کے چار حصے اور ایک قاعدہ ہے مکمل سٹ کی قیمت صرف ۱۴؍

اعجاز القرآن

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی معرکۃ الآرا تقریر ہے جس میں آپ نے وحی آلہٰی کی ضرورت اس کے مدارج معجزہ اور اس کی حقیقت کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے مدلل طور پر بتایا ہے کہ قرآن پاک بذات خود ایک معجزہ اور وحی آلہٰی ہے اس کے بعد کسی کو اس میں شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس کے پڑھنے سے قرآن پاک کے حقائق و معارف کا دروازہ آپ پر کھل جائے گا۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۶؍

تفسیر مظہری

مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ کی مشہور تصنیف تفسیر مظہری کے پہلے دو پارہ الم و سیقول کی صرف چند جلدیں باقی رہ گئی ہیں عربی میں قاضی صاحب نے قرآن پاک کی بڑی خدمت انجام دی ہے طلباء عربی کو خصوصیت سے فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے اگر غفلت کی گئی تو کف افسوس ملنا پڑے گا۔ قیمت ہر دو پارہ دو روپے (۲؍)

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر

اس کے پڑھنے سے سوانح عالمگیر اور اس کی علمی قابلیت اور ملکی انتظام کا پورا نقشہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ قیمت ۴؍

صراط مستقیم

یہ اسم بامسمیٰ کتاب ہر مسلمان کی رہنمائی کا کافی ذریعہ ہے قیمت صرف ۴؍

سر توڑ

تردید مذہب آریہ سماج پر فاتح قادیان مولوی ثناء اللہ صاحب کی مشہور تصنیف ہے قیمت صرف ۴؍

رد کفر

کے مولف نے آریوں کے اعتراضات کو نقل کر کے اس کے مفصل دلائل تحقیقی جواب دیئے ہیں آریوں کے مکر و فریب کے جال سے محفوظ رہنے کے لئے اس کتاب کا دیکھنا ضروری ہے قیمت ۴؍

علم الکلام

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کی تصانیف کا بہترین نمبر جس میں موصوف نے اسلام کی صداقت وجود باری توحید رسالت ملائکہ و فرشتہ وغیرہ وغیرہ مسائل پر مفصل و مدلل بحث کی ہے شائقین علم خصوصاً طلباء کو اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے قیمت ۴؍
اطلاع: ایک روپیہ سے کم قیمت کتاب کے لئے اس کی قیمت کے ٹکٹ پیشگی آنے چاہئیں۔

پاک زندگی

یہ بھی حضرت العلامہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے ان تین عالمانہ مضامین کا مجموعہ ہے جس میں آپ نے فطرت سلیمہ۔ حیات طیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پر نہایت آسان اور دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ قیمت ۴؍

ابدی نجات

میں آریہ سماج کے بانی دیانند جی کی دس دلیلوں کے نہایت مدلل اور تحقیقی جواب جو ستیارتھ پرکاش میں نجات کے محدود اور عارضی ہونے پر لکھی گئی تھیں کا رد لکھ کر تحریر کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴؍

خاموش تبلیغ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا دلچسپ تبلیغی مضمون جس کو آپ نے ناولانہ زبان کے ساتھ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت ۴؍

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ علمیہ بازار ملیماران دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ

۹ر فروری ۱۹۳۹ء

جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس

وقت کے اہم ترین مسائل اور عمل کیلئے ایک لائحۂ عمل

(۱)

[illegible]

سیاسی تاریخ کے سیاہ ابواب

آج لیگی مسلمانوں کے ہاتھوں غیر لیگیوں کی ... محفوظ ہے ... انسانی کرامت

حالات کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ ان دو سالوں میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کو نہ صرف سیاسی اعتبار سے ملکی مسائل میں پیچھے رکھنے کی سرگرم جد و جہد کی ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے بھی ان کے معیار کو پست کرنے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں عام ریاست کے خلاف نفرت، حقارت، سب و شتم کا جو طوفان برپا کیا گیا ہے اس کا نتیجہ بھی مسلمانوں کی روایتی مذہبیت اور معیاری اخلاق کے لیے تباہ کن ہے ... [illegible]

فلسطین کے یہود اور مہا سبھائی ہندو

[illegible]

یہ کیا ہو رہا ہے؟

حق طلبی کے پردہ میں مفسدہ پردازی

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب رکن عاملہ جمعیۃ علماء ہند دہلی

حضرت مولانا کا یہ مضمون اپنے مضمرات کے لحاظ سے نہایت اہم ہونے کے باوجود ہمیں کسی قدر تاخیر سے موصول ہوا ہے اور اسی لیے یہ نوٹس کے کالموں میں شائع کیا جا رہا ہے ہمیں امید ہے کہ یہ اسی قدر گہری دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا جس کا یہ مستحق ہے (مدیر)

ریاستوں کی رعایا کی حق طلبی ان کا ایک جائز بلکہ واجب حق ہے جس کو پر امن اور مہذب طریقوں سے حاصل کرنے کی کوشش کرنا مستحسن اور اچھا ہے اور ہم کو اس معاملہ میں ریاست ... کے معاملہ میں رعایا کے ساتھ ہمدردی ہے۔

اس معاملہ میں ہندو اور مسلم ریاست ... [illegible]

اس میں گاندھی جی کے مشورہ سے یہ پالیسی طے کر دی گئی کہ ریاستوں میں پبلک پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کے خلاف جو ایجی ٹیشن ہو وہ اس ریاست کے اندر رہنے والی پبلک کو کرنے چاہئیں اور باہر سے کسی مہم کا ان کو اکسانا برطانوی ہندوستان میں اس کے لیے ایجی ٹیشن کرنے نہیں چاہئیں۔

[illegible]

ہندوستان کی آزادی ہے اور جو فرد یا جماعت اس کے خلاف ... ہے وہ میرے نزدیک ہندوستان کے تمام باشندوں کی مذہبی، اقتصادی و سیاسی زندگی کا بدترین دشمن ہے ... کی تحریک جو وجہ سے ... [illegible]

اعتذار

جماعت کے ... [illegible] ... امید ہے کہ ... حضرات ... معذور تصور فرمائیں گے۔

(مدیر)

[illegible]

شذرات

اسپین کی بغاوت خود اسپین کے لئے جس قدر تباہ کن ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تقریباً دو سال سے مسلسل یہ جنگ برپا ہے اور اس دوران میں ملک کی عام آبادی کے علاوہ متعلقہ فریقین کو جس قدر نقصانات اٹھانے پڑے ہیں وہ عبرت ناک ہیں۔

لیکن اس بغاوت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ برطانیہ اور فرانس کا اس سے بہت قریبی تعلق ہے کہ چنانچہ جیسے ہی اسپین میں بغاوت کا آغاز ہوا برطانیہ اور فرانس نے عدم مداخلت کی بازی شروع کر دی اور کئی حکومتوں نے عدم مداخلت کا فیصلہ کر لیا۔

اس فیصلہ کا جس حد تک احترام کیا گیا وہ ظاہر ہے۔ جرمنی اور بالخصوص اٹلی کے رضاکار علانیہ باغی جنرل فرانکو کی مدد کو اسپین کی جمہوری حکومت کی شکست و ریخت میں منہمک ہیں [illegible] فرانکو کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے اور جرمنی بھی باغیوں کی حمایت کا ہوتے ہوئے حالات پر اور کچھ ہے۔ برطانیہ نے اسپین کے معاملات سے غیر متعلق رہنے کے لئے جو انتظام اور جمہوریین کو جس قدر مدد نہ پہنچانا چاہا ہے نتیجہ کے طور پر وہ اسی حد تک ناکام رہا ہے۔

حال ہی میں اٹلی کی وفاقی مجلس اعلیٰ کے اجلاس میں تجویز پاس کی گئی ہے کہ اٹلی اس وقت تک اسپین سے اپنے رضاکار واپس نہیں بلائے گا جب تک موجودہ جمہوری حکومت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کر دیا جائے۔

اٹلی جانتا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کو اسپین کے معاملے سے کس قدر قریبی تعلق ہے اور اسپین کے قضیہ میں اس کی اختیار کی ہوئی روش اس کے مقصد کے لئے کس قدر مفید ثابت ہو سکتی ہے چنانچہ اٹلی کے اخبارات نے لکھا ہے کہ جمہوری حکومتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اٹلی کے مطالبات کو بالآخر تسلیم کیا جائیگا اور اٹلی کو اس کے مطلوبہ علاقے دینے پڑیں گے۔ خواہ اس کے لئے دنیا کو خونیں مناظر دیکھنے پڑیں۔ ڈکٹیٹروں کو حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

اب دیکھنا ہے کہ اٹلی کی یہ تازہ دھمکی کس حد تک کارگر ثابت ہوگی برطانوی مدبرین گو اس قسم کی دھمکیوں کے عادی ہو چکے ہیں، تاہم خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر اٹلی اپنے مطالبات پر قائم رہا تو برطانیہ امن کی خاطر شاید ان کی پذیرائی کے لئے بھی آمادہ ہو جائے گا۔

[illegible] میں مسلمانوں پر جو مظالم کئے گئے ہیں ان کے تفصیلات [illegible] زیادہ ہوناک ہیں ایک عرصہ سے وہاں ہندوؤں اور مسلمانوں میں جامع مسجد بے پور کے دروازہ کو وسیع کرنے پر اختلاف چلا آتا تھا۔ بے پور کی جامع مسجد کافی وسیع اور شاندار ہے۔ لیکن اس کا صدر دروازہ ڈھائی فٹ کا ایک زینہ ہے۔ جس میں نمازیوں کو آنے جانے میں بہت دشواریاں پیش آتی ہیں۔ اور یہ دقتیں اس وقت زیادہ محسوس ہونے لگتی ہیں جب مسجد میں کوئی اہم اجتماع ہو [illegible] ایک عرصہ سے مسلمان [illegible] شامل [illegible] کی وسعت کے خواہش مند تھے لیکن ریاست کے تنگ دماغ اور پست ذہنیت رکھنے والے ہندو عوام اور حکام مسجد کے دروازہ کی وسعت کو برداشت نہ کر سکے اور ہمیشہ مسلمانوں کے راستہ میں حائل رہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ۹ جنوری کو ایک حادثہ اسی جدوجہد کے سلسلہ میں پیش آیا ہے۔ پولیس نے جے پور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی ایک متعدد بہ تعداد موقعہ پر شہید ہو گئی بہت سے مسلمان مجروح ہو گئے اور بہت سے پولیس کے جبر و تشدد کا شکار ہو رہے ہیں۔ یوں تو عام طور پر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے صبر آزما ہے۔ لیکن جے پور کے حکام اپنی تنگ نظری، تعصب اور مسلمان دشمنی کے لئے کافی شہرت رکھتے ہیں۔ جے پور کے تعلیمی اداروں سے پورے طور پر استفادہ کرنا ان کیلئے ناممکن ہے۔ عام نظم و نسق میں مسلمانوں کے ساتھ جو طرز عمل ہے وہ بھی حوصلہ شکن ہے۔ لیکن برطانوی ہند کا سب سے [illegible] جو حیدرآباد کے فرضی اور افسانوی مظالم کے پیچھے ہندوستان میں طوفان بے تمیزی برپا کر رہا ہے، ہندو ریاستوں میں ہندو گردی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے [illegible] ہے۔

[illegible] مسلمانوں پر ظلم توڑ رہی ہیں، اور یہ ان مظالم [illegible] مسلمانوں کو نظا [illegible] کرنے کی کوشش کر رہا ہے [illegible] لکھ رہے ہیں کہ مسلمان [illegible] مشغول ہیں سرگرم ہیں اور ریاستی حکام کے پیچھے [illegible]

علم و نظر

ہندوستان کی عظیم الشان مذہبی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند

وہ آزاد درس گاہ جس نے ہندوستان میں آزاد تعلیم کے اصول کی داغ بیل ڈالی

ایک ادارہ جس نے نصف صدی تک انگریزی غلبہ کا مقابلہ کیا

(۴)

طبقہ ثانیہ ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۳۹ھ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق اگست ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔

جملہ مؤسسین دیوبند کا اتفاق ہے کہ ان دونوں (حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب اور امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی) کے سب سے زیادہ محبوب اور روحانی فرزند اور عقیدت مند وہ مقدس بزرگ تھے جن کا اسم گرامی محمود الحسن تھا۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

آپ کی پیدائش ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی رکن اول مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند تھے۔ ابتدا ہی سے آپ کو حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب کے سپرد کر دیا گیا [illegible] آفتاب [illegible] حرارت اور جملہ خصوصیات بھی اپنے اندر جذب کیا [illegible] اس آئینہ نے اولاً مولانا محمد قاسم صاحب کے پرتو فیض سے مکمل طور پر اپنے سینہ کو معمور کر لیا اور پھر ارباب رشیدی کا بہترین پرتو بن کر جملہ خصوصیات سے دامن پر کیا۔ اور اس طرح قاسمی اور رشیدی آفتابوں کا پرتو نور بن کر عالم میں چمکا۔

مولانا مرحوم کے مجمل اور مختصر حالات

جن حضرات نے مولانا مرحوم کو دیکھا ہے اور ان کی اخلاقی کائنات پر نظر ڈالی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہی حضرات آپ کے کمالات سے بخوبی واقف ہو سکتے ہیں۔ البتہ کچھ کیفیت جو بطور نمونہ از خروارے ہوگی پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ وہ حالات شیخ مرحوم حضرت مولانا امیر الہند سید حسین احمد صاحب مدظلہ کی [illegible] حاصل کرتا۔

مولانا مرحوم کو قدرت کی فیاضیوں نے ایک ایسا دل دیا تھا جس کی وسعت سات سمندر سے کہیں زیادہ تھی۔

اس میں شک نہیں کہ جو کچھ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا وہ سب کچھ حضرت مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی قدس اللہ اسرارہما ہی کا فیض تھا۔ مگر حسن قابلیت اور مبدأ فیاض کے کرم نے نہایت ہی عجیب و عدیم النظیر شگوفہ بنا دیا تھا۔

آپ ۱۲۹۰ھ میں دار العلوم کے شیخ الحدیث بنائے گئے۔ علاوہ درس کے ساتھ سلسلہ تصانیف بھی بہت قوت کے ساتھ رہا۔ جس کی آخری اور بہترین کڑی قرآن پاک کا وہ الہامی ترجمہ ہے جس کو باتفاق علمائے دیوبند بے نظیر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس کو مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ بجنور نے طبع کرایا ہے۔

مولانا کا ماحول

بلقان کے خونخوار و طرابلس کے سنگین واقعہ نے مولانا کو حد سے زیادہ بے چین کر دیا تھا چنانچہ اس وقت حسب طریقہ استاد اکبر مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مرحوم نے جان توڑ کوشش امداد اسلام میں فرمائی۔ فتوے چھپوائے۔ مدرسہ کو بند کرایا طلبا کے وفود بھجوائے۔ خود بھی ایک وفد کے ساتھ نکلے۔ چندہ کے لئے اور ہر طرح سے مدد کی ترغیب دیکر ایک اچھی مقدار بھجوائی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ سیاست کی طرف آنکھ اٹھانا خشیۃ کا سماں باندھتی تھی۔ آزادی کا خواب بھی اگر کسی کو دکھائی دیتا تھا۔ تو اس کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔ خود مختار حکومت کی خواہش زبان پر لانا برق جہاں سوز سے زیادہ تباہ کن شمار ہوتا تھا بیطاقتی ہونے سے عالم کے دل و دماغ پہاپنا سکہ جما رکھا تھا۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جس قدر موجودہ حکومت کا خوف تھا خدائے قہار کے خوف کا تو دسواں بلکہ سواں حصہ بھی [illegible] نہ تھا۔ جیسا کہ اب بھی بہت سی ہستیاں اسی خیال میں ہیں۔ اس ماحول کو دیکھتے ہوئے ایک شخص کو بھی ہم خیال بنا لینا بڑی کامیابی تھی۔

آپ کا سب سے پہلا اور سب سے اہم کام یہ تھا کہ مسلمانان [illegible]

کی منتشر جماعتوں کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ ان میں اتحاد، اخلاص اور فدائیت کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ اور اجتماعی کارناموں کی پرانی تاریخ ان کو یاد دلائی جائے۔

انجمن موتمر الانصار

مذکورہ بالا اصول خدمت کے پیش نظر عموماً مختلف مدارس عربیہ کو ایک سلسلہ میں منسلک کرنے کے لئے خصوصاً ایک انجمن مسمی بہ موتمر الانصار قائم کی گئی۔ چنانچہ اس جمعیۃ کے نزدیک مقاصد میں اہم مقصد یہ تھا کہ جدید مدارس اسلامیہ کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے جس کا مرکز دار العلوم دیوبند کو قرار دیا گیا۔ شعبہ نظام تعلیم کے سلسلہ میں علیگڈھ کالج سے یہ معاہدہ بھی ہوا تھا کہ انگریزی خواندہ طلبہ جو تبلیغ اسلام کا شوق رکھیں وہ دار العلوم میں جا کر علوم اسلامیہ حاصل کریں دار العلوم دیوبند اس کا خاص انتظام کرے گا۔ اسی طرح علیگڈھ کالج ان طلبہ کو خاص انتظام کے ساتھ انگریزی کی تعلیم دے گا جو دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر علیگڈھ کالج جائیں گے۔

جمعیۃ الانصار ۱۳۲۹ھ میں دنیا کے سامنے نمودار ہوئی۔ دار العلوم دیوبند کا مشہور و معروف جلسہ دستاربندی منعقدہ ۱۳۲۸ھ جو تقریباً تیس ہزار کے مجمع پر مشتمل تھا اور جس کو عجیب و غریب خصوصیات کے باعث علمائے ربانیین کی کرامات کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ وہ بھی اس جمعیۃ الانصار کی نشاۃ ثانیہ کی عملی شکل تھی۔ جمعیۃ الانصار کے روح رواں اور بانی مبانی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اس تحریک کے متعلق بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعیۃ الانصار اولڈ بوائے ایسوسی ایشن کی نقل ہے۔ لیکن یہ کہنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جمعیۃ الانصار کی بنیاد در اصل مولانا شیخ الہند کے طالب علمی کے زمانہ ہی میں پڑ چکی تھی۔ لیکن چونکہ یہ تحریک اس وقت ضروریات زمانہ سے متعلق نہ تھی اس واسطے رک گئی۔

اور اس قاعدہ کلیہ کے ماتحت کہ ضرورت ہر چیز کو خود بخود پیدا کر لیتی ہے ۱۳۲۸ھ میں اس انجمن کو دوبارہ زندہ کیا گیا یہ انجمن ہرگز کسی دوسری انجمن کی نقل نہیں تھی۔ اور نہ کسی قسم کے ذاتی مقاصد سے بحیثیت و بنیادی اس کا تعلق تھا۔ بلکہ اس کے مقاصد وہ مقاصد تھے جن کی اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جس میں کہ مسلمانوں سے سیاسی احساسات مفقود ہو چکے تھے۔ بعد میں جو اہل ہنود اور مسلمان سیاسی لیڈر جو تحریک خلافت اور تحریک کانگریس کے زمانہ میں ہندوستان کے زعیم و قائد قرار دئے گئے۔ اس وقت سیاسی پلیٹ فارموں سے بہت دور تھے۔ بہت سے بلکہ عموماً سب ہی وہ تھے جو مختلف اغراض پر نکٹکی لگائے ہوئے کوچۂ برطانیہ کا طواف کر رہے تھے۔ یقیناً اس وقت جمعیۃ الانصار کا وجود مسلمانوں میں سیاسی احساس کے لئے بانگ درا تھا جس نے اس وقت حیرت انگیز سرعت کے ساتھ مسلمانوں میں احساس اور ان کے پژمردہ جذبات میں اشتعال پیدا کر دیا۔

شوال ۱۳۲۸ھ میں موتمر الانصار کا پہلا اجلاس مراد آباد میں منعقد ہوا۔ لیکن یہ پہلا اجلاس اپنی حیرت انگیز مقبولیت اور شاندار عظمت سے بتا رہا تھا کہ تنظیم ملت کے لئے یہ شاندار اقدام انڈین نیشنل کانگریس سے بھی زیادہ باوقعت ہو کر قوم مسلم کی تمام نکبت کو دور کر دے گا۔ اور ملکی فلاح کے لئے بہترین شاہکار ہوگا۔ بظاہر اس کے مقاصد سیاسیات سے بالکل غیر متعلق تھے۔ اسی کے اغراض و مقاصد کی تشریح کے ساتھ یہ جملہ بھی تھا، ملکی معاملات سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

مگر یہ حقیقت نہایت حیرت انگیز ہے کہ اس کے قیام کے صرف دو سال بعد ہی اس کے سرگرم کارکن حضرات کو ہندوستان سے جلا وطن کر دیا گیا۔

سودیشی کا اثر

(ابو نصر عبد الخالق صاحب آزاد)

جب جہاتما گاندھی جی نے کھدر پر زور دیتے ہیں تو ہمارے عافیت پسند بھائی اور دوسرے حضرات ان کے تجاویز کو مضحکہ خیز قرار دے کر کہتے ہیں کہ کہیں کوئی قوم کھدر پہن کر اور چرخہ چلا کر بھی آزاد ہوئی ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہندوستان کی سیاسی غلامی درحقیقت اس کی اقتصادی غلامی ہے۔ اگر آج اس اعتبار سے اہل ہند انگریزوں سے بے نیاز ہو جائیں اور برطانوی تجارت کو برخاست کر دیں [illegible] ملک میں بھونے لگے۔

تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انگلستان کی رائے عامہ ہندوستانیوں کے اتحاد و اتفاق عزم حصول آزادی اور خود اعتمادی کا اثر پڑے گا۔ اور مدبرین انگلستان زیادہ دیر تک ہندوستان کو غلام نہ رکھ سکیں گے۔ اس کے علاوہ کھدر اور سودیشی کی وجہ سے [illegible] تحریکات سے قوم میں تنظیم، اجتماعی احساس، کفایت شعاری اور حقیقی ہندوستانی تہذیب پیدا ہو گئی ہے اور یہ چیزیں حصول آزادی کی قابلیت کے لئے شرط اولین ہیں۔ اگرچہ آج کل ملک میں کھدر کا رواج بہت کم ہو رہا ہے چرخہ بہت کم چلایا جا رہا ہے گویا عملاً یہ تحریک رک پڑی ہے۔ لیکن اس قدر سکون اور جمود میں بھی جتنا سودیشی کپڑا اور جتنا کھدر استعمال کیا جاتا ہے اس سے بھی برطانوی پیچ و تاب میں اگر ہمیں مہاتما گاندھی جی کی مرضی کے مطابق لوگ کھدر پہنیں اور چرخہ کا استعمال شروع کر دیں تو خدا جانے اس کے اثرات کس قدر دور رس ہوں۔ مانچسٹر و لنکا شائر کی صنعت پارچہ بافی کا مرکز ہے اس کے زوال تجارت کے صدر صاحب نے حال ہی میں فرمایا ہے۔

ہندوستان میں برطانوی پارچہ بافی کی تجارت کا حال جنگ عظیم کے پہلے یہ تھا کہ تین ارب گز سوتی کپڑا یہاں سے ہندوستان بھیجا جاتا تھا لیکن جنگ کے بعد یہ مقدار صرف ایک ارب گز رہ گئی ہے۔

ایک اور صاحب رقم طراز ہیں کہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان جنگ عظیم سے پہلے ۲۰ فی صدی سوتی کپڑا خود تیار کرتا تھا اور جنگ کے بعد ۷۰ فی صدی سوتی پارچہ خود تیار کر رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صورت حالات گاندھی جی کی تحریکات سے پیدا ہوئی ہے۔

اینگلو انڈین جرائد اور ہندوستان کے خاص کر کے پنجاب کے بعض عافیت پسندوں کے اخبارات آئے دن تحریک عدم تعاون کی بے اثری اور کھدر، سودیشی اور چرخہ کی ناسودمندی کی راگ الاپا کرتے ہیں۔ کیا وہ مندرجہ بالا اعداد و شمار کو بھی جھٹلانے کی کوشش کریں گے۔

میں ان بعض عافیت پسند اور جاہ و جلال کے عاشق اور لیڈری کے دم مارنے والے اور آزادی کا صرف زبان سے راگ گانے والے عمل سے عاری اور اسلام خطرے میں اور دین خطرے میں ہے کے نعرے [illegible] برطانیہ کے وفادار [illegible] حکومت کا پایہ محکم کرنے والے اور غلامی کا طوق خوشی خوشی اپنی گردن میں ڈالنے والے حضرات کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خدارا قوم کو ایسے بیہودہ خیالات اور پروپیگنڈہ نہ دیں جس سے ان کے دل میں جو آزادی کا جذبہ بتدریج اور آہستہ آہستہ رکھا گیا ہے وہ زائل ہو جائے۔ اور ان کو چاہیے کہ ہمیشہ قوم کو ایسا سبق دیں جس سے ان کا ایثار و قربانی کا مادہ جو بہت مدت سے مردہ ہو چکا ہے اس میں تازہ روح پڑ جائے اور آزادی کی اس منزل پر پہنچ جائیں جس کی متقاضی ہیں اور میں خاص طور پر اپنے عام مسلمان بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ ہندوستان میں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ان کی پوجاری انکے وفاداروں کی ایک جماعت مسلم لیگ یا بالفاظ دیگر برٹش لیگ کے نام سے گیتی سنائی دے رہی ہے جس کا مقصد وحید ہندوستان میں برطانیہ کی تجارت کو فروغ دینا اور برطانیہ کے طوق غلامی میں مسلمانوں کو جکڑنا اور حکومت کا پایہ مضبوط کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قوم کی کشتی غرق کرنے والے ناخداؤں سے بچیں اور ان کے زہریلے اثر سے نجات پا کر بام ترقی پر قدم رکھیے اور آزاد رہنے کے متمنی ہوں تو بلا کسی تامل کے مندرجہ ذیل پر عمل کریں

۱۔ جمعیۃ العلماء و مجلس احرار اسلام اور مسلم نیشنلسٹ پارٹی کی پر زور تائید کر کے ہندوستان میں اسلام کا بول بالا کریں۔

۲۔ کھدر اور سودیشی اشیاء کا استعمال کر کے اپنے اقتصادی مسئلہ کو حل کریں۔

۳۔ اپنے اندر بہادری اور سپاہیانہ زندگی کی اسپرٹ پیدا کریں۔

۴۔ ہندوستان میں اپنے برادران وطن کا سو سیاسیہ میں ساتھ دیکر [illegible]

مؤلف "سیرت" کی ناواقفیت

علمائے کرام اور سیاسیات حاضرہ

(از مولانا ابو المناظر محمد امیر حسن صاحب ...)

"سیرت محمد علی" پر جو آپ تبصرہ فرما رہے ہیں اس کو مطالعہ ... ساتھ کر رہا ہوں۔ آج سے چار ماہ قبل یہ کتاب ... اس کے مطالعہ کی نوبت اس وقت تک نہیں آئی ... کی وجہ سے بہت ہی عدیم الفرصت رہتا ہوں تاہم مولانا محمد علی مرحوم کی علمی و سیاسی زندگی کا جہاں جہاں تذکرہ ہے اسکو پورے طور پر پڑھا ہے ...

آزادی ... انتقال کے ذریعہ مولانا محمد علی کو ... سیاست ... کی کشمکش کے بعد آخر مولانا محمد علی مرحوم کو سیاست کے میدان میں ...

مجھے افسوس ہے کہ مولانا محمد علی کی سیرت لکھی گئی مگر غلط لکھی گئی۔ اور ... میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اس کی غلطیاں ... منظر عام پر لے آئے۔

زیادہ والسلام فقط

(ابو المناظر محمد امیر حسن عفی عنہ)

سیرۃ محمد علی اور علمائے فرنگی محل

(از جریدہ روزنامہ حقیقت)

جہاں تک جمعیۃ العلماء ... مولانا محمد علی مرحوم کے ... ذات کا تعلق ہے معاصر الجمعیۃ اس کے متعلق برابر لکھتا رہتا ہے جس میں بعض اعتراضات بالکل معقول ہیں لیکن سب سے زیادہ تعجب اور افسوسناک یہ ہے کہ علمائے فرنگی محل کے ساتھ مولانا محمد علی کے ... روحانی تعلقات ... ان کی زندگی ...

نکات و لطائف

حضرت خاتم المحدثین مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ماتم

علم، تعلیم اور تقویٰ کی دنیا تاریک ہوگئی

اسلامیان بہاولپور کا اظہار رنج و ملال

... لیا علم یتیم ہوگیا اور تقویٰ نے خاک میں دفن کیا گیا ...

اس کے بعد جمعیۃ عباسیہ بہاولپور کے ایک طالب علم نے عربی زبان میں ایک ... مرثیہ ... موقعہ پر مرتب کیا گیا ...

... ان کو ... دعائے مغفرت ...

خلیق احمد لیکچرری ... مدرسہ ...

تیلی واڑہ - دہلی

موت العالم موت العالم

جامعہ صمدیہ فتحیہ دہلی کا تعزیتی جلسہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی وفات ... پر آج بتاریخ ۴ صفر ۱۳۵۲ھ مدرسہ صمدیہ عربیہ دہلی میں ایک جلسہ اظہار رنج و ایصال ثواب کیلئے منعقد کیا گیا تمام اساتذہ و طلبہ نے تین مرتبہ کلام اللہ شریف ختم کیا ... حضرت مرحوم کے خصائل حمیدہ مجملاً بیان کرنے کے بعد مہتمم صاحب کی ...

... دیوبند ... صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ناقابل تلافی نقصان

اسلامیہ اسکول میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب

"الجمعیۃ" میں یہ خبر پڑھ کر کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا وصال ہوگیا ہے دل کو بڑا صدمہ ہوا۔ حضرت مولانا جیسی بزرگ ہستی کا مسلمانوں سے جدا ہو جانا ایک ایسا نقصان عظیم ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ مرحوم جس بلند پایہ کے عالم تھے اس کو دنیائے اسلام خوب جانتی ہے۔

ایصال ثواب کے لئے بروز جمعرات مورخہ ... جون ۱۹۳۳ء کو اسلامیہ ... اسکول ... میں تمام طلبا سے مل کر سوا لاکھ مرتبہ کلمہ شریف اور ... مرتبہ کلام پاک ختم کر کے مولانا ممدوح کی روح پر نور کو ثواب بخشا۔ امید ہے کہ اسی طرح تمام ہندوستان کے اسلامی مدارس ان کی تقلید کر کے مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب کی کوشش کریں گے۔

نیاز مند ... ہیڈ ماسٹر اسلامیہ پرائمری اسکول ... دہلی

مسجد فتحپوری کے اساتذہ اور علماء کا اجتماع

عالم اسلامی کیلئے حادثہ کبریٰ

خاتم المحدثین ... حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صدر الاساتذہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل و سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کی وفات ... پر ... مدرسہ عالیہ فتحپوری کے تمام اساتذہ و طلبہ کا ایک مشترکہ جلسہ منعقد کیا گیا ... حضرت مرحوم کی ... وفات دنیائے اسلام کیلئے سخت ناقابل تلافی ...

جامع مسجد دہلی میں ہزارہا مسلمانوں کا اجتماع

اظہار رنج و ملال اور ایصال ثواب

حضرت مفتی اعظم صدر العلماء اور حضرت ناظم الجمعیۃ کی دردانگیز تقریریں

دہلی یکم جون ... بعد نماز عشاء جامع مسجد دہلی میں مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے وصال پر اظہار رنج و ملال اور ایصال ثواب کیلئے منعقد ہوا جس میں ہزارہا علماء اور عام مسلمان شریک ہوئے۔ جلسہ میں ... بذریعہ ... عام مسلمانوں کو دی گئی تھی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے تحریک صدارت پیش کی اور مختصر تقریر کے بعد حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا نام نامی صدارت کیلئے پیش کیا ... مولانا سلطان محمود صاحب ... مدرسہ ... فتحپوری نے ... فرمائی ... اس کے بعد حضرت علامہ جلسہ کے صدر منتخب ہوئے ...

مختلف مکاتب میں ختم قرآن

جمعیۃ العلماء چمپارن کا عظیم الشان سالانہ اجلاس

۲۸ مئی ۱۹۳۹ء کو بتیا جھوٹا مسجد میں زیر صدارت جناب مولانا عبدالوہاب صاحب دربھنگوی جمعیۃ العلماء چمپارن کا سالانہ اجلاس ایک عالی شان پنڈال میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً پانچ چھ ہزار نمائندگان ضلع و مدعوئین شریک جلسہ ہوئے۔

صدر استقبالیہ جناب مولوی نظام الدین صاحب وکیل نے اپنا پُرمغز خطبہ صدارت پڑھا۔ صدر اجلاس کے خطبہ کے بعد جناب مولانا ریاض احمد صاحب صدر جمعیۃ علماء چمپارن نے نصف گھنٹہ تک شرعی حیثیت سے جمعیۃ کے مسئلہ کی وضاحت فرمائی اور مسلمانوں کو جمعیۃ العلماء اور امارت شرعیہ کی قیادت و رہنمائی میں کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد جناب مولینا عبدالوحید صاحب صدیقی ناظم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند نے نہایت مدلل طریقے پر جمعیۃ العلماء ہند دہلی کی اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اراکین جمعیت حصول آزادی کیلئے انگریزی حکومت سے برابر جنگ کرتے آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت تک جب تک کہ اسلامی ممالک سے خطرات دور نہ ہوں اور ہندوستان کے مسلمان آزاد نہ ہوں حصول آزادی کے لئے اشتراک عمل کرینگے۔

دوسری کو جناب عبدالحلیم صاحب صدیقی نے تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ قرآن پاک کی روشنی میں آپ نے ثابت کیا کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود و نصاریٰ ہیں اور اسلام و مسلمانوں کو صرف ہندوستان بلکہ ممالک اسلامیہ کو ان سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام اور مسلمانوں کو اراکین جمعیۃ العلماء سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مسلم لیگ سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ آخر میں جناب شیخ عبدالغنی صاحب نے معزز مہمانوں اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں سے دریافت کیا کہ اب بھی امارت شرعیہ اور جمعیۃ علماء کی ہدایت پر اپنی سیاسی و مذہبی زندگی گزارنے کے لئے تیار ہو۔ اگر تیار ہو تو ہاتھ اٹھا کر کہو۔ تمام حاضرین جلسہ اٹھ کھڑے ہو گئے اور پبلک نے یک آواز ہو کر کہا کہ ہم تیار ہیں اور رہیں گے۔ اجلاس میں حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانان چمپارن کا یہ عظیم الشان جلسہ شیعوں کے اس شرمناک رویہ پر جو انہوں نے لکھنؤ میں اسلام اور قانون اور انسانیت کے خلاف تبرہ بازی کی شکل میں جاری کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کی جبیں سائی پر سیاہ داغ اور ملک کے امن و امان کے لئے مہلک خیال کرتا ہے اور تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس شرمناک اور خلاف انسانیت فعل کی انسداد کے لئے [illegible] احتجاج کریں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مہلک امن حرکت کو پوری سرگرمی [illegible] جلد از جلد بند کرے۔

(۲) جمعیۃ العلماء ضلع کانفرنس تمام مسلم آبادی سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ امارت شرعیہ صوبہ بہار اور امیر شریعت [illegible]

کے فرمان کو اپنے لئے واجب العمل سمجھیں اور اسکو مالی حیثیت سے اس قدر مضبوط کریں کہ اپنی سابق اور موجودہ زندگی کی طرح ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔

(۳) یہ جمعیۃ العلماء ضلع کانفرنس ضلع چمپارن کی مسلم آبادی سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ حسب ہدایت جمعیۃ علماء صوبہ بہار منعقدہ دربھنگہ ہر جگہ جمعیت العلماء کے ماتحت جمعیۃ العلماء ہند کے اعلان کردہ پالیسی کی روشنی میں ان کے دستور العمل پر عمل پیرا ہوں۔ ہر جمعیۃ کے اجلاس منعقدہ دہلی تمام ریزولیوشنوں پر قوم کی عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں اور اس کے لئے مقامی ذمہ دار افراد اپنی سعی و کاوش سے کام لیں۔

(۴) یہ جمعیۃ علماء ضلع چمپارن کے تمام ادارے، چوکیداری یونین، رجسٹری، مختار خانے، وکالت خانے، و دیگر سرکاری دفاتر کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ حسب قانون بہار گورنمنٹ و حسب تجویز صوبائی کانگریس اپنے تمام ضروری کاغذات میں اردو رسم الخط کا استعمال لازمی اور ضروری قرار دیں۔ تاکہ فرقہ وارانہ اختلاف کے حامیوں کو اس کا موقعہ نہ ملے کہ کانگریس کی زبان اور ہے اور اس کا طرز عمل اور۔

(۵) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس مسلمانان چمپارن کی بہبودی پر زور طریقے سے اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ شادی و غمی کے مواقع میں فضول رسم و رواج پابندی ترک کر دیں۔ کیونکہ یہ فضولیات علاوہ خلاف شرع ہونے کے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ہلاکت و افلاس و اقتصادی بربادی کا واحد سبب ہے۔

(۶) یہ جمعیۃ اپنے تمام ارکان کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ وہ اپنے حلقہ کی غریب بیوہ عورتوں اور مسکین اور معذوروں کی فہرست تیار کر کے دفتر جمعیۃ میں بھیجدیں۔ تاکہ جمعیۃ ان کے متعلق کوئی دستور العمل تیار کر کے عملی اقدام کر سکے۔

(۷) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس اس فرقہ پرستی کی طرف جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے سابق چیئرمین نے مسلمانان جمپارن بار کے حقوق کے متعلق روا رکھا ہے اور باوجود مسلمانوں کے احتجاج کے اور پُر زور مطالبات کے بڑائے سکول کو توڑ دیا۔ اس ناروا حرکت پر اظہار نفرت و ملامت کرتی ہے اور موجودہ چیئرمین صاحب کو جو کانگریس کے ممتاز لیڈر ہیں اس اسکول کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ وہ غریب مسلمانوں کے اس پرانے اسکول کو اپنی جگہ پر قائم رکھیں۔ تاکہ ان کو اپنے بچوں کی تعلیم میں سہولت ہو۔ اور جہالت کا شکار نہ ہوں۔

(۸) جمعیۃ علماء ضلع کانفرنس جناب چیئرمین صاحب بیتیا راج کو خصوصاً اور اہلکار تعلیمات کو عموماً توجہ دلاتی ہے کہ بیتیا راج اسکول جس میں ۵۰ فیصد مسلمان لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ باوجود اس بڑی تعلیم گاہ کے وہاں اب تک کوئی مسلم گریجویٹ نہیں رکھا گیا۔ جس سے مسلمان طلبہ کی تعلیم میں سخت نقصان ہو رہا ہے۔ لہٰذا جمعیۃ موجودہ چیئرمین صاحب کو توجہ دلاتی ہے اس طرف [illegible] کرائی ہے۔

(عبدالستار جیوروی) مدرس
مورخہ [illegible]

بفہ میں پبلک کا عظیم الشان جلسہ

مولینا غلام غوث صدر مجلس احرار سرحد و مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری صدر جمعیت العلماء سرحد کی گرفتاری پر احتجاج

۲۹ اپریل کو تبلیغ کانفرنس میں صدر جمعیۃ العلماء کو تقریر کرتے ہوئے پولیس نے زیر دفعہ ۱۵۱ گرفتار کیا۔ ازاں بعد مولینا غلام غوث صاحب کو تبلیغ کانفرنس میں گرفتار کیا۔ . . . . . حالانکہ مولانا صاحب نے اس روز کوئی تقریر نہیں کی۔ گرفتاری مقامی پولیس انچارج نے باقاعدہ منظم سازش بنا کر عمل میں لائی۔ کیونکہ گذشتہ روز مقامی کورٹ انسپکٹر ابوطالب کے بیٹے نے کانفرنس میں مداخلت کی۔ جس کو متعلقہ جلسے اور خصوصاً سالار ہزارہ نے نہایت پرامن طریقہ سے جلسہ گاہ سے نکال دیا۔ لیکن کچھ دیر بعد مذکورہ کورٹ انسپکٹر کا لڑکا سرکاری [illegible] ہمراہ داخل ہونے لگا۔ جس کو میاں عبدالقیوم [illegible] منتظمین کو مطلع کیا۔ لیکن کورٹ انسپکٹر کے لڑکے [illegible] پیچھے تعاقب کرتے ہوئے [illegible] اسکو واپس کر دیا۔ پہلے اندر کانفرنس میں پولیس موجود تھی [illegible] لیکن [illegible] مقامی کورٹ انسپکٹر ابوطالب اور مقامی انچارج پولیس شاہ بہار خان کے لڑکے اور ملازم یہاں باقاعدہ رات کو سرکاری وردی پہن کر [illegible] خاکساران کے پریڈ میں شامل ہوتے ہیں۔ جس کے خلاف مسلمانان علاقہ نے باقاعدہ احتجاج کیا۔ کیونکہ یہ پارٹی فیلنگ کے ماتحت مقامی مرزائی و مرزائی نواز افراد کو بالواسطہ تقویت دیتے ہیں۔ تو اس بنا پر کانفرنس کے دوسرے روز بہت از خود پولیس کے مسلح کانفرنس میں داخل ہو گئے [illegible] اور ساتھ ہی ایک دم خاکساران کے اور غیر مجمع میں داخل ہوئے اور مقرر صاحب صدر جمعیت العلماء کو بدزبانی سے [illegible] کرنے لگے۔ اسی وقت ایک سابق کانگریس کا معافی خوردہ غدار سلیمان پارسی بھی شرارت کے لئے پہنچا۔ [illegible] خان عبدالغفار خان کو غدار [illegible] لگا۔ جس پر سالار ضلع خدائی خدمتگاران [illegible] ۲۸، ۲۹ اپریل کو علاقہ کے خدائی خدمتگاران کا کیمپ بھی مانسہرہ میں تھا تو بعد میں پولیس نے ان حضرات کو گرفتار کیا۔

ان کی گرفتاری کی اطلاع شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی چند منٹ میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنے محترم مذہبی رہنماؤں کے گرد جمع ہو گئے۔ گرفتاری کے بعد ہر دو رہنماؤں کو تھانہ مانسہرہ کے اندر لیجایا گیا۔ جن کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ہندو و مسلمان تھے۔ چونکہ ان کی گرفتاری سے لوگ سخت مشتعل ہو گئے۔ جنکو خدائی خدمت گاروں نے ہر قسم کے تشدد سے باز رکھنے کی سخت کوشش کی۔ کیونکہ پولیس انچارج کا رویہ تصادم پیدا کرنے کی غرض پر تھا۔ [illegible] تھانہ کا دروازہ بند کیا جائے لیکن انچارج پولیس نے [illegible] دروازہ کھلا چھوڑا تاکہ ہر طرح سے مشتعل ہجوم سے تشدد وارداتیں ہوں لیکن دوسری طرف سے کانگریس کے ذمہ دار افراد [illegible] پولیس کی سازش [illegible]

اور منتہائے نظر سے خوب واقف تھے۔ اس لئے انھوں نے بجائے سرگرمی سے ہجوم پر قابو رکھا۔ خصوصاً سالار ہزارہ کی گورنر جو ملک امیر عالم صاحب کی کوشش قابل داد ہے۔ بعد ازاں دوسرے روز تمام علاقہ جات میں جگہ جگہ پبلک جلسے منعقد ہوئے۔ چنانچہ بفہ میں بھی پبلک کا عظیم الشان اجلاس ہوا اور مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانان بفہ و ڈھوڈیال عنایت آباد وغیرہ متعلقات کا یہ پبلک اجلاس مولانا غلام غوث صاحب صدر مجلس احرار صوبہ سرحد و مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر جمعیت العلماء سرحد کے مذہبی تبلیغ کانفرنس کرتے ہوئے بفہ کے گرفتاری پر احتجاج کرتے ہوئے حکام سرحد و ہزارہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ان ہر دو اصحاب کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ نیز ہم اس کو مذہبی مداخلت تصور کرتے ہوئے ہر ممکن ذرائع استعمال کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ نیز حکومت سرحد پر زور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ سب انسپکٹر شاہ بہار خان مانسہرہ و کورٹ انسپکٹر مانسہرہ ابوطالب خان کے جانبدارانہ رویہ اور پارٹی فیلنگ کے ماتحت اپنے بیٹوں اور ملازمین کو باقاعدہ سرکاری وردی پہنا کر خاکساروں کے پریڈ و جلوس میں شامل کرنے کو بالواسطہ خاکساریت کو تقویت دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کو فوراً معطل کر کے بہت جلد تفتیش فرما کر سخت سزا دی جائے۔ محرک محبوب خان سکریٹری۔ سکندر خان۔

(۲) مسلمانان بفہ و مضافات کا یہ عظیم الشان اجلاس حکومت سرحد کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ ہم ایس۔ پی مسٹر وڈ کی پالیسی قیام امن کے لئے مضر رساں تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا حکومت سرحد مسٹر وڈ کے رویہ کو فوراً درست کریں ورنہ ہم صاحب کار روائی کے لئے اقدام کرنے پر مجبور ہونگے۔ محرک محمود خان — یعقوب خان

مسلمانان بفہ و مضافات کا یہ جنرل اجلاس جمعیۃ العلماء و مجلس احرار اسلام ہند سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ مولانا غلام غوث صاحب صدر مجلس احرار سرحد و مولینا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت العلماء سرحد کی تبلیغ کانفرنس سے گرفتاری شاہ بہار خان سب انسپکٹر مانسہرہ و کورٹ سب انسپکٹر ابوطالب مانسہرہ کی ذاتی کدورت و مرزائیت وخاکساریت کے امداد کے مترادف مذہبی تبلیغ کی بالواسطہ رکاوٹ سمجھتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوراً ہم کو بذریعہ تار اجازت دی جائے تاکہ ہم مسٹر وڈ پولیس کپتان ہزارہ و تھانہ مانسہرہ پر پکٹنگ شروع کریں۔ کیونکہ ان لوگوں کا رویہ امن قائم کرنے کے بجائے امن تباہ کرنے اور مذہبی تبلیغ کو روکنے کے۔ محرک کاوس خان۔ مؤید۔ سکندر خان۔

مسلمانان مانسہرہ۔ تبلیغ کانفرنس میں مولانا غلام غوث صاحب صدر مجلس احرار سرحد مولانا سید محمد یوسف صاحب صدر جمعیۃ العلماء سرحد گرفتاری پر ان کو مبارکباد دیتا ہوا ہر دو رہنمایان قوم کا احسان مند ہے کہ آپ کے تفتیش قدم پر چلنے کے لئے فوری اقدام کیا جائے گا۔

جلسہ میں میاں عبدالقیوم نے گرفتاری کے متعلق حالات حاضرین کو بتائے اور حاضرین پر واضح کیا کہ پولیس مانسہرہ پالیسی پہلی۔ ہزارہ کا رویہ اس علاقہ میں ایسے واقعات بنانے کے مترادف ہے کہ جس میں قوم اور ملک تباہ ہو جائے۔ جس کے متعلق بار بار حکومت کو متوجہ کیا۔ لیکن صدر بعیرا کی طرح ثابت ہوا ضروری ہے کہ بہت جلد ایک سرفرد قدم اٹھایا جائے۔ بعد ازاں حاضرین سے بر ملا پوچھا کہ تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر بتا دیا کہ جو حکم ہوگا اس کی تعمیل نہایت منظم طریقہ پر ہوگی۔ بعد ازاں باشندگان گیدڑ پور نے اعلان کیا کہ ہم وہ نوجوان گیدڑ پور سے اپنے جان میدان انتظار میں تیار ہیں۔ حکم ملتے ہی میدان میں آکر حکم کی تعمیل ہوگی۔ بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا اور جلوس کی شکل میں روانہ ہوا۔

(نامہ نگار)

ریاستی دنیا

وزیر اعظم بہاولپور کی شکست فاش

بہاولپور کے سیاسی قیدیوں کی رہائی

بہاولپور۔ (بذریعہ ڈاک)

نواب صاحب بہاولپور نے ریاست کے تمام سیاسی قیدیوں کی غیر مشروط رہائی کا حکم دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں آٹھ گرفتار کردہ لیڈر اور دو اراکین جمعیۃ المسلمین و حزب اللہ رہا کر دیئے گئے ہیں امید ہے کہ دوسرے سیاسی قیدی بھی جلد رہا کر دیئے جائیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ حضور نواب صاحب سے قیدیوں کی رہائی کا حکم حاصل کرنے میں جناب سر سراج الدین صاحب سابق چیف جج بہاولپور کی کوششوں کا دخل ہے۔ موصوف نے نواب صاحب کی خدمت میں تمام حالات بغیر [illegible] کئے جن سے [illegible] بے خبر رکھنے کی کوشش کی تھی۔ [illegible] وزیر اعظم نے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔ وزیر اعظم نے آٹھ قیدیوں کے علاوہ باقی اسیروں کو ابھی تک رہا نہیں کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان قیدیوں سے معافی نامے حاصل کرنے کے لئے انہیں سختیاں پہنچائی جا رہی ہیں۔

بہاولپور سیفٹی آفس نے بعض اس قسم کی گمراہ کن خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کہ رہا شدہ قیدیوں نے معافی مانگ لی ہے یہ خبر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ [illegible] بہاولپور میں مطالبات کی منظوری کے متعلق سرگرم خبریں مشہور ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ انتظامی طور پر عوام کے [illegible] کے سلسلہ میں کوئی معقول سہولت [illegible] گا۔

خبروں سے ہم جاسے ریاست کے اپنے اخباری کالموں کو پُر کریں اور درخواست کرتے ہیں کہ اس قسم کی بے سروپا خبروں کو شائع کر کے مہاجرین جے پور کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ فرمائیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد خبریں مہاجرین جے پور کے علاوہ تمام مسلمانان ہند کے لئے رنج دہ ہیں۔

ہم کو جناب سیدہ سردار بیگم صاحبہ اختر کی رہنمائی کی ضرورت نہیں جو مسلم لیگ میں شامل ہوتے ہوئے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی مخالفت پر تلی ہوئی ہیں اور اپنی جے پور کی تحریک میں اپنا خاکساروں میں داخل ہونا ظاہر فرما چکی ہیں اور مہاجرین جے پور کو ناجائز طور پر جے پور پہنچانے کا وعدہ کر چکی ہیں۔

مہاجرین جے پور مقیم دہلی کی طرف سے ضروری اطلاع

اخبارات کی گذشتہ اور رعایت میں [illegible] سے کہ دیکھیں جو خبر چھپی ہے کہ مہاجرین کی اکثریت اس امر پر مصر ہے۔ کہ ان میں سے جے پور [illegible] ہے۔ ہمکو اس غلط اور صریح جھوٹی خبر کے شائع ہونے سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ ہم جملہ مہاجرین جے پور مقیم دہلی بذریعہ اخبارات اس امر کا اعلان کر دینا چاہتے ہیں اور جو ہم کو جے پور آنے کی ترغیبات [illegible] مطالبات ہے جو پورے [illegible] مشورہ دیتے ہیں۔ ہم ان کو مطلب پرست ضمیر فروش خود غرض سمجھتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ جب تک ہمارے مطالبات ہماری مرضی کے مطابق پورے نہ ہو جائیں اور آئندہ کے لئے ہماری جان کے تحفظ کا کوئی معاہدہ نہ ہو جائے ہم میں سے ایک فرد بھی اس وقت تک جے پور جانے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

ہم جملہ مہاجرین اخبار وحدت اور وفی گزٹ اور دیگر اخبارات سے جو جاسے ریاست کے اس قسم کی غیر ذمہ دار

علم و نظر

پیغمبر اسلام کی رحمدلی

(مولانا قاضی سجاد حسین مدرس فتحپوری)

ہم ناظرین کی خدمت میں مولانا قاضی سجاد حسین صاحب مدرس فتحپوری کا یہ مضمون پیش کرتے ہوئے نہایت خوشی و مسرت محسوس کر رہے ہیں۔ موصوف نے جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم اور غریب نوازی پر ایک جامع اور مانع روشنی ڈالی ہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ایک مایۂ ناز فاضل اور اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں اور علوم عربیہ کے امتحانات میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہونے کا شرف حاصل کئے ہوئے ہیں ناظرین کے فائدہ اور معلومات کی خاطر پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے (اڈیٹر)

دنیا کی ابتداء سے آج تک ہر قوم میں ہزاروں ریفارمر اور مصلح پیدا ہوئے اور ہر پیشوا نے اپنی طاقت کے مطابق قوموں کی اصلاح کی۔ جو صورت پیغمبر اسلام سے ظاہر ہوئی باعث حیرت ہے۔ اسطرف عرب کے چٹیل ریگستانوں کا تصور کیجئے۔ جہاں نہ پریس تھا نہ ریڈیو تھا اور نہ رسل و رسائل و پیغمبری کے وہ ذرائع جن سے آج دنیا چھپنے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور ہر قوم کی ابتری حالت پر نظر ڈالئے وہ کونسی جاہلی اور بد اخلاقی تھی جو اس میں نہ تھی جوئے بازی۔ لوٹ مار۔ زنا کاری۔ شراب نوشی۔ جہالت ان چیزوں کے لوگ عادی ہی نہ تھے بلکہ ان برائیوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ لیکن ان تمام حالات کے بعد جب آپ اس نازک زمانہ میں اصلاحی مشن کو لے کر کھڑے ہوئے تو چند ہی دن میں پوری قوم کی حالت بدل کر رکھدی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جسنے ساری ہلا دی

آپ اپنے اس پروگرام میں اسقدر جلد کسطرح کامیاب ہوئے؟ اسکا جواب آپ کی پاک زندگی پر غور کرنے سے یہ ملتا ہے کہ ان کا کیرکٹر اور اخلاق اسقدر قوی تھا کہ مخالف سے مخالف بھی جب آپ سے ملتا تو آپ کے پاکیزہ اخلاق سے مزید اثر لے کر اٹھتا ہر وہ انسان جو منہ میں زبان رکھتا ہے بہتر سے بہتر بات قوم سے کہہ سکتا ہے اور قوم کو اسکی طرف دعوت بھی دے سکتا ہے لیکن اس راستہ میں سب سے زیادہ دشوار اور کٹھن یہ چیز ہے کہ ہر وہ پروگرام جو لیڈر اپنی قوم کے سامنے پیش کرے وہ صرف الفاظ یا زبانی پیغام نہ ہو بلکہ وہ خود عمل کا نمونہ لے کر قوم کے سامنے پیش ہو پیغمبر اسلام کی یہی خصوصیت تھی کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ زبان تک ہی نہ رہا بلکہ آپ نے اپنے آپ کو نمونۂ عمل بنا کر قوم کو متاثر بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات بجلی کا اثر رکھتی تھی۔ آپ کے کیرکٹر کا یہ اثر تھا کہ آپ نے اُس قوم کو جسے کل تک مہذب سوسائٹی میں بیٹھنے اور بات کرنے تک کی تمیز نہ تھی چند دن میں اس قابل بنا دیا کہ وہ دنیا کی ہر مہذب قوم کے مقابلہ میں سر بلند نظر آئی۔ دیکھئے آپ نے اپنی قوم سے یہ ارشاد فرمایا۔ لوگو دنیا کی آبادی سے رحم کا برتاؤ کرو خدا تم پر مہربان ہوگا اور جو تم سے ٹوٹے اس سے جوڑو جو تم پر ظلم و زیادتی کرے اس سے درگذر کرو۔

عفو و کرم اور عام انسانی فطرت

اب صرف یہی نہیں تھا کہ آپ نے زبان سے فرمایا ہو بلکہ دشوار سے دشوار موقع پر آپ اس قانون پر عمل کرتے۔ ... ظالم سے ظلم کا بدلہ لینا انسان کا ایک پیدائشی جذبہ ہے جسکے خلاف وہی انسان کر سکتا ہے جسکو اپنے نفس پر پورا کنٹرول حاصل ہو اور کسی وقت بھی نفسانی جذبہ سے متاثر ہو کر رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ معمولی سا معمولی انسان جسکے پاس نہ دولت ہو نہ مال نہ قوت ہو نہ طاقت اپنے مقابل کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اس کی تمام قوتیں اور طاقتیں حاسد مخالف کو دکھ دینے اور نیچا دکھانے میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ وہ اپنا مال و دولت عزت و آبرو تک خرچ کر کے مقابل کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے۔ ایک فاتح جب کسی مفتوح علاقہ میں داخل ہوتا ہے تو چن چن کر اپنے مخالفوں کو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے اور اسکو اس وقت تک چین نہیں آتا جب کہ آبادی بربادی سے نہ بدل جائے اور شاندار عمارتیں خوشنما محل مٹی عبرتناک ڈھیر نہ بن جائیں۔ مرد عورت بوڑھے بچے۔ ضعیف قوی سب ہی نہ کچل ڈالے جائیں۔ انتقام اور بدلہ کی پیاس اسوقت تک نہیں بجھتی جب تک مفتوح قوم کی عزت آبرو مال۔ دولت۔ ثروت وجاہت سب ہی خاک میں نہ مل جائے۔ مفتوح قوم کے ساتھ وہ ذلت آمیز سلوک جائز سمجھے جاتے ہیں کہ شریف انسان اسکے مقابلہ میں موت کو زیادہ اچھا سمجھتا ہے آپ کو اس کا ثبوت ملتا ہے۔

آج کی دنیا

جرمنی نے جب زیکوسلاویکیا پر قبضہ کیا تو بہت سے شریف سرداروں نے جینا تک گوارہ نہ کیا فوجی افسروں اور باعزت لوگ آنے والی ذلت کے ڈر سے ہمیشہ کے لئے زندگی ختم کر بیٹھے پہلے زمانہ کے تاریخی واقعات کو چھوڑئے آج جو کہ روشن زمانہ کہلاتا ہے جس میں انسانی زندگی کے حصہ میں نمایاں ترقی ہے۔ علم و فنون معراج کمال پر جلوہ آرا نظر آ رہے ہیں۔ تہذیب۔ شائستگی مساوات جمہوریت کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ ہر قوم کو اپنے تمدن پر گھمنڈ معاشرت پر غرہ ہے کیا اس روشن زمانہ میں بھی قوموں کے دلوں سے جذبہ انتقام کی کمی ہوئی۔ عفو اور درگذر میں کوئی سلامتی اور خوبی نظر آئی رحم اور شفقت کی خوبیوں کا کوئی احساس پیدا ہوا اور مقابل سے اچھا سلوک کرنے کا کوئی جذبہ دلوں میں پیدا ہوا نہیں۔ حالات اور واقعات بتا رہے ہیں کہ آج بھی جذبہ انتقام کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حکومت کا نشہ قوت طاقت کا گھمنڈ ایک منٹ کے لئے بھی چشم پوشی اور معاف کر دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ دشمن کو معاف کر دینا اس سے بھلائی کا معاملہ کرنا اور موقع سے فائدہ اٹھا کر قتل و غارت نہ کرنا سیاست اور دقار کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ فاتح ہونے کے بعد مفتوح قوم اور ملک سے رحم اور کرم کا برتاؤ کسی طرح روا نہیں رکھا جاتا۔ غلام قوم کے ساتھ نرمی اور لطف و مہربانی کا معاملہ بے چارگی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ قابو پانے کے بعد اٹلی نے حبش کے ساتھ اور جاپان نے چین کے ساتھ جو کچھ کیا اور جس ظلم و زیادتی کا مظاہرہ کیا دنیا کی تاریخ انتقام کا کسقدر کھلا ہوا ثبوت ہے۔ فاتحین کے یہ مظالم اور چیرہ دستیاں کوئی رسم جدید نہیں ہے بلکہ قدیم زمانہ سے اقتدار پسند شہنشاہ اور فاتح یہی کرتے چلے ہیں قرآن کریم نے بھی ان کی اس بری عادت کو اسی طریقہ سے نقل کیا ہے اور فرمایا ہے بادشاہ جب کسی مفتوح علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور باعزت لوگوں کو ذلیل و خوار بنا دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے چلے آتے ہیں۔

رحمدلی کی عملی تعلیم

ان تمام واقعات کے بعد ہم پیغمبر اسلام رحمۃ للعالمین کے چند واقعات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ان سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مدنی سرکار نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں پر قابو پا لینے کے بعد کسقدر شریفانہ سلوک کیا اور رحم و کرم کی جو تعلیم آپ نے قوم کو دی تھی باوجود فطری جذبہ انتقام کے دشمنوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کر کے کسطرح اپنے آپ کو عملی نمونہ بنا کر قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔

آنحضور ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں بارش ہوئی جسکی وجہ سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے تھوڑ دور کے بعد آپ نے ایک درخت کے سایہ میں قیام فرمایا۔ بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر درخت پر ڈال دیئے اور آرام و راحت کے خیال سے آپ درخت کے نیچے لیٹ گئے آپ کا ایک دشمن خفیہ طریقہ سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور قتل کے ارادہ سے آہستہ سے آپ کے سرہانے تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور نہایت ترش لہجے میں بولا "محمد تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے" یہ سنکر آنحضور چونک پڑے اور اسکے جواب میں فرمایا اور خدا میری حفاظت کرے گا۔ آپ نے یہ جملہ کچھ اس انداز سے فرمایا کہ اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور اسکے ہاتھ تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی آپ نے بڑھ کر تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ اب اگر میں تجھے قتل کرنے کا ارادہ کروں تو تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائیگا اب وہ بے بس تھا اور ہر طرح سے گھر چکا تھا نہایت ہی مایوسی اور مجبوری کی حالت میں کہنے لگا "اب میرا بچانے والا کوئی نہیں" آنحضور نے جب اسکی مایوسی کو دیکھا تو فوراً آپکا دریائے کرم جوش میں آیا اور کہا میں تجھے معاف کرتا ہوں اور تلوار زمین پر ڈالدی اس شخص نے جب اپنے برے طرز عمل کے جواب میں آنحضور کا یہ شریفانہ برتاؤ دیکھا تو فوراً ہی قدموں پر سر رکھدیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

مکہ کا فاتح

یہ تو ایک واقعہ تھا اب وہ سماں بھی سامنے لائے جبوقت سرکار دوجہاں مکہ میں فاتح ہو کر داخل ہوئے۔ آنحضور اپنے ہمراہیوں کے جھرمٹ میں ہیں جاں نثار صحابہ کا بہت بڑا لشکر اردگرد ہے۔ مفتوح قوم کوئی بے قصور اور اجنبی نہیں بلکہ یہ وہی ظالم قوم ہے جس نے کسی وقت بھی ایذا رسانی میں کسر نہ اٹھا رکھی سرکار پر وہ وہ ظلم ڈھاتے جن سے زمین و آسمان لرز اٹھے۔ مکہ کے قیام میں آپکے راستہ میں کانٹے بچھائے۔ نماز پڑھتے ہوئے آپ پر نجاست سے بھری ہوئی اونٹ کی اوجھ لاکر ڈالدی۔ راستہ چلتے آپ پر پھبتیاں کسیں۔ آپ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ کئی پہلی تدبیر کی پہلی بات کا جواب میں اینٹوں اور پتھروں کی بارش کی۔ گھر سے بے گھر اور وطن سے جلا وطن کیا۔ وطن چھوڑ کر چلے جانے پر بھی صبر نہ آیا۔ مدینہ پر چڑھائیاں کیں۔ وہاں پہنچکر مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگائی۔ مختلف لڑائیوں میں آپ کے عزیز اور دوستوں کی ایک بڑی تعداد کو ظلم و ستم کی تلوار سے شہید کیا۔ لیکن جبوقت آپ پوری قوت کیساتھ فاتح ہو کر مکہ میں داخل ہوئے تو عام شہنشاہوں کی طرح لوٹ مار قتل و غارتگری کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ دنیا کی تمام تکالیفوں کے بعد کہ فتح ہوا تھا اور اس آبادی سے ہر قسم کی تکلیف اٹھانی پڑی تھی عام شہنشاہوں کے طریقہ کے مطابق تو یہ چاہتا تھا کہ مکہ والوں سے ان کی ایذا رسانی کا بدلہ لیا جاتا۔ آبادیوں کو برباد بستیوں کو ویرانہ بنا دیا جاتا شہر والوں کو جلا وطن کیا جاتا۔ گنہگاروں اور خطا کاروں کو گولیوں کا نشانہ اور گھروں کو جلا کر خاک کر دیا جاتا مکہ کے گلی کوچوں کو مسلمانوں کے قاتلوں کے خون سے لالہ زار بنا دیا جاتا اور جذبہ انتقام پوری طرح اپنا کام کرتا۔

عفو عام کا بیان

تاریخ اسکو بتاتی ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ جبوقت آپ ملک میں داخل ہوئے تو اپنے پرانے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لینے کی بجائے سب سے پہلے لوگوں کا خوف و ہراس کو دور کرنے کے لئے معافی کا عام اعلان ان لفظوں میں فرمایا جو شخص مقابلہ سے ہاتھ روک کے اور اپنا گھر بند کر لے اس کے لئے امن ہے جو شخص ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے اسکے لئے پناہ ہے جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امن ہے جو شخص ابن حزام کے گھر میں اور ابو رداعہ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اس کے لئے معافی ہے اس عام معافی کی راحت کو دیکھئے بھلا کون بدبخت ایسا تھا کہ اس سے فائدہ اٹھا نہ سکتا تھا اور بتائیے اس فاتح اعظم کے علاوہ بھی کیا اور کوئی نمونہ اس قسم کے رحم و کرم کا پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ اعلان اس فراخدلی کے ساتھ کیا گیا کہ اگر ساتھیوں میں سے کسی ایک زبان سے بھی کوئی ایسا جملہ نکلا جو اپنے اندر انتقام کا جذبہ لئے ہوئے تھا اور مفتوح قوم کی دل آزاری کا سبب تھا تو آپ نے اسپر ناراضی کا اظہار فرمایا۔

سعید ابن عبادہ جو ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے آپ کے لشکر کی کمان کر رہے تھے جبوقت مکہ میں داخل ہوئے تو جوش اور خوشی میں ان کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

آج خونریزی کا دن ہے آج کعبہ میں قتل و قتال حلال ہوگا۔

سعید ابن عبادہ کے یہ جملے جو بے اختیار ان کی زبان سے نکل گئے تھے جب ان کی خبر آنحضور کو پہنچی تو آپ خاموش ہوئے اور فرمایا نہیں "آج تو رحم و کرم کا دن ہے آج خانہ کعبہ کا پورا پورا احترام کیا جائے گا" اسی دوران میں آپ کے سامنے وہ لوگ بھی پیش ہوئے جو تمام دشمنوں کے سرغنا تھے آپ نے ان کی طرف بھی کسی کو انگلی تک نہ اٹھانے دی بلکہ ان کو بھی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

ایک اور مثال

ابو سفیان جو ہر طرح آپ کو ستانے میں تمام مخالفوں سے پیش پیش رہتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف اکثر لڑائیاں انہی کی سازشوں کا نتیجہ تھیں وہی ابو سفیان جنکے حملہ سے اُحد کے موقع پر ان کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا وہی ابو سفیان جو جنگ احد میں آپکی شہادت کی غلط خبر سن کر خوشی کے نعرے مارتے ہوئے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے اس موقع پر جب سرکار مدینہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور بے بسی اور بیکسی کی حالت میں رحم و کرم کی درخواست پیش کی تو آپ نے نہایت فراخ حوصلگی سے ان کا استقبال کیا اور تمام سیاہ کاریوں اور زیادتیوں کو صرف غلط کی طرح دل سے مٹا دیا اور صرف یہی نہیں کہ انھیں معاف کیا بلکہ ان کے گھر کو امن کی جگہ بنا کر انکا نہایت اعزاز کیا اور ان کو غلامی کا شرف دیکر خاص دلوں میں شمار کیا۔

وحشی جنہوں نے آپکے اس شفیق چچا کو قتل کیا جو محض چچا ہی نہیں تھے بلکہ دودھ شریک بھائی بھی تھے جو اعلان اسلام سے پہلے آپ پر فریفتہ اور شیدا رہے اور اسلام کا اعلان ہو جانے کے بعد بھی آپکی حفاظت میں سینہ سپر رہے اور قتل بھی کس ظالمانہ طریقہ سے کہ آج ہی اسکے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوتے جاتے ہیں۔ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رحم و کرم کی درخواست کی تو وہ بھی منظور کر لی گئی اور انکی بھی جان محفوظ فرما دی۔ سرزمین آپکے وہ مخالف جنکا کہیں ٹھکانا نہ رہا خطا ترین دشمن حاضر خدمت ہوتے رہے اور آپ کی آغوش کرم میں پناہ لیتے رہے اور یہی کہتے ہیں

نہ کہیں جہاں میں پناہ ملی
جو پناہ ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو
تیرے عفو بندہ نواز میں

شیخ الاسلام کے نام

"مکہ معظمہ سے حضرت مولینا عبید اللہ سندھی کا خط"

بجنور ۱۷ دسمبر۔ آج جبکہ شیخ الاسلام حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی ضلع پولیٹکل کانفرنس کے موقع پر بجنور میونسپل بورڈ کی عمارت پر سہ رنگا جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے تو موصوف نے مجھے شرف نیاز بخشے ہوئے میری طلب پر مشہور جلا وطن انقلابی رہنما حضرت عبید اللہ سندھی مقیم مکہ مکرمہ کا وہ خط مرحمت فرمایا جو ۲۰ نومبر کو دیوبند پہونچا اور یہ کہ وہ موصوف کی واپسی سلہٹ (آسام) پر ملاحظہ سے گذارا گیا تھا۔ ہے قارئین کی آگاہی و دلچسپی کی غرض سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— نورشید عالم نجمی فاضل دیوبند

"بخدمت شریف۔ حضرت مولانا المحترم مد ظلہ سلام مسنون۔ یکم نومبر کو سندھ گورنمنٹ کے سکرٹری کا خط ملا کہ انڈین گورنمنٹ کو میری واپسی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پاسپورٹ کے لئے قونصل جدہ کے پاس درخواست بھیجدی ہے غالباً شوال کے پہلے ہفتہ میں پاسپورٹ مل جائے گا اگر خدا کو منظور ہے تو جلدی وطن پہونچنے کی کوشش کروں گا لوگ پوچھتے ہیں تو کہتا ہوں۔ حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ کے امر سے ہند چھوڑا تھا لہذا اب مولانا حسین احمد دارالعلوم دیوبند میں جلسہ کرکے میری واپسی کا فیصلہ کراتے ہیں اس لئے جاتا ہوں والسلام

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ ... عبید اللہ"

یوم پنجشنبہ ۷ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ ہجری

موت العالِم موت العالَم

امام العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کا وصال

آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں صف ماتم بچھی ہوگی کہ دنیا کے سب سے بڑے محدث و مفسر نے جن کے علم و فضل کو دیکھ کر علمائے متقدمین اور ائمہ صالحین کی یاد تازہ ہوتی تھی اور جن کی زندگی علوم و معارف کا ایک بہتا ہوا دریا تھی جس سے ہزاروں لاکھوں انسان مستفید ہو چکے تھے اور ہو رہے تھے اور جن کے زہد و تقویٰ میں قرون اولیٰ کی شان نظر آتی تھی دنیائے اسلام کو انتہائی رنج و اندوہ میں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۹ مئی کو تقریباً ایک بجے دوپہر کے وقت مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا یہ تار خرمن ہوش و حواس پر بجلی بنکر گرا کہ گزشتہ شب حضرت علامہ زماں امام دوراں، فقیہ کامل، مفسر بےمثل، محدث لاثانی، مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کا وصال ہوگیا۔ اگرچہ علامہ مرحوم کی علالت کے متعلق ایک عرصہ سے متوحش خبریں موصول ہو رہی تھیں مگر ہم اس انتہائی خبر کو سننے کیلئے ہرگز تیار نہ تھے جو اچانک وہ دفعتہً ہمارے سامنے آگئی اور جس نے تمام عمدۃ المجتبیٰ کو حزن و ملال کے سمندر میں غرق کر دیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اسقدر جامع و اکمل تھی کہ اخبارات کی گنجائشیں تو کجا ایک کتب خانہ بھی ان صفات کا مشکل سے احاطہ کر سکتا ہے جو قدرت نے اس ذات میں ودیعت کی تھیں۔ تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ جب بڑے بڑے جید علماء ان کے سامنے بیٹھکر کسی علمی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں، حافظہ کی یہ کیفیت تھی کہ بیشمار کتابوں کے حوالے بلا تکلف دیتے چلے جاتے تھے۔ احادیث کا تمام ذخیرہ اور انکی صحت و عدم صحت کے متعلق طویل بحثیں، اور رواۃ کے مدارج و مراتب اسطرح محفوظ تھے کہ طلباء سے حدیث اکثر آپکی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مکمل لائبریری کا کام لیتے اور ان سوالات کا جواب منٹوں میں دے دیتے جنکی تحقیق و جستجو اور ریسرچ کیلئے ایک پوری عمر درکار ہوتی ہے۔ پھر ہر چیز اپ میں اسقدر جامعیت ہوتی تھی کہ اس موضوع پر کسی کتاب کو خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔

مرحوم کا یہ تبحر اور یہ حافظہ صرف علم حدیث تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مرحوم کو یہی کمال حاصل تھا کبھی فن کی کوئی کتاب ملی اور شروع سے آخر تک ایک بار اس کا مطالعہ کر لیا۔ اور جب کبھی سالہا سال کے بعد اس فن کے متعلق کوئی بحث چھڑی تو اس کتاب کے مندرجات کو اسطرح حوالوں کیساتھ بیان فرما دیا کہ سننے والا ششدر و حیران رہ گئے۔ مشہور و معروف کتب خانوں کے اکثر مخطوطات نظر سے گزر چکے تھے اور اسطرح محفوظ تھے کہ گویا آج پڑھ رہے ہیں۔ علوم دینیہ پر اس وسیع مطالعہ کے ساتھ ساتھ نظر نہایت گہری تھی مشکل سے مشکل نکات کو مختصر سے مختصر الفاظ میں بیان کر دیتے تھے اور سننے والے کی تشفی ہو جاتی تھی۔

مرحوم سیاسیات میں ہمیشہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی پیروی فرماتے رہے۔ موجودہ حکومت کے سخت ترین مخالف تھے اور مسلمانان ہند میں صحیح اسلامی زندگی پیدا کرنا ہی علماء کا فرض اولین سمجھتے تھے جب کہ جمعیۃ علمائے ہند قائم ہوئی اسکی مجلس عاملہ کے رکن رکین تھے اور تمام ملکی تحریکات میں اس جماعت کیساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے جو آزادی ہند کے مطالبہ میں سب سے آگے ہوتی تھی ۱۹۲۷ء میں جمعیۃ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ پشاور کی صدارت فرمائی اور سیاسیات حاضرہ پر اسقدر جامع و مانع خطبہ ارشاد فرمایا کہ سننے والے متحیر رہ گئے ۱۹۳۰ء میں جب سول نافرمانی کے آغاز سے قبل قانون نمک کی خلاف ورزی کا تذکرہ آیا تو حضرت مرحوم نے سنتے ہی فرمایا کہ ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ اور اس حدیث کا حوالہ دیا جس میں پانی اور نمک پر محصول لگانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر مسلمان کو اتنی توفیق ہو کہ وہ دینی تعلیمات پر عمل کریں تو یہ اسلام کا قصور نہیں ہے خود انہی کا قصور ہے۔ اسی طرح جب کوئی اہم مسئلہ پیش آتا مرحوم اسلام کی جامعیت کا ثبوت چند الفاظ میں دیدیتے ۱۹۳۲ء میں جب ہندوستان کی آزادی کے متعلق علماء و زعماء کا ایک متفقہ بیان شائع ہوا تو حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط اس پر سب سے پہلے موجود تھے۔

ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ علم اور عمل دونوں کے اعتبار سے آج جو جگہ خالی ہوئی ہے اسکو پر کرنے والا کوئی عرب میں موجود ہے اور نہ عجم میں [illegible] مسلمہ اس حادثہ جانکاہ پر جتنا بھی ماتم کرے کم ہے۔ حضرت کا اسوقت ہمیں کوئی مستقل [illegible] نظر نہیں آتی بلکہ ہم مستقبل میں بھی جہاں تک دیکھتے ہیں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام العلماء شیخ الحدیث مولانا [illegible] انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے جو موجودہ عہد کو قرون اولیٰ سے وابستہ کرتا تھا۔

شیعہ سنا... ہی کے سامنے انسان مجبور محض ہے ہم تو کیا آج تمام دنیا کے جاہل و عالم مسلمان سوائے اسکے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ حضرت مرحوم کی روح پاک کو اعلیٰ علیین میں مقام مرحمت فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

مباحثِ امروز

شرکت کانگریس اور شریعت غراء

مسائل حاضرہ سے متعلق اہم سوالات، اور علمائے شاہی مراد آباد کی بصیرت افروز فتاوی

(۲)

... کی زندگی کے چار دور اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی شہادت

سیرت اور احادیث کے تمام واقعات درج کئے جاویں تو سینکڑوں صفحات بھی ناکافی ہوں ہم سر دست حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے فقرے نقل کر دیتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان کے لئے تمام ہوں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ثم امر بالدعوۃ فاشتغل ... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا ... [illegible]

آپ نے زمد کے ساتھ عہد و پیمان کرکے کہ مسلم میں تشریف لائے

چوتھا دور

ثم قال ثم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستمد من احیاء العرب — حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب سے مدد حاصل کرتے تھے۔

ثم قال ثم عاھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھود ... — پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے معاہدہ کیا اور ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

ثم قال ... فی الھجرۃ ... — پھر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو رغبت دیتے تھے کہ وہ اپنے وطن چھوڑ کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں کیونکہ ان کے وطن ان دنوں دار الحرب تھے۔ جہاں قانون اسلام کے جاری کرنے پر وہ قادر نہیں تھے۔

... بعضھم ببعض بالمواخاۃ ... — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت ... [illegible]

[illegible]

تیسرا دور

[illegible]

طبقات ابن سعد کی شہادت

[illegible]

۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء

علم و نظر

شرکت کانگریس اور شریعت غراء

مسائل حاضرہ سے متعلق اہم سوالات اور علمائے شاہی مراد آباد کے بصیرت افروز فتاوی

اسوہ رسول کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے عمل کی راہ !!

سیرۃ رسول کے متعلق یہ تمام واقعات جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ابن سعد کی شہادت کے ساتھ وارد اور عہدوں کی تعیین کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس قدر معروف اور مشہور رہیں کہ ان کا انکار گویا آفتاب نیمروز کا انکار ہے۔

ایک علمی نکتہ

سوال یہ ہے کہ اس قسم کے احکام آج بھی شریعت غراء میں موجود ہیں یا سب کے سب منسوخ ہو گئے۔

چونکہ کمزوری ہمیشہ حالات اور مقتضیات کے بموجب ہوتا ہے تو اگر کسی ملک اور شہر کے حالات کمزور جیسے ہوں تو کھلی ہوئی چیز ہے کہ کمزوری جیسے احکام وہاں جاری ہوں گے یہ ایک ایسا واضح اور جلی قیاس ہے کہ جس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ظاہر ہے کہ سفر کے احکام اور ہوتے ہیں حضر کے احکام اور، پانی پر قدرت کی صورت میں اور احکام ہوتے ہیں اور قدرت کے نہ ہونے کی شکل میں دوسرے احکام ہوتے ہیں جملہ احکام قرآن، حدیث اور کتب فقہ میں موجود ہیں اسی صورت سے دار الحرب کے احکام اور ہوں گے اور دار الاسلام کے احکام اور۔

چنانچہ جب سوال میں ہندو کے بجائے انگریز کو رکھ لیا جاتا ہے اور یہی سوالات اسی نوعیت سے کئے جاتے ہیں تو جواب وہی دیا جاتا ہے جو دوسرے شخص کا جواب ہندو کے مقابلہ میں ہونا چاہیے۔

اسوہ رسول کی غیر فانی حیثیت

بایں ہمہ ذیل کی عبارت اصول تفسیر کی مشہور اور مستند کتاب "اتقان فی علوم القرآن" سے نقل کر کے پیش کی جاتی ہے۔

جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مدنی زندگی کے یہ تمام واقعات و احکام جن کا تعلق دار الحرب سے ہے وہ منسوخ نہیں ہوئے۔

الثالث ما امر به لسبب ثم يزول السبب كالامر حين الضعف والقلة بالصبر والصفح	نسخ کی تیسری قسم وہ احکام ہیں جو خاص اسباب اور وجوہات کی بنا پر تھے پھر وہ اسباب زائل ہو گئے جیسے کمزوری اور قلت کے وقت صبر اور درگذر کا حکم تھا۔
ثم نسخ بايجاب القتال وهذا في الحقيقة ليس نسخا بل هو من قبيل المنسأ كما قال الله تعالى او ننسأها فالمنسأ هو الامر بالقتال الى ان يقوى المسلمون وفي حال الضعف يكون الحكم وجوب الصبر على الاذى	پھر قتال کے وجوب سے یہ حکم منسوخ کر دیا گیا مگر در حقیقت یہ نسخ نہیں ہے اس کو اصطلاحاً منسأ کہا جاتا ہے یعنی وہ احکام جو مؤخر یا ملتوی کر دیئے گئے ہوں چنانچہ قرآن پاک میں اس قسم کے متعلق تذکرہ موجود ہے (او ننسأها) پس مسلمانوں میں قوت حاصل ہونے تک جدال و قتال کا حکم ملتوی مانا جائیگا۔ اور کمزوری کی حالت میں تکلیف اور مخالفین کی اذیت پر صبر کرنا ہی واجب ہوگا۔ (اتقان صفحہ ۳۱۱)

(اتقان، صفحہ ۳۱۱)

الحاصل۔ حالات مذکورہ سوال نمبر ا کے پیش آنے کے وقت مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ رسول اکرم کی مکی زندگی کے واقعات سے سبق حاصل کریں اور ترقی مسلم کے اہم نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے ملکی اور ملی مصالح کے بموجب اشتراک عمل یا ترک موالات کے اصول پر کاربند ہوں۔

سوال نمبر ۲

مذکورہ بالا ملک میں کوئی ایسی جماعت ہو جو اپنا نصب العین اس ملک کو غلامی سے نجات دلانا بتلاتی ہو۔ اور عمل کا یہ حال ہو کہ حکومت مسلط کے ساتھ ترک تعاون میں شریک ہو بلکہ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر مذکورہ جماعت کے ذمہ دار افراد جماعت کی اجازت سے فائز ہوں اور پھر یہ کہ ۹۰ فی صدی کفار اس کے ممبر ہوں اور کسی امر کے فیصلہ کے لئے رائے شماری کا اصول ہو تو کیا صرف اس بنا پر کہ یہ جماعت اپنا نصب العین مکمل آزادی ظاہر کرتی ہے، مسلمان اس کے ساتھ شریک ہو جائیں اور اپنے مذہبی اور ملکی مفاد و حقوق کا نگہبان اس جماعت کو تسلیم کریں۔

اظہار حسن ہاشمی
قصبہ [illegible]

جواب ۲

سوال نمبر ۲ کے چند جز ہیں۔ پہلا حصہ اس جماعت کی حقیقت اور حالات سائل کے خیال کے بموجب۔

دوسرا حصہ۔ کیا اس کی شرکت جائز ہے۔

تیسرا حصہ۔ کیا ایسی جماعت کو ملکی اور مذہبی مفاد اور حقوق کا نگہبان بنایا جا سکتا ہے۔

اس جماعت کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے سائل صاحب نے حکومت مسلط کے ساتھ تعاون کو آزادی کامل کے نصب العین کے منافی قرار دیا ہے مگر منافات کی وجہ نہیں بیان فرمائی۔

نصب العین کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ فی الحال حاصل ہو، ہر ایک [illegible] نصب العین [illegible] ہوتا ہے مقدمہ باز کا نصب العین کامیابی ہوتا ہے جنگجو کا نصب العین فتح اور نصرت ہوتا ہے مگر نصب العین کے حصول کے پہلے بہت کچھ مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں۔ [illegible]

نصب العین کے اختلاف کا آل

بہرحال نصب العین کا جب فی الحال وقوع پذیر اور موجود ہونا ضروری نہیں تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ایسی جماعت کا حکومت مسلط سے موجودہ تعاون آیا اس بنا پر ہے کہ نصب العین بدل دیا۔ یا اس بنا پر ہے کہ نصب العین کے لئے مقرر کردہ لائحہ عمل (پروگرام) کا ایک جزء یہی ہے مگر چونکہ اس جماعت کو اب سے ڈیڑھ سال پیشتر جب کہ وہ حکومت سے بائیکاٹ کئے ہوئے تھی تب بھی اسی نظر سے دیکھا جاتا تھا حالانکہ نصب العین یہی تھا۔ لہذا اولاً یہ سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ثانیاً اس جماعت کا دعوی یہ ہے کہ یہ تعاون اپنا نصب العین حاصل کرنے کے لئے ایک وقتی تدبیر ہے جو اسلامی قانون کے لحاظ سے الحرب خدعۃ (جنگ پالیسی کا نام ہے) کے تحت میں آ سکتی ہے۔

بہرحال موجودہ تعاون کو جب کہ ابطال دعوی کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا تو اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ جس جماعت میں ۹۰ فیصدی غیر مسلم ہوں اور تصفیہ معاملات کثرت آراء سے ہوتا ہو تو اس جماعت میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ اور آیا اس کو اپنے مذہبی اور ملکی حقوق کا نگران بنایا جا سکتا ہے یا نہیں تو ہم یہ عرض ہے کہ جہاں تک مذہبی حقوق اور مفاد کی حفاظت کا تعلق ہے اس کی نگرانی خالصتاً فریضہ مسلم ہی ہے غیر مسلم جب خود احکام اسلام کا منکر ہے تو اس پر احکام اسلام کی حفاظت ڈالنا سراسر غلطی ہے۔ اگر ان احکام کا احترام اس کے دل میں ہوتا تو وہ مسلمان ہی نہ ہو جاتا۔

اسی بنا پر اگر کوئی جماعت خالص اسلامی حقوق اور مفاد کی نگرانی کا ...... کسی غیر مسلم جماعت کو یا ایسی جماعت کو جس کو مسلم جماعت نہ کہا جا سکتا ہو ذمہ گردان کر اس میں شرکت کی دعوت دے یا غیر مسلم جماعت میں شرکت کے لئے خالص اسلامی حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری کو شرط قرار دے (جیسا کہ مسلم لیگ کانگریس سے مطالبہ کر رہی ہے) تو ہمارے خیال میں سراسر دھوکہ اور غلط کاری ہوگا۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ دولت کے تحفظ کی توقع ان سے کی جا رہی ہے جو اپنے عقیدہ میں رہزن ہیں۔ بہرحال مذہبی حقوق کا تحفظ تو خالصتاً فریضہ مسلم ہے اور اس کے لئے اس کو ہر مناسب تدبیر کرنی چاہیے۔

باقی رہا ملکی مفاد مثلاً اپنے ملک کی مصنوعات کو غیر ملک کی مصنوعات پر ترجیح دینا۔ تاکہ باشندگان ملک کی بیروزگاری دور ہو، فاقہ ٹوٹے۔ یا زراعت کے سلسلہ میں ایسی صورتیں سوچنا کہ زراعت پیشہ اصحاب کو سہولت ہو تو ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملات میں مذہب کا سوال نہیں آتا بلکہ اس کا تعلق اس کاروبار سے ہوتا ہے جو بھی اس کاروبار کو کرتا ہوگا اس کو فائدہ ہوگا خواہ مسلمان ہو یا ہندو۔

مثلاً اگر غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کر کے ملکی کپڑے کا استعمال ہو تو ملک کے پارچہ بافوں کا فائدہ ہوگا جو خوش قسمتی سے زیادہ تر مسلمان ہیں اگر غیر ملکی ظروف کا بائیکاٹ کر کے ملک کے بنے ہوئے ظروف کا استعمال کیا جائے تو ظاہر ہے کہ اہل ملک کا فائدہ ہوگا۔ جو مراد آباد میں اکثریت کے ساتھ بلکہ کلیۃً مسلمان ہی ہیں۔

یہاں مقابلہ مذہب کے لحاظ سے نہیں بلکہ طبقات اور اقتصادی جماعتوں کے لحاظ سے ہے جن میں ہندو مسلمان، دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقالہ "آنے والے انقلاب کی تصویر"۔

اس صورت میں اشتراک عمل کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب کہ عام مسلمانان ہند خواہ لیگی ہوں یا غیر لیگی عالم ہوں یا غیر عالم، دیندار ہوں یا دنیادار اس قسم کے معاملات میں ہندو مسلم اشتراک کو جائز بلکہ ضروری سمجھتے چلے آتے ہیں بلکہ اشتراک ہی میں مفادات کا تحفظ یقین کرتے رہے ہیں مثلاً سرکاری ملازمتوں، کونسلوں، اسمبلیوں، میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ، ٹاؤن ایریا، ایجوکیشنل، اسکول، تجارتی انجمن، مزدوروں کی یونین، وکلاء کے ایسوسی ایشن، صنعت و حرفت کی انجمنیں، زمینداروں کی انجمنیں وغیرہ وغیرہ سینکڑوں چیزیں ہیں جن میں آئے دن مسلمان ہندوؤں کے ساتھ شریک

فریادِ مسلم

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

خشک عرب کی ریگ سے لہرا اٹھی نیاز کی
قلزمِ نازِ حسن میں اف ری تری شناوری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہرِ خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری

اے کہ ترے دماغ پر جنبشِ پرتوِ صفا
اے کہ ترے ضمیر میں کاوشِ نورگستری

چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے رونقیں
ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری

تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزاف کفر کے
تیرے نفس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری

حسن سے تیرے منضبط پست و بلندِ کائنات
ساز سے تیرے منتظم گردشِ چرخِ چنبری

چینِ ستم سے بے خبر تیری جبینِ مہوشی
ذکرِ جفا سے پاک و صاف تیری حدیثِ دلبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہِ قیصری

راہزنوں پہ کی نظر شکلِ خضر بنا دیا
سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغِ رہبری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری

شوخیاں تیرے ناز کی جنبشِ کاکلِ حسینؑ
نشہ ترے نیاز کا گردشِ چشمِ جعفری

شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا
شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدری

زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالِ خوشنوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذری

آئینہ تیرے خلق کا طبعِ حسن کی سادگی
جذبہ ترے عروج کا آلِ عبا کی برتری

تیرا لباسِ فاخرہ کہنہ ردائے فاطمہ
تیری غذائے بے بہا نانِ شعیرِ حیدریؓ

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری!

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں
آنکھوں میں اشکِ بیکسی دل میں غمِ بےسری

آج ہوائے ظلم سے انکے سروں پہ خاک ہے
رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری

تیرے فقیر اور دیں کو جبرِ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری!!

دونوں جہاں کے بادشاہ بخاک بسر ہیں آج وہ
گرد تھا جن کے روبرو دبدبۂ سکندری

طرفِ کلہ میں جن کی تھے لعل و گہر ٹکے ہوئے
حیف کہ ان سروں میں ہے دردِ شکستہ خاطری

جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں
اب نہ وہ رزمِ غزنوی اب نہ وہ بزمِ اکبری

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نگر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری

امتِ خستہ حال کو رخصتِ ترک و تاز دے
نعمتِ دار و گیر بخش دولتِ سوز و ساز دے

جوش

صبح صادق

(از ہلال احمد زبیری، مدیر معاون الجمعیۃ)

نمایاں تھی جہاں میں ہر طرف باطل کی تاریکی
اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ ہستی وقفِ ظلمت تھی

چھپا تھا مطلعِ انوارِ حق کالی گھٹاؤں میں
ضلالت تھی، شقاوت تھی، رعونت تھی، جہالت تھی

رہا تھا فرق کچھ باقی نہ انساں اور بہائم میں
نہ اپنوں میں محبت تھی، نہ غیروں میں مروت تھی

یہاں تک اجتماعی زندگی کا نظم بگڑا تھا
فساد اک مشغلہ تھا امن سے دُنیا کو نفرت تھی

سمجھتے تھے کہ لڑنا مقصدِ تکوینِ عالم ہے
لڑائی تھی سیاست، لڑ کے مرنا عین حکمت تھی

خدا کا گھر صنم خانہ بنا تھا بت پرستوں کا
تمام عالم پہ کفر و شرک و بدعت کی حکومت تھی

مکمل کر چکی تھی رات کی تاریکیاں فطرت
زمانہ منتظر تھا صبحِ صادق کی ضرورت تھی

یکایک بحرِ ہستی میں تلاطم ہو گیا پیدا
ہوئے ختم الرسل شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ پیدا

شہنشاہِ دو عالم نے جہاں میں جب قدم رکھا
حکومت ہو گئی زیر و زبر کسریٰ و قیصر کی

ہمیشہ کے لئے جمعیتِ کفر ہو گئی برہم
اٹھی فاراں کی چوٹی سے صدا اللہ اکبر کی

ملایا خاک میں سارا تکبر بادشاہوں کا
غلاموں سے کرائی بادشاہی ہفت کشور کی

بدل دی اس کی ساری زندگی جس پر نظر ڈالی
نہ بھولا پھر وہ کیفیت نگاہِ روح پرور کی

عرب کی قوم جس کی قوتیں صرفِ جہالت تھیں
مبلغ بن گئی سارے جہاں میں دینِ اطہر کی

سُنایا امن کا پیغام، ہر ظالم سے لڑ بیٹھے
بہا کر خون اپنا کند کر دی دھار خنجر کی

جو تھا کفار کا موضع بنا اسلام کا مرکز
خصوصیت نمایاں ہو گئی اللہ کے گھر کی

پریشاں کر رہا تھا جور و استبداد دنیا کو
مرے آقا نے آ کر کر دیا آزاد دنیا کو

مرثیۂ زعیم الہند الکبیر المرحوم مسیح الملک محمد اجمل خان طاب ثراہ

(من حضرۃ الفاضل الاستاذ العلامۃ مفتی محمد کفایت اللہ رئیس جمعیۃ علماء الہند)

إذا ما اللہ ربّ العالمینا — قضیٰ من محقّ ان یکونا
جب کہ خدائے رب العالمین — کسی امر کا فیصلہ فرمائے تو وہ ضرور ہو کر رہیگا

أتت برقیۃ من رام فور — تشن الغارۃ اللذ ہما فینا
رام پور سے ایک برقی خبر آئی — جس نے ہمارے ہوش و حواس کو غارت کردیا

وقالت فی خمیس من دسمبر — فخرّوا کالسکاری مدھشینا
ہیبتناک خبر دسمبر میں پنجشنبہ کے روز — مصیبت اظہر ہوئی جس سے لوگ مست اور مدہوش ہوگئے

صباح التسع والعشرین یوما — ابادت انفسا غالت ثبینا
۲۹ تاریخ صبح کا وقت تھا کہ اس خبر نے — بہت اشخاص کو ہلاک و بہت سی عمرتوں کو تباہ کردیا

لسبع قبلہا عشرون عاما — لتسع بعد عشرٍ من مئینا
سال تائیسواں تھا جس کے ساتھ — انیس سو صدیاں بھی شامل ہیں

نعی ھذا مائنس حامد علیخان — خلیلا صادقا واخا امینا
ہزہائنس حامد علیخاں فرمانروائے رامپور نے — اپنے سچے دوست اور معتمد علیہ بھائی کی خبر وفات دی

نعی من کان کنز المزایا — طبیبا حاذقا حکما رزینا
ایسے شخص کی خبر وفات دی جو خوبیوں کا گنجینہ — طبیب حاذق صاحب تجربہ مستحکم رائے رکھنے والا تھا

مسیح الملک محمودا مجیدا — خلیقا للقیادۃ کان فینا
کون ایسے الملک محمود مجید صاحب شرف — جو قوم کی قیادت کا تنہا مستحق تھا

رئیس القادۃ الاشراف اجمل — محب القوم محبوبا ثمینا
قائدین قوم کا سردار حکیم حافظ محمد اجمل خاں — قوم سے محبت کرنیوالا مستحق محبت محبوب

فکان الرزء رزء القوم طرا — وجلّ الرزء رزء المسلمینا
اس کی وفات کی مصیبت تمام قوم کی مصیبت ہے — مسلمانوں کے لیے تو بہت بڑی مصیبت ہوگئی

کان قیامۃ قامت علینا — بفقدک یا تراث الاکرمینا
اے بقیۂ اسلاف کرام۔ تیری وفات سے — ہمارے اوپر تو گویا قیامت ہی ٹوٹ پڑی

فلا ندری انبکی ذا حجاک — رزین الرای او رایا رزینا
ہماری عقل حیران ہے کہ ہم ایک صاحب الرائے — متین کا ماتم کریں یا خود رائے صائب کو ہی روئیں

ولا ندری انبکی ذا علوم — ودین او علوما ثم دینا
سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک صاحب علوم — اور دیندار کو روئیں یا خود علوم و دین کا ماتم کریں

فصیحا او بلیغا او ادیبا — کریما او جوادا او امینا
ایک فصیح کا ماتم کریں یا بلیغ کا یا ادیب کا — صاحب کرم کا یا سخی کا یا صاحب امانت کا

رحیما او شفیقا او عطوفا — خصیبا ثم معطاء متینا
ایک رحمدل کا یا شفیق کا یا بے حد مہربان کا — فراخی بخشنے والے کا یا ایک مستقل مزاج محسن کا

کان اللہ لم یخلقہ الا — لیخدم خلقہ عطفا ولینا
گویا اسکو تو خدانے اسی لیے پیدا کیا تھا — کہ وہ نرمی اور مہربانی سے خلق اللہ کی خدمت کرے

ملاذا او معاذا او ثمالا — لمحتاج او مغیثا او معینا
غریبوں کے واسطے پناہ کا ماتم کریں یا ملجأ و ماویٰ کا — فریاد سننے والے کا یا فریادرس کا یا معین و مددگار کا

خطیبا مصقعا یاتی بسحر — تری لکلامہ نورا مبینا
ایک قادر الکلام خطیب کا جو جادو بیان تھا — آپ دیکھتے کہ اسکے کلام میں ایک نور ہوتا تھا

کان اللہ لم یخلقہ الا — لیہدی خلقہ ھدیا متینا
گویا حق تعالے نے اسکو صرف اسلیے پیدا کیا تھا — کہ وہ اسکی مخلوق کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے

نشا ورعا وعزع فی تقاۃ — وخوف من الٰہ العالمینا
صلاحیت میں ہوش سنبھالا اور پرہیزگاری — اور خشیۂ خدا و تمدی میں ہی جوان ہوا

کان اللہ لم یخلقہ الا — لینصر دینہ نصرا مبینا
گویا خدانے برتر نے اسکو اس لیے پیدا کیا تھا — کہ خدا کے دین کی کھلی ہوئی اعانت کرے

وکان اذا تروّی فی عویص — وجلاہ تجلّی مستبینا
جب کبھی کسی مشکل مسئلہ میں ذرا غور کرتے — اور اسے روشنی میں لاتے تو وہ صاف روشن ہوکر سامنے آجاتا

وکان اذا توجہ بابتسام — تخیم فی صدور الکاشحینا
اور جب مسکراتے ہوئے متوجہ ہوجاتے — تو دشمنوں کے سینہ میں بھی گھر کر لیتے

وکان اذا تکلم بابتسام — تمتعہ قلوب مخاطبینا
اور جب لبخند و مسرت سے کچھ باتیں کرتے — تو مخاطبوں کے دل ہمہ تن گوش بن جاتے

سلبنا الیوم یا اجمل عزاء — فانک کنت ماوی المحزونینا
اے اجمل، ہمارا صبر و قرار چھن گیا — کیونکہ بے قراروں کے ملجا و ماوا تو تم تھے

ویا سکن القلوب الیک کنا — نثوب اذا جزعنا وابتلینا
اور اے قلوب شکستہ کی تسکین۔ ہمیں جب کوئی — بیقراری یا مصیبت ہوتی تھی تو تمہارے پاس دوڑتے تھے

انام اللہ عینک یا خلیلی — ونمت بخیر نوم الراقدینا
اے میرے خلیل خدا تمہیں خواب راحت سلائے — اور سونے والوں کی بہترین نیند تم سوتے رہو

ولکنا اصمال العیش منا — بموتک یا ثمال الملتجینا
ہاں مگر آپ کی وفات کے بعد — ہماری زندگی اجیرن ہوگئی

اذا مات المسیح فاین نبغی — شفاء من سقام یعترینا
جبکہ مسیح ہی وفات پاجائے — توہم اپنی بیماریوں کی شفا کہاں تلاش کریں

رضیت جوار ربک فی جنان — وعدنا بالنحیب ھم رثینا
آپنے تو جنت میں جوار مولے پسند کرلیا — اور ہم اپنے سردار کو کھوکر روتے رہ گئے

فلیس الشغل بعد الیوم الا
تو اب ہمارے لیے آج کے سوائے رونے

بکاء او رثاء او حنینا
مرثیہ کرنے اور اشتیاق زیارت کے اورکیا کام ہوسکتا ہے

ملک الرئیس بیان میں لفظ محمود اور مجید مسیح الملک کے اوصاف ہیں یعنی ستودہ صفات اور صاحب شرف مگر ان کو معانے کر محمود خاں آپکے والد ماجد اور عبد المجید خاں آپکے بھائی کے نام تضمن ہو دونوں کی ترتیب نہایت مناسب اور خوبی کیا

نعت رسول

ذیجو تکر حضرت قدوۃ العارفین جمع کمالات زبدۃ المحدثین حضرت مولانا مولوی سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری مدظلہم

دوش چوں از بینوائی بے نوائی شدم
عہد ماضی یاد کردہ سوئے مستقبل شدم
از سفر وا ماندہ آخر طالب منزل شدم
گز تکاپو سو بسو شام غریباں در رسید
دشت و گلگشت و بہارستان و خارستان ہم
فارہم ہمدم نفس اندر نفس زاد رہم
پیش و پس بانگ جرس انگاداں در سرہم
دیدہ عبرت کشودم مطلعے نا پدید
تا سر فرش غیب از الطاف قدیم یاد کرد
رحمت حق ہیچو من درماندہ را امداد کرد
نامہ خیر الوریٰ بہر نجات ارشاد کرد
مقصد ہر طالب حق آں مراد ہر مرید
قبلۂ ارض و سما مرآت نور کبریا
سید و صدر علی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
شافع روز جزا و آنکہ خطیب انبیاء
صاحب حوض و لواء ظل خدا روز عتید
صاحب خلق عظیم و مظہر جود عمیم
در حمت کتابی او رؤف است و رحیم
رحمۃ للعالمین خوانده اش خداوند کریم
خلق و خُلق و قول و فعل ہدی و سمت او حمید
دست او بیضا ضیاء او جو نزار باد صبا
جند او ہمت عطاء ابر سخا آب بقا
وقف ابر عالمے بر ضحک آں رحمت بقا
عام اشہب از جمال طلعتش عید سعید
داغ مہر او چراغ سینۂ اہل کمال
شور عشقش در سر عمار و سلمان و بلال
ثبت بر پائے وے نعمان و مالک بے خیال
والہ آثار وے معروف و شبلی بایزید
از حدیث وے سمر و رحیلہ اہل اثر
مسلم و شبلی بخاری و قفہ بر وصل سیر
سنت بیضاء وے نور دل ہر بایصر
افتقار اسوۂ اقدام وے تقلید جید
سید عالم رسول و عبد رب عالمین
آں زماں بودہ نبی کآدم بد اندر ماء و طین
صادق و مصدق وحی و غیب و مامون امین
در ہر آں چیزے کہ آورد ست از وعد و وعید
منبر او سدرہ و معراج او سبع قباب
در مقام قرب حق بر مقدم او فتح باب

کاندر ایجا نور حق بود و نبدیگر حجاب
دیدہ تقلید آنچہ چیزے کس نشنید و ندید
بہر حالش رفع ذکر و شرح صدرش شرح صدر
او امام انبیاء صاحب شفاعت روز حشر
ہمگناں زیر لوائش یوم عرض و بعث و نشر
سید مخلوق و عبد خاص خلاق مجید
احیر و خیر الوریٰ خیر الرسل خیر العباد
قدوۂ اہل ہدایت اسوۂ اہل رشاد
نفحہ از بہت او خلق راز زاد و معاد
عالم اندر نفحات الفاس کریمش مستفید
انتخاب دفتر تکوین عالم ذات او
برترا ز آیات جملہ انبیاء آیات او
مشرق صبح وجود ما سوا مشکوٰۃ او
مستنیر از طلعت او ہر قریب و ہر بعید
دین او دین خدا ملتقین او اصل ہدیٰ
نطق او وحی سما خفا بخوم اہتدا
صاحب اسرار و ناموس اکبر بر ملا
علم او از اولین و آخرین اندر مزید
مولدش ام القریٰ ملکش شام آمد قریب
خاک راہ طیبہ از آثار وے بہتر ز طیب
شرق و غرب انتشر دین منتظابش منتطیب
انکش خیر الامم بر امتاں بودہ شہید
خاص کوثر حق یا بجاز کتاب مستطاب
حجت فرقان مظہر محکم و فصل خطاب
نجم نجمش در براعت ہست برتر آفتاب
حرف حرفاہ و شفاعت ہدی بہر رشید
الغرض از جملہ عالم مصطفیٰ و مرتضیٰ
خاتم دور نبوت تا قیامت بے مرا
افضل و اکمل ز جملہ انبیاء نزد خدا
نعت اوصاف کمال او فزوں تر از عدید
تا صبا گلگشت گیہاں کردہ بیباشد مدام
بوئے گل بر روش وے کرد و جہاں صبح و شام
باد برو ے از خدائے و درود و ہم سلام
نیز بر اصحاب و آل و جملہ اخیار عبید
وز جناب وے رضا بر خفران مستہام
خاصہ آں احقر کہ افقر ہست از جملہ انام
مستغیث ست الغیاث اے سرور عالی مقام
در صلہ از بارگاہت در نشید ایں قصید

28-08-1933

سرحد کے آزاد قبائل پر بمباری

حکومت افغانستان کا اسلامی فرض

قونصل جنرل افغانستان کے نام مکتوب

(از جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند)

۹ اگست کو میں نے مندرجہ ذیل تحریر کی انگریزی کراکر اخبارات نیز قونصل افغانستان کی خدمت میں شملہ روانہ کرکے ۱۷ اگست تک جواب کا مطالبہ کیا جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء کو دفتر قونصل جنرل کی طرف سے موصول ہوا۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جنرل موصوف جشن استقلال کے لئے افغانستان تشریف لے گئے ہیں جواب میں مذکور تھا کہ جناب کا مکتوب عیناً جنرل موصوف کی خدمت میں کابل روانہ کر دیا گیا ہے اور ان سے جلد جواب کی خواہش کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ امید ہے کہ دفتر قونصل جنرل کی طرف سے جلد جواب عنایت فرما کر مسلمانان ہند کو مطمئن کیا جائے گا۔ مکتوب حسب ذیل ہے:-

ملت ابراہیمی اور دین قیم کے زریں اصول "انما المومنون اخوۃ" کے مطابق تمام دنیا کے مسلمان انسان واحد کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا رنج و غم آرام و راحت ایک ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو بقیہ مسلمانوں کا اپنی اخوت اسلامی کی وجہ سے اس تکلیف کو محسوس کرنا ایک قدرتی امر ہے جس سے کوئی ایسا شخص کبھی انکار نہیں کر سکتا جسے اسلامی روایات سے ادنیٰ درجہ کی بھی واقفیت حاصل ہے۔

بنا بریں علی ہذا حکومت انگریزی کے پُراسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کی حوالگی کے ضمن میں جس کے کرنل لارنس جیسی پُراسرار شخصیت نہ ہونے کے کوئی تردیدی وجوہات ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں جیسا کہ انگریزی حکومت کے سابقہ سیاسی اعمال سے ظاہر ہے۔

آزاد قبائل پر جو علاقہ ٹیریٹری کے نام سے مشہور ہیں جن پر برطانیہ بالواسطہ یا بلا واسطہ آج تک اپنا باقاعدہ نظام حکومت قائم کرنے سے قاصر رہی ہے اور ان قبائل نے بھی برطانیہ کو کبھی حکمراں حکومت تسلیم نہیں کیا جیسا کہ اس کی ہندوستانی تاریخ سے ظاہر ہے) بم برسانے سے جن میں بے شمار بیگناہ عورتیں بچے اور دیگر افراد شامل ہیں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کا مشتعل ہو جانا بھی ایک قدرتی امر ہے جس کے خطرناک نتائج و عواقب کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنے سیاسی اغراض کی خاطر اس قسم کے نامناسب اور ناروا افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ حکومت افغانستان نے انگریزی حکومت سے پُراسرار ملنگ اور اس کے ساتھیوں کے علاقہ غیر سے موجودہ طریق پر نکالے جانے کا کوئی واضح مطالبہ بھی نہیں کیا اور نہ ہی حکومت افغانستان ایک اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کے متعلق کوئی ایسا مطالبہ کر سکتی ہے جس سے علاقہ غیر کی تمام اسلامی آبادی ایک کافر نصرانی حکومت کے ذریعہ بلا امتیاز موافق و مخالف بمباری سے نیست و نابود کر دی جائے خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ وہ اسلامی آبادی حکومت افغانستان کی انگریزی حکومت کے مقابلہ میں قرنہا قرن سے وفادار ثابت ہو چکی ہو۔ اور اس کی حفاظت و صیانت نیز ایک کافر حکومت کی مدافعت میں سد سکندری کا کام دیتی ہو۔ ایسے حالات میں حکومت افغانستان کا کوئی مخالف اگر ان قبائل میں موجود ہے تو حکومت افغانستان اپنے اثر و رسوخ اور قوت و طاقت نیز اخوت اسلامی سے کام لے کر نہایت آسانی سے اسے گرفتار کر سکتی ہے اور انہی قبائل کی معرفت اسے گولی کا نشانہ بھی بنا سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انگریزی حکومت کا محض انہی تین شخصوں کی گرفتاری اور قبیلہ حلیم زئی کی نام نہاد امداد کے پردے میں جنہوں نے بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے کبھی بھی آج تک انگریزی حکومت کو اپنی حکومت تسلیم نہیں کیا۔ ہر قسم کے جنگی ساز و سامان کا سرحد حکومت افغانستان تک پہنچا دینا اور کئی روز کی متواتر بمباری کے باوجود کسی فی انف قبیلے کا کوئی جواب نہ دینا۔ اور کسی جان کا نقصان بھی نہ ہونا۔ اس کے علاوہ ہندوستانی خزانے کو تباہ و برباد کئے جانا کسی نہایت اہم اور خطرناک خفیہ مہم کو ظاہر کرتا ہے جو آزاد قبائل کی اسلامی آبادی کی تباہی کے پردہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔

ان خیالات کے پیش نظر اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت افغانستان ان حالات سے بے خبر ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا بحیثیت ایک اسلامی حکومت ہونے کے وہ ان مسلمانوں کی موجودہ تباہی کو پسند کرتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس نے اس کا کیا تدارک کیا۔

اگر اس قسم کے معاملات میں وہ کسی اندرونی معاہدہ کی بنا پر مداخلت کرنے سے معذور ہے تو مسلمانان افغانستان کے لئے خصوصاً اور مسلمانان عالم کے لئے عموماً وہ اپنی معذوری اور مجبوری کو ظاہر کرے تاکہ وہ بدگمانی جو اس کی کفر دوستی اور اسلام دشمنی کے متعلق ظاہر کی جا رہی ہے وہ دور ہو جائے۔ ورنہ مسلمانان عالم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حکومت افغانستان نہ صرف مسلمانان سرحد بلکہ مسلمانان عالم کی تباہی میں انگریز قوم کے شریک حال ہے جس کے عواقب و نتائج کی تمام ذمہ داریاں حکومت افغانستان پر عائد ہوں گی۔ مسلمانان افغانستان نیز مسلمانان عالم اس کے ہرگز جواب دہ نہ ہوں گے بلکہ انہیں مجبوراً اپنی حفاظت و صیانت کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور لازمی طور پر تمام مسلمانوں کی ہمدردی ہر اس شخص یا قوم یا جماعت کے ساتھ وابستہ ہوگی جو مسلمانان سرحد کو اس جبر و تشدد اور مسلمانان افغانستان کو اس معذوری و مجبوری سے نجات دلانے کا موجب ثابت ہوگی۔

کیا سفیر افغانستان مولہ بالا امور پر غور فرما کر اپنی حکومت کی طرف سے کوئی بیان دیکر مسلمانان عالم کو مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے؟ اسی اخوت اسلامیہ کے زریں اصول کے مطابق کیا ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتیں مسلمانان سرحد کی تباہی ہی میں اپنی کامیابی کو مضمر سمجھتی ہیں۔ جیسا کہ ان کی خاموشی سے ظاہر ہے۔ کیا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آپ سے مذکورہ بالا زریں اصول کی ماتحت اپنے بیکس و بے بس مجاہدین سرحد کی امداد و اعانت کا پرزور مطالبہ نہیں کر رہی۔ کیا مقام تکلم ہے اس بے معنی سکوت کے باوجود آپ کو مسلمانان ہند کی رہنمائی میں جمعیۃ علمائے ہند کا حق باقی رہتا ہے؟

کیا مسلمانان ہند بے حس ہو چکے ہیں کہ آپ کی اس ناقابل معافی خاموشی کے باوجود آپ کو اپنا رہنما تسلیم کریں گے۔ آزاد قبائل ... مرحومہ کا خدا ہی حافظ و ناصر ہے وہ پردہ غیب سے خود اپنے ... کی ضرور امداد فرمائے گا اور اس امتحان سے منافق و مومن کا امتیاز قائم فرما کر اپنے بندوں کو منافقین کے شر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا۔ آخر میں ہم جمعیۃ علماء ہند کے ناظم صاحب سے یہ پرزور درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنی سابقہ روش کے مطابق آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے دلی جذبات سے دنیائے اسلام میں سب سے پہلے حکومت وقت کو اس کے جبر و تشدد سے آگاہ فرما کر اپنا نیز اپنی جماعت کا اسلامی فرض ادا فرمایا ہے اسی طرح بہت جلد مجلس عاملہ کا ایک ضروری اجلاس طلب فرما کر مسلمانان سرحد نیز دیگر ملکی معاملات میں نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ تمام باشندگان ہند کو اپنے اور اپنی جماعت کے صحیح ارادوں سے مطلع فرما کر ان کی رہنمائی فرمائیں۔

جن لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس فرما کر باشندگان سرحد سے اپنی ہمدردی کا اظہار ہے جن میں مدراس کونسل کے معزز ارکان اور پنجاب کے علامہ سر اقبال و مولانا ظفر علی خان و دیگر جرائد ہند شامل ہیں ہر حالت میں شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بروقت اپنے انسانی اور اسلامی فرض کے احساس کا سب سے پہلے ثبوت پیش کیا ہے۔

بحر العلوم مولانا سید انور شاہ صاحب کا ماتم

دار العلوم دیوبند میں جلسہ تعزیت

[illegible]

جمعہ: ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ ہجری مطابق ۲۹ جون ۱۹۲۸ء عیسوی

نہ ملا راہِ سفر میں کئی منزل پانی

(از نتیجۂ فکر منشی عبدالخالق صاحب خلیق دہلوی)

سیر ہو ہو کے پئیں مدِّ مقابل پانی — تشنہ لب حیف نہ پائیں دمِ بسمل پانی
کام آیا جو نہ شہ کے دمِ بسمل پانی — سر کو ٹکراتا ہی اب تک لبِ ساحل پانی
غمِ حسنین میں نکلے ہیں جو آنسوں سے — آبِ گوہر ہے ان اشکوں کے مقابل پانی

قطعہ

شاہ کہتے تھے حرم سے کہ اگر میں چاہوں — بنکے بارش ہو فلک سے ابھی نازل پانی
اس سے راضی برضا ہوں کہ مجھے حکم یہ ہے — بوند بھر بھی نہ ملے تا دمِ بسمل پانی

کیوں نہ پھر شیرِ علی دامِ عدو میں پھنستے — تھی مقدر میں شہادت لبِ ساحل پانی
چل گیا حلق پہ شبیر کے اے وائے ستم — بہہ گیا ہو کے نہ کیوں خنجرِ قاتل پانی
آیا جب چھٹکے کمان سے علی اصغر کی طرف — ہو گیا شرم سے خود ناوکِ قاتل پانی

قطعہ

بھر کے مشکیزہ جو عباسِ علمدار چلے — خوف کے مارے حریفوں کے ہوئے دل پانی
دل میں سوچا کہ جو سیراب ہوئے تشنہ دہن — فتح ہو جائیگی میدان میں مشکل. پانی
راہ کو روکنے یوں صورتِ سیلاب بڑھے — جس طرح آئے امنڈ کر لبِ ساحل پانی
دیکھکر حضرتِ عباس نے نعرہ مارا — لشکرِ شام کے شمروں کے ہوئے دل پانی

نعش سرور پہ وہ کی اہلِ عزا نے فریاد — جس کی تاثیر سے پتھر کا ہوا دل پانی
کربلا تک جو مدینے سے گئے تشنہ دہن — نہ ملا راہِ سفر میں کئی منزل پانی
پیاس سے حلق میں کانٹے تھے پر اللہ رے ضبط — شہ نے مانگا نہ تہِ خنجرِ قاتل پانی

خوب رو کھول کے دل ماتمِ سرور میں خلیق
ضبطِ گریہ سے نہ کر بہرِ خدا دل پانی

صبح صادق

(از ہلال احمد زبیری، مدیر معاون الجمعیۃ)

نمایاں تھی جہاں میں ہر طرف باطل کی تاریکی
اندھیرا چھا رہا تھا بزم ہستی وقفِ ظلمت تھی

چھپا تھا مطلع انوارِ حق کالی گھٹاؤں میں
ضلالت تھی، شقاوت تھی، رعونت تھی جہالت تھی

رہا تھا فرق کچھ باقی نہ انساں اور بہائم میں
نہ اپنوں میں محبت تھی، نہ غیروں میں مروت تھی

یہاں تک اجتماعی زندگی کا نظم بگڑا تھا
فساد اک مشغلہ تھا امن سے دنیا کو نفرت تھی

سمجھتے تھے کہ لڑنا مقصد تکوینِ عالم ہے
لڑائی تھی سیاست، لڑ کے مرنا عین حکمت تھی

خدا کا گھر صنم خانہ بنا تھا بت پرستوں کا
تمام عالم پہ کفر و شرک و بدعت کی حکومت تھی

مکمل کر چکی تھی رات کی تاریکیاں فطرت
زمانہ منتظر تھا، صبح صادق کی ضرورت تھی

یکایک بحرِ ہستی میں تلاطم ہو گیا پیدا
ہوئے ختم الرسل شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا

شہنشاہ دو عالم نے جہاں میں جب قدم رکھا
حکومت ہو گئی زیر و زبر کسریٰ و قیصر کی

ہمیشہ کے لئے جمعیت کفر ہو گئی برہم
اٹھی فاراں کی چوٹی سے صدا اللہ اکبر کی

ملایا خاک میں سارا تکبر بادشاہوں کا
غلاموں سے کرائی بادشاہی ہفت کشور کی

بدل دی اس کی ساری زندگی جس پر نظر ڈالی
نہ بھولا پھر وہ کیفیت نگاہِ روح پرور کی

عرب کی قوم جس کی قومیں صرف جہالت تھیں
مبلغ بن گئی سارے جہاں میں دینِ اطہر کی

سنایا امن کا پیغام، ہر ظالم سے لڑ بیٹھے
بہا کر خون اپنا کُند کر دی دھار خنجر کی

جو تھا کفار کا مرجع بنا اسلام کا مرکز
خصوصیت نمایاں ہو گئی اللہ کے گھر کی

پریشاں کر رہا تھا جور و استبداد دنیا کو
مرے آقا نے آ کر کر دیا آزاد دنیا کو

مرثیۂ زعیم الہند الکبیر المرحوم مسیح الملک محمد اجمل خان طاب ثراہ

(من حضرۃ الفاضل الاستاذ العلامۃ مفتی محمد کفایت اللہ رئیس جمعیۃ علماء الہند)

إذا ما الله رب العالمينا — قضى أمرًا فحق أن يكونا
جب کہ خدائے رب العالمین — کسی امر کا فیصلہ فرمائے تو وہ ضرور ہو کر رہیگا

أتت برقية من رامفور — تشن الغارة الدهماء فينا
رامپور سے ایک برقی خبر آئی — جس نے ہمارے ہوش وحواس کو غارت کردیا

وقالت في خميس من دسمبر — فخروا كالسكارى مدهشينا
[illegible] دسمبر میں پنجشنبہ کے روز — مصیبت عظمیٰ ہوئی جس سے لوگ مست اور مدہوش ہوگئے

صباح التسع والعشرين يومًا — أبادت أنفسًا غالت شئونا
۲۹ تاریخ صبح کا وقت تھا کہ اس خبر نے — بہت سے اشخاص کو ہلاک [illegible]

لسبع قبلها عشرون عامًا — لتسع بعد عشر من مئينا
سال ستائیسواں تھا جس کے ساتھ — انیس سو صدیاں بھی شامل ہیں

نعى هرهاينس حامد عليخان — خليلًا صادقًا وأخًا أمينا
ہزہائنس حامد علیخاں فرمانروائے رامپور نے — اپنے سچے دوست اور معتمد علیہ بھائی کی خبر وفات دی

نعى من كان كنز المزايا — طبيبًا حاذقًا حكمًا رزينا
اس شخص کی خبر وفات دی جو خوبیوں کا گنجینہ — طبیب حاذق صاحب تجربہ مستحکم رائے رکھنے والا تھا

مسيح الملك محمودًا مجيدًا[1] — خليقًا للقيادة كان فينا
کون؟ مسیح الملک [illegible] — جو قوم کی قیادت کا تنہا مستحق تھا

رئيس القادة الأشراف أجمل — محب القوم محبوبًا ثمينا
قائدین قوم کا سردار حکیم حافظ محمد اجمل خاں — قوم سے محبت کرنیوالا۔ مستحق محبت محبوب

فكان الرزء رزء القوم طرًا — وجل الرزء رزء المسلمينا
اس کی وفات کی مصیبت تمام قوم کی مصیبت ہے — اور مسلمانوں کے لیے تو بہت بڑی مصیبت ہوگئی

كأن قيامة قامت علينا — بفقدك يا تراث الأكرمينا
اے بقیہ اسلاف کرام۔ تیری وفات سے — ہمارے اوپر گویا قیامت ہی ٹوٹ پڑی

فلا ندري أنبكي ذا حجاك — رزين الرأي أو رأيًا رزينا
ہماری عقل حیران ہے کہ ہم ایک صاحب الرائے — محقق کا ماتم کریں یا خود رائے صائب کو ہی روئیں

ولا ندري أنبكي ذا علوم — ودين أو علومًا ثم دينا
سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک صاحب علوم — اور دیندار کو روئیں یا خود علوم و دین کا ماتم کریں

فصيحًا أو بليغًا أو أديبًا — كريمًا أو جوادًا أو أمينا
ایک فصیح کا ماتم کریں یا بلیغ کا یا ادیب کا — صاحب کرم کا یا سخی کا یا صاحب امانت کا

رحيمًا أو شفيقًا أو عطوفًا — خصيبًا ثم معطاءً متينا
ایک رحمدل کا یا شفیق کا یا مہربان کا — فراخی بخشنے والے کا یا ایک مستقل مزاج محسن کا

كأن الله لم يخلقه إلا — ليخدم خلقه عطفًا ولينا
گویا اسکو خدا نے اسی لیے پیدا کیا تھا — کہ وہ نرمی اور مہربانی سے خلق اللہ کی خدمت کرے

ملاذًا أو معاذًا أو ثمالًا — لمجتبًا أو مغيثًا أو معينا
غریبوں کے لیے پناہ کا ماتم کریں یا ملجأ و ماوا کا — فریاد سننے والے کا یا فریادرس کا یا معین و مددگار کا

خطيبًا مصقعًا يأتي بسحر — ترى بكلامه نورًا مبينا
ایک قادر الکلام خطیب کا جو جادو بیان تھا — آپ دیکھتے کہ انکے کلام میں ایک نور ہوتا تھا

كأن الله لم يخلقه إلا — ليهدي خلقه هديًا متينا
گویا حق تعالےٰ نے اسکو صرف اسلئے پیدا کیا تھا — کہ وہ اسکی مخلوق کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے

نشا ورعا وترعرع في تقاة — وخوف من إله العالمينا
[illegible] — اور خشیت خداوندی میں ہی جوان ہوا

كأن الله لم يخلقه إلا — لينصر دينه نصرًا مبينا
گویا خدائے برتر نے اسکو اسی لیے پیدا کیا تھا — کہ خدا کے دین کی کھلی ہوئی اعانت کرے

وكان إذا تروى في عويص — وجلاه تجلى مستبينا
جب کبھی کسی مشکل مسئلہ میں ذرا غور کرتے — اور اسے روشنی میں لاتے تو وہ صاف روشن ہوکر سامنے آجاتا

وكان إذا توجه بابتسام — تخيم في صدور الكاشحينا
اور جب مسکراتے ہوئے متوجہ ہوجاتے — تو دشمنوں کے سینہ میں بھی گھر کر لیتے

وكان إذا تكلم بابتسام — تمتعه قلوب مخاطبينا
[illegible] — تو مخاطبوں کے دل ہمہ تن گوش بن جاتے

سلبنا اليوم يا أجمل عزاء — فإنك كنت مأوى المحزونينا
اے اجمل، ہمارا صبر و قرار چھن گیا — کیونکہ بے قراروں کے لیے ماوا تو تم تھے

ويا سكن القلوب إليك كنا — نثوب إذا جزعنا وابتلينا
اور اے قلوب شکستہ کی تسکین۔ ہمیں جب کوئی — بیقراری یا مصیبت ہوتی تھی تو تمہاری ہی طرف دوڑتے تھے

أنام الله عينك يا خليلي — ونمت بخير نوم النائمينا
سو اے میرے خلیل خدا تمہیں خواب راحت سلائے — اور سونے والوں کی بہترین نیند تم سوتے رہو

ولكنا أضعنا العيش منا — بموتك يا ثمال الملتجينا
ہاں مگر آپ کی وفات کے بعد — ہماری زندگی اجیرن ہوگئی

إذا مات المسيح فأين نبغي — شفاءً من سقام يعترينا
جبکہ مسیح ہی وفات پا جائے — تو ہم اپنی بیماریوں کی شفا کہاں تلاش کریں

رضيت جوار ربك في جنان — وعدنا بالنحيب مرزئينا
آپنے تو جنت میں جوار مولیٰ پسند کرلیا — اور ہم اپنے سردار کو کھو کر روتے رہ گئے

فليس الشغل بعد اليوم إلا
تو اب ہمارے لیے آج کے سوائے رونے

بكاءً أو رثاءً أو حنينا
مرثیہ کہنے اور اشتیاق زیارت کے اور کیا کام ہو سکتا ہے

[1] اگرچہ اس بیان میں لفظ محمود اور مجید مسیح الملک کے اوصاف ہیں [illegible]

قرآن مجید مترجمہ شیخ المشائخ راس المحدثین زبدۃ المفسرین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ پر علماء و اکابر ہند کی رایوں کا خلاصہ

جامع الشریعت والطریقت فخر المحدثین مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی رائے

نفس ترجمہ کے متعلق حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کے بعد کسی مزید توصیف کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ دیوبندی کا ہے جو مولانا کا علیم العلوم کنز العلوم بحر العلوم ہونا ہر شخص پر روشن ہے۔ اسی وجہ سے اس ترجمہ کی طباعت سے پہلے ہی شائقین سراپا انتظار ہیں۔

البتہ وہ خاص اہتمامات جو حضرت مولف نے اس ترجمہ میں فرمائے ہیں اور مقدمہ ترجمہ میں مختصر ذکر فرمایا ہے اجمالاً ان کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ وہ خاص اہتمامات یہ ہیں [illegible]

ان سب کے علاوہ مولانا محمد حسن صاحب کی قدر دانی نے جو اس ترجمہ کے ظاہری حسن کو دوبالا کر دیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا نے جس قدر زر کثیر اس کی طباعت پر صرف کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا حافظ حاجی اشرف علی صاحب مدظلہ کا ارشاد

مکرم بندہ دام لطفہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ و پارہ الم مترجم بترجمہ حضرت شیخ ذی قدس سرہ پہنچ کر موجب مسرت و منت ہوا۔ آپ نے حسن ظن سے مجھ کو اظہار رائے کا امر فرمایا ہے۔ گو غالباً آپ کو حضرت کا اور میرا تعلق معلوم نہیں یا اس وقت ذہن میں نہیں رہا ورنہ میرے لئے ایسی جسارت کو تجویز نہ فرماتے۔ مجھ کو حضرت سے جو تعلق ہے (جس کا نام تلمذ ہے) وہ علوم میں محض تقلید کا ہے نہ کہ تنقید کا اور رائے اس شخص کی معتبر ہے جس کو حق تنقید ہو ورنہ مقلد کا کچھ کہنا قطع نظر اس کے کہ خلاف مقتضائے با وجودت ذہن آواز بیاید کہ مہتم ہونے کے سبب سوء ادب ہے۔ اس مضمون کا مصداق ہے۔

مادحِ خورشید مداحِ خود است — کہ دو چشمم روشن و نامرمد است

خود ثنا گفتن زمن ترک ثناست — کیں دلیلِ ہستی و ہستی خطاست

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند کی رائے

حق تعالیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ جس چیز کی آرزو مدتوں سے دلوں میں پنہاں تھی وہ آج مولوی محمد حسن صاحب مالک مطبع مدینہ بجنور کی مؤقر ہمت اور مالی قربانی کی بدولت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے۔ یعنی حضرت الامام العلامہ سید الطائفہ شیخ الہند مولانا الحاج مولوی محمود حسن صاحب عثمانی دیوبندی قدس سرہ و نور ضریحہ کا ترجمہ قرآن آج مولوی محمد حسن صاحب کی سعی اور جانفشانی سے بکمال حسن و خوبی مشتاقوں کی آنکھوں کا سرور بن رہا ہے۔

ترجمہ کی نسبت میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے طول و عرض میں قرآن کے جو تراجم موجود ہیں شاید کوئی ترجمہ [illegible] اور مستند ہونے کے باوجود اس قدر مختصر [illegible] قرآن کی پوری پوری رعایت کی گئی ہو۔

قدوۃ العلماء حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ العالی کی رائے

[illegible] حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بے اختیار [illegible] جانفشانی پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خط نسخ (عربی خط) اور خط نستعلیق (اردو خط) دونوں میں جو حسن اور صفائی موجود ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ صحت الفاظ، حسن طبع، پائداری و خوبصورتی اوراق، طرز تزئین وغیرہ کو بھی نہایت ہی پسند کرتا ہوں۔ خداوند کریم آپ کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے لئے یہ مقدس خدمت ہمیشہ ہمیشہ صدقہ جاریہ بنی رہے۔ آمین۔ ۲ [illegible] بہت ممنون ہوں۔

مولانا خواجہ عبد الحی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ دہلی کی رائے

خداوند قدوس نے اپنے کلام کے لئے ہمیشہ مخصوص افراد کو چن لیا ہے جو اس کا درست مطلب [illegible] حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رضی اللہ عنہ ان مخلصین رجال اور ائمہ اسلام میں سے تھے جن کی تمام زندگی کتاب و سنت کے درس، مطالعہ اور ان کے اسرار و معارف کی نشر و اشاعت میں گذری اور ان کا جب خاتمہ ہوا تو خدمت ملک و ملت اور ترجمۃ القرآن پر ہوا۔

حضرت مولانا الامام کے ترجمہ کا پہلا پارہ میرے زیر نظر ہے اور وہ یقیناً تمام خصائص کا مالک ہے۔ سلیس اور با محاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ تحت اللفظ بھی ہے اور اس لئے ہر شخص اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حواشی نہایت معنی خیز اور بصیرت افروز ہیں۔ ان کے پڑھنے سے نہ صرف ربط آیات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ نہایت ہی مشکل اور عسیر الفہم مطالب آسانی اور سہولت سے سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ لطیف و دلآویز طریق سے بعض جگہ اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مترجم علام پر اپنی گوناگوں رحمتیں نازل فرمائے اور اس ترجمہ کو قبول عام عطا فرمائے۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کی رائے

شیخ الہند مولانا محمود حسن مغفور کی علمی عظمت یقیناً میری معرفی کی محتاج نہیں۔ انکے ترجمۂ قرآن پر مجھ جیسے جاہل کا اظہار رائے کرنا بڑی ہی گستاخی ہے تاہم امتثال امر میں چند لفظ عرض کرنے پڑتے ہیں۔

پارۂ اول کے ترجمہ کو مع حواشی کے میں نے دوسرے مشہور تراجم کے ساتھ جا بجا مقابلہ کر کے پڑھا اور پڑھنے کے بعد شیخ الہند مغفور کی نکتہ رسی کی دل و دل سے

بے اختیار نکلی۔ خدا کے کلام کا بالکل صحیح و مکمل ترجمہ کسی بندہ کا کام نہیں خدا کے الفاظ کو جب کبھی انسان اپنی عبارت میں ادا کریگا تو معنی و مفہوم کے کچھ نہ کچھ پہلو یقیناً نظر انداز ہو جائیں گے۔ تمام معانی و مطالب کی جامعیت محض قرآن ہی کا اعجاز ہے اور اس اعتبار سے اس کی ہر شرح، ہر تفسیر، ہر ترجمہ کا ناقص رہجانا ناگزیر ہے۔ تاہم خدائے کریم اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کا شرح صدر فہم قرآنی کے لئے کر دیتا ہے اور انکے قلوب میں ایک ایسا ملکۂ راسخہ پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ معانی و مطالب قرآنی کی بہت ہی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنے ہم جنسوں کو قرآن فہمی میں بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں۔

شیخ الہند مغفور کا شمار بھی انہی بندگان حق میں تھا پس ان کا ترجمہ قدرۃً اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ فارسی اور اردو میں بعض اچھے ترجمے پہلے سے بھی موجود تھے یہ جدید ترجمہ ان کی بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور بعض حیثیات سے ان پر اضافہ کا حکم رکھتا ہے۔ خدائے قدوس امت اسلامیہ کو اس سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب کرے۔

حضرت مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

جانشین مجاہد اعظم حضرت مولانا حاجی محمد رحمت اللہ صاحبؒ مہاجر مدنی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

مخدومی مولانا محمد حسن صاحب مالک اخبار مدینہ بجنور السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ قرآن مجید مترجم حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ساعت سعید میں پہنچ کر میری سعادت دارین اور عزت افزائی کا باعث ہوا قبل اس کے کہ میں اس ہدیہ متبرکہ کو کھول کر دیکھوں حضرت شیخ الہند مغفور کی یاد اور ان کے تمام حرم کے پر عبرت واقعات اسیری و گرفتاری کی پردہ کشائی حضرت شیخ الہند کا غریب الوطنی میں جلا وطنی پر صبر و استقامت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ ایمانی یہ تمام باتیں آنکھوں کے سامنے آگئیں مجھے جب کبھی اپنے مشاغل و مصروفیتوں اور مکروہات دنیوی سے فرصت ملی اور کچھ وقت حضرت مولانا کی خدمت میں گذار لیا وہ وقت بقیناً میری زندگی کی کار آمد اور مفید گھڑیوں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ مختلف صحبتوں میں مولانا کو میں نے علاوہ علمی مسائل کے بعض سیاسی اور اہم ملکی پیچیدہ معاملات پر گفتگو کرتے ہوئے سنا اور دیکھا اور مجھے سخت حیرت ہوتی تھی کہ علمائے سلف کی زندہ یادگار موجودہ پالیٹکس اور یورپ کی چالوں اور دسیسوں سے کس قدر باخبر رہتی ہے۔

مولانا کی عالمانہ و حکیمانہ اکثر باتیں مجھے یاد ہیں اور عمر بھر یاد رہنے کے قابل ہیں۔ ان تمام گذشتہ واقعات کی یاد دفعۃً اس طرح تازہ ہوئی کہ میں بہت دیر تک مبہوت اور عالم حیرت میں رہا۔ بڑی ہی عظمت کی نگاہ سے کلام پاک کے مختلف مقامات کو دیکھا اور ساتھ ساتھ ترجمہ اور حاشیہ پر کے افادات پر بھی نظر ڈالتا گیا۔ مولانا کے ترجمہ اور دوسرے قدیم و جدید تراجم میں جو چیز مابہ الامتیاز ہے اس کے پرکھنے کے لئے قابلیت و دقت دو چیزوں کی ضرورت ہے اور مجھے نہایت سچائی کے ساتھ بغیر کسی تصنع اور ظاہری بناوٹ کے اس امر کا اعتراف ہے کہ میرے پاس ان دونوں چیزوں کی کمی اور فقدان ہے۔ حضرت شیخ الہند کے ترجمہ کے متعلق میرا کچھ کہنا تو محض ناشناسی ہوگی۔ ترجمہ کے متعلق جو حضرات اس کے اہل ہیں وہ بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ شیخ الہندؒ علم و عمل کے منبع اور سرچشمہ فضل و کمال تھے۔ مولانا مرحوم نے جو کام کیا اور اپنے بعد جو بہترین یادگار چھوڑی ہے وہ اس کے ہر طرح اہل تھے [illegible] ہندوستان کے جذبات کو عزت پاتا ہوں وہ آپ کی عالی ہمتی اور بے مثال یادگاری ہے جو آپ نے حصول ترجمہ اور اسکی طباعت میں ظاہر فرمائی۔

میں پریس کے کام، فن طباعت کی باریکیوں مطابع اور اہل مطابع کی مشکلات، کاتبوں کے خسر غلطیوں و امثالہ سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہوں مگر باوجود اس لاعلمی کے اچھے اور برے کام کا فرق ضرور معلوم کر لیتا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ کے چھاپنے میں جو اہتمام بلیغ آپ نے فرمایا اور جو محاسن صوری اس لاجواب ترجمہ کے محاسن معنوی میں آپ نے اضافہ کر دیے یہ خاص آپ کا حصہ تھا۔ خدا آپ کی اس عدیم النظیر علمی خدمت کو قبول فرما کر مسلمانوں کو اسکی قدر افزائی کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اگر ہر حال کے مسلمانوں نے آپ کی اس قابل قدر مالی قربانی کی کما حقہ قدر کی تو آئندہ نسلیں تو ضرور ہی محمود حسن کے نام کے ساتھ محمد حسن کے نام کو عزت اور رعایت [illegible] یاد کریں گی۔ والسلام

اڈیٹر صاحب اخبار ہمدم لکھنو کی رائے

ہمیں ایک پارہ کلام مجید مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ مطبوعہ مدینہ پریس بجنور برائے اظہار رائے موصول ہوا ہے جس کی کتابت و طباعت ہندوستان میں لیتھو چھپائی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہم مولوی محمد حسن صاحب مالک مدینہ پریس کو مبارکباد دیتے ہیں جنہوں نے اس محنت و جانفشانی اور صرف زر کثیر سے یہ قابل قدر تحفہ برادران اسلام کے سامنے پیش کیا ہے۔ ترجمہ کے متعلق ہماری طرف سے کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے اور صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ یہ حضرت شیخ الہند کا وہی ترجمہ ہے جس کے لئے سارے ہندوستان کی نگاہیں چشم براہ تھیں اور حضرت شیخ الہند کا نام نامی اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ اس ترجمہ پر ہر اعتبار سے اعتماد کیا جا سکتا ہے جس سلاست و سہولت زبان کے ساتھ تحت اللفظ صحیح ترجمہ کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے وہ دیگر تراجم سے کئی پہلو سے قابل ترجیح ہے اس ترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر فوائد موضح الفرقان اس کے فوائد کو دوبالا کرتا ہے۔ ایسے گرانقدر صحیفہ کے لئے طباعت میں اسی اہتمام کی ضرورت تھی جس کا کارکنان مدینہ پریس نے اظہار کیا لوح کے نقش و نگار مختلف رنگوں کا میلان فاتحۃ الکتاب کے صفحہ کی آرائش اور متن کی شان کتابت یہ تمام باتیں فن طباعت کی بہترین خصوصیات کا نمونہ ہیں۔

سیٹھ یعقوب حسن صاحب مدراس کی رائے

یہ میری گستاخی ہوگی اگر میں حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ کے ترجمہ پر رائے زنی کرنے کی جرأت کروں۔ قرآن کریم کے تمام اردو تراجم پر اس ترجمہ کی فوقیت اظہر من الشمس ہے۔ اس کے مستند اور صحیح ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ باوجود اس کے کہ تحت لفظی ہے مگر مولانا علیہ الرحمۃ

کی اعلیٰ قابلیت نے سررشتۂ سلاست کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا طباعت کی صحت خوشنمائی اور پاکیزگی کے لئے آپکی ہمت اور کوشش قابل صد مبارکباد ہے۔

مولوی محمد شفیع صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کی رائے

آپ کے مرسلہ ترجمے کو آج میں نے دیکھا نہایت دلکش چھپائی ہے اور تقطیع بھی موزوں ہے آج میں نے ترجمہ کو خوب غور سے پڑھا بہترین ترجمہ ہے اور حاشیہ پر نہایت مفید مضامین درج ہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کی رائے

ترجمہ اور فوائد مطالعہ کیا۔ الحمد للہ کس حسن انتظام و اہتمام سے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ ترجمہ اور فوائد کے متعلق میرے ایسے ہیچمدان کا کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے البتہ اس کے ظاہری محاسن، دلفریب طباعت اور خوش رنگی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ایسا خوشنما اور دیدہ زیب قرآن مجید آج تک ہندوستان میں طبع نہیں ہوا۔

جناب منا جان صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible] ازبرلی:۔ کلام مجید مترجم شیخ الہند کا پارسل کھولتے ہی جلدوں کی جدت و خوشنمائی اور سنہری حروف کی خوشخطی و صفائی دیکھ کر بے اختیار منہ سے سبحان اللہ نکل گیا ہے۔ قرآن مجید کو دیکھا بعد تعریف کی۔

سید امام الدین صاحب ادیب مدیر [illegible] ضلع اعظم آباد:۔ قرآن مترجم شیخ الہندؒ کا پارسل ملا دیکھ کر دل کو سرور آنکھوں کو نور حاصل ہوا جزاک اللہ کلام مجید بنظر بہت احباب نے بہت پسند کیا۔ کلام مجید کی کتابت و طباعت کا کام عمدہ اور لاجواب ہوا ہے۔

ملا شمشیر علی صاحب مرحبت از موسیٰ آباد ضلع بنیرا:۔ قرآن شریف مترجمہ شیخ الہند دو جلد موصول ہوئے حقیقت میں قرآن شریف نہایت عمدہ چھپا ہے لکھائی چھپائی اور جلد وغیرہ سب قابل تعریف ہے جس قدر تعریف کی جائے تھوڑی ہے جیسی اس کی تعریف سنی تھی ویسا ہی پایا۔

محمد ولیداد خاں صاحب رئیس زادہ از عیسیٰ خیل ضلع میانوالی:۔ قرآن مجید مترجمہ جناب مولانا محمود حسن صاحبؒ دیوبندی کا ترجمہ سلیس اردو میں اور بہت با محاورہ ہے۔ مولانا نے جو فوائد تحریر فرمائے ہیں بہت ہی مفید ہیں۔ طباعت میں جناب نے بہت ہی اعلیٰ اہتمام فرمایا ہے۔

محمد عثمان خاں صاحب از ریاست دیوگڑھ:۔ قرآن مجید مترجمہ شیخ الہندؒ ملا۔ بہت پاکیزہ، نایاب اور خوشنما ہے۔ اسکی توصیف حیطۂ خامہ سے ناممکن ہے۔

محمد عبد الرحمن صاحب عباسی از دین آباد ریاست بہاولپور:۔ خدائے پاک کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ قرآن مجید آنکھوں کو دکھلایا اردو ترجمہ ایسا صاف اور سلیس زبان میں ہے کہ ہم جیسے بے علم لوگ بھی قرآنی مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں یہ بات دیگر تراجم میں نہیں ہے۔ اس پر طرۂ کمال حضرت شیخ الہند کا یہ ہے کہ خطوط وحدانی میں کوئی عبارت جوڑنے کے لئے استعمال نہیں فرمائی اگر فرمائی ہے تو بہت کم۔

محمد عبد الکریم صاحب [illegible] قرآن مجید مترجم حضرت شیخ الہند سے طبیعت بہت خوش ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف کو بہت خوبی کے ساتھ چھپوایا ہے۔ خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دیگا۔

جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں:۔ آپ نے نہایت ہی حسین و جمیل اور موقر و مطہر ہدیہ قرآن حکیم مترجمہ حضرت شیخ الہندؒ سے بندہ کو مشرف فرمایا اس پر دلی شکریہ قبول کیجئے۔ حق تو یہ ہے کہ جو اہتمام اور محنت آپ نے اس کے طبع و نشر میں کی ہے وہ صرف آپ ہی کا حصہ تھا۔

شیخ محمد محسن صاحب از میرٹھ:۔ قرآن مجید مترجمہ حضرت شیخ الہندؒ جسکی تیاری کے انتظار میں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں خدا کا شکر ہے کہ موصول ہوا۔ دیکھ کے دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوا حقیقت یہ ہے کہ جس قدر تکالیف انتظار میں برداشت کی تھیں وہ سب ایک نظر کلام مجید کو دیکھنے سے دور ہو گئیں جو ہدیہ میں نے پیش کیا ہے وہ قرآن مجید کی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بلکہ ع بہائے چند دادم جاں خریدم ٭ بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم۔ کا مصداق ہے۔

جناب سید امیر حسن صاحب از بنارس:۔ پارسل قرآن پاک کا پہنچا۔ اول تو قرآن مجید نہایت صاف و عمدہ ہے اور ہر طرح قابل تعریف ہے۔ لکھائی چھپائی کا عمدہ [illegible] کو میں نے اور میرے بہت سے احباب نے بہت پسند کیا اور مجھے امید ہے کہ جب دیگر [illegible] دیکھیں گے تو وہ بھی بہت پسند کرینگے اور قرآن مجید کو منگا دیں گے۔

جناب امداد علی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس و آنریری مجسٹریٹ جالندھر تحریر فرماتے ہیں:۔ نہایت شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ قرآن مجید مترجم شیخ و عمدہ دستیاب ہوا۔ جناب نے جو خدمت مذہب اور قوم کی انجام دی ہے اس کے لئے قوم ہمیشہ آپ کی ممنون رہیگی۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء

جناب حکیم مولوی سید امیر حسن صاحب محدث از ریاست جے پور:۔ قرآن مجید مترجمہ حضرت شیخ الہند برد اللہ مضجعہ کے انطباع کے معاملہ میں تہ دل سے آپ کی عالی ہمتی و حمایت اسلام و اشاعت علوم دینیہ کی داد اور ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں قبول فرمائیے۔

احمد میاں صاحب راجکوٹ سے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید مل گیا ماشاء اللہ بہت اچھا ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جناب منشی حکیم اللہ خاں صاحب از بلند شہر:۔ کلام مجید مترجمہ حضرت شیخ الہند ملا، دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی واقعہ یہ ہے کہ ہر لحاظ سے یہ کلام مجید دنیا میں بے مثل چیز ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کی ہمت میں برکت عطا فرمائے اور اس گرانقدر خدمت کا اجر جزیل آپ کو بخشے۔

جناب سید علی صاحب آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں ماشاء اللہ قرآن مجید خوب چھپا ہے جیسا ترجمہ تھا ویسی ہی طباعت بھی ہے ہندوستان میں اپنی جامع خوبیوں کے لحاظ سے یہ قرآن مجید پہلی اور بے مثل چیز ہے خدا آپکو جزائے خیر دے۔

[illegible]

۵ فروری ۲۹ء

کمیٹی عمر رضامندی کا اجلاس

حضرت ناظم جمعیۃ علماء ہند کی شہادت

شادی کیلئے عمر کی تعیین سے انکار

۲۴ جنوری - آج کمیٹی کے سامنے خواجہ حسن نظامی اور مس براون کی شہادت کے بعد مولانا احمد سعید صاحب بطور گواہ پیش ہوئے - تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا - مولانا نے فرمایا نکاح کے لئے مدت کا تعین کر دینا اس عموم و اطلاق کے منافی ہوگا جو اسلام نے جاری کیا ہے -

سورۂ نساء کی آیت کے متعلق مولانا محمد یعقوب کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سورۂ نساء میں مال کی ولایت اور یتامیٰ کی تربیت کا ذکر ہے - نکاح کی مدت بیان کرنا مقصود نہیں ہے - تفسیر بیضاوی کے متعلق گواہ نے اس امر کا اعتراف کیا کہ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول بلوغ کا پندرہ سال ہے عورت اور مرد اس میں دونوں برابر ہیں - مولانا نے چند مثالیں بھی صغر سنی کے متعلق بیان کیں اور فرمایا اگر والدین کے حقوق کو غصب کیا گیا تو اس سے بہت نقصان پیدا ہوں گے اور بعض اچھے لڑکے ہاتھ سے نکل جائینگے -

باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیا کے متعلق مولانا نے تصریح کی کہ خیار بلوغ عورت کے حق کا ضامن ہے -

مولانا نے اس کا اعتراف کیا کہ اسلام نے صغر سنی کی شادی کو لازم نہیں کیا ہے لیکن حرام اور ناجائز بھی نہیں بتایا ہے - اس پر کوئی قید لگانا مذہب کے منافی ہے - گواہ نے کہا امیر المومنین یا خلیفہ اسلام کی حیثیت پر گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے - مولانا نے فرمایا بچوں کا چھوٹی عمر میں کثرت سے مرنا عورتوں کی عدم تعلیم کی وجہ سے ہے - ان اموات کو صغر سنی کی شادی پر حمل کرنا غلط ہے - سید قادری صاحب کے جواب میں مولانا نے فرمایا مجھے لازمی تعلیم سے اتفاق ہے بشرطیکہ قرآن شریف پڑھنے والے بچوں کو مستثنیٰ کر دیا جائے - اور لڑکیوں کے لئے پردے کا کافی انتظام کیا جائے -

مولانا نے فرمایا ہر شادی کے بعد فوراً مجامعت کا ہونا ضروری نہیں - میاں شاہ نواز کے جواب میں گواہ نے کہا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ مباشرت و مجامعت کے لئے ۱۵ سال مقرر کر دئے جائیں لیکن نفس خصمی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے -

ایک اور ممبر کے جواب میں مولانا نے فرمایا قانون حفاظت کے لئے کافی ہے - اگر دو چار بے احتیاط لوگوں کو سزا ہو جائے تو قانون کا احترام کیا جاسکتا ہے - مولانا نے فرمایا پندرہ سال کی مدت میں استثناء ضروری ہے ورنہ آپ انہیں بند کر کے سزا دینا شروع کر دیں گے - میاں شاہ نواز کے جواب میں کہا میرا مطلب یہ ہے کہ اگر عورت پندرہ سال سے پیشتر بالغ ہوگئی تھی اور اس کے قویٰ صحیح اور درست تھے اور پھر اس کی رضامندی سے مجامعت واقع ہوگئی تو ایسے خاوند کو سزا نہیں دینی چاہئے -

مولانا نے فرمایا کہ میرا ضمیر اس کو قبول نہیں کرتا کہ منکوحہ بالغہ کی خوشی سے ایک فعل کیا جائے اور طبی اصول کے بھی خلاف نہ ہو عورت کی صحت پر کوئی اثر بھی نہ پڑتا ہو پھر بھی آپ اسے صرف اس لئے سزا دیں کہ پندرہ سال نہیں ہوئے -

مولانا محمد یعقوب کے جواب میں گواہ نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں پندرہ سال کی مدت کو بدون استثناء کے منظور نہیں کر سکتا - گواہ نے کہا میں نہیں سمجھ سکتا کہ جب عورت کے قوائے جسمانی صحیح ہوں اور بالغ بھی ہو اور اس کی رضامندی سے خاوند اس کے پاس جاتا ہو تو پھر یہ کیوں جرم قرار دیا جائے -

مولانا نے فرمایا جو قانون خفیہ سازشوں کا پتہ لگاتا ہے - بم اور پستول گرفتار کرتا ہے کوکین اور چرس پکڑتا ہے اسکو اس جرم کی بھی کفالت کرنی چاہئیے - مجھے تعجب ہے کہ زنا جیسی مکروہ چیز کی تو اجازت دیجائے لیکن ایک منکوحہ بالغہ کے خاوند کو ہم بستری کا مجرم قرار دیا جائے -

ایک ہندو ممبر کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ہندؤں کو یہ حق ہے کہ وہ شاستروں کو قانون سے تبدیل کرائیں لیکن اسلام اس سے ساکت ہے - اسلام کا کوئی ایسا قانون نہیں کہ جو مضر اخلاق یا مفسد صحت ہو - اسلام نے کوئی ایسی چیز مسلمانوں پر لازم نہیں کی ہے جو ان کی صحت کو خراب کرتی ہو - بلکہ اگر کوئی چیز مضر صحت ہو تو اسلام اس کو خود بنی نوع انسان کے اختیار تمیزی پر چھوڑتا ہے - اس موقع پر آپ نے نکاح پر ایک فلسفیانہ تقریر کی اور بتایا کہ کس طرح عورت کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے اور کس طرح باپ دادا کی شفقت کا احترام کیا گیا ہے -

مولانا نے فرمایا کہ زنا کی مدت اگر بجائے ۱۸ سال کے پچاس سال کر دی جائے تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں میری خواہش ہے کہ یہ رسم ہی ہندوستان سے نابود ہو جائے -

مولانا نے نور الانوار کے حوالے سے کہا کہ یہ اصولی مسئلہ ہے -

المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید یجری علی تقییدہ

اگر آپ کسی مطلق کو مقید کریں گے یا تقیید کے لئے کوئی قانون بنائینگے تو یقیناً مطلق کا حکم باطل ہو جائے گا -

مولانا نے کہا میں نے ہندؤں کے شاستر نہیں پڑھے لیکن اسلام کا یہ حکم نہیں ہے وہ چھوٹی عمر کو لازم نہیں کرتا - ہاں اولیا کو اختیار ہے اگر وہ مصلحت دیکھیں تو صغیر و صغیرہ کا نکاح کر سکتے ہیں - اگر گورنمنٹ نے اس اختیار کو سلب کیا تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا آج کل اچھے لڑکے میسر نہیں آتے -

مولانا نے فرمایا کہ آپ صغر سنی کی شادی کو روکتے ہیں اور میں ایسی لڑکیاں آپ کو بیسیوں بتا سکتا ہوں کہ جن کی جوانی ڈھل گئی ہے اور ان کو بر میسر نہیں آتا - مولانا نے فرمایا میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ چھوٹی عمر کی مجامعت بہت سے امراض کا پیش خیمہ ہے - لیکن آپ دو باتوں کو ملا کر خلط مبحث نہ کیجئے - ہر شادی کے بعد مجامعت لازمی نہیں - بلکہ آپ اگر کسی خاص مدت تک روکنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اتنا جبر نہ کیجئے کہ لوگ تنگ آکر اپنی نفسانی خواہش کا کوئی ناجائز علاج شروع کر دیں -

بالغ ہو جانے کے بعد قوائے جسمانی کی موجودگی میں قربت پر پابندیاں عائد کرنا مرد و عورت کے لئے شاق ہوگا اگر بوجہ کمزوری ہو تو آپ حفظان صحت کے اصول پر روک سکتے ہیں اسلام میں مجامعت کیلئے کوئی مدت متعین نہیں ہے بلکہ یہ قابلیت پر موقوف ہے -

میاں شاہ نواز کے جواب میں مولانا نے فرمایا دونوں مسئلوں میں فرق ہے - اگر مجامعت سے بقائے نسل کو نقصان پہنچتا ہو تو اس پر کوئی قید عائد کر دینا منافی نہیں - لیکن صرف نکاح [illegible] پر کوئی قید عائد کر دینا عمومیت کے منافی ہے -

نکاح جب چاہے ہو سکتا ہے لیکن مباشرت و مجامعت کو بعض موقع پر خود مذہب نے ناجائز کہا ہے - اس لئے کسی اور مناسب قید کا جو مصالح خاصہ پر مبنی ہو عمل کیا جا سکتا ہے - لیکن نکاح کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے ٹھیک ساڑھے پانچ بجے شہادت ختم ہوئی اور مولانا جناب محمد یعقوب صاحب کے ہمراہ موٹر میں تشریف لیگئے - (اقبال)

ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء ہند کا معرکۃ الآراء بیان

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

۲ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

انقلاب افغانستان اور جمعیۃ علمائے ہند

افغانستان میں جو شورش اور فتنہ و فساد برپا ہے۔ اور ملت افغانیہ جس جانی و مالی نقصان میں مبتلا ہے اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ایشیا کی ایک آزاد اسلامی حکومت کی تباہی، ہندوستان کی ہمسایہ سلطنت کی بربادی ایسی معمولی چیز نہیں ہے جس سے چشم پوشی یا تغافل برتنا جائز ہو جس روز سے اس خلفشار اور فتنہ تخلیبہ کی خبریں کان میں پڑنی شروع ہوئی ہیں، اسیوقت سے ہندوستانیوں کے دل بے چین اور ایشیا کی آزادی چاہنے والوں کی جانیں بیقرار ہیں، باوجودیکہ افغانستان ہندوستان کی دہلیز ہے مگر افسوس کہ ہندوستانیوں کے پاس صحیح خبریں حاصل کرنے کا کوئی قابل اعتماد ذریعہ نہیں، ایسوسی ایٹڈ پریس یا فری پریس کے تار ہیں یا اخبارات کے نامہ نگاروں کے بیانات یا مدیران جرائد کے قیاسات اور رنگ آمیزیاں، پھر وہ بھی اسقدر متضاد کہ ان کو پڑھکر کسی نتیجہ پر پہنچنا ناممکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ افغانستان کی موت و حیات کی اس کشمکش میں ہندوستانیوں کا اول فرض یہ تھا کہ وہ اس ہمسایہ آزاد حکومت کی حفاظت کی تمام امکانی ذرائع سے سعی کرتے اور زبان و قلم سے، روپیہ پیسے اور جس طرح ممکن ہوتا اس کی امداد و اعانت کرتے، رہنمایان ہندوستان میں سے بہت سے بزرگوں نے اس فریضہ کا احساس کیا اور بروقت اپنے خیالات کا اعلان کردیا، اخبارات نے بھی بڑی حد تک فرض شناسی سے کام لیا جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر نے بھی ایک اعلان شائع کیا اور اخبار الجمعیۃ نے بھی مقالات لکھے، اسی سلسلہ میں ضروری معلوم ہوا کہ جمعیۃ علماء کی مجلس عاملہ یا مجلس مرکزیہ کا اجلاس طلب کیا جائے تاکہ اجلاس صورت حال پر غور کرکے کوئی اعلان شائع کرے پہلے خیال کیا گیا کہ یہ اجلاس پنجاب میں ہو مگر بعد میں ارکان کی درخواست پر دہلی میں اجلاس کے انعقاد کا اعلان کردیا گیا شعبان کا مہینہ ہندوستان کے علماء کے لیے قدرتی طور پر ایسا زمانہ ہوتا ہے کہ یا تو اپنے مدارس کے امتحانات میں مشغول ہوتے ہیں یا ماتحت مدارس میں امتحان کے لیے جاتے ہیں پھر امتحانات ختم ہوتے ہی تعطیل ہو جاتی ہے تو اپنے اپنے مکانوں کو جاتے ہیں اور راستہ میں دوست احباب کی ملاقاتوں اور سال بھر کے بعد سیر و تفریح کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے جاتے ہیں اسلیے ان کے مقررہ پتوں پر روانہ ہونے والے خطوط بہت دیر کو ان کو ملتے ہیں۔ ان وجوہ سے مجلس عاملہ کے اراکین کو غالباً دعوت کے خطوط پہنچنے میں تاخیر ہوئی بعض حضرات نے ایجنڈے کے جواب میں معذرتی خطوط سے دفتر کو اطلاع دیدی، تاریخ جلسہ سے ایک روز قبل تار بھی دینے گئے۔ مگر رمضان المبارک کے قرب کی وجہ سے ہی بعض اصحاب دہلی نہیں پہنچ سکے، بہرحال کچھ ممبر تو تشریف لائے۔ مگر اکثر نہ پہنچ سکے، جو حضرات تشریف لائے تھے ان کی باہمی مشاورت کے بعد غیر باضابطہ طور پر ایک اعلان کا مسودہ مرتب کرلیا گیا اور قرار پایا کہ اس کی نقلیں ارکان کے پاس بھیجکر اور ان کے دستخط حاصل کرکے جلد شائع کیا جائے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا اس اعلان کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ امان اللہ خاں ایک مدبر اور صاحب عزم محب وطن، فرزند توحید ہیں، وہ آزادی افغانستان کے بانی اور اس کے شیدائی ہیں، ان کی دونوں قوتیں طاقت اور افغانستان کی آزادی و استحکام کو دشمنان اسلام نہیں دیکھ سکتے اور ان کی انتہائی آرزو یہی ہوگی کہ کسی طرح اس اسلامی حکومت کی آزادی سلب ہو اور پھر یہ غیر مسلم طاقتوں کی غلامی میں لوٹ آئے۔ اگرچہ خبریں [illegible] اصلاحات کی تنفیذ میں ملت افغانیہ کے قدیم مذہبی راہ و رسم سے تجاوز ہونے کے بارہ میں پیش کی جاتی ہیں تاہم جمعیۃ علماء ان کو نہ شاہ امان اللہ خاں کے کافر ہو جانے کا موجب سمجھتی ہے اور نہ ان کے خلاف خروج و بغاوت کو جائز قرار دیتی ہے،

اس خروج و بغاوت کا لازمی نتیجہ افغانستان کی طاقت کی تباہی، اور نعمت آزادی کی بربادی اور غیر مسلم دشمن اسلام طاقتوں کی غلامی ہوگا۔ جن افراد نے شاہ غازی کے خلاف شورش برپا کی ہے، خواہ کسی جذبہ کے ماتحت کی ہو، انکو اس کے نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے، اور اپنے ہاتھوں ایک آزاد ایشیائی اسلامی سلطنت کو تباہ کرنے اور دشمنان اسلام کی غلامی میں جکڑنے کی ذلت و خواری سے بچنا چاہیے۔

ان کو سمجھنا چاہیے کہ ان کی شورش کا اثر شاہ امان اللہ خاں کی ذات اور شخصیت یا ان کی اصلاحات تک محدود نہ رہیگا بلکہ ملت افغانیہ اور اس کی آزادی تباہ و برباد ہو جائے گی، شاہ امان اللہ خاں ہی وہ شخص ہے جس نے افغانوں کو اور ان کی سلطنت کو دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتوں سے نہ صرف روشناس کرایا۔ بلکہ مساویانہ عہدنامے اور سفارتی تعلقات قائم کرائے تھے،

غازی ممدوح کے دل میں اپنی قوم و وطن کی ترقی کے جذبات اس جوش و خروش کے ساتھ موجزن ہیں کہ کوئی دوسرا شخص ان کی مثال میں پیش نہیں کیا جا سکتا،

اور اب کہ غازی امان اللہ خاں نے اصلاحات کی واپسی کا اعلان کردیا تھا اور وعدہ فرمالیا تھا کہ شریعت غرا کا پورا احترام کیا جائیگا [illegible] کے پاس کوئی شرعی، قانونی، اخلاقی عذر باقی نہیں رہا، ہم تمام افغانی اور سرحدی علماء اور ذمہ داران قبائل سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ شاہ غازی امان اللہ خاں کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں، اور اس مجاہد اسلام غازی کے اعلان کو قبول کریں، اور افغانی سلطنت کو موت و ہلاکت کے خطرہ سے بچالیں،

مسلم یونیورسٹی کی خوش قسمتی

ہندوستان کے جملہ طبقات علمیہ اور اسلامیان ہند میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ مسلم یونیورسٹی میں جو عرصہ سے خلفشار اور باہمی آویزش کا سلسلہ جاری تھا وہ ایک [illegible] تقریباً ختم ہو گیا ہے [illegible] کی علیحدگی کے بعد نواب سر مزمل اللہ خاں کا اپنے عہدے سے استعفا دینا یقیناً ایک ناقابل تلافی نقصان تھا جس کے لیے مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد سخت پریشان تھے، اور ملک کے ہر گوشہ میں اس ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا کہ نواب صاحب بالقابہ کا استعفا اگر منظور کیا گیا تو قدرۃً اس تعلیمی درسگاہ کا بار کس کے کندھوں پر رکھا جائیگا بعض انگریزی مذاق کے بزرگ تو عرصہ سے اس امر پر اصرار کر رہے تھے کہ وائس چانسلری کا عہدہ کسی انگریز کو تفویض کردیا جائے اور مسلم یونیورسٹی کی بدانتظامی اور ایک ادارہ علمیہ کی تباہی کو دیکھتے ہوئے بعض دیگر حضرات بھی مجبوراً اس رائے سے متفق ہوگئے تھے کہ اگر حالات اس انتشار کی مسلمانوں میں کوئی شخص ہی ایسا نہیں ہے جو صرف ہی اس امانت کا متکفل ہوسکے، تو پھر حکومت ہی سے درخواست کیجائے کہ وہ اپنے افراد میں سے کسی ممتاز فرد کو خدمت سپرد کرے۔ کسی انگریز کو وائس چانسلر مقرر کردیا جائے اس سے بہتر ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی کو ڈ گورنمنٹ یونیورسٹی بنادیا جائے کسی ذمہ دار کی انتہائی صورت میں دو ہی رستے ہو سکتے تھے کہ یا تو کسی انگریز کو مقرر کیا جائے یا گورنمنٹ سے صاف کہدیا جائے کہ مسلمانوں میں یونیورسٹی کی اہلیت نہیں ہے لہذا مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ یونیورسٹی کردیا جائے، ان دو بلاؤں میں سے بعض لوگ اہون بلا پر راضی ہو چکے تھے یعنی بجائے یونیورسٹی کو توڑنے کے انگریز کو وائس چانسلر مقرر کرلیا ایک کم درجہ کی مصیبت خیال کی گئی تھی، اور اسی لیے اکثر حضرات اس پر رضامند معلوم ہوتے تھے، لیکن خدا کا شکر ہے کہ مسلم یونیورسٹی ان دونوں بلاؤں سے بچ گئی اور قدرت نے ایک تیسری صورت غیب سے پیدا کردی اور کورٹ کے ممبروں نے اس ممتاز عہدہ کے لیے ہندوستان کی ایک ممتاز شخصیت مسٹر راس مسعود کو منتخب کرلیا، نواب مسعود جنگ سید راس مسعود کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، اگر اس نسبی خرافت و تعلق سے قطع نظر بھی کرلیا جائے جو ممدوح کو سرسید سے حاصل ہے تب بھی آپ کا طویل علمی تجربہ مختلف یونیورسٹیوں کے تعلقات اور حیدرآباد کی تعلیمی خدمات اس امر کیلئے کافی ضمانت ہیں کہ آپ ہر اعتبار سے مسلم یونیورسٹی کیلئے مفید ثابت ہونگے۔

مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد نے جس ذمہ داری کے عہدہ پر سید صاحب موصوف کا انتخاب کیا ہے وہ یقیناً صحیح ہے اور امید کی جاتی ہے کہ سید صاحب کے مبارک مسعود دور میں وہ تمام خرابیاں دور ہو جائینگی جن کے پیدا ہو جانے سے ہندوستان کا علمی طبقہ سخت مضطرب اور بے چین تھا۔ کورٹ کے ممبران نے اس انتخاب میں اپنی انتہائی دانشمندی اور تدبر کا ثبوت دیا ہے۔ مسلم یونیورسٹی انگریزی لعنت سے بھی محفوظ رہی اور خدا ہونے سے بھی بچ گئی اور اس کی باگ ایک ایسے شخص کے سپرد کردی گئی جس کو یہ فخر حاصل ہے کہ علی گڈھ کے اس علمی باغ کا پہلا مالی اور مسلم قوم کا محسن اسکا دادا تھا اس تعلق کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس علمی درسگاہ کا درد حقیقی سید راس مسعود کے سینے میں ہوگا اتنا دوسرے کسی دوسرے قلب میں پایا جانا مشکل ہے۔ اگرچہ ہمیں اسکا اعتراف ہے کہ نواب صاحب بالقابہ کو یہ خدمت نہایت نازک موقع پر سپرد کی گئی ہے اور یونیورسٹی کے انتظامات بہت زیادہ توجہ کے محتاج ہیں لیکن ہم کو سید صاحب کی خداداد قابلیت سے توقع ہے کہ وہ تمام معاملات پر جلد از جلد قابو حاصل کرلیں گے۔ یہ امر اور بھی موجب اطمینان ہے کہ سید صاحب کی تشریف آوری تک اس جلیل القدر عہدہ کی باگ جسٹس شاہ سلیمان کے ہاتھ میں رہیگی جو یوپی کے قابل ترین قانون داں اور لائق ترین بزرگ ہیں۔

ہم سید صاحب اور شاہ سلیمان صاحب کی خدمت میں اپنی مخلصانہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے ملتجی ہیں کہ وہ ان دونوں بزرگوں کی صحیح رہنمائی فرمائے۔ اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعلیمی درسگاہ کو تنافس و تحاسد کی آفت سے محفوظ رکھے۔

بیرون ہند میں ویدک دھرم کی تبلیغ

اسلامی روایات، تاریخ اور اکابرین سلف کی سوانح حیات پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی ترقی کا کل انحصار دین برحق کے اعلاء و اعتلا پر ہے اور اس تحریک کے احیاء سے ملت اسلامیہ کی حیات وابستہ ہے واقعات شاہد ہیں کہ جب تک مسلمانوں نے نشر و تبلیغ کو اپنی زندگی کا اہم اور ضروری مقصد سمجھا اور خدا کے غافل بندوں کو دین برحق اور درخشندہ صداقت کی طرف دعوت دیتے رہے، اسوقت تک ان کی شوکت و صولت کا آفتاب عروج پر رہا اور تمام برکتیں خود بخود سمٹ کر ان کے آستانہ پر جمع ہوگئیں لیکن جب امن و سلامتی تسلیم و رضا، اور پیغام باری تعالیٰ کے علمبرداروں نے اس طرف سے اپنی توجہ ہٹالی۔ اور بار امانت کے تحمل سے عملاً انکار کردیا تو رفتہ رفتہ یہی قوم اپنے عروج کمال سے گر کر ایسی پستی میں جا پڑی جس کا تصور بھی ایک سچے مسلمان کیلیے انتہائی اذیت و کلفت کا موجب ہے اور جسے دیکھکر کوئی شخص یہی اس کی حقیقی حیثیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا، واقعہ یہ ہے اور جس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ خونخوار اقوام کی اکثریت میں مسلم اقلیت کا تحفظ اسکے خصائل کے بقاء و استحکام کا بنیادی عنصر اور ان کے مذہبی و سیاسی حقوق کی نگہداشت کا اگر کوئی موثر اور کارگر حربہ ہے تو وہ اشاعت اسلام اور احکام الٰہی کی وسیع تبلیغ ہے اور جو صحیح معنوں میں اس تشنہ تکمیل کی جملہ بیماریوں کا علاج اور ان کی محکومی و غلامی کا تدارک ہے، مگر یہ امر کس قدر افسوسناک ہے کہ مسلمانوں نے اس مبارک تحریک کی اہمیت کو بالکل نظر انداز کردیا ہے اور وہ عملاً اس سے بے تعلق اور علیحدہ ہو چکے ہیں لیکن دوسری قومیں جن کو قدرت نے کبھی یہ حق نہیں دیا کہ وہ بھی اپنے اصولوں کو دنیا کے سامنے پیش کریں، آج وہ محض مادی اور دنیاوی اغراض کی خاطر اپنے مردہ مذہب کے پرچار کیلیے تیار ہو رہی ہیں، چنانچہ لکھنؤ میں ہندوؤں کا ایک جلسہ زیر صدارت شنکر آچاریہ ڈاکٹر کرٹ کوٹی منعقد ہوا اور ایک کمیٹی بدیں غرض مقرر کی گئی کہ وہ لندن پیرس اور نیو یارک میں ویدک دھرم کی اشاعت کیلیے ایک دستور اساسی مرتب کرے جس کے ماتحت مبلغین کی جماعت کو اطراف دنیا میں روانہ کیا جائے جلسہ میں یہ بھی اعلان کیا گیا کہ متعدد والیان ریاست اور ایثار پیشہ ہندو بزرگوں نے اس عظیم الشان کام میں مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کمیٹی کے ارکان مسٹر جیکر، مسٹر کیلکر اور ڈاکٹر مونجے وغیرہ نبرد آزما اور تنگ خیال لیڈر مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی معاندانہ ذہنیت سے ہر شخص واقف ہے ہمیں اس جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں سے کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ اسلام جب عیسائیوں کی بے پناہ تبلیغی سرگرمیوں سے ذرا مرعوب نہ ہوا جن کی پشت پر دنیا کی تمام طاقتوں کا ہاتھ ہے تو ویدک دھرم کی مصنوعی اور بے حقیقت تبلیغ سے اس پر کیا اثر پڑ سکتا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے اصلی مقام کو پہچانیں، اور واقعات سے سبق حاصل کریں، ہمیں امید ہے کہ مسلم انجمنیں اور تبلیغی ادارے اپنے دیرینہ فرائض اقتدار کی انجام دہی کے لیے اپنی تبلیغی خدمات کو زیادہ چستی اور اہتمام سے انجام دینے کی کوشش کریں گے اور نوزائیدہ تحریکات سے ہرگز متاثر و مایوس نہ ہوں گے،

ناظم جمعیۃ العلماء کی اپیل

جمعیۃ علماء ہند نے اپنے روز پیدائش سے اب تک ملک و وطن، قوم و ملت، اور اسلام و مسلمین کی جو مخلصانہ خدمات انجام دی ہیں اور سات کروڑ مسلمانان ہند کی زبان بنکر جس طریقے سے اپنی استطاعت کے بموجب مذہبی اور سیاسی رہنمائی کرتی رہی ہے اس سے کوئی واقف حال شخص انکار نہیں کرسکتا، نقائص و شیوب سے مبرا تو علام الغیوب ہی کی ذات ہے لیکن جہاں تک بشری کمزوریوں اور حالات کی ناسازگاری کے ساتھ ساتھ ارکان جمعیۃ کی نیک نیتی اور کارکنوں کی مساعی کا تعلق ہے اس کے متعلق بلاخوف لومۃ لائم کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانان ہند کی اس واحد مذہبی جماعت کو اب تک جس معیار پر چلایا ہے اس کی نظیر ملنی دشوار ہے، اس جمعیۃ نے اگر ایک طرف علماء ملت کی عملی حیثیت سے دنیا کو روشناس کردیا۔ اور ثابت کردیا کہ اس دور انتشار میں بھی یہ گروہ مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہے اور بڑے سے بڑے کام ان کی بدولت انجام پا سکتے ہیں۔ تو دوسری جانب خالص سیاسی حضرات کی مذہبی رہنمائی سے اپنے بلند پایہ اغراض کو اور زیادہ مستحکم بنادیا، آج ہندوستان میں یہی ایک جماعت ہے جو مذہب و سیاست کے دوگونہ بار کو اپنے ضعیف و ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے، البتہ اس جمعیۃ کے محترم ارکان میں ایک کمی ضرور ہے جسکا ہمیں علی الاعلان اعتراف کرلینا چاہیے یعنی پروپیگنڈا جیسی ضروری چیز پر اب تک عمل نہیں کیا گیا، اگر جمعیۃ میں اس چیز کا فقدان نہ ہوتا تو آج جمعیۃ علماء کے مخلص و محترم ناظم صاحب کو وہ اپیل شائع نہ کرنی پڑتی جو گذشتہ اشاعت میں درج کی جا چکی ہے، اگر برو بلند اکابر کی مطلب ہے اگر ہر چیز کو بڑا چڑھا کر اپنے حلقہ اثر میں مشہور کیا جائے۔ اور کسی حقیقت کے اظہار میں غلط یا صحیح طریقہ پر اپنی پوری طاقت خرچ کردی جائے، تو آپ یقین کیجئے کہ جمعیۃ علماء ہند نے کبھی اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہیں کی، اور نہ اپنی بیش بہا خدمات کا ڈھول پیٹا۔ اس نے نہ کبھی بازاری داد و واہ کو کوئی وقعت دی نہ تحسین و آفرین کے تمایشی پھولوں پر مسرت کا اظہار کیا، اور نہ وقتی و ہنگامی جوش پیدا کر کے اعتدال و ثقاہت سے تجاوز کیا، اس نے جو کچھ کیا خاموشی کے ساتھ کیا اور ٹھوس طریقہ پر کیا، اور آئندہ بھی اسکا یہی مسلک قائم رہیگا انشاء اللہ، جمعیۃ علماء ہند نے اپنے وقار و اقتدار کو قائم رکھتے ہوئے بار بار اپیل کرنے سے ہمیشہ احتراز کیا، اور نہ اپنی ضروریات کی طول طویل فہرست شائع کر کے قوم کے سامنے دست سوال دراز کیا، جو شاید موجودہ زمانہ میں اسکا خصوصی امتیاز ہے، لیکن اسوقت جبکہ بے شمار کاموں کے ہجوم اور افغانستان کے افسوسناک انقلاب نے اس کی ذمہ داری کے عناصر کو اور بڑھا دیا ہے اس سے مجبور ہو کر مولانا قاری شفیع اللہ صاحب کو بحیثیت سفیر کلکتہ روانہ کردیا ہے تاکہ جمعیۃ کی فوری ضروریات کی تکمیل کے لیے سرمایہ فراہم کیا جائے، حضرت محترم قبلہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء نے اپنی گذشتہ اپیل میں موجودہ ضروریات کا مختصر تذکرہ بھی فرمادیا ہے تاکہ مسلمان اس کی ضرورت و اہمیت کا احساس کرتے ہوئے مالی اعانت کی طرف متوجہ ہوں، ہمیں امید ہے کہ ایثار پیشہ حضرات حضرت ناظم صاحب مدظلہ کی اپیل کا عملی جواب دیں گے۔

فریادِ مسلم

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

خشک عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزمِ نازِ حسن میں اف ری تری شناوری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہرِ خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری

اے کہ ترے دماغ پر جنبشِ پرتوِ صفا
اے کہ ترے ضمیر میں کاوشِ نور گستری

چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے رونقیں
ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری

تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزافِ کفر کے
تیرے نفس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری

تجھ سے ہے تیرے منضبط پست و بلندِ کائنات
ساز ہے تیرے منتظم گردشِ چرخِ چنبری

چینِ ستم سے بے خبر تیری جبینِ مہوشی
ذکرِ جفا سے پاک و صاف تیری حدیثِ دلبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہِ قیصری

راہزنوں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا
سیکھا ہوا تھا کشف سے تیرا دماغ رہبری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری

شوخیاں تیرے ناز کی جنبشِ کاکلِ حسینؑ
نشہ ترے نیاز کا گردشِ چشمِ جعفری

شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا
شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدری

زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالِ خوشنوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذری

آئینہ تیرے خُلق کا طبعِ حسن کی سادگی
جذبہ ترے عروج کا آلِ عبا کی برتری

تیرا لباسِ فاخرہ کہنہ ردائے فاطمہ
تیری غذائے بے بہا نانِ شعیرِ حیدریؑ

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری!

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں
آنکھوں میں اشکِ بیکسی دل میں غمِ بیکسری

آج ہوائے ظلم سے لگی سروں پہ خاک ہے
رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری

تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا!
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری!!

دونوں جہاں کے بادشاہ خاک بسر ہیں آج وہ
گرد تھا جن کے روبرو دبدبۂ سکندری

طرفِ کلہ میں جن کی تھے لعل و گہر ٹکے ہوئے
حیف کہ ان سروں میں ہے دردِ شکستہ خاطری

جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں
اب نہ وہ رزمِ غزنوی اب نہ وہ بزمِ اکبری

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری

امتِ خستہ حال کو رخصتِ ترک و تاز دے
نعمتِ دار و گیر بخش دولتِ سوز و ساز دے

جوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجمعیۃ دہلی

یکم جون ۳۳ء

یوم پنجشنبہ ۷ صفر المظفر ۱۳۵۲ ہجری

موت العالِم موت العالَم

امام العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کا وصال

آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں صف ماتم بچھی ہو گی کہ دنیا کے سب سے بڑے محدث و مفسر نے جن کے علم و فضل کو دیکھ کر علمائے متقدمین اور ائمہ صالحین کی یاد تازہ ہوتی تھی اور جن کی زندگی علوم و معارف کا ایک بہتا ہوا دریا تھی جس سے ہزاروں لاکھوں انسان مستفید ہو چکے تھے اور ہو رہے تھے اور جن کے زہد و تقویٰ میں قرون اولیٰ کی شان نظر آتی تھی دنیائے اسلام کو انتہائی رنج و اندوہ میں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۹ مئی کو تقریباً ایک بجے دوپہر کے وقت مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کا یہ تار خرمن ہوش و حواس پر بجلی بنکر گرا کہ گزشتہ شب حضرت علامۂ زماں امام دوراں، فقیہ کامل، مفسر بے مثل محدث لاثانی، مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کا وصال ہو گیا۔ اگرچہ علامہ مرحوم کی علالت کے متعلق ایک عرصہ سے متوحش خبریں موصول ہو رہی تھیں مگر ہم اس انتہائی خبر کو سننے کیلئے ہرگز تیار نہ تھے جو اچانک و دفعتہً ہمارے سامنے آگئی اور جس نے تمام عملۂ الجمعیۃ کو حزن و ملال کے سمندر میں غرق کر دیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اسقدر جامع واکمل تھی کہ اخبارات کی گنجائشیں تو کجا ایک کتب خانہ بھی ان صفات کا مشکل سے احاطہ کر سکتا ہے جو قدرت نے اس ذات میں ودیعت کی تھیں۔ تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ جب بڑے بڑے جید علماء ان کے سامنے بیٹھکر کسی علمی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں، حافظہ کی یہ کیفیت تھی کہ بیشمار کتابوں کے حوالے بلا تکلف دیتے چلے جاتے تھے۔ احادیث کا تمام ذخیرہ اور انکی صحت و عدم صحت کے متعلق طویل بحثیں، اور رواۃ کے مدارج و مراتب اسطرح محفوظ تھے کہ طلبائے حدیث اکثر آپکی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مکمل لائبریری کا کام لیتے اور ان سوالات کا جواب منٹوں میں پاتے جنکی تحقیق و جستجو اور ریسرچ کیلئے ایک پوری عمر درکار ہوتی ہے۔ پھر ہر جواب میں اسقدر جامعیت ہوتی تھی کہ اس موضوع پر کسی کتاب کو خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔

مرحوم کا یہ تبحر اور یہ حافظہ صرف علم حدیث تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مرحوم کو یہی کمال حاصل تھا کسی فن کی کوئی کتاب ملی اور شروع سے آخر تک ایک بار اس کا مطالعہ کر لیا۔ اور جب کبھی سالہا سال کے بعد اس فن کے متعلق کوئی بحث چھڑی تو اس کتاب کے مندرجات کو اسطرح حوالوں کیساتھ بیان فرماتے کہ سننے والا ششدر و حیران رہ جاتے۔ مشہور و معروف کتب فنون کے اکثر مخطوطات نظر سے گزر چکے تھے اور اسطرح محفوظ تھے کہ گویا آج دیکھ رہے ہیں، علوم دینیہ پر اس وسعت مطالعہ کے ساتھ نظر نہایت گہری تھی مشکل سے مشکل بحث کو مختصر سے مختصر الفاظ میں بیان کر دیتے تھے اور سننے والے کی تشفی ہو جاتی تھی۔

مرحوم سیاسیات میں ہمیشہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی پیروی فرماتے رہے موجودہ حکومت کے سخت ترین مخالف تھے اور مسلمانان ہند میں صحیح اسلامی زندگی پیدا کرنا ہی علماء کا فرض اولین سمجھتے تھے جب کہ جمعیۃ علماء ہند قائم ہوئی اسکی مجلس عاملہ کے رکن رکین تھے اور تمام ملکی تحریکات میں اس جماعت کیساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے جو آزادی ہند کے مطالبہ میں سب سے آگے ہو گئی تھی ۱۹۲۷ء میں جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ پشاور کی صدارت [illegible]

ہندوستان کے کامل ترین عالم ربانی کی وفات

آہ۔ قدرت کے زبردست ہاتھ نے حضرت مولانا العلامۃ الفاضل الکامل اکمل العلماء افضل الفضلاء النحریر المقدام البحر الطمطام رحلۃ العصر قدوۃ الدہر استاذ الاساتذہ رئیس الجہابذہ محدث وحید مفسر فرید فقیہ یگانہ ماہر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ مولانا المولوی السید محمد انور شاہ قدس سرہٗ کو آغوش رحمت میں کھینچ لیا اور ہم سے ظاہری طور پر ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کے تار سے یہ روح فرسا خبر معلوم ہوئی جس نے دنیا کو آنکھوں کے سامنے خیرہ کر دیا۔

حضرت شاہ صاحب کی وفات بلاشبہ وقت حاضر کے کامل ترین عالم ربانی کی وفات ہے جنکا نظیر مستقبل میں متوقع نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ طبقۂ علماء میں حضرت شاہ صاحب کا تبحر، کمال، فضل، ورع، تقویٰ، جامعیت، استغناء مسلم تھا۔ اور مخالف و موافق ان کے سامنے تسلیم و انقیاد سے گردن جھکاتا تھا۔ حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور انکے صاحبزادے کو انکا صحیح جانشین کرے آمین۔

فقیر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
۲ صفر ۱۳۵۲ھ

مسلمانان دہلی کا عظیم الشان جلسہ

سانحہ روح فرسا پر اظہار حزن و ملال

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب (صدر جمعیۃ علماء ہند) کی جانب سے حسب ذیل اعلان دہلی میں شائع ہوا ہے:-

"نہ صرف ہندوستان بلکہ زمانہ حاضرہ میں تمام عالم اسلامی کے کامل ترین محدث، فقیہ، مفسر اور تمام علوم و فنون کے مسلم ماہر اور علماء ربانیین کی جماعت کے امام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری، سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند وحال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (ضلع سورت) نے ۲ صفر ۱۳۵۲ھ کو دار فانی سے رحلت فرمائی۔ مرحوم کا وصال تمام عالم اسلامی کیلئے عظیم ترین صدمہ ہے مسلمان ایک قدسی صفات بزرگ کی برکات سے ظاہری طور پر محروم ہو گئے۔

اس سانحہ روح فرسا پر اظہار حزن و ملال اور متعلقین حضرت مرحوم کے ساتھ ہمدردی اور مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت کے لئے مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۵ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۳ء روز چہار شنبہ بعد نماز عشاء جامع مسجد دہلی میں منعقد ہوگا۔ امید ہے کہ مسلمانان دہلی بکثرت اس ضروری جلسہ میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔

حوادث و احکام

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے کے بیمار ہونے پر ایک ولی بنام شیخ سدو یا شیخ سلطان کی منت مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو گیا تو میں ایک بکرے کی قربانی کروں گا یعنی نذر پوری کروں گا لہٰذا اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اس نے ایک بکرا خریدا اور اس کو شیخ سلطان کے نام سے نامزد کیا اور جب اس کو موقعہ ملا وہ بکرا اور چند دوست احباب مع بال بچوں کے شیخ سلطان کے مزار پر گیا وہاں ایک مجاور ہے اس نے حسب دستور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر بکرا مذکور ذبح کیا اور گوشت پکا کر دیگ گھر لیا آیا تو آیا اس بکرے کا گوشت نذر ماننے والے کو اور جو اسکے ساتھ گئے تھے کھانا جائز ہے یا نہیں اور کس کو جائز ہے۔

الجواب

شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی نذر کو حرام قرار دیا ہے جو بکرا شیخ سدو یا شیخ سلطان کے نام پر ذبح کیا گیا ہے، اگرچہ بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گیا ہو [illegible] بلکہ ہر مسلمان پر حرام ہے۔ اگر نذر یہ ہوتی کہ بکرا اللہ کے واسطے ذبح کر کے کھلاؤ اور اس کا ثواب شیخ سلطان کو بخشونگا تو نذر صحیح ہوتی اور اس صورت میں غریبوں کو اس کا کھانا جائز ہوتا نذر ماننے والے اور امیروں کے لئے ناجائز ہوتا۔

احمد سعید کان اللہ لہٗ
دہلی

کتاب السیاسیات

[illegible]

آہ مولانا سید انور شاہ صاحب!!

دیوبند ۲۹ مئی۔ مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے ذیل کا روح فرسا تعزیتی پیغام ارسال فرمایا ہے:-

"میں دلی رنج و قلق کے ساتھ مطلع کرتا ہوں کہ آج رات کو حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کا وصال ہو گیا۔ دار العلوم بند کر دیا گیا اور قرآن خوانی ہو رہی ہے میں تمام اسلامی مدارس اور دار العلوم دیوبند سے متعلق درسگاہوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مولانا مرحوم کیلئے دعاء مغفرت کریں۔"

(حضرت مولانا مرحوم (اعلی اللہ مقامہ) کی عمر تقریباً ۶۰ سال کی تھی۔ آپ کی تمام عمر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی خدمت میں گزری۔ ۱۳۱۲ھ میں آپ اور حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دار العلوم دیوبند میں یکجا رہے۔ ۱۳۱۳ھ میں مرحوم دار العلوم سے دہلی تشریف لے آئے اور مدرسہ امینیہ کے صدر مدرس ہوئے۔ آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب (نور اللہ مرقدہ) کے تلامذہ رشید تھے جس زمانہ میں حضرت شیخ الہند مالٹا میں اسیر ہوئے تو آپ ان کے قائم مقام ہو کر دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین قرار پائے۔ اور شیخ الہند کے وصال کے بعد آپ اس عہدہ جلیلہ پر مستقل ہو گئے۔ اور اپنے فیض و برکات سے بیشمار علماء پیدا کر دیئے۔

آخری دور میں جب دار العلوم دیوبند کے منتظمین سے ناچاقی ہوئی تو مرحوم دیوبند کو خیرباد کہہ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لیگئے اور وہاں اپنے فیوض سے تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے۔ جامعہ کا یہ مدرسہ آپکے مخلص تلامذہ اور مخلصین علماء و اہل خیر نے جاری کیا تھا۔ آپکے بے شمار تلامذہ عرب اور عجم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے باوجود ضعف و نقاہت اور فرائض تدریس کے تحریری کام بھی جاری رکھا چنانچہ عربی اور فارسی کی متعدد کتابیں اور احادیث کی شروح آپ نے تصنیف فرمائیں۔ آپکو اکثر خونی بواسیر کا دورہ رہتا تھا اس لئے کم عمر ہونے کے باوجود آپ زیادہ معمر معلوم ہوتے تھے۔ غالباً اسی بیماری کے شدید حملہ سے آپ واصل بحق ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون)

بحر العلوم مولانا سید انور شاہ صاحب کا ہمہ گیر ماتم

دار العلوم دیوبند میں جلسۂ تعزیت

(حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے وصال پر تمام ہندوستان میں ہمہ گیر ماتم کیا گیا ہے جس کی روئداد یں دفتر میں موصول ہو گئی ہیں۔ انشاء اللہ علی الترتیب آئندہ اشاعتوں میں یہ تمام کارروائیاں شائع کی جائیں گی نامہ نگار حضرات مطمئن رہیں۔ "الجمعیۃ")

حضرت علامہ بخاری دوراں وحید عصر فرید دہر مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۳ صفر ۱۳۵۲ھ کو دیوبند میں اچانک واقع ہوئی کوئی معمولی حادثہ نہ تھا جسے مسلمان محسوس نہ کرتے ملک نے عامۃً ملت اسلامیہ کے حق میں اسے ناقابل تلافی نقصان سمجھا سب سے زیادہ اس احساس کی حقدار جماعت دار العلوم تھی۔ دار العلوم کی مرکزی جماعت نے اس صدمہ کو غیر معمولی طور پر محسوس کیا۔ علماء و طلباء کے قلوب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس دائمی فراق سے ...

حضرت مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

چمن ولی اللٰہی کے ایک بارآور و ثمردار شجر تھے

آج ہم نے ایک مکمل لائبریری کو سپردِ خاک کر دیا

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی بصیرت افروز تقریر

دہلی کی جامع مسجد میں حضرت امام العلماء شیخ الحدیث سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر اظہار حزن و ملال اور ایصال ثواب کی غرض سے جو عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند منعقد ہوا تھا اس جلسہ میں حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے حسب ذیل تقریر ارشاد فرمائی تھی جسے ہم حسب وعدہ تمام و کمال درج کرتے ہیں۔

حضرات! میں نے صدارت کی تحریک کے سلسلے میں عرض کیا تھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحیح حالات اور ان کے حقیقی اوصاف و کمالات حضرت مفتی صاحب قبلہ ہی بیان فرمائیں گے۔ کیونکہ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نہ صرف شاہ صاحب کے ہم عصر اور ہم سبق ہیں بلکہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کے فخر میں دونوں شریک ہیں ...

جیسے میری بزرگ۔ ایک ادنیٰ مسلمان برابر آپ خیال کیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک امتی پر کس قدر بلندی اور برتری حاصل ہے کہاں حضور کی ذات اقدس اور کہاں آپ کا ایک ادنیٰ امتی جو فرق ان دونوں مرتبوں کے مابین ہے وہی فرق ایک عابد اور عالم کے مابین ہے۔

حضرت شاہ صاحب

...

علمی فضیلت

...

علماء کی فضیلت

...

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی بصیرت افروز تقریر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

پڑھی ہوئی ہوگی بلکہ اس کی عبارتیں کی عبارتیں اور صفحات کے صفحات شاہ صاحب کو حفظ یاد ہوں گے۔ کسی واقعہ کا تذکرہ شاہ صاحب کے سامنے آیا اور شاہ صاحب نے اس کے تمام متعلقات بیان کرنے شروع کر دیے۔ مطبوعہ کتب کے علاوہ حضرت شاہ صاحب کو معدہا قلمی کتب کی عبارتیں محفوظ تھیں جو آج تک پریس اور مطابع کی مرہون منت نہیں ہیں شاہ صاحب کو ان کے بھی صفحات حفظ تھے۔ شاہ صاحب سے کسی مسئلہ میں گفتگو کیجئے اور کسی وقت کیجئے آپ کو معلوم ہوگا کہ شاہ صاحب اس مسئلہ کیلئے بڑی دیر سے مستعد بیٹھے ہوئے اس امر کا انتظار کر رہے تھے کہ یہ مسئلہ کوئی مجھ سے دریافت کرے اور میں جواب دوں۔

زندہ لائبریری

معزز حاضرین! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے دوشنبہ کی شام کو دیوبند کی خاک میں کسی انسان کو دفن نہیں کیا ہے بلکہ آپ نے ایک مکمل لائبریری کو سپرد خاک کر دیا ہے۔ آپ نے ایک ایسے کتب خانہ کو خاک میں ملا دیا ہے ...

دینیات سے رغبتی

...

شاہ صاحب کی موت کا صدمہ

...

سعید بن جبیر اور حجاج کا واقعہ

...

قرآن مجید مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

اور ترجمہ پر اکابر علمائے ہند کی رایوں کا خلاصہ

مولائے قادر و توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کامل ڈھائی سال کی مسلسل محنتوں اور عرقریزیوں کے بعد یہ مبارک اور عظیم الشان کام ختم ہوا حضرات شائقین و خادمان حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جس بیقراری کے ساتھ اس ترجمہ کا انتظار کر رہے تھے وہ حیطہ تحریر سے باہر تھا حضرت شیخ الہند کی مبارک زندگی ہی میں مریدان عقیدتمند اور ارادتمندان خاص نے اس ترجمہ کے لئے ہزاروں اور لاکھوں تمناؤں کو پرورش کیا تھا۔ دیوبند میں تو صرف دس پارے ہوئے تھے لیکن مالٹا کی ناگہانی اسیری و قید و بند فرنگ نے پورے تیس پاروں کا ترجمہ مکمل کرادیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمام مروجہ تراجم قرآنی کے مقابلہ میں یہ ترجمہ زیادہ سہل، آسان تحت اللفظ اور مستند ہونے کی حیثیت میں تمام علمائے کرام و فضلائے دور حاضرہ نے تسلیم فرمالیا ہے۔ اس نادر نسخہ کی طیاری میں بیدریغ روپیہ صرف کیا گیا ہے ترجمہ کی عظمت و صحت کے لحاظ سے کتابت اور طباعت بھی اعلیٰ اور دیدہ زیب اور زمین حنائی مطبوعہ ہے۔ قرآن شریف کے شروع میں مولانا مرحوم کا مقدمہ قرآن مجید، مختصر فہرست مضامین نیز سورتوں کی فہرست بلحاظ صفحات اور آخر میں تقاریظ و قطعات تاریخ طبع اور رموز اوقاف مختلفہ کی تشریح و رسم الخط اور ضروری ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ہر پارہ ۳۲ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ جلد عمدہ مضبوط چرمی ہے۔ وزن قرآن مجید مجلد کا ۷ پونڈ (۳½ سیر) ہے۔ ہندوستان کے اندر محصول ڈاک مجلد کا دو روپے اور غیر مجلد کا ۲ مع فیس رجسٹری و پیکنگ ہے۔ بذریعہ ریل قریب کے مقامات میں محصول بہت کم لگتا ہے ممالک غیر کا محصول ۔۔ سے بے تک ہے۔ غیر ملکوں کو ہدیہ کے ساتھ محصول ڈاک بھی ضرور آنا چاہیے۔ نوٹ مفت

ھدایہ: فی جلد غیر مجلد ۱۲؎ مجلد چرمی منقش نقرئی ۱۵؎ مجلد طلائی ۲۰؎ محصول ہر حالت میں بذمہ خریدار

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی رائے

نفس ترجمہ کے متعلق حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کے بعد کسی مزید توصیف کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی کا ہے۔ مولانا کا جامع العلوم، کنز العلوم، بحر العلوم ہونا ہر شخص پر روشن ہے اسی وجہ سے اس ترجمہ کی طباعت سے پہلے ہی شائقین سراپا انتظار ہیں۔

البتہ وہ خاص اہتمامات جو حضرت مؤلف نے اس ترجمہ میں فرمائے ہیں اور مقدمہ ترجمہ میں مختصراً ذکر فرمایا ہے اجمالاً اُن کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ وہ خاص اہتمامات یہ ہیں۔

(۱) ترجمہ سلیس و مطلب خیز و بامحاورہ (۲) خلل لفظی و معنوی سے محفوظ (۳) مشہور اور مستعمل الفاظ کا خاص طور سے لحاظ فرمایا ہے (۴) اُن اغلاط سے مبرا جو آزادی پسند لوگوں کے ترجمے سے عوام میں پھیل گئی ہیں (۵) ترجمہ میں محاورہ کا اہتمام فرماتے ہوئے محاورات کو ترجمہ کے تابع فرمایا ہے نہ یہ کہ ترجمہ کو محاورات کے تابع کرکے خواہ مخواہ محاورات کا اضافہ کیا ہو (۶) باوجود اہتمام محاورہ کے ترتیب قرآنی کی بقا کا حتی الوسع اہتمام فرمایا ہے۔

ان سب کے علاوہ مولانا مجید حسن صاحب کی قدردانی نے جو اس ترجمہ کے ظاہری حسن کو دوبالا کردیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے مولانا نے جس قدر زر کثیر اسکی خریداری میں صرف کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ارشاد

مکرم بندہ سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ و پارۂ اول مترجم بترجمہ حضرت استاذی قدس اللہ سرہ پہنچ کر موجب مسرت و ہوا۔ آپ نے حسن ظن سے مجھ کو اظہار رائے کا امر فرمایا ہے مگر غالباً آپکو حضرت کا اور میرا تعلق معلوم نہیں یا اُس وقت ذہن میں نہیں رہا ورنہ میرے لئے ایسی جسارت کو تجویز نہ فرماتے مجھ کو حضرت سے جو تعلق ہے جس کا نام تلمذ ہے اور علوم میں محض تقلید کا ہے نہ کہ تنقید کا اور رائے اُس شخص کی معتبر ہے جس کو حق تنقید ہو ورنہ مقلد کا یہ کہنا قطع نظر اسکے کہ خلاف مقتضائے باوجودت زمن آواز نیاید گر تم ہونے کے سبب سوء ادب ہے اس مضمون کا مصداق ہے

مادح خورشید مداح خود است که دو چشمم روشن و نامرمدست

خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست کیں دلیل ہستی و ہستی خطاست

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند کی رائے

حق تعالیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ جس چیز کی آرزو مدتوں سے دلوں میں پنہاں تھی وہ آج مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ بجنور کی عرقریزی اور مالی قربانی سے منصۂ شہود پر بصد آب و تاب جلوہ گر ہوری ہے یعنی حضرت الاستاذ العلامہ سید الطائفہ شیخ الہند مولانا الحاج مولوی محمود حسن صاحب عثمانی دیوبندی قدس سرہ و نور ضریحہ کا ترجمۂ قرآن آج مولوی مجید حسن صاحب کی سعی اور جانفشانی سے بکمال حسن و خوبی شائقوں کی آنکھوں کا سرمہ بن رہا ہے ترجمہ کی نسبت میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے طول و عرض میں قرآن کے جو تراجم موجود ہیں شاید ہی کوئی ہوگا جو نہایت صحیح اور مستند ہونے کے باوجود اس قدر موجز، پر مغز، شگفتہ اور نظم قرآن کی پوری پوری رعایت کرنیوالا ہو۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ العالی کی رائے

جناب کے مرسلہ پارہ اول مترجم بترجمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بے اختیار جناب کی عالی ہمتی اور جانفشانی پر داد دینے کو جی چاہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ خط نسخ (عربی خط) اور خط نستعلیق (اردو خط) دونوں میں جو حسن اور صفائی موجود ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی پھر اُسکے ساتھ ساتھ صحت الفاظ حسن طبع پائداری و خوبصورتی اور طرز تزئین وغیرہ کو بھی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر پاتا ہوں۔ خداوند کریم آپ کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے لئے یہ مقدس خدمت ہمیشہ ہمیشہ صدقہ جاریہ بنی رہے آمین۔ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو

مولانا خواجہ عبد الحی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ دہلی کی رائے

خداوند قدوس نے اپنے کام کے لئے ہمیشہ مخصوص افراد کو چن لیا ہے جو اُس کا دست عمل بنجاتے ہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رضی اللہ عنہ اُن عظمائے رجال اور ائمہ اسلام میں سے ہیں جن کی تمام زندگی کتاب و سنت کے درس و مطالعہ اور اُن کے اسرار و معارف کی نشر و اشاعت میں گذری اور اُن کا جب خاتمہ ہوا تو خدمت ملک ملت اور ترجمۃ القرآن پر ہوا۔

حضرت مولانا الامام کے ترجمہ کا پہلا پارہ میرے زیر نظر ہے اور وہ بفضلہ تمام نقائص سے پاک ہے سلیس اور بامحاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ تحت اللفظ بھی ہے اور اس لئے ہر شخص اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے حواشی نہایت معنی خیز اور بصیرت افروز ہیں۔ ان کے پڑھنے سے نہ صرف بعض آیات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ نہایت ہی مشکل و عسیر الفہم مطالب آسانی اور سہولت سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ لطیف و دلاویز طریق سے بعض جگہ اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے کہ فوراً ذہن نشین ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مترجم علام پر اپنی گوناگوں رحمتیں نازل فرمائے اور اس ترجمہ کو قبول عام عطا فرمائے۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کی رائے

شیخ الہند مولانا محمود حسن مغفور کی علمی عظمت یقیناً میری معرفی کی محتاج نہیں۔ اُن کے ترجمۂ قرآن پر مجھ جیسے جاہل کا اظہار رائے کرنا بڑی ہی گستاخی ہے تاہم امتثال امر میں مجبوراً چند الفاظ عرض کرنے پڑتے ہیں

پارۂ اول کے ترجمہ کو مع حواشی کے میں نے دوسرے مشہور تراجم کے ساتھ جابجا مقابلہ کرکے پڑھا اور پڑھنے کے بعد شیخ الہند مغفور کی محنت وری کی داد دل سے بے اختیار نکلی۔ خدا کے کلام کا بالکل صحیح و مکمل ترجمہ کسی بندہ کا کام نہیں خدا کے الفاظ کو جب کبھی انسان اپنی عبارت میں ادا کریگا تو معنی و مفہوم کے کچھ نہ کچھ پہلو یقیناً نظر انداز ہوجائیں گے۔ تمام معانی و مطالب کی جامعیت محض قرآن ہی کا اعجاز ہے اور اس اعتبار سے اس کی ہر شرح، ہر تفسیر، ہر ترجمہ کا ناقص رہنا ناگزیر ہے تاہم خدائے کریم اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کا شرح صدر فہم قرآنی کے لئے کردیتا ہے اور اُن کے قلوب میں ایک ایسا ملکہ پیدا کردیتا ہے جس سے وہ معانی و مطالب قرآنی کی بہت ہی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو قرآن فہمی میں بہت کچھ مدد دیسکتے ہیں

شیخ الہند مغفور کا شمار بھی انہی بندگان حق میں تھا بس اُن کا ترجمہ قدرۃً اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ فارسی اور اُردو میں بعض اچھے ترجمے پیشتر سے بھی موجود تھے یہ جدید ترجمہ ان کی بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور بعض حیثیات سے اُن پر اضافہ کا حکم رکھتا ہے۔ خدائے قدوس اُمت اسلامیہ کو اس سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب کرے۔

جناب حکیم مولوی سید امیر حسن صاحب محدث از ریاست بھوپال

قرآن مجید مترجمہ حضرت شیخ الہند برد اللہ مضجعہ کے انطباع کے معاملہ میں تہ دل سے آپکی عالی ہمتی و حمایت اسلام و اشاعت علوم دینیہ کی داد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں قبول فرمائے"

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ:۔ محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ بجنور ۳۳ (یو۔ پی)

نکات و لطائف

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ رات کے اندھیرے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سنا کہ کوئی شخص حرم کعبہ میں کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے درد بھری آواز سے ذیل کے اشعار پڑھ رہا ہے۔

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم
یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
قد نام وفدک حول البیت وانتبهوا
وانت یا حی یا قیوم لم تنم
هب لی بجودک ما فضل من جرم
یا من الیه اشار الخلق بالکرم
ان کان عفوک لم یسبق لمجترم
فمن یجود علی العاصین بالنعم

مولا علی نے ان اشعار کو سنکر اپنے بڑے صاحبزادے امام حسن سے فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اسے بلا کر لاؤ حضرت امام حسن نے جا کر دیکھا کہ ایک شخص جس کا نصف جسم مفلوج تھا وہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔ حضرت امام حسن انکو اپنے ہمراہ لے آئے حضرت علی نے اس شخص سے دریافت کیا تو اس نے نہایت مودبانہ لہجے میں عرض کیا کہ حضور میں معاصی اور جرائم میں مبتلا رہا کرتا تھا۔ میرا باپ اکثر مجھکو منع کیا کرتا تھا۔ میں نے ایکدن اس کے منہ پر ایک طمانچہ مار دیا۔ میرا باپ اسیوقت اونٹ پر سوار ہو کر کعبہ پہنچا اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر حسب ذیل دعا مانگی

یا من الی الیه الحجاج من بعد
یرجون لطف عزیز واحد صمد
هذی منازل ما قد خاب قاصدها
فخذ بحقی یا رحمن من ولدی
فشل منه بجود منک جانبه
یا من تقدس لم یولد ولم یلد

میرا باپ ابھی واپس گھر نہیں پہنچا تھا کہ میرا نصف جسم شل ہو گیا۔ عرصہ تک میں اپنے باپ سے معافی چاہتا رہا آخر ایکدن وہ راضی ہو گیا۔ اس نے میری خطا معاف کر دی لیکن میری حالت درست نہ ہوئی۔ تو میں نے اس سے کہا جس مقام پر آپ نے بد دعا کی تھی وہیں جا کر دعا بھی کیجئے۔ میرا باپ اس کے لیے تیار ہو گیا۔ اور وہ اونٹ پر بیٹھ کر کعبہ کے ارادہ سے روانہ ہو گیا۔ لیکن سوء اتفاق سے ذرا منزل میں اونٹ پر سے گر کر مر گیا۔ اور میں اب تک اسی حالت میں مبتلا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا میں تم کو ایک ایسی دعا بتاتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی غم زدہ بندہ اس دعا کو پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکے رنج و غم کو دور کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَا عَالِمَ الْخَفِیَّةِ یَا مَنِ السَّمَاءُ بِقُدْرَتِهٖ مَبْنِیَّةٌ یَا مَنِ الْاَرْضُ بِقُدْرَتِهٖ مَدْحِیَّةٌ وَیَا مَنِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِنُوْرِ جَلَالِهٖ مُشْرِقَةٌ مُضِیْئَةٌ وَیَا مُقْبِلًا عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ زَکِیَّةٍ وَیَا مُسَکِّنَ رُعْبِ الْخَائِفِیْنَ وَاَهْلِ الْبَلِیَّةِ وَیَا مَنْ حَوَائِجُ الْخَلْقِ عِنْدَهٗ مَقْضِیَّةٌ وَیَا مَنْ نَجّٰی یُوْسُفَ مِنَ الْعُبُوْدِیَّةِ وَیَا مَنْ لَیْسَ لَهٗ بَوَّابٌ یُنَادٰی وَلَا صَاحِبٌ یُغْشٰی وَلَا وَزِیْرٌ یُؤْتٰی وَلَا غَیْرُهٗ رَبٌّ یُدْعٰی وَلَا یَزْدَادُ عَلَی الْحَوَائِجِ اِلَّا کَرَمًا وَّجُوْدًا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

حضرت علی نے فرمایا اس دعا کو اچھی طرح محفوظ رکھو یہ دعا عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اس شخص نے جب

ہندوستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت

جمعیۃ علماء ہند کا اخبار

الجمعیۃ ہندوستان کے اخباروں میں ممتاز ترین حیثیت رکھتا ہے۔ اگر آپکو مذہبی اور تبلیغی مضامین، تراجم و مقتبسات ممالک اسلامیہ اور ہندوستان کی تازہ خبریں، آریوں کی تہذیب کا مرقع، مذہبی و تاریخی افسانے، ویدک دھرم کی چھاسوز تعلیمات مسائل شرعیہ کے متعلق مستند فتاوے، علمی نکات و لطائف اور اسی قسم کی دلچسپ و مفید معلومات حاصل کرنی ہوں تو ہفتہ میں دو بار الجمعیۃ کو ملاحظہ فرمایئے جو ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں الجمعیۃ کا اہم ایڈیشن زیادہ ضخامت کے ساتھ شائع ہوتا ہے جس سے خریداران الجمعیۃ کو خاص دلچسپی ہے۔

الجمعیۃ کا ہاشمی نمبر

۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ کو خریداران الجمعیۃ کی خدمت میں پہنچ جائے گا تاکہ ان کے مضامین عید میلاد النبی میں پڑھے جائیں اس نمبر میں نہایت بلند پایہ مضامین اور نظمیں ہوں گی جن کے مطالعہ سے ناظرین بے انتہا محظوظ ہونگے۔ آپ اگر ہاشمی نمبر مفت دیکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی چندہ خریداری ذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیجئے تاکہ ہاشمی نمبر اور خریداران کی طرح آپ کو بھی مفت بھیجا جائے۔

چندہ سالانہ چھ روپے (للعہ) چندہ ششماہی تین روپیہ چار آنہ (سےعہ) چندہ سہ ماہی دو روپیہ (عہ)

مینیجر الجمعیۃ بلیماران۔ دہلی

جلد ۱۰ | دہلی۔ یوم دوشنبہ ۵ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق یکم مئی ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۱

سید الشہداء امام حسینؓ کے تذکار سے ایک سبق

وہ بے مثل قربانی جس کے خون سے امت اسلامیہ کی کھیتی سیراب ہوگئی

رونے کے بجائے روح حسینؓ کا استقبال کرو

(از اداره)

جن لوگوں نے اسلام کو دیکھا ہے جیسا کہ اسے دیکھنا چاہئے وہ اس کی روح کو سمجھتے ہیں۔ اسلام ایک کامل نظام کا نام ہے جو ہر قسم کی بشری و روحانی اور جسمانی، معنوی اور مادی ضروریات پر حاوی ہے اور اس کے دائرہ عمل اور قانون سے کوئی ایسا پہلو باہر نہیں رہ سکتا جو انسان کی ہر حیثیت سے ایک متمدن اور مہذب ہستی بننے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ جو سب کچھ گویا یہ ہے کہ ایمان بالغیب کی تعلیم کے ساتھ عذاب و ثواب، جنت و دوزخ اور اسرار الٰہیہ کا عقیدہ کتنا ہی کرتا ہے۔ اور انسان کو بتاتا ہے کہ وہ عمل کا ذمہ دار ہے اور اس کا احساس پیدا کرتا ہے تو دوسری طرف وہ نظام حکومت کو بھی سکھاتا ہے کہ اس کے متعلق عنوان قرار دیکر نظام تمدن اور بسلسلہ عدل کے حکومت اور سیاست کی تکمیل کرتا ہے اور نظام مدنی کے کل پرزوں کو درست چلانے کا ایک لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ اسلام کا فلسفہ عیسائیت کے اس نظریہ کے بالکل خلاف ہے جو ایک وقت میں مذہب کو سیاست سے جدا کرتا ہے۔ ...

... یہ دونوں باتیں ایک حقیقت ہیں اور یہ قرآن عزیز کی ہر سطر سے نمایاں اور سیرۂ نبوی کے ہر ورق سے آشکارا ہے۔ وہ انسان کامل جو مصلح نفوس اور تزکیہ دماغ کیلئے آیا وہی ایک وقت میں جنگ بدر اور حنین بپا کرنے کے فرائض بھی انجام دیتا ہے اور اپنے متبعین کو اپنے عمل سے سبق دے رہا تھا کہ سیاسیات ایک سچے مسلمان کی عملی زندگی کی بنیاد ہے جس کے بغیر قصر اسلام کی کوئی اینٹ بھی اپنی جگہ درست نہیں بیٹھ سکتی!

روح شہادت

کون نہیں جانتا کہ آزادی دنیا میں خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا احساس وجدانی طور پر انسان کو قدرت نے دیا ہے۔ اسلام کے ظہور کا یہی ایک مقصد تھا کہ انسان کو خدا کی مخلوق کو اس کی طرف توجہ دلائے اور اس کی ہمدردی میں جو ظلم و عدوان کے خس و خاشاک کو بھسم کرتی ہے تحریک حریت، استقلال اسلام کی روح ہے اور یہی وہ روح ہے جس نے دیکھتے ہی دیکھتے روم و فارس کے تاج و تخت کو زیر و زبر کر دیا۔ لا اله الا الله کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ ... اور خلافت راشدہ کی شخصیت کو جیتے جاگتے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

بیعت سے انکار

سیرۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گزشتہ شاہد ہے کہ اسلام ہر شکل کا جمہوری اجتماع نہیں ہوسکتا۔ خلفائے راشدین کے کارنامے گواہ ہیں کہ اسلام استبدادی اور شخصی حکومت کے خلاف ہمیشہ اعلان بغاوت کرتا رہا ہے۔ اس کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ چودہ سو برس کے تذکار سے عالم اسلامی کے قلوب سے جدا نہیں ہوا اور امت اسلامیہ کے تن مردہ میں جان تازہ کی ہردم دوڑاتا ہے۔ یزید کی حکومت کا نظام ایک خونریز نظام تھا۔ نقوی اور خشیت الٰہی جو پیغمبر اسلام کی بنیاد ہے اس میں بالکل مفقود تھی۔ نیام امن اور بسلسلہ عدل اس سے کوسوں دور تھا۔ خود یزید فاسق اور خاجر اور ظالم و بدکردار انسان تھا۔ باوجود ان باتوں کے اس کی خواہش تھی کہ جگر گوشہ رسول اس کے دست ناحق پرست پر بیعت کر لیں اور اس کو اپنا امام اور پیشوا مان لیں۔ لیکن امام الشہداء نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے بالکل انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ یزید اس تخت پر بیٹھنے کے ہرگز لائق نہیں جس پر خلفاء راشدین بیٹھا کرتے تھے اور جو تمام امت اسلامیہ کا ماویٰ و ملجا رہتا تھا۔ اس حریت پسندانہ طرز عمل کا کیا نتیجہ نکلا؟ اور اس جگر گوشہ رسول کے ساتھ یزیدی گروہ نے کیا سلوک کیا؟

اس کا جواب سنہ ہجری کا ہر پہلا مہینہ تیرہ سو برس سے دیتا چلا آیا ہے۔ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اگر یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تو حریت کا آفتاب کبھی طلوع نہ ہوتا اور ظلم و عدوان کی گھنگھور گھٹائیں کبھی نہ چھٹتیں۔ اس امام ہدا صداقت نے جام شہادت کو بخوشی نوش فرما لیا لیکن ظلم و استبداد کے سامنے گردن نہ جھکائی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بہت ہی کم لوگوں کو پہنچنا نصیب ہوا ہے۔

اور یہی وہ انتہائی زوال ہے جس کے خطرات سے بہت کم لوگوں نے اپنے بچاؤ کی فکر کی ہے۔

بے معنے آہ و زاری

تیرہ سو برس سے سید الشہداء کا یہ نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ اور واسطے ہے کہ امت اسلامیہ اس سید الشہداء کے جاں نثار آپ کی اس بے مثل قربانی کو یاد رکھیں اور اس قسم کے مواقع پر اس کا مظاہرہ کر کے آپ کی روح پر فتوح پر مسرت اور شادمانی کے پھول برسائیں۔ مگر افسوس! آج امت اسلامیہ انتشار، افتراق، خود غرضی میں لگی ہے اور اس نے امام الشہداء کی شہادت کو وہ بے قدری کی ہے کہ شاید تاریخ میں اس بے قدری کا خیال نہیں لے گی۔

تم ہر سال سنتے ہو سینہ کوبی کرتے ہو، امام حسین علیہ السلام کے واقعات بیان کرنے کی مجلسیں منعقد کرتے ہو ... جس کو سب سے زیادہ ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ تم ایک بے معنی بے جان ... ممالک مغرب کا ایک ایک بچہ اسلام کے حق میں یزید بنا ہوا ہے اور تم اس طرف خیال بھی نہیں کرتے! آج اسلام مظلوم ہے اور مسلمان محکوم۔ مگر تم نے کبھی حسین علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر یزیدی افواج کو شکست نہیں دی۔ تم نے کبھی ناموس اسلام کی خاطر ان قربانیوں کا مظاہرہ نہیں کیا جو سید الشہداء کی شہادت کا حقیقی مقصد ہے۔

تم ہر سال نوحہ پڑھتے ہو۔ تم نے اب تک اس قدر آنسو بہائے کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو بلاشبہ دجلہ و فرات کا طلاطم ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا مگر تمہارا یہ تو بتاؤ کہ صرف آہ و بکا، سینہ کوبی اور آنسو بہانے سے تم نے حاصل کیا کیا؟ اگر صرف آنسو بہانا حقیقی قربانی کے قائم مقام ہوتا تو آج امت اسلامیہ کا یہ حال نہ ہوتا جو تم کو نظر آ رہا ہے۔

شہادت حسینؓ کی بے قدری

ہمیں اقرار ہے کہ تم نے بہت آنسو بہائے، ہمیں تسلیم ہے کہ سینہ کوبی کرتے کرتے تمہارے سینے پھٹ گئے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ محبت حسین رضی اللہ عنہ سے تمہارا دل و دماغ لبریز ہے مگر ہم یہ کبھی تسلیم نہیں کریں گے کہ تمہاری ان باتوں سے کبھی اسلام یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا اور شہادت حسینؓ کے مقصد کو کبھی تم نے پورا کیا۔ اے کاش! تم سید الشہداء کی یاد میں ایک آنسو بھی نہ بہاتے، تم اپنے سینہ پر ایک ضرب بھی نہ لگاتے۔ مگر اپنے وجود کو روح حسینؓ کا آشیانہ بناتے اور صبر و استقلال، ثبات قدمی، صبر و استقامت، حق کوشی اور حریت پروری کے اس ذروۂ علیا پر پہنچتے جہاں امام حسینؓ اپنے معصوم اور بے گناہ خون کو لیکر پہنچے تھے!

قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے تو دوسرا گھر عشرت کدہ۔ مگر وائے اس ماتم کدہ پر جو عشق و محبت کے آنسوؤں سے خالی ہے اور جس میں صرف ماتم سرائی کے سوا عمل کی بجلی کوندتی نظر نہیں آتی۔ تم کو چاہئے تھا کہ شہادت حسینؓ سے عملی سبق لیتے مگر تم نے اس کو بدعات و خرافات کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ تم نے اب زوال میں زہر ملا کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔

توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور امام عالی مقام کی شہادت کو آنسوؤں سے دھونے کی کوشش نہ کرو بلکہ اپنے عمل سے اس کی جلا دوکر دو تا پھر ایک دفعہ اس کی درخشانی سے جگمگا اٹھے اور اس بے نظیر قربانی سے ہر مردہ انسان زندہ ہو جائے۔

مبارک ہے وہ جو امام الصادقین سید الشہداء اور جگر گوشہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔ مبارک ہے وہ جو آنسوؤں سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے آپ کے تذکار کو زندہ رکھے۔ مبارک ہے وہ جو شہادت حسینؓ کے واقعہ سے اصل یزید کو پہچانے اور مبارک ہے وہ مسلمان جو قربانی کی اس آگ میں کودنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہے!!!

وسیلہ نجات

حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے احادیث نبوی سے اقتباس کر کے دو بے نظیر کتابیں تالیف فرمائی ہیں ان میں ایک کا نام "دوزخ کا کھٹکا" ہے اسمیں احادیث درج ہیں جنمیں اعمال سیئہ کے ارتکاب پر عذاب الٰہی اور دوزخ کی وعید ہے اور عذاب الٰہی سے خوف دلا کر اعمال سیئہ سے بچنے کی ترغیب ہے، مکمل کتاب ۴۴۰ احادیث پر مشتمل ہے ہر حدیث کا اردو ترجمہ اس کے ساتھ ہی دیا گیا ہے کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ دوسری کتاب کا نام "جنت کی کنجی" ہے اسمیں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں اعمال حسنہ کی بنا پر مومنین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اسمیں ۱۱۲۵ احادیث درج ہیں ہر حدیث کا ترجمہ ان کے ساتھ ہی دیا گیا ہے کاغذ چکنا سفید اور لکھائی چھپائی بہترین ہدیہ فی جلد عہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا ہے اور دوسرا ایڈیشن بھی قریب الختم ہے ہر مسلمان گھر میں دونوں کتابوں کا رکھنا نہایت ضروری ہے بعض مخیر حضرات ان کتابوں کو ہم سے خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں روزانہ کی زندگی میں پیش آنے والے تمام کاموں کے متعلق احادیث کا اس سے بہتر مجموعہ اردو زبان میں اب تک تیار نہیں ہوا بہت تھوڑے نسخے رہ گئے ہیں اس لئے جلدی کیجئے ورنہ آئندہ ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا دونوں کتابوں کے یکجائی خریدار کو صرف دو روپیہ میں دونوں جلدیں دی جائیں گی۔

منیجر مکتبہ علمیہ بازار بلیماران دہلی

ماہ محرم الحرام

(بسلسلہ صفحہ اول)

علیہ وسلم عاشوراء وامر بصیامہ فقالوا یا رسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاریٰ فقال رسول اللہ صلعم فاذا کان العام المقبل انشاء اللہ صمت الیوم التاسع فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلعم۔

عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو وہ دن ہے جس کی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ آئندہ سال میں تو میں نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھونگا لیکن آپ دوسرا سال آنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔

ابن عباس کی روایت میں اس طرح ہے:۔

صوموا یوم عاشوراء وخالفوا فیہ الیہود، صوموا قبلہ یوما وبعدہ یوما۔

عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور وہ اس طرح کہ اس سے ایک روز قبل یا ایک روز بعد (یعنی نویں یا گیارہویں) بھی روزہ رکھ لیا کرو۔

مندرجہ بالا احادیث سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ محرم کی اسلام میں کیا حیثیت ہے اور اسمیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے لیکن آج کل مسلمانوں نے ماہ محرم میں جو بدعتیں ایجاد کر رکھی ہیں ان کی اصلیت شریعت میں مطلقاً نہیں ہے۔

محمد شبلی سے دریافت کیا گیا کہ عاشوراء یا ماہ محرم میں سرمہ لگانا، غسل کرنا، اچھے کپڑے پہننا، اچھا کھانا کیسا ہے؟ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ شریعت میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علمائے ہند اور سیاسیات

جہاں تک خالص سیاسیات (پالیٹکس) کا تعلق ہے ہم ادب کے ساتھ عرض کریں گے کہ سر محمد یعقوب اور شیخ احمد صاحب جعفری کا خیال اس بارہ میں بھی صحیح نہیں ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد علماء کی جو مخصوص سیاست رہی اس کے متعلق ہم گزشتہ اشاعت میں اجمالاً بحث کر چکے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ مسلمانوں کی عام تحریکات میں علماء کا جس قدر حصہ تھا وہ بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جعفری صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ۱۹۱۹ء میں جب جمعیۃ علمائے ہند قائم ہوئی ہے تو اس سے بہت قبل صوبہ بہار، صوبہ متحدہ اور صوبہ بنگال میں علماء کی جمعیتیں قائم ہو چکی تھیں اور انفرادی طور پر جو علماء سیاسیات میں حصہ لیتے تھے وہ منظم ہو چکے تھے۔ یہ سب کچھ اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ مولانا محمد علی نظر بند تھے اور جنگ عظیم کے باعث حالات نہایت خطرناک صورت اختیار کئے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود علماء نے اپنی تنظیم جدید لائنوں پر شروع کر دی تھی۔ صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے نظام کی داغ بیل ڈالی جا چکی تھی اور حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نہایت انہماک کے ساتھ مسلمانوں کو سیاسیات ملی کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ صوبہ بنگال میں خود علامہ سید سلیمان صاحب ندوی کی صدارت میں جمعیۃ علمائے بنگال کا اجلاس منعقد ہو چکا تھا اور وہاں کے علماء کی رہنمائی ایک عالم ہی کر چکا تھا۔ صوبہ متحدہ میں دیوبند کی مسلسل سرگرمیوں کے علاوہ فرنگی محل میں حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر قیادت کئی سیاسی اجتماعات ہو چکے تھے اور علماء نے سیاسی مسائل میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ دہلی میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب اپنی خالص سیاسی تقریروں سے مسلمانوں کے اندر گرم عمل پیدا کر چکے تھے۔ یہ ساری فضا تیار تھی کہ ۱۹۱۹ء میں ایک اجتماع ہوا اور جمعیۃ علمائے ہند کے انعقاد کی تجویز زیر غور آئی۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی جو مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی تحریک سے ہوئی ہو (جبکہ مولانائے مرحوم بیزادہ جیل میں تھے) بلکہ واقعات کے تسلسل کی ایک لازمی کڑی تھی۔

سیاسی سرگرمیوں کا تسلسل

اور یہ جو کچھ صوبائی اور مقامی سرگرمیاں تھیں ان کا بھی تعلق کسی بیرونی تحریک و ترغیب سے نہ تھا بلکہ ان تمام علماء کے سامنے جو اس کام میں مشغول تھے خود اپنے اکابر کا اسوہ تھا اور خالص اسلامی تعلیمات اس کی محرک تھیں۔ منتسبین دار العلوم دیوبند کے سامنے یہ واقعات تھے کہ حضرت شیخ الاجل مولانا حاجی محمد امداد اللہ قدس سرہ نے انگریزی حکومت میں زندگی بسر کرنا گوارہ نہ کیا اور اس کے دائرہ سے نکل کر حرم شریف کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی گرفتاری کے لئے ایک عرصہ تک حکومت جد و جہد کرتی رہی، اور مولانا کو نانوتہ اور دیوبند میں علانیہ پریشانی کرتے رہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے ایک عرصہ تک حوالات میں زندگی کے دن گزارے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب آج بھی مالٹا میں اسیری کے ایام گزار رہے ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد ۱۹۱۱ء سے الہلال کی خالص مذہبی تحریروں کے ذریعہ ایک مخصوص دعوت عمل دے رہے تھے۔ کانپور کی مسجد کا واقعہ صرف علماء کی تحریک اور ان ہی کے فتوے کا براہ راست نتیجہ تھا اور اس میں مولانا آزاد سبحانی اور حضرت مولانا عبد الباری اپنی مساعی کو نمایاں کر چکے تھے اور اس سے بھی قبل بلقان و طرابلس کی جنگوں میں تمام مقامی علماء نے ترکوں کی امداد کے لئے سرگرم تحریک جاری کی تھی حضرت شیخ الہند کو ان ایام میں رات رات بھر نیند نہیں آتی تھی اور وہ بے انتہا مضطرب رہتے تھے۔ دار العلوم میں تعطیلات کا اعلان کر دیا گیا تھا طلباء کے وفود جا بجا بھیجے گئے تھے چندہ کیا گیا تھا اور ترکوں کی امداد میں حتی الامکان طبقۂ علماء نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ ان ہی جنگوں کے سلسلہ میں فرنگی محل بھی بہت آگے آگے تھا اور اس سے بھی قبل جنگ روس کے وقت حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے خاص سیاسی سرگرمیوں کا اظہار کیا تھا۔ یہ اور اس قسم کے صدہا واقعات ایسے تھے کہ علماء کی سیاسی بیداری اور اس بیداری کے تسلسل کو پیش کر سکتے ہیں۔

لیکن موجب حیرت ہے کہ ہمارے جعفری صاحب ان تمام واقعات کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر نظر انداز کر کے یہ تحریر فرما دیتے ہیں کہ علماء بذات خود سیاسی پلیٹ فارم پر نہیں آئے بلکہ انہیں بیرونی تحریک سے لایا گیا اور اس وجہ سے ان پر "لا تحد" اور "لا تحصیٰ" احسانات ہیں۔

الجمعیۃ دہلی — یکم مئی ۱۹۳۲ء

اتحاد بین الملل کی دعوت

خود سید اور انکے احباب و رفقاء کی تحریریں اسکے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں کہ وہ ایک جماعت کو دنیا مخالف سمجھتے تھے ایک طرف عوام میں اس کے خلاف تبلیغ کرتے تھے اور دوسری طرف حکومت کو یہ یقین دلاتے تھے کہ اب مسلمانوں پر اس جماعت کا اثر نہیں ہے۔ یہ جماعت علماء ہی کی جماعت تھی۔ ان کی زبان سیاسی (POLITICAL) نہ تھی ان کا طریقہ آئینی (CONSTITUTIONAL) نہ تھے۔ ان کی پالیسی مسلمانوں کے تعلیم یافتہ خواص کی پالیسی نہ تھی اس لئے آپ انکی سیاست سے اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ غدر کے بعد سے جتنا جتنا زمانہ گزرتا گیا اور عوام الناس سے زیادہ انگریزی داں خواص کا ذوق وفراس کم ہوتا گیا، اور وہ انگریزی حکومت کی انتہائی خوشامد سے گزر کر "خود مختاری" اور "آزادی" کے مطالبہ سے قریب تر آنے لگے، علماء اسی قدر سیاسیات میں زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ انہوں نے مسلم لیگ کے قیام سے بہت قبل ہی مسلمانوں کو اس کی دعوت دی کہ وہ انڈین نیشنل کانگریس میں شریک ہو کر ہندوستان کی آزادی کے لئے متحد سعی کریں اور اس مضمون کا جو فتویٰ لدھیانہ صوبہ پنجاب سے جاری کیا گیا اس پر متعدد علماء کے دستخط آج تک محفوظ ہیں۔ اس کے بعد پھر جب کبھی مسلمانوں کے اندر کسی عام تحریک کا ظہور ہوا علماء نے فی الفور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا۔ ترکوں کی امداد کیلئے جو تحریکات جاری ہوئیں ان میں علماء کی امداد سے جو کچھ کیا گیا وہ سیرت محمد علی کے ناظرین مولف کی معلومات سے باہر ہے۔ ... کی تحریک کے سلسلہ میں علماء نے جو حصہ لیا اس سے بھی وہ ناواقف نہ ہوں گے یہی وہ تحریکات تھیں جنہوں نے خلافت کے ایجی ٹیشن سے قبل مسلمانوں کے عوام میں کوئی روح پیدا کی اور یہ سب کی سب علماء کی مخلصانہ خدمات کی رہین منت تھیں۔ جمعیۃ علمائے ہند کے باقاعدہ قیام سے بہت قبل ہندوستان میں علماء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جو حالات کی کسی قدر مساعدت کے باعث پلیٹ فارم پر بھی آ گئی تھی اور اپنے سیاسی خیالات و آئندہ کا اظہار کر رہی تھی۔

غدر کے بعد سے جتنا جتنا زمانہ گزرتا گیا اور عوام الناس سے زیادہ انگریزی داں خواص کا ذوق وفراس کم ہوتا گیا، اور وہ انگریزی حکومت کی انتہائی خوشامد سے گزر کر "خود مختاری" اور "آزادی" کے مطالبہ سے قریب تر آنے لگے، علماء اسی قدر سیاسیات میں زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ انہوں نے مسلم لیگ کے قیام سے بہت قبل ہی مسلمانوں کو اس کی دعوت دی کہ وہ انڈین نیشنل کانگریس میں شریک ہو کر ہندوستان کی آزادی کے لئے متحد سعی کریں اور اس مضمون کا جو فتویٰ لدھیانہ صوبہ پنجاب سے جاری کیا گیا اس پر متعدد علماء کے دستخط آج تک محفوظ ہیں۔

اس مضمون کا جو فتویٰ لدھیانہ صوبہ پنجاب سے جاری کیا گیا اس پر متعدد علماء کے دستخط آج تک محفوظ ہیں۔

یکم مئی ۱۹۳۲ء

جامع مسجد دہلی میں فرزندانِ توحید کا اجتماع

ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند کی باطل شکن تقریر

جمعیۃ ہندوستان کی آزادی اور اتحاد بین الملل کے مسلک پر ہمیشہ قائم رہے گی

۲۰/اپریل بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں زیر اہتمام جمعیۃ علمائے ہند مسلمانان دہلی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب ڈکٹیٹر جمعیۃ علمائے ہند صدر جلسہ تھے۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد حضرت مولانا ... نے ... نظموں کے ذریعہ ... ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے اپنی طویل علالت کے حالات اور وقت پر دہلی نہ پہنچ سکنے کے اسباب بیان فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دہلی میں آکر معلوم ہوا ہے کہ میری علالت کے زمانہ میں بعض ناعاقبت اندیشوں نے گمراہ کن افواہیں پھیلائیں اور اشتعال انگیز مذہبی اشتہارات میں شائع کئے۔ مگر الحمدللہ کہ آپ حضرات جو جمعیۃ علمائے ہند کے مسلک کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور اس کی مذہبی و سیاسی حیثیت سے کماحقہ واقف ہیں اس قسم کے پروپگنڈا سے متاثر نہیں ہوئے۔ میں نے سنا ہے کہ عوام کو بدظن کرنے کے لئے یہ کہا گیا کہ جنگ آزادی میں جمعیۃ علماء ہند نے اپنا مسلک بدل دیا ہے۔ اور ثبوت میں یہ دلیل پیش کی گئی کہ آرڈیننس ڈے کا سلسلہ ختم ہو گیا حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ آرڈیننس ڈے کے ماہانہ مظاہرے آرڈیننسوں کے اجراء کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے اور وائسرائے سے ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے کی غرض سے مقرر کئے گئے تھے جب آرڈیننس ختم ہو گئے تو پھر ان کے خلاف مظاہرے کیا معنی رکھتے ہیں۔ جہاں تک کہ جمعیۃ علمائے ہند کے مذہبی و سیاسی مسلک کا تعلق ہے آپ حضرات یاد رکھیں کہ وہ گزشتہ تیرہ سال سے بدستور قائم ہے اور اس میں ایک نقطہ کا فرق بھی نہیں آسکتا۔ جب تک ہندوستان آزاد نہیں ہوگا جمعیۃ کی جدوجہد جاری رہے گی۔ رہا موجودہ پروگرام کا سوال اس میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے میں عنقریب مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کر رہا ہوں جس میں جدید صورت حالات پر بحث کی جائے گی۔

آخر میں آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ سودیشی اشیاء کا استعمال کریں، اور آزادی ہند کی راہ میں دوسری اقوام کے ساتھ متحد ہو کر گامزن ہوں۔ آپ کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب نے بھی غیر مسلم اقوام کے ساتھ مصالحت اور اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور ڈکٹیٹر صاحب کے ارشادات کی مزید وضاحت فرمائی۔

جلد ۱۷ — دہلی - یوم جمعہ ۹ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۳۳ء — نمبر ۳۲

معاصرین کے افکار و آراء

اسلام دشمنی کا مظاہرہ (ہمدم جدید)

[illegible]

محرم الحرام اور ہمارے اعمال (مومن)

[illegible]

لندن چلو (اہلحدیث)

[illegible]

مذہبی راستہ

[illegible]

بے روزگاری کا علاج (حقیقت)

[illegible]

(۱) پیتل اور دھات کی چیزیں اور برتن
(۲) صابون سازی
(۳) چاقو، چھری اور کانٹے
(۴) مٹی اور چینی کے برتن
(۵) دھاگوں کو بٹنا
(۶) چھتریاں بنانا
(۷) بنیان اور موزے بننا

[illegible]

کانگریس کی مشاورت (ملاپ)

[illegible]

میدان کربلا میں جگر گوشۂ رسول کی شہادت

تاریخ کا وہ واقعہ جو حق پرستی کی آپ ہی مثال ہے

سید الشہداء امام حسین رضؓ اور آپ کے رفقاء کی قربانیاں

(از ادارہ)

آج کی فرصت میں سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ معتبر اور موثق روایات کی بنا پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اہل بیت رسول اللہ شروع سے اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تخت خلافت خالی ہوا۔ یزید بن معاویہ نے جو پہلے سے ولی عہد مقرر ہو چکا تھا اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بیعت کا مطالبہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ قرار دیا تھا اس لئے اہل بیت کے حامیوں کی تعداد وہاں زیادہ تھی۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضؓ کو لکھا کہ آپ تشریف لایئے ہم آپ کی حمایت کریں گے۔ چنانچہ حضرت امام نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بھیجا اور خود بھی سفر کی تیاری کرنے لگے۔

دوستوں کے مشورے

جب آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو معلوم ہوا کہ آپ سفر کرنا چاہتے ہیں تو سخت مضطر ہوئے۔ چونکہ وہ کوفہ والوں کی بے وفائیوں اور زمانہ سازیوں سے واقف تھے اس لئے انہوں نے اس سفر کی مخالفت کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ لوگ آپ کے سفر سے بہت پریشان ہیں مجھے اس حقیقت سے آگاہ کیجئے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ "اب میں نے عزم کر لیا ہے اور آج ہی کل میں روانہ ہوتا ہوں۔" حضرت ابن عباس نے دوبارہ کہا "خدا آپ کی حفاظت کرے کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے۔ دشمن کو نکال کر ملک پر قبضہ کر لیا ہے؟ اگر وہ ایسا کر چکے ہیں تو شوق سے تشریف لیجائیے لیکن اگر ایسا نہیں ہوا اور حاکم بدستور ان کی گردنوں پر سوار ہے اس کے گماشتے برابر اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں تو ان کا آپکو بلانا درحقیقت جنگ کی طرف بلانا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں آپ کو دھوکہ نہ دیں اور جب دشمن کو طاقت ور دیکھیں تو الٹے آپ سے لڑنے کے لئے آمادہ نہ ہو جائیں۔"

حضرت امام اس قسم کی باتوں سے متاثر نہ ہوئے اور اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ ابن عباس نے پھر کہا کہ "اگر آپ نہیں مانتے تو عورتوں اور بچوں کو تو ساتھ نہ لیجائیے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ان کی آنکھوں کے سامنے اس طرح نہ شہید کر ڈالے جائیں جس طرح حضرت عثمانؓ اپنے گھر والوں کے سامنے شہید کئے گئے تھے۔" مگر آپ پھر بھی اپنے ارادہ پر قائم رہے۔

آپ کے چچیرے بھائی عبد اللہ بن جعفر نے بھی مدینہ سے خط بھیج کر آپ کو اس سفر سے باز رکھنا چاہا۔ لکھا کہ آپ کا سفر آپ کی ہلاکت ہے آپ جلدی نہ کیجئے میں آتا ہوں۔

عراق کی طرف روانگی

بالآخر آپ عراق روانہ ہو گئے۔ مقام صفاح پر ایک شاعر سے ملاقات کی اور اس سے حضرت امام نے دریافت کیا کہ "تیرے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے؟" شاعر نے جواب دیا کہ "ان کے دل آپکے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔" فرمایا سچ کہتا ہے اب معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کہہ کر سواری آگے بڑھائی۔ تھوڑی دور آگے چلکر معلوم ہوا کہ آپ کے نائب مسلم بن عقیل کو یزید کے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ میں شہید کر دیا۔ اور کسی نے اس مظلوم کی حمایت میں ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالا تو آپ نے "انا للہ" بار بار پڑھا بعض ساتھیوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے ہم اہل بیت کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ یہیں سے واپس لوٹ جائیے۔ کوفہ میں آپ کا ایک بھی طرفدار نہیں ہے وہ سب آپ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ آپ خاموش ہو کر واپسی پر غور کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا کہ ہم ہرگز نہیں ٹلیں گے ہم انتقام لیں گے یا اپنے بھائی کی طرح مر جائیں گے۔

کچھ لوگ اس سفر میں آپ کے ساتھ ہو گئے تھے کہ کوفہ پہنچ کر خوب مزے کریں گے آپ نے ان کے سامنے ایک خطبہ دیا اور فرمایا۔ "لوگو ہمیں نہایت دہشتناک خبریں پہنچی ہیں مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ [illegible]

اور عبد اللہ بن یقطر شہید کر دئے گئے۔ ہمارے طرفداروں نے بے وفائی کی کوفہ میں ہمارا کوئی طرفدار نہیں تم میں سے جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہے چھوڑ دے ہم ہرگز خفا نہیں ہونگے۔" لوگوں نے جب یہ سنا تو منتشر ہونا شروع ہو گئے اور آپکے گرد وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ساتھ چلے تھے۔

راستہ میں چند خطبے

قادسیہ سے آگے حر بن یزید ایک ہزار کی فوج کے ساتھ نمودار ہوا اور ساتھ ہو لیا۔ اسے حکم تھا کہ حضرت امام کے ساتھ برابر لگا رہے اور اس وقت تک لگا رہے جب تک ان کو عبید اللہ بن زیاد کے روبرو نہ پہونچا دے۔ (عبید اللہ والی عراق تھا)۔

آپ نے حر بن یزید اور اس کے ساتھیوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا "خدا کے سامنے اور تمہارے سامنے میرا عذر یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے اگر اب بھی تمہاری یہی حالت ہے تو میں آگیا ہوں اگر مجھ سے عہد و پیمان کرو تو میں تمہارے شہر میں چلنے کو آمادہ ہوں اگر تم میری آمد سے ناخوش ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں گا۔"

اس تقریر کا کسی نے بھی جواب نہ دیا عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا آپ نے حر سے دریافت کیا کہ کیا تم علیحدہ نماز پڑھو گے؟ اس نے کہا نہیں، ہم آپ ہی کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ دوست اور دشمنوں نے وہیں عصر کی نماز پڑھی۔ سلام کے بعد آپ نے پھر خطوط کا ذکر فرمایا تو حر بن یزید نے کہا کہ میں ایسے خطوط کا کوئی علم نہیں۔ حضرت امام نے عقبہ بن سمعان سے کہا کہ خطوط کے تھیلے نکال لاؤ عقبہ نے تھیلوں میں سے خطوط نکال کر ڈھیر لگا دیا۔ یہاں سے آپ روانہ ہوئے تو مقام بیضہ میں آپ نے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

"لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے اللہ کی حدود توڑتا ہے عہد الٰہی شکست کرتا ہے سنت نبوی کی مخالفت کرتا ہے، خدا کے بندوں پر گناہ اور ظلم سے حکومت کرتا ہے اور اس کی مخالفت نہیں کرتا تو خدا ایسے شخص کو اچھا ٹھکانا نہیں دیگا۔ دیکھو یہ لوگ شیطان کے پیرو ہو گئے ہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر رہے ہیں میں ان کی اس سرکشی کو حق و عدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ تم مجھ سے عہد کر چکے ہو کہ تم نہ مجھ سے بے وفائی کرو گے اور نہ مجھے دشمن کے حوالے کرو گے۔ میں حسین بن علی ابن فاطمہ رسول خدا کا نواسہ ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے میرے بال بچے تمہارے بال بچوں کے ساتھ ہیں۔ مجھے اپنا نمونہ بناؤ اگر تم بدعہدی کرو تو مجھے بعید نہیں کیونکہ تم میرے باپ، بھائی اور چچیرے بھائی مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔"

کربلا میں ورود

حر بن یزید برابر آپ کے ساتھ چلا آ رہا تھا اور بار بار کہتا تھا اے حسینؓ اپنے معاملہ میں خدا کو یاد کیجئے۔ اگر آپ جنگ کریں گے تو ضرور قتل کر ڈالے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ کیا تمہاری شقاوت اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ مجھے قتل کر ڈالو گے؟

اس سے پہلے آپ اپنے قاصد قیس کو کوفہ روانہ کر چکے تھے اور عبید اللہ بن زیاد والی عراق نے ان کو شہید کر دیا تھا مگر آپ کو اطلاع نہ تھی یہاں ذکر حال معلوم ہوا تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

صبح سویرے آپ پھر سوار ہوئے مگر حر بن یزید آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو چلنے سے روکتا تھا۔ آخر کوفہ کی طرف سے ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا یہ ہتھیار بند تھا اس نے حضرت امام حسین رضؓ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور حر کو سلام کر کے زیاد کا خط پیش کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا "حسینؓ کو کہیں ٹکنے نہ دو کھلے میدان کے سوا کہیں اترنے نہ دو اور قلعہ بند یا سرسبز مقام میں پڑاؤ نہ ڈالنے دو میرا یہ قاصد تمہارے ساتھ رہیگا۔" حر نے خط کے مضمون سے حضرت امام کو آگاہ کیا اور کہا "اب میں مجبور ہوں آپ کو بے آب و گیاہ میدان میں اترنے کی [illegible]

دار الحکومت

صدر جمعیۃ علماء ہند کے صاحبزادہ کا عقد مسنونہ

دعوت ولیمہ میں علماء و معززین کی شرکت

دہلی ۲ مئی حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند حال اسیر فرنگ کے صاحبزادے حضرت مولانا حفیظ الرحمان صاحب آصف کا عقد مسنونہ ۳۰ ذی الحجہ کو شاہ آباد میں ہو گیا اور کل صبح گیارہ بجے حضرت مفتی صاحب کے دولت کدہ پر علماء کرام اور معززین شہر کو دعوت ولیمہ دی گئی۔ چونکہ حضرت علامہ اس وقت ملتان جیل میں جرم حریت کی پاداش میں اسیر ہیں اس لئے متعلقین کا ارادہ تھا کہ حضرت ممدوح کی رہائی کے بعد شادی خانہ آبادی کی تقریب کو انجام دیا جائے لیکن حضرت ممدوح نے ملتان جیل سے اپنے صاحبزادہ کیلئے عقد مسنونہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور لکھا کہ میری رہائی کا انتظار نہ کیا جائے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی کیا گیا اور یہ تقریب سنت نبوی کے ماتحت نہایت خوش اسلوبی سے انجام پائی۔ صاحب حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی جانب سے دعوت ولیمہ کیلئے معززین شہر کے نام جو رقعے جاری کئے گئے اس کی عبارت بجنسہ درج ذیل ہے:-

"رب العزت جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ لخت جگر نور نظر مولوی حفیظ الرحمان سلمہ کی شادی کتخدائی کی جان افروز مسرت عطا فرمائی میری اور تمام عزیزوں کی تمنا یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب خود اس مبارک تقریب کو انجام دیتے۔ مگر مفتی صاحب کے تاکیدی حکم کی تعمیل کو ہم نے سعادت سمجھا اور بحکم مفتی اسیر حق یہ مفتی صاحب نے نیو سنٹرل جیل ملتان سے تحریر فرمایا کہ "ایک طرف جذبات کا تقاضا ہے کہ لخت جگر حفیظ الرحمان سلمہ کی شادی کو میں اپنے ہاتھ سے انجام دوں دوسری جانب عقل اور شرع کا تقاضہ ہے کہ نیک کام میں دیر نہ کی جائے میں بنام خدا اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر مقتضائے عقل و شرع کو ترجیح دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ میری رہائی کا ہرگز انتظار نہ کرو۔ دلہن والوں سے تاریخ مقرر کرا کے حفیظ الرحمان کو اس کے چھوٹے بھائی اور ماموں کے ساتھ دہلی سے شاہ آباد (ضلع ہردوئی) بھیجو۔ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نہایت سادگی سے نکاح ہو اور واپسی پر ولیمہ کی مسنون دعوت ممکن ہے کہ یہ طرز عمل مسلمانوں کے لئے درس بصیرت اور ہمارے لئے موجب برکت ہو اور مسلمانوں میں سادگی اور اتباع سنت کا ذوق پیدا ہو جائے۔" اس حکم کی تعمیل میں بفضل ایزدی ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ روز چہارشنبہ کو عصر و مغرب کے درمیان شاہ آباد میں عقد مسنون ہو گیا اور اب واپسی پر کوچہ چیلان دہلی میں غریب خانہ پر بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ مطابق [illegible] ۱۹۳۶ء بروز شنبہ بوقت ۱۱ بجے دن ولیمہ کی مسنون دعوت ہوگی۔ میری دلی آرزو ہے کہ جناب ازراہ کرم غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما کر ماحضر تناول فرمائیں اور مجھے شکر گزار بنائیں گے۔"

کل دفتر کا مرکز میں دعوت ولیمہ میں کثیر احباب نے شرکت فرما کر پرتکلف طعام تناول فرمایا۔ کثیر احباب اور مدرسہ امینیہ کے اساتذہ اور طلباء کے علاوہ ذیل کے معززین قابل ذکر ہیں:-

مولانا ضیاء الحق صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ۔ ڈاکٹر انصاری صاحب فرید الحق انصاری۔ مولانا عبد المجید صاحب دہلوی۔ خواجہ حسن نظامی۔ نواب سراج الدین صاحب سائل۔ عزیز حسن صاحب بقائی۔ بلال احمد صاحب زبیری ایڈیٹر الجمعیۃ۔ حاجی رشید احمد صاحب رئیس الاحرار۔ مولانا عبد الرحمن صاحب پروفیسر سینٹ اسٹیفن کالج۔ مولانا ابو المناظر صاحب۔ مولانا عبد الوحید صاحب اخبار الجمعیۃ۔ منشی تمیز الدین صاحب

ڈاکٹر انصاری صاحب نے دولہا کے گلے میں سہرا ڈالا اور کھانے کے متعلق معذرت فرما کر اور کافی عرصہ تک ٹھہر کر تشریف لے گئے۔

اجازت دے سکتا ہوں" آپ نے لڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنی طرف سے لڑنے میں پہل نہیں کرونگا۔ زہیر نے کہا آپ اس سامنے کے گاؤں میں چلکر اُتر جائیے جو فرات کے کنارے ہے اور قلعہ بند ہو جائیے۔ آپ نے دریافت کیا اسکا کیا نام ہے؟ زہیر نے کہا "عقرہ" (عقر کے معنی بے نتیجہ) یہ سن کر آپ نے فرمایا عقرہ سے خدا کی پناہ!

آخر آپ ایک اجاڑ سرزمین پر اترے اور دریافت کیا اس سرزمین کا کیا نام ہے؟ معلوم ہوا "کربلا" آپ نے فرمایا کہ یہ کرب اور بلا کا مجموعہ ہے یہ مقام پانی سے دور تھا۔

کوفی فوج کی آمد

دوسرے دن عمر بن سعد کوفہ والوں کی ۴ ہزار فوج لیکر آ پہونچا۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمر کو یزید کی بیعت کا حکم دیکر بھیجا تھا اس نے آتے ہی حضرت امام سے دریافت کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ آپ نے وہی جواب دیا جو حر کو دے چکے تھے کہ تمہارے شہر کے لوگوں نے مجھے بلایا تھا اب اگر وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں تو میں لوٹ جانے کو تیار ہوں۔

اس جواب سے عمر بن سعد کو خوشی ہوئی چنانچہ فوراً عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا۔ خط پڑھ کر عبید اللہ نے کہا کہ اب دشمن ہمارے پنجہ میں آ پھنسا ہے مگر اب واپس جانے کا کوئی وقت نہیں رہا حسینؓ سے کہو پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں پھر ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے حسینؓ اور ان کے ساتھیوں تک پانی نہ پہنچے پائے وہ پانی سے اسی طرح محروم رہیں جس طرح حضرت عثمان بن عفان محروم رہے تھے۔

شام کو حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد کو کہلا بھیجا کہ آج رات مجھ سے ملاقات کرو۔ چنانچہ بیس بیس سوار لیکر آپ اپنے پڑاؤ سے نکلے اور ایک درمیانی مقام میں ملے تخلیہ میں بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں اس کے بعد بھی دو تین دفعہ ملاقاتیں کیں اور مخالف کے سامنے تین صورتیں پیش کیں۔

(۱) مجھے واپس جانے کی اجازت دو (۲) مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کرنے دو (۳) مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیجدو۔ اس گفتگو کے بعد عمر بن سعد نے ابن زیاد کو لکھا "خدا نے فتنہ ٹھنڈا کر دیا پھوٹ دور کر دی اتفاق پیدا کر دیا امت کا معاملہ درست کر دیا حسینؓ مجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر تیار ہیں اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے"۔

شمر کی مخالفت

ابن زیاد نے خط پڑھا تو متاثر ہو گیا اور کہا میں نے منظور کیا مگر شمر بن ذی الجوشن نے مخالفت کی اور کہا اب حسینؓ تمہارے قبضہ میں آ چکے ہیں۔ اگر بغیر آپ کی اطاعت کے نکل گئے تو عجب نہیں قوت حاصل کر لیں اور آپ کمزور رہ جائیں بہتر ہوگا کہ اب انہیں قابو سے نکلنے نہ دیا جائے۔

ابن زیاد نے یہ رائے پسند کر لی اور شمر کو خط دیکر روانہ کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر حسینؓ اپنے ساتھیوں سمیت اپنے آپکو ہمارے حوالہ کر دیں تو لڑائی نہ کی جائے اور انہیں صحیح و سالم میرے پاس بھیجدیا جائے اگر وہ اس کو منظور نہ کریں تو پھر جنگ کے سوا چارہ نہیں۔ شمر سے کہہ دیا تھا کہ اگر عمر بن سعد نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ اسے ہٹا کر فوج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ اور حسینؓ کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا۔

خط جب شمر عمر بن سعد کے پاس لیکر گیا تو اطاعت سے انکار کرنے پر حسینؓ کی شکست ہو جانے پر نعش کو گھوڑوں سے روندوانا کیونکہ وہ باغی ہیں۔ شمر نے حاکم کوفہ کا خط عمر بن سعد کو پہونچا دیا اور وہ بخوف حصول اِن احکام کی تعمیل پر مجبور ہو گیا۔

فریقین کی افواج کا اجتماع

۹ محرم کی عصر کے بعد عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی۔ جب قریب پہونچا تو حضرت عباس بیس سواروں کے ساتھ نمودار ہوئے اور فریقین میں اس طرح گفتگو ہوئی حضرت امام کے طرفداروں میں سے حبیب بن مظاہر نے کہا "خدا کی نظر میں بدترین لوگ وہ ہونگے جو اس کے حضور میں اس حالت میں پہونچیں گے کہ اس کے نبی کی اولاد اور شہر کوفہ کے تہجد گزار عبادت گزاروں کے خون سے ان کا ہاتھ رنگین ہوگا"۔ مخالف کی فوج میں سے اس کا جواب یہ دیا گیا "شاباش اپنی خوب برائی کرو پیٹ بھر کر اپنی پاکی کا اعلان کرو" امام حسین رضی اللہ عنہ کو جب عبید اللہ بن زیاد کے خط کا مضمون معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا "اگر ممکن ہو تو انہیں صبح تک ٹال دو تاکہ آج رات اور اپنے رب کی نماز پڑھیں اس سے دعا کریں۔ مغفرت طلب کریں۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی کتاب کا دلدادہ اور اس کی عبادت کا کرنے والا ہوں" چنانچہ یہی جواب دیا گیا اور فوج واپس گئی۔

اصحاب حق کی وفاداری

فوج کی واپسی کے بعد آپ نے اپنے ساتھی جمع کئے اور خطبہ دیا:-

"خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔ الٰہی تیرا شکر تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے مشرف کیا قرآن حکیم کا فہم عطا کیا اور دین میں سمجھ بخشی۔ لوگو! میں نہیں جانتا کہ معمورۂ ارضی پر میرے ساتھیوں سے افضل کوئی لوگ موجود ہیں یا میرے اہل بیت سے زیادہ ہمدرد اور غمگسار کسی کے ساتھ۔ خدا تم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا ان کا فیصلہ ہو جائے گا غور و فکر کے بعد میری رائے یہ ہے کہ تم خاموشی سے نکل جاؤ رات کا وقت ہے میرے اہل بیت کا ہاتھ پکڑو اور تاریکی میں ادھر ادھر چلے جاؤ میں خوشی سے تم کو رخصت کرتا ہوں میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔ مخالف صرف مجھے چاہتے ہیں میری جان لیکر وہ تم سے غافل ہو جائیں گے"۔

حضرت عباس نے کہا یہ کیوں؟ کیا اسلئے کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا ہم کو وہ دن نہ دکھائے اور لوگوں نے حضرت امام سے کہا واللہ ہم سے یہ نہ ہوگا۔ ہم تو آپ پر جان و مال اور اولاد سب کچھ قربان کر دیں گے۔

پوری رات آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے نماز، استغفار اور دعا و تضرع میں گزاری۔

بے مثال خطبہ

جمعہ یا ہفتہ کے دن دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لیکر نکلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں درست کیں۔ امام کے ساتھ صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل کل ۷۲ آدمی تھے۔ جب دشمن قریب آگیا تو آپ نے ان کو مخاطب کر کے مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

"لوگو! میری بات سنو، جلدی نہ کرو۔ مجھے نصیحت کر لینے دو اور اپنا عذر بیان کر لینے دو۔ تم مجھے پہچانتے ہو، میرا اعتماد ہے کہ رسول کا نواسہ ہوں۔ رسول کا اہل ہے۔ لوگو! میرا نسب یاد کرو دیکھو میں کون ہوں اپنے گریبان میں منہ

ڈالو اور کہو تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ حسینؓ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں؟ اگر یہ سچ ہے تو بتاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے۔ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے۔ کسی کا خون بہایا ہے۔ کسی کا مال غصب کیا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟"

مخالف کی فوج میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ دیا تو یہ دیا کہ ہم جب تک امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں گے اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے۔

عام جنگ

اب باقاعدہ جنگ جاری ہو گئی۔ ایک ایک دو دو نوجوان نکلتے اور اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے۔ حضرت امام کے طرفداروں کا پلہ بھاری تھا جو سامنے آتا مارا جاتا اس کے بعد عام حملہ شروع کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دشمن کی کمک پہونچ گئی اور اس نے حضرت امام کی فوج پر تیر برسانے شروع کر دئے جس کے باعث حسینی فوج کے تمام گھوڑے بیکار ہو گئے۔ اور سواروں کو پیدل ہو جانا پڑا۔ اب نازک وقت آ پہونچا حضرت امام نے فرمایا دشمن سے کہو کہ مجھے نماز پڑھنے دیں مگر دشمن نے درخواست منظور نہیں کی اور لڑائی جاری رہی۔ اس وقت تک بہت سے حق پرست مسلمان شہید ہو چکے تھے۔ اب خاندان نبوت اور بنی ہاشم کی باری تھی۔ سب سے پہلے آپ کے صاحبزادے علی اکبر میدان میں آئے اور دشمن پر حملہ کیا بڑی شجاعت سے لڑے۔ آخر ایک شقی کی تلوار سے شہید ہوئے۔

قاسم بن حسن کی شہادت

میدان جنگ میں ایک جوان رعنا نمودار ہوا وہ اس قدر حسین تھا کہ اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا۔ شیر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ عمر بن سعد نے اس کے سر پر تلوار ماری نوجوان چلایا اور زمین پر گر پڑا۔ آواز سنتے ہی حضرت امام قاتل پر باز کی طرح ٹوٹے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ قاتل نے شور مچایا فوج اس کو بچانے کے لئے دوڑی مگر وہ اپنے ہی آدمیوں کے روندے جانے سے ہلاک ہو گیا۔ جب غبار چھٹ گیا تو حضرت حسینؓ لڑکے کے سرہانے کھڑے تھے وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہو جنہوں نے بچہ کو شہید کیا قیامت کے دن یہ تیرے نانا کو کیا جواب دیں گے۔ پھر لاش اپنی گود میں اٹھا لی اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا یہ جوان رعنا قاسم بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے۔

نومولود کی شہادت

حضرت حسینؓ اس کے بعد خیمہ کے قریب بیٹھ گئے اسی وقت آپ کے پاس آپ کا بچہ لایا گیا۔ آپ نے اسے گود میں لیا اور اس کے کان میں اذان دینے لگے اچانک ایک تیر آیا اور بچہ کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ بچہ کی روح اسی وقت پرواز کر گئی۔ آپ نے تیر اس کے حلق سے نکالا خون سے چلو بھرا اور اس کے جسم کو ملکر فرمانے لگے "واللہ تو خدا کی نظر میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے زیادہ عزیز ہے"۔

اسی طرح ایک ایک کر کے اکثر بنی ہاشم اور اہل بیت شہید ہو گئے۔ ذیل کے نام تاریخوں میں محفوظ ہیں (۱) محمد بن ابی سعید بن عقیل (۲) عبد اللہ بن مسلم بن عقیل (۳) عبد اللہ بن عقیل (۴) عبد الرحمن بن عقیل (۵) جعفر بن عقیل (۶) محمد بن عبد اللہ بن جعفر (۷) عون بن عبد اللہ (۸) عباس بن علی (۹) عبد اللہ بن علی (۱۰) عثمان بن علی (۱۱) محمد بن علی (۱۲) ابو بکر بن علی (۱۳) ابو بکر بن الحسن (۱۴) عبد اللہ بن الحسن (۱۵) قاسم بن الحسن (۱۶) علی بن الحسین (۱۷) عبد اللہ بن الحسین (۱۸) علی اکبر۔

حضرت امام کی شہادت

ان سب کے بعد اب خود حضرت امام کی باری تھی آپ میدان میں تنہا کھڑے تھے آپ نے تلوار چلانی شروع کی پیدل فوج پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن تنہا اس کے قدم اکھاڑ دئے۔ میدان جنگ کا ایک مخالف کہتا ہے کہ واللہ میں نے کبھی کسی شکستہ دل کو جس کا گھر کا گھر خود اس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہو گیا ہو ایسا شجاع، ثابت قدم، مطمئن اور جری نہیں دیکھا۔

لڑائی کے دوران میں آپ کو سخت پیاس لگی آپ پانی پینے فرات کی طرف چلے مگر دشمن نے راستہ روک لیا اچانک ایک تیر آیا اور آپ کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے تیر کھینچ لیا پھر اپنے ہاتھ منہ کی طرف اٹھائے تو دونوں چلو خون سے بھر گئے۔ دشمن اگر چاہتا تو آپ کو بہت پہلے شہید کر ڈالتا مگر یہ گناہ کوئی بھی اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا۔ آخر شمر چلایا کیا انتظار کر رہے ہو؟ کیوں کام تمام نہیں کرتے؟ زرعہ بن شریک نے آپ کے بائیں ہاتھ کو زخمی کیا پھر شانے پر تلوار ماری آپ کمزوری سے لڑکھڑائے سنان بن انس نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے اس نے ایک شخص سے کہا "سر کاٹ لے" وہ سر کاٹنے کیلئے لپکا مگر جرأت نہ ہوئی وہ خود جوش سے اترا اور آپ کو ذبح کر کے سر کو تن سے جدا کیا۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے جسم پر نیزہ کے ۳۳ زخم اور تلوار کے ۳۴ گھاؤ تھے!

لاش روند ڈالی

قاتلوں نے آپ کے بدن کے کپڑے اتار لئے پھر آپ کے خیمہ کی طرف بڑھے۔ زین العابدین بستر پر بیمار پڑے تھے شمر نے کہا "اسے بھی کیوں نہ قتل کر ڈالیں" لیکن اس کے ساتھیوں نے مخالفت کی اور عمر بن سعد نے حکم دیا کوئی شخص عورتوں کے خیمہ میں نہ گھسے۔ اس بیمار کو کوئی نہ چھیڑے۔

عمر بن سعد کو حکم تھا کہ حسینؓ کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالے۔ چنانچہ دس آدمیوں نے گھوڑے دوڑا کر جسم مبارک روند ڈالا۔

اس جنگ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ۷۲ آدمی شہید اور کوفی فوج کے ۸۰ آدمی مقتول ہوئے۔

ضروری گزارش

معزز خریداران الجمعیۃ سے التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری (جو کہ آپ کے نام سے پہلے پتہ کے شروع میں لکھا ہوا ہوتا ہے) حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل ارشاد معاف ہو۔

(منیجر الجمعیۃ دہلی)

جلد ۱۷ — دہلی۔ یوم سہ شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء — نمبر ۳۴

جذباتِ عقیدت

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی [illegible] جیل سے رہائی اور دہلی میں تشریف آوری کے موقع پر جناب اسیر نے ذیل کا [illegible] حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ چونکہ جناب اسیر نے اسکی ایک نقل اخبار الجمعیۃ کو بھی عطا فرمائی تھی اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جناب اسیر کے بلند پایہ کلام سے ناظرین الجمعیۃ کو بھی مستفید ہونے کا موقع دیں۔ ہمارا خیال ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی تہنیت اور خیر مقدم [illegible] حضرات نے قصائد اور نظمیں لکھی ہیں اُن سب میں جناب اسیر کے مسدس کو ہر اعتبار سے بلندی، برتری اور تفوق حاصل ہے۔

مبارک ہو تجھے دہلی کہ پھر تجھ میں بہار آئی — چمن میں تیرے پھر بادِ صبا مستانہ وار آئی
گھٹا رحمت کی جو اُٹھی بشکل جوئبار آئی — خزاں کے بعد پھر تجھ میں فضائے خوشگوار آئی
ترانے گا رہی ہیں بلبلیں پھر صحنِ گلشن میں
ہوا نے گل کی لیں انگڑائیاں گلشن کے دامن میں

گلی کوچوں سے تیرے پھر صدائے حبذا آئی — مبارکباد کی ہر سو صدائے جانفزا آئی
سحر پھر صبحدم لے کر نوید مرحبا آئی — پیامِ تہنیت دینے تجھے شانِ خدا آئی
بحمد اللہ مجلس میں تری دورِ بہار آیا
سبو خود لیکے ساقی بزم میں مستانہ وار آیا

مبارکباد اے دہلی کہ تیرا شہریار آیا — مبارکباد اے دہلی کہ تیرا غمگسار آیا
مبارکباد اے دہلی کہ تیرا شہسوار آیا — مبارکباد اے دہلی کہ تیرا تاجدار آیا
وہ آیا جس کے دم سے ملتِ بیضا کی عزت ہے
مسلمانوں کی قائم جس کے ہاتھوں آج عظمت ہے

وہ آیا فخر جس کی ذات سے حاصل ہے ملت کو — یقیناً جس سے تیرے مسلماں کی سطوت کو
ہوئی ہاتھوں سے جس کے ہے ترویج سنت کو — دبایا جس نے باطل کو مٹایا جس نے بدعت کو
دیانت اور تقویٰ میں جو یکتائے زمانہ ہے
خلیق ایسا کہ خلق اُس کا زمانے میں یگانہ ہے

تمنا تھی ہماری زندگی میں فصلِ گل آئے — تمنا تھی ہمارے بھی لبوں تک جام مل آئے
الٰہی شکر تیرا نائبِ ختم الرسل آئے — ضیائے ملت خیر الملل استادِ کل آئے
وہ آئے منتظر رہتی تھیں جن کی دید کو آنکھیں
بہت دن سے ترستی تھیں ہلالِ عید کو آنکھیں

وہ آئے ہر طرف عالم میں جن کا فیض جاری ہے — وہ آئے درس میں قرآن جن کے اور بخاری ہے
طبیعت میں تواضع اور عجز و انکساری ہے — مگر ہیبت کا یہ عالم کہ سب پر خوف طاری ہے
رشیدؒ و قاسمؒ و محمودؒ کے بالکل نمونہ ہیں
فقاہت میں تو یوں سمجھو کہ گویا بوحنیفہؒ ہیں

وہ آئے خدمتِ ملت ازل سے جن کا بہرہ ہے — حدیث و فقہ اور تعلیمِ قرآن جن کا شیوہ ہے
سدا سے معترف اس بات کا اُن کی زمانہ ہے — کہ تبیینِ غوامض تو فقط ان کا ہی حصہ ہے
طبیب ایسے کہ ہے مرہون جالینوس بھی ان کا
سماویات میں محتاج بطلیموس بھی ان کا

اگر فقہ میں ابو یوسف تو حکمت میں غزالی ہیں — تصوف میں حسن بصری روایت میں بخاری ہیں
کریں تفسیر قرآں کی تو گویا فخرِ رازی ہیں — ادب میں اور لغت میں صاحبِ قاموس ثانی ہیں
معانی میں ہیں سکاکی تو منطق میں ہیں فارابی
ریاضی و ہیئت میں نہیں ان کا کوئی ثانی

مثالیں دیکے سمجھاتے ہیں کچھ ایسا مسائل کو — کہ شک باقی نہیں رہتا کسی جاہل سے جاہل کو
اشارے میں یہ حل کرتے ہیں اقلیدس کی مشکل کو — کمال ان کا مسلم ہے ہر اک انسان کامل کو
سبق لیں ماتریدی بھی الٰہیات میں ان سے
تلمذ بو علی سینا کو طبعیات میں ان سے

تبحر فقہ میں ہے آج بے حد و حساب ان کا — لقب تاج الشریعت مفتی اعظم خطاب ان کا
کتابت میں ہے مشق ایسی کہ خط ہے لاجواب انکا — سیاست میں یہ رتبہ ہے ارسطو ہم رکاب ان کا
ہمارے ملک میں قائم اگر قومی حکومت ہو
تو بے شک ان کے حصے میں قلمدانِ وزارت ہو

کمربستہ سدا رہتے ہیں یہ مسلم کی خدمت کو — اُٹھاتے ہیں خدا کی راہ میں ہر اک صعوبت کو
بچایا جیل میں جاکر مسلمانوں کی عزت کو — کیا زندہ دوبارہ حضرت یوسف کی سنت کو
مجاہد فی سبیل اللہ عالم میں لقب ان کا
سیاست میں ثنا خواں ہے عجم ان کا عرب ان کا

بتایا جیل میں جاکر کہ ہے ہندوستاں اپنا — نکالو غیر کو یاں سے کہ ہو قائم نشاں اپنا
بڑھا کر تم وطن والوں سے ملکر کارواں اپنا — جدا رہتے ہیں اپنوں سے سراسر ہے زیاں اپنا
وطن آزاد ہوا اپنا تو ہو سارا جہاں اپنا
حجاز و شام ہو اپنا ہو نجد و قیرواں اپنا

رہا ہے قید میں بھی درس قرآں مشغلہ ان کا — جو باہر تھا رہا وہ جیل میں بھی قاعدہ ان کا
کبھی خالی نہ میخواروں سے پایا میکدہ ان کا — وہاں آٹھوں پہر رہتا تھا جاری درس ان کا
مشقت سے فراغت جیل میں جو وقت پاتے تھے
حدیث و فقہ کی تعلیم دینے بیٹھ جاتے تھے

مسائل میں مسلم تھا وہاں بھی فیصلہ ان کا — ہر اک قیدی کو پہنچا قید میں بھی فائدہ ان کا
کرم اور جود میں اپنے مثل پایا حوصلہ ان کا — اُساری کے لئے تھا وقف ہر دم مائدہ ان کا
سخاوت میں جو پوچھو مثل بحر مرسلہ یہ ہیں
ذہانت کی یہ حالت مالکِ فکرِ رسا یہ ہیں

صداقت اور حق گوئی ہمیشہ ان کا شیوہ ہے — جو شیوہ تھا ابو ذر کا وہی ان کا طریقہ ہے
رضائے حق پہ مرمٹنا انہی کا خاص حصہ ہے — خلیل اللہ کی جو راہ تھی وہ ان کا رستہ ہے
کہا تھا کلمۂ حق سامنے سلطان جابر کے
رہے ثابت قدم حق پر سہے سب جور جابر کے

مقید کرکے بھیجا جیل میں ان کو حکومت نے — سزا دل کھول کر دی ان کو اعدائے شریعت نے
جواب ان کو اگرچہ دیدیا تھا ان کی صحت نے — مگر جھیلے مصائب سب کے سب تیدائے سنت نے
مرض میں قید ہونا بھی تو ہے ابرار کی سنت
انہوں نے پوری کردی عابدِ بیمار کی سنت

مظالم راہِ حق میں جھیلنا نبیوں کی سنت ہے — طریقہ ہے جو نبیوں کا وہی راہِ طریقت ہے
مقابل ظلم کے صبر و تحمل ہی عزیمت ہے — یہ منہاجِ صحابہؓ ہے ائمہؒ کی وراثت ہے
سہے ہیں قید میں برسوں مجدد الفؒ ثانی بھی
حسینؓ ابن علیؓ پر تو ہوا تھا بند پانی بھی

بلا میں مبتلا ہونا حقیقت ہے ولایت کی — مصائب جیل کے سہنا نشانی ہے امامت کی
قضائے حق پہ خوش رہنا وراثت ہے نبوت کی — وطن سے بے وطن ہونا علامت ہے خلافت کی
ہویدا ہوگیا یہ جیل سے آنے میں حضرت کے
کہ درجے کرچکے حاصل ولایت اور امامت کے

گئے تھے مثلِ یوسفؑ جیل والوں کی ہدایت کو — گئے تھے قید میں توحید و سنت کی اشاعت کو
کیا سیراب جاکر تشنگانِ آبِ رحمت کو — کیا اپنے بڑوں کی پھر جہاں میں زندہ شہرت کو
جزاک اللہ دکھلائی وہ قوت تم نے ایماں کی
کہ رکھ لی لاج محمود الحسنؒ کے دستِ داماں کی

تمنا ہوگئی پوری کسی کے قلبِ بریاں کی — زیارت زندگی میں ہوگئی زنداں کے مہماں کی
سُنی تو نے الٰہی شکر تیرا چشمِ گریاں کی — ترے صدقے کہ تو نے آبرو رکھ لی گریباں کی
ندا آئی اسیرِ مالٹا کے آستانے سے
دوبارا آگئے شیخ الہندؒ چھٹکر جیل خانے سے

تڑپ کر صبح ہوتی تھی مریضِ دردِ ہجراں کی — نگاہیں مضطرب رہتی تھیں ہر ہندو مسلماں کی
نکل آئی بحمد اللہ صورت آج درماں کی — خبر آئی ہے کنعاں میں طلوعِ ماہِ کنعاں کی
مریضِ جاں بلب نے اس بشارت سے شفا پائی
شکستہ خاطروں نے درد کی اپنے دوا پائی

دعا سُن لے مرے مولا اسیرِ بے نوا ہوں میں — ترے در کا ملازم ہوں ترا ادنیٰ گدا ہوں میں
مری سن لے کہ اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہوں میں — سراپا درد ہوں میں اور سراپا التجا ہوں میں
رہے یارب سلامت تا قیامت رہنما اپنا
رہے محفوظ طوفانِ بلا سے ناخدا اپنا

الٰہی دونوں عالم میں انہیں حاصل فضیلت ہو — دوبالا ان کی عزت ہو دوبالا ان کی عظمت ہو
رہیں ناآشنائے غم میسر ان کو راحت ہو — جہاں خدمت سے انکی بہرہ اندوزِ سعادت ہو
ہمیشہ حق تعالےٰ حامی و ناصر رہے ان کا
عدو دونوں جہاں میں خائب و خاسر رہے ان کا

اسیر دہلوی
([illegible])

دہلی کے سربرآوردہ علماء و عمائد کی مجلس مشاورت

تجویز التوائے حج کے خلاف مؤثر اقدام

ایک مقتدر کمیٹی کا انتخاب

۲۷ مئی کو شام کے وقت کوٹھی حاجی علی جان میں خان صاحب حاجی محمد صدیق ملتانی اور بعض دیگر حضرات کی دعوت پر ایک جلسہ شہر کے علماء و عمائد اور دیگر سربرآوردہ حضرات کا منعقد ہوا۔ شرکاء جلسہ میں حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب (صدر جمعیۃ علمائے ہند) مولانا محمد صاحب، مولانا اشرف اللہ صاحب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب، مولانا عبدالحنان صاحب، مولانا عبداللہ صاحب، مولانا عبدالوکیل صاحب، مولانا سلطان محمود صاحب، مولانا عبدالماجد صاحب، نواب نجیب مرزا صاحب، حاجی محمد رفیع صاحب جھا بڑے، حاجی رشید احمد صاحب، سید محمد جعفری صاحب ایڈیٹر "ملت"، ہلال احمد صاحب ایڈیٹر الجمعیۃ، حاجی محمد رفیع صاحب پٹنہ والے، حاجی عبدالخالق صاحب، حاجی محمد خلیل صاحب سوت والے، حاجی عبدالرحمٰن صاحب، حاجی الٰہی بخش صاحب، شیخ انوارالحق صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سب سے پہلے خان صاحب حاجی محمد صدیق صاحب ملتانی کی تحریک اور حاجی عبدالغفار صاحب کی تائید سے حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب بالاتفاق رائے جلسہ کے صدر منتخب ہوئے۔ اس کے بعد حاجی محمد صدیق صاحب ملتانی نے انعقاد جلسہ کے اغراض بیان فرمائے۔ اور شیعہ کانفرنس کے گذشتہ سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں التوائے حج کے متعلق جو قرارداد منظور ہوئی ہے اس کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی اور اس کی مؤثر تردید کے متعلق مختلف پہلوؤں پر کافی بحث و تمحیص ہوتی رہی۔ آخر میں حضرت صدر محترم کی تقریر کے بعد یہ قرار پایا کہ ایک جلسہ دہلی میں سربرآوردہ مسلم انجمنوں کی جانب سے منعقد کیا جائے جس میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی تجویز متعلق التوائے حج کے خلاف صحیح شرعی حکم سے مسلمانوں کو مطلع کیا جائے۔ اس جلسہ میں دیگر مقامات سے بھی تقریباً بندہ منتخب علماء اور عمائد مدعو کئے جائیں۔

جلسہ کی جگہ تاریخ اور وقت مقرر کرنے کے لئے اور ان علماء و عمائد کی تعیین کرنے کے لئے جن کو دعوت نامے بھیجے جائیں، اور مصارف کے لئے رقم فراہم کرنے اور اس سلسلہ میں دیگر انتظامات و ضروریات کو انجام دینے کی غرض سے حسب ذیل گیارہ حضرات کی ایک کمیٹی مقرر کردی گئی ہے۔

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب، مولانا محمد صاحب، مولانا عبدالحنان صاحب، مولانا احمد سعید صاحب، مولانا عبدالماجد صاحب، حاجی عبدالغفار صاحب، حاجی رشید احمد صاحب، حاجی محمد صدیق صاحب ملتانی، حاجی محمد رفیع صاحب جھا بڑے، حاجی محمد خلیل صاحب، اور حاجی بشیرالدین صاحب۔

اس کارروائی کے بعد حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور ہوئی: مجوزہ قانون رہنمایان حجاج کا جو مسودہ جمعیۃ مقننہ کی سلیکٹ کمیٹی سے ترمیم کے بعد شائع ہوا ہے۔ مذہبی احکام کے خلاف اور ناقابل قبول ہے اور اس ترمیم کے بعد بھی مسلمان اس کو قبول نہیں کرسکتے۔ آئندہ جلسہ میں اس کے خلاف پورے زور و قوت کے ساتھ احتجاج کیا جائے گا۔

تقریباً پونے نو بجے شب کو جلسہ حضرت صدر محترم کے شکریہ کے بعد ختم ہوا۔

(نامہ نگار)

ارشاد پر عمل کرنا چاہتے ہوں کہ جو فیصلہ کیا جائے باہمی مشاورت سے کیا جائے کسی کی شخصی رائے کو نافذ نہ کیا جائے، وہ کس طرح اپنی سیاست کی باگ ڈور صرف ایک شخصیت کے سپرد کرسکتے ہیں اور جنہوں نے اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ کو صرف اسی لئے مجتمع کیا ہو کہ وہ اجتماعی حیثیت سے مسلمانان ہند کی مذہبی و سیاسی رہنمائی کریں اور اگر زعماء ملت کو بھی کبھی سیدھے راستہ سے بھٹکتا ہوا دیکھیں تو بلا خوف لومۃ لائم ان کی غلطی کا "اظہار و اعلان کردیں" وہ کس طرح اس پر آمادہ ہوسکتے ہیں کہ کتاب و سنت سے استنباط نہ کریں اور باہمی مشاورت کے طریقہ کو چھوڑ کر اپنی تمام تر حکمت عملی کو ایک ہی زعیم ملت کے مشوروں میں منحصر کردیں۔

چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ جب بھی اس کے نزدیک کوئی چیز غلط ہوئی تو اس نے شخصیتوں سے مرعوب ہوئے بغیر اعلان حق کیا اور جب کبھی اس کے کسی عمل کی مخالفت بغیر معقول دلائل کے کی گئی تو اس نے محض یہ دیکھ کر کہ مخالفت کرنے والا کون ہے اس عمل کو نہیں چھوڑا جو اس کے نزدیک صحیح اور درست تھا۔ جمعیۃ کی تمام زندگی میں اس کی پالیسی اعلائے کلمۃ الحق کے سوا اور کچھ نہیں رہی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے نزدیک جو حق ہو وہ دوسروں کے نزدیک حق نہ ہو۔ ہم اپنے اس دعوے کے پہلے حصہ کو ثابت کرنے کے لئے آج سے تقریباً تیرہ سال قبل کی ایک مثال پیش کرکے رئیس احمد صاحب جعفری کو بتائیں گے کہ اس وقت جبکہ جمعیۃ کے انعقاد کو صرف دوسرا سال تھا اور وہ اپنے ابتدائی دور سے گزر رہی تھی۔ اس نے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ کس طرح ادا کیا اور اس نے عوام الناس کے بجائے خود زعماء کی رہنمائی کس طرح کی۔ نومبر ۱۹۲۰ء میں جبکہ تحریک خلافت دستور اپنے پورے زور پر تھی جمعیۃ کے اجلاس جمعیۃ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا ایک افتتاحی بیان پڑھ کر سنایا گیا جس میں خصوصیت کے ساتھ "زعماء" کے لئے حسب ذیل ہدایت موجود تھی۔

"میں اس وقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری یہ گزارش دونوں قوموں کے زعماء (لیڈروں) سے ہے کہ ان کو جلسوں میں ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیوشنوں کی زبانی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا ہے ان کو ہندو مسلمانوں کے نجی معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہئے۔ اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پئے یا مسلمان ہندو کی ارتھی کو کندھا نہ دے تو یہ ان دونوں کے لئے مہلک نہیں البتہ ان دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائیاں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوشش جو انگریزوں کی نظروں میں دونوں قوموں کا اعتبار ساقط کرتی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھ کر ان باتوں کا عملی انسداد کریں گے۔" [۳]

اس عبارت کو غور سے پڑھنے کے بعد آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ جمعیۃ کی جس پالیسی کو بعد میں وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا اس پر عمل اول روز ہی سے شروع ہوگیا تھا اور سوائے مذہب کی رہنمائی کے ہر قسم کی سیادت و قیادت سے بے نیاز ہو جانا جمعیۃ کی گھٹی ہی میں پڑا تھا۔ اور وہ ہر اس موقع پر زعماء کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے آمادہ تھی جبکہ مذہب کو دانستہ یا نادانستہ طور پر غلط سیاسیات کے ماتحت کیا جاتا ہو۔

جمعیۃ کا اختلاف

اب اس کے بعد ہمیں صرف اتنا اور ظاہر کرنا رہ گیا ہے کہ ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک کی زندگی میں جمعیۃ کو کئی مرتبہ خود مولانا محمد علی مرحوم کی رائے سے اختلاف کرنا پڑا اور یہ صحیح نہیں کہ جمعیۃ "برابر مسلسل اور غیر منقطع طور پر" "ہر جزئی سے جزئی" "اور ہر اہم سے اہم معاملہ" میں "بلا تامل و بلا تذبذب" مولانا محمد علی مرحوم کے ساتھ اتفاق کرتی رہی۔ ہمیں جناب جعفری صاحب معاف فرمائیں۔ اگر ہم یہ عرض کریں کہ ان کا حافظہ کچھ بہت زیادہ قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ کم سے کم دو جگہ اس اختلاف کا اعتراف تو خود ان ہی کی مرتب کردہ سیرت محمد علی میں موجود ہے۔ شعبہ تبلیغ کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء سے مولانا محمد علی مرحوم کا جو طویل اختلاف ہوا کیا اس سے رئیس احمد صاحب واقف نہیں ہیں اور کیا اس کی طرف انہوں نے "سیرت" میں اشارہ نہیں کیا۔ اور مدراس میں "استرداد ابرار" کی تجویز پر مولانا مرحوم نے جو شدید مخالفت کی اور ان کی مخالفت کے باوجود جو قرارداد منظور کی گئی اس کا رئیس احمد صاحب جعفری کو بالکل علم نہیں ہے اور کیا اس واقعہ کا ذکر خود ان کی تالیف میں نہیں کیا گیا ہے۔ اگر ذرا سی دیر کے لئے یہ بھی مان لیا جائے کہ انہیں اس اختلاف کی خبر نہیں تھی جو جمعیۃ العلماء اور مولانا مرحوم کے درمیان مسئلہ ترک موالات کے متعلق ظاہر ہوا اور وہ اس کارروائی سے بھی ناواقف تھے جو جمعیۃ کے اجلاس پشاور میں ہوئی تو اس سے تو انہیں بھی انکار نہیں ہوگا کہ وہ مذکورہ بالا دو امور میں جمعیۃ اور مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے اختلاف سے کماحقہ واقف تھے۔ خود ان ہی کے قلم کی لکھی ہوئی حسب ذیل عبارت "سیرت محمد علی" میں موجود ہے:

"محمد علی کے لئے وہ بہت ہمت شکن اور حوصلہ فرسا زمانہ تھا جب ایک ایک رفیق الگ ہو رہا تھا جن دوستوں اور ساتھیوں پر سب سے زیادہ اعتماد تھا وہ ہی اپنی کارگاہ عمل سے نکل کر حریف کے کیمپ کو زینت دے رہے تھے (؟) موتی لال نہرو پریکٹس شروع کر چکے تھے داس سوراج پارٹی کے ناخدا بن چکے تھے دوسرے شرکاء بھی الٰہ آباد اور لکھنؤ میں اپنی اپنی وکالت و بیرسٹری کو فروغ دینے کے سامان کر رہے تھے۔ دوسری طرف علماء کا گروہ پورے طور سے علیحدہ ہو چکا تھا تبلیغ و تنظیم اس کے دائرہ عمل کا اہم جزو قرار پا گئی تھی۔" ص ۳۵۴، ۳۵۵

کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ یہ عبارت پہلی عبارت کے بعد لکھی گئی ہے یا ۱۹۲۹ء کے بعد کے واقعات سے متعلق ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے فاضل مؤلف نے اس رائے کا اظہار مندرجہ بالا اقتباس سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحے قبل کیا ہے اور اس کا تعلق ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء کے واقعات سے ہے۔ اب خود قارئین کرام ہی اس معمے کو حل کریں کہ ایک طرف تو ۱۹۲۳ء میں "علماء کا گروہ پورے طور سے علیحدہ ہو چکا تھا" اور دوسری طرف "۱۹۲۹ء تک برابر مسلسل غیر منقطع طور پر" "ہر جزئی سے جزئی" "اور ہر اہم سے اہم معاملہ" میں اور ہر نازک

[۳] پیغام صدارت "حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ" مطبوعہ عمدۃ المطابع۔

الجمعیۃ ... محرم الحرام ۱۳۵۲ ہجری

... کے دو ابواب

... خلاف افسوسناک حملے (۵)

احکام میں وہی ہماری پالیسی ہے۔

فرائض و مقاصد کا اعلان

۱۹۲۲ء میں جبکہ تاسیس جمعیۃ کو صرف تین سال کا عرصہ گزرا تھا اور جمعیۃ کا چوتھا سالانہ اجلاس گیا میں منعقد ہو رہا تھا اور مولانا محمد علی مرحوم جیل میں تھے تو حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی ناظم دارالعلوم دیوبند نے جو صدر اجلاس تھے اسی حقیقت کا اعلان و اظہار جمعیۃ کے پلیٹ فارم سے نہایت سلجھے ہوئے الفاظ میں کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ جمعیۃ العلماء کی اہمیت کو بس میں ایک ہی جملہ میں بیان کرسکتا ہوں وہ یہ کہ "جمعیۃ العلماء مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی کے لئے قائم ہوئی ہے" مذہبی رہنمائی کا جملہ بہت مختصر ہے مگر وہ اپنے اندر بہت سے مطالب لئے ہوئے ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اسلام کے احکام میں عبادات معاملات اور تنظیم بلاد و حراست ممالک اسلامیہ سب ہی داخل ہیں۔ شارع علیہ السلام نے ہر موقع کے لئے احکام صادر فرمائے ہیں اور فقہائے اسلام نے کلیات سے استنباط جزئیات کرکے ان کو مدون کیا ہے .... اگر سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں یا علماء کا ان مسائل میں دخل دینا ان کے فرائض میں داخل نہیں تو میرے خیال میں کتب فقہ ہی سے ابواب جہاد و سیر وغیرہ کو نکال دینا چاہئے" [۱] اور اس کے پانچ سال بعد پشاور میں اسی قسم کے ایک موقع پر جبکہ خود مولانا محمد علی مرحوم و مغفور بھی تشریف فرما تھے حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا مولوی سید انور شاہ صاحب نے اسی مضمون کو اور زیادہ وضاحت و صراحت کے ساتھ اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں اس طرح ادا فرمایا تھا کہ "ہندوستان کے علمائے کرام نے چند سال سے اپنے دائرہ میں ایک نظام قائم کیا ہے جس کا نام جمعیۃ علمائے ہند ہے تاکہ موجودہ زمانہ کے ہجوم مصائب و آلام میں جو واقعات و حالات پیش آئیں خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں خواہ مذہب و اخلاق سے اور خواہ معاشرت و تمدن سے متعلق ہوں یا اقتصادیات سے، ان کے متعلق تدقیق و تحقیق کے بعد جمہور اہل اسلام کے لئے راہ عمل نکالیں اور ان کو صحیح راستہ پر چلائیں۔ شریعت غراء کی یہی تعلیم ہے اور سلف صالحین کی سیرت صالحہ یہی تھی" اور اسی سلسلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل حدیث بھی نقل کی تھی کہ

"حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس میں شریعت کی ... یا ممانعت واضح نہ ہو تو حضور ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ علماء عبادت گزاروں سے مشورہ کرلیا کرو اور کسی شخصی رائے کو نافذ نہ کرنا"	عن علی قال قلت یا رسول اللہ ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نھی فما تامرنی قال تشاوروا العلماء والعابدین ولا تمضوا فیہ رأی خاصۃ (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون من اھل الصحیح کذا فی النھوائد)

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت سے واقعہ بھی پیش کیا تھا کہ اگر آپ کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا اور کتاب و سنت میں اس کا حکم نہ ملتا تو آپ زعماء و علماء امت کو بلا کر ان سے مشورہ کرتے اور جب سب کی رائے پر متفق ہو جاتے تو اسی کے موافق فیصلہ فرما دیتے۔ اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب سے منقول ہے کہ اگر ان کو کوئی دشواری پیش آتی اور کتاب و سنت میں حکم نہ ملتا تو حضرت ابوبکر صدیق کے فیصلوں کو تلاش کرتے۔ اگر صدیق اکبر کا کوئی فیصلہ مل جاتا تو اسی کے موافق فیصلہ فرما دیتے ورنہ زعماء و علماء کو بلا کر مشورہ فرماتے اور جب وہ کسی رائے پر متفق ہو جاتے تو اسی کے موافق فیصلہ صادر فرما دیتے" اور اس تمام بحث کے بعد یہ بھی فرما دیا تھا کہ "جمعیۃ علماء کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ زعماء امت سے قومی مسائل میں کسی قسم کی مذہبی فروگذاشت ہو جائے تو احکام شرعیہ کا اظہار و اعلان کردے یا جمہور مسلمین سے ادائے فرائض قومیہ میں غفلت اور ... ظاہر ہو تو وعظ و پند کے ذریعہ سے ان کو آمادۂ عمل کرے اور ان میں بیداری اور مستعدی کی روح پھونکے۔" [۲] یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جمعیۃ علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے یہ اعلان و اظہار اس وقت ہوا تھا جبکہ رئیس احمد صاحب جعفری کے قول کے مطابق جمعیۃ "ہر جزئی سے جزئی" "اور اہم سے اہم معاملہ" میں بلا تذبذب و بلا تامل "مولانا محمد علی کی تبیع تھی۔

اعلاء کلمۃ الحق اور اعتصام بالحق

غور کرنے کی بات ہے کہ جن علماء ربانیین کے سامنے وہ راہ عمل ہو جس کا خاکہ اوپر کھینچا گیا ہے اور جو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس

[۱] خطبہ صدارت اجلاس چہارم جمعیۃ علمائے ہند منعقدہ دسمبر ۱۹۲۲ء بمقام گیا مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند ص ۲۳، ۲۴

[۲] خطبہ صدارت اجلاس ہشتم جمعیۃ علمائے ہند منعقدہ دسمبر ۱۹۲۷ء بمقام پشاور مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ص ۱۲، ۱۳

علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ

سینما کا دیکھنا قطعاً حرام ہے

اسلام میں گراموفون کی حیثیت

انجمن فلاح المسلمین و جمعیۃ مبلغین کی طرف سے ہمیں ذیل کا بیان ... ہے جسا کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بائسکوپ میں ایسی تصویریں دکھلائی جاتی ہیں جو بالکل ... کے مشابہ ہوتی ہیں اس میں عورتوں کی بھی تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور کبھی ان کو نیم برہنہ دکھلایا جاتا ہے۔ کیا ایسی تصویروں کا دیکھنا حرام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب حکیم الامۃ مولوی اشرف علی صاحب) یقیناً حرام!

الجواب حق صریح۔ بندہ محمد الیاس (مہتمم مدرسہ کاشف العلوم حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ)

الجواب صحیح محمد زکریا عفی عنہ (شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور)

(۱) سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بائسکوپ میں جو تصاویر دکھائی جاتی ہیں جن کا اکثر حصہ برہنہ یا نیم برہنہ ہوتا ہے نیز عورتوں اور مردوں کے فحش مذاق اور اختلاط دکھائے جاتے ہیں۔ ایسی تصاویر یا اس قسم کے تماشوں کا دیکھنا کیسا ہے؟

(۲) بائسکوپ کو اس خیال سے دیکھنا کہ اس میں سابقہ قوموں کے تاریخی واقعات ہوتے ہیں اور تصاویر کو دیکھنا خواہ برہنہ ہوں یا نیم برہنہ کیسا اور اس کا حکم کیا ہے؟

(۳) گراموفون کا بجانا اس میں نعتیہ غزلیں بجا کر سننا یا کلام مجید کے رکوع کا بجانا اس کو سننا وغیرہ کے متعلق کیا حکم ہے۔ اور ان کا جائز بنانا یا ان کے ذریعہ کسب معاش کا حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب - بائسکوپ کا تماشا محض لہو و لعب اور برہنہ یا نیم برہنہ تصاویر کا دیکھنا حرام ہے۔ یہ منظر اخلاق کو تباہ کرنے اور جذبات شہوانیہ کو برانگیختہ کر کے طرح طرح کے جرائم کے سبب بن جاتے ہیں اور ان کی عادت اور کثرت مالی تباہی پیدا کرتی ہے اس لئے ان تمام وجوہ سے بائسکوپ میں جانا حرام ہے۔

(۲) اس خیال کی کوئی اہمیت شرعاً نہیں ہو سکتی جب کہ ... وجوہ حرمت کے موجود ہیں تو یہ حیلہ وجہ جواز نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ اگر تاریخی ... بھی ہو تاہم معترض غالب ہونے کی وجہ سے وہ تمہید اکبر من نفعہما کے ماتحت ناجائز ہے۔ تاریخی واقعات اگر معلوم ہونے ہوں تو ... چوری کی گھاتیں، ڈکیتی کے طریقے، عشق بازی اور آوارگی کی راہیں بھی لوگ سیکھ کر آتے ہیں اور اپنی قومی، مذہبی، اخلاقی، اقتصادی بربادی اپنے ہاتھوں مول خریدتے ہیں اور اس کی حرمت میں کسی متدین مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

(۳) گراموفون بجانا اور سننا عام طور پر لہو و لعب اور تفریح کے طور پر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت سے بجانا سننا اور اس پر تجارت کرنا ناجائز ہے۔ قرآن مجید کے رکوع ریکارڈ میں بھرنا اور پھر ان کو سننا سنانا دوسری وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ اس میں قرآن مجید کی ہتک بھی لازم آتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ ...

الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود عفی عنہ (صدر مدرس مدرسہ ...) دہلی

جواب درست ہے۔ فخر الحسن غفرلہ مدرسہ فتحپوری۔

الجواب صحیح انظار حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح سکندر ... عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح۔ بندہ ضیاء الحق، جواب درست ہے۔ عبد الماجد ...

الجواب صحیح محمد یحییٰ غفرلہ مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی

الجواب حق۔ محمد شفیع عفی عنہ (صدر مدرس مدرسہ عبد الرب)

الجواب صحیح۔ رؤف الحسن غفرلہ، مدرسہ حسین بخش دہلی

الجواب صحیح محمد اسحاق عفی عنہ مدرسہ حسینیہ دہلی

الجواب صحیح لا شبہہ فیہ محمد عبد المنان عفی عنہ مدرسہ حسینیہ دہلی

جواب صحیح اور درست ہے۔ فقیر احمد سعید کان اللہ لہ، ناظم جمعیۃ علمائے ہند

جواب صحیح اور درست ہے۔ سید حمید امام جامع مسجد دہلی

الجواب صحیح والرائے انجح۔ بندہ محمد عثمان

انسان کے جس مقام کو دیکھنا ممنوع ہے ... کی تصویر کے بھی اس مقام کو دیکھنا ممنوع ہے کہ علت نظر کی علۃ قوت انبعاث شہوت ہے اور وہ یہاں بھی موجود ہے پس مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قوت لگا کر تصویر کے ایسے مقام کے دیکھنے سے رکے جس کا دیکھنا اس کے لئے جائز نہیں اسی طرح سنا گیا ہے کہ اور وہ بھی بہت سے امور منکرہ پر بائسکوپ شامل ہوتا ہے اس لئے کسی بائسکوپ میں بھی جانا جائز نہیں۔ بلکہ بعض بائسکوپ تو وہ ہیں جن میں ایسی چیزوں کے ساتھ ... کیا جاتا ہے جو شرعاً واجب التعظیم ہیں اور دیکھنے والے ایسی باتوں سے خوش ہوتے ہیں اور اس پر قہقہہ لگاتے ہیں اور یہ وہ شے ہے جو ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور ان کے پچھلے اعمال حسنہ ہیں اس کی وجہ سے نیست و نابود ہو جاتے ہیں سوائے بداعمالیوں ... اعمال ... ہو جاتے ہیں اور عورتیں ایسے لوگوں پر حرام ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں پر ایسے لوگوں سے مودت کے تمام تعلقات ... ہو جاتے ہیں اعاذنا اللہ تعالیٰ۔ یہ بادشاہ کے احکام نہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے چنانچہ ایک آیت کریمہ کا مضمون ہے کہ جب تم آیات الٰہیہ کے ساتھ مذاق ہوتا دیکھو تو ایسے لوگوں کے پاس ... ورنہ تم بھی ان میں شمار کئے جاؤ گے۔ عالمگیری میں ہے سئل الحلبی عن مکان ھم یتغنون ویشاھدون مثل مسائل بطریق الاستھزاء ثم یضحکون بالمسائل وھم یضحکون یکفرون جمیعاً۔ انتہیٰ

ایسے مسلمانوں پر ایسے بائسکوپ سے اجتناب ... فرض ہے۔

(۳) ... بے کیف، ایسے افعال ہیں جن کا کوئی ... ہوتا ہے لیکن ... ہو سکتا۔ خیال مذکور بائسکوپ کے دیکھنے کو مباح نہیں کر سکتا۔

لہو و لعب کے طور پر گراموفون کا بجانا اور اس کا سننا بہرحال ناجائز ہے۔ ... اس کے پلیٹوں میں ... کی ہوتی ہیں اور ... اور اس کے پھر معازف اور مزامیر بھی ہوتے ہیں اور یہ دونوں حرام، اور اگر کسی پلیٹ میں ... تب بھی اس کی ممانعت کے لئے ... عوام کو اس کے بجانے اور سننے سے منع کیا جائے ... اور سننا تو اور بھی زیادہ باعث معصیت ہے جس میں قرآن مجید ... کیا گیا ہو ... اس کی اہانت کا موجب ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

(مفتی) محمد ... امام مسجد فتحپوری۔

الجواب صحیح ... غفرلہ نائب امام مسجد فتحپوری

الجواب صحیح۔ بندہ ... احمد غفرلہ، نائب مفتی مسجد فتحپوری

الجواب - بائسکوپ ... برہنہ یا نیم برہنہ ... تصاویر ... منکرات شرعیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے ... اور اس سے لذت حاصل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

... احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری

دھلی۔ یوم دوشنبہ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء

جمعیۃ دہلی ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء

مذہبی علمی و تاریخی کتابیں

خطبات صدارت

شیخ المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رح

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رح کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ نے جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ پشاور میں جو بے نظیر خطبہ بحیثیت صدر اجلاس پڑھا تھا اس کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ آج تک اس قدر معلومات سیاسیہ اور مذہبیہ سے لبریز کوئی خطبہ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم پر نہیں پڑھا گیا مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے یہ خطبہ صدارت مباحث ذیل پر مشتمل ہے:۔

(۱) ضرورت نظام ملی و تقسیم عمل (۲) اولی الامر کی تشریح (۳) مسئلہ ختم نبوت (۴) اہل اسلام کا رابطہ دینی (۵) معاہدہ مسلمین با غیر مسلمین (۶) دار الاسلام دار الحرب و دار الامان کی بحث (۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ (۸) صوبہ سرحد کی سیاسی حالت (۹) دہلی کی تجویز مفاہمت (۱۰) دار القضاء کی ضرورت (۱۱) مسلمان عورتوں کی بے کسی اور فسخ نکاح (۱۲) منتخب امیر یا قاضی کے اختیارات (۱۳) فریضۂ تبلیغ و اصول تبلیغ (۱۴) تربیت نو مسلمین (۱۵) عورتوں کی میراث سے محرومی (۱۶) لڑکیوں پر روپیہ لینا (۱۷) تحفظ اوقات۔

اس خطبہ کی بہت کم جلدیں رہ گئیں ہیں اگر فرمائش بھیجنے میں تاخیر کی تو پھر اس نایاب خطبہ کا حاصل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ ہے ظاہری اور باطنی محاسن کے باوجود قیمت صرف ۱۲؍ ہے محصولڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔

دنیائے ادب کے ماہر سید سلیمان صاحب ندوی

سے تقریباً تمام علمی طبقہ اچھی طرح واقف ہے یوں تو آپ کی ہر ایک تصنیف زبان و معلومات کا اعلیٰ معیار ہے مگر خصوصیت سے مولانا کا خطبہ صدارت جو آپ نے جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کلکتہ میں پڑھا گیا قیمت صرف ۸؍

حضرت مولانا شاہ معین صاحب اجمیری

کا خطبہ صدارت جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۳-۴-۵ مئی ۱۹۲۹ء کو امروہہ میں پڑھا گیا۔ قیمت ۴؍

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی رح

کا خطبہ صدارت جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ء گیا میں پڑھا گیا۔ معہ قصیدہ عربی مترجمہ اردو حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رح قیمت صرف ۶؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نقشبندی

نائب امیر شریعت صوبہ بہار جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۱۴-۱۵-۱۶ جمادی الاخری ۱۳۴۳ھ مراد آباد میں پڑھا گیا قیمت ۸؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

جو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو پڑھا گیا۔ قیمت ۲؍

خطبہ صدارت حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

جو ۲۳ اگست کو پاٹودی ہاؤس دہلی میں پڑھا گیا، قیمت ۱؍

خطبہ صدارت جانشین حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب

جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۹ دسمبر ۱۹۲۳ء بمقام کوکناڈا میں پڑھا گیا۔ قیمت ۵؍

خطبہ صدارت بطل حریت حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

جو اجلاس خصوصی انڈین نیشنل کانگریس منعقدہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء کو دہلی میں پڑھا گیا قیمت ۳؍

مضامین ابو الکلام آزاد حصہ اول

مولانا ابو الکلام آزاد کی معرکۃ الآرا بیان جو آپ نے مجسٹریٹ کلکتہ کی گواہی میں دیا۔ ۸؍

تازہ مضامین ابو الکلام آزاد ۱۹۳۲ء۔ ۸؍

مولانا ابو الکلام کا آخری پیغام

جو آپ نے جیل جانے سے ایک روز قبل تحریر فرمایا تھا۔ قیمت ۱؍

حیات محمود سفرنامہ اسیر مالٹا

اسلامی دنیا کا کونسا ایسا انسان ہے جو حضرت شیخ الہند رح کے نام نامی سے واقف نہیں جن حضرات کو آپ کی زیارت اور فیض صحبت کا موقع ملا ہے انہی کے قلوب اس کی کچھ قدر کر سکتے ہیں امیر الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جانشین حضرت شیخ الہند صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے حضرت رح کے زندگی کے کچھ صحیح واقعات مرتب کئے ہیں جس میں آپ کے حالات سفر اور اسارت مالٹا اور مظالم فرنگ کا مکمل نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو حضرت شیخ رح کی حالات زندگی کے علاوہ اور بہت سے علمی گوشوں پر عبور حاصل ہوگا مسلمانوں کیلئے اس کا مطالعہ ازحد ضروری ہے صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں اس کی قیمت ۱۲؍ تھی مگر اب علاوہ محصولڈاک صرف ۱۲؍ میں ملیگا۔

فتنۂ مرزائیت کا صحیح علاج

مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کی طرف سے اسلام کے خلاف جو زہر اگلا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے دین کو جس گندم نما جو فروشی سے نقصان پہنچانے کے لئے در پردہ کوشش کی جا رہی ہے بہت سے بھولے بھالے اور سادہ لوح ناواقف مسلمان بسا اوقات ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں لہذا اس فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لئے آپ مکتبہ علمیہ کی حسب ذیل کتابیں پڑھ کر مرزائیوں کے دام تزویر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ختم نبوت فی القرآن۔ اس کے پڑھنے سے آپ کو آیات قرآنی کے ذریعہ صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہی نہیں ہوا۔ قیمت ۱۲؍

ختم نبوت فی الحدیث۔ اس رسالہ میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو پیش کر کے بتلایا گیا ہے کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہوگا۔ قیمت ۱۲؍

حقیقت رسائل اعجازیہ۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کے دیکھنے سے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں دلیلوں سے مرزا قادیانی کے دعوئ اعجازیہ کو باطل کر کے دکھلایا ہے اور ان کے رسالوں کی حقیقت کی پول کھول دی گئی ہے قیمت ۴؍

ابطال اعجاز مرزا۔ یہ رسالہ طلباء کے لئے زیادہ مفید ہے اس میں صرفی و نحوی طریقوں سے مرزا کے قصیدہ اعجازیہ کی بیشمار غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

عقائد قادیانی منظوم۔ اس مختصر رسالہ میں مرزا کے عقائد باطلہ اور کفریہ کو مسدس کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر آسانی سے مرزائیت کی حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ قیمت ۱؍

معیار صداقت میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب خود اپنے بیان کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں۔ قیمت ۱؍

معیار المسیح۔ اس میں ان آیتوں سے جن سے کہ مرزا کی صداقت ثابت کی جاتی ہے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ قیمت ۳؍

آئینہ کمالات مرزا۔ اس رسالہ میں مرزا غلام احمد کی پیشنگوئیاں اور الہامات کا صریح جھوٹ ثابت کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے ہر شخص مرزا کی غلط بیانی سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ قیمت ۳؍

دین مرزا کفر خالص۔ یہ رسالہ دیکھنے کے بعد آپ کو مرزائیوں کے کفر و ارتداد کا پورا پتہ چل جائے گا اور پھر آپ ہرگز ان کے پھندے میں نہ آسکیں گے قیمت صرف ۱؍

نامہ حقانی در کذب مسیح قادیانی۔ اس رسالہ کو پڑھ کر آپ مرزائیوں کے فریب سے اچھی طرح واقف ہو سکیں گے اور پھر اس کی چال اور دھوکہ بازی سے محفوظ رہ سکیں گے قیمت ۵؍

مسیح قادیان کی حالت کا بیان اس کتاب کے دیکھنے سے قادیانیوں کی حقیقت کا پورا پورا نقشہ آپ کے سامنے آجائیگا۔ قیمت ۳؍

صحائف رحمانیہ۔ اب تک اس کے ۲۳ نمبر شائع ہو چکے ہیں مسلمان کو اس کتاب کا رکھنا نہایت ضروری ہے جس میں قرآن و حدیث و واقعات اور خود مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات سے مرزا کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے ہر نمبر قابل دید ہے سب نمبروں کی قیمت تین روپے (۳؍)

اطلاع رحمانی۔ یہ کتاب ان سو سوالوں کے جواب کا مجموعہ ہے جو جنوبی امریکہ (جزیرہ ٹرنیڈاڈ) والوں نے ایک احمدی مبلغ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر سوالات کئے تھے جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت ۴؍

دوسری شہادت آسمانی میں نہایت فصاحت کے ساتھ مرزا کے جھوٹ وغیرہ کی پول کھولی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ مرزا کی بیان کردہ علامات ہرگز امام مہدی کا نشان نہیں ہو سکتیں۔ قیمت ۶؍

محکمات ربانی میں قادیان کا مکمل جواب ہے جس میں مصنف نے وہ مضامین جمع کئے ہیں جن سے مرزائیوں کی مکاریوں کا پردہ فاش کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچایا گیا ہے۔ قیمت ۴؍

ہدیہ عثمانیہ۔ میں صحیفہ آصفیہ اور اس کے مصنف کی حالت کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

انوار ایمانی۔ جس میں عبد الماجد قادیانی کی کذب بیانی کا صحیح نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے قیمت ۴؍

حقیقۃ المسیح۔ اس رسالہ میں سچے مسیح کی علامات اور مسیح کاذب کی حالت کو نہایت روشن طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔ جس کا دیکھنا مسلمانوں کو نہایت ضروری ہے قیمت ۳؍

سیرۃ الحبیب

اگر آپ دنیا کے مصلح اعظم کے صحیح اور سچے حالات سے واقفیت حاصل کر کے اپنی زندگی کو صحیح طریقہ پر اسلام کی روشنی میں بسر کرنا چاہتے ہیں تو سیرۃ الحبیب کا مطالعہ کیجئے جس کی اردو نہایت سلیس اور شستہ ہے اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے بھی اس کی تحسین فرمائی ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی مذہبی معلومات کے لئے حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی بہترین تصنیف ہے جو کثرت سے اسلامی مدارس کے ابتدائی درس میں داخل ہو چکی ہے سوال و جواب کے پیرایہ میں نہایت مختصر طریقہ پر اسلامی معلومات کے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے اس کتاب کے چار حصے ہیں اور ایک قاعدہ ہے مکمل سٹ کی قیمت صرف ۱۴؍

فتاوی رشیدیہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے رشد و ہدایت ایمان کے تفقہ سے کچھ وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جس کو آپ کی شرف صحبت حاصل ہوئی ہو یا اس نے حضرت رح کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے آپ کے فیض تصوف اور تفقہ سے بہرہ ور ہوا ہو مگر اب حضرت رح کے وصال کے بعد ان کی تصنیفات ہی تشنگان علم کی پیاس کو بجھا سکتی ہے۔ مولانا ممدوح کے فتاوی کا مجموعہ فتاوی رشیدیہ تین حصوں میں جمع کیا گیا ہے جس میں قریب قریب ہر مسئلہ کو مدلل طریقہ پر بیان کیا گیا ہے ہر مسلمان کو اس کے مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ مذہبی ضرورت سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے۔ تینوں حصوں کی قیمت عام ۴؍

تحفۃ المحبین

شائقین زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہتر اور کیا موقع ہوگا کہ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ پر عمل کر کے آپ کی زیارت سے مشرف ہوں لہذا اگر آپ کو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم سے مستفیض ہوں تو تحفۃ المحبین منگا کر پڑھیے جس میں چالیس حدیثیں آیتہ انا انزلنا۔ ملائکہ کی تفسیر بزرگان دین کے واقعات اور درود شریف کے فضائل نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔ اور خصوصیت سے وہ درود شریف بتایا گیا ہے جس کے پڑھنے سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوتی ہے۔ آخر میں صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ سمجھایا گیا جس کی احادیث میں بے حد تعریف مذکور ہے۔ باوجود ان اوصاف کے قیمت صرف ۴؍

اعجاز القرآن

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی معرکۃ الآرا تقریر ہے جس میں آپ نے وحی الٰہی کی ضرورت اس کے بیان و معجزہ اور اس کی حقیقت کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے مدلل طور پر بتایا ہے کہ قرآن پاک بذات خود ایک معجزہ اور وحی الٰہی ہے اس کے بعد کسی کو اس میں شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس کے پڑھنے سے قرآن پاک کے نقائص و معارف کا دروازہ آپ پر کھل جائے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۶؍

تفسیر مظہری

مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح کی مشہور تصنیف تفسیر مظہری کے پہلے دو پارہ الم کی صرف چند جلدیں باقی رہ گئی ہیں عربی زبان میں قاضی صاحب نے قرآن پاک کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ طلباء عربی کو خصوصیت سے فوری اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اگر غفلت کی گئی تو کف افسوس ملنا پڑے گا قیمت ہر دو پارہ ۶؍

تفسیر جلالین شریف اردو پہلا پارہ

جلالین شریف کی عبارت اور متن کو ممتاز طریقہ پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ آسان اور سلیس بامحاورہ اردو میں کیا گیا ہے غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب نہایت متانت اور سنجیدگی سے دیئے گئے ہیں خصوصی نکات و قواعد کو عربی کی مشہور تفسیر سے اخذ کر کے اردو میں لکھا گیا ہے مصنف کی محنت قابل قدر ہے گویا مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کا ایک اور نمونہ مترجمہ اردو تفسیر جلالین شریف تیار کر رہا ہے۔ طلباء اور عوام سب کے لئے معتبر ہے فرمائش بھیجکر اپنا نام فہرست خریداران پر درج کرا لیجئے تاکہ طبع ہونے پر آپ کو کتاب مل سکے۔

مصور فطرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیف

عام فہم تفسیر

پارہ الم ۸؍ والمحصنت ۸؍ لیحزرن ۸؍

جنت اور دوزخ

ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر سعادتمند روح دوزخ سے پناہ مانگتی ہے اور جنت کی تمنا رکھتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا ہے کہ کن برے اعمال کی وجہ سے انسان عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا اور دوزخ میں ڈال دیا جائیگا اور کن اچھے اعمال کی بناء پر مومنوں کو جنت دی جائے گی۔

حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے کافی محنت اور کوشش کے بعد دونوں مضمونوں کی حدیثوں کو جمع کر کے ان کا اردو ترجمہ دو حصوں میں شائع کر دیا ہے جس حصہ میں دوزخ کی وعید کے متعلق احادیث ہیں اس کا نام "دوزخ کا کھٹکا" ہے اور جس میں جنت کی بشارت دی ہے اس کا نام "جنت کی کنجی" ہے دوزخ کے کھٹکے کی قیمت ایک روپیہ اور "جنت کی کنجی" کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے لیکن دونوں حصوں کے خریدار سے قیمت صرف دو روپیہ لی جائے گی۔ دونوں حصوں میں کل ۱۰۰-۲۱۰ احادیث درج ہیں بہت سے مخیر حضرات ان کتابوں کو خرید کر مسلمانوں کی اصلاح کے خیال سے مفت تقسیم کرتے ہیں۔ کاغذ کتابت اور طباعت نہایت اعلیٰ ہے۔

پاک زندگی

یہ بھی حضرت العلامہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے ان تین عالمانہ مضامین کا مجموعہ ہے جس میں آپ نے فطرت سلیمہ، حیات طیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پر نہایت آسان اور دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے قیمت ۳؍

دلائل الخیرات

اوراد و وظائف کی مشہور اور بہترین کتاب قیمت ۱؍ مجلد ۲؍

خاموش تبلیغ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء کا دلچسپ تبلیغی مضمون جس کو آپ نے ناولانہ انداز کے ساتھ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت ۸؍

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر

اس کے پڑھنے سے سوانح عالمگیر اور اس کے تدبر علمی قابلیت اور ملکی نظام کا پورا نقشہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ قیمت ۶؍

صراط مستقیم

یہ اسم بامسمی کتاب ہر مسلمان کی رہنمائی کا کافی ذریعہ ہے قیمت صرف ۲؍

ابدی نجات

میں آریہ سماج کے بانی دیانند جی کی دس دلیلوں کے نہایت مدلل اور تحقیقی جواب جو ستیارتھ پرکاش میں نجات کے محدود اور عارضی ہونے پر اپنی چوٹی کا زور لگا کر تحریر کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲؍

اطلاع: ایک روپیہ سے کم قیمت کی کتاب کے لئے اس کی قیمت کے ٹکٹ پیشگی آنے چاہئیں

المشتہر

مینیجر مکتبہ علمیہ بلبیماران دھلی

فتاویٰ قادریہ

مرزا غلام قادیانی کے کفر پر

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کا اوّلین فتویٰ کفر 1884ء

فتاویٰ قادریہ

علماء لدھیانہ

(مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ)

مرتب: مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ

خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

سالار کاروانِ آزادی 1857

شاگرد: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

(بھانجے) مولانا اسماعیل لدھیانویؒ
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
شاگرد: حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ

مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ

فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا محمد لدھیانویؒ
مولانا زکریا لدھیانویؒ
صدر احرار ہند رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ
(نواسے) سینیٹر ایم حمزہ
سابقہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی
سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان

(اولین فاتح قادیانیت) 1884ء فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
نائب صدر جمعیت علمائے ہند
شاگرد: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ
مفتی ضیاء الحسنؒ
صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان
شاگرد: شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ
(نواسے) مولانا محمد سلیم لدھیانویؒ
مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بانی جامعۃ الرشید کراچی
مفتی اعظم پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

فتاویٰ قادریہ مختصراً تعارف

میرے تایا مفتی ضیاء الحسین صاحب لدھیانویؒ نے ایک کتاب مرتب کی تھی۔ جس کا نام ''1857ء کی جنگ آزادی اور علماء لدھیانہ'' تھا۔ اس مختصر کتاب کے آخر میں انہوں نے فتاویٰ قادریہ فوٹو کاپی کی شکل میں شامل کیا تھا۔ مجھے یہ اندازہ تو نہیں کہ وہ فوٹو کاپی کب سے چلی آرہی ہے۔ لیکن میرے ارادے میں تھا کہ اس کو دوبارہ ٹائپ کروا کر چھپوا دینی چاہیے۔

ابھی 2016ء میں پاکستان جانے کا اتفاق ہوا تو میرے رشتہ میں بھتیجے حافظ برہان صاحب نے مولانا زاہد الراشدی صاحب کا تعارف کروایا۔ میں نے مولانا زاہد الراشدی صاحب سے ملنے کی خواہش کی جو مولانا زاہد الراشدی صاحب نے میری بیماری کے مدنظر خود لاہور تشریف لا کر ملاقات کر کے پوری کی۔ بہت لمبے عرصہ کے بعد اُن سے ملاقات کے بعد احساس ہوا کہ اکابرین علماء حق کیسے ہوں گے۔ ان کے خلوص اور سادگی کا ہمیشہ معترف رہوں گا۔

بہرحال ان کے جانے کے بعد حافظ برہان صاحب گوجرانوالہ کو فتاویٰ قادریہ بھیج دیا اور دوبارہ ٹائپ کی گزارش کی کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب کی زیرنگرانی دوبارہ چھپ جائے اور مشکل الفاظ کو بھی آسان الفاظ میں ٹائپ کر دیا جائے۔

فتاویٰ قادریہ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے تایا مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ نے تحریر فرمایا تھا۔ یہ تحریری فتویٰ اصل میں ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبداللہ صاحب لدھیانویؒ کے مرزا غلام قادیانی کے خلاف دیے گئے اوّلین فتویٰ کفر کا تسلسل تھا۔

مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ نے فتاویٰ قادریہ میں اپنے بھائی مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے اوّلین فتویٰ کفر کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ آغا شورش کشمیریؒ اور مفتی جمیل احمد خانؒ نے مولانا عبداللہ صاحب لدھیانویؒ کے اوّلین فتویٰ کفر کا ذکر کیا ہے جن کو شاملِ کتاب کیا جا رہا ہے۔

مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ نے فتاویٰ قادریہ کو اپنے والد مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے شاگرد تھے۔

حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد گرامی اور مولانا ذکریا صاحب لدھیانویؒ کے چچا تھے۔ مولانا ذکر صاحب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے والد تھے۔

ہندوستان کی تقریباً ڈیڑھ سو سال کی تاریخ میں مشہور ترین فتاویٰ خاندان علمائے لدھیانہ سے منسوب ہیں۔ ان میں 1857ء کا پہلا فتویٰ آزادی مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ اور تقریباً 32 دوسرے علماء سے منسوب ہے۔

1884 کا فتاویٰ قادریہ مرزا غلام قادیانی کے خلاف اور 1888ء کا کانگریس میں شمولیت اور آزادی کا فتویٰ نصرۃ الابرار بھی علماء لدھیانہ کا ہی دیا ہوا ہے۔

بہت اہم اس میں کہ ہندوستان کے تمام سرکردہ علماء نے ان آخری دوفتاویٰ کی تصدیق کی جن میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ شامل ہیں۔

فتویٰ نصرۃ الابرار کے لیے دیکھیے کتاب ''تحریک آزادی میں مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علماء ہند کی زرّیں خدمات (حصہ اوّل)''

مفتی ضیاء الحسین صاحب لدھیانویؒ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے شاگرد تھے۔2010ء میں وفات پائی اور مدینہ المنورہ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔آپ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔اور راقم کے تایا۔اب ان کی یادیں ہی رہ گئی ہیں۔

جب ان کی یاد آتی ہے تو آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔آمین

بندہ: ایم مفتی عفا اللہ عنہ

فتاویٰ قادریہ

مرزا غلام احمد کی لدھیانہ میں آمد اور کفر کا فتویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پروگرام کے اعتبار سے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔اسی دورے کے دوران وہ لدھیانہ بھی آیا۔اس سے آگے کے حالات مولانا محمد لدھیانوی ؒ کی زبان سے سنیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر ۱۳۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔عباس علی صوفی اور منشی احمد جان معہ مریدان اور مولوی محمد حسن معہ اپنے گروہ اور مولوی شاہ دین اور عبدالقادر اور مولوی نور محمد حقّانی مہتمم مدرسہ حقّانی وغیرہ نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی۔منشی احمد جان نے معہ مولوی شاہ دین و عبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اوّل مسلمان ہوگا۔

مولوی عبداللہ لدھیانوی ؒ صاحب مرحوم برادرم نے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا۔اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جلّ شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈال دی ہے بیان کیے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا۔وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کررہے ہو بے دین ہے۔منشی احمد جان بولا کہ میں اوّل کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا۔

راقم الحروف نے مولوی عبداللہ لدھیانوی ؒ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلا تامل کسی کے حق میں زبان طعن کھولنی مناسب نہیں۔مولوی عبداللہ لدھیانوی ؒ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کہ کلام خدا جلّ شانہ

نے جو میرے سے اس موقع پر سرزد کرایا ہے خالی از الہام نہیں۔

اس روز مولوی عبداللہ لدھیانویؒ بہت پریشان خاطر رہے بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہیں کیا۔ بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کرایا اور آپ بھی اسی فکر میں سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر معہ مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ بیٹھا ہوں تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اس نے دھوتی کھول کر تہبند کی طرح باندھ لیا۔ خواب ہی میں غیب سے آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت خواب سے بیدار ہوئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہوگئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص پیرایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی معہ دو ہندوں کے لدھیانہ آیا۔

استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے اور مرزا دنیا کے جمع کرنے کے درپے ہے دین کی کچھ پروا نہیں۔

فی الواقع ان خوابوں کی صداقت میں بھی کچھ شک نہیں مرزا کو سوا انشاء پردازی کے اور کچھ نہیں آتا خصوصاً علوم دینیہ سے بالکل بے بہرہ ہے ورنہ ’’براہین احمدیہ‘‘ کو قبل از تصنیف بلا تعین ضخامت کیوں فروخت کر کے مال حرام کو اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا ہے۔ کیونکہ ایسی بیع شرعاً ناجائز ہے۔ پس جو لوگ اس کتاب کی تشئیع میں عالم کہلا کر مثل عبدالقادر وغیرہ ساعی رہے ہیں کمال درجہ کے نادان اور جاہل ہیں اور قادیانی کا صرف حطّام دنیوی جمع کرنے کا مدّنظر ہونا بھی اسی کتاب کے فروخت کرنے سے ظاہر ہے۔ کیونکہ تین چار حصہ کتاب مذکورہ کے چند اجزائیں طبع کرا کے جو فی الواقع دو تین روپیہ کی مالیت ہے، دس اور پچیس، پچیس روپیہ بایں وعدہ لوگوں سے مرزا اور اس کے دلاّل عبدالقادر نے وصول لیے ہیں کہ یہ کتاب بہت بڑی بنے گی اور باقی جلدیں طبع ہو کر وقتاً فوقتاً خریدار کو پہنچتی رہیں گی۔ جب لوگوں سے روپیہ دم دے کر وصول کر چکے باقی کتاب کا طبع کرنا یک لخت موقوف

کر دیا۔ کیونکہ اس میں کوئی صورت منافع کی نہیں یعنی جس قدر مطبوع ہو گی جن سے پہلے روپیہ حاصل کر چکے ہیں ان کو قیمت دینی پڑے گی۔ لہٰذا اس کے بقیہ کو ہم آشیانہ عنقا کرنا مناسب سمجھ کر نئی نئی تالیفات شائع کر کے روپیہ جمع کرنا شروع کیا۔

چنانچہ جس روز مرزا قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا راقم الحروف اعنی محمد مولوی عبداللہ لدھیانوی صاحب مولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے گئے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدّد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔

برعکس نہند نام زندگی کافور

اور گردونواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے اس کی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے۔

(فتاویٰ قادریہ ص ۱تا۴)

●————●————●

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کی قبر

"مولانا عبداللہ لدھیانویؒ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ دیا تھا آپ کی قبر پنجاب سے اگر سہارنپور کا سفر کیا جائے تو مین روڈ کے کنارے سہارنپور سے کچھ کلومیٹر پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کی پرانی مسجد اور خانقاہ موجود ہے اور ساتھ ہی ان کی قبر بھی ہے۔ انہی کے ساتھ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ بھی مدفون ہیں"

مولانا محمد لدھیانویؒ فتاویٰ قادریہ میں اس طرح درج کرتے ہیں

پھر ہم تینوں (مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا محمد اسماعیلؒ) اس تحریر کو لے کر جلسے دستار بندی مدرسہ دیوبند بتاریخ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۰۱ء ہجری میں پہنچے۔ دوسرے روز مولوی رشید احمدؒ صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے، بعد ازاں مولوی محمد یعقوبؒ صاحب بھی براہ مہماں نوازی ملنے کو آئے۔

راقم الحروف نے کچھ حال قادیانی کا بطور اجمال زبانی بیان کیا۔ مولانا محمد یعقوبؒ صاحب نے فرمایا کہ اگر بطور ظلّیت آنحضرت ﷺ اس پر ورود الہامات کا ہوتا ہو تو کیا عجب ہے۔ میں نے کہا گر اہل کتاب یہود و نصاریٰ یہ اعتراض کریں کہ جیسا کہ قادیانی پر بسبب ظلّیت آیات قرآنی نازل ہو رہی ہیں ایسا ہی تمہارے پیشوا خود مستقل پیغمبر نہیں تھے بلکہ بسبب اتّباع ابراہیمؑ کے ان پر قرآن بطور الہام نازل ہوا ہوگا تو پھر آپ کیا جواب دو گے؟ مولوی صاحب نے لاجواب ہو کر یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلّد جانتا ہوں اور آپ کو اس کی تکفیر میں منع نہیں کرتا۔

کیونکہ آپ اس کے کُل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب ”براہین“ کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے۔ بعد ازاں ہم نے تحریر مذکورہ الصدر کو بتاریخ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۰۱ء ہجریہ مولوی رشید احمدؒ کی خدمت میں برسرِ عام جس میں مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم وغیرہ علماء و فضلا نامدار موجود تھے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جہاں تک آتا تھا آپ کی خدمت میں لکھ کر روانہ کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کی تحریر پر اعتراضات وارد کیے گئے ہیں ان کو ملاحظہ فرما کر جواب سے مشرف فرماویں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جہاں تک علم تھا میں نے لکھ دیا تھا زیادہ اس سے مجھ کو علم نہیں۔

مولوی عبداللہ لدھیانویؒ صاحب نے دوبارہ اس تحریر کو مولوی صاحب کے ہاتھ دے کر آیت ”وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ“ پڑھ کر فرمایا کہ آپ اس کا جواب عنایت فرماویں۔ مولوی صاحب نے

تحریر کو واپس دے کر فرمایا کہ ہمارے سب کے مولانا محمد یعقوبؒ صاحب بڑے ہیں اس باب میں جو ارشاد کریں مجھ کو منظور ہے۔ مولوی عبداللہ لدھیانویؒ صاحب نے کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا کہ جولوگ اس مسئلہ خاص میں اپنا دین تباہ کر رہے ہیں اس کا وبال آپ کی گردن پر ہوگا یا ہماری گردن پر۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی خدمت میں

بعدازاں ہم وہاں سے روانہ ہو کر مولانا محمد یعقوبؒ صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ فوراً مولوی رشید احمدؒ صاحب کے بڑے صاجزادے نے معہ گروہ کثیر جس میں چند عالم مثل مولوی محمود حسنؒ مدرس مراد آباد وغیرہ داخل تھے آ کر شور وغل مچایا۔ مولانا محمد یعقوبؒ صاحب نے فرمایا کہ سب کے سب شور مت کرو صرف ایک شخص کلام کرے۔ مولوی محمود حسن صاحب نے بیان کیا کہ یہ تینوں مولوی تین روز سے پکار رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ میں نے کہا کہ یہ امر غلط ہے فریق ثانی نے کہا کہ اب انکار کرتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا وہ کون شخص ہے جس سے ہم نے خوف کھا کر انکار کیا۔ ہمارا اوّل سے یہی عقیدہ ہے کہ قادیانی کافر اور جو شخص اس کا ہم عقیدہ ہے وہ بھی کافر ہے۔ جس کو حوصلہ گفتگو کا ہو وہ میدان گفتگو میں آ کر کسی ثالث کے مکان پر بحث کر لے۔ اس مکان پر بحث کرنے کا موقع نہیں کیونکہ یہاں پر یہ مثل مشہور صادق آ رہی ہے ’’ایک ناک والا سات ناک کٹوں کے پاس جب پہنچا فوراً سب کے سب بول اُٹھے کہ ناکو آیا‘‘ یہ کلام سن کر سب خاموش ہو گئے کسی نے گفتگو کرنے کا نام بھی نہیں کیا۔ پھر میں نے مولوی محمد یعقوبؒ صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے کل بوقت ملاقات قادیانی کے باب میں فرمایا تھا اس کو تحریر بھی کر دو گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ بھی لکھ دوں گا کہ اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ لیکن فی الحال بسبب کاروبار جلسہ کے مجھ کو فراغت نہیں دو تین روز کے بعد لکھ کر روانہ کر دوں گا یا آپ میری طرف سے تحریر لینا۔

مولانا محمد یعقوبؒ نانوتوی کی تحریر

چنانچہ مولانا صاحب نے حسبِ وعدہ کے ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمارے پاس ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ:

''یہ شخص میری دانست میں غیر مقلّد معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے۔''

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کا فرمان

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ صاحب نسبت بزرگ تھے سہارن پور میں رہتے تھے اور بڑے بڑے علماء ان سے سلوک وعرفان کی منزلیں طے کرتے تھے۔علماء دیوبند کے بعد علماء لدھیانہؒ آپ کی خدمت میں سہارن پور حاضر ہوئے وہ پہلی اور واحد شخصیت تھی جس نے علماء لدھیانہ کے فتوائے کفر کی کھل کر تائید فرمائی۔اس پر مولانا محمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

اور شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری مرحوم نے بروقت ملاقات فرمایا کہ:

''مجھ کو بعد استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طور سے سوار ہے کہ منہ اس کا دُم کی طرف ہے جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا۔جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کہ جو اہل علم اس کے تکفیر میں اب متردّد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہیں گے۔'' (فتاویٰ قادریہ ص ۱۵ تا ۱۷)

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارن پوریؒ

بڑے پائے کے بزرگ اور صاحب کشف تھے۔ وہ سہارنپور کے قریب ہی ایک قصبہ میں رہائش پذیر تھے۔

پنجاب سے اگر سہارنپور کا سفر کیا جائے تو مین روڈ کے کنارے سہارنپور سے کچھ کلو میٹر پہلے اِن کی پرانی مسجد اور خانقاہ اب بھی موجود ہے اور ساتھ ہی ان کی قبر ہے۔

انہی کے ساتھ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی ؒ بھی مدفون ہیں۔

''جو کہ اوّل مکفرین مرزا میں سے ہیں۔''

تحریک ختم نبوت

شورش کاشمیری

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مجدّد ہونے کا راگ چھیڑ کر لدھیانہ کا سفر کیا تو وہاں بعض افراد نے اس کے استقبال کا فیصلہ کیا۔ اس غرض سے ایک میٹنگ ہوئی جس میں مرزا کے محاسن بیان کیے گئے۔ اس پر مولانا حبیب الرحمنؒ لدھیانوی کے والد کے چاچا مولوی عبداللہ لدھیانویؒ نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ مرزا انتہا درجہ کا ملحد و زندیق ہے۔ بعض ساتھیوں کو ان الفاظ میں تیزی محسوس ہوئی حتیٰ کہ مولانا حبیب الرحمنؒ کے دادا جان نے بھی بھائی سے اتفاق نہ کیا۔ لیکن مولوی عبداللہ لدھیانویؒ نے استخارہ کیا تو اپنی رائے کو درست پایا۔ آخر ''براہین احمدیہ'' کے غائر مطالعہ سے مرزا کے ملحد و زندیق ہونے کا اعلان کر دیا۔

چونکہ مرزا کا دعویٰ نبوت عوام و خواص کی نظروں سے اوجھل تھا اور وہ انہیں آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک مناظر کی حیثیت سے جانتے پہچانتے تھے۔ اس لیے ابتداً مرزا کی تکفیر سے متعلق بعض جید علماء کو تردد تھا۔ مولوی رشید احمد گنگوہیؒ اور دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا یعقوبؒ نے فتویٰ دینے یا فتویٰ پر صادر کرنے سے گریز کیا۔ لیکن جب اُن کے سامنے مرزا کی تمام تحریریں رکھی گئیں تو انہوں نے مرزا کے خارج از اسلام ہونے سے اتفاق کیا اور عامۃ المسلمین میں مرزا کے تعاقب کی فضا پیدا کی۔ اس دوران ہی میں حرمین شریفین کے علماء نے مرزا کے کفر کی تصدیق کی۔ مکّہ معظمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے مرزا کے کفر کا اعلان کرتے ہوئے اُن کے پیروؤں کو بھی اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس کے بعد مصر، شام اور فلسطین کے مفتیان عظام نے بھی مرزا کے کفر پر

فتویٰ دیا۔ فتووں کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر کا ہر صوبہ مرزا کے دعویٰ سے باخبر ہو گیا اور قادیانیت کو محمد عربی ﷺ کے خلاف گستاخانہ بغاوت قرار دیا گیا۔ یہ زمانہ تھا جب وقت کے تمام بڑے بڑے علماء نے مرزا کی خبر لی اور اپنے اپنے دوائر میں مسلمانوں کو اُس کے کفر سے خبردار کیا۔ مولانا لطف اللہؒ علی گڑھی، مولانا شمس الحقؒ عظیم آبادی، مولوی محمد صدیقؒ دیوبندی، مولوی محمد اعظمؒ لکھنوی، مولانا محمد حسینؒ عربی، مولانا احمد حسنؒ کانپوری، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا عبدالغفار لکھنوی، مولانا عبدالجبارؒ عمر پوری، مولانا احمد حسنؒ دہلوی، مولانا عبدالحق حقانیؒ دہلوی، مولانا محمد حسینؒ بنارسی، مولانا محمد عبداللہؒ غازی پوری، مولانا عبدالعزیزؒ رحیم آبادی، مولانا محمد ادریسؒ جھنجھانوی، مولانا غلام محمدؒ بگوی خطیب شاہی مسجد لاہور، مولانا غلام احمدؒ مدرسہ نعمانیہ لاہور، مفتی محمد عبداللہؒ ٹونکی اورئینٹل کالج لاہور، مولانا رحیم بخشؒ مصنف سلسلہ تعلیم اسلام لاہور، مولانا احمد علیؒ مدرسہ اسلامیہ بٹالہ، مولانا محمد اسحٰقؒ مفتی پٹیالہ، مولانا محمد حسینؒ فیضی ضلع جہلم، حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی، مولانا عبدالقادرؒ ثمانوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا محمد علیؒ مونگیری، مولانا عزیز الرحمنؒ دیوبندی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا احتشام الدینؒ مراد آبادی، مولانا فقیر اللہؒ شاہ پوری، مولانا محمد امان اللہؒ دہلوی، مولانا محمد اسماعیلؒ علی گڑھی، مولانا محمد ایوبؒ ساکن کول، مولانا وصیت علیؒ غازی پوری، مولانا عبدالجبار غزنویؒ، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا عبدالحقؒ غزنوی، سید ظہور حسین قادریؒ سجادہ نشین پٹیالہ، مولانا عبدالرحمن لکھوکی، سید اکبر شاہ حنفی پشاوری، مولانا محمد ایوبؒ حنفی پشاوری، مولوی رحمت اللہ پشاوری، مولوی تاج الدینؒ گجراتی، مولوی ہدایت اللہؒ راولپنڈی، مولوی امام دینؒ کپورتھلوی، مولوی اشرف علیؒ سلطان پوری، مولوی عبدالقادرؒ بیگوال، مولوی عبدالرحمنؒ دیوبندی اور مولوی گل محمدؒ دیوبندی اپنے زمانے میں برصغیر کے نامور علماء تھے۔ تمام ملک میں مسلمانوں کے اجتماعی مزاج کی دینی عصبیت پر ان کا عظیم اثر تھا۔ ان سب نے مرزا کے ارتداد کفر کی اس طرح چتھاڑ کی کہ مرزا ناکہ کا آنسو ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے آریوں اور عیسائیوں

سے مناظروں کا ڈھونگ رچا کر جو وقار حاصل کیا تھا وہ خاک میں مل گیا۔ان کی بدولت انگریزوں کی منشاء کامیاب ہوگئی۔لیکن وہ خود مسلمانوں میں ہر طرح مغضوب ومتروک ہو گئے۔

علماء ان کا پیچھا کرتے اور وہ اُن سے بھاگتے۔اُس زمانے میں مرزا کا شرعی تعاقب ہی کیا جا سکتا تھا۔اولاً مسلمان مرزا کے استعماری ظہور سے ناواقف تھے ثانیاً برطانوی استبداد اس درجہ بے رحم تھا کہ مرزا کا سیاسی احتساب سخت مشکل تھا۔مولانا محمد حسینؒ بٹالوی نے انگریزوں کے استبداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے تنسیخِ جہاد کی اساس قائم کی۔ پھر مرزا کا مقابلہ کیا۔مرزا کا سب سے بڑا ہتھیار یہ تھا کہ وہ برطانوی سلطنت کے گن گاتے اور اپنے مخالفوں پر باغی ہونے کا الزام دھرتے تھے۔ممکن تھا مرزا پنجابی مسلمانوں کے خام عقائد میں اپنے لیے جگہ پیدا کر لیتے اور اس طرح ایک طاقتور قادیانی اُمت وجود میں آتی،لیکن علماء کی زبردست مزاحمت اور طاقتور احتساب کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا محدود سے محدود ہو کر رہ گیا۔ اِس کی زندگی میں پیروکار ڈیڑھ دو ہزار سے زائد نہ ہو سکے۔مرزا بشر الدین محمود کے زمانہ خلافت میں تعداد اس لیے بڑھی کہ پہلی جنگِ عظیم میں انگریزوں نے قادیانی سے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف کماحقّہ فائدہ اُٹھایا۔اس کے صلے میں قادیانیوں کو نہ صرف یہ کہ مختلف مادی فوائد حاصل ہوئے بلکہ ان کے لیے سرکاری ملازمتوں کا دروازہ کھل گیا جو لوگ دین کے معاملہ میں کمزور تھے وہ اُن فوائد سے متمتع ہونے کے لیے قادیانی ہو گئے۔

روزنامہ ''جنگ'' 07-09-1995

از: مفتی محمد جمیل خانؒ

مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد اور محدث کی شکل میں لوگوں سے بَیعت لینی شروع کی۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ دعویٰ بڑھتے بڑھتے نبی، رسول تک پہنچ گیا بلکہ نعوذ باللہ آخر کار اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل قرار دیا۔ علماء لدھیانہ نے پہلے ہی مرحلے میں اس کے عزائم دیکھ کر اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا بعد ازاں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر تمام علماء کرام نے اس کی تصدیق وتائید کی۔

روزنامہ ''جنگ'' لندن 07-09-2004

از: مفتی محمد جمیل خانؒ

۱۸۸۴ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی ایک پروگرام کے سلسلے میں لدھیانہ وارد ہوا تو علماء لدھیانہ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے بعض علمائے کرام اور معززین کے ہمراہ مرزا غلام احمد قادیانی سے ملاقات کرنا چاہی تاکہ اس کے عقائد واضح ہوں مگر اس نے راہِ فرار اختیار کی۔ ان حضرات نے مندرجہ عقائد کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس فتوے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء کرام کے خلاف زبان درازی تیز کر دی۔ اپنے عقائد کی وضاحت کے بجائے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی طرف منسوب کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں تک کہا کہ وہ بمنزلہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ ان عقائد کی بنیاد پر علمائے لدھیانہ نے دارالعلوم دیوبند، پیر گولڑہ شریف اور تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کو روانہ کیا جس کے جواب میں سینکڑوں علمائے کرام نے دستخطوں پر مشتمل تکفیر

قادیان کے عنوان سے فتویٰ دیا۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل مسیح اور پھر مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

روزنامہ ''جنگ'' لندن 1999-09-08

از: مفتی محمد جمیل خانؒ

جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد اور ملہم من اللہ کا دعویٰ کیا تو اِسی وقت علماء لدھیانہ نے اس کی تحریروں کی روشنی میں کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ جس کی بعد میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر علماء دیوبند نے تصدیق کی اور مسلمانوں نے اس فتویٰ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے اجتناب شروع کیا اور مختلف مقامات پر قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان مناظروں کا سلسلہ شروع کیا۔

سب سے پہلے مناظرہ لدھیانہ کے عالم دین مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے کیا اس کے بعد جو علمائے کرام عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظروں اور مقابلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ تھے انہوں نے خط وکتابت کے ذریعہ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو ان عقائد سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن جب وہ اپنے غلط عقائد سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوا تو اہلِ حدیث علماء میں سے مولانا عبدالحقؒ غزنوی اور قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظروں اور تحریروں مقابلوں کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا عبدالحقؒ غزنوی کا مباہلہ تو بہت مشہور ہوا۔

روزنامہ ''جنگ'' لندن 08-09-2001

از: مفتی محمد جمیل خانؒ

دریائے ستلج کے درمیان ایک چھوٹی سی جزیرہ نما بستی عیسیٰ پور سے اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی جیسی گوہر نایاب ہستی کا خمیر اٹھایا اور آپ کی ولادت چودھری اللہ بخش کے گھر میں ہوئی جو کہ اپنی خداداد صلاحیت کی بناء پر گاؤں کے نمبردار مقرر ہوئے تھے۔ والدہ جو کہ ایک ولیہ کاملہ تھیں ان کی شفقت مادری سے بچپن ہی میں محروم ہو گئے۔ جس کا احساس زندگی بھر رہا۔ سن پیدائش غالباً ۱۳۵۱ء اور ۱۹۳۲ء بتایا کرتے تھے کیونکہ اس زمانے میں کہیں اندراج وغیرہ ہوتا نہیں تھا۔ والد محترم دنیادار طبقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود بہت ہی دیندار صاحب نسبت بزرگ تھے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی فیض صحبت نے آپ کی تصلّب فی الدین کی مضبوط قوت پیدا فرما دی تھی۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور بدعات سے نفرت آپ کے دل میں منقش ہو چکی تھی۔ قرآن مجید سے شغف کا یہ عالم تھا کہ روزانہ دس پارے کی تلاوت کرتے۔ اس روحانی ماحول میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسفؒ لدھیانوی کا بچپن گزرا اور تربیت ہوئی۔ ۴ سال کی عمر میں والد محترم نے مولانا شاہ عبدالقادرؒ رائے پوری کے مرید خضر صفت بزرگ قاری ولی محمد کی خدمت میں قرآن کریم کی تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ قاری ولی محمد صاحب کی نیکی اور تقویٰ کے اثرات حضرت شہیدؒ کے ذہن میں بچپن میں راسخ ہو گئے۔ جس کا مشاہدہ دنیا نے آخر عمر تک کیا۔ پرائمری تک تعلیم مقامی اسکول میں حاصل کی۔ قرآن کریم کی تکمیل کے بعد ۱۳۶۳ء میں ۱۳ سال کی عمر میں آپ نے درس تعلیم کا آغاز مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مدرسہ محمودیہ اللہ والا میں کیا۔ حضرت مولانا امداد اللہ حصاروی سے ایک سال فارسی کی تعلیم حاصل کر کے مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حبیب الرحمن احرار کے قائم کردہ مدرسہ انوریہ میں صرف نحو کی تعلیم شروع کی۔ مولانا لُطف اللہ شہید، مولانا انیس الرحمن جیسے مخلص ترین اساتذہ سے بہت ہی محنت اور لگن سے ابتدائی علوم پختگی سے حاصل کیے۔ اس دوران تقسیم ملک کا مرحلہ آ گیا۔

روزنامہ ''جنگ'' لندن 2000-09-09

مرزا غلام احمد قادیانی کے غلط عقائد کو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے چیلنج کیا اور ۱۳۰۱ء میں جب وہ اپنے خسر کے پاس لدھیانہ پہنچے اور وہاں اپنی مجددیت کا نغمہ الاپنا شروع کیا تو بعض لوگ اس کے ہمنوا ہو گئے اور انہوں نے ایک جلسے کا اہتمام کیا اور اس جلسے کے اعلان کے سلسلے میں بعض لوگوں نے مرزا غلام احمد کی مدح و ستائش کرتے ہوئے کہا کہ جو ان پر ایمان لائے گا گویا ''اوّل المسلمین'' میں شمار ہو گا۔

یہ بات سن کر لدھیانہ کے ایک عالم دین مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اُٹھے اور انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد یا بزرگ نہیں بلکہ وہ انتہا درجہ کا ملحد اور زندیق ہے۔ اس کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حامیوں نے کہا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کی شہرت سن کر حسد میں مبتلا ہو گئے ہو۔

بہر حال دوسرے دن مرزا غلام احمد قادیانی لدھیانہ جلسہ کے لیے آیا تو لدھیانہ کے علماء کرام نے اس کی کتابوں سے کفریہ کلمات اور عقائد کو جمع کر کے اس کی روشنی میں کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اِن کے فتویٰ کی ابتدائی طور پر کافی مخالفت ہوئی کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی مناظر اسلام کی حیثیت سے اعلیٰ شہرت پا چکا تھا اور اس کے عقائد لوگوں کے سامنے پوری طرح نہیں آئے تھے۔

بہر حال عُلماء لدھیانہ اپنے موَقف پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہے اور اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لیے دارالعلوم دیوبند گئے جس پر مولانا محمد یعقوبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے حسبِ ذیل فتویٰ جاری کیا۔

''یہ شخص میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا۔ اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔''

اِدھر وقت کے عظیم صوفی بزرگ مولانا شاہ عبدالرحیمؒ نے اپنے روحانی وجدان سے واضح طور پر فرما دیا:

''اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے اس کے بارے میں تذبذب رکھنے والے علماء جلد ہی اس کو کافر

قرار دیں گے۔"

چنانچہ مولانا شاہ عبدالرحیمؒ کی پیشن گوئی کے بعد جلد ہی تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد علماء حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکّہ معظمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے درج ذیل فتویٰ جاری کیا:

"مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے۔ اہل سلام سے اس کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔"

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کی قبر

"مولانا عبداللہ لدھیانویؒ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ دیا تھا آپ کی قبر پنجاب سے اگر سہارنپور کا سفر کیا جائے تو مین روڈ کے کنارے سہارنپور سے کچھ کلومیٹر پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کی پرانی مسجد اور خانقاہ موجود ہے اور ساتھ ہی ان کی قبر بھی ہے۔ انہی کے ساتھ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ بھی مدفون ہیں"

مرزا غلام احمد قادیانی

کو سب سے پہلے

علمائے لدھیانہ نے چیلنج کیا

رفیق تارڑ

سابقہ صدر پاکستان

Maulana Muhammad Ludhianvi (ra) and Maulana Abdullah Ludhianvi (ra)
came to the spotlight when they took the lead in denouncing

Mirza Ghulam Qadiani, the founder of Qadiani Sect, as Kafir (Non-Muslim)

[Professor Dr. Tahir Kamran, Iqbal (Fellow at the University of Cambridge as Professor in the Centre of South Asian Studies Cambridge.

FATAWA e QADRIA

1884ء

Ulama e Ludhiana

[Maulana Muhammad Ludhianvi (ra), Maulana Abdullah Ludhianvi (ra)
Maulana Abdul Aziz Ludhianvi (ra)

Mufti Zia ul Hussain Ludhianvi (ra)
Al Madinah Al Munawarah (Saudi Arabia)

FAMILY OF
Maulana Abdul Qadir Ludhianvi (ra)

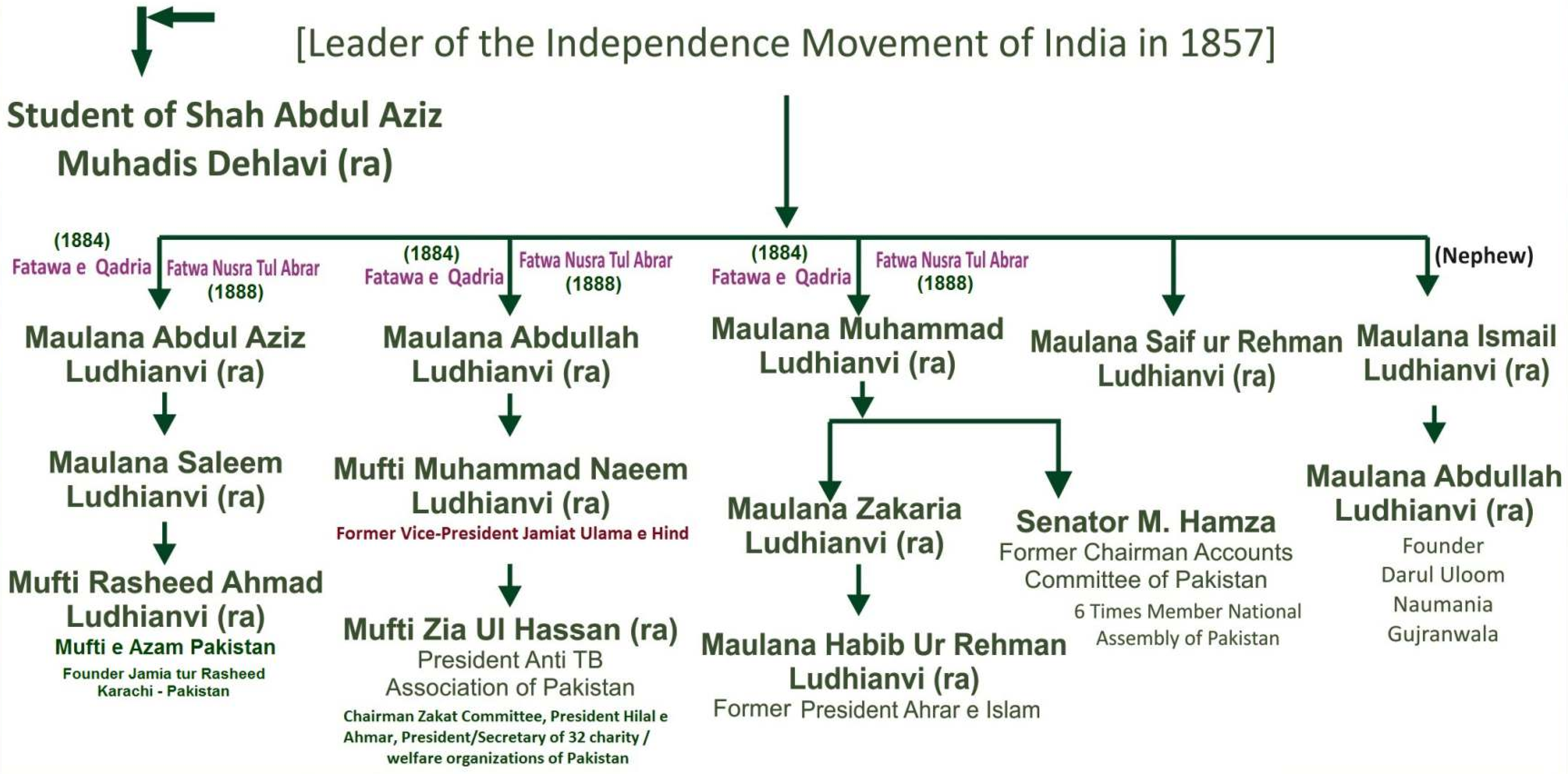

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده وأنجز وعده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه أجمعين. أما بعد قال الشيخ المحدث الدهلوي صبحت للتهجد ورأيت حياً فضربته فجآء بعد ساعة عسكري وقال لي يطلبك الملك فذهبت معه فقال الملك أ أنت ضربت صاحبنا؟ فقلت ما ضربت لصاحبكم ولكن قتلت حياً فقال لي الملك إني ملك الجانّ وإني سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الحديث:

أقول وأنا العبد الضعيف (المفتى) ضياء الحسين قال حدثني أبي المفتى محمد نعيم اللدهيانوي قال حدثني أخي الاكبر المفتى محمد رمضان قال حدثني أبي المفتى عبد الله قال حدثني ابي العلامة عبد القادر قال حدثني الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي قال حدثني ملك الجانَ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنَ لهذهِ البيوت عوامر فإذا رأيتم شيئاً منها فحرجوا عليها ثلاثا فإن ذهب وإلا فاقتلوه فإنه كافر وقال لهم اذهبوا فأدفنوا صاحبكم.

(الصحيح المسلم – باب قتل الحيات – جلد ٢ صفحة ٢٣٥)

وفي رواية اخر من شاه اهل الله اخي الصغير شاه ولي الله- قال الشيخ اهل الله كنت أقرأ القرآن في المسجد بعد صلاة الظهر فإذا رأيت بحية صغيرة فقتلتها، فجاء رجلان فقالا ان الملك يطلبك (وظن الشيخ أنه يطلبه ملك الإنس وكانت دولة المغول تحكم على الهند حينئذ) فقام الشيخ معهما وذهبا به الى البرية والشيخ يسير معهما وهو يحسب أن ملك الإنس خرج الى الأصطياد وطلبه من الصحراء، ولم يزل يمشى معهما حتى رأى بابا فى الارض فدخل فيه فإذا هناك ملك الجن يحكم فى المخاصمات، فسلم الشيخ وجلس فى ناحية المجلس، فلما فرغ الملك من القضايا طلب الشيخ وبرز المدعى قائلا ان هذا قتل ابنى ، وأطلب القود منه ، قال الشيخ اهل الله إنى لم أقتل أحدا، ثم بأن أن المراد بقتل ولده هو ماقتله فى صورة الحية ، فأقرالشيخ بقتله ، وكاد أن يقتل قصاصا بأمر الملك ، لكن ظهر هناك في ذلك الحين صحابي جني وقرأ حديث ، من قتل في غير زيه فدمه هدر فأبطل الملك دمه ، لما سمع من حديث النبي صلى الله عليه وسلم ،وأبلغوالشاه أهل الله مأمنه.

فقد أجزت مولانا محمد ابرالحق صاحب ________ هذا الحديث بهذا السند المذكور.

المجيز ضياء الحسين عفي عنه

المفتي ضياء الحسين ، فاضل ديوبند ، مقيم مكة المكرمة و جدة.
رقم الهاتف: مكة المكرمة: ٠٠٩٦٦ ٢٥٧٤٠١٢٣
جـــــدة: ٠٠٩٦٦ ٢٦٢٠٩٥١٧

التاريخ: ١٠/٠٦/١٤٢٦هـ
الموافق: ١٦/٠٧/٢٠٠٥م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور

علمائے لدھیانہ

مع

فتاویٰ قادریہ

مرتب

مفتی ضیاء الحسین فاضل دیوبند

مقیم مدینہ منورہ سعودی عرب

ناشر

اسلامی تعلیمی ادارہ رجسٹرڈ جامع مسجد قادریہ جناح کالونی

فیصل آباد

فتاویٰ قادریہ

اشاعت اول	۱۸۹۰ء بمطابق ۱۳۰۱ھ
اشاعت ثانی	۱۹۸۰ء
اشاعت ثالث	۱۹۹۵ء
تعداد	ایک ہزار

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور علمائے لدھیانہ

اشاعت اول	۱۹۹۵ء
تعداد	ایک ہزار

ناشر

اسلامی تعلیمی ادارہ رجسٹرڈ جامع مسجد قادریہ جناح کالونی

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندوستان کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے لدھیانہ شہر سے دعویٰ مسیحیت اور مہدیت کہا اور پھر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

اس وقت کے مشہور علماء علمائے لدھیانہ میں سے مولانا محمد صاحبؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ اور مولانا عبدالعزیز صاحبؒ نے مرزا کے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ یہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف پہلا فتویٰ ہے۔

بعد میں تمام ہندوستان کے علماء نے مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ بلکہ علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تائید و توثیق کی اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوریؒ کی کوشش سے علمائے حرمین نے بھی اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی اور یہ کتاب فتاویٰ قادریہ کے نام سے ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۹۰ء لدھیانہ سے شائع ہوئی۔ اب اس کتاب کو پرانی شکل میں فوٹو کر کے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ علمائے لدھیانہ کی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی شمولیت اور سید احمد شہیدؒ اور اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ معاونت کو بیان کیا۔

پہلی کتاب چونکہ نایاب ہو چکی ہے اس لیے علمائے پاکستان کے پُر زور اصرار پر دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔

مفتی ضیاء الحسین فاضل دیوبند مقیم مدینہ منورہ

ہندوستان کے اندر احیاء اسلام کے لیے علماء نے شاندار روایات چھوڑی ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کی گراں قدر مساعی اس کے لیے مشہور ہے اسی طرح علمائے لدھیانہ نے بھی احیائے اسلام اور ہندوستان کی آزادی کے لیے گراں قدر کوششیں و مساعی کی ہیں۔ ہسٹری آف انڈیا میں یہ سب واقعات انگریز مؤرخ نے تحریر کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں جب شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ معرکہ بالاکوٹ میں تشریف لے جانے کے لیے ارادہ فرما رہے تھے کہ راقم الحروف کے پردادا علامہ عبدالقادر لدھیانویؒ کے نام آپ حضرات کے خطوط آئے کہ اس معرکہ میں بدنی اور مالی اعانت فرما دیں۔ پردادا مرحوم ذاتی طور پر بعض حالات کی وجہ سے شریک معرکہ نہ ہو سکے لیکن آپ نے سید برادرز کی مالی اعانت فرمائی۔ یہ خطوط لدھیانہ میں اب تک محفوظ تھے۔ لیکن تقسیم ملک کے وقت سب کتب خانہ اور خطوط ضائع ہو گئے۔

مولانا عبدالقادرؒ راقم الحروف کے پردادا تھے جن کی نسل سے علمائے لدھیانہ مشہور ہوئے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے مولوی سیف الرحمٰنؒ تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنے والد مولانا عبدالقادرؒ کے ساتھ شریک ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں افغانستان تشریف لے گئے اور وہیں

شادی کر لی اب معلوم ہوا کہ ان کا سارا خاندان جہاد افغانستان میں شریک ہے۔ دوسرے صاحبزادے مولانا محمد صاحبؒ تھے۔ تیسرے مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ تھے۔ آپ زبردست عالم دین تھے جن کی ہمت مردانہ سے فرقہ ہائے باطلہ خصوصاً غیر مقلد اور قادیانی خوف زدہ رہتے تھے۔ آپ نے اور آپ کے بھائی مولانا محمد صاحب نے جو کہ مشہور احرار لیڈر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا تھے نے ہندوستان میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا جبکہ رشید احمد گنگوہی صاحبؒ ابھی متذبذب تھے بعد میں تمام علمائے حجاز اور مصر نے ان کے فتویٰ کی تصدیق کی اور اس سلسلہ میں ایک کتاب فتویٰ قادریہ کے نام سے ۱۳۰۱ ہجری میں تحریر فرمائی۔ مولانا مفتی محمد عبداللہؒ راقم الحروف کے دادا تھے اور مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ کے والد تھے۔ چوتھے مولانا عبدالعزیزؒ وقت کے قطب مشہور ہوئے اور علوم باطنی میں کمال رکھتے تھے۔

اسباب زوال حکومت مغلیہ

مسلم حکومتوں کے اسباب زوال تین ہیں۔ ترک تبلیغ، وراثتی جانشینی اور عیاشی۔

ترک تبلیغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرکز حکومت آگرہ اور دہلی میں مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہے۔

وراثتی جانشینی (جس کے قواعد بھی معین نہ تھے) کا نتیجہ یہ نکلا کہ جانشینیوں میں صرف پستی ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ ان میں باہمی جنگیں بھی ہوئیں اور غیر مسلموں نے ان کے اختلاف کو بڑھایا

عیاشی اور کاہلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ سیاسی تدبیر اور نظم ونسق سے لاپروا ہو گئے۔

لہٰذا محمد شاہ کے عہد میں تمام ملک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں پیدا ہو گئیں۔جس سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو علاقائی تسخیر کا موقع ملا۔اس نے ۱۱۷۰ھ میں بنگال پر ۱۲۱۳ھ میں سلطان ٹیپو کی ریاست میسور پر اور ۱۲۱۸ھ میں مرکزی حکومت دہلی پر قبضہ کرلیا۔اس سے تین سال قبل سکھ قوم پنجاب پر قابض ہوگئی۔(۱۲۱۵ھ تا ۱۲۲۵ھ)(۱۸۰۰ءتا۱۸۴۹ء)

پھر انگریزوں اور سکھوں کے درمیان اتحاد قائم ہوا تو مسلمانوں کے خلاف سکھوں کی چیرہ دستیاں بڑھ گئیں۔اس وقت افغانستان میں احمد شاہ ابدالی کے فوت ہونے کے بعد باہمی کش مکش پیدا ہوگئی تھی۔

اس صورت حال سے متاثر ہو کر سید احمد شہیدؒ نے ۱۲۴۱ھ میں سکھوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔انہوں ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۹ھ میں سکھوں سے پشاور لیا اور ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ءتک جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں شہید ہوئے۔

اگر چہ سیاسی نتائج کے اعتبار سے یہ تحریک ناکام ہوئی لیکن اس سے تمام برصغیر کے مسلمانوں میں عظیم بیداری ہوگئی۔ چند سال بعد اسی تحریک نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف جدوجہد کی صورت اختیار کرلی۔ بہادر شاہ ظفر اپنے وسائل و حالات کے اعتبار سے اس قابل نہ تھا کہ قوت کے ساتھ جنگ کرتا لیکن عام لوگوں نے (جس میں فوج بھی شامل تھی) مختلف علاقوں میں اپنے طور پر جنگ جاری رکھی۔ جس نے پھر ۱۲۷۳ء/۱۸۵۷ء میں عام جنگ کی صورت اختیار کرلی۔

اس وقت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ (۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۶ھ) نے فرضیت جہاد پر ایک فتویٰ مرتب کیا۔ جس سے مختلف الخیال طبقوں میں تنظیم پیدا ہوئی۔ کمپنی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا تھا۔ مگر اتفاق سے اس وقت برطانیہ کی ایک فوج چین جا رہی تھی وہ ہندوستان لائی گئی۔ اس نے سکھوں اور ملکی غداروں کی مدد سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بچا لیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہندوستان کی سلطنت جاتی رہی۔ اس جہاد میں چونکہ کمپنی کی فوج بھی شامل تھی اس لیے انگریزوں نے اس کا نام غدر رکھا۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

جلال الدین اکبر کے عہد میں پیدا ہوئے۔ جہانگیر کے ہم عصر ہیں۔ دین اکبری کے پیدا کردہ فسادات کی اصلاح کی اور بڑی حد تک کامیاب رہے۔علماءسو کی کمزوریوں کو واضح کیا۔ بدعت، حسنہ وسیئہ کی تقسیم کا ابطال کیا۔ وحدۃ الوجود اور گمراہ صوفیوں کی تردید کی۔

مقام صحابہ کرام ان کی اہمیت واحترام کو واضح کیا۔آپ کے مکتوبات ان کے مباحث کا زندہ ثبوت ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس ملک کی درسیاست میں سیرت النبی ﷺ اور علم الحدیث کو رواج دیا۔بیش قیمت تصنیفات پیش کی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

اورنگ زیب عالمگیر کے آخر چار سالہ دور میں پیدا ہوئے۔مغلوں کے زوال کا جائزہ لیا۔حکومتوں کے عروج وزوال کے اسباب لکھے۔قرآن مجید کا ترجمہ،

اصول تفسیر اور فلسفہ تشریح پیش کیا۔ فقہی مذاہب میں تطبیق دی۔ خلافت اسلامی اور ملوکیت کا فرق واضح کیا۔ مسلمانوں کے دلوں میں جہاد اسلامی کا احساس پیدا کیا۔ آپ کے چاروں فرزند آپ کی ہی کی مثل مرجع العلماء اور یگانۂ روزگار تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

اپنے سب بھائیوں سے بڑے اور سب کے بعد فوت ہوئے۔ اس لیے اپنے والد شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی جانشینی کا طویل فریضہ انہی پر عائد ہوا۔

ان کے زمانے ۱۲۱۵ھ میں پنجاب پر سکھوں کا قبضہ اور ۱۲۱۸ھ میں مرکز حکومت دہلی پر انگریز کا قبضہ ہوا۔ مسلمان بادشاہوں کے اختیارات انتہائی محدود کر دیے گئے۔ تو شاہ عبدالعزیزؒ نے اس ملک کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ ملک کے طول وعرض میں اس فتویٰ کی خاطر خواہ پذیرائی ہوئی۔

ایک طرف علمائے ٹھٹھہ (سندھ) نے اس فتویٰ کے حوالے سے دیار سندھ کو دارالحرب قرار دیا تو دوسری طرف بنگال میں حاجی شریعت اللہ نے فرائض دین قائم کرنے کی غرض سے فرائضی تحریک شروع کی۔

شاہ عبدالعزیز کا معمول یہ تھا کہ درس تدریس کے مخصوص حلقہ کے علاوہ عام

مسلمانوں کے لیے ہفتہ میں دو دن وعظ کرتے تھے۔ان کی تعلیم وارشاد کا یہ سلسلہ تقریباً ۶۲ برس تک جاری رہا۔اس طویل مدت میں آپ کے تربیت یافتہ افراد ہزاروں کی تعداد میں ملک کے طول وعرض میں پھیل گئے۔

تحریک مجاہدین

کفار کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے پیش نظر شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی جماعت کو دو مقصد کے لیے تیار کیا۔ جہاد مع الکفار اور تعلیم دین، مقصد جہاد کے لیے اپنے تلمیذ خاص سید احمد بریلویؒ کو تیار کیا۔ان کی اعانت اور مشورہ کے لیے اپنے بھتیجے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور اپنے داماد مولانا عبدالحیؒ کو خصوصی مشیر قرار دیا۔

پھر ان سب کو ۱۲۳۲ھ میں بیعت جہاد لینے کے لیے ہندوستان کے دورہ پر بھیجا۔اس کے بعد تمام قافلے کو حج پر جانے کا حکم دیا۔ جب یہ قافلہ حج سے واپس آیا تو شاہ عبدالعزیزؒ فوت ہو چکے تھے۔۱۲۳۹ھ ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق ان کی جگہ جانشین مقرر ہوئے۔

لہٰذا ۱۲۴۱ھ میں مجاہدین کی اس جماعت نے راجپوتانہ، سندھ، بلوچستان، افغانستان اور پشاور کے راستے چارہ سدہ پہنچ کر افغانستان قبائل کی مدد سے سکھوں سے جہاد شروع کر دیا۔

شاہ محمد اسحاق مرکز (دہلی) میں مقیم رہے۔ درس وتدریس کے علاوہ مجاہدین کی سرپرستی فرماتے رہے۔ان کے ذریعے مجاہدین کو روپیہ اور لشکر پہنچتا رہا۔

مجاہدین کا مقصد سکھا شاہی ختم کر کے انگریز سے نمٹنا تھا۔ یہ منصوبہ اگرچہ تکمیل نہ پا سکا۔ مولانا عبدالحیؒ پہلے ہی ۱۲۳۴ھ میں فوت ہو گئے۔ سید احمدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں سے لڑتے ہوئے ۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء میں شہید ہو گئے مگر اس تحریک نے مسلمانوں میں عظیم بیداری پیدا کر دی جو آگے چل کر آزادی ہند کا باعث بنی۔

مولانا عبداللہ دولیؒ

اضلاع لدھیانہ، جالندھر اور ہوشیار پور کے سنگھم پر ایک قدیم بستی وانگو وال کے نام سے موسوم تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (ف ۱۱۷۶ھ) اور مرزا مظہر جان جاناں (ف ۱۱۹۵ھ) کے مصاحبین میں سے ایک عالم دین مولانا عبداللہ اس بستی میں مقیم تھے جو مولانا عبداللہ دانگویؒ مشہور تھے۔

آپ سے دینی تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے لیے قریب و بعید سب علاقوں کے لوگ بکثرت حاضر ہوئے۔ مشرقی پنجاب میں آپ کو مرکزیت حاصل تھی۔ آپ کی بہت سی کرامات عوام وخواص میں اب تک منقول ومشہور ہیں لہٰذا ان کی

وفات کے بعد یہ بستی والیانوالہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

صوفی اکبر علی جالندھریؒ تحریر فرماتے ہیں جن ایام میں شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کے بے شمار فیض سے باشندگان دہلی مالا مال ہو رہے تھے۔ ان ایام میں مولوی عبداللہ صاحب دانگویؒ علاقہ جالندھر میں بڑے زبردست عالم اور مشہور ولی تھے۔ صدہا ان سے فیض پا کر علم ظاہر اور باطن کے پیشوا بن گئے۔ چھوٹی عمر میں قرآن شریف اڑھائی ماہ میں حفظ کیا۔ قصیدہ بردہ عربی (جن کے اشعار دو سو سے زائد ہیں) دو دفعہ سن کر تیسری دفعہ زبانی سنا دیا۔

بیان کرتے ہیں کہ (دریا کا راستہ تبدیل ہونے کی وجہ سے) آپ کا جسم مبارک لحد سے چالیس دن کے بعد زندوں کی طرح صحیح وسلامت برآمد ہوا۔ ناخون اور بال بدستور تھے۔

مولانا محمد لدھیانویؒ نے اسی روایت کو فتاویٰ قادریہ کے مقدمہ میں نقل کیا ہے اور بدستور تھے کہ بجائے بدستور بڑھے ہوئے تھے تحریر کیا ہے۔

مولانا حافظ حکیم عبدالوارثؒ

قبل ۱۱۵۰ء موضع نوکھروال ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم وتربیت مولانا عبداللہ ولی دانگویؒ سے حاصل اور انہی کی صاحبزادی سے نکاح ہوا اور انہی کے

پاس موضع دانگو (ولیانوالا) میں مستقل مقیم ہو گئے۔آپ کے دولڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے جو مولانا عبدالقادرؒ، میاں غلام نبیؒ اور حافظہ بی بی ناموں سے معروف ہیں۔

مولانا علامہ عبدالقادر محدث لدھیانویؒ

آپ نے علم حدیث پہلے مولانا عبداللہ جیراجویؒ سے حاصل کیا، پھر دہلی گئے۔شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ سے براہ راست استفادہ کیا۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے ترجمہ وتفسیر موضح القرآن کی فہرست لکھی اور شاہ عبدالعزیزؒ کے حواشی بدیع المیزان (منطق) کو مہذب و مرتب کیا اور بعض مقامات پر اپنے حواشی کا اضافہ کیا۔

دہلی سے فارغ ہو کر خانقاہ بلیہ وال مضافات لدھیانہ میں مربی و مدرس مقرر ہوئے۔درس قرآن مجید کے علاوہ علم تفسیر وحدیث کو رواج دیا۔اس وقت دہلی میں شاہ محمد اسحاق اور مشرقی پنجاب میں مولانا علامہ عبدالقادرؒ مرکز دین اور مرجع العلماء تھے۔

مولانا عبدالقادرؒ نے شاہ عبدالعزیزؒ کے طرز پر ہفتہ میں دو دفعہ وعظ کا طریقہ

بھی رائج کیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے فتویٰ دارالحرب کی اہمیت کو واضح کیا۔ تحریک مجاہدین کی اعانت کی اور ۱۲۷۳ھ کی تحریک آزادی ہند میں فرضیت جہاد پر ایک فتویٰ جاری کیا اور اپنے تمام متعلقین سمیت اس میں بھرپور حصہ لیا۔

اس کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا سیف الرحمٰنؒ نے افغانستان کے آزاد قبائل میں رہ کر انگریز کے خلاف عرصہ دراز تک جہاد جاری رکھا۔

آپ کے فرزند ثانی مولانا محمد لدھیانویؒ نے کتب حدیث (موطا امام محمد اور شرح معانی الاثار طحاوی) پر حواشی لکھے۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی پر سب سے پہلے فتویٰ کفر جاری کیا۔

آپ کے فرزند ثالث و رابع (مولانا عبداللہؒ و مولانا عبدالعزیزؒ) نے اس وقت کے فرقہائے باطلہ سے مناظرے کیے اور تمام ملک میں اپنے خرچ پر تبلیغی دوروں کو رواج دیا۔ تفصیلات آئندہ ابواب میں دیکھیے۔

مولانا عبدالقادر ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۶ھ

ولیانوالا میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی گھر پر پڑھا اور علم حدیث کے لیے سفر کیا۔ آپ کی اسناد حدیث بواسطہ مولانا عبداللہ جیراجوی (جیراجپوری) شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ آپ کے فرزند مولانا محمد لدھیانویؒ

موطا امام محمد کے حواشی خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

عبدالقادر قال اجازنا واخبرنا بعلم الحدیث شیخی الکامل عبداللہ جیراجوی اخبرنا عبدالقادر بن ولی اللہ عن والدہ

نیز آپ کے فرزند مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے گلشن عزیز میں آپ کے سلسلہ سلوک و تصوف کی اسناد بھی یہی بیان کی ہے۔ مگر خاندان کے بزرگوں میں مشہور ہے کہ مولانا عبدالقادرؒ نے دہلی پہنچ کر شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ سے براہ راست اجازت تفسیر و حدیث حاصل کر لی تھی اور شاہ عبدالقادرؒ کی اجازت سے ان کے ترجمہ و تفسیر موضح القرآن کی فہرست مرتب کی تھی۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیزؒ کے حواشی بدیع المیزان (منطق) پر نظر ثانی اور اضافہ کیا تھا جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا۔

مولانا عبدالقادر کے دہلی پہنچنے کا ذکر صوفی اکبر علی جالندھریؒ نے بھی کیا ہے۔

طالب علمی کے زمانے میں ایک دفعہ مولوی عبدالقادر صاحبؒ جے پورہ سے دہلی آئے۔ راستہ میں کسی نے روٹی نہیں دی اور نہ آپ نے کسی سے طلب کی، پھل پھلواری اور ساگ پات کھا کر سفر کاٹ دیا۔

علمی خدمات

مولانا عبدالقادرؒ دہلی سے فراغت پا کر موضع ولیانوالہ میں اپنے نانا (مولانا عبداللہ ولیؒ) کے قائم کردہ مدرسہ اور خانقاہ کے مہتمم و مربی مقرر ہوئے۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ آپ نے کچھ تصانیف بھی کی ہیں۔ راقم الحروف کو جن کا علم ہو سکا وہ یہ ہیں۔

۱۔ آئینہ قرآن۔ آئینہ قرآن کے نام سے شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے ترجمہ تفسیر کی فہرست مع تشریح ۱۵۱ صفحات میں تحریر کی جو ۱۸۸۱ء میں لدھیانہ سے طبع و شائع ہوئی۔

۲۔ فقہی مسائل کے جوابات تحریر کیے جو بعد میں فتاویٰ علماء لدھیانہ موسوم بفتاویٰ قادریہ ترتیب مولانا محمد لدھیانویؒ طبع ہوئے۔ اس میں مولانا عبدالقادرؒ اور ان کے بیٹوں کے فتاویٰ جمع ہیں۔

۳۔ کتاب بدیع المیزان (منطق) پر شاہ عبدالعزیزؒ کے حواشی کی نظر ثانی اور تہذیب فرمائی۔ بعض مقامات پر اپنے حواشی کا اضافہ بھی کیا۔ راقم الحروف کو ان حواشی کا اصل نسخہ نہ مل سکا۔ البتہ بدیع المیزان مجتبائی دہلی مطبوعہ ۱۳۴۰ھ کے متعدد صفحات پر مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کا حوالہ موجود ہے۔

تبلیغ وارشاد

شاہ عبدالعزیزؒ کے طرز پر عوام کے لیے ہفتہ میں دو دفعہ وعظ کہنا شروع کیا۔ عقائد، اخلاق اور معاملات کی اصلاح کے علاوہ شاہ عبدالعزیزؒ کے فتویٰ دارالحرب اوراس کے تقاضوں کی وضاحت بھی فرمایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وعظ وارشاد میں معجزانہ تاثیر قوت ودیعت فرمائی تھی جو پتھر دلوں کو موم کر دیتی۔ لوگ دور دراز سے سفر کر کے آپ کا وعظ سنتے اور واپس جا کر اپنے اپنے علاقوں میں اس کا تذکرہ کرتے۔ اس طرح مشرقی پنجاب میں مولانا عبداللہ کی طرح آپ کو بھی مقبولیت ومرکزیت حاصل ہوگئی۔

سابق والیان افغانستان شاہ زمان اور شاہ شجاع الملک (جو اس وقت لدھیانہ شہر میں مقیم تھے) لدھیانہ سے سات آٹھ میل سفر کر کے خانقاہ ولیانوالا پہنچتے اور آپ کی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔

فضائل واخلاق

صوفی اکبر علی جالندھری تحریر فرماتے ہیں۔

☆ ایک دفعہ مولانا عبدالقادرؒ کے استاد نے مغرب کے وقت مجمع علماء میں آپ کو امام بنایا۔ آپ نے سورہ واقعہ درد آمیز لہجہ سے جو پڑھنی شروع کی تو آپ کے استاد

نماز میں زارزار باآواز بلند روتے رہے۔ بعد میں فرمایا کہ میں ولائتی (پٹھان) سخت دل آدمی ہوں۔ کبھی ایک آنسو چشم سے نہیں نکالا۔ لیکن آج اس شخص کے پڑھنے سے میں ایسا متاثر ہوا گویا قیامت کا حشر برپا ہے۔

☆ ایک دفعہ مولانا عبدالقادرؒ کو بریلی کے قاضی نے سو روپے ماہوار دینا کر کے اپنے لڑکے کی تعلیم پر نوکر رکھنا چاہا۔ آپ نے قاضی کو فرمایا کہ تمہارے یہاں رشوت کا روپیہ آتا ہے اگر ہم نے آپ کی نوکری اختیار کی تو حرام کی تاثیر ہمارے رگ وریشہ میں ہوجائے گی تو ہم پھر اپنی باقی عمر کس طرح گزاریں گے؟

☆ میر محبوب علی نے بوقت منصفی مقدمہ خانقاہ دوسو روپے بنام زکوٰۃ اخوند نورالدین کے ہاتھ مولانا موصوف کو بھیجے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ روپیہ لینا مجھ کو حرام ہے کیونکہ یہ رشوت ہے زکوٰۃ نہیں۔

☆ نمنگ خان افغان ساکن کوٹلہ متصل روپڑ (جن کا دعویٰ تھا کہ میں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور بڑے بڑے عالموں کے وعظ سنے ہیں لیکن میں کبھی اثر پذیر نہیں ہوا) آپ کو زمین دینے لگا آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

☆ منشی عبدالرحمان لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ کولٹن صاحب بہادر (ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے حضرت موصوف سے فرمایا کہ اگر آپ شرعی مقدمات کو سرکاری

ملازمت اختیار کر کے فیصلہ کیا کریں تو میں اس بات میں آپ کے نام پر منظوری منگوا سکتا ہوں۔

حضرت موصوف نے فرمایا کہ مسائل دین کے بیان کرنے میں مجھے تنخواہ لینے کی ضرورت نہیں۔

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
ذرا کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

تحریک مجاہدین کی اعانت

خاندان کے بزرگوں میں یہ بات تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ امیر المجاہدین سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ھ) کی اہلیہ محترمہ (جو ہندوستان میں مقیم تھیں) مولانا عبدالقادر لدھیانوی کے نام ایک خط بھیجا جو فارسی زبان میں تحریر تھا اس میں مجاہدین کے لیے مالی اور بدنی اعانت کی ترغیب دی گئی تھی اور اپنے دستخط ام اسمٰعیل نام سے کیے تھے۔

سید صاحب چونکہ امیر المجاہدین تھے اس لیے ان کی اہلیہ محترم اپنے کو ام المجاہدین اور ام اسمٰعیل کہتی تھیں۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ھ) شاہ ولی اللہؒ کے پوتے اور مجاہدین کے نائب امیر تھے۔

اس خط کے جواب میں مولانا عبدالقادرؒ نے فوری طور پر مالی اعانت ارسال فرمائی تھی۔اس علاقہ میں چونکہ سکھ قوم اکثریت میں تھی اس لیے بدنی اعانت کے متعلق مخفی طور پر مجاہدین بھیجنے کی فکر میں تھے کہ شہادت بالاکوٹ کی اطلاع موصول ہوئی۔آپ کو اپنی کوتاہی پر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اس کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

لدھیانہ

ہندوستان کے سابق حکمران خاندان لودھی کی طرف منسوب مشرقی پنجاب کے ایک ضلع کا صدر مقام اور معروف صنعتی شہر ہے۔مغربی پنجاب پر سکھوں کی حکومت کے ایام میں لدھیانہ انگریزوں کی سرحدی چھاؤنی اور مشرقی پنجاب کا ڈویژن (مرکز) تھا۔

یہاں سے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی بستی سرہند تقریباً بیس پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس لیے یہ علاقہ علماء وفضلاء اور اہل اللہ کا مرکز بھی رہا ہے۔

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کی ہجرت الی الحجاز (۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ھ) کے بعد پنجاب اور افغانستان کی علمی ودینی قیادت بیشتر علماء لدھیانہ ہی کے ہاتھ میں رہی۔ دیوبند، علی گڑھ اور ندوۃ کی تعلیم گاہوں کا قیام اور فروغ بعد میں ہوا ہے۔

افغانستان میں اندرونی کشمکش کی وجہ سے احمد شاہ ابدالی کے پوتے (شاہ زماں اور شاہ شجاع الملک) لدھیانہ میں پناہ گزین ہوئے، ان کے حریف سردار دوست محمد خاں بارک زئی بھی چند روز یہاں ٹھہرے۔

تفصیل یہ ہے کہ ۱۲۱۵ھ میں افغانستان کے بارک زئی خاندان نے (جس کے لیڈر پائندہ خان فتح خاں اور سردار دوست محمد خان تھے) احمد شاہ ابدالی کے پوتے شاہ زماں کو اقتدار سے ہٹا کر ملک بدر کر دیا اور سردار دوست محمد خاں کی حکومت کا اعلان کر دیا۔

ابدالی برادران یکے بعد دیگرے انگریزوں کے پناہ گزین ہو کر لدھیانہ شہر میں مقیم ہوئے۔ شاہ زماں تو نابینا ہو چکے تھے۔ لہٰذا شاہ شجاع الملک نے دوست محمد خان کے خلاف انگریزوں سے مدد طلب کی۔

۲۶ جون ۱۲۵۴ھ میں انگریزوں نے شاہ شجاع الملک اور رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک معاہدہ (اتحاد ثلاثہ) کیا۔ جس کی رو سے شاہ شجاع الملک کو امیر کابل بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۲۵۵ھ میں انگریز اور سکھ مشترکہ فوج نے افغانستان پر اچانک حملہ کر کے شجاع الملک کو تخت نشین بنا دیا اور دوست محمد خاں کو گرفتار کر کے کلکتہ میں نظر بند کر

دیا۔

کلکتہ جاتے ہوئے وہ لدھیانہ سے گزرا تو مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ سے ملاقات اور دعا کی درخواست کی۔ مولانا عبدالقادر نے فرمایا شاہ شجاع الملک قتل کیا جاوے گا اور تم کو دوبارہ کابل کی حکومت نصیب ہوگی۔

چنانچہ ۱۲۵۷ھ میں افغانوں نے امیر دوست محمد خاں کے بیٹے اکبر خاں کی قیادت میں بغاوت کر کے شجاع الملک اور اس کی حامی انگریز فوج سولہ ہزار پانچ سو کو قتل کر دیا فقط ایک آدمی زندہ سلامت واپس ہندوستان پہنچا۔

انگریزوں نے مجبور ہو کر دوست محمد خاں کو غیر مشروط طور پر امیر افغانستان تسلیم کر لیا۔ وہ کلکتہ سے رہا ہو کر واپس کابل پہنچا اور تا وفات ۱۲۷۹ھ حکومت کرتا رہا اور مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے عقیدت مندوں میں شامل رہا۔

دوست محمد خان کے جانشین امیر عبدالرحمٰن خان، امیر حبیب اللہ خان اور امیر امان اللہ خان بالترتیب اس کے پوتے، پڑپوتے اور سگڑ پوتے ہوئے ہیں۔

مولانا سیف الرحمٰن لدھیانویؒ

سہ رکنی وفد کے قائد کی حیثیت سے افغانستان گئے تا کہ سردار دوست محمد خان (۱۲۷۹ھ/۱۸۶۳ھ) کی حکومت سے جہاد آزادی ہند میں مدد حاصل کریں۔ پھر

یاغستان کے مجاہدین میں شامل ہوئے۔لدھیانہ میں ان کے خلف الرشید مولانا محمد آفاق تھے۔صوفی اکبر علی ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

''مولوی محمد آفاق موضع ڈھولیوالا میں تشریف رکھ تھے۔علم حدیث طب اور ادب اور عربی و فارسی کے ماہر تھے۔لوگوں کو حدیث کا درس دیتے اور غریبوں کا مفت علاج کرتے تھے۔

مولانا محمد آفاق کے فرزند ڈاکٹر محمد اصغر قیام پاکستان کے بعد علاقہ ساہیوال میں مقیم ہوئے۔

مولانا محمد لدھیانوی (۱۲۴۵/۱۸۳۰ء تا ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ھ)

آپ کے تلامذہ میں درج ذیل حضرات مشہور و معروف ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ (ف ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ھ) سابق سرپرست مظاہر العلوم سہارن پور۔

۲۔ مولانا احمد کانپوریؒ (ف ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ھ) محشی حمداللہ شرح سلم العلوم و سابق صدر و مدرس مدرسہ فیض عام کانپور و ہانی مدرسہ الٰہیات کانپور۔

۳۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ (ف ۱۳۲۳ھ/۱۹۴۴ھ) شارح حکمت ولی اللہ۔آپ نے مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے معقولات کی چند کتب پڑھیں۔ پھر براہ راست

مولانا محمدؒ سے بھی مستفید ہوئے۔

تصانیف

حواشی علی موطا امام محمد

اس کا ایک نسخہ دار الاثار شاہ ولی اللہ کالج منصور (ڈیپر) نزد بالا ضلع حیدر آباد میں موجود ہے۔ لائبریری کا قدیم نمبر ۴۸۱۳ تھا جو کہ ۴۸۰۰۳ یا ۴۸۰۳ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ ۱۹۷۵ء کا جدید نمبر ۰۱۴ ہے تعداد صفحات ۲۷۰۔

پہلے صفحہ پر تحریر ہے علی حسب الاشارۃ من المولوی عبداللہ بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم لودیانوی، فی المطبع الرحیمی عصمت اللہ مطبوع۔

بتصحیح و تحشی مولانا مولوی محمد خلف الصدق جناب غفران ماب زبدۃ العلماء خلف مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم۔ قال أجازنا واخبرنا بعلم الحدیث شیخی الکامل عبداللہ جیراجوی اخبرنا عبدالقادر بن ولی اللہ عن والدہ۔

حواشی علی شرح معانی الاثار للطحاوی

اس کا ایک قلمی نسخہ موضع پیر جھنڈا سندھ میں موجود تھا۔

مکتوب مفتی عبدالحمید لدھیانوی از ٹوبہ ٹیک سنگھ بحوالہ مولوی محمد صدیق بھاولپوری۔ مورخہ ۴۔۷۔۵۔۷

۳۔تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان۔

یہ رسالہ علم کلام اور فلسفہ کے دقیق ابحاث پر مشتمل ہے۔اس وقت کے علماء کرام میں قدرت باری تعالیٰ کے موضوع پر ایک بحث چھڑی ہوئی تھی جو امکان کذب اور امتناع کذب کے نام سے معروف ہے دونوں طرف سے اس موضوع پر متعدد رسائل قلم بند ہوئے۔

مولانا محمد لدھیانوی نے مذکورۃ الصدور رسالہ میں فریقین کے درمیان مماکمہ لکھا اور اعتدال کی راہ دکھائی۔

انتصار الاسلام

۱۸۵۷ء میں علماء اہل حدیث نے فتویٰ فرضیت جہاد پر دستخط کیے مگر عملاً ساتھ نہ دیا۔پھر مولوی محمد حسین بٹالوی اہل حدیث (ف ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) نے الاقتصاد نام سے ایک رسالہ نسخ جہاد پر لکھا۔انگریزی حکومت سے انعام پایا اور امت مسلمہ کو اختلافات میں الجھا دیا۔

اس لیے علماء لدھیانہ اہل حدیث سے ناراض رہے۔مذکورۃ الصدور رسالہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے پیدا کردہ مسائل کا رد کیا گیا ہے۔

انگریز کے خود کاشت پودا مرزا غلام احمد قادیانی (ف ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) نے

نبوت کو بروزی اور ظلی میں تقسیم کیا اور اپنے لیے ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء ہند ساکت وحیران تھے۔

مولانا محمد لدھیانویؒ نے مذکورۃ الصدر رسالہ میں تمام علماء سے قبل مرزا کے ارتداد اور کفر پر فتویٰ جاری کیا اور علماء وقت کو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور نزاکت سے آگاہ کیا۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

منشی عبدالرحمٰن لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اول ان (لدھیانوی) مولوی صاحبان نے تکفیر کا فتویٰ کیا تھا اس وقت سب عالم، عالم سکوت اور توقف میں تھے اور بعض مولوی صاحبان مخالف بھی ہو گئے تھے آخر کچھ عرصے کے بعد علماء محققین اس کی تکفیر پر متفق ہو گئے۔

آغا شورش کاشمیری (ف ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) تحریر فرماتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ ۱۳۰۷ھ میں جاری کیا گیا۔ سب سے پہلے فتویٰ لدھیانہ کے علماء نے جاری کیا۔ جن میں مولانا محمد، مولانا عبداللہ اور مولانا

عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ پیش پیش تھے۔ ان کی تائید میں مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ نے فتویٰ صادر کیا۔ پھر دہلی، آگرہ، حیدرآباد اور بنگال کے علماء نے فتاویٰ جاری کیے۔

راقم کہتا ہے کہ یہ فتویٰ مولانا محمد لدھیانویؒ نے مرتب کیا تھا اور ان کے برادران (مولانا عبداللہؒ و مولانا عبدالعزیزؒ) ان کے مشیر تھے اور نشر و اشاعت میں پیش پیش تھے۔

مولانا مفتی محمد عبداللہ لدھیانویؒ

آپ ۱۸۳۴ء میں مولانا علامہ عبدالقادر صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ درس نظامی اپنے والد عبدالقادرؒ سے پڑھا۔ تمام علمی و دینی خدمات میں اپنے بھائی مولانا محمد کے دست راست تھے۔ قارالکلام متکلم اور مناظر تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کے فتویٰ کا خیال سب سے پہلے آپ کے دل میں پیدا ہوا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فتویٰ قادریہ میں آپ کے بھائی مولانا محمد صاحب نے اس واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے۔

بعد حمد و صلوۃ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ اکثر جاہل اور نابلد مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسیٰ مسیح گمان کرتے ہیں اور عوام کو بہکا کر گمراہ کرتے ہیں اور بے ایمان بناتے

ہیں۔لہٰذا اس کے کافر اور مرتد ہونے کا حال بطور اختصار تحریر میں لایا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں ۱۳۰۱ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں عیسیٰ مسیح ہوں کچھ لوگوں نے اور کچھ اہل علم نے ان کے دعویٰ کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی۔منشی احمد جان اور مولوی عبدالقادر نے ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ کے تھا بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی اس شہر لدھیانہ میں تشریف لاویں گے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔برادرم مولانا عبداللہ صاحب نے کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات اللہ جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کیے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوگا وہ بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو وہ بے دین ہے۔منشی احمد جاں بولا کہ میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم صوفی حسد کرے گا۔مولانا محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جلسہ کے اختتام پر اپنے بھائی مولانا عبداللہ سے کہا کہ جب تک کوئی دلیل نہ ہو کسی پر زبان طعن کوئی مناسب نہیں ہے۔مولانا عبداللہ نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخرالامر یہ کلام اللہ تعالیٰ جو اس موقع پر سرزد

کروایا ہے خالی از الہام نہیں۔ اس روز مولانا عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے۔ بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہیں کیا۔ بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا اور آپ بھی اس فکر میں سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مع مولوی صاحب و خواجہ احسن شاہ بیٹھا ہوں تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آتا تھا اس نے دھوتی کو کھول کر تہمد کی طرح باندھ لیا، خواب میں غیب سے آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہو گئی اور یقین کلی ہوا کہ یہ شخص پیرایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لدھیانہ آیا۔ استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو دیکھا کہ عورت برہنہ کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کے جمع کرنے کے درپے ہے دین کی کچھ پرواہ نہیں۔ فی الواقع ان دونوں خوابوں کی صداقت میں کوئی شک نہیں۔ مرزا کو سوائے انشاء پردازی کے کچھ نہیں آتا۔ خصوصاً علم دینیہ سے بے بہرہ ہے۔ جس روز قادیانی لدھیانہ شہر میں وارد ہوا تھا راقم الحروف یعنی محمد مولوی عبداللہ و مولوی

اسماعیل صاحب نے براہین احمدیہ کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دو پہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں ہے۔ بلکہ زندیق وملحد ہے بعد میں تمام علمائے ہندوستان اور علماء حرمین نے مرزا پر کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد اور اقدام

مئی ۱۸۵۷ء میں انگریز کو ہندوستان سے نکال دو (نعرہ) کے ساتھ بنگال سے تحریک آزادی کا آغاز ہوا۔ لکھنؤ، میرٹھ اور بعض دوسرے شہروں میں بھی تحریک اٹھی۔ ہر جگہ دیسی سپاہیوں نے انگریز افسروں کو قتل کر کے دہلی کا رخ کیا اور بہادر شاہ ظفر کی آزاد حکومت کا اعلان کر کے تمام ملک میں دعوت نامے جاری کیے کہ لوگ فوج در فوج مرکز کو مضبوط کرنے کی لیے دہلی حاضر ہوں۔

یکم شوال ۱۲۷۳ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۸۵۷ء عید الفطر کے اجتماع میں مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ نے لوگوں کو دہلی کے لیے مسلح تیاری کا حکم دیا۔ ہوشیار پور، جالندھر اور دیگر اضلاع کو دعوت نامے ارسال کیے۔ ماہ جون میں اپنی فوج اور تمام اہل وعیال کے ساتھ دہلی کا سفر شروع کیا۔ راستہ کی مزاحمتوں کا دفاع کرتے ہوئے اور متعدد انگریز سکھ دستوں کو شکست دیتے ہوئے دہلی پہنچے۔

دہلی کے مذہبی حلقے جہاد کے معاملہ میں منتشر تھے اس لیے اپنے فرزند اکبر مولانا

سیف الرحمٰنؒ کی معیت میں فرضیت جہاد پر ایک فتویٰ مرتب کر کے انقلابی سپاہیوں کو پیش کیا۔ انہوں نے علماء ومشائخ کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد اخبارات میں شائع کیا۔

لدھیانہ سے روانگی کے بعد وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے مولانا کے خاندان کے تمام مکانات ضبط اور نیلام کیے اور شہریوں کو غیر مسلح کر کے تمام اسلحہ قلعہ بند کر دیا تاکہ کوئی دوسرا قافلہ دہلی نہ جا سکے۔ مگر اس کی یہ تدبیر ناکام رہی۔ چند روز بعد مولانا کے دعوت ناموں کی بناء پر جمع ہونے والے وفود اور سپاہیوں نے قلعہ پر حملہ کر کے تمام اسلحہ اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس طرح دوسرا قافلہ بھی پہلے کی طرح دہلی پہنچا۔

دہلی میں فتح پوری اور چاندنی چوک میں انگریز فوجوں سے زبردست ٹکر لی اور گھمسان کی جنگ لڑی۔ دوران جنگ مولانا کی اہلیہ فوت ہوگئیں۔ جنہیں فتح پوری مسجد کے صحن میں دفن کیا گیا۔

انگریز کی مدد کے لیے جب جدید تازہ دم فوج حاضر ہوئی تو مولانا سیف الرحمانؒ کی قیادت میں تین علماء کا وفد افغانستان بھیجا گیا تاکہ اس معاملہ میں دوست محمد خاں (ف ۱۲۷۹ھ) کی حکومت سے مدد حاصل کرے۔ وفد کے دوسرے ارکان مولانا عبدالقادرؒ کے بھانجے (مولانا محمد اسمٰعیلؒ) اور حکیم محمد حسن

قریشی لاہوری (ف ۱۹۷۴ء) کے والد قاضی فضل الدین مرحوم (ف ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء) تھے۔تلمیذ مفتی صدرالدین آزردہ۔

نتیجہ کے انتظار اور تدابیر کو دوبارہ مجتمع کرنے کے لیے مولانا عبدالقادر اپنے تین فرزندوں اور چند فدائیوں کے ساتھ پٹیالہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر جنگلات کے ایک گاؤں (ستلانہ) میں روپوش ہو گئے اور ۱۸۶۰ء میں وہیں فوت ہو گئے۔

انگریزوں نے تلاش بسیار کے بعد مولانا کے تینوں فرزندوں (مولانا محمد، مولانا عبداللہ اور مولانا عبدالعزیز) کو گرفتار کر کے لدھیانہ شہر میں ان پر مقدمہ قائم کیا۔پہلی پیشی پر فرنگی عدالت کے اردگرد اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ ضلع بھر کی فوج اور پولیس ان سے مرعوب ہو گئی دوسری پیشی پر اس سے بھی زیادہ مجمع ہوا۔

تیسری پیشی کے دن علی الصبح مولانا عبداللہ نے پولیس کے لوگوں سے کہا کہ آج پیشی نہیں ہو گی اس لیے کہ فرنگی جج پاگل ہو چکا ہے چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔جج کے پاگل ہونے اور عوامی دباؤ کا کچھ ایسا رعب پڑا کہ آپ حضرات کے خلاف کسی کو شہادت دینے کی جرأت نہ ہو سکی۔فتویٰ فرضیت جہاد پر ان تینوں کے دستخط بھی نہیں تھے۔لہٰذا سب کو بری کر دیا گیا۔

افغانستان کو جانے والا وفد وہاں اس وقت پہنچا جب کہ انگریز ہندوستان میں اپنی پوزیشن مضبوط کر چکا تھا اور مناسب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا لہٰذا وفد کے دو ارکان واپس آ گئے اور مولانا سیف الرحمان افغانستان کے آزاد مجاہدین میں شامل ہو گئے۔

جہاد کے متعلق استفتاء اور جواب

جو دہلی کے اخبارات میں شائع ہوا درج ذیل ہیں۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دہلی پر چڑھ آئے اہل اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو ''فرض عین ہے یا نہیں'' وہ لوگ جو اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟ بیان کرو اللہ تم کو اجر دے گا۔

جواب: درصورت مرقوم فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے۔اس کی فرضیت کے واسطے۔ چنانچہ اس شہر والوں کو طاقت مقابلے اور لڑائی کی ہے۔ بسبب کثرت اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجودہ ہونے آلات حرب کے تو فرض ہونے میں کیا شک رہا اور اطراف وحوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے۔ ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر بھی فرض عین ہو جائے گا اور جو عدو اور بستیوں پر ہجوم اور غارت اور قتل کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر فرض ہو جائے گا بشرط ان کی طاقت کے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ فتویٰ فرضیت جہاد کے مرتب مولانا فضل حق خیر آبادی (ف ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء) تھے ہمارے خیال میں یہ قول چند وجوہات کی بناء پر غلط ہے۔

۱۔ فرضیت جہاد کا فتویٰ دہلی کے اخبارات (صادق الاخبار اور ظفر الاخبار وغیرہ) میں مورخہ ۲۶ جولائی کو شائع ہوا تھا۔ ان دنوں فضل حق دہلی سے باہر الور میں مقیم

تھے۔ وہ ۱۵ اگست کے بعد دہلی پہنچے تھے۔ جبکہ یہ فتویٰ مشتہر ہو چکا تھا۔ تفصیل کے لیے ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ ملاحظہ کیا جائے۔

۲۔ کسی اخبار میں بھی فتویٰ پر ان کے دستخط نہیں ہیں۔

۳۔ مولانا فضل حق عربی کے علاوہ اردو ادب میں بھی بلند مقام پر فائز تھے۔ مرزا غالب تک کی اصلاح کیا کرتے تھے مگر فتویٰ کی زبان خام ہے جو مولانا فضل حق کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتی۔

۴۔ مولانا عبداللہ کپورتھلویؒ (ف ۱۳۵٦ھ)/ ۱۹۳۷ء) جو مولانا عبدالحق خیر آبادی (ف ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۹ء) کے تلمیذ خاص تھے۔ مولانا عبدالحق اور مولانا فضل حق کا انتہائی عقیدت سے ذکر کیا کرتے۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ مولانا فضل حق کس جرم میں انگریز کے اسیر بنے؟ تو فرماتے کہ وہ بہادر شاہ ظفر کے رازدان اور مشیر تھے مگر جب فتویٰ جہاد کا ذکر کرتے تو مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

۵۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ جہاد پر کوئی ایسا فتویٰ مولانا فضل حق نے مرتب کیا ہو جو اخبارات میں شائع نہ ہو سکا۔ واالعلم عنداللہ۔

بغرض سہولت راقم نے نمبر شمار لگا دیا ہے۔ (اٹھارہ سو ستاون مرتبہ عتیق صدیقی) عمل

کے لحاظ سے ان مفتیاں کرام کو تین طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول: وہ علماء کرام جنہوں نے اس فتویٰ کو مرتب کیا یہ ہیں۔

مولانا عبدالقادر اور مولانا سیف الرحمان لدھیانوی۔ ان حضرات نے سالہا سال شاہ عبدالعزیزؒ کے فتویٰ دارالحرب کی تشریح اور تقاضے لوگوں کو سمجھائے تھے اس موضوع پر ہفتہ میں دو مرتبہ وعظ کرتے تھے۔ خدا کی راہ میں قربانی کا جذبہ پیدا کیا۔ معرکہ بالاکوٹ سے محرومی کا احساس بھی رکھتے تھے اس کا کفارہ ادا کرنے کی فکر اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔

لہٰذا جنگ آزادی کا اعلان سنتے ہی اپنی فوج کے علاوہ بال بچوں سمیت اس میدان میں کود پڑے۔ دہلی کا رخ کیا۔ راستہ میں اور دہلی میں سکھوں اور انگریزوں کے حامیوں سے مردانہ وار مقابلہ کیا اور انتہائی بے جگری سے لڑے۔ ان کے سینکڑوں ساتھی اپنی مطلوبہ شہادت پا گئے۔ پھر باقی ماندہ افراد نے نہ تو ملک سے ہجرت کی اور نہ ہی انگریز کی حکومت تسلیم کی۔ بعض افراد نے افغانستان کے آزاد قبائل میں شامل ہو کر انگریز کے خلاف ایک طویل عرصہ تک جہاد جاری رکھا۔

دوئم: وہ علماء کرام جنہوں نے اس فتویٰ کو درست اور صحیح سمجھتے ہوئے دستخط کیے جہاد کیا اور اس کے نتائج بھی بھگتے یہ حضرات چھ ہیں۔

۱۔مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

۲۔مفتی محمد صدرالدین خاں آزردہؒ

۳۔شاہ احمد سعید مجددیؒ (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء)

۴۔شاہ عبدالغنی مجددیؒ (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۹ء) خلیفہ شاہ محمد اسحاقؒ

۵۔مولوی فریدالدین شہیدؒ (۱۲۷۴/۱۸۵۷ء)

۶۔مولوی محمد سرفراز علی مجاہدؒ

ان چھ حضرات میں سے مولانا رحمتہ اللہ کیرانویؒ، شاہ احمد سعید مجددیؒ اور ان کے برادر خورد شاہ عبدالغنی مجددیؒ بمع اہل وعیال حجاز کو ہجرت کر گئے۔ان کے تلامذہ میں سے حاجی امداد اللہ تھانویؒ (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) مولانا قاسم نانوتویؒ (ف ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (ف ۱۳۲۳ء/۱۹۰۵ء) نے بھی اپنے قرب وجوار میں جہاد کیا مگر کوئی فوج لے کر دہلی نہ پہنچ سکے۔پھر حاجی امداداللہ نے ہجرت کر دی اور مفتی صدرالدین خاں نے انگریزی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

سوئم: وہ علماء جنہوں نے اس فتویٰ جہاد پر دستخط کیے پھر گوشہ نشین ہو گئے یا انگریز کی حمایت کی یہ علماء تین ہیں (اہل حدیث)

۱۔ شمس العلماء میاں سید محمد نذیر حسین (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۸ء)

۲۔شمس العلماء مولوی محمد ضیاء الدین (ف ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۸ء)

۳۔مولوی حفیظ اللہ خاں (ف ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)

فہرست مذکورہ کے باقی ۲۲ علماء مستور الحال ہیں۔شیعہ ابتدا ہی سے الگ ہو گئے تھے کہ غیبت امام میں جہاد حرام ہے۔

وہ مفتی صاحبان جنہوں نے اس فتویٰ پر دستخط کیے تھے۔

دستخط مفتیان کرام

۱۔مفتی المجیب مصیب احقر العباد نور جمال عفی عنہ

۲۔مفتی العبد محمد عبد الکریم

۳۔مفتی فقیر سکندر علی

۴۔مفتی سید محمد نذیر حسین

۵۔مفتی رحمت اللہ

۶۔مفتی محمد صدر الدین

۷۔مفتی اکرام الدین عرف سید رحمت علی

۸۔مفتی محمد ضیاء الدین

۹۔مفتی عبد القادر

۱۰۔مفتی فقیر احمد سعید

۱۱۔مفتی العبد محمد میر خاں

۱۲۔مفتی محمد مصطفیٰ خاں ولد حیدر شاہ نقشبندی

۱۳۔مفتی محمد کریم اللہ

۱۴۔مفتی العبد مولوی عبد الغنی

۱۵۔مفتی خادم العلماء محمد علی

۱۶۔مفتی فرید الدین

۱۷۔مفتی محمد سرفراز علی

۱۸۔مفتی سید محبوب علی جعفری

۱۹۔مفتی حامی الدین محمد الواحد

۲۰۔مفتی العبد سید احمد علی

۲۱۔مفتی الٰہی بخش

۲۲۔مفتی محمد انصار علی

۲۳۔مفتی مولوی سعد الدین

۲۴۔مفتی عدالت العالیہ محمد رحمت علی خان

۲۵۔ مفتی حیدر علی

۲۶۔ مفتی حفیظ اللہ خاں

۲۷۔ مفتی محمد نور الحق چشتی

۲۸۔ مفتی العبد سیف الرحمٰن

۲۹۔ مفتی سید عبد الحمید عفی اللہ عنہ

۳۰۔ مفتی محمد ہاشم

۳۱۔ مفتی سید محمد

۳۲۔ مفتی محمد امداد علی

۳۳۔ مفتی قاضی القضاۃ محمد علی حسین

دو نام نا قابل فہم تھے لہٰذا حذف کر دیے گئے۔

مولانا عبد القادر لدھیانویؒ اور ان کے ہم عصر علماء

مولانا عبد القادر لدھیانویؒ کے فضائل و اخلاق کے تحت تذکرۃ الرشید کے حوالہ سے گزر چکا کہ ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے مولانا کو بار بار کہا کہ اگر آپ شرعی مقدمات سرکاری ملازمت اختیار کر کے فیصلہ کیا کریں تو میں آپ کے نام منظوری منگوا سکتا ہوں۔ مولانا نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ مسائل دین کے بیان کرنے

میں مجھے تنخواہ لینے کی ضرورت نہیں۔

قوموں کی تقدیر وہ مرد درویش

جس نے نہ ڈھونڈی سلطان کی درگاہ

اب ان کے ہم عصر علماء کو بھی دیکھیے ۔ پروفیسر محمد ایوب قادری تحریر فرماتے ہیں۔حکومت برطانیہ کی دوراندیشی اور پالیسی ملاحظہ ہو کہ اس نے مسلمانوں کے ذہین اور صاحب علم وفضل طبقے کو سرکاری خدمات کے لیے حاصل کرلیا۔

دہلی میں

۱۔دبیرالدولہ نواب فریدالدین (ف ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء)

۲۔منشی زین العابدین (ف ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء)

۳۔مفتی صدرالدین آزردہ (ف ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء)

مولوی فضل امام خیرآبادی (ف ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۹ء)

۵۔مولوی محمد صالح خیرآبادی برادر فضل امام خیرآبادی)

۶۔منشی فضل عظیم خیرآبادی (فرزند اکبر فضل امام خیرآبادی)

۷۔مولوی فضل حق خیرآبادی (ف ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء)

بدایوں میں

۸۔مولوی فضل رسول (ف ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء)

۹۔مولوی علی بخش صدر الصدور (ف ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء)

۱۰۔مفتی ابوالحسن عثمانی

بریلی میں

۱۱۔حافظ کاظم علی خاں (پردادا مولوی احمد رضا خان بریلوی)

مرادآباد میں

۱۲۔مولوی عبدالقادر چیف رام پوری (ف ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء)

الہ آباد میں

۱۳۔مفتی اسداللہ (ف ۱۳۰۰ھ/۳۔۱۸۸۲ء)

۱۴۔قاضی عطا رسول چڑیا کوٹی

۱۵۔منشی غلام غوث بے خبر (ف ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

کلکتہ میں

۱۶۔قاضی نجم الدین خاں کاکوردی (ف ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۳ء) اوران کے فرزندگان

۱۷۔قاضی سعیدالدین (ف ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء)

۱۸۔مولوی حکیم الدین (ف ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۴ء)

۱۹۔قاضی علیم الدین (ف ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء)

مدراس میں

۲۰۔قاضی ارتضا علی گوپاموی (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء)

ناسک (بمبئی) میں

۲۱۔خاں بہادر مولوی عبدالفتاح مفتی وغیرہ

یہ سب ہندو پاکستان کے وہ اعاظم و افاضل ہیں جنہوں نے منصب افتاء، قضاء اور صدر الصدوری کے ذریعہ سرکار کمپنی کے انتظام و اقتدار کو بحال اور مضبوط تر کیا۔ ملاحظہ ہو حواشی محمد ایوب قادری بر تواریخ عجیب صفحہ ۲۳ تا ۲۵ ایضا مقدمہ محمد ایوب قادری بر کتاب آئین کی تدوین اور جمہوریت کا مسئلہ صفحہ ۱۰۔

اس خودی اور بے خودی دونوں کو دیکھیے اور فیصلہ کیجیے

یہ پیغام دے گئی ہے مجھے بادِ صبحگاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقامِ پادشاہی
تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیاہی

تحریک آزادی کی ناکامی اور فتنوں کا آغاز

پاک و ہند میں تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی اور انگریز کے کامیاب ہونے پر مسلمانوں میں جن فتنوں کا آغاز ہوا ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ ہجرت: بہت سی دینی اور مرکزی شخصیتیں یہاں سے ہجرت کر گئیں۔ ملک میں عظیم خلا پیدا ہوا۔ گمراہی کو بسہولت پھلنے اور پھولنے کا وسیع موقع ملا۔ ان حضرات کو رخصت پر نہیں بلکہ عزیمت پر عمل کرنا چاہیے تھا۔

۲۔ ارتداد: ملک میں عیسائی مبلغین، مناظرین اور مشنری ادارے بکثرت پھیلا دیے گئے۔ مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا۔

۳۔ احساس کمتری: نوجوان نسل کے سامنے یورپین تہذیب کو خوبصورت اور اسلام کو بدصورت پیش کیا تاکہ عیسائی نہ بنیں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں۔ اس کے مقابلہ میں سرسید احمد خان نے معذرت خواہی کا رویہ اختیار کیا۔

۴۔ مجاہدین پر جرح اور انگریز کی تائید: اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھوائی گئیں اور اہل علم کو استعمال کیا گیا۔

۵۔ انگریز کی ملازمت وعہدے: القاب وخطابات قبول کیے گئے اور ان کو باعث فخر سمجھا گیا۔

۶۔ عقیدہ توحید کو مبہم اور مشکوک بنایا گیا: بعض اہل علم کے ذریعہ خدائی صفات دو قسم کر دی گئیں۔ ایک قسم ذاتی اور دوسرا عطائی۔ عوام کو سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ فقط پہلے قسم میں واحد لاشریک ہے۔ دوسرے قسم میں ہزاروں ہستیاں اس کی کامل شریک ہیں۔ اس طرح امت مسلمہ کو ایک خدا سے ہٹا کر ہزاروں خداؤں کا بندہ بنایا گیا۔

۷۔ عقیدہ ختم نبوت کو مبہم ومشکوک بنایا گیا: نبوت دو قسم کر دی گئی۔ ایک قسم بروزی (مستقل) اور دوسرا قسم ظلی (غیر مستقل) عوام کو سمجھایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط پہلے قسم کے خاتم ہیں، دوسرے قسم کے ہزاروں انبیاء پیدا ہو سکتے ہیں۔

۸۔ عقیدہ فرضیت جہاد کو مبہم اور مشکوک بنایا گیا: عوام کو سمجھایا گیا کہ فرض تو صرف تبلیغی جہاد ہے اور جہاد بالسیف (جنگ) ہمیشہ کے لیے منسوخ ہے۔

۹۔ بدعت کو جواز عطا کیا گیا: بدعت دو قسم کر دی گئی۔ (حسنہ اور سیہ) اور کہا گیا کہ جو بدعت عوام کو پسند ہو وہ بدعت حسنہ اور جائز ہے اور جسے عوام ناپسند کریں وہ بدعت سیہ اور ناجائز ہے۔

۱۰۔ دینی مراکز کو عقائد کی موشگافیوں اور فروعی مسائل میں الجھا دیا گیا۔

مولانا عبدالقادرؒ کے بیٹوں کا موقف

مولانا عبدالقادرؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل، زہد و تقویٰ میں انہی کی مثل چار فرزند عطا فرمائے تھے (مولانا سیف الرحمٰنؒ، مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ) ان سب نے اپنے والد ہی سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ جہاد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کے نتائج بھگتے۔ مگر اس وقت اللہ تعالیٰ کو ہندوستان کی آزادی منظور نہ تھی۔ مولانا سیف الرحمان افغانستان کے آزاد مجاہدین میں شامل ہو گئے اور بقیہ تینوں برادران مسلمانوں کی رہنمائی اور تحفظ کی خاطر یہاں دارالکفر ہی میں مقیم ہو گئے۔

سردار دوست محمد خاں امیر افغانستان اگرچہ تحریک آزادی میں مدد نہ دے سکا مگر وہ ان سب برادران کو اپنے ملک میں مخدوم کی حیثیت سے رہنے بسنے کی دعوت دیتا رہا اور پیغام بھیجتا رہا تاہم ان حضرات نے ملک ہندوستان سے ہجرت نہ کی۔

ان کا ایک عذر تو وہی تھا جو مولانا عبدالقادر نے دوست محمد کو پیش کیا تھا اور اس سے بڑا عذر یہ تھا کہ جس علاقہ کی انہوں نے سالہا سال آبیاری کی تھی اس کے عوام کی اُمیدیں ان سے وابستہ ہو چکی تھیں۔ اب وہ ان کی رہنمائی اور خدمات کے پہلے سے زیادہ محتاج تھے۔ ان حالات میں انہیں بھٹکنے کے لیے چھوڑ جانا اور نئے

نئے فتنوں کے حوالہ کر جانا ہرگز مناسب نہ تھا۔لہٰذا اسی ملک میں رہنے بسنے کا فیصلہ کیا،توکل،اخلاق اورتقویٰ کواپنے تحفظ کاذریعہ بنایا۔

یہ حضرات اس ملک کے امن پسند اور صلح جوشہری ضرور تھے مگر حکومت برطانیہ کی صحت اور جواز کے ہرگز قائل نہ تھے۔تاحیات برطانوی حکومت کوتسلیم نہیں کیا۔ اس کا کوئی عہدہ یا ملازمت قبول نہیں کی۔ اس کی عدالتوں میں بحیثیت مدعی و مستغیث کبھی نہیں گئے۔کسی ضرورت کے لیےکوئی درخواست نہیں دی۔

ہمیشہ انگریز کوغلط کار، ظالم، غاصب اوراس کی ملازمت کوکفر کی اعانت،اس کی عدالتوں میں بحیثیت مدعی ومستغیث حاضر ہونے کوتحاکم الی الطاغوت اوراس کے دیے ہوئے خطابات والقابات قبول کرنے کورذالت وخساست کہتے رہے۔

زندگی بھر نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کیا۔عیسائیوں کے اعتراضات اورسرسید کے اعتذارات کورد کیا۔شرک اور بدعت کے فلسفہ پرضرب لگائی۔ جہاداورمجاہدین کا دفاع کیا۔مرزا قادیانی پرکفر کافتوی جاری کیا۔

امت مسلمہ کوفروعی مسائل میں الجھا کرانگریز کی مدد کرنے والوں کا منہ بند کیا۔ اتحادواتفاق کی تربیت دی۔

ہمیشہ جفاکشی ، ہمت ،صبراورخودداری کی زندگی بسر کی۔آئندہ نسل کوبھی یہی وصیت

کرتے ہوئے فریضہ حیات ادا کر گئے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آمین یارب العالمین

شاہ زمان کی آمد

انہی دنوں قدرت کی نیرنگیوں نے احمد شاہ ابدالی کے پوتے شاہ زمان اور شاہ شجاع تخت افغانستان سے دستبردار ہو کر کابل چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور برطانوی دامن میں پناہ لے کر لدھیانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ افغان بادشاہوں نے یہاں گردونواح میں علامہ کے علم و فضل اور فکر و عمل کا چرچا سنا تو ان کے قلوب میں ایک غائبانہ عقیدت پیدا ہو گئی۔ شاہ زمان اسی عقیدت مندی اور گرویدگی کے جذبہ سے موضع بلیہ وال پہنچے اور حضرت علامہ سے لدھیانہ شہر تشریف لانے کی درخواست کی۔ علامہ مرحوم شاہ زمان کے ساتھ لدھیانہ تشریف لے آئے، علامہ مرحوم کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ انہوں نے یہاں قدیم وضع کے مطابق رہائش اختیار کی اور اپنی علمی اور تعمیری سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لوگ جوق در جوق آپ کے ارادت میں شامل ہو کر اثر پذیر ہوئے اور آپ کے ارشادات کے مطابق اسلامی

زندگی گزارنے لگے اور شاہ زمان نے بھی چالیس دن تک آپ کی مسجد میں قیام فرمایا اور جب علامہ خطبہ جمعہ کے لیے منبر پر بیٹھتے تو شاہ زمان خود اذان کہتے جواب بھی مسجد دومنزلی کے نام سے لدھیانہ شہر میں مشہور ہے۔

انگریز سے عدم تعاون

۱۸۵۷ء سے قبل برطانوی پالیسی یہ تھی کہ ہندوستان کو اپنی فراخ حوصلگی، ہمدردی اور بے لوث خدمت کا پورا یقین دلایا جائے تا کہ ان کے ذہن اطاعت اور فرمانبرداری کے غلامانہ جذبہ سے بھرپور ہو جائیں اور کسی گوشہ میں نفرت وعداوت کا احساس پیدا نہ ہو بلکہ یہ خیال جاگزیں رہے کہ انگریز ہندوستان کی برتری بہی خواہی اور حفاظت کا دل و جاں سے خواہاں ہے جس سے سلطنت کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔ لدھیانہ میں اسی احساس کے پیکر کوٹن نامی ڈپٹی کمشنر تھے جو اپنی وسعت قلبی اور مذہبی رواداری کا بہت مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ وہ علامہ مرحوم کے ہمہ گیر اثرات اور عام جذبہ عقیدت سے بہت گھبرایا اور اس نے سیم وزر کے ساحرانہ جال میں پھنسانے کی کوشش کی اور اس نے علامہ کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی کہ آپ شرعی مقدمات کا فیصلہ اسلامی طریقہ سے فرمایا کریں اور آپ کا عہدہ ایک جج کے برابر ہوگا اور حکومت برطانیہ آپ کو آپ کی خدمات کے عوض پانچ صدروپیہ

ماہوار پیش کرے گی۔ ذرا غور کیجیے برطانوی عیاری پر کہ جس ملک نے مسلمانوں کی سلطنت مٹا کر غاصبانہ قبضہ کیا وہاں مسلمانوں کے ساتھ مذہبی ہمدردی کا یہ فیاضانہ جذبہ کہ لوگوں کو شرعی احکام کا پابند بنانے کے لیے بیش بہا روپیہ صرف کرنے کا مخلصانہ عزم۔

علامہ کی حقیقت بین نگاہیں اس راز سے آشنا تھیں اور ان کے دلوں کی آواز کو پہنچانتی تھیں انہوں نے پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ فرما دیا کہ میں دین کے مسائل بیان کرتا ہوں اس کے عوض کسی مشاہرہ کی ضرورت نہیں۔

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

امیر دوست محمد کی آمد

شاہ زمان اور شاہ شجاع کے چلے جانے کے بعد تخت افغانستان پر امیر دوست محمد خان قابض ہو گئے اور اس خوف کی وجہ سے انگریز ہمیشہ افغانستان کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ امیر دوست محمد خان نے انگریزوں کو صدق دلانہ تعاون پیش کیا لیکن اس کی روش منافقانہ تھی۔ امیر صاحب نے انگریزوں کی بجائے روس کے ساتھ

تعلقات استوار کرنے شروع کر دے۔ انگریز اس بات سے خائف ہو گئے اور انہوں نے کچھ قبائل کو ساتھ لے کر اور شاہ شجاع کی مدد سے افغانستان پر حملہ کر دیا، انگریز فوجیں اس حملہ میں کامیاب رہیں اور انہوں نے شجاع کو ۱۸۴۰ء میں دوبارہ تخت افغانستان پر فائز کرا دیا۔ امیر دوست محمد انگریز کی حراست میں آ گئے۔ جنہیں انگریز شاہی قیدی کی حیثیت سے ہندوستان لے آئے اور کلکتہ نظر بند کر دیا۔ کلکتہ جاتے ہوئے امیر صاحب لدھیانہ سے گزرے امیر صاحب کو لدھیانہ پہنچ کر علامہ مرحوم کی اطلاع ملی انہوں نے آپ سے ملاقات فرمائی۔ ممکن ہے قلب میں یہ بھی داعیہ ہو کہ شاہ شجاع کی دوبارہ تخت نشینی کے سلسلہ میں حضرت علامہ سے کچھ حقائق معلوم کر سکیں یا ان کے پیچیدہ مسائل کی گرہ کشائی میں مدد مطلوب ہو۔ حضرت علامہ جو انگریزی اقتدار کے خاتمہ کی آگ سینہ میں چھپائے رکھتے تھے اس واقعہ سے بے حد متاثر و پریشان تھے وہ افغانستان میں برطانوی ریشہ دوانیوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے امیر صاحب سے صبر آزما داستان سنی اور طویل گفتگو فرمائی اور ملاقات کے دوران یہ پیش گوئی فرمائی کہ شاہ شجاع قتل ہو جائے گا اور امیر صاحب دوبارہ افغانستان کی فرمانروائی کا اعزاز حاصل کریں گے۔ یہ نوید زندگی بخش تھی جس سے ایک مرتبہ امیر صاحب کے

چہرے پر تازگی آ گئی لیکن پھر موجودہ حالات نے معنی خیز سکوت پیدا کر دیا۔

افغانستان جانے سے انکار

امیر صاحب ہندوستان میں نظر بندی کے تلخ ایام گزرانے لگے۔ قلب میں امید جان فزاء چٹکیاں لے رہی تھی آخر قدرت کی کارفرمائیوں سے غیر متوقع طور پر خبر ملی کہ اکبر خان نے افغانستان میں فوج جمع کر لی ہے اور بہادر افغانوں نے انگریزی فوج پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ انگریزی فوجوں نے خوف وہراس کے ساتھ ہتھیار ڈال دیے۔ سولہ ہزار فوج ڈھیر ہوگئی اور شاہ شجاع انگریز کا آلہ کار سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔ انگریزی فوج سے صرف ایک شخص براڈرن نامی بچ کر ہندوستان پہنچا۔ یہ ۱۸۴۱ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت لارڈ آک لینڈن ہندوستان کے گورنر جنرل تھے۔ اس حادثہ سے انگلستان کے حلقوں میں کہرام مچ گیا اور صف ماتم بچھ گئی۔

گورنر جنرل کو نااہل قرار دے کر ان کی جگہ لارڈ ایلسن براس اس عہدہ پر مامور ہوئے۔ ادھر عنان حکومت امیر دوست محمد کے صاحبزادے اکبر خان کے ہاتھ گئی۔ لارڈ ایلسن براس نے بعض شرائط پر اکبر خان سے صلح کر لی اور اسی سلسلہ میں امیر دوست محمد خان کی واپسی کا فیصلہ بھی ہوا۔ امیر صاحب کابل جاتے ہوئے

لدھیانہ تشریف لائے اور علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنکھوں میں تخت وتاج کی خوشنما جھلک تھی لیکن گردن عقیدت اوراحترام کے ساتھ خم تھی۔

امیر صاحب نے پوری عقیدت کے ساتھ کابل تشریف لے جانے کی درخواست کی لیکن علامہ مرحوم نے معذرت فرمائی۔ سبب انکار معلوم نہ ہوتی تھی لیکن بعد میں ۱۸۵۷ء کے خونریز ہنگامے اور مجاہدانہ کارناموں نے تصدیق کر دی کہ افغانستان تشریف لے جانے میں ملک کو پیش آنے والی جدوجہد مانع تھی۔ افغانستان سے انگریزی اقتدار کے خاتمہ کی خوشی تھی لیکن ہندوستان میں اس کے استحصال کے لیے جانفروش جدوجہداور سعی وعمل کی ضرورت تھی ادھر یہ بھی پیش نظر تھا کہ خداوند کریم کے سچے پرستار عافیت کوشی اور آرام طلبی کی بجائے ظلم واستبداد کے خلاف جنگ کرنا ہی مقدس فریضہ سمجھتے تھے۔

امیر صاحب کے خطوط

امیر صاحب کابل پہنچ گئے اور وہاں سے علامہ مرحوم کی خدمت میں پیغامات بھیجتے رہے شائد افغانی تعلق سے آزادی ہند کا مسئلہ حل کرنے کا پہلا خیال آپ ہی کے قلب میں پیدا ہوا جس نے بعد میں حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے دور میں ریشمی رومال خطوط کی تحریک میں عملی شکل

اختیار کر لی اور علامہ کے پوتے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ علیہ اس تحریک میں شامل ہوئے اور گرفتار ہو کر تین سال کی قید کاٹی۔ امیر صاحب کے خطوط کافی عرصہ تک خاندان میں محفوظ رہے۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد جنگ آزادی کا تمام اثاثہ پیش آمدہ حادثات کی نظر ہو گیا۔

علامہ مرحوم گہری نظر سے مستقبل قریب کے خونیں انقلاب کا مطالعہ کر رہے تھے اور عسکری نبرد آزمائیوں کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف تھے آپ کے ہاں مستقبل اکھاڑہ قائم تھا جہاں اس دور کی حربی اور عسکری مشقوں تلوار پٹہ اور لکڑی کی فوجی مشقیں جاری تھیں اور جانبازوں کی بڑی جماعت ان فوجی مشقوں اور عسکری تربیت میں شامل تھی جس نے ۱۸۵۷ء کے ہولناک انقلاب میں ہر طرح سے مسلح ہو کر کوہ شکن عزائم کے ساتھ ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ اس وقت کی جنگی داستانیں آج تک انقلاب پسند نوجوانوں کا خون گرما رہی ہیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا بگل بجا اور ملک کو آزاد کرانے کے لیے انگریزی اقتدار کے خاتمہ کی مخلصانہ کوشش میں آگ اور خون کا کھیل تیار ہو گیا۔ ہندوستان کے تمام علماء اس میں شامل ہوئے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی لدھیانہ سے مولانا

عبدالقادر مرحومؒ اور اسی طرح میرٹھ، دہلی، الہ آباد، کانپور اور لکھنؤ کے علماء نے بھی انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ دہلی میں جو متفقہ فتویٰ انگریز کے خلاف مرتب کیا گیا وہ علامہ مرحوم نے مفتی آزردہ کے ساتھ مل کر مرتب کیا اور پورے ہندوستان میں آگ لگ گئی۔ دہلی، لکھنؤ، میرٹھ، جھانسی اور لدھیانہ سے حریت کے شعلے بلند ہوئے اور ملک کے طول و عرض میں استبداد پر چھا گئے۔ علامہ مرحوم اس سلسلہ کی ایک اہم ترین کڑی تھے۔ آپ نے ساری جماعت کو اکٹھا کیا اور چھاؤنی کی فوج بھی انگریز سے بغاوت کر کے آپ کے زیر کمان آ گئی اور انگریزی
عدالت، تھانہ اور جیل پر قابض ہو گئے۔ انگریز افسر بھاگ گئے کچھ مارے گئے۔ جس کی تصدیق سرکاری رپوٹوں سے ہوتی ہے کہ یہاں انقلابات زمانہ کی آوازیں بلند ہوئی تھیں اور شہر میں علماء کا مکمل قبضہ تھا۔ مسٹر ساورکر سابق صدر آل انڈیا ہندو مہابھا اپنی کتاب واقعات ۱۸۵۷ء میں اس طرح کا تذکرہ کرتا ہے کہ گویا شہر پر علماء کا مکمل قبضہ تھا لیکن مرکزی طاقت مضبوط کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ علامہ مرحوم نے دہلی کا قصد فرمایا۔ فوجی جانبازوں کے علاوہ خاندان کے افراد چاروں
صاحبزادے مولانا سیف الرحمٰنؒ، مولانا محمدؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہؒ (راقم الحروف کے دادا تھے) اور مولانا عبدالعزیزؒ ساتھ تھے۔ دہلی پہنچ کر بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے

ملے اور پوری قوت حریت اور معرکہ آرائیوں میں شریک ہوئے تا کہ ملک انگریز
کے تسلط اور اقتدار سے نجات حاصل کر سکے لیکن قدرت کو ابھی منظور نہیں تھا۔
غداروں نے انگریز کا ساتھ دیا اور جنگ آزادی جو پورے ہندوستان میں شروع ہو
چکی تھی نا کام ہوگئی اور ابھی غلامی ہندوستان کا مقدر تھی جس پر پوری کوشش کے
باوجود کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور برطانوی شہنشاہیت نے دلی پر قبضہ کرلیا اور دہلی
شہر کے چاندنی چوک میں پھانسی کا پھندا قائم کر دیا گیا اسی طرح لدھیانہ شہر کے
چوڑا بازار میں میں پھانسی کا پھندا قائم کر دیا گیا اور ہندوستان کے مختلف شہروں
میرٹھ، لکھنؤ، الہٰ آباد اور جھانسی کے اندر حریت پسندوں کو سرعام پھانسیاں دے دی
گئیں اور انگریز کے ایجنٹ اور گماشتے شریک جہاد ہونے والوں کی مخبری کرتے
رہے۔ یہ وقت حریت پسندوں کے لیے بڑا صبر آزما تھا۔ دوست ورفیق، عقیدت
مند ظلم واستبداد کی ہلاکت خیزیوں سے خائف تھے اور دہلی کی زمین وسعتوں کے
باوجود ان پر تنگ تھی۔ حریت پسند اور حق پسندوں کی اس جماعت کو وہاں سے
رخصت ہونا پڑا اور علامہ مرحوم اپنی جماعت اور دونوں صاحبزادوں مولانا محمد اور
مفتی عبداللہ صاحبان کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں دہلی سے روانہ ہوئے۔
رفیقہ حیات جنگ کے دوران دہلی میں انتقال کر گئیں ان کی قبر فتح پوری جامع مسجد

کے احاطہ میں ہے۔ راقم الحروف ۱۹۴۵ء میں اپنی تعلیم کے دوران دیوبند سے دہلی آیا اور پردادی کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔ چھوٹے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز دہلی میں گرفتار ہوئے اور مولانا سیف الرحمٰن کو تین علماء کے وفد کے ساتھ افغانستان بھیجا گیا تا کہ اس معاملہ میں امیر دوست محمد خان کی حکومت سے مدد حاصل کی جائے۔

وفد کے باقی دو ارکان علامہ عبدالقادر کے بھانجے مولانا محمد اسماعیل اور قاضی فضل الدین (حکم محمد حسن قرشی لاہوری کے والد) تھے۔ نتیجہ کے انتظار میں مولانا عبدالقادر اپنے دونوں بیٹوں اور چند فدائیوں کے ساتھ پٹیالہ کے قریب ستلانہ گاؤں میں روپوش ہو گئے اور مولانا سیف الرحمان اپنی جماعت کو لے کر ضلع حصار کے ایک گاؤں پر ڈھالیکے پہنچے۔ گاؤں کے لوگ پرانے عقیدت مند تھے انہوں نے عزت وتکریم کی لیکن ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ حکومت کو آپ کی اطلاع مل گئی اور اس وقت ان حریت پسند جافروشوں کو پناہ دینے پر جو مظالم ڈھائے جاتے ان کی تباہی و بربادی پر ہر شخص لرزہ براندام تھا۔ گاؤں والوں میں سخت تشویش پیدا ہوئی۔ مولانا کو خود ہی اس کا شدید احساس تھا وہ اپنی وجہ سے کسی کو عتاب میں دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی روز وہاں سے روانہ ہو گئے اور پنجاب سے ہوتے ہوئے افغانستان پہنچ گئے۔ وہاں پر امیر دوست محمد خان امیر سلطنت تھے جب امیر دوست

محمد خان کو مولانا سیف الرحمان کے کابل پہنچنے کی اطلاع ملی تو خود حاضر خدمت ہوئے اس وقت انگریز ہندوستان میں اپنی پوزیشن مضبوط کر چکا تھا اور مناسب وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ لہٰذا وفد کے دو ارکان واپس آ گئے اور مولانا سیف الرحمانؒ افغانستان کے آزاد مجاہدین میں شامل ہو گئے اور امیر دوست محمد خان نے مولانا کو کابل کے نواح میں ایک جاگیر عطا کی۔ مولانا نے وہاں شادی کی اور وہاں ان کے اولاد پیدا ہوئی۔ لیکن امتداد زمانہ سے خاندان سے رابطہ نہ رہا۔ اب معلوم ہوا کہ مولانا کے پوتے اور نواسے اور ان کی سب اولاد افغانستان کی جنگ آزادی میں مجاہدین کے شانہ بشانہ شریک جہاد ہیں۔ علامہ مرحوم اپنے دونوں صاحبزادوں مولانا محمدؒ اور مفتی محمد عبداللہؒ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ منزل سے ناآشنا دور دراز دیہاتی راستوں پر چل نکلا۔

موضع ستلانہ میں قیام

جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد پرستاروں کا یہ قافلہ بے کسی کے عالم میں چلا جا رہا تھا سچائی کی عظمت چہروں سے ظاہر تھی راستہ میں کئی گاؤں آئے اور گزر گئے لیکن کہیں نشان منزل نظر نہ آیا۔ بلند ہمتی طویل راستوں کو سمیٹتی جاتی تھی ایک روز

شام کے وقت کسی گاؤں کے قریب گزرا ہوا وہاں کچھ لوگ جمع تھے۔ معصوم چہروں نے دلوں میں کشش پیدا کی گاؤں والے آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور گاؤں چلنے کی درخواست کی۔ علامہ مرحوم نے معذرت فرمائی لیکن جب گاؤں والوں کا اصرار بڑھا تو آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا اور تمام خطرات سے آگاہ کر دیا کہ کہیں گاؤں پر مصیبت نہ آ جائے۔ ایثار اور قربانی کے پُرخلوص جذبات والوں کو گرما دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم راجپوت ہیں وعدہ ایفائی کی تاریخ میں ہم سنہری روایات کے مالک ہیں ہم آپ کی ہر طرح مدد کریں گے علامہ مرحوم وہاں قامت پذیر ہو گئے۔ یہ گاؤں ریاست پٹیالہ میں ستلانہ کے نام سے مشہور ہے اور پٹیالہ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ دونوں صاحبزادے مولانا محمد اور مفتی محمد عبداللہ ساتھ تھے۔ سراغ رسالوں نے بھی کھوج لگا لیا۔ گاؤں کا بچہ بچہ آپ پر فدا تھا آپ کی محبت سے ان میں زندگی کی لہر پیدا ہو گئی۔ انہوں پوری دلیری اور جوانمردی کا ثبوت دیا اور آپ کو ایسے مقام پر محفوظ کر دیا کہ حکومت پوری کوشش کے باوجود پتہ چلانے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

انتقال

علامہ مرحوم تین سال تک اسی گاؤں میں رہے۔ عمر کی آخری منزل میں مسلسل

مصیبتوں اور پریشانیوں نے کافی ضعف پیدا کر دیا۔ خاندان کی بربادی اور ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا بھی طبیعت پر بڑا اثر تھا۔ بالآخر اسی غربت کی حالت میں ہندوستان آزادی کے وہ بہادر جرنیل دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ۱۸۶۰ء میں اسی گاؤں میں دفن ہوئے اور آج بھی گاؤں والے عقیدت کے ساتھ ان کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ آج ہندوستان اور پاکستان کو جو آزادی ملی ہے وہ سب آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بے مثال ایثار اور قربانی کا نتیجہ ہے کہ حریت پسندوں نے انگریزی استبداد کا خاتمہ کیا۔

خاندان اور جائیداد کی بربادی

انگریز نے علامہ مرحوم کی تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی بلکہ عبرت کے لیے آپ کے رہائشی مکانات، دیوان خانہ اور مسجد سب گرا کر اس پر ہل چلوا دیا۔

لدھیانہ شہر سے متصل موضع ڈگری میں علامہ مرحوم کا ایک باغ تھا جو سو بیگھہ زمین پر محیط تھا اس کو بھی بحق سرکار ضبط کر لیا اور تمام جائیداد سے بے دخل کر دیا لیکن آزادی کے پروانوں نے جب اپنی زندگی ہی اس کے لیے وقف کر دی تھی ان چیزوں کی کیا حقیقت تھی۔

ملکہ وکٹوریہ کا اعلان

۱۸۶۱ء میں ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کیا کہ تمام لوگ جنہوں نے ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا وہ روپوش ہیں اپنے گھروں میں واپس آ جائیں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی مولانا محمدؒ اور مفتی محمد عبداللہؒ صاحبان لدھیانہ شہر تشریف لائے تمام شہر آپ کے استقبال کے لیے چھ میل باہر جمع تھا۔ انگریز پر اس واقعہ سے دہشت چھا گئی اور دوسرے روز آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا اور دہلی سے مولانا عبدالعزیز صاحبؒ کو بھی جو پہلے ہی گرفتار تھے لدھیانہ جیل منتقل کر دیے گئے۔ اور آپ پر بغاوت کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ تقریباً ایک سال تک آپ حضرات جیل میں رہے۔ ایک روز انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی تھی آپ تینوں حضرات ہتھکڑی لگی عدالت میں حاضر تھے عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مولانا محمد صاحبؒ نے مجسٹریٹ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمیں نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ انگریز مجسٹریٹ اس پر برافروختہ ہو گیا اور گالیاں بکنے لگا اور ایسی حرکتیں کرنے لگا جس طرح پاگل کرتے ہیں۔ بہرحال مقدمہ دوسری تاریخ پر منتقل ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مجسٹریٹ پاگل ہو گیا ہے اور اس کو پاگل خانہ میں داخل کر دیا گیا۔ دوسری تاریخ پر دوسرا مجسٹریٹ آیا اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ پہلا مجسٹریٹ حضرت مولانا محمد صاحب سے بحث کی وجہ سے پاگل ہوا

اس نے آتے ہی آپ حضرات کو بری کر دیا۔

علمائے لدھیانہ کا مشہور خاندان آرائیں قوم سے تھا۔ ہندوستان کی جنگ آزادی سے پہلے ۱۸۳۰ء میں اس خاندان نے اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کا ساتھ دیا اور پھر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں سے ٹکر لی۔ لدھیانہ شہر کو فتح کیا اور دہلی تک سارا علاقہ فتح کرتے ہوئے دہلی پہنچے۔ ان چاروں صاحبزادے مولانا سیف الرحمٰنؒ، مفتی محمد عبداللہؒ، مولانا محمدؒ و مولانا عبدالعزیزؒ ان کے ساتھ تھے۔ دہلی کے چاندنی چوک میں انگریزوں کی فوج سے زبردست لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں علامہ عبدالقادرؒ کی اہلیہ فوت ہوگئیں اور جامع مسجد فتح پوری میں دفن ہوئیں۔ پھر مسلمان غداروں کی وجہ سے جنگ آزادی ناکام ہوئی اور سارا خاندان ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں ستلانہ میں روپوش ہوگیا۔ ۱۸۶۰ء میں علامہ صاحب کی وفات ہوئی۔ مولانا سیف الرحمٰن والد صاحب کے حکم پر حکیم قرشی کے والد کے ساتھ امداد حاصل کرنے افغانستان چلے گئے۔ باقی صاحبزادوں کی مخبری ہونے پر انگریزوں نے انہیں گرفتار کرلیا اور لدھیانہ میں ان پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا۔ لیکن دوران مقدمہ جج پاگل ہوگیا، دوسرے جج نے آکر تینوں صاحبزادوں کو بری کر دیا۔ اسی خاندان کے افراد مفتی محمد نعیم لدھیانوی اور مولانا حبیب الرحمٰن

لدھیانویؒ نے ہندوستان کی جنگ آزادی اور تحریک ریشمی رومال سازش میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ماتحت حصہ لیا اور گرفتار ہوئے اور سزا کاٹی۔ ساہیوال سے مفتی ضیاء الحسنؒ اور گوجرہ سے ایم حمزہ ایم این اے، سابق چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی حکومت پاکستان اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

۱۸۶۱ء میں انگریز کی عدالت سے بری ہونے کے بعد مولانا محمد صاحب اور راقم الحروف کے دادا مفتی محمد عبداللہؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ نے لدھیانہ شہر میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام مدرسہ اللہ والا رکھا گیا۔ اس مدرسہ کی بنیاد دارالعلوم دیوبند سے ایک سال پہلے رکھی گئی۔ اس مدرسہ میں پاک و ہند کے مشہور مفتی محمد شفیع صاحب کے والد مولانا یٰسین صاحب مدرس تھے۔ پہلے سال موقوف الیہ تک درس نظامی کا سلسلہ شروع کیا پھر دورہ حدیث بھی شروع ہو گیا۔

مشہور بزرگ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے مرشد شاہ عبدالرحیم صاحبؒ اس مدرسہ کے طالب علم تھے اور حضرت مولانا محمد صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ تقسیم ملک سے قبل مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ اسی مدرسہ کے طالب علم تھے ہزاروں علماء اور حفاظ اس مدرسہ سے فیض یاب ہو کر پورے ہندوستان میں دین اسلام کی اشاعت کا کام کرتے رہے۔

تقسیم سے قبل اس مدرسہ کے مہتمم راقم الحروف کے والد مفتی محمد نعیم لدھیانوی صاحبؒ تھے اور مدرسہ کا نام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے نام پر مدرسہ محمودیہ اللہ والا رکھ دیا تھا۔ ہر سال اکابر دیوبند مدرسہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ جن میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حسین مدنی صاحبؒ، قاری محمد طیب صاحبؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحبؒ اور مولانا احمد سعید دہلویؒ کے نام شامل ہیں۔

انگریزی استعمار نے برصغیر میں مسلمانوں کو اصول دین سے برگشتہ کرنے کے لیے اپنے دور اقتدار میں جو سازشیں کیں ان میں ایک بھیانک سازش عقیدہ جہاد اور ختم نبوت کو متنازع بنانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مسیحیت اور نبوت شامل ہیں۔ آج اس سازش کو پوری دنیا میں طشت از بام کرکے اور قادیانیت کو ننگا کرنے میں علمائے حق نے جو قربانیاں دیں پس منظر اور ابتدائی حالات میں اس سازش کو بھانپ کر ملت اسلامیہ کو اس سازش سے محفوظ رکھنے کے لیے جس نے جدوجہد کی وہ قافلہ علمائے لدھیانہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

علمائے لدھیانہ کے جد امجد علامہ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ جن کی ساری زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں گزری بلکہ انگریز کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ

بھی انہوں نے مرتب کیا اور اس پر تمام علمائے ہندوستان کو متفق کیا۔

آپ کے صاحبزادگان مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ، مولانا محمد صاحبؒ، مولانا عبدالعزیز صاحبؒ نے اس دور میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے دعویٰ کی ہر سر عام تردید کی اور اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ جبکہ اس وقت بڑے بڑے مشائخ اور علماء اس کی چال کو نہ سمجھ سکے۔ چند ایک نے تو مرزا کو اس وقت مرد صالح قرار دیا لیکن علمائے لدھیانہ نے اس کے دجل کا پردہ چاک کر کے اس پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا اور علمائے لدھیانہ نے ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۹۰ء دارالعلوم دیوبند کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں جا کر اکابر دیوبند کو اپنے فتویٰ پر قائل کیا۔ اس طرح اس محنت شاقہ سے دیگر مکاتب فکر کے علماء نے ان کے فتویٰ کی تصدیق کی جن میں بریلوی مکتبۂ فکر کے مولانا احمد رضا خان بریلوی بھی شامل ہیں۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کی کوشش سے علمائے حرمین نے اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔ ان حالات کے تناظر میں اگر یہ کہا جائے کہ اصل فتویٰ علمائے لدھیانہ جاری کیا اور علمائے دیوبند سمیت باقی تمام علماء نے اس کی تصدیق وتوثیق فرمائی تو تاریخی اعتبار سے عین صادق ہے۔

مشہور مقدمہ بہاولپور میں محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا کی نبوت کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا تو علمائے لدھیانہ میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ اور مولانا محمد صاحبؒ انوری نے حضرت شاہ کی معاونت فرمائی بلکہ مولانا انوری صاحب نے عدالتی کاروائی کے دوران حضرت علامہ کو کتابوں کے حوالہ جات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

انگریز حکومت کے زیر سایہ قادیان کو منی ریاست بنایا گیا۔ اس وقت رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ نے قادیانیت پر ضرب کاری لگانے کے لیے نبوت کا ذبہ کو للکارا اور ہندوستان میں مرزائیوں کے گھر قادیان میں پہلی ختم نبوت کانفرنس ۱۹۳۵ء منعقد کی۔ جس میں اس زمانہ کے علماء کے علاوہ امیر شریعت حضرت مولانا عطا محمد شاہ بخاریؒ نے عشاء کی نماز کے بعد سے فجر کی نماز تک تمام رات مرزائیت کے رد میں تقریر کی۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ:

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ ۱۸۸۸ء میں مفتی محمد عبداللہؒ کے گھر پیدا ہوئے اور 10 سال کی عمر میں مدرسہ اللہ والا میں مولانا محمد صاحب سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال مولانا نور احمد کے مدرسہ امرتسر میں تعلیم حاصل کی۔

۱۴ سال کی عمر میں دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے خاص تلامذہ میں شمار ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت شیخ الہند نے آپ کو اپنی طرف سے خاص سند بھی عطا فرمائی۔ پھر ایک سال افتا میں لگایا اور ۱۹۱۲ء میں دیوبند سے فارغ ہوئے۔ شیخ الہند نے آپ کو اس وقت کے مشہور مدرسہ مٹوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں صدر مدرس تعین فرمایا اور آپ نے استاد کے حکم کی تعمیل میں ۶ برس تک وہاں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر لدھیانہ تشریف لائے اور اپنے مدرسہ اللہ والا میں مہتمم مقرر ہوئے۔ یہاں بھی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب شیخ الہند نے ریشمی رومال سازش کی تحریک شروع کی تو اپنے استاد کے حکم پر اس میں شامل ہوئے اور پشاور جاتے ہوئے مخبری ہونے پر گرفتار ہوئے اور تین سال سزا کاٹی۔

آپ شروع سے ہی جمعیت علمائے ہند میں شامل تھے اور مولانا حسین مدنی کے زمانہ میں جب وہ جمعیت علمائے ہند کے صدر تھے۔ آپ تقسیم ملک تک جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔

۱۹۳۰ء میں امروہہ کے اجلاس میں جمعیت نے ہندوستان کی مکمل آزادی کا ریزویشن منظور کیا اس اجلاس میں ریزویشن آپ نے پیش کیا اور منظور ہوا۔ اجلاس

کے بعد آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور ۲ سال قید ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں انگریز ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں آپ گرفتار ہوئے اور بغیر مقدمہ چلائے ابنالہ جیل میں ۲ سال نظر بند رہے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ خاندان کے ساتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائے۔

۱۹۵۱ء میں اہلیہ کے انتقال کے بعد جامع مسجد منڈی بہاؤ الدین میں بطور خطیب مقرر ہوئے اور ۱۰ سال وہاں تعلیم و تدریس اور خطابت میں مشغول رہے۔ فیصل آباد میں جناح کالونی جامع مسجد کی تعمیر ہوئی چونکہ یہاں لدھیانہ شہر کے بہت مہاجر آباد تھے اور مسجد کی انتظامیہ میں وہ لوگ شامل تھے اس لیے ایک وفد آپ کی خدمت میں جامع مسجد منڈی بہاؤ الدین پہنچا اور فیصل آباد جناح کالونی جامع مسجد میں بطور خطیب کے تقرر کی تجویز پیش کی۔ منڈی بہاؤ الدین والے آپ کو چھوڑ آنے پر تیار نہیں تھے۔ کیونکہ آپ روزانہ درس قرآن دیا کرتے تھے کچھ آپ کی رغبت طبع اور فیصل آباد والوں کے اصرار پر ۱۹۶۱ء میں آپ جامع مسجد جناح کالونی میں بطور خطیب خدمات سرانجام دینے کے لیے تشریف لائے۔

آپ متبحر عالم دین تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مشہور عالم دین لکھنؤ میں مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کراچی

شامل ہیں اور چونکہ دارالعلوم دیوبند سے افتا کی سند بھی آپ کے پاس تھی اس لیے فتویٰ کا کام بھی بغیر کسی معاوضہ تاحیات ادا کرتے رہے۔ حتی کہ ۱۹۷۱ء جنوری میں ۸۳ سال عمر میں وفات پائی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ

دریائے بیاس اور ستلج کے مابین آبادی کو دوآبہ کہتے ہیں۔ لدھیانہ اس کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ شہر سیاسی اور مذہبی بیداری میں تاریخ کا ایک اہم ترین شہر شمار کیا گیا۔ اسی شہر سے علمائے لدھیانہ کے جد امجد علامہ عبدالقادرؒ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ چھاؤنی کی فوج آپ کے ساتھ مل گئی۔ جیل کو توڑا اور تمام عدالتوں پر قبضہ کر لیا اور پبلک اور فوج کے ساتھ فتح کرتے ہوئے دہلی تک پہنچے۔ اسی شہر میں علماء کے خاندان میں ۱۸۹۲ء میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ مولانا حافظ محمد زکریا کے ہاں پیدا ہوئے۔ خاندان پیدائشی انگریزوں کا باغی تھا۔ لہٰذا مولانا حبیب الرحمٰنؒ کی ابتدائی تربیت اسی نہج پر ہوئی۔ دینی اور دنیوی تعلیم ابتدا کی منزلوں کے بعد مولانا حبیب الرحمٰنؒ نے امرتسر مولانا نور احمد صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھ کر درس نظامی کی باقی کتابیں پڑھیں۔

تعلیم کا یہ سلسلہ ۱۹۱۴ء تک جاری رہا۔ اسی سال پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور ترکوں پر انگریزوں کے ظلم کی داستانیں اخبارات میں شائع ہونے لگیں۔

دوسرے اہل دل کی طرح مولانا حبیب الرحمٰن بھی جنگ بلقان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہیں دنوں لدھیانہ شہر میں ایک تقریر کی یہ مولانا کی زندگی میں پہلی تقریر تھی جس نے شہری عوام کو ترکوں کا ہمدرد اور انگریزوں کا دشمن بنا دیا۔ یہ خبران کے والد مولانا زکریا صاحبؒ کو پہنچی تو وہ مولانا حبیب الرحمٰنؒ کو لے کر دیوبند روانہ ہوئے کیونکہ شہر میں مولانا کی گرفتاری کی افواہ عام تھی۔

ان دنوں مدرسہ دیوبند کے مہتمم مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ اور شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیریؒ تھے۔ ۱۹۱۹ء میں حادثہ جلیانوالہ میں مولانا کی پہلی گرفتاری ہوئی اور آپ کو ٦ ماہ قید ہوئی۔

دوسری گرفتاری غازی علم الدین شہیدؒ نے جب بدنام زمانہ راجپال کو قتل کیا تو ہوئی۔ اس میں مولانا کو ایک سال کی قید ہوئی اور امیر شریعت سید عطا اللہ بخاریؒ کو بھی ایک سال قید ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں مجلس احرار اسلام کا انعقاد ہوا اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کو پورے ہندوستان کا متفقہ طور پر صدر منتخب کیا گیا۔ آزادی کی تحریکوں میں مولانا کی زندگی کے 10 سال جیل میں گزرے۔ پاکستان بننے سے ۲

سال قبل آپ کو رہا کیا گیا۔ تقسیم کے بعد آپ پاکستان بہاولپور تشریف لائے جہاں آپ کی موررثی اراضی تھی۔ لیکن ۲ ماہ قیام کے بعد واپس دہلی تشریف لے گئے۔ صرف آپ کے تیسرے صاحبزادے مولانا انیس الرحمٰن صاحب لدھیانوی مدرسہ والی مسجد خالصہ کالج فیصل آباد میں مقیم رہے۔

مولانا نے ہندوستان جا کر مسلمانوں کو حوصلہ دیا اور دہلی سے نقل مکانی کر کے جو مسلمان اطراف میں چلے گئے تھے ان کو دہلی لا کر بسانے میں کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۹ء میں ہندو مذہبی قوتوں نے دہلی میں مسلمانوں کے مشہور تبلیغی مرکز بنگلہ والی مسجد نظام الدین کو تباہ کرنے کی سازش تیار کی اس وقت کے امیر مولانا محمد یوسف صاحب کے مشورہ سے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے ہندوستان کے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزادؒ سے ملاقات کی اور دونوں حضرات نے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو کے سامنے یہ مسئلہ رکھا اور مطالبہ کیا کہ ہندوستان اور دہلی میں جو مسلمان آباد ہو چکے ہیں ان سے تعرض نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس وقت کی پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ پیش ہوا۔ مسٹر ولبھ بھائی پیٹل نے مخالفت کی لیکن پارلیمنٹ کی اکثریت نے مسلمانوں کے قیام دہلی کو اکثریت سے منظور کیا۔

قیام ہندوستان کے دوران آپ ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشاں رہے اور اسی سلسلہ میں ایک وفد لے کر ۱۹۵۱ء ہندوستان سے پاکستان آئے جس میں مشرقی پنجاب کے وزیراعلیٰ بھیم سین سچر اور دیگر ممبران اسمبلی شامل تھے اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا خلیل الرحمٰن صاحبؒ بھی ساتھ تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں جو ہزاروں مسلمان عورتیں فسادات میں رہ گئیں ہیں اسی طرح پاکستان میں جو ہندو سکھ عورتیں رہ گئیں ہیں ان کی بازیابی کے لیے کوششیں کیں۔

۱۹۵۶ء میں آپ پر دہلی میں دل کا دورہ پڑا اور ۶۵ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ جامع مسجد کے قریب دہلی میں دفن ہوئے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

مفتی ضیاءالحسن لدھیانویؒ

آپ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم مشن ہائی سکول لدھیانہ میں حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۰ء میں دورہ حدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ سے پڑھا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ ۲۰ سال جلاوطنی کے بعد حجاز سے ہندوستان تشریف لائے چونکہ مولانا سے

خاندانی تعلقات تھے۔

اس لیے ۲ سال ان کے سفر و حضر میں شامل رہے اور پورے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اسی دوران مولانا سے تفسیر قرآن اور شاہ ولی اللہ کی حجتہ اللہ البالغہ پڑھی۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ذہن طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے ساتھ آپ کا خاص تعلق تھا۔

چونکہ خاندان سیاسی تھا اس لیے ذہن بھی سیاست کی طرف مائل تھا۔ دوران تعلیم دارالعلوم آپ نے ایک تحریک شروع کی اس وقت دارالعلوم دیوبند میں تین ہزار طلباء زیر تعلیم تھے۔ ان کی اکثریت صوبہ سرحد اور پنجاب کی تھی لیکن کوئی بھی استاد صوبہ سرحد اور پنجاب کا نہیں تھا۔ طلباء نے تحریک چلائی کہ سرحد اور پنجاب کے علماء کو بھی دارالعلوم دیوبند میں بطور استاد مقرر کیا جائے اس پر دارالعلوم میں ایک دن کی اسٹرائک بھی ہوئی۔ چنانچہ دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کا اجلاس بلایا گیا اور اس وقت سرحد سے مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک راولپنڈی سے قاضی شمس الدین صاحب اور کبیر والا ضلع ملتان سے مولانا عبدالخالق صاحب کو بطور مدرس تعینات کیا گیا جو کہ تقسیم تک یہاں تعلیم دیتے رہے۔

آپ سیاسی طور پر جمعیت علمائے ہند کے قریب تھے۔ ۱۹۴۶ء میں

جمعیۃ کے ٹکٹ پر نیشنل اسمبلی کے الیکشن میں ضلع لدھیانہ رائے محمد اقبال رائے کوٹ کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ پاکستان بننے کے بعد ساہیوال تشریف لائے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا چونکہ علمائے لدھیانہ کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ پس آپ اکثر لدھیانہ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق لدھیانہ میں بچیوں کی تعلیم کا ایک ادارہ ۱۹۴۱ء میں مدرسہ بنات الاسلام کے نام سے جاری کیا گیا۔ جس کا سنگ بنیاد مولانا عبیداللہ سندھی نے رکھا۔ تقسیم کے بعد اسی ادارہ کو ساہیوال شہر میں ایک ہائی سکول کی متروکہ بلڈنگ میں شروع کیا گیا اور بنات الاسلام گرلز ہائی سکول کے نام سے جاری کیا گیا۔ اس میں دینی تعلیم کے علاوہ مروجہ تعلیم میٹرک تک تھی۔ آپ کی ہمشیرہ کلثوم مفتی صاحبہ اس ادارہ کی پرنسپل تھیں جنہوں نے سکول کی تعلیم کے علاوہ درس نظامی میں اپنے والد مفتی محمد نعیم صاحب سے عالمہ تک کورس مکمل کیا ہوا تھا۔ بھٹو دور نیشنلائز کے بعدازاں انہوں نے ضیاء القرآن کے نام سے ایک ادارہ رہائشی بلڈنگ میں قائم کیا جس میں قرآن کریم کا ترجمہ مع تفسیر اور بخاری شریف کا درس شامل ہیں۔ یہ ۲ سال کا کورس ہے۔ اس میں میٹرک پاس سے گریجویٹ تک لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور ہر سال ۶۰ تا ۷۰ لڑکیاں تعلیم حاصل کر کے سند حاصل کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ بچیوں کے لیے قرآن کریم ناظرہ اور حفظ کا درجہ بھی ہے۔اس میں تین صد لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور ہمشیرہ صاحبہ کے علاوہ چار استانیاں تعلیم دینے میں مشغول ہیں۔

مفتی صاحب چونکہ سیاسی ذہن رکھتے تھے اس لیے آپ مسلم لیگ ضلع ساہیوال کے صدر منتخب ہوئے اور پنجاب مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی تھے اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر بھی رہے۔انجمن ہلال احمر پنجاب کے صدر بھی رہے۔ مدرسہ بنات اسلام کے علاوہ آپ نے ننگل انبیاء ہائی سکول اور محمودیہ ہائی سکول کی بنیاد رکھی جو کہ سب سکول اچھی طرح تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔۱۹۷۵ء میں بھٹو دور میں نیشلائز ہوئے جو کہ اب تک جاری ہیں۔

۱۹۸۳ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا پھر برین ہمرتج ہوا اور صرف چند دن ہسپتال میں رہ کر وفات پاگئے۔وفات کے وقت آپ کی ٦٦ سال تھی۔

مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ

آپ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔سکول کی تعلیم کے بعد قرآن کریم حفظ کیا آپ کے دادا حافظ مولانا محمد زکریا صاحب نے تین ماہ میں قرآن کریم حفظ کیا تھا اور ایک رات

میں سارا قرآن کریم سنا دیا۔

آپ نے ابتدائی کتب مدرسہ انوریہ شاہی مسجد لدھیانہ میں مولانا عبداللہ صاحبؒ کے پاس پڑھیں۔ پھر مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہو گئے۔ آپ کے ساتھی تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ مولانا سعید خان صاحب تھے اور آپ کے ساتھ ۶۰ھ میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔ مولانا انیس الرحمٰن صاحب حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری سے بیعت تھے اور آپ کو مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نے خلافت بیعت بھی عطا کی تھی۔

شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب اپنی کتاب آپ بیتی میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری سے عقیدت کی وجہ سے میں ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ آپ حضرت رائے پوری سے بیعت بھی تھے۔ مولانا نے ازراہ محبت یہ بھی اصرار کیا کہ وہ اپنے چھوٹے لڑکوں کو میری تربیت میں رکھیں۔ میں نے باوجود ان کی شفقت و محبت و اصرار کے معذرت کر دی انہوں نے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری سے اصرار بہت کرایا تو میں نے حضرت سے کہا کہ یہ رئیس الاحرار کے صاحبزادے ہیں میرا ان کا جوڑ نہیں کھانے کا۔

مولانا مرحوم نے کہا کہ تیری ساری شرائط منظور ہوں گی اور حضرت رائے پوری اس کے ضامن ہوں گے۔ تو قرعہ فال عزیز گرامی قدر منزلت مولوی انیس الرحمٰن ناظم مدرسہ والی مسجد خالصہ کالج فیصل آباد کے نام نکلا کہ ان کی تعلیم اس وقت ایسی تھی کہ جوڑ کھا سکتی تھی۔ میں نے چار شرطیں رکھیں۔

ا۔ اخبار دیکھنے کی بالکل اجازت نہیں ہوگی اگر کوئی شکایت اخبار دیکھنے کی مجھ تک پہنچی تو سلام علیکم۔

۲۔ کسی جلسہ میں جانے کی اجازت نہ ہوگی ابا جان کی تقریر ہو چاہے شاہ بخاری کی چاہے حضرت مدنی قدس سرہ کی۔ مولانا مرحوم نے ان دونوں شرطوں کو بہت ہی بشاشت سے قبول فرمایا کہ میری اور شاہ کی تقریر میں جانے کی ہرگز اجازت نہیں۔ سیاست ہمارے گھر کی لونڈیا ہے ہم اس سے نمٹنے کے بعد سیاست دو مہینے میں سکھا دیں گے۔

۳۔ تیسری شرط یہ تھی کہ مدرسہ میں بغیر میری اجازت باہر نکلنا نہ ہوگا۔

۴۔ چوتھی شرط یہ کہ طلبا سے تعلقات نہ رکھنے ہوں گے نہ دوستی کے نہ دشمنی کے نہ محبت کے نہ مخالفت کے۔ عزیز موصوف کو اللہ بہت ہی جزائے خیر دے۔ میں ہمیشہ

اس کی اس ادا کا ممنون رہوں گا کہ میری پہلی دو شرطوں پر اس نے میری امید سے بہت زیادہ عمل کر کے دکھا دیا۔ حتی کہ ایک دو سال بعد جب میں نے مضرت نہ سمجھ کر اکابر ثلاثہ مذکورہ کی تقریر میں جانے کی اجازت بھی دی اور دل سے اخلاص سے دی تب بھی عزیز موصوف نے کہہ دیا کہ اب تو وعدہ پورا کرتا ہوں۔

اسی کا وہ ثمرہ تھا کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی نگاہ میں بھی عزیز موصوف منظور نظر بن گیا اور حضرت اقدس کی طرف سے خلافت بیعت عطا ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے عزیز موصوف کو نیز عبدالجلیل کو بھی دونوں ایک سال میں مظاہر علوم سے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ ۶۰ھ میں اور دونوں کو حضرت اقدس کی طرف سے خلافت عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ دونوں سے اپنی مخلوق کی ہدایت کا کام لے۔ آمین۔

مولانا انیس الرحمٰن دماغ کی شریان پھٹ جانے کی وجہ سے ۱۹۷۴ء میں ۵۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ قبر مبارک مدرسہ والی مسجد خالصہ کالج فیصل آباد کے صحن میں ہے۔

مفتی ضیاء الحسین فاضل دیوبند مقیم مدینہ منورہ

راقم الحروف مفتی ضیاء الحسین ۱۹۲۵ء میں مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کے گھر لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ سکول کی تعلیم کے بعد درس نظامی کی ابتدائی کتابیں مدرسہ محمودیہ اللہ والا لدھیانہ میں پڑھیں۔ ایک سال مدرسہ عربیہ جگراؤں ضلع لدھیانہ میں اس وقت کے مشہور عالم مولانا محمد ابراہیم صاحب کے زیر سایہ تعلیم و تربیت میں گزارا جو کہ تقسیم ملک کے بعد میاں چنوں میں تشریف لائے اور درس نظامی کا ایک مدرسہ جاری کیا۔

۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اس وقت کافیہ، قدوری وغیرہ کتب پڑھ رہا تھا۔ سات سال تک دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور اس وقت کے مشہور اساتذہ شیخ الأدب مولانا اعزاز علی صاحب، مولانا عبدالسمیع صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیادی، مولانا عبدالحق صاحب، اکوڑہ خٹک والے، مولانا محمد اویس صاحب کاندھلوی کے زیر سایہ موقوف الیہ تک پڑھا۔ دورہ حدیث استاذ المکرّم مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ سے مکمل کیا۔

دوران تعلیم پنجاب یونیورسٹی سے آنرز ان عربک کا امتحان دہلی سنٹر سے امتیازی حیثیت سے پاس کیا اور ۱۹۴۶ء میں واپس لدھیانہ آیا اور مدرسہ محمودیہ اللہ والا لدھیانہ میں بطور مدرس تعینات ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد کاروبار میں مشغولیت

رہی اور پڑھنے پڑھانے میں مشغولیت نہ رہی۔ جس کا بہت افسوس ہے اللہ تعالیٰ اس جرم عظیم کو معاف فرمادیں۔ آمین۔

میری والدہ صاحبہ لدھیانہ شہر کے تاجروں کے مشہور خاندان سے تھیں۔ چنانچہ میری شادی میرے رشتہ کے ماموں حاجی عبدالحق کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی۔ نسبت تقسیم ملک سے ایک سال قبل لدھیانہ میں طے ہوئی تھی جو کہ اس وقت لدھیانہ شہر کے بڑے تاجروں میں سے تھے اور تقسیم ملک کے بعد فیصل آباد میں مقیم ہوئے۔ ان کے بڑے صاحبزادے حاجی عبدالعزیز سعودی عرب اور پاکستان کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ان کا ایک فائیو اسٹار ہوٹل، ہولی ڈے ان اسلام آباد، فیصل آباد اور کراچی میں بڑے کاروبار ہیں اور سعودی عرب میں انڈسٹری میں نمایاں ہیں اور ان کی نیشنلٹی بھی سعودی ہے۔

میرے ماموں حاجی عبدالحق صاحب فیصل آباد تبلیغی جماعت کے امیر تھے اور اکثر مجھے تبلیغی جماعت میں وقت لگانے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ ۱۹۵۸ء میں پہلی مرتبہ ان کے ساتھ رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوا۔ اس وقت اجتماع موجودہ مرکز میں ہوتا تھا اس کے بعد پھر تبلیغ کی طرف رجحان نہ ہو سکا۔ میری اہلیہ مجھ سے پہلے تبلیغی جماعت میں جایا کرتی تھیں۔ میرا بڑا لڑکا محمد احسن ضیاء

جو کہ اب جاپان میں ہے والدہ کے ساتھ بطور محرم جاتا تھا بلکہ وہ خود بھی آٹھویں جماعت سے تبلیغ میں شامل ہو گیا تھا۔

۱۹۷۹ء میں میری اہلیہ فیصل آباد شہر میں ہفتہ واری تعلیم میں گئیں اور وہاں پر مستورات کی ایک جماعت جھنگ شہر جانے کے لیے تشکیل ہوئی۔ میری اہلیہ نے میرا نام بطور محرم اس میں لکھوا دیا اور گھر آ کر مجھے کہا کہ تین دن کے لیے جھنگ جانا ہے اور آپ کو بطور محرم میرے ساتھ جانا ہو گا۔ میں نے کہا کہ اس کام میں شامل نہیں ہوں۔ میں اپنے کاروبار کی وجہ سے نہیں جا سکتا انہوں نے کہا کہ پہلے میں بڑے لڑکے کے ساتھ جاتی تھی وہ جاپان چلا گیا ہے چھوٹے دونوں لڑکے ساہیوال میں زیر تعلیم ہیں اور محرم کے بغیر جماعت میں جا نہیں سکتی۔ بہر حال قدرت کو منظور تھا کہ جس زندگی میں ہم چل رہے ہیں اس کو تبدیل کر دیا جائے۔ نہ معلوم کتنی دُعائیں اس کے لیے کرنی پڑیں ہوں گی۔

میں تین دن ان کے ساتھ مستورات کی جماعت میں چلا گیا اور جس سے میری زندگی تبدیل ہو گئی۔ ایک ہفتہ بعد میں تین چلہ کی جماعت میں چلا گیا اور ۲ سال بعد ایک سال کی جماعت میں یورپ جانا ہوا۔

اہلیہ کی مدینہ میں رہنے کی بہت خواہش تھی وہ اکثر عمرہ یا حج کے لیے جاتی رہتی

تھیں کیونکہ ان کے بڑے بھائی حاجی عبدالعزیز صاحب سعودیہ میں کاروبار کرتے تھےاور میری دوسری لڑکی شیناءضیاء حاجی صاحب کے دوسرے لڑکے نثارعبدالعزیز کے عقد میں تھی۔۱۹۸۷ء میں ہم عارضی ویزا پر سعودی عرب چلے گئے۔۱۹۸۸ء میں اہلیہ مدینہ منورہ میں بیمار ہوگئیں ان کوشوگر کا پرانا عارضہ تھا پھران کوسینہ کا کینسر ہو گیاان کا آپریشن مدینہ منورہ میں ہوا۔وہ دوسال آپریشن کے بعدحیات رہیں اور مئی ۱۹۹۰ء میں مدینہ منورہ میں وفات پاگئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری کی۔

اس وقت سے میں سعودیہ میں مقیم ہوں اوردعوت کا وہ کام جومیری اہلیہ میرے سپرد کرگئی تھیں حتیٰ الامکان پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں اوراللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جو کام میرے ذمہ تھا وہ میں پورا نہ کرسکا اب دعوت کی اس لائن سے گناہوں کی تلافی فرمادیں۔آپ حضرات سے درخواست ہے کہ میرے لیے خاتمہ بالایمان پرموت کی دُعا فرمادیں اورمدینہ منورہ میں جگہ ملے۔

(نوٹ: حضرت مفتی ضیاء الحسین صاحب لدھیانویؒ نے فروری 2010ء میں وفات پائی۔آپ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں جگہ ملے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور جنت البقیع مدینہ منوہ میں مدفون ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان کو اوران کے بزرگوں کی بخشش فرمادیں۔) آمین

منٹگمری سے ساہیوال تک

مفتی ضیاء الحسنؒ

صدر پاکستان اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن

Former President Pakistan Anti TB Association

تاریخ ساز شخصیت مُفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ جو کہ باحوصلہ مثالی شخصیت تھے۔۔ پاکستان آکر ساہیوال شہر میں آباد ہوئے۔ محمودیہ ہائی سکول، بنات الاسلام ہائی سکول اور ننگل انبیاء ہائی سکول ساہیوال میں بنائے جو کہ بھٹو دورِ حکومت میں نیشنلائز کر لیے گئے۔ محمودیہ ہائی سکول کا نام شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا گیا۔ تقریباً 32 ایسوسی ایشنوں اور اداروں جات کے سربراہ اور صدر رہے جن میں پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن بھی تھی۔ پورے ساہیوال ضلع کی سیاست پر کنٹرول رکھتے تھے۔ اُن دنوں میں اوکاڑہ اور عارف والا بھی ضلع ساہیوال میں شامل تھے۔ ڈپٹی کمشنر اور ضلع پولیس افسران کو بالکل عوام کا ملازم سمجھ کر معاملہ کرتے۔

مُفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ مُسلم لیگ ضلع ساہیوال کے صدر اور پنجاب مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن اور مُختلف ایسوسی ایشنوں کے سربراہ رہے۔

میری پھوپھو مرحومہ محترمہ کلثوم مُفتی صاحبہؒ کی زندگی کے بہت سے سالوں کا قریب سے مشاہدہ ہے۔ آپ نے اپنے والد مُفتی مُحمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے درس نظامی میں عالمہ کا کورس مکمل کیا تھا۔ بنات الاسلام گرلز ہائی سکول کی پرنسپل تھیں۔ بھٹو دور میں سکول نیشنلائز ہونے کے بعد انہوں نے جامع ضیاء القرآن کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا۔ بہت بڑی تعداد میں ہر سال لڑکیاں دینی تعلیم حاصل کر کے سند فراغت حاصل کرتی ہیں۔ ساہیوال شہر میں بہت کم گھرانے ہوں گے کہ جہاں کی خواتین اُن سے دینی تعلیم لے کر نہ گئیں ہوں۔

اُن کی زندگی ایک مثال تھی۔ نماز کی پابندی اور نماز میں خشوع و خضوع میں بے مثال تھیں۔ ۸۰ سال سے بھی زیادہ عمر تھی جب میں اُن کو نماز کے لیے کھڑا دیکھتا تو لگتا کہ پتھر کی ہو گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں بھی اُن جیسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

بندہ: ایم مفتی عفا اللہ عنہ

"منٹگمری" سے "ساہیوال"

جذبہ حب الوطنی پر مبنی ایک تاریخ ساز روئداد

(میاں) ایس۔ اے۔ نعیم
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

بسلسلہ پاکستان گولڈن جوبلی ۱۹۹۷ء

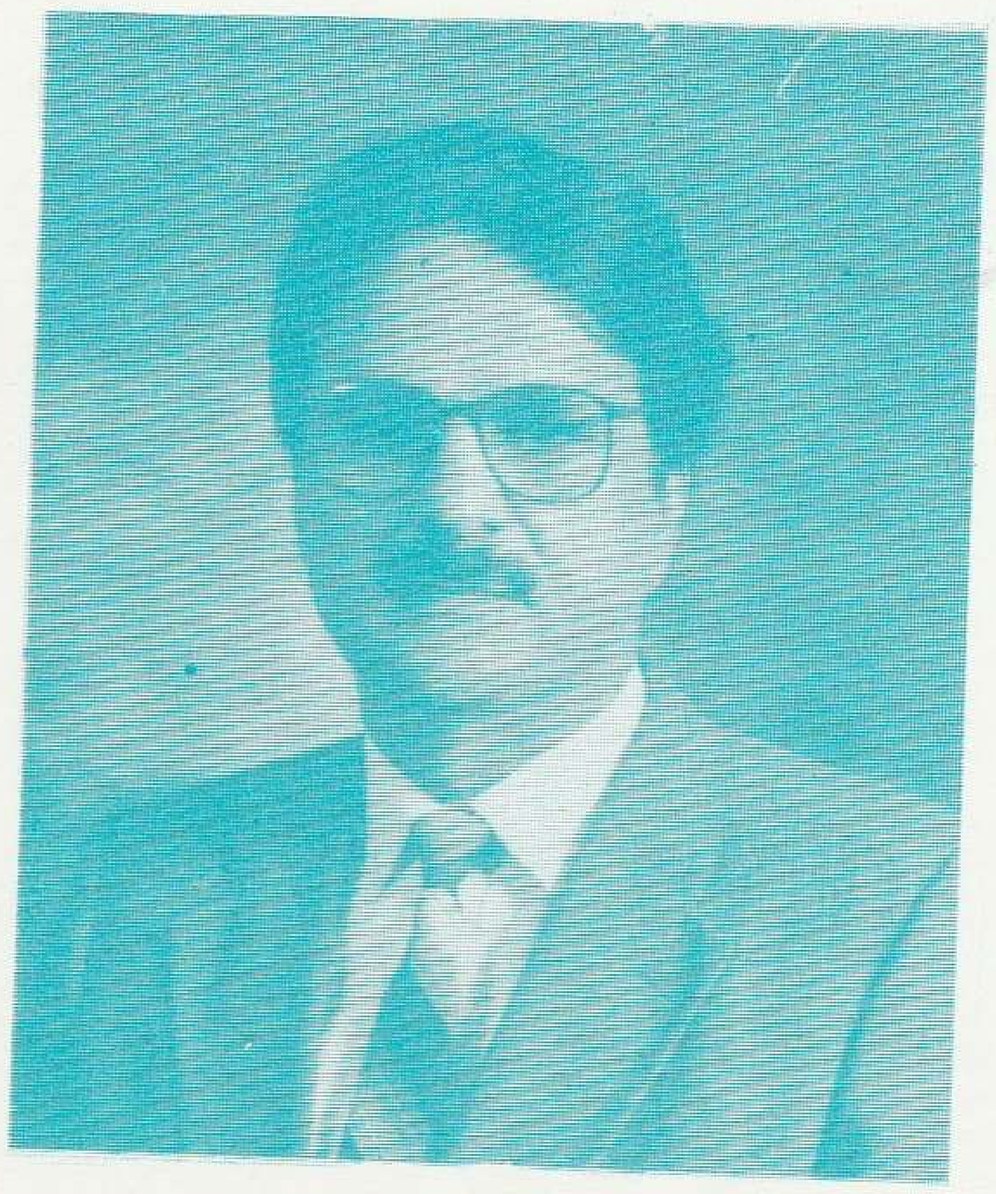

میاں ایس اے نعیم
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
1-مزنگ روڈ' لاہور

منٹگمری سے ساہیوال

محترم قارئین:۔

زیرِ نظر اشاعت گولڈن جوبلی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ساہیوال کی حد تک بے شمار حسین یادوں میں سے چند ایک کو محفوظ کرنے کی ایک کوشش ہے۔ مجھے آپ کو اس انقلابی تحریک کی جانب اشارہ کرنا ہے جس کے ذریعے اس ضلع کا نام منٹگمری سے دوبارہ ساہیوال ہوگیا۔

راقم الحروف نے گورنمنٹ کالج ساہیوال میں بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ اور بعد کی تعلیم پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی۔ ابتداء میں ساہیوال میں ہی وکالت کی۔ بعد میں محکمہ محنت پنجاب میں مختلف عہدوں پر تعنیات رہا۔ آپ دوبارہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے طور پر کام شروع کر دیا ہے۔

ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال میں اس کی تجویز راقم الحروف کے برادر حقیقی مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے پیش کی تھی۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ انگریزی اثر کو بتدریج زائل کیا جائے۔ اور اپنی مسلم اور علاقائی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ ساہیوال کے لوگ ہمیشہ اپنے سینوں میں حوصلہ' برداشت اور زندگی میں توازن کی روایات پرورش کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے باوجود کہ ان کے ہمسائے میں لاہور' ملتان اور فیصل آباد جیسے مرعوب کن اضلاع موجود ہیں۔ ساہیوال کے لوگوں نے اپنی انفرادیت کو ہمیشہ قائم رکھا اور اپنی شناخت کے نقوش زائل نہیں ہونے دیئے۔

اس تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جناب مظفر قادر اور اس وقت کے وزیر بنیادی جمہوریت جناب میاں محمد یاسین خان وٹو نے اہم کردار ادا کیا اور جناب محمد موسیٰ خان گورنر نے اس تجویز کی پزیرائی فرمائی۔ اور جرائت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے منٹگمری کا نام ساہیوال میں تبدیل کر دیا۔ ساہیوال کے لوگ ہمیشہ ان کے اس کارنامہ پر گرویدہ رہیں گے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر انہی جذبات کے ساتھ یہ تاریخی بات میں

آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور اس سلسلہ میں جناب مصطفیٰ اشرف صاحب نائب صدر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن ۔گورنمنٹ کالج ساہیوال اور مفتی ضیاء الحسن مرحوم کے قریبی دوست چوہدری محمد اسماعیل صاحب (نوائے وقت)' ملک بنیامین صاحب۔ چوہدری رحمت علی صاحب اور دیگر سب احباب کا مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس کتابچہ کے تیار کرنے میں میری مدد فرمائی۔

قرار داد

ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کے اجلاس عام منعقدہ ۴ اگست ۱۹۶۶ء میں مفتی ضیاء الحسن صاحب نے مندرجہ ذیل قرار داد (نمبر ۷۸) پیش کی جسے اتفاق رائے سے تمام اراکین نے منظور کیا۔

"ضلع منٹگمری کا نام کسی غیر ملکی حکمران کے ساتھ نسبت پذیر ہے جو غیر ملکی تسلط و اقتدار کی ایسی یادگار ہے جسے آزادی اور حریت کی روح پرور فضا میں قائم نہیں رکھا جا سکتا لہٰذا منٹگمری کو اس کے سابقہ نام ساہیوال سے موسوم کیا جائے جس کے ساتھ اس کی قدیم اور عظیم روایات وابستہ ہیں نیز ضلع منٹگمری سے ان تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے جو جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے سرفروشانہ جذبات سے متصادم ہوں اور ان کی جگہ نامور مجاہدین کے زندہ جاوید کارناموں کو جگہ دی جائے جنہوں نے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کے لئے خدمات انجام دیں تاکہ وہ ہمیشہ قوم اور ملک کے لئے حیات افروز ہو سکیں۔"

اشرف قدسی صاحب نے "منٹگمری یا ساہیوال" کے عنوان سے پندرہ روزہ "فردا" جشن ساہیوال ایڈیشن میں جو تحریر مفتی ضیاء الحسن مرحوم ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال کی قرار داد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھی تھی' اس کے چند پیراگراف درج ذیل پیش کئے جا رہے ہیں۔

منٹگمری یا ساہیوال؟

ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کے گذشتہ اجلاس میں ایک معزز رکن جناب مفتی ضیاء الحسن نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک تجویز پیش کی۔ "ضلع منٹگمری کا نام کسی غیر ملکی حکمران کے نام کے ساتھ

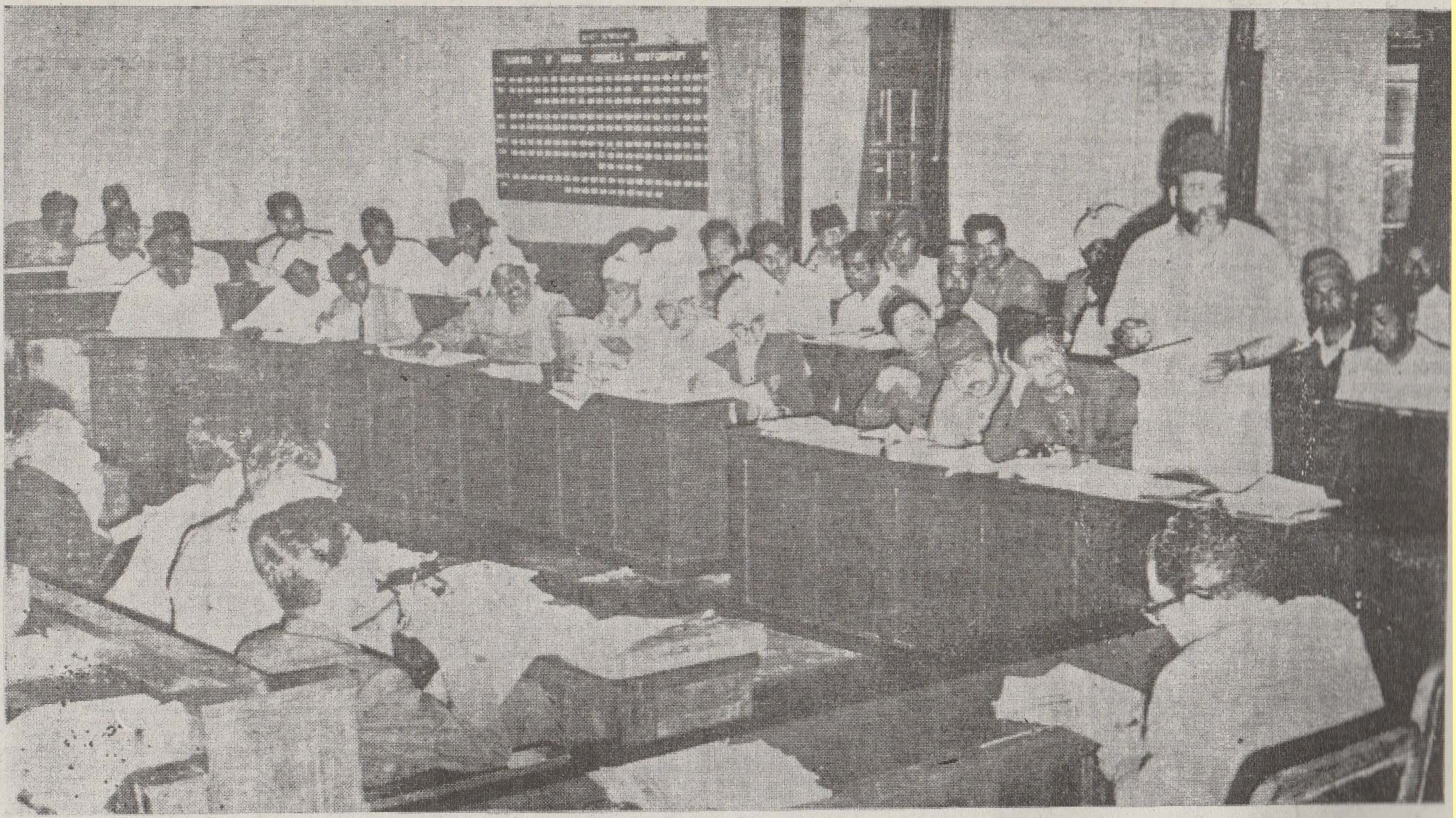

مفتی ضیاء الحسن ڈسٹرکٹ کونسل کے اجلاس میں منٹگمری کا نام تبدیل کرنے کے سلسلے میں تاریخی قرار داد پیش کر رہے ہیں ۔

نسبت پذیر ہے جو غیر ملکی تسلط و اقتدار کی ایسی یادگار ہے جسے آزادی اور حریت کی روح پرور فضاء میں قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا منٹگمری کو اس کے سابقہ نام ساہیوال سے موسوم کیا جائے۔ جس کے ساتھ اس کی قدیم اور عظیم روایات وابستہ ہیں۔ نیز ضلع منٹگمری سے ان تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے۔ جو جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے سرفرشانہ جذبات سے متصادم ہوں اور ان کی جگہ نامور مجاہدین کے زندہ جاوید کارناموں کو جگہ دی جائے جنہوں نے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کے لئے خدمات انجام دیں تاکہ وہ ہمیشہ قوم اور ملک کے لئے حیات افروز ہو سکیں۔

اس تجویز کو ڈسٹرکٹ کونسل نے متفقہ طور پر منظور کرکے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ضلع منٹگمری کا نام ساہیوال رکھ دیا جائے اور دور غلامی کی یادگاروں کو ختم کرکے حریت پسندوں کی یادگاریں قائم کی جائیں۔

یہ تجویز صرف معقول ہی نہیں بلکہ ایک اہم قومی تقاضے کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ آزاد قوم کے افراد غلامی کی ایسی تمام یادگاروں کو نیست و نابود کر دیا کرتے ہیں۔ پھر منٹگمری نام کے ساتھ ہماری کوئی قومی روایت موجود نہیں ساہیوال کا نام ہماری ثقافت کا آئینہ دار ہے اور قومی روایت کا مظہر ہے۔ منٹگمری کا نام اس وقت کے برطانوی حکمران لفٹیننٹ گورنر سر رابرٹ منٹگمری کے نام پر رکھا گیا تھا اس سے پہلے اس ضلع کا نام گوگیرہ تھا اور اب جس جگہ ضلع کچہری واقع ہے اس کے نواح میں ساہی قوم کی ایک مختصر آبادی تھی جسے ساہیوال کہتے تھے۔

جب ۱۸۵۷ء میں منٹگمری کے حریت پسندوں نے جنگ آزادی کے سلسلے میں گوگیرہ جیل کو توڑ دیا اور انگریزوں سے سخت مقابلہ کیا تو برطانوی حکومت کو ضلع کا امن و امان بحال کرنے کے لئے ضلع کچہری کو ایسے مقام پر تبدیل کرنے کا خیال آیا جہاں سے چاروں اطراف کا انتظام ہو سکے۔ ۱۸۶۴ء میں جب ریلوے لائن بنی تو ضلع گوگیرہ کا صدر مقام ساہیوال منتقل کرنے کی تجویز منظور ہوئی جسے ۱۸۶۵ء میں عملی جامہ پہنایا گیا اور اسی سال اس کا نام منٹگمری رکھ دیا گیا۔

منٹگمری کا نام ساہیوال تبدیل ہونے پر ساہیوال کے عظیم فرزند میاں محمد یاسین خان وٹو جو اس

وقت صوبائی وزیر بنیادی جمہوریت تھے، نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ہدیہ تبریک پیش کیا۔

ساہیوال کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے مجھے اس اعلان سے جس قدر مسرت ہوئی ہے اس کا اظہار الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا پھر اس صورت میں جب کہ یہ اعلان ایک ایسے عظیم انسان نے کیا جس نے وطن عزیز کے استحکام اور دفاع کے لئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔ آزادی و حریت کے ایسے پاسبان کا یہ اقدام ساہیوال کے رہنے والوں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا اور وہ اپنی روایات کو ہمیشہ سر بلند رکھیں گے۔ مجھے صوبائی کابینہ کے ایک رکن کی حیثیت سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ ساہیوال کو اس کا پرانا نام واپس دلانے میں گورنر صاحب نے کسی قدر دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے صدر پاکستان سے اس سلسلے میں بات چیت کی اور پھر کابینہ کے اجلاس میں یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس ضلع کے عوام مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کا یہ دیرینہ مطالبہ منظور کر لیا گیا ہے۔ میں اس موقع پر گورنر صاحب، ڈپٹی کمشنر ساہیوال، اور عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب رئیس امروہی صاحب نے روز نامہ جنگ کی اشاعت ۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء میں اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان فرمایا :-

ساہیوال

منٹگمری کا فرنگی نام وجۂ ننگ تھا
نام ساہیوال تھا اس خطہ مشہور کا
اب بہ فضل خالق اکبر عقیقہ کیجئے
جیکب آباد ایبٹ آباد اور لائل پور کا

منٹگمری کا نام ساہیوال میں تبدیل ہونے کے بعد یوم تشکر منایا گیا۔ سب سے بڑا اجتماع جامع مسجد عید گاہ ساہیوال میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب مظفر قادر اور مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے تقاریر کیں۔

مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے جناب مظفر قادر صاحب نے ہر مرحلہ پر موثر اقدام کئے۔ اور تمام حلقوں میں اس کی پذیرائی کے لئے مساعی فرمائیں۔ جس کے نتیجہ میں ساہیوال کا نام واپس مل گیا ہے۔ جس سے انہیں "ساہیوال" کی تاریخ میں شہرت دوام حاصل ہو گئی ہے۔ اختتام پر مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے ایک قرار داد پیش کی جو متفقہ طور پر نعرہ ہائے تحسین کے درمیان منظور کی گئی۔ یہ قرار داد مندرجہ ذیل تھی :

"ساہیوال کا یہ اجتماع ساہیوال کے تاریخی نام کی واپسی پر گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ صاحب کا شکر گزار ہے۔ جنہوں نے اس مستحسن اقدام سے لاکھوں عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ اجتماع ان تمام اصحاب کی مساعی پر ممنون ہے جنہوں نے اس عظیم تحریک کا آغاز کیا۔ اس کو اپنایا اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مختلف مراحل میں موثر اقدام کئے۔

یہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ ساہیوال کے لوگ اپنے شاندار ماضی کی حریت افروز روایات روشن کرنے اور ملکی و ملی استحکام کے لئے سرگرم عمل رہیں گے اور نئے عزائم کے ساتھ ساہیوال کی تاریخی عظمت کو برقرار رکھیں گے۔"

راقم الحروف کے بھائی مفتی ضیاء الحسن مرحوم کی جو تحریر پندرہ روزہ "فردا" ساہیوال میں چھپی تھی۔ وہ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

"منٹگمری سے ساہیوال تک"

منٹگمری، کالونی اضلاع میں زرعی لحاظ سے کافی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن بیرونی دنیا میں منٹگمری کی شہرت میں جیل کا کافی حصہ ہے۔ سیاسی قیدیوں کو ایذا رسانی کے لئے یہاں بھیج دیا جاتا تھا۔ جس کے ساتھ داستانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ملک و ملت کے جن ممتاز اکابرین نے برطانوی استعمار کے خلاف منٹگمری جیل کے مصائب برداشت کئے ہیں۔ ان میں حضرت مولانا ظفر علی خان سرفہرست

ہیں۔ آپ پہلی جنگ عظیم میں یہاں نظر بند رہے۔ ان ہی دنوں کا یہ شعر ہے۔ ع

منٹگمری میں بیٹھ کر کھینچی
میں نے دنیا کے حال کی تصویر

انہی ایام میں آپ کے صاحبزادے مولانا اختر علی مرحوم ملاقات کے لئے آئے۔ ان کے ہمراہ منصور علی خان بھی تھے۔ جو طفولیت کے دور سے گزر رہے تھے۔ حضرت مولانا نے ارتجالاً ارشاد فرمایا۔ ع

مجھ سے ملنے کے لئے زنداں میں منصور آگیا
تھیں ترستی جس کو آنکھیں چشم بدور آگیا
اس سیاہ خانہ میں تم کیوں جان بابا آگئے!
میں تو ہو کر اپنی قسمت سے مجبور آگیا

○ "دنیا میں دوزخ" یا سیاہ خانہ منٹگمری جیل ہی کے لئے واضع کئے گئے تھے۔

جہاں تک منٹگمری کے نام کا تعلق ہے۔ میں غیر شعوری طور پر اس سے مانوس نہ ہو سکا۔ جس میں جیل کے تصورات بھی دخیل ہیں۔ جن دنوں میں یہاں نظر بند رہا۔ میرے مشاہدے میں آیا۔ کہ واقعی اس جیل کی فضا سیاسی قید و بند کے لئے مسموم ہے۔ یہاں عادی قسم کے مجرمین رکھے جاتے ہیں۔ جو طویل المیعاد سزاؤں کی وجہ سے قواعد سے بالا رہتے ہیں۔ اور اپنے گھناؤنے اشغال کو جیل میں بھی جاری رکھتے ہیں۔

منٹگمری کے سلسلہ میں جب تحقیق و تجسس کا دور شروع ہوا تو یہ عقدہ کھلا کہ منٹگمری کا لفظ ہماری تاریخ کی عکاسی کر رہا ہے۔ اس نام کے لوگوں کے ساتھ جو واقعات منسوب ہیں، ان میں اسلام دشمنی اور خون آشامی کے واقعات نمایاں طور پر شامل ہیں۔ انگریزی عہد کی تاریخ میں پہلا

شخص سرہنری کننگھم برٹ منٹگمری ہے۔ جس کے صاحبزادے☆ ایچ۔ سی برٹ منٹگمری نے ۱۷۹۹ء میں ٹیپو شہید کے خلاف تلوار اٹھائی اور اسلام کے اس عظیم مجاہد سے نبرد آزما ہوا۔ جو احیائے اسلام کے لئے جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔ اس معرکہ میں مسٹر منٹگمری نے جو ہتھکنڈے استعمال کئے وہ تاریخ میں ہمیشہ نفرت و حقارت کا موجب رہیں گے۔

تیسرا شخص رابرٹ منٹگمری ہے جو پنجاب میں مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ جس کے متعلق چیف کمشنر پنجاب ۱۸۵۸ء میں تحریر کرتے ہیں کہ مسٹر رابرٹ منٹگمری نے پنجاب کی انتظامیہ میں قابل ذکر خدمات انجام دیں ہیں۔ انہوں نے کمشنر لاہور رکن سابق بورڈ اور جوڈیشنل کمشنر کے طور پر کارکردگی کا اعلیٰ مظاہرہ کیا ہے۔ یہ شخص ۱۸۵۷ء میں جوڈیشنل کمشنر کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جہاں اس نے جنگ آزادی کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ اور اس تحریک کی ناکامی کے لئے اپنی مساعی بروئے کار لایا۔ یہی شخص بعد ازاں پنجاب میں لفٹیننٹ گورنر مامور ہوا۔ اس کے نام پر ساہیوال کو منٹگمری کا نام دے کر ضلع مرکز قائم کیا گیا۔ اس شخص نے ۱۸۵۷ء کے حوادث کی جو رپورٹ ترتیب دی ہے وہ بقول اعداء غدر ریکارڈ رپورٹ مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں مندرج ہے۔ جس کا آغاز اس طرح کیا گیا ہے :

منجانب آر منٹگمری جوڈیشنل کمشنر پنجاب بخدمت آر ٹمپل، سیکرٹری چیف کمشنر پنجاب نمبر ۱۴۹ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۵۷ء۔ میں چیف کمشنر صاحب کی خدمت میں ان اقدامات کی روئداد پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں جو نازک ترین حالات میں تدارک کے لئے اختیار کئے گئے۔ اس رپورٹ کی تدوین میں مسٹر ہنری پارکر اسسٹنٹ کمشنر لاہور میرے معاون رہے۔ سر جے لارنس چیف کمشنر پنجاب نے سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا کو ۲۵ مئی ۱۸۵۸ء کو پولٹیکل رپورٹ ۳۲۲-۷۵ ارسال کی۔ جس میں مسٹر آر منٹگمری کے متعلق تحریر کیا :

☆معاصر عزیز طاہر میں شاید کتابت کی غلطی کی وجہ سے یوں شائع ہوا ہے۔ ورنہ ایچ سی برٹ منٹگمری سرہنری کننگھم برٹ کا والد تھا۔ (اشرف قدسی)

"انتظامیہ کے فوجی اور سول حکام میں سب سے پہلے مسٹر آر منٹگمری کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ انہیں پورا ذہنی سکون حاصل رہا اور حوادث کے تاریک ایام میں رابرٹ منٹگمری کی موجودگی کامیابی کا موجب سمجھی جاتی تھی۔"

گوگیرہ میں جو واقعات رونما ہوئے اور مجاہدین آزادی نے برطانوی استعمار کو جس بری طرح پامال کیا اس کی روئداد انگریز حکمرانوں کی زبانی مطالعہ فرمائیں۔ روئداد کے مطالعہ کے وقت یہ ملحوظ رہے کہ حکمران اس قسم کے واقعات کی ترتیب میں ہمیشہ مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ اپنی بریت اور مخالف فریق کو مجرم گردانتے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا۔ اور تصادم کے نتائج میں مخالف کے نقصان کو شمار میں نہیں لایا جاتا۔ واقعات یہی ہیں کہ مجاہدین نے نظم و نسق معطل کر دیا اور سامراجی حاکمیت مفلوج ہو گئی۔ چیف کمشنر سرجے لارنس کے قول کے مطابق "بغاوت اس وقت تک فرو نہیں ہو سکی جب تک دہلی کا سقوط نہیں ہوا۔" اگر دہلی میں حریت پسند برطانوی عزائم کو ناکام کر دیتے تو باقی اکناف ملک آزادی سے ہمکنار تھا۔ یہاں ملوکیت موت کے منہ میں تھی جسے دہلی میں حریت پسندوں کی ناکامی نے زندہ کر دیا۔ گوگیرہ کی جنگ آزادی کو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ مسٹر آر منٹگمری تحریر فرماتے ہیں۔

۲۶ اگست کو قیدیوں کی جانب سے جیل توڑنے کی کوشش کی گئی۔ جس میں مسٹر برکلے اسسٹنٹ کمشنر کو اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ قیدیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جس میں ۵۱ قیدی مارے گئے۔ (برکلے کے ساتھی تھوڑے اور مارے جانے والوں کی تعداد ۵۱ تھی، حسن بیان یہی ہے) اور متعدد قیدی فرار ہوگئے۔ احمد خان کھرل بھی ان دنوں جیل میں تھے جو اس علاقہ میں تحریک کے قائد تھے۔ ایک روایت کے مطابق احمد خاں کھرل اسی مقابلہ میں قیدیوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ جیل سے نکل گئے تھے اور مسٹر برکلے کی ساری قوت نابود ہو گئی۔ مسٹر رابرٹ منٹگمری رپورٹ نمبر ۷۲ میں لکھتے ہیں:۔

"گیارہ ستمبر ۱۸۵۷ء کو یہ اطلاع ملی کہ گوگیرہ میں طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے جس میں کھرل اور

بارہ قبیلوں کے لوگ شامل ہیں۔ چیف کمشنر نے اطلاع پاتے ہی چھ گھنٹے میں گورہ اور سکھ فوجیوں کے دستے گوگیرہ روانہ کر دیئے۔ جن میں توپچی بھی شامل تھے۔ یہ فوج تین دن میں ۸۳ میل مسافت طے کرنے کے بعد گوگیرہ پہنچی۔ اس عرصہ میں دوسرے قبائل کے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ جنہوں نے حمل و نقل اور رسل و رسائل کے تمام وسائل منقطع کر دیئے تھے۔ سر جے لارنس چیف کمشنر پنجاب اپنی پولٹیکل رپورٹ ۳۲۲-۷۵ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو تحریر کرتے ہیں۔ دوسرا ہنگامہ گوگیرہ میں پیدا ہوا۔ جو راوی اور ستلج کے درمیان' لاہور کے جنوب میں واقع ہے۔ ۱۶ ستمبر کو محکمہ ڈاک کا اہلکار (آنسوؤں بھری آنکھوں کے ساتھ آیا۔ اس نے بتایا کہ ملتان اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے تمام دیہاتی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ بغاوت کرنے والوں کی تعداد ۱۲۵۰۰۰ ہے' (ملحوظ رہے کہ ان دنوں ضلع کی تمام آبادی ساڑھے تین لاکھ کے قریب تھی) تین گھنٹے کے وقفہ سے ایک یورپین کمپنی' توپ خانہ اور دو صد سکھ فوجی روانہ کر دیئے گئے۔ باغی ہتھیاروں سے مسلح تھے جو پولیس سے چھینے گئے تھے۔ یا ملحقہ ریاست بہاول پور سے لائے گئے تھے۔ یہ بغاوت بیس دن کی جدوجہد کے بعد فرو ہوئی۔ جس میں ہمارا تھوڑا نقصان ہوا۔ اس مہم کے لئے یہاں ۱۵۰۰ ٹرپس جمع کئے گئے۔ اگرچہ اس وقت امن و امان ہو چکا ہے تاہم بغاوت کے اسباب کی تحقیقات ضروری ہے۔ یہ ملحوظ رہے کہ جس وقت تک دہلی فتح نہیں ہوئی۔ اس وقت تک بغاوت پر قابو نہیں پایا جا سکا۔"

یہ واقعات پوری تفصیل کے ساتھ تاریخی صفحات پر موجود ہیں کہ مجاہدین نے کس جواں ہمتی سے انگریزی استعمار کو کچلا۔ انہی حریت افروز واقعات کا رد عمل تھا کہ انگریز نے اپنے اقتدار کے مفاد میں از سر نو ضلعی مرکز کی بحالی کا منصوبہ ترک کر دیا اور اس مرکز کو گوگیرہ سے ساہیوال لے آئے۔ جہاں اسے رابرٹ منٹگمری کے نام پر منٹگمری کا نیا نام دیا گیا۔

منٹگمری کے لوگ آزادی کے نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور حیات افروز فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں وہ اپنے عظیم القدر مجاہدین آزادی کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جبر و تشدد اور مظالم کی نسبت کو ترک کرنا چاہتے ہیں۔ جسے ضلع میں ایک تحریک کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے

اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کی قرار داد بھی تحریک کا ایک حصہ ہے (یہ قرار داد اس شمارے میں شامل ہے)۔ (بہ شکریہ طاہر ساہیوال)

ہدیہ تبریک

قرار داد ڈسٹرکٹ کونسل۔ نمبر ۱۶۷ جو اجلاس عام میں مورخہ ۶ دسمبر کو منظور کی گئی جسے میاں عبدالحق ستارہ قائد اعظم۔ ایم۔ این۔ اے وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل نے پیش کیا۔

ڈسٹرکٹ کونسل کا یہ اجلاس ساہیوال کے تاریخی نام کی واپسی پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے اور مغربی پاکستان کے گورنر پنجاب جناب محمد موسیٰ صاحب ایچ۔ پی۔ کے۔ ایچ۔ جے۔ ایچ۔ کیو۔ اے۔ ایم۔ بی۔ ای کا شکر گزار ہے۔ جنہوں نے مستحسن اقدام سے عوام کی خواہشات کی تکمیل فرمائی۔

یہ اجلاس وزیر بنیادی جمہوریت میاں محمد یاسین خان وٹو اور کمشنر صاحب ملتان ڈویژن جناب سید حماد رضا کی خدمات کا معترف ہے۔ جن کی سرپرستی سے یہ تحریک خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچی۔

یہ اجلاس تحریک کے مربوط آغاز اور مختلف مراحل میں اس کی کامیابی کے لئے چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل جناب مظفر قادر سی۔ ایس۔ پی۔ کی مساعی اور قرار داد کے محرک جناب مفتی ضیاء الحسن کی کوشش کو استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جنہوں نے تحریک کی کامیابی اور تمام حلقوں میں پذیرائی کے لئے مؤثر اقدامات کئے۔ جن سے انہیں ساہیوال میں تاریخی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

یہ اجلاس ڈسٹرکٹ کونسل کے تمام ارکان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ جنہیں قرار داد کی تائید سے شہرت دوام حاصل ہو گئی ہے اور ہاؤس کے وقار میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ جس نے ایک مفید اور تاریخی تحریک سے لاکھوں عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے۔ کہ مزکورہ بالا تجویز کی نقول اصل قرار داد کے ساتھ جناب محمد

موسیٰ صاحب گورنر مغربی پاکستان اور متعلقہ حضرات کی خدمت میں روانہ کی جائیں۔ اور قرار داد کو ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں آویزاں کر دیا جائے۔

راقم الحروف کے بھائی مفتی ضیاء الحسن مرحوم کو جناب مولانا محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ۶۶-۱۲-۸ کو جو چھٹی ساہیوال نام کی واپسی پر موصول ہوئی تھی۔ اس کا متن مندرجہ ذیل ہے، جس سے ان کے احساسات کا پتہ چلتا ہے :

محترم المقام زید مجدکم

مجھے یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کی تحریک کامیابی کے مراحل میں داخل ہوئی اور منٹگمری کو اس کا صحیح نام ساہیوال واپس مل گیا۔

اگرچہ بظاہر یہ نام کی تبدیلی ہے۔ لیکن اس کے مضمرات دور رس نتائج کے حامل ہیں۔ جس سے ذہنی ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ خداوند جل مجدہ، مسلمانوں کو ہر قسم کے انگریزی اثر و نفوذ سے محفوظ رکھیں۔

احقر محمد طیب غفرلہ (دیو بند)

ایک یادگار تصویر

ایک موقع پر مفتی ضیاء الحسن مرحوم بیان فرما رہے ہیں۔ جبکہ کرسیوں پر سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم۔ شیخ نثار احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم (جسٹس شیخ اعجاز نثار۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے والد) اور رانا عبدالحمید خان مرحوم سابق مرکزی وزیر نمایاں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Legendry Mufti Zia Ul Hasan (R.A) A Short Biography

تاریخ ساز شخصیت مفتی ضیاء الحسنؒ

مختصر سوانح اور ایک سیاسی مطالعہ

مفتی ضیاء الحسنؒ بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ بن مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ بن مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ بن مولانا عبدالوارث لدھیانویؒ۔

مفتی ضیاء الحسنؒ کا سن پیدائش 1918ء ہے۔ آپ کے والد مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد خاص تھے اور جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ تقسیم ہند سے قبل تک مفتیٔ اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دونوں حضرات کے زمانہ صدارت میں جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔

آنے والی سطور میں جناب میاں عبدالوارث، ساہیوال کے بیان کے مطابق مفتی ضیاء الحسنؒ کے چند اور مختصر احوالِ زندگی قلم بند کیے ہیں۔ راقم محمد قاسم خطیب جامع مسجد اللہ والی رائے ونڈ روڈ لاہور۔

حضرت کے بہن بھائیوں کی تفصیل و ترتیب:۔

(۱) مفتی ضیاء الحسنؒ۔ (۲) کلثوم مفتی صاحبہؒ۔ 66 سال قرآن کی تعلیم دی۔ (۳) سلمیٰ مفتی صاحبہ۔ (۴) ضیاء الحسین مفتیؒ صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند اور فاضل دہلی یونیورسٹی (۵) مفتی محمد طیبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند+عربی ٹیچر۔ (۶) حافظ محمد طاہر گم ہوگئے تھے۔ (۷) میاں عبدالوارث صاحب۔ چند پاروں کے حافظ اور درس نظامی شرح وقایہ تک پڑھا۔ (۸) شاہدہؒ۔ (۹) زاہدہؒ۔ (۱۰) طاہرہؒ۔

(۱۱) سیّد احمد لاء گریجویٹ۔ (۱۲) زیاد احمد سابق ڈپٹی کلکٹر محکمہ انہار

کل تیرہ بہن بھائی تھے۔

سلسلہ نسب:۔

مفتی محمد نعیمؒ متوفی: 20 دسمبر 2 شوال 1970 بن محمد عبداللہ بن مولانا عبدالقادر (ہمصر شاہ عبدالرحیمؒ بن شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی) بن مولانا عبدالوارثؒ (نابینا تھے، راستے میں کنویں میں گر گئے بعدازاں نکالنے والے نے نکالا اور لعاب دہن ڈالا اور کہا سیدھے چلے جاؤ رائے پور۔ اسی وجہ سے بقول میاں عبدالوارث کے مفتی نعیم صاحب کے والدین کہا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں علمِ خضری ہے۔) بن مولانا جان محمد والد یا سُسر ہیں۔

والدہ محترمہ خدیجہؒ بن محمد ابراہیم متوفیہ 19 مارچ 1951ء امی جان کی محنت کے حوالے سے ان کی تایا زاد بہن کہا کرتی تھی ہم ہاتھ والی چکی سے ایک رات میں پوری بوری گندم پیس لیتی تھیں۔ شادی سے پہلے تک تمام اہلِ محلّہ کو قرآن مجید کی تعلیم دیتی تھیں۔ (اللہ تعالیٰ جملہ محنت قبول فرمائے۔)

تعلیم:

درس نظامی والد صاحب کے پاس پڑھا۔ مدرسہ اللہ والا (مہتمم مولانا رمضانؒ، مفتی نعیمؒ) میں ایک ڈیڑھ سال پڑھایا۔ پھر دیوبند چلے گئے۔ وہاں دورۂ حدیث شریف تک پڑھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ دونوں بزرگ کہا کرتے تھے کہ یہ میرا آدمی ہے۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ میں 1940ء میں دورۂ حدیث شریف پڑھا اور لدھیانہ واپس آ گئے۔ وہاں پر حضرت مفتی نعیم لدھیانویؒ مشہور مسجد دو منزلہ میں درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ 1941ء میں ان کی گرفتاری عمل میں آئی تو صاحبزادہ صاحب اپنے والد کی جگہ درسِ قرآن کی خدمت سرانجام دینے لگے۔ پھر گھریلو ساری ذمہ داریاں انہی نے نبھائی ہیں۔

نیز مدرسہ اللہ والا میں شعبۂ کتب کی تدریس کی، قدوری شریف پڑھائی۔ میاں عبدالوارث نے بھی انہی سے قدوری شریف پڑھی۔

اہم واقعہ:۔

جب مولانا عبیداللہ سندھیؒ 25 سال کی جلاوطنی کے بعد تشریف لائے تو لدھیانہ بھی آئے۔ حضرت مفتی

نعیم صاحبؒ سے مخاطب ہو کر کہا: نعیم! تو نے اپنے لڑکوں کو درویش بنا دیا ہے۔ انہیں مجاہد بناؤ اور اس لڑکے کو میرے حوالے کرو۔ کچھ عرصہ حضرت کے ساتھ رہے۔ بعد ازاں ایشیائی کانفرنس 1943ء میں اسٹیج سیکرٹری تھے اور تمام ممالک کا تعارف انہی نے کروایا تھا۔ نیز 1941ء میں حضرت سندھیؒ نے مفتی ضیاء الحسنؒ صاحب کی ہمشیرہ کلثوم بی بی سے "بنات الاسلام" کے نام سے ایک درس گاہ قائم کرائی۔ جو کہ بعد میں پاکستان کے مشہور علاقہ "ساہیوال" میں بھی قائم ہوا اور تاوقتِ تحریر جامعہ ضیاء القرآن کے نام سے علمی کارنامے انجام دے رہا ہے۔

نیز حضرت چھوٹے بڑے کل 32 اداروں کے روحِ رواں اور نگران و ذمہ دار تھے۔ انمیں سے کچھ یہ ادارے بھی تھے۔ ٹی بی ایسوسی ایشن، ریڈ کراس اور سول ہاسپٹل کے سیکرٹری بھی تھے۔ ٹی بی ایسوسی ایشن کے صدر بھی تھے۔

انڈیا 46-1945ء میں نیشنل اسمبلی کے امیدوار ہو کر کھڑے ہوئے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے انہیں ٹکٹ دیا تھا ہار گئے تھے۔ ان کے مقابل رائے اقبال تھے جو کہ ڈسٹرکٹ لدھیانہ تحصیل جگراؤں رائے کورٹ کے رئیس تھے اور رائے عنایت اس کے بھائی تھے اور حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ تھے۔

وار فنڈ کا واقعہ:

1942ء میں برٹش حکومت چندہ کر رہی تھی تو تمام جماعتوں نے مخالفت کی اور جلسے کیے۔ ایک جلسہ میں حضرت مفتی صاحب ایک شخص سیٹھ محمد حنیف کا تعارف کرانے لگے تو اس قدر لمبی تقریر کی کہ خود گرفتار ہو گئے اور اس شخص کو کچھ نہ کہا گیا۔ کئی مرتبہ گرفتاری بھی عمل میں آئی۔ پھر پاکستان انڈیا الگ الگ حکومتیں سامنے آئیں۔ ساری فیملی پاکستان ہجرت کر کے آ گئی تھی مگر مفتی صاحب خود انڈیا میں ہی رہے۔ آٹھ نو مہینوں کے بعد تمام افراد کو نکلوا کر پھر خود پاکستان آ گئے۔ پھر اس کے بعد کراچی چلے گئے۔

ساہیوال کا پس منظر:۔

ساری فیملی لاہور میں حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرے تھے۔ بعد ازاں وہاں کے ایک شیخ عظمت اللہ کے نام ساہیوال میں ایک فیکٹری الاٹ ہوئی تھی مگر اس کا قبضہ و سامان جب ہی مل سکتا تھا جبکہ

ڈپٹی کمشنر کی اجازت ہوتی۔ ڈپٹی کمشنر اس وقت راجہ حسن اختر تھے جو کہ پنڈی میں مفتی صاحب کے والد صاحب حضرت مفتی نعیم کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت نے اپنے والد صاحب سے چٹھی لکھوائی، ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام۔ جب وہاں گئے تو کام ہوگیا۔ کام ہو جانے کے بعد راجہ حسن اختر نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ یہیں رہ جائیں تو کرنے کے کام کافی ہیں۔ حضرت وہیں ٹھہر گئے۔ گردوارہ الاٹ کر دیا گیا۔ بنات الاسلام گرلز سکول جاری کر دیا۔

پاکستان آنے کے بعد مسلم لیگ میں آ گئے تھے۔ اگرچہ خود الیکشن نہیں لڑا۔ مگر بہت ساروں کو الیکشن لڑوایا۔ 1951ء میں چودھری محمد شفیق ایڈووکیٹ کو صوبائی اسمبلی اور میاں عبدالحق کو نیشنل اسمبلی میں الیکٹ کروایا۔ یہاں پر ٹی بی ایسوسی ایشن میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے صدر بن گئے۔ ریڈ کراس کے صدر بن گئے۔ ننگل انبیاء ہائی سکول انہوں نے جاری کیا۔ اس کے بعد جی ٹی روڈ غلہ منڈی کے باہر شیخ الہند کے نام پر محمودیہ ہائی سکول کے لیے جگہ الاٹ کروائی۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال مشہور مدرسہ ہے کی جگہ بھی حضرت مفتی صاحب نے الاٹ کروائی اور اس کی تعمیر بھی شیخ عظمت کے بڑے بھائی حاجی فیروز الدین وغیرہ کے ساتھ مل کر عمارت تعمیر کروائی۔

1967ء میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بھی ہوئے۔ اسی زمانہ میں منٹگمری کا نام تبدیل کروایا اور اس کا سابقہ نام ''ساہیوال'' بحال کروایا۔ سارے ڈسٹرکٹ میں زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کی اور ان کے چیئرمین بنے۔ 1970ء میں والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ غالباً 1972ء میں بھٹو دور میں جب گرفتاریاں عمل میں آئیں تو اس وقت مفتی صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ گردہ میں پتھری کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہوگئی۔ اس وقت ہیلتھ سیکرٹری ڈاکٹر افتخار کے بقول علاج کروالیں۔ سب خرچ حکومت کے ذمہ ہے تو حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ تختے پر نہیں مرنا چاہتا۔

1976ء یا 1977ء میں گرفتار ہوئے۔ اوکاڑہ کشمور تھانہ میں تھے۔ میاں نذیر بھائی عبدالحق نے تلاش کیا اس زمانہ میں چودھری نذیر ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس کے سامنے بات رکھی جس نے کافی کوشش کرنے کے بعد رہائی دلائی۔

ایک اہم وصف:۔

ہر موضوع پر گفتگو کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اطبار کے جلسہ سے حکمت کے موضوع پر خطاب فرمایا

جس کو سن کر سامعین استعجاب و حیرت میں پڑ گئے۔

صدر پاکستان جنرل ضیاء الحقؒ سے خصوصی تعلقات تھے اور اُن کی کچھ تقاریر مفتی صاحب لکھ کر دیتے تھے۔

1983ء میں ایک کمشنر سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ وہیں پر 16 فروری 1983ء فالج کا اٹیک ہوا جس سے بایاں بازو اور بائیں ٹانگ متاثر ہوئے۔ دماغ درست کام کر رہا تھا۔ بالآخر 20 فروری 1983ء کو اپنے حقیقی خالق سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کل 65 سال کی عمر پائی۔ ماشاء اللہ گھر میں تراویح کا اہتمام ہوتا تھا۔ کل تین حج بھی کیے۔ مسجد شہدا فرید ٹاؤن میں تعمیری کاوش بھی رہی۔

مفتی ضیاء الحسنؒ کے فلاحی اداروں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

بانی محمودیہ ہائی سکول ساہیوال	بانی ننگل انبیا ہائی سکول ساہیوال
بانی بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال	بانی مدرسۃ البنات لدھیانہ
بانی مدرسۃ البنات ساہیوال	بانی جامعہ رشیدیہ ساہیوال
بانی اسلامی تعلیمی ادارہ فیصل آباد	مسجد شُہدا ساہیوال

جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال 1986
میں مفتی ضیاء الحسنؒ کی یاد میں قائم کیا گیا۔

مفتی ضیاء الحسنؒ

سابقہ صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان

بانی محمودیہ ہائی سکول ساہیوال

بانی ننگل انبیا ہائی سکول ساہیوال

بانی بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال

بانی مدرسۃ البنات لدھیانہ

بانی مدرسۃ البنات ساہیوال

بانی جامعہ رشیدیہ ساہیوال

بانی اسلامی تعلیمی ادارہ فیصل آباد

بانی مسجد شُہدا ساہیوال

جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال 1986
میں مفتی ضیاء الحسنؒ کی یاد میں قائم کیا گیا۔

Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Former President
Anti TB Association of Pakistan

Founder of

Mahmoodia High School, Sahiwal

Nangle Ambia High School, Sahiwal

Banat ul Islam High School, Sahiwal

Madarssa tul Banat Ludhiana

Madarssa tul Banat Sahiwal

Jamia Rasheedia Sahiwal

Islamia Taleemi Idara Faisalabad

Majid e Shuhadaa Sahiwal

Jamia Zia ul Quran Sahiwal was
founded in memory of
Mufti Zia ul Hassan (r.a) in 1986

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی تعلیم کا مرکز

جامعہ ضیاء القرآن رجسٹرڈ ساہیوال

برائے طالبات

کا

تعارف و مختصر روئیداد

جسمیں

○ قرآن کریم ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ○ حدیث ترجمہ و تفسیر کے ساتھ

○ قاریہ فاضلہ ○ حافظہ فاضلہ ○ ناظرۃ القرآن

کا انتظام ہوگا

(کراؤن پریس صدر بازار ساہیوال)

مختصر روئیداد

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشرقی پنجاب میں لدھیانہ ضلع دینی علمی طور پر انتہائی سربلند تھا۔ شہر کے گوشہ گوشہ میں اسلام و دینی تعلیمات کے مدارس قائم تھے جن کے فارغ التحصیل بہترین عالم ہوتے تھے۔ ان ہی اداروں میں قدیم اور اہم ترین درسگاہ مدرسہ محمودیہ عربیہ اللہ والا تھا۔ جو کہ تحریک حریت ہند ۱۸۵۷ء میں شکست کے بعد ملی استحکام کے لیے دارالعلوم دیوبند اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ساتھ قائم ہوا جس کے بانی مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے انتقال کے بعد یہ امانت خاندانی سلسلہ کے لحاظ سے میرے والد مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی۔ جنہوں نے نہایت خوش اسلوبی اور بلند ہمتی سے درسگاہ کو اس کی روایات کے مطابق برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ ہی دختران اسلام کی تعلیم کے لئے علیحدہ درسگاہ کے قیام کا بیڑا اٹھایا۔ کیونکہ مردانہ اور زنانہ تعلیم نصاب قومی معارف اور دینی علوم سے مبرا تھے جن کے اثرات دختران اسلام کو انگریزی تعلیم تہذیب میں جذب کر رہے تھے جو ملت کے لیے انتہائی طور پر ہلاکت خیز تھے۔ مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ اب فکرمند تھے کہ کوئی عملی قدم اٹھایا جائے ایسا مرکزی ادارہ قائم ہو جس سے دختران اسلام مستفید ہو سکیں۔ اسی دوران مولانا عبیداللہ سندھی ۲۵ سالہ جلاوطنی کے بعد واپس تشریف لائے۔ انہیں اس سلسلہ میں خاص شغف تھا۔ انہوں نے ہمت بڑھائی۔ لہٰذا فروری ۱۹۴۱ء کو مدرسہ اسلامیہ محمودیہ کی شاخ کے طور پر خواتین کی درسگاہ مدرسہ بنات الاسلام کا اجراء ہوا۔ جس کا افتتاح مولانا عبیداللہ سندھی کی سرپرستی میں کیا گیا۔

مدرسہ بنات الاسلام نے کم عرصہ میں بے پناہ ترقی حاصل کی۔ عوام و خواص نے اس کی خدمات کو سراہا۔ تحسین و ستائش کی نظر سے دیکھا۔ مفکرِ اعظم مولانا عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

میں انتہائی مسرور ہوں۔ کہ جن مسلمانوں نے مدرسہ کو دیکھا اس کے انتظام اور تعلیم قرآن کی تعریف کی۔ لہذا میں اس مدرسہ بنات الاسلام کو دارالعلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کیلئے مان لیتا ہوں۔

مولانا الحاج قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۴۳ء میں مدرسہ کا معائنہ کیا اور فرمایا:

لڑکیوں کے مدرسہ کے لیے جو شرائط اسلامی نقطہ نگاہ سے ہو سکتی ہیں وہ سب اس مدرسہ میں موجود ہیں خدا کرے مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ اور اس کے طریقہ تعلیم کی تقلید کریں۔ یہ سب حضرت مفتی محمد نعیم اور ان کے خلف الرشید مفتی ضیاء الحسن جن کی تعلیمی اور علمی جدوجہد نے یہ نیک مثال قائم کی ہے انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔

روئیداد ۱۹۴۷ء

میرے والد مفتی محمد نعیم اور برادر مفتی ضیاء الحسن کی انتہائی کاوشوں جدوجہد کا اثر تھا کہ پاکستان قائم ہونے کے بعد مفتی ضیاء الحسنؒ کی سرپرستی میں مدرسہ بنات الاسلام جاری کیا گیا جس کا یکم مئی ۱۹۴۸ء کو بیگم صاحبہ راجہ حسن اختر ڈپٹی کمشنر منٹگمری کی صدارت میں افتتاح کیا گیا۔ یہاں پر بھی مدرسہ نے بیحد ترقی کی۔ خواتین ساہیوال اچھی طرح واقف ہیں۔ دُنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا خصوصی طور پر انتظام تھا جو لڑکیاں ترجمہ تفسیر قرآن کریم کی تعلیم سے مالا مال ہوئیں ان کے خاندانوں نے بے حد سراہا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات مدرسہ بنات الاسلام کے بارے میں:

میں نے مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ کے تعلیمی کوائف اور حالات سنے تھے۔ بحمد اللہ اسلامی نقطۂ نظر سے بچیوں کے لئے ایک کامیاب جامع الشروط درسگاہ تھی۔ میں انتہائی مسرور ہوں کہ منتظمین نے بے سروسامانی کے باوجود اسی معیار پر منٹگمری پاکستان بتوکل علی اللہ وہی درسگاہ جاری کر دی ہے۔ پاکستان میں بچیوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے اس قسم کے معیاری اداروں کی

اشد ضرورت ہے۔ میں اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں اور ارباب خیر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس درسگاہ کی ضرورتوں کی تکمیل میں فراخ حوصلگی سے حصّہ لیں اور اس کی سرپرستی فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

یہ سب کام جاری تھا کہ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں حکومت پاکستان نے تمام قومی سکولوں کو اپنی تحویل میں لے لیا لہذا اس وقت یہ آپ کا بنات الاسلام ہائی سکول جو عروج کی منزل پر جا رہا تھا۔ اپنا پچیس سالہ عرصہ گذار چکا تھا۔ یہ بھی ساتھ ہی حکومت کی تحویل میں چلا گیا۔ اللہ تعالےٰ کی رضا سمجھتے ہوئے اپنے مشن یعنی قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اگرچہ اسی دوران بیحد مشکلات درپیش آئیں جن کا بیان کرنا مناسب نہیں۔ الحمد اللہ سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اس کے بعد اب وہی قرآن کریم کی تعلیم جو یہاں ساہیوال میں ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ۴۰ سال سے جاری تھی آج جامعہ ضیاء القرآن کے نام سے اُبھر رہا ہے۔ آج جامعہ کا افتتاح ہے جس کے لئے ہم سب شریک ہو رہی ہیں۔ میں آپ سب کو ھدیۂ تبریک پیش کرتی ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جس نے ہم سب کو یہ دینی دولت عطا کی ہے۔ میں آخر میں اپنی تمام عزیز خواتین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں تعاون کیا۔ نیز وہ خواتین بھی خصوصی شکریہ کی مستحق ہیں جن کی ہمدردیاں اور خصوصی توجہات مشکلات میں دستگیری فرماتی رہیں۔ میں ان سب کی بھی مشکور ہوں جن کی خدمات سے جامعہ کی عمارت پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ اللہ تعالےٰ کا ہی فضل احسان ہے جس نے آج ہم سب کو دینی دولت عطا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مذہب۔ ملت۔ مملکت کی خدمت میں مزید ہمت۔ اخلاص۔ استقلال عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

کلثوم مفتی

صدر انجمن جامعہ ضیاء القرآن رجسٹرڈ ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

علماء لدھیانہ کی یادگار!

مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ

مشرقی پنجاب میں لدھیانہ جہاں صنعتی اور تجارتی اعتبار سے اہمیت رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دینی اور علمی لحاظ سے بھی مرکزیت کا حامل تھا۔ شہر کے گوشہ گوشہ میں اسلامی تعلیمات کے مکاتب و مدارس جاری تھے، جو اپنی ہمت کے مطابق تعلیمی و دینی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان اداروں اہم اور قدیم ترین درسگاہ مدرسہ اسلامیہ محمودیہ اللہ والا تھا۔ جو تحریک آزادیٔ ہند ۱۸۵۷ء میں شکست کے بعد دارالعلوم دیوبند، مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی جس کے بانی جہادِ حریت ۱۸۵۷ء کے مجاہدین علماء لدھیانہ حضرت مولانا محمدؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہؒ، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ تھے۔ جن کے انتقال کے بعد یہ امانت خاندانی سلسلہ کے اعتبار سے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم کے سپرد ہوئی جنہوں نے خوش اسلوبی اور بلند ہمتی کے ساتھ درسگاہ کو اس کی روایات کے مطابق برقرار رکھا۔ اور اسی کے ساتھ ہی نسوانی تعلیم و تربیت کیلئے علیحدہ درسگاہ کے قیام کا بیڑا اٹھایا

مردانہ نصاب تعلیم کی طرح ہمارے زنانہ تعلیمی نصاب بھی قومی معارف اور دینی علوم سے معرا تھے۔ جس کے اثرات دختران اسلام کو فرنگی تہذیب میں جذب کر رہے تھے۔ جو ملت کے لئے ہلاکت خیز تھے جس کی اصلاح کے لیئے مؤثر اقدام کی ضرورت تھی۔ آپ فکرمند تھے۔ کہ کوئی عملی قدم اٹھایا جائے۔ جہاں دختران اسلام پاک اسلامی تعلیمات حاصل کر سکیں خوش قسمتی سے ان ہی دنوں مفکر اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اپنی پچیس ۲۵ سالہ جلاوطنی کے بعد تشریف لے آئے۔ انہیں اس سلسلہ میں خاص شغف تھا انہوں نے اس سلسلہ میں ہمت بڑھائی۔ چنانچہ آپ کی سرپرستی میں ۱۶ فروری ۱۹۳۹ء کو مدرسہ اسلامیہ محمودیہ کی شاخ کے طور پہ خواتین کی درس گاہ مدرسۃ بنات الاسلام جاری کر دیا گیا۔

درس گاہ مخصوص تعمیری مقاصد کے پیش نظر معیاری حیثیت سے قائم کی گئی تھی۔ اس کے قیام کے ساتھ ہی اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اور کارکنان کی نیک نیتی۔ اولوالعزمی اور حق پرستی نے اسے چار چاند لگا دیئے جس سے تین چار برس میں ہی اس کا دائرہ افادیت وسیع تر ہوتا چلا گیا عوام وخواص دونوں نے اس کی خدمات کو تحسین وستائش کی نظر سے دیکھا۔

تعلیمات

درس گاہ کا انحصار معلمات پر ہی ہوا کرتا ہے۔ خدا کے فضل واحسان سے مدرسہ کو یوم تاسیس سے ہی مخلص اہل علم وعمل سے آراستہ کارکنان حاصل ہو گئیں۔ جنہوں نے حسبتہً للہ اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا۔ اور بے لوث خدمات سے درس گاہ کو دنوں میں ممتاز کر دیا۔ ان میں محترمہ صدرالمعلمات

دختر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب، نائب صدر المعلمات دختر خواجہ محمد یوسف مرحوم، اور بیگم صاحبہ شیخ فیض محمد کی خدمات قابل تقلید مثال ہیں۔
درس گاہ کی بیشتر معلمات اعزازی طور پر دینی خدمات انجام دے رہی تھیں، جس کے نتائج میں کسی اقتصادی بار کے بغیر درس گاہ دنوں میں بام عروج تک پہنچ گئی۔ جن اکابر نے درس گاہ کا معائنہ فرمایا۔ ان میں یہ اکابرین خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں،

۱۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح
۲۔ مفکر اعظم حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی رح
۳۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
۴۔ محترمہ بیگم صاحبہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی
۵۔ حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند
۶۔ عالی جناب نواب محمد مظفر خاں صاحب صدر انجمن حمایت اسلام لاہور
۷۔ محترمہ بیگم صاحبہ جناب امین الدین صاحب آئی سی۔ ایس،

مفکر اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح نے ارشاد فرمایا۔
"میں مسرور ہوں کہ جن مسلمانوں نے مدرسہ دیکھا، وہ اس کے انتظام اور اس کے نصاب میں تعلیم قرآن کی تعریف کرتے ہیں۔ بالفعل میں اس مدرسہ بنات الاسلام کو دار العلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کیلئے اساس مان لینا ہوں"
رئیس العلماء حضرت الحاج مولانا قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے معائنہ کی رپورٹ میں ارقام فرمایا۔
"مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ میں ان جذبات مسرت کو ظاہر کرسکوں، جو

اس مدرسہ کے نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں پیدا ہونے لڑکیوں کے مدرسہ کیلئے جس قدر شرائط اسلامی نقطۂ نظر سے ہو سکتی ہیں . وہ سب اس مدرسہ میں موجود پائیں . خدا کرے کہ مسلمان ہر جگہ اور اس کے طریق تعلیم کی تقلید کریں . ہم سب کو شکرگذار ہونا چاہیے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور ان کے خلف الرشید مولانا ضیاء الحسن صاحب کا، جن کی تعلیمی اور عملی جد و جہد نے یہ نیک مثال قائم کی. حق تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

(روئداد مدرسہ ۴۳ء)

درس گاہ کو تعلیمی اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا. ابتدائی حصہ میں پانچ درجے تھے، جس کا معیار اس دور کے مڈل تک تھا. لیکن اس میں اسلامی تعلیمات، تعلیم قرآن کریم اور تاریخ اسلام شامل تھے. دوسرا حصہ تین درجوں پر مشتمل تھا جس میں عربی، فارسی، ترجمہ قرآن کریم. فقہ اور تاریخ اسلام کی تعلیم شامل تھی. جو طالبہ کو دینی و دنیا کی سعادتوں سے آراستہ کر دیتی تھی،

درس گاہ خالص خدمت کے جذبات کے ماتحت قائم کی گئی تھی. اس لیے درس گاہ میں طالبات سے کوئی تعلیمی معاوضہ یا فیس نہیں لی جاتی تھی. اور درس گاہ کا ماحول بے حد پاکیزہ تھا. اس اقدام سے ان غریب لوگوں کی خوش اعانت ہوئی جو اپنی ہونہار بچیوں کو محض غربت کی بنا پر تعلیم نہیں دلاتے تھے.

درس گاہ میں دوسرے سال ہی طالبات کی تعداد پانچسو سے تجاوز کر گئی.

ناقابل تلافی نقصان

۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد مشرقی پنجاب میں جو حوادث رونما ہوئے. ان کی خونیں داستان ناقابل فراموش ہے. مسلمانوں کے منظم قتل

وغارت اور عام تباہی و بربادی کے علاوہ اسلامی مکاتب و مدارس کی تباہی ناقابل تلافی نقصان ہے۔ رمضان المبارک میں تعطیلات کی وجہ سے مدرسہ بنات الاسلام اور محمودیہ اللہ والا دونوں بند تھے۔ مدرسہ محمودیہ اللہ والا کا کتب خانہ ملک بھر میں عدیم المثال تھا جس میں ہزارہا نوادر مطبوعات کے علاوہ قلمی کتب کا بیش بہا ذخیرہ محفوظ تھا جو عام تباہی کی نذر ہو گیا۔ اور سینکڑوں برس کے محفوظ قیمتی نادر کتب بربریت کی بھینٹ چڑھ گئے۔

مدرسہ بنات الاسلام کی عمارت عزیز منزل میں مدرسہ کا قیمتی سامان۔ کتب خانہ بیش قیمت اشیاء اور کپڑے کا بڑا اسٹاک موجود تھا۔ جو غارتگروں کے ہاتھوں لٹ گیا۔ مدارس کے لیے علمی ذخائر کی تباہی ایسا ناقابل نقصان ہے۔ جس پہ کارکنان و ہمدردان اشکبار و رنجور ہیں۔ لیکن اس کی تلافی عالم اسباب میں بظاہر ممکن نہیں۔

پاکستان میں درسگاہ کی ضرورت

تعلیم نسواں کا مسئلہ جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر اس سے بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ انسان کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہے۔ جہاں اسے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اگر پہلا سبق بہتر ہو۔ تو بچوں کی فطرت اس کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ اور آخری لمحات تک وہ اسی راہ پہ گامزن رہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر پہلی اینٹ ٹیڑھی جائے۔ تو "تا ثریا می رود دیوار کج" کا سا معاملہ رہتا ہے۔

غلامی کے دور میں اسلامی درسگاہوں کا مقصد برے اثرات سے محافظت اور انفرادی تربیت ہوا کرتا تھا۔ تاکہ غلامی کے اثرات کے ماتحت

بچے حکمرانوں کے مسلک پر گامزن نہ ہوں۔ قیام پاکستان کے بعد مخصوص تعمیری مقاصد پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک ملت کی اجتماعی تربیت ہے۔ تاکہ پوری قوم علمی فیضان سے سرشار ہو کر اسلام کی سربلندی۔ ملت کے وقار۔ اور پاکستان کے استحکام و استقرار کیلئے صف آراء ہو سکے۔ اس لحاظ سے آزاد ملک میں ان درسگاہوں کے قیام کی ضرورت زیادہ اہمیت طلب ہے۔ قوم کی اجتماعی اصلاح و تربیت اور یک جہتی کا یہی واحد راستہ ہے جیسا کہ مفکر اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے لدھیانہ میں مدرسہ کی تاسیس کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔

"اگر مسلمان عورتیں عہد کر لیں، کہ وہ قرآن پڑھ کر اس کے مطابق اپنے بچوں کو چلائیں گی۔ تو بہت جلد مسلمانوں کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کی کمزوریوں کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کی عورتوں میں قرآن کی وہ تعلیم نہیں جو ان کے مردوں میں ہے۔ ایمان کے جس قدر شعبے ہیں ان میں مرد و عورت کو مساوی رکھا گیا ہے۔ لہٰذا مرد کے ساتھ مسلم عورت کو تعلیم قرآن میں شامل کرنا چاہیے" (روئیداد تاسیس)

درسگاہ کا اجراء

اگرچہ مشرقی پنجاب کے حوادث اور مصائب جانکاہ و حوصلہ شکن تھے اور دل و دماغ ان سے متاثر تھے، تاہم مدرسہ کے کارکنان کے عزائم پر اثر انداز نہیں ہو سکے۔ لوگ جلب منفعت کی سرگرمیوں میں منہمک تھے۔ لیکن مدرسہ کے کارکنان تو مملکت کے استحکام اور ملت اسلامیہ کی سربلندی کے مخلصانہ جذبات سے سرشار تھے۔ انہوں نے موانعات و مشکلات

کے باوجود بلند ہمتی سے کام لیا۔ اور بعض مخلص ہمدردان کی کوشش سے منٹگمری میں درس گاہ کے اجراء کا مبارک فیصلہ کر لیا۔ جو بحمد اللہ پوری کامیابی کے ساتھ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ اور ملک و ملت کی تعمیری، تعلیمی خدمات انجام دے رہی ہے۔

عمارت

منٹگمری شہر کے وسطی حصہ میں سکھوں کا ادارہ گرونانک گرلز سکول کے نام سے جاری تھا جس کے ساتھ سنگھ سبھا کی عمارت بھی ملحق تھی، مدرسہ بنات الاسلام کے لئے یہ جگہ موزوں تھی، جو حکام اعلیٰ کے علمی ذوق اور تعمیری جذبہ کے پیش نظر مدرسہ کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ جہاں بحمد اللہ یکم مئی ۴۸ء سے قدیم درس گاہ خصوصیات کے ساتھ جاری کر دی گئی جس کا اظہار حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے بھی اپنے مکتوب گرامی میں فرمایا۔

"میں انتہائی مسرور ہوں کہ منتظمین نے بے سرو سامانی کے باوجود اعلیٰ معیار پر منٹگمری میں توکل علی اللہ دینی درس گاہ جاری کر دی ہے"

جو عمارت مدرسہ کیلئے مخصوص کی گئی۔ وہ ابتداءً غیر مسلموں کیلئے بطور کیمپ استعمال ہوتی رہی۔ بعد میں مشرقی پنجاب کے تباہ حال مسلمان بھی وہاں قیام کرتے رہے جہاں کوئی نگرانی یا احتساب نہ تھا۔ ذمہ داریوں کے فقدان سے عمارت کافی نقصان پذیر ہوئی بجلی کا تمام سامان تلف کر دیا گیا۔ اور اس سفاکی کے ساتھ چیزیں اتاری گئیں کہ جس سے عمارت کو کافی نقصان پہنچا۔

کوئی کمرہ ایسا نہ تھا جس میں آٹھ دس چوہے اور قد آدم گڑھے موجود نہ ہوں عمارت کے میدان میں کوڑے کرکٹ کے انبار ٹیلوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے تھے۔ سکھوں نے مورچہ بندی کے لیے منڈیر اکھاڑ کر اینٹوں کے انبار جمع کر رکھے تھے۔ الغرض ہر حصہ میں شکست و ریخت موجود تھی۔ ان حالات میں عمارت کو سنبھالنا ہی ایک عظیم الشان کام تھا۔ لیکن خدا کا فضل و احسان ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کارکنان کی ہمت اور مساعی سے عمارت کی شکل و صورت قائم ہو گئی اور کافی حد تک عمارت سنبھل گئی جس کا اعتراف محترم سید محمد محسن شاہ صاحب ترمذی ڈپٹی کسٹوڈین جائداد متروکہ منٹگمری نے بھی فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں تحریر فرمایا ہے

"مجھے اس پر بے حد مسرت ہے۔ کہ عمارت کو بڑی حفاظت سے سنبھالا گیا ہے۔ یہ عمارت اس سے پہلے غیر مسلموں اور بعد میں مہاجرین کے لیے بطور کیمپ استعمال ہوتی رہی۔ جس سے اس کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی لیکن اب اسے احسن طریق پر صاف ستھرا اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جو کمی تھی وہ بھی کارکنان کی مساعی سے پوری ہو گئی ہے"

گذشتہ دس سالوں میں عمارت کی درستگی مرمت اور حفاظت پر پندرہ ہزار روپے کے قریب رقم خرچ ہو چکی ہے۔ دو کمروں کا اضافہ اس کے علاوہ ہے۔ جو طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر تعمیر کیے گئے ہیں۔ جن پر ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب صرف ہوئے ہیں۔ ابھی دار القرآن کی تعمیر ہال کی مرمت۔ درس گاہوں میں برقی پنکھوں کا انتظام باقی ہے۔ جس کے لیے کوشش جاری ہے۔ انشاء اللہ العزیز مستقبل قریب میں یہ امور بھی تکمیل پذیر ہو جائیں گے۔

عمارت میں جس قدر تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس کا صحیح موازنہ وہی حضرات کر سکتے ہیں جنہوں نے عمارت کو پہلے دیکھا تھا۔ البتہ گذشتہ سالوں میں گولڈن جبلی کے موقعہ پر غیر مسلم حضرات یہاں آئے تھے۔ وہ اچانک عمارت دیکھنے بھی آگئے۔ انہوں نے عمارت کی حفاظت اور حالت پر غیر معمولی حیرت و مسرت کا اظہار کیا۔

معلمات

مدرسہ کی متاع گرانمایہ مدرسہ کی قابل قدر معلمات ہیں۔ جو بڑی جانفشانی و عرق ریزی سے تعلیمی استحکام میں مصروف ہیں۔ لدھیانہ میں مدرسہ کی تاسیس و تنظیم اور غیر معمولی مقبولیت ان کی مخلصانہ جدوجہد اور علمی برتری کا ثمرہ تھا۔ انہوں نے خلوص نیت سے اس کام کا بیڑہ اٹھایا۔ اور سالوں کا کام دنوں میں انجام پذیر ہوگیا۔ یہاں بھی درسگاہ کی تشکیل و تنظیم انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

مدرسہ کی خوش نصیبی ہے۔ کہ اسے روز اول سے ہی بے لوث ایثار شعار صالح معلمات کی خدمات حاصل رہی ہیں۔ جس سے مدرسہ کو استحکام اور نیکنامی حاصل رہی ہے۔ ان میں عدیم المثال اور قابل تقلید ایثار محترمہ صدر المعلمات اد دختر خواجہ محمد یوسف صاحب مرحوم رئیس اعظم لدھیانہ کا ہے۔ جو پہلے دن سے خالصتہً لوجہ اللہ دینی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اور یہاں بھی کسی دنیوی اجر و معاوضہ کے بغیر اولوالعزمی کے ساتھ خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ یہ سراپا ایثار صاحبزادیاں علمی تبحر قرآن فہمی کے علاوہ عملی زندگی کی ایک بہترین مثال ہیں۔ ان کے عزم و استقلال بلند ہمتی اور اخلاص ہی نے یہاں عظیم الشان مقدس کام کی داغ بیل ڈال دی۔ جو بحمد اللہ ترقی کی شاہراہ

پر گامزن ہے. خداوندکریم ان کی خدمات قبول فرمائے۔ اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے.

ان کے ساتھ ہی محترمہ بیگم صاحبہ شیخ فیض تاجر جالندھر، محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں. انہوں نے تعلیم سے فراغت کے بعد اپنی خدمات درس گاہ کے سپرد کر دی تھیں. اور یہی جذبہ ایثار انہیں یہاں کھینچ لایا. انہوں نے مدرسہ کی ابتدائی تنظیم میں نمایاں خدمات انجام دیں. آپ اس وقت منڈی واربرٹن میں مقیم ہیں. جہاں ان کی زیر نگرانی مدرسہ بنات الاسلام جاری ہے. جس میں چار صد کے قریب طالبات دینی فیضان حاصل کر رہی ہیں. جو درس گاہ کی برکات میں شامل ہیں. اس کے علاوہ متعدد مقامات پہ چھوٹے پیمانہ پر معلمات نے ادارے جاری کر رکھے ہیں. جن میں قرآنی تعلیمات کا سلسلہ جاری ہے.

ابتدائی طور پہ سابقہ معلمات ہی کی خدمات کے ساتھ تعلیمات کا آغاز ہوا. لیکن تدریجاً اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی. خدا کا فضل و احسان ہے کہ یہاں بھی ایسی قابل قدر معلمات کی خدمات حاصل ہوتی رہیں. جو خدمات کے جذبات سے سرشار تھیں. جنہوں نے تعلیمی خدمات کی انجام دہی میں ایثار سے کام لیا. اور درس گاہ بے سروسامانی کے باوجود ترقی کی شاہراہ پہ گامزن رہی. اس وقت درس گاہ میں مستقل طور پہ گیارہ معلمات تعلیمی فرائض انجام دے رہی ہیں. جن میں مستند تربیت یافتہ بی۔اے، بی۔ٹی۔ سی۔ٹی۔ ایس وی معلمات بھی شامل ہیں. جو مقررہ نصاب کی تکمیل پہ مامور ہیں.

تعلیمی احوال

مدرسہ کا آغاز خالص دینی درسگاہ کے طور پہ ہوا۔ جس میں آٹھ درجات تھے۔ جن کا معیار مروجہ تعلیمی معیار سے مختلف تھا۔ ان آٹھ درجات میں تعلیم قرآن۔ فقہ۔ ترجمہ قرآن۔ عربی فارسی۔ مع خانہ داری شامل تھے۔ آٹھویں درجہ کے بعد سپیشل کلاسز کا سلسلہ تھا۔ جن میں قرآنی علوم کی تکمیل کیجاتی تھی۔ ان کے ساتھ ہی اردو۔ فارسی کے امتحانات کی تیاری بھی کی جاتی تھی۔ جس میں درس گاہ کو نمایاں کامیابی حاصل تھی۔

درس گاہ اس نہج پہ چار سال تک جاری رہی۔ محکمہ تعلیمات کے ارباب اعلےٰ درس گاہ میں تشریف لائے۔ انہوں نے تعلیمات پہ ہر طرح اطمینان کا اظہار کیا۔ اور ساتھ ہی درس گاہ کو منظور شدہ مدارس کی صف میں شامل کرنے کی تحریک فرمائی۔ ہمارے پیش نظر صرف دینی خدمات تھیں۔ اس لئے ہم دینی نہج پر کام کر رہے تھے۔ اور محکمانہ امداد و سرپرستی سے بے نیاز تھے۔ ہماری راہ میں یہی مانع تھا۔ کہ درسگاہ کی منظوری کے بعد دینیات کی تعلیمات متاثر نہ ہوں۔ لیکن محکمہ تعلیمات کے اکابرین کی یقین دہانی ۱۹۵۳ء سے درسگاہ کی منظوری حاصل کر لی گئی۔ اور اس وقت درس گاہ ہائی سکول کے طور پہ کام کر رہی ہے۔ لیکن دینی نصاب کی تمام خصوصیات شامل ہیں۔ اور یہ سلسلہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اس کا اعتراف محترمہ آئی ایم۔ لال انسپکٹرس ملتان ڈویژن نے بھی فرمایا ہے۔ انہوں نے اپنے معائنہ کی رپورٹ میں تحریر فرمایا ہے

"درس گاہ میں دینی تعلیمات کو نمایاں اہمیت دی جاتی ہے۔ اور انہیں پورے سلیقہ سے پڑھایا جاتا ہے"

طالبات

مدرسہ میں پہلے سالوں سے ہی طالبات کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ اور داخلہ کے لیئے ہجوم رہا ہے۔ جس سے لوگوں کے دینی جذبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے تاہم درس گاہ میں داخلہ محدود ہی رکھا جاتا ہے۔ تاکہ نظم میں دشواریاں نہ پیش آئیں۔ اس وقت طالبات کی تعداد چھ صد سے متجاوز ہے۔ اگر داخلہ پہ پابندیاں نہ عائد کی جائیں۔ اور اسے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ تو یہ تعداد دو ہزار سے بھی بڑھ سکتی ہے۔ عام طور پہ مدرسہ میں داخلہ کے لیئے طالبات کو ایک برس تک انتظار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زیادہ داخلہ سے اس لیئے بھی احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ جگہ اور نظم دونوں اس راہ میں حائل ہیں۔

غریب طالبات

مدرسہ اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق غریب طالبات کی دستگیری کرتا ہے اور انہیں ہر قسم کی امداد دیتا ہے۔ لیکن محدود ذرائع کی بنا پہ اس سلسلہ کو زیادہ وسیع نہیں کیا جا سکتا۔ بعض ہونہار غریب بچیاں محض غربت کی بنا پہ ترقی سے محروم رہ جاتی ہیں۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی عام تباہی کے بعد یہ مسئلہ زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مرفع الحال لوگ اگر توجہ فرمائیں۔ تو یہ بار بڑی حد تک ہلکا ہو سکتا ہے۔ مدرسہ اپنی بساط کے مطابق ہر سال تقریباً تین چار صد روپیہ اس سلسلہ میں صرف کرتا ہے۔ جس سے تعلیمی کتب سامان نوشت و خواند اور پارچہ جات وغیرہ مہیا کیئے جاتے ہیں۔

تعلیمی معاوضہ

درس گاہ کا اجرا خالص تبلیغی احساسات کے ساتھ ہوا ہے۔ اس لئے درس گاہ میں تعلیمی معاوضہ یا فیس کا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے یہی طریق رائج تھا۔ اور قیام پاکستان میں بھی اسی اصول پر عمل رہا۔ تاکہ ہر گھر اس فیضان سے مستفیض ہو سکے۔ اور عام مسلمانوں کی بچیاں بھی قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ مدرسہ کے ذمہ داران اس طریق پہ گامزن رہنا چاہتے تھے۔ لیکن ہائی سکول کے اجرا کے بعد معمولی فیس رائج کر دی گئی۔ جو قواعد کے مطابق ضروری تھی تاہم طالبات کو غیر ضروری مصارف کے بار سے محفوظ رکھا گیا ہے۔

درس گاہ میں غربت و امارت کا کوئی امتیاز نہیں۔ معلمات اور طالبات کے لباس میں سادگی اور صفائی نمایاں امتیازات ہیں۔ مدرسہ کی فضا موجودہ دور کی گمراہی فیشن پرستی سے ہر طرح محفوظ ہے۔ مدرسہ کے اوقات میں تمام طالبات آسمانی کھدر کریپ پہنتی ہیں۔ جو معمولی درجہ کے لباس میں شامل ہے۔ جس سے معاشرہ کو غیر ضروری مصارف کے بار گراں سے نجات مل جاتی ہے۔

تعلیم قرآن کریم

مدرسہ میں تعلیم قرآن کریم کا خاص اہتمام ہے۔ تعلیم میں صحت الفاظ کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ پہلی جماعت سے تعلیم قرآن شروع کر دی جاتی ہے اور طالبات پانچویں جماعت تک قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیتی ہیں۔ طالبات کو تعلیم قرآن کی خصوصی سندات دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ ہمیشہ اس یادگار

کے ذریعہ مدرسہ کی یاد کو تازہ رکھیں۔ اور قرآن کے ترجمہ و مطالب کی جانب راغب رہیں۔ خداوند کریم کے فضل و احسان سے گذشتہ دس برس میں پانچصد کے قریب طالبات یہ دولت لازوال حاصل کر چکی ہیں۔

ترجمہ قرآن حکیم

قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم کے بعد ترجمہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو تقریباً تین سال میں تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔ بحمداللہ یہاں پہلی جماعت نے ۱۹۵۱ء میں ترجمہ قرآن حکیم کی تکمیل کی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ مبارک ترتیب کے ساتھ جاری ہے۔ اس درس میں طالبات کے علاوہ بعض بزرگ خواتین بھی شرکت فرماتی رہتی ہیں۔ خدا کے فضل و احسان سے گذشتہ سالوں میں ایک صد کے قریب طالبات و خواتین ترجمہ کے ساتھ قرآن حکیم کی تکمیل کر چکی ہیں۔ جو موجب صد تشکر و امتنان ہے۔ مملکت بھر میں خواتین کا کوئی ایسا ادارہ نہیں جہاں خواتین اس مختصر عرصہ میں کامیابی کے ساتھ قرآن حکیم کی دولتِ لازوال حاصل کر سکیں۔

مالیات

اس عظیم الشان ادارہ کا آغاز محض توکل علی اللہ کر دیا گیا۔ کوئی مستقل ذریعہ آمدنہ تھا۔ نہ ہی کوئی یقینی صورت تھی۔ اور نہ ہی کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا گیا۔ جو ہمارے بنیادی اصولوں کے مخالف ہے۔ بہر حال کام شروع ہو گیا۔ اور محض باہمی اعانت سے ہی تین چار سال گذر گئے۔ ۱۹۵۳ء سے منظوری کے بعد معمولی گرانٹ موصول ہوئی۔ لیکن اس کے ساتھ

ہی مصارف بڑھ گئے۔ تاہم تمام امور کامیابی کے ساتھ انجام پانے لگے ۱۹۵۶ء میں محمودیہ ٹرسٹ نے کچھ سہارا دیا۔ اور ضرورتوں کی تکمیل ہو گئی اور خدا کا فضل و احسان ہے۔ کہ درس گاہ کے تمام ضروری مصارف پورے ہو رہے ہیں۔ اور قدم کامیابی کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

اہتمام

مدرسہ کے نظم و نسق اور اہتمام کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم کی زیر سرپرستی ایک مجلس شوریٰ موجود ہے۔ جو رہنمائی کا فرض انجام دے رہی ہے۔ تاہم عمومی نظم و نسق کی ذمہ داریاں راقم الحروف کے کندھوں پر ہیں جنہیں محض اکابرین کی سرپرستی اور احباب کی اعانت سے انجام دے رہا ہوں۔ جس میں صرف خدا کا فضل و احسان ہی شامل ہے۔

ضروریات،

درس گاہ کے اجراء کے سلسلہ میں محض ایک عمارت الاٹ کی گئی۔ جو بے حد مرمت طلب تھی۔ اس کے علاوہ کسی قسم کا کوئی سامان درس گاہ کیلئے نہیں مل سکا۔ ابتدائی ضروریات تک کا تمام سامان خود مہیا کیا گیا۔ جس سے مصارف کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ درس گاہ کی عمارت میں توسیع بھی ہوئی۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ اس درسگاہ کا خصوصی امتیاز ہے کہ یہاں تعلیم پانے والی تمام طالبات ڈیسکوں پر فروکش ہیں۔ ابتدائی درجوں کی طالبات کو بھی زمین پہ بیٹھنے کی کوفت نہیں جس سے ملک کی اعلیٰ درسگاہیں بھی محروم ہیں۔ اور تمام جماعتوں کے بے مزدوں کمرے موجود ہیں۔

فوری ضروریات میں دارالقرآن کی تعمیر شامل ہے۔ جس کی تکمیل چندہ نوں تک ہوجائے گی۔

مدرسہ کا فیضان

قیام پاکستان کے بعد مدرسہ کی معلّمات مختلف مقامات پہ آباد ہوگئیں اگرچہ منٹگمری میں درس گاہ کے اجراء سے پیشتر تعداد یہاں جمع ہوگئی۔ تاہم بعض قابل قدر معلمات اپنی ضروریات واحوال کی وجہ سے نہ آسکیں۔ ان میں محترمہ بیگم صاحبہ شیخ فیض محمد خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ نے منٹگمری میں درسگاہ کی ابتدائی تنظیم میں نمایاں حصہ لیا۔ اس کے بعد وادبرٹن میں رہائش پذیر ہوگئیں۔ جہاں آپ کے قیام اور خلوص عمل سے ایک درس گاہ مدرسہ بنات الاسلام داربرٹن جاری ہوگئی۔ جو مرکزی درس گاہ کی زیر نگرانی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اور اس علاقہ کی عظیم الشان درس گاہ ہے۔ وہاں اس وقت چار صد کے قریب طالبات قرآنی علوم سے مستفیض ہورہی ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹے پیمانہ پر متعدد مقامات پر مدرسہ کا فیضان جاری ہے۔

عمائدین کے تاثرات،

درس گاہ میں ہمیشہ ممتاز اکابرین اور عمائدین تشریف لاتے رہے ہیں۔ اور درسگاہ کو اپنی رہنمائی سے سرفراز فرماتے رہے ہیں۔ نیز مندرجہ ذیل سطور میں چند ایک قابل ذکر اکابرین کے تاثرات پیش کر رہا ہوں۔ جن سے اس تعمیری کام میں حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

مدرسہ بنات الاسلام۔ لدھیانہ

شیخ الہند حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

"آج مجھے مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرے سامنے طالبات نے قرآن کریم اور ترجمہ پڑھکر سُنایا۔ تلفظ۔ ادائیگی۔ طرزِ بیان قابلِ ستائش تھا۔ طالبات نے اپنی استعداد کے مطابق سوالات کے صحیح جوابات دیئے۔

مدرسہ میں دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام خصوصیات میں سے ہے۔ جس کیلئے درسگاہ منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کی سرپرستی اور محترم مولانا ضیاء الحسن کی رہنمائی میں درسگاہ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ میں درسگاہ کی کامیابی کے لیئے دعا کرتا رہوں گا۔"

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

مجاہد اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ،

اما بعد! آج بروز دوشنبہ ۱۷ ر نومبر ۱۹۴۱ء مجھے مدرسہ نبات الاسلام لدھیانہ کو معائنہ کرنے کا موقعہ ملا۔ میں اس سے پہلے ۱۴ ر فروری ۱۹۴۱ء کو مدرسہ کے افتتاح موقعہ پہ بھی حاضر ہوا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے مولانا مفتی محمد نعیم اور ان کی اولاد کی کوشش میں خاص برکت عطا فرمائی ہے جس سے مدرسہ غیر معمولی ترقی کر رہا ہے ہم نے بچوں کے اسباق سنے عزیزہ کلثوم اور عزیزہ صغریٰ سلمہما اللہ کی تعلیم اور انتظام کو قابل تعریف پایا۔

اس پودے کی آبیاری میں میری دلچسپی بہت زیادہ ہے۔ اس لئے قابل اصلاح امور کے متعلق مسلسل ہدایات دیتا رہوں گا۔ واللہ الموفق

آخر میں ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اچھے کام کی بنیاد قائم ہوگئی ہے۔ اور کارکنان کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اور اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔

عبید اللہ سندھی۔

۱۷ ر نومبر،

ایضاً

مجاہد اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی ؒ

"دو تین مہینہ کے معمولی وقفہ سے مجھے دوسری دفعہ مدرسہ بنات الاسلام دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں بہت مسرور ہوا۔ کہ جن مسلمانوں نے مدرسہ دیکھا۔ وہ اس کے انتظام اور اس کے نصاب میں تعلیم قرآن کی تعریف کرتے ہیں۔

دلی تمنا ہے۔ کہ دارالعلوم کے پہلو میں اتنی بڑی درسگاہ بچیوں کے لئے ہو۔ جس قدر بڑی تعلیم گاہ مردوں کے لئے ہے

بالفعل میں اس مدرسہ بنات الاسلام کو دارالعلوم دیوبند کے زنانہ سکیشن کے لئے اساس مان لیتا ہوں۔

عبید اللہ سندھی

۳ / ۴۴

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم "دیوبند"

نحمدہٗ ونصلی۔ آج مجھے مدرسہ بنات الاسلام میں حاضری کا موقعہ نصیب ہوا۔ بچیوں کی مختلف جماعتوں اور درجات کی طالبات نے آموختہ سنایا۔ اور اور تعلیم وتعلم کے مختلف الانواع نتائج دیکھنے میں آئے۔ نظم اور طریق تعلیم بھی معائنہ میں آیا۔ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد مجھے الفاظ نہیں ملتے۔ کہ میں ان خدمات مسرت کو ظاہر کرسکوں۔ جو اس مدرسہ کے نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں پیدا ہوئے۔ لڑکیوں کے مدرسہ کے لئے جس قدر شرائط اسلامی نقطہ نظر سے ہوسکتی ہیں۔ وہ سب اس مدرسہ میں موجود ہیں۔ خدا کرے کہ مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ اور اس کے طریق تعلیم کی تقلید کریں۔ اگر اس خیال پہ جگہ جگہ اس بنات قائم ہوگئے۔ تو قوم کی حالت انشاء اللہ چندہی دنوں میں کافور ہوجائے گی ہم سب کو شکر گذار ہونا چاہیئے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور ان کے خلف الرشید مولانا ضیاء المحسن صاحب کا۔ جن کی تعلیمی اور عملی جدوجہد نے یہ نیک مثال قائم کی۔ حق تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے،

محمد طیب

مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

مدرسہ بنات الاسلام منٹگمری (پاکستان)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط میں نے مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ کے تعلیمی کوائف اور حالات سُنے تھے۔ بحمد اللہ اسلامی نقطہ نظر سے بچوں کیلئے کامیاب جامع الشرائط درسگاہ تھی۔ میں انتہائی مسرور ہوں کہ منتظمین نے بے سروسامانی کے باوجود اسی معیار پہ منٹگمری پاکستان میں توکل علی اللہ پھر یہ درسگاہ جاری کردی ہے۔ پاکستان میں بچیوں کی صحیح تعلیم و تربیت کیلئے اس قسم کے معیاری اداروں کی اشد ترین ضرورت ہے۔ میں اس کی کامیابی کے لیئے دعا کرتا ہوں۔ اور ارباب خیر سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ درسگاہ کی ضرورتوں کی تکمیل میں فراخ حوصلگی سے حصہ لیں۔ اور اس کی سرپرستی فرماکر اجر دارین حاصل کریں،

شبیر احمد عثمانی

۲۵ جنوری ۴۸ء

کراچی،

گرامی منزلت سردار عبدالرب نشتر رحمۃ اللہ علیہ

محترم مفتی صاحب!

السلام علیکم۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ یہ جان کر خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے منٹگمری میں مدرسہ بنات الاسلام جاری کر دیا ہے۔ پاکستان کو ایسی درسگاہوں کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں مسلمان لڑکیاں اسلامی طریقہ تعلیم سے مستفید ہوسکیں، مدرسہ کی کامیابی کے لیئے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

احقر العباد
عبدالرب نشتر

مفکرِ اسلام حضرت العلّامہ مولانا سیّد سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ بنات الاسلام منٹگمری میں حاضری کا آج موقعہ ملا۔ منتظمین نے مدرسہ کے حالات بتلائے، مدرسہ پہلے لدھیانہ میں تھا۔ اب یہاں منتقل ہو گیا ہے طالبات کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔ اس میں دینیات کی تعلیم ہوتی ہے اور زنانہ دستکاری سکھائی جاتی ہے۔ ایسے زنانہ مدرسوں کی جن میں بحد مناسب دینیات کی اور ضروری سلیقہ اور ہنر کی تعلیم دی جائے بہت ضرورت ہے لڑکیوں میں اخلاق حسنہ اور کردار اسلامی پیدا کرنے کی بھی ضرورت شدید ہے تاکہ اس آزادانہ تحریک کا مقابلہ ہو سکے۔ جو آزادانہ زنانہ مدارس کے واسطے سے پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کارکنوں کو توفیق عطا فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اس قسم کے مدرسوں کی امداد و اعانت کا شوق عنایت فرمائے۔

سید سلیمان ندوی
۱۳ر مارچ ۵۲ء

گرامی قدر سید محمد محسن شاہ صاحب ترمذی

....

آج مجھے چند احباب کی معیت میں مدرسہ بنات الاسلام منٹگمری جانے کا شرف حاصل ہوا ۔ مدرسہ پہلے لدھیانہ میں جاری تھا ۔ اب مفتی ضیاء الحسن صاحب کی کوششوں سے منٹگمری میں جاری ہو گیا ہے ۔ احاطہ مدرسہ میں داخل ہوتے ہی پہلی چیز مدرسہ کی صفائی تھی ۔ جو عام طور پہ درسگاہوں میں نظر نہیں آتی ۔ مدرسہ کے کمرے بڑے صاف ستھرے تھے ۔ بچیوں کی نشستوں کے سامنے تپائیاں پڑی ہوتی تھیں ۔ جن پہ ان کی کتابیں وغیرہ رکھی ہوتی تھیں ۔ یہ میرے لئے نئی چیز تھی ۔

بچیوں کے طرز تکلم اور نشست و برخاست کے آداب سے ایک باسلیقہ انتظام کا ثبوت مل رہا تھا ۔ بچیوں نے ہماری موجودگی میں دعائیہ نظم پڑھی جس میں خود اعتمادی اور اُولوالعزمی نمایاں تھی ۔ ایک چھوٹی بچی نے ہمارے سامنے نماز بھی پڑھی جو انتہائی دلکش اور جاذب تھی ۔ تمام بچیوں کا تلفظ عمدہ اور صحیح تھا ۔ جس جراٗت سے بچیوں نے ہمیں مختلف چیزیں سنائیں ۔ ایک اچھا خاصہ لکھا پڑھا آدمی بھی اس طریقہ پہ ادا نہیں کر سکتا ۔ ان تمام امور سے تعلیم کی پختگی کا ثبوت ملتا تھا ۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک برس کی محنت کا نتیجہ ہے ۔

اس درسگاہ کے کارکنان نے جس ہمت ، اُولوالعزمی اور اخلاص کے ساتھ

اس کام کا آغاز کیا۔ اور اس کے جو مبارک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے پیش نظر اس درسگاہ سے جتنی توقعات وابستہ کی جائیں کم ہیں۔

مجھے اس پر بے حد مسرت ہے۔ کہ عمارت کو بڑی حفاظت سے سنبھالا گیا ہے یہ عمارت اس سے پہلے غیر مسلموں اور بعد میں مہاجرین کے لئے بطور کیمپ استعمال ہوتی رہی۔ جس سے اس کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب اسے احسن طریق پر صاف ستھرا اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جو کمی تھی وہ بھی کارکنان کی مساعی سے پوری ہو گئی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ درسگاہ جس رفتار سے ترقی پذیر ہے۔ اس کے مطابق تھوڑے ہی عرصہ میں پاکستان بھر میں بے مثال حیثیت کی حامل ہو گی۔ میں اختتام پر مفتی ضیاء الحسن صاحب اور مدرسہ کے دیگر کارکنان کا شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے ہمت کر کے اس عظیم الشان تعمیری کام کا آغاز کیا۔ خداوند کریم ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

سید محسن ترمذی

۲۰ر دسمبر ۱۹۵۴ء

عالی مرتبت سید محمد قاسم صاحب رضوی

مہتمم بندوبست منٹگمری

میں نے مدرسہ بنات الاسلام کی عمارت اور ابتدائی جماعتوں کا معائنہ
مجھے یہ معلوم کر کے بےحد مسرت ہوئی کہ اس ادارے میں طالبات کی دینی
[illegible]یں کا مؤثر اور خصوصی انتظام ہے۔ ننھی ننھی بچیوں نے جس پیارے انداز
[illegible] کے معنی اور قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ سنایا وہ بہت ہمت افزا تھا۔
[illegible]کی عمارت کی توسیع میں منتظمین نے کافی محنت کی ہے۔ خدا ان کی ہمت
[illegible]کو توسیع عنایت فرمائے۔ سکول کی صفائی اور ابتدائی جماعتوں کا
[illegible] بہت قابل قدر تھا۔ اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دستکاری اور دینی تعلیم
اس ادارے کی کامیاب خصوصیت ہے۔

سید محمد قاسم رضوی
۱۲ فروری ۵۹ء

مرتبہ۔ مفتی ضیاء الحسن منیجر۔ مدرسہ بنات الاسلام منٹگمری

20-06-1988

جامعہ ضیا القرآن کی عمارت کا مین گیٹ

جامعہ ضیا القرآن ساہیوال کی عمارت کا صحن سے ملحقہ حصہ

مکتوب ساہیوال۔ محمد اسماعیل

قرآنی تعلیم کے مرکز جامعہ ضیاء القرآن کی افتتاحی تقریب

گزشتہ دنوں خواتین کے لئے قرآنی تعلیم کے مرکز جامعہ ضیاء القرآن کا افتتاح کلثوم مفتی نے کیا۔ وہ اس ادارہ کی بانی اور انجمن جامعہ ضیاء القرآن کی صدر بھی ہیں۔ تقریباً چھ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی قالینوں سے مزین خوبصورت عمارت میں قرآن کریم ترجمہ وتفسیر کے ساتھ حدیث ترجمہ وتفسیر کے ساتھ قاریہ فاضلہ حافظہ فاضلہ اور ناظرہ القرآن کی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس موقع پر ایک افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں کلثوم مفتی نے ادارہ کی مختصر روائیداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کی درس گاہ کا یہ ادارہ ۱۹۴۱ء میں مدرسہ بنات اسلام کے نام سے لدھیانہ میں مولانا عبیداللہ سندھی کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ اور اس نے بہت کم عرصہ میں ترقی کی منازل طے کی اور اسے دار لعلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کے لئے مان لیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۳ء میں مولانا الحاج قاری محمد طیب مہتمم دار لعلوم نے ادارہ کا معائنہ کیا اور تحریر کیا کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ کی جو شرائط اسلامی نقطہ نگاہ سے ہو سکتی ہیں وہ سب اس مدرسہ میں موجود ہیں خدا کرے مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ اور اس کے طریقہ تعلیم کی تقلید کریں۔ یہ سب مفتی محمد نعیم اور ان کے خلف الرشید مفتی ضیاء الحسن جن کی علمی اور تعلیمی جدوجہد نے یہ نیک مثال قائم کی ہے انہیں خداوند اجر عظیم عطا فرمائیں۔

کلثوم مفتی نے اس عظیم دینی درس گاہ کے کوائف بتاتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یکم مئی ۱۹۴۸ء کو مدرسہ بنات السلام کا اجراء ساہیوال میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر راجہ حسن اختر کی اہلیہ کے ہاتھوں ہوا' اور بہت جلد اس درس گاہ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ملکی نصابی تعلیم کے لحاظ سے ہائی سکول کا درجہ حاصل کر لیا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ساہیوال کے ہر فرد کی خواہش تھی کہ ان کی بچی بنات السلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس ادارہ میں مکمل نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیم ناظرہ' حفظ اور حدیث ترجمہ اور تفسیر کا بھی انتظام تھا۔ انہی ایام میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے مدرسہ کا معائنہ کیا اور مدرسہ کے بارے میں ان کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

میں نے مدرسہ بنات السلام کے تعلیمی کوائف اور حالات سنے تھے لیکن آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انتہائی مسرور ہوں کہ منتظمین نے بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان میں بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے اس قسم کی معیاری درس گاہ قائم کر دی ہے۔ جس کی اشد ضرورت ہے میں اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کلثوم مفتی نے بھی کہا کہ یہ کام جاری' تھا ادارہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا کہ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو حکومت نے جہاں دوسرے تمام قومی سکولوں کو اپنی تحویل میں لیا یہ ادارہ بھی حکومت کے انتظام وانصرام میں چلا گیا۔ ہم نے اللہ تعالٰی کی رضا سمجھتے ہوئے اپنے مشن یعنی قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ اپنے طور پر جاری رکھا۔ اگرچہ اس دوران بیحد مشکلات پیش آئیں۔ ہم نے انتہائی مشکل اور دل شکن حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے جذبات اور احساسات کو مجروح کرنے کے باوجود اس دین کی شمع کو روشن کرنے کے لئے اپنا خون جگر دیتے رہے۔ آج کا دن میرے لئے انتہائی خوشی کا دن ہے۔ کہ ہم نے چالیس سال قبل جو دینی درس گاہ جاری کی تھی اس کو آج پھر اپنے بڑے بھائی مرحوم مفتی ضیاء الحسن کے نام پر جامعہ ضیاء القرآن کے نام سے جاری کیا جا رہا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ رب عظیم نے ہم کو جو دینی دولت عطا کی ہے اس کو آنے والی بچیوں کو منتقل کر سکیں تاکہ مستقبل میں وہ وطن عزیز کی قوم کو اسلامی

باقی صفحہ ۱۱ پر

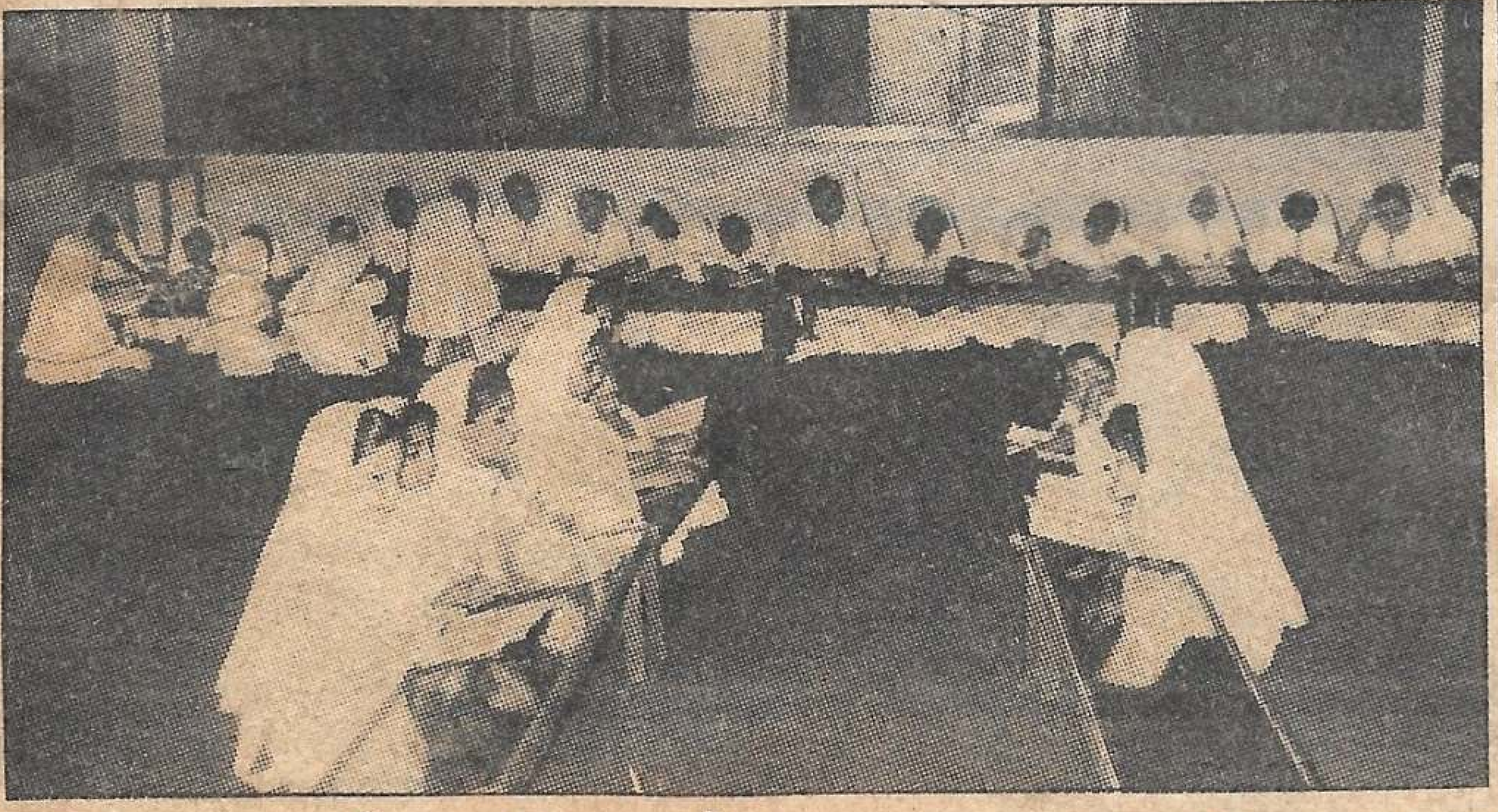

جامعہ ضیا القرآن میں بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں

بقیہ:۔ مکتوب ساہیوال

تعلیمات کے تشخص سے آگاہ کر سکیں۔ انہیں برے بھلے کی تمیز سکھا سکیں۔ انہیں ملک اور قوم کی خدمت کے لئے ایثار اور قربانی کے لئے تیار کر سکیں یہی ہمارا مشن ہے اور یہی خداوند کریم کے احکامات ہیں۔

آخر میں انہوں نے ان خواتین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس عظیم دینی درس گاہ کے قیام کے سلسلہ میں ان کی امداد کی۔ اس درس گاہ کے انتظام وانصرام کے سلسلہ میں ان کے چھوٹے بھائی میاں عبدالوارث نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ وہ ادارہ کے بیرونی امور کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس طرح باہمی تعاون اور اشتراک سے پاکستان کی خواتین کی ایک منفرد درس گاہ خواتین کی دینی تعلیم کے لئے اہم خدمت سرانجام دے رہی ہے۔

نوائے وقت
20-06-1988

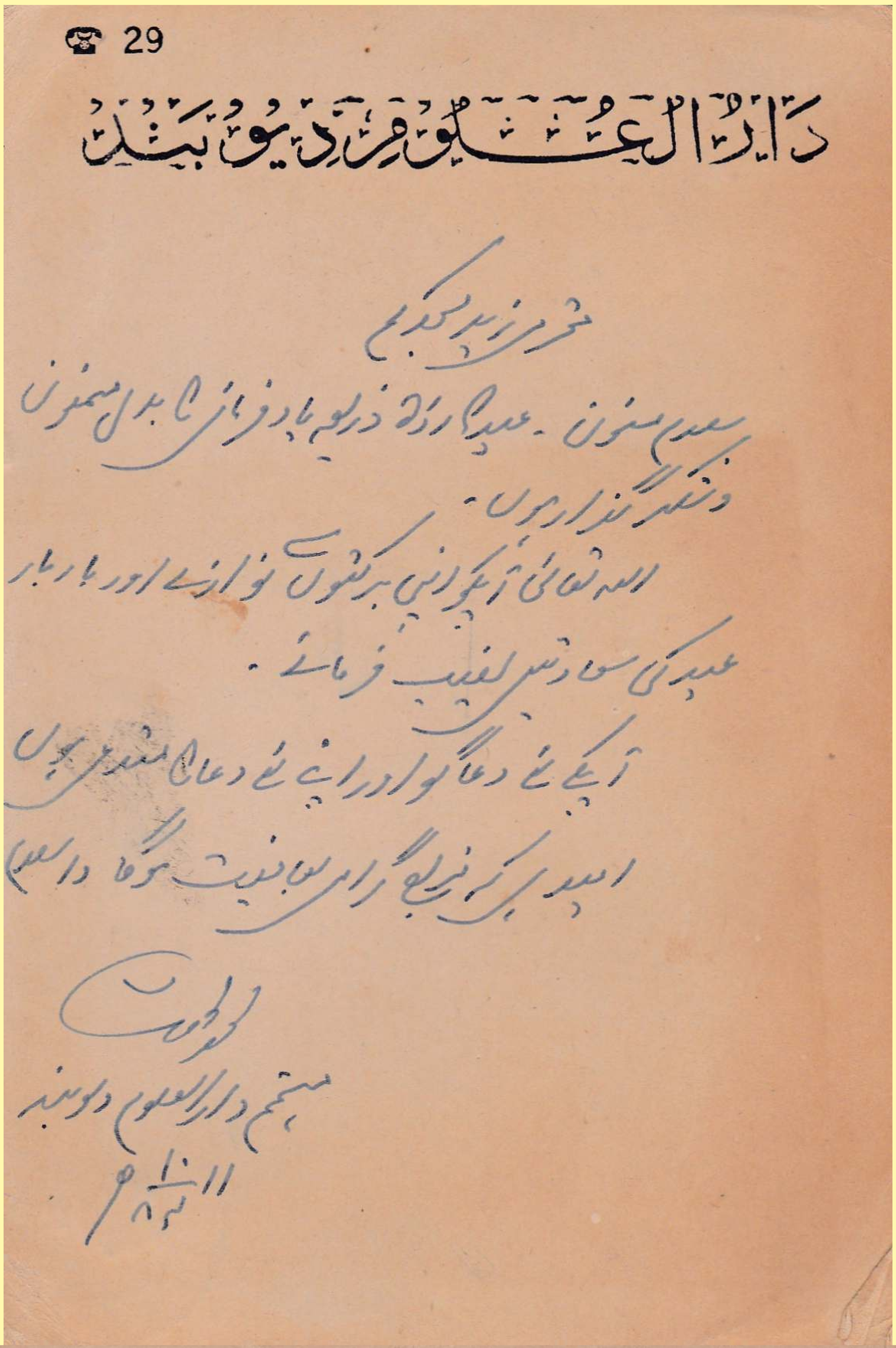

☎ 29

دار العلوم دیوبند

محترم زید مجدکم

سلام مسنون۔ عید کارڈ کے ذریعہ یاد فرمائی کا بدل ممنون وشکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپکو دینی برکتوں سے نوازے اور بار بار عید کی سعادتیں نصیب فرمائے۔

آپکے لئے دعاگو ہوں اور اپنے لئے دعا کا مشتاق ہوں

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا والسلام

محمد طیب

مہتمم دار العلوم دیوبند

۱۱/۱/۸۴ھ

مفتی ضیاء الحسن صاحب دار السلام

منٹگمری

Montgumery

W. Pak.

ص ۱

DATE 04 2017

مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی خودنوشت

علماء لدھیانہ کے مشہور انقلابی خاندان کے ممتاز فرد ہیں۔ یہ خاندان سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک سے وابستہ تھا اور عسکری لحاظ سے اہم مراکز میں شامل تھا۔ تحریک سے متعلقہ قلمی خطوط آج تک ان کے پاس محفوظ ہیں۔

فرمانروان کابل اس گھرانے کے مورث اعلیٰ علامہ شاہ عبدالقادر کے ساتھ خصوصی عقیدت رکھتے تھے۔ امیر دوست محمد خان، شاہ شجاع شاہ زمان آپ کی خدمت میں لدھیانہ حاضر ہوئے۔ شاہ زمان نے ایک طویل عرصہ تک آپ کے پاس قیام کیا

1857ء کی جنگ آزادی میں شاہ عبدالقادر نے اپنے صاحبزادگان سمیت بھرپور حصہ لیا۔ اور لدھیانہ پر آزادی کا پرچم لہرایا اس کے بعد جملہ اکابر اپنے رفقاء سمیت دہلی چلے گئے۔ وہاں معرکہ عظیم میں شامل رہے۔ جنگِ آزادی میں شکست کے بعد علامہ عبدالقادر اپنے دو صاحبزادگان مفتی محمد، مفتی عبداللہ کے ساتھ روپوش ہو گئے علامہ عبدالقادر اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔ ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں شتراڑنہ میں مدفون ہوئے، وہاں اب بھی آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے

جنگ آزادی کے ایام میں علامہ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز اوائل عمر میں تھے۔ آپ لدھیانہ میں ہی رہ گئے۔ اور عوام کے تعاون سے خاندان کے تباہ شدہ املاک کے حصہ پر بحال ہو گئے۔ حالات کی مساعدت کے ساتھ دونوں بھائی بھی واپس آ گئے۔ قوت کو از سرِنو مجتمع کیا۔ جدوجہد کا رُخ تعلیمی مراکز کی جانب موڑا۔ اور لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا کے نام سے درسگاہ کا اجراء کیا۔ جس کے بعد ملک میں دارالعلوم دیوبند اور علیگڑھ کا قیام عمل میں آیا۔ مفتی محمد، عبداللہ، مولانا عبدالعزیز ہر سہ برادران علمی بصیرت کے لحاظ سے ملک بھر میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ اسی لیے ملکی و علمی مسائل میں لوگ ان سے رجوع کرتے تھے۔ انہوں نے 1885ء میں اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے ہندوستانیوں کو مل جل کر جدوجہد کا مشورہ دیا۔ جو تحریک آزادی کا نکتۂ آغاز تھا، جو آزادی پر منتج ہوا۔

مرزا غلام احمد کے خلاف پہلا فتویٰ انہی اکابر نے جاری کیا۔ جن کی بصیرت کا اعتراف نوّے ۹۰/ برس کے بعد حکومت پاکستان کی جانب سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے کر کیا گیا۔

ص 2

DATE

مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا حبیب الرحمان انہی اکابر کی یادگار تھے جنہوں نے ملکی و ملّی خدمات کی بدولت شہرتِ دوام حاصل کیا۔ دونوں مجاہدین نے انگریزی استعمار کے خلاف جد و جہد میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریکِ خلافت سے لیکر دوسری جنگ عظیم تک ہر تحریک میں قید و بند سے ہمکنار رہے، اور طویل عرصہ تک اسارت (قید) کی زندگی بسر کی۔ مولانا مفتی احمد نعیم جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر اور مولانا حبیب الرحمان مجلس احرار اسلام کے منصب صدارت پر فائز رہے۔

مفتی ضیاء الحسن، مولانا محمد نعیم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اکیس برس کی عمر میں دار العلوم دیوبند سے فضیلت کے ساتھ ایف۔ اے تک انگریزی تعلیم کیا۔ جس کے بعد اعلیٰ انگریزی تعلیم کے لیے جامعہ ملیہ دہلی میں قیام پذیر رہے۔ جہاں مولانا عبید اللہ سندھی سے خصوصی شرف تلمذ حاصل ہوا۔ جو ان دنوں جامعہ میں تشریف رکھتے تھے۔ دار العلوم دیوبند میں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔

<u>1940</u> میں پہلی بار جیل گئے جس کا سلسلہ <u>1946</u> تک جاری رہا۔ اس مدت میں متعدد بار اسارت (قید) سے ہمکنار ہوتے رہے۔

گڑھ مکتیسر یوپی اور بہار کے فسادات میں جمعیۃ علماء ہند کی تحقیقاتی کمیٹی میں شامل رہے۔ گڑھ مکتیسر گنگا کے کنارے شہر واقع ہے وہاں لاکھوں ہندو جاترے جمع تھے جہاں ہندو مسلم فسادات کی خبر آگ کی طرح بھڑک اٹھی۔ گڑھ مکتیسر کے راستہ پر مسلمانوں کی متعدد بستیاں تھیں۔ خطرہ تھا کہ واپسی پر انہدام نہ ہو۔ لہذا حفظ الرحمن اور آپ کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ لاکھوں متشدد ہندوؤں کے اجتماع کے باوجود صورتحال قابو میں رہی اور تباہی و بربادی کا خطرہ ٹل گیا۔ بہار کے فسادات میں مسلمانوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے گئے ان کو مکمل رپورٹ ترتیب دی اس سلسلہ میں آپ نے فساد زدہ علاقوں کا مفصل دورہ کیا۔ خطرات پوری پامردی سے مقابلہ کیا۔ آپ کی رپورٹ کی اشاعت سے ہندو حلقہ میں تہلکہ مچ گیا۔ اس کمیٹی میں آپ کے علاوہ مولانا سید محمد میاں اور پروفیسر عبد الباری شامل تھے۔

تقسیم ملک کے وقت فسادات میں آپ نے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ لدھیانہ کے مسلمانوں کی حفاظت کیلئے آپ نے اپنے اکابر کی زیرِ نگرانی جو اقدامات کیے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔

آپ کی مساعی سے مسلمانوں کا کیمپ محفوظ مقام پر منتقل ہوا۔ جہاں سے مسلمانوں کو انخلاء میں سہولتیں حاصل رہیں اور مسلمانوں کے مکمل انخلاء تک آپ وہاں قیام پذیر رہے تقسیم ملک کے بعد آپ منٹگمری میں قیام پذیر رہے جہاں تعلیمی۔ سماجی۔ تبلیغی۔ سیاسی محاذ پر آپ نے عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

تعلیمی خدمات: آپ نے منٹگمری میں بنات الاسلام ہائی اسکول جاری کیا جو بچیوں کی قرآنی تعلیمات کیلئے معیاری درسگاہ تھی۔ جہاں سے ہزارہا بچیاں قرآنی تعلیم سے سرفراز ہوئیں۔ اسطرح بچوں کی تعلیم کے لیے مشعل انبیاء اسلامیہ ہائی اسکول جاری کیا گیا

اسکے بعد محمودیہ ہائی اسکول کی داغ بیل ڈالی جو محلہ منڈی کے علاقہ میں واحد تعلیمی درسگاہ تھی۔ ساہیوال کی مشہور دینی درسگاہ، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے قیام میں بھی آپ نے قائدانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے علاوہ ضلع کے متعدد مقامات پر آپ کی مساعی سے مکاتب و مدارس جاری ہوئے۔

آپ نے سماجی بھلائی کے متعدد ادارے قائم کیے اور سماجی فلاح و بہبود کیلئے ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ آپ ٹی بی ایسوسی ایشن، انجمن فلاح انصاف ساہیوال کے بانی ارکان میں شامل رہے۔ آپ ٹی بی ایسوسی ایشن کے قومی و صوبائی سطح پر کلیدی مناصب پر فائز رہے۔ انجمن فلاح و انصاف کے سیکرٹری جنرل ہیں۔
ساہیوال ہال کی عمارت منٹگمری ایڈیٹوریم کے نام سے شروع ہوئی۔ تعمیری مصارف بڑھ جانے سے عمارت نامکمل رہ گئی۔ آپ کی تحریک سے ڈسٹرکٹ کونسل نے عمارت کی تکمیل تک مصارف ذمہ داری قبول کی منٹگمری ایڈیٹوریم مکمل ہوگیا۔ آپ اس کمیٹی کے بنیادی رکن تھے۔ آپ کی تحریک سے اس عمارت کو ساہیوال ہال کا نام دیا گیا۔

تحریک ساہیوال 1957ء میں ساہیوال میں جنگ آزادی کی صد سالہ یادگار منائی گئی جس میں آپ نے بڑھ کر حصہ لیا آپ کی مساعی سے محمودیہ ہائی سکول کے وسیع میدان میں جلسہ عام منعقد ہوا

جس میں آپ نے ساہیوال میں جنگ آزادی کے مجاہدین کے کارہائے نمایاں
پیش کیے۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ ساہیوال کو اس کا پرانا (نام)
ملنا چاہیے۔ اس عظیم اجتماع سے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی۔ مولانا محمد علی جالندھری
قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی موجود تھے۔ جنہوں اس نظریہ کی مکمل حمایت کی

1957 میں ساہیوال کا مسئلہ نظر و فکر تک محدود رہا۔ تاہم مجاہدین جنگ آزادی کی یاد میں
ایک کتبہ اسٹیشن سے شہر آنے والی سڑک کے اس ......

جہاں اس وقت یادگار ...... ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ 1966 میں
جناب مظفر قادر بطور ڈپٹی کمشنر منٹگمری آئے۔ ان سے اسی مسئلہ پر تبادلہ
افکار ہوا اور تحریک ساہیوال کا آغاز ڈسٹرکٹ کونسل کی ایک قرارداد سے ہوا
جو آپ نے مئی 1966 میں پیش کی جسے ارکان نے غیر شعوری طور پر منظور کیا
جو نومبر 1966 میں ایک حقیقت بن گئی۔

قادیانی مسئلہ: قادیانی مسئلہ وراثتاً آپ کے خاندان کا حصہ تھا
آپ کے اکابر نے سب سے پہلے اس کی اہمیت کو بھانپا۔ اور مرزا غلام احمد کے خلاف پہلا
تکفیری فتویٰ جاری کر دیا آپ کا پورا خاندان اس مسئلہ میں متشدد تھا۔
آپ کے والد محترم اسی تحریک کے قائدین کی صف میں شامل تھے۔ جس کے تحت
قادیان میں پہلا اجتماع ترتیب دیا گیا۔ جس میں شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری
مولانا شبیر احمد عثمانی مولانا ۔ ۔ ۔ جس شریک ہوئے۔ آپ کے بزرگ مولانا حبیب الرحمٰن کی قیادت میں
مجلس احرار اسلام نے قادیانیت کے خلاف ملک گیر مہم چلائی۔ جس میں مولانا ظفر علی خان
مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے اکابر شریک تھے۔ 1952 میں پاکستان
میں پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔ مفتی ضیاء الحسن نے ساہیوال میں
تحریک کی قیادت کی جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ منیر انکوائری رپورٹ میں شامل ہے

DATE

آپ فروری 59ء میں دیگر قائدین کے ہمراہ سیفٹی ایکٹ میں گرفتار ہوئے اور ایک عرصہ تک مختلف جیلوں میں نظر بند رہے۔

1974ء میں ربوہ اسٹیشن کے حادثہ سے قادیانیت کے خلاف دوبارہ تحریک شروع ہوئی اور ملک گیر حیثیت اختیار کر گئی۔ ساہیوال میں تحریک کی قیادت آپ کے ہاتھوں میں تھی۔ آپ کے جرأت مندانہ اقدامات سے ساہیوال کا نام ملک بھر میں روشن ہوا اور تحریک کی کامیابی کے بعد آپ اور آپ کے رفقاء کی خدمات کو ملک بھر میں سراہا گیا۔ اس تحریک میں بھی آپ قید و بند سے ہمکنار ہوئے۔ اور آپ کے خلاف سنگین فوجداری دفعات کے تحت مقدمات کھڑے کئے گئے۔

مختصر معلومات علماء لدھیانہ

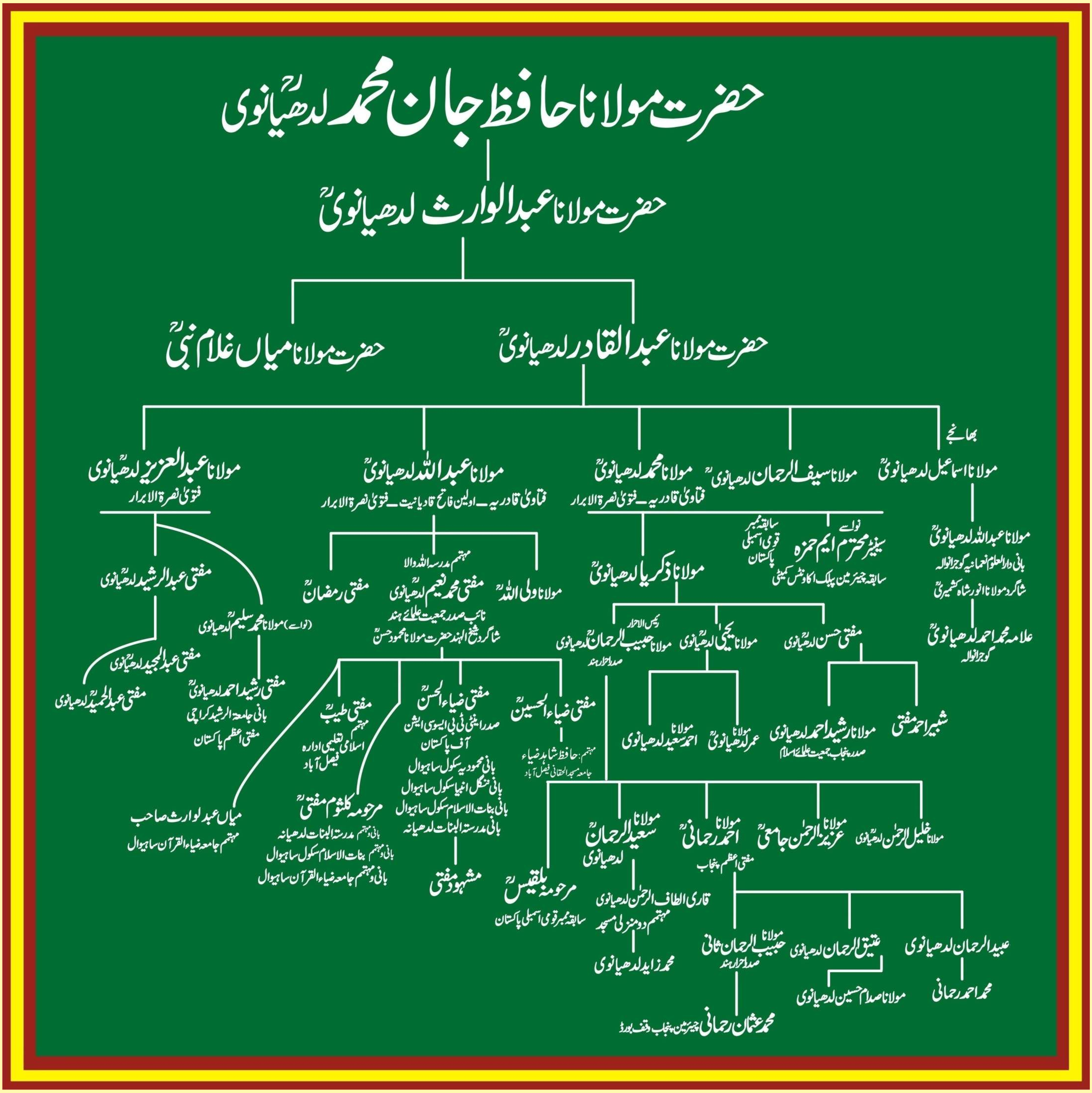
حضرت مولانا حافظ جان محمد لدھیانوی رح
حضرت مولانا عبدالوارث لدھیانوی رح
حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانوی رح
حضرت مولانا میاں غلام نبی رح
مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رح
فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبداللہ لدھیانوی رح
فتاویٰ قادریہ ـ اولین فاتح قادیانیت ـ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا محمد لدھیانوی رح
فتاویٰ قادریہ ـ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا سیف الرحمان لدھیانوی رح
بھانجے
مولانا اسماعیل لدھیانوی رح
مولانا عبداللہ لدھیانوی رح
بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
شاگرد مولانا انور شاہ کشمیری رح
علامہ محمد احمد لدھیانوی رح
گوجرانوالہ
مفتی عبدالرشید لدھیانوی رح
(نواسے) مولانا محمد سلیم لدھیانوی رح
مفتی عبدالمجید لدھیانوی رح
مفتی عبدالحمید لدھیانوی رح
مفتی رشید احمد لدھیانوی رح
بانی جامعۃ الرشید کراچی
مفتی اعظم پاکستان
مفتی رمضان رح
مہتمم مدرسہ اللہ والا
مفتی محمد نعیم لدھیانوی رح
نائب صدر جمعیت علمائے ہند
شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رح
مولانا ولی اللہ رح
مفتی طیب رح
مہتمم
اسلامی تعلیمی ادارہ
فیصل آباد
مفتی ضیاء الحسن رح
صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن
آف پاکستان
بانی محمودیہ سکول ساہیوال
بانی ختم انبیا سکول ساہیوال
بانی بنات الاسلام سکول ساہیوال
بانی مدرسۃ البنات لدھیانہ
مفتی ضیاء الحسین رح
مہتمم: حافظ شاہد ضیاء
جامعہ مسجد الحقانی فیصل آباد
میاں عبدلوارث صاحب
مہتمم جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال
مرحومہ کلثوم مفتی رح
بانی و مہتمم مدرسۃ البنات لدھیانہ
بانی و مہتمم بنات الاسلام سکول ساہیوال
بانی و مہتمم جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال
مشہود مفتی
نواسے
سینیٹر محترم ایم حمزہ
سابقہ ممبر
قومی اسمبلی
پاکستان
سابقہ چیئرمین پبلک اکاونٹس کمیٹی
مولانا ذکریا لدھیانوی رح
رئیس الاحرار
مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی رح
صدر احرار ہند
مولانا یحییٰ لدھیانوی رح
مفتی حسن لدھیانوی رح
مولانا احمد سعید لدھیانوی
مولانا عمر لدھیانوی رح
مولانا رشید احمد لدھیانوی
صدر پنجاب جمعیت علمائے اسلام
شبیر احمد مفتی
مرحومہ بلقیس رح
سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان
مولانا سعید الرحمان رح
لدھیانوی
مولانا احمد رحمانی رح
مفتی اعظم پنجاب
مولانا عزیز الرحمٰن جامعی رح
مولانا خلیل الرحمٰن لدھیانوی رح
قاری الطاف الرحمٰن لدھیانوی
مہتمم دومنزلی مسجد
محمد زاید لدھیانوی
مولانا حبیب الرحمان ثانی
صدر احرار ہند
عتیق الرحمان لدھیانوی
عبیدالرحمان لدھیانوی
مولانا صدام حسین لدھیانوی
محمد احمد رحمانی
محمد عثمان رحمانی چیئرمین پنجاب وقف بورڈ

علمائے لدھیانہ اور اُن کے خاندان کے دینی وفلاحی ادارے

۱) جامعہ مسجد دومنزلی لدھیانہ (مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ)
۲) مدرسہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ (مولانا محمد لدھیانویؒ۔ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ)
۳) دوبارہ احیا مدرسہ محمودیہ اللہ والا لدھیانہ (مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نائب صدر جمعیت علمائے ہند)
۴) مدرسہ انوریہ لدھیانہ (مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ)
۵) دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ (مولانا عبداللہؒ بن مولانا اسماعیل لدھیانویؒ)
۶) مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ (مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ۔ محترمہ کلثوم مفتیؒ)
۷) بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال (مفتی ضیاء الحسنؒ۔ محترمہ کلثوم مفتیؒ)
۸) محمودیہ ہائی سکول ساہیوال (مفتی ضیاء الحسنؒ صدر راینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان)
۹) ننگل ابنیاء ہائی سکول ساہیوال (مفتی ضیاء الحسنؒ صدر راینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان)
۱۰) جامعہ رشید (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) مفتی اعظم پاکستان
۱۱) جامعہ رشیدیہ ساہیوال (مفتی ضیاء الحسنؒ صدر راینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان)
۱۲) اسلامی تعلیمی ادارہ فیصل آباد (مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ۔ مفتی طیب لدھیانویؒ)
۱۳) جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال (محترمہ کلثوم مفتیؒ، میاں عبدالورث صاحب)
۱۴) جامعہ اسلامیہ ختم نبوت رحیم یار خان (مولانا رشید احمد لدھیانوی)
۱۵) جامعہ مسجد الحقانی فیصل آباد (حافظ شاہد ضیاء۔ مفتی ضیاء الحسینؒ)
۱۶) جامعہ مسجد اللہ والی لاہور (مشہود مفتی)
۱۷) جامعہ شاہی مسجد لدھیانہ (امیر احرار ہند مولانا حبیب الرحمان ثانی لدھیانوی۔ مولانا عثمان لدھیانوی)
۱۸) جامعہ مسجد اُم المدارس لدھیانہ (عتیق الرحمان لدھیانوی)
۱۹) دوبارہ احیا جامعہ مسجد دومنزلی لدھیانہ (مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نائب صدر جمعیت علمائے ہند)
۲۰) دوبارہ احیا جامعہ عربیہ اللہ والا (مشہود مفتی)
۲۱) قادریہ مسجد فیصل آباد (مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، میاں عبدالورث صاحب)
۲۲) مسجد شُہدا ساہیوال (مفتی ضیاء الحسنؒ صدر راینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان)

عالموں کا خاندان ہے لدھیانہ میں مقیم
فخر جس کا ہے حبیب اور ناز ہے جس کا نعیم
دین حق کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰؐ کا نامِ نامی اِن کے دل کا چین ہے
لرزہ براندام ہے ہر وقت اِن سے قادیاں
یہ اُڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

مفکّرِ اسلام مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند)

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ (صدر مجلس احرار اسلام ہند)

IMROAZ 25-06-1976

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانویؒ

—— عشرت رحمانی

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانہ کے ذی علم خاندان کے برگزیدہ فرد تھے۔ شاہ صاحب کے والد بزرگوار مولانا شاہ عبدالوارث لدھیانویؒ کی ذات گرامی مجمع خلائق تھی۔ شاہ عبدالقادر نے ابتدائی تعلیم پدر بزرگوار سے حاصل کی۔ علوم متداولہ سے فراغت کرنے دہلی پہنچ کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مکتبۂ فکر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے لگے۔ ۱۷۹۶ء سے لے کر ۱۸۱۵ء تک حصول درس میں مشغول رہے اس دوران میں شاہ ولی اللہی تحریک مجاہدین نے شاہ صاحب کے دل میں ولولۂ تازہ پیدا کیا۔

دہلی میں علوم تکمیل کے بعد شاہ صاحب اپنے وطن لدھیانہ واپس آئے اور درس و تدریس و رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ ۱۸۵۶ء میں احمد شاہ ابدالی کے پوتے شہزادہ شاہ زمان اور شہزادہ شاہ شجاع الملک انگریزوں کی سیاسی کارپردازیوں کا شکار ہو کر کابل سے لدھیانہ لائے گئے اور نظر بند کر دیئے گئے۔ کیوں کہ خفیہ جاسوس کی اطلاع پر حکومت انگریزی کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کا الزام تھا۔ یہ دونوں شہزادے لدھیانہ کے قیام کے دوران مولانا شاہ عبدالقادر کی خدمت میں حاضری دیا کرتے۔ ان کی زبانی شاہ صاحب کو انگریزوں کے جبر و تشدد کے بارے میں حالات معلوم ہوئے۔

اس زمانہ میں تحریک مجاہدین کی انقلابی سرگرمیاں جاری تھیں اور حضرت مولانا احمد اللہ شاہ نیز دیگر انقلابی رہنما ملک کے اطراف و جوانب میں دورے کر کے علماء و فضلاء سے مشورے کر رہے تھے۔ اور انہیں عوام المسلمین کو منظم کرنے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی غاصبانہ حکمت عملی اور ملک گیری کے منصوبوں سے آگاہ کر کے انقلاب حریت برپا کرنے کی غرض سے لائحۂ عمل مرتب کرنے میں مصروف تھے۔ ان مجاہد رہنماؤں سے مولانا عبدالقادر کی ملاقات ہوئی۔ چوں کہ وہ ولی اللہی تحریک کے پیرو اور انگریزوں سے پہلے ہی سخت متنفر تھے اندیشہ تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے لدھیانہ کے علاوہ گرد و نواح کے دوسرے علاقوں میں بھی عوام کو انقلابی سرگرمیوں میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا، اور اس تمام علاقہ میں روح حریت پھونکنے میں مصروف رہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں حب الوطنی اور آزادی کے شعلے بھڑکا دیئے۔

شاہ صاحب نے عوامی تنظیم کے بعد اہل ثروت خواص کی جانب رجوع کیا اور آلات حرب و رسد وغیرہ کی فراہمی کے لئے ان سے امداد طلب کی۔ جس میں بڑی کامیابی ہوئی۔ اور گھر گھر اسلحہ وغیرہ تقسیم کئے جانے لگے۔ مخبروں نے ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کو ان حالات سے آگاہ کر دیا جس کے حکم سے گھیرا ڈال کر شہریوں کی تلاشیاں لی گئیں اور وافر تعداد میں اسلحہ، بارود اور گولے گولیوں کے ذخائر برآمد کر لئے گئے لیکن شاہ صاحب کی ہمت مردانہ پست نہ ہوئی اور انہوں نے دوبارہ حربی سامان کی فراہمی کا انتظام کر لیا۔ اسی زمانہ میں جالندھر، ہوشیارپور اور پھلور وغیرہ کی فوجی چھاؤنیوں میں دیسی سپاہ نے نعرۂ انقلاب بلند کیا۔ انگریز افسروں کے بنگلے جلا دیئے۔ جالندھر کے سپاہیوں نے کمانڈر ولیم کو قتل کر کے ہوشیارپور اور پھلور کے سپاہیوں کے ساتھ شرکت کی اور راستہ میں کئی جگہ گورا پلٹنوں کا مقابلہ کر کے مارتے مرتے لدھیانہ پہنچ گئے۔ یہاں مجاہدین کی معقول تعداد شاہ عبدالقادر کی سرکردگی میں نعرۂ انقلاب برپا کرنے کو تیار تھی۔ یہ تمام سپاہی بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور مجاہدین کا یہ لشکر مغلیہ سلطنت کے آخری نشان کی حفاظت اور آزادیٔ وطن کے تحفظ کی خاطر شاہ صاحب کی قیادت میں دہلی روانہ ہو گیا۔

یہ اگست ۱۸۵۷ء کے اواخر کا زمانہ تھا۔ شاہ صاحب کے ساتھ اس لشکر میں ان کے صاحبزادگان مولانا سیف الرحمٰن اور مولانا محمد عبداللہ بھی موجود تھے۔ نیز حضرت شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ اور دیگر اہل و عیال بھی ہمراہ تھے۔ دہلی کے محاذ کی حالت بگڑتی جا رہی تھی اور انگریزی لشکر کئی محاذوں پر شکست کھانے کے بعد کمک حاصل ہونے پر فتحیابی کی تیاری میں مصروف تھا۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنے اہل خاندان کو مسجد فتحپوری کے حجروں میں ٹھہرایا اور خود مختلف مقامات کا جائزہ لینے کے بعد مجاہدین کو جنگی مورچوں پر جدال و قتال میں مصروف ہونے کے لئے تعینات کر دیا اور خود رہنمایان ملت کے ساتھ ضروری مشوروں میں شریک ہو گئے کہ دہلی کو دشمنوں کی دست برد سے کیونکر بچایا جائے۔

اسی دوران میں شاہ صاحب کو ایک حادثہ بھی پیش آیا۔ ان کی اہلیہ محترمہ چند روز کی علالت کے بعد وفات پا گئیں لیکن اس عظیم مجاہد ملت کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا اور اس دلی صدمہ کو جبر و رضا کے ساتھ برداشت کر کے تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر معرکۂ جہاد میں حسب معمول جرأت و استقامت کے ساتھ مصروف رہے لیکن حالات دیکھتے ہی دیکھتے روز بروز دگرگوں ہوتے گئے۔ آخرکار انگریزوں کو فتحیابی حاصل ہو گئی کیونکہ میدان جنگ میں نبرد آزمائی سے زیادہ انگریز افسروں اور حکام کی خفیہ سازشوں کو اہم کامیابی حاصل ہوئی اور خود غرض وطن دشمن غداروں نے لال قلعہ کو غلامی کا سیاہ کفن پہنا دیا۔ جس کی پیشانی پر یونین جیک لہرانے لگا۔ دہلی میں قیام کے دوران میں حضرت شاہ عبدالقادر نے انقلابی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے کوئی جتن اٹھا نہ رکھا، لیکن کوئی پیش نہ گئی۔

آخر شاہ صاحب بقیہ مجاہدین کے ہمراہ لدھیانہ روانہ ہوئے تاکہ وہاں مجاہدانہ سرگرمیاں جاری کریں۔ لیکن یہاں بھی وطن فروش غداروں نے سرزمین وطن کو اغیار کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

حضرت شاہ صاحب وہاں سے مایوس ہو کر پٹیالہ چلے گئے اور وہاں خفیہ طور پر انقلابی تحریک کی تنظیم و رہبری میں مصروف ہو گئے۔ آخر چند سال بعد علیل ہوئے اور پٹیالہ کے ایک گاؤں نروانہ میں وفات پائی۔ وہ آخر دم تک جہاد حریت میں مصروف رہے۔ ان کے صاحبزادوں کو برطانوی حکومت نے افغانستان سے سازباز کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے مقدمہ چلایا لیکن عدم ثبوت کی بنا پر رہا کر دیئے گئے۔ حضرت شاہ صاحب کے ایک فاضل بزرگ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی دہلی میں مقیم تھے جن کے ورثا آج تک وہیں سکونت پذیر ہیں ؎

اس واسطے چھیڑا ہے پروانوں کا افسانہ
شاید تری آنکھوں تک انوار عمل پہنچے

ULAMA e LUDHIANA and their CHARITY WORK

1. **Jamia Mosque Doo Manzali**
   [Maulana Abdul Qadir Ludhianvi (r.a)]
2. **Madrassa Arabia Allah Walla**
   [Maulana Muhammad & Maulana Abdullah Ludhianvi (r.a)]
3. **Reconstructed Madrassa Mahmoodia Allah Walla Ludhiana**
   [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) Vice-President Jamiat Ulama e Hind]
4. **Madrassa Anwaria Ludhiana**
   [Maulana Habib ur Rehman Ludhianvi (r.a)]
5. **Darul uloom Naumania Gujranwala**
   [Maulana Abdullah bin Maulana Ismail Ludhianvi (r.a)]
6. **Madrassa Banat ul Islam Ludhiana**
   [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) , Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)]
7. **Banat ul Islam High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) , Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)]
8. **Mahmoodia High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
9. **Nangle Ambia High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
10. **Jamia tur Rasheed**
    [Mufti Rasheed Ahmad Ludhianvi (r.a)]
11. **Jamia Rasheedia Sahiwal**
    [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
12. **Islami Taleemi Idara Faisalabad**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) , Mufti Tayyeb Ludhianvi (r.a)]
13. **Jamia Zia ul Quran Sahiwal**
    [Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a) , Mian Abdul Warris]
14. **Jamia Islamia Khatm e Nabuwat Raheem Yar Khan**
    [Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi]
15. **Jamia Mosque Al-Haqani Faisalabad**
    [Mufti Zia ul Hussain (r.a) , Hafiz Shahid Zia]
16. **Jamia Mosque Allah Walli Lahore**
    [Mashood Mufti]
17. **Jamia Shahi Mosque Ludhiana**
    [Maulana Habib ur Rehman Sani Ludhianvi , Maulana Usman Rehmani]
18. **Jamia Mosque Umul Madariss Ludhiana**
    [Attiq ur Rehman Ludhianvi]
19. **Reconstructed Jamia Mosque Doo Manzali Ludhiana**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) Vice-President Jamiat Ulama e Hind]
20. **Jamia Masjid Qadria Faisalabad**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)], Mian Abdul Warris]
21. **Masjid e Shuhadaa Sahiwal**
    [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]

علماء لدھیانہ

اور 1857ء کی تحریک آزادی

مولانا محمد میاںؒ کی کتاب

علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے سے اقتساب

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ دارالحرب

تقریباً ۱۸۸۹ء میں یعنی انڈین نیشنل کانگریس کے وجود میں آنے سے کچھ دنوں بعد علمائے ہند کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے گئے۔

۱۔ ہنود کے ساتھ معاملات دنیاوی میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

۲۔ ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف وجلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہوں یا خلافت سرکار ہوں تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

سیّد احمد خاں نیچری نے جو ایک جماعت (ایسوی ایشن) قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ ۱۸ اگست ۱۸۸۸ء یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں شامل ہیں۔ ہر شخص جو داخل ہو پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جا بجا ایسوسی ایشن انجمن اسلامیہ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں یا نہیں؟

حضرت امام ربّانی قدس اللہ سرہ العزیز تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشرا وتجارت میں کر لیویں اس طرح کہ اس میں کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے جائز ہے اور مباح ہے۔ مگر سیّد احمد صاحب سے تعلق نہ رکھنا چاہیے اگر چہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیر خواہ ہو۔ مگر اس کی شرکت مآل کار اسلام اور مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہے یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت اور ہنود کی ترقی ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اسی طرح پر ہے اور بس۔ (نصرۃ الابرار: ۲۶، محرم ۱۲۰۶ھ ص ۱۹)

جواب نمبر۲:۔

یہ حضرات کانگریس کے ممبر کیوں نہیں رہے؟

اس کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام ربّانی اور اسی طرح دیگر حضرات انتہا پسند تھے۔ان کا مطمح نظر کامل حریت تھا۔اگر چہ ملک اور قوم کے عام مفاد کے لیے آئینی جدو جہد کو بھی پسند فرماتے ہوئے شرکت کانگریس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے۔مگر چوں کہ کانگریس کا نصب العین اس وقت صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت ہو۔اس لیے اپنے واسطے شرکت کانگریس کو منظور نہیں فرمایا اور حریت کاملہ کے لیے وہ راہِ عمل اختیار کی جس کا تذکرہ آیندہ آئے گا۔(ان شاءاللہ)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق سلسلہ کلام کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کردی جائے۔جو حضرت موصوف کے مذکورہ بالا فتوے کے لیے پس منظر یا نتائج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ا۔۱۸۵۷ء میں جس طرح حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی زیر قیادت جہاد آزادی میں حصہ لیا تھا اسی طرح لدھیانہ کے اس خاندان نے بھی اس جہاد میں بہت کافی حصہ لیا تھا۔جس کے ایک رکن مولانا عبدالعزیز صاحب نقشبندی مجددیؒ تھے اور آج مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اسی حریت پسند خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

۱۸۸۴ء میں جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تو مولانا موصوف (علماءلدھیانہ) نے اس کی حمایت کی۔سرسیّد گروپ نے ان کے برخلاف ایک طوفان اٹھادیا اور ایک فرضی استفتاء مرتب کرکے علماء سے اس کا جواب حاصل کیا۔حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے اس پر دستخط کرائے گئے اور پھر یہ فتویٰ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ پر چسپاں کرکے پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہندوؤں سے مل گئے ایمان فروش ہیں۔فاسق ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ نے یہ تماشا دیکھا تو حیران رہ گئے۔حضرت مولانا گنگوہیؒ کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور پھر خود ایک سوال مرتب کیا۔واقعہ کے انکشاف کے بعد حضرت گنگوہی اور تمام حضرات نے (جن کے اسماء گرامی مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے برخلاف قابل ملامت اور نفرت انگیز طریقہ سے استعمال کیے گئے تھے) معذرت کی۔چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ معذرت یہ ہیں:

”حامداًومصلیاً

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا جو شخص ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے۔بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ ”فاسق“ ہے یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اوّل تین صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانویؒ کی نسبت ہے اور وہ وجوہ اعانت و اضرار اس میں مصرح لکھے ہیں۔لہٰذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہرگز ہرگز مصداق اس فتوے کے نہیں اور جو

اموران کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب وفتوے کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔ جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندے کے نزدیک علماء کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام وعلم ہے۔ پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ سے بدعقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں۔ ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد ومحبت کرنا لازم ہے

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔ کتبہ الراجی رحمہ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ۔''

جب یہ حقیقت منقح ہو چکی تو اس کے بعد شرکت کانگریس اور شرکت ایسوسی ایشن کے متعلق مندرجہ بالا سوالات علمائے کرام کے سامنے پیش کیے گئے۔

کانگریس کے مقاصد قیام:

ا۔ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے مندرجہ بالا واقعہ اور سوال دوم کے الفاظ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کانگریس کے حامی علماء کے برخلاف جو شرمناک پروپیگنڈا آج کیا جا رہا ہے وہ اسی زمانے کی پیداوار ہے۔ کانگریس پر اسلام کشی کی فرد جرم اسی وقت سے لگادی گئی ہے اور کانگریسی علماء کے لیے اسلام فروش غدارِ ملت ہندوؤں کے غلام، فاسق کافر وغیرہ وغیرہ اسی وقت تصنیف ہو چکے تھے آج جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اسی آموختہ کو دہرایا جا رہا ہے۔

۲۔ انڈین نیشنل کانگریس کے لفظ معنی ہیں ''ہندوستانی قومیت (نیشن) رکھنے والوں کی جماعت۔''

اس کے اغراض ومقاصد پہلے ہی اجلاس میں یہ قرار دیے گئے۔

ا۔ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متحد ومتفق کر کے ایک قوم بنانا۔

۲۔ اس طرح جو ہندوستانی قوم پیدا ہو اس کی دماغی اخلاقی اور سیاسی صلاحیتوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔

۳۔ ایسے حالات کی اصلاح وترمیم کرانا جو ہندوستان کے لیے مضرت رساں اور غیر منصفانہ ہوں اور اس طرح ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد ویگانگت کو استوار کرنا۔

۴۔ ''رفع تکالیف اور جلب منافع کے دنیاوی امور'' کو جو انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم پر طے پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بحیثیت ہندوستانی ہونے کے تمام باشندگان ملک سے یکساں ہوتا ہے ان کو حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز بیع وشرا اور خرید وفروخت کے معاملات کی حیثیت دے رہے ہیں۔

اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ان امور کی یہ حیثیت نہ ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میونسپل بورڈ سے لے کر اسمبلیوں، کالجوں اور ایوان تجارت تک کسی بھی ہندوستانی

ادارے یاسرکاری محکمہ میں شرکت کو جائز کہا جائے۔تمام سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری، تجارتی، معاشی، قانونی اور تعلیمی اداروں میں شرکت کانگریس حرام یہ سیاسی بدعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۵۔کسی بات کا سرکار کے مخالف نہ ہونا بھی جواز شرکت پر اثر انداز نہیں کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ انگریز بہادر کی سرگردگی میں تو ہندو مسلم اشتراک جائز ہو اور اگر یہ منحوس سایہ ہٹ جائے تو وہ جائز چیز ناجائز ہو جائے۔اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو قرآن وحدیث مرجع شریعت نہ رہا بلکہ انگریزی ہیبٹ۔معاذ اللہ شریعت کا گنبد بن گیا۔

۶۔فتویٰ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق انتہا درجہ خطرناک ہے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض اور اپنے ذاتی خیالات کو کامیاب بنائیں۔

۷۔ہندو بے شک کافر ہے اس کے پاس کفر وشرک موجود ہے مگر وہ نمایاں زہر ہے جس سے ہر انسان بچ سکتا ہے لیکن اس نام نہاد قائد اسلام کے پاس میٹھا زہر ہے جس کو تمیز کرنا مشکل اور نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

وہ بعض بزرگ جو آج مسٹر جناح کی قیادت عظمیٰ پر مطمئن ہیں۔قادیانیوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق کو حرام کہا کرتے تھے اور یہی نکتہ بیان فرمایا کرتے تھے۔

۸۔فتوے سے موجودہ مسلم لیگ کی شرکت کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے کیوں کہ سرسیّد تاہم مذہبی شخص تھے۔نماز روزے کے بھی غالباً پابند تھے۔شراب وغیرہ سے قطعاً مجتنب تھے اگرچہ قرآن حکیم کی آیتوں کی تاویل وتفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتے تھے۔نبوت ورسالت، معجزہ، وحی وغیرہ کے متعلق اپنے مخصوص خیالات کے حامی تھے مگر تاہم قرآن حکیم کے احکام کو جنجال نہ کہتے تھے۔

دوسروں کو بے شک یورپین وضع قطع کی ترغیب دیتے تھے مگر خود اپنی پرانی وضع قطع پر آخر تک قائم رہے۔

لیگ کے موجودہ قائدین:۔

لیکن موجودہ مسلم لیگ اور اس کے قائدان تمام خطرات میں سرسیّد اور ان کے ایسوسی ایشن سے کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔نماز روزہ کی پابندی تو درکنار، روزہ سے صحیح واقفیت بھی نہیں۔ان کے نزدیک قرآن پاک کے احکام معاذ اللہ ترقیات زمانہ سے پس ماندہ اور جنجال ہیں (دیکھو تقریر مسٹر جناح متعلق سوال میرج بل ۱۹۱۲ء)

یورپین ڈانس، کاک ٹیل وغیرہ محبوب مشاغل، وضع قطع ٹھیٹ یورپین علماء کے اقتدار ختم کرنے کا عزم مصمم، مسلم رافضیوں اور قادیانیوں کا معجون مرکب۔یہ تمام واقعات اظہر من الشّمس ہیں جو ان سے چشم پوشی کرے یا ان پر پردہ ڈالے اس سے بڑھ کر مداہن فی الدین کون ہوسکتا ہے۔

۹۔انڈین نیشنل کانگریس میں جواز شرکت کے حکم سے نیشن اور قومیت کے بارے میں بھی حضرت گنگوہیؒ کے خیال کا اندازہ ہو جاتا ہے اگر فی الواقع مدار قومیت مذہب ہوتا اور متحدہ قومیت ناجائز ہوتی تو حضرت گنگوہیؒ جیسے دقیقہ رس فقیہہ کے لیے قطعاً ناممکن تھا کہ وہ مشترک جماعت کے

لیے نیشنل کانگریس، قومی جماعت کا لفظ برداشت کرتے اور پہلے ہی دہلا میں اس پر تنقید نہ کرتے۔ بالخصوص جب کہ سوال کا پہلا لفظ ہی یہ ہے ''ایک جماعت قومی'' اور جب کہ کانگریس کا پہلا مقصد ہی یہ ہو کہ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنانا ''السکوت فی معرض البیان'' بیان کیا ایسے ہی موقع کے لیے نہیں ہے اور کیا اس اصول کے بموجب متحدہ قومیت کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا نظریہ واضح نہیں ہو جاتا۔

حواشی

ا۔ فاضل مولف کا اشارہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم (ف ۱۹۷۶ء، کراچی) کی طرف ہے۔ (ا۔س۔ش)

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ ''نصرۃ الابرار''، مطبع صحافی، لاہور اتچیسن گنج ص ۱۳)

۳۔ نصرۃ الابرار، شائع کردہ حافظ مشتاق احمد لدھیانوی، ۱۹۴۵ء ص ۱۰۔۹

لدھیانہ کے لیے مولانا عبدالقادر ابن مولانا عبدالوارث ۱۷۹۶ء میں لدھیانہ سے دہلی آئے اور ولی اللہی خانوادہ علمی کے ارکان سے تعلیم حاصل کی۔ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے لیکن خود جامعی مرحوم نے لکھا ہے کہ وہ شاہ عبدالقادر دہلوی کے ایک واسطے سے خلیفہ اور مجاز بیعت تھے اور انہی کے بیان کے مطابق حضرت سیّد احمد شہید سے ان کی مراسلت تھی، خاندان میں سیّد صاحب کے خطوط یادگار تھے اور چھپوا بھی دیے تھے۔ اس لیے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ سے نسبت تلمذ کا اظہار انکا سہو قلم ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی شاید ان کی پیدائش سے بھی پہلے ۱۷۶۱ء میں انتقال کر چکے تھے۔ البتہ یہ زمانہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا تھا اور اگر ان کے شاگرد ہوں تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے چار بیٹے تھے۔ مولانا سیف الرحمٰنؒ، مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ۔ مولانا عبدالقادر نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور ان کی اولاد کے ساتھ دہلی پہنچ کر جہاد آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پٹیالے میں ان کا انتقال ہوا۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مولانا عبداللہ کے بیٹے اور حبیب الرحمٰن ابن محمد زکریا مولانا محمدؒ کے پوتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے صاحبزادہ محترم مولانا عزیز الرمن جامعی سے خاکسار کو نیاز حاصل تھا اور مراسلت کا تعلق بھی رہا تھا۔

آزادی کے بعد یہ خاندان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشرقی پنجاب کے حوادث میں لدھیانہ کی تباہی کے بعد پاکستان آ گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن بھی پاکستان آ گئے تھے لیکن وہ جلد ہی ہندوستان لوٹ گئے۔ ۱۹۵۶ء میں دہلی میں پیوند خاک ہو گئے۔

اس خاندان رفیع الارکان کی دینی، سیاسی اور قومی و ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں (ا۔س۔ش)

۴۔ اس تحریر کی نقل و کتابت میں کئی لفظ چھوٹ گئے تھے اور کئی لفظ بدل کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے۔ خاکسار کے پیش نظر مطبع صحافی لاہور کا

۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء کا اور مولوی مشتاق احمد کا ۱۹۴۵ء کا لدھیانہ ایڈیشن، دونوں ہیں۔ جن کے مطالعہ وموازنہ سے اس اقتباس کی تصحیح کر دی ہے۔

یہاں حضرت گنگوہی کی تحریر کا عنوان ''معذرت نامہ علماء بطور اختصار'' تحریر ہے اور اس کے ذیل میں سترہ علمائے وقت کے دستخط ہیں جن کے نام پہلے فتوے میں آئے تھے۔ ان میں مولانا محمود حسنؒ، مولانا محمد حسنؒ دیوبندی، مولانا محمد فضل عظیمؒ دیوبندی، مولانا عبدالحقؒ دہلوی صاحب تفسیر حقانی وغیرہ ہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انجمن انوارِ محمدیہ، امرتسر کے اکتالیس ارکان کے دستخط ہیں۔

بعض کے صحفات میں مفصل فتویٰ ہے جسے مسمی علی محمد متوطین بمبئی نے دریافت کیا تھا اور مولانا مفتی محمد لدھیانویؒ (ابن مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ) نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی تائید وتوثیق اور تصویب میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے خانوادہ علمی کے اسلاف کرام کے علاوہ ایک سو پنتیس مشاہیر علمائے عصر کی تصدیقات وتصویبات ہیں۔ ان میں مولانا فیض الحسن اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی) مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خاں، مولانا محمد منفعت علی (مدرسین مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولانا ارشاد حسین رام پوری، مولانا ریاست علی خان شاہ جہان پوری، مولانا احمد رضا خان بریلوی وغیرہ ہم شامل ہیں۔ مولانا بریلوی کا فتویٰ چار صفحے پر مفصل اور مستقل ہے۔ اس کا مفاد سرسیّد کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت میں وہی ہے جو مولانا مفتی محمد لدھیانوی کے فتوے کا ہے۔

ان حضرات علمائے ہند کے علاوہ مدینہ منورہ کے ایک عالم علی بن الحاج یوسف خادم روضۃ النبی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور ایک بغدادی عالم طاہر آفندی خادم روضۃ عبدالقادر جیلانیؒ کے فتاویٰ سرسیّد کے بارے میں بھی ہیں۔ کانگریس کے بارے میں ان کے فتاویٰ میں کوئی بات نہیں ہے۔

آخر میں سرسیّد کے خلاف مولوی امداد علی کے رسالے ''امداد الآفاق برجم اہل النفاق'' اور مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالے ''جواہر مضیہ فی رد نیچریہ'' سے تراسی علمائے کرام کے فتوے درج کر دیے گئے ہیں۔ اس کے مفتیوں میں بھی مولانا عبدالحیی (فرنگی محلی)، مولانا لطف اللہ (علی گڑھی)، (میاں) محمد نذیر حسین (دہلوی)، مفتی عبداللہ ٹونکی وغیرہ ہم مشاہیر علمائے ہند کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔

فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے مرتب ومفتی مولانا محمد لدھیانویؒ تھے لیکن یہ فتویٰ درحقیقت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا ایک خطبۂ جمعہ تھا جو علی محمد نامی ایک شخص ساکن بمبئی کے چند سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا تھا اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد لدھیانویؒ نے بطور فتویٰ مرتب فرما دیا تھا۔

فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیے ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' مؤلفہ عزیز الرحمٰن جامی دہلی ۱۹۶۱ء (ا۔س۔ش)

ہندوستان کی جنگِ آزادی

اور

علمائے لدھیانہ

مع

فتاویٰ قادریہ:

مرزائیوں کے خلاف سب سے پہلا فتوی تکفیر

فتویٰ نصرۃ الابرار:

کانگریس میں شمولیت اور ہندوستان کی آزادی کا فتوی

ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی رائے مولانا کی وفات پر

تحریر: عابد اللہ غازی

"میں نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی ہمیشہ اس لئے عزت و تعریف کی ہے کہ ان میں اپنے عقیدے پر مستقل مزاجی اور مضبوطی سے قائم رہنے کی جرأت تھی۔" (جواہر لال نہرو)

پنڈت جواہر لال نہرو نے مولانا کے بارے میں یہ اعتراف فرمایا ہے جس پر میں اس تاثر کا اختتام کرتا ہوں۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے میں بہت برسوں سے واقف ہوں۔ جدوجہد آزادی کے دوران ہم ایک دوسرے کے بہت قریب رہے اور اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

مولانا موصوف جس عقیدہ پر یقین رکھتے تھے اور جس جرأت اور آہنی استقامت کے ساتھ وہ اس پر قائم رہے اس کے سبب میں ہمیشہ ان کا مداح رہا اور ان کا احترام کرتا رہا۔ آزادی سے قبل اور اس کے بعد بھی انہوں نے بہت سی تکالیف اٹھائیں۔ حتی کہ آزادی کے فوراً بعد ہی پاکستان اور شمالی ہند میں جو المیہ رونما ہوا اور جس کی لپیٹ میں وہ شدید طور پر آئے، مگر اس سے ان میں تلخی نہیں آئی اور انہوں نے ہمّت نہ ہاری۔ وہ اپنے شہر لدھیانہ میں ہندو مسلمان اور سکھ سب کے ہی محترم رہے۔

ان کے انتقال سے مجھے گہرا صدمہ ہوا۔ وہ ایک جواں مرد سپاہی کی حیثیت سے ہماری آزادی کی تحریک میں یاد کئے جانے کے قابل ہیں۔

جواہر لال نہرو

تحریر: عابد اللہ غازی ایم۔اے، پی، ایچ، ڈی ہاورڈ یونیورسٹی امریکہ

۲۲/ اگست ۱۹۷۵ء

I know Maulana Habibur Rahman Ludhianvi for many years. We came into frequent contact with each other during our struggle for Independence. After that also we met from time to time.

I admired him and respected him for his courage and his steadfast adherence to what he believed in. He suffered greatly before Independence and also after, but he never faltered. Even the tragedy that occured immediately after Independence in Pakistan and North India did not embitter him, although it affected him powerfully. In his own city of Ludhiana, he was respected by both Hindus and Muslims as well as sikhs. His death came to me as a great sorrow. As a great soldier in our struggle for freedom, he deserves to be remembered.

JAWAHARLAL NEHRO
New Delhi,
January 24, 1961

رئیس الاحرار کی رہائی اور مُفتی کفایت اللہ صاحب کا منظوم خراجِ عقیدت

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تفصیلاً گزر چکا ہے کہ اکابرین احرار و جمعیت علمائے ہند سب نیو سنٹرل جیل ملتان میں اکٹھے کر دیئے گئے تھے وہاں پر انہوں نے کافی اچھا وقت گذارا پھر ایسا وقت بھی آیا کہ ان لوگوں کو رہائی کے احکام آنے لگے، چنانچہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ۲۰ر فروری ۱۹۳۳ء کو رہا کر دیا گیا۔ جب رئیس الاحرار کی رہائی کے احکام آئے تو باقی ساتھی رئیس الاحرار کی جدائی سے بے قرار ہوگئے، اس پر مُفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مُفتی کفایت اللہ صاحب نے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی جدائی اور ان کے اوصاف پر ایک قصیدہ کہا جسے پڑھ کر آدمی پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے وہ یہ ہے۔ (محمد عثمان لدھیانوی)

خدمت خلق بود خلق حَبیب الرحمٰن

رہائی

اے صدیق محترم لدھیانوی	لو تمہاری بھی رہائی آگئی
اے شفیق قوم! رحماں کے حبیب	آگئی تیری جدائی آگئی
دوستوں کو چھوڑ کر تو بھی چلا	آہ!! کیسی شاق ہے فرقت تری

قیامِ اسیری

تو رہا جب تک تو اپنی قید کو	قید سمجھا ہی نہیں کوئی کبھی
جیل کیا تھا محفل احباب تھی	اور تُو تھا اس کی رونق روشنی
تو گیا تو اس میں کوئی شک نہیں	رونق بزم اسیراں بھی گئی
جیل کے عملے سے بالُطف و خوشی	کار برآری تری مخصوص تھی
جب کبھی الجھا کسی کا کوئی کام	تو نے سلجھایا بہ لُطف و آشتی

اخلاق

گرچہ باہر صدر تھا احرار کا	پر نہ برلی جیل میں کچھ برتری
زیب دیتی ہے قیادت بھی اسے	جو رہے زنداں میں بن کر لشکری
ہے سیاست خدمت قومی کا نام	قوم کے خادم کا حق ہے سروری

ساتھیوں کی خدمت

قیدیوں کی ہر طرح کی خدمتیں	تُو نے کیں اے متقی افسری
کچھ نہ سمجھا فرق خویش و غیر میں	سب کی یکساں دل سے خدمت تُو نے کی
شیر و شکر ہو کر تو ان میں رہا	رنج و راحت میں تری شرکت رہی
سب ترے مداح ہیں ممنون ہیں	تیری فرقت سے ہیں پژمردہ سبھی
اختلافِ رائے پر بھی دوست ہیں	سچ یہی خدمات ہیں سب سے بڑی
سب کو یاد آئیں گی تیری خدمتیں	تیرا ایثار اور جود حاتمی!

ذاتی اوصاف

شکر ہے اللہ کا آئے خوش خصال — حق نے کی تجھ کو عطا نیک اختری
حُسنِ صورت حُسنِ سیرت خوش دلی — خوش کلامی خوش مزاجی دل لگی
تو فقیری میں ہے دل کا بادشاہ — تجھ پہ قرباں شوکت شاہنشہی
حق نے دی ہے تجھ کو جرأت بے نظیر — ہمّت مردانہ قور عزم قوی
غیرت قومی و استقلال و صبر! — حفظ ناموس اور ملت پروری
نہضت ملیہ میں تھی پانچویں! — یہ اسیری تیری اے حرِّ جری
قیدیوں میں چونکہ اقدم تو ہی ہے — اس لئے حاصل ہے تجھ کو برتی

قید و بند

ہر مصیبت ملک و ملت کے لئے — تو نے کامل خوشدلی سے جھیل لی
بند کر دینے سے تجھ کو جیل میں — تیری ہمّت میں نہیں آئی کمی
شیر پنجرے میں ہو جب بھی شیر ہے — لومڑی آزاد بھی ہے لومڑی
یک طرف فرقت کا ہے تیری ملال — دوسری جانب خوشی بھی ہے بڑی
قید مظلومی کی تھی صبر آزما — ختم اطمینان و راحت سے ہوئی
ہے یہ استقلال و ہمّت کا ثبوت — آن جیسی تھی تری ویسی رہی

دُعا

ہے دعا میری یہ صدق سوز سے — اجر کامل دے تجھے ربِّ غنی!
ملک و ملت کے لئے قربانیاں — ہوں تیر مقبول باصد خرمی
ہو امور ملک و ملت منتظم — دشمنانِ ملک وقف مدبری
حافظ و ناصر ترا اللہ ہو!! — اور ترے ہر کام میں ہو بہتری
مال و زر، اقبال ہوں تیرے غلام — کامیابی گھر کی ہو لونڈی تری
تیرا آوازہ رہے جب تک رہے — گھومتا یہ گنبد نیلو فری!

اولاد کے لیے دُعا

ہو تری اولاد صالح اور سعید — اور حاصل ہو اسے علمِ علیؓ
دے اسے اللہ اپنے فضل سے — شوکت صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ
اور ہو دنیا میں ان کا نصب عین — اتباع سُنّت - پیغمبری

مبارک باد

جیل سے جانا مبارک ہو تجھے — تہنیت لے مخلصانہ اور دلی
یاں سے جا کر بھول مت جانا! ہمیں — ہے یہی بس التماس آخری

(از حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ)

برصغیر کے عظیم مجاہد حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

لدھیانہ کے مشہور مصنف ڈاکٹر آتم ہمراہی

ہندوستان کی جنگ آزادی میں لدھیانہ کے مجاہدین آزادی کا خصوصاً علماء لدھیانہ کے خاندان کا اپنی کتاب ''لدھیانہ بولتا ہے'' میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا 2002ء میں لدھیانہ کے ڈپٹی کمشنر انوراگ اگروال نے اجرا کیا۔

1857ء میں ہندوستان کی انگریزوں کے خلاف پہلی لڑائی جس کو ہندو لیڈر رویر ساور کرنے ہندوستان کی جنگ آزادی کی سب سے پہلی جنگ مانا ہے، علمائے لدھیانہ کے جدامجد مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی نے اس لڑائی میں پنجاب کے مجاہدین کی رہنمائی فرمائی۔ کابل میں برکزئی بھائیوں کی حکومت ختم ہو جانے پر شاہ زمان کو 1809ء میں اور شاہ شجاع نے 1816ء میں یہاں پر پناہ لی اور انگریز کے پینشنر غلام اور میرے وسنیک بن گئے۔ نابینا کئے جانے پر زمان شاہ لدھیانہ کے بلیاوال گاؤں تشریف لائے۔ مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی کے پاس رہے جہاں پر زیارت کرنے کیلئے کئی افغان بادشاہ بھی بلیاوال گاؤں میں تشریف لائے۔ مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی کے مرید مولانا کو بلیاوال گاؤں سے لدھیانہ شہر میں لے آئے۔ لدھیانہ پہنچ کر مولانا نے محلہ موجپورہ میں ایک مسجد اور ایک اپنی رہائش کیلئے کچا مکان بنایا۔ مسجد کا نام دو منزلی مسجد تھا۔ یہ مسجد آج بھی وہاں موجود ہے، اس مسجد میں افغانستان کے سابقہ حکمران شاہ زمان پانچوں وقت ننگے پاؤں نماز پڑھنے آتے تھے۔ مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی بلیاوال کے مولانا عبدالوارث کے صاحبزادے تھے اور مولانا ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ 1825ء میں دلی سے تعلیم حاصل کر کے واپس لدھیانہ اپنے گاؤں واپس آگئے اور اسلامیات کا درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ دونوں افغان سابق شاہوں کی اولاد کی شادیاں کروانے کے بعد مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی کی شہرت دور دور تک مسلم حلقوں میں پھیل گئی۔

نوٹ: شاہ زمان اور شاہ شجاع دونوں افغانستان کے سابق حکمران تھے۔ مولانا کو علم ہوا کہ دونوں شاہ اپنی بیٹیوں کی شادی اس لئے نہیں کرتے کہ وہ کسی سے نیچے نہ ہو جائیں۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب شاہ زمان اور شاہ شجاع کے گھر پر گئے دونوں شاہ حضرت کے مرید تھے۔ مولانا نے ان سے فرمایا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ تم دونوں اپنی بیٹیوں کی شادی اس وجہ سے نہیں کرتے کہ آپ کسی سے نیچے نہ ہو جائیں۔ اس بات کو سن کر شاہ شجاع غصہ میں آگیا اور اپنی تلوار نکال لی اور کہنے لگا کہ کون ہے جو ہماری بیٹیوں کا ذکر اپنی زبان پر لاتا ہے لیکن حضرت مولانا عبدالقادر ڈرے نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو تم کو اسلام کے احکام بتلانے آیا ہوں اور مولانا نے فرمایا کہ تمہاری بیٹیاں حضور اکرم ﷺ کی بیٹیوں سے افضل نہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر افغانستان کے دونوں سابقہ حکمرانوں کی سمجھ میں حضرت کی بات آگئی۔ انہوں نے اسی وقت اپنی بیٹیوں کی شادی کی اجازت دے دی۔

شاہ شجاع میکسن کے کہنے پر پارٹی سمجھوتے پر دستخط کرنے کے بعد 7/ اگست 1839ء کو دوبارہ کابل کا بادشاہ بن گیا۔ افغانستان کا دوست محمد خان نے کلکتہ کی طرف جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی سے ملاقات کی اور ان سے اپنے لئے دعاء خیر کروائی۔ ان کی دعا کے بعد دوست محمد خان صاحب پھر سے کابل کا تخت نشین ہو گیا۔

قرآن پاک کی آیات پر عمل پیرا ہونے کے بعد مسلمانوں کا اسلامی اور جہادی جذبہ اور بڑھ گیا اس کو روکنے کیلئے انگریزوں نے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی اختلافات پیدا کر دئے۔ اس اسلامی لہر کی رہنمائی رائے بریلی کے مولانا سید احمد شہید فرما رہے تھے۔ 1831ء میں بالاکوٹ کی لڑائی میں مولانا سید احمد صاحب سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا جذبۂ جہاد اور زیادہ بڑھ گیا۔ شاہ عبدالقادر اور مولانا سید احمد شہید صاحب دونوں نے دلی میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کی اور مولانا عبدالقادر صاحب کے وارثوں کے پاس سید احمد شہید کی بیوی کے تین خط آج بھی محفوظ ہیں۔

انگریز سرکار مولانا عبدالقادر لدھیانوی کو 1857ء کی لڑائی کا سب سے بڑا مجاہد مانتی ہے۔ ہندو لیڈر رویر ساور کر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانویؒ انگریزوں کے خلاف سارے لدھیانہ کے مسلمانوں کو جہاد کیلئے بھڑکانے اور دلی کی طرف کوچ کرنے کی گواہی دیتا ہے۔ دلی سے پنجاب کے مجاہدین کو بہادر شاہی ہیڈ کوارٹر سے خفیہ پیغامات دو منزلی مسجد میں مولانا شاہ عبدالقادر کے پاس سیدھے پہنچتے تھے۔ لدھیانہ شہر میں 9 رجون 1857ء کو لدھیانہ میں انگریز کے خلاف لڑائی شروع ہوگئی۔

لدھیانہ میں رہ رہے کشمیری شال بنکر اور دوابے کی سمت سے آئے مسلم مجاہدین ایک جگہ جمع ہوگئے۔ شہر میں کشمیریوں نے سرکاری گودام لوٹے۔ امریکین مشن کا چرچ چھاپا کھانے اور کتابوں کی ایک بڑی لائبریری کو جلا دیا اور مجاہدین نے انگریز افسر کی سرکاری کوٹھیوں اور ٹھکانوں پر بھی حملے کیے، مسلم گجر سید اور رام کٹیاں اور چھاؤنی کے مسلمانوں کو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنی زوردار تقریر کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد کیلئے ابھار لیا۔ مولانا کو افغانستان کے شہزادے اور عام مسلمان انگریزوں سے آزادی دلانے کا عظیم مجاہد مانتے تھے۔ دوابے کی طرف سے مجاہدین اور مولانا اپنے مرید اکٹھے کر کے ہرا حیدری نشان والا جھنڈا لدھیانہ شہر میں لہرا دیا۔ راتوں رات دلی کی طرف بہادر شاہ ظفر کی مدد کیلئے روانہ ہوگئے۔ حضرت مولانا کا خط پکڑے جانے کے بعد ان کو انگریز نے شہر میں ہی نظر بند کر دیا تھا۔ مجاہدین نے لدھیانہ کے لودھی قلعہ پر حملہ کر کے سارا اسلحہ لوٹ لیا اور قیدیوں کو رہا کر دیا اور قلعہ میں جو بھی انگریز سرکار کا ساز و سامان تھا تباہ کر دیا۔ مولانا کے مریدوں اور مجاہدین کا حملہ اتنا زبردست تھا کہ پولس کوتوالی چھوڑ کر بھاگ گئی اور انگریز کا افسر مادھو پرساد نے چھپ کر اپنی جان بچائی۔ لدھیانہ کے ڈی سی ریکٹ نے جالندھر سے فوجی مدد مانگی لیکن جالندھر سے کوئی مدد نہ ہوسکی اور شہر میں آدھی رات تک لوٹ مار مچی رہی۔ مجاہدین مولانا کی رہنمائی میں اور مولانا کے چاروں بیٹے مولانا شاہ محمد، مولانا سیف الرحمٰن، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالعزیز دلی کی طرف کوچ کر گئے۔ مولانا عبدالقادر صاحب کے بھائی مولانا غلام نبی صاحب سارے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو لے کر دلی کی طرف روانہ ہوئے۔ پٹیالہ سے کرنال کی طرف ہوتے ہوئے دلی پہنچے اور سارے مجاہدین راتوں رات انگریز کی پکڑ سے دور ہوئے۔ مگر 13 اشخاص کو پولیس نے شک کی بناء پر گرفتار کر لیا۔ ہندو لیڈر رویر ساور کر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ لدھیانہ کے لودھی قلعہ پر دلی کی طرح قبضہ کر لیا تھا تو دلی کی طرح انقلابی مرکز بنائے رکھنا تھا کہ انگریز کی پنجاب میں اور زیادہ تباہی ہوسکتی تھی۔ پر دلی سے حکم پہنچتے ہی مولانا عبدالقادر مجاہدین کو لے کر دلی کی طرف چل پڑے۔ پیچھے سے مخبروں نے جھوٹی گواہی دیکر تیس کشمیریوں کو پھانسی لگوا دی۔ ڈی سی ریکٹ نے 55298 روپے تاوانائی جرمانہ کیا۔ جس کی وجہ سے سارے قصبوں اور شہروں میں لوگ سہم گئے اس رقم سے سرکار نے لوگوں کے نقصان کی بھرپائی کی۔ لدھیانہ کے لودھی قلعہ کے نزدیک تین سو گج کے گھیرے میں جتنے مکانات تھے سب گرا دئے گئے اور لدھیانہ میں رہ رہے گجر مسلمانوں کو شہر بدر کر دیا گیا۔ ان کی کشتیاں مشکیں ہتھیار ضبط کر لئے گئے اور لدھیانہ سارے ضلع میں ہتھیار لیکر چلنے پر پابندی لگا دی گئی۔

دلی میں بہادر شاہ ظفر کی شکست اور گرفتاری کے بعد شاہ عبدالقادرؒ ان کے خاندان کے لوگ اور ان کے مرید پنجاب کے ضلع پٹیالہ کے جنگلوں کے بیچ گاؤں ستلانا میں راجپوت مسلمانوں کے یہاں پناہ لی۔ انگریز سرکار نے مولانا عبدالقادر لدھیانوی اور ان کے چاروں بیٹوں کو پکڑوانے کیلئے ایک لاکھ روپے انعام رکھ دیا لیکن کسی نے بھی مولانا کے ساتھ غداری کرنے کی جرأت نہ کی۔ مولانا کی ساری جائیداد اور دو منزلہ مسجد انگریز سرکار نے ضبط کر لی اور گرا دی لیکن مجاہدین آزادی کے فرزندان میں سے انگریز سرکار کسی کو بھی پکڑ نہ سکی۔ انگریز سرکار نے چار مرتبہ ستلانا گاؤں کو گھیرا، مولانا اور ان کے خاندان کے کسی بھی فرد کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ برطانیہ کی ملکہ وکٹوریا کی طرف سے ایک نومبر 1858ء کو عام معافی کا اعلان کیا۔ 1860ء میں لدھیانہ کے مجاہدین کا خاندان لدھیانہ واپس آگیا لیکن ستلانا سے کچھ دور باہر آ کر مولانا شاہ عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کا انتقال ہوگیا۔ جن کی آرام گاہ آج بھی وہاں موجود ہے۔ مولانا کے چاروں بیٹے جب لدھیانہ پہنچے تو لدھیانہ کے لوگوں نے ان کا شاہی استقبال کیا۔ سرکار نے ضبط کی ہوئی جائیداد واپس کر دی۔ شہید کی ہوئی مسجد کو مولانا کے بیٹوں نے خوبصورت انداز میں دوبارہ بنوایا۔

مولانا کے بیٹوں کی لوگوں کے دلوں میں قدر و منزلت دیکھ کرڈی سی، لدھیانہ نے ان کو گرفتار کرادیا لیکن مرکزی سرکار کے کہنے پر مولانا کے تینوں بیٹوں کو باعزت رہا کیا گیا۔ اسی خاندان کے مجاہدین آزادی مولانا شاہ عبدالقادر کے پر پوتے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ جنہوں نے ملک کی جنگ آزادی میں چودہ سال جیل کاٹی اور انگریز کے تشدد برداشت کئے اور ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو جب بھی لدھیانہ آتے مولانا کے گھر پر ہی قیام کرتے۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے بزرگ لودھی کے وقت سے ہی لدھیانہ کے باشندے ہیں۔ مولانا کے پردادا مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی صاحب نے 1857ء کی لڑائی کے وقت انگریز کے خلاف پنجاب کے مجاہدین کی رہنمائی فرمائی تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے 14/سال جیل کاٹی۔ 1929 میں جامع مسجد لدھیانہ میں ترنگا جھنڈا لہرا دیا۔ ہندوستان سے فرار ہونے کے وقت نیتاجی سبھاش چندر بوس تین دن تک مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے گھر پر رہے۔ جس کی وجہ سے انگریز حکومت نے مولانا کے سب سے بڑے بیٹے مولانا خلیل الرحمٰن کو دو سال جیل میں رکھا۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو انگریز سرکار نے تنگ کوٹھریوں میں قید کر کے رکھا۔ ان کے بزرگوں نے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ ان کا خاندان قوم وملت کیلئے اپنے اصولوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹا۔ مولانا حبیب الرحمٰن پنجاب اور ہندوستان کے بڑے لیڈروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آج بھی ان کا خاندان لدھیانہ میں آباد ہے۔ مولانا کے بیٹے سعید الرحمٰن 1947ء کے بعد تاریخی مسجد دومنزلی کے امام رہے۔ ان کا انتقال 1993 میں ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے سب سے چھوٹے بیٹے مفتی محمد احمد رحمانی مرحوم کے تین بیٹے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی، عبید الرحمٰن لدھیانوی، عتیق الرحمٰن لدھیانوی آج بھی لدھیانہ میں ملک وقوم کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ 1885ء میں کانگریس کی سنگ بنیاد رکھی گئی۔ انگریزوں نے سرسید احمد خان کے ذریعہ یہ افواہ پھیلانا شروع کی کہ کانگریس ہندو حمایتی جماعت ہے، مسلمانوں کی مخالف ہے، ان کی یہ لہر علی گڑھ میں کانگریس کے خلاف چل پڑی، تو مجاہدین آزادی مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانوی کے بیٹے مولانا عبدالعزیز لدھیانوی نے اس افواہ کے خلاف زوردار آواز اٹھائی اور سرسید احمد کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا۔ مولانا عبدالعزیز اور ان کے بھائیوں نے سرسید احمد خان کے ہر اعلان کے خلاف 1888ء میں فتویٰ دیا۔ جس پر پنجاب اور پنجاب کے باہر 337 عالموں نے دستخط کئے۔ یہ فتویٰ کتاب کی شکل میں چھپ کر الٰہ آباد میں ہو رہے سیشن (اجلاس) میں خواجہ احمد شاہ نے ڈیلیگیٹ ہونے کی وجہ سے بانٹا۔ لدھیانہ کے عالموں کی اس زوردار تحریری کارروائی نے کانگریس کو مضبوط کیا اور سرسید احمد خان کی چالیں ناکام ہوگئی۔ لدھیانہ میں ایک جلسہ ہوا مولانا شاہ عبدالقادر کے پر پوتے مولانا حبیب الرحمٰن کو ضلع خلافت کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا اور مسجد دومنزلی کو اس کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا۔ خلافت کمیٹی کے تین اور دفتر بلیاوال، جگراؤں اور رائے کوٹ بنائے گئے۔ یہاں پر آئی علی صاحبان کی والدہ ان کے آنے پر پُر جوش استقبال کیا گیا اور جلوس نکالا گیا۔ فروری 1921 میں مہاتما گاندھی نے لدھیانہ دریسی گراؤنڈ میں پرزور تقریر کی 8/دسمبر 1921ء ماسٹر تاج الدین نے سول نافرمانی کے حق میں ہندو، مسلمان اور سکھوں شہریوں کے جلوس کی رہنمائی کی اور گرفتاری بھی دی۔ 20 دسمبر کو نقاب پوش عورتوں کو انگریز سرکار پکڑنے کی جرأت نہ کرسکی۔ اگلے دن مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے زوردار تقریر کی جس کی وجہ سے انگریز پولیس نے ان کو گرفتار کرلیا۔ اس کیس میں مولانا کو ڈیڑھ سال کی سزا اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔ 1930ء نمک آندولن میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی رہنمائی میں نکلے جلوس پر انگریز پولیس نے بھی لاٹھیاں چلائی۔ اس جلوس میں شہید اعظم بھگت سنگھ کے والد کرشن سنگھ سمیت سینکڑوں لوگ زخمی ہوئے اور مولانا کو گرفتار کرلیا گیا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے سول نافرمانی کے جلوس کی بھی رہنمائی فرمائی۔

نوٹ:۔ یہ کتاب پنجابی زبان میں ڈاکٹر آتم ہمراہی نے لکھی ہے، یہ تمام باتیں علمائے لدھیانہ کے سلسلے میں لکھی گئی ہے۔ یہ لدھیانہ کے ڈپٹی کمشنر کے آفس سے پرانا ریکارڈ دیکھ کر لکھی گئی ہے۔

پتہ: ڈاکٹر آتم ہمراہی، گرونانک کالونی، گل روڈ، لدھیانہ (پنجاب) فون:0161-2502029

شائع کردہ: جناب عتیق الرحمن لدھیانوی، چیئرمین اقلیتی شعبہ پنجاب کانگریس

نذرِ عقیدت

تحریر: غازی عبد العزیز لدھیانوی مرحوم

عالموں کا خاندان ہے لدھیانہ میں مقیم
فخر ہے جس کا حبیب اور ناز ہے جس کا نعیم

نسل میں سے اس مجاہد کے ہیں یہ سب باوقار
اپنے دشمن سے جو میدان میں لڑا مردانہ وار

دین حق کا عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰؐ کا نام نامی ان کے دل کا چین ہے

رات دن اسلام کی خاطر یہ کرتے ہیں جہاد
اہلِ دل کہتے ہیں ان کو شادباش زندہ باد

لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اُڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

نیک ہیں پُرجوش ہیں مزدور کے حامی ہیں یہ
جھوٹ کو نیچا دکھانے میں بڑے نامی ہیں یہ

ان کی خواہش ہے کہ پھر ہندوستان آزاد ہو
از سر نو ملک کی تعمیر کا آغاز ہو

(۱۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ ۲۔ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند)

شیرِ خدا کا ایمان

تحریر: مولانا ظفر علی خانؒ

جس کے ایثار سے مِلت کی دو بالا ہوئی شان
اُس جماعت کے ہیں سردار حَبیب الرحمانؒ

اِن کے ماحول کو لاحول سے دیجیے تشبیہہ
کہ ہوا پاس پھٹکتے ہی خِضر و شیطان

جمع ٹوڈی ہوں جہاں گر یہ پہنچ جائیں وہاں
نہیں ممکن کہ کسی طرح وہ ماریں میدان

تختہ دیتے ہیں اُلٹ سارے وفاداروں کا
آتے ہی ان کے خطا ہوتے ہیں سب کے اوسان

کاسہ لیسانِ جہاں کی رگِ جاں کے حق میں
دمِ شمشیر ہے اُس شیر خدا کا ایمان

حضرت مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ

مولانا ابو احمد عبد اللہ بن مولانا محمد اسماعیل ضلع لدھیانہ کے موضع بلیہ والی کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ مکرم سے حاصل کی۔ والدِ ماجد کی وفات کے بعد کچھ عرصہ لدھیانہ میں تعلیم حاصل کر کے امرتسر چلے گئے۔ مولانا نور احمد امرتسریؒ اور مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ بعد میں ۱۳۲۸ء (۱۹۱۰ء) میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور درسِ نظامی کی تکمیل کر کے سند الفراغ حاصل کی۔

فراغت کے بعد واپس لدھیانہ آ کر تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ زمانہ قیام دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ دیوبندی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور اُن سے خصوصی سندِ اجازت حدیث حاصل کی۔ مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ میں تدریس کے زمانہ میں امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہؒ صاحب کے درسِ حدیث سے استفادہ کی خواہش لے کر دوبارہ معِ اہل و عیال دیوبند چلے گئے۔ دار العلوم کے منتظمین نے ابتدائی اور ثانوی درجے کے کچھ اسباب آپ کے سپرد کر دیے۔

دو سال حضرت علامہ انور شاہؒ صاحب سے استفادہ کے بعد لدھیانہ آئے اور مدرسہ اللہ والا میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ صاحب کے ساتھ مل کر تبلیغ و تدریس کا کام شروع کیا۔ مدرسہ اللہ والا کے سالانہ جلسے کے موقع پر حضرت علامہ انور شاہؒ صاحب تشریف لائے اور جلسہ میں تقریر کے دوران فرمایا کہ:

”مجھے مولانا عبد اللہؒ کے علم و ریاضت پر پورا اعتماد ہے۔“

یہ مولانا کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ آپ نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ انوریہ قائم کیا۔ جس میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات کے بعد ایک اور مدرسہ ”دار العلوم نعمانیہ“ کے نام سے قائم کیا اور تقسیمِ ہند تک اسی دار العلوم میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان آ گئے اور تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی جاری فرمایا اور کم و بیش ۲۸ کُتب و رسائل آپ نے تصنیف کیے۔ آپ نے اپنے استاذ حضرت مفتی محمد حسنؒ صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اجازتِ و خلافت سے نوازے گئے۔

آخر کار اگست ۱۳۹۵/ ۱۹۷۵ء میں علمی و دینی خدمات میں مصروف جان، جانِ آفرین کے حوالے کی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

تالیف
حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على نبيه الكريم وبعد فان الصالح السعيد المولوي عبد الله
قد قرء الامهات الست في الحديث فانا اجزته باذن الله
واوصيه بالبر والتقوى وبالله التوفيق فهو المعين حفظه

العبد
محمود حسن
٢ ذي قعدة
سنه ١٣٣٢

بسم الله الرحمن الرحيم

سند الفراغ من المدرسة العربية العالية الاسلامية الديوبندية

نمبر ٨١٠

الحمد لله المتعز بالعزة والعظمة والجلال المتنزه عن الاكفاء والامثال المتوحد باحدية الذات المتفرد
بصفات الكمال لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال والصلوة والسلام على سيد الانام محمد المنقذ عن الضلال
العاصم عن درك الشقاء وسوء المآل وعلى آله واصحابه وازواجه وذرياته بالغدو والآصال اما بعد فان الاخ الصالح البار
المولوى عبد الله بن المولوى المفتى محمد اسمعيل المرحوم المتوطن بليهوال من مضافات لدهيانه
قد دخل هذه المدرسة العربية العالية الاسلامية الديوبندية التى هى مركز العلوم الدينية ومدارها ومنها
تتفجر انهارها وبحارها لاثنى عشر من الشوال المكرم سنة ثمان وعشرين بعد الف وثلثمائة من الهجرة النبوية على صاحبها
الف الف سلام وتحية فبقى فيها مدة وعاد فى سنة سبع وثلاثين وثلثمائة والف وقرأ فى المرتين من علم التفسير الجلالين
ومن علم الحديث صحيح الامامين الهمامين البخارى ومسلم وسنن ابى داود والنسائى وابن ماجه والترمذى وشمائل الترمذى والموطأين
للامامين القدوتين مالك ومحمد رحمهم الله تعالى ومشكوة المصابيح ومن علم الفقه واصوله الهداية بتمامها ونور الانوار
ومختصر الحسامى وشرحه للمولوى ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد النسفية وشرح العقائد الجلالية ومن علم المعانى والبيان مختصر المعانى
والمطول ومن علم الادب المقامات للحريرى وديوان المتنبى وديوان الحماسة والسبع المعلقات ومن علم المعقول والفلسفة حاشية القطبى لمولانا السيد الشريف
وشرح السلم لمولانا محمد حسن وحمد الله وميرزاهد رسالة مع غلام يحيى وميرزاهد ملا جلال والمبيذى ومن علم العروض عروض المفتاح
ومن علم الهيئة التصريح واشتغل بانشاء التحرير العربى ومارس الادب وبقى مدة ما قرأ على طريقة حسنة رضى عنها الاساتذة واركان المدرسة وهو
عندنا سليم الطبع جيد الفكر واستعداد تام ومناسبة بالعلوم كاملة والان لما طلب منا الاجازة اجزناه وكتبنا له هذه الورقة لتكون سندا وتذكرة
عند مس الحاجة ونوصيه وبالله التوفيق ان يتقى الله سرا وعلانية ويتبع السنة السنية مشتغلا بنشر الاحكام الشرعية مكبا على مطالعة الكتب
الدينية مجدا فى ترويج العلوم الدينية وان يكون مقتفيا لآثار السلف الصالحين مجتنبا عما احدثه المبتدعون من الاختراع فى الدين عاضا بنواجذه على ما مضى
عليه القرون المشهود لها بالخير من الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين وان لا ينسانا فى دعواته الصالحة والله الموفق والمعين وآخر دعوانا
ان الحمد لله رب العلمين وكان ذلك لثمان وعشرين من جمادى الثانية سنة الف وثلثمائة وتسع وثلثين من الهجرة النبوية صلى الله عليه وسلم

امضاءات الاراكين والمدرسين

محمد حسن عفا الله عنه — محمد انور عفا الله عنه — شبير احمد عثمانى عفا الله عنه

محمد احمد مهتمم دار العلوم

فقير اصغر حسين عفا الله عنه — محمد رسول خان عفا الله عنه

(MAOLANA)
HABIBURRAHMAN
LUDYANVI.

(مولانا) حبیب الرحمٰن لدھیانوی

کوچہ چیلان - دریا گنج

Delhi [illegible] 195

دہلی

برخوردار محمد محمود سلمہ -

السلام علیکم - تمہارا خط ملا - یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ
تم کراچی سے فارغ ہو کر واپس گوجرانوالہ آگئے ہو - اپنے والد صاحب کے
پاس رہ کر درس و تدریس کا کام شروع کر دو - اس کی ابتداء میں
پڑھانے سے چند سال میں بہت اچھے عالم ہو جاؤ گے -
دیپا و لیلپور سے عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا - دیر ہوئی جب یہ لکھا
تھا کہ وہ جلد آ رہا ہے - تم ان کو معلوم کرو اگر وہ دہلی
آنا چاہتا ہو - تو پہلی فرصت میں پرمٹ بنوا لو جب
بن جائے تو مجھے لکھو - تاکہ ہندوستان کا پرمٹ دلانے میں
کوشش کروں - اس بارے میں جلدی جواب دو اور اس سلسلے
میں تم خود دیپا و لیلپور کا پتہ بھی لیکر اپنے بھائی کے مشورے سے اس کام
کو انجام دو - عزیز حبیب اللہ کا عرصے سے خط نہیں ملا معلوم ہوتا ہے
وہ زیادہ تر باہر دورے پر رہتا ہے -

ہندوستان نے یہ بھی منظور کر لیا ہے کہ اگر کوئی طالب علم دیوبند
میں پاکستان سے آنا چاہے تو وہ ایک سال تک کا بھی پرمٹ انہیں
کر دیں گے - اگر تم ایک سال دیوبند لگانا چاہو تو بتلاؤ [illegible]

محمد علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بعد از معلومات حاصل کرو

کیونکہ زندگی میں تصدیق ہے کہ کوئی طالب علم داخل ہوا آپ کے ہاں

ربی والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام مسنون کہہ دینا

برخوردار مسعود عبداللہ - محمد اسمعیل - طاہر - ذاکر - حبیب - طاہرہ

طاہرہ - ثریا سب کو دعا و سلام

سب بچے سب کو سلام کہتے ہیں - انیس - سعید - اللہ -

بلال - حضرت کی خدمت میں [illegible] سلام عرض ہیں - رمضان

شریف خیریت سے گذر رہی ہوگی

محمد عبدالرحمن

[illegible]

MAULANA ANWAR SHAH KASHMIRI RA

بعد کے واقعات نے مرحوم کی اصابت رائے کی تصدیق کر دی۔ انہیں خانوادۂ انوری کے ساتھ غیر معمولی شغف تھا۔ مجھے اپنی زندگی میں کوئی ایسا موقع یاد نہیں پڑتا کہ ان سے ملاقات ہوئی ہو اور انہوں نے خالی ہاتھ آنے دیا ہو۔ والدۂ مرحومہ ایک زمانہ میں لدھیانہ کے مشہور میموریل ہسپتال میں زیر علاج تھیں، راقم بھی ان کے ساتھ تھا۔ اتفاقاً عید وہیں آگئی۔ مولانا مرحوم نے جس طرح کے ملبوسات اپنے بچوں کے لئے تیار کئے اس سے زائد قیمتی اور اعلیٰ خاکسار کے لئے بھی تیار کئے اور جب اس تعلق کے اظہار کے لئے قلم حرکت کرتا ہے تو بے اختیار اپنے والد ماجد قدس سرہٗ علامہ کشمیری کا وہ مشہور قول یاد آتا ہے:

"مجھے ہندوستان میں صرف دوؔ ہی وفادار خاندان ملے، ایک بجنوز میں مولانا مشیّت اللہ صاحب (مرحوم) اور پنجاب میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا۔"

آہ کہ اب دونوں تو وہ خاک کے نیچے مصروف خواب ہیں۔ اور "خانوادہ انوری" کے مُخلصین کی فہرست میں ان اہم شخصیتوں کا فقدان ہے۔ والد ماجد بھی مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم کے ساتھ خاص تعلق رکھتے۔ مرحوم جس زمانے میں جیل میں ہوتے اور والد ماجد کا پنجاب کا سفر ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ لدھیانہ میں مولانا حبیب الرحمٰن کے مکان پر تشریف فرمانہ ہوں۔ شورش دارالعلوم کے بعد جب کشمیر سے دیوبند مراجعت فرمارہے تھے تو اس زمانے میں مولانا مرحوم ملتان سینٹرل جیل میں اسیر تھے۔ والد مرحوم نے ملتان کا سفر فرمایا اور جیل ہی میں ان سے ملاقات فرمائی۔ اب اخلاص و محبّت، بزرگانہ شفقت و مودت کے یہ بلند و بالا مینار زمین کے برابر ہو چکے اور ان کی تصاویر کی وساطت سے جو پس ماندہ محروم قسمت حلقے کے ذہنوں میں ہے صرف اتنا سن لیتے ہیں۔

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں، ملنے کے نہیں، نایاب ہیں ہم
تعبیر ہو جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

انظر شاہ۔ ۳۱/ جنوری ۱۹۷۵ء

والد ماجد قدس سرہ علامہ کشمیری کا وہ مشہور قول یاد آتا ہے:

"مجھے ہندوستان میں صرف دوؔ ہی وفادار خاندان ملے، ایک بجنوز میں مولانا مشیّت اللہ صاحب (مرحوم) اور پنجاب میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا۔"

انظر شاہ۔ ۳۱/ جنوری ۱۹۷۵ء

Grave of Maulana Abdul Qadir Ludhianvi (r.a)

HAMZA

Ex. Member Ex (M.N.A.)
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

Gojra. 046-3515296
0345-7918296

عزیزم مشہود صاحب

السلام علیکم۔ روزنامہ پاکستان کے ہفت روزہ رسالہ زندگی میں شائع شدہ انٹرویو کا تراشہ
ارسال خدمت ہے۔ میری سیاسی زندگی کے حالات کا احاطہ کر لیا ہوا ہے۔
امید ہے آپ کا شوق رہنمائی پورا ہو جائے گا۔

آپ کا مخلص

Hamza Zar.

بشرف نظر!

[illegible] صاحب

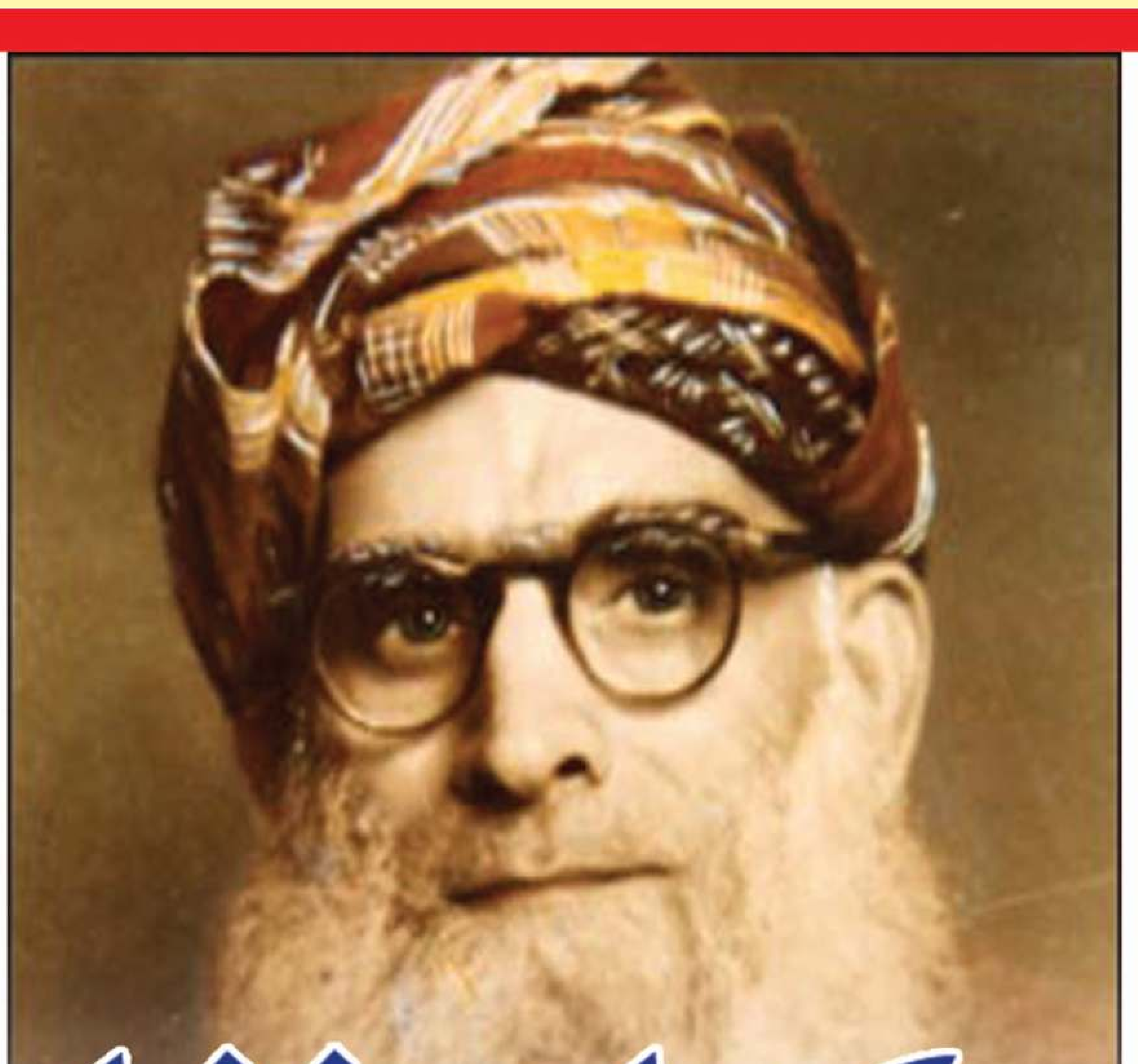

پیکرِ علم وفضل نشانِ حریت

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

فاروق ارگلی

اوّلین جنگِ آزادی 1857ء میں جن لاتعداد علمائے اسلام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں ایک سرفروش اور بہادر مجاہد آزادی حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ بھی تھے۔ آپ نے پنجاب میں برطانوی استعمار کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ویر ساورکر نے اپنی کتاب 'جنگِ آزادی 1857ء' میں لکھا ہے: ''لدھیانہ میں ایک بااثر مولوی تھے جو لوگوں کو فرنگی غلامی کا طوق اُتار پھینکنے اور سوراجیہ قائم کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ مولوی صاحب کا یہ اثر تھا کہ لدھیانہ پنجاب کے انقلابیوں کا مرکز بن گیا۔ مولوی صاحب کے اشارے پر سرکاری گودام لوٹ لیے گئے۔ گرجا، مکانات، پریس سب جلا دیئے گئے۔ پنجاب کے کئی شہروں میں بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ انقلابی فوج مولوی صاحب کی کمان میں دلّی روانہ ہوگئے۔'' یہ مولوی صاحب مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ تھے۔ آپ اپنے چار صاحبزادوں اور خواتین اور بچوں سمیت مجاہدین کی ایک جمعیت کے ساتھ دہلی تشریف لائے اور جنرل بخت خاں کی فوج کے ساتھ مل کر انگریزوں سے دست بدست جنگ کی۔ پھر جب برطانوی فوج دہلی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئی اور دلّی شہر میں قتل عام کی قیامت برپا کردی گئی۔ اس وقت مولانا عبدالقادرؒ اپنے چاروں صاحبزادوں کے ساتھ پنجاب کی طرف چلے گئے اور پٹیالہ کے جنگلوں میں پناہ لی۔ انگریزوں کو ان کی تلاش تھی، کمپنی سرکار نے ان مجاہدین کی گرفتاری کے لیے بھاری انعام کا اعلان کردیا تھا۔ حضرت مولانا عبدالقادرؒ سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ کے برگزیدہ بزرگ تھے اور اس دَور کے پورے پنجاب میں آپ کی روحانی قدرومنزلت کے چراغ روشن تھے۔ انگریزوں نے لدھیانہ میں آپ کی خانقاہ، مسجد اور رہائشی جائداد ضبط کرکے نیلام کردی۔ 1860ء میں ملکہ وکٹوریہ نے ملک میں امن وامان قائم کرنے کے لیے عام معافی کا اعلان کردیا۔ مولانا عبدالقادر کو جب یہ خبر ملی تو آپ اپنے بیٹوں کے ساتھ پٹیالہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم تھے۔ آپ اپنے وطن لدھیانہ جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے لیکن راستے ہی میں پیغامِ اجل آپہنچا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ کے ایک صاحبزادے مولانا سیف الرحمٰن کابل چلے گئے اور پھر کبھی ہندوستان نہیں آئے۔ ان سے چھوٹے حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ جید عالم اور فقیہ تھے۔ تیسرے صاحبزادے کا نام تھا مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور چوتھے مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ۔ یہ تینوں بھائی لدھیانہ واپس لوٹے۔ اس خاندان کی بزرگی اور احترام کا یہ عالم تھا کہ انگریزوں نے جس خانوادے کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ پوری شان سے پھر آباد ہوگیا۔ جن لوگوں نے نیلام میں خانقاہ اور مکانات وغیرہ خریدے تھے انھوں نے وہ سب کچھ ان تینوں بھائیوں کو بخوشی لوٹادیا اور اس بابرکت مقام سے رشدوہدایت کا سلسلہ ایک بار پھر شروع ہوگیا۔ اگرچہ ملک پر انگریزوں کا اقتدار مستحکم ہوگیا تھا لیکن اس دین دار خانوادے میں آزادیٔ وطن کے جذبے ہنوز جوان تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب 1885ء میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا اور انگریز حامی مسلم عمائدین نے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہوکر ہندوؤں کے ساتھ مل کر عوام کی بہبودی کے لیے کام کرنے کے خلاف مذہبی جواز پیش کیا۔ ایسے وقت میں اس روحانی خانوادے نے حب الوطنی اور قوم پرستی کی تاریخ ساز مثال پیش کرتے ہوئے کانگریسی رہنماؤں بدرالدین طیب جی، احمد اللہ سیانی اور علی محمد بھیم جی وغیرہ کے ہاتھ مضبوط کیے۔ لدھیانہ کی جامع مسجد سے مولانا احمد لدھیانوی اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے فتویٰ جاری کیا: ''ہندوستانی مسلمانوں کو کانگریس کے ساتھ مل کر عوام کے حقوق کی بازیابی کے لیے کام کرنا چاہیے۔'' چونکہ اس وقت ملک میں کئی جماعتیں کھڑی ہوگئی تھیں جن میں سے اکثر برطانوی حکومت کی آلۂ کار تھیں۔ لدھیانوی بزرگوں کے اس فتوے کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی مکمل تائید حاصل ہوئی جو جنگِ آزادی کے دوسرے دَور کے سرخیل تھے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سرسیّد انگریز حکومت کے خلاف تحریکِ آزادی کی مخالفت کررہے تھے اور ان کی کوششوں کے خلاف مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے فتویٰ صادر کیا تھا: ''سرسیّد زبانی دعویٔ اسلام رکھتے ہیں، درحقیقت دام درسبزہ اور مارِ آستین ہیں۔ ان کا زہرآلود افسوں انجام کار لوگوں کو ہلاک کردے گا اس لیے ان سے ملنا جلنا شرعاً جائز نہیں۔'' (بحوالہ جنگِ آزادی اور مسلمان مرتبہ غفران احمد) مولانا احمد شاہ لدھیانویؒ کو کانگریس کے اوّلین رہنماؤں کی صف میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ انھوں نے 1888ء میں کانگریس کے حق میں تمام علمائے اسلام کے فتاویٰ کتابی صورت میں شائع کردیئے جو کانگریس کے الٰہ آباد اجلاس میں پیش کی گئی۔ اس مجموعۂ فتاویٰ کا مسلمانوں پر زبردست اثر پڑا اور مسلمان جوق درجوق کانگریس میں شامل ہونے لگے۔

مجاہدِ آزادی حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا محمد میاں لکھتے ہیں: '1857ء میں جس طرح حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے اپنے شیخ طریقت حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی قیادت میں جہادِ آزادی میں حصہ لیا تھا اسی طرح لدھیانہ کے اس خاندان نے بھی اس جہاد میں بہت کافی حصہ لیا تھا جس کے ایک رکن مولانا عبدالعزیز صاحب نقشبندی مجددی تھے اور آج مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور مولانا نعیم صاحب لدھیانویؒ اسی حریت پسند خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔'' (علماء حق) رئیس الاحرار، پیکرِ حریت اور نشانِ عزیمت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کا نام نامی تحریکِ آزادی کے آخری اور فیصلہ کن مرحلے کی تاریخ میں خصوصی مقام ومرتبے کا حامل ہے۔ آپ کے خون میں دوڑنے والا یہ جذبۂ آزادی اپنے پردادا مولانا عبدالقادر اور دادا مولانا عبدالعزیز سے وراثت میں ملا تھا۔ اس دور کے کسی اور مجاہدِ آزادی یا قومی رہنما کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جس کی گزشتہ تین پشتوں نے ہندوستان کی آزادی کے لیے عملی جدوجہد کی ہو۔ مولانا موصوف ایک جید عالمِ دین، متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ آپ علاقہ پنجاب کے مسلمانوں کے دینی پیشوا تھے لیکن آپ کے ارادت مندوں میں ہندو مسلم سکھ سبھی شامل تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مذہبی تفریق اور تعصب کے سخت خلاف اعلیٰ انسانی قدروں کے علمبردار تھے۔ آپ کی عوامی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے انگریزوں نے کئی بار آپ کو عہدے اور دنیوی مفادات کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی لیکن اپنے اجداد کی عظیم وراثت حب الوطنی ان کے ایمان کا حصہ تھی۔ وطن کی آزادی کے لیے ان کی جدوجہد کے اثرات 1919ء سے لے کر ملک کی آزادی تک ہر مرحلے پر نمایاں ہیں۔ آپ کا شمار مہاتما گاندھی، پنڈت موتی لعل نہرو، جواہر لعل نہرو، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر محمد مختار انصاری، مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ، مولانا احمد سعید اور دیگر اکابر رہنماؤں کی طرح اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ 1892ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم وتربیت ایسے خانوادے میں ہوئی جہاں انگریز سے نفرت اور آزادی کے لیے جدوجہد کے جذبات موجزن تھے۔ 18 سال کی عمر میں آپ نے دینی تعلیم سے فراغت حاصل ہوتے ہی جنگِ آزادی کی وادیٔ پرخار میں قدم رکھ دیا۔ 1919ء میں گاندھی جی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے ستیاگرہ کا آغاز کیا۔ مارچ 1919ء میں بمبئی میں ستیاگرہ سبھا قائم ہوئی۔ اعلان کیا گیا کہ جو لوگ رضاکارانہ اس میں شریک ہوں رولٹ ایکٹ کی منظوری کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ ستیاگرہ کی تحریک اس زور سے پھیلی کہ پورے ملک میں جیلیں بھرنے لگیں۔ پنجاب کے عوام میں سب سے زیادہ اثر ہوا، وہاں 10 اپریل 1919ء کو پنجاب کے بااثر کانگریس لیڈر، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال گرفتار کرلیے گئے۔ امرتسر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ مہاتما گاندھی گرفتار کرلیے گئے، اس سے پورے پنجاب میں زبردست ہیجان برپا ہوگیا۔ لاہور اور امرتسر میں برطانوی حکومت نے مارشل لاء نافذ کردیا۔ اس صورتِ حال میں مجاہدین آزادی نے جلیانوالا باغ میں ایک احتجاجی جلسہ کیا جس میں بھاری بھیڑ جمع ہوئی۔ ظالم انگریز گورنر جنرل اوڈائر نے بھری بھیڑ پر اندھادھند فائرنگ کرکے ساڑھے تین سو سے زیادہ نہتھے اور پرامن ہندوستانیوں کو قتل کردیا۔ اس واقعہ کا مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے ذہن پر گہرا اثر پڑا اور انھوں نے اپنی پوری زندگی آزادی کی جدوجہد کے لیے وقف کردی۔ ستیاگرہ تحریک اور سول نافرمانی شروع ہوئی تو آپ دل وجان سے کانگریسی رضاکاروں میں شامل ہوگئے۔ نوجوان ستیاگرہی مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ سے پولیس اور انتظامیہ اس قدر خائف ہوا کہ انھیں انگریز عدالت نے چھ ماہ کی سزا سنادی اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ بھی کردیا۔ غریب عالم دین کے گھر میں اتنی رقم کہاں سے ہوتی، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا گھربار اور گھر کا سامان سب کچھ قرق کرلیا گیا۔ حد یہ ہے کہ مستورات کے معمولی زیورات بھی چھین لیے گئے اور یہ سارا سامان لدھیانہ کی کوتوالی میں نیلام کیا گیا۔ اس وقت لدھیانہ اور پنجاب کے دوسرے شہروں سے ہزاروں ستیاگرہی گرفتار کیے گئے تھے، پہلے آپ کو چھ ماہ کی سزا سنائی گئی پھر دوسری دفعات عائد کرکے سزا کی میعاد بڑھا کر ایک سال کا اضافہ کردیا گیا۔ قید میں برطانوی حکام نے ان کی تیزی اور جوش کو دیکھتے ہوئے سخت تکلیفیں دیں۔ کیونکہ ان کے بزرگوں کی روایات کا پورے پنجاب کو علم تھا۔ یہ اسی انقلابی خاکستر کی چنگاری تھی جو اب شعلہ بن کر اُبھر رہی تھی۔ جیل میں آپ کو ایسی دال کھانے پر مجبور کیا گیا جس میں پرانے جوتوں کا چمڑا ڈال کر اُبالا جاتا تھا۔ لیکن نوجوان مولانا ہمت واستقلال کا نمونہ تھے۔ جیل میں ستیاگرہی قیدی ان کی عالمانہ باتیں غور سے سنتے اور ان کی اطاعت کرنے لگے تھے۔ جیل سے رہائی کے بعد آپ ایک بااثر سیاسی رہنما کی صورت میں عوام کے سامنے آئے۔ آپ کی تقریر میں ایسا جوش اور ایسا اثر تھا کہ جس مجمع کو مخاطب کرتے وہاں انگریز کے خلاف شدید بغاوت کا ماحول پیدا ہوجاتا۔ پنجاب میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے آزادیٔ وطن کی جو پُرجوش آندھی برپا کی تھی مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اس کے پُرجوش ترجمان تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ سالارِ مجلس احرار کی حیثیت سے تحریکِ آزادی کے انقلابی رہنما تسلیم کیے جاتے ہیں۔ 1927ء میں جب سائمن کمیشن ہندوستان آیا، اس کے خلاف سارے ملک میں اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا۔ پنجاب میں سائمن کمیشن کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے انگریزوں نے لالہ لاجپت رائے کو شہید کردیا۔ لالہ جی کی موت سے عوام میں غیرمعمولی غم وغصہ پھیل گیا۔ اس موقع پر کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے محسوس کیا کہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا پیدا کی جائے جسے انگریزوں نے اپنی سازشوں کے ذریعہ کمزور کردیا تھا۔ مسٹر محمد علی جناح نے اپنی 14 نکاتی رپورٹ پیش کی جس میں مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات ذکر تھا۔ یہ رپورٹ اس قدر معقول تھی کہ کانگریس نے اسے فوراً تسلیم کرلیا لیکن ہندو مہاسبھا اس کی سخت مخالف تھی کیونکہ اس کے ذریعہ ملک میں ہندو مسلم مفاہمت اور یکجہتی کا ماحول پیدا ہوتا تھا جو انگریزوں کی شہ پر قائم تنظیموں کو پسند نہیں تھا۔ اس سلسلے میں قومی رہنماؤں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے یکساں مناسب ایک مکمل دستورِ اساسی تیار کرلیا جائے۔ چنانچہ پنڈت موتی لال نہرو کی قیادت میں ایک کمیٹی قائم ہوئی جس میں کانگریس اور لیگی شامل تھے۔ اگست 1928ء میں اس کمیٹی نے ''نہرو رپورٹ'' کے نام سے اپنی رپورٹ پیش کردی۔ مسٹر محمد علی جناح ہی نہیں تمام قوم پرست مسلم رہنماؤں نے بھی اس رپورٹ سے اختلاف کیا جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو علاحدہ رہ کر اپنا حق حاصل کرنے کی بات کہی گئی تھی۔ اس رپورٹ کے ردِّعمل میں مولانا محمد علی اور شوکت علی بھی کانگریس سے بدظن ہوگئے جنھوں نے تحریک خلافت کے ذریعہ گاندھی جی کو سب سے بڑا رہنما اور کانگریس کو طاقتور جماعت بنادیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں جب انگریز ہندو مسلم نفاق اور تفریق سے خوش تھا کیونکہ اس سے تحریکِ آزادی کی قوت ختم ہورہی تھی۔ نہرو رپورٹ کے مطابق جداگانہ انتخاب اور ایک ساتھ مل کر جدوجہد کے حامی ومخالف دوگروپ پیدا ہوگئے۔ الگ رہ کر اسمبلیوں کے چناؤ لڑنے کے نظریے کے حامیوں کی طاقت زیادہ تھی۔ کانگریس کے قوم پرست مسلم رہنماؤں نے محسوس کیا کہ یہ ایسی صورتِ حال ہے جس سے مسلمانوں کے درمیان آزادی کی تحریک چلانا مشکل ہے۔ وہ فضا ختم ہوگئی تھی جو دوسری جنگِ عظیم میں حکومت کی مخالفت، خلافتِ ترکیہ کی تباہی کے خلاف ملک گیر تحریکِ خلافت اور مشترکہ جہدِ آزادی نے قائم کی تھی۔ ان رہنماؤں نے مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک تنظیم قائم کرکے درمیان کا راستہ نکالا۔ اس قوم پرست تنظیم کے اوّلین صدر تھے افضل حق اور روحِ رواں تھے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، مجلس احرار کا نصب العین مسلمانوں اور ہندوؤں کو ساتھ ملا کر تحریکِ آزادی میں کانگریس کے ہاتھ مضبوط کرنا تھا۔ مجلس اگرچہ بادی النظر میں مسلمانوں کی جماعت تھی۔ لیکن اس کا بنیادی مقصد قومی نظریہ کو مضبوط بنانا تھا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں: ''چودھری افضل صاحب مجلس احرار کا جسم، مولانا مظہر علی روح، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری زبان اور مولانا حبیب الرحمٰن اس کا دماغ تھے۔ مولانا اگرچہ دل سے کانگریس سے دور رہ کر احرار کے قیام کو مناسب نہیں سمجھتے تھے لیکن ساتھیوں کی وفاداری اور وطن سے محبت کے واسطے مجلسِ احرار اسلام سے وابستہ ہوگئے، ان کا ملّی جذبہ ہی اس قدر صادق تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں نے انھیں ہمیشہ اپنا قائد بنانا چاہا۔ ان کی زندگی کے کم وبیش 35 سال کی سیاسی، قومی زندگی کا گہرا مطالعہ گواہ ہے کہ وہ خلافت تحریک میں رہے ہوں یا مجلس احرار میں، وہ سچے وطن پرور تھے۔ اس زمانے میں چونکہ کانگریس ہی وطن پرور تنظیم سمجھی جاتی تھی اس لیے کانگریس ان کی تحریک، ان کا نظریہ اور ان کا طریق کار تھی۔'' (جنگ آزادی کے مسلم مجاہدین) مولانا تحریک آزادی کے کس قدر باہمت سپاہی تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب 1930ء میں انھیں بغاوت کے الزام میں گرفتار کرکے عدالت میں پیش کیا گیا اس وقت انھوں نے خود کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ نہایت سخت لہجے میں انگریز نواز ہندوستانی جج مسٹر ودیا ساگر کے سامنے فرمایا: ''انگریز سرکار نہ صرف یہ کہ وہ غیرملکی ہے بلکہ انتہائی ظالم اور ہندوستانی عوام کا خون پینے والی ہے، میرا عقیدہ ہے کہ سچائی کے اجلے دامن پر برطانوی حکومت ایک بدنما داغ ہے، اس داغ کو دھوکر صاف کرنا اگر جرم ہے تو میں اقرارِ جرم کرتا ہوں۔'' عدالت نے انھیں ایک سال کی سزا سنائی، اور گجرات کی جیل میں بھیج دیا گیا۔ انگریز حکومت مولانا کو ایک خطرناک باغی تصور کرتی تھی کچھ ماہ بعد گاندھی جی اور لارڈ اروِن کے درمیان معاہدہ ہوا جس کے بعد تمام سیاسی قیدی رہا کردیئے گئے لیکن مولانا احراری لیڈر کی حیثیت سے قید تھے اس لیے رہا نہیں کیے گئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے چودھری افضل حق کے انتقال کے بعد مجلسِ احرار کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ انھوں نے خالص انسانی اور سماجی خطوط پر عوام کی خدمت اور آزادی کے لیے جدوجہد میں قومی تحریک کے ساتھ تعاون نیز سیکولر نظریات وبقائے باہم کے اصولوں پر مجلسِ احرار کے کام کو آگے بڑھانے میں اپنی شاندار قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ مجلس احرار کو حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی تاریخ ساز خطابت کے ذریعہ ہندوستان کی تاریخ میں زندہ جاوید تحریک بنادیا۔ مجلسِ احرار کی قومی اور وطنی خدمات اور اس کے رہنماؤں کی حب الوطنی کی داستان بے حد طویل ہے جس میں تحریک آزادی کے بہت بڑے بلکہ عوامی سطح پر مولانا آزاد کے 'الہلال'، 'البلاغ' اور حسرت موہانی کے 'اُردوئے معلّٰی' سے زیادہ بےباک اخبار 'زمیندار' لاہور کے ایڈیٹر، احراری رہنما مولانا ظفر علی خاں اور عظیم قوم پرست شاعر شورشؔ کاشمیری کی بےمثال جدوجہد نے احرار کی تاریخ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی ناقابلِ فراموش صداقتیں محفوظ ہیں۔ 1939ء میں دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی۔ ایک سچی قوم پرست جماعت کی طرح مجلسِ احرار نے فوجوں میں ہندوستانیوں کی بھرتی اور حکومت کو تعاون دینے کے خلاف زبردست جہاد شروع کردیا۔ ہٹلر نے عالمگیر جنگ چھیڑ دی تھی۔ جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کردیا تو برطانیہ اور فرانس بھی جنگ میں کود پڑے جرمنی پولینڈ کو تباہ کرکے تیزی کے ساتھ اپنے قدم بڑھانے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی چھوٹی چھوٹی مملکتوں کو ختم کردیا، پھر روس اور جرمنی میں معاہدہ ہوگیا اور انگریزوں کا اقتدار ڈگمگانے لگا۔ بدقسمتی سے اس وقت ملک میں ہندو مسلم عداوت اور فسادات کا دور تھا۔ کانگریس نے کمزور پڑتے برطانوی سامراج سے مطالبہ کردیا کہ وہ اقتدار ہندوستانیوں کے حوالے کردے۔ اگر اس دور میں مسلم لیگ اور کانگریس میں اتحاد ہوتا تو ملک اسی وقت آزاد ہوگیا ہوتا۔ اس ماحول میں مجلسِ احرار واحد سیاسی طاقت تھی جس نے کھل کر برطانوی حکومت کی مخالفت کی جس کے لیے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ پوری قوت سے میدان میں ڈٹے ہوئے تھے۔ کانگریس نے تب تک انگریزوں کی مخالفت کا کوئی واضح اور حتمی فیصلہ نہیں لیا تھا جبکہ احراریوں کی گرفتاریوں سے جیلیں بھری جارہی تھیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے مہاتما گاندھی سے ملاقات کرکے مجلسِ احرار کی تحریک میں ان سے تعاون کی درخواست کی لیکن گاندھی جی نے ان کی گزارش مسکراکر ٹال دی۔ اس کے بعد انھوں نے مولانا ابوالکلام آزاد سے گفتگو کی، آپ کے جذبۂ حریت کی صداقت اور وطن کی آزادی کے لیے ان کے خلوص نے مولانا کو ان کی بات ماننے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ مولانا اور گاندھی جی سمیت سبھی اہم لیڈروں کے صلاح مشورے سے طے پایا کہ مولانا لدھیانویؒ کی بات مان لی جائے۔ کانگریسی رہنما مولانا کی ذہانت اور سیاسی پیش بینی کے اس وقت سے قائل تھے جب 1929ء میں آزادیٔ کامل کے سوال پر گاندھی جی اور پنڈت نہرو کے درمیان اختلافِ رائے ہوگیا تھا۔ اس وقت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے برسرعام پیش گوئی کی تھی کہ گاندھی جی کو پنڈت نہرو سے سمجھوتہ کرنا پڑے گا یا پھر متوازی کانگریس قائم ہوجائے گی۔ مولانا کی بات سچ ثابت ہوئی، گاندھی جی نے پنڈت نہرو سے نہ صرف سمجھوتہ کیا بلکہ کانگریس کی قیادت بھی ان کے سپرد کردی۔ ریاست کشمیر میں مجلس احرار کی تحریک کو بیحد اہمیت حاصل ہوئی جہاں ہزاروں لوگ احراری بن کر انگریزوں اور مہاراجہ کے خلاف آزادی کا نعرہ بلند کرکے جیلوں میں گئے۔ 1941ء میں کانگریس اس سے قبل کہ احرار کے ساتھ مل کر سول نافرمانی کی تحریک شروع کرتی، حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد، رفیع احمد قدوائی اور کانگریس کے دوسرے بڑے لیڈروں سمیت خود مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورشؔ کاشمیری کو گرفتار کرلیا۔ مولانا پر برطانوی حکومت خاص طور پر 'مہربان' تھی اس لیے سختیوں کے لیے بدنام منٹگمری جیل میں رکھا گیا۔ اس بار مولانا پانچ سال کی طویل مدت تک قید فرنت کی صعوبتیں سہتے رہے۔ 1945ء کے اواخر میں آپ سزا پوری کرکے جیل سے باہر آئے۔ شملہ میں مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مولانا آزاد سے کہا: ''اگر حکومت سے کوئی مناسب سمجھوتہ نہیں ہوجاتا جس کی واحد شرط ملک کی آزادی ہے بصورتِ دیگر کانگریس کو پھر سے تحریک شروع کردینی چاہیے۔'' اس پر مولانا آزاد نے ان سے کہا کہ مہاتما جی خود یہی چاہتے ہیں لیکن پس وپیش میں ہیں کہ لوگ جیلوں میں جانا پسند کریں گے یا نہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ایک بےباک اور حق گو انسان تھے، ان کی سچائی اور مزاج کی شفافی سے ان کے ہم عصر تمام ہی بڑے رہنما واقف تھے۔ پنڈت نہرو ان کا بیحد احترام کرتے تھے۔ یہی حال مولانا ابوالکلام اور ملک خضر حیات ٹوانہ یا میاں سرفضل حسین کا تھا۔ مولانا بڑی بےباکی سے ان بڑے رہنماؤں کے سامنے اپنی بات رکھتے تھے۔ کوئی کمی یا خامی دیکھ کر وہ بڑے سے بڑے آدمی کو خواہ اس کی پوزیشن کتنی ہی بڑی ہو، سختی سے ٹوک دیتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ دوقومی نظریے کے سخت مخالف تھے۔ وہ ہندوستان کی تمام قوموں کے مساوی آزاد ملک بنانے کے زبردست حامی تھے۔ ان کی نگاہ میں ہر ہندوستانی خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو اس کا اپنے وطن پر مساوی حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے علاوہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ جیسے عظیم المرتبت قومی، ملّی ودینی رہنما ان سے بیحد محبت اور تعلق خاطر رکھتے تھے۔ چونکہ مولانا لدھیانویؒ کو حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی شاگردی کا شرف بھی حاصل تھا اس لیے شاہ صاحب آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح عزیز سمجھتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خبرگیری کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اپنی صرف 54 سالہ عمر میں تقریباً گیارہ سال برطانوی جیلوں میں گزارے۔ شورشؔ کاشمیری نے حساب لگاکر اپنی خودنوشت میں لکھا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے اپنی عمر کے ہر ہفتے میں دو دن انگریزوں کی جیل میں گزارے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ جب ملتان جیل میں مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہؒ کے ہمراہ قید وبند کا زمانہ گزار رہے تھے اس وقت کے واقعات بیان کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن لدھیانوی لکھتے ہیں: ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی جیل میں مفتی کفایت اللہ صاحب اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی شب وروز خدمت کرتے اور ہر قیدی کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ کس ساتھی کو کس وقت کس چیز کی ضرورت ہوتی، انہیں اس کا علم رہتا۔ رئیس الاحرار کے فہم وتدبر نے جیل کے افسروں کو اپنے ساتھیوں کا خادم بنادیا۔ میجر فضل الدین صاحب جیل کے سپرنٹنڈنٹ تھے وہ بہت سی زبانیں جانتے ہی تھے لیکن انگریزی فرانسیسی اور جرمنی کے علاوہ فارسی اور عربی اس طرح بولتے تھے۔ جیسے ان کی مادری زبان ہے۔ حکومت انگریزی نے انہیں بغاوت عرب میں لارنس کے ساتھ کام سپرد کیا تھا۔ جب دوسری دفعہ انہیں امان اللہ خاں کے خلاف کام کرنے کے لیے کہا گیا۔ تو انہوں نے انکار کردیا کہ مسلمان ممالک کی تباہی میں اب میں امداد نہیں دے سکتا۔ اس کی انہیں یہ سزا دی گئی کہ بجائے بڑے عہدے کے انہیں ملتان جیل سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا۔ اپنی دانست میں تو حکومت انگریز نے سزا دی تھی لیکن وہ آگئے ایسی جگہ پر جہاں انہیں ایسے صاحب علم، صاحب فکرونظر جلیل القدر سیاسی رہنماؤں سے واسطہ پڑا۔ جن کے ہمعصری سے میجر صاحب کے دل ودماغ کو سکون حاصل ہوا، میجر صاحب حضرت مفتی صاحب قبلہ اور دوسرے اہل علم لوگوں سے فارسی عربی میں گھنٹوں آکر باتیں کرتے تھے۔ انہوں نے انگریز کی سیاسی سازشوں اور چالبازیوں کی تمام حکایتیں حضرت مفتی صاحب قبلہ سے بیان کردیں۔ میجر صاحب وسوہا کے رہنے والے تھے۔ رئیس الاحرار سے ان کی بڑی رازداری تھی۔ (بحوالہ مفتی اعظم ہند: ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری) میجر فضل الدین کے بارے میں خود مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے اپنی خودنوشت یادداشت میں تحریر فرمایا ہے: ''میجر فضل الدین نہایت شریف الطبع اور صاحب علم تھے۔ حکومت انگریزی کے ساتھ انہوں نے ایک حدتک کام کیا۔ لیکن جب ان کی غیرت اسلامی اور خودداری نے انگریزی سیاست کا ساتھ دینے سے انکار کردیا تو انہیں سزا کے طور پر جیل کا سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا۔ انگریزی حکومت کو ان سے ہروقت یہ خوف رہتا تھا کہ وہ انگریزی حکومت کے رازہائے درون پردہ کو فاش نہ کردیں۔ اس لیے میرا یقین ہے انہیں معمولی سے بخار میں انگریزی حکومت نے کچھ ایسا انجکشن دلوایا کہ ان کی فوری موت واقع ہوگئی۔ اس طرح انگریزی حکومت نے اپنے ایک رازدار کو ہمیشہ کے لیے خاموش کردیا۔ مجھے ان کی موت سے سخت صدمہ پہنچا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو انگریزی سیاست کے ایسے رازوں سے پردہ اٹھادیتے جو آج تک نہ کسی کے علم میں ہیں اور نہ کسی کے علم میں آئیں گے۔ انگریزی حکومت کے انتقام کی یہ ایسی مثال ہے جس کی حقیقت آج تک لوگوں کی زبان پر نہ آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی حکومت کو یہ شبہ ہوگیا تھا کہ میجر صاحب کی ملتان جیل میں علماء سے ملاقاتیں اور ان سے عربی میں بات چیت حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے عربی میں خط وکتابت حکومت انگریز کے مفاد کے خلاف تھیں۔'' (مفتی اعظم کی یاد) مولانا لدھیانویؒ کا فکری دائرہ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں تھا، وہ تمام عالم اسلام کے حالات سے باخبر رہتے تھے اور اپنے بیانات اور فکرانگیز خطبات ومقالات کے ذریعہ اپنے جذبات وافکار کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔ انھوں نے مصری صدر جمال عبدالناصر کے بارے میں ہندوستانی مسلمانوں میں غلط فہمی پھیلانے والوں کے خلاف سخت موقف اپنایا تھا۔ انھوں نے کہا تھا: ''جمال عبدالناصر اس وقت مشرق کو بیدار کرنے کا زبردست کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔'' دراصل انھوں نے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کے نہرسوئز کے معاملے پر رویہ کا جواب دیا تھا کہ ان کا طرزِ عمل ہندوستانی مسلمانوں میں غلط فہمیاں پھیلا رہا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ مصری حکومت کی تائید میں لاہور میں ایک جلسۂ عام میں مودودی صاحب کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تھی تو انھوں نے شرکت سے انکار کردیا تھا۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ ''جو لوگ اسلام کے دعویدار ہیں وہ ایسی باتیں کررہے ہیں جبکہ مصر مغربی استبداد کا شکار ہورہا ہے، یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اسلام کا حکم کیا ہے مصر ایک اسلامی ملک ہے اس کے مقابلے میں یہ لوگ مغربی طاقتوں کی مدد کررہے ہیں۔'' مولانا نے مصری سفارت خانہ پر بھی زور ڈالا تھا کہ وہ اُردو زبان میں ایسا لٹریچر شائع کرے جس سے ہندوستانی عوام صحیح صورتِ حال سے آگاہ ہوسکیں۔ مصری سفارت خانے نے مولانا کی تجویز پر پوری طرح عمل بھی کیا۔ مولانا ہندوستان کی یکجہتی اور سالمیت کے لیے ہندو مسلم سکھ اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ انھوں نے کہا تھا: ''ہندوستان کے تمام لوگ بغیر تفریق مذہب وملت صرف اس بنیاد پر کام کریں کہ وہ ہندوستانی ہیں۔ ہندوستان میں مذہبی بنیادوں پر سیاست ملک کی وحدت کو پارہ پارہ کردے گا کیونکہ ہندوستان میں ایک مذہب نہیں ہے بلکہ یہاں ہر عقیدے اور مذہب کے لوگ رہتے ہیں۔'' ملک کی تقسیم مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے لیے ناقابلِ برداشت سانحہ تھا۔ مادرِ وطن کو ایک آزاد بڑی طاقت کی صورت میں دیکھنے کا، ان کا خواب چکنا چور ہوگیا تھا۔ مولانا اگرچہ لدھیانہ کے باشندے تھے لیکن ان کا قیام مستقلاً لاہور میں ہی رہتا تھا۔ تقسیم کے بعد ان کے عزیز ترین ساتھی شورشؔ کاشمیری نے آپ کو وہیں رہ جانے کی گزارش کی لیکن آپ نے کسی قیمت پر اس ملک میں رہنا گوارا نہیں کیا جس کے قیام کی مسلسل مخالفت کرتے آئے تھے۔ انھوں نے دہلی کو اپنا مسکن بنانا پسند کیا۔ آپ نے چاندنی چوک کے کوچہ رحمان میں اقامت اختیار کی۔ اس وقت دلّی شہر ہندو مسلم فسادات کی آگ میں جل رہا تھا۔ مولانا نے ایک دن مہاتما گاندھی سے ملاقات کرکے فسادات کی تباہ کاری اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کی ایک مسلم مخالف تقریر کی شکایت کی تو گاندھی جی نے بڑے دُکھ کے ساتھ کہا تھا: ''میری آنکھوں کے سامنے مسلمان دلّی میں قتل ہورہے ہیں لیکن گورنمنٹ کا ہوم منسٹر سردار پٹیل اب میرے بس میں نہیں ہے۔'' مولانا سے اس ملاقات کے بعد ہی مہاتما گاندھی نے اپنے تاریخی مرن برت کا اعلان کردیا۔ مولانا نے تقسیم کے بعد ہندوستان میں آگ وخون کا دریا بہتا ہوا دیکھا لیکن ان کے دل سے اپنے وطن کی محبت کم نہ ہوئی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ سرزمین اپنی رنگارنگ تہذیبوں اور عقیدوں کی وجہ سے ہی ایک خوبصورت گلزار کی طرح ہے۔ وطن کی آزادی کے بعد وہ سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش ہوگئے اور اپنا وقت رشدوہدایت اور اصلاحِ معاشرہ میں گزارنے لگے تھے لیکن اکابرین ملک وملت ان سے ملاقات کرکے آپ سے قومی وملّی امور میں صلاح ومشورہ لیا کرتے تھے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد جو کبھی کسی سے ملنے نہیں جاتے تھے مولانا سے ملاقات کے لیے خاص طور پر چاندنی چوک تشریف لاتے تھے۔ اگست 1956ء میں آپ علیل ہوئے۔ گنگارام ہسپتال میں آنت کا آپریشن ہوا۔ کچھ دن صحت مند نظر آئے لیکن پھر حالت بگڑنے لگی۔ 2 ستمبر 1956ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے پڑھائی۔ جامع مسجد دہلی کے قبرستان 'جنت نشان' میں تدفین ہوئی۔ حضرت کے ورثاء صاحب علم وبصیرت ہیں، دہلی، لدھیانہ اور لاہور میں یہ اصحاب حضرت کی تعلیمات اور ان کی شخصیت کے چراغ روشن کیے ہوئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مدرسہ بنات الاسلام لودھیانہ

کی

سالانہ روئداد

۴۳-۱۹۴۴ء

جو مدرسہ کے تیسرے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۴ء میں پڑھی گئی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دن گذرتے دیر نہیں لگتی۔ کل ہی کی بات ہے۔ جب مدرسہ بنات الاسلام کے قیام کا چرچا تھا۔ اور ابتدائی امور زیر بحث تھے۔ لیکن آج تیسرا سال بخیر و عافیت ختم ہو رہا ہے تین سال کا مختصر عرصہ درسگاہوں کی تشکیل و تاسیس کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن خداوند کریم کے فضل و احسان اور ارکان و معاونین کے اخلاص ہمت اور مسلسل جذبہ عمل نے مدرسہ کو چار چاند لگا دئے جسکا پورا اندازہ مدرسہ کی سہ سالہ خدمات سے ہو سکتا ہے۔ خیال تھا کہ ان کارگزاریوں کو تفصیل کے ساتھ پیش کریں لیکن کاغذکی نایابی ناقابل برداشت گرانی ارادوں میں حائل ہے محض ضروری عرضداشت پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ مکمل تفصیلات دفتر میں محفوظ ہیں۔ جہاں سے ہر وقت ملاحظہ کی جا سکتی ہیں +

تعلیمی مقاصد اس درسگاہ کا حقیقی منشا یہی ہے کہ مسلم خواتین میں مذہبی تعلیم سے جو عام انحراف پایا جاتا ہے۔ اسے پورے طور پر دور کیا جائے۔ اور ان میں قرآنی تعلیمات سے سچی اسلامی روح پھونکی جائے۔ تاکہ قوم کی بچیاں حقیقی طور پر مسلمہ کہلا سکیں

اور قومی تعمیر پاکیزہ اسلامی تعلیمات سے استحکام پذیر ہو۔ بحمداللہ اسی بلند مقصد کے پیش نظر قرآنی تعلیمات کو اساس قرار دیکر اس قسم کا نصاب ترتیب دیا گیا ہے جس کی تکمیل کے بعد بنات الاسلام زندگی کے دوسرے لوازمات کے ساتھ قرآنی حقائق و معارف سے مستنیر ہو سکتی ہیں۔ اب جہاں اس امر کی ضرورت ہے کہ قوم اس درسگاہ کی سرپرستی کرے اور اپنی پاک کمائیوں سے اس مقدس نظام تعلیم کو فروغ دے۔ وہاں یہ بہت ضروری و لازمی ہے کہ کوئی گھر اس فیضان سے محروم نہ رہے۔ تاکہ ہماری بدبختی کے تاریک دور کا خاتمہ ہو جائے۔

تعلیمی نظام } مدرسہ میں عمومی و خصوصی دو درجے ہیں۔ درجہ عمومی پانچ جماعت تک ہے۔ جس کا معیار تعلیم عام مدارس و مکاتب سے مختلف اور بہت بلند ہے۔ درجہ عمومی کے پانچ سالوں میں طالبہ قرآن کریم کے لفظی ترجمے۔ قواعد عربی اور فارسی انشاء و ادب کے ساتھ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب۔ معلومات عامہ۔ سینا پرونا۔ اور امور خانہ داری کی تکمیل کر لیتی ہے۔ اس کے بعد درجہ خصوصی تین سالوں پر مشتمل ہے۔ جن میں عربی ادب۔ تفہیم و ربط آیات۔ فقہ اسلام۔ اور اسلامی تاریخ کی تعلیم دیجاتی ہے۔ جن کی تکمیل کے بعد وہ حقیقی طور پر مسلمہ کہلانیکی مستحق ہو سکتی ہے۔ خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنی بچیوں کو پاکیزہ اسلامی تعلیمات کی طرف لگا سکیں۔ تاکہ قوم کا حقیقی روشن مستقبل پیدا ہو سکے۔

بشارت عظمیٰ } مدرسہ جاری ہوتے ہی تین سعادتمند طالبات محترمہ حرمت خاتون صاحبہ بنت حافظ محمد عظیم صاحب۔ محترمہ صغریٰ خاتون صاحبہ بنت حاجی محمد شریف صاحب میونسپل کمشنر۔ محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ بنت شیخ رحمت علی صاحب درجہ خصوصی کے پہلے سال میں داخل ہوئی تھیں وہ بحمداللہ امسال اپنے مجوزہ نصاب کی تکمیل کر چکی ہیں اور انہوں نے اپنے آپکو قرآنی علوم سے آراستہ کرکے اپنی زندگیاں سنوار لی ہیں جو قوم کیلئے بہترین نمونہ ہیں۔ مدرسہ طالبات دین و دنیا کی ان سعادتوں سے بہرہ ور ہیں کہ جن گھروں میں داخل ہوں وہ بقعہ نور بنجائیں۔ اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان کہ جن کے گھروں میں اس قسم کی سعادتمند بچیاں موجود ہوں۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جنکی بچیاں قرآنی سرچشمہ سے

سیراب ہو کر ان کیلئے سرمایۂ آخرت جمع کر رہی ہیں۔ امسال طالبات کی تعداد تقریباً تین صد رہی۔ اس وقت آٹھ معلمات تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں۔ طالبات کو مدرسہ تک پہنچانے اور دوسرے امور کیلئے تین خادمات ہیں۔ معلمات کی رشک آفرین قابلیت، مسلسل محنت، اخلاص اور نیک نیتی کا مبارک ثمرہ ہے کہ مدرسہ ترقی و مقبولیت کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ انمیں بالخصوص محترمہ صغرےٰ خاتون صاحبہ بنت جناب خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس اعظم کا ایثار اور فدکارانہ جذبۂ عمل انتہائی طور پر قابلِ ستائش ہے۔ انکی شبانہ روز مخلصانہ سرگرمیاں مدرسہ کو منازل عروج پر پہنچا رہی ہیں۔ اللہ انہیں مزید ہمت، استقلال، اخلاص اور جزائے کاملہ عطا فرمائے اور دوسرے ارباب ثروت کو توفیق دے کہ انکی بچیاں گھروں میں بیکار رہنے کی بجائے دینی خدمات میں مصروف رہ سکیں۔ انکی مخلصانہ مساعی ہی قوم کو پروان چڑھا سکتی ہیں +

تعمیری فنڈ مدرسہ فی الحال کرایہ کی عمارت بمقام عزیز محلہ اقبال گنج میں واقع ہے۔ گو یہ عمارت کافی کشادہ عمدہ اور محفوظ ہے لیکن مدرسہ کی روز افزوں ترقیات کے پیش نظر مدرسہ کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ مدرسہ شروع ہونے سے پہلے اور درمیانی آرام کے وقت جب طالبات صحن میں آتی ہیں تو کھڑے ہونے تک کو جگہ نہیں ملتی خصوصاً گرمی کے ایام میں دشواریاں پڑ جاتی ہیں۔ درسگاہ کیلئے اسکی ضروریات و مناسبات کے لحاظ سے مستقل موزوں تعمیر کی ضرورت ہے۔ جسکی جانب قوم کے ارباب خیر کو خصوصی توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ تعمیری سلسلہ کا فنڈ جاری ہو جائے۔ اور بہت جلد موزوں زمین خرید کر قرآنی تعلیم و اشاعت کے مرکز کی عمارتی داغ بیل ڈالدیجائے۔ اس مبارک تعمیری مقصد میں جنکے پاکیزہ اموال صرف ہونگے۔ وہ ان کیلئے دائمی خیر و برکت کا موجب رہینگے لہذا اس صدقۂ جاریہ کو قائم کرنیکے لئے پورے ایثار، ہمت اور گرمجوشی سے کام لیں۔ تاکہ خیر و سعادت کا یہ سلسلہ جلد شروع کر دیا جائے۔

تعلیمی معاوضہ مدرسہ کیجانب سے تعلیمی معاوضہ کے طور پر طالبات سے کوئی فیس وغیرہ نہیں لیجاتی۔ بلکہ انہیں ہر قسم کی سہولتیں دیجاتی ہیں۔ تاکہ عام مسلمانوں کی بچیاں بھی آسانی کے ساتھ قرآنی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ فہم و دانش سے کام لیں اور

سکولوں سے گمراہی و فیشن پرستی کی گراں اجناس کے بدلے قرآنی مرکز کی سود مند زندگی حاصل کریں جو انکی موجودہ اور آئندہ نسلوں کیلئے ہر قسم کی کامیابیوں کی ضامن ہے۔

غریب و الدین کی بچیاں عام طور پر غربت و افلاس کی وجہ سے جہالت کی نذر ہو جاتی ہیں۔ لیکن مدرسہ بنات الاسلام کے مخلص کارکنان دنیوی اجر و معاوضہ سے مستغنی ہو کر قرآن کی تعلیم و اشاعت کیلئے کمربستہ ہیں۔ وہ تعلیمی شوق رکھنے والی نادار بچیوں کی حسب استطاعت خبر گیری رکھتے ہیں امسال دوسری امداد کے علاوہ تقریباً پچھتر روپیہ کا سامان نوشت و خواند مدرسہ کی جانب سے غریب طالبات میں مفت تقسیم کیا گیا۔ قوم کے ارباب ثروت کو اسطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ وہ اپنی بچیوں کی لایعنی نازبرداریوں میں صدہا روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ کاش کہ وہ ان غریب بچیوں کو بھی قومی زندگی کا ضروری جزو سمجھیں۔ اور محض فضول خرچیوں کے مصارف کو انکی جہالت دور کرنے کیلئے وقف کر دیں۔ تاکہ مدرسہ پوری فراخدلی سے انکی سرپرستی کر سکے۔ اور اور انکی پوری قوم تعلیمی ترقیوں سے سرفراز ہو کر دین و دنیا میں برومند ہو سکے۔

دنیا کے موجودہ نظام میں غریب کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ غریب زندگی کے ہر شعبہ میں ذلیل سمجھا جاتا ہے سکولوں اور کالجوں میں بھی غربت و امارت کا سوال قائم ہے اور غریب بچے اسی احساس سے جماعتوں میں بھی دم بخود سے رہتے ہیں۔ اور بسا اوقات یہی احساس انکی ترقی کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے لیکن بحمداللہ مدرسہ بنات الاسلام کی فضا میں اسلامی اخوت و محبت اور پاکیزہ تعلیم کے بابرکت اثرات کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں۔ تمام لڑکیاں آپس میں شیر و شکر رہتی ہیں جس سے مدرسہ کی فضا پر امن و روح پرور ہے۔

انتظامیات مدرسہ کے نظم و نسق اور نگرانی وغیرہ کے لئے باقاعدہ ایک جماعت قائم ہے جو پوری شیفتگی۔ توجہ۔ ہمدردی اور اخلاص سے مدرسہ کی ترقیوں کیلئے والہانہ طور پر مصروف عمل رہتی ہے۔ اسکی شبانہ روز ان تھک مخلصانہ سرگرمیوں کا ثمرہ ہے کہ مدرسہ کو ابتدائی حالات کے باوجود کسی قسم کی دشواریوں کا سامنا نہیں ہوا۔ مدرسہ انکی مساعی پر دلی ہدیہ عقیدت و امتنان پیش کرتا ہے۔ اور دعاگو ہے کہ خداوند کریم انکے نیک عزائم میں برکت و استقلال عطا فرمائے۔ تاکہ وہ زیادہ بلند ہمتی کے ساتھ اس پودے کی آبیاری کر سکیں۔

جماعت کی تشکیل حسب ذیل ہے:-

صدر۔ محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ احمد شاہ صاحب مرحوم

صدر المعلمات و مہتممہ۔ کلثوم بنت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

معتمدہ۔ محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ محمد اعظم صاحب۔

نائبہ معتمدہ۔ محترمہ صغریٰ صاحبہ دختر خواجہ محمد یوسف صاحب۔

خازنہ۔ محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ محمد یوسف صاحب۔

مالیات قرآنی تعلیم و اشاعت کا یہ مرکز مسلم خواتین کی اصلاح و ترقی کیلئے جاری ہوا ہے اس قسم کی مذہبی و اصلاحی درسگاہ کو حکومت کے ساتھ مربوط نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس سے کوئی امداد لیجا سکتی ہے۔ بلکہ اسکے اقتصادی و مالی مسائل کا سوال مسلمانوں کے عام احساس پر مبنی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ مسلمان اس فرض کو اطمینان بخش طریقہ پر انجام دے رہے ہیں اور اپنی اعانتوں سے مدرسہ کو سرفراز فرما رہے ہیں۔ انہیں کی گرانقدر عنایتوں اور مہربانیوں سے مدرسہ ترقی کی منازل پر گامزن ہے۔ مدرسہ اپنے تمام مخلص معاون بہن بھائیوں کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے۔ اور محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ احمد شاہ صاحب مرحوم صدر انجمن بنات الاسلام محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ محمد اعظم صاحب۔ محترم خواجہ محمد یوسف صاحب۔ محترم خواجہ محمد اعظم صاحب خصوصی شکریہ و ستائش کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بڑی فراخدلی اور فیاضی سے مدرسہ کو ہر قسم کی امداد سے نوازا۔ خدا اُنکے پاکیزہ اموال میں برکت دے۔ ہم مخلص بہن بھائیوں سے متوقع ہیں کہ وہ آئندہ بھی اپنی گرانقدر کوششوں سے مدرسہ کو سرفراز فرماتے رہینگے۔

عطیہ گرامی۔ محترم خواجہ محمد اعظم صاحب رئیس اعظم لودیانہ مدرسہ کے تعمیری امور میں انتہائی فراخ حوصلگی سے حصہ لیتے رہتے ہیں اور کسی موقعہ پر بھی مدرسہ کو فراموش نہیں فرماتے انکی قابل قدر مخلصانہ توجہات پر کارکنان مدرسہ بدل و جان ممنون ہیں آپنے امسال مقررہ امداد کے علاوہ پانچصد روپیہ کے عطیہ گرامی سے مدرسہ کو سرفراز فرمایا ہے۔ کارکنان دلی طور پر انکے شکرگذار ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ محترم خواجہ صاحب مدرسہ کے تعمیری فنڈ میں اپنی روایات کے مطابق السابقون الاولون میں شمار ہونگے۔

ذیل میں گذشتہ سال کی آمدنی و مصارف کا اجمالی نقشہ پیش کیا جارہا ہے اسمار کی تفصیلات دفتر میں محفوظ ہیں

نقشہ آمد و خرچ از ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء تا ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء

آمد		خرچ	
بقایا سابقہ....	۲۲۶۵-۱۱-۳		
اپریل سنہ ۱۹۴۳ء	۸۷-۴-۰	اپریل سنہ ۱۹۴۳ء	۱۴۳-۸-۰
مئی "	۱۲۸۸-۹-۶	مئی "	۱۴۸-۹-۰
جون "	۷۰-۴-۰	جون "	۹۹-۸-۰
جولائی "	۱۳۵-۸-۰	جولائی "	۹۱-۰-۰
اگست "	۱۰۶-۴-۰	اگست "	۹۴-۰-۰
ستمبر "	۴۲۲-۱۴-۰	ستمبر "	۹۱-۸-۰
اکتوبر "	۶۱۸-۱۴-۰	اکتوبر "	۸۹-۰-۰
نومبر "	۱۱۳-۴-۰	نومبر "	۱۱۲-۲-۰
دسمبر "	۱۲۶-۱۲-۰	دسمبر "	۱۰۴-۰-۰
جنوری سنہ ۱۹۴۴ء	۱۰۶-۸-۰	جنوری سنہ ۱۹۴۴ء	۹۱-۰-۰
فروری "	۹۲-۸-۰	فروری "	۱۱۰-۰-۰
مارچ "	۵۷-۸-۰	مارچ "	۹۱-۱۲-۰
میزان آمد:-	۵۴۹۱-۱۲-۹	میزان خرچ	۱۲۶۴-۳-۰
میزان خرچ:-	۱۲۶۴-۳-۰		
بقایا:-	۴۲۲۷-۹-۹		

تبلیغ مدرسہ کا حقیقی منشا قرآنی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت اور خواتین اسلام کی اصلاح و ہدایت ہے۔ اس لئے تعلیمی مشاغل کے ساتھ مدرسہ کی جانب سے اصلاحی و تبلیغی سلسلہ بھی جاری ہے۔ جیسے مدرسہ کی قابل قدر معلمات و طالبات انجام

دیتی ہیں جس سے عام خواتین اسلام رشد و ہدایت حاصل کر رہی ہیں۔ ایک مسلسل تبلیغی سلسلہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کے مکان پر درس قرآن کی صورت میں جاری ہے۔ جہاں ہر ہفتہ بعد نماز جمعہ عام خواتین کیلئے درس قرآن اور سبق آموز اصلاحی تقاریر ہوتی ہیں۔ جن سے عام خواتین اسلام فوز و فلاح حاصل کرتی ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف اسلامی تقریبوں پر بھی تبلیغی و اصلاحی جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ جو بیحد سود مند ثابت ہو رہے ہیں

اکابر مشاہیر ملت

خدا کا شکر ہے کہ مدرسہ کو عوام و خواص دونوں کی ثنویت کا گرانمایہ شرف حاصل ہو رہا ہے۔ مدرسہ کی قرآنی فضا کو دیکھکر ہر شخص اثر پذیر ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ کیلئے مدرسہ کی خدمات کا معترف ہو جاتا ہے۔

امسال مختلف اوقات میں بعض جلیل القدر مشاہیر ملت نے مدرسہ کا معائنہ فرما کر مدرسہ کی کارگزاریوں کو دل و جان سے سراہا۔ ان میں مفکر ملت مجاہد اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اور رئیس العلماء حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ دونوں اکابر ملت علم و فضل۔ ورع و تقویٰ اور وسعت نظر و تعلیمی تجارب کے لحاظ سے عدیم المثال ہیں۔ آپکی آراء گرامی درسگاہ کے متعلق زیادہ وقیع و مستند شمار کی جاسکتی ہیں۔ ان قابل احترام عمائد نے مدرسہ کے متعلق جن گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ قوم درسگاہ کی صحیح عظمت اور بلندی مقام سے روشناس ہو سکے۔

مفکر ملت حضرت مولانا عبید اللہ سندھی موسس بیت الحکمۃ جامعہ ملیہ دہلی

دو تین مہینہ کے معمولی وقفہ سے مجھے دوسری دفعہ مدرسہ بنات الاسلام کے دیکھنے کا موقعہ ملا اور میں بہت مسرور ہوا کہ جن مسلمانوں نے مدرسہ دیکھا وہ اس کے انتظام اور اس کے نصاب میں تعلیم قرآن کی تعریف کرتے ہیں۔ دلی تمنا ہے کہ دارالعلوم کے پہلو میں اتنی بڑی تعلیم گاہ بچیوں کیلئے ہو جس قدر بڑی تعلیم گاہ مردوں کیلئے ہے بالفعل میں اس مدرسہ بنات الاسلام کو دارالعلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کیلئے اساس مان لیتا ہوں۔

عبید اللہ سندھی ۹/۳/۴۴

رئیس العلماء حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

نحمدہٗ ونصلی۔ آج مجھے مدرسہ بنات الاسلام میں حاضری کا موقعہ نصیب ہوا بچیوں کی مختلف جماعتوں اور درجات کی طالبات نے آموختہ سنایا۔ اور تعلیم و تعلم کے مختلف الانواع نتائج دیکھنے میں آئے۔ نظم اور طریق تعلیم بھی معائنہ میں آیا۔ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ میں ان جذبات مسرۃ کو ظاہر کرسکوں۔ جو اس مدرسہ کے نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں پیدا ہوئے۔ لڑکیوں کے مدرسہ کے لئے جس قدر شرائط اسلامی نقطہ نظر سے ہوسکتی ہیں۔ وہ سب اس مدرسہ میں موجود پائیں۔ خدا کرے کہ مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ اور اس کے طریق تعلیم کی تقلید کریں۔ اگر اسی مثال پر جگہ جگہ مدارس بنات قائم ہوگئے تو قوم کی جہالت انشاء اللہ چند ہی دن میں کافور ہو جائیگی۔ ہم سبکو شکر گذار ہونا چاہئے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور ان کے خلف رشید مولانا ضیاء الحسن صاحب کا جنکی تعلیمی اور عملی جد وجہد نے یہ نیک مثال قائم کی۔ حق تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

شکریہ ان مختصر احوال پر اپنی گذارشات ختم کرتی ہوں۔ اور آخر میں ان تمام بہن بھائیوں کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنے پاکیزہ اموال۔ زریں مشوروں اور نیک نصائح سے مدرسہ کو سرفراز فرمایا اور ان خواتین کی خدمت میں دلی ہدیۂ عقیدت پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنی تشریف آوری سے جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔ اور اپنی ہر قسم کی اعانتوں سے ہمیں ممنون فرمایا۔ اللہ انہیں جزائے کاملہ عطا فرمائے اور ہمیں مذہب۔ قوم۔ ملک کی مخلصانہ خدمات کیلئے مزید ہمت۔ اخلاص۔ استقلال عطا فرمائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

عاجزہ کلثوم بنت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مہتممہ و صدر المعلمات

مدرسہ بنات الاسلام لودیانہ پنجاب

اصلاح برقی پریس لدھیانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک مسجد اور دینی ادارہ کے لئے

مُخلصانہ

اپیل

شکر نعمت کے ہیں یہ معنی اگر سمجھے کوئی
دے اگر خالق تو دے بندہ بھی اسکی راہ میں

پاکستان کے مرکزی تجارتی شہر لائلپور میں

ایشیاء کی واحد دینی اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے نقشِ قدم پر شہداء اسلام اور مجاہدین ملک و ملت کی

بیادگار:

اسلامی تعلیمی ادارہ رجسٹرڈ کا قیام

پاکستان آرٹ پریس لائلپور

برادرانِ اسلام! شہر لائل پور جناح کالونی میں جو کہ پاکستان کا مشہور تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔ ایک اسلامی تعلیمی ادارہ رجسٹرڈ قائم ہو رہا ہے۔ جس نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ پاکستان میں ایشیاء کی واحد دینی اسلامی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے نقش قدم پر صحیح حنفی مسلک اہلسنت والجماعت کے متعدد ادارے قائم ہو چکے ہیں جن میں علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم وتدریس کا کام انجام دیا جا رہا ہے۔ اور سینکڑوں تشنگان علوم دینیہ سیراب ہو رہے ہیں۔ اور صحیح اسلامی عقائد اور اعمال واخلاق کی نشرو اشاعت ہو رہی ہے۔ اور لاکھوں متلاشیان حق فیض یاب ہو رہے ہیں۔

لیکن پاکستان کے اس مرکزی شہر لائلپور میں بھی مدت سے صحیح حنفی مسلک اہلسنت والجماعت کے ایک ایسے ہی ادارہ کی دارالعلوم دیوبند کے نقش قدم پر ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ جس میں تمام علوم اسلامیہ خصوصاً دورہ حدیث وتفسیر کا کام نہایت احسن طریق پر انجام پانے اور صحیح اعتقاد عمل اور اخلاق کی اشاعت ہو۔ اس نے اس اہم خدمت کو انجام دینے کے لئے اس اسلامی تعلیمی ادارہ نے اپنے اسلامی جذبات اور احساسات کے پیش نظر ایک قطعہ اراضی متصل ڈاکخانہ جدید جناح کالونی لائلپور میں حاصل کر کے خدا کے بھروسہ پر ایک دینی تعلیمی ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں ابتدائی تعلیم اور درجہ حفظ و قرأت کے علاوہ تمام علوم اسلامیہ خصوصاً دورہ حدیث وتفسیر کا خاص انتظام ہوگا اور درجہ پرائمری تک دینی تعلیم لازمی ہوگی۔ اور روزانہ درس قرآن کریم کا انتظام ہوگا۔ اور درجہ تبلیغ و اشاعت کا ایک مستقل شعبہ قائم ہوگا۔

بیرونی طلباء کے ہر قسم کے ضروری اخراجات کا ادارہ خود کفیل ہوگا جو مد زکوٰۃ اور دیگر صدقات وخیرات چرم قربانی اور صدقہ فطر وغیرہ سے انجام دیئے جائیں گے بلا زمین

کی تنخواہ دوامی امداد اور یکمشت چندوں سے ادا کی جائے گی۔

ادارہ کی فوری ضرورت!

مسجد اور درسگاہوں کی تعمیر

اسوقت ادارہ کی فوری ضرورت درسگاہوں کی تعمیر اور ادارہ کی ایک مسجد اور طلباء کے لئے رہائشی گاہ کی تعمیر شامل ہے جس کے لئے یہ ادارہ مخلص اور دین پسند مخیر احباب کی ہر قسم کی امداد اور اعانت کا مستحق ہے۔ جیسے مخلص احباب بطور یادگار دائمی ثواب کی نیت سے اپنے یا اپنے کسی بزرگ کے نام پر اسطرح تعمیر کروا سکتے ہیں کہ ایک ایک صاحب وسعت ایک ایک درسگاہ تعمیر کروا دے جس کی لاگت تین ہزار روپے کے قریب ہے۔ اور اس عمارت پر اسی کے نام کا کتبہ لگا دیا جائے تاکہ بطور یادگار ہمیشہ قائم رہے۔

اسی طرح پوری مسجد یا اسکی کوئی دیوار یا اس کا کوئی گنبد یا اس کا فرش یا اس کے منارے ایک ایک صاحب وسعت تعمیر کروا دے اور ان پر اسی کا نام بطور یادگار لکھ دیا جائے۔ بہرحال تعلیم سے پہلے انکی تعمیر ضروری ہے تاکہ تعلیم کا کام جلد شروع ہو سکے۔ چونکہ یہ کام خالصاً لوجہ اللہ انجام دیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس کی امداد میں کسی قسم کی خوشامد اور احسان جتلانے کی ضرورت نہیں جو خدا کیطرف سے دین و دنیا میں زیادتی اجر کا ذریعہ ہے۔

تمام صاحب وسعت باشندگان لائل پور سے عموماً اور مسلمانان جناح کالونی سے خصوصاً مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اس دینی خدمت کو انجام دے کر دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں۔ آپ کا ارشاد ہے جو اللہ کے لئے دنیا میں مسجد بنائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنا دیں گے۔ خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت

دونوں جگہ اپنی نعمتوں سے سرفراز فرماتے ہیں۔ مسلمانان لائل پور جو ہمیشہ اس قسم کے نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ان سے کامل امید ہے کہ وہ اس نیک کام میں بھی خاص طور پہ حصہ لے کر اپنی دینی شہرت اور خدا کے ہاں مقبولیت میں مزید اضافہ فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

الداعی الی الخیر:۔ بندہ محمد نعیم عفا اللہ لودھیانوی امیر اسلامی تعلیمی ادارہ (رجسٹرڈ)
جناح کالونی لائلپور

نوٹ:۔ رسید کے بغیر چندہ نہ دیا جائے۔

اسمائے گرامی عہدیداران و ممبران ادارہ

(۱) حاجی فضل دین	صاحب	(صدر)
(۲) خان محمود احمد خاں	〃	(نائب صدر)
(۳) چوہدری مشتاق احمد	〃	(ناظم اعلیٰ)
(۴) چوہدری محمد حسین	〃	(نائب ناظم اعلیٰ)
(۵) مفتی ضیاء الحسن	〃	(ناظم تعلیمات)
(۶) ڈاکٹر عنایت اللہ	〃	(خازن)
(۷) صوفی محمد عثمان	〃	(ناظم تعمیرات)
(۸) چوہدری عبدالرحیم	〃	(محاسب)
(۹) حاجی قائم دین	〃	(ممبر)
(۱۰) حاجی مہر دین	〃	(ممبر)

(۱۱) چوہدری محمد ابراہیم صاحب (ممبر) (۱۲) محمد نذیر بٹ صاحب (ممبر)

(۱۳) عبدالوارث صاحب (ممبر)

تحریکِ آزادیٔ کشمیر

ــــ پر ایک نظر ــــ

واقعات کی روشنی میں

مفتی محمد نعیم لدھیانوی

خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

(محمد زبیر)

چونکہ پاکستان اپنی بین الاقوامی سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لئے مجبور تھا اسلئے اسے مدافعت کے لئے میدان میں آنا پڑا۔ اور بھارت کو محسوس کرانا پڑا۔ کہ صرف طاقت کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر تمام اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر اس قسم کی حرکتیں انسانی لباس میں درندگی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں اور امن عالم کو تباہ کرنے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر اپنے کلچر تہذیب و تمدن اور مذہب و ثقافت کے اعتبار سے بھارت کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ پاکستان کا حصہ ہے ورنہ بھارت سلامتی کونسل میں استصواب رائے کو کیوں تسلیم کرتا اور کشمیر اسمبلی کے استرداد کے خلاف سلامتی کونسل سے احتجاج کیوں نہ کرتا۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر مسلم اکثریت کا علاقہ ہے جسے تقسیم کے اصول کے مطابق قدرتی طور پر پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے تھا۔

کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کشمیر کی اکثریت بھارت سے الحاق چاہتی ہے۔ اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ بقول بھارت انتخاب بھی کروا چکی ہے اگر بنوک شمشیر ایسا نہیں ہوا۔ تو پھر بھارت کو استصواب رائے سے فرار کیوں ہے اور بین الاقوامی تسلیم شدہ ضابطوں کی خلاف ورزی کیوں ہے جنہیں بھارت تسلیم کر چکا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ بھارت اپنی استعماریت کی خاطر اسلحہ اور تعداد کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر یہ کھیل کھیل رہا ہے۔ جس پر پاکستان نے امریکہ اور اس کے دیگر معاون ممالک کو پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کہ یہ تمام امداد پاکستان کے خلاف استعمال ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بھارت کو انتباہ

بھارت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایشیا اور افریقہ میں بڑی سے بڑی استعماریتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اگر کہیں اس کا جزوی وجود موجود ہے تو اسکا بھی جنازہ نکلنے والا ہے۔ کشمیر سے بھی چھوٹی ریاستیں حق خودارادی کے اصول پر آزاد ہو چکی ہیں اب کوئی طاقت وہ نئی ہو یا پرانی کشمیر کو آزاد ہونے سے نہیں روک سکتی جبکہ تمام انصاف پسند ممالک کی ہمدردیاں کشمیر اور اس کے معاون پاکستان کے کے ساتھ ہیں۔ اگر بھارت کی استعماریت کو بچانے کے لئے کوئی بھی استعماریت سامنے آئے گی اس کا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو دیگر استعماریتوں کا ہو چکا ہے یہی وجہ ہے کہ بھارت کے موجودہ جارحانہ حملہ میں استعماری اور غیر استعماری کسی بھی طاقت نے بھارت کے موقف کی تائید نہیں کی جسکی گونج سلامتی کونسل سے لے کر بھارتی پارلیمنٹ تک مسٹر چھاگلہ اور لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت کی آواز میں گونج رہی ہے (بنا علی ہذا) اگر بھارت میں کسی درجہ کی بھی انسانی اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کی پابندی کی اخلاقی جرأت موجود ہے تو فوراً دائمی جنگ بندی کا اعلان کر دے کیونکہ متنازعہ علاقہ اور بین الاقوامی حدود کی خلاف ورزی کا پہلے اسی نے ارتکاب کیا ہے۔ اور اپنی تسلیم شدہ سلامتی کونسل کی قرارداد حق خودارادی کے اصول پر جلد از جلد ایشیا اور افریقہ کی افواج کے زیر نگرانی جنہیں سلامتی کونسل متعین کرے استصواب رائے کروائے۔ بھارت اور پاکستان دونوں اپنی فوجیں وہاں سے نکالیں اور کشمیر کا مکمل کنٹرول ان افواج کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر بھارت اس منصفانہ اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے لئے تیار نہ ہو تو ادارہ اقوام عالم کا فرض ہے۔ کہ وہ سلامتی کونسل کے فیصلہ کو عملی شکل دینے کے لئے بھارت

کو مجبور کرے تاکہ امن عالم کو جو خطرہ عظیم لاحق ہونے والا ہے اسکا بروقت تدارک ہو سکے

سلامتی کونسل اور جنگ بندی

سلامتی کونسل نے اپنے حالیہ فیصلہ میں مسئلہ کشمیر پر غور کرنیکے لئے فریقین کے جنگ بند کر دینے کو پہلا قدم قرار دیا ہے۔ اس سے قبل پہلے قدم کو اٹھارہ سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود دوسرا قدم اٹھانے کی نوبت نہیں آئی جس کے خوفناک نتائج کی طرف سلامتی کونسل نے کبھی کبھی توجہ مبذول نہیں فرمائی جس کا نتیجہ ہزاروں انسانوں کی تباہی اور فریقین میں مناقشات کے شدید اضافہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری سلامتی کونسل اور بھارت پر عائد ہوتی ہے لیکن سلامتی کونسل کا ابھی پہلا قدم ہی رہا۔ اب اگر عارضی جنگ بندی کے بعد دوسرا قدم بھی پہلے دوسرے قدم کی طرح اٹھانا ہے تو دنیا کے امن خواہ اور انصاف پسند ملکوں کا فرض ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے دوسرے قدم کی وضاحت طلب کریں کہ وہ کب اٹھایا جائے گا۔ ورنہ یہی سلامتی کونسل جو پہلے ہزاروں انسانوں کی تباہی اور مناقشات میں اضافہ کا باعث ہو رہی ہے۔ آئندہ لاکھوں انسانوں کی تباہی اور امن عالم کو تباہ کرنے کا موجب ہو گی پھر اسے اپنا نام سلامتی کونسل کی بجائے اپنے حال کے مناسب کوئی اور موزوں نام رکھنا ہو گا تاکہ ایشیائی اور افریشیائی قومیں اپنی سلامتی کے لئے کوئی اور ایشیائی اور افریشیائی ادارہ قائم کر سکیں جو ان کی سلامتی کا حقیقی ضامن ہو اور سلامتی کونسل کے اصول کا پابند ہو جیسے پاکستان کے وزیر خارجہ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر واضح کر

جنگ بندی اور پاکستان

ان حالات میں کشمیر کی فوری رائے شماری کی قرارداد کے بغیر

پاکستان کا دائمی جنگ بندی میں شریک ہونا پہلی اٹھارہ سالہ غیر منصفانہ اور سلامتی کونسل کی جانبدارانہ پوزیشن کو تسلیم کرنا ہوگا۔ جو کہ پاکستان اور پچاس لاکھ کشمیریوں کی خود کشی کے مترادف ہوگا جسے پاکستانی عوام اتنی بڑی قربانی اور خون کی ندیاں بہانے کے بعد کسی حالت میں بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے اور نہ دنیا کا کوئی انصاف پسند ملک اسکی تائید کرے گا۔ سلامتی کونسل کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین ماہ ہو سکتی ہے۔ موجودہ قرارداد کے دوسرے حصہ پر غور کر کے اس مسئلہ کا اپنی سابقہ قراردادوں کے مطابق انتظام کرے ورنہ دنیا ایک ایسے خوفناک جنگ میں مبتلا ہو جائے گی۔ کہ وہ جنگِ عظیم کی خوفناکیوں کو بھی بھول جائے گی۔

حقیقت حال

دراصل حقیقت حال یہ ہے کہ بھارت کے حکمران ٹولہ کی جارحانہ پالیسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی تمام اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کے لئے وہاں کی تمام ریاستوں کو جو اسلامی دور حکومت میں بھی وہاں کے باشندوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ان کے حکمرانوں کی خواہش کے مطابق قائم رہی تھیں۔ جنہیں انگریز نے بھی اپنے دور حکومت میں قائم رکھا تھا۔ لیکن بھارت کے اس حکمران ٹولہ نے ہر ریاست کے باشندوں کے حق خود ارادی کو پامال کرتے ہوئے سب کا خاتمہ کر دیا۔ جبکہ صدیوں سے وہ اپنے خاص کلچر تہذیب و تمدن اور اپنے خاص طرز معاشرت اور لسانی خصوصیات اور ثقافت کی حامل تھیں۔ یہی طرز عمل اس نے کشمیر کی خاص اسلامی ریاست میں بھی اختیار کرنا چاہا۔ لیکن پاکستان کی بروقت مداخلت اور سلامتی کونسل

کے حق خود ارادی کے فیصلہ سے وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ اب وہ سلامتی کونسل میں حق خود ارادی کی بنیاد پر رائے شماری تو تسلیم کر چکا ہے اور اسے عملی شکل دینے سے اسلئے گریز کر رہا ہے کہ کہیں اس حق خود ارادی کے اصول پر بھارت کی تمام ریاستیں اور اس کے نواب اور راجے بقیہ غصب شدہ ریاستوں میں رائے شماری کا مطالبہ نہ کریں۔ اور اس حکمراں ٹولہ کی وہ جارحانہ پالیسی بے نقاب نہ ہو جائے۔ جو اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دیکر بقیہ ریاستوں کے ختم کرنے کے متعلق اس نے اختیار کی تھی۔ جسے آنجہانی مسٹر پٹیل نے اختیار کرکے تمام ریاستوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور یہ بھی خطرہ ہے کہ کہیں ریاستوں کے کروڑوں باشندے جو فاقوں کا شکار ہو رہے ہیں اس حکمران ٹولہ کے محاسبہ کے لئے اپنے راجوں کی حمایت میں میدان میں نہ آجائیں۔ کیونکہ بھارت کی سابقہ تاریخ صدیوں سے مختلف ریاستوں کے مجموعہ ہی کو ہندوستان ثابت کرتی ہے۔ ورنہ ایسا ایک خود مختار ہندوستان جس میں کسی بھی ریاست کو اندرونی خود مختاری یا نیم خود مختاری حاصل نہ ہو کبھی بھی اس خطہ ارض پر قائم نہیں ہوا۔ ادارہ اقوام عالم کو ان حالات میں یہ معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ نہ صرف دنیا کے تمام ممالک پاکستان کے موقف کی تائید کرتے ہیں بلکہ بھارت کے تمام راجے مہاراجے۔ نواب اور ان کی کروڑوں رعایا بھی کشمیر کے استصواب رائے کے فیصلہ کی پوری تائید کرتے ہیں۔ اور ان کی تمام ہمدردیاں اپنے روشن مستقبل کے پیش نظر پاکستان اور آزادی کشمیر کے ساتھ ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ان کے لئے بھی راستہ کھل جائے۔ تاکہ وہ اسی حق خود ارادی کے اصول پھر دوبارہ اپنی اپنی ریاستیں قائم کر سکیں۔ جو ان کا بھی حق خود ارادی ایک پیدائشی حق ہے جو بھارت کے حکمران ٹولہ سے نجات حاصل کرنے کا واحد

ذریعہ ہے چنانچہ سکھوں کے پنجابی صوبہ کی بنیاد بھی یہی حق خود ارادی ہے جس کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ایک بیان سے ظاہر ہے۔ جو کہ دراصل پرانی تمام سکھ ریاستوں کے مجموعہ کی آزادی کا مطالبہ ہے بھارت اگر اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے مطابق کشمیر میں رائے شماری کو تسلیم کر لیتی ہے۔ یا سکھوں کے پنجابی صوبہ کے مطالبہ کو جو کہ سکھ ریاستوں کا مجموعہ ہے تسلیم کر لیتی تو پھر باقی ریاستوں میں استصواب رائے سے انکار کی بھارت کے پاس کوئی ایسی وجہ موجود نہیں ہے۔ جسے حق و انصاف یا کسی درجہ میں بھی انسانی شرافت کی حمایت حاصل ہو۔ جس کا زود یا بدیر عمل میں آنا ضروری ہے آخر ظلم و جبر کا خاتمہ ہو گا۔ ورنہ دنیا کے بقا اور امن کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔

ریاست پٹیالہ پنجاب کی سب سے بڑی سکھ ریاست احمد شاہ ابدالی نے قائم کی تھی۔ جسے انگریزوں نے بھی قائم رکھا۔ لیکن بھارت کی برہمنی حکومت نے اسے بھی ختم کر دیا۔ سکھ قوم اور ان ریاستوں کے راجوں کو مسٹر پٹیل نے خالصتان آزاد سکھ سٹیٹ کا ایسا نشہ پلایا کہ مسلمانوں کے قتل عام کا ان سے کام لیا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے اس امید پر کہ خالصتان آزاد سکھ سٹیٹ کا سب سے پہلا مکھیا مجھے بنایا جائے گا۔ اس خدمت کو سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر انجام دیا۔ اب سکھ قوم اور ان کے راجوں، مہاراجوں پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے۔ کہ وہ بھارت کی برہمنی سیاست کا شکار ہو گئے ہیں ان پر " نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے " کی مشہور مثال ٹھیک صادق آئی ہے۔

اب آخرکار سکھ رہنما حق خود ارادی کے مسلمہ اصول پر جیسا کہ مسلمانوں کا کشمیر

کے متعلق ایک مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ تھا۔ میدان میں آگئے ہیں اور کشمیریوں کے حق خود ارادی کے اصول پر ان کے مطالبہ کی پُر زور تائید کر رہے ہیں جو کہ "جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا" کا مصداق ہے۔

اب سکھوں کا مطالبہ چونکہ مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ ہے جو کہ حق خود ارادی کی بنیاد پر اٹھایا گیا ہے مسلمان قوم کا فرض ہے کہ وہ اسکی پُر زور تائید کرے کیونکہ حقیقی مسلمان وہی ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسرے کے لئے پسند کرے خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو۔ دراصل یہ تائید اسی اصول کی ہے۔ جسے وہ درست تسلیم کرتا ہے۔ نہ کہ کسی خاص فرد یا جماعت کی۔

اسوقت سکھوں کی حالت ان کے اپنے خیال کے مطابق بھارت میں بہت زیادہ مخدوش ہے۔ مسلم اقلیت ان سے پہلے ہی زخم خوردہ ہے ایک سکھ آزاد سٹیٹ کے مطالبہ کی وجہ سے ہندو اکثریت جس کی حکومت سکھوں سے بدظن ہے لیکن بظاہر حسب دستور سابق اپنی برہمنی پر فریب سیاست سے پنجابی صوبہ کے قیام کی کمیٹیاں بنا کر جن میں کوئی سکھ نمائندہ نہیں ہے فتح سنگھ کے بھوک ہڑتال ترک کرنے کی قیمت ادا کرنا چاہتی ہے۔

چونکہ سکھ رہنماؤں کو یا تو اپنے مطالبہ کے مبنی بر انصاف ہونے کا یقین کامل نہیں ہے۔ یا وہ ایسے سیدھے سادے واقع ہوئے ہیں کہ ہمیشہ بروقت برہمنی سیاست کے وعدوں پر ان کا شکار ہو جاتے ہیں اسلئے ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ سکھ سٹیٹ کا مطالبہ حق خود ارادی کے اصول پر ایک جائز اور مبنی بر انصاف مطالبہ ہے پاکستان کے عوام جس طرح کشمیر کی آزادی کے مطالبہ کے مؤید ہیں اسی طرح سکھوں کے مطالبہ کے بھی پُر زور مؤید ہیں۔ اور انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے مطالبہ کو ادارہ اقوام عالم میں پیش

کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ بھارتی ہندو حکومت انہیں کبھی بھی اپنے مقصد سے ہمکنار نہ ہونے دے گی۔ لیکن عالمی ادارہ بھی کسی قربانی کے بغیر اس طرف متوجہ نہ ہوگا۔

صدر جمہوریہ ہند کا افسوسناک انجام

صدر جمہوریہ ہند جو کہ سچائی کے دیوتا مانے جاتے ہیں اور نفس انسانیت اور اس کے فطری حقوق کے محافظ ہیں۔ مذہبی اور غیر مذہبی فلسفہ کی موشگافیوں سے بھی نا آشنا نہیں ہیں۔ آپ نے بھی مسئلہ کشمیر پر اپنے ذاتی تاثرات کو بیان فرمایا ہے۔ ہمیں کامل امید تھی کہ وہ عدل و انصاف کی روشنی میں بالکل غیر جانبدار ہو کر اپنے عہدہ کی بقا کی حفاظت کا خیال نہ رکھتے ہوئے دونوں حکومتوں میں کوئی بہتر مصالحت کی راہ دکھا کر حق انسانیت ادا کریں گے۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی حکومت کے غیر منصفانہ رویہ اور ہٹ دھرمی کی پرزور تائید فرما کر اپنے عہدہ کی حفاظت فرمائی ہے جو ہزاروں بے گناہ انسانوں کے نقصان کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ صدر موصوف کی قابلیت اور سوجھ بوجھ کا یہ نہایت افسوسناک انجام ہے۔

صدر موصوف، جبکہ پاکستان نے اصل قرارداد کی شرائط کی پابندی نہیں کی جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو پھر ان انتخابات کو پاکستان کی شکایت پر جنہیں آپ حق بجانب قرار دیتے ہیں سلامتی کونسل نے کیوں مسترد کر دیا۔ اور یہ کہا کہ اصل قرارداد پر اثر انداز نہ ہوں گے۔ اور اصل قرارداد کو قائم رکھا۔

اسکے علاوہ صدر موصوف جبکہ آپ ایک فریق مقدمہ کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ تو آپ کو خود فیصلہ صادر کرنے کا کیا حق ہے۔ اگر اس مسئلہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو اسے ثابت کرنے کے لئے جبکہ

فریق ثانی اس کا انکار کرتا ہے۔ تو آپ اسے ثابت کرنے کے لئے سلامتی کونسل کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے کیوں گریز کر رہے ہیں

تاریخ عالم کا فیصلہ ہے۔ کہ ایک آدمی اپنی ذات میں کتنا ہی سچا اور معاہدوں کا پابند ہو۔ لیکن جب وہ کسی قوم کی نمائندگی کرتا ہے۔ تو قوم کی خواہش کے مطابق سب سے بڑا عہد شکن اور غیر راستگو ثابت ہوتا ہے اور اسکی قوم اسے بڑا مدبر موقعہ شناس اور ہوشمند قرار دیتی ہے۔ لیکن مذہب اسلام کا فیصلہ ہمیشہ اسکے خلاف رہا ہے۔ اس کا ہر فرد اور جماعت دونوں جگہ اپنے عہد کے پابند ہوتے ہیں۔ جس کے ان گنت شواہد تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔

صدر پاکستان نے سلامتی کونسل کی قرار دادوں کے مطابق ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ جو تاریخ پاکستان میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ جبکہ بھارت کی تاریخ اس کے بالمقابل ہمیشہ اپنی عہد شکنیوں کا مرقعہ پیش کر کے اپنی آنے والی نسلوں کی تباہی کا سامان مہیا کرے گی۔

دنیا کے دانشوروں کا فیصلہ
اور ہمارا عمل

گذشتہ زمانہ میں دنیا کے دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی ایک کانفرنس اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی کہ حق واقعی کوئی نفس الامری حقیقت ہے یا صرف طاقت کا

نام حق ہے کیا کوئی طاقتور فرد یا جماعت یا حکومت اگر اپنی طاقت کے بل پر کسی امر کو جائز اور حق بجانب قرار دے تو وہی حق ہوتا ہے۔ جیسا کہ "جس کی لاٹھی اسکی بھینس" کا مشہور مقولہ ہے یا حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے۔

ان دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی اس کانفرنس نے یہی فیصلہ صادر کیا۔ کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے اور صرف طاقت کو حق قرار دینا درندوں کا فیصلہ تو کہا جا سکتا ہے لیکن انسان جو کہ درندوں پر بھی ہر طرح فوقیت اور حکومت رکھتا ہے۔ اس کا قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے۔

لیکن بعض درندہ صفت انسان ان گنت مشاہدوں اور تجربوں اور دنیا کے تمام دانشوروں کے فیصلہ کے خلاف اب بھی طاقت ہی کو حق ثابت کرنے کے لئے اپنی طاقتوں کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

آج یہی حال بھارتی حکومت کا ہے۔ جو صرف طاقت کے بل پر پچاس لاکھ کشمیریوں کو غلام رکھنے پر تلی ہوئی ہے اس کا یہ طرز عمل انسانیت اور حق کا ماتم کر رہا ہے۔ اور اسکی یہ درندگی ننگی کا ناچ ناچ رہی ہے۔ جو اس کا فطری خاصہ اور پیشہ ہے لیکن آخر کار حق کامیاب ہوگا۔ اور طاقت اپنا ہی سر پیٹ کر رہ جائے گی۔

جیسا کہ بھارت کے طاقت کے بل پاکستان پر اچانک حملہ سے ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ حق نے اپنے سے چھ گنا طاقت کو شکست فاش دے کر حق کا ریکارڈ قائم کر دیا۔ اور حق طاقت پر غالب آ گیا۔ بھارت کے اسلحہ اور تعداد کی برتری نے کچھ کام نہ دیا لیکن بھارت کی اس طاقت کا نشہ اتارنے کے لئے ابھی ایک ضربِ کلیم کی اور ضرورت ہے جس کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ اٹھارہ سال سے چالیس سال تک ہر اہلیت رکھنے والے جوان کے لئے اور ایسے ہی کالجوں کے تمام طلبا کے لئے ہر قسم کی ٹریننگ فوجی اور غیر فوجی لازم قرار دی جائے ایسے ہی سول کے ہر نئے ملازم کے لئے تین سال تک فوجی ٹریننگ ضروری ہو۔ اور یہ زمانہ اصلی ملازمت میں تقرر کے بعد محسوب ہو اور سول کے پہلے ملازمین میں سے ہر اہلیت رکھنے والے ملازم کے لئے تین ماہ فوجی ٹریننگ لازم ہو۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ضرورت کے وقت فوجی تربیت یافتہ عملہ آسانی سے دستیاب ہو جائے گا۔ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق پاکستان جیسے نو آزاد ملک کے لئے یہ مشورہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے صدر موصوف جو کہ خود بھی فوجی ہیں اسے عملی شکل دینے کو بے جلد از جلد خدمت انجام دے کر نہ صرف

اپنا فرض منصبی ادا کریں گے۔ بلکہ ہمیں بھی شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ اور آنے والے خطرات کا بھی آسانی سے تدارک کر سکیں گے۔

بھارت کی نام نہاد لادینی حکومت اور اس کا طرز عمل واقعات کی روشنی میں

ملک آزاد ہونے پر بھارت نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ ملک کے تمام باشندے بلا امتیاز اپنے فرائض اور حقوق میں برابر کے شریک ہونگے کسی بھی فرقہ سے امتیازی برتاؤ نہیں ہوگا۔ اور بھارت کا یہ بنیادی اصول ہے لیکن اعلان کے فوراً بعد ہندو اکثریت نے اقلیتوں خصوصاً مسلم اقلیت کو اپنے ایسے جبریانہ مظالم کا نشانہ بنایا کہ بھارت کی ہزار سالہ تاریخ کسی بھی اقلیت پر اس قسم کے مظالم کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ ان کے مکانوں دکانوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا حکام بالا نے مسلمانوں ہی کو گرفتار کیا اور انہی کو پھانسی دی گئی۔ اور انہی کو قید و بند کا شکار بنایا گیا۔ حاکم و محکوم دونوں نے مسلمانوں کو نابود کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لاکھوں کو پاکستانی قرار دیکر مشرقی پاکستان دھکیل دیا گیا سینکڑوں خواتین کی عزت پر ڈاکہ ڈالا اور کئی ایک دیہات کو نذر آتش کر دیا۔ اور جان بچانے والوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ انگریز کے دو صد سالہ دور حکومت میں جتنے فسادات ہوئے تھے اس لادینی حکومت کے اٹھارہ سالہ دور حکومت میں کئی گنا اس سے زیادہ ہوئے ہیں۔ اب انگریز کی جگہ جن سنگھ باقاعدہ مسلح ہو کر اس خدمت کو انجام دے رہی ہے۔

حکومت کی ہر تقریب پر ہندو رسم و رواج کی پابندی

حکومت کی ہر تقریب کا افتتاح ہندو رسم و رواج کے مطابق شلوک اور منتر سے ہوتا ہے اور ناریل (؟) کرایا جاتا ہے جیسا کہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ایک حالیہ بیان سے بھی ظاہر ہے مسلمانوں کی تہذیب تمدن اور ان کی اصل بنیادی مشترکہ زبان اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ہند ہی میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی اور بھارت کے ہر حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

ہر سرکاری محکمہ سے مسلمانوں کا اخراج۔ اگر کسی محکمہ میں کوئی مسلمان باقی ہے تو محکمانہ الزام لگا کر اسے نکالا

دیا جاتا ہے۔ نئی بھرتی میں کسی بھی مسلمان کو نہیں لیا جاتا۔ پہلے چند ملازمین کے علاوہ فوج اور پولیس میں انکی بھرتی عملاً ممنوع قرار پا چکی ہے۔ ہندو راجپوت، سکھ، مرہٹہ، ڈوگرہ اور جاٹ بٹالین تو موجود ہے لیکن چھ کروڑ مسلم آبادی میں سے جو فوجی خدمت بہترین طریق پر انجام دے سکتے ہیں۔ انکی کوئی بھی بٹالین موجود نہیں ہے۔ حالانکہ مسلمان جس ملک کا باشندہ ہو وہ اس ملک کا وفادار رہتا ہے تاریخ ہند میں جس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں جس کا وزیر نہرو نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اسکے برعکس مشرقی پاکستان میں نوے لاکھ غیر مسلم موجود ہیں۔ جن میں اکثریت ہندوؤں کی ہے کیا مندرجہ بالا واقعات میں سے کسی ایک کی بھی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ جو ان اقلیتوں کو پیش آئے ہوں۔ لاکھوں خداؤں کے پجاریو جن سنگھیو اور ان سے اتفاق کرنے والو اس دھرتی کے حقیقی مالک کے غضب سے ڈرو اور اسکے جذبہ انتقام کو دعوت نہ دو۔ اسکے ہاں دیر تو ہے لیکن اندھیر نہیں ہے۔ ورنہ تمہاری نسل تک ختم کر دی جائیگی۔ تاریخ میں صرف تمہارے وحشیانہ مظالم کی داستان باقی رہ جائیگی۔ کیا یہ لادینی حکومت یا رام راجیہ ہے۔

آزادی کشمیر اور بھارت

کشمیر کے لاکھوں باشندے جن کے مطالبہ آزادی کو بھارتی حکومت سلامتی کونسل میں خود تسلیم کر چکی ہے جس کی خاطر اٹھارہ سال سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ قید و بند اور گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور ان پر تمہارے وحشیانہ مظالم ساری دنیا میں تمہیں رسوا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بجز کسی بھی ملک نے تمہارے موقف کی تائید نہیں کی۔ شیخ عبداللہ نے ملک آزاد ہونے پر اپنی دہلی کی پہلی تقریر میں تم پر واضح کر دیا تھا۔ کہ اگر بھارت کا مسلمان امن میں ہے تو کشمیر تمہارا ہے۔ ورنہ کشمیر تمہارا ہرگز نہیں ہے۔ مسلم سکھ اقلیتوں میں نا اتفاقی کے خطرہ کو دور کرنے کی خاطر پٹیل نے مسلم ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دیکر تمام ریاستوں کو ختم کر دیا۔ اور سکھ شرنارتھیوں کو پہلے سارے ہندوستان میں بکھیر دیا۔ مشرقی پنجاب میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے خالصتان سکھ آزاد سٹیٹ کا نشہ پلا کر مسلمانوں کا قتل عام کروایا اور دونوں میں منافرت مضبوط کر دی۔ اسطرح سکھ سٹیٹ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ سکھ اپنی سادگی اور پٹیل پر اعتماد کی وجہ سے برہمنی سیاست کا شکار ہو گئے۔

ہم بھارتی حکومت کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی بھی غیر جانبدار کمیشن کے تقرر سے تحقیقات کروائے تاکہ واضح ہو جائے۔ کہ کون حق بجانب ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ لدھیانوی
خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

۳۰/۹/۶۵

AIR MAIL
PAR AVION

"تحفہ"

بخدمت برادر محترم سیف الرحمن صاحب

جو میری وفات کے بعد دیا جائے

منجانب
ایم احمد

31 مارچ 1986

194ء

ہدایت

ماموں عبداللہ صاحب کی دوکان کے تقریباً سامنے اللہ داد خان کی بانوں کی دوکان تھی
اللہ داد خان کی عمر اُن دنوں قریباً 70 سال کی ہوگی۔ یہ شخص معمولی تعلیم
رکھتے ہوئے بھی بلا کا ذہین۔ شعر و شاعری اور اردو فارسی ادب میں انتہائی
اچھے ذوق کا حامل تھا۔ سیاسی شعور میں انتہائی پختہ۔ علمائے دیوبند کا
شیدائی اور انکا ہمیشہ احترام کرنیوالا۔ اُسکے سامنے والی دوکان یکتا صاحب
کی تھی۔ یکتا صاحب شاعر تھے اور ریٹائرڈ تھانیدار۔ مطلب تو برائے نام کرتے
تھے۔ شعر و شاعری اور دوستوں کی محفل اُنکی دوکان پر خوب جمتی۔ وہ بے اولاد تھے
اسلئے اپنے بھائی کے ایک لڑکے (ریاض صاحب ہمارے بہنوئی) کو انہوں نے لیکر
پالا پوسا۔ ریاض صاحب غالباً اُن دنوں چوتھی یا پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے۔
یکتا صاحب نہایت عمدہ شعر کہتے تھے اور سیاسی طور پر پکے مسلم لیگی تھے۔

صبح کو جب دوکانیں کھلتیں تو آمنے سامنے بیٹھ کر روزانہ کی خبروں پر تبصرے
شروع ہو جاتے۔ پھر سیاسی نوک جھونک شروع ہو جاتی۔ دونوں جانب کچھ لوگ
ساتھی بن جاتے اور انتہائی مہذب طریقہ پر بحث و تکرار جاری رہتی۔ تھوڑی دیر بعد
یہ بحث و تکرار شعر و شاعری کا رنگ اختیار کر لیتی۔ اللہ داد خان موج و ترنگ میں
آ کر اردو فارسی کے اشعار سُناتے جاتے اور حاضرین خوب داد دیتے۔ اللہ داد خان
ابوالفضل اور فیضی کے شیدائی۔ سعدی شیرازی اور حافظ شیرازی کی غزلوں اور مثنوی
مولانا روم کے حافظ تھے۔ ہزارہا اشعار اُنکی نوک زبان پر رہتے۔ بعض اوقات
حاضرین فرمائش کر کے بھی اُن سے کلام سنتے اور سر دُھنتے۔ دوسری جانب یکتا صاحب
بھی اپنا کلام سُناتے رہتے۔ یہ سب کچھ قریباً روزانہ کا معمول بن چکا تھا۔

کوچیورہ مولویوں کا محلہ ۔ دوسرے کی مسجد دوکانوں کے بالکل قریب ۔ لیکن اللہ داد خان مسجد جاتے کبھی نہ دیکھا ۔ چوری چھپے رات کو دوکان میں شراب نوشی میں لیا کرتے ۔ لیکن یہ بھی اچھی طرح ذہن میں رکھئے کہ نقش خود نعیم صاحب کے بڑے بھائی مولوی ولی اللہ صاحب نہایت جلالی قسم کی طبیعت کے مالک تھے اور مذہبی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے ۔

ایک روز رات کو دوکانیں بند ہوچکی تھیں اور ابھی اللہ داد خان کی دکان کھلی تھی ۔ اللہ داد خان نے دوکان کے اندر ایک کونہ میں شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی اور اس نے تھوڑی سی شراب پی لی ۔ ادھر سے مولوی ولی اللہ صاحب آتے دکھائی دئے ۔ وہ پان لینے آرہے تھے ۔ اللہ داد خان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور اسے خیال آیا کہ اگر آج مولوی صاحب پر اسکی شراب نوشی کا راز کھل گیا تو نہ جانے کیا حشر ہوگا ۔ اسلئے خان صاحب نے دل ہی دل میں خدا سے یہ عہد کیا کہ اگر آج خدا نے اسے بچالیا اور اسکی لاج رکھ لی تو شراب نوشی بند اور بوتل توڑ دونگا ۔ خدا کی شان کہ مولوی صاحب نے سلام دعا کے بعد اللہ داد خان سے پان خریدے تھوڑا سا ادھر ادھر کچھ سونگھا اور کچھ دریافت کئے بغیر واپس چلے گئے ۔ اب تو خان صاحب کی جان میں جان آئی اور جو عہد انہوں نے دل ہی دل میں خدا سے کیا تھا وہ پورا کردیا ۔ شراب کی بوتل نالی میں پھینک کر توڑ دی اور ہمیشہ ہمیشہ توبہ کرلی صبح ہوئی تو یہ واقعہ خان صاحب کی زبانی معلوم ہوا ۔

"اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَ یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ"

(بے شک اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے
اور ہدایت کرتا ہے اپنی طرف جو اسکی طرف رجوع کرے)

اللہ کے برگزیدہ بندے

میں محکمہ ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم ہو گیا تھا اور انبالہ چھاؤنی میں تعینات تھا یہاں چونکہ اکیلا میس میں رہتا تھا اسلئے میرا یہ معمول تھا کہ ہفتہ کی دوپہر کو کرنال یا لدھیانہ چلا جاتا اور کبھی کبھار دہلی بھی جاتا۔ پیر کی صبح کو ڈیوٹی پر واپس پہنچ جاتا۔

میں ایک مرتبہ دہلی گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں اُن دنوں جمعیت علمائے ہند کا سالانہ اجلاس جاری ہے۔ مختلف جگہوں پر پوسٹر لگے ہوئے دیکھے۔ مجھے خیال آیا کہ مفتی محمد نعیم صاحب چونکہ اس تنظیم کے نائب صدر ہیں اسلئے ضرور آئے ہوں گے ان سے ملاقات کر لی جائے۔ میں نے جمعیت کا دفتر تلاش کیا تو وہاں علماء کی چہل پہل نظر آئی۔ معلوم ہوا کہ مفتی صاحب اندر موجود ہیں اور میٹنگ ہو رہی ہے۔ میں نے انہیں پیغام بھیجا۔ وہ تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے۔ سلام دعا کے بعد دریافت کیا کہ میں وہاں کیسے پہنچ گیا۔ فرمانے لگے کہ آؤ تمہیں حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی زیارت کرائیں۔ میرا لباس اُسوقت قمیض پتلون تھا اور سر ننگا۔ فوراً خیال آیا کہ اللہ تعالے نے مجھے کتنی بڑی ہستی سے شرف ملاقات کا موقع فراہم کیا ہے اور میں کس حُلیے میں ہوں۔ میں نے جلدی سے اپنی قمیض پتلون سے باہر نکالی۔ سر تو ننگا تھا ہی۔ اندر جاتے ہوئے ندامت محسوس ہوئی۔ ملاقات کی گھڑی آ پہنچی۔ سراسیمگی کی حالت میں مفتی صاحب کے ہمراہ اندر گیا تو حضرت مدنی رحمۃ فرش پر تشریف رکھتے تھے۔ گویا کہ ایک پیکر نور جلوہ گر تھا رنگ سرخ و سفید۔ انتہائی خوبصورت نورانی چہرہ۔ سفید ریش۔ سر بالکل صاف گٹھا ہوا درمیانہ جسم۔ کھدر کا لباس زیب تن۔ پہلی ہی نظر میں حضرت مدنی (ارحمتہ)

بہت اچھے لگے اور میں ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا ۔

کسی شخص کو دیکھ کر تئیں کسی اور سے قلب اتنا متاثر و مرعوب نہ ہوا تھا ۔ جیسے ایک

سچے مجاہد کی شبیہ نظر آتی ۔ اور صحابیٔ رسول کا نمونہ ۔ میں عقیدت میں غرق

ہو کر انوار کو دیکھتا رہا ۔ زیادہ کیا کہوں ۔ مفتی صاحب نے میرا تعارف اس طرح کرایا

" یہ میرا نواسہ ہے " حضرت نے نام دریافت کیا اور دریافت فرمایا کہ کیا کرتے ہو

میں نے جواباً عرض کی کہ ملٹری کے محکمہ سے منسلک ہوں ۔ برخوردار نماز پڑھتے ہو ؟

یہ ان کا دوسرا سوال تھا ۔ میں نے عرض کی " جی ہاں " لیکن کبھی کبھار کوتاہی ہو جاتی ہے

فرمایا کہ نماز پڑھا کرو " ۔ میں نے دعا کے لیے درخواست کی ۔ حضرت کی مصروفیت

کے پیش نظر اجازت چاہی اور باہر چلا آیا ۔

یہ تھی مختصر سی ملاقات اس عظیم ہستی کے ساتھ جن کی بزرگی و عظمت

کا ہم گنہگار اندازہ بھی نہیں کر سکتے ۔ حضرت مدنی نے زندگی بھر صعوبتیں برداشت کیں

جیلوں میں رہے لیکن انگریز کے سامنے اپنا سر نہ جھکایا ۔ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ

جدوجہد آزادی ہند کیلئے صرف کر دیا ۔ انہیں یہ شرف بھی حاصل رہا کہ وہ 18 سال تک

حضور (صلعم) کے روضہ مبارک پر قرآن و حدیث کا درس دیتے رہے اور تقریباً 33 سال

دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس پر فائز رہے ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے بزرگوں کا مقام کتنا بلند ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب بلند سے بلند تر کریں ۔ (آمین)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

سنہ ۱۹۷ء

طاہر نعیم کی گمشدگی

میرے چھوٹے ماما مرحوم مفتی محمد نعیم صاحب کے صاحبزادے حافظ طاہر نعیم عمر قریباً 23 سال کو بوجہ علالت شروع فروری ۲۰۰۲ء میں لاہور لاکر میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا۔ ضیاء الحسین اور میاں وارث صاحبان (اس کے دونوں بھائی) مریض کے ہمراہ لاہور آئے۔ دستور کے مطابق ہسپتال والے مختلف قسم کے ٹیسٹ کرتے رہے اور کئی دن تک کوئی خاص علاج شروع نہ ہوا۔ آٹھ دس روز گزر گئے اور طاہر کا مرض بڑھتا چلا گیا۔ اسے ایک نئی تکلیف یہ شروع ہو گئی کہ ناشتہ کرتے ہوئے یا جب بھی کوئی چیز کھانے لگتے تو اس کا گلہ بند ہو جاتا اور وہ نوالہ منہ سے باہر نکال دیتا۔ ہوش و حواس بحال قائم رہے۔ ڈاکٹروں کو اس کا مرض معلوم نہ ہو سکا۔ بالآخر ایک روز میڈیکل بورڈ مرتب ہوا جس نے فیصلہ کیا کہ طاہر نعیم کا دماغ کا اپریشن ہوگا۔ اپریشن کیلئے دو روز بعد کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ طاہر کو یہ سب کچھ بتا دیا گیا لیکن اس نے سنکر کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ کیا بلکہ حسب عادت اپنے تازہ اشعار سناتا رہا۔ میاں وارث صاحب رات کو [illegible] آ گئے۔ وہ جب صبح سویرے ہسپتال پہنچے تو طاہر کو کمرے میں موجود نہ پایا۔ ایک دوسرے ساتھی مریض سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ صبح سویرے طاہر کو بستر پر موجود نہ پایا۔ اس نے خیال کیا کہ وہ اٹھ کر کہیں گیا ہوگا۔ یہ صورت حال انتہائی پریشان کن تھی۔ طاہر کی تلاش شروع کر دی گئی۔ ہسپتال والوں سے معلوم کیا تو گیٹ کے چوکیدار نے بتایا کہ ایسے حلیے کا مریض (جیسا کہ ہم نے بتایا) اس نے ہسپتال والے دروازے سے باہر جاتے دیکھا تھا۔ اب ہمیں یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے طاہر ہمارے گھر تک آیا ہو اور وہاں سے سیدھا راستہ چونکہ داتا صاحب کے مزار کو جاتا ہے شاید وہ وہاں چلا گیا ہو۔

اسکی تلاش میں داتا صاحب کے مزار پر گئے ۔ وہاں کے مجاوروں اور خادموں سے پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایسے حلیے کا نوجوان جو چہرہ سے بیمار نہیں لگتا تھا آیا تھا ۔ اسنے ہم سے کچھ کھانے کیلئے طلب کیا تھا جب اسے کچھ کھانے کیلئے دیا گیا تو اس نے کھانے کے بعد اپنے منہ سے نکال دیا اور وہاں سے چلا گیا (یعنی کہ گلہ بند ہو جانے سے نہ کھا سکتا ہوگا) اب ہمارا شبہ یقین میں تبدیل ہو گیا کہ طاہر وہاں گیا تھا ۔ میاں وارث، ضیاء الحسن صاحبان اور ہماری والدہ صاحبہ نے کافی کافی دیر تک داتا صاحب کے مزار پر بیٹھنا شروع کر دیا بلکہ میاں وارث تو کافی عرصہ تک قریباً سارا دن وہاں بیٹھتے اور کئی مرتبہ رات کو دیر گئے بھی چکر لگا لیتے کہ ممکن ہے کہ طاہر وہاں آ جائے ۔ گرد و نواح کی تمام جگہیں دیکھی گئیں ۔ اخبار میں اشتہار دیا ۔ ایک ہینڈ بل (جس پر طاہر کی تصویر بھی تھی) چھپوا کر جگہ جگہ تقسیم کئے گئے ۔ بسوں کے اڈے بھی نہ چھوڑے اور یہ تلاش قریباً 3 ماہ جاری رہی ۔ افسوس کہ طاہر کا کچھ پتہ نہ چل سکا اور مایوس ہو کر بیٹھ گئے ۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ طاہر زندہ بھی رہا یا نہیں ۔ اگر وہ اللہ کو پیارا ہو گیا تھا تو کس دن وہ زندہ رہا تو کس حال میں اور کہاں رہا ؟

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(اور اللہ ہی جانتے ہیں تم نہیں جانتے)

اللہ تعالیٰ نے طاہر نعیم کو ایک خوبصورت جسم سے نوازا تھا ۔ اسکے صاف کھلتے ہوئے رنگ اور خوبصورت نقوش پر اسکی چھوٹی سی داڑھی خوب سجتی تھی ظاہر ہے وہ جتنا خوبصورت تھا اندر سے بھی ویسا ہی تھا ۔ نہیں بلکہ چہرہ اور عادتوں میں انتہائی صاف اور کھرا ۔ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا

ی سن ۴۰ء سے سن ۴۷ء تک اسکا اور میرا کافی ساتھ رہا - پاکستان آنے کے بعد سے
نسیم کی گمشدگی (۱۹۵۲ء) تک وقتاً فوقتاً کئی کئی دن ٹھہرتے کبھی وہ لاہور چلا آتا
یا میں ٹوبہ ٹیک سنگھ جاتا اور ہم نشینی کا موقع میسر آتا رہتا - ان بارہ سالوں
کے دوران اسکی ہر بات نے متاثر کیا - جن عزیزوں یا دوستوں سے خصوصاً
شگفتگی رہی ان میں ایک طاہر نسیم بھی تھے -

طاہر نسیم کے اس اچانک سانحے نے اسکے اہل خانہ - عزیزوں اور دوستوں کو
نڈھال کر دیا - اب تو طاہر نسیم کے والد صاحب (مفتی محمد نسیم صاحب) بھی اللہ کو پیارے
ہو چکے ہیں - خدا ہی بہتر معلوم ہے کہ طاہر کی گمشدگی اور مفتی صاحب کی وفات تک قریباً
۲۴ سال اس سانحہ کی وجہ سے ایک باپ کے دل پر کیا بیتی ہوگی - اسکا
اظہار انہوں نے کبھی نہ ہونے دیا تھا - مفتی صاحب ایک عالم با عمل ہونے کے ناطے
اپنے جوان بیٹے کا غم برداشت کر گئے - طاہر نسیم ایک خوش الحان حافظ قرآن تھا
اور ایک اچھا شاعر تھا - ایک طویل عرصہ تک اسکی یاد نے ہم سب کو بے چین
کئے رکھا - اگر وہ اللہ کو پیارا ہو چکا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی مغفرت کرے آمین
طاہر کی چند غزلیں اور ایک نعت شائع شدہ میرے پاس ہے جو اسکے ذہن کی عکاسی کرتی ہیں
اسنے جو نعت حضور (صلعم) کی شان میں تحریر کی تھی وہ یہاں درج ہے.
نے ارسال کی ہے وہ میں یہاں تحریر کر رہا ہوں

حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعد از ہزار ہزار درود و صلوٰت :

غبارِ رہ سہی کم ظرف تو نہیں اتنا - کہ بارگاہِ رسالت مآب تک جاؤں
اک آرزو تھی کہ سنتا کہانیاں غم کی - حریم محرم ام الکتاب تک جاؤں

ادھر فضاؤں میں زندہ ہے ساحری جادو - ادھر نہ طور نہ جلوہ نہ جستجوئے کلیم

زمانہ سنتا ہے مذہب کی بات سنتے ہیں - حضور آپ کا اسلام ہو گیا ہے یتیم

وہ جنکے ہاتھوں میں طاقت ہے ناخدائی ہے - وہ چھین لیتے ہیں مجبور کے لبوں سے نکھار

صدائے نغمۂ لطفی کو توڑ دیتی ہے - حرم سرائے میں پازیب کی حسین جھنکار

جو لوگ اشارے سے موسیٰ کے لوٹ جاتے تھے - زمانہ پوج رہا ہے انہی خداؤں کو

حضور جن میں محبت ہے پارسائی ہے - وہ بوجھ لگتے ہیں دھرتی کو شاہراہوں کو

حجاب عفت حریم کی ہو رہی ہے تحقیر - سجا رہے ہیں سرِ کار بارگاہوں کو

زمین تنگ ہے مظلوم پر غریبوں پر - شعور دیجئے ملت کے ناخداؤں کو

نئے پجاری نئے بت نئی خدائی ہے

درِ حرم پہ رکی ہے نوائے لولہی -

گناہ گار سہی لب پہ بات آ ہی گئی

معاف ہو مری آہ و فغاں کی بے ادبی

میں اپنی ننھیال (لدھیانہ) میں دو مرتبہ کافی عرصہ تک رہا ہوں۔ پہلی مرتبہ تو مجھے وہاں آٹھویں جماعت میں لوئٹنگ کرسچین ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا تھا جہاں میں نے ڈیڑھ سال) سے زیادہ عرصہ تک تعلیم حاصل کی۔ ازاں بعد گھر آ گیا تھا اور میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں مجھے دوبارہ لدھیانہ بھیجا گیا اور قریباً 2 سال وہاں رہا۔ یہ وہ عرصہ تھا جو کہ میری ہوشمندی کا زمانہ تھا۔

میرے آباؤ اجداد کاشتکار اور دیندار لوگ تھے میں نے اچھے اور پاک صاف ماحول میں آنکھ کھولی تھی۔ بچپن سے ہی بزرگوں کو نماز روزے کا پابند دیکھتے آئے۔ والد صاحب کی شادی لدھیانہ کے علماء دین کے خاندان میں ہوئی جس میں مولانا عبد القادر جیسے جید عالم پیدا ہوئے جو کہ جنگ آزادی (۱۸۵۷ء) کے قائدین میں سے تھے۔

ان کی اولاد میں سے مولانا محمد صاحب نے ہندوستان کی تاریخ میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ اُن کے بعد اسی خاندان میں مولوی نعیم صاحب اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جنم لیا جنہوں نے اپنے دادا اور والد (مرحوم) کا نام روشن کیا۔ شہر لدھیانہ شہر کو مذہبی اور سیاسی اعتبار سے پنجاب میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسی ماحول کی وجہ سے یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے وہاں ہندوستان کی قریباً تمام بلند پایہ شخصیتوں کو دیکھنے اور سننے کا موقع میسر آتا رہا۔ جن بڑے لوگوں کو میں نے دیکھا اور سنا اور جو تاثر لیا وہ بیان کر رہا ہوں۔

ایم اختر

— 58 —

31 مارچ 1986ء

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (مرحوم)

لگتا سنہ ۱۹۴۶ء کے دوران مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی جیل میں تھے۔ مجلس احرار کے صدر تھے بے باک لیڈر اور شعلہ بیان مقرر۔ جب بھی انگریز کے خلاف تقریر کرتے پکڑ لئے جاتے۔

لدھیانہ شہر میں اشتہار لگے کہ مولانا جیل سے رہا ہو کر لدھیانہ پہنچ رہے ہیں۔ بے شمار لوگ ان کے استقبال کیلئے جالندھر تک گئے اور وہاں سے گاڑی میں ان کے ہمراہ لدھیانہ تک آئے اور باقی لوگ لدھیانہ سٹیشن پہنچ گئے۔ ہم بھی گئے تھے۔ گاڑی آئی تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ گاڑی کی چھت پر، پائیدانوں پر لوگ سوار تھے۔ مجلس احرار زندہ باد۔ مولانا حبیب الرحمٰن زندہ باد کے نعروں سے ریلوے سٹیشن گونج اٹھا۔ مولانا ہاروں سے لدے پھندے گاڑی سے باہر آئے تو انہیں لوگوں نے کاندھوں پر اٹھا لیا۔ ایک جلوس کی صورت میں ان کو گھر تک لے گئے۔

عزیز ہوتے ہوئے بھی اس دن میں نے پہلی بار مولانا کو دیکھا تھا۔ کیونکہ بچپن سے یہی سنتے آ رہے تھے کہ مولانا جیل میں ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن ایک مجسم پُر بہار شخصیت کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت نقوش اور نورانی چہرے سے نوازا تھا۔ جدوجہد آزادئ ہند اور مسئلہ ختم نبوت میں انگریز اور قادیانیوں کی مخالفت میں انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صعوبتوں اور جیلوں کی نذر کر دیا۔

زمیندار اخبار لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی (اخبار کے مدیر اختر علی خان پسر مولانا ظفر علی خان تھے) کہ مفتی محمد نعیم اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبان کو کانگریس کی طرف سے دس دس یا پندرہ پندرہ ہزار روپے سیاسی کام کیلئے دیئے گئے ہیں۔ چیکوں کے نمبر بھی شائع کئے گئے تھے۔ مفتی صاحب اور مولانا حبیب الرحمٰن نے اختر علی خان مدیر زمیندار اخبار کے خلاف عدالت میں

ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ مقدمہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ لوگوں کا ہجوم عقیدت اس کاروائی
دیکھنے کیلئے عدالت میں جاتا۔ دو تین پیشی کے بعد ہی اختر علی خان نے گھٹنے ٹیک دیئے
اور غلط خبر کی اشاعت پر مشروط طور پر معافی مانگ لی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اختر علی خان اپنا
معافی نامہ زمیندار اخبار کے پہلے صفحہ پر اپنی دو اشاعتوں میں شائع کریں گے۔
چنانچہ معافی نامہ شائع ہوا اور علماء کو بدنام کرنے کی شعبدہ بازی کا پول کھل گیا۔
اسکے بعد مولانا حبیب الرحمن کی زیارت نصیب نہ ہوسکی۔ پاکستان معرض وجود میں آگیا
مولانا ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ لیکن انکی طبیعت عملاً کہاں گوارا کرسکتی تھی کہ یہاں بھی
خاموش ہو کر بیٹھ جاتیں۔ پاکستان کے سیاسی ماحول میں اپنے آپ کو Adjust نہ کرسکے
اور کچھ ہی عرصہ بعد اہل و عیال سمیت واپس ہندوستان چلے گئے۔ دہلی میں سکونت اختیار
کی تھی۔ چند سال بعد ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ محبوب بندے انشاء اللہ
بزرگان دین کے ہمراہ جنت میں اعلیٰ مقام پائے ہوں گے۔ آمین۔

مرتبہ

مولانا عبید اللہ سندھی (مرحوم)

یہ گرمیوں کی ایک صبح تھی ۔ مسجد دوفتری لدھیانہ میں فجر کی اذان ہو چکی تھی اور دس بارہ نمازی نماز کے انتظار میں تھے ۔ میری خوش قسمتی کہ میں بھی موجود تھا ۔ مفتی محمد نعیم صاحب نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور نماز شروع ہو گئی ۔ نماز ختم ہوئی ۔ دعا کے بعد مفتی صاحب کھڑے ہو گئے اور نماز میں موجود ایک شخص سے سلام دعا کے بعد حیران ہو کر عرض کی کہ حضرت آپ کب تشریف لائے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ رات کی گاڑی سے آیا تھا مسجد کا دروازہ کھلا تھا ۔ رات گئے کیا تکلیف دیتا مسجد میں سو رہا ۔ رات گئے اسطرح آ کر مسجد میں سو جانے والی ہستی امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی (سادگی کا ایک عملی نمونہ) صاحب درمیان موجود تھے ۔ مفتی صاحب کی گزارش پر مولانا عبید اللہ صاحب نے اسی وقت چند لوگوں کے سامنے مختصر سا بیان فرمایا ۔ تو میں کم عمر اور ناسمجھ تھا لیکن ان کا پرجوش لہجہ اور ولولہ مجھے اب تک یاد ہے ۔ ان کے بیان کا موضوع تھا جدوجہد آزادی اور علماء کا کردار ۔ کچھ دیر بعد مسجد میں ان کی آمد کی اطلاع بہت جلد گشت کر گئی اور بے شمار لوگ ان کی زیارت کیلئے آنے شروع ہو گئے ۔ مختصر سے قیام کے بعد مولانا سندھی لدھیانہ سے روانہ ہو گئے ۔

اس مرد مجاہد نے ایک سکھ گھرانے میں جنم لیا تھا ۔ والد کی وفات کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے دو سال بعد دادا بھی فوت ہو گئے ۔ والدہ انہیں نانا کے ہاں لیکر چلی گئیں ۔ نانا بھی کٹر سکھ تھے مڈل سکول میں تعلیم پا رہے تھے کہ ایک ہندو لڑکے سے تحفۃ الہند کتاب ملی جسے پڑھ کر اسلام کی صداقت پر یقین بڑھا ۔ اسکے بعد مولانا اسماعیل شہید رحمۃ کی تقویۃ الایمان ہاتھ آئی ۔ انہی دو کتابوں کا مطالعہ ان کے اظہار اسلام کا باعث بنا ۔ 15 سال کی عمر میں اسلام کی خاطر گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ۔ اسلامی تعلیمات دہلی میں مکمل کیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ کے فلسفہ اور حکمت سے بہت متاثر ہوئے ۔ حضرت شیخ الہند (مرحوم)

کے تابع ہوئے اور انہی کے حکم پر کابل ہجرت کر گئے۔ افغانستان، ترکی، روس
اور دیگر ممالک میں رہ کر حضرت شیخ الہند کی تعمیل حکم بجا لاتے رہے۔ ان ممالک میں
11 سال کام کیا اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچے جہاں تقریباً 12 سال مقیم رہے اور
تقریباً 26 سال بعد 1939ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی انتہائی پُرجوش اور متحرک سیاسی اور عملی زندگی
گزار کر 1944ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین
ان کی سیاسی زندگی پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مولانا عبد اللہ لغاری صاحب نے مولانا کی سرگزشت کابل
ایک کتاب تحریر کی جس میں یہ تمام حالات درج ہیں۔

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے قرآنی آیات کی تفسیر سیاسی رنگ میں اور اپنے درس قرآن
کی صورت "قولہ تعالیٰ عبیدہٗ" کے نام سے قلمی تحریر ہے (غیر مطبوعہ ہے)۔
ایسی تفسیر شاید ہی کسی عالم دین نے اتنے بیان کی ہو گی۔

مولانا عبید اللہ جیسی شخصیت دنیا میں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی مرحوم

مفتی محمد نعیم صاحب مرحوم لدھیانوی میرے نانا مرحوم (مفتی محمد رمضان صاحب) کے چھوٹے بھائی تھے۔ بہت چھوٹے سے تھے کہ والدہ فوت ہو گئیں اور ان کی پرورش مفتی محمد رمضان صاحب نے ہی کی۔ اس رشتہ کے ناطے مفتی صاحب بھی ہمارے نانا ہوئے۔ مفتی صاحب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کی شاگردی میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کانگریس اور جمعیۃ العلمائے ہند میں شمولیت اختیار کرکے آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں تمام تر زندگی گزار دی لیکن پاکستان آنے کے بعد عملی سیاست سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

مفتی صاحب نے درس قرآن جو لدھیانہ میں شروع کیا تھا یہاں آکر بھی آپ تا دم حیات جاری رکھا وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے ہمارے ہاں ٹھہرتے۔ اس طرح ہمیں بھی ان کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کا موقع میسر آتا رہتا۔ بیٹھے ہی لطیف انداز میں لطیفے فرماتے۔ ان کی ہر بات جچی تلی ہوتی۔ ہم نے کبھی انہیں دنیاوی باتوں میں الجھتے نہ دیکھا۔ نہایت ہی کم گو اور عالم با عمل تھے۔ زندگی بھر کھدر ہی پہنا۔ عمدہ چائے کے رسیا تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس فیصل آباد میں وائٹ یاسمین پینے کو ملی۔ یہ تحفہ نہ جانے کہاں کہاں سے ہو کر ان کے پاس پہنچا تھا۔

میری خوش قسمتی کہ جب 1946ء، اور 1945ء میں لدھیانہ میں تھا تو مجھے باقاعدگی سے ان کا درس قرآن سننے کا شرف حاصل ہوا۔ گو اس وقت میں نو عمر ہی تھا لیکن ان کا انداز بیان اتنے سادہ الفاظ میں ہوتا کہ ہر کس و ناکس کی سمجھ میں آجاتا۔ جمعہ کے دن ان کا خطبہ سننے کا موقع بھی ملتا رہا۔ ایسا بیان پھر کبھی سننے میں نہ آیا جو لطف ان کی امامت میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا آیا آج تک نصیب نہ ہو سکا۔

مفتی صاحب مرحوم ایک جید عالم با عمل تھے۔ وہ جدوجہد آزادیٔ ہند میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے لیکن افسوس کہ ان کی اولاد میں سے کسی ایک نے بھی مفتی صاحب

ں کہ حالت بہتر نہ تھی۔ ایسے ہی بدوں کہ حالات زندگی اگر تحریری شکل میں آجاتیں

تو وہ آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہوا کرتے ہیں۔

یہ چند اشعار مفتی محمد نعیم مرحوم کی ڈائری سے ملے جو کہ مرحوم نے وفات سے قبل تحریر کئے تھے

1۔ الٰہی جب ہو میرا رخصت میں جہاں سے
تیرا ہی نام ہو جاری زبان سے

2۔ طفیل حضرت خیر الوریٰ کے اور انبیاء کے
جو اترے مجھ پہ میں اور میری جان سے

3۔ ہوں آسان مشکلیں میری دم مرگ
تیری ہی رحمت سے اور تیری احسان سے

—×—

اللہ مفتی صاحب کو جنت میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائیں آمین۔ ثم آمین

رحمتہ

مولانا حسین احمد مدنی مرحوم

علم وبصیرت اور ایمانی فراست کا ایک متحرک پیکر ۔ آپ کا فیضان نہ صرف ہندوستان ہی کی چار دیواری تک محدود رہا بلکہ عرب و عجم تک پھیلا ۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر حرم نبوی (صلعم) میں درس قرآن وحدیث کا آغاز فرمایا اور 18 سال تک علوم نبوت کی خدمت کی ۔ عمر کے آخری حصہ میں 33 برس دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس پر فائز رہے ، مشرق و مغرب کے لوگوں کو علوم کے آب حیات سے سیراب فرمایا ۔ جمیعت علمائے ہند کے صدر بھی رہے ۔ اسوۂ رسول (صلعم) کی پیروی میں اپنی دشوار گذار راہوں میں طعن و تشنیع کے تیر بھی کھائے ۔ مگر انکی زبان اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہ رہی ۔ مولانا مدنی کے حلقۂ درس اور مقبولیت کا اندازہ اس طرح ہے کہ آج تک جتنے طلبہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر نکلے ان میں سے نصف سے زائد قریباً 4 ہزار صرف آپ کے شاگرد ہیں ۔ جن طلبہ نے 18 برس تک مدینہ منورہ میں ان سے پڑھا ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے ۔ ان علماء میں سے بیشتر دین اسلام کو سکھانے ، سمجھانے اور پھیلانے میں [illegible] معروف ہیں ۔ حضرت مدنی کا فیضان علم قیامت تک جاری رہیگا ۔ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم کی تحریک کے دیگر مقاصد جدوجہد کا ثمرہ ہے ۔

حضرت مدنی مرحوم کی زندگی علم و عمل ۔ زہد و تقوا ۔ توکل اور پاکبازی کی ایک ایسی مرتب کتاب ہے جس کی ہر ایک سطر آنے والوں کیلئے درس عمل ہے ۔ آپ نے ہر فن میں ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے ۔

دریں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔

مولانا مدنی اللہ پاک کی ایک رحمت کی حیثیت سے اس دنیا میں تشریف فرما تھے - اللہ نے ان کی رشد و ہدایت کی ایک شمع دارالعلوم دیوبند میں روشن کی تھی جس کی کرنیں اس دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنے لگی تھیں - بڑے بڑے علماء کے درمیان وہ اسطرح ممتاز تھے جیسے آفتاب - کیا آفتاب کی روشنی سے انکار کیا جاسکتا ہے؟
آج دنیا ہمہ اسلام انکو شیخ اسلام کے لقب سے پکارتی ہے اور یاد کرتی ہے -
مولانا کی شخصیت اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی جس سے مسلمان محروم ہوگئے -

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے .

(میں اگر زندگی میں کسی شخصیت سے متاثر ہوا تو وہ حضرت مولانا (مدنی) مرحوم ہی تھے)

ایم احمد

- 76 -

محمد مدنی نمبر

ایم احمد

۳۱ مارچ 1986

HISTORY OF THE FREEDOM MOVEMENT IN INDIA

VOLUME THREE

by

TARA CHAND

رئیس الاحرار اور مولانا عبدالقادر کی کہانی

ڈاکٹر تاراچند کی زبانی

۱۲/ مئی ۱۸۵۷ء سے ۲/ ستمبر ۱۹۵۶ء تک

PUBLICATIONS DIVISION
MINISTRY OF INFORMATION AND BROADCASTING
GOVERNMENT OF INDIA

باسمه تعالیٰ

الحمدللہ و کفی، وسلام علی عباده الذین اصطفی

وبعد!

محترمی ومکرمی مشہود مفتی صاحب نے ''رئیس الاحرار درحدیث دیگراں'' احقر کے پاس بھیجی ہے، بڑے ذوق وشوق سے اس کا مطالعہ کیا۔

کتاب بے شمار حقائق ولطائف پر مشتمل ہے، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے محیر العقول، قابل رشک اتنے واقعات اس کتاب میں جمع کردیے ہیں کہ عادۃً اتنے واقعات کا جمع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ کتاب میں بہت سارے علماء، صلحاء، سیاسی وغیر سیاسی، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے بیانات بھی شامل ہیں، یہ بھی رئیس الاحرار کی کرامت ہی ہے، پڑھتے جائے اور لطف اندوز ہوتے رہیے۔

محترم مشہود مفتی صاحب نے احقر سے فرمایا ہے کہ میں اپنے حالات لکھ کر ان کو بھیجوں۔ میں کیا اور میرے حالات کیا؟ ٹوٹی پھوٹی کوشش اس امانت کو عام کرنے کی کوشش میں ہوں جو دیوبند نے احقر کے سپرد کی تھی اور بس۔ کتاب میں تصویریں بھی دی گئی ہیں، اس سے طبیعت پر وحشت طاری ہوئی۔ شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔

والسلام

حضرت شیخ- سلیم اللہ خان- مدظلہ

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

6ربیع الاول 1434ھ

19جنوری 2013ء

بازار بلیماران، دہلی۔ ۲۰رمئی ۱۹۳۸ء

محترم و مکرم جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

السّلام علیکم! مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی خدمت میں ابھی تک حاضر نہیں ہوسکا۔ لیکن میں آپ کے کام سے غافل نہیں ہوں۔

راندیر میں حافظ صالح صاحب کو آپ کے کام کا انچارج کر آیا ہوں۔ معل اللّٰہ محل مشابحل ذلک اقرا۔

جمعیۃ کے سالانہ اجلاس کی دہلی میں سعی کر رہا ہوں۔ خیال تو یہ تھا کہ وسط جون میں ہو جائے لیکن باہمی اختلاف کے باعث کچھ تاخیر ہوگئی۔

اختلاف کو سلجھانا آپ جانتے ہیں کس قدر مشکل ہے۔

ذاتی رقابتوں اور عداوتوں کے اظہار کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں کہ کسی اجتماع کے موقع پر اس کا مظاہرہ کیا جائے۔ بہر حال حالات پر قابو پانے کی سعی کر رہا ہوں دعا فرمایئے۔

کانگریس اور احرار کی باہمی کش مکش سے توقع ہے کہ امرت سر میں مُسلم لیگ کامیاب ہوگئی ہوگی۔ میں نے ایک انتخابی اعلان کیا تھا جو نظر سے گزرا ہوگا۔ پنجاب میں اگرچہ عُلماء کا وجود عدم برابر ہوگیا ہے لیکن آپ ہی حضرات کا نام مفتخر عُلما میں ہے اور آپ ہی کا نام احرار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جمعیۃ مرکزیہ کے لئے عُلماء کا انتخاب ہو جائے، کیونکہ اگر مرکزی جماعت نے انتخاب کیا تو نہ معلوم کس قسم کے حضرات کو منتخب کیا جائے۔ بہتر ہے کہ آپ اور مولانا مُفتی نعیم صاحب اور مولوی عبدالمنان اور مولانا احمد علی صاحب اور دیگر حضرات باہمی مشاورت سے انتخاب کر دیں۔ میں آپ کی خدمت میں اصول و ضوابط کی کاپیاں بھیج چکا ہوں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ مُفتی مُحمد نعیم صاحب کی خدمت میں بھی آج خط روانہ کر رہا ہوں۔

جواب کا منتظر

فقیر احمد سعید

گلی قاسم جان، دہلی

بازار بلیماران۔ دہلی۔ ۴، جون ۱۹۳۸ء

محترم مولانا زاد مجدکم

السّلام علیکم۔ الحمدللہ آپ کا مقدمہ بدل گیا۔ خدا کرے آپ کی ۱۵۳ بھی ختم ہو۔ آپ کا جیل میں رہنا اس وقت مفید نہیں بلکہ آپ کو باہر رہنے کی ضرورت ہے۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ عُلماء کا ایک اجتماع کر کے انتخاب کر دیجئے۔ مولانا مُحمد نعیم صاحب سے بھی ذکر کیا تھا اور وہ بھی آمادہ تھے اور انہوں نے غالباً اخبار کو ایک بیان بھی اس سلسلہ میں دیا تھا۔

ملاقات کے سلسلے میں آپ سے بہت نادم ہوں۔ مجھے خود بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ جمعیۃ عُلماء اور مجلس احرار کے متحد العمل ہونے کا بہترین وقت یہی ہے۔ جانبین میں اس قسم کی خواہش ترقی پر ہے اس موقع کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے اور تمام مخالف قوتوں کا صحیح اور متحدہ قوت سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں جلد از جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعی کر رہا ہوں۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ فیصلے کی آخری تاریخ سے مطلع فرمائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آخر جولائی تک تو بہر حال مقدمہ جاری رہے گا۔

بہر حال احباب کو سلام۔

خیریت کا طالب

فقیر احمد سعید خاں

گلی قاسم جان، دہلی

حبیب روڈ، لدھیانہ۔ ۱۹/ نومبر ۴۵ء

حضرت امیر الہند شیخ اسلام دامت برکاتہم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ امید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا۔ آپ کا تار ملا۔ جواب میں اس لئے تاخیر ہوئی کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ کون سا وقت مقرر کرکے آپ کی خدمت میں پہنچنے کی اطلاع دوں۔ یکایک مجھے اختلاج قلب کا دورہ پڑ گیا۔ دو تین دن اس میں مبتلا رہا۔ اس کے بعد اچانک چھوٹا لڑکا بیمار ہوگیا اور اس کے ساتھ ساتھ کام کی مصروفیت بہت زیادہ تھی۔ اب کل بیس ۲۰ تاریخ کو کاظمی صاحب کے الیکشن میں جو لیاقت علی صاحب کے مقابلے میں لڑ رہے ہیں جا رہا ہوں۔ چوبیس تاریخ کو لدھیانہ واپس آجاؤں گا۔ ۲۷، نومبر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ اگر اس وقت تک آپ کا قیام بندھیا چل میں رہے تو میں انشاء اللہ ۲۹، ۳۰ نومبر تک آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا۔

کل ۱۸/ نومبر کو پنڈت جواہر لال نہرو سنٹرل اسمبلی کے الیکشن کے سلسلے میں لدھیانہ تشریف لائے ان کے دوپہر کے کھانے کا انتظام

میرے محترم دوست خواجہ محمد اعظم صاحب کے مکان پر میرے علم اور مشورے کے بغیر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کی طرف سے کیا گیا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اس مشورے سے اتفاق کیا۔ سٹی کانگریس کمیٹی کے صدر مسٹر عبدالغنی نے اس سے شدید اختلاف کیا۔ اختلاف ہی نہیں کیا بلکہ مخالفت کی اور جو تار مسٹر عبدالغنی نے مفتی محمد نعیم صاحب صدر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کو دیا ہے اس کی نقل آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اس تار میں جو الفاظ میرے محترم دوست خواجہ محمد اعظم کے لئے استعمال کئے گئے ہیں ان کو پڑھ کر مجھے بے اندازہ دکھ ہوا ہے۔ جب تک مسٹر عبدالغنی کو کانگریس سے نہ نکال دیا جائے اس وقت تک کسی شریف مسلمان کے لئے کانگریس میں آنے کی جگہ نہیں ہے۔ خواجہ محمد اعظم صاحب خواجہ احد شاہ مر کے بڑے لڑکے ہیں۔ ان کا خاندان تمام ہندو مسلمانوں میں معزز سمجھا جاتا ہے۔ اس گھر سے زیادہ پنڈت جی کی عزت افزائی کے لئے اور کون سی جگہ تجویز ہو سکتی تھی۔ خواجہ اعظم صاحب ہمیشہ سے کھدر پہنتے ہیں اور کانگریس کے ممبر رہے ہیں۔

نہرو رپورٹ کے زمانے میں مسلمانوں کا جو اختلاف تھا وہ آپ کو معلوم ہے۔ جون ۱۹۲۶ء میں لدھیانہ میں آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا اجلاس تھا۔ اس اجلاس کو چلانے والے خواجہ محمد اعظم اور ان کے بڑے بھائی خواجہ محمد یوسف تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے شدید اختلاف کے باوجود پنڈت موتی لال نہرو کو ہر مشورے سے کانفرنس میں شمولیت کے لئے دعوت دی اور ان کا لدھیانہ میں زبردست استقبال ہوا اور مسلمان کشمیری نوجوانوں نے خود ان کی گاڑی کو کھینچا۔ پنڈت جی کے اس وقت یہاں تشریف لانے سے بھی خوش ہوئے۔ کاش ان کی خط و کتابت میرے پاس محفوظ ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جنگ سے پہلے لدھیانہ میں آل انڈیا اسٹیٹ کانفرنس ہوئی۔ پنڈت جواہر لال اس کے صدر تھے۔ اس وقت بھی خواجہ صاحبان نے پنڈت جی کو شاندار ڈنر دیا اور ایڈرس دیا۔

سب سے بڑا دکھ مجھے اس بات کا ہے کہ جب عبدالغنی کو معلوم ہو گیا کہ پنڈت جی کے کھانے کا انتظام خواجہ صاحب کے یہاں ہوا ہے تو انہوں نے مسلم لیگیوں سے کہہ کر خواجہ صاحب کے مکان پر مسلم لیگیوں کا سخت قسم کا مظاہرہ کرایا۔ خدا کا شکر ہے کہ لیگی اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ کوئی شرارت نہیں ہو سکی۔ ان کے پرانے تعلقات لدھیانہ میں مسلم لیگیوں سے ہیں۔ مسٹر عبدالغنی نے ۴۵ء میں انہی تعلقات کی بنا پر مسلم لیگ ٹکٹ پر کامیاب ممبر کو جو لیگ کے ٹکٹ پر ایک ہی تھا، کانگریسی ممبروں کے ووٹوں سے میونسپل کمیٹی کا صدر بنایا۔ تار کے الفاظ ہی عبدالغنی کے خلاف باز پرس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ باقی واقعات ثبوت کے لئے تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے تو سب چیزیں ثابت ہو سکتی ہیں۔

امید ہے کہ اس معاملے میں آپ خاص توجہ فرمائیں گے۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ آپ کا کب تک بندھیا چل قیام رہے گا۔

از ڈابھیل ضلع سورت

برادر محترم دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ۔ آپ کا خط پہنچا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ خدا کا شکر کہ اپنے مجمع میں تم جیسے شیر دل، مستقیم الحال، مُحب اسلام موجود ہیں۔ بھائی میں یہاں یک سوئی سے ایک گوشہ میں پڑا ہوا ڈھائی تین سال سے قرآن کریم اور استاد رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تھوڑی سی خدمت کر رہا تھا۔ فی الحقیقت مجھے بھی بے انتہا مسرت ہے کہ اس نے محض اپنے فضل ورحمت سے وہ کام کرادیا جس کی توقع کم از کم مجھے اپنے سے نہ تھی۔ آپ دیکھ کر امید ہے بہت خوش ہوں گے۔ اوائل ربیع الاول میں میرا قصد وطن آنے کا ہو رہا ہے۔ کاش آپ سے ملاقات ہو سکے۔ مجھ کو آپ سے قلبی تعلق ہے اور آپ کے حق میں فلاح دارین کی دعا کرتا ہے۔ یہاں سب احباب خصوصاً عزیزم مولوی محمد یحییٰ سلمہٗ سلام مسنون کہتے ہیں۔ جناب مولانا عبد الرشید مرحوم کی وفات کا حال سن کر بہت قلق اور صدمہ ہوا۔ حق تعالےٰ مرحوم کو فردوس بریں میں پہنچائے اور ان کی یادگاریں بھی قائم رکھ کر ترقی دے۔

اپنے والد ماجد مولانا محمد رمضان صاحب۔ مولانا نعیم صاحب اور سب بھائیوں کو سلام مسنون کہہ دیں۔ گھر میں سب خورد وکلاں کو سلام ودعا کہہ دیں۔

شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ۔ ۱۸ر صفر ۱۳۵۸ھ

صدر احرار ہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا خلاصہ

"حضرت علامہ مولانا احمد علی صاحبؒ امیر انجمن خدام الدین کے نام نامی سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے۔ قرآن عزیز کے علوم و معارف آپ نے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے حاصل کیے اور روحانی فیوض و برکات قطب الاقطاب علامہ سید تاج محمود امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ صدیق دوراں شیخ المشائخ حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل کیے۔ آپ کا موجودہ علمی اور روحانی فیض مذکورۃ الصدر بزرگان دین کی علمی اور روحانی تربیت کا نتیجہ ہے۔

آپ کے علم و فضل، تقویٰ و دیانت اور خلوص نیت کے لیے یہ شہادت کافی ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے علوم قرآنی کا شہرہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں پہنچ گیا۔ لاہور کے نہ صرف عوام بلکہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ اور سند یافتہ علمائے کرام نے آپ سے قرآن عزیز کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا۔ سینکڑوں سند یافتہ علماء اس وقت تک آپ سے ترجمہ و تفسیر قرآن مجید پڑھ چکے ہیں اور ہر سال ساٹھ اور اسی کے درمیان دار العلوم دیوبند، جامعہ ڈابھیل اور دیگر مدارس کے سند یافتہ علماء رمضان المبارک میں آپ سے علوم قرآن حاصل کرتے ہیں۔

تفسیر ربط آیات میں حسب ذیل علوم ہیں:۔

(۱) ہر ایک سورت کا ایک عنوان (۲) ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ (۳) ربط آیات (۴) مناسب موقعوں پر واقعات جزویہ سے قواعد کلیہ کا استنباط۔

مولانا موصوف نے سترہ سال کی مسلسل محنت کے بعد آنے والی نسلوں کے لیے تفسیر ربط آیات لکھ کر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس تفسیر کے متعلق شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں تقریر کے دوران ۳ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو ارشاد فرمایا تھا: "ہم نے مولانا احمد علی صاحب کے مسودہ ربط آیات پر جو تقریظیں کی ہیں ہم نے ان میں خوشامد نہیں کی اور مسلمانوں کو دغا نہیں دیا۔ میں نے مولانا احمد علی صاحب کو بار ہا تکلیف دی کہ قرآن مجید کی یہ خدمت کریں۔ یہ خدمت انھوں نے میرے کہنے پر کی ہے ہم ان کی اس خدمت کے شکر گزار ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اراکین انجمن خدام الدین کو یہ توفیق دی کہ انھوں نے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لے لیا۔ اس وقت تک قرآن عزیز کے دس پاروں کی کتابت ہو چکی ہے۔ یہ قرآن شریف بے اندازہ خصوصیات کا حامل ہے۔ ابتدا میں قرآن عزیز کا بین السطور ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر قدس سرہ العزیز کا تھا اور حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن مندرج تھی۔ موجودہ ترجمہ حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمۂ قرآن کی روشنی میں خود کیا تھا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے شاہ صاحبؒ کے کچھ حالات بھی تحریر فرمائے تھے جو افادیت کے پیش نظر درج ذیل ہیں:۔

میں نے بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ مولانا شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ جب موضح القرآن لکھ چکے تو فارسی کا یہ شعر تھوڑے سے تصرف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ شعر: روز قیامت ہر کسے با خویش دارد نامۂ من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل۔

حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ با محاورہ ترجمہ کے بانی اور امام ہیں اور بعد کے سب ترجمہ کرنے والے ان کے متبع ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہؒ تمام شاگردوں کو ہمیشہ یہ وصیت فرمایا کرتے تھے: "حضرت شاہ عبد القادرؒ کا ترجمہ دیکھو اور بعض مسائل جو تفسیر سے حل نہیں ہوتے وہ اس ترجمہ سے حل ہو جاتے ہیں"۔

حضرت شاہ عبد القادرؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادے ہیں۔ یہ پہلا خاندان ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و سنت کے علوم ہندوستان میں پھیلائے۔ میں نے دیوبند میں ایک بزرگ امیر شاہ خان سے سنا کہ حضرت شاہ عبد القادرؒ نے چالیس برس مسلسل مسجد میں اعتکاف فرما کر اس کا ترجمہ اور موضح القرآن کو لکھا ہے۔ جس دیوار کے ساتھ آپ تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے اس پر بھی نشان پڑ گیا تھا اور خاں صاحب مرحوم حضرت شاہ صاحب دہلویؒ کی یہ دو کرامتیں بیان فرمایا کرتے تھے:۔

(۱) اگر کوئی شخص آپ کو سلام کرتا تو زبانی جواب کے ساتھ شیعہ حضرات کو بائیں ہاتھ سے اور سنی حضرات کو دائیں ہاتھ سے اشارہ فرماتے۔ کئی ایک شیعہ صاحبان اس آزمائش ہی پر اپنے عقیدہ سے توبہ کر گئے۔

(۲) رمضان المبارک میں آپ خود تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے تھے۔ اگر رمضان المبارک کی پہلی شب کو آپ دو پارے تراویح میں پڑھتے تو حضرت شاہ عبد العزیزؒ جو آپ کے بڑے بھائی تھے فرمایا کرتے کہ رمضان ۲۹ کا ہو گا۔ اور اگر ایک پڑھتے تو فرماتے کہ ۳۰ کا ہو گا ۔۔۔ باقی جو شریعت حکم دے۔"

فتویٰ نصرۃ الابرار

فتویٰ نصرۃ الابرار

اور

ہندوستان کی جنگِ آزادی

فتویٰ نصرۃ الابرار

حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ اور ان کے بھائیوں مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے 1888ء میں دیا اور ہندوستان میں شائع کیا۔

شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ (صدر جمعیت علمائے ہند) نے اپنی کتاب "نقش حیات" صفحہ نمبر 482 پر فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔ مشہور مؤرخ مولانا محمد میاںؒ نے اپنی کتاب "علماءِ حق" کے مجاہدانہ کارنامے کے صفحہ نمبر 114 تا 120 میں تفصیل سے فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔

مولانا محمد میاںؒ کی کتاب

علماءِ حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے سے اقتساب

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ دارالحرب

تقریباً ۱۸۸۹ء میں یعنی انڈین نیشنل کانگریس کے وجود میں آنے سے کچھ دنوں بعد علمائے ہند کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے گئے۔

ا۔ ہنود کے ساتھ معاملات دنیاوی میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

۲۔ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف وجلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہوں یا خلافت سرکار ہوں تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

سیّد احمد خاں نیچری نے جو ایک جماعت (ایسوی ایشن) قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ ۸ اگست ۱۸۸۸ء یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں شامل ہیں۔ ہر شخص جو داخل ہو پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جا بجا ایسوی ایشن انجمن اسلامیہ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں یا نہیں؟

حضرت امام ربّانی قدس اللہ سرہ العزیز تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشرا و تجارت میں کر لیویں اس طرح کہ اس میں کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود وادو بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے جائز ہے اور مباح ہے۔ مگر سیّد احمد صاحب سے تعلق نہ رکھنا چاہیے اگرچہ وہ خیرخواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیرخواہ ہو۔ مگر اس کی شرکت مآل کار اسلام اور مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہے یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت اور ہنود کی ترقی ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اسی طرح پر ہے اور بس۔ (نصرۃ الابرار: ۲۶؍ محرم ۱۳۰۶ھ ص ۱۹)

جواب نمبر۲:۔

یہ حضرات کانگریس کے ممبر کیوں نہیں رہے؟

اس کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام ربّانی اور اسی طرح دیگر حضرات انتہا پسند تھے۔ان کا مطمح نظر کامل حریت تھا۔اگر چہ ملک اور قوم کے عام مفاد کے لیے آئینی جدوجہد کو بھی پسند فرماتے ہوئے شرکت کانگریس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے۔مگر چوں کہ کانگریس کا نصب العین اس وقت صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحادو یگانگت ہو۔اس لیے اپنے واسطے شرکت کانگریس کو منظور نہیں فرمایا اور حریت کاملہ کے لیے وہ راہِ عمل اختیار کی جس کا تذکرہ آیندہ آئے گا۔(ان شاء اللہ)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق سلسلہ کلام کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کردی جائے۔جو حضرت موصوف کے مذکورہ بالا فتوے کے لیے پس منظر یا نتائج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ا۔۱۸۵۷ء میں جس طرح حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی زیر قیادت جہاد آزادی میں حصہ لیا تھا اسی طرح لدھیانہ کے اس خاندان نے بھی اس جہاد میں بہت کافی حصہ لیا تھا۔جس کے ایک رکن مولانا عبدالعزیز صاحب نقشبندی مجددیؒ تھے اور آج مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اسی حریت پسند خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

۱۸۸۴ء میں جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تو مولانا موصوف (علماء لدھیانہ) نے اس کی حمایت کی۔سرسیّد گروپ نے ان کے برخلاف ایک طوفان اٹھا دیا اور ایک فرضی استفتاء مرتب کر کے علماء سے اس کا جواب حاصل کیا۔حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے اس پر دستخط کرائے گئے اور پھر یہ فتویٰ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ پر چسپاں کر کے پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہندوؤں سے مل گئے ایمان فروش ہیں۔فاسق ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ نے یہ تماشا دیکھا تو حیران رہ گئے۔حضرت مولانا گنگوہیؒ کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور پھر خود ایک سوال مرتب کیا۔واقعہ کے انکشاف کے بعد حضرت گنگوہی اور تمام حضرات نے (جن کے اسماء گرامی مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے برخلاف قابل ملامت اور نفرت انگیز طریقہ سے استعمال کیے گئے تھے) معذرت کی۔چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ معذرت یہ ہیں:

”حامداً و مصلیاً

بندہ رشید احمد گنگوہیؒ عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا جو شخص ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے۔بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ ”فاسق“ ہے یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اوّل تین صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانویؒ کی نسبت ہے اور وہ وجوہ اعانت و اضرار اس میں مصرح لکھے ہیں۔لہٰذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہرگز ہرگز مصداق اس فتوے کے نہیں اور جو

اموران کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب وفتوے کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔ جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندے کے نزدیک علماء کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام وعلم ہے۔ پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ سے بدعقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں۔ ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد ومحبت کرنا لازم ہے

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔ کتبہ الراجی رحمہ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ۔''

جب یہ حقیقت منقح ہو چکی تو اس کے بعد شرکت کانگریس اور شرکت ایسوسی ایشن کے متعلق مندرجہ بالا سوالات علمائے کرام کے سامنے پیش کیے گئے۔

کانگریس کے مقاصد قیام:

ا۔ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے مندرجہ بالا واقعہ اور سوال دوم کے الفاظ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کانگریس کے حامی علماء کے برخلاف جو شرمناک پروپیگنڈا آج کیا جارہا ہے وہ اسی زمانے کی پیداوار ہے۔ کانگریس پر اسلام کشی کی فرد جرم اسی وقت سے لگا دی گئی ہے اور کانگریسی علماء کے لیے اسلام فروش غدارِ ملت ہندوؤں کے غلام، فاسق کافر وغیرہ وغیرہ اسی وقت تصنیف ہو چکے تھے آج جو کچھ کہا جارہا ہے وہ اسی آموختہ کو دہرایا جارہا ہے۔

۲۔ انڈین نیشنل کانگریس کے لفظ معنی ہیں ''ہندوستانی قومیت (نیشن) رکھنے والوں کی جماعت۔''

اس کے اغراض ومقاصد پہلے ہی اجلاس میں یہ قرار دیے گئے۔

ا۔ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متحد ومتفق کر کے ایک قوم بنانا۔

۲۔ اس طرح جو ہندوستانی قوم پیدا ہو اس کی دماغی اخلاقی اور سیاسی صلاحیتوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔

۳۔ ایسے حالات کی اصلاح وترمیم کرانا جو ہندوستان کے لیے مضرت رساں اور غیر منصفانہ ہوں اور اس طرح ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت کو استوار کرنا۔

۴۔ ''رفع تکالیف اور جلب منافع کے دنیاوی امور'' کو جو انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم پر طے پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بحیثیت ہندوستانی ہونے کے تمام باشندگان ملک سے یکساں ہوتا ہے ان کو حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز بیع وشرا اور خرید وفروخت کے معاملات کی حیثیت دے رہے ہیں۔

اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ان امور کی یہ حیثیت نہ ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میونسپل بورڈ سے لے کر اسمبلیوں، کالجوں اور ایوان تجارت تک کسی بھی ہندوستانی

ادارے یا سرکاری محکمہ میں شرکت کو جائز کہا جائے۔ تمام سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری، تجارتی، معاشی، قانونی اور تعلیمی اداروں میں شرکت کانگریس حرام یہ سیاسی بدعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۵۔ کسی بات کا سرکار کے مخالف نہ ہونا بھی جواز شرکت پر اثر انداز نہیں کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ انگریز بہادر کی سرگردگی میں تو ہندو مسلم اشتراک جائز ہو اور اگر یہ منحوس سایہ ہٹ جائے تو وہ جائز چیز ناجائز ہو جائے۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو قرآن و حدیث مرجع شریعت نہ رہا بلکہ انگریزی ہیئت۔ معاذ اللہ شریعت کا گنبد بن گیا۔

۶۔ فتویٰ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق انتہا درجہ خطرناک ہے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض اور اپنے ذاتی خیالات کو کامیاب بنائیں۔

۷۔ ہندو بے شک کافر ہے اس کے پاس کفر و شرک موجود ہے مگر وہ نمایاں زہر ہے جس سے ہر انسان بچ سکتا ہے لیکن اس نام نہاد قائد اسلام کے پاس میٹھا زہر ہے جس کو تمیز کرنا مشکل اور نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

وہ بعض بزرگ جو آج مسٹر جناح کی قیادت عظمیٰ پر مطمئن ہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق کو حرام کہا کرتے تھے اور یہی نکتہ بیان فرمایا کرتے تھے۔

۸۔ فتوے سے موجودہ مسلم لیگ کی شرکت کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے کیوں کہ سرسیّد تاہم مذہبی شخص تھے۔ نماز روزے کے بھی غالباً پابند تھے۔ شراب وغیرہ سے قطعاً مجتنب تھے اگرچہ قرآن حکیم کی آیتوں کی تاویل وتفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتے تھے۔ نبوت و رسالت، معجزہ، وحی وغیرہ کے متعلق اپنے مخصوص خیالات کے حامی تھے مگر تاہم قرآن حکیم کے احکام کو جنجال نہ کہتے تھے۔

دوسروں کو بے شک یورپین وضع قطع کی ترغیب دیتے تھے مگر خود اپنی پرانی وضع قطع پر آخر تک قائم رہے۔

لیگ کے موجودہ قائدین:۔

لیکن موجودہ مسلم لیگ اور اس کے قائدان تمام خطرات میں سرسیّد اور ان کے ایسوسی ایشن سے کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ نماز روزہ کی پابندی تو درکنار، روزہ سے صحیح واقفیت بھی نہیں۔ ان کے نزدیک قرآن پاک کے احکام معاذ اللہ ترقیات زمانہ سے پس ماندہ اور جنجال ہیں (دیکھو تقریر مسٹر جناح متعلق سوال میرج بل ۱۹۱۲ء)

یورپین ڈانس، کاک ٹیل وغیرہ محبوب مشاغل، وضع قطع ٹھیٹ یورپین علماء کے اقتدار ختم کرنے کا عزم مصمم، مسلم رافضیوں اور قادیانیوں کا معجون مرکب۔ یہ تمام واقعات اظہر من الشّمس ہیں جو ان سے چشم پوشی کرے یا ان پر پردہ ڈالے اس سے بڑھ کر مداہن فی الدین کون ہو سکتا ہے۔

۹۔ انڈین نیشنل کانگریس میں جواز شرکت کے حکم سے نیشن اور قومیت کے بارے میں بھی حضرت گنگوہیؒ کے خیال کا اندازہ ہو جاتا ہے اگر فی الواقع مدار قومیت مذہب ہوتا اور متحدہ قومیت ناجائز ہوتی تو حضرت گنگوہیؒ جیسے دقیقہ رس فقیہہ کے لیے قطعاً ناممکن تھا کہ وہ مشترک جماعت کے

لیے نیشنل کانگریس، قومی جماعت کا لفظ برداشت کرتے اور پہلے ہی دہلا میں اس پر تنقید نہ کرتے۔ بالخصوص جب کہ سوال کا پہلا لفظ ہی یہ ہے ''ایک جماعت قومی'' اور جب کہ کانگریس کا پہلا مقصد ہی یہ ہو کہ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنانا ''السکوت فی معرض البیان'' بیان کیا ایسے ہی موقع کے لیے نہیں ہے اور کیا اس اصول کے بموجب متحدہ قومیت کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا نظریہ واضح نہیں ہو جاتا۔

حواشی

۱۔ فاضل مولف کا اشارہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم (ف ۱۹۷۶، کراچی) کی طرف ہے۔ (ا۔س۔ش)

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ ''نصرۃ الابرار'' مطبع صحافی، لاہور اتچیسن گنج ص ۱۳)

۳۔ نصرۃ الابرار، شائع کردہ حافظ مشتاق احمد لدھیانوی، ۱۹۴۵ء ص ۱۰۔۹

لدھیانہ کے لیے مولانا عبدالقادر ابن مولانا عبدالوارث ۱۷۹۶ء میں لدھیانہ سے دہلی آئے اور ولی اللہی خانوادہ علمی کے ارکان سے تعلیم حاصل کی۔ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے لیکن خود جامعی مرحوم نے لکھا ہے کہ وہ شاہ عبدالقادر دہلوی کے ایک واسطے سے خلیفہ اور مجاز بیعت تھے اور انہی کے بیان کے مطابق حضرت سیّد احمد شہید سے ان کی مراسلت تھی، خاندان میں سیّد صاحب کے خطوط یادگار تھے اور چھپوا بھی دیے تھے۔ اس لیے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ سے نسبت تلمذ کا اظہار انکا سہو قلم ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی شاید ان کی پیدائش سے بھی پہلے ۱۷۶۱ء میں انتقال کر چکے تھے۔ البتہ یہ زمانہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا تھا اور اگر ان کے شاگرد ہوں تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے چار بیٹے تھے۔ مولانا سیف الرحمٰنؒ، مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ۔ مولانا عبدالقادر نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور ان کی اولاد کے ساتھ دہلی پہنچ کر جہاد آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پٹیالے میں ان کا انتقال ہوا۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مولانا عبداللہ کے بیٹے اور حبیب الرحمٰن ابن محمد زکریا مولانا محمدؒ کے پوتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے صاحبزادہ محترم مولانا عزیز الرمن جامعی سے خاکسار کو نیاز حاصل تھا اور مراسلت کا تعلق بھی رہا تھا۔

آزادی کے بعد یہ خاندان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشرقی پنجاب کے حوادث میں لدھیانہ کی تباہی کے بعد پاکستان آ گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن بھی پاکستان آ گئے تھے لیکن وہ جلد ہی ہندوستان لوٹ گئے۔ ۱۹۵۶ء میں دہلی میں پیوند خاک ہو گئے۔

اس خاندان رفیع الارکان کی دینی، سیاسی اور قومی وملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں (ا۔س۔ش)

۴۔ اس تحریر کی نقل و کتابت میں کئی لفظ چھوٹ گئے تھے اور کئی لفظ بدل کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے۔ خاکسار کے پیش نظر مطبع صحافی لاہور کا

۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء کا اور مولوی مشتاق احمد کا ۱۹۴۵ء کا لدھیانہ ایڈیشن، دونوں ہیں۔ جن کے مطالعہ وموازنہ سے اس اقتباس کی تصحیح کر دی ہے۔
یہاں حضرت گنگوہی کی تحریر کا عنوان ''معذرت نامہ علماء بطور اختصار'' تحریر ہے اور اس کے ذیل میں سترہ علمائے وقت کے دستخط ہیں جن کے نام پہلے فتوے میں آئے تھے۔ ان میں مولانا محمود حسنؒ، مولانا محمد حسنؒ دیوبندی، مولانا محمد فضل عظیمؒ دیوبندی، مولانا عبدالحقؒ دہلوی صاحب تفسیر حقانی وغیرہ ہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انجمن انوارِ محمدیہ، امرتسر کے اکتالیس ارکان کے دستخط ہیں۔
بعض کے صحفات میں مفصل فتویٰ ہے جسے مسمی علی محمد متوطین بمبئی نے دریافت کیا تھا اور مولانا مفتی محمد لدھیانویؒ (ابن مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ) نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی تائید وتوثیق اور تصویب میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے خانوادہ علمی کے اسلاف کرام کے علاوہ ایک سو پچیس مشاہیر علمائے عصر کی تصدیقات وتصویبات ہیں۔ ان میں مولانا فیض الحسن اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی) مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خاں، مولانا محمد منفعت علی (مدرسین مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولانا ارشاد حسین رام پوری، مولانا ریاست علی خان شاہ جہان پوری، مولانا احمد رضا خان بریلوی وغیرہ ہم شامل ہیں۔ مولانا بریلوی کا فتویٰ چار صفحے پر مفصل اور مستقل ہے۔ اس کا مفاد سرسیّد کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت میں وہی ہے جو مولانا مفتی محمد لدھیانوی کے فتوے کا ہے۔
ان حضرات علمائے ہند کے علاوہ مدینہ منورہ کے ایک عالم علی بن الحاج یوسف خادم روضۃ النبی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور ایک بغدادی عالم طاہر آفندی خادم روضۃ عبدالقادر جیلانیؒ کے فتاویٰ سرسیّد کے بارے میں بھی ہیں۔ کانگریس کے بارے میں ان کے فتاویٰ میں کوئی بات نہیں ہے۔
آخر میں سرسیّد کے خلاف مولوی امداد علی کے رسالے ''امداد الآفاق برجم اہل النفاق'' اور مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالے ''جواہر مضیہ فی رد نیچریہ'' سے تراسی علمائے کرام کے فتوے درج کر دیے گئے ہیں۔ اس کے مفتیوں میں بھی مولانا عبدالحیی (فرنگی محلی)، مولانا لطف اللہ (علی گڑھی)، (میاں) محمد نذیر حسین (دہلوی)، مفتی عبداللہ ٹونکی وغیرہ ہم مشاہیر علمائے ہند کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔
فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے مرتب ومفتی مولانا محمد لدھیانویؒ تھے لیکن یہ فتویٰ درحقیقت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا ایک خطبۂ جمعہ تھا جو علی محمد نامی ایک شخص ساکن بمبئی کے چند سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا تھا اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد لدھیانویؒ نے بطور فتویٰ مرتب فرما دیا تھا۔
فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیے ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' مؤلفہ عزیز الرحمٰن جامی دہلی ۱۹۶۱ء (ا۔س۔ش)

بیاد

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

کی شہرہ آفاق کتاب نقشِ حیات سے اقتباس

فتویٰ "نصرۃ الابرار"

کانگریس کے اجلاس اوّل کے بعد لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ آزادی حاصل کرنے کی دوسری صورت بھی ہے اس لیے لوگ جوق در جوق اس میں شامل ہونے لگے۔

کانگریس کی اس بڑھتی ہوئی حالت اور مقبولیت کو دیکھ کر ممکن نہ تھا کہ مستبد اور سیاہ دل انگریزوں کے دماغ ماؤف نہ ہوں اور سینہ اور دل میں کپکپی پیدا نہ ہو۔ مسٹر بیگ پرنسپل علی گڑھ کالج اور دوسرے انگریزوں کو انتہائی بے چینی نے گھیر لیا۔ چنانچہ انہوں نے انجمن محبان وطن (انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن) کی بنیاد ڈالی۔ کانگریس کی مخالفت میں آرٹیکل بار بار شائع کیے۔ مختلف مقامات پر سفر کیے اور لیکچر دیے اور سر سیّد پر اس قدر اثر اور دباؤ ڈالا کہ وہ انتہائی درجہ کانگریس کے مخالف ہو گئے اور مسلمانوں پر زور ڈالنے لگے کہ وہ ہرگز ہرگز کانگریس میں شرکت نہ کریں اور انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن میں شریک ہو کر انگریزوں کی وفاداری کا ثبوت دیں۔ اس میں شرکت مسلمانوں کے لیے فرض اور ضروری ہے اور کانگریس میں جانا مسلمانوں کے لیے سم قاتل اور زہر ہلال ہے۔ چند علماء کو اپنا ہم خیال بنا کر فتویٰ شائع کرایا جس کی رُو سے مسلمانوں کو کانگریس کی شرکت حرام دے دی گئی اور پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی شرکت فرض بتائی گئی۔ یہ تمام معاملہ ۱۸۸۸ء سے پُر زور طریقہ پر جاری ہوا۔ اس پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ اور مدرسین دارالعلوم دیوبند اور بہت سے علماء حقانی اطراف و جوانب ہند نے پُر زور مخالفت کی اور کانگریس کی شرکت کی حمایت اور انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی شرکت کی ممانعت میں فتوے لکھے۔ اس بارہ میں پیش پیش **علماء لدھیانہ مولانا محمد صاحب اور اُن کے دو بھائی مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا عبداللہ صاحب مرحومین تھے۔** انہوں نے اطراف و جوانب ہندوستان سے فتویٰ منگائے اور ان سب کو ایک رسالہ "نصرۃ الابرار" میں جمع کیا اور خود کھلی کھلی اور زوردار دلیلوں سے کانگریس کی شرکت کا جواز اور پیٹریاٹک ایسوسی ایشن میں شرکت کا عدم جواز ثابت کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی (قدس اللہ سرہ العزیز) کا فتویٰ اسی رسالہ نصرہ الابرار میں صفحہ ۱۹۔۲۰ اور صفحہ ۲۶ میں اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اور دیگر علماء دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں درج ہے اور مولانا محمد صاحب مرحوم لدھیانوی اور اُن کے دونوں بھائیوں مرحومین کے تفصیلی فتویٰ صفحہ ۱۳ سے لے کر ۱۹ تک میں مذکور ہیں۔ اس رسالہ میں تقریباً سو علماء ہند کے فتاوے نقل کیے گئے ہیں۔

بیاد

شیخ الاسلام حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنیؒ
(صدر جمعیت علمائے ہند)

مفکر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
(نائب صدر جمعیت علمائے ہند)

Ulama e Ludihana Maulana Mohammed saheb and his two brothers Maulana Abdul Aziz Saheb and Maulana Abdullah sahib had collected Fatwas from different part of the country and compiled it in a comprehensive book formv.i.zNusrat ul Abrar. Maulana Mohammed Saheb in his Fatwa justified by his vehement argument that the participation of Muslims in the Indian National Congress was permissible and that they should keeping away from Indian patriotic association, which was founded by an English officer. For a reference the Fatwa given by Maulana Rashid Ahmed Gangohi can be cited In Nusrat ul Abrar page No. 19-20,26 and the Fatwa given by Sheikh ul Hind Maulana Mahmood Hasan saheb and the fatwa of Ulama of Deoband in page No. 23-24,Maulana Mohammed and the Fatwa given by his two brothers can be cited on page No. 13-19. In fact NusratulAbrar contain Fatwa given by one hundred Indian Ulama in support of Muslim joining the Indian National congress and against Indian patriotic association. (Note Ref-Indian struggle for Independence p.70 Naqshe Hayat, p 69, 70, 71.NusratulAbrar)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج سے تقریباً اٹھاون ۵۸ سال پہلے کے اکابر علمائے ہندوستان و بغداد
ومدینہ منوّرہ اور صفیائے عظام ومشائخ کرام کا فتوےٰ
بابت جواز شرکت انڈین نیشنل کانگریس
اور عدم شرکت بہر صورت سر سیّد احمد خاں
موسوم باسم خلاصلہ فتاویٰ

نصرة الابرار

جسکو

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب لدھیانوی نے
جمعہ کے بعد تقریر میں ارشاد فرمایا۔ اور بیہقی وقت حضرت مولانا محمد صاحب لدھیانوی نے تحریر فرمایا اور مدلل ومبرھن کیا۔

ناچیز حافظ مشتاق احمد لدھیانوی

طبع اول لاہور پریس بیرون بھاٹی دروازہ لاہور ۱۸۸۶
طبع دوم جنڈوالیکٹرک پریس ۲۵ / دسمبر ۱۹۴۵ء کو لدھیانہ سے شائع کی گئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیاً۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ عرض کرتا ہے۔ کہ لدھیانہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا کہ جو شخص ہنود کی اعانت اور مُسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے۔ بندہ نے جواب لکھا تھا۔ کہ وہ فاسق ہے یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اول تینؔ صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے۔ اور وہ جو د اعانت و اضرار اس میں مصرح لکھے ہیں۔ لہذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبد العزیز صاحب ہرگز ہرگز مصداق اس فتوے کے نہیں ہیں۔ اور جو امور ان کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز اس کو محل اس جواب و فتویٰ کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے۔ اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندہ کے نزدیک عُلماء کے شان میں ایسے کلام موجب ہتک اسلام و علم ہے پس جو صاحب اس بندہ کو صادق جانتے ہیں اور جو بندہ کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبد العزیز صاحب سے بد عقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتوےٰ بندہ کے نہیں اس سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد و مُحبّت کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوھی عفی اللہ تعالیٰ عنہ مہر (۱) تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے۔ ۳۔ احمد علی عفی عنہ (۲) جو تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب نے فرمائی ہے درست ہے پیر مُحمد عفی عنہ (۳) مہر تحریر مولانا صاحب درست ہے عنایت الٰہی عفی عنہ مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (۴) تحریر مولوی صاحب ممدوح کی درست ہے ثابت علی عفی عنہ مدرس مظاہر علوم سہارنپور۔ (۵) الحق ناقال مولانا رشید احمد۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب (۶) تحریر مولانا صاحب راست و درست ہے بندہ کے نزدیک مولوی عبد العزیز صاحب و دیگر حضرات لدھیانوی ہرگز مخرب اسلام نہیں ہیں بلکہ معاون اسلام ہیں مولانا مُحمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔ (۷) انا ایضا احقہ۔ بندہ عبد اللہ خان (۸) جو کچھ حضرت مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ راست اور بے کم و کاست ہے جناب مولوی عبد العزیز صاحب ہرگز اس قابل نہیں کہ جیسے ان کی نسبت طبع ہوا ہے بندہ احمد عفی عنہ۔ یہ تحریر مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے اور اس میں مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی مُحمد و مولوی عبد اللہ صاحبان کو بخوبی جانتا ہوں نہایت متقی اور ذی علم ہیں ان سے بہتر عالم ملک پنجاب میں نہیں ہے ل جو ایسے عالموں کو ناحق تہمت لگاوے اور جھوٹی تحریر ان کی نسبت طبع کروائے وہ اس وعید کا محل ہے۔

فتویٰ نصرۃ الابرار

۲۶ محرم ۱۳۰۶ھ ۱۲؍اکتوبر ۱۸۸۸ء: علی محمد نامی ایک صاحب متوطن بمبئی نے انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت اور سرسید احمد خان سے تعاون کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں سوال کیا تھا۔ مولانا عبدالعزیز ابن مولانا عبدالقادر لدھیانوی نے ایک جمعے کو اپنی تقریر میں ان دونوں مسائل کے بارے میں اظہار خیال فرمایا۔ حضرت لدھیانوی نے یہ تقریر لدھیانہ میں فرمائی تھی۔ مجمع میں شہر اور ضلع کے تقریباً ایک ہزار مسلمان تھے۔ بعد میں علی محمد صاحب نے اپنے سوالات کو ایک استفتاء کی شکل میں مرتب کر کے ہندوستان کے مختلف امصار کے علمائے دین اور مفتیان کرام سے حکم شرعی دریافت کیا۔ یہ استفتاء اور فتاوے مولانا محمد مفتی لدھیانہ نے مرتب کر کے ''نصرۃ الابرار'' کے نام سے مطبع صحافی، لاہور سے شائع کر دیا تھا۔ یہاں صرف کانگریس میں شرکت کے جواز سے متعلق فتویٰ اور مفتیان کرام کے اسمائے گرامی شائع کیے جاتے ہیں۔ استفتاء یہ ہے:

> ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انھیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر موثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کی جاوے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہو یا خلاف سرکار ہو تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

مولانا مفتی عبدالعزیز لدھیانوی نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا:

اللھم ارنا الحق حقاً و الباطل باطلاً جب معاملات دنیاوی میں شریک ہونا ہنود سے بموجب آیات اور حدیث مذکورہ جواب دوم درست

ہواتو اس مجلس میں شریک ہونا کیوں کر منع ہو جیسا کہ بازار جانا جہاں اکثر دوکاندار اہل ہنود ہوں، واسطے کاروبار دنیا کے شرعاً منع نہیں ہے۔ اسی طرح نیشنل کانگریس میں شریک ہونا مباح ہے۔ البتہ جس مجلس میں اہانت دین ہواس میں ہرگز اس وقت شامل نہ ہو۔ وَاِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ اٰيَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ آیات ہماری کے پس مونہہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوا اس کے۔ یعنی کفار کی مجلس میں صرف وقت اہانت کرنے دین کے شامل ہونا منع ہے، باقی اوقات میں حرام نہیں، چوں کہ اصول اور قواعد کانگریس کے جہاں تک دیکھے گئے مضر اسلام اور موجب عدم ترقی اہل اسلام نہیں ہیں، پس اس میں شامل ہونا موجب، آیات مذکورہ کے درست ہوا۔ پس جو فتویٰ نیچریوں نے یا ان کے چیلوں نے واسطے دھوکا دہی عوام کے اوپر منع ہونے اس مجلس کے شائع کیے ہیں، باطل اور مردود ہیں۔ جاء الحق وزحق الباطل ان الباطل کان زھوقا. والله اعلم وعلمه اتم

اس فتویٰ پر مندرجہ ذیل علما و مفتیان کرام نے توثیق وتصدیق کے دستخط اور مہریں ثبت فرمائی ہیں اور بعض بعض نے ایک دو جملوں میں یا مختصر لفظوں میں خود بھی تائیدی رائے لکھ دی ہے۔

سب سے پہلے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نے اس فتویٰ کے تصویب فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے لکھا ہے:

”اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشرا و تجارت میں کر لیویں۔ اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے۔ جائز ہے اور مباح ہے...... اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذالت یا اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ اسی طرح پر ہے اور بس فقط۔“

مولانا اسماعیل لدھیانوی، مولانا عبدالواحد لدھیانوی، ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رام پوری،

مولانا نظام الدین لدھیانوی، مولانا رکن الدین سکنہ لدھیانہ، مولانا محمد اسحاق لدھیانوی۔

علمائے انبالہ: مولانا عبدالقادر، مولانا توکل شاہ، مولانا عبدالرحیم خان امام مسجد میاں توکل شاہ، مولانا ظہور الدین شاگرد مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔

علمائے سہارن پور: مولانا پیر محمد سہارن پوری، مولانا احمد علی، مولانا ثابت علی، مولانا ابوالحسن، مولانا محمد امیر باز خان، مولانا قاضی فضل الرحمٰن، مولانا عمر دراز، مولانا قمر الدین، مولانا عنایت علی۔

علمائے دیوبند: (شیخ الہند) مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی)، مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خان، مولانا محمد منفعت علی، مولانا احمد حسن ولد مولوی محمد قاسم، مولانا محمد فضل عظیم، مولانا محمد مراد۔

علمائے دہلی: مولانا محمد حسین، مولانا شاہ عالم، مولانا حبیب احمد، مولانا گل محمد، مولانا محمد قاسم، مولانا امام الدین، مولانا حافظ عبداللہ۔

علمائے پاک پتن و گردونواح: مولانا محمد سرفراز، مولانا غلام قادر، مولانا شاہ سوار چشتی، مولانا محمد عظیم، مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد اسماعیل۔

علمائے فیروز پور ونواح: مولانا عبدالکریم، مولانا جمال الدین سکنہ چھاؤنی فیروز پور، مولانا جمال الدین سکنہ موضع امیر، مولانا ظہور اللہ، مولانا ہدایت اللہ، مولانا سراج الدین، مولانا محمد حسین، مولانا عبدالرحیم، مولانا ابوالنجیب محمد صدیق، مولانا غلام محی الدین۔

علمائے مدینہ منورہ وبغداد: الحاج علی بن الحاج یوسف، مولانا طاہر آفندی البغدادی

نصرۃ الابرار میں اسی مضمون کے ایک اور استفتاء کے جواب میں فتویٰ بھی ہے، جس کی تصدیق وتصویب دیگر علاقہ جات ہند کے مختلف علمائے کرام نے فرمائی ہے۔ استفتا اور فتویٰ یہ ہے:

استفتاء:

باسمہٖ سبحانہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ مولوی عبدالعزیز صاحب نے ایک شخص کے جواب میں یوں فرمایا کہ ہنود سے معاملہ کرنا بشرط عدم نقصانِ دین جائز ہے اور

جو جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے منافع سکناے ہند کے قائم ہوئی ہے۔ بشرط عدم نقصانِ دین اس میں شامل ہونا درست ہے اور نیچر کی جماعت میں جو نیچریوں اور ہندوؤں سے سید احمد نے جمع کی ہے، اس میں شامل ہونا ہرگز درست نہیں۔ کیوں کہ یہ شخص مرتد ہے۔ اس سے تعلق رکھنا اور اس کی تعظیم کرنی ہرگز درست نہیں۔ آیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ غیر مقلدین اور بعض شاگردوں مولوی صاحب موصوف کے بسبب کینۂ دیرینہ، اس جواب کو کفر قرار دیتے ہیں، حق پر ہیں یا نہیں؟

جواب: ''اللھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً۔ جواب مولوی صاحب کے مطابق شرع کے ہیں۔ مخالفین کا قول بالکل مردود ہے۔ کیوں کہ معاملہ کرنا کفار سے شرعاً درست ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے نکاح کتابیہ کا جو متقضی کمال یگانگت کو ہے، جائز قرار دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین اتوا الکتاب اور جوابات منع سوالات وبرأت کفار میں وارد ہیں۔ وہ اپنے ظاہر اور تبادر پر محمول نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ''لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم'' تکرموھم وتحسنوا الیھم قولاً وفعلاً، ''وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین . انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم.'' ھو بدل من الذین قاتلوکم والمعنی لاینھاکم عن مضرۃ ھولاء وانما ینھاکم عن قول ھولاء ''ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون.'' حیث وضعوا القوی غیر موضعہ انتھی مافی المدارک ۔ البتہ نیچری کی جماعت میں ملنا درست نہیں۔ کیوں کہ وہ خدا کے نزدیک ملعون ابدی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ''اولٰئک جزاؤھم ان علیھم لعنتہ'' اللہ والملائکتہ والناس اجمعین خالدین فیھا''۔ پس بموجب اس آیت کے اس سے رابطہ پیدا کرنا اور اس کی مدد کرنی اور اس کو تعظیمانہ الفاظ سے خط لکھنا شرعاً کب درست ہے۔ بس غیر مقلد وغیرہ جو اس جواب کو غلط یا کفر قرار دیتے ہیں سخت بے دین اور زندیق ہیں۔ واللہ یھدی من یشاء وھو علی کل شئً قدیر.

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودھیانوی''

اس فتوے کی سب سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تحریر سے تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت گنگوہی نے دستخط کے ساتھ ۲۶؍محرم ۱۳۰۶ھ تاریخ بھی ثبت فرمائی ہے جو ۲؍اکتوبر ۱۸۸۸ء کے مطابق ہے۔

تصدیق کرنے والے دیگر علماے دین کے اسماے گرامی یہ ہیں:

علماے دہلی: مولانا محمد عبدالحق مصنف تفسیر حقانی، مولانا محمد ادریس واعظ خلف مولوی محمد عبدالرب واعظ، مولانا ابوالمنصور، مولانا نصرت علی، مولانا محمد علاؤالدین جلال آبادی، مولانا محمد امیر الدین، مولانا قادر علی، مولانا محمد مصطفیٰ، مولانا محمد، مولانا حافظ شمس الدین، مولانا سید مخلص الرحمٰن، مولانا عبدالحکیم، مولانا خیر محمد، مولانا حکیم اللہ، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد کرامت اللہ، مولانا عزل الدین، مولانا نورالہدیٰ، مولانا محمد حسن، مولانا محمد محی الدین، مولانا غلام محمد، مولانا سید محمود دہلوی، مولانا عبدالغفور دہلوی، مولانا محمد احمد یار دہلوی، مولانا امام الدین، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد حسین، مولانا حافظ رحیم بخش، مولانا محمد عزیز الحسن، مولانا عبداللہ دہلوی، مولانا محمد ابراہیم دہلوی، مولانا حافظ ابراہیم، مولانا اسماعیل۔

علماے رام پور: مولانا عبدالواحد، مولانا ارشاد حسین، مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد عبدالغفار خان، مولانا حامد حسین، مولانا محمد ریاست علی خان، مولانا گوہر علی، مولانا قاری عبدالعلی امرتسری، مولانا غلام رسول الحنفی، مولانا حافظ غلام محمد۔

بعض دیگر علماء: مولانا سید محمد شمس محی الدین قادری بٹالوی المعروف صاحبزادہ حال وارد امرتسر، مولانا محمد فیروز الدین حنفی گجراتی، مولانا نورالدین از جموں۔

علماے ملتان: مولانا عبدالرحمٰن ملتانی، مولانا عبدالعلیم ملتانی، مولانا نظام الدین ملتانی، مولانا غلام محمد سکنہ شیخ عمر حال وارد کوٹھ شریف ضلع ملتان، مولانا حافظ نور محمد، مولانا غلام صدیق کوٹھوی، مولانا جمال الدین کوٹھوی، مولانا محمد ولد میاں صاحب غلام سرور کوٹھوی۔

علماے تونسہ: مولانا خدا بخش، مفتی علی گوہر، مولانا یار محمد، مولانا نور محمد، مولانا غلام محی الدین، مولانا کریم بخش فتح آبادی حصاری۔

علماے جالندھر: مولانا نجم الدین، مولانا عزیز بخش، مولانا سید رکن الدین۔

علماے ہوشیار پور، قصور وغیرہ: مولانا غلام احمد، مولانا محمد عبدالکریم، مولانا نور محمد سنکووالی، مولانا

امانت علی نکودری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبداللہ خیر اللہ آبادی، مولانا فتح محمد، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا نور علی، مولانا شاہدین، مولانا محمد اشرف علی سلطان پوری، مولانا امام الدین کپورتھلوی، مولانا محبوب عالم ہوشیار پوری، مولانا فتح الدین ہوشیار پوری،

اس ذیل میں ایک نامور علمی دینی شخصیت مولانا غلام دستگیر قصوری کی ہے، انھوں نے فتویٰ کی تصدیق میں ایک مختصر عبارت بھی تحریر فرمائی ہے اور دستخط کے ساتھ تاریخ بھی ثبت کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جس امر کے شمول میں اہل ہنود سے کوئی مضرت دینی و دنیاوی نہ ہو، شرعاً کوئی قباحت نہیں اور فقیر نے چند سال سے ایک رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ جو تالیف کر کے مطبوع کرا دیا ہے، اس میں نیچریوں کی محبت و شمول کا سخت گناہ ہونا درج کیا ہے۔ جس پر مواہیر علماے لاہور و اطراف درج ہیں اور بڑا افسوس ہے اس واقعے کا جو بعضے نئے مفتیان لدھیانہ نے اپنے استادوں کے حق میں بے ادبیاں کر کے اشتہار چھپوائے ہیں اور اسلام کو بد نام کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بتعلم فقیر غلام دستگیر قصوری، ۵ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ (۹ نومبر ۱۸۸۸ء)

اسی مضمون کا ایک استفتاء بریلوی مکتبۂ فکر کے بانی مولانا احمد رضا خاں کو بھیجا گیا تھا۔ مولانا نے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا۔ اس مسئلے میں مولانا کا مسلک اس وقت ٹھیک وہی تھا جو علماے دیوبند و دہلی اور دیگر حق پرست علماے دین اور مفتیان شرع متین کا تھا۔ مولانا کی تصویب و تصدیق میں اسی مکتبۂ فکر کے دو علماے مراد آباد نے بھی دستخط فرمائے ہیں۔

مولانا سے کیا جانے والا استفسار اور اس کے جواب میں مولانا کا فتویٰ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص کے جواب میں مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی نے یہ فرمایا کہ ہندوؤں سے معاملہ کرنا درست ہے اور جو ایک جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے موقوف کرانے انکم ٹیکس وغیرہ کے قائم ہوئی ہے بشرطِ

عدم نقصانِ دین ان سے ملنا درست ہے اور جو نیچری نے ہندو اور نیچریوں سے جمع کی ہے ان سے ملنا شرعاً درست نہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ مرتد ہیں، مرتد سے معاملہ کرنا ہرگز درست نہیں۔ آیا جواب مولوی صاحب کا شرع کے موافق ہے یا نہیں؟ اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب: فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ "اعلام الاعلام بان ہندستان دارالاسلام" میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں اور اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے کہ ہنود زمانہ اہل ذمہ ہیں، انھیں کافر حربی نہیں کہہ سکتے وتمام تحقیقہ فی فتاونا الملقبۃ "بالعطایا النبویۃ فی الفتاوے الرضویہ" اور ظاہر ہے کہ شرع مطہر نے معاملات دنیویہ میں اہل ذمہ کو ہمارے مماثل کہا ہے لھم مالنا وعلیھم ماعلینا ان کے خون ومال مثل ہمارے خون ومال کے ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے، اس کے قصاص میں مارا جائے گا اور اسلام وکفر کا تفرقہ مانع نہ آئے گا امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: یقتل المسلم بالذمی الخ وھکذا فی الھدایتہ وغیرھا عامۃ اسفار المذھب. یوہیں (یوں ہی) ذمی ہمسایہ کے ساتھ بیماری میں عیادت موت میں تعزیت کا برتاؤ شرع مطہر نے جائز رکھا۔ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان یہودی کی عیادت فرمائی۔ قدم اکرم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت فرمائی کہ اسی وقت اسلام لایا اور انتقال کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اشباہ میں ہے: "لاتکرہ عیادۃ جارہ الذمی" ہدایہ میں ہے: "لا نہ نوع برفی حقھم ومانھینا عن ذلک وصح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عادیھودیا مرض بجوارہ" ردالمحتار میں ہے: "فی النوادر جاریھودی او مجوسی مات ابن لہ او قریب ینبغی لہ ان یعزیہ ویقول اخلف اللہ علیک

خیر امنه و اصلحک و کان معناه اصلحک الله بالاسلام یعنی رزقک الاسلام و رزقک ولدا مسلما کفایه. بالجملہ سوا افعال تعظیم و اجلال کے ذمیوں کے ساتھ نیک برتاؤ چاہیے اور دنیوی معاملات ان کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک ان میں معاذ اللہ اپنے دین کی توہین یا ان کے رسوم مذہبی کی تائید نہ ہو۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ لَا یَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِیَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ۔ غمز العیون والبصائر میں ہے: ''الذمی حکمه حکم المسلین یعنی فی غیر مایوجب تعظیمه الخ۔ ہنود زمانہ عند التحقیق ان سب احکام کے مستحق ہیں۔ خصوصاً اس معاملے میں انھیں شریک کرنا جس میں رفاہ عام و نفع انام و حقوق و مراعات مخلوق ہو کہ اس میں خاص انھیں کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہل وطن کا نفع ہے جب کہ مسلمانوں کے اہل تدبیر و رائے منیر بہ نظر غامض و باریک بین و انجام شناس و وقت گزین خوب تنقیح تام کرلیں کہ اس سے حالاً یا مآلاً اسلام و مسلمین پر کوئی ضرر عائد نہیں۔ یہ شرط کہ فقیر نے ذکر کی، ضرور قابل لحاظ ہے۔ رہے حضرات نیچریہ شرع مطہر میں ان کے اور تمام مبتدعین کے احکام جن کی بدعت درجۂ کفر کو پہنچی ہو احکام جمیع اقسام کفار سے اشد و اعظم ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ المقالۃ المسفرہ عن احکام البدعۃ المکفرۃ'' میں بدلائل قاطعہ واضح کیا ہے کہ نیچری وغیرہ ہر بدمذہب جو باوصف کلمہ گوئی و ادعاے اسلام ضروریات دین کا انکار کرے قطعاً مرتد ہے اور اس کے احکام بعینہا احکام مرتدین کما نص علیه فی الفتاوے الظهیریة و الفتاوی الهندیة و الطریقة المحمدیة وغیرها من الکتب الفقهیة۔ مرتد کو احکام اہل ذمہ سے کیا تعلق کہ وہ باوجود سکونت دار الاسلام کافر حربی ہے ہدایہ کے باب الردہ میں ہے انه حربی مقهور تحت ایدینا بلکہ خاص دار الحرب کے اصلی کافروں

سے بھی اس کا حکم سخت تر ہے۔ وہاں کے کافر کو سال بھر کے لیے امان دے کر دارالاسلام میں آنے اور تجارت وغیرہ کرنے دیں گے کما علم فی باب المستامن اور مرتد کے لیے سلطنت اسلامیہ میں تین دن سے زیادہ مہلت نہیں کما نصوا علیه فی باب الردہ کافر حربی اگر ایام امان میں اپنے ملک کو پلٹنا چاہے گا سلطنت اسلامی اپنے ظل حمایت میں سے سرحد تک پہنچا دے گی۔ قال اللہ تعالیٰ:" وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ اور مرتد اگر لحوق دار الحرب چاہے گا ہرگز قدرت نہ دیں گے بلکہ بادشاہ اسلام اس پر وہ مہلت سہ روزہ بھی حبس وقید میں گزارے گا۔ اعرف فی موضعه بالجملہ شرع مطہر کے نزدیک مرتد سب کافروں سے بدتر ہے۔ اس سے میل رکھنا، موافقت کرنا، صلاح میں رہنا، شریک ہونا، معاون بننا ہرگز جائز نہیں کہ یہ سب مناقض مراد خدا ورسول ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کما لا یخفی علی من کان له قلب او القی السمع وهو شهید۔ زن مرتدہ کو خیال کرو کہ دینا میں اس کا حکم مرد مرتد کے حکم سے اخف ہے لان المرتد لا یجازی فی الدینا بار تدا دہ اما یجازی بانه حربی والمرأة لیست من اهل الحرب اور ساتھ کھانا کھالینے یا پاس بیٹھ جانے کو شرکت ومعاونت کے ساتھ تولو کہ اس سے کس قدر ہلکے ہیں۔ بایں ہمہ علما صاف صریح ممانعت فرماتے ہیں کہ مرتدہ کے ساتھ مجالست ومواکلت نہ کی جائے۔ درمختار میں ہے: المرتدة ولو صغيرة تحبس ابداً ولا تجالس ولا تواكل حقائق۔ پھر کہاں مرتد اور اس کے ساتھ شرکت ومدد ان هذا الظلم اشد والله الهادی الیٰ سبیل الرشد بے ضرورت ومصلحت صحبت ومخالطت کسی بدمذہب سے نہ چاہیے۔ قال الله عز ذکره واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین پھر اس حکم میں بھی نیچریوں کا حصہ

ہنود سے زاید ہے۔ اگر چہ ذمی و مرتد کے فرق سے قطع نظر کیجئے کہ
اولاً ہنود اپنے مذہب کی طرف داعی نہیں کہ ان کی صحبت میں معاذ اللہ تزلزل عقائد مظنون ہو، بخلاف نیا چرہ کہ سخت مخرب اسلام ومغوی عوام ہیں۔
ثانیاً: ہندو کی بات کھلی مخالف کی بات ہے کہ ہر جاہل سا جاہل اس کے کفر پر مطلع اور اسے اپنے مذہب سے جدا جانتا ہے۔ یہ حضرات کہ بظاہر کلمہ پڑھتے اور زبانی دعوی اسلام رکھتے بلکہ اپنے ہی آپ کو سچا پکا مسلمان وخیر خواہ مومنین وایمان بتاتے ہیں، ''دام در سبزہ و مار آستین'' ہیں۔ ان کا زہر آلود افسون سیفہ بدبخت پر جلد چلتا اور انجام کار ہلاک کر دیتا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔
ثالثاً: ان کے ایجادی مذہب میں ایک ایسی لذیذ چیز ہے جو نفس شیطانی کو دل سے عزیز ہے وہ کیا یعنی آزادی مطلق، جس کی طرف نفس امارہ بالطبع راغب ہے۔ لہٰذا اس راہ سے شیطان بہت جلد قابو پاتا اور ربقہ شرع گردن سے نکال کر کھلے بندوں آزاد بنا دیتا ہے۔ اب یہ کون کہے کہ او اپنی جان کے دشمن! الاسلام گردن نہادن ہے نہ خودسر شدن! آج کی آزادی کل محبس جہنم میں حبس دائمی کی مبارکباد ہے والعیاذ بالملک الحق المبین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ذی القوۃ المتین نسال المولی سبحانہ وتعالیٰ ان یحفظ لنا ویجمع اخواننا المسلمین نعمۃ الایمان الی یوم الدین انہ ولی ذلک والقادر علیہ وھو حسبنا ونعم المعین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین، بجمد المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ۔
اصاب من اجاب نیاز محمد خان نقشبندی مجددی مرادآبادی۔
کفار سے اس قدر دین میں فساد نہیں جس قدر نیچریوں سے ہے۔ دین کے لباس میں بے دینی پھیلاتے ہیں۔ اسی سبب سے بہت بے عقل مسلمان بے دین ہو گئے۔ ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(= ۱۱؍ نومبر ۱۸۸۸ء)

کتبہ محمد حسین تمنا مراد آبادی تمت ۔ ۱۷؍ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ۔

۶؍ محرم ۱۳۰۶ھ (۱۱؍ دسمبر ۱۸۸۸ء): کانگریس میں شرکت اور ہندوؤں سے تعاون کے جواز میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے ایک فتویٰ دیا ہے ۔ یہ فتویٰ مولوی علی محمد متوطن بمبی کے ایک استفسار کے جواب میں مولانا عبدالعزیز لدھیانوی نے مرتب کیا تھا اور نصرۃ الابرار کے نام سے مطبع صحافی، لاہور سے چھپا تھا۔

اس فتوے پر ہندوستان کے مختلف دیار وامصار کے علماے مشاہیر کے توثیق وتصویب کے دستخط اور مواہیر ثبت ہیں ۔ اس پر علماے **لدھیانہ** میں سے اسماعیل، عبدالواحد، نظام الدین، رکن الدین، محمد اسحٰق، محمد، عبدالعزیز، عبداللہ ۔ **انبالہ** کے عبدالقادر، توکل شاہ، عبدالرحیم، ظہور الدین، **سہارن پور** کے مولانا فیض الحسن، پیر محمد، احمد علی، ثابت علی، ابوالحسن، محمد امیر باز خان، قاضی فضل الرحمٰن عمر دراز، قمر الدین، عنایت الٰہی، **دیوبند** کے مولانا محمود حسن، احمد حسن، محمد حسن، عبداللہ خان، محمد منفعت علی (مدرسین دارالعلوم دیوبند) محمد فضل عظیم خطیب دیوبند، **مظفر نگر** کے محمد مراد، **دہلی** کے محمد حسین، شاہ عالم، گل محمد، محمد قاسم، امام الدین، حافظ عبداللہ، **پاک پتن اور اس کے گردونواح** کے محمد سرفراز، غلام قادر، شاہ سوار چشتی، محمد عظیم، عبدالحکیم، مولوی محمد، محمد اسماعیل، **فیروز پور اور مدراس کے نواح** کے عبدالکریم، جمال الدین، جمال الدین، (یہ دوسرے عالم ہیں) ظہور اللہ، ہدایت اللہ، سراج الدین، محمد حسین، عبدالرحیم، محمد صدیق، غلام محی الدین، **دہلی** کے محمد عبدالحق مصنف تفسیر حقانی، محمد ادریس، ابوالمقصود، محمد علاء الدین جلال آبادی، محمد امیر الدین، قادر علی، محمد مصطفیٰ، محمد، حافظ شمس الدین، سید مخلص الرحمٰن، خیر محمد، حکیم اللہ، عبدالرحیم، محمد کرامت اللہ، عزل الدین، نور الہدیٰ، محمد حسن، محمد محی الدین، غلام محمد، سید محمود، عبدالغفور، محمد احمد یار، امام الدین، محمد اسماعیل، محمد حسین، رحیم بخش، محمد عزیز الحسن، عبداللہ، محمد ابراہیم، حافظ ابراہیم، اسماعیل، **رام پور** کے علماء میں سے عبدالواحد، مولانا ارشاد حسین، محمد عبداللہ، محمد عبدالغفار خان، حامد حسین، محمد ریاست علی خان، گوہر علی، قاری عبدالعلی امرتسری، غلام رسول، حافظ غلام محمد، غلام مصطفیٰ، سید محمد شمس محی الدین قادری بٹالوی، محمد فیروز الدین گجراتی، نور الدین از جموں، **ملتان** کے عبدالرحمٰن، عبدالعلیم، نظام الدین، غلام محمد، حافظ نور محمد، غلام صدیق، جمال الدین، محمد، **تونسہ شریف** کے شاہ اللہ بخش، خدا بخش، علی گوہر، یار محمد، نور محمد، **مکھڈ شریف** کے غلام محی الدین، کریم بخش فتح آبادی حصاری، **جالندھر** کے نجم الدین، عزیز بخش، سید رکن الدین، غلام احمد، محمد عبدالکریم، نور محمد، امانت علی، غلام

مصطفیٰ، عبداللہ خیر اللہ پوری، فتح محمد، عبدالرحمٰن، نور علی، شاہدین، محمد اشرف علی سلطان پوری، امام الدین کپور تھلوی، ہوشیار پور کے محبوب عالم، فتح الدین اور غلام دستگیر قصوری

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی نے اس فتویٰ کی ان الفاظ میں تصویب فرمائی ہے:

"ہنود سے معاملہ کرنے میں حکم شرعی یہ ہے کہ بہ شرط عدم مخالفت و مضرت دینی جائز ہے۔ علیٰ ہذا القیاس فرقۂ نیچریہ کے بارے میں جو کہ منکر نصوص قرآنی واحادیث نبوی و اجماع امت ہے جو کچھ علمائے معتبرین نے ارشاد فرمایا ہے۔ وہ امر حق موافق کتاب و سنت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمود حسن عفی عنہ

مدرس مدرسہ اسلامیہ دیو بند

تمت

(مسائل امروز: عزیز الرحمٰن جامعی لودھیانوی، دہلی، ۱۹۶۶ء ص ۱۸۴)

1911ء

اضافہ جات

چند خاندانی یادداشتیں اور اضافہ جات

یادگار اسلاف میاں عبدالوارث صاحبؒ مرحوم بھی یکم اپریل 2015 کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ عمر تقریباً 85 سال تھی جو میرے خیال کے مطابق خاندانِ علمائے لدھیانہ میں سب سے زیادہ تھی۔ میاں عبدالوارث صاحبؒ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے درمیان والے صاحبزادے تھے۔ تاریخ پیدائش اندازۃً 1930ء تھی۔

جہاں تک یاد پڑتا ہے انہوں نے مولانا قاسم صاحب خطیب جامعہ مسجد اللہ والی لاہور کو اپنے بڑے بھائی مفتی ضیاء الحسنؒ کی یادداشتیں لکھوائی تھیں۔ اس میں انہوں نے اپنے بارے میں بتایا تھا کہ وہ مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کے شاگرد تھے اور دیوبند سے بھی کچھ عرصہ پڑھے تھے۔

میاں عبدالوارث صاحبؒ کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ لدھیانہ کے خاندان میں سب سے پہلے دیوبند میں تعلیم کے لیے داخل ہوئے اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔

اپنے وقت کی سیاسیات کے مشہور رہنما تھے جمعیت علمائے ہند کے بہت عرصہ نائب صدر رہے۔ مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ صدارت میں آپ جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔

جمعیت علمائے ہند کے علاوہ مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ ڈسٹرکٹ کانگریس لدھیانہ کے 28 سال صدر رہے۔ میرے اندازے کے مطابق یہ بھی ہندوستان کی سیاسی تاریخ کا ریکارڈ ہے۔

آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینے والی جماعتیں بیک وقت دونوں جمعیت علمائے ہند اور انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم پر سیاست کرنے والے عالم دین میرے علم کے مطابق مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا بشیر احمد بھٹہؒ، مولانا نورالدین بہاریؒ، مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ تھے۔

سیاسیات میں چونکہ دونوں جماعتوں انڈین نیشنل کانگریس اور جمعیت علمائے ہند کا آزادی کے حصول کی جدوجہد میں نقطہ نظر صرف کامل آزادی تھا اس لیے دونوں جماعتوں میں باہمی تعاون رہتا تھا۔

پنجاب کی مشہور جماعت مجلس احرار اسلام کے صدر حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی صاحبؒ حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بھتیجے تھے۔

مجلس احرار ایک انقلابی جماعت تھی، کانگریس اور جمعیت علمائے ہند کے شانہ بشانہ تحریک آزادی میں شامل تھی۔ احرار کے صدر اور بانی مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ، چوہدری افضل حقؒ اور سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ پنجاب کی مشہور شخصیات تھیں۔ ان میں مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور ہندوستان کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد کے بہت قریب تھے۔ مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزادؒ کے دست راست تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مشورہ پر ہی مجلس احرار وجود میں آئی اور پہلے صدر مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ بنے اور 10 سال مسلسل صدر رہے۔

مولانا حبیب الرحمانؒ کی ایک صاحبزادی بھٹو دور میں نیشنل اسمبلی کی ممبر بھی رہیں جن کا نام بلقیس حبیبؒ تھا۔

مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علماء ہند پاکستان کے نہیں تقسیم ہند کے مخالف تھے، تقسیم ہند سے پہلے اور تقسیم ہند کے بعد بعض عاقبت نا اندیش حلقوں نے اپنے ذاتی و سیاسی مفادات کی وجہ سے پاکستان میں ان اکابرین جمعیت علماء ہند کو مسخ کر کے پیش کیا۔

مولانا مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علماء ہند ہندوستان کی تقسیم کے مخالف تھے کیونکہ ان کے خیال میں ہندوستان کی تقسیم مسلمانوں کے مفاد میں نہیں تھی۔

اضافہ جات:

*) کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر کیون گرین بینک اور ڈاکٹر پروفیسر طاہر کامران کیمبرج یونورسٹی کی اقبال چیئر کے سربراہ کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے جمعیت علمائے ہند کے متعلق بہت نایاب مواد مہیا کیا۔

*) LUMS یونیورسٹی لاہور کے علی عثمان قاسمی کا شکریہ کہ انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر کیون گرین بینک سے رابطے میں سہولت پیدا کی۔

علی عثمان قاسمی پاکستان اخبارِ جنگ میں کالم لکھنے والے محترم عطاء الحق قاسمی کے صاحبزادے ہیں اور احرار کے کارکن مولانا بہاء الحق قاسمیؒ کے پوتے ہیں۔علی عثمان قاسمی شاید مجلس احرار پر کوئی Thesis بھی مکمل کر رہے ہیں ۔

*) امریکہ کی مشی گن یونیورسٹی کی پروفیسر Barbara Metcalf سے بھی رابطہ رہا۔لیکن ان کے پاس سطحی معلومات تھیں۔جوانہوں نے اپنی کتاب Makers of Muslim World مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ The Jihad for Islam and India's Freedom میں دیں۔ان کی معلومات کا ماخذ صرف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے پوتے مولانا محمود مدنی ہیں یا شاید کچھ معلومات مولانا سیّد ارشد مدنی صاحب موجودہ صدر جمعیت علمائے ہند نے بھی دی ہوں۔بار بار اسے رابطے پر کوئی اور قابلِ ذکر معلومات نہ مل سکیں۔

میرے اپنے اندازے کے مطابق مکمل معلومات کا ماخذ مشہور مؤرخ مولانا سید محمد میاںؒ تھے اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری کراچی جنھوں نے محنت سے مولانا سید محمد میاںؒ کی تحقیقی کتابوں کی پاکستان میں اشاعت کا اہتمام کیا۔

شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کی خودنوشت سوانح (نقشِ حیات) اس سلسلے میں ایک انتہائی مستند تاریخ ہے۔حضرت مدنیؒ نے نقش حیات میں صفحہ نمبر 454,456,460 پر 1857ء کی آزادی کے فتویٰ کا ذکر کیا ہے جو کہ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے دادا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور دوسرے علمائے کرام کا ہے۔ 1857ء کی آزادی کے لیے دیا گیا فتویٰ بہت کوشش کے باوجود ابھی تک نہ مِل سکا ہے۔ کیمبرج یونیورسٹی سے رابطے میں ہوں شاید مل سکے۔

*) شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے صفحہ 460 پر مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کا ذکر ان علمائے کرام کے ساتھ کیا ہے جنھوں نے جہادِ حریت 1857ء میں بڑے پیمانہ پر حصہ لیا تھا۔پھر حضرت مدنیؒ نے صفحہ 482 پر اس مشہور فتویٰ "فتویٰ نصرۃ الابرار" کا بھی ذکر کیا ہے جو حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور تایا مولانا محمد لدھیانویؒ اور چچا مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ سے منسوب ہے۔مولانا محمد لدھیانویؒ مشہور احرار لیڈر حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے دادا تھے۔حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ

مشہور عالم مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (جامعۃ الرشید کے بانی) کے پرنانا تھے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے والد مولانا سلیم احمد لدھیانویؒ مولانا مفتی نعیم لدھیانویؒ کے بھانجے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ ہندوستان کے وہ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے مرزا غلام قادیانی کو سب سے پہلے کافر قرار دیا تھا۔ اس لیے مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اوّلین فاتح قادیانیت کہلائے تھے۔ دیکھیے اس سلسلے میں آغا شورش کاشمیری مرحومؒ کی ایک پرانی تحریر۔ اور دیکھیے فتاویٰ قادریہ جو کہ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے بڑے بھائی اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے تایا محمد لدھیانویؒ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس فتویٰ کو بعد میں دیوبند کے علما نے بھی تصدیق کیا اور سعودی عرب کے علمائے کرام نے بھی اس کی تصدیق کی۔

*) مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ نے خود لاہور اپنے صاحبزادے حافظ شاہد ضیاء کے ساتھ آ کر اپنی کتاب علماء لدھیانہ اور کچھ حوالہ جات کے لیے کتب دیں۔

*) ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری صاحب (کراچی) کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فتویٰ نصرۃ الابرار کا کچھ حصہ مہیا کیا۔

*) مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی ؒ کے نواسے جناب نجمی صاحب جدہ سعودی عربیہ نے بہت ہی قیمتی تصاویر مہیا کیں۔ جن میں اُن کے نانا مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ اور مفتی اعظم ہندوستان مفتی کفایت اللہ دہلویؒ شامل ہیں۔

*) قاری طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے مولانا سالم قاسمی صاحب نے بھی مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بارے میں کچھ یاداشتیں لکھ کر بھیجیں۔

*) مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے صاحبزادے مولانا سیّد ارشد مدنی موجودہ صدر جمعیت علمائے ہند نے انتہائی قیمتی معلومات ریکارڈ کرائیں۔ YOUTUBE میں چینل علمائے حق پر یہ انٹرویو ہے۔

*) مولانا رشید احمد لدھیانوی صدر جمعیت علماء اسلام پنجاب نے کچھ یاداشتیں ریکارڈ کرائیں۔ آپ مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے بھتیجے ہیں۔ علمائے حق چینل YOUTUBE پر موجود ہے۔

*) سینیٹر ایم حمزہ پاکستان بھی خصوصی طور پر لاہور ملنے آئے اور انٹرویو ریکارڈ کروایا۔ ان سے بھی قیمتی معلومات ملیں۔ ایم حمزہ صاحب 6 دفعہ پاکستان میں ایم این رہ چکے ہیں اور موجودہ سینیٹر ہیں۔ علمائے لدھیانہ کے خاندان سے ہیں۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بھانجے ہیں ان کا انٹرویو بھی علمائے حق چینل YOUTUBE پر موجود ہے۔

13) لدھیانہ انڈیا سے مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے پڑپوتے مولانا عثمان لدھیانوی سے بھی وقتاً فوقتاً رابطہ رہتا ہے اور معلومات ملتی رہتی ہیں۔

*) جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے صدر سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے اُن کے والد مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک کو لکھے گئے تاریخی خط مہیا کیے۔ ان کا بھی بہت شکر گزار ہوں۔ بہت شفقت فرمائی اور دیر تک مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا ذکر کرتے رہے۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کے نام حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا خط بھی شامل ہے۔

*) مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بڑے بھائی مفتی رمضان لدھیانویؒ کی دیوبند کی سند ان کے پوتے کینیڈا میں مقیم محمد پاشا صاحب مہیا کر رہے ہیں۔

*) حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ نے اپنی کتاب علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے کے صفحہ 114 تا 120 پر علمائے لدھیانہ اور حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

*) خطبات جمعیت علمائے ہند (مرتب پروین روزینہ) کی کتاب سے بھی حوالہ جات شامل ہیں۔ مولانا سیّد محمد میاںؒ کی کتاب جمعیت علمائے ہند کیا ہے سے معلومات بھی شامل ہیں۔

*) پروفیسر کیون گرین کیمبرج یونیورسٹی کی جانب سے الجمعیۃ دہلی اخبار جمعیت علمائے ہند 1927ء تا 1939ء کے شمارے مہیا کیے گئے۔ حیران کن طور پر جمعیت علمائے ہند ہندوستان سے کوئی ریکارڈ نہیں مل سکا۔ لیکن کیمبرج یونیورسٹی والے نہرو یونیورسٹی سے دستیاب ریکارڈ لے کر انگلینڈ آ گئے۔

*) مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے کزن مولانا ابوعبداللہ لدھیانویؒ سے متعلق تاریخی ریکارڈ ان کے پوتے پروفیسر انعام الرحمان میاں اور پڑپوتے حافظ برہان نے مہیا کیا۔ جن میں حضرت شیخ مولانا محمود حسنؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اور مولانا ابوعبداللہ لدھیانویؒ کی دیوبند کی سند ہے۔ جس پر ان کے استاد حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ

کشمیریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے مشہور علمائے کرام اور مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ کے دستخط بھی ہیں۔

*) حافظ برہان مہیا کررہے ہیں حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے بھانجے مولانا اسماعیل لدھیانویؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ۔

*) مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے پوتے ان کے ہم نام مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی موجودہ صدر احرار اسلام ہند اور پڑپوتے مولانا عثمان رحمانی کی طرف سے مولانا رشید احمد لدھیانوی موجودہ صدر جمعیت علمائے اسلام پنجاب پاکستان کو دی گئی درمختار کتاب کا نادر نسخہ جو حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے حواشی کے ساتھ ہے کی تفصیلات بھی آئیں گی۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی رئیس الاحرار کے بھائی مفتی حسن لدھیانویؒ کے صاحبزادے ہیں۔

*) سب سے زیادہ نایاب تصاویر مہیا کیں مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے پوتے عتیق الرحمان لدھیانوی نے۔ ان کی تصاویر آئیں گی۔ عتیق الرحمان کے صاحبزادے مولانا حسین لدھیانوی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔

*) جمعیت علمائے ہند کے کچھ رہنماؤں کی تصاویر مل سکیں۔ جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ اور حضرت مولانا گل بادشاہؒ شامل ہیں۔

حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ کے نواسے جناب ایوب زنجانی صاحب جدہ سعودی عربیہ میں مقیم ہیں انہوں نے انتہائی نایاب تصاویر مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور اپنے نانا حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ کی مہیا کیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ انتہائی نفیس انسان ہیں اور جدہ میں حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ کے نام سے ایک اکیڈمی چلا رہے ہیں جو لوگ سعودی عربیہ میں مسلمان ہو جاتے ہیں ان کے لیے دعوت کا اہتمام اور تحائف کا انتظام کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں انتہائی معزز سابق ایم این اے پاکستان چوہدری شہباز لاثانی ریسٹورنٹ جدہ ان کے ساتھ شامل ہیں۔ چوہدری شہباز صاحب لاثانی ریسٹورنٹ جدہ میں مختلف خیراتی اور فلاحی اداروں کے پروگرام اپنے

ریسٹورنٹ میں کرتے ہیں۔ انتہائی مخیّر اور نرم دل انسان ہیں۔

*) آندھراپردیش ہندوستان میں مقیم مختلف کتابوں کے مصنف جناب سید نصیر احمد نے مختلف کتب مسلمان ہیروز آف انڈیا چھاپی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کرکے مختلف علماء کرام جمعیت علمائے ہند سے وابستہ کی تفصیلات لیں اور اپنی کتاب میں چھاپیں۔ ان کی کتاب کا نام THE IMMORTALS ہے ان کی محنت اور کاوش بہت اچھی ہے لیکن میں نے ان سے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں صرف ان اشخاص کا ذکر کیا ہے جن کی ان کو تصاویر مل سکیں ہیں۔ میری رائے ان کی رائے سے مختلف ہے میرے خیال میں بہت بہتر تھا کہ وہ تمام شخصیات کا ذکر خیر کرتے اور ان کی تصاویر کی جگہ خالی رکھتے ہوئے ان کے نام درج کرتے جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ جن کا 1803ء میں سب سے پہلا فتویٰ آزادی ہے اور ان کی جدوجہد تاریخ ساز تھی ۔اس کے ساتھ ہی سید نصیر احمد کو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے تینوں نامور شاگردوں کا ذکر بھی شامل کرنا چاہیے تھا جن میں سیّد احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سالارِ کاروان آزادی 1857ء مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ اور مشہور فریڈم فائٹرز جن کا ذکر ضروری تھا ان میں حضرت مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ (یہ چاروں مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے بیٹے تھے اور 1857ء کی جنگ آزادی میں شامل تھے۔) ان میں تینوں بھائیوں سے فتویٰ نصرہ الابرار بھی منسوب ہے جو انہوں نے 1885ء میں دیا۔ جس کا ذکر مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے اپنی خود نوشت نقش حیات صفحہ 482 پر کیا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور شاید اگر بھول نہیں رہا تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا بھی ذکر نہیں کیا حالانکہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تصاویر بھی موجود ہیں اور وہ جمعیت علمائے ہند کے ایک معزز ممبر تھے اور آزادی کے بعد قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ساتھ پاکستان آ گئے تھے اور پارلیمنٹ کے ممبر بھی بنے۔

جناب مولانا اجمل قادری صاحب کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ اپنے گھر بلا کر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی لکھی ہوئی قرآن کی تفسیر اور ترجمہ قرآن عزیز دیا۔ مولانا اجمل قادری صاحب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

کے پوتے ہیں۔

ہندوستان کے ہوم منسٹر گورنر یو پی (اُتر پردیش) Mr. K.M. Munshi(1942) اپنی مشہور کتاب میں مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بارے میں لکھا ہے وہ مضمون بھی شامل کیا ہے۔ زبان اس کی English ہے۔ جناب کے ایم منشی ہندوستان کے نامور رہنما گزرے ہیں۔

آزادی ہند کے بعد انڈین پنجاب کے وزیر اعلیٰ پرتاب سنگھ کیروں بنے جو پنجاب کانگریس میں حضرت مولانا مفتی نعیم لدھیانویؒ کے ساتھ پنجاب کانگریس کے ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے اور مفتی نعیم لدھیانویؒ کے ساتھ جیل میں بھی رہے۔

1961ء میں جب مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نے آزادی کے بعد پہلی مرتبہ ہندوستان کا دورہ کیا تو ان کے میزبان وزیر اعلیٰ پنجاب پرتاب سنگھ کیروں، حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ، اور قاری طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند تھے۔ (یاداشتیں مفتی نعیم صاحبؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے صاحبزادے مولانا سعید الرحمانؒ ہندوستان)۔ ڈاکٹر تارا چند کی کتاب سے مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے بارے میں تفصیلات پیش ہیں۔

پروفیسر طاہر کامران سربراہ اقبال چیئر کیمبرج یونیوسٹی کی ایک غلطی جوان کے ایک مقالے میں ہے۔ DEOBANDI ISLAM IN THE PUNJAB۔ پروفیسر طاہر کامران صاحب اس مقالے میں مولانا ابوعبداللہ لدھیانویؒ جو کہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے ان کو حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد لکھا ہے۔ حالانکہ مولانا ابوعبداللہ لدھیانویؒ مفتی نعیم لدھیانویؒ کے کزن اور دارالعلوم دیوبند میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ پاکستان میں دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ قائم کیا تھا۔

جب کہ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اولین فاتح قادیانیت ہیں اور حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان کی 1857ء کی جنگ آزادی میں اپنے والد اور بھائیوں کے ساتھ شامل تھے مکمل تفصیل کے لیے دیکھیے علمائے لدھیانہ اور ہندوستان کی جنگ آزادی 1857۔

مرحومہ کلثوم مفتیؒ جو کہ مفتی نعیم لدھیانویؒ کی صاحبزادی تھیں انہوں اپنے والد محترم کی کوشش کی تکمیل کرتے

ہوئے لدھیانہ میں مدرستہ بنات الاسلام کیا اور ساری زندگی دین کے لیے وقف کر دی۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے قائم کردہ مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ کا ذکر مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے خطوط میں کیا ہے جو شامل کتاب ہیں۔ مرحومہ کلثوم مفتیؒ اور ان کے بڑے بھائی مفتی ضیاء الحسنؒ نے پاکستان میں ساہیوال آباد ہو کر بنات الاسلام ہائی سکول بنایا اور پھر مفتی ضیاء الحسنؒ کی وفات کے بعد مرحومہ کلثوم مفتیؒ نے ان کے ایصالِ ثواب کے لیے جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال کی بنیاد رکھی۔ 1987ء میں قائم کیے گئے جامعہ ضیاء القرآن کو آج ساہیوال میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جہاں ہر سال بڑی تعداد میں خواتین دینی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔

مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ کی کتاب علمائے لدھیانہ اور ہندستان کی جنگ آزادی 1857ء کی دوبارہ اشاعت اور اضافہ جات کا مقصد تھا کہ تمام ریکارڈ علمائے لدھیانہ کے خاندان کے لیے ایک جگہ جمع ہو جائے

علمائے لدھیانہ کے مدرسہ اللہ والا کا آغاز 1860ء میں ہوا۔ مولانا مفتی شفیعؒ کراچی کے والد محترم مولانا محمد یٰسینؒ دیوبندی مدرسہ اللہ والا کے مدرس بھی تھے۔ بعد میں حضرت مولانا مفتی نعیم لدھیانویؒ کے حوالے یہ خاندانی مدرسہ اللہ والا لدھیانہ ہوا اور انہوں نے اس کا نام اپنے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے نام پر مدرسہ محمودیہ اللہ والا رکھ دیا تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ نے الیکشن 1946ء میں حصہ لیا۔ مولانا مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ کی عمر 1946ء کے الیکشن میں 28 سال تھی اور وہ جمعیت علمائے ہند پنجاب کے جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ پاکستان آ کر سیاسیات میں حصہ لیا۔ مفتی ضیاء الحسنؒ نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور جیل کاٹی۔ دیکھیے جسٹس منیر انکوائری رپورٹ۔ روزنامہ خدمت اخبار بھی ساہیوال سے نکالتے تھے۔ پاکستان میں 32 فلاحی اداروں کے سربراہ تھے جن میں ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان اور ہلال احمر بھی تھیں۔ لاتعداد سکول اور ہیلتھ سنٹر بنوائے۔ آپ ساہیوال کی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین بھی تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نے تمام عمر ردِ قادیانیت کے لیے کام کیا۔ آپ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ وہ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے ہندوستان سے مرزا غلام قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ (دیکھیے فتاویٰ قادریہ) اور مختلف علمائے کرام کی تحریریں۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نے مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ مل کر ردِ قانیت کے سلسلے میں کام کیا اور مشہور مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ تھے۔

1930ء کے قصہ خوانی بازار میں فائرنگ کے حادثے کے بعد حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نے جمعیت علمائے ہند کی طرف سے جو رپوٹ لکھی تھی وہ بھی شامل ہے۔

مفتی ضیاء الحسنؒ اور ان کے والد مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے ڈاکٹر خاں صاحب سابق وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان کے ساتھ متحدہ ہندوستان سے پرانے تعلقات تھے۔ جب وہ وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان تھے تو خصوصی طور پر ساہیوال ملنے آئے تھے اسی وقت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ حیات تھے مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ پاکستان آ کر مکمل سیاست میں حصہ لیتے رہے اور جنرل ایوب خانؒ، جنرل ضیاء الحقؒ، جنرل سوار خانؒ (گورنر پنجاب) سے ان کے تعلقات تھے۔ ان کی تاریخی اور نایاب تصاویر اضافہ جات کے سیکشن میں موجود ہیں۔

آپ نے پاکستان آ کر مسلم لیگ کی سیاست میں حصہ لیا اور پاکستان مسلم لیگ ساہیوال کے صدر تھے اس کے علاوہ پنجاب مسلم لیگ کے ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ ڈاکٹر خان سے تاریخی تعلقات ہندوستان سے تھے جب حضرت مفتی نعیم لدھیانویؒ اور ڈاکٹر خان صاحبؒ کانگریس میں اکٹھے تھے اور آزادی کی جدوجہد میں شامل تھے۔

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا وہ مشہور مکمل آزادی کے ریزورلشن کا ذکر بھی آئے گا جو انہوں نے 1930ء میں جمعیت علمائے ہند کے سالانہ اجلاس امروہہ میں پیش کیا۔

اگست 2015ء میں مولانا نعیم لدھیانویؒ کے نواسے جناب عمران اشرف اسلام آباد سے ملنے کے لیے آئے، باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس اپنے نانا مولانا مفتی نعیم لدھیانویؒ کے دو تبلیغی بیان جو انہوں نے آزاد کشمیر ریڈیو کے لیے ریکارڈ کروائے تھے، محفوظ ہیں۔

تاریخ 1964ء کی ہے۔ کشمیر کے دورہ پر مولانا نعیم لدھیانویؒ بالاکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ جہاں انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قبر پر فاتحہ پڑھی تھی۔ واپسی

پر مظفرآباد آ کر انہوں نے آزاد کشمیر ریڈیو پر تبلیغی بیان ریکارڈ کروائے۔

مولانا حبیب الرحمانؒ کے پڑپوتے مولانا عثمان لدھیانویؒ کو یکم ستمبر 2015ء الجمیعۃ اخبار کا ریکارڈ بھیج دیا ہے تاکہ وہ اس میں سے اپنے پردادا کا ریکارڈ دیکھ سکیں۔

جن بزرگوں کے تاثرات مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بارے میں مل سکیں گے۔ وہ شامل کتاب کر دیے جائیں گے۔

حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ ہندوستان میں

۲۸ سال (۱۹۱۹ء تا ۱۹۴۷ء) تک ڈسٹرکٹ کانگریس لدھیانہ کے صدر رہے۔ آپ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ دنیا میں وہ پہلے عالم تھے جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ ۱۸۸۴ء میں دیا تھا۔ مفتی محمد لدھیانویؒ آپ کے تایا تھے اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ آپ کے چچا تھے۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور ان کے بھائیوں مولانا محمد اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے سب سے پہلے ۱۸۸۸ء میں مسلمانوں کو کانگریس میں شمولیت کا فتویٰ دیا تھا۔ یہ فتویٰ نصرۃ الابرار کے نام سے ہندوستان میں ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا تھا۔ قادیانیوں کے خلاف فتویٰ ۱۸۸۴ء میں فتاویٰ قادریہ کے نام سے ہندوستان میں شائع ہوا۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے دادا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے قائدین میں سے تھے۔ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور ان کے بیٹے مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ ۱۸۵۷ء میں آزادی کا فتویٰ دینے والے ۳۴ علماء میں سرفہرست ہیں۔ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور ان کے چاروں صاحبزادے مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بڑے رہنماؤں میں سے ہیں۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند) کے بھتیجوں اور بھانجوں میں صدر احرار ہند رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا رشید احمد لدھیانویؒ اور سابقہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی پاکستان موجودہ سینیٹر پاکستان محترم ایم حمزہ شامل ہیں۔ ساہیوال کے مشہور سیاسی لیڈر حضرت مفتی ضیاء الحسنؒ مفتی نعیم کے بڑے بیٹے تھے۔ مشہور علماء مولانا یوسف لدھیانویؒ اور مولانا منظور احمد نعمانیؒ مفتی

نعیم لدھیانویؒ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مدرسہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ کے مہتمم اور استاد تھے۔ جہاں پر آپ اپنے بھتیجے مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے ساتھ درس قرآن وحدیث دیتے تھے۔ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد خاص تھے۔ (نوٹ: مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے والد کا نام بھی مولانا عبداللہ لدھیانویؒ تھا اور آپ کے بھتیجے کا نام بھی مولانا عبداللہ لدھیانویؒ تھا) لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا میں مولانا یٰسین صاحب دیوبندی (والد صاحب مولانا محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان) ایک مدت تک پڑھاتے رہے اور بعد میں دیوبند میں مدرس ہوئے۔ (بحوالہ مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ)

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے دادا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بڑے بیٹے تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے دادا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ نے ۱۸۳۱ء کی سکھوں کے ساتھ جنگ میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے شاہ اسماعیل دہلویؒ کے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا اور سید احمد شہیدؒ کے تین خطوط اُن کے خاندان میں محفوظ رہے۔

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ نے دہلی میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کی اور ان دنوں کے استاد شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ تھے۔ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے والد مولانا عبدالوارث لدھیانویؒ تھے۔

افغانستان کے سابق حکمران شاہ زمان، شاہ شجاع اور امیر دوست محمد خان حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے مرید تھے اور انگریزوں نے ان کو قید کر کے لدھیانہ میں رکھا تھا۔ افغانستان کا سابق حکمران شاہ زمان اپنے زمانہ اسیری میں حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کی مسجد دومنزلی میں پانچوں وقت نماز پڑھنے آتا تھا۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے زمانۂ سیاست میں دومنزلی مسجد لدھیانہ ہندوستان کی آزادی کا بہت بڑا مرکز تھی۔ جہاں تحریک آزادی کے تمام قائدین تشریف لایا کرتے تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ [1]

(۱)

(حضرت مدنی کی جدوجہد اور خدمات ○ سرحد کے انتخابات میں علماء لائحہ عمل طے کریں ○ وزیر اعظم سے ملنے کا کوئی پروگرام بنایا جائے ○ صوبہ سرحد کے اختلافات کم کرنے چاہئیں)

۲ شوال ۱۳۷۰ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۵۱ء

مکرمی بندہ دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اخلاص نامہ موصول ہو کر انتہائی مسرت کا باعث بنا۔ جن جذبات اور احساسات کا آپ نے اظہار فرمایا ہے اس کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم پسماندگان کو حضرت مدنی مدظلہ العالی کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے، ورنہ ہم تو حقیقتاً اتنے پسماندہ ہیں کہ حضرت مدنی مدظلہٗ کی طرف ہمیں نسبت کرنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے جو کہ وہ ہندوستان میں اکیلے کروڑوں مسلمانوں کی حفاظت اور دینی خدمات انجام فرما رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمتِ اسلام انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

جہاں تک میرا معاملہ ہے اس کے متعلق میں آپ حضرات کی مشکلات سے اور جلسوں کی مشکلات سے واقف ہوں کیونکہ جن لوگوں کے مسلک سے پورا اتفاق رائے نہ ہو اُن سے کام لینے میں انہیں کے مسلک کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ سرحد میں انتخابات ہونے والے ہیں، تمام علماء کرام کو ایسا طریقِ کار اختیار کرنا چاہیے جس سے کچھ نہ کچھ علماء کرام بھی انتخابات میں کامیاب ہو سکیں اور صوبہ کے اختلافات کو کم کرنے کی کوشش میں حصہ لے سکیں اور اہلِ اسلام کو سر بلند کر سکیں۔ اس سلسلہ میں اگر علماء کرام کوئی پروگرام بنا کر کسی متفقہ فیصلہ کے مطابق وزیر اعظم صاحب سے ملاقات کریں اور اس سلسلہ میں میری بھی ضرورت ہو تو اس اختلاف کو کم کرنے کے لیے میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوں۔ میری رائے میں نظامِ اسلام کے نفاذ پر جہاں تک صوبہ کے اختیارات کا تعلق ہے تمام علماء کرام کو متفقہ طریق پر وزیر اعظم صاحب سے فیصلہ کر کے تمام مسلمانانِ سرحد کو ایک مرکز پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر علماء کی جماعت اس میں اقدام کرے گی تو مجھے کامل امید ہے کہ وہ کامیاب ہو گی اور یہ اسلام اور پاکستان کی بہت بڑی خدمت ہو گی اور علماء کرام کے وقار سے اسلام کا وقار بھی بڑھ جائے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ مفصل حالات سے ضرور مجھے مطلع فرمائیں گے۔

والسلام بندہ محمد نعیم از ٹوبہ ٹیک سنگھ

(۲)

۲۵/ فروری ۱۹۵۳ء

(حقانیہ جلسہ میں شرکت ○ مسئلہ ختم نبوت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے)

مخدومنا المکرّم دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! دعوت نامہ موصول ہو کر انتہائی مسرت کا باعث ہوا۔ اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ میرے جیسا بیکار آدمی آپ کا کام بہت کم کرتا ہے، لیکن آپ کے مصارف زیادہ ہو جاتے ہیں، ایسے حالات میں آتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے محض تعمیلِ ارشاد کی وجہ سے مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے۔

اگر اپنے حالات کے مطابق آپ کوئی وقت محسوس فرماویں تو ہمیں قطعاً کوئی شکایت نہ ہو گی ورنہ اگر حاضری ضروری ہی ہو گی تو حاضر ہو جاؤں گا۔ جملہ حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ مسئلہ ختمِ نبوت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ انجام اچھا فرمائے۔

---

[1] حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشاہیر علماء اور جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لینے والے علماء حق میں سے تھے، اکابر علماء کے ساتھ ہمیشہ تعلق رہا۔ ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ساتھ بھی کام کیا۔ لدھیانہ کے معروف خاندان کے رکنِ رکین تھے، پر جوش خطابت کا ملکہ خدا نے دیا تھا۔ غالباً دیو بند کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیثؒ مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ سے دلی روابط پیدا ہوئے تھے۔

دیکھیں اس وقت حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔
واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔　　فقط　والسلام　بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ　(از منڈی بہاؤالدین)

(۳)

۲۳/فروری ۱۹۵۶ء　　**(باقی جلسوں سے انکار مگر آپ کے اخلاص ومحبت نے مجبور کردیا ہے)**

مخدومنا المکرّم دام لطفکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ اس مرتبہ جلسوں کی شرکت سے میں نے اکثر جگہ انکار کردیا ہے۔ لیکن آپکے اخلاص اور محبت نے مجبور کردیا کہ حاضر ہوکر شرف ملاقات کی سعادت ہی حاصل کرسکوں۔ واقفین حضرات کیخدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔　　بندہ　محمد نعیم عفا اللہ عنہ از منڈی

(۴)

۱۲/فروری ۱۹۵۷ء　　**(اللہ نے عمارت مدرسہ کے مراد کو مکمل کرلیا)**

مکرم بندہ دام لطفکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ متعلق شرکت سالانہ جلسہ موصول ہوا۔ انتہائی مسرت کا باعث ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دلی مرادِ عمارت مدرسہ کو ایک حد تک مکمل فرمادیا۔ ایک سے زیادہ مرتبہ جلسہ کی شرکت سے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ کے علاقہ کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے خاطر خواہ کوئی خدمت تو انجام نہیں دے سکا، لیکن محض آپ کی بزرگانہ شفقت اور مسلک کی وحدت حاضری کیلئے مجبور کردیتی ہے۔ اگر غیر حاضری میں کوئی نقصان نہ ہو تو کسی اور بہتر آدمی کو دعوت دینا زیادہ مناسب ہوگا ورنہ تعمیلِ ارشاد کے لیے مجبور ہوں گا۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ خیرالمدارس والوں کے دو دعوت نامے آچکے ہیں میں نے انکار بھی کردیا ہے لیکن آپ کا معاملہ ان سے مختلف ہے۔ اس لیے آپ ہی کے فیصلہ پر موقوف ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ　فقط والسلام　(از منڈی بہاؤالدین)

(۵)

۱۴/اکتوبر ۱۹۵۸ء　　**(مارشل لاء اور حقانیہ کے جلسہ کی اجازت)**

مخدومنا المکرّم دام لطفکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے بفضلِ ایزدی آپ ہر طرح سے خیریت سے ہوں گے۔ آج دوسرا دعوت نامہ ملا۔ ''معزز مہمان کے استقبال'' کی خاطر آپ کے اخلاص کی وجہ سے اب ارادہ حاضر ہونے کا کرہی لیا ہے، ورنہ اپنے خیال کے مطابق اب تک میں نے اپنی شرکت سے مدرسہ کا نفع کی بجائے نقصان ہی کیا ہے۔ آپ قدیمانہ تعلقات کی وجہ سے ہمیشہ یاد فرماتے ہیں تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہوجاتا ہوں یہ سمجھ کر کہ آپ کی نظر میں کوئی فائدہ بھی ہے جو یاد فرماتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کو اس خالص دینی خدمت کے لیے حکام[1] بالا نے اجازت مرحمت فرمادی ہے کہ یہ ان کے عادل دین پسند ہونے کا نتیجہ ہے ورنہ آپ کا مدرسہ تو ہمیشہ سیاسیات سے الگ ہی رہا ہے۔ جُملہ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ میں انشاء اللہ آپ کی ہدایت کے مطابق ۲۰ اکتوبر کی رات کو چناب ایکسپریس سے سوار ہوکر ۹ بجے کے قریب اکوڑہ پہنچ جاؤنگا۔ مولانا قاری طیب صاحب[2] کی گاڑی اور تاریخ سے مطلع فرمائیں تاکہ سفر میں ان کی صحبت ہوجائے۔

فقط　والسلام　بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ　(از منڈی بہاؤالدین)

۱　ایوبی دور کا مارشل لاء ابھی تازہ تازہ نافذ ہوا تھا اور ہر قسم کی تقریبات پر پابندی کے دوران جلسۂ دستار بندی کی اجازت ملی تھی۔ (س)

۲　حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو اسی اجتماع میں شمولیت کیلئے تشریف لارہے تھے

(۶)

(قاری طیب کے ساتھ حاضری)

۱۸/اکتوبر ۱۹۵۸ء

مکرم بندہ دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مرسلہ خطوط مل گئے، انشاء اللہ قاری صاحب موصوف کی صحبت ہی میں حاضر ہوں گا۔ اس سے قبل مولانا عبدالحنان[1] صاحب نے مجھے اس گاڑی کی اطلاع کر دی تھی۔ آج آپ کو اطلاع دینے کا ارادہ تھا کہ اچانک آپ کا گرامی نامہ مل گیا، جس سے چناب ایکپریس کا ارادہ ترک کر دیا۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

فقط والسلام بندہ محمد نعیم (از منڈی بہاؤالدین)

(۷)

(قابل مدرس مہیا کرانے کی خواہش)

۶/جون ۱۹۵۹ء

مخدومنا المکرّم دام لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، نوزش نامہ ملا حالات معلوم ہوئے۔ مجھے ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو فارسی اور صرف ونحو اور منطق وغیرہ کی ابتدائی کتابیں اچھی پڑھانا جانتا ہو تجربہ کار ہو اور طالب علم اسکے گرویدہ ہوں کم سے کم پانچ سات طالب علم ساتھ بھی لاسکتا ہو جنکے کرایہ وغیرہ کا انتظام ہم خود کردیں گے۔ اردو زبان بھی پڑھانے پر قدرت رکھتا ہو اگر عید سے پہلے انتظام ہوجائے تو بہتر ہوگا فاضل دیوبند کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ جو مناسب آپ تجویز فرمائیں گے دے دی جائیگی کھانا طلباء میں ہوگا۔ دیگر یہ گزارش ہے کہ پھول دار ٹوپی جیسی آپنے عرصہ ہوا پہلے بھی روانہ فرمائی تھی دوعدد بذریعہ وی پی روانہ فرمادیں مشکور ہونگا۔ برخورداراور دیگر واقفین حضرات کیخدمت میں سلام مسنون، آپکے علاقہ میں ۔۔۔لائق مدرس جسکے پاس طلباء بھی ہوتے ہیں نہایت عسرت سے گزارہ کررہے ہیں انکو جب تنخواہ بھی معقول مل جائیگی اور انکے طلباء کا بھی انتظام ہوجائیگا وہ یقیناً اسے منظور فرمائیں گے۔ ایسے معمولی مدرس تو یہاں بھی ملتے ہیں لیکن انکے ساتھ طلباء کا مہیا کرنا ہمارے لئے دردسر ہوجاتا ہے۔ امید ہے تمام حالات پر غور فرما کر جلد از جلد مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

فقط والسلام بندہ محمد نعیم عفااللہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین،

(۸)

(قیام وفاق المدارس کے بارہ میں تاسیسی میٹنگ)

یکم جولائی ۱۹۵۹ء

مخدومنا المکرّم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! شفقت نامہ ملا، خیریت معلوم کر کے اطمینان ہوا۔ ٹوپیاں مل گئی ہیں آپ کی نوازش کا بے حد ممنون ہوں اور اس تکلیف سے شرمندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قائم ودائم رکھے۔ آمین

آج اخبارات میں عربی مدارس کے وفاق[2] کے متعلق نظام العلماء کا فیصلہ نظر سے گذرا، مسرت ہوئی مولانا خیر محمد صاحب کی طرف سے بھی ایک دعوت نامہ موصول ہوا تھا لیکن میں نے یہ لکھ کر جواب دے دیا کہ ۲۳ کو نظام العلماء نے لاہور میں ایک میٹنگ اس مقصد کے لیے طلب کی ہے اور ۲۴۔۲۵ کو آپ نے ملتان میں طلب فرمائی ہے اور اس کی ورکنگ کمیٹی میں مولانا احمد علی صاحب کا نام نامی موجود ہے۔ تو کیا مولانا احمد علی صاحب نے شرکت کا اعلان فرمالیا ہے لیکن اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب اخبارات

---

[1] حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ جمعیۃ العلماء ہند کے مرکزی دفتر کے ناظم اعلیٰ، شعلہ بیان خطیب، سیاسی وملی راہنما، آخر تک دارالعلوم حقانیہ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن رکین رہے، بالاکوٹ میں وفات پائی۔

[2] اس میٹنگ میں مدارسِ عربیہ کی باہمی تنظیم "وفاق المدارس العربیہ" کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا (س)

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

میں آپ کی کارروائی پڑھ کر مسرت تو اس لیے ہوئی کہ اتفاق ہوگیا۔لیکن تکلیف اس لیے ہوئی کہ نزاع صرف کا ہے، اگر یہ مل جائے تو تمام نظام اس کے ماتحت آسکتا ہے۔ میرے خیال میں وفاق العلماء کی ورکنگ کمیٹی کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ مغربی پاکستان میں جتنے اونچے درجہ کے مدارس ہیں ان کے مہتممین کی ورکنگ کمیٹی بنائی جائے خواہ اس کا صدر دفتر ملتان میں رہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نیچے درجہ کے تمام مدارس خود بخود منسلک ہو جائیں گے اور وفاق کے تمام اغراض حاصل ہو جائیں گے۔ اگر آپ کا اس سے اتفاق ہو تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مل کر اس کیلئے کوشش کی جائے۔ صاحبزادہ صاحب اور دیگر واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ (از منڈی بہاؤالدین)

(۹)

۱۷ اپریل ۱۹۶۰ء

مخدومنا المکرّم دام لطفہٗ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ! دعوت نامہ اور منی آرڈر مل گیا ہے محض آپ کے اخلاص اور محبت کی وجہ سے حاضر ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ چناب ایکسپریس سے حاضر ہوں گا، جملہ حضرات اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ (از منڈی بہاؤالدین)

(۱۰)

۱۶ نومبر ۱۹۶۵ء

(مفتی اعظم دیوبند کی مرتب کردہ دعائیں ٥ قنوت نازلہ)

مخدومنا المکرّم دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ دعوت نامہ موصول ہو کر مسرت کا باعث ہوا، اس یادآوری کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ اول تو جسمانی کمزوری اب سفر کی اجازت نہیں دیتی، ایک عرصہ سے اس قسم کی مجالس کی شرکت ترک کر چکا ہوں، دوسرے انہی تاریخوں میں سرگودھا مدینۃ العلوم کا جلسہ ہے، قُرب کی وجہ سے ان سے وعدہ بھی کر لیا ہے۔ ان حالات میں حاضری کا امکان بہت کم ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی خدمات کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص کی توفیق دے جو کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔ قنوت نازلہ روانہ کر دی ہے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت فرمائیں ملک و ملت کی امداد کا یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں ہر معذور بھی شریک ہو سکتا ہے۔ یہ دعائیں مفتی اعظم دیوبند مرحوم کی مرتب کردہ ہیں۔ صاحبزادہ و دیگر واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ انشاء اللہ رسالہ کیلئے ایک مضمون بھی روانہ کر دوں گا۔ فقط والسلام (از منڈی بہاؤالدین)

(۱۱)

۵ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۷ء

(اب تو آپ خود ہمارے اکابرین میں سے ہیں)

مکرم و محترم بندہ دام لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! مدت مدید اور عرصہ دراز کے بعد آپ کی خیریت معلوم کر کے اطمینان ہوا، دعوت کا شکریہ گو میں نے ایک عرصہ سے جلسوں کی شرکت ترک کر دی ہے کیونکہ صحت اب اس کی اجازت نہیں دیتی۔ چونکہ آپ کا تعلق اکابرین دیوبند سے ہے اور اب تو آپ خود بھی ہمارے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ اگر کوئی خاص مانع نہ پیش آیا تو ضرور حاضر ہوں گا۔ بشرطِ صحت و حیات مستعار۔ جُملہ واقفین، متعلقین دارالعلوم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

فقط والسلام محمد نعیم عفا اللہ عنہٗ خطیب جامع مسجد جناح کالونی لائل پور (لائل پور)

(مکتوب بنام مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ)　　　(قاری طیب صاحبؒ)

______(۱۹)______

۱۶ ذی یقعدہ ۱۳۷۸ھ　　**(مسودہ کی از سرِ نو تبییض)**

حضرۃ المحترم زید مجدکم العامی سلام مسنون نیاز مقرون! تقریر کا مسودہ نظر ثانی کرنے کے بعد ارسال ہے۔ کاتب نے نہایت ہی ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے اوراق پر مسودہ لکھا، نہ حاشیہ چھوڑا نہ صفحہ بڑا رکھا، اس لیے مجھے حذف و ازدیاد میں سخت دشواری پیش آئی۔ پھر میری تعبیر پوری طرح ادا نہیں کی، اس لیے گویا مجھے سارا مسودہ از سرِ نو خود ہی لکھنا پڑا۔ تاہم باوجود غیر معمولی مصروفیت کے رات دن لگ کر اسے مرتب کیا۔ کئی راتیں ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک جاگ کر مسودہ میں ترمیمات کیں کیونکہ دن میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا رات ہی کو کچھ وقت ملتا تھا۔ اب آپ اسے نہایت احتیاط سے صاف کرائیں، سمجھدار قسم کا کاتب ہوگا تو لکھ سکے گا۔ اور پھر مقابلہ کرایا جائے، تب کاتب کاپی نویس کے حوالہ کی جائے۔ نام اسکا انسانی " فضیلت کا راز" مناسب ہوگا یا جو آپ حضرات مناسب سمجھیں۔ ریل پر جانے میں صرف ۲ گھنٹہ باقی　ہیں اس لیے بعجلت عریضہ لکھ کر مع مسودہ کے رجسٹری ارسال ہے، سب سے سلام، امید ہے دیوبند مطلع فرمادیں۔　والسلام محمد طیب　　۵۸-۱۱-۱۶

______(۲۰)______

۱۹۵۸ء نحمدہٗ و نصلی[۱]　**(جلسہ حقانیہ اور سفر اکوڑہ خٹک کے بارہ میں مفتی محمد نعیم لدھیانوی کو وضاحتی مکتوب)**

حضرت المحترم المعظم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ ! گرامی نامہ میں احقر کے سفر اکوڑہ خٹک کی تفصیلات دریافت فرمائی گئی ہیں۔ بجواب مکرمت نامہ عرض ہے کہ عرصہ سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ یاد فرما رہے تھے کہ میں اکوڑہ کے اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں، دیو بند بھی مولانا کے کئی والا نامہ پہنچے، بندہ نے بھی بشرط حاضری پاکستان وعدہ کر رکھا تھا کہ ضرور حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ کراچی پہنچتے ہی احقر نے اطلاع دی، مگر دارالعلوم کا جلسہ یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو طے شدہ تھا جس کا اخبارات میں اعلان بھی شائع ہو چکا تھا۔ ان تاریخوں میں میری شرکت کی کوئی صورت نہیں تھی کہ بجز اسکے میں ۲۱، اکتوبر کا دن وہاں گذار سکوں۔ حضرت مولانا نے بکمال عنایت جلسہ کی شائع شدہ تاریخوں کو منسوخ کر کے جلسہ کی تاریخیں ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء رکھیں اور دوبارہ اعلانات جاری کیے۔ چنانچہ احقر ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب میں اکوڑہ پہنچا، اسٹیشن پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ　　(قاری طیب صاحبؒ)

---

[۱] یہ خط مشہور عالمِ دین اور مجاہد جنگِ آزادی مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔ پچھلے خط میں حضرت کی آمد دارالعلوم حقانیہ کا ذکر آیا ہے۔ ان کے واپس جانے پر ایک مقامی مدرسہ نے حسبِ معمول قاری صاحب مدظلہٗ کے سفر کی رپورٹنگ ایسے انداز میں کی کہ سب کچھ اپنے کھاتہ میں بلاوجہ ڈالنے کی سعی کی گئی تھی۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم بھی جلسہ دستار بندی میں حسبِ معمول شریک تھے۔ انہوں نے اخبارات میں یہ غلط رپوٹنگ پڑھی اور قلبی تعلق و محبت کی بناء پر اس کی وضاحت حضرت قاری صاحب مدظلہٗ ہی سے کرائی۔ یہ خط " ترجمانِ اسلام" میں بھی شائع کرایا اور پھر اصل خط کو اپنے مکتوب ذیل کے ساتھ ناچیز کے نام ارسال فرمایا (س)

مولانا سمیع الحق

(مولانا سمیع الحق کے نام مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا مکتوب)

برخوردار طولعمرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! امید ہے ہر طرح خیریت سے ہوں گے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یاد ہوگا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گذرا، دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو " ترجمانِ اسلام" کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے، فرمایا کہ کیا صورت ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرمادیں تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرمادیا جو سوال و جواب کی شکل میں "ترجمانِ اسلام" میں مطیع الحق کے فرضی نام سے شائع کرا دیا گیا ہے، اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے جو کہ بغرض ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں، اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں اور میرا سلام بھی عرض کر دیں اور دُعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں، آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرمادیں، فرضی نہ ہوں واقعی ہوں، آپ کے نہ ہوں بلکہ ان کے ہوں۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفی عنہ　　خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین (۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء)

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی[1]

(قاری محمد طیب کی حقانیہ آمد پر کسی کی غلط بیانی کی تردید)

۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء

برخوردار طول عمرہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے ہر طرح خیریت سے ہونگے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یار ہا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ[2] نظر سے گزرا۔ دار العلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو ترجمان اسلام کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہ کو دکھلایا۔ تو حیران ہوئے میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے فرمایا کہ کیا صورت ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرمادیں۔ جو کہ سوال و جواب کی شکل میں ترجمان اسلام میں مطبع الحق کے فرضی نام سے شائع کرادیا گیا ہے۔ اصل جواب میرے نام سے مرحمت فرمادیا ہے جو کہ بغرض ثبوت آپکو روانہ کررہا ہوں۔ اپنے والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں پیش کردیں۔ اور میرا سلام بھی عرض کردیں اور دعا کی درخواست بھی پیش کردیں۔ اور اپنی اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں۔ آپکو لکھنے کی عادت ہوجائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرمائیں فرضی نہ ہوں واقعی ہوں آپکے نہ ہوں بلکہ انکے ہوں۔ واقفین حضرات کیخدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین

---

[1] حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشاہیر علماء اور جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لینے والے علماء حق میں سے تھے، اکابر علماء کے ساتھ ہمیشہ تعلق رہا۔ ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ساتھ بھی کام کیا۔ لدھیانہ کے معروف خاندان کے رکنِ رکین تھے، پرجوش خطابت کا ملکہ خدا نے دیا تھا۔ غالباً دیوبند کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیث سے دلی روابط پیدا ہوئے تھے۔

[2] اسکی تفصیل قاری محمد طیبؒ کے مکتوبات کے کسی حاشیہ میں درج ہے۔

(مولانا سمیع الحق کے نام مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا مکتوب)

برخوردار طولعمرہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! امید ہے ہر طرح خیریت سے ہوں گے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یاد ہو گا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گذرا، دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو "ترجمانِ اسلام" کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے، فرمایا کہ کیا صورت ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرما دیں تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرما دیا جو سوال و جواب کی شکل میں "ترجمانِ اسلام" میں مطیع الحق کے فرضی نام سے شائع کرا دیا گیا ہے، اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے جو کہ بغرض ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں، اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں اور میرا سلام بھی عرض کر دیں اور دُعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں، آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرما دیں، فرضی نہ ہوں واقعی ہوں، آپ کے نہ ہوں بلکہ ان کے ہوں۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفی عنہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین (۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء)

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشاہیر علماء اور جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لینے والے علماء حق میں سے تھے، اکابر علماء کے ساتھ ہمیشہ تعلق رہا۔ ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ساتھ بھی کام کیا۔ لدھیانہ کے معروف خاندان کے رکنِ رکین تھے، پر جوش خطابت کا ملکہ خدا نے دیا تھا۔ غالباً دیوبند کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیث سے دلی روابط پیدا ہوئے تھے۔

۲۔ اسکی تفصیل قاری محمد طیبؒ کے مکتوبات کے کسی حاشیہ میں درج ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

(۱۹)

۱۶ ذی یقعدہ ۱۳۷۸ھ **(مسودہ کی ازسرِ نو تبییض)**

حضرۃ المحترم زید مجدکم العامی سلام مسنون نیاز مقرون! تقریر کا مسودہ نظر ثانی کرنے کے بعد ارسال ہے۔ کاتب نے نہایت ہی ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے اوراق پر مسودہ لکھا، نہ حاشیہ چھوڑا نہ صفحہ بڑا رکھا، اس لیے مجھے حذف وازدیاد میں سخت دشواری پیش آئی۔ پھر میری تعبیر پوری طرح ادا نہیں کی، اس لیے گویا مجھے سارا مسودہ ازسرِ نو خود ہی لکھنا پڑا۔ تاہم باوجود غیر معمولی مصروفیت کے رات دن لگ کر اسے مرتب کیا۔ کئی راتیں ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک جاگ کر مسودہ میں ترمیمات کیں کیونکہ دن میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا رات ہی کو کچھ وقت ملتا تھا۔ اب آپ اسے نہایت احتیاط سے صاف کرائیں، سمجھدار قسم کا کاتب ہوگا تو لکھ سکے گا۔ اور پھر مقابلہ کرایا جائے، تب کاتب کاپی نویس کے حوالہ کی جائے۔ نام اسکا انسانی "فضیلت کا راز" مناسب ہوگا یا جو آپ حضرات مناسب سمجھیں۔ ریل پر جانے میں صرف ۲ گھنٹہ باقی ہیں اس لیے بعجلت عریضہ لکھ کر مع مسودہ کے رجسٹری ارسال ہے، سب سے سلام، امید ہے دیوبند مطلع فرمادیں۔ والسلام محمد طیب ۱۶۔۱۱۔۵۸ء

(۲۰)

۱۹۵۸ء نحمدہٗ ونصلی[۱] **(جلسہ حقانیہ اور سفر اکوڑہ خٹک کے بارہ میں مفتی محمد نعیم لدھیانوی کو وضاحتی مکتوب)**

حضرت المحترم المعظم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! گرامی نامہ میں احقر کے سفر اکوڑہ خٹک کی تفصیلات دریافت فرمائی گئی ہیں۔ بجواب مکرمت نامہ عرض ہے کہ عرصہ سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ یاد فرمارہے تھے کہ میں اکوڑہ کے اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں، دیوبند بھی مولانا کے کئی والا نامہ پہنچے، بندہ نے بھی بشرطِ حاضری پاکستان وعدہ کر رکھا تھا کہ ضرور حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ کراچی پہنچتے ہی احقر نے اطلاع دی، مگر دارالعلوم کا جلسہ یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو طے شدہ تھا جس کا اخبارات میں اعلان بھی شائع ہو چکا تھا۔ ان تاریخوں میں میری شرکت کی کوئی صورت نہیں تھی کہ بجز اسکے میں ۲۱ اکتوبر کا دن وہاں گذار سکوں۔ حضرت مولانا نے بکمال عنایت جلسہ کی شائع شدہ تاریخوں کو منسوخ کر کے جلسہ کی تاریخیں ۲۱،۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء رکھیں اور دوبارہ اعلانات جاری کیے۔ چنانچہ احقر ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب میں اکوڑہ پہنچا، اسٹیشن پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ

(احقر کے نام مفتی محمد نعیم کا مکتوب)

[۱] یہ خط مشہور عالمِ دین اور مجاہد جنگِ آزادی مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔ پچھلے خط میں حضرت کی آمد دارالعلوم حقانیہ کا ذکر آیا ہے۔ ان کے واپس جانے پر ایک مقامی مدرسہ نے حسبِ معمول قاری صاحب مدظلہٗ کے سفر کی رپورٹنگ ایسے انداز میں کی کہ سب کچھ اپنے کھاتہ میں بلاوجہ ڈالنے کی سعی کی گئی تھی۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم بھی جلسہ دستار بندی میں حسبِ معمول شریک تھے۔ انہوں نے اخبارات میں یہ غلط رپوٹنگ پڑھی اور قلبی تعلق ومحبت کی بناء پر اس کی وضاحت حضرت قاری صاحب مدظلہٗ ہی سے کرائی۔ یہ خط "ترجمانِ اسلام" میں بھی شائع کرایا اور پھر اصل خط کو اپنے مکتوبِ ذیل کے ساتھ ناچیز کے نام ارسال فرمایا (س)

برخوردار طولعمرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے ہر طرح خیریت سے ہوں گے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یاد ہوگا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گذرا، دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو "ترجمانِ اسلام" کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے، فرمایا کہ کیا صورت ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرمادیں تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرمادیا جو سوال وجواب کی شکل میں "ترجمانِ اسلام" میں مطیع الحق کے فرضی نام سے شائع کرادیا گیا ہے، اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے جو کہ بغرضِ ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں، اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں اور میرا اسلام بھی عرض کر دیں اور دُعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں، آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرمادیں، فرضی نہ ہوں واقعی ہوں، آپ کے نہ ہوں بلکہ ان کے ہوں۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ بندہ محمد نعیم عفی عنہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین (۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء)

موجود تھے۔ انتہائی محبت وخلوص سے خیر مقدم فرمایا اور میں دارالعلوم کے نوتعمیر شدہ عمارت میں فروکش ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ جب دعوت نامہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے پہنچا تھا تو قیام بھی دارالعلوم ہی میں ہوسکتا تھا کہیں اور ٹھہرانے کے کوئی معنی ہی نہ تھے۔ اکوڑہ کی حاضری کا مقصد بھی محض دارالعلوم ہی کے جلسہ کی شرکت تھی۔ تقریباً چوبیس گھنٹے قیام رہا اور یہ مدت دارالعلوم ہی میں گذری، ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب کے اجلاس میں حسبِ پروگرام شرکت ہوئی۔ اس نشست میں دارالعلوم کے تقریباً ۲۷ فارغ شدہ فضلاء کی دستابندی ہوئی، وہ احقر کے ہاتھوں عمل میں آئی، دستار بندی کے بعد تقریباً تین گھنٹہ احقر کی تقریر ہوئی، جسے دارالعلوم کے فضلاء نے قلمبند کیا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے تقریر کا یہ مسودہ آدمی کے ہاتھ میرے پاس لاہور بھیجا ہے تاکہ احقر اس پر نظر ڈال کر اس میں ضروری ترمیم واصلاح کرلے، دارالعلوم اس کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہرحال اکوڑہ کی حاضری صرف دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ کے لیے ہوئی، اس کی دعوت پر ہوئی اور اس میں چوبیس گھنٹہ قیام رہا اور اس کے پروگراموں میں پورا وقت صرف ہوا۔ اس دوران میں مولانا (بادشاہ گلؒ) نے جامعہ میں حاضری کیلئے کئی بار فرمایا، مگر وقت نہیں تھا اِس لیے معذرت کرتا رہا، لیکن پیہم اصرار پر اتنا عرض کرسکا کہ واپسی میں روانگی کے وقت اسٹیشن جاتے ہوئے پانچ منٹ کیلئے جامعہ کی عمارت میں اتر کر دعا میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ حسبِ وعدہ چونکہ واپسی کے وقت اسٹیشن کے راستہ میں جامعہ کی عمارت پڑتی تھی، احقر اُترا جامعہ کے حضرات اساتذہ وطلبہ نے خیر مقدم فرمایا اور سپاسنامہ بھی پیش فرمایا، جس کے جواب میں پانچ چھ منٹ میں احقر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نصیحت کے طور پر چند کلمات بھی عرض کیے اور اُسی وقت اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جہاں دارالعلوم کے ذمہ دارا کابر پہلے سے موجود تھے۔ اس طرح یہ سفر پورا ہوا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام

(۲۱)

۳ جمادی الآخر ۱۳۷۹ھ **(والدہ ماجدہ کی وفات ○ جلسۂ حقانیہ میں شرکت نہ کرسکنے کی معذرت)**

حضرت المحترم زید مجدکم۔ سلام مسنون نیاز مقرون! گرامی نامہ نے مشرف فرمایا۔ سفر افریقہ سے واپس ہوتے ہوئے میں پاکستان میں دس بارہ دن کیلئے لڑکیوں اور بچوں سے ملنے کے لیے اترا تھا۔ پانچ چھ دن کراچی میں چھوٹی لڑکی کے پاس قیام رہا اور دو دن ڈیرہ غازی خان بڑی لڑکی کے یہاں ٹھہرا، دو دن لاہور کے احباب نے یاد فرمایا۔ رواروی میں آنا ہوا، وقت زیادہ نہ تھا اور ویزہ میں بھی گنجائش نہ تھی۔ واپسی میں عجلت حضرت والدہ صاحبہ قبلہ کی علالت کی وجہ سے تھی، چنانچہ میرے پہنچنے کے پانچ چھ دن بعد ان کی وفات ہوگئی۔ جناب نے؛ محبت و شفقت سے دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ میں یاد فرمایا ہے۔ میری تمنا ہے کہ جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کروں، لیکن قبضہ کی بات نہیں، ویزہ ملنا ممکن ہوگا تو حاضری کی سعی کروں گا ورنہ میری جگہ میری دُعائیں شریکِ جلسہ رہیں گی۔ جلسہ کی تاریخیں مقامی مصالح ہی سے متعیّن ہونی چاہئیں کسی پر معلق نہیں رہنی چاہئیں۔ سالم واسلم واعظم سلمہم سلام عرض کرتے ہیں۔ حضرات اساتذہ وحاضرینِ مجلس کی خدمت میں سلام مسنون واستدعاء دعاء عرض ہے۔ والسلام محمد طیب غفرلہ ۳۔۶۔۷۹ھ

(۲۲)

۲۴ ستمبر ۱۹۵۸ء **(اکوڑہ خٹک کیلئے ویزے میں توسیع کا ارادہ)**

حضرت المحترم زید مجدکم۔ سلام مسنون! ایک عریضہ دیوبند سے بجواب گرامی نامہ پیش کرچکا ہوں، ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔ کل ۲۳ ستمبر ۱۹۵۸ء کو الحمدللہ بعافیت کراچی پہنچا جلسہ کی تاریخ جناب نے کیا رکھی ہے بواپسی مطلع فرمادیں تاکہ اگر ممکن ہوا اور ویزہ میں توسیع ہوجائے تو اکوڑہ خٹک کا پروگرام بناسکوں یا ان تاریخوں میں پہنچنا ممکن نہ ہو اور کسی قبل وبعد کی تاریخ میں ممکن ہو تو آپ کی اجازت کے بعد حاضری کی اس میں سعی کروں گا۔ سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام محمد طیب از کراچی سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ سٹریٹ امین منزل

مولانا محمد میاںؒ کی کتاب

علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے سے اقتباس

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ دارالحرب

تقریباً ۱۸۸۹ء میں یعنی انڈین نیشنل کانگریس کے وجود میں آنے سے کچھ دنوں بعد علمائے ہند کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے گئے۔

ا۔ ہنود کے ساتھ معاملات دنیاوی میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

۲۔ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندواور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف وجلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اوران کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہوں یا خلافت سرکار ہوں تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں۔

سیّد احمد خاں نیچری نے جوایک جماعت (ایسوی ایشن) قائم کی ہے اورلوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ ۱۸ اگست ۱۸۸۸ء یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں شامل ہیں۔ ہر شخص جو داخل ہو پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اوراس کی مدد کے واسطے جا بجا ایسوسی ایشن انجمن اسلامیہ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اوران کی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں یا نہیں؟

حضرت امام ربّانی قدس اللہ سرہ العزیز تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشراو تجارت میں کرلیویں اس طرح کہ اس میں کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود داور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے جائز ہے اور مباح ہے۔مگر سیّد احمد صاحب سے تعلق نہ رکھنا چاہیے اگرچہ وہ خیرخواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیرخواہ ہو۔مگر اس کی شرکت مآل کار اسلام اور مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کرلینا اوراگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہے یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت اور ہنود کی ترقی ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اسی طرح پر ہے اور بس۔(نصرۃ الابرار: ۲۶ محرم ۱۲۰۶ھ ص ۱۹)

جواب نمبر۲:۔

یہ حضرات کانگریس کے ممبر کیوں نہیں رہے؟

اس کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام ربانی اور اسی طرح دیگر حضرات انتہا پسند تھے۔ ان کا مطمح نظر کامل حریت تھا۔ اگر چہ ملک اور قوم کے عام مفاد کے لیے آئینی جدو جہد کو بھی پسند فرماتے ہوئے شرکت کانگریس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے۔ مگر چوں کہ کانگریس کا نصب العین اس وقت صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت ہو۔ اس لیے اپنے واسطے شرکت کانگریس کو منظور نہیں فرمایا اور حریت کاملہ کے لیے وہ راہِ عمل اختیار کی جس کا تذکرہ آئندہ آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق سلسلہ کلام کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کر دی جائے۔ جو حضرت موصوف کے مذکورہ بالا فتوے کے لیے پس منظر یا نتائج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ ۱۸۵۷ء میں جس طرح حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی زیر قیادت جہاد آزادی میں حصہ لیا تھا اسی طرح لدھیانہ کے اس خاندان نے بھی اس جہاد میں بہت کافی حصہ لیا تھا۔ جس کے ایک رکن مولانا عبدالعزیز صاحب نقشبندی مجددیؒ تھے اور آج مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اسی حریت پسند خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

۱۸۸۴ء میں جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تو مولانا موصوف (علماء لدھیانہ) نے اس کی حمایت کی۔ سرسیّد گروپ نے ان کے برخلاف ایک طوفان اٹھا دیا اور ایک فرضی استفتاء مرتب کر کے علماء سے اس کا جواب حاصل کیا۔ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے اس پر دستخط کرائے گئے اور پھر یہ فتویٰ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ پر چسپاں کر کے پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہندوؤں سے مل گئے ایمان فروش ہیں۔ فاسق ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ نے یہ تماشا دیکھا تو حیران رہ گئے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور پھر خود ایک سوال مرتب کیا۔ واقعہ کے انکشاف کے بعد حضرت گنگوہی اور تمام حضرات نے (جن کے اسماء گرامی مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے برخلاف قابل ملامت اور نفرت انگیز طریقہ سے استعمال کیے گئے تھے) معذرت کی۔ چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ معذرت یہ ہیں:

''حامداً و مصلیاً

بندہ رشید احمد گنگوہیؒ عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا جو شخص ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے۔ بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ ''فاسق'' ہے یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اوّل تین صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانویؒ کی نسبت ہے اور وہ وجوہ اعانت و اضرار اس میں مصرح لکھے ہیں۔ لہٰذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ ہرگز ہرگز مصداق اس فتوے کے نہیں اور جو

اموران کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب وفتوے کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔ جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندے کے نزدیک علماء کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام وعلم ہے۔ پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ سے بدعقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں۔ ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد و محبت کرنا لازم ہے

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔ کتبہ الراجی رحمہ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ۔''

جب یہ حقیقت منقح ہو چکی تو اس کے بعد شرکت کانگریس اور شرکت ایسوسی ایشن کے متعلق مندرجہ بالا سوالات علمائے کرام کے سامنے پیش کیے گئے۔

کانگریس کے مقاصد قیام:

ا۔ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی صاحبؒ کے مندرجہ بالا واقعہ اور سوال دوم کے الفاظ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کانگریس کے حامی علماء کے برخلاف جو شرمناک پروپیگنڈا آج کیا جا رہا ہے وہ اسی زمانے کی پیداوار ہے۔ کانگریس پر اسلام کشی کی فرد جرم اسی وقت سے لگا دی گئی ہے اور کانگریسی علماء کے لیے اسلام فروش غدارِ ملت ہندوؤں کے غلام، فاسق کافر وغیرہ وغیرہ اسی وقت تصنیف ہو چکے تھے آج جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اسی آموختہ کو دہرایا جا رہا ہے۔

۲۔ انڈین نیشنل کانگریس کے لفظ معنی ہیں ''ہندوستانی قومیت (نیشن) رکھنے والوں کی جماعت۔''

اس کے اغراض و مقاصد پہلے ہی اجلاس میں یہ قرار دیے گئے۔

ا۔ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متحد و متفق کر کے ایک قوم بنانا۔

۲۔ اس طرح جو ہندوستانی قوم پیدا ہو اس کی دماغی اخلاقی اور سیاسی صلاحیتوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔

۳۔ ایسے حالات کی اصلاح و ترمیم کرانا جو ہندوستان کے لیے مضرت رساں اور غیر منصفانہ ہوں اور اس طرح ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت کو استوار کرنا۔

۴۔ ''رفع تکالیف اور جلب منافع کے دنیاوی امور'' کو جو انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم پر طے پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بحیثیت ہندوستانی ہونے کے تمام باشندگان ملک سے یکساں ہوتا ہے ان کو حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز بیع و شرا اور خرید و فروخت کے معاملات کی حیثیت دے رہے ہیں۔

اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ان امور کی یہ حیثیت نہ ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میونسپل بورڈ سے لے کر اسمبلیوں، کالجوں اور ایوان تجارت تک کسی بھی ہندوستانی

ادارے یا سرکاری محکمہ میں شرکت کو جائز کہا جائے۔ تمام سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری، تجارتی، معاشی، قانونی اور تعلیمی اداروں میں شرکت کانگریس حرام یہ سیاسی بدعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۵۔ کسی بات کا سرکار کے مخالف نہ ہونا بھی جواز شرکت پر اثر انداز نہیں کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ انگریز بہادر کی سرگردگی میں تو ہندو مسلم اشتراک جائز ہو اور اگر یہ منحوس سایہ ہٹ جائے تو وہ جائز چیز ناجائز ہو جائے۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو قرآن و حدیث مرجع شریعت نہ رہا بلکہ انگریزی ہیٹ۔ معاذ اللہ شریعت کا گنبد بن گیا۔

۶۔ فتویٰ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق انتہا درجہ خطرناک ہے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض اور اپنے ذاتی خیالات کو کامیاب بنائیں۔

۷۔ ہندو بے شک کافر ہے اس کے پاس کفر و شرک موجود ہے مگر وہ نمایاں زہر ہے جس سے ہر انسان بچ سکتا ہے لیکن اس نام نہاد قائد اسلام کے پاس میٹھا زہر ہے جس کو تمیز کرنا مشکل اور نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

وہ بعض بزرگ جو آج مسٹر جناح کی قیادت عظمیٰ پر مطمئن ہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق کو حرام کہا کرتے تھے اور یہی نکتہ بیان فرمایا کرتے تھے۔

۸۔ فتوے سے موجودہ مسلم لیگ کی شرکت کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے کیوں کہ سرسیّد تاہم مذہبی شخص تھے۔ نماز روزے کے بھی غالباً پابند تھے۔ شراب وغیرہ سے قطعاً مجتنب تھے اگرچہ قرآن حکیم کی آیتوں کی تاویل وتفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتے تھے۔ نبوت و رسالت، معجزہ، وحی وغیرہ کے متعلق اپنے مخصوص خیالات کے حامی تھے مگر تاہم قرآن حکیم کے احکام کو جنجال نہ کہتے تھے۔

دوسروں کو بے شک یورپین وضع قطع کی ترغیب دیتے تھے مگر خود اپنی پرانی وضع قطع پر آخر تک قائم رہے۔

لیگ کے موجودہ قائدین:۔

لیکن موجودہ مسلم لیگ اور اس کے قائدان تمام خطرات میں سرسیّد اور ان کے ایسوسی ایشن سے کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ نماز روزہ کی پابندی تو درکنار، روزہ سے صحیح واقفیت بھی نہیں۔ ان کے نزدیک قرآن پاک کے احکام معاذ اللہ ترقیات زمانہ سے پس ماندہ اور جنجال ہیں (دیکھو تقریر مسٹر جناح متعلق سوال میرج بل ۱۹۱۲ء)

یورپین ڈانس، کاک ٹیل وغیرہ محبوب مشاغل، وضع قطع ٹھیٹ یورپین علماء کے اقتدار ختم کرنے کا عزم مصمم، مسلم رافضیوں اور قادیانیوں کا معجون مرکب۔ یہ تمام واقعات اظہر من الشّمس ہیں جو ان سے چشم پوشی کرے یا ان پر پردہ ڈالے اس سے بڑھ کر مداہن فی الدین کون ہو سکتا ہے۔

۹۔ انڈین نیشنل کانگریس میں جواز شرکت کے حکم سے نیشن اور قومیت کے بارے میں بھی حضرت گنگوہیؒ کے خیال کا اندازہ ہو جاتا ہے اگر فی الواقع مدار قومیت مذہب ہوتا اور متحدہ قومیت ناجائز ہوتی تو حضرت گنگوہیؒ جیسے دقیقہ رس فقیہہ کے لیے قطعاً ناممکن تھا کہ وہ مشترک جماعت کے

لیے نیشنل کانگریس، قومی جماعت کا لفظ برداشت کرتے اور پہلے ہی دہلا میں اس پر تنقید نہ کرتے۔ بالخصوص جب کہ سوال کا پہلا لفظ ہی یہ ہے ’’ایک جماعت قومی‘‘ اور جب کہ کانگریس کا پہلا مقصد ہی یہ ہو کہ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنانا ’’السکوت فی معرض البیان‘‘ بیان کیا ایسے ہی موقع کے لیے نہیں ہے اور کیا اس اصول کے بموجب متحدہ قومیت کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا نظریہ واضح نہیں ہو جاتا۔

حواشی

۱۔ فاضل مولف کا اشارہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم (ف ۱۹۷۶، کراچی) کی طرف ہے۔ (ا۔س۔ش)

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ ’’نصرۃ الابرار‘‘ مطبع صحافی، لاہور اتچیسن گنج ص ۱۳)

۳۔ نصرۃ الابرار، شائع کردہ حافظ مشتاق احمد لدھیانوی، ۱۹۴۵ء ص ۱۰۔۹

لدھیانہ کے لیے مولانا عبدالقادر ابن مولانا عبدالوارث ۱۷۹۶ء میں لدھیانہ سے دہلی آئے اور ولی اللٰہی خانوادہ علمی کے ارکان سے تعلیم حاصل کی۔ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے لیکن خود جامعی مرحوم نے لکھا ہے کہ وہ شاہ عبدالقادر دہلوی کے ایک واسطے سے خلیفہ اور مجاز بیعت تھے اور انہی کے بیان کے مطابق حضرت سیّد احمد شہید سے ان کی مراسلت تھی، خاندان میں سیّد صاحب کے خطوط یادگار تھے اور چھپوا بھی دیے تھے۔ اس لیے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ سے نسبت تلمذ کا اظہار انکا سہو قلم ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی شاید ان کی پیدائش سے بھی پہلے ۱۷۶۱ء میں انتقال کر چکے تھے۔ البتہ یہ زمانہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا تھا اور اگر ان کے شاگرد ہوں تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے چار بیٹے تھے۔ مولانا سیف الرحمٰنؒ، مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ۔ مولانا عبدالقادر نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور ان کی اولاد کے ساتھ دہلی پہنچ کر جہاد آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پٹیالے میں ان کا انتقال ہوا۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مولانا عبداللہ کے بیٹے اور حبیب الرحمٰن ابن محمد زکریا مولانا محمدؒ کے پوتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے صاحبزادہ محترم مولانا عزیز الرمن جامعی سے خاکسار کو نیاز حاصل تھا اور مراسلٹ کا تعلق بھی رہا تھا۔

آزادی کے بعد یہ خاندان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشرقی پنجاب کے حوادث میں لدھیانہ کی تباہی کے بعد پاکستان آ گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن بھی پاکستان آ گئے تھے لیکن وہ جلد ہی ہندوستان لوٹ گئے۔ ۱۹۵۶ء میں دہلی میں پیوند خاک ہو گئے۔

اس خاندان رفیع الارکان کی دینی، سیاسی اور قومی و ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں (ا۔س۔ش)

۴۔ اس تحریر کی نقل و کتابت میں کئی لفظ چھوٹ گئے تھے اور کئی لفظ بدل کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے۔ خاکسار کے پیش نظر مطبع صحافی لاہور کا

۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء کا اور مولوی مشتاق احمد کا ۱۹۴۵ء کا لدھیانہ ایڈیشن، دونوں ہیں۔ جن کے مطالعہ وموازنہ سے اس اقتباس کی تصحیح کر دی ہے۔ یہاں حضرت گنگوہی کی تحریر کا عنوان ''معذرت نامہ علماء بطور اختصار'' تحریر ہے اور اس کے ذیل میں سترہ علمائے وقت کے دستخط ہیں جن کے نام پہلے فتوے میں آئے تھے۔ ان میں مولانا محمود حسنؒ، مولانا محمد حسنؒ دیوبندی، مولانا محمد فضل عظیمؒ دیوبندی، مولانا عبدالحقؒ دہلوی صاحب تفسیر حقانی وغیرہ ہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انجمن انوارِ محمدیہ، امرتسر کے اکتالیس ارکان کے دستخط ہیں۔

بعض کے صفحات میں مفصل فتویٰ ہے جسے مسمی علی محمد متوطین بمبئی نے دریافت کیا تھا اور مولانا مفتی محمد لدھیانویؒ (ابن مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ) نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی تائید وتوثیق اور تصویب میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے خانوادہ علمی کے اسلاف کرام کے علاوہ ایک سو پچپنس مشاہیر علمائے عصر کی تصدیقات وتصویبات ہیں۔ ان میں مولانا فیض الحسن اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی) مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خاں، مولانا محمد منفعت علی (مدرسین مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولانا ارشاد حسین رام پوری، مولانا ریاست علی خان شاہ جہان پوری، مولانا احمد رضا خان بریلوی وغیرہ ہم شامل ہیں۔ مولانا بریلوی کا فتویٰ چار صفحے پر مفصل اور مستقل ہے۔ اس کا مفاد سرسیّد کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت میں وہی ہے جو مولانا مفتی محمد لدھیانوی کے فتوے کا ہے۔

ان حضرات علمائے ہند کے علاوہ مدینہ منورہ کے ایک عالم علی بن الحاج یوسف خادم روضۃ النبی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور ایک بغدادی عالم طاہر آفندی خادم روضۃ عبدالقادر جیلانیؒ کے فتاویٰ سرسیّد کے بارے میں بھی ہیں۔ کانگریس کے بارے میں ان کے فتاویٰ میں کوئی بات نہیں ہے۔

آخر میں سرسیّد کے خلاف مولوی امداد علی کے رسالے ''امداد الآفاق برجم اہل النفاق'' اور مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالے ''جواہر مضیہ فی رد نیچریہ'' سے تراسی علمائے کرام کے فتوے درج کر دیے گئے ہیں۔ اس کے مفتیوں میں بھی مولانا عبدالحیی (فرنگی محلی)، مولانا لطف اللہ (علی گڑھی)، (میاں) محمد نذیر حسین (دہلوی)، مفتی عبداللہ ٹونکی وغیرہ ہم مشاہیر علمائے ہند کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔

فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے مرتب ومفتی مولانا محمد لدھیانویؒ تھے لیکن یہ فتویٰ درحقیقت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا ایک خطبۂ جمعہ تھا جو علی محمد نامی ایک شخص ساکن بمبئی کے چند سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا تھا اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد لدھیانویؒ نے بطور فتویٰ مرتب فرما دیا تھا۔

فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیے ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' مؤلفہ عزیز الرحمٰن جامی دہلی ۱۹۶۱ء (ا۔س۔ش)

تصاویر

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

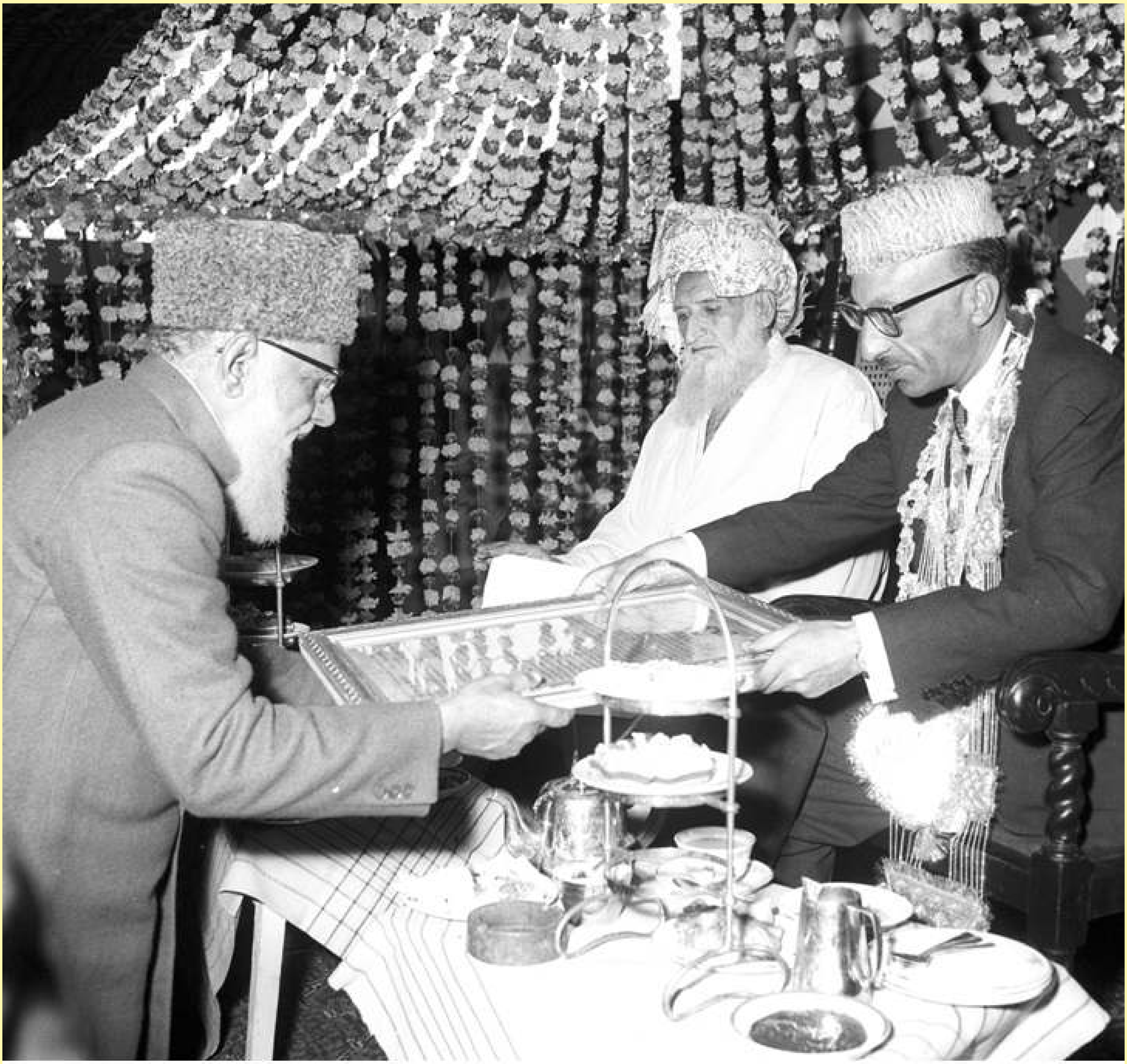

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

Left: Hazrat Mufti Kiffayatullah Dehlavi (r.a) : Right: Hazrat Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)

At Aligarh Muslim University

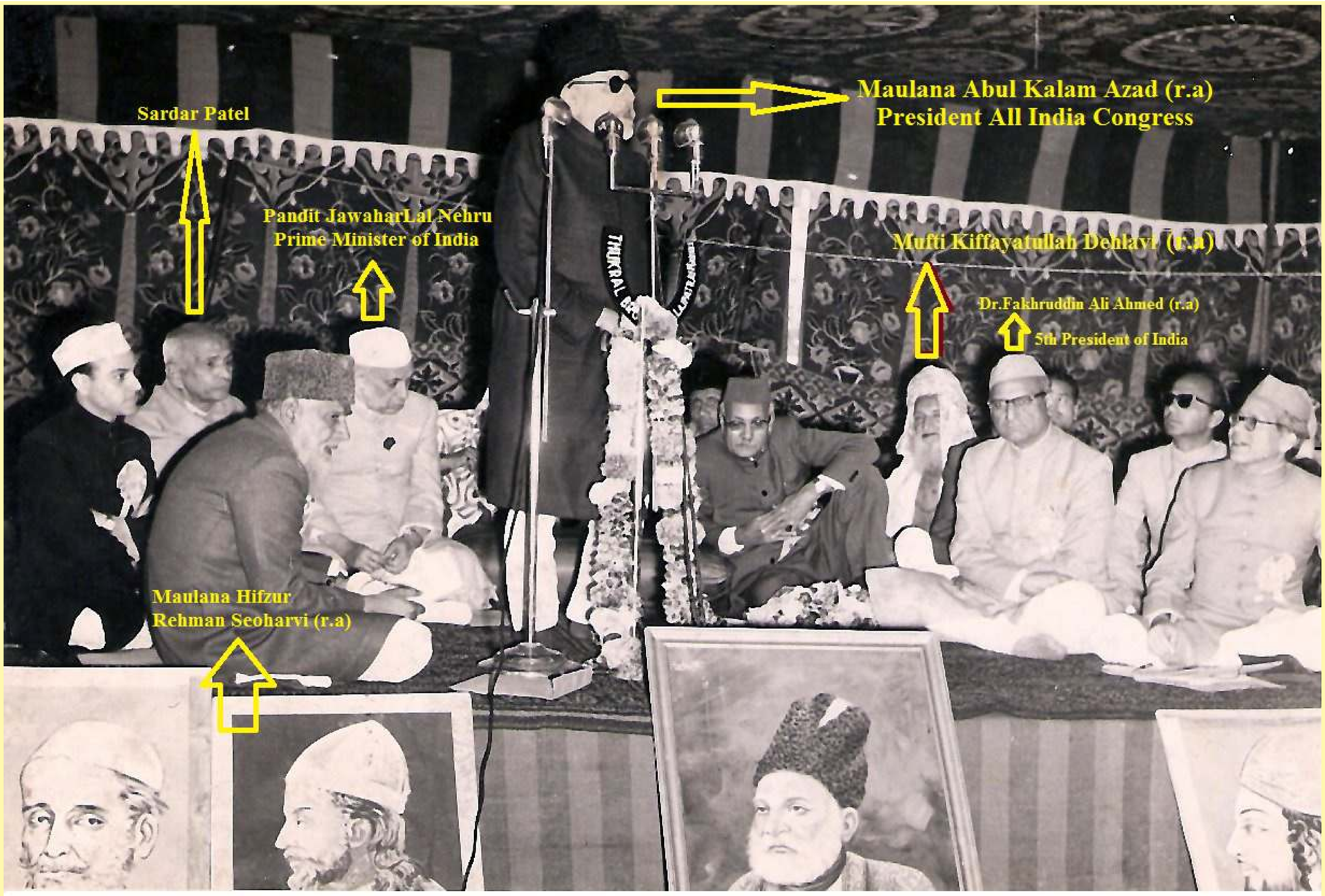

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) Urdu Conference presided by Maulana Abul Kalam Azad (r.a)

Sardar Patel , Mufti Kifayatullah Dehlavi (r.a) President Jamiat Ulama e Hind and Mr.Fakhruddin Ali Ahmad (ex-President India) are also there.

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ

Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

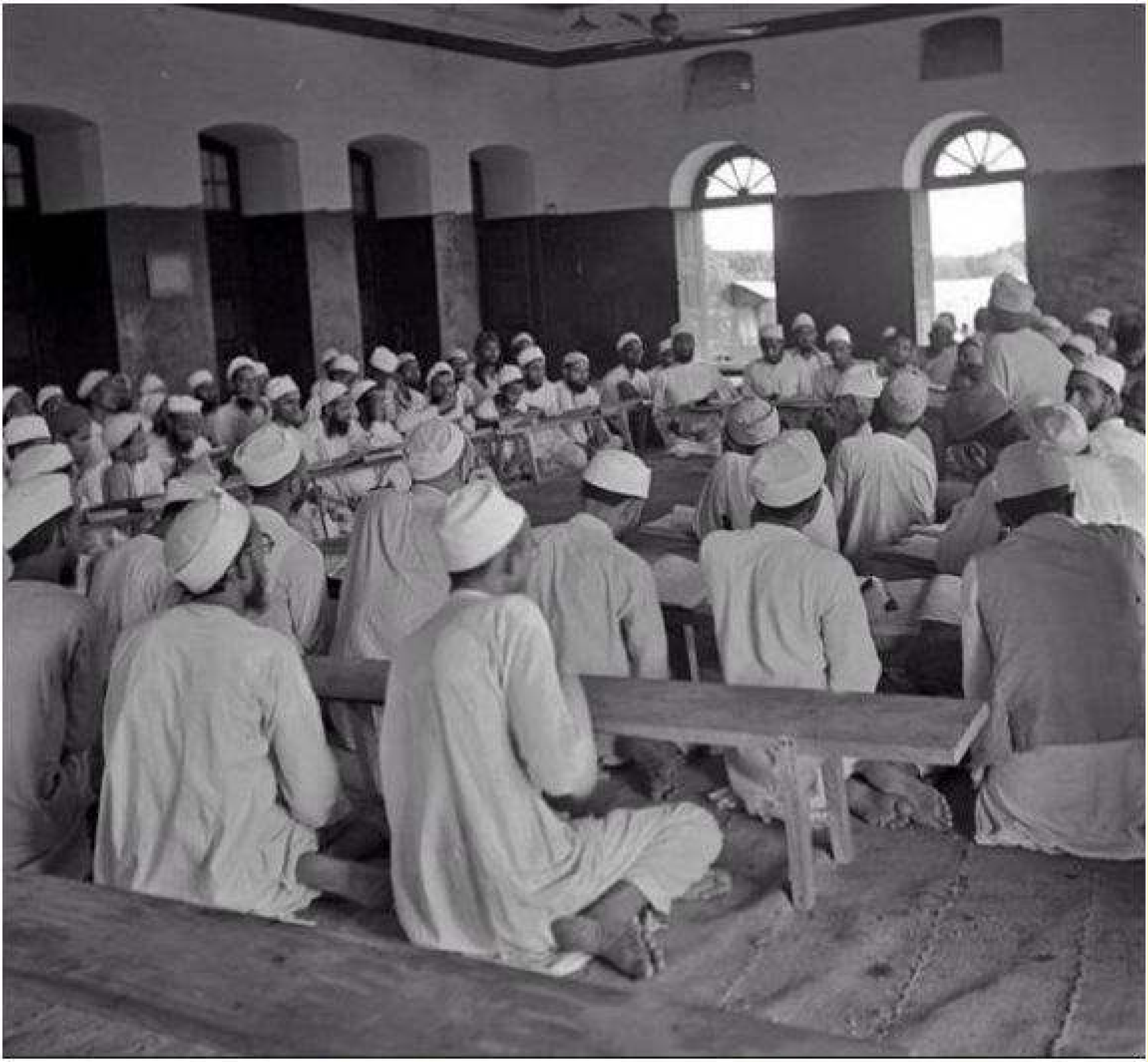

Darul Uloom Deoband, 1950. Shaykh Husain Ahmad Madani teaching Bukhari to the advanced students.

سال ۱۹۵۰ - دارالحدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت شیخ العرب و العجم
مولانا حسین احمد مدنی - رحمه الله تعالی - در حال درس حدیث

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a), Dr. Rajindr Parshad (President of India) and Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (r.a)

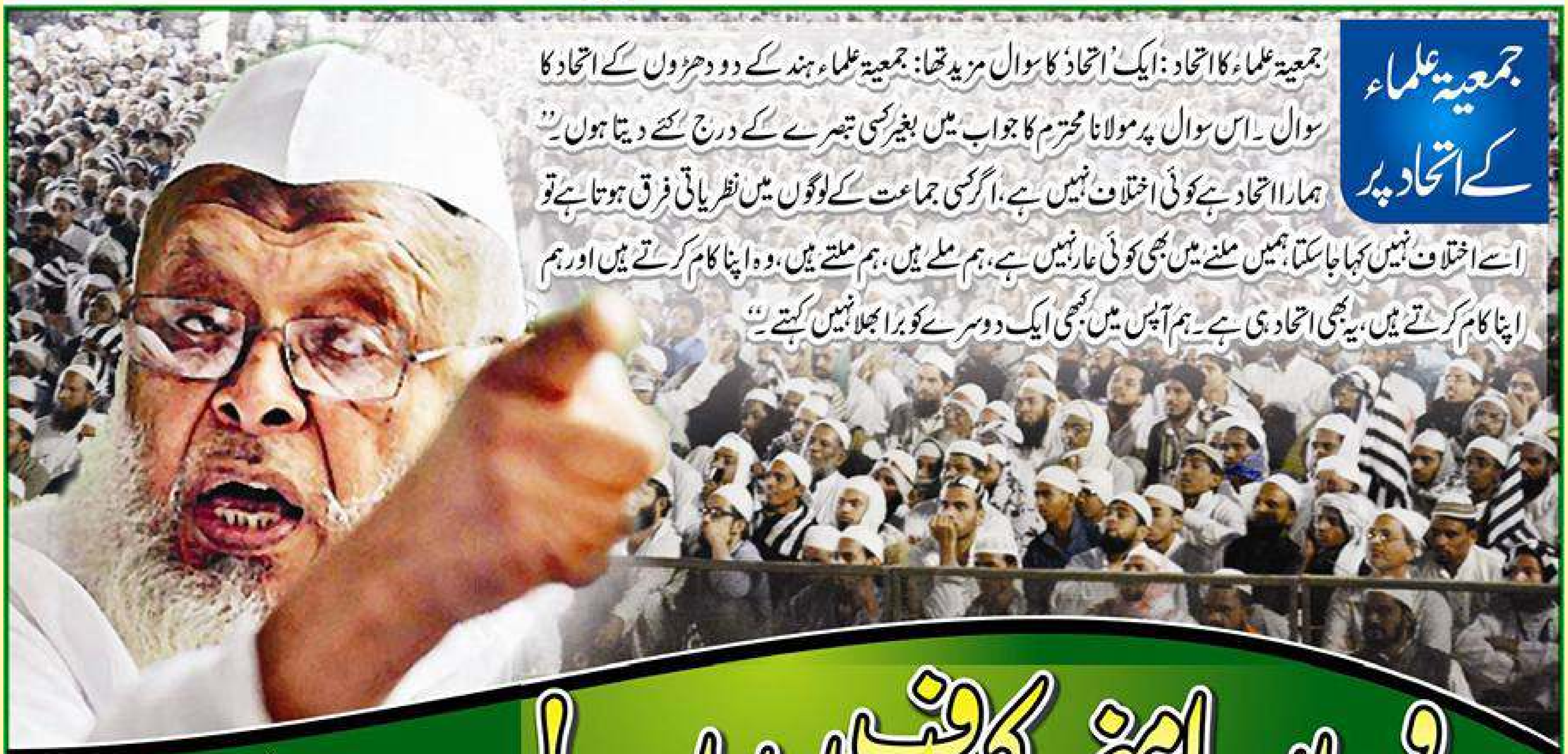

ہندوستان بدامنی کی طرف بڑھ رہا ہے!

جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا سید ارشد مدنی سے بات چیت

شکیل رشید

حضرت مولانا سید ارشد مدنی، صدر جمعیۃ علماء ہند نے بات ایک حدیث رسول ﷺ سے شروع کی تھی جو اتحاد اور قومی یکجہتی کے پیغام پر ختم ہوئی۔ موقع پڑے کے وسیع و عریض لاء کالج کے میدان میں قومی یکجہتی کانفرنس کا تھا۔ اسٹیج پر تقریباً ہر مذہب کے دھرم گرو اور علماء تشریف فرما تھے اور سامنے کا میدان صرف مسلمانوں ہی نہیں ہندوؤں سے بھی بھرا ہوا تھا۔ مولانا کی یہ بات لوگ سن رہے تھے اور اپنے من میں اتار رہے تھے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے ایسے شخص کی جنت میں داخلے کی ضمانت لی ہے جو لوگوں سے سچ بولے، کبھی لوگوں کو دھوکہ دے، جو لوگوں کے حق دے، جو ظلم کرنے والوں کو معاف کر دے۔ اور لوگوں سے مراد ہر انسان ہے، کیا مسلمان، کیا ہندو، عیسائی اور یہودی.... لہٰذا ہندو اور مسلمان اس وجہ سے رہیں کہ اسی میں ملک کی بھلائی ہے....

'قومی یکجہتی' کا پیغام ان دنوں مولانا ارشد مدنی کے دل کے سب سے قریب ہے۔ دہلی کانفرنس کے بعد ایک انتہائی مختصر ملاقات میں بھی وہ اسی 'پیغام' کو دوہرا رہے تھے.... میرا سوال تھا کہ کیا 'قومی یکجہتی' کا پیغام آج کی سب سے اہم ضرورت ہے؟ اگر ہے تو کیوں، اس پیغام کو دینے کے پس پشت آپ کی منشا کیا ہے؟ یہ پیغام دینے کی وجہ کیا بنی ہے؟ مولانا ارشد مدنی کا جواب بہت واضح تھا: "فرقہ پرستی۔"

مولانا محترم کا کہنا ہے: "فرقہ پرستی چونکہ بڑھ رہی ہے اور بدامنی عام ہو رہی ہے اس لئے 'قومی یکجہتی' کا پیغام آج کی ضرورت بن گیا ہے۔ ملک کے ہندو اور مسلمان سب ہی حالات کی ابتری کو محسوس کر رہے ہیں اور جان رہے ہیں کہ عدم برداشت اور عدم رواداری عام ہوتی جا رہی ہے۔ لہٰذا یہ وقت کی ضرورت ہے کہ قوم وملت کو اس جانب راغب کیا جائے اور انہیں 'قومی یکجہتی' کا پیغام دیا جائے۔ اسی میں ملک کی بھی بھلائی ہے اور لوگوں کی بھی۔" ملک کے حالات کو بگاڑنے میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا جو کردار ہے وہ خوب عیاں ہے۔ مولانا ارشد مدنی یہ مانتے ہیں کہ آر ایس ایس منظم ہے.... ان کے پاس اس پر لگام کسنے کا ایک نسخہ ہے: "آر ایس ایس پر ایک ہی صورت میں لگام بھی جا سکتی ہے وہ یہ کہ عوام اس کی پالیسیوں اور نظریات کے خلاف قوت کے ساتھ اتحاد کریں اور یہی میرا پیغام ہے۔ اکثریت اور اقلیت کو متحد ہونا چاہیے کہ یہی ملک کی سب سے بڑی کامیابی اور فرقہ پرستوں کی سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔"

کانگریس اور بی جے پی کے دور حکومت میں فرق سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولانا ارشد مدنی بتاتے ہیں: "لوگ مجھے کانگریس سے قریب سمجھتے ہیں اس لئے چند حلقوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ کانگریس کی ایماء پر میں یہ باتیں کرتا ہوں جبکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ بتائیں کانگریس کے دور میں گھر واپسی کی مہم کہاں تھی، اس دور میں کیا کوئی مسلمانوں اور عیسائیوں کو ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم کرنے کی بات کرتا تھا، کانگریس کے دور میں یہ باتیں نہیں تھیں۔ ہاں کانگریس کے دور میں فرقہ وارانہ فسادات تھے اور ان فسادات کی بدولت ہی آج کانگریس اس حال میں ہے کہ کاسہ گدائی لے کر دو لوگوں سے ووٹوں کی بھیک مانگتی ہے مگر اسے ووٹ نہیں ملتے.... مگر اس دور میں آج جیسے حالات نہیں تھے۔ آج تو حالات اس قدر خوش ہو گئے ہیں کہ یہ خطرہ ہے کہ کہیں داعش اور بائیں ممالک جیسے حالات یہاں بھی نہ پیدا ہو جائیں۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو مل کر یہی کوشش کرنی چاہیے کہ حالات بہتر ہو جائیں، یہی ملک کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔"

مولانا ارشد مدنی 'داعش' اور 'بائیں' جیسے ملکوں کی بات کر کے جن حالات کی جانب توجہ مبذول کرا رہے تھے کیا واقعی ملک ان حالات سے گذر رہا ہے؟ یقیناً یہ بات نہ مرکزی سرکار قبول کرے گی اور نہ ہی سنگھ پریوار، مگر مولانا محترم صاف لفظوں میں کہتے ہیں: "ملک بدامنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کسی کے بھی منہ میں لگام نہیں ڈالی جا رہی ہے۔ حکومت کچھ کر نہیں رہی ہے بس ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہے۔ وہ لوگ جو بے لگام ہیں وہ بے خطر بھی ہیں، اسی لئے بدامنی کا شدید خطرہ ہے۔ اسی لئے میں نے یہ بات کہی ہے کہ 'داعش' بائیں جیسے ملکوں جیسے حالات پیدا ہونے کا خطرہ ہے.... ہم مرکزی حکومت کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے، نہ ہی وزیراعظم نریندر مودی کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ ایک وزیراعظم کے طور پر ان کا احترام ہے، مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے لگام اور بے خطر عناصر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ 'آزاد' ہیں، حکومت کے ہاتھ بڑے مضبوط ہوتے ہیں، وہ چاہتی یا اب بھی چاہے تو ان عناصر کی گردن پکڑ لے۔ اگر ایسا ہو جاتا، ان عناصر کی گردن پہلے ہی پکڑ لی گئی ہوتی تو یہ آج جو ملک کے حالات ہیں وہ نہ ہوتے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ان دنوں سرکار کچھ اچھی باتیں کر رہی ہے مگر یہ بہار الیکشن کے نتائج کے سبب ہے، بہار الیکشن سے پہلے اس نے کچھ اچھا نہیں کیا تھا۔"

مولانا ارشد مدنی کا 'عناصر' سے واضح اشارہ یوگی ادتیہ ناتھ، سادھوی پراچی اور ساکشی مہاراج جیسے 'بے لگاموں' کی جانب ہے.... وہ ان کے نام ہی نہیں مودی سرکار اور وزیراعظم نریندر مودی کا نام بھی اپنی زبان سے لینا نہیں چاہتے.... شاید وہ ان کے نام لینا پسند نہیں کرتے.... مگر وہ صاف صاف لفظوں میں مودی سرکار کو کٹہرے میں کھڑا کر دیتے ہیں.... وہ بتاتے ہیں: "اس سرکار کے وعدے پورے نہیں ہوئے ہیں، نہ ہی لوگوں کا 'وکاس' ہوا ہے اور نہ ہی 'سب کا ساتھ' کی بات پر عمل کیا جا رہا ہے.... اور یہ صرف میں نہیں کہہ رہا ہوں، یہ ساری دنیا کہہ رہی ہے۔ یہ سرکار جن منصوبوں اور پراجکٹوں کی تکمیل کے دعوے کر کے ان کا سہرا اپنے سر باندھ رہی ہے وہ تو تمام ہی پراجکٹ سابقہ یو پی اے سرکار کے تھے، کوئی ایک بھی نیا منصوبہ نہ بنا ہے، نہ نئے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے، تمام ہی پرانے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔"

مولانا ارشد مدنی ایک پیش گوئی بھی کرتے ہیں: "اگر سرکار صحیح طریقے سے چلتی ہے، فرقہ پرستی پر لگام لگاتی ہے تو یہ سرکار آئندہ بھی چلتی رہے گی، لیکن اگر سرکار جیسے چل رہی ہے اسی طرح چلتی رہی، کاروبار جس طرح برباد ہو رہا ہے اسی طرح برباد ہوتا رہا، فرقہ پرستی جس طرح بڑھ رہی ہے اسی طرح پھلتی پھولتی رہی تو سرکار نہیں چلے گی، کوئی بھی سیاسی پارٹی اس طرح کے حالات میں آگے نہیں بڑھ سکتی وہ پیچھے ہی ہٹے گی۔"

مولانا محترم اتر پردیش کی اکھلیش سنگھ یادو کی سرکار سے خوش نہیں ہیں حالانکہ حال ہی میں انہوں نے سماج وادی پارٹی کے رہنما ملائم سنگھ یادو کو ان کی سالگرہ پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دی تھی۔ اس تعلق سے مولانا محترم یہ اعتراف کرتے ہیں: "میری ملائم سنگھ یادو سے قربت ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں یو پی کے حالات کو نظرانداز کر دوں۔ سچ تو یہ ہے کہ یو پی کے اندر جو امن وامان کی صورتحال ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہے۔ یو پی میں فرقہ وارانہ فسادات خوب ہوئے ہیں۔ اکھلیش یادو کی حکومت کا انتظامیہ پر وہ قبضہ نہیں ہے جو ہونا چاہیے تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ملائم سنگھ کی یو پی کی حکومت کے دور جیسی صورت اکھلیش یادو کی حکومت کی نہیں ہے.... لوگ پوچھتے ہیں کہ مولانا آپ ملائم سنگھ کے قریب ہیں ان سے اس پر بات کیوں نہیں کرتے، کیوں کچھ نہیں کہتے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم ملائم سنگھ یادو سے خوب کہتے رہے ہیں مگر اس کا جو نتیجہ نکلنا چاہیے تھا ابھی تک نہیں نکلا ہے.... انہوں نے کام ضرور کئے ہیں، جیسے کہ مظفر نگر کے فساد زدگان کو معاوضے کی کثیر رقم یا شیخ الہند یونیورسٹی کا قیام وغیرہ، مگر وہ بنیادی باتیں جن کا سماج وادی پارٹی کے مینی فیسٹو میں اعلان کیا گیا تھا، ان پر عمل نہیں کیا گیا ہے۔"

قومی یکجہتی، امن وامان کا قیام اور فرقہ پرستی کے خلاف جمعیۃ علماء ہند کی کوششیں کس قدر کامیاب ثابت ہوں گی؟ اس سوال کے جواب میں مولانا ارشد مدنی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم کامیاب ہوں گے وہ پوری سچائی کے ساتھ یہ اعتراف کرتے ہیں: "یہ ہماری ایک کوشش ہے، ہم یہ کر رہے ہیں، ہم آواز اٹھا رہے ہیں کر ہی سکتے ہیں، ہماری ایک مخلصانہ کوشش ہے کہ اس ملک کے ہندو اور مسلمان سب متحد ہو جائیں، دلت ہمارے ساتھ آ رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کی اقلیتوں کا دلت ایک سہارا ہو جائیں، بلکہ ملک کے تمام لوگ ایک دوسرے کا سہارا ہو جائیں۔ اس کوشش کی کامیابی بس اللہ رب العزت ہی کے ہاتھ میں ہے۔".... مولانا ارشد مدنی کو مسلمانوں کے اتحاد کی بھی فکر ہے۔ ان کا یہ ماننا ہے کہ مسلمان کم از کم سیاسی طور پر متحد ہوئے ہیں، ثبوت میں وہ بہار اسمبلی الیکشن کے نتائج پیش کرتے ہیں: "مسلمان متحد ہیں، اگر وہ متحد نہ ہوتے جبکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر اکثریت اور اقلیت متحد نہ ہوتی تو بہار کے اسمبلی الیکشن کا جو نتیجہ نکلا ہے وہ نہ نکلتا۔ الیکشن کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ 70-60 فیصد اتحاد ہی کا نتیجہ ہے۔"

مگر مولانا ارشد مدنی کو مسلمانوں کے آپسی 'انتشار' سے انکار نہیں ہے اور اسی لئے وہ 'مسلم سیاسی پارٹی' کے قیام کی ہر کوشش کے خلاف ہیں.... اس تعلق سے وہ بتاتے ہیں: "مسلم سیاسی پارٹی کا قیام نہ مسلمانوں کے لئے اور نہ ہی اس ملک کے لئے مفید ہے۔ مسلمان اقلیت میں ہیں اور پہلے ہی وہ سیاسی طور پر متحد ہو جائیں مگر ان میں آپسی انتشار ہے، اس لئے کوئی بھی مسلم سیاسی پارٹی کامیابی حاصل نہیں کر سکے گی۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ مسلم سیاسی پارٹی کا ہوا کھڑا کر فرقہ پرست متحد ہو جائیں گے، اور ہمیں فرقہ پرستوں کے اتحاد کو روکنا ہوگا.... مسلمانوں سے یہی میری درخواست ہے کہ وہ فرقہ پرستی کو روکیں اور صرف سیاسی طور پر ہی متحد نہ ہوں آپسی انتشار کو بھی ختم کر کے متحد ہو جائیں۔"

ایک 'اتحاد' کا سوال مزید تھا: جمعیۃ علماء ہند کے دو دھڑوں کے اتحاد کا سوال۔ اس سوال پر مولانا محترم کا جواب میں بغیر کسی تبصرے کے درج کئے دیتا ہوں۔ "ہمارا اتحاد ہے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کسی جماعت کے لوگوں میں نظریاتی فرق ہوتا ہے تو اسے اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیں ملنے میں بھی کوئی عار نہیں ہے۔ ہم ملے ہیں، ہم ملتے ہیں، وہ اپنا کام کرتے ہیں اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، یہ بھی اتحاد ہی ہے۔ ہم آپس میں کبھی ایک دوسرے کو برا بھلا نہیں کہتے۔"

Hazrat Maulana Syed Arshad Madni
President Jamiat Ulema-e-Hind

Postage stamp in the honour of the Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (ra)

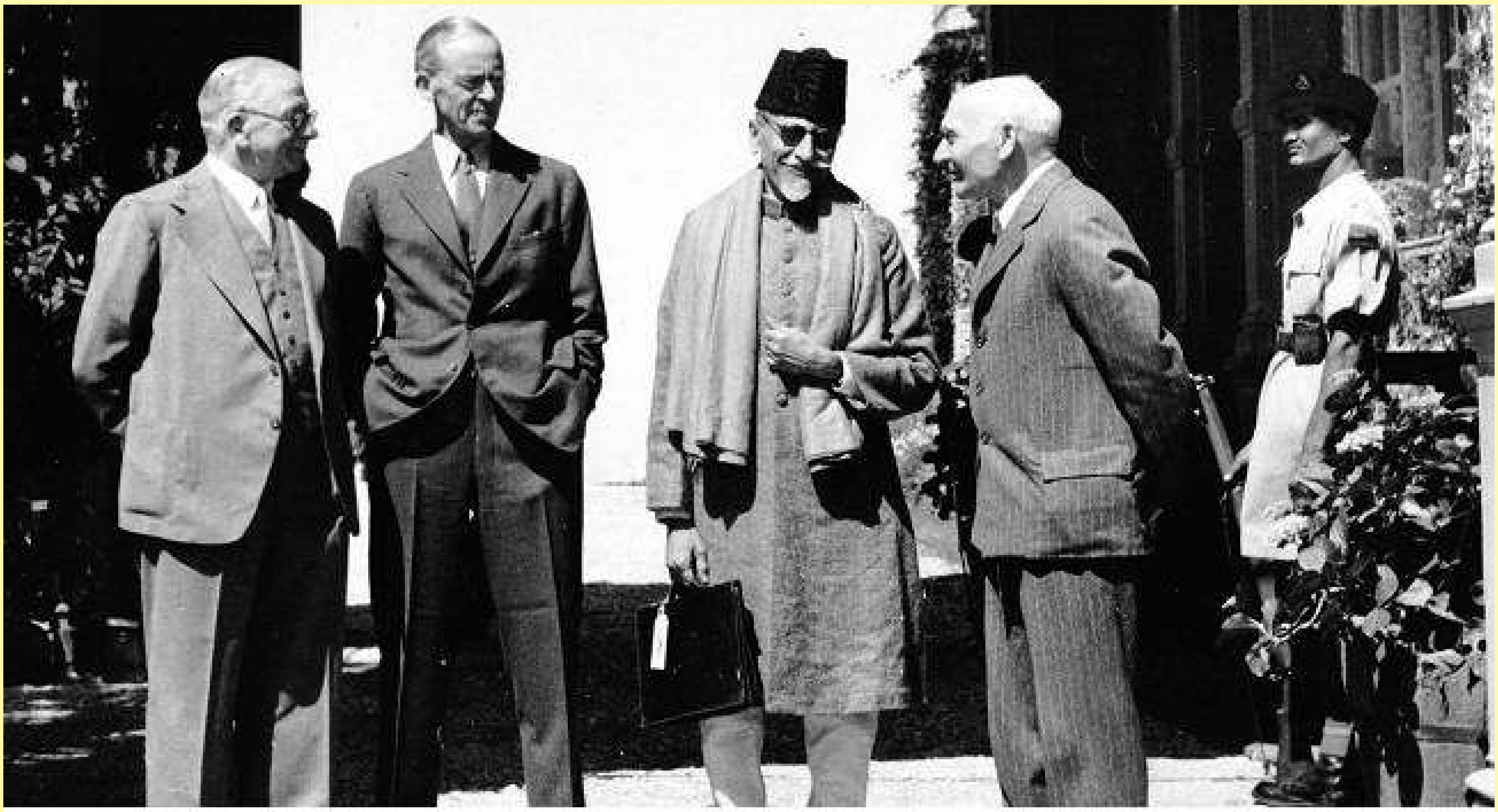

Maulana Abul Kalam Azad, the Congress Party Leader in India (second right) talking with the British Cabinet Mission, left-right: Lord Pethwick-Lawrence (right) Mr, Alexander (left) and Sir Stafford Cripps, 1946

Maulana Abul Kalam Azad (ra), Prime Minister of India Nehru, President of India Rajinder Parshad with King Saud Bin Abdul Aziz (ra)

سنہ ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب کے فرمانروا شاہ سعود بھارت کے دورے پر آئے تو
مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے رفقا جواہر لال نہرو ڈاکٹر راجندر پرشاد کے ہمراہ اُن کا استقبال کیا۔!

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

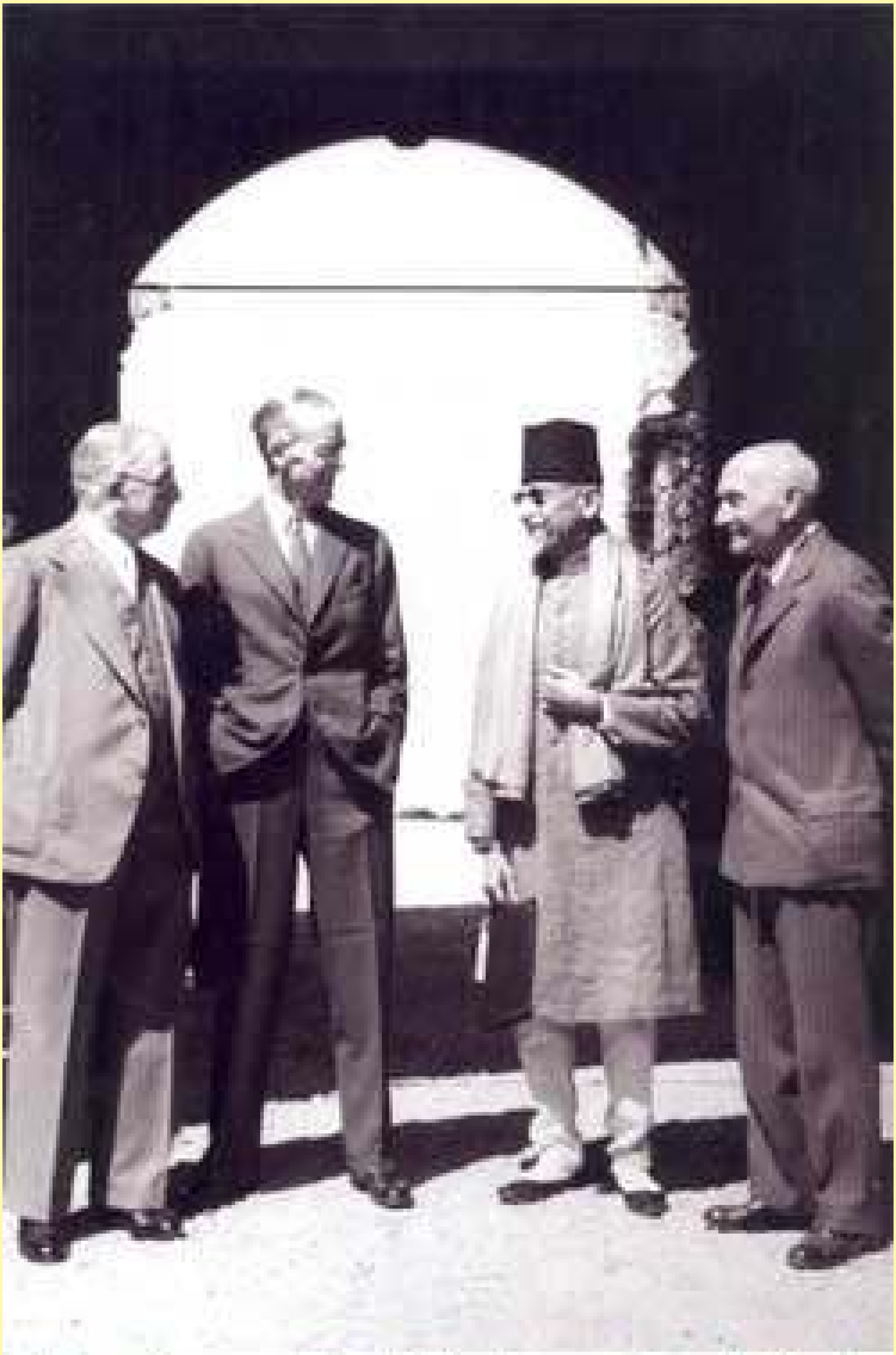

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

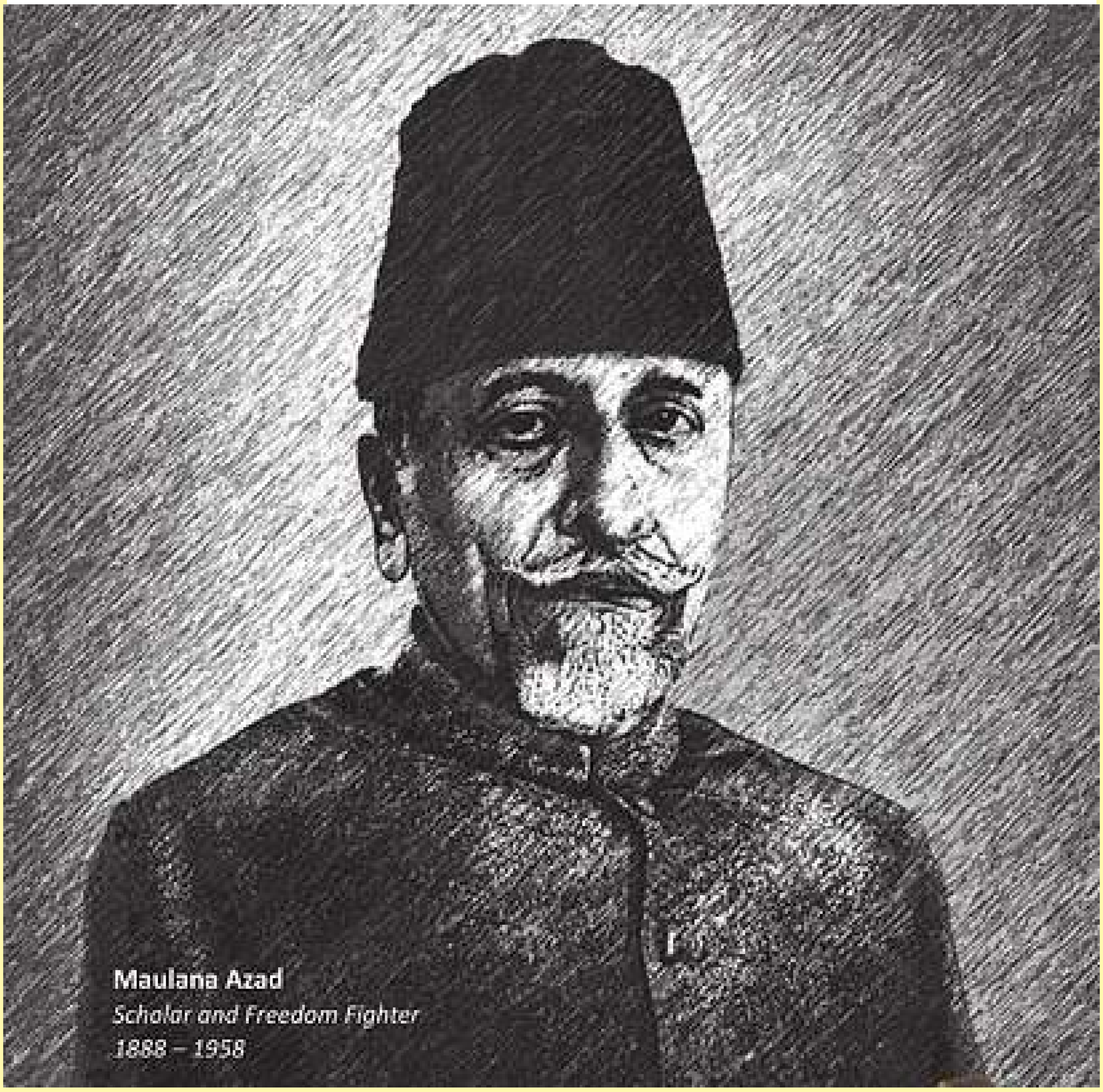

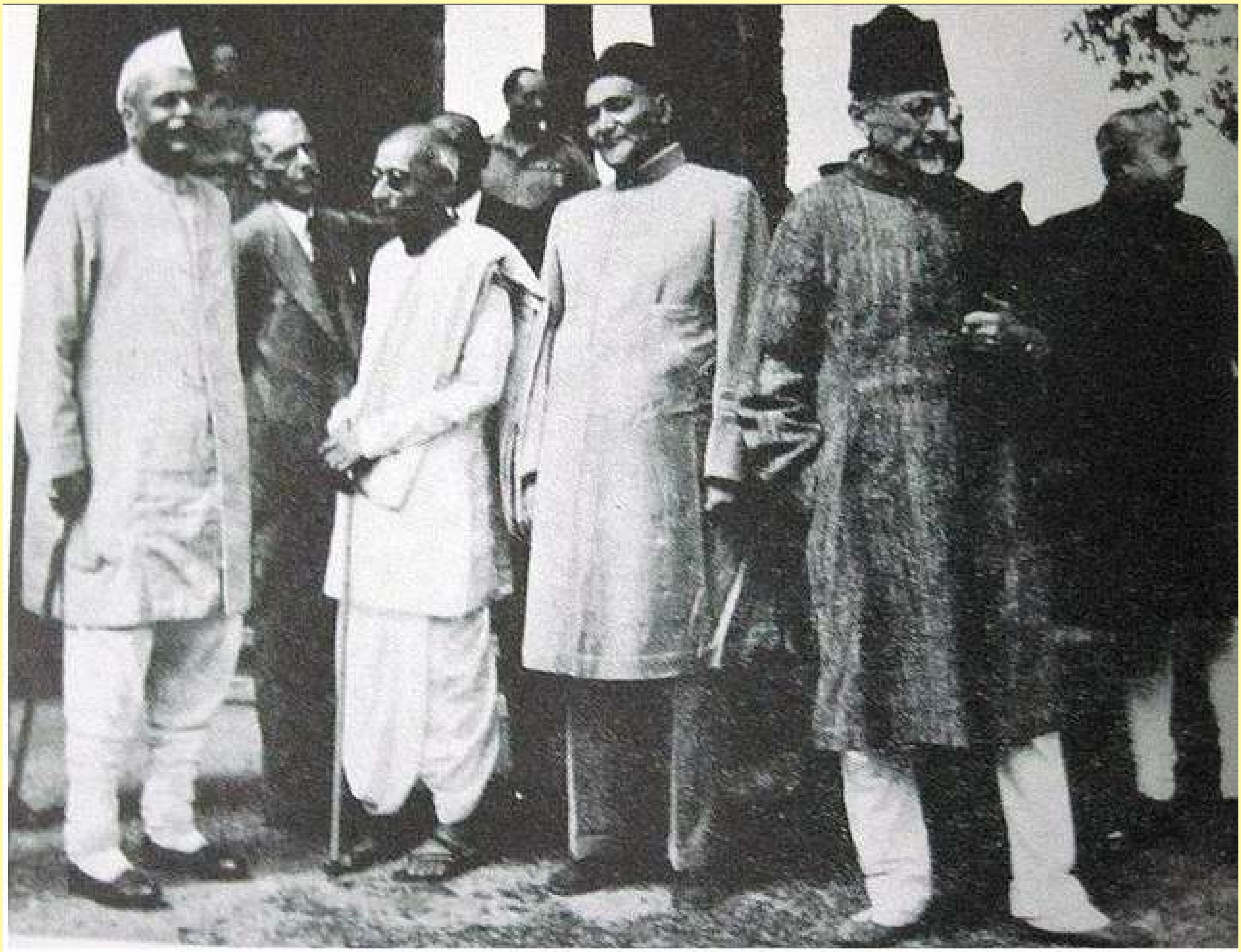

Indian leaders at the Simla Conference (1946). From Left to Right: Rajendra Prasad, Mohammad Ali Jinnah, C. Rajagopalachari, X, Maulana Abul Kalam Azad Date 1946

वाइस रीगल लॉज, शिमला में मौलाना अबुल कलाम आजाद, ए.वी. एलेक्जेंडर, सर स्टफोर्ड क्रिप्स तथा लार्ड पैथिक लॉरेंस के साथ, 5 मई 1946

Maulana Abul Kalam Azad with A.V. Alexander, Sir Stafford Cripps, Lord Pathick Lawrence in Viceregal lodge, Shimla, 5 May 1946

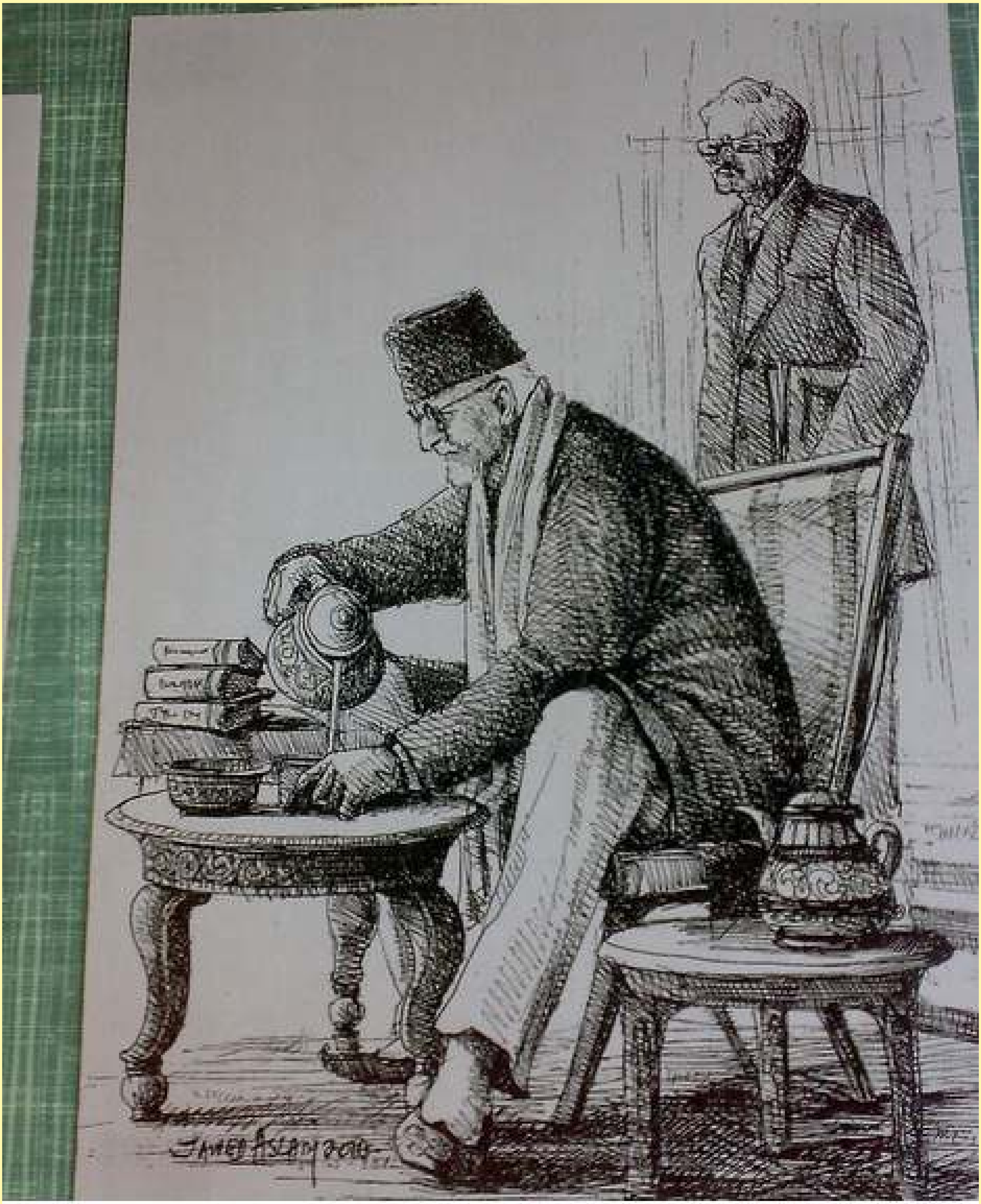

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

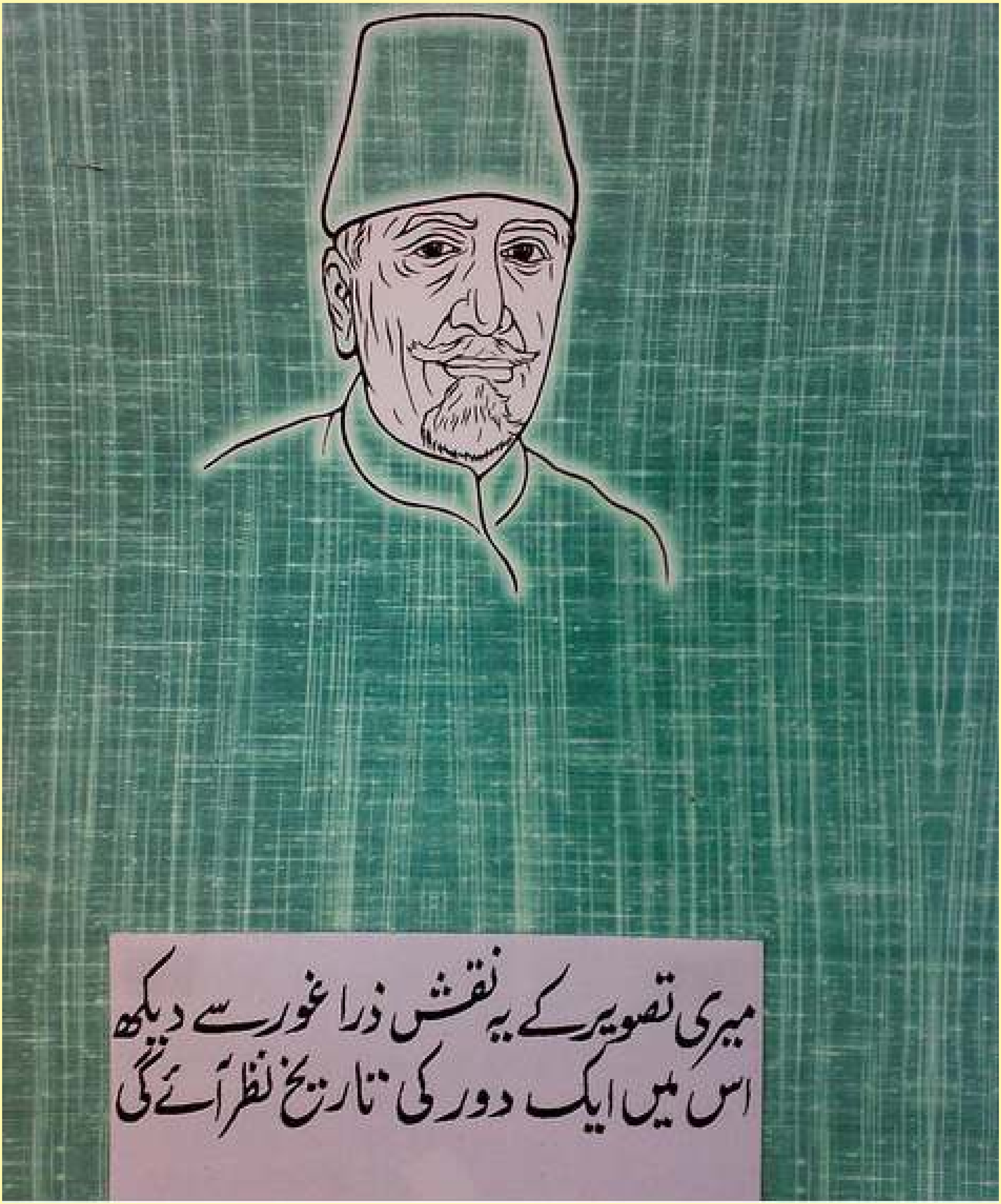
میری تصویر کے یہ نقش ذرا غور سے دیکھ
اس میں ایک دور کی تاریخ نظر آئے گی

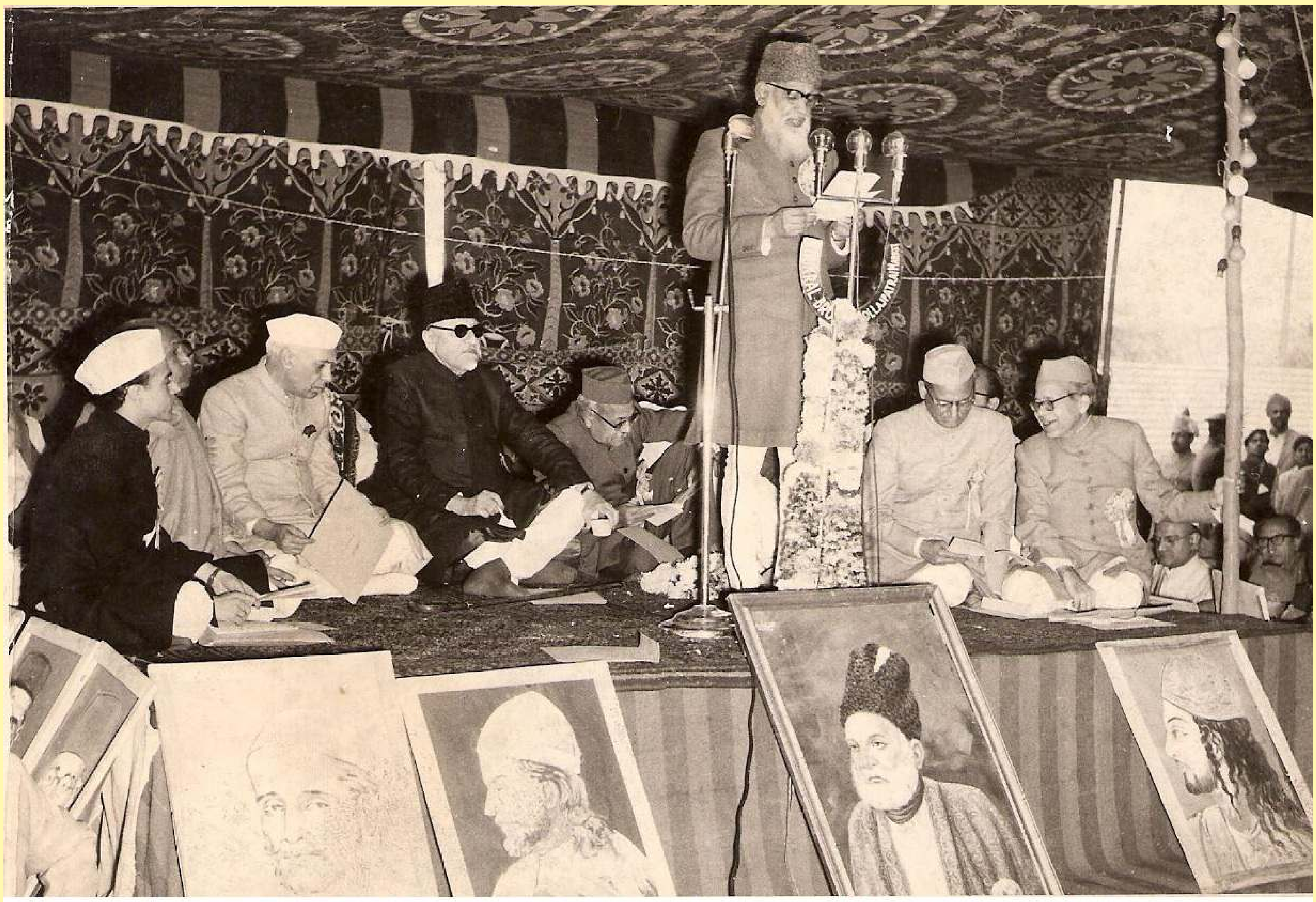

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) addressing Urdu Conference presided by Maulana Abul Kalam Azad (r.a)

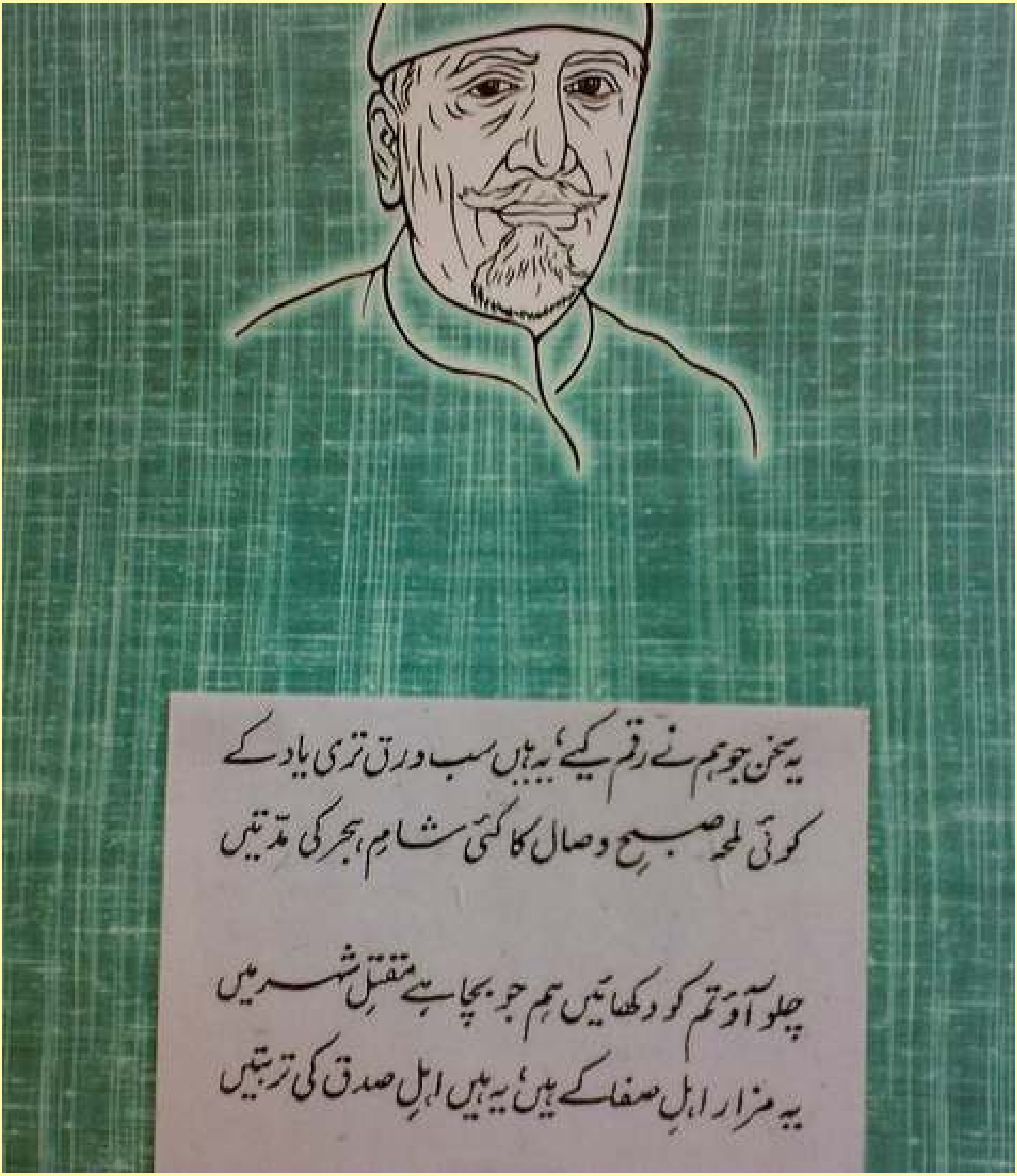
یہ سخن جو ہم نے رقم کیے، یہ ہیں سب ورق تری یاد کے
کوئی لمحہ صبحِ وصال کا کئی شامِ ہجر کی مدتیں
چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتلِ شہر میں
یہ مزار اہلِ صفا کے ہیں، یہ ہیں اہلِ صدق کی تربتیں

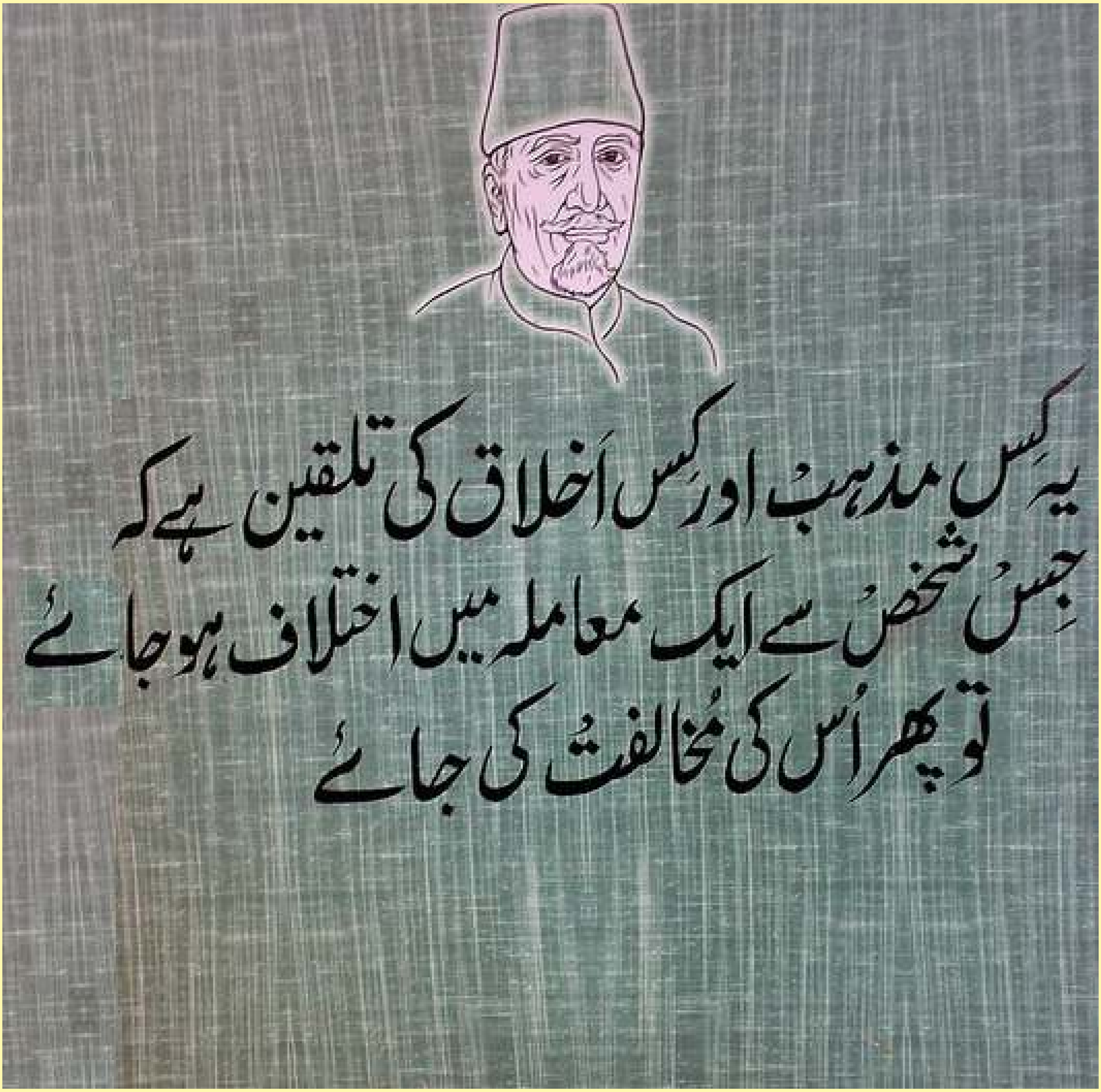
یہ کس مذہب اور کس اَخلاق کی تلقین ہے کہ
جس شخص سے ایک معاملہ میں اختلاف ہو جائے
تو پھر اُس کی مُخالفت کی جائے

Maulana Abul Kalam Azad in conversation with Malik Hizar, Premier of Punjab in Simla, where they had gone to attend Leaders Conference in June 1945.

Maulana Abul Kalam Azad (ra) with Khan Abdul Ghaffar Khan (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Azad (ra) with Sikandar Hayat

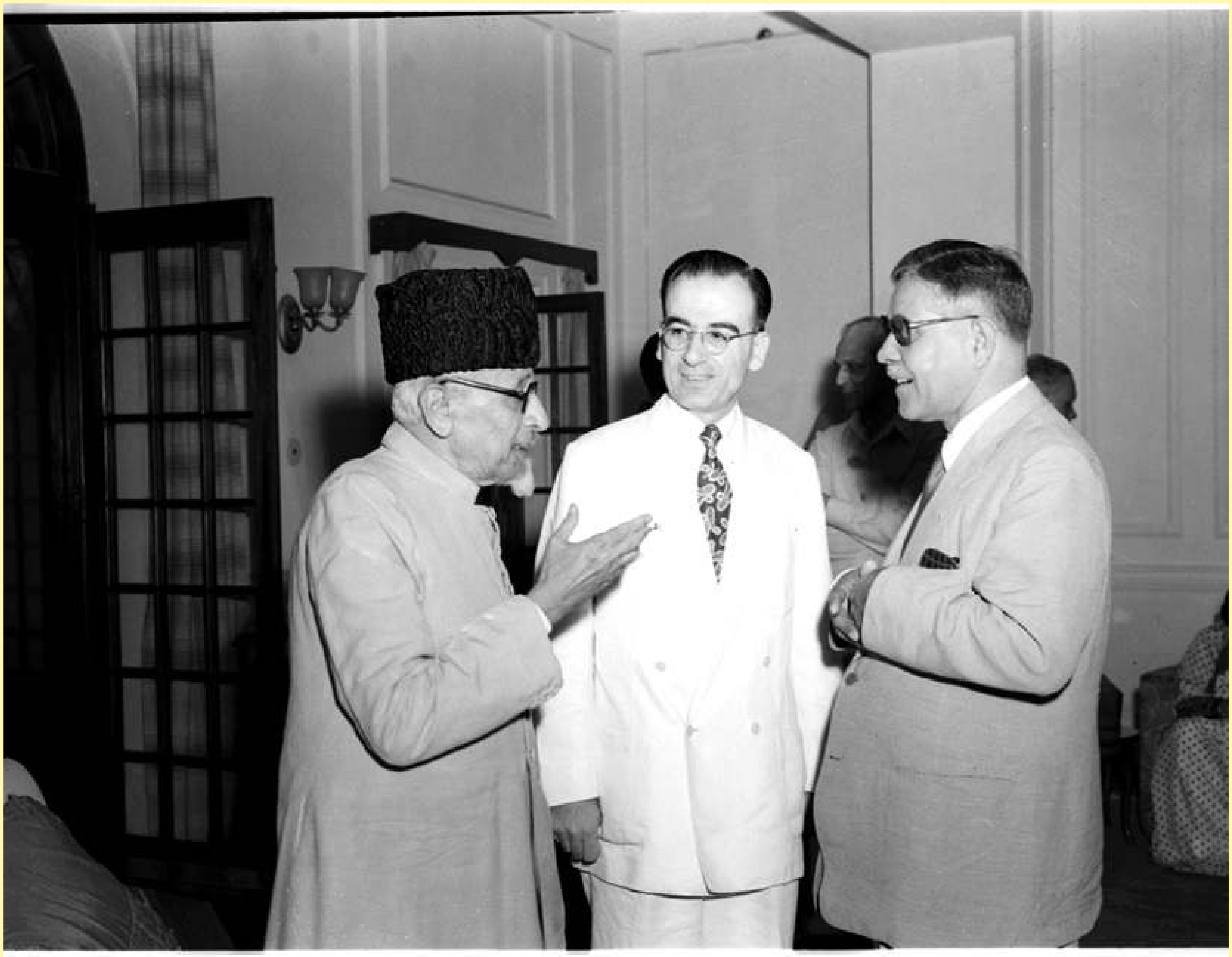

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

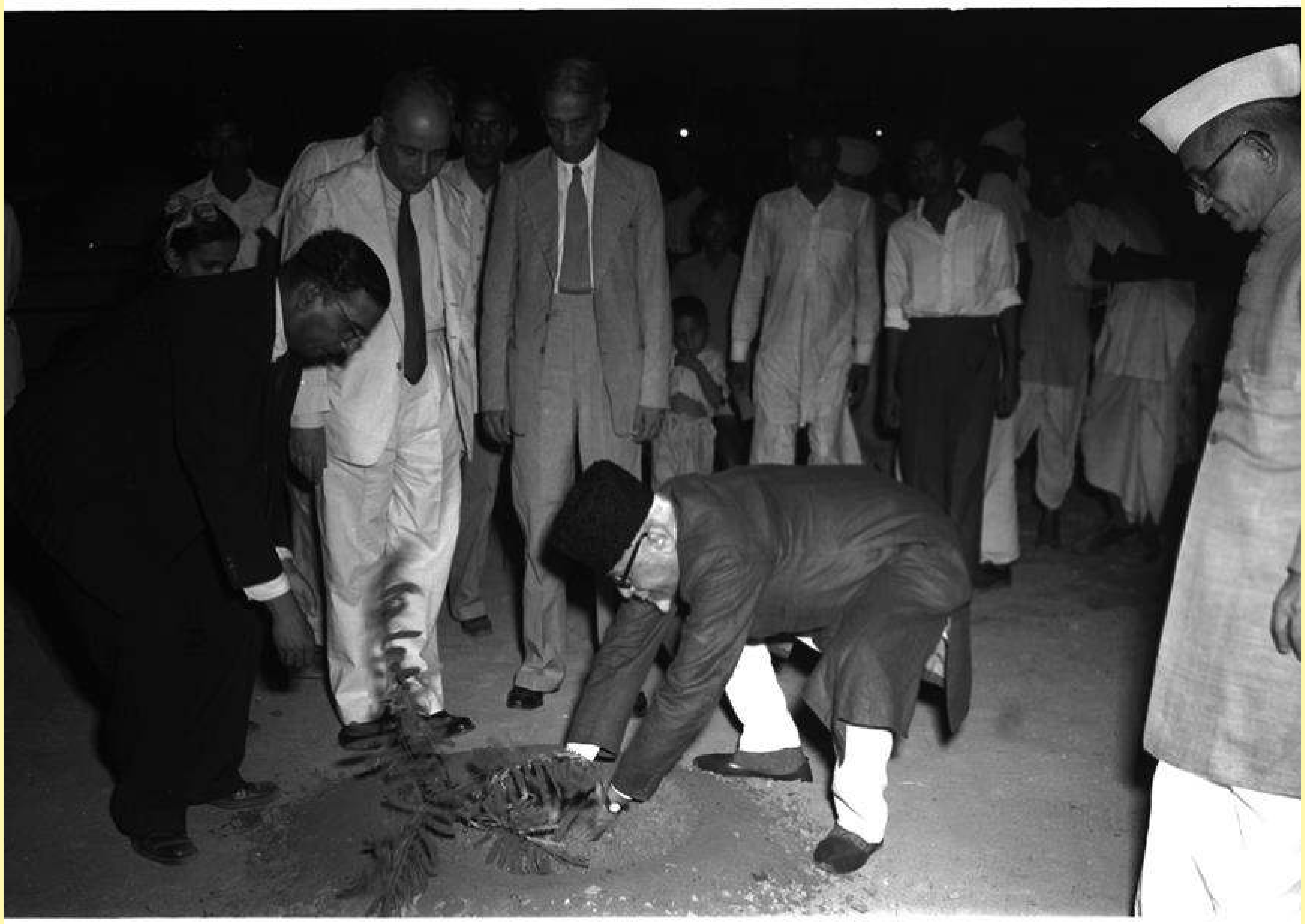

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

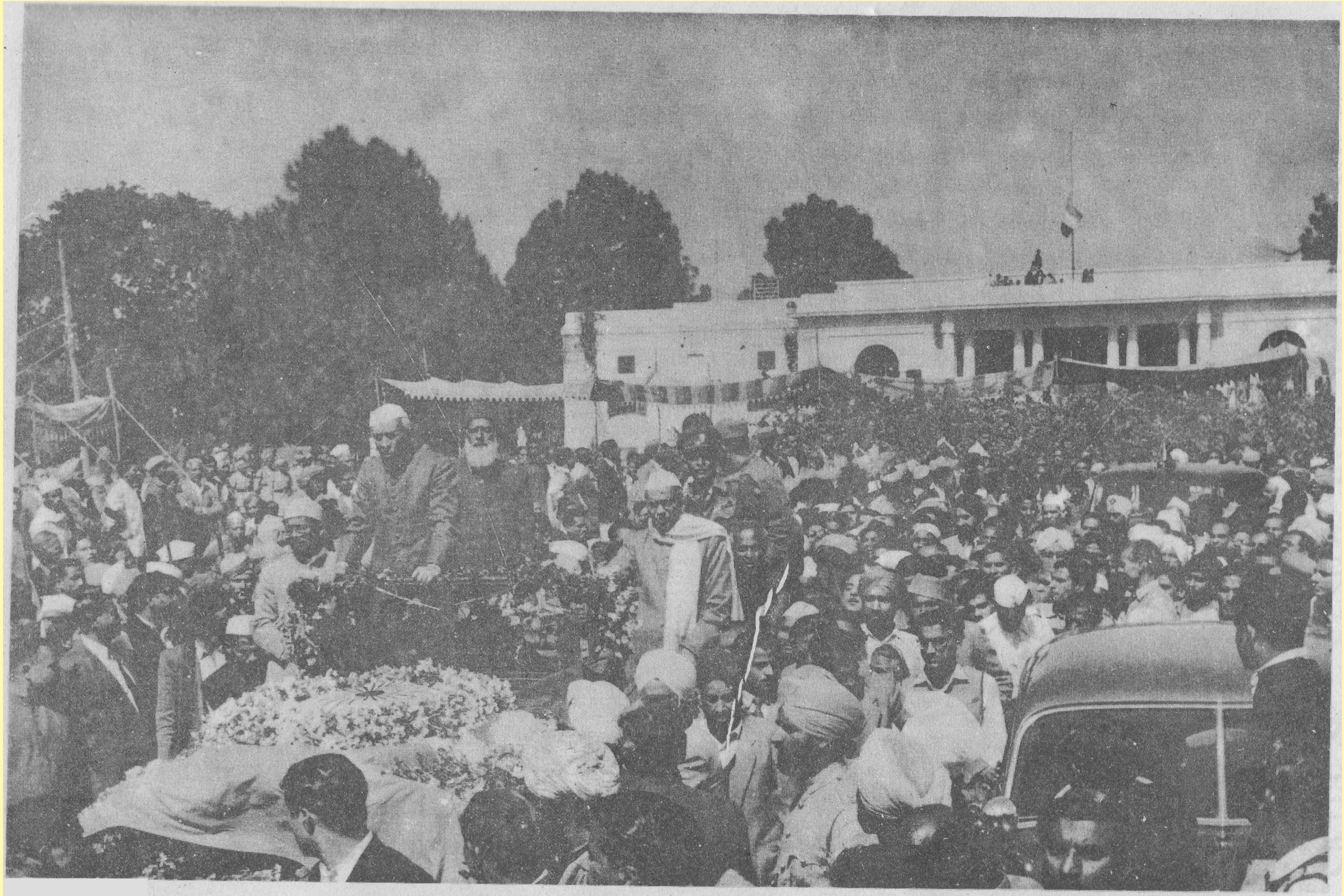

مولاناؒ کا سفرِ آخرت ——

بھلا سکیں گے نہ اہلِ زمانہ صدیوں تک
مری وفا کے، مرے فکر و فن کے افسانے

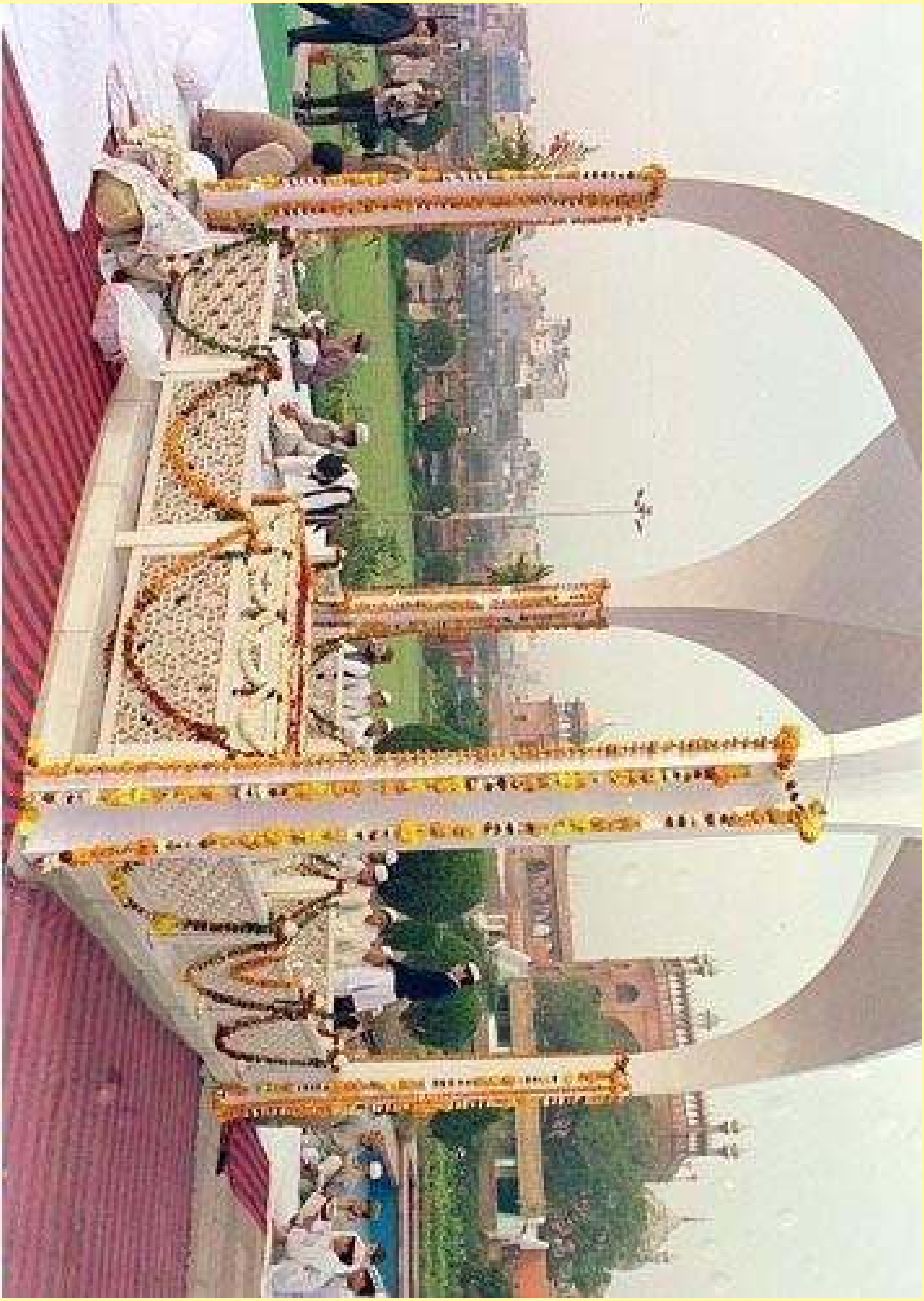

Grave of Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

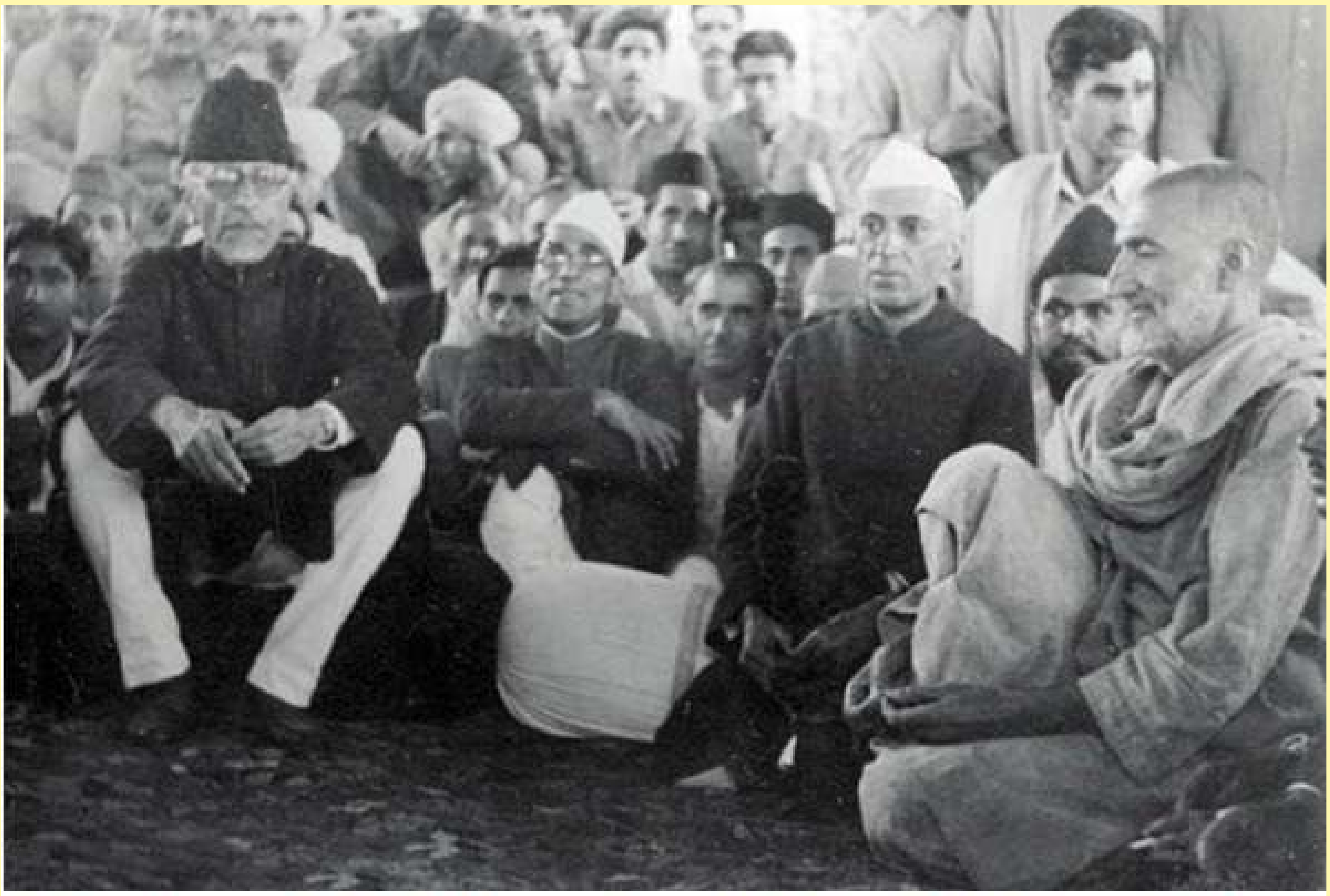

Maulana Abul Kalam Azad, Mian Iftikharuddin, Mr.Jawaharlal Nehru and Basha Khan

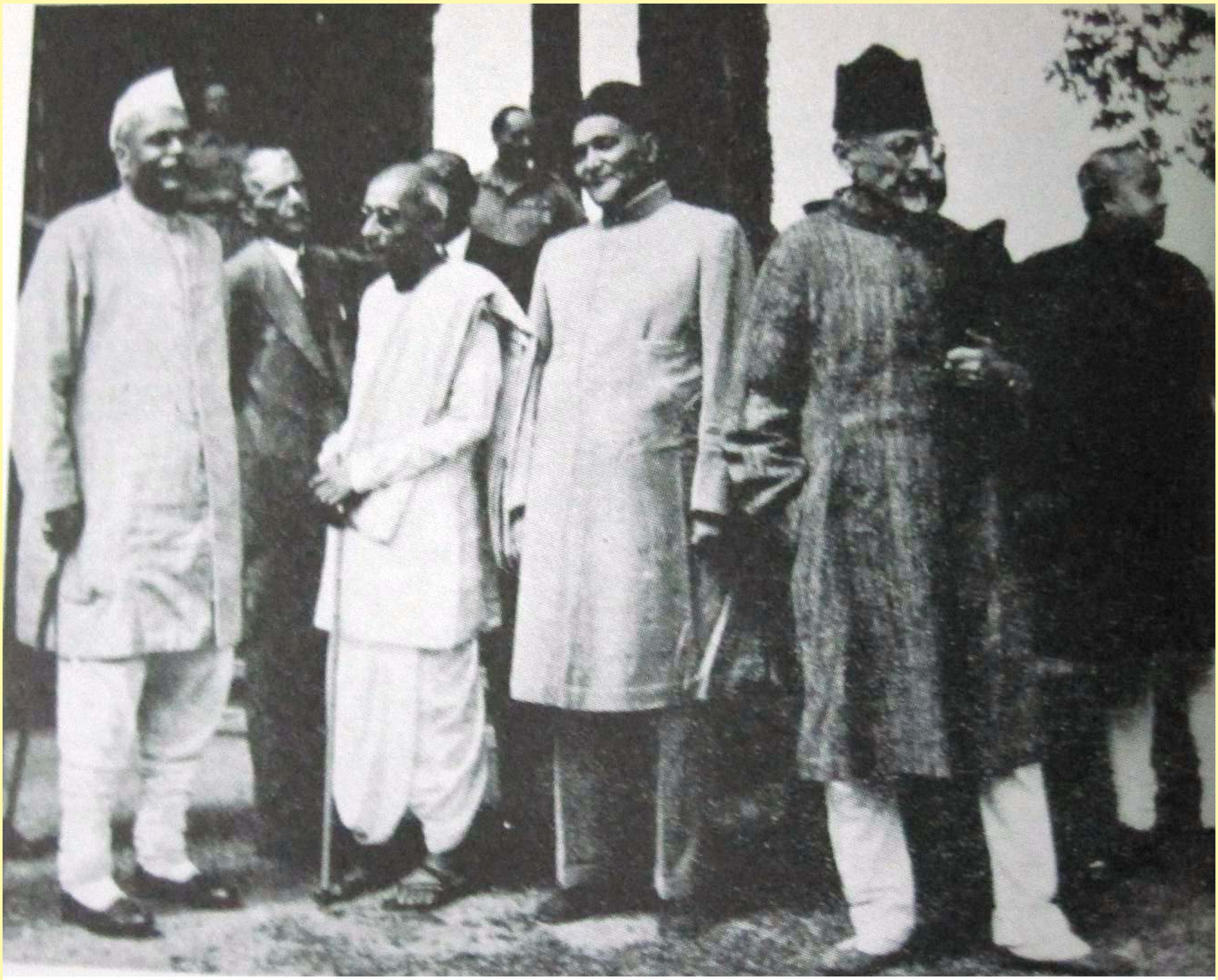

Simla Conference (1946). From Left to Right: Rajendra Prasad , Mr Mohammad Ali Jinnah , Maulana Abul Kalam Azad

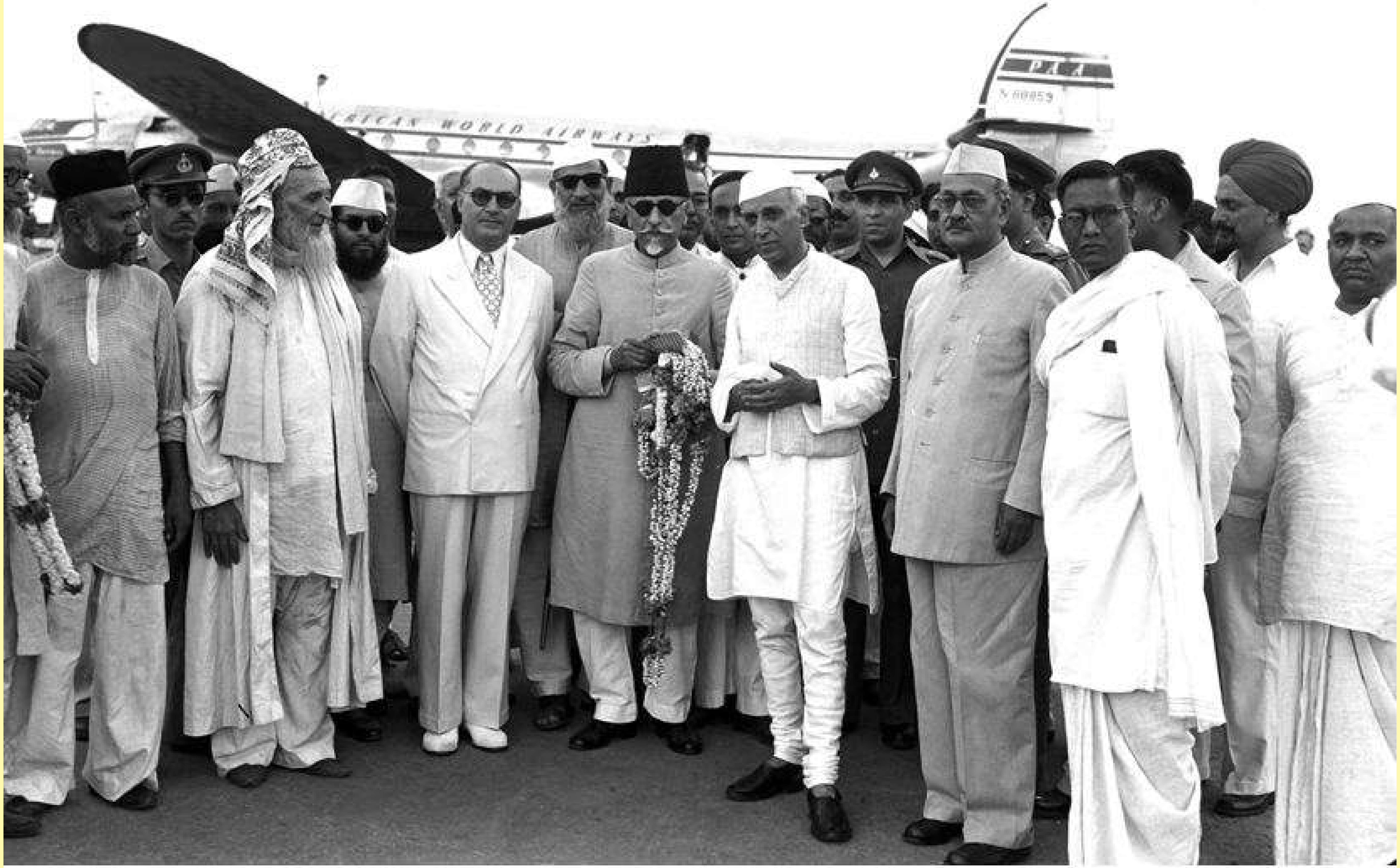

Maulana Ahmad Saeed Dehlavi (ra)
Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

K.M. Munshi Union Ofod & Agriculture Minister requesting the Union Education Minister, Maulana Abul Kalam Azad to performm to the opening ceremony of the Central College of Agriculture Hostel at Pusa (Delhi) on November 3, 1951.

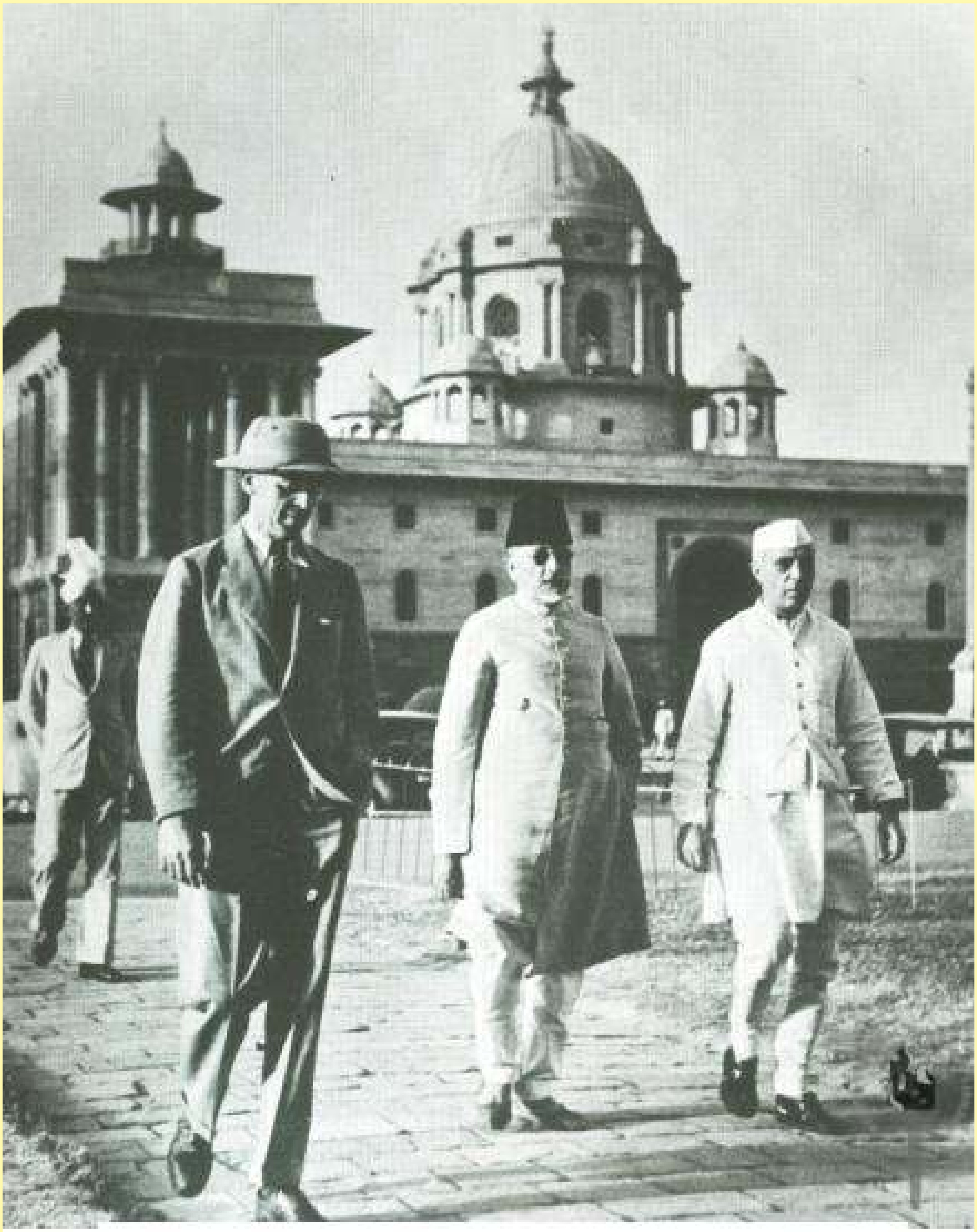

Jawaharlal Nehru with Sir Stafford Cripps and Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Azad (ra) with Karamchand Gandhi and Jawaharlal Nehru

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra) with
King Saud Bin Abdul Aziz (ra)

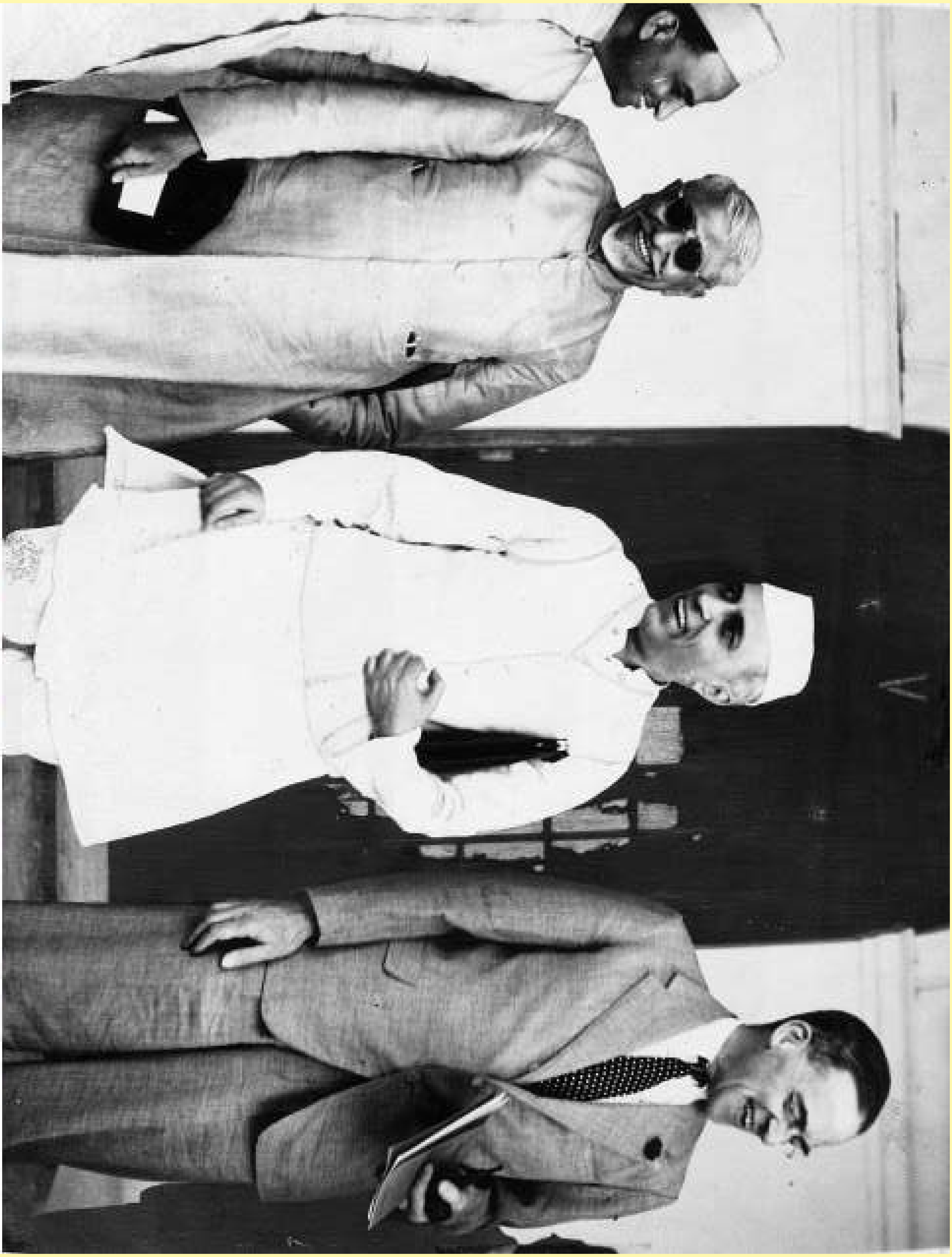

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

Maulana Abul Kalam Azad (ra)

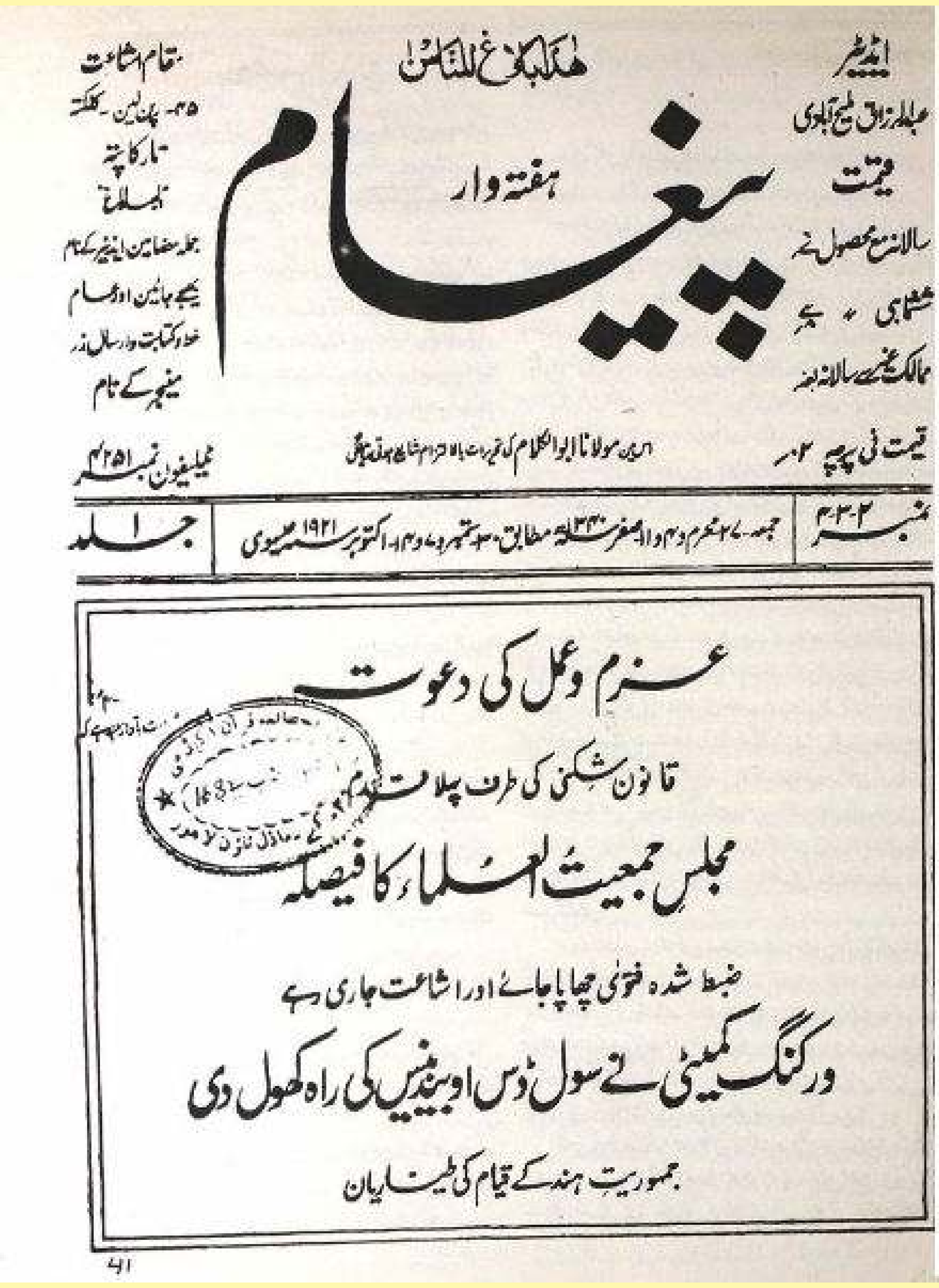

ایڈیٹر
عبدالرزاق ملیح آبادی
قیمت
سالانہ مع محصول ۶
ششماہی " ۳
ممالک غیر سے سالانہ ۸

ھذا بلاغ للناس

پیغام

ہفتہ وار

مقام اشاعت
۴۵۔ پرن لین۔ کلکتہ
تار کا پتہ
البلاغ
جملہ مضامین ایڈیٹر کے نام
بھیجے جائیں اور تمام
خط و کتابت و ارسال زر
منیجر کے نام

قیمت فی پرچہ ۲
اس میں مولانا ابوالکلام کی تحریرات بالالتزام شائع ہوتی رہینگی
ٹیلیفون نمبر ۲۲۵۱

نمبر ۲-۳-۴ | جمعہ ۲۷ محرم و ۴ و ۱۱ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر و ۷ و ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء عیسوی | جلد ۱

عزم و عمل کی دعوت

قانون شکنی کی طرف پہلا قدم

مجلس جمعیت العلماء کا فیصلہ

ضبط شدہ فتویٰ چھاپا جائے اور اشاعت جاری رہے

ورکنگ کمیٹی نے سول ڈس اوبیڈینس کی راہ کھول دی

جمہوریت ہند کے قیام کی تیاریاں

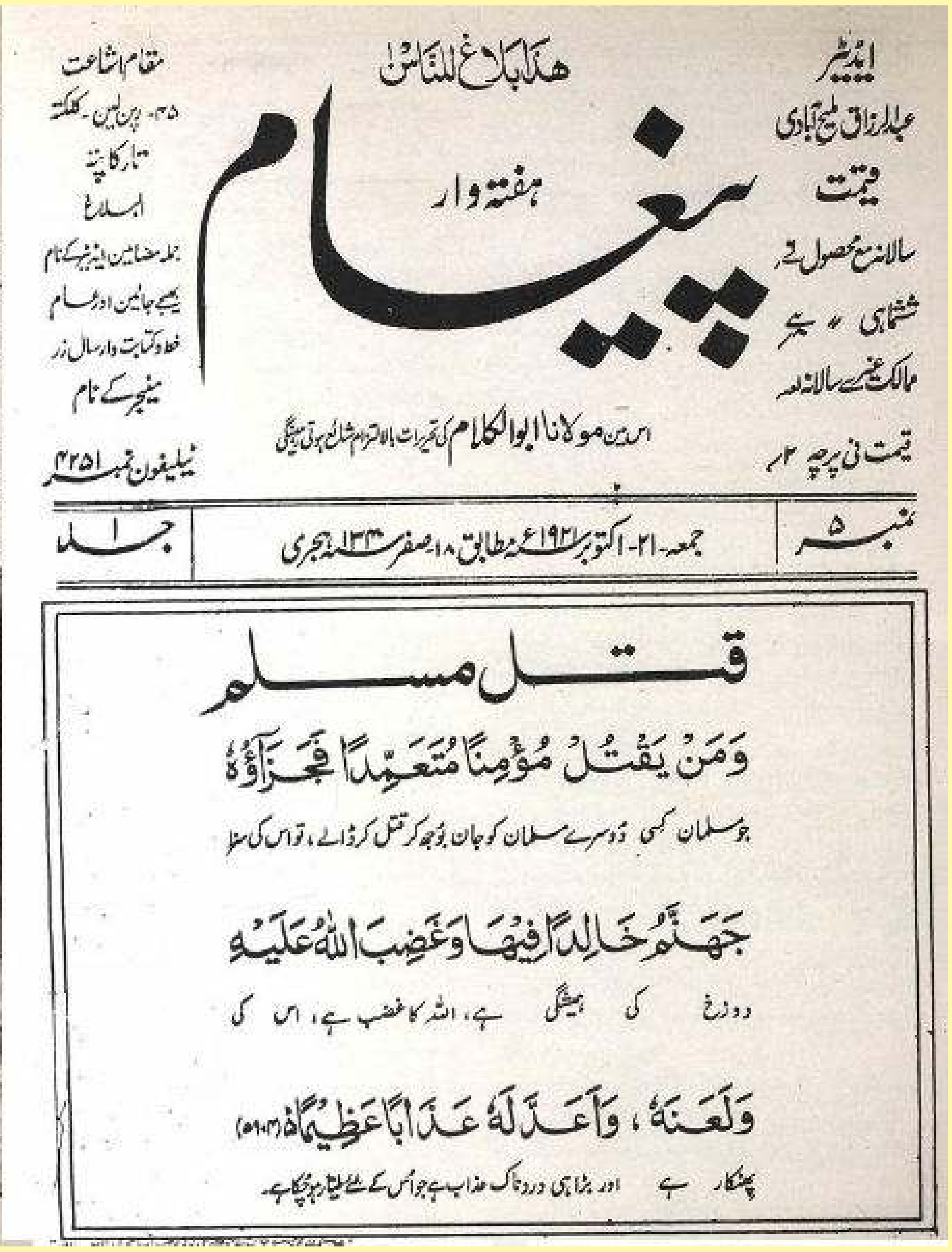

ایڈیٹر
عبدالرزاق ملیح آبادی
قیمت
سالانہ مع محصول ۶
ششماہی " ۳
ممالک غیر سے سالانہ ۸

ھذا بلاغ للناس

پیغام

ہفتہ وار

مقام اشاعت
۴۵۔ پرن لین۔ کلکتہ
تار کا پتہ
البلاغ
جملہ مضامین ایڈیٹر کے نام
بھیجے جائیں اور تمام
خط و کتابت و ارسال زر
منیجر کے نام

قیمت فی پرچہ ۲
اس میں مولانا ابوالکلام کی تحریرات بالالتزام شائع ہوتی رہینگی
ٹیلیفون نمبر ۲۲۵۱

نمبر ۵ | جمعہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۴۰ھ ہجری | جلد ۱

قتل مسلم

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ
جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے، تو اس کی سزا

جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ
دوزخ کی ہمیشگی ہے، اللہ کا غضب ہے، اس کی

وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (۴:۹۳)
پھٹکار ہے اور بڑا ہی دردناک عذاب ہے جو اس کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

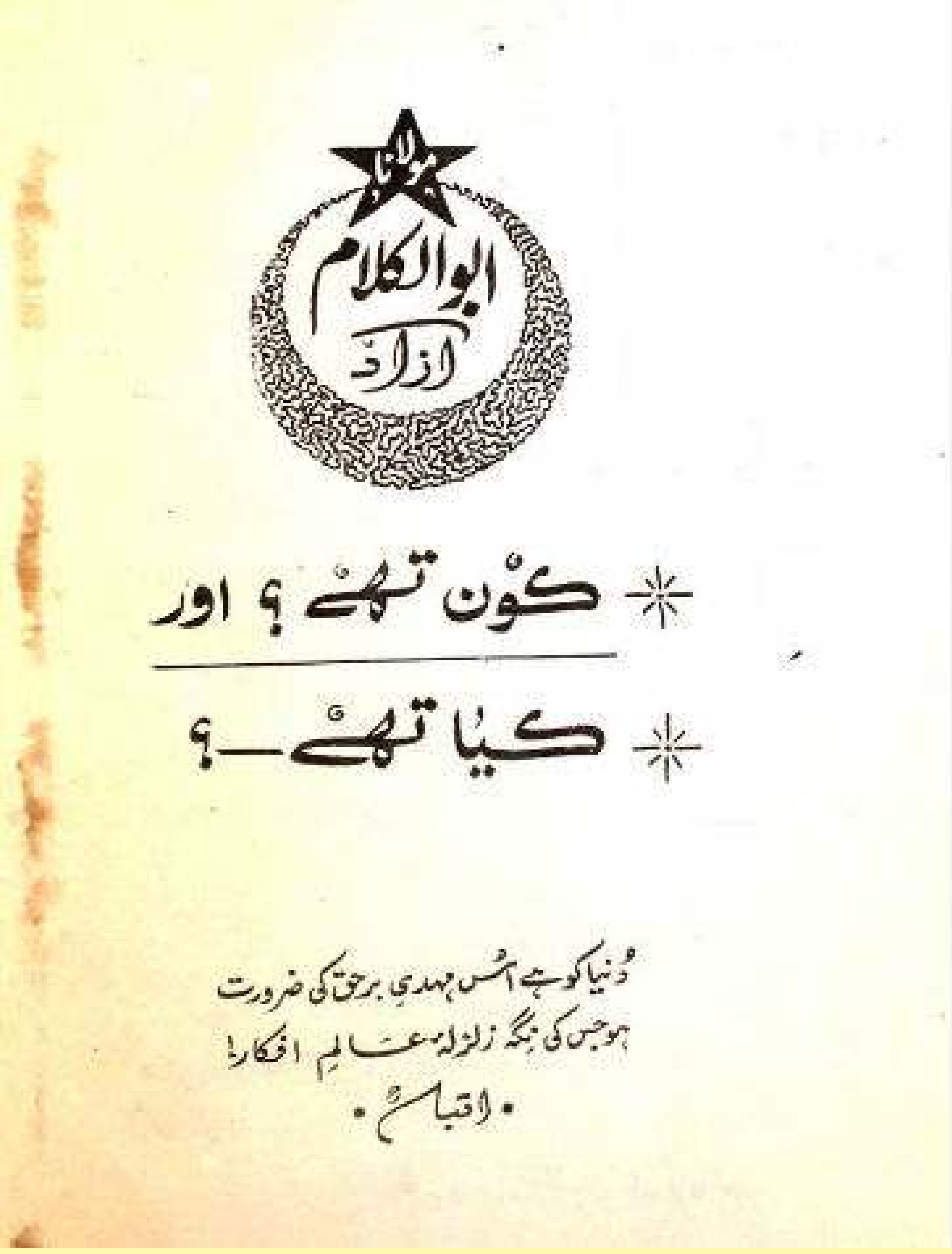

مولانا
ابوالکلام
آزاد

کون تھے؟ اور
کیا تھے؟

دنیا کو ہے اُس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار!
اقبالؔ

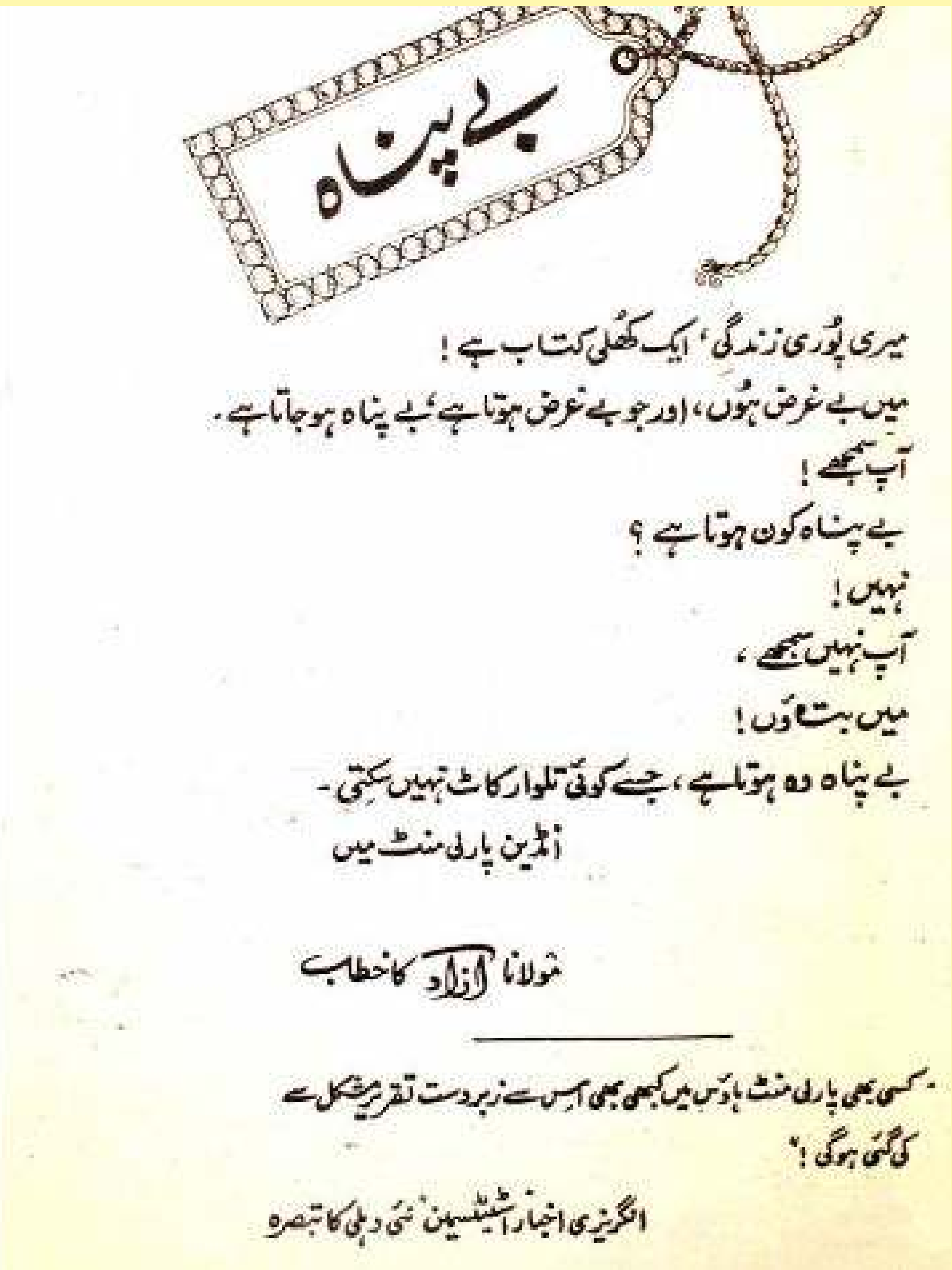

بے پناہ

میری پوری زندگی، ایک کھلی کتاب ہے!
میں بے غرض ہوں، اور جو بے غرض ہوتا ہے، بے پناہ ہو جاتا ہے۔
آپ سمجھے!
بے پناہ کون ہوتا ہے؟
نہیں!
آپ نہیں سمجھے،
میں بتاؤں!
بے پناہ وہ ہوتا ہے، جسے کوئی تلوار کاٹ نہیں سکتی۔
اسمبلی پارلیمنٹ میں

مولانا آزاد کا خطاب

"کسی بھی پارلیمنٹ ہاؤس میں کبھی بھی اس سے زبردست تقریر مشکل سے کی گئی ہوگی!"

انگریزی اخبار اسٹیٹسمین نئی دہلی کا تبصرہ

مولانا ابوالکلام آزاد

عُلماءِ سُو

• سانپ اور بچھو ایک سُوراخ میں جمع ہو جائیں گے۔ لیکن علماءِ دنیا پرست کبھی ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتّوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے، لیکن اِدھر قصائی نے ہڈّی پھینکی اور اُدھر ان کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے ــــ یہ ہی حال ان سگانِ دُنیا کا ہے، ان کا سرمایۂ نازِ علمِ حق" نہیں ہے۔ جو تفرقہ مٹاتا اور اتباعِ سبلِ متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے، بلکہ یکسر علمِ جدل و خلاف ہے ــ نفس پرستی اس کی کثافت کو خمیر دیتی، اور دنیا طلبی کی آگ اس کی ناپاکی کے بخارات کو اور زیادہ تیز تر کرتی رہتی ہے۔" ــــــــ (ایک تحریر سے اقتباس)

★ ★ ★

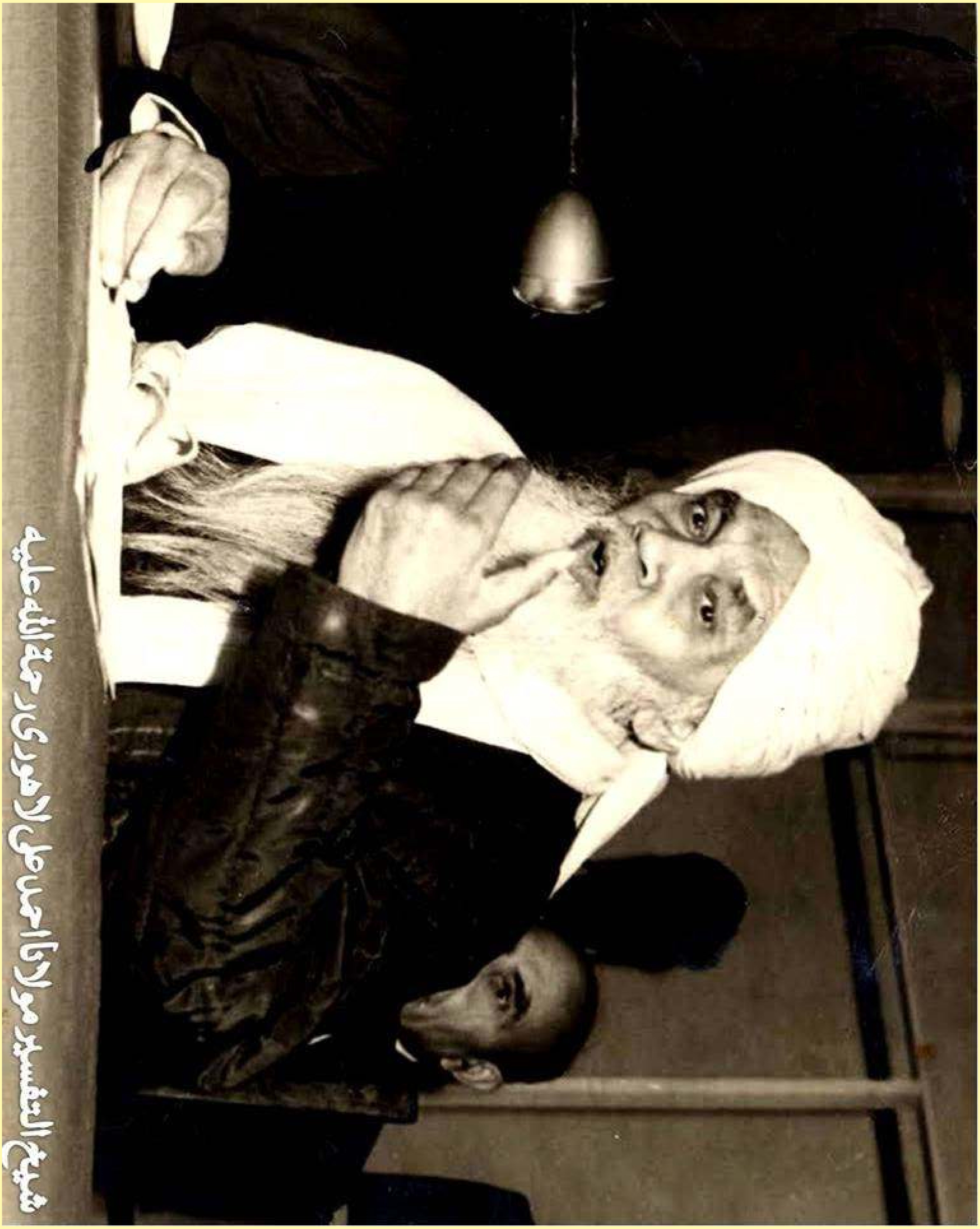
شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد علیؒ کی آخری یادگار تصویر

آپ دیال سنگھ کالج لاہور کے جلسہ کی صدارت فرما رہے ہیں۔
آپ کے دائیں جانب خطیب پاکستان قاضی احسان احمد تشریف
فرما ہیں۔

بشکریہ روزنامہ کوہستان

Maulana Ubaidullah Anwar R.A

s/o Maulana Ahmad Ali Lahori RA

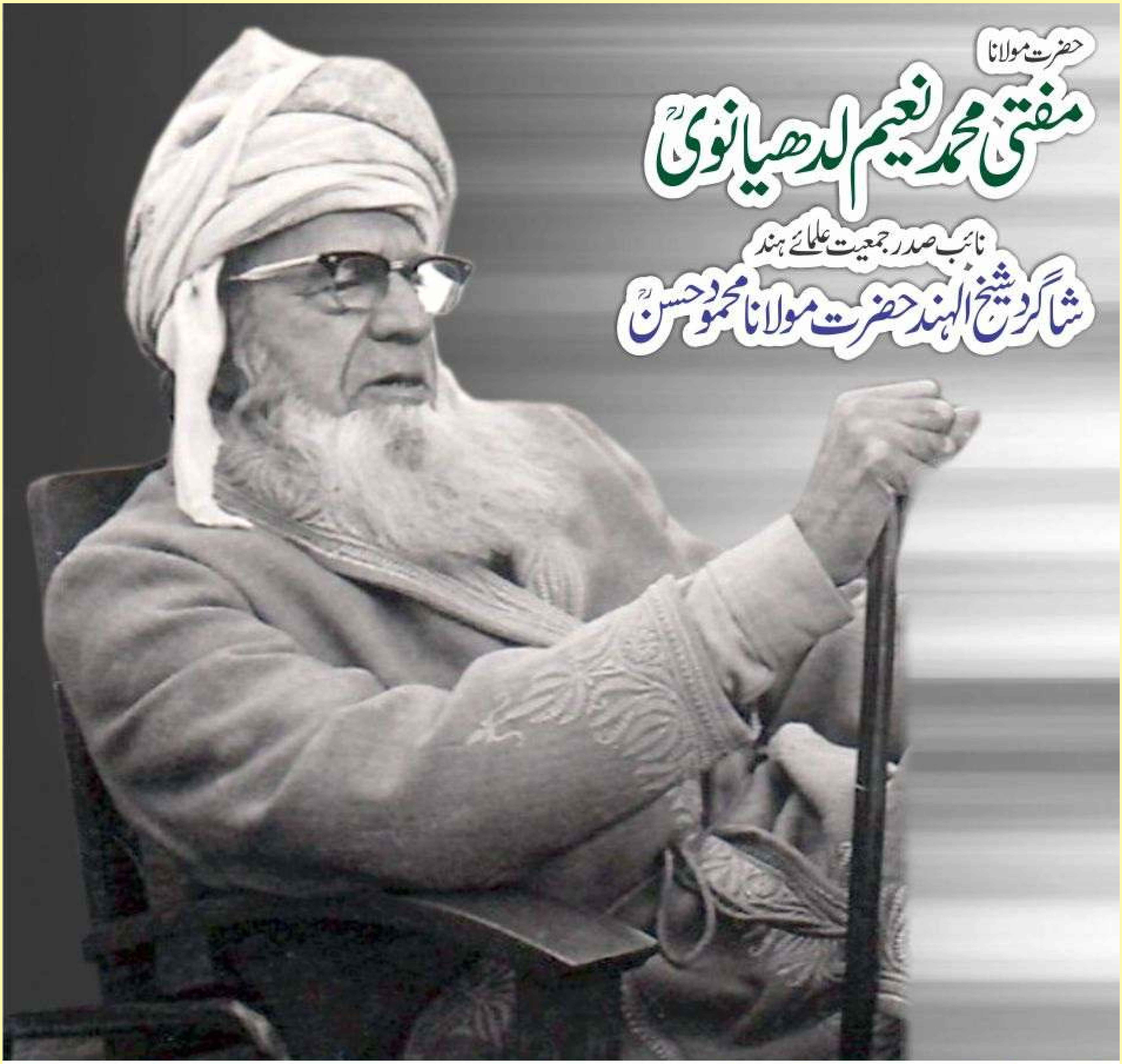

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice President Jamiat Ulama e Hind

حضرت مولانا

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علمائے ہند

شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

(1888 - 1971)

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice-President Jamiat Ulama e Hind

Right: **Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (ra)**

Left: **Mufti Zia ul Hasan (ra) & Mufti Tayyeb (ra)**

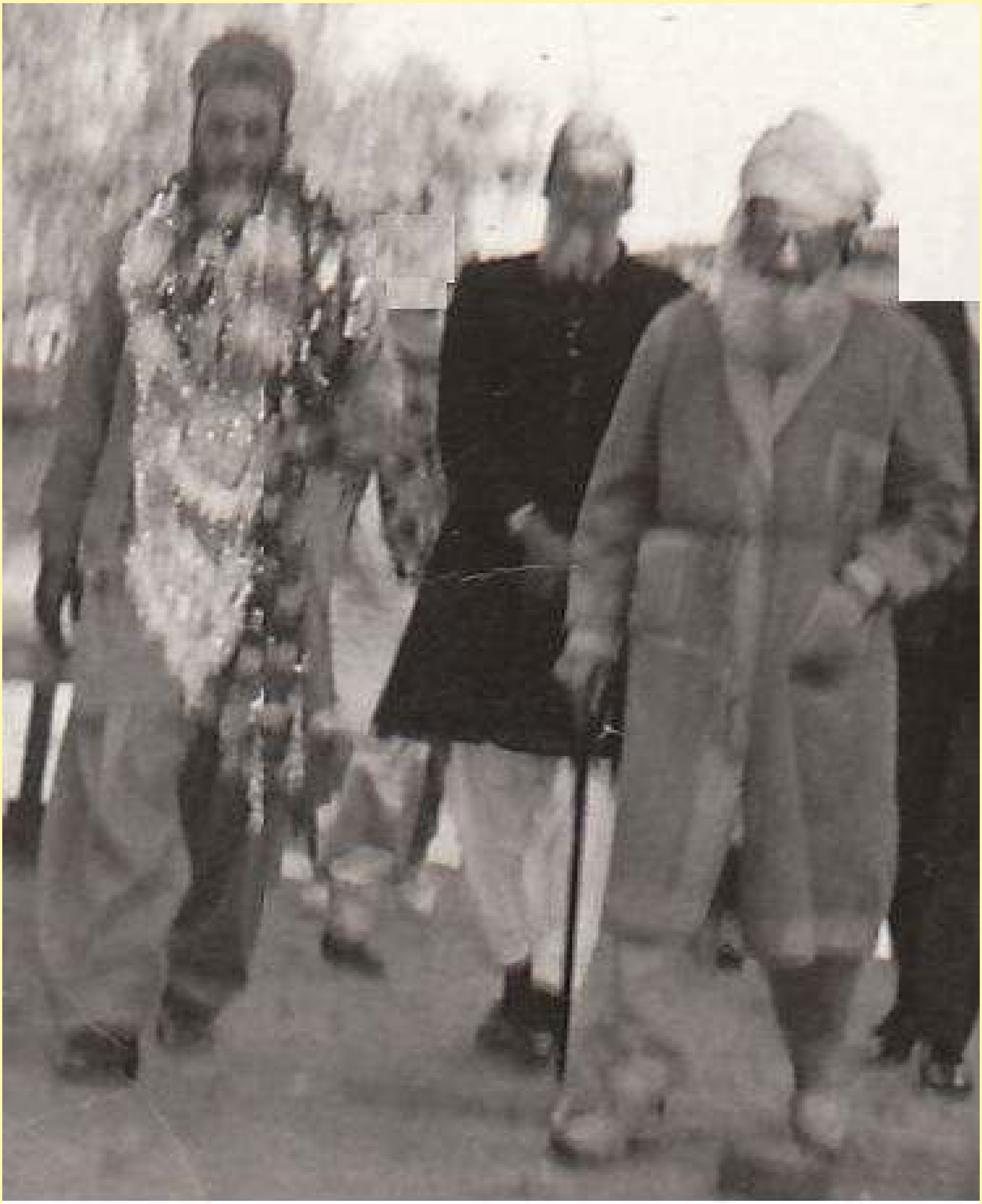

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (ra) and his sons Mufti Zia ul Hasan (ra) of Sahiwal and Mufti Tayeb (ra) of Faisalabad

PASSPORT

These are to request and require in the Name of the Viceroy and Governor-General of India all those whom it may concern to allow the bearer to pass freely without let or hindrance, and to afford him *every assistance and protection of which* he *may stand in need.*

Given at Lahore.

the 15th *day of* November *19*34.

By order of the Viceroy and Governor-General of India.

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

Home Secy. to Govt. Punjab.

S. 108.

---

80 Ludd
S 40835

VA

This passport contains 32 pages.
Ce passeport contien 32 pages.

PASSPORT.
PASSEPORT.

EMPIRE OF INDIA.
EMPIRE DES INDES BRITANNIQUES.

No. of Passport / No. du Passeport: 57298

Name of Bearer / Nom du Titulaire: M. MOHAMMAD NAIM. Son of Maulana Abdullah.

Accompanied by his wife (Maiden name) / Accompagné de sa Femme (Née): —

and by / et de — children / enfants

National Status / Nationalite.

British Subject by birth

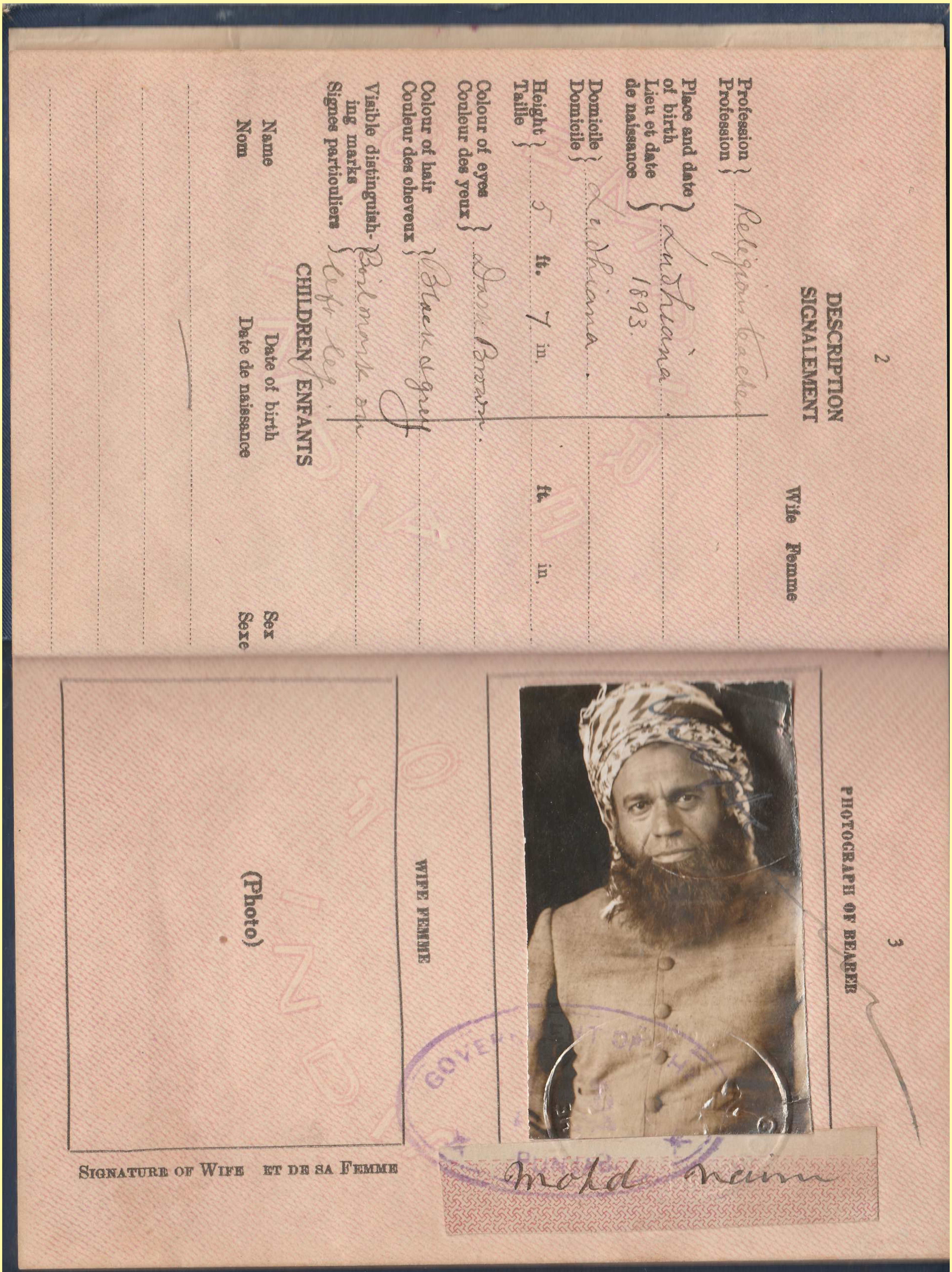

2

DESCRIPTION
SIGNALEMENT

		Wife Femme
Profession / Profession	Religious teacher	
Place and date of birth / Lieu et date de naissance	Ludhiana 1893.	
Domicile / Domicile	Ludhiana.	
Height / Taille	5 ft. 7 in.	ft. in.
Colour of eyes / Couleur des yeux	Dark Brown.	
Colour of hair / Couleur des cheveux	Black & grey	
Visible distinguishing marks / Signes particuliers	Boilmark on left leg.	

CHILDREN ENFANTS

Name / Nom	Date of birth / Date de naissance	Sex / Sexe

3

PHOTOGRAPH OF BEARER

Mohd Naim

WIFE FEMME

(Photo)

SIGNATURE OF WIFE ET DE SA FEMME

Passport of Maulana Muhammad Naeem Ludhianvi (ra)

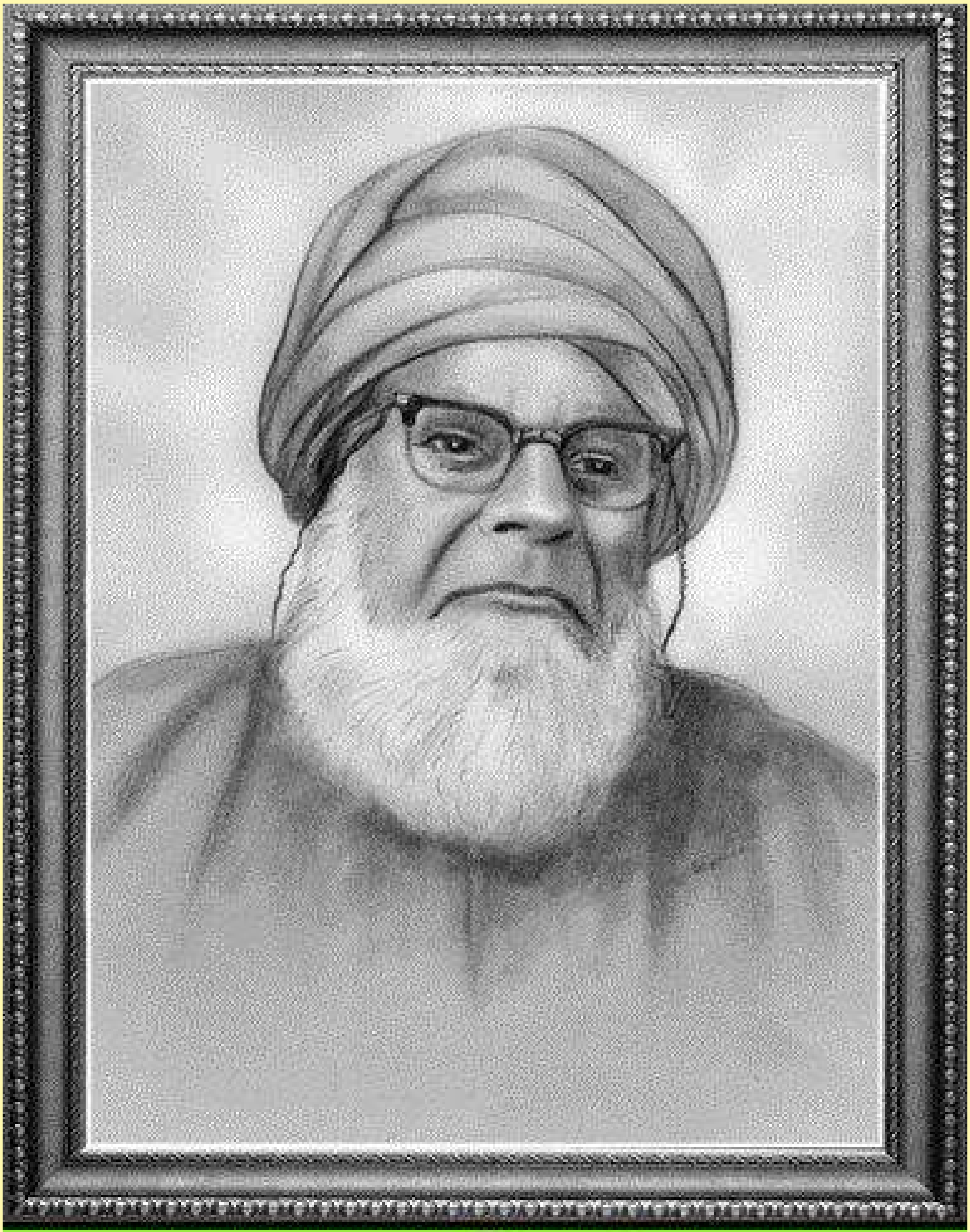

حضرت مفتی نعیم لدھیانویؒ

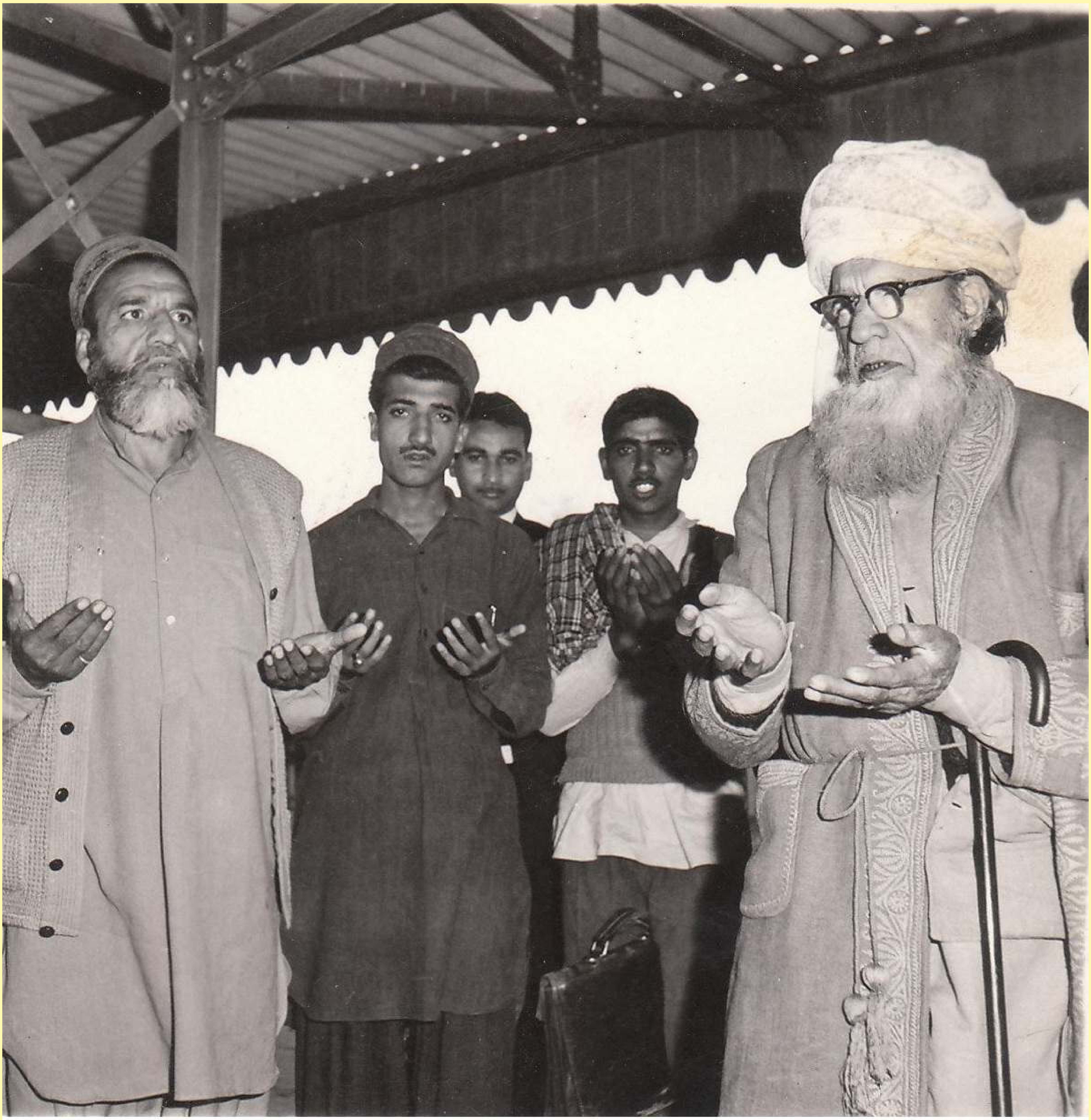

Mufti Zia ul Hasan (r.a) and his father
Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)

Mufti Mohammad Naeem sb, Mufti Tayyab sb and Mufti Zia-ul-Hasan (r.a)

MUFTI MUHAMMAD NAEEM LUDHIANVI (r.a)

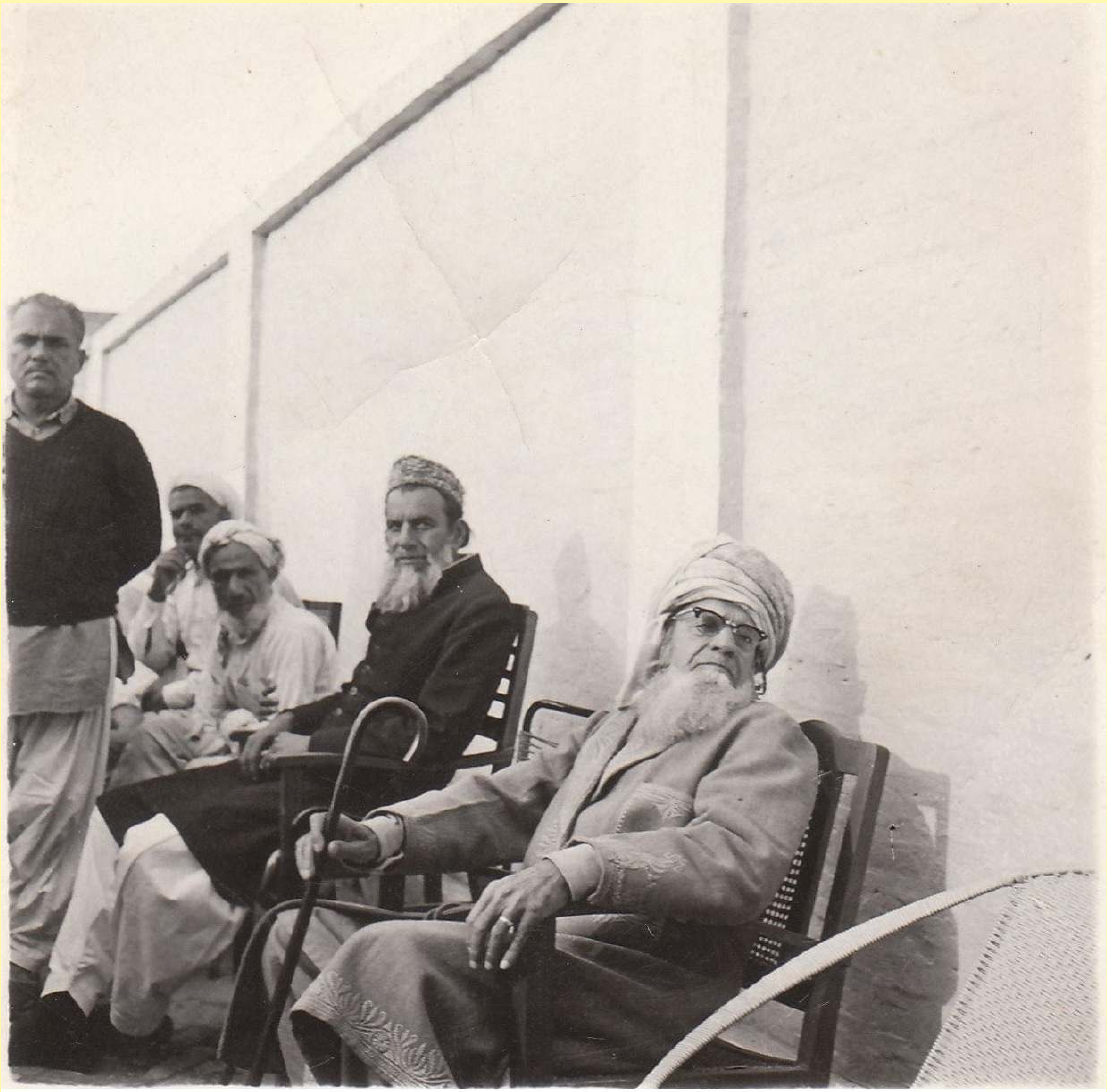

MUFTI MUHAMMAD NAEEM LUDIHANAVI (r.a) and his son MUFTI TAYYEB (r.a)

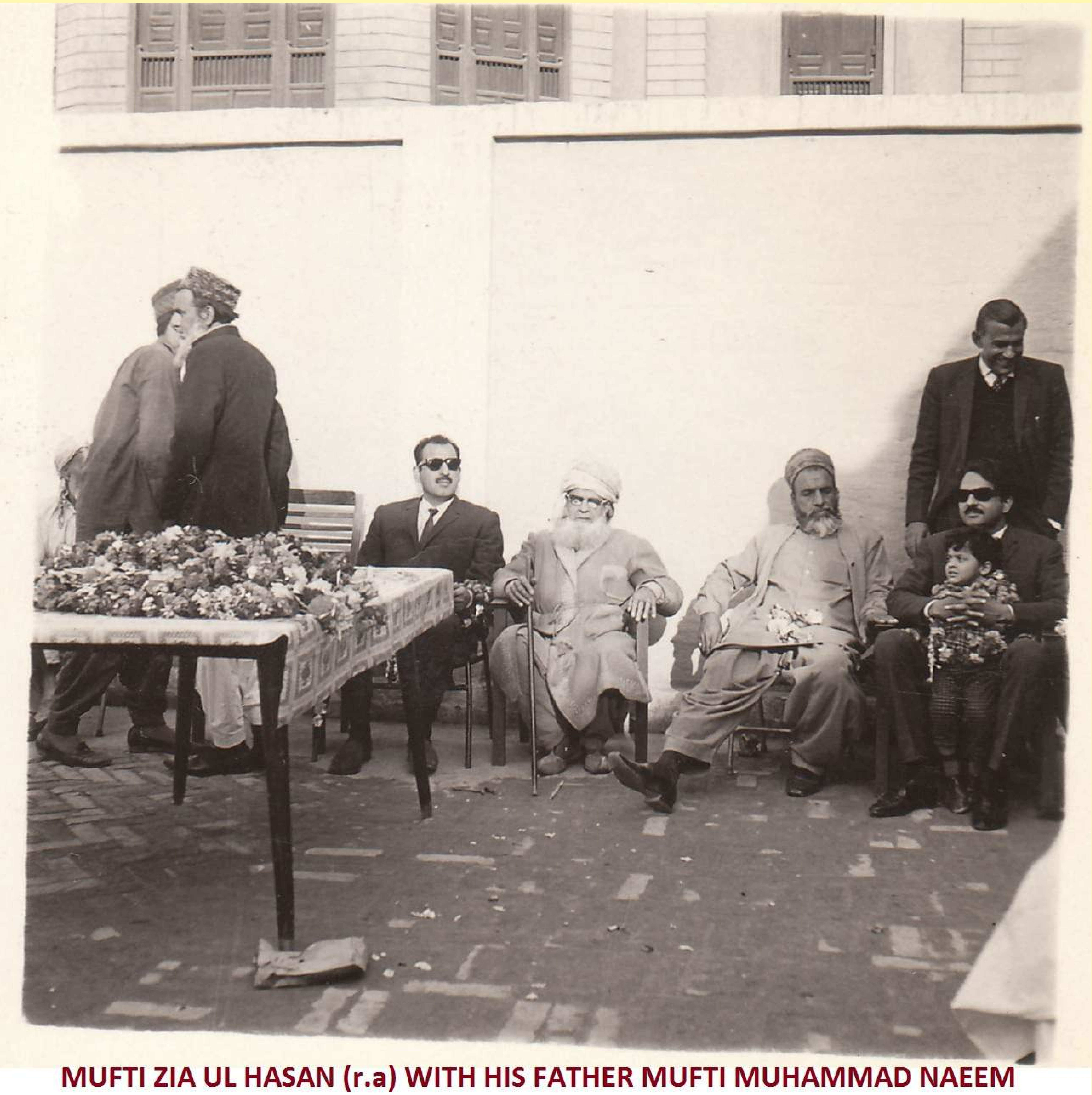

MUFTI ZIA UL HASAN (r.a) WITH HIS FATHER MUFTI MUHAMMAD NAEEM LUDHIANVI (r.a) AND HIS BROTHER MIAN ABDUL WARRIS

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice-President Jamiat Ulama e Hind

MUFTI ZIA-UL-HASAN (r.a) AND HIS FATHER
MUFTI MUHAMMAD NAEEM LUDIHANAVI (r.a)

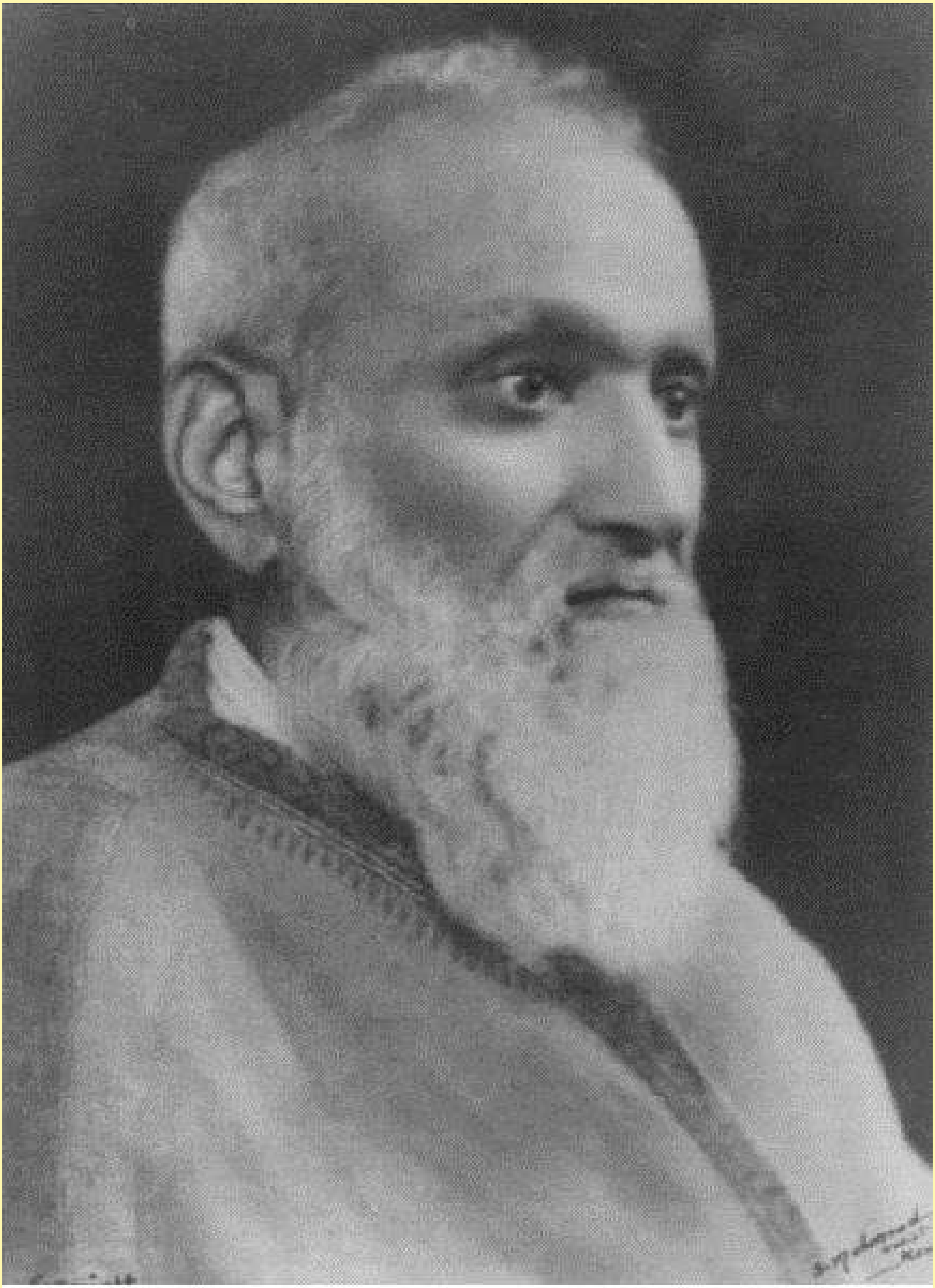

Maulana Obaidullah Sindhi (ra)

MAWLANA 'UBAYD ALLAH WITH TEJA SINGH AZAD
(PHOTO TAKEN FROM AP-BITI-II, P.100)

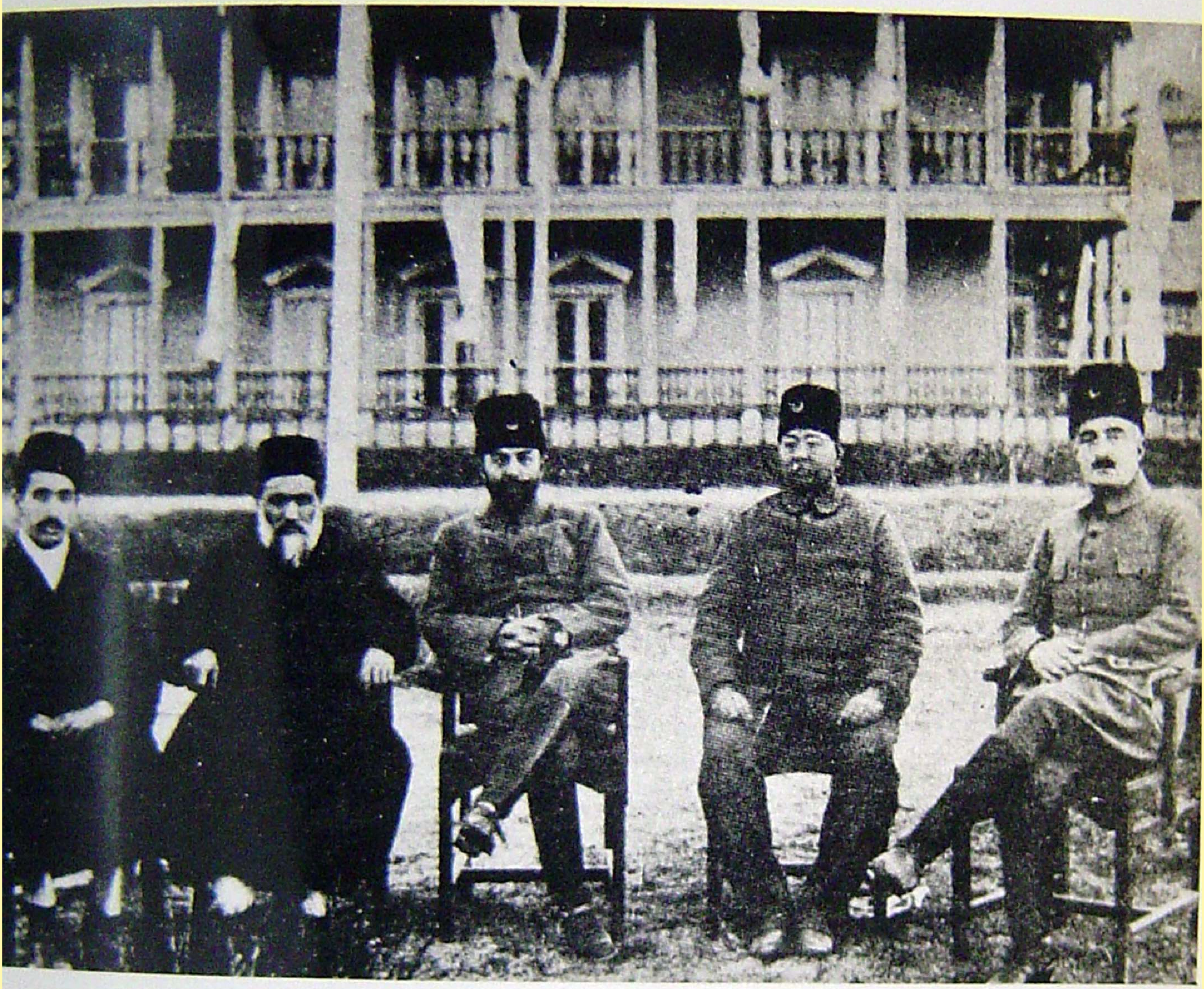

MAWLĀNĀ 'UBAYD ALLAH WITH JAMĀL PĀSHĀ THE EX-TURKISH MINISTER AND OTHERS
(LEFT) DR. NŪR MUHAMMAD SENDHI; MAWLĀNĀ 'UBAYD ALLAH; JAMAL PĀSHĀ; MAWLĀNĀ BARKAT ALLAH; BADRĪ BEY, THE EX-DIRECTOR POLICE ISTANBUL
(PHOTO TAKEN FROM AP-BITI-I, P. 220)

Maulana Ahmad Saeed Dehlavi (ra) Vice-President of Jamiat Ulama e Hind with President of India

The Jamiat leader, Maulana Ahmed Sayeed conducting the prayers at the thanks giving service in the Jama Masjid, Delhi on September 26 held in response to the appeal by H.E. Shri Rajagoplachari. A congregation of about 20,000 Muslims participated in the ceremony which expressed gratefulness to the Almighy ofor the solution of the Hyderabad problem. Seated behind H.E.C. Rajagopalachri and Maulana Abul Kalam Azad

MAULANA AHMAD SAEED DEHLAVI RA

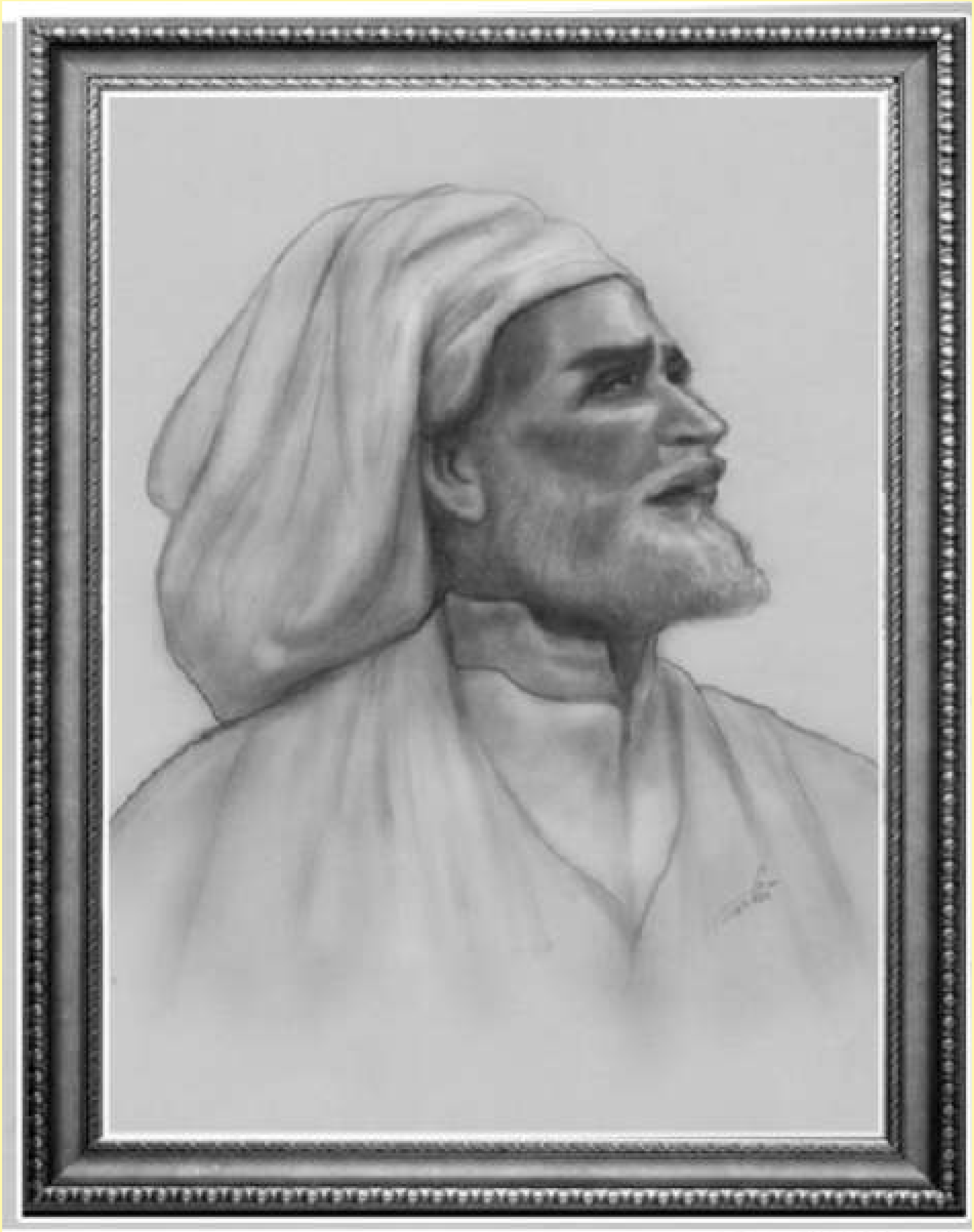

Maulana Ahmad Saeed Dehlavi (ra)

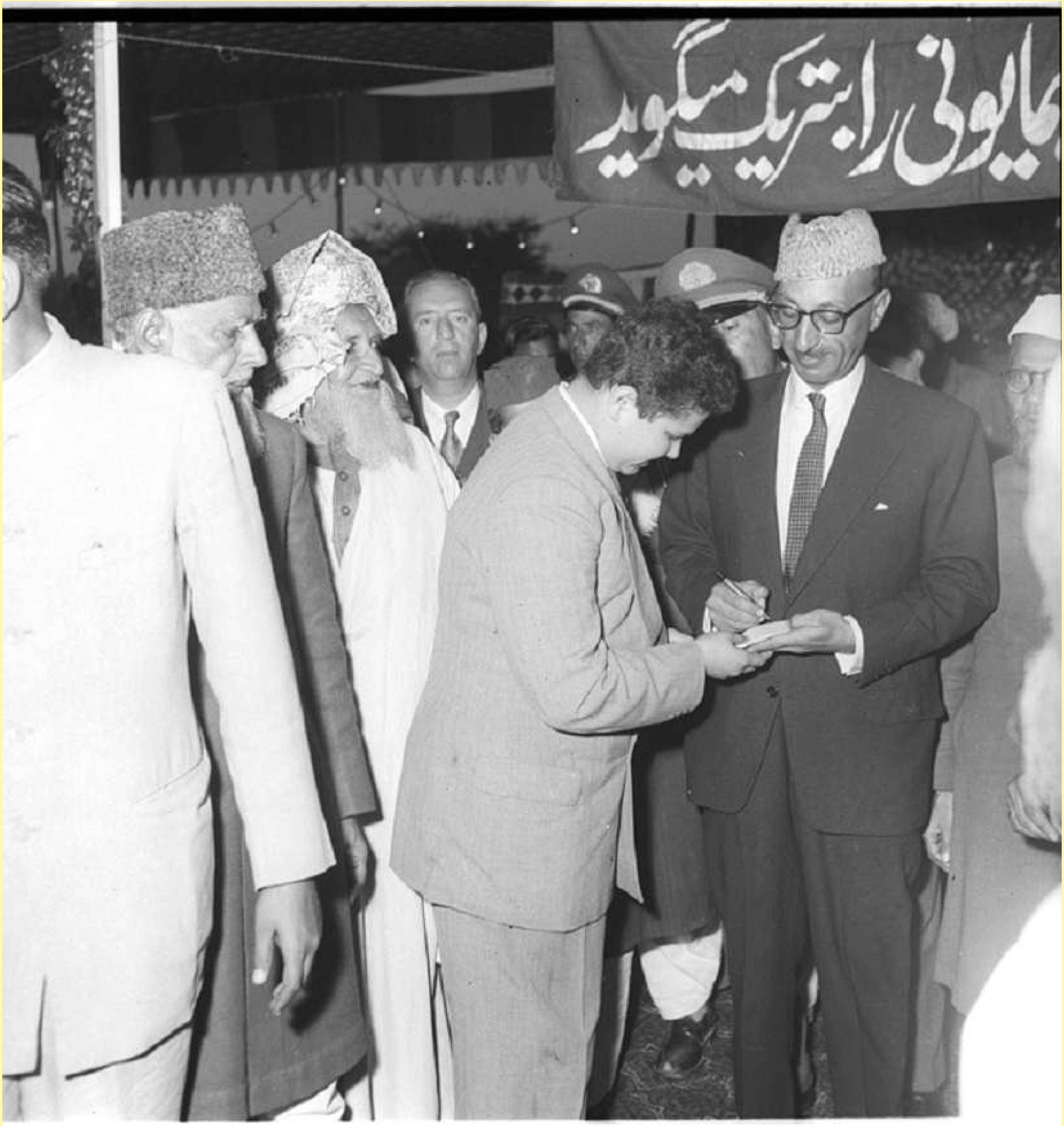

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

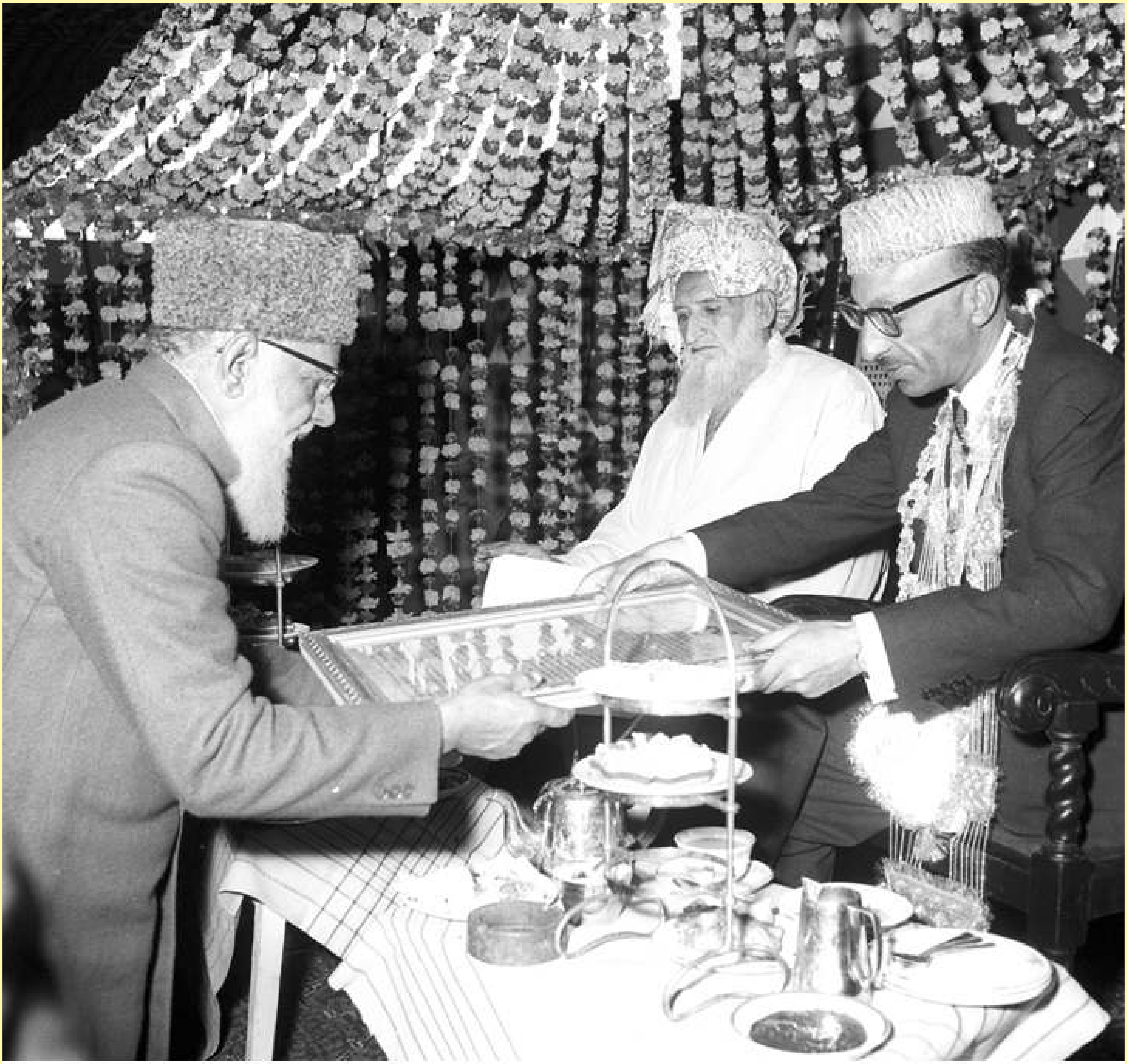

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

Mufti Kiffayatullah Dehlavi (ra) & Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra) with President of Afghanistan

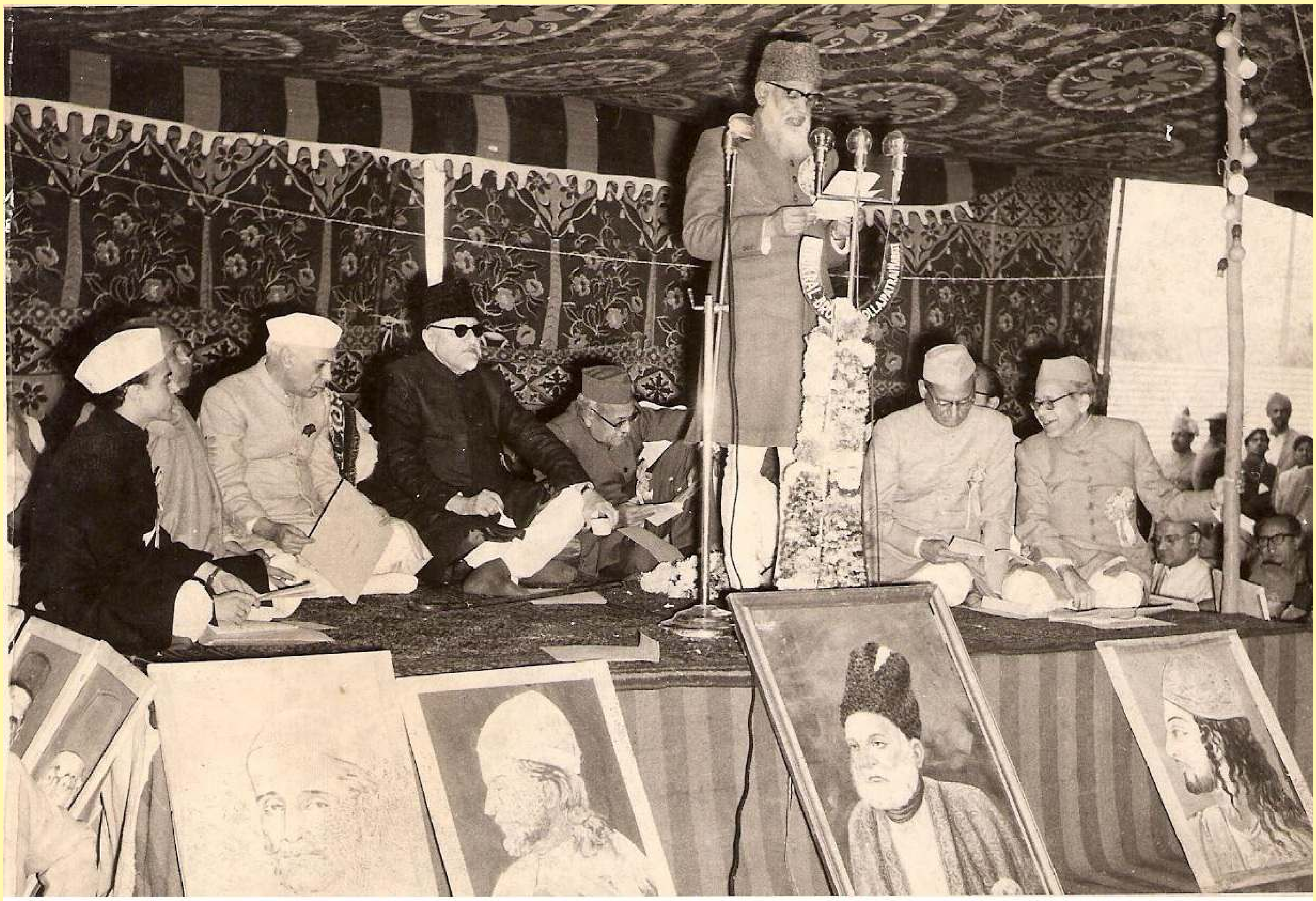

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) addressing Urdu Conference presided by Maulana Abul Kalam Azad (r.a)

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) on wheel chair at Dehli Airport.

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) with Deputy Governer Delhi giving prizes at Award Ceremony at " Yateem Bachoon Ka Center "

At Orphan Centre

حضرات محدثین کے مزارات - قبرستان مہندیان - بیرون دہلی دروازہ دہلی

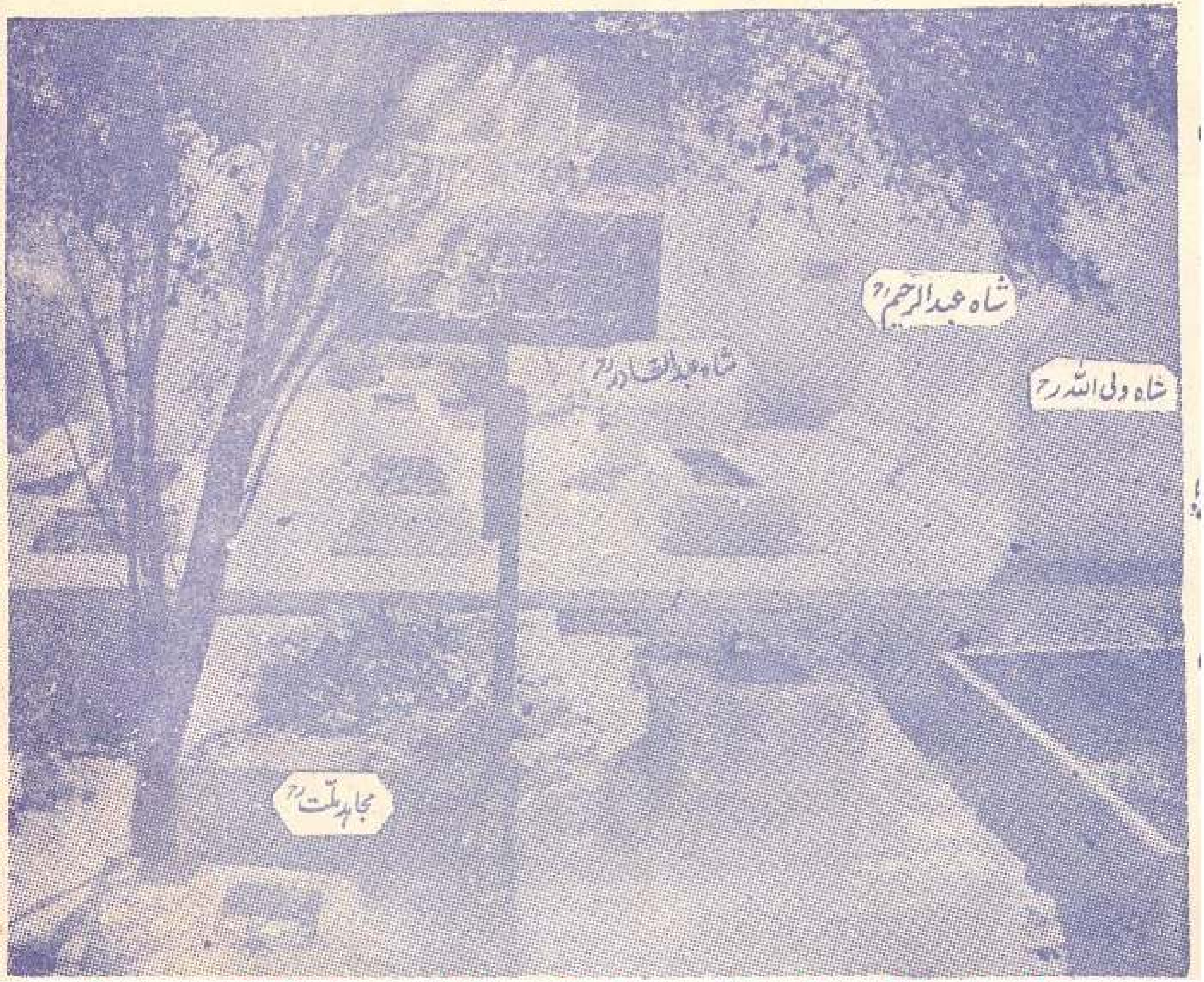

Grave of Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) with Graves of Hazrat Shah Walli Ullah Dehlavi (r.a) and his sons.

مکینِ خلدِ بریں

از: سید صبیح الحسن اختر ہاشمی

جنگِ آزادی کے عظیم سپہ سالار، کانگریس کے مقتدر رہنما، ہند پارلیمنٹ کے مشہور ممبر، اور آٹھ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے پُشت پناہ و مسلّمہ لیڈر کے لئے بآسانی ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرایا جاسکتا تھا لیکن اِس مردِ حق آگاہ کی ابدی آرام گاہ کے لئے آستانۂ خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کا ہی انتخاب ہوا۔

حضرات محدثین کے مزارات - قبرستان مہندیان - بیرون دہلی دروازہ دہلی

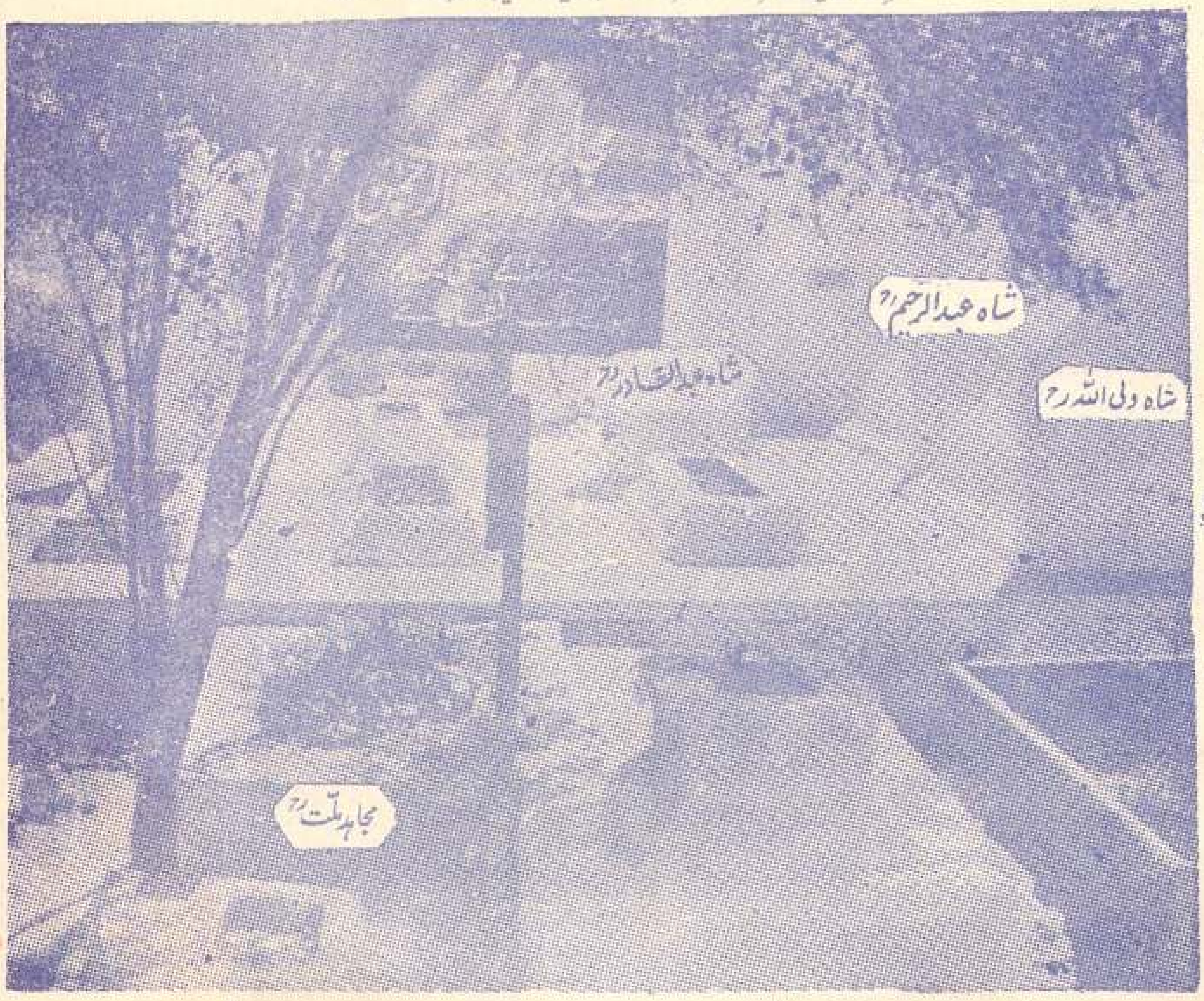

دُنیا جانتی ہے کہ مجاہد ملت بیک وقت عالم دین مفسرِ قرآن، مصنف و خطیب، مدبر و مجاہد، دردمند خادمِ خلق، پیکرِ ایثار اور اتحادِ قومی کے علمبردار تھے ان اوصاف کو ذہن میں رکھیے! اور مولانا کے مزار کا حدودِ اربعہ ملاحظہ فرمائیے! اِس ہمہ گیر شخصیت کے عناصر ترکیبی خود ہی تصوّر میں اُبھر آئیں گے

جب کوئی فتنہ زمانے میں نیا اُٹھتا ہے
وہ اشارے سے بتا دیتے ہیں تُربت میری

In Memory of Mujahid e Millat
Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)

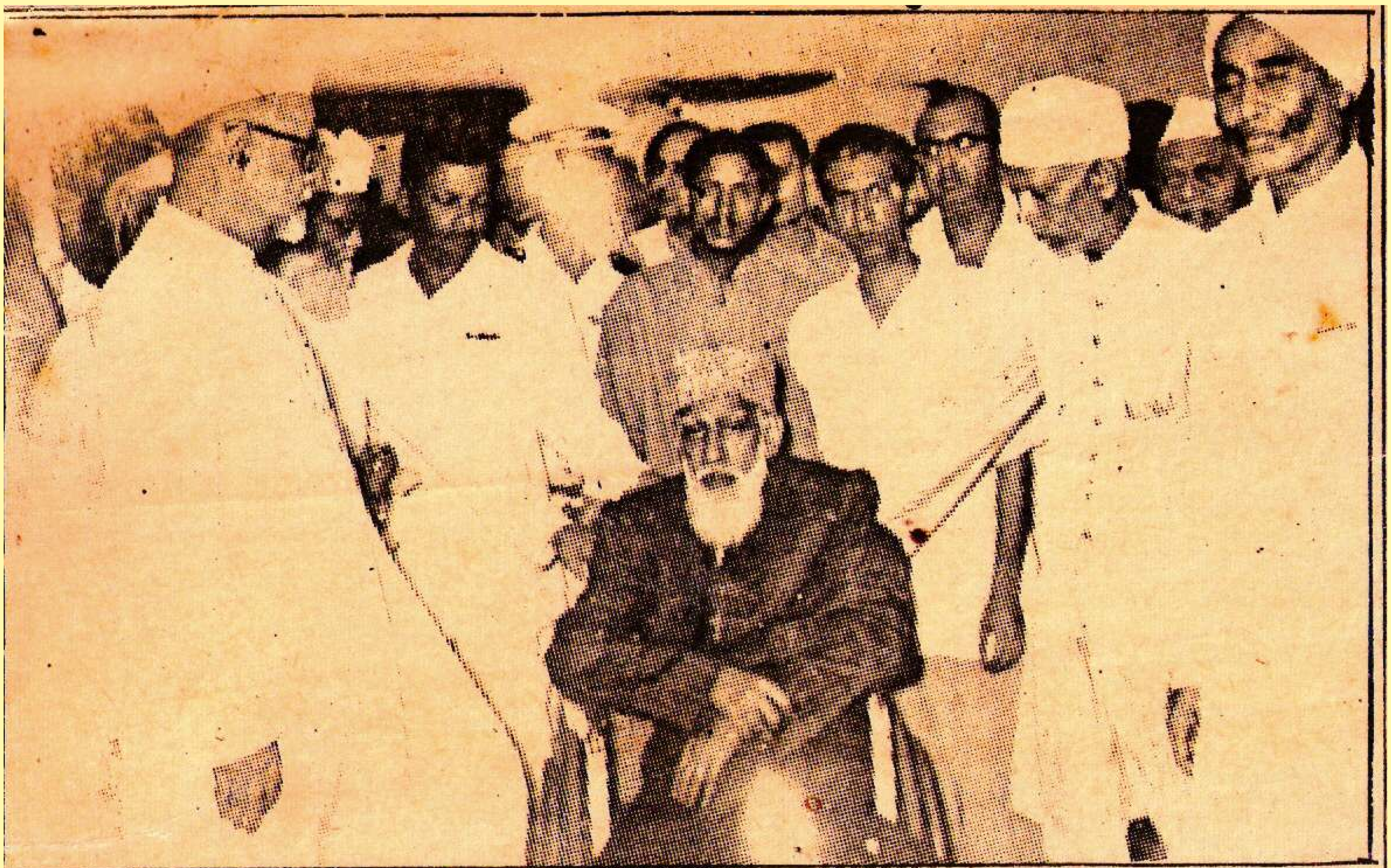

مولانا حفظ الرحمن ممبر پارلیمنٹ اور صدر جمعیۃ العلماء ہند امریکہ سے اپنے علاج کے بعد واپس دہلی پہنچے تو پالم ہوائی اڈہ پران کا سواگت کیا گیا اس موقعہ پر آپ راشٹرپتی بھی موجود ہے

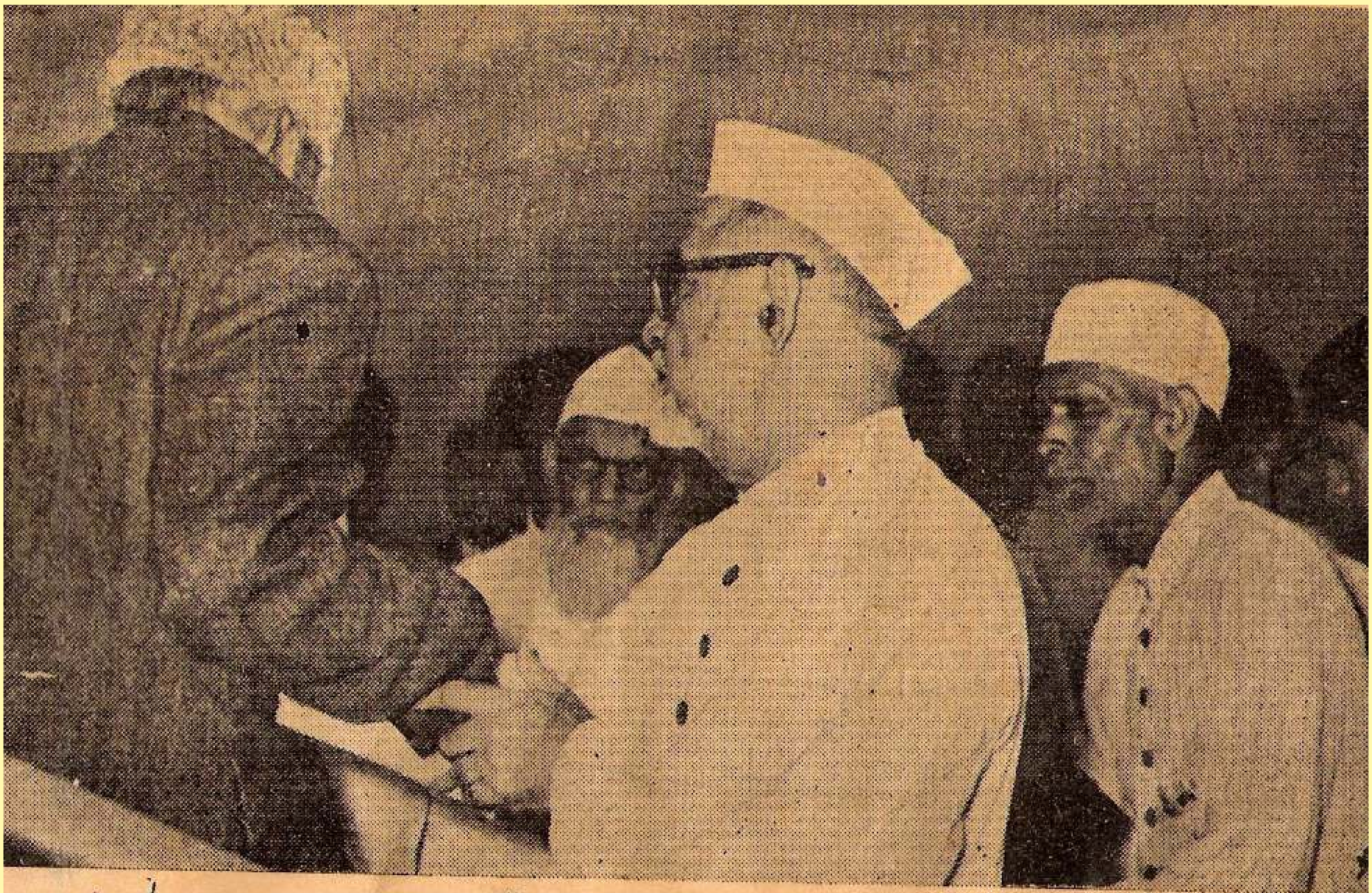

پالم کے فضائی مستقر پر حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب جب اپنے طیارہ سے باہر تشریف لائے تو ارباب اخلاص و محبت نے دعاؤں
کی چھاؤں میں حضرت مولانا کا استقبال کیا نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین حضرت مولانا کو سہارا دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا ۱۲ر
جولائی کی صبح کو نئی دہلی تشریف لائے تصویر میں حضرت مولانا محمد میاں بھی موجود ہیں۔

Dr Zakir Hussain the third President of India receiving Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) when he came back from America after medical Treatment. Maulana Muhammad Mian (r.a) is also in the picture.

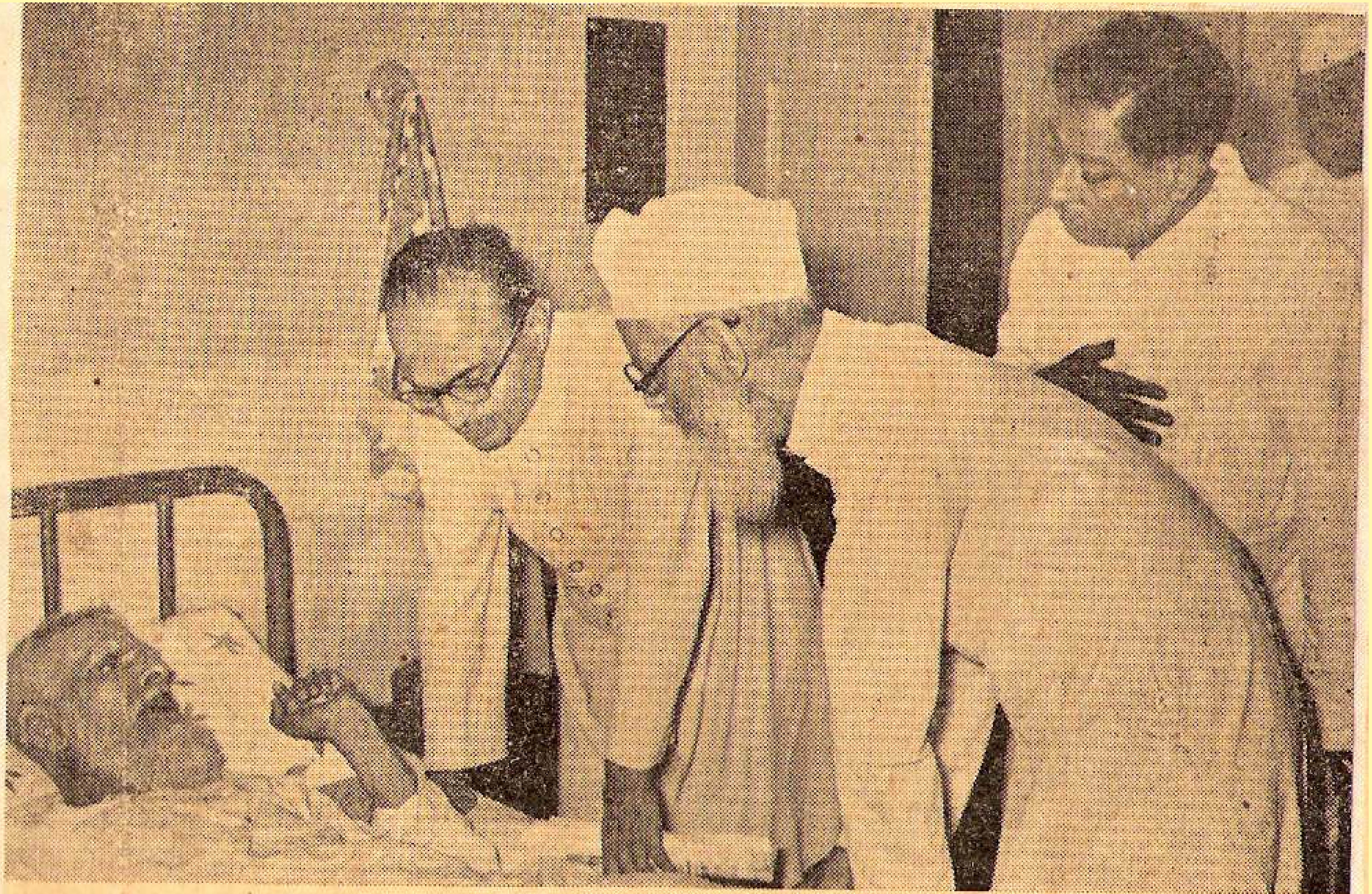

حضرت مولانا ہمدردِ خلائق جناب حکیم عبدالحمید صاحب سے کیفیت مزاج بیان فرما رہے ہیں، تصویر میں حضرت مولانا محمد میاں، نقیب الاولیاء جناب محترم صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب فاروقی اور ریلوے کے نائب وزیر جنرل شاہنواز صاحب بھی موجود ہیں۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی امریکہ سے تشریف آوری

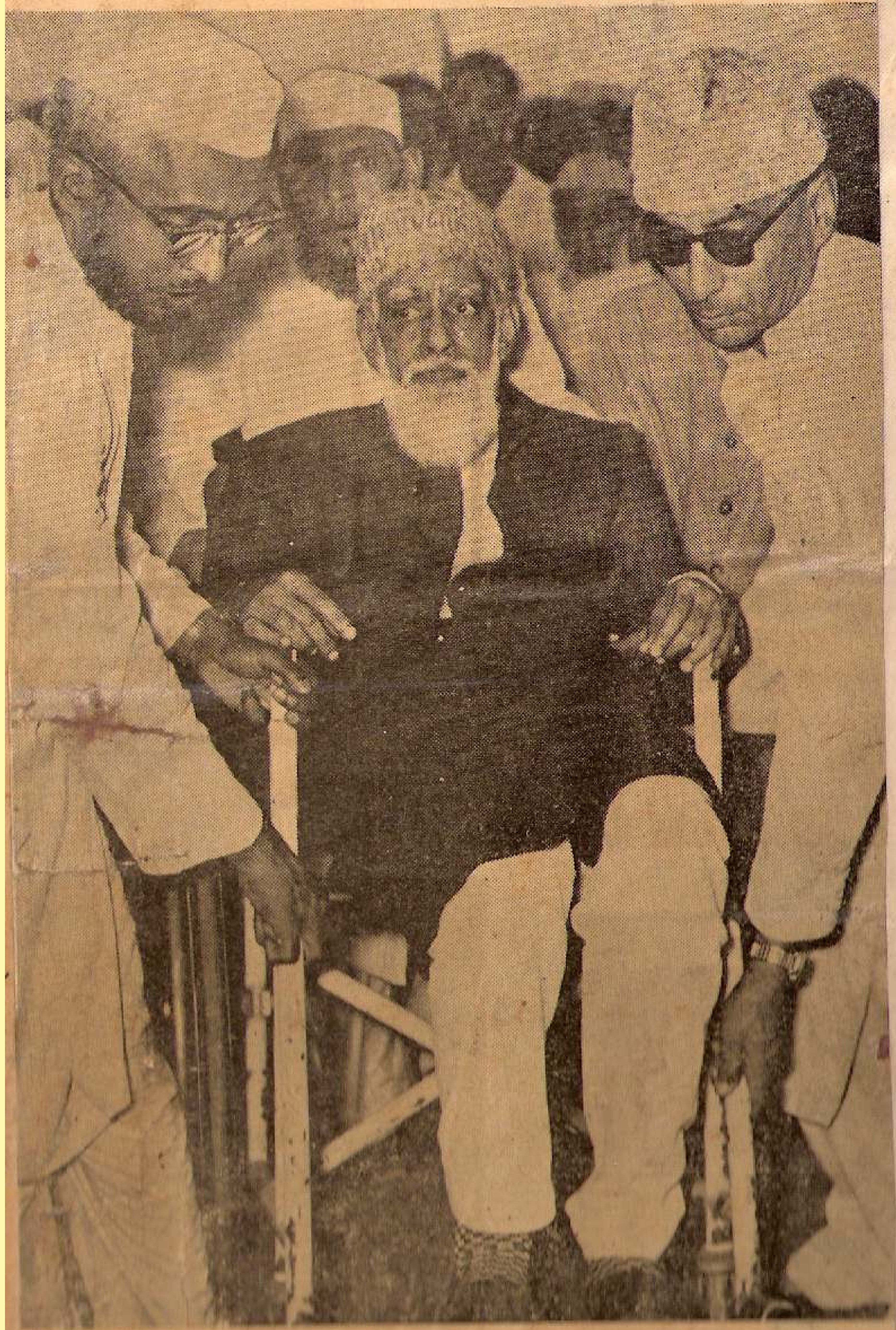

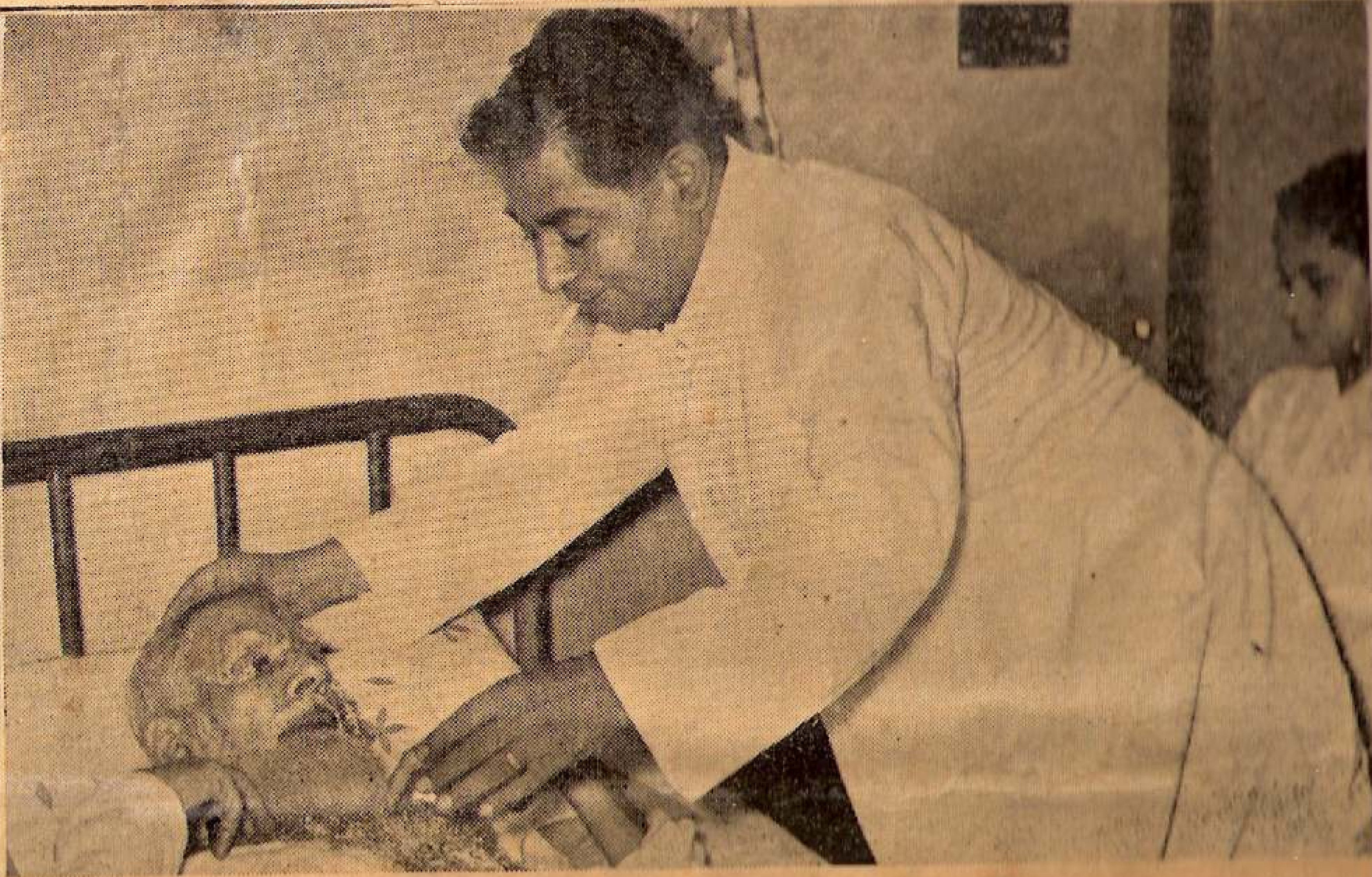

حضرت مولانا اپنی قیام گاہ کیننگ لین ۱ے کرزن روڈ نئی دہلی میں استراحت فرما ہوئے تو درگاہ کلیمی کے سجادہ نشین ہفت روزہ پیام مشرق وماہنامہ آستانہ کے مدیر اعلیٰ نقیب الاولیاء جناب محترم صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب فاروقی نے خلوص محبت کے زریں تاروں میں گندھے ہوئے معطر سبز پھولوں کا ہار پہنایا اور حضرت مولانا کے لئے دعائے صحت فرمائی

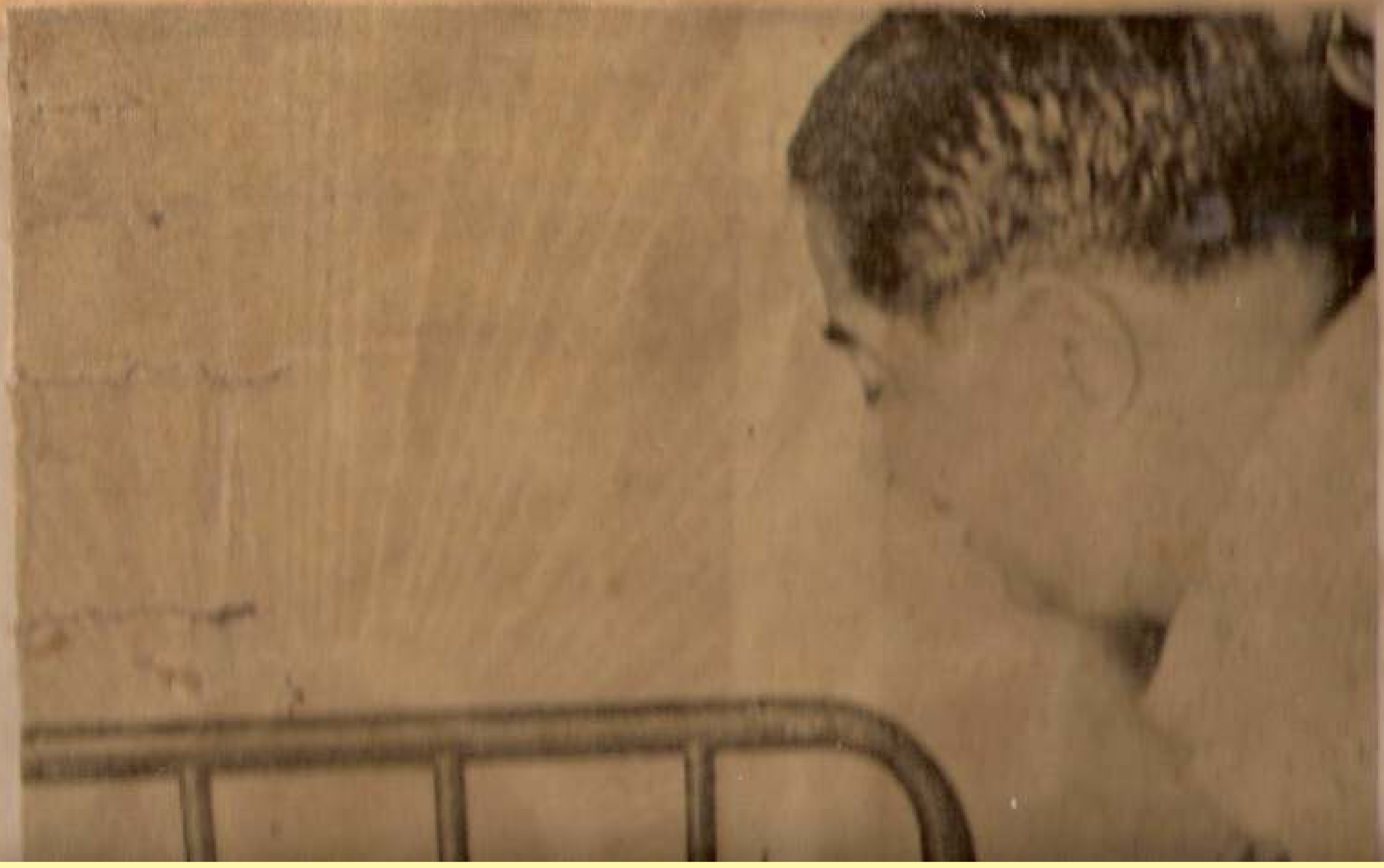

فضائی مستقر سے حضرت مولانا کو آرام کرسی پر موٹر تک لایا گیا

Left:- Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) : Middle:- President Zahir Shah of Afghanistan

Left:- Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) : Middle:- President Gamal Abdel Nasser of Egypt
Right: Mufti Attiq ur Rehman Usmani (r.a)

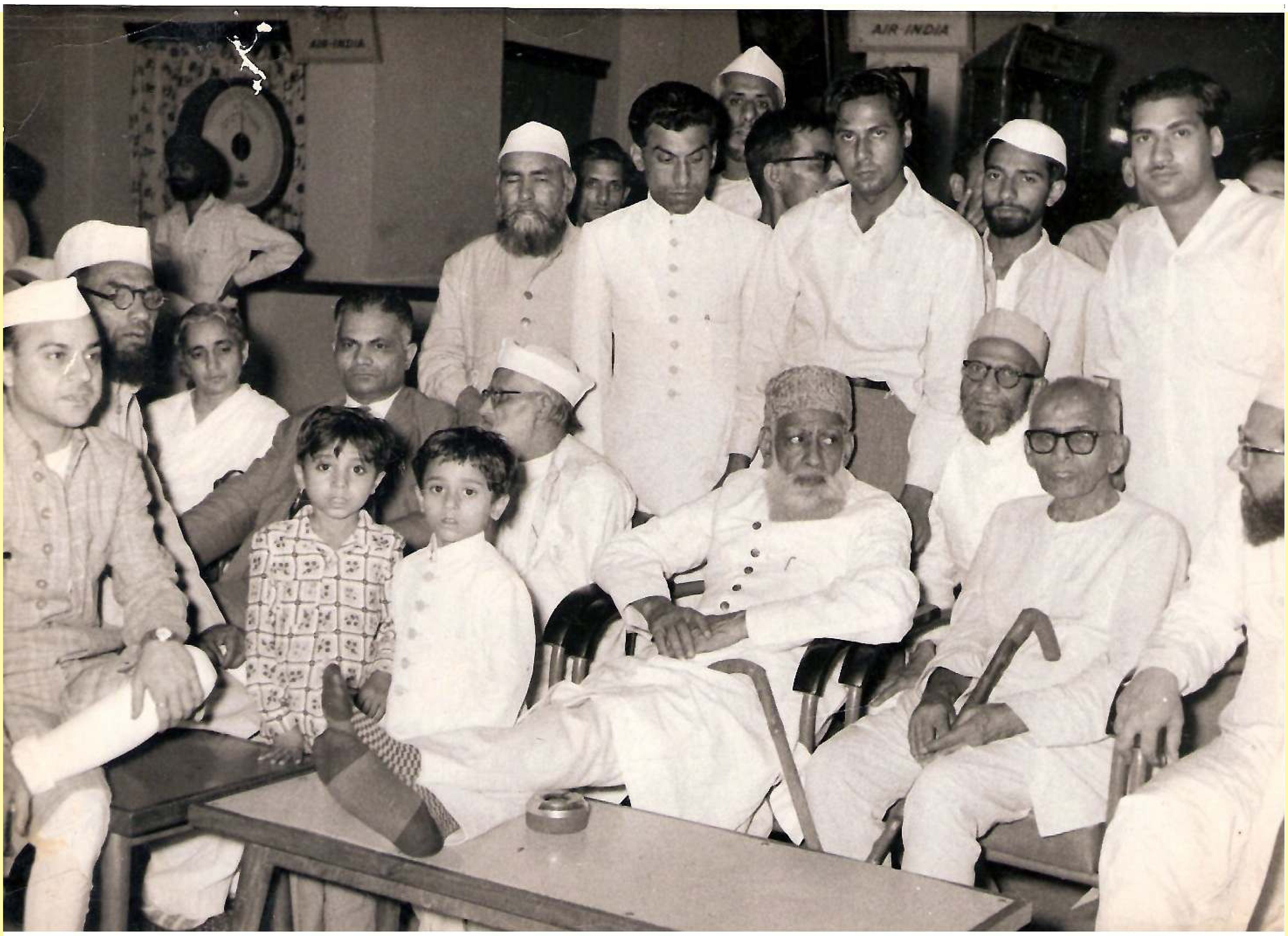

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) at Dehli Airport

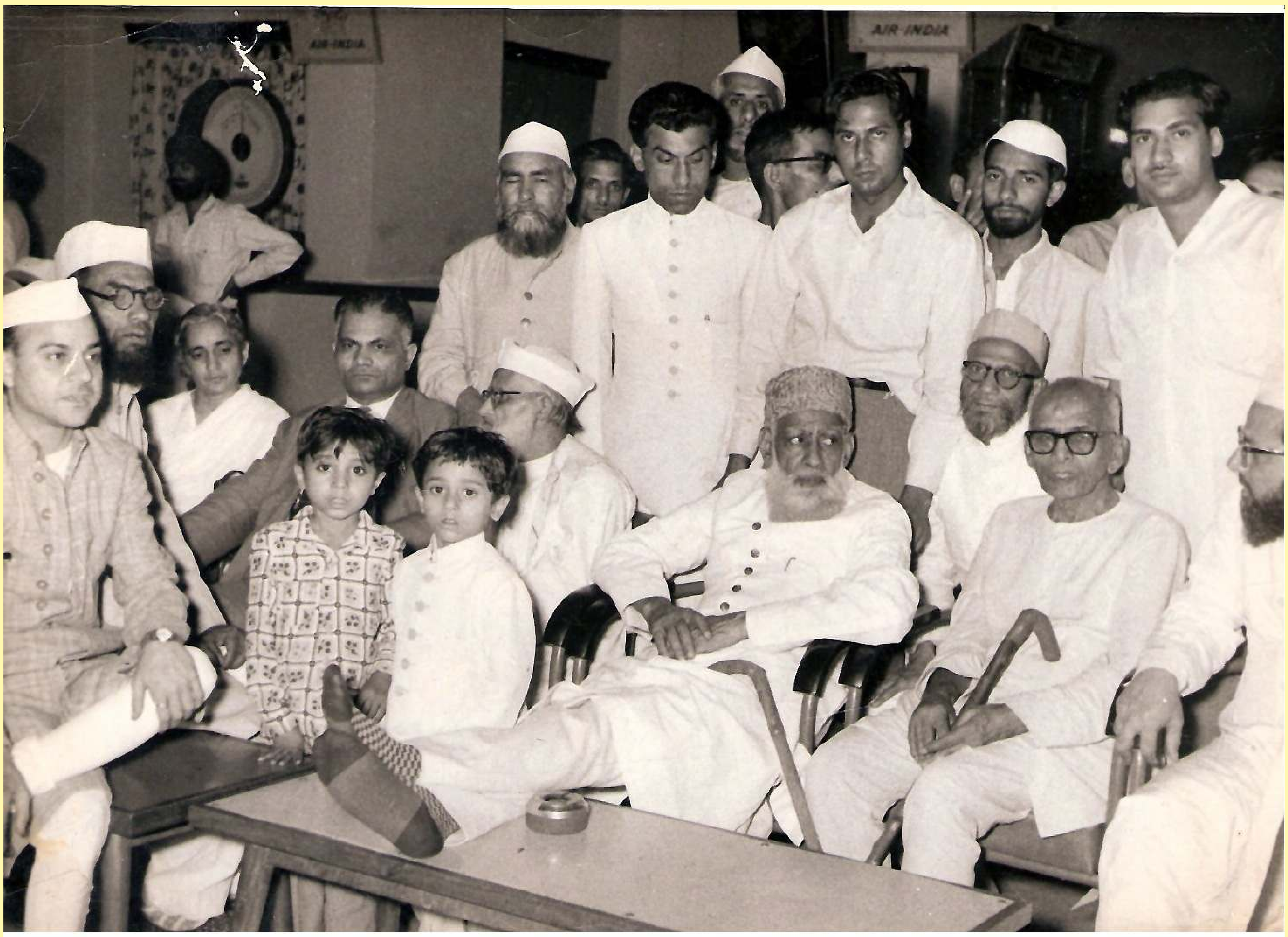

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) at Dehli Airport

Left: Hazrat Mufti Kiffayatullah Dehlavi (r.a) : Right: Hazrat Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)

At Aligarh Muslim University

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) being welcomed by Bakhshi Ghulam Muhammad Chief Minister Kashmir at a Meeting

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) on wheel chair at Dehli Airport.

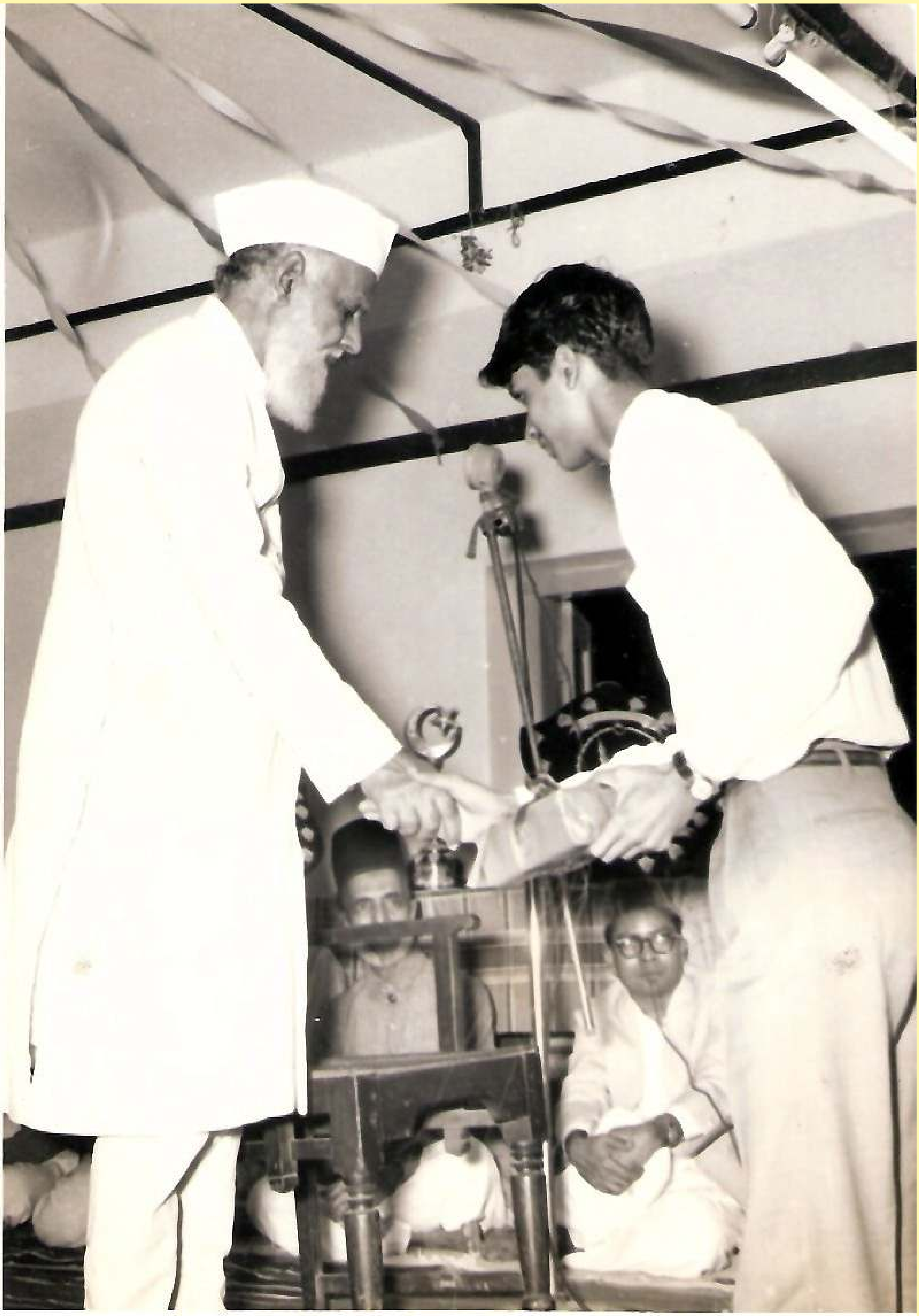

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) giving
prizes at Award Ceremony at " Yateem Bachoon Ka Center "

At Orphan Centre

Hazrat Imam Bukhari (r.a) of Shahi Mosque Delhi welcoming King Raza Shah Pehlavi of Iran accompanied with Maulana Hifzur Rehman Seoharni (r.a) to Shahi Masjid

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) with Deputy Governer Delhi giving prizes at Award Ceremony at " Yateem Bachoon Ka Center "

At Orphan Centre

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) giving prizes at Award Ceremony at " Yateem Bachoon Ka Center "

At Orphan Centre

Maulana Hifzur Rehman Seoharni (r.a) with Farah Deebah Queen of Iran and Hazrat Imam Bukhari of Shahi Mosque Delhi during a visit to Shahi Masjid Dehli

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a), Dr. Rajindr Parshad (President of India) and Maulana Syed Hussain Ahmad Madani (r.a)

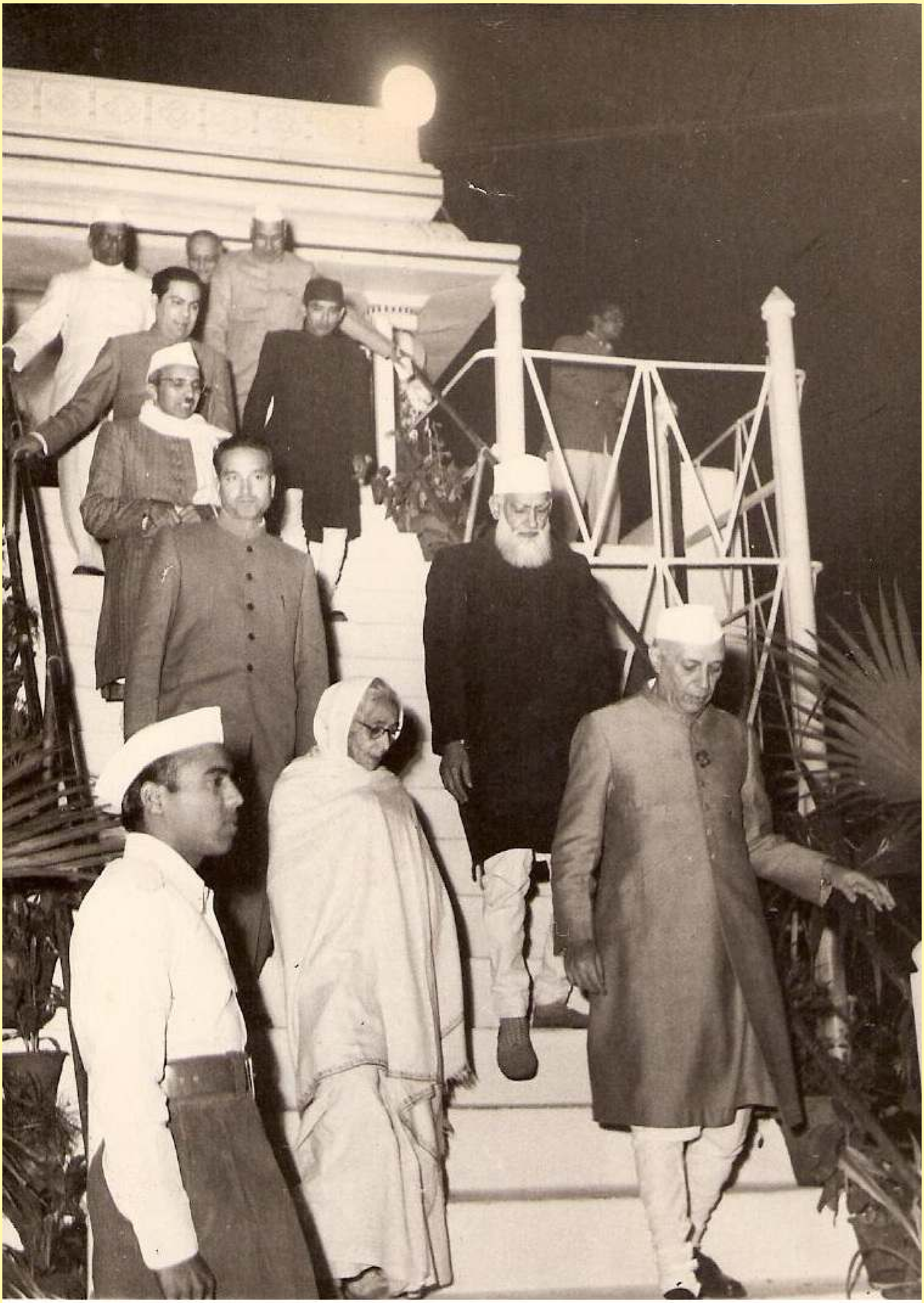

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) and Pandit Jawahar Lal Nehru coming out after a public meeting.

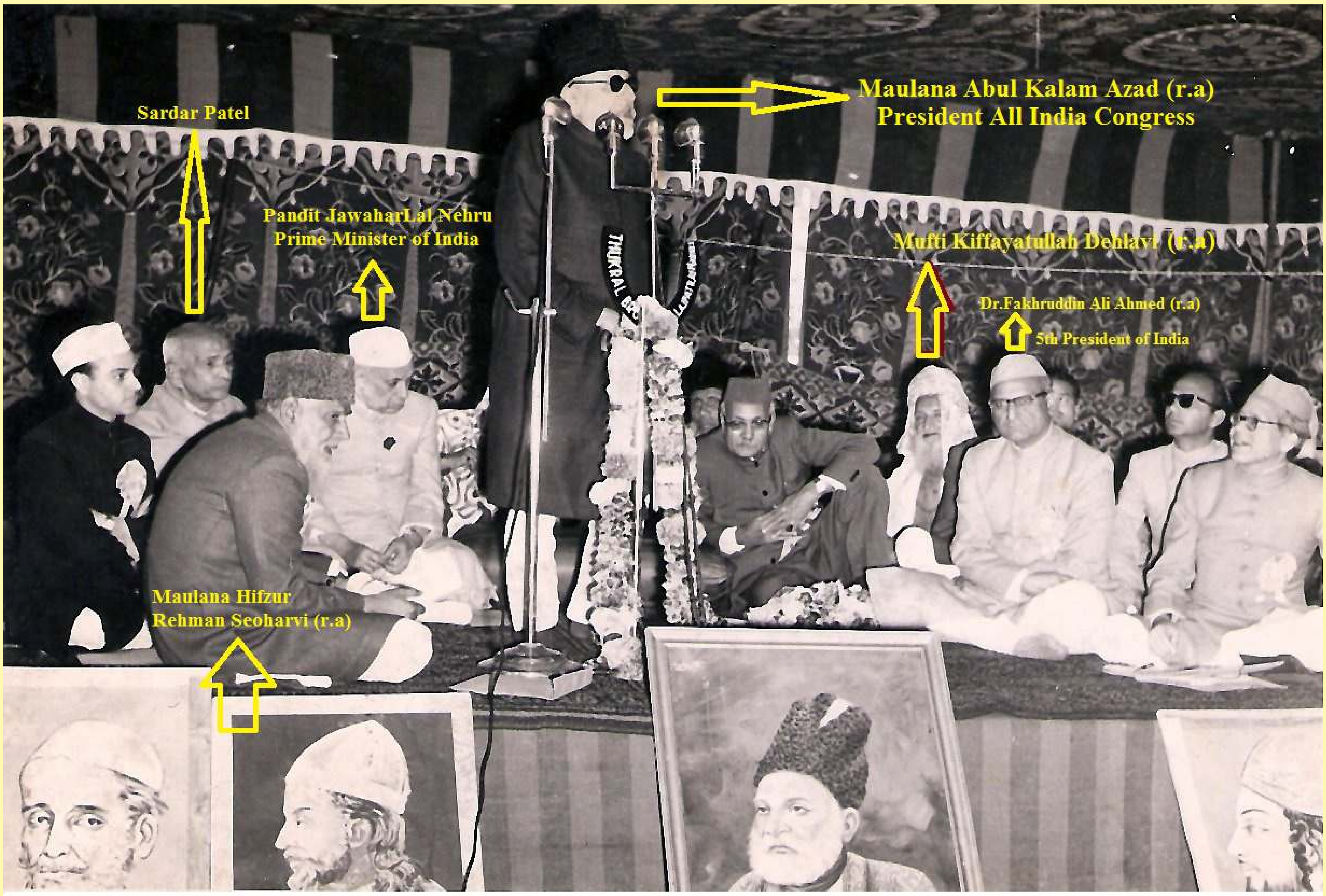

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) Urdu Conference presided by Maulana Abul Kalam Azad (r.a)

Sardar Patel , Mufti Kifayatullah Dehlavi (r.a) President Jamiat Ulama e Hind and Mr.Fakhruddin Ali Ahmad (ex-President India) are also there.

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) addressing Urdu Conference presided by Maulana Abul Kalam Azad (r.a)

Sardar Patel , Mufti Kifayatullah Dehlavi (r.a) President Jamiat Ulama e Hind and Mr.Fakhruddin Ali Ahmad (ex-President India) are also there.

Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a) Addressing a Seerat Al-Nabi Meeting

Maulana Hifzur Rehman Seoharni (r.a) being visted by Hakeem Abdul Hameed (r.a) - Chairman Hamdard

Sad demise of Mujahid e Millat Hazrat Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)

Died at Delhi, on Aug 02, 1962

Funeral Prayer of Mujahid e Millat Hazrat Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)

Funeral Prayer of Mujahid e Millat Hazrat Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (r.a)
at Feroz Shah Kotla Ground Delhi-India

संसद-सदस्य मौलाना हिफजुर्रहमान के अन्तिम दर्शन। प्रधान मंत्री श्री जवाहरलाल नेहरू नई दिल्ली में बृहस्पतिवार को उनके मकान पर जहां उनका देहावसान हुआ अन्यों के साथ अपनी श्रद्धांजलि अर्पित करते हुए।

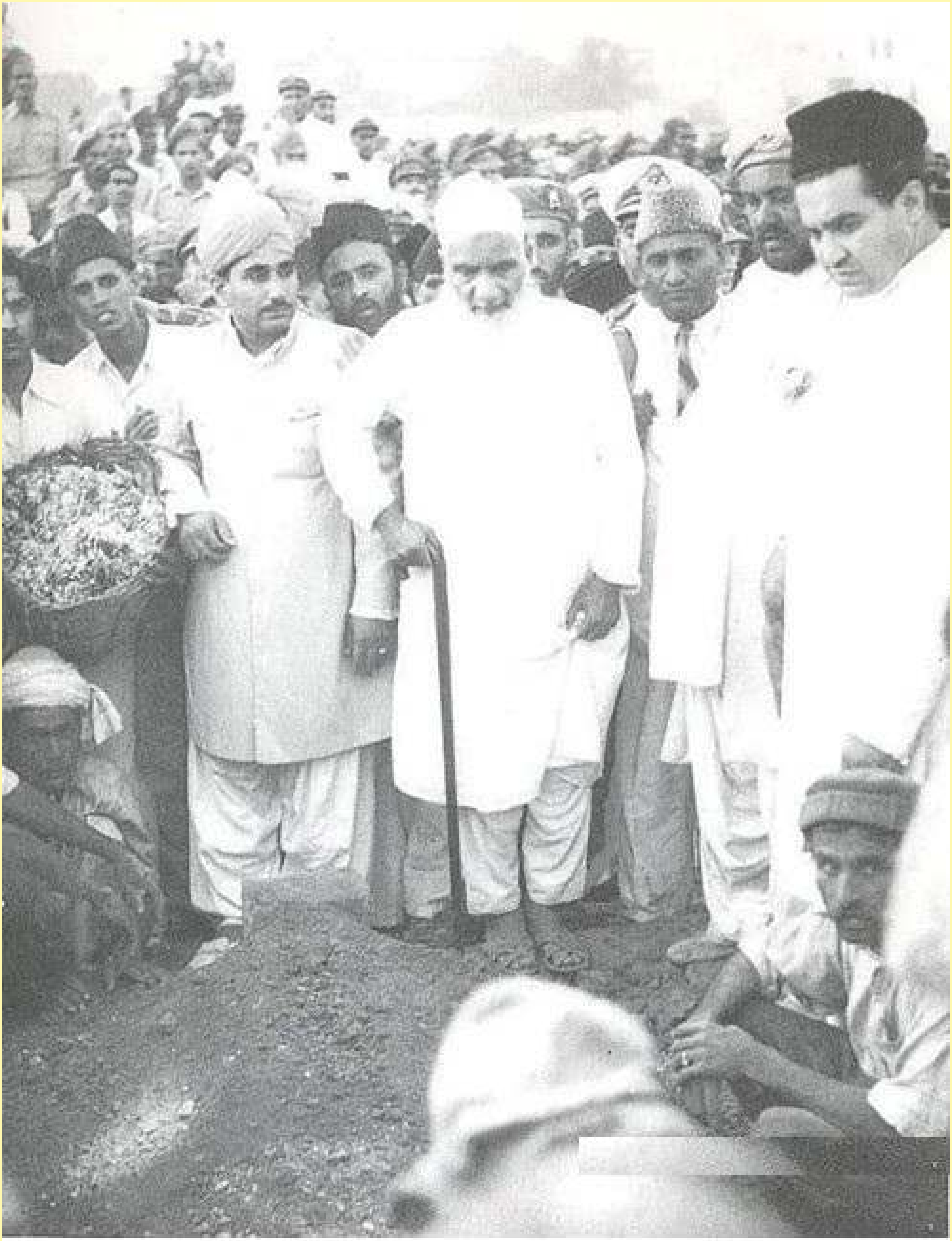

Maulana Shabbir Ahmad Usmani (ra)
at the grave of Quaid e Azam (ra)

Maulana Shabbir Ahmad Usmani (ra)
at the Namaz e Janaza of Quaid e Azam (ra)

Maulana Shabbir Ahmad Usmani (ra)

The Maulana who bridged the water divide

In 1929, Maulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi forced the British government to end the system of different water pitchers for Hindus, Muslims at all railway stations across the country

(From left) Pandit Jawaharlal Nehru, Maulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi with Master Tara Singh, Satguru Pratap Singh and Saifuddin Kitchlu at a convention at Bhaini Sahib near Ludhiana in 1931. A FILE PHOTO

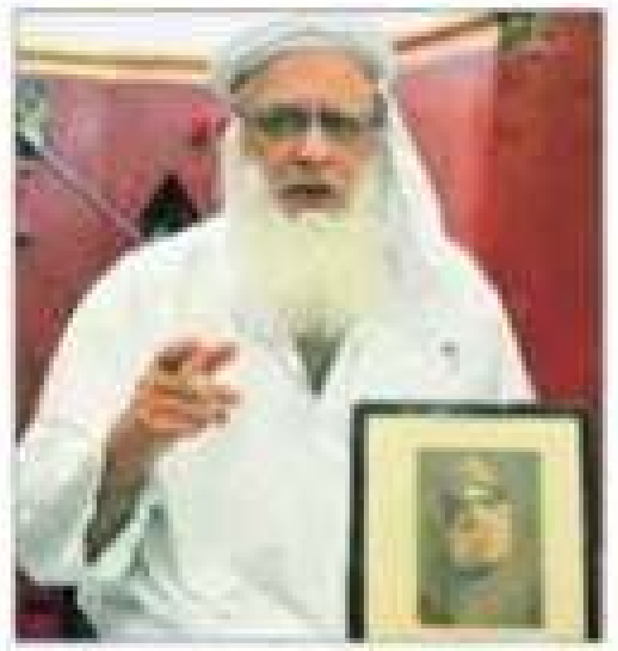

"Our ancestors laid down their lives for the country. My only request to the present generation is not to waste the effort of our ancestors and be grateful to them."

MAULANA HABIB-UR-REHMAN SANI LUDHIANVI, Shahi Imam of Punjab

MANAV MANDER
TRIBUNE NEWS SERVICE

LUDHIANA, AUGUST 11

When the entire nation was suffering under the Divide and Rule policy of the British, there was one man, who stood up and raised his voice.

Voices calling out *Hindu paani lelo, Muslim paani lelo* were common at the railway stations as there were separate pitchers of water for the Hindus and the Muslims. But in 1929, Maulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi raised his voice against this and protested at Ghaas Mandi Chowk and, with the help of his volunteers, broke earthen pots.

As a result, the British government was forced to install one common pitcher at all railway stations across the country giving the message *sabka paani ek hai*. In this activity, nearly 50 volunteers were arrested and sent to jail.

"We have heard a lot about our great grandfather. He was instrumental in India's freedom movement and the *Hindu paani, Muslim paani* issue was taken up by him," said Usmaan Ludhianvi Rehmani, the great grandson of Maulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi.

Ludhianvi hoisted the Tricolour on the banks of the Ravi to oppose the idea of partition of India and Pakistan. As many as 300 British policemen were sent to stop Ludhianvi from doing so, but he managed to hoist the flag and was arrested and sent to jail for a year.

Even Partition didn't deter his spirit and he helped thousands of families stranded across the new border in uniting with each other.

Maulana's grandfather Maulana Shah Abdul Kadir Ludhianvi in 1857 had issued a fatwa against the British rulers and the present Shahi Imam of Punjab, Maulana Habib-ur-Rehman Sani Ludhianvi, is his grandson.

The Shahi Imam of Punjab, said: "Our ancestors laid down their lives for the country. My only request to the present generation is not to waste the effort of our ancestors and be grateful to them."

Maulana, though not a poet, was well-versed in poetry and used to host poetic evening once a month. He had spent 14 years of his life in various jails at various places, including Dharamsala, Shimla, Mianwali, Multan and Ludhiana.

Rais-ul-Ahrar-Molana Habib-ur-Rehman
& Shah Sasood Awal (King of Soudia 1955)

Rais-ul-Ahrar-Molana Habib-ur-Rehman & Shah Sasood Awal (King of Soudia) & Others (1955)

PrimeMinister Pt. Jwahar Lal Nehru
Moulana-Habib-Ur-Rehman Ludhianvi
Moulana Sareed-Ur-Rehman Ludhianvi

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان اور سلطان سعود اول راشٹرپتی بھون میں خصوصی ملاقات فرما رہے ہیں۔

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi at the grave of his uncle Maulana Habib ur Rehman Ludhianvi (ra) in Dehli - India

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi visiting the grave of Maulana Habib ur Rehman Ludhianvi (ra)

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئینِ گلستان میں
ہمیں بھی یاد رکھنا چمن میں جب بہار آئے

مجاہد آزادی امیر حریت رئیس الاحرارِ
بانی صدر مجلس احرار اسلام پاک ہند

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi with Maulana Fazal ur Rehman

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi
with Maulana Fazal ur Rehman

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi
with Maulana Fazal ur Rehman

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi with Maulana Fazal ur Rehman

مولانا عبداللہ لدھیانوی ۔ مولانا عبدالعزیز لدھیانوی ۔ مولانا محمد لدھیانوی نے 1301ھ 1884ء میں مرزا قادیانی کے کفر پر سب سے پہلے فتویٰ تکفیر دیا اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بانی صدر مجلس احرار اسلام پاک وہند نے 23 مارچ 1934ء کو قادیان میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے کفر کا اعلان کیا اور مسلمانوں کی اس عظیم جدوجہد پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم کافر قرار دیا۔

Maulana Nauman Hasan Ludhianvi with Maulana Abdul Ghafoor Haideri Deputy Chairman Senate of Pakistan

Maulana Nauman Hasan Ludhianvi with Maulana Abdul Ghafoor Haideri Deputy Chairman Senate of Pakistan

Maulana Habib ur Rehman Ludhianvi and Maulana Usman Ludhianvi in Ludhianvi-India

پنجاب کے گاؤں رن سنگھ والا میں مسجد کا افتتاح

۷۰/سال بعد اللہ اکبر کی صدا کی گونج

تاج ختم نبوتؐ کی حفاظت کیلئے اہل گاؤں کی قربانیاں ناقابل فراموش: شاہی امام مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کا بیان

جگراؤں غالب رن سنگھ والا میں بنائی گئی مسجد کا منظر اور اول آذان دیتے ہوئے شیر اسلام شاہی امام مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی

لدھیانہ۔ ۲۵ رمئی: (پریس ریلیز/مستقیم) آج یہاں جگراؤں تحصیل کے گاؤں غلب رن سنگھ والا میں نئی تعمیر کی گئی مسجد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے افتتاح کے موقعہ پر اس وقت فضاء اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھی جب شیر اسلام مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی شاہی امام پنجاب نے اس مسجد میں اول آذان دی، قابل ذکر ہیکہ چند سال قبل اس گاؤں میں مقیم مسلم خاندانوں کے افراد نے بڑی ہمت اور استقامت کے ساتھ فتنہ قادیانیت کا مقابلہ کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام ہند کے رضا کاروں کے ساتھ تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم سربلند کیا تھا، احرار کے صدر و شاہی امام پنجاب مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے اس وقت ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ گاؤں میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر احرار کروائیں گے اور آج یہ وعدہ الحمد للہ مکمل ہو گیا، اس گاؤں میں تقسیم ہند سے قبل جو مسجد تھی وہ شہید ہو چکی تھی، آج کی اس پروقار تقریب کے موقعہ پر گاؤں کے سرپنچ ہرسمرن سنگھ بالی، پنچایت ممبر راجندر سنگھ، دوندر سنگھ، سکھوندر سنگھ، ہرجندر کور، بھگونت سنگھ، نریندر کور، بلجیت سنگھ، ورندر سنگھ، نائب شاہی امام مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی، غلام حسن قیصر، محمد مستقیم احراری، بابل خان، شاہنواز خان، ذیشان احرار، آزاد علی احرار، نواب علی، موجود تھے، مسجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افتتاحی تقریب کو خطاب کرتے ہوئے شاہی امام پنجاب نے کہا کہ مسجد کا خدا کا گھر ہے اور اسکے دروازے تمام انسانوں کیلئے ہمیشہ کھلے ہیں، انہوں نے کہا کہ مسجد میں عبادت کے ساتھ عملی طور پر اہل اسلام اس بات کا درس دیتے آئے ہیں کہ تمام انسان برابر ہیں کسی کو بھی ایک دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے، شاہی امام مولانا حبیب الرحمن نے کہا کہ مجلس احرار اسلام ہند کا اولین مقصد تاج ختم نبوتؐ کی حفاظت کرنا ہے اور احرار اللہ کے فضل سے اپنے مشن پر رواں دواں ہیں، شاہی امام نے کہا کہ آج کہ فرقہ پرستی کے دور میں گاؤں کے ہندو سکھ بھائیوں نے مسجد کی تعمیر میں ساتھ دیکر عملی طور پر قومی یکجہتی کا ثبوت دیا ہے، نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ 1947ء کے بعد سے لیکر آج تک الحمد للہ انکی جماعت مجلس احرار اسلام ہند اور الحبیب ٹرسٹ کی جانب سے پنجاب میں بند پڑی مساجد کو کھلوانے اور نئی مساجد کو تعمیر کرنے کا سلسلہ چل رہا ہے، انہوں نے بتایا کہ تمام مساجد میں الحمد للہ مکاتب کا سلسلہ بھی بخوبی چل رہا ہے، رمضان المبارک سے ایک دن قبل اس مسجد کا افتتاح ہونے سے اطراف کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے، نوجوانوں اور ضعیف افراد کے ساتھ ساتھ مسلم بچوں میں بھی جوش وخروش قابل دید تھا، یہ مسجد نہایت ہی عمدہ طریقہ سے ایک ہزار گز زمین میں تیار کی گئی ہے جس میں بلند مناروں کے ساتھ ساتھ پارک بھی بنایا گیا ہے مسجد میں اول نماز نائب شاہی امام مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی نے ادا کروائی، اس موقعہ پر تمام لوگوں کو مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور دوہر کا کھانا بھی کھلایا گیا،

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi
with Maulana Fazal ur Rehman

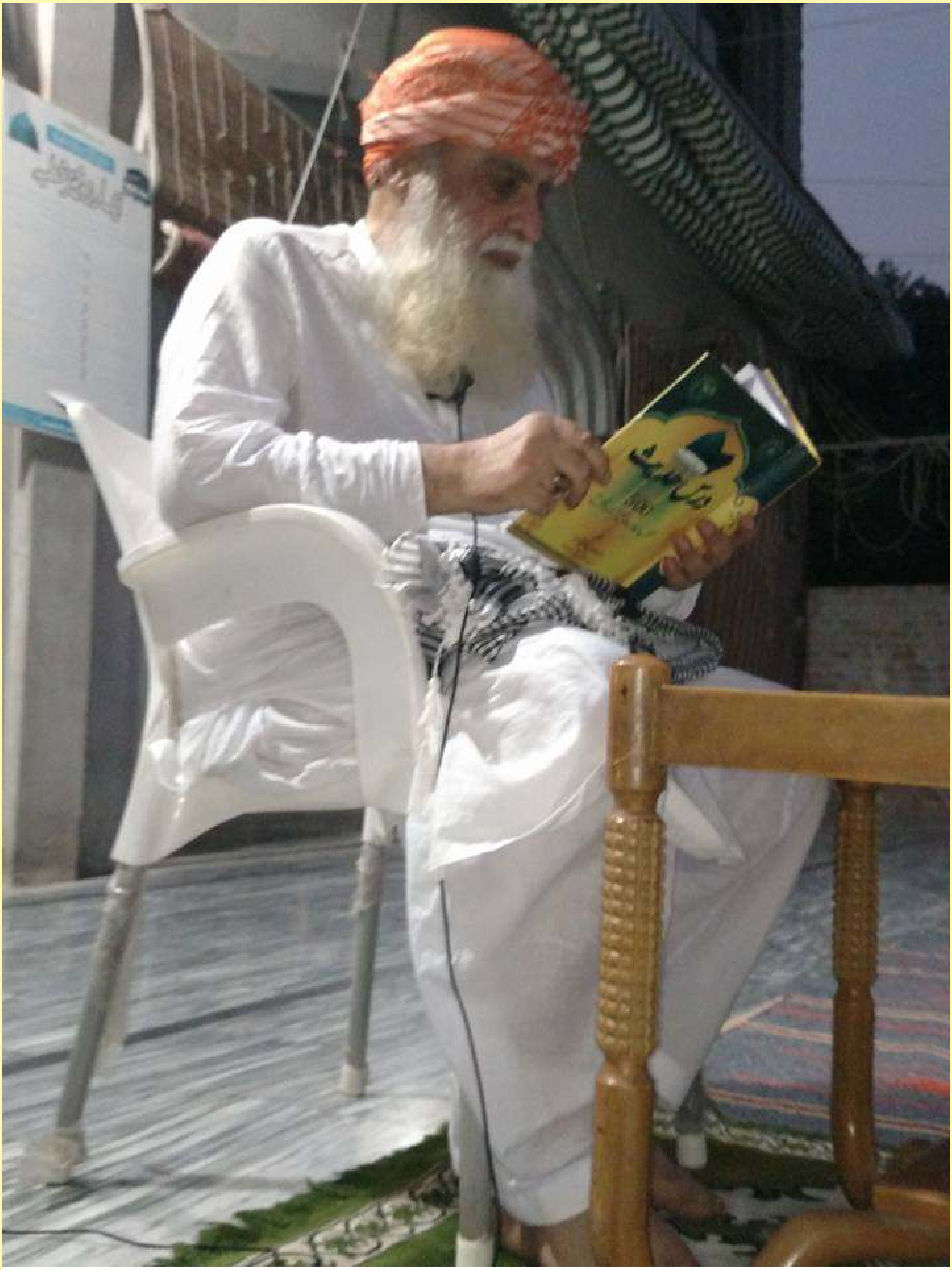

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi

علمائے لدھیانہ نے قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلا کفر کا فتویٰ دیا

مولانا رشید لدھیانوی

مولانا شاہ محمد لدھیانویؒ اور ان کے برادران نے 1301 ہجری میں قادیانیوں کی تکفیر کا فتویٰ جاری کیا

عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اس کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے مرکزی رہنما جے یو آئی

رحیم یار خان (نمایندہ خصوصی) جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی شوریٰ کے رکن وسابق صوبائی صدر مولانا رشید لدھیانوی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور اس کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا غلام قادیانی کے دعوؤں کی روشنی میں مولانا شاہ محمد لدھیانویؒ اور ان کے برادران نے 1301 ہجری میں تکفیر کا فتویٰ دیا اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ علماء لدھیانہ نے قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ تکفیر دیا۔ اور کہا کہ قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا اور قادیانیوں نے ہی امت مسلمہ کے خلاف سازشیں کی ہیں لیکن الحمدللہ امت نے ہر دور میں اس کے خلاف مسلسل جہاد کیا۔ آل انڈیا مجلس احرار اسلام اور مجلس ختم نبوت کی قربانیاں تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی امارت وقیادت (باقی صفحہ 7 نمبر 15)

بقیہ نمبر 15

میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی انتھک جدوجہد سے اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ 7 ستمبر 1974ء کو مولانا مفتی محمودؒ مولانا شاہ احمد نورانی ودیگر علماء کرام نے پارلیمنٹ میں مرزا ناصر قادیانی کے دانت کھٹے کیے اور قادیانیت کے دجل وفریب کو بے نقاب کیا اور قادیانی عقائد رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس موقع پر اپنے بزرگوں، قائدین اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو خراج عقیدت پیش کرتے رہے کہ انہوں نے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اس گمراہ فتنے سے امت مسلمہ کو بچایا لیکن آج بھی یہ فتنہ مختلف محاذوں پر اسلام کے خلاف سرگرم عمل رہے اس کے خلاف ہمیں جذبہ جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ آج ہی کے دن پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

Maulana Ahmed Rehmani Ludhianvi (ra)
with Governor of Punjab Aminuddin Khan
at JAMA MASJID LUDHIANA - 1982

Maulana Saeed ur Rehman Ludhianvi (ra) and Qari Tayyeb Sb (ra)

Maulana Ahmed Rehmani Ludhianvi (ra) with
Shahi Imam Delhi Abdullah Bukhari (ra) 1978

Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi in Peace Conference of Jamiat Ulama e Hind

1977ء، قومی اتحاد پاکستان اور جے یو آئی کے چیئرمین مفکر اسلام، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ
مولانا مفتی محمودؒ رحیم یار خان میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ قومی اتحاد کے
ضلعی صدر و موجودہ امیر جے یو آئی پنجاب مولانا رشید احمد لدھیانوی ہمراہ ہیں۔

قومی اتحاد پاکستان اور جے یو آئی کے چیئرمین مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ رحیم یار خان میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ قومی اتحاد کے ضلعی
جنرل سیکرٹری مولانا رشید احمد لدھیانوی ہمراہ ہیں۔ (1977ء کی یہ یادگار تصویر علامہ عبدالروف ربانی نے مہیا کی ہے جس پر ادارہ ان کا مشکور ہے)

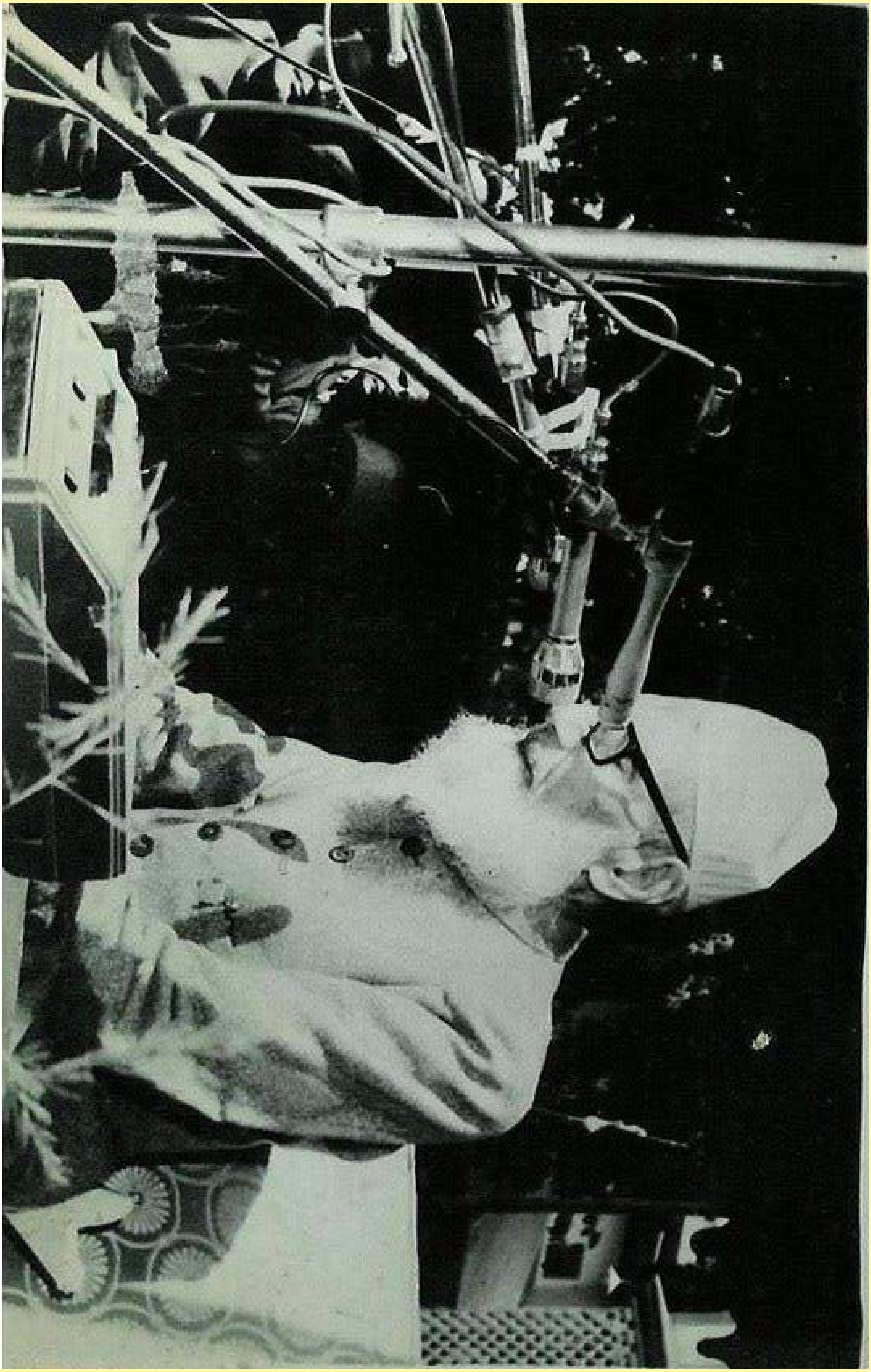

Qari Muhammad Tayyib Qasmi (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

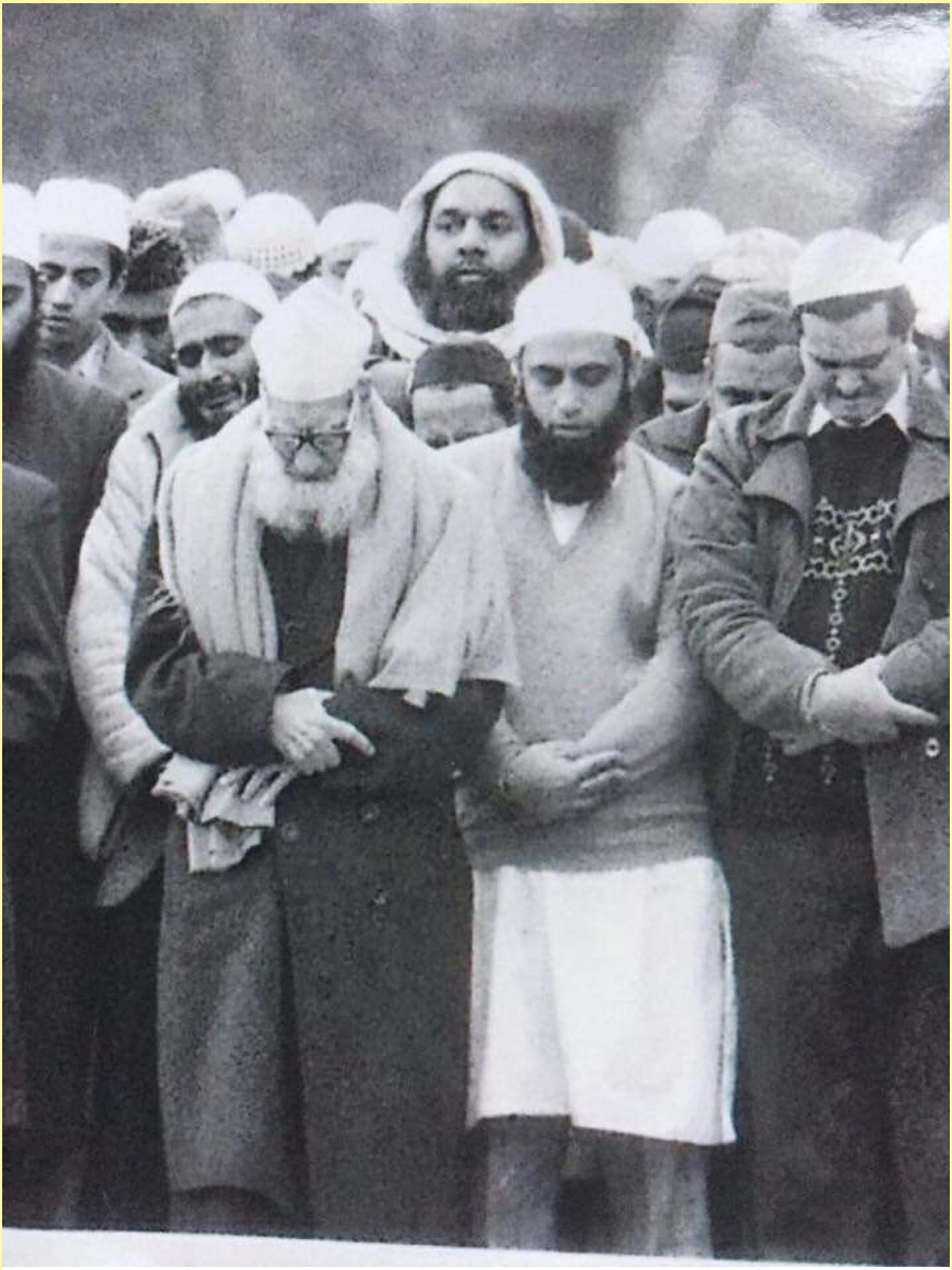

Qari Muhammad Tayyib Qasmi (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib Qasmi (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib Qasmi (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib Qasmi (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband with Mufti Shafi (ra) Founder Darul Uloom Karachi

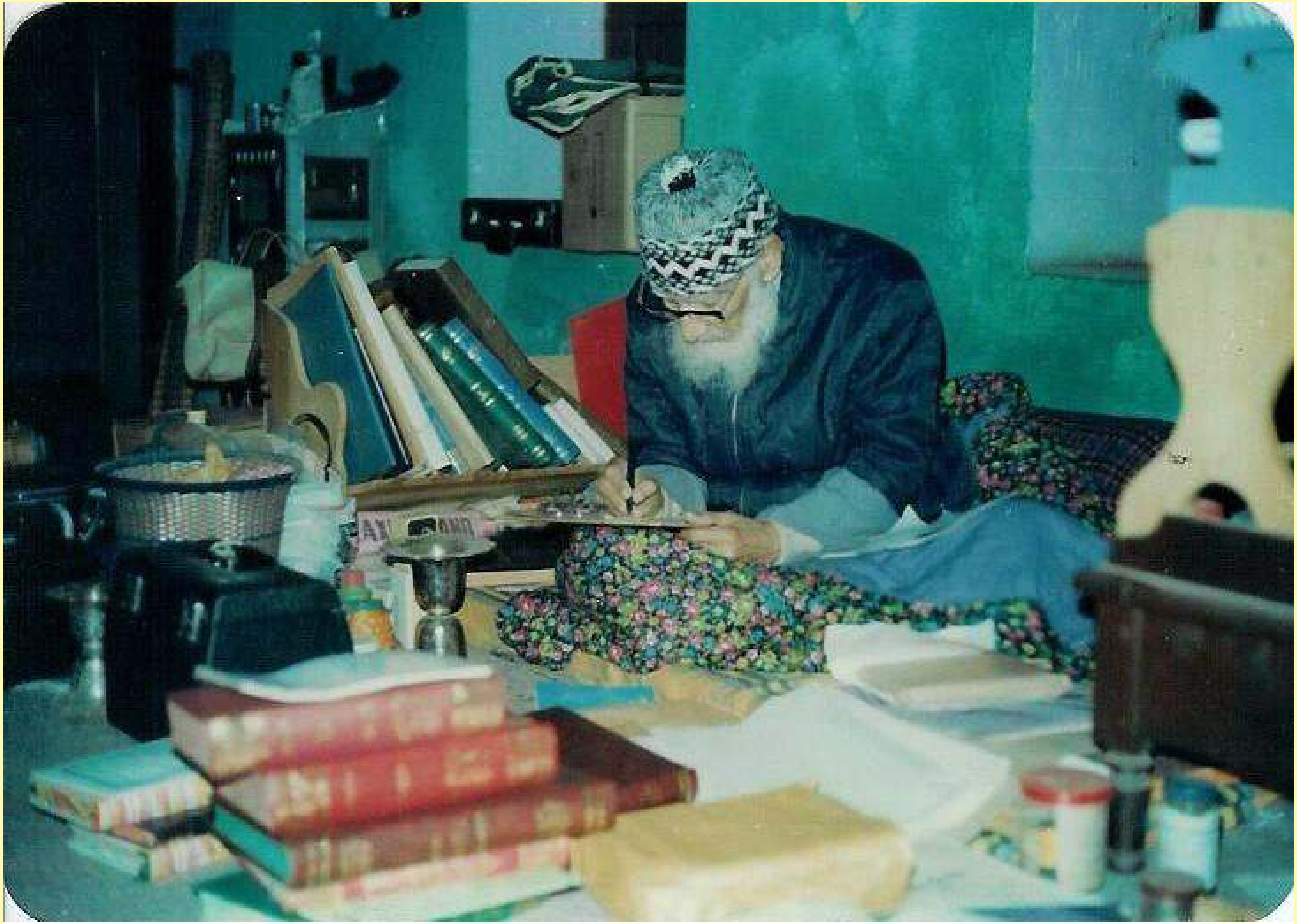

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

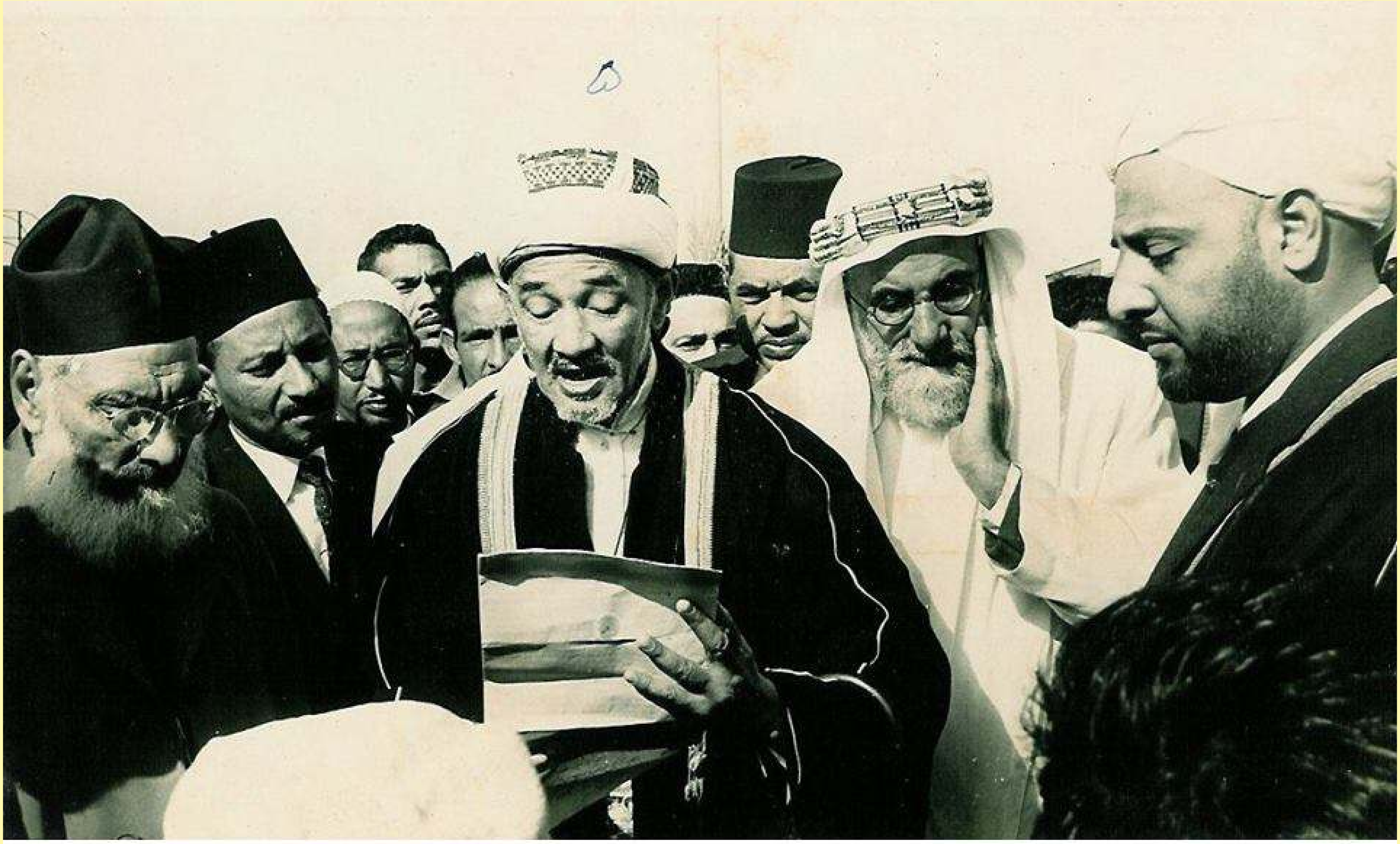

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Qari Muhammad Tayyib (ra) Mohtamim Darul Uloom Deoband

Mufti Zia ul Hasan (r.a)

President Anti TB Association of Pakistan

MUFTI ZIA UL HASAN (r.a) PRESIDENT ANTI TB ASSOCIATION OF PAKISTAN

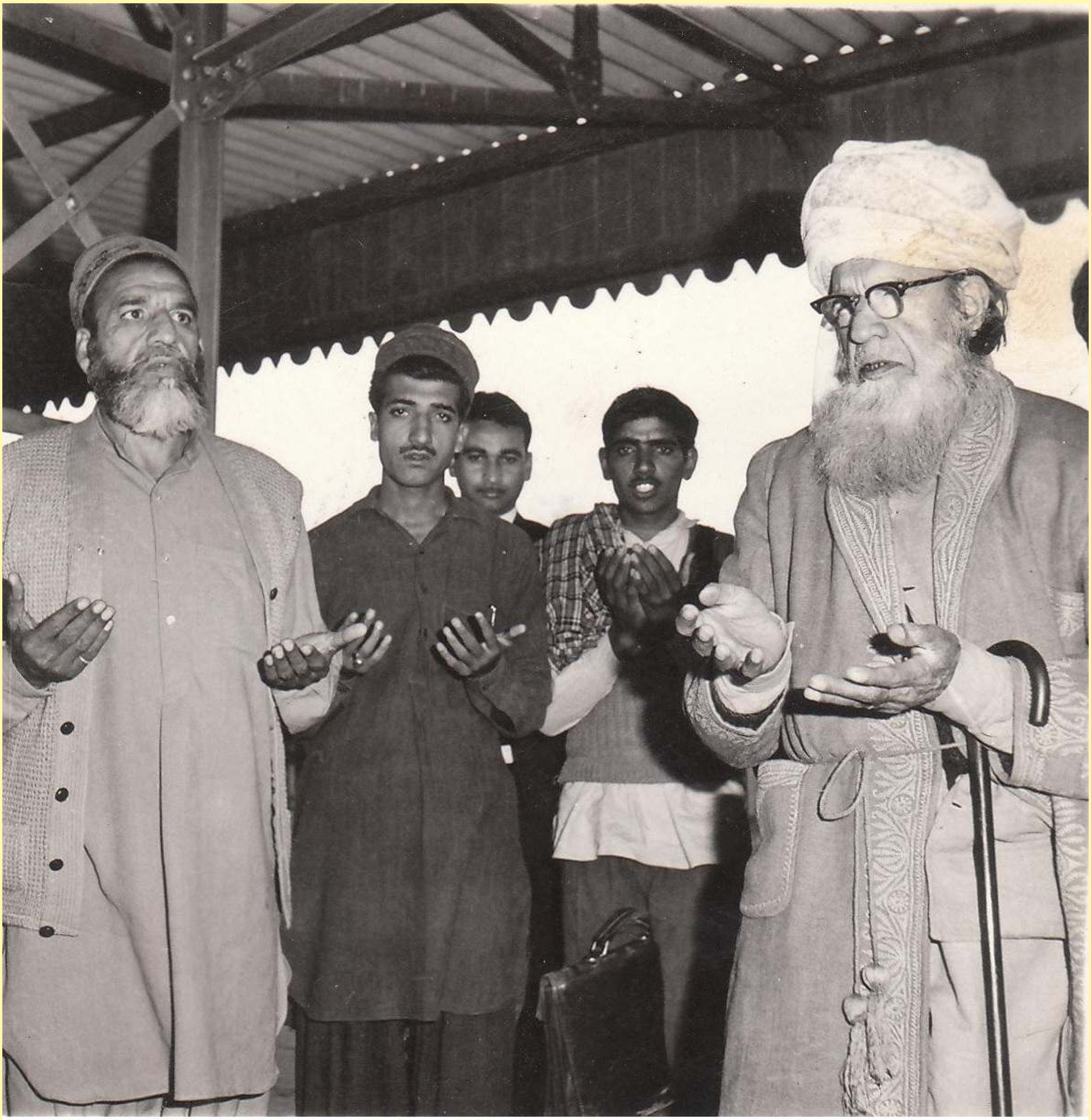

Mufti Zia ul Hasan (r.a) and his father
Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)

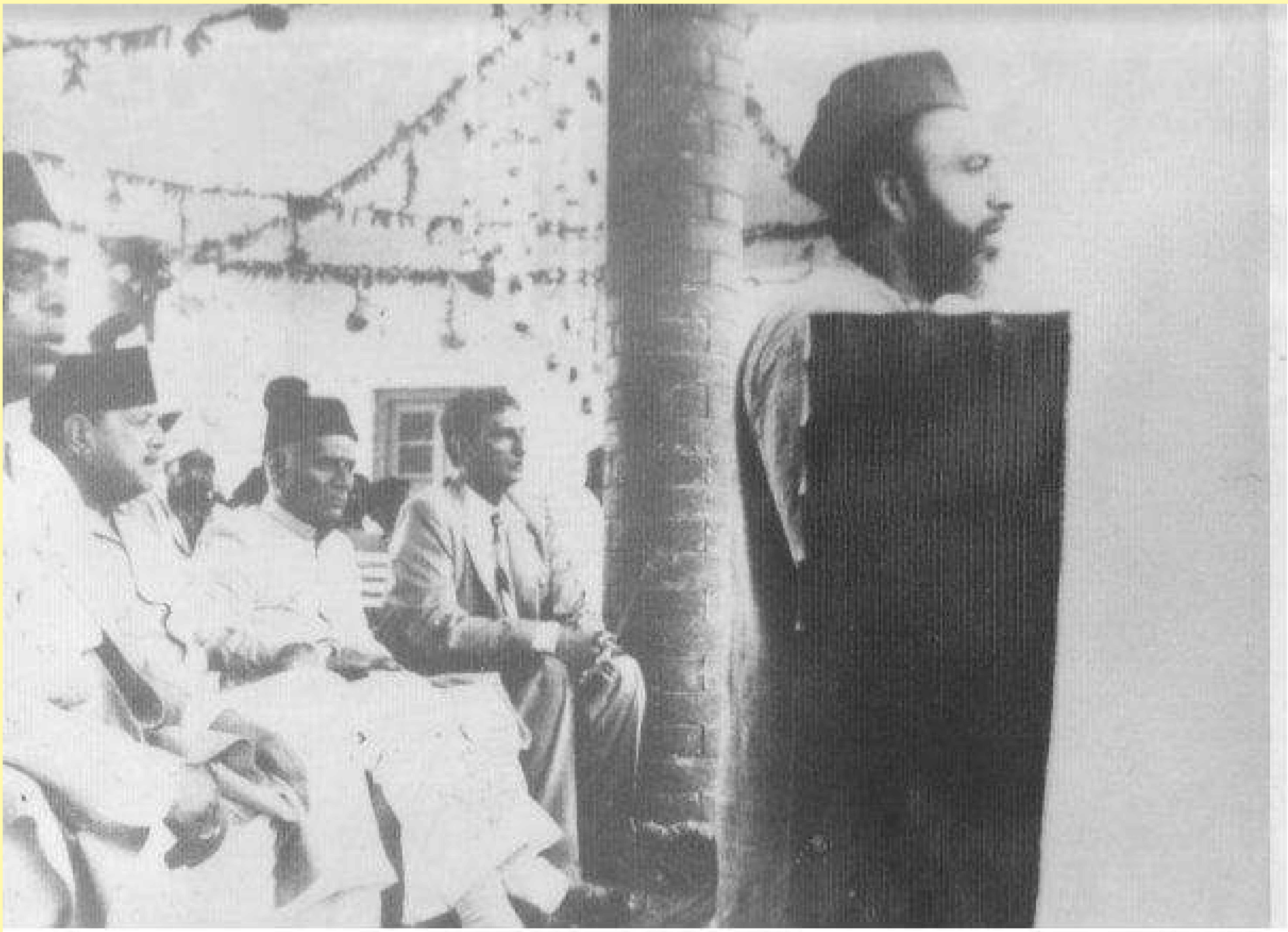

Mufti Zia-ul-Hasan With President of Pakistan General Ayub Khan

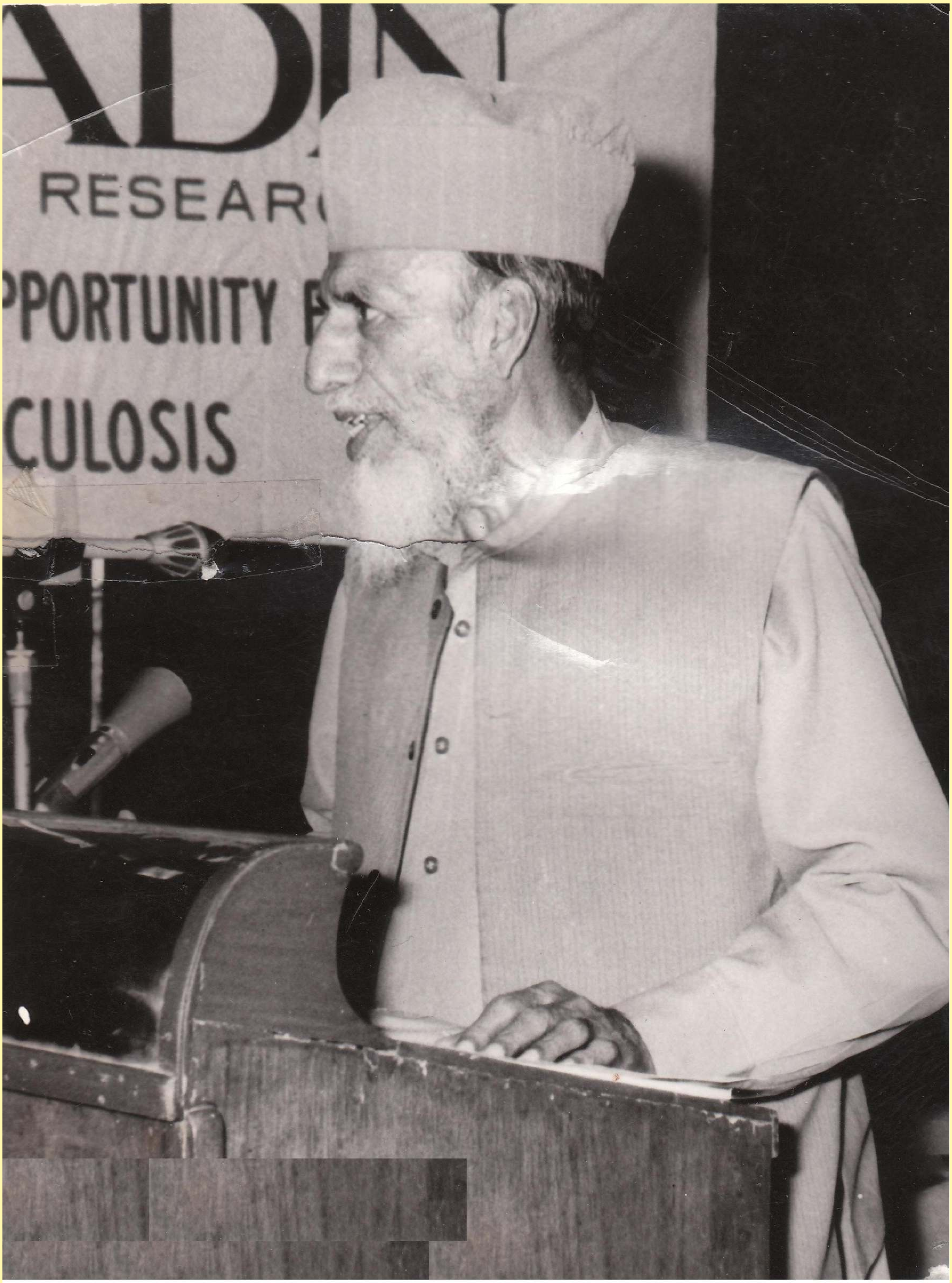

Mufti Zia ul Hasan (r.a)

President Anti TB Association of Pakistan

Pakistan Anti TB Association

Secretariat: Health Complex, 16-K, Gulberg-III, Lahore, Pakistan.
Ph:+92-42-5756986, 5871180 Fax: +92-42-5755068
E-mail: pata@brain.net.pk Web: www.patba.com

MUFTI ZIA UL HASAN (r.a) WITH GENERAL SAWAR KHAN GOVERNOR PUNJAB

Mufti Zia ul Hasan (r.a) with Governor Punjab Nawab of Kala Bagh

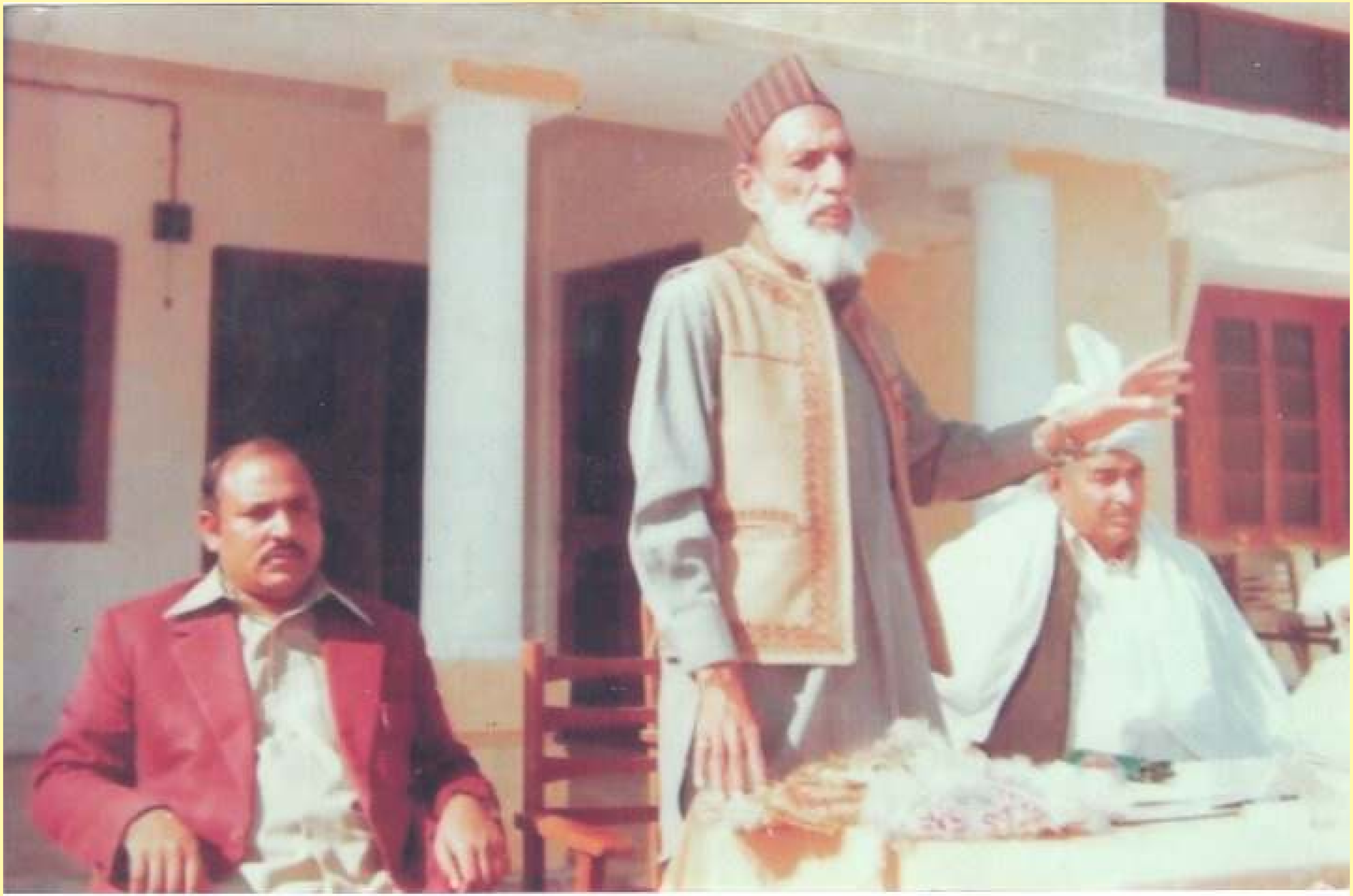

Mufti Zia ul Hasan (r.a) President Muslim League Sahiwal

Member District Council Sahiwal

Right:
Mufti Zia ul Hasan (r.a) [President Muslim League Sahiwal]

MUFTI ZIA UL HASAN (r.a) WITH MIAN GHULLAM AHMAD KHAN MANEKA (Chairman District Council Sahiwal)

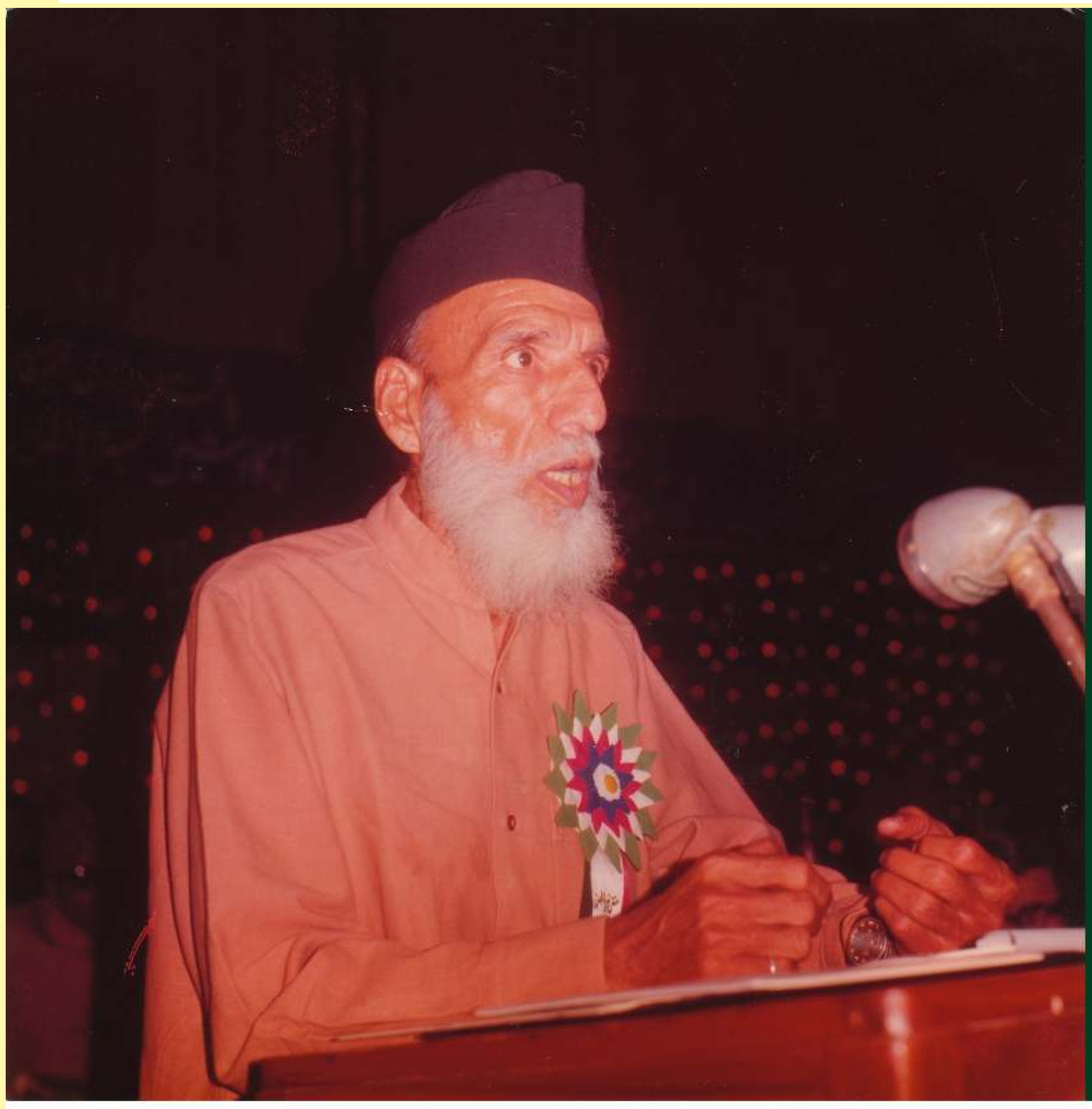

مفتی ضیاءالحسن رح

صدر پاکستان اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن

Former President Pakistan Anti TB Association

Mufti Zia ul Hasan (r.a)

President Anti TB Association of Pakistan

Jamia Rashidia Sahiwal

Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Mufti Zia ul Hasan (ra)

Mufti Zia ul Hasan (ra) with Deputy Comissioner Sahiwal and Haji Ferozedin (ra)

برصغیر ہندوپاک کی آزادی کے عظیم رہنماء امیر جمعیۃ علمائے ہند اسیر مالٹا حضرت مولانا عذیر گل صاحبؒ کی ایک نایاب تصویر

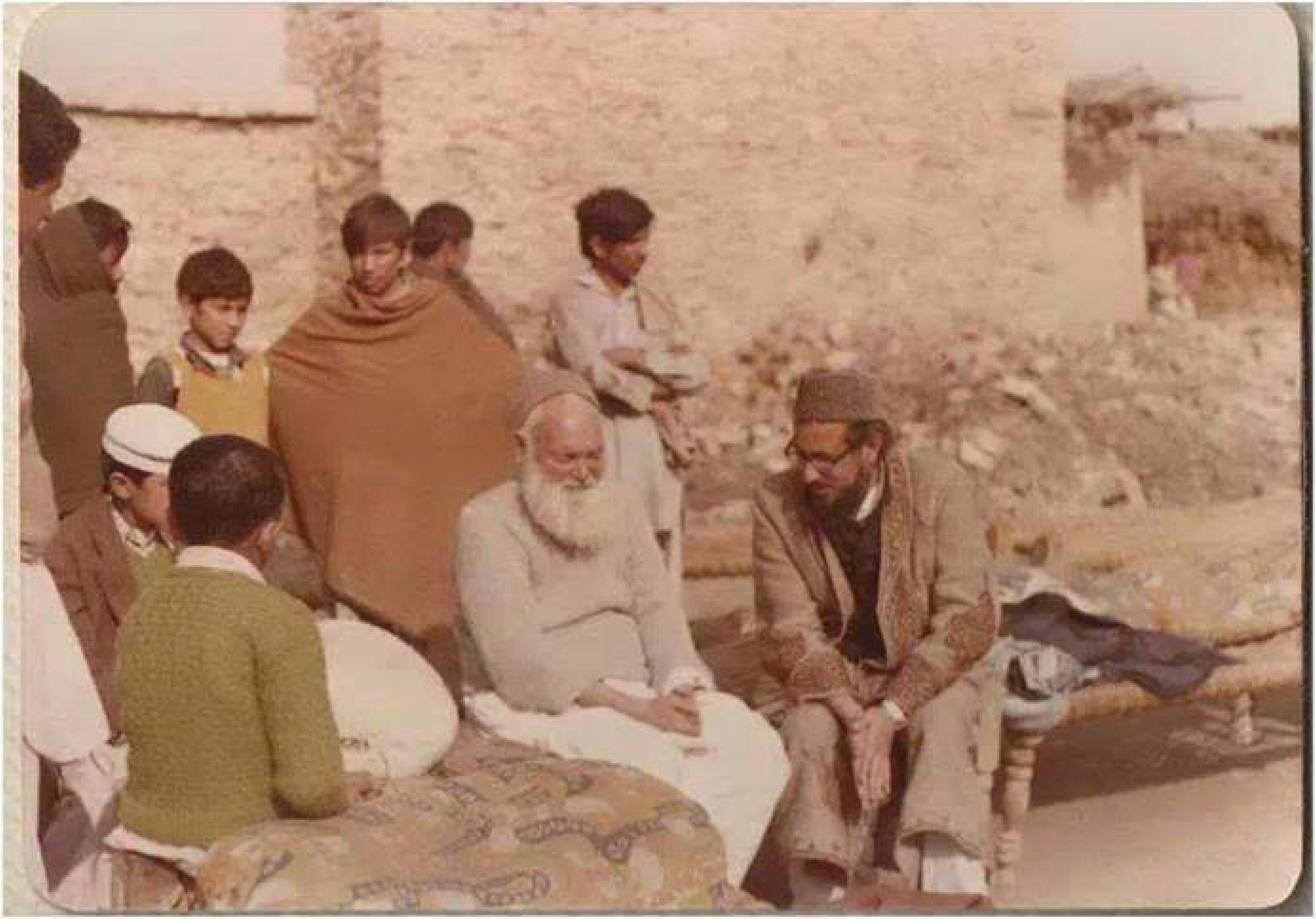

مولانا سمیع الحق صاحب عظیم جنگ آزادی کے رہنما اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل ؒ کے ہمراہ دونوں بیٹے راشد الحق اور حامد الحق ہمراہ ہیں

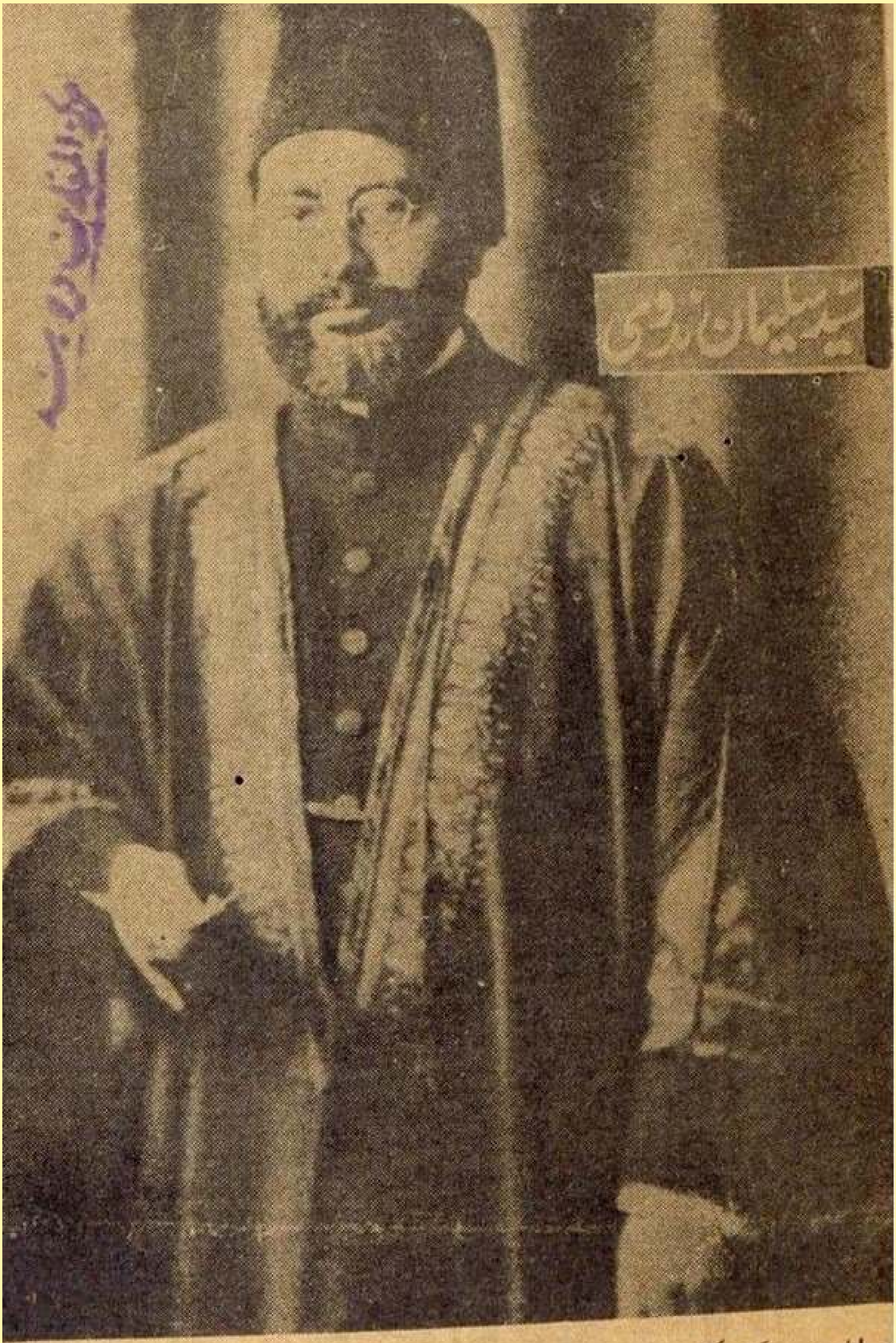

سلیمان ندوی کی ایک نایاب تصویر، جو انہوں نے ۱۹۲۰ء میں لندن میں کھنچوائی تھی

MAULANA HASSRAT MOHANI RA

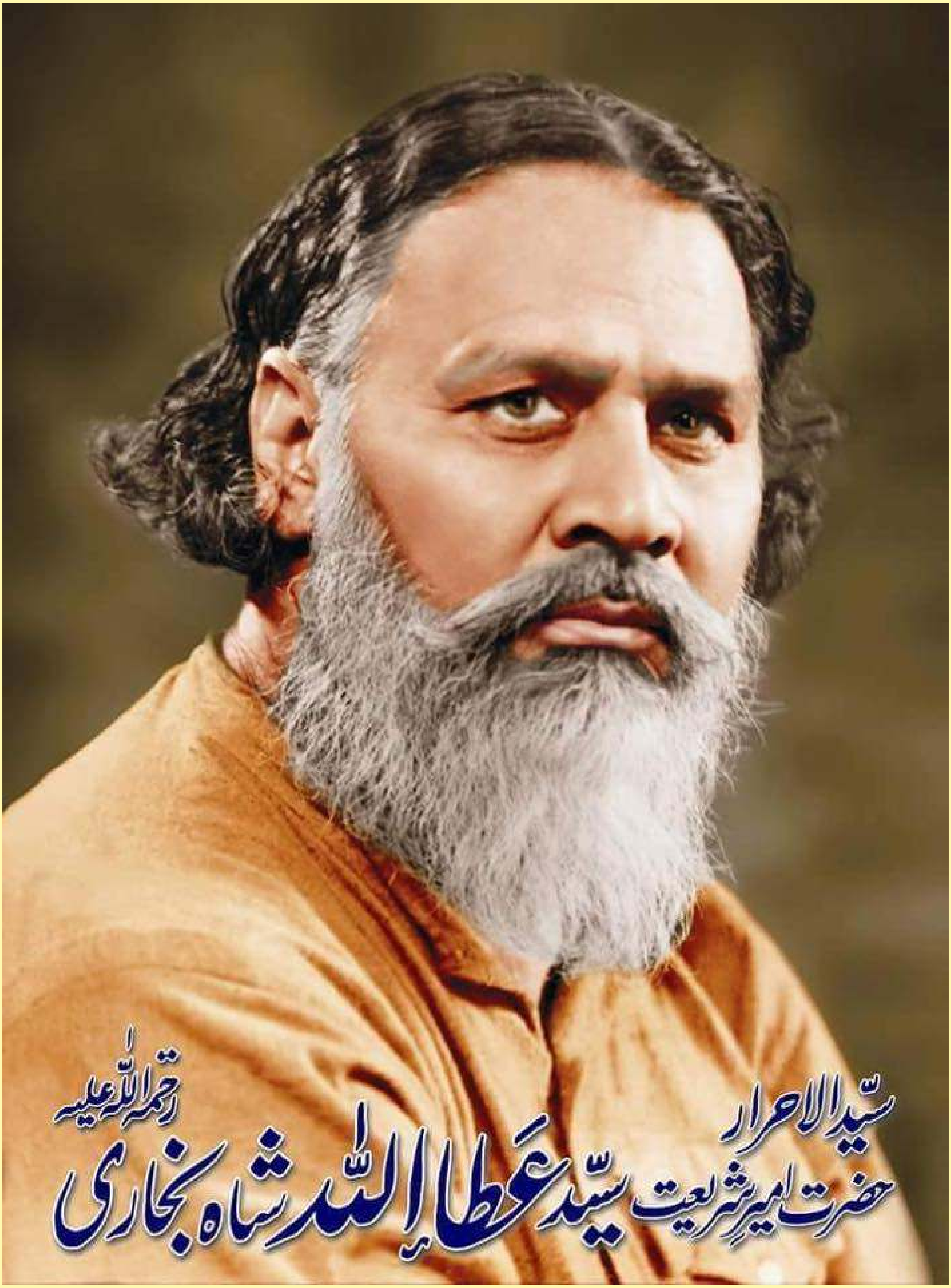
سیّدالاحرار
رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری

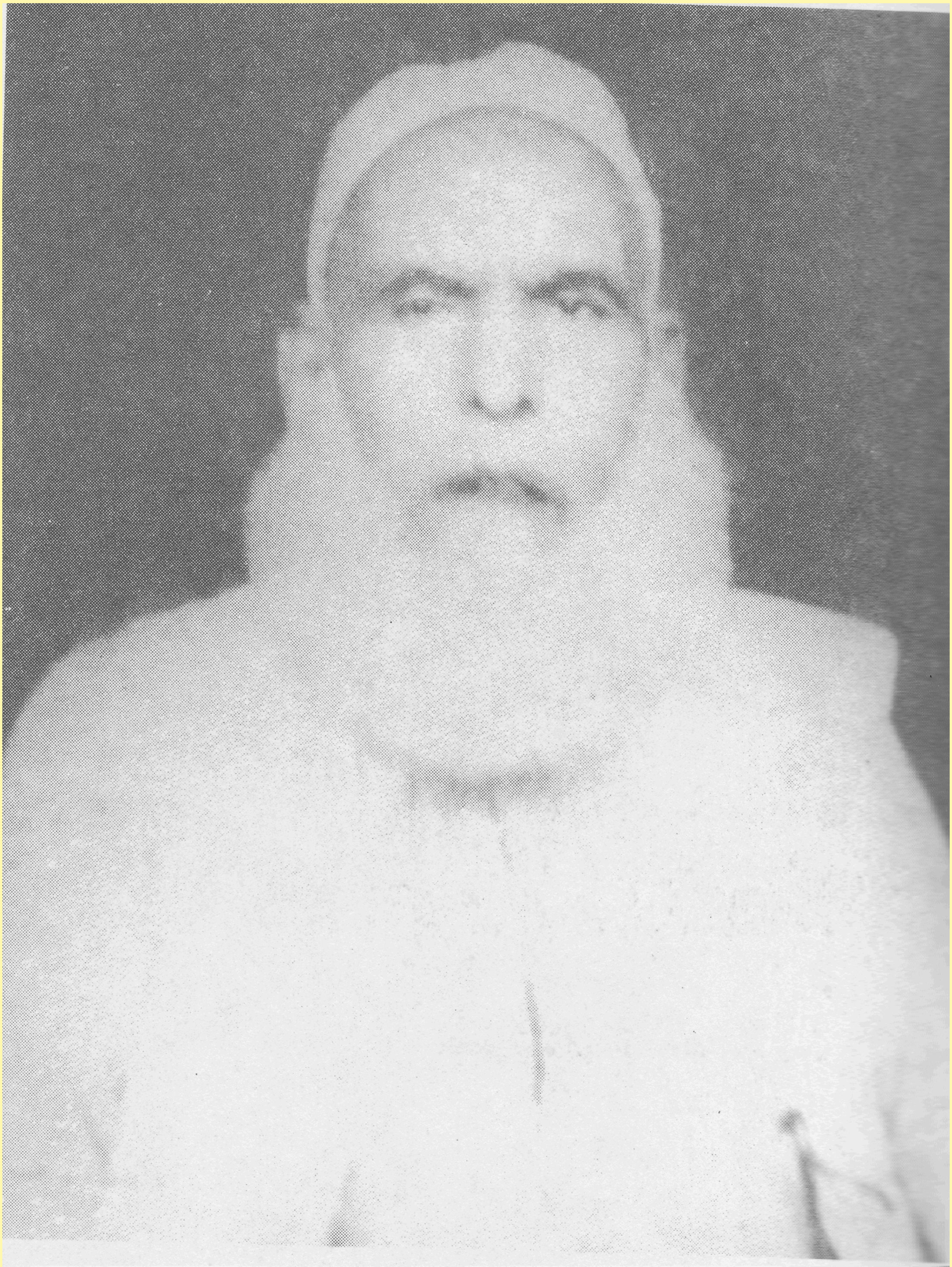

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز

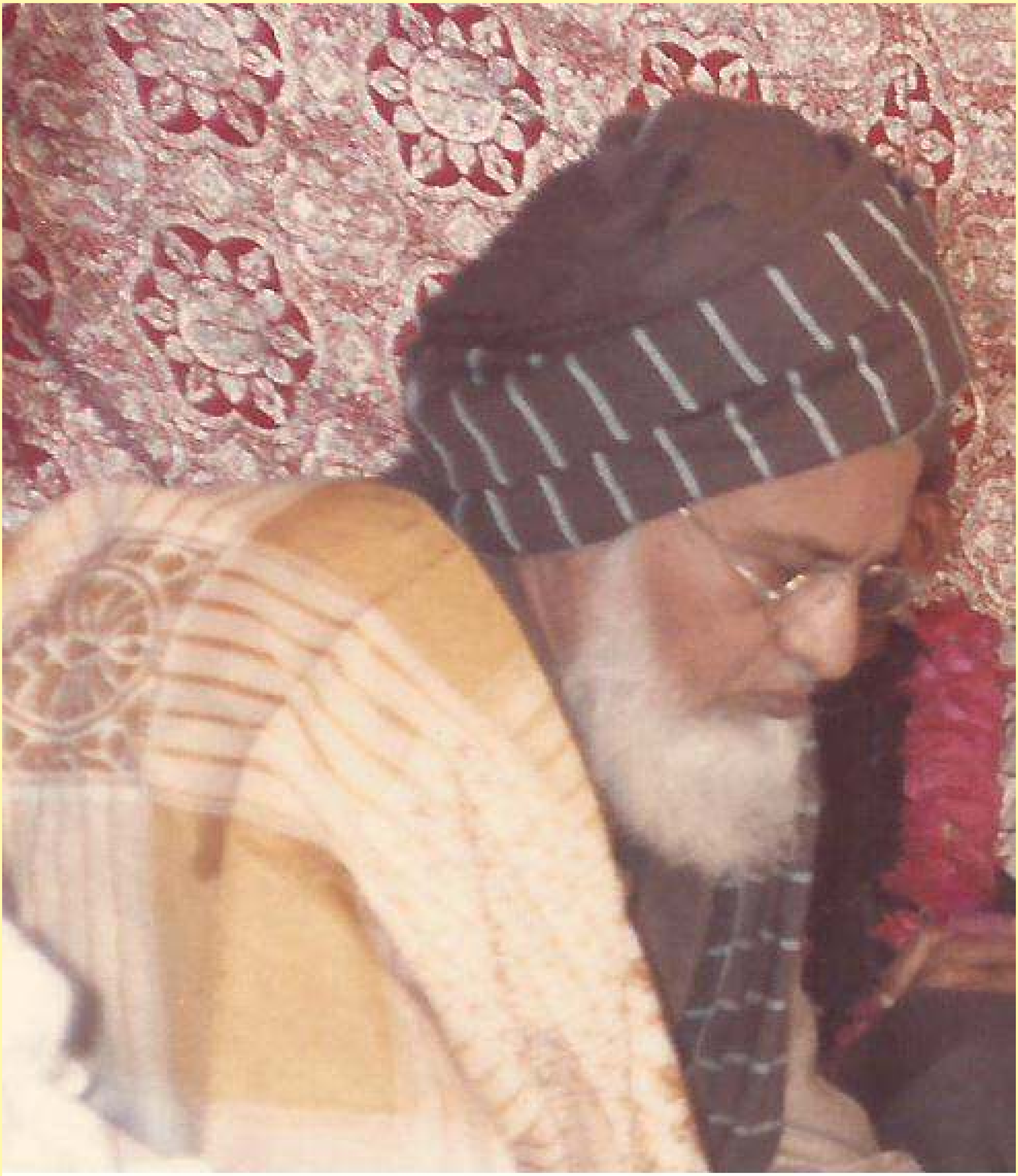

Allama Ahmad Ludhianvi (ra)

Mufti Zia ul Hussain (r.a)

MUFTI ZIA UL HASAN (r.a) [1918- 1983]
MOHTARMA
KALSOOM MUFTI (r.a) [1922-2003]
MIAN ABDUL WARRIS (r.a) 1930 - 2015

Mufti Zia ul Hussain (r.a)

Mufti Zia ul Hussain (r.a)

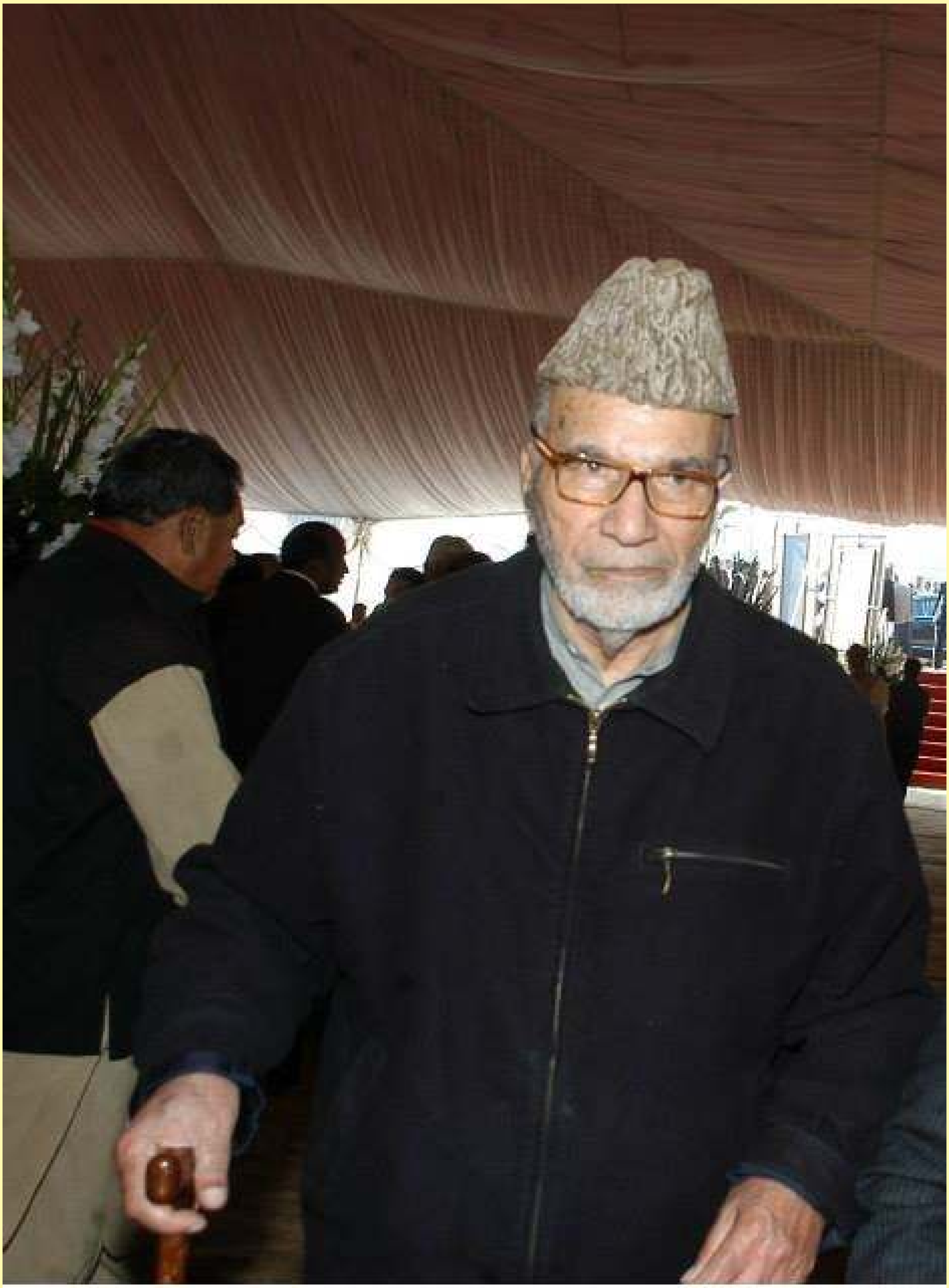

Mr M.Hamza Senator from Pakistan

Mr Anwar Pasha (ra) with his brothers and Mr Ziad Mufti

Mian Abdul Warris (ra) and Agha Khalid (ra)

Subhash Chandra Bose was arrested by British

جمعرات ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۰

امیر جمعیت العلماء اسلام سرحد

مولانا سید گل بادشاہ

سے چند سوال

صوبوں کو انتظامی معاملات میں زیادہ سے زیادہ خود مختاری ملنی چاہیے

اسلام میں ملک کو درپیش اقتصادی و سیاسی مسائل کا قابل عمل حل موجود ہے

...کی بجائے عربی کو ... الاقوامی زبان کی حیثیت ... حاصل ہونا چاہیے

بیرونی جارحیت ... کے ... ناگزیر ہے

خلیل الرحمان

حبیبِ قوم کے لختِ جگر عزیز و خلیل
مری نگاہ میں شورش برہنہ شمشیریں

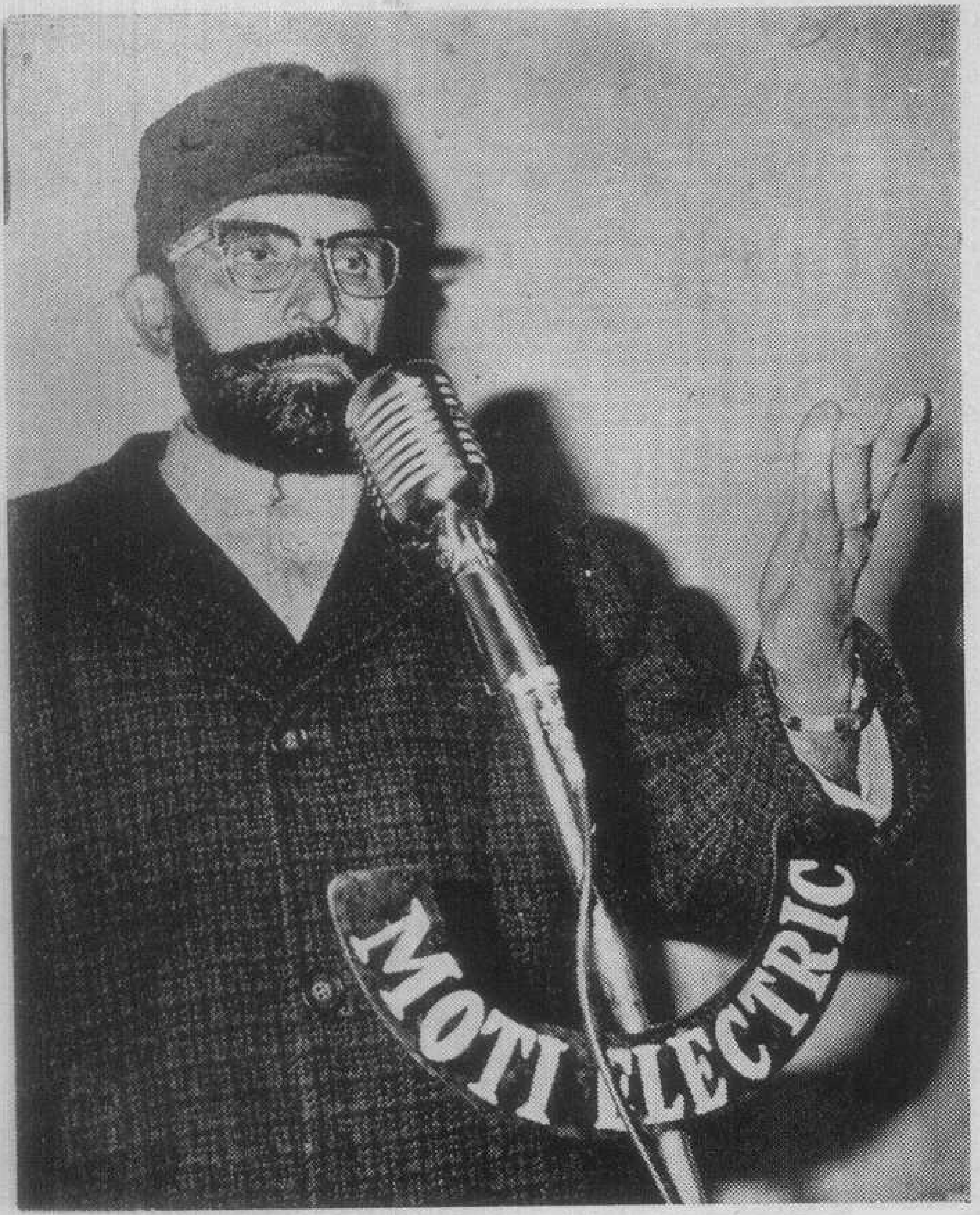

سات بار جیل گئے اور اپنے بزرگوں کی سُنّت کو زندہ کرتے رہے

رئیس الاحرار کے بڑے صاحبزادے مولانا خلیل الرحمن ایک جلسہ کو خطاب کر رہے ہیں

Phone:- 26 42 70

مولانا عزیز الرحمٰن جامعی لدھیانوی ثم دھلوی کتاب کی تصنیف میں مصروف

Maulvi (Ludhianwi) Aziz-ul-Rehman

To meet His Majesty King Saud of
Saudi Arabia.

The Prime Minister

requests the pleasure of your company

at Lunch on Monday

Nov. 28 . 1955 at 1.15

R.S.V.P.—
Reception Officer,
Prime Minister's House

Dr Khan Sahib - leader of the North West Frontier Province

حکیم الاسلام علامہ قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند دارالعلوم حقانیہ کے
سالانہ اجلاس 1962ء کے موقع پر دارالعلوم کے جلسہ گاہ میں تشریف لے جارہے
ہیں آگے مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ ہیں۔

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

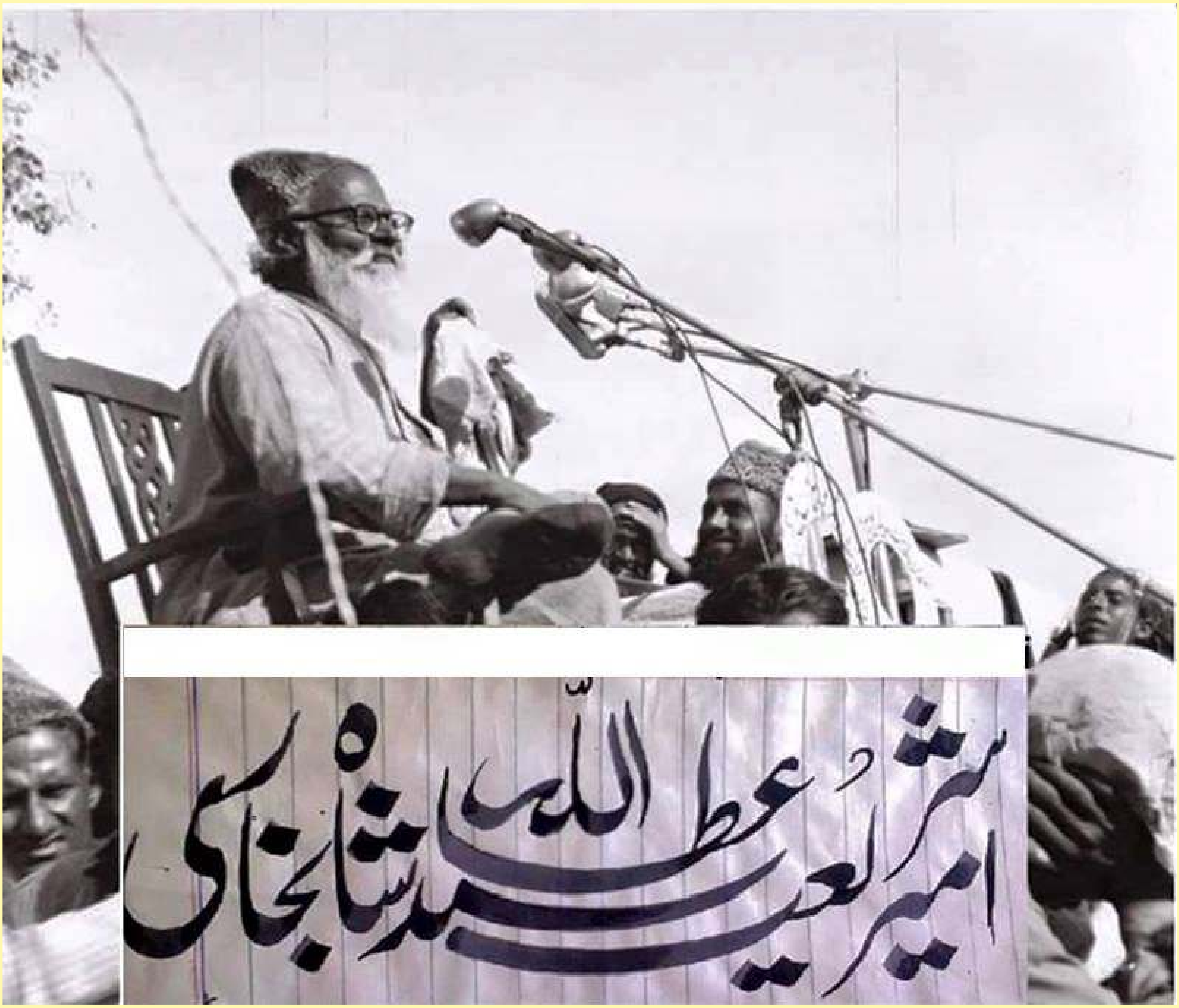
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

Mian Abdul Warris (ra) and Pir Pagara in Lahore

Maulana Mohammad
Manzoor Naumani (ra)

مفتی ابو احمد عبداللّٰہ
لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ

عید مبارک
الجمعیۃ دہلی
عید الاضحیٰ نمبر
The DAILY ALJAMIAT DELHI
ایڈیٹر محمد عثمان فارقلیط
جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب
خطیب جامع مسجد
Mandi Bahaaddin.
Dt.: Gujrat.
(W. Pak.)
قیمت
فی پرچہ دو آنے
19.7.56
۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

1076

عید مبارک
الجمعیۃ
دہلی
Mandi Bahaudddin
عید الاضحیٰ نمبر

The DAILY AL JAMIAT DELHI
ایڈیٹر محمد عثمان فارقلیط
قیمت
19.7.56

Left: Mr.M.Hamza [Senator and Chairman Public Accounts Committee of Pakistan]

Mr.Hamza is nephew of Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)

Right: Mr.Mashood Mufti [Grandson of Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)]

PAK POLITICIAN REMEMBERS COLLEGE LIFE

HARSIMRAN SINGH **BATRA**
Ludhiana

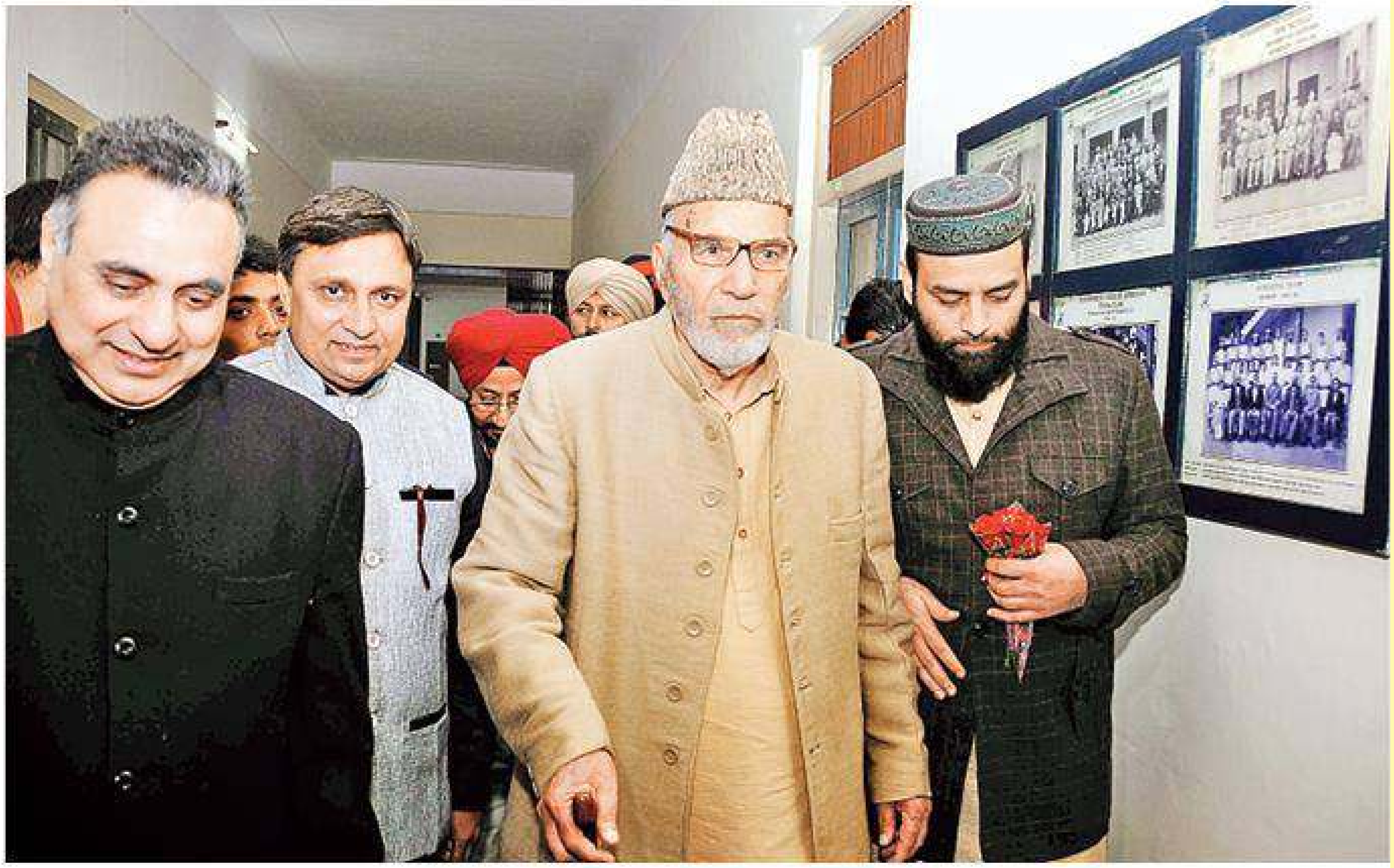

Former MP of Pakistan Hamza during the visit to SCD Government College in Ludhiana AVNEET PUNNI

"Kisi aur jagah ka raja hone se, janambhumi ka fakir hone mein jyada maja hai (it is better to be a pauper at home rather than a king abroad)," expressed former MP of Pakistan and present member of senate (Rajya Sabha) Hamza during his visit to the SCD Government College on Friday.

Talking about his past and remembering the time before partition when he was a student of Government College for Boys (SCD Government College), he said that at that time their home was located in Dholewal area and he used to come to the college on bicycle. Ikrema, his son who came along with him, said that they also visited that area but had to come back empty-handed as the area has completely changed. Hamza said that he was in the third year of BA (Economics) when partition took place and he completed his BA in Lahore.

Talking about his love for Punjab and Punjabis, he said that it has always been his heartiest wish that the borders between both the Punjabs should be removed. Further he also urged the media persons to speak in 'Punjabi' while they speak with him.

When asked about the allegations been made against Pakistan of floating drugs into India and the disturbances which are created at the borders he said that Pakistan alone cannot be made to stand responsible for all these allegations and putting responsibility on the shoulders of both the countries he said that 'taali kabhi ek haath Se nahi bajti (you can't use one hand to clap)'.

> Says that it has always been his wish that the borders between both the Punjabs be removed

EFFORTS SHOULD BE MADE TO STOP FEMALE FOETICIDE

Hamza showed a great concern over the behaviour of the residents towards giving birth to a girl child in the society. He said that efforts should be made to spread awareness among the residents at large so that girls should be seen as a curse for the households. Giving example from his own family he said that his sister who does not have a daughter always wished that if she could have a daughter in his life.

Talking about the participation of the youth in politics he said that the youth should surely come forward in politics but should keep in mind that they only work for the betterment of the society rather than fighting for power.

SON RECALLS MEMORIES

Ikrema, son of Hamza who accompanied him on his visit, said that his father loves athletics and was also in the UTC while he studied in college. Further, he said that he has always been encouraging of him and his brother and sisters to take part in athletics. Also, he said that while they were coming to the college his father recalled a swimming pool near Rakh Bagh where he used to come for swimming.

+ CONNECT
ldhdesk @dailypostindia.com

بزرگ پارلیمنٹیرین جناب حمزہ سے خصوصی انٹرویو

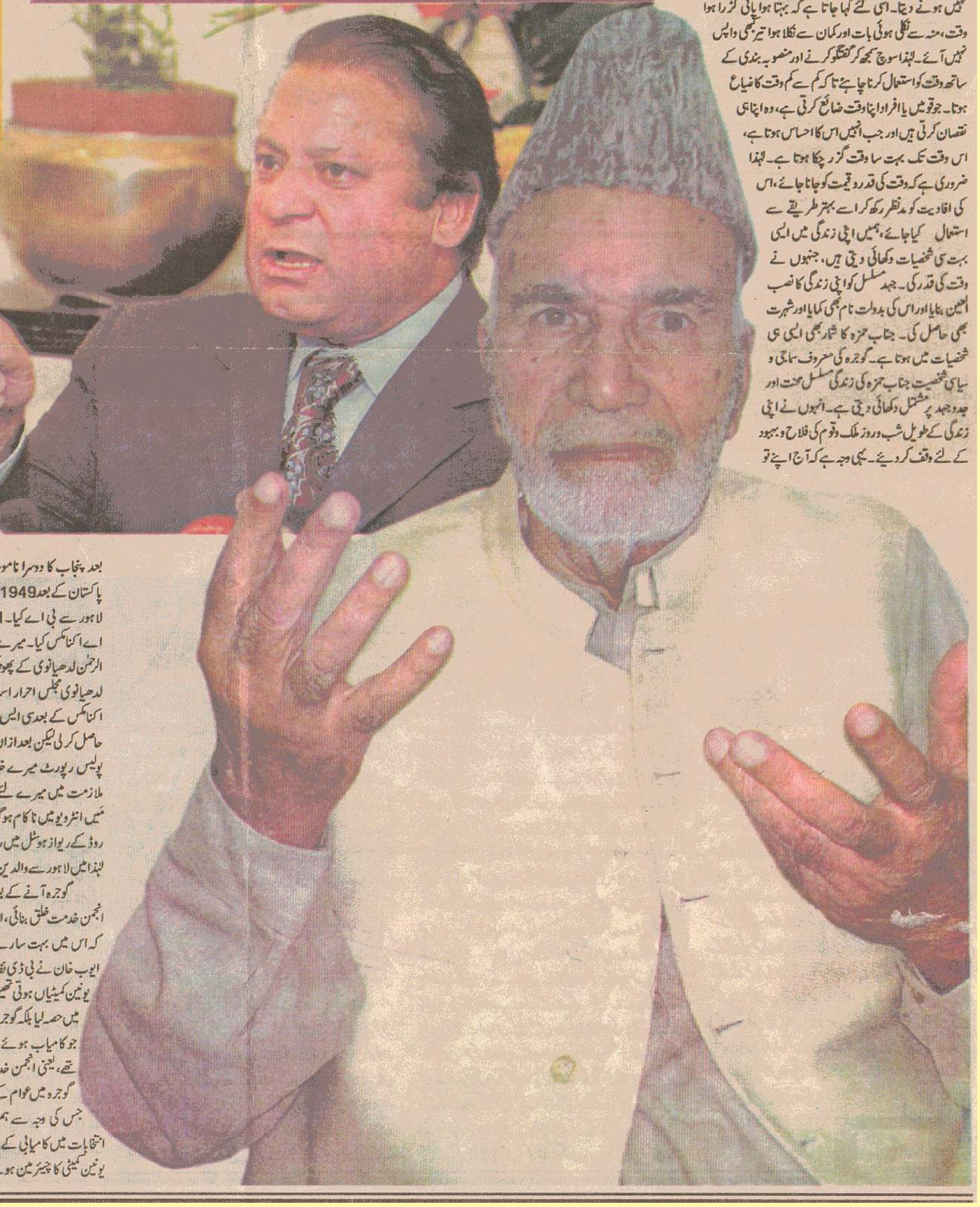

وقت اس قدر تیزی سے گزرتا ہے کہ اپنے گزرنے کا احساس بھی نہیں ہونے دیتا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہتا ہوا پانی گزرا ہوا وقت، منہ سے نکلی ہوئی بات اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر گفتگو کرنے اور منصوبہ بندی کے ساتھ وقت کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ کم سے کم وقت کا ضیاع ہوتا۔ جو قومیں یا افراد اپنا وقت ضائع کرتی ہے، وہ اپنا ہی نقصان کرتی ہیں اور جب انہیں اس کا احساس ہوتا ہے، اس وقت تک بہت سا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وقت کی قدر و قیمت کو جانا جائے، اس کی افادیت کو مدنظر رکھ کر اسے بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے، ہمیں اپنی زندگی میں ایسی بہت سی شخصیات دکھائی دیتی ہیں، جنہوں نے وقت کی قدر کی۔ جہد مسلسل کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور اس کی بدولت نام بھی کمایا اور شہرت بھی حاصل کی۔ جناب حمزہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔ گوجرہ کی معروف سماجی و سیاسی شخصیت جناب حمزہ کی زندگی مسلسل محنت اور جدوجہد پر مشتمل دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے طویل شب و روز ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ تو

بعد پنجاب کا دوسرا نامور اور معیاری کالج تھا۔ بعد ازاں قیام پاکستان کے بعد 1949ء میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور سے بی اے کیا۔ 1951ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کیا۔ میرے والد محترم مولوی عبداللہ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مجلس احرار اسلام کے صدر تھے۔ مَیں نے ایم اے اکنامکس کے بعد سی ایس ایس کا امتحان دیا۔ اس میں کامیابی بھی حاصل کر لی لیکن بعد ازاں انٹرویو سے قبل میرے کچھ مخالفین نے پولیس رپورٹ میرے خلاف کروا دی یا یہ کہہ لیں کہ سرکاری ملازمت میں میرے لئے گنجائش موجود نہیں تھی جس کی مَیں انٹرویو میں ناکام ہو گیا۔ مَیں ان دنوں اسلامیہ کالج روڈ کے ریواز ہوسٹل میں رہتا تھا۔ جبکہ والدین گوجرہ میں مقیم تھے، لہٰذا میں لاہور سے والدین کے پاس گوجرہ چلا آیا۔

گوجرہ آنے کے بعد مَیں نے کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر انجمن خدمت خلق بنائی، اسے رجسٹرڈ تو نہیں کرایا لیکن یہ ضرور کیا کہ اس میں بہت سارے لوگوں کو شامل کر لیا۔ 1959ء میں ایوب خان نے بی ڈی نظام کے تحت انتخابات کرائے، ان دنوں یونین کمیٹیاں ہوتی تھیں۔ مَیں نے نہ صرف خود ان انتخابات میں حصہ لیا بلکہ گوجرہ کے مختلف حلقوں سے دیگر امیدوار بھی جو کامیاب ہوئے، وہ انجمن خدمت خلق کے نامزد کردہ تھے، یعنی انجمن خدمت خلق کے پلیٹ فارم سے ہم نے گوجرہ میں عوام کے مسائل کے حل کے لئے آواز بلند کی، جس کی وجہ سے ہم گوجرہ میں کافی شہرت پا چکے تھے۔ انتخابات میں کامیابی کے بعد مَیں یونین کمیٹی کا چیئرمین بن گیا۔ یونین کمیٹی کا چیئرمین ہونے کی وجہ سے مَیں میونسپل کمیٹی گوجرہ کا

لدھیانوی کے رشتہ دار بھی تھے، شاید یہی وجہ تھی کہ

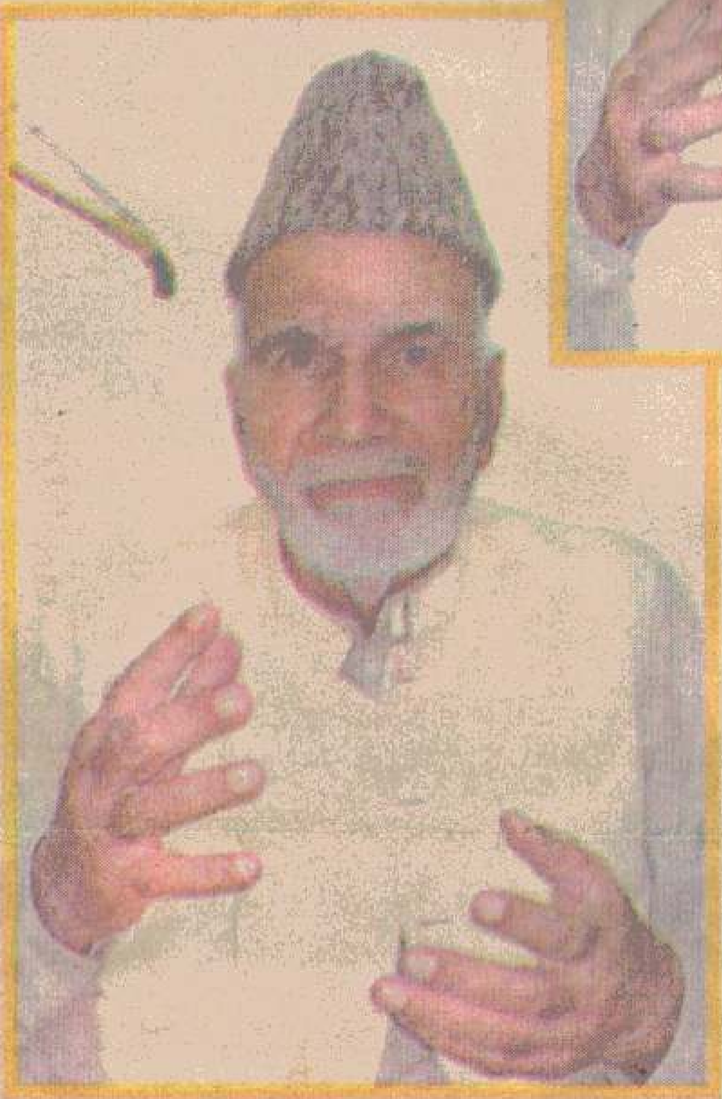

1953ء میں قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلی، اس میں انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ وہ لائلپور، کیمبل پور (اٹک) میں نظر بند رہے۔ افضل چیمہ ایڈووکیٹ جو ان دنوں گوجرہ میں پنجاب اسمبلی کے ایم ایل اے تھے، نے مجھے کہا کہ والد صاحب کو رہا کرانے کے لئے اُن کی طرف سے ایک تحریر لکھوا دو کہ: "مَیں نے سیاست میں نہ کبھی حصہ لیا ہے اور نہ آئندہ لوں گا، لہٰذا مجھے رہا کر دیا جائے"۔ یہ تحریر اشٹام پیپر پر لکھ کر سپرنٹنڈنٹ جیل کو دے دو یا پھر مجھے لا کر دے دو، مَیں تمہارے والد صاحب کو رہا کرا دوں گا، مَیں نے ان سے کہا کہ: "میرے والد صاحب بے گناہ ہیں۔ انہیں بلاوجہ نظر بند کیا گیا ہے، مَیں اپنے والد صاحب سے یہ تحریر کبھی نہیں لکھواؤں گا، چاہے وہ جیل میں فوت ہی کیوں نہ ہو جائیں"۔ بہرحال والد محترم بعد ازاں رہا ہو گئے۔ یہ بات بتانے کا مقصد یہ تھا تاکہ آپ ان دنوں کے حالات کا تجزیہ کر سکیں کہ ہم لوگوں نے کیسے مشکل

میں بتا رہا تھا کہ 1962ء میں ویسٹ پاکستان اسمبلی کے انتخابات ہوئے، ان انتخابات میں بی ڈی ممبرز نے ووٹ ڈالنا تھے۔ میرا حلقہ انتخاب تھانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ، تھانہ گوجرہ اور تھانہ چنایانہ کی حدود میں واقعہ آبادی پر مشتمل تھا۔ ان علاقوں سے منتخب بی ڈی ممبرز نے اپنے ووٹ کا استعمال کرنا تھا۔ یہ حلقہ آج کے دور میں قومی اسمبلی کے دو حلقوں سے بھی بڑا تھا اور بی ڈی ممبرز دور دراز علاقوں میں رہتے تھے۔ ان دنوں سڑکیں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ میں نے اپنی انتخابی مہم سائیکل پر چلائی۔ میں یا تو بی ڈی ممبرز کے گھروں پر جا کر ان سے ملاقاتیں کرتا یا پھر بلدیہ کے دفتر میں چلا جاتا اور یا پھر غلہ منڈی جایا کرتا تھا۔ غرض جہاں بھی وہ لوگ مل سکتے تھے۔ میں وہاں جا کر ان سے ملتا۔ کئی کئی میل روزانہ سائیکل چلاتا۔ میرے مدمقابل حاجی محمد اسحاق کے والد محترم چودھری محمد لطیف تھے، جو گوجرہ میں کسان ٹرانسپورٹ کے مالک

انٹرویو ہفت روزہ زندگی لاہور (روزنامہ پاکستان) 25 دسمبر 2011ء

پاکستان کو مسلم لیگ (ن) کی قیادت ہی بچا سکتی ہے!

بزرگ پارلیمنٹیرین جناب حمزہ سے خصوصی انٹرویو

76 سال تک میں سائیکل پر اسمبلی جاتا رہا

محمد نصیر الحق ہاشمی
hashmi_47@hotmail.com

سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے کیونکہ دوران سفر انسان نئے نئے تجربات سے آشنا ہوتا ہے۔ اسے مختلف علاقوں اور قبیلوں کے متعلق آگاہی ہوتی ہے۔ نئے نئے رسم و رواج کا پتہ چلتا ہے، اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ زندگی متحرک رہنے کا نام ہے۔ انسان منزل کے حصول کے لئے شب و روز محنت اور جدوجہد کرتا ہے، تب کہیں جا کر وہ منزل پر پہنچنے کے لئے راستوں کا صرف تعین کر پاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے شب و روز گزرتے ہیں۔ وقت اس قدر تیزی سے گزرتا ہے کہ اپنے گزرنے کا احساس بھی نہیں ہونے دیتا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہتا ہوا پانی گزرا ہوا وقت، منہ سے نکلی ہوئی بات اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر گفتگو کرنے اور منصوبہ بندی کے ساتھ وقت کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ کم سے کم وقت کا ضیاع ہو۔ جو قومیں یا افراد اپنا وقت ضائع کرتی ہیں، وہ اپنا ہی نقصان کرتی ہیں اور جب انہیں اس کا احساس ہوتا ہے، اس وقت تک بہت سا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وقت کی قدر و قیمت کو جانا جائے، اس کی افادیت کو مدنظر رکھ کر اسے بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ہمیں اپنی زندگی میں ایسی بہت سی شخصیات دکھائی دیتی ہیں، جنہوں نے وقت کی قدر کی۔ جہد مسلسل کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور اس کی بدولت نام بھی کمایا اور شہرت بھی حاصل کی۔ جناب حمزہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں اپنے بلکہ پرائے یہاں تک کہ دشمن بھی انہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما اور بزرگ پارلیمنٹیرین جناب حمزہ کے ہر دلعزیز دوست اور ملک کی نامور شخصیت نذر الرحمن رانا کے ہمراہ گزشتہ دنوں گوجرہ میں جناب حمزہ کی رہائش گاہ پر ان سے خصوصی انٹرویو کیا گیا۔ انٹرویو کے لئے لاہور سے براستہ موٹروے دوپہر 2 بجے گوجرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ دوران سفر نذر الرحمن کے ہمراہ رانا محمد ثاقب بھی تھے۔ رانا محمد ثاقب بھی نذر الرحمن رانا کی طرح ایک ملنسار نوجوان ہیں۔ ہنس مکھ طبیعت کے مالک رانا محمد ثاقب آداب میزبانی سے بھی بخوبی واقف ہیں اور محترم نذر الرحمن رانا کے ہمراہ سفر کرنے والے بوریت تو محسوس ہی نہیں کرتے، کیونکہ دوران سفر نذر الرحمن رانا کی زندگی کے حالات و واقعات سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ ماشاء اللہ رانا صاحب کا حافظہ بھی قابل تعریف ہے اور معلومات بھی اس قدر ہیں کہ انہیں چند لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال شام پونے پانچ بجے گوجرہ جناب حمزہ کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ سادہ طبیعت اور ملنسار شخصیت ......جناب حمزہ کے متعلق جیسا سنا تھا...... اس سے بڑھ کر پایا۔ رات گوجرہ میں ان کی رہائش گاہ پر بسر کی۔ اس دوران گفتگو بھی ہوئی۔ جناب حمزہ کے بڑے صاحبزادے جناب اُسامہ سے بھی ملاقات رہی۔ ابتدائی تعارف کے بعد مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ وہ بھی اپنے والد محترم کی طرح انتہائی خوش اخلاق اور با ذوق طبیعت کے مالک ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ جناب حمزہ کے دوسرے صاحبزادے جناب عکرمہ انڈونیشیا میں ہوتے ہیں جبکہ اُسامہ زمینداری کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی قدم رکھ چکے ہیں۔ گوجرہ کے لوگ ان سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ جناب حمزہ کی دو صاحبزادیاں ہیں، دونوں ہی ڈاکٹر ہیں۔ بڑی بیٹی ناروے میں ہوتی ہیں اور چھوٹی صاحبزادی جناح ہسپتال میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ جناب حمزہ نے بڑی بھرپور زندگی بسر کی ہے اور اپنے حلقے کے عوام کی خدمت حقیقی معنوں میں عبادت سمجھ کر کی ہے۔ جناب حمزہ سے ان کی زندگی کے طویل شب و روز کے متعلق دوران انٹرویو جو گفتگو ہوئی، آیئے! انہی کی زبانی سنتے ہیں:

20 مارچ 1929ء کو میں بھارت کے شہر لدھیانہ میں پیدا ہوا۔ اسلامیہ ہائی سکول لدھیانہ سے میٹرک کیا۔ ایف اے گورنمنٹ کالج لدھیانہ سے کیا، یہ کالج، گورنمنٹ کالج لاہور کے ممبر بھی تھا۔ عوام کی خدمت کا جو سلسلہ ہم نے محلہ کی سطح پر شروع کیا تھا اس کا دائرہ کار بڑھنے لگا۔ میں نے تقاریر وغیرہ کا سلسلہ شروع کیا، بالخصوص جب کسی کے حقوق غصب ہوں تو مجھے بہت غصہ آتا تھا اور میں اپنی تقریر میں برملا اس کا اظہار بھی کرتا تھا۔ اپنی بے دھڑک گفتگو کے سبب لوگوں میں تیزی سے معروف ہوتا گیا۔ میری شہرت گوجرہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ سمیت قرب و جوار کے دیگر علاقوں میں بھی پہنچنے لگی اور میں تیزی سے عوام میں مقبول ہونے لگا۔ میں شروع سے ہی اصول پسند آدمی تھا اور دیانتداری بھی مجھے والدین کی طرف سے ورثے میں ملی تھی۔ یہی کچھ میں نے اپنے بچوں اُسامہ اور عکرمہ میں منتقل کیا۔

1962ء میں ویسٹ پاکستان اسمبلی کے انتخابات ہوئے، میں نے ان میں حصہ لیا۔ ان دنوں میرے مالی وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ والد محترم 1957ء میں انتقال کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین سمیت دیگر مرحومین کو بھی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین! والد محترم کی کوئی سیاسی سرگرمیاں تو نہیں تھیں، لیکن چونکہ وہ عالم دین تھے اور مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے رشتہ دار بھی تھے، شاید یہی وجہ تھی کہ

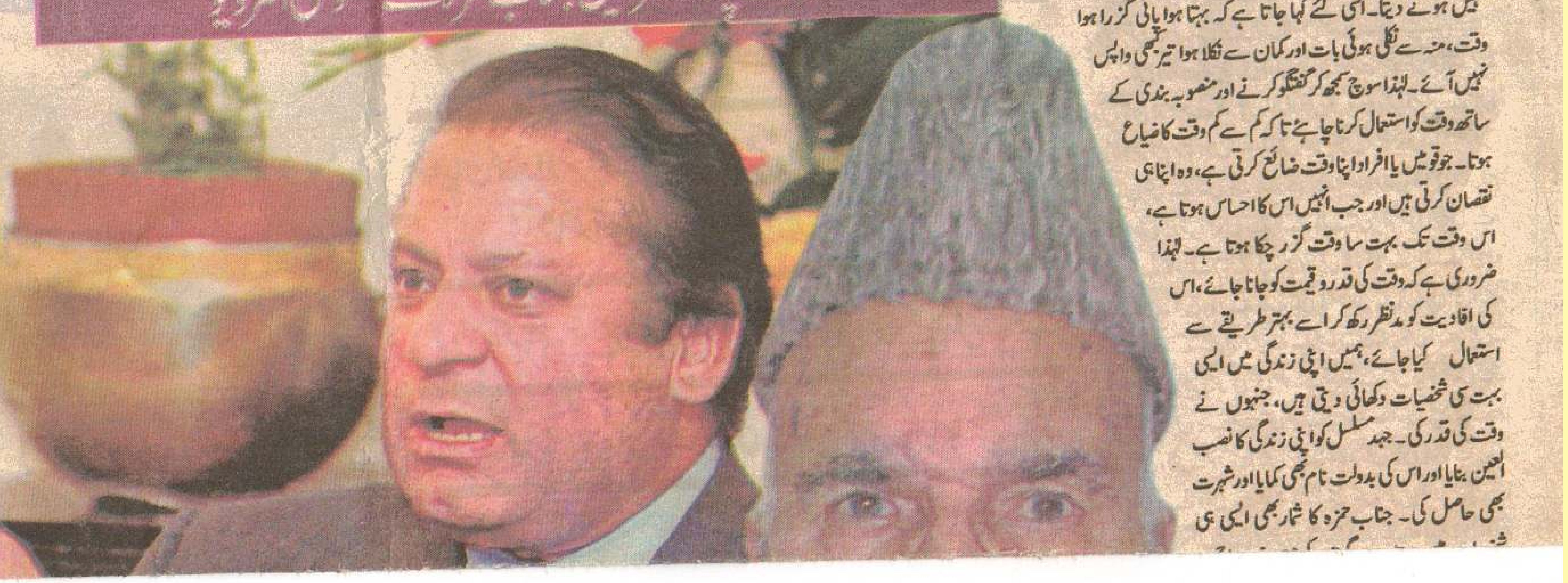

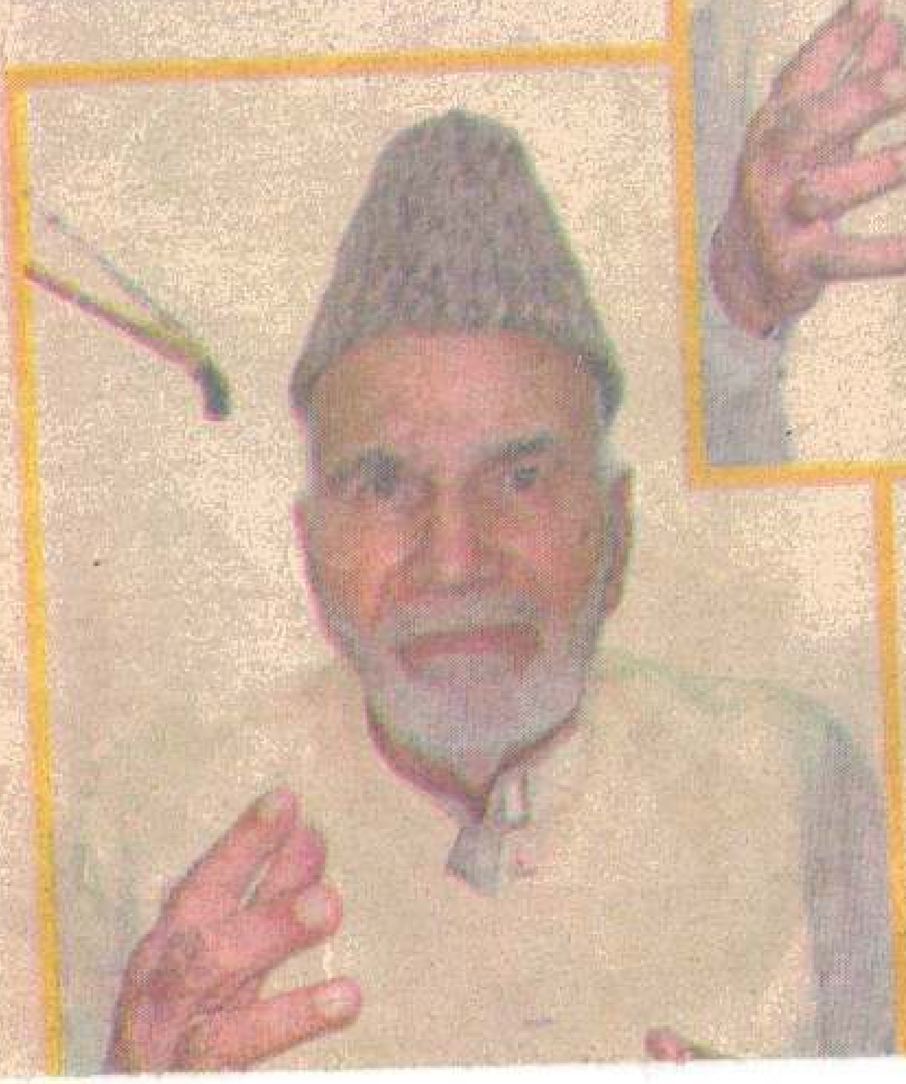

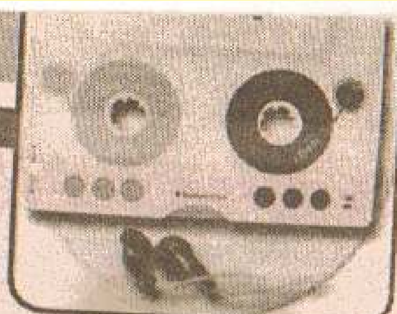

انٹرویو

تھے۔ وہ شہر کے دولت مند ترین آدمی تصور کئے جاتے تھے۔ دوسرے امیدوار چودھری محمد قاسم زیلدار تھے۔ وہ بھی بڑے معروف تھے اور اچھی خاصی اراضی کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دونوں امیدواروں کو میں نے بڑی بڑی شکست دی تھی۔ اس میں میرا کوئی کمال نہیں تھا، بلکہ وہ انسانی خدمت تھی یا پھر وہ جذبہ تھا جس کے تحت لوگ مجھ سے اور میری شب و روز محنت اور کاوشوں سے متاثر تھے۔۔

ایوب خان نے سیاسی جماعتوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ ان دنوں حکومت اسمبلی میں جو بل وغیرہ پیش کرتی، وہ اکثریتی رائے سے مسترد ہو جاتا۔ جس پر ایوب خان کو احساس ہوا کہ منتخب ممبروں کو کسی پارٹی ڈسپلن میں لایا جائے تاکہ حکومت جو قانون سازی کرنا چاہتی ہے، اس کے لئے مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہو، اس طرح کونشن مسلم لیگ وجود میں آئی۔ ان دنوں نواب آف کالا باغ امیر محمد خان گورنر ہوا کرتے تھے جو اپنی سخت گیر طبیعت کے باعث بہت معروف تھے۔ کونشن لیگ کے وجود میں آنے کے بعد اپوزیشن میں جو لوگ رہ گئے وہ 20، 22

اس اثناء میں میں پاکستان جمہوری پارٹی میں شامل ہو چکا تھا، جس کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان تھے۔ قومی اسمبلی کے ممبر میاں عبدالباری، نظام اسلام پارٹی سے تھے۔ ان دنوں ایوب خان کے صدارتی انتخاب میں حصہ لینے کے لئے آئین میں ترمیم کی گئی، آئینی ترمیم کی منظوری کے لئے چند ممبرز کم تھے جس کے لئے باقاعدہ بارگیننگ ہوئی۔ گوجرہ سے افضل خان چیمہ جو کہ قومی اسمبلی کے رکن تھے، انہیں ترمیم کے حق میں ووٹ دینے کے عوض ہائیکورٹ کا جج بنانے کی پیشکش کی گئی اور بعد ازاں ایسا ہی ہوا۔ یہیں سے سیاست میں کرپشن کا آغاز ہوا۔ صدارتی انتخابات میں میں گوجرہ میں مادر ملت کا پولنگ ایجنٹ تھا اور گوجرہ سے افضل چیمہ ایک ایک ووٹر کو پکڑ کر ایوب خان کے حق میں ووٹ ڈلوا رہے تھے۔ اس کے باوجود ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مادر ملت اور ایوب خان کو ملنے والے ووٹ برابر تھے جبکہ کراچی سے مادر ملت نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے۔ اس بناء پر مادر ملت مجھ سے بہت خوش تھیں۔ صدارتی انتخابات کے کافی عرصے بعد علی محمد خادم نے کراچی میں مادر ملت سے ملاقات کی تو مادر ملت نے ان سے میری

نعرے بازی پر لڑی گئی۔ تاثر یہ دیا گیا کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام بغاوت کر دیں گے، لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا، بعد ازاں معاہدہ تاشقند کے دوران کہا گیا کہ "میدان میں جیتی ہوئی جنگ، میز پر ہار دی گئی"، جس کو بنیاد بنا کر ذوالفقار علی بھٹو نے وزیر خارجہ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی۔ 1971ء میں سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ بھی ذوالفقار علی بھٹو کی غلط پالیسیوں کے باعث پیش آیا۔

1970ء کے انتخابات میں جمہوریت کی نفی کی گئی، اکثریت کو تسلیم نہ کیا گیا۔ مشرقی پاکستان میں بھی عوامی لیگ کو جو اکثریت ملی، اس میں بظاہر تو ایوب خان کی پالیسیاں تھیں، لیکن در پردہ ذوالفقار علی بھٹو تھے، جو ایوبی دور میں کونشن مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے، وہ وزیر خارجہ بھی تھے اور ایوب خان کے ترجمان بھی۔ بہرحال جو بھی ہوا، وہ سب کے سامنے ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے پیپلز پارٹی کو مقبول عوامی جماعت بنانے کے لئے جو نعرے دیئے وہ روٹی، کپڑا اور مکان کے ساتھ بے زمینوں کو زمین دینے کا وعدہ بھی تھا جس سے پیپلز پارٹی کم

کسی قسم کا کوئی دباؤ قبول کیا اور نہ ہی کوئی مفاد حاصل کیا۔ شریف فیملی سے مجھے جو پیار ہے اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ محب وطن ہیں۔ ملک کا درد رکھنے والے ہیں۔ شریف فیملی پہ جو آزمائش آئی۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو جو اذیت دی گئی اور اس دوران انہوں نے جس استقامت کا مظاہرہ کیا، فی زمانہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پرویز مشرف نے مسلم لیگ (ن) کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کیے، سب سے بڑا ظلم اس نے یہ کیا کہ ایک اچھی بھلی بھاری مینڈیٹ کی حامل حکومت کو بغیر کسی وجہ کے ختم کر دیا اور اپنے ذاتی مفاد کیلئے ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا۔ لال مسجد کا جو واقع ہوا، وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اور اس وقت جو لوگ اقتدار میں تھے وہ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں، ملک کے لوگوں کو ڈالروں کے عوض فروخت کیا گیا۔ ملک و ملت کا سودا کیا گیا۔ امریکیوں نے پاکستان کے نہتے عوام پر ڈرون حملے کئے۔ نواب اکبر بگٹی جیسے محب وطن لیڈر کو صرف ذاتی عناد کیلئے قتل کیا گیا۔ آئین کو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ توڑا گیا۔ اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کو غیر آئینی طریقے سے نہ

تھا۔ تقریباً 7 سال تک میں سائیکل پر اسمبلی جاتا رہا۔ اگر ہم اب بھی سائیکل پر سواری کو اپنا معمول بنا لیں تو اس سے نہ صرف پٹرول کی بچت ہو گی بلکہ ماحول کو آلودگی سے بھی بچایا جا سکے گا، مہنگائی بھی کم ہو گی اور کثیر زرمبادلہ کی بھی بچت ہو گی۔

1990ء سے قبل میاں محمد نواز شریف نے کیا کیا، کیا نہیں کیا، اس بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن 1990ء سے 1999ء اور بعد ازاں 2008ء کے بعد سے تا حال میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف ہی نہیں بلکہ ان کی فیملی سمیت مسلم لیگ (ن) کی قیادت، اراکین اسمبلی اور دیگر عہدیداران ایک کھلی کتاب کی مانند قوم کے سامنے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور عوام کی فلاح و بہبود اور ملک کے وسیع تر مفاد اور استحکام کیلئے جو گراں قدر خدمات اور کارہائے نمایاں انجام دیئے، وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ابھی حال ہی میں 40 ہزار اساتذہ کرام کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، ایک بات ذہن نشین کر لیں جب تک میرٹ کو بنیاد نہیں بنایا جائے ملک کسی صورت ترقی نہیں کر سکتا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں میرٹ کو بنیاد بنایا ہے۔ نواز شریف دور میں بننے والی موٹر وے اور پرویز مشرف کے دور میں بننے والی فیصل آباد موٹر وے کو ہی دیکھ لیں، زمین آسمان کا فرق ہے۔ نواز شریف دور میں جو موٹر وے بنی، وہ عالمی معیار کے مطابق ہے اور پرویز مشرف دور میں جو بنی اس کا بس اللہ ہی حافظ ہے۔

میں دولت کا پجاری ہوں اور نہ دولت مندوں کو پسند کرتا ہوں لیکن جو صنعت کار ہیں اور لوگوں کو روزگار فراہم کرتے ہیں ان کا احترام کرتا ہوں...... انہیں سلام پیش کرتا ہوں...... صرف پاکستان ہی کے نہیں بلکہ بھارت کے صنعتکاروں کا بھی احترام کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے ملک میں انڈسٹری لگائی ہے، انہوں نے کار تک تیار کر لی ہے، ریل گاڑی کے پرزے بھی وہ بناتے ہیں۔ آج ہمارے ملک میں پاکستان سٹیل مل، پی آئی اے اور ریلوے کے محکمے اربوں روپے خسارے میں چل رہے ہیں۔ یہ وہ ادارے ہیں جو کسی بھی صورت خسارے میں جا ہی نہیں سکتے لیکن کیا کریں جب نیت ہی ٹھیک نہ ہو تو حالات کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں، میں بطور چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بھارت گیا تو وہاں میں نے دہلی سے لدھیانہ ٹرین میں سفر کیا۔ وہ ٹرین بجلی سے چلتی تھی، جس طرح ہوائی جہاز کے ٹکٹ بک ہوتے ہیں، اس

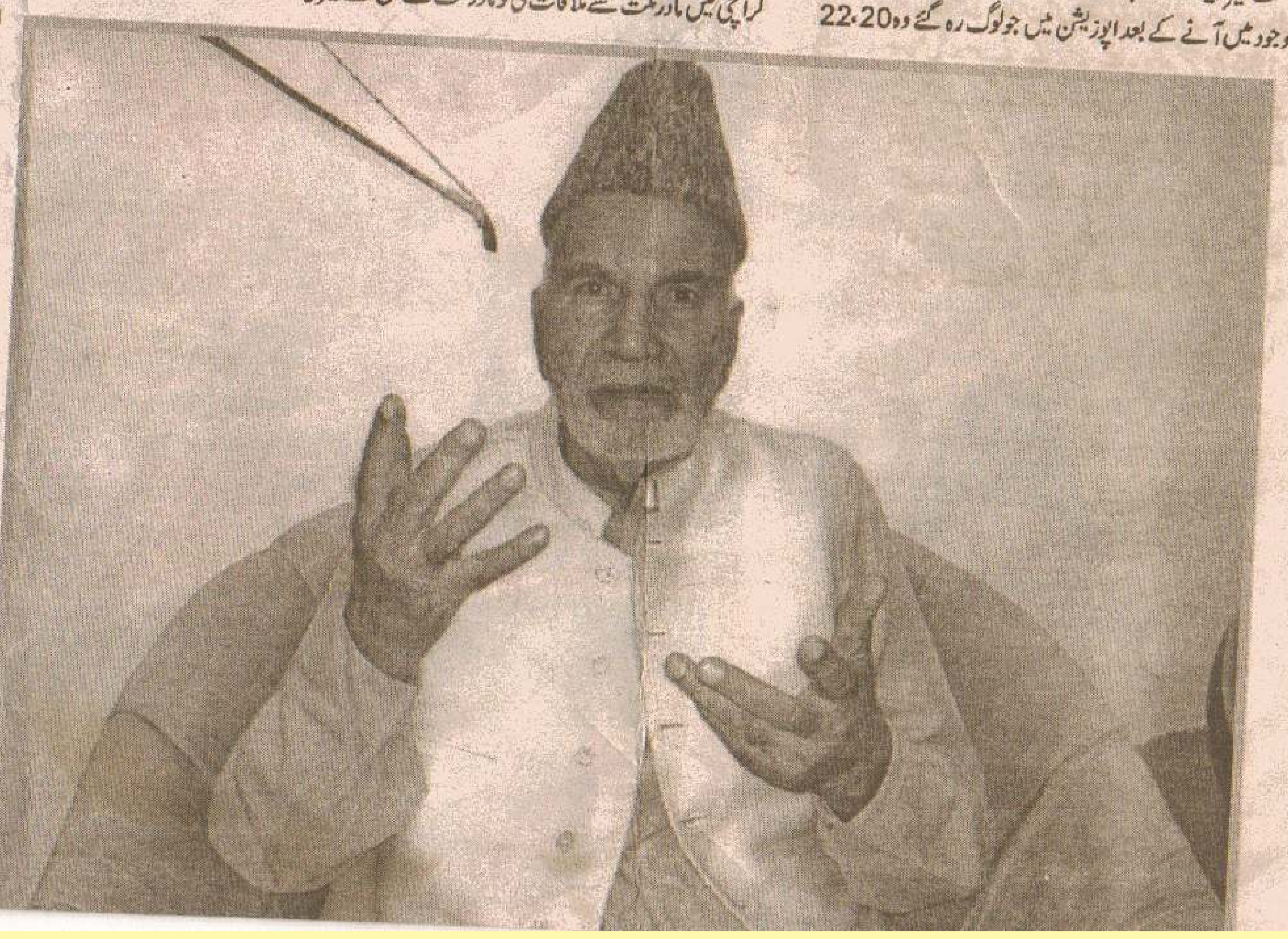

ہم بھارت کو طاقت سے شکست نہیں دے سکتے، بھارت کا مقابلہ پاکستان کو ایک ترقی یافتہ اور صحیح معنوں میں فلاحی اسلامی مملکت بنا کر کر سکتے ہیں

فرقہ واریت نے پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا

میاں محمد نواز شریف 1998ء میں ایٹمی دھماکے نہ کرتے تو شائد آج ملک کو بچانا مشکل ہو چکا ہوتا

نواب اکبر بگٹی جیسے محب وطن لیڈر کو صرف ذاتی عناد کیلئے قتل کیا گیا

میرٹ کو بنیاد بنا کر ہی ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے

وقت میں مقبول جماعت بن

صرف فارغ کیا گیا بلکہ انہیں نظر بند بھی رکھا گیا۔ پرویز مشرف

کے لگ بھگ یا اس سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ ہم نے اس دور میں اپوزیشن کا کردار ادا کیا تھا۔ اپوزیشن لیڈر خواجہ محمد صفدر تھے، یہ کونسل مسلم لیگ سے تھے۔ دیگر اراکین میں حبیب اللہ خان سعدی، عبدالباقی بلوچ، میاں محمد اکبر (گجرات) راؤ خورشید علی خان وغیرہ تھے۔ 1962ء کی اسمبلی میں ہمارے ساتھ نوابزادہ افتخار انصاری، علامہ رحمت اللہ راشد، پیر صبیح الدین، علامہ عبدالحق، چودھری محمد ابراہیم، بنوں کے منور خان ایڈووکیٹ، عبدالمجید جتوئی، فیلڈ مارشل ایوب خان کے بھائی میجر سلطان وغیرہ تھے، یہ سب لوگ اپنے وقت کے بہترین سیاستدان تھے، بڑی مدلل گفتگو کرتے تھے۔ خاص طور پر نواب افتخار انصاری تو بڑی پُرمغز گفتگو کرتے تھے اور بغیر تیاری کے فی البدیہہ تقریر کرتے اور ایسے انداز میں کرتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔ ایوب خان کے دور میں زرعی اصلاحات ہوئیں، زمین کا رقبہ مختص کیا گیا۔ ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے مراعات دی گئیں، ان اصلاحات کے نتیجے میں ذوالفقار علی بھٹو اور سلطان احمد چانڈیو اور کچھ اور اہم شخصیات کے رقبوں کو شکارگاہ قرار دے کر یا دیگر حوالوں سے ان کے رقبوں کو زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ جب اس قسم کے معاملات اسمبلی میں پیش ہوتے تو ہم اپنے سوالات کے ذریعے حکومتی ارکان کو اسمبلی کے اندر بوالعجب ٹائم دیتے، ہم نے اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ایوبی آمریت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مختصر یہ کہ ہم نے اسمبلی کے اندر اور باہر اپنی سیاسی سرگرمیاں اور جدوجہد جاری رکھی۔ میں نے ویسٹ پاکستان بھر میں اپنی تقاریر کے ذریعے عوامی مسائل کے حل کے علاوہ دیگر ایسے موضوعات کو اپنی تقاریر کے ذریعے اجاگر کرنا شروع کیا جو اجتماعی نوعیت کے معاملات ہوتے۔ انہی دنوں ایوبی آمریت کا مقابلہ کرنے کے لئے مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل تحریک جمہوریت کا قیام عمل میں آیا، جس میں جماعت اسلامی، کونسل مسلم لیگ، نظام اسلام پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی اور دیگر اپوزیشن جماعتیں شامل تھیں۔ تحریک جمہوریت کے پلیٹ فارم سے اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر بھرپور جدوجہد کا آغاز ہوا۔ 1964ء میں ایوب خان نے صدارتی انتخابات میں حصہ لیا،

جناب حمزہ اپنے بڑے صاحبزادے اسامہ کے ساتھ

خیریت دریافت کرتے ہوئے پوچھا کہ حمزہ کا کیا حال ہے، وہ کیسے ہیں؟ علی محمد خادم 1970ء میں فیصل آباد سے پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے ایم پی اے بھی منتخب ہوئے تھے۔

1965ء میں دوبارہ بی ڈی نظام کے تحت انتخابات ہوئے، ان انتخابات میں ویسٹ پاکستان اسمبلی میں اپوزیشن کے صرف 5 افراد منتخب ہوئے تھے، ان میں خواجہ محمد صفدر، جماعت اسلامی کے محمود اعظم فاروقی، ملک محمد اختر، عطاء محمد لونڈ اور پانچواں میں تھا۔ اس ننھی منی اپوزیشن نے چار سال تک مسلسل اسمبلی کے اندر اور باہر اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس دوران اپنے کام کی بدولت میں پاکستان بھر میں معروف ہوا اور میرے قد کاٹھ میں اضافہ ہوا۔

1965ء کی جنگ میں پاکستانی قوم اور پاکستانی افواج بمعہ افسران نے بھرپور حصہ لیا اور جرأت و بہادری کے ریکارڈ قائم ہوئے۔ سیالکوٹ سیکٹر سے بہت سے لوگ نقل مکانی کر کے ڈسکہ وغیرہ میں آباد ہوئے تھے، کیونکہ سیالکوٹ کے محاذ پر زبردست جنگ ہوئی تھی۔ میں نے خواجہ محمد صفدر کے کہنے پر گوجرہ سے اشیائے خورد و نوش، گھریلو کپڑوں وغیرہ کے کئی ٹرک گوجرہ سے لے کر گیا اور متاثرین کو پیش کئے۔ 1965ء کی جنگ بغیر تیاری کے لڑی گئی، ان دنوں ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ تھے یہ جنگ صرف

ی۔ بعد ازاں پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں جو مظالم ہوئے اس حوالے سے مختصر یہ کہ 1977ء کی تحریک میں ایک لاکھ سے زائد افراد گرفتار ہوئے تھے اور ان میں ایک بھی شخص معافی مانگ کر رہا نہیں ہوا تھا۔ اسی کے نتیجے میں ملک میں مارشل لاء لگا......

1982ء میں مجھے مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا گیا۔ 1985ء میں میں آزاد حیثیت میں قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ 1990ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو گیا، مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیا اور کامیاب بھی ہوا اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا۔ 1993ء کے انتخابات میں بھی قومی اسمبلی کا ممبر بنا۔ 1997ء کے الیکشن میں پھر قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ دو مرتبہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بھی بنایا گیا۔ 1999ء میں اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت غیر آئینی طریقے سے ختم نہ کی جاتی تو آج پاکستان ترقی و خوشحالی کی جن منازل پر گامزن ہوتا، اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو ایک سازش کے تحت ختم کیا گیا۔

بھارت نے پاکستان کو آج تک دل سے تسلیم نہیں کیا۔ ہم بھارت کو طاقت سے شکست نہیں دے سکتے۔ بھارت کا مقابلہ ہم پاکستان کو ایک ترقی یافتہ اور صحیح معنوں میں ایک فلاحی اسلامی مملکت بنا کر کر سکتے ہیں۔ ملک کا سب سے زیادہ نقصان ہم لوگوں نے خود کو ذات برادریوں میں تقسیم کر کے کیا ہے فرقہ واریت نے پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ میاں محمد نواز شریف 1998ء میں بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں اگر ایٹمی دھماکے نہ کرتے تو شائد آج ملک کو بچانا مشکل ہو چکا ہوتا، میاں محمد نواز شریف نے شدید عالمی برادری کی مخالفت کے باوجود صرف ملک کی سالمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایٹمی دھماکے کئے۔

کے ساتھیوں کو کبھی اور کسی صورت معاف نہیں کرے گی۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ملک و قوم کیلئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ تو ایک طرف...... ان کے والد محترم میاں محمد شریف جن کا میں بہت عقیدت مند ہوں، انہوں نے ملک میں صرف کاروباری ادارے ہی نہیں بنائے بلکہ رفاہی ادارے بھی بنائے ہیں اور ملک کے غریب اور مستحق افراد کی فلاح و بہبود کیلئے بھی جو کام کئے...... وہ عام آدمیوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

ہم ایک مقروض قوم ہیں۔ دنیا میں پاکستان کا نام روشن کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قوم سادگی کو اپنائے۔ بھارت کی مجھے جو بات سب سے زیادہ اچھی لگتی ہے وہ یہ ہے کہ بھارت کے وزراء، اراکین اسمبلی اور سفیر وغیرہ یہاں تک بھارتی صدر اور وزیر اعظم سب سادہ لباس پہنتے ہیں۔ ہم تو مسلمان ہیں، ہمارے مذہب نے بھی ہمیں سادگی اپنانے کی تلقین کی ہے، ہمیں چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے سادگی اختیار کریں۔ سادہ لباس پہنیں۔ چھوٹی گاڑیوں پر سفر کریں، ملکی وسائل کا بے جا استعمال نہ کریں، ہم اربوں روپے کے مقروض ہیں جس کی وجہ سے ہماری آزادی بھی متاثر ہوئی ہے، اسی وجہ سے نیٹو نے ہماری چوکی پر حملہ کر کے ہمارے 26 فوجی شہید کر دیئے۔ ہم جن ملکوں کے مقروض ہیں، وہ تو ہمیں انسان ہی نہیں سمجھتے۔ امریکہ کی جمہوریت کا اصل چہرہ نہتے فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنا بڑا جمہوریت پسند ہے، نیلسن منڈیلا نے طویل قید کاٹی...... طویل جدوجہد کی...... یہ سب کچھ اس نے اپنی قوم اور ملک کیلئے کیا...... اسامہ پر صرف الزام تھا کہ اس نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کیا لیکن امریکہ نے اس کے عوض عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچایا، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے، اپنے زور بازو پر کرنا ہے اور اس کیلئے ہمیں سادگی اپنانا ہو گی۔ میں اب بھی سائیکل پر سفر کرتا ہوں۔ میں ویسٹ پاکستان اسمبلی کا جن دنوں ممبر تھا تو سائیکل پر اسمبلی جایا کرتا تھا۔ بلکہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے دو گھنٹے قبل تحریک التواء جمع کرانا ہوتی تھی۔ لہٰذا میں صبح اٹھ کر اخبار پڑھتا اور تحریک التواء تیار کر کے سائیکل پر اسمبلی جا کر جمع کرایا کرتا، پھر واپس آ کر تیار ہو کر دوبارہ سائیکل پر اسمبلی جاتا

طرح وہاں ٹرین کے ٹکٹ بک کئے جاتے ہیں، وہاں ٹرین اپنے مقررہ ٹائم پر پہنچتی ہے، ایک منٹ بھی لیٹ سویر نہیں ہوتی۔ وہ لوگ انجن بھی خود بناتے ہیں، ڈبے اور پرزے تک بھارت میں بنتے ہیں۔ وہ ٹرین بھی بناتے ہیں اور دوسرے ملکوں کو برآمد بھی کرتے ہیں اور ہمارے ہاں ٹرین کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ بس کیا کہوں کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

ایک بات میری آپ لکھ لیں، میں ببانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ ملک کو اگر کوئی بچا سکتا ہے یا ترقی و استحکام کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف مسلم لیگ (ن) کی قیادت ہی ہے۔ ملک اس وقت تجربات کا متحمل نہیں ہو سکتا...... ملک میں اسلحے کا بے محابا استعمال ہے، اس کی وجہ سے لاقانونیت بڑھ رہی ہے۔ غنڈہ گردی بڑھ رہی ہے، ملک میں کوئی شخص محفوظ نہیں ہے، خاص طور پر کراچی میں تو لاقانونیت انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں لوگ آزادی سے اپنے ووٹ کا استعمال بھی نہیں کر سکتے۔ سپریم کورٹ کے از خود نوٹس کی وجہ سے حالات مکمل طور پر نہیں جزوی طور پر بہتر ہوئے ہیں۔ دوسری طرف بلوچستان کا بھی اللہ ہی حافظ ہے۔ بہت برے حالات ہیں بلوچستان کے، ہمارا ملک اس وقت سنگین حالات سے گزر رہا ہے۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میاں محمد نواز شریف بلوچ بھائیوں کی ناراضی دور کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن بلوچ عوام کو حکومت سے تحفظات ہیں جب تک ان کے تحفظات دور نہیں کئے جاتے، اس وقت تک بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سیاسی جماعتیں ان مسائل کے حل کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں۔ ملک میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بااثر افراد اپنے ساتھ مسلح افراد کو لے کر نہ چلیں۔ انتظامیہ غیر جانبدارانہ طور پر خدمات انجام دے اور انتخابات بھی غیر جانبدارانہ ہونے چاہئیں۔ الیکشن کمیشن کو غیر جانبدارانہ کردار ادا کرنا ہو گا جب تک ملک میں ایک پاک صاف حکومت قائم نہیں ہو گی، اس وقت تک عوام خوشحال اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو گا۔

☆☆☆

Maulana Abul Hasan Ali Nadwi (ra)

لاہور

پارس

ایڈیٹر۔ کرم چند

Vol. 24   23rd Jan. '47   No. 1

مولانا ابوالکلام آزاد (۱۹۱۲) جوانی کی تصویر جب آپ ۱۹۱۲

یہ نظربند ہو گئے تھے —

7/47

PARAS

A MAHARAJA GOES AMOCK

قیمت سالانہ دس روپے ۔ ششماہی چھ روپے

فی پرچہ ۴ر

SUBSCRIPTION
ONE YEAR - Rs. 10/-
SIX MONTHS - Rs. 6/-

Mashood Mufti with Asim Qasmi (Grandson of Qari Tayyeb (ra)

Maulana Zahid ur Rashdi Sb, Mufti Qasim Sb
and Mashood Mufti in Lahore

Maulana Zahid ur Rashdi Sb, Mufti Qasim Sb and Mashood Mufti in Lahore

مولانا سید داؤد غزنوی

مولانا ابوالکلام آزاد

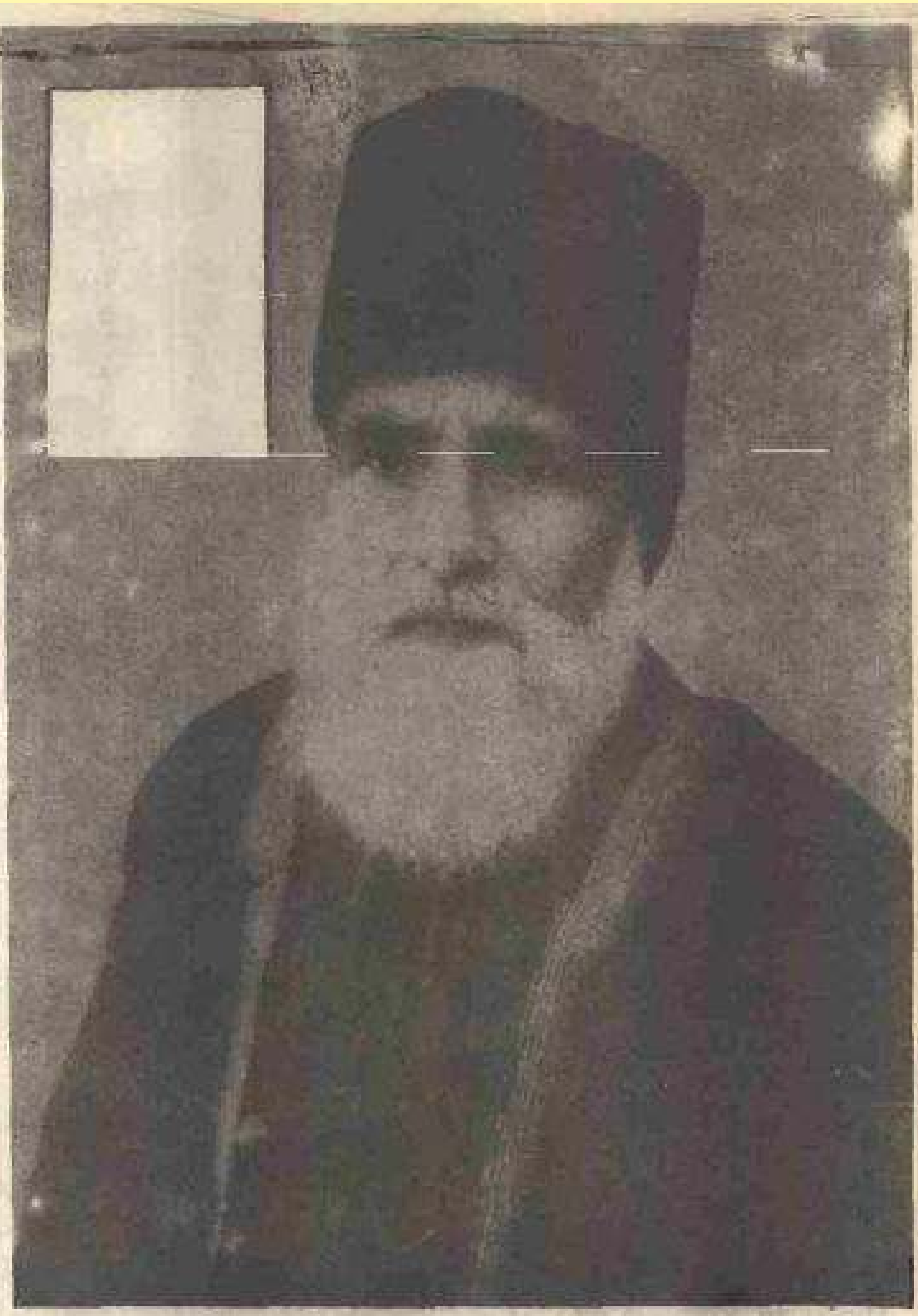

مولانا عبدالقادر قصوریؒ

Mufti Mahmood (ra) with Mr Zulfikar Ali Bhutto

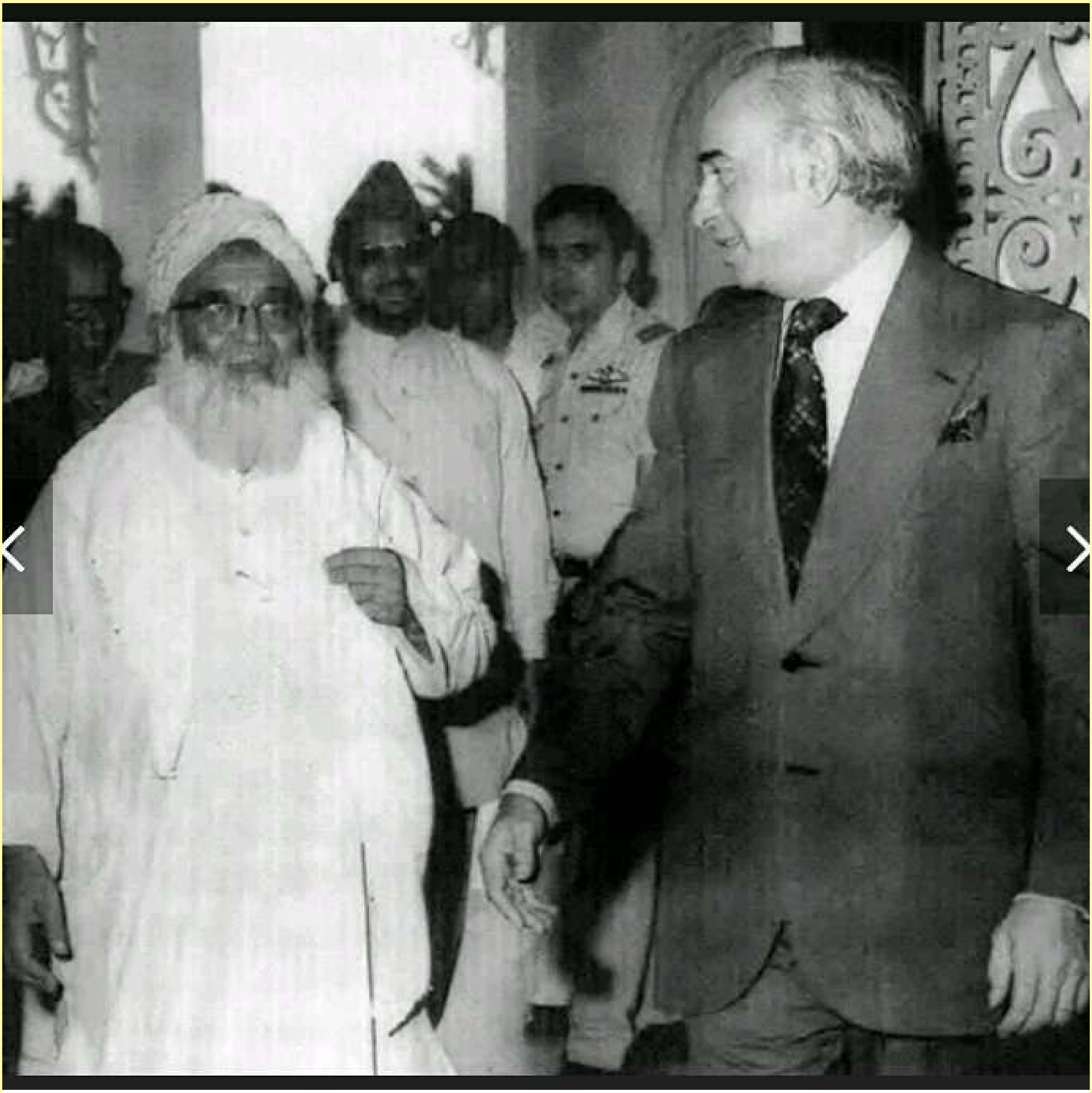

Mufti Mahmood (ra) with Mr Zulfikar Ali Bhutto

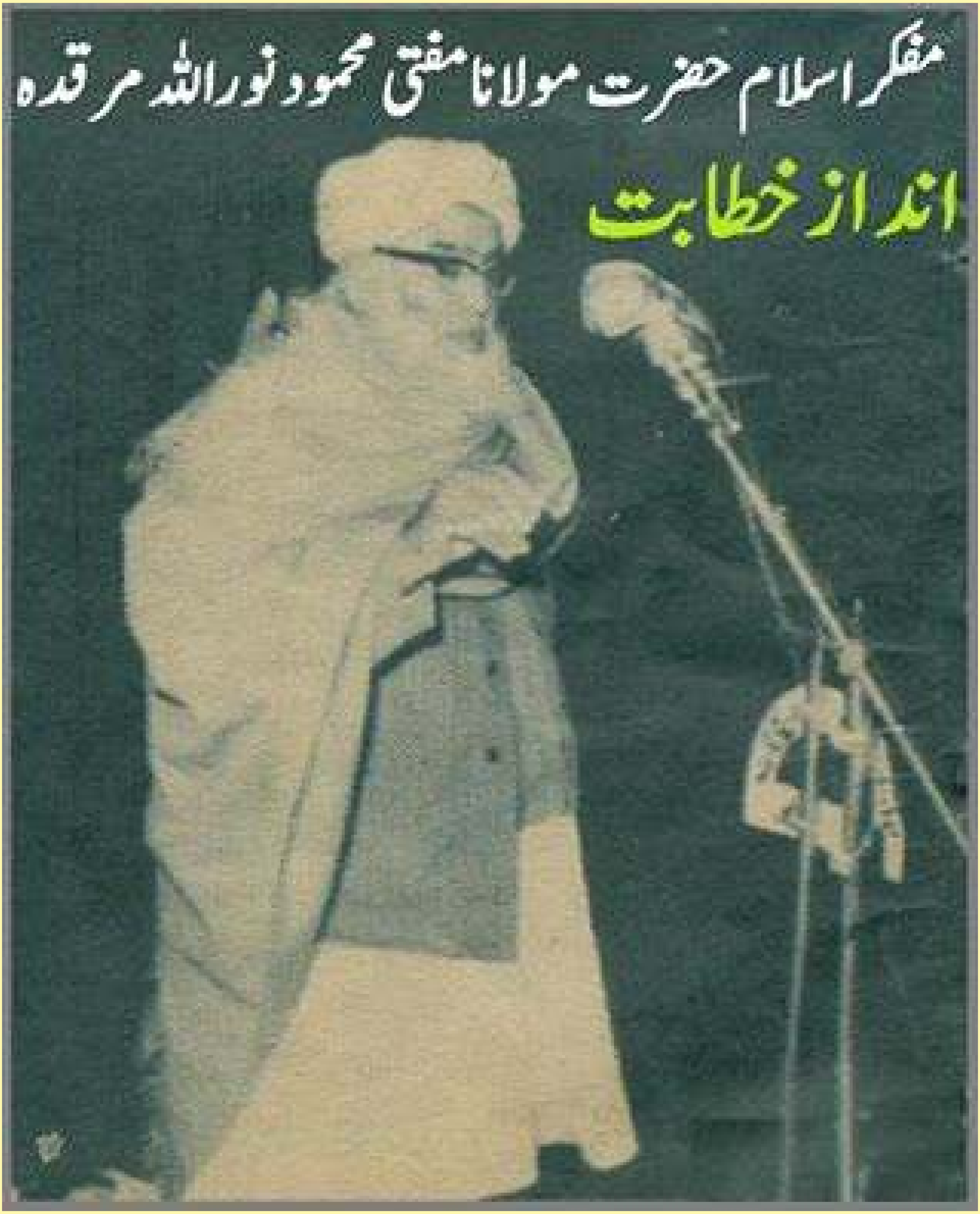
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ
اندازِ خطابت

Mufti Mahmood (ra) & Gen. Zia ul Haq(ra)

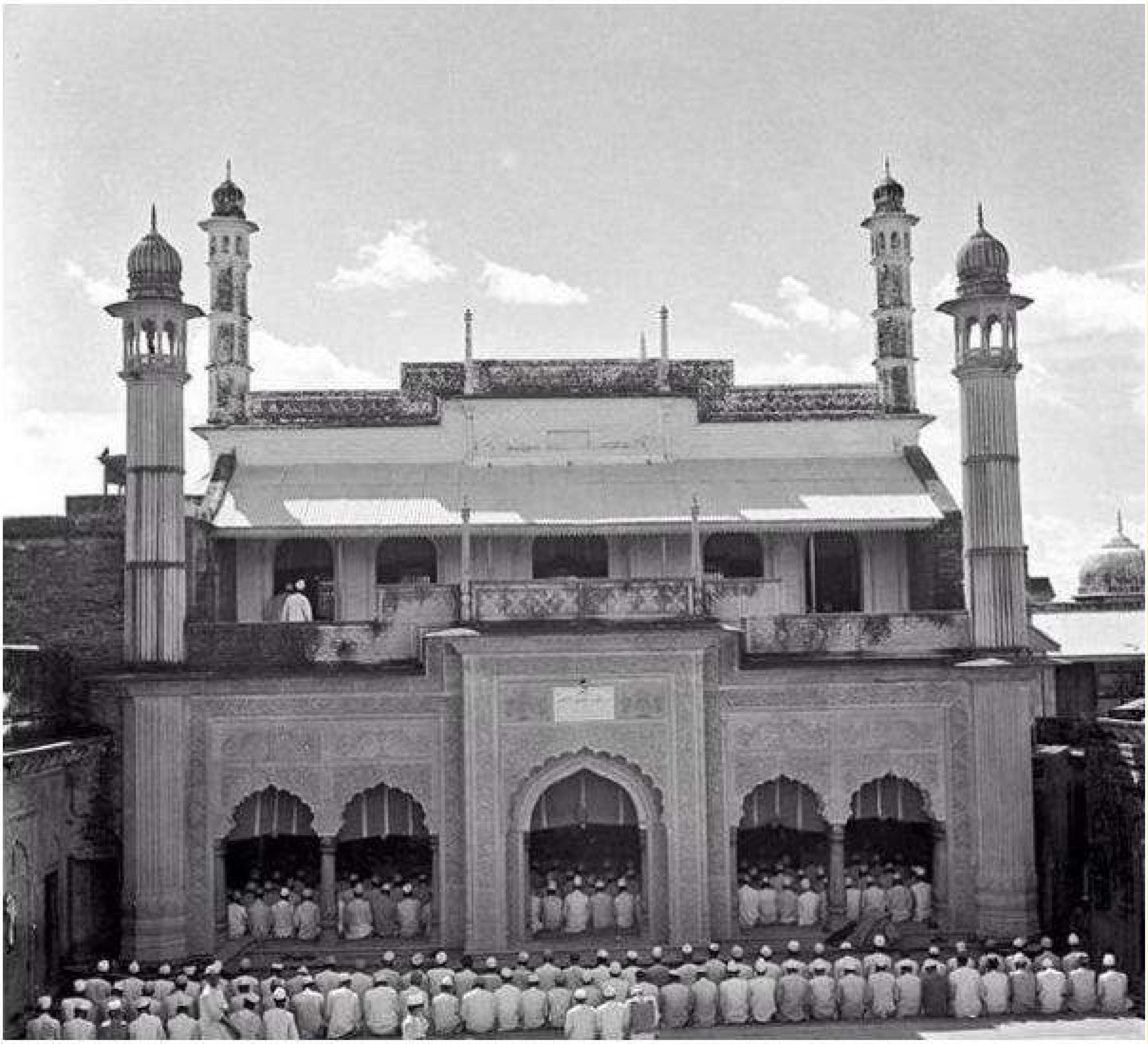

The oldest section of Darul Uloom Deoband Masjid Qadeem during Dhuhr prayer 1950

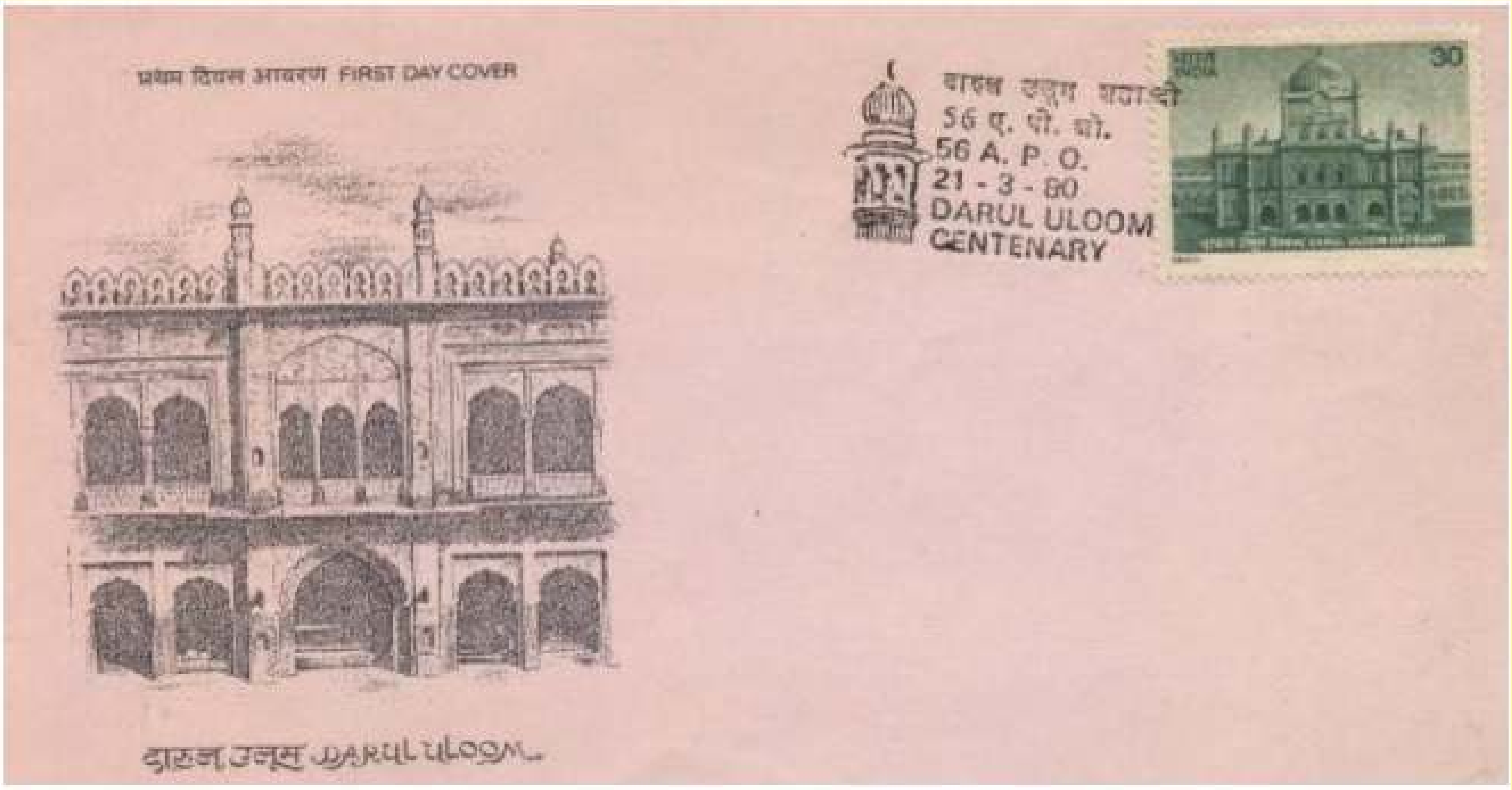

Darul Uloom Deoband 21.3.1980 Stamp and First Day Cover

1095

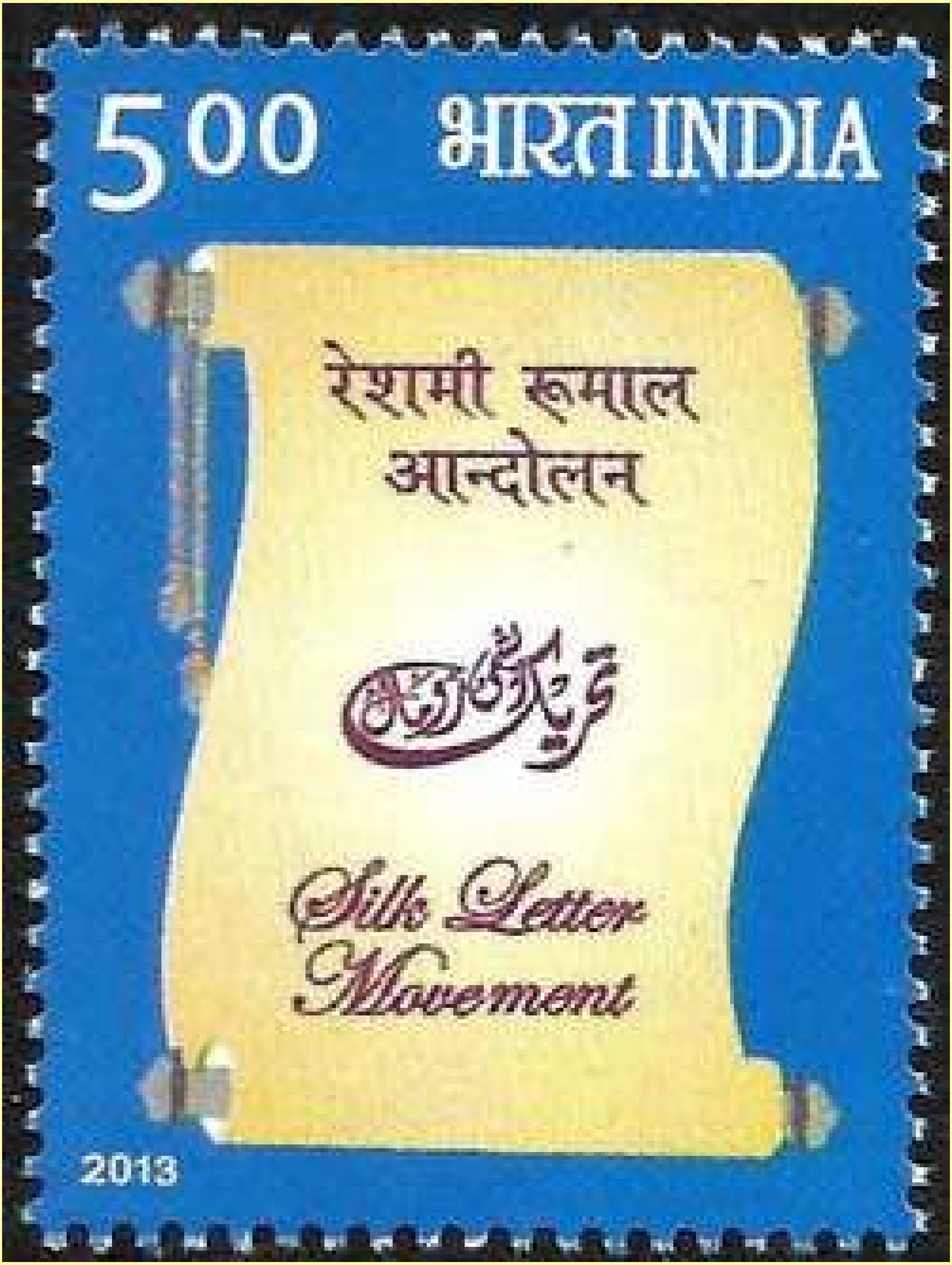

ایک نہایت تاریخی لمحہ

7 ستمبر جب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کا فیصلہ کیا،
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور استاذ العلماء علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ اور نوابزادہ نصر اللہ گورنمنٹ ہاسٹل
اسلام آباد میں پریس کانفرنس میں فیصلے کا اعلان کر رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ
حدیث نبوی
اسلامی دینی درسگاہ
جامعہ ضیاء القرآن
رجسٹرڈ
برائے بنات المسلمات

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Jamia Zia ul Quran founded by Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)

Mian Abdul Warris (ra) standing outside Jamia Zia ul Quran - Sahiwal

Banat ul Islam High School Sahiwal
Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Banat ul Islam School founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Mehmoodia High School Sahiwal
Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Mehmoodia High School Sahiwal
Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

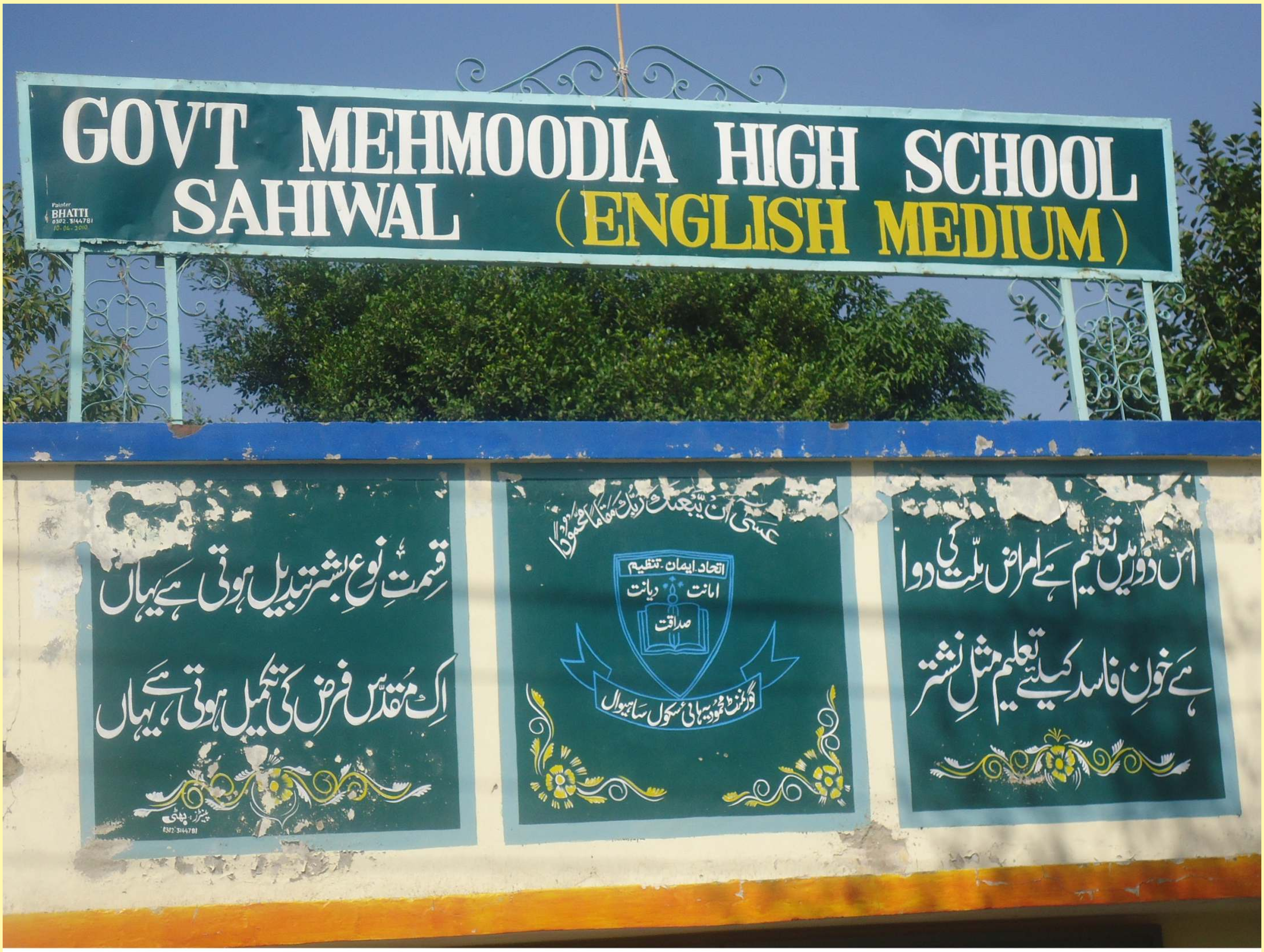

Mehmoodia High School Sahiwal

Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Mehmoodia High School Sahiwal
Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Mehmoodia High School Sahiwal
Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Nangle Ambia High School - Sahiwal

Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Nangle Ambia High School - Sahiwal

Founded by Mufti Zia ul Hasan (r.a)

Ludihanavi RA.

Jamia Zia-ul-Quran Sahiwal was founded by Mufti Zia-ul-Hassan's sister mohtarma Kalsoom Mufti saheba (r.a) for sadqa e jaria of him.

Mufti Zia-ul-Hassan was the President/Founder of 32 Associations/Organisations.

The old name of the city of Sahiwal was Montgomery. It was changed to Sahiwal by Mufti Zia-ul-Hasan in 1966.

He was born 1918 in Ludhiana-India and Died in 1983 Sahiwal-Pakistan.
He remained very active in politics throughout his life.
He participated in all tehreeks (movements) against Qadiyanis.

Mr.M.Hamza MNA:

Mr.M. Hamza saheb is cousin of Mufti Zia ul Hasan (r.a).

Mr.Hamza was a MNA from Gojra and member of Pakistan Muslim League. He remained very active in politics throughout his life and became member of west Pakistan assembly in 1960, 1963-64 and he was member Pakistan national assembly in 1985, 1990, 1993 and 1997.

Mr.M.Hamza was Chairman Public Accounts Committee of Pakistan in 1993 and 1997.

Mr.Hamza is the most successful in parliamentary politics from the family of Ulama e Ludihana.
Mr.M.Hamza is currently Senator of Pakistan.

Age above 80 years, he is still very active in politics.

son Mr Mohammad Usman Rehmani are very actively involved forthe welfare of the Muslims of India.

There is a famous story about Maulana Habibur Rahman RA senior that after partition a village of poor Hindus wanted to change their religion to release themselves of the caste system, so they invited a Sikh Guru, a Buddhist Monk and a Muslim Alim to preach to them. The Sikh Guru delivered a speech for a few hours, followed by the Monk and then finally Maulana Habibur Raman's turn came. He took a jug and went through the crowd giving people water and then came on the stage and offered the Guru and the Monk to drink water from the same glass. They refused (because they considered the Hindu low-castes as dirty (Achhoots). Maulana Habib ur Rehman RA then went to his chair and by saying bismillah he drank water from the same glass. The people saw the Guru and the Monk refusing and the Muslim Imam accepting and this touched them so much that they accepted Islam.

His biography named Raees ul Ahrar was written by his son Mollana Aziz ur Rehman Ludihanavi Jamai RA in Delhi.

Mufti Zia ul Hassan (r.a):

Mufti Zia ul Hasan was a legendary politician of Sahiwal. He migrated from Ludhiana-India to Sahiwal in 1947. He founded three schools - Nangle Anmbia High School, Mahmoodia High School, and Bana tul Islam High School in Sahiwal. Mufti Zia ul Hasan (r.a) was president of the Punjab TB association. He was also president of Muslim League Sahiwal as well as the member working committee of Pakistan Muslim League. He was qualified from Darul-Uloom Deoband and he was a student of Sheikh ul Islam Maulana Husain Ahmad Madni (r.a).

Mufti Zia-ul-Hassan was the son of Mufti Mohammed Naeem Ludihanavi RA and was grandson of Maulana Muhammad Abdullah

1932 the Congress had formed a "War Council" to **recruit**
people for systematic struggle against the British Government.
The Jamiat Ulama-e-Hind had also set up a parallel organizational dictator viz, Idara Harabia (Centre for struggle).
The first "dictator" of Idara Harabia was Mufti Kifayatullah. He
led 100,000 men procession and courted arrest on 11 March,
1930. The second dictator of Idara Harabia, Maulana **Hussain**
Ahmed Madani was arrested on his way to Delhi from Deoband.
Thereafter numerous Jamiat leaders like Ahmed Sayyid Dehlavi, Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi, Hifzur Rahaman Seoharvi, Sayeed Mohammad Mian, and Maulana Habibur Rahman Ludhianvi were arrested one after another for their anti-British activities.)
After Mollana Habib ur Rehman died, his sons Mufti Ahmad Rehmani (Mufti e Azam Punjab), Maulana Saeed ur Rehman Ludihanavi RA, Mollana Aziz ur Rehman Jamai RA and Mollana Khalil ur Rehman Ludihanavi RA continued his work and after they died the sons of Mufti Ahmad Rehmani RA are continuing the work in India. In fact they have managed to lay the foundation of the famous Darul Uloom that was demolished in Ludhiana at the time of partition.

His one grandson who is also named as Maulana Habibur Rahman Sani. He and His brother Mr Attiq ur Rehman Ludihanavi and his

RA, Mollana Hifzur Rehman Seuharvi RA, Mollana Abul Hassan Ali Nadwi RA, Mollana Manzoor Ahmad Naumani RA, Mollana Sayeed Mohammad Mian, Janbaz Mirza RA, Mollana Ghullam Rasool Mehar, Mollana Abdul Majid Saliq, Subhash Chander Boss, Nawabzada Nasrullah Khan and Agha Shroish Kashmiri RA.

He was graduate of DarulUloom Deoband, Sheikh ul Haddiss Hazrat Sheikh Zakariyyah kandhalvi RA mentions him in his biography. He was the subject of the famous conversation on Tasawwuf as mentioned in his autobiography.

Maulana HabiburRahman grew close to Hazrat Maulana Abul Qadir Raipuri RA and Sheikh ul Haddis Maulana Zakariya RA. After the partition, in love of Hazrat Raipuri and Hazrat Sheikh Zakariyyah, Maulana HabiburRahman remained in Punjab with an aim of "keeping Islam alive" in India.

He became famous for helping poor muslims that remained in India and also Muslim women who were kidnapped by Sikhs during partition. He helped many women repatriate to Pakistan and he helped the helpless Muslims in many ways uplifting their moral spirits.

The Jamia madrassa mahmoodia Allah Walla in Ludhiana, which was a famous madrassa and a place where Hazrat Maulana Yusuf Ludhyanwi studiedfor a few years, was demolished after partition. Maulana Habibur Rahman worked to rebuild it.

Mr Mohammed Anwer Hussain mentioned in his book

(Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan)

(At the time of the Second Civil Disobedience Movement in

Mollana Habib-ur-Rahman Ludhianavi, a leading Ahrari, undertook to take salt and defy the law. The police resorted to a lathi-charge to disperse the Congress rally he was addressing in Ludhiana, and injured several people.
Mollana Habib-ur-Rahman was put behind bars for one year because he declared:

"I consider the British Government a foreign government. I consider it my duty to expel the British and win freedom for our country. For this, whatever punishment we are given, shall be accepted gladly. So it is the duty of all Indians to boycott British goods and to make the running of the country impossible".
After his arrest, Maulana Abul Kalam Azad nominated Ch.Afzal Haq, a member of the Congress Working Committee, as the de-facto leader of the

movement"

Raees ul Ahrar Maulana Habib-ur-Rahman aur Hindustan ki Jang-i-Azadi Delhi: Taleemi-Samaji Markaz, 179.
Kashmiri, Shorish. (ed.). (1944

Maulana Habib ur Rehman Ludihanavi (r.a) was a close ally of Allama Anwar Shah Kashmiri RA, Syed Ata Ullah Shah Bukhari RA, Mollana Abul Kalam Azad RA, Maulana Daood Ghanznavi RA, Chaudhary Afzal Haq RA, Mollana Ahmad Ali Lahori RA, Mollana Shabir Ahmad Usmani RA, Maulana Ahmad Saeed Dehlvi RA,Mufti Kifayatullah Dehlavi RA, Maulana Qari Tayyab RA, Maulana Zakariya Kandhalwi RA, Mollana Zafar Ali Khan RA, Master Taj u Din Ansari RA,Sheikh Hassam u Din RA, Mollana Husain Ahmad Madni

MrTahir Kamran in his papers

(Evolution and Impact of ‘Deobandi’ Islam in the Punjab) wrote:-

Mollana Habib ur Rehman Ludhianvi was the most renowned of all Deobandi Ulama from Ludhiana.

He was a Deoband graduate and favourite student of Maulana Habib ur Rehman Usmani RA and Maulana Anwar Shah Kashmiri RA.

In 1919, he entered politics and began addressing the public meetings along with Mollana Shabbir Ahmed Usmani (1885-1949) when Khilafat Movement had just commenced. He remained very active in politics throughout his life. He was also one of the chief protagonists of Majlis-i-Ahrar. He remained president of Majlis Ahrar e Islam e Hind for approx 10 years from 1930 to 1940.

In the annals of Ahrar movement, he is remembered as Rais ul Ahrar (Leader of Ahrar). Astoundingly, Habib ur Rehman stayed back in Ludhiana instead of migrating to Pakistan. His sons still live in East Punjab and are engaged in Tabligh (preaching).

MS SAMINA AWAN Professor Allama Iqbal University mentioned in her book Majlis-i-Ahrar:

Muslim Urban Politics in Colonial Punjab:
Majlis-i-Ahrar’s Early Activism
Samina Awan
Allama Iqbal Open University, Pakistan

I appreciated his point of view. I have realised the havoc which University education has done to the ideals and character of our younger generation. I myself in the course of thirty years had to unlearn most of the things which I learnt in the college and I could not but feel that this devout Muslim divine with his mocking smile and twinkling eye had a clearer vision into the reality of things than we who claim to know the wisdom of the east and the west.

And as I bade him goodbye on the station, God alone knows how ardently I wished that there were more Muslims of Mufti Saheb's type in this country.

For long I pondered over the race of men which had produced Hakim Ajmal Khan, Dr. Ansari, Maulana Abul Kalam Azad, Khan Abdul Gaffar Khan, Dr. Khan Saheb and Mufti Naeem Saheb, in the India of pre-British days when Hindus and Muslims combined to resist the British penetration into the country.

Maulana Habib ur Rehman Ludihanavi (r.a):

Famous Majlis e Ahrar President Raees ul Ahrar Maulana Habib ur Rehman Ludihanavi was son of Mollana Zakariya Ludihanavi RA and grandson of Mollana Muhammad Ludihanvi RA. He spent about 10 years in jail during the struggle of independence against British Government.

cadence which long chanting of beautiful
words given to religious men. With a twinkle,
humorous no doubt, but which measures your
depth with uncanny insight, the Mufti Saheb is
sure of himself, his views and his ideals.

It was a treat to have spent the day with him.
As President of the District Congress Committee,
he started the first function of the day.

We went together to Bhaini Saheb, 16 miles
from Ludhiana. In the evening, talking over
men and things the Mufti Saheb let himself go
on various topics of the day.

The Mufti Saheb had no illusions about the
European influence. He repeated more than
once, those of us who have studied English learnt of
its deleterious effects after a bitter experience,
but he knew it from the beginning. He illustrated
his remark by an apt anecdote.
He quoted two Urdu lines from

Akbar Allaabadi:

"Afsos ke phiraon ko kallege ke na suje
Eun katl se baccho ke vo badnam na hota"

(It is a pity that Pharaoh didn't think of opening
a college; had he done so, he would have
been saved the infamy of a Massacre of Innocents.)

Kissa Khwani Bazar of Peshawar where thousands of brave Pathans were killed and thousands were brutally tortured. The
Congress appointed the Azad inquiry commission to inquire into
the killings. The members of ▯amiat ▯lama ▯e▯▯ind Mufti ▯ifayatullah ▯ehlavi
and Mufti Mohammad Naeem Ludihanavi were the members of the inquiry committee.)

The British Government did not permit the members of the inquiry committee to go to Peshawar and conduct the inquiry. However, the inquiry was conducted from Rawalpindi. When the report of inquiry commission was published the British Government was outraged and banned the report.)

Mr.K.M.Munshi Former Home Minister of India wrote about Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi in his book published in 1942:

AT Ludhiana I spent the day with 'Mufti Moulvi Mahomed Naeem, a learned and a divine Muslim, a member of the Working Committee of the Jamiat-Ul-Ulema-i-Hind.

He is a man past middle age, self-possessed, shrewd, with a keen sense of humour. Deep read and widely informed, he speaks Urdu, somewhat difficult for me to follow with that musical

His fatwa was famously known as the Fatawa e Qadria published by him and his brother Maulana Mohammad Ludihanavi.

Mufti Naeem saheb spent his whole life in the struggle for freedom. He participated in all the movements against Qadiyanis and also participated in the famous Reshami Rumal threek (Silk Letter)movement of his famous teacher Sheikh-ul-Hind Maulana Mehmud Al-Hassan RA. He spent many years in jail for the struggle of Independence.

Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi also participated with Maulana Anwar Shah Kashmiri RA in the famous case against Qadianis called the case of Bahawalpur.

Mufti Naeem sahib was a close ally of Maulana Ubaidullah Sindhi RA, Sheikh ul Islam Maulana Syed Husain Ahmad Madani RA, Maulana Ahmad Ali Lahori RA, Maulana Shabbir Ahmad Usmani RA, Maulana Ahmad Saeed Dehlvi RA,Mufti Kifayatullah Dehlavi RA, Maulana Gul Badsha RA, Maulana Qari Tayyab sb RA, Mollana Anwar Shah Kashmiri RA, Maulana Abdul Qadir Kasoori RA, Maulana Daood Ghaznavi RA, Maulana Abdullah Darkhastawi (ra) and Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra).

Mr Mohammed Anwer Hussain mentioned in his book

(Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan)

The tragic incidence of Kissa Khwani bazar of Peshawar and the Jamiat Ulama-e-Hind

(During the freedom struggle in 1930 there was a firing in the

along with his son Mufti Mohammad Naeem Ludhianvi (1890- 1970), and remained engaged in teaching hadith.

However, Maulana Abdullah's lasting contribution was the establishment of
Madrasa Darul Ulum Naumania).

Mufti Mohammad Naeem Ludihanavi (r.a):

Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi was a son of Maulana Muhammad Abdullah Ludihanavi and was grandson of Maulana Abdul Qadir Ludihanavi (r.a).

Mufti Muhammad Naeem was a student of Sheikh-ul-Hind Maulana Mehmud Al-Hasan at Darul uloom Deoband.

Mufti Naeem saheb was Vice-President of Jamiat e Ulma i Hind at the time when Sheikh ul Islam Maulana Syed Hussain Ahmad Madni (r.a) was President of JAMIAT ULAMA E HIND. He was also president of Jamiat Ulama e Hind Punjab. He remained President of District Congress Ludihana for 28 years. He remained very active in politics until independence in 1947.

Mufti Naeem sahib was mohtamum (principle) of madrassa mahmodia Allah Walla in Ludihana. Famous Alim Maulana Yousaf Ludihanavi RA and Maulana Manzoor Ahmad Naumani RA was student of Mufti Mohammad Naeem Ludihanavi.

His father Maulana Abdullah Ludihanavi was the first Mufti in the world who gave the first fatwa against the kufar of Mirza Ghullam Ahmad Qadiani and declared Mirza Ghulam Ahmad Qadiani as Kafir (Non-Muslim).

government. On the other hand the Ulama of (Deoband) were engaged in preparing and planning and in envisaging strategy to launch a comprehensive offence against the British government.)

TAZKIRA-I-ULAMA-I-PUNJAB by Mr.Akhtar Rahi

53Maulana Muhammad and Maulana Muhammad Abdullah both **were brothers from Ballia walli, district Ludhiana. Abdullah earned considerable acclaim as a scholar. Sat at the feet of Muhammad Hassan Amritsari, Mehmud ul Hassan and Anwar Shah Kashmiri as student of hadith. Akhtar Rahi, Tazkira-i-ulma-i-Punjab, pp.346-47.**

Mr.Tahir Kamran in his papers

(Evolution and Impact of 'Deobandi' Islam in the Punjab)

(" Apart from Lahore, Ludhiana and Jullundur were the two districts where Deobandi Islam found conducive environ. Ulema from Ludhiana, particularly Maulana Muhammad and Maulana Muhammad Abdullah came in the spotlight when they took a lead in denouncing Mirza Ghulam Ahmed, the founder of Qadiani sect, as Kafir.")

After graduating from Deoband, Maulana Muhammad Abdullah came to Ludhiana and started teaching at famous Madrasa Azizia. Later on, he shifted to Madrasa Allah Walla

his two brothers Maulana Aziz Saheb and Maulana Abdullah saheb."

" They had collected fatwas against Sir sayyed from different parts of the country and compiled it in a comprehensive book v.i.z Nusratul Abrar.Maulana Mohammed Saheb in his fatwa justified it by his vehement argument that the participation of Muslims in the Indian National Congress was permissible and that they should keep away from Indian patriotic association, which was founded by an English officer. " **For a reference the fatwa given by Maulana Rashid Ahmed Gangohi can be cited in Nusratul Abrar page No. 19-20,26 and the Fatwa given by Maulana Mohammed ul Hassan sahib and the fatwa of Ulama of Deoband in page No. 23-24, Maulana Mohammed and the fatwa given by his two brothers can be cited on page No. 13-**
19. In fact Nusratul Abrar contain Fatwa given by one hundred **Indian Ulama in support of Muslim joining the Indian National congress and against Indian patriotic association. (Note Ref- Indian struggle for Independence p.70 Naqsh e Hayat, p 69,** 70,
71.Nusratul Abrar)

It is also interesting to note that the Indian National Congress during its initial phase of its formation was only confined to holding rallies and presenting memorandum to the British

This Fatwa was later published. Itwas famously called as Fatwa Nusrat ul Abrar (1888).

Mr Mohammed Anwer Hussain (Chairperson, Department of History, and GC University), Lahore wrote in his paper:-

Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan

(Sir Sayyed Ahmed Khan echoed his thought and fervently appealed to the Muslim community to join Indian patriotic association and show their allegiance to the British government. He vehemently appealed to the common Indian Muslim that participation of Muslims in the politics was harmful. He had persuaded few like-minded Ulama to issue Fatwa that participation of Muslims in the Indian National Congress was Haraam (illegal) and it was a supreme duty of Indian Muslim to join Indian Patriotic association. All these anti- Congress activities of Sir. Sayyed Ahmed Khan continued till 1888. Now Ulama of Deoband became active to counter Sir. Sayyed Ahmed Khan anti Congress posture. Maulana Rashid Ahmed Ganguhi, Sheikh ul Hind Maulana Mahmudul Hassan and other theologian of Deoband and Muslims from different parts of the country opposed Sir. Sayyed Ahmed Khan and issued fatwa against him. They had collectively issued fatwa supporting Muslims participation in the Indian National Congress and barring them from joining the Indian Patriotic Association.

“ Those Maulanas who were in the forefront to opposing sir sayed’s fatwa were Ulama-i-Ludhiana Maulana Mohammed sahib and

• Maulana Abdul Qadir Ludihanavi (r.a)

and his sons were :-

- **Maulana Saif ur Rehman Ludihanavi (r.a)**
- **Maulana Muhammad Ludihanavi (r.a)**
- **Maulana Abdullah Ludihanavi (r.a)**
- **Maulana Abdul Aziz Ludihanavi (r.a)**

In 1857, the leading family of Ulama of Ludhiana India threw in their lot with the revolutionaries. They marched to Delhi fighting their way through British Forces. Mollana Abdul Qadir Ludihanavi and his four sons showed indomitable **courage during the operations of siege.**

When Delhi fell, they retired to the jungles of Patiala and evaded all attempts to be arrested by the government. On the proclamation of general amnesty they decided to return to Ludhiana. Mollana Abdul Qadir Ludihanavi died on his way back.

His three sons resumed their ancestral **work of religious teachings and his one son Maulana Saif ur Rehman Ludihanavi migrated to Afghanistan.**

Maulana Abdul Qadir Ludihanavi and his son Mollana Saifur Rehman Ludihanavi gave the first fatwa of independence from British Government which later was signed by famous Ulama(Muslim Scholars) of India and Saudi Arabia.

Maulana Muhammad, Maulana Abdullah and Maulana Abdul Aziz Ludihanavi gave a Fatwa in the Jumma prayers for Muslims to participate in the struggle for the independence movement of India.

fourth session of the Indian National Congress held at Allahabad in the third week of December, 1888, through Khwaja Ahad Shah, a delegate from Ludhiana. It gave a blow to the progress of Sir Syed Ahmed Khan's movement in the Punjab and U.P. The Ludhiana Maulvis Ulama e Ludhiana, thus, rendered a great service to the nationalist school of thought among the Muslims of India.105

104. Khawaja Ahad shah was a disciple of Maulana Muhammad of Ludhiana. In 1888, he becomes a member of the Indian National Congress.

105. Aziz-ur-Rehman, Raees-ur-Ahrar Maulana Habib-ur-**Rehman Ludhianvi aur Hindostan ki jang-i-Azadi, pp. 17, 26-37, 40-** 41, 54, 60, 72.

Morley-Minto Reforms, 1909. – Under the Morely-Minto Reforms, Khawaja Ahah Shah of Ludhiana was elected to the Central Legislative Council in 1910 as a liberal Congressiste and remained its member for nine years till 1919. After the Jallianwala Bagh tragedy of April, 1919, his residence became an asylum for revolutionaries. The Maratha leader Mangla and Dr. Saif-ud-din Kitchlew took shelter there during the period of underground political activities.

106. Ibid. pp. 72-73.

Khawaja Ahad Shah was a very popular figure. He remained a member or the Ludhiana Municipal Committee for 26 years and died in 1923 at the age of 63.

centre of the Ulama e Ludhiana and Ahrar Movement among the Muslims. Ulama e Ludhiana and the Ahrars agitated against the British imperialism in collaboration with the Congress. An active body of freedom fighters, the Ulama e Ludhiana propagated nationalistic ideas among the Muslims in the teeth of opposition from their co-religionists. It is, therefore, no wonder that the nationalist forces have all through remained ascendant, and right until the achievement of Independence, the district enjoyed almost complete communal harmony.

"**Bold Challenge to Sir Syed Ahmed Khan. – At the very birth of Indian National congress in 1885, Sir Syed Ahmed Khan raised his voice against it for its demand of a representative form of Government which meant rule of the majority. He urged the Muslims to boycott the Congress which he declared to be a body of Hindus whose interests, he said, were diametrically opposed to those of Muslims. To actively promote such views, he started the Aligarh movement."**

"This grave challenge to the nationalist forces was boldly met by Maulana Abdul Aziz, Maulana Muhammad and Maulana Abdullah of Ludhiana who openly supported the Congress. This brought forth fierce reaction from Syed Ahmed Khan who gave fatwa against Ulama e Ludhiana. The Maulana brothers of Ludhiana, Maulana Muhammad, Maulana Abdullah and Abdul Aziz were not slow in mounting a counter offensive against it. They issued, in 1888, a fatwa (Fatwa Nusra tul Abrar) refuting all the views and injunctions of Syed Ahmed Khan and strongly urged the Muslims to join the Congress. It was got signed by some 237 Ulemas (Muslim theologians) of Ludhiana, Jullundur, Kapurthala, Amritsar, Batala, Ferozepore, Kasur, Lahore, Multan, Gujrat, Pakpatan, Ambala, etc., in the Punjab, and several other places in India and even abroad. This fatwa (Fatwa Nusra tul Abrar) was published in a book form in the first week of December, 1888, and its copied were distributed at the

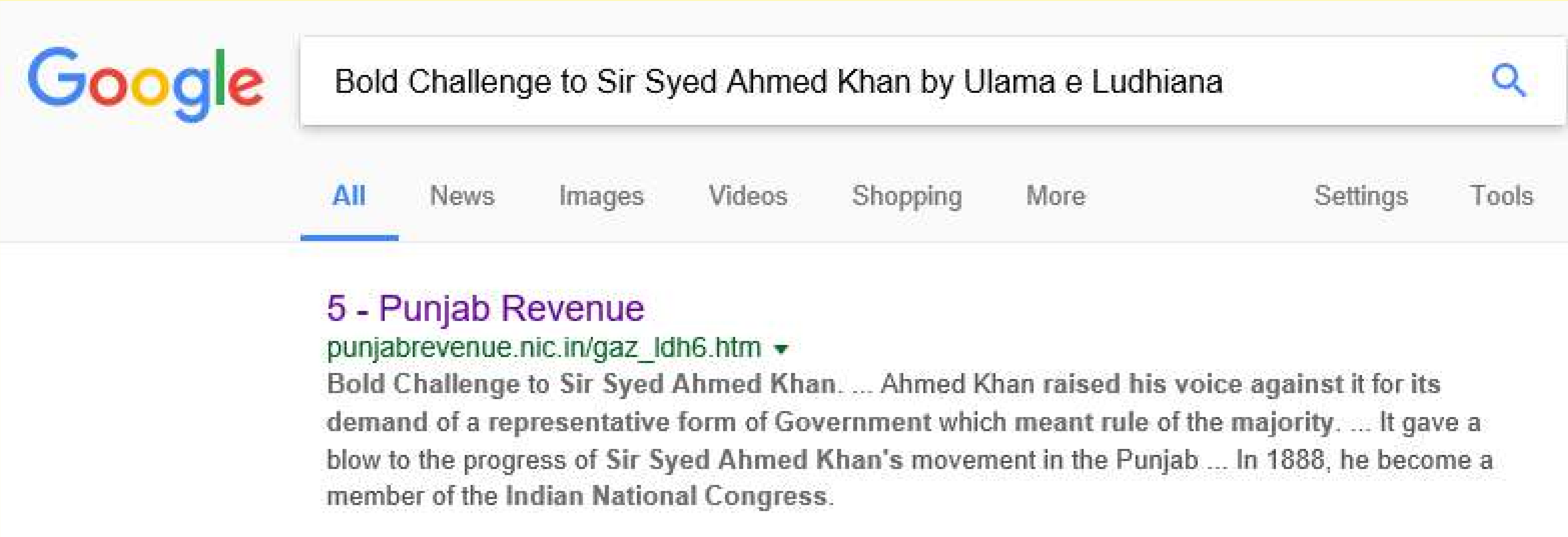

IV. New Phase of Freedom Movement

The Great Revolt of 1857 was ruthlessly suppressed and the unsuccessful participants were subjected to merciless repression and reprisals in the form of indiscriminate executions, imprisonments, confiscation of property and withholding of pensions, etc. The atrocities committed by the British in the name of restoration of order left behind a trail of smouldering bitterness.

"The members of the revolution, however, were not altogether extinguished; they lay smouldering and someone would arise here and there, to kindle them into a flame102". This was amply borne out by the persistent opposition to British rule carried on by the Ulama e Ludhiana"

"The active participation of the famous Maulvi family of Ludhiana in the Great Uprising of 1857 and the presence of some other prominent nationalist-minded Muslim families at Ludhiana as also the existence of the headquarters of the movement at Bhaini Sahib (near Ludhiana) produced far reaching effects upon the political and social life of Ludhiana district. Under the influence of these patriotic forces, the atmosphere in the district remained free from narrow communal feelings. Later on, Ludhiana became the chief

his remark by an apt anecdote.
He quoted two Urdu lines from

Akbar Allaabadi:

“Afsos ke phiraon ko kallege ke na suje
Eun katl se baccho ke vo badnam na hota”

(It is a pity that Pharaoh didn't think of opening a college; had he done so, he would have been saved the infamy of a Massacre of Innocents.)

I appreciated his point of view. I have realised the havoc which University education has done to the ideals and character of our younger generation. I myself in the course of thirty years had to unlearn most of the things which I learnt in the college and I could not but feel that this devout Muslim divine with his mocking smile and twinkling eye had a clearer vision into the reality of things than we who claim to know the wisdom of the east and the west.

And as I bade him goodbye on the station, God alone knows how ardently I wished that there were more Muslims of Mufti Saheb's type in this country.

For long I pondered over the race of men which had produced Hakim Ajmal Khan, Dr. Ansari, Maulana Abul Kalam Azad, Khan Abdul Gaffar Khan, Dr. Khan Saheb and Mufti Naeem Saheb, in the India of pre-British days when Hindus and Muslims combined to resist the British penetration into the country.

published the British Government was outraged and banned the report.)

Mr.K.M.Munshi Former Home Minister of India wrote about Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi in his book published in 1942:

AT Ludhiana I spent the day with 'Mufti Moulvi Mohammed Naeem, a learned and a divine Muslim, a member of the Working Committee of the Jamiat-Ul-Ulema-i-Hind.

He is a man past middle age, self-possessed, shrewd, with a keen sense of humour deep read and widely informed, he speaks Urdu, somewhat difficult for me to follow with that musical cadence which long chanting of beautiful words given to religious men. With a twinkle, humorous no doubt, but which measures your depth with uncanny insight, the Mufti Saheb is sure of himself, his views and his ideals.

It was a treat to have spent the day with him. As President of the District Congress Committee, he started the first function of the day.

We went together to Bhaini Saheb, 16 miles from Ludhiana. In the evening, talking over Men and things the Mufti Saheb let himself go on various topics of the day.

The Mufti Saheb had no illusions about the European influence. He repeated more than once, those of us who have studied English learnt of its deleterious effects after a bitter experience, but he knew it from the beginning. He illustrated

Al-Hassan RA. He spent many years in jail for the struggle of Independence.

Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi (ra) has also participated with Maulana Anwar Shah Kashmiri (ra) in the famous case against Qadianis called the case of Bahawalpur.

Mufti Naeem sahib was a close ally of Maulana Ubaidullah Sindhi (ra), Sheikh ul Islam Maulana Syed Husain Ahmad Madani (ra), Maulana Ahmad Ali Lahori (ra), Maulana Shabbir Ahmad Usmani (ra), Maulana Ahmad Saeed Dehlvi (ra), Mufti Kifayatullah Dehlavi (ra), Maulana Gul Badsha (ra), Maulana Qari Tayyab sb (ra), Mollana Anwar Shah Kashmiri (ra), Maulana Abdul Qadir Kasoori (ra), Maulana Daood Ghaznavi (ra) and Maulana Hifzur Rehman Seoharvi (ra).

Mr Mohammed Anwer Hussain wrote in his book

(Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan)
The tragic incidence of Kissa Khwani bazar of Peshawar and the Jamiat Ulama-e-Hind

(During the freedom struggle in 1930 there was a firing in the Kissa Khwani Bazar of Peshawar where thousands of brave Pathans were killed and thousands were brutally tortured. The Congress appointed the Azad inquiry commission to inquire into The killings. The members of Jamiat Ulama-e-Hind Mufti Kifayatullah Dehlavi (ra)
and Mufti Mohammad Naeem Ludihanavi (ra) were the members of the inquiry committee.

The British Government did not permit the
members of the inquiry committee to go to Peshawar and conduct the inquiry. However, the inquiry was conducted from Rawalpindi. When the report of inquiry commission was

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (ra) and Freedom Struggle of India:

Mufti Muhammad Naeem Ludihanavi (ra) was son of Maulana Muhammad Abdullah Ludihanavi (ra) and was grandson of Maulana Abdul Qadir Ludihanavi (r.a).

Mufti Muhammad Naeem was a student of Sheikh-ul-Hind Maulana Mehmud Al-Hasan at Darul uloom Deoband.

Mufti Naeem saheb was Vice-President of Jamiat e Ulmai Hind at the time when Sheikh ul Islam Maulana Syed Hussain Ahmad Madni (r.a) was President of JAMIAT ULAMA E HIND. He was also president of Jamiat Ualma e Hind Punjab. He remained President of District Congress Ludihana for 28 years. He remained very active in politics until independence in 1947.

Mufti Naeem sahib was mohtamum (principle) of madrassa mahmodia Allah Walla in Ludihana. Famous Alim Maulana Yousaf Ludihanavi (ra) and Maulana Manzoor Ahmad Naumani (ra) were student of Mufti Mohammad Naeem Ludihanavi (ra).

His father Maulana Abdullah Ludihanavi (ra) was the first Mufti in the world who gave the first fatwa against the kufar of Mirza Ghullam Ahmad Qadiani and declared Mirza Ghulam Ahmad Qadiani as Kafir (Non-Muslim).

His fatwa was famously known as the Fatawa e Qadria published by him and his brother Maulana Mohammad Ludihanavi (ra).

Mufti Naeem saheb spent his whole life in the struggle for freedom. He participated in all the movements against Qadiyanis and also participated in the famous Reshami Rumal threek (Silk Letter) movement of his famous teacher Sheikh-ul-Hind Maulana Mehmud

HISTORY OF THE FREEDOM MOVEMENT IN INDIA

VOLUME ONE

BY

TARA CHAND

FOREWORD BY

HUMAYUN KABIR

PUBLICATIONS DIVISION
MINISTRY OF INFORMATION AND BROADCASTING
GOVERNMENT OF INDIA

ULAMA e LUDHIANA and their CHARITY WORK

1. **Jamia Mosque Doo Manzali**
   [Maulana Abdul Qadir Ludhianvi (r.a)]
2. **Madrassa Arabia Allah Walla**
   [Maulana Muhammad & Maulana Abdullah Ludhianvi (r.a)]
3. **Reconstructed Madrassa Mahmoodia Allah Walla Ludhiana**
   [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) Vice-President Jamiat Ulama e Hind]
4. **Madrassa Anwaria Ludhiana**
   [Maulana Habib ur Rehman Ludhianvi (r.a)]
5. **Darul uloom Naumania Gujranwala**
   [Maulana Abdullah bin Maulana Ismail Ludhianvi (r.a)]
6. **Madrassa Banat ul Islam Ludhiana**
   [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) , Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)]
7. **Banat ul Islam High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) , Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a)]
8. **Mahmoodia High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
9. **Nangle Ambia High School Sahiwal**
   [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
10. **Jamia tur Rasheed**
    [Mufti Rasheed Ahmad Ludhianvi (r.a)]
11. **Jamia Rasheedia Sahiwal**
    [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]
12. **Islami Taleemi Idara Faisalabad**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) , Mufti Tayyeb Ludhianvi (r.a)]
13. **Jamia Zia ul Quran Sahiwal**
    [Mohtarma Kalsoom Mufti (r.a) , Mian Abdul Warris]
14. **Jamia Islamia Khatm e Nabuwat Raheem Yar Khan**
    [Maulana Rasheed Ahmad Ludhianvi]
15. **Jamia Mosque Al-Haqani Faisalabad**
    [Mufti Zia ul Hussain (r.a) , Hafiz Shahid Zia]
16. **Jamia Mosque Allah Walli Lahore**
    [Mashood Mufti]
17. **Jamia Shahi Mosque Ludhiana**
    [Maulana Habib ur Rehman Sani Ludhianvi , Maulana Usman Rehmani]
18. **Jamia Mosque Umul Madariss Ludhiana**
    [Attiq ur Rehman Ludhianvi]
19. **Reconstructed Jamia Mosque Doo Manzali Ludhiana**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) Vice-President Jamiat Ulama e Hind]
20. **Jamia Masjid Qadria Faisalabad**
    [Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a)], Mian Abdul Warris]
21. **Masjid e Shuhadaa Sahiwal**
    [Mufti Zia ul Hasan (r.a) Former President Anti TB Association of Pakistan]

REPORT of THE COURT OF INQUIRY constituted under PUNJAB ACT II OF 1954 to enquire into the PUNJAB DISTURBANCES OF 1953

Justice Munir Commission-Ahmadis 1954

MONTGOMERY

Montgomery is an important Ahrar centre because here (1) many Ahrar have settled. (2) several judicial cases against the Ahrar and sponsors of the anti-Ahmadiya movement originated and (3) the Ahrar run an institution, called Jami' Rashidia which was the main centre of their religio-political activities. The five leading Ahrar in this district were Mufti Zia-ul-Hasan, a nephew of the Ahrar leader Maulvi Habib-ur-Rahman of Ludhiana, who has settled in Montgomery, Maulvi Habib Ullah, Maulvi Lutfullah and Maulvi Abdullah who are brothers and founders of Jami' Rashidia at Montgomery, and Maulvi Bashir Ahmad Rizwani who has settled in Okara.

The story of the events that preceded or occurred during the disturbances here is to be found in an exhaustive written statement compiled by Mr. Haq Nawaz, Superintendent of Police, and is the same as elsewhere, namely, counter speeches by the

Orders of the Provincial Government to arrest Maulvi Lutfullah and Habib Ullah were received on 27th February. The latter was already undergoing a sentence of imprisonment for contempt under an order of the High Court. The District authorities intended to make more arrests and obtained the Government's permission to arrest Mufti Zia-ul-Hasan and M. Abdullah I and M. Abdullah II. On 2nd March instructions were received from the A. D. I. G. that volunteers proceeding to Karachi were not to be arrested.

"11. Mufti Zia-ul-Hasan, a notorious Ahrar worker of Montgomery, who is a cousin of Habib-ur-Rahman of Ludhiana, filed a complaint in the A.D.M.'s Court on 30th March 1952 at Montgomery against Mirza Mahmud Ahmad, the head of the Ahmadiya sect, Roshan Din Tanvir, the editor of the daily 'Alfazl' and Masood Ahmad, the printer and publisher of the 'Alfazl', for having published in the 'Alfazl' of the 15th of July 1952, an article headed '*Khooni Mulla ke akhri din,*' under sections 302/115/505, P.P.C. The case is proceeding in Court. Six prosecution witnesses have been examined so far and the last hearing of the case came off on the 8th of October 1952.

LATEST UPDATES Jamiat Ulama-I-Hind http://www.jamiatulamaihind.org/history-founder/

HISTORY & FOUNDER

Jamiat Ulema-I-Hind is one of the leading Islamic organizations in India. It was founded in 1919 by Sheikh ul Hind Maulana Mehmood Hasan, Maulana Syed Hussain Ahmad Madani, Maulana Ahmed Saeed Dehlvi, Mufti Kifayatullah Dehlavi, Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi, Maulana Ahmad Ali Lahori, Maulana Bashir Ahmad Bhatta, Maulana Syed Gul Badsha, Maulana Hifzur Rehman Seoharvi and Maulana Abdul Bari Firangi Mehli. Jamiat Ulema-e-Hind strongly opposed the creation of a separate Muslim state of Pakistan.

The Jamiat has an organizational network which is spread all over India. They also have an Urdu daily Al-Jamiyat. The Jamiat has propounded a theological basis for its nationalistic philosophy. Their thesis is that Muslims and non-Muslims have entered upon a mutual contract in India since independence, to establish a secular state. The Constitution of India represents this contract. This is known in Urdu as a mu'ahadah. Accordingly as the Muslim community's elected representatives supported and swore allegiance to this mu'ahadah so it is the duty of Indian Muslims is to keep loyalty to the Constitution. This mu'ahadah is similar to a previous similar contract signed between the Muslims and the Jews in Medina.

Currently the Jamiat-Ulema-e-Hind is split into two factions. In 2008 the interim President Maulana Arshad Madani took steps to constitute a new executive council to replace the old one. This triggered a reaction following which a faction led by Maulana Mahmood Madani, prominent in the old council, removed Maulana Arshad Madani as interim President by initiating a no-confidence motion against him. Maulana Arshad Madani's group claims that the no-confidence motion is itself null and void, as the executive council in question had already been dissolved and a new council constituted, while the other group claims that the constitution of the new council was without legal basis. Both sides claim that the sequence of events was such that favours their cause.

This organization has been described as conservative as it opposes birth control and sterilization.

REPORT of THE COURT OF INQUIRY constituted under PUNJAB ACT II OF 1954 to enquire into the PUNJAB DISTURBANCES OF 1953

Justice Munir Commission-Ahmadis 1954

MONTGOMERY

Montgomery is an important Ahrar centre because here (1) many Ahrar have settled. (2) several judicial cases against the Ahrar and sponsors of the anti-Ahmadiya movement originated and (3) the Ahrar run an institution, called Jami' Rashidia which was the main centre of their religio-political activities. The five leading Ahrar in this district were Mufti Zia-ul-Hasan, a nephew of the Ahrar leader Maulvi Habib-ur-Rahman of Ludhiana, who has settled in Montgomery, Maulvi Habib Ullah, Maulvi Lutfullah and Maulvi Abdullah who are brothers and founders of Jami' Rashidia at Montgomery, and Maulvi Bashir Ahmad Rizwani who has settled in Okara.

The story of the events that preceded or occurred during the disturbances here is to be found in an exhaustive written statement compiled by Mr. Haq Nawaz, Superintendent of Police, and is the same as elsewhere, namely, counter speeches by the

REPORT OF THE COURT OF INQUIRY CONSTITUTED UNDER PUNJAB ACT II OF 1954 TO ENQUIRE INTO THE PUNJAB DISTURBANCES OF 1953

Orders of the Provincial Government to arrest Maulvi Lutfullah and Habib Ullah were received on 27th February. The latter was already undergoing a sentence of imprisonment for contempt under an order of the High Court. The District authorities intended to make more arrests and obtained the Government's permission to arrest Mufti Zia-ul-Hasan and M. Abdullah I and M. Abdullah II. On 2nd March instructions were received from the A. D. I. G. that volunteers proceeding to Karachi were not to be arrested.

"11. Mufti Zia-ul-Hasan, a notorious Ahrar worker of Montgomery, who is a cousin of Habib-ur-Rahman of Ludhiana, filed a complaint in the A.D.M.'s Court on 30th March 1952 at Montgomery against Mirza Mahmud Ahmad, the head of the Ahmadiya sect, Roshan Din Tanvir, the editor of the daily 'Alfazl' and Masood Ahmad, the printer and publisher of the 'Alfazl', for having published in the 'Alfazl' of the 15th of July 1952, an article headed '*Khooni Mulla ke akhri din*,' under sections 302/115/505, P.P.C. The case is proceeding in Court. Six prosecution witnesses have been examined so far and the last hearing of the case came off on the 8th of October 1952.

EDITED BY
JAWAD SYED, EDWINA PIO,
TAHIR KAMRAN AND ABBAS ZAIDI

Deobandis and Politics

In the aftermath of the Sepoy Mutiny in 1857, the Deobandi ulema pragmatically acquiesced in the face of British colonialism and power. They focused instead on religious education and on training religious leaders to serve the Muslim community. When the Indian nationalist movement spread after the First World War, a large group of Deobandi scholars formed the political party the JUH in 1919. Later they supported the anti-colonial nationalist movement and opposed the creation of Pakistan. These scholars included Abdul Mohasim Sajjad, Hussain Ahmed Madani, Ahmed Saeed Dehlvi and Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi.[19]

In essence, these Deobandi scholars agreed with Gandhi and the Indian National Congress in opposing British rule and in demanding independence. They advocated a notion of Indian nationalism in which Hindus and Muslims constituted a single nation united in the struggle against the British.[20] The Jamiat view is that Muslims and non-Muslims have entered a mutual contract in India since independence to establish a secular state. Thus Indian Deobandi teachers, religious leaders and politicians were actively committed to a secular, democratic polity. The leadership of the Deobandi activists was especially committed to preserving "minority cultural rights" in such matters as India's constitutional guarantee to each religious tradition to follow separate family law. Their primary focus was religious education.[21] This stance is, however, in contrast with the sectarian role played by the Darul Uloom Deoband during Sunni–Shia riots in Lucknow in 1930, and also in view of numerous anti-Barelvi, anti-Shia and anti-Ahmadi fatwas by top Deobandi clerics of that era.

At the time of independence, most Deobandis, including the JUH, opposed the Partition of India and saw the creation of Pakistan as a Western plot to weaken the newly created Indian state. Foremost among the politically active figures was Mawlana Husain Ahmad Madani, who engaged in a public exchange with Muhammad Iqbal over the priority of territorial rather than religious identity for statehood.[22] In this context of suspicion and discrimination, Muslim Indian leaders, including Deobandis, intensified their stance as committed participants in India's particular style of a secular, democratic state. Indeed, some have argued that given the strength of both explicit and "soft" Hindu nationalism, or "Hindutva", it is India's Muslims who are most ardently keeping alive the ideals of the country's founding "Nehruvian secularism", committed to the Constitution and to legal processes, as their best hope of flourishing as equal citizens.[23]

Partition in 1947 caused a few Deobandi scholars to migrate to Pakistan. Some of them supported Muhammad Ali Jinnah's Muslim League and his vision of a separate Muslim political entity. Led by Shabbir Ahmad Usmani (1887–1949), these scholars formed the JUI in 1945 in Calcutta. Other figures in the movement included Mufti Muhammad Shafi, Ihtishamul Ḥaqq Thanvi and Abdulḥamid Bada'uni (d. 1969). In contrast to the JUH's pro-secular stance in alliance with the Indian National Congress, the JUI actively campaigned for the implementation of Islamic sharia law in Pakistan. In both countries, a section of Deobandis pragamatically aligned with the ruling party—that is, with the Indian National Congress in India and with the Muslim League in Pakistan. Thus they adopted a pro-secular or pro-Islamist stance in response to the changing sociopolitical landscape. However, in both countries they continued to maintain close links with the Saudis.

మౌలానా హబీబురహ్మాన్ లుధియాన్వి (1892-1956)

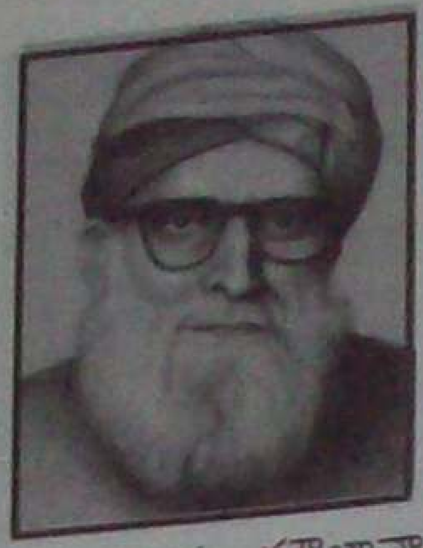

'ప్రమాదంలో ఇస్లాం' నినాదం వెనుక గల రాజకీయాలను బహిర్గతం చేస్తూ ప్రజా చైతన్యానికి అంకితమైన మౌలానా హబీబురహ్మాన్ లుధియాన్వి 1892 జూలై 3న పంజాబ్ రాష్ట్రం లూధియానాలో జన్మించారు. మౌలానా అబ్దుల్ అజీజ్ కుమార్తె బీబి షఫాతున్నీసాను ఆయన వివాహమాడారు. ఆమె కూడా మౌలానాతోపాటు భారత జాతీయోద్యమంలో చురుగ్గా పాల్గొన్నారు. భారత జాతీయ కాంగ్రెస్ సభ్యత్వం స్వీకరించి ఖిలాఫత్ ఉద్యమంతో జాతీయోద్యమంలో ప్రవేశించారు. 1921 డిసెంబరు 1న ఆంగ్ల ప్రభుత్వానికి వ్యతిరేకంగా తిరగబడమని చేసిన ప్రసంగం పట్ల ఆగ్రహించిన ప్రభుత్వం ఆయనను తొలిసారిగా అరెస్టు చేసింది. ఆ తరువాత మొత్తం పద్నాలుగు సంవత్సరాలు పాటు మౌలానా హబీబురహ్మాన్ వివిధ జైళ్ళలో కారాగారవాస శిక్షలను అనుభవించారు, పలుమార్లు నిర్బంధాలకు గురయ్యారు. మౌలానా లుధియాన్వి బిడ్డలు, అన్నదమ్ములు కూడా ఆంగ్లేయ ప్రభుత్వానికి వ్యతిరేకంగా జాతీయోద్యమంలో పాల్గొని దుర్భర జైలు జీవితాన్ని చవిచూశారు. ఆయన భార్య షఫాతున్నిసా బీబి పోలీసుల దాడులను, దాష్టికాలను అనుభవిస్తూ కూడా భర్త ఆలోచనలు, ఆచరణకు ఆలంబనగా నిలిచారు. *JAMIAT-UL-ULAMA* సంస్థలలో ప్రముఖ పాత్ర వహించిన ఆయన మౌలానా అబుల్ కలాం ఆజాద్ సలహా మేరకు 1920లో *MAJLIS-E-AHRAR* (The Society of Freemen) ఏర్పర్చారు. ప్రముఖ విప్లవకారుడు భగత్ సింగ్ అసెంబ్లీలో బాంబులు విసిరాక, ఆంగ్ల ప్రభుత్వం దమనకాండకు భయపడి ఆయన కుటుంబానికి ఆశ్రయం కల్పించేందుకు ఎవ్వరూ ముందుకు రాని భయానక వాతావరణంలో భగత్ సింగ్ కుటుంబీకులకు నెల రోజులపాటు మౌలానా తన ఇంట ఆశ్రయం కల్పించారు. 1931లో మూడు వందల మంది ఆంగ్ల ప్రభుత్వ పోలీసు అధికారులు, పోలీసుల సమక్షంలో నిర్భయంగా లుధియానలోని *Shahi Jama Masjid* వద్ద భారత జాతీయ కాంగ్రెస్ పతాకావిష్కరణ గావించి మౌలానా హబీబురహ్మాన్ లుధియాన్వి అరెస్టయ్యారు. మతం ఆధారంగా ప్రజల విభజన లక్ష్యంగా చేసుకుని లుధియానా రైల్వే స్టేషన్‌లో 'హిందూ వాటర్' 'ముస్లిం వాటర్' అంటూ రెండు వేర్వేరుగా నీటి కుండలను ఆంగ్ల అధికారులు ఏర్పాటు చేశారు. ఆ దుశ్చర్యను తీవ్రగా నిరసిస్తూ వందలాది హిందూ- ముస్లిం-సిక్కు సోదరులను కలుపుకుని మౌలానా హబీబుర్రహ్మాన్ లుధియాన్వి స్వయంగా అధికారుల ఏర్పాటు చేసిన ఆ వేర్వేరు నీటి కుండలను పగులగొట్టి అరెస్టుకు గురయ్యారు. 1947 విభజన వలన ఏర్పడిన విద్వేష వాతావరణంలో స్వస్థలం లుధియానా వదలి ఢిల్లీలోని శరణార్థుల శిబిరంలో మౌలానా కుటుంబం గడపాల్సి రావడంతో మౌలానా దంపతులు విచలితులయ్యారు. లూధియాన విడిచి పాకిస్తాన్ వెళ్ళి పోవాల్సిందిగా సన్నిహితులు సలహా ఇచ్చినా అందుకు ఏమాత్రం అంగీకరించని మౌలానా దంపతులు పలు చేదు అనుభవాలను చవిచూచారు. చివరివరకు స్వేచ్చా-స్వాతంత్ర్యాల కోసం నిబద్ధతతో కృషిసల్పిన మౌలానా హబీబుర్రహ్మాన్ లుధియాన్వి 1956 సెప్టెంబర్ రెండున కన్నుమూశారు. ◆

MOULANA HABIB-UR-REHAMAN LUDHIANVI (1892-1956)

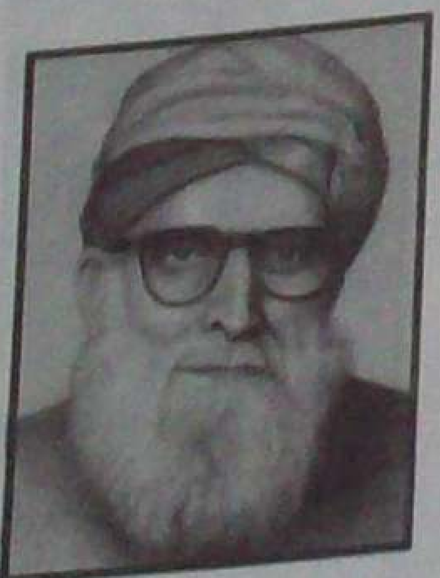

Moulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi, who exposed the selfish motives hidden behind the 'Islam in Danger' slogan was born on 3 July, 1892 at Ludhiana in Punjab. He got married to Bibi Shafatunnisa, daughter of Moulana Abdul Aziz. He joined the Indian National Congress and entered into the Khilafat and Non Cooperation Movement. He was arrested for the first time on 1 December, 1921 for his inspiring speech appealing to the people to revolt against the British Government. Since then, he faced imprisonment several times and spent nearly 14 years in in different jails of the country. His kith and kin also suffered imprisonment, as they too participated in the Indian National Movement. His wife Shafatunnisa Bibi, who is also a freedom fighter, supported him inspite of the cruel repression unleashed by the British police on her family. Ludhianvi, who played a vital role in the Jamait-ul-Ulama-e-Hind, started *Majlis-e-Ahrar* (The Society of Freemen) in 1920 on the advice of Moulana Abul Kalam Azad. After Bhagat Singh hurled bombs in the central assembly, nobody came forward to give shelter to his family members fearing repression from British. Moulana Ludhianvi came forward to provide shelter to the family members of Bhagat Singh for about a month. He unfurled the Indian Flag in the presence of about three hundred British officials and police near Shahi Jama Masjid in 1931, for which act he was arrested. When the British officials arranged separate water pots for Hindus and Muslims at Ludhiana railway station, he got them broken with the help of Hindu, Muslim and Sikh activists for which he was Jailed. When the Nation was divided in 1947, he left Ludhiana on the advice of his friends, because of the hostile environment and took shelter in refugee camps at Delhi. This caused serious mental trauma in the Ludhianvi couple. Though they were advised to leave for Pakistan, they rejected the advice and stayed back in their native place Ludhiana, and they faced bitter experiences. Moulana Habib-ur-Rehman Ludhianvi, who was committed to the cause of Freedom and Independence of the people till his last moment, passed away on 2 September, 1956.◆

05/10/2014

ముఫ్తి మొహమ్మద్ నయీమ్ లుథియాన్వి (1888-1971)

'ఆంగ్ల వలస పాలకులకు వ్యతిరేకంగా వంశ పారంపర్యంగా పోరాటాలు చేస్తున్న మేము జన్మతః స్వాతంత్ర్య సమర యోధుల' మని సగర్వంగా ప్రకటించిన మఫ్తి మొహమ్మద్ నయీమ్ లుథియాన్వి పంజాబ్‌లోని లుధియానలో 1888లో జన్మించారు. ఆయన తాత మౌలానా అబ్దుల్ ఖాదిర్ లుథియాన్వి 1857 నాటి పోరాటయోధులు. ఆయన తండ్రి మౌలానా అబ్దుల్లా 1888లో ఆంగ్లేయులకు వ్యతిరేకంగా పోరాడటం ముస్లింల విధిగా పేర్కొంటూ చారిత్రాత్మక 'నుస్రత్-ఉల్-అబ్రార్' ఫత్వాను జారీచేసిన సాహసి. మొహమ్మద్ నయీమ్ లుథియాన్వి పద్నాలుగు ఏండ్ల వయస్సులో ఉన్నత ధార్మిక విద్యను అభ్యసించడానికి దేవ్‌బంద్‌లోని దారుల్ ఉలూంలో వెళ్ళారు. ప్రముఖ స్వాతంత్ర్య సమరయోధులు, దారుల్ ఉలూం ప్రధానాచార్యులు మౌలానా ముహమ్మద్ హసన్‌కు ఆయన ప్రియ శిష్యులయ్యారు. దారుల్ ఉలూంలో విద్యాగరిపిన తరువాత అజాంఘర్‌లోని కళాశాల ప్రధానాచార్యులుగా ఆరు సంవత్సరాలు పనిచేశారు. ఆంగ్లేయులతో సాయుధపోరాటానికి సిద్దపడి ఆయన గురువు మౌలానా ముహమ్మద్ హసన్ రూపొందించిన ఫథకం అమలులో భాగస్వాములయ్యేందుకు ఆయన ముందుకు వచ్చారు. ఆ పథకంలో భాగంగా మౌలానా హసన్ ఆదేశాల మేరకు పెషావర్ వెడుతుండగా మార్గమధ్యంలో ఆంగ్ల పోలీసుల నిర్బంధానికి గురయ్యారు. ఆంగ్లేయుల చెరలో మూడు సంవత్సరాలు గడిపారు. జాతీయోద్యమంలో బృహత్తర పాత్ర నిర్వహించిన జమాత్-ఉలమా-యే-హింద్ ఉపాధ్యక్షులుగా, జమాయత్-ఉలమా-యే-హింద్ పంజాబ్ శాఖ అధ్యక్షులుగా ఆయన బాధ్యతలు నిర్వహించారు. జన్మతః తాను భారత జాతీయ కాంగ్రెస్ సభ్యుడనని ప్రకటించుకున్న ఆయన 29 ఏండ్ల పాటు వరుసగా లుధియాన జిల్లా కాంగ్రెస్ కమిటి అధ్యక్షునిగా బాధ్యతలు నిర్వహించారు. 1930లో పెషావర్‌లోని ఖిస్సాఖాని బజార్‌లో 'ఖుదా-యే-ఖిద్మత్‌గార్' కార్యకర్తల మీద ఆంగ్ల ప్రభుత్వ పోలీసులు సాగించిన దారుణ మారణకాండ మీద మౌలానా అజాద్‌తో కలసి విచారణ జరిపి ఆంగ్ల ప్రభుత్వ రక్కసి చేష్టలను బట్టబయలు చేస్తూ నివేదికను తయారు చేసి ప్రజలకు అందించారు. 1930లో అమ్రోహాలో జరిగిన జమాయత్-ఉలమా-యే-హింద్ సమావేశంలో 'సంపూర్ణ స్వరాజ్యం' తీర్మానాన్ని మఫ్తి మొహమ్మద్ నయీమ్ స్వయంగా ప్రవేశ పెట్టారు. భారత జాతీయ కాంగ్రెస్ నాయకునిగా, జమాయత్-ఉలమా-యే-హింద్ నేతగా ఆంగ్ల ప్రభుత్వానికి వ్యతిరేకంగా ఉద్యమించిన కారణంగా మొత్తం మీద ఏడు సంవత్సరాల పాటు జైలు జీవితం గడిపారు. భారత విభజనను ఆయన వ్యతిరేకించారు. భారత విభజన సరిగినప్పటికి పాకిస్తాన్ 'ఇస్లామిక్ స్టేట్' కాజాలదని ఆయన ప్రకటించారు. నేను భారతీయుడ్ని, నేను ముస్లింను ఈ రెండింటిలో ఒకటి నా విశ్వాసానికి చిహ్నం కాగా మరొకటి నా ఉనికికి ప్రతిరూపం అని విస్పష్టంగా ప్రకటించిన ఆయన 1947 విభజన తరువాత పాకిస్తాన్ వెళ్ళారు. ప్రజలకు ఆధ్యాత్మిక మార్గదర్శకం చేస్తూ గడిపిన ముఫ్తి మొహమ్మద్ నయీమ్ లుథియాన్వి 1971లో కన్నుమూశారు. ◆

MUFTI MOHAMMAD NAEEM LUDHIYANVI (1888-1971)

Mufti Mohammad Naeem Ludhiyanvi, who very much proudly declared the "we are freedom fighters by birth because we have been fighting against the British since generations", was born in 1888 in Ludhiyana in Punjab state of India. Maulana Muhammad Abdullah Ludihanavi was his father and Moulana Abdul Khadir Ludhiyanvi was his grand father. Abdul Khadir was a freedom fighter in 1857. Naeem's father was the person who passed a fatwah called *'Nusrath-Ul-Abrar'* along with number of others Ulema. It meant that fighting against the British was the fundamental right of every Muslim. Mufti Mohammad Naeem went to Darul Uloom in Deoband for his religious education. There he became a follower and favourite student of freedom fighter Maulana Mohammad Hasan. He was greatly inspired by Hasan. After his education Naeem worked as a principal for six years and then he decided to fight against the British. He was arrested while he was going to peshawar in obidence to the intructions of his teacher. He was in the jail for three years. He played a major role in the national movement as a vice president of *Jamiath-Ulema-e-Hind* and president of its Panjab branch. He declared himself as an Indian by birth. He worked as a president of Ludhiyana district congress committee contineously for a period 29 years. In 1930, British police opend fire on activists of Khudha-e-Khidmathghar and killed many of them. He prepaaared a report on this brutal incident and submitted to the people along with Moulana Abul Kalam Azad. He introduced complete independence proposal in Jamiath-Ulema-e-Hind conference at Amroha in 1930. He spent seven years in jail for participating in national movement as a leader of Indian National Congress and *Jamiath-Ulema-e-Hind*. He opposed the division of India He said that Pakistan will never be an Islamic state and "I am an Indian, I am a Muslim. In these two, one is for my belief, and another is for my existence. These are the symbols of mine." He went to Pakistan after Independece in 1947. Mufti Mohammad Naeem Ludhiyanvi spent his remaining life giving spritual speeches to the people and died in 1971.◆

05/10/2014

చరితార్థులు
(1757 నుండి 1947 వరకు బ్రిటీష్ వ్యతిరేకపోరాటాలలో పాల్గొన్న భారత ఉపఖండం లోని ముస్లిం యోధుల చిత్రపటాలు)
IMMORTALS
(Portraits of the Muslim Heroes of Indian Subcontinent, Who fought against the British from 1757 to 1947)
సయ్యద్ నశీర్ అహమ్మద్
SYED NASEER AHAMED
చరితార్థులు
AHP
IMMORTALS
AHP
AZAD HOUSE OF PUBLICATIONS
3 - 506, APNAGHAR, UNDAVALLI CENTRE-522 501,
TADEPALLI MANDALAM, GUNTUR Dist., ANDHRAPRADESH.
Cell: 94402 41727, E-mail: naseerahamedsyed@gmail.com

K. M. Munshi

Munshi in his early sixties.

Born	30 December 1887 Broach, Bombay Presidency, British India
Died	8 February 1971 (aged 83) Bombay, India
Occupation	Freedom fighter, Politician, Lawyer, Writer
Known for	Founder of Bharatiya Vidya Bhavan (1938) Home Minister of Bombay State (1937-40) Agent-General of India in Hyderabad State (1948) Member of the Constituent Assembly of India Member of Parliament Minister for Agriculture & Food (1952-53) Governor of Uttar Pradesh (1952-57)
Political party	Swaraj Party, Indian National Congress, Swatantra Party, Jan

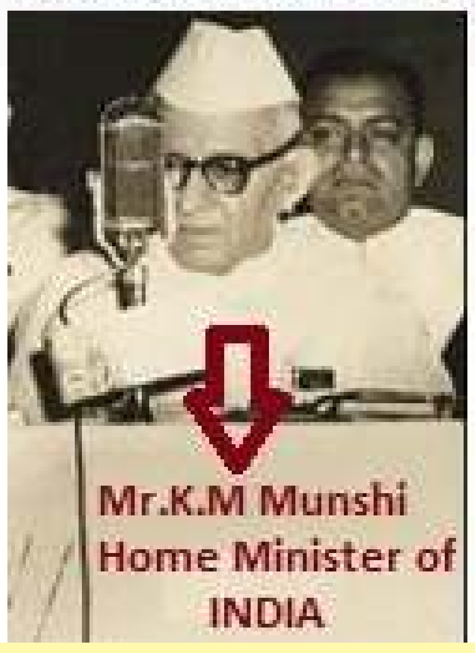

Mr.K.M.Munshi (Freedom fighter, Politician, Lawyer, Writer)

Founder of Bharatiya Vidya Bhavan (1938)

Home Minister of Bombay State (1937-40)

Member of the Constituent Assembly of India, Member of Parliament

Minister for Agriculture & Food (1952-53)

Governor of Uttar Pradesh (1952-57)

A Nationalist Muslim

AT Ludhiana I spent the day with Mufti Moulvi Mahomed Naeem, a learned Muslim divine, a member of the Working Committee of the Jamiat-Ul-Ulema-in-Hind.

He is a man past middle age, self-possessed, shrewd, with a keen sense of humour. Deep read and widely informed, he speaks Urdu—somewhat difficult for me to follow—with that musical cadence which long chanting of beautiful words gives to religious men. With a twinkle, humorous no doubt, but which measures your depth with uncanny insight, the Mufti Saheb is sure of himself, his views and his ideals.

It was a treat to have spent the day with him.

As President of the District Congress Committee, he started the first function of the day with flag salutation. In a neat little speech he referred to the greatness of the Congress, the leadership of Mahatma Gandhi and the needs of

86

91

And as I bade him goodbye on the station, God alone knows how ardently I wished that there were more Muslims of Mufti Saheb's type in this country.

For long I pondered over the race of men which had produced Hakim Ajmal Khan, Dr. Ansari, Maulana Abul Kalam Azad, Khan Abdul Gaffar Khan, Dr. Khan Saheb and Mufti Saheb, over the India of pre-British days when Hindus and Muslims combined to resist the British penetration into the country.

And, if this race of men could re-acquire their hold over the Muslim masses in India, what wonders India would not perform!

An article in his book by Mr.K.M.Munshi (Former Governor of Uttar Pradesh) about Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (r.a) Former Vice-President Jamiat Ulama e Hind

Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan

Mohammed Anwer Hussain

The tragic incidence Khwani bazar of Peshawar and the *Jamiat Ulama-e-Hind*

During the freedom struggle in 1930 there was a firing in the Kissa Khwani Bazar of Peshawar where thousands of brave Pathans were killed and thousands were severely tortured. The Congress appointed the Azad inquiry commision to inquire into the killings. The members of *Jamiat Ulama-e-Hind* Mufti Kifayatullah and Mufti Naeem were the members of the inquiry committee. The British Government. did not permit the members of the inquiry committee to go to Peshawar and conduct the inquiry. However, the inquiry was conducted from Rawalpindi. When the report of inquiry commision was published the British Government. was outraged and banned the report.

It is interesting to note that when the bloody massacre of Kissa Khawani Bazar took place all the Muslim leaders except *Jamiat Ulama-e-Hind* were siding with the British Government.

Civil disobedience movement and the role of *Jamiat Ulama-e-Hind*

Ulama Freedom Struggle and Concept of Pakistan

Mohammed Anwer Hussain

Shah Abdul Aziz (1746-1824) the illustrious son of Shah Waliullah Dehlawi (1703-62) issued the famous *Fatwa* in 1803 declaring that India had ceased to be a Darul Islam. This *Fatwa* from religion-politico point of view was a landmark in the history of India in general and in that Muslim of India in particular. It amounted to a call to religious conscientious Muslims to mobilize them in the absence of a powerful Muslim rular, under whose popular leadership they would rise in defense of foreign power.

The tragic incidence Khwani bazar of Peshawar and the *Jamiat Ulama-e-Hind*

During the freedom struggle in 1930 there was a firing in the Kissa Khwani Bazar of Peshawar where thousands of brave Pathans were killed and thousands were severely tortured. The Congress appointed the Azad inquiry commision to inquire into the killings. The members of *Jamiat Ulama-e-Hind* Mufti Kifayatullah and Mufti Naeem were the members of the inquiry committee. The British Government. did not permit the members of the inquiry committee to go to Peshawar and conduct the inquiry. However, the inquiry was conducted from Rawalpindi. When the report of inquiry commision was published the British Government. was outraged and banned the report.

It is interesting to note that when the bloody massacre of Kissa Khawani Bazar took place all the Muslim leaders except *Jamiat Ulama-e-Hind* were siding with the British Government.

Evolution and Impact of 'Deobandi' Islam in the Punjab

Tahir Kamran•
Fellow of University of Cambridge

Apart from Lahore, Ludhiana and Jullundur were the two districts where Deobandi Islam found conducive environ. Ulema from Ludhiana, particularly Maulana Muhammad and Maulana Muhammad Abdullah[53] came to the spotlight when they took the lead in denouncing Mirza Ghulam Ahmed, the founder of *Qadiani* sect, as *Kafir*.[54] After graduating from Deoband, Maulana Muhammad Abdullah came to Ludhiana and started teaching at famous *Madrasa Azizia*. Later on, he shifted to *Madrasa Allah Walla* along with his son Mufti Naeem Ludhianvi (1890-1970), and remained engaged in teaching *hadith*. However, Abdullah's lasting contribution was the establishment of *Madrasa Darul Ulum Naumania*. Habib ur Rehman Ludhianvi was the most renowned of all Deobandi *Ulma* from Ludhiana. He was Deoband graduate and favourite student of Habib ur Rehman Usmani and Anwar Shah Kashmiri. In 1919, he entered in politics and began addressing public meetings along with Shabbir Ahmed Usmani (1885-1949) when Khilafat Movement had just commenced. He remained very active in the politics through out his life. He also was one of the chief protagonists of Majlis-i-Ahrar. In the annals of Ahrar movement, he is remembered as *Rais ul Ahrar* (Leader of Ahrar). Astoundingly, Habib ur Rehman stayed back in Ludhiana instead of migrating to Pakistan. His sons still live in East Punjab and are engaged in *Tabligh* (preaching).

[56] Maulana Rashid Ahmed Ludhianvi (b.1922) rose to prominence as an *Alim* and jurist.

Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (ra) and Freedom Struggle of INDIA

By: M. Mufti

حضرت مولانا مفتی
کفایت اللہ دہلوی رح
صدر جمعیت علماء ہند

(1875-1952)
Mufti Kifayatullah Dehlavi (ra)
President Jamiat Ulama e Hind

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم لدھیانوی رح
نائب صدر جمعیت علمائے ہند　شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن

(1888 - 1971)
Mufti Muhammad Naeem Ludhianvi (ra)
Vice President Jamiat Ulama e Hind

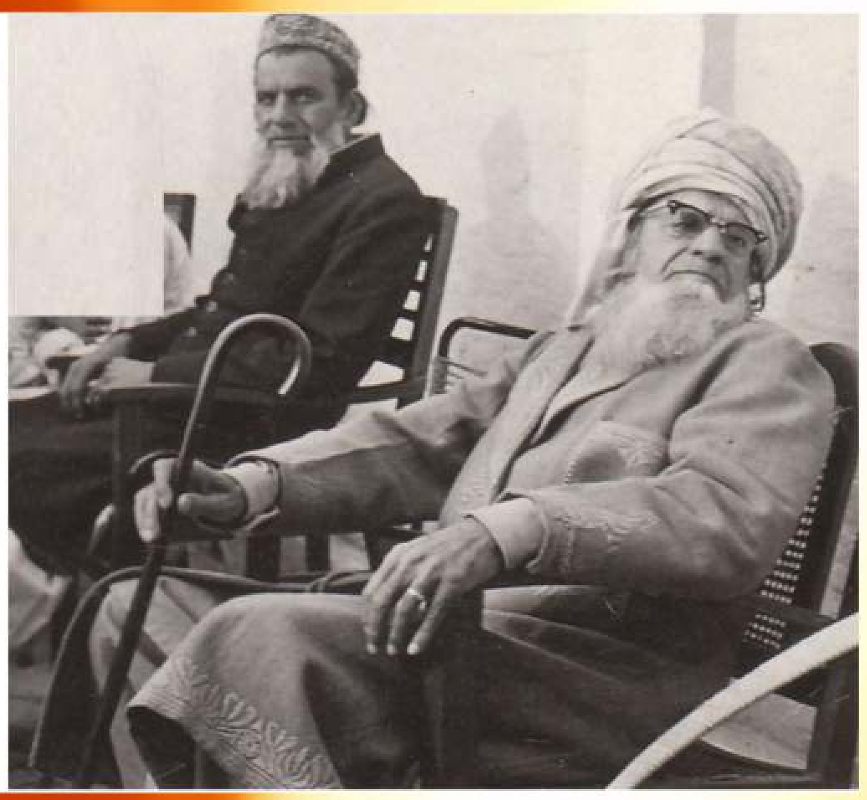

Mufti Muhammad
Naeem Ludhianvi (r.a)
1888 - 1971

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم لدھیانوی رح
نائب صدر جمعیت علمائے ہند　شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن

Vice-President Jamiat Ulama e Hind

شیخ الاسلام حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی رح
صدر جمعیت علماء ہند

President Jamiat Ulama e Hind

Sheikh ul Islam Maulana Syed
Hussain Ahmad Madani (r.a)
1879 - 1957

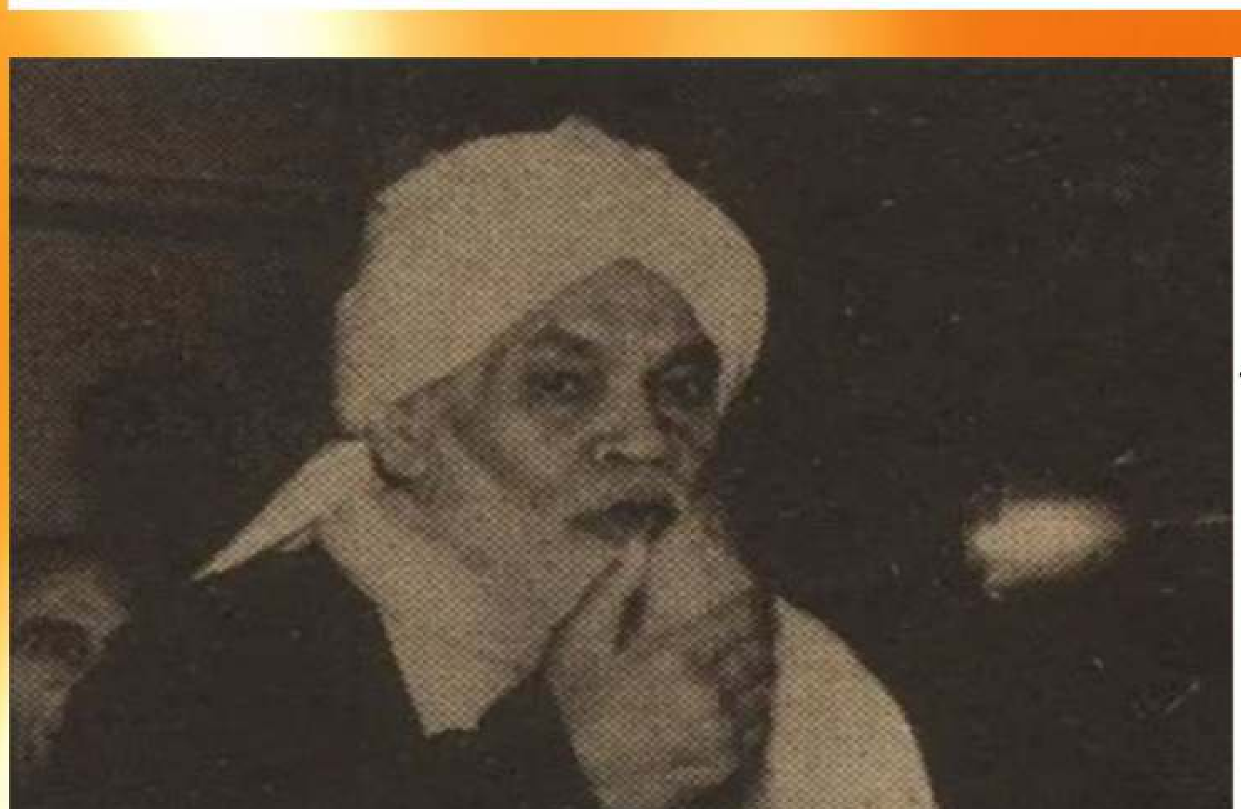

شیخ التفسیر حضرت مولانا
احمد علی لاہوری رح
صدر جمعیت علمائے اسلام پاکستان
صدر جمعیت علمائے ہند پنجاب

Maulana Ahmad
Ali Lahori (r.a)
President Jamiat
Ulama e Hind Punjab
(1887-1962)

Mufti Muhammad
Naeem Ludhianvi (r.a)
Vice-President
Jamiat Ulama e Hind
(1888-1971)

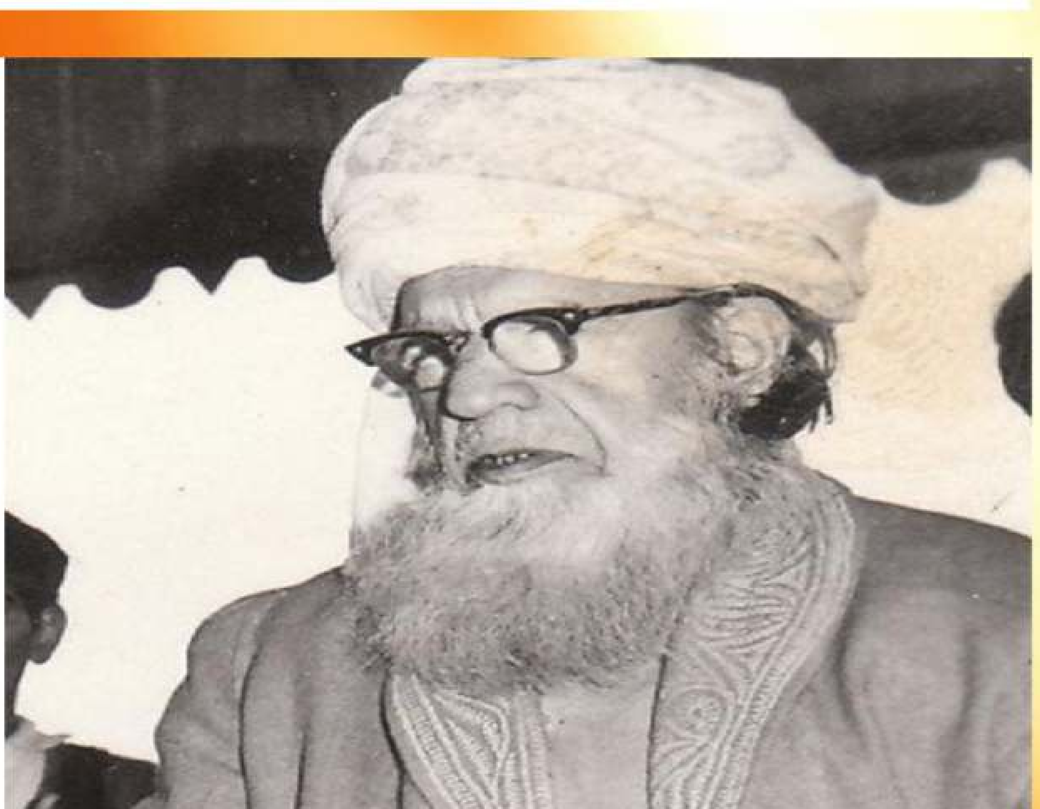

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم لدھیانوی رح
نائب صدر جمعیت علماء ہند
صدر جمعیت علمائے ہند پنجاب